اس واقعہ پر یوں تبصرہ کیا ہے :۔

"مسٹر جناح نے بے حد دانش و تدبیر سے کام لیا کہ مولوی عبدالحامد بدایونی کی اِس قرارداد کو پیش کرنے کی اجازت نہ دی جس کا منشاء یہ تھا کہ احمدیوں کو مسلم لیگ کا ممبر نہ بنایا جائے ہمیں اِس مسئلہ کے متعلق مسٹر جناح کے مسلک کی نسبت کچھ بھی شبہ نہیں ہوا۔ انہوں نے کشمیر کی پریس کانفرنس میں صاف صاف فرمایا تھا کہ فرقوں کی بحث نہ اٹھاؤ ہر مسلمان مسلم لیگ کا ممبر ہو سکتا ہے ..... قرارداد کو رد کرنے کا صاف مطلب یہ ہے کہ مسٹر جناح اس قسم کی تفریق آمیز تجاویز کو ملت کے مقاصد کے لئے نقصان رساں سمجھتے رہے ہیں۔" (انقلاب لاہور ۱۳۔ اگست ۴۴ء)

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ

اللہ تعالیٰ جو انسان پر فضل و احسان کرتا ہے اور نعمتیں اُسے دیتا ہے انہیں کوئی گن نہیں سکتا۔ ناشکرا انسان شائد اسے میرا مبالغہ سمجھے مگر قرآن کریم تو مبالغہ سے پاک ہے۔ وہ خود فرماتا ہے وان تعدوا نعمت اللہ لا تحصوھا ؕ ان الانسان لظلوم کفار (ابراہیم ۱۴۔ ۳۴) جس کا ترجمہ یہ ہے کہ "اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو انہیں گن نہ سکو گے۔ یقیناً انسان (اپنے نفس پر) بڑا ظالم اور بڑا ہی ناشکرگزار ہے۔" اللہ تعالیٰ جو ظاہری نعمتیں دیتا ہے اُنہی کو گننا ناممکن ہے۔ باطنی نعمتیں ان سے بھی بڑھ کر اور لاانتہا ہیں۔ اور ان میں سے سب سے بڑی نعمت وہ رُوح ہے جو اُس نے صرف انسان میں پھونکی ہے اور کسی اور مخلوق کو نہیں دی۔ جب فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہ سٰجدین (سورۃ الحجر ۱۵۔ ۲۹) "یعنے سو جب میں اسے ٹھیک ٹھاک بنالوں اور اپنی رُوح میں سے اس میں پھونکوں تو تم اس کی فرمانبرداری میں گر پڑنا" اور چونکہ فرشتے تمام کائنات کی طاقتوں پر مقرر ہیں اس لئے اُن کی فرمانبرداری تمام کائنات کی فرمانبرداری کے مترادف ہے۔

تو اس رُوح کی وجہ سے انسان نہ صرف زمین میں اللہ تعالیٰ کا خلیفہ بنا بلکہ اسی رُوح کی وجہ سے وہ اخلاق الٰہی اور صفات الٰہی کو اپنے اندر پیدا کر کے اللہ تعالیٰ کا قرب دن بدن حاصل کرتے ہوئے آخر لقاءِ الٰہی سے سرفراز کیا جاتا ہے جو کہ انسان کی زندگی اور اس کی پیدائش کا مقصد ہے۔ اور اسی لئے رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تخلقوا باخلاق اللہ (یعنے اللہ تعالیٰ کے اخلاق اپنے اندر پیدا کرو) اور قرآن کریم خود فرماتا ہے صبغۃ اللہ ۚ ومن احسن من اللہ صبغۃ ۫ ونحن لہ عٰبدون ٥ (البقرۃ ۲۔ ۱۳۸) "اور اللہ کا رنگ اور اللہ سے بہتر کس کا رنگ ہے اور ہم اسی کی فرمانبرداری کرنے والے ہیں۔" اللہ کے رنگ میں رنگین ہونا اُسی کی صفات میں رنگین ہونا ہے۔ اور اللہ کا رنگ اُسی کی فرمانبرداری سے پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ اُس نے جو احکام دیئے ہیں وہ بھی انسان میں اپنی صفات اور خوبیاں پیدا کرنے کے لئے ہیں۔ اگر وہ سُبحان یعنے بے عیب ہے تو انسان کو بھی تقوٰے کے احکام دے کر بے عیب کرنا چاہا ہے اور اگر وہ تمام تعریفوں یعنے اعلیٰ صفات اور خوبیوں کا مالک ہے تو ان کو بھی قرآن حکیم میں بالتفصیل بیان فرما کر انسان کو ترغیب دی ہے کہ وہ بھی انہیں حاصل کرے۔ مثلاً اگر اللہ تعالیٰ میں رحم ہے تو انسان کو بھی بار بار دوسروں پر بلکہ تمام مخلوق پر رحم کرنے کا حکم ہے اسی لئے رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔

ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السمآء

یعنے جو زمین میں ہیں اُن پر تم رحم کرو تو جو آسمان میں ہے (یعنے اللہ تعالیٰ) وہ تم پر رحم کرے گا۔"

(اقتباس از خطبہ جمعہ جناب نصیر احمد فاروقی)

جماعت راولپنڈی کی تعزیتی قرارداد

آج ۱۶-۷-۸۲ کو مسجد مبارک احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شاخ راولپنڈی کا ایک ہنگامی اجلاس بعد از نماز جمعہ زیر صدارت محترم میاں شریف احمد صاحب منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی گئی۔

مکرم میاں فاروق احمد شیخ صاحب نے مورخہ ۱۴-۷-۸۲ نماز تراویح میں یہ افسوسناک خبر سنائی کہ شیخ عزیز احمد صاحب وزیرآبادی وفات پاگئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یہ اجلاس محترم شیخ عزیز احمد صاحب وزیرآباد کی ناگہانی وفات پر اپنے دلی رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہے کہ وہ ہمارے مرحوم بھائی کو اپنی جوارِ رحمت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان پر اپنی رحمتوں کی بارش کرے۔ اور ان کے اعزہ و اقارب کو یہ نقصان عظیم برداشت کرنے اور صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

یہ اجلاس ان کی بیگم صاحبہ، صاحبزادوں، صاحبزادیوں اور اُن کے بھائیوں سے دِلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے اور اُن کے لئے دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کا حامی و ناصر ہو اور اُن کو شیخ صاحب مرحوم کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

شیخ صاحب مرحوم صاف گوئی سے کام لیتے تھے۔ ان کا ظاہر اور باطن ایک تھا۔ اُن کے قول اور فعل میں کوئی فرق نہ تھا۔ اور انہوں نے احمدیت کے ساتھ ہمیشہ گرمجوشی سے ساتھ دیا سلسلہ کے ساتھ انہیں والہانہ عقیدت تھی۔ ان کی زندگی نہ صرف تقوٰی و طہارت اور اخلاص سے معمور تھی بلکہ وہ خدمتِ دین کا بے پایاں جذبہ رکھتے تھے۔ وہ انجمن کے لئے خصوصیت سے ایک سرکردہ رکن کی حیثیت سے ہمیشہ تقویت کا موجب تھے۔ ان کی وفات انجمن اور جماعت کے لئے ایک ناقابلِ تلافی نقصان کا باعث ہے۔

قرار پایا کہ اس کی نقول بیگم صاحبہ عزیز احمد مرحوم، محترم شیخ نثار احمد صاحب، شیخ غلام احمد صاحب، شیخ ممتاز احمد صاحب اور ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح کو برائے اشاعت بھیجی جائیں۔

والسلام

خاکسار خواجہ محمد نصیر اللہ، آنریری سیکرٹری جماعت راولپنڈی

شکرانہ

چند ہفتے پیشتر سیالکوٹ چھاؤنی کے نہایت محترم بھائی مرحوم شیخ عبدالمجید کے بیٹے ڈاکٹر شیخ شاہد حمید کو راولپنڈی سے سیالکوٹ بذریعہ کار آتے ہوئے کھاریاں کے قریب حادثہ پیش آیا۔ جس میں ان کی ایک ٹانگ کو شدید چوٹ آئی۔ ان کی ہمشیرہ طاہرہ پرویز، ایک بھانجی اور کار میں سوار دیگر افراد کو بھی زخم آئے۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ حادثہ کی سنگینی کے باوجود جانیں محفوظ رہیں۔ شکرانہ کے طور پر طاہرہ پرویز نے ۲۰/- روپیہ اور ڈاکٹر شاہد حمید نے ۱۰/- روپیہ عطیہ اشاعت اسلام مرحمت فرمائے ہیں۔ خدا ان نیک بچوں کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ آمین۔

پاک وجود کا علم ہو تک ہے جسکے حضور حاضر ہو کر یہ عظیم الشان فائدہ اٹھا رہا ہوں جس نے نہ صرف یہی نہیں بلکہ دنیا کے سارے مال و متاع سے مجھے مستغنی کر دیا ہے

میں نے یہ باتیں اسلیے نہیں کی ہیں کہ میں تمہیں یہ بتاؤں کہ امام کے ساتھ میرا کیا تعلق ہے انما الاعمال بالنیات میری غرض فقط یہ ہے کہ میں تم لوگوں کو خصوصاً ان دوستوں کو جو مجھپر حسن ظن رکھتے ہیں ان فوائد سے اطلاع دوں جو

مجھے یہاں رہ کر حاصل ہوئے ہیں اور جنھوں نے دنیا کی ساری دولت کو میرے سامنے ہیچ کر دیا ہے۔

تم بھی یہاں رہ کر وہ بات حاصل کریں جو حضرت امام کے آنے کی اصل غرض ہے۔ اس امر کے اظہار سے میری یہ بھی ایک غرض ہے کہ ان لوگوں کو ابتلا سے بچاؤں جو کبھی کبھی بدظنی کر بیٹھتے ہیں کہ ہم دوسروں کو حقیر سمجھکر بلانے پر فاویان کر با ہر نہیں جاتا۔

ہم جو یہاں موجود ہیں دیکھو خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے ہاں اپنے ہی فضل سے مجھے اس راہ کی ہدایت فرمائی ہے کہ الٰہی فیوض و برکات کے حصول کا اصل ذریعہ ایمان باللہ اور تقویٰ ہی ہے

مگر ایمان باللہ اور تقویٰ اللہ کی حقیقت و کیفیت پیدا نہیں ہو سکتی جب تک کہ صادق کی صحبت میں نہ رہے اور مجھے اپنی ذات پر تجربہ کرنے سے اسکی قدر معلوم ہوئی ہے اسلیے میں کھولکر کہتا ہوں کہ اگر چاہتے ہو کہ وہ انوار سماوی اور روحانی برکات حاصل کرو جو روح کے تقاضوں کی انتہا ہیں تو سنو! یہاں آؤ اور صادق کی صحبت میں رہو اور اس سے وہ فیض لو جو وہ لیکر آیا ہے

ایڈیٹر۔ لاریب اگر ہر شخص اس حقیقت کی تہ تک پہونچ جاتا جہاں حکیم الامۃ نے قدم رکھا ہے تو امام الزمان سلمہ الرحمٰن یہ نہ فرماتے

چہ خوش بودے اگر ہر یک زامت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پر از نور یقیں بودے

کہ مرتبہ اور یعنے جو زمین ... ایڈیٹر

جو نورالدین کو اس روشنی کے منارہ پر لے گئی ہے اور وہ نور یقین ہے
خدا کرے ہم سب میں یہ نور پیدا ہو
اور ہمکو اسی راہ پر چلنے کی توفیق دے آمین

غرض
مامورین اللہ اور صادق کی صحبت اور معیت ضروری ہے

یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ کوئی انسان اس قابل نہیں ہوتا کہ وہ اپنی ہی ذات پر بھروسہ کرے اور اپنی تجویزوں اور تدبیروں سے اعلیٰ کامیابی تک پہونچے۔ اور اس امر کی پروا نہ کرے کہ مامور من اللہ اور صادق کی صحبت میں رہنے سے اسے کوئی فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ بیوقوف ہے اپنا دشمن ہے دیکھو خیر القرون میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قرن تھا خدا تعالیٰ کے برکات اور فیوض کی بارش کا وقت تھا۔ لیکن کل عرب و عجم نہیں ساری دنیا میں سے مکہ کو جو ام القریٰ ہے منتخب فرمایا اور سارے مکہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنی ہاشم کو اور پھر عبداللہ اور آمنہ کے بیٹے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جو دنیا کو ان انوار و برکات سے بہرہ ور کرے پھر خیر القرون میں صحابہ نے اور تابعین اور تبع تابعین نے کیسی ترقی کی؟ انھوں نے اپنے سلوک کے منازل کو طے کرنے کے واسطے کیا راہ اختیار کی؟ کیا یہ کہ آپ کا اقرار کر لیا آپکو صادق تسلیم کر لیا اور پھر آپ کے پاس آکر نہ بیٹھے۔ اپنے گھروں میں جا کر اپنے کاروبار میں مصروف ہو کر روپیہ کمانے کی فکر میں ہو گئے۔ اور یہاں نہ رہنے کے لیے دنیا اور اُسکے مخمصوں کا عذر کر دیا؟ سوچو! اور پھر سوچکر بتاؤ۔ میں خود ہی اس سوال کا جواب دیدیتا ہوں صحابہ نے جس قدر ترقیاں کیں جو جو مدارج عالیہ انھوں نے حاصل کیے ان سبکا اصل سبب آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک صحبت اور معیت ہی تھی جس نے اُنکے اندر خدا تعالیٰ کی محبت اور عظمۃ اسدرجہ تک کوٹ کوٹ کر بھر دی تھی کہ جس کے مقابلہ میں انھوں نے وطن آبرو عزۃ راحت دولت آسایش عزیز و اقربا غرض دنیا کی کسی چیز اور کسی تعلق کی پروا نہیں کی اور تلوار اٹھوں نے اپنی جانوں تک کی پروا نہیں کی اپنے خون پانی کی طرح بہا دیے؟ وہ بات جس نے انہیں یہ قوۃ یہ شجاعۃ و استقامت اور ایثار نفس پیدا کر دیا تھا یہی تھی کہ وہ آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہتے اور آپ کے ساتھ تعلق کو اتنا شدید کیا اور ایسے وابستہ ہوئے کہ وہ سکینت اور اطمینان جو خدا کیطرف سے آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتی تھی جسنے آپکا شرح صدر فرمایا اُس تعلق اور محبت کی نالی کے ذریعہ صحابہ کے دلپر بھی اترتی تھی اور ان کے شرح صدر کر کے نور یقین سے بھرنے جاتے تھے۔ باقی آیندہ

حضرۃ فاضل امروہی کی تحریر

انتخاب و
اقتباس از رسالۂ الفرقان

قولہ ملخصاً۔ مرزا خدا بخش صاحب عسل مصفیٰ کو اس کی فکر ہوئی چونکہ مہدی کے لیے ضرور ہے کہ قریشی ہو اور مرزا صاحب مغل ہیں قریشی نہیں کسی ترکیب سے مرزا صاحب کو قریشی بنانا چاہیے۔

اقول۔ ناظرین کو معلوم ہوگا کہ کتاب عسل مصفیٰ تخمیناً ۸۵۰ صفحہ کی کتاب ہے جسمیں صدہا ادلہ شرعیہ عقلیہ سے حضرت اقدس کا مسیح موعود ہونا ثابت کیا گیا ہے کسی مخالف ذی علم کو آجتک یہ جرأت نہیں ہوئی کہ اُسپر حملہ کرے پھر یہ چار ورق کا رسالہ جس کی لیاقت اور علوم ہو چکی کیا حملہ کر سکتا ہے مگر چونکہ یہ بات بہت ہی سچ ہے جو شاعر کہہ گیا ہے کہ

مرد جاہل در سخن باشد دلیر
زانکہ آگہ نیست از بالا و زیر

پس یہ حملہ مقتضائے نادانی و بیخبری مؤلف ہی ہے کہ ایسی ضخیم و مبرہن کتاب پر حملہ کر کر بقول شخصے انگلی کاٹ شہیدوں میں داخل ہو گیا ہے کہ مؤلف رسالہ کیا جانے کہ خصم کے جواب دو قسم کے ہوا کرتے ہیں ایک جواب و استدلال تحقیقی ہوا کرتا ہے اور قسم دوسری جواب و استدلال کی الزامی جواب و استدلال ہوتا ہے جو بموجب مسلمات خصم کا ہے کیا جاتا ہے اس قسم کا استدلال یعنی مسلمات خصم کے قرآن مجید میں بہت کثرۃ سے جابجا واقع ہوا ہے چونکہ ہمارے مخالفین ہمارے الزامی جوابوں پر ہمیشہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ دیکھو انھوں نے عیسیٰ بن مریم کی کیسی تحقیر و توہین کی حضرۃ علی کی کسقدر تحقیر کی ہے و کذا و کذا لہذا ہم ایسے استدلال الزامی کی نظیر قرآن مجید سے لکھتے ہیں

قال اللہ تعالیٰ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأَىٰ كَوْكَبًا قَالَ هَٰذَا رَبِّي فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَا أُحِبُّ الْآفِلِينَ فَلَمَّا رَأَى الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هَٰذَا رَبِّي فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَئِن لَّمْ يَهْدِنِي رَبِّي لَأَكُونَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّينَ فَلَمَّا رَأَى الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هَٰذَا رَبِّي هَٰذَا أَكْبَرُ فَلَمَّا أَفَلَتْ قَالَ يَا قَوْمِ إِنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا تُشْرِكُونَ ۝

ان آیات میں حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ السلام کا وہ مناظرہ مذکور فرمایا گیا ہے جو ان کی قوم ستارہ پرست کے ساتھ واقع ہوا تھا اولاً ما سبق آیات میں اصنام پرستی کا رد فرمایا ہے اور یہاں پر ستاروں کی ربوبیت اور معبودیت کا رد فرماتے ہیں اسطرح پر کہ اول جبکہ اندھیری رات ہو گئی تو زہرہ یا مشتری کہ بہ نسبت اور ستاروں کے بہت روشن ہیں دیکھکر حضرت ابراہیم نے بموجب اعتقاد خصم کے اُسکی ربوبیت کو ارخاء العنان للخصم تسلیم کر لیا کہ ھٰذا ربی لیکن جبکہ یہ ستارے غائب ہو گئے اور ان کا نور جاتا رہا فرمایا کہ ان میں تو نقصان غیبوبت نور بعد الظہور اور زوال ہے یہ تو اس قابل نہیں ہیں کہ انکیطرف میل کیا جاوے چہ جائیکہ الٰہ یا معبود گردانے جاویں یا اپنے حوائج ان کے روبرو پیش کیے جاویں یا ان کو قاضی الحاجات سمجھا جاوے بقول شاعر کہ

غم چیزے رگ جاں را اخبا شد
کہ گاہے باشد و گاہے نباشد

پھر جبکہ ان ستاروں سے زیادہ روشن قمر کو دیکھا کہ طلوع ہو رہا ہے تو پھر اُن کے عقائد کے ساتھ ارخاء العنان للخصم موافقت کر کر وہی قول کیا کہ ھٰذا ربی لیکن جبکہ وہ بھی چھپ گیا اور نور اسکا جاتا رہا تو پھر الزام دیکر ان سے کہا کہ یہ قمر بھی باوجود عظمۃ شان نورانیت کے کیونکر الٰہ قرار دیا جا سکتا ہے کیونکہ الوہیت کے لیے تو ایسی ذات کا ہونا ضروری ہے جس میں عظمت مطلقہ اور کاملہ ہو کہ کسیوقت بھی اُس کے کمال اور عظمۃ میں کبھی نقصان واقع نہ ہو سو ایسی ناقص چیز کو معبود قرار دینا جو کبھی نقصان سے کمال کی طرف اور کبھی کمال سے نقصان کیطرف رجوع کرے ہو بڑی گمراہی ہے پھر جبکہ روز روشن ہوا اور آفتاب کو انتہا درجہ کا روشن دیکھا تو پھر اُن کے ساتھ متفق ہو گئے اور کہنے لگے کہ ھٰذا ربی ھٰذا اکبر اور وہ قوم بھی پرستش آفتاب کی بہ نسبت اور ستاروں کے زیادہ کرتی ہوگی اور شمس کو الٰہ اکبر قرار دے رکھا ہوگا لہذا حضرت ابراہیم نے اس قول میں اپنی قوم کے ساتھ یہانتک موافقت کی کہ شمس کو ایسا عظیم الشان قرار دیا کہ ھٰذہ کی جگہ ھٰذا اکبر فرما دیا اور کبریٰ کی جگہ اکبر ارشاد کیا اگرچہ شمس عرب کے نزدیک مؤنث ہے اسواسطے بازغۃ اور افلت صیغہ مؤنث کے کلام الٰہی میں اُس کے لیے ارشاد فرمائے گئے ہیں لیکن حضرت ابراہیم نے اپنے قول میں وہ لفظی موافقت اپنی قوم کے اُسکو مذکر ہی ذکر کیا کہ ھٰذا ربی ھٰذا اکبر اور دناءت الوثنیت کی بھی اُس کے لیے جائز نہ رکھی پھر جبکہ آفتاب بھی غروب ہو گیا اور اُس کا نور دنیا میں باقی نہ رہا تو فرمانے لگے کہ یہ تو ہرگز ہرگز رب اکبر نہیں ہے اس میں بھی نقص اور دناءت افول کی موجود ہے بلکہ یہ اس لائق بھی نہیں ہے جو اکبر مطلق کے ساتھ کبھی صفت ربوبیت میں شریک بھی کیا جاوے اور فرمایا کہ باوجود ایسے نقص کے اسکی طرف صفت ربوبیت کا بطاہر اسناد کرنا بھی داخل شرک ہے لہذا میں ایسے شرک سے بری ہوں قال یا قوم انی بری مما تشرکون۔

یہاں پر ناظرین انصاف فرماویں کہ اس مناظرہ ابراہیمی میں کون کہہ سکتا ہے کہ حضرت ابراہیم نے ...

حضرت حکیم الامت کے ارشادات

حکیم الامۃ کا وعظ جلسۃ الوداع کی تقریب پر

سلسلہ کے لیے دیکھو گذشتہ اشاعت

ضرورۃ امام

امام کی ضرورت ایک ایسی ضرورۃ ہے کہ اس سے کوئی سلیم الفطرۃ تو انکار نہیں کر سکتا جو انکار کرتا ہے وہ اپنے آپکو کیسا ہی دانشمند ہوشیار اور نیک سمجھتا ہو لیکن میں اسکو سب سے بڑھ کر بیوقوف ناواقف اور خطا کار قرار دونگا کیونکہ وہ بدیہی باتوں سے انکار کرتا ہے۔ درخت کی مثال سے میں بتا چکا ہوں کہ کسطرح ٹہنیوں کو سرسبز و شاداب رہنے اور بار ور ہونے کے لیے درخت کے ساتھ حقیقی پیوند ضروری ہے۔ اپنی نظر کو ذرا اور وسیع کرو اور ریل گاڑی کو دیکھو ایک ٹرین جس میں سٹیم انجن نہ لگا ہو اس میں خواہ کیسی ہی مصفا اور شاندار گاڑیاں لگی ہوئی ہوں لیکن سٹیم انجن کے نہ ہونے کے سبب ان میں کوئی حس و حرکت نہیں ہوگی اور وہ منزل مقصود تک نہ پہنچیں گی۔

حیوانات پر غور کرو۔ مرغی کے بچے اگر الگ کر دیے جاویں تو خواہ انکو کیسی ہی غذا دو لیکن اگر وہ مرغی کے پروں کے نیچے اسکی حرارت سے حصہ نہیں لیتے تو وہ زندہ نہیں رہ سکتے۔ انکو چیلیں اور دوسرے جانور ہی کھا جائیں گے۔

غرض

یہ ہے کہ مادہ نشو و نما پاتا ہے لیکن تعلق کے ساتھ۔ اسی طرح جب دنیا دار قوم میں جب کوئی انجمن یا سوسائٹی بناتی ہیں اور ملکر کوئی کام کرتی ہیں اس وقت باوجودیکہ کثرت رائے پر فیصلہ ہوتا ہے لیکن اسپر بھی انکو اپنا ایک پریذیڈنٹ یا پریسیڈنٹ منتخب کرنا پڑتا ہے جس کا فیصلہ قطعی اور آخری فیصلہ ہوتا ہے جمہوری سلطنتوں کو بھی پریسیڈنٹ کی احتیاج ہوتی ہے باوجودیکہ وہ بڑے آزاد اور آزادی پسند ہوتے ہیں پھر جب عام نظارۂ قدرت اور موجودات میں وحدۃ ارادی کے قائم رہنے کی ضرورۃ ایک عام ضرورۃ سمجھی جاتی ہے اور انسان کی مادی ترقیات کی تہ میں بھی وحدت ارادی کی روح کام کر رہی ہے پھر کیسا بیوقوف ہے وہ انسان جو علوم روحانی امور میں اسکی ضرورۃ نہیں سمجھتا۔

وحدت کا نظارہ

میں نے اس مسئلہ پر گھنٹوں اور پہروں سے نے کر دنوں اور ہفتوں بلکہ مہینوں اور سالوں تک غور کی ہے اور میں سچ کہتا ہوں کہ جس قدر میں اس مضمون پر سوچتا گیا ہوں خاص ذوق اور سرور کے ساتھ اس کی باریک باتیں مجھپر کھلتی گئی ہیں یہانتک کہ اس وحدۃ کے نظارہ میں میں اوپر چڑھتا گیا اور میں نے دیکھا کہ خدا لاشریک خدا کے لیے وحدۃ کا نظارہ ضروری ہے خدا جو تمام اسماء حسنیٰ کا مرکز ہے اگر اسکی صفات پراگندہ ہوتیں تو خدائی ہی نہ چلتی۔ اسیطرح وہ جامع جمیع صفات کاملہ ہستی چاہتی ہے کہ اجزاء متفرقہ کا جو مجموعی طور پر ہیں اتحاد ہو۔

کشش اتصال

یہی وجہ ہے کہ کشش اتصال کا وجود اس نے رکھا ہے جو ذرات متفرقہ کو باہم ملاتی ہے۔ انفرادی حالت میں فیوض و برکات کا نزول نہیں ہوتا بلکہ اسکے لیے بھی توسط کی حاجت ہوتی ہے۔ یہ کشش قابل جوہروں کو اپنی طرف کھینچتی ہے اور انکو ان منافع اور برکات کا وارث ٹھہراتی ہے جو اتحاد سے پیدا ہوتی ہیں۔ جس طرح امور مادی میں میں نے یہ ضرورۃ دکھائی ہے تمامی اور روحانی معاملات میں بھی ایک صاحب کشش امر کی ضرورۃ ہوتی ہے۔ وہ اپنی کشش سے پاک فطرۃ اور سعید روحوں کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور پھر اس تعلق سے جو ان میں پیدا ہوتا ہے اس قوت اور طاقت کو نشو و نما دیتا ہے

فیوض الٰہی کا نزول

جو فیوض الٰہی کے جذب کرنے کا ذریعہ [illegible] ہے۔ [illegible] کہ اعالی [illegible] ت کا سلسلہ [illegible] ہے۔ یہ وہ سلسلہ ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں ان الفاظ میں فرمایا ہے

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ

قالوا ربنا اللہ کی کیفیت

قالوا ربنا اللہ کی حالت اور کیفیت مجرد زبان سے کہنے سے پیدا نہیں ہو سکتی بلکہ ایک کیفیت ہے کہ اسکا ظہور اور ورود نہیں ہوتا جبتک خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندہ کی صحبت میں رہنے کا موقع حاصل نہ ہو اور اسکے ساتھ ہی سچا پیوند اور تعلق قائم نہ ہو۔ یہ مسئلہ چونکہ ایک باریک مسئلہ ہے اسلیے میں نے پہلے عام نظارہ قدرت کی مثالوں سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ وحدۃ ارادی فیوض کا وارث بناتی ہے لیکن یہ بیان کرنا کہ وہ برکات اور فیوض جو خدا تعالیٰ کے ماموروں اور صادقوں کے ساتھ تعلق پیدا کرنے سے ملتے ہیں وہ کسطرح نازل ہوتے ہیں یا ایک کیفیت ہے جسکو بیان کرنا مشکل ہے۔ اسی لیے میں نے بتایا ہے کہ جسطرح مرغی اپنے انڈوں کو پروں کے نیچے لیکر بیٹھتی ہے اور اپنی گرمی پہنچاتی ہے اور اس گرمی سے اس مادہ میں جو انڈوں کے اندر نشو و نما پانیکی قابلیت رکھتا ہے ایک خاص قسم کی حرارت جو زندگی کی روح رکھتی ہے پیدا ہونے لگتی ہے اور معلوم نہیں ہو سکتا کہ وہ روح کدھر سے آئی اور کس وقت۔ اسیطرح جب انسان ایک مامور کے ساتھ سچا تعلق پیدا کرتا ہے تو اندر ہی اندر اسکی پاک تاثیرات عقد ہمت دعائیں اس تعلق پیدا کرنے والے انسان میں ایک نیا نفخ روح کرتی جاتی ہیں اور اس میں نئی زندگی کے آثار پیدا ہوتے ہیں اسکی صحبت میں رہ کر اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایک نیا ایمان پیدا ہونے لگتا ہے جو اس ایمان پر اسے اپنا جان و مال تک نثار کر دینے کی قوت بخشتا ہے۔ وہ ایمان اسکو استقامت کی قوت دیتا ہے اور وہ اس آیت کا مصداق بنتا ہے اور اسطرح پر خدا تعالیٰ کے برکات اور فیوض کا چشمہ اسکی طرف جاری ہوتا ہے اور ملائکہ کا نزول اسپر ہونے لگ جاتا ہے۔

غرض

میں اس کیفیت کی گواہی تجربہ سے دے سکتا ہوں جو انسان کو خدا تعالیٰ کے ماموروں کے ساتھ تعلق پیدا کر کے ہاں سچا تعلق پیدا کر کے حاصل ہو سکتی ہے۔ حضرۃ امام علیہ الصلوٰۃ و السلام نے اس کیفیت کا ایک مرتبہ اسطرح پر اظہار کیا تھا کہ جیسے پانی کی ایک بڑی نالی ہوتی ہے مامور من اللہ اس نالی کی مانند ہوتا ہے اور سچے ارادتمندوں کا اس نالی کے ساتھ اس طرح پر تعلق ہوتا ہے جیسے چھوٹی چھوٹی نالیاں ایک بڑے لوہے کے نل کے ساتھ ملی ہوئی ہوتی ہیں اور جب پانی کے چشمہ سے اس بڑے نل میں پانی آتا ہے تو ان چھوٹی نالیوں میں بھی انکے ظرف کے موافق اور استعداد کے مطابق وہ پانی گرتا جاتا ہے۔ پس چونکہ امام خدا تعالیٰ کے فیوض و برکات کو براہ راست حاصل کرتا ہے اسلیے اس سے سچا تعلق رکھنے والے ان برکات کو اس میں ہو کر حاصل کرتے ہیں میں اس سلسلہ میں دور چلا گیا۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اسماء حسنیٰ کا مرکز اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور وہ تقاضا کرتی ہے کہ اجزاء متفرقہ کو مجتمع کرے اسلیے اجتماع لازمی ہے۔ ساری گاڑیاں اگرچہ اپنے پہیوں سے چلتی ہیں مگر سٹیم انجن کے بدون وہ پہیے بیکار محض ہو سکتے ہیں اسی طرح ہمارے اندر بھی جو قرب کی فطری قوتیں اور طاقتیں ہیں وہ سب کی سب بیکار اور نکمی ہیں اگر کسی سٹیم انجن کے ساتھ ہمارا تعلق نہ ہو کوئی شاخ متمر نہیں ہو سکتی جبتک اصل درخت کے ساتھ اسکا تعلق نہ ہو کوئی بچہ نشو و نما نہیں پا سکتا جبتک ماں کی گود میں نہ ہو۔ اسی اصل پر اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ

یعنی ایمان باللہ کا ثمرہ تقویٰ اختیار کرو۔ اور تقویٰ اختیار کرنے کی راہ یہ ہے کہ صادقوں کی صحبت میں رہو۔ مجھے اپنے طالب علمی کے زمانہ کا ایک واقعہ یاد ہے جب میں ہندوستان میں تعلیم پاتا تھا تو میرے ایک مہربان تھے جو بڑے ہی پرہیزگار اور صالح آدمی تھے ان کا نام شاہ عبدالرزاق تھا رامپور کے رہنے والے تھے اور سید احمد بریلوی کے معتقد تھے میں ان کی ملاقات کے واسطے جایا کرتا تھا اور ان کے پاس بیٹھا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ کئی دن تک مجھے ان کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقع نہ ملا۔ اس غیر حاضری کے بعد جب میں انکی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا کہ تم اتنے دنوں تک کیوں نہیں آئے میں نے عرض کی کہ یونہی آنا نہیں ہو سکا۔ اسپر مجھے فرمایا کہ تم کبھی قصاب کی دکان پر بھی بیٹھے ہو دو تین مرتبہ اس فقرہ کو دہرایا مگر میری سمجھ میں کچھ نہ آیا کہ اس سے آپکا کیا مطلب ہے اور میری غیر حاضری اور حاضری کو اس سے کیا تعلق پھر آپ نے ہاتھ کے اشارہ کے ساتھ سمجھایا کہ دیکھو قصاب تھوڑی دیر کے بعد اپنی دونوں چھریوں کو کسطرح باہم رگڑ لیتا ہے حالانکہ اسکی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس سے عارف کو سبق لینا چاہیے کہ دنیا کے دھندوں اور تعلقات میں انسان کے قلب پر ایک قسم کا زنگ چڑھ جاتا ہے اور معرفت کی تیزی جلد کند ہونے لگتی ہے جس کے واسطے ضروری ہے کہ انسان وقتاً فوقتاً صادقوں کی صحبت میں رہ کر اس زنگ کو دور کرتا رہے اور ان کی نیک صحبت سے اس تیزی اور جلا کو قائم رکھے

قرآن کریم میں اسی کیطرف اشارہ کر کے فرمایا ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ

میں سچ کہتا ہوں اور اپنے تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں بیشمار کتابوں کے پڑھنے نے مجھے اتنا فائدہ نہیں دیا جس قدر خدا تعالیٰ کے صادق بندوں کی صحبت نے مجھے فائدہ پہنچایا ہے

اور اب میں سالہا سال سے عرض کرتا ہوں کہ قادیان میں بیٹھکر جو فائدہ میں نے اٹھایا ہے اپنی ساری عمر میں نہ اٹھایا جو قادیان سے باہر بسر کی ہے

اور چونکہ انسان کی فطرۃ میں یہ امر اللہ نے رکھا ہوا ہے کہ وہ نفع رساں اشیاء کو لینا چاہتا ہے اور مضر اور نقصان رساں سے بھاگتا ہے اسی لیے میں قادیان سے باہر ایک دم گذارنا بھی موت کی [illegible] ہوں

یہی وجہ ہے کہ [illegible] کرنیکو [illegible]

ہے اپنے اعتقاد کے بموجب فرمایا تھا
و ذ باللہ من ھذا الزعم الفاسد
اب ہم مسئلہ مانحن فیہ کیطرف متوجہ ہوتے
عسل مصفیٰ میں جو حضرت مرزا صاحب کو ایک
اسے نہ باعتبار نسل اور اصل کے والدین کی
بلکہ بموجب **حدیث** کے قریش میں سے گردانا
یہ تو صرف و اسلئے الزام خصم کے ہے نہ بموجب
اعتقاد کے کیونکہ اسی مقام کی چار پانچ سطر
عسل مصفیٰ میں حضرت مرزا صاحب کو فارسی الاصل
نسل لکھا گیا ہے پھر فرماتے کہ نسب اور نسل کے
اعتبار سے کیونکہ حضرت مرزا صاحب قریشی النسب
النسل ہو سکتے ہیں ہاں صرف باعتبار تائید سلسلہ
کے بموجب حدیث کے قریش ہو گئے ولولا الاعتبار
لبطلت الحکمۃ جیساکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے حضرت سلمان فارسی کو ایک اعتبار سے سلمان
منا اھل البیت فرمایا اسی طرح پر آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے من اسلم من فارس
فھو من قریش ھم اخواننا وعصبتنا
ارشاد فرمایا ہے لیکن یہ فرمانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا بلحاظ نسل اور نسب کے نہیں ہے مؤلف رسالہ
اس اعتبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تاویل رکیک
فاسد کہنے تو انکا اختیار ہے مگر یہ اعتبار آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا واجب التسلیم ہے کیونکہ مثل مشہور
ہے کہ ہر سخن وقتی و ہر نکتہ مقامے دارد کلام فصیح میں
بہت سے اعتبارات ہوا کرتے ہیں کہ لولا الاعتبارات
لبطلت الحکمۃ ایک ایسا قضیہ ہے جو علمائے محققین
میں مسلم ہے بیان اس اعتبار کا یہ ہے کہ قرآن مجید
میں دو خاندانوں کی مدح آئی ہے اول بنی اسمٰعیل
قریش ہیں جو زمانہ اول بعثت محمدیہ میں ایمان لائے
اور جن کے ذریعہ سے تمام دنیا میں اسلام کی تبلیغ
ہوئی چنانچہ سورہ جمعہ میں باعتبار ان کے
قریش بنی اسمٰعیل پر منت بعثت فرمائی
ہو الذی بعث فی الامیین
رسولا منھم آخر آیت تک
بنی اسحاق فارس ہیں جو بموجب متفق علیہ حدیث
کے واخرین منھم لما یلحقوا بھم وھو
العزیز الحکیم کا مصداق ہے دیکھو رسالہ
مؤلف کو چونکہ خاندان فارس بنی اسحاق کا فخر
باعتبار آخر زمانہ کے تھا جس پر لفظ آخرین دلالۃ
کر رہا ہے اگرچہ آخر کے معنی استعمال میں دیگر اور بھی
کے ہیں مگر چونکہ اصل میں وہ صیغہ افعل التفضیل کا
ہے لہذا باعتبار اس معنی کے زمانہ آخر ہی کیطرف
ہوتا ہے ... فخر بعثت مسیح موعود کے سبب
آخر زمانہ میں انکو حاصل ہونا تھا یہ نہ جیسا اوائل
مسلمین فارس کو اس فخر سے کوئی حصہ ملنا مقدر
نہیں تھا کیونکہ مسیح موعود کا زمانہ آخری تھا اسی
سبب سے اوائل مسلمین فارس کے جو بڑے بڑے
اکابر اسلام گذرے ہیں اس مسیح موعود اور مہدی
مسعود کے انتظار ہی میں دنیا سے رخصت ہو گئے
لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اوائل مسلمین فارس
کو بھی اپنے خاندان قریش میں اسلیے بموجب حدیث
من اسلم من فارس فھو من قریش کے
... حسرت باقی نہ رہے کہ ہم کو باوجود اخوان اور

عصبہ ہونے کے نہ تو فخر بعثت نبی کریم ہوا
ہے کیونکہ وہ بنی اسمٰعیل قریش میں ہوکر
اور نہ فخر بعثت مسیح موعود کا ہم میں ہوا کیونکہ
انکی بعثت آخر زمانہ میں ہوگی لہذا رحمۃ
للعالمین نے اوائل مسلمین فارس اکا برلوا بس
و... سے کہ وہ بنی اسحاق ہیں اخواننا
و... قریش بنی اسمٰعیل کے فخر میں دالیا۔
ہیں ایک لطیف پیشگوئی ہے کہ فارسی بھی
افراد اسلام میں متبوع اور مقتدا ہونگے انشاءاللہ
نے دونوں خاندانوں پر سورہ جمعہ میں اپنی
رکھی خلاصہ کلام یہ کہ بنی اسحاق فارسیان
کے بنی اسمٰعیل قریش نہیں ہیں جسطرح پر
قریش دین اسلام میں متبوع اور مقتدا ہوئے
ہیں اسی طرح پر اکابر محدثین فارسیان متبوع
اور اہل دین اسلام کے ٹھہرے ہیں کتب
احادیث کا آغاز تصنیف اکابر امام فارسی
النسل سے ہی ہوا ہے لہذا اس امر میں بھی
باتفاق ہوگئے پھر جسطرح پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
زمانہ اوائل بعثت میں قریش کا حال کہ مکذب
رسالت رہے تھے اسیطرح پر اب بعثت مسیح موعود
بنی اسحاق فارس کا حال ہے ابھی ابھی
تک مکذب ہیں مگر ایک زمانہ آنے والا ہے کہ فتح
مکہ طرح یدخلون فی دین اللہ افواجا
کا نظارہ واقعہ ... ہو کا ... شروع
ہو چلا ہے اور منا تانا ان الہام
مندرجہ براہین احمدیہ پورا ہو چکا
اب بقیہ الہام عسی ان شیئا
وھو خیر لکم بھی انشاءاللہ واقع
ہونے والا ہے۔ اور ایک اعتبار سے
حضرت مرزا صاحب فاطمی ہیں کہ انکی
بعض امہات میں دادیاں سید تھیں
تریاق القلوب وغیرہ امر اللہ
نے نسب میں مقدر فرمادیا لیکن باپ
کی طرف سے قریشی یا فاطمی
نہیں ہیں!

قولہ صک مرزا صاحب کے مرید
صاحب عسل مصفیٰ کی ان دونوں عبارتوں سے
دو باتیں مفہوم ہوتی ہیں اسطرح صاحب
فرماتے ہیں کہ ... امیر قریش میں سے ہوں
گے مہدی معہود قریشی نہیں ہوگا اور صاحب
عسل مصفیٰ فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب قریش
میں سے ہیں یا ... مہدی معہود قریش میں سے
ہوگا۔ الی آخرہ
الجواب ... بیان ماسبق سے ناظرین پر واضح
ہو گیا ہے کہ قول اول حضرت مرزا صاحب کا نہایت
صحیح ہے کہ باعتبار نسب کے باپ کی طرف سے
کی طرف سے قریشی نہیں ہوں اور قول دوم بھی
نہایت درست ہے کہ مہدی معہود مصداق
لا المھدی الا عیسی بن مریم کا ہے
وہ بھی والدین کیطرف سے قریشی النسب نہیں
ہوگا اور صاحب عسل مصفیٰ کا قول اول بھی صحیح ہے
کہ باعتبار حدیث من اسلم من فارس فھو
من قریش کے حضرت اقدس بھی قریش ہیں

یعنی آئندہ کو اب جو کوئی امام یا خلیفہ یا اہل اسلام
ہوویں گے ان کے آپ متبوع و مقتدا ہیں مثل قریش
کے اور جو کوئی آپ کے قدم پر نہ ہوگا وہ امام یا خلیفہ
یا مؤید اسلام ہرگز نہیں ہو سکتا ہے کہ اسمیں شرک
عیسائیت کا موجود ہے وابن الشرک من
توحید الاسلام اسی لیے دلائل شرعیہ عقلیہ
اپنے محل پر آپ کا خاتم الخلفاء ہونا ہمنے ثابت
کر دیا ہے۔ اور قول دوم بھی درست ہے کہ مہدی
معہود چونکہ خاتم الخلفاء ہے یعنی آئندہ آئمہ اور
خلفاء کا وہ متبوع اور مقتدا ہے تو وہ بموجب
حدیث من اسلم من فارس فھو من
قریش کے قریشی ہوا یعنی مثل قریش کے متبوع
ہوا اور مؤلف نے بحث تناقض چھیڑ کر جو اپنی
لیاقت منطقی ظاہر کی ہے اس سے ادنی طلبہ نے
بھی سمجھ لیا ہوگا کہ سوائے لفظ تناقض کے حقیقت
تناقض کو مؤلف نے مس تک نہیں کیا اگر یہ دو
شعر بھی مؤلف کو یاد ہوتے تو ہرگز ہرگز اس
مقام میں تناقض کا نام بھی نہ لیتا ؎

در تناقض ہشت وحدت شرط دان
وحدت موضوع و محمول و مکان
وحدت شرط و اضافت جزو کل
قوت و فعل است در آخر زمان

یعنی اگر (موضوع محمول مکان زمان شرط
اضافت جزو کل، قوت و فعل میں) اتحاد اور
وحدت نہ ہو تو پھر ہرگز تناقض متحقق نہ ہوگا
یہاں ہمکو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف
کو تناقض کی شرائط ہشت گانہ مثال دیکر
سمجھا دیویں اور پڑھا دیویں۔

مثال اتحاد و اختلاف موضوع حضرت
اقدس مرزا صاحب مسیح موعود ہیں اور مولوی
نور الدین صاحب وغیرہ مسیح موعود نہیں ہیں
ان دونوں قضیوں میں چونکہ موضوع متحد
نہیں ہے لہذا تناقض بھی نہیں ہے۔

مثال اتحاد و اختلاف محمول حضرت اقدس
مرزا صاحب عیسیٰ محمدی ہیں اور حضرت مرزا
صاحب عیسیٰ موسوی نہیں ہیں چونکہ ان قضیوں
میں وحدت محمول نہیں ہے لہذا تناقض
بھی نہیں ہے۔

مثال اتحاد و اختلاف مکان حضرت مرزا
صاحب قادیان میں ہیں اور حضرت مرزا صاحب
دہلی میں نہیں ہیں۔ ان میں چونکہ وحدت
مکان نہیں لہذا تناقض بھی نہیں۔

مثال اتحاد و اختلاف شرط حضرت مرزا
صاحب قریشی ہیں اس شرط کے ساتھ کہ
تائید اسلام کر رہے ہیں اور حضرت مرزا
صاحب قریشی نہیں ہیں یعنی شرط نسب والدین
کی رو سے ان دونوں قضیوں میں تناقض
نہیں ہے کیونکہ وحدت شرط کی موجود نہیں
ہے

مثال اتحاد زمان حضرت مرزا صاحب
چودھویں صدی کے مجدد ہیں اور حضرت مرزا
صاحب تیرھویں صدی کے مجدد نہیں ہیں اس
میں تناقض نہیں ہے کیونکہ وحدت زمان

کی موجود نہیں۔

مثال اتحاد جزو کل حضرت مرزا صاحب
نبی ہیں یعنی جزوی نبی ہیں جو شارع الاحکام
نہیں ہیں اور حضرت مرزا صاحب نبی نہیں ہیں یعنی
کلی نبی نہیں جو شارع الاحکام ہوں۔

مثال اتحاد قوت و فعل حضرت مرزا صاحب
کا کوئی ... ہے یعنی بالقوہ اور حضرت مرزا
صاحب کا کوئی بیٹا مجدد نہیں یعنی بالفعل۔

مثال وحدت اضافت حضرت مرزا
صاحب براہین احمدیہ کے مصنف ہیں اور حضرت
مرزا صاحب مصدق براہین احمدیہ ...
نہیں ہیں ان قضایا میں بھی تناقض نہیں ہے
کیونکہ اتحاد جزو کل، قوت و فعل و اضافت
موجود نہیں اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ تناقض
میں ایسا اختلاف ہونا چاہیئے کہ اگر ایک کا
تحقق ہو جاوے تو بالضرور دوسرے کا ارتفاع
لازم آجاوے یا برعکس اگرچہ شرائط تناقض میں
سے اختلاف کمیت و کیفیت اور جہت کا بھی
ضروری ہے لیکن جب مؤلف اسقدر محررہ بالا
کو یاد کر لیوے گا تب ہم بقیہ شرائط تناقض
بھی سمجھا دیویں گے بقول شخصے یار باقی صحبت
باقی

قولہ صک مہدی معہود قریش میں
سے ہوگا مرزا صاحب قریش میں سے نہیں ہیں
اب اس کا نتیجہ ظاہر ہے الخ

الجواب اول تو یہ استفسار ہے کہ یہ کونسی
شکل منطق کی ہے اور کونسی ضرب ہے جس کا نتیجہ
ظاہر آپ نے حاصل کیا ہے بینوا توجروا!
ثانیاً یہ گذارش ہے کہ مہدی معہود کا قریشی
النسب والدین کی طرف سے ہونا بفیصلہ حکم
باطل کر چکے ہیں یاد کرو نسلت فرنہا
ملکہا وغیرہ کو۔

ثالثاً ہم نے تسلیم کیا کہ کوئی مہدی قریش میں سے
بھی ہوگا مگر ہم کہتے ہیں کہ مہدی متعدد ہیں جن
میں سے بعض قریشی بھی ہوئے ہیں چنانچہ
تلخیص التواریخ میں لکھا ہے جو مطبوعہ نول کشور
۱۸۰۶ء مطبع العلوم مراد آباد کی ہے صفحہ
۱۹۶ - اور مہدی چند ہیں اور اول قرن کے لیے
حاجت نہیں دو دوسرے کے لیے ذکر کا نظر ہے
اول المہدی مبشر عباسی ہیں ابن ...
جو سیاہ نیزوں سے خراسان سے اٹھے جو ...
تھے آل احمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یعنی آپ کے
خاندان کو کمال امن و خوبی سے رکھا اور
منصور جعفر اپنی بیٹی مہدی اول موعود کا
مقرر ... جس کا ذکر احادیث صحیحہ
ابن ماجہ وغیرہ میں ہے جسکو لیل اسلام مہدی
آخر الزمان کی طرف منسوب کرتے ہیں انہیں کی
نسبت ہے وہ ... دارد ہے کہ عباس کی نسل
حسب روایت ... حضرت ...
ایک مہدی ہوگا کیونکہ شوکت عباسیہ سے اسلام
میں ترقی ہوئی اب ... مہدی ...
انتظار ہے ... جو عباسیہ سے ...
... الخ

www.aaiil.org

ہم کہتا ہوں کہ مشکوٰۃ شریف میں اس مہدی کی نسبت ایک تو یہ حدیث ہے

عَنْ علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج رجل من وراء النھر یقال له الحارث حراث علی مقدمته رجل یقال له منصور یوطن او یمکن لآل محمد کما مکنت قریش لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجب علی کل مؤمن نصره او قال اجابته رواه ابوداود

یعنی روایت ہے علی سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ نکلے گا ایک شخص یعنی مہدی پیچھے نہر کے یعنی ان شہروں میں سے کہ پیچھے نہر کے ہیں مانند بخارا اور سمرقند وغیرہ کے کہا جاوے گا اسکو حارث حراث یعنی کھیتی کرنے والا اس کے لشکر کے اگلی فوج پر ایک شخص ہوگا کہ کہا جاوے گا اسکو منصور یعنی نصرت کیا گیا جگہ دے گا یا ٹھکانا دیگا وہ واسطے آل محمد کے جیسا ٹھکانا دیا قریش نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو واجب و لازم ہے ہر مسلمان پر مدد اور تائید کرنی اس کی یا فرمایا لازم ہے قبول کرنا اس کا نقل کی یہ ابوداؤد نے۔

واضح ہو کہ یہ عبارت ہمنے اخیار اللھم سے نقل کی ہے اور اس حدیث کا مضمون حضرت اقدس پر بھی صادق ہے کیونکہ آپ کی بستی **قادیان** ایک نہر عظیم کے ماوراء النہر ہے اور آپ اور آپکے آبا باعتبار ایک میندار رہے ہیں کہ اسامیوں سے کاشت کراتے تھے حارث کے مصداق بھی ہیں اور آپ کی جماعت کے مقدمہ میں جو خاص علماء ہیں وہ منجانب اللہ منصور بھی ہیں اور آل محمد جو محمدی اور احمدی مسلمان ہیں انکی امداد بھی فرما رہے ہیں بہر دو صورت یہ پیشگوئی مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری ہو گئی اب اس کا انتظار بیسود ہے

دوسری حدیث اسی پیشگوئی کے متعلق یہ ہے **وعن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رأیتم الرایات السود قد جاءت من قبل خراسان فأتوها فان فیھا خلیفة اللہ المھدی رواه احمد والبیھقی فی دلائل النبوة**

روایت ہے ثوبان سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس وقت دیکھو تم نشان سیاہ کہ آئے جانب خراسان سے پس حاضر ہو ان میں اس لیے کہ ان میں خلیفہ اللہ کا ہوگا مہدی نقل کی یہ احمد نے اور بیہقی نے دلائل النبوة میں۔

اگر کوئی کہے کہ اس حدیث کو تمھارے نزدیک جبکہ پہلی حدیث سے تعلق ہے تو پھر حضرت اقدس سے اس سے کیا تعلق ہوسکتا ہے تو ہم کہیں گے کہ مراد سیاہ نیزوں سے قلم ہیں کیونکہ سب کام قلم کی سیاہی سے ہی ہوا کرتا ہے

شعر

صف دشمن کو کیا ہم نے بحجت پامال
سیف کا کام قلم سے ہے دکھایا ہمنے

اور یہ بھی ظاہر ہے کہ خراسان ملک فارس میں داخل ہے اور حضرت اقدس فارسی النسل بھی ہیں غرضکہ ہمارے نزدیک تو یہ پیشگوئی مندرجہ ہر دو حدیث مذکورہ واقع ہو چکی لیکن مخالف اس اعتراض کا جواب کیا دیسکتے ہیں کہ انکی مہدی خیالی کا ظہور تو حرمین شریفین سے ہوگا اور ان حدیثوں میں اسکا ظہور و خروج وراء النہر سے جو بخارا اور سمرقند یا خراسان سے ثابت ہوتا ہے پس ان کے نزدیک تعارض کیونکر رفع ہوسکتا ہے بینوا توجروا۔

پھر اب یہ بھی فرمائیے کہ یہ مہدی بموجب کتاب تلخیص التواریخ کے قریشی ہوا یا غیر قریشی۔ اور پھر اسی کتاب تلخیص التواریخ مطبوعہ فروری ۱۸۸۶ء میں لکھا ہے اور **دوسرے مہدی** ابوالقاسم محمد عبیداللہ بن محمد بن محمد عبداللہ بن میمون بن محمد بن اسماعیل بن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ہیں جیسے بعض روایت میں ہے کہ قرن شمس راس تیسری صدی میں مغرب سے نکلے گا اور بعض روایت میں ہے کہ تین صدی بعد مہدی ہوگا وہ مہدی حسینی ہیں جن کی نسبت اولاد امام حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہ سے ہونا حدیث میں وارد ہے کہ بڑی شوکت والے باتدبیر ہوئے انتہی مرضع الحاجة۔

میں کہتا ہوں کہ روایات مہدی میں جو فساد تعارض کا لازم آتا ہے وہ صرف اس وجہ سے ہے کہ متعدد اور مختلف حدیثوں کا مصداق لوگوں نے ایک واحد شخص کو قرار دے رکھا ہے اگر سوائے مہدی آخر الزمان کے جو خاتم الخلفاء ہے اور لا المھدی الا عیسے بن مریم کا مصداق ہے وسط امت میں مہدی متعدد مانے جاویں جیسا کہ حدیث **علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المھدیین** وغیرہ کا منطوق ہے تو پھر فساد تعارض کا رفع ہو جاوے گا کما ھو الحق۔

پھر اسی کتاب تلخیص التواریخ ۱۸۸۶ء میں لکھا ہے اور **تیسرے مہدی** جناب غوث صمدانی محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ مہدی ہیں اور ان کی نسبت وارد ہے کہ کیسے ہلاک ہووے وہ امت جسکے اول میں ہوں اور وسط میں مہدی اور آخر میں مسیح رمضع الحاجة۔

چونکہ سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ از روئے نسب کے حسنی ہیں لہذا تعارض اور حسینی ہونے کا بھی اب تو رفع ہو گیا عقیدہ بھی یہ چاہیے کہ آپ مہدی ہوں مگر وہ مخالفین جو مہدی اور عیسی کا زمانہ متحد قرار دیتے ہیں حتی کہ ایک دوسرے کے پیچھے نماز بھی پڑھیں گے وہ اس کا کیا جواب دیویں گے حالانکہ یہ حدیث مشکوٰۃ میں موجود ہے۔

اگر کوئی ان لوگوں نے مہدی ہونیکا دعویٰ نہیں کیا تو میں سائل سے دریافت کرتا ہوں کہ ان کا یہ دعویٰ بالتواتر ثابت ہے **قدمی ھذه علی رقبة کل ولی اللہ** دیکھو بہجة الاسرار وغیرہ کو تو پھر مہدی سر پر کیا سینگ بھی ہو ویں گے جو سائل ایسا اعتراض کرتا ہے اس دعوے **قدمی ھذه علی رقبة کل ولی اللہ** سے بڑھ کر اتنا دعویٰ ہوسکتا ہے کیا جو مومن الحق **قدمی ھذه علی رقبة کل ولی اللہ** کا ہووے وہ مہدی اور ہدایت یافتہ منجانب اللہ نہ ہوگا یہ عبارات تلخیص التواریخ مطبوعہ ۱۸۸۶ء کو بیان میں نے اس لئے بھی لکھی ہیں کہ مؤلف اس کتاب کے مولوی محمد حسن صاحب ابتک امروہہ میں زندہ ہیں اور وہ اس سلسلہ احمدیہ کے مخالف ہیں۔ چونکہ مجکو انکے ساتھ الفت کے تعلقات ہیں لہذا اتماماً للحجة علی غیره من موافقیه یہ عبارات نقل کی ہیں۔

اور ان سے اور احادیث مشکوٰۃ شریف کی جو ہو گئیں جیسا کہ حدیث ذیل ہے **عن ام سلمة قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول المھدی من عترتی من اولاد فاطمة رواه ابوداؤد**

یعنی روایت ام سلمہ سے کہ کہا اس نے سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے مہدی میری نسل سے ہے اولاد فاطمہ سے نقل کی یہ ابوداؤد نے اور جیسا کہ یہ حدیث ہے **عن ابی اسحاق قال قال علی ونظر الی ابنه الحسن وقال ان ابنی ھذا سید کما سماه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسیخرج من صلبه رجل یسمی باسم نبیکم یشبھه فی الخلق ولا یشبھه فی الخلق رواه ابوداؤد**

یعنی روایت ہے ابی اسحاق سے کہ کہا اس نے کہا علی نے اس حال میں کہ دیکھا طرف بیٹے اپنے امام حسن کے اور کہا علی نے تحقیق بیٹا میرا یہ سردار ہے جیسا کہ نام رکھا اس کا سید رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اور قریب ہے کہ پیدا ہوگا اس کی پشت سے ایک شخص کہ نام رکھا جاوے گا ساتھ نام نبی تمہارے کے یعنی **محی الدین** زندہ کرنے والا دین کا جس کی تفسیر یہ فرمائی کہ مشابہ ہوگا آنحضرت کے خلق اور عادات میں اور نہیں مشابہ ہوگا حضرت کی صورت ظاہری میں چونکہ ان حدیثوں میں ایک مہدی کا حسنی ہونا ثابت ہوتا ہے پس چونکہ سید عبد القادر جیلانی حسنی النسب ہیں لہذا وہ ان حدیثوں کے ضرور مصداق ہو کر ہیں یہ تعارض بھی نہ رہا۔

اب ہم یہاں پر کتاب تلخیص التواریخ سے ایک ایسی عبارة مستند نقل کرتے ہیں جس سے حضرت مولوی محمد حسن صاحب مفسر پر پورے طور سے اتمام حجت ہو جاوے۔ مولوی صاحب آخری مہدی کی نسبت جسکو انھوں نے چوتھا **مہدی آخر الزمان** قرار دیا ہے صفحہ ۱۲۰ سے لکھتے ہیں و ھو ھذا

اس سنہ میں ایک خشت میں روشنی عام ہوئی تھی یعنی ۱۲۸۹ھ ماہ ذی الحجہ میں وہ (یعنی مہدی) شکم مادر میں تشریف لائے کیونکہ عیسیٰ بن مریم کے عدد بسط ترفع حرم عسق تیرہ سو شمسی کو پہونچتے ہیں اور نزول عدد دو سال قبل ہجرة کے ہے کہ عیسیٰ بن مریم کے عدد مکرر تشریف آور ہو چکے ہیں اگر تیرہ صدی کہیں کسی مہدی کی نسبت اشارہ حدیث ہے کہ نکلے یہ سنہ سنہ نبوة سے تیرہ سو سال بعد روشنی پر ثابت انتہی بلفظہ۔ اور اسی صفحہ میں لفظ روشنی پر حاشیہ یہ لکھا ہے اور روشنی نام کا کچھ ہیں جو جانب شمال میں کبھی نہیں ہو جاتی یہ روشنی عامہ دو مرتبہ ثابت ہے ایک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بخفاکر قاضی عیاض و بخاری وغیرہ سے مسموع اور جیسے زبور میں نشان لکھا تھا ویسی روشنی سال مذکور میں مشاہد ہوئی۔ منہ انتہی بلفظہ

اب بخدمت مولوی صاحب اور نیز جو صاحب ان کے ہم مسلک ہوں انکی خدمت میں بھی گذارش ہے کہ یہ حساب آپ کا بحق حضرة اقدس ہی ٹھیک بیٹھتا ہے کا عذر مگر آپ پر ضرور ہے کہ بجائے شکم مادر میں قرار پانے کے وقت بعثت مہدی کو اخذ کریں نہ وقت شکم میں آنے کو کیونکہ **اول** تو اس کی کوئی دلیل آپکے پاس نہیں **ثانیاً** نزول الوار الہام کا وقت بعثت سے ہے معتد بہ ہوتا ہے۔

باقی آئندہ

جس میں بموجب مسلمات مولوی صاحب کے تیرہویں صدی کے بعد مسیح موعود کی بعثت ضروری ثابت کی گئی ہے۔

www.aaiil.org

حضرت مسیح موعود اور پاینیر

(توجہ طلب گورنمنٹ)

نمبر اول

... کے روزانہ اخبار پاینیر میں حضرت حجۃ اللہ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق پادری گریسوولڈ ... لاہوری کے رسالہ "مرزا غلام احمد ... قادیانی" کی بنا پر ایک آرٹکل چھاپا گیا جسکو بعض اردو اخبارات نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت کی وجہ سے شائع کیا ہے۔ چونکہ اس ... میں جو لاہوری پادری کے رسالہ کو ماخذ قرار دیکر لکھا گیا ہے بعض امور اس قسم کے ہیں جن سے صرف گورنمنٹ ہی کو مغالطہ ہوتا ہے بلکہ عام پبلک بھی گمراہ ہو سکتی ہے۔ اس لیے ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ پاینیر کے اس مضمون پر ایک مبسوط بحث اردو میں کریں اور گورنمنٹ اور پبلک کو بتائیں کہ وہ لوگ جو ملک کی بہتری اور قوم کی بھلائی کے مدعی اور گورنمنٹ اور رعایا کے سفیر کہلاتے ہیں بعض اوقات اپنی کم واقفی کی وجہ سے نہ صرف خود ٹھوکر کھا سکتے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔

ہمیں پاینیر کے لائق اور تجربہ کار ایڈیٹر پر افسوس ہے کہ اس نے بلا غور کافی ڈاکٹر گریسوولڈ کے رسالہ کو بالکل صحیح قرار دیکر جو چاہا لکھدیا یا کسی کو پاینیر میں اپنے ریمارک کے بدون لکھنے کی اجازت دی۔ پاینیر کا ایک معزز اخبار نویس ہونے کی حیثیت سے فرض ہے کہ جو غلط فہمیاں ان غلط بیانیوں سے ہوئی ہیں جو اسکے مندرجہ آرٹکل میں ہیں اور جنکو ہم واضح کرتے ہیں انکو ہمارے اس آرٹکل کے اندراج سے دور کرے اور اپنے فرض منصبی سے عہدہ برا ہو۔

پاینیر اپنے انٹروڈکٹری ریمارک میں ایک حیرت انگیز بات لکھتا ہے جسکو پڑھ کر کل مذہبی دنیا کو اور ایک عیسائی کی حیثیت سے خود پاینیر کو بھی چونک پڑنا چاہیے اور وہ یہ ہے

"گورنمنٹ کی جانب سے خیال کیا جاوے تو کیا ہی اچھا ہوتا اگر فرانس کی رعایا کی طرح یہاں کے لوگ بھی لاپرواہ یا بے غرض ہوتے یہاں تو ذرا سی مذہبی بات بھی ایسی ہو جاتی ہے جیسے بھس میں چنگاری۔"

اس فقرے کے بجز اس کے کیا معنے ہیں کہ لامذہبی اور الحاد جناب ایڈیٹر صاحب پاینیر کی رائے میں ہندوستان کے حسب حال ہے اور کوئی مذہبی تحریک یا پابندی مذہب کا خیال امن کے خرمن کو تباہ کرنے والی آگ ہے۔ اور فرانس کی طرح ہی ہندوستان کی رعایا میں ہونی چاہیے۔ دانشمند ایڈیٹر یا اس کے نامہ نگار کی اس رائے پر حیرت ہی نہیں بلکہ افسوس بھی آتا ہے۔ اگرچہ وہ انگریز ہیں اور ہم نہیں کہہ سکتے کہ ایسی رائے گورنمنٹ کے مقاصد اور اغراض کے کہاں تک خلاف ہے لیکن اگر یہی رائے کسی ہندوستانی کے قلم سے نکل جاتی تو ہمارے دقیقہ رس پاینیر بہادر اسپر کیا کچھ کسقدر طویل آرٹکل لکھتے۔ کہ فرانس کی جمہوری سلطنت کی طرف ترغیب دلائی جاتی ہے اور لوگوں کو الحاد اور بیدینی کا شوق دلا کر انکو جرائم کے خطرناک نتائج سے بیخطر کیا جاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ ایڈیٹر صاحب کے قلم سے یہ فقرے کسطرح تراوش کر گئے ہیں۔ کیا الحاد اور بیدینی کبھی بھی اطاعت اور فرمانبرداری کا مادہ انسان کے اندر پیدا کر سکتی ہے؟ کبھی نہیں۔ تمام اخلاق فاضلہ کی جان سچے مذہب کی پابندی ہو سکتی ہے اور اخلاق فاضلہ ایک ایسی چیز ہیں کہ اگر قوم میں یہ عام ہو جائیں تو گورنمنٹ کو جرائم کی تعداد کے بڑھنے کا کبھی افسوس نہ کرنا پڑے اور اس قدر محکمہ جات پولیس و فوج کے بڑھانے کی ضرورت محسوس نہ ہو۔ ملک میں سچا امن حقیقی ہمدردی بنی نوع انسان کے ساتھ پیدا ہو جاوے۔ جرائم کے وقوع اور ان کے انسداد کے فلسفہ پر اگر بحث کی جاوے تو یہ امر بڑی صفائی کے ساتھ کھل سکتا ہے اور دنیا کے تمام مدبرین اور دانشمندوں کو اسپر اتفاق کرنا پڑے گا کہ

سچی خوشحالی کی اصل جڑ سچے مذہب کی پابندی ہے۔ اور سچے مذہب کو چھوڑ کر انسان جو کچھ بھی چاہے کر گذرتا ہے۔ اگر ملکی اور قومی قوانین میں وہ زبردست قوت ہوتی جو سچے مذہب میں ہے تو بے شک الحاد اور بیدینی خطرناک چیزیں نہ ہو سکتیں لیکن قوانین جاریہ کے ہوتے بھی ملک میں انکی خلاف ورزی اور جرائم کا ہونا اس امر کی قوی دلیل ہے کہ وہ تنہا کوئی اثر پیدا نہیں کر سکتے۔ ان قوانین کی اطاعت بھی اگر کسی دل میں حقیقی طور پر قائم ہو سکتی ہے تو وہ بھی

مذہبی پابندی ہے

پس پاینیر کا فرانس کی رعایا کیطرح ہندوستانی رعایا کے ہو جانے کی خواہش کرنا **خطرناک غلطی ہے۔** اگر رعایا مذہب سے ویسی ہی آزاد اور لاپرواہ ہو جاوے اور خدا نہ کرے کہ ایسا ہو تو پھر حضرت پاینیر کو یہ بھی امید کرنی پڑیگی کہ انڈیا کی گورنمنٹ بھی فرانس کیطرح **جمہوری** ہو گی اور جو حال فرانس کی ملکی اور اخلاقی حالت کا اسوقت ہو رہا ہے اس کا نمونہ ہندوستان میں بھی دکھائی دے گا۔

غرض

یہ نیا فلسفہ ہے جسکی ایجاد کا فخر ایڈیٹر پاینیر کو ہونا چاہیے کہ مذہب سے لاپرواہی بھی کوئی عمدہ چیز ہے اور ہم امید کرتے ہیں کہ پاینیر اسپر مزید غور کریگا تو اسے اپنی غلطی اور ضعف رائے کے اعتراف میں کوئی شرم نہ ہوگی۔ اور اسے اس امر پر زور دینا پڑیگا کہ واقعی بڑی خوشی کی بات ہے کہ یہاں کی رعایا فرانس کی رعایا کی طرح مذہب سے لاپرواہ نہیں ہے اور حقیقی مذہب ہی ہے جو ملک میں امن قائم کر سکتا ہے اور جس سے گورنمنٹ کی بنیادیں مستحکم ہو سکتی ہیں۔ اور جب یہ امر ذہن نشین ہو جاوے تو پاینیر کے اس سوال کا جواب کہ

"کیا کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ ہندوستان میں ایک اور نبی کی ضرورت تھی؟"

اثبات میں دینا پڑے گا کہ واقعی اگر ہندوستان اس امر کی ضرورت ہے کہ ملک میں امن اور صلحکاری پھیلے؟ اور گورنمنٹ کے ساتھ وفاداری اور اخلاص کے تعلقات مضبوط ہوں؟

تو اس کے لیے ایک نبی ہی کی ضرورت تھی جو حقوق اللہ اور حقوق العباد کی توضیح بتا کر کرے اور پھر ان حقوق کی نگہداشت اور حفاظت کا طریق بتائے۔ اور اپنے پاک نمونہ سے اسپر چلنے کی تحریک کرے۔

پاینیر اس بارے میں ہمارے ساتھ ضرور متفق ہو گا کہ ملک میں امن کو قائم رکھنے کی ضرورت ہے وہ تسلیم کرے گا کہ رعایا کے وفادارانہ خیالات میں ترقی ہو۔ اور ہم اس کی ایک ہی راہ سمجھتے ہیں کہ حقیقی مذہب کی پوری پابندی ہو اور اسکی ایک ہی راہ ہے کہ خدا تعالیٰ **کسی شخص کو مامور کرے جو اپنے پاک نمونہ سے ہدایت کرے۔**

یہی وجہ ہے

کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث کیا ہے کہ وہ دنیا کو رشد اور سعادت کی راہیں بتلائے اور طرز عمل سے سکھلائے کہ گورنمنٹ کے ساتھ کیسے مخلصانہ تعلقات رکھنے چاہییں۔ اور کسطرح نیکیوں پر عمل کر کے گورنمنٹ کے قوانین کی عزت اور اسکو ان مخصوصوں سے نجات دیجاوے جو کثرۃ جرائم کی وجہ سے اسے ہوتے ہیں۔ یہ ہمارا دعوےٰ ہے اور اسکا ثبوت واقعات ہیں۔

مسیح موعود کی تعلیم کو ابتدا سے پڑھ جاؤ۔ معلوم ہو جاوے گا کہ وہ دنیا کو کیا سکھانا چاہتا ہے اگر کل دنیا اس تعلیم کو جو وہ پیش کرتا ہے مان لے اور اسپر عمل کرے تو ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ دنیا میں ایک بہشت کا نظارہ ہو کیونکہ پھر کوئی جھگڑا ہو نہ فساد ہو۔ اتلاف حقوق ہو نہ خون ناحق ہو۔ غرضکہ کوئی بھی جرم واقع نہ ہو۔ گورنمنٹ کے مدبر دل ... حقیقتاً اسپر نعرہ ... دیتے رہتے ہیں اور سررشتہ تعلیم سے تعلق رکھنے والے یہی سوچتے رہتے ہیں کہ طالب علموں کی اخلاقی حالت کے درست کرنے کے واسطے اخلاقی کتابوں کے کورس طیار ہونے چاہییں کوئی کہتا ہے کہ مذہبی کتابوں کے نصاب ہوں غرض اس ضرورت کو محسوس کیا جاتا ہے لیکن اگر کوئی ہماری سنے تو ہم بڑے زور کے ساتھ یہ کہنے کو طیار ہیں کہ اگر مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک تعلیم کو تعلیمی مدرسوں میں داخل کر دیا جائے تو وہ اصلاح نفس اور تہذیب اخلاق کے لیے اکسیر کا کام دیسکتی ہے مگر افسوس کہ بیجا تعصب ہم سے فائدہ اٹھانے سے محروم رکھتا ہے۔

فی الجملہ

پاینیر کی یہ غلطی ہے جو وہ ہندوستان کی رعایا کو لاپرواہ بنانا چاہتا ہے اور ہندوستان کی اخلاقی حالت کے گر جانے کا اسے پوراعلم ہوتا اور دنیا کی تاریخ پر نظر کر لینے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچتا کہ یہ بیدینی اور الحاد ہی ساری دنیا کی بداخلاقیوں کی جڑ ہے اور انکی اصلاح کے لیے خدا تعالیٰ کا قانون جاری ہے کہ وہ ایک مامور دنیا میں بھیجا کرتا ہے تو اسے ہرگز تعجبات میں داخل نہ کرتا۔

ہماری حیرانی اور بھی بڑھ جاتی ہے جبکہ پاینیر کا لائق ایڈیٹر آج سے ... برس پہلے

دنیا میں ایک خدا کے آنے کی ضرورت کو تسلیم کرتا ہے جو نہ صرف خدا ہی ہے بلکہ خدا کا بیٹا بھی اور معًا ابن آدم بھی!!!

اگر اسقدر عرصہ دراز پیشتر ایک معجون مرکب خدا و انسان کی ضرورت تھی جبکہ بہلا عالم و فاضل اپنے احبار اور فقیہ موجود تھے اور خدا کی شریعت توریت موجود تھی تو آج صرف ایک انسان کی جو خدا تعالیٰ کا برگزیدہ ہے ہو کیوں ضرورت نہیں تھا۔ ایک وہ معجون مرکب صرف دنیا میں مصلوب ہونے ہی کے لیے آیا تھا اور اسکی زندگی کا مشن اتنا ہی تھا کہ صلیب کی لعنت کو اٹھالے اور اس سے ہی وہ دنیا کو نجات دینے کا مدعی تھا جس کا کوئی تعلق نجات کے ساتھ نہیں ہو سکتا اور دنیا میں اس نجات کا کوئی اثر نظر آتا ہے کیونکہ **یورپ** کی اخلاقی حالت اسکی مظہر ہے تاں جو اس تعلیم دنیا کو سیلتا ... مذہب سے لاپرواہی ... کثرت سے ہو ... خود ... تھا اور نہ کسی زمانہ میں ... یہانتک کہ ہماری گورنمنٹ کو بھی ... مذہبی حیثیت سے میانی ... کی ضرورت نہیں رہتی

ختم

www.aaiil.org

پھر اس زمانہ میں کیوں ایسے انسان کی ضرورت نہیں جو **دنیا کو گناہ کی زندگی سے چھڑانا چاہتا ہے** اور اس کے لیے وہ کوئی ایسا طریق پیش نہیں کرتا جس سے کسی **ابن آدم** کی جان جائے اور گناہ کے سیلاب کا بند ٹوٹ جاوے بلکہ وہ وہ تعلیم دیتا ہے جس پر ہر وقت اور ہر زمانہ کے لوگ عمل کر سکتے ہیں۔ یہاں تک کہ گورنمنٹ کے ملکی قوانین کی حرمت اور عزت بھی اسی سے قائم ہوتی ہے جیسا کہ ہم اس مضمون میں واقعات کی رو سے دکھائیں گے (ان شاء اللہ)

غرض

پایونیر کا استعجاب ایک پنجابی نبی کی بعثت پر اسی رنگ اور قماش کا ہے جیسے بیت اللحم کی کسی چرنی میں پیدا ہونے والے **ابن اللہ** پر شام کے یہودیوں کو ہوا تھا

پھر

اسکی پیر گیراف میں پایونیر یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ

ہندوستان میں مذہبی تحریک بھس میں چنگاری کا اثر رکھتی ہے

ہم نہیں جانتے کہ فاضل ایڈیٹر پایونیر کا ایسے فقرہ کے لکھنے سے کیا مقصود تھا۔ جو ہندوستان کی کل مذہبی سوسائیٹیوں اور مجلسوں پر خطرناک پولیٹیکل حملہ ہے + حالانکہ ان کی وفاداری اور امن پذیری کا کئی بار ثبوت مل چکا ہے۔ ہم اسوقت دوسری مذہبی تحریکوں کی طرف سے ڈیفنس کرنا اپنا فرض نہیں سمجھتے اسلیے ان سے قطع نظر کر کے ہم اپنے سلسلہ اور تحریک مذہبی کے متعلق اسپر نوٹس لینا چاہتے ہیں

اگر ہندوستان میں مذہبی تحریک بقول حضرت **پایونیر** ایسی ہی خطرناک اور بھس میں چنگاری کی مصداق ہے تو ہم امید کرتے ہیں کہ پایونیر ہمارے اس کو تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہ ہوگا کہ ان مذہبی تحریکوں کی پہلی بنیاد ہندوستان میں خود پادری صاحبان اور عیسوی مذہب کی مشنریوں نے رکھی ہے یہی وہ **قوم** ہے جسنے ہندوستان کے مختلف پیروؤں کو ان کے مذہب کے لیڈروں اور رہنماؤں پر ذاتی حملے کر کے برافروختہ کیا اور اپنے اپنے مذہب کی حمایت پر آمادہ کیا ہے خود پادری صاحبان اپنی تحریروں اور لیکچروں میں اسبات پر ناز کیا کرتے ہیں کہ ہندوستان کو ہم نے ہی **آکر بیدار کیا ہے** اور مذہب کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اگر یہ سچ ہے؟ تو پھر اس بھس میں چنگاری ڈالنے والے **مشنری صاحبان** ہی ٹھیرتے ہیں اور ہمیں افسوس ہے کہ پایونیر نے مشنریوں کو ذرا بھی تنبیہ نہیں کی اور نہ گورنمنٹ کو اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ مشن کا کل کام یک لخت بند کر دیا جاوے اور اگر اور نہیں تو کم از کم اتنا ہی ہو کہ انکو دوسرے مذاہب پر حملے کرنے سے حکماً روکا جاوے مگر جہانتک ہمارا تجربہ ہماری واقفیت ہماری رہنمائی کرتے ہیں

ہم کہہ سکتے ہیں کہ کبھی پایونیر نے ایسی تحریک گورنمنٹ کی توجہ کے لیے نہیں پیش کی اور اگر وہ اتنا بھی نہیں کر سکتا تھا تو کم از کم اسپر ہی زور دیا ہوتا کہ سالانہ ۴۵ لاکھ روپیہ جو خزانہ ہند سے مشنریوں کو دیا جاتا ہے اسے ہی بند کیا جاوے اور اسطرح پر ہندو مسلمان اور دوسرے مذہب والوں کے روپیہ سے پرورش پا کر یہ بزرگ مشنری ان کے ہی مذہب پر حملہ تو نہ کرتے۔

پایونیر اس سوال کو نہایت خوبی اور قابلیت کے ساتھ حل کرنے کے قابل ہو سکے گا اگر وہ ان کتابوں رسالوں اور اخباروں اور معمولی اشتہاروں اور ٹریکٹوں کی تعداد اشاعت ہی کا اندازہ لگانے کی کوشش کرے جو عیسائی مذہب کی طرف سے عیسائی مذہب کی تحریک کو ہندوستان اور اسکے نواح میں پھیلانے کے متعلق اور مختلف قوموں اور فرقوں کے مذاہب کے رد میں شائع کیے جاتے ہیں

یسوع مسیح کی بھیڑوں کے نگران چرواہان یا عیسائی مشنری مذہبی تحریک میں جو جو طریق اختیار کرتے ہیں اور بسا اوقات عیسائی دین کی اشاعت و تعلیم کے شوق میں۔ ریورنڈ صاحبان اپنی جانوں کو بھی مشکلات میں ڈالدیتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ملک کا امن عامہ بھی بعض صورتوں میں خطرناک حالت اختیار کر لیتا ہے + اسوقت یورپ کے مدبروں کو بھی جو عیسائی ہوتے ہیں اسبات کے تسلیم کرنے کی ضرورت پیش آجاتی ہے کہ مشنری صاحبان ہی کی بدولت یہ فساد یا شورش پیدا ہوئی ہے اس مضمون میں ہم لارڈ سالسبری اور دوسرے مدبران یورپ کی رائیں پیش کریں گے جو فساد چین وغیرہ کے موقع پر انھوں نے ان بزرگوں کی نسبت ظاہر کی ہیں + اور شاید پایونیر کے کالموں میں بھی ان رائوں کا اقتباس شائع ہوا ہو۔

جب حالت ایسی واقع ہوئی ہے تو پھر ہندوستان میں مذہبی تحریک جسکو پایونیر بھس میں چنگاری کہتا ہے عیسائی مشنریوں کی مذہبی تحریک سمجھی جاوے گی۔ اور جو کچھ نتائج بد اس تحریک سے ہو سکتے ہیں یا ہوئے ہیں جن کو پایونیر دکھانا چاہتا ہے جیسا کہ ہم آگے چلکر اسکو کوٹیشن (اقتباس) دیکر بتائیں گے اسکے ذمہ وار پادری صاحبان اور عیسائی مشنری ہونے چاہییں نہ کوئی اور۔

بالخصوص ان مذہبی تحریکوں کے بد اثر کو مسلمانوں سے منسوب کرنا پایونیر کی اور بہی خطرناک غلطی ہے اس مضمون کو لکھنے سے پہلے یا کم از کم شائع ہونے سے پہلے اُس کا فرض تھا کہ وہ اپنی وسیع واقفیت اور تجربہ کی بنا پر اسکے سارے پہلوؤں پر غور کر لیتا۔ اور اگر وہ اسکے شائع کرنے پر مجبور تھا تب بھی اسکا فرض تھا کہ وہ علیحدہ نوٹ کے ذریعہ ان مقامات کو صاف کر دیتا۔

باقی دوسرے نمبر میں۔

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

بالحق انزلناہ وبالحق نزل

پیسہ اخبار کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ امریکہ کی ایک فوٹوگرافر کمپنی نے ایک اشتہار دیا ہے جو رسالہ کی صورت میں ہے اور اُس کا نام

محمد اسپیڈوری مونٹن یعنی محمد اور پہاڑ ہے۔ اس رسالہ میں نہ صرف فرضی اور موضوع قصے ہی درج ہیں جنکا اسلامی تاریخ صحیح میں کوئی نشان نہیں پایا جاتا بلکہ اسی رسالہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت خطرناک گالیاں بھی ہیں جنکو ہم اس مقام پر نقل کرنا بھی کفر سمجھتے ہیں گو پیسہ اخبار نقل کفر کفر نباشد کہکر ایک فقرہ درج کرتا ہے اور پھر وہ اس نتیجہ پر پہونچتا ہے کہ انگریزی زبان میں چند عمدہ اسلامی تصنیفات کی ضرورت ہے۔

ہم پیسہ اخبار کی اس رائے کے ساتھ تو متفق ہیں لیکن ہم یہ ماننے کے واسطے ہرگز طیار نہیں کہ یہ کام انجمن کا تقرنس کر سکتی ہے؟ علیگڈہ سکول آف تھاٹ کے مذہبی نمونے اس قابل نہیں ہیں کہ وہ یورپ کے ملحدوں کے سامنے اسلام کے حقائق پیش کر سکیں۔

اب جبکہ یورپ اور امریکہ کے عیسائیوں کی یہ حالت ہو گئی ہے کہ تھیٹروں اور اشتہاروں کے ذریعہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور پاک اسلام پر حملے کرنے سے نہیں چوکتے تو کیا یہ وہ وقت نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ خود اپنے اسلام کا ناصر اور محافظ ہو۔ اور

مردے از غیب بروں آید و کاری بکند

حقیقت میں عیسائیوں کی شوخیاں اور بدزبانیاں حد سے گذر چکی تھیں۔ اب زمین و آسمان ان کلمات کفر اور گالیوں کو برداشت نہیں کر سکتے تھے جو ایس سید المعصومین کی شان میں روا رکھے گئے تھے۔ خود مسلمانوں نے آپ کی بزرگی اور برترشان کو نہیں سمجھا تو غیروں پر کیا افسوس!!! اس قسم کی ضرورتوں کے ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اپنے **محبوب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دنیا میں بھیجا ہے۔ تا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محامد اور محاسن کو دنیا کے سامنے پیش کرے اور عیسویت کے بت کو اپنے دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ کے ساتھ پاش پاش کرے۔** یہ تمام ضرورتیں جو اسکے نزول کی داعی تھیں اسکے لیے کہہ رہی ہیں

بالحق انزلناہ وبالحق نزل

اخبارات سے معلوم ہوا کہ امریکہ میں چھوٹے بچوں نے ایک خودکشی کا کلب قائم کیا ہے ان لڑکوں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ یہ زندگی جینے کے قابل نہیں ہے اس لیے ہمیں زہر کی مدد سے اسکا خاتمہ کر دینا چاہیے؟ یہ حالت ہے ان ملکوں کی جہاں سویلزیشن کا آفتاب لوگ کہتے ہیں سمت الراس پر ہے اور یہ یورپ کے تولب بام ہے + یورپ امریکہ میں **خودکشی کی اموات** کی تعداد بڑھ رہی ہے کیوں؟ اس لیے کہ نہیں جو انسان کو ہر رنج و راحت اور زندگی کی ہر حالت میں مطمئن اور شاداں رکھ سکتا ہے + اور سچ تو یہ ہے کہ جس مذہب کی نجات کا سہارا **ایک لعنتی خودکشی** پر ہوا ہو اس سے اگر دنیا میں خودکشی کا رواج نہ ہو تو کیا ہو؟ صرف اسلام ہی ایک پاک مذہب ہے جسے **لا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ** کہکر خودکشی سے منع فرمایا ہے اور **اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض** کہکر درازی عمر کا نسخہ بتایا اور پھر **اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون** کا ارشاد فرما کر زندگی کو راحت بخش بنانے کی تجویز بتا دی ہے۔ خدا کرے کہ ہم اور ہمارے پڑھنے والے ان سنہری اصولوں سے متمتع ہوں۔ آمین۔

ہر کس بخیال خویش خبطی دارد

سوئزرلینڈ سے ایک جوڑہ سالونس صاحب لنڈن تشریف لا کر لوگوں میں اپنا یہ مذہب یا مقصد پیش کرتے ہیں کہ انسان کو نمک اور پانی کے استعمال سے علیحدہ کر کے انکی عمر دراز کریں۔ سالونس صاحب کی تعلیم ہے کہ نمک ہی سب برائیوں کی جڑ ہے اور ہر قسم کا عرق یا پانی کے انسانی بناوٹ کے لیے ایک غیر ضروری بوجھ ہے۔ ان کے مسلک میں بہت سے زن و مرد انکے ہمخیال ہو گئے ہیں جو نمک اور پانی سے تو پرہیز کرتے ہیں مگر سب ننگے کام کرتے ہیں ایک دوسرے سے علیحدگی کے واسطے درمیان میں لکڑی کا تختہ لگا لیتے ہیں اور جب موسم سخت نہیں ہوتا تو برہنگی کی حالت میں ہی زمین پر سوتے ہیں + یہ حالت ہو رہی ہے مغربی دنیا کی۔ مذہب اور اسکی حقیقت سے وہ اسقدر دور جا پڑے ہیں کہ اسکا سمجھنا بھی مشکل ہو گیا ہے۔ دنیا کے مختلف حصوں کی ایسی وحشیانہ زندگی ہی اس امر کا نتیجہ دے رہی ہے کہ اسوقت ایک ایسے وجود پاک کی ضرورت ہے جو اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت اپنے ساتھ لیکر آئے اور دنیا کو **باخدا دنیا** بنا سکے۔ اور خدا کا شکر ہے کہ **آنے والا آگیا** جسکی نظیر [illegible]

اسلام کے نادان دوستوں سے بچاؤ

علیگڈھ منتھلی کے اکتوبر سنہ گذشتہ کے اشو میں ایک مضمون وہاں کے ایک لائق گریجویٹ کے قلم سے نکلا ہے جس کا عنوان ہے "ہم اسلام کو موجودہ خیالات کے موافق کہانتک کرسکتے ہیں" اس مضمون میں صاحب مضمون نے اپنے علم کی اصل حقیقت سے ناواقف اور ناآشنا اور اسی اصلاح اور ریفارم کرنیکی خواہش ظاہر کی ہے اور وہ اصلاح ایسی بھونڈی اور بدنما ہے کہ اس اصلاح کا نام **تحریف یا ترک اسلام** ہی ہو سکتا ہے گریجویٹ صاحب نے اس مضمون میں جہانتک یا جو کچھ خیالات ظاہر کیے ہیں ہم انپر الحکم کی کسی اگلی اشاعت سے انشاءاللہ ریویو کرینگے اور اسوقت اگر خدا نے چاہا تو ہم دکھائیں گے کہ مسلمانوں کی ذریت کیا کرنا چاہتی ہے آہ! ان نئی روشنی کے دلدادوں کے لیے کسی نے اچھا کہا ہے

ملک یورپ سے خاک لائیں گے
اپنا کعبہ الگ بنائیں گے

مسلمانوں کی اندرونی حالت کی ایسی خرابی کہ وہ ... اسلام کو بھی ہاتھ سے دینے کے لیے طیار ہو رہے ہیں اور بہانے تلاش کرتے ہیں۔ ... بیرونی اور باہمی تفرقہ پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ

مردے از غیب بروں آید و کارے بکند

ننگ ہے طلاق

رنگون کی خبروں میں بیان ہوا ہے کہ عبدالکریم نامی ایک مدراسی نے غصہ کی حالت میں اپنی بی بی کو طلاق دیدی تھی لیکن جب اس کا غصہ فرو ہوا۔ تو اُس نے اس طلاق کے رفع دفع کے واسطے ایک مولوی سے چارہ جوئی کی جس نے پہلے کچھ روپے طلب کیے اور اسکے بعد طلاق دینے والے شخص سے کہا کہ تیری طلاق ہرگز جائز نہیں ہے اور تیرا نکاح کسی طرح نہیں ٹوٹا جب یہ شخص خوش خوش اپنے مکان کو واپس آگیا تو ایک شخص نے مولوی سے پوچھا کہ آپ کا یہ فتویٰ کیونکر جائز ہو سکتا ہے؟ مولوی نے جواب دیا کہ یہ ایک جاہل کندہ ناتراش ہے جو کسی طرح حرف ط کے تلفظ سے واقف نہیں ہو سکتا پس ضرور ہے کہ اس نے جو طلاق دی ہوگی وہ حرف ت کی تلاق ہے جو شرعاً جائز نہیں۔ اس سے قطع نظر کہ طلاق ہوتی ہے یا نہیں یہ حالت ہے ہمارے علما کی جو قوم کا دماغ سمجھے جاتے ہیں اور اسپر بھی کہا جاتا ہے کہ کسی مامور کی **ضرورت نہیں**؟ قوم! تو اس خواب غفلت میں کب تک سوئیگی اور **عدم ضرورت** مامور کے خواب کب تک دیکھے گی؟ کیا تیرے مٹنے میں ابھی کوئی کلام ہے۔؟

جہاد کی حرمت کے فتوے کی اشاعت کی ضرورت

اجمیر سے خبر آئی ہے کہ ایک مسلمان نے اپنی جہالت سے راجپوتانہ مالوہ ریلوے کے ایک ملازم انگریز پر حملہ کیا جبکہ وہ بائسکل پر جا رہا تھا ملزم نے گرفتار ہونے پر بیان کیا کہ ابھی میرا ارادہ اور بھی دو تین صاحب لوگوں کو مارنے کا تھا۔ ملزم کے اس بیان اور اُس جاہلانہ حملہ سے صاف مترشح ہوتا ہے کہ ہندوستان اور دوسرے اسلامی ممالک میں حضرت مسیح موعود کے اُس فتوے کی کثرت اشاعت کی ضرورت ہے جو آپ نے جہاد کی حرمت کے لیے شائع کیا ہے۔ مسلمانوں کے دل میں سچی وفاداری کے خیالات کو پیدا کرنے کے واسطے حضرت **مسیح موعود** کی تعلیم کی اشاعت کی بہت ضرورت ہے۔ وہ مسلمان جو اس امر میں ہمارے ساتھ متفق ہیں کہ انگریزوں اور دوسرے مذاہب والوں سے مذہب کے نام سے تلوار اٹھانا حرام ہے اور یہ اشاعت مذہب کا ذریعہ نہیں انھیں چاہیے کہ وہ اپنے مدرسوں میں حرمت جہاد کا فتویٰ تعلیمی کورسوں میں داخل کریں۔ بلکہ سررشتہ تعلیم پنجاب کو بھی مصالح ملکی کے لحاظ سے اس فتوے کو جو نظم میں لکھا گیا ہے مدرسوں میں داخل کر دینے کی از بس ضرورت ہے ہمارے کالج **تعلیم الاسلام** میں یہ فتویٰ دوسری اردو نظموں کے ضمن میں داخل **کورس** ہے آیندہ کے لیے اگر یہ فتویٰ حفظ کرایا جاوے تو اور بھی مفید اور موزون ہوگا کیا دوسری انجمنیں بھی اسپر غور کرنے کے لیے آمادہ ہیں اور نہیں تو علیگڈہ کالج ہی سہی۔

ہندو اور اُن کا مذہب

لارڈ امپتھل صاحب گورنر مدراس نے راج مندری میں وہاں کے اہل ہنود کے ایڈریس کے جواب میں ہندو مذہب کی موجودہ حالت کو خطرناک بتایا ہے اور کہا کہ ہندو اپنے مذہب کی تعلیم سے غافل ہیں اور یہ بھی بیان کیا کہ مغربی تہذیب نے لامذہبی پھیلا دی ہے۔ اور آج کل کے ہندو شش و پنج میں ہیں کہ انکا اصل مذہب کیا ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔

کل ملل کی مذہبی کتابوں اور انپر رائے زنی کرنا آجکل آزادی سے ہو رہی ہے اور یہ نشان ٹھیرایا گیا تھا حضرت مسیح موعود کے نزول کا کیونکہ اس کے کاموں میں سے یہ بھی ایک عظیم الشان کام ہے کہ دوسرے ملل پر اسلام کو غالب ثابت کرے اور یہ اُسی حالت میں ہو سکتا ہے کہ کل مذاہب کے معتقدات اور مذہبی کتابیں عام ہو جائیں۔ اور یہ آجکل ہو رہا ہے + یہ ایک زبردست زمینی شہادت حضرت مسیح موعود کے وجود پر ہے اسلیے وہ کہتا ہے

شعر

آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

مختصر نوٹ اور نکات

حقیقی اور زندہ مذہب وہی ہے اور وہی ہو سکتا ہے جس کے ساتھ اسکی سچائی اور حقیقت کے زندہ نمونے موجود ہوں۔ اور جب تک کوئی **زندہ** نمونہ موجود نہ ہو اس مذہب اور اس کی کتاب اور اُسکے خوارق و معجزات کی قیمت ایک کوڑی کی بھی نہیں ہو سکتی۔ کوئی پاکدل اور بیدار **کانشنس** کبھی اُسکی بات کو قبول کرنے کے لیے طیار نہیں ہو سکتا کہ ایک مذہب تو سچا ہے مگر اُس کی سچائی اور صداقت کی چمکیں اور اسکی حقیقت کے نشانات آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئے ہیں اور ان **داستانوں** کے بیچنے والے کے مُنہ پر ہمیشہ کے لیے مہر لگ چکی ہے بجز ایسے انسان کے جس کا **کانشنس** مسخ ہو اور جسکا دل و دماغ تاریک خیالات سے پراگندہ ہو جو ایمان کی حقیقت اور مذہب کی جان سے واقف نہ ہو وہ ایسا خیال کرے تو کرے لیکن ایک سلیم الفطرت جو خدا تعالیٰ کی طلب کے لیے سچی بھوک اور پیاس رکھتا ہو وہ تو اسی امر کے لیے تڑپتا ہے کہ **زندہ خدا** کے **زندہ نمونے** اور اُس کے نشانوں کے چمکتے ہوئے نور تازہ بتازہ نظر آئیں تاوہ ایمان کو ظنون اور اوہام کے تاریک غار سے نکال کر **یقین** اور **حق الیقین** کے منارے پر پہونچائے۔ یہی **حقیقی مذہب** کا نشان ہے اور یہی **خدا پرستی** اور گناہ سوز فطرت کے اصول کا سچا ذریعہ ہے

حقیقی اور زندہ مذہب کا نشان جبکہ اُسکے خوارق اور کرامات کی **زندگی** اور زندہ خدا کے زندہ نمونوں کی **چمکار** ہے تو کیا اس حقیقی معیار پر آج دنیا کا کوئی مذہب اس قابل ہے کہ اپنے امتحان کے لیے آمادہ ہو۔ اور کوئی **اہل مذہب** اپنے مذہب کی تعلیم پر چلکر اُسکے پاک ثمرات اور نجات بخش نتائج کا **عملی ثبوت دینے کا حوصلہ کرسکتا ہے**؟ یہ ایک سوال ہے جس کے جواب کے لیے ہمکو ویدمت کے حامیوں اور **پرچارکوں** عیسائی مذہب کے واعظوں اور منادوں برہموازم کے پیرؤوں اور دہریوں کی طرف دیکھنا چاہیے؟ کان سے کیا آواز نکلتی ہے؟ سنو اور کان لگا کر سنو لیکن بجز حیرانی اور خاموشی کے کچھ نظر نہ آئے گا۔ اس معیار پر ایک اور صرف ایک ہی مذہب زندہ اور حقیقی مذہب کامل العیار ثابت ہو سکتا ہے اور ہو ایسا اور وہ ہے **اسلام** جس کی پاک اور کامل تعلیم اور اسکے ثمرات اور نتائج کا زندہ نمونہ حضرت **مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام** کی ذات ہے جو علیٰ رؤس الاشہاد کہتا ہے۔

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمد سا نہ پایا ہم نے
اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا
کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے
ہم نے اسلام کو خود تجربہ کرکے دیکھا
نور ہے نور اُٹھو دیکھو سنایا ہم نے
آزمائش کے لیے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بُلایا ہم نے

آج ان نوروں کا اک زور ہے اس عاجز میں
دل کو ان نوروں کا ہر رنگ دلایا ہم نے
آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

مردہ پرستوں کے اخبار نورافشاں پر **آفتاب صداقت** یسوع کو لکھا جاتا ہے بجا ہے جس قدر تاریکی اور فسق و فجور کی **لعنت** اس شخص کے ذریعہ دنیا میں پھیلی ہے جسنے اپنے آپ کو خدا اور ابن اللہ کہا اسقدر ظلمت اور ضلالت شاید وام مارگ کے ماننے والوں سے بھی نہ پھیلی ہو بعض مسلمانوں کو غلطی لگی ہے جو وہ **یسوع** اور عیسیٰ ابن مریم میں فرق نہیں کرتے۔ قرآن شریف میں کسی ایک جگہ بھی اس **یسوع** کا ذکر نہیں جو خدائی کا دعویٰ کرتا تھا اور اس طرح پر لوگوں کو گمراہ کرنے والا ٹھیرتا ہے قرآن شریف صرف اُس عیسیٰ ابن مریم کا ذکر کرتا ہے جو ایک عاجز انسان اور خدا کا سچا نبی اور مکرم بندہ تھا جس نے ہمیشہ اپنی عبودیت کا اعتراف کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم الشان بشارت دی + جو فی الحقیقت **حقیقی نور تھا** اور وہی آفتاب صداقت تھا جس نے دنیا کو تاریکی میں پاکر فی الواقع وہ **روشنی** عطا کی کہ شب تار کو روز روشن بنا دیا +

اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ ال محمد وبارک وسلم

پس مسلمانوں کو اپنے مناظرہ کے طریق کو فی الفور بدل دینا چاہیے وہ **یسوع انجیلی** اور عیسیٰ ابن مریم نبی اللہ میں تفریق اور امتیاز کریں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

بنی نوع انسان کی ہمدردی اور بھلائی کے لیے ایک مقام پر نصیحت کرتے ہیں کہ "میں کہتا ہوں کہ ہرگز کوئی آدمی مسلمان نہیں بنتا جب تک وہ دوسروں کی ایسی ہمدردی نہیں کرتا۔ جیسا کہ اپنے نفس کے لیے" اور میری یہی نصیحت ہے کہ دلوں کو صاف کرو۔ اور تمام بنی نوع کی ہمدردی اختیار کرو۔ اور کسی کی بدی مت چاہو کہ اصلی

تہذیب یہی ہے اور عفو اور درگذر کرو اور کینہ اور نفاق طبع مت بنو۔ زمین پر رحم کرو۔ تا آسمان سے تم پر رحم ہو"

مبارک وہ جو اس پاک تعلیم پر عمل کرنے کی توفیق پاتے ہیں اللہ ہمکو بھی توفیق دے آمین

سلسلۂ عالیہ احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں کیوں قائم کیا ہے؟ اس کا جواب بارہا الحکم کے کالموں میں شائع ہوا ہے اور حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بعثت کے اغراض و مقاصد میں تفصیل کے ساتھ اسپر لکھا گیا اور خود حضرت حجۃ اللہ کے پاک ارشادات اس بارے میں لکھے گئے ہیں ازدیاد ایمان کے لیے ملفوظات حضرت مسیح موعود سے یہاں لکھنا پھر خالی از فائدہ نہ ہوگا

" خدا تعالیٰ نے اس گروہ کو اپنا جلال ظاہر کرنے کے لیے اور اپنی قدرت دکھانے کے لیے پیدا کرنا اور پھر ترقی دینا چاہا ہے تا دنیا میں محبت الٰہی اور توبہ نصوح اور پاکیزگی اور حقیقی نیکی امن اور صلاحیت ۔ بنی نوع کی ہمدردی کو پھیلا دے سو یہ گروہ اُس کا ایک خالص گروہ ہوگا اور وہ انھیں اپنی روح سے قوت دے گا۔ اور انھیں گندی زیست سے صاف کرے گا اور اُن کی زندگی میں ایک پاک تبدیلی بخشے گا ۔ وہ جیسا کہ اُس نے اپنی پاک پیشگوئیوں میں وعدہ فرمایا ہے اس گروہ کو بہت بڑھائے گا۔ اور ہزارہا صادقین کو اسمیں داخل کرے گا اور اُن کی زندگی میں ایک پاک تبدیلی بخشے گا۔ وہ خود اسکی آب پاشی کرے گا اور اسکو نشو ونما دے گا۔ یہانتک کہ ان کی کثرت اور برکت نظروں میں عجیب ہو جائے گی اور وہ اُس چراغ کی طرح جو اونچی جگہ رکھا جاتا ہے دنیا کے چاروں طرف اپنی روشنی پھیلائیں گے اور اسلامی برکات کے لیے بطور نمونہ ٹھیریں گے۔ وہ اس سلسلہ کے کامل متبعین کو ہر ایک قسم کی برکت میں دوسرے سلسلہ والوں پر غلبہ دے گا۔ اور ہمیشہ قیامت تک ان میں سے ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جنکو قبولیت اور نصرت دیجاوے گی اس رب جلیل نے یہی چاہا ہے وہ قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے ہر ایک طاقت اور قدرت اُسی کو ہے فالحمد للہ اولا و آخرا و ظاہرا و باطنا اسلمنا لہ ھو مولٰنا فی الدنیا والاٰخرۃ نعم المولیٰ و نعم النصیر۔"

پھر سے پڑھو ان سطروں کو جو اس سلسلہ کے متعلق خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ۴ مارچ ۱۸۸۹ء کو لکھی تھیں۔ اور آج چودہ سال دس ماہ اور ۶ دن کے بعد سلسلہ عالیہ احمدیہ کی فضا پر سوچو کہ وہ کہاں سے کہاں تک پھیلا ہوا ہے۔ راس کماری سے لے کر کشمیر تک اور رنگون (برما) سے لے کر کابل اور خراسان تک۔ امریکہ میں ہے تو اسٹریلیا میں اسکی صدائیں گونج رہی ہیں۔ عرب میں ہے تو شام میں یصلون علیك ابدال الشام کی پیشگوئی پوری ہو رہی ہے۔ مصر میں مسیح موعود کی تبلیغ کا پرچم اڑ رہا ہے تو افریقہ کے ریگستان اور بربرا (سمالی لینڈ) کے میدان کارزار میں بھی مسیح موعود کی طرف سے ممانعت جہاد کے فتوے کے شعر پڑھے جاتے ہیں۔ کیا یہ کوئی چھوٹی سی پیشگوئی ہے جو پوری ہو رہی ہے؟ مخالفو! سوچو!! نہیں نہیں سعید الفطرت لوگو! غور کرو کہ اس میں تمھارے لیے ایک نشان ہے جو ہدایت اور سعادت کی راہ نمائی کرتا ہے اگرچہ اس وقت تھوڑے ہیں جو سوچتے ہیں اور بہت ہی تھوڑے ہیں جو فائدہ اُٹھاتے ہیں مگر یقیناً یقیناً وہ وقت آتا ہے کہ رایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا کا عام نظارہ نظر آئے گا۔

تفسیر القرآن بالقرآن

ایک بے نظیر تفسیر ہے جسکو جناب ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب ایم۔ بی نے کمال محنت کے ساتھ تصنیف فرما کر بغرض اصلاح حضرت مسیح آخر الزمان علیہ السلام اور مولانا نور الدین صاحب کو نصف سے زیادہ سنا دی تھی مسیح الزمان علیہ السلام نے وقتاً فوقتاً اس کی نسبت یہ ارشادات فرمائے ۔ نہایت عمدہ ہے۔ شیریں بیان ہے۔ قرآنی نکات خوب بیان کیے ہیں۔ دلو پر اثر کرنے والی ہے۔

حضرت مسیح الزمان اور مولانا نور الدین علیہما السلام نے بعض بعض جگہ اصلاح بھی کی تھی اب فضل ربانی سے چھپکر طیار ہو چکی ہے۔ خریداران الحکم و البدر کو پارہ عمّ کی تفسیر مفت محصول کے ٹکٹ آنے پر بطور نمونہ بھیجی جا سکتی ہے قیمت بلا جلد ۱۰ مع جلد ۱۲ ہے۔ پارہ دوم کی قیمت ۱۰ عمّ کے پارہ کی قیمت ۲

المشتہر خاکسار فتح محمد خان مینیجر مطبع عزیزی مقام تراوڑی ضلع کرنال پنجاب۔

تمام درخواستیں مشتہر کے نام تراوڑی آنی چاہییں۔ یہ تفسیر القرآن الحکم والی تفسیر نہیں ہے۔

ہندوستان میں دسمبر کا آخری ہفتہ

چونکہ سال رواں کے شروع سے الحکم کا حجم اور تقطیع خاص طور پر بڑھا دیا گیا ہے اور اس سے اصل غرض یہ ہے کہ خدا چاہے تو الحکم ہر پہلو سے قوم کے لیے مفید اور دلچسپ آرگن ہو سکے اور قوم کی اگر ساری ضرورتیں نہیں تو کم از کم بہت سی ضرورتوں کو جو اخبار کے وجود سے ان کے متعلق ہیں پورا کرنے کے قابل ہو جاوے۔ ان عام ضرورتوں میں سے عام اخباری معاملات پر رائے زنی کی بھی ایک ضرورت ہے جو قوم کو کسی دوسرے ملکی مذاق کے اخبار کی خریداری کی ضرورت باقی رہنے دیتی ہے۔ پس کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ ہم اس ضرورت کو اگر من کل الوجوہ نہیں تو ایک حد تک پورا کرنے کی سعی کریں۔ اور خدا تعالیٰ سے اسکے اتمام کی توفیق چاہیں عام اخباری معاملات کے لیے الحکم کا ایک حصہ مختص کرنے سے ہماری ایک غرض الحکم کی پاپولرٹی کو پیدا کرنا بھی ہے۔ جو لوگ سلسلہ عالیہ احمدیہ سے تعلق نہیں رکھتے لیکن اخباری مذاق رکھتے ہیں ان میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کا مذاق پیدا کرنا بھی ہمارے اغراض و مقاصد میں داخل ہے۔ اسلیے بھی یہ ضروری سمجھا گیا ہے کہ آئندہ کے لیے خصوصیت کے ساتھ اس حصہ کا التزام رکھا جاوے۔ یہ طریق اگر خدا چاہے نہ صرف اخبار بینوں میں سلسلہ عالیہ کا مذاق پیدا کرنے والا ثابت ہو سکتا ہے بلکہ الحکم کی توسیع اشاعت کے ساتھ سلسلہ عالیہ کی بعض قومی اور ملکی ضرورتوں پر بھی اثر انداز ہو سکتا ہے۔ اور اپنے سلسلہ کے بھائیوں کو عام انفرمیشن پہونچانے کا باعث بھی ہوگا۔ یہ وجہ ہے جو ہم اس آرٹکل کو لکھنا چاہتے ہیں یا عام معاملات اور واقعات پر عند الضرورت رائے زنی کرینگے یا مختصر خبروں کو الحکم کے کالموں میں لینگے اور اصل تو یہ ہے کہ ساری توفیق اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

اسی سے ہم مدد چاہتے ہیں اور اسی پر بھروسہ کرتے ہیں

(ایڈیٹر)

نمبر اوّل

یوں تو قریباً ساری دنیا میں سال کا آخر ہفتہ اور پہلا ہفتہ کسی نہ کسی قسم کی مصروفیتوں اور تفریح و تماشہ کا ہفتہ ہوتا ہے لیکن ہم ساری دنیا کو چھوڑ کر صرف ہندوستان کی وسیع فضا میں دیکھنا چاہتے ہیں اور اپنے ناظرین کو دکھانا چاہتے ہیں۔ کہ یہاں آسمان کے نیچے اس آخری ہفتہ میں

کیا ہو رہا ہے

دسمبر کے آخری ہفتہ کا نام اخباری دنیا میں کہیں کرسمس ویک اور کہیں کانفرنسوں اور کانگرسوں کا ہفتہ رکھا جاتا ہے اور کبھی کبھی ڈالیوں کا ہفتہ بھی کرسمس ویک نام کی وجہ تو صاف ظاہر ہے کہ اس ہفتہ میں عیسائیوں کے معتقدات کے موافق ۲۵ دسمبر کا وہ دن ہے جبکہ بیت اللحم کی کسی چرنی میں یوسف نجار کے گھر میں یسوع نام ایک بچہ پیدا ہوا جسکی بابت عیسائی باستثناء بعض یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ چرنی میں پیدا ہونے والا بچہ باوجودیکہ معمولی بچوں کی طرح پیدا ہوا تھا۔ اور پورے نو مہینے تک اپنی ضعیفہ والدہ کے پیٹ میں معمول کے موافق خون حیض سے پرورش پاتا رہا اور عام بچوں کی طرح پیشاب ہی کی راہ سے پیدا ہوا لیکن اسپر بھی وہ آدم زاد ہی نہ تھا بلکہ خدا کا بیٹا تھا نعوذ باللہ من ذلک

تکاد السموات یتفطرن الآیۃ

اور اسدن کو یسوع یا بلکہ خدا کا میلادی دن سمجھکر بڑی عظمت اور شان کا دن قرار دیتے ہیں اور عام اصطلاح میں وہ بڑا دن مشہور ہو گیا ہے۔ حالانکہ عام طور پر وہ بڑا دن نہیں ہوتا بلکہ ۲۱ دسمبر کی رات بڑی سے بڑی رات ہوتی ہے اور سب سے بڑا دن ۲۱ جون کو ہوتا ہے۔ یہ بھی ایک دجل ہے اور نصرانی ہتکھنڈوں کا شمہ کہ عام لوگوں میں اس دن کی عظمت کو قائم کرنے کے لیے اسدن کا نام بڑا دن رکھدیا ہے۔ اور اب بچہ بچہ بھی جانتا ہے کہ ۲۵ دسمبر کو بڑا دن ہے

اگر یہ بات سچ ہے کہ بیت اللحم کی کسی چرنی میں پیدا ہونے والا بچہ جس کا نام یسوع رکھا گیا تھا اُسکی یادگار اور عظمت کے لیے اسدن جلسے کیے جاتے ہیں اور اسدن کو مقدس اور مبارک کہا جاتا ہے تو

لا ریب

یہ خطرناک غلطی اور جہالت ہے جو ملک اور دنیا میں پھیل رہی ہے اور وہ وقت قریب ہونا چاہیے اور ہمارا ایمان تو یہ ہے کہ وہ وقت آگیا کہ جب اس مردہ پرستی اور مردم پرستی کے اعتقادوں کا خاتمہ ہو جائے گا اور

دنیا میں ایک اور صرف ایک ہی خدا کی پرستش ہوگی اور مردہ

www.aaiil.org

دمردار پرست قوموں اور لوگوں کے مذہب گمنام سمجھے جائیں گے

حقیقت میں اس سے بڑھ کر کوئی درد کا مقام نہیں ہو سکتا کہ ایک عاجز آدم زاد کو جو پیشاب و پاخانہ کی معمولی ضرورتوں کا ایسی حد تک محتاج ہے جیسے دوسرے انسان اور عام حیوان) خدا یا پسر خدا بنایا جاوے اور ایک **مشت خاک** کو جسکو ساری عمر سر دھرنے کی لیے بھی جگہ نہ ملی ہو اور جو لومڑ کو وہوائی پرندوں کے بسیروں پر رشک کرتا رہا ہو رب العالمین سمجھا جاوے۔

وہ دن بڑا ہی **منحوس اور تاریک** سمجھا جانا چاہیے جسدن کوئی ایسا بچہ پیدا ہو جو دنیا میں اپنی عبودیت کے مقام کو چھوڑ کر **حیّ و قیوم** خدا کے عرش پر بیٹھنے کا مدعی ہو۔

چونکہ **مردم پرستی** نہیں بلکہ **مردہ پرستی** (جو موجودہ اعتقاد کے لحاظ سے) ساری ریکیوں اور بد بلاؤں کا مجموعہ ہے اور خدا تعالیٰ کی معرفت سے بے نصیب رکھنے اور نجات کی حقیقی راہ سے دور پھینکدینے کا باعث ہے

پس

حیثیت اور لحاظ سے ۲۵ر دسمبر کا دن گو کتنا ہی بڑا دن اور مبارک قرار دیا جاوے لیکن نفس الامر یہ دن بہت ہی **منحوس** اور قوم اور ملک کے لیے تاریک دن ہے۔ پھر ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ دن جلسے منانے اور خوشیاں کرنے کے لیے کیوں مخصوص کیا جاتا ہے۔ اس قوم کی بد نصیبی اور **کم فہمی** پر رونا چاہیے جو ماتم کے **مقام** پر خوشی کا اظہار کرے یہ دن تو رونے اور نوحہ خوانی کا دن ہونا چاہیے تھا اور کوشش متفقہ ہونی چاہیے تھی کہ اس دن کو بھلا دیا جاتا اور کوئی جاننے والا نہ رہتا کہ اسدن عاجز دنیا تو ان ابن آدم ہو کر خدا بننے والا پیدا ہوا تھا۔

مگر

شہوں اور رنج کی جگہ ہے کہ ایک قوم ہے جو اپنے ماتم کدہ میں ہنستی ہے اور اپنی جہالت کو دانشمندی اور گمراہی کو ہدایت تصور کرتی ہے وہ روحانی طور پر مرچکی ہے مگر اپنا شمار زندوں میں کرتی ہے۔ قعر ضلالت میں گری ہوئی ہے اسپر کہتی ہے کہ روشنی کے بلند **مینارہ** پر کھڑی ہوں حق و حکمت سے محض ناواقف اسپر فلاسفر اور زکی عالم ہونے کی مدعی ہے۔

آہ! آہ!! آہ!!!

لیکن اے **سننے والو!** سنو! اور اے سوچنے والو! سوچو! اور یاد رکھو کہ **حق** ظاہر ہو گا اور وہ جو سچا اور حقیقی **نور** ہے وہ چمکے گا۔ اور آخر اس **ظلم عظیم** کا نام مٹ جاوے گا جو ایک عاجز انسان کو **خدا** بنانے کی صورت میں روا رکھا گیا ہے۔

یاد رکھو

انسان خدا کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور ایک ناچیز **قطرہ** خدا تعالیٰ کے ارادوں کو رد کرنیکی قوت نہیں رکھتا۔ فانی آدم زاد کے منصوبے اسکی تدبیریں اور حیلے **الٰہی تجلیات** کے سامنے ایک طرفۃ العین کے لیے بھی نہیں ٹھیر سکتے۔

ہاں

تو کرسمس ویک کا پہلا دن ۲۵ر دسمبر سے شروع ہوتا ہے اور کانفرنسوں یا کانگرسوں کا ہفتہ بھی اسی وجہ سے مشہور ہوا ہے کہ اس تقریب پر ایک ہفتہ یا کم و بیش عشرہ کی تعطیل ہوتی ہے اور اس تعطیل سے ملک کے بہی خواہ کہلانے کے خواہشمند اور قومی درد سے متاثر دل رکھنے کے مدعی اپنی قومی اور ملکی حالتوں پر نوحہ خوانی کرنے اور **یادِ رفتگاں** کے لیے اس ہفتہ کو مختلف مقامات پر اجتماع اور جلسے کرتے ہیں اور چونکہ یہ جلسے کثرت سے ہوتے ہیں اس لیے یہ ہفتہ کانفرنسوں کے ہفتہ کے نام سے بھی مشہور ہو گیا ہے۔ ہم کوشش کرینگے اور اگر خدا نے چاہا تو ہم اپنے ناظرین کو ہندوستان کے بڑے بڑے قومی اور ملکی مجمعوں اور مذہبی اور دینی کانفرنسوں اور جلسوں میں لے جائیں گے اور انہیں دکھائیں گے کہ **ریفارمشن کی سٹیج** (میدان دنیر اصلاح) پر کیا کیا تماشے ہو رہے ہیں اور **اہل نظر** ان سے کیا سبق سیکھتے ہیں۔ ہمارا کام صرف ان نظاروں کا دکھا دینا ہے اور ان سے سبق لینا یا مفید نتائج اخذ کرنا یہ پبلک اور دیکھنے والوں کا کام ہو گا۔ ہاں ہم ان جلسوں اور مجمعوں سے کیا سیکھتے اور سمجھتے ہیں اس کو ہم اپنی جگہ ظاہر کر دیں گے۔ اور یہ ضروری نہیں کہ کوئی ان سے متفق ہو یا مخالف کیونکہ وہ ہماری ذاتی رائے ہے جس کے لیے **ہم آپ** ذمہ وار ہیں۔

ان قومی یا ملکی مجمعوں اور جلسوں میں ناظرین کو لے جانے سے پیشتر مناسب اور موزوں معلوم ہوتا ہے کہ پہلے ہم انکو ان مجمعوں اور جلسوں میں لے جائیں جو خصوصیت کے ساتھ ان ایام کے ساتھ متعلق ہیں یا یہ کہ جن کے لیے مذہبی پابندیوں اور ہدایتوں کی بنا پر یہ دن مخصوص ہیں

معزز ناظرین!

ان جلسوں کے دیکھنے کے لیے آپکو کسی **گرجا** یا **مشن کمپونڈ** کا نظارہ کرنا چاہیے اور **یسوع پرستی** کی ہیکلوں میں جانا ہو گا۔ اس قوم کے در و دیوار ساز و سامان اور انکے اخبارات پر ایک نظر کرنی ہو گی جو عیسائی یا مسیحی کہلاتے ہیں اور جن کا موزوں نام **یسوعی** ہونا چاہیے

چونکہ یہ سیر اخبار کی سیر بین کے ذریعہ سے ہو اس لیے ہم پہلے ان یسوعی قوموں کے اخبارات ہی کو اٹھا کر دیکھتے ہیں۔ اور سامنے سے ۱۴ سال کے پرانے اخبار نور افشاں (جس کا مرادی نام نار افشاں ہونا چاہیے) کو لیتے ہیں اس کا پہلا صفحہ بیل بوٹوں سے مزین کیا گیا ہے اور ایک چرنی کی سی تصویر کے دو گوشوں سے آفتاب کا طلوع دکھایا گیا ہے جس کے ساتھ آفتاب کے طلوع سے لے کر اسکے غروب تک خداوند کا نام ممدوح ہو گا زبور ۱۱۳ : ۳ اور اس کے بیچیں ایک ارضی دائرہ میں

> ۲۵ر دسمبر
>
> "آج تمھارے لیے ایک نجات دینے والا پیدا ہوا جو مسیح خداوند ہے"
>
> (لوقا ۲)

اور اس دائرہ کے نیچے ایک طرف کھجور کا درخت بنا کر اُس کے اوپر یہ لکھا ہے۔

تم پر جو میرے نام سے ڈرتے ہو آفتاب صداقت طلوع ہو گا اور اُسکے پنکھوں میں شفا ہو گی (ملاکی ۴ : ۲)

اور دوسری طرف کھجور کے اوپر "ان لوگوں نے جو بڑے اندھیرے میں بیٹھے تھے بڑی روشنی دیکھی اور انپر جو موت کے ملک کے سایہ میں بیٹھے تھے نور چمکا (متی ۴ : ۱۶) لکھا ہے اور پھر ان کھجوروں کے درمیان کرسمس ڈے کی مبارک باد کے نیچے

دیکھو کنواری حاملہ ہو گی اور بیٹا جنے گی اور اُس کا نام عمانوایل رکھے گی (یسعیاہ ۷ : ۱۴)

اور ایسا ہوا کہ جب وے بیت اللحم میں تھے اُس کے جننے کے دن پورے ہوئے اور اپنا پہلوٹھا بیٹا جنی۔

(لوقا ۲ : ۶ و ۷)

یہ آیات اور فقرے بائبل سے کوٹ کرکے لکھے ہیں۔ ہم ان آیات اور فقرات پر ایک ریویو کرنا چاہتے ہیں اور دکھانا چاہتے ہیں کہ ان آیات اور نشانات کا کیا مفہوم ہے اور یہ کس حد تک معقول اور درست ہیں

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

شریف مکہ کی سخت گیریوں اور دست درازیوں پر ہندوستان کے بعض اخبارات میں طویل طویل مضامین لکھے گئے تھے اور اب انہیں اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ ہندوستانی اخبارات کی تقسیم شریف مکہ نے مکہ معظمہ میں محض اس وجہ سے بند کر دی ہے کہ انہیں انکی دست درازیوں کی شکایت تھی جیسی متی میں یہ کسقدر اخلاقی جرأت کی کمزوری ہے کہ شریف مکہ کو اپنے معاملات کو روز روشن میں لانے کی برداشت نہیں

حضرت حکیم الامت کے مکتوبات

جان من۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تمھارے فرحت بخش خط میں اتنک تکدر معلوم ہوتا ہے۔ میں تمھارا دعاگو آگے عذر کر چکا ہوں۔ مگر میری بد قسمتی سے پذیرا نہ ہوا۔ اچھا اب سہی۔ فصل الخطاب کو ایکبار اچھی طرح پڑھ لو۔ اور قرآن کریم بہت پڑھو اور نماز باجماعت ادا کیا کرو تاکید ہے۔ میں ان شاء اللہ تعالیٰ دو مہینے تک قادیان بیعت کے واسطے جاؤں گا۔ تیرا سچا دعاگو نورالدین ۲۱ ماگھ یکم فروری ۱۸۸۹ء

عزیز من السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ تمھارے دوست و محب نے لودھیانہ میں دوسری شادی کرلی مبارک ہو۔

حضرت مرزا صاحب قادیان سے یہاں لودھیانہ رونق افروز ہیں۔ اور ۲۰ مارچ کے جلسہ بیعت میں ان شاء اللہ تعالیٰ یہ خاکسار بھی شریک ہو گا۔ کل حضرت امام الوقت مرزا صاحب کو عرضی لکھدی ہے جواب پر مفصل عرض ہو گا۔ ۱۰ر مارچ ۱۸۸۹ء

ارشد ارجمند حفظک اللہ وسلم۔ بھلا خفگی کی کوئی وجہ بھی۔ بھلا اسقدر فراموشی آپ کے اور میرے للٰہی محبت کے درمیان جائز ہے۔ پیارے عزیز۔ میرا اور آپ کا تعلق روحانی ہے قابل انقطاع نہیں۔ آگے تم جانو ہے ستاؤ اشاعت قرآن شریف اور حدیث میں اب آپ کسقدر ساعی ہیں۔ والسلام

ارشد ارجمند حفظک اللہ وسلم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ مدت کے بعد تمھارا فرحت نامہ مہجور دور کو پہنچا۔ پیارے سفر بھی کوئی عذر ہے۔ کیا ڈاک سفر میں بند ہو گئی ہے۔ ایسا نہ کرو۔ گاہے گاہے اپنے حالات سے خوشوقت رکھا کرو۔ پیارے صدیق حفظہ اللہ وسلم اور عزیزہ خدیجہ کا صدمہ تشخص طیب کو نصیحت تھی۔ آپکو واجب ہے کہ فہمائش الٰہی پر دھیان کریں۔ آیندہ معاصی سے اجتناب رہے کبھی کبھی مسائل کی چھیڑ چھاڑ خطوں میں ضرور ہوا کرے اس میں دینی مسائل محفوظ رہتے ہیں۔ والسلام ۲۲۔ اپریل از جموں

خاری ترم کہ تازہ زبانی بریدہ اند
محروم بوستانم مردود دانشم

عزیز ارشد ارجمند حفظک اللہ وسلم گویم۔ یا راحت جان و آرام روح و روان منو نسیم بہتر است کہ برائے آیندہ اخی فی اللہ و حبی

فی امنہ تو شتہ ہاشم
الحمد للہ کہ محمد یوسف کی ہمشیرہ نے صحت پائی - اللھم بارک فیہا آمین۔

شیطان کے بارے میں حدیث شریف میں آیا ہے **یجری من الانسان مجری الدم** یعنی جیسے خون بدن میں چلتا ہے ویسا ہی شیطان بھی۔ اور شیطان کو باری تعالے نے فرمایا ہے **کان من الجن** پس جن کا جسم انسانی میں حلول کرنا ثابت ہوگیا - اب رہی یہ بات کہ جن کیا چیز ہے یہ علحدہ مسئلہ ہے اگر پوچھو گے لکھوں گا - اعمال سے جن قبضہ میں آتے ہیں یا نہیں - جس چیز کا نام جن شرع میں ہے وہ قابو میں آسکتے ہیں سلیمان علیہ السلام کا قصہ قرآن شریف میں دیکھو **ومن الشیاطین من یغوصون له**۔

وطن کے واسطے دل تڑپتا ہے - الا شامت اعمال ہماری سرکار نے لاچار کر دیا حیران ہوں - کشمیر کا سفر معلوم نہیں ہوتا محمد صدیق محمد ظہور الدین کو السلام علیکم حافظ کے واسطے عنقریب تدبیر کرتا ہوں بخدمت میاں غلام حسین صاحب وحافظ احمد یار صاحب السلام علیکم۔
۲۰ جون از جموں۔

بنام حافظ احمد یار صاحب

احمد اندر جان احمد شد پدید
اسم من گردید آں اسم وحید

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ **یاتی من بعدی اسمه احمد** سے مراد ہمارے سید ومولی ہادی کامل خاتم النبین رسول رب العالمین محمد مصطفی احمد مجتبی صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہی امر سچ ہے - فضل الدین صاحب نے اگر اس کے خلاف کہا ہے تو غلط اور بالکل غلط کہا ہے- ہاں اگر ایک احمد علیہ الصلوۃ والسلام کا خادم اپنی خدمت کے لحاظ سے اور غلامی کی راہ سے فرماوے کہ میں بلحاظ کامل محبت اور سچی خدمت کے **فنا فی احمد ہوں** - بلکہ اُس کا مولے اور خالق جل شانہ ارشاد فرماوے کہ تو تو **احمد ہے** تو یہ امر دیگر ہے- اسی کارڈ کے اوپر جو شعر لکھا ہے پر غور کرو حضرت مرزا جی کا فرمایا ہوا ہے۔

نوٹ۔ حافظ صاحب کے اس سوال کے جواب میں کہ اس آیت میں احمد سے مراد جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ہیں یا اس سے صرف جناب امام صادق مہدی زمان علیہ الصلوۃ والسلام مراد ہیں یہ جواب حضرت حکیم الامۃ سلمہ ربہ کی جانب سے دیا گیا تھا۔
عاجز اللہ داد۔ کلرک شاہ پور

برادرم حفظک اللہ- السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - قبلہ کی طرف پاؤں پھیلا کر سونا تعظیم کے خلاف ہے - اور قرآن شریف میں وارد ہے **ومن یعظم شعائر الله فانها من تقوی القلوب**۔ اور بیت اللہ سے بڑھ کر کونسی چیز ہوگی جو شعائر اللہ میں داخل ہو -

پس خوردہ عورت اجنبیہ کا مرد اجنبی کو اور مرد اجنبی کا عورت اجنبیہ کو کھانا جائز ہے - اس میں جب تک کوئی دلیل نہیں ہے - تو اباحت اصلیہ اسکے جواز کی دلیل ہے-

الحمد شریف بدستور سابق غور سے بہت پڑھا کرو - ان شاء اللہ تعالے بہت فائدہ ہوگا - اور جو وصیت تم نے لکھی ہے - بہت ٹھیک ہے - اس میں کوئی بات خلاف شرع معلوم نہیں ہوتی ایسی وصیت لکھکر ہمیشہ اپنے پاس رکھنی چاہیے حدیث شریف میں بھی وارد ہے۔

اور میرے صدمہ کی بابت آپ نے سنا ہوگا - دعا کیجیے آیندہ کے واسطے خداوند تعالے رحم فرمائے - آمین اور میرے بھائیوں کو جنت الفردوس میں جگہ دے آمین

امیر کابل ملاؤں کا محکوم ہے

اخوندزادہ حضرت مولانا مولوی سید عبد اللطیف شہید رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر لکھتے وقت ہم نے امیر کابل کو ملاؤں کا محکوم امیر لکھا تھا - امیر کے ملاؤں کے محکوم ہونے کی ایک اور تازہ خبر پہونچی ہے جو پایونیر اور دوسرے اخبارات میں شائع ہوگئی ہے کہ امیر حبیب اللہ خان نے اپنے پایہ تخت میں جو بیت العلوم مغربی علوم کی تعلیم کے لیے جاری کرنا چاہتا تھا اور جس کے واسطے انجمن حمایت الاسلام لاہور کے توسط سے پروفیسر بہم پہونچائے گئے تھے اس بیت العلوم کا ارادہ ترک کر دیا ہے۔ وجہ وہی ملاؤں کی حکومت جنہوں نے مسلمانوں کو کفار کی زبان کے نہ سیکھنے کا فتویٰ دیا ہے- اس قسم کے واقعات صاحبزادہ صاحب کی شہادت کے واقعہ پر پوری روشنی ڈال رہے ہیں۔ اور ملاؤں کے وسیع اثر کا اظہار کر رہے ہیں جو امیر پر انکا ہے اور جہاد کی متعلق جو پالیسی وہاں کے ملاؤں کی ہے اس پہلو کو واضح کر رہے ہیں - ہم تفصیلی طور پر لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اگر ضرورت ہوئی۔ ان شاء اللہ تعالے۔

یک نشد دو شد

لاہور کے آریہ گزٹ ۲ جنوری ۱۹۰۴ء میں بحوالہ سماچار لکھا ہے کہ کابل کی یہ خبر لاہور کے اخباروں میں عام ہوئی ہے کہ مرزا قادیانی کے دو مرید ونکو بڑی اذیت سے ہلاک کیا ہے مگر پنجاب سماچار کا سعدی نامہ نگار اس سے بڑھ کر یہ افسوسناک خبر سناتا ہے کہ آجکل امیر صاحب

حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے خطبات

۸ جنوری ۱۹۰۴ء کو مولانا موصوف نے ایک مختصر مگر نہایت ہی ضروری خطبہ پڑھا جسکو ہم اپنے الفاظ اور طرز پر بطور حاصل المطلب درج کرتے ہیں -
(ایڈیٹر)

واعظ موت

اللہ جل شانہ نے قرآن شریف میں سب سے زیادہ تاکید تقوے کے لیے کی ہے ؟ اللہ تعالے کا خوف رکھنا اور ہر وقت اللہ تعالے کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھنا اُسی کو اپنی ڈھال (سپر) بنانا تقوی کے معنے ہیں ہر حال میں اللہ تعالے ہی کو مدنظر رکھنا قرآن شریف کی تعلیم کا اصل مقصد اور غرض ہے قرآن شریف کے ۳۰ سیپاروں میں جس قدر تاکید **تقوی اللہ** کے متعلق کی گئی ہے اور کسی چیز کے لیے نہیں اور حقیقت میں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ (تقوی اختیار کرو کیونکہ تقوی ہی ساری نیکیوں کی کلید ہے) سب نیکیوں کی جڑ اور مفتاح یہی تقوی ہے - جس میں تقوی نہیں وہ جو چاہے سو کرے - لیکن ایک خوف خدا سے ساری نیکیاں ہو سکتی ہیں اور انسان بدیوں سے بچ جاتا ہے پس سنو ! اللہ تعالے فرماتا ہے کہ تقوی اختیار کرو اور ہر شخص یہ دیکھ لے کہ اسنے کل کے واسطے کیا آگے بھیجا ہے - ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک جامع بات پوچھی آپ نے فرمایا کہ **موت کو یاد رکھو** مگر اُس شخص نے سمجھا کہ یہ تو معمولی سی بات ہے شاید میں پھر پوچھوں تو کوئی اور بات بتائیں چنانچہ اُسنے پھر پوچھا اور آپ نے پھر وہی جواب دیا اور تین مرتبہ ایسا ہی ہوا کہ وہ پوچھتا تھا اور آپ فرماتے تھے کہ موت کو یاد رکھو۔

حقیقت میں جس شخص کو موت نصیحت دینے والی نہیں ہے اُس کو کوئی ہادی بھی ہدایت نہیں کر سکتا - آج موت کا بازار خوب گرم ہے اور ایسا گرم ہے کہ ایسی عام موت کبھی نہیں ہوئی - اور ضروری یہی تھا کہ موت اسی طرح واقع ہوتی - کیونکہ اللہ جل شانہ کی تمام کتابوں میں اور کل نبیوں اور راستبازوں کی زبانوں پر مسیح موعود کے زمانہ کا یہ نشان رکھا گیا تھا - کہ جب دنیا اس سے اعراض کر جائے گی اور فسق و فجور اور محرمات کیطرف دنیا میلان کر جاوے گی اس آخری زمانہ میں جو مسیح موعود کا زمانہ ہوگا **مری یا طاعون** پھیلے گی خدا تعالے کی کتاب مجید میں بھی ایسا ہی پایا جاتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک ملفوظات میں بھی ایسا ہی ہے - اور تمام نبی تورات میں یہی پیشگوئی کرتے چلے آئے ہیں کہ آخری زمانہ میں طاعون کے ذریعہ **موت** پھیلے گی۔

اب دیکھلو کہ یہ پیشگوئی کیسی پوری ہوئی ہے سیکڑوں گاؤں اس سے ہلاک ہو چکے ہیں اور ابھی تک کسی مادی آدمی اور ڈاکٹر کو اس کے علاج میں کامیابی نہیں ہوئی اور نہ کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس کا دورہ کب ختم ہوگا - تمام ڈاکٹروں نے اپنے ہتھیار پھینکدیے ہیں گورنمنٹ نے لاکھوں روپیہ خرچ کیا مگر آخر الگ ہونا پڑا - کئی لاکھ روپے کے خرچ سے ٹیکہ کے لیے ڈاکٹر بلائے - آخر اعتراف کرنا پڑا کہ کوئی علاج نہیں ہے - بیشک اسکا علاج کیسے ہو جبکہ یہ **رجز من السماء** ہے اس چیز کا جو قہر الہی کی صورت میں آئی ہو زمینی **علاجوں** سے کیا ہو سکتا ہے ؟ اسوقت بڑا ہی سنگ دل اور شقی ہے وہ شخص جو اس **نذیر** سے فائدہ نہیں اٹھاتا - یہ بالکل سچ ہے جس کے لیے موت نہ ہادی اور واعظ نہیں ہے اور کوئی چیز اسکے ڈانٹنے والی نہیں ہو سکتی - دیکھا گیا ہے کہ جہاں ایک مرتبہ طاعون کا حملہ ہوا- بار دیگر پھر وہاں اُس کا حملہ ہوا ہے - اللہ بہتر جانتا ہے کہ اسکا حملہ کب تک رہے مگر خدا تعالے کی وحی میں صاف لکھا ہے

ان الله لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسهم

یعنی اللہ تعالے اس طاعون کو نہیں اُٹھائے گا جب تک کہ دنیا اپنی حالت کی اصلاح نکریگی بہت سے سنگدل اور ملکوں میں اس نظارہ کو دیکھتے ہیں کہ دنیا ہلاک ہو رہی ہے مگر وہ اس نظارہ سے کوئی عبرت نہیں لیتے اور نہیں ڈرتے کہ یہ انکے لیے نذیر ہے - شاید وہ اس بات کا انتظار کرتے ہیں کہ خود ہی اسکا لقمہ بن جاویں مگر یاد رکھو کہ جو شخص خدا تعالے کی اس بولنے والی کتاب سے عبرت نہیں پکڑتا اور سبق نہیں لیتا وہ خود دوسروں کے واسطے نمونہ کیا ہوگا -

پس تقوے اختیار کرو یعنی اللہ تعالی کی صفات کا حیا کرو - اگر ایک شخص اسبات پر ایمان لاتا ہے کہ اللہ تعالے آنکھ کی خیانت کو جانتا ہے اور دل کی نہاں در نہاں خیانتوں کو جانتا ہے اگر وہ اللہ تعالے کی علیم خبیر لطیف صفت پر ایمان لاتا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ وہ اسکے سامنے کھلی بیحیائیاں کرتا ہے اس طرح سے

...تو صفت پر ایمان ہے اور رزقکم فی السماء پر ایمان لاتا ہے تو کیوں رشوت اور دوسرے ناجائز ذریعوں سے رزق کے حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے؟ غرض خدا تعالیٰ کی مخالفت کو مان کر ان سے حیا کرنی چاہیے یہی اصل تقویٰ ہے۔ اور یہی تقوے کی تعریف ہے۔ متقی کے لیے خدا تعالیٰ کی کتاب میں عجیب عجیب وعدے ہیں یحب المتقین اور ولی المتقین اس میں فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ متقیوں کا دوست اور ولی ہوتا ہے۔ متقی کیلیے ہے مَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا متی بنتا ہے اگر وہ کسی تکلیف میں مبتلا ہو پھر خواہ کیسی ہی راہ اور روبند ہو مگر اللہ تعالیٰ اس کے لیے راہ بنا دیتا ہے اور اسکے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ موجود ہے۔ تمام فاسق و فاجر دشمنوں کے مقابلہ میں امام المتقین اور اسوۃ المتقین کو اللہ تعالیٰ نے بچا کر دکھایا ہے وہ خوفناک گھڑی جب قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا احاطہ کر لیا کیسی خوفناک گھڑی تھی اور کوئی راہ نکلنے کی بظاہر موجود نہ تھی اس وقت کوئی حشم و خدم ساتھ نہ تھے جو دشمن کا مقابلہ کرتے مگر اللہ تعالیٰ نے امام المتقین کو کیسے بچایا کہ دشمنوں کو اندھا کر کے نکل گئے + اسی زمانہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سچے پیرو آپ کی پاک شریعت کے خادم آپ ہی کے غلام مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی راہ میں بھی رہے ڈھونڈے گئے۔ جان اور مال اور آبرو کے مقدمے بنائے گئے دشمنوں نے کیا کیا منصوبے اور مکیدہ اسکے خلاف کیے۔ آریوں۔ سکھوں برہموؤں۔ عیسائیوں۔ اور مسلمانوں نے متحد ہو کر اور مل ملکر اسکے استیصال کی کوشش کی مگر آخر خدا تعالیٰ نے انکو اپنے منصوبوں میں نامراد کیا آج بھی دشمن اسکے خلاف بنے ہوئے ہیں انجام بتا دے گا کہ خدا کی نصرت کس کے ساتھ ہے

غرض

ہماری جماعت کو چاہیے کہ وہ متقی بنے کیونکہ تمام نصرتیں اور تائیدیں متقی ہی کو ملتی ہیں اسی لیے چاہیے کہ وہ شہداء علی الناس ہو اور اپنے پاک نمونہ سے دوسروں پر حجت قائم کرے۔ دیکھو منکروں کا حساب تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے مگر ماننے والوں پر حجت پوری ہو چکی ہے انھوں نے نشانات دیکھ لیے ہیں اور اب بھی اگر وہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر کوئی بدکاری کرتے ہیں وہ خدا سے استہزا کرتے ہیں پس اس سے ڈرو ہمیشہ موت کو سامنے رکھکر خدا سے حیا کرتے رہو۔ تاکہ تم دنیا کے لیے نمونہ اور شہداء علی الناس ہو جاؤ۔

ضرورة نکاح

غلام شاہ صاحب اسٹیشن ماسٹر جیکب کوٹ ضلع کوہاٹ کی صاحبزادہ جو حافظ محمد قاری صاحب جہلمی کی دختر تھی ... ہو گئی ہے اور اب سید صاحب اپنے لڑکے کی دوسری شادی کرنی چاہتے ہیں بابو صاحب کا لڑکا حیدر شاہ نام میں سب پوسٹ ماسٹر ہے خوش خلق جوان انٹرنس پاس یافتہ جو صاحب اس اتفاق سید کرنے کے خواہشمند ہوں بابو صاحب سے خط و کتابت کریں یا ایڈیٹر الحکم کو اطلاع دیں۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت بسبب اعدا نزلہ اور زکام کی وجہ سے ناساز رہی جمعہ کو آپ نے بعد نماز جمعہ بعض نئے آئے ہوئے خدام سے ملاقات فرمائی۔ خصوصیت کے ساتھ اس ملاقات کا شرف ہمارے محترم مخدوم عالیجناب نواب محمد علیخان صاحب کے بڑے بھائی جناب نواب احسن علیخان صاحب اور ریاست کوٹلہ کے مشیر اعلیٰ میر محمد یمین صاحب کو حاصل ہوا۔ نواب صاحب اور میر صاحب نے حضرت حجۃ اللہ سے کیا باتیں کیں اور اعلیٰحضرت نے کیا فرمایا اسکے لیے ناظرین کسی دوسری اشاعت کا انتظار کریں

۲۔ بزرگان ملت حضرت حکیم الامۃ اور فاضل سیالکوٹی اور فاضل امروہی اللہ تعالیٰ کے فضل سے خیریت سے ہیں۔ اور خدمت دین میں مصروف اول الذکر بزرگان رسالہ ترک اسلام کے جواب کے مسودوں اور کاپیوں اور پروفوں کی اصلاح و نظر ثانی میں علاوہ دیگر مستقل خدمات دین کے لگے ہوئے ہیں فاضل امروہی نے سر الشہادتین ایک چھوٹا سا لطیف رسالہ لکھا ہے جو الحکم میں بہت جلد طبع ہوگا صاحبزادہ صاحب پیر سراج الحق صاحب نعمانی کا رسالہ طیار ہے وفات مسیح پر نئی بحث ہے جو دیکھنے کے قابل ہے قیمت ۱ر علاوہ محصول پیر صاحب سے طلب کرنا چاہیے۔

۳۔ علاقہ تار۔ کریام۔ راہوں۔ مونگیر اور کئی دیگر مقامات سے خدام آکر بہرہ اندوز سعادت ہو رہے ہیں

۴۔ کسی قدر بارش ہو گئی ہے جسکی وجہ سے موسم میں زیادہ سردی کی چمک پیدا ہو گئی ہے

دارالامان کی مقامی ضرورتیں

الحمد للہ ڈاک خانہ کا انتظام ڈاک کی روانگی اور رسید گی کے متعلق خاطر خواہ ہو گیا ہے لیکن ہمکو یہ شکایت ضرور ہے کہ مقررہ وقت پر جو ظاہر کیا گیا ہے ڈاک قادیان پہنچتی نہیں ہے جس کی وجہ سے ڈاک کی روانگی میں بھی دیر کا ہو جانا قرین قیاس ہے۔

اُمید ہے کہ جناب سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر اس فروگذاشت کے رفع کرنے میں سعی فرمائینگے علاوہ بریں ابھی تک ایک نقص اور باقی ہے کہ ایل ۲۰ کے نام تھیلی طیار نہ ہونے کی وجہ سے صبح تک ڈاک کو بٹالہ انتظار کرنا پڑتا ہے + اور یہ نقص رفع نہیں ہو سکتا جبتک کہ تھیلی بٹالہ کے نام نہ بنائے جاویں اور وے منسلکہ میں ڈاک نہ جاوے۔ غالباً اس ضرورت اور تکلیف کو صاحب سپرنٹنڈنٹ جیسا بیدار مغز آدمی پہلے ہی سے محسوس کر چکا ہوگا اور اگر ابھی تک خیال نہیں آیا تو اب خیال فرما کر اسکو رفع کرے۔

وہی قادیان کی سڑک کا جھگڑا

۹ جنوری ۱۹۰۵ء کو جناب لالہ موتی رام صاحب تحصیلدار بٹالہ۔ قادیان تشریف لائے اور ۱۰ جنوری کو آگے تشریف لے گئے۔ آپکو قادیان کی صفائی وغیرہ ضروریات پر خصوصیت کے ساتھ توجہ ہے چنانچہ آپ نے پھر قادیان کو نوٹیفائڈ ایریا قرار دینے کے متعلق تحریک کرنی چاہی ہے اور قادیان اور بٹالہ والی سڑک کے متعلق بھی آپ نے مناسب ایکشن لینے کا ارادہ ظاہر فرمایا ہے۔ اگر صاحب موصوف اس امر پر زیادہ توجہ کریں تو یہ کام کچھ مشکل نہیں۔ یہ سڑک خصوصاً وہ حصہ جو سڑک سے الگ ہو کر قادیان تک آتا ہے نہایت ہی خطرناک حالت میں ہے۔ راستہ میں زمینداروں نے بند مار مار کر اسکو اور بھی مخدوش بنا دیا ہوا ہے۔ تحصیلدار صاحب نے یکبارگی کے بیانات بھی اس کے متعلق لیے ہیں اور پوری توجہ کرنی چاہی ہے جس سے ہمکو امید ہو چلی ہے کہ اب ہماری شنوائی ہو کر رہے گی۔ انشاء اللہ قادیان میں جن صاحبوں کی روڑیاں ملحق بہ شہر پڑی ہیں انکو اٹھانے کا حکم دیا گیا ہے بصورت ثانی ان کے مناسب تدارک کا حکم ہے +

غرض تحصیلدار صاحب کو اپنے علاقہ کی ہر طرح بہتری اور بھلائی کا خیال ہے۔ چونکہ آپ اپنے فرض منصبی کو نہایت دیانتداری اور محنت کے ساتھ ادا کرتے ہیں اور کسی قسم کا ذاتی یا مذہبی تعصب آپ میں نہیں اسلیے ہندو اور مسلمان دونوں آپ کو عزت اور پیار کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

ایک برہما انسپکٹر پولیس اور مرزا صاحب قادیانی

پیسہ فولاد میں مندرجہ ذیل مراسلت عنوان بالا سے چھپی ہے جو مولوی عبدالسلام رفیقی حال وارد رنگون نے اخبار مذکور کو بھیجی ہے

وہو ہذا

میں سیر کو جا رہا تھا کہ ایک برہما انسپکٹر پولیس اتفاقیہ ملاقی ہوئے اگرچہ میں برہما زبان سے بالکل ناواقف ہوں۔ مگر وہ انسپکٹر صاحب کچھ اردو جانتے تھے اور انگریزی اعلیٰ درجہ کی۔ میں ان کے برعکس اردو اچھی جانتا ہوں اور انگریزی کم۔ خیر جب ہر دو نے آپس میں گفتگو شروع کی۔ انسپکٹر صاحب نے بیان کیا کہ ہمارے بھی آباؤ اجداد اصل میں ہندوستان کے رہنے والے ہیں۔ یہاں آکر انھوں نے شادی کیں ہم پیدا ہوئے اور ہم بوجہ خلقت اپنے اجداد کے برہما کے برہمار ہے۔ میرے مختلف سوالات کے جواب میں انھوں نے ذیل کی باتیں ذکر کیں۔ اگر ہم اس لباس (برہما) کو چھوڑ دیں اور اپنا نام اس پر نہ رکھیں۔ تو ہمکو اس لائق نہیں لیا جاتا۔

میں مرزا صاحب قادیانی کے خیالات کو بہت پسند کرتا ہوں۔ میں نے انکی بعض تصانیف دیکھی تھیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ ضرور کوئی چیز ہے۔

میں نے اب پنشن لے لی ہے لڑکوں کو جو لائق ہیں آرام سے ہیں۔ ایک کے لیے خیال ہے کہ اُسے ولایت بھیجا جائے۔ اس کے خرچ کی فکر ہے جب میں اس کام سے فارغ ہو لونگا تو ضرور ایک مرتبہ قادیان جاؤں گا۔ اور مرزا صاحب کی زیارت کروں گا۔ وغیرہ وغیرہ

عبدالسلام رفیقی حال وارد رنگون۔

ہر آنکہ زاد بنا چار بایدش نوشید
ز جام دہر کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ

الحکم کے یوم اجرا کے خریداروں میں سے ہمارے مکرم مخدوم منشی محمد خان صاحب افسر بگی خانہ کپورتھلہ بھی تھے جنھوں نے سال رواں کے پہلے ہی ہفتہ میں اس جہان فانی سے دار البقا کو کوچ کیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

منشی محمد خان صاحب مرحوم حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ محبت اور اخلاص عشق کا رنگ اختیار کر چکا تھا۔

خانصاحب موصوف کے متعلق ہمکو اپنی طرف سے کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں خود اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کے متعلق ایک موقع پر لکھا ہے

"حبی فی اللہ میاں محمد خان صاحب ریاست کپورتھلہ میں نوکر ہیں نہایت درجہ کے غریب طبع صاف باطن دقیق فہم حق پسند ہیں اور جس قدر انھیں میری نسبت عقیدت و ارادت و محبت و نیک ظن ہے میں اسکا اندازہ نہیں کر سکتا مجھے ان کی نسبت یہ تردد نہیں کہ ان کی اس درجہ ارادت میں کبھی کچھ خلل پیدا ہو بلکہ یہ اندیشہ ہے کہ حد سے زیادہ نہ بڑھ جائے وہ سچے وفادار اور جاں نثار اور مستقیم الاحوال ہیں خدا ان کے ساتھ ہو آمین۔"

وہ سارٹیفکیٹ ہے جو خانصاحب ممدوح کو خدا تعالیٰ کے برگزیدہ جری اللہ فی حلل الانبیاء نے دیا ہے اور نہایت خوشی کی بات ہے کہ آخری دم تک انہوں نے اپنے آپ کو اسکا مستحق ثابت کیا۔

خان صاحب کئی مہینے سے بیمار تھے اور دن بدن ان کا مرض الموت ثابت ہوتا جاتا تھا آخر آخری پیام آ پہونچا اور خانصاحب صالحین کی موت رخصت ہوے۔ اس میں شک نہیں کہ خانصاحب مرحوم کی موت آخر بشری تقاضوں کے لحاظ سے ان کے خاندان انکو دوست و احباب اور ہمارے سلسلہ کے لیے ایک رنجدہ خبر ہے لیکن یہ معلوم کرکے رنج جاتا رہتا ہے کہ ان کا **خاتمہ ایمان پر ہوا**۔ اور انکی موت مبارک موت تھی۔ خانصاحب ممدوح اپنے امتحان میں پورے اُترے اور ہم ابھی جو اس کشتی میں سوار ہیں اپنی جگہ لرزاں اور ترساں ہیں۔ خدا کرے کہ اسی ایمان پر خاتمہ ہو۔

خانصاحب ممدوح کے آخری الفاظ یہ بتلائے گئے ہیں

ہر گلہ۔ تقدیر۔ میں برداشت کرونگا۔ ایسا ہی ہونا تھا اور ایسا ہی ہوتا آیا ہے۔

خان صاحب کی وفات سے ان کے خاندان کو بیشک صدمہ پہونچا ہے لیکن جبکہ خان صاحب نے مرنے سے پہلے خود فرمایا کہ **خدا متقی کی اولاد کو ضائع نہیں کرتا** ہم اس برتر و مقتدر ہستی سے امید رکھتے ہیں کہ وہ ان کے خاندان کی خود ہی حفاظت اور پرورش فرمائے گا اور بجز اس کے ہے ہی کون جو اس کے عاجز بندوں کی دستگیری کر سکے

ہم منشی **عبد المجید خان صاحب** خانصاحب کے بڑے صاحبزادہ اور آپکے بھائی منشی سردار خان صاحب کو صبر اور ضبط کرنے کی مزید ضرورت نہیں سمجھتے کیونکہ خدا کا شکر ہے وہ سب کے سب رضا بقضا پر اسی طرح ایمان رکھتے ہیں جسطرح انکا نیک باپ اور بھائی رکھتا تھا اور وہ سب کے سب سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہونے کی وجہ سے خدا تعالیٰ پر پورا ایمان رکھنے والے ہیں ہم قوم کی طرف سے تعزیت کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اور آپ کے پس ماندوں کو صبر جمیل عطا فرمائے اور خود انکی جزا ہو۔ آمین۔

اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ نے ۸ر جنوری ۱۹۰۵ء کو خان صاحب کا جنازہ اپنی جماعت کو لیکر بعد نماز جمعہ مسجد مبارک میں پڑھا اور دیر تک آپ دعا فرماتے رہے۔ امید کی جاتی ہے کہ ہماری احمدی جماعت جہاں جہاں ہے اپنے مغفور بھائی کا جنازہ پڑھے گی ⁕

اس کے بعد دو چار الفاظ ریاست کپورتھلہ کے ذمہ وار عہدہ داروں اور بگی خانہ کے اعلیٰ افسر کی خدمت میں بھی ہم عرض کرنا چاہتے ہیں اور وہ یہ ہیں کہ خان صاحب ممدوح نے جس دیانت داری اور جفاکشی کے ساتھ اپنے فرض منصبی کو ادا کیا ہے وہ اس قابل ہے کہ ان کے خاندان کے جائز حقوق کی حفاظت فرمائی جاوے۔ ہمیں یہ سنکر خوشی ہوئی ہے کہ بگی خانہ کے اعلیٰ افسر اور ریاست کے چیف سکرٹری صاحب نے منشی عبد المجید خان کے سر پر دست شفقت رکھا ہوا ہے۔ مہا رانی صاحبہ نے خانصاحب کے جنازہ کے لیے ایک قیمتی دوشالہ بھی بھیجا ⁕ ان کے جنازہ کے ساتھ ایک ہزار آدمی کی بھیڑ بھاڑ بتائی جاتی ہے غرض مرنے والا مر گیا اور اپنی بہت سی خوبیوں کو یادگار چھوڑ گیا ⁕

الحکم کے ساتھ انکو خاص محبت اور اُنس تھا اب بظاہر الحکم ان کے نام بند ہوتا ہے مگر ہم خانصاحب کے ساتھ آخری دم تک نباہنا چاہتے ہیں اور **اطلاع دیتے ہیں کہ ان کے نام سے ایک اخبار مفت کسی ایسے شخص کو دیا جاوے گا جو الحکم سے محبت رکھتا ہے اور خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتا**

منشی عبد المجید خان اور ان کے چچا منشی سردار خان صاحب سے بھی ایک درخواست کرنا چاہتے ہیں کہ وہ محترم مرحوم کی یادگار اور ان کے روح کو ایصال ثواب کے لیے تعلیم الاسلام کالج کے لیے **محمد خان سکالرشپ** کے نام سے کوئی مستقل وظیفہ جو کسی مسکین یا یتیم کی تعلیم کے مصرف میں آسکے۔ (ایڈیٹر)

ایک مشنری انگریز قادیان میں

۴ر جنوری ۱۹۰۵ء کی صبحکو گورے رنگ بھوری داڑھی اور نیلی آنکھوں والا ایک سادھو گیروے کپڑے پہنے ہوئے سر پر گیروی پگڑی باندھے ہوئے ننگے پاؤں پر موٹا دیسی جوتا پہنے ہوئے آنکھوں پر عینک چڑھائے ہوئے بائسکل پر سوار معہ ایک اور ساتھی جو لباس میں اُسکا ہمرنگ اور دوسری بائسکل پر سوار تھا قادیان میں وارد ہوا۔ اور بیان کیا کہ میں مرزا صاحب کی ملاقات کے واسطے آیا ہوں۔ لوگ اُسے مدرسہ تعلیم الاسلام کے مکانات کی طرف لے آئے جہاں ہیڈ ماسٹر مدرسہ مفتی محمد صادق صاحب نے اُسکی شکل اور لب و لہجہ سے معلوم کرکے کہ یہ ایک انگریز دیسی لباس میں ہے فوراً اُس کے واسطے خاطر داری کے ساتھ آرام کی جگہ طیار کرا کے اُسے اُتارا اور حالات دریافت کیے۔ معلوم ہوا کہ یہ صاحب ڈاکٹر پنل ہیں جو انگلستان کے باشندہ اور چرچ آف انگلینڈ کے مشنری ڈاکٹر ہیں گیارہ سال سے بنوں میں کام کرتے ہیں پشتو اور اردو بول اور سمجھ سکتے ہیں اور اب فقیرانہ لباس میں مسلمانوں اور ہندوؤں کے بزرگوں سے ملاقات کے ارادہ کے لیے اور جا بجا وعظ کرنے کی نیت سے بنوں سے اپنا نکلنا ظاہر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ چار ماہ کے عرصہ میں کلکتہ تک پہونچنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور یہانتک بائسکل پر آئے ہیں اور آئندہ سفر بھی بائسکل پر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کا ساتھی ایک نوجوان لڑکا تھا جسکو ڈاکٹر صاحب اپنا متبنیٰ بیٹا کہتے تھے اور ظاہر کرتے تھے کہ یہ مسلمان ہے۔ مگر وہ تمام امور میں بظاہر ڈاکٹر صاحب کے رنگ میں رنگین تھا۔

خاکسار ایڈیٹر اور دوسرے احباب نے جن کی ملاقات ڈاکٹر صاحب سے ہوئی ان کی خدمت میں بہت اصرار کیا کہ جب ڈاکٹر صاحب مختلف مقامات میں مختلف مذاہب کے بزرگوں کو دیکھنے کے واسطے نکلے ہیں تو یہ مقام سب سے زیادہ اس امر کا مستحق ہے کہ سب سے زیادہ ٹھیریں کیونکہ بلحاظ دعوے کے اور اس کے ظاہری نتائج کے اس جگہ ایک ایسا شخص اور ایک ایسا سلسلہ اور ایک ایسا فرقہ مذہب موجود ہے کہ بلحاظ عظمت و شان کے اس کا مقابل اسوقت تمام دنیا میں موجود نہیں۔ لیکن چونکہ ڈاکٹر صاحب پہلے سے ٹھان چکے تھے کہ ایک دن سے زیادہ نہ ٹھیرینگے اس لیے وہ اپنے پروگرام کو نہ توڑ سکے اور بسبب اس کے کہ حضرت اقدس کی طبیعت علیل تھی۔ آنحضرت کی ملاقات کے بغیر ہی ڈاکٹر صاحب دوسری صبحکو واپس چلے گئے۔

تاہم اس تھوڑے سے عرصہ میں ڈاکٹر صاحب نے اس پاک سلسلہ کے حالات کے متعلق مختلف احباب سے بہت کچھ سنا اور دیکھا۔ چنانچہ ہم ذیل میں مختصر وہ چند باتیں تحریر کرتے ہیں جو حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کے درس حدیث میں اور مفتی محمد صادق صاحب کی زبانی ڈاکٹر صاحب نے سنیں۔ ڈاکٹر صاحب ان سب باتوں کو خاموشی کے ساتھ سنتے رہے اور عموماً سر تسلیم ہلاتے رہے اور ہاں ہاں کرتے رہے لیکن کہیں کہیں اگر ڈاکٹر صاحب نے اثنائے گفتگو میں کوئی کلام یا سوال کیا تو وہ بھی ہم اسجگہ درج کردینگے۔

ڈاکٹر صاحب کے تھوڑی دیر کے پہنچنے کے بعد مفتی صاحب انکو حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کی نشست گاہ میں لے گئے۔ جہاں ڈاکٹر صاحب کی استدعا کے مطابق درس حدیث جو طلباء کا روزانہ سبق تھا شروع ہوا جس میں پہلے حضرت مولانا موصوف نے اس بات پر چند کلمات فرمائے کہ احادیث میں راویوں کے نام ذکر کرنا اور درجہ بدرجہ ایک روایت کو نہایت تحقیق اور تدقیق کے ساتھ اصل متکلم تک پہونچانا یہ پاک طریق صرف اسلامی کتب میں پایا جاتا ہے اور اس کے بالمقابل دوسرے تمام مذاہب کی روایات خواہ انکا راوی اصل متکلم سے کتنے ہی بعد پر ہو بغیر کسی سند کے یوں ہی ذکر کردی جاتی ہیں جس سے انکی صداقت پر بہت کچھ شبہ پڑتا ہے۔ پھر احادیث میں طلباء نے یہ ذکر پڑھا کہ ہر رکعت میں قرآن شریف کا کچھ حصہ ضرور پڑھنا چاہیے۔ اسپر حضرت مولانا موصوف نے فرمایا کہ یہ اس واسطے ہوا کہ قرآن شریف اصل بیان اور عبارت میں محفوظ رہے چنانچہ اس وقت سے قرآن شریف کی پوری حفاظت سینہ بسینہ ہوتی رہی ہے قرآن شریف کے اصلی ہونے میں کوئی شبہ ایسا پڑ نہیں سکتا جیسا کہ توریت اور اناجیل کی عبارتیں بہت سی شکوک و شبہات کے نیچے دب گئی ہیں بلکہ اکثر محقق عیسائیوں کے نزدیک ان کا بہت سا حصہ جعلی اور اُن لوگوں کا نہیں جن کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور اصل زبان اناجیل کی تو بالکل دنیا سے مفقود ہی ہوگئی ہے ⁕ اسی سبق میں طلباء نے کئی جگہ پڑھا کہ اُس مقام پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ سورت پڑھی اور اس مقام پر وہ سورت پڑھی اسپر حضرت مولانا موصوف نے بیان فرمایا کہ اس سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن شریف کی آیات اور سورتوں کی ترتیب سب اُس مقدس رسول کے زمانہ سے چلی آتی ہے اور یہ بالکل غلط ہے کہ بعد میں کسی نے آیات اور سورتوں کی ترتیب وغیرہ کی ہے۔

باقی آئندہ

الانوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر مالکان کارخانہ کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

www.aaiil.org

مسیح موعود کی صلحکاری اور امان کا لوا

آج سے انسانی جہاد
جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا
کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول
کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جس نے آج
سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح
موعود کے آنے پر تمام تلوار کے
جہاد ختم ہو جائینگے سو اب
میرے ظہور کے بعد تلوار
کا کوئی جہاد نہیں ہمار
سے امان اور صلحکاری
کا سفید جھنڈا بلند
کیا گیا

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

چہ گویم با تو کر آئی چہا در قادیان ہیں | دوا ہیں شفا ہیں عرض دار الاماں ہیں

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت
سالانہ عام سے ۵
خواص و معاونین سے ۷
ہندوستان سے باہر سے
غیر مذاہب والوں سے ۱۲
اپنے سلسلہ کے غیر مستطیع لوگوں سے ۲

نمبر ۲ | دار الامان قادیان مورخہ ۲۴ جنوری سنہ ۱۹۰۴ء | جلد ۸

کلمات طیبات یا ملفوظات احمدیہ

(علیہا السلام والتحیۃ)

بقیہ تقریر ۲۶ دسمبر سنہ ۱۹۰۳ء

سلسلہ کے لیے دیکھو نمبر اول جلد ۸

جب انسان ایک راستباز اور صادق کے پاس بیٹھتا ہے تو صدق اس میں کام کرتا ہے لیکن جو راستبازوں کی صحبت کو چھوڑ کر بدوں اور شریروں کی صحبت کو اختیار کرتا ہے تو ان میں بدی اثر کرتی جاتی ہے اسی لیے احادیث اور قرآن شریف میں صحبت بد سے پرہیز کرنے کی تاکید اور تہدید پائی جاتی ہے اور لکھا ہے کہ جہاں اللہ اور اسکے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی اہانت ہوتی ہو اس مجلس سے فی الفور اٹھ جاؤ ورنہ جو اہانت سنکر نہیں اٹھتا اس کا شمار بھی انہیں ہی گا

صادقوں اور راستبازوں کے پاس رہنے والا بھی ان میں ہی شریک ہوتا ہے اسلیے کسقدر ضرورت ہے اس امر کی کہ انسان **کونوا مع الصادقین** کے پاک ارشاد پر عمل کرے۔ **حدیث شریف** میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملائکہ کو دنیا میں بھیجتا ہے وہ پاک لوگوں کی مجلس میں آتے ہیں اور جب واپس جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے کہ تم نے کیا دیکھا وہ کہتے ہیں کہ ہم نے ایک مجلس دیکھی ہے جس میں تیرا ذکر کر رہے تھے مگر ایک شخص ان میں سے نہیں تھا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نہیں وہ بھی ان میں ہی ہے کیونکہ **انہم قوم لا یشقی جلیسہم** اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ صادقوں کی صحبت سے کسقدر فائدے ہیں سخت بد نصیب ہے وہ شخص جو صحبت سے دور رہے۔

غرض

نفس مطمئنہ کی تاثیروں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ **اطمینان یافتہ** لوگوں کی صحبت میں اطمینان پاتے ہیں۔ امارہ والے میں نفس امارہ کی تاثیریں ہوتی ہیں اور لوامہ والے میں لوامہ کی تاثیریں ہوتی ہیں اور جو شخص نفس مطمئنہ والے کی صحبت میں بیٹھتا ہے اسے بھی اطمینان اور سکینت کے آثار ظاہر ہونے لگتے ہیں اور اندر ہی اندر اسے تسلی ملنے لگتی ہے۔

مطمئنہ والے کو پہلی نعمت یہ دیجاتی ہے کہ وہ خدا سے آرام پاتا ہے جیسے فرمایا ہے

یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ

یعنی اے خدا تعالیٰ میں آرام یافتہ نفس اپنے رب کی طرف آجا وہ تجھ سے راضی اور تو اس سے راضی

اس میں ایک باریک **نکتہ معرفت** ہے جو یہ کہا کہ خدا تجھ سے راضی تو حقیقی بات یہ ہے کہ جب تک انسان اس مرتبہ پر نہیں پہنچتا اور لوامہ کی حالت میں ہوتا ہے اسوقت تک خدا تعالیٰ سے ایک قسم کی لڑائی رہتی ہے یعنی کبھی کبھی وہ نفس کی تحریک سے نافرمانی بھی کر بیٹھتا ہے۔ لیکن جب مطمئنہ کی حالت پر پہنچتا ہے تو اس جنگ کا خاتمہ ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ سے صلح ہو جاتی ہے اسوقت وہ خدا سے راضی ہوتا ہے اور خدا اس سے راضی ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ لڑائی بھڑائی بالکل جاتی رہتی ہے۔

یہ بات خوب **یاد** رکھنی چاہیے کہ ہر شخص خدا تعالیٰ سے لڑائی رکھتا ہے بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے حضور دعا کرتا ہے اور بہت سی امانی اور امیدیں رکھتا ہے لیکن اس کی وہ دعائیں نہیں سنی جاتی ہیں یا خلاف امید کوئی بات ظاہر ہوتی ہے تو دل کے اندر اللہ تعالیٰ سے ایک لڑائی شروع کر دیتا ہے خدا تعالیٰ پر بدظنی اور اس سے ناراضگی کا اظہار کرتا ہے لیکن **صالحین** اور **عباد الرحمن** کی کبھی اللہ تعالیٰ سے جنگ نہیں ہوتی کیونکہ وہ **رضا بالقضاء** کے مقام پر ہوتے ہیں۔ اور سچ تو یہ ہے کہ **حقیقی ایمان** اسوقت تک پیدا ہو ہی نہیں سکتا جب تک انسان اس درجہ کو حاصل نہ کرے کہ خدا کی مرضی اسکی مرضی ہو جاوے دل میں کوئی کدورت اور تنگی محسوس نہ ہو بلکہ شرح صدر کے ساتھ اسکی ہر تقدیر اور قضا کے سامنے کو طیار ہو۔

صدائے عاجزانہ

از حضرۃ سید حامد شاہ صاحب

ذرا جاگو تو اے اہل زمانہ
بھلا کیوں خواب غفلت سے ہو بیدار
دیا تھا حق نے جو وعدہ کہ سچا
دکھلاوے راز سربستہ عزیزو
جو دیکھا اک آنیوالا آیا
جو تھا اسلام کی نصرت کا وعدہ
ظہیر آیا ہے دنیا میں وہ دیکھو
جو تھا اک آنیوالا وہ یہی ہے
مسیحا کے قبیل تر ہو وہ اتر کے
مبارک ہی مبارک ہے مبارک
خدا نے انکو بخشی تیغ براں
وہ لائی حجت قاطع ہر جہت سے
... یا بتوسہو گی فتح اسلام
... دین حق کو اسکھلیگے
... اپنی حکمت دکھلائیگا اب
... کی ظلمت اب جہاں سے
... ہوئی خصلتیں پھیل جائیں
... م ایسے کی تھی اب انتظاری
... یا وعدہ رسول حق نے جس کا
مسیحا دم سے لوا ہل زمین کو
خدا نے وقت پر ہمکو سنبھالا
... واجب قدر و عزت اسکی ہمپر
نصیحت ہے نصیحت ہے نصیحت
... تسلیم کر لو مان لو تم
کوئی طعنہ نما خوش ہو

خوشی کا آگا ڈنکا سب ترانہ
کہ ہشیار ہو گیا آیا ہے زمانہ
بہت لائے تم مقبول بھولجانا
کہ جو اب تک کہا تھا مخفیانہ
ہوئی برہ وقت اصلاح زمانہ
ظہور اسکا تھا حق سے لازمانہ
رہی آگاہ بیگانہ یگانہ
ہی بد قسمت وہی جس نے نہ مانا
کیا دعوی انہوں نے ملہمانہ
محبوب ہو صدائے عاشقانہ
نہ خنزیر رہیگا اب ہو گا ٹھکانا
صلیبو نکا ہے لازم ٹوٹ جانا
ترقی ہو گی اسکی غائبانہ
دینگے سب کلام ہاطلانہ
وہ پھیلائیگا نور کا ملانہ
مٹینگے اعتقاد مشرکانہ
یہ آیا ابن مریم کا زمانہ
جو خصلت رکھی ابن مریمانہ
وہ امام اپنا وہ آیا ہم نے مانا
کہ پاؤ تم حیات جاودانہ
کہ تکلا یہ الٰہی کارخانہ
بڑھا قدم اب قدم ہم مخلصانہ
نہ لاؤ اسمیں کچھ عذر و بہانہ
کہ جو کہتا ہے ناصح مشفقانہ
فقیر دیتی صلہ ہو عاجزانہ

اس آیت میں راضیة مرضیة کا لفظ
اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یہ رضا کا اعلیٰ
مقام ہے جہاں کوئی ابتلا باقی نہیں رہتا
دوسرے جس قدر مقامات ہیں وہاں ابتلا کا
اندیشہ رہتا ہے لیکن جب اللہ تعالیٰ سے بالکل
راضی ہو جاوے اور کوئی شکوہ شکایت نہ
رہے اسوقت **محبت ذاتی** پیدا ہو جاتی
ہے اور جب تک اللہ تعالیٰ سے **محبت ذاتی**
پیدا نہ ہو تو ایمان بڑے خطرہ کی حالت میں ہے
لیکن جب ذاتی محبت ہو جاتی ہے تو انسان
شیطان کے حملوں سے امن میں آجاتا ہے اس
ذاتی محبت کو دعا سے حاصل کرنا چاہئے
جب تک یہ محبت پیدا نہ ہو انسان نفس امارہ
کے نیچے رہتا ہے اور اس کے پنجہ میں گرفتار رہتا
ہے اور ایسے لوگ جو نفس امارہ کے نیچے ہیں
ان کا قول ہے کہ

ایہہ جہان مٹھا تو اگلا کن ڈٹھا

یہ لوگ بڑی خطرناک حالت میں ہوتے ہیں اور
لوامہ والے ایک گھڑی میں ولی اور ایک
گھڑی میں شیطان ہو جاتے ہیں ان کا ایک
رنگ نہیں رہتا کیونکہ ان کی لڑائی نفس کے
ساتھ شروع ہوتی ہے جس میں کبھی وہ غالب
اور کبھی مغلوب ہوتے ہیں۔ تاہم یہ لوگ
محل مدحیں ہوتے ہیں کیونکہ ان سے نیکیاں
بھی سرزد ہوتی ہیں اور خوف خدا بھی انکو
دامنگیر ہوتا ہے لیکن نفس **مطمئنہ** والے بالکل
فتحمند ہوتے ہیں اور وہ سارے خطروں اور
خوفوں سے نکل کر امن کی جگہ میں جا پہنچتے ہیں
وہ اس دار الامان میں ہوتے ہیں جہاں
شیطان نہیں پہنچ سکتا۔ لوامہ والا جیسا
کہ میں نے کہا ہے دار الامان کی ڈیوڑھی میں
ہوتا ہے۔ اور کبھی کبھی دشمن بھی اپنا وار
کر جاتا ہے اور کوئی لاٹھی مار جاتا ہے ایسے
مطمئنہ والے کو کہا ہے **فادخلی فی عبادی
وادخلی جنتی**۔ یہ آواز اسوقت آتی ہے
جب وہ اپنے تقوے کو انتہائی مرتبہ پر پہنچا
دیتا ہے تقوے کے دو درجے ہیں بدیوں
سے بچنا اور نیکیوں میں سرگرم ہونا یہ دوسرا
مرتبہ **محسنین** کا ہے اس درجہ کے حصول کے
بغیر اللہ تعالیٰ خوش نہیں ہو سکتا۔ اور یہ
مقام اور درجہ اللہ تعالیٰ کے **فضل کے بغیر**
حاصل ہی نہیں ہو سکتا +

جب انسان بدی سے پرہیز کرتا ہے اور
نیکیوں کے لیے اس کا دل تڑپ اٹھتا ہے اور وہ
خدا تعالیٰ سے دعائیں کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے
فضل سے اسکی دستگیری کرتا ہے اور اس کا
ہاتھ پکڑ کر اسے دار الامان میں پہنچا دیتا ہے
اور **فادخلی فی عبادی** کی آواز اسے
آجاتی ہے۔ یعنی تیری جنگ اب ختم ہو چکی
اور میرے ساتھ تیری صلح اور آشتی ہو چکی ہے
اب آ میرے بندوں میں داخل ہو جو صراط
الذین انعمت علیہم کے مصداق ہیں۔

اور روحانی وراثت سے جنکو حصہ ملتا ہے۔
میری بہشت میں داخل ہو جا + یہ آیت جیسا کہ
ظاہر بین سمجھتے ہیں کہ مرنے کے بعد اسے آواز
آتی ہے آخرۃ پر ہی موقوف نہیں بلکہ اسی دنیا
میں اسی زندگی میں یہ آواز آتی ہے۔ اہل
سلوک کے مراتب رکھے ہوئے ہیں + ان کے
سلوک کا انتہائی نقطہ یہی مقام ہے جہاں انکا
سلوک ختم ہو جاتا ہے۔ اور وہ مقام یہی
نفس مطمئنہ کا مقام ہے اہل سلوک کی
مشکلات کو اللہ تعالیٰ اٹھا دیتا ہے اور انکو
صالحین میں داخل کر دیتا ہے جیسا فرمایا
**والذین امنوا وعملوا الصلحت
لندخلنھم فی الصلحین** یعنی جو
لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اچھے عمل کئے
ہم ان کو ضرور ضرور صالحین میں داخل
کر دیتے ہیں

دفع وہم اور صلاحیت کے اقسام

اسپر بعض اعتراض کرتے
ہیں کہ اعمال صالحہ کرنیوالے
صالحین ہوتے ہیں پھر انکو
صالحین میں داخل کرنے
سے کیا مراد ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ اس میں
ایک لطیف **نکتہ** ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ
تعالیٰ اسبات کو بیان فرماتا ہے کہ صلاحیت کی
دو قسم ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ انسان
تکالیف شاقہ اٹھا کر نیکیوں کا بوجھ اٹھاتا
ہے نیکیاں کرتا ہے لیکن ان کے کرنے میں
اسے تکلیف اور بوجھ معلوم ہوتا ہے اور اندر
نفس کے کشاکش موجود ہوتی ہے اور جب
وہ نفس کی مخالفت کرتا ہے تو سخت تکلیف
محسوس ہوتی ہے لیکن جب وہ اعمال صالحہ
کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے جیسا
کہ اس آیۃ کا منشا ہے اسوقت وہ تکالیف
شاقہ اور محنتیں جو خود نیکیوں کے لیے برداشت
کرتا ہے اٹھ جاتی ہیں اور طبعی طور پر وہ
صلاحیت کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور وہ
تکالیف تکالیف نہیں رہتی ہیں اور نیکیوں
کو ایک ذوق اور لذت سے کرتا ہے اور ان
دونوں میں یہی فرق ہوتا ہے کہ پہلا نیکی کرتا
ہے مگر تکلیف اور تکلف سے اور دوسرا ذوق
اور لذت سے۔ وہ نیکی اسکی غذا ہو جاتی ہے
جس کے بغیر وہ زندہ نہیں رہ سکتا۔
باقی آئندہ

ضرورت نکاح

بابو نظام شاہ صاحب سٹیشن ماسٹر چیکر کوٹ ضلع
کوہاٹ کے صاحبزادہ کی اہلیہ جو حافظ محمد
قاری صاحب کی دختر نیک اختر تھیں فوت
ہو چکی ہیں اور اب سید صاحب اپنے لڑکے کی
دوسری شادی کرنی چاہتے ہیں۔ بابو صاحب کا لڑکا
سید [illegible] آجکل جہلم میں سب پوسٹماسٹر ہے
خوش خلق۔ جوان۔ انٹرنس پاس
ہے۔ جو صاحب ایسا تعلق کرنا چاہیں بابو صاحب سے
یا ایڈیٹر الحکم سے خط و کتابت کریں۔ ایڈیٹر

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرۃ حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت نزلہ اور زکام
کی وجہ سے کسی قدر ناساز رہی۔ ۱۲ر جنوری
کو اعلیٰ حضرت ۱۳ر جنوری ۱۹۰۴ء کی تاریخ مقدمہ
کے لیے براہ بٹالہ گورداسپور کو روانہ ہوئے اور
تین ساڑھے تین بجے کے قریب گورداسپور
پہنچ گئے۔ رات کو بہت سے احباب مختلف
مقامات سے حاضر ہو گئے۔ سفر کی کوفت اور
بارش اور سرد ہوا کی تیزی سے اعلیٰ حضرۃ کو
تکلیف بڑھ گئی۔ اسی رات آپ نے ایک
رؤیا دیکھی

رؤیا

شب درمیان ۱۲-۱۳ر جنوری ۱۹۰۴ء
مولوی محمد علی صاحب نے مجھ سے کہا کہ آپ
چلے جائیں۔ میں قادیان کو چلا گیا ہوں۔ اور
میں فکر کر رہا ہوں اور فکر میں ہوں کہ ہم کیوں چلے آئے
حکم دیا ہوا تھا۔ خواجہ کمال الدین صاحب
سے مشورہ کر لیتے۔

۱۳ر جنوری کو آپ باوجود ناسازی طبع
تشریف لے گئے طبیعت کی ناسازی بڑھ
جانے اور بخار ہو جانے کے باعث دوسرے
روز ۱۴ر جنوری کو آپ عدالت میں تشریف
نہ لے جا سکے اور ڈاکٹر کے سرٹیفکیٹ پر حاضری
عدالت سے ایک ماہ کی اجازت ملی

۱۳ر جنوری کو حضرت اقدس نے فرمایا کہ چند
روز ہوئے ہم نے دیکھا کہ اس اوڑی پر جو گلی
کے سرے پر ہے ایک کوٹھا ہے اُس کوٹھے
نے دعا کی اور جس کوٹھے میں ہم رہتے ہیں
اُس کوٹھے نے آمین کہی۔ دعا برکات
وغیرہ کے لیے تھی۔

شب درمیان ۱۳ و ۱۴ر جنوری ۱۹۰۴ء
گورداسپور
قریباً دو بجے رات کے الہام ہوا **اَرَدْتُ
اَنْ اَسْتَفْتِحَ** یعنی مجاہدہ کے ساتھ دعا کر
رہا ہوں فرمایا ہم ایک جگہ جا رہے ہیں۔ ایک
ہاتھی دیکھا اس سے بھاگے اور ایک اور
کوچہ میں چلے گئے۔ لوگ بھی بھاگے جاتے
ہیں۔ میں نے پوچھا کہ ہاتھی کہاں ہے۔ لوگوں
نے کہا کہ وہ کسی اور کوچہ میں چلا گیا ہے
ہمارے نزدیک نہیں آیا۔ پھر نظارہ بدل گیا۔
گویا گھر میں بیٹھے ہیں۔ قلم پر میں نے دو نوک
لگائے ہیں جو ولایت سے آئے ہیں پھر میں
کہتا ہوں یہ بھی نامرد ہی نکلا۔ اس کے بعد
الہام ہوا **اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَام**۔

۱۴ر کی شام آپ بسواری ریل براہ بٹالہ
دار الامان کی طرف روانہ ہوئے ۱۴ر کی
رات کو بٹالہ قیام فرمایا اور ۱۵ر کو دس بجے
کے قریب بٹالہ سے رخصت ہو کر بعد دوپہر
قادیان آ پہنچے۔
آپ کی طبیعت گو کسیقدر ناساز ہے مگر الحمد
للہ پہلے کی نسبت آرام ہے۔

۲۔ خاندان رسالت کے جمیع ممبر خدا کے
فضل سے خیریت سے ہیں اعلیٰ حضرت کے اس
سفر میں صاحبزادہ حضرت بشیر الدین محمود احمد
سلمہ اللہ الاحد بھی ہمراہ تھے۔

۳۔ بزرگان ملت خدمت دین میں بدستور
مصروف اور خدا کے فضل سے تندرست ہیں
فاضل امروہی امرتسر تشریف لے گئے ہیں
شاید وہاں سے موقع ملے تو امروہے جائیں
یا واپس دار الامان تشریف لائیں۔

۴۔ بارش خاطر خواہ ہو گئی ہے جس سے سبزی
خوب چمک اٹھی ہے۔

ہمارے مقدمات

۱۳ر جنوری ۱۹۰۴ء کو سب سے پہلے خواجہ صاحب نے
مجسٹریٹ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ نے پچھلی
پیشی پر وعدہ فرمایا تھا ۴۲۰ کا فیصلہ آج
کو سنادوں گا۔ آپ اگر وہ فیصلہ پہلے سنا دیں
تو تقریریں بہت ہی اختصار ہو جائیں
گی کیونکہ اہم امور پر آپ کی رائے سے فیصلہ
ہو چکے گا۔ مگر مجسٹریٹ صاحب نے فرمایا کہ میں
فیصلہ بھول آیا ہوں ساتھ نہیں لا سکا۔ کل
سنا دوں گا +

اس کے بعد خواجہ صاحب نے اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ
کی طرف سے تحریری بیان (جس کا پہلے سرسری
بیان میں اقرار تھا اور مجسٹریٹ نے بھی زبانی
تسلیم کر لیا تھا کہ تحریری بیان دیدیں) جو سہولت
کے لیے چھپوا لیا گیا تھا۔ پیش کیا اور اس کے
ساتھ ہی ایک ایفیڈیوٹ بھی تھا جو حکیم فضل
الدین صاحب کی طرف سے تھا۔ مجسٹریٹ
نے اولاً اُسے لے لیا لیکن فریق ثانی کے وکیل کو
بھی اطلاع دی کہ یہ تحریری بیان ہے اس نے
عذر کیا کہ یہ نہیں لیا جا سکتا اس سوال کو غیر
فیصل قرار دیکر چھوڑ دیا اور کہا کہ پہلے تقریر
ہونی چاہیے۔ چنانچہ وکیل مستغیث اور خود
کرم دین نے اپنی اپنی باری اور موقعہ پر تقریر
کی۔ چونکہ وقت بہت ہو چکا تھا خواجہ
صاحب نے تقریر نہ ہوئی
اور پھر اس بیان تحریری کے متعلق عرض کیا
جسکو عدالت نے لینا نامنظور کیا کہ یہ تفتیش ختم
ہونے پر لیا جا سکتا ہے۔ چونکہ دوران مقدمہ
میں بعض امور اس قسم کے واقع ہوئے جن سے
ہمکو مقدمات کے اس عدالت سے منتقل کرانے کی
ضرورت محسوس ہوئی۔ اس لیے ۱۴ر جنوری کو
کو مقدمات کے انتقال کے لیے چیف کورٹ

www.aaiil.org

بس درخواست نہ دینے کی بنا پر التواء مقدمات کی درخواست مجسٹریٹ صاحب کی خدمت میں پیش کی + جسکو انھوں نے کسی قدر تامل اور غور کے بعد منظور کر لیا - اور مقدمات کو ۱۳ر فروری ۱۹۰۴ء تک ملتوی کر دیا + مقدمات کے التوا کے بعد مجسٹریٹ نے فیصلہ کے لیے فرمایا کہ وہ میں غالباً لے آیا ہوں سنا دیتا ہوں چنانچہ آپ نے فیصلہ نکالنے سے پہلے ہی زبانی فرمایا کہ

میں نے فیصلہ کر دیا ہے کہ سراج الاخبار مورخہ ۶ر اکتوبر ۱۹۰۲ء اور خطوط اسی میں ہے۔

لیکن جرم ثابت نہیں ؎

پھر فیصلہ نکال کر آپ نے سنانا شروع کیا اور کچھ حصہ سنا دیا اور فرمایا کہ ایسا ہی لکھا ہے چونکہ مقدمہ ۳۰ ہم فیصل ہو گیا ہے اس لیے اس مقدمہ کے متعلق ہم رائے زنی کر سکتے ہیں اور ہی لیے کسی دوسری جگہ اسپر تفصیل سے لکھا ہے +

کھلی چٹھی

مندرجہ ذیل چٹھی بغرض اندراج الحکم مولوی محمد صادق حسین صاحب اٹاوی بھیجتے ہیں جسکو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ ایڈیٹر۔

جناب مولوی امیر علی صاحب اٹاوی اثنا عشری کے نام ایک کھلی چٹھی

مکرمی! السلام علی من اتبع الھدیٰ - سنی مذہب کے رد میں آپ کے دو رسالے میں نے دیکھے ان دونوں رسالوں کا لب لباب اور خلاصہ یہ ہے کہ خلفاء ثلاثہ برحق نہ تھے - خدا و رسول نے خلیفہ بلا فصل حضرت علی کو مقرر فرمایا تھا اور دوازدہ امام معصوم اور مفترض الطاعۃ تھے - بعد رسول ان کے سوا کسی کا قول و فعل حجت نہیں" سنیوں نے شیعوں کا نام ہٹ دھرمی سے رافضی رکھا ہے"

جناب من! چونکہ میرے نزدیک آپکے یہ عقاید قرآن کریم و احادیث نبوی کے صریح و مخالف اقوال آئمہ اثنا عشر کے مطابق غلط ہیں - اس لیے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ بطور خود مختصاً پیش کروں۔

جناب والا شیعہ مذہب کے اصول کے مطابق حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بڑھ کر قرآن و حدیث کا سمجھنے والا بھلا اور کون ہو سکتا ہے - اس لیے میں اول آئمہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ و دیگر آئمہ کے اقوال کیطرف آپکو توجہ دلاتا ہوں تاکہ آپ اپنے عقاید کی غلطی و بے بنیادی پر مطلع ہوں شیعوں کی معتبر کتاب نہج البلاغۃ سے ملا صحیح ہے کہ جب حضرت علی خلیفہ ہوئے اور امیر معاویہ ملک شام کے گورنر نے اُن سے بیعت نہیں کی تو آپ نے امیر معاویہ کو یہ خط لکھا قال بیعتی بالمدینۃ لزمتک وانت بالشام لانہ بایعنی القوم الذین بایعوا ابابکر وعمر وعثمان علی ما بایعوھم علیہ فلم یکن للشاھد ان یختار ولا للغائب ان یرد وانما الشوریٰ للمھاجرین والانصار اذا اجتمعوا علی رجل فسموہ اماما کان ذلک للہ رضی - میری بیعت مدینہ میں تجھپر لازم ہو گئی باوجودیکہ تو شام میں ہے - کیونکہ مجھ سے اُن لوگوں نے اُس امر پر بیعت کی ہے جنھوں نے جس امر پر ابوبکر و عمر و عثمان سے بیعت کی تھی تو اب نہ حاضر کو کچھ اختیار ہے اور نہ غائب رد کر سکتا ہے - مشورہ صرف مہاجرین اور انصار کا ہے - جب وہ شخص پر مجتمع ہو جائیں اور امام بنا لیں وہ اللہ کے نزدیک بھی پسندیدہ ہے

مولانا! اگر آپ انصاف فرمائیں تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی یہ تحریر شیعہ اور سُنی کے مقدمہ میں ایک قطعی فیصلہ دیکھی ہے - تحریر محولہ بالا سے ذیل کے نتائج نقد ہو سکتے ہیں

(۱) مہاجرین و انصار مشورہ و اجماع سے جو کام کریں وہ خداوند کریم کے نزدیک بھی پسندیدہ ہے

(۲) مہاجرین و انصار نے مشورہ و اجماع سے جس کو امام بنایا وہ امام منصوص من اللہ ہے -

(۳) چونکہ ابوبکر و عمر و عثمان کو مہاجرین و انصار نے مشورہ و اجماع سے امام بنایا تھا - اس لیے وہ امام منصوص من اللہ تھے -

(۴) جن امور پر ابوبکر و عثمان و عمر نے مہاجرین و انصار سے بیعت لی تھی انھیں امور پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھی اُن سے بیعت لی تھی

۵ جب مہاجرین و انصار اجماع سے کسی کو امام بنا لیں تو پھر کسی مسلمان کو اسکی امامت و خلافت میں چون و چرا کرنے کی مجال نہیں۔

(۶) ابوبکر و عمر و عثمان کی امامت و خلافت میں کسی مسلمان کو چون و چرا کرنے کی مجال نہیں۔

(۷) چونکہ ابوبکر و عمر و عثمان کی امامت و خلافت خداوند کریم کے نزدیک پسندیدہ تھی - اس لیے یہ عقیدہ کہ خدا و رسول کے نزدیک حضرت علی خلیفہ بلا فصل ہیں غلط ہے -

(۸) امامت و خلافت کے لیے عصمت شرط نہیں - کیونکہ ابوبکر و عمر و عثمان معصوم نہ تھے - حالانکہ وہ بقول حضرت علی علیہ السلام خلیفہ و امام تھے

(۹) چونکہ ابوبکر و عمر و عثمان امام تھے اسلیے اُن کی اطاعت لازم ہے

(۱۰) چونکہ ابوبکر و عمر و عثمان کی اطاعت بھی لازمی ثابت ہوئی - اس لیے شیعوں کا یہ عقیدہ کہ آئمہ اہل بیت کے سوا کسی کا قول فعل حجت نہیں غلط ہے۔

ثلث عشرۃ کاملۃ

پھر اسی نہج البلاغت میں حضرت علی علیہ السلام کا یہ مقولہ درج ہے۔

لا تکفوا عن مقالۃ بحق او مشورۃ بعدل فانی لست بفوق ان اخطی ولا آمن من ذلک فی فعلی

حق بات اور درست مشورہ سے تم باز نہ رہو - کیونکہ خطا سے میں برتر نہیں ہوں اور نہ میں اپنے فعل میں خطا سے مامون ہوں۔

اس قول سے چند باتیں ثابت ہوئیں

(۱) اول یہ کہ حضرت علی خطا سے محفوظ و معصوم نہ تھے۔

(۲) جو معصوم نہ ہو وہ عقلاً مفترض الطاعت نہیں ہو سکتا

(۳) اس لیے حضرت علی مفترض الطاعۃ نہیں تھے۔

(۴) چونکہ حضرت علی معصوم و مفترض الطاعت نہ تھے - اس لیے دیگر آئمہ بھی معصوم و مفترض الطاعت نہ تھے۔

(۵) پس شیعوں کا یہ عقیدہ کہ دوازدہ امام معصوم و مفترض الطاعت تھے غلط ہے۔

اصحاب آئمہ کی جماعت کا بھی یہی عقیدہ تھا چنانچہ ملا مجلسی حق الیقین ۱۹۵ میں لکھتے ہیں۔

"از احادیث ظاہر میشود کہ جمعے از راویان کہ در اعصار آئمہ علیہم السلام بودہ اند از شیعان اعتقاد بعصمت ایشاں نداشتہ اند بلکہ ایشاں را علمائے نیکوکار می دانستہ اند چنانچہ از رجال کشی ظاہر مے شود و مع ذلک آئمہ علیہم السلام حکم بایمان بلکہ عدالت ایشاں میکردہ اند"

مولانا! اب آپ انصاف فرمائیں کہ اگر آئمہ اثنا عشر معصوم و مفترض الطاعۃ ہوتے تو جو اصحاب آئمہ کو معصوم و مفترض الطاعت نہیں جانتے تھے بلکہ صرف علمائے نیکوکار جانتے تھے آئمہ اُن کو مومن و عادل کیوں فرماتے - پھر مجالس المومنین میں لکھا ہے۔

"در کتاب مختار از سعید منقول است کہ گفت روزے در خدمت امام جعفر علیہ السلام بودم کہ کسی در مجلس اذن دخول طلبید - و آن حضرت ایشاں را اذن کرد - چون بنشستند یکے از ایشاں از اہل مجلس پرسید کہ آیا در شما امام مفترض الطاعت ہست ؟ آن حضرت فرمودند کہ چنیں کسے درمیان خود نمی شناسیم - او گفت در کوفہ قومے ہستند کہ زعم ایشاں آنست کہ در میان شما امام مفترض الطاعت موجود است و ایشاں دروغ نمیگو نیند زیرا کہ صاحب ورع و اجتہاد اند - و از جملہ ایشاں عبد اللہ یعفور و فلاں و فلاں اند - پس آنحضرت فرمودند کہ من ایشاں را باین اعتقاد امر نکردہ ام - گناہ من دراں چیست -"

دیکھیے امام جعفر علیہ السلام امام مفترض الطاعۃ ہونے سے خود انکار فرماتے ہیں - اس سے بڑھ کر اور ثبوت آپ کیا چاہتے ہیں ؟

اب ایک امر اور تحقیق طلب باقی رہ گیا کہ وہ مشہور خطاب "یعنی رافضی" آپکو سنیوں نے دے رکھا ہے یا یہ خطاب آپکو من جانب اللہ عطا ہوا ہے - اسکی نسبت ہم کچھ کہنا نہیں چاہتے - کافی کی کتاب الروضہ سے ایک حدیث پیش کیے دیتے ہیں۔

سلیمان نے امام جعفر صادق سے شکایت کی کہ مخالفین نے ہمارا نام بہت سخت رکھا ہے فقال ابو عبد اللہ علیہ السلام الرافضۃ قال نعم فقال لا واللہ ما سموکم بل اللہ سماکم - تو فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے رافضی؟ تو میں نے کہا کہ ہاں امام نے فرمایا کہ واللہ یہ نام تمھارا مخالفوں نے نہیں رکھا بلکہ اللہ نے تمھارا یہ نام رکھا ہے۔

مولانا صاحب! اس مختصر تحریر سے آپ کو اپنے عقائد کی حقیقت معلوم ہو گئی ہو گی اور اُمید ہے کہ آپ اپنی غلطی کا اعتراف کرینگے با ایں ہمہ اگر آپ کو اپنے عقائد کی صحت پر اصرار ہو تو میری گذارش ہے کہ براہ مہربانی آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے خلیفہ بلا فصل اور آئمہ اثنا عشر کے معصوم و مفترض الطاعت ہونے کے ثبوت میں کوئی آیۃ قطعیۃ الدلالت یا حدیث صحیح مرفوع متصل غیر معارض آیات و احادیث صحیحہ پیش کریں - اگر آپ ایسی آیۃ یا حدیث صحیح پیش کرینگے تو آپ کی خدمت میں فی آیت یا حدیث ایک روپیہ نذر کیا جائے گا۔

راقم خاکسار صادق حسین مختار عدالت
سابق ایڈیٹر و پروپرائٹر اخبار اظہار الحق و رسالہ صبح صادق اٹاوہ
۱۲ر دسمبر ۱۹۰۳ء

تفسیر القرآن کا ماہواری نمبر

جنوری ۱۹۰۴ء سے ان شاء اللہ العزیز باقاعدہ شائع ہونا شروع ہوتا ہے - جو الحکم کے چوتھے نمبر کے ساتھ روانہ ہو سکے گا - یہ جلد ۲ کا پہلا نمبر قرار دیا جائے گا۔

مختصر نوٹ اور نکات

سخن گفتنی و شنفتنی

۹ جنوری سنہ ۱۹۱۳ء کو قادیان سے دو معزز مہمان رخصت ہونے والے تھے وہ حضرت حکیم الامۃ کی خدمت میں بھی بغرض حصول ملاقات حاضر ہوئے اور ایک صاحب نے فرمایا کہ

"آپ کی باتیں بھی بہت ہی دلچسپ اور مزہ دار ہیں"

یہ ایک جملہ کا حاصل مطلب تھا۔ اسپر حکیم الامۃ نے جو کچھ فرمایا وہ اس قابل نہیں کہ آب زر سے اُسے لکھا جاوے بلکہ اس قابل ہے کہ اُسپر عمل کیا جاوے۔ آپ نے فرمایا۔

میں قوّال کی نسبت فعّال کو پسند کرتا ہوں

یعنی بہت کہنے والے کے مقابلہ میں کرنے والیکو ترجیح دیتا ہوں۔ حقیقت میں حکیم الامۃ کا یہ جملہ بیش گفتنی و در سفتنی کا مصداق ہے خدا کرے ہم اسپر نرے غور کرنے والے نہ ہوں بلکہ اسپر عمل کرنے والے ہوں۔ آمین۔

تائید دین کی انتہا کیا سمجھی جاتی ہے؟

عام طور پر مسلمانوں نے یہ تو سمجھ لیا ہے کہ مسلمانوں کی عام حالت گری ہوئی ہے اور ان کی مذہب کی طرف سے بے پروائی اور بھی ان کی ذلت کا موجب ہو رہی ہے۔ باوجودیکہ مسلمانوں کی نکبت اور خستہ حالی کا احساس ہو گیا ہے لیکن اس کا علاج اور تائید دین کی عملی صورت اسوقت کیا قرار دی گئی ہے؟ مدرسے کھولنا اور انجمنوں کا قائم کرنا ہی تائید دین کا اصلی ذریعہ سمجھا گیا ہے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ وہ نہیں سمجھتے کہ دین کیا چیز ہے؟ اور انسانی ہستی کی انتہائی اغراض کیا ہیں اور ان کے حصول کا کیا طریق ہے؟

جب سرے سے دین اور اسکی تائید کی صورتوں سے ہی ناواقفی ہے پھر تائید کے کیا معنی؟ مسلمانو! غور کرو یہ تو آسمانی علوم ہیں جو زمینی تجویزوں سے حاصل نہیں ہو سکتے!!!

ان انجمنوں سے کیا سیکھو گے؟

مدرسوں اور انجمنوں کے قیام سے ہمیں کوئی شک نہیں کہ ترقیات کے زینہ پر انسان چڑھنے لگتا ہے لیکن وہ **اصل غرض جو تائید دین** کے مفہوم میں موجود ہے حاصل نہیں ہو سکتی اور آخری کامیابی ان تدبیروں سے ممکن نہیں یہ اشغال بنیادی طور پر فائدہ بخش ہوں تو ہوں لیکن اصل مدعا سے بہت دور ہیں شاید ان تدبیروں سے دماغی چالاکیاں پیدا ہوں یا طبیعتوں میں پرفنی کی عادت اثر کر جاوے اور ذہن میں تیزی اور خشک منطق کا اثر پیدا ہو یا زیادہ سے زیادہ کوئی خطاب اور ڈپلوما مل جاوے لیکن اگر گوہر مقصود ہاتھ نہ آیا تو کیا؟ سالہا سال کا تجربہ اور مشاہدہ بتا رہا ہے کہ مدارس کی کثرت اور انجمنوں کی کوشش نے کیا نتیجہ پیدا کیا ہے؟ تعلیمی رپورٹوں اور نقشوں کا معائنہ کرو۔ اور پھر دینی حالت کا اندازہ۔ اور اسکے ساتھ ہی جیل کی رپورٹوں اور جرائم کی فہرستوں کو بغور مطالعہ کرو۔ پھر معلوم ہو گا کہ کیا اثر ہوا ہے کہاں تک اخلاق فاضلہ میں ترقی ہوئی مذہبی شعار کی عظمت نے کتنے دلوں میں جگہ لیکر انکو عمل پر آمادہ کیا؟ یہ باتیں پھینکدینے کے قابل نہیں غور کرنے کے لائق ہیں جو بالآخر اس نتیجہ پر پہنچا دیں گی کہ پھر اصلاح کا کیا طریق ہے؟

دنیا روزے چند آخر کار با خداوند

جبکہ صحیح اور یقینی بات ہی تو پھر رسمی علوم فنون کو حقیقی نجات کا ذریعہ قرار دے لینا یا ان کی اشاعت ہی میں تمام کوششوں کو صرف کر دینا تائید دین سمجھ لینا خام خیالی ہے۔ یقیناً سمجھو کہ فلاح عاقبت کی امیدوں کا تمام دار و مدار اور انحصار رسمی علوم کی تحصیل پر ہرگز نہیں ہو سکتا۔ فلاح عاقبت کے لیے اس **آسمانی نور** کے اُترنے کی ضرورت ہے جو شکوک و شبہات کی آلائشوں کو دور کرتا ہے اور ہوا و ہوس کی آگ کو بجھاتا ہے اور خدا تعالیٰ کی سچی محبت اور سچے عشق اور سچی اطاعت کی طرف کھینچتا ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ وہ کامل یقینی اور معرفت جو تعلقات نفسانیہ سے چھڑا کر **حقیقی نجات** تک لے جا سکتی ہے انسانی تجویزوں اور تدبیروں سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور انسانی فلسفہ اسجگہ کوئی مدد نہیں دیسکتا بلکہ یہ یقین یہ معرفت اور یہ نور ہمیشہ ہمیشہ خدا تعالیٰ اپنے خاص اور برگزیدہ بندوں کے ذریعہ سے ظلمت کے وقت آسمان سے نازل کرتا ہے آج بھی یہ

نور آسمان سے اُترا ہے

یہ وہی نور ہے جو ایک صالح بندہ کو دکھایا گیا تھا کہ **قادیان میں اُترا ہے اور اس سے اُس کی اولاد محروم رہی** سوچنے والے سوچتے ہیں اور جاننے والے جانتے ہیں لیکن **مبارک** وہی ہیں جو اس **نور** سے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ افسوس اُنپر جو محروم اور بد قسمت ہیں۔

انبیاء علیہم السلام اور متکلمین کی تقریروں میں کیا فرق ہے

چہ نسبت خاک را با عالم پاک اسی محل اور موقع کے لیے زیادہ موزون اور مناسب ہے کہ متکلمین لیکچراروں کو اپنے لیکچر سے کیا غرض ہوتی ہے؟ ان کی غرض صرف اظہار لیاقت اور سننے والوں سے تحسین و واہ وا کی صداؤں کا سننا چیز لینا اپنی خیالی منطق سے اپنے مفید مطلب قضیے جما کر نتائج نکالنا۔

برخلاف اس کے انبیاء علیہم السلام کی غرض ہوتی ہے **بنی نوع انسان کی حقیقی بھلائی** اور اسی غرض کو مد نظر رکھکر وہ تقریر کرتے ہیں ان کی تقریروں میں پیچ در پیچ جملے معترضے اور مغلق قضیے نہ پائیں گے بلکہ ان کے کلام میں ایک **سادگی** ہوتی ہے جو اس تقریر کا **حسن ظاہری** کہلاتی ہے جو کچھ ان کے دل میں اُبلتا ہے وہ دوسروں کے دل پر ڈالنے اور اسی لیے

ع

سخن کز دل بروں آید نشیند لاجرم بر دل

کے مصداق ان کی تقریریں ہوتی ہیں۔ انکی تقریر کا **موضوع** اور **مادہ** کیا ہوتا ہے وہی لوگ جو ان کے گرد و پیش بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں ان کے امراض روحانی کا علم اور علاج اسی لیے ان کے کلمات قدسیہ عین محل احتیاج کے وقت پر ہوتے ہیں

ان کی غرض سننے والوں کو کہانی سنا کر ہنسانا یا بہلانا نہیں ہوتی بلکہ وہ انکو بیمار پا کر ان کے درد و اسقام سے مطلع ہو کر انکے علاج کے لیے تیر بہدف نسخے بتلاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ان کی کلام خیر الکلام ما قل و دل کے مصداق ہوتی ہے اس میں لفظ کم اور معانی بہت ہوتے ہیں۔ اگر چاہتے ہو کہ انبیاء علیہم السلام کے طرز کلام کو دیکھو اور خود لیپچر کا نوسنو تو اس کی راہ ہم بتاتے ہیں مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور آؤ اسکی پاک مجلس میں بیٹھو تمہیں خود معلوم ہو جائیگا کہ

نبی کسطرح کلام کیا کرتے ہیں؟

کامیابی ہی اعلیٰ معجزہ ہے

نبیوں اور رسولوں کی کامیابی جو ان کو اپنے فرض منصبی میں ہوتی ہے اُن کا زبردست معجزہ وہی ہوتی ہے گو اور خوارق اور نشانات بھی اُنسے سرزد ہوتے ہیں مگر ان نشانات کی غرض و غایت جماعت کے ایمان کی تقویت اور انکو مدارج سلوک کے طے کرانے ہوتے ہیں۔ اس معجزہ کی عظمۃ اور شوکت اور بھی بڑھ جاتی ہے جب وہ کامیابی اس اصلاح اور فلاح میں ہو جو اس نبی کی بعثت کی غرض ہوتی ہے۔

اسی معیار پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابی دنیا کی تاریخ میں **لانظیر** کامیابی ہے اور اس لیے ہم اسکو **عظیم الشان معجزہ** یقین کرتے ہیں جسکی نظیر ان منکروں اور نکتہ چینوں کار روں سے مانگتے ہیں جو آپ کے معجزات یا رسالت کا انکار کرتے ہیں۔ جو جماعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی اور آپ نے اپنے انفاس طیبہ کی برکت و تاثیر سے جو اصلاح اُس جماعت کی کی کیا کہیں اسکی نظیر ہے؟ ہم مانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ بن عمران کو ایک جماعت دیگئی تھی لیکن قرآن شریف کو پڑھنے والے تو ہیں ہی نہیں بلکہ بائبل اور یہودیوں کی عام تاریخ کو پڑھنے والے بھی بخوبی جانتے ہیں کہ یہ قوم کیسی متمرد اور سرکش تھی اور روحانی صحبت اور صدق قدم سے کسقدر دور اور مہجور تھی۔ اپنے سید و مولیٰ امام کے لیے اُن میں حسن ظن اور اخلاص کس درجہ کا تھا؟

برخلاف اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو جماعت ملی اُسکو دیکھو کہ اسنے اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں ایسا اتحاد اور ایسی روحانی یگانگت پیدا کر لی تھی کہ اسلامی اخوت کی رو سے سچ مچ عضو واحد کی طرح ہو گئی تھی۔ اور اُن کے روزانہ برتاؤ اور زندگی کا ظاہر و باطن میں انوار نبوۃ ایسے رچ گئے تھے کہ گویا وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عکسی تصویریں تھیں۔ بس اس سے بڑھکر کوئی کیا ہو گا؟ اور اس سے بڑھ کر پاک تبدیلی کسی نبی کی صحبت میں کب ہوئی کہ نخش اور بت پرستی کرنے والے کامل خدا پرستی تک پہنچگئے اور ہر دم دنیا میں غرق رہنے والے محبوب حقیقی سے ایسا شدید تعلق پیدا کر بیٹھے کہ اُسکی راہ میں جانوں کے دینے سے دریغ نہ کیا۔

دنیا میں اصلاح کے لیے ریفارمر آئے اور پاک لوگوں کے آنے والوں میں ایسی حیرت انگیز تبدیلی کا کوئی نمونہ دکھائی۔ عیسائیو! اپنے خدا کی بھیڑوں اور یسوع کے بروں میں جو ناصرہ کی گلیوں میں اور گلیل کے کوچوں میں طیار ہوئے تھے کیا ایسی حیرت انگیز تبدیلی کا اثر دکھا سکتے ہو؟ وادعوا شہداء کم ان کنتم صدقین وان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکفرین۔

اس قدر عظیم الشان انسان دنیا میں اصلاح کے لیے آیا اور یہ فخر اسے حاصل ہوا؟ پھر نادان کہتے ہیں کہ مسیح محمدی کو مسیح موسوی پر شرف نہیں شرم! شرم!! شرم!!!

ایک مقدمہ کا فیصلہ ہوگیا

رنگ لایا ہے ہمارا خون مگر مدت کے بعد
گل کھلیں گے اور بھی ہاں گو یہی مہندیکا رنگ

ہمارے ناظرین نہایت ہی شوق اور بیقراری کے ساتھ ان مقدمات کے فیصلہ سننے کے منتظر ہیں جو گورداسپور میں ہماری جانب سے یا ہم پر دائر ہیں۔ لیکن ابھی انکو قریباً ہندوستان کی مذہبی دنیا کو کم از کم کل مقدمات کا فیصلہ سننے کے واسطے ایک عرصہ تک انتظار کرنا پڑے گا۔

مقدمات کے دائر کرنے کے وجوہات اس مقدمہ بازی پر مخالفین کے اعتراضات کے جوابات اسوقت ہم بیان کرنے کے لیے وقت اور موقع نہیں پاتے اور اپنے وقت پر اسپر مفصل لکھا جاوے گا ان شاء اللہ اسوقت ہم صرف ایک مقدمہ کے متعلق جسکا فیصلہ ۱۴ جنوری ۱۹۰۴ء کو **رائے چندو لال صاحب مجسٹریٹ** درجہ اول گورداسپور نے سنایا ہم کچھ لکھنا چاہتے ہیں اور اس مختصر مضمون میں کل مقدمہ کا خاکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں یہ مقدمہ وہ مقدمہ ہے جو الحکم میں مقدمہ دغا زیر دفعہ ۴۲۰ کے نام سے ظاہر کیا جاتا رہا ہے۔

یہ مقدمہ کب دائر ہوا اور کیونکر؟ | ناظرین کو اسکے حالات اور کوائف پر پوری اطلاع پانے کے لیے یہ یاد رکھنا چاہیے کہ

اعجاز المسیح جو حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی عربی تصنیف ہے جو ۷۰ دن کے اندر باوجودیکہ چار جزو کا وعدہ تھا ساڑھے بارہ جزو پر شائع ہوگئی اور ۲۳ فروری ۱۹۰۱ء کو **پیر گولڑی** کو بصیغہ رجسٹری بھیجی گئی اور بالمقابل پیر صاحب کی طرف سے ستر دن کے اندر چار جزو اور ساڑھے بارہ جزو تو کجا ایک آدھ صفحہ بھی اعجازی عربی تفسیر کا شائع نہ ہوا۔ اور اسطرح پر الہام **مَنَعَهٗ مَانِعٌ مِّنَ السَّمَآءِ** پورا ہوگیا پیر گولڑی کی علمیت۔ عربی دانی اور قرآن دانی کا راز طشت از بام ہوگیا۔ **پیر صاحب** نے اپنی اس ندامت کو دور کرنے کے لیے بڑی جد و جہد کی اور آخر **محمد حسن فیضی** کے نوٹوں کو جو اُسنے اعجاز المسیح پر لکھے تھے حاصل کرکے اعجاز المسیح کے رد میں **سیف چشتیائی** کا ایک حصہ مخصوص کرکے شائع کردیا۔ اور یہ الزام لگایا کہ اعجاز المسیح سرقہ ہے اور اسطرح خدا تعالیٰ کے عظیم الشان نشان کی بیحرمتی کی۔ محمد حسن فیضی نے اعجاز المسیح کے رد کا ارادہ کیا تھا اور ابھی نوٹ ہی لکھنے پایا تھا کہ فوت ہوگیا اور خدا نے اُسکو اپنے اس ارادہ میں نامراد رکھا مگر پیر گولڑی نے اس کتاب کو شائع کردیا اور ساری کتاب میں کہیں ذکر نہ کیا۔ مگر خدا تعالیٰ نے اس سحر کو پاش پاش کردیا اور راز سربستہ کھولدیا۔

مولوی کرم دین ساکن بھیں اور شہاب الدین شاگرد مولوی کرم دین وغیرہ نے اپنے خطوط کے ذریعہ اطلاع دی کہ پیر گولڑی کی کتاب سیف چشتیائی بجائے خود فیضی کا سرقہ ہے اور اصلی نوٹوں کے دکھلانے کا وعدہ کیا جسپر حکیم فضل الدین صاحب بھیں گئے اور ان نوٹوں کو چند روپیہ دیکر خرید لیا۔

ان سب خطوط کی بنا پر الحکم مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۰۲ء میں ایک مضمون پیر گولڑی کی اس چوری پر شائع ہوا جسنے گولڑی کی جماعت میں ایک اضطراب اور تزلزل پیدا کیا۔

مولوی کرم دین چونکہ گولڑی کی جماعت کو ناراض کرنا نہیں چاہتا تھا اور اپنا نام مخفی رکھنا چاہتا تھا اور ہمنے قرآن شریف کے احکام کے ماتحت اسکی پروا نہ کی اس کا نام ظاہر کردیا جس سے برافروختہ ہوکر اس نے سراج الاخبار جہلم مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۲ء میں ایک مضمون طبع کرایا کہ یہ فیضی کے نوٹ نہیں ہیں اور پیر گولڑی نے سرقہ نہیں کیا وغیرہ وغیرہ مرزا صاحب سے ہماری خط و کتابت نہیں ہے وغیرہ وغیرہ۔ آخر امر کے فیصلہ کے لیے بجز اسکے اور کوئی راہ نہ تھا کہ بذریعہ عدالت فیصلہ ہو کہ آیا یہ نوٹ واقعی محمد حسن فیضی کے ہیں یا نہیں پیر گولڑی نے ان کو اپنی کتاب میں نقل کیا ہے یا نہیں پیر صاحب نے اپنی کتاب میں حوالہ دیا ہے یا نہیں۔ اور سیف چشتیائی کا وہ حصہ جو اعجاز المسیح کی تردید میں ہے اسطرح پر سرقہ ہے یا نہیں۔ چنانچہ ۱۳ نومبر ۱۹۰۲ء کو یہ استغاثہ لالہ گنگا رام صاحب مجسٹریٹ درجہ اول گورداسپور کی عدالت میں دائر کیا گیا۔ اور ایک لمبی دوڑ کے بعد ۱۴ جنوری ۱۹۰۴ء کو پورے چودہ مہینے کے بعد اس کا فیصلہ سنایا گیا۔

مقدمہ کے دوران میں کیا کیا کارروائی ہوئی۔ جب مفصل روئداد مقدمہ کی شائع ہوگی اُس وقت ظاہر ہوگی۔ پیر مہر علی شاہ کو بطور گواہ طلب کیا گیا اور کسطرح پیر صاحب نے اس پیالہ شہادت کے پینے سے بچنا چاہا یہ سب باتیں تفصیل طلب ہیں اور اس مختصر میں گنجائش نہیں۔

غرض

کہ مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا گیا کہ وہ خطوط جو حکیم فضل الدین صاحب کی طرف سے عدالت میں پیش ہوئے تھے کہ وہ کرم دین یا اُس کے شاگرد شہاب الدین کے لکھے ہوئے ہیں اور مرزا صاحب یا اُن کی جماعت کے افراد کے نام ہیں اور جو مضمون سراج الاخبار ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۲ء میں کرم دین کے نام سے چھپا تھا جنمیں ہر دو یعنی خطوط اور مضمون سراج الاخبار سے کرم الدین علاقہ میں انکاری تھا اور کہتا تھا کہ یہ خطوط وغیرہ میرے نہیں ہیں وہ سب اسی کے ثابت ہوکر لیکن کرم دین پر بقول مجسٹریٹ جرم دغا زیر دفعہ ۴۲۰ ثابت نہ ہوا۔ بیچارے گولڑویکا اب کیا حال ہوگا جبکہ عدالت کے جوڈیشل فیصلہ سے یہ ثابت ہوگیا ہے کہ وہ تمام خطوط مولوی کرم دین کے ہی لکھے ہوئے ہیں جن میں سے ایک خط میں وہ پیر گولڑی کو یہ سارٹیفکٹ عطا کرتا ہے۔

میاں شہاب الدین کو خاکسار نے ہی اس امر کی اطلاع دی تھی کہ **پیر صاحب** کی کتاب میں اکثر حصہ مولوی محمد حسن صاحب مرحوم کے اُن نوٹوں کا ہے جو مرحوم نے کتاب اعجاز المسیح اور شمس بازغہ کے حواشی پر اپنے خیالات لکھے تھے وہ دونوں کتابیں پیر صاحب نے مجھسے منگوائی تھیں **اب واپس آگئی ہیں اور مقابلہ کرنے سے وہ نوٹ باصلہ درج کتاب پائے گئے۔ یہ ایک نہایت سارقانہ کارروائی ہے کہ ایک فوت شدہ شخص کے خیالات لکھکر اپنی طرف منسوب کرلیے اور اُس کا نام تک نہ لیا**

اور پھر اسی خط میں لکھا ہے

جس میں انھوں نے اعتراف کیا کہ مولوی محمد حسن کے نوٹ اُنھوں نے چُرا کر سیف چشتیائی کی رونق بڑھائی ہے۔

اس خط اور دوسرے خطوط کو جو کرم دین کے نام سے شائع ہوئے ہیں مجسٹریٹ صاحب نے کرم دین ہی کے قرار دیے ہیں جنکو اس نے اپنے حلفی بیان کے نیچے کہا تھا کہ میرے نہیں ہیں اور سراج الاخبار جہلم میں لکھا تھا کہ میری خط و کتابت نہیں

اب عدالت نے تو اس پردہ کو کھولدیا ہے پیر صاحب بھی اس راز کو ظاہر کردیں اور پبلک کو زیادہ انتظار میں کیا واقعی انھوں نے جیسا کہ کرم دین نے لکھا ہے **سارقانہ کارروائی کی ہے اور محمد حسن کے نوٹ چُرا کر سیف چشتیائی کی رونق بڑھائی ہے؟** یا کرم دین اس خط کے مضمون میں جھوٹ بولتا ہے۔ اُمید ہے کہ پیر صاحب اب زیادہ عرصہ تک پبلک کو منتظر نہ رکھیں گے۔ اور بہت جلد بنی نوع انسان کی بھلائی کے لیے اس معاملہ پر قلم اُٹھائیں گے (بشرطیکہ ان کی صحت درست ہو اور ڈاکٹروں کے علاج سے انکو مخلصی ہوگئی ہو اور خدا کرے کہ ہوگئی ہو) پیر صاحب کے مخلص اور وفادار مریدوں سے خصوصاً التماس ہے کہ وہ پیر صاحب کی اپنی تحریر اس معاملہ کے متعلق شائع کرادیں گے ورنہ پبلک کا حق ہے کہ وہ یہی سمجھے کہ **بے شک پیر صاحب نے مضمون چرایا ہے** جیسا کہ کرم دین لکھتا ہے۔ اور یہ نتیجہ کہ جب سراج الاخبار والا مضمون بھی کرم دین کا ہے اور خطوط بھی کرم دین کے اور پھر ایک دوسرے کی تردید ہے اور اپنے حلفی بیان میں وہ خطوط سے انکاری ہے اور سراج الاخبار کے مضمون سے بھی انکاری ہے سراج الاخبار کا لائق ایڈیٹر بطور محاکمہ کے شائع کرنا اپنا فرض سمجھے کہ **ان بیانات میں سے سچا کون اور جھوٹا کون ہے؟** بلکہ انجمن نعمانیہ لاہور کا بھی فرض ہے کہ وہ اس معاملہ پر کچھ لکھے اور ان والا شان معززین کو جن کے خطوط مقدمہ میں پیش کیے گئے ہیں یہ دونوں مضمون غور سے پڑھکر قول فیصل لکھنا چاہیے اس نادر موقعہ کو پیسہ اخبار کے لائق ایڈیٹر بھی ہاتھ سے نہ دیں کیونکہ پیسہ اخبار میں امداد کرم دین کے لیے اپیل شائع ہوا تھا اب اچھا موقعہ ہے کہ اس معاملہ پر روشنی ڈالی جاوے۔ کرم دین کے سچ جھوٹ پر اگر موقع ابھی نہیں ہے تو کم از کم پیر گولڑی کی سیف چشتیائی کا فیصلہ ہونا چاہیے کہ وہ کرم دین کے خط کے موافق **سارقانہ کارروائی ہے یا نہیں۔**

ہمکو

بیچارے پیر صاحب کی حالت پر بہت افسوس ہے دوران مقدمہ میں انکو بڑی کشمکش رہی اور ان کی حالت صحت بھی بگڑتی رہی مگر آخری فیصلہ ان کے حق میں **مفید ثابت نہیں** ہوا۔ اور پبلک کو حق ہوگیا ہے کہ وہ یہ کہے کہ پیر صاحب نے واقعی

سارقانہ کارروائی کی ہے کہ ایک فوت شدہ شخص کے خیالات لکھکر اپنی طرف منسوب کرلیے اور اُس کا نام تک نہ لیا
(بخط مولوی کرم دین)

ہم اسپر ابھی اور تفصیل سے لکھینگے ذرا پیر صاحب کا انتظار کرلیں۔ روئداد مقدمہ جو سراج الاخبار چھاپ رہا تھا جسکا پہلا نمبر شائع کیا تھا ہمیں اس معاملہ پر انصاف اور دیانت داری سے روشنی ڈالی جانی چاہیے۔

فی الجملہ
ایک مقدمہ کا خاتمہ بخیر ہوگیا ہے۔ گورداسپور

کی پبلک کو ان مقدمات سے اچھی دلچسپی رہی یہاں تک کہ بعض مجسٹریٹ بھی دلچسپی سے حالات سنتے تھے خصوصاً جناب مرزا اعظم بیگ خان صاحب کو بہت دلچسپی تھی۔ حضرت اقدس کی شہادت جب اس مقدمہ میں ہوئی تھی تو کئی مجسٹریٹ سننے کو موجود تھے۔

اس امر کا ذکر کرنا بھی خالی از دلچسپی نہیں کہ گورداسپور میں ہمارے مخالف یہ کوشش بھی کی گئی ہے کہ ہمکو کوئی مکان رہنے کے لیے نہ ملے اور اس کوشش میں بڑے بڑے آدمیوں نے حصہ لیا جنکا حصہ لینا ہر طرح سے نامناسب تھا۔ مگر خداتعالےٰ کا شکر ہے کہ وہ اس منصوبہ میں کامیاب نہیں ہوسے۔

اس عدالت میں اس مقدمہ کا خاتمہ ہوگیا اب آیندہ دیکھنا یہ ہے کیا ہوتا ہے

لیکن

یہ زمانہ میں یادگار رہیگا کہ عدالت کے فیصلہ کے موافق **پیر مہر علی شاہ نے سرقہ مضمون فیضی کا کیا ہے** کیونکہ کرم دین نے اپنے خطوط میں جو فیصلہ عدالت سے اسی کے ہیں اس امر کا اظہار کیا ہے

اسلیے

اس مقدمہ کا نتیجہ پیر گولڑی کے حق میں تو اسی قدر ہوا کہ انکی کتاب **فیضی کا سرقہ ثابت ہوئی**

اور

مولوی کرم دین صاحب دبیر ابوالفضل کے لیے اسقدر کہ انھوں نے پہلے خط لکھے اور پیر کو **سارق مضمون قرار دیا بعد میں اس کی پردہ پوشی کے لیے سراج الاخبار میں لکھدیا کہ کوئی خط نہیں لکھا اور نوٹ خام نویس لڑکے سے لکھوائے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اور حلفی بیان کے ماتحت کہا کہ مضمون لکھا اور نہ خط لکھا۔** اب نتیجہ جو کچھ ہو وہ خود ہی بیان کریں تو اچھا ہے۔ آیندہ جو کچھ ہوگا وہ دیکھا جاوے گا +

باقی مقدمات میں حکیم فضل الدین صاحب نے اور ایڈیٹر الحکم نے اس بنا پر درخواستیں دیں کہ وہ ان مقدمات کا انتقال چیف کورٹ سے کسی دوسری عدالت میں کرانا چاہتے ہیں بالفعل کل مقدمات ایک ماہ کے لیے ملتوی ہوگئے ہیں۔

رسالہ سراج الحق

وفات مسیح پر کافی بحث۔ قیمت ۸؍ علاوہ محصولڈاک۔ خاکسار سراج الحق نعمانی سے طلب کرو۔ از قادیان

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

لاہور میں عظیم الشان مذہبی جلسہ

کسی دوسری جگہ ہم نے انجمن فرقانیہ لاہور کے واجب الاحترام سکرٹری کی ایک چٹھی شائع کی ہے۔ اُمید ہے کہ ناظرین غور سے پڑھیں گے یہ جلسہ جس شان اور عظمت کا ہوگا اس کا اندازہ قبل از وقت ہے لیکن اس جلسہ کی حیثیت کا پتہ اس امر سے لگ سکتا ہے کہ

خدا کا مامور و مرسل مسیح موعود علیہ السلام

اس موقع پر اپنا پیام لاہور جیسے مختلف مذاہب کے مرکز میں اہل ملل کو پہونچائیگا جلسہ کے اہتمام اور انصرام کے لیے جس قدر سعی اور کوشش کی ضرورت ہے لاہور کی انجمن فرقانیہ کے سرگرم ممبروں سے پوری اُمید ہے تاہم سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ہر ممبر کا فرض ہے کہ وہ لاہور کی جماعت کو ہر طرح سے اس قابل بنانے کے لیے طیار رہے کہ وہ اس عظیم الشان جلسہ کا پورا انتظام کرسکیں۔ انجمن فرقانیہ لاہور کے قابل اور تجربہ کار سکرٹری صاحب کی خدمت میں اسقدر عرض کردینا غالباً بے محل نہ ہوگا کہ وہ **محکمہ ریلوے سے خط و کتابت کرکے رعایتی کرایہ کی منظوری حاصل کریں** تو دور دراز کے احباب کو بھی شمولیت کا موقع مل سکے گا + جلسہ کی تاریخوں کے انعقاد کے متعلق جب صحیح فیصلہ ہوجائے گا اُسوقت اطلاع دیجاوے گی +

مفتری کیسے ذلیل ہوتا ہے

وہ شخص بھی بڑا ہی مفتری ہے جو آیات اللہ کی تکذیب کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مفتری کو مہلت ملجاتی ہے + الحکم کے ناظرین مفتری الیاس ڈاکٹر ڈوئی کے نام سے خوب واقف ہیں۔ یہ وہی شخص ہے جسکو حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعوت مقابلہ کی تھی الحکم کے کالموں میں ڈاکٹر ڈوئی کا تذکرہ پہلے پہل ۱۰ جنوری ۱۹۰۱ء کے الحکم صفحہ ۱۲ کالم ۲ میں کیا گیا ہے۔ ناظرین الحکم کے ایمان کو تازہ کرنے کیلیے ہم اس نوٹ کو جو الحکم نمبر اول جلد ۵ میں شائع ہوا ہے یہاں درج کرتے ہیں۔

اور وہ یہ ہے

بیگناہ شہر

امریکہ میں جو آج کل ایجادات کے لحاظ سے نئی دنیا ہے ڈاکٹر ڈوئی صاحب کو یہ خیال پیدا ہوا ہے کہ وہ ایک شہر آباد کر رہے ہیں جسکو وہ بیگناہ شہر کے نام سے پکارنا چاہتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ کوئی شخص گنہگاری کی زندگی بسر کرنے والا اس میں آباد نہ ہو۔ ڈاکٹر صاحب کوڑی تو دور کی لاتے ہیں مگر ہمکو یہ خیال دامنگیر ہے کہ ڈاکٹر صاحب خود عیسائی رہ کر عیسائی دنیا میں عیسویت کے اصول کو مدنظر رکھکر اس قسم کا شہر آباد کریں!!! عیسائی مائی تھالوجی نے کفارہ کی کل ٹھیک بٹھانے کے لیے یہ اصول قرار دے لیا ہے کہ کوئی شخص بے گناہ قرار دیدیا جائے تو عیسائیت کا سارا تار و پود کھل جاتا ہے اور یسوع کی صلیب بردارئی (خواہ اُسکو ملعون بناکر خدا سے قطع تعلق ہی کیوں نہ کرادے) ایک بے سود بات ہوجاتی ہے غرض ڈاکٹر صاحب عیسویت یا پالوسویت کی بنا پر ایسا شہر آباد نہیں کرسکتے اور اگر پادریوں اور کیتھولک فادر زنی اس مسئلہ پر غور کی تو ڈاکٹر صاحب کی سخت مخالفت کرینگے کیونکہ جب گنہگار ہی نہ رہے تو مسیحی قربانی کس مرض کی دوا ٹھہرے گی اور کیتھولک کے یہاں اقرار گناہ کی آمدنی کا صیغہ موقوف ہوجائے گا۔ جبتک کفارہ کا مسئلہ اور صلیب پرستی ہے اُسوقت تک ڈاکٹر صاحب کو ایسی کامیابی نہیں ہوسکتی کیونکہ امریکہ کی ثروت اُسپر آزادی خیالات اور اسپر کفارہ کا اصول سمند ناز پر ایک اور تازیانہ ہو الامعاملہ ہے۔ اور یہی وہ راز ہے جو ان ممالک کے فسق و فجور کی زندگی کی تہ میں کام کررہا ہے۔ ڈاکٹر صاحب اگر واقعی ایسا شہر آباد کرنا چاہتے ہیں تو **اسلامی اصول** کی بنا پر اور مسیح موعود میں **زندہ ایمان** اور گناہ سوز فطرت پیدا کرنے والا ایمان لیکر کسر صلیب کے لیے عزم بالجزم کرکے اس شہر کی بنیادی اینٹ **بسم اللہ** پڑھکر رکھیں تو کامیابی کی ایک راہ نکل سکتی ہے۔ ورنہ صلیب کے سایہ میں ایسا شہر!!

ایں خیال ست و محال ست و جنوں

صلیب پرستی نے انسانی قویٰ کو جو اخلاق فاضلہ ہیں برباد کردیا ہے۔

یہ نوٹ

آج سے تین سال پیشتر الحکم میں نکلا تھا۔ وہ شہر آباد کیا گیا۔ اور اسمیں جو کچھ دجالی رنگ پھیلایا گیا وہ ہمارے ناظرین عنقریب ایک مبسوط آرٹکل میں انشاء اللہ پڑھینگے جو مسیح موعود اور مفتری الیاس کے عنوان سے شائع ہونے والا ہے۔ حال ہی یہ شہر چار ہزار روپیہ کے بالعوض قرق ہوا ہے جس کی نالشیں نیو یارک میں ہوئی ہیں ڈوئی نے اپنے اخبارات میں بھی اس خبر کی تصدیق کردی ہے جو ۶ دسمبر ۱۹۰۴ء کے سول ملٹری گزٹ میں شائع ہوئی تھی۔ ڈوئی صاحب کی بیوی اور بیٹا تو اس سے ناراض ہو کر انگلینڈ کو چلدیے ہیں اور خود ڈوئی صاحب بھی مانند ڈوئی دوریا بدھنا باندھ کر عنقریب اس شہر کو

در و دیوار پر حسرت سے نظر کرتے ہیں
خوش رہو اہل وطن ہم تو سفر کرتے ہیں

کہتے ہوئے چھوڑنے والے ہیں اگرچہ آپ رحلت کی وجہ سیر بتاتے ہیں مگر دنیا پر کھل جائے گا کیا معاملہ ہے؟

ڈوئی صاحب مدراس بھی آنے کا ارادہ ظاہر کرتے ہیں۔

ڈوئی کا باپ اصلی باپ نہیں

امریکہ کے اخبارات نے ڈوئی کے اپنے اور اسکے باپ کے بیان سے ظاہر کیا ہے کہ اسکا معروف باپ اسکا اصلی باپ نہیں ہے پھر ڈوئی کا باپ کون ہے؟

آریہ گزٹ + ست دھرم پرچارک

آریہ گزٹ اور پرچارک کے درمیان + ضرب کی علامت دی گئی ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ آجکل ان دونوں اخبارات میں باہم قلمی جنگ ہورہی ہے اسپر سناتن دھرم گزٹ رقمطراز ہے کہ "ناظرین یہ دونوں اخبار ماس اور گھاس پارٹیوں کے ہیں آجکل ان اخبارات کے ذریعہ سوامی دیانند کو قبر سے کھودا جارہا ہے اور آپس میں وہ جوت پیزار چل رہی ہے کہ اگر سناتن دھرم گزٹ وہی جواب دیتا جو یہ اپنے نمبروں میں ایک دوسرے کے برخلاف لکھ رہے ہیں تو شاید انکے حوصلہ کا نزلہ ایک دوسرے کو جانب کا قندکی طرح جذب نہ کرسکتا۔ مگر چونکہ یہاں سناتن دھرم گزٹ سے بالا نہیں اسلیے بہتر ہے کہ دونہی دوسرے انکی بد اندیش تحریروں کا جائزہ لیں۔"

اگرچہ یہ قلمی جنگ جو دونو اخباروں کے درمیان ہو رہی ہے ایک ناگوار رنگ اختیار کیے ہوئی ہے لیکن پبلک کو اس سے فائدہ پہونچنے کی اُمید ہے + اسلیے بہتر ہے کہ دونو اخبارات واقعات کو پیش کرکے پبلک کو فائدہ پہونچائیں۔

گرنتھ کا انگریزی ترجمہ

مسٹر مکالف کا ترجمہ ختم ہوگیا ہے اب وہ ولایت جانے والے ہیں یہ وہ بزرگوار جنھوں نے ثابت کیا ہے کہ سکھوں کے مذہب کے موافق گائے کے گوشت کی کہیں ممانعت نہیں ہے۔

مکالف صاحب کی اس تجدید سے سکھ ازم میں اصلاح ہوسکتی ہے۔ اور گائے کشی کا جھگڑا ہمیشہ کیلیے طے ہوسکتا ہے۔ اگر سکھ صاحبان غور کریں ؟ ؟ ؟ –

اطلاع - انگریزی میگزین کی چھپوائی میں بیدفوں کے ڈاک میں گم ہوجانیکے باعث چار پانچ یوم کا توقف ہوگیا ہے۔ خریداران انتظار کریں۔ مینجر

www.aaiil.org

حضرت مسیح موعود اور پائونیر

نمبر دوم

سلسلہ کے لیے دیکھو نمبر ۱ جلد ۵

خصوصیت کے ساتھ جبکہ اس مضمون میں پائونیر حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت رقمطراز ہے اور اسکا منشاء در اصل مذہبی تحریک کو خطرناک بنانے سے یہ ہے کہ اس پاک تحریک کو جو دنیا میں حضرت مسیح موعود کے ذریعہ سے ہو رہی ہے خطرناک بنائے۔ لیکن ہم ابھی آگے چلکر بتائیں گے کہ یہ پاک تحریک بنی نوع انسان کے لیے عامۃً اور گورنمنٹ کے لیے خاصۃً بہت ہی مفید ہے اور نافع۔ **امن اور صلحکاری** کی بنیاد ڈالنے والی ہے اور دنیا میں ایک بہشت کا نمونہ قائم کرنا اسکے عام نتائج میں سے ہے

ہاں

ہم یہ اعتراف کرتے ہیں اور اسکے ماننے میں ہمکو کوئی شرم دامنگیر نہیں ہوتی کہ یہ تحریک اور سلسلہ عیسائی مذہب کی ہیکل کو گرا دینے کا **موجب** ضرور ہے اور **صلیب پرستی** اور **مردہ پرستی** کی لعنت سے دنیا کو چھڑانے اور رستگاری کا سچا ذریعہ ہوگا۔ اس سلسلہ کا یہی **احسان عام** نہ ہوگا کہ دنیا ایک **مردار پرستی** سے نجات پا جائیگی اور **حقیقی حی و قیوم** خدا کی پرستش دنیا میں قائم ہوگی بلکہ یہ احسان خاص **ناصرت کے مسیح پر** ہوگا کہ اُسکی رسالت ثابت ہوگی اور وہ اللہ تعالے کا ایک برگزیدہ بندہ ٹھیرایا جاویگا اور اسکو اس لعنت سے بچا لیا جاوے گا اور وہ اس سے بری ثابت کیا جاوے گا جو مسیح کے نادان دوستوں نے اس کے واسطے روا رکھی ہے۔

ہم عیسائیوں کی اس نادانی اور سادہ لوحی پر سخت حیران ہیں کہ ایکطرف تو وہ مسیح جیسے انسان کے لیے جسکو انجیل میں **نور** مانتے ہیں اور پھر نور ہی نہیں بلکہ خدا کا بیٹا اور اُسکا مہتا اور خود خدا (**نعوذ باللہ من ذالک**)

اور باوجود اس کے اپنے خدا اور خدازادہ کی یہ توقیر اور عظمت کہ وہ **ملعون** بھی ہے حالانکہ **لعنۃ** ایک ایسی خطرناک کیفیت ہے جس سے انسان کا دل خدا تعالیٰ سے بکلی برگشتہ ہوکر دور اور مہجور ہوتا ہے اور ایسا ناپاک اور گندہ ہوجاتا ہے جسطرح جذام سے جسم گندہ اور کٹ جاتا ہے اور عربی اور عبرانی کے تمام اہل زبان متفق اللفظ ہوکر اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ ملعون یا لعنتی صرف اُسی حالت میں کسیکو کہا جاتا ہے جبکہ اُسکا دل اللہ تعالیٰ سے تمام تعلقات محبت اور معرفت عبودیت کو توڑ تاڑکر شیطان کا بندہ اور غلام ہو جاتا ہے اور بجائے نور کا فرزند کہلانے کے شیطان کا فرزند ہو جاتا ہے اور خدا اُس سے بیزار اور وہ خدا سے بیزار ہوجاتا ہے یہی وجہ ہے کہ **لعین شیطان** کا نام ہے پس یہی نام حضرت مسیح کے لیے تجویز کرنا اور ان کے پاک اور منور دل کو شیطان کے **تاریک دل سے** مشابہت دینا اور وہ جو بقول انکے **خدا سے** نکلا ہے اور وہ جو سراسر نور ہے اور وہ جو آسمان سے ہے اور وہ جو علم کا دروازہ ہے اور خدا شناسی کی راہ اور خدا کا وارث ہے اُسی کی نسبت یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ **ملعون** ہوگیا اور خدا سے مردود ہوکر خدا کا دشمن ہوکر اور سیاہ دل ہوکر اور خدا سے برگشتہ ہوکر اور معرفت الٰہی سے نابینا ہوکر **شیطان کا وارث بنگیا**۔ اس اعتقاد کے سُننے سے بدن پر لرزہ پڑتا ہے۔ یہ بڑی بھاری غلطی اور خطرناک **سوء ادبی** ہے جو عیسائی قوم نے باوجودیکہ مسیح کو خدا بنایا ہے اُسکے لیے روا رکھی ہے۔

پس اس **غلطی** اور **سوء ادبی** سے عیسائی قوم کو چھڑانا بلا شک

اس پاک سلسلہ کی غرض ہے

اگر اس صورت میں یہ تحریک خطرناک ہوسکتی ہے تو پھر ہمکو **پائونیر** کی دانشمندی پر اور بھی افسوس کرنا چاہیے۔ عیسائیوں کا عیسائی ہونیکی حیثیت سے یہ پہلا فرض ہونا چاہیے کہ وہ

مسیح کو لعنت سے چھڑائیں

جو ہم کرنا چاہتے ہیں اور ہمکو ہر قسم کی جائز امداد دینی چاہیے کیونکہ ان کے خدا پر سے یہ الزام دور کیا جاتا ہے

پس

اس تحریک میں اگر کوئی بات خطرناک ہے تو یہی ہے کہ یہ سلسلہ اس بات کو روا نہیں رکھ سکتا کہ وہ خدا تعالے کے ایک برگزیدہ کی نسبت **ملعون** کا لفظ جو قریبًا دو ہزار برس سے اُسکی نسبت روا رکھا گیا ہے اور اُسکی **لعنۃ** پر ایک نادان قوم نے اپنی نجات کا انحصار رکھا ہے۔

کسی کا گھر جلے اور کوئی تاپے آگ

مسیح بیچارہ تو ملعون ہو اور ایک قوم اُسکی لعنت سے فائدہ اُٹھائے اور اُسکو اپنی نجات کا ذریعہ سمجھکر جو جی میں آئے کر گذرے۔

پھر

اس **پاک تحریک** کی یہ بھی غرض ہے کہ کل دنیا کے سامنے **حقیقی خدا** پیش کرے اور اللہ تعالیٰ کی ہمہ قدس ہمہ قدرۃ ذات پر بھروسا کرنا اور اس سے سچا پیوند پیدا کرنا سکھلائے۔ اور یورپ اور تمام عیسائی دنیا کو جو **حقیقی خدا** کو چھوڑکر ایک عاجز انسان کو خدا بنا رہے ہیں اور عاجز انسان بھی وہ جو مر چکا ہے اس **مردہ پرستی** کے گڑھے سے نکالے اگر اس صلیب پرستی کی لعنت اور **مردہ پرستی** کی ذلت سے نکالنے کی تحریک کوئی **خطرناک تحریک ہے** تو پھر ان لوگوں کی حالت اور بھی **واجب الرحم** ہے جو اپنے **مربی اور محسن** کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں اور نافع اور مفید وجود کو مضر قرار دیتے ہیں۔

ہم پائونیر کو اور بھی اصلاحیں بتلانے والے ہیں جو اس پاک سلسلہ کے ذریعہ نوع انسان میں کی جارہی ہیں لیکن جیسا کہ گذشتہ اشاعت میں ہمنے وعدہ کیا تھا۔ فی الحال ہم پائونیر کو اُسکے پُرانے فائل دیکھنے کی تکلیف دیتے ہیں تاکہ اُسے معلوم ہوجاوے کہ مشنریوں کی تحریک پر خود پائونیر کا اپنا سفیر کیا بول رہا ہے چنانچہ ۲۹ ؍ جولائی ۱۹۰۰ء کو اُس نے مندرجہ ذیل آرٹیکل شائع کیا ہے۔

۲۹ ؍ جولائی کے پائنیر میں اسحاق جیکسن کی پادریوں کے جوش و خروش کی نسبت ایک چٹھی شائع ہوئی ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ یہ تمام خونریزیاں جو اس وقت چین میں ہو رہی ہیں انکے بانی مبانی پادری ہی ہیں ان کا مذہبی جنون حد سے تجاوز کر گیا ہے اور وہ اپنے تعصب مذہبی میں ایسے اندھے ہو گئے ہیں کہ لاکھوں بندگان خدا کا خون اُن کے نزدیک کچھ بھی نہیں ہوتا۔ چنانچہ جیکسن صاحب تحریر کرتے ہیں۔

اور عیسائیت کی ظالمانہ روح میں ہمیشہ سے جنون کی آمیزش رہی ہے اس کی تہ میں خام خیالیاں پوشیدہ ہیں اور خونریزیوں کی وہ لت پت ہو رہی ہے وہ مذہبی معاملات کی اشاعت میں مخلوق خدا پر خرابی اور آفتوں کے سامان پیدا کرتی ہے۔ تمام تاریخی دفتر اس کے شاہد ہیں اور یہ جنگ جو چین میں ہو رہی ہے اسکی تہ میں عیسائیوں کی ظالمانہ روح چھپی ہوئی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ پادری اپنے خداوند مسیح کے قول پر عمل کر رہے ہیں جہاں خداوند فرماتا ہے "یہ مت سمجھو کہ میں دنیا میں صلح کرانے آیا ہوں نہیں صلح کرانے نہیں بلکہ تلوار چلانے آیا ہوں۔"

یہ کل آفتیں اسی قول سے اُٹھی ہیں اور یہ خونریزیاں سب اسی وجہ سے ہو رہی ہیں

اخبار ڈیلی گرافک مطبوعہ ۲۰ ؍ جون (لندن) میں لارڈ سالسبری کی اسپیچ پر جو اُنھوں نے پادریوں کو مخاطب کرکے دی تھی حسب ذیل رائے چھپی ہے۔ چنانچہ اخبار مذکور لکھتا ہے "کل ہمیں پادریوں کے مسئلہ کی جانب توجہ کرنی پڑی اس لیے کہ چین میں عام طور پر آجکل اسی مسئلہ پر زور شور دکھایا جا رہا ہے۔ ایک وہ وقت تھا کہ پادری صرف اپنے بوتے پر دور دراز کا سفر اشاعت دین مسیحی کے لیے کرتے تھے۔ اور اُنکا کوئی معاون نہ ہوتا تھا لیکن اب یہ بات نہیں ہے بلکہ غیر سلطنت میں جاکر پادری اپنی گورنمنٹ کی طرف امداد کے لیے نظر کرتے ہیں کہ کوئی گن بوٹ روانہ کیا جائے جہاں جنگی جہازوں کی امداد پہنچے دیکھنے والوں کو پورا یقین ہوگیا کہ اس ظالمانہ کارروائی کے بانی پادری ہیں۔

لارڈ سالسبری نے اسلام پر بحث کرتے ہوئے فرمایا "اے پادریو تم ایسے مذہب سے سابقہ ڈالتے ہو جو نہایت خاص ہے اگرچہ اُس میں اغلاط موجود ہیں تاہم ایک وسیع مخلوق کا مذہب ہے تم انھیں کبھی عیسائی نہ بنا سکوگے اور اگر تم انھیں کامیاب بھی ہو گئے ہو تو تمھاری کامیابی اس خطرہ عظیم کے مقابلہ میں ہیچ ہے جو اس سے بعد ازاں پیدا ہوا ہے اور چین سے خطرناک مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور پھر اُس سے خونریزی ہوتی ہے اور اس خونریزی کی وجہ سے عیسائیت کی ترقی مسدود ہو جاتی ہے اور وہ خیال کہ اس کی عام طور پر منادی کی جائے مایوسی سے بدل جاتا ہے انگلستان کے جلیل القدر مدبر کے یہ الفاظ بہت ہی اہم ہیں ایسا مدبر جو یہ کہتا ہے جس نے اپنی رائے صاف طور پر بیان کردی کہ مشرقی ممالک میں عیسائیت کی کامیابی عظیم خونریزی کے آگے جو اُسکی وجہ سے ہوتی ہے کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ یہ فی الاصل ایک تجویز ہے جو پادریوں کو بہت ہی توجہ کرنی چاہیے۔ (باقی آئندہ)

رسالہ سیرۃ الابدال

بالکل نیا اور عجیب و غریب رسالہ شائع ہوا ہے مصنفہ حضرت اقدس علیہ السلام۔ قیمت ۱ ؍ حکیم فضل دین صاحب سے طلب کرنی چاہیے۔

اطلاع

منشی محمد خان صاحب مرحوم کے نام سے جاری رہنے والا پرچہ حافظ عظیم بخش صاحب کے نام بمقام پٹیالہ جاری ہوگیا ہے۔ اور کوئی صاحب درخواست نہ کریں۔ (ایڈیٹر)

گھر بیٹھے دولت

تمام اخراجات روانگی ہمارے ذمہ اور ایک چہارم کی رعایت مفت۔

اسم اعظم۔ مصنفہ مشہور منجم شیرازی حضرت غوث اعظم گوالیاری و حضرت قطب بعطوب و شیخ سیف الدین سولی رحمۃ اللہ علیہم کے خاص مجربات۔ عملیات دست غیب۔ تسخیر۔ حصول فتوحات غیبی۔ دفع شیاطین۔ کشایش رزق۔ دفع دشمنی۔ عزت وحشمت پیدا کرنا۔ ہر شخص کو قابو میں لانے کے لیے تجربہ کیے ہوئے عمل۔ اصلی قیمت عہ رعایتی قیمت ۱۲ ؍

سنگ پارس سونا چاندی بنانا۔ امریکن سونا طیار کرنا۔ کیمیاوی طریق سے جرمن سلور بنانا۔ زیور اور برتنوں پر سنہری روپہلی ملمع کرنا قیمت ۱۲ ؍ ۹

گنجینہ علوم و فنون ۱۹ رسالوں کا مجموعہ کار آمد ۱۱

کمالات روحانی روح کی ماہیت حقیقت اور اس سے ہو کام اٹھانیکے وسائل نظر سے عبرت انگیز کام لینے کا طریقہ ۲ ؍ ۰

سائیکلٹ نرگس پری۔ شہزادہ کا لقور نرگس پری پر عاشق ۲ ؍

سر فرجنبی۔ علاء الدین شاہ زانی پر منی پر فریفتہ ہوکر جو آخری حملہ میں کیا ہوا اُسکا کچا چٹھا تاریخی ناول قیمت اصل عہ رعایتی ۱۲ ؍

اصلی کوک شاستر اردو معہ نقشا دیر مرد وزن خوشخط عہ ۱۲ ؍

مفلسی کی دوا۔ ۲۲۰ نسخہ۔ جود، چاندی سونا بنانیکی عجیب ۱۲ ؍

سندر و بالا عشق و محبت کا افسانہ دنیا کے تمام مکار مرد اور عورتوں اور جالبازوں کی شرارتوں کا عکس قیمت ۱۲ ؍ رسالہ قیافہ دنیا کی خط و خال سے اچھے بُرے کی شناخت فرنالوجی کا خلاصہ ۲ ؍ المشتہر ایس نائے ایڈ فرینڈ ٹماکروالہ اسٹریٹ مناسہ داد آباد روہیلکھنڈ

ہندوستان میں دسمبر کا آخری ہفتہ

نمبر دوم

آج ہمارے لیے ایک نجات دینے والا پیدا ہوا جو مسیح خداوند ہے۔ یہ فقرہ ہے جو ایک اُڑہ کے اندر لودھیانہ کے عیسائی اخبار سے ہمنے گذشتہ اشاعت میں نقل کرکے دکھایا ہے ہم چاہتے ہیں کہ اس فقرہ کے مفہوم اور حقیقت پر غور کریں۔

صفات الٰہی کا مسئلہ ایسا عظیم الشان مسئلہ ہے جس میں ساری دنیا کی قوموں نے کسی نہ کسی پیرایہ میں غلطی کھائی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اگر بنظر تعمق دیکھا جاوے تو اقوام عالم میں وجود باری تعالیٰ تو عیر متنازعہ فیہ ثابت ہوتا ہے۔ لیکن جس امر میں دنیا نے نہ سنبھلنے کے قابل ٹھوکر کھائی ہے۔ وہ مسئلہ صفات ہے کیونکہ صرف اتنا کہدینے سے کہ خدا ہے کوئی فائدہ مترتب نہیں ہوتا۔ وہ کیسی ذات ہے اسکی یعنی اسکی صفات کو عالم سے مخلوقات عالم سے کیا مناسبت کیسا تعلق واقع ہوا ہے انتظام عالم جذبات انواع مخلوقات سے خصوصاً نوع انسان کے خودی کے تقاضا اور میلانوں ہیئت کذائی کس قسم کی صفات والا خدا چاہتی ہے۔ صرف ایک یہی راہ ہے جس پر دنیا کے کسی مذہب نے کوئی روشنی نہیں ڈالی بلکہ ہر ایک نے اپنی اپنی نوبت پر اسے اور بھی دھندلا کیا ہے۔ عیسائیوں نے خدا کو اس طرز پر بیان کیا ہے کہ قالب انسانی میں پورا ڈھال کر ویسی ہی ضعیف اور ناقص ہستی ثابت کر دکھایا ہے اور تشبیہ کی تاریک راہ اختیار کرکے لاکھوں کو حیرت میں ڈالدیا ہے اس عظیم الشان سٹری (اسرار) مسئلہ صفات الٰہی کو اگر کھولا ہے تو اس مہیمن کتاب فرقان مجید نے کھولا ہے کہ وہ صانع۔ خالق۔ رازق۔ ربّ۔ قادر۔ رحمٰن۔ رحیم۔ سمیع۔ بصیر ہے اور ان صفات میں کامل ہے اس پر بھی ہر قسم کے ممکن ظنوں اور تمثیل شبہوں کے مٹانے کو فرمایا لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ

غرض
اس فقرہ پر جو لودھیانہ نے لکھا ہے غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عیسائی وہ ہستی پیش کرتے ہیں جسکو خداوند کہا گیا ہے جس سے تشبیہ کا سلسلہ شروع ہوتا ہے اسکو خداوند کہنا سراسر غلطی اور کفر ہے۔ خدا کا ہمتا اور مثیل کوئی ہو سکتا ہی نہیں لیکن نصرانیوں کو یہ لعنت توحید کی تخیل کے ذریعہ کہاں لگ سکتی ہے

جس میں جابجا خداوند خداوند پکارے ہیں یہی وجہ ہے جو ہمنے اوپر کہا ہے کہ اس مذہب نے صفات الٰہی کے مسئلہ میں سنبھلنے کے ناقابل ٹھوکر کھائی ہے۔ ایک عاجز انسان کو جو بشریت کے لوازمات سے بڑھ کر کچھ بھی اپنے اندر قوت اور حقیقت نہیں رکھتا جسکو یہودیوں نے پکڑ کر طمانچے مار کر منہ پر تھوک کر صلیب پر چڑھا دیا جہاں اس نے

اِیْلِیْ اِیْلِیْ لِمَا سَبَقْتَانِیْ

کہتے ہوئے جان دی اسکو خداوند کہنا قریب ہے کہ آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو جاویں اور پہاڑ پاش پاش ہو جائیں اور زمین پھٹ جاوے یہ ظلم عظیم

یسوع ناصری کے متبعین اس اعتقاد کو ثابت کریں جو یسوع کو وہ لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ خدا کی ہمتائی کے قابل بناتا ہے + ہم نے یسوع ناصری کی لائف کو پڑھا ہے اُس کے کارناموں کو جو انجیل میں پائے جاتے ہیں غور سے دیکھا ہے خدائی عظیم الشان اور لا نظیر مقام ہے (جو ایک ہی ذات پاک کو جو اَلْکِبْرِیَاءُ لِلّٰہ کی مصداق حاصل ہے) نبوت کا مقام بھی اس گلیل کی گلیوں میں پھرنے والے یسوع کو ملتا دکھائی نہیں دیتا۔ اور پھر نبوت تو انسانوں میں سے فرد کامل کا حصہ ہوتا ہے انجیل اسے کوئی اعلیٰ درجہ کا انسان بھی ثابت نہیں کرتی جس کا خدا تعالیٰ سے سچا تعلق ہو اور عبودیت کے مقام پر ہر جانب سے جو آشنا اور واقف ہو

اگر کسی کو ہمارے اس دعویٰ میں شک ہو تو ہم اسپر مفصل بحث کرنے کو خوشی سے طیار ہیں

یسوع کے مرید اور ماننے والے اسکو خداوند تو کہتے ہیں مگر کیا خدا تعالیٰ کی یہی صفت ہے کہ وہ ایک عورت کی پیشاب گاہ سے پیدا ہو پھر کسقدر شرم کی بات ہے کہ یوسف نجار کے گھر میں پیدا ہونے والا بچہ جسپر اس زمانہ کے یہودیوں کے ایک دو نہیں ہزار قسم الزام اور اعتراض ہیں خداوند کہا جاوے اس قوم کی بدقسمتی اور نامرادی پر ماتم کرنا چاہیے جو اپنا ایسا خدا مانتی ہے۔ اس سے اسکے خیالات میں عظمت اسکے اخلاق فاضلہ میں بلند پروازی اس کی روح میں عبودیت کا اعتراف کیونکر پیدا ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ کی ستایش اور حمد کے لیے روح میں کامل جوش اور تضرع کیونکر حرکت کرے جب وہ اپنے سامنے ہمہ ضعف۔ ہمہ ناتوانی۔ اور ہمہ ناکامی و ناتوانی و نامرادی کو دیکھتی ہے ہر وہ یقین کرتی ہے کہ یہی خدا ہے۔ اور پھر اسے نجات دینے والا سمجھتی ہے + ایک معمولی عقل کا انسان بھی بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ یہ امور انسانی ترقی کے لیے سخت مانع

ہیں اور اس سے قوی انسانی کی نشو و نما میں سخت حرج ہوتی ہے مگر یسوع کے پیرو اور انکی بھیڑیں نہیں سمجھتی ہیں + ایسا شخص جو انسانیت کے شرف کو چھوڑ کر وہ مقام حاصل کرنا چاہے جسکی اسے مقدرت ہی نہیں ہے جو کسی انسان اور آدم زاد کو مل ہی نہیں سکتا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ وہ انسانیت کے مقام سے بھی گر جاتا ہے پھر اس سے یہ توقع کرنا کہ وہ دنیا کی نجات اور رستگاری کا موجب ہوگا یا ہو سکتا ہے اول درجہ کی حماقت ہے۔

اگر یسوع کی لائف کو پڑھا جاوے اور اس قوم کے حالات پر جو خود اُس نے اپنے ہاتھوں سے بنایا کہ جسکو اسکی حضوری کا شرف ملا نظر کی جاوے تو صاف معلوم ہو جائے گا کہ یہ شخص جو نامرادیوں کا مجموعہ ہے خداوند کہلانے کا کبھی بھی مستحق نہیں ہے۔

یہ امر بڑی توجہ کے قابل ہے کہ کیا کبھی یہود کو جو توراۃ کے وارث تھے اور جن میں متواتر انبیاء و رسل آتے رہے ابنیت کی بھی تعلیم دی گئی تھی کہ ان میں کوئی خدا آنیوالا ہے اگر کوئی ایسی پیشگوئی یہودیوں کو اپنے بزرگوں اور نبیوں سے ملی ہوتی تو اگرچہ یہ تو ناممکن ہے کہ وہ یسوع کو خداوند مانتے لیکن یہ کبھی نہیں ہو سکتا تھا کہ یہودیوں کے سارے فرقے یکسر سے اسی پیشگوئی کے منکر ہو جاتے کہ خدا بھی آنے والا ہے۔

یہ معمولی اور چھوٹی سی بات نہیں بلکہ عیسائیوں کی حقیقت اس سے طشت از بام ہوتی ہے اور جن پیشگوئیوں پر یہ یسوع کی خدائی کی عمارت بناتے ہیں وہ بنیاد سے ہی فاسد ہے یہ صرف ان کی خانہ ساز بات ہے کہ بیوجہ

ایک انسان کے بچہ کو خدا بنا دیا ہے

افسوس اسوقت پر اور اس شخص پر جسنے یہ عقیدہ قائم کیا + یہی وجہ ہے کہ پہلی ہی صدی سے ان میں ایک فرقہ موحدین چلا آتا ہے جو یسوع کو صرف ایک انسان سمجھتا ہے لیکن اس سے بڑھکر ایک خوشی کی بات ہے کہ آج یورپ اور امریکہ میں ایسے لوگ پیدا ہو رہے ہیں اور کرہ ارض کے دوسرے حصوں سے یہ صدائیں آرہی ہیں جو یسوع کو انسانیت کے اعلیٰ مقام سے بھی گرا ہوا قرار دیتے ہیں اور مغرب میں بائبل کا صفایا ہو رہا ہے۔ خاص لاہور میں پادریوں کے بڑے بھاری مجمع میں پادری بیپ ورتھ صاحب نے جو خیالات ظاہر کیے ہیں وہ اور بھی حیرت انگیز ہیں اور عیسائی مذہب کی ہیکل کو گرانے والے ہیں۔

غرض
عیسائیوں کے گھر میں بھی یسوع کی خدائی پر اتفاق نہیں ہے اور جب اس نااتفاقی کے ساتھ یہودیوں کی سخت مخالفت کو دیکھا جاوے جو وہ اس عقیدہ میں یسوع کے متبعین کے ساتھ رکھتے ہیں تو عیسائی اس چور کی طرح پکڑے جاتے ہیں

جو عین چوری کے وقت پکڑا جاوے کیونکہ اگر کسی انسانی خدا کے آنے کی پیشگوئی توریت یا نبیوں کے دوسرے صحائف میں ہوتی تو یہودی اسکے انتظار اور آمد کو دوسرے وقت پر تو ڈال سکتے تھے یہ نہیں ہو سکتا تھا کہ اس عقیدہ پر ہزار لعنت بھیجیں۔ کیونکہ توریت کی تعلیم سے یہودی کہاں بھاگ سکتے تھے + افسوس عیسائیوں نے ایک مردہ کو خداوند اور خدا بنایا اور اس مردہ پرستی کے اثر کے نیچے اپنی ذہنی اور علمی قوتوں کو ہی نہیں کھو بیٹھے بلکہ اُن کا کانشنس اور نور قلب بھی مر گیا ہے اور اب خدا اور انسان میں تمیز کرنے کی قابلیت ہی نہیں رکھتے۔

جہانتک اس مسئلہ پر غور کی جاوے اسکی حقیقت یہی کھلتی جاوے گی کہ یہ عقیدہ حماقت سے گھڑا گیا ہے

پس
۲۵ دسمبر کا دن کیسے مبارک دن ہو سکتا ہے جبکہ ایسا انسان پیدا ہو جو دنیا کو ہلاک اور تباہ کر دے۔ لیکن اصل یہ ہے کہ یسوع کی خدائی کا سارا مدار اس شخص کی گردن پر ہے جو عیسائیوں میں پولوس رسول کے نام سے مشہور ہے اور سردار کاہن کی لڑکی کے عشق میں نامراد رہ کر ایک خواب کے ذریعہ عیسائیوں کا جمعدار ہو گیا اور نہ صرف یہودیوں کو خراب کیا بلکہ عیسائیوں کے بنیاد بھی ایسے اصولوں پر رکھدی جو اس ملت کی ہلاکت کے لیے کافی ہیں

اس قدر بیان کے بعد اب ہم یہ بیان کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ سچے مذہب نے جو خدا پیش کیا ہے وہ ایسا ناتوان اور حقیر خدا نہیں جو نامرادی کی مجسم تصویر ہو۔ بلکہ وہ وہ خدا ہے جسکا وجود ان لوگوں پر بھی حجت ہوتا ہے جو عقل رکھتے ہیں مگر ان کو کتاب نہیں ملی ہوتی اس خدا میں کسی زبردستی اور بناوٹ کی ضرورت نہیں ہوتی + اور یہ مسلم بات ہے کہ یہ صفت اس خدا میں ہے جو قرآن شریف نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے اور اسوقت دنیا کے کل مذاہب نے بالکل اصل خدا ہی کو چھوڑ دیا ہے اور اسکی جگہ کوئی مصنوعی خدا بنا لیا ہے جسکو ان کے اپنے ہاتھوں یا خیالات نے تراشا ہے جیسے عیسائیوں نے اور ناواجب صفات سے ان کو ملحد کر دیا ہے جیسا کہ مشرکین اور آریہ مگر اسلام کا خدا وہ حقیقی خدا ہے جو آئینہ قانون قدرت اور صحیفہ فطرت میں نظر آرہا ہے۔ جو مردہ نہیں بلکہ ابدالآباد کے لیے زندہ اور حَیّ و قَیُّوم خدا ہے +

(باقی دارد)

فاضل امروہی کی تحریر

بقیہ مضمون از رسالہ الفرقان

ثالثاً خود آپ نے سنین نبوی کا شمار ۱۲۸۰ھ کو ترک کر کر سن نبوۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی اعتبار کیا ہے کہ ۱۲۸۰ھ کی جگہ سنہ ۱۳۰۰ نبوتی قائم کیے ہیں لہذا مہدی کے لیے بھی انکی بعثت کا ہی وقت جو نزول انوار الہام کا زمانہ ہے معتبر رکھنا ضروری ہے اور ۱۲۹۰ھ میں جو آپ برعایت ابتدائے بعثت نبی کریم صلعم کے ۱۲ سال اور زائد کر کر مطابق سنہ ۱۳۰۰ نبوتی کے گردانتے ہیں یہ ہمکو کچھ مضر نہیں بلکہ مفید ہے ہماری مراد تو یہ ہے کہ روشنی عامہ کا ظہور ۱۲۸۹ھ ہجری کو ہوا جو مطابق سنہ ۱۳۰۱ نبوت کے آپکے نزدیک ہے۔ اور ۱۲۸۹ھ مطابق ۱۸۷۲ء کے ہیں اور اس ۱۸۷۲ء میں عمر حضرت اقدس کی قریب ۳۲ سال کے تھی کیونکہ سنہ پیدائش آپ کا ۱۸۳۹ء ہے اور اسی ۱۲۸۹ھ مطابق ۱۸۷۲ء میں جو آپکے نزدیک سنہ ۱۳۰۰ نبوتی ہوتے ہیں انوار الہام کا نزول شروع ہو گیا تھا دیکھو الہام پیشینگوئی نمبر ۲۱ اور مندرجہ نزول المسیح واقعہ ۱۸۶۸ء کو بھی ایسے الہامات کثرت سے ہیں جو ۱۸۷۲ء سے پیشتر ہوئے ہیں پس ۱۸۷۲ء میں نزول روشنی کا بطریق اولیٰ ثابت ہوا اور اس عمر ۳۱ یا ۳۲ سالہ میں حضرت اقدس کے الہامات ہونے میں یہ سرّ اور حکمت ہے کہ مشابہت **بین المسیح المحمدی وبین المسیح الموسوی** ثابت ہو جاوے کیونکہ مسیح موسوی کا سنہ بعثت بھی یہی ہے اور آپ تو صرف حدیث سے سنہ ۱۳۰۰ کے بعد اس کا اشارہ نکالنا چاہتے ہیں لیکن ہمتو قرآن اور حدیث دونوں سے ہی **امام آخر الزمان** کے **نور** کے ظہور کا کامل ثبوت سنہ ۱۳۰۰ کے بعد آپ کو بتائے دیتے ہیں قرآن مجید میں تو وہی **آیت استخلاف** موجود ہے جس میں لفظ

كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ

موجود ہے آپ کو خوب معلوم ہے کہ حضرت **موسیٰ** علیہ السلام سے چودھویں صدی میں حضرت **عیسیٰ** علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے لہذا **مسیح موعود محمدی** کا بھی چودھویں صدی میں بلحاظ لفظ **کما** کے مبعوث ہونا لازم ہوا تا کہ مشابہت بین السلسلتین متحقق ہو جاوے اور حدیث تو خود باواز بلند اس وقت میں پکار کر کہہ رہی ہے کہ چودھویں صدی کے راس پر ہی بعثت مجدد کی ضروری ہے اور مجدد بھی وہی مصلح موعود جسکو لفظ **کما** مقتضی ہے۔ اب چونکہ اس جگہ پر آپ کے دو اقرار موجود ہیں اول تو مہدی کے ظہور نور کے لیے تیرھویں صدی دوسرے یہ کہ اگر تیرہ صدی کا کہیں اشارہ مہدی کے لیے حدیث سے نکلے تو بے شبہ سنہ نبوۃ سے تیرہ سو سال بعد روشنی کا ظہور ثابت ہو گا لہذا آپ کو اب تسلیم کرنا اس روشنی روحانی کا بے شک وشبہ واجب اور فرض ہو گیا کیونکہ اب تو قرآن اور حدیث دونوں نے میقات اس نور کے ظہور کے لیے شہادت دیدی کہ ظہور اس کا سنہ ۱۳۰۰ نبوۃ کے بعد مطابق ۱۲۸۹ھ میں ہونا ضروری ہے

تیسرا اقرار آپ کا یہ ہے کہ یہ روشنی عامہ صرف دو مرتبہ ہوئی ہے ایک تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے دوسرے مہدی کے لیے جو آپ کو مشاہرہ ہو چکی اور یہ مسئلہ بوجہ **محمدی** ہونے کا مہدی کے لیے آپکو مسلم ہے لہذا اس مسیح موعود کا بوجہ محمدی ہونا بھی آپکو تسلیم کرنا ضروری ہوا کہ **الشیئ اذا ثبت ثبت بلوازمہ** قضیہ مسلمہ ہے۔ اگر آپ کہیں کہ سورہ شوریٰ سے جو ہم نے وقت اور سن مہدی کا استخراج کیا ہے وہ سن ۱۳۰۰ شمسی ہیں نہ سنہ ۱۳۰۰ قمری تو میں اس کے جواب میں کہتا ہوں کہ تعلیم جملہ مسائل اسلامیہ مثل حج وصیام رمضان المبارک وعیدین وغیرہ میں سنین قمریہ کو شمسیہ گردانا یا برعکس جس میں مسائل اسلامیہ کے درمیان تقدیم وتاخیر لازم آتی ہے منع فرمایا ہے حتی کہ فرمایا گیا کہ **انما النسیئ زیادۃ فی الکفر یضل بہ الذین کفروا** یعنی سوائے اسکے نہیں کہ آگے پیچھے کر لینا زیادتی ہے بیچ کفر کے گمراہ کیے جاتے ہیں ساتھ اس کے وہ لوگ جو کافر ہوئے آخر آیت تک اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے سخت زجر وتوبیخ کی ہے اس امر پر کہ مسائل اسلامیہ میں شمسی قمری کے خلط ملط کرنے سے اگر تقدیم وتاخیر کی جاوے لہذا اس اسلامی مسئلہ اہم مسیح موعود ومہدی مسعود میں سنین شمسیہ کا خلط قمریہ میں نہیں کیا جاسکتا اور تاریخ بعثت مامورین الٰہی کے لیے مکلفین کے علم میں کوئی نص قطعی نہیں ہوا کرتی جس میں ایک دو سال کا فرق نہ ہو جاوے ہاں علم الٰہی میں کوئی تفاوت نہیں ہوتا ہے بلکہ اہل عرب تو تھوڑے بڑے حسابوں میں کسرات کو بھی قصداً شمار نہیں کیا کرتے دیکھو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی عمر کو مرض الموت میں حضرت عیسیٰ کی عمر ۱۲۰ برس کے نصف ۶۰ میں قرار دیا حالانکہ آپ کی عمر ۶۰ سے زائد یعنی ۶۳ برس کی ہوئی ہے پس جبکہ آپکے نزدیک سنہ [illegible] مہدی وقت مسیح موجود ہے وفات عیسیٰ بن مریم کے آپ معتقد ہیں جو کثرۃ فتح یاجوج وماجوج کی جو مسیح کے وقت میں ہونیوالی تھی وہ آپ کو مسلم ہے پیشینگوئیوں میں تشبیہ ومجاز واستعارات کے واقع ہونیکی آپ قائل ہیں حمار اقمر سواری دجال آپ ریل کو کہتے ہیں۔ مسیح موعود کا دولت اسلامی میں بطور روحانی کے آپ مقدمہ تفسیر غایت البرہان میں لکھ چکے ہیں۔ مسئلہ بروز آپ کو مسلم ہے۔ کشوف وخسوف کے آپ قائل ہیں وکذا وکذا آپ کیواسطے حوالہ دینے کی میں ضرورت نہیں سمجھتا کیونکہ **بل الانسان علی نفسہ بصیرۃ**۔ اگر فرضاً کوئی امر آپ کے خیال کے مطابق ابھی تک موجود نہیں ہوا ہے تو بمقابلہ واقعات اور مشاہدات کے امر خیالی اور ظنی آپ کا کیونکر ان کا معارض ہو سکتا ہے اور کیونکر عذر عدم تسلیم کا قرار پا سکتا ہے **کما قال تعالےٰ ولو القی معاذیرہ** آپکو لازم ہے اپنے متشابہات اور ظنیات کو واقعات اور محکمات کی طرف رجوع کیجئے ورنہ

رباعی

کیا شک ہو ماننے میں تمہیں اس مسیح کے
جسکی صداقتوں کو تمہیں نے بتا دیا
حاذق طبیب پاتے ہیں تم سے یہی خطاب
خوبوں کو بھی تو تمنے مسیحا بنا دیا

اور اگر آپ یہ کہیں جیسا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ ہی کہا کرتے ہیں کہ میری ہی کتابوں کو دیکھکر حضرت مرزا صاحب نے دعوی مہدویت اور مسیحائی کا کیا ہے یعنی یہ دعوی ان کا جھوٹا ہے اسکے جواب میں **اول** تو یہ گذارش ہے کہ مفتری علی اللہ کے لیے اس قدر نشانات آسمانی اور زمینی کا جمع ہو جانا اور خود اسکی ذات میں ہزاروں نشانوں اور پیشینگوئیوں کا مجتمع ہونا اور روز افزوں اس کے سلسلہ کی ترقی کا ہوتا جانا اور پھر ان کے خود لکھے ہوئے مسلمہ نشانات کا بھی مجتمع ہو جانا کیا مفتری علی اللہ کے لیے آپ کے نزدیک جائز ہے اندریں صورت تو کارخانہ نبوۃ انبیاء سے بھی امن جاتا رہے گا۔ اور **ثانیاً** یہ عرض ہے کہ جو مہدی یا مسیح آپ کے نشانات وعلامات مندرجہ آپ کی کتب مؤلفہ کے مطابق آویگا آپ یا آپ کے ہم مشرب اس سے بھی یہی کہہ سکتے ہیں کہ ان کتابوں کو دیکھکر تم نے دعویٰ کیا ہے پھر یہ اعتراض غلط ان کا تو اسوقت بھی قائم ہو سکتا ہے کہ جب اصلی خیالی مہدی آپ کا آوے گا **فاین المفر** غرضکہ ایسے عذرات واہیہ سے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو کسی مہدی اور مسیح کی تصدیق ہرگز نصیب نہ ہووے گی کیونکہ اگر ان کے نشانات مقررہ مندرجہ کتب مخالف ہونگے تب بسبب مخالفت کے تصدیق سے آپ محروم رہینگے لہذا بہرحال ہر دو شکل سوائے تکذیب کے اور علاوہ یہ کہ اس کی تکذیب میں خود آپ کی کتابوں کی تکذیب ہوئی جاتی ہے۔ ونعم ما قیل

حملہ بر خود میکنی اے سادہ مرد
ہمچو آں شیرے کہ بر خود حملہ کرد

اور فاطمی النسب ہونا جو آپ شرط مہدویت گردانتے ہیں اول تو ہمنے سابق اسی رسالہ میں اس شرط کو بموجب ادلۂ شرعیہ کتاب وسنت کے مہدی آخر الزمان کے واسطے باطل کر دیا ہے۔ ثانیاً حضرت اقدس کی نسب میں ایسی امہات بھی آگئی ہیں جو سیدانیاں بھی تھیں دیکھو تریاق القلوب وغیرہ کو اور نسب کا اعتبار ماں کی طرف سے بھی معتبر ہونا اغلب کہ آپ تسلیم کرتے ہونگے جیسا کہ مؤلف رسالہ البرہان نے بھی تسلیم کیا ہے تو اس اعتبار سے بھی حضرت مرزا صاحب فاطمی النسب بھی ہو گئے پھر اب کیا عذر ہے **بینوا توجروا**

اگر اس کل بیان کو لغو سمجھا جاوے تو ثابت ہوتا ہے کہ نزول مسیح سے مراد جو احادیث **کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم** وارد ہوا ہے یہی ہے کہ خلافت وامامت جو قریش بنی اسمٰعیل میں چلی آتی ہی وہ منتقل ہو کر پھر بنی اسرائیل میں چلی جاوے گی کیونکہ مسیح بن مریم خاتم انبیاء بنی اسرائیل تھے کہ انکے بعد خلافت وامامت بنی اسمٰعیل میں منتقل ہو گئی تھی کہ بنی اسرائیل میں سے پھر کوئی شخص امام الدنیا نہ ہوا لیکن جبکہ پھر ایک مدت کے بعد اسی خاتم بنی اسرائیل کا نزول بیان فرمایا گیا تو یہ ایک استعارہ لطیفہ ہو جسکا سے مراد یہ ہے کہ وہ خلافت پھر بنی اسرائیل میں آجاوے گی لیکن رہے گی ابراہیم کی ذریت میں کما قال اللہ تعالیٰ **انی جاعلک للناس اماما قال ومن ذریتی قال لا ینال عہدی الظلمین** خلاصہ یہ کہ نزول مسیح استعارہ ہے **تسلب من قریش ملکہا** کے لیے۔

اب میں پھر اصل کلام کیطرف رجوع کر کر کہتا ہوں کہ حضرت اقدس مرزا صاحب میں اللہ تعالیٰ نے اصل اور نسب کے رو سے تو فارسی الاصل گردانا اور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے **من اسلم من فارس فہو من قریش ہم اخواننا وعصبتنا** فرما کر ایک اعتبار کر قریش کے ساتھ ملحق فرمایا۔ اور حکمت الٰہی نے ان کی امہات میں سیدانیاں بھی داخل کر دیں تاکہ ماں کی طرف سے بھی قریش کے ساتھ ان کا تعلق ہو جاوے یہ تمام اوصاف ان میں کیوں جمع ہوئے یہ اسی لیے کہ خداوند تعالیٰ کی طرف سے اس کی مخلوق کے لیے جو خیالات اور طبائع مختلف رکھتی ہے اُن پر ایک حجت بطور نشان کے پوری ہو جاوے اور ان کو دھوکہ کھانے سے بچنے کے لیے ایک راہنما ملجاوے [illegible]

* اور الہامات پیشگوئی [illegible] مندرجہ نزول المسیح واقعہ ۱۸۶۸ء

www.aaiil.org

جس کا یہ خیال ہو کہ مہدی آخرالزمان اور مسیح موعود من الرحمٰن کا قریشی ہونا چاہئیے اُس پر یوں اتمام حجت کیا جاوے کہ آپ والدین کی طرف سے قریشی الاصل و النسب نہیں ہیں اور جس کا یہ خیال ہو کہ مسیح و مہدی آخرالزمان کا قریشی ہونا چاہیے تو اُس پر بھی اتمام حجت اسی طرح اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہو جاوے کہ یہ باعتبار امہات کے یا باعتبار حدیث مذکورہ کے ان میں ایک طرح کی قریشیت بھی ہے تب بھی اُن کی تصدیق ایسے خیال والے پر ضروری ہے اور نیز بدیں لحاظ کمیں مماثلت کے ساتھ عیسیٰ ابن مریم کے بھی ہو گئی کیونکہ حضرت عیسیٰ بھی باپ دادا کی طرف سے بنی اسرائیل میں نہیں تھے کیونکہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے ہاں بلحاظ والدہ حضرت مریم کے وہ بنی اسرائیل میں سے ضرور تھے کیونکہ حضرت مریم صدیقہ بنی اسرائیل میں سے تھیں فتمت المشابہت و کملت المناسبۃ وبس اور مؤلف رسالہ نے حضرت اقدس کے الہام عربی پر بھی ایراد کرنا چاہا ہے مگر ابھی تک کوئی اعتراض نہیں کیا جب ظاہر کرے گا تب اس کے جھگڑے کا تار و پود ان شاء اللہ تعالےٰ اُدھیڑا جاوے گا آگے اس کے جو رسالہ احسن البیان لکھا ہے وہ کل کا کل بعثت مہدی و مسیح موعود کے لیے ایک علۃ موجبہ ہے اور مضمون رسالہ کو ہم بھی احسن البیان ہی سمجھتے ہیں چند مقام کسی قدر اصلاح طلب اور ترمیم کے قابل ہیں جن کی اصلاح ہم مختصر طور پر کیے دیتے ہیں

قولہ صہ سطر ۔ اس کشمکش میں وہ کیونکر طریق حق حاصل کر سکتے ہیں۔

الجواب اس کشمکش فتن ضلالت میں اُمت پر فرض ہے کہ اس صدی کے مجدد کی طرف رجوع کریں جس کی مجددیت کی تصدیق کے لیے ہزارہا ادلہ شرعیہ نقلیہ اور نیز براہین عقلیہ شہادت صادق دے رہی ہیں وماذا بعد الحق الا الضلال۔

قولہ صہ سہ ۲۱ یہ ایک بڑی غلطی ہے کہ خود رائی سے کام لیں۔

الجواب فی الحقیقت درست ہے بلکہ رجوع کرنا اُس مصلح کی طرف ضروری ہے جس کا اس صدی کے راس پر مبعوث ہونا بسبب ہونے حشر فتن ضلالۃ کے ضروری تھا اور اب تو صدی میں سے ۲۱ سال بھی گزر چکے ہیں۔

قولہ صہ سطر ۔ ہر شخص اپنی رائے پر نازاں اور دوسرے کی نہیں سنتا تو قیامت کا انتظار کر

الجواب لہٰذا اس زمانہ فتن ضلالۃ میں رجوع کرنا اُسی مہدی و ہادی کی طرف ضروری ہوا جس کا آنا اس صدی میں قبل قیامت کے ضروری ہے۔

قولہ صہ سہ اور اپنی سمجھ پر نازاں ہو کر تمام سلف صالحین و کتب متقدمین سے قطع نظر کر لیں

الجواب چونکہ ان کتب میں بحکم ثم یفشوا الکذب کے خلط ملط روایات موضوعہ کا بھی ہو گیا ہے لہٰذا اس مجدد کی طرف رجوع کرنا واجب ہو گیا جو قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کی طرف دعوۃ کر رہا ہے اُس سے اعراض کرنا کسی طرح جائز نہیں کیونکہ اب زمانہ ظہر الفساد فی البر و البحر کا ہے جس کے تم خود مقر ہو۔

قولہ صہ سہ ۔ اسی طرح درجہ بدرجہ اپنے نیچے درجہ کے علماء کو خیال فرمائیے۔

الجواب چونکہ اس قرن میں بحکم فطال علیہم الامد فقست قلوبہم کے سلف صالح کے عقاید اور اخلاق و اعمال پر عملدرآمد نہیں رہا جیسا کہ تم خود مقر ہو اور بھی اسباب یعنی شرور و فتن آخرالزمان بحکم انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون کے مقتضی بلکہ علۃ موجبہ اس مہدی آخرالزمان کی بعثت کے لیے ہو گئی ہیں لہٰذا اُسی کی طرف رجوع کرنا تمام اُمت کے واسطے ضروری ہوا۔

قولہ صہ سہ تو اب اپنے اوپر لازم کر لیں کہ کسی مذہبی تحریر کو بغیر سند علماء معتبرین کے ملاحظہ نہ فرماویں۔ الخ

الجواب اب چونکہ مہدی آخرالزمان تمام علماء امت کا بھی مصلح ہے کیونکہ علماء تو مصداق علماءھم شر من تحت السماء کے ہو گئے ہیں لہٰذا بغیر سارٹیفکٹ اُسی مہدی موعود کے جو صدی کے راس پر آ چکا ہے کسی تحریر مذہبی کو معتبر سمجھ کر ملاحظہ نہ کرنا چاہیے

قولہ صہ سہ اگر تم نہیں جانتے ہو تو جاننے والوں سے دریافت کرو۔

الجواب جبکہ علماء زمن شر من تحت السماء کے مصداق ہو گئے ہیں تو اب اہل ذکر صرف وہی مصلح ربانی ہو سکتا ہے لا غیر کیونکہ علماء بھی تو اُمت ہی میں داخل ہیں مگر وہ مصلح ربانی جو مہدی موعود اور مسیح محمدی ہے وہ اُمت کا افسر ہے اور وہی اُمت کی اصلاح کے لیے آیا ہے خواہ علماء ہوں یا غیر علماء کیونکہ **حدیث** ان اللہ یبعث لہذہ الامۃ علی راس کل مائۃ من یجدد لہا دینہا میں علماء امت کا استثناء موجود نہیں ہے جو وہ مجدد علماء اُمت کی اصلاح کے لیے مبعوث نہ ہوا ہو پس علماء اُمت کو بھی ضرور ہے کہ اُسی کی طرف رجوع کریں زمانۂ شور و شر میں جس کے آپ قائل ہیں۔

قولہ صہ سطر ۱۴ لیکن اُن کا یہ طرز بتلا رہا ہے کہ اُنھوں نے ضرور مشکوٰۃ نبوۃ سے اقتباس کر کے بیان فرمائی ہوگی۔

الجواب ہاں ضرور مسلم ہے مگر ثم یفشوا الکذب کا کیا علاج جس کے سبب بعض روایات اسرائیلی کتب اسلام میں داخل ہو گئیں ہیں سو اُن کی تصدیق یا تکذیب کے لیے قرآن مجید یا حدیث صحیح پر عرض کرنا ضروری ہے جو یہ مہدی ربانی اپنا عملدرآمد اُسپر کر رہا ہے اور یہی طریقہ صحابہ کرام کا تھا

قولہ صہ سہ ۱۹ جھوٹی روایات بیان کرنے کے معنے یہی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف طمع دنیاوی سے کسی بات کو منسوب کر دینا

الجواب ہاں مسلم ہے صحابہ میں تو یہ صفت مذموم نہیں تھی مگر بعد قرون خیر کے بحکم ثم یفشوا الکذب کے یہ عدل اور عدالت موجود نہیں ہے اسی وجہ سے کتب اسلامیہ میں خلط ملط روایات موضوعہ کا ہو گیا ہے جس کی تنقید اور تنقیح ضروری ہے اور اس قرن میں یہ منصب تنقید و تنقیح ایسی روایات کا سوائے اس حکم موعود کے اور کون بجا لا سکتا ہے پس ایسی روایات کی تنقید اور تنقیح کرنے میں بھی اس حکم کی طرف رجوع کرنا ضروری ہوا کیونکہ وہی اللہ اور رسول کی طرف سے حکم ہو کر آیا ہے جیسے حدیث حکماً عدلاً نص صریح ہے

قولہ صہ سہ ۱ ۔ اور اسی طرح درجہ بدرجہ سلف صالحین کے قدم بقدم چلنا چاہیے

الجواب سلف صالحین کے بعد ثم یفشوا الکذب کا کیا علاج لہٰذا فرض ہوا کہ اس قرن پر فتن میں اُسی مہدی اور مسیح کی طرف رجوع کیا جاوے جو حکم ہو کر آیا ہے۔

قولہ صہ سہ ۲۲ مفسرین اور محدثین کا علوم میں عالی مرتبہ اور بلند مقام واقعین پر مخفی نہیں۔

الجواب لیکن اُن کے خیالات اور آرا مقابل قرآن اور احادیث صحیحہ کے کیونکر قابل قبول ہو سکتے ہیں کما قال اللہ تعالےٰ اتخذوا احبارھم ورھبانھم ارباباً من دون اللہ یہ تو شیوہ اہل کتاب یہود و نصاریٰ کا تھا نہ صحابہ کرام کا۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

باقی آئندہ

ایک مشنری انگریز قادیان میں

سلسلہ کیلیے دیکھو نمبر ۱۰ جنوری سنہ ۱۹۰۴ء

ایسا ہی ایک حدیث شریف میں پڑھا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں تشریف لانے میں کسی ضروری دینی کام کی وجہ سے دیر ہو گئی تو اصحاب رضی اللہ عنہم اجمعین نے اس خوف سے کہ نماز کا وقت تنگ ہوتا ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آگے کھڑا کر کے نماز شروع کر دی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو حضرت ابوبکر پیچھے ہٹ گئے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور آگے کھڑے ہو کر جماعت کرائی - پھر حضرت مولانا موصوف نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خوش ہونا اور ہنسنا اس واسطے تھا کہ آپ نے اپنی جماعت میں اس یگانگت اور وحدۃ اسلامی کو پورا ہوتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا جس کے واسطے آپ مبعوث ہوئے تھے قوم نے حضرت ابوبکر کو باوجودیکہ وہ اقوام عرب کی رسومات کے برخلاف اپنا امام بنا کر اس بات کو ثابت کر دیا کہ آنحضرت کے انفاس پاک کی تاثیر سے اُنھوں نے دین کو دنیا پر مقدم کر کے نفس کے شیطان کو کچل دیا تھا اور ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم یعنی اللہ کے نزدیک سب سے بزرگ وہ ہے جو تم میں سے سب سے زیادہ متقی ہے اس حکم قرآنی پر پورا پورا عمل کیا - در اصل یہی کامیابی اپنے مقاصد میں جیسی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی ایسی کسی نبی کو نہیں ہوئی - کیونکہ اول تو آپ سے اکملت لکم دینکم یعنی میں نے تمہارا دین کامل کر دیا - کی صدا حضرت علیم و خبیر سے سنکر اپنے مدعا کے انتہا کو پا لیا اور نبی عیسیٰ کیطرح آپکو یہ نہیں کہنا پڑا کہ ابھی مجھے بہت سی باتیں کہنی تھیں مگر تم برداشت نہیں کر سکتے (انجیل) ہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو اللہ تعالےٰ کی اطاعت میں پورا جاں نثار فرماں بردار دیکھ لیا جیسا کہ آپ کا جی چاہتا اور جیسا کہ اللہ تعالےٰ کا منشا تھا - پس ہر طرح سے کامیاب اور فتحیاب ہو کر اور اپنا کام پورا کر کے آپ اس دنیا سے رخصت ہوئے تھے - ایسی ہی اور کئی ایک باتیں ہوئیں جن سے ثبوت حقانیت اسلام اور بطلان مذاہب غیر فی زمانہ ہوتا تھا - اور مشنری صاحب ان سب باتوں کو چپ چاپ سنتے رہے

www.aaiil.org

اور عموماً ہاں ہاں کرتے رہے

مفتی محمد صادق صاحب سے ڈاکٹر صاحب نے حضرت مرزا صاحب کی اُس پیشگوئی کے متعلق دریافت کیا جو حضرت مرزا صاحب نے بگٹ اور ڈوئی کے متعلق کی ہے اس پر مفتی صاحب نے ایک لمبے بیان میں ڈاکٹر صاحب کے سامنے ان پیشگوئیوں کے منشاء۔ مواقع ضرورت اور نتائج پر ایک گفتگو کی جسکو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں اور جہاں جہاں درمیان میں ڈاکٹر صاحب بولے یا سوال کیا ہے وہ بھی ہم درج کرتے ہیں۔

ایمان ایک بڑی دولت ہے اور ایک عظیم الشان نعمت ہے۔ دنیا میں جس قدر راستباز ہوئے انبیا اولیا اور ان کے مخلص دوست اور پیرو سب ایمان کی قوت سے فتح پاتے رہے اور دنیا میں اپنا سکہ چلاتے رہے۔ ایمان ہی تھا جس نے حضرت موسیٰ کے لیے سمندر خشک کر دیا اور ایمان ہی تھا جس نے حضرت ابراہیم کے لیے آگ کو ٹھنڈا کر دیا تھا اور ایمان ہی تھا اور ایمان ہی تھا جس نے حضرت مسیح کو صلیب کی لعنتی موت سے بچایا۔ ایمان وہ شے ہے جس کی نسبت حضرت مسیح نے اپنے حواریوں کو انجیل میں فرماتے ہیں کہ اگر تجھ میں رائی کی برابر ایمان ہے تو اگر پہاڑ کو کہے کہ یہاں سے اُٹھکر وہاں چلا جا تو وہ چلا جانے لگا۔ جب کبھی دنیا سے یہ ایمان اُٹھ جاتا ہے اور لوگ پست ہمت اور بےیقین ہو جاتے ہیں تب اللہ تعالےٰ دنیا میں کوئی ایسا آدمی مبعوث کرتا ہے جو اُس ایمان گم شدہ کو دوبارہ دنیا میں قائم کر دے اور اپنی قوت ایمانی سے معجزات اور خوارق دکھلا کر دنیا کو اُس اعلیٰ اور برتر ہستی کی قوت تام اور حسن تام قدرت تام اور اُسکے ازلی ابدی ہونے پر لوگوں کو یقین دلا دے۔ اُس شخص کے یقین تجربہ اور ہمت میں ایسی خداداد طاقت ہوتی ہے کہ مخلوق الٰہی اُسکی صحبت سے اور اُسکے پاک انفاس کی برکت سے بدی پر ایک غلبہ پاتی ہے اور اپنے شیطان کو فنا کر کے اور اپنی بد کاریوں کو چھوڑ کر خدائے واحد لاشریک کی محبت اور عبادت اور فرمانبرداری میں یگانہ و یکطرفہ ہو جاتی ہے۔ اس وقت یورپ اور امریکہ کی ممالک میں جس قدر بے ایمانی اور کلام الٰہی کی بے ادبی اور معجزات و خوارق کا انکار اور انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کی بےعزتی بیباکی کے ساتھ ہو رہی ہے وہ سب اس امر کا نتیجہ ہے کہ اُن ممالک کے عیسائیوں میں کوئی ایسا شخص موجود نہیں رہا جو اُس درجہ کی قوت ایمانی اپنے اندر رکھتا ہو جس کا ذکر خود حضرت مسیح نے کیا تھا کہ اگر تم میں رائی کے دانہ کی برابر ایمان ہو تو تم پہاڑ کو ایک جگہ سے اُٹھا کر دوسری جگہ بھیج سکتے ہو یعنی نہایت ہی مشکل اور سخت کام بھی تمہارے آگے آسان ہو جائینگے۔ چنانچہ ہم اُن کتب اور رسالجات اور اخبارات اور ذاتی خطوط میں جو برابر یورپ اور امریکہ سے ہمارے پاس آ رہے ہیں

اور ہم روز پڑھتے ہیں کہ اُن ممالک کے فاضل اور علماء بائبل کو محرف مبدل۔ جعلی۔ غلط۔ مجموعہ افسانہ اور لغو کلام جانتے ہیں اور یہ باتیں نہ صرف اُنھیں ممالک تک محدود ہیں بلکہ خود ہندوستان میں بھی پچھلے سال کلکتہ میں اور اس سال لاہور میں عین پادریوں کے جلسوں میں بعض پادریوں نے اپنے لکچروں میں یہ باتیں بیان کیں۔ ڈاکٹر صاحب آپ نے بھی سنی ہونگی

ڈاکٹر صاحب - میں اُس لاہور والے لکچر میں خود موجود تھا۔

مفتی صاحب پھر جہاں سب پادری موجود تھے اور بائبل پر ایسے سخت حملے کیے گئے تھے کیا کسی نے جواب نہ دیا۔

ڈاکٹر صاحب ہاں بعض نے اعتراض کیے تھے۔

مفتی صاحب - مگر سول اخبار نے وہ لکچر تو چھاپا تھا۔ لیکن اُس وقت کے اعتراض نہیں چھاپے۔ کیا سبب ہے۔

ڈاکٹر صاحب سول اخبار نے اُس وقت کے اعتراضات تو نہیں چھاپے لیکن بعد میں پادری نائٹ نے جو تردید اُسکی کی تھی وہ چھاپ دی تھی

مفتی صاحب لیکن اُس تردید کا جواب بھی سول نے چھاپ دیا تھا اور پھر جواب الجواب کے چھاپنے سے انکار کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید سول اخبار مذہب بھی دوسرے فاضل اور عالم محقق عیسائیوں کا سا ہوگا۔

ڈاکٹر صاحب شاید ایسا ہی ہو۔

مفتی صاحب وہ پادری صاحب جن کا یہ لکچر پادریوں کے بھرے جلسے میں ہوا تھا کہ بائبل اکثر حصہ میں بے اعتبار اور جھوٹی روایتوں سے بھری ہوئی ہے۔ اور اُسکے مشمولہ معجزات بالکل ناقابل اعتبار قصے ہیں۔ یہ صاحب کون ہیں اور کیا کام کرتے ہیں

ڈاکٹر صاحب - یہ لکچرار پادری بیب ورتھ صاحب ہیں۔ جو لاہور کے اُس بڑے گرجے کے پیش امام ہیں جو ریل کے ملازم انگریزوں کی خاطر بنایا گیا ہے۔

مفتی صاحب خوب۔ جب پیش امام کا یہ مذہب ہے تو بیچارے مقتدی لوگوں کا کیا حال اچھا جب یورپ کے علماء فضلاء کا یہ حال ہے کہ وہ خود بائبل کو سچا نہیں مانتے تو اُن کو مذہب کا نام عیسائیت نہیں رکھنا چاہیے۔

ڈاکٹر صاحب - میرے نزدیک تو یہ لوگ دہریت تک پہنچ گئے ہیں۔

مفتی صاحب تو پھر آپ یہاں آنے کے بجائے اُسجگہ یورپ اور امریکہ میں اپنی مشنری کیوں نہیں پھیلاتے کہ اُنکو درست کریں۔

ڈاکٹر صاحب اُسجگہ بھی مشنری کام کرتے ہیں لیکن لکھا ہے کہ آخری زمانہ میں بے ایمانی بہت پھیل جائے گی۔ یہ محققین معجزات کا بالکل انکار کر رہے ہیں آپ کی ان کے متعلق کیا رائے ہے

مفتی صاحب میں اسبات کو بیان کر رہا تھا۔ اول تو ہمارے قرآن شریف کی ابتدا ہی سے خدا تعالیٰ نے ایسی حفاظت کی ہے کہ سینہ بسینہ قرآن شریف حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لیکر آجتک صحیح الفاظ میں ایسا محفوظ چلا آتا ہے کہ ہزاروں لاکھوں حافظ ہر زمانہ میں قرآن شریف پڑھتے پڑھاتے ایک دوسرے کو نمازوں میں سناتے رہتے ہیں اور کسی غلطی کا احتمال ممکن ہی نہیں۔ پس کبھی ایسا اعتراض تو کوئی کر ہی نہیں سکتا کہ قرآن شریف کا کوئی حصہ غلط یا جعلی یا غیر اصلی ہے یا اس میں کوئی تحریف و تبدیل ہوئی ہے جیساکہ اناجیل کے متعلق کہا گیا ہے اور بالکل صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ ایک تو اناجیل اپنی اصلی زبان میں کہیں نہیں ملتیں اور ترجمہ مترجم کا خیال ہے جیسا اُس نے سمجھا ویسا ہی شائع کر دیا اور پھر دنیا میں اُس مترجم کے خیالات کی اشاعت ہوتی ہے نہ کہ اصل کلام کی اور پھر اس میں بھی ہزاروں شبہات پڑ گئے ہیں کہ یہ کلمات کس نے لکھے اور کس نے نہ لکھے اور لکھنے والے کہاں تک معتبر تھے وغیرہ۔

ہمارے پاس یورپ کے بڑے بڑے فاضلوں کے لکھے ہوئے مجموعے کتاب انسکلو پیڈیا ببلیکا چار جلدوں میں اور کتاب انسکلو پیڈیا برٹنی کا ۳۵ جلدوں میں اور دیگر کئی ایک کتابیں بڑے بڑے فاضلوں کی لکھی ہوئی موجود ہیں جو یورپ میں شائع ہوئی ہیں اور بڑے بڑے فاضل محقق پادریوں پروفیسروں اور ڈاکٹروں کی تصانیف اور تالیف وہ سب بائبل کے متعلق یہی عقائد رکھتے ہیں۔ وفات مسیح کے قائل ہیں اور مسیح کو صرف ایک انسان مانتے ہیں۔ اُمید ہے کہ آپ نے یہ کتابیں دیکھی ہوں گی۔ ایسا ہی ہمارے پاس کئی ایک یورپ امریکہ کے بزرگوں کے خطوط آ رہے ہیں چنانچہ اگلے دن بھی امریکہ کے ایک فاضل کا میرے پاس خط آیا جس کا نام مسٹر مارو ہے وہ اپنے خط میں صاف لکھتا ہے کہ کوئی تعلیم یافتہ انسان اس ممالک میں اس امر کا قائل نہیں کہ مسیح خدا تھا یا خدا کا شریک تھا یا غیر فانی تھا یا بے گناہ تھا بلکہ مثل دوسرے انسانوں کے گناہ کرتا تھا اور فوت شدوں میں داخل ہے۔ دوسری وہی بات جس کا میں پہلے ذکر کر رہا تھا یورپ اور امریکہ میں اس انکار معجزات کی اصل اور باعث یہ ہے کہ اُن کے درمیان مقربین کا کوئی نمونہ اور معجزات و خوارق کی کوئی مثال موجود نہیں رہی اور گذشتہ باتیں بہت پرانی ہو کر افسانوں کے رنگ میں ناقابل اعتبار ہو گئیں لیکن اسلام ایک زندہ مذہب ہے اور ہمیشہ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے ہمیشہ اس قسم کے آدمی خدا کیطرف سے پیدا ہوتے رہتے ہیں جو اسلام کی صداقت کے ثبوت کے لیے دنیا کو

معجزات و خوارق عادات دکھاتے رہے ہیں چنانچہ اس زمانہ میں بھی اللہ تعالےٰ نے اس قسم کا ایک آدمی پیدا کیا ہے اور وہ پاک انسان

حضرت مرزا غلام احمد صاحب ہیں

جن کی زندگی نے دنیا کو بہت سے معجزات اور خوارق دکھلائے ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ اگر مثلاً حق کی تلاش والا اول لیکر نہ تماش بینی کے طور پر کیونکہ تماشا بین کو خدا حق نہیں دکھاتا صرف سچے مذہب کا پیاسا بنکر اگر آ کم از کم چالیس روز تک یہاں ٹھیرے تو اللہ تعالےٰ ضرور اُسکو کوئی نہ کوئی نشان دکھائے گا۔ اور یہ بات تمام راستباز انسانوں کے ہوتی ہے چنانچہ آپ بھی چاہیں تو مشاہدہ کر سکتے ہیں اور معجزات کے متعلق آپ کو یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ ان سائنس دانوں کا اعتراض در اصل ہم پر وارد نہیں ہو سکتا کیونکہ اُن کا اعتراض یہ ہے کہ کوئی بات خلاف نیچر نہیں ہو سکتی اس واسطے معجزات ناممکن

لیکن ہم معجزات کو خلاف نیچر نہیں سمجھتے اور نہ ان کو سلسلہ علت معلول سے باہر گردانتے ہیں بلکہ ہمارے نزدیک تمام باتیں نیچر کے قانون کے مطابق ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کسی اپنے خاص بندہ کے واسطے بعض خواص نیچر اور قوانین فطرۃ ظاہر کرتا ہے کہ دوسرے تمام انسان اُس سے عاجز ہو جاتے ہیں کہ ویسا کر سکیں یا کر سکنے کی کوشش کر سکیں۔ در اصل خدا تعالیٰ سب باتوں پر قادر ہے اور قانون خدا کا ہے نہ کہ خدا قانون کا۔ ہر ایک حکم جو اُسکی مشیت سے سرزد ہوتا ہے وہ ایک قانون ہے اور ہم خدا کو ایسا نہیں مانتے کہ جیسے کے ڈنڈے کی طرح چاروں طرف سے بیشمار رسوں سے جکڑا ہوا ہے ممکن نہیں کہ بالکل ہل جُل سکے۔ بلکہ ہم خدا تعالےٰ کو ایسا مانتے ہیں کہ وہ ایک قادر مطلق ہستی ہے اور تمام کارخانہ عالم تکمیل کی طرح قبضۂ قدرت میں ہے اور کوئی پتہ بغیر اس کی اجازت کے ہل نہیں سکتا وہ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے اور سب پر احاطہ کیے ہوئے ہے مگر کوئی نہیں جو اُس پر احاطہ کئے ہیں وہ اپنے برگزیدوں کی خاطر ایسے نشانات دکھاتا ہے جس سے انسان عاجز آ جائیں یہی معنی معجزہ کے ہیں یعنی عاجز کر دینے والا۔

حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کو لیکر ملک مصر سے نکلے تو فرعون اپنے جرار لشکر کو ساتھ لیکر اُنکو پیس ڈالنے کے ارادے سے پیچھے دوڑا۔ اور اگر اُس کا بیشمار لشکر معدود التعداد اسرائیلیوں کو پکڑ لیتا تو جو حال اُنکا کرتا وہ عیاں تھا۔ لیکن خدا نے اپنے وعدہ کے موافق حضرت موسیٰ اور اُنکی قوم کو ایسے رنگ سے بچایا کہ جس سمندر سے وہ بچکر نکل گئے اُسی دریا میں فرعون عاجز کر اپنے لشکر کے ساتھ ہی غرق ہو گیا۔ اب خواہ اس کا موجب یہ ہو کہ سمندر کے جوار بھاٹے نے حضرت موسیٰ کو وہ وقت دیا ہو جب پانی خشک تھا اور فرعون کو عین پانی کے چڑھنے کا

وقت دیا ہو یا کوئی اور کارخانہ قدرت کا فی نا بینا اس امر کا باعث سمجھلو بہر حال نشان تو اس میں ہے حضرت موسیٰ بچکر نکل گئے اور فرعون ان کے دیکھتے دیکھتے باوجود تمام سامانوں اور اسباب کے ڈوب گیا - ایسا ہی تمام انبیاء و رسل کی زندگی بجائے خود ایک نشان اور معجزہ ہوتا ہے - اول تو خود یہ لوگ عین بعثت کے ابتدائی وقت میں ایک بڑے عظیم الشان معجزہ کی بنیاد رکھدیتے ہیں کیونکہ ایک غریب کس مپرس انسان جس کے ساتھ ایک آدمی بھی نہیں تمام قوم کو للکار کر کہتا ہے کہ اے لوگو میں تمھیں ڈرانے اور خوشخبری دینے کے لیئے آیا ہوں کہ جو کوئی تم میں سے حکام الٰہی کو مانے گا وہ کامیاب ہوگا اور اپنی مراد کو پائے گا پھر جو کوئی میرا انکار کرے گا اور ان احکام کو نہ مانے گا وہ ہلاک ہوگا - سو اسکے بعد باوجود بیکسی اور بے بسی کے خدا اسکو عزت دیتا اور اسکے دشمنوں کو ذلیل کرتا اور اس کے مخالف باوجود دولتوں عزتوں طاقتوں کے اس کے مقابلہ سے عاجز آجاتے ہیں پس یہ ایک عظیم الشان معجزہ ہوتا ہے جو کہ وہ دکھاتا ہے - آپ دیکھ سکتے ہیں کہ فخر بنی آدم حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے جب دعویٰ کیا نبوۃ کا اور عرب کو توحید کیطرف دعوۃ کی اور انکو کہا کہ اگر تم لا الٰہ الا اللہ پر ایمان لاؤ تو عرب و عجم کے مالک ہو جاؤ گے - ورنہ تم میں سے جو میرا مقابلہ کرے گا وہ ہلاک ہو جاویگا - اسوقت کسی کی سمجھ میں آ سکتا تھا کہ یہ باتیں بھی طرح سے ہو جائیں گی جسطرح کہ یہ شخص کہتا ہے مگر آخر سب عاجز آگئے اور وہی ہو کر رہا جو خدائے پاک نے فرمایا تھا - ایسا ہی آج سے قریباً ۲۲ سال پہلے کی براہین احمدیہ چھپی ہوئی موجود ہے جس میں حضرت مرزا صاحب کا یہ الہام اس سے بھی پہلے کا شائع ہوا تھا کہ تیرے پاس دور دراز سے لوگ آویں گے اور ایسا ہی یہ مدۃ کا الہام شائع ہو چکا تھا کہ تیرے چار بیٹے ہوں گے اُس وقت ان باتوں کا کوئی نام و نشان نہ تھا - کوئی آدمی باہر سے نہ آتا تھا بلکہ خود قادیان کے لوگ بھی حضرت مرزا صاحب سے کم ہی واقف تھے وہ باتیں آج ۲۵ - ۳۰ سال کے بعد بڑے زور شور کے ساتھ باوجود مخالفوں کی سر توڑ مخالفتوں کے روز روشن کی طرح پورے ہو رہے ہیں کیا یہ انسان کا کام ہے - اگر دنیا کے سارے انسان بھی ملکر ان الہامات کو پورا ہونے سے روکنے کی ایسی ہی جان توڑ کوششوں میں مصروف ہو جائیں جیسا کہ بعض اب تک لگ رہے ہیں اور لگے ہوئے ہیں تب بھی وہ سب کے سب عاجز ہو جائیں گے اور یہ معجزہ ظاہر ہو رہا ہے اور آیندہ زور شور سے ہو کر رہے گا - ایسا ہی بہت سے مخالف عیسائیوں اور آریوں اور غیر مذاہب کے لوگوں نے ملکر حضرت مرزا صاحب پر اقدام قتل کا جرم لگانا چاہا اور بڑا مقدمہ کھڑا کیا اور ایک لڑکے نے شہادت بھی دی اور اسکی شہادت دو مجسٹریٹوں کے سامنے حضرت اقدس مرزا صاحب کے برخلاف ہو گئی اور ظاہر بچنے کی کوئی امید نہ تھی مگر اس واقعہ سے اور اس کے بریت سے کتنی مدۃ پہلے حضرت کو اطلاع ہو چکی تھی جو کہ ہم سب سن چکے تھے اور پھر ایسا ہی ہوا کہ خدا نے مجسٹریٹ مسٹر ڈگلس کے دل کو انصاف و راستی پر قائم کر دیا اور حضرت صاحب بچ گئے اور تمام مخالف ہو گئے - پس کیا یہ ایک عظیم الشان معجزہ نہ تھا ایسے ہی اور بہت سے واقعات ہم رات دن حضرت اقدس کی صحبت میں رہ کر دیکھ رہے ہیں اور ہر ایک یہاں رہنے والا دیکھ سکتا ہے منجملہ ان معجزات کے جو ان لوگوں کے ہاتھوں پر ظاہر ہو کر لوگوں کی ہدایت کا موجب ہوا کرتے ہیں ایک معجزہ قبولیت دعا کا بھی ہے خدا تعالےٰ اپنے ان برگزیدوں کی دعاؤں کو سنتا اور قبول کرتا ہے - چنانچہ اس کی نظیریں پہلے انبیا اور اولیاء سب کی لائف میں بکثرت پائی جاتی ہیں مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر جب ایک بڑی مصیبت وارد ہوئی کہ دشمنوں نے اُن کیلیے صلیب پر چڑھانے (یعنی لعنتی موت سے مارنے کا ارادہ کیا) تو حضرت عیسیٰ نے ساری رات رو رو کر اور خدا کے آگے گڑگڑا کر دعا کی کہ یہ پیالہ اُن سے ٹل جائے اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ نہ میری مرضی کے لیے بلکہ تیری مرضی کے لیے پس خدا تعالیٰ نے اُن کی دعا کو سنا اور انکو اس لعنتی موت سے نجات دی (جیسا کہ عبرانیوں کے خط سے بھی ظاہر ہے کہ اُن کے تقویٰ کے سبب اُن کی دعا سنی گئی)

ڈاکٹر صاحب یہ کیوں کہا جائے کہ باوجود نبی ہونے کے وہ موت سے ڈر گئے حالانکہ مولوی عبد اللطیف باوجود نبی نہ ہونے کے موت سے نہیں ڈرے

مفتی صاحب - یہ صحیح ہے انبیاء موت سے نہیں ڈرا کرتے اور نہ اُن کے ساتھی ایسے مصائب سے خوف زدہ ہوتے ہیں - لیکن انبیا کے اس طرح قتل ہو جانے سے اُن کا سارا کارخانہ درہم برہم ہو جاتا ہے اور حق شبہ و شک میں پڑ جاتا ہے اور کام ادھورا رہ جاتا ہے اور اُن کی لائف بجائے ہدایت کے مخلوق الٰہی کے لیے گمراہی کا موجب ہو جاتی ہے (اور نیز توریت کے مطابق صلیب پر جانا لعنت کی موت تھی اور صلیب پر مرجانے سے وہ یہود کی شریعت کے مطابق ایک مفتری اور فاسق قرار دیے جاتے ہیں نہ کہ راستباز اس واسطے ضرور تھا کہ وہ اس قسم کی موت سے اللہ تعالےٰ کے حضور میں پناہ مانگتے ہیں ایڈیٹر) اور حضرت مولوی عبد اللطیف صاحب کا شہید ہو جانا بہت بڑی مصلحت اور برکات اور اس سلسلہ کی ایک بھاری خدمت کا موجب ہوا - چنانچہ ایک بات یہ ہے کہ اسوقت تمام دنیا میں بذریعہ ڈاک تار وغیرہ کے حضرت اقدس کے اشتہارات اور دین کی تبلیغ پہونچائی جا سکتی ہے لیکن افغانستان ایک ایسا علاقہ ہے کہ کوئی کتاب یا اشتہار یا واعظ بھی نہیں جا سکتا اور اللہ تعالیٰ کا منشا تھا کہ اُس ملک میں بھی مسیح کے رسول کی تبلیغ اور اسکی آمد کی خبر اور یسوع مسیح کے مرجانے کی تحقیقات پہونچ جائے اس واسطے اُس نے اپنی حکمت کاملہ سے اُس ملک میں خون کا اشتہار شائع کیا جسکے فوائد عظیم الشان ہے عنقریب ساری دنیا آگاہ ہو جائے گی لیکن اسوقت بھی دنیا میں ہمارے درمیان ایک نبی موجود ہے جسکو خدا تعالیٰ نے اپنی وحی خاص سے وعدہ دیا ہے کہ اسکی عمر اسّی سال کے قریب ہوگی نیز اگرچہ مخالف مولوی عبد اللطیف کے قتل پر قادر ہوئے جس میں بڑی مصلحت تھی تاہم کوئی قادر نہ ہوگا کہ اس نبی کو قتل کر سکے جسکو اللہ یعصمک من الناس کا وعدہ دیا گیا -

پس سمجھنا چاہیے کہ ایسا ہی اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح کو صلیبی موت سے بچا لیا اور ایک بیہوشی کی سی حالت میں وہ صلیب سے اُتارے گئے اور ایک غار کی مانند قبر میں رکھے گئے - چنانچہ یہ ایک طبی مسئلہ ہے کہ زمین کی گرمی بعض بیہوشیوں کے دور کرنے کے واسطے انسان کے بدن کے لیے بہت ہی مفید ہوتی ہے - اور یہ بھی یاد رہے کہ مسیح کا اتنی تھوڑی دیر صلیب پر رہنا خود اس امر کی بڑی شہادت ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان کو صلیبی موت سے بچا لیا - ہم نے بعض بڑے یہودی مورخ کے اقوال پڑھے ہیں کہ اُس زمانہ کی صلیبوں پر سے تین روز کے لٹکائے ہوئے بعض مجرم جب اُتارے گئے تو اُن میں ہنوز رمق جان باقی تھی اور تھوڑے سے علاج کے ساتھ وہ تندرست ہو گئے - پس مسیح کا صلیب سے چند گھنٹے کے بعد زندہ آنا کوئی تعجب کی بات نہیں ہوگی بلکہ تعجب تو اس میں ہوگا کہ وہ اتنی تھوڑی دیر میں مرجائے اور پھر جب وہ تندرست ہوا تو کچھ دن وہاں رہ کر مشرقی ممالک کو چلا آیا اور ملک کشمیر میں آکر اپنی باقی عمر گذاری جو کہ اسوقت یہودیوں سے آباد تھا - چنانچہ اسکی قبر کی تاریخ شہادت دیتی ہے کہ یہ اُس یسوع ناصری کی قبر ہے

ڈاکٹر صاحب لیکن حواری شہادت دیتے ہیں کہ وہ آسمان پر چلا گیا تھا -

مفتی صاحب آپکو یہ سوچنا چاہیے کہ اس زمانہ میں اگر گورنمنٹ کسیکو پھانسی کا حکم دے اور وہ اتفاق سے بچ جائے تو کیا اُسکے دوست لوگوں کے سامنے ظاہر کریں گے کہ وہ پھانسی سے بچ گیا ہے؟ ہرگز نہیں - بلکہ وہ اس معاملہ کو مخفی رکھیں گے تا ایسا نہ ہو کہ اُن کا دوست پھر پکڑا جائے اور پھانسی دیا جائے - ایسا ہی مصلحت نہ تھی کہ حواری اس ملکی راز کو کسی کے ساتھ ظاہر کر کے یسوع مسیح کی جان کو دوبارہ خطرہ میں ڈالتے اور آپ بھی ہلاک ہوتے - بلکہ اُنھوں نے بالکل یہی بہتر سمجھا کہ مسیح کسی دوسرے ملک میں چلا جائے اور وہ اسکو رخصت کرنیکے واسطے ایک پہاڑ کے دامن تک اُس کے ساتھ گئے اور جب وہ اُنکو الوداع کر کے پہاڑ پر چڑھ گیا اور وہ نیچے دیکھتے رہ گئے -

اور آپ جانتے ہیں کہ پہاڑوں پر بادل نیچے اُترا کرتے ہیں - پس وہ ایک بادل میں چھپ گیا اور حواریوں نے اس واقعہ کو استعارۃً یوں بیان کیا کہ وہ بادل میں گھر کر آسمان کی طرف یعنی اوپر کی طرف چڑھ گیا - اور ضرور تھا کہ وہ ایسا ہی کرتے -

اب میں اپنے اصلی مضمون کی طرف عود کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدوں کی دعائیں سنا کرتا ہے - چنانچہ اُس نے مسیح کی دعا بھی سُنی - اور قبولیت دعا بھی انہیں لوگوں کا ایک معجزہ اور نشان ہوا کرتا ہے اس واسطے حضرت مسیح موعود نے اس زمانہ کے جھوٹے مدعی یعنی پگٹ اور ڈوئی کو اپنے مقابلہ میں قبولیت دعا کا نشان دکھلانے کے لیے بلایا ہے - کیونکہ جو سچا ہے اور خدا کی طرف سے ہے ضرور ہے کہ خدا اپنے فضل و کرم سے اُسکی دعا کو سنے اور اُسکے مخالف کو ذلیل کرے پس پگٹ اور ڈوئی کا مقابلہ یورپ اور امریکہ کے لیے ایک بڑا نشان ہو اور یہ نشان پورا ہو رہا ہے اور ہو گا - خواہ پگٹ اور ڈوئی اس اشتہار کا جواب دیں یا نہ دیں -

---

تفسیر القرآن بالقرآن

ایک بے نظیر تفسیر ہے جسکو جناب ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب ایم بی نے کمال محنت اور عرق ریزی کے ساتھ تصنیف فرما کر بغرض اصلاح حضرت مسیح آخر الزمان علیہ السلام اور مولانا نور الدین صاحب کو نصف سے زیادہ سنا دی تھی مسیح الزمان علیہ السلام نے وقتاً فوقتاً اس کی نسبت یہ ارشادات فرمائے نہایت عمدہ پر شیریں بیان ہے - قرآنی نکات خوب بیان کیے ہیں - دلوں پر اثر کرنے والی ہے -

حضرت مسیح الزمان اور مولانا نور الدین علیہما السلام نے بعض بعض جگہ اصلاح بھی کی تھی اب فضل ربانی سے چھپکر طیار ہو چکی ہے - خریداران الحکم و البدر کو پارہ عمّ کی تفسیر مفت محض ۔ کے ٹکٹ آنے پر بطور نمونہ بھیجی جاتی ہے قیمت بلا جلد ۱۲ مع جلد ۱۲ پارہ ۱۲ کی قیمت ۲ عم کے پارہ کی قیمت ۲

المشتہر خاکسار فتح محمد خان مینیجر مطبع عزیزی مقام تراوڑی ضلع کرنال -

تبصرہ رسالہ الفرقان

قابلِ غور ہے

واضح خاطر ناظرین ہو کہ نزول مسیح ابن مریم جو احادیث صحاح میں وارد ہوا ہے وہ خود ایک استعارہ ہے اس مسئلہ کے لیے کہ خلافت و امامت جو اوائل زمانہ سے لیکر آنحضرت تک قریش بنی اسماعیل میں چلی آئی وہ منتقل ہو کر پھر بنی اسرائیل میں چلی جاوے گی کیونکہ مسیح بن مریم خاتم انبیاء بنی اسرائیل کے تھے کیونکہ بعد ان کے خلافت اور امامت بنی اسرائیل میں باقی نہ رہی بلکہ بنی اسماعیل میں منتقل ہو گئی اور بنی اسرائیل میں سے ان کے بعد کوئی نبی نہ ہوا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے کما قال اللہ تعالے مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ یہ بشارت حضرت عیسی کی مندرجہ قرآن مجید ہے ۱۴-۱۵-۱۶ یوحنا انجیل میں بھی موجود ہے پس جسطرح ان رسولوں یوحنا کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی بشارت سے مراد استعارۃً یہ ہے کہ عہد امامت اب بنی اسرائیل میں نہیں رہے گا بلکہ بنی اسماعیل میں آ جاوے گا اسی طرح پر جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ نزول مسیح خاتم انبیاء بنی اسرائیل کے لیے بشارۃً ارشاد فرمائی تو اس سے بھی یہ استعارہ ہے کہ اس وقت عہد امامت قریش میں باقی نہ رہے گا چنانچہ اس استعارہ کو بہ تصریحات یوں بھی بیان فرما دیا کہ تُسْلَبُ قریش مُلْكُهَا اور یہ بھی فرما دیا فَيَتَزَوَّجُ وَيُوْلَدُ لَهُ اس سے مراد استعارۃً یہی ہے کہ اس مسیح کی نسل میں یہ عہد امامت منتقل ہو جاوے گا اگر اس کلام سے یہ مراد نہ ہو تو ظاہر ہے کہ ایک کلام نبوۃ لغو ہو جائے گا کیونکہ تزوج اور تولد کا ہونا کوئی بڑا نشان نہیں ہے کہ تزوج بھی سب کیا کرتے ہیں اور تولد بھی سب کے یہاں ہوا کرتا ہے الا ماشاء اللہ لہذا اس کلام نبوۃ کے لیے محل صحیح بجز اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ مراد اس سے یہ ہو کہ اس مسیح موعود کے تزوج اور اولاد سے ایک نسل امامت قائم ہو گی کہ آئمہ اس کی نسل میں ایک مدت تک پیدا ہوتے رہیں گے اور اسی استعارہ کی تصریح ہے اس حدیث میں کہ لا المهدي الا عيسى بن مريم یعنی پھر کوئی مہدی قریش میں سے نہ ہو گا بجز عیسی بن مریم کے یعنی اسی کی نسل میں امامت و مہدویت قریش کی منتقل ہو جاوے گی

اور حضرت اقدس کے **الہامات** ذیل جو مدت دراز سے شائع ہو چکے ہیں یعنی ترے نسلاً بعیداً ۔ خلق آدم فاکرمه ۔ اردت ان استخلف فخلقت آدم ۔ وہ بھی مع انہیں احادیث اور نزول مسیح ایضاً کے استعارہ کی تشریح کرتے ہیں کیونکہ اگر کوئی نسل بعید ایسی ہو جس میں آئمہ دین پیدا نہ ہوں تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس نسل کی قدر و قیمت ایک مرے ہوئے کیڑے کی برابر بھی نہیں ہو سکتی ہے پس ایسی نسل کے لیے الہام میں اللہ تبارک و تعالے کیطرف سے امتنان فرمانا اور احسان جتلانا کیونکر خیال میں آ سکتا ہے اور پھر اگر عہد امامت بنی اسماعیل سے منتقل ہو کر اس مسیح موعود سے اسکی ابتدا نہیں ہوتی تو پھر خلق آدم الہام کے کیا معنی ہوے اور نیز الہام قل ان امرت وانا اول المؤمنين بھی اسی انتقال عہد امامت از قریش بطرف مسیح موعود اور اسکی نسل کے ناظر ہے اور نیز الہام ينقطع اباءك ويبدء منك اور نیز الہام وانت منى بمنزلة الاهل اسی مسئلہ کی طرف مصرح ہے اور نیز الہام الحمد لله الذي جعل لكم الصهر والنسب بھی اسی طرف مشیر ہے کیونکہ اگر اس صہر و نسب میں عہد امامت منتقل ہو کر نہیں آیا تو پھر فرماتا ہے کہ اللہ تعالے کونسی نعمت کے ساتھ امتنان فرماتا ہے جس پر بڑے اہتمام سے الحمد للہ بھی تلاوت کیا گیا ۔ اور پھر الہام انا اخرجنا لك زروعا يا ابراهيم نے بھی اسی مسئلہ کی تصریح کی ہے اور پھر اخرين منهم لما يلحقوا بهم وهو العزيز الحكيم کا کونسی ذیل معارضہ کر سکتی ہے جو دال ہے اس پر کہ حضرت خاتم النبین صلعم کی تعلیم کتاب و حکمۃ اور تزکیہ و تلاوت آیات کی قریش سے منتقل ہو کر دوسری قوم آخرین میں چلی جاوے گی اور بموجب حدیث صحیح کے جو متفق علیہ ہے اور ہم اسکے مضمون کو اعلام الناس کے دوسرے حصہ میں نظم کر کر لکھ چکے ہیں یہ حدیث بآواز بلند پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ یہ آخرین یقیناً فارسی النسل سے ہیں پس جبکہ ایک مسئلہ پر قرآن مجید اور احادیث صحیحہ خصوصاً احادیث متفق علیہا اور الہامات متواترہ موجود ہیں اور اس انتقال عہد امامت پر صریح دال ہیں تو اب بڑی شقاوت ہے کہ اس مسئلہ کی تصدیق نہ کی جاوے و نعوذ باللہ منه ۵ دسمبر ۱۹۰۳ء

تکملہ

آج بتاریخ ۴ جنوری ۱۹۰۴ء ہماری نظر سے البرہان نمبر ۲ و ۳ بھی گذرا جو البدر کے یہاں آیا ہوا تھا اسکو مطالعہ کر کر ہم کو اپنے احباب کی نصیحت یاد آ گئی وہ یہ کہ مؤلف البرہان آپ کے خطاب کے لائق ہرگز ہرگز نہیں ہے آپ خود اسکو مخاطب نکریں کوئی صاحب آپ کے تلامذہ میں سے اسکا جواب لکھدیوے گا ۔ لیکن ہمارا یہ خیال تھا کہ جب تمام مخالفین علماء کے ہلاک اور تباہ ہو جانے کے بعد اس شخص نے ماہوار رسالہ نکالنا شروع کیا ہے اور اپنی ہلاکت کے سامان و اسباب کو خود مہیا کرنا چاہتا ہے کما قال اللہ تعالی ليهلك من هلك عن بينة ويحيى من حي عن بينة تو اغلب کہ مثل محمد حسین وغیرہ ہلاک شدہ علماء کے یہ بھی ہو گا لہذا رسالہ الفرقان دو سہ روز میں لکھکر بہ درخواست محبی محمد علیخان صاحب شاہجہان پوری واسطے طبع کرانے کے نزدیک محبی الموصوف ملازم نہم لانسر راولپنڈی کے روانہ کر دیا اور کچھ انتخاب اس رسالہ کا الحکم نے بھی ہم سے لے کر شائع کر دیا ہے لیکن مطالعہ نمبر ۲ و ۳ البرہان سے بخوبی منکشف ہو گیا کہ مؤلف البرہان ہرگز ہرگز ہمارا مخاطب صحیح نہیں ہو سکتا ہے لہذا ناظرین کے لیے ان چند سطور میں ہمکو یہ ثابت کرنا منظور ہے کہ مؤلف رسالہ علوم آلیہ سے محض ناواقف اور نابلد ہے لہذا نمبر ۲ سے ایک علمی نکتہ چینی اس کے مع جواب کے لکھے دیتے ہیں تاکہ اسکے علم کی پردہ دری ہو کر اس کوچہ علمیہ سے اسکا نابلد ہونا ناظرین پر واضح الدلائل ہو جاوے

قوله ملخصاً صفحہ ۲۳ مرزا صاحب کا ایک الہام اور خوش فہمی تبارك الذي من علم وتعلم تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۲ ۔ اول تو اس الہام میں ایک لفظ من زائد ہے اور علم اور تعلم دونوں صلہ الذي کے ہیں اور پھر موصول و صلہ ملکر فاعل تبارك کا ہوا ہے پس جو شخص الذي کا مصداق ہے اسی کے لیے ہر دو مفہوم علم و تعلم کے ثابت ہونگے چونکہ مرزا صاحب کی شرح میں لفظ مَن سے مراد معلم ہے جو رسول کریم صلعم ہیں اور متعلم سے مراد خود ذات شریف ہیں لہذا الہام بھی غلط ہوا اور شرح بھی اسکی غلط پھر اللہ تعالے کیطرف سے یہ الہام کیونکر ہو سکتا ہے ۔ انتہی ملخصاً

الجواب ہے ۔ اس نکتہ چینی مؤلف کو بطور تلخیص کے لکھا ہے جو مؤلف سے بایں خوش اسلوبی بیان نہیں ہو سکی واضح خاطر ناظرین ہو کہ اصل الہام حضرت اقدس کا یہ ہے جو براہین کے حصہ سوم صفحہ ۲۳۹ حاشیہ نمبر ایک سطر ۲۲ ۔ میں لکھا ہوا ہے اور نیز براہین سے دیگر متعدد رسائل میں بھی نقل کیا گیا ہے كل بركة من محمد صلى الله عليه وسلم فتبارك من علم وتعلم مؤلف رسالہ جو لفظ من کے ساتھ الذي کو بھی شامل کرتا ہے اسکو دھوکا تحفہ گولڑویہ کو دیکھکر واقع ہوا ہے جو سہو کاتب سے الذي زائد لکھا گیا ہے اگر مؤلف کو تحقیق حق منظور تھی جیسا کہ اس کا دعوی ہے تو اسپر فرض اور واجب تھا کہ تصحیح اسکی اصل کتاب براہین احمدیہ اور دیگر کتب حضرت اقدس سے کر لیتا یا اولاً ہم لوگوں سے دریافت اور تحقیق کر لیتا بعد تحقیق کے اگر اسکو یہ ثابت ہوتا کہ لفظ من کے ساتھ الذي بھی اس الہام میں موجود ہے تب اپنی زبان یا قلم سے کلام الٰہی میں زائد لفظ کہدینے کی جرأت کرتا مگر اس نے ایسا کچھ نہیں کیا تو مجھکو مؤلف سے خوف ہے کہ کسی نسخہ قرآن مجید میں جو اکثر سہو کاتب سے غلطی ہو جایا کرتی ہے اس غلطی کو دیکھکر قرآن مجید کا بھی منکر اور مکذب ہو جاوے گا کہ اس میں یہ غلطی واقع ہو گئی کلام مجید کلام الٰہی نہیں رہا و نعوذ باللہ من هذا القول مثل البول۔

دوسری نکتہ چینی سے ناظرین کو معلوم ہوا ہو گا کہ مؤلف نے مختصر معانی اور مطول کا مطالعہ بھی نہیں کیا چہ جائیکہ دوسری اس فن کی کتابوں کو دیکھا ہو بالفعل ہم کتاب مطول ہی سے جو صنعت معنوی ان الفاظ الہام میں موجود ہے بیان کرتے ہیں بلکہ مخاطب کو ترجمہ کر کر پڑھلائے دیتے ہیں واضح ہو کہ اس الہام میں صنعت استخدام ہے ومنه اے من المعنوي الاستخدام وهو ان يراد بلفظ له معنيان احدهما اى احد المعنيين ثم يراد بضميره اى بالضمير الراجع الى ذلك اللفظ معناه الآخر او يراد باحد ضميرية اى ضميري ذلك اللفظ احدهما اى احد المعنيين ثم يراد بالآخر اى بالضمير الآخر معناه الآخر ترجمہ یعنی صنائع بدائع معنویہ میں سے ایک صنعت استخدام بھی ہے اسکی تعریف یہ ہے کہ کسی لفظ کے دو معنوں میں سے ایک معنی مراد لیے جاویں اور جب اسی لفظ کی طرف کوئی ضمیر راجع ہو تو اس سے دوسرے معنے مراد لیے جاویں یہ تو قسم اول صنعت استخدام کی ہوئی اور دوسری قسم اس صنعت استخدام کی یہ ہے کہ جبکہ دو ضمیریں ایک لفظ ذو معنیین کی طرف راجع ہوں تو ایک

ضمیر سے تو ایک معنی مراد لیے جاویں اور دوسری ضمیر سے دوسرے معنے ارادہ کیے جاویں اتنی مطول وغیرہ میں ان دونوں صنعتوں کے لیے شعراء عرب کے اشعار بھی پیش کیے ہیں چونکہ ابھی تک مخاطب ہمارا محض مبتدی ہے لہذا ہم صرف کتاب مطول سے ایک شعر لکھتے ہیں۔

کقولہ ای قول البحتری شعر

فسقی الغضاء والساکنیہ وانہم
شبوہ بین جوانح وضلوع

یعنی پس سیراب کرے اللہ تعالے غضا اور اُسکے رہنے والوں کو اگرچہ اُنھوں نے جلایا ہے اُس غضا کی آگ کو میرے پہلوؤں اور پسلیوں کے درمیان۔ **ف** اس بیت میں متعلق قسم دوم صنعت استخدام کی دو ضمیریں ہیں اول ضمیر واحد مذکر غائب کی ہے جو الساکنیہ میں ہے اور یہ ضمیر بنظر غضا کے راجع ہے اور یہاں پر معنی مراد غضا سے وہ مکان ہے جس میں درخت غضا کے ہوں کیونکہ معنی غضا کے کلام عرب میں اس مکان کے بھی آتے ہیں جس میں درخت غضا کا ہو اور شبوہ میں بھی ایک ضمیر منصوب ہے جو راجع ہے اُسی غضا کی طرف اور یہاں پر معنے غضا کے آگ کے ہیں جو اُسی درخت کی لکڑیوں سے حاصل ہوتی ہے کما فی المطول وحواشیہ پس اس شعر میں لفظ غضا تو ایک ہی ہے جسکے دو معنی مراد ہیں ایک معنی مکان کے ہیں جسکے اعتبار سے اول ضمیر کا رجوع غضا کی طرف ہوا اور دوسرے معنی آگ کے ہیں جس کے لحاظ سے دوسری ضمیر اُسی غضا کیطرف راجع ہوئی۔ اور تخصیص آگ غضا کی اس لیے کہ شاعر نے کی ہے کہ اس درخت کی آگ اگر راکھ میں دبائی جاوے تو ایک ماہ تک وہ آگ باقی رہ سکتی ہے اور نیز اُسکی آگ تیز بھی بہت ہوتی ہے الحاصل اس لحاظ سے اس بیت میں دوسری قسم صنعت ہو سکتی ہے کیونکہ فسقی الغضا میں غضا سے مراد درخت غضا ہے اور والساکنیہ کی ضمیر جو غضا کی طرف سے راجع ہے اُس سے مراد وہ مکان ہے جس میں درخت غضا ہو پس اس شعر میں ہر دو قسم صنعتوں کی مثال موجود ہے اور اس بیت ہذا میں بجائے ضلوع کے قلوب بھی روایت کیا گیا ہے بطرح

فسقی الغضا والساکنیہ وانہم
شبوہ بین جوانح وقلوب

اب مخاطب کو الفاظ الہام کے معنی بموجب اس صنعت استخدام کے ہم سمجھائے دیتے ہیں۔

واضح ہو کہ لفظ مَنْ اسم موصول ہے جو باتفاق نحویین الفاظ عموم سے ہے اور جو باعتبار اپنے مصادیق کے کثیر المعنی اور کثیر الافراد ہے تنگے اس کے دو صلے واقع ہوئے ہیں جس میں دو ضمیریں لفظ مَنْ کی طرف موجود ہیں صیغہ عَلَّمَ میں جو ضمیر واحد مذکر غائب کی ہے وہ راجع ہے لفظ مَنْ کی طرف جس کے معنی مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو معلم ہیں اور صیغہ تَعَلَّمَ میں جو دوسری ضمیر واحد مذکر غائب کی ہے وہ بھی اُسی مَنْ کی طرف راجع ہے مگر وہ لفظ مَن جس کے معنی مراد حضرت اقدس مسیح موعود ہیں جو متعلم ہیں لفظ مَن میں وجہ اس تکثیر موضوع لہ کے یہ ہے کہ اسماء موصولات کی وضع عام ہے اور موضوع لہ اس کے خاص خاص کثیر ہیں دیکھو شرح جامی کو کیونکہ اس الہام میں اگر یہ صنعت استخدام نہ ہوتی تو کلام الٰہی انتہائی مرتبہ فصاحت اور بلاغت سے نازل ہو جاتا علاوہ اس کے اس صنعت کے اختیار کرنے کے ایک لطیف وجہ یہ بھی ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود کا بروز محمدی ہونا چونکہ دلائل قاطعہ سے اپنے محل پر ثابت ہو گیا ہے لہذا اس صنعت استخدام کے اختیار کرنے سے مسئلہ بروز محمدی کیطرف بھی اشارہ لطیفہ ہو گیا کیونکہ اکثر اس صنعت استخدام کا استعمال اُسی جگہ پر بموجب تقاضائے علم معانی کے کیا جاتا ہے جہاں پر دونوں معنوں مرادیں ایک قسم کا اتحاد ہووے اور دونوں معنے باہم از قسم لازم وملزوم ہوں دیکھو کتب فن معانی کو اگر اس الہام کے الفاظ بموجب زعم فاسد مخالفین کے یوں ہوتے کہ فتبارک من علم ومن تعلم تو الفاظ الہام فصاحت اور بلاغت معنویہ سے بھی پست ہو جاتے اور مسئلہ بروز کیطرف بھی اشارہ لطیفہ نہ ہوتا

ولنعم ما قیل

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

اے کم نصیب مخالفو تم کو کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ تعالے سے محاربہ کر رہے ہو یاد رکھو کہ تم ہرگز ہرگز کامیاب نہ ہوگے تمھاری نکتہ چینیاں جس قدر کلام الٰہی پر ہونگی تمھارے ہی علم کی پردہ دری ہوگی

یاد رکھو الہام

اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ

اور

اِنِّیْ مُعِیْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِعَانَتَکَ

شعر

حملہ بر خود میکنی اے سادہ مرد
ہمچو آں شیرے کہ بر خود حملہ کرد

شعر

ہمارا کام سمجھانا ہے یارو
اب آگے چاہو تم مانو نہ مانو

قومی امرسلیں

از دفتر انجمن فرقانیہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ علی الارض حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری کا جلسہ لاہور میں

مکرمی اخویم جناب شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم سلمہ ربہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

جناب کو بھی یاد ہوگا۔ کہ گذشتہ سال جبکہ حضرت حجۃ اللہ امام علیہ السلام جہلم والے مقدمہ سے واپس تشریف لا رہے تھے تو یہاں پر بھی ایک روز کے لیے قیام کا اتفاق ہو گیا تھا رات کے وقت جبکہ بہت سے حاضرین زیارت کے لیے جمع تھے تو حضرت اقدس نے ایک نہایت ہی مؤثر تقریر فرمائی تھی۔ دوران تقریر میں یہ بھی فرمایا

کہ ہمارا ارادہ ہے کہ کسی وقت لاہور میں چند روز ٹھیر کر اتمام حجۃ کیلیے تمام مخالفین اسلام کو بذریعہ ایک عام اعلان کے مدعو کر کے تبلیغ کی جاوے اور نیز جو بدگمانیاں ہماری نسبت ہمارے کم فہم مخالفوں نے عوام الناس کے دلوں میں بٹھا رکھی ہیں ان کے دور کرنے کے لیے کوشش کی جائے تاکہ یہ لوگ غلطی میں رہ کر جاہلانہ موت نہ مریں۔

یہ خوشخبری سنکر سب دوست خوش ہوے اور آجتک اس مبارک روز کی انتظار کرتے رہے خدا تعالے کا ہزار ہزار شکر ہے کہ وہ دن بہت قریب آگیا ہے **حضور علیہ السلام** نے محض فضل ورحم سے جو آپ کے دل میں بنی نوع انسان کی ہمدردی کے واسطے بھرا ہوا ہے اظہار فرمایا ہے کہ آپ ضرور ضرور خدا تعالیٰ نے چاہا تو آئندہ موسم بہار میں یعنی **اخیر مارچ ۱۹۰۴ء** تک یہاں تشریف لا دینگے اس مبارک تقریب پر جس قدر اظہار مسرت کیا جائے تھوڑا ہے کیونکہ یہ وہ **خاتم الخلفاء** ہے جس کے انتظار میں ہزار ہا بزرگان دین اس مبارک ومنور چہرہ کے دیدار کو ترستے ہوے اس دار فانی سے رحلت کر گئے چنانچہ ۹ جنوری ۱۹۰۴ء کو لاہور کے احمدی برادران کا ایک **خاص جلسہ** گمٹی والی مسجد میں منعقد ہوا جس کے **صدر** باتفاق رائے حاضرین ہمارے مخدوم ومحترم جناب **شیخ رحمۃ اللہ** صاحب مالک بمبئی ہوس قرار پائے اور کارروائی شروع ہوئی۔ شروع میں ہمارے قدیمی واعظ جناب حافظ **فضل احمد** صاحب نے قرآن کریم سے وعظ فرمایا۔ بعد ازاں ہمارے مکرم ومعظم بھائی جناب ڈاکٹر **میرزا یعقوب بیگ صاحب** ایل ایم ایس پروفیسر میڈیکل کالج لاہور نے افتتاحی تقریر ایسی پُر تاثیر الفاظ میں فرمائی جس نے حاضرین کے دلوں پر بہت نیک اثر پیدا کیا۔ تقریر کے ختم ہونے پر مفصلہ ذیل تجاویز پاس ہوئیں

۱۔ جلسہ کے اخراجات کا ([illegible]) اندازہ کر کے مبلغ **دو ہزار روپے** کا موازنہ کیا گیا اور یہ رقم بذریعہ چندہ جمع کی جائے۔

۲۔ جلسہ کے متعلق انتظامی امور کے طے کرنے کے لیے چیدہ احباب کی ایک سب کمیٹی مقرر کی گئی جسکی وساطت سے تمام امور طے ہوا کرینگے

پہلی تجویز کے مطابق چندہ کی فہرست کھولی گئی ہر ایک بھائی نے جو اسوقت حاضر تھا بہ انشراح صدر اپنا اپنا چندہ لکھایا۔ ایکہزار روپیہ فوراً لکھا گیا۔ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ چندہ کے دینے میں ہر ایک نے مستعدی ظاہر کی۔ چندہ دہندگان کے نام مع رقوم چندہ بعد میں ارسال کروں گا۔ عشا کی نماز کے بعد جلسہ برخاست ہوا یہ روئداد جناب کو اس لیے بھیجتا ہوں کہ آپ اسکو سب سے پہلے اخبار میں درج فرما کر **برادران بیرونجات کو اس مبارک خوشخبری سے مطلع کریں تاکہ وہ اپنی اپنی جگہ پر شمولیت کے لیے آمادہ ہوں۔**

دیگر جو جو امور قابل اشاعت ہوا کرینگے وہ آپ کو وقتاً فوقتاً بھیجتے رہا کرینگے والسلام

خاکسار تاج الدین سکرٹری

از لاہور ۱۰ جنوری ۱۹۰۴ء

ہر شہر کی احمدی جماعت اپنا فرض سمجھ لیں کہ وہ اپنے ہاں کے ضروری اور قومی واقعات اندراج کے لیے دفتر الحکم میں بھیجا کریں۔ اگر باقاعدہ انجمن ہو اور اس کا ہفتہ وار جلسہ ہوتا ہو تو چاہیے کہ ہفتہ وار جلسوں کی روئداد بھیجا کریں۔

الحکم کی موجودہ حیثیت سے اشاعت پر جو مبارکباد اور خوشنودی احباب کے خطوط آئے ہیں اُن سب کے لیے یکجائی شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزا۔

حضرت حکیم الامت کے ارشادات

جلسۃ الوداع کی تقریب پر وعظ

سلسلہ کے لیے دیکھو الحکم نمبر اول جلد ۱۰

وہ محبت اور **اخلاص** جو صحابہ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے تھا اس کے مقابلہ میں انھوں نے نہ وطن کی پروا کی اور نہ عزت و آبرو و راحت و آرام کو مدنظر رکھا۔ بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور فنا فی الرسول کے مقام کو حاصل کرنے کی کوشش کی اور خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے اس میں پورے کامیاب ہوئے۔

عرب جیسے اکھڑ اور آزاد خود رائے قوم تھی لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فیض صحبت سے مستفیض ہوئے تو ان کی یہ حالت تھی کہ اگر کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک مجلس میں انکو دیکھتا تو اسے صرف بُت نظر آتے ہر ایک اپنی اپنی جگہ خاموش بیٹھا ہے اور اتنا حوصلہ اور جرأت نہیں کرتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان پر پیش دستی کرے اور بولنے لگے۔ کیوں؟ اسلیے

آداب الرسول | کہ انھیں حکم ہو چکا تھا **لا تقدموا بین یدی الرسول**۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کوئی بات بڑھ کر نہ کرو۔ یہ چھوٹی سی بات نہیں اتنی بڑی جماعت کو یہ حکم ہوتا ہے کہ تم کچھ نہیں بول سکتے ہمارے بھیجے ہوئے رسول کی اتباع کرو۔

لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی

یعنی یاد رکھو تم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کرو بلکہ تم اس کے ماتحت رہو۔ اصل بات یہ ہے کہ ہر مجلس اور محفل کے کچھ آداب ہوتے ہیں اگر ان آداب مجلس سے قطع نظر کی جاوے اور بے پروا ہو تو انسان بجائے اس کے کہ اس مجلس سے فائدہ اٹھاوے اور اس میں کوئی عزت حاصل کرے وہ اس سے نکالا جاتا ہے اور ان فوائد اور منافع سے محروم رہ جاتا ہے جو اس مجلس میں بیٹھنے والوں کو ہوتے ہیں۔ دنیا کے حاکموں اور عہدہ داروں کے درباروں میں جاؤ تو تمھیں آگاہ کیا جاوے گا کہ وہاں کسطرح بیٹھنا ہے اور کسطرح ہونا ہے مکارم اخلاق کی کتابوں میں آداب مجلس اور آداب گفتگو وغیرہ وغیرہ جدا جدا باب مقرر کیے ہیں۔

اس لیے کہ اخلاق فاضلہ کے حصول کیواسطے آداب و قواعد کی پابندی ضروری ہے۔ پھر **صاحب خلق عظیم** علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی پاک مجلس سے سعادت اندوزی کے لیے کیا پابندی آداب کی ضرورت نہیں ہے؟ بیشک اور ضرور ہے۔ صحابہ کی کامیابیوں اور روحانی مدارج کی ترقیوں اور منازل سلوک کے طے کرنے کا اصل راز یہی تھا کہ انھوں نے **فنا فی الرسول** ہونے کی حقیقت کو سمجھ لیا تھا اور وہ ایک دم کے واسطے بھی آپکی اطاعت سے قدم باہر نکالنا نہیں چاہتے تھے اور انھوں نے قدم باہر نہیں رکھا۔

اخلاص اور صواب | اعمال صالحہ کی حقیقت اسی لیے یہ بتائی گئی ہے کہ کوئی عمل عمل صالح نہیں کہلاتا جب تک کہ اس میں دو شرطیں نہ پائی جائیں۔

اول یہ کہ وہ اللہ تعالےٰ کے حکم اور فرمان کے موافق اور ماتحت ہو

دوم وہ اس طریق پر ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز عمل ہے۔ پہلی شرط کا نام اخلاص ہے اور دوسری کو صواب کہتے ہیں۔ صحابہ نے اس راز کا پتہ لگا لیا تھا اسواسطے وہ وہی کرتے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت اور اتباع کا رنگ رکھتا ہو کیونکہ انھوں نے یہ **آداب الرسول** کی آیتیں سنی ہوئی تھیں وہاں انھوں نے کلام الٰہی کو پھر بھی سنا تھا۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ

یعنی اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کو کہدو کہ اگر تم چاہتے ہو کہ محبوب الٰہی بن جاؤ تو میری اطاعت کرو اللہ تعالےٰ تمکو دوست رکھے گا۔

پس چونکہ وہ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے **محبوب** بننے کی ایک ہی راہ ہے اور ایک ہی کلید اور وہ ہے **اتباع نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم**۔

صحابہ کرام کو جو یہ حکم دیا گیا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کرو۔ اور محبوب الٰہی بننے کا جو یہ گر ان کو بتایا گیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل **اتباع** کرو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ علحدہ علحدہ ترقی نہیں کر سکتے۔ اور نہ ترقی کرنے کا یہ اصول ہے کہ انفرادی طور پر ترقی کریں بلکہ انبیاء و رسل کے ماتحت ترقی کرنے کا اصل الاصول یہی ہے کہ سب کے سب اکٹھے ہو کر اس کی اطاعت اور نقش قدم پر چلنے میں ایسے فنا ہوں کہ اسی کا عکس اور نمونہ بننا چاہیں۔ اور اسکے سایہ میں اسطرح جمع ہو جائیں جیسے مرغی کے پروں کے نیچے بچے جمع ہو جاتے ہیں۔

انبیاء سے فیض کسطرح ملتا ہے | جو لوگ انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سیرۃ اور پاک لائف کو پڑھتے ہیں جو قرآن کریم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرز زندگی پر نظر کرنے سے ملتی ہے۔ کیونکہ آپ مجموعی طور پر کل نبیوں کی صفات اور کمالات کو لے کر آئے تھے اور جہاں ایک طرف آپ نوع انسان کے اکمل افراد میں سب سے اعلیٰ تھے اور سب کی خوبیوں اور کمالات کے جامع تھے وہاں کل دنیا کی اصلاح اور ہمیشہ تک کے لیے مصلح اور ہادی ہو کر آئے تھے۔ اس واسطے جسقدر نبی دنیا میں گذرے ہیں یا جسقدر خوبیاں اور کمالات انسان میں انتہائی درجہ تک ہو سکتے ہیں وہ سب آپ میں موجود تھیں۔ اسلیے آپ ہی کی لائف پر غور کرنا کل نبیوں کی سیرت کو پڑھ لینا ہے۔

مگر

مجھے اس مقام پر پہونچکر دل پر ایک ٹھوکر لگی ہے اور سخت درد محسوس ہوتا ہے کہ آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور لائف پڑھنے والے اور اسکو اسوہ بنانے والے بہت ہی کم ہیں۔

مسلمانوں کا فرض تھا کہ آپ کی سیرۃ کو تدبر سے پڑھتے مگر انکار نے نہیں پڑھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی نے فرمایا ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم **کا خلق قرآن کریم ہے** اور قرآن کریم کیطرف جو توجہ مسلمانوں کو ہے اس کے لیے یہ آیت بالکل صحیح ہے۔

رب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا

قرآن شریف ہی آپ کی پاک سیرۃ ہے اور اسی کی طرف مسلمانوں کو توجہ نہیں باوجودیکہ وہ بہت ہی ذلیل حالت تک پہنچ گئے ہیں لیکن ابھی تک بھی وہ بیدار نہیں ہوئے۔ اور اصل باعث جو ان کی تباہی اور ذلت کا ہے اسکو نظر انداز کر کے **یورپ کی اتباع** سے اور مغربی فلسفہ کو **اسوہ** بنا کر مسلمان کبھی بھی ترقی نہیں کر سکتے اور ہرگز نہیں کر سکتے۔ ترقی کی ایک ہی راہ ہے اور وہ وہی ہے جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اختیار کی تھی اور وہ ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسوہ بنانا

کیونکہ اللہ تعالےٰ نے آپ ہی کو اسوہ حسنہ ٹھیرایا ہے

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

بات کچھ اور تھی اور میں اس سلسلہ میں ادھر چلا گیا میں نے ایسا عمداً اور ارادۃً نہیں کیا یہ میرے دل میں ایک درد تھا اور رنج

کہ مسلمان بلندی سے گرے ہیں اور پھر ابھرنے اور گڑھے سے نکلنے کے لیے گھاس پھوس کو ہاتھ مارتے ہیں۔ اور اس مضبوط رسی کو جس کی بابت کہا گیا تھا

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا

چھوڑ بیٹھے ہیں اور اسکی طرف توجہ بھی نہیں کرتے۔

غرض

انبیاء علیہم السلام سے **فیض** ملنے کی ایک ہی راہ ہوتی ہے اور وہ وہی راہ ہے جسکو قرآن شریف میں کونوا مع الصادقین کے الفاظ میں ادا کیا گیا ہے۔ جب خدا تعالیٰ کا کوئی **مامور** دنیا میں آتا ہے تو وہ ایک **مشین یا کل** کی طرح ہوتا ہے جسقدر لوگ اُسکے ساتھ تعلق پیدا کرتے ہیں وہ انفرادی طور پر ترقی نہیں کرتے بلکہ اُن کا فرض ہونا چاہیے کہ اس سے ملے رہیں اگر وہ اس سے ملے نہیں رہتے تو وہ ترقی نہیں کر سکتے اور اس فیض کو جو اُس سے ملتا ہے نہیں پا سکتے۔ جس قدر لوگ **محبوب الٰہی** بننا چاہتے ہیں انکو چاہیے کہ اس کا ساتھ دیں اور اسکی سچی **اتباع** کریں

ازالہ وہم | بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جو پوچھتے ہیں کہ مامور کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کی ہمکو کیا ضرورت ہے؟ ہم شعائر حقہ سے واقف ہیں اور اعمال صالحہ کی حقیقت سے آگاہ ہیں اور اُن کے پابند ہیں۔ مگر یہ اُن کا دعوی ہی دعوی ہوتا ہے اگر وہ اس سے واقف اور آگاہ ہوتے تو انکار ہی نکرتے؟ اعمال صالحہ کی حقیقت میں رسول کی سچی **اتباع ضروری جزو ہے پھر اعمال صالحہ** سے وہ واقف اور اُن کے پابند کیسے ہو سکتے ہیں

اور ایک بات یہ بھی ہے کہ بعض امور اصولی طور پر معلوم ہوتے ہیں لیکن ان پر **عمل کرنا یا سچا اور حقیقی ایمان پیدا** ہونا اور گناہ سے نفرت کرنا اور بچنا یہ باتیں صرف ایک رسمی یا خیالی علم سے نہیں ہو سکتیں مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جب کفار کو مخاطب کر کے فرمایا **من خلق السموات والارض لیقولن اللہ** یعنی جب اُن سے پوچھا جاوے کہ خالق السموات والارض کون ہے تو صاف کہدیتے ہیں کہ اللہ ہی ہے اور اپنی بت پرستی کے متعلق بھی وہ یہی سمجھتے اور کہتے تھے **یقربون الی اللہ** یعنی خدا تعالیٰ کے قرب میں پہونچاتے ہیں پھر قرآن شریف کا ایک سطر میں توحید پر زور دینا کیا معنی رکھتا ہے؟ وہ کہہ سکتے تھے کہ یہ تو ہم پہلے ہی سے جانتے ہیں پھر ایسا کون مذہب ہوگا جو پیچھے رہنے کے لیے کھڑا ہوتا ہے

یا عام اخلاق کی ضرورت محسوس نہ کرتا ہو اور تو اور بدکار سے بدکار آدمی بھی بدکاری کو برا سمجھتا ہے لیکن یہ نہیں ہوتا کہ وہ اس سے باز بھی رہے اور بدی کو چھوڑ کر نیکی اختیار کرے بس انبیاء علیہم السلام سزا عام دینے کے لیے نہیں آتے ہیں بلکہ وہ اپنے اندر ایک کشش اور **جذب کی قوت** رکھتے ہیں جس سے دنیا کو اپنی طرف کھینچتے ہیں اور پھر اپنی **قوت قدسی** کا اثر ان پر ڈالتے ہیں اور وہ لوگ جو انکی پاک صحبت میں رہتے ہیں ان کے پاک اور کامل نمونہ سے فائدہ اٹھا کر اپنے اندر بدیوں کو دور کرنے اور ان سے بچنے اور فضائل کے حاصل کرنے کی قوت پاتے ہیں۔

مگر

یہ **قوت اور طاقت** اور توفیق کب ملتی ہے اسوقت جبکہ وہ اس کے فیض صحبت سے بہرہ ور ہوں اور اسکی مجالس کے آداب کی نگہداشت کریں اور انمیں ایسی وحدت ارادی ہو کہ سارے کے سارے ایک کل کے نیچے کام کرتے ہوں۔ اور سب کے سب **حبل اللہ** کو مضبوط پکڑے رہیں اور ان کی آوازیں نبی کی آواز پر بلند نہ ہوں یہ ہے وہ اصل جس سے انسان **روحانی کمالات کو مامور کی صحبت میں حاصل کرتا ہے** اور صحابہ نے اسی اصل کو مضبوط پکڑ کر سب منازل سلوک طے کیں ؎

یاد رکھو

قوم قوم نہیں بنتی اور انعام نازل نہیں ہو سکتے جب تک وہ ایک شیرازہ میں جمع نہ ہو۔ جبتک وہ متفرق اور منفرد حالت میں رہے گی اسکی طاقت کمزور ہوگی اور وہ ان فیوض سے بہرہ ور نہیں ہو سکتی۔ کامیابی کے لیے ضروری ہے کہ ایک ہی سرگروہ ایک ہی مرکز اور ایک ہی چشمہ ہو۔

میں نے ایک چھوٹی سی کتاب میں ایک کہانی پڑھی تھی۔ کہ ایک بار انسانی جسم کے اعضا نے باہم مشورہ کیا۔ پاؤں نے کہا کہ مجھے روزی کمانے کے لیے سفر کی کیا ضرورت ہے کھاتو پیٹ لیتا ہے۔ ایسا ہی ہاتھوں نے کہا کہ مجھے کمانے کی کیا حاجت۔ آنکھوں نے دیکھنے کانوں نے سننے سے غرض ہر ایک عضو نے اپنے اپنے فرض منصبی سے انکار کر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ **پیٹ** میں جب کچھ نہ گیا تو آخر کل طاقتیں اور قوتیں سلب ہونے لگیں اور جب ہر ایک پر اس کا اثر ہوا تو پھر سب پکار اٹھے کہ یہ ہماری غلطی ہے۔ پیٹ ہی کے لیے مفید نہ تھا بلکہ ہم سب کی زندگی کا اصل راز بھی یہی **اتفاق تھا۔**

اس کہانی سے سبق یہ ملتا ہے کہ **جب تک وحدت ارادی پیدا نہ ہو زندگی پیدا نہیں ہو سکتی۔**

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس راز کو سمجھ لیا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ دین و دنیا میں مظفر و منصور ہو گئے صحابہ کرامؓ نے یہ بات کیسے حاصل کی اور کسطرح پورا کیا اس کا ایک نمونہ ان کی سیرت سے معلوم ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ ہادی کامل صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کا خطبہ پڑھ رہے تھے اثنائے بیان میں آپ نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ ابن مسعود ایک گلی میں آ رہے تھے وہاں ہی یہ آواز اُن کے کان میں آئی اور معاً وہیں بیٹھ گئے۔ کسی نے پوچھا کہ آپ یہاں کیوں بیٹھ گئے فرمایا کہ اندر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز آئی تھی کہ بیٹھ جاؤ۔ چونکہ اس حکم کی تعمیل ضروری تھی اور یہ معلوم نہیں کہ مسجد تک جانے میں مجھے یہ موقع ملے یا نہ ملے اسواسطے میں یہیں بیٹھ گیا کہ تعمیل ارشاد ہو جاوے

یہ ہے نمونہ **صحابہ کی اطاعت** اور تعمیل حکم کا۔ اور جبتک یہی روح اور رنگ مسلمانوں میں پیدا نہ ہو یقیناً سمجھو کہ کوئی ترقی اور کامیابی نہیں ہو سکتی اور ہرگز نہیں ہو سکتی **خواہ یورپ کے فلسفہ اور ایجاد کو اپنا قبلہ بھی بنا لیں۔**

اسطرح پر

تم سمجھ سکتے ہو کہ وحدت کی کیسی ضرورت ہے انسان انسانی کمالات میں ترقی کرنی چاہتا ہے۔ جمادات اور نباتات بھی اپنے رنگ میں ایک ترقی کرتے ہیں لیکن ان نہ قبول کی تہ میں بھی یہ راز **وحدت** کام کرتا ہے۔ اگر وہ اعضا کسی مرکز کے متبع نہ ہوں تو مردہ اور بیکار ہو جاتے ہیں اگر یہ اعضا انسانی دوران دم قلب میں شریک نہیں ہوتے تو تھوڑی دیر میں ان کا نتیجہ عام طور پر نظر آسکتا ہے کہ وہ قوی بیکار ہو جاویں +

پس وحدۃ کی ضرورۃ ہے وحدۃ پیدا کرو اور اسکے لیے ایک ہی راہ ہے کہ اسوۂ حسنہ کا کامل اتباع ہو۔

یہ خیال کرنا اور سمجھ لینا ضروری بات ہے کہ جو مامور آتا ہے وہ کوئی نہ کوئی نئی بات ہی لاوے یہ حماقت عظیم ہے انبیا علیہم السلام تو اس صداقت کی نشو و نما کے لیے آتے ہیں جو فطرۃ قانون قدرت اور حسنہ حسنہ فقرات کتاب میں موجود ہوتی ہے اور اسکی غرض اسرقدر پر سچا ایمان پیدا کرنا اور گناہ کی موت سے بچا نیکی کی تدابیر کا بتانا اور ایک وحدت پیدا کرنا ہوتی ہے اس مسئلہ کو حضرات صحابہؓ باریک نظر سے دیکھتے تھے اور وہ جانتے تھے کہ کوئی امر بدون کسی جمعیت کے ہرگز حاصل نہیں ہوگا۔ نادان قوم نے صحابہ کی باریک نظر کو نہیں پہچانا اور بعض انہیں ایسے بھی ہیں جنھوں نے اپنے اعتراض کر دیا اور کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد معاً کچھ لوگوں کو خلافت کی فکر پڑی وہ اعتراض کرنے کو تو اعتراض کرتے ہیں مگر نہیں جانتے

من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاھلیۃ

صحابہ اس اصل کو مانتے اور اسپر ایمان لاتے تھے پس وہ لوگ انھوں نے پہلے **امام** کا اقرار ضروری سمجھا کیونکہ اگر امام نہیں تو یہ کسطرح معلوم ہوتا کہ کہاں نفوذ کرنا ہے اور کیا کرنا ہے۔ مختلف الرائے اور مختلفۃ الخیال کے آدمی موجود تھے۔ کوئی کچھ کہتا اور کوئی کچھ لیکن جب ایک امام ہوگیا اور اسکو قوم نے تسلیم کر لیا پھر کوئی امر متنازعہ باقی نہیں رہ سکتا تھا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ باقی آئندہ

ارشاد حضرت اقدس علیہ السلام

کی یاد دہانی میں پرچہ میگزین کے متعلق

التماس ضروری

حضرت اقدس کے اُس تاکیدی ارشاد کے بعد جسمیں اس رسالہ کے اجرا و شیوع کے اصل اغراض و مقاصد ظاہر کر کے **اسلام** کو حملہ مخالفین کے مہلک حملوں کی بادصرصر سے بچانے اور اسکے قالب مردہ میں روح حیات ڈالنے اور اہل اسلام میں دوبارہ روحانیت پیدا کرنے اور عوام الناس کو ضلالت وجہالت کے خطرناک گڑھے میں گرنے اور مخالفین کے دام تزویر سے محفوظ رکھنے کا ایک ذریعہ قرار دیا گیا تھا۔ اب اس کے قیام و استحکام کے بارہ میں اعانت اشاعت رسالہ کی تحریک کی غرض سے لمبے چوڑے الفاظ میں کچھ زیادہ قلم فرسائی کرنا ہمارے نزدیک غیر ضروری اور محض تحصیل حاصل ہے کیونکہ امام صادق علیہ السلام نے اپنی جماعت کو اپنے اس ارشاد میں جس قدر تاکید فرمائی ہے اور حد سے بڑھے ہوئے پرزور الفاظ میں اپنے مخلصین کو اسکی خریداری کی جانب ملتفت کرنا چاہا ہے اس سے بڑھ کر اور کوئی تاکید نہیں ہو سکتی۔ کیا اپنی جماعت کے مخلص پرجوش باہمت احباب کے لیے حضرۃ اقدس کی جانب سے یہ کچھ کم تاکیدی الفاظ تھے۔ کہ "میں پورے زور کے ساتھ اپنی جماعت کے مخلص جوانمردوں کو اسطرف توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس رسالہ کی اعانت اور مالی امداد میں جہانتک اُن سے ممکن ہے اپنی ہمت کو دکھلا دیں جو کوئی میری موجودگی میں اور میری زندگی میں میرے منشا کے مطابق میری اغراض میں مدد دے گا میں اُمید رکھتا ہوں کہ وہ قیامت میں بھی میرے ساتھ ہوگا" حضرت اقدس نے صرف انہیں الفاظ پر ہی اکتفا نہیں کی بلکہ اس رسالہ کی خریداری و مالی اعانت کے واسطے مکرر الفاظ ذیل میں تاکید فرمائی ہے کہ "ہمیں معلوم نہیں کہ اسوقت رحمت الٰہی اس دین کی تائید میں جوش میں ہے۔ واقعی وہی شخص اس جماعت میں داخل سمجھا جاویگا کہ اپنے عزیز مال کو اس راہ میں خرچ کرے گا۔ میں بار بار کہتا ہوں کہ اس خدمت میں جان توڑ کوشش کرو"

یہ تو اس ارشاد حضرۃ اقدس میں سے چند کلمات بغرض آگاہی مخلص احباب کے نقل کیے جاتے ہیں ورنہ دیسے تو اس ارشاد کا ہر ایک لفظ تاکید مجسم ہے۔ اپنی جماعت کو اس رسالہ کی اعانت کے لیے سخت تاکید فرماتے ہوئے اس ارشاد کے آخری سطور میں ظاہر فرمایا ہے کہ "اگر بیعت کرنیوالے اپنی بیعت کی حقیقت پر قائم رہ کر اس بارہ میں کوشش کریں تو دس ہزار خریدار کا پیدا ہونا کوئی بڑی بات نہیں ہے بلکہ جماعت موجودہ کی تعداد کے لحاظ سے یہ تعداد خریداری بہت کم ہے" اگرچہ حضرت اقدس کے اُس تاکیدی ارشاد کے نکلنے ابتدائی تازہ جوش میں اپنی جماعت کے ہر طبقہ کے احباب نے حسب استطاعت اسکی مالی امداد اور اشاعت میں حتی الوسع بہت سعی فرمائی۔ اور اپنی اخلاصمندی و ہمت کا ایک قابل تقلید نمونہ دکھلایا اور اسی کوشش کا ثمرہ ہے کہ تعداد خریداری ۹ سو سے ۸ سو یعنی دو چند تک پہونچ گئی ہے۔ مگر با ایں حال ہم اپنے مخلص احباب کی ان تگا پو کی نسبت اسکی رفتار میں بہت ہی بہ نسبت پہلے کے نرمی سی دکھائی دی ہے حالانکہ ابھی رسالہ کی خریداری کو اس تعداد تک پہونچنے میں بہت کمی ہے جس تعداد تک پہنچانا تیکا امام صادقؑ نے اپنے ارشاد مبارک میں ارادہ ظاہر فرمایا ہے اس دھیما پن کا بجز اس کے کوئی اور باعث نہیں کہ تاحال اپنی جماعت کی حیلہ افراد کے کانوں تک اس ارشاد حضرت اقدس کے پرزور تاکیدی الفاظ کی آواز نہیں پہنچی ورنہ کہاں اس پاک جماعت کے مخلص احباب کے پرجوش دل اور اپنے پیارے امام کے ارشاد پر قربان ہونیوالی روحیں۔ اور کہاں ایسے تاکیدی حکم کی تعمیل میں اسقدر کم التفاتی۔ اس دلائل سے بھی زیادہ احمدیہ جماعت کے احباب اگر پانچ فیصدی ایسے مخلص نکل آویں جو کم از کم فی کس ایک ایک نسخہ کے خریدار بنیں تاہم تعداد خریداری دس ہزار سے بڑھ جاتی ہے +

حضرت اقدس کے تاکیدی ارشاد کی تعمیل اور اس رسالہ کے مفاد اس امر کے مقتضی ہیں کہ احمدیہ جماعت کا کوئی فرد خواہ خواندہ ہو یا ناخواندہ اس رسالہ کی خریداری سے محروم نہ رہے۔ تمام ممالک غیر امریکہ و یورپ وغیرہ میں اس رسالہ کے مضامین نے ایک تہلکہ مچا دیا ہے جس سے محققین کے دلوں میں بھی تلاش حق کی تحریک پیدا ہوگئی ہے حال ہی میں آسٹریلیا سے ایک یورپین کی چٹھی آئی ہے جسمیں وہ اس رسالہ کے مضامین کی دلچسپی کو ایک انتہا تک ظاہر کر کے کہتا ہے کہ اسکے یہ حقائق دلچسپ مضامین میں متلاشی حق کے لیے صداقت کی ایک کھلی راہ ہے امید ہے کہ اسکی وفاتی کے اثر سے اور بھی بہت لوگ ضرور متاثر ہونگے"۔ کیونکہ ہو سکتا ہے امام صادق کی تحریرات سے سعید فطرۃ و سعادۃ کیش رتبہ پر کبھی کبھی بے اثر نہیں رہ سکتیں چہ جائیکہ اپنی جماعت کے مخلص احباب کے دلوں میں اسکے احکام کی بجا آوری کا خیال و عزم پیدا نہ ہو مشیت ایزدی میں جو کام ہونا ہے اور جس غرض کیلیے اسکا مامور آیا ہے وہ سب ہو کر ہی رہیگی۔ یہ تو صرف ہمارے واسطے توشۂ عقبیٰ حاصل کرنیکا ایک موقعہ حسنہ ہے تا دین و فال

بمفت ایں اجر نصرت را دہندت ای اخی ورنہ
قضائے آسمان ست ایں بہر حالت شود پیدا

حسنات دارین حاصل کرنیکا عین وقت ہے اللہ تعالیٰ جماعۃ احباب کو کار خیر میں ہاتھ بٹانیکی توفیق بخشے تاکہ اپنے امام پاک کے احکام کی عمل کر کے سابق بالخیرات بنیں۔ آمین ثم آمین سہ

مینیجر ریویو آف ریلیجنز قادیان دار الامان

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان کارخانہ کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

جھگو یم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی عرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۳ | دار الامان قادیان موخہ ۲۴ جنوری سنہ ۱۹۰۴ء | جلد ۸

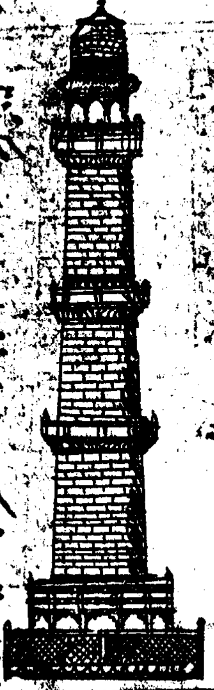

ارشاد ہے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔ جس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جنہوں نے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں۔ ہماری طرف سے امان اور صلحکاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا

پیشگی قیمت

سالانہ عام سے ۔ ۔ ۔
خواص و معاونین سے ۔ ۔ ۔
ہندوستان سے باہر کے
غیر مذاہب والوں سے ۔ ۔ ۔
اپنے سلسلہ کے غیر مستطیع
گروں سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

لَئِنْ قُتِلَ یَحْیٰ وَ لَمْ یَزَلْ اَهْلُ الْعَمَل ... مَہْجُوْر

رداکہ حسن صورت فرقاں عیاں نماند
آں خود عیاں مگر اثر عارفاں نماند
ردم طلب کنند کہ اعجاز آں کجا است
صد درد و صد دریغ کہ اعجاز داں نماند
دریم و ازیں کیماں تغافل بچشم ما
آں روئے خوب و گیسوئے عنبر فشاں نماند
بینیم کہ ہر یکے بہ غم نفس مبتلا است
کس را غم اشاعت فرقاں بجاں نماند
یسف شنیدہ ام کہ شدش کارواں معین
ایں یوسفی کہ ہیچ کسش کارواں نماند
جانم کباب شد ز غم ایں کتاب پاک
چنداں بسوختم کہ خود امید جاں نماند
دوش آں دلے مرا بجائے شکیب بود
امشب بہ بیں حال کہ تاب و تواں نماند
اے سید الوری مدد ے وقت نصرت است
در بوستاں سرائے نرگس اعیاں نماند
صد بار رقص ہا کنم از خرمی اگر
بینم کہ حسن و دلکش فرقاں نہاں نماند
بر رنج و درد می گذرانیم دور گار
یارب ترحمے کہ دگر مہرباں نماند
ے خواجہ ہیچ روز بود لطف زندگی
کس از پے مدام دریں خاکداں نماند
امروز گر دل از پے فرقاں نسوزدت
جذبے دگر ترا بجناب یگاں نماند
گمنام و رو مثنوی و چنیں غزل و شعر
ایں خود چہ چیز ہست اگر قدر آں نماند
در خاندان نشینی و صد ناز می کنی
آنرا کہ سید است کس از خاندان نماند
خلق از برائے شوکت دنیا چہا کنند
دردا کہ بہر کعبہ چو مہرباں نماند
اے بیخبر بخدمت فرقاں کمر بہ بند
زاں پیشتر کہ بانگ بر آید فلاں نماند

کلماتِ طیّبات یا ملفوظاتِ احمدیہ

علیہ السلام والتحیۃ

تتمہ تقریر حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

اور وہ تکلف اور تکلیف جو پہلے ہوتی تھی اب ذوق و شوق اور لذت سے بدل جاتی ہے یہ مقام ہوتا ہے صالحین کا جنکے لیے فرمایا

لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصّٰلِحِيْنَ

اس مقام پر پہونچکر کوئی فتنہ اور بغاوت مومن کے اندر نہیں رہتا نفس کی شرارتوں سے محفوظ ہو جاتا ہے اور اس کے جذبات پر فتح پا کر مطمئن ہو کر دار الامان میں داخل ہو جاتا ہے + اور اس سے آگے فرمایا ہے

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَا اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ

اور بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو زبانی تو ایمان کے دعوے کرتے ہیں اور مومن ہونے کی لاف و گزاف مارتے رہتے ہیں مگر جب معرض امتحان و ابتلا میں آتے ہیں تو ان کی حقیقت کھل جاتی ہے اس فتنہ و ابتلا کے وقت ان کا ایمان اللہ تعالیٰ پر ویسا نہیں رہتا بلکہ شکایت کرنے لگتے ہیں + اسے عذاب الٰہی قرار دیتے ہیں حقیقت میں وہ لوگ بڑے ہی محروم ہیں جنکو صالحین کا مقام حاصل نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہی تو وہ مقام ہے جہاں انسان ایمانی مدارج کے ثمرات کو مشاہدہ کرتا ہے اور اپنی ذات پر ان کا اثر پاتا ہے اور نئی زندگی اسے ملتی ہے لیکن یہ زندگی پہلے ایک موت کو چاہتی ہے۔ اور یہ انعام و برکات امتحان و ابتلا کے ساتھ وابستہ ہوتے ہیں۔ یہ یاد رکھو کہ ہمیشہ عظیم الشان نعمت ابتلا سے آتی ہے اور ابتلا مومن کے لیے شرط ہے جیسے

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ +

یعنی کیا لوگ گمان کر بیٹھے ہیں کہ وہ اتنے ہی کہنے پر چھوڑ دیے جاویں کہ ہم ایمان لائے اور وہ آزمائے نہ جاویں۔ ایمان کے امتحان کے لیے مومن کو ایک خطرناک آگ میں پڑنا پڑتا ہے مگر اس کا ایمان اس آگ میں سے اسکو صحیح سلامت نکال لاتا ہے اور وہ آگ اس پر گلزار ہو جاتی ہے + مومن ہو کر ابتلا سے کبھی بیفکر نہیں ہونا چاہیے اور ابتلا پر ثابت قدم رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور حقیقت میں جو سچا مومن ہے ابتلا میں اس کے ایمان کی حلاوت اور لذت اور بھی بڑھ جاتی ہے اللہ کی قدرتوں اور اس کے عجائبات پر اس کا ایمان بڑھتا ہے اور وہ پہلے سے بہت زیادہ خدا کی طرف توجہ کرتا اور دعاؤں سے فتحیابی چاہتا ہے۔ یہ افسوس کی بات ہے کہ انسان خواہش تو اعلیٰ مدارج اور مراتب کی کرے اور ان تکالیف سے بچنا چاہے جو ان کے حصول کے لیے ضروری ہیں۔

یقیناً یاد رکھو کہ ابتلا اور امتحان ایمان کی شرط ہے اس کے بغیر ایمان ایمان کامل ہوتا ہی نہیں اور کوئی عظیم الشان نعمت بغیر ابتلا ملتی ہی نہیں ہے دنیا میں بھی عام قاعدہ یہی ہے کہ دنیوی آسایشوں اور نعمتوں کے حاصل کرنیکے لیے قسم قسم کی مشکلات اور رنج و تعب اٹھانے پڑتے ہیں طرح طرح کے امتحانوں میں سے ہو کر گزرنا پڑتا ہے تب کہیں جا کر کامیابی کی شکل نظر آتی ہے اور پھر بھی وہ محض خدا تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے۔

پھر

خدا تعالیٰ جیسی نعمت عظمیٰ جس کی کوئی نظیر ہی نہیں یہ بدوں امتحان کیسے میسر آ سکے۔

پس

جو چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کو پاوے اسے چاہیے کہ وہ ہر ایک ابتلا کے لیے طیار ہو جاوے + جب اللہ تعالیٰ کوئی سلسلہ قائم کرتا ہے جیسا کہ

www.aaiil.org

اس وقت اس نے اس **سلسلہ** کو قائم کیا ہے تو جو لوگ اس میں اولاً داخل ہوتے ہیں ان کو قسم قسم کی تکالیف اُٹھانی پڑتی ہیں ہر طرف سے گالیاں اور دھمکیاں سُننی پڑتی ہیں کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ یہاں تک کہ ان کو کہا جاتا ہے کہ ہم تم کو یہاں سے نکال دینگے یا اگر ملازم ہے تو اُس کے موقوف کرانے کے منصوبے ہوتے ہیں جس طرح ممکن ہوتا ہے تکلیفیں پہنچائی جاتی ہیں اور اگر ممکن ہو تو جان لینے سے دریغ نہیں کیا جاتا ایسے وقت میں جو لوگ ان دھمکیوں کی پروا کرتے ہیں اور امتحان کے ڈر سے کمزوری ظاہر کرتے ہیں یاد رکھو

خدا تعالیٰ کے نزدیک اُن کے ایمان کی ایک پیسہ بھی قیمت نہیں ہے

کیونکہ وہ ابتلا کے وقت خدا سے نہیں انسان سے ڈرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت و جبروت کی پروا نہیں کرتا وہ بالکل ایمان نہیں لایا کیونکہ دشمکی کو اس کے مقابلہ میں وقعت دیتا اور ایمان چھوڑنے کو طیار ہو جاتا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ صالحین میں داخل ہونے سے محروم ہو جاتا ہے یہ خلاصہ اور مفہوم ہے اس آیت کا

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا فَاِذَا اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ

ہماری جماعت کو یاد رکھنا چاہیئے کہ جب تک وہ **بزدلی** کو نہ چھوڑے گی اور استقلال اور ہمت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ہر ایک راہ میں ہر مصیبت و مشکل کے اُٹھانے کے لیے طیار نہ رہے گی **وہ صالحین** میں داخل نہیں ہو سکتی + تم نے اسوقت خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ کے ساتھ تعلق پیدا کیا ہے اس لیے ضروری ہے کہ تم دُکھ دیے جاؤ۔ تم کو ستایا جائیگا گالیاں سُننی پڑتی ہیں۔ قوم اور برادری سے خارج کرنے کی دھمکیاں ملتی ہیں جو جو تکالیف مخالفوں کے خیال میں آ سکتی ہیں اُسکو دینے کو وہ موقع ہاتھ سے نہیں دیتے۔ لیکن اگر تم نے ان تکالیف اور مشکلات اور ان موذیوں کو خدا نہیں بنایا بلکہ **اللہ تعالیٰ** کو خدا مانا ہے تو ان تکالیف کو برداشت کرنے پر آمادہ رہو اور ہر ابتلا اور امتحان میں پورے اُترنے کے لیے کوشش کرو اور اللہ تعالیٰ سے اسکی توفیق اور مدد چاہو تو میں تمہیں یقیناً کہتا ہوں کہ تم **صالحین** میں داخل ہو کر **خدا جیسی عظیم الشان نعمت کو پاؤ گے**۔ اور ان تمام مشکلات پر فتح پاکر دارالامان میں داخل ہو جاؤ گے۔

صاحبزادہ عبد اللطیف شہید کی شہادت کا واقعہ تمہارے لیے **اسوۂ حسنہ** ہے **تذکرۃ الشہادتین** کو بار بار پڑھو اور دیکھو کہ اُسنے اپنے ایمان کا کیسا نمونہ دکھایا ہے۔ اس نے دنیا اور اس کے تعلقات کی کچھ بھی پروا نہیں کی بیوی یا بچوں کا غم اس کے ایمان پر کوئی اثر نہیں ڈال سکا۔ دنیوی عزت اور منصب اور تنعم نے اُسکو بزدل نہیں بنایا

اُسنے جان دینی گوارا کی مگر ایمان کو ضائع نہیں کیا۔

عبد اللطیف کہنے کو مارا گیا یا مرگیا مگر یقیناً سمجھو کہ **وہ زندہ ہے اور کبھی نہیں مریگا**

اگرچہ اُسکو بہت عرصہ صحبت میں رہنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ لیکن اس تھوڑی مدت میں جو وہ یہاں رہا اُس نے عظیم الشان فائدہ اُٹھایا + اُسکو قسم قسم کے لالچ دیے گئے کہ اسکا مرتبہ و منصب بدستور قائم رہیگا مگر اُس نے اس عزت افزائی اور دنیوی مفاد کی کچھ بھی پروا نہیں کی انکو ہیچ سمجھا یہانتک کہ جان جیسی عزیز شئے کو جو انسان کو ہوتی ہے اُس نے مقدم نہیں کیا بلکہ **دین کو مقدم کیا** جس کا اُسنے **خدا کے سامنے** عہد کیا تھا کہ **میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا**۔

میں بار بار کہتا ہوں کہ اس پاک نمونہ پر غور کرو۔ کیونکہ اس کی شہادت یہی نہیں کہ اعلیٰ ایمان کا ایک نمونہ پیش کرتی ہے بلکہ یہ خدا تعالیٰ کا عظیم الشان نشان ہے جو اور بھی ایمان کی مضبوطی کا موجب ہوتا ہے کیونکہ **براہین احمدیہ** میں ۲۳ برس پہلے سے اس شہادت کے متعلق پیشگوئی موجود تھی۔ وہاں صاف لکھا ہے

شَاتَانِ تُذْبَحَانِ وَكُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ

کیا اُسوقت کوئی منصوبہ ہو سکتا تھا کہ ۲۳ یا ۲۴ سال بعد **عبد الرحمٰن** اور **عبد اللطیف** افغانستان سے آئیں گے اور پھر وہ وہاں جاکر **شہید ہوں گے**۔ وہ دل لعنتی ہے جو ایسا خیال کرے۔ یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے جو عظیم الشان پیشگوئی پر مشتمل ہے۔ اور اپنے وقت پر آکر یہ نشان پورا ہو گیا

اس سے پہلے عبد الرحمٰن جو مولوی عبد اللطیف شہید کا شاگرد تھا سابق امیر نے قتل کرایا۔ محض اس وجہ سے کہ وہ اس سلسلہ میں داخل ہے اور یہ سلسلہ جہاد کے خلاف ہے اور عبد الرحمٰن جہاد کے خلاف تعلیم افغانستان میں پھیلاتا تھا۔ اور اب اس امیر نے مولوی عبد اللطیف کو شہید کرا دیا۔ یہ عظیم الشان نشان جماعت کے لیے ہے۔ اس پیشگوئی کے معنی اب مخالفوں سے پوچھو۔ کہ کیا یہ پیشگوئی صریح الفاظ پر نہیں ہے؟ اور کیا اب یہ پوری نہیں ہوگئی ہے؟

کیونکہ انگریزوں کے ملک میں تو کوئی کسیکو بے گناہ ذبح نہیں کرتا ہے

اس لیے یہاں تو اس کا وقوع نہیں ہونا تھا۔ اور علاوہ بریں ہماری تعلیم ایسی تعلیم نہیں تھی کہ کوئی اُسکو پکڑ سکے۔ بلکہ یہ تعلیم تو امن کے پھیلانے والی ہے۔ پھر یہ پیشگوئی کیسے پوری ہوتی۔ اس لیے خدا تعالیٰ نے اس نشان کے پورا کرنے کے لیے **کابل کی سرزمین کو مقدر کیا ہوا تھا** اور آخر ۲۴ سال کے بعد یہ پیشگوئی ٹھیک اسی طرح پوری ہوئی جسطرح پہلے فرمایا گیا تھا۔ اس سے آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **عسیٰ ان تکرھوا شیئا و ھو خیر لکم**۔ یہ ایک قسم کی تسلی ہے یعنی جب ایسا معاملہ ہو تو غم نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں جنکو تم پسند کرتے ہو اور وہ اچھی نہیں ہوتی ہیں اور بہت سی ایسی ہوتی ہیں جنکو تم ناپسند کرتے ہو اور وہ درحقیقت تمہارے لیے مفید ہوتی ہیں + یہ خدا تعالیٰ کا ارشاد بالکل سچ ہے اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ اب وقت آنے والا ہے کہ اس شہادت کی حکمت کھلنے والی ہے اور میں نے سُنا ہے کہ اسوقت **چودہ آدمی** قید کیے گئے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ عبد اللطیف کو ناحق شہید کرایا گیا ہے اور یہ **ظلم** ہوا ہے۔ **وہ حق** پر تھا۔ اسپر امیر نے ان آدمیوں کو قید کر دیا ہے اور ان کے وارثوں کو کہا ہے کہ وہ انکو سمجھا کر ایسے خیالات سے وہ باز آجائیں مگر وہ موت کو پسند کرتے ہیں اور اس یقینی بات کو وہ چھوڑنا نہیں چاہتے + اگر عبد اللطیف شہید نہ ہوا ہوتا تو یہ اثر کسطرح پیدا ہوتا۔ اور یہ رُعب کسطرح پڑتا۔

یقیناً سمجھو کہ خدا تعالیٰ نے کسی بڑی چیز کا ارادہ کیا ہے اور اسکی بنیاد عبد اللطیف کی شہادت سے پڑی ہے۔ اگر مولوی عبد اللطیف زندہ رہتے تو دس بیس برس تک زندہ رہتے آخر موت آجاتی۔ اور موت آنی ہے اس سے تو آدمی بچ نہیں سکتا۔ مگر یہ موت موت نہیں یہ **زندگی ہے** اور اس سے مفید نتیجے پیدا ہونے والے ہیں اور یہ مبارک بات ہے۔ دشمن بھی اگر خبیث نہ ہو تو براہین احمدیہ کی پیشگوئی کو پڑھ کر اور اس کے ظہور پر پہنچ کر دیکھکر اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ اگر یہ افترا اور بات کو جھوٹا الہام بناکر سنا دینا ہے تو یہ اثر استقامت کیوں ہوا اور ۲۳ یا ۲۴ سال کے بعد ایک بات جو بطور پیشگوئی شائع کی گئی تھی کیوں پوری ہو جاتی ہے؟ اس قدر عرصہ دراز تک تو انسان کو اپنی زندگی کی بھی اُمید نہیں ہو سکتی + اور پھر اسکے ماننے والوں میں اس قدر استقامت اور قوت ہے کہ بیوی بچوں تک کی پروا نہیں کرتا۔ مال اور جان کا خیال تک بھی نہیں کرتا

ایمان جیسی دولت پر سب کچھ قربان کرنے کو طیار ہو جاتا ہے ایک اہلِ بصیرت

اس سے نتیجہ نکالنے میں غلطی نہیں کریگا کہ یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل اور اسکے منشا ہی کے ماتحت ہے ایک سلسلہ جو خود اُس نے قائم کیا ہے اور آپ جسنے ایک نشان دیا ہے۔ اُسی نے وہ قوت اور استقامت اُس شہید کو عطا کی تا کہ اُسکی شہادت اس سلسلہ کی سچائی پر برہان و دلیل اور گواہ ہو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا ہے اب یہ نشان ہزاروں لاکھوں انسانوں کے لیے ہدایت اور ترقی ایمان کا موجب ہوگا اور خدا چاہے تو اس کے آثار ابھی سے نظر آنے لگے ہیں۔

الاستقامۃ فوق الکرامۃ

مشہور بات ہے عبد اللطیف کے اس استقلال اور استقامت سے بہت بڑا فائدہ ان لوگوں کا ہوگا جو اس واقعہ پر غور کریں گے۔ چونکہ یہ موت بہت سی زندگیوں کا موجب ہونے والی ہے اسلیے

یہ ایسی موت ہے کہ ہزاروں زندگیاں اسپر قربان ہیں

پھر اس پیشگوئی میں **کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ** جو فرمایا ہے یہ دشمنوں کے لیے ہے کہ تمہیں بھی کبھی مرنا ہے موت تو کسیکو نہیں چھوڑے گی۔ پھر عبد اللطیف کی موت پر جو موت نہیں بلکہ زندگی ہے تم کیوں خوش ہوتے ہو آخر تمہیں بھی مرنا ہے عبد اللطیف کی موت تو بہتوں کی زندگی کا باعث ہوگی مگر تمہاری جان اکارت جائے گی اور کسی ٹھکانے نہ لگے گی۔

مولوی عبد اللطیف کی شہادت اور استقامت کا سب سے بڑا فائدہ تو یہ ہوا کہ ۲۳ یا ۲۴ برس ہر ایک پیشگوئی براہین میں موجود تھی جو پوری ہوگئی۔ اور یہ ہماری جماعت کے ایمان کو ترقی دینے کا موجب ہوگی اور سوا اب یہ **خون اُچھلنے لگا ہے** اور اسکا اثر پیدا ہونا **شروع ہو گیا ہے** جو ایک **جماعت کو پیدا کر دے گا**۔

ایک مولوی کی کرتوت

ایڈیٹر نورافشاں کے نام خط

مسلمانوں کے لیے رونے کا مقام

نئے سال کا تحفہ

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب۔ تسلیم۔ آپکو نئے سال کے کئی تحفے آئے ہونگے مگر میں جو تحفہ خدمت عالیہ میں ابلاغ کرتا ہوں۔ یہ نہ صرف آپکے لیے بلکہ تمام مسیحی دنیا کے لیے کار آمد ہے۔ آپ کے خداوند یسوع مسیح کی شان جسکو ہم لوگ حضرت عیسی کہتے ہیں۔ اس کا کچھ تذکرہ مسلمانوں کے فرقہ ناجیہ (جنکو نجات کا سرٹیفکٹ مل چکا ہے) کے ایک پرجوش عالم فاضل ممبر نے اپنے رسالہ شہادۃ القرآن میں بیان کیا ہے آپنے حضرت عیسی کے متعلق جو عقیدہ ظاہر کیا ہے چونکہ ان کے بیان کے موافق ان کا ماخذ تفاسیر ہیں اس لیے وہی عقیدہ غالباً تمام اہل سنت کو سمجھنا چاہیے کیونکہ جو اس کے خلاف عقیدہ رکھتے وہ فرقہ ناجیہ سے نکل گیا اور گمراہ ہوگیا اس کتاب پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم لوگ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا مقتدا و پیشوا اور افضل الانبیاء کہنے کو ضرور ہیں مگر اللہ تعالی نے جو جو خوبیاں اور اوصاف حضرت عیسی میں جمع کر دی تھیں وہ کسی دوسرے میں نہیں۔ بلکہ وہ ایک اعلی اور فوق العادت ہستی تھی جو انسانی لباس میں ظاہر ہوئی۔ آپ گو خداوند یسوع مسیح کہتے ہیں مگر بعض باتیں ان کے متعلق ایسی بیان کرتی ہیں جو ان کی خدائی کی شان میں کچھ شک سا پیدا کر دیتی ہیں مثلاً واقعۂ صلیب کہ یہودیوں کے ہاتھ سے آپکے جسم مطہر و مقدس کو ایذا پہونچی۔ مولوی صاحب بلکہ فرقہ ناجیہ کے کل ممبر اتنی سی بات بھی گوارہ نہیں کر سکتے۔ وہ کہتے ہیں کہ معاذ اللہ حضرت عیسی روح اللہ اور صلیب پر آپ کا جسم مبارک چڑھایا جائے

توبہ نستغفر اللہ۔ اگر حضرت ابراہیم کو آگ میں ڈالا گیا تو کیا ہوا اگر حضرت یوسف قید رہے تو کچھ پروا نہیں اگر دو تین پیغمبر قتل ہوگئے تو مضائقہ نہیں اگر ہمارے خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ کا دندان مبارک جنگ میں شہید ہوا تو خیر۔ کیونکہ یہ سب بشر رسول تھے مگر حضرت عیسی جو ملائکہ میں سے ایک فرد ہیں (دیکھو صفحہ ۱۳۰ شہادۃ القرآن) ان کیطرف صلب کی نسبت بھی کفر ہے چنانچہ اللہ تعالے نے قرآن مجید میں یہود کے ملعون ہونے کا سبب قولہم انا قتلنا المسیح فرمایا ہے کہ محض صلیب و قتل کی نسبت بھی منع ہے اور مسلمانوں میں جو ایسا اعتقاد رکھے اُسکا بھی یہی حکم ہے (دیکھو صفحہ ۶۴ - ۶۵) پھر حضرت عیسی کی شان میں آیا ہے ومن المقربین اور عیسی مقربوں میں سے ایک تھے غالباً مسیحی اور اکثر اہل اسلام بھی مقرب کا لفظ عام سمجھتے ہونگے مگر مقربین محض ملائکہ سے خاص ہے اور مراد ان مقربین سے ملائکہ مقربین ہیں (دیکھو صفحہ ۱۳۰) ہیں چونکہ ان کا قرب حسی۔ سماوی جسمی۔ ملحوظ ہے اس لیے حضرت عیسی بھی چونکہ ملائکہ میں سے ایک فرد ہوے اسلیے اُن کا آسمان پر اللہ کے پاس جسدہ ہونا ثابت ہوگیا (صفحہ ۱۳۰) لیجیے جناب اس سے یہ ثبوت بھی مل سکتا ہے کہ ہمارے رسول اللہ صلعم بھی مقربین سے نہیں تھے ورنہ وہ بھی آسمان پر جاتے ایک اور لفظ ہے وہ بھی حضرت عیسی سے ہی خاص ہے چنانچہ مولوی صاحب فرماتے ہیں قرآن شریف میں خبر سعادت اثر و ایدناہ بروح القدس آپ ہی سے مخصوص ہے اور یہی تاثیر روح القدس احیاء موتی اور دیگر معجزات کا باعث ہوئی" (صفحہ ۱۲۴) آپ بلا تامل کہہ سکتے ہیں کہ اگر روح القدس اسلام کے رسول کو بھی ہوتی تو وہ بھی یہ معجزات دکھاتے اور آسمان کو اپنا مستقر بناتے۔ اگر غور سے دیکھا جاے تو ہم لوگ حضرت محمد رسول اللہ صلعم کو "اکمل و افضل" صرف زبان سے کہتے ہیں کیونکہ ان کے دین اور خود ان کی رسالت کی تکمیل کا بہت کچھ اعتقاد حضرت عیسی پر ہے چنانچہ ہر رسول کے لیے چار اوصاف کا ہونا ضروری ہے (دیکھو صفحہ ۱۴۳) ایک تو یہ ہے کہ اُسکے آنے کی کسی رسول نے پیشگوئی کی ہو چنانچہ حضرت عیسی کی آمد کی پیشگوئی تمام انبیاء نے کی اور ہمارے رسول کریم کی جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے حضرت عیسی نے کی۔ دوسری صفت یہ ہے کہ وہ پہلی کتابوں اور رسولوں کی تصدیق کرے یہ دو باتیں ہیں جو رسول عربی صلعم میں موجود نہیں ایک تو یہ کہ اس نے کسی اور آنیوالے

نبی کی پیشگوئی کی ہو اور دوسری یہ کہ اس رسول کی کوئی اور نبی آکر تصدیق کرے کہ واقعی وہ سچا رسول تھا۔ اب جبتک کہ حضرت عیسے دوبارہ آسمان سے نہ آئیں ہمارے رسول کے ان اوصاف کی تکمیل نہیں ہوسکتی کیونکہ آپ کو اپنی رسالت ثابت کرنے کیلیے حضرت عیسی کی تصدیق کی ضرورت ہے اور دین اسلام کا پھیلنا بھی آپ ہی کی آمد پر منحصر ہے اور آنجناب کی آمد بھی کوئی معمولی آمد نہوگی فرشتوں کے بازوؤں پر حضور معلی نزول اجلال فرمائیں گے اور بانی اسلام سے تو ساری عمر میں لاکھ دو لاکھ مسلمان ہوے مگر آپ تمام دنیا کو ایک دین پر جمع کر دینگے۔ اگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برخلاف شہادت دی تو غضب ہی ہو جائیگا مسیحی تو کہتے ہیں کہ حضرت مسیح کی موت صلیب پر واقعہ ہوگئی مگر فرقہ ناجیہ زور دیتا ہے کہ ایسا نہیں ہوا پہلے خیال پر اعتراض ہوسکتا ہے کہ مرجانا دنیا خدائی کے خلاف ہے اسلیے غالباً آخر الذکر کا یہ عقیدہ ہے امید ہے کہ ایڈیٹر صاحب انکو اس حکمت الہی (صلیب موت بر صلیب) سے آگاہ فرما دینگے۔ پھر حضرت عیسے چونکہ آپکا مادہ فطرتی روح قدس کا تھا اس لیے آپ کو آسمان پر جگہ دیگئی اور آپ "فوق اہل الارض" کہلائے (دیکھو صفحہ ۱۰۲ ماسوا انسوں اہل ارض میں ہمارے رسول اللہ صلعم بھی شامل ہیں) کیونکہ آپکا جسم مدینہ میں مدفون ہے پس فوقیت عیسی علیہ السلام کا ثبوت مسیحی دوستوں کو ملگیا اور مولوی صاحب نے ایک جگہ لکھا ہے کہ آپکے حق میں آیۃ کا لفظ جو جسیر فرمایا ولنجعلہ ایۃ للناس تاہم اسلیے مسیح کو تمام لوگوں کے لیے آیۃ (نشان بنائیں پس آپ کا وجود مبارک از سرتاپا ایک آیۃ ہونا چاہیے۔ اور اسکی تکمیل یوں فرمائی کہ پہلے بطور خرق عادت بے باپ پیدا ہوے اور پیدایش کے ساتھ ہی نطق و بیان بلیغ پھر ان مریضوں کو شفا جنکے علاج سے اطبا عاجز ہوں (اندھے کو آنکھیں اور کوڑھی کو اچھا کر دینا) معجزہ اعادۂ حیات (زندگی کو واپس لانا) خلق میت (زندگی کو پیدا کرلینا) صعود الی السماء (آسمان پر چڑھ جانا) پھر مسئلہ نزول جس میں باوجود مرور زمانہ و گردش زمان کے متغیر و مستحیل ہونیسے آپکا محفوظ رہنا ثابت ہوتا ہے یہ چھ باتیں ہیں (دیکھو صفحہ) آپ سوال کرسکتے ہیں کیا قرآن مجید سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ باتیں کسی اور نبی میں بھی جمع ہوئیں کیا مسلمانوں کے رسول (صلعم) میں بھی! جواب نفی میں ملیگا۔ پس میں آپکو مبارکباد دیتا ہوں کہ یہ مذکورہ بالا اسلام مسیحیت کے بہت ہی نزدیک ہے اور دنیا میں کسی مذہب کے پیشوا حتی کہ آپ کہہ سکتے ہیں خود اسلام کے مقتدا کو بھی یہ فخر حاصل نہیں ہے کہ دنیا کے کسی مشہور اور اعلی مذہب کے لوگ اسکی نسبت اسکے اپنے تابعدار ولنسی بڑھکر اعتقاد رکھتے ہوں۔ افضلیت کا مسئلہ حل ہوچکا۔ گویہ گو اپنی زبان سے حضرت محمد رسول اللہ صلعم ہی کو قائل

ہیں مگر یہ بیان بالا اسکی تردید کررہا ہے اب صرف اتنا فرق رہ گیا ہے کہ مولویصاحب کے ہمخیال مسلمان حضرت محمد کو رسول مانتے ہیں اور مسیحی نہیں مانتے اور بس۔

اب دیکھیے کون غالب آتا ہے۔ آپکو شش کیجیے کہ یہ بھی اٹھ جائے اخیر میں اتنا ایزاد کرنا چاہتا ہوں کہ روح اللہ اور کلمۃ اللہ کا فخر بھی محض حضرت عیسی ہی کو حاصل ہے اور آپ ہی کی والدہ ایسی عورت ہیں جسکے بارہ میں اللہ نے فرمایا تمام جن و انس کی عورتوں پر فضیلت دی گئی کیا کسی اور نبی کو بھی یہ فخر حاصل ہے۔ حضرت عیسی بیان مندرجہ بالا کے مطابق بشریت سے تو نکل ہی چکے ہیں اور خالق حیات۔ زندہ کرنیوالا۔ باوجود اسقدر زمانے کے گھٹنے بڑھنے سے علحدہ۔ عالم الغیب۔ زندہ رہنیوالا۔ یہ سب اوصاف تو ثابت ہوچکے خدا جانے خدائی میں کیا تامل ہے آپ مہربانی سے حضرت مریم کے شکم مبارک سے پیدا ہونے اور صلیب پر موت کے وقوع کی حکمت بالغہ ان لوگوں کو اطلاع دیدیں پھر کامل اتحاد ہو جائیگا ایک اور قابل توجہ امر کہ ابتک بعض مسلمان سمجھ بیٹھے ہیں کہ قرآن مجید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اگلے انبیا پر احسان ہے کہ انکی نبوۃ کی صداقت کی شہادت دی اور خاصکر حضرت عیسے کو ان الزامات سے پاک کیا جو یہودیوں وغیرہ نے آپکی ولادت و معجزات و وفات کے متعلق کیے تھے مولوی صاحب مصنف شہادت القرآن نے اس پردہ کو بھی اٹھا دیا ہے اور یہ لاینحل مسئلہ حل کر دیا ہے دیکھو صفحہ (۱۰۱-۱۰۲) تفسیر ومطہرک من الذین کفروا اگر کوئی کہے کہ یہ تطہیر طعن رسول اللہ صلعم کی معرفت قرآن شریف میں کی گئی ہے اسلیے یہ وعدہ درست ہوسکتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلعم کی کوئی مستقل طور پر برات ذکر نہیں کیگئی جو کچھ ہے وہ صرف حضرت عیسی علیہ السلام کے کلمات کو نقل کیا گیا ہے (گویا قرآن شریف نقل سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ راقم) لہذا اصل خود عیسی علیہ السلام کی زبانی اس وعدہ سے تطہیر ہوچکی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ کوئی فعل بالاستقلال ناقل اور معید کی طرف منسوب نہیں ہوسکتا بلکہ وہ اس میں اپنے پہلے کے تابع ہوتا ہے (گویا اسلام یا بانی اسلام حضرت عیسی کے تابع ہیں۔ راقم) اس عبارت سے بہت سی باتوں کا فیصلہ ہوگیا ہے اور اب کسی مسلمان کا منہ نہیں کہ مسیحیوں پر اپنے رسول صلعم کا احسان جتلا سکے۔ پس اے مسیحیو تم خوش ہو اور آپس میں ایکدوسرے کو مبارکباد دو۔ کیونکہ یہ کتاب اردو میں ہے اس لیے کسی مسلمان کو آپکے خداوند پر اعتراض کرنے کی جرأت نہ رہے گی +

راقم ہمی نوع انسان کا خیرخواہ +

ایڈیٹر الحکم ہم اسپر اگلی اشاعت میں ان شاء اللہ ریمارک کرینگے۔

نوٹ ۱؎ غالباً مسیح کے خلق حیات کے معنی قائل نہیں یعنی مٹی کے پرندے بنا کر ان میں جان پیدا کرنا۔ ایڈیٹر نورافشاں۔

⁂ یہ خط ایک مولوی صاحب کا لکھا ہوا ہے ہم خوش ہیں کہ ہمارے محمدی بھائی اب یہانتک پہونچ گئے ہیں کہ بائبل کو خدا کی کلام اور خداوند مسیح کو محمد صاحب سے افضل ماننے لگے ہیں اور ہمیں امید ہوتی ہے کہ وہ ایک قدم اور آگے بڑھکر مسیح کو نجات دہندہ قبول کرینگے۔ ایڈیٹر نورافشاں

www.aaiil.org

[illegible]

عیسائی مذہب جان کندنی کی حالت میں ہے

عیسائی مذہب جان کندنی کی حالت میں ہے اس فقرہ کو سنکر میرے ناظرین چونک اٹھینگے۔ کیا وہ عیسائی مذہب جسکے پھیلانے کے لیے دنیا میں اسوقت لاکھوں آدمی کام کر رہے ہیں اور اربوں روپیہ سال میں ٹھیکریوں کی طرح خرچ کیا جاتا ہے کیا وہ عیسائی مذہب جان کندنی کی حالت میں ہو سکتا ہے؟ لیکن ان ظاہری آڈمبروں کے اندر ایک سپرٹ کام کر رہی ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عیسائی مذہب کچھ دنوں کا ہی مہمان ہے ہمعصر ایڈوکیٹ لکھنؤ کے کالموں میں لنڈن کے نامہ نگار کا خط مطبوعہ اخبار ۱۴ جنوری قابل غور ہے نامہ نگار لکھتا ہے "مجھے مجبوراً کہنا پڑتا ہے کہ نہ صرف عیسی کی پیدایش کے مسئلہ کی نسبت ہی بلکہ اُس کی پیدایش اور موت کے مسئلہ کی نسبت رفتہ رفتہ خیالات کی تبدیلی پیدا ہو رہی ہے۔ کٹر عیسائی چھ چوں پر اثر کا روزانہ زیادہ سے زیادہ ہو رہا ہے۔" اس کے بعد یہ ظاہر کرکے کہ عام بازاری آدمی مسیح کی شخصیت اور اُس کی قربانی اور اُس کی کنواری سے پیدایش اور موت سے اُٹھنے وغیرہ کے مسئلوں کو بار یک بینی سے نہیں دیکھتا کیونکہ اُس کے لیے اُسے فرصت نہیں ہے لیکن جبکہ اُسکے مذہبی لیڈر اور معلم خود اُن مسئلوں سے کنارہ کر رہے ہیں جن پر کہ اُسکا اعتقاد مبنی تھا تو بیچارہ نیک نیت عیسائی کیا کرے۔" پچھلے دنوں میں شہر اورسیسٹر کا ایک معزز پادری اسلیے اپنا استعفا بھیجدینے پر مجبور کیا گیا کہ اُسنے ایک طرح پر مسیح کی کنواری سے پیدایش کے مسئلہ کے بر خلاف وعظ کیا تھا لیکن یہ امر زیادہ تر قابل غور ہے کہ جس معاملہ کی طرف پہنے اشارہ کیا ہے اُس میں پبلک کی ہمدردی عام طور پر علحدہ کیے ہوئے پادری کے ساتھ ہے جس لنکاشیر کہ وہ کام کرتا تھا وہاں کے بہت سے ذی اقتدار آدمیوں کی طرف سے اُسے دعوت دی گئی ہے کہ وہ ایک آزاد کرسچین چرچ میں اپنا وعظ جاری کرے۔ جو اس کے دوست اُس کے لیے طیار کر دینے پر رضامند ہیں۔" اس کے بعد نامہ نگار ظاہر کرتا ہے کہ ڈاکٹر مارٹن ڈاکٹر کلفرڈ اور ریورینڈ آر جے کیمبل سے مشہور واعظ بھی برابر مسیح کی کنواری سے پیدایش کے مسئلہ کی مخالفت کرتے ہیں اور بجائے اُسکو خدا بیٹا ظاہر کرنے کے اُسکی انسانیت پر زیادہ تر زور دیتے ہیں اور جا مقد پر اپنی رائے دیتا ہے کہ جس بہادری بہاؤ کا پر چار مسیح کرنا چاہتا تھا باوجود ایسے ایسے بعید از قیاس مسئلوں کو ماننے کے بھی دو ہزار برس گذرنے پر اس بہادری بہاؤ کا ویسا ہی بھاؤ چلا آتا ہے یورپ میں اسوقت جو ہلچل عیسائیت کے خیالات کی تبدیلی کے متعلق پیدا ہو رہی ہے اسپر وچار کرنا ہر ایک وچار شیل انسان کا فرض ہے۔ میں مانتا ہوں کہ جس کوٹ پتلون اور طرز معاشرت اور علم ادب کا تعلق اسوقت عیسائی دنیا کے ساتھ ہے اُسکے رواج کو ترقی ہو رہی ہے لیکن اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ عیسائیت یعنی عیسائی مذہب کے بنیادی خیالات مضبوط ہو رہے ہیں بلکہ میرا خیال ہے کہ یہ ظاہری عیسائی پادریوں کو غفلت کی نیند سلاکر عیسائی مذہب کے اصلی خیالات کا خاتمہ کر دیگی اسوقت ہندوستان میں بھی پچاس فیصدی کے قریب یورپین دل سے ناستک ہیں۔ لیکن جب دسمبر کے مہینہ میں کرسمس کی تعطیل ہوتی ہے سب کے سب ملکر جشن منانے میں مشغول ہو جاتے ہیں کیا ان سبکو اسلیے عیسائی سمجھ لینا چاہیے کہ وہ اُسکو مسیح کی پیدایش کا دن سمجھکر جشن مناتے ہیں؟ ہرگز نہیں یہی حالات آجکل ہندوازم کی بھی ہو رہی ہے ہندو لوگ اپنے قومی تہواروں کو ترقی دیکر سمجھ رہے ہیں کہ وہ ہندوازم کو زندہ کر رہے ہیں لیکن سچائی کو دبانیکی طاقت کس میں ہے۔ (پرمارتھ)

اب دنیا پکار اُٹھی ہے کہ عیسائی مذہب ہلاک ہو رہا ہے یہ مسیح موعود کی صداقت کا ثبوت ہے

(ایڈیٹر)

دار الامان کا ہفتہ

۱- اعلیحضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی طبیعت بسبب اعادہ سنور کھانسی کی وجہ سے ناساز ہے۔ خاندان رسالت میں ہر طرح سے خدا تعالی کا فضل ہے۔

۲- بندگان ملت خیریت سے ہیں اور خدمت دین میں مصروف۔

حضرت حکیم الامۃ کا جواب ترک اسلام [illegible] سے ختم ہو چکا ہے پریس میں [illegible] طبع ہونا باقی ہے۔

۳- فاضل امروہی کا جدید رسالہ سر الشہادتین بابو محمد افضل صاحب ایڈیٹر البدر نے چھپایا ہے اور ہمارے پاس بغرض ریویو بھیجا ہے۔ اس رسالہ میں سورہ مؤمنین سے اخوندزادہ حضرت مولوی عبد اللطیف شہید رضی اللہ عنہ کی شہادت کو ثابت کیا ہے۔ اسکے لیے اتنا ہی لکھدینا کافی ہے کہ فاضل امروہی نے یہ رسالہ لکھا ہے اور قیمت پر بابو محمد افضل صاحب سے ملیگا۔

۴- ایک اور رسالہ القول الصحیح جو ۲۰ صفحہ پر شائع کیا گیا ہے ہمارے پرانے لاہوری پنجابی شاعر شیخ ہدایت اللہ صاحب کی تصنیف ہے جو اردو نظم میں حضرت اقدس کے متعلق ہے بابو صاحب موصوف سے ارزنیت پر ملیگا۔ ایک روپیہ کے خریدار کو ۲۰ نسخہ۔

یاد دہانی

سال گذشتہ کے آخری نمبر میں تعلیم الاسلام کالج کے متعلق تحریک کرتے ہوئے سو روپیہ ماہوار کے ۲۵ وظائف کی درخواست کی تھی اور ایک وظیفہ خود پیش کیا ہے اور بخصوصیت کے ساتھ جناب نواب محمد علیخان صاحب کے ساتھ تعلق رکھنے والوں سے التماس کی گئی تھی کہ وہ ملکر دو وظائف دیں مگر تعجب ہوا کہ ابھی تک اسپر توجہ نہیں ہوئی۔ کالج اور مدرسہ کے سٹاف سے کم از کم دو وظیفے تو ملنے چاہییں اور نواب صاحب کے پرسنل سٹاف میں سے تو تین چار وظائف مل سکتے ہیں۔ اگر کوشش کی جاوے۔

ہمارا مقدمہ اور ہمارے ہمعصر

مقدمہ ۲۰۴ کے فیصلہ کے متعلق ہم کسی قدر تفصیل سے لکھ چکے ہیں۔ بعض شتابکار اور جلد باز ہمعصروں خصوصاً پیسہ اخبار نے جو اسپر لکھا ہے اُسپر کسی اگلی اشاعت میں انشاء اللہ ہم بہت ہی مختصر سا نوٹس لینا چاہتے ہیں اور وہ بھی محض اسلیے کہ کسی سعادتمند کو فائدہ پہونچے ورنہ تاریکی کے فرزند ہمیشہ روشنی اور نور کے فرشتوں سے عداوت کرتے ہی رہے ہیں اور اُنکی تیرہ و تار نظر میں حُسن بھی بدنما ہی معلوم ہوتا ہے۔ پیسہ اخبار اگر لکھنا چاہتا تھا تو وہ منہاج نبوۃ کو مدنظر رکھکر مقدمہ کی اصلیت پر غور کرتا اور ذیر سے فیصلہ پڑھتا۔ پھر اسے معلوم ہو جاتا کہ کیا سیف چشتیائی عدالت کے اس فیصلہ کر کہ خطوط مندرجہ الحکم کرم دین کے ہیں کرم دین ہی کے بیان کے موافق (جو ان خطوط میں ہے) فیضی کے نوٹوں کا سرقہ نہیں ہے اور کیا کرم دین اپنے حلفی بیان میں ان خطوط کا منکر اور مجسٹریٹ کا فیصلہ اسکے خلاف نہیں ہے؟ ہم جب اس مقدمہ کی روئداد شائع کرینگے اُسوقت ان شاء اللہ اس پر بڑی تفصیلی بحث کرینگے۔ اور فیصلہ بھی جلد شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں جس کے ساتھ ساتھ کرم الدین اسکے گواہان کی صفائی کے بیانات بھی سے فرد فرد حصے درج کرینگے فی الحال پیسہ اخبار ہماری گذشتہ تحریروں کے موافق ذرا غور کرکے تو کچھ کہے۔

کیا مشرق الاقصی صحیح نہیں ہے؟	پیسہ اخبار اپنی ۳ فروری کی اشاعت میں
ہاں مشرق الاقصی صحیح نہیں	

پیسہ اخبار اپنی ۳ فروری کی اشاعت میں "کیا مشرق الاقصی صحیح نہیں ہے؟" کے عنوان سے قریباً پورا کالم اخبار کا سیاہ کرتا ہے۔ اور ریاض الاخبار کے اعتراض پر بہت کچھ جھنجھلاتا ہے جسنے لکھا ہے کہ یہ صحیح ترکیب نہیں ہے اس کے جواب میں آپ لکھتے ہیں "لیکن میں صاف کہتا ہوں کہ یہ اُسکی عربی سے ناواقفیت کی دلیل ہے اگر وہ کچھ بھی عربی جانتا یا عربی تراکیب سے اسکے کان آشنا ہوتے تو وہ مشرق الاقصی ابھی سرسری اور پاکیزہ لفظ کو دیکھکر کبھی نہ چونکتا خاص قرآن شریف میں یہ ترکیب جابجا استعمال کی گئی ہے سورہ انفال میں ہے اذ انتم بالعدوۃ الدنیا وھم بالعدوۃ القصوی کیا مشرق الاقصی یا عدوۃ القصوی کی ترکیب میں کوئی فرق ہے مگر مجھے یقین ہے کہ وہ اسکو بھی نہ سمجھے گا کاش وہ مسجد الاقصی ہی کا خیال کرتا جو ہندوستان کے مسلمان بچہ بچہ کی زبان پر ہے"۔

کاش پیسہ اخبار کا لائق عربی دان ایڈیٹر منشی محبوب عالم اس سوال کا جواب ہی نہ دیتا تو اسکی عربی دانی مصر و شام کی سیاحت کی عربی بول چال کے مصنف ہونے کی حیثیت سے وقعت قائم رہتی مگر اب مشرق الاقصی کی ترکیب کو صحیح قرار دیکر یہ [illegible] ہو گیا کہ اگرچہ آپ نے مصر کی سیر بھی کی مگر

خر عیسی اگر بمکہ رود
چوں بیاید ہنوز خر باشد

کے مفہوم کے موافق آپ عربی سے ویسے ہی کورے ہیں جیسے تھے۔ اور تعجب ہے کہ اسی پر بس نہیں بلکہ قرآن کریم کی تراکیب و اسالیب کے عالم ہونے کا بھی آپ کو ادعا ہے اور ایک آیۃ اپنے دعوے کی تائید میں پیش کرتے ہیں جو افسوس ہے کہ ان کے مفید مطلب نہیں۔ وہ ذرا آنکھیں کھولکر پڑھیں کہ العدوۃ القصوی شاید آپ نے قرآن شریف کی اصلاح کی فکر کی ہوگی؟

ایک مشکل اور ہے کہ پیسہ اخبار کے سٹاف میں بہت سے ایڈیٹر (بقول پیسہ اخبار) عربی انگریزی دان ہندو مسلمان وغیرہ کام کرتے ہیں معلوم نہیں یہ نوٹ خود بدولت منشی محبوب عالم صاحب نے لکھا ہے یا کسی عربی دان ایڈیٹر نے پیسہ اخبار لکھدیگا کہ محبوب عالم نے نہیں لکھا مشرق الاقصی کی ترکیب بالکل غلط ہے اور اگر پیسہ اخبار چاہے گا تو ہم اسپر مفصل لکھدینگے بالفعل اتنا ہی پوچھتے ہیں کہ پیسہ اخبار میں مشرق الاقصی بطور ترکیب اضافی استعمال ہوتا یا بطور ترکیب توصیفی؟ اگر ترکیب اضافی ہے تو یہ غلط ترکیب ہے اگر توصیفی تو نحوی طریق پر غلط ہے + شاید پیسہ اخبار اسکے ماننے کو طیار نہ ہو اسلیے ہم ہیں ہمکو بھی اسی لب و لہجہ سے مخاطب کریں جس سے انکو [illegible]

[illegible]

حضرت حجۃ اللہ امام الملت کے مکتوبات

مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری کے نام

یہ خط ان دنوں مولوی صاحب کے نام لکھا گیا تھا جب وہ اس سلسلہ عالیہ کیطرف توجہ رکھتے تھے اور حضرت حجۃ اللہ کے دعاوی کے خلاف انھوں نے زبان نہ کھولی تھی اور پوری یکسوئی بھی نہیں کی تھی۔
(ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی

مکرمی اخویم مولوی احمد اللہ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ افسوس کہ مجھے یہی واپس آنے کے وقت آپ سے ملاقات کرنے کا اتفاق نہ ہوا ہر چند ارادہ تو تھا کہ چند روز آپ کی ملاقات کے لیے امرتسر میں ٹھہر جاؤں مگر اہل و عیال میرے ساتھ تھے اور میں بوجہ مرض خارش مجبور تھا اسوجہ سے ٹھہر نہ سکا۔ اور اسجگہ آکر بیماری خارش اسقدر ترقی کر گئی کہ ابھی سفر کرنے سے بکلی مجبور ہوں تاہم آپ کی ملاقات کو دل بہت چاہتا ہے اور تمنائے قلبی ہے کہ آپ سے ملاقات ہو کر بعض امور واجب الاظہار آپکی خدمت میں عرض کیے جائیں لیکن بوجہ سخت مجبوری بیماری مذکورہ کے امرتسر میں جا نہیں سکتا اور چونکہ خارش امراض مزمنہ میں سے ہے اس لیے معلوم نہیں کہ کب تک اس سے شفا حاصل ہو۔

آج غلبۂ شوق ملاقات کی وجہ سے اور نیز بنظر محبت و اخلاص آنمکرم کے یہ خیال آیا کہ اگر آنمکرم کو اسی جگہ آنے کی تکلیف دوں تو امید قوی ہے کہ تشریف آوری سے دریغ نفرمائینگے لہذا مکلف ہوں کہ براہ مہربانی صرف تین چار روز کے لیے ضرور تشریف لاویں آپ کی آمد و رفت کا خرچ میرے ذمہ ہوگا محض مصلحت دینی کی وجہ سے آنمکرم کو تکلیف دیتا ہوں کیونکہ دیکھتا ہوں کہ تقوی جو راس الخیرات ہے آنمکرم میں پایا جاتا ہے اور ہر ایک امر دینی فہم اور فراست اور درایت کا تقوی پر موقوف ہے اگر کسی انسان میں تقوی وجود نہ ہو تو اگرچہ وہ اتنی کتابوں سے لدا ہوا ہو کہ جس قدر ریل گاڑی میں لکڑی وغیرہ لدی ہوئی ہوتی ہے تب بھی وہ کتابیں بغیر تقوی کے اسکو کچھ مفید نہیں ہو سکتیں جیسا کہ یہود میں بہت سے علما ایسے تھے کہ توریت کی آیت آیت انکو حفظ کی طرح تھیں لیکن چونکہ ان میں تقوی نہیں تھا اس لیے خدا تعالی نے قرآن کریم میں ان کا نام علماء ربانی نہیں رکھا بلکہ انکو اس لائق بھی قرار نہیں دیا کہ انسان کے نام سے موسوم کیے جائیں غرض بجز کمال جوہر تقوی کے صرف علم رسمی کی آنکھ کسی کام نہیں آتی۔

آجکل اکثر لوگوں کی آنکھوں پر جسقدر تاریکی و بدظنی و بدگمانی چھا گئی ہے اگر غور کر کے دیکھا جاوے تو اسکا باعث بجز ترک تقوی اور کوئی چیز نہیں حضرت عیسی علیہ السلام نے کسیکو چوری کرتے ہوئے دیکھا تھا اسکو کہا کہ کیا تو چوری کرتا ہے تو اسنے جواب دیا کہ اللہ تعالے کی قسم ہے میں چوری نہیں کرتا تب حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے اپنی آنکھوں کو جھٹلایا اور تیری تصدیق کی۔ سو انھوں نے چور کو چوری کرتے ہوئے دیکھکر پھر صرف اسکے قسم کھانے پر کیوں اسکو محل سرقہ سے بری قرار دیا اس کا یہی سبب تھا کہ اس نبی معصوم کی آنکھ تقوے کے کحل الجواہر سے مکحل تھیں سو اس نے نہ چاہا کہ ایک شخص کو اللہ جل شانہ کی قسم کھاتے دیکھکر پھر اس قسم کو ذلت اور خواری کی نظر سے دیکھے لیکن اسجگہ اس عاجز نے ان موجودہ علماء کے مقابل پر جو اس عاجز کو ایک عمر سے تائید اور خدمت اسلام میں مشغول اور فدا شدہ دیکھتے ہیں کئی مرتبہ خدا تعالی کی قسمیں کھا کر کہا کہ میں کسی نبوۃ کا دعوی نہیں کرتا اور نہ معجزات کا منکر ہوں اور نہ لیلۃ القدر اور معراج اور ملائکہ کے وجود کا انکاری اور نہ کسی دوسرے عقیدہ اسلام سے برگشتہ ہوں مگر پھر بھی یہ لوگ تکفیر سے باز نہیں آئے انکی آنکھوں میں اس عاجز کی اس چور جتنی بھی قدر نہیں جسکو مسیح علیہ السلام کی آنکھوں نے دیکھا تھا اس کا انصاف روز القیامت ہوگا۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ مگر ان لوگوں نے بغیر اسکے کہ میرے حالات کا ان کو پورا علم ہوتا یوں ہی کافر کافر کا شور مچا دیا اور ہر چند میں نے ہزارہا دفعہ ان کے روبرو شہادت دی کہ میں کلمۂ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا قائل اور مقر ہوں اور ان سب باتوں پر ایمان رکھتا ہوں جو قرآن کریم اور احادیث صحیحہ و مرفوعہ متصلہ میں درج ہیں اور قبلہ کیطرف نماز پڑھتا ہوں۔ لیکن ان علماء نے میرے اس بیان کی بھی کچھ پروا نہیں کی۔ جیسے یہ بھی کہا کہ اگر میری کسی تالیف میں کچھ ایسا کلمہ ہے جو آپ لوگوں نے عقیدہ حقہ اسلام کے مخالف سمجھ لیا ہے تو یہ آپ کی غلط فہمی ہے میری تالیف کا منشا وہی ہے جو میں نے اشتہارات کے ذریعہ سے شائع کر دیا ہے اور اگر کوئی آدمیت اور اہلیت سے میری کتابوں کے مواضع معترض علیہا میرے سامنے پیش کرے تو میں چند منٹ میں اسکو مطمئن کر سکتا ہوں میری تالیفات میں کوئی امر مخالف اسلام نہیں بلکہ ہر ایک جگہ اصل عقیدہ اسلام کو مسلم رکھکر نکات کشفیہ اور معارف روحانیہ کا بیان ہے لیکن افسوس کہ یہ علماء میرے یہ تمام بیانات سنکر صرف یہی ایک جواب دیتے ہیں کہ تمھارے دل میں تو کفر ہے اور زبان پر ایمان گویا انھوں نے دلکو چیر کر دیکھ لیا ہے۔

بعض یہ آیت پڑھ کر سناتے ہیں وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ

اور نہیں جانتے کہ یہ تو مخاطبات اللہ بذریعہ وحی رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کو بعض پنہانی کفار کی خبر دی گئی تھی مگر ان مولویوں پر تو کوئی وحی نازل نہیں ہوئی ان کو تو یہ آیت یاد رکھنی چاہیے جس میں لَسْتَ مُؤْمِنًا ہے غرض ان امور کی بخوبی اطلاع دینے کے لیے اور نیز بعض خاص مسائل متعلقہ اپنے پر مطلع کرنے کے لیے آنمکرم کو تکلیف دیتا ہوں کیونکہ میں دلی یقین سے خیال کرتا ہوں کہ جن امور کو آنمکرم بانشراح صدر سمجھ لیں گے ان کا دوسرے دلوں پر ڈالنے کے لیے پوری پوری کوشش عمل میں لائیں گے سو آپ خالصاً للہ یہ سفر چند روزہ کے لیے اختیار فرماویں

ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین

از قادیان ۱۲ نومبر ۱۸۹۱ء

سید محمد عسکری صاحب کے نام

میری زندگی صرف احیاء دین کے لیے ہے اور میرا اصول دنیا کی بابت یہی ہے کہ جب تک اس سے بکلی منہ نہ پھیر لیں ایمان کا بچاؤ نہیں۔ راحت و رنج گذرنے والی چیزیں ہیں اگر ہم دنیا کے چند دم مصیبت و رنج میں کاٹیں گے تو اس کے عوض جاودانی راحت پائیں گے۔ بہشت انھیں کی وراثت ہے کہ جو دنیا کے دوزخ کو اپنے لیے قبول کرتے ہیں اور لذات اور عیش و عشرت دنیوی کے لیے مرے نہیں جاتے۔ دنیا کیا حقیقت رکھتی ہے اور اس کے رنج و راحت کیا چیز ہیں جب کو آخرت کی خوشحالی کی خواہش ہے۔ اسکے لیے یہی بہتر ہے کہ تکالیف دنیوی کو بانشراح صدر اٹھالے۔ اور اس ناپائدار گھر کی عزت اور ذلت کو کچھ چیز نہ سمجھے۔ یہ دنیا بڑا دھوکہ دینے والا مقام ہے جسکو آخرت پر ایمان ہے وہ کبھی اس کے غم سے اور نہ اس کی خوشی سے خوش ہوتا ہے۔ والسلام

۱۰ فروری ۱۸۹۸ء

مولوی احمد الدین صاحب کے نام

از عاجز عائذ باللہ الصمد احمد۔ بخدمت اخویم مولوی احمد الدین صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایتنامہ مخلص رسید واضح باد کہ فتح باب رحمت الہی بیک طریقہ نیست کسی را بروزہ و نماز مے کشند و دیگرے را بصدقہ و خیرات یا بعلی دیگر راہ میدہند غرض وسائل قبولیت بحضرت احدیت مختلف افتادہ اند۔ واین احقر بتائید دین وقلع وقمع مذاہب شیاطین مامور است وہمدریں کار و خدمت لذت وکشایش می یابد وہمیں سیرت را از دیگر کسان نیز دوست میدارد و میخواہد کہ ازان زمانہ کہ وقت بین کہ بدلیل خود سرو کار میدارند وانہ غریقان ضلالت ومعصیت بکلی دست کشیدہ اند ہمچو انبیاء بتعلیم عباد اللہ مشغول شوند واز بہر اعلائے کلمہ اسلام جان ومال وعزت وآسایش را فدا کنند کہ در حالت موجودہ زمانہ ہمیں اعظم عبادات است۔ بفکر خود مبتلا مانندن واز فکر برادر خود بکلی رو تافتن نامردی وناہلی ست۔ پس مذہب ما ہمیں است کہ ذکر یافت وہم بدیں ماموریم و خورسندیم وہر کہ براہ ما قدم زدن اشتیاقی دارد بروے مخفی نماند کہ مارا ہمیں خدمت سپردہ اند کہ با مخالفین دین متین مناظرہ و مجادلہ کنیم و بدلیشان حجت الہی باتمام رسانیم وکسیکہ چنین سیرتے وخصلتے ندارد گو زاہدے باشد یا عابدے یا گوشہ نشینی یا چلہ کشے او با ما مناسبتے ندارد واز ما نیست وکل حزب بما لدیہم فرحون ومن ینصرہ اللہ ینصرہ۔ ۲۶ دسمبر ۱۸۸۴ء

مولانا نور الدین صاحب کے نام

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نور الدین صاحب سلمہ تعالے۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کے استفسار کے جواب میں لکھا جاتا ہے کہ اصل علاج حزن کا ترقی معرفت ہے اللہ جل شانہ کا یہی قانون قدرت ہے کہ

www.aaiil.org

مختصر نوٹ اور نکات

ہیں الحلبیس کے حوالہ سے روزانہ پیسہ لکھتا ہے کہ کسی قوم کی ترقی تب تک نہیں ہو سکتی جب تک کہ ہر ایک خاندان کی اصلاح نہ ہو اور خاندان کی اصلاح تب تک نہیں ہو سکتی جب تک عورتیں تعلیم یافتہ نہ ہوں اور عورتوں کی تعلیم تب تک نہیں ہو سکتی جب تک کہ خاوند اپنی بیویوں کو باپ اپنی بیٹیوں کو بھائی اپنی بہنوں کو تعلیم نہ دیں۔

تعلیم نفس الامر میں ایک عمدہ شے ہے لیکن دلیر قاعدہ کلیہ کے وہ موجب اصلاح نہیں ہو سکتی + یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی کتاب مجید اصلاح کا طریق مدرسوں کا اجرا یا مستورات کی تعلیم قرار نہیں دیتی ہے بلکہ بام ترقی پر چڑھنے کے جو اسباب قرآن کریم نے پیش کیے ہیں اور جنکو عمل میں لا کر مسلمانوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک صحبت میں رہ کر تجربہ کر لیا تھا کہ فی الحقیقت ان سے بہتر کوئی نسخہ کامیابی کا نہیں ہے انکی طرف افسوس سے کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں کو توجہ نہیں ہے اور جب توجہ دلائی جاتی ہے تو اسپر ہنسی اور ٹھٹھے کرتے ہیں

یَا لَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ

کہکر خاموش ہو رہتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ قوم کو اپنے درد کی شناخت کی توفیق دے اور وہ اس کے حقیقی علاج کی طرف متوجہ ہو۔

قرآن کریم قوم کی ترقی کی جڑ تقویٰ بتاتا ہے اور کسی قوم کے تنزل و ترقی کی تہ میں ایک ہی اصل کام کرتی ہے جو ان پاک الفاظ میں ادا ہوئی ہے۔

ان اللّٰہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

اور پھر اس کی تفصیل مختلف مقامات میں مختلف طرز پر ہوئی ہے۔ تبدیلی قوم کا وہی رنگ خدا تعالیٰ کیطرف سے آتا ہے جس قسم کا وہ خود اختیار کرتی ہے یعنی اگر قوم اسباب تنزل سے پنجہ مارتی ہے تو ادبار قومی نصیب ہوتا ہے اور اگر طریق تقویٰ سے تمسک کرتی ہے تو وہ اسکی ترقی کا زینہ ٹھہرتا ہے۔ پس ترقی یا تنزل کی تہ میں اصل **تبدیلی** کام کرتی ہے۔ اسلیے کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی جب تک وہ پاک تبدیلی نہ کرے **پاک تبدیلی** نہیں ہو سکتی جب تک ان میں کوئی **صاحب کشش** اور **صاحب قوت قدسی** وجود موجود نہ ہو + جو اپنی پاک صحبت کی تاثیروں اپنی دعاؤں اور عقد ہمت اپنے پاک نمونہ سے حیرت انگیز تبدیلی کر دیتا ہے۔ یہ ہے اصلاح کا **کامل طریق** جسکو اللہ تعالیٰ نے ابتدائے آفرینش سے تجویز فرمایا ہے۔

جبکہ کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی جبتک کہ وہ پاک تبدیلی نہ کرے اور پاک تبدیلی نہیں ہو سکتی جب تک **صاحب کشش وجود** نہ ہو جو خدا تعالیٰ سے سچا تعلق رکھتا ہو اور اسی کیطرف سے اصلاح کے لیے مامور ہوا ہو تعلق نہ ہو؟ تو پھر اُسوقت اصلاح کی ایک ہی صورت ہو سکتی ہے اور یہی ہے کہ حضرت مسیح موعود سے سچا تعلق ہو۔

اور جب قوم ترقی کرے گی تو اسی ایک راہ سے کیونکہ یہی وہ راہ ہے جسکو خدا نے پسند فرمایا ہے

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قوم کو خطاب کرکے فرماتے ہیں۔

افسوس ہے کہ آسمان گواہی دے رہا ہے اور تم نہیں سنتے! اور زمین ضرورۃ ضرورۃ بیان کر رہی ہے اور تم نہیں دیکھتے! اے بد بخت **قوم**! اُٹھ اور دیکھ کہ اس مصیبت کے وقت جو اسلام پیروں کے نیچے کچلا گیا اور مجرموں کی طرح بعزت کیا گیا وہ جھوٹوں میں شمار کیا گیا وہ ناپاکوں میں لکھا گیا

تو کیا خدا کی غیرت ایسے وقت میں جوش نہ مارتی

اب سمجھ

کہ آسمان جھکتا چلا آتا ہے اور وہ دن نزدیک ہیں کہ ہر ایک کان کو انا الموجود کی آواز آئے۔

ایک مرتبہ ہمارے ایک مخالف نے ہمسے کہا کہ تمہارے اور عام مسلمانوں کے درمیان اتنا فرق ہی کافی ہے کہ عام مسلمان آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین سمجھتے ہیں اور تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرزا صاحب کو بھی نبی مانتے ہو۔ اسپر ہمنے کہا کہ تم نے غلط کہا۔ اصل یہ ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین کرتے ہیں اور تم مسیح ابن مریم کو۔ کیونکہ ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ نبوۃ کے حقیقی معنوں کے رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی نیا نبی آ سکتا ہے اور نہ پرانا اور قرآن شریف ایسے نبیوں کے ظہور سے مانع ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حقیقی نبوت اور مستقل نبوت کے دروازے کلی بند ہیں لیکن خونی مہدی اور خونی مسیح کے منتظر یہ مانتے ہیں کہ نہیں! مسیح ابن مریم اسرائیلی نبی کے لیے ایک کھڑکی کھلی ہے۔ جب اُنکا یہ اعتقاد ہے تو جواب دو۔ کہ آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبین کے بعد حقیقی نبی آ گیا اور خاتم الکتب قرآن کے بعد مستقل وحی نبوت کا سلسلہ شروع ہو گیا تو ختم نبوت کیونکر ہوا؟ کیا نبی کی وحی وحی نبوۃ ہو گی یا کچھ اور۔ یا مسیح منصب نبوت سے معزول ہو کر آئے گا؟ اس سوال پر ہمارے مخالف کو تو کوئی جواب نہیں آیا + سلیم الفطرت ناظرین بھی غور کریں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبین احمدی قوم مانتی ہے یا بدنصیب مخالف!!!

ہمارے ایک محسن مخدوم کے ہاں ایک ریاست کے مشیر اعلیٰ مہمان تھے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تذکرہ ہو رہا تھا۔ اثنائے بیان میں ایک احمدی نے فرمایا کہ جناب مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے میں یا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوۃ سے انکار کرنا پڑے گا اور یا یہ کہ مسیح ابن مریم کو منصب نبوت سے معزول ماننا ہوگا۔ اسپر مشیر اعلیٰ نے نہایت متانت اور بخیال خویش پر معنی الفاظ میں فرمایا کہ مسیح ابن مریم اسرائیلی نبی اگر نبی ہی رہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں ہو جاوے تو اس سے اس کی کوئی کسر شان نہیں!

ممکن ہے مشیر اعلیٰ صاحب کے نزدیک کوئی حرج نہ ہو کہ **ایک نبی منصب نبوۃ سے معزول ہو جاوے**

لیکن

اس بات سے ایک خاص امر کا پتا لگتا ہے۔ مسلمانوں میں عام طور پر یہ مشہور ہے کہ حضرت عیسٰی جب آوینگے تو وہ اُمتی ہوں گے۔ اور وعظ خوان اس امر کو بڑے زور سے بیان کیا کرتے ہیں اور فضائل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں رکھتے ہیں حقیقت میں یہ بات تو صحیح تھی مگر افسوس کہ دنیا نے اسکو نہ سمجھا حقیقت یہی تھی کہ آنے والا مسیح اسی اُمت کا ایک فرد ہوگا اور اس اُمت میں سے ہی ایک کا مسیح ہو جانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی علو شان کو ظاہر کرتا ہے لیکن مغز و حقیقت سے ناآشنا لوگوں نے غلطی کھائی اور دو ہزار برس سے مردہ کو (عام اصطلاح کے موافق) قبر سے نکال لائے اور منصب نبوۃ سے معزول کرکے لا بٹھایا

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

ایمان کے تازہ رکھنے اور قوۃ معرفۃ و یقین کے بڑھنے کے واسطے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مکالمات و مخاطبات کا سلسلہ جاری رہے۔ چنانچہ یہ فیض اور فضل اُمت محمدیہ صلعم کو حاصل ہے کہ آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا متبع اور آپ کے نقش قدم پر چلنے والا اللہ تعالیٰ کے اس فضل اور فیض سے اپنے ظرف و استعداد کے موافق حصہ لیتا ہے + جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور اسلام کی سچائی کا زبردست نشان ٹھہرتا ہے + یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاک وجود کو حجت ٹھہرایا ہے + جسطرز پر آپ اسلام کو ادیان باطلہ و ملل کاذبہ پر غالب کر رہے ہیں تیرہ سو برس کے اندر اسکی نظیر کم ملے گی + یہ ہم بیشک مانتے ہیں کہ اسلام کے زندہ برکات ہر زمانہ میں جاری رہے ہیں لیکن اسی شان اور شوکت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس کا ظہور نہیں ہوا۔ بڑا ہی بد قسمت ہے وہ انسان جو اسلام کی زندگی کو تسلیم نہیں کرتا

مجرد الہامات کوئی حقیقت اپنے اندر نہیں رکھتے اور نرے الفاظ و فقرات کوئی معرفت اور بصیرت کی نہیں بخش سکتے انکی نسبت یہ فیصلہ کرنا بھی مشکل ہوتا ہے کہ وہ الہامات ربانی ہیں یا القاء خیالی۔ اسلیے اللہ تعالیٰ نے سچے ملہمات کا یہ نشان رکھا ہوا ہے کہ اسکے ساتھ اقتداری قوت کے نشانات ہوتے ہیں ان میں پیشگوئیاں اور تحدیاں ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات واقعی خدا کیطرف سے ہیں کیونکہ وہ غیب کی خبروں پر مشتمل ہوتے ہیں ان کے ساتھ زبردست نشان ہوتے ہیں جو مفتری کو نہیں دیئے جاتے۔ اگر کوئی خالی الذہن ہو کر غور کرے تو اس اصل سے فائدہ اُٹھا سکتا ہے۔

حضرت اقدس حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کے قائم کردہ سلسلہ عالیہ احمدیہ پر غور کرنے والوں کے لیے بہتر طریق یہ ہے کہ وہ اس سلسلہ کی حقانیت معلوم کرنے کے واسطے وہ معیار اور محک استعمال کریں جو سلسلہ نبوۃ کی صداقت کے لیے استعمال کیا جاتا ہے کیونکہ یہ سلسلہ منہاج نبوۃ پر قائم ہوا ہے پس جو شخص منہاج نبوت کو چھوڑ کر کسی اور طریق اور راہ سے اسکو پرکھنا چاہے گا وہ ناکام رہیگا۔ اور کوئی فائدہ نہیں اُٹھا سکے گا۔

قرآن کریم نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ فرمایا **ولکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجو اللّٰہ و**

www.aaiil.org

الیوم الآخر - حقیقت میں یہ آنحضرت صلعم کی عظمت و شان کا اظہار ہے - زندگی کی مختلف حالتوں اور صورتوں میں آپکا نمونہ ہونا چھوٹی سی بات نہیں اور وہ نمونہ بھی کامل نمونہ بہترین نمونہ -

لاریب آپ کی زندگی انسان کی شگفتہ اور نشوونما یافتہ اور کامل مہذب زندگی کے ہر شعبہ کے لیے نمونہ بہم پہونچاتی ہے ایک مصلح (ریفارمر) ایک قوم بنانے والا ایک ملٹری کمانڈر (جنگی سپہ سالار) ایک غیر قوموں سے برتنے کے آداب کی معرفت کا عارف - ایک شوہر ایک باپ - ایک عظیم الشان دوست - ایک لیکچرار - ایک محب وطن - ایک بنی نوع انسان کا سچا خیرخواہ - ایک فیاض و جواد انسان - ایک قادر علی الانتقام ہو کر عفو کر دینے والا - ایک سلطان ذی شان - ایک منقطع الی اللہ درویش - غرض تمام اخلاقی شعبوں کا پورا اور کامل نمونہ اور انک لعلی خلق عظیم کا سچا مصداق ہے - اللھم صل علی محمد و علی ال محمد و بارک و سلم

ہمارے

مخدوم و محترم واجب العزت حضرت **حکیم الامۃ** فرمایا کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی **لائف** پر بہت غور کرنا چاہیے - اور اسے بہت پڑھا کرو - لیکن کیا یہ ہماری **التجا** نا واجب ہو سکتی ہے اگر ہم حضرت حکیم الامۃ سے چاہیں کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے مختلف شعبوں پر مختلف اوقات میں اپنی **وسیع واقفیت** اور نکتہ رس جو دطبیعت سے ہمیں اور ہمارے ناظرین کو کوئی گرانقدر ہدیہ عطا کریں -

تاریخی نام کی ضرورت

ہمارے مکرم بھائی ڈاکٹر ممتاز علیخان صاحب سمالی لینڈ پر براسے دریافت کرتے ہیں کہ ان کے ہاں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایک بچہ پیدا ہوا ہے وہ اسکا نام تاریخی سنہ ۱۳۲۱ھ اور ۱۹۰۴ء کا رکھنا چاہتے ہیں نام ان کے نام کی طرز پر ہو امید ہے کہ ہمارے بھائی فن تاریخ سے مذاق رکھنے والے مندرجہ بالا شرائط کا لحاظ رکھکر بہت جلد تاریخی نام سے اطلاع دینگے -

اطلاع

منشی محمد خان صاحب مرحوم کے نام کا اخبار جاری ہو چکا ہے اب کوئی درخواست نہیں آنی چاہیے -

حضرت حکیم الامۃ کا وعظ و جلسۃ الوداع کی تقریب پر

گذشتہ اشاعت سے آگے

اس سے تو صحابہ کی اولوالعزمی انکی فراست صحیحہ اور وحدۃ و یکجہتی کی خواہش صادقہ کا پتا ملتا ہے اور یہ فعل انکا قابل تعریف ثابت ہوتا ہے مگر نادان معترض اسکو بھی اعتراض سے خالی نہیں چھوڑتا - سچ ہے - ع

عیب نماید ہنرش در نظر

کا معاملہ ہے

پھر قرآن شریف چونکہ حکیم خدا کی کتاب ہے اور وہ انسانی قویٰ اور انسانی ضرورتوں کے علم پر حاوی ہے اس لیے وہ ایک اصل کو تو قائم رکھتا ہے ضمنی امور کو اس حد تک جہاں تک انسان کی جائز ضروریات کا تعلق ہے چھوڑ دیتا ہے یا یہ کہو کہ وہ کوئی حکم ایسا پیش نہیں کرتا جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہو اور وہ اسکی تعمیل ہی نہیں کر سکتا - چنانچہ صاف فرمایا لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا

مجھے اس موقعہ پر قرآن کریم کی عظمت اور کمال کے سامنے رو میں ایک وجد محسوس ہوتا ہے اور اسکے منجانب اللہ ہونے پر یہ ہی زبردست دلیل نظر آتی ہے جب میں دیکھتا ہوں کہ دنیا کی ایک بڑی قوم جو آج اپنی دانش اور سمجھ پر اتراتی ہے اپنی ایجادوں اور صنعتوں پر ناز کرتی ہے اپنی ہدایت نامہ کو بکلی چھوڑ بیٹھے ہیں محض اس لیے کہ اسکی تعلیم ناممکن العمل ہے - اور وہ ایسی تعلیم ہے جس کے معلم کی نسبت تسلیم کرنا پڑے گا کہ وہ **انسانی قویٰ** کی حقیقت سے بالکل ناواقف اور ناآشنا ہے - یہی وجہ ہے کہ زندگی کے کسی حصہ اور شعبہ کے لیے انجیل کی ہدایت نہیں مل سکتی -

ایک شوہر - ایک باپ - ایک کمانڈر انچیف ایک قاضی اور جج - ایک سلطان جلیل القدر - ایک منتبل الی اللہ درویش - ایک مقنن - ایک جواد انسان بتاؤ انجیل سے کیا ہدایتیں لے سکتا ہے ہماری گورنمنٹ مذہبًا عیسائی ہے لیکن اگر وہ انجیل کے موافق عملدرآمد کرنا چاہے تو آج پولیس اور فوج کو الگ کرے - اور کوئی ہندوستان مانگے تو یہ دوسرے حصے سلطنت کے دینے کو طیار ہو جاوے - ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری پھیر دینے پر عمل شروع ہو تو آج انگلستان کا صفایا ہو جاوے - ملک کا امن چین خطرناک حالت میں پڑ جاوے - مگر خدا کا شکر ہے کہ اسپر عمل نہیں اور عملی طور پر

یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ انجیل ہدایت نامہ نہیں ہے

اور وہ انسانی زندگی کی ضروریات سے ناواقف شخص کے خیالات ہیں +

غرض

یہ ذکر تو ذوق بیان کی وجہ سے درمیان آگیا میں یہ بیان کرنا چاہتا تھا کہ قرآن شریف چونکہ اللہ علیم و حکیم کی کتاب ہے اس لیے وہ انسانی ضرورتوں اور انکی مجبوریوں کا پورا علم اور فلسفہ اپنے اندر رکھتی ہے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک صحبت میں رہنے کا حکم دیا ہے اور انسان چونکہ متمدن ہے بعض اوقات اسکو مشکلات پیش آجاتے ہیں اور وہ ہر دم اس سرکار میں حاضر رہنے سے معذور ہو سکتا ہے - اس لیے معمولی دوری کو انقطاع کلی کا موجب نہیں ہونے دینا چاہیے - جس قدر دور رہتا جاتا ہے اسی قدر سستی اور کاہلی پیدا ہوتی ہے - اگر خدا تعالیٰ کا فضل اور کثرت استغفار نہ ہو - اس لیے انقطاع کلی سے بچانے کے لیے حکم دیا ہے -

ماکان لاھل المدینۃ ومن حولھم من الاعراب ان یتخلفوا عن رسول اللہ الآیہ

یعنی اہل مدینہ اور اس کے اردگرد رہنے والوں کا یہ کبھی حال نہ ہو کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی خاص کام میں توجہ کریں تو یہ اپنی جگہ سمجھیں یا نہ سمجھیں اس کے خلاف ورزی نہ کریں -

انسان سمجھ نہیں	انبیاء و مرسلین کے کام اللہ تعالیٰ کے اشارے اور ایما کے ماتحت ہوتی

ہیں اور ان میں باریک در باریک اسرار اور غوامض ہوتے ہیں موٹی عقل سے دیکھنے والوں کی نظر میں ممکن ہے کہ ایک فعل مفید معلوم نہ ہو لیکن در اصل اس میں مآل کار قوم اور ملک کے لیے ہزاروں ہزار مفاد اور بہتریاں ہوتی ہیں تو یہ اسکی حماقت ہوگی اگر اسپر اعتراض کر دے -

نادان انسان ہر فعل کی علت غائی اور ضرورت کو نہیں سمجھتا - اور نہ اسکے لیے ضروری ہے کہ یہ ہر ایک فعل کی علت غائی ہی سوچتا رہے - ایک کیکر کے درخت کو جو اس قدر کانٹے لگائے - اور شیشم یا آم کے درخت کو ایک بھی کانٹا نہ لگایا - اب اگر ایک احمق اعتراض کرے کہ یہ کیا کیا کیکر کے درخت کو کانٹے کیوں لگائے اور دوسرے کو کیوں نہ لگائے یہ اسکی نادانی ہوگی یا نہیں؟ اسکی مصلحت اور ضرورت کو تو وہی خدا سمجھتا ہے جسنے کیکر اور آم کو بنایا ہے دوسرا کیونکر اسے سمجھے + اسی طرح پر انبیاء ؑ کے افعال و حرکات جیسا کہ میں نے ابھی کہا ہے اللہ تعالیٰ کے خفی و جلی احکام اور اشارات کے ماتحت ہوتے ہیں بعض اوقات انکے افعال عام نظر میں ایسے دکھائی دیتے جاتے ہیں جو دوسروں کو اعتراض کا موقع ملتا ہے - مگر در حقیقت درست اور صحیح وہی ہوتا ہے اب ایک آدمی دیکھتا ہے کہ بدر کے جنگ میں تین آدمی مخالفوں کی طرف سے نکلے ہیں اور تین ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نکلے ہیں کوئی کہے کہ تین مقابلہ میں ڈیڑھ کافی تھا آپ نے تین کیوں بھیجے ڈیڑھ کے لیے کافی تھے؟ مگر وہ بڑا ہی احمق اور نادان ہوگا جو کہے کہ یہ کارروائی غلط تھی -

یاد رکھو

خدا تعالیٰ کی مرسل مخلوق کو اپنی فراست پر قیاس نہیں کر لینا چاہیے - اسی لیے فرمایا کہ خیر القرون کی مخلوق کو تخلف جائز نہیں ہے - خواہ اس میں مصائب اور مشکلات ہی پیدا ہوں اور ہوتے ہیں مگر جب وہ اپنا کام اسپر مقدم نہ کریں گے تو کیا یہ تکالیف اور مصائب اکارت جائیں گے - ؟ کبھی نہیں! سنو!

ذلک بانھم لا یصیبھم ظما ولا نصب ولا مخمصۃ فی سبیل اللہ ولا یطئون موطئا یغیظ الکفار ولا ینالون من عدو نیلا الا کتب لھم بہ عمل صالح ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین +

خلاصہ کلام یہ ہے کہ سفر میں پیاس لگتی ہے موقع پر پانی نہیں ملتا - بوجھ اٹھانا پڑتا ہے تکان یا تکالیف ہوتی ہے ایسا ہی سفر میں ممکن ہے کہ روٹی نہ ملے یا ملے تو وقت پر نہ ملے اس قسم کی صد ہا قسم کی تکلیف ہوتی ہے اس قسم کی تکالیف اور مشکلات اگر اللہ تعالیٰ کے لیے ہوں اور دشمن سے کوئی فائدہ حاصل کرے - غرض حضور الٰہی میں انکا ثمرہ ضرور ہوتا ہے اور انکو ذمہ اعمال میں نیک عمل لکھا جاتا ہے - خدا چونکہ شکور خدا ہے وہ محسنین کے اجر کو ضائع نہیں کرتا -

باقی آئندہ

www.aaiil.org

پایونیر اور حضرت مسیح موعود

نمبر ۳

سلسلہ کے لیے دیکھو نمبر ۲ جلد ۹ -

ڈاکٹر آر - ایس - کسٹ - ایل - ایل ڈی نے برٹش انجمن میں بمقام ایسوچ پادریوں کو مخاطب بنا کے یہ بیان کیا تھا " اگر غیر ممالک کے لوگ انگلستان میں چلے آئیں اور عرب مسلمان ویسٹ منسٹر کے پاس ایک حصہ زمین پر قبضہ کر کے ایک مسجد بنالیں اور بڑے بڑے مینار بنا کے اللہ اکبر کی صدائیں بلند کریں تو میں تم سے دریافت کرتا ہوں آیا اہل لندن کی کیا کیفیت ہوگی اور وہ انھیں کس نظر سے دیکھیں گے - لوگ دوڑ پڑینگے پولیس دست اندازی کرے گی کہ مہذب سرزمین میں یہ کیا غل مچار کھا ہے اور ان بیچاروں کا دم بھر میں نیا پانچا کر دینگے - پھر اس انگریز کا کیا علاج ہے جو چین میں جاتا ہے عیسائیت کے پھیلانے کی تدبیر کرتا ہے تو پہلے ایک بلند مقام پر ایک گرجا بناتا ہے اور اس مقدس زمین کو جسکو چینی پرستش کرتے ہیں اسطرح ناپاک کرتا ہے - اگر چینی وقتاً فوقتاً فساد کے لیے اٹھ کھڑے ہوں اور غیر ملکی شیطانوں سے سخت خطرناک طریقہ سے انتقام لیں تو کیونکر ناز یبا ہوسکتا ہے وہ دول خارجہ کے لوگوں کی موجودگی نہیں چاہتے اور غیر ہمدرد غیر ملکیوں کو اپنے درمیان رہنے دینے کی انھیں مطلق ضرورت نہیں ہے -

---

مسٹر ن - جے اسکاٹ نے ۵ ر جولائی کے پایونیر میں ان لوگوں کا جواب دیا تھا جو عیسائیت پر مذکورہ بالا اعتراض کرتے ہیں اور لکھا تھا کہ عیسائیت کے ساتھ ساتھ تمدن اور تہذیب نے ترقی کی ہے - انجیل مقدس ہی نے رومتہ الکبری کو بچادیا ہے اور یورپ میں اسی سے زندگی پیدا ہوئی ہے " اسحاق جیکسن صاحب تحریر فرماتے ہیں جس شخص نے فاضل مصنف گبن کی تاریخ " ڈکلائن اینڈ فال " " ہسٹری آف دی مڈل ایجز " اور موشیم صاحب کی تاریخ عیسائیت کو دیکھا ہے وہ اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ جو کچھ پادری صاحب مذکور فرماتے ہیں غلط ہے - اب دیکھنا یہ ہے کہ جب رومتہ الکبری میں عیسائیت قائم ہوکے یورپ میں آئی ہے اس وقت اس کی کیا کیفیت تھی - زاہدوں اور راہبوں نے تمام جنگلوں کو اپنے غلیظ صومعوں سے بھر دیا تھا یہ لوگ وحشی جانوروں کی طرح رہتے تھے اور انکے بدن پر چیتھڑے لگے ہوئے تھے - ہزاروں بلکہ لاکھوں راہب کتوں کی طرح گھومتے پھرتے تھے اور غریب رعایا کو آسمان کی بادشاہت کی بشارتیں دیتے تھے اور انکو برباد کر رکھا تھا - اس زمانہ میں جبکہ خداوند مسیح کے سچے پیرو موجود تھے اور ان کے پاس انجیل مقدس بھی انھوں نے تمام دنیا کو دین کو لت پت کر دیا - تثلیث کے بکھیڑے میں لاکھوں آدمیوں کا صفایا ہوگیا - وہ لاکھوں آدمی شہید ہوئے جو بیچارے یہی نہیں جانتے تھے کہ خداوند مسیح کون ہے " اور آسمانی بادشاہت کہتے کسے ہیں - اسی کم بخت عیسائیت نے پورے چار لاکھ عورتوں اور بچوں کو زندہ جلا دیا اور انپر جادوگری کا الزام لگایا گیا کیونکہ بائبل میں لکھا ہے " جادوگرنیوں کو زندہ نہ چھوڑ - اب ہمیں اپنے زمانہ کی کیفیت دیکھنی چاہیے کہ موجودہ مسیحی مورخ عیسائیت کی نسبت کیا رائے دیتے ہیں اور کفر یعنی اسلام کی نسبت کیا خیال ظاہر کرتے ہیں کپتان ٹیلر اسلام کی نسبت جیسے لارڈ سالسبری ایک خاص مگر الوہیت میں مغالطہ رکھنے والا مذہب کہہ رہے ہیں یہ رائے دیتا ہے - جبکہ اسکو ایک حبشی قوم نے قبول کیا ہے بت پرستی - جنات پرستی مخلوق پرستی یعنی جاندار اور غیر جاندار چیزوں کی پرستش - مردم خوری - انسانی قربانی اطفال کشی - جادوگری فوراً دور ہوجاتی ہیں باشندے کپڑے پہننے لگتے ہیں نجاست کی جگہ صفائی ہوجاتی ہے - اور وہ ذاتی شرف اور سلف ریسپکٹ حاصل کر لیتی ہیں مہمان نوازی ایک مذہبی فرض ہوجاتا ہے اور شراب خوری بہت کم رہجاتی ہے اور جوا متروک ہوجاتا ہے - بیحیائی کے ناچ اور عورت مرد کے ناجائز میل جول بند ہوجاتے ہیں - عورتوں کی پاکدامنی نیک خصلت خیال کیجاتی ہے - محنت کاہلی کی جگہ حاصل کر لیتی ہے ذاتی اختیار کی جگہ قانون دخل کر لیتا ہے انتظام اور پرہیزگاری پھیل جاتی ہے - خاندانی خصومتیں اور جانوروں اور غلاموں پر بیرحمی کا امتناع ہوجاتا ہے - انسانیت اور مہربانی اور یگانگی کا خیال سکھلایا جاتا ہے کثرت ازدواج اور بندہ گری ٹھیک طور سے ترتیب دیجاتی ہے - اور ان کی برائیاں کم کی جاتی ہیں - کل دنیا میں اسلام سب سے زیادہ قوی گروہ شراب نہ پینے والوں کا ہے اور **بمقابلہ اسکے یورپ کی ترقی سے گویا شراب خوری اور گنہگاری کا پھیلانا اور اسکی جگہ قوم کا تنزل مراد ہے** حالانکہ اسلام کسی کم درجہ کی تہذیب نہیں پھیلاتا جس میں پڑھنے اور لکھنے کا علم - عمدہ لباس پہننا - ذاتی صفائی - راستگوئی اور سلف ریسپکٹ (شرف ذاتی) شامل ہیں اسکی برائی رکنی اور تہذیب پھیلانے کے اثر بیحد عجیب ہیں - پھر سر ہنری بارڈ مقام بخوشہری کی بابت یہ لکھتے ہیں - یہ شہر ایران کا ہے اور اسلامی تیرہ ہزار کی آبادی ہے کل باشندے نہایت خوش و خرم اور صاف رہتے ہیں اسکے لکھنے کے بعد فاضل مذکور ایک خطرناک جملہ لکھتا ہے اور وہ یہ ہے کہ " **چونکہ یہاں عیسائیت نہیں ہے اسلیے یہ ساری سرسبزی اور صفائی دکھائی** دیتی ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ یہاں شراب کی دکانیں نہیں اگر عیسائیت ہوتی تو **ضرور مے فروشی ہوتی جب مے فروشی ہوتی تو اس خوشنما شہر کے باشندوں کی سرسبزی مٹ جاتی**

افسوس ہم انگریز نہ صرف اپنے ملک و کو برباد کرتے ہیں بلکہ جہاں جاتے ہیں بربادی بخش عرق منشی کو اپنے ساتھ لیجاتے ہیں یارک کا متوفی آرک بشپ لکھتا ہے

ہم نے تمام دنیا کو شراب خانہ خراب سے ناپاک کر دیا ہے اور ہم نے دنیا کو بے یارو مددگار بچوں کے آگے بربادی کا ایک پہاڑ بنا کے کھڑا کر دیا ہے - انگلستان کا جن اقوام سے سابقہ پڑا ہے انھیں اسنے قعر ذلت میں پھنسا دیا ہے اور سب کو شراب کا عادی بنا دیا ہے ہم اس قومی بربادی کے الزام سے اپنے کو کبھی نہیں بچا سکتے -

مسٹر چارلس واٹس کہتے ہیں کہ اس سے ہم نہیں انکار کر سکتے کہ پادریوں کی کوشش کے پیچھے پیچھے ضرور کچھ نہ کچھ نیکی بھی ہے اصل میں انکا منشا زیادہ تر عیسائی بنانے کا نہیں ہوتا بلکہ یہ لوگ خاص ایجنسیوں سے تعلق رکھتے ہیں جن کا منشا و کچھ اور ہے **اور وہ صرف جہانداری کا سلسلہ ہے جو پادریوں کے ذریعہ سے قائم ہوتا ہے -**

کلیفورنیا ایک عمدہ یادگار پادریوں کی فتوحات کی موجود ہے تمام یورپ کے پادریوں کی مشنوں کو میں **تعصب و سراسر دھوکا اور جہل مرکب سے بھرا ہوا سمجھتا ہوں انکی تاریخ انسانی خونریزیوں سے بھری ہوئی ہے** اور ساتھ ہی سراسر بد معاشیوں سے پر ہے - انھوں نے ہمیشہ قومی ترقی کے انداز میں خلل پیدا کر دیا ہے اور خدا کی مخلوق کے لیے ان پادریوں کی مشن زہر ہلاہل کا حکم رکھتی ہے -

یہ انتخاب پایونیر کا ایک ہی مہینہ کے بعض پرچوں کا ہے اور گویا پایونیر کا مکمل فائل ٹٹولا جاوے اور انہیں آزاد منش اور اہل الرائے یورپین اہل قلم کے ان مضامین کی پڑتال کی جاوے جو انھوں نے عیسائی مشنریوں کی مذہبی تحریک اور ان کی کارستانیوں کے متعلق لکھے ہیں تو شاید صفحوں کے صفحے نکل آئیں - اور ان رسالوں اور کتابوں کو بھی اگر جمع کر لیا جاوے جو یورپ کے آزاد خیال لوگوں نے مشنریوں کے متعلق لکھے ہیں تو ہم بلا مبالغہ کہہ سکتے ہیں کہ کئی سال تک انکا انتخاب الحکم کے سارے صفحوں میں ہفتہ وار دینے سے بھی ختم نہ ہو -

تاہم اس انتخاب میں جو ہم نے پایونیر سے دیا ہے اور خود اس کے کالموں میں یہ فقرات موجود ہیں صاف طور پر ہمارے اس دعوی کی تصدیق ہوتی ہے کہ اگر کوئی مذہبی تحریک خطرناک اور بری ہوسکتی ہے تو وہ صرف صرف عیسائیوں کی مذہبی تحریک ہے - مگر افسوس ہے کہ پایونیر خود عیسائی ہے اور وہ اسے خطرناک نہیں کہہ سکتا! پھر بھی اگر مذہبی تحریک نفس الامر میں بری شے ہے تو ہم پایونیر کی واجب الرحم حالت پر افسوس آتا ہے مذہب حقہ کی تحریک کبھی بری نہیں ہوسکتی بابا - وہ تو بنی نوع انسان کے لیے ایک رحمت اور سراسر برکت ہوتی ہے - اور جس قدر زور سے وہ تحریک پھیلے اسیقدر ملک میں امن اور تہذیب پھیلتی ہے -

اور

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی یہی غرض اور غایت ہے کہ وہ دنیا کو اس مذہب کے نیچے لانا چاہتا ہے جو وحشی کو انسان اور پھر مہذب اور با اخلاق انسان اور پھر اس سے باخدا انسان بنا سکتا ہے - اگر یہ تحریک خطرناک ہے تو پھر یاد رکھو کہ

دنیا میں کوئی تحریک مفید نہیں

اسقدر ذکر تو مذہبی تحریک کے متعلق تھا اور یہ پایونیر کو معلوم کرا دیا گیا ہے کہ مشنریوں کی مذہبی تحریک سے بڑھ کر کوئی خطرناک تحریک نہیں پس اس کا پہلا فرض یہ ہونا چاہیے کہ وہ ان مشنریوں کے سلسلوں کو بند کرائے اور اگر گورنمنٹ یا پایونیر اس میں کوئی دست اندازی نہیں کر سکتے اور نہیں کر سکتے تو اسکی ایک اور بھی راہ ہے - پایونیر خاموشی کے ساتھ دیکھتا رہے کہ عیسائی مذہب کا سنگ اگر لیکو ہے اور وہ وقت آتا ہے کہ یورپ کی مہذب دنیا بڑی نیاز مندی کے ساتھ اسلام کی مقدس ہدایتوں کے سامنے سر تسلیم خم کرنے والی ہیں اور عیسائیت کے اصولوں اور عقائد سے متنفر -

اور جب مغرب میں یہ انقلاب ہوگیا تو پھر سارے دراز ریش پادریوں اور مشنریوں کو اپنی صف خود لپیٹنی پڑے گی - اور ضرور لپیٹنی پڑے گی -

باقی آئندہ

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

آریہ سماج کی موت

گورکل کے لالہ منشی رام نے اپنے اخبار مورخہ ۱۵ر جنوری ۱۹۰۴ء کے صفحہ ۹ پر ایک عجیب بات لکھی ہے جو حقیقت میں واقعات پر مبنی ہے اور جس سے ہم وہ عظیم الشان نتیجہ نکالتے ہیں جو اس نوٹ کے عنوان میں دیا ہے وہ بات یہ ہے کہ مسٹر ہربرٹ سپنسر کی موت کا حال لکھتے ہوئے لالہ صاحب رقمطراز ہیں کہ ایک ہندوستانی شریف نے مسٹر سپنسر کی تعلیم کے لیے انکا شکریہ ادا کرتے ہوئے ایک ہزار پونڈ اُن کی یادگار میں ایک خاص لیکچروں کا سلسلہ جاری کرنے کے لیے نذر کیے - اب ہم عصر ایڈوکیٹ لکھنؤ کی تحریر سے معلوم ہوا ہے کہ وہ شریف ہندوستانی پنڈت شیام جی کرشن ورما تھے اور آگے چلکر کہا ہے کہ کہاں وہ زمانہ کہ شری سوامی جی دیانند جی مہاراج کی کرپا سے پنڈت شیام جی کرشن معمولی حالت سے سنسکرت کے فاضل بنے ولایت جاتے ہوئے اپنے گرو سے رخصت ہونے آئے اور کہاں یہ زمانہ ہے کہ پنڈت شیام جی آریہ سماج کے لیے بیگانہ اجنبی بن گئے - واقعہ آریوں کی خاص توجہ کے لائق ہے

ہمری رائے میں اصلی باعث ایسے وقوعات کا یہ ہے کہ آریہ سماج کے اندر مقناطیسی طاقت سے اپنی طرف اعلیٰ دماغ آدمیوں کو اپنی طرف کھینچنے والی کوئی زبردست آتمک (روحانی) شخصیت موجود نہیں۔

جن الفاظ کو ہم نے جلی کر دیا ہے یہ خاص توجہ کے قابل ہیں - کیا اس فقرہ سے صاف طور پر ثابت نہیں ہوتا کہ آریہ سماج میں **روحانی کشش** والا جزو موجود نہیں ہے؟ یقیناً صاف لفظوں میں اسکے یہی معنی ہیں - اور جب کوئی صاحب کشش موجود نہیں پھر آریہ سماج کی موت میں کیا شبہ باقی ہے کسی قوم اور مذہب کی زندگی کی اصل روح وہی **پاک وجود** ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ سے ایک **جذب** اور **کشش** کی قوت لیکر آتا ہے وہ اپنی مقناطیسی قوت اور کشش سے سعیدوں کو اپنی طرف کھینچتا ہے پھر اپنے پاک انفاس سے ان میں قوت قدسی کی سٹیم پیدا کرتا ہے جس سے ان میں سعادت اور رشد کی قوتیں نشوونما پانے لگتی ہیں - اسوقت دنیا کے تمام مذاہب اس اصل زندگی کی بنا پر مر چکے ہیں بجز **اسلام** جس میں خدا کا برگزیدہ **مسیح موعود** علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی **روحانی کشش** کے اعلیٰ نمونے دکھلانے کو موجود ہے جسنے صرف صرف اسی ایک پہلو سے (علاوہ دلائل و براہین ساطعہ) کل مذہبوں کو ہلاک کر دیا ہے اور اسلام کو سب ادیان پر غالب کر دکھایا ہے اور کوئی نہیں جو اس کے مقابلہ کے لیے آسمانی امداد و برکات اور اپنے مذہب کے زندہ نشانات کا ثبوت دینے کو نکلے - پس اے **احمدی قوم!** تجھے مبارک ہو کہ تیرا **امام** وہ **لا نظیر** شخص ہے کہ جس کے نہ ہونے کی وجہ سے دنیا کی ساری ملتیں ہلاک ہوگئی ہیں اور خود اب قومیں پکار اُٹھی ہیں کہ ہم میں کوئی روحانی کشش والا پاک وجود نہیں - کیا اب بھی کوئی منکر رہے گا کہ

مسیح موعود کے پاک وجود نے اسلام کو کل دینوں پر غالب کر دیا ہے؟

اللھم ایّد الاسلام بالامام الحکم العادل

بلبلا مژدہ بہار بیار
فرانس میں ایک مسودہ پیش ہے یعنی ایک قانون طیار ہونے والا ہے

کہ کسی مذہبی جماعت کو کسی قسم کی مذہبی تعلیم کی اجازت نہ ہوگی ان واقعات سے کیا سبق ملتا ہے؟ یورپ کی حالت کا کیسا پتہ لگتا ہے؟ یورپ جو بخیال (فاسد) خویش تہذیب اور شائستگی کا سرچشمہ بنا بیٹھا ہے اسکی یہ حالت ہو رہی ہے کہ مذہبی تعلیم کو قانوناً روکنے کے واسطے فرانس کی سلطنت کوشش کر رہی ہے کیسا زمانہ ہے مذہب کی اشاعت مذہبی اصولوں کی پابندی بجالیکہ انسانیت کو پیدا کرنے والی اور تہذیب و شائستگی کے پھیلانے والی ہے قانوناً روکی جا رہی ہے - جب دنیا کی حالت اس درجہ پر پہونچ چکی ہے تو کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ مغربی قوموں میں حق کی اشاعت کے لیے اور اسلام کی خوبیاں ذہن نشین کرنیکے لیے **خدا کا مامور** دنیا میں آتا؟ ضرور تھا کہ وہ آتا اور وہ **مسیح موعود ہی ہوتا** کیونکہ اس کی روحانیت اسوقت جوش میں ہے اور سب سے بڑھ کر مسلمانوں کے لیے کیسی خوش کن اور مبارک خبر ہے کہ جیسے دجّال کے پگھل جانے کے متعلق آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کیا اب وہ وقت نہیں آگیا کہ اسطرح دجال **پگھل جاوے** - یہ مسیح موعود کی توجہ کاملہ کا اثر ہے کہ ممالک یورپ کے لوگ کسی نہ کسی رنگ میں عیسویت کو خیرباد کہہ رہے ہیں **ایسے قوانین کی ضرورت** دراصل عیسائی مذہب ہی کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے کیونکہ اس سے انسان کی اخلاقی اور روحانی اور ذہنی ترقیاں مسدود ہوتی ہیں - پھر اگر ہر طرح پر مذہبی تعلیم کو نہ روکا جاوے تو کیا کیا جاوے یہ ساری باتیں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کامیابی کی بشارتیں ہیں جو مغرب سے آرہی ہیں اور اب وہ وقت قریب ہے کہ **آفتاب مغرب سے طلوع** ہو اور توبہ کا دروازہ بند ہو جاوے

الامراض تشاع و النفوس تضاع -

خدا کے جری حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عرصہ سے یہ وحی ہو چکی ہے اور اس کا ثبوت دنیا کے مختلف حصوں کے حالات سے اطلاع رکھنے پر کافی مل رہا ہے حال میں شکاگو کے ایک تھیٹر میں تماشے کے موقع پر آگ لگی ۱۲۰۰ کے قریب تماشائی تھے جو اس رستخیز میں بیتابانہ دروازہ کیطرف دوڑے اور لڑ بھڑ کر نکلنے کی کوشش میں پامال ہوگئے - عجیب افراتفری پڑی ہوئی تھی الامان! ۵۶۴ - اموات اور ۵۰ مجروحین کا اندازہ ہوا جنمیں سے بیشتر جاں بلب تھے عورتیں اور بچے بہت ضائع ہوئے سیڑھیوں کے نیچے لاشوں کا انبار لگ گیا اوپر تلے ۱۲ - ۱۲ - نعشوں کے ڈھیر لگے دیکھے گئے شوروغل سے کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی آگ سے بدرجہا زیادہ نقصان بھاگ دوڑ سے پہونچا - امداد کی تمام کوششیں بیکار ثابت ہوئیں - مقتولین آتش زدگی کی تدفین تین دن تک ہوتی رہی - شہر بھر ماتم زدہ سیاہ پوش ہے تمام پبلک مقامات اور دوکانیں بند ہیں مجلس تحقیقات آتش زدگی کی رپورٹ پر ۱۹ تماشہ گھر بند کردیے گئے - **وقنا ربنا عذاب النار**

مختون آریہ اور مختون عیسائی

لودھیانہ میں ایک مختون عیسائی نے مختون آریہ سنت شدہ برہمچاری عبدالغفور بی اے - کے متعلق مندرجہ ذیل تحریر شائع کی ہے جس میں بالآخر اس سے خواہش کی ہے کہ وہ عیسائیوں سے ملکر اپنی تسلی کرے - ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ مسیحیوں کے پاس تسلی کی کیا راہ ہے **ملعون** کے ساتھ ملکر **لعنت** کے سوا کیا مل سکتا ہے؟ ہاں اگر عیسائی باش و ہرچہ خواہی کن کا سبز باغ اسے دکھاتا ہے تو یہ جدا امر ہے - مختون آریہ نے **نیوگ** کے متعلق جواب دیتے ہوئے کہا ہے کہ میں اسکو اسٹڈی کر رہا ہوں کیا اس سے مراد یہ ہے کہ آپ تجربہ کر رہے ہیں یا سرے سے نیوگ کے متعلق کوئی رائے ہی قائم نہیں کی خوب! آریہ بننے کو تو بہت جلد طیار ہو گئے مگر ابھی مسائل سے پوری واقفیت کی ضرورت ہی نہیں سمجھی گئی - چہ خوش!

وہ مراسلت یہ ہے -

اس مختون آریہ نے ۱۱۶ - اعتراض قرآن کی تعلیم پر کیے ہیں - سو اُن کا جواب مسلمانوں کے ذمہ ہے - سنا ہے کہ مولوی نورالدین بھیروی لکھ رہے ہیں - مولوی ثناء اللہ صاحب نے بھی اس کا جواب ترک اسلام شائع کر دیا ہے جسکی قیمت ۵ روپیہ ہے) مجھے صرف ایکبات اسکی نسبت کہنی ہے جو کہ دیباچہ کے صفحہ ۹ میں لکھی ہے یہ مختون برہمچاری تحریر فرماتے ہیں "کہ میں نے قرآن اور اسلام کو سب سے نچلے درجہ میں پایا - بائبل اور عیسائیت کو اس سے اوپر اور کئی درجہ اوپر اور بہتر پایا - میں عیسائیت کو قبول کرلیتا - اگر عیسائیت کی دو تثلیثیں معہ چند دیگر واہیات کے میرے راستے میں روک نہ بنتیں"

لاریب تثلیث کا مسئلہ ایک سخت ابلہ فریبی ہے تاہم کروڑ ہا لوگ مانتے ہیں جنکی آنکھیں خدا نے کھولی ہیں - مگر افسوس ہے کہ بلاتحقیق و تفتیش مختون برہمچاری نے اسکو رد کیا - محققوں کا کام نہ تھا کیا انھوں نے کسی مسیحی مشنری یا کسی ایسے مسیحی سے جو محمدیوں سے مسیحی ہوا ہے اسکی بابت دریافت کیا - سخت افسوس ہے کہ بلاتحقیق انھوں نے اسلام کو چھوڑا ایسے زود باش شخص پر نامختون آریوں کو فخر ہو تو ہو - کیونکہ ملاقات کے وقت جب میں نے ان سے دریافت کیا - کہ تناسخ اور نیوگ کی بابت آپ کی کیا رائے ہے تو جواب دیا - کہ ابھی میں اسکی اسٹڈی کر رہا ہوں - میں نے عرض کی - کہ پھر تو بہت دانائی آپ نے نہیں کی - کہ بغیر کامل تسلی کے آپ نے اسلام کو خیرباد کہکر آریہ دھرم قبول کیا - اسلام میں کیا نقص پایا - جواب دیا کہ گوشت خوری - ان کی لیاقت پر مجھے ایک **لطیفہ** یاد آیا جو ناظرین کے مذاق کی خاطر لکھتا ہوں - جو حسب حال مختون برہمچاری کے ہے

لطیفہ ایک جولاہا رات کو کسی ساہوکار کے گھر چوری کو گیا اسباب کی گٹھڑی باندھ کر دیوار سے جو کودنے لگا تو گٹھڑی اندر گرگئی اور آپ دیوار کے باہر گر گیا اور بھاگ گیا - صبح کو پولیس اور لوگ اکٹھے ہوگئے کسیکو پتہ نہ لگے کہ چور کس راستہ آیا اور کیونکر گٹھڑی چھوڑ کر چلا گیا - چور جولاہے نے دیکھا کہ لوگ کس قدر حیران ہیں تو کہنے لگا کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ چور اس راستہ سے اندر کودا اور اسباب نکالکر باہر صحن میں گٹھڑی باندھی - اور اس راستہ دیوار پر چڑھا جوں باہر کودنے لگا تو گٹھڑی اندر اور میں باہر - بعینہ یہی حال اس مختون آریہ برہمچاری کا ہے - مجھے تو ان کے حال پر سخت افسوس ہے کہ گڑھے سے نکلکر کنوئیں میں گر گیا - کاش کہ اب بھی مسیحیوں سے ملکر اپنی تسلی کرے - اگر تسلی نہ ہو سکے تو پھر وہ بری الذمہ ہوں گے - تحقیق تو فرض ہے

تفسیر القرآن

کا ماہواری نمبر جنوری ۱۹۰۴ء سے ان شاء اللہ العزیز شائع ہونا شروع ہو جاویگا جو الحکم کے ۴ نمبر کے ساتھ روانہ ہو سکے گا - اور جلد ۲ کا پہلا نمبر قرار دیا جائیگا

www.aaiil.org

ہم اور ہمارے ناظرین

اس عنوان کے نیچے ہم اپنے ناظرین کے متعلق اہم اور قابل اشاعۃ امور کا تذکرہ کیا کرینگے۔ ایڈیٹر

کمر باندھے ہوئے چلنے کو یاں سب یار بیٹھے ہیں
بہت آگے گئے باقی جو ہیں طیار بیٹھے ہیں

ایک قابل قدر دوست اُٹھ گیا

ہمارے ناظرین **نواب عماد الملک فتح نواز جنگ مولوی سید مہدی حسن صاحب بیرسٹر ایٹ لا لکھنؤ سابق ہوم سکرٹری حیدر آباد دکن** کے نام سے عموماً واقف ہونگے آج ہم آپ کے انتقال کی افسوسناک خبر ناظرین الحکم کو سناتے ہیں جو ۱۳ر جنوری سنہ ۱۹۰۴ء بمقام لکھنؤ ہوا۔ **اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔**

نواب صاحب موصوف کو سلسلہ عالیہ احمدیہ سے پورا تعلق اور حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دلی محبت تھی۔ آپ دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء میں کانفرنس کے اجلاس میں شریک ہونے سے پہلے دارالامان تشریف لائے تھے اور ۲۶ر دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ان کو شرف نیاز کا پہلا موقع ملا + نواب صاحب جیسے انسان کا جس نے اس زمانہ کی مہذب سوسائٹی میں نشوونما پایا ہو اور انگریزی طرز معاشرت اور طریق بود وباش اختیار کر رکھا ہو۔ قادیان جیسے مقام پر سفر کی صعوبتیں اور کوفتیں اُٹھا کر پہونچنے بجز زبردست کشش اور اخلاص کے نہیں ہوسکتا + جن دنوں نواب صاحب آئے بارش کیوجہ سے راستہ اور بھی خراب ہوگیا تھا غرض ۲۶ر دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء کو حضرت حجۃ اللہ سے آپ ملے اور حضرت اقدس نے ان کے حسب حال ایک **زندگی بخش تقریر** فرمائی جو الحکم نمبر ۴ جلد ۵ میں شائع ہوئی ہے ہم چاہتے تھے کہ مرحوم و مغفور کے اس تذکرہ کے ساتھ اس تقریر کو درج کریں مگر فی الحال ہم اسے ملتوی کرتے ہیں

نواب صاحب کو حضرت حجۃ اللہ کی شناخت کی توفیق کیسے ملی ؟ یہ ایک عجیب راز ہے جس سے ہم اپنے ناظرین کو واقف کرنا ضروری سمجھتے ہیں

نواب صاحب موصوف سے خاکسار ایڈیٹر الحکم کو جب بمقام قادیان گفتگو کا موقع ملا اور آپ سے یہاں آنے کی وجہ دریافت کی تو انھوں نے فرمایا کہ **پایونیر** میں جب **بشپ صاحب لاہوری** کے نام ایک چٹھی شائع ہوئی اور اسکو میں نے پڑھا تو مجھے ایسا محسوس ہوا کہ یہ **کوئی معمولی اور زمینی انسان** نہیں ہوسکتا۔ جو اس قسم کی تحدی کر رہا ہے اور فوق العادت دعوت کر رہا ہے۔ اس نے **اسلام کے کمال حسن** کے اظہار کا وہ طریق اختیار کیا ہے جسکو کوئی آدمی خواہ کتنا ہی عالم و فاضل کیوں نہ ہو اختیار نہیں کرسکتا مگر وہ جسکو براہ راست اللہ تعالیٰ سے تعلق شدید ہو + پھر یہ معلوم کرکے انکی ایمانی قوۃ اور بھی بڑھی کہ جس شخص کے متبعین میں بڑے بڑے جلیل القدر فاضلوں اور لائق تعلیم یافتوں کے نام ہیں وہ صاحب **کشش انسان** ہوسکتا ہے۔ یہ باتیں انکو اس سلسلہ کی طرف متوجہ کر رہی تھیں کہ اتفاق سے انکو **سیرۃ مسیح موعود** علیہ الصلوٰۃ والسلام مرتبہ حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب پڑھنے کا اتفاق ہوا۔

نواب صاحب فرماتے تھے کہ اس کتاب کو **پڑھ کر میں ایسے شخص کے دیکھنے کے واسطے بے اختیار ہی تو ہوگیا**۔ اور اندر ہی اندر یہ جوش پیدا ہوتا گیا کہ اس **پاک وجود** کی زیارت سے ضرور **مستفید** ہونا چاہیے حقیقت میں یہ شخص مفتری اور کاذب نہیں کوئی بات اگر ہماری سمجھ میں نہ آوے تو یہ جدا امر ہے لیکن اس کے سچے ہونے میں کلام نہیں ہوسکتا غرض سیرۃ مسیح موعود پڑھ کر انھوں نے حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سے خط و کتابت کی اور لکھنؤ میں جہاں وہ پریکٹس کرتے تھے حضرت اقدس کے کسی مرید کا پتہ پوچھا۔ اور اس تقریب سے ان کو حافظ ڈاکٹر **خلیفہ رشید الدین صاحب** اسسٹنٹ سرجن سے جو لاہور مشہور و معروف خاندان کے ایک درخشندہ گوہر ہیں ملاقات ہوئی۔ ڈاکٹر صاحب کے اخلاق پسندیدہ اور اطوار حمیدہ نے ان کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کا اور بھی گرویدہ کردیا۔ اور پھر انکو الحکم کے پڑھنے کا اتفاق ہوتا رہا جو ان کے اس شوق کو بڑھاتا رہا۔ اور وہ کسی موقعہ کی تلاش میں رہے اور آخر دسمبر ۱۹۰۰ء کو دارالامان آئے اور جو کچھ اُنھوں نے سنا یا پڑھا تھا اور اس سے جسقدر جوش اور محبت پیدا ہوئی تھی اُس سے کہیں زیادہ یہاں پہونچکر فائدہ اُٹھایا۔ ۲۶ر دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء کی تقریر کے بعد آپ کو کوئی شبہ باقی نہیں رہا تھا۔

سید عبد اللہ صاحب بغدادی اور صاحبزادہ سراج الحق صاحب سے انکی ملاقات ہوئی تو وہ سید عبد اللہ صاحب سے یہ سُنکر بہت خوش ہوئے کہ مذہب شیعہ ترک کرکے احمدی مذہب اختیار کیا۔ پھر سراج الحق صاحب کہتے ہیں کہ سید عبد اللہ صاحب نے نواب صاحب مرحوم سے دریافت کیا کہ آپ نے حضرت اقدس کو کیسا پایا تو نواب صاحب نے عربی زبان میں کہا کہ یہ نبیوں جیسا اور اس کا کلام نبیوں جیسا ہے اور بیشک وہ شہ صادق ہے۔ راست باز ہے۔

چونکہ کانفرنس میں شریک ہونا تھا اس لیے جلد تشریف لے گئے۔ اور پھر دارالامان آنے کے واسطے تڑپتے رہے اور بار بار تلاش موقع میں رہے مگر افسوس کہ وہ یہ آرزو دل ہی میں لے گئے +

نواب صاحب موصوف کی ارادت اور عقیدت سلسلہ کے ساتھ بہت بڑھ گئی تھی دارالامان کی قومی ضرورتوں میں باضابطہ حصہ لیتے تھے الحکم کے ساتھ ان کو محبت تھی اور تفسیر القرآن مرتبہ خاکسار ایڈیٹر کے ساتھ تو انکو بڑا عشق تھا۔ تفسیر القرآن کے متعلق ان کے عجیب عجیب شوق سے بھرے ہوئے خطوط آتے تھے اور انھوں نے اپنے صوبہ کے ایک درجن سے زیادہ معزز اور بارسوخ لوگوں میں الحکم اور تفسیر القرآن کی اشاعت کی۔ جزاہ اللہ احسن الجزا۔

غرض

مرنے والا اس سلسلہ کی محبت اور عقیدت میں فوت ہوا۔ آپ کی بیماری کے دنوں میں بھی دعا کے لیے خط پہونچا۔ مسٹر مہدی حسن صاحب نے بھی لکھا لیکن ان کا وقت آپہونچا تھا اور وہ رخصت ہوے اور خوشی کی بات یہ ہے کہ **امام الزمان کی شناخت کرکے مرے** + چونکہ سب کے لیے یہ راہ درپیش ہے اس لیے اس سے کوئی چارہ نہیں اب مہدی حسن کے انتقال سے کچھ شک نہیں کہ ان کے دوستوں کا فاضل قدر دوست اُٹھ گیا ان کے خاندان کا گرامی قدر ممبر جاتا رہا مسز مہدی حسن بیوہ ہوگئیں لیکن خدا کی مشیت یہی تھی اور ایسے وقت مشیۃ اللہ سے راضی ہو جانے والے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے مستحق ہوجاتے ہیں۔ بس بجز اسکے اور یہاں کیا مناسب ہو کہ رضا بالقضا کا نمونہ دکھائیں۔ ہم مسز مہدی حسن اور ان کے خاندان کے دوسرے ممبروں کے ساتھ اظہار ہمدردی کرتے ہیں اور آرزو رکھتے ہیں کہ وہ بھی اس پاک سلسلہ سے اپنا پیوند جوڑ کر اپنی روحانی بہتری اور دائمی خوشحالی کی فکر کریں۔ اور جو تکمیل نواب صاحب مرحوم و مغفور نہیں کرسکے وہ پوری کریں۔ کیونکہ ان کو موقع اور وقت ہے۔ آخر میں ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور آپ کے پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین

پایونیر میں مندرجہ ذیل نوٹ [illegible] کے متعلق شائع ہوا ہے۔

نواب مہدی حسن فتح نواز جنگ صاحب کے انتقال پرملال جو ۱۳ر تاریخ مقام لکھنؤ میں ہوا جسقدر بھی افسوس کیا جائے تھوڑا ہے آپ صرف تین ہفتے بیمار رہے تھے۔ اور مرض خون میں زہریلے مادہ کا زیادہ ہونا تشخیص کیا گیا تھا۔ نواب صاحب مرحوم اپنے حیدر آباد کے تعلقات کی وجہ سے جہاں انھوں نے سر سالار جنگ ثانی کے پُر آشوب زمانہ کے بعد نہایت حسن لیاقت سے کام انجام دیا ہمیشہ یادگار رہیں گے حیدر آباد میں سب سے اول آپ چیف جسٹس مقرر ہوے جس کے لیے کیا بلحاظ اپنی انگریزی قابلیت اور کیا بلحاظ قانونی واقفیت وہ نہایت ہی مناسب تھے۔ جس زمانہ میں مرحوم چیف جسٹس تھے سردار عبد الحق کی برخاستگی کا جھگڑا پیدا ہوگیا۔ جس میں شمال و مغربی جماعۃ نے حیدر آباد میں وزیر اعظم سر آسمان جاہ کو اپنا موافق بنا رکھا تھا۔ اس جماعت کے گروہ مہدی علی (نواب محسن الملک) مشتاق حسین اور مہدی حسن تھے۔ اور اس جماعت کی کامیابی ہو چیف جسٹس مہدی حسن مرحوم ہوم سکرٹری مقرر ہوگئے مگر اس کے بعد جب نواب سرور جنگ کا زمانہ آیا اور انھوں نے نظام دکن کے مزاج میں پورا رسوخ پیدا کرلیا۔ تو نواب مہدی حسن کی حالت [illegible] نواب مرحوم نے سرور جنگ کے مقابلہ [illegible] کی کوششوں میں خود بھی نقصان اُٹھایا اور نواب سرور جنگ کی علیحدگی کے ساتھ ہی ریاست سے علیحدہ کردیئے گئے ریاست سے علیحدگی کے بعد مرحوم نے اپنے دوست محسن الملک کی طرح اپنے وطن میں پرائیویٹ زندگی بسر کرنی شروع کردی۔ مگر اس زندگی میں بھی ہمیشہ پبلک کاموں میں دلچسپی ظاہر کرتے رہے۔ اور اکثر بذریعہ انگریزی اخبارات مثل پانیر اور ٹائمس کے اپنی رائے کا اظہار کیا کرتے تھے۔

لارڈ سٹینلے عرف عبد الرحمٰن

لارڈ سٹینلے آف الڈرلی عرف عبد الرحمٰن جن کی وفات پر تمام ہندوستان اور انگلستان کے اخبارات متاسف پائے جاتے ہیں۔ دنیا میں پہلے مسلمان پییر (PEER) یعنی خاندانی نواب تھے یہ صاحب گو اپنے دوسرے رشتہ داروں کی طرح رومن کیتھولک چرچ کے پیرو تھے مگر قسطنطنیہ میں چندروزہ بود و باش سے مسلمان سوسائٹی کے ساتھ تعلق رکھنے سے ان پر اسلام کا ایسا عمدہ اثر پڑا کہ دین عیسائیت کو ترک کرکے مذہب اسلام قبول کیا جس کے بعد ان کا نام عبد الرحمٰن رکھا گیا۔ لنڈن کا اخبار مارننگ پوسٹ لکھتا ہے کہ مرحوم گو مسلمان تھا لیکن اسکی فیاضی ایسی وسیع و عام تھی کہ پادری صاحبان جو بارہا اسکی فیاضیات سے فائدہ اُٹھا چکے ہیں۔ اُسے عرصہ دراز تک شکر گذاری کے ساتھ یاد رکھیں گے۔ جو بات لارڈ مرحوم مسلمانوں کے علاوہ جمیع ہندوستانیوں کی نظر میں بھی وقیع اور معزز ٹھہراتی ہے۔ وہ اسکی ہمدردی اور دلسوزی ہے کہ جو وہ ہمیشہ ہم آفنہ لارڈز

...ہندوستانی معاملات میں ظاہر کیا کرتے تھے۔ ...نے محمڈن فنڈ ہند میں لارڈ کرزن کی وساطت سے ایک معقول رقم عطا فرمائی۔ اور ایک ...پچاس پونڈ کا چیک ایک دوست کی معرفت ...غرض سے روانہ فرمایا کہ اس کا دو تہائی حصہ مظلوم کانسٹیبل ترسنگ سنگ کو جو مقدمہ میں بڑا ...تنگ رہا تھا۔ اور باقی ایک تہائی اور ایسی ہی رفاہ عام کام میں دیا جائے۔ محمڈن یونیورسٹی کے فنڈ میں بھی چندہ دیا تھا۔ ...لندن میں پین اسلامک سوسائٹی۔ کیمبرج مسلم ایسوسی ایشن۔ اور ایم۔ اے او ...ایسوسی ایشن نے اس واجب التعظیم شخص کی وفات پر اظہار ہمدردی کے تار لیڈی سینلے کے نام بھیجے اور ۱۶ ار دسمبر ۱۹۰۳ء بروز منگل ۸ بجے صبح رضا آفندی امام سفارت ترکی نے حمید بے ترکی سفیر کی موجودگی میں رسوم تجہیز و تکفین ٹھیک شرائع اسلام کے مطابق ادا کیں۔ جیسا کہ لارڈ مرحوم نے اپنے آخری ...وقت میں خاص طور پر خواہش ظاہر کی تھی۔ پین اسلامک سوسائٹی کے ممبر رسوم تجہیز و تکفین میں شریک ہونا چاہتے تھے مگر چونکہ صاحب سکرٹری کو تدفین کی اطلاع بعد از وقت لگی ...چند مسلمان ممبر جمع ہوئے۔ اور غائبانہ ...

...میں بھیڑ بکری کی کرتوت

...تناولی میں چند مشنریوں نے ایک گڈریے کی ۱۶ سالہ دختر کو جبراً چھین لیا غریب گڈریا انصاف کا خواہاں بہت عرصہ تک عدالتوں میں مارا مارا پھرتا رہا مگر کسی نے اسکی داد فریاد نہ سنی آخر اُسنے تنگ آکر خود زور بازو سے اپنی لڑکی کو مشنریوں کے بیرحم پنجوں سے چھڑا لیا۔ جسپر تمام مشنری آمادۂ فساد ہوگئے اور جب غریب گڈریے نے اپنے ڈیفنس میں ہاتھ اُٹھائے تو اسکو بطور ایک مجرم کے جیل خانہ کا منہ دیکھنا پڑا۔ گو ہائیکورٹ سے وہ رہا ہوگیا مگر یہ رہائی ان تکلیفوں اور مصیبتوں کے مقابلہ میں جو اُسے برداشت کرنی پڑیں ہیچ ہے۔

(ایڈیٹر۔ شاباش! یسوع ناصری کے شیداؤ! شاباش! ایک گال پر طمانچہ کھاکر دوسری ...اور پہاڑی وعظ کی منادی کرنے والو! شاباش!!! عیسائی ضرور بنایا جاوے خواہ انصاف تہذیب اور قوانین مذہب و ملک کی کتنی ہی بےحرمتی ...کیوں نہ ہو؟)

...البشیر ایک چونکا دینے والی خبر دیتا ہے کہ علیگڈھ کالج کے طلبا پر چرچ مشن کا بہت بڑا اثر پڑ رہا ہے ...طلباء سے بھجن گوائے جاتے ہیں اگر نواب محسن الملک بہادر نے انتظام نہ کیا تو آیندہ ہفتہ تک ...حال کھول دینگے۔!

(ایڈیٹر۔ اس راز کا افشاء تو ازبس ضروری ہے تاکہ معلوم ہو کہ علیگڈھ کالج میں کیا ہو رہا ہے۔)

ایک بشپ کی درگت

ویسٹ ...صاحب جو چھوٹا ناگپور کے بشپ ہیں حال ہی میں چار عیسائیوں کو لیکر ایک گاؤں میں وعظ کرنے گئے۔ مگر عیسائیوں نے دیہاتیوں کی ناراضگی دیکھکر بائیسکل پر سوار ہوکر گاؤں سے باہر ہوجانے لگے کہ چند باشندگان نے بشپ صاحب کو بائیسکل پر سے گراکر لاٹھیوں سے خوب مارا سر اور بازوؤں پر سخت زخم آئے۔

(ایڈیٹر۔ دیہاتیوں کا سر تو پھرا نہیں تھا آخر کوئی امر اشتعال انگیز پیش آیا ہی ہوگا یا اُنھوں نے تجربہ کرنا چاہا ہوگا کہ یسوع کی تعلیم پر کہانتک عمل کرتے ہیں)

دنیاء اسلام کی خبریں

جرائد کا انتخاب

مستعفی وزیر اعظم ایران کے خلاف جو فتوی مجتہدان ایران کی طرف سے کفر کا لگایا گیا ہے وہ صرف اس لیے ہے کہ ان کا تعلق شاید فرقہ بابی کے ساتھ ہے۔ قطع نظر اس کے کہ ایسا وزیر خطیر ایران کو ملنا محال ہے یہ لائق وزیر یورپ کی چالبازیوں کو خوب سمجھتا ہے اور چاہتا ہے کہ دولت ایران اور دولت عثمانیہ میں اتفاق قائم رہے اسکی علحدگی ایران کے حق میں نہایت مضر ہے اگر ایران بہت جلد آکر واپس نہ لے تو اس کے حق میں اچھا نہ ہوگا۔ افسوس کہ ہر جگہ مذہبی مقتدا ہی کام خراب کرتے ہیں۔ (روزنامہ پیسہ بحوالہ الراوی)

(اس خبر کا آخری حصہ بڑی وضاحت کے ساتھ اس امر کو ظاہر کر رہا ہے کہ کل ممالک اسلامیہ کے مقتداؤں کی حالت بگڑ رہی ہے پھر ایسی حالت میں یہ کہنا کہ کسی ایسے امام کی ضرورت نہیں جو خدا سے تائید پاکر آئے سخت غلطی اور نادانی ہے۔ ایڈیٹر)

مصر کے مفتی اعظم شیخ محمد عبدہ کی واپسی یورپ پر بہت سے قصائد تہنیت کہے لکھے گئے مگر خصوصاً شیخ عبد الحلیم ازہری کا قصیدہ قابل تعریف ہے اس قصیدہ کا ایک شعر یہ ہے

وما المجد الا الاتباع لشرعنا
وما الشرع الا ماله الناس تهتدی

واقعی انسان کے لیے سب سے بڑی فضیلت یہ ہوسکتی ہے کہ وہ مذہب حقہ کا پابند ہو اور مذہب حقہ کی فضیلت یہ ہے کہ لوگ ہدایت پائیں

(ایڈیٹر۔ اسلام کے کمالات اور خوبیوں کے اظہار کا اسوقت اکیلا ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ہی کی پاک ذات ہے کیونکہ دکھلانا نمونہ اسلام کی پاک ہدایتوں کی اتباع کا ہے اور یہی وجہ ہے کہ آج اس سے افضل انسان دنیا میں نہیں ہے۔)

کابل میں اس خبر کو تازہ کیا گیا ہے کہ امیر حبیب اللہ خان ہندوستان تشریف لائینگے لیکن ہز ہائنس نے اس امر کا اپنے کسی دربار میں بھی ذکر نہیں کیا اور اس خبر کی تصدیق سرکاری طور پر بھی نہیں ہوئی جبتک اس قسم کی خبریں موصول نہوں کہ سامان باربرداری وغیرہ کابل سے ڈاکہ کو آرہا ہے اسوقت تک امیر صاحب کے ہندوستان آنے کا یقین نہیں ہے۔

مصری مسلمان جس قدر روپیہ سیونگ بنک میں جمع کراتے ہیں اُسپر سود نہیں لیتے اسلیے گورنمنٹ مصر نے خدیو معظم کی خدمت میں یہ تجویز پیش کی ہے کہ سیونگ بنک کی امانتی رقوم کو تجارت میں لگا دیا جاوے اور ہر سال جسقدر منافع ہو وہ شرکا پر تقسیم کیا جاوے تو پھر غالباً کسیکو اس منافع لینے میں انکار نہ ہوگا۔ مگر خدیو معظم اس سے کوئی بہتر عمل تجویز سوچنے کی فکر میں ہیں

نواح کابل سے گرانی غلہ کی شکایت آئی ہے امیر صاحب نے کوتوال کے نام حکم جاری کیا ہے کہ جسطرح ہو غریبوں کی مدد کریں۔

(یہ دوسری آفت ہے جو اخوند زادہ عبد اللطیف کی شہادت کے بعد کابل پر آنے والی ہے۔ ایڈیٹر)

ابو العلاء اور عمر خیام

عرب کا مشہور فلاسفر اور شاعر "ابو العلا" جس کا نام ابھی تک گمنامی کی حالت میں تھا۔ اب اسے روشنی پر لایا گیا ہے۔ ابو العلا سے تھوڑی ہی مدت بعد "عمر خیام" مشہور فارسی شاعر پیدا ہوا جس نے اپنے اشعار میں ابو العلا کا ڈھنگ اختیار کیا۔ اور اُس نے ایسی شہرت حاصل کی کہ یورپ اس کی باتوں کو از حد قیمتی جانتا ہے اور کئی زبانوں میں اس کے اشعار کا ترجمہ کیا گیا۔ حال میں ملک شام کے ایک مشہور ادیب اور شاعر امین آفندی جو آجکل ممالک متحدہ امریکہ میں اقامت پذیر ہے یہ محسوس کرکے کہ جو عزت آجکل یورپ میں عمر خیام کی ہو رہی ہے۔ اس کا اصلی مستحق "ابو العلا" ہے کیونکہ عمر خیام نے فقط اس کے خیالات کو عربی سے فارسی میں ادا کیا ہے ورنہ ساری فضیلت ابو العلا کو ہے۔ ابو العلا کے اشعار کو انگریزی نظم میں ترجمہ کرنا شروع کیا ہے۔ چنانچہ ایک حصہ کا ترجمہ چھپ بھی گیا ہے۔ جسے دیکھکر مترجم کی اعلی لیاقت اور قابلیت کی داد بیساختہ دینی پڑتی ہے کہ اس نے کسطرح سے عربی نظم کو انگریزی نظم میں ادا کیا ہے۔ معانی اور مضامین ذرا بھی فرق نہ آنے دیا۔ بلکہ اکثر مقامات پر ترتیب بھی وہی رہی ہے۔ بطور نمونہ اُنکے ناظرین کی تفریح کے لیے اس عربی کی ایک رباعی مع ترجمہ انگریزی ذیل میں درج کی جاتی ہے جس سے باقی کا بھی اندازہ ہو سکتا ہے

والمجد والكبر ضدان اتفقا فهما
مثل اتفاق فتاء السن والكبر
يجن تناقض هذا من ترايد ذا
والليل ان طال غال اليوم بالقصر

Virtue and pride cannot each other greet.
As youth and age themselves can never meet.
When this one grows, the other shrinks and when,
The night is long, the day is not complete.

ایسے بیسیوں جواہرات عربی کے خزانوں میں بھرے پڑے ہیں کہ جن سے آج دنیا واقف نہیں۔ مسز اینی بیسنٹ کی یہ نصیحت قابل قدر ہے کہ مسلمانوں کو چاہیے۔ ایسی عربی کتب کو انگریزی میں ترجمہ کردیں۔ (پیسہ)

تفسیر القرآن بالقرآن

ایک بے نظیر تفسیر ہے جسکو جناب ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب ایم بی نے کمال محنت اور عرقریزی کے ساتھ تصنیف فرماکر بغرض اصلاح حضرت مسیح آخر الزمان علیہ السلام اور مولانا نور الدین صاحب کو نصف سے زیادہ سنا دی تھی مسیح الزمان علیہ السلام نے وقتاً اُسکی نسبت یہ ارشادات فرمائے نہایت عمدہ ہے۔ شیریں بیان ہے۔ قرآنی نکات خوب بیان کیے ہیں۔ دلوں پر اثر کرنیوالی ہے حضرت مسیح الزمان اور مولانا نور الدین علیہما السلام نے بعض بعض جگہ اصلاح بھی کی تھی اب فضل ربانی سے چھپکر طیار ہوچکی ہے۔ خریداران الحکم والبدر کو پارہ عم کی تفسیر مفت محض ۲ کے ٹکٹ آنے پر بطور نمونہ بھیجی جاسکتی ہے قیمت بلا جلد ۱ے مع جلد ۱؎ پارہ دوم کی قیمت ۲؎ عم کے پارہ کی قیمت ۲؎

المشتہر خاکسار فتح محمد خان منیجر مطبع عزیزی مقام تراوڑی ضلع کرنال۔

درخواست خریداری بمقام تراوڑی آنی چاہییں۔

خطبۂ عید الفطر

از حضرت حکیم الامۃ

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ۔ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

یہ رکوع جس کا میں نے ابتدا پڑھا ہے اس رکوع کے بعد ہے جس میں رمضان اور روزہ کا تذکرہ ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کو نیک اعمال کے بجا لانے کی کیسی محبت تھی اور کلام اور اسکے عجائبات پر آگاہی پانے کا کس قدر شوق تھا

روزہ کی حقیقت کہ اس سے نفس پر قابو حاصل ہوتا ہے اور انسان متقی بنتا ہے

اس سے پیشتر کے رکوع میں رمضان شریف کے متعلق یہ بات مذکور ہے کہ انسان کو جو ضرورتیں پیش آتی ہیں ان میں سے بعض تو شخصی ہوتی ہیں اور بعض نوعی اور بقائے نسل کی۔ شخصی ضرورتیں جیسے کھانا پینا ہے اور نوعی ضرورت جیسے نسل کے لیے بیوی سے تعلق۔ ان دونوں قسم کی طبعی ضرورتوں پر قدرت حاصل کرنے کی راہ روزہ سکھاتا ہے اور اس کی حقیقت یہی ہے کہ انسان متقی بننا سیکھ لیوے۔ آجکل تو دن چھوٹے ہیں سردیکا موسم ہے اور ماہ رمضان بہت آسانی سے گذرا مگر گرمی میں جو لوگ روزہ رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ بھوک پیاس کا کیا حال ہوتا ہے۔ اور جوانوں کو اسبات کا علم ہوتا ہے کہ ان کو بیوی کی بیویوں کی کسقدر ضرورت پیش آتی ہے سخت گرمی کے موسم میں انسان کو پیاس لگتی ہے ہونٹ خشک ہوتے ہیں۔ گھر میں دودھ۔ برف۔ مزہ دار شربت موجود ہیں مگر ایک روزہ داران کو نہیں پیتا۔ کیوں؟ اسلیے کہ اس کے مولا کریم کی اجازت نہیں کہ انکو استعمال کرے بھوک لگتی ہے ہر ایک قسم کی نعمت۔ زردہ پلاؤ قلیہ۔ قورمہ۔ فرنی وغیرہ گھر میں موجود ہیں۔ اگر نہ ہوں تو ایک آن میں اشارہ سے طیار ہو سکتے ہیں مگر روزہ دار ان کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاتا کیوں؟ صرف اس لیے کہ اسکے مولا کریم کی اجازت نہیں۔ شہوت کے زور سے پٹھے پھٹے جاتے ہیں اور اسکی طبیعت میں سخت اضطراب جماع کا ہوتا ہے۔ بیوی بھی حسین نوجوان اور صحیح القوی موجود ہے مگر روزہ دار اسکے نزدیک نہیں جاتا کیوں صرف اسلیے کہ وہ جانتا ہے کہ اگر جاؤں گا تو خدا تعالیٰ ناراض ہوگا۔ اسکی عدول حکمی ہوگی ان باتوں سے روزہ کی حقیقت ظاہر ہے کہ جب انسان اپنے نفس پر یہ تسلط پیدا کر لیتا ہے کہ گھر میں اسکی ضرورت اور استعمال کی چیزیں موجود ہیں مگر اپنے مولا کی رضا کے لیے وہ حسب تقاضا نفس ان کو استعمال نہیں کرتا تو جو اشیا اسکو میسر نہیں ان کی طرف نفس کو کیوں راغب ہونے دے گا۔ رمضان شریف کے مہینہ کی بڑی بھاری تعلیم یہ ہے کہ کیسی ہی شدید ضرورت کیوں نہ ہو مگر خدا کا ماننے والا خدا ہی کی رضا مندی کے لیے ان سب پر پانی پھیر دیتا ہے اور انکی پروا نہیں کرتا۔ قرآن شریف روزہ کی حقیقت اور فلاسفی کی طرف خود اشارہ فرماتا اور کہتا ہے

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ

روزہ تمہارے لیے اس واسطے ہے کہ تقوے سیکھنے کی تمکو عادت پڑ جاوے۔ ایک روزہ دار خدا کے لیئے ان تمام چیزوں کو ایک وقت ترک کرتا ہے جنکو شریعت نے حلال قرار دیا ہے اور ان کے کھانے پینے کی اجازت دی ہے۔ صرف اس لیے کہ اس وقت میرے مولا کی اجازت نہیں تو یہ کیسے ممکن ہے کہ پھر وہی شخص ان چیزوں کے حاصل کرنے کی کوشش کرے جن کی شریعت نے مطلق اجازت نہیں دی اور وہ حرام کھاوے پیوے اور بدکاری میں شہوت کو پورا کرے تقوی کے لیے ایک جزئی بیان کی ہے آپس میں ایکدوسرے کا مال مت کھایا کرو۔

حرامخوری کے اقسام

حرامخوری اور مال بالباطل کا کھانا کئی قسم کا ہوتا ہے ایک نوکر اپنے آقا سے پوری تنخواہ لیتا ہے مگر وہ اپنا کام سستی یا غفلت سے آقا کے منشاء کے موافق نہیں کرتا تو وہ حرام کھاتا ہے۔ ایک دوکاندار یا پیشہ ور خریدار کو دھوکا دیتا ہے اسے چیز کم یا کھوٹی حوالہ کرتا ہے اور مول پورا لیتا ہے تو وہ اپنے نفس پر غور کرے کہ اگر کوئی اسی طرح کا معاملہ اس سے کرے اور اسے معلوم بھی ہو کہ میرے ساتھ دھوکا ہوا تو کیا وہ اسے پسند کرے گا ہرگز نہیں جب وہ اس دھوکہ کو اپنے خریدار کے لیے پسند کرتا ہے تو وہ مال بالباطل کھاتا ہے اسکے کاروبار میں ہرگز برکت نہ ہوگی۔ پھر ایک شخص محنت اور مشقت سے مال کماتا ہے مگر دوسرا ظلم (یعنی رشوت۔ دھوکا۔ فریب۔) سے اس سے لینا چاہتا ہے تو یہ مال بھی مال بالباطل لیتا ہے۔ ایک طبیب ہے۔ اسکے پاس مریض آتا ہے اور محنت اور مشقت سے جو اس نے کمائی کی ہے اس میں سے بطور نذرانہ کے طبیب کو دیتا ہے یا ایک عطار سے وہ دوا خریدتا ہے تو اگر طبیب اسکی طرف توجہ نہیں کرتا اور تشخیص کے لیے اسکا دل نہیں تڑپتا۔ اور عطار عمدہ دوا نہیں دیتا اور جو کچھ اسے نقد ملگیا اسے غنیمت خیال کرتا ہے یا پرانی دوائیں دیتا ہے کہ جن کی تاثیرات زائل ہوگئی ہیں تو یہ سب مال بالباطل کھانیوالے ہیں غرضکہ سب پیشہ ور حتی کہ چوڑھے چمار بھی سوچیں کہ کیا وہ اس امر کو پسند کرتے ہیں کہ انکی ضرورت پر انکو دھوکا دیا جائے اگر وہ پسند نہیں کرتے تو پھر دوسرے کے ساتھ خود وہی ناجائز حرکت کیوں کرتے ہیں روزہ ایک ایسی شے ہے جو ان تمام بری عادتوں اور خیالوں سے انسان کو روکنے کی تعلیم دیتا ہے اور تقوی حاصل کرنے کی مشق سکھاتا ہے جو شخص کسی کا مال لیتا ہے وہ مال دینے والے کی اغراض کو ہمیشہ مد نظر رکھکر مال لیوے اور اسی کے مطابق اسکو شے دیوے۔

روزہ سے قرب الٰہی ہوتا ہے

روزہ جیسے تقوی سیکھنے کا ایک ذریعہ ہے ویسے ہی قرب الٰہی حاصل کرنے کا بھی ذریعہ ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ماہ رمضان کا ذکر فرماتے ہوئے ساتھ ہی یہ بھی بیان کیا ہے

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ۝

یہ ماہ رمضان کی ہی شان میں فرمایا گیا ہے اور اس سے اس ماہ کی عظمت اور سر الٰہی کا پتہ لگتا ہے کہ اگر وہ اس ماہ میں دعائیں مانگیں تو میں قبول کروں گا لیکن انکو چاہیے کہ میری باتوں کو قبول کریں اور مجھے مانیں۔ انسان جس قدر خدا کی باتیں ماننے میں قوی ہوتا ہے خدا بھی ویسے ہی اس کی باتیں مانتا ہے لعلہم یرشدون سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ماہ کو رشد سے بھی خاص تعلق ہے اور اسکا ذریعہ خدا پر ایمان اس کے احکام کی اتباع اور دعا کو قرار دیا ہے اور بھی باتیں ہیں جن سے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے۔

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ کی شان نزول۔

جب صحابہ نے دیکھا کہ ایک ماہ رمضان کی یہ عظمت اور شان ہے اور اس میں قرب الٰہی کے حصول کے بڑے ذرائع موجود ہیں تو انکے دل میں خیال گذرا کہ ممکن ہے کہ دوسرے چاندوں (مہینوں) میں بھی کوئی ایسے ہی اسرار مخفیہ اور قرب الٰہی کے ذرائع موجود ہوں وہ معلوم ہو جاویں اور ہر ایک ماہ کے الگ الگ احکام کا علم ہو جاوے اسلیے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ دوسرے چاندوں کے احکام اور عبارات خاصہ بھی بتا دیے جاویں۔

ہلال اور قمر کا تفاوت

یہاں لفظ اَهِلَّة کا استعمال ہوا ہے جو کہ ہلال کی جمع ہے بعض کے نزدیک تو پہلی دوسری اور تیسری کے چاند کو اور بعض کے نزدیک ساتویں کے چاند کو ہلال کہتے ہیں اور پھر اس کے بعد قمر کا لفظ اطلاق پاتا ہے احادیث میں جو مہدی کی علامات آئی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ایک ہی ماہ رمضان میں چاند اور سورج کو گرہن لگے گا

مہدی کی علامت

وہاں چاند کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قمر کا لفظ استعمال کیا ہے اور اعلیٰ درجہ کا قمر ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ تاریخ کو ہوتا ہے اور اسکے گرہن کی بھی یہی تاریخیں مقرر ہیں اس سے کم زیادہ نہیں ہو سکتا اور ایسے ہی سورج گرہن کے لیے بھی ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ تاریخ ماہ قمری کی مقرر ہے غرضکہ قمر کا لفظ اپنے حقیقی معنوں کے رو سے مہدی کی علامت تھی۔ لیکن لوگوں نے تصرف کرنے وہاں قمر کے بجائے ہلال کا لفظ ڈالدیا ہے اور یہ ان کی غلطی ہے۔

ہر ایک نیا چاند انسانی زندگی کی مثال میں ایک سبق دیتا ہے

صحابہ کرام کے اس سوال پر کہ اور چاندوں کے برکات و انوار سے بھی اطلاع دیجاوے اللہ جلشانہ نے یہ جواب دیا قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ یعنی جیسے ماہ رمضان تقوے سکھانے کی ایک شے ہے ویسے ہر ایک مہینہ جو چڑھتا ہے وہ انسان کی بہتری کے لیے ہی آتا ہے انسان کو چاہیے کہ نئے چاند کو دیکھکر اپنی عمر رفتہ پر نظر ڈالے اور دیکھے کہ میری عمر میں سے ایک ماہ اور کم ہو گیا ہے اور نہیں معلوم کہ آیندہ چاند تک میری زندگی ہے کہ نہیں پس جس قدر ہو سکے وہ خیر و نیکی کے بجا لانے میں اور اعمال صالحہ کرنے میں دل و جان سے کوشش کرے اور سمجھے کہ میری زندگی کی مثال برف کی تجارت کی مانند ہے۔ برف چونکہ پگھلتی رہتی ہے اور اسکا وزن کم ہوتا رہتا ہے اس لیے اسکے تاجر کو بڑی ہوشیاری سے کام کرنا پڑتا ہے اور اسکی حفاظت کا وہ خاص اہتمام کرتا ہے ایسے ہی انسان کی زندگی کا حال ہے کہ برف کی مثال ہے کہ اس میں سے ہر وقت کچھ نہ کچھ کم ہوتا ہی رہتا ہے اور اسکا تاجر یعنی انسان ہر وقت خسارہ میں ہے ۶۴۔ ۶۵ سال جب گذر گئے اور اس نے نیکی کا سرمایہ کچھ بھی نہ بنایا تو وہ گویا سب کے سب گھاٹے میں گئے ہزاروں نظارے تم آنکھ سے دیکھتے ہو اپنے بیگانے مرتے ہیں اپنے ہاتھوں سے تم انکو دفن کرکے آتے ہو اور یہ ایک کافی عبرت تمہارے واسطے وقت کی شناخت کرنے کی ہے اور نیا چاند تمہیں سمجھاتا ہے کہ وقت گذر گیا ہے اور تھوڑا باقی ہے۔ اب بھی کچھ کرلو۔ لمبی لمبی تقریریں اور وعظ کرنے ایک رواج ہو گیا ہے ورنہ سمجھنے اور عمل کرنیکے لیے ایک لفظ ہی کافی ہے کسی نے اسکی طرف اشارہ کیا ہے

کہا ہے۔

شعر

مجلس وعظ رفتنت ہوس است
مرگ ہمسایہ واعظ تو بس است

پس ان روزانہ موت کے نظاروں سے جو تمہاری آنکھوں کے سامنے اور تمہارے ہاتھوں میں ہوتے ہیں عبرت پکڑو اور خدا تعالیٰ سے ڈرو اور کاہلی اور سستی میں وقت کو ضائع مت کرو۔ مطالعہ کرو اور خوب کرو کہ بچہ سے لیکر جوان اور بوڑھے تک اور بھیڑ بکری اونٹ وغیرہ جسقدر جاندار چیزیں ہیں سب مرتے ہیں اور تمنے بھی ایکدن مرنا ہے بس وہ کیا بدقسمت انسان ہے جو اپنے وقت کو ضائع کرتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وقت کی کیسی قدر کرتے تھے کہ جب انکو ماہ رمضان کے فضائل معلوم ہوئے تو تمنا دوسرے مہینوں کیلیے سوال کیا کہ قرب الٰہی کے اگر اور ذرائع بھی ہوں تو معلوم ہو جاویں۔

روح کا علاج ضروری ہے اور اسکا ایک ہی نسخہ ہے

میرے پاس بیمار آتے ہیں انکی اور اپنی حالت پر حیران ہوا کرتا ہوں کہ جسم کے آرام کے لیے یہ اسقدر تکلیف برداشت کرتے اور اخراجات اور مصائب سفر کے زیر بار ہو کر میرے پاس آتے ہیں انسے یہ آج نہیں تو کل اور کل نہیں تو پرسوں ضرور چھوڑ دینگے لیکن پھر بھی تھوڑے دنوں کے آرام پانے کے لیے ترک وطن کرتے ہیں عزیز و اقارب کو چھوڑتے ہیں اور انکی بڑی آرزو یہ ہوتی ہے کہ جسطرح ہو تپ جلدی ٹوٹ جاوے لیکن روح کی بیماری کی کسیکو فکر نہیں ہے اسکے واسطے نہ کوئی تڑپ نہ رنج نہ الم۔ حالانکہ جانتے ہیں کہ مرنے کے بعد اعمال کے جواب دہ ہونگے اور یہاں بھی برابر ہوتے رہتے ہیں آتشک والے مریض کو اسکے اعمال کی جو پاداش ملتی ہے وہی اسے خوب جانتا ہے اسی طرح بدنظری اور بدکاری کی عادتیں جو پڑتی ہیں آپ پھر انسان ہزار جتن کرے انکا دور ہونا بغیر فضل الٰہی کے بہت مشکل ہو جاتا ہے اور اسکے بڑے بڑے دکھ دینے والے نتیجے اسے برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ جب یہ حال ہے اور جسم کی ادنیٰ ادنیٰ سی ایذا کی تمام فکر ہے تو روح کا کیوں فکر نہیں کرتے۔ روح کی بیماریوں کی علاج کا ایک ہی نسخہ ہے جس کا نام قرآن شریف ہے اس بارہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بدکار لوگ کہیں گے

لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ

کہ اگر ہم خدا کے فرستادوں کی باتوں کو کان دھر کر سنتے اور عقل سے کام لیتے تو آج ہم دوزخیوں میں سے نہ ہوتے یہ حسرت انکو کیوں ہوگی صرف اسلیے کہ وقت انکے ہاتھ سے نکل گیا اور اب پھر ہاتھ نہیں آ سکتا۔ پس روح کی بیماری کا یہی علاج ہے کہ وقت کو ہاتھ سے نہ گنواوے اور اس نور اور شفا کتاب قرآن شریف پر عملدرآمد کرے اپنے حال اور قال اور حرکت اور سکون میں اسے دستورالعمل بناوے۔

واعظوں اور سامعین کے مدارج۔

عبرت پکڑنے میں دو مرحلے اوپر بیان کر آیا ہوں **تیسرا مرحلہ** یہ ہے کہ واعظ کا وعظ انسان کی ہدایت کے لیے کافی نہیں ہوتا آج سے کئی سو برس پیشتر ایک تجربہ کار کہتا ہے **شعر**

مشکلے دارم ز دانشمند مجلس باز پرس
توبہ فرمایاں چرا خود توبہ کمتر میکنند

میری طرح بہت سے واعظ کھڑے ہوتے ہیں بہت سے ان میں سے ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی نیت روپیہ بٹورنے کی ہوتی ہے بہت سے ایسے کہ لوگ ان کے وعظ اور تقریر کی تعریف کریں اور بعض ایسے بھی ہوتے ہونگے جو کہ محض خدا کے واسطے وعظ کرتے ہوں۔ اسی طرح سننے والوں کا حال ہے میں طبیب ہوں اسلیے بعض لوگ صرف اسی لحاظ سے وعظ سنتے ہونگے کہ انکا علاج اچھی طرح کروں اور کسیکی کچھ اور کسیکی کچھ غرض ہوگی اور بعض ایسے بھی ہونگے کہ محض خدا کے لیے سنتے ہوں۔ غرض وعظوں کے سننے اور سنانے والے مختلف اغراض لیے ہوتے ہیں جو خدا کے لیے سننے اور سناتے ہیں انکو چھوڑ کر باقیوں کے لیے یہ علم بڑی مشکلات کا موجب ہوتا ہے اور وبال جان ہوتا ہے کیونکہ اسکے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کی حجت ان پر پوری ہوتی ہے اور انسان سن یا سنا کر خود ہی اس میں پھنس جاتا ہے۔ عالموں سے قیامت کے دن سوال ہوگا کہ تم خود اپنے علم پر عامل تھے کہ نہیں تم تکبر کا وعظ کرتے تھے لیکن خود تکبر سے خالی نہ تھے۔ تم بغض اور کینہ سے بچنے کی نصیحت لوگوں کو کرتے تھے مگر خود نہیں بچتے تھے۔ تم ریاکاری سے لوگوں کو روکتے تھے مگر خود نہیں رکتے تھے۔ یہ روحانی بیماریاں ہیں ان کا علاج انسان کے لیے ضروری ہے۔ چاہیے کہ علم کے مطابق تمہارا عمل ہو۔

ایک مزکی النفس انسان سے مستفید ہونے کی راہ

لوگوں کے اندر کمزوریاں بھی ہوتی ہیں اسلیے خدا کی رحمت کا یہ بھی تقاضا ہوتا ہے کہ وہ ان کے لیے ایک مزکی نفس انسان پیدا کرتا ہے جو کہ اپنے نفس اور خواہش سے کچھ نہیں کرتا خدا کے بلائے بولتا ہے اسکی زبان خدا کی زبان ہوتی ہے یا خدا کی زبان اسکی زبان ہوتی ہے اسکی آنکھیں خدا کی آنکھیں یا خدا کی آنکھیں اسکی آنکھیں ہوتی ہیں اس کے ہاتھ خدا کے ہاتھ یا خدا کے ہاتھ اسکے ہاتھ ہوتے ہیں وہ خدا کی طرف سے آتا ہے اور ایک نقطہ طبیعی وہ اپنے سا مظہر رکھتا ہے تاکہ لوگ اس کے ساتھ تعلق پیدا کرکے اپنے اپنے نفوس کا تزکیہ کریں اور یہ تعلق ایسا مضبوط ہو جیسے ایکدرخت کی شاخ پورے طور پر اپنے تنہ سے پیوستہ ہوتی ہے۔ ایسا ہی یہ بھی صدق و صفا اور اخلاص اور پوری اطاعت کے ساتھ اس کے ساتھ پیوستہ ہو تو تزکیہ کی اس روح سے جو مزکی کے اندر ہوتی ہے فائدہ اٹھا سکیگا ورنہ اس کا نشوونما ہرگز ممکن نہیں۔

ماہ شوال نبوۃ کا چاند ہے

پس وقت کی قدر کرو اور یہ ایک چاند جو تمہاری روح کے لیے ایک وقت اور فرصت لاتا ہے اس سے نصیحت سیکھو جو چاند تم نے کل دیکھا ہے وہ گویا نبوۃ کے اول سال کا چاند ہے کیونکہ قرآن شریف کا نزول اسی ماہ شوال کے ماقبل رمضان میں شروع ہوا اسلیے یہ چاند اور اس کے پہلے کا چاند ہر ایک مومن کے لیے خیر و برکت کا موجب ہے حدیث شریف میں دعا آتی ہے کہ انسان چاند دیکھے تو کہے

هِلَالُ خَيْرٍ وَرُشْدٍ هِلَالُ خَيْرٍ وَرُشْدٍ اللَّهُمَّ أَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْأَمْنِ وَالْإِيمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ

پس چاہیے کہ روحانی پرورش کے لیے ہم سچا تعلق مزکی کے ساتھ پیدا کریں وہ اب موجود ہے جس کی انتظار ۱۳۰۰ سو برس سے ہو رہی تھی

حقیقت حج وجماعۃ

وَالْفَجْرِ پھر فرمایا کہ چاند حج کے وقت کی بھی خبر دیتا ہے حج اسلام کا ایک اعلیٰ رکن ہے۔ باوجود اسکے کہ نوٹس اور اشتہاروں کی کثرت ہو رہی ہے اور ہر جگہ مجلسیں اور سوسائٹیاں جوش و خروش سے قائم ہو رہی ہیں مگر پھر بھی دنیا میں کوئی مجلس ایسی دید و شنید میں نہیں آئی جس کے ممبر ۵ وقت جمع ہوتے ہوں مگر جناب الٰہی نے اطاعت اور طہارت کے ساتھ ۵ وقت جمع ہونے اور ملکر اسکی عظمت و جبروت کو بیان کرنا مسلمانوں کا فرض کر دیا ہے کوئی شہر اور قصبہ نہ دیکھوگے جس کے ہر محلہ میں اسلام کی پنجگانہ کمیٹی نہ ہوتی ہو لیکن اس روزانہ پانچوں وقت کے اجتماع میں اگر تمام باشندگان شہر کو اکٹھا ہونے کا حکم دیا جاتا تو یہ ایک تکلیف مالایطاق ہوتی اسلیے تمام شہر کے رہنے والے مسلمانوں کے اجتماع کے لیے ہفتہ میں ایک دن جمعہ کا مقرر ہوا پھر اسی طرح قصبات اور دیہات کے لوگوں کے اجتماع کے لیے عید کی نماز تجویز ہوئی۔ اور چونکہ یہ ایک بڑا اجتماع تھا اسلیے عید کا جلسہ شہر کے باہر میدان میں تجویز ہوا لیکن اس سے پھر بھی کل دنیا کے مسلمان میل ملاپ سے محروم رہتے تھے۔ اسلیے کل اہل اسلام کے اجتماع کے لیے ایک بڑے صدر مقام کی ضرورت تھی تاکہ مختلف بلاد کے بھائی اسلامی رشتہ کے سلسلہ میں یکجا باہم مل جاویں لیکن اس کے لیے چونکہ ہر فرد دولتمند مسلمان اور امیر اور فقیر کا شامل ہونا محال تھا اسلیے صرف صاحب استطاعت منتخب ہوئے تاکہ تمام دنیا کے مسلمان ایک جگہ جمع ہو کر تبادلہ خیالات کریں اور مختلف خیالات و داعیوں کا ایک اجتماع ہو اور سب کے سب ملکر خدا تعالیٰ کی عظمت و جبروت کو بیان کریں۔ حج میں ایک کلمہ کہا جاتا ہے **لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ** جس کا مطلب یہ ہے کہ اے مولا تیرے حکموں کی اطاعت کے لیے اور تیری کامل فرمانبرداری کے لیے میں تیرے دروازہ پر حاضر ہوں۔ تیرے احکام اور تیری تعظیم میں کسیکو شریک نہیں کرتا۔ غرضکہ یہ حقیقت ہے مذہب اسلام کی جسکو مختصر الفاظ میں بیان کیا گیا ہے پھر دن میں پانچدفعہ کل مسلمانوں کو **اللہ اکبر** کے لفظ سے بلایا جاتا ہے۔ کوئی نادان اسلام پر کیسے ہی اعتراض کرے کہ ان کا خدا ایسا ہے ویسا ہے مگر وہ خدا تعالیٰ کے لیے **اکبر** سے بڑھ کر لفظ وضع نہیں کر سکتا۔ نماز کے لیے بلاتے ہیں تو **اللہ اکبر** سے شروع کرتے اور ختم کرتے ہیں تو **رحمۃ اللہ** پر۔

حج کے برکات میں سے ایک یہ تعلیم ہے جو کہ اس کے ارکان سے حاصل ہوتی ہے کہ انسان سادگی اختیار کرے اور تکلفات کو چھوڑ دے اس کے ارکان کبر و بڑائی کے بڑے دشمن ہیں دور و دراز کا سفر اختیار کرنا پڑتا ہے اپنے اور اقارب چھوٹتے ہیں سستی اور نفس پروری کا استیصال ہوتا ہے اور سب سے بڑھ کر ایک بات یہ ہے کہ ہزاروں ہزار سال سے ایک معاہدہ چلا آتا ہے وہ یہ کہ جناب الٰہی کے حضور حاضر ہو کر منظور کرتا ہے اور بہت سی دعائیں مانگتا ہے

محدود عقل اور خواہش کے محدود نتائج

وَلَيْسَ الْبِرُّ انسان کو ایک زبردست طاقت کا خیال ہمیشہ رہتا ہے اور یہ انسانی فطرت کا خاصہ ہے کہ ہر ایک مذہب میں جناب الٰہی کی عظمت وجبروت ضرور مانا جاتا ہے جو لوگ اس سے منکر ہیں وہ بھی مانتے ہیں کہ ایک عظیم الشان طاقت ضرور ہے جس کے ذریعہ سے یہ نظام عالم قائم ہے اس کے قرب کے حاصل کرنے والے تین قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ بعض کی غرض تو یہ ہوتی ہے کہ جسمانی سامان حاصل کرکے جسمانی آرام حاصل کیا جاوے جیسے ایک دوکاندار کی بڑی غرض دنیا میں یہ ہوتی ہے کہ اس کا گاہک واپس نہ جاوے ایک اہل کسب ایک دو روپیہ کما کر پھولا نہیں سماتا لیکن ایسے لوگ انجام کار کوئی خوشحالی نہیں پاتے وجہ یہ ہے کہ ان کی خواہش محدود ہوتی ہے اسلیے محدود فائدہ اٹھاتے ہیں اور قیود و تبدیلات کا نتیجہ

پاتے ہیں۔ بعض اس سے زیادہ کوشش کرتے ہیں اور ان پر خواب اور کشف کا دروازہ کھلتا ہے اس قسم کے لوگوں میں بھلائی اور اخلاق سے پیش آنے کا خیال وارادہ بھی ہوتا ہے مگر چونکہ ان کی عقل بھی محدود ہوتی ہے اس لیے ان کی راہ بھی محدود ہوتی ہے۔ ایک خدا کے اندر اندر رہتے ہیں اور ان میں مستیر بھی محدود الفطرۃ ہوتے ہیں۔ تیسری قسم کے لوگ کہ کوئی بھلائی انکی نظر میں بھلی اور برائی بری کسی محدود خیال سے نہیں ہوتی بلکہ ان کی نظر وسیع اور اُسبات پر ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات وراء الوریٰ ہے کوئی عقل اور علم اُسے محیط نہیں بلکہ کل دنیا اسکی محاط ہے اسکی رضامندی کی راہوں کو کوئی نہیں جان سکتا بجز اس کے کہ وہ خود کسی پر ظاہر کرے۔ یہ نظر انبیاء اور رسل اور ان کے خلفاء راشدین کی ہوتی ہے وہ نہ خود تجویز کرتے ہیں اور نہ دوسرے کی تراشیدہ تجاویز مانتے ہیں بلکہ خدا کی بتلائی ہوئی راہوں پر چلتے ہیں۔ عرب کے نادانوں کو خیال تھا کہ جب وہ گھر سے حج کے لیے نکلیں اور پھر کسی ضرورت کے لیے انکو واپس گھر آنا پڑے تو گھروں کے دروازہ میں سے داخل ہونا وہ معصیت خیال کرتے تھے اور پیچھے سے جھونپڑے پھاند کر آیا کرتے تھے اور اسے ان لوگوں نے نیکی خیال کر رکھا تھا خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ باتیں نیکی میں داخل نہیں بلکہ نیکی کا وارث تو متقی ہے تم اپنے گھروں میں دروازہ کی راہ سے داخل ہوا کرو اور تقویٰ اختیار کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

اس روح کو ابد الآباد ضرورتیں ہیں جنکی کسیکو خبر نہیں اور مر کر جس ملک میں لوگ جاتے ہیں جہاں سے مرکر آج تک کوئی نہیں آیا جو یہ بتلا وے کہ وہاں کے لیے کس قسم کے سامان کی ضرورت ہے کھانے پینے لباس اور آسائش کے واسطے کیا کیا انسان ساتھ لیجاوے۔ گذشتہ زمانہ کی نسبت تو لوگوں کے بڑے بڑے دعوے ہیں اور بعض مذہب اپنی قدامت پر بڑا فخر و ناز کرتے ہیں آریہ کہتے ہیں کہ ہم ہزارہا برس سے ہیں اور جین مت والے ان سے بھی زیادہ قدامت میں قدم مار رہے ہیں اور زرتشت کے ماننے والوں نے تو حد ہی کر دی کہ ہمارے سنکھ کے پہلے سترہ صفر بڑھا دیے۔

غرضکہ گذشتہ تاریخ کے دیکھنے میں انسانوں نے بڑی بڑی غور کیے ہیں ایسے ہی اسٹرالوجی علم نجوم میں دور دور کے ستاروں کی تحقیق کی گئی ہے اور عجیب عجیب خواص اور ہیئت انکی دریافت کی ہے قدامت میں دماغ تک اور دور بینی میں یہاں تک نوبت پہنچائی ہے لیکن طرف جیالوجی والوں نے زمین کے اندر بڑے بڑے غوطے لگائے مگر ایک سیکنڈ کے بعد کیا ہونیوالا ہے کوئی نہیں بتاتا۔ اور جب ایک سیکنڈ کے بعد کی خبر نہیں بتلائی جاتی تو مر کر کیا ہوتا ہے اور کیا مرحلے پیش آتے ہیں اسکی خبر کون دے وہ صرف خدا کی ہی ایک ذات ہے جو اسکی خبر دے سکتی ہے اور کوئی نہیں وہی بتلاتا ہے کہ مرنے کے بعد تمکو فلاں فلاں امور کی ضرورت اور ہم کو اس وقت بیت جو دو باش کے لیے فلاں قسم کا سامان درکار ہے۔ یہ خبر انبیاء کو خدا سے ملتی ہے اور مامور ان کے ذریعہ ملتی ہے اور وہ جو کچھ بتلاتے ہیں وہ خدا سے خبر پا کر بتلاتے ہیں ورنہ بذات خود غیب کی کوئی نہیں ہوتے۔

رضاء الٰہی کی وہی راہ ہوتی ہے جسکو اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ کو معرفت بیان کرے اور خوش قسمتی سے ہمارا امام ان سب سے واقف ہوا اور وہ بتلا سکتا ہے کہ تم اسطرح خدا کا قرب حاصل کرسکتے ہو لیکن جو شخص اپنی طرف سے کوئی راہ تجویز کرتا ہے اور بلا کسی الٰہی سند کے کہتا ہے کہ اس سے خدا راضی ہوگا وہ نفس دھوکا دیتا ہے خدا کی راہ کا علم انسان کو تقویٰ کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ تم تقویٰ اختیار کرو اللہ تمکو علم عطا کرے گا جس سے تم اسکی رضامندی کی راہ پر چل سکو گے تقویٰ یہی ہے کہ انسان بالکل خدا کا ہو جاوے اسکا اٹھنا بیٹھنا چلنا پھرنا کھانا پینا ہر ایک حرکت و سکون خدا کے لیے ہو جب وہ ہمہ تن اپنے وجود اور ارادوں کو خدا کے لیے بنا دیگا تو پھر خدا اس کا بنجاویگا من کان للہ کان اللہ لہ

یہ وقت قابل قدر ہے

جیسے اوپر ذکر کیا تھا کہ چاندوں کے ذریعہ سے انسان کو وقت کی قدر معلوم ہوتی ہے اور یہ اسکی گذشتہ اور آئندہ عمر کا سبق دیتے ہیں اسی طرح ہر ایک بات کا ایک وقت مقررہ ہوتا ہے وہ جب ہاتھ سے نکل جاتا ہے تو پھر ہاتھ نہیں آیا کرتا دیکھو کل شام تک ایک وقت تھا اور اسکے دن میں تندرست اور مقیم کیلیے کھانا پینا حرام تہا لیکن جب وہ وقت ختم ہوگیا تو اسکے احکام اور برکات بھی ختم ہوگئے آج ایک وقت ہے کہ اسکا حکم کل سے بالکل منصناد ہے اگر کل تندرست اور مقیم کے لیے کھانا پینا دن میں حرام تہا تو آج اس کے واسطے نہ کھانا حرام ہے نہ پینا۔ ہماری آنکھ کان ناک دست و پا سب کچھ وہی ہیں جو کل تھے لیکن تقویٰ اطاعت اور حکم برداری کو لحاظ سے کل اور آج میں کسقدر تفرقہ ہے۔ اسیطرح خدا نے حج عید نماز کھانے پینے سونے جاگنے وغیرہ کیوقت مقرر کیے ہیں اور جب وقت پر انکا حسب رضاء الٰہی بجا لایا جاتا ہے تو وہ فضل اور برکات کا موجب ہوتا ہے۔ کل روزہ رکھنے کا ثواب تھا اور آج عذاب ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عبادۃ دراصل اطاعۃ کا نام ہے اگر اسمیں اللہ کی اطاعت نہو تو وہی عبادۃ حرام اور قبیح ہو جاتی ہے اس سے ایک یہ بات حاصل ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جیسے ہر ایک بات کے لیے ایک وقت ہوتا ہے ایسے ہی کامل متقی بننے کے لیے ایک وقت ہوتا ہے اور وہ وہ وقت ہوتا ہے جب خدا کیطرف سے کوئی مامور دنیا میں آیا ہو سو یہ بھی وہی وقت ہے جب وقت ہاتھ سے نکل گیا تو پھر ہاتھ نہیں آتا۔ مدت کا دروازہ تو کسی انسان کے لیے بند نہیں ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سید الرسل خاتم الانبیاء ہیں جن لوگوں نے آپکا زمانہ پایا وہ آپ پر ایمان لائے اور متقی بنے لیکن آخر آپ فوت ہوئے اور ہمیشہ کے لیے ان لوگوں میں نہ رہے۔ ہاں آپکے انفاس طیبہ دیر تک رہے اور رہینگے اور یہ ہر ایک نبی اور مامور کے ساتھ خدا کا فضل ہوتا ہے کہ کیسکے انفاس طیبہ بہت دیر تک رہتے ہیں کیسکے تھوڑی دیر تک۔ لیکن وہ بذات خود انمیں نہیں رہتے۔ دیکھو مسیح کو دو ہزار برس سے زندہ کہتے تھے آخر وہ بھی مردہ ثابت ہوا انکے پجاریوں نے اُسے آسمان پر زندہ کہا مگر زمین نے مردہ ثابت کیا اور اُسکے انفاس بھی مر گئے تعلیم کا یہ حال ہوا کہ خدا کا بیٹا بنایا گیا۔ اسی لیے ہماری تعلیم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے ساتھ عبدہ و رسولہ کا لفظ ایزاد ہوا کہ کہیں سابقہ قوموں کی طرح گمراہ ہو کر متبوع کو خدا نہ بنا بیٹھیں۔ اور جب خدا کی توحید کا بیان کریں تو ساتھ ہی ساتھ آپکی عبودیت کا بھی ذکر کیا جاوے۔ اگر ایسی تعلیم عیسائیوں کے ہاتھ ہوتی تو وہ گمراہ نہ ہوتے۔ میں وقت کا ذکر کر رہا تھا پس تمکو چاہیے کہ وقت کا خیال رکھو۔ یہ آج عید الفطر ہے پھر جو زندہ رہے تو دوسرے سال اسے پاوے گا امام کے ماننے کا بھی یہی وقت ہے جبکہ وہ زندہ موجود ہے اگر اسوقت نہ مانا تو پھر پچتاؤگے

مومنوں پر تین وقت

ہر ایک مامور کے ماننے والوں پر تین وقت ہوا کرتے ہیں اور صحابہ پر بھی وہ وقت تھے ایک تو مکہ کا جبکہ آنحضرت کو ہر طرف سے دکھ دیا جاتا تھا جان کے لالے پڑے ہوئے تھے اور اسوقت آپکو بعض لوگوں نے مانا۔ دوسرا وہ جبکہ آنحضرت مدینہ میں پہلے آئے اور بعض لوگ آپ پر ایمان لائے تیسرا وہ وقت جبکہ صحابہ دنیا کے فاتح ہو رہے تھے اور ملک پر ملک آپکے قبضہ میں آ رہا تھا اب سوچو کہ ان تینوں وقتوں میں جن جن لوگوں نے مانا اور خرچ کیا۔ کیا وہ برابر ہوسکتے ہیں۔ فتح مکہ سے اول جن لوگوں نے خرچ کیا تھا انکی نسبت خود آنحضرت نے فرمایا کہ اب جو لوگ احد کے پہاڑ کی برابر سونا خرچ کریں تو انکی وہ قدر نہیں ہوسکتی جو فتح مکہ سے اول ایک جو کی مٹھی کی ہوسکتی ہے۔

خدا کی راہ میں خرچ کرنیکے مقام اور انکا وقت

خالد بن ولید جیسے فاتح کے سامنے یہ فقرہ کہا تھا کہ تمہاری خدمات اور قربانیاں ان لوگوں کے ہم پلہ ہرگز نہیں ہوسکتیں جو کہ فتح مکہ سے بیشتر ایمان لائے اور جو انکی ان کے سامنے کچھ قدر ہے پس یاد رکھو کہ امام کے ماننے کا ایک وقت ہوتا ہے جو ہاتھ سے کھویا جاتی ہے اور اسکے ساتھ ہو کر خرچ کرنے میں بڑی برکات ہوتی ہیں اور اس خرچ کا یہی وقت ہے اگر تم کرو گے تو خدا اسکا اجر اپنے ذمہ رکھے گا اسکے لیے خدا نے ہر ایک سلیم فطرۃ میں ایک نظیر رکھدی ہے کہ جب کوئی کسی سے سلوک کرے یا نیکی کرے تو ایک سلیم الفطرت انسان کبھی گوارا نہیں کرتا کہ اُسے بدلا نہ دیا جاوے اور دل میں اسکی عظمت گھر نہ کرے تو اب سوچو جسنے فطرۃ میں یہ بات رکھدی ہے وہ خود کیسے گوارا کریگا کہ کسیکی نیکی کا بدلا نہ دے وہ بڑا غنی ہے اسکی راہ میں اسکی رضامندی کے لیے جو کچھ خرچ کیا جاتا ہے وہ ضرور بدلا دیتا ہے۔ اب لمبے وعظ و نصیحۃ میں کیا کروں۔ میں مجدد ملہم مامور یا مسیح نہیں ہوں جو ہو اُسے کشتی نوح بنا کر دکھا رہے آگے رکھدی ہے وہ جدھر بلانا چاہتا ہے اُدھر جانا تو درکنار رہا تو رخ بھی اسطرف نہیں ہے وہ کہتا ہے کہ مجھے بڑی بڑی خاردار جنگل میں لوہے کے کانٹے ہیں اور دشوار گذار راہیں طے کرنی ہیں نازک پاؤں والے میرے ساتھ نہیں چل سکتے۔ پھر تو اُسے یہ بھی کہتے سُنا ہے کہ جس چشمہ پر میں تمکو بلانا چاہتا ہوں انہیں سے ابھی کسینے پانی نہیں پیا اور اسنے یہ بھی کہا ہے کہ بہت سی باتیں کہنے کے لائق ہیں مگر چونکہ تم میں انکی قبولیت اور برداشت کا مادہ نہیں پاتا اسلیے نہیں کہتا پس اگر یہ سب باتیں تمہارے کام نہیں آتیں اور تمکو نفع نہیں بخشتیں تو میرا کورا بیان کیا فائدہ دے سکتا ہے اسلیے تمہارے لیے ضروری ہے کہ اس وقت کی قدر کرو۔ اگر یہ ہاتھ سے نکل گیا تو ہزاروں برس کے انتظار کے بعد بھی نہ ملیگا خرچ کرنیکا اور تقویٰ کرنے تزکیہ حاصل کرنیکا یہی وقت ہے نفس کا تزکیہ امام کے ساتھ ہو کر مال خرچ کرنے سے بھی ہوا کرتا ہے وہ اب موجود ہے اور اسی کی بیوندی کا موقع ہے اگر یہ چلا گیا تو میرے جیسے واعظ تو کیا ہے ۱۳۰۰ برس سے واعظ ہوتے ہی آئے ہیں دعا کرو اور وقت کا مطالعہ کرو اور خدا کی قوت طلب کرو کہ وہ ان باتوں کی توفیق عطا کرے۔

مثلاً خرچ کرنیکے یہاں بڑے موقع ہیں مہمان خانہ ہے۔ لنگر خانہ ہے۔ کالج ہے۔ پھر بعض لوگ آتے ہیں لیکن وہ بے خرچ ہوتے ہیں انکو خرچ کی ضرورت پڑتی ہے بعض دولتمند بھی آتے ہیں اور میں نے اکثر دفعہ لوگوں کو کہا ہے کہ وہ آکر اپنا سامان وغیرہ میرے حوالہ کر کے رسید لیلیا کریں کہ گم نہ ہوا کرے مگر وہ ایسا نہیں کرتے اور انکا سامان گم ہو جاتا ہے اور امداد کی ضرورۃ انکو آپڑتی ہے اور بعض ایسے ہیں کہ محض ابتغاء لوجہ اللہ یہاں رہتے ہیں پھر دو اخبار بھی ہیں اگرچہ انکے مہتمم اپنے فرائض کو کما حقہ بجا نہیں لاتے مگر تاہم انکا ہونا غنیمت ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے فان لم یصبہا وابل فطل تو ان سب اخراجات کو مدنظر رکھنا اور ان موقعوں پر خرچ کرنا چاہیے جو اہم امور ہیں وہاں اہم اور جو اس سے کم ہیں وہاں کم درجہ بدرجہ ہر ایک کا خیال رکھو

اسوقت اور خرچ کی یہ مثال ہے جیسے ایک کسان تھوڑے سے دانے بوکر اور کھیت کو خدا کے سپرد کر کے چلا آتا ہے اور اگرچہ ان میں سے کچھ ضائع ہوتے ہیں پرندے کھاتے ہیں لیکن پھر بھی منوں غلہ ان سے پیدا ہوتا ہے مگر ہر وقت بیج بونے سے وہ پیداوار محال ہے جو وقت پر بیج بونے سے حاصل ہو سکتی ہے۔

غرضکہ ہر ایک چاند کو غنیمت جانو اور اپنی بہتری کنبہ کی بہتری خلق اللہ کی بہتری کو ہر وقت مدنظر رکھو اور نیک سلوک سے پیش آؤ اسوقت جو مراتب تمکو مل سکتے ہیں پھر نہیں ملینگے اب ایک پیسہ سے جو کام نکلتا ہے وہ پھر ہزار روپے خرچنے سے نہ نکلیگا خدا سے قوۃ مانگو کہ وہ نیکی کرنیکی اور بدی کو ترک کرنیکی توفیق دیوے جسقدر بچے یہاں بورڈنگ میں رہتے ہیں وہ سب ہمارے بچے ہیں انکے لیے دعا کرو کہ بچے عالم میں ترقی کریں اور نیک بنیں۔

۳

ایک خط

گذشتہ اشاعت سے آگے

اُنکا مشاہدہ ایسی قدرت والی چیز ہے اور جو اہل کشف ہوتا ہے وہ اپنے معارف۔ علوم۔ اور قوت باطن کی وجہ سے لوگوں کے واسطے ایک حجت ہوتا ہے پھر کشفی نظارہ کے بعد۔ اب ظاہری نظارہ کیطرف نظر کرنیکا حکم فرماتا ہے۔ اور ہڈیوں کیطرف نظر کر کسطرح ہم اُنکو بڑھاتے ہیں پھر ہم اُن کو گوشت پہناتے ہیں یہ حکم تو وحی متلو میں تھا اور عموماً ہر ایک وحی متلو کے ساتھ جو غیب کے متعلق ہو ایک کشفی نظارہ ہوتا ہے جس سے اُسکی حقیقت پورے طور پر روشن ہو جاتی ہے (فلمّا تبیّن لہٗ) یعنی جب ان مکاشفات اور الہامات کے بعد اُن کو حقائق پر اطلاع ہوئی تب کہنے لگے کہ میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ تو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ خواب میں جو اس ظاہری چیزوں کی طرف سے منقطع ہو جاتے ہیں اسی لیے قرآن مجید نے خواب کو بھی ایک قسم کی موت قرار دیا ہے ایسا ہی کشف میں تمام قوٰی خاص نظاروں کی طرف سے ایسے کھینچ جاتے ہیں کہ موجودہ اور قریبی چیزوں کی طرف سے گویا مردہ ہو گئے ہیں اسی واسطے سو سالہ مکاشفہ کو ان الفاظ میں ظاہر فرمایا ہے کہ اللہ نے سو سال اُسکو مردہ رکھا اہل کشف کے لیے یہ ایک عام مشاہدہ کی بات ہے مگر ظاہر پرستوں کے نزدیک نہایت ہی حیرت انگیز ہے جسکی وجہ سے بعض مفسرین نے ایک عجیب و غریب قصہ ایجاد کیا کہ جب برمیاہ کو بیت المقدس کی ویرانی پر افسوس ہوا۔ اور حیران ہوئے کہ اب اللہ اُسکو کیسے آباد کرے گا اسپر اللہ نے انکو مار دیا اور سو برس مردہ رکھا پھر زندہ کیا مرنے سے پہلے اُنھوں نے روٹیاں تھیلا اور شیرہ انگور کا برتن درخت سے لٹکا دیا تھا۔ جب زندہ ہوئے تو وہ ویسے کے ویسے موجود تھے سڑے بُسے نہ تھے مگر گدھا جو درخت سے بندھا تھا اُس کی ہڈیاں رہ گئی تھیں جب خدا نے برمیاہ سے پوچھا کہ تو کتنی مدت رہا۔ اُنھوں نے جواب دیا ایک دن یا ایک دن کا کچھ حصہ ان کے خیال کی بنا یہ تھی کہ آپ صبح کے وقت سوئے تھے اور عصر کے وقت زندہ ہوئے اسلیے اُن کو ایک ہی دن کا خیال تھا خدا نے فرمایا نہیں تو سو برس پڑا رہا ہے گدھے کو دیکھ کہ وہ سفید ہڈیاں ہو گیا ہے مگر تیری روٹیاں اور شیرہ نہیں سڑے بُسے پھر خدا نے برمیاہ کے روبرو گدھے کو زندہ کیا اور اسکی ہڈیاں جوڑ کر اُن پر گوشت چڑھایا۔

اس قصہ پر ہمارے **چند اعتراضات** ہیں

(۱) اول تو خلاف سنۃ اللہ جو واقعات ہوں اُن کے ماننے کے واسطے قطعی ثبوت اور یقینی شہادتوں کا ہونا ضروری ہے مگر اسکے واسطے کوئی بھی سند نہیں۔ قاضی بیضاوی تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ وہ شخص جو زندہ ہوا تھا یا تو عزیر تھے یا خضر تھے یا کوئی کافر منکر بعثت تھا۔ جب صاحب قصہ کا نام کا ہی پتہ نہیں تو پھر خلاف سنت اور واقعات کو کیسے تسلیم کیا جائے۔

(۲) دوم ایک نبی کا سو سال تک مردہ رکھنا تقدس باری تعالے اور شان نبی کے خلاف کیونکہ نبی کی روح جو منصب تبلیغ لیکر آیا ہے ایکدن بھی مردہ نہیں رہ سکتی بلکہ ہر وقت علوم اور معارف میں ترقی کرتی رہتی ہے

(۳) سوم نبی کی روح جسم سے علحدہ ہوتے ہی عالم قدس میں پہونچکر مقربین رب العلمین میں شامل ہو جاتی ہے۔

(۴) چہارم اسجگہ پر ایک شہر ویران شدہ کی آبادی کا سوال تھا کہ یہ کیسے آباد ہوگا اس کے واسطے تاریخی مثالیں کافی ہو سکتی تھیں یہ کوئی بڑے ادق سوالات میں سے نہ تھا کہ اسکے سمجھانے کے واسطے خداوند کریم کو ایک نبی کو سو سال مردہ رکھنا اور پھر زندہ کرنا پڑا اور گدھے کو مار کر اُس کی ہڈیوں پر گوشت چڑھانا پڑا۔ کیا نبی کے اطمینان کے واسطے ایک معمولی بات میں خدا کا وعدہ کافی نہیں ہو سکتا تھا

(۵) پنجم۔ آثار زمانہ نے گدھے کو گلا سڑا کر صاف ہڈیاں نکالدیں مگر روٹیاں اور شیرہ ویسے ہی پڑے رہے قرآن مجید نے اس کی کوئی تفریق و تخصیص نہیں بیان کی۔

(۶) ششم (وانظر الی حمارک) فرمایا ہے اگر سفید ہڈیاں رہ گئی تھیں تو یہ کہنا چاہیے تھا (وانظر الی عظام حمارک)

(۷) ہفتم قصہ میں جو یہ بیان کیا گیا ہے کہ برمیا نبی صبح کے وقت سوئے اور عصر کے وقت زندہ ہوئے تھے اسی خیال سے اُنھوں نے ایک دن کہا مگر سو برس میں تو در و دیوار شجر و حجر اور نشیب و فراز سب بدل جاتے ہیں جب بیدار ہوئے نہ تو وہ در و دیوار ہونگے نہ وہ حجر و شجر اور نہ وہ نشیب و فراز پھر اُنکے نظارہ سے کچھ نہ سمجھے بلکہ خدا کو سمجھانا پڑا کہ تو سو سال مردہ رہا۔

(۸) ہشتم ایسی لاعلمی سے ثابت ہوتا ہے کہ موت نے اُنکے قوٰی کو بیکار بنا دیا تھا ورنہ عالم قدس سے ہزارہا معارف اور نیکرو لیکر آتے۔

(۹) نہم اللہ تعالے فرماتا ہے کہ تجکو ہم لوگوں کے واسطے نشان بنانا چاہتے ہیں مگر جو سو سال مردہ پڑا رہا۔ اور اپنے مرنے کی خود اُسکو خبر نہیں تو وہ اوروں کے واسطے کیا نشان و حجت و گواہ ہو سکتا ہے

(۱۰) دہم گدھے کی ہڈیوں کو از سرنو جُڑتے ہوئے اور اُنپر گوشت چڑھتے ہوئے خود برمیا نے دیکھا اور کسی نے نہیں تو یہ بھی دوسروں کے واسطے کیا حجت ہو سکتا ہے۔

(۱۱) یازدہم۔ یہ بھی احتمال ہے کہ سو سال کے بعد پہلے لوگ نہ رہے ہوں اور ان جدید لوگوں میں برمیا نبی اجنبی ہو گئے ہوں۔ تو جو حجت معروف شخص ہونے میں ہو سکتی تھی وہ اب اجنبی رہنے میں نہ رہی بلکہ اُنکا یہ ظاہر کرنا کہ میں سو سال مردہ رہا میرا گدھا میرے سامنے زندہ کیا گیا ایک ابتلا کا موجب ہو گیا ایسی خلاف بات سمجھانے کے واسطے بھی ایسا ہی اور معجزہ ان جدید لوگوں کو دکھانا چاہیے۔

(۱۲) دوازدہم۔ قرآن مجید میں ان امور میں سے کسیکی بھی تصریح نہیں موت کا لفظ ویرانی پر خواب پر روحانی قوی کے معطل ہونے پر کفر اور بددینی پر عنشی پر آیا ہے پس یہ قطعی طور سے کہاں ثابت ہوا کہ یہاں پر موت کے حقیقی معنے مراد ہیں بلکہ سیاق و سباق اس کے منافی ہے اور نیز خداوند کریم نے جو سورہ مومنون میں فرمایا ہے کہ حقیقی موت کے بعد انکا دنیا میں لوٹنا یوم قیامت تک نہیں چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (ومن ورائہم برزخ الی یوم یبعثون) جس کا بیان ہو چکا ہے یہ آیۃ قطعی قرینہ صارفہ و بینہ قویہ ہے اس امر پر کہ یہاں پر موت سے حقیقی معنے مراد نہیں ہیں۔ ورنہ تخلف وعدہ لازم آوے گا۔ خدا کی باتیں پوری ہوئیں اور پوری ہوں گی۔ زمین و آسمان ٹل جائیں گے لیکن خدا کی باتیں نہیں ٹلیں گی۔ **وانظر الی العظام** عام ہے۔ اُس گدھے کا نام۔ الف لام اُس تخصیص کیطرف اشارہ کرتا ہے جو ہڈیاں حالت نشو و نما میں ہوتی ہیں سو یہ معروف بات ہے۔

(۱۳) سیزدہم۔ حقیقی موت کے بعد زندہ ہونا اسی عالم میں قرآن کریم کی کسی آیت سے ثابت نہیں ہوتا جہاں احیاء موتی کا بطور اعجاز کے ذکر ہے وہاں روحانی مردے مراد ہیں جنکے اصلاح پذیر ہونے کی کوئی اُمید باقی نہ تھی چنانچہ اسکو اسکے موقعہ پر ذکر کرینگے ان شاء اللہ تعالے اگر واقعی طور پر مردے زندہ ہوتے تو بشر کی مجال نہ تھی کہ مسیح کی ایسی سخت مخالفت کرتا پھر اُن کے حواریین میں کسی مردہ کا داخل ہونا مذکور نہیں جو عذاب قبر اور سزا اعمال دیکھ چکے ہوں اُنکو تو بدرجہ اولیٰ تابع اور محافظ ہونا چاہیے تھا۔ اور اُن کی زبانی تاریخ عالم میں عذاب قبر اور حالات بعد الموت بڑے ذوق شوق اور دھوم دھام کے ساتھ درج ہونے چاہییں تھے مگر کسی معتبر تاریخ میں ایک فقرہ بھی اُن کی زبان سے درج نہیں ہوا یہ واقعات تو سلطنتوں کے عروج و زوال سے بھی زیادہ عظیم اور قابل توجہ مورخین تھے

(۱۴) چہاردہم جبکہ ان آیات سے مشاہدات کشفی کا بیان صاف صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے جو انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کے حالات میں ایک عظیم الشان [illegible] ہے پھر اُس کو پلٹ کر غیر فطرت اور خلاف سنۃ اللہ کی طرف لیجانا کیسے جائز اور صحیح ہو سکتا ہے۔

(۱۵) پانزدہم۔ ایسے لغو اور بے بنیاد قصے قرآن مجید کیطرف منسوب کرنے سے بڑا حرج ہے اور (لا تلبسوا الحق بالباطل) کے خلاف عمل کرنا ہے محققین علماء و حکماء اور مورخوں کی نظر میں قرآن مجید کو حقیر کرنا ہے۔

(۱۶) شانزدہم۔ ایسے کرشموں کی ضرورت عام منکرین کو ہوتی ہے نہ کہ انبیاء علیہم السلام کو

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار
ہر ورقی دفتریست معرفت کردگار

کیا انبیاء عام ہوشیاروں کی برابر بھی نہ رہے کہ اُن کے اطمینان کے واسطے قوانین مستمرہ کو توڑنا پڑا۔

بعض محققین کا قول ہے کہ یہ کشف نہیں ایک خواب تھا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو دکھلایا۔ اور اسکی تائید توریت کتاب حزقیل نبی سے ہوتی ہے چنانچہ کتاب حزقیل باب ۳۷۔ آیت ۱ میں لکھا ہے خداوند کا ہاتھ مجھ پر تھا اور اُس نے مجھے خداوند کی روح میں اُٹھا لیا۔ اور اُس وادی میں جو ہڈیوں سے بھرپور تھی مجھے اُتار دیا۔ اور باب ۱۱ آیت ۲۴ سے اسکی اور بھی وضاحت ہوتی ہے چنانچہ لکھا ہے۔ انجام کار روح نے مجھے اُٹھایا اور خدا کی روح سے رویا میں مجھے پھر کسدیوں کے ملک میں اسیروں پاس پہنچا دیا سو وہ رویا جو میں نے دیکھی مجھ سے اوپر اُٹھ گئی پس جب یہ خواب ثابت ہو گئی تو اب ان آیات کی حقیقت بیان کرتے ہیں خوب غور سے سنو۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ اس آیت میں جس شخص کے گذرنے کا ذکر ہے وہ حزقیل نبی تھے جو ایک غیر آباد قریہ کے پاس سے گذرے۔ اور اُسکے آس پاس بہت سی ہڈیاں پڑی ہوئی دیکھیں تو ان کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ ان کو اللہ کیسے زندہ کر سکتا ہے تب اللہ تعالیٰ نے ان کی تسلّی کے لیے اُنپر خواب طاری کی اور خواب میں اُن ہڈیوں وغیرہ اور غیر آباد زمین کو سو سال کے اندر آباد ہوتے ہوئے دکھایا یعنی خواب میں یہ معلوم ہوا کہ میں سو سال تک زندہ رہا۔ اور میرے سامنے وہ آباد ہوا۔ کیا وہ انسان جو دہلی میں بحالت خواب پڑا ہے اور خواب میں وہ دیکھتا ہے کہ میں کلکتہ میں سیر کر رہا ہوں۔ سو ظاہر ہے کہ اُسکا کلکتہ میں سیر کرنا عالم خواب میں ہے نہ اس عالم میں۔ سو ایسا ہی اُسکو خیال کرنا چاہیے کہ خواب میں یہ دیکھنا کہ یروشلم سو برس میں آباد ہوا اور سو برس تک میں زندہ۔ یہ قیام۔ اور رکنا اور ٹھہرنا عالم خواب میں تھا نہ اس عالم میں۔ جیسا کہ کلکتہ کی سیر کرنا عالم خواب میں تھا نہ اس عالم میں پھر جب خواب سے بیدار ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے دریافت کیا کہ تم اس عالم خواب میں کتنی دیر تک رہے۔ اُنھوں نے نظام عالم کون و فساد کا سوال سمجھا۔ یعنی یہ اُنھوں نے سمجھا کہ اصلی مدت قیام کی نسبت یہ سوال ہے اسی لیے اُنھوں نے جواب دیا کہ ایکدن یا اس کا کچھ حصہ اس حالت میں رہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سو سال تک اس نظارہ کو دیکھتا تھا۔ اور یہ بات عالم مثال

کے متعلق تھی پھر جب حزقیل نبی کو تردد پیدا ہوا کہ کیا میں سو سال تک سویا رہا تو پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے رفع شک کے لیے فرمایا کہ وہ بات تو خواب کی تھی یعنی عالم مثال کے سو سال تھے اس دنیا کے سال نہیں تھے کیونکہ تم اپنے کھانے اور پینے کی چیزوں کو دیکھو کہ اس پر سال نہیں گذرا اپنے گدھے کو دیکھو وہ صحیح تندرست کھڑا ہے وہ مرا نہیں اور نہ دُبلا ہوا - ہم نے تو تمہارے لیے لوگوں میں ایک نشان دکھانا چاہا ہے وہ نشان یہ ہے کہ تو ان ہڈیوں کی طرف دیکھ اپنر ہم کیسے گوشت و پوست چڑھاتے ہیں جب نبوت کا امر ... جانتا ہوں کہ تو ہر ایک چیز پر قادر ہے یعنی اب خوب مجھ پر واضح ہو گیا کہ اسطرح غیر آباد ملک کو آباد اور سرسبز کر دیتا ہے۔

الحاصل یہ اُس نبی کی طرف سے ایک پیشگوئی کرائی گئی کہ یروشلم سو سال کے اندر آباد ہوگا چنانچہ اس پیشگوئی کی حزقیل کی کتاب باب ۳۷ - ورس ۱۲ سے ہوتی ہے جس میں لکھا ہے اس لیے تو نبوت کر یعنی پیشگوئی سنا دے اور ان سے کہو کہ خداوند یہوواہ یوں کہتا ہے کہ دیکھ اے میرے لوگو میں تمہاری قبروں کو کھولوں گا اور تمہیں تمہاری قبروں سے باہر نکالوں گا - اور اسرائیل کی سرزمین میں لاؤنگا - اس پیشگوئی کا ظہور قبل مسیح ۵۳۶ میں کورس کیقباد جسکو قرآن شریف میں ذوالقرنین کے لقب سے ملقب فرمایا گیا ہے - دیکھو کتاب یرمیا نبی باب ۲۰ - ورس ۲۵ - ہر کا مفصل حال تلخیص التواریخ مصنفہ مولوی محمد حسن صاحب امروہی میں لکھا ہے - چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ بخت نصر نے یروشلم کو تباہ کر دیا تھا - اور قوم بنی اسرائیل جنگلوں اور بیابانوں میں ماری ماری پھرتی رہی جسکی وہ بالکل تباہ ہو گئی تھی اور قرآن شریف میں ان کو ہڈیوں سے نامزد کیا گیا ہے یعنی ان کے گوشت و پوست بالکل نہیں رہے اور صرف ہڈیاں رہ گئی تھیں یعنی وہ شریعت حقہ سے سراسر محروم اور تمدنی زندگی سے بالکل عاری تھے آخر کیقباد بادشاہ نے یروشلم کو از سر نو آباد کیا - اور ان کو انسان بنایا۔

چوتھی آیت یہ ہے -

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَهُمْ أُلُوفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللَّهُ مُوتُوا ثُمَّ أَحْيَاهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ +

ترجمہ کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اپنے گھروں سے ہزاروں ہزار موت کے خوف سے نکلے تو اللہ تعالیٰ نے انکو کہہ دیا کہ مر جاؤ تم جہالت کی موت مر جاؤ۔ پھر ان کو زندہ کیا یعنی انکو شریعت سکھلائی اور وہ اس لیے کہ اللہ لوگوں پر فضل ہی کرنے والا ہے لیکن بہت لوگ ناشکری کرتے ہیں۔

تم لغت عرب میں معلوم کر چکے ہو کہ موت کے معنے جہالت کے بھی ہیں یہاں اس آیت میں وہی معنی مراد ہیں - اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ آیت بنی اسرائیل کی نسبت ہے اور جنکو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک قوم کے مقابل میں لڑائی کے لیے حکم دیا تھا - تو انھوں نے انکار کر دیا تھا جس پر حضرت موسیٰ نے ان کے حق میں بددعا کی تھی جسکی وجہ سے خدا تعالیٰ نے ان کو جنگلوں میں نکال دیا تھا اور وہ مدتوں تک حیران اور سرگردان رہے اور وہ ایک موت سے بھاگے تھے مگر جہالت کی موت میں جا پڑے کیونکہ شریعت سے وہ ناواقف ہو گئے - جنگلوں میں کہاں علم - اور کون ان کو سنانے والا تھا انکا مفصل حال سورہ مائدہ رکوع تیسرے میں ہے لہذا اس رکوع کا ترجمہ ہم یہاں لکھتے ہیں تاکہ خوب واضح ہو جاوے +

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم کو کہا کہ اے میری قوم تم ان نعمتوں کو یاد کرو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے حال پر کی ہیں - کیا یہ تھوڑی نعمت ہے کہ تم میں نبی بنائے گئے اور تم میں بادشاہ بنائے گئے اور تم کو وہ کچھ دیا کہ آج تک جہان میں کسیکو نہیں دیا گیا اے میری قوم اب تم ارض مقدسہ یعنی شام کو جسکے دینے کا اللہ تعالیٰ نے تم سے وعدہ کیا ہے داخل ہو جاؤ اور اس امر کے بجالانے سے پیٹھ نہ دکھاؤ - ورنہ تم نقصان اٹھانے والے ہو جاؤ گے - انھوں نے جواب دیا کہ اے موسیٰ وہاں تو ایک ظالم قوم رہتی ہے جب تک وہ وہاں سے نکل نہ جائیں ہم نہیں جائیں گے - اگر وہ نکل جائیں تو بیشک ہم داخل ہوں گے ان خائفین میں سے دو آدمیوں نے جنپر اللہ تعالیٰ کا انعام تھا کہا کہ اے لوگو تم دروازہ میں داخل ہو جاؤ اور جب تم داخل ہو جاؤ گے تو تم ہی غالب ہو جاؤ گے اور جبکہ تم ایماندار ہو تو اللہ تعالیٰ پر توکل کرو - انھوں نے صاف صاف کہہ دیا کہ اے موسیٰ کہ جب تک وہ لوگ وہاں ہیں ہم تو کبھی بھی نہیں جائیں گے تو اور تیرا رب ہی جائے اور لڑائی کرتا پھرے ہم تو یہیں بیٹھے ہیں (انا لن ندخلها ابدا ما داموا فيها فاذهب انت وربك فقاتلا انا ههنا قاعدون) تب موسیٰ نے کہا کہ اے میرے رب میں اپنے اور اپنے بھائی کے سوا کسیکا مالک نہیں اس فاسق قوم اور ہم میں جدائی ڈالدے تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اب اس قوم پر چالیس برس تک اس مقدس و پاک زمین کو حرام کر دیا گیا ہے یہ مارے مارے پھریں گے پس ان بدعہد لوگوں پر افسوس مت کر (قال فانها محرمة عليهم اربعين سنة يتيهون في الارض فلا تاس على القوم الفاسقين)

ان آیات سے صاف واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور اپنے رسول کی عدول حکمی سے وہ معتوب ہوئے ان کو چالیس سال کے لیے جلاوطن کیا گیا اور وہ مارے مارے جنگلوں اور بیابانوں میں پھرتے رہے ان میں علم رہا اور نہ دینی معلومات رہی ایک وحشیانہ اور جاہلانہ زندگی بسر کرتے رہے اس زندگی کو جس میں وہ اس حالت میں رہے اللہ تعالیٰ نے لفظ موتوا سے تعبیر کیا ہے چالیس برس کے بعد اللہ تعالیٰ نے انپر رحم کیا اور یوشع بن نون کو ان میں رسول مقرر کر کے ان کو اس وحشیانہ زندگی سے نکالا - اور شریعت کے احکام سکھلا کر از سر نو زندہ کیا - دیکھو توریت کتاب یشوع نبی - باب اول لغایت -

یہ کوئی انوکھی بات نہیں تمام انبیاء حتی کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی انسانوں کو جو جہالت اور کفر کی ظلمت میں گرفتار تھے نور شریعت سے منور کر کے ایک نئی اور مطہر زندگی عطا کرتے تھے چنانچہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ اسکی تصدیق فرماتا ہے

يا ايها الذين امنوا استجيبوا لله والرسول اذا دعاكم لما يحييكم

یعنی اے ایماندارو اللہ اور اسکے رسول کی بات کو جب وہ تمہیں تمہارے زندہ کرنے کے لیے طلب کریں تو مان لیا کرو۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا مومن مرے ہوئے تھے جنکو بلا کر زندہ کیا جانا تھا نہیں نہیں انکا جسم تو مرا ہوا نہیں تھا بلکہ ان کی روح شریعت حقہ کی عدم موجودگی سے مری ہوئی تھی اور صرف شریعت کے احکام کو سننا اور ان پر عملدرآمد کرنا انکی روح کی زندگی کا موجب تھا۔

قرآن شریف کی آیت زیر بحث میں بھی اسی قسم کی موت اور حیات کی طرف اشارہ ہے کیونکہ وہ قوم خدا تعالیٰ کے قہر میں آگئی تھی اور انکو ایک بہت دور و دراز عرصہ تک آبادی سے دور رکھا گیا تھا - اور وہ اخلاقی زندگی سے بالکل محروم ہو چکے اور بے نصیب تھے جس سے انکی روح پر موت وارد ہو گئی تھی بالآخر یوشع بن نون کے ذریعہ ہدایت پاکر از سر نو زندگی میں داخل ہوئے

پانچویں آیت یہ ہے

وَإِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادَّارَأْتُمْ فِيهَا وَاللَّهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنتُمْ تَكْتُمُونَ فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا كَذَٰلِكَ يُحْيِي اللَّهُ الْمَوْتَىٰ وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۹

اور جب تم نے ایک نفس کو مارا پس اس نفس کشی میں تم نے تنازعہ حاصل کیا - اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے پوشیدہ کمالات کو ظاہر کرنے والا ہے پس ہم نے حکم دیا کہ اسکی بعض باتوں کو بعض کے ساتھ مارو اور اسی طرح اللہ مردوں کو زندہ کیا کرتا ہے اور تمکو اپنے نشان دکھلاتا ہے تاکہ تم سمجھو اور عقلمندی اختیار کرو۔

اور اس آیت سے پہلے یہ ہے واذ قال موسى لقومه ان الله يامركم ان تذبحوا بقرة قالوا اتتخذنا هزوا اور اسوقت کو یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تم کو یہ حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو - انھوں نے جواب دیا کہ تو ہم سے کیا مخول اور تمسخر کرتا ہے۔

اب ان آیات کی شرح اور مطلب غور سے سنو - چونکہ اس قوم میں حماقت اور جہالت اور سرکشی وہ بے دینی گوسالہ پرستی اور گاؤ پرستی سخت درجہ کی تھی اس لیے موسیٰ کے اس کہنے پر کہ اللہ نے تم کو ایک گائے ذبح کرنے کا حکم دیا ہے بے ایمانوں جاہلوں کی طرح حجت پیش کرنے لگے پہلے تو اس صادق کے قول کو مخول اور ٹھٹھا تصور کیا یہ کیسی حماقت تھی کہ موسیٰ اولوالعزم نبی جس کی صحبت میں برسوں رہے ہزارہا نشانات دیکھے پھر جب وہی نبی ایک حکم خدا کا سناوے اور اللہ کا نام لے کر سناوے اور وہ یہ کہیں کہ کیا تو ہم سے مخول کرتا ہے اللہ کے نام سے حکم پہنچانے میں مخول کو مدنظر رکھنا کسی جاہل ہی کا کام ہو سکتا ہے پھر انکی ماہیت رنگت اور خصوصیت کی بابت سوال کرتے رہے پھر ان کی گستاخیوں اور بیہودہ سوالات کی وجہ سے آخر اس صحیح وسالم نوخیز رنگ بیداغ گائے کا پتہ دیا گیا جس سے وہ کوئی کام نہ لیتے تھے بلکہ پرستش کی طرح عزت کرتے تھے اس نو بچہ سے گائے کی پرستش اور اسکی بیجا تعظیم کا دور کرنا مدنظر تھا گائے کے ذبح کرنے میں یہ ایک خاص مصلحت ہے کہ گائے پرست قوموں کو ہمیشہ کے واسطے نظارہ دکھایا جاوے کہ گائے خدا نہیں اگر خدا ہوتی تو اس کے ذبح کرنے والے ہلاک ہو جاتے بلکہ کسی کا ہاتھ اسکو کاٹ ہی نہ سکتا مگر جو لوگ بیعقلی کے ساتھ جہالت میں پڑے ہوئے ... جاتی ہیں کہ کوئی انسان کو خدا بنا لیتا ہے کوئی قبروں کو کوئی پتھروں کو کوئی چاند سورج اور ستاروں کو کوئی پہاڑ دریا یا سمندر کو الغرض بہت سی کج بحثیوں کے بعد انھوں نے گائے ذبح کی مگر ایسی بیدلی اور مجبوری کیساتھ کہ جس کا عدم و وجود برابر تھا - (باقی آئندہ)

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و مالک کارخانہ کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

www.aaiil.org

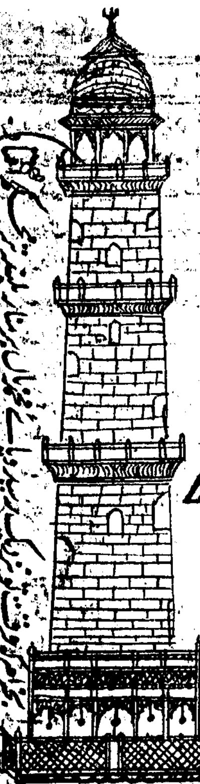

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

آج سے انسانی جہاد
جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا ہے اسکے بعد جو شخص کافر پر
تلوار اُٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے
فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار
کے جہاد ختم ہو جائیں گے سو اب میرے ظہور
کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں ہمارے طرف سے
امان اور صلحکاری کا
سفید جھنڈا بلند
کیا گیا ہے

الحکم

چہ گویم بانو گر آئی چہا در قادیان بینی | دو ہی شفا بینی عرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ
عام سے ہے
خواص و معاونین سے ۵
ہندوستان سے باہر سے
غیر مذاہب والوں سے ۱۲
اپنے سلسلہ کے غیر مستطیع لوگوں سے ۱۲ ؏

نمبر ۴ — دار الامان قادیان ۳۱ جنوری سنہ ۱۹۰۴ء — جلد ۸

میرا کام

از حضرت مسیح موعود علیہ السلام

بہر دم از دل و جان وصف یار خود بکنم
من آن نیم کہ تغافل ز کار خود بکنم
بہر زمان بدلم این ہوس ہمی جوشد
کہ ہر چہ ہست نثار نگار خود بکنم
اگرچہ در رہ جاناں چو خاک گردیدم
دلم تپد کہ فدا ایش غبار خود بکنم
روم بگلشن دلدادگان کز ان باغم
چرا بکوچۂ غیرے قرار خود بکنم
رسید مژدہ کہ ایام نو بہار آمد
زمانہ را خبر از برگ و بار خود بکنم
تعلقات دلارام خویش بنمایم
ہمائے اوج سعادت شکار خود بکنم
بگوش ہوش شنو از من اے مکفر من
کہ من گواہ بدیں کردگار خود بکنم
نہ فکر تو نہ ز باز آ باشتی پروانہ
ز گریہ گرچہ برغم گسار خود بکنم
عمارتے ہمہ دوناں خراب خواہم ساخت
اگر نہ چشم رواں آبشار خود بکنم
مقیم بر سر راہے نشستہ ام ہر دم
کہ تا گذارش عرضے بیار خود بکنم
بروے یار کہ از بہر قوم مے سوزم
نگر دلش چو دل ریش ذرہ خود بکنم

کلمات طیبات یا ملفوظات امام الزمان حضرت احمد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ

تتمہ تقریر ۲۶ دسمبر سنہ ۱۹۰۳ء

یہ خون کبھی خالی نہیں جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسکے مصالح اور حکمتوں کو خوب جانتا ہے لیکن یہاں تک پیشگوئی کے الفاظ پر غور کرتا ہوں عَسٰی اَنْ تَکْرَھُوْا شَیْئًا وَّھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ ایک ہی بڑی تسلی اور اطمینان کی بات ہے کہ جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ اس خون کے بہت بڑے بڑے نتائج پیدا ہونے والے ہیں میں جانتا ہوں اور اسپر افسوس بھی کرتا ہوں کہ جس قسم کا نمونہ صدق اور وفا کا عبد اللطیف نے دکھلایا ہے اس قسم کے ایمان کے لیے میرا کانشنس فتویٰ نہیں دیتا کہ ایسے لوگ میری جماعت میں بہت ہیں اسلیے میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سب کو اس قسم کا اخلاص اور صدق عطا کرے کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم کریں اور خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنی جان کو عزیز نہ سمجھیں میں ابھی جماعت میں بزدلی کو دیکھتا ہوں اور جب تک یہ بزدلی دور نہ ہو اور عبد اللطیف کا سا ایمان پیدا نہ ہو یقیناً یاد رکھو کہ وہ اس سلسلہ میں داخل نہیں ہے بلکہ وہ یُخَادِعُوْنَ اللّٰہَ

میں داخل ہے۔ مومنوں میں وہ اُسوقت داخل ہونگے جب وہ اپنی نسبت یقین کر لینگے کہ ہم مر گئے ہیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جب دشمنوں کے مقابلہ پر جاتے تھے وہ ایسے معلوم ہوتے تھے کہ گویا گھوڑوں پر مُردے سوار ہیں۔ اور وہ سمجھتے تھے کہ اب ہمکو موت ہی اس میدان سے الگ کریگی۔

اللہ تعالیٰ لاف وگزاف کو پسند نہیں کرتا وہ دل کی اندرونی حالت کو دیکھتا ہے کہ اسمیں ایمان کا کیا رنگ ہے جب ایمان قوی ہو تو استقامت اور استقلال پیدا ہوتا ہے اور پھر انسان اپنی جان و مال کو ہرگز اس ایمان کے مقابلہ میں عزیز نہیں رکھ سکتا۔ اور استقامت ایسی چیز ہے کہ اس کے بغیر کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔ لیکن جب استقامت ہوتی ہے تو پھر انعامات الٰہیہ کا دروازہ کھلتا ہے دعائیں بھی قبول ہوتی ہیں مکالمات الٰہیہ کا شرف بھی دیا جاتا ہے یہانتک کہ استقامت والے سے خوارق کا صدور ہونے لگتا ہے ظاہری حالت اگر اپنی جگہ کوئی چیز ہوتی اور انکی قدر و قیمت ہوتی تو ظاہرداری میں تو سب کے سب شریک ہیں۔ عام مسلمان نمازوں میں ہمارے ساتھ شریک ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کے نزدیک شرف اور بزرگی اندرونہ سے ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی لیے فرمایا ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور بزرگی ظاہری نماز اور اعمال سے نہیں ہے بلکہ اسکی فضیلت اور بزرگی اُس چیز سے ہے جو اسکے

دل میں ہے۔ حقیقت میں یہ بات بالکل سچی ہے کہ شرف اور علو دل ہی کی بات ہے جو [illegible] مثلاً ایک شخص کے دو خدمتگار ہوں اور ان میں سے ایک خدمتگار تو ایسا ہو جو ہر وقت حاضر رہے اور بڑی جانفشانی سے ہر ایک خدمت کے کرنے کو حاضر اور طیار رہے اور دوسرا ایسا ہے کہ کبھی کبھی آ جاتا ہے ان دونوں میں بہت بڑا فرق ہے جو ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے آقا کو معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ محض ایک مزدور ہے جو دن پورے ہو جانے پر تنخواہ لینے والا ہے اور اسی کیلیے کام کرتا ہے اب صاف ظاہر ہے کہ اسکے نزدیک قدر و قیمت اور محبت اسی سے ہوگی جو محنت اور جانفشانی سے کام کرتا ہے نہ کہ اُس مزدور سے۔

پس یاد رکھو کہ وہ چیز جو انسان کی قدر و قیمت کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑھاتی ہے وہ اُسکا اخلاص اور وفاداری ہے۔ جو وہ خدا تعالیٰ سے رکھتا ہے ورنہ مجاہدات خشک سے کیا ہوتا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دیکھا گیا ہے کہ ایسے لوگ بھی مجاہدات کرتے تھے جو چھت سے رسہ باندھ کر آپکو ساری ساری رات جاگنے کے لیے لٹکا رکھتے تھے لیکن کیا وہ ان مجاہدات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہو گئے تھے؟ ہرگز نہیں۔

نامرد بزدل بیوفا جو خدا تعالیٰ سے اخلاص اور وفاداری کا تعلق نہیں رکھتا بلکہ دھوکہ دینے والا ہے وہ کس کام کا ہے اسکی کچھ قدر و قیمت نہیں ہے [illegible] ساری قیمت اور قدر وفا اور صدق سے ہوتی ہے۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی [illegible]

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان کارخانہ کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا۔ بمشرنعم

www.aaiil.org

جو حضرت ابراہیم کو کس قدر دکھ اٹھانا پڑا؟ قرآن شریف نے فیصلہ کر دیا ہے ابراھیم الذی وفّی۔ ابراہیم وہ جس نے پورے صدق و وفاداری کا کام کیا آگ میں ڈالے گئے مگر انہوں نے اسکو منظور نہ کیا کہ وہ اُن کافروں کو کہہ دیتے کہ تمہارے ٹھاکروں کی پوجا کرتا ہوں خدا تعالیٰ کے لیے ہر تکلیف اور مصیبت کو برداشت کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ خدا تعالیٰ نے کہا کہ اپنی بیوی کو بے آب و دانہ جنگل میں چھوڑ آ۔ اُنہوں نے فی الفور اسکو قبول کر لیا۔ ہر ایک ابتلا کو اُنہوں نے اسطرح پر قبول کر لیا کہ گویا **عاشق وصادق تھا**۔ درمیان میں کوئی نفسانی غرض نہ تھی اسی طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتلا پیش آئے۔ خویش و اقارب نے ملکر ہر قسم کی ترغیب دی کہ اگر آپ مال و دولت چاہتے ہیں تو ہم دینے کو طیار ہیں اور اگر آپ بادشاہت چاہتے ہیں تو اپنا بادشاہ بنا لینے کو طیار ہیں اگر بیویوں کی ضرورت ہے تو خوبصورت بیویاں دینے کو موجود ہیں۔ مگر آپ کا جواب یہی تھا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے تمہارے شرک کے دور کرنے کے واسطے مامور کیا ہے۔ مصیبت اور تکلیف تم دینی چاہتے ہو دے لو۔ میں اس سے رک نہیں سکتا۔ کیونکہ یہ کام جب خدا نے میرے سپرد کیا ہے پھر دنیا کی کوئی ترغیب اور خوف مجھکو اس سے ہٹا نہیں سکتا۔ آپ جب طائف کے لوگوں کو تبلیغ کرنے گئے تو ان خبیثوں نے آپ کے پتھر مارے جس سے آپ دوڑتے دوڑتے گر جاتے تھے۔ لیکن ایسی مصیبتوں اور تکلیفوں نے آپ کو اپنے کام سے نہیں روکا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صادقوں کے لیے کیسی مشکلات اور مصائب کا سامنا ہوتا ہے اور کیسی مشکل گھڑیاں اُن پر آتی ہیں۔ مگر باوجود مشکلات کے ان کی قدرشناسی کا بھی ایک دن مقرر ہوتا ہے اُسوقت اُن کا صدق روز روشن کی طرح کھل جاتا ہے اور ایک دنیا اُنکی طرف دوڑتی ہے۔

عبداللطیف کے لیے وہ دن جو اُسکی سنگساری کا دن تھا کیسا مشکل تھا وہ ایک میدان میں سنگساری کے لیے لایا گیا اور ایک خلقت اس تماشا کو دیکھ رہی تھی۔ مگر وہ دن اپنی جگہ کسقدر قدر و قیمت رکھتا ہے اگر اس کی باقی ساری زندگی ایکطرف ہو اور وہ دن ایک طرف تو وہ دن قدر و قیمت میں بڑھ جاتا ہے۔ زندگی کے یہ دن بہر حال گذر ہی جاتے ہیں اور اکثر بہائم کی زندگی کی طرح گذرتے ہیں۔ لیکن مبارک وہی دن ہے جو خدا تعالیٰ کی محبت و وفا میں گذرے فرض کرو کہ ایک شخص کے پاس لطیف اور عمدہ غذائیں کھانے کے لیے اور خوبصورت بیویاں اور عمدہ عمدہ سواریاں سوار ہونے کو رکھتا ہے بہت سے نوکر چاکر ہر وقت خدمت کے لیے حاضر رہتے ہیں مگر ان سب باتوں کا انجام کیا ہے؟ کیا یہ لذتیں اور آرام ہمیشہ کے لیے ہیں ہرگز نہیں انکا انجام آخر فنا ہے۔

مردانہ زندگی یہی ہے کہ اس زندگی پر فرشتے بھی تعجب کریں۔ وہ ایسے مقام پر کھڑا ہو کہ اسکی استقامت اخلاص اور وفاداری تعجب خیز ہو + خدا تعالیٰ نامرد کو نہیں چاہتا اگر زمین و آسمان بھی ظاہری اعمال سے بھر دیں لیکن ان اعمال میں **وفا نہ ہو** تو انکی کچھ بھی قیمت نہیں کتاب اللہ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ جب تک انسان صادق اور وفادار نہیں ہوتا۔ اسوقت تک اُسکی نمازیں بھی جہنم ہی کو لیجانے والی ہوتی ہیں جب تک پورا وفادار اور مخلص نہ ہو ریاکاری کی جڑ اندر سے نہیں جاتی ہے۔ لیکن جب پورا وفادار ہو جاتا ہے اسوقت اخلاص اور صدق آتا ہے اور وہ زہریلا مادہ نفاق اور بزدلی کا جو پہلے پایا جاتا ہے دور ہو جاتا ہے۔

اب وقت تنگ ہے میں بار بار یہی نصیحت کرتا ہوں کہ کوئی جوان یہ بھروسہ نہ کرے کہ اٹھارہ یا اُنیس سال کی عمر ہے اور ابھی بہت وقت باقی ہے + تندرست اپنی تندرستی اور صحت پر ناز نہ کرے اسی طرح اور کوئی شخص جو عمدہ حالت رکھتا ہے وہ اپنی وجاہت پر بھروسہ نہ کرے۔ زمانہ انقلاب میں ہے یہ آخری زمانہ ہے اللہ تعالیٰ صادق اور کاذب کو آزمانا چاہتا ہے۔

اسوقت صدق و وفا کے دکھانے کا وقت ہے اور آخری موقعہ دیا گیا ہے۔ یہ وقت پھر ہاتھ نہ آئے گا۔ یہ وہ وقت ہے کہ تمام نبیوں کی پیشگوئیاں یہاں آکر ختم ہو جاتی ہیں اس لیے صدق اور **خدمت کا یہ آخری موقع ہے جو نوع انسان کو دیا گیا ہے** اب اسکے بعد کوئی موقع نہ ہوگا **بڑا ہی بدقسمت وہ ہے جو اسموقع کو کھو دے**

نرا زبان سے بیعت کا اقرار کرنا کچھ چیز نہیں ہے بلکہ کوشش کرو اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگو کہ وہ تمہیں **صادق** بنا دے۔ اسمیں کاہلی اور سستی سے کام نہ لو بلکہ مستعد ہو جاؤ اور اس تعلیم پر جو میں پیش کر چکا ہوں عمل کرنے کے لیے کوشش کرو۔ اور اس راہ پر چلو جو میں نے پیش کی ہے عبداللطیف کے نمونہ کو ہمیشہ مد نظر رکھو کہ اس سے کسطرح پر صادقوں اور وفاداروں کی علامتیں کسطرح ظاہر ہوئی ہیں۔ یہ نمونہ خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے پیش کیا ہے۔

ہمیشہ ملتے رہو یہ دنیا چند روزہ

ہے ایکدن آنا ہے کہ نہ ہم ہونگے نہ تم

اور نہ کوئی اور اور یہ سب جنگل ویرانہ ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مدینہ کی کیا حالت ہو گئی۔ ہر ایک حالت میں تبدیلی ہے پس اس تبدیلی کو مد نظر رکھو اور آخری وقت کو ہمیشہ یاد رکھو آنے والی نسلیں آپ لوگوں کا منہ دیکھیں گی اور اسی نمونہ کو دیکھیں گی۔ اگر تم پورے طور پر اپنے آپ کو اس تعلیم کا عامل نہ بناؤ گے تو گویا آنیوالی نسلوں کو تباہ کرو گے۔ انسان کی فطرت میں نمونہ پرستی ہے وہ نمونہ سے بہت جلد سبق لیتا ہے ایک شرابی اگر کہے کہ شراب نہ پیو یا ایک زانی کہے کہ زنا نہ کرو۔ ایک چور دوسرے کو کہے کہ چوری نہ کرو تو ان کی نصیحتوں سے دوسرے کیا فائدہ اُٹھائیں گے بلکہ وہ تو کہیں گے کہ بڑا ہی خبیث ہے وہ جو خود کرتا ہے اور دوسروں کو اُس سے منع کرتا ہے۔ جو لوگ خود ایک بدی میں مبتلا ہو کر اسکا وعظ کرتے ہیں وہ دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ دوسروں کو نصیحت کرنے والے اور خود عمل نہ کرنے والے بے ایمان ہوتے ہیں اور اپنے واقعات کو چھوڑ جاتے ہیں۔ ایسے واعظوں سے دنیا کو بہت بڑا نقصان پہونچتا ہے۔

ایک مولوی کا ذکر ہے کہ اُسنے ایک مسجد کا بہانہ کرکے ایک لاکھ روپیہ جمع کیا ایک جگہ وہ وعظ کر رہا تھا اُسکے وعظ سے متاثر ہو کر ایک عورت نے اپنی پازیب اُتار کر اُسکو چندہ میں دیدی مولوی صاحب نے کہا کہ اے نیک عورت کیا تو چاہتی ہے کہ تیرا دوسرا پاؤں جہنم میں جاوے اُسنے فی الفور دوسری پازیب بھی اُتار کر دیدی۔ مولوی صاحب کی بیوی بھی اس وعظ میں موجود تھی اسکا اُسپر بھی بڑا اثر ہوا اور جب مولوی صاحب گھر میں آئے تو دیکھا کہ انکی عورت روتی ہے اور اُسنے اپنا سارا زیور مولوی صاحب کو دیدیا کہ اسے بھی مسجد میں لگا دو۔ مولوی صاحب نے کہا کہ تو کیوں ایسا کرتی ہے یہ تو صرف چندہ کی تجویز تھی اور کچھ نہ تھا

غرض

ایسے نمونوں سے دنیا کو بہت بڑا نقصان پہونچا ہے ہماری جماعت کو ایسے باتوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔ تم ایسے نہ بنو چاہیے کہ تم ہر قسم کے جذبات سے بچو۔ ہر ایک اجنبی جو تمکو ملتا ہے وہ تمہارے منہ کو تاڑتا ہے اور تمہارے اخلاق عادات۔ استقامت پابندی احکام الٰہی کو دیکھتا ہے کہ کیسے ہیں۔ اگر عمدہ نہیں تو وہ تمہارے ذریعہ ٹھوکر کھاتا ہے بس ان باتوں کو یاد رکھو

تم کلامہ المبارک۔

اس کے بعد حضرت حجۃ اللہ علی الارض علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے اور بعد ادائے نماز عصر گھر کو تشریف لے آئے۔ (ایڈیٹر)

دلائل الخیرات اور دیگر وظائف کی نسبت امام الوقت کی رائے

جناب قاضی آل احمد صاحب رئیس امروہہ نے دریافت کیا کہ دلائل الخیرات جو ایک کتاب وظیفہ کی ہے اگر اُسے پڑھا جائے تو کچھ حرج تو نہیں کیونکہ اُس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف ہی ہے اور اسمیں آنحضرت ہی کی جا بجا تعریف ہے۔

فرمایا کہ انسان کو چاہیے کہ قرآن شریف کثرت سے پڑھے جب اس میں دعا کا مقام آوے تو دعا کرے اور خود بھی خدا سے وہی چاہے جو اُس دعا میں چاہا گیا ہے اور جہاں عذاب کا مقام آوے تو اُس سے پناہ مانگے اور ان بداعمالیوں سے بچے جن کے باعث وہ قوم تباہ ہوئی۔ بلا مدد وحی کی ایک بالائی منصوبہ جو کتاب اللہ کے ساتھ ملاتا ہے وہ اُس شخص کی ایک رائے ہے جو کہ کبھی باطل بھی ہوتی ہے اور ایسی رائے جس کی مخالفت احادیث میں موجود ہو۔ وہ محدثات میں داخل ہوگی رسم اور بدعات سے پرہیز بہتر ہے اس سے رفتہ رفتہ شریعت میں تصرف شروع ہو جاتا ہے۔ بہتر طریق یہ ہے کہ ایسے وظائف میں جو وقت اُس نے صرف کرنا ہے وہی قرآن شریف کے تدبر میں لگا دے۔ دل کی اگر سختی ہو تو اسکے نرم کرنے کے لیے یہی طریق ہے کہ قرآن شریف کو ہی بار بار پڑھے جہاں جہاں دعا ہوتی ہے وہاں مومن کا بھی دل چاہتا ہے کہ یہی رحمت الٰہی میرے شامل حال ہو۔ قرآن شریف کی مثال ایک باغ کی ہے کہ ایک مقام سے انسان کسی قسم کا پھول چنتا ہے پھر آگے چلکر اور قسم کا پھول چنتا ہے پس چاہیے کہ ہر ایک مقام کے مناسب حال فائدہ اُٹھاوے۔ اپنی طرف سے الحاق کی کیا ضرورت ہے ورنہ پھر سوال ہوگا کہ تم نے ایک نئی بات کیوں بڑھائی۔ خدا کے سوا اور کسکی طاقت ہے کہ کہے کہ فلاں راہ سے اگر سورہ یٰس پڑھو گے تو برکت ہوگی ورنہ نہیں۔

قرآن شریف سے اعراض کی صورتیں

قرآن شریف سے اعراض کی دو صورتیں ہوتی ہیں ایک صوری اور ایک معنوی صوری یہ کہ کبھی کلام الٰہی کو پڑھا ہی نہ جاوے۔ جیسے اکثر لوگ مسلمان کہلاتے ہیں مگر وہ قرآن شریف کی عبارت تک سے بالکل غافل ہیں۔ اور ایک معنوی کہ تلاوت تو کرتا ہے مگر اس کے برکات و انوار و رحمت الٰہی پر ایمان نہیں ہوتا۔ پس دونوں اعراضوں میں سے کوئی اعراض ہو اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔

امام جعفرؑ کا قول ہے واللہ اعلم کہاں تک صحیح ہے کہ میں اسقدر کلام الٰہی پڑھتا ہوں کہ ساتھ ہی الہام شروع ہو جاتا ہے مگر بات معقول معلوم ہوتی ہے کیونکہ ایک جنس کی شے دوسری شے کو اپنی طرف کشش کرتی ہے۔

www.aaiil.org

ب اس زمانہ میں لوگوں نے صدہا حاشیے چڑھا دیے ہیں۔ شیعوں نے سنیوں سے الگ۔ ایک دفعہ ایک شیعہ نے میرے روبرو ملا صاحب سے کہا کہ میں نمرہ بتلاتا ہوں وہ پڑھ لیا کرو تو پھر طہارت اور وضو وغیرہ کی ضرورت نہیں ہوگی۔ اسلام میں کفر بدعت زندقہ الحاد وغیرہ اسی طرح آئے ہیں۔ ایک شخص واحد کے کلام کو اس قدر عظمت دیگئی جس قدر کلام الٰہی کو عظمت دینی چاہیے تھی۔ صحابہ کرام اسی لیے احادیث کو قرآن سے کم درجہ پر سمجھتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ فیصلہ کرنے لگے تو ایک بڑھیا عورت نے کہا کہ حدیث میں آیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ میں ایک بڑھیا کے لیے کتاب اللہ کو ترک نہیں کر سکتا۔ ایسی باتوں کو جنکے ساتھ وحی کی کوئی مدد نہیں وہی عظمت دیجاوے تو پھر کیا تعجب ہے۔ حیات کی نسبت جو اقوال ہیں اگر یہی صحیح مان لیا جاوے تو سارا دین اور شریعت کے بالکل مخالف ہیں۔

مسیح موعود کی ندا مغربی دنیا میں

ایک انگریزی اشتہار مغربی دنیا میں حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے ایک نشان کے ذریعہ اتمام حجت کی خاطر شائع کیا گیا تھا۔ انڈیا میں اس کی ایک بھی کاپی شائع نہیں ہوئی۔ اس کا وہ حصہ جو عام ہے رفاہ عام کی خاطر ذیل میں درج کیا جاتا ہے تاکہ وہ اپنی جماعت کے ایمان بڑھانے کا موجب ہو۔ ایڈیٹر

زمین جب گناہ اور شرک سے آلودہ ہو جاتی ہے جو انسان کی پیدائش کی اصل غرض ہے تب خدا کی رحمت تقاضا کرتی ہے کہ ایک کامل الفطرۃ انسان اپنی ذات سے پاک تعلق بخشکر اور اپنے مکالمہ سے اسکو مشرف کرکے اور اپنی محبت میں اسکو انتہا تک پہونچا کر اسکے ذریعہ سے دوبارہ زمین پاک صاف کرے۔ انسان خدا تو نہیں ہو سکتا مگر بڑے بڑے تعلقات اس سے پیدا کر لیتا ہے جب وہ بالکل خدا کے لیے ہو جاتا ہے اور اپنے تئیں صاف کرتا اور ایک [illegible] صاف آئینہ کیطرح بنجاتا ہے تب اس آئینہ میں عکسی طور پر خدا کا چہرہ نمودار ہو جاتا ہے۔ اس صورت میں وہ بشری اور خدائی صفات میں ایک مشترک چیز بنجاتا ہے اور کبھی اس سے صفات الٰہیہ صادر ہوتی ہیں کیونکہ اسکے آئینہ وجود میں خدا کا چہرہ منعکس ہے۔ اور کبھی اس سے بشری صفات صادر ہوتی ہیں کیونکہ وہ بشر ہے۔ اور ایسے انسان کو دیکھنے والے کبھی دھوکا کھا کر اور صرف ایک پہلو کا کرشمہ دیکھکر اسکو خدا سمجھنے لگتے ہیں اور دنیا میں مخلوق پرستی اسی وجہ سے آتی ہے اور صدہا انسان اسی دھوکہ سے خدا بنائے گئے ہیں مگر ہمارے اس زمانہ میں جس قدر عیسائیوں کا وہ فرقہ جو حضرت مسیح کو خدا جانتا ہے اس دھوکہ میں مبتلا ہے اس قدر کوئی اور قوم مبتلا نہیں۔ مسیح سے صدہا برس پہلے جو لوگ خدا بنائے گئے تھے جیسے راجہ رامچندر۔ راجہ کرشن۔ گوتم بدھ ہمارے اس زمانہ میں ان کے پیرو متنبہ ہوتے جاتے ہیں کہ یہ ان کی غلطیاں تھیں۔ مگر افسوس حضرت مسیح کے پیرو اب تک اس زمانہ میں بھی خواہ نخواہ خدائی کا خطاب انکو دے رہے ہیں اگرچہ اس خیال کا بطلان ایسا بدیہی تھا کہ کسی دلیل کی ضرورت نہ تھی

مگر افسوس کہ عیسائی ابھی تک اس زمانہ کی ہوا سے دور بیٹھے ہیں بلکہ بعض لوگوں نے جب دیکھا کہ ایسے لغو خیالات کا زمانہ بھی دن بدن مخالف ہوتا جاتا ہے تو انھوں نے اپنی معمولی طریقوں سے مایوس ہو کر یہ ایک نیا طریق اختیار کیا کہ کوئی ان میں سے الیاس بنگیا اور کسی نے کہا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں اور میں ہی خدا ہوں اس مجمل فقرہ سے مراد میری یہ ہے کہ **لنڈن** میں تو مسٹر **پگٹ** نے خدائی اور مسیحیت کا دعویٰ کیا اور **امریکہ** میں **مسٹر ڈوئی** الیاس بن بیٹھے اور پیشگوئی کرتی کہ مسیح ابن مریم پچیس برس تک دنیا میں آجاوے گا۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ ڈوئی نے تو بزدلی دکھلائی اور الیاس بننے میں بھی اپنی پردہ دری سے ڈرتا رہا اور مسیح نہ بنا بلکہ مسیح کا خادم بنا۔ اور پگٹ نے بڑی ہمت دکھلائی کہ خود مسیح بنگیا نہ صرف مسیح بلکہ خدا ہونے کا دعویٰ کیا۔ اب لنڈن والوں کو کسی بیماری آفت مصیبت کا کیا اندیشہ ہے جن کے شہر میں خدا اترا ہوا ہے مگر میں نے سنا ہے کہ لنڈن میں کچھ **یہودی** بھی رہتے ہیں اس لیے بیشک یہ اندیشہ ہے کہ انکو طبعاً یہ خیال ہوا ہو کہ یہ تو وہی مسیح ہے جو صلیب سے بوجہ غشی کے غلطی کے ساتھ زندہ اتار گیا اور پھر موقعہ پا کر مشرقی بلاد کی طرف بھاگ گیا اور اب ایسے طور سے اسکو صلیب دیں کہ کام تمام ہو جائے اور پھر کسی طرف بھاگ نہ سکے اور ساتھ ہی یہ فکر بھی ہے کہ مبادا عیسائیوں کو بھی خیال آجاوے کہ **پہلا کفارہ پرانا** اور بودا ہو چکا ہے اور غیر اقوام کی بدکاری اور فسق و فجور کی کثرت نے ثابت بھی کر دیا ہے کہ وہ کفارہ کی تاثیر جاتی رہی اس لیے اب ایک **نئے خون کی ضرورت** ہے۔ سو میں ہمدردی سے کہتا ہوں کہ مسٹر پگٹ کو ان سے چوکس رہنا چاہیے۔

الغرض ان دنوں میں جبکہ زمین میں ایسے ایسے جھوٹے اور ناپاک دعوے کیے گئے ہیں اس لیے خدا نے جس کے کام عجیب ہیں **مجھکو پنجاب کی سرزمین** میں پیدا کیا۔ اور **میں جیسا کہ خدا نے مجھے فرمایا**

وہ سچا مسیح ہوں جو آخری زمانہ میں آنے والا تھا اور میں صرف اپنے **منہ سے** نہیں کہتا کہ میں مسیح موعود ہوں بلکہ وہ خدا جس نے زمین و آسمان بنایا میری **گواہی دیتا ہے** اس نے اس گواہی کے پورا کرنے کے لیے صدہا نشان میرے لیے ظاہر کیے اور کر رہا ہے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس کا فضل اس مسیح سے بڑھکر میرے پر ہے جو مجھ سے پہلے گذر چکا ہے۔ میرے آئینہ میں اسکا چہرہ اس سے زیادہ وسیع ہو کر منعکس ہوا ہے جو اسکے آئینہ میں ہوا تھا۔ اگر میں صرف اپنے منہ سے کہتا ہوں تو میں جھوٹا ہوں لیکن اگر وہ میرے لیے گواہی دیتا ہے تو کوئی مجھے جھوٹا قرار نہیں دے سکتا

میرے لیے اسکی ہزارہا گواہیاں ہیں جنکو میں شمار نہیں کر سکتا

اے قادر اور کامل خدا جو ہمیشہ نبیوں سے ظاہر ہوتا رہا اور ظاہر ہوتا رہیگا یہ فیصلہ جلد کر کہ **پگٹ** اور **ڈوئی** کا جھوٹ لوگوں پر ظاہر کرے کیونکہ اس زمانہ میں تیرے عاجز بندے اپنے جیسے انسانوں کی پرستش میں گرفتار ہو کر تجھ سے بہت دور جا پڑے ہیں سو اے ہمارے **پیارے خدا** انکو اس مخلوق پرستی کے زہر سے رہائی بخش اور اپنے وعدوں کو پورا کر جو اس زمانہ کے لیے تیرے تمام نبیوں نے کیے ہیں۔ ان کانٹوں میں سے ان زخمی لوگوں کو باہر نکال اور حقیقی نجات کے سرچشمے سے انکو سیراب کر کیونکہ سب نجات تیری معرفت اور تیری محبت میں ہے **کسی انسان کے خون میں نجات نہیں**

اے رحیم کریم خدا ان کی مخلوق پرستی پر بہت زمانہ گذر گیا ہے اب انپر تو رحم کر اور ان کی آنکھیں کھولدے۔

اے قادر اور رحیم خدا سب کچھ تیرے ہاتھ میں ہے اب تو ان بندوں کو اس اسیری سے رہائی بخش اور **صلیب اور خون** پرستی **کے خیالات** سے انکو بچالے۔

اے قادر کریم خدا ان کے لیے میری دعائیں سن اور آسمان سے ان کے دلوں میں ایک نور نازل کر تا وہ تجھے دیکھ لیں کون خیال کر سکتا ہے کہ وہ تجھے دیکھیں گے کس کے ضمیر میں ہے کہ وہ مخلوق پرستی کو چھوڑ دینگے اور تیری آواز سنیں گے۔ پر اے خدا تو سب کچھ کر سکتا ہے تو نوح کے دنوں کی طرح **انکو ہلاک مت کر** کہ آخر وہ تیرے بندے ہیں بلکہ انپر رحم کر اور ان کے دلوں کو سچائی کے قبول کرنے کے لیے کھولدے۔ ہر ایک قفل کی تیرے ہاتھ میں کنجی ہے۔ جبکہ تو نے مجھے اس کام کے لیے بھیجا ہے۔ سو میں تیرے منہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں نامرادی سے مروں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جو کچھ اپنی **وحی** سے مجھے تو نے **وعدے** دیے ہیں ان وعدوں کو تو پورا کرے گا ضرور کرے گا کیونکہ تو ہمارا صادق خدا ہے۔

اے میرے رحیم خدا اس دنیا میں میرا بہشت کیا ہے بس یہی کہ تیرے بندے مخلوق پرستی سے نجات پا جائیں سو میرا بہشت مجھے عطا کر اور ان لوگوں کے مردوں اور ان لوگوں کی عورتوں اور ان کے بچوں پر یہ حقیقت ظاہر کر دے کہ وہ خدا جس کی طرف توریت اور دوسری پاک کتابوں نے بلایا ہے اس سے وہ بیخبر ہیں

اے قادر کریم میری سن لے کہ تمام طاقتیں تجھکو ہیں۔

آمین ثم آمین

ہم اور ہمارے ناظرین

ہم مفصلہ ذیل بزرگوں کے شکرگذار ہیں جنھوں نے دفتر الحکم کے ایک حصہ کے گرجانے پر خصوصیت سے مدد دی تھی۔ اگرچہ انھوں نے وہ امداد تعمیر دفتر الحکم کے فنڈ میں دی تھی مگر ہم انکی اس امداد سے انکی علمی خیرات کے صیغہ کو وسیع کر دیتے ہیں۔

منشی عبدالعزیز صاحب نے میرٹھ سے ۵ روپیہ اور منشی محمد اسماعیل صاحب نے منشی عبدالعزیز صاحب کی تحریک پر ۵ میرٹھ سے روانہ کیے تھے۔ ہم ان دس کے بالعوض صاحبان ممدوح کی طرف سے ۵ ۳ اخبار ایسے لوگوں کے نام جاری کرینگے جو دو روپیہ پیشگی قیمت بھیجدیں پس یہ نادر موقع الحکم کے ان عاشقان زار کے لیے ہے جو اس کی پوری قیمت پر اسے خرید نہیں سکتے تھے۔ مگر یاد رہے کہ صرف فی الحال ایک سال کے لیے دو روپیہ سالانہ قیمت پر انکے نام اخبار جاری ہوگا اللہ تعالیٰ ہمارے ایسے معاونین کو نیک کاموں میں بہت کچھ مدد دینے کی توفیق عطا فرماوے آمین

جناب بابو محمد **افضل خان** صاحب کلرک ڈیرہ غازیخان۔ جناب بابو نذیرالدین صاحب بہامو اور جناب ابوسعید صاحب عرب بجنا پہو وجری محمد سرفراز خان صاحب رئیس ... خصوصیت سے شکر کے قابل ہیں جو الحکم کی توسیع اشاعت کے کام میں بڑی سرگرمی سے حصہ لے رہے ہیں۔ خصوصاً ابوسعید صاحب عرب جو آج تک الحکم کو بارہ تیرہ خریدار دیچکے ہیں انھوں نے الحکم کو برما اور آسام کے علاوہ ملیبار اور پینانگ تک پہونچا دیا ہے۔

الحکم کہاں کہاں جاتا ہے؟ ناظرین الحکم کے لیے مسرت

افزا امر ہے۔ کل مقامات کی فہرست طویل ہے۔ مختصراً کشمیر سے لیکر راس کماری تک اور پشاور اور سرحد افغانستان سے لیکر برما اور آسام تک ہے اسکے علاوہ سیلون۔ ملایا۔ پینانگ سٹریٹ سٹلمنٹ + مصر۔ سمالی لینڈ۔ مشرقی افریقہ تک جاتا ہے

ڈاکٹر رحمت علی مرحوم

ناظرین الحکم ڈاکٹر رحمت علی صاحب مرحوم کے نام نامی سے خوب واقف ہیں ڈاکٹر صاحب اس سلسلہ میں ایک عالی ہمت اور مستعد نوجوان تھے افریقہ میں رہ کر انھوں نے اپنے قابل فخر نمونہ سے بہت لوگوں کو فائدہ پہونچایا اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی راہ میں ہزاروں روپیہ فراہم کرکے بھیجے۔

ڈاکٹر صاحب اب صومالی لینڈ گئے ہوئے تھے اور صومالی لینڈ کے دیوانہ ملا سے جو معرکہ ہو رہا ہے اس معرکہ میں انکی خدمات لی گئی تھیں۔ ۲۲ر جنوری کے روزانہ پیسہ اخبار سے معلوم ہوا ہے کہ ڈاکٹر صاحب بھالے کی ضرب سے اس جنگ میں کام آئے ہیں اگرچہ ابھی تک تفصیلی حالات معلوم نہیں ہوئے کہ یہ وہی ڈاکٹر رحمت علی احمدی ہیں یا کوئی اور ہیں۔ جہانتک پتا چلا ہے یہ نام ہمارے ہی مخدوم ڈاکٹر صاحب کا بتایا جاتا ہے۔ اگر یہ سچ ہے تو ڈاکٹر صاحب نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اس وفاداری اور فرمانبرداری کا کامل نمونہ دکھایا ہے جو انکو انکے امام و پیشوا کی طرف سے گورنمنٹ کے لیے سکھائی جاتی ہے۔

اگرچہ ڈاکٹر صاحب کی موت ہمارے لیے اور ڈاکٹر صاحب کے رشتہ داروں اور احباب کے لیے بشری تقاضا کے موافق سوگوار ہے لیکن کچھ شک نہیں کہ انھوں نے اپنی گورنمنٹ کی اطاعت میں اور وفاداری میں اپنی جان دی ہے جو ہر طرح سے قابل قدر موت ہے۔ .... اللہ تعالی ڈاکٹر صاحب کو اپنی جاودانی اور لازوال برکات سے بہرہ ور کرے اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب عطا کرے اور آپ کے پس ماندوں دوستوں اور عزیزوں کو صبر جمیل دے آمین۔ خدا کا شکر ہے کہ ڈاکٹر صاحب کا خاتمہ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں ہوا۔ ڈاکٹر صاحب نے تھوڑے سی عمر میں قابل رشک روحانی ترقی کی تھی۔

ناظرین الحکم میں سے جسکے پاس ڈاکٹر صاحب کا فوٹو ہو وہ دفتر الحکم میں بھیجدے اور ڈاکٹر صاحب کے واقفکار احباب خصوصاً ڈاکٹر فضل احمد صاحب سے ہم امید کرتے ہیں کہ وہ ڈاکٹر صاحب کی مختصر لائف ہمکو لکھ سکیں گے

مشاہیر سلسلہ عالیہ احمدیہ

الحکم کے معزز ناظرین آج کے الحکم میں مشاہیر سلسلہ عالیہ احمدیہ کے سلسلہ میں حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سلسلہ عالیہ کے امام و پیشوا کی تصویر ملاحظہ کرینگے۔ اور امید ہے کہ وہ اس سلسلہ کو دیکھکر از بس محظوظ ہوں گے۔ آیندہ کے لیے ہمنے ارادہ کیا ہے اور خدا تعالی کے فضل و کرم پر بھروسہ کرکے چاہا ہے کہ اس سلسلہ میں مشاہیر سلسلہ کے فوٹو اور انکی مختصر سی سوانح عمریاں درج کریں اور اسطرح پر اگر خدا کو منظور ہو تو اس آخرین منہم کی مصداق قوم مشاہیر کی زندگیوں کا ایک مجموعہ آنے والی نسلوں کے لیے یادگار چھوڑ جائیں۔

آج علم التصویر کے ذریعہ بڑے بڑے مطالب اور مقاصد پورے کیے جاتے ہیں اور اس سے کام نہ لینا خدا تعالی کی ایک نعمت کی ناشکری ہے جو اسنے آج ہمارے لیے مہیا کی ہے۔ اسلیے ہم جہانتک ہمسے ممکن ہوگا اس سے کام لینگے۔ اور محض خدا کے لیے ہم اس ارشاد رب کریم ربنا ما خلقت ھذا باطلا کام لینا چاہتے ہیں۔

مشاہیر سلسلہ کی لائف کا سلسلہ کوئی نیا نیا امر نہیں ہے جو ہمارے دل میں آج پیدا ہوا ہے یا کسی صاحب کی تحریک و تعلیم سے بلکہ یہ ہماری پرانی آرزو اور ایک دیرینہ محسوس شدہ ضرورت ہے چنانچہ الحکم نمبر ۔ جلد اول مورخہ دسمبر ۱۸۹۷ء میں اس خیال کو قوم کے سامنے ہمنے پیش کیا تھا اور پھر کسی امر کو ایک بڑی ضرورت کو پورا کرنا کے عنوان سے الحکم نمبر ۔ جلد ۔ مورخہ ۱۳ر مارچ ۱۸۹۹ء میں بڑی وضاحت کے ساتھ پیش کیا۔ جسکے انٹروڈکٹری نوٹ کو ہم یہاں بھی دینا چاہتے ہیں

ایک بڑی ضرورت کا پورا کرنا

گذارش ضروری کے عنوان سے جو اشتہار متعلق بیعت ہمارے سید و مقتدی جناب مسیح الزمان سلمہ الرحمن نے شائع کیا تھا اس میں بالقاء رب جلیل سیدنا میرزا صاحب ایدہ اللہ بروح منہ نے مبائعین کی فہرست اسماء معہ کوائف ضروریہ طیار ہونے کا ارادہ ظاہر فرمایا تھا اس امر کی ضرورت اور فوائد کے متعلق ہم سیدنا میرزا صاحب کے اس اعلان کو بجنسہ درج کرکے ہیں اور اسکی تکمیل کے طریق کے متعلق خود اتنا عرض کرتے ہیں کہ چونکہ ہر ایک کام اپنے اپنے وقت پر ہوتا ہے اور کسی نہ کسی ذریعہ سے ہوتا ہے اب ہم سمجھتے ہیں کہ اس مقدس ارادہ کے پورا ہونے کا وقت آگیا ہے۔ اور اللہ تعالی اس کام کو ایڈیٹر الحکم کے ذریعہ پورا کرادے تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے چونکہ اس ضرورت کو الحکم نے محسوس کرکے پہلے بھی بذریعہ الحکم ظاہر کیا تھا اور اب یہ تحریک ہمارے دل میں پھر تشمت ہو رہی ہے چنانچہ اللہ تعالی کے بھروسہ پر ہم اس کام کو شروع کرنے والے ہیں اس لیے ہر ایک صاحب جو ہماری جماعت میں شامل ہیں مندرجہ ذیل نقشہ کی خانہ پری کرکے ہمارے پاس بھیجدیں تاکہ اس ضروری کتاب کی تکمیل کے لیے ہمکو آسانی ہو۔

وہ نقشہ یہ ہے۔

نام	ولدیت	اصل سکونت	سکونت حال	تاریخ بیعت و سنہ	بعض ضروری کوائف

(ایڈیٹر)

اُسوقت ہمنے اس کتاب کو مرتب کرنا چاہا تھا بہت سے خطوط مبائعین کے اس نقشہ کی خانہ پری ہوکر ہمارے پاس آگئے تھے مگر بوجوہ چند در چند کام ملتوی ہوا لیکن اسپر بھی یہ ضرورت ہر وقت ہمارے محسوس ہوتی رہی۔ اور اب اس صورت میں اسکے پورا کرنے کا ارادہ ہمنے خدا کے فضل پر بھروسہ کرکے کیا ہے وہ چاہے تو ہم اسمیں کامیاب ہو جاویں۔

جماعت کی تعداد بفضلہ تعالی روز بروز بڑھ رہی ہے یہ ناممکن تو نہیں لیکن مشکل ضرور ہے کہ ہر ایک بیعت کرنے والے کے حالات اور تصاویر ہم الحکم میں شائع کریں۔ ہاں جن کے حالات شائع کرینگے وہ ایسے بزرگ ہونگے جو قوم میں مسلم الثبوت عزت و وقعت کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔ اور جو کسی نہ کسی رنگ میں مشاہیر کہلانے کا حق رکھتے ہیں۔ ہم علحدہ مطبوعہ خطوط کے ذریعہ ان بزرگوں سے انکے فوٹو اور حالات منگائینگے۔ اور اس سلسلہ کے متعلق خریداران الحکم کے اہل الرائے لوگوں کے مفید مشوروں سے بھی فائدہ اٹھانے کی کوشش کرینگے۔

ہم جانتے ہیں کہ یہ سب کچھ محنت استقلال کے علاوہ اخراجات کے بڑھ جانے کا بھی موجب ہے۔ کیونکہ پہلے ہی الحکم کی موجودہ صورت کے تبدیل ہونے سے الحکم کے اخراجات قریباً ڈیوڑھے سے زیادہ ہو گئے ہیں۔ اور سلسلہ مشاہیر کا اور بھی اخراجات کے بڑھا دینے کا موجب ہوگا مگر ہم توکلاً علی اللہ اس کام کو کرنا چاہتے ہیں۔ قوم اسکی ضرورت سمجھتی ہے تو ہمیں مدد دے اور اگر نہیں تو اسکی خاموشی خود ہمیں خاموش رہنے کا سبق دیگی۔ اور جہانتک ہمسے ممکن ہے ہم کرنے کی کوشش کرینگے۔ اس کے واسطے قوم سے کوئی الگ چندہ نہیں مانگا جاتا صرف قوم کی اتنی توجہ درکار ہے کہ وہ اخبار کے لیے جدید خریدار بہم پہونچانے کی کوشش کرے۔ اگر کم از کم تین ہزار یا چار روپیہ سالانہ قیمت دینے والے خریدار الحکم کے لیے بہم پہونچ جاویں تو الحکم انکے لیے بہت ہی مفید آرگن ہو سکتا ہے۔ لیکن کمی سرمایہ ہماری راہ میں بہت سی روکیں ڈالدیتا ہے تاہم خدا جسطرح چاہتا ہے یہ کام ہو رہا ہے۔ ہم اپنی محنت کی یہ جزا بھی کم نہیں پاتے کہ علی العموم قوم الحکم کی شکر گذار ہے اور وہ اسکو نہایت عزت اور محبت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ اور قوم حسن ظن کے طور پر اپنے خادم ایڈیٹر الحکم کی خدمات کا اعتراف کرتی ہے اور اُسے کسی حد تک اس قابل سمجھتی ہے کہ وہ الحکم کا ایڈیٹر ہو یہ اُسکا حسن ظن ہے ورنہ من آنم کہ من دانم۔

بہرحال

ہم اس سلسلہ کو آج کی اشاعت سے شروع کرتے ہیں اور جیسا جیسا مناسب اور مصلحت وقت ہوگا ہفتہ وار یا مہینہ میں دو بار یہ تصویریں اور حالات شائع ہوتے رہیں گے۔

ایکبات اور بھی قابل ذکر ہے کہ ان خریداران الحکم کے حالات اور فوٹو بھی اس سلسلہ کے مشاہیر کے علاوہ ہم شائع کرینگے جو بالجبر رتبہ سالانہ تک کے خریدار ہیں۔ یا جنھوں نے کم از کم پانچ خریدار الحکم کے لیے بہم پہونچائے ہیں یا پہونچا دینگے مشاہیر سلسلہ کے الگ نمبر بھی مل سکینگے جو ایکہ روپیہ چار آنے فی درجن کے حساب سے دیے جائینگے اور ایکدرجن سے کم باہر نہ بھیجے جاویں گے۔ ایک کاپی کے لیے ۴ر دینے پڑینگے اور محصول علاوہ۔

حضرت حکیم الامۃ کا مکتوب

السلام علیکم - قیدیان جنگ چار قسم کے ہوتے ہیں اب بھی چار قسم میں اول وہ جو شرارت کے سبب سے قابل ہی نہیں رہتے کہ امن عام کے سخت دشمن ہوں ایسے لوگوں کو قتل کیا جاتا ہے چنانچہ اب بھی کورٹ مارشل میں ایسا ہی ہوتا ہے ایسے موذی کا زندہ رکھنا ایک ایسے دانت کی مثال ہے جسکے ضرر سے دوسرے دانتوں کو تکلیف پہونچتی ہے اگر نکالا نہ جاوے تو سارے دانتوں پر اُسکا برا اثر پڑکر سبکو تباہ کر دیتا ہے دوسرے وہ قیدی جنکے بدلے روپیہ دیکر یا دوسرے قیدیکو چھڑانیکا فائدہ حاصل ہوتا ہے ان دونوں کا ذکر قرآن میں یوں آیا ہے حتی اذا اثخنتموھم ۔۔ اما فداء ہے سوم وہ جنکا مفت چھڑانا ہی قرین مصلحت ہوتا ہے جنکا ذکر اما منا بعد و اما فداء میں آیا ہے چہارم وہ جنکا واپس کرنا یا انکا بدلا لینا یا قتل کرنا مناسب نہیں ہوتا ایسے قیدی اب بھی مہذب گورنمنٹوں میں موجود ہیں اور پورٹ بلیر وغیرہ انھیں سے آباد ہے۔ ایسے قیدیوں کی اگر شادیاں بیاہ روکدیے جاویں تو ان کے نظری قوی پر کیسا برا اثر پڑتا ہے۔ میرے ایک انگریزی خواں دوست نے ایسا اعتراض کیا تو مینے اُسکو قیدیوں کی چاروں مثالوں سے سمجھایا تھا۔ اول بیمار دانت کو باندھا جاتا ہے اسکی منجنوں سے مالش کیجاتی پھر کاٹا جاتا پھر اکھاڑ کر باہر پھینک دیا جاتا ہے یہی حال ہے قیدیان جنگ کا۔ پس جو قیدی دائم الحبس ہوویں کو بیاہ سے روکنا تو جائز نہیں پس مرد ہوں یا عورتیں سبکو نکاح کی اجازت ہے۔ ہاں [illegible] تعلیم و تربیت چونکہ بڑی ضروری ہے اسواسطے شریعت اسلام نے یہ تجویز کیا کہ گھر میں بچوں کی طرح انکی تربیت کرو۔ اگر مسلمان اسکے خلاف کرتے ہیں تو شرع کے خلاف کرتے ہیں حکم تو یہی ہے من ادبھا حسن تادیبھا اور عبید کم خولکم وغیرہ وغیرہ بلکہ لونڈیوں کے نکاح میں تو ایسی رعایتیں رکھی ہیں

وانکحوا الایامی منکم والصالحین من عبادکم وامائکم۔

ہاں جس شخص کو لونڈی سے بیاہ کرنا ہو اُسکو لیے قرآن مجید نے کچھ شرطیں لگائی ہیں جیسے ومن لم یستطع منکم طولا ان ینکح المحصنٰت المؤمنات فمن ما ملکت ایمانکم من فتیٰتکم المؤمنات - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لونڈیوں کے بیاہ خود کرنا علی العموم شریعت کو پسند نہیں اور تجربے سے بھی ثابت ہوا کہ شاہان اسلام کے گھر میں لونڈیوں کی اولاد سے ہی سلطنت تباہ ہوئی۔

ہاں آپ کے ہاں جو لونڈیاں ہیں ہم انکو خریدہ جانتے ہیں وہ تو لونڈیاں اب قطعاً معلوم نہیں ہوتیں۔ والسلام ۲۳ر جنوری ۱۹۰۴ء

نور الدین

نوٹ۔ تفسیر القرآن کا نمبر اگر خاکسار ایڈیٹر کو لاہور ایک ضروری کام کیلیے جانا نہ پڑتا تو بہت کچھ طیار ہو جاتا تاہم بہت جلد وہ نمبر انشاء اللہ تعالے ایک ہی ہفتہ کے اندر شائع ہو جائیگا (ایڈیٹر)

www.aaiil.org

نیوگ اور طلاق

رجہ بالا عنوان پر لاہور کی آریہ سماج اور سلسلہ عالیہ کے بعض ممبران لاہور کے مابین عام جلسوں میں تقریری پیرایہ کے قسم کا مباحثہ ہوتا رہا اور آخر اشتہاروں پر نوبت آ پہنچی۔ انجمن فرقانیہ لاہور کی طرف سے آریہ سماج پر ہر طرح سے اتمام حجت کی گئی۔ اور چار مختلف اشتہار اس سلسلے میں نکلے۔

حال میں پانچواں نمبر ہمارے پاس بغرض اندراج الحکم پہونچا ہے جو اس عنوان سے شائع ہوا ہے "نیوگ اور طلاق پر تشفی اور فیصلہ کن بحث اور نیوگ کے متعلق صاحب مجسٹریٹ پشاور کا فیصلہ" چونکہ اس پمفلٹ کی عام اشاعت کی غرض سے یہ ہمارے پاس بھیجا گیا ہے اس لئے ہم اس کے محفوظ رکھنے اور عام اشاعت کے اصول کو مدنظر رکھ کر ذیل میں درج کرتے ہیں۔ اور اس سے یکجائی لطف حاصل کرنے کیلئے اسے بعض دوسرے مضامین کو ملتوی رکھ کر ایک دفعہ ہی شائع کر دیتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

دنیا کی حرص و آز میں کیا کچھ ذکر کرتے ہیں
نقصان جو ایک پیسہ کا دیکھیں تو مرتے ہیں

زر سے پیار کرتے ہیں اور دل لگاتے ہیں
ہوتے ہیں زر کے ایسے کہ بس مر ہی جاتے ہیں

جب اپنے دلبروں کو نہ جلدی سے پاتے ہیں
کیا کیا نہ اشک ہجر میں آنسو بہاتے ہیں

پر ان کو اس سجن کی طرف کچھ نظر نہیں
آنکھیں نہیں ہیں کان نہیں دل میں ڈر نہیں

ان کے طریق دھرم میں گو لاکھ ہوں فساد
کیسا ہی ہو عیاں کہ وہ ہے جھوٹ اعتقاد

پر تب بھی مانتے ہیں اسی کو بہر سبب
کیا حال کر دیا ہے تعصب نے ہے غضب

دل میں یہی ہے کہ مرنا نہیں کبھی
ترک اس عیال و قوم کو کرنا نہیں کبھی

اے غافلان وفا نکند این سرائے خام
دنیائے دون نماند و نماند بکس مدام

ہمارے ایک دوست نے آریہ صاحبان کا وہ اشتہار ہمیں دیا جس کو انہوں نے ہمارے اشتہارات نمبر ۲۰۳ و ۴ کے آخری جواب کے نام سے موسوم کیا ہے۔ ہم تو اپنے اشتہارات چھپتے ہی سب سے پہلے آریہ صاحبان کے گھروں اور مجلسوں میں بھیجا کرتے ہیں۔ مگر افسوس کہ ہمارے مہربان دوست آریہ اپنے اشتہاروں کو آپ ہی کچھ ایسا خلاف تہذیب خیال کرتے ہیں۔ کہ اون کو ہمیں پہنچانے سے شرمندہ ہوتے ہیں یا بخل کی وجہ سے نہیں پہنچاتے لیکن یوں چھپانے سے یہ بات تو چھپ نہیں سکتی بصارت اور انصاف رکھنے والے اصحاب اس بات کو خود محسوس کر کے افسوس ظاہر کرتے ہیں۔ کہ آریہ نے ہمارے کسی اشتہار کا کوئی جواب نہیں دیا۔ صرف ہمیں اور ہمارے مخدوم و سردار حضرت شمس الضحٰے کہف الورٰے فخر موجودات محمد مصطفےٰ صلعم اور ہمارے محترم امام ہمام مہدی و مسیح مجدد الوقت جری اللہ حضرت میرزا غلام احمد علیہ السلام اور اہل اسلام میں سے تمام نفوس کے ہوش اور رستی اور خطاب یافتہ علماء و فضلاء وغیرہ کی نسبت صراحت سے توہین کے مضامین اور نہایت غلیظ اور خلاف واقعہ باتیں لکھ کر ہماری دلآزاری کی ہے۔ لیکن ہم ان کی نادانی اور ... سمجھ کر ... ہیں۔ ہمیں ان کا آخری خطاب دیکھ کر سخت افسوس پیدا ہوا ہے۔ کہ رسم و رواج و قوم و عیال اور دنیا کی محبت نے ان کو ایسا سرگشتہ اور گرفتار کر لیا ہوا ہے کہ ان کی محبت کے مقابلہ میں اپنی ثابت شدہ ناشائستہ باتوں کو ترک کرنے اور اسلام کی بین اور روشن صداقتوں کو قبول کرنے کیلئے نیک دلی سے آمادہ نہیں ہوتے۔ اور مستعد ... کا دعوے صرف زبانی ہی زبانی کرتے ہیں عملاً نہیں۔ ان کے اس آخری جواب کے بعد ہم نہیں سمجھتے کہ اون کی طرف سے کوئی اور اشتہار نکلیگا اور کسی طرح سے وہ تحقیق حق کے لئے ضروریات کو ہم پہنچانے کی کوشش کرینگے۔ خیر اندر اور جبر سے حق منوانا تو اسلام میں جائز نہیں ... ہم انہیں ... چھوڑتے ہیں۔ البتہ اسقدر عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ چونکہ ہر ایک کے سر پر موت کھڑی ہے۔ ... اس چند روزہ زندگی کیلئے ... اڑے رہنا اور اسی کی پاسداری میں ... تلے رکھ حیلوں اور غلط بیانیوں سے حق پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرنا اپنی ہی جانوں پر ظلم ... ہماری نسبت غلط بیانی کرنا کہ ہم کو پہلے ہی تو فکر تھی کہ "جب آپ لوگوں سے کوئی معقول جواب ہمارے اعتراضات کا بن نہیں پڑیگا تو آپ گالی گلوچ اور بدتہذیب اور ناشائستگی سے گری ہوئی تقریر اور تحریر پر اتر آئینگے" بخود آریوں کو ہی ملزم ٹھیراتا ہے۔ کیونکہ بفرض محال اگر ہم نے انکو گالیاں نکالی ہیں تو یہ وہی گالیاں ہیں جن کے کھانے کی توقع اور یقین سے انہوں نے بکوا اشتہارات اور چٹھیات کے ذریعے باوجود ہمارے بار بار کے انکار اور ٹال کے اصرار کے ساتھ مباحثہ کیلئے بلایا۔ اور جس نتیجہ کو پہلے ہی یقینی توقع رکھ کر انہوں نے ہمیں مخاطب کیا تھا پھر اس سے رنج اور غصہ کہاں بجا ہو سکتا ہے۔ اس کے تو وہ خود ہی ذمہ وار ہیں۔ لیکن ان کی یہ باتیں ہم پر سراسر تہمت ہیں۔ ان لوگوں کے ... میں سچائی تو ہے نہیں جس کی تائید کیلئے کوئی دلائل قطعیہ ان کے ہاتھ میں ہوں۔ اور قاعدہ ہے کہ ایک جھوٹ کے نباہنے کیلئے کئی اور جھوٹ اور دھوکہ بازیوں کا مرتکب ہونا پڑتا ہے۔ پس اب بھی حسب عادت طرح طرح کے لوگوں کو دھوکہ دینے کیلئے ہم پر بہتان باندھنا اور تہمتیں لگانا اور خلاف بیانی کرنا شیوہ بنا لیا ہے اسی خیال سے تو ہم نے تحریری مباحثہ کیلئے ان کو عرض کیا تھا کیونکہ زبانی مباحثات میں یہ لوگ اپنی مستمرہ عادت خلاف گوئی سے فائدہ اٹھا کر لوگوں کو دھوکہ میں ڈال سکینگے۔ اور تحریری میں یہ قابو آ جائینگے۔ ناظرین آپ ہی غور کر سکتے ہیں۔ کہ ہم اون کے دو جلسوں میں ہی ہم ان کے اصرار سے حاضر ہوئے۔ اور ہماری طرف سے مکرم بھائی ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب نے ان کے ... پر کھڑے ہو کر اعلےٰ درجہ کی مہذب اور شائستہ زبان میں اُن کے مکروہ مسائل کی قلعی کھولی اور ان کے اپنے پریسیڈنٹ مسٹر روشن لعل صاحب بیرسٹر اور پبلک نے صراحت اور کنایہ سے انکی شکست پر گواہی دی۔ اور ... ہونے اسباب کا پر زور الفاظ میں ان کے ... کی زبان سے شکریہ ادا کیا گیا کہ احمدی جماعت کی طرف سے نہایت تہذیب ... اور محبت اور امن سے کارروائی ہوئی ہے جس کے بعد کوئی تقریری موقعہ ہم سے مقابلہ کا انہیں نہیں ہوا۔ تو پھر ان لوگوں کا یہ لکھنا کہ گویا ہم نے اپنی تقریر میں انہیں گالیاں نکالی ہیں۔ ان کی چالبازی اور خلاف بیانی اور خود ساختہ بات نہیں تو اور کیا ہے؟ ہمارے پاس تو انکی چٹھیات موجود ہیں۔ جن میں ان دونوں جلسوں کے بعد بھی بڑے اصرار سے ہمکو بلایا ان کے اشتہارات موجود ہیں۔ انہوں نے اپنے جلسوں میں ہماری غیر حاضری میں ہمکو مخاطب کیا۔ اگر بفرض محال ہم پہلے گالیاں نکال چکے تھے تو کس عقل اور ہوش سے ہم کو اسکے بعد التجائیں کرتے رہے۔ اب تو ہمکو گالیوں کی تہمت لگائی۔ اور اگر ہم انکار نہ کرتے اور ان کے طلب کرنے پر بھروسہ کر کے جلسوں میں متواتر حاضر ہوتے رہتے تو ممکن تھا کہ کوئی اور سخت مکروہ تہمت ہمکو لگا دیتے۔ ہم موقع اور ضرورت پر ان کی چٹھیات بھی شائع کرینگے جن میں منت اور سماجت اور التجاؤں سے گھر پر بلاتے رہے ہمارے امن اور مہذب اور شائستہ طور پر کارروائی کرنے پر پر زور الفاظ میں اسوقت شکریہ ادا کرنے اور اسکے بعد بھی ہمکو بلاتے رہنے اور ہمارے انکار کرنے (جو انکار صرف اسلئے تھا کہ ان کی نیتوں میں حق جوئی معلوم نہ ہوتی تھی) کے بہت عرصہ بعد اب یہ کہنا کہ ہم نے ان کو گالیاں نکالی تھیں خوب ستم کا وچار ہے۔

اب رہا یہ امر کہ گویا ہم نے اپنی تحریروں میں ان کو گالیاں نکالی ہیں سو ہم نے تو کوئی گالی اپنے کسی اشتہار میں نہیں نکالی۔ گالی کی تعریف تو کسی شخص کے حق میں ایسے توہین اور حقارت آمیز کلمات بیان کرنیکے ہیں جو اسکی نسبت خلاف واقعہ ہوں۔ اگر کسی شخص میں کوئی واقعی نقص موجود ہو تو بنظر اصلاح اس نقص کے بیان کرنیکو گالی نہیں کہا جا سکتا بلکہ وہ تو واقعہ اور اصلیت کا اظہار ہے۔ سچی بات کو صاف الفاظ میں بیان کرنیکو گالی کے مترادف اور ہم معنے سمجھ لینا نادانی اور حماقت کی دلیل ہے اسیطرح اگر کوئی شخص اپنے حقوق طلب کرے تو اس سے اس امر کو بھی گالیاں سمجھنا ظلم ہے۔ اور ہم اس بات کو ناظرین پر چھوڑتے ہیں۔ کہ وہ خود ہماری اور آریہ صاحبان کی تحریرات پڑھکر انصاف کریں ہم ذیل میں چند امور لکھ کر دکھاتے ہیں۔ کہ جو کچھ ہم نے لکھا ہے وہ نیکدلی اور سچی ہمدردی سے لکھا ہے کیا وہ گالیاں ہیں۔

۱۔ ہم نے یہ لکھا تھا کہ آریوں کے نامی مسافر اور دھرم کے پیشوا جناب پنڈت لیکھرام صاحب کا آریہ ست کیطرف سے مسلم وکیل منتخب ہو کر ہمارے امام مہدی و مسیح موعود حضرت میرزا غلام احمد علیہ السلام کو مقابلہ پر دونوں مذہبوں اسلام اور آریہ دھرم کے منجانب اللہ اور حق اور باطل ہونے کا قطعی فیصلہ کرنے کے لئے پیش ہونا اور اخیر میں پنڈت صاحب کی درخواست پر فریقین کا ایک دوسرے کی موت کے متعلق پیشگوئیوں کو حق اور باطل کے فیصلے کیلئے اسطرح سے قطعی معیار مقرر کرنا کہ جس شخص کی پیشگوئی سچی نکلے اسی کا دین اور مذہب منجانب اللہ اور حق پر ہوگا۔ اور پیشگوئی جھوٹی نکلنے والے فریق کے مذہب پر قطعی ڈگری حاصل ہوگی اور فریق مغلوب کے مذہب کا باطل اور شیطانی ہونا اسی سے فیصلہ پا جائیگا۔ اس پر پنڈت لیکھرام صاحب کا پیشگوئی کرنا کہ مجھکو میرے پرمیشر نے خبر دی ہے۔ کہ میرزا غلام احمد صاحب قادیانی بہ مرض ہیضہ تین سال کے اندر مر جائینگے اور اس پیشگوئی کا سراسر جھوٹا نکلنا اور حضرت مخدوم کا تا اینندم زندہ ہونا اور پنڈت لیکھرام کا ہمارے مخدوم و مولےٰ حضرت میرزا غلام احمد صاحب کی پیشگوئی کے مطابق باوجود قوی ہیکل اور مضبوط جوان ہونے کے احکم الحاکمین خدا کی سچی اور انتہائی عدالت کے حکم سے مقررہ وقت و یوم و ماہ و سال و طریق سے ہلاک ہو کر اسلام کے قطعی غلبہ اور صداقت اور منجانب اللہ ہونے اور آریہ دھرم کے باطل ہونے پر آسمانی مہر کے لگ جانے اور قطعی اور مستقل ڈگری حاصل ہونے کے بعد بجز ہٹ دھرمی اور ضد اور سینہ زوری کے کونسی معقول وجہ ان کے ہاتھوں میں ایسی باقی رہ گئی ہے جس کے حوصلہ پر آریہ دھرم کو خدا اور مخلوق کے سامنے سچا بیان کر سکتے ہیں۔ اس عظیم الشان آسمانی فیصلہ سے ایمانی فائدہ اٹھانا چاہیئے تھا۔ اور ہم آریہ دھرم پر فتحمند اور منصور ڈگری دار ہونے کی حیثیت میں اپنے فیصلہ اور ثابت شدہ حق کا آریوں سے مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ تمام مباحثات سے پہلے وہ اس سے فائدہ اٹھائیں اور اس کا جواب دیں۔ کہ کیوں اسکو ٹال مٹول میں رکھ رہے ہیں۔ کیا انصاف کی رو سے اسلام پر اس فیصلے کے مطابق ایمان لانے اور آریہ دھرم کو باطل سمجھنے سے گریز کی کوئی وجہ ہو سکتی ہے؟ کیا جس بات کو خدا نے جھوٹا ثابت کر دیا ہے اس پر اڑے رہنا ست سے پیار ہو سکتا ہے؟ اب ناظرین انصاف کریں کہ ہم نے تو یہ امر حق پیش کر کے اپنا حق طلب کیا ہے کیا اس کا نام گالی ہو سکتا ہے؟

۲۔ ہم نے یہ لکھا تھا کہ آنوقت تک ہمکو یہ معلوم ہو سکا ہے کہ جناب سوامی دیانند جی مہاراج اور پنڈت لیکھرام جی مہاراج اور آریہ دھرم کے دوسرے مسلم پیشوا اور ہادی اور بیر اور شریمان مہان پرش اور شریمتیوں نے باوجود نیوگ کی ضروریات پیش رہنے کے نیوگ کرنے کرانے کے عملی نمونے نہیں دکھلائے۔ جو اس بات پر گواہی ہے کہ وہ بھی اس پر عمل کرنے سے فطرتاً پشیمان اور متامل تھے۔ سوامی جی مہاراج گرہست کے تعلقات سے الگ رہے۔ اسلئے انہیں اس غیرت اور شرم و حیا اور ضرورت عفت کا جو ہمارے اہل گرہست کیلئے ضروری ہوتا ہے کچھ ذاتی تجربہ کبھی حاصل نہ ہوا۔ اسی محرومی کیوجہ سے انہوں نے اس انوکھے مسئلہ کو اپنی کتاب میں لکھ کر اوراق کو ناپاک کر دیا۔ ہمارے ایمان میں یہ ایک نہایت ناپاک مسئلہ ہے۔ اور اس کا سرچشمہ بھی ناپاک ہے کیونکہ ...

بھر چشمہ سے تاریکی نہیں پیدا ہو سکتی۔ اگر آریوں کو ان باتوں سے اتفاق نہیں تو مہربانی کر کے وہ ثابت کر کے کہائیں کہ (۱) جناب سوامی جی مہاراج نے اپنی مصلحانہ زندگی میں کسی وقت کبھی نیوگ اختیار کیا تھا؟ (۲) ان کو باپ اور باعزت خاندانوں کی ضروریات غیرت و لاج وغیرہ کے ذاتی تجربہ سے حس حاصل ہو گئی تھی؟ (۳) انہوں نے خود یا اُن کی اجازت اور ہدایت سے اُن کے خاندان میں کسی نے نیوگ کیا کرایا تھا؟ (۴) اُن سے ان کا نیوگی یادگار و نیوگی سلسلہ چلا اور ابتک یا اُن کے کسی وقت بعد تک ان کے سلسلہ حسب و نسب میں ہونے کا فخر رکھنے والے موجود ہیں؟ (۵) یہ مسلم بات ہے کہ لیکھرام جی مہاراج کو بوجہ اولاد نرینہ نہ ہونے کے اپنے گھر میں نیوگ کرانیکی ضرورت تھی سو باوجود ضرورت انہوں نے کبھی اپنے گھر میں نیوگ کرایا یا خود ہی کہیں کیا اور اسی سے اُن کا سلسلہ اولاد نرینہ چلا؟ (۶) یا زمانہ حال کے نامی آریہ لیڈروں میں سے ہی کسی نے اس پر عمل کیا یا کرایا ہو؟ لیکن جہانتک ہمکو معلوم ہے آریہ صاحبان ان باتوں کا کوئی ثبوت پیش نہیں کر سکتے۔ پھر ہماری بات کو کس عقل سے گالی قرار دیتے ہیں۔ خود اپنے پیشواؤں کی نسبت خلاف واقعہ ایمان رکھتے اور ان کو ان باتوں کا متہم کرنا چاہتے ہیں جو اُن میں نہیں۔ یہی گالیاں ہیں جو آپ اپنے بزرگوں کو دے رہے ہیں۔ ہم تو کسی کے بزرگ کو گالی دینا گناہ سمجھتے ہیں۔

اصل میں نیوگ دو لفظوں سے یا نیو اور وگ سے مشتق ہے نیو اور نیو اُنس محبت اور یارانہ کو کہتے ہیں جو محبت کا مصدر ہوتی ہے۔ اور وگ گائیوں کے گلے کو کہتے ہیں پس نیوگ کے معنے گایوں کے آپس میں نر و مادہ کے تعلق صحبت کے ہوئے۔ اسلئے زبان کی عزت بھی تو جبھی بحال رہ سکتی ہے کہ وہ اپنے اکثر الفاظ کی وجہ تسمیہ پیش کر سکے۔ نیوگ کی وجہ تسمیہ میں یہ بات بین طور پر پڑی ہوئی ہے کہ یہ وہ رسم ہے۔ جسمیں گئو والے اچھے سانڈوں سے بچے حاصل کرنیکیلئے گایوں کو اُن کے پاس لیجاتے ہیں۔ اور گئو ڈنا لینے کے عوض میں سانڈوں کو پرورش کرتے کھلاتے اور پلاتے ہیں۔ یہ ایک حیوانی رسم ہے۔ انسانوں کیلئے نہیں۔ ہم وید کے مصنفوں کو اس قدر بیعقل نہیں مان سکتے کہ اُن کی اس رسم کو درج کرنے سے یہ مراد ہے کہ گویا یہ انسانوں کے لئے ہے سوامی جی نے اسکو غلط سمجھا ہوگا کیونکہ اگر فی الواقعہ وید و نیوگ اسیطرح لکھا ہے تو بجائے اسکے کہ ان کی کچھ عزت کی جائے ان کو تو جہالت اور فحش کا تو وہ ماننا پڑتا ہے ان آریوں کے قدیم آبا و اجداد مال و ڈنگر تھے یعنے اُن کی گزران گایوں پر تھی۔ اور بعضے کچھ کچھ کھیتی باڑی بھی کر لیا کرتے تھے۔ گایوں کے وگ گلے، ان کی عزت اور ان کا فخر انہیں کی پرورش اور پالن کرنا ان کا ہنر و تمدن انہیں کی صحبت میں جنگلوں میں انکا بسیرا۔ انہیں کی پیداوار اور ان پر انکا گذارہ تھا۔ چنانچہ کرشن جی کا نام گئوپال مشہور ہے۔ حال جیسے مویشی پرور جنگل لوگوں کی زندگی ان آریوں کی

بود و باش کا خفیف سا خاکہ یاد کراتی ہے۔ ان لوگوں میں کوئی تمدن نہ تھا قانون نہ تھا۔ اس لئے جب ذرا ترقی کی تو اپنے حسب مذاق وید تصنیف کئے اور اُسمیں وہی حیوانیت کی باتیں لکھیں۔ جو گائیوں کی صحبت میں رہنے سے ان میں بھی داخل ہو گئی تھیں۔ گئو کی معبودانہ عزت اور گئوپالن میں فخر کا اصول اسی زمانہ کی یادگار ہے۔ وید کی منتروں میں دعائیں اور آرزوئیں بھی تمام گائیوں میں ترقی اور بہتری کے متعلق ہی ہیں۔ ممکن ہے کہ نیوگ کو مسئلے پر یہ گائے پرور قوم عمل کرتی ہو۔ گو یہ بات بھی ثابت نہیں۔ لیکن اگر یہ بات ثابت بھی ہو تو بھی وہ خود ایک جنگلی اور غیر متمدن قوم تھی۔ اس جاہلیت اور گئوپالن کے زمانہ کی ان باسی رسوم کو اس تہذیب اور تمدن کے زمانہ میں پیش کرنا جہالت میں داخل ہے۔ گائے کو گئو ماتا کہا جاتا ہے لیکن یہ اس لیے نہیں کہ اُس کو حقیقی ماں سمجھا جائے اور اس کی عادات اور رسوم اور فطرت کو وراثت سمجھکر اپنے لئے قاعدہ بنا لیا جائے۔

سوامی جی مہاراج خود اکثر بن باس خلوت اور تنہائی میں برہمچاری غور و بچار کرتے رہے۔ اور اس نئے زمانہ کی تہذیب اور شائستگی اور ترقی سے انکی اخلاق و معاشرت پر کچھ اثر نہ ہو سکا کثرت سے ویدوں کی مطالعہ میں مستغرق رہنے کی وجہ سے ان کے دل پر بھی اسی قدیم آریہ گئوپالن زندگی کا نقشہ گہرا جم گیا اور اسی کے آثار کی لوگوں کو تعلیم کرنا شروع کر دی۔

۳۔ ہم نے لکھا تھا کہ تمام دیسی اقوام جن میں ہم اور آریہ شامل ہیں ایک دوسرے کی اعضا اور ہمسایہ ہیں۔ ایک دوسرے کے رنج و راحت میں شریک ہوتے ایک دوسرے کی شادی و غمی کے کاج و کام سنوارتے ہیں۔ ہمارے سامنے اور شرکت سے کئی آریہ بیاہ ہوئے اور ہوتے رہتے ہیں۔ بیاہ کیطرح نیوگ میں بھی علی الاعلان ہونا ضروری ہے۔ الا وہ ناجائز متصور ہوتا ہے مخفی طور پر نیوگ نہیں ہو سکتا۔ وہ تو سوامی کے اصول سے ہی حرامکاری ٹھہرتی ہے آج تک ہمنے کسی آریہ گھرانے میں کسی کو نیوگ کرنے کرانے کا انتظام کرتے نہ دیکھا اور نہ سنا ہے۔ ہماری مخالفت نیوگ سے صرف اس لئے ہے کہ یہ ایک مکروہ بدکاری خیز رسم ہے۔ اور اس کے اعتقاد اور ارتکاب سے انسان فواحش کا مرتکب ہوتا ہے۔ ہم تو اپنے ہموطن اور ہمسایہ آریوں کو ایسے گند میں غرق ہوتا دیکھ نہیں سکتے۔ ہمیں سچی ہمدردی اس بات پر مجبور کرتی ہے۔ کہ ہم آریوں کو اس سے روکیں لیکن یہ دیکھ کر کہ آریوں کا واقعہ میں نیوگ پر عمل نہیں۔ ہمکو بڑی خوشی ہوتی ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ جس مراد کے لئے ہم سچائی کو آریوں کے پیش کرتے ہیں وہ مراد ہماری حاصل ہے اور ان کی اپنی فطرتیں ہی ہماری تائید میں اُن کو نیوگ سے بلامت باز رکھ رہی ہیں۔

یہ تو ظاہر حال ہے۔ لیکن اخفائے حال الغیب نہیں ممکن ہو سکتا ہو کہ کسی رکیک تاویل سے بعض قوم سے سشرم کے ماری آریوں نے مخفی نیوگ کو جائز بنا لیا ہو۔ کیونکہ ان کا اپنا اختیار ہے۔ اور خفیہ طور سے نیوگ کرتے کراتے ہیں اسلئے اسکی اصلیت دریافت کرنیکی غرض سے ہم نے آریہ صاحبان کی خدمت میں ادب اور عاجزی سے درخواست کی تھی اور اب بھی با دب زور سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ ہم پر اسقدر مہربانی کریں کہ ایک ایسی فہرست مرتب کر کے شائع کریں جسمیں دو تین سو معزز لیڈنگ آریوں کے گرامی نام معہ مفصل پتہ کے لکھے ہوں جنہوں نے آپ یا اپنے گھروں میں نیوگ کیا یا کرایا ہو۔ کس کس کے ساتھ نیوگ ہوا کیا اور اس کا نتیجہ کیا ہوا۔ اسی طرح مفصل پتہ کے ساتھ دو تین سو ایسے بھاگوان بیویوں کے نام بھی اس فہرست میں درج کریں جو اپنی اس جوتہائی ورعلی اور اخلاقی رسم سے فیضیاب ہوئیں اور ان کی فیضیابی کا نتیجہ کیا ہوا۔ اور ساتھ ہی اس کے تین چار سو نیوگ زادہ بچوں کے نام بھی لکھ دیں۔ ناظرین انصاف کریں کہ کیا ایسی درخواست کرنا گالی ہے؟

۴۔ مشاہدہ اور تجربہ ہی ایک شے ہے جس کے ذریعہ سے انسان کسی امر کے یقینی نتیجہ تک پہنچ سکتا ہے مشکوک خیال اور لاف گزاف بالکل بے سود ہوتے ہیں۔ اسوقت تک اور آئندہ اسوقت تک جب تک کہ مذکورہ بالا فہرستیں شائع نہ کریں ہم یہی سمجھتے ہیں کہ نیوگ کے متعلق آریوں کو خود کچھ تجربہ اور مشاہدہ حاصل نہیں صرف طبع آزمائی کی غرض سے یا نادانی سے خیالی لاف گزاف کر رہے ہیں۔ جائے غور ہے کہ جس نیوگ کے متعلق اپنا اور اپنی قوم کے اکابر کا کوئی تجربہ اور مشاہدہ پیش نہیں کرتے اور جس کے عملی ارتکاب کے خود ہی قایل نہیں۔ اور کوئی نمونہ اور نتیجہ نہیں دکھلاتے اور جس کا کوئی عملی وجود ہی ثابت نہیں کرتے اسی کے قابل عمل ہونے پر مباحثہ کرنے کیلئے ہم کو اور دوسرے لوگوں کو بلانا کس راستبازی اور عقلمندی اور حق شناسی پر مبنی ہو سکتا ہے سوائے دروغ زبان کے اُن کے وجود کی کیٹی کے تمام جوارح اور ممبر اور اعضا بر تو ہماری تائید کا ثبوت دے رہے ہیں یہ تو مسلم بات ہے کہ نیوگ کی ضروریات تو ہمیشہ آریہ گھروں میں رہتی ہیں اور شاید ہی اُن کا کوئی خاندان نیوگ کی کسی نہ کسی ضرورت سے کسی وقت خالی ہو۔ تو باوجود ضروریات میں محیط ہونیکے نیوگ کو عملاً کرنے سے گریز کرنا اور اس سے فائدہ نہ اٹھانا ہمارے ہاتھ میں انکی شکست کی ایک زبردست دستاویز ہے۔

پیارو! خود تو تمہاری نیچر اسکو گندہ اور ناپاک اور بیہودہ کام سمجھکر اس پر عمل کرنے سے شرمندہ ہے۔ اور تم کسیطرح سے اپنی قوم میں عملی رواج ثابت نہیں کرتے تو اسکے تو یہی

معنے ہیں کہ نادان لوگوں کو دام تزویر میں لاکر مذہبی آڑ میں بے قید عیاشی کا لائسنس حاصل کر لیا جائے۔ اور اسی کی طفیل کفایت شعاری سے مزے اڑانا نصیب ہو۔ اگرچہ ممکن ہے کہ چند عقلمند عیش پسند جوانوں کا نیوگ کے مسئلہ کا ایڈووکیٹ بنکر اسکی ترویج کیلئے کوشش کرنا کسی ایسی غرض کیلئے ہی ہو لیکن ہم ان پر اسقدر بدظنی کرنا نہیں چاہتے۔ اتنا ضرور سمجھتے ہیں کہ در اصل نیوگ کو خود ہی ایسا گند جانتے ہیں کہ اول تو کرتے نہیں اور اگر کرتے بھی ہیں تو بھی آپ کو ایسا گندہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے سامنے عملی گواہی پیش کرنے سے نادم ہیں۔ کیونکہ اگر فی الحقیقت اس کو ست سمجھتے ہیں۔ اور اسپر عمل نہیں کرتے تو آریہ نیم کے رو سے وہ ہرسے دور اور راست کرنے والے ٹھیرتے ہیں۔ لیکن ضروری ہے کہ ہر کام سے پہلے آریہ صاحبان ہماری مطلوبہ فہرستیں شائع کریں۔ تاکہ ہمکو بھی ان کے عملی نتائج اور فوائد اور نقصانات کے موازنہ کرنے کا موقعہ میسر ہو۔ خیالی لاف و گزاف پر تو آپ لوگ بھی مباحثہ کرنا بیعقلی سمجھتے ہونگے اس پر بحث ہو ہی کیسے سکتی ہے۔ اب عرصہ قیل و قال میں بہت گذر چکا ہے۔ اسلئے ہم آریہ اصحاب کو ایک ماہ کی مہلت دیتے ہیں۔ اگر اس اثناء میں آریوں نے یہ فہرستیں مکمل اور مستند طور پر شائع نہ کیں تو اس کے یہی معنے ہونگے۔ کہ وہ جھوٹے ہیں۔ اور ہماری فتح کی ڈگری اور ایک اُن پر ہو جائیگی۔ اور پھر ہمکو حق حاصل ہوگا۔ کہ اس کو آریوں پر حجت پیش کریں۔ اور پبلک کو اس سے مطلع کریں۔ اس کے فیصلہ ہو جانیکے بعد ہم مباحثہ کیلئے بھی طیار ہونگے۔ کہ اگر آریہ صاحبان اسیقدر ثابت کر دیں۔ کہ آریہ ڈیبیٹنگ کلب لاہور کے ممبروں نے ذاتی طور پر نیوگ کا تجربہ کر لیا ہے اور جن عورتوں کا جن مردوں سے نیوگی سنجوگ ہوا اُن کا مفصل نام و پتہ و اولاد وغیرہ ایک مستند فہرست میں شائع کریں۔ تو پھر بعد تحقیقات ہم اپنے خیالات اور نتیجہ تحقیقات کو نیک نیتی سے عرض کر دیں گے۔ لیکن اگر اس سے ہی گریز کریں تو پھر انصاف نہیں سمجھ سکتا کہ دنیا میں کونسا گوشہ انکو جگہ دے گا۔ اور کس منہ سے نیوگ اور آریہ دھرم کا نام لینگے۔ ناظرین غور کرو کیا یہ گالیاں ہیں یا کہ واقعات کا اظہار؟

۵۔ کتاب ماننے والی قومیں اتنا تو جانتی ہیں کہ عورت اور مرد میں بیاہ کا وہی سنجوگ جائز ہوتا ہے جو مسئلہ کتاب کے مطابق کیا جائے آریہ بیاہ بھی وہی جائز ہو سکتے ہیں۔ جو اُن کے وید و نیچر کے مطابق ہوں۔ جو تعلقات وید کے مطابق نہیں وہ اور اُنکے تمام نتائج اور اولاد وغیرہ بھی ناجائز ہی ہوتے ہیں۔ آریہ صاحبان نیوگ کے عملی ثبوت کے مطالبہ کے جواب میں یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ زمانہ حال کے آریہ بیاہ ویدوں کے مطابق نہیں ہوتے۔ اور اسلئے

www.aaiil.org

جاتا۔ آریوں کی یہ ایک ایسی نامعقول دوسرے معنے یہ ہیں۔ کہ تمام آریہ گویا ہیں۔ اور ان کی تمام اولاد ناجائز ہے ان لوگوں کی عقلوں پر کچھ ایسے پردے کہ اپنی قوم کا بھی حیا نہیں کیا۔ ہر حیثیت ہیں کہ انسان اُن میں موجود ہیں بڑے مرزا احمد شریف بھی ہیں۔ اُن سب کی نسبت میں کہہ دی ہیں جن کا بیان اعادہ کرتے بھی و شرم آتی ہے۔ ہمیں تو گالیاں دی ہی تھیں ہیں اپنی قوم کو بھی دیر دبایا۔ ناظرین غور کریں کہ گالیاں نکالنے کے مکروہ الزام کا کون ملزم ہوتا ہے۔ ہم یا آریہ صاحبان؟

۷۔ اشتہار ۳ میں جسقدر حوالہ جات ہمنے درج کئے ہیں۔ وہ اسی کتاب ستیارتھ پرکاش سے ہیں جس پر "مستند" لکھا ہوا ہے۔ آریوں نے چالاکی اور دہوکہ دہی سے یہ لکھا ہے۔ کہ گویا ہمنے حوالوں میں تصرف کیا ہے سو! اے ناظرین با انصاف مستند ستیارتھ پرکاش کو لیکر ہمارے اشتہار کی عبارتوں کو اس سے مقابلہ کر کے دیکھ لو۔ اگر ہمنے ایک لفظ بھی اپنی طرف سے ملایا ہو یا معنے مطلب بگاڑے ہوں تو بیشک ہم ملزم ہیں۔ ہاں البتہ اس قدر تو ہر ایک انسان جانتا ہے۔ کہ حوالہ دینے کیلئے ساری کتاب کی نقل نہیں لکھی جاتی۔ نفس مضمون کے متعلق جسقدر ضروری ہوتا ہے ایسے طریق میں کہ مصنف کا منشا فوت نہو اقتباس کر کے لکھنا دیانتداری کا کام ہے اسیطرح ہمنے مصنف کے منشا کو رعایت رکھکر مضمون کے متعلق جتنا ضروری تھا لکھ دیا تھا ہمیشہ ہر صاحب یہ ثابت کر سکتے ہیں۔ کہ ہمنے حوالوں میں اپنی طرف سے کوئی تصرف کیا ہو! ہم بار بار کہتے ہیں۔ کہ اُن عبارتوں میں جو ہمنے حوالے کے لئے نقل کی ہیں اپنی طرف سے ایک حرف بھی کم اور زیادہ نہیں کیا۔ ہاں اگر اس مستند کتاب کے سوا کوئی اور کتاب مستند ستیارتھ پرکاش آریہ صاحبان کے پاس ہے تو مہربانی کر کے یا تو اس میں سے وہی عبارتیں نقل کر کے شائع کر دیں جو ہم نے لکھی ہیں یا وہ کتاب ہمارے پاس بھیجدیں ہم اسی سے عبارات نقل کر کے دوبارہ شائع کر دیں گے۔ اور اس کے لئے آٹھ روز کی میعاد مقرر کیجاتی ہے۔ اگر آٹھ روز میں دونوں باتوں میں سے آریہ صاحبان نے کوئی بات نہ کی تو ناظرین انصاف کریں! گالی ہے؟

۸۔ یہ بات عام طور پر مشہور ہو چکی ہے۔ کہ آریہ صاحبان نے رنگیلی اور ابراہیم جیسے چند بازاری لگواروں کو ساتھ ملاکر طرح طرح کی باریک اور مخفی چالاکیوں کی مسلمانوں کے تمام فرقوں کے معزز اور مسلم علماء اور لیڈروں اور انجمنوں کی توہین کی۔ اور مقدس اور مطہر اسلام کے برخلاف شرارت کی نیت سے منصوبے بنائے۔ کہیں ان سے جھوٹے اشتہار نکلوائے اور کہیں انگوشہ دیکر اپنی مجلسوں میں معزز اور خطاب مسلمانوں کو ان سے گالیاں دلوائیں۔ کہیں ایک مسلم مسائل ہیشہ سیلم کر مولوی اور وکیل اسلام کے خانہ

بافتہ خطابات دیکر مسلمانوں کا دل دکھایا۔ آریہ لوگ ایسی حرکتیں تمام مسلمانوں کی توہین کی نیت سے کر رہے ہیں۔ اور اس بیہودگی پر اسقدر مصر ہیں کہ اب تک بھی ان باتوں سے باز نہیں آتے۔ باوجودیکہ مسلمانوں کے تمام معزز فرقوں سُنی شیعہ۔ غیر مقلد وغیرہ کے مسلم اور مستند علماء اور لاہور کی تمام مسلم اور مستند انجمنوں نے صاف لفظوں میں لکھ دیا ہے کہ ابراہیم کسی فرقہ یا انجمن کیطرف سے وکیل اسلام نہیں۔ لیکن پھر بھی آریوں نے اپنے اشتہار میں لکھا ہے۔ کہ اب تک وہ ابراہیم کو وکیل اسلام ہی تسلیم کرتے ہیں۔ اس منصوبہ کو تقویت دینے کے لئے انہیں نکھر اور مسلمان نام کی ایک انجمن بنوالی ہے جس کا نام حامی اسلام رکھ لیا ہے۔ لاہور میں کوئی مستند انجمن حامی اسلام مسلمانوں کے کسی فرقہ کی موجود نہیں۔ اور یہ منصوبہ بھی ہمارے اشتہار ۳ کے بعد بنایا ہوا ہے +

ہم تو حیران ہیں۔ کہ ان پڑھے لکھے آریوں کو کیا ہوا کیوں خدا سے مقابلہ کی ٹھان لی ہے۔ ان کی عقلیں کہاں گئیں۔ و صداقت ایسی شرارتوں سے تو حاصل نہیں ہو سکتی۔ ناظرین ذرا غور سے آریہ صاحبان کے پہلے اشتہار کی سطر ۲۴ و ۲۵ پڑھ کر دیکھیں کہ اس میں صاف لفظوں میں لکھا ہے کہ آپ کا یہ ظاہر کرنا کہ آپ تمام اہل اسلام کے وکیل بن کر ہم سے مباحثہ کرنا چاہتے ہیں۔ ہم ماننے کیلئے ہرگز تیار نہیں جب تک کہ اہل اسلام کی کم سے کم دو چار مستند انجمنوں کی طرف سے اس امر کے ثبوت میں آپ تحریرات شائع نہ کرا دیں"۔ اسمیں آریوں نے آپ ہی ایک اصول قائم کیا ہے کہ ان کے نزدیک وکیل اسلام وہ شخص ہی تسلیم ہو سکتا ہے۔ جس کی وکالت کے ثبوت میں دو چار مستند انجمنوں نے پہلے سے تحریرات شائع کر دی ہوں۔ یہی ایک ضروری اور اقل معیار اسلامی وکالت کے لئے انہوں نے خود مقرر کیا ہے تو اب اگر ان صاحبان میں کچھ بھی غیرت اور حیا اور حق پروری کا خیال ہے تو وہ ثابت کریں۔ کہ انہوں نے ابراہیم کو وکیل اسلام اسلئے تسلیم کیا ہے کہ اسکی وکالت کے ثبوت میں دو چار مستند انجمنوں کیطرف سے ان کے تسلیم کرنے سے پہلے ایسی تحریرات شائع ہو گئیں تھیں کہ گویا انہوں نے ابراہیم کو اسلام کی طرف سے ان کے ساتھ مباحثہ کرنیکے لئے وکیل منتخب اور منظور کیا ہے۔ اور ہم یقیناً کہتے ہیں کہ لاہور کی ایک بھی مستند انجمن کیطرف سے کوئی ایسی تحریر شائع نہیں ہوئی تو با وجود اس بات کے پھر بھی ان کا ابراہیم کو وکیل اسلام اور مولوی لکھنا کس ایمانداری اور حق پروری پر مبنی ہو سکتا ہے۔ ہم اسوقت آریوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ دو چار مستند انجمنوں کی طرف سے ایسی تحریرات شائع شدہ پیش کریں اور اگر وہ پیش نہ کریں گے اور ہرگز وہ پیش نہ کر سکینگے تو اے اہل انصاف! یاد رکھو کہ ان لوگوں کی نیتوں میں مفسدہ پردازی اور شر انگیزی کے سوا اور کیا ہے۔ اور اُن پر اور ان کے طریق

و دہرم پر منصوبہ بازی اور باطل ہونے کی ایک اور مہر لگ گئی ہے۔ کیا کوئی آریہ ہے جو ایسی تحریریں شائع کر کے اس سیاہی کو چہرے سے دور کر سکے! ہم کو آریوں کی اس دستاویز نے حق دیدیا ہے۔ کہ ہم انکو خلاف گو کہیں۔ اے آریہ دوستو! سوچو! کیا یہ حق جو لئے آپکی ہے؟ حق سے مقابلہ کرنے سے آپ کو یہ خفت اور شرم اٹھانا پڑی۔ اب بھی باز آؤ اور حق سے فائدہ اٹھاؤ +

۸۔ جو لوگ علے الاعلان فواحش اور زناکاری کرتے ہیں۔ اُن سے کون عقلمند تعارض کرتا ہے۔ آریہ صاحبان اگر یہ دکھلا دیں کہ وہ علے الاعلان نیوگ کرتے ہیں۔ تو ہم بھی انکو کیونکر تعارض کریں گے کیونکہ نیوگ ہمارے ایمان میں زناکاری ہی ہے۔ خلافت اور وراثت انسانی خاصہ ہے۔ جس کے لئے اس کو دوسرے حیوانوں سے امتیاز حاصل ہے۔ اسی لئے تحقق وحفاظت نطفہ فطرتاً لازمی ٹھیر کر انسانی حقوق کے بچاؤ کا ایک ہی ذریعہ ہے اور اسی لئے اس کی خلاف ورزی سخت ظالمانہ حق تلفی ہونیکی وجہ سے زناکاری نام رکہاتی ہے۔ اور حکومت اور قوم کی طرف سے سخت عقوبتوں سے قابل سزا ٹھیرتی ہے۔ نیوگ میں تحقق وحفظ نطفہ کے اصول قایم نہیں رہتے اور اسی لئے یہ زناکاری ہے۔ قانون سرکاری کے رو سے بھی بیاہی عورت کا اپنے خاوند کی موجودگی میں اُس کے سوا کسی غیر سے کسی حالت میں ہمبستری کرنا زناکاری ہے۔ اسی کے متعلق صاحب مجسٹریٹ درجہ اول ضلع پشاور نے بمقدمہ مہر چند بنام گنگا بشن وغیرہ مورخہ دسمبر ۱۹۱۱ء کے فیصلہ میں لکھا ہے "استغاثہ یہ بھی بیان کرتا ہے۔ کہ کتاب مذکور کے صفحہ پر لکھا ہے کہ دیانند کے پیرو زناکار ہیں۔ اور چونکہ مستغیث بھی دیانند کا ایک مرید ہے۔ اس لئے اس بیان سے اسکی بھی توہین ہوئی ہے۔ اصل کتاب کی عبارت یہ ہے "اب اس فن زناکاری کے استاد (دیانندجی) کی تحریری ہدایات کے مطابق یہ دیانند کے پیرو زنا کریں اور کرائینگے"۔ اس بات سے انکار نہیں ہو سکتا کہ دیانندجی کی خاص مذہبی کتاب ستیارتھ پرکاش میں ہمبستری کے متعلق ہدایات درج ہیں۔ اور مستغیث بھی اس بات کو تسلیم کرتا ہے۔ کہ اس کا اس مسئلہ پر ایمان ہے۔ جسمیں ایک بیاہی عورت اپنے شوہر کی زندگی میں اسکے سوا غیر بیاہے مردوں سے ہمبستری کر سکتی ہے۔

یہ رسم بیشک زناکاری ہے

ملزم نے نیک نیتی کے ساتھ صحیح واقعہ بیان کر دیا ہے کہ دیانندجی کے پیرو وں نے مذکورہ مسائل پر ایمان لاکر اب زناکاری شروع کر دی ہے۔ اور اگر وہ اسی ایمان پر قائم رہے تو زیادہ زور سے زناکاری کا ارتکاب کرنے لگ جائیں گے۔ پس نیوگ عین زناکاری ہے۔ اور جس کتاب میں اس کی ہدایات درج ہیں وہ کتاب بھی فحش آموز ہے۔ آریوں نے ہم پر گالی نکالنے کی جھوٹی تہمت لگاتے ہوئے ذرا شرم نہیں کی کہ گالیاں تو نیوگ کا نام پبلک کے سامنے لینا ہے۔ زناکاری کے حامی خود زنا کرتے کراتے رہیں تو خیر ہے۔ لیکن اگر وہ دوسرے لوگوں پر طرح طرح کی اغوا آمیز تعریفوں سے اس کا اثر ڈالیں۔ اور ان کو اور اُن کی عورتوں کو اس کے مرتکب ہونے کی ترغیب یا نصیحت کنایہ یا صراحت سے کریں تو وہ اغوا اور بدتومیں اور بدچلنی اور بد اخلاقی پھیلانے کے مرتکب ہونے کے مجرم ہیں۔ یہی حال آریوں کا ہے۔ کہ نیوگ کے زناکاری میں مبتلا کرنے کیلئے مختلف قسم کے حیلوں سے لوگوں کو اغوا کر رہے ہیں۔ زناکاری کے حامی اور مرتکب اخلاقی دنیا میں کسی شرافت اور حیثیت کا دعوے نہیں کر سکتے +

ناظرین غور کریں۔ کہ یہ لوگ جو تمام ہندوؤں کو زناکار بنانا چاہتے ہیں۔ کیا یہ گالیاں نہیں ہیں۔

۹۔ اسبات کو تو ہر ایک آدمی جانتا ہے کہ انسان کا ابتدائی نام نطفہ ہوتا ہے۔ اس کے بعد جنین پھر بچہ وغیرہ نام رکہا جاتا ہوا اپنے عمر کے سب مرحلے طے کرتا ہے۔ اور اس بات سے بھی اکثر لوگ واقف ہونگے۔ کہ تشخیص و تعزیر جرایم میں سیاسی طور پر ہر رنگ جرم کی عظمت اور خفت کی رعایت بھی بیجا سمجھی گئی ہے۔ ایک پیسہ چوری کرنے والا بھی چور اور لاکھ روپیہ چوری کرنیوالا بھی چور کہلاتا اور سنگینی جرم کے لحاظ سے ساوی سزا پاتا ہے۔ انسان فروشی کے جرم میں نطفہ سے لیکر اخیر عمر تک انسان کا خرید و فروخت کرنا انصافاً شامل ہیں۔ اور اسی اصول پر برٹش گورنمنٹ نے بھی نطفہ سے لیکر اخیر عمر تک انسان کی حفاظت کے لئے قوانین نافذ کئے ہوئے ہیں۔ اسی معقول گورنمنٹ نے اسقاط حمل اور قتل کا قانونی انسداد بھی اسی واسطے کیا ہوا ہے۔ نیوگ تو فی الواقعہ انسان فروشی ہی ہے۔ اس میں ایک جوان تھوڑی سی مٹھائی یا روپیہ یا لذت کے عوض میں اپنا پیارا لخت جگر جس کا ابھی نطفہ نام ہے۔ کسی دوسرے کے ہاتھ اس کی بیوی سے ہمبستری کر کے فروخت کرتا ہے۔ اور یہ ایک ایسی قطعی بیع ہوتی ہے۔ کہ پھر ایک دوسرے بیٹے حقیقی والد و مولود کا باہمی کوئی تعلق نہیں رہنے دیا جاتا۔ اور دونوں ایک دوسرے کی راحتوں اور خوشیوں اور فائدوں سے ہمیشہ کیلئے منقطع اور محروم کر دئیے جاتے ہیں۔ دونوں کے حقیقی حقوق پر ایک غاصبانہ اور ظالمانہ حملہ ہوتا ہے۔ اسلئے نیوگ جسکا دوسرا نام انسان فروشی صحیح ہے۔ انسان کو حقیقی حقوق سے ظالمانہ اور غاصبانہ طور پر محروم کرنیکا ذریعہ ہے۔ اور تہذیب اور انسانی شرافت

www.aaiil.org

اور لج اور ہٹ اور غیرت اور عقل اور اصول تمدن جمہور اور حق شناسی اور حقیقت اور سچائی کے سراسر خلاف ہی +

۱۰ نیوگ جبکہ اپنی کیفیات کے لحاظ سے زناکاری اور انسان فروشی وغیرہ جرائم کی ہمشکل ہی۔ اگر اس کو صرف اولاد لینے کے بہانے سے جائز قرار دیا جائے۔ تو پھر تمام جرائم اور سماجی اور بداخلاقیوں اور ظلموں کو مختلف قسم کے حیلوں اور بہانوں کی بنا پر جائز ٹھیرانا اور رواج دینا پڑے گا۔ اور اس لئے اس ایک جرم کا رواج ہزارہا جرائم کا دروازہ کھول دیگا۔ اور اس کثرت سے ملک میں جرائم شروع ہو جائینگے جن کا انسداد مشکل ہو جاویگا۔ اور ملک میں بے امنی اور بدنظمی پھیل جائیگا۔ اور تہذیب سے گر کر ملک وحشت اور جہالت میں غرق ہو جائیگا۔ اور اسی قدیم زمانہ کے بن باسی جنگلی گنوار لوگوں کی زندگی کی طرف تنزل کر جائیگا۔

۱۱۔ نیوگ کرانے والوں کو سخت مکروہ دہوکہ بازی کا بھی مرتکب ہونا پڑتا ہے۔ کیونکہ یہ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اصل مقصود اس سے اولاد حاصل کرنا ہے تو ساتھ ہی اس کے یہ بھی ضروری خواہش ہوتی ہے کہ اولاد مضبوط تندرست اور خوبصورت حاصل ہو۔ اور اس غرض کے حاصل کرنے کیلئے کسی تنومند اور خوبصورت قوی الجثہ جوان کو تلاش کیا جائے۔ پھر اگر کوئی ایسا جوان دستیاب بھی ہو جائے اور اس کا نیوگ کرنے کا خیال نہ ہو اور ادہر اوسی سے مطلب براری مدنظر ہو تو چونکہ جوانی میں لوگ غالباً مغلوب الشہوت ہوتے ہیں اسکو نیوگ کی خواہشمند نازنین اپنے حسن کی آراستگی اور طرح طرح کے ناز و انداز سے فریفتہ کرکے دہوکہ سے نیوگ کرا سکتی ہے۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے جیسے بعض شریر لوگ گلاش کے خوشنما زیوروں کو سڑکوں پر ڈال کر نادان لوگوں کو لوٹ لیا کرتے ہیں۔ ہم یہ تو نہیں کہتے کہ تمام آریہ ایسے ہی کرتے ہیں البتہ یہ ضرور ہے کہ ایسی صورت کا پیش آنا ممکن ہی +

۱۲۔ یہ امر تسلیم کیا گیا تہا کہ یہ مباحثہ تحریری قومی اور قطعی ہوگا۔ اور یہ انتظام قرار دیا گیا تہا کہ فریقین اپنے اپنے مذہب کے حامیوں کو شریک کریں گے۔ چنانچہ اسی قرارداد کے مطابق اسلام کے حامیوں کو شریک کرنے کیلئے ہم نے اشتہار عل شائع کرکے ان کو درخواست کر دی تہی۔ کہ مسئلہ نیوگ پر اپنے اپنے اعتراضات لکھ کر ہمارے پاس بہیجدین۔ تاکہ حسب قرارداد ان کو مہذب اور مرتب اور شائع کرکے آریوں کے پاس جواب کیلئے بہیجدیا جائے۔ اور آریہ صاحبان کو صاف لفظوں میں باربار بذریعہ اشتہارات کہا گیا تہا کہ اسی قرارداد کے موافق آپ بھی آریہ مت کے حامیوں کو اشتہارات دیکر درخواست کرو۔ کہ مسئلہ طلاق پر اپنے اعتراضات آپ کے پاس بہیجدین۔ پہر ان کو اسیطرح شائع کرکے آپ ہمارے پاس بہیجدین۔ لیکن افسوس کہ آریہ صاحبان نے ہمارے اشتہار عل کی درخواست اور شرائط قرارداد کے مطابق کوئی اشتہار نہ دیا بلکہ آج تک نہیں دیا چونکہ یہی ایک طریق قومی فیصلہ کیلئے سب سے ضروری تہا۔ اس سے آریوں نے پہلوتہی کرکے ثابت کر دیا کہ در حقیقت مباحثہ تحریری سے وہ گریز اور فرار کر گئے۔ آریوں نے اب تو کئی ماہ گذرنے کے بعد لوگوں کی سخت ملامت اور شرمندہ کرنے سے تنگ آکر اپنا داغ مٹانے کیلئے یہ اشتہار شائع کیا ہے۔ اور لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنے کے لئے بلا رہے ہیں۔ ورنہ اگر ان میں سچی جرأت ہے۔ اور ان کا یہ اشتہار سچا ہے اور وہ خود سچ کا بہرم رکہتے ہیں۔ اور سچ اور جہوٹ کا نکھیڑا چاہتے ہیں۔ تو **ہماری مطلوبہ باتیں پوری کردیں** اور پہر ہمیں اپنا جواب سنائیں۔ اور ہم سے سنیں۔ اگر ہماری اس بات میں بہی آریہ صاحبان لوگوں کو مغالطہ دینا چاہیں تو ہم انکو اسی کی قسم دیکر عرض کرتے ہیں جو ان کے نزدیک سب سے زیادہ پاک اور معزز ہی۔ کہ وہ اپنا وہ اشتہار پیش کریں جو انہوں نے ہمارے اشتہار عل کی درخواست کے مطابق شائع کیا ہو جسمیں اپنی قوم کے حامیوں سے طلاق پر اعتراضات جمع کرنیکا انہوں نے انتظام کیا ہے۔ اس بات کو انصاف پسند ناظرین خوب سمجھ سکتے ہیں کہ اگر آریہ صاحبان کوئی ایسا اشتہار پیش نہ کر سکیں۔ اور یقیناً وہ پیش نہ کر سکینگے تو یہ بات ان کے گریز اور اسلام کی فتح پر بین شہادت کا حکم رکہنے والی قرار پا جائیگی۔

ہم اس بات کو دوبارہ واضح کرنا چاہتے ہیں۔ کہ ہماری یہی اصولی شرائط تہی جس کی بنا پر تحریری مباحثہ منظور کیا تہا۔ تاکہ یہ ایک قومی مباحثہ ہو اور ایک دفعہ کامل تیاری کے ساتھ ان مسائل کا فیصلہ ہو جائے فرداً فرداً قوم و ملک کا وقت ضائع نہ ہو اور ناحق کے جھگڑوں سے ہمیشہ کیلئے امن ہو جاوے۔ لیکن جس بات کیلئے آریہ صاحبان گریز کرتے تہے۔ آخر مجبوراً انہوں نے وہ اپنے اس اشتہار میں اب لکہدی ہے۔ کہ آریہ سماج میں ہر ایک شخص اپنے ساختہ پرداختہ کا خود ذمہ وار ہے اور یہی آپ میں اور ایک آریہ سماجی میں بڑا فرق ہے۔ کیونکہ آریہ سماجی اندہا دہند کسی شخص پر اعتبار نہیں کر سکتا۔ گو آریہ صاحبان نے بڑے فخر سے یہ کلمات لکہے ہیں۔ لیکن فی الحقیقت یہ شرمناک کلمات ہیں۔ ایک تو اس لئے کہ ان سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ کوئی آریہ آپس میں اعتبار کے قابل نہیں۔ جب باہم ان کو ایک دوسرے پر اعتبار نہیں تو ہمارا اعتبار کا کیا حق ہو سکتا ہی۔ ان کا مذہب ان میں قومی تمدن اور تمسک اور قومیت اور حمیت اور اخوت قائم نہیں کر سکا۔ نفسا نفسی اور تفرقہ ہی تفرقہ ان میں ہے۔ اس لئے کہ اگر ان میں یہی باتیں تہیں تو ان کو ابتدا میں ہم سے مخفی رکہ کر ہم کو اس دہوکہ میں رکہا کہ ان میں قومیت کا سلسلہ ہے۔ پہر جب بہت روپیہ اور کوشش اور وقت ہمارا خرچ ہو چکا تو اس کے بعد اس راز کو کہولا۔ ہمارے اشتہارات کو دیکہ لو ہم تو قومی اور قطعی مباحثہ کرنا چاہتے تہے۔ مگر ایک ایک کے ساتہ کون مباحثہ کر سکتا ہے۔ یہ بات تو ہم کو اب ہی معلوم ہوئی ہے۔ کہ یہ صاحبان ویدوں کو الہامی بھی نہیں مانتے۔ کیونکہ اس امر کی تصدیق کرنے والے گواہوں اور ویدوں کے لانیوالوں پر بھی ان کا اعتبار نہیں ہو سکتا تو یہ کیسے الہامی ہو سکتے ہیں۔ یہ بھی ہم کو اب معلوم ہوا ہے۔ کہ سوامی صاحب پر بھی انہیں اعتبار نہیں۔ اور وہ اپنے ساختہ پرداختہ کے خود ذمہ وار تہے ان کی تعلیم سے ان کا کوئی واسطہ نہیں وغیرہ وغیرہ ہم کو تو سخت افسوس ہوتا ہے جب ہم یہ دیکہتے ہیں کہ اس ساری کارروائی کی ذمہ واری کا بوجہ بھی صرف بیچارے مسٹر دہرم چند پر ڈالکر سب الگ ہو گئے۔ اور وہی ہمارے مخاطب ٹھیرے ہیں۔ کیا یہی حقیقت تہی جس کے حوصلہ پر ہمارے صادق و مصدوق امام حضرت

میرزا غلام احمد صاحب

کے ساتہ مباحثہ کرنا چاہتے تہے۔ اس واسطے اب یہ ضرورت بہت زور سے پیش آئی ہے کہ آپ تمام آریوں کیطرف سے مصدقہ مختار نامہ حاصل کریں۔ یا اس شخص کو ہمارے مقابل پر پیش کریں جس کے پاس تمام آریوں کی طرف سے مختار نامہ موجود ہو۔ کیونکہ جدا جدا ایک ایک سے مباحثہ تو ہماری دس عمروں میں بھی ختم نہیں ہو سکتا۔ آریہ صاحبان مختار نامہ حاصل کئے بغیر ایک حرف بھی بول نہیں سکتے اور نہ لکہہ ہی سکتے ہیں +

۱۳۔ ناظرین جانتے ہیں۔ کہ آریہ صاحبان نے ہم سے بحیثیت احمدی جماعت ہونے کے مباحثہ کرنا منظور کیا تہا۔ چنانچہ ان کے پہلے اشتہار میں یہ عبارت ہی "آپ کو ایک محدود احمدی جماعت کی حیثیت میں سمجھتے ہوئے بھی ہم آپ کی مباحثہ کرنے کیلئے بخوشی تیار ہیں" اور اس کے لئے ان کو جبر نہیں کیا گیا تہا بلکہ خود اپنی خوشی سے انہوں نے یہ کہا تہا۔ اس نئے اشتہار میں انہوں نے لکہا ہے۔ کہ گویا ہم پر کفر کے فتوے لگے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اب یہ ظاہر ہے۔ کہ آریہ صاحبان کو اس امر کے اشتہار میں بیان کرنیکی اس لئے ضرورت محسوس ہوئی کہ ان کے نزدیک کفر کے فتووں کے ذریعے سے ہماری اس حیثیت میں اب تغیر اور فرق آگیا ہے جس کو مباحثہ کرنے کیوقت انہوں نے تسلیم کیا تہا۔ کیونکہ مباحثہ منظور کرنے سے پیشتر کی حالت کا اب اختلاف بیان کرنا تو آسودگی بیجا اور عقلمندی کا کام ہو سکتا تہا۔ جسوقت ہمکو مباحثہ کیلئے بلایا تہا اور پہر جسوقت ہم سے تحریری مباحثہ طے کیا گیا تہا۔ اور یہ بھی مسلم بات ہے کہ کسی غیر کے کافر کہنے سے انسان کافر نہیں ہو سکتا۔ آریہ صاحبان خود ہی غور کریں کہ سناتن دہرمی اور دوسروں نے ان پر کیسے فتوے دیئے انہیں بےحیثیت اور وحشی وغیرہ کہا تو کیا ان کے فتووں سے حقیقت آریہ صاحبان ویسے ہو گئے ہیں؟ اگرچہ ہم آواز بلند کہتے ہیں۔ کہ منظوری مباحثہ کیوقت بیشتر کا بھی کوئی فتویٰ ایسا نہیں جسکے روسی ہماری اس حیثیت میں فرق ڈالنے والے کلمات ہوں۔ بلکہ کوئی فتوے ہی نہیں لیکن ہم اسوقت آریوں سے یہ عرض کرتے ہیں کہ مہربانی کرکے وہ فتوے پیش کریں جو کسی جماعت علمائ کی طرف سے ہماری احمدی جماعت میں ہونے کی حیثیت کے تغیر اور تکفیر کے متعلق شائع ہوا ہو۔ اور اگر پیش نہ کر سکے تو اپنے جہوٹے ہونے پر ایک مہر لگا دینگے۔ ایسی غیر متعلق باتوں کو آریہ صاحبان صرف ہمیں گالیاں دینے کیلئے لکہتے ہیں۔

۱۴۔ سچائی اور انصاف اور معقولیت سے بیزار اور ہر طرف ناکام اور محصور ہو کر جہنجلاہٹ سے آریوں کا ہمارے گلے پڑ جانا اور ذاتیات پر اتر آنے اور ہمیں اور ہمارے سردار فخر موجودات سرور کائنات خاتم النبیین حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم اور ہمارے مقدس اور پاک امام مہدی و مسیح آخر الزمان علیہ السلام اور مسلمانوں کے تمام فرقوں کے علماء کو صراحت اور کنایت سے برا بہلا کہنے کا جواب ہم اسوقت تو نہیں دیتے۔ ہم اس پر صبر کرتے ہیں +

۱۵۔ آریہ صاحبان نے لکہا ہے "ہمارا ارادہ آپکے اشتہارات کا جواب دینے کا نہ تہا۔ اور ہم آپکے اشتہار کا کوئی نوٹس نہ لیتے اور کوئی جواب نہ دیا جاتا" آریوں کا اصل منشا یہی معلوم ہوتا ہے کہ سچائی کے اس زبردست پنجے سے بھاگ ہی چہڑائیں اور بات بہی بنی رہے۔ کیونکہ انہوں نے خود ہی بڑی تپاک سے یہ سلسلہ چہیڑا تہا۔ اور خود ہی کلب قائم کیا۔ لوگوں کو مباحثہ کے لئے مدعو کیا۔ اشتہارات شائع کئے۔ ہمیں بھی خصوصیت کے ساتہ مدعو کیا۔ اور ہم سے جواب اور سوال طلب کئے۔ ہم نے بدین مصلحت پہلے انکار ہی کیا کہ مباحثوں سے چنداں نیک نتیجہ پیدا نہیں ہوتا اور ہمارا زبانی مباحثات کرنیکا اصول نہیں فضول قسم آزمائی کو ہم بیہودہ اور لغو سمجھتے ہیں۔ لیکن ان کی متواتر التجاؤں اور پر اصرار درخواستوں سے ان سے مباحثہ منظور کیا ہم کو یہ خیال تہا کہ پنڈت لیکہرام کی موت کے بعد سچائی سے فائدہ اٹھانے کیلئے مستعد ہوگئے ہونگے اور ست دہرمی اور عورتوں کی طرح طعن و تشنیع اور دوسروں کو تخریب دینے اور بہڑکانے سے باز آگئے ہونگے لیکن اسکو خلاف ثابت ہوا ہے۔ اب جبکہ ان کو اپنی کمزوری یہانتک معلوم ہو گئی ہے کہ اپنے حال سے قال سے اپنی عاجزی اور شکست کو تسلیم کر رہے ہیں تو بہی کچہ فائدہ نہیں اٹہاتے اگر انکی یہی حالت ہے تو ہم بھی کہاں تک انکو مجبور کرینگے یہ تو رضامندی کا کام ہے۔ خیر اپنے گھر سلامت رہیں۔ پر نیوگ کو چہوڑ دیں اور از روئے انصاف وہ پابندیں کہ اسکو عملی اور زبانی طور پر ظاہر کر دیں۔

ہمنے پوری نیک نیتی اور خیرخواہی اور سچی ہمدردی سے ان باتوں کو لکہا ہے۔ ہم تو یہی کہتے ہیں کہ آریہ صاحبان نصیحت کی باتیں قبول کریں اور ہیچ نہ کرینگے۔ ہمارے تمام مطلوبہ امور کا جس پہلو سے جواب دینا ہو [illegible] ہمارے اس مضمون کا جواب تسلیم ہوگا۔ اصل مطلب [illegible] تیاری کو چہوڑ کر ادہر ادہر کی باتوں میں ٹالنے کی کوشش کرنا فضول اور بے مطلب غیر متعلق بات ہوگی۔ پہر ہمارے دوست آریہ مرد میدان بنیں اور مطلوبہ امور ہم پہنچائیں۔ والسلام علی من اتبع الہدی

الملتمس آریوں کو سچی نصیحت کرنیوالا خاکسار [illegible]

مختصر نوٹ اور نکات

مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں ایک قوم بنانے اور وحدۃ کی روح پھونکنے کے واسطے آیا ہے قوم کو قوم بنانے کے واسطے جہاں اور بہت سی باتوں کی ضرورت ہے اس امر کی بھی ضرورت ہے کہ ان کے رشتے ناطے باہم اپنی ہی قوم میں ہوں، یعنے سلسلہ عالیہ احمدیہ سے اتفاق رکھنے والے غیروں کے ساتھ تعلقات پیدا کرنے کی سعی نہ کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس ضرورت کو محسوس کیا تھا اور ۷ جون ۱۸۹۸ء کو ایک خاص اشتہار اسی غرض کے لئے شائع کیا تھا۔ جس کے دو تین جملے یہ ہیں۔

"باہمی اتحاد کے بڑھانے کے لیے اور نیز انکو اہل اقارب کے بد اثر اور بد نتائج سے بچانے کے واسطے لڑکیوں اور لڑکوں کے نکاحوں کے بارے میں کوئی احسن انتظام کیا جاوے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ جو لوگ مخالف مولویوں کے زیر سایہ ہو کر تعصب اور عناد اور بخل اور عداوت کے پورے درجہ تک پہونچ گئے ہیں ان سے ہماری جماعت کے لیے رشتے غیر ممکن ہو گئے ہیں جب تک کہ وہ توبہ کر کے اس جماعت میں داخل نہ ہوں۔ اور اب یہ جماعت کسی بات میں ان کی محتاج نہیں مال میں دولت میں علم میں فضیلت میں خاندان میں پرہیزگاری میں خدا ترسی میں سبقت رکھنے والے اس جماعت میں بکثرت موجود ہیں اور ہر ایک اسلامی قوم کے لوگ اس جماعت میں پائے جاتے ہیں تو پھر اس صورت میں کچھ بھی ضرورت نہیں کہ ایسے لوگوں سے ہماری جماعت نئے تعلق پیدا کرے جو ہمیں کافر کہتے اور ہمارا نام دجال رکھتے یا خود تو نہیں مگر ایسے لوگوں کے تابع اور ثنا خوان ہیں۔

یاد رہے کہ جو شخص ایسے لوگوں کو چھوڑ نہیں سکتا وہ ہماری جماعت میں داخل ہونے کے لائق نہیں جب تک پاکی اور سچائی کے لیے ایک بھائی بھائی کو نہیں چھوڑے گا اور ایک باپ بیٹے سے علیحدہ نہیں ہوگا تب تک وہ ہم میں سے نہیں۔"

ان فقرات کو پڑھو اور سوچو کہ کہاں تک یہ پاک وجود قوم کو قوم بنانے کی فکر میں ہے اور کس طرح پھر قوم کے تزکیہ اور تصفیہ کے لیے دردمند ہے۔

بسا اوقات پھر اعتراض کیا جاتا ہے کہ ہم کبھی کبھی کوئی پیراگراف یا جملہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یا بزرگان ملت کی تصانیف سے لیکر درج کرتے ہیں ایسا اعتراض کرنے والے یاد رکھیں کہ ہمارا کام یاد دہانی کر اور اخبار کے ذریعہ قوم میں ان تحریکوں کو اور پاک اغراض کو پھیلانا مقصود ہے جو حضرت حجۃ اللہ کی بعثت کی علت غائی ہیں پھر ان کے بار بار ذکر سے ہم اخبار کے کالم تکرار سے سیاہ نہیں کرتے بلکہ اصل غرض پوری کرتے ہیں۔

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بار ہا فرمایا ہے کہ میں اپنی تصانیف میں ایک ہی مسئلہ کو بار بار اسلیے ذکر کرتا ہوں کہ کسی نہ کسی مقام پر تو پڑھنے والے پر اثر پڑے گا۔ اور وہ بیدار ہو کر بیٹھے گا۔ دراصل انبیاء علیہم السلام کے طرز کلام سے ناواقف لوگوں کو ایسا خیال ہو سکتا ہے کہ ان کے کلام میں تکرار کیوں ہوتا ہو؟ انبیاء علیہم السلام اپنے مقاصد اور اغراض کو ہر وقت ملحوظ خاطر رکھتے ہیں اس لیے جہاں موقع پاتے ہیں اس کا ذکر ضرور کر دیتے ہیں۔ وہ تکرار مفید اور قند مکرر کا مزہ دیتا ہے فضول نہیں ہوتا۔

حضرت حکیم الامۃ کی یہ بات کیسی لطیف اور نکتہ معرفت ہے کہ میں انبیاء علیہم السلام کے استقلال پر بھی قربان ہوتا ہوں ہمارے امام کی سچائی کی ایک یہ بھی دلیل ہے کہ کوئی بات ہو کوئی مضمون ہو اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا تذکرہ ضرور کرینگے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کسر صلیب کے لئے مامور ہو کر آئے ہیں۔

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو رد مخالفین کے لیے طرز کلام ایجاد کیا ہے اس نے کل ملتوں کو جو باطل ہیں ہلاک کر دیا ہے یعنی یہ کہ ہر ایک آسمانی کتاب کا یہ فرض ہے کہ دعوی بھی آپ ہی کرے اور اس دعوے کی سچائی کی دلیل بھی آپ ہی دے۔ نہ یہ کہ دلایل کے لیے بیرونجات سے حاشیہ چڑھائے جائیں اور اسکو آسمانی مان کر پھر اپنی دلایل کا اسے محتاج قرار دیا جاوے۔ اس اصل سے دنیا کی کل ملتوں سے مقابلہ کرو سب کی سب یقیناً عاجز ہیں۔ صلیب کے پرستاروں سے پوچھو کہ انجیل میں مسیح کا دعوی کہ میں خدا ہوں یا خدا کا بیٹا ہوں اولاً دکھاؤ پھر اس کے دلائل انجیل ہی سے پیش کرو۔ وہ اس سوال سے ہلاک ہوتے ہیں وید کے ماننے والوں سے ان کے اعتقادی امور کے لیے پوچھو کہ وید میں ان کا دعوی اور دلائل دکھاؤ وہ یقیناً شرمندہ ہوں گے۔ غرض یہ ایسا زبردست اصل ہے کہ اسکو ہاتھ میں لیکر اسلام ہی غالب ہو سکتا ہے اور کوئی مذہب ٹھیر نہیں سکتا اور اس جدید علم کلام کا فخر صرف حضرت مسیح موعود کو ہے۔ الحکم

صلّ علی محمد و علی آل محمد

ایک اور حربہ جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیا گیا ہے وہ زندہ برکات اور خارق عادت نشانات ہیں کسی مذہب کا پیرو آج فخر سے بیان نہیں کر سکتا کہ اسکے مذہب کی سچائی کی دلیل وہ نشانات اور ثمرات ہیں جو ایک سچے مذہب کے پرستار میں ہونے چاہییں۔ یہ فخر بھی معرکہ عالم پر حضرت مسیح موعود کو آج دیا گیا ہے جو اسلام کی عظمت اور سچائی کا زبردست نشان ہے۔

مذہب اس زندگی کے حاصل کرنے کے لیے ہے جو خدا میں ہے اور وہ زندگی نہ کسی کو حاصل ہوئی اور نہ آیندہ ہوگی بجز اسکے کہ خدائی صفات انسان کے اندر داخل ہو جائیں خدا کے لیے سب پر رحم کرو تا آسمان سے تم پر رحم ہو آؤ میں تمہیں ایک ایسی راہ سکھاتا ہوں جس سے تمہارا نور تمام نوروں پر غالب رہے اور وہ یہ ہے کہ تمام سفلی کینوں اور حسدوں کو چھوڑ کر ہمدرد نوع انسان ہو جاؤ۔ اور خدا میں کھوئے جاؤ۔ اور اس کے ساتھ اعلی درجہ کی صفائی حاصل کرو۔ کہ یہی وہ طریق ہے جس سے کرامتیں صادر ہوتی ہیں اور دعائیں قبول ہوتی ہیں اور فرشتے مدد کے لیے اترتے ہیں مگر یہ ایک دن کا کام نہیں ترقی کرو ترقی کرو

تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کے لیے متواتر سعی اور مجاہدات کی ضرورت ہے مجاہدات سے مراد شیوہ مردم آزاری نہیں ہے بلکہ مجاہدات سے مراد نفسانی جذبات اور خواہشوں کے خلاف جنگ کرنا ہے تزکیہ نفس کے لیے اس دھوبی سے سبق لینا چاہیے جو کپڑوں کو اول بھٹی میں جوش دیتا ہے اور دیے جاتا ہے یہانتک کہ آگ کی تاثیریں تمام میل اور چرک کو کپڑوں سے علیحدہ کر دیتی ہیں تب صبح اٹھتا ہے اور پانی پر پہونچتا ہے اور پانی میں کپڑوں کو تر کر کے بار بار پتھروں پر مارتا ہے تب وہ میل جو کپڑوں کے اندر تھا انکا جزو بنگیا تھا کچھ آگ سے صدمات اٹھا کر اور کچھ پانی میں دھوبی کے بازو سے مار کھا کر یکدفعہ جدا ہونا شروع ہو جاتا ہے یہانتک کہ کپڑے ایسے سفید ہو جاتے ہیں جیسے ابتدا میں تھے یہی انسانی نفس کے سفید ہونے کی ترکیب ہے اور تمہاری ساری نجات اسی سفیدی پر موقوف ہے

حقیقی اور کامل مہدی دنیا میں ایک ہی ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو محض امّی تھے حقیقی اور کامل مہدی حضرت موسیٰ علیہ السلام نہ تھے کیونکہ انہوں نے صحف ابراہیم وغیرہ پڑھے تھے اور نہ عیسیٰ علیہ السلام تھے کیونکہ انھوں نے توریت اور صحف انبیاء علیہم السلام پڑھے تھے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی انسان سے کچھ نہیں پڑھا تھا۔ بلکہ خدا تعالی ہی نے پڑھایا جو پڑھایا اسی لیے عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَىٰ قرآن شریف میں آیا ہے ۔ مسیح موعود کا نام بھی مہدی اسی لیے رکھا گیا ہے کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بروز ہوگا اور خاص خدا تعالی ہی سے ہدایت پانے والا اور تمام روحانی وجود اس سے حاصل کرنے والا اور ان علوم اور معارف کو پھیلانے والا جن سے لوگ بے خبر ہو گئے ہیں کیونکہ یہ ضروری لازمہ صفت مہدی ہے کہ گم شدہ علوم اور معارف کو دنیا میں لاوے اسی لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لیے یہ بھی ہے کہ وہ ثریا سے ایمان لانے والا ہے۔

ابن یمین خلف امیر الدین طغرائی جنکا اصل نام امیر محمود تھا اپنے زمانہ کے فاضل اجل ہونے کے علاوہ خوش اخلاق اور نیک صفات تھے پیشہ زراعت سے تحصیل معاش کر کے ہمیشہ بڑے بڑے فاضلوں اور فقیہوں کی دعوتیں کیا کرتے تھے آپ نے مقطعات میں اچھے اچھے مضامین لکھے ہیں چنانچہ ذیل کے اشعار قابل غور ہیں

چون جامہ چرمیں شمر صحبت نادان
زیرا کہ گران باشد و تن گرم ندارد
از صحبت نادان بترت نیز بگویم
خویشے کہ تو انگر شد و آزرم ندارد
زین ہر دو بتر دان تو شہی را کہ در اقلیم
با خنجر خونریز دل نرم ندارد
زین ہر سہ بتر نیز مشنو تا تو بگویم
پیرے کہ جوانی کند و شرم ندارد

رسالہ سراج الحق

دیکھنے پڑھنے سننے کے قابل۔ وفات مسیح علم میں نئی طرز کی بحث ہے صحابہ اور امت محمدیہ کا اسمیں اجماع وفات پر مسیح کی ثابت کیا گیا ہے۔ قادیان سے باہر ہم رسالوں سے کم نہیں جائیں گے۔ قیمت فی رسالہ ایک آنہ محصول علاوہ۔ درخواستیں خاکسار سراج الحق نعمانی کے پاس قادیان آنی چاہییں۔

www.aaiil.org

ایک خط

گزشتہ اشاعت سے آگے

مفسرین نے اس ذبیحہ کے متعلق ایک قصہ بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے قوم بنی اسرائیل میں سے ورثہ کے لالچ سے اپنے ایک عزیز کو قتل کر کے چوراہے میں ڈالدیا تھا۔ پھر حضرت موسیٰ کے پاس حاضر ہو کر اسی نے شکایت کی کہ میرے عزیز کو کسی نے قتل کر ڈالا ہے حضرت موسیٰ نے قاتل کی تحقیقات کی تو کچھ پتا نہ چلا تب بنی اسرائیل نے التجا کی کہ آپ اپنے رب سے اس کا حال دریافت کریں تب انہوں نے جناب باری تعالیٰ میں دعا کی اسوقت وحی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ تمکو ایک گائے ذبح کرنیکا حکم دیتا ہے اس امر کو پہلے بنی اسرائیل نے مسخرا پن تصور کیا پھر اسکی ماہیت رنگت اور خاص علامات کی بابت سوال کرتے رہے آخر کار اسکو ذبح کیا مگر بہلی اور تکیہ ہری سے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اس گائے کا ایک عضو لیکر مقتول کی نعش پر مارو۔ وہ زندہ ہو کر خود بتلائے گا چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا اور وہ مقتول زندہ ہوگیا تب اس نے قاتل کا نام بتلا دیا اور وہی قاتل ثابت ہوا جو شکایت لیکر آیا تھا خدا کی قدرت سے ایسا ہونا کچھ بعید نہیں اور انسان کی مجال ہے کہ اسکے منشا یا فعل کی منیت پہ سوال کرے کہ اسنے ایسا کیوں کیا اور کیوں کیا۔ اس کی قدرت کی یہ شان ہے

(انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون۔)

(لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون)

مگر ترتیب اور الفاظ قرآنی سے اس قصہ کی تصدیق نہیں ہوتی۔

اوّل تو ذبح گائے کا قصہ پہلے ہے اور قتل نفس کا بعد میں۔

دوم (واذ قال موسیٰ لقومہ ان اللہ یامرکم ان تذبحوا بقرۃ) علیحدہ یاد دلایا گیا ہے اور (واذ قتلتم نفسا) علیحدہ یاد دلایا گیا ہے دونوں بیانوں پر اذ کا وارد ہونا ثابت کرتا ہے کہ دونوں قصے ایکدوسرے سے علیحدہ ہیں۔

سوم (واللہ مخرج ما کنتم تکتمون) میں (مخرج) کا لفظ استقبال کے واسطے ہے اور ایک دوامی قاعدہ کی طرف دلالت کرتا ہے

چہارم (کنتم تکتمون) سے ظاہر ہوتا ہے کہ چھپانے والے بہت سے لوگ تھے مگر الملی قصہ سے محض ایک قاتل ہی چھپانے والا تھا۔

پنجم (کذلک یحیی اللہ الموتیٰ) سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ مردوں کے زندہ ہونے کا کلیہ قاعدہ بیان فرماتا ہے کہ اسی طرح اللہ مردوں کو زندہ کیا کرتا ہے مگر سب دیکھتے ہیں کہ گائے کا عضو مقتول پر مارنے سے وہ زندہ نہیں ہو جاتے۔

ششم مثال اور ممثل لہ دونوں غیر ہوتے ہیں یہاں اگر مردہ زندہ کیا گیا۔ تو یہ عین احیاء موتی ہے نہ مثال احیاء موتی جیسا کہ خیال کرو سورہ اعراف میں آیا ہے۔

(فانزلنا بہ الماء فاخرجنا بہ من کل الثمرات کذلک نخرج الموتیٰ)

ہفتم موتی کا لفظ جمع [illegible] اور [illegible] ظاہر کرتا ہے کہ [illegible] مقتول ایک تھا۔

ہشتم [illegible] کا لفظ جمع ہے اور وہ مقتول ایک تھا

نہم یریکم (آیاتہ) سے نشانات کا دکھلانا [illegible] ہے کہ اللہ تعالیٰ تمکو نشانات دکھلاتا ہے مگر اس مقتول کا نشانات [illegible] آیات [illegible] ہے۔

دہم یریکم فرمایا ہے یعنی دکھلاتا ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جو بنی اسرائیل تھے انکو کہاں وہ آیات اور نشانات دکھلائے گئے ان سے تو فقط بیان ہی کیا گیا تھا۔

یازدہم (یریکم) صیغہ مضارع کا ہے جو حال و استقبال پر دلالت کرتا ہے ماضی پر نہیں اور مقتول کا قصہ پہلے زمانہ ماضی میں ہو چکا ہے بیان تو ہر وقت ہو سکتا ہے مگر دکھلانا اس وقت ہی ہو سکتا ہے

دوازدہم مضارع کے صیغے قرآن مجید میں عموماً [illegible] تو اہمیہ پر دلالت کرتے ہیں جو کلیہ طور پر ہمیشہ کے واسطے جاری ہوں۔

سیزدہم (لعلکم تعقلون) سے ظاہر ہے کہ یہ واقعہ اس قسم کا ہے کہ اس میں ہم عقل دوڑا سکیں اور سمجھ سکیں مگر ایسے گذشتہ قصوں میں جو عام مشاہدات کے خلاف ہوں کوئی عقل کیسے دوڑا سکتا ہے بلکہ عام لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ جیسے مداری لوگ جانوروں کے ٹکڑے کر کے زندہ دکھا دیا کرتے ہیں ایسا ہی یہ بھی ایک تماشا ہوگا

چہاردہم (ما کنتم تکتمون) تمام مکتومات کو شامل ہے پھر ایک خاص پر کیوں محدود کیا جاوے۔

پانزدہم قرآن مجید سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ گائے کا ٹکڑا مارنے سے وہ مقتول زندہ بھی ہوا۔ بلکہ ایک کلیہ قاعدہ کے طور پر ارشاد ہے (کذلک یحیی اللہ الموتیٰ)

شانزدہم اگر (کذلک یحیی اللہ الموتیٰ) سے یہ مراد لی جائے کہ اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کو اس دلیل سے حشر و نشر کا قائل بنانا چاہتا ہے تو یہ دلیل بھی ضعیف ہے کیونکہ بنی اسرائیل حشر و نشر کے قائل تھے اور انھوں نے کوئی سوال ثبوت قیامت کی بابت نہیں کیا لہٰذا اس موقع پر ان کی طرف سے ایسے سوال کا پیش ہونا۔ ثابت کیا جائے۔

ہفدہم۔ دنیا ایمان بالغیب کی جگہ ہے اس میں ایسے کھلے کھلے نشانات نہیں دکھلائے جاتے ورنہ ایمان بالغیب کی حکمت تلف ہو جائے گی۔

اب ہم اپنے ترجمہ کی تشریح کرتے ہیں۔ انسان کے اندر نیکی بدی کے لحاظ سے تین نفس ہیں۔ اول نفس امارہ جو بدی کی طرف حکم کرتا ہے مثلاً حرص۔ ظلم۔ شہوت۔ شرارت۔ بخل۔ ترک صلوٰۃ ترک زکوٰۃ۔ ترک خیرات۔ سرکشی۔ اور نا فرمانی (ان النفس لامارۃ بالسوء) دوئم نفس لوامہ جو بدی کے بعد انسان کو ملامت کرتا ہے اور نفس امارہ کے خلاف نیک باتوں کی ترغیب دیتا ہے۔ مثلاً قناعت۔ عدل۔ عفت احسان سخاوت۔ ادائے نماز۔ زکوٰۃ وصدقات۔ خدمت و اطاعت وغیرہ کیطرف۔ رغبت دلاتا رہتا ہے اسی طرح نفس لوامہ اپنی نیک تعلیموں سے نفس امارہ کی بدیوں کو مارتا رہتا ہے اسی کا نام نفس کشی ہے جو انسان نفس کشی اختیار کرتا ہے تو فوراً خدا کیطرف سے اسکو ایک نور حاصل ہوتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے (ان الذین اتقوا اذا مسھم طائف من الشیطن تذکروا فاذا ھم مبصرون)۔ ترجمہ۔ بالتحقیق جو لوگ خدا ترس ہیں جب انکو شیطان کی طرف کا کوئی وسوسہ مس کرے تو وہ فوراً خدا کو یاد کرتے ہیں۔ پھر فوراً ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں اسیطرح ہر نفس کشی سے انسان کو نور حاصل ہوتا ہے اور وہ ترقیات کرتا جاتا ہے اور اسکے اندر عجیب عجیب تغیرات پیدا ہوتے اور روحانی طاقتیں ظاہر ہوتی ہیں اور ایسی حالت ہو جاتی ہے کہ اسکی باتیں اور اسکے افعال دوسروں سے علیحدہ ہو جاتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا) اگر تم اللہ سے ڈرتے رہوگے تو وہ تمھارے واسطے فرقان بنا دیگا۔ اسی طرح قرآن مجید میں خدا وند کریم ایک دوسرے مقام پر فرماتا ہے وکرکم مردہ [illegible]

روحوں کو ایک پاک زندگی بخشتے ہیں۔

(فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ)

سوم نفس مطمئنہ ہے جو نفس امارہ کے بالکل نیست ہونے کے بعد پیدا ہوتا ہے جب انسان کی یہ حالت ہو جاتی ہے (لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون) اور وہ نفس مرضیہ بنجاتا ہے یعنی وہ خدا کو خوش کرنے والا اور خدا کیطرف سے خوش کیا گیا اسی مضمون کو جس کی تشریحات سے تمام قرآن مجید بھرا ہوا ہے نہایت مختصر الفاظ میں اسجگہ پر اسطرح بیان فرمایا گیا ہے کہ جب تم نفس کشی کرتے ہو اسوقت معاً اس نفس کشی سے ایک درایت یعنی نور حاصل کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ بہت سے عجیب عجیب انسانی کمالات اور قویٰ کو ظاہر کرنے والا ہے جو پہلے چھپے ہوئے تھے یعنی تمام انسانی کمالات خدا کے فضل سے ہی ظاہر ہوتے ہیں پس ہمنے حکم دیا کہ نفس امارہ کو نفس لوامہ سے مارو مثلاً حرص کو قناعت سے ظلم کو عدالت سے شہوت کو عفت سے شرارت کو نیکی سے بخل کو سخاوت سے [illegible] اعمال کو [illegible] سے سرکشی کو طاعت سے اسی طرح اللہ تعالیٰ مردہ روحوں کو زندہ کیا کرتا ہے اور تمکو اپنی آیات دکھلایا کرتا ہے تاکہ تم سمجھو۔ (ادارأتم) اسی مادہ سے ہے جس سے (دری) ہے اور قرآن مجید میں (کوکب دری) یعنی ستارہ درخشندہ آیا ہے اور یہ بھی واضح رہے کہ لفظ موتی روحانی مردوں کے معنوں میں آیا ہے مثلاً ان آیات میں (انک لا تسمع الموتیٰ) (وما انت بمسمع من فی القبور) اس تمام مسئلہ کو ایک اور آیت میں یکجائی طور پر خداوند کریم نے قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے

(او من کان میتا فاحیینٰہ وجعلنا لہ نورا یمشی بہ فی الناس کمن مثلہ فی الظلمٰت لیس بخارج منھا) کیا ایک شخص جو مردہ تھا پس ہمنے اسکو زندہ کیا یعنی اسکو ایک نور دیا جس کے ذریعہ سے لوگوں کے درمیان چلتا پھرتا ہے وہ اس شخص کی مثل یا برابر ہو سکتا ہے جس کی مثال یہ ہے کہ اندھیروں میں گھرا ہوا ہے اور وہاں سے نکلنے والا نہیں پس جب ان آیات کے ظاہر طور پر ایسے معنی ہو سکتے ہیں جو تمام قرآنی محکمات کے مطابق ہوں جو زندہ صداقتیں ہیں تا [illegible] اور روحانی اصلاحیں [illegible] اور نفسانی ظلمتوں کا علاج ہیں پھر کیا ضرورت ہے کہ بے بنیاد قصوں کی بنا پر ایسے معانی [illegible] [illegible]

سنت اللہ کے خلاف - دین قیم سے خارج اور نیز خاص آیت زیر بحث کے الفاظ کے عین منشا و منافی ہوں جب بغیر تاویلات کے صاف صاف معنی ہو سکیں پھر کیا ضرورت ہے کہ ظاہر الفاظ اور قرآنی محکمات و عقل سلیم کے خلاف معنی تجویز کر کے اُس میں تاویلات سے مصنوعی اطمینان کی کوشش کی جاوے پس ثابت ہو گیا کہ یہ آیات بھی کسی خاص قوم یا کسی خاص زمانہ کی نسبت نہیں بلکہ زندہ صداقتوں کا بیان [illegible] کے مشاہدات سے کوئی خدا پرست [illegible] عام انسان بھی [illegible]

اب اگر کوئی [illegible] یہ دریافت کرے کہ اگر ایسے عقاید باطل یا [illegible] ہیں اور مشرکانہ خیالات - تو ان آیات قرآنیہ کے صحیح معنی کیا ہیں

(انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللہ وابرئ الاکمہ والابرص واحی الموتی باذن اللہ)

تو جواب [illegible] ہے کہ قرآن شریف کی یہ آیات اور [illegible] ہیں کہ [illegible] خدا [illegible] استعارات [illegible] ان آیات کے روحانی طور پر معنی [illegible] آدمی کی [illegible] اور نادان آدمی مراد ہیں [illegible] حضرت عیسیٰ نے [illegible] [illegible] بچوں کی صورت کا [illegible] پھر [illegible] کی روح [illegible] [illegible] وہ [illegible] دار انسان بن گئے جیسا کہ حدیث میں [illegible] کی نسبت [illegible] مثلاً جعفر طیار - طین سے مراد [illegible] انسان ہے جیسا کہ قرآن شریف [illegible] (خلقتنی من نار و خلقتہ من طین) اور خلق معنی تجویز ہے جیسا کہ [illegible] آیا ہے

(ھو اللہ الخالق البارئ المصور)

جیسا کہ معالم وغیرہ تفاسیر میں ہے (الخالق المقدر والمقلب الشیٔ بالتدبیر الی غیرہ البارئ المنشئ للاعیان من العدم الی الوجود - المصور الممثل للمخلوقات بالعلامات التی یتمیز بعضہا عن بعض) احیاء موتی سے مراد ہے بد سے نیک اور غافل سے خدا پرست بنانا - جیسا کہ قرآن مجید کے مقامات ذیل سے ثابت ہے -

یا ایہا الذین امنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم

صورۃ انفال - اب یہاں پر مخالفین کا سوال ہے کہ کیا وہ مومن مرے ہوئے تھے جنکو بلا کر زندہ کیا جاتا تھا - نہیں نہیں ان کا جسم تو مرا نہیں تھا بلکہ اُنکی روح شریعت حقہ کی عدم موجودگی کے سبب مری ہوئی تھی اور صرف شریعت کے احکام کو سننا اور [illegible] ماننا کرتا - اُن کی روحانی زندگی کا موجب تھا اور اس آیت سے یہ بھی ظاہر ہے کہ روحانی مردوں کا زندہ کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ادنیٰ سا معجزہ تھا - اسی طرح ایک اور جگہ ارشاد ہے۔

من عمل صالحا من ذکر او انثی وھو مومن فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ

جو کوئی اچھے عمل کرے خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو ہم ضرور ایک پاک حیات سے [illegible] زندہ کرینگے۔

اور ایسا ہی انجیل کے بعض مقامات سے معلوم ہوتا ہے - [illegible] حیات کا الفاظ معنوں کے لحاظ سے نہایت کثرت کے ساتھ [illegible] [illegible] مستعمل ہوا ہے چنانچہ [illegible] جیسا کہ [illegible] [illegible] جیسا کہ اداریہ [illegible] میرے حکموں پر عمل کرو کہ جو کوئی ان پر عمل کرے تو وہ ان سے جیئے گا - [illegible] و [illegible] اگر کوئی شخص میرے کلام پر عمل کرے تو زندہ ابد تک موت ہرگز نہ دیکھیگا [illegible] لوقا [illegible] انسان روٹی سے نہیں خدا کی بات سے جیتا ہے استثنا [illegible] تم ان سب راہوں پر جن کی بابت خداوند تمہارے خدا نے تمہیں فرمایا ہے چلے چلو تاکہ تم زندہ رہو استثنا [illegible] اور اپنے لڑکے [illegible] کو دو کر وہ [illegible] رکھ کے اس شریعت کی ساری باتوں پر عمل کریں کہ یہ ایسی [illegible] سے بے نفع نہ ہو - بلکہ یہ تمہاری زندگانی ہے -

اب اگر کوئی یہ سوال کرے کہ معنی مجازی کیلئے کوئی قرینہ صارفہ قویہ موجود ہے اور سیاق و سباق میں بھی موجود ہے [illegible] تمثیلیہ اور الفاظ ھیئت خود آیت کے اندر یہ دونو لفظ موجود ہیں اور اسپر دال ہیں کہ [illegible] کے معنی تجویز کئے ہیں۔

اگر کوئی یہ سوال کرے کہ احیی الموتیٰ کے جو معنی مجازی لیے جاتے ہیں اُنکے لیے کونسا قرینہ صارفہ ہے تو ایک جواب اس کا یہ ہے کہ تعذر معنی حقیقی یہ بھی امارات و علامات مجاز سے ہے اور تعذر ظاہر ہے کئی وجوہ سے - ایک تو اس صورت میں جبکہ معنی حقیقی احیاء کے لیے جائیں تو تخلف وعدہ کا وقوع یا نقض کلام باری تعالیٰ لازم آتا ہے

(ومن وراءھم برزخ الی یوم یبعثون)

(ثم انکم بعد ذلک لمیتون ثم انکم یوم القیٰمۃ تبعثون)

یعنی صورت میں [illegible] کذب یا نقض کلام باری لازم [illegible] [illegible] و [illegible] سبحٰن اللہ [illegible] ہے - اور دوسری وجہ تعذر یہ ہے کہ اگر احیاء حقیقی کسی بشر کو دیا جاوے تو لازم آیگا کہ وہ بشر صفت احیاء میں جو خاصہ الوہیت ہے شریک ہے [illegible] شریک باری تعالیٰ ممتنع ہے اور ایسے معانی بیان کرنا ان آیات کے جو مخالفین کرتے ہیں - اسکی صفات وحدانیت و تقدس کمال کے منافی ہیں - اور معجزہ کی حقیقت یہ ہے کہ ایک امر خارق عادت یا ایک امر خیال اور گمان سے باہر اور امید سے بڑھ کر اپنے رسول کی صداقت ظاہر کرنیکے لیے اور اُن کے مخالفین کے عجز اور شقاوت جتلانیکی غرض سے اپنے ارادہ خاص سے یا اُس رسول کی دعا اور درخواست سے آپ ظاہر فرماتا ہے مگر ایسے طور سے جو اُسکی صفت وحدانیت اور تقدس اور کمال کے منافی و متغائر نہ ہو اور کسی دوسرے کی اُس میں دخل [illegible] کا رسازی کا دخل نہ ہو - اب ہر ایک سمجھدار انسان [illegible] جان سکتا ہے کہ یہ [illegible] ہرگز معجزہ کی ضرورت نہیں کہ خدا تعالیٰ یا کسی کو ایک شخص کو اجازت اور [illegible] دیدے کہ مٹی کے پرندے بنا کر اُن میں پھونک مار کر وہ [illegible] اور اُن کے [illegible] گوشت اور ہڈی اور خون اور تمام اعضا [illegible] کے بن جائیں گے اور اسی طرح احیاء موتی میں بھی کوئی اُسکا وکیل ہے - اگر خدا تعالیٰ پرندوں کے پیدا کرنے میں اور احیاء موتی میں کسی کو اپنا وکیل [illegible] سکتا ہے تو اس صورت میں خدا تعالیٰ کی صفات مخصوصہ میں شریک ہونا جائز ہو گا - الغرض اعجاز کی صورت نہیں یہ تو خدائی میں حصہ دار بنانا ہے -

بعض لوگ جو دانشمند ہیں شرک سے بچنے کے لیے یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ حضرت مسیح جو پرندے بناتے تھے وہ بہت دیر تک جیتے نہیں تھے تھوڑی دور تک پرواز کر کے گر جاتے تھے چنانچہ معالم میں صفحہ ۱۵۹ کہا ہے (قال وھب کان یطیر مادام الناس ینظرون الیہ فاذا غاب عن اعینھم سقط میتا لیتمیز فعل الخلق من فعل اللہ ولیعلم ان الکمال للہ عزوجل)

یہ عذر بالکل فضول ہے اور صرف اس حالت میں ماننے کے لائق ہے کہ جب یہ اعتقاد رکھا جاوے کہ اُن پرندوں میں واقعی اور حقیقی حیات پیدا نہیں ہوتی تھی بلکہ صرف ظلی اور مجازی اور جھوٹی حیات

تھی جو عمل الترب کے ذریعہ سے پیدا ہو سکتی ہے - ایک [illegible] کہلاتا ہے [illegible] [illegible] اگر [illegible] ہے تو ہم اسکو تسلیم کرتے ہیں ہمارے نزدیک ممکن ہے کہ عمل الترب کے ذریعہ سے پھونک کی ہوا میں وہ قوت پیدا ہو جائے جو اُس دخان میں پیدا ہوتی ہے جس کی تحریک سے غبارہ اوپر کو چڑھ جاتا ہے - صانع فطرت نے انسان میں بہت کچھ خواص مخفی رکھے ہیں ایک شریک صفات باری تعالیٰ ہونا ممکن نہیں اور کونسی صفت ہے جو غیر ممکن ہے - بلا شک یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے اعجاز طریق عمل الترب سے بطور لہو و لعب نہ بطور حقیقت ظہور میں آسکیں کیونکہ عمل الترب میں جسکو زمانہ حال میں مسمریزم کہتے ہیں ایسے ایسے عجائبات ہیں کہ اُس میں کامل مشق رکھنے والے اپنی روح کی گرمی دوسری چیز پر ڈال کر اُن کو زندہ چیز کی طرح موافق کر دکھلاتے ہیں - انسان کی روح میں ایسی خاصیت ہے کہ وہ اپنی گرمی ایک جماد [illegible] یا کسی بیجان پر ڈال سکتی ہے تب جمادات سے وہ حرکات صادر ہوتی ہیں جو زندوں سے صادر ہوا کرتی ہیں

اس علم کے بعض مشق کرنے والوں کو دیکھا ہے کہ اُنھوں نے ایک لکڑی کی تپائی پر ہاتھ رکھکر ایسا اُسے اپنی حیوانی روح سے گرم کیا کہ اُس نے چار پایوں کی طرح حرکت شروع کر دی اور کتنے آدمی گھوڑے کی طرح اُسپر سوار ہوئے اور اُسکی تیزی و حرکت میں کچھ کمی نہیں ہوئی - سو یقینی طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ اگر ایک شخص اس فن میں کامل مہارت رکھنے والا ہو اور وہ مٹی کا ایک پرندہ بنا کر اُسکو پرواز کرتا ہوا بھی دکھا دے تو کچھ بعید نہیں کیونکہ کچھ اندازہ نہیں کیا گیا کہ اس فن کے کمال کی کہاں تک انتہا ہے اور جبکہ ہم خود اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہیں کہ اس فن کے ذریعہ سے ایک جماد میں حرکت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ جانوروں کی طرح چلنے پھرنے لگتا ہے تو پھر اگر اُس میں پرواز بھی ہو تو کیا بعید ہے مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ ایسا جانور جو مٹی یا لکڑی وغیرہ سے بنایا جاوے اور عمل الترب سے اپنی روح کی گرمی اُسکو پہونچائی جائے وہ درحقیقت زندہ نہیں ہوتا بلکہ بدستور بے جان اور جماد ہوتا ہے صرف عامل کی روح کی گرمی بارود کی طرح اُسکو جنبش میں لاتی ہے [illegible] یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ سلب امراض کرنا یا اپنی روح کی گرمی جماد میں ڈالنا درحقیقت یہ سب عمل الترب کی شاخیں ہیں ہر ایک زمانہ میں ایسے لوگ ہوتے رہتے ہیں اور اب بھی ہیں جو اس روحانی عمل کے ذریعہ سے سلب امراض کرتے ہیں اور مفلوج مبروص مدقوق مجذوم وغیرہ انکی توجہ سے اچھے [illegible]

عیسائیوں کی کرتوت

اہل ہند کے لیے روزگار کا میدان

مخدومی مکرمی جناب اڈیٹر صاحب زاد سلمہ۔ ماہ جنوری میں بسبب کم فرصتی صرف آج ہی لکھنے کا موقع ملا ہے معاف فرماویں۔ آیندہ تمام مشرقی مقامات اور نیز براعظم امریکہ سے مسلسل لکھتا رہوں گا۔ اور یکے بعد دیگرے تمام اہل مشرق کے عادات اور ارادات اور حالات مفصل طور سے قلم بند کر کے برائے آگاہی قوم دفتر پیسہ اخبار کو بھیجتا رہوں گا۔ اور انتہائی مشرق کے مسلمانوں کے حالات سے اہل قوم کو پوری واقفیت بہم پہونچاؤں گا۔ اس خط میں جزائر فلپائن کے تاریخی واقعات کا خلاصہ لکھنا چاہتا ہوں اور آیندہ یہاں کی تجارت اور حکومت اور اہل سپین کی کارروائیوں کا مفصل ذکر کروں گا۔

ان جزائر میں اہل ہسپانیہ نے تین سو برس تک حکومت کی جنھیں سنہ ۱۸۹۸ء میں اہل امریکہ نے آکر سبکدوش کیا۔

سب سے پہلے اہل عرب نے ان جزائر کو دریافت کیا تھا جنھوں نے تمام باشندوں کو (جو جنگلی وحشی اور ننگے مادرزاد تھے) وحدانیت کا سبق پڑھایا۔ اور تمدن کا راستہ بتایا۔ وہ اپنا فرض اس قدر سمجھ کر واپس چلے گئے۔ اور اہل فلپائن کو آزادی کی حالت میں چھوڑ دیا۔ اس کے بعد کوئی سو برس پیچھے اہل سپین نے آکر جزائر کے شمال پر قبضہ کر لیا۔ اور باشندوں کو بزور شمشیر عیسائی بنانا شروع کیا۔ چنانچہ آخر کار یہ لوگ وحدانیت چھوڑ کر تثلیث کے پیرو بن گئے۔

لیکن جزیرہ مینڈاناؤ جنمیں تا ہنوز دین اسلام جاری ہے۔ اور جو فلپائن کا جنوبی حصہ ہے ان سے تین سو برس میں فتح نہیں ہو سکا۔

وہاں تا ہنوز مسلمان رئیس (جنکو وہ لوگ سلطان کہتے ہیں) حکمران ہیں۔ تین سو برس کے عرصہ میں اہل ہسپانیہ نے جزیرہ مذکور کے صرف چند بندرگاہوں پر قبضہ کیا۔ اور بس۔ لیکن لڑائی ہمیشہ جاری رکھی۔ اور دوران جنگ میں جو مسلمان قیدی ان کے ہاتھ لگے۔ ان کے ساتھ وحشیانہ سلوک کیے۔ انکو شمالی فلپائن میں لاکر زبردستی عیسائی بناتے تھے۔ انکو سیدھے طور سے عیسائی بنانے میں اطمینان نہیں ہوتا تھا۔ جبتک کہ انکے منہ میں سور کا گوشت نہ ڈالتے تھے۔ غرضیکہ بہت لوگ سور کھانے سے انکار کر کے بندوق کا نشانہ بن گئے۔ معلوم نہیں۔ سور کھلانے کا مسئلہ عیسائیوں نے کب سے سیکھا اور کہاں سے اخذ کیا ہے۔

انگریز۔ جرمن۔ فرانس۔ روس وغیرہ اقوام کے کونسل یہاں موجود تھے۔ اور یہ سب کارروائیاں بذات خود دیکھتے تھے۔ لیکن ہسپانیہ کو نہیں روکا۔ افسوس کہ وہ لوگ جو ہمدردان ملبار یہ اور مقدونیہ کی حمایت میں سرگرم رہا۔ انھوں نے ان بیکسوں اور بے بسوں کو بالکل پس پشت ڈال دیا تھا۔

اس عرصہ دراز میں جو جو وحشیانہ اور درندوں کی سی کارروائیاں عیسی کی خنزیر خور امت نے ان مظلوموں کے ساتھ کی ہیں۔ ان کے سننے سے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور ایک مسلمان کو یہ حالت لکھنے کی طاقت نہیں ہے۔

یہ ناقابل شنود وحشیانہ کارروائی سنہ ۱۸۹۶ء تک برابر جاری رہی۔ جبکہ امریکہ نے آکر اس بے تمیزی کے طوفان کو للکارا۔ سنہ ۱۸۹۸ء سے اضلاع متحدہ امریکہ کی حکومت ہے۔ جو انگریزی سلطنت کے مقابلہ میں بہت زیادہ ملائم ہے بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ غربا کے حق میں باعث رحمت الٰہی ہے

میں ایمانداری سے کہتا ہوں کہ اہل امریکہ سے بڑھ کر اور کوئی قوم غریبوں کی خیر خواہ نہیں ہے۔ یہاں کے قوانین غربا کی آسایش اور آرام کے واسطے بنائے گئے ہیں۔ یہاں پر ایک قلی کو اس قدر مزدوری ملتی ہے۔ کہ ایک آدمی کی کمائی سے تمام کنبہ راحت سے زندگی بسر کرتا ہے۔ ہر ایک شخص جو امریکن سیٹزن ہو امریکہ میں سرکاری ملازمت حاصل کر سکتا ہے۔

یہاں پولیس کانسٹیل کو دو سو پچیس روپیہ ماہوار ملتا ہے اور فوجی سپاہی کو ۴۸ روپیہ ماہوار اور خوراک ملتی ہے۔ علاوہ ازیں ۱۰۰ روپیہ سالانہ کپڑوں کا الاؤنس ملتا ہے۔ اور تین سال کے بعد تیس پونڈ یعنی چار سو پچاس روپیہ یکمشت انعام ملتا ہے۔ کلارک کو دو سو چالیس روپیہ ماہوار سے چار سو پچاس روپیہ ماہوار تک ملتا ہے۔ ہاں افسروں کی تنخواہ بہ نسبت انگریزی عہدہ داران کے کم ہے۔ یعنی کرنل کو سات سو روپیہ اور جنرل کو تیرہ یا چودہ سو روپیہ۔ اسی طرح گورنر فلپائن کو صرف پچہتر ہزار روپیہ سالانہ اور پریزیڈنٹ صاحب اضلاع متحدہ امریکہ کو ڈیڑھ لاکھ روپیہ سالانہ ملتا ہے۔ غرضیکہ اس سلطنت میں نہایت اعتدال کے ساتھ غریب اور امیروں سے سلوک کیا جاتا ہے۔ بخلاف ہندوستان کے جہاں مزدور بیچارے ہر میں تمام دن سڑکوں پر کام کرتے ہیں اور نو روپیہ ماہوار میں فوجی سپاہی کی حیثیت سے اپنی جان کو گولوں کے سامنے لے جاتے ہیں۔ گویہ سلطنت اہل ہند کے لیے ابر رحمت ہے۔ لیکن افسوس کہ وسیع براعظم ہند سے صرف پنجاب کے سکھ تارک الوطنی پر کمر باندھتے ہیں جو پہرہ دینے کے سوا اور کوئی کام نہیں جانتے۔ یہاں پر پنجاب کے سکھ اور مسلمان سب کے سب واچمین چوکیدار ہیں جنمیں ایک بھی صاحب ہنر و پیشہ نہیں ہے۔ امریکن لوگ افسوس کے ساتھ کہتے ہیں کہ ہم ہندوستانیوں کو کیا ہوا کریں۔ کیونکہ وہ واچمین کے سوائے اور کچھ نہیں جانتے۔ ساٹھ سکھ اور مسلمان سرکاری واچمین ہیں۔ جنکو آٹھ آٹھ پونڈ ماہوار اور خوراک ملتی ہے۔ باقی سب کمپنیوں میں واچمین ہیں۔ جہاں انکو پانچ پونڈ سے لیکر آٹھ پونڈ تک تنخواہ ملتی ہے لیکن کھانا نہیں ملتا۔ یہاں پر قلی کو چھ روپیہ روزانہ مزدوری اور خوراک ملتی ہے۔ اگر رڑکی کالج کے سند یافتہ یا اور مکینیکل انجینیرز اور معمار یہاں آجائیں۔ تو بے انتہا روپیہ کما سکتے ہیں۔ لیکن اہل ہند بھوک سے مرتے دیکھے گئے ہیں مگر سفر کے عازم نہیں۔ درزی اور لوہار اور نجار کمہار اور سنگ تراش یہاں بہت قدر کی نگاہ سے دیکھے جائینگے۔ لیکن دہلیز کے مرید کہاں اتنے دلیر بنیں گے۔

ایک یورپین طرز کا حجامت جاننے والا حجام یہاں بیس روپیہ روزانہ کما سکتا ہے۔ کیونکہ یہاں دو روپیہ ایک حجامت کے دیے جاتے ہیں۔ ہندوستان میں پانچ روپیہ ماہوار کی نوکری ڈھونڈتے ڈھونڈتے عمر گذر جاتی ہے۔ لیکن سفر کی تکلیف نہیں اٹھاتے۔ اگر ہندوستان کے ہندو مہاجن جن کا کئی ارب اندوختہ روپیہ بالکل بیکار پڑا ہے۔ کمر ہمت باندھ کر اہل چین اور جاپان کے موافق غیر ممالک میں تجارت اور معاملات کرتے۔ تو بے انتہا روپیہ کماتے۔ اور ہندوستان کے نام کو عزت دیتے۔ اور لاکھوں ہندوستانی غریب اور بے کفاف ان کے سایہ میں پلتے اور ان کے لیے کام کرتے

کسی چینی یا جاپانی غریب کو ممالک میں غیر اقوام کا دست نگر ہونا نہیں پڑتا۔ کیونکہ انکے ملک کے بڑے بڑے سوداگر ہر جگہ موجود ہیں جو اپنے اہل ملک غریبوں کو اپنے کاروبار میں لگا دیتے ہیں۔ ہر طرح سے انکی پاسداری رکھتے ہیں۔ اور معقول تنخواہیں دیتے ہیں لیکن غریب ہندوستانی تارک الوطنوں کی کوئی قومی سوداگری کمپنی یا کارخانہ ممالک غیر میں نہ ہونے کے سبب یہ ہمیشہ اقوام غیر یعنی اہل چین۔ جاپان اور اہل یورپ کے دست نگر رہتے ہیں۔ اور انھیں ذلت کی زندگی بسر کرنی پڑتی ہے۔

ہندوستان کے ہندو اور مسلمانوں سے نہ کوئی سوداگر باہر نکلنا چاہتا ہے۔ اور نہ صاحب ہنر و پیشہ۔ صرف پنجاب کے سکھ جو بجائے نیکنامی کے اپنے ملک کو اور بھی بدنام کرتے ہیں۔ کیونکہ واچمینی کے سوا اور کوئی کام ان سے نہیں ہو سکتا۔ ہندوستان کے ۳۰ کروڑ باشندوں سے ایک صاحب ہنر بھی یہاں نہیں پہونچا۔ تمام ہندوستان سے ایک فیروزپور کا ہندو آیا ہے۔ جو نقشہ نویسی کا کام جانتا ہے۔ جسکو پندرہ پونڈ ماہوار اور خوراک ملتی ہے میں دنیا کی تمام اقوام کو جو ہندوستانیوں سے زیادہ متمول اور آسودہ ہیں دنیا کے راہ طلب میں پویاں اور دواں اور سرگرم دیکھکر نہایت متاسف ہوتا ہوں کہ اہل ہند باینہمہ افلاس کیوں بے غم بیٹھے اور کیوں ذلت سے نفرت نہیں ہوتی۔ میں فی الحال اس مضمون کو ختم کرنا چاہتا ہوں۔ باقی پھر لکھوں گا۔ لیکن آخر میں واضح ہو کہ اگر کوئی ہندوستانی انجینیر یا دوسرا اعلی پیشہ والا شخص یہاں آنا چاہے۔ یا یہاں کے حالات دریافت کرنے منظور ہوں تو مجھ سے بذریعہ پیسہ اخبار خط و کتابت کر سکتا ہے۔

الراقم آپ کا تابعدار ایک افغان۔

روزانہ پیسہ اخبار

آریہ سماج اور مذہب اسلام پر حملے

حاجی محمد حبیبی خان صاحب رئیس دتاولی تحریر فرماتے ہیں کہ ۲۰ دسمبر کو جو ایک اتوسیشن پوسٹ کارڈ سکرٹری آریہ سماج علیگڈھ کی جانب سے بوسط شرکت سالانہ جلسہ کے میرے پاس آیا۔ وہ بجنسہ اور نقل جواب جو میں نے دیا ہے شامل ملفوف ارسال خدمت ہے۔ ممکن ہے کہ آپ کے گرانمایہ اخبار کے مفید ہو۔ چونکہ حاجی صاحب کے جواب میں ایک بہت ضروری امر کا اظہار کیا گیا ہے اس لیے اسے بجنسہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

" بخدمت جناب سکرٹری صاحب آریہ سماج علیگڈھ۔ جنابمن آپ کا کارڈ بطلب شرکت سالانہ جلسہ آریہ سماج میرے پاس آیا۔ اس یادآوری کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ لیکن بوجوہات چند شراکت سے مجبور ہوں۔ اور ساتھ ہی اس کے آریہ سماج کے نیک مقاصد کے ساتھ بھی ہمدردی کا اظہار کرتا ہوں ساتھ ہی اسکے یہ بھی میں اپنا فرض سمجھتا ہوں جو آپکو توجہ دلاؤں۔ کہ بالعموم آریہ سماجوں کی طرف سے مذہب اسلام پر سخت حملے کیے جاتے ہیں۔ یہ بعید بعید از اخلاق ہے ہر ایک مذہب والے کو چاہیے کہ وہ اپنے مذہب کی تعریف کر کے ترقی کرے۔ نہ کہ دوسرے کے مذہب کو برا کہے۔ اور میرے خیال میں کوئی مذہب کسی دوسرے کی توہین ہرگز گوارا نہیں کرتا ہے جس سے فریق خلاف کی دلشکنی متصور ہو۔ پس ضرورت ہے کہ آپ لوگ اس اصلاح کی طرف خاص طور پر متوجہ ہوں۔ اور اس قلیل تحریر کو بہت کافی خیال فرمائیں

میرے خیال میں آریہ سماج کے مذہب اسلام پر حملے کرنے سے سوائے آپس کی نزاع اور مخاصمت بڑھنے کے اور کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ اسلیے اسوقت آریہ سماج کے لیڈروں کا فرض ہے کہ وہ اس سماج کے متنازعہ مسئلہ کا فیصلہ کر دیں کہ سوائے اپنی بہبودی کی کوشش کے دیگر مذاہب خصوصاً اسلام کی چھیڑ چھاڑ کو ترک کر دیا جائے ورنہ ان کے اس میلان کا نتیجہ ملک کے حق میں کسی طرح مفید نہیں ہو سکتا۔ "

(روزانہ پیسہ)

مسیح موعود کی صلحکاری اور امان کا لواء

آج سے انسانی جہاد
جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا اسکے بعد
جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے
وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جنہوں نے آج سے
تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر
تلوار کے تمام جہاد ختم ہو جائینگے
سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی
جہاد نہیں ہمارے طرف سے امان
اور صلحکاری کا سفید
جھنڈا بلند کیا گیا
ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

کلمۃ اللہ ... نور وہ ... (illegible)

انا ... اوکا لقمر ... (illegible)

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی ... روا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت

سالانہ عام سے ۔ ۵
خواص و معاونین سے ۔ ۱۰
ہندوستان سے باہر سے
غیر مذاہب والوں سے ۱۲
اپنے سلسلہ کے غیر
مستطیع دس روپیہ کر آمدنی ور نو ۱۲

منارۃ المسیح الموعود

نمبر ۵ دار الامان قادیان ۱۰ فروری سنہ ۱۹۰۶ء جلد

مرثیہ بر تفرقہ و حالت اسلام

می سزد گر خون ببارد دیدۂ ہر اہل دیں
بر پریشان حالئ اسلام و قحط المسلمیں
دین حق را گردش آمد صعبناک و ہمگیں
سخت شورے اوفتاد اندر جہاں از کفر و کیں
آنکہ نفس اوست از ہر خیر و خوبی بے نصیب
می تراشند عیبہا در ذات خیر المرسلیں
آنکہ در زندان ناپاکی ہست محبوس و اسیر
ہست در شان امام پاکبازان نکتہ چیں
تیر بر معصوم می بارد خبیث بد گہر
آسماں را می سزد گر سنگ بارد بر زمیں
پیش چشمان شما اسلام در خاک اوفتاد
چیست عذرے پیش حق اے مجمع المتنعمیں
ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواج یزید
دین حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدیں
مردم ذی مقدرت مشغول عشرتہائے خویش
خرم و خنداں نشستہ با بتان نازنیں
عالماں را روز و شب باہم فساد از جوش نفس
زاہداں غافل سراسر از ضرور تہائے دیں
ہر کسے از بہر نفس دون خود طرفے گرفت
طرف دیں خالی شد و ہر دشمنے جست از کمیں
اے مسلماناں چہ آثار مسلمانی ہمیں ست
دین چنیں ابتر شما در جیفۂ دنیا رہیں
تکیہ بر دنیا چہ استحکام در چشم شما ست
با مگر از دل بروں کردید موت اولیں

روز موت آمد قریب اے غافلاں فکرش کنید
دور شد تا کے بخوابان لطیف و مہ جبیں
نفس خود را بستۂ دنیا مدارا اے ہوشمند
ورنہ تلخی ما بہ بینی وقت انفاس پسیں
دل مدہ الا بدلدارے کہ حسنش دائم است
تا سرور دائمی یابی ز خیر المحسنیں
آں خردمندے کہ او دیوانۂ راہش بود
ہوشیارے آنکہ مست روئے آں یار حسیں
ہست جام عشق او آب حیات لازوال
ہر کہ نوشیداست او ہرگز نمیرد لو بدیں
اے برادر دل منہ در دولت دنیائے دوں
زہر خوں ریز است در ہر قطرۂ ایں انگبیں
تا توانی جہد کن از بہر دیں با جان و مال
تا ز رب العرش یابی خلعت صد آفریں
از عمل ثابت کن آں نورے کہ در ایمان تست
دل چو دادی یوسفے را راہ کنعاں یاد گیر
یاد آیا میکہ ایں دیں مرجع ہر کیش بود
عالمے را وار ماند از رہ دیو لعیں
بر زمیں گسترد ظل تربیت از نور علم
پائے خود مے زد بنہ عز و جاہ بر چرخ بریں
ایں زمانے آنچناں آمد کہ ہر ابن الجہول
از سفاہت میکند تکذیب ایں دین متیں
صد ہزاراں ابلہاں از دیں بروں بردند رخت
صد ہزاراں جاہلاں گشتند صید الماکریں
بر مسلماناں بلا او بار زیں رہ اوفتاد
کز پئے دیں ہمت شاں نیست با غیرت قریں

گر بگرد عالمے از راہ دین مصطفےٰ
از رہ غیرت نمی جنبند ہم شل جنیں
فکر ایشاں غرق ہر دم در رہ دنیائے دوں
مال ایشاں غارت اندر راہ نسوان و بنیں
ہر کجا در مجلسے فسق ست ایشاں صدر شاں
ہر کجا ہست از معاصی حلقۂ ایشاں نگیں
با خرابات آشنا بیگانہ از کوئے ہدیٰ
نفرت از ارباب دیں با ہر پرستاں ہمنشیں
رو بگردانید دلدارے کہ صد اخلاص داشت
چوں ندید اندر دل ایں قوم صدق المخلصیں
آں زمان دولت و اقبال ایشاں در گذشت
شوے اعمال شاں آورد ایام چنیں
از رہ دیں پر ہوس آمد عروج اندر نخست
باز چوں آید بیاید ہم ازیں رہ بالیقیں
یا الٰہی باز کے آید زتو وقت مدد
باز کے بینیم آں فرخندہ ایام حسیں
ایں دو فکر دین احمد مغز جان ما گداخت
کثرت اعدائے ملت قلت انصار دیں
ایخدا زود آ و برما آب نصرت ہا ببار
یا مرا بردار یا رب زیں مقام آتشیں
ایخدا نور ہدیٰ از مشرق رحمت برآر
گمرہاں را چشم کن روشن ز آیات مبیں
چوں مرا بخشیدۂ صدق اندریں سوز و گداز
نیست امیدم کہ ناکامم بمیرانی دریں
کاروبار صادقاں ہرگز نماند ناتمام
صادقاں را دست حق باشد نہاں در آستیں

کلمات طیبات یا ملفوظات امام الزمان علیہ السلام والصلوٰۃ

۱۰ر جنوری سنہ ۱۹۰۶ء کو بعد نماز جمعہ اعلیحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہمارے محسن و مخدوم جناب نواب محمد علیخان صاحب ڈائرکٹر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے برادر معظم اور جناب مشیر اعلیٰ ریاست مالیرکوٹلہ کی (جو اپنے کسی ضروری کام کے لیے آئے تھے) ملاقات ہوئی۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس موقع پر جو کچھ فرمایا وہ تقریر ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ ایڈیٹر

فرمایا

گلستان میں شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ کار دنیا کسے تمام نہ کرد۔ گناہ اور غفلت سے پرہیز کے لیے استغفار و تدبیر کی ضرورت ہے جو حق ہے تدبیر کا اور استغفار دعا کرے جو حق ہے دعا کا۔ جبتک یہ دونوں اسد رجہ پر نہ ہوں اُسوقت تک انسان تقویٰ کا درجہ حاصل نہیں کرتا اور پورا متقی نہیں بنتا۔ اگر صرف دعا کرتا ہے اور خود کوئی تدبیر نہیں کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا امتحان

... یہ بہت گناہ ہے اللہ تعالیٰ کا امتحان ہیں کرنا چاہیے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک ... اپنی زمین میں تردد تو نہیں کرتا اور بیج کو ... کے واسطے دعا کرتا ہے کہ اس میں غلہ پیدا ہو جاوے ... جو تدبیر کو چھوڑتا ہے وہ خدا تعالیٰ کا امتحان کرتا ہے ... کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اور اسی طرح پر جو شخص صرف تدبیر کرتا ہے اور اسی پر بھروسہ کرتا اور خدا تعالیٰ سے دعا نہیں مانگتا وہ ملحد ہے۔

تدبیر اور دعا کا درجہ

جیسے پہلا آدمی جو صرف دعا کرتا ہے اور تدبیر نہیں کرتا وہ خطاکار ہے اسی طرح یہ دوسرا جو تدبیر ہی کو کافی سمجھتا ہے وہ ملحد ہے مگر تدبیر اور دعا دونوں باہم ملا دینا اسلام ہے اسی واسطے میں کہتا ہوں کہ گناہ اور غفلت سے بچنے کے لیے اس قدر تدبیر کرے جو تدبیر کا حق ہے اور اس قدر دعا کرے جو دعا کا حق ہے۔

اسی واسطے قرآن شریف کی پہلی ہی سورۃ فاتحہ میں ان دونوں باتوں کو مدنظر رکھ کر فرمایا ہے **اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ** **اِيَّاكَ نَعْبُدُ** اسی اصل تدبیر کو بتاتا ہے اور مقدم اسکو کیا ہے کہ پہلے انسان رعایت اسباب اور تدبیر کا حق ادا کرے مگر اسکے ساتھ ہی **دعا** کے پہلو کو چھوڑ نہ دے بلکہ تدبیر کے ساتھ ہی اسکو مدنظر رکھے۔ مومن جب **اِيَّاكَ نَعْبُدُ** کہتا ہے کہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں تو معاً اس کے دل میں گذرتا ہے کہ میں کیا چیز ہوں جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کروں جب تک اسکا فضل اور کرم نہ ہو۔ اس لیے وہ معاً کہتا ہے **اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ** مدد بھی تجھ ہی سے چاہتے ہیں۔ یہ ایک نازک مسئلہ ہے جسکو بجز اسلام کے اور کسی مذہب نے نہیں سمجھا۔ اسلام ہی نے اسکو سمجھا ہے۔ عیسائی مذہب کا تو ایسا حال ہے کہ اس نے ایک عاجز انسان کے خون پر بھروسہ کر لیا اور انسان کو خدا بنا رکھا ہے۔ ان میں دعا کے لیے وہ جوش اور اضطراب ہی کب پیدا ہو سکتا ہے جو دعا کے ضروری اجزا ہیں وہ تو **اِنْ شَاءَ اللّٰهُ** کہنا بھی گناہ سمجھتے ہیں۔ لیکن **مومن** کی روح ایک لحظہ کے لیے بھی گوارا نہیں کرتی کہ وہ کوئی بات کرے اور **اِنْ شَاءَ اللّٰهُ** ساتھ نہ کہے۔ پس اسلام کے لیے یہ ضروری امر ہے کہ اسمیں داخل ہونے والا اس اصل کو مضبوط پکڑ لے۔ تدبیر بھی کرے اور مشکلات کے لیے دعا بھی کرے اور اگر ان دونوں پہلوؤں میں سے کوئی ایک باقی رہ گیا تو کام نہیں چلتا ہے۔ اس لیے ہر ایک مومن کے واسطے ضروری ہے کہ اس پر عمل کرے۔ مگر میں اس زمانہ میں دیکھتا ہوں کہ لوگوں کی یہ حالت ہو رہی ہے کہ وہ تدبیریں تو کرتے ہیں مگر دعا سے غفلت کی جاتی ہے بلکہ اسباب پرستی اس قدر بڑھ گئی ہے کہ تدابیر دنیا ہی کو خدا بنا لیا گیا ہے اور دنیا پرستی کی جاتی ہے اور دعا کو ایک فضول شے قرار دیا جاتا ہے۔ یہ سارا اثر یورپ کی تقلید سے ہوا ہے۔ یہ خطرناک زہر ہے جو دنیا میں پھیل رہا ہے مگر خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس زہر کو دور کرے

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی غرض

چنانچہ یہ سلسلہ اس نے اسی لیے قائم کیا ہے تا دنیا کو خدا کی معرفت ہو

اور دعا کی حقیقت اور اسکے اثر سے اطلاع ملے۔ بعض لوگ اس قسم کے بھی ہیں جو بظاہر دعا بھی کرتے ہیں مگر اسکے فیوض اور ثمرات سے بے بہرہ رہتے ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ **آداب الدعاء** سے ناواقف ہوتے ہیں اور دعا کے اثر اور نتیجہ کے لیے بہت جلدی کرتے ہیں اور آخر تھک کر رہ جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ طریق ٹھیک نہیں ہے۔ سب کچھ تو پہلے ہی زمانہ کے اثر اور رنگ سے اسباب پرستی ہو گئی ہے اور دعا سے غفلت عام ہو گئی ہے خدا تعالیٰ پر ایمان نہیں رہا۔ اسکی ضرورت نہیں سمجھی جاتی۔ اور کچھ ناواقفی اور جہالت نے تباہی کر رکھی ہے کہ حق کو چھوڑ کر صراط مستقیم کو چھوڑ کر اور طریقے اور راہ ایجاد کر لیے گئے ہیں جنکی وجہ سے لوگ بھٹکتے پھر رہے ہیں۔ اور کامیاب نہیں ہوتے

ابرار اخیار ملّت اور اللہ تعالیٰ

سب سے پہلے یہ ضروری ہے کہ جس سے دعا کرتا ہے اس پر کامل ایمان ہو اسکو موجود ... بصیر، خبیر، علیم متصرف ... قادر سمجھے اور اسکی ہستی پر ایمان رکھے کہ وہ دعاؤں کو سنتا ہے اور قبول کرتا ہے۔

مگر کیا کروں۔ کسکو سناؤں اب اسلام میں مشکلات پیش آ پڑی ہیں کہ جو محبت خدا تعالیٰ سے کرنی چاہیے وہ دوسروں سے کرتے ہیں اور خدا کا ... انسانوں اور مردوں کو دیتے ہیں۔ حاجت روا اور مشکل کشا صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پاک تھی مگر اب جس قبر کو دیکھو وہ حاجت روا ٹھیرائی گئی ہے۔ میں اس حالت کو دیکھتا ہوں تو دل میں درد اٹھتا ہے مگر کیا کہیں کسکو جا کر سنائیں۔ دیکھو قبر پر اگر ایک شخص بیس برس بھی بیٹھا ہوا پکارتا رہے تو اس قبر سے کوئی آواز نہیں آوے گی مگر مسلمان ہیں کہ قبروں پر جاتے اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں۔ میں کہتا ہوں وہ قبر خواہ کسی کی بھی ہو اس سے کوئی مراد بر نہیں آ سکتی۔ حاجت روا اور مشکل کشا تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے اور کوئی اس صفت کا موصوف نہیں۔ قبرستے کسی آواز کی امید مت رکھو برخلاف اسکے اگر اللہ تعالیٰ کی ... اخلاص اور ایمان کے ساتھ ... میں موجود ہے تو میں یقین رکھتا ہوں اور میرا اپنا تجربہ

ہے کہ وہ دس دفعہ ہی آواز سنتا اور دس ہی دفعہ جواب دیتا ہے

لیکن یہ شرط ہے کہ پکارے اس طرح جو پکارنے کا حق ہے۔

ہم سب ابرار اخیار امت کی عزت کرتے ہیں اور اُن سے محبت رکھتے ہیں لیکن انکی محبت اور عزت کا یہ تقاضا نہیں ہے کہ ہم انکو خدا بنا لیں اور وہ صفات جو خدا تعالیٰ میں ہیں اُن میں یقین کر لیں۔ میں بڑے دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ وہ

ہماری آواز نہیں سنتے اور اُس کا جواب نہیں دیتے

دیکھو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ایک گھنٹہ میں ۷۲ آدمی آپ کے شہید ہو گئے اسوقت آپ سخت نرغہ میں تھے۔ اب طبعاً ہر ایک شخص کا **کانشنس** گواہی دیتا ہے کہ وہ اسوقت جبکہ ہر طرف سے دشمنوں میں گھرے ہوئے تھے اپنے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہونگے کہ اس مشکل سے نجات مل جاوے لیکن وہ دعا اسوقت منشاء الٰہی کے خلاف تھی اور قضا و قدر اس کے مخالف تھے اسلیے وہ اسی جگہ شہید ہو گئے۔ اگر اُن کے قبضہ و اختیار میں کوئی بات ہوتی تو انھوں نے کونسا وقیقہ اپنے بچاؤ کے لیے اٹھا رکھا تھا مگر کچھ بھی کارگر نہ ہوا۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قضاء و قدر کا سارا معاملہ اور تصرف تام اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے جو اس قدر ذخیرہ قدرت کا رکھتا ہے اور حیّ و قیوم ہے اسکو چھوڑ کر جو مُردوں اور عاجز بندوں کی قبروں پر جا کر اُن سے مرادیں مانگتا ہے اس سے بڑھ کر بدنصیب کون ہو سکتا ہے؟ انسان کے سینہ میں دو دل نہیں ہوتے ایک ہی دل ہے وہ دو جگہ محبت نہیں کر سکتا۔ اسلیے اگر کوئی زندوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس جاتا ہے وہ حفظ مراتب نہیں کرتا اور یہ مشہور بات ہے۔

گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی +

خدا تعالیٰ کو خدا تعالیٰ کی جگہ پر رکھو اور انسان کو انسان کا مرتبہ دو اس سے آگے مت بڑھاؤ۔ مگر میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ حفظ مراتب نہیں کیا جاتا زندہ اور مردہ کی تفریق ہی نہیں رہی بلکہ انسان عاجز اور خدا ئے قادر میں بھی کوئی فرق اس زمانہ میں نہیں کیا جاتا۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ ... ظاہر کیا ہے صدیوں سے خدا تعالیٰ کا قدر نہیں پہچانا گیا۔ اور خدا تعالیٰ کی عظمت و جبروت عاجز بندوں اور بے قدر چیزوں کو دیگئی۔

مجھے تعجب آتا ہے اُن لوگوں پر جو مسلمان کہلاتے ہیں کیونکر وہ مسلمان کہلا کے خدا تعالیٰ کو چھوڑتے ہیں اور اسکی صفات میں خدا تعالیٰ کو شریک کرتے ہیں جیسا کہ میں دیکھتا ہوں کہ مسیح ابن مریم کو جو ایک عاجز انسان تھا۔ اور اگر قرآن شریف نہ آیا ہوتا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث نہ ہوئے ہوتے تو انکی رسالت کبھی ثابت نہ ہوتی بلکہ انجیل سے تو وہ کوئی اعلیٰ اخلاق کا آدمی بھی ثابت نہیں ہوتا۔ لیکن عیسائیوں کے اثر سے متاثر ہو کر مسلمان بھی انکو خدائی درجہ دینے میں بچتے نہیں رہے کیونکہ جیسا کہ وہ صاف مانتے ہیں کہ وہ ابتک حی و قیوم ہے اور زمانہ کا کوئی اثر اسپر نہیں ہوا۔ آسمان پر موجود ہے۔ مردوں کو زندہ کیا کرتا تھا۔ جانوروں کو پیدا کرتا تھا۔ غیب جاننے والا تھا۔ پھر اسکے خدا بنانے میں اور کیا باقی رہا۔ افسوس مسلمانوں کی عقل ماری گئی جو ایک خدا کے ماننے والے تھے وہ اب ایک مردہ کو خدا سمجھتے ہیں اور ان خداؤں کا تو شمار نہیں جو مردہ پرستوں اور مزار پرستوں نے بنائے ہوئے ہیں ایسی حالت اور صورت میں خدا تعالیٰ کی **غیرت** نے یہ تقاضا کیا ہے کہ ان مصنوعی خداؤں کی خدائی کو خاک میں ملایا جاوے اور زندوں اور مردوں میں ایک امتیاز قائم کر کے دنیا کو **حقیقی خدا** کے سامنے سجدہ کرایا جاوے

اسی غرض کیلئے اُس نے مجھے بھیجا ہے اور اپنے نشانوں کے ساتھ بھیجا ہے

اور دیکھو انبیا علیہم السلام کو جو شرف اور مرتبہ ملا وہ صرف اسی بات سے ملا ہے کہ انھوں نے **حقیقی خدا** کو پہچانا اور اُسکی قدر کی۔ اُسی **ایک ذات** کے حضور انھوں نے اپنی ساری خواہشوں اور آرزوؤں کو قربان کیا کسی مردہ اور مزار پر بیٹھکر انھوں نے مرادیں نہیں مانگی ہیں۔

دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام کتنے بڑے عظیم الشان نبی تھے اور خدا تعالیٰ کے حضور اُن کا کتنا بڑا درجہ اور رتبہ تھا۔ اب اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بجائے خدا تعالیٰ کے حضور کرنے کے ابراہیم کی پوجا کرتے تو کیا ہوتا؟ کیا آپکو وہ اعلیٰ درجہ کے مراتب مل سکتے جو اب ملے ہیں؟ کبھی نہیں پھر جبکہ ابراہیم علیہ السلام آپ کے بزرگ بھی تھے اور آپ نے اُنکی قبر پر جا کر یا بیٹھکر اُن سے کچھ نہیں مانگا اور نہ کسی اور قبر پر جا کر آپ نے اپنی کوئی حاجت پیش کی تو یہ کس قدر بیوقوفی اور بیدینی ہے کہ آج مسلمان قبروں پر جا کر اُن سے مرادیں مانگتے ہیں اور انکی پوجا کرتے

www.aaiil.org

اور قبر والوں سے کچھ مل سکتا تو آنحضرت سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبروں سے کچھ مانگتے۔ اور رسول کی مخلوق اور بہشتی مقبروں کی طرف انسان توجہ کرے اور اس سے کچھ مانگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ذات کے عاشق وار اور دیوانہ ہوئے اور پھر وہ پایا جو دنیا میں کبھی کسی کو نہیں ملا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ سے اس قدر محبت تھی کہ تمام لوگ یہی کہا کرتے

عشق محمد علی ربہ

اپنے رب پر عاشق ہو گیا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ حقیقت میں انبیاء علیہم السلام کو خدا تعالیٰ سے اور بندگی حاصل ہوتی وہ اسی وجہ سے ہے اگر کوئی پا سکتا ہے تو اسی ایک راستہ سے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا دامن پکڑا اور قوم اور رشتہ داری کی کچھ بھی پروا نہ کی۔ خدا تعالیٰ نے بھی وہ وفا کی کہ ساری دنیا جانتی ہے جس مکہ سے آپ نکالے گئے تھے اسی مکہ میں ایک شاہنشاہ کی شان اور حیثیت سے داخل ہوئے۔ قوم اور رشتہ داروں نے اپنی طرف سے کوئی دقیقہ ایذا رسانی کا باقی نہیں چھوڑا لیکن جب خدا ساتھ تھا وہ کچھ بھی بگاڑ نہ سکے۔ میں یقیناً جانتا ہوں اور پیشگو دور رسولوں کی زندگی اس پر گواہ ہے کہ وہ چونکہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہیں اسلیے وہ نہیں مرتے جب تک کہ انکی مرادیں پوری نہ ہو جائیں اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو لیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دعائیں دنیا کے لیے نہ تھیں بلکہ آپ کی دعائیں یہ تھیں کہ بت پرستی دور ہو جاوے اور خدا تعالیٰ کی توحید قائم ہو اور یہ انقلاب عظیم میں دیکھلو کہ جہاں ہزاروں بت پوجے جاتے تھے وہاں ایک خدا کی پرستش ہو۔ پھر تم خود ہی سوچو اور مکہ کے اس انقلاب کو دیکھو کہ جہاں بت پرستی کا اسقدر چرچا تھا کہ ہر ایک گھر میں بت رکھا ہوا تھا۔ آپ کی زندگی ہی میں سارا مکہ مسلمان ہو گیا اور ان بتوں کے پجاری ہی نے انکو توڑا اور انکی مذمت کی۔ یہ حیرت انگیز کامیابی یہ عظیم الشان انقلاب کسی نبی کی زندگی میں نظر نہیں آتا جو ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے کرکے دکھایا۔ یہ کامیابی آپ کی اعلیٰ درجہ کی قوت قدسی اور اللہ تعالیٰ سے شدید تعلقات کا نتیجہ تھا۔ ایک وقت وہ تھا کہ آپ مکہ کی گلیوں میں تنہا پھرا کرتے تھے اور کوئی آپ کی بات نہ سنتا تھا اور پھر ایک وقت وہ تھا کہ جب آپ کے انقطاع کا وقت آیا تو اللہ تعالیٰ نے آپکو پڑھوایا

إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ أَفْوَاجًا

آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ فوج در فوج لوگ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔ جب یہ آیت اتری تو آپ نے فرمایا کہ اس سے وفات کی بو آتی ہے کیونکہ جو کام میں جا چاہتا تھا وہ تو ہو گیا ہے۔

اصل قاعدہ یہی ہے کہ انبیاء علیہم السلام اسی وقت تک دنیا میں رہتے ہیں جب تک وہ کام جس کے لیے وہ بھیجے جاتے ہیں پورا نہیں ہوتا۔ جب وہ کام ہو چکتا ہے تو انکی رحلت کا زمانہ آ جاتا ہے۔ جیسے ملازم سرکاری جب کام ختم ہو جاتا ہے تو رخصت ہو جاتے ہیں۔

اسی طرح جب آیہ شریفہ اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنہیں سُن کے آثار ظاہر ہونے لگے تھے اس آیت کو سنکر رونے لگے۔ صحابہ میں سے ایک نے کہا کہ اے بڑھے تجھے کس چیز نے رلایا آج تو مومنوں کے لیے بڑی خوشی کا دن ہے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو نہیں جانتا اس آیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی بو آتی ہے۔

دارالامان کا ہفتہ

حضرت حجۃ اللہ جری اللہ فی حلل الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت خدا کا شکر ہے بہت اچھی ہے حسب معمول آپ سیر کو بھی نکلنے لگے ہیں۔ اگرچہ کسیقدر کھانسی کی شکایت ابھی باقی ہے

(۲) بزرگان ملت خدا کے فضل سے بخیریت ہیں۔ مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہہ تشریف لے گئے ہیں۔

(۳) ہفتہ زیر اشاعت میں کسی قدر ترشح ہوا ہے جو فصل ربیع کے لیے مفید ثابت ہو رہا ہے۔ موسم میں تبدیلی کے آثار نظر آنے لگی ہیں۔

ہمارے مقدمات

خاکسار ایڈیٹر کو مقدمات کے متعلق ۱۸ جنوری سے قریباً ۷ فروری تک دارالامان سے باہر رہنا پڑا۔ ناظرین کو معلوم ہے کہ مقدمات ۱۴ فروری تک ملتوی ہو چکے ہیں۔ اس بنا پر کہ عدالت بابو چندو لال صاحب سے انکے انتقال کر دینے کی درخواست دیگئی تھی چنانچہ ۴ فروری ۱۹۰۴ء کو صاحب ڈپٹی کمشنر مجسٹریٹ بہادر ضلع گورداسپور کی عدالت میں یہ درخواستیں بغرض انتقال پیش کی گئی ہیں صاحب موصوف نے فیصلہ کے لیے ۱۴ فروری ۱۹۰۴ء مقرر کیا ہے اس تاریخ پر انشاء اللہ مقام علیوال [illegible] ہوگا۔ [illegible]

استفسارات اور ان کے جواب

حل مسائل

گذشتہ ہفتہ کچھ مسائل ایک احمدی دوست نے دریافت کیے ہیں۔ حضرت حکیم الامۃ مولانا نورالدین صاحب سے استفسار کرکے انکا جواب درج کیا جاتا ہے

سوال (۱) کیا جماعت احمدیہ کو اہل ہنود کے ہاتھ کی مٹھائی وغیرہ اشیا کھانی جائز ہیں۔ **جواب** قادیان میں حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اور عام احمدی جماعت کا دستور ہے کہ ہنود کے ہاتھ کی مٹھائی وغیرہ برابر استعمال کرتے ہیں۔ شربت کا چاء اور دیگر اشیاء بھی ہنود سے لیتے ہیں مصری ہندو حلوائیوں کے ہاتھ کی بنائی ہوئی ہے اور دوسری اشیا بھی۔

(۲) اہل ہنود اہل کتاب میں شمار ہوتے ہیں کیونکہ ایک آسمانی کتاب کے مدعی ہیں اور انکا وجود قبل از بعثت رسالتمآب صلعم چلا آ رہا ہے۔

بعض ہندو آریہ سناتن دھرم وید کو کلام الٰہی مانتے ہیں وہ اہل کتاب معلوم ہوتے ہیں اسی طرح پارسی بھی اہل کتاب ہیں ہاں سکھ نہیں ہو سکتے۔ جین بھی اکثر کتاب کے قائل ہیں۔

سوال (۲) کیا فوت شدہ شخص کو قرآن مجید پڑھکر پہونچایا جاتا ہے؟ کیا متوفی کے لیے کھانا پکا کر کھلانا جائز ہے؟ **جواب** دونوں صورتوں میں ثواب میت کو پہونچتا ہے۔

سوال (۳) یا رسول اللہ کہنے پر وہابی اعتراض کرتے ہیں کیونکہ یا حاضر اشخاص کے لیے ہے **جواب** کیا جب اللہ تعالیٰ کو یا کہکر پکارا جاتا ہے تو وہ سامنے حاضر ہوتا ہے جسمی طور پر تو اسکا ثبوت نہیں۔ اب رہی صفات کی بات کہ وہ صفات سے حاضر ہوتا ہے تو اپنی صفات کی رو سے جو مظاہر ایک طور پر صاحب صفات ہیں ہیں سامنے آ جاتا ہے۔ اسی طرح نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سامنے آ جاتے ہیں اور ہر زمانہ میں موجود ہیں۔ حضرت مرزا صاحب بھی انکی موجودگی کا ثبوت ہیں پھر قرآن شریف میں ہے یَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ کیا حسرت سامنے موجود ہوتی ہے یا وہ سب عباد ہوتے ہیں جو مخاطب ہوتے ہیں جواب

(۲) فرط محبت یا فرط غم نیز نظم میں غائب کو ندا کی جاتی ہے اور اس سے یہ مراد نہیں ہوتی کہ وہ بجسد عنصری موجود ہو بلکہ اظہار محبت کا یہ ایک طریق ہے۔ نوٹ

حضرت عیسیٰ کے صاحب شریعت نہ ہونے کا ثبوت

کوئی شاہ گجرات سے ذیل کا سوال آیا

سوال عیسیٰ علیہ السلام کے موسوی خلیفہ ہونے کو صاحب شرع رسول نہ ہونیکا کیا ثبوت ہے اور شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا الخ کا کیا جواب

جواب (۱) سورہ مزمل میں اللہ فرماتا ہے انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا یعنی ہم نے تمہاری طرف ایسا ہی ایک رسول بھیجا ہے جیسا کہ فرعون کی طرف بھیجا تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صاحب شریعت نبات خود ایک ہی تھے ویسے ہی حضرت موسیٰ بھی تھے جنسے آپکو تشبیہ دی گئی اگر آنحضرت اور موسیٰ کے درمیانی زمانہ میں کوئی اور بھی صاحب شریعت نبی ہوتا تو اس کا حوالہ دیا جاتا اور کیوں فرمایا کما ارسلنا علیسے۔

(۲) قرآن شریف میں ہے ومن قبلہ کتٰب موسیٰ اماما ورحمۃ پ ۱۲ ع ۱ یعنی اس قرآن سے پہلے حضرت موسیٰ ہی کی کتاب ہے جو کہ امام اور رحمت ہے یعنی شریعت ہے جسپر کما حقہ عمل کرکے انسان قرب اللہ کے عالی مراتب حاصل کر سکتا ہے پس اگر قرآن شریف اور توریت کے درمیان کوئی اور کتاب بھی شریعت ہوتی یا نبی صاحب شریعت ہوتا تو اسکی کتاب کو امام اور رحمت کہا جاتا اس سے بھی ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ صاحب شریعت نہ تھے

(۳) انجیل کے معنے خود بشارت یا خوشخبری کے ہیں اور اس قسم کی بشارتیں عموماً خدا کے برگزیدوں پر نازل ہوا کرتی ہیں اسمیں کوئی خصوصیت مسیح علیہ السلام کی نہیں ہے۔ اور نہ اس میں کوئی شریعت ہے اور نہ انجیل کا خود دعویٰ صاحب شریعت ہونے کا ہے۔ خود مسیح کا قول ہے کہ میں توریت سے کوئی نقطہ اور شوشہ بدلنے نہیں آیا یعنی اُسے برقرار رکھتا ہوں (متی) سے بھی ثابت ہے کہ مسیح صاحب شریعت نہ تھے

(۴) اسوقت عیسائی اقوام کا عملدرآمد بھی ایک بڑا ثبوت ہے کہ انجیل شریعت نہیں ہے اور نہ مسیح صاحب شریعت کیونکہ ان کو تمدنی اور سیاسی زندگی کے لیے خود قوانین وضع کرنے پڑتے ہیں۔

(۵) سورہ احقاف آخری رکوع میں ہے کہ نفراً من الجن نے اپنی قوم سے جاکر کہا انا سمعنا کتٰبا انزل من بعد موسیٰ مصدقا لما بین یدیہ کہ ہم ایک کتاب سن آئے ہیں جو موسیٰ کے بعد نازل ہوئی ہے اگر درمیانی زمانہ میں انجیل شریعت اور مسیح صاحب شریعت ہوتے تو وہ کہتا کہ جو عیسیٰ کے بعد نازل ہوئی۔

(۶) آل عمران میں مسیح کی نسبت اللہ فرماتا ہے کہ ویعلمہ الکتٰب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل جس سے ظاہر ہے کہ کتاب توریت کی تعلیم مسیح کو دیجئی تھی اور انجیل صرف حکمۃ اور دانائی کی باتیں تھیں نہ کہ شریعت۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اس سے ثابت ہے کہ کہیں بڑھ چڑھ کر ہے کہ آپ کو کسی سابقہ کتاب کی تعلیم نہیں دیگئی خدا تعالیٰ نے خود آپکو بلا واسطہ قلم اور شریعت دی۔ افسوس ان مولویوں پر جو حضرت مسیح کا درجہ آنحضرت سے بڑھ کر مانتے ہیں اور الٹا ہے آپکو مسلمان سمجھتے ہیں + (ایڈیٹر)

نوٹ۔ میری موجودگی میں حضرت اقدس علیہ السلام سے ایک شخص نے اسی بارہ میں سوال کیا حضرت اقدس نے فرمایا کہ آثار سے ثابت ہے بلکہ اسپر نص ناطق ہے چنانچہ نماز میں ایہا النبی ہمیشہ پڑھا جاتا ہے پھر اعتراض کیا ہے (مہدی حسین مہاجر)

www.aaiil.org

حضرت حکیم الامت کا وعظ جلسۃ الوداع کی تقریب پر

گذشتہ اشاعت سے آگے

محسنین کے معنے

مولا کریم چونکہ شکور ہے اور علیم وبصیر ہے اس لیے وہ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ بے شک اللہ محسنین کے اجر کو ضائع نہیں فرماتا محسن کسے کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے احسان کی تعریف جبرئیل نے صحابہ کی تعلیم کے لیے پوچھی ہے آپ نے فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ تو اللہ تعالے کو دیکھتا ہے یا کم از کم یہ کہ یہ یقین کرلے کہ اللہ تعالے تجھکو دیکھتا ہے

یہ ایک ایسا مرتبہ عظیم الشان ہے جس کے کسی نہ کسی پہلو کے حاصل ہو جانے پر انسان گناہوں سے بچ جاتا ہے اور بڑے بڑے معراج اللہ تعالے کے حضور پا لیتا ہے۔ ساری نیکیوں کا سرچشمہ اور تمام ترقیوں اور بلند پروازی کا راز کیونکہ جان اللہ تعالے پر ایمان ہے انسان اعلیٰ درجہ کے اخلاق فاضلہ کو حاصل ہی نہیں کرسکتا جب تک خدا تعالے پر یقین نہ ہو کہ وہ ہے۔ میں اس بات کے ماننے کے واسطے کبھی طیار نہیں ہو سکتا کہ ایک دہریہ بھی کبھی اعلیٰ درجہ کے اخلاق فاضلہ والا ہو سکتا ہے + کوئی چیز اسکو گناہوں کے ارتکاب سے نہیں روک سکتی۔ نیکی کا کوئی سچا مفہوم اسکی سمجھ میں نہیں آسکتا۔ پھر وہ نیکی کیسے کرے اور گناہ سے کیونکر بچے۔ اس کی ساری عمر ناامیدیوں اور مایوسیوں کا شکار رہتی ہے وہ اسباب اور علت و معلول کے سلسلے کے پیچ در پیچ تعلقات میں ہی منہمک رہ کر آخر حسرت اور یاس سے اس دنیا کو چھوڑ جاتا ہے۔

دہریہ اور مومن

میں نے دہریہ اور ایمان والے دونوں کو مرتے ہوئے دیکھا ہے اور دونوں کی موت میں زمین وآسمان کا فرق پایا ہے + میں سچ کہتا ہوں اور اپنے ذاتی تجربہ سے کہتا ہوں پھر جو چاہے آزما کر دیکھ لے کہ سچی راحت اور **حقیقی خوشی** صرف صرف **ایمان باللہ** سے ملتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور صلحاء کی لائف میں جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کوئی واقعہ خودکشی کا نہیں پایا جاتا **مومن** کی امید اپنے اللہ پر بہت وسیع ہوتی ہے وہ کبھی اس سے مایوس نہیں ہوتا ان کی زندگی کے واقعات کو پڑھو تو معلوم ہوگا کہ ایک ایک وقت انپر ایسا آیا ہے کہ زمین انپر تنگ ہوگئی ہے لیکن اس شدت ابتلاء میں بھی وہ ویسے ہی خوش وخرم رہے جیسے اس ابتلا کے دور سے پہلے۔ وہ کیا بات ہے جو ان کو اس موت کی سی حالت میں بھی خوش وخرم اور زندہ رکھتی ہے فقط اللہ پر ایمان۔

محسنین کا پہلا اور دوسرا درجہ

غرض **محسنین** کے زمرہ میں داخل ہونا بہت ہی مشکل اور پھر مشکل کشا ہے۔ پہلا درجہ جو **محسن** کا اعلیٰ مقام ہے کہ وہ خدا تعالے کو دیکھ رہا ہے بعد میں حاصل ہوتا ہے اسکا ابتدائی درجہ یہی ہے کہ وہ یہ ایمان لائے کہ میرے ہر قول وفعل کو مولیٰ کریم دیکھتا اور سنتا ہے۔

جب یہ مقام اسے حاصل ہوگا تو ہر ایک بدی کے وقت اس کا نور قلب اس ایمان کی بدولت اس سے روکے گا اور لغزش سے بچا لے گا۔ اور رفتہ رفتہ اس کا نتیجہ ہوگا کہ آخر وہ اس مقام پر پہونچ جائیگا کہ خدا تعالے کو دیکھ لے گا۔ اور یہ وہ **مقام** ہے جو صوفیوں کی اصطلاح میں **لقا کا مقام** کہلاتا ہے۔

پس

جب انسان محسن ہو کر اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے تو پھر تھوڑا ہو یا بہت اللہ تعالے اسکے بہتر بدلے دیتا ہے۔ یہ صرف اعتقادی اور علمی بات ہی نہیں۔ کہانی اور داستان ہی نہیں بلکہ واقعات نفس الامری ہیں۔

مہاجرین میں خلافت کا راز

میں دنیا کی تاریخ میں سے جس سے مراد میں انبیاء علیہم السلام کی پاک تاریخ لیتا ہوں بہت سے واقعات اس کی تصدیق میں پیش کرسکتا ہوں اور علمی طریق پر بھی خدا کے فضل سے اس کی سچائی ثابت کرنے کو طیار ہوں۔ مگر ان سب باتوں کو چھوڑ کر میں ایک عظیم الشان واقعہ صحابہ کی لائف کا دکھانا چاہتا ہوں۔ میں ایک عرصہ تک اس سوال پر غور کرتا رہا کہ کیا وجہ تھی جو انصار کو خلافت نہ ملی بلکہ **خلافت** کے اول وارث مہاجر ہوئے اور مہاجرین میں سے بھی ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ حالانکہ انصار نے سب سے بڑی ہمت کی اور ان کی اسوقت کی امداد ہی تھی کہ ان کو **انصار** کا پاک خطاب دیا لیکن اسکا کیا سبب ہے کہ بادشاہی اور حکومت کا انکو حصہ نہ ملا۔ اور پہلا خلیفہ قریشی ہوا۔ پھر دوسرا تیسرا چوتھا بھی یہانتک کہ عباسیوں تک قریشیوں ہی کا سلسلہ چلا جاتا ہے بنو سقیفہ میں کوشش کی گئی کہ ایک خلیفہ انصار میں سے ہو اور ایک مہاجرین میں سے مگر یہ تجویز پاس نہیں ہوئی اور کسی نے نہ مانا + آخر مجھپر اس کا سِرّ کھلا کہ اللہ تعالیٰ کی یہ صفت اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ اپنا کام کر رہی تھی۔ انصار نے کیا چھوڑا تھا جو ان کو ملتا مہاجرین نے ملک چھوڑا۔ وطن چھوڑا۔ گھر بار چھوڑا مال واسباب۔ غرض جو کچھ تھا وہ سب چھوڑا اور سب سے بڑھ کر ابوبکر صدیق رض نے اسلیے جنھوں نے جو کچھ چھوڑا تھا اس سے کہیں زیادہ بڑھ کر پایا + زیادہ سے زیادہ انکی زمین چند بیگھہ ہوگی جو انھوں نے خدا کے لیے چھوڑی مگر اس کے بدلہ میں یہاں خدا نے کتنے بیگھہ دی؟ اس کا حساب ہی کچھ نہیں۔

پس یہ سچی بات ہے کہ جسقدر قربانی خدا کے لیے کرتا ہے اسی قدر **فیض** انسان اللہ کے حضور سے پاتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کتنی بڑی تھی پھر اس کا پھل دیکھو کسقدر ملا۔ اپنی عمر کے آخری ایام میں ایک خواب کی بنا پر جس کی تاویل ہوسکتی تھی حضرت ابراہیم نے اپنے خلوص کے اظہار کے لیے جوان بیٹے کو ذبح کرنے کا عزم بالجزم کرلیا۔ پھر خدا نے انکی نسل کو کسقدر بڑھایا کہ وہ شمار میں بھی نہیں آسکتی۔ اسی نسل میں **مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ** جیسا عظیم الشان رسول خاتم النبیین رسول کرکے بھیجا۔ جو کل انبیاء علیہم السلام سے افضل ٹھیرا۔ جسکی امت میں ہزاروں ہزار اولیاء اللہ ہوئے جو بنی اسرائیل کے انبیاء کے مثیل تھے اور لاکھوں لاکھ بادشاہ ہوئے یہانتک کہ **مسیح موعود** جو **خاتم الخلفاء** ٹھیرایا گیا ہے وہ بھی اسی امت میں پیدا ہوا۔ اور خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم نے اسے پایا اور اسکی شناخت کا موقع ہم کو دیا گیا **وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ**

یہ بدلا یہ جزا کس بات کی تھی؟ اسی عظیم الشان قربانی کی جو اس نے خدا تعالیٰ کے حضور دکھائی۔ واقعی یہ بہت قابل غور ہے کہ ابراہیم کی عمر جب کہ سو برس کے قریب پہونچی اسوقت قوی بشری رکھنے والا کیا امید اولاد کی رکھ سکتا ہے پھر تیرہ برس کی عمر کا نوجوان لڑکا جو ۸۴ برس کے بعد کا ملا ہوا ہو اسکے ذبح کرنے کا اپنے ہاتھ سے ارادہ کرلینا معمولی سی بات نہیں ہے جس کے لیے ہر شخص طیار ہو سکے غور کرو اس ذبح کے بعد عمر کے آخری ایام ہیں اور قبر قریب ہو۔ پھر کیا باقی رہ سکتا ہے نہ مکان رہا نہ عزت وجبروت۔ مگر اے ابراہیم تجھپر خدا کا سلام! تو نے خدا تعالے کے ایک اشارہ اور ایما پر سارے ارادوں اور ساری خوشیوں خواہشوں کو قربان کردیا اور اس کے بدلے میں تو نے وہ پایا جو کسی نے نہیں پایا۔ خاتم النبیین اسی اسماعیل کی نسل میں ہوا اور خاتم الخلفاء اسی خاتم النبیین کی امت میں۔ **اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ**

پھر ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ صدق اور اخلاص کہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہوا اسلم **قَالَ اَسْلَمْتُ** اے ابراہیم تو فرمانبردار ہو جا عرض کیا حضور میں تو فرمانبردار ہوچکا۔ اسلم نہیں کہا اسلمت کہا یعنی اپنا ارادہ رکھا ہی نہیں معاً حکم الٰہی کے ساتھ ہی تعمیل ہوگئی۔ پھر اس اخلاص سے کیا بدلا پایا یہی کہ **ابو الملۃ** ٹھیرا۔ جو کچھ چھوڑا اس سے بڑھ کر ملا۔

اسی طرح **سید الانبیاء** علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات پر غور کرو۔ اہل مکہ نے کہا کہ اگر آپ کو بادشاہ بننے کی آرزو ہے تو ہم تجھکو بادشاہ بنانے کے واسطے طیار ہیں۔ اگر تجھے دولتمند بننے کی خواہش ہے تو دولت جمع کر دیتے ہیں اگر حسین عورت چاہتا ہے تو تامل و مضائقہ نہیں یہ کیا چیزیں تھیں مگر دنیا پرست کی نظر ان سے پرے نہیں جاسکتی تھی اسلیے اسی کو پیش کیا آپنے اسکا کیا جواب دیا؟ یہی کہ اگر سورج اور چاند کو میرے دائیں بائیں رکھدو تو بھی میں اس اشاعت اور تبلیغ سے رک نہیں سکتا + اللہ! اللہ! کسقدر اخلاص ہے اللہ تعالے پر کتنا بڑا ایمان ہے۔ قوم کی مخالفت ان دکھوں اور تکلیفوں کے سمندر میں اپنے آپکو ڈالدینے کے واسطے رہیں کسقدر جوش اور گرمی ہے جو اس انکار سے آنے والی تھیں۔ ان تمام مفاد اور منافع پر ٹھوکر دینے کے لیے کتنی بڑی جرأت ہے جو وہ ایک دنیادار کی حیثیت سے پیش کرتے تھے مگر خدا تعالیٰ کو راضی رکھکر اسکو مانکر اسکے احکام کی عزت وعظمت کو مدنظر رکھکر اس قربانی کا بدلا آپنے کیا پایا؟ وہ پایا جو دنیا میں **کسی ہادی کو نہیں ملا اور نہ ملے گا**

اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ

کی صدا کسکو آئی؟ اور کسنے ہر چیز میں آپکو وہ کوثر عطا کی جسکی نظیر دنیا میں نہیں مل سکتی؟ سوچو! اور غور کرو!!

میں نے مختلف مذاہب کی کتابوں انکے ہادیوں اور بانیوں کے حالات کو پڑھا ہے اسلیے دعویٰ سے کہتا ہوں کہ کوئی قوم اپنے ہادی کے لیے ہر وقت دعائیں نہیں مانگتی ہے مگر مسلمان ہیں کہ دنیا کے ہر حصہ میں ہر وقت ہر آن **اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد وبارک وسلم** کی دعا آپکے لیے کر رہے ہیں جس سے آپ کے اور مراتب ہر آن بڑھ رہے ہیں۔ یہ خیالی اور خوش کن بات نہیں واقعی اسی طرح ہے دنیا کے ہر آباد حصہ میں مسلمان آباد ہیں اور ہر وقت انکی کسی نہ کسی نماز کا وقت ضرور ہوتا ہے جس میں لازمی طور پر **اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ** پڑھا جاتا ہے مقررہ نماز کے علاوہ نوافل پڑھنے والوں کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے۔ اور درود شریف بطور وظائف کے پڑھنے والے بھی کثرت سے۔ اسطرح آپکے مراتب مدارج کا اندازہ اور خیال بھی ناممکن ہے۔ یہ عزت یہ فخر کسی اور ہادی کو دنیا میں حاصل نہیں ہوتا ہے

باقی آیندہ

www.aaiil.org

مختصر نوٹ اور نکات

اسلامی دنیا اسوقت چلا اٹھی ہے کہ اسلام اور مسلمانون پر یہ دن بہت سختی کے ہین - اور مسلمانون اور اسلام کے سنبہالنے کا یہی وقت ہے - اخبارات مین اس قسم کے مضامین کو پڑہ کر ہمین حیرت اور تعجب ہوتا ہے کہ جس حال مین دنیا کے ایک کنارے سے دوسرے سرے تک بالاتفاق یک زبان ہو کر مسلمان پکار رہے ہین کہ اسلام اور مسلمان نازک حالت مین ہین پھر سمجھ مین نہیں آتا کہ اس نازک حالت سے بچانے والے کی تلاش انہین جنون کے درجہ تک کیون نہیں پہونچ گئی اللوا کے لائق اور فاضل ایڈیٹر مصطفےٰ کامل نے پیرس کے ایک مشہور اخبار مین ایک مضمون لکہا اور اس مین ثابت کیا ہے کہ اسوقت اسلام پر نہایت سختی کے دن ہین اور مصر کے ایک مشہور اخبار الظاہر نے سلطان المعظم سے خطاب کر کے لکہا ہے کہ یہی وقت اسلام اور مسلمانون کے سنبہالنے کا ہے گو کیا یہ ضرور نہین اس امر کی داعی نہین ہین کہ انا لہ لحافظون کا وعدہ اب پورا ہو!

مصر کے اخبارات مسلمانون کی اس نازک حالت کو محسوس کر کے سلطان ٹرکی سے امید رکہتے ہین کہ وہ ان کی حالت کو سنبہالنے مگر وہ نہین جانتے کہ ... آسمانی عذاب اور سماوی قضا و قدر کے روکنے کیلئے تقوی اور توبہ اور اعمال صالحہ جیسی اور کوئی چیز قوی تر نہیں ہے مگر افسوس کہ اسکی طرف مسلمانون کو توجہ نہین دلائی جاتی اور جو توجہ دلانے والا ہے اس کی بدگوئی اور اس سے بدظنی پہیلائی جاتی ہے - اسلام کی ترقی کا راز سمجہا جاتا ہے سلطنتون سے اسلام نے شاہانہ جاہ و حشم کے باعث کبہی ترقی نہین کی - ہان یہ سچ ہے کہ حقیقی اسلام نے سچے مسلمانون کو بادشاہ بنا دیا ہے پر اسلام اور مسلمانون کی ترقی کا ذریعہ کسی بادشاہ یا سلطان کو قرار دینا خطرناک غلطی ہے اسلام کی ترقی اور مسلمانون کی فارغ البالی کا راز ہمیشہ وہ وجود رہا ہے جو خدا تعالیٰ سے فرستادہ ہو کر دنیا مین آتا ہے اور اپنی قوت قدسی ... عظیم الشان انقلاب دنیا کی روحانی حالت مین کر دیتا ہے پہر وہی روحانی انقلاب مسلمانون کی اصلاح حالت کا باعث ہوتا ہے ... کرنے کی حاجت نہین - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ... مسلمانون کو کبہی ... نہیں سکتا پہر اسوقت کسی سلطان ... کے سہارے سے اسلام باقی تہا ؟ اسلام کا حافظ ... رحیم ہے اور اسکا مظہر وہ وجود ... تائید یافتہ ہوتا ہے - پس اسلام کی ترقی اور مسلمانون کی حالت کی ...

راز اسی کے دم عیسوی مین ہوتا ہے - اسلئے جو چاہتے ہین کہ اسلام کا بول بالا ہو جو چاہتے ہین کہ مسلمانون کی حالت سنبہلے انہین اس طبیب حاذق کیطرف رجوع کرنا چاہئے ورنہ اسے چھوڑ کر ساری دنیا کی تدابیر و تجاویز کر کے دیکھ لین کامیابی کی صورت ناممکن اور مرض بڑہتا گیا جون جون دوا کی کا مقولہ صادق آئیگا -

---

لاہور کی بائیل بک سوسائٹی نے ایک سالہ ہمین بغرض ریویو دیا ہے جسکا نام انہون نے ابطال مرزا رکہا ہے اور اس کے ٹائٹل پیج پر لکہا ہے مسیح کا آخری خطاب دجال ہے - تعجب کو میری ماتہہ کی ایک بار کہا تاہے - اور تو اس سے بچ کے نہین جا سکتا - ہم انشاء اللہ کوشش کرینگے کہ اس رسالہ پر ریمارک کرین -

لیکن ٹائٹل پیج کا یہ فقرہ ہمکو بہت ہی پسند آیا، حقیقت مین یہ بالکل سچ ہے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہی حربہ اور ضرب سے **مسیح الدجال** کا خاتمہ ہو گیا ہے - تمام پیشگوئیان اس پر آ کر ختم ہو جاتی ہین اور عیسائیون اور مسلمانون کے درمیان یہ مسلم عقیدہ ہو گیا ہے کہ دجال کی آخری اور فیصلہ کن شکست مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کے ہاتھ سے ہونیوالی ہے - اور اب عیسائی دنیا یورپ اور امریکہ مین چلا اٹھی ہے کہ حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد ایدہ اللہ الاحد نے موجودہ تثلیث کے تمام عقائد اور اصولون کا خاتمہ کر دیا ہے - آپ کی تحریرون کو پڑہ لینے کی بعد کوئی دانشمند عیسائی نہین رہ سکتا - یورپ کے اہل الرائے عیسائی اس فکر مین ہین کہ یورپ کو عیسائی رکہنے کیلئے ان کا قومی اور ملکی فرض ہو گیا ہے - کہ وہ حضرت حجۃ اللہ کے تیز قلم سے عیسائی ذریت کو بچائین -

ان دیسی عیسائیون کو ابہی معلوم نہین (یا معلوم تو ہے مگر یہ اس تیر لگنے والے جانور کیطرح کہہ رہے ہین کہ آہا جہوٹ ہے) کہ یورپ اور امریکہ کی عیسائی دنیا مین دجال پاش پاش ہو رہا ہے اور صلیب ٹوٹ رہی ہے - بائبل سوسائٹی کو ریویو کیلئے انتظار کرنا چاہئے

یہی رسالہ جو بغرض ریویو ہمیں دیا گیا ہے اس کے دوسرے صفحہ پر ایک نوٹس لکہا گیا ہے کہ اس رسالہ پر حضرت اقدس کا کوئی مرید قلم نہ اٹھائے - اور کہا ہے کہ اگر تم پیش از وقت بولوگے تو ہم آئندہ تم سے مخاطب ہونا ... اس بات کو خوب یاد رکہنا " سچ ہے صلیب کے پرستار اور مردہ ہڈیون کے پجاری راستی اور صداقت سے کوسون دور جا پڑے ہین - ان مین انصاف اور دیانت سے کام لینا جائز نہیں سمجہا گیا کیون حضرت ایک طرف رسالہ بغرض ریویو پیش کرنا اور دوسری طرف قدم اٹہانے سے روکنا

یہ خالی چالاکی ہے - یہ دیدارے نمائی ... کی - پر عمل ہو رہا ہے - اگر حق اور حقیقت سے غرض ہے تو پہر اس کے کیا معنے کہ کوئی مرید قلم نہ اٹہائے - اس **بزدلی** اور کمزوری کی بہی داد دینی چاہیئے - لیکن بائیل بک سوسائٹی کے ممبر یاد رکہین کہ جب اس رسالہ پر ریویو ہوگا تو انہین معلوم ہو جائیگا کہ واقعی **مسیح موعود**

کے پاس دجال کی ہلاکت کیلئے ایک ہی حربہ کافی ہے

ضرورت امام پر بحث کرتے ہوئے فاضل سیالکوٹی نے لکہا ہے کہ نظام ظاہری کے قیام و بقا کے لئے حکیم خالق نے ایسا ہی کیا ہے اور انسانی فطرت ایسی بنائی گئی ہے کہ کوئی کتنا ہی اپنے تئین دور کھینچے کتنی ہی آزادی چاہے پہر بہی اوسکو ایک حکمران یا سرپرست سے چارہ نہین ہے کوئی کمیٹی کوئی مجلس کوئی کونسل کوئی پارلیمنٹ ایسی نظر نہین پڑتی جسمین ایک امیر مجلس یا پریسیڈنٹ نہو کوئی گہر نہین جس کا انتظام طبعًا و لازمًا اس امر کا مقتضی نہیں ہوتا کہ کوئی ذی اختیار و ذی اقتدار آدمی اس مین سرپرست ہو جو سب کو ایک ضبط مین قائم رکہے اور مختلف خیالات و جذبات کو ایک نظام کر کے ایک سلسلہ انتظامیہ مین منسلک کر دے - غرضیکہ انسانی فطرت کے مطالعہ سے صاف ثابت ہے کہ جسطرح انسان کو انتظام ظاہری کے لئے اس سے بے نیازی نہین کہ وہ ایک خاص حکمران یا سرپرست اپنے لئے مقرر کرے جو متفرق خیالات کو جمع کرے مختلف جذبات کو متحد کرے اس کل کو عمدہ اسلوب اور احسن نظام پر چلائے اسی طرح روحانی حکومت اور باطنی نظام کے لئے بہی ایک خاص فرد ہونا لازمی اور ضروری ہے جسکو ظاہری حاکم یعنے بادشاہ کے مقابل امام کے لقب سے ملقب کیا جاتا ہے -

---

ہمارے عزیز بھائی رحمت علی ہاسپٹل اسسٹنٹ شہید ہوگئے

اللھم یا ارحم الراحمین ارض عنہ وارضہ

کئی دنون سے پیسہ اخبار مین اس خبر کے اشتہار نے شہید مذکور کے دوستون اور رشتہ دارون کو نقل و اندوہ مین رکہا تہا اور وہ امید و بیم کی حالت مین اس خبر کے صدق و کذب کی تحقیق مین مصروف تہے - مگر عادتًا امید کی طرف زیادہ تر میلان تہا -

آج ہمارے عزیز دوست سید جلال صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ ساکن ... کے برادر سالی لینڈ کے خط سے سید کی کمر ہا کل ٹوٹ گئی اور ہمارے دلون کو اس بات پر یقین کرنے کا ناگوار اور تلخ پیالہ پینا پڑا ہے کہ اس ابوم شوم کی دی ہوئی خبر درست تہی -

سید جلال صاحب کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک کانفرنس ملکی درویش کے مقابلے سے شہید ہوئے - جب کہ اس کے زخمون کو ڈریس کر رہے تہے - مفصل کیفیت جو ہمین تفصیل طلب قلوب کی پیاس کو بجہا سکے سید صاحب موصوف خبرون کے مطالع کی تاریکی یا شدت اضطرار سے پیدا ہونے والی جلدی کے سبب تحریر نہین کر سکے - امید ہے کہ ہمارے عزیز سید صاحب جسقدر ممکن ہو سکیگا - ہمارے اس انتظار و اضطراب قلق کے رفع کرنے کیلئے تا بمقدور کوشش کرینگے -

شہید کی زندگی اگرچہ اسقدر مختصر ہے کہ طفولیت اور اٹہتی ہوئی جوانی کے جوشون کے وقت کو اگر اس مین سے منہا کر دیا جائے تو بہت ہی کم وہ حصہ رہ جاتا ہے جسے دنیا کے پر آشوب اور پرفتن اور پر امتحان میدان مین تگاپو کرنیکا وقت کہا جاتا ہے - مگر ۲۲ یا ۲۳ برس کی تہوڑی سی زندگی مین ان سے وہ کام ظہور مین آئے جو بڑی لمبی عمر اور دراز مجاہدون اور ریاضتون کے بعد بہی بہت ہی تہوڑے لوگون کے ہاتہوں سے نکلا کرتے ہین - مرحوم مغفور پرلے درجے کے متقی تہے - انہین جمعیت باطن - سکینت اور ورع اسدرجہ کی حاصل تہی کہ ان سے گہری واقفیت رکہنے والے ان کی ولایت کی صدق دل سے قائل تہے عین آغاز شباب مین جو جذبات اور شہوات کے خوفناک جوشون کا زمانہ ہوتا ہے وہ مشرقی افریقہ مین کئی سال تک رہے - تنخواہ معقول ہوتی آزادی - نہ بزرگون کا سایہ سر پر - نہ اقربا کی رعب ناک تصویر آنکہون کے سامنے - ایسے اوقات اور ایسے میدانون مین جہان بہتون نے جان اور ایمان سے کیسے خالی کر دیئے - جہان اکثر آپ آتشین کی پرزور رو کے آگے نکل کر عدم کے سمندر مین جا پہنچے اور بہتیرے دوسرے رنگون کے فسق و فجور مین مبتلا ہو کر نقد جان و ایمان کہو بیٹہے وہان ہمارے پیارے اور مانوس رحمت علی نے زہد - ورع - تقوی - طہارت اور ایمان باللہ کا وہ نمونہ دکہایا جو ہم سلسلہ احمدیہ کے بزرگ اور مشہور راستبازون اور گذشتہ پاکبازون کے سوا کسی مذہب اور مشرب کے پیروؤن مین نہیں پاتے ان کی پاک اور متقیانہ زندگی کا اس سے زیادہ کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ جہان جہان وہ رہے محض آپکی چال چلن کو دیکہکر بہت سے لوگون نے خدا تعالیٰ کے بہیجے خلیفہ مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کو شناخت کر لیا - یہ بالکل صحیح اور حق بات ہے کہ رحمت علی مصداق آئینہ تہے حضرت مرسل اللہ علیہ السلام کے چہرہ مبارک کے دیدار کیلئے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین

حضرة علیؓ کو کہ ایک دل بھی تیرے ذریعہ سے سدھر جائے تو تجھے سرخ اونٹوں سے بہتر خیال کرنا چاہئے۔ مغفور رحمت علی کے ذریعہ سے بہت سی جانیں اس لعنت ابدی سے بچ گئیں۔ جو مسیح موعود مہدی علیہ السلام کے انکار اور کفر کے سبب نازل ہوتی ہے۔ میری طرف کئی دوستوں نے خطوط میں لکھا ہے کہ رحمت علی کے طفیل سے اللہ تعالیٰ کی یہ رحمت نصیب ہوئی کہ ہم سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو گئے یہ بات صحیح ہے کہ بعض فطرتوں میں اللہ کی طرف سے وہ مادہ جذب رکھا ہوتا ہے جو انبیاء و مامورین کی جبلت میں مفطور ہوتا ہے۔ وہ جہاں ہوتے ہیں۔ اکیلے اور مہجور نہیں رہ سکتے۔ وہ ضرور ایک جماعت بنا لیتے ہیں۔ وہ اس قندیل کی طرح ہوتے ہیں جو موسم برسات میں روشن کی گئی ہے ہزاروں پروانے ادھر ادھر سے اس کے گرد جمع ہو جاتے ہیں ہمارے عزیز مرحوم رحمت علی ایسے لوگوں میں سے ایک تھے۔ ایسی قوت جذب ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں تھی۔ اس مقدس جماعت نے دلوں کو اپنے تقوے کے جذب سے مسخر کیا عجیب بات ہے کہ جس قوم کی سرزمین پر ان کی قاہرانہ اور منصورہ ومظفر تلوار چلی اور ان کے تختوں کو انہوں نے تختہ کر دیا وہی قومیں ان کی راست بازی کی شرح صدر سے قائل اور گرویدہ ہو گئیں۔ یہ ایسی بات ہے کہ دنیا کی دوسری فاتح قوموں کی تاریخ میں نہ جب اس کی نظیر موجود تھی نہ اب ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے۔ اور ہمارے سلسلہ احمدیہ کے منجانب اللہ ہونے کی بین نظیر دلیل ہے کہ اسطرح کی قوت قدسی ہماری جماعت کے اکثر احباب میں پائی جاتی ہے۔ بہتوں نے ان کے ہاتھوں پر ان کی سیرت کے مطالعہ کے بعد اپنی ناپاک زندگی سے توبہ کی اور سچے تائب اور متقی بن گئے۔

خدا تعالیٰ جس قوم کو ترقی دینا چاہتا ہے ان میں ترقی اور ابدی زندگی کے موجبات اور اسباب پیدا کر دیتا ہے بڑا قوی سبب اور موجب جو درحقیقت تمام مختلف اسباب کا محور ہے تقوے ہے۔ اس کی پہلی برگزیدہ جماعت کو جسے خدا نے دنیا کیلئے اسوہ بنانا تھا اپنی بزرگ کتاب میں بار بار یہی فرمایا کہ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون۔ تمام قرآن شریف تقوی کی تاکید سے بھرا ہوا ہے۔ آخرکار وہ تقوی ہی کی بدولت ان تمام دشمنوں پر غالب آ گئے جو اپنی بدکاریوں اور ریاکاریوں کی بدولت خدا تعالیٰ کی نظر میں مقہور اور مغضوب ہو چکے تھے۔ آج ہمارے زمانہ میں بھی خدا تعالیٰ نے مرسل اور نبی کو صلوات اللہ علیہ وسلامہ بھیجا وہ بھی ہمیں ہے کہ اپنی جماعت کو تقوے ... اور تقوے کی تاکید کرے اس لئے کہ میرا مبارک وعدہ۔ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ تقوی کی شرط سے مشروط ہے۔

ہماری جماعت کے نوجوانوں کے لئے ڈاکٹر رحمت علی شہید زندہ سبق چھوڑ گئے ہیں۔ خدا تعالیٰ منہ کی چالاکیوں اور لفاظیوں کا شیدا و شیفتہ نہیں ہوتا اس کی لطیف نگاہ دلوں کی تہ تک جاتی ہے۔ ہر شخص کو چاہئے کہ اس کا دل اس جان گداز فکر سے خالی نہ ہو کہ اب تک اس نے تقوے طہارت سے کہاں تک حصہ لیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کے انفاس کو کہاں تک قوۃ قدسی اور پاک جذب سے بہرہ مند فرمایا ہے۔ وہ اس غم سے پگھلتے رہیں کہ کب وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے شہداء علی الناس اور خیر امت ہونے کے مستحق ہوں گے اور کب وہ وقت ہو گا کہ اپنی زندگی میں اپنے کانوں سے رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کی شیریں آواز سن لیں گے مومن جوانمرد عالی ہمت ہوتا ہے۔ چھلکے پر قناعت کرنا اور محض خشک لفظوں پر ناز کرنا پست ہمت محجوبوں کا کام ہے۔

اب میں چاہتا ہوں کہ پیارے رحمت علی کا آخری خط جو میرے نام آیا شائع کروں اس سے ان کے اخلاص اور توجہ کا ثبوت ملتا ہے جو انہیں خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ کی شاخوں کی طرف تھی اور نیز یہ خط ان کی آخری یادگار کی حیثیت میں فرقت زدہ دلوں کی تسکین کا موجب ہو گا اس کے بعد دوسرا خط سید جلال صاحب کا ہے جس میں وہ شہید کی طرز شہادت اور سیرت پر گفتگو کرتے اور چاہتے ہیں کہ انہیں خدا تعالیٰ حضرت شہید کی سیرت سے حصہ بخشے میں بھی دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے نوجوان سید صاحب کی دعا اور آواز کو سنے اور آرزو کو پورا کرے۔

آخر میں میں صدق دل سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ رحمت علی کی والدہ ضعیفہ اور ان کے بھائی اور دوسرے رشتہ داروں کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔

(آمین) عاجز عبدالکریم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مخدوم مکرم بندہ حضرت مولوی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کل الحکم کے ذریعہ مدرسہ کے متعلق حضرۃ رسالت مآب کا حکم عالی پہنچا جس کے پڑھنے سے بدن کانپ اٹھا۔ میں بھی ان بدبختوں میں سے ہوں جو بسبب چند مشکلات (جن کا اندازہ وہی کر سکتا ہے جو یہاں آکر دیکھے) اپنا مقرر کردہ ماہوار چندہ برابر نہیں بھیجتا رہا اس لئے حضور کی خدمت عالی میں یہی عرض ہے کہ جناب اس نابکار کو براہ مہربانی اطلاع بخشیں کہ سکول و کالج میں سنہ ۱۹۰۱ء و سنہ ۱۹۰۲ء میں میری طرف سے کس قدر روپیہ پہنچا ہے تاکہ جو کمی ہو وہ جس وقت موقعہ ملے پوری کر سکوں۔ میری طرف سے پانچ روپیہ ماہوار کے حساب سے دو سال میں ایک سو بیس روپیہ ہونے چاہئیں۔ میں وقتاً فوقتاً کچھ روپیہ بھیجتا رہا ہوں جس کا حساب میرے پاس نہیں اس لئے آپ اگر حساب سے اطلاع بخش سکیں تو ایک سو بیس میں سے جو کمی ہو وہ پوری کر دی جاوے۔

آخر دسمبر میں پھر لڑائی پر جانا ہے اس دفعہ ایک سخت فیصلہ کن جنگ کی امید ہے ملا یہاں سے نزدیک قریباً کئی ہزار تن کے ہمراہ پڑا ہے۔

خاکسار رحمت علی ۲۲ دسمبر سنہ ۱۹۰۳ء

مذکورہ بالا خط مرحوم کی طرف سے مولوی عبدالکریم صاحب کے نام تھا۔

ذیل کا خط سید جلال صاحب کی طرف سے مولوی صاحب موصوف کے نام ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مٹے نامیوں کے نشان کیسے کیسے

مخدومی ومعظمی جناب مولانا مولوی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس جانگداز جگرپاش واقعہ کو تحریر میں لاکر قلم آگے تحریر کو یاری نہیں دیتی ہر لفظ پر قلم رکتی ہے۔ اور آنسو آنکھوں سے جاری ہیں وہ خبر یہ ہے کہ ...... ڈاکٹروں نے تحریر فرمایا ہے کہ ڈاکٹر رحمت علی صاحب خدا مغفرۃ کرے مورخہ ۱۰ جنوری کی لڑائی میں جبکہ وہ دشمنوں کے زخموں کو بطور ہمدردی ڈریس کر رہے تھے۔ ایک ظالم مجروح نے ایک بھالہ ان کی چھاتی میں گھسو دیا اور اس طرح سے ہم نونہال احمدی اور مولی کو ہم سے جدا کر ڈالا ہے۔ ڈاکٹر رحمت علی کو شاید جماعت احمدی کے کل بھائی جانتے ہیں۔ چنانچہ جماعت افریقہ تو ان کو ماں باپ کے تعلق سے بھی زیادہ عزیز جانتے تھے۔ کیونکہ اس دور خطہ میں انہوں نے ہی پہلے ہماری احمدی جماعت کا بیج بویا۔ یہاں پر انہی کی طفیل سے جماعت احمدی کھڑی ہوئی ان کی بردباری حلیم مزاجی خشیت اللہ وزہد ہر ایک ان سے سن آدمیوں کے لئے ایک نمونہ تھی۔ باوجود اتنی تکالیف لڑائی کے وہ اپنے آقا کے حکم بجا لانے اور خطوط کا جواب دینے اور اپنے حکم خدا کے بجا لانے میں کبھی طبیعت میں کسل نہ لاتے تھے۔

وہ شخص خدا سے توم تھا اور اس کے دل میں تمنا تھی کہ کوئی وقت اسلام کا بول بالا دیکھے جس کا بیج بذریعہ میگزین اب بویا گیا تھا لیکن افسوس کہ انکی عمر نے وفا نہ کی اور تمام امیدیں سینہ میں رہ گئے۔ خدا ان کو غریق رحمت فرما دے از ان کے عزیز و اقربا اور جماعت احمدی کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ یہ بھی شہزادہ عبداللطیف کی طرح شہید ہوئے کیونکہ دشمن کے زخموں کو بطور ہمدردی اسلامی ڈریس کرنے لگے اور مارے گئے۔

میں کل جماعت احمدی کی خدمتیں عموماً اور حضور اقدس اپنے آقا مہدی و مسیح عم کی خدمت میں خصوصاً ملتمس ہوں کہ ان کی نماز جنازہ پڑھی جاوے یہاں پر ہم پڑھ ہی گئے اور دعا کر رہے گئے۔

میں اپنے آقا سے ملتمس ہوں کہ کوئی دعا فرماویں کہ ظالم ملا کا خاتمہ ہو جس نے ایسی قیمتی جان کو تلف کیا ہے۔

نیز ان کے جملہ اسباب وصندوق میرے پاس ہیں۔ اور کتب بھی میرے پاس موجود ہیں۔ براہ مہربانی ان کے بھائی صاحب اور ان کے ورثا سے دریافت کیا جائے کہ ان کی بابت کیا کروں میں انشاء اللہ تعالیٰ بشرط زندگی ایک سال بعد واپس آؤں گا۔ اگر کہیں تو ہمراہ لے آؤں۔ یا کچھ اور بندوبست کروں۔ ملتمس ہوں کہ بذریعہ اخبار البدر والحکم مطلع کیا جاوے۔ کل خط وکتابت بندہ کے نام پر ہو۔

راقم سید جلال ہاسپٹل اسسٹنٹ سول ہسپتال بربرا

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

مکرمی معظمی جناب اخویم محمد افضل صاحب ایڈیٹر البدر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

میں بھائی رحمت علی مرحوم کی وفات کی متوحش جانگداز خبر نہایت رنج والم کی حالت میں آپ کو پہنچاتا ہوں۔ کاش کہ اس کی بجائے اور خبر پہنچانی اتفاق ہوتا۔ وہ نوجوان واقعی نور قلب سے معمور دین کا سخت دلسوز اور جان توڑ کوشش کرنے والا تھا۔ ان کے حسن اکرام کو کہاں تک بیان کروں کسی کے قرضہ میں بطور ہمدردی ہاتھ بٹانے میں شریک تھے کسی کے نام اخبار جاری کرانے کتب دینے کسی کو نقد روپے دینے میں۔ کسی سے جوانمردانہ بحث کرنے میں اور جس جگہ گئے ہر دلعزیزی پیدا کی یہاں تک ان کا اندرونی تقوے مشہور تھا۔ کہ سپاہی اکثر نماز کے پابند ہیں لیکن ان کو انہوں نے ملا کا لقب .... انہی ان لڑائی کی تکالیف میں نماز کی پابندی کی وجہ سے دے رکھا تھا اور وہ سپاہیوں میں اسی نام سے مشہور تھے ایک دفعہ ان کے افسر کپتان ڈاکٹر ناسکلے نے ایک دفعہ ان کو کہا کہ اگر ہم اتنی عبادت کریں تو بہشت میں جانے کیلئے خدا کی اجازت بھی نہ مانگیں وہ اکثر صاحب کشف بھی تھے عموماً پہلے سے انکو سچی خوابیں آ جاتی تھیں بسا اوقات انہوں نے پہلے سے کہہ دیا تھا کہ یہ امر مجھ کو خواب میں ایسا دکھایا گیا۔ وہ ایسا ہی ہوتا تھا۔ ابھی قریب کا ذکر ہے شاید ان کی وفات سے کوئی ۱۵ یوم پہلے کہ مجھ کو لکھا کہ تمہارے گھر میں میں نے خواب میں لڑکا کو گھر میں کھلا رہا ہے چنانچہ اس کے چند یوم بعد ایسا ہی ہوا کہ محمد غفر

www.aaiil.org

۳ جنوری کو میرے ہان لڑکی پیدا ہوئی اور مین نے اونکو خبر بھی بھیجی لیکن مجھکو معلوم نہین کہ وہ خط اون کو ملا یا نہیں۔ کیونکہ ان کی شہادت ۵ دار جنوری کو ہوئی۔

ماشاء اللہ مرنے کے پہلے بھی خلق اللہ سے ہمدردی کا ثبوت دے گئے کہ دشمن یعنے ملاکو زخموں کو ڈرس کرنے لگے اسی مردود مجروح نے اپنا بہالاان کو زور سے مارا کہ فوراً شہید ہو گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ خدا ان کو غریق رحمت کرے۔ اور ظالم کو جزا ئے بد دے۔ یہان کل افریقہ میں جماعت احمدی کی ان نے ہی تخم ریزی کی ہے وہ ہمارے سن کی قلیل جماعت کا سرتاج اب ہم بے سروپا ہو گئے۔

زیادہ تحریر کرنے مین دل منہ کو آتا ہے مین نہین جانتا کہ آپ لوگون کو اور ان کے قریبی رشتہ دارون کو اور ان کی بیوہ شدہ کو کیا رنج پہونچیگا۔ اور کس طرح سے اس صدمہ کو برداشت کر سکین گے۔ آپ سبکو بذریعہ اخبار وملاقات تسلی دین۔ مین نے قبل ازین ایک خط مختصر جلدی مین اطلاعی طور پر مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کو لکہا ہے۔ ان کا تمام اسباب مالٹو بکس کتابین وغیرہ سب میرے پاس پڑی ہیں بذریعہ اخبار مشتہر فرمادین کہ میں ان کے جملہ اسباب کی بابت کیا تجویز کرون سب خط وکتابت میرے نام پر ہو۔ حضرت اقدس کی خدمت مین یہ التماس عرض فرمادین کہ دعا فرماوین کہ ہم سے کوئی صاحب اس قابل ہو جاوے کہ ان کیطرح دوسرون کیلیئے زندہ نمونہ ہو سکے۔ بندہ سخت گنہگار ہے اور خواہان ہے کہ خاص توجہ سے بندہ کے حق میں دعا فرماوین ابھی تک نماز بھی درست نہین پڑہی۔

ہان مذہبی دلسوزی کا مادہ ہے اور مین جانتا ہون کہ نجات ابدی کے واسطے یہ فائدہ نہیں دے سکتا۔ بہرکیف مجھکو اپنی عافیت کے بخیر ہونے کیلیئے حضرت اقدس مسیح ومہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کی ازحد ضرورت ہے۔

مین اپنے گناہوں کی شرم کے سبب خود خط نہیں لکہہ سکتا۔ آپ خود مہربانی کرکے مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سے ذکر فرمادین کہ کسی طرح بندہ مرحوم کیطرح نور قلب سے ملو ہو جاوے۔

سب اصحاب احمدی کی خدمت میں سلام اور باقی اصحاب احمدی جو لڑائی میں شامل ہین ان کی خیر عافیت کے لیے دعا کیجاوے۔

احقر سید جلال احمدی ہاسپٹل اسسٹنٹ انچارج ڈسپنسری بمبرا ساما لینڈ بربرا۔

(از البدر)

حضرت مسیح موعود اور پاینیر

(نمبر ۱۴)

گذشتہ مین نمبرون مین ہم نے ثابت کر دکہایا ہی کہ پاینیر کا یہ کہنا کہ یہان ذرا سی بہی مذہبی تحریک ایسی ہے جیسے بہس مین چنگاری بالکل عیسائی مشنریون کے حسب حال ہے اور اس کے سچے مصداق بہی یسوعی لیلے ہین ہم نے واقعات کی بنا پر عیسائی مصنفوں کی تحریرون اور سب بڑھکر خود پاینیر ہی کے کالمون سے اس بات کو ثابت کیا ہے۔ اس کے بعد پاینیر لکہتا ہے۔

"کہ یہ بات صرف سرحد اور دو یا خاص لوگون ہی مین نہیں پائی جاتی بلکہ عام ہے سوڈان صومالی۔ اور سرحدی فرقون کی زندہ مثالین موجود ہین"

پاینیر اس فقرہ سے بہی یہی ثابت کرنا چاہتا ہے کہ مذہبی تحریک ہی ان شورشون اور شوریدہ پشتیون کا باعث ہوتی ہے جو آئے دن سرحد پر ہوتے رہتے ہیں یا سوڈان یا سمالی لینڈ مین جنکا ظہور ہوا ہے۔

ہم اس بات کے ماننے کے واسطے طیار نہیں ہین کہ **حقیقی** مذہب کی تحریک سے ایسا ہوتا ہی بلکہ ایک غلط فہمی اور غلط کاری ہے جو ان شورشون کی تہ میں کام کرتی ہے اور جہانتک ہمارا خیال ہے ہم اس کے بانی اور باعث بہی ان مشنریوں کو ہی سمجہتے ہیں اور ہم کو اس امر کے اعتراف سے بہی کوئی شرم نہیں کہ بعض نادان اور خام خیال ملاؤن نے بہی اصول مذہب کی ناواقفی کی وجہ سے **جہاد** کو صحیح اور جائز قرار دے رکہا ہے۔ یہ ایک غلطی ہے جو عام مسلمانون مین پہیلی ہوئی ہے اور اسی کی اصلاح کیلئے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا مین آیا ہے تاکہ وہ امن اور صلحکاری کا سفید جہنڈا بلند کرے۔

اس میں کوئی کلام نہیں کہ سرحد پر خیالات **خام جہاد** کے پہیلے ہوئے ہیں اور وہ مذہب کی آڑ میں خون ناحق کے مرتکب ہوتے ہیں۔ مگر ہر خون ناحق کے بعض نادان **مولوی** اور مفتری **مشنری** ذمہ وار ہیں + جاہل مولویوں نے جہاد کی حقیقی فلاسفی کو نہیں سمجہا اور عام لوٹ مار اور قتل انسان کا نام جہاد رکھ لیا۔ انھوں نے تو جہاد کا مفہوم غلط سمجہا۔ برخلاف ان کے پادریوں نے سرحدی جاہلوں اور تندخو لوگونکو برافروختہ کر دیا۔ کیونکہ انھوں نے جہاں ایکطرف فارسی واردو اور پشتو میں ہزاروں کتابیں رسالے اور اشتہار اسلام کے خلاف شائع کیے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین کی اور قرآن کریم پر حملے کیے وہاں انھوں نے اسلام پر اعتراض کرتے ہوئے بعض رسالوں میں جو پنجاب وہندوستان اور سرحدی علاقوں میں شائع کیے گئے) یہ بھی شائع کیا کہ اسلام تلوار کے ذریعہ سے پہیلا ہے اور تلوار چلانے ہی کا نام اسلام ہے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ان سرحدی شوریدہ پشت دیوانوں نے **جہاد** کی دوگونا ہیں یا لین مولویوں کی غلط فہمی اور پادریونکا افترا اور اس سے ان کے جوش بڑھ گئے اور لسنے وہ حرکات سرزد ہوئیں جو اب اسلام پر بدنما داغ لگانے کے لیے مخالف پیش کرتے ہیں۔ پس ہم اس امر کو تو تسلیم کرتے ہیں کہ ان غلط خیالات کی اشاعت سے سرحد کے پرجوش دیوانوں پر بڑا اثر پڑ لیا اور بارہا ملک کی حالت امن مخدوش حالت ہونے کی قریب پہنچی ہے۔ لیکن ہم یہ ماننے کو طیار نہیں ہیں کہ مذہبی تحریک اسکی محرک ہے بلکہ اسکے ذمہ وار

یا تو مبدء ملا ہیں اور یا مفتری مشنری

اور ملک میں امن اور صلاحیت کے خیال کو پیدا کرنے کے لیے **گورنمنٹ** کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ پادریوں کی ان تمام اور ناپاک اور بیہودہ اور بیفائدہ تصنیفات کے ذخیرہ کو تلف کر دے جس میں یہ لکہا ہوا ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پہیلایا گیا ہے اور **پاینیر** کو چاہیئے بجائے اسکے کہ مذہبی تحریک کو اسکا ذمہ وار قرار دے مشنریونکو اسکا ذمہ وار قرار دے اور اسکو پر زور آرٹکلوں میں گورنمنٹ کو متوجہ کرنا چاہیے کہ یہی لوگ ہیں جو غلط اور بیہودہ اعتراض کر کے مسلمانوں کے دلونکو رنج پہونچاتے اور انکو جہاد کی یاد دہانی کرتے کراتے ہیں

یہ ہمارا اپنا ہی خیال اور رائے نہیں ہے بلکہ اس رائے کو ہندوؤں کے علاوہ بعض متین عیسائیوں نے بھی قبول کیا ہے چنانچہ ذیل میں ہم بعض معزز ہندو وسکھ اور عیسائی اخبارونکی رائیں پادریوں کی بعض تصنیفات پر درج کرتے ہیں۔ جو ہمارے لائق **پاینیر بہادر** کے غور سے پڑھنے کے قابل ہیں اور وہ یہ ہیں

رائے ہندو پرکاش امرتسر وآفتاب پنجاب لاہور کہ ان دونوں اخبارو کے مالک اہل ہنود ہیں۔

چونکہ پادری عماد الدین صاحب امرتسر میں پادری کا کام کرتے ہیں وہیں کے اخبار ہندو پرکاش جلد ۲ نمبر ۴ مطبوعہ ۱۲ اکتوبر ۱۸۸۲ء صفحہ ۱۰ و ۱۱ میں جو امرتسر کے اہل ہنود کیطرف سے جاری ہے لکہا ہے کہ پادری عماد الدین امرتسری کی تصنیفات تاریخ محمدی وغیرہ (وغیرہ سے مراد ہدایت المسلمین) کچہ اس کتاب سے سفورش انگیزی میں کمتر نہیں کہ جس نے بمبئی کے مسلمانوں اور پارسیوں کے صدہا سالہ اتفاق اور محبت کو نفاق اور عداوت سے مبدل کر دیا اور دونونکو یک لخت ہلاکت کا منہ دکھایا یہاں پادری صاحب کی تصانیف یعنی تاریخ محمدی. اور ہدایت المسلمین اور تفسیر مکاشفات امن عامہ کے خلل اندازی میں کس لیے ناکام رہیں پنجابی مسلمان مفلس کم ہمت اور اکثر جاہل ہیں یا وہ انکو سمجہتے نہیں اور صرف مسلمانوں کا انگریزی گورنمنٹ سے دل پہاڑنے کی علت غائی پر تصنیف کی گئی ہیں اگر بفرض محال وہ سارے الزامات سچے بھی سمجھے جائیں تاہم بیچارے پادری صاحب کے کام تعزیرات ہند کی دفعہ ۲۹۴ کے اعتراض سے محفوظ نہیں کیونکہ اسمیں ہر ایسے فعل کا رفاہ عام کی بابت سے ہو تا مستثنی کے لیے مشروط ہے۔ مندرجہ بالا فقرے ہم نے اخبار آفتاب پنجاب جلد ۲ نمبر ۲۹ سے انتخاب کیے ہیں جس بنا پر اخبار مذکور کے اڈیٹر صاحب نے وہ تمام مضمون لکہا ہے ہم اُس سے صرف مقتبس فقرون کی نسبت اپنا اتفاق ظاہر کرتے ہیں اور جو شکایت صاحب موصوف پادری عماد الدین کی تصنیفات کے بارہ میں کرتے ہیں بلحاظ ملکی مصلحتوں کے ہم اتنا زیادہ کہتے ہیں کہ انکی تصانیف سے جسکا حوالہ اوپر درج ہے **بلاشبہ امن میں خلل پڑ سکتا ہے** اور وہ کچہ عجیب ڈھنگ سے مرتب ہوئے ہیں کہ جنکو فی الجملہ **شرارت انگیز بلکہ شرر خیز کہنا ذرا بھی غیر حق بات نہیں**

ایسے ایسے ملکی شور وشر کے حق میں جو اس قسم کی کتابوں سے پیدا ہوتا ہے بقول وقائع نگار موصوف کے سرکار کیطرف سے مناسب انتظام لابد ہے۔ ہم بتلا سکتے ہیں کہ دانشمند گورنمنٹ نے اسطرح کے معاملات میں دخل دیا ہے چنانچہ اسی ہندوستان کے اندر لارڈ ولزلے صاحب سابق گورنر جنرل نے ۱۸۰۲ء میں ہندوؤں کی رسم جل پرواکو حکماً بند کر دیا اور ۱۸۲۹ء کے اندر لارڈ ولیم بنٹنگ صاحب گورنر جنرل نے ستی کی قدیم رسم کو قانون مرتب کرکے موقوف کروا دیا۔ گورنمنٹ اسبات کو معلوم کرلے کہ کیوں ہندوستان کے مسیحی مصنفوں میں سے تمام لوگ پادری عماد الدین کو ہی انگشت نما کرتے ہیں اسکی یہ وجہ ہے کہ وہ بھی یہی چاہتا ہے کہ میری تالیفات سے

عام لوگ مذہبی ولولہ میں آکر اور حرارت سے مغلوب ہو کر بے ادائیاں کریں اور سرکار میں مفسد شمار ہو جاویں۔ ہم نے سُنا ہے کہ پنجاب

ٹریکٹ سوسائٹی کی پبلشنگ کمیٹی نے شورش انگیز کتاب کے دوسرے حصہ کو اسی وجہ سے

www.aaiil.org

...منظور کیا ہے کہ اس میں پہلے حصہ سے زیادہ ...کون باتیں درج ہیں اگر یہ بات سچ ہے تو ...نے خوب کہا " انتہیٰ شائع ہوئی عبارت ...نمبر پرکاش کی۔

...ی صاحبوں کے شمس الاخبار لکھنؤ

...مطبوعہ مرکنٹائل پریس ۵۔ اکتوبر ۱۹۰۲ء ...نمبر ۱ جلد ۷ باہتمام پادری کریون صاحب ...صفحہ ۹ میں لکھا ہے کہ نیاز نامہ جس کے ...بنت صفدر علی صاحب بہادر سی کیٹر اسسٹنٹ کمشنر ضلع ساگر ملک متوسطہ ...ہیں عماد الدین کی تصنیفات کی مانند لغو ...ہیں کہ جس میں گالیاں لکھی ہوئی ہیں اور

اگر سنہ ۱۸۵۷ء کے مانند پھر غدر ہوا ...ہی شخص کی بدزبانیوں او ...بیہودگیوں سے ہوگا۔ جب

...کیا ہر پندرہ روپے کو بھی کوئی نہ پوچھے اور ...شن میں ۷۰ ستر روپے ماہواری اور کوٹھی ...میں کے احاطہ کے اندر چاہیں تو تیل نکالنے ...کو ملو بھی بنالیں۔ ایسے لالچیوں کو کیا کہنا چاہیے۔ انتہیٰ۔ (باقی آئندہ)

مسئلہ جہاد پر گفتگو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علے رسولہ الکریم

حضرت مسیح موعود امام زمان علیہ السلام کی مخالفت جو اکثر نافہم مسلمان کر رہے ہیں اسکی سب سے بڑی وجہ یہی ہے کہ حضرت اقدس اُن کے خیالی جہاد کی مخالفت میں اپنی تعلیم بیان کرتے ہیں۔ حضرت جری اللہ فے حلل الانبیاء کی فطرت میں گورنمنٹ برطانیہ کی خیر خواہی اور وفاداری موجود ہے اور انھوں نے کوئی ایک بھی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا جبکہ انھوں نے جہاد کی اس غلط فہمی کو دور کرنے کی کوشش نہ کی ہو جو مسلمانوں کی بدقسمتی سے بعض پُرانے فیشن کے علماء کے دل میں بیٹھی ہوئی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ حضرت اقدس نے اپنی تعلیم اور شرائط بیعت میں گورنمنٹ برطانیہ کی وفاداری کو شامل کیا ہے گورنمنٹ برطانیہ سے جہاد کا خیال بھی ایک ناقابل عفو گناہ ہے اور ہم اپنے ہادی کی تعلیم کے مطابق گورنمنٹ برطانیہ کو اولوالامر میں داخل کرتے ہیں اور اسلئے اولوالامر کی اطاعت بھی خدا کا حکم سمجھکر کرتے ہیں۔ بیشک یہ گورنمنٹ اسی قابل ہے کہ اسکو ہم سچا نیہ مہربان والدہ کے خیال کریں۔ ہمارا جان و مال ہماری عزتیں خدا تعالیٰ نے اس محسن گورنمنٹ کے ذریعہ محفوظ کردی ہیں اور ہمیں آزادی بخشی کہ ہم ان سچی اور پاک صداقتوں کو جو ہمارا امام لیکر آیا ہے مشتہر کرسکیں اور محض اس گورنمنٹ کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے ہمکو ان درندہ طبع لوگوں سے بچایا جو ہمارا خون حلال جانتے ہیں اور ہمارے مال و اسباب تک کو چھین لینے میں ثواب سمجھتے ہیں۔ میں آج جہاد پر گفتگو کروں گا کیونکہ ہمارا فرض ہے کہ اس غلط فہمی کو جو اکثر مسلمانوں میں پھیلی ہوئی ہے ہمیشہ دور کرتا رہوں اور گورنمنٹ برطانیہ کی سچی خیر خواہی لوگوں کے دلوں میں بٹھاؤں۔ میں جہاد پر پوری بحث کروں گا جس سے معلوم ہوجائے گا کہ ہرگز ہرگز گورنمنٹ برطانیہ سے جہاد کا خیال دل میں نہیں لانا چاہیے

اے مسلمانو تم گورنمنٹ برطانیہ سے کیوں جہاد کرو؟ کیا اولوالامر اور مہربان ماں سے بھی جہاد جائز ہے؟ کیا تم خدا کے اُن احسانوں کو بھی بھول گئے جو اُس نے گورنمنٹ برطانیہ کے ذریعہ سے تم پر کیے ہیں؟ پنجاب کی کیا حالت تھی وہاں کے مسلمانوں کو خدا نے کس کے ذریعہ سے آزادی دلوائی؟ مرہٹوں کی سختی اور ظلم سے کسکے ذریعہ چھٹکارا ملا۔ یہ موجودہ مذہبی آزادی تمھیں کس سے ملی؟ کیا تم ان احسانوں کو اتنا جلد بھول جاؤگے! افسوس ایسی حالت میں جہاد کا خیال شرم! شرم!! شرم!!! اور مسیح موعود کو تو ایسے وقت میں آنا ہی تھا کہ جہاد کرنے کی ضرورت ہی نہ ہووے۔ جب ہی تو ایسی گورنمنٹ کے سایۂ عاطفت میں ہم مسلمانوں کو پیدا کیا اور یہیں مسیح موعود بھی مبعوث ہوئے

میرے مخالفو! تم یہ کیا کہتے ہو کہ مسیح موعود جہاد کیوں نہیں کرتا؟ وہ جہاد کرے تو کس سے کرے؟ میں تو کوئی وجہ نہیں پاتا کہ جس سے مسیح موعود کو کسی سے عموماً اور گورنمنٹ برطانیہ سے خصوصاً جہاد کرنا ضروری ہو۔ بلکہ اگر وہ جہاد کرنے کا خیال بھی کریں تو وہ گنہگار ہوں گے کیونکہ حدیث میں اُن کے لیے یضع الحرب وغیرہ وغیرہ آچکا ہے۔ کیا یہ ضروری ہے کہ ماموریں اللہ وحشیوں کی طرح بغیر وجہ لڑتا پھرے اور آخر مارا جائے یا فتحمند ہو؟ بھائیو! اسلامی جہاد کا حکم بلاوجہ نہیں ہوا بلکہ جب ہزاروں طرح کی تکلیفیں آنحضرت کو اور مسلمانوں کو پہونچ چکی تھیں تو محض امن قائم کرنے کیلیے مسلمانوں کو تلوار اُٹھانے کا حکم ہوا تھا تو کیا اس گورنمنٹ برطانیہ نے امن قائم رکھنے میں کسی طرح کی کسر باقی رکھی ہے جو مسیح موعود یا کسی مسلمان کو جہاد کا اعلان دینے کی ضرورت پیش آتی ہے؟

ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ اس گورنمنٹ نے امن کا وہ نمونہ دکھلایا ہے کہ جسکی مثال ابتدائے دنیا سے آجتک ملنا مشکل ہے اور نہ اس سے بڑھ کر امن کی حالت عقل تجویز کرسکتی ہے۔ تو پھر کوئی دیوانہ ہوا ہے جو جہاد کرنے کے لیے اُٹھے۔ اور اگر یہ کہو کہ اسلام پھیلانے کے لیے تو یہ ناجائز ہے اس سے لازم آتا ہے کہ اسلام میں بزور شمشیر مذہب منوانا جائز ہے اور یہ محض جھوٹا الزام ہے۔ اور ہمکو ایسی باتوں سے بچنا چاہیے۔ اسلام میں ہرگز ہرگز زبردستی مذہب پھیلانے کا حکم نہیں ہے۔ سنو! اور غور سے سنو۔

(۱) اگر اسلام میں بزور شمشیر زبردستی مذہب منوانے کا حکم ہوتا تو خدا یہ فرماتا کہ "دین میں زبردستی نہیں" اور یہ کہ "تو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا فروں پر جبر کرنے والا نہیں" اور یہ کہ "خدا کے راستہ پر حکمت اور وعظ اور اچھی نصیحت سے بلا" یہ نہیں کہ زبردستی بزور شمشیر اور یہ کہ "تو اُن پر کڑوڑا نہیں" اور "تجھکو سوائے حکم کے پہونچا دینے کے اور کوئی کام نہیں"۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ اسلام میں زبردستی مذہب منوانے کا حکم نہیں۔ اگر حکم ہوتا تو خدا اسکے خلاف کیوں فرماتا۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ یہ مکہ میں مصلحت وقت کے لیے حکم ہوا تھا لیکن جب آپ مدینہ میں آئے تو یہ حکم جاتا رہا اور قتال کا حکم آیا۔ اس سے بڑھ کر اسلام پر اتہام نہیں ہوسکتا۔ خدا کا حکم نہ ہوا کسی دھوکے باز گورنمنٹ کی پالیسی ہوئی یا تمھارے جیسے کجرو کے دل کا کھوٹ کہ جب مکہ میں کمزوری دیکھی تو یہ پٹی پڑھائی کہ نہیں میں لڑائی نہیں چاہتا میں صلح کے ذریعہ سے اسلام پھیلاتا ہوں اور اسلام میں زبردستی نہیں (اور دل میں یہ تھا کہ اچھا یارو ذرا مدینہ تو جانے دو پھر دیکھنا میں تمھاری کیسی خبر لیتا ہوں) اور جب مدینہ آئے تو سارے قول و قرار بھول گئے اور لگے مار دھاڑ کرنے کہ مسلمان ہوجاؤ نہیں تو تمھاری جان اور عزت کی خیر نہیں۔ خیر اس کا بھی جواب دیتا ہوں غور سے دیکھو اور غور کرو۔

اول تو یہ کہ اُنھیں سورتوں میں سے جن کی آیتوں کا ترجمہ میں نے لکھا ہے سورۃ یونس اور سورہ بقرہ ہجرت کے بعد مدینہ میں نازل ہوئیں جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بخوبی قوت ہوگئی تھی۔ اُنھیں سورتوں میں حکم ہے "وَمَا عَلَى الرَّسُولِ اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ" ترجمہ اور پیغمبر کا حکم پہونچا دینے کے سوا اور کچھ بھی نہیں (سورۂ نور) اور لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْن دین کے باب میں کسی قسم کی زبردستی نہیں (سورۂ بقرہ) اور لگے ہاتھوں اسکا شان نزول بھی دیکھلو۔

شام سے ایک عیسائی پادری مدینہ میں آیا اور ایک صحابی کے دو لڑکے اُس کی صحبت میں آنے جانے لگے آخر وہ عیسائی دونوں لڑکوں کو بہکا کر شام کو لیگیا۔ اُن صحابی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پوچھا کہ اگر حکم ہو تو میں اُن لڑکوں کو زبردستی واپس لے آؤں تو یہ آیت اُتری لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْن۔ اب کہو اس سے بڑھ کر اور کیا آزادی مذہب کی دلیل ہوگی کہ مسلمانوں کے لڑکے عیسائی ہوجائیں اور اُس کا باپ اُنکو لانے کی اجازت چاہے اور خدا فرماوے کہ لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْن۔

مخالفو! دیکھو اسکو بھی اپنے منافقانہ خیال سے پالیسی نہ بنا دینا وَاتَّقُوا اللّٰہ

دوسرے یہ کہ خدا کے احکام جو بطور اصل اصول کے نازل ہوئے ہیں وہ جگہ کی تبدیلی یا قوت اور ضعف کی وجہ سے تبدیل نہیں ہوسکتے۔ خدا کا حکم یہ ہے کہ زبردستی کسیکو مسلمان نہیں کیا جاسکتا پس جب آنحضرت مکہ میں تھے اُسوقت بھی کوئی شخص زبردستی مسلمان نہیں ہوسکتا تھا اور جب آپ مدینہ میں تشریف لائے تو لڑائی کا حکم ہوا مگر وہ لڑائیاں لوگوں کو زبردستی سے اور ہتھیاروں کے زور سے مسلمان کرنے کے لیے نہ تھیں بلکہ امن قائم کرنے کے لیے تھیں جنکو ہم آگے چلکر بتفصیل بیان کریں گے۔

اور علاوہ اس کے کسی کا یہ کہنا کہ یہ سب اُسوقت کا حکم ہے جبکہ مسلمان کمزور تھے مگر پھر جب قوت ہوگئی تو آیت قتال زبردستی مذہب قبول کروانے کے لیے نازل ہوئی۔ تو اس سے قرآن مجید میں مخالفت لازم آتی ہے۔ خدا تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَلَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا تو کیا یہ قرآن کے مطالب میں غور نہیں کرتے کہ کہیں سر مو فرق نہیں اور اگر قرآن خدا کے سوا کسی اور کے پاس سے آیا ہوتا تو ضرور اس میں بہت اختلاف پاتے۔ اختلاف نہ پانا گویا دیگر لفظوں میں قرآن کے منجانب اللہ ہونے سے انکار کرنا ہے۔ انھیں اندھوں کے لیے یتدبرون القرآن آیا ہے۔

باقی آئندہ

www.aaiil.org

اقتباس

جزائر فلپائن کے حالات

فلپائن میں ہسپانی پادریوں کے شیطانی کام

مخدومی و مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار زاد عنایتکم۔ پہلے خط میں فلپائن کے تاریخی حالات سے بہت سے ضروری واقعات رہ گئے تھے۔ اس لئے اب وہ لکھنا چاہتا ہوں۔

جب اہل سپین نے شمالی فلپائن کے باشندوں کو بزور شمشیر مشرک اور خنزیر خور بنایا۔ اور زمانہ گزرے پر نئی پشتوں نے کیتھولک مذہب کو اپنا موروثی مذہب خیال کیا۔ اور قدرتی محبت پیدا ہوئی۔ تو پادری صاحبان نے عیسائی مذہب کے خفیہ راز اور اسرار بتانے پر کمر باندھی۔ گناہوں کی فہرستیں مقرر کیں۔ اور ایک محکمہ روحانی ٹیکس کا بنایا۔ سب سے بڑے گنہگار کے تمام گناہ ساٹھ ڈالر ادا کرنے پر معاف کئے جاتے تھے۔ اور بہشت کی راہداری ملجاتی تھی۔

اس ٹیکس کا نام سپینش زبان میں

تلفظ: ریساگرے گورپانہ سینیٹا پیسوس پارانا زال سلبولاس آلمس (ترجمہ) دعائے مقبول ساٹھ ڈالر ہے۔ واسطے بھیجنے بہشت میں ارواح کو۔

جو مالدار یہ ٹیکس ادا کر سکتے تھے۔ اُن کو کسی گناہ کے کرنے میں ڈر نہیں تھا۔ پادری صاحبان ساٹھ ڈالر سے کر بہشت کی رسید حوالے کرتے تھے۔ حضرت عیسٰے کے ایجنٹوں کی حیثیت سے یہ صاحبان تین سو برس سے زیادہ عرصے تک یہ ٹیکس وصول کرتے رہے۔ ہر سال لاکھوں آدمی یہ ٹیکس ادا کرتے تھے۔ اور یہ طریقہ سنہ ۱۹۰۱ء تک برابر جاری رہا۔ جس کا نتیجہ آج میں بچشم خود دیکھ رہا ہوں کہ فلپائن کا زرخیز رقبہ اور شہروں کے عالی اور مفید مکانات پادریوں کے پاس ہیں۔

گزشتہ سال آنریبل ولیم ٹافٹ گورنر جزائر فلپائن شہر روم (اٹلی) کو گیا تھا۔ تاکہ پوپ صاحب روم سے وہ جائداد وغیرہ منقولہ۔ جو باشندگان فلپائن نے ان جزائر میں پوپ صاحب کے نام کر دی تھی۔ خرید ے۔ لیکن پوپ صاحب نے منظور نہیں کیا۔

جب کوئی مرتا تھا۔ تو اُس کے پسماندگان گرجا کے ٹیکس ادا کئے بغیر اُس کو دفن نہیں کر سکتے تھے۔ اور جب کبھی کسی نے انکار کیا۔ تو وہ اُسی وقت گورنمنٹ سے پکڑوا کر بندوق کا نشانہ بنایا گیا۔

بہت سے آدمی پھر ملتے ہیں جنکو والدین کے مردوں کے ٹیکس ادا کرنے کے جرم میں نشانہ بندوق بنائے گئے ہیں۔

یہ پادری صاحبان بس بس اور بعض حالتوں میں اس سے بھی زیادہ عورتوں کو بغیر نکاح اور کسی عہد و پیمان کے استعمال کرتے تھے۔ جس کے ثبوت میں تمام فلپائن کی گواہی کے علاوہ میں اپنا ذاتی مشاہدہ پیش کرتا ہوں۔ کیونکہ ہزاروں دوغلے بے پدر پھرتے نظر آتے ہیں۔ جن سے پوچھتا ہوں۔ کہ تمہارا باپ کون تھا۔ تو جواب دیتے ہیں کہ (اسپانیول فرائیلے) یعنی ہسپانیہ کا پادری۔ پادری صاحبان نے اس کثرت سے تخم ریزی کی ہے کہ جن کو اب جہازوں کے اسباب اتارنے اور چڑھانے کے سوا کوئی اور وجہ معاش حاصل نہیں۔

پادری صاحبان نے جو عیش ان جزائر میں کیا۔ وہ نہ تو کسی دولتمند نے کیا ہوگا۔ اور نہ صاحب تخت و سلطنت نے شادی کرنے سے پہلے جب تک جوان عورت کو دو تین رات گرجے کے پُراسرار کمروں میں روحانی تعلیم نہ دیجاتی تھی شادی ہونے کی اجازت نہیں تھی۔ کوئی ان قواعد پر اعتراض نہیں کر سکتا تھا۔ اور جب کبھی کسی نے کیا۔ تو وہ اُسی وقت عدم کو روانہ کیا گیا۔

زمانہ سلطنت سپین کو چھوڑ کر ایک تازہ واقعہ عہد امریکہ کا بیان کرتا ہوں۔ جس کو کہ ابھی دو برس پورے نہیں ہوئے۔ البے ایلو جزائر مذا میں ایک شہر ہے۔ وہاں کے ایک گرجے میں اتوار کے دن ایک خوبصورت جوان عورت پادری صاحب کی نگاہ پڑی۔ تمام مردوں اور عورتوں سے روحانی اور آسمانی راز پوچھتے پوچھتے جب اس جوان عورت کی باری آئی۔ تو پادری صاحب نے کہا کہ تمہارے باب میں میں روح القدس کا منتظر ہوں کیونکہ تمہارے نصیب میں کچھ بھید کی نظر آتی ہے ذرا صبر کرو۔ غرضیکہ تمام لوگ رخصت ہوئے اور مذکورہ بالا عورت پادری صاحب کے اشارے کے مطابق پیچھے رہ گئی۔ گرجہ خالی ہوتے ہی پادری صاحب نے عورت کو پاس بلا کر کہا کہ تم جانتی ہو کہ تمہارے پیٹ میں کیا ہے؟ عورت بولی "نہیں"۔ پادری صاحب نے کہا کہ مجھکو روح القدس کی قوت سے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے پیٹ میں ایک لڑکی ہے جس کے کان نہیں ہیں۔ اور جب وہ پیدا ہوگی۔ تو بغیر کان کے ہوگی بیوقوف عورت نہایت پریشان ہوئی اور رونے لگی کہ میری لڑکی نوبت بدصورت معلوم ہوتی ہوگی۔ پادری صاحب نے کہا اس میں کیا شک ہے۔ لیکن مجھکو اسکا علاج معلوم ہے۔ یہ کمی عیسٰے مسیح کے خون سے پوری ہو سکتی ہے۔ جو تمہارے پیٹ کے اندر پہنچایا جائے۔ عورت بولی مسیح کا خون کسطرح ملے گا اور کس طرح میرے پیٹ کے اندر پہنچایا جائیگا۔ پادری صاحب نے جواب دیا کہ عیسٰی مسیح کا خون تھوڑا سا اُس نے مجھکو بخشا ہے۔ اور میں تجھکو دینا چاہتا ہوں۔ عورت نے منت و زاری شروع کی کہ جس طرح ہو سکے۔ مجھکو تھوڑا خون دے دو۔ پادری صاحب نے کہا کہ مسیح کا خون تو میں کسیطرح بھی دینا نہیں چاہتا۔ لیکن غریبوں کی امداد کی بھی بائبل میں تاکید ہوئی ہے۔ اس لئے میں از راہ غریب نوازی تھوڑا سا خون تمہارے اندر پہنچاؤں گا۔ جس پر جوان عورت نے شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد پادری صاحب اپنے پُراسرار اور روح القدس سے بھرے ہوئے کمرے میں اس خوبصورت جوان عورت کو لے گئے۔ اور کمبخت نے بجائے عیسٰی کے خون کے اپنی شہوت کا شکار بنایا۔ اور فارغ ہوکر عورت کو نہایت تسلی دے دی کہ اب کان ٹھیک ہو جائینگے۔ اور جب تم دوسرے اتوار کو آؤ۔ تو میں پھر تھوڑا سا خون ڈال دونگا۔ اور پھر تم بالکل بے فکر رہو۔ پادری صاحب کی اس گفتگو پر عورت تسلی پاکر گھر چلی گئی۔ لیکن سادہ مزاج عورت نے بالکل پردہ نہیں رکھا۔ اور جب شوہر گھر آیا۔ تو گرجا کے اسرار اور پادری صاحب کی کرامات کا قصہ مفصل کہہ سنایا جوں ہی شوہر نے سنا آگ ہوگیا اور ایک بڑی چھری لے کر گرجا پہنچا اور اسی وقت پادری صاحب کا کام تمام کیا۔ پولیس نے گرفتار کیا۔ اور مقدمہ عدالت میں پیش ہوا۔ لیکن امریکن جج نے پہلی ہی پیشی میں شوہر کو بالکل بری کر دیا۔

پادری صاحبان نے حتی الوسع اہل فلپائن کو ایسی تعلیم نہیں دی۔ جس سے وہ نیک و بد میں تمیز کر سکیں یا کچھ زمانہ کے نشیب و فراز سے واقف ہو جائیں چنانچہ ان لوگوں کو جغرافیہ۔ تاریخ وغیرہ علوم سے بالکل خبر نہیں ہے۔ اور خیال کرتے ہیں کہ جزائر فلپائن ایک بہت وسیع براعظم ہے اور جزائر فلپائن اور چین کے سوا باقی تمام دنیا کو یورپ سمجھتے ہیں ہسپانیہ کے پادریوں نے تین سو برس تک ان بیچاروں کو ایسے خیالات کا بنائے رکھا۔ جو کہ وہ اپنی مطلب براری کے واسطے کافی سمجھتے تھے۔ ان دوران تاریکی میں بہت سے نوجوان برائے تحصیل علم ہسپانیہ (یورپ) چلے گئے۔ لیکن ان کو وہاں بھی تیلی کا بیل بنایا گیا۔ اور مذہبی تعلیم کے سوا کچھ نہیں پڑھایا گیا۔ ان میں سے معدودے چند نے جو دیگر بلاد یورپ میں تعلیم پائی۔ تو کچھ بصیرت کی آنکھیں ہوگئیں اور واپس فلپائن آکر پادری صاحبان کی کارروائیوں پر نکتہ چینی کرنے لگے جن کو یکے بعد دیگرے راہی ظلمات عدم کیا گیا۔

پادری صاحبان کی کرامات اور مکاشفات کی داستانیں اتنی ہیں کہ ایک بڑی کتاب میں بھی ختم نہیں ہو سکتیں۔ پھر اس مختصر رقعہ میں کسطرح بیان کیجا سکتی ہیں۔ لیکن جو کچھ لکھا گیا۔ اس کو مشتے نمونہ از خروارے سمجھ کر اندازہ لگانا چاہیے۔

اگر کسی کو میری اس تحریر میں کچھ مبالغہ یا افترا معلوم ہوتا ہو۔ تو وہ ڈاکٹر ہوزے رسال کی کتاب جو سپینش زبان میں ہے اور انگریزی میں بھی اسکا ترجمہ ہوا ہے۔ مطالعہ کرے اس کتاب کا نام [illegible] اور انگریزی میں بھی یہی نام ہے۔ یہ کتاب جزائر فلپائن کے شہر منیلا اور ایلوایلو میں امریکن بک سیلرز سے مل سکتی ہے۔ قیمت ۵ ڈالر یا پیسہ ہے۔

ڈاکٹر ہوزے رسال جزائر فلپائن کا باشندہ تھا جس نے فرانس اور جرمنی میں تعلیم پائی تھی۔ اور میڈیکل علوم میں بہت لیاقت رکھتا تھا۔ مدت دراز کے بعد جب واپس فلپائن پہنچا تو پادریوں کی کارروائیوں کی تفصیل میں یہ کتاب لکھی۔ ڈاکٹر مذکور لکھتا ہے کہ مجھکو بحیثیت ایک ڈاکٹر ہونے کے بہت سے پادری صاحبان کے علاج کرنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ اکثر پادری صاحبان کے آلات تناسل میں فرق آگیا ہے۔ اور نیچرل ساخت میں بہت تغیر واقع ہوا ہے۔ جس کی وجہ پادری صاحبان کا دیسی (یعنی فلپائن کے) باشندوں کی نوجوان باکرہ لڑکیوں سے کثرت جماع ہے کیونکہ ہر ایک گرجا کے پادری صاحب کو سال میں سیکڑوں خوبصورت باکرہ دیسی عورتوں کا نکاح کروانا ہوتا ہے۔ اور شادی سے پہلے کئی راتیں عورت کو گرجا کے تنہا اور پُراسرار کمروں میں روحانی تعلیم دیجاتی ہے۔ اور اس روحانی تعلیم کے ساتھ پادری صاحب کچھ جسمانی تعلیم بھی دیتا ہے۔ جس کے ثبوت میں بیشمار لڑکیوں کی شہادت میں اپنا ڈاکٹری مشاہدہ پیش کرتا ہوں۔ اس قسم کی سیکڑوں باتیں بتائیں اور ہر ایک گویا یہ ثبوت تک پہنچا یہ کتاب گورنمنٹ کے خلاف نہیں تھی۔ صرف پادریوں کے بر خلاف تھی۔ پادریوں نے سپینش گورنمنٹ سے ڈاکٹر مذکور کو پکڑوا کر اس نکتہ چینی کے پاداش میں ۳۰ دسمبر سنہ ۱۸۹۶ء کو بندوق کا نشانہ بنوا دیا۔ ڈاکٹر مذکور کی موت قوم کے حق میں مفید ثابت ہوئی۔ کیونکہ دوسرے سال کیسیج میں امریکہ نے آکر ان کو اہل سپین کے جور و ستم سے سبکدوش کیا۔ اب ڈاکٹر مذکور کے میموریل فنڈ میں کئی لین ڈالر جمع ہوئے ہیں اور اس کی موت کی تاریخ کو سرکاری طور پر تعطیل کا روز مقرر کیا گیا ہے اور اس کا فوٹو امریکن گورنمنٹ نے نوٹ پر چھپوایا ہے۔

پادری صاحبان کے علاوہ باقی اہل سپین کا آرڈر اسطرح تھا کہ کوئی باشندہ فلپائن یورپین لباس نہ پہنے اور نہ یورپین دستور اور طرز اختیار کرے۔ جب کبھی کسی دیسی نے بوٹ اور کالر وغیرہ پہنے۔ تو اس کی خوب گت بنائی۔ اور کہا کیا تم یورپین ہو۔ جو یہ لباس پہنتے ہو۔ وہ بیچارہ یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ میرا مذہب تو پہلے ایشیاٹک تھا۔ تو پھر کیوں آپ لوگوں نے جبراً چھوڑا دیا۔ اور یورپی مذاہب اختیار کرنے پر مجبور کیا۔ غرضیکہ عیسٰے کے وارثوں نے جو کچھ ان جزائر میں کیا ہے۔ وہ عیسائی بزرگی اور عیسائی تعلیم کی برکت کا نقشہ آنکھوں کے سامنے بناتا ہے امید ہے کہ آپ اپنے نامی اخبار کے ذریعہ تمام مسلمانوں کو بیان کی عیسائی اقوام کی کرتوت اور عیسائی خانقاہوں کے اسرار سے۔ جو اس خط میں لکھے گئے ہیں۔ واقف کریں گے۔

یہ ہے ہسپانی عیسائی مذہب اور یہ ہیں اوس کی پوشیدہ رازیں اور یہی ہیں اوسکی حقیقت اور انجام میں اپنے آئندہ خطوط میں جزائر فلپائن اور ایشیا

کی تجارت اور پیداوار کے بارے میں ایک مفصل بیان لکھونگا۔ اور ظاہر کرونگا کہ اہل ہندوستان کو ان جزائر میں کیا کرنا چاہئے۔ اور وہ اس جزائر میں کسطرح پیدا کرسکتے ہیں۔ سوداگری ملازمت اور صنعت و حرفت وغیرہ کے باب میں پوری آگاہی دونگا اور اسیطرح امریکہ اور دیگر بلاد مشرق اور مغرب سے سلسلہ لکھتا رہوں گا۔

چونکہ میں افغان اور افغانستان کا باشندہ ہوں اسلئے مجھکو اردو تحریر میں دسترس نہیں ہے لیکن مجھے امید ہے کہ آپ عبارت کو خود درست کرکے شائع کرتے رہیں گے اور مجھے معذور سمجھینگے۔

میں موسم بہار میں خنگہائی اور پیکن سے ہوتا ہوا بلادوی پوسنگ جاؤں گا۔ اور پھر وہاں سے براہ جاپان اضلاع متحدہ امریکہ مذکورہ بالامقامات کے تمام عجیب اور مفید حالات سے اہل قوم کو آگاہی دیتا رہوں گا۔

راقم افغان۔ نامہ نگار از فلپائن

حضرت حکیم الامت کے مکتوبات

او آرام دل و جان۔ مَلجِ روح و روان السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس وقت آپکی بیماری کا حال لاہور سے ۔ اور بھیرہ میں پہونچکر دوسرے روز مسہل لینا۔ اور مسہل سے دوسرے روز آرام پانا۔ اور حکیم شیخ احمد صاحب کے توجہ علاج میں اور آپکی ضعف و نقاہت کا حال میرے واسطے ایک عجیب بہار و خزان کا موجب ہے۔ مولیٰ مالک جلد تر صحت و قوت مرحمت فرماکر راقم الحروف کو طمانیت بخشے۔ میرے بہت ہی پیارے۔ کوکین کا کھانا۔ دودھ کا پینا بہت ہی مناسب ہے۔

جناب حکیم صاحب " بندہ ام تا زندہ ام " کے معنے اب کہاں گئے۔ شاید منسوخ الحکم آیات میں محدود ہوئے۔ راقم تو قرآن شریف میں ابھی نسخ کا قائل نہیں تھا۔ یہاں کیوں جلد تر قائل ہو گیا۔

بخدمت جمیع اخلاق شیخ فضل الٰہی صاحب۔ السلام علیکم۔ سفر کشمیر جلدی جلدی آتا جاتا ہے۔ خداوند نے میرے واسطے آرام کی تدبیر بنا دی اب آپ فرمائیے کیا ارادہ ہے۔ آپکی ہمراہی یاد ہے۔ بخدمت جمیع حال پرسان سلام بادجب۔

از جموں ۷ر کاتک

السلام علیکم۔ خاکسار بشنید خبر انتقال مہاراجہ جموں پونچھ سے جموں پہونچا۔ کوہستان کے راستہ آنا ہوا۔ اگر آپ فرما دیں۔ آپکے لئے بہت دعائیں کروں۔ الٰہی پیارے بار بیتانے کی جناب میں آپ خود کیوں نہیں گڑگڑاتے۔ اے میرے محسن میں نے گناہ پر گناہ کیا۔ اور تو نے ہمیشہ عفو فرمایا۔ اور پردہ پوشی کی اے ارحم الراحمین۔

میرے خلان فلان غموم میں تو محض اپنے کرم سے تنگیری کر۔ من تیری بارگاہ میں تیرا ہی نام تیرا ہی کرم

شفیع کرتا ہوں۔

شادی کے معاملہ میں " اِنَّ المُبَذِّرِینَ کَانُوا اِخوَانَ الشَّیَاطِینِ " یاد رہے اور میں ہرطرح حاضر ہوں۔ جبوقت کہو۔

موزی کا جلانا ممنوع ہے۔ دلیل " لا یعذب بالنار الا رب النار " حدیث میں وارد ہے

(۱) اکبر اکل حلال ہے یعنے اوس کا جزو حرام ہے مگر دم مسفوح دلیل " ھُوَ الَّذِی خَلَقَ لَکُم مَّا فِی الاَرضِ " سے کل اشیاء کی حلت ثابت ہے۔ پھر میتہ اور ما اہل لغیر اللہ۔ دم موقوذہ متردیۃ النطیحہ ما اکل السبع کی حرمت قرآن سے اور سباع وغیرہ محرمات کی تخصیص حدیث سے ثابت ہے۔ باقی کل اشیاء اباحت اصلی پر ہیں (۲) سری بریان کرنے سے مکروہ نہیں ہوتی۔ دلیل بالا دیکھو

جراب لفافہ اجل۔ ضیاء اور قاموس میں ہے۔ پس سوتی جراب اور چمڑے کے موزہ کو عام ہے چمڑے کی تخصیص نہیں۔ صاحب مجمع البحار نے تخصیص کی اور دلیل نہیں دی۔

۲۷ ستمبر ۱۸۸۵ء

عاجز ہمہ عجز۔ نورالدین عفا اللہ عنہ۔

اپنے نہایت پیارے دوست الٰہ دین کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ عرض کرتا ہے۔ شافی اپنے رحم سے محمد صدیق کو جلد تر شفا بخشے۔ یہاں سرکار کی طبیعت علیل ہے۔ اگر نوکری چھوڑتا ہوں۔ تو یہ حرج کہ نمک حرام کہلاتا ہوں۔ سب لوگ یہی کہتے ہیں کہ دیکھو آرام کے وقت حرام خوری کرتا رہا۔ اب علالت کے وقت ترک تعلق کرکے چلا گیا۔ والا آپکی تار پر میرا یہی ارادہ تھا۔ کہ اگر رخصت نہ ملی استعفا دیدونگا۔ یہاں کے احباب صلاح نہیں دیتے۔ حیران ہوں۔ اور ایسا نازک موقعہ ہے کہ رخصت مانگنا ہی آدمیت اور نمک خواری کے خلاف ہے۔ محمد صدیق سے جو آپکا تعلق ہے۔ وہی یا اس سے زیادہ میرا ہوگا۔ اور کیوں نہ ہو۔ آپکا اور میرا تعلق کچھ ایسا ہے۔ جس کا بیان لا حاصل ہے۔ آپکو معلوم مجھے معلوم۔ اور حکیم صاحب کو معلوم۔ افسوس کچھ ایسے کشمکش میں ہوں۔ کہ الٰہی توبہ۔ خداوند کریم اس سب تکلیف کے بدلے صدیق کو شفا بخشے۔ آمین یا رب العالمین۔ میں نہیں کہتا۔ کہ مجھ کو اپنی لڑکی پیدا ہونے کی خوشی نہیں۔ وہ خوشی قدرتی یا فطرتی ہے۔ الا صدیق کی بیماری ایسی حالت میں " سیر در ملوا " سے کچھ کم نہیں آپکی رنج و آرام کو میں بالکل اپنا رنج و آرام جانتا ہوں۔ تقدیری معاملات کے آگے انسانی چارہ گری محض لاشی ہوا کرتی ہے۔ پیارے۔ میرے جیسا آزاد اس مصیبت تعلق میں جسطرح خوش وخرم ہوگا۔ آپ اس کا اندازہ کرسکتے ہیں۔ آپ کی سردردی کہاں تک کروں۔ اصل مطلب یہ شرقی وایشیائی عادات و رسومات کا داغ نہ لگے۔

جواب کرنسامہ تحریر کرتا ہوں . . . .

میں بھی مکرر رخصت کی تدبیر کرتا ہوں . . . .

شیخ صاحب بھی حسب رنج و آرام و مصائب و تکالیف کا باعث ہمارے گناہ ہیں۔ اور استغفار سب سے عمدہ علاج ہے۔

آپ معاصی سے توبہ پھر سچی توبہ فرمائیو۔ انشاء اللہ تعالیٰ خداوند کریم رحم کریگا۔ والسلام۔ خط پہ تاریخ ضرور لکھا کرو۔

۶ اسوج ۲۱ نومبر۔ از جموں۔

پیارے عزیز۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ لوگ مجھے برا کہیں۔ کبھی کافر کہیں۔ کبھی زانی و فاسق و فاجر کہیں کہیں . . . .

مجھے یقین ہے۔ تم میرے لڑکپن کے دوست۔ اگرچہ میں ایسا ہی ہوں۔ تب بھی ہرگز ہرگز ایسا یقین کیا۔ گمان ہی نہ کروگے۔ وہم بھی نہ کروگے تم نے کیوں خط و کتابت کو ترک کیا۔ سبب تو کہو کیا تمہارے تعلقات اس امر کے ساتھ منحصر تھے جسکے ایفا کو قدرت نے نہ تمہاری کوشش نے روک دیا۔ نہیں نہیں نہیں۔ لو میں ہی ابتدا کرتا ہوں تم کو اپنی محبت کی قسم دیتا۔ الا کیا کروں شرک سے بھلا۔ یہ تو کہو اب جواب لکھوگے۔

نورالدین از پونچھ ریاست ڈاکخانہ کہوٹہ ضلع راولپنڈی

۷ ستمبر ۱۸۸۵ء

لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ سانق کے تین نشان ہیں۔ ایک یہ کہ بات کہے اور جھوٹ بولے۔ میں اس وقت ان دو بالا فقروں پر اکتفا کرتا ہوں السلام علیکم بھی نہیں لکھ سکتا۔ میری ہوش سے پہلے تم میرے پیارے اور عزیز۔ اور سچ کہتا ہوں۔ والدار ہو۔ میں نے آجتک تمہاری طرح کا عزیز دنیا میں نہ کیا۔ اور ابتک تم سے وہی محبت ہے۔ خدا گواہ ہے۔ اور اس سے زیادہ گواہ ہوگا۔ اگر تم جانو۔ تم از یاد رفتہ نہیں۔ تم کسی زمانہ کے دوست ہو اور اب بھی دوست ہو۔ پیارے میں کیا کہوں سنو بدگمانی شرع میں ممنوع ہے میں نے بھیرہ کو پیارے راحت جان کو خط لکھا۔ راولپنڈی میں حکیم شیخ احمد نے کہا۔ کہ تمہارا دوست تم پر سخت ناخوش ہے۔ کیونکہ تم نے اوس سے کوئی وعدہ کیا۔ اور ایفا چھوڑ گئے۔ میں نے کہا سچ ہے۔ مگر میرا دوست شکوہ نہ کریگا۔ تب میں سنجیدگی سے خاموش رہا۔ ان دنوں ایک سخت نقصان ہے جس کا بیان اسوقت مناسب نہیں زیر بار تھا۔ میں نے چاہا زیر باری سے اللہ تعالیٰ نجات دے۔ الا ابھی مبتلا تھا۔ آپکا کارڈ پہونچا اور حکیم کا قول سچ یقین کیا۔ شیخ امام الدین رخصت پر ہے۔ امروز فردا آنیوالا ہے۔ جس وقت آتا ہے ارشاد کی تعمیل ہوگی۔ میں کون ہوں نام نہیں لکھتا۔

از کشمیر ۲۳ ساون۔ ۸ اگست ۱۸۸۵ء

تمہاری شکایت سچ اور بالکل سچ ہے۔ اور میں یا میرا عذر عزیز من۔ بالکل لغو اور بیجا ہے مگر عزیز اگر تم مجھے تھوڑی دیر کے لئے سچا جانو۔ تو میرے اس فقرہ پر یقین کرو۔ من بدتر از کافرم ستم من بدتر

از کافر فرنگ ہستم۔ میری حالت رحم کے قابل ہے اور ملامت کے قابل نہیں۔ میں بہت جلد بھیرہ میں آنیوالا ہوں۔ دیکھوگے تو حیران ہوگے۔ تمہارا سچا عاشق نثار۔ بالکل نثار و نزار ہے۔ اچھا ملاقات پر شکوہ کرلینا۔ . . . . پھر عرض ہے اس تباہ کار پر رحم ہو۔ والسلام۔

از جموں ۶ اسوج ۲۲ ستمبر ۱۸۸۵ء

السلام علیکم۔ کیوں جی کوئی خنگی ہے۔ کوئی ناراضی مجھ پر وجہ سچ معلوم نہیں۔ بہلا وہی لکھ بھیجو۔ بہلا کیا کہ نہ سلام۔ نہ خیریت۔ اچھا آپکی مرضی ہو چکی۔ اب خاکسار کی مرضی پر خط لکھ دیجئے۔

خاکسار نورالدین ۸ کاتک از جموں ۲۱ اکتوبر ۱۸۸۴ء

پیارے عزیز۔ السلام علیکم۔ تم کیسے ہوگئے۔ ایک نا آشنا بے وفا سے سابقہ پڑا۔ انا للہ۔ پیارے اور سچے پیارے مجھے وہ محبت ایسی نہ تھی۔ جو محو کے قابل ہوتی میں کشمیر سے آکر بیمار ہوگیا۔ پانچ مہینہ کا عرصہ گذرتا ہے۔ تپ و کھانسی درد عارض رہا۔ جینے کی امید مفقود تھی اب آرام ہے۔ بالغرض تبدیلی آب ہوا کشمیر جاتا ہوں۔ آپ کو اللہ کا نام یاد دلاتا ہوں مجھ پر عفو کرکے جواب ضرور دیجئے۔ پتہ ہمراہ کیمپ مہاراجہ جموں کشمیر نورالدین کو پہونچے۔ یا جموں نورالدین۔

۲۳ مارچ ۱۸۸۶ء

عزیز من۔ راحت من۔ السلام علیکم۔ آپکا بھیرہ دوست مدت کا بھولا ہوا۔ آپکے بھیرہ میں موجود ہے۔ کیا ممکن ہے آپ کی ملاقات سے مشرف ہوسکے۔ ہمارے مولانا و استاد مولوی عبدالکریم صاحب اگر تشریف لاویں اونکو بھی تکلیف دیجاوے۔

۱۷ اپریل ۱۸۸۶ء از مقام بھیرہ۔

اوصیک بتقوی اللہ فقد فاز المتقون۔

برادر عزیز حفظک اللہ وسلم۔ ثم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج اتفاقاً مجھے جموں جانیکا اتفاق پڑ گیا کونسل نومبر میں جموں جائیگی۔ کیونکہ ویسرائے نے ۲۶ اکتوبر سری نگر ملک کشمیر میں آنا ہے۔ ابتک ثابت نہیں ہو سکا کہ یہ خاکسار بھی کشمیر میں آئیگا۔ یا نہیں۔ آپکی دونوں فرمائشیں انشاء اللہ تعالیٰ پہونچ جاوینگی۔ والسلام

نورالدین۔ ۱۱ ستمبر ۱۸۹۰ء

عزیز من جان من۔ السلام علیکم۔ خاکسار عنقریب بھیرہ میں آنیوالا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ جلد تر پہونچتا ہوں جس معاملہ پر آپ نے مجھے تاکیداً تمام فرمائی اسمیں بالمواجہ جسقدر مجھسے ہوسکتا ہے (اور کوئی بڑی بات نہیں) میں ہرطرح حاضر ہوں۔ احمد شاہ اور مہر بخش الٰہ جان کے واسطے کشمیر لکھا ہوا ہے۔ جبوقت دونوں چیزیں آتی ہیں۔ ہمراہ لاتا ہوں۔ و لوال کا معاملہ ہو جاوے اچھا ہے۔ زیادہ کشش نہ کیجئے۔ اور اسکی انجام کا فکر فرمائیے۔ والسلام۔

تمہارا دعا گو نورالدین عفا اللہ عنہ۔ ۱۵ جنوری ۱۸۸۸ء

www.aaiil.org

شمس العلماء مولوی سید علی صاحب بلگرامی و مسئلہ جہاد

چشم بداندیش کہ برکندہ باد
عیب نماید ہنرش در نظر

یون تو ہمیشہ سے متعصب عیسائی اور دوسری غیر مسلم قومیں اسلامی جہاد کو نہائیت خطرناک پیرایہ میں پیش کرتی رہی ہیں۔ مگر پہلی صلیبی جنگ کے بعد سے آج تک تنگ خیال و متعصب مصنفین اور خصوصًا اہل کرجا نے جہاد کو ایک خون آشام دیوتا ثابت کرنے میں ضمیر فروشی سے بھی دریغ نہ کیا اور ہر فرد یورپ کے دل میں ایسے زہریلے خیالات پیدا کر دیئے کہ وہ باوجود علم و آزادی خیالات اسلام کو مرادف سفاک سمجھ رہے ہیں۔ گو خاک یورپ نے گبن کارلائل ڈیون پورٹ ولبان وغیرہ منصف مزاج مورخ و محقق پیدا کئے مگر ان بیچارون کی صدائی حقہ اہل کرجا کی او ہم اور شور و شغب کے آگے ہمیشہ نقار خانہ مین طوطی کی آواز بنی رہی مصنفین انسائکلو پیڈیا کو اس امر کا اعتراف ہے کہ کئی وجوہ سے عیسائیت کا شفاف چشمہ گدلا گیا منجملہ ان کے ایک سبب یہ ہے کہ پولیٹکل خیالات طمع دنیا و تعصب مذہب کے پردہ مین داخل ہو کر اور وں کو تکلیف پہونچانے لگین۔ غالبًا یہی وجہ ہے کہ جب کبھی کسی اسلامی واعظ سے کام پڑتا ہے تو تنگ خیال عیسائی واعظ و مناظر اپنے دین کی خوبیان پیش کرنے کے بدلے جناب بانی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک زندگی اور بے نظیر اصول اسلام پر بیجا خردہ گیری کرنا شروع کر دیتے ہیں اور جب کسی اسلامی دولت سے سابقہ ہوتا ہے۔ تو عیسائی مسئلہ جہاد کو نہائیت کریہ شکل میں پیش کر کے اپنے ہم مذہبوں کی آتش غضب کو مشتعل کر دیتے ہین اس عام ہڑبونگ کے آگے منصف مزاج اخبارون کی تحریرات اور راستباز منصفون کے خطبے چندان مفید نہین ہوتے۔ اسوقت جبکہ بغاوت مقدونیہ طول کھینچ رہی تہی اور دولت عثمانی نے مفسدین کی سرکوبی کیلئے فوجین متعین کر دی ہیں۔ متعصب عیسائی خصوصًا اہل کرجا نے غل مچا رکھا کہ ظالم ترکون نے بیچارے عیسائیوں کا قتل عام کر دیا۔ گو سفیر عثمانی نے بارہا ان خرافات کی تکذیب کر دی اور یورپین سلطنتون کو آگاہ کر دیا کہ یہ ساری بلگیری خانہ ساز کہانیان ہیں جو ترکی مظالم کے نام سے مشتہر کیجاتی ہین۔ علاوہ اس کے روس و آسٹریا اور خصوصًا جرمن ان فرضی ترکی مظالم کو قابل التفات سمجھتے ہی نہیں مگر ہمین افسوس آمیز تعجب ہوتا ہے کہ ایک دو نہیں چار انگلش آرچ بشپون نے اپنی گورنمنٹ کو اس امر پر اکسایا ہے کہ وہ معاملہ مقدونیہ میں ترکی کے ساتھ سختی کا پہلو اختیار کرے مگر غیور گورنمنٹ ایسے اوچھے حرکات کیون کرنے لگی تہی وہ اسوقت گلاڈسٹونی اور مسکالی کی چال میں نہیں چکی ہے لہذا اوس نے اپنے جنگی جہازات روانہ کرنے میں کسیقدر تامل سے کام لیا۔ مگر متعصب فتنہ انگیزون کو کیسے چین آتا۔ انہون نے اخبارات میں ترکون اور اسلامی جہاد کی مذمت شروع کر دی تاکہ عام خیالات میں ہیجان پیدا ہو اور عیسائی طبائع میں کروسیڈ کا سا مذہبی جوش لہریں لینے لگے اور پہر بھی ظالم ترکون کے خون کا پیاسا ہو جائے۔ خدا کا شکر ہے کہ انگلینڈ میں ایسے حق جو عیسائی بہی موجود ہیں جو احقاق حق میں ثابت قدم رہا کرتے ہیں۔ ایک صاحب ڈبلیو۔ بی۔ کے۔ لنڈن ڈیلی نیوز مورخہ ۲۲ ستمبر مین مظہر مین آرچ ڈیکن آف لنڈن نے ڈیلی نیوز مین یہ تحریر شائع کروائی ہے کہ ”یہ عین مذہب ترکی ہے کہ بذریعہ شمشیر اپنے عقائد کی اشاعت کرے“ اور ایسے اظہار کو دو فیصدی عیسائی اور مسلم بھی (جیسا کہ ان کے مضمون ہفتہ گذشتہ سے ظاہر ہے) صحیح مانتے ہیں اور کس عیسائی کو اسلام کے ظلم مجسم جہاد اور کافر کشتوں کے ساتھ لڑکر شہید ہونیوالے بہادران اسلام کے لئے عظیم الشان بہشت اور بے حساب حورین منتظر رہنے کی کہانیان یاد نہیں جو اس نے زمانہ طالبعلمی مین سنی نہیں؟ بہر حال مجرد مضمون کو آرچ بشپ ڈیکن کی تحریر سے تشفی نہ ہوئی کیونکہ انہیں موہوم سا خیال تہا۔ کہ قرآن شریف مثل پنج صحائف موسوی اعلے خوبیان رکہتا ہے۔ اور جہاد اسلامی تحریرات میں سفیہانہ سفاکی نہیں دکہلایا گیا ہے۔ بلکہ وہ اسطرح کی مدافعتی جنگ ہے۔ جیسے ہیبن صاحب کی کتاب پلگرمس پراگرس میں عیسائیون کی لڑائی ظاہر کی گئی ہے اور یہ کہ اس مسئلہ پر اسلامی خیال سے ہنوز بہت کچھ سننے کی گنجائش باقی ہے مگر ان مین یہ مشکل پیش آئی کہ ”اسلامی خیال“ آئے کہان سے؟ لنڈن مین کوئی اسلامی مسجد نہین اور انسزاف کورٹ کے قانونی طلبا رس پر امید نہین رکہی جاسکتی کہ ان کی رائے مستند ہو۔ مگر صاحب مضمون کہتے ہیں کہ خوش قسمتی سے مس سیانگ متعلقہ انڈین نیشنل ایسوسیئشن انہیں مشکل وقت کی دوست مل گئین مس صاحبہ نے انہیں بتلا دیا کہ وہ ایسٹ ناروڈ جائین۔ وہان ایک فاضل مسلمان پروفیسر سید علی بلگرامی رہتے ہین۔ جو کیمبرج یونیورسٹی میں زبان مرہٹی کے لکچرار ہیں۔ اور انہون نے وہان پروفیسر عربی کا کام بہی انجام دیا ہے۔ البتہ وہ جہاد کی حقیقت اسطرح بیان کر سکینگے کہ قابل سماعت ہو۔ حق جو مضمون نگار کیسی بلا ہو نجکر ایسے مکان میں داخل ہوئے جسکی دیوار میں اسلامی دنیا مستدگاہون کے نقشون سے رنگی ہوئی تہین مقرآن شریف۔ تفاسیر عربی اور ایسی جدید جرمن و انگلش تصانیف جو ان سے متعلق تہین رکہی ہائین۔

پروفیسر صاحب کا سلسلہ نسب بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہونچتا ہے ن الحقیقت ایسے فرد فرید مین جو اپنے امور مذہب کو اچہی طرح بیان کر سکین۔ محرر مضمون کو بلگرامی فاضل نے یقین دلایا کہ دعوت اسلام بزور شمشیر محض بے اصل خیال ہے کسی مسلمان کا یہ اعتقاد نہیں کہ اسلام بزور شمشیر پہیلایا جائے الحمد ایسے مین صاحب مضمون کی نظر قرآن شریف پر پڑی اور انہون نے دریافت کیا کہ سنتالیسوین باب میں یہ جو لکہا ہے ”جب تمہین کفار سے سابقہ پڑے تو اون کے سر اوڑادو اور ان کا قتل عام کرنا“ سے کیا مراد ہے۔ جوابًا فاضل سید صاحب نے کہا کہ بیشک یہ قرآن مین مسطور ہے۔ مگر بلحاظ شان نزول اس کے مطلب کو سمجہنا چاہیئے جیسے انجیل مقدس کے باب میں کہا کرتے ہیں۔ ایسی خونی باتین تو زبوری گیتون میں موجود ہیں جو روزانہ گرجون میں گائی جاتی ہیں اور مسلمان عیسائیت کو ایک خونخوار مذہب ہونے کا الزام نہین لگاتے۔ فاضل پروفیسر نے پہر تو حالات جنگ مستفسر کو کہنائی کیونکہ انہیں ایام مین یہ آیہ کریمہ زبان رسالت مآب سے مسموع ہوئی تہی کہا بمقام مکہ عالم شباب میں جناب رسول عربی اپنی راستبازی اور اخلاق حمیدہ کے لئے مشہور تہے اور امین کہلاتے تہے اور آپ کے خویش و اقارب اس مقدس قوم سے تہے جنہین نگہداشت خانہ کعبہ سپرد تہی جو عربون کی بت پرستی کا مرکز تہا آنحضرت نے بت پرستی قوم کی مخالفت شروع کر دی اور دعوت لا الٰہ الا اللہ کرنے لگے۔ اسکا یہ فطری نتیجہ ہوا کہ آپ کی مجاور قوم آپ سے برگشتہ ہو گئی مگر بیرونی مطوفین کعبہ میں آپ کے کئی معاون مل گئے لہذا آپ مدینہ ہجرت کر گئے۔ اور وہان پر باوجود دشواریوں اور مزاحمتون کے بتون کی مذمت اور اشاعت توحید کرتے رہے۔ بالآخر آپ کو مدافعتی جنگ کا سامان کرنا پڑا۔

انہین ایام مین جب کہ مشرکین عرب آپ کو علی التسلسل ایذائین پہونچا رہے تہے اس قسم کے جنگی الفاظ ظاہر کئے گئے تہے۔

فاضل پروفیسر نے مستفسر سے کہا کہ ہمارے مفسر اس آئیت کو منسوخ یا دوسری آیتون کو اسکی ناسخ بتلاتے ہین۔ لہذا یہ عقائد اسلام مین اسیطرح قابل استنا نہین جیسے تورات مین بعض منسوخ آیتوں کی حالت ہو۔ اسی آئیت میں یہ بہی مذکور ہے کہ خاتمہ جنگ کے بعد اسیران جنگ کو یون ہی چہوڑ دیا جائے یا ان سے خفیف فدیہ لیکر رہا کر دیا جائے۔ اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ یہ جنگ اپنی حفاظت کے لئے تہا اور لغا نہ ہوا سپے ... دشمنوں کے ساتھ حسن سلوک مقصود تہا۔ (محمد ...) (باقی آئندہ)

دارالامان کی پبلک ضرورتیں

ہسپتال کا سوال

ہمیں معلوم ہوا ہے کہ جناب سول سرجن صاحب بہادر گورداسپور کے سامنے ضلع گورداسپور میں ایک جدید ڈسپنسری کے کہولے جانے کا سوال درپیش ہے۔ اور کاہنووان کے باشندے چاہتے ہیں کہ وہ ڈسپنسری وہان کہولی جائے۔ لیکن ہم اس سے پہلے یہ امر ظاہر کر چکے ہین۔ کہ قادیان مین ایک ہسپتال کی ضرورت ہے۔ کاہنوان وان کی آبادی سنہ ۱۹۱۱ء کی مردم شماری کے لحاظ سے شائید ۲۹۱۰ آدمیوں کی ہے جس مین قریبًا تین یا چار سو کے قریب کمی واقع ہو گئی ہے۔ کیونکہ کاہنوان مین پلیگ کا بہت زور رہا ہے۔ اور قادیان کی آبادی گذشتہ تین سال کے اندر زمین چار سو کے قریب پہنچی ہے۔ کیونکہ یہان ایک کالج اور ہائی سکول کہولا گیا ہے۔ جسکے ساتھ ایک بورڈنگ ہوس بہی ہے۔ اور علاوہ ازین تین مختلف پریس اور دو ہفتہ وار اخبار دین اور دو مین ماہواری رسالون کے دفتر امداد کے شائع ہین۔ اور حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود کے طفیل سے لوگ مستقل طور پر اپنی سکونت قادیان کو بنا رہے ہین۔ کاہنوان کے قریب گورداسپور کا ہسپتال ہے۔ لیکن قادیان کے متصل آٹھ نو کوس سے کم فاصلے پر کوئی ہسپتال نہیں ہے۔ اگرچہ حضرت مولینا مولوی نورالدین صاحب نے ایک بڑا شفاخانہ خیراتی اپنے خرچ سے جاری کر رکہا ہے۔ جس میں دو تین دوائیان دینے والے اور علاج کرنے والے آپ کے شاگرد بہی کام کرتے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے بہی آپ کے پاس اس کثرت سے مریض آتے ہیں کہ صبح سے شام تک آپ بہت کم فارغ رہ سکتے ہین۔ بجائیکہ مدرسے کے متعلق ایک علیحدہ ڈسپنسری رکہنے کی ضرورت ہے۔ اسیطرح بعض اوقات ضروری سرجیکل اپریشن کیلئے اور انگریزی ضروری ادویات کی نہ ملنے کی باعث مشکلات پیش آجاتی ہین۔ اسلئے اگر کاہنوان کے بجائے قادیان مین وہ گورنمنٹ ہسپتال کہولا جاوے تو اس سے یہی نہیں کہ قادیان اور اسکی نواح کی پبلک کو بہت بڑا فائدہ پہونچیگا۔ بلکہ کاہنوان کے لوگ بہی اس سے مستفید ہو سکتے ہین۔ ہم جناب سول سرجن صاحب بہادر کی ذات سے امید کرتے ہیں کہ وہ اس سوال کو بڑے غور اور فکر سے حل کرینگے۔ اچہا ہو اگر صاحب بہادر قادیان اور کاہنوان دونوں جگہونکو معائینہ کرین ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ قادیاں میں اس جدید ہسپتال کے کہلنے پر کاہنوان کے مقابلہ مین اخراجات میں بہی کمی رہیگی

www.aaiil.org

ہندوستانیوں میں دسمبر کا آخری ہفتہ

نمبر (۳)

سلسلے کیلئے دیکھو ۲ جنوری سنہ ۱۹۱۰ء

ہم نے دو گذشتہ نمبروں میں دکہایا ہے کہ عیسائی مذہب نے اس دنکو جس غرض سے دنیا پر مبارک بابرکت دن کہا ہے وہ بہت ہی منحوس اور تاریکی بخش دن ہے۔ کیونکہ اس روز ایک ایسا انسان دنیا میں بقول عیسائی صاحبان آیا۔ جو خدا تہا۔ اور جس کے اس اعتقاد کو تسلیم کرکے دنیا کا اخلاقی طور پر اور روحانی طور پر خون ہوگیا ہے۔ یورپ اور عیسائی دنیا کی حالت کو بغور دیکہو تو معلوم ہوگا کہ یہ وہی قومیں ہیں جنپر ہمارے دیسی سادہ اور پادری ناز کیا کرتے ہیں کہ سارا یورپ عیسائی ہے۔ فلاں شہنشاہ عیسائی ہے۔ مگر انکو شرم آجانی چاہئے جب وہ ان لوگوں کی حالت پر نظر کریں۔ یورپ کی اخلاقی تصویر دیکہنے کی کوئی شخص صاحب حیا جرأت نہیں کر سکتا۔ اور آخرکار وہاں کے آزاد خیال مصنفوں اور اخبار نویسوں کو یہ اعتراف کرنا پڑا ہے کہ عیسائی جہاں جاتے ہیں وہاں شرابخواری وغیرہ لعنتیں بہی اُن کے ساتھ جاتی ہیں۔

غرض

نور افشاں نے اس دن کی یادگار یا خوشی میں جو سنہری اور رنگین بیل بوٹوں سے مزین کرکے اخبار شائع کیا ہے۔ اس میں پہلا فقرہ جو گول دائرے کے اندر لکہا ہے۔ یہ ہے کہ آج تمہارے لئے ایک نجات دینے والا پیدا ہوا۔ وہ مسیح خداوند ہے۔

اب ہم اس پہلے فقرہ پر ریمارک کرنا چاہتے ہیں اس فقرہ میں سب سے پہلا جہوٹ یہ ہے کہ آج مسیح پیدا ہوا۔ حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے۔ دنیا کا کوئی دانشمند اور صاحب عقل انسان اس امر کے ماننے کو کبہی طیار نہیں ہو سکتا کہ ۲۵ر دسمبر سنہ ۱۹۰۹ء کو مسیح پیدا ہوا۔ یہہ ایک جدا امر ہے کہ مسیح کی ولادت کی تاریخ ۲۵ر دسمبر ہو۔ لیکن یہہ کہنا جو اوپر کے فقرہ میں لکہا گیا ہے کسی حال میں صحیح نہیں ہے۔

اس جہوٹ کو بہی عیسائی جہوٹ قرار دیکر ہم باقی فقرہ کو اپنے لائق کرتے ہیں اور دیکہتے ہیں کہ اس میں کسقدر صداقت کی روشنی ہے۔

اس فقرہ میں ہم کو دو باتوں پر غور کرنی چاہئے اول یہ کہ نجات کیا ہے؟ اور دوئم یہہ کہ عیسائیوں نے اس نجات کو کس حد تک حاصل کیا ہے؟ کیونکہ جب تک حقیقی نجات کا ہی پتہ نہ ہو ہم نہیں معلوم کر سکتے ہیں کہ عیسائی قوم واقعی نجات یافتہ قوم ہے۔ اور اسکے ساتہ ہی ہمکو یہہ بہی غور کرنا چاہئے کہ حقیقی نجات کے حصول کا ذریعہ کیا ہے؟ اور عیسائیوں نے نجات کا کیا طریق مقرر کیا ہے؟

یہ چار امور تنقیح طلب ہیں۔ جو اس فقرہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ ان پر اگر مبسوط اور مفصل بحث کیجائے تو غالباً ہمارے اخبار کے آخر سال تک یہہ مضمون ختم نہ ہو۔ لیکن ہم اس کو بہت مختصر کرنا چاہتے ہیں کیونکہ یہی نہیں کہ ہمکو صرف عیسائیوں کے بڑے دن کی حالت ہی اپنے ناظرین کو نہیں دکہانی ہے۔ بلکہ ہم انکو اس مضمون کے ضمن میں نیشنل کانگرس کے پنڈال میں ندوة العلماء اور علیگڈہ کالج کی کانفرنس میں بہی لے جانا چاہتے ہیں اور سیر بالآخر ہم ان کو حضرت حجة اللہ مسیح موعود علیہ الصلواة والسلام کی پاک مجلس کی بہی سیر کرانا چاہتے ہیں اور بسا اوقات اہم اور ضروری مضامین کیوجہ سے یا اور وجوہات کی بنا پر ہر ہفتہ اس مضمون کو جاری نہیں رکہ سکتے اور ناظرین باقی آیندہ باقی آئندہ سے گہبرا اٹہتے ہیں۔ اسلئے ہر چہ گیرید مختصر گیرید پر عمل کرنا چاہتے ہیں۔

پس سب سے پہلے اس فقرہ کی تنقید میں اس امر پر بحث کرتے ہیں کہ

حقیقی نجات کیا ہے؟

نجات کی حقیقت اور فلاسفی مختصر الفاظ میں اسیقدر ہے کہ انسان گناہ کی موت سے بچ جاوے کیونکہ گناہ درحقیقت ایک ایسا زہر ہے جو اسوقت پیدا ہوتا ہے جب انسان خدا تعالےٰ کی اطاعت اور اسکی پر جوش محبت اور محبانہ یاد سے محروم اور بے نصیب ہو اور جسطرح کہ جب ایک درخت زمین سے اکہڑ جاوے اور وہ پانی چوسنے کے قابل نہ رہے جو جڑوں کے ذریعہ چوستا ہے۔ اور جو اس کے نشو ونما کا موجب ہوتا ہے اسیطرح جب انسان کا دل خدا تعالےٰ کی محبت سے اکہڑ جاتا ہے اسپر گناہ غلبہ پاتا ہے اور اس کی خشکی اور تیرگی دل کو سیاہ کرکے خدا تعالےٰ سے دور پہینک دیتی ہے۔ لیکن جب انسان گناہ کی اس حالت سے نکل جاتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ سے ایک شدید اور مستحکم تعلق پیدا کرتا ہے تو پہر اس کے دل میں خدا تعالےٰ کی محبت کی جڑیں مضبوط ہوتی ہیں جنکے ذریعہ وہ خدا تعالےٰ کے فضل کے پانی کو جذب کرتا ہے اور زہریلے مواد نکالنے کی قوت حاصل کرتا ہے اور بڑی آسانی سے ان زہریلے مواد کو دفع کرکے خدا تعالےٰ میں ہوکر ایک نیا نشو ونما پاتا ہے۔ اور بہت پہلتا اور خوشنما سبزی دکہاتا اور اچہے پہل لاتا ہے۔ یہانتک کہ اس میں وہ کمال پیدا ہو جاتا ہے کہ اس سے خوارق کا صدور ہونے لگتا ہے اور وہ **لاخوف علیہم ولا ہم یحزنون** کے زمرہ میں داخل ہو جاتا ہے۔ اسی کو استقامت۔ اسلام۔ اور نجات وغیرہ الفاظ اور ناموں سے موسوم کیا گیا ہے۔ غرض نجات سے مراد عام طور پر یہی ہے کہ انسان کی نفسانی اور گناہ کی زندگی پر موت وارد ہو جاوے اور وہ نیکیوں اور خداشناسی اور خداپرستی کے مقامات اور مدارج میں ترقی کرتا ہوا اس بصیرت اور معرفت کو پالے جو گویا خدا کو اسنے دیکہ لیا ہے اور خدا کی آواز کو اس نے سن لیا ہے۔ جب تک یہ حالت انسان میں متحقق نہیں ہوتی وہ نجات کی حقیقت سے ویسا ہی بے خبر ہے جیسا کہ اس کے حصول سے لیکن **نجات یافتہ** شخص اس پاک زندگی کو حاصل کر لیتا ہے کہ گویا خدا تعالےٰ کی روح اس کے اندر سکونت رکہتی ہے اور قبولیت کی روشنی ان کے اندر ایسی پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ خدا کی تجلیات کی مظہر کہلاتے ہیں انسے خوارق کا صدور ہوتا ہے۔ خدا تعالےٰ ان کی دعاؤں کو سنتا اور شرف قبولیت عطا فرماتا ہے ان سے ہم کلام ہوتا ہے اور غیب کی خبریں پیش از وقت انپر ظاہر کرتا ہے اور اُن کی تائید کرتا ہے۔

اب اس معیار نجات سے ہم دیکہنا چاہتے ہیں کہ یسوع نے جو عیسائیوں کے قول اور عقیدہ کے موافق نجات دہندہ ہے قوم کو کیا نجات بخشی کہاں تک اونکو گناہ کی موت سے رہائی دی اور اُن پر اخلاقی اور روحانی اثر کیا کیا؟

لیکن اس سے پیشتر کہ ہم ان نتائج اور ثمرات پر نظر کریں جو عیسائی نجات کے ہیں پہلے یہہ دیکہ لینا چاہئے کہ عیسائیوں نے نجات کا طریق کیا مقرر کیا ہے؟ کیونکہ اگر اس طریق کو ہی طبعی طور پر نجات سے کوئی تعلق اور واسطہ نہو تو ثمرات اور نتائج کے دیکہنے کی بہی چنداں ضرورت نہو گی۔

یہانتک عیسائیوں کے علم الٰہیات اور انکی اعتقادات کی کتابوں کو پڑہنے اور عیسائی واعظوں سے گفتگو کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ نجات کا طریق ان کے ہاں یہ بتایا جاتا ہے کہ خدا تعالےٰ نے دنیا کو گناہ سے نجات دینے کیلئے یہہ انتظام کیا ہے کہ اپنا اکلوتا بیٹا یسوع دنیا میں بہیجا تاکہ وہ کافروں بے ایمانوں نافرمانوں اور بدکاروں کے گناہوں کی گٹہری کو اٹہا لے۔ چنانچہ وہ گناہوں کا بوجہ اٹہاکر صلیب پر چڑہ کر لعنتی ہوا۔

اور اس لعنت کے بدلے اس نے گنہگاروں کو چہڑا دیا۔ یہ اصول ہے جو عیسائیوں نے نجات کیلئے مقرر کیا ہے

(باقی دارد)

عیسائی مشنریوں کی ایک اور حرکت

گو عیسائی ظلم و تعدی کا وہ تاریک زمانہ جبکہ دوران حکومت میں مذہب کے نام پر بےگناہ انسانوں کے سر قلم کئے جاتے تہے اور انکے خون سے ہاتہ رنگے جاتے تہے۔ عیسائی پادری تشفی پاتے تہے سائنس اور علم کی روشنی کیساتہ بلکل جاتا رہا ہے اور عیسائی پادری اپنی جابرانہ حرکتوں اور خونریزیوں کی عادات ترک کر گئے ہیں۔ مگر ابہی تک کسی شخص کیلئے یہ کہنا کہ ان ظالم پادریوں کی بےرحمی اور سنگدلی کا خاتمہ ہوگیا ہے ایک ناممکن امر ہے۔

آئے دن عیسائی پادریوں کے جو ظالمانہ کارنامے ہم اپنے ملکی اخبارات میں درج پاتے ہیں ان کے مطالعہ کرنے اور ان مصیبت زدوں کی مصیبت کا اپنی آنکہوں کے سامنے نظارہ کہینچنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسائی مشنریوں نے اپنا ہاتہ صاف کیا ہوا ہے ہمارے بدن کے رونگٹے کہڑے ہو جاتے ہیں۔ الحکم کے ایک گذشتہ نمبر میں تاڑی کے ایک چہوٹی سی گاؤں کا دردناک واقعہ جس میں معصوم لڑکی کو چند مشنری لیڈیاں بہگا کر لے گئی تہیں۔ ہم ناظرین کے گوشگذار کر چکے ہیں اب ایک تازہ واقعہ ہم مشنری کارستانیوں اور ہتکنڈوں کے متعلق ذیل میں درج کرتے ہیں جو پہلے واقعہ سے شاید کم افسوسناک نہیں ہے۔

[illegible] ایک بیوہ لڑکی کو جبکہ اسکا باپ گہر میں موجود نہیں تہا ایک مشنری لیڈی نے ورغلاتے ہوئے۔ اسکو اکیلا گہر میں دیکہ پایا اور اس موقعہ کو غنیمت سمجہ کر اسنے جہٹ اسکو ورغلانا شروع کیا اور اپنے دائرہ میں لاکر [illegible] وہ اسکو [illegible] گہر سے بہگا کر اپنے ساتہ لے گئی۔ جب اس بدنصیب لڑکی کا والد گہر پہنچا اور اس واقعہ سے مطلع ہوا [illegible] فوراً پریشان ہوکر بہمراہ چند رشتہ داروں اور ہمسایوں کے وہ ریلوے سٹیشن [illegible] پر پہنچا۔ جہاں خوش قسمتی سے اسنے لباز مشنری لیڈی کو پاس جو اسکی لڑکی کو غائب کرنے کیلئے اسٹیشن پر پہنچی ہوئی تہی اسنے اپنی لڑکی کو دیکہ لیا۔ اور پہر بڑی مشکل سے اپنے رشتہ داروں وغیرہ کی مدد کر اسکو لیڈی کے پنجوں سے چہڑا کر اپنے گہر لے آیا۔ اسکے بعد حکام ریلوے اور پولیس نے اس واقعہ کے متعلق جو کارروائی کی اسکو ہم اخبار عام کے الفاظ میں ذیل میں درج کرتے ہیں:—

[illegible] ریلوے نے [illegible] اسٹیشن ماسٹر کو جبکہ معطل کر دیا ہے اسلئے کہ جب یہ بیچارہ [illegible] اسکو چہڑا کر لے جانے آئے تہے۔ تو اسٹیشن ماسٹر نے مشنری لیڈی کی مدد کیوں نہ کی۔ اسکو چاہئے تہا کہ ان لوگوں کو نکلوا دیتا [illegible] چنانچہ اسٹیشن ماسٹر اس نہایت عجیب الزام کی مصیبت بہگت رہا ہے۔ مزید لطف یہ ہے کہ مشنری پادری نے [illegible] سپرنٹنڈنٹ کو تحریک کی۔ چنانچہ پولیس کے بعض عہدہ داروں [illegible] کے [illegible] جہاں وہ بیوہ لڑکی رہتی تہی اور وہ بیوہ لڑکی زبردستی مشنریوں کو [illegible] دی [illegible] کیا ہو [illegible]!!! اس پر وہاں کے لوگوں پر کیا گذری ہوگی کہ لڑکی اسطرح سرکاری پولیس کی مداخلت سے اپنے جائز وارثوں و محافظوں کی تحویل سے مشنری پادریوں کو واپس دلائی گئی [illegible] ایک سرکاری ملازم [illegible] جو اسکی چہڑائی میں شامل تہا [illegible] گئے ہیں تاکہ اس [illegible] کو [illegible] کرینگے۔ حیرانی کی بات یہ ہے کہ مشنری پادریوں کی [illegible] سرکاری پولیس نے [illegible] کیوں دخل دیا۔ اُن کو [illegible] رعایا کے دلوں میں غصہ اور نقص پیدا ہو [illegible] تعجب نہیں ہے اس قسم کی حرکات سے مشنری لوگ اپنی ہر دلعزیزی کا ستیاناس کرینگے اتنے عوام میں ان کی محبت پیدا نہیں ہو سکتی [illegible] اخبار پڑہ سکتا ہے +

بر نظر وہ تمام مذاہب ہوتے ہیں جو اسلام کے مخالف ہیں اور اُس کے طرز بیان میں ایک اور بھی خوبی ہے کہ وہ ہر دعویٰ کی دلیل خود ہی بیان فرماتا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آریوں کے اس اعتقاد کی تردید فرمائی ہے جو اُنھوں نے فلاسفروں کی تقلید سے بنا رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کی موجودات میں سے کسی کا بھی خالق نہیں ہے۔ اور ساتھ ہی عیسائیوں کے اس عقیدہ کو باطل کیا ہے کہ مسیح بھی خالق ہے اُس نے چڑیاں بنائی تھیں ان دونوں باتوں کو واضح طور پر بیان کرتے ہیں هو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا یعنی جو کچھ زمین میں ہے وہ سب کچھ اللہ ہی نے نہ کسی اور نے تمھارے فائدہ کی خاطر پیدا کیا ہے اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ زمین میں جو کچھ موجود ہے یہ سب اللہ ہی کی مخلوق ہے نہ کسی دوسرے کی اب وہ نادان مبتلا ہیں جو کہتے ہیں کہ حضرت مسیح بھی مٹی کے پرندے اور چڑیاں بنایا کرتے تھے کہ وہ مسیح کے بنائے ہوئے پرندے کہاں ہیں۔ اب آگے جو دلیل هو بکل شیء علیم بیان فرمائی۔ یہ دلیل بتا بعہ شکل اول کے جو بدیہی الانتاج ہے اسطرح پر قائم ہوتی ہے۔ صغریٰ اُسکا یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ ہی تمام موجودات کی کنہ اور کیفیت کا کامل عالم ہے۔ کبریٰ یہ ہے اور جو تمام موجودات کی کنہ اور کیفیت کا کامل اور پورا پورا عالم ہے وہی تمام اشیاء کا خالق ہے۔ پس نتیجہ یہ حاصل ہوا اللہ ہی تمام موجودات کا خالق ہے۔ اسلام قرآن [illegible] ہے۔ یا کبریٰ۔ اُس کا ثبوت یہ ہے کہ یہ ایک مسلم بات ہے کہ علم کامل ہی شے کے بنانے پر قادر کر دیتا ہے۔ اسی لیے مقولہ ہے کہ جب علم اپنے حد کمال تک پہنچ جاتا ہے تو عین عمل ہو جاتا ہے۔ پس ثابت ہوا [illegible] ہوتی ہے اُس کا کامل اور پورا علم [illegible] کو ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ جسقدر [illegible] کوئی دوسری ہستی اُسکو نہیں [illegible] اُس دوسری ہستی کو ان چیزوں [illegible] ہے۔ پس آریہ صاحبان کا معاذ اللہ اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کو [illegible] باطل ہو گیا۔ اگر اپنے گمان میں [illegible] سمجھتے ہیں تو یہ ثابت کریں کہ اس [illegible] کے موافق علم تام کیونکر ہو سکتا ہے اس اعتقاد سے تو معاذ اللہ علم تام باری تعالیٰ کی نفی لازم آتی ہے اور یہ محال ہے اور مستلزم محال کو محال ہے۔ اور مسلمان صاحبان جو زعم رکھتے ہیں کہ مسیح خالق طیور ہے وہ ثابت کریں کہ علم کامل اور پورا پورا علم جو صفت مخصوصہ جناب باری ہے۔ وہ خدا تعالیٰ نے مسیح کو دیدیا تھا حالانکہ یہ مسلم فریقین ہے کہ یہ صفت علم کامل کسی مخلوق میں نہ ذاتی طور پر ہے نہ مستعار طور پر ہو سکتی ہے۔

اگر کہو کہ علم تام صنائع کو مخلوق ہوتا ہے تو لازم آئے گا کہ قدرتی اور مصنوعی چیزوں میں امتیاز نہ ہو۔ حالانکہ یہ مسلم بات ہے کہ قدرتی چیزیں کبھی مصنوعی نہیں ہو سکتیں اور مصنوعی چیزیں کبھی قدرتی نہیں ہوتیں۔ جیسا کہ ایک گھاس کا تنکا یا گندم کا دانہ قدرتی ہیں یہ کبھی مصنوعی نہ ہوں گے۔ کوئی انسان کیسا ہی دانشمند ہو اور مدبر اور موجد کیوں نہ ہو۔ اُسکو نہ بنا سکے گا۔ اسی طرح پر کپڑا یا روٹی مصنوعی چیزیں ہیں مگر خدا تعالیٰ کی غیرت کے خلاف ہے کہ روٹی کے بجائے کپڑا پیدا کرے یا گندم کے دانہ کے بجائے روٹیاں اگائے۔

اب یہ صاف شدہ اور ثابت شدہ صداقت ہے۔ اسی معیار پر اس مسئلہ کو پرکھنا چاہیے یہ ہی معیار خود فیصلہ کر دے گا۔

الراقم خاکسار عبد الرحیم ساکن میر ٹھ عفا عنہ

سلسلہ عالیہ احمدیہ اور عالم اخبارات

عصر جدید جو میرٹھ سے ماہوار تمدنی اصلاح قومی ترقی اور پالٹیکس پر نکلتا ہے جنوری ۱۹۰۴ء کی اشاعت میں اخوندزادہ مولوی عبد اللطیف شہید کے متعلق پیسہ اخبار کی رائے پر حسب ذیل ریمارک کرتا ہے۔

قتل مذہبی روزانہ پیسہ اخبار جو چند ماہ سے نہایت عمدگی کے ساتھ جاری ہے اور اس ملک میں مسلمانوں کا ایک ہی روزانہ اخبار ہے ۷ دسمبر ۱۹۰۳ء کے پرچہ میں ملا عبد اللطیف کے قتل کے بارہ میں ایک مضمون لکھتا ہے جس میں ایک حد تک غریب صاحبزادہ کے قتل کی حمایت کی گئی ہے اور اس کی مثال یورپ کے قومی تعصب و مذہبی غداری سے دیگئی ہے۔

لائق ایڈیٹر کی اس رائے سے ہمکو قطعی اختلاف ہے کوئی شخص لمحہ کے لیے ہمکو قادیانی میرزا کا معتقد نہیں سمجھ سکتا اور نہ ہم اُس بزرگ کی اس کوشش کو پسند کرتے ہیں کہ سب مولویوں کو جہادی قرار دیکر مطعون کیا جاوے۔ مگر ہم عقاید اور دین کے معاملہ میں تلوار کا فیصلہ قبول نہیں کر سکتے۔ کوئی ملک کوئی قوم علم یا تقویٰ میں ترقی نہیں کر سکتی جو اپنی مسلمہ عقاید کے خلاف بات سُننے سے اسقدر کارہ ہو کہ غیر مقلد کو آگ یا تلوار یا پتھر سے سزا دیوے یہ تعصب دنیا میں سچ کے پھیلنے کو روکتا ہے اور قوموں کو سخت جہالت اور تاریکی میں ڈالتا ہے۔

ہم خدا سے بڑھ کر نہیں ہیں اور رسول سے زیادہ دین کے ہمدرد نہیں ہو سکتے۔ جب خدا خلقت کے اختلاف کو نہیں مٹانا چاہتا اور رسول [illegible] کہدیا گیا کہ تو انسانوں پر گماشتہ نہیں ہے تو کابل کے ملا کس شمار میں ہیں۔ اگر وہ حق و باطل کا فیصلہ کرنے بیٹھ جاویں اور دنیا کا نظم و نسق اُنکی رائے کے موافق ہو تو دنیا کا کارخانہ کیسے چل سکتا ہے۔ ہمارے نزدیک سخت سے سخت سزا جو ایک مخالف اعتقاد شخص کو مصلحتاً دیجا سکتی وہ جلا وطنی ہے۔ زندگی کا معاوضہ انسان نہیں کر سکتا اسلیے سوا اس صورت کے جب کہ سلطنت کے امن میں خلل کا یقین واثق ہو اور قتل سے کمتر کوئی سزا دینی نہ ہو۔ یا اُس صورت میں جبکہ کسی شخص نے قتل کر دیا ہو ان صورتوں کے سوا کوئی تیسری صورت ایسی معلوم نہیں ہوتی جس میں موت کی سزا دیجاوے۔ بہر حال مسلمانوں میں زیادہ وسیع الخیالی کی ضرورت ہے اور ہرگز کسی مخالف فرقہ کے قتل سے خوش نہ ہونا چاہیے۔

ایں دوست بر جنازہ دشمن چو بگذری
شادی مکن کہ بر تو ہمیں ماجرا رود

عصر جدید کے لائق ایڈیٹر کی یہ رائے "ہم اُس بزرگ کی اس کوشش کو پسند کرتے ہیں کہ سب مولویوں کو جہادی قرار دیکر مطعون کیا جاوے" ہمارے نزدیک سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تحریروں سے ناواقفیت کو ظاہر کر رہی ہے، حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مسلمانوں کے دل سے ان قابل نفرت خیالات کو دور کرنا چاہتے ہیں جو خونی مہدی اور خونی مسیح کے اعتقاد کے رنگ میں انکے دلوں میں چھپے ہوئے ہیں اور جہاں تک ہمارا خیال ہے عصر جدید کے لائق ایڈیٹر کی تحریر سے بھی یہی ترشح ہو رہا ہے کہ "وہ عقائد اور دین کے معاملہ میں تلوار کا فیصلہ قبول نہیں کر سکتے" پھر کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ عصر جدید کیوں اس کوشش کو پسند نہیں کرتا جو جہاد کے خیالات کے دور کرنے میں کی جاتی ہے یہ کوشش تو ایسی مبارک کوشش ہے کہ جسمیں ہر امن جو اور نیک خیال انسان کو شریک ہونا چاہیے سید احمد خان صاحب بالقابہ نے بھی اپنی موت سے چند روز پیشتر حضرت حجۃ اللہ کے متعلق ۲۴ جولائی ۱۸۹۰ء کے تہذیب الاخلاق میں جو مضمون شائع کیا تھا وہ اسی کی تائید اور حمایت میں تھا پھر تعجب ہے کہ عصر جدید کے ایڈیٹر صاحب کو یہ کوشش ناپسند کیوں ہے بہر حال خواہ حضرت اقدس کی کوشش کو کتنا ہی ناپسند کرے حضرت اقدس اپنے فرض منصبی سے غافل نہیں ہو سکتے۔ اور وہ جہاد کے بیہودہ خیالات کو مسلمانوں کے دلوں سے دور کرنا ہی چاہتے ہیں۔

عصر جدید کے اس ریمارک سے یہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ پیسہ اخبار نے صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب کے قتل کی بیجا حمایت کی ہے مگر پیسہ اخبار کبھی اپنی غلطی کا اعتراف کیونکر کرنے والا ہوگا

اخبار السنہ لاہور جو چکڑالوی کی مذہبی دنیا کی اصلاح کے لیے لاہور سے شائع ہونے لگا ہے ہمکو ان تحریروں پر نوٹس لینے کے لیے متوجہ کرتا ہے جو وقتاً فوقتاً چکڑالوی مشن کے رسالہ اشاعۃ القرآن میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف ہوتی رہیں۔ ہم اس یاد دہانی کے لیے ممنون ہیں اور شکر گزار ہیں۔ اور انشاء اللہ عند الضرورت چکڑالوی کے زہریلے خیالات پر توجہ کی جاویگی

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

ایک جھوٹا مہدی کاذب پھانسی دیا گیا نادان کہتے ہیں کہ مفتری علی اللہ کو مہلت دیجاتی ہے اور وہ ایک عرصہ دراز زمانہ تک یا اتنا زمانہ جو زمانہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ہو پا لیتا ہے ہم کہتے ہیں کہ یہ محض افترا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک اور سچی رسالت پر خطرناک حملہ ہے اور آیت شریفہ لو تقول علینا بعض الاقاویل کے صریح خلاف ہے اور اسکی نظیریں آئے دن نظر آتی رہتی ہیں چنانچہ حال ہی میں ایک نیا مہدی کاذب محمد الامین سوڈان میں گرفتار ہو کر پھانسی دیا گیا ہے اور اسطرح پر اس کے مفتریانہ دعویٰ کا خاتمہ ہو گیا ہے اسکے متعلق مختصر حالات اسطرح پر شائع ہوئے ہیں کہ سوڈان کے ڈپٹی گورنر جنرل کرنل ماہن نے انگلستان کو جاتے ہوئے خرطوم میں سنا کہ ایک شخص محمد الامین نامی نے جنوبی کردفان میں اپنے آپ کو مہدی مشہور کر رکھا ہے چونکہ اس حرکت سے بڑے بھاری مفسدہ کا اندیشہ تھا اُسنے اسیوقت دو سو سواروں کی فوج اگبوٹ میں سوار کر کے نیل سفید کی جانب روانہ کر دی اور ساتھ ہی حکم دیا کہ دو سو سپاہیوں کی پیادہ فوج معہ دو میکسیم توپوں کے میرے رسالہ کے ساتھ مقام تگالا آملے فوج کو دو سو میل کا لمبا اور دشوار گذار سفر صحرائی ملک میں بہت جلد طے کرنا پڑا جو بوجہ بارش کے اور بھی زیادہ تکلیف دہ ثابت ہوا جب فوج کو پتا لگا کہ مہدی ایک گاؤں میں ہے انھوں نے ایک لمبا کوچ کر کے دن نکلتے ہی اُسکو آ دبایا۔ کچھ خفیف سی گولہ باری ہوئی اور مہدی نے گھبرا کر اطاعت قبول کر لی اور قید ہو کر العبید بھیجا گیا۔ بعد ازاں اس پر بغاوت کا الزام لگایا گیا اور اسے پھانسی دیگئی اسطرح اس مفتری کا خاتمہ ہوا۔ پھانسی پر اسکی لاش صاف کہہ رہی تھی۔ مصرعہ

دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر مالکان کارخانہ کے اہتمام سے چھپکر بفضل خدا شائع ہوا

www.aaiil.org

ایک خط

گذشتہ اشاعت سے آگے

جن لوگوں کی معلومات وسیع ہیں وہ اس بیان کی تصدیق کر سکتے ہیں بعض فقراء نقشبندی و سہروردی وغیرہ نے بھی ان شغلوں کی طرف بہت توجہ کی تھی شیخ محی الدین ابن عربی کو اس میں کامل مہارت تھی۔ بعض لوگ اس شبہ میں غلطاں و پیچاں رہتے ہیں کہ اگر کسی نبی کے دعا کرنے سے کوئی مردہ زندہ ہو جائے یا کوئی جماد جاندار بنجائے تو اس میں کونسا شرک ہے ایسے لوگوں کو جاننا چاہیے کہ اسجگہ دعا کا کچھ ذکر نہیں اور دعا کا قبول کرنا یا نہ کرنا اللہ جل شانہ کے اختیار میں ہوتا ہے۔ اور دعا پر جو فعل مترتب ہوتا ہے وہ فعل الٰہی ہوتا ہے نبی کا اسمیں کچھ دخل نہیں ہوتا اور نبی خواہ دعا کرنے کے بعد فوت ہو جائے نبی کے موجود ہونے یا نہونیکی کچھ ضرورت نہیں۔ لیکن اسجگہ وہ صورت نہیں۔ اناجیل اربعہ کے دیکھنے سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح جو کام اپنی قوم کو دکھلاتے رہتے تھے وہ دعا کے ذریعہ سے ہرگز نہیں تھے اور قرآن شریف میں بھی کہیں ذکر نہیں کہ مسیح بیماروں کے چنگا کرنے اور پرندوں کے بنانے کے وقت دعا کرتے تھے بلکہ وہ اپنی روح کے ذریعہ سے جسکو روح القدس کے فیضان سے برکت بخشی گئی تھی ایسے کام اقتداری طور پر یعنی بغیر دعا کے دکھاتا۔ اقتداری کے یہ معنی نہیں کہ بغیر اذن الٰہی کے ایسے کام دکھاتا تھا۔ کیونکہ پارہ ۲۴ سورہ مومن کے آخر میں ہے وما کان لرسول ان یاتی بآیۃ الا باذن اللہ اور کسی رسول کو مقدور نہتھا کہ نشان کوئی لانا مگر حکم سے اللہ کے۔

پس اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ یہ سب کام عمل الترب کے ذریعہ سے کیے جاتے تھے تو ایسے معانی کے لیے قرائن سیاق و سباق موجود ہیں اس اجمال کی تفہیم کے لیے ایک مختصر تمہید بیان کی جاتی ہے۔

غور سے سنو! کہ انبیا کے معجزات دو قسم کے ہوتے ہیں (۱) ایک وہ جو محض سماوی امور ہوتے ہیں جنمیں انسان کی تدبیر اور عقل کو کچھ دخل نہیں ہوتا۔ جیسے شق القمر جو ہمارے رسول اکرم کا معجزہ تھا اور خدا تعالیٰ کی غیر محدود قدرت نے ایک راستباز اور کامل نبی کی عظمت ظاہر کرنے کے لیے اُسے ظاہر فرمایا تھا (۲) دوسرے معجزات عقلی ہیں وہ اُس خارق عادت عقل کے ذریعہ سے ظاہر ہوتے ہیں جو الہام الٰہی سے حاصل ہوتی ہے۔ جیسا کہ حضرت سلیمان کا وہ معجزہ جو صرح ممرد من قواریر ہے جسکو دیکھکر بلقیس کو ایمان نصیب ہوا۔

اب اے مخالفو! سیاق آیت دیکھو و یعلمہ الکتٰب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل۔ اور نیز دیکھو وانبئکم بما تاکلون۔ اور نیز دوسری جگہ مائدہ میں بھی یہ آیات بصیغہ خطاب آئی ہیں۔ ان کا سیاق دیکھو واذ علمتک الکتٰب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل اور نیز اُس سے اوپر یہ بھی آیا ہے واذ ایدتک بروح القدس ہیں سیاق و سباق آیات سے ظاہر ہوا کہ یہ معجزہ عقلی و علمی معجزہ ہے۔ یعنی حضرت مسیح کو ایک بالاتر عقل عطا فرمائی گئی جس سے انھوں نے سمجھ لیا کہ انسان کی روح میں یہ خاصیات ہیں جن کے ذریعہ سے عجائبات مذکورہ بالا ظہور پذیر ہو سکتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو یہ سمجھ یہ عقل حاصل نہ تھی یہ عقل جو خارق عادت تھی الہام الٰہی کے ذریعہ سے حاصل ہوئی تھی چنانچہ اذن کے معنے آگاہی دادن بھی صاحب صراح نے لکھے ہیں اور لفظ اذان بھی اسی معنی میں مستعمل ہوا اور آیۃ فأذنوا بحرب من اللہ ورسولہ میں بھی معنی ہیں۔ وہ لفظ اذن بھی اس معنی پر شاہد قوی ہے اب اگر مخالف یہ کہیں کہ پھر احیی الموتی کے کیا معنی ہونگے تو جواب اس کا یہ ہے کہ عمل الترب کے ذریعہ سے وہ مردے زندہ ہوتے تھے جو قریب الموت تھے۔

اور یہ بھی ظاہر ہے کہ باعتبار ما یؤل کے انکو موتی کہا گیا جیسا کہ حدیث میں آیا ہے من قتل قتیلا فلہ سلبہ یہ معنی ہمارے مذاق کے طور پر نہیں ہم جو روحانی بیان کرتے ہیں وہ آگے عنقریب بیان کرینگے۔ اگر مخالفین یہ اعتراض کریں کہ جائز ہے کہ مسیح کو خدا نے خلق طیور کی طاقت عطا فرما دی ہو۔ اول تو جواب اسکا یہ ہے کہ ہم یہ ثابت کر چکے ہیں کہ خالقیت و ربوبیت و احیاء و اماتت وغیرہ صفات خاصہ الوہیت سے ہیں اور خاصہ کی تعریف میں یہ امر داخل ہے کہ وہ غیر میں نہیں پایا جاتا چنانچہ اللہ تعالیٰ آخر سورہ حج میں فرماتا ہے

ان الذین تدعون من دون اللہ لن یخلقوا ذبابا ولو اجتمعوا لہ وان یسلبھم الذباب شیئا لا یستنقذوہ منہ ضعف الطالب

والمطلوب ما قدروا اللہ حق قدرہ ان اللہ لقوی عزیز۔

یعنی جن لوگوں کو تم خدا بنائے بیٹھے ہو وہ تو ایسے ہیں کہ اگر سب ملکر ایک مکھی پیدا کرنا چاہیں تو کبھی پیدا نہ کر سکیں گے اگرچہ ایک دوسرے کی مدد بھی کریں بلکہ اگر مکھی انکی چیز چھینکر لے جائے تو انھیں طاقت نہیں ہوگی کہ وہ مکھی سے وہ چیز واپس لے سکیں انکے پرستار عقل کے کمزور اور وہ طاقت کے کمزور ہیں ایسی غلطیوں میں جو لوگ پڑتے ہیں وہ خدا کی قدر نہیں پہچانتے اور نہیں جانتے کہ کیسا ہونا چاہیے

اگر ہمارے مخالف یہ کہیں کہ بلا شک خلق اشیا و عباد سے ناممکن ہے مگر ممکن بالغیر اور اسی طرح احیاء موتی انسان سے بموجب آیۃ سورہ فرقان ولا یملکون موتا ولا حیوۃ ولا نشورا کے ناممکن ہے مگر ممکن بالغیر ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ علم منطق میں ثابت ہو چکا ہے کہ ممتنع اور واجب بالذات اور بالغیر ہوتے ہیں مگر ممکن بالغیر نہیں ہوتا۔ اگر مخالف لوگ یہ فرماویں کہ احیی الموتی صاف صریح موجود ہے اسکا ثبوت دو کہ روحانی مُردے مراد ہیں اور موتی کا اطلاق روحانی مردوں پر بھی آیا ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ دیکھو پارہ ۲۰ سورہ نمل انک لا تسمع الموتی۔ اگر مخالف لوگ یہ کہیں کہ بلا شک یہاں روحانی مردے مراد ہیں لفظ موتی سے مگر آیت زیر بحث میں موتی سے مراد حقیقی مردے مراد ہیں کیونکہ لفظ احیاء اسکے ساتھ موجود ہے تو اے حضرات مخالفین آپ لوگ ذرہ متوجہ ہو کر سمجھ جائیں اور اُس قادر سے مدد چاہیں جو سینوں کو کھولتا اور دلوں میں سچائی کا نور نازل کرتا ہے۔

اے حضرات مخالفین خدا کے واسطے آپ لوگ خوب سوچکر اور دلونکو مقام کر بہت صبر و قرار اور طمانیت اور سکینت کے ساتھ خیال فرماویں۔ دیکھو یہ ہی آیات بصیغہ خطابات اخیر سورہ مائدہ میں اسطرح واقع ہیں واذ تخلق من الطین کھیئۃ الطیر باذنی فتنفخ فیھا فتکون طیرا باذنی وتبرئ الاکمہ والابرص واذ تخرج الموتی باذنی یعنی اور اُس وقت کو یاد کر جب تو میری وحی اور الہام سے انسانی مادوں سے پرندوں جیسے (بلند پرواز انسان) تجویز کرتا تھا اور ان میں ہدایت کی روح پھونکتا تھا تب وہ میری وحی کی برکت و زور سے پرواز کرنے لگے اور میری وحی سے روحانی اندھوں اور جذامیوں کو اچھا کرتا تھا اور اُس وقت کو یاد کر جب تو میری وحی سے اُن روحانی مردوں کو جن کے اصلاح پذیر ہونیکی کوئی اُمید نہ تھی اُنکی ظلمانی حالت سے نورانی و عرفانی حالت کی طرف نکالدیتا تھا

اب اے مخالفو! دیکھو! خود قرآن کریم ہی نے یہ بتادیا کہ احیی الموتی سے اخراج الموتی مراد ہے۔ کسی اور نے تفسیر نہیں کی خود قرآن شریف ہی نے تفسیر کر دی اب بھی تمہارے قساوت قلبی نہ جاوے تو اسکا کیا علاج ہو سکتا ہے اور آیت اذ ایدتک بروح القدس اس معنی کی اور بھی تائید کر رہی ہے بعض مخالفین اس مقام پر ایک اور اعتراض پیش کیا کرتے ہیں کہ نبی کا فعل بعینہ خدا کا فعل ہے یعنی مسیح کا طیور کو پیدا کرنا اور احیاء موتی یہ انکا فعل نہیں خدا کا فعل ہے۔ تو جواب اسکا یہ ہے کہ فتشابہ الخلق علیھم کا مجاب واقع ہو گیا امتیاز کی صورت کیا ہے دوم ہم دریافت کرتے ہیں کہ مسیح کو خدا کے ساتھ عینیت ہے تو یہ باطل ہے کہ مسیح عابد اور عبد تھے اور اگر غیریت ہے تو کیوں اُن کا فعل خدا کا فعل شمار کیا گیا۔ اگر کہو عینیت و غیریت دونوں تھی تو یہ وہی قول ہوا کہ دو و بھی ہیں اور دونوں ایک بھی ہیں۔

اور نیز نصاریٰ تو فقط توحید فی التثلیث اور تثلیث فی التوحید کے قائل ہوے اور تمہارے نزدیک تو توحید فی التربیع و تربیع فی التوحید وغیرہ بہت دور تک یہ سلسلہ جائز رہا پھر نصاریٰ پر تم کیوں الزام لگاتے ہو اور کیوں اُنکو بُرا جانتے ہو اور ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی پر جو لوگوں نے خیال کیا ہے یہ اُنکی غلط فہمی ہے یہاں پر نفی اعتبارًا اور ثبوت رمی اور اسناد رمی اللہ کی طرف مجازًا و اعتبارًا ہے نہ حقیقۃً جواب کے پہلو میں اسناد خلق اللہ کیطرف حقیقۃً ہے یہ قیاس قیاس مع الفارق ہے دیکھو حواشی مختصر معانی و مطول وغیرہ کو۔ اللہ کیطرف اسناد رمی کو کل علمائے معانی مجاز عقلی مانتے ہیں۔ نہ اسناد حقیقی اور تم جو جواب دیتے ہو مجاز عقلی وہاں کہاں ہے اپنے جواب کو تم خود آپ ہی نہیں سمجھتے۔

اصل امر یہ ہے کہ اگر تم میں کچھ بھی بوئے ایمان ہوتی تو محکمات قرآنیہ کے آگے اسقدر چون و چرا اور رد و انکار پر نہ کھڑے ہو جاتے اور خوف خدا کرتے۔ تمکو تو تمہارے خیالی عقاید پیارے ہیں آیات قرآنی سے تم کو عداوت ہے۔

اور ہمارے مخالف لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ مسیح کو ذاتی طاقت احیاء موتی کی نہیں ہے ہاں خدا کی طرف سے مسیح مالک اُن افعال کے ہیں۔ اول تو جواب اسکا ہم یہی دیتے ہیں کہ

www.aaiil.org

ہوئے بتانے سورۂ فرقان میں صاف فرمایا ہے کہ کوئی شخص موت اور حیات اور ضرر اور نفع کا مالک نہیں ہو سکتا جیسا کہ وہ فرماتا ہے

الذی له ملك السموٰت والارض ولم یتخذ ولداً ولم یکن له شریك فی الملك وخلق کل شیء فقدره تقدیرا واتخذوا من دونه اٰلهة لا یخلقون شیئاً وهم یخلقون ولا یملکون لانفسهم ضراً ولا نفعاً ولا یملکون موتاً ولا حیاةً ولا نشورا

یعنی وہ خدا وہ خدا ہے جو تمام زمین و آسمان کا اکیلا مالک ہے کوئی اُس کا حصہ دار نہیں اُس کا کوئی بیٹا نہیں اور نہ اُس کے ملک میں کوئی اُسکا شریک اور اُسی نے ہر ایک چیز کو پیدا کیا اور پھر ایک حد تک اُس کے جسم اور اُس کی طاقتوں اور اُسکی عمر کو محدود کر دیا اور مشرکوں نے بجز اُس خدائے حقیقی کے اور ایسے ایسے خدا مقرر کر رکھے ہیں جو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ آپ پیدا شدہ اور مخلوق ہیں اپنے ضرر اور نفع کے مالک نہیں ہیں اور نہ موت اور زندگی اور جی اُٹھنے کے مالک ہیں

اب دیکھو خدا تعالیٰ نے صاف صاف طور پر فرمایا کہ بجز میرے کوئی خالق نہیں بلکہ ایک دوسری جگہ سورۂ حج میں ہے فرمایا ہے کہ تمام مل کر ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے اور صاف طرز پر فرماتا ہے کہ کوئی شخص موت کا مالک نہیں ہے۔ اسجگہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر کسی مخلوق کو موت و حیات کا مالک کر دینا اور اپنی صفات میں شریک کر دینا اُسکی عادت میں داخل ہوتا تو بطور استثناء ایسے لوگوں کو ضرور باہر رکھ لیتا۔

پھر اسپر بھی بعض مخالفین باز نہ آئیں اور یوں کہیں کہ ان آیات سے یہ نکلتا ہے کہ بالاستقلال ذاتی طور سے مسیح احیاء موتی نہیں کرتے تھے۔ احتمال ہے کہ خدا کیطرف سے تو یہ اختیار حاصل ہوا ہو اور خدا کیطرف سے وہ مالک ہوئے احیاء موتیٰ کے۔ اس کا بہت سا جواب تو یہ ہے کہ احتمالات پر عقائد کا بنا نہیں ہوتی ہے دلائل قطعیہ پر ان کی بنا ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں اس احتمال کی بھی میں جڑ کاٹے دیتا ہوں خداوند کریم خود سورۂ مائدہ میں فرماتا ہے کہ میری طرف سے بھی کوئی مسیح مالک احیاء موتی وغیرہ کا نہیں لقد کفر الذین قالوا ان الله هو المسیح ابن مریم قل فمن یملك من الله شیئاً ان اراد ان یهلك المسیح ابن مریم وامه دیکھو معالم نے اسکی تفسیر فمن یملك من الله شیئاً میں لکھا ہے من یقدر ان یدفع من امر الله شیئاً اذا قضاه تم لوگ پہلے سمجھ چکے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

کہ جسپر موت کا حکم صادر ہوگیا۔ یعنی مر گیا اسپر میرا یہ حکم صادر ہو گیا کہ وہ پھر قبل قیامت کے اسی عالم میں زندہ نہیں کیا جائے گا۔ پھر اے مخالفو! تم ہوش میں آجاؤ۔ اگر تم یہ اعتقاد رکھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے اپنے دفع امر اور رد قضاء کا مسیح کو مالک بنا دیا ہے تو یہ سخت خطرناک عقیدہ ہے۔ اس آیت سے تو صاف معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مداخلت حکم کا مالک نہیں بنایا۔ پھر تم کیسے خلاف اس کے معتقد ہو جو یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسیح کو مالک بنا دیا ہے کہ وہ خدا کے احکام نافذ شدہ کو ٹالا کرے۔ اے دانشمندو خدا تعالیٰ نے تو یہ حکم نافذ فرما دیا کہ مردہ قبل قیامت اس عالم میں زندہ نہ کیا جائے گا پھر کیا تم یہ تجویز کرتے ہو کہ خدا تعالیٰ نے یہ حیلہ تراشا ہے کہ مسیح کو اس حکم کے ٹالنے کا مختار بنا دیا ہے۔

ایک فرقہ نصاریٰ میں سے ایسا ہی ہے جس کا اعتقاد تمہارے اعتقاد کے مثل ہے۔ اے میرے مخالفو! خدا سے ڈرو۔ تم ایک انسان کی مخالفت میں جھلا کر اور جھنجھلا کر کیوں خدائے تعالیٰ اور اُسکے کلام کے اور اُسکے رسول کے مخالفت بنے جاتے ہو۔ کہیں ضد اور اصرار بیجا کے جوش میں یا معاصرت کی اکڑ فوں کے دھاروں میں آکر ایمان سے ہاتھ نہ دھو بیٹھنا۔

اے جناب ماسٹر نور الدین صاحب آپ کو لازم ہے کہ اس عقیدہ کی تحقیق کر کے رد و انکار پر کمر بستہ ہونا ورنہ آپ اس آیت لا تقف ما لیس لك به علم کے مخالف ٹھہرینگے۔

جناب ماسٹر صاحب! ذرا انصاف فرما کر اور حق طلبی اور صداقت کی روح لیکر پچیسویں پارہ سورہ شوریٰ کی آیات مرقومۃ الذیل پر غور کرو

ام اتخذوا من دونه اولیاء فالله هو الولی وهو یحی الموتیٰ وهو علیٰ کل شیء قدیر۔

دیکھو مترجموں نے کیسی سکا ترجمہ یہ بھی لکھا ہے۔ سو اللہ جو ہے وہی ہے کام بنانے والا اور وہی جلاتا ہے مُردے۔ دیکھو قواعد معانی بلاغت کے رو سے بھی یہاں پر هو ضمیر فصل کا لانا مفید معنی حصر ہے اور یہ جبکہ غیر ذات باری بھی اسمیں شریک ہو سکتا عام ہے کہ یہ شرکت باذن ہو یا بغیر اذن ہو دونوں صورتوں میں۔ حصر۔ منقوض ہوتا ہے۔ اسپر ماسٹر نور الدین نے شروع میں بھی کہا تھا کہ یہ اوصاف مخصوصہ الوہیت میں ہیں اور خاصہ کی تعریف ہی یہ ہے ما یوجد فیه لا یوجد فی غیره۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ مسیح غیر اللہ میں داخل ہیں عین ذات باری تعالیٰ نہیں ہیں کل اہل اسلام اس کو

مانتے ہیں اور پھر جب کہ صفات باری تعالیٰ کو بھی علمائے متکلمین نے لا عین لکھا ہے تو دیگر مخلوقات ممکنات کیونکر لا عین نہ ہوں گے۔ افسوس ہے کہ مخالف الرائے مولوی صاحبان ان مخالفہ میں خاصہ کی تعریف کو بھی گاؤ خورد کر گئے اور اسی طرح سے سورہ جاثیہ کی اس آیت پر غور کرو

واذا تتلیٰ علیهم اٰیاتنا ما کان حجتهم الا ان قالوا ائتوا باٰبائنا ان کنتم صادقین قل الله یحییکم ثم یمیتکم ثم یجمعکم الیٰ یوم القیمة لا ریب فیه ولکن اکثر الناس لا یعلمون۔

دیکھو یہاں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کسی نبی نے مردے زندہ نہیں کیے اگر ایسا سابق میں ہوا ہوتا یا مسیح سے یا حال میں رسول اکرم سے احیاء موتی کا امکان ثابت کرنا منظور ہوتا تو جناب باری جواب میں اُن کافروں کے جن کا مقولہ یہ تھا وما یهلکنا الا الدهر بھلا ایسے دہریے لوگوں کو بنا بر واقعات اور مشاہدات زمانہ سابقہ تاریخیہ کے یہ جواب دینا کافی اور مسکت تھا۔ کہ تم کیسے احیاء آباء و اجداد کی تمنا کرتے ہو۔ پہلے بھی مسیح نے مردوں کو زندہ کیا جیسا کہ یہ مردوں کا زندہ کرنا لوگوں کے مشاہدہ میں آچکا ہے تم کیسے لوگ جاہل اور ہٹ دھرم ہو کہ مشاہدات کا بھی انکار کرتے ہو حالانکہ برخلاف اس کے خداوند کریم نے جواب مذکور الصدر کا قرآن میں ذکر بھی نہیں فرمایا بلکہ یہ فرمایا کہ اے اللہ ہی تم کو جلاتا ہے پھر تمکو مارے گا پھر اکٹھا کرے گا تم کو قیامت کے دن لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے۔

بس اس جواب سے معلوم ہوا کہ جو لوگ کہتے ہیں مسیح نے مردے زندہ کیے ہیں وہ لا یعلمون میں داخل ہیں۔ اور پھر یہ بھی سچ ہے کہ وہ لوگ اکثر ہیں اسواسطے تو جو عالم ما کان وما یکون کا ہے اُس نے فرمایا ولکن اکثر الناس لا یعلمون اور یہ جملہ ان لوگوں پر بھی صادق آیا جو جمع الیٰ یوم القیامۃ کے منکر تھے اور ان لوگوں پر بھی صادق آیا جو جمع قبل یوم القیامۃ کے قائل ہیں۔ افسوس ہے یہ لوگ آپ ہی تو یہ سنایا کرتے ہیں کہ السکوت فی معرض البیان بیان اور آپ ہی اس قضیہ مسلمہ کو چھوڑتے ہیں۔ اور آپ بڑے بڑے جلسوں میں ایک بڑے زور و شور کے ساتھ سنایا کرتے تھے کہ ہرگز حضرت شیخ عبد القادر نے مردے زندہ نہیں کیے۔ مردے قبل یوم بعث زندہ

ہو ہی نہیں سکتے ہیں خدا خود وعدہ فرما چکا ہے ومن ورائهم برزخ الیٰ یوم یبعثون وہ وعدہ خلافی نہیں کرتا ہے ان الله لا یخلف المیعاد ایسا اگر ہو تو تغلیب کذب باری لازم آتی ہے جو مستلزم ہے بطلان آیۃ ان الله لا یخلف المیعاد کو ہے اب نہیں معلوم یہ لوگ کیونکر ان باتوں کو فراموش کر گئے اور عمداً آیات پر پانی پھیرتے چلے جاتے ہیں خدا ان کو ہدایت کرے۔ الٰہی ضد اور عناد سے بچاوے

اور نیز ان آیات شریفہ کے مطالب پر بھی غور کرو جو پارہ اول کے تیسرے رکوع کے آخر میں موجود ہیں کیف تکفرون بالله وکنتم امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیه ترجعون یعنی تم اللہ تعالیٰ کا کیونکر انکار کرتے ہو تم مردہ تھے اُس نے ہی تمکو زندہ کیا پھر وہی تمکو موت دیگا پھر زندہ کرے گا آخر وہی مرجع و مآب ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ہستی پر ایک لطیف دلیل پیش کی ہے اسطور پر کہ کیا تم اللہ کا انکار کر سکتے ہو جس نے تم کو محض عدم سے زندہ بنایا نطفہ کی حالت میں مردے تھے زندگی بخشی۔ جاہل تھے عالم بنایا۔ کچھ نہ تھے سب کچھ کیا۔ انسان کیا۔ انسان اپنی حالت پر اگر غور کرے تو وجود باریتعالیٰ کے لیے اسے کسی خارجی دلیل کی ضرورت نہیں رہتی اسی لیے اس دلیل کو اللہ تعالیٰ نے کیف سے شروع فرمایا جو تعجب کے لیے آتا ہے یعنی ہستی الٰہی ایسی کھلی ہستی ہے کہ اُس کا انکار موجب تعجب ہے۔

ان آیات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ احیاء اموات اللہ تعالیٰ کا ایک خاص فعل ہے اور اس نوع احیاء میں کوئی دوسرا شریک نہیں ہے کیونکہ یہ تو ہستی باری تعالیٰ پر ایک دلیل ہے۔ اب وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ مسیح نے مُردوں کو زندہ کیا جیسے اللہ تعالیٰ زندہ کرتا ہے یہ بالکل غلط ہے کیونکہ مردوں کو زندہ کرنا اللہ تعالیٰ کا ایک فعل خاص ہے اور اُسکی ہستی کے لیے دلیل ہے پس اس رنگ میں اگر مسیح نے مردوں کو زندہ کیا تو نقض الدلیل لازم آوے گا۔ جو دلیل اور مستدل کی شان پر داغ نقص و عیب لگاتا ہے پھر اسی سلسلہ دلیل ہستی باری تعالیٰ پر فرمایا

هو الذی خلق لكم ما فی الارض جمیعاً ثم استویٰ الی السماء فسوّٰهن سبع سمٰوٰت وهو بكل شیء علیم۔

اللہ وہ اللہ ہے جس نے زمین میں جو کچھ ہے پیدا کیا ہے اور اُس نے سب مخلوق کو محض تمہارے ہی لیے پیدا کیا ہے پھر آسمان کی طرف توجہ کی اور اُسکو ٹھیک ٹھاک کیا اور اس پر دلیل ہے کہ وہ ہر شے کا عالم کامل ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے وہ واقعات کی ...

ہم اور ہمارے ناظرین

ہمارے مکرم جناب **ابو سعید عرب** صاحب رنگون میں الحکم کی توسیع اشاعت کے کام میں از بس مصروف ہیں جزاہ اللہ احسن الجزاء عرب صاحب ہر ہفتہ دو تین خریدار بھیج رہتے ہیں۔ انہوں نے الحکم کے اغراض و مقاصد کی وسعت اور اشاعت کے سوال کو خوب سمجھا ہے۔ الحکم کو ایسے مربیوں کی کثیر تعداد مطلوب ہے۔

کا نام ۔ الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں ڈاکٹر ... علیخان صاحب کے بچہ کا تاریخی نام پوچھا ... جس کے جواب میں بہت سے خطوط دفتر ... پہونچے ہیں۔ اور ان میں **نعمت علی** ... بچہ کا تاریخی نام تجویز کیا گیا ہے۔ اس نام ... کے متعلق ہمارے ایک کرمفرمائے مندرجہ ... رویا بھی لکھی ہے جس کی بنا پر اس نام کو ... مبارک و نعمت الٰہی سمجھا جاتا ہے وہ رویا یہ ہے

... جمعہ کی آنیوالی رات کا ذکر ہے کہ میں نے خواب میں ... بزرگ کو دیکھا جس نے مجھے ایک قطعہ دیا ہے ... رکھا ہوا تھا **نعمت علیخان** اس کے ... پھر میری آنکھ کھل گئی اور میں اسکی تعبیر سوچتا رہا ... مجھے بغیر اس کے کچھ معلوم نہیں کہ کوئی نعمت ملنے والی ہے آج ... جمعہ کو آپکا پرچہ میری نظر سے گذرا تو معلوم ... ہوا کہ ایک صاحب ڈاکٹر ... علیخان تاریخی ... نام کے خواستگار ہیں مجھے خیال آیا کہ دیکھوں ... نعمت علیخان سے تاریخ تو نہیں نکلتی حساب ... کرنے سے معلوم ہوا کہ ٹھیک ٹھیک ۱۳۲۱ھ نکلتے ... ہیں یہ معلوم کر کے مجھے خوشی بھی ہوئی اور ... حیرت بھی کہ بغیر تعارف اور کسی قسم کے فکر ... یہ نام کیسے معلوم ہو گیا"

غرض الحکم اپنے مکرم بھائی کو اسوقت ... مولود مسعود کی مبارک باد دیتا ہے اور ... دعا کرتا ہے کہ یہ مولود قوم اور ملک کے لیے واقعی ... نعمت غیر مترقبہ ثابت ہو آمین۔

... مولوی کی کرتوت ۔ کے عنوان سے ... خط الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں چھپا ہے ... عنوان راقم کے خط کے متعلق نہیں بلکہ شہادۃ ... القرآن کے اس مصنف کے متعلق ہے جس نے ... مولوی کہلا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مسیح ... ابن مریم کو فضیلت دی ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

... ہمارے مکرم مخدوم حکیم فضل الدین صاحب نے الحکم ... کی توسیع اشاعت کی ضرورت کو محسوس کر کے چھ ... پرچے الحکم کی خرید کر کے اپنے ان احباب اور ... دوستوں کے نام جاری کرائی ہیں جنکو فی الحال ... سلسلہ عالیہ احمدیہ سے کوئی تعلق نہیں محض اس لیے کہ الحکم ان کے لیے موجب ہدایت ہو اور اسطرح حکیم صاحب کی اصل غرض پورا کرنے کا سچا ذریعہ۔ اللہ تعالیٰ حکیم صاحب کو اس کار خیر کی جزا دے اور ہمارے دوسرے احباب کو اسکی تقلید کی توفیق بخشے۔

الحکم کی قیمت ۔ الحکم کی عام قیمت سالانہ پانچ روپیہ ہے اس سے کم نہیں لی جاتی ۲/۱-۲ شرح جو رکھی ہے وہ محض اپنے سلسلہ کے غیر مستطیع لوگوں کو فائدہ پہونچانے کے لیے اور نئے ۱/۲-۱ غیر مذاہب میں اسکی اشاعت کا مذاق پیدا کرنے کے لیے ورنہ الحکم جیسا اخبار جو ۲۲ + ۲۹ کے اعلیٰ درجہ کے کاغذ پر ۱۶ صفحوں پر شائع ہوتا ہے ۲/۱-۲ میں ہرگز نہیں دیا جا سکتا۔ اور اصل اخراجات بھی اس قیمت سے بڑھ کر ہیں۔ جسقدر تعداد پانچ روپیہ اور دس روپیہ سالانہ پر دینے والے احباب کی بڑھے گی اسیقدر گنجائش کم قیمت دینے کی نکلتی رہے گی۔ اور ہم اپنی طرف سے کوئی موقع الحکم کو ہر ایک احمدی کے ہاتھ تک پہونچانے کے لیے ہاتھ سے نہیں دیتے چنانچہ پچھلے ہفتہ دو روپے سالانہ پر بھی ۳۵ اخبار دینے کا اعلان کیا گیا ہے جو منشی عبدالعزیز صاحب اور منشی محمد اسمٰعیل صاحب کی عالی ہمتی کا نتیجہ ہے۔ اسطرح پر اگر تین سو آدمی دس روپیہ سالانہ قیمت دینے والے ہوں تو ہم چھ سو آدمیوں کے نام فقط دو روپیہ سالانہ میں الحکم جاری کر سکتے ہیں اب الحکم کی کثرت اشاعت اور اسکا مفید بنانا **قوم کے ہاتھ میں ہے**۔ پس جو صاحب ۲/۱-۲ سالانہ قیمت کے لیے درخواست کرتے ہیں وہ اپنی حیثیت کو خوف خدا کو مدنظر رکھکر دیکھ لیا کریں۔ ۲/۱-۲ اصل اخراجات سے بھی کم ہیں۔

قوم کے اولوالعزموں کی یادگار کو قائم رکھنا قوم کی زندگی کی دلیل ہے اور ہم بہت خوش ہیں کہ ہماری قوم میں یہ روح نفخ ہو رہی ہے ہمارے مکرم مخدوم بھائی **ڈاکٹر رحمت علی صاحب** مرحوم کے جنگ سمالی لینڈ میں اپنی گورنمنٹ کی وفاداری میں جان نثار کرنے کی خبر لکھی جا چکی ہے اور اب اس کی تصدیق سمالی لینڈ سے آئے ہوئے خطوط نے بھی کر دی ہے۔

سمالی لینڈ سے ہمارے مکرم بھائی الحکم کے غیور معاون ڈاکٹر سید جلال صاحب نے ایک خط کے ذریعہ ہمکو اطلاع دی ہے کہ وہ ڈاکٹر صاحب کی ایک یادگار رکھنا چاہتے ہیں ہم ان کے خط کو تو بجنسہٖ ذیل میں درج کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ سید جلال کیطرح اور بھی اولوالعزم بزرگ اپنی جماعت میں ڈاکٹر صاحب مرحوم کے قومی کاموں کے امدادی سلسلوں کو ان کے نام سے قائم رکھنے کی فکر کرینگے۔

الحکم جو ڈاکٹر صاحب کے جیب سے جاری تھا اسے سید جلال اپنے خرچ سے کسی مسکین کے نام جاری کرانا چاہتے ہیں۔ یہ درخواست مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کی معرفت آنے پر کسی مستحق مسکین کے نام جاری کر دیا جاویگا ڈاکٹر صاحب مرحوم نے الحکم کا ایک پرچہ اپنی جیب سے ایک مستحق اخبار کے قدر دان مگر مسکین عالم کے نام جاری کرا رکھا تھا جو بظاہر اسوقت بند ہو جانا چاہیے۔ مگر ہم اسکو اپنے خرچ سے صاحب موصوف کے نام مرحوم کی یادگار پر جاری رکھتے ہیں۔

سید جلال صاحب کا خط یہ ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ براہ مہربانی یہ چند سطور اپنے گرامی اخبار میں درج فرما کر مشکور فرماویں۔ بھائی ڈاکٹر رحمت علی صاحب مرحوم کی یادگار قائم رکھنے کے واسطے بندہ اس کام کے لیے طیار ہے کہ انکا نام و نمبر الحکم میں جاری رکھا جائے اور وہ پرچہ کسی مسکین کے نام پر کسی رعایتی قیمت پر جاری رکھیں بندہ ان شاء اللہ تعالیٰ وہ قیمت ادا کریگا۔

مرحوم نے جو ۱۰ نمبر انگریزی میگزین اور ۵ نمبر اردو میگزین اپنے نام سے جاری کیے تھے ان میں سے ۵ نمبر انگریزی میگزین بندہ اپنے نام پر ان کے یادگار کے طور پر ان کی طرف سے لکھاتا ہے جس کی قیمت ہر ماہ میں ان شاء اللہ تعالیٰ بہمراہ دیگر قیمت میگزین یعنی مبلغ للعہ ماہواری پر اضافہ کر کے ارسال کیا کرے گا۔ مجکو امید ہے کہ دیگر احباب احمدی خصوصاً اہل بربرا سمالی لینڈ اس نیک کام میں شریک ہو کر باقی نمبروں کی کمی کو پورا کرینگے۔ اور اپنے بھائی کے ساتھ حقیقی محبت کا سچا ثبوت دینگے

بندہ نے جو مبلغ للعہ ماہوار کالج دینیات کے واسطے اپنے ذمہ لیے ہیں اور جنکو بندہ تا حال ماہواری ادا کرتا رہا ہے وہ ایک وظیفہ کی صورت میں بندہ کی طرف سے کسی سید یتیم بچہ کو بالتخصیص دیا جاوے در صورت عدم موجودگی جناب ڈاکٹر صاحب بہادر کالج جناب نواب محمد علیخان صاحب جس کے لیے تجویز فرماویں۔ بندہ کو بہر صورت بسر و چشم منظور ہے۔

یہ عرض کر دینا بھی بعید از قیاس نہ ہوگا کہ مذکورہ بالا ارقام کا اجرا بندہ کے یہاں کی سروس میں موجودگی و عدم موجودگی پر منحصر ہوگا۔ شاید اگر بندہ انڈیا واپس چلا جائے گا تو بسبب قلیل تنخواہ ان ارقام میں کمی کرنے پر مجبور ہوگا۔ لیکن بندہ کا اغلب ارادہ یہ ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہاں کی سروس کو بطرز زندگی اختیار کرونگا۔ اور بعد ایکسال کے انڈین ملٹری سروس سے ڈسچارج لونگا کیونکہ اجنٹ بندہ کا ابھی ایک سال باقی ہے اور شاید یہ انتظام رخصت پر جانے سے پہلے کرونگا آگے جو خدا کو منظور ہے وہی ہوگا

الراقم سید جلال احمدی انچارج ڈسپنسری

جلسہ لاہور کے متعلق

بہت خطوط آتے ہیں کہ کونسی تاریخ مقرر ہے جواب کے لیے لکھا جاتا ہے کہ ابھی کوئی تاریخ مقرر نہیں ہوئی۔ تاریخ مقرر ہونے پر اطلاع دی جائے گی۔

خریداران الحکم اپنا فرض سمجھ لیں کہ ہر قسم کی خط و کتابت متعلقہ اخبار میں اپنا نمبر خریداری ضرور لکھا کریں ورنہ تعمیل ارشاد نہ ہو سکے گی اور بعض اسکا جواب دہ نہ ہوگا۔ کیونکہ خریداروں کی تعداد بفضل خدا ہر روز ترقی پر ہے۔ چٹ کا نمبر دینے میں اسبات کا لحاظ رہے کہ رجسٹرڈ ایل ۷۷ نہ لکھا جاوے یہ نمبر ڈاکخانہ کا ہے جو اخبار کی رجسٹری کے لیے لازم ہے اسکو خریداروں کے نمبر کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے

ضروری اطلاع

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جس تصویر کے پچھلے الحکم میں شائع ہونے کا اعلان کیا گیا ہے وہ تصویر چھپ چکی تھی اور اخبار طیار ہو کر روانگی کا انتظام شروع تھا کہ ایک مبصر نے مصور کا کوئی نقص دکھا دیا جس کی وجہ سے اسکی اشاعت کسی قریب وقت پر ملتوی کرنی پڑی

بد مزاج پادریوں کا لدو — کلکتہ میں ایک عجیب مذہبی مقدمہ شروع ہوا ہے جو مسٹر ... نے ریورنڈ مکان کی پرستش مزار حرجانہ کا کیا ہے بناء دعویٰ یہ ہے کہ آخر الذکر نے مدعی کو پادری بنانے سے انکار کیا تھا اور وجہ انکار یہ تھی کہ مدعی بد مزاج اور بول چال میں ناعاقبت اندیش ہے۔ یہ مقدمہ بڑا ہی دلچسپ ہے کیونکہ اگر فیصلہ ہو گیا کہ بد مزاجی وغیرہ نا قابلیتوں کے باعث ایک شخص کو مذہبی وعظ کا منصب نہیں دیا جا سکتا۔ تو ان بیشمار پادریوں اور مشنریوں سے اس ملک کو مخلصی مل جاوے گی جو یہی نہیں کہ دوسرے مذاہب کے لیڈروں اور بانیوں کو گالیاں دینے ہی اپنے واعظ کی غرض سمجھتے ہیں بلکہ جواب دندان شکن ملنے پر اپنے مخالف کو عدالت تک پہنچانے کی دھمکی دیا کرتے ہیں۔

رسالہ سراج الحق

میں بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ مسیح کی وفات میں اس طرز کا رسالہ نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا۔ قیمت ۴ر علاوہ محصول باہر چار رسالوں سے کم روانہ نہ ہونگے۔
خاکسار سراج الحق نعمانی قادیان دارالامان

www.aaiil.org

رجسٹرڈ ایل ۴۲

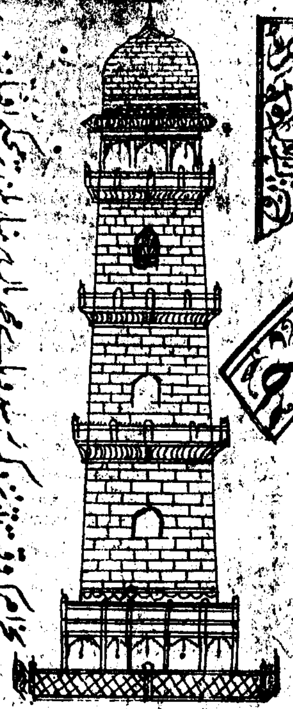

الحکم

چہ گویم با تو کرآں چہ در قادیاں بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

مسیح موعود کی سلطنت کا ابدی نشان
از بہر انسان جہاد
جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا ہے ... پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جنہوں نے آج تیرہ سو برس سے پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں ہماری طرف سے امان اور صلح کاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا

پیشگی قیمت سالانہ

عام سے ۔ ۵ روپیہ
خواص و معاونین سے ۔ ۱۰ روپیہ
ہندوستان سے باہر سے ۔ غیر مذاہب والوں سے ۔ ۱۲ روپیہ
اپنے سلسلہ کے غیر مستطیع لوگوں سے ۔ ۲ روپیہ

نمبر ۶ | دار الامان قادیان مورخہ ۱۷ فروری سنہ ۱۹۰۴ء | جلد ۸

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ

اے قدیر و خالق ارض و سما
اے رحیم و مہربان و رہ نما
اے کہ میداری تو بر دلہا نظر
اے کہ از تو نیست چیزے مستتر
گر تو مے بینی مرا پر فسق و شر
گر تو دیدہ ہستی کہ ہستم بد گہر
پارہ پارہ کن من بد کار را
شاد کن ایں زمرۂ اغیار را
بر دل شاں ابر رحمت ہا ببار
ہر مراد شاں بفضل خود برآر
آتش افشاں بر در و دیوار من
دشمنم باش و تبہ کن کار من
ور مرا از بندگانت یافتی
قبلۂ من آستانت یافتی
در دل من آں محبت دیدۂ
کز جہاں آں راز را پوشیدۂ
با من از روئے محبت کار کن
اندکے افشاء آں اسرار کن
اے کہ آئی سوئے ہر جویندۂ
واقفی از سوز ہر سوزندۂ
زاں تعلق ہا کہ با تو داشتم
زاں محبت ہا کہ در دل کاشتم
خود بروں آ از پئے ابراء من
اے تو کہف و ملجاء و ماوائے من
آتشے کاندر دلم افروختی
وز دم آں غیر خود را سوختی
ہم ازاں آتش رخ من برفروز
ویں شب تارم مبدل کن بروز
چشم بکشا ایں جہان کور را
اے شدید البطش بنما زور را
ز آسماں نوری نشان خود نما
یک گلے از بوستان خود نما
ایں جہاں بینم پر از فسق و فساد
غافلاں را نیست وقت موت یاد
از حقائق غافل و بیگانہ اند
ہمچو طفلاں مائل افسانہ اند
سرد شد دلہا ز مہر روئے دوست
روئے دلہا تافتہ از کوئے دوست
سیل در جوش است و شب تاریک و تار
از کرم ہا آفتابے را برآر

کلمات طیبات یا ملفوظات احمدیہ
علیہ السلام والتحیۃ

۱۴ جنوری سنہ ۱۹۰۴ء

حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کی طبیعت آج بفضل خدا بہت تندرست رہی اور آپ نے بعد نماز مغرب عشاء کی نماز تک مجلس فرمائی۔

طاعون کا ذکر ہوتا رہا کہ اب فروری کا مہینہ آگیا ہے اس کا زور ہوگا۔ چنانچہ مختلف مقامات سے اسکی خبریں آنی شروع ہو گئی ہیں

خدا شناسی اور سچے ایمان کی ضرورت

فرمایا کہ ضروری بات خدا شناسی ہے کہ خدا کی قدرت اور جزا سزا پر ایمان ہو اسی کی کمی سے دنیا میں فسق و فجور ہو رہا ہے لوگوں کی توجہ دنیا کیطرف اور گناہوں کی طرف بہت ہے دن اور رات یہی فکر ہے کہ کسی طرح دنیا میں دولت۔ وجاہت۔ عزت ملے جس قدر کوشش ہے خواہ کسی پیرایہ میں ہی ہو مگر وہ دنیا کے لیے ہے خدا کے لیے ہرگز نہیں۔

دین کا اصل لب اور خلاصہ یہ ہے کہ خدا پر سچا ایمان ہو مگر اب مولوی وعظ کرتے ہیں تو ان کے وعظ کی بھی علت غائی یہ ہوتی ہے کہ ایسے چلد پیسے مل جائیں جیسے ایک بیوپاری ایک دستار یک پیلے جو رنگی کے لیے کرتا ہے ویسے ہی یہ لوگ کرتے ہیں ایسی حالت میں بجز اسکے کہ عذاب الٰہی نازل ہو اور کیا ہو سکتا ہے۔

ایک اعتراض ہم پر یہ ہوتا ہے کہ اپنی تعریف کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مطہر و برگزیدہ قرار دیتے ہیں۔ اب لوگوں سے کوئی پوچھے کہ خدا تعالیٰ جو امر ہمیں فرماتا ہے کیا ہم اسکی نافرمانی کریں اگر ان باتوں کا اظہار نہ کریں تو معصیت میں داخل ہو۔

قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کیا کیا الفاظ اللہ تعالیٰ نے آپ کی شان میں فرمائے ہیں ان لوگوں کے خیال کے مطابق تو وہ بھی خود ستائی ہو گی۔

خود ستائی کرنے والا حق سے دور ہوتا ہے مگر جب خدا تعالیٰ فرمائے تو پھر کیا کیا جاوے یہ اعتراض ان نادانوں کا صرف مجھ پر ہی نہیں ہے بلکہ آدم سے لے کر جس قدر نبی رسول اولیا اور مامور گذرے ہیں سب پر ہے۔ ذرا غور کرنے سے انسان سمجھ سکتا ہے کہ جسے خدا مامور کرتا ہے ضرور ہے کہ اسکے لیے اجتبا اور اصطفا ہو اور کچھ نہ کچھ اس میں ضرور خصوصیت چاہیے کہ خدا تعالیٰ کل مخلوق میں سے اسے برگزیدہ کرے خدا کی نظر خطا جانے والی نہیں ہوتی پس جب وہ کسیکو منتخب کرتا ہے وہ معمولی آدمی نہیں ہوتا قرآن شریف میں بھی اسی کیطرف اشارہ ہے واللہ یعلم حیث یجعل رسالتہ۔ اس سوال کا آخر ماحصل یہ ہے کہ وہ

www.aaiil.org

نہیں مفتری کہیں گے۔ مگر پھر اس پر سوال ہوتا ہے کہ عجب خدا ہے کہ اس قدر عرصہ دراز سے ہر ایک افترا کا موقعہ دیے چلا جاتا ہے اور جو کچھ ہم کہتے ہیں وہی دل میں آتا ہے اگر مفتری ہوں کیسے ہماری خدا کے یہ سلوک ہیں اور اسطرح سے ان کی تائید اور نصرت کی جاتی ہے جیسے کہ ہماری۔ تو پھر کل انبیاء کو بھی انھیں مفتری قرار دینا پڑے گا۔ وہی علامات اور براہین جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں آپ کی صداقت کے نشان اور دلیل تھے وہی اب بھی موجود ہیں۔ جسے خدا تعالےٰ منتخب کرے اگر وہ اسکی تعریف نہ کرے تو کیا گندا کہے اس سے خدا پر حرف آتا ہے کہ اس کا انتخاب گندا ٹھیرتا ہے۔

اگر دنیا کے مجازی حکام اعلیٰ کو بھی دیکھو تو وہ بھی جنٹی الوسع کمشنری۔ لفٹنٹی۔ ڈپٹی کمشنری وغیرہ کے عہدوں کے لیے انھیں کو انتخاب کرتے ہیں جو کہ ان کی نظر میں لائق ہوتے ہیں اگر وہ حکام اعلیٰ کی نظر میں نالائق اور رومۃ الاولیٰ کی بجا آوری کے ناقابل ہوں تو انتخاب نہیں کیے جاتے۔ بس اسی طرح مامورین وغیرہ خدا تعالےٰ کی نظروں میں نالائق اور نکمے اور اشقیا ہوں تو پھر لوگوں کو مزکی بنانے کی خدمت ان سے کیسے لی جاوے۔

یہ ایک نکتہ ہے کہ ان کا جو اعتراض ہوتا ہے وہ صرف میری ذات پر نہیں ہوتا بلکہ عام ہوتا ہے کہ آدم سے لے کر جس قدر نبی اسوقت تک گذرے ہیں سب اس میں شامل ہوتے ہیں بھلا وہ ایک اعتراض کر کے تو دکھلا دیں جو سابقہ انبیاء میں سے کسی پر نہ ہوا ہو۔ اصل بات یہ ہے کہ ایمان کے لوازم تمام اسوقت ردی ہو گئے تھے۔ دل علاوت ایمان سے خالی ہیں دنیا کی زیب و زینت کے خیال نے دلوں پر تصرف کر لیا ہے ایک گھر سے غفلت میں لوگ پڑے ہوئے ہیں۔ اسوقت بڑی ضرورت اور احتیاج اس امر کی ہے کہ وہ تقویٰ جس کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور کتاب اللہ نازل ہوئی حاصل ہو۔ ایک مردہ ایمان لوگوں کے پاس ہے ایسے اس ایمان کی کوئی نشانی بھی ظاہر نہیں ہے اور اسی باعث سے یہ وبال ان لوگوں پر ہے پھر کہتے ہیں کہ کیا ہم نماز ادا نہیں کرتے روزہ نہیں رکھتے کلمہ نہیں پڑھتے ان کم بختوں کو اتنی خبر نہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تھے تو یہود بھی تو عبادتیں کرتے تھے پھر وہ کیوں مغضوب ہوئے۔

ان کی نہایت بدقسمتی اور شقاوت ہے کہ بھلا دیا ہے کہ اسلام کیا ہے دین کیا ہے کب کہا جاتا ہے کہ فلاں متقی ہے۔ فلاں مومن ہے۔ صرف چھلکے اور پوست پر نازاں ہیں اور مغز کو ہاتھ سے کھو دیا ہے جو کہ دین کی اصل روح ہے اب خدا چاہتا ہے کہ وہ روح

دوبارہ پیدا کرے اگر ان لوگوں میں تقویٰ اور معرفت ہو تو یہ اعتراض کر کے خود ہی نادم ہوں۔

سواد اعظم کیا شے ہے

ایک یہ اعتراض کرتے ہیں کہ سواد اعظم حیات مسیح کا قائل ہے اگر سواد اعظم کے یہ معنی ہیں کہ ایک گروہ کثیر ایک طرف ہو تو اسکی بات سچی ہوتی ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت یہود و عیسائی قوم کا بھی سواد اعظم تھا وہ اہل کتاب ہی تھے۔ بڑے بڑے عالم فاضل عابد ان میں موجود تھے ان کے معیار سے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں انکی شہادت معتبر مان لینی چاہیے اصل سواد اعظم وہ لوگ ہیں جو حقیقی طور پر اللہ کو مانتے ہیں اور علیٰ وجہ البصیرت خدا تعالیٰ پر ان کا ایمان ہے اور ان کی شہادت معتبر ہوتی ہے بھلا سوچکر دیکھو کہ جس راہ میں بچھو۔ سانپ اور درندے وغیرہ ہوں۔ کیا دس ہزار اندھے اس کی نسبت کہیں کہ یہ راہ اختیار کرو تو کوئی انکی بات مانے گا۔ اور جو ان کے پیچھے چلیں گے وہ سب مرینگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ میں علیٰ وجہ البصیرت بلاتا ہوں اگرچہ آپ ایک فرد واحد تھے لیکن آپ کے مقابل ہزارہا منکرین کی بات قابل اعتبار نہ تھی جو آپ کی مخالفت کرتے تھے اب اس وقت ایک سواد اعظم نہیں ہے بلکہ کئی سواد اعظم ہیں۔ افیونیوں۔ بھنگیوں چرسیوں۔ شرابیوں وغیرہ کا بھی ایک سواد اعظم ہے۔ مشارق پر سنڈن کا بھی ایک سواد اعظم ہے تو کیا ان لوگوں کے اقوال کو سند پکڑا جاوے۔ خدا تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے قلیل من عبادی الشکور کہ شاکر اور سمجھدار بندے ہمیشہ کم ہوتے ہیں جو کہ حقیقی طور پر قرآن پر چلنے والے ہیں اور خدا تعالیٰ نے انکو اپنی محبت اور تقویٰ عطا کیا ہے

وہ خواہ قلیل ہوں مگر اصل میں وہی سواد اعظم ہے

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو اُمّۃ کہا ہے حالانکہ وہ ایک فرد واحد تھے مگر سواد اعظم کے حکم میں تھے۔

یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ جو لوگ شرارتوں منصوبوں اور حیلہ بازیوں میں رہتے ہیں ان کا عمل ایک بالشت بھی آسمان پر جا سکے اور وہ ان نیک بندوں کے برابر ہوں جنکی عظمت خدا کی نظر میں ہے۔ عبد اللطیف کی ہی ایک نظیر دیکھو کہ بار بار موقعہ ملا کہ بیان بدل دے مگر اس نے یہی کہا کہ میں نے حق کو پالیا اس کے آگے جان کیا شے ہے سوچکر دیکھو کیا جھوٹ کے واسطے دیدہ و دانستہ کوئی جان جیسی عزیز شے دے سکتا ہے

ایک بدنصیبی ان لوگوں کی یہ ہے کہ آکر صحبت حاصل نہیں کرتے اور دور دور رہتے ہیں ان کے اسلام کی مثال ایک تصویر کی مثال ہے کہ اس میں نہ ہڈی نہ گوشت نہ پوست نہ خون نہ روح اور پھر اُسے انسان کہا جاتا ہے۔ اپنی کثرت پر ناز کرتے ہیں۔ کتاب اللہ کی عزت نہیں کرتے حالانکہ اس کثرت پر آنحضرت صلعم نے لعنت کی ہے۔ آپ نے دو گروہوں کا ذکر کیا ہے ایک اپنا اور ایک مسیح موعود کا اور درمیانی زمانہ کو جس میں انکی تعداد کروڑوں تک پہنچی اور کثرت ہوئی فیج اعوج کہا ہے۔ پھر اصل میں یہ کثرت بھی نہیں ہے خود ان میں پھوٹ پڑی ہوئی ہے ہر ایک کا الگ الگ مذہب ہے ایک دوسرے کی تکفیر کر رہا ہے جب یہ حال ہے تو خدا کی طرف سے کوئی فیصلہ کرنے والا نہ آوے گا۔ خود انھیں میں سے ہیں جو مانتے چلے آئے ہیں کہ مسیح اسی اُمت میں سے ہوگا حدیثوں میں امامکم منکم موجود ہے سورہ نور میں منکم ہے۔

معراج میں آپؐ نے اسرائیلی مسیح کا حلیہ اور دیکھا اور آنے والے اپنے مسیح کا اور حلیہ بتلایا۔ پھر کیا یہ سچ نہیں ہے کہ اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پیشتر سب انبیاء فوت ہو چکے ہیں ان تمام ثبوتوں کے بعد اور ان کو کیا چاہیے

۳۱ جنوری ۱۹۰۴ء

سیر

ان من قریۃ الا نحن مھلکوھا قبل یوم القیٰمۃ او معذبوھا عذابا شدیدا یہ اسی زمانہ کے لیے ہے کیونکہ اس میں ہلاکت اور عذاب مختلف پیرایوں میں ہے۔ کہیں طوفان سے کہیں زلزلوں سے کہیں آگ کے لگنے سے اگرچہ اس سے پیشتر بھی یہ سب باتیں دنیا میں ہوتی رہی ہیں مگر آجکل ان کی کثرت خارق عادت کے طور پر ہو رہی ہے جسکی وجہ سے یہ ایک نشان ہے اس آیت میں طاعون کا نام نہیں ہے صرف ہلاکت کا ذکر ہے خواہ کسی قسم کی ہو۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس قوت اور پوری توجہ سے لوگوں نے دنیا اور اسکے ناجائز وسائل کو مقدم رکھا ہوا ہے اور عظمت الٰہی کو دلوں سے اُٹھا دیا ہے اب صرف وعظوں کا کام نہیں ہے کہ اسکا علاج کر سکیں عذاب الٰہی کی ضرورت ہے۔

بابو شاہ دین صاحب نے عرض کیا کہ حضور عذابوں سے لوگ عبرت نہیں پکڑتے کہتے ہیں کہ ہمیشہ بیماریاں وغیرہ ہوا ہی کرتی ہیں فرمایا قرآن شریف میں طوفان نوح کا ذکر ہے بجلی کا ذکر ہے اور یہ سب حادثات دنیا میں ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں کیا ان کے نزدیک یہ عذاب الٰہی نہ تھے جنکا ذکر خدا تعالیٰ نے کیا ہے

اور ان سب کا ہمیشہ دنیا میں وجود رہتا ہے مگر جب کثرت ہو اور ہولناک صورت سے ظاہر ہوں اور ایک دنیا میں تہلکہ پڑ جاوے تب یہ نشان ہیں وحی بھی اسی طرح سے ہمیشہ سے ہے ہمیشہ لوگوں کو سچے خواب آتے ہیں تو پھر انبیاء کی خصوصیت کیا ہوئی خصوصیت ہمیشہ کثرت اور درجہ کمال سے ہوتی ہے۔ اب اسوقت جو ہلاکت مختلف طور سے ہو رہی ہے اسکی نظیر یہ دکھلا دیں۔

گذشتہ دنوں میں عالیجناب احسان علیخان صاحب برادر نواب محمد علیخان صاحب مالیر کوٹلہ سے تشریف لائے تھے انھوں نے حضرت اقدس سے نیاز بھی حاصل کی تھی اور آپ نے ایک جامع تقریر بھی اُسوقت فرمائی تھی جس سے اُن کے اکثر شبہات و شکوک کا قلع و قمع ہوا تھا مفصل کا ذکر ہوتا رہا۔ کسی کی طرف سے یہ اعتراض بھی پیش ہوا کہ اُن کے ایک مصاحب نے کہا ہے کہ ابھی مہدی و مسیح کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ لوگ نماز پڑھتے ہیں۔

اسپر آپؐ نے فرمایا کہ عام طور پر دلوں میں دہریت گھر کر گئی ہے لاکھوں مسلمان عیسائی ہو گئے ہیں صلیبی فتنہ بڑھ رہا ہے اگر اب بھی ضرورت نہیں تو کیا یہ چاہتے ہیں کہ اسلام کا نام و نشان نہ رہے اسکی تو وہی مثال ہے کہ ایک میت موجود ہو اس میں روح کا نام بھی نشان نہ ہو اور صرف اُس کے آنکھ کان ناک وغیرہ اعضاء دیکھ کر کہا جاوے کہ ابھی ضرورت نہیں ہے اگر نہیں ہے تو اور چار دن ٹھہر کر دیکھ لو مرے گا اور بدبو پھیلے گی تو خود پتہ لگ جاوے گا روح کا نام و نشان نہیں صرف پوست ہی پوست ہے ابھی کہتے ہیں کہ ضرورت نہیں۔

اہل شیعہ کو جو محبت حضرت امام حسینؓ سے ہے اور آپ کے اور آپ کے واقعہ شہادت کو سنکر جس طرح ان کے جگر پارہ پارہ ہوتے ہیں اس میں سے تکلف اور تصنع کو دور کر کے باقی ان لوگوں کے حق میں جو دلی خلوص سے امام صاحب سے محبت رکھتے ہیں اور انکی شان میں ہر ایک قسم کے غلو کو معیوب قرار دیتے ہیں فرمایا کہ اس سے ہم منع نہیں کرتے کہ کوئی کسی بزرگ کی محبت یا جدائی میں آنسوؤں سے روئے

فرمایا

کہ ہدایت کے تین طریق ہیں۔ بعض لوگ تو کلمات طیبات سنکر ہدایت پاتے ہیں۔ بعض تنبیہ کے محتاج ہوتے ہیں۔ بعض کو آسمانی نشان اور تائید نظر آ جاتی ہے کیونکہ شنیدہ کے بود مانند دیدہ اب اسوقت جو خدا دکھلا رہا ہے وہ چشمدید ہے دوسرے نقول ہیں۔

یکم فروری ۱۹۰۴ء

سیر

اتمام حجت کی تکمیل

فرمایا کہ قویٰ خواہ کتنے ہی قوی ہوں اور عکس قدرتی اوائل میں کیوں نہ ہو مگر تاہم عمر کا اعتبار نہیں ہے نہیں معلوم کہ کس وقت موت آجاوے اس لیے میرا ارادہ ہے کہ اگرچہ اپنے فرض کا ایک حصہ بذریعہ تقریروں کے ہم نے پورا کر دیا ہے مگر تاہم ایک بڑا ضروری حصہ باقی ہے کہ عوام الناس کے کانوں تک ایکدفعہ خداتعالیٰ کے پیغام کو پہونچا دیا جاوے کیونکہ عوام الناس میں ایک بڑا حصہ ایسے لوگوں کا جو تعصب اور تکبر وغیرہ سے خالی ہوتے ہیں اور محض مولویوں کے کہنے سننے سے وہ حق سے محروم رہ جاتے ہیں جو کچھ یہ مولوی کہہ دیتے ہیں اُسے آمنّا و صدقنا کہکر مان لیتے ہیں۔ ہماری طرف کی باتوں اور ہمارے دعووں اور دلیلوں سے محض ناآشنا ہوتے ہیں اس لیے ارادہ ہے کہ بڑے بڑے شہروں میں جاکر بذریعہ تقریر کے لوگوں پر اتمام حجت کی جاوے اور انکو بتلایا جاوے کہ ہمارے مامور ہونے کی غرض کیا ہے اور اس کے دلائل کیا ہیں

خداتعالیٰ کی بے نیازی پر ایمان

فرمایا کہ عمر کی نسبت اگرچہ مجھے الہام بھی ہوا ہے اور خواب بھی آئے ہیں مگر جب اللہ تعالیٰ کی بے نیازی پر نظر پڑتی ہے تو مجھے اپنی عمر کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ پر ہمارا کوئی حق نہیں ہے پھر مجھے لوگوں پر تعجب آتا ہے کہ انکو کوئی عمر کا وعدہ بھی نہیں ملا ہوا مگر پھر بھی وہ ایسے عمل کرتے ہیں جیسے کہ موت مطلق آنی ہی نہیں ہے۔ سعادت یہ ہے کہ موت کو فکر ہو جاوے تو سب کام خود بخود درست ہو جاویں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے بہت سے آثار بتلائے مگر تاہم ذرا سخت آندھی چلتی یا بارش ہوتی تو آپ گھبرا جاتے اور خیال کرتے کہ کہیں قیامت تو نہیں آگئی۔ اُس وقت آپ کی نظر خداتعالیٰ کی بے نیازی پر ہوتی تھی جنگ بدر میں فتح کا وعدہ تھا مگر تاہم رو رو کر دعا کرتے تھے۔ آپ سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ فتح کا وعدہ تو ہے مگر شاید کوئی شرط ہو جس کا مجھے علم نہیں تو پھر فتح نہ ہو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کیا کیا وعدے تھے مگر قوم نافرمانی کر کے جنگلوں میں مرکھپ گئی اسکی وجہ یہی تھی کہ الٰہی وعدے جن شرائط کے ساتھ مشروط تھے اُن کے برعکس قوم نے کارروائی کی۔ جماعت کی شامت اعمال کا اثر مامور پر پڑتا ہے۔ جنگ احد میں ایک طائفہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہا نہ مانا تو آپکو تکلیف پہنچی کہ خود کی کڑیاں آپ کو لگے دانت شہید ہوا اور خود سر میں دھنس گئی کہ صحابہ زور لگاکر نکالتے تھے اور نہ نکلتی۔

اللہ تعالیٰ کی بے نیازی کے آگے کس کی پیش جا سکتی ہے۔

مرحوم رحمت علی شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رحمت علی کے ذکر پر فرمایا کہ یہ اس کی پاکیزہ فطرت کی نشانی ہے کہ افریقہ میں غائبانہ طور پر ہمیں قبول کیا اور اس چھوٹی سی عمر میں ترقی اخلاص میں بھی کی۔ اس سال میں اور بھی ہمارے مخلص فوت ہوئے ہیں۔

شہد

شہد کے تذکرہ پر آپ نے فرمایا کہ دوسری تمام شیرینیوں کو تو اطباء نے عفونت پیدا کرنیوالی لکھا ہے مگر یہ ان میں سے نہیں ہے آم وغیرہ اور دیگر پھل اس میں رکھکر بطور مربہ رکھے جاتے ہیں کہ وہ بالکل خراب نہیں ہوتے سالہا سال ویسے ہی پڑے رہتے ہیں۔

فرمایا کہ ایکدفعہ ہم نے انڈے پر تجربہ کیا تو تعجب ہوا کہ اسکی زردی تو ویسی ہی رہی مگر سفیدی انجماد پاکر مثل پتھر کے سخت ہو گئی جیسے پتھر نہیں ٹوٹتا وہ بھی نہیں ٹوٹتی تھی۔

خداتعالیٰ نے اسے شفاء للناس کہا ہے واقعی عجیب اور مفید شے ہے تو کہا گیا ہے یہی تعریف قرآن شریف کی فرمائی ہے ریاضت کش اور مجاہدہ کرنے والے لوگ اکثر اسے استعمال کرتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ دل و دماغ وغیرہ کو محفوظ رکھتا ہے

اس میں ال جو ناس کے اوپر لگایا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسکے اپنے یعنی خداتعالیٰ کے ناس (بندے) ہیں اور اُسکے قرب کے لیے مجاہدے اور ریاضتیں کرتے ہیں اُن کے لیے شفاء ہے کیونکہ خدا تعالیٰ تو ہمیشہ خواص کو پسند کرتا ہے عوام سے اُسے کیا کام۔

تناسخ کی اصل

فرمایا کہ کوئی عمدہ آدمی فوت ہو تو صدمہ ضرور ہوتا ہے لیکن دنیا ایسی جگہ ہے کہ ایسے پھر ویسے (امثال) پیدا ہو جاتے ہیں نیکوں کے بھی بدوں کے بھی۔ اسی لیے بعض نے دنیا کو دوری لکھا ہے کہ جن صفات کے لوگ اس کے ایک دور میں گذر جاتے ہیں پھر اُسی قسم کے لوگ وہی سیرتیں اور صورتیں لیکر دوسرے دور میں پیدا ہوتے رہتے ہیں۔

حضرت حکیم الامت نے عرض کیا کہ حضور یہیں سے ٹھوکر کھاکر لوگ تناسخ کے قائل ہو گئے ہیں

۵ - ۶ فروری سنہ ۶ء

مداہنہ

سرسید کے ذکر پر فرمایا دوسری قوم کے رعب میں آکر اور اُن کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے آخر یہانتک نوبت پہونچی کہ اب آخری ایام میں تثلیث کے ماننے والوں کو بھی نجات یافتہ قرار دیا گیا۔ مداہنہ کی انتہا یہی ہوا کرتی ہے کہ آخر اُسی قوم کا انسان کو بننا پڑتا ہے قرآن شریف میں اسی لیے ہے لن ترضی عنک الیھود ولا النصارٰی حتی تتبع ملتھم دوسرے کو راضی کرنے کے لیے انسان کو اس کے مذہب کو بھی اچھا کہنا پڑتا ہے اسی لیے مداہنہ سے مومن کو پرہیز کرنا چاہیے

فرمایا کہ مجھے کبھی یہ الہام ہوا ہے جیسے کہ براہین میں درج ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ اسوقت ان لوگوں (یعنی مخالفوں) میں سے شاذ و نادر ہی ہوگا جو ہم سے راضی ہو اور ہمارے ساتھ اخلاق سے پیش آنا چاہتا ہو ہاں اگر شخصی طور پر کسی کی ذات میں اخلاق ہو تو وہ شاید ہم سے اخلاق سے پیش آجاوے ورنہ قومی طور پر ہم سے ہرگز اخلاق سے پیش آنا نہیں چاہتے۔

اجتہادی غلطی

کسی صاحب نے لدھیانہ سے حضرت صاحب کو مخالفین کا یہ اعتراض لکھا کہ شاتان تذبحان کا الہام جو اب شہزادہ عبد اللطیف شہید کے بارہ میں لکھا گیا ہے وہ قبل ازیں کسی تصنیف میں مرزا احمد بیگ اور اُس کے داماد پر چسپاں ہو چکا ہے اس پر آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے فرمایا کہ اگر ہم سے اجتہاد میں غلطی ہو جاوے تو حرج کیا ہے۔ اجتہاد اور شئے ہے اور تفہیم الٰہی اور شئے۔ اگر ہم نے ایک معنی اپنی رائے اور فکر سے کر دیے تو آخر اپنے وقت پر خداتعالیٰ نے اصل اور حقیقی معنے بتلا دیے۔ اس الہام میں یہ الفاظ بھی لکھے ہیں عسیٰ ان تحبوا شیئا وھو شر لکم۔ اب دیکھنا چاہیے کہ کیا احمد بیگ جیسے منکرین کی زندگی ہماری محبوبات سے تھی یا مکروہات سے۔

اگر ہماری کوئی غلطی ہو تو اس میں تنقیح طلب یہ امر ہے کہ آیا ایسی غلطیاں انبیاء سے ہوتی رہی ہیں کہ نہیں۔ جیسے کہ خواب میں ابوجہل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو انگور کا خوشہ دیا تو آپ نے اسکے یہ معنے کیے کہ ابوجہل کسی وقت مسلمان ہو جاوے گا لیکن وہ تو مسلمان نہ ہوا آخر عکرمہ اسکا بیٹا جب مسلمان ہوا تو خواب کے معنے پورے طور پر سمجھ میں آئے

ایک مفتری کی زندگی حباب کی طرح ہوتی ہے لیکن ہمارے سلسلہ میں سچائی کی خوشبو ہے کہ زندہ اٹھ رہی ہے (نہ کانفرنسیں جو مختلف مقاموں پر ہوتی ہیں) دیکھ رہا ہیں لیکن ہماری صداقت خودبخود لوگوں کے دلوں میں پڑتی جاتی ہے لوگوں نے بہتیرا واویلا کیا اور روکتے رہے اور اب بھی کرتے اور روکتے ہیں لیکن پھر بھی ہمارا کچھ بگاڑ نہ سکے۔

اب ذرا ایک نظر سے غور سے دیکھو تو ہمارا سلسلہ دن بدن ترقی کر رہا ہے اللہ یہی نشانی ہے اس بات کی کہ یہ خدا کی طرف سے ہے اگر یہ نہ ہوتا تو ہمارے مخالف آج تک کب کے کامیاب ہو جاتے۔ ہم یہاں چپ چاپ بیٹھے ہیں کسی تدبیر اور طاقت سے کام نہیں لیتے کہ اثر انداز ہو نہ دورے لگا رہے ہیں نہ کچھ مگر تاہم ایک حرکت شروع ہے۔ روزمرہ ڈاک آتی ہے شاذ و نادر ہی کوئی ایسا دن ہو تو ہو ورنہ ہر روز بلاناغہ بیعت کے خطوط آتے ہیں اور کوئی دن ایسا نہیں چڑھتا کہ انمیں کوئی نہ کوئی بیعت کے لیے طیاری نہ کرتا ہو۔

تین قسم کے لوگ

فرمایا کہ اسوقت تین قسم کے لوگ ہیں ایک وہ جو بغض و حسد میں جلے ہوئے ہیں اور ضد اور تعصب سے مخالفت پر آمادہ ہیں انکی تعداد تو بہت ہی کم ہے۔

دوسرے وہ جو اسطرف رجوع کرتے ہیں انکی تعداد ترقی پر ہے

تیسرے وہ جو خاموش ہیں نہ ادھر ہیں نہ اُدھر انکی تعداد کثیر ہے وہ مولویوں کے زیر اثر نہیں ہیں ورنہ ان کے ساتھ ملکر سب و شتم کرتے لیکن اس لیے وہ ہماری مدد میں ہیں

فرقہ معاندین غنیمت ہے

یہ فرقہ جو معاندین کا ہے اگر نہ ہوتا تو چپ رہنے والے اہل میں کوئی شے نہیں ہیں انھیں کی وجہ سے تحریک ہوتی ہے وہ شور ڈالا لگاتی ہیں ان لوگوں کو خواب غفلت سے بیدار کرتے ہیں انکی باتوں میں چونکہ آسمانی تائید نہیں ہوتی اس لیے تناقض ہوتا ہے خداتعالیٰ کچھ فرماتا ہے اور یہ کچھ کہتے ہیں۔ قال کچھ ہے حال کچھ ہے آخر شور شرابا سنکر بعض کو تحریک ہوتی ہے کہ دیکھیں تو سہی ہے کیا پھر جب وہ تحقیق کرتے ہیں تو حق ہماری طرف ہوتا ہے آخر ان کو ماننا پڑتا ہے۔

معاندین ہم پر کیا کیا الزام لگاتے ہیں کہیں کہتے ہیں کہ یہ پیغمبروں کو گالیاں دیتے ہیں کہیں کہتے ہیں کہ نماز روزہ وغیرہ ادا نہیں کرتے آخر تنقید پسند طبائع ان باتوں سے فائدہ اُٹھا کر ہماری طرف رجوع کرتے ہیں اس جماعت معاندین کے ہونے سے ہمارا برسوں کا کام دنوں میں ہو رہا ہے لوگ آگے ہی منتظر ہیں۔ وقت خود شہادت دے رہا ہے اور انکی آنکھیں اسطرف لگی ہوئی ہیں کہ آنے والا آوے۔ جب یہ معاندین ایک مفتری کے رنگ میں پیش کرتے ہیں تو تحقیق کرتے کرتے خود حق کو پا لیتے ہیں۔

www.aaiil.org

افغانستان اور مسیح موعود

حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت نے اب افغانستان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کے زیر اثر کر دیا ہے اور آپکی شہادت سے ہمارے تعلقات افغانستان سے بہت کچھ وابستہ ہو گئے ہیں اسلیے وہاں کی آمدہ خبروں سے ہمیں اور ہمارے احباب کو ایک خاص دلچسپی ہونی چاہیے کہ ایک سرزمین جسکی خمیر میں خونریزی کا بیج بویا گیا ہے اور جان کو ہتھیلی پر رکھکر چلنا پھرنا اس کے باشندوں کا کام ہے اور جنھوں نے اپنی نجات کا مدار صرف اسبات کو سمجھ رکھا ہے کہ ایک کافر کو تیغ بیدریغ سے ناحق قتل کر دیا جاوے جب ایسی سرزمین حضرت موعود کے زیر اثر ہوکر ان تمام ظالمانہ خونریزی کے خیال سے پاک و صاف ہو جاوے اور خدا تعالیٰ کی مخلوق پر اسکی شفقت اور رحم بڑھ جاوے اور بلا امتیاز مذہب بنی نوع انسان پر ہمدردی کی روح ان میں پھونکی جاوے تو یہ تغیر و تبدل منجملہ عظیم الشان معجزات کے ہوگا اور بجائے اسکے کہ لاکھوں روپیہ صرف کرکے مدرسہ اور مکتب وہاں قائم ہوں اور ہزاروں حیلوں سے رفتہ رفتہ ان اقوام سے اسلحہ لیے جائیں اور انکی قوتوں کو کمزور کیا جاوے۔ حضرت مسیح موعود کے پاک انفاس کی برکت اور تاثیر سے یہ مطلب شفقت علیٰ خلق اللہ کا حاصل ہو جاوے تو امن پسند حکام اور سلاطین کے لیے یہ کسقدر شکریہ کا مقام ہو سکتا ہے۔ صاحبزادہ عبداللطیف تو شہید ہو کر خون کا اشتہار اس سرزمین میں دے گئے۔ اور حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر مہر لگا گئے اور آپ کے دعاوی اور تعلیم کی تخم ریزی کر گئے لیکن اب یہ خونی اشتہار وقتاً فوقتاً کن رنگوں میں جلوہ دکھلاتا ہے۔ یہ ایک عجیب نظارۂ قدرت ہے جو کہ ایمان کو تازگی اور دلکو سرور بخشتا ہے۔

سنا گیا ہے کہ علاقہ ترکستان میں ایک مزار ہے جو کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مزار کہلاتا ہے وہاں سے ایک مجذوب کابل میں آیا اور اسنے مختلف مقامات پر کھڑے ہو کر آواز بلند کہا ہے کہ سید عبداللطیف بڑے ظلم کے ساتھ مارے گئے ہیں اور میں دیکھتا ہوں لیکن یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ اُس کا پیر کابل میں موجود ہے اور نزدیک ہے کہ کابل اپنے کیے کی سزا پاوے عوام الناس کا چونکہ ایسے مجذوبوں پر حسن اعتقاد ہوتا ہے اسلیے کابل میں بہت کھلبلی مچی ہوئی ہے۔

ایسے مجذوب جو کہ مامورین میں سے نہیں ہوتے اگرچہ انکی کلام بحیثیت ایک مجذوبانہ پیشگوئی کے نہیں تسلیم کی جا سکتی مگر چونکہ انقطاع دنیا پر وہ اہل اللہ اور مامورین سے مناسبت رکھتے ہیں اس وجہ سے بعض غیبی اخبار ان پر منکشف ہو جاتے ہیں اسی طرح ہم اس مجذوب کی اس پیشگوئی پر چنداں یقین نہیں کرتے لیکن ہاں خدا کے برگزیدہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے جو کچھ نکل چکا ہے کہ یہ ایک عظیم ظلم ہوا ہے جسکی سزا کابل بھگتے گا وہ ضرور پورا ہوکر رہے گا اور عبداللطیف صاحب شہید کا وہاں شہید ہونا اور احمدی عقائد کا وہاں رواج پانا خود حضرت مسیح موعود کا وہاں جانا ہے۔

(صاحبزادہ محمد سعید صاحب)

شہید مرحوم رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادہ کا نام محمد سعید ہے عمر آپ کی ۲۵-یا ۳۰ سال کے درمیان ہے مگر قد و قامت کے لحاظ سے آپ ۴۰ سالہ نوجوان معلوم ہوتے ہیں اور اپنے باپ کے قدم بہ قدم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان رکھتے ہیں۔ جب آپکے والد عبداللطیف صاحب شہید کیے گئے اور انکو کابل میں طلب کیا گیا تو بعض کمزور دل لوگوں نے مشورہ دیا کہ اپنے والد کیطرح اپنے آپکو مرزا صاحب پر راسخ الاعتقاد ظاہر کرکے عزیز جان کو نہ تلف کرو۔ اسپر صاحبزادہ محمد سعید صاحب نے انکو جواب دیا تھا کہ جو کچھ انکا عقیدہ تھا وہی میرا عقیدہ ہے اگر وہ مارے گئے اور میں مر جاؤں تو کیا حرج ہے آخر میں اُسی باپ کا فرزند ہوں

سنا گیا ہے کہ امیر صاحب کابل بھی اب اپنے کیے پر پشیمان ہیں اور انکی اولاد کو اب امیر صاحب نے تین ہزار جریب زمین علاقہ ترکستان کی طرف عطا کی ہے کابل کی جریب یہاں کی جریب سے طول میں سہ گونہ ہوتی ہے اور جن قاضیوں نے مولوی صاحب شہید کے قتل پر فتویٰ دیا تھا کچھ انکی ناجائز کارروائی کا انکشاف بھی ہوا ہے جس سے ان قاضیوں کی وقعت امیر صاحب کے دل سے کم ہو گئی ہے

کابل میں قحط سے پریشانی پھیل رہی ہے اور امیر صاحب نے باہر سے غلہ منگوانے کو کوچی لوگوں سے ۱۶ ہزار اونٹ حاصل کیے ہیں اور انکے لیے ساتھ ہزار جانور بار برداری سرکاری بھی جاتا ہے خدا کی باتیں پوری ہوکر رہتی ہیں اور کیا دنیا کی قضا و قدر آسمان و زمین نے سرزمین کابل میں مہر لگائی ہے جیسے سن انیس سو ایک فاضل مرحوم نے بیان کیا ہے کہ قرآن فرماتا ہے کہ اس واقعہ کے بعد اس قوم پر عذاب الٰہی ضرور نازل ہو گا جیسا کہ لکھا ہے وما انزلنا علیٰ قومہ من بعدہ من جند من السماء وما کنا منزلین ان کانت الا صیحۃ واحدۃ فاذا ہم خامدون الخ یہ قحط منجملہ اسی عذاب کے ہے کاش اہل کابل عبرت پکڑیں۔

شہید مرحوم کے بفضلہ ۵ فرزند اور ۵ دختر ہیں۔

دارالامان کا ہفتہ

اعلیٰحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت بدستور کسی نہ کسی قدر ناساز رہتی ہے وعا رضے تو آپ کو قدرتی طور پر بطور پیشگوئی شامل حال رہتے ہیں جنکا کبھی کبھی دورہ چلتا ہے یعنی دوران سر وغیرہ۔ اور گذشتہ تین ہفتہ سے زیادہ عرصہ تک عارضہ کھانسی بیمار رہنے کی وجہ سے ضعف ہو گیا ہے ہاں یہ جناب کی عادی سنت ہے کہ جب ذرا بھی افاقہ ہو تو مسجد میں تشریف لاتے اور نماز باجماعت ادا کرتے ہیں سو باقی ممبران خاندان خدا کے فضل سے بخیریت ہیں

۲۔ بزرگان ملت بھی بفضلہ بخیریت ہیں
۳۔ موسم کا رنگ تبدیل ہو چلا ہے مگر گاہی جاڑوں کے رنگ میں سردی بڑھ گئی ہے۔

ہمارے مقدمات

صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور کے حضور جو درخواست بغرض انتقال مقدمہ فوجداری گئی تھی اور جسکی پیشی ۱۲-فروری ۱۹۰۴ء مقرر تھی ۱۱-فروری کو بمقام علی وال جہاں دورہ تھا پیش ہوئی۔ صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے درخواست مذکور کو نامنظور فرمایا اور مقدمہ بدستور لالہ چندولال صاحب کی عدالت میں رہنے دیا گیا۔ درخواست انتقال ان امور کی بنا پر تھی جو عدالت کی بعض کارروائیوں سے ہمکو بحیثیت مستغیث انصاف کی راہ میں روک نظر آتی تھی۔ بہرحال صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے اپنا یہی فیصلہ دیا۔ جس کے متعلق عدالت عالیہ چیف کورٹ میں درخواست انتقال مقدمہ دیگئی ہے جسکے لیے ۲۴-فروری ۱۹۰۴ء مقرر ہے

مقدمہ ڈپٹی کمشنر صاحب کی عدالت سے واپس لالہ چندولال کی عدالت میں جاکر ۱۶ فروری کو پیش ہوا۔ اعلیٰحضرت کی طبیعت بوجہ مزید سخت ناساز ہو گئی اور آپ سول سرجن صاحب بہادر گورداسپور کے ہی سرٹیفکٹ کیوجہ سے اُسروز واپس چلے آئے۔ ۱۶-کو ۱۱ بجکر ۲۰ منٹ گذرے مقدمہ عدالت میں پیش ہوا۔ عدالت میں جانے سے پہلے گورداسپور کا ایک ایک حصہ ہماری خطرناک مخالفت کی آوازوں سے گونج رہا تھا۔ اور مقدمات کے متعلق عجیب عجیب افواہیں اُڑائی جا رہی تھیں مجسٹریٹ صاحب نے جس اسلوب اور طریق پر آجکی کارروائی کی وہ کسی دوسرے وقت پر مفصل ہے ناظرین سرگرم بہت سی ردوکد کے بعد مجسٹریٹ نے ایک ہفتہ کی مزید مہلت چیف کورٹ سے حکم لانے کیواسطے دی۔ اور ۲۳ فروری ۱۹۰۴ء مقرر کی

حصول نقول کے متعلق ہمکو جسقدر گورداسپور کے متعلق ہمدردانہ خیالات میں پریشانی اُٹھانی پڑی وہ بھی کچھ کم نہ تھی۔ بہرحال کسی کے کچھ خیال سے نہیں خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے قوی نصر من عند اللہ کا ثبوت کسطرح پر نظر آسکتا ہے جبکہ سب اسباب موافق ہوں۔

۱۴-۱۵-کی درمیانی شب میں اعلیٰحضرت علیہ السلام نے رویا میں دیکھا کہ دو پیاز تازہ ہیں اور پھر آپکو ایک کوٹھا پیازوں کا دکھایا گیا مگر اس کوٹھے کو کسی ایسی لات ماری ہے کہ وہ اندر ہی اندر غرق ہو گیا اور ایک الہام ہوا

لعلی اٰتیکم منہا بقبس اواجد علی النار ھدیٰ

اعلیٰحضرت اُسی روز دارالامان آ پہونچے۔ ہم گو متعلقین مقدمہ اپنے وکلاء کے ساتھ لاہور چلے گئے۔ اب ۲۲ فروری کو چیف کورٹ میں اور ۲۳ فروری کو گورداسپور میں مقدمہ کی بنا پر پہنچیں دیکھیں پردہ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے

جاپان اور روس کی جنگ

جاپان اور روس کی خطرناک جنگ شروع ہو گئی ہے ہم اس جنگ کو یاجوج ماجوج کی لڑائی قرار دیتے ہیں یہ ہماری ذاتی رائے ہو ممکن ہے اس سے کسیکو اختلاف ہو اور وہ اختلاف وجوہات قویہ پر مبنی ہو لیکن ہم اسکے وجوہات پھر کسی وقت عرض کرینگے۔ ہمارے ناظرین بھی عام لوگوں کی طرح روس اور جاپان کی جنگ کی خبریں سننے کے خواہشمند ہونگے اسلیے ہم اگلی اشاعت سے آغاز جنگ سے لیکر اسوقت تک کی کل خبریں شائع کرینگے اور ساتھ ہی جاپان اور روس کی لڑائی کا نقشہ بھی دینے کا ارادہ رکھتے ہیں اُمید ہے ہمارے ناظرین اسکو دلچسپی سے دیکھیں گے

ہمنے الحکم کی کسی پچھلی اشاعت میں لکھا تھا کہ الحکم کا مذاق دوسرے لوگوں میں پیدا کرنے کے لیے اور اپنے ناظرین کو بعض ضروری ملکی معاملات سے آگاہ کرنیکے لیے الحکم کا کچھ حصہ عام ملکی معاملات کے متعلق جدا کر دینا چاہتے ہیں اور اس تجویز پر مارچ کے ابتدائی پرچہ سے ہم عملدرآمد کرینگے۔ الحکم پہلے ۴۸ کالموں پر شائع ہوتا تھا اور وہ کالم موجودہ کالموں کے بالمقابل ایک اور ڈیڑھ کی نسبت رکھتے ہیں اسلیے ہم ۱۰ صفحہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق مضامین کے لیے جدا رکھیں گے اور باقی ۲ صفحہ عام ملکی معاملات اور خبروں کے لیے۔ اسطرح ہم اُمید کرتے ہیں کہ الحکم کی خدمت کا سلسلہ بہت وسیع ہو جائے گا۔ انشاءاللہ العزیز۔

ہفتہ زیر اشاعت میں توسیع اشاعت کے سلسلہ میں سعی کرنیوالے احباب کے نام نامی و اسماء گرامی کے اندراج سے ہم قاصر ہیں اخبار کا بہت بڑا حصہ ہماری غیر حاضری میں مرتب ہوا ہے

www.aaiil.org

صبح کی سیر

۷ ر فروری سنہ ۱۹۰۴ء

آج ہمارے محترم مخدوم ڈاکٹر میرزا **یعقوب بیگ** صاحب لاہور سے تشریف لائے تھے حضرت اقدس باہر تشریف لاتے ہی ڈاکٹر صاحب سے اپنی ناسازی طبیعت کا ذکر فرمایا اور اسی سلسلہ میں **فرمایا**

انسان کا اصل طبیب اللہ تعالیٰ ہی ہے جسنے اسکو بنایا ہے

ضعف دماغ — میں دیکھتا ہوں کہ ہماری کمزوری کا سرّ یہ ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ مقدر کیا ہوا تھا کہ اسوقت **جہاد** کے خیالات کو دور کیا جاوے اور ہمکو اس سے الگ رکھنا تھا اس لیے اُسنے عوارض الگ کمزوری کے بھیجا - اور یہ بھی کہ اپنی کسی کارروائی پر گھمنڈ نہ ہو بلکہ ہر وقت اللہ تعالیٰ ہی کے فضل کے خواستگار رہیں۔

نزول کے لفظ میں بھی یہی سرّ ہے گویا آسمان سے اُترا ہے یعنی سب کام خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتے ہیں اس میں انسانی دخل نہیں ہے اور جب انسانی ارادوں اور منصوبوں سے الگ ہوے تو وہ سب امور **خارق عادت** ٹھیرے ✦ عام طور پر بھی کہا کرتے ہیں کہ خدا اُتر کر لڑا ہے ✦ مگر تعجب کی بات ہے کہ ہمارے مخالفوں نے سب باتوں کو جسمانی بنا لیا ہے - ادھر یہ مان لیا ہے کہ وہ دو زرد چادریں پہنے ہوے اُتریگا معلوم نہیں ان بھگوے کپڑوں کے پہننے سے اس کی کیا غرض ہوگی ✦ یہ چادریں شاید حضرت ادریس نے سیکر دی ہوں گی - پھر تعجب ہے کہ وہ کبھی میلی نہ ہوں گی اور نہ وہ کبھی اُنکو اُتاریگے اور نہ وہ پھٹیں گی - یہ کیسی عجیب باتیں ہیں جنکو سُنکر ہنسی آتی ہے - ادھر یہ لباس تجویز کیا اور خدمت یہ تجویز کی کہ وہ جنگلوں میں خنزیر مارتا پھرے -

پردہ — حضرت ام المؤمنین کی طبیعت کسی قدر ناساز رہا کرتی تھی آپؑ نے ڈاکٹر صاحب سے مشورۃً فرمایا کہ اگر وہ ذرا باغ میں چلی جایا کریں تو کچھ حرج تو نہیں۔ اُنھوں نے کہا کہ نہیں اسپر اعلیحضرت نے فرمایا کہ دراصل میں تو اسی لحاظ سے کہ معصیت نہ ہو کبھی کبھی گھر کے آدمیوں کو اس لحاظ سے کہ شرعاً جائز ہے اور اسپر کوئی اعتراض نہیں رعایت پردہ کے ساتھ باغ میں لیجایا کرتا تھا اور میں کسی ملامت کرنیوالے کی پروا نہیں کرتا **حدیث شریف** میں بھی آیا ہے کہ بہار کی ہوا کھاؤ - گھر کی چار دیواری کے اندر ہر وقت بند رہنے سے بعض اوقات کئی قسم کے امراض حملہ کرتے ہیں - علاوہ اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ کو لے جایا کرتے تھے - جنگلوں میں حضرت عائشہؓ ساتھ ہوتی تھیں۔

پردہ کے متعلق بڑی **افراط تفریط** ہوئی ہے **یورپ** والوں نے تفریط کی ہے اور اب ان کی تقلید سے بعض **نیچری** بھی اسی طرح چاہتے ہیں حالانکہ اس بے پردگی نے یورپ میں فسق و فجور کا دریا بہا دیا ہے - اور اس کے بالمقابل بعض **مسلمان** افراط کرتے ہیں کہ کبھی عورت گھر سے باہر نکلتی ہی نہیں حالانکہ ریل پر سفر کرنیکی ضرورت پیش آجاتی ہے۔ غرض ہم ان دونوں قسم کے لوگوں کو غلطی پر سمجھتے ہیں جو افراط اور تفریط کر رہے ہیں

۸ ر فروری سنہ ۱۹۰۴ء

حسب معمول حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سیر کے لیے تشریف لائے ✦ سلسلہ کلام مقدمات کے متعلق شروع ہوا ✦ اور چند منٹ کے بعد سلسلہ کلام کا رخ بدل گیا جسکو ہم اپنے الفاظ اور طرز پر مرتب کرکے لکھتے ہیں ✦

(ایڈیٹر)

آخری فتح دعا سے ہے — میں دیکھتا ہوں کہ یہ زمانہ اس قسم کا آگیا ہے کہ انصاف اور دیانت سے کام نہیں لیا جاتا اور بہت ہی تھوڑے لوگ ہیں جن کے واسطے دلایل مفید ہو سکتے ہیں - ورنہ دلایل کی پروا ہی نہیں کی جاتی اور قلم کام نہیں دیتا ہم ایک کتاب یا رسالہ لکھتے ہیں مخالف اس کے جواب میں لکھنے کو کھڑے ہو جاتے ہیں اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ **دعا** سے آخری فتح ہوگی اور انبیاء علیہم السلام کا بھی طریق رہا ہے - کہ جب دلائل اور حجج کام نہیں دیتے تو اُن کا آخری **حربہ** دعا ہوتی ہے جیسا کہ فرمایا **واستفتحوا وخاب کل جبار عنید** یعنی جب ایسا وقت آجاتا ہے کہ انبیاء و رسل کی بات لوگ نہیں مانتے تو پھر دعا کی طرف توجہ کرتے ہیں اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کے مخالف متکبر و سرکش آخر نامراد اور ناکام ہو جاتے ہیں ایسا ہی **مسیح موعود** (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے متعلق جو یہ آیا ہے **وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَجَمَعْنَاهُمْ جَمْعًا** اس سے بھی مسیح موعود کی دعاؤں کیطرف اشارہ پایا جاتا ہے - نزول از آسمان کے یہی معنے ہیں کہ جب کوئی امر آسمان سے پیدا ہوتا ہے تو کوئی اسکا مقابلہ نہیں کر سکتا اور اُسے رد نہیں کر سکتا آخری زمانہ میں شیطان کی ذریت بہت جمع ہو جائیگی - کیونکہ وہ شیطان کا آخری جنگ ہے مگر مسیح موعود کی دعائیں اسکو ہلاک کر دینگی۔

نوح کے زمانہ سے مناسبت — اسی طرح نوح علیہ السلام کے زمانہ میں بھی ایسا ہی ہوا - جب حضرت نوحؑ تبلیغ کرتے کرتے تھک گئے تو آخر اُنھوں نے دعا کی تو نتیجہ یہ ہوا کہ ایک طوفان آیا جسنے شریروں کو ہلاک کر دیا اور اسطرح پر فیصلہ ہو گیا - آخر اُن کی کشتی ایک پہاڑ پر جا ٹھیری جسکو اب اراراٹ کہتے ہیں اراراٹ کی اصل یہ ہے ارا آراہاٹ یعنی میں پہاڑ کی چوٹی کو دیکھتا ہوں - اُنھوں نے ایک پہاڑ کا سرا دیکھکر کہا تھا اور اب اسی نام سے مشہور ہو گیا - اور بگڑ کر اراراٹ بنگیا

یہ زمانہ بھی نوح علیہ السلام کے زمانہ سے مشابہ ہے - خدا تعالیٰ نے میرا نام بھی نوح رکھا ہے اور وہی الہام جو کشتی کا نوحؑ کو ہوا تھا یہاں بھی ہوا ہے -

اسی طرح پر اب خدا تعالیٰ نے فیصلہ کرنا چاہا ہے اور حقیقت میں اگر ایسا نہ ہوتا تو ساری دنیا دہریہ ہو جاتی - **اقبال** اور کثرت نے دنیا کو اندھا کر دیا ہے

اَلنَّاسُ عَلٰى دِيْنِ مُلُوْكِهِمْ — جو کہا گیا ہے بالکل سچ ہے انسان جب سلطنت اور حکومت کو دیکھتا ہے تو اس کے خوش کرنے کے لیے اور اس سے فائدہ اُٹھانے کے واسطے وہی رنگ اختیار کرنے لگتا ہے - یہی وجہ ہے کہ اسوقت عیسائیوں کی کثرت اُنکی قومی ثروت اور اقبال نے لوگوں کو خیرہ کر دیا ہے اور ان وجوہات سے بہت سے لوگوں کو ادھر توجہ ہو گئی ہے -

مگر میں دیکھتا ہوں کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ اس مذہب کا خاتمہ ہو جاوے اور اسکے لیے **دعا** کی بہت بڑی ضرورت ہے - عیسائی خود بھی محسوس کرتے ہیں کہ یہ سلسلہ اُن کے مذہب کو ہلاک کر دے گا۔

دلرا بدل رہیست — دل کو دل سے راہ ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ پادری حقیقتہ ہماری جماعت کو برا سمجھتے ہیں اور اس سے دشمنی کرتے ہیں وہ دوسرے مسلمانوں کو اسقدر بُرا نہیں سمجھتے - جہاں کہیں ہمارا ذکر ہو گالیاں دیتے ہیں - اصل بات یہ ہے کہ ان کی فطرت خود تسلیم کرتی ہے کہ یہ سلسلہ انکو ہلاک کر دینے والا ہے - جیسے بلّی کا منہ جب چوہا دیکھتا ہے حالانکہ اُسنے پہلے کبھی اُسپر حملہ نہ بھی کیا ہو فوراً ہی سمجھ جاتا ہے کہ یہ میری دشمن ہے - بکری نے کبھی شیر کو دیکھا بھی نہ ہو لیکن جونہی اُسے نظر آجاوے وہ گھبرا کر کھانا پینا چھوڑ دے گی - اسی طرح پر عیسائی ہمارے سلسلہ کے کسی آدمی کو دیکھکر ہی اُس سے بیزار ہو جاتے ہیں - وہ جانتے ہیں کہ ان سے کوئی اُمید انکو نہیں ہے - انکی فطرت ہی انکو بتا دیتی ہے -

فطرت کے معنے — فطر کے معنے پھاڑنے کے ہیں اور فطرت سے یہ مراد ہے کہ انسان خاص طور پر پھاڑا گیا ہے جب آسمان سے قوت آتی ہے تو نیک قوتیں پھٹنی شروع کرتی ہیں۔

امتیاز خبیث وطیب — فرمایا براھین احمدیہ میں جو یہ الہام ہے بڑا ہی پُر زور اور مبشر ہے۔ **وما کان اللہ لیترکک حتی یمیز الخبیث من الطیب** یعنی خدا ایسا نہیں ہے جو تجھے چھوڑ دے جب تک پاک اور پلید میں فرق کرکے نہ دکھا دے - یہ الہام بڑا ہی مبشر ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے عظیم الشان فیصلہ کرنا چاہتا ہے -

عیسائیوں کی کثرت اور مسلمانوں کی ہمت — اگرچہ یہ سچی بات ہے کہ جب سے عیسائیوں کا قدم آیا ہے مسلمانوں نے اپنی طرف سے کمی نہیں کی اور کسی نہ کسی حد تک ان کا مقابلہ کرتے رہے ہیں اور کتابیں اور رسالے لکھتے ہی رہے ہیں لیکن باوجود اسکے بھی انکی جماعت بڑھتی ہی گئی ہے یہانتک کہ اشاید تیس لاکھ کے قریب مرتد ہو چکے ہیں - اسلیے میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ **کسر صلیب** جانکاہ دعاؤں پر موقوف ہے دعائیں ایسی قوت ہے کہ جیسے آسمان صاف ہو اور لوگ تضرع اور ابتہال کے ساتھ دعا کریں تو آسمان پر بدلیاں ہی نمودار ہو جاتی ہیں اور بارش ہونے لگتی ہے اسیطرح میں خوب جانتا ہوں کہ **دعا** اس باطل کو ہلاک کر دیگی - اور ان لوگوں کو تو کوئی غرض نہیں ہے کہ وہ دین کے لیے دعا کریں مگر میرے نزدیک بڑا حربہ **دعا** ہی ہے اور یہ بڑا خطرناک جنگ ہے جس میں جان جانے کا بھی خطرہ ہے

ونعم ما قیل

اندریں وقت مصیبت چارہ ماے بیکساں
جز دعائے بامداد و گریہ اسحار نیست

پھر ان دعاؤں کے لیے گوشہ نشینی کی بھی ضرورت ہے کئی دفعہ یہ بھی خیال آیا ہے کہ باغ میں کوئی الگ مکان دعاؤں کے واسطے بنالیں

غرض

یہ تو میں نے فیصلہ کیا ہوا ہے کہ محض قلم سے کچھ نہیں بنتا - اغراض نفسانی نے انسان کو دبایا ہوا ہے بہت سے لوگ نوکری کی غرض سے عیسائی ہو جاتے ہیں اور بعض اور نفسانی غرض کیوجہ سے اور بعض لوگ گورنمنٹ کے تعلقات کیوجہ سے

آسایش کی حقیقی راہ — اسطریق پر سچی راحت اور آسایش نہیں مل سکتی مومن کو حقیقی راحت اور آسایش کے لیے خدا پر بھروسہ ہونا چاہیے - جو مومن آسایش کی زندگی چاہتے ہیں وہ خدا تعالیٰ پر بھروسہ کریں اور اُسکے سوا کسی اور پر بھروسہ نہ کریں ورنہ یہ یقیناً یاد رکھیں کہ خدا کو چھوڑکر دوسروں پر بھروسہ کرنے والے اچھا خیرخواہ نہ پائیں گے

مسیح اول و مسیح آخر کی دعا — مجھے خیال آتا ہے کہ حضرت مسیح نے جب دیکھا صلیب کا

واقعہ ٹلنے والا نہیں تو اُن کو اس امر کا بہت ہی خیال ہوا کہ یہ موت لعنتی موت ہوگی پس اس موت سے بچنے کے لیے اُنھوں نے بڑی دعا کی ٭ دل بریاں اور چشم گریاں سے اُنھوں نے دعا کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ آخر وہ دعا قبول ہوگئی چنانچہ لکھا ہے فَسَمِعَ لِتَقْوٰہُ ہم کہتے ہیں کہ جیسے پہلے مسیح کی دعا سُنی گئی ہماری بھی سُنی جاوے گی۔ مگر ہماری دعا اور مسیح کی دعا میں فرق ہے۔ اُسکی دعا اپنی موت سے بچنے کے لیے تھی اور **ہماری دعا دنیا کو موت سے بچانے کے لیے** (ایدہٗ اللہ بنصرہٖ)

ہماری غرض اس دعا سے اعلاء کلمۃ الاسلام ہے ٭ احادیث میں بھی آیا ہے کہ آخر مسیح ہی کی دعا سے فیصلہ ہوگا۔

دلائل سے بھی کام لو

اگرچہ فیصلہ دعاؤں ہی سے ہونے والا ہے مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ دلائل کو چھوڑ دیا جاوے نہیں دلائل کا سلسلہ بھی برابر رکھنا چاہیے اور قلم کو رکنا نہیں چاہیے۔ نبیوں کو خدا تعالیٰ نے اسی لیے **اولی الایدی والابصار** کہا ہے کیونکہ وہ ہاتھوں سے کام لیتے ہیں۔ پس چاہیے کہ تمہارے ہاتھ اور قلم نہ رکیں اس سے ثواب ہوتا ہے جہاں تک **بیان** اور **لسان** سے کام ہے سکو کام لیے جاؤ اور جو جو باتیں تائید دین کے لیے سمجھ میں آتی جاویں انھیں پیش کیے جاؤ وہ کسی نہ کسیکو فائدہ پہنچا ئینگی۔

میری غرض اور نیت بھی یہی ہے

میری غرض کہ جب وہ وقت آوے تو اپنے وقت کا ایک حصہ اس کام کے لیے بھی رکھا جاوے۔ اصل بات یہ ہے کہ جب تبتل تام اور انقطاع کلی سے دعا کرے تو ایسے ایسے خارق عادت اور سماوی امور کھلتے ہیں اور سوجھتے ہیں کہ وہ دنیا پر حجت ہو جاتے ہیں۔ اس لیے اس دعا کے وقت جو کچھ خدا تعالیٰ ان کے استعمال کے لیے ڈالے وہ سب پیش کیا جاوے۔

فرمایا کہ کھانسی

انبیاء کا خوف اللہ کی غناء ذاتی سے اور مسیح موعود کے لیے بشارۃ

جب شدت سے ہوتی ہے تو بعض وقت دم رکنے لگتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جان کندن کیسی حالت ہے چنانچہ اس شدت کھانسی میں مجھے اللہ تعالیٰ کی غنا ذاتی کا خیال گذرا۔ اور میں سمجھتا تھا کہ اب گویا موت کا وقت قریب ہے۔ اُسوقت

الہام ہوا

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا اس کے یہ معنے سمجھائے گئے کہ ایسا خیال اسوقت غلط ہے بلکہ اُسوقت جب اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ کا نظارہ دیکھلو۔ اُسوقت توکوچ ضروری ہوتا ہے

سب کے لیے یہی اصول ہے کہ جب وہ کام کہ جس کے لیے اسکو بھیجا جاتا ہے ختم ہو جاتا ہے تو پھر وہ رخصت ہوتا ہے۔

ہر کسے را بہر کارے ساختند

تو سچ ہے مگر سب آدمی اپنے اپنے کام اور غرض جس کے لیے وہ آئے ہیں واقف نہیں ہوتے بعض کا اتنا ہی کام ہوتا ہے کہ جو پایو کسی طرح کھا پی لینا وہ سمجھتے ہیں کہ اتنا گوشت کھانا ہے اسقدر کپڑا پہننا ہے وغیرہ اور کسی بات کی اُن کو پروا اور فکر ہی نہیں ہوتی ایسے آدمی جب پکڑے جاتے ہیں تو پھر یکدفعہ ہی اُن کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

لیکن جو لوگ **خدمت دین** میں مصروف ہوں اُنکے ساتھ نرمی کی جاتی ہے اُسوقت تک کہ جب تک وہ اس کام اور خدمت کو پورا نہ کرلیں۔

درازی عمر کا نسخہ

انسان اگر چاہتا ہے کہ اپنی عمر بڑھائے اور لمبی عمر پائے۔ تو اُسکو چاہیے کہ جہانتک ہوسکے خالص دین کیواسطے اپنی عمر کو وقف کرے۔ یہ یاد رکھے کہ اللہ سے دھوکا نہیں چلتا۔ جو اللہ تعالیٰ کو دغا دیتا ہے وہ یاد رکھے کہ اپنے نفس کو دغا دیتا ہے وہ اُسکی پاداش میں ہلاک ہو جاوے گا اللہ تعالیٰ کے نزدیک جبتک زندگی بڑھانیکو اس کے خلوص اور وفاداری کا کوئی رنگ نہ دکھاوے کچھ پروا نہیں کی جاتی۔ پس عمر بڑھانے کا اس سے بہتر کوئی نسخہ نہیں ہے کہ انسان خلوص اور وفاداری کے ساتھ اعلائے کلمۃ الاسلام میں مصروف ہو جاوے اور خدمت دین میں لگ جاوے اور آجکل یہ نسخہ بہت ہی کارگر ہے کیونکہ **دین** کو آج ایسے مخلص خادموں کی ضرورت ہے اگر یہ بات نہیں ہے تو پھر عمر کا کوئی ذمہ وار نہیں ہے۔ یونہی چلی جاتی ہے۔

ایک **صحابی** کا ذکر ہے کہ اُسکے ایک تیر لگا اور اُس سے خون جاری ہو گیا اُسنے دعا کی کہ اے اللہ عمر کی تو مجھ کوئی غرض نہیں ہے۔ البتہ میں یہود کا انتقام دیکھنا چاہتا تھا جنھوں نے اسقدر اذیتیں اور تکلیفیں دی ہیں۔ لکھا ہے کہ اُسی وقت اُسکا خون بند ہو گیا جب تک کہ وہ یہود ہلاک نہ ہوئے۔ اور جب وہ ہلاک ہو گئے تو خون جاری ہو گیا اور اُسکا انتقال ہو گیا۔ حقیقت میں سب امراض اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہیں کوئی مرض اُسکے حکم کے بغیر پیش دستی نہیں کرسکتا ٭ اسلیے ضرور ہے کہ خدا تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرے یہی اقبال کی راہ ہے مگر افسوس ہے جن راہوں سے اقبال آتا ہے اُن کو انسان بدظنی کی نظر سے دیکھتا ہے اور نحوست کی راہوں کو پسند کرتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ آخر گرجاتا ہے۔

اعلیٰحضرت امام الملۃ مسیح موعود کے مکتوبات

مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی کے نام

محترم ناظرین!

یہ خطوط جو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں جہانتک ہمارا علم ہے کبھی شائع نہیں ہوئے۔ مولوی محمد حسین صاحب جب اول اول آمادۂ مخالفت ہوئے ہیں اُسوقت کے یہ مکتوبات ہیں ٭ اور ۱۸۸۴ء کا یہ معاملہ ہے۔ ان خطوط کو پڑھنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ وجہ مخالفت کیا ہوئی ہے؟ اور اعلیٰحضرت حجۃ اللہ کو اپنے مولیٰ کریم کی **وحی** پر کسقدر انشراح صدر سے البصیرہ یقین کامل ہے۔ کسیکی مخالفت اور اعتراض کی کچھ پروا نہیں۔ دنیا کی خیالی ذلت اور عزت سے کو سروکار نہیں۔ اصل غرض اعلاء کلمۃ الاسلام ہے ہمیں خواہ کوئی ناراض ہو یا خوش۔ بیکدوبار

اُمید ہے کہ اہل قوم کی ایمانی ترقی کا باعث ہوں گے (ایڈیٹر)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ

از عاجز عایذ باللہ الصمد غلام احمد بخدمت اخویم مکرم مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عنایت نامہ پہونچا اشتہارات "تلاش کرکے اور بعض مہمانوں کی کے کر ارسال خدمت ہیں بہ باعث بیماری وجع الاذن حاضر نہیں ہو سکا کیونکہ مجھکو دردگوش سے بشدت تکلیف ہے اور اندیشہ تپ بھی ہے اعتراض احباب درباره کتب مؤلفہ این احقر معلوم نہیں کس صورت سے ہے اگر توقف طبع کتاب پر ہے تو یہ امر قضاء و قدر حضرت حکیم مطلق سے وقوع ہوگیا ہے شاید اسمیں یہ مصلحت ہوگی کہ جو کچھ دریانی کارروائیاں آجتک ہوئی ہیں اُنکا وقوع میں آجانا قبل از طبع کتاب ضروری تھا مگر سیاست پر کبھی راضی نہیں ہوا اور نہ اب ہوں کہ کام طبع کتاب میں توقف ہو لیکن یہ تمام توقفات قادر مطلق کے انواع اقسام کی روکوں سے واقع ہوگئی ہیں الوہیت کی زور اور قدرتیں بشریت کے ارادوں کو منتفی اور کالعدم کر دیتے ہیں اور پھر جب خوب غور سے سوچیں تو اصل خیر بھی اُنھیں میں ہوتی ہے انسان اپنی فطرت سے مستعجل اور زود پسند ہے اور یہی چاہتا ہے کہ جو کل ہونا ہے وہ آج ہی ہو جائے لیکن عادۃ اللہ تانی اور توقف ہے جیسا کہ مدۃ نزول قرآن شریف سے ظاہر ہے

غرض میرے ساتھ معاملہ حضرۃ عزۃ جل شانہٗ کچھ ایسا ہے کہ میں مردہ بدست زندہ ہوں اور اسکی مصلحت میری مصلحت پر مقدم ہو جاتی ہے وہ لوگوں کے لعن طعن کی کچھ بھی پروا نہیں کرتا کیونکہ قادر ہے کہ انجام کار لوگوں کو خوش کر دیوے اور جس بات کے لیے میرا سینہ کھولدیا ہے اُسکے لیے انکا سینہ بھی کھولدے وھو علیٰ کل شیءٍ قدیر

اور اگر اس عاجز کی کتابوں پر اس صورت کا اعتراض ہو کہ اُن میں بعض جگہ سخت لفظ استعمال کیے گئے ہیں تو میں منطقیوں کیطرح اُن سے جھگڑا نہیں چاہتا بلکہ میں سادہ طور پر بیان کرنا کافی سمجھتا ہوں کہ حکیم مطلق نے میرے اجتہاد کو اسی طرف رجوع دیا اور میرے دل میں یہ نقش کر دیا کہ گو بظاہر ایسی تقریریں موجب اشتعال ہونگی مگر ایک عجیب اثر ان میں یہ ہوگا کہ مخالفین کو خواب خرگوش سے بیداری حاصل ہوگی اور گو وہ کیسی ہی بدتہذیبی سے پیش آئیں مگر ان تاکیدات کیطرف خواہ رد ہی کی نیت سے کیوں نہ ہو رجوع ہو جائے گا اور اس رجوع کا انجام نہایت مفید ہوگا سو جس بات پر میری رائے قائم کی گئی سو اگرچہ ابھی اسکے اخیر نتیجہ کا وقت نہیں آیا مگر میں دیکھتا ہوں کہ صدہا ہندو رد کی نیت سے میری کتاب کو پڑھتے ہیں اور صدہا ہندوؤں کے خیالات پر اثر ہو گیا ہے اور باوجود اس عاجز کی تقریر میں وہ سختی نہیں جس سختی کو ہندوؤں نے ابتدا سے استعمال کیا۔ اب قصہ کوتاہ یہ کہ یہ طرز تحریر جسکے اختیار کرنے کے لیے حال تک میرا سینہ کھولدیا گیا تھا اگرچہ وہ کسی معترض کی نظر میں صحیح ہو یا غیر صحیح مگر یہ وہ شے ہے جس پر میرا اجتہاد قائم کیا گیا اور اب میں نے جسقدر درشت الفاظ کو استعمال کیا اُسی قدر کو کافی سمجھا ہے اور آئندہ میں نے بھی قصد کیا ہے کہ مراتب حلم اور رفق سے بیان کیجائے۔ اور اسی پر خدا تعالیٰ نے میرے دلکو قائم کر دیا ہے سو میں جانتا ہوں کہ اسمیں بھی ایک حکمت تھی اور اسمیں ایک حکمت ہے۔

اور جو آنمخدوم نے پہلے خط میں ذکر کیا تھا کہ پیشگوئی فرزند کو رسالہ میں درج کرنا مناسب نہیں میں نے اتنک آپکی خدمت میں اسوجہ سے اُسکا جواب نہیں لکھا کہ خدا تعالیٰ نے اس معاملہ میں میری رائے کو آپ کی رائے سے متفق نہیں کیا انا للہ وانا الیہ راجعون مجکو بھی اس بارہ میں اعلان واشاعت کا حکم ہے اور جیسا کہ میرے آقا محسن نے مجھے ارشاد فرمایا ہے میں وہی کام کرنے کے لیے مجبور ہوں مجھے اس سے کچھ کام نہیں کہ دنیوی مصلحت کا کیا تقاضا ہے اور نہ مجھے دنیا کی عزت و ذلت سے کچھ سروکار ہے اور نہ اسکی کچھ پروا اور نہ اُسکی کچھ اندیشہ ہے میں جانتا ہوں کہ جن باتوں کے شائع کرنے کے لیے میں مامور ہوں ہر چند یہ بدظنی سے بھرا ہوا زمانہ اُنکو کیسی ہی تحقیر کی نگاہ سے دیکھے لیکن آنے والا زمانہ اُس سے بہت سا فائدہ اُٹھالے گا۔

بعض احباب مجھپر یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ اسراف کا خرچ ہے جو دو دو سو تین تین سو روپے ماہواری کا ہو جاتا ہے اور اسی خرچ نے طبع کتاب میں دقتیں ڈالیں اور اشبار کا انبار جتنہ کا سر پر ہو گیا اس کے جواب میں بھی یہی عرض کرتا ہوں کہ اگرچہ یہ اعتراض سچ ہے مگر یہ مہمانداری محض للہ ہے اور ہمیں بھی بار ہا تواضع اور اکرام ضیف کے لیے حکم ہوا ہے تخفیف مصارف کے لیے تین سال کے عرصہ میں شاید چالیس ہزار سے کچھ زیادہ مہمان آئے ہوں گے اور جہانتک طاقت تھی حسب توفیق خداداد ان کی خدمت کی گئی سو بظاہر یہ نہایت درجہ کا اسراف معلوم ہوتا ہے لیکن اللہ جل شانہ کو اپنے افعال میں مصالح ہیں اور میں اُسی کے حکم اور امر کا پیرو ہوں اور کسی دوسری کمیٹی یا جماعت کی پیروی نہیں کر سکتا اور نہ وہ اس کار و بار میں کچھ دخل دے سکتے ہیں جس قدر میرے پر قرضہ اداء حقوق عباد کے بار ڈالے گئے ہیں میں جانتا ہوں کہ میں اپنی قوت سے ان گراں باروں سے سبکدوش نہیں ہو سکتا بلکہ الٰہی قوت مجھے سبکدوش کرے گی اس فوق الطاقۃ کام میں کسی دوست کی کچھ پیش نہیں جا سکتی مگر وہ ایک ہی حقیقی دوست ہے جو ان غموں کے دور کرنے پر قادر ہے والسلام

٨ ستمبر ١٨٨٦ء

ولہ ایضاً

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی

مخدومی مکرمی اخویم مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ - بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - عنایت نامہ پہونچا - میں افسوس سے لکھتا ہوں کہ میری نسبت سوء ظن مسلمان بھائیوں کا کسی معقول وجہ پر مبنی نہیں ہے میں ایسے مسلمانوں کی فتح بیع پر راضی ہوں جن کا ظن کسی طور سے درست ہوئے میں نہیں آتا - یہ تو سچ بات ہے کہ مہمان نوازی کی نیت سے اور خود اپنے ذاتی ضروریات کی وجہ سے بہت کچھ روپیہ خرچ ہوتا رہا ہے اور اب بھی ہوتا ہے لیکن یہ خیال کہ اکثر حصہ روپیہ کا وہی رقوم ہیں جو قیمت کتاب میں وصول ہوئیں یہ ایک ضعیف خیال ہے جو واقعہ سے مطابقت نہیں رکھتا واقعی حقیقت یہی ہے کہ جیسے مصارف زیادہ ہوتے گئے اللہ جل شانہ محض اپنے فضل و کرم سے انکو انجام دیتا گیا غایت ما فی الباب یہ کہ عند الضرورۃ قیمت کتابوں میں سے بھی کچھ قدر قلیل خرچ ہوتا رہا ہے اور کچھ او نہیں درمیانی کاروائیوں میں خرچ ہوا جو کتاب کے متعلق بعض غیر سالکین اور معترضین کچھ سمجھیں اور کچھ خیال کر لیں لیکن مجھے خوب یقین حاصل ہے کہ خدا تعالیٰ مجھے ایسی حالت میں موت نہیں دے گا کہ ان بدظنیوں کا

میرے پر کوئی اعتراض اس قسم کا باقی رہ جائے کہ جو کچھ اصلیت رکھتا ہو الحمد للہ تعالیٰ ان اللہ علیٰ کل شیء قدیر۔

طفل نوزاد کی نسبت جیسے کسی اخبار میں یہ مضمون نہیں چھپوایا کہ یہ وہی لڑکا ہے جس کی تعریف ٢٠ فروری ١٨٨٦ء کے اشتہارات میں مندرج ہیں ہاں کئی دفعہ گمان ہوتا ہے کہ وہ یہی ہے کیونکہ یہی لڑکا **تین کو چار کرنے والا ہوا** - حضرت مسیح کی روز پیدائش میں پیدا ہوا (٣) سنا گیا ہے کہ اسی ماہ میں ستارہ مسیح بھی یورپ میں دکھائی دیا جیسا کہ نور افشاں میں درج ہے

(٤) اس کے روز پیدائش میں یعنی بعد تولد یہ الہامات ہوئے

انا ارسلناہ شاھدا ومبشرا ونذیرا - کل شیء تحت قدمیہ کصیب من السماء فیہ ظلمات ورعد وبرق۔

سو میرے نزدیک ابتک یہ الہامات ذو الوجوہ ہیں و دیگر علامات بھی واللہ اعلم بالصواب

والسلام ١٦ ستمبر ١٨٨٦ء

ولہ ایضاً

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی

مخدومی مکرمی اخویم مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ - بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عنایت نامہ پہونچا - میں افسوس سے لکھتا ہوں کہ میں آپ کے کسی حرف سے اتفاق نہیں کر سکتا اور جیسا کہ بظاہر سمجھا جاتا ہے آپ بھی میری رائے سے اتفاق نہیں کر سکتے تو پھر میری دانست میں خط و کتابت کی بات تو خاتمہ کو پہونچ چکی اب میری طرف سے تو یہ تحریر دوامی اور آخری خط ہی سمجھیں اور آپ کو اختیار ہے کہ جس رائے پر آپ قائم ہیں اسکو اپنی طاقت قلمی سے بخوبی ظاہر کریں میں بجز اُس زمانہ اور وقت کے کہ حضرت مقلب القلوب اور ہادی مطلق آپ کو آپ کے قول سے رجوع دلا کر میری رائے سے متفق کرے آئندہ کوئی خط آپ کی طرف لکھنا نہیں چاہتا اور نہ اپنے اختیار اور مرضی سے بغیر کسی امر جدید پیش آنے کے جس کا اب مجھے علم نہیں لکھونگا ہاں آپ کے اس خط کی نسبت جسکو میں نے عزت کے ساتھ اپنے صندوق میں رکھ لیا ہے اگر مناسب سمجھا سراج منیر یا کسی دوسرے رسالہ میں بغرض ازالہ وساوس کچھ لکھوں گا اور وہ بھی اس حالت میں کہ آپ کا یہ خط یا ایسا ہی کوئی اور مضمون آپ کے رسالہ یا کسی اور پرچہ میں شائع ہو جائے یا زبانی طور پر مختلف فرقوں میں شیوع پا جائے سو مناسب ہے کہ اب آپ بھی میری طرف خطوط بھیجنے سے منزہ رہیں اور بذریعہ تحریرات مطبوعہ اپنے بخارات نکالیں۔

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ - خاکسار غلام احمد عفی عنہ

١٥ اکتوبر ١٨٨٦ء

حضرت حکیم الامت کا وعظ جلسۃ الوداع کی تقریب پر

گذشتہ اشاعت سے آگے

حضرت **یوسف** علیہ الصلوٰۃ والسلام نے محض خدا تعالیٰ کے خوف سے ایک عورت کے ساتھ بدکاری کرنے سے پرہیز کیا - ورنہ ایک عام آدمی بھی جس کی نگاہ بہت ہی چھوٹی اور پست ہو کہہ سکتا ہے کہ اس تعلق سے وہ اُس عزت سے جو اُسوقت اُسکی تھی زیادہ معزز اور آسودہ حال ہوتے اگرچہ یہ خیال ایک دنی الطبع آدمی کا ہو سکتا ہے مومن کبھی وہم بھی نہیں کر سکتا کہ کسی بدی اور بدکاری میں کوئی آرام آسودگی کی عزت مل سکتی ہے سچی عزت اور راحت مل سکتی ہے کیونکہ ارشاد الٰہی اسطرح پر ہے کہ ساری عزتیں اللہ ہی کے لیے ہیں اور پھر معزز ہونا رسول اور مومنین کے لیے لازمی ہے۔

بہرحال جو کچھ بھی ہو - کمینہ فطرت کم حوصلہ انسان عاقبت اندیشی سے حصہ نہ رکھنے والا کہہ سکتا ہے کہ اُنکو آرام ملتا ہے مگر حضرت **یوسف** نے اس عزت اس آرام اور دولت کو لات ماری اور خدا تعالیٰ کے احکام کی عزت کی - قید قبول کی مگر حکم الٰہی کو نہ توڑا - نتیجہ کیا ہوا وہی **یوسف** اسی مصر میں اسی شخص کے سامنے اس عورت کے اقرار کے موافق معزز اور راست باز ثابت ہوا - وہ **امین** ٹھیرایا گیا اور جس مرتبہ پر پہونچا تم میں سے کوئی اُس سے ناواقف نہیں - یوسف علیہ السلام کا یہ سارا تذکرہ بیان کرکے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ

یعنی عادت اللہ اور سنت اللہ اسی طرح پر واقع ہوئی ہے کہ کوئی محسن ہو - کبھی ہو اسکو اسطرح پر جزا ملتی ہے جیسے یوسف علیہ السلام کو ملی۔

غرض

انسان **محسن** بنے پھر خدا اُسکے ساتھ ہے اور اُسے مراتب اعلیٰ ملتے ہیں خدا کی راہ میں تھوڑا ہو یا بہت جو کچھ خرچ کرتا ہے اور خدا کے لیے اگر کوئی وطن اور مال اور دولت یا عزت کو چھوڑتا ہے وہ بے وطن نہیں ہوتا اسکو بہترین وطن دیا جاتا ہے وہ بے قوم و بے یار و مددگار نہیں رہتا اسکو بہترین قوم بہترین احباب و دوست دیے جاتے ہیں جو چھوڑتا ہے اُس سے بہتر

پاتا ہے - لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہر خرچ جو اللہ کی راہ میں ہوا اوقات ہوتے ہیں **مامور من اللہ** جب آتا ہے اُسکے زمانہ میں اسکی اعانت و نصرت کی عند اللہ قدر اور عزت ہوتی ہے وہ وقت ایسا ہے کہ ایک مٹھی بھر جو بھی خدا کی راہ میں خرچ کرنا بہت قیمت اور قدر رکھتے ہیں مگر اب زمانہ اس ماموری کا مدا بیون کا آجاتا ہے اُسوقت سونے کے پہاڑ خرچ کرنے بھی اس قدر قیمت نہیں ہوگی - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ابتدائی زمانہ میں ہر طرف سے مخالفت کی صدائیں بلند تھیں مسلمان ہونے والوں کو وہ اذیتیں اور تکلیفیں دی جاتی تھیں جو آج خدا کے محض فضل سے

اس گورنمنٹ کے زیر سایہ ہمارے مخالف ہمکو نہیں پہنچا سکتے

اُسوقت آپ نے فرمایا کہ ایک مٹھی جو کی آج جو قدر ہے وہ ایک وقت آنے والا ہے اُحد پہاڑ کے برابر سونا دینے کی وہ قدر نہ ہوگی - حقیقت میں یہ کیسی سچی بات ہے جب مسلمانوں کی فتوحات کا سلسلہ بہت وسیع ہو گیا اگر عباسیوں کے زمانہ میں ہارون رشید یا مامون رشید اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک مٹھی جو کی دیتے تو ان کے لیے شرم اور عار کا باعث ہوتا - مگر یہ خوب یاد رکھو جس چیز کے بدلے انہوں سلطنت پائی اور قیصر و کسریٰ کے خزانے اُن کے پاؤں میں ڈالے گئے وہ ایک مٹھی جو ہی تھی جو صحابہ نے دی - اس سے بھی صاف نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا اور پھر مامور کی ابتدائی بعثت کے ایام میں خرچ کرنا بہت ہی بڑا قدر و قیمت رکھتا ہے + یہ تو ہے انفاق فی سبیل اللہ کی ضرورت

تقا اور صحبت صادق

اب ایک اور امر ہے جو قرآن شریف سے ثابت ہے تو جس کی طرف بڑی توجہ دلائی گئی ہے وہ کیا ہے ؟ متقی بننا اور صادقوں کا ساتھ دینا ہے + حقیقت میں تقویٰ کی اصل روح انسان کے اندر پیدا نہیں ہوتی جب تک کہ صادقوں کی صحبت میں نہ رہے - صادق کی پاک صحبت اندر ہی اندر ایک خاص اثر انسان کی روح پر کرتی ہے اور اس کے امراض روحانی کا مداوا اسکی پاک توجہ - عقد ہمت - دعا - اور موثر وعظ و نصائح جو وہ وقتاً فوقتاً درد دل سے کرتا ہے - اور وہ نشانات و خوارق جو وقتاً فوقتاً اللہ تعالیٰ اسکی تائید اور نصرت کے لیے نازل فرماتا ہے ایمان کو قوی کرتے ہیں اور جب ایمان کامل ہونے لگتا ہے تو گناہ کی زندگی پر موت آ کر ایک نئی زندگی اسے

...ہے جس میں تقوے کے خواص اور ... نے جاتے ہیں۔ لیکن انسان کی مزدوریٔں ... کمزوریاں انعامات الٰہیہ کی وسعت سے ... اس کی ذاتی کمزوریاں اور بشری ... بعض اوقات ایسا کرتے ہیں کہ ہر وقت ... ون کی صحبت میں نہیں رہ سکتا۔ ... فیض اور فضل جو ان کی پاک صحبت ... ملتا ہے وہ اسے ان شرائط اور لوازمات ... جو خاص صحبت ہی سے مختص ہیں ... پا سکتا اس لیے ایک اور ضرورت پیش ... وہ ضرورت ہے

تفقہ فی الدین

...ہ فی الدین

کی۔ تفقہ فی الدین کے لیے پھر یہ حکم ملا در ہوا کہ

...ما کان المؤمنین لینفروا کافۃ فلو لا نفر من کل فرقۃ منہم طائفۃ لیتفقہوا فی الدین ولینذروا قومہم اذا رجعوا الیہم لعلہم یحذرون۔

یعنی چونکہ یہ تو ممکن نہیں ہے اور نہ مناسب ہی ہے کہ سب کے سب مسلمان یکدفعہ ہی نکل جاویں اس لیے کیوں ہر گروہ سے ایک جماعت اس مقصد اور غرض کے لیے نکلے کہ وہ تفقہ فی الدین کرے اور جب وہ اپنی قوم کے پاس لوٹ کر واپس آئیں تو اپنی قوم کو ڈرائیں۔ تاکہ وہ قوم بری باتوں سے بچے۔

اس آیت سے پہلی آیت میں **انفاق** کے فضائل بیان ہوئے ہیں اس واسطے کہ اس آیۃ میں جو ابھی میں نے پڑھی ہے **انفاق** کی ایک ضرورت بھی پیش ہوئی ہے اس سے پہلی آیت یہ ہے۔

ولا ینفقون نفقۃ صغیرۃ ولا کبیرۃ ولا یقطعون وادیا الا کتب لہم لیجزیہم اللہ احسن ما کانوا یعملون۔

یعنی اور نہ وہ اللہ کی راہ میں کوئی تھوڑا یا بہت مال خرچ کریں گے اور نہ کوئی میدان طے کرینگے مگر یہ کہ ان کے واسطے اس خرچ اور سفر کی جزا لکھی جاوے گی تاکہ اللہ تعالیٰ انہیں ان اچھے کام کا بدلا دے جو وہ کرتے تھے۔

اس آیت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مامورین کے وقت سفروں کی ضرورت بھی پیش آتی ہے اور خدا کے لیے کوئی نہ کوئی سفر قوم کے بعض یا کل افراد کو کرنا پڑتا ہے ... وہ سفر بجائے خود اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین جزا کا موجب اور باعث ہوتا ہے۔ غرض اس میں انفاق کی فضیلت بیان کرکے ... دوسری آیت میں جو تفقہ فی الدین کے لیے ایک جماعت کے نکلنے کی ہدایت کرتی ہے انفاق کی ضرورت بیان کی گئی۔

باقی آئندہ

نوٹ اڈیٹر

اس مقام پر ہم اپنی قوم کو ایک اہم ضرورت کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں۔ اگرچہ اس پر حضرت مولانا و مخدومنا حکیم الامۃ عم فیضہ نے بھی اپنی جگہ مناسب الفاظ میں توجہ دلائی ہے لیکن ہم بھی چند سطریں بطور حاشیہ کے لکھنا ضروری سمجھتے ہیں۔

ہم نے ۱۹۱۶ء کی پہلی سہ ماہی میں اسلام کی دینی ضرورتیں اور ہمارے احباب کی توجہ کی ضرورت کے عنوان سے ایک لیڈر لکھنا شروع کیا تھا اور اس میں ۱۰ اپریل ۱۹۱۶ء کی اشاعت میں جو لیڈر لکھا ہوا تھا اسکو یہاں مکرر درج کرتے ہیں تاکہ اس نوٹ کا اصل مدعا جو ہم یہاں لکھنا چاہتے ہیں پورا ہو۔ لیڈر کو پڑھ کر اب قریباً چار سال بعد بھی وہ ضرورت جو شاخ دینیات کے متعلق ہماری رائے میں بدستور موجود ہے۔ گو مدرسہ تعلیم الاسلام کی صورت میں اب بہت کچھ تغیر و تبدل ہو گیا ہے مدرسہ تعلیم الاسلام اب **تعلیم الاسلام کالج** ہو ایک بڑے وسیع پیمانہ پر خدا کے فضل سے چل رہا ہے اور جس کے واسطے قوم کی بہت بڑی توجہ کی ضرورت ہے۔ خصوصاً ان ایام میں کہ وہ زیر بار اخراجات ہو رہا ہے اور اسکی بہت سی ضرورتیں **توسیع عمارت** اور آلات سائنس وغیرہ کی باقی ہیں جس کے لیے **عیدین کے ڈویشن** کافی نہیں ہو سکتے بلکہ اس کے واسطے **ماہوار مستقل چندوں** کی ضرورت ہے جسکی اہمیت حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود کے اعلان سے بڑھ کر نہیں ہو سکتی۔ ڈاکٹر صاحب قوم کی سعی کے شکر گذار ہیں کہ قوم نے اپنے فرض کو سوچا ہے اور اسکا ہاتھ بٹایا ہے لیکن ابھی اس امر کی شکایت بیشک باقی ہے کہ اس اعلان کے منشاء کے موافق جو حضرت حجۃ اللہ نے شائع فرمایا ہے ماہوار مستقل چندوں کی طرف

توجہ نہیں ہوئی اس لیے باقاعدہ ماہوار چندوں کا ہونا چاہیے

خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا۔ ہماری اصل غرض شاخ دینیات کے متعلق قوم کو توجہ دلانے کی ہے اس لیے ہم وہ لیڈر جو ۱۰ اپریل ۱۹۱۶ء کی اشاعت میں شائع ہوا ہے یہاں دیتے ہیں اور یہ ذکر ضروری سمجھتے ہیں کہ ڈسپنسری تو مدرسہ کے متعلق کھل چکی ہے مدرسہ کا ایک الگ کتب خانہ بھی ہے

وہ لیڈر یہ ہے

گذشتہ نمبر میں ہم نے مدرسہ تعلیم الاسلام کی ضرورت اور اسکی ضروریات پر ضروری بحث کی ہے اور ہمکو امید ہے کہ قوم اس پر پوری توجہ کرے گی۔ یہ معلوم کرکے ہمکو اور بھی خوشی ہوئی ہے کہ ہمارے محسن و مخدوم حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی سلمہ ربہ کی تحریک پر جناب نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ نے پانچسو روپیہ اور خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر نے ایک سو روپیہ مدرسہ کی امداد کے لیے بھیجا ہے جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ امید ہے دوسرے احباب بھی توجہ کرینگے چونکہ ابھی مدرسہ تعلیم الاسلام ہی کی بحث ہے اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ اس نمبر میں مدرسہ تعلیم الاسلام کے متعلق

دینیات کی شاخ پر بحث کریں۔

دینیات کی شاخ کے متعلق ہمنے الحکم کے کسی گذشتہ نمبر میں یہ اطلاع دیدی ہے کہ مجلس منتظمہ نے مدرسہ تعلیم الاسلام کے متعلق جدا شاخ دینیات کی کھولنے کی تجویز کی ہے مگر اس سے پیشتر کہ وہ شاخ کھولی جاوے ہم چند ضروری امور مجلس منتظمہ اور قوم کی خدمت میں پیش کرنا چاہتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ ان میں جس قدر مناسب حصہ ہوگا اس پر ہماری قوم اور مجلس منتظمہ غور کرنے کی ضرورت سمجھیگی

اس شاخ کی ضرورت

اس میں شک نہیں کہ مدرسہ تعلیم الاسلام میں اس شاخ کی بیحد ضرورت تھی اور سچ پوچھو تو تعلیم الاسلام کے نام کا منشاء یہی تھا اور ہے اور ہماری شروع سے یہی آرزو تھی کہ مدرسہ کے متعلق ایک ایسی برانچ کھولی جاوے جس میں علوم عربیہ اور قرآن کریم اور احادیث پڑھائے جاویں اور عربی زبان میں مضامین لکھنا تقریر کرنا طلبہ کو سکھایا جاوے اور اگر ممکن ہو تو اسکے ساتھ صرف انگریزی زبان بھی سکھائی جاوے۔ بہرحال ہم کسی لمبی تقریر میں اسکی ضرورت ثابت کرنا نہیں چاہتے کیونکہ یہ ایک مسلم اور ثابت شدہ امر ہے کہ دار الامان کے مامور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پاک وجود احیاء دین کے لیے ہے اسکی ساری کوشش اسی ایک بات میں خرچ ہو رہی ہے کہ مسلمان مسلمان بنیں اور اسلام اور قرآن کا بول بالا ہو مگر ہمکو جس امر پر غور کرنا باقی ہے۔ وہ صرف یہ ہے کہ اس شاخ کا انتظام کس طرح ہو اور کیونکر ہو اور کیسے اسکو چلایا جاوے

اس شاخ میں کیا تعلیم ہو

کیا تعلیم ہو دینیات کی شاخ کا نام خود بتلا رہا ہے کہ اس میں دینی علوم پڑھائے جاوینگے مگر ہم اپنے خیال میں اس شاخ کا جو منشاء سمجھے ہوئے ہیں اسکو ذرا کھول کر بیان کر دینا چاہتے ہیں۔ اصل غرض اس شاخ کے اجراء سے یہ ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنیوالے لوگوں کی ایک پاکیزہ باعمل جماعت پیدا ہو جو قرآن کریم کے حقائق اور معارف کو زبانی بیان کر سکے اور اپنے عمل سے کر کے دکھاوے اور موجودہ واعظوں کی اصلاح کرے پس ضروری ہے کہ اس کے لیے ایک ایسی سکیم طیار کیا جاوے جو پرانے زمانہ کی بیہودہ سکیموں کے موافق نہ ہو۔ بلکہ صرف و نحو کی ضروری تعلیم جس سے انسان غلط بیانی اور غلط نویسی سے بچ سکے اور قواعد ضروریہ کا لحاظ رکھ سکے۔ البتہ علم ادب خوب پڑھایا جاوے کیونکہ جس قدر عربی علم ادب کی باریکیوں پر انسان پہنچ جاوے گا اسی قدر قرآن کریم کی عظمت دل پر قائم ہوگی۔ غرض قرآن کریم۔ احادیث۔ علم ادب جس میں تاریخ لغت اور ضروری علوم متعلقہ ادب شامل ہیں۔ اور پھر عربی زبان میں تقریر کرنا مضامین لکھنا۔ اور اسبات کے لیے کہ وہ لوگ جو اس تعلیم الاسلام سے طیار ہوں نرے ملانے نہ ہوں اور مسجدوں کے ٹکڑوں پر گذارہ کرنیکے عادی نہ ہو سکیں ضروری ہو کہ انکو علم طب پڑھایا جاوے۔ تاکہ وہ العلم علمان علم الابدان و علم الادیان کے موافق تعلیم پائیں۔ اب ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اس میں کون لوگ داخل ہوں

شاخ دینیات کے طالب علم کون ہوں

اگر ابجد خوان بچوں کا مکتب بنایا جاوے تو اس سے وہ غرض حاصل نہ ہوگی جو ہماری مجلس منتظمہ کی اصل غرض ہونی چاہیے اس لیے ضروری ہے کہ اس شاخ میں داخل ہونے والے طلبہ کے لیے ایک آسان سا امتحان داخلہ مقرر کیا جاوے اور سردست ایک خاص تعداد ان طالب علموں کی رکھی جاوے + جو اس غرض کے لیے آنا چاہیں۔ اس کے متعلق اور ضروری امور دوسرے وقت پر پیش ہو سکتے ہیں

اب ایک تیسرا امر باقی ہے کہ اسکے چلانے کا انتظام کیا ہو یعنی اخراجات کہاں سے آویں اس کے متعلق ہم ایک عمدہ تجویز پیش کرتے ہیں جو ہماری قوم کے متعلق ہے

دینیات کی شاخ کے اخراجات کیونکر ادا ہوں

یہی سب سے اہم اور ضروری مسئلہ ہے جس پر ہماری قوم کو توجہ کرنی ضروری ہے + چونکہ ہر ایک مسلمان بحیثیت مسلمان ہونے کے اس امر پر مکلف ہے کہ وہ امر **بالمعروف** اور **نہی عن المنکر** کرے۔ مگر اس حکم کی وسیع صورت چونکہ قریباً ممکن نہیں۔ اس لیے خود خدا تعالیٰ نے ایک ایسی صورت بتلائی ہے کہ جس سے ہر ایک مسلمان اس حکم پر پورے طور پر عمل ہو سکے اور وہی ثواب لے سکے جو ایک حقیقی واعظ لے سکتا ہے وہ کیا ؟

خدا تعالیٰ نے سورۂ براءت کے آخری حصہ میں فرمایا ہے

وماکان المؤمنون لینفروا کافۃ فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین و لینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون یعنی

چونکہ یہ امر تو ہو ہی نہیں سکتا کہ کل مومن علوم حقہ کی تعلیم اور اشاعت میں نکل کھڑے ہوں اس لیے ایسا ہونا چاہیئے کہ ہر طبقہ اور ہر گروہ میں سے ایک ایک آدمی ایسا ہو جو علوم دین حاصل کرے اور پھر اپنی قوم میں واپس جاکر ان کو حقائق دین سے آگاہ کرے۔ تاکہ اُن میں خوف و خشیت پیدا ہو پس قرآن کریم نے جب ایک بہترین راہ ہمارے لیے کھول دی ہے پھر کیا وجہ ہے؟ کہ اسکو ہی دستور العمل بنایا نجاوے؟

ہمارے خیال میں دینیات کی شاخ میں کل اخراجات اسطرح پر ادا کیے جاویں کہ جہاں جہاں حضرت اقدس امام الزمان علیہ الرحمٰن کی جماعت کے لوگ بکثرت ہیں یعنی ہر بڑے بڑے شہر میں سے ایک ذہین۔ فہیم با ایں نیک بخت شخص ایسا منتخب کیا جاوے جو یہاں دار الامان میں رہکر علوم دینیہ حاصل کرے اور پھر اپنی قوم ملک شہر میں واپس جاکر واعظ کا کام کرے اور اُسکے اخراجات کی ذمہ داری اُن لوگوں پر ہو جو اُسکو یہاں بھیجیں۔ اور وہ شخص اپنی زندگی اس طرح پر خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کرے اشاعت اسلام اپنا فرض قرار دے لے۔ ایسے طالب علموں کے جملہ اخراجات۔ کتابیں۔ خوراک پوشاک۔ بورڈنگ کی فیس اور ضروری اخراجات اُس مجلس کے ذمہ ہوں جو اُس کو بھیجے۔ اور یہ ایک ایسا امر ضروری ہے جسپر ساری قوم کی توجہ درکار ہے۔ اور یہی ہماری اصل غرض و غایت ہے۔ عید الضحیٰ کے جلسہ پر ہمارے بہت سے احباب جمع ہوں گے ہم چاہتے ہیں کہ **دار الامان** میں ایک عام جلسہ ان ضروری امور پر غور کرنے کے لیے بھی کیا جاوے اور اس **شاخ** کے چلانے کی تجویز پر بحث ہو اور مدت تعلیم جہاں تک ہو تھوڑی رکھی جاوے۔ اسطرح پر اس شاخ کا چلانا بالکل آسان اور سہل ہو گا۔ اب ہمکو صرف یہ دکھانا مقصود ہے کہ اس شاخ کے متعلق اور کیا کیا ضروری اخراجات ہیں۔ اور اس کے متعلق جو اساتذہ ہوں وہ کیسے ہوں؟

شاخ کی ضروریات اور اساتذہ | **مدرسہ دینیات کی ضرورتوں میں سے پہلی اور بڑی ضرورت**

مثلاً مدرسہ اور بورڈنگ کی ہے جسکے اخراجات کا سر دست ہم کوئی تخمینہ پیش نہیں کر سکتے۔ پھر بڑی بھاری ضرورت ہے لائبریری اور ڈسپنسری کی۔ لائبریری کی ضرورت تو عام ہے ایک بڑی حد تک ہمارے محسن و مخدوم مولانا مولوی **نور الدین** صاحب کا کتب خانہ اس ضرورت کو پورا کرے گا مگر ڈسپنسری کی ضرورت ایسی عظیم الشان ضرورت ہے کہ اور باتوں سے مقدم اسکا فکر ہونا چاہیئے چونکہ مضمون لمبا ہوا جاتا ہے اسلیے اس کے متعلق ہم کوئی طویل بحث اب نہیں کر سکتے۔ اب مختصر طور پر اساتذہ کے متعلق ہم کو کہنا باقی ہے اس سے پیشتر ہماری رائے یہاں کے مدرسین کے متعلق بجائے خود اور ہی کچھ تھی مگر بعد فکر بسیار ہماری رائے یہ قرار پائی ہے کہ اور کوئی اُستاد مقرر ہوں۔ مولانا مولوی **سید محمد احسن** صاحب امروہی جو علم فن مناظرہ میں ایک خصوصیت رکھتے ہیں اس مدرسہ کے متعلق اگر اُن کی خدمات حاصل کرنے کی کوشش کیجاوے تو بہت بہتر ہو گا بہر حال شاخ دینیات کے متعلق ہماری یہ رائے ہے۔ ہم چاہتے تھے کہ اسپر سیر کن بحث کریں مگر طوالت مانع ہے ہم آخیر میں امید کرتے ہیں کہ اس میں جو امور قوم کی توجہ طلب ہیں وہ اُنپر بشرطیکہ نہایت اور ضروری ہوں غور کرے گی اور جو ہماری مجلس منتظمہ کے متعلق ہوں وہ اُنپر غور کریگی۔

اخیر میں ہماری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ اس شاخ نو کو سرسبز کرے اور اسکے پھلوں کو اکلھا دائم کا مصداق کرے۔ آمین۔

مسئلہ جہاد پر گفتگو

گذشتہ اشاعت سے آگے

(۲) صلح اور معاہدہ کے حکم سے بھی صاف ثابت ہوتا ہے کہ اسلام کو زبردستی منوانا مراد نہیں۔ کیونکہ اسکا ماحصل یہ ہے کہ کافروں کے مذہب میں کچھ دست اندازی نہ کی جاوے وہ اپنے مذہب پر قائم رہیں، صرف مسلمانوں کو ایذا نہ دیں۔ ان سے لڑیں نہیں اور ان کے دشمنوں کی مدد نہ کریں۔ اور ان معاہدات پر قائم رہنے کی نہایت تاکید کی۔ اور معاہدہ کرنے والوں سے جو اپنے معاہدہ پر قائم رہیں لڑنے کی ممانعت فرمائی۔ پس معاہدہ کی اجازت بھی صاف دلیل اسبات کی ہے کہ مذہب کی آزادی میں خلل ڈالنا مقصود نہ تھا۔ اور نہ لڑائی سے کسیکو زبردستی ہتھیار کے زور سے مسلمان کرنا مقصود نہ تھا۔ بلکہ صرف امن کا قائم رکھنا مقصود اصلی تھا۔ اے دلکے اندھو! اگر زبردستی ہی مسلمان کرنا ضروری تھا تو پھر معاہدہ کرکے اُن کو اپنے مذہب ہی پر چھوڑ دینا چہ معنی دارد؟

خدا تعالیٰ سورۂ نحل میں فرماتا ہے اوفوا بعھد اللہ اذا عاھدتم ولا تنقضوا الایمان بعد توکیدھا وقد جعلتم اللہ علیکم کفیلا ان اللہ یعلم ما تفعلون۔ پورا کرو عہد اللہ کا (یعنی جو خدا کو درمیان دیکر عہد کیا ہے) جبکہ تم نے عہد کیا ہو اور مت توڑو اپنی قسموں کو اُنکے مضبوط کرنے کے بعد اور بیشک تم نے اللہ کو کیا ہے ضامن اپنا بیشک اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

خود سورۂ توبہ میں جس میں نہایت سختی سے لڑائی کا حکم ہے خدا نے فرمایا ہے الا الذین عاھدتم من المشرکین ثم لم ینقصوکم شیئاً ولم یظاھروا علیکم احداً۔ فاتموا الیھم عھدھم الی مدتھم ان اللہ یحب المتقین۔ جن مشرکوں سے تمنے عہد کیا ہے اور پھر اُنھوں نے اُس کے عہد پورا کرنے میں کچھ کمی نہیں کی اور نہ تمھارے برخلاف کسیکی مدد کی تو تم پورا کرو اُن کے ساتھ عہد میعاد تک بیشک اللہ دوست رکھتا ہے پرہیزگاروں کو۔

پھر اسی سورہ میں فرماتا ہے الا الذین عاھدتم عند المسجد الحرام فما استقاموا لکم فاستقیموا لھم ان اللہ یحب المتقین جن مشرکوں سے مسجد حرام کے پاس تم نے عہد کیا تھا پھر جب تک کہ وہ تمھارے لیے عہد پر قائم رہیں تو تم بھی اُنکے لیے عہد پر قائم رہو بیشک اللہ دوست رکھتا ہے پرہیزگاروں کو (یعنی عہد پر قائم رہنے والوں کو)

معاہد کفار اور مشرکین سے ایسی رعایت کی گئی ہے کہ اُن کا اور مسلمانوں کا حق برابر کر دیا اور ذرا بھی کمی نہ کی۔ زبردستی مسلمان بنانے کے کیا یہی طور ہوتے ہیں؟ سنو۔

وماکان لمؤمن ان یقتل مؤمنا الا خطأ ۚ ومن قتل مؤمنا خطأ فتحریر رقبۃ مؤمنۃ ودیۃ مسلمۃ الی اھلہ الا ان یصدقوا ۚ فان کان من قوم عدو لکم وھو مؤمن فتحریر رقبۃ مؤمنۃ ۚ و ان کان من قوم بینکم وبینھم میثاق فدیۃ مسلمۃ الی اھلہ وتحریر رقبۃ مؤمنۃ ۚ فمن لم یجد فصیام شھرین متتابعین توبۃ من اللہ وکان اللہ علیما حکیما۔ ترجمہ۔ اگر کسی مسلمان کے ہاتھ سے کوئی مسلمان دھوکے سے مارا جائے تو قاتل کو ایک مسلمان غلام آزاد کرنا چاہیئے اور اگر مقدور نہ ہو تو ساٹھ روزے رکھنے چاہییں۔ اور اُسکے سوا مقتول کی دیت (خون بہا) اُسکے کنبے کو دی جاوے۔ پھر اگر وہ مقتول ایک ایسی قوم کا ہے جنسے تم مسلمانوں سے دشمنی ہو اور وہ مقتول مسلمان ہے تو قاتل کو صرف مسلمان غلام ہی آزاد کرنا ہو گا اور اگر مقتول ایسی قوم کا ہے کہ اُس قوم سے اور مسلمانوں سے معاہدہ ہے تو قاتل کو غلام بھی آزاد کرنا ہو گا اور مقتول کی دیت اسکے کنبے کو بھی دینی ہو گی۔

بس اس سے بڑھ کر اور معاہد کی کیا رعایت ہو سکتی ہے۔ پھر جبکہ معاہدہ کرنا اور معاہدہ کا پابند رہنا اور معاہد کے ساتھ ایسا برتاؤ کرنا جیساکہ مسلمانوں کے ساتھ کرنے کا حکم ہے تو پھر اسلام بزور شمشیر منوانا کس جانور کا نام ہے؟ کیا زبردستی مسلمان بنانے کے یہی معنی ہیں کہ قوموں سے معاہدہ کرکے اُنکو مذہبی آزادی دی جائے اور ان سے دوستانہ برتاؤ کیا جائے۔

(۳) یہ کہ خدا کا یہ حکم ہے کہ اگر عین لڑائی میں بھی کوئی مشرک یا کافر پناہ مانگے تو اُسکو پناہ دو اور پھر اُسکو خدا کا کلام سناؤ اور اگر وہ قبول کرے تو اُسکے امن کی جگہ میں پہونچا دو جیساکہ خدا فرماتا ہے وان احد من المشرکین استجارک فاجرہ حتی یسمع کلام اللہ ثم ابلغہ مامنہ ذالک بانھم قوم لا یعلمون۔ اگر کوئی مشرک تجھسے پناہ مانگے تو تو اُسکو پناہ دے جب تک کہ وہ سن لے کلام اللہ کا پھر پہونچا دے اُسکو جہاں وہ نڈر ہو۔ یہ اسواسطے کہ وہ لوگ علم نہیں رکھتے۔

کہو مخالفو! کیا اسکو زبردستی اسلام منوانا کہتے ہیں کہ ہاتھ آئے ہوئے شکار کو چھوڑ دیا جائے

(۴) جزیہ خود اسبات کی دلیل ہے کہ مذہب اسلام میں زبردستی اسلام قبول کروانے کا حکم نہیں سنو۔ غور سے سنو۔ جزیہ کا حکم یہی ہے کہ جب کسی ملک سے بوجہ اُن کی شرارت کے یا شرارت کے خوف کے لڑائی ہو اور وہ ملک فتح ہو جائے تو جو لوگ نصیحت کے بعد مسلمان نہ ہو جاویں وہ ایک ہلکا سا ٹیکس اپنی جانی و مالی حفاظت کے عوض میں ادا کریں اور وہ فوجی خدمت سے آزاد رہیں کیونکہ جو قومیں اکثر فوجی خدمت ادا کرتی رہیں وہ جزیہ سے بری ہو گئیں۔ چنانچہ مولانا **محمد شبلی نعمانی** اپنی کتاب الجزیہ میں لکھتے ہیں کہ "لیکن غیر مذہب والے جو اسلامی حکومت کے ماتحت تھے اور جن کی حفاظت مسلمانوں کو کرنی پڑتی تھی اُنکو فوجی خدمت پر مجبور کرنیکا اسلام کو کوئی حق نہ تھا نہ وہ ایسے پُرخطر فرض کے لیے راضی ہو سکتے تھے۔ اسلیے صرف یہ تھا کہ وہ اپنی حفاظت کے لیے کوئی ٹیکس ادا کریں اسی ٹیکس کا نام جزیہ تھا ...... لیکن اگر کسی موقعہ پر غیر قوموں نے فوج میں شریک ہونا یا شرکت کے لیے آمادہ ہونا گوارا کیا تو وہ جزیہ سے بری کیے گئے"۔ پھر کہتے ہیں کہ "خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے والیے ایلہ کو جو فرمان جزیہ کا تحریر فرمایا تھا اُسمیں یہ الفاظ منسوخ فرمائے یحفظوا و یمنعوا یعنی ان لوگوں کی حفاظت کی جائے اور دشمنوں سے بچائے جائیں (دیکھو فتح البلدان بلاذری

صفحہ ۹ کا بقیہ

کیسا جزیہ لینے کے حکم ہی سے ثابت ہے کہ اسلام کا زبردستی مذہب منوانے کا حکم نہیں سمجھو فرض کرو کہ ایک کافر کے پاس ۴۰ ہزار روپیہ نقد موجود ہے اور اسکو اور قسم کی آمدنیاں تجارت وغیرہ سے بھی ہیں اور ایک مسلمان کے پاس بھی چالیس ہزار نقد موجود ہے اور اسکے پاس تجارت وغیرہ سے کوئی آمدنی نہیں ہے۔ تو سال بھر میں اگر زمیندار نہ ہو تو مسلمان کی آمدنی ۴۰ ہزار روپیہ کی آنے اور بڑھنے کی بجائے اگر کم ہو تو بھی اسکی پرورش اُسکے ذمہ ہے تو پھر کیسے کافر سے اُسی قدر دینا پڑتا جزیہ کی مقدار ایک عام طریقہ پر ۳۰ - ۴۰ روپیہ سے زیادہ نہیں ہوسکتی مگر مسلمان کو بلا شبہ اپنے مصروف کے خزانہ سے ایکہزار نقد نکال کر دینا ہوگا اور اُسپر بھی ۲۰ برس سے کم اور پچاس سے زیادہ عمر والے مرد۔ عورتیں مفلوج۔ معطل العقل۔ نابینا۔ مجنون اور مفلس یعنی جنکے پاس دوسو درہم سے کم ہو عموماً جزیہ سے بری ہیں۔ تو اس سے صاف ثابت ہے کہ دین میں زبردستی نہیں کیونکہ جزیہ کا طریق ہی صاف بتا رہا ہے کہ جو شخص اپنی دلی رغبت سے مسلمان نہ ہو تو وہ اپنا دنیاوی فائدہ کافر رہنے ہی میں سمجھے گا مانا کہ تم نے بزور شمشیر مذہب پھیلانے کے لیے جہاد بھی کیا اور فتحیاب بھی ہوئے لیکن جب آخر جزیہ یا اسلام پیش کیا تو اب بتاؤ کہ وہ کیا قبول کرینگے ؟ ضرور جزیہ قبول کرینگے۔ پھر آپ کی ساری کوشش بیکار گئی یا نہیں کہ دین کو بزور شمشیر پھیلانے کا حکم نہیں بلکہ وعظ ونصیحت اور حقائق ودقائق اسلام سے ہے جسکا موقع ہمکو ہماری مہربان گورنمنٹ برطانیہ کے ذریعہ سے وہ عمدہ ملا ہے کہ کسیکو کہیں نہیں ملا ہوگا اور اسموقعہ سے حضرت اقدس بہت کچھ فائدہ اُٹھا رہے ہیں اور اُٹھائینگے اور دنیا دیکھے گی کہ اسلام حقائق ودقائق کے ذریعہ سے کیونکر پھیلتا ہے۔

اب میں بیان کرتا ہوں کہ کن کن لوگوں سے لڑائی کرنے کا حکم ہے جس سے صاف ثابت ہوگا کہ حضرت اقدس کو جہاد کرنیکی ضرورت نہیں سنو! ہاں سنو! جہاد جیسا کہ میں بیان کرچکا ہوں گورنمنٹ برطانیہ کے عہد میں وہ امن ہے کہ جس سے بڑھ کر عقل تجویز ہی نہیں کرسکتی۔ تو پھر جہاد کیا ؟ اور کس سے اور کیوں ؟ ہاں ہاں جہاد صرف امن قائم کرنے کے لیے ہے کیونکہ:-

(۱) اُن لوگوں سے لڑنے کا حکم ہے جو مسلمانوں سے لڑیں۔ اللہ تعالیٰ سورہ بقرہ میں فرماتا ہے قاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین۔ یعنی لڑو اللہ کی راہ میں اُن لوگوں سے جو تم سے لڑتے ہیں اور زیادتی مت کرو (بغیر لڑے مت لڑو) بیشک اللہ دوست نہیں رکھتا زیادتی کرنے والوں کو۔ اور دوسری جگہ فرماتا ہے فان انتھوا فلا عدوان الا علی الظلمین۔ یعنی اگر وہ لڑنا موقوف کردیں تو دست درازی نہیں کرنا چاہیے کیونکہ دست درازی صرف ظالموں پر کرنی ہے اور ایک اور جگہ فرماتا ہے فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدی علیکم واتقوا اللہ واعلموا ان اللہ مع المتقین۔ یعنی جو کوئی تمپر زیادتی کرے اُسپر تم زیادتی کرو جتنی کہ اُسنے تمپر زیادتی کی ہے اور خدا سے ڈرو اور جانو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے یعنی اُسکے ساتھ ہے جو زیادتی سے پرہیز کرتے ہیں۔

زمانہ قدیم میں دستور تھا کہ حرم کعبہ کے پاس جدال وقتال نہیں کرتے تھے اُسکی نسبت فرمایا واقتلوھم حیث ثقفتموھم واخرجوھم من حیث اخرجوکم والفتنۃ اشد من القتل یعنی لڑنے کی حالت میں اُنکو جہاں پاؤ (حرم کے اندر یا باہر) قتل کرو اور اُنکو نکالو جہاں سے اُنھوں نے تمکو نکالا کیونکہ فساد کرنا قتل سے بھی زیادہ سخت ہے۔ مگر اس حکم میں بھی احتیاط کا حکم فرمایا فلا تقاتلوھم عند المسجد الحرام حتی یقاتلوکم فیہ فان قاتلوکم فاقتلوھم کذلک جزاء الکفرین یعنی مسجد حرام کے پاس اُنکو مت مارو جبتک کہ وہ تم کو نہ ماریں اگر وہاں تمکو ماریں تو تم بھی اُنکو مارو یونہی سزا ہے کافروں کی۔ پھر اسکے بعد فرمایا فان انتھوا فان اللہ غفور رحیم یعنی اگر وہ باز رہیں یعنی لڑنا موقوف کریں تو بیشک اللہ معاف کرنے والا ہے اور مہربان۔ یعنی تم بھی اُنکو معاف کرو اور لڑنا موقوف کرو۔

کہو مخالفو! اب زبردستی ہی دین منوانا تھا تو اُنکی لڑائی پھر لڑائی پر لڑائی پھر لڑائی اور اُن کے باز رہنے پر باز رہنا کیسا!

سورہ نحل میں فرمایا ان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم بہ ولئن صبرتم لھو خیر للصابرین۔ یعنی اگر تم کافروں کے ایذا پہونچانے کا بدلہ لینا چاہو تو اُسی قدر ایذا کا بدلا لو کہ جسقدر تمکو ایذا پہونچائی گئی ہے اور اگر تم صبر کرو تو بیشک وہ بہتر ہے صبر کرنے والوں کے لیے اور سورہ حج میں اس سے بھی زیادہ تصریح فرمائی ہے اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا وان اللہ علی نصرھم لقدیر الذین اخرجوا من دیارھم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ یعنی اُن لوگوں کو لڑنے کا اذن دیا گیا ہے جنسے کفار مکہ لڑتے ہیں اسلیے کہ کفار مکہ کے ہاتھ سے مسلمان مظلوم ہوئے ہیں۔ اُنھوں نے مسلمانوں کو بغیر کسی حق کے اُنکے گھروں سے نکالدیا ہے صرف اسلیے کہ وہ کہتے تھے کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے۔

اے میرے مخالف بد اندیشو! دیکھو تو کہ خداتعالیٰ صاف فرماتا ہے کہ لڑنے والوں سے لڑائی کرنے کا حکم ہے یہ کہاں ہے کہ زبردستی دین اسلام منوانے کے لیے حکم دیا گیا ہے حضرات! ذرا ادھر تو دیکھو کہ تم سے کون قوم لڑتی ہے اور کس قوم نے تمھیں اپنے گھروں سے نکالدیا ہے جس سے تم مسیح موعود کو لڑنے کے لیے کہتے ہو ؟ اور اگر ایسا موقعہ ہو بھی تو ہمارا تمھارا بدلہ لینے کے لیے گورنمنٹ برطانیہ کیا کم ہے جو مسیح موعود کو جہاد کرنے کی ضرورت پڑے۔

سورہ نساء میں خداتعالیٰ نے فرمایا ہے ان یقاتلوکم او یقاتلوا قومھم ولو شاء اللہ لسلطھم علیکم فلقاتلوکم فان اعتزلوکم فلم یقاتلوکم والقوا الیکم السلم فما جعل اللہ لکم علیھم سبیلا۔ یعنی مگر جو لوگ اُس قوم سے جا ملیں کہ جن میں اور تم میں معاہدہ ہے یا تمھارے پاس آجائیں اُس حال میں کہ وہ تمھارے ساتھ لڑنے یا اپنی قوم کے ساتھ لڑنے سے جی ہار چکے ہیں (تو اُن سے تعارض مت کرو) اور اگر اللہ چاہتا تو اُنکو تمپر غالب کردیتا تو وہ تم سے لڑائی کرتے۔ پس اگر وہ تم سے کنارہ کش ہوں اور تم سے لڑیں نہیں اور تمھاری طرف صلح کا پیغام بھیجیں تو اللہ نے بھی تمھارے لیے اُنپر کوئی راہ نہیں نکالی۔ پھر اُس کے بعد فرمایا ستجدون اخرین یریدون ان یامنوکم ویامنوا قومھم کلما ردوا الی الفتنۃ ارکسوا فیھا فان لم یعتزلوکم ویلقوا الیکم السلم ویکفوا ایدیھم فخذوھم واقتلوھم حیث ثقفتموھم واولئکم جعلنا لکم علیھم سلطانا مبینا یعنی عنقریب اور لوگ بھی پاؤ گے جو چاہتے ہیں کہ تم سے بھی امن میں رہیں اور اپنی قوم سے بھی امن میں رہیں جب وہ فساد کے لیے بلائے جاتے ہیں تو اُسمیں جھٹ کود پڑتے ہیں پس اگر وہ تم سے کنارہ نہ کریں اور پیغام صلح نہ بھیجیں اور اپنے ہاتھوں کو (تمھارے ساتھ لڑنے سے) نہ روکیں تو پکڑو اُنکو اور جہاں کہیں پاؤ اُنھیں مار ڈالو ان لوگوں کی بابت ہم نے صریح حجت دیدی ہے۔

سورہ ممتحنہ میں نہایت صفائی سے بطور قاعدہ کلیہ کے بیان فرمایا ہے کہ کافروں سے کسطرح پیش آنا چاہیے سو یہ فرمایا ہے لا ینھکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیھم ان اللہ یحب المقسطین۔ انما ینھکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم وظاھروا علی اخراجکم ان تولوھم ومن یتولھم فاولئک ھم الظلمون۔ یعنی جو لوگ تم سے دین پر لڑتے نہیں اور نہ اُنھوں نے تمھیں تمھارے گھروں سے یعنی وطنوں سے نکالا خدا اُن (کفار) سے نیکی کرنے اور احسان کرنے سے نہیں روکتا۔ خدا کو سلوک کرنے والے لوگ پسند آتے ہیں خدا تو تمھیں اُنھیں لوگوں سے دوستی کرنے کو منع کرتا ہے جو تم سے دین پر لڑتے ہیں اور تمکو تمھارے وطن سے نکالدیا اور تمھارے نکالنے پر ایک دوسرے کی معاونت کی اور جو کوئی اُن سے دوستی کرے سو یہ لوگ ستمگار ہیں۔

ان تمام آیتوں سے صاف ظاہر ہے کہ لڑائی کا حکم کسیکو زبردستی اسلام قبول کرانیکے لیے نہیں ہے بلکہ جو لوگ مسلمانوں کو قتل کرنا اور اُن سے لڑنا چاہتے تھے اُن سے محفوظ رہنے کے لیے لڑنے کا حکم ہوا ہے۔ اور لڑائی کے موقوف ہوجانے اور امن قائم ہوجانے پر کسی مذہب سے کسی قسم کا تعرض مقصود نہیں تو پھر بتاؤ کہ اسوقت کے ایسا امن تمھیں کبھی نصیب بھی ہوا یا گورنمنٹ برطانیہ سے بڑھکر امن کا انتظام تم کرسکتے ہو جو مسیح موعود کو جہاد کرنے کے لیے کہتے ہو عجب بیوقوف ہو!

(۲) اُن لوگوں سے لڑنے کا حکم ہے جنھوں نے دغابازی کی ہو اور معاہدہ کو توڑ دیا ہو۔ سورہ توبہ میں خداتعالیٰ نے فرمایا ہے وان نکثوا ایمانھم من بعد عھدھم وطعنوا فی دینکم فقاتلوا ائمۃ الکفر انھم لا ایمان لھم لعلھم ینتھون۔ یعنی اگر عہد کرنے کے بعد اپنی قسم توڑ دیں تو جو کفر کے سردار ہیں اُن سے لڑو۔ کیونکہ اُن کی قسم کچھ نہیں۔

ایک جگہ اور فرمایا الا تقاتلون قوما نکثوا ایمانھم وھموا باخراج الرسول وھم بدءوکم اول مرۃ یعنی کیوں نہ لڑو ایسی قوم سے کہ توڑیں اپنی قسمیں اور فکر میں ہیں کہ رسول کو نکالدیں اور اُنھوں نے پہلے چھیڑ کی۔

اور پھر سورہ انفال میں فرمایا الذین عاھدت منھم ثم ینقضون عھدھم فی کل مرۃ وھم لا یتقون۔ فاما تثقفنھم فی الحرب فشرد بھم من خلفھم لعلھم یذکرون۔ یعنی جن لوگوں سے تو نے عہد کیا ہے پھر اُنھوں نے ہر دفع اپنا عہد توڑا ہے اور پرہیزگاری نہیں کرتے (یعنی عہد شکنی سے نہیں بچتے) اگر پھر تو اُن کو لڑائی میں پائے تو اُن کو ایسا مار کہ اُن کے پیچھے جو لوگ ہیں متفرق ہوجائیں۔

پس معاہدہ توڑنے کے بعد اُن سے لڑنا امن قائم رکھنے کے بہتر طریقہ کو گورنمنٹ برطانیہ نہیں برتتی تا جو مسیح موعود کو جہاد کرنا پڑے ؟ گورنمنٹ سے جو عہد کرنے کے بعد عہد کو کوئی

توڑے جیسا کہ معاہدہ کرنا تو کیا امن قائم رکھنے گئے۔

[illegible] برطانیہ [illegible] ہم لوگوں کو جہاد کی کیا ضرورت ہے ہم کو تو صبر [illegible] گورنمنٹ برطانیہ کی دل سے اطاعت [illegible] فرض ہے [illegible]۔

(۳) اُن لوگوں سے لڑنے کا حکم ہے جنھوں نے مسلمانوں کو اُن کے بچوں اور عورتوں کو عذاب اور تکلیف میں ڈال رکھا ہے اور اُس کا ذکر سورہ نساء میں ہے **وما لکم لا تقاتلون فی سبیل اللّٰہ والمستضعفین من الرجال والنساء والولدان الذین یقولون ربنا اخرجنا من ھذہ القریۃ الظالم اھلھا واجعل لنا من لدنک ولیا واجعل لنا من لدنک نصیرا۔** یعنی کیا ہوا ہے تم کو کہ نہیں لڑتے ہو اللہ کی راہ میں اور کمزوروں کے بچانے کے لیے مردوں اور عورتوں اور بچوں میں سے جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہمکو نکال اور کر ہمارے لیے اپنے پاس سے کوئی مددگار۔

تو مخالفو! ایسی حالت تو مجھے کہیں نظر نہیں آتی اور اگر کہیں ہو تو اس مہربان گورنمنٹ برطانیہ سے عرض کرو وہ تمھارے شکایت کو بحسن وخوبی مٹا دے گی اور اُن مسلمان بچوں۔ عورتوں۔ مردوں کو ظالموں کے ظلموں سے آزادی دلوا دے گی کیونکہ خدائے کریم نے اس گورنمنٹ برطانیہ کی فطرت میں رحم انسانی کوٹ کوٹ کر بھر دیا ہے۔ اور اگر یہ گورنمنٹ برطانیہ کسی موقع پر تم ہی سے کام لینا چاہے تو ہمکو اُس کے حکموں پر لڑنے مرنے کے لیے طیار ہو جانا چاہیے کیونکہ یہ اولوالامر ہے اور اولوالامر کے حکموں کو ماننا فرض ہے۔

ہاں تو جناب مخالف صاحبان! خدا تو یہ فرماوے کہ دین کے بارے میں زبردستی نہیں تو کافروں پر دین کے لیے جبر کرنے والا نہیں تو اُن پر کروڑا نہیں۔ تیرا کام سوائے حکم کے پہونچانے کے کچھ نہیں۔ ایک صحابی کے لڑکوں کو ایک عیسائی بہکا کر لے جائے اور جب اُن کا باپ واپس لانے کا قصد کرے تو وحی اُترے کہ **لا اکراہ فی الدین**۔ خدا صلح اور معاہدہ کرنے کو کہے اور معاہد کو بڑے بڑے حقوق دے۔ پھر مفتوحہ ملک کے کافروں سے ایک ہلکا سا ٹیکس جزیہ لیکر اُن کے جان و مال و مذہب کی حفاظت اپنے ذمہ لینے کو کہے اور وہ ٹیکس بھی اس لیے کہ مسلمان ملک کی حفاظت کے لیے فوجی خدمت پر مجبور ہیں اور تاکہ وہ ایک ہلکا سا ٹیکس دیکر بری ہو جائیں گرجا بناویں مندر بناویں مذہبی رسوم دھوم دھام سے کریں۔ پھر جو شخص عین لڑائی میں پناہ چاہے تو پناہ دیا اور مسلمان ہونے کے لیے قرآن سے نصیحت کریں پھر اگر وہ مسلمان نہ ہو تو اُسکو اُسکے امن کی جگہ پہونچا دیں۔ اور لڑائی کا حکم صرف امن قائم رہنے کے لیے ہو یعنی اُن لوگوں سے جو مسلمانوں سے لڑیں اور اُن لوگوں سے جو عہد شکنی کریں۔ اور اُن لوگوں سے جو مسلمان مرد عورتوں اور بچوں کو ستاویں پھر اُس میں نہایت ہی احتیاط کرنیکا حکم فرماوے کہ لڑائی میں زیادتی مت کرو تو پھر تم کیونکر کہہ سکتے ہو کہ اسلام میں حکم ہے کہ دین کو زور شمشیر پھیلاؤ کسیطرح کسی پہلو سے مت کرو [illegible] کرو۔ **اتقوا اللّٰہ! اتقوا اللّٰہ!!**۔

بعض مخالف کہہ اُٹھتے ہیں میرزا غلام احمد (علیہ السلام) جہاد کے حکم کو منسوخ بتلاتے ہیں۔ اُن مخالفوں سے میں کہتا ہوں کہ حضرت اقدس علیہ السلام منسوخ کیوں بتانے لگے تمھارے خیالی جہاد کا حکم ہی نہیں ہوا ہے کہ زبردستی اسلام بزور شمشیر منواؤ۔ یا بلا وجہ یونہیں وحشیوں کیطرح لڑتے پھرو یا علاوہ رہنے دوسرے علاجوں کے یوں ہی مار دھاڑ کرو اور کٹ مرو۔ تو پھر میرے پیارے مخالفو منسوخ کسکو کہتے ہیں جب حکم ہی نہیں ہوا تو منسوخ کیسا! ہاں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمنوں نے بہت ستایا یہانتک کہ حضرت اور مہاجرین کو گھر بار چھوڑنا پڑا اور آپنے مدینہ میں آکر پناہ لی اور کفار آپ کے اور مسلمانوں کے استیصال کے فکر میں لگ رہے تب کوئی علاج نہ رہنے کے بعد اور برداشت کے اپنی حد تک پہونچ جانے کے بعد مجبوراً یہ حکم نازل ہوا کہ مسلمان اپنی حفاظت کے لیے اور نیز مکہ کے مظلوم مسلمان مردوں اور عورتوں اور بچوں کی آزادی کے لیے تلوار اُٹھائیں جسکو تم کسی دھوکے باز گورنمنٹ کی پولیسی کے طرح بتاتے ہو۔ سنو میں اسکو صراحت کے ساتھ بتلاتا ہوں۔

یہ ظاہر ہے اور اسکے صراحت کرنے کی ضرورت نہیں کہ آنحضرت اور صحابہ کرام سے کفار کیسی عداوت رکھتے تھے اور کیسی کیسی تکلیفیں اور اذیتیں اُن کے ہاتھ سے آنحضرت اور صحابہ کو پہونچیں اور بار بار اُنھوں نے آنحضرت کے قتل کا ارادہ کیا اور حبشہ تک مہاجرین کے تعاقب میں گئے پھر یہانتک کہ آنحضرت کو مدینہ ہجرت کرنی پڑی اول تمام حالات پھر جو عداوت کہ قریش مکہ کو مسلمانوں سے ہو گئی تھی اور ہر طرح اُنکو معدوم کرنے اور ایذا پہونچانے کی تدبیریں کرتے تھے بخوبی ظاہر ہے کہ قریش مکہ کو مدینہ کے لوگوں سے بھی جو مسلمان ہو گئے تھے اور آنحضرت کی نصرت کا وعدہ کیا تھا ویسی ہی عداوت تھی جیسی کہ مکہ کے مہاجرین سے تھی۔ اور خود اُن کو اپنے کرتوتوں کی وجہ سے جو وہ آنحضرت اور اُنکے صحابہ کے ساتھ مکہ میں کرتے رہے تھے یہ خوف پیدا ہو گیا تھا کہ اگر آنحضرت کے صحابی زیادہ قوی ہو جاویں گے تو مکہ پر حملہ کرینگے اور حقیقت میں آنحضرت کے سوا اگر اور کوئی ہوتا تو وہ ضرور ایسا ہی کرتا۔ یہی وجہ تھی کہ قریش مکہ مدینہ پر ہمیشہ چڑھائی کرنے کا خیال رکھتے تھے چنانچہ قرآن مجید میں اسی بات کیطرف اشارہ کیا گیا ہے جہاں خدا نے فرمایا ہے **وَلَا یَزَالُوْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ حَتّٰی یَرُدُّوْکُمْ عَنْ دِیْنِکُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا۔** یعنی اہل مکہ تم سے ہمیشہ لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ وہ تمکو تمھارے دین سے پھیر دیں اگر وہ ایسا کر سکیں۔ مدینہ والے بھی قریش مکہ کے حملہ سے مطمئن نہیں رہتے تھے اسلیے کہ مدینہ کے اُن لوگوں میں جو ایمان نہیں لائے تھے اور آنحضرت کے مدینہ تشریف لانے کو پسند نہیں کرتے تھے اور مدینہ کے اُن لوگوں سے جنھوں نے آنحضرت کی نصرت کا وعدہ کیا تھا نہایت ناراضی تھے اور چند معزز لوگ مدینہ کو چھوڑ کر مکہ چلے گئے تھے اور قریش مکہ سے جا ملے تھے۔

اب دیکھنا چاہیے ایسی حالت میں آنحضرت و مہاجرین اور انصار کو اپنی اور مدینہ کی حفاظت اور امن و امان قائم کرنے کے لیے کیا کرنا چاہیے تھا اور اُس مقصد کے حصول کے لیے چار امر لازمی تھے کہ بغیر اُنکے امن و حفاظت مطلوبہ کسی طرح قائم نہیں رہ سکتی تھی۔

(۱) اسبات کی خبر رکھنی کہ قریش مکہ کیا کرتے ہیں اور کس منصوبہ میں ہیں۔

(۲) جو قومیں کہ مدینہ میں یا مدینہ کے گرد رہتی تھیں اُن سے امن کا اور قریش مکہ کی مدد نہ کرنے کا معاہدہ کرنا۔ لیکن عہد شکنی کی حالت میں اُن سے مقابلہ کرنا اس منصوبہ کے لیے ایسا ہی ضرور تھا جیسا کہ امن کا معاہدہ کرنا کیونکہ اگر عہد شکنی کی مکافات قائم نہ کیجاتی تو کوئی معاہد اپنے عہد پر قائم نہیں رہتا اور امن مطلوبہ حاصل نہیں ہو سکتی۔

(۳) جو مسلمان مکہ میں مجبوری رہ گئے تھے اور موقع پاکر وہاں سے بھاگ آنا چاہتے تھے اُن کے بھاگ آنے پر جس قدر ہو سکے اُن کی اعانت کرنا کیونکہ جو قافلہ مکہ سے نکلتا تھا ہمیشہ احتمال ہوتا تھا کہ شاید اُسکے ساتھ بہانہ کر کے کوئی مسلمان مدینہ میں بھاگ آنیکے لیے نکلا ہو۔

(۴) جو گروہ قریش مکہ سے مدینہ پر حملہ کرنے کو نکلے یا کسی طرح پر احتمال ہو کہ وہ مدینہ پھر آنے والا ہے ہتھیاروں سے اُنکا مقابلہ کرنا۔ کیونکہ ایسا کرنا اُسی امن کے قائم رکھنے کے لیے ضروری ہے۔

ان چاروں باتوں میں سے کوئی بات ایسی نہیں ہے کہ جس کی نسبت کہا جاوے کہ اُس سے زبردستی بزور شمشیر اسلام منوانا مقصود ہے بلکہ یہ حفاظت کے لیے ہے اور ان کے سوا اور دو امر ہیں جو امن و حفاظت کے لیے ہتھیاروں کے اُٹھانے کا باعث ہوتے ہیں۔

(۱) یہ کہ کافر مسلمانوں کو جو اُن کے قبضہ میں ہوں تکلیف اور ایذا دیتے ہوں اُنکی مخلصی کے لیے یا اُنکو نجات دلوانے کے لیے لڑائی کی جاوے جس کی نسبت خدا تعالیٰ فرماتا ہے **وما لکم لا تقاتلون فی سبیل اللّٰہ والمستضعفین الخ۔**

(۲) یہ کہ کافر مسلمانوں کو اُن کے احکام مذہبی ادا کرنے کے لیے مانع ہوں بشرطیکہ اُنکی عملداری میں نہ رہتے ہوں کیونکہ اُس صورت میں اُن کے لیے ہجرت لازم ہے نہ لڑائی (جیسی آفت سے پنجاب کے مسلمانوں کو گورنمنٹ برطانیہ نے چھڑایا جس میں سکھوں کے ہاتھوں گرفتار تھے جس کا کل مسلمانوں کو احسان مند ہونا چاہیے اور ضرور ہونا چاہیے۔)

اگرچہ اس لڑائی کی بنیاد ایک مذہبی امر ہے لیکن اُس کا مقصود اپنی مذہبی آزادی حاصل کرنی ہے۔ (جو آجکل بہر صورت حاصل ہے) نہ کہ تلوار سے مذہب قبول کروانا۔

اور ایک اور امر ہے جو انھیں لڑائیوں کا ضمیمہ ہے یعنی جس ملک یا قوم سے انھیں امور کے سبب مخالفت ہے اور لڑائی انھیں امور کے سبب مشتہر ہو چکی ہے اُس ملک یا قوم پر چھاپا مارنا یا اُن کا اسباب اور اُنکی رسد اور اُنکے ہتھیار وغیرہ کو لوٹنا۔

پس آنحضرت کے وقت میں جس قدر لڑائیاں ہوئیں وہ سب انھیں قسموں میں سے تھیں جن کو حفاظتی و دفاعی کہیں گے تو اور کیا کہیں جس کے دماغ میں خدا نے ذرا بھی قوت سیاست اور انتظام ملکی دی ہوگی وہ سمجھ سکتا ہے کہ کل امور جو میں نے اوپر لکھے ہیں حفاظت اور دفع پر مبنی ہیں اور اُس میں سے کوئی امر ایسا نہیں جس سے ثابت ہو کہ زبردستی مذہب منوانا منظور تھا یا بغیر سوچے سمجھے وحشیوں کیطرح مار دھاڑ کرنا اور صرف کٹ مرنا تھا بلکہ نہایت مجبوری کی حالت میں حفاظت اور دفع کے لیے تلوار اُٹھانا تھا۔

خلفاء کے ارسطو کے وقت جو کچھ جنگ ہوئی وہ کسریٰ شہنشاہ ایران اور قیصر شہنشاہ قسطنطنیہ سے ہوئی اور جو اور دیگر چھوٹی چھوٹی ریاستیں تھیں وہ انھیں دونوں کی باجگذار تھیں۔ پس ان ریاستوں سے جو جنگ ہوئے وہ گویا انھیں دونوں سے ہوئے بلکہ زیادہ تر ان چھوٹی چھوٹی ریاستوں سے صلح ہی ہو گئی جیسا کہ تاریخی واقعات سے ثابت ہے۔

ان دونوں سلطنتوں سے جو جہاد ہوئیں اُن کی بنا بھی آنحضرت ہی کے وقت سے شروع ہوئی۔ ہرقل سے تو اسلیے جہاد کی گئی کہ آنحضرت نے حارث بن عمرو ازدی کو ہرقل کے نام ایک خط دیکر بھیجا تو جب وہ موتہ میں پہونچے تو مار ڈالے گئے تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

قاتلوں کی سزا دہی کے لیے ... تیس ہزار فوج دیکر بھیجا آخر لڑائی ہوئی۔ اس لڑائی میں خاص ہرقل کی شاہی فوج بھی شامل تھی اور اس کے بعد جنگ تبوک بھی ہرقل کی حملہ آوری کی خبر کی وجہ سے کی گئی تھی اور پھر لڑائی چھڑ گئی۔

اور ایران سے اس لیے ہوئی کہ اُس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص عداوت تھی چنانچہ جب اُسکو آنحضرت نے دعوۃ کی اور نامہ دعوت اسلام بھیجا تو اُس نے غصہ میں آکر آنحضرت کی گرفتاری کے لیے دو سپاہی بھیجے۔ پس اُس کی عداوت میں کیا کسر باقی رہ گئی۔ پھر اسلامی سرحد اور اُسکی سرحد ملگئی تو بہت پیچیدگیاں واقع ہوگئیں جسکی وجہ سے حضرت صدیق اکبر رض کو ضرور ہوا کہ حفظ ماتقدم کے خیال سے پہلے ہی پیشقدمی کرتے مصر بھی ہرقل کے ماتحت تھا اس لیے اُس پر بھی جہاد کرنی ہوئی اور جب لڑائی شروع ہوگئی تو جہاں حملہ کرنا مناسب سمجھا گیا کیا گیا اور علاوہ اس کے جب اسلام دنیا میں ظاہر ہوا تو اس وقت اُسکے اردگرد ایسی جماعتیں تھیں کہ جو اُسکو ہرگز نہیں چاہتی تھیں۔ بہت سی ایسی تجاویز ہر روز سوچی جاتی تھی کہ جس سے یہ عدیم طاقت بالکل دور ہو جاوے ایسے وقت میں اسلام کا فرض تھا کہ اپنا بچاؤ جس طرح چاہے کرے۔ اور اپنی قوت کو بڑھا کر اپنے رہنے کی جگہ کرے اور چونکہ اسلام کو اپنی صداقت اور استقامت کا اظہار منظور تھا اسواسطے اُس نے ہر ایک حملہ کا جواب دفعیہ کیا تو پیارے مخالفو! اسوقت جو سب سے بڑا حملہ غیر ادیان کا اسلام پر ہے کتابی حملہ ہے اسکے دفعیہ میں حضرت اقدس کا ساتھ کیوں نہیں دیتے اور اگر تم نہیں دوگے تو کچھ حرج نہیں خدا اپنے مرسل کا خود ساتھ دے گا اور بڑے زوروں سے اسلام کی اور اُسکی صداقت کو ظاہر کرے گا ہر چیز کا ایکوقت مقرر ہے۔

ہاں سنو! غور سے سنو!! تواریخی واقعات سے آزادی مذہب کی مثالیں بیان کرتا ہوں

النجوم الزاہرہ واقعات ۱۸۱ھ میں لکھا ہے کہ جب ہارون رشید بادشاہ قیصر روم کی بغاوت سے نہایت ہی برہم ہوا تو عیسائیوں کی طرف سے اُسکے خیالات بہت کچھ بدل گئے اور غالباً اُسی کا اثر تھا کہ اُسنے قاضی یوسف صاحب سے جو مذہبی حنیفہ کے افسر کل تھے پوچھا کہ عیسائیوں کے گرجے اسلام میں کیوں محفوظ رہے اور آج یہ اُن کو کیوں اجازت حاصل ہے کہ وہ علانیہ صلیب نکالتے ہیں تو اُس کا جو قاضی صاحب نے جواب لکھا اُسکے الفاظ یہ ہیں۔

انما کان الصلح جزی بین المسلمین واھل الذمیۃ فی اداء الجزیۃ وفتحت المدن علی ان لا نھدم بیعھم ولا کنائسھم اھل المدینۃ خارجھا وعلی ان یقاتلوا من ناواھم من عدوھم وعلی ان یخرجوا الصلبان فی اعیادھم فافتحت الشام کلھا والحیرۃ الا اقلھا علی ھذا فلذلک ترکت بیع والکنائس

یعنی مسلمان اور ذمیوں سے جزیہ کی بناپر جو صلح ہوتی تھی اس شرط پر ہوتی تھی کہ انکی خانقاہیں اور گرجے شہر کے اندر ہوں یا باہر برباد نہ کیے جائیں۔ اور یہ کہ اُن کا کوئی دشمن اُن پر چڑھ آوے تو اُنکی طرف سے مقابلہ کیا جائیگا اور یہ کہ تہواروں میں صلیب نکالنے کے مجاز ہیں۔ چنانچہ تمام شام اور حیرہ سوا تھوڑے کے انہیں شرائط پر فتح ہوئی اور یہی وجہ ہے کہ خانقاہیں اور گرجے اسی طرح چھوڑ دیے گئے اور برباد نہیں کیے گئے۔

مخالفو! اسلام بزور شمشیر پھیلانا اسی کو کہتے ہیں کہ اُن کے جان و مال کی حفاظت کی جائے اُنکو مذہب کی آزادی دیجائے اُنکے گرجے وغیرہ قائم رکھے جائیں۔ اسلامی ممالک میں بڑی دھوم دھام سے صلیبیں نکلیں ناقوس اور گھنٹہ کی آواز ہو اور اُن لوگوں کے بچاؤ کے لیے ہر کسی سے چاہے مسلمان ہو لڑائی کی جاوے۔؟

خلیفہ مہدی کے وقت میں مصر کے کئی گرجے منہدم کر دیے گئے تھے۔ خلیفہ ہارون کے وقت میں مصر کے حاکم موسیٰ نے علماء سے اس بارہ میں استفتا لیا تو علامہ لیث بن سعد نے جو تمام علماء مصر کے پیشوا اور بہت بڑے محدث تھے سب گرجوں کو از سر نو بنوا دینے کا فتویٰ دیا اور سرکاری خزانہ سے تعمیر کرایا گیا چنانچہ علامہ مقریزی نے تاریخ مصر میں اس واقعہ کو ان الفاظ میں لکھا ہے فبنیت کلھا بمشورۃ

اللیث بن سعد بن لھیعۃ وقال ھو من عمارۃ البلاد واحتجا بان الکنائس التی بمصر لم تبن الا فی الاسلام فی زمن الصحابۃ والتابعین۔

کہو مخالفو! صحابہ اور تابعین کیوقت میں تو گرجے وغیرہ بنے اور آج آپ مسیح موعود سے بزور شمشیر اسلام پھیلوانا چاہیں؟

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نجرانیوں کے پادری کے معاہدہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ پادری وغیرہ اپنے منصب پر بحال رہینگے اور مذہب سے کچھ تعرض نہ کیا جائیگا۔ یہ خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام ہیں۔

کہیے حضرات! اگر مذہب میں زبردستی ہوتی تو پادریوں کو اپنے منصب پر بحال رکھکر کیوں غیر مذہب کو مضبوط کرتے۔ کیا قلیل مقدار جزیہ کا لیکر مذہب کو زبردستی نہ قبول کروانا اس بات کی صاف دلیل نہیں ہے کہ زبردستی تھی ہی نہیں؟ سوچو! اور غور کرو۔ ہاں خوب غور کرو۔

طبری میں لکھا ہوا ہے کہ ایکدفعہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں ایک عورت نے مسلمانوں کی ہجو کی اشعار گائے تو ایک افسر نے اس جرم پر اُس کے ہاتھ کاٹ ڈالے تو حضرت ابوبکر نے اس افسر کو خود لکھا کہ اگر وہ مسلمان تھی تو معمولی سزا دینی چاہیے تھی اور اگر ذمی تھی تو جب بہنے اُسکے شرک وکفر سے درگذر کی تو ہجو شرک وکفر سے بہر حال کم ہے۔

حضرت خالد رض نے حضرت ابوبکر رض کے زمانہ میں جب حیرت پر فتح حاصل کی تو یہ معاہدہ لکھا

لا یھدم لھم بیعۃ ولا کنیسۃ ولا یمنعون من ضرب النواقیس ولا من اخراج الصلبان فی یوم عیدھم۔

یعنی اُن کے گرجے برباد نہ کیے جائینگے نہ اُنکو ناقوس بجانے سے منع کیا جائیگا نہ عید کے دن صلیب نکالنے سے روکا جائیگا (کتاب الخراج صفحہ ۸۴)

لعدا ایسے ہی اور صلح نامے خالد رض نے کیے تھے قاضی یوسف صاحب نے کتاب الخراج میں ان تمام احکام کو نقل کر کے لکھا ہے کہ خالد کے اُن معاہدوں پر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان اور حضرت علی کسی نے اعتراض نہیں کیا تو گویا اس پر کل صحابہ علیہم السلام کا اجماع ہو گیا۔ یاد رہے کہ ایسے ایسے معاہدے زبردستی اسلام پھیلانے کے حکم کے بعد ناممکن تھے۔

سنو پیارے مخالفو! جو کچھ میں نے کہا ہے وہ محض انصاف اور راستی سے لکھا ہے اور مجھکو قوی اُمید ہے کہ جو تم میں سچ کا پیارا کرنے والا ہوگا اُس پر یہ بات اظہر من الشمس ہو جائے گی کہ اس موجودہ حالت میں کسی طرح سے کسی کے ساتھ جہاد جائز نہیں ہے۔ اور خدا ایسے ہی دن ہمیشہ رکھے اور گورنمنٹ برطانیہ تو محض ایک رحمت مسلمانوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے جسکی فرمانبرداری اور اطاعت ہمکو دل وجان سے خدا کا حکم سمجھکر کرنی چاہیے بیشک گورنمنٹ برطانیہ ہمارے لیے بجائے ماں کے ہے اور جو کچھ ہمکو ضرورت ہو اور جو کچھ غرض ہو اُس سے عرض کرنا چاہیے اور اگر کوئی عرض ہماری قبول نہ ہو تو ناامید نہ ہونا چاہیے کیونکہ

امور مملکت خویش خسرواں دانند

اور ماں بھی تو بچہ کی ہر خواہش کو پورا نہیں کرتی اگر بچہ آگ یا سانپ لینا چاہے تو ماں نہیں لینے دیتی تو یہ گورنمنٹ بھی تو بجائے مہربان ماں کے ہے۔ وہ ہماری ضرورتوں کو خوب سمجھتی ہے اگر آج نہیں تو کل سمجھے گی پر ضرور سمجھے گی اور ضرور سمجھنا چاہیے ہم نادان بچے اپنا ناز کیوں چھوڑیں وہ ناز برداری کرے ہی گی اور ضرور کرے گی نہ کیا اُسکو اپنی بھولی بھالی رعیت کا کچھ خیال نہیں ہے ضرور ہے اور ہوگا اور کیوں نہیں ہوگا

رعیت چو بیخ است سلطاں درخت

خدا سے دعا مانگو کہ اس سلطنت کو ہمیشہ ہمارے سروں پر قائم رکھے اور شہرت اور رعایت کا بھی اس سلطنت کو پالوے اور جیسا اس دنیا میں ہمارے انگلستان کے بھائی خوش ہیں آخرت میں بھی خوش ہوں۔

ہاں اور جو تم یہ کہتے ہو کہ مسیح موعود کے بارے میں تو حدیثوں میں آیا ہے کہ وہ لڑے گا اور تلوار چلائے گا۔ تو سنو یہ تمکو دھوکا لگا ہے۔ ہاں غور سے سنو! صحیح حدیث میں مسیح موعود کے بارے میں صاف آیا ہے کہ

یضع الحرب

یعنی مسیح موعود جنگ وجدال کو موقوف کریگا تو دیکھو یہاں سے صاف ثابت ہے کہ اُنکو جنگ وجدال و آلات حرب کی ضرورت نہیں ہوگی بس جن حدیثوں میں مسیح موعود کے لڑنے کا ذکر ہے اُن کے معنے سوائے اسکے اور کیا ہو سکتے ہیں کہ وہ دلایل وبراہین کی تلوار سے لڑینگے اور اُن کے مُنہ سے وہ حقائق ومعارف نکلینگے کہ کافر دم نہ مار سکیں گے گویا مر جائیں گے۔ اور یہی بات انجیل سے بھی ثابت ہوتی ہے کیونکہ اُس میں لکھا ہوا ہے کہ آنیوالا مسیح منہ کی دو دھاری تلوار سے لڑے گا اور آیت

فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون

کے نیچے اگر اسکا فیصلہ ہو جاتا ہے اور یہ بات تم مسیح موعود میں ملاحظہ کر رہے ہو۔

دوسرے یہ روایت دیکھ آیا ہے کہ یضع الجزیۃ یعنی جزیہ کو موقوف کرینگے جس کا آپ لوگ یہ معنی لگاتے ہیں کہ جزیہ کے حکم کو منسوخ کر دینگے اور سوائے اسلام کے کافروں سے کچھ قبول نہ کرینگے لیکن یہ بیہودہ معنی ہے۔ نادانو! اکمل الکتاب قرآن میں جب آچکا ہے حتی یعطوا الجزیۃ تو پھر وہ بدلنے والے کون۔ یاد رکھو کہ قرآن شریف کا لفظ ایک نقطہ بھی نہیں تبدیل ہو سکتا ہے جس کے بارہ میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے ما یبدل القول لدی اور الیوم اکملت لکم دینکم جب قرآن شریف کا ایک حکم بھی بدلا تو وہ خاتم الکتب کتاب نہ ہوئی اور جب وہ خاتم الکتب نہ ہوئی تو اُس کا لانیوالا بھی خاتم النبیین نہ ہوا (معاذ اللہ)

(باقی آئیندہ)

ضرورۃ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام

ایک عرصہ گذرتا ہے کہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا تھا کہ میری جماعت کے اہل قلم ضرورت امام پر مضامین لکھیں۔ میں ان مضامین کو سنوں گا اور دیکھوں گا کہ انھوں نے کس طرح میرے وجود کی ضرورت کو سمجھا ہے اس حکم کی تعمیل کی گئی اور بہت سے مضامین لکھے گئے اور وہ اعلیٰ حضرت کے حضور سنائے گئے بعض مضامین خود مضمون نویسوں نے سنائے کچھ ہمارے مکرم بھائی منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے سنائے اور آخر اس خدمت کو خاکسار نے سرانجام دیا۔ ان مضامین کا مجموعہ ہمارے پاس موجود ہے۔ افسوس ہے کہ حضرت حکیم الامۃ کا مضمون ہمکو نہیں ملا تھا۔ اس سے پہلے اس سلسلہ میں جناب میر حامد شاہ صاحب کا مضمون چھپ چکا ہے سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب [illegible] بھی طبع ہو چکا ہے۔ آج سے ہم صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب نعمانی کا مضمون شروع کرتے ہیں جو اپنے رنگ کا ایک ہی مضمون ہے اعلیٰ حضرت نے بھی اسکو بہت پسند فرمایا تھا چونکہ صاحبزادہ صاحب سلسلہ مشائخ کے اسرار سے خوب واقف [illegible] اسلیے یہ مضمون خاص دلچسپی سے پڑھا جاویگا

(ایڈیٹر)

ضرورۃ مسیح موعود

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ادھر سے اللہ ادھر آجا میرے پیارے
چوں بوئے گل اصل ہیں سما جا مری پیارے
کب ہمکو ترے حسن کے شعلہ کی خبر تھی
کر آگ لگائی تو بجھا جا مرے پیارے

تمام عالم کے حالات تجربوں اور چشم دید اور [illegible] اخباروں رسالوں اشتہاروں اور مذہبی فتنوں اور فسادوں اور دنیوی شرارتوں پر یکجائی یا علیحدہ علیحدہ طور پر نظر ڈالنے سے ظاہر و باہر ہوتا ہے کہ قسم قسم کے فساد رنگ برنگ کی شوخیاں اور بیباکیاں طرح طرح کے بغض و حسد و کینہ و عداوت [illegible] بیجا اور بخل اور گونا گوں قصہ [illegible] کہانیات و ناول و افسانے نے ہر ایک [illegible] و مذہب کے پیرو اور متبع کو حق و سداد [illegible] صداقت و راستی سے دور ڈال دیا ہے [illegible] دیکھو انانیت میں غرق جسپر نظر ڈالو [illegible] یا دیگرے فیست میں محو ہے۔ دنیا نے اپنا اپنا رنگ و روپ اور ایک عالم [illegible] الاعجیس و بہروپ بدلا ہوا ہے حقیقت [illegible] مروت۔ فتوت۔ غیرت۔ حمیت۔ صدق و وفا۔ تقویٰ۔ تزکیہ۔ تصفیہ۔ خشیۃ اللہ یک قلم مفقود ہے۔ امراء کو دیکھو تو عجیب حال ہے غرباء کی نئی چال ہے پیروں فقیروں میں اور ہی نئی و نرالی ادا ہے ایک دوسرے پر حرکات میں سکنات میں قول میں فعل میں ہر ایک وضع اور تراش و خراش میں سبقت لیگیا ہے۔ جدھر نظر دیکھو ایک عجیب عالم نظر آتا ہے جہاں جہاں نظر ڈالو کچھ اور کا اور ہی نظارہ پیش نظر ہوتا ہے

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ

بحر و بر مفاسد سے بگڑ گئے خشک و تر کوئی مقام دارالامن نہیں ملتا اہل کتاب و غیر اہل کتاب خراب ہوگئے مسلمانوں اور دوسرے لوگوں میں بے ہنسی [illegible] گئی نہ ان میں کوئی فرق اور نہ ان میں کوئی ممیز ایک سے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر الامان مفاسد و فتن کا کوئی ٹھکانا نہیں اگر پورے پورے لکھے جائیں تو قلم گھس جائیں دواتیں ختم ہو جائیں یا تھک جائیں قومیں کی قومیں ایک دوسرے کی مدد کریں تب یہ ختم نہ ہوں۔

میں دور کیوں جاؤں اور دوسروں کے حالات و مقالات پر کیا افسوس کروں [illegible] اپنے اس گروہ پر روؤں اور کیا عجیب سے آنکھوں سے بجائے آنسوؤں کے اشک خون بہاؤں کہ جو گروہ صوفیہ صافیہ کے نام سے مشہور اور اپنے اعمال و اوراد و وظائف و رفتار و کردار و اشغال و رسم و رواج پر مغرور اور ہمہ دانی و ہمہ بیانی میں مسرور ہے اور با ایں ہمہ اپنے آپ کو علوم روحانیہ کا منبع اور معارف و خداوانی کا سرچشمہ اور انبیاء علیہم السلام اور اولیاء علیہم الرضوان والغفران کا وارث بنے میں محو ہے۔ اور خوارق عادات اور نشانات وکرامات اور کشوف و رؤیا و الہامات قادرانہ و مقتدرانہ و نیز منفردانہ کا مدعی اور اہل اللہ و واصل باللہ اور مقرب الرحمٰن اور مستجاب الدعوات ہونے کا مفتخر اور اطفال اللہ و متخلق باخلاق اللہ میں داخل ہونے کا تاج اپنے سر پر اور انا الحق کی پلتر زیب کمر کرنے والا بلکہ اس سے بھی ایک دو بالشت زیادہ مصرعہ

ترک دنیا ترک عقبیٰ ترک مولیٰ ترک ترک

پر بڑے جوش و خروش سے قدم مارنیوالا ہے۔ وہی تمام نعماء الٰہیہ و اسرار ربانیہ سے دور و مہجور ہے وہ علوم روحانیہ سے محض ناواقف انبیاء علیہم السلام کے طریق کر بیخبر سنت اللہ و سنت الانبیاء والاولیاء سے سراسر نادان و ناسمجھ اور نااہل۔ کرامتوں و خوارق اور کشوف اور اسرار رؤیاء اللہ حقیقۃ الہامات وحی الٰہیہ [illegible] ناواقف و ناآشنا۔ بجائے ترک ماسوی اللہ کے ترک اللہ اور بجائے فنافی اللہ کے فنافی الرسوم والدنیا اور بجائے رجوع الی اللہ کے رجوع بالخلق والخلائق و تسخیر الدراہم والاجنۃ ہے۔

مجھے رات دن کے برتاؤ اور آٹھوں پہر کی نشست و برخاست اور ہر وقت کے خلا ملا اور ہم پیالہ و ہم نوالہ رہنے سے خوب ثابت ہوا کہ جس قدر یہ فرقہ پستی میں ہے اور جس قدر یہ گروہ ناقص حالت میں ہے اسکی نظیر دوسرے فرقوں میں کم ہے کیونکہ دعویٰ کچھ اور افعال کچھ۔

بر زبان تسبیح و در دل گاؤ خر
ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

وہ پاک مذہب اسلام اور وہ مصفا طریق خدا تعالیٰ کی رضا اور وصل الٰہی حاصل کرنے کا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] خدا سے لائے اور اپنے صحابہ کو دیا وہ اب اس سلسلہ میں کہاں۔ توحید باری تعالیٰ صفات باری تعالیٰ ان سے ایسی گئی کہ جس کا پتا نہیں لگتا۔ عقائد حقہ اور اعمال صالحہ اور خدا شناسی اور معرفت الٰہی اور قرآن شریف کی سمجھ اور اسکی پابندی اور وہ تعلیم سب کچھ مفقود ہے سنن انبیاء سے مخفر [illegible] غرضکہ ہر ایک حسن اور حسن طریقہ سے غفلت ہے۔

یہ سچ ہے کہ اس گروہ کے اقوال اور افعال اگر یکساں ہوتے اور جو کچھ زبان سے کہتے ہیں کرکے بھی دکھلاتے تو کیوں اسقدر فتنے اور فساد کے دروازے دنیا میں کھلتے۔ اسی فرقہ کا نااہل اور ناملہم ہونا دنیا کی خرابی کا زیادہ تر باعث ہوا۔ اسی فرقہ نے سب سے پہلے اپنا بد نمونہ دکھلایا یہی وہ طائفہ ہے کہ جس کا سب سے پہلے قدم پھسلا عقائد میں توحید میں تقویٰ میں طہارۃ میں اعمال میں افعال میں لباس میں رفتار و گفتار میں معرفت الٰہی میں عبادت میں ہدایت میں غرضکہ ہر ایک طریقہ حسنہ میں گیا گذرا ثابت ہوا ہے۔

نماز جو ذریعہ نجات اور خدا سے ملنے اور ہمکلام ہونے کا اور معراج مومن ہے وہ تو ان میں کچھ قدر و منزلت ہی نہیں رکھتی وہ تو اسطور سے ادا کی جاتی ہے جیسے مرغ دس پانچ دانوں کو جلدی سے چن کر کسی اور طرف رخ کر لیتا ہے۔ ان کا قول ہے کہ نماز سے خدا نہیں ملتا وصال الٰہی بہر حاصل نہیں ہوتا یہ تو صرف ایک حکم ہے جسکو جس طرح جلد جلد ادا کر لینا چاہیے نماز کو سنوار کر یا آہستہ آہستہ پڑھنا سخت نادانی اور بیوقوفی ہے۔

افسوس یہ لوگ نماز سے ایسے بیخبر ہوئے اور اس نعمت عظمیٰ اور سعادۃ کبریٰ سے ایسے محروم ہیں۔ نماز وہ شے جس سے خدا ملتا ہے جس کو مجتنا [illegible] نجات ملتی ہے جس سے رضاء الٰہی حاصل ہوتی ہے

ایک صوفی درویش نے ایک روز مجھسے پوچھا کہ وصول الی اللہ تنویر قلب کا طریق آپکے مرشد مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے کیا بتلایا تو میں نے کہا کہ قرآن شریف کو اپنا دستور العمل بنانا اور اس کے احکام کی پابندی اور امر کی فرمانبرداری اور نواہی سے پرہیز اور نماز سنوار کر اور دل لگا کر پڑھنا اور نماز میں ہی دعائیں کرنا جیسے قومہ ہے قیام ہے جلسہ ہے رکوع ہے سجدہ ہے تعوذ تلاوت قرآن کریم یا ادعیہ ماثورہ یا تسبیح مطہرہ اپنی زبان میں تب اس بزرگ نے یہ بات سنکر نہایت حقارت کے الفاظ میں فرمایا کہ یہ تو مزا [illegible] کا طریق ہے قرآن سے یا نماز سے خدا نہیں ملتا اور نہ یہ راہ خدا تک پہونچنے کی ہے پھر میں نے کہا کہ آپ کون سی راہ بتلاتے ہیں انھوں نے کہا کہ توجہ دینا اور مراقبوں کے اندر مرشد کا تصور کرنا اور اسکو حاضر سمجھنا نفی و اثبات کی ضربیں لگانا میں نے کہا کہ یہ راہ تو ہندوؤں کی راہ ہے مسلمان صوفیوں نے بعض فقرا و ہنود اور جوگیوں سے یہ فعل لیے ہیں اسلام میں انکا نام و نشان نہیں۔

الغرض جہانتک دیکھا جاتا ہے اس فرقہ میں اعمال افعال عبادات اسلامی کو چھوڑکر صدہا طرح کی بدعتیں اور طرق عبادت وغیرہ اپنی طرف سے ایسے ایجاد کیے کہ گویا شریعت اور طریقت کو انھوں نے الگ بنا [illegible]

صوفیوں میں ایک ہزار فرقہ سے کم فرقے نہیں ہیں اور سب فرقے ایک دوسرے سے علیحدہ راہ اپنی رکھتا ہے اور مشہور و معروف ان میں چار خاندان اور چودہ خانوادے ہیں۔

سب سے پہلے انھوں نے توحید باری تعالیٰ عزاسمہ میں ٹھوکر کھائی ہے اور وحدۃ الوجود کا ایک بے بنیاد مسئلہ اپنی طرف سے ایجاد کیا پھر اس میں کوئی حلولی ہے کوئی اتحادی ہے کوئی اس کے بین بین ہے۔ نہ اس وحدۃ الوجود کی بحث قرآن میں ہے نہ احادیث میں اور نہ آئمہ اربعہ میں اس کی کچھ بحث ہوئی یہ بھی ہندوؤں کا یا بعض ایسے لوگوں کا ایجاد کیا ہوا ہے کہ جو خدا کی راہ سے اور اسکی رضامندی کے طریق سے دور پڑے ہوئے تھے اسی لفظ کا ترجمہ ہمہ اوست ہے قرآن شریف کی آیات محکمات و بینات کو چھوڑکر بعض آیات متشابہات سے توڑ مروڑکر وحدۃ الوجود کا مسئلہ بیان کرتے ہیں مگر وہ بھی بے اصل اور بے حقیقت ہے اگر یہ مسئلہ ایسا مہتم بالشان ہوتا جیسا کہ انھوں نے سمجھ رکھا ہے کہ کل دارومدار خدا شناسی اور [illegible] [illegible] کا اسی پر ہے تو ضرور تھا کہ قرآن شریف میں اس کی کافی بحث ہوتی [illegible] کوئی سورۃ منجملہ [illegible] قرآنیہ کے ضرور اس میں ہوتی [illegible] یا بخاری [illegible] وغیرہ احادیث کی کتابوں میں کوئی باب [illegible] [illegible]

مختصر نوٹ اور نکات

(۱) خصلتان فریضتان علی کل ذی ایمان طلب العلم و طلب الکسب یطلب علم لصلاح دینه و طلب الکسب لصلاح دنیاه فمن یطلب العلم ولم طلب الکسب جاء یوم القیٰمة مفلسًا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دو خصلتیں ہر صاحب ایمان پر فرض ہیں ایک طلب علم اور اس کی تحصیل دوم طلب کسب و تجارت تحصیل علم اپنے دین کی صلاح و بہتری اور تجارت اور کسب اپنی دنیا کی صلاح اور بہبود کے لیے جو شخص علم حاصل کرے مگر کسب تجارۃ میں سعی نہ کرے وہ قیامت کے دن مفلسوں کی سی حالت میں حاضر ہو گا۔

(۲) حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا دوسرا فرمان یہ ہے نہیں ہے وہ شخص ہم میں سے جو امور آخرت میں منہمک رہنے کے لیے معاملات دنیا سے دست بردار ہو جاوے۔

(۳) فرمان نبوی ہے اُس شخص میں نیکی و خیر نہیں ہے جو وجہ حلال سے مال جمع کرنے کو دوست نہ رکھتا ہو۔

(۴) شرافت و نجابت کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ الشرف بالفضل والادب و لا بالاصل والنسب انسان کے لیے بزرگی و فضیلت اخلاق فاضلہ سے ہے نہ اونچے حسب و نسب سے۔

مہذب کون ہے؟ المؤید نے ایک دلچسپ اور سبق آموز آرٹکل "مہذب کون ہے" کے عنوان سے لکھا ہے جسکا ماحصل یہ ہے "مسلمان جب تک اپنی زبان میں ترقی نہ کریں ممکن نہیں کہ وہ عام اپنی مجموعی حیثیت سے ترقی و تہذیب حاصل کر سکیں ہم یہ نہیں کہتے کہ انھیں دیگر زبانیں سیکھنی نہ چاہییں۔ نہیں سیکھیں ضرور سیکھیں انگلش۔ فرنچ جرمن روسی غرضیکہ مہذب و ترقی یافتہ اقوام عالم کی ساری ہی زبانیں شوق سے حاصل کریں۔ مگر اس نیت سے کہ ان سے فائدہ اٹھا کر اپنے قومی علم و ادب عربی کو ترقی دیں۔ مگر افسوس کہ آج کل تو مسلمانوں کی حالت اس کے برعکس ہے وہ غیر قوموں کی زبانوں سے تو پھر بھی کچھ نہ کچھ واقفیت رکھتے اور پیدا کرتے ہیں۔ مگر عربی کی ذرا پرواہ نہیں کرتے جو ان کی نہ صرف قومی بلکہ مذہبی زبان بھی ہے۔ ان ہی علوم متنوعہ کو جو آج یورپ کی متعدد زبانوں میں پائے جاتے ہیں۔ اور انھی کے ذریعہ ہم سیکھتے ہیں کیا اپنی پیاری عربی زبان میں حاصل نہیں کر سکتے؟ اگر یہ عذر ہو کہ عربی میں بحالت موجودہ علوم جدیدہ ہیں ہی نہیں پھر کوئی اس میں انکی تحصیل کرے تو کیونکر؟ کیا یہ ہمارا اپنا ہی قصور نہیں؟ بلا شبہ ہم مسلمانوں کا ہی قصور ہے اور لاریب ہماری ہی غفلت ہے کہ ہم عربی کو جدید علوم و فنون کے ذخائر و خزائن سے مالامال کرنے میں ساعی نہیں ہوتے اگر بذریعہ تراجم یہ تمام علوم عربی لٹریچر میں آجائیں تو پھر مسلمان شائقین علوم مذکورہ عربی کے ذریعہ سیکھنے میں کیا عذر و تامل ہو سکتا ہے؟ مگر افسوس کہ عربی میں اس درجہ کی قابلیت اور دستگاہ پیدا کرنے کا خیال کسے ہے؟ حالانکہ اعلیٰ درجہ کی عربی جاننے سے مسلمانوں کو کئی قسم کے فوائد و برکات متصور ہیں۔

اول تو مسلمان نوجوانوں پر لامذہبی کا جو الزام لگایا جاتا ہے اور جو ان پر ایک حد تک فی الواقع عائد بھی ہوتا ہے وہ دور ہو گا۔ کیونکہ عربی کی اعلیٰ تحصیل سے انھیں کتب دینیہ اور بالخصوص قرآن کریم کے فہم مطالب کا اچھا موقع ملے گا۔

دوسرے اسلامی تاریخ سے کما حقہ آگاہی پیدا ہو گی۔

تیسرے ہمارے قومی لٹریچر کے وقار و وقعت میں اضافہ ہو گا کیونکہ اس صورت میں عربی علم ادب کی توسیع و ترقی قدرتًا اور ضرورتًا ہو گی مگر حیف صد حیف کہ مسلمان اس زبان کی سرپرستی چھوڑتے جاتے ہیں اور دانایان فرنگ اسکی حفاظت اور اس سے استفادہ کرنے میں مشغول ہیں۔ پھر جائے غور ہے کہ جیسی مہذب یہ اقوام مغربی ہیں ویسی شائستہ قوم ہم اپنے تئیں بھلی سمجھیں تو کس منہ سے؟ جو ہمارا فرض تھا اُسے تو وہ لوگ ادا کر رہے ہیں۔ پھر اگر ہم غافل و نادان کہلانے کے مستوجب نہیں تو کیا ہیں؟ مسلمان جب تک انھیں کھو لکہ اپنی زبان عربی کی دستگیری نہ کریں جب تک اسکی ترقی و توسیع استحکام اور قیام و بقا میں کوشاں نہ ہوں انھیں اپنی حالت پر شرمانا چاہیے۔ ہمعصر المؤید نے بلاد اسلامیہ کے مسلمانوں کی بے توجہی کا یہ دکھڑا رویا ہے پھر مسلمانان ہند کا تو ذکر ہی کیا انھیں عربی کو علوم جدیدہ سے مالا مال کرنے کی توفیق و ہمت تو کیا ہو گی وہ پہلے اسکی تحصیل سے ہی عہدہ برآ ہو لیں یہاں ایک فیصدی بھی مسلمان شاید ہی ایسے ہوں جو عربی اور پھر جدید عربی بخوبی لکھ پڑھ سکتے ہوں فہم قرآن کے لحاظ سے ہماری اور بھی بدتر حالت ہے خدا جانے ہمارا کیا حشر ہو گا؟

باوصفیکہ ہم صدق دل سے اس بات کے قائل اور معترف ہیں کہ **نبوۃ** کے حقیقی معنوں کے رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم **خاتم النبیین** اور آپ کے بعد کوئی نیا یا پرانا نبی صاحب شریعت جدیدہ نہیں آسکتا۔ قرآن کریم ایسے نبیوں کے ظہور سے مانع ہے مگر مجازی معنوں کے رو سے اللہ کا اختیار ہے کہ کسی ملہم کو نبی یا مرسل کے لفظ سے پکارے کیا تم نے وہ حدیثیں نہیں پڑھیں جن میں رسولُ رسولِ اللّٰہِ آیا ہے عرب کے لوگ تو اب تک انسان کے فرستادہ کو بھی رسول کہتے ہیں پھر خدا کو کیوں حرام ہو گیا کہ مُرسل کا لفظ مجازی معنوں پر بھی استعمال کرے۔ کیا قرآن میں **فقالوا انا الیکم مرسلون** بھی یاد نہیں رہا آہ!

سخن شناس نئی دلبرا خطا اینجا ست

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ درجہ کے کمالات اور خوارق میں سے آپ کی علمی اور عملی تکمیل ہے۔ کیونکہ آپ کی تکمیل علمی اور عملی بلا واسطہ کسی اُستاد کے ہوئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپکا نام **مہدی** بھی ہے اور **عبد** بھی۔ کون نہیں جانتا کہ آپ کی علمی تکمیل کسی اُستاد کے ذریعہ نہیں ہوئی اور یہ بھی کسی سے مخفی نہیں کہ آپ کی عملی طاقتیں کسی مہذب مجلس کی صحبت سے پیدا نہیں ہوئیں۔ یہی خالص مہدویت کے لحاظ سے آپکو بہت سے اسرار اور معارف اور کلم جامعہ بخشے گئے یہانتک کہ قرآن شریف میں اسقدر معارف اور نکات اور علوم حکمیہ الٰہیہ اور دلائل عقلیہ فلسفیہ اعلیٰ درجہ کی بلاغت اور فصاحت کے ساتھ بیان فرمائے گئے کہ وہ ان تمام معارف اور بلاغت کاملہ کے لحاظ سے ایک اعلیٰ درجہ کا علمی معجزہ ٹھہر گیا جس کی نظیر پیش کرنا تمام جن و انس کی طاقت سے باہر ہے۔ پس آپ کے اعلیٰ درجہ کا کمال جس سے آپکی خصوصیت ہے **مہدویت** اور **عبودیت** ہے۔

مہدویت سے مراد وہ انتہائی معارف الٰہیہ اور علوم حکمیہ اور عملی برکات ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر واسطہ کسی انسان کے علم دین کے متعلق سکھلائے گئے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں اول درجہ کا معجزہ ہے جس کے ذریعہ سے بیشمار انسان ایمانی اور عملی قویٰ کی تکمیل کر کے معرفت تامہ کے بلند منارہ تک پہونچ گئے اور عارف کامل ہو گئے اور **عبودیت** سے مراد وہ حالت انقیاد اور موافقت تامہ اور رضا اور دعا اور استقامت ہے جو خدا تعالیٰ کے خاص تصرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں پیدا ہوئی جس سے آپ اس راہ کیطرح جو صاف کیا جاتا اور سیدھا کیا جاتا ہے ہو گئے۔

یسوع مسیح کا شیطان اُس پر ایمان نہ لایا بلکہ اسکو پکڑ کر ایک پہاڑ پر چڑھ گیا۔ اور اُسے گمراہ کرنا چاہا پس یسوع کا شیطان کے ساتھ چلے جانا ایک حیرت انگیز بات ہے۔ اور ہماری سمجھ میں نہیں آتی شاید عقدہ تثلیث کی طرح کوئی سر مخفی ہو جو بجز عیسائیوں کے اور کسیکو معلوم نہیں ہو سکتا۔ بالمقابل **محمد رسول اللہ** صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ **میرا شیطان مسلمان ہو گیا ہے** یسوع کی لائف پڑھنے والے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرۃ پر نظر کرنے والے کم از کم اس ایک امر کو بغور سوچیں!!!

یورپین فلاسفر تو شیطان کے وجود ہی کے قائل نہیں پھر معلوم نہیں کہ وہ اس انجیلی واقعہ کی کیا حقیقت سمجھتے ہیں۔ شاید نور افشاں کے ایڈیٹر کو یہ راز معلوم ہو۔

مسیح کے آخری الفاظ جو انجیل سے ثابت ہوتے ہیں وہ یہ ہیں **ایلی ایلی لما سبقتانی** یعنی اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ اور انجیل کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موت کا پیالہ ٹلنے اور موت سے بچنے کے واسطے ساری رات دعا کرتا رہا۔ اور اوروں کو بھی دعا کے واسطے کہا گویا اس چند روزہ فانی زندگی سے اسنے ایسا پیار کیا کہ ساری رات زندہ رہنے کے لیے اور موت کا پیالہ ٹل جانے کے واسطے دعائیں مانگتا رہا۔ برخلاف اس کے کہ ہمارے سید و مولیٰ **نبی آخر الزمان** صلی اللہ علیہ وسلم نے اپ دنیا سے جانے کے واسطے دعا کی **اللّٰھم بالرفیق الاعلیٰ** جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ **حضور** علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ منشا تھا کہ گویا اب میں اس جگہ رہنا نہیں چاہتا۔ میں اپنے خدا کے پاس جانا چاہتا ہوں اب مسیح کے آخری الفاظ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری الفاظ کا موازنہ کرو!!! اول الذکر خدا کا شکوہ کرتا ہے اور دوسرا اللہ تعالیٰ کے حضور جانے کا آرزومند ہے۔

اطلاع

میں ۱۵ فروری سے ۱۸ تک قادیان سے باہر رہا ہوں اسلیے اخبار دیر سے شائع ہوا ہے

(ایڈیٹر)

www.aaiil.org

ضرورۃ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ایک عرصہ گذر تا ہے کہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا تھا کہ میری جماعت کے اہل قلم ضرورت امام پر مضامین لکھیں۔ میں ان مضامین کو سنوں گا اور دیکھوں گا کہ انہوں نے کس طرح میرے وجود کی ضرورت کو سمجھا ہے۔ اس حکم کی تعمیل کی گئی اور بہت سے مضامین لکھے گئے اور وہ اعلیٰ حضرت کے حضور سنائے گئے۔ بعض مضامین خود مضمون نویسوں نے سنائے کچھ ہمارے مکرم بھائی منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے سنائے اور آخر یہ خدمت خاکسار نے سرانجام دیا۔

ان مضامین کا مجموعہ ہمارے پاس موجود ہے۔ افسوس ہے کہ حضرت حکیم الامۃ کا مضمون ہمارے پاس نہیں تھا۔ اس سے پہلے اس سلسلہ میں جناب میر حامد شاہ صاحب کا مضمون چھپ چکا ہے سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب کا بھی طبع ہو چکا ہے۔ آج سے ہم صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب نعمانی کا مضمون شروع کرتے ہیں جو اپنے رنگ کا ایک ہی مضمون ہے اعلیٰ حضرت نے بھی اسکو بہت پسند فرمایا تھا چونکہ صاحبزادہ صاحب سلسلہ مشائخ کے اسرار سے خوب واقف ہیں اسلیے یہ مضمون خاص دلچسپی سے پڑھا جاویگا۔

(ایڈیٹر)

ضرورۃ مسیح موعود

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اے مرے اللہ ادھر آجا مرے پیارے
چوں بوئے گل دل میں سما جا مرے پیارے
کب ہمکو ترے حسن کے شعلہ کی خبر تھی
کر آگ لگائی تو بجھا جا مرے پیارے

تمام عالم کے حالات تجربوں اور چشم دید اور اخباروں رسالوں اشتہاروں اور مذہبی فتنوں اور فسادوں اور دنیوی شرارتوں پر یک جائی یا علیحدہ علیحدہ طور پر نظر ڈالنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ قسم قسم کے فساد رنگ برنگ کی شوخیاں اور بیباکیاں اور طرح طرح کے بغض و حسد و کینہ و عداوت و دشمنی بیجا اور بیجا اور گونا گون قصے کہانیاں و ناول و افسانے نے ہر ایک ملت و مذہب کے پیرو اور متبع کو حق و سداد و صداقت و راستی سے دور ڈال دیا ہے دیکھو انانیت میں غرق جسے دیکھو وہ یاد دیگر سے غیبت میں محو ہے۔

دنیا نے اپنا اپنا رنگ و روپ اور ایک عالم بنا رکھا ہے جسمیں وہ بہروپیہ بنا ہوا ہے حقیقت معرفت۔ تقویٰ۔ غیرت۔ تمیز۔ صدق

وصفا۔ تقویٰ۔ تزکیہ۔ تصفیہ۔ خشیۃ اللہ یک قلم مفقود ہے۔ امراء کو دیکھو تو عجیب حال ہے غرباکی نئی چال ہے پیروں فقیروں میں اور ہی نئی و نرالی ادا ہے ایک دوسرے پر حرکات میں سکنات میں قول میں فعل میں ہر ایک وضع اور تراش و خراش میں سبقت لیگیا ہے۔ جدھر ندھر دیکھو ایک عجیب عالم نظر آتا ہے جہاں جہاں نظر ڈالو کچھ اور کا اور ہی نظارہ پیش نظر ہوتا ہے

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ

بحر و بر مفاسد سے بگڑ گئے خشک و تر کوئی مقام دار الامن نہیں ملتا اہل کتاب و غیر اہل کتاب خراب ہو گئے مسلمانوں اور دوسرے لوگوں میں بے امنی پھیل گئی ان میں کوئی فرق اور نہ امتیاز کی تمیز ایک سے ایک دوسرے سے میرا بڑھ چڑھ کر الامان مفاسد و فتن کا کوئی ٹھکانا ہے اگر پورے پورے لکھے جائیں تو قلم گھس جائیں دواتیں ختم ہو جائیں ناطقہ رہ جائیں قومیں کی قومیں ایک دوسرے کی مدد کریں تب یہ ختم نہ ہوں۔

میں دور کیوں جاؤں اور دوسروں کے حالات و مقالات پر کیا افسوس کروں اپنے اس گروہ پیرزادوں اور کیا عجیب ہے کہ آنکھوں سے بجائے آنسو ٹپکنے کے خون بہاؤں کہ یہ گروہ صوفیہ صافیہ کے نام سے مشہور اور اپنے اعمال و اوراد و اقوال و رفتار و کردار و اشغال و رسم و رواج پر مغرور اور ہمہ دانی و ہمہ بیانی میں مسرور ہے اور با ایں ہمہ اپنے آپ کو علوم روحانیہ کا منبع اور معارف و حقائق کا سرچشمہ اور انبیاء علیہم السلام اور اولیاء علیہم الرضوان و الغفران کا وارث بننے میں محصور ہے۔ اور خوارق عادات اور نشان و کرامات اور کشوف و رؤیا و الہامات نادرانہ و مقبولانہ و نیز مغفر جانے کا مدعی اور اہل اللہ و واصل باللہ اور مقرب الرحمٰن اور مستجاب الدعوات ہونے کا مفتخر اور اطفال اللہ و تخلق باخلاق اللہ میں داخل ہونے کا تاج اپنے سر پر اور انا الحق کی دلق زیب کمر کرنے والا بلکہ اس سے بھی ایک دو بالشت زیادہ

مصرعہ

ترک دنیا ترک عقبیٰ ترک مولیٰ ترک ترک

پر بڑے جوش و خروش سے قدم مارنیوالا ہے۔ وہی تمام نعماء الٰہیہ و اسرار ربانیہ سے دور و مہجور ہے وہ علوم روحانیہ سے محض ناواقف انبیاء علیہم السلام کے طریق سے بیخبر سنت اللہ و سنت الانبیاء و الاولیاء سے سراسر نادان و ناسمجھ اور ناہل۔ کرامتوں و خوارق اور کشوف اور اسرار و رؤیا و حقیقت الہامات و وحی الٰہی سے نابلد و ناآشنا۔ بجائے ترک ماسوی اللہ کے ترک اللہ اور بجائے فنا فی اللہ کے

فنا فی الرسوم و الدنیا اور بجائے رجوع الی اللہ کے رجوع بالخلق و الخلائق و تسخیر الدراہم و الاجنۃ بنا لیا۔

مجھے رات دن کے برتاؤ اور آٹھوں پہر کی نشست و برخاست اور معرفت کی خلا ملا اور ہم پیالہ و ہم نوالہ رہنے سے خوب ثابت ہوا کہ جس قدر یہ فرقہ پستی میں ہے اور جس بری گروہ نافقر حالت ہے اسکی نظیر دوسرے فرقوں میں کم ہے کیونکہ دعویٰ کچھ اور افعال کچھ۔

بر زبان تسبیح و در دل گاؤ خر
ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

وہ پاک مذہب اسلام اور وہ مصفا طریق خدا تعالیٰ کی رضا اور وصل الٰہی حاصل کرنے کا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود لائے اور اپنے صحابہ کو دیا وہ اب اس سلسلہ میں کہاں۔ توحید باری تعالیٰ صفات باری تعالیٰ ان سے ایسی گئی کہ جس کا پتا نہیں لگتا۔ عقائد حقہ اور اعمال صالحہ اور خدا شناسی اور معرفت الٰہی اور قرآن شریف کی سمجھ اور اسکی پابندی اور وہ تعلیم سب کچھ مفقود ہے سنن انبیاء سے مخفر ناآشنا غرضکہ ہر ایک حسن اور حسن طریق سے مخالفت ہے۔

یہ سچ ہے کہ اس گروہ کے اقوال اور افعال اگر یکساں ہوتے اور جو کچھ زبان سے کہتے ہیں کر کے بھی دکھلاتے تو کیوں اسقدر فتنے اور فساد کے دروازے دنیا میں کھلتے۔ اسی فرقہ کا نااہل اور نا ملہم ہونا دنیا کی خرابی کا زیادہ تر باعث ہوا۔ اسی فرقہ نے سب سے پہلے اپنا بد نمونہ دکھلایا یہی وہ طائفہ ہے کہ جس کا سب سے پہلے قدم پھسلا عقائد میں توحید میں تقویٰ میں طہارۃ میں اعمال میں افعال میں لباس میں رفتار و گفتار میں معرفت الٰہی میں عبادت میں ہدایت میں غرضکہ ہر ایک طریقہ حسنہ میں گیا گذرا ثابت ہوا ہے۔

نماز جو ذریعہ نجات اور خدا سے ملنے اور ہمکلام ہونے کا اور معراج مومن ہے وہ تو ان میں کچھ قدر و منزلت ہی نہیں رکھتی وہ تو اسطور سے ادا کی جاتی ہے جیسے مرغ دس پانچ دانوں کو جلدی سے چن کر کسی اور طرف رخ کر لیتا ہے۔ ان کا قول ہے کہ نماز سے خدا نہیں ملتا وصال الٰہی بہر حاصل نہیں ہوتا یہ تو صرف ایک حکم ہے جسکو جس طرح جلد جلد ادا کر لینا چاہیے نماز کو سنوار کر یا آہستہ آہستہ پڑھنا سخت نادانی اور بیوقوفی ہے۔

افسوس یہ لوگ نماز سے ایسے بیخبر رہے اور اس نعمت عظمیٰ اور سعادۃ کبریٰ سے ایسے محروم رہے۔ نماز تو ہے جس سے خدا ملتا ہے جو بخشتا ہے جسکے سبب سے نجات ملتی ہے جس سے رضاء الٰہی حاصل ہوتی ہے

ایک صوفی درویش نے ایک روز مجھسے پوچھا کہ وصول الی اللہ تنویر قلب کا طریق آپکے مرشد مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کیا بتلاتے ہیں میں نے کہا کہ قرآن شریف کو اپنا دستور العمل بنانا اور اس کے احکام کی پابندی اوامر کی فرمانبرداری اور نواہی سے پرہیز اور نماز سنوار کر اور دل لگا کر پڑھنا اور نماز میں دعائیں کرنا جیسے قومہ ہے قیام ہے جلسہ ہے رکوع ہے سجدہ ہے بعد تلاوت قرآن کریم یا ادعیہ ماثورہ یا تسبیح پھر اپنی زبان میں تب اس بزرگ نے یہ بات سنکر نہایت حقارت کے الفاظ میں فرمایا کہ یہ تو سب ملانوں کا طریق ہے قرآن سے یا نماز سے خدا نہیں ملتا اور نہ یہ راہ خدا تک پہونچنے کی ہے پھر میں نے کہا کہ آپ کون سی راہ بتلاتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ توجہ دینا اور مراقبوں کے اندر مرشد کا تصور کرنا اور اسکو حاضر سمجھنا نفی و اثبات کی ضربیں لگانا میں نے کہا کہ یہ راہ تو ہندوؤں کی راہ ہے مسلمان صوفیوں نے بعض فقرا یہود اور جوگیوں سے یہ فعل لیے ہیں اسلام میں انکا نام و نشان نہیں۔

الغرض جہانتک دیکھا جاتا ہے اس فرقہ میں اعمال افعال عبادات اسلامی کو چھوڑ کر صدہا طرح کی بدعتیں اور طریق عبادت وغیرہ اپنی طرف سے ایسے ایجاد کیے کہ گویا شریعت اور طریقت کو انہوں نے الگ کر دیا۔

صوفیوں میں ایک منہاج فرقہ ہے کم فرقے نہیں ہیں اور سب فرقے ایک دوسرے سے علیحدہ راہ اپنی رکھتا ہے اور مشہور و معروف ان میں چار خاندان اور چودہ خانوادے ہیں۔

سب سے پہلے انہوں نے توحید باری تعالیٰ عز اسمہ میں ٹھوکر کھائی ہے اور وحدۃ الوجود کا ایک بے بنیاد مسئلہ اپنی طرف سے ایجاد کیا پھر اس میں کوئی حلول ہے کوئی اتحادی ہے کوئی اس کے بین بین ہے۔ نہ اس وحدۃ الوجود کی بحث قرآن میں ہے نہ احادیث میں اور نہ آئمہ اربعہ میں اس کی کچھ بحث ہوئی یہ بھی ہندوؤں کا یا بعض ایسے لوگوں کا ایجاد کیا ہوا ہے کہ جو خدا کی راہ سے اور اسکی رضامندی کے طریق سے دور پڑے ہوئے تھے اسی لفظ کا ترجمہ ہمہ اوست ہے قرآن شریف کی آیات محکمات و بینات کو چھوڑ کر بعض آیات متشابہات سے توڑ مروڑ کر وحدۃ الوجود کا مسئلہ بیان کرتے ہیں مگر وہ بھی بے اصل اور بے حقیقت ہے اگر مسئلہ ایسا مہتمم بالشان ہوتا جیسا کہ انہوں نے سمجھ رکھا ہے کہ کل [illegible] حق شناسی اللہ تعالیٰ [illegible] تو ضرور قرآن شریف [illegible] [illegible]

ان کی اصطلاحیں عجیب ان کے طریقے بالکل ایسے جن کا اسلام میں نام و نشان نہیں۔

مجھ کو یاد ہے کہ میں جب سنہ ۱۳۰۰ ہجری میں حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور میں حاضر ہوا تو اس زمانہ میں مجھے وحدۃ الوجود کے مسائل میں بڑی مشق تھی کیونکہ ہمارا یہی عقیدہ اور یہی مذہب تھا اور ہمارے دین کی تعلیم یہی اور یہی خدا دانی و خدا شناسی اور معرفت الٰہی سمجھتے تھے پہلے حضرت اقدس سے یہی سوال کیا تو حضرت اقدس نے فرمایا کہ اسلام سے اسکو کوئی تعلق نہیں کیونکہ یہ لوگ تو کہتے ہیں کہ سب چیزیں خدا کی عین ہیں اور خدا تعالیٰ اسکو غیر بتلاتا ہے محی الدین ابن عربی نے اسی جگہ ٹھوکر کھائی اگر سب چیزیں خدا کی عین ہوتیں تو خدا تعالیٰ یہ نہ فرماتا کہ الحمد للہ رب العالمین بلکہ اسکی جگہ یہ فرماتا کہ الحمد للہ عین العالمین۔ بس حضرت اقدس کا اتنا فرمانا تھا کہ میری آنکھ کھل گئی اور میرے تمام عقیدہ اور مسائل وجودیہ پر پانی پھر گیا اور جو کچھ حقیقت اس مسئلہ کی تھی وہ سب منکشف و ہویدا ہو گئی اور میں خوب سمجھ گیا اور اسکی اصل حقیقت تک پہنچ گیا اور کا حقہ یہ سر مجھ پر ظاہر ہو گیا۔

اس گروہ میں صدہا مختلف فرقے ہیں خیر القرون کے بعد کچھ عجیب و غریب شر القرون ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا جو بطور امر مستقبل یعنی بطریق پیشگوئی تھا وہ کیسا سچا ہوا جو فرمایا تھا کہ خیر القرون کے بعد یفشوا الکذب ہے۔ یعنی میرا زمانہ اور مسیح موعود کے زمانہ کے سوا درمیانی زمانہ فیج اعوج اور یفشوا الکذب کا ہے۔ سو اب تو مجھے ان فرقوں کے نام بھی یاد نہیں مگر میں یقیناً کہتا ہوں کہ کوئی ایکہزار کے قریب قریب یہ فرقے ہیں

چار خاندان اور چودہ خانوادے تو مشہور ہیں مگر انکی شاخیں اور شعبے جو اب وہ مستقل خاندان بن گئے ہیں وہ ایکہزار کے قریب ہیں یا شاید اس سے بھی زیادہ۔

چار خاندان میں تو بجز نماز و روزہ وغیرہ خیر کچھ ہیں مگر ان کے علاوہ اور تو نماز کو بھی نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں کہ جسکا بیان میری طاقت سے باہر ہے۔ ان کے اوراد و وظائف و اشغال و مراقبات ایکدوسرے سے نہیں ملتے اور کچھ اور کے اور ایجاد کر رکھے ہیں۔ انکے عقائد اور اعمال کا کیا حال بیان کروں خدا کی کلام و کتاب مجید سے کوسوں دور ہے قرآن شریف اللہ تعالیٰ نے جو نازل کیا ہے اسکے تدبر کی غلطت غائی ان کے پاس یہی ہے کہ بزرگوں کی روح کو پڑھ کر اسکا ثواب پہونچا دیا جائے دسویں بیسویں چالیسویں اور ششماہی اور برسی میں اسکو پڑھ کر نہیں نہیں کچھ آیات چیدہ چیدہ پڑھ کر ارواح کو خوش کر دیا جائے جس سے مردوں کے گناہ بخشے جائیں خواہ انھوں نے دنیا میں خلاف خدا اور رسول عمل کیے ہوں یا نہ کیے ہوں یہ تو بہ مرے ہوں اسلام پر یا ہوں مر کر عادت میں مبتلا ہوں شرک و کفر میں کوئی کمی نہ کی ہو۔

الغرض

قرآن شریف کی ان لوگوں نے یہ قدر کی اور کلام الٰہی کی یہ عزت ان کے دلوں میں ہے اور جس غرض کے لیے قرآن شریف نازل ہوا تھا اس غرض کو بالکل انھوں نے بھلا دیا ہے۔

ای بسا آرزو کہ خاک شدہ

اولیا اللہ کو جو فوت ہو گئے اور واصل بحق ہو گئے ہیں (نہ زندوں کو) خدائی میں شریک ٹھیراتے ہیں بجز ان کے خدا کی خدائی چل نہیں سکتی ان کی نذر و نیاز چڑھاوے دیے جائیں تو حل مشکلات و آسانی ہوتی ہے۔ گو یا بزرگوں کو بھی رشوت کی ضرورت ہے جس قدر خانہ سے وہ نکل کر اور جس نعمت خانہ سے وہ چھوڑ کر اعلیٰ علیین اور قرب الٰہی کی جگہ جنت میں پہونچے ان کا شمار سے انکا پیٹ نہ بھرا پھر بھی ان کی دنیا کی چیزوں میں انکا دل اٹکا رہا اور گوشت کی بوٹیوں پر رال ٹپکتی رہی۔ دنیا میں جس لباس کو انھوں نے پسند نہیں کیا انکے وصال کے بعد وہی مکروہ ناپسندیدہ کپڑے ان کی قبروں پر ڈالے گئے۔

اور پھر یہ بھی اعتقاد ہے کہ قطب و ابدال اور غوث اور فرد اور قطب العالم تا بقائے عالم اسی دنیا میں رہتے ہیں اور دنیا کا نظم و نسق اور انتظام انھیں کے ہاتھ میں ہے یہ سب جا بجا ہیں خدا سے اوپر ہو کر گذرتے ہیں اور رات کو سب جمع ہو کر تمام انتظام دنیا کا کرتے ہیں مجھے ایک بزرگ کا جواب جو فوت ہو گئے ہیں واقعہ یاد ہے کہ جب کوئی حاجتی اور اہل غرض حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لیے انکے پاس جاتا تو وہ کہتے کہ ہاں میں نظام الدین اولیاء یا فلاں بزرگ سے تمھارا حال کہونگا جیسا وہاں سے حکم ہوگا وہ میں تمھیں سنا دونگا اور ان کا توشہ اور غلاف کے لیے سامان طیار کر لو۔

غرض یہ بزرگ جو چاہیں کر گذریں کوئی پرسان نہیں ہوتا۔ پھر یہ عیسائیوں کے کفارہ کی طرح اپنے اپنے بزرگوں کا کفارہ بنائے بیٹھے ہیں عیسائی تو ایک ہی کفارہ پر بھروسہ کیے ہوئے ہیں یہاں صدہا اور ہزارہا کفاروں کو تکیہ بنایا ہوا ہے کہتے ہیں کہ یہ بزرگ ہمارے واسطے سب کچھ کر گئے اب ہمیں عبادت کی ضرورت ہے اور نہ کسی اور نیکی کی اور نہ نماز روزہ کی پروا اور جو ان میں کچھ کرتے بھی ہیں تو صرف رسمی طور اور رواجی طریق پر۔

ایک صاحب سجادہ کا ذکر ہے کہ بعض لوگوں نے اُن پر طعن کیا کہ یہ شراب پیتے ہیں فسق و فجور اور ہمہ و ہمام میں غرق اور ارباب نشاط کے جلسوں اور رقص و سرود میں مشغول رہتے ہیں کسی نے اُن کے مریدوں اور ارادتمندوں میں سے جو وہ بھی اسی قماش کا آدمی تھا جواب دیا کہ آپ لوگوں کو ان کے قرب و منزلت اور مقبولیت کی خبر نہیں ہے ہمارے ایک دفعہ انپر ای قسم کا اعتراض کیا تھا سو مجھے ایک روز کرامت معلوم ہوئی کہ دیکھو ایک عظیم الشان بزرگ کے سجادہ اور ان کے دعاوی اور افعال ایسے تو میں نے ایک روز خواب میں دیکھا کہ وہ بزرگ جن کے یہ سجادہ اور گدی پر بیٹھے ہیں وہ دریا میں گندے اور ناپاک چرک آلودہ کپڑے دھو رہے ہیں میں نے عرض کی کہ حضور یہ کیا کرتے ہیں فرمایا میرا پوتا میرا سجادہ خواب موجودی ہمکی ناپاکیاں اور گندیاں اور خباثتیں دھوتا ہوں میں کیا کروں جو وہ کرتا ہے سب مجھ کو کرنا پڑتا ہے کیونکہ اپنے بزرگوں کی لاج ہمیں ہی رکھنی پڑتی ہے ہم ہی خبر لیں تو پھر کون خبر لے وہ کرتا ہے میں دھوتا ہوں پس میں اس خواب سے جاگا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سب اعتراضات کو یک قلم دل سے اٹھا کر مرید ہو گیا اور سمجھا کہ جنپر یہ بزرگوں کی مہربانی اور خاص نظر ہے وہ جو کریں سو معقول ہے اب میں نے عہد کر لیا ہے کہ بزرگوں کی اولاد پر میں کبھی کوئی بدظنی نہ کروں گا۔

اب صوفیوں اور مشائخ کا یہی کمال سمجھا جاتا ہے کہ اپنے آباؤ اجداد کی کرامتیں بیان کرنا۔ اور بزرگوں کے مزارات پر جانا اور اُن سے حاجات طلب کرنا اور کروانا نذر و نیاز غلاف قبول کرنا اور خود ایسے باتیں کرنا کہ گویا معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب ابھی ابھی عرش سے پرے ہو کے آئے ہیں۔ انکو یہ خبر ہی نہیں کہ نری بزرگوں کی کرامتیں بیان کرنا جب تک کہ خود کچھ نہ ہو فضول ہے اسلام تو وہ پاک اور زندہ اور ہمیشہ تازہ بتازہ و معطر مذہب ہے کہ اپنے پیروؤں کو دائمی حیات اور ہمیشگی کی زندگی بخشتا ہے اسکے پابند نئی زندگی پاتے ہیں وہ مردوں اور رخصت شدہ لوگوں تک اپنے انوار اور برکات کا دروازہ بند نہیں رکھتا وہ خود منور اور دوسروں کو منور کرتا ہے نہ وہ خود تاریک ہے اور نہ دوسروں کو تاریکی میں چھوڑتا ہے۔ اسلام تو یہ سکھاتا اور تعلیم دیتا ہے کہ جو تقویٰ اور جس طہارت اور اعمال حسنہ بجا لا کر دوسرے بزرگ خدا کے پیارے بنے تم بھی وہی تقویٰ اور طہارت اور اعمال و افعال بجا لا کر ویسے ہی بلکہ ان سے بھی بڑھ چڑھ کر ہو جاؤ۔ اگر دوسروں کی بڑائی اور باسی کرامتیں ہی بیان کرنا ہے تو مجھے تمہارے بھائی دوسرے مذہب والے ان باتوں میں کیا کچھ کم ہیں وہ تم سے کہیں زیادہ صدہا درجے کرامتیں اپنے بزرگوں کی سنا دیتے ہیں تمھیں اور ان میں فرق کیا رہا؟ کچھ بھی نہیں۔ عیسائیوں ہی کو دیکھو کہ وہ یسوع کی کیا کیا کرامتیں اور خوارق و معجزات بیان کرتے ہیں چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ یسوع نے وہ کام کیے کہ زمین آسمان میں نہ سما سکیں۔ اور مردے اسقدر زندہ کیے کہ جو شمار میں نہ آسکیں اتنے معجزات دکھلائے کہ کوڑھیوں کو چنگا کیا مادر زاد اندھوں بوبوں لنگڑوں کو بینا اور چنگا بھلا کیا۔ بھلا اب بتلاؤ تو سہی کہ سید عبد القادر جیلانی نے ایک کشتی دریا سے نکالی جس میں چند شخص تھے اور یسوع نے اسقدر مردے اُن کی آن میں زندہ کیے کہ شمار سے باہر ہوں وغیرہ وغیرہ پھر اس میں تمھاری کیا حقیقت اور سچائی رہی ہندوؤں کی کتابیں سنو تو اور ہی تعجب ہو۔ تمہاری تو اسی میں نیکی ہے اور خصوصیت کہ تم خود کچھ دکھلاؤ اور وہ دکھلاؤ کہ عیسائی اور ہندو تمھارے مقابلہ میں دم نہ مار سکیں۔

یہ نامراد مردہ پرست قوم عیسائی اپنی تمام آرزوؤں اور مرادوں کو مسیح کے ذمہ لگا کر بیٹھ رہے ہیں - یہ صوفی یہ درویش یہ قبر پرست سجادہ نشین اگر راہ راست پر ہوتے اور صراط مستقیم کی پابندی ان میں ہوتی اور سچا تقویٰ اور سچی طہارت اور خشیت اللہ ان میں پایا جاتا اور واقعی صاحب کرامت و خرق عادت ہوتے اور معرفت الٰہی کی خوشبو سے معطر ہوتے تو کیوں آج غیر قوموں کو اسلام جیسے پاک و شستہ و مصفی و معطر و منور و منور مذہب پر ہاتھ ڈالنے اور ہنسی ٹھٹھا اڑانے کا موقع ملتا ان کے بدعملی انکی بری حالتوں اور خراب کرتوتوں سے عیسائیوں برہموں جینیوں وغیرہم کو اعتراض کرنے کا موقع ملتا۔ ان کا یہ خیال کہ کرامت کو ایسا چھپاؤ جیسے عورت اپنے حیض کو مخفی کرتی ہے کسقدر دور از عقل اور ذو جہات ہے۔ بھلا خدا تعالیٰ ایک نعمت عطا کرے اور یہ اس نعمت کی بیقدری کریں تب ہی تو اس بیقدری کے بدلے وہ نعمتیں و عطیات الٰہیہ واپس لے لی گئیں ایسے ناقدروں سے لے لینا ہی بہتر ہے۔

یہ بات سچ ہے کہ برہموں نے جو الہام اور مکالمات الٰہیہ اور خوارق و معجزات سے انکار کیا اور خدا تعالیٰ کو بیکار اور معطل چھوڑا یہ بھی بزرگواروں کی بدولت - یہ کرامتیں دکھلاتے انبیاء اور اولیاء کی گدی کے مالک کہلا کر انکی طرح خوارق و کرامات اور کسوف و رؤیا کو ظاہر کرتے خدا کی ہستی کا نشان دیتے تو کیوں اسلام پر آج چاروں طرف سے کلمات تیر و تبر کے وار چلتے۔ عیسائیوں کی مجال تھی کہ وہ علی الاعلان کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نعوذ باللہ کوئی معجزہ ثابت نہیں۔ انھوں نے اپنے آپ کو بگاڑا بلکہ اسلام کو دشمنان کے دیدے لگا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی و گستاخی کرائی۔ باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ

خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محب قدیم سید محمد علی صاحب ۔ بعد دعائے فقیرانہ و سلام مسنونہ واضح رہے کہ میں نے آپکا خط غور سے پڑھا ۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے میری ایک مدت دراز کی صحبت اور نیز ایک لمبے عرصہ کی ارادت سے کچھ فائدہ نہ اُٹھایا ۔

عزیز سید ! میں نے قادیان میں اپنا کیا نقصان کیا اور کیا خسارہ اُٹھایا ۔ کیا خدانخواستہ کوئی میرا ہاتھ جاتا رہا یا آنکھ ناک کان میں فرق آگیا یا کوئی اور عضو گر گیا ۔ یا معاذ اللہ میں نے دین اسلام سے ارتداد اختیار کیا یا اپنا اولیا اور خدا کے برگزیدوں اور مقبولوں سے روگردان و برگشتہ ہو گیا وہ کونسی ایسی بات ہے جو میرے لیے باعث نقصان اور موجب حرمان ہوئی اگر لکھی ہوتی ایک تو بتلائی ہوتی ۔ بندۂ خدا ! بے تحقیق اور بغیر سوچے منہ آلال کر بات کہدینا اچھی نہیں یہاں تو وہی نماز وہی زکوٰۃ وہی روزہ وہی حج وہی کلمہ طیب لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ وہی اوامر وہی نواہی وہی احکام وہی طرز عبادت وہی طریق اتقا ہے جو دین اسلام میں ہے ۔ ہاں اگر نہیں ہے تو ایک فقط حیات مسیح ابن مریم علیہ السلام نہیں ہے ۔ وہ کیوں نہیں ؟ اسلیے نہیں کہ اس شرک مجسم اور کفر اعظم حیات مسیح ابن مریم سے اسلام کوسوں دور ہے قرآن کریم اس سے منکر ہے رسول اس سے منکر صحابہ اس سے منکر تابعین اور تبع تابعین اس سے منکر آئمہ و اکابر و اولیا اس سے منکر پھر بڑی بات یہ کہ میرے آبا و اجداد اس سے منکر پھر بتلاؤ کہ اس میں نفع ہے یا نقصان ۔ اگر قرآن میں مسیح کی حیات کا ذکر ہوتا یا احادیث و آثار میں یا اکابر اسلام و آئمہ عظام و اولیا کرام اور اہل ولایت کے تذکرہ میں یہ ذکر پایا جاتا تو تو میں مورد طعن اور مصدر تشنیع ہو سکتا تھا ۔

سید صاحب ! سوچو ! اور غور کرو ! چند ایک روایات ضعیفہ نہیں نہیں موضوعہ ناقصہ کاسدہ اور لغو اور بیہودہ وبے ہودہ اور یا تراجم مفسدہ وغیر صحیحہ کی بنا پر ۔ تم یا کوئی اور مجھے ملامت کر سکتا ہے ؟ ہرگز نہیں ۔ کیا میرے والد تم سے کہہ گئے اور مجھ سے پوشیدہ رکھہ گئے ؟ بالکل نہیں ؟ یا میرے کسی آبائی سلسلہ کی کسی تصنیف میں دکھا سکتے ہو کہ اُنھوں نے مسیح کی حیات کے بارہ میں ایک لفظ بھی لکھا ہو ؟ قطعاً نہیں ۔ خدا کے لیے سوچو ! اور خوف خدا کو دل میں جگہ دو ۔ تم کیا میرے بزرگوں میں بہتوں نے مجھے لکھا ہے اور تم سے جیسا کہ لکھا ہے اسی واسطے ایک چھوٹا سا رسالہ لکھا ہے جس میں آیات سے احادیث سے اور صحابہ کے اجماع سے تابعین و تبع کے اقوال سے اور نیز حضرت امام اعظم ابو حنیفہ سے لیکر نسلاً بعد نسل اور بطناً بعد بطن سلسلہ وار نام بنام میں نے اپنے والد ماجد حضرت شاہ حبیب الرحمان رضی اللہ عنہم تک کتب معتبرہ سے ثابت کیا ہے کہ یہ سب بزرگ یکے بعد دیگرے وفات مسیح کے قائل تھے اور حضرت قطب الاقطاب قطب جمال الدین احمد ہانسوی جو حضرت امام اعظم سے گیارہویں پشت میں ہیں اور مجھ سے اٹھارہویں پشت میں ہیں اور آپ کے شہر میں انکی خانقاہ ہے جسکی زیارت کے لیے آپ صبح صبح ہر روز جایا کرتے ہیں اور نماز قضا ہو جائے مگر وہاں کا جانا ترک نہ ہو اُنھوں نے وفات مسیح کو کھول کر بتا دیا ہے کہ وہ مرگئے اور آنے والا مسیح اور ہے اور وہ جو وفات پا گیا اور جو مسیح آنے والا ہے وہ اسی اُمت سے ہے اور اسپر اُنھوں نے یہ دلیل قائم کی ہے کہ جیسے رمضان کا مہینہ ایک چلا جاتا ہے اور دوسرا رمضان اُسکی جگہ آتا ہے مگر وہ اُس رمضان کا غیر ہوتا ہے جو گذر گیا اور ہوتا ہے رمضان ہی ۔ میں اس رسالہ کے دیکھنے سے ثابت ہو جائے گا کہ نقصان میں نے اُٹھایا ہے یا اس خاکسار نے ۔ اور یہ بھی ثابت ہو جائے گا کہ یہ عاجز کس بصیرۃ تامہ اور انکشاف صحیح و صریحہ بینہ پر قادیان میں آیا ہے اور خدا کے فضل اور رحمت اور الٰہی نشان کو پایا ہے اور کس مظہر اللہ کے قدوم میں جگہ لی ہے ۔

افسوس صد حسرت و افسوس طرح طرح کی رسومات اور قسم قسم کی بدعات و اہیات نے آپ کے دل میں جگہ رکھی ہے جس سے آپکو صاف اور سیدھی راہ ٹیڑھی اور پرخار نظر آتی ہے ۔ آنکھیں کھولو ۔ کس برتے پر مجھے کہتے ہو کہ آپ نے اپنا بڑا نقصان کیا پیارے سید میں نے نقصان کیا یا تم نے ؟ نقصان اپنا کیا یہ تمھارا کہنا کہ حضور اپنے اہل و عیال کو وطن لے جایئے اور آپ یہاں تشریف لے آیئے تو ہم سب ویسے ہی دست بستہ حضور کے غلام حاضر ہیں ۔ استغفر اللہ ثم استغفر اللہ کیا مجھے اب بعد بصیرۃ صحیحہ حاصل کرنے کے پھر بے بصیرتی میں ڈالتے ہو ۔ کیا پھر مجھے ڈھولک وستار اور چنگ و رباب اور جھوٹے حال و قال میں اور بدبودار بدعات و رسومات اور میلوں ٹھیلوں میں پھنسانا چاہتے ہو جن امور شنیعہ کو ان بزرگوں نے بھی منع فرمایا جن کے مزارات پر یہ کام کیے جاتے ہیں چنانچہ حضرت محبوب الٰہی شیخ نظام الدین اولیا نے ذکر میں کہا ہے ۔ کتاب سیر الاولیاء ملاحظہ ہو ۔ کہ شخصی آمد و گفت کہ یاران شما در فلان موضع جمعیتی کردند و مزامیر درمیان بود خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر بزبان مبارک راندکہ ہرچہ کردہ اند نیکو نکردہ اند آنچہ نامشروع است ناپسند است من منع کردہ ام کہ سماع مزامیر و محرمات نباشد ۔ الخ ۔

اور اخبار الاخیار میں یہ لکھا ہے کہ روزے بعضی از مریدان شیخ نظام الدین اولیاء مجلسی داشتند و از دف و نے سرودے می شنیدند شیخ نصیر الدین محمود در مجلس بود برخاست تا برآید یاران تکلیف نشستن کردند گفت خلاف سنت است گفتند از سماع منکر شدی و از مشرب پیر برگشتی گفت حجت نمی شود دلیل از کتاب و حدیث می باید بعضی از عرض گویاں این سخن بخدمت شیخ رسانیدند کہ شیخ محمود چنین میگوید شیخ را صدق معاملہ او معلوم بود فرمود راست میگوید حق آنست کہ او میگوید و در سیر الاولیاء می نویسد کہ در مجلس شیخ نظام الدین مزامیر نبودی و تصفیق نکردندے ۔

پیر صاحب ! جسکو خود اہل طریقت ایک امرسے منع فرماویں تم اسی امر میں مجھکو پھر ملوث کرنا چاہتے ہو اور گھر گھری دنیوں کی طرف کھینچتے ہو ۔ کیا مجھکو اس فقیرنی جیسا کرنے ہو کہ کسی بادشاہ نے اپنے گھر میں ڈال لیا تھا وہ کچھ فکر اور رنج سے ملول رہنے لگی بادشاہ نے اس ملالت اور رنج کا حال دریافت کیا تو اُس نے کہا کہ میرے حسب منشا کھانا نہیں ملتا بادشاہ نے کہا کہ جسطرح چاہو وہ انتظام کیا جائے اُس نے عرض کیا کہ یہ چاہتی ہوں کہ کھانا میرے مکان میں جب لایا جائے تو میں اکیلی کھاؤں اور میرے پاس کوئی نہ ہو ۔ پس بادشاہ نے ایسا ہی کیا تو فقیرنی نے دروازے مکان کے بند کر کے اور کھانوں کو طاقوں میں رکھدیا اور پھر ایک طاق پر جاتی اور سوال کرتی اور دو دو چار چار لقمے لیکر کھاتی ۔ تب اُسکا وہ رنج دور ہوا بادشاہ نے یہ حال معلوم کر کے اُسکو اپنے محل سے دفع کیا سید صاحب ! مجھے آپ ایسا ہی دیکھکر خوش ہونا چاہتے ہیں نعوذ باللہ من ذالک ۔

دیکھو ہمارے جد امجد حضرت قطب جمال الدین نے جب فرید الدین گنجشکر سے بیعت کی تو تمام آمدنی دیہات و خطابت کو ترک کر دیا تھا اور مرشد کی صحبت کو اسپر ترجیح دی ۔ مرشد جیسی نعمت ہی کوئی دنیا میں ہے یا ہو سکتی ہے ۔؟ ہرگز نہیں اخبار الاخیار وغیرہ میں لکھا ہے کہ شیخ جمال الدین احمد ہانسوی الخطیب انتساب او بامام اعظم ابو حنیفہ کوفی ست از اعاظم خلفاے شیخ فرید الدین گنجشکر است جامع کمالات ظاہر و باطن بود روزے شخصی از ہانسی بخدمت گنجشکر آمد از وی پرسید کہ حال ما چگونہ است عرض کرد کہ مخدوم ازاں روز کہ بخدمت پیوستہ ترک کردہ است مواضع و اسباب و ذکر خطابت بکلی ترک دادہ است و گرسنگیہا و بلاہای سخت میکشد شیخ فرید الدین خوشحال شد و فرمود الحمد للہ خوش جیا شد ۔ علی ہذا القیاس ایسا ہی میں نے بھی کیا تو کیا بُرا کیا کہ خدا کی رضا اور مرشد کی صحبت کے لیے اپنی آمدنی کثیر اور جاگیر اور عہدۂ پیری و صاحبزادگی کو الوداع کیا اور پیر بھی وہ پیر کہ سب پیروں کا پیر اور مرشد بھی وہ مرشد کہ سچا اور صادق اور خدا کا فرستادہ مرشد مسیح موعود مہدی معہود جس کے انتظار میں ہزاروں پیغمبر لاکھوں کروڑوں راسخ علماء صادق اولیا اس جہان سے گذر گئے اور گویا یہ کہتے ہوے اسی شوق میں رخصت ہو گئے ۔

خمسہ

وہ بھی دن ہوگا کبھی شاہ امم   میرے گھر تک آپکے آئیں قدم
میں پکاروں شوق سے یہ دمبدم   من ہمی دارم کہ در پایت کشم
تو کہ در خوبی نداری ہمسرے

وہ تمام بزرگ اگر اسوقت زندہ ہوتے تو سر منڈوا کر ہاتھوں کے بل چلکر آتے اور اس مرسل یزدانی کے قدموں کی خاک پاک کو سرمہ بناتے اور اس فرستادہ الٰہی کی بیعت سے شرف حاصل کر کے اسکی بارگاہ معلیٰ میں دست بستہ یہ گذارش کرتے

خمسہ

ہو نرالا حسن کا عالم ترے   تیری کس کس آن پر کوئی مرے
دین و دل ہر کو جان دیکیا کیا کرے   من ندیدم چیز نیکو ہرگز دگر
مہدی و عیسیٰ و دہر انورے

اور یہ بات آپکی سراسر ناواقفیت پر اشارہ کر رہی ہے کہ اس سلسلہ عالیہ احمدیہ میں نہ کوئی عالم ہے نہ فاضل ہے نہ کوئی صوفی نہ مشائخ ۔ لوگ یہی بیہودہ اعتراض کرتے ہیں ۔ اور صادق اور سعید الفطرۃ لوگ اور عالم بھی اور فاضل بھی اور مشائخ بھی اور صوفی بھی ہزار در ہزار اس سلسلہ الٰہیہ میں داخل ہوتے رہینگے ۔ آپ جیسے معترضین کے منہ بند کرنے کے لیے میں نے ایک رسالہ لکھا ہے اسمیں علماء و فضلا اور مشائخ کی فہرست معہ پتہ و نشان دوں گا جس سے معلوم ہو جائے گا کہ ایک میں ہی نہیں بلکہ بیشمار سعید اور ہزاروں عالم و فاضل اس سلسلہ پاک میں داخل ہو چکے ہیں اور داخل ہوتے جاتے ہیں

خمسہ

سیکڑوں بسمل پڑے ہیں در پر ترے   اور ہزاروں قیس وش بیکر پھرے
کوئی بیخود کوئی واویلا کرے   من ندیدم چیز نیکو ہرگز دگر
مہدی و عیسیٰ مانخ

کہکے بسم اللہ رکھتے ہیں قدم   تیرے کوچہ میں نہیں ٹھہرے ہم
جان کے جانیکا ہے اب کسکو غم   من ہمی دارم کہ در پایت کشم
تو کہ در خوبی نداری ہمسرے

وہ تجلی ہے تمھاری بے حجاب   دونو عالم جسنے کر ڈالی خراب
آدمی ہوں کسطرح لاؤں میں تاب   ورزمیں پنہاں ہما آفتاب
گر برائی با مدار از منظرے

عشق صادق انجیل نوجواں   میرے مجنوں پہ ہی ہو جو میاں
درد باطن کے یہ ہوتے ہیں نشاں   ہر کہ دیدار چشم خسرو خوبان
گشتہ ہر مو برتن او نشترے

عزیز سید ! ایکدفعہ یہاں آؤ اور خدا تعالیٰ کی اس تجلی کے ظہور کا نظارہ کرو تو معلوم ہو کہ خسران مبین میں آپ مبتلا ہیں نہ یہ عاجز فقیر۔

خاکسار سراج الحق نعمانی عفی عنہ
یکم جنوری ۱۹۰۴ء

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان کار۔ ۔ ۔ اہتمام سے چھپکر شائع ہوا۔

www.aaiil.org

رجسٹرڈ ایل ۴۰

مسیح موعود کی صلح کاری کا امان کا لوا

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا ہے اسکے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جسنے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جاوینگے سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں ہمارا طرف سے امان اور صلحکاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ
عام سے ... ۳ عہ
خواص و ماذون سے ... ۵ عہ
ہندوستان سے باہر ... ۶ عہ
غیر مذہب والوں سے ... ۱۲
اپنے سلسلہ کے غیر مستطیع لوگوں سے ... ۲

نمبر

دار الامان قادیان مورخہ ۲۴ فروری سنہ ۱۹۰۴ء

جلد

کلمات طیبات یا ملفوظات احمدیہ

عَلَیۡہِ السَّلَامُ وَالتَّحِیَّۃ

گذشتہ اشاعت سے آگے

دنیا میں اسی طرح یہ قاعدہ ہے کہ جب مثلاً محکمہ بندوبست ایک جگہ کام کرتا ہے اور وہ کام ختم ہو جاتا ہے تو پھر وہ عملہ وہاں نہیں رہتا ہے اسی طرح انبیا ورسل علیہم الصلوٰۃ والسلام دنیا میں آتے ہیں ان کے آنے کی ایک غرض ہوتی ہے اور جب وہ پوری ہو جاتی ہے پھر وہ رخصت ہو جاتے ہیں۔

لیکن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب دیکھتا ہوں تو آپ سے بڑھکر کوئی خوش قسمت اور قابل فخر ثابت نہیں ہوتا کیونکہ جو **کامیابی** آپ کو حاصل ہوئی وہ کسی اور کو نہیں ملی۔

آپ ایسے زمانہ میں آئے کہ دنیا کی حالت مسخ ہو چکی تھی اور وہ مجذوم کیطرح بگڑی ہوئی تھی اور آپ اسوقت رخصت ہوئے جب اپنے لاکھوں انسانوں کو ایک خدا کے حضور جھکا دیا۔ اور توحید پر قائم کر دیا آپ کی قوت قدسی کی تاثیر کا مقابلہ کسی نبی کی قوت قدسی نہیں کر سکتی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایسی حالت میں منقطع ہوئے کہ وہ حواری جو بڑی منت سے طیار کیئے تھے جن کو رات دن ان کی صحبت میں رہنے کا موقع ملتا تھا۔ وہ بھی پورے طور پر مخلص اور وفادار ثابت نہ ہوئے اور خود حضرت مسیح کو انکے ایمان اور اخلاص پر شک ہی رہا۔ یہاں تک کہ وہ آخری وقت جو مصیبت اور مشکلات کا وقت تھا وہ حواری انکو چھوڑ کر چلے گئے۔ ایک نے گرفتار کرا دیا اور دوسرے نے سامنے کھڑے ہو کر تین مرتبہ لعنت کی اس سے بڑھ کر ناکامی اور کیا ہوگی۔

حضرت موسیٰ جیسے اولوالعزم نبی بھی راستہ ہی میں فوت ہو گئے۔ اور وہ ارض مقدس کی کامیابی نہ دیکھ سکے۔ اور ان کے بعد ان کا خلیفہ اور جانشین اسکا فاتح ہوا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی قابل فخر کامیابی کا نمونہ ہے۔ اور وہ کامیابی ایسی عظیم الشان ہے جس کی نظیر کہیں نہیں مل سکتی۔ آپ جس بات کو چاہتے تھے جب تک اسکو پورا نہ کر لیا آپ رخصت نہیں ہوئے آپ کی **روحانیت** کا تعلق سب سے زیادہ خدا تعالیٰ سے تھا اور آپ اللہ تعالیٰ کی توحید کو قائم کرنا چاہتے تھے چنانچہ کون اس سے ناواقف ہے کہ اس سرزمین میں جو بتوں سے بھری ہوئی تھی ہمیشہ کے لیے بت پرستی دور ہو کر ایک خدا کی پرستش قائم ہو گئی۔ آپ کی نبوۃ کے سارے ہی پہلو اسقدر روشن ہیں کہ کچھ بیان نہیں ہو سکتا۔

آپ ایک خطرناک تاریکی کے وقت دنیا میں آئے اور اسوقت گئے جب اس تاریکی ہو دنیا کو روشن کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور آپ کی قدسی قوۃ کے کمالات کا یہ بھی ایک اثر اور نمونہ ہے کہ وہ کمالات ہر زمانہ میں اور ہر وقت تازہ بتازہ نظر آتے ہیں اور کبھی وہ قصہ یا کہانی کا رنگ اختیار نہیں کر سکتے۔ اگرچہ مجھے افسوس ہے کہ بدقسمتی سے مسلمانوں میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ خوارق اور اعجاز اب نہیں ہیں۔ پیچھے ہی رہ گئے ہیں مگر یہ ان کی بدقسمتی اور محرومی ہے وہ خود چونکہ ان کمالات و برکات سے جو حقیقی اسلام ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اور کامل اطاعۃ سے حاصل ہوتی ہیں محروم ہیں وہ سمجھتی ہیں کہ یہ تاثیریں اور برکات پہلے ہوا کرتی تھیں اب نہیں۔

ایسے بیہودہ اعتقاد سے یہ لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت وشان پر حملہ کرتے ہیں اور اسلام کو بدنام کرتے ہیں خدا تعالیٰ نے اسوقت جبکہ مسلمانوں میں یہ زہر پھیل گئی تھی اور خود مسلمانوں کے گھروں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرنے والے پیدا ہو گئے تھے

مجھے بھیجا ہے تاکہ میں دکھاؤں کہ اسلام کے برکات اور خوارق ہر زمانہ میں تازہ بتازہ نظر آتے ہیں۔

اور لاکھوں انسان گواہ ہیں کہ انھوں نے ان برکات کو مشاہدہ کیا ہے۔ اور صدہا ایسے ہیں جنھوں نے خود ان برکات اور فیوض سے حصہ پایا ہے۔

اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ایسا بیّن اور روشن ثبوت ہے کہ اس معیار پر آج کسی نبی کا متبع وہ علامات اور آثار نہیں دکھا سکتا

جو میں دکھا سکتا ہوں

جسطرح یہ قاعدہ ہے کہ وہی طبیب حاذق اور دانا سمجھا جاتا ہے جو سب سے زیادہ مریض اچھے کرے اسی طرح انبیا علیہم السلام سے وہی افضل ہوگا جو روحانی انقلاب سب سے بڑھکر کرنے والا ہوا اور جس کی تاثیرات کا سلسلہ ابدی ہو۔

اب اس محک پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابی اور مسیح کی کامیابی کو دیکھو۔ ایک موقع مسیح پر مشکلات کا آتا ہے وہ قوم اور جماعت جو اس نے طیار کی تھی وہ اپنا کیا نمونہ دکھاتی ہے۔ انجیل سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ بارہ خاص شاگرد جو حواری کہلاتے تھے اسکو چھوڑ بیٹھے اور جو ان میں بھی خاص تھے ایک تیس روپے کے لالچ سے اسکو گرفتار کرانے والا ٹھہرا اور دوسرا جسکو بہشت کی کنجیاں دی گئی تھیں وہ سامنے لعنت بھیجتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان کارخانہ کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

www.aaiil.org

قوم کو کیا نتیجہ ہے اگر وہ اُس قوم کو بچھڑ وکیت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں بات بات پر اعتراض کرنے والے اور انکار کرنے والی قوم تھی۔ یہاں تک کہ کہدیا اذهب انت وربك فقاتلا انا ههنا قاعدون۔ مگر انکے بالمقابل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت کو دیکھو کہ انھوں نے بکریوں کی طرح اپنا خون بہا دیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں ایسے گم ہوگئے تھے کہ وہ آپ کے لیے ہر ایک تکلیف اور مصیبت کو اٹھانے کو ہر وقت طیار تھے انھوں نے یہانتک ترقی کی کہ رضی اللہ عنہم و رضوا عنه کا سرٹیفکیٹ انکو دیا گیا۔ پس صحابہ کرام کی وہ پاک جماعت تھی جو اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کبھی الگ نہیں ہوتے اور وہ آپ کی راہ میں جان دینے سے بھی دریغ کرتے تھے بلکہ دریغ نہیں کیا ان کی نسبت آیا ہے

مِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّنْتَظِرُ

یعنی بعض اپنا حق ادا کرچکے اور بعض منتظر ہیں کہ ہم بھی اس راہ میں مارے جاویں۔ اس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قدر و عظمت معلوم ہوتی ہے۔ مگر یہاں یہ بھی سوچنا چاہیے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوۃ کے روشن ثبوت ہیں۔ اب اگر کوئی شخص ان ثبوتوں کو کمزور کرتا ہے تو وہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوۃ کو ضائع کرنا چاہتا ہے۔ پس وہی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی قدر کرسکتا ہے جو صحابہ کرام کی قدر کرتا ہے۔ جو صحابہ کرام کی قدر نہیں کرتا وہ ہرگز ہرگز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر نہیں کرتا۔ وہ اس دعوے میں جھوٹا ہے اگر کہے کہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہوں کیونکہ یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت ہو اور پھر صحابہ سے دشمنی۔ جو لوگ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو برا سمجھتے ہیں اور ان سے دشمنی کرتے ہیں وہ فی الحقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی کرتے ہیں کیونکہ وہ آپ کی نبوۃ کے روشن دلائل کو توڑتے ہیں۔ جب ایک ٹانگ ٹوٹ جاوے تو باقی کیا رہ جاتا ہے اگر آپ اپنے سارے زمانہ رسالت میں دو چار آدمی بھی معاذ اللہ ایسے طیار نہیں کرسکے جو اعلیٰ درجہ کے باخدا انسان ہوں اور جنھوں نے اعلیٰ درجہ کی روحانی تبدیلی کرلی ہو تو پھر آپکی قوت قدسی کا کیا ثبوت رہ جاوے گا پھر اگر دوسرے لوگوں کے اعتراضوں کو دیکھا جاوے جو وہ اُن پر کرتے ہیں تو پھر تو معاذ اللہ ایک بھی راست باز آپ کی تعلیم سے ثابت نہیں ہوتا۔ ناصبیہ (خوارج) حضرت علی کو معاذ اللہ ... کہتے ہیں کہ انھوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پر ابو جہل کی لڑکی سے نکاح کرلیا حالانکہ ... رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منع بھی فرمایا تھا۔ اس اعتراض کا جواب شیعہ کیا دیسکتے ہیں۔ اسی طرح پر ناصبیہ کے اعتراض ایسے ہیں کہ انکو سنکر بدن پر لرزہ پڑتا ہے۔ ادھر شیعہ ہیں کہ وہ شیخین کی ذات پاک پر شوخی کے ساتھ اعتراضات جمع کرتے ہیں۔ لیکن اگر یہ دونو فریق خداترسی اور روحانیت سے کام لیتے تو ایسا نہ کرتے وہ دیکھتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک جسم کیطرح ہیں اور صحابہ کرام آپکے اعضا ہیں۔ جب اعضا کاٹ دیے جاویں تو پھر باقی کیا رہ گیا۔ جسم ناقص رہ جاتا ہے اور خوبصورتی بھی باقی نہیں رہتی

ان باتوں کو سُن سُنکر بدن پر لرزہ پڑتا ہے اور مسلمانوں کی حالت پر افسوس آتا ہے کہ وہ اپنی اس قسم کی کارروائیوں سے بھی دشمنوں کو اسلام پر اعتراض کرنے کا موقع دیتے ہیں اور ان کی زبانیں کھلتی ہیں بلکہ وہ اپنے ہاتھ سے اسلام کی جڑ کاٹ رہے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ اس قسم کی اندرونی کمزوریوں اور خرابیوں نے یہ ضرورت پیدا کی کہ خدا تعالیٰ اپنے دین کی تائید اور نصرت کے لیے ایک سلسلہ قائم کر دیتا جو ان غلط فہمیوں کو دلوں سے دور کردیتا۔

یہی غرض ہے میرے آنے کی

جو سعید الفطرت ہیں وہ اس حقیقت کو سمجھکر اس سے فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔ میں پھر کہتا ہوں کہ یہ بات بڑی ہی قابل غور ہے کہ یہ لوگ جو مسلمان کہلا کر صحابہ کی ذات پر حملہ کرتے ہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک پر حملہ کرتے ہیں اور قرآن شریف کی عزت پر حملہ کرتے ہیں غیر قوموں خصوصاً عیسائیوں کے بالمقابل ہمارا یہی زبردست دعویٰ ہے کہ آپ کی پاک تعلیم اور صحبت نے ایسے اعلیٰ درجہ کی روحانیت پیدا کی۔ اور بالمقابل مسیح کے ۱۲ حواری بھی درست نہ رہ سکے لیکن جب یہ عقیدہ ہو کہ بجز ایک یا دو کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک صحبت میں کسیکی بھی اصلاح نہیں ہوئی تو پھر ہم کو منہ دکھانے کی بھی جگہ نہیں رہتی۔ اس صورت میں ہم ان کے سامنے کیا پیش کرسکتے ہیں؟

قرآن شریف کی اس سے کیا عزت رہی ایکطرف تو ہم یہ مانتے اور پیش کرتے ہیں کہ قرآن کریم خاتم الکتب ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء اور نبوت ختم ہوچکی دوسری طرف اسکی تاثیرات کو یہانتک ظاہر کرتے ہیں کہ ایک ... آدمی کے سوا کوئی درست نہ ہوسکا ... اسپر ان اعتراضات کو جمع کیا جاوے جو مخالف کرتے ہیں تو پھر نتیجہ نکلتا ہے کہ ... بھی درست نہیں ہوا۔ بلکہ سارے ... اس عقیدہ کی اشاعت کو ... کہ اسکا اثر اسلام پر کیا پڑتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تو یہ یوں مخالف ہوے۔ اور قرآن شریف کے برخلاف اسطرح پر ہیں کہ کہتے ہیں اصل قرآن شریف نہیں رہا جواب موجود ہے وہ محرف مبدل ہوگیا ہے اور اصل قرآن مہدی کسی غار میں لیکر چھپا ہوا ہے اب تک نہیں نکلتا۔ دنیا گمراہ ہورہی ہے اور اسلام پر حملے ہورہے ہیں مخالف ہنسی کرتے ہیں اور خطرناک توہین کر رہے ہیں اور مسلمانوں کے ہاتھ میں بقول ان کے قرآن شریف بھی نہیں ہے اور مہدی ہے کہ وہ غار سے ہی نہیں نکلتا۔ کوئی سمجھدار آدمی خدا سے ڈر کر ہمیں بتائے کہ کیا یہ بھی دین ہوسکتا ہے؟ اور اس سے کوئی آدمی روحانی ترقی کرسکتا ہے۔ یہ محض افسانے اور خیالی باتیں ہیں۔ حقیقت اور سچ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلیٰ درجہ کی روحانی قوت اور تاثیر کے ساتھ بھیجا تھا جس کا اثر ہر زمانہ میں پایا جاتا ہے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جو خدمت اسلام کی کی ہے اور جسطرح پر انھوں نے اپنے خون سے باغ کی آبپاشی کی ہے اسکی نظیر دنیا کی کسی تاریخ میں نہیں ملے گی ان کی خدمات اسلام کے لیے نہایت ہی قابل قدر اور اعلیٰ درجہ کی ہیں اور جب خدا تعالیٰ کے دین میں سستی واقع ہونے لگتی ہے اور کمی فہم یا مرور زمانہ کیوجہ سے غلط فہمیاں پیدا ہوکر یہ پاک دین بگڑنے لگتا ہے

اُس وقت اللہ تعالیٰ ایک شخص کو مامور کرکے بھیجتا ہے جو اُسکے بلا بولتا ہے اور روح القدس کی تائید اُسکے ساتھ ہوتی ہے۔

وہ ان غلط فہمیوں اور خرابیوں کو دور کرتا ہے جو علمی طور پر دین میں پیدا ہوجاتی ہیں اور اپنے عملی نمونہ اور قدسی قوت کے ساتھ ایک نیا ایمان دنیا کو خدا تعالیٰ کی ہستی پر بخشتا ہے۔

(باقی آئندہ)

رسالہ سراج الحق

وفات مسیح ابن مریم علیہ السلام میں نرالی بحث جس میں اجماع اُمت سے وفات ثابت کیگئی ہے قیمت ۱ر محصول ۱ر ملنے کا پتہ سراج الحق نعمانی از قادیان

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیحضرت حجۃ اللہ المسیح الموعود علیہ الصلوۃ والسلام کی طبیعت اب پہلے کی نسبت اچھی ہے۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے۔ خاندان رسالت کے جمیع ممبر خدا کے فضل سے تندرست ہیں۔

۲۔ بزرگان ملت بھی خدا کے فضل و کرم سے بہمہ وجوہ تندرست اور خدمت دین میں مصروف ہیں

۳۔ حضرت حکیم الامۃ کا رسالہ ترک اسلام کا جواب ختم ہوگیا اُسکا نام

نور الدین

رکھا گیا ہے۔ آپ توجہ کر رہے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی توفیق رفیق ...... حال ہو تو ستیارتھ پرکاش کا جواب بھی لکھا جاوے اللہ تعالیٰ حضرت حکیم الامۃ کی روح القدس سے مدد فرماوے۔ اور جلد اس خدمت دین کی توفیق آپ کو دے آمین۔

حضرت حکیم الامۃ کا ایک اعلیٰ درجہ کا مضمون مذاہب عالم پر ریویو اور نہایت مختصر الفاظ میں الحکم کی اسی اشاعت میں شائع ہوتا ہے اور آئندہ بھی اگر خدا تعالیٰ نے چاہا تو الحکم میں وقتاً فوقتاً آپ کے قلم سے نکلے ہوئے مضامین شائع ہوا کرینگے۔

حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے ایک خط شیعہ مذہب پر لکھنا شروع کیا تھا اور وہ اگر خط ہی رہتا تو الحکم کی اسی اشاعت میں شائع ہوجاتا مگر خدا نے آپ کے سینہ کو کھولدیا اور ایک معمولی خط کے بجائے ایک رسالہ ہوگیا ہے، اسلیے علیحدہ طبع ہوگا۔

فاضل امروہی نے اپنے وطن سے ابھی تک مراجعت نہیں فرمائی۔

۴۔ مہمانوں کی آمد و رفت کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ اس ہفتہ میں منجملہ اور معزز مہمانوں کے ہمارے مکرم سید تفضل حسین صاحب پنشنر تحصیلدار اٹاوہ سے تشریف لائے۔

ہمارے مقدمات

مقدمات کے انتقال کی درخواست جو چیف کورٹ میں ۲۲ فروری ۱۹۰۴ء کو گذری وہ بھی نامنظور ہوئی۔ ۲۳ کو مقدمات گورداسپور میں بعدالت چندو لال صاحب پیش ہوے

www.aaiil.org

علیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جناب مسٹر اوگارمن صاحب بیرسٹر ایٹ لا اور خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب وکلاء نے ریسپانڈنٹ حکیم فضل الدین صاحب اور ایڈیٹر الحکم کی طرف سے آخر الذکر وکلا پیش ہوئے۔

گر پہلے مقدمہ خاکسار ایڈیٹر بنام کرم دین پیش ہوا۔ خواجہ صاحب نے تقریر کی کہ ملزمان پر فرد جرم لگایا جاوے۔ اسکے بعد فریق ثانی نے اپنی بحث شروع کی اور ختم کی۔

۲۴ ر فروری کو پہلے مسٹر اوگارمن صاحب نے اعلیٰحضرت کی طرف سے ایک درخواست مع تحریری بیان پیش کی کہ یہ بیان شامل مثل کیا جاوے جو ۲۵ کو فیصلہ کے لیے رکھی گئی جس کا فیصلہ ۲۵ کو نہیں ہوا۔ اور آخر وہ بیان مسٹر صاحب موصوف نے بطور تقریر تحریری پیش کر دیا جو شامل ریکارڈ کیا مستغیث کو عدالت نے دے دیا۔

۲۴ کو خواجہ صاحب نے کرم دین کے مقدمہ میں جوابی تقریر شروع کی جو ابھی ختم نہیں ہوئی۔

۲۵ کو کرم دین نے بذریعہ ایک درخواست کے استدعا کی کہ مجھے تقریر کے لیے موقع دیا جاوے کیونکہ شیخ نبی بخش صاحب نے مولوی فقیر محمد کی طرف سے تقریر کی تھی۔ اسپر خواجہ صاحب نے کہا کہ جہانتک میں سمجھتا ہوں یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ فقیر محمد ان مضامین کو جو سراج الاخبار میں چھپے ہیں کرم دین کے باور کرتا ہے اور شیخ نبی بخش صاحب اپنی بحث میں انکار کر چکے ہیں یہ تقریر پھر اسکی طرف سے کیونکر ہو سکتی ہے۔ مگر عدالت نے ملزم کرم دین کو موقع دیا اور اسنے تقریر کی بالآخر خواجہ صاحب نے شیخ نبی بخش اور کرم دین کی تقریروں پر جوابی تقریر ۱۲ بجے تک کی ... ۸ مارچ پر ملتوی ہوا

احمدی جماعت کی خدمت میں ایک طالبعلم کی درخواست

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عرصہ ایک سال سے میں ایک دینی امر کی نسبت سخت فکر میں مبتلا ہوں۔ اللہ تعالےٰ جانتا ہے کہ کوئی دن ایسا نہیں گذرا جس میں اُس فکر کی وجہ سے میری جان گداز نہیں ہوئی۔ چونکہ جماعت کی دعا میں برکت ہوتی ہے۔ اسلیے ملتمس ہوں کہ سب بھائی اپنی نمازوں میں میرے لیے ضرور دعا فرماویں

ثم السلام علیکم۔

خاکسار یار محمد بی۔ او۔ ایل اورینٹل کالج ایم۔ او۔ ایل کلاس لاہور

اعلان

مدرسہ تعلیم الاسلام سے امتحان مڈل میں امسال ۱۲ طالب علم بھیجے گئے تھے جن میں سے ۹ طالب علم بفضلہ تعالیٰ کامیاب ہوئے ہیں۔ اگرچہ اس سال بسبب کثرت بارش اور بیماری اور بعض دیگر وجوہات کے مدرسہ بہت عرصہ تک بند رہا۔ اور تعلیم کا انتظام خاطر خواہ نہ ہو سکا تھا۔ تاہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ نتیجہ بہت عمدہ رہا ہے۔ سال گذشتہ میں اس مدرسہ سے چھ طالب علم امتحان مڈل میں بھیجے گئے تھے اور چھ ہی پاس ہو گئے۔ امسال پاس ہونے والوں کے نام مفصلہ ذیل ہیں۔

(۱) مرزا **عزیز احمد** ولد خان صاحب مرزا سلطان احمد صاحب ای۔ اے۔ سی۔

(۲) **عبد الغفار خان** احمدی ولد خان صاحب مولوی انوار حسین خان صاحب رئیس شاہ آباد ضلع ہردوئی۔

(۳) **اقبال علی غنی** احمدی برادر فیض علی صابر صاحب۔

(۴) **سمیع اللہ خان** احمدی ساکن فیض اللہ چک ضلع گورداسپور

(۵) **راجہ محمد اسحاق** احمدی ہمشیرزاد مرزا خدا بخش صاحب۔

(۶) **عبد الحق** ولد بابو غلام محی الدین صاحب ہیڈ کلرک محکمہ انہار امرتسر۔

(۷) **عبد العزیز احمدی**۔ فیض اللہ چک

(۸) قاضی عبد الصمد احمدی ساکن ضلع گورداسپور

(۹) **عبد الغنی** احمدی ولد بابو غلام محی الدین صاحب ہیڈ کلرک محکمہ انہار امرتسر

جماعت چہارم ہائی ۱۵ ر مارچ ۱۹۰۴ء کو کھولی جائے گی۔ تمام طلبا کو چاہیے کہ حتی الوسع تاریخ مقررہ پر پہنچ جاویں۔ تاکہ کسیکی پڑھائی میں حرج نہ ہو۔ جو طلبا غیر مدارس سے یہاں آنا چاہیں اُن کے لیے ضروری ہے کہ پہلے مدرسہ سے اپنا ڈسچارج سرٹیفیکیٹ ساتھ لیکر آویں کیونکہ یہ مدرسہ صاحب انسپکٹر محکمہ تعلیم کے معائنہ اور ملاحظہ کے لیے کھولا جا چکا ہے اور اس واسطے انٹرسکول رولس یعنی قواعد باہمی معاہدہ درمیان مدارس پنجاب زیر نگرانی صاحب ڈائرکٹر بہادر سررشتہ تعلیم کی پابندی ضروری ہے۔

صاحب انسپکٹر صاحب بہادر مدارس نے اس مدرسہ کے متعلق اپنی رائے بہت عمدہ ظاہر فرمائی ہے جو کہ عنقریب اخبار میں شائع کی جاوے گی والسلام۔

محمد صادق ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان ۱۹ فروری ۱۹۰۴ء

دار الامان میں ڈسپنسری کی ضرورت اور سول سرجن صاحب بہادر

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں قادیان میں ایک ڈسپنسری کے کھولے جانے کے متعلق جو آرٹیکل ہمنے لکھا تھا۔ اور وہ اس بنا پر تھا کہ ہمیں معلوم ہوا تھا کہ صاحب سول سرجن بہادر کے سامنے کاہنووان میں کسی ڈسپنسری کے کھولے جانے کا سوال ہے۔ اس کے مقابلہ میں قادیان کو ہم ترجیح دیتے ہیں وجوہات ترجیح بھی ہمنے بتا دیے تھے اس آرٹیکل پر صاحب ممدوح نے خصوصیت سے توجہ فرمائی ہے جو چٹھی صاحب ممدوح کے دفتر سے ہمیں جواباً پہنچی ہے وہ یہ ہے۔

حکم ہوا کہ

جواباً لکھا جاوے کہ بالفعل کوئی تجویز قصبہ کاہنووان یا دیگر جگہ جدید ہسپتال کھولنے کی درپیش نہیں ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جب ایسی تجویز ہو صاحب ممدوح قادیان کا لحاظ ضرور رکھنے کی کوشش فرماوینگے۔

یاد رفتگان

ہمارے بعض مرحوم ہم جماعتوں کا نوحہ ایک ہم جماعت نے لکھا ہے۔ اس میں مرحوم مغفور **ایوب صادق** کا بھی ذکر کیا ہے جسکو پڑھ کر مرحوم یاد آگیا۔ چونکہ اس ذکر میں مرحوم کی پاک سیرت کا تذکرہ ایک ایسے نام سے ہوا ہے جسکو اس سلسلہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اسلیے وہ زیادہ وزن دار اور گرانقدر ہے۔ ہم کو ذیل میں درج کرتے ہیں وہ یہ ہے

ہم نہیں بھولے نہجد خوانیاں ایوب کی
اسپہ طبعی کا بھی ہیچ تھا وہ نیک نہاد نرم
اسقدر صبر اور استقلال وہ زہد ورع
تھا جوانوں کے لیے ضرب المثل انکا چلن

نکاح کی ضرورۃ

ہم نے اس سے پہلے بھی ایک دو مرتبہ **سردار فضل حق صاحب** کے متعلق ضرورت نکاح کا اعلان کیا تھا۔ اور آپ ہی نے شادی بھی کر لی تھی مگر محض **سلسلہ عالیہ** سے تعلق کی وجہ سے انکو طلاق دینا پڑا کیونکہ لڑکی کے والدین سخت متعصب تھے انہوں نے سلسلہ مبارک سے الگ ہونا گوارا نہیں کیا اپنی بیوی کو چھوڑ دینا زیادہ آسان سمجھا۔ **سردار صاحب** کے متعلق ہمکو کچھ زیادہ لکھنے اور کہنے کی ضرورت نہیں **حضرت حجۃ اللہ المسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام** حضرت **حکیم الامۃ** عم فیضہ کو ایک خط میں **سردار صاحب** کی نسبت فقرات لکھتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی

مخدومی مکرمی اخویم حضرت مولوی صاحب سلمہ تعالیٰ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

لڑکیوں کی تلاش میں والدین کو بڑی دقت واقع ہوتی ہے لائق لڑکا ملتا نہیں اور آپکو معلوم ہے کہ **سردار فضل حق صاحب** بہت نیک چلن آدمی ہیں اور صاحب جائداد و زمین ہیں اور والد صاحب اُن کے گیارہ سو روپیہ سالانہ جاگیر رکھتے ہیں اور **سردار فضل حق صاحب** کی لائلپور میں بھی زمین ہے اور جمعیت معاش بہر صورت عمدہ رکھتے ہیں اور جوان اور خوش شکل آدمی اور لائق ہیں ایسا لائق ساتھ بہم میسر ہو۔

والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

غرض

جو صاحب سردار صاحب کے ساتھ ایسا تعلق پیدا کرنا چاہیں وہ حضرت مولانا مولوی **عبد الکریم صاحب** سے خط وکتابت کریں۔

ارشادات القرآن ونفائس القصص والحکایات

مولوی **فتح محمد خان** صاحب جالندھری نے قرآن مجید میں سے احکام وہدایات الگ اور قصص وحکایات الگ اُردو زبان میں جمع کر دیے ہیں۔ ارشادات القرآن میں احکام ہیں اور وہ پہلا حصہ ہے دوسرے حصہ میں وہ قصے نہایت فصیح اُردو میں لکھے گئے ہیں جن کا قرآن شریف میں تذکرہ ہے ان کتابوں کی ایک ایک جلد ہر ایک مسلمان کے گھر میں رہنی چاہیے۔

قیمت حصہ اول یعنی ارشادات القرآن فی جلد
قیمت حصہ دوم نفائس القصص والحکایات

عورتوں اور بچوں کو یہ کتابیں پڑھانے کے قابل ہیں

دفتر الحکم سے طلب کرو

حضرت حکیم الامۃ کا وعظ

جلسۃ الوداع کی تقریب

سلسلہ کے لیے دیکھو نمبر ۹ جلد ۹

عام طور پر کل انسان ایک امام کے حضور جمع نہیں ہو سکتے کل دنیا نہ تو متفق ہی ہو سکتی ہے نہ وہ ایک جگہ جمع ہو سکتی ہے ملک کی طبعی تقسیم اور پھر کل دنیا کی طبعی تقسیم اس امر کی شاہد ہے - اس عام نشان قدرت کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ سب کے سب امام کے حضور جمع رہو اور ہر وقت حاضر رہو قریباً تکلیف مالا یطاق ہو جاتی جو اللہ تعالیٰ نے نہیں رکھی - یہ فخر عیسائیوں کو بے شک ہے کہ وہ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ انکو ایسی شریعت ملی ہے جسکو کوئی انسان بجا لا سکتا ہی نہیں - اگرچہ تعجب ہے کہ پھر وہ شریعت کا نزول ہی کیوں مانتے ہیں سرے سے کہدیتے شریعت آئی ہی نہیں اور نہ اسکی کوئی ضرورت تھی کیونکہ انسان اسکی بجا آوری اور تعمیل سے قاصر ہے - لیکن اسلام ہاں پاک و بے عیب اسلام ایسی شرمناک اور قابل مضحکہ بات کو روا نہیں رکھتا وہ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا کی پاک ہدایت دیتا ہے پھر میں کیوں ایک طرفۃ العین کے لیے بھی یہ روا رکھوں کہ اسلام میں کوئی حکم ایسا بھی ہے جسکی تعمیل ناممکن ہے یہ خوبی اور عظمت اسلام کی ہی ہے کہ اسکے جمیع احکام اس قسم کے ہیں کہ ہر ایک انسان اپنی اپنی استطاعت و طاقت کے موافق اپنی حالت اور حیثیت کے لحاظ سے یکساں فائدہ اُٹھا سکتا ہے - مثلاً ایک شخص ہے وہ بیمار ہے اُٹھکر نماز نہیں پڑھ سکتا وہ بیٹھکر حتی کہ اشاروں سے بھی پڑھ سکتا ہے - اس کا ثواب ایک مستعد تندرست آدمی کی نماز سے کم نہیں ہوگا اور نہ اس نماز میں کوئی سقم لاحق ہو سکتا ہے ایک شخص استطاعت حج کی نہیں رکھتا حج نہ کرنے سے اسپر گناہ نہیں ہوگا اسی طرح پر تفقہ فی الدین کی بھی مختلف صورتیں ہیں ہر شخص اتنا وقت اور فراغت نہیں رکھتا کہ وہ اس کام میں لگا رہے - دنیا میں تقسیم محنت کا اصول صاف طور پر ہدایت کرتا ہے کہ مختلف اشخاص مختلف کام کریں انسان کی تمدنی زندگی کی ضروریات کا تکفل ہو سکتا - ہمارے ہی اصول کی بنا پر حکم ہوا کہ

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَافَّةً

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ

یعنی یہ امر تو ہو ہی نہیں سکتا کہ کل مومن علوم حقہ کی تعلیم اور اشاعت میں کل کھڑے ہوں اس لیے ایسا ہونا چاہیے کہ ہر طبقہ اور گروہ میں سے ایک ایک آدمی ایسا ہو جو علوم دین حاصل کرے اور پھر اپنی قوم میں واپس جاکر انکو حقائق دین سے آگاہ کرے تاکہ ان میں خوف و خشیت پیدا ہو۔

میں افسوس اور درد دل کے ساتھ کہتا ہوں کہ عملی رنگ میں اس آیت کو منسوخ کر دیا گیا ہے حقیقت میں ایسا ہی ہوا ہے۔

علم کی غرض و غایت کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کا خوف اور خشیت پیدا ہو جس خوف سے خدا تعالیٰ کی معرفت بڑھتی ہے اور انسان گناہوں اور بدیوں سے بچتا ہے - یہ بات خیالی نہیں یقینی اور نیچرل ہے۔ دیکھو تم کیوں خون کرنے سے ڈرتے ہو؟ صرف اس لیے کہ تعزیرات ہند ڈراتی ہے اور اس کی سزا سمجھاتی ہے دل پر ایک خاص اثر ڈالکر ایسی حرکات سے بچاتی ہے - طبعی در اصل بدیوں سے بچنے کے عارضی اور ظلی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ قانون مجریہ وقت کے ہوتے ہوئے بھی باوجود دیکہ مجرموں کو سزا ملتے ہوئے بھی دیکھتے ہیں من کل الوجوہ جرائم کا دروازہ بند نہیں ہوتا - اور اس کی وجہ یہی ہے کہ حقیقی طور پر یہ دروازہ اللہ تعالیٰ کے خوف اور خشیت سے بند ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ علماء ربانی اور ماموروں کی زندگی میں یہ نمونہ بدیوں کا نہ ملے گا بلکہ انکی زندگی پاک اور بے لوث ہوگی؟ وہ ایسی بدیوں سے نہیں بچتے کہ وہ تعزیرات ملک سے ڈرتے ہیں بلکہ وہ تعزیرات خدا سے ڈرتے ہیں اور وہ خوف ان کے نفسانی قویٰ پر غلبہ پاکر اس مادہ کو بھسم کر دیتا ہے جو بے اعتدالی کا جوش نفس سے پیدا ہو سکتا ہے - [illegible] حقیقی طور سے گناہ سے بچنے کا طریق خوف خدا کا دلپر مستولی ہوتا ہے - ایک اور بھی راہ ہے جس سے انسان گناہ سے بچ سکتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے حسن پر اطلاع ہے - جب پوری معرفت اور بصیرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے جمال کو دیکھتا ہے تو اس حسن کے بالمقابل تمام لذات اسے ہیچ اور فانی نظر آتی ہیں اور ساری خوشیوں اور راحتوں کو اسی صاحب الحسن کی ادا میں پاتا ہے یہ مقام اعلیٰ درجہ کے انسانوں کا ہوتا ہے مگر ایک طبقہ انسانوں کا ایسا بھی ہے جو خوف الٰہی بھی ان کو گناہوں سے بچا لیتا ہے۔ اور یہ خوف علوم حقہ میں تفقہ کرنے سے پیدا ہوتا ہے اسی لیے علماء ربانی کی شان میں کہا گیا ہے

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا

مگر آج اس زمانہ میں **عالم** کے یہ معنی سمجھے گئے ہیں کہ کج بحثیاں کرنے میں طاق ہو کبھی کسی بات کے ماننے کے لیے طیار نہ ہو جو منہ سے نکل جاوے خواہ وہ کیسا ہی بیہودہ اور لغو ہو اسکی تائید میں قرآن شریف میں تحریف کرنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا کرنے سے بھی نہ ڈرے - خدا تعالیٰ مجھکو اور میرے بھائیوں کو ایسے علم سے بچالے - آمین۔

حضرت امام نے ایک الہامی قصیدہ لکھا ہے اس میں کا یہ شعر کیسا سچا ہے

علم آں بود کہ نور فراست رفیق اوست
ایں علم تیرہ را بہ پشیزے نے خرم

تم علم پڑھو لیکن اگر علم سے خدا کا خوف اور خشیت پیدا نہیں ہوتی تو استغفار اور لاحول پڑھو کہ وہ علم حجاب اکبر ہو کر ہلاکت کا موجب نہ ہو جاوے میں نے بڑے بڑے مولوی اور عالم کہلانے والے دیکھے ہیں اسوقت موجود ہیں اور تم میں سے اکثر اس سے ناواقف نہیں کہ وہ چیز جو انکی راہ میں امام وقت کی اطاعت میں ٹھوکر کا باعث ہوئی وہ وہی اُن کا علمی ناز اور گھمنڈ تھا۔ اگر وہ حقیقی علوم کے وارث ہوتے تو اُن میں خشیت اور خوف پیدا ہوتا اُن کے دل یہ سنکر ڈر جاتے کہ سنانے والا کہتا ہے۔

میں خدا کا مامور ہوں

یہ چھوٹی سی بات نہ تھی خدا کے بھیجے ہوئے سے مقابلہ!!! میں سچ کہتا ہوں کہ یہ خدا کا فضل ہے جسکو میں بیان کرتا ہوں کہ میرا دل اس تصور سے بھی کانپ جاتا ہے کہ انکار کے لیے کیوں جرأت کرتے ہیں؟ مگر مشکل یہ ہے کہ وہ علم نور فراست ساتھ ہی نہ رکھتا اس سے بہتر تھا کہ وہ جاہل ہوتے ایک اور بات قابل غور ہے کہ **عالم ربانی** بننے کے لیے شرط ہے تقوے اللہ کی بدوں اسکے علوم حقہ کی کلید مل سکتی ہی نہیں کیونکہ خود خدا تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا ہے اِتَّقُوا اللّٰهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ اصل معلم علوم حقہ کا تو خدا تعالیٰ ہی ہے اور اسکی راہ ہے تقوی اللہ -

جب اس طریق پر انسان تقوی اختیار کرے تو علوم حقہ کے دروازے اُسپر کھلیں گے اور وہ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا میں داخل ہوگا۔

غرض عالم ربانی کے لیے ضرورت ہے کہ تقوے سے کام لے اور تقوی کی حقیقت اُس وقت تک کھل نہیں سکتی جب تک خدا تعالیٰ کے صادق اور مامور بندہ کی صحبت میں نہ رہے جیسا فرمایا ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ

اس سے صحبت صادق کی بہت بڑی ضرورت معلوم ہوتی ہے اور فی الحقیقت ضرورت ہے لیکن چونکہ ساری قوم ایک ہی وقت اپنے امام کے گرد نہیں رہ سکتی اور اگر ہر فرد قوم کا حاضر بھی ہو تو ہر ایک فائدہ نہیں اُٹھا سکتا - طبیعتیں جدا جدا ہیں اور مذاق الگ الگ اور تقسیم محنت کا اصول الگ اسکی مخالفت کرتا ہے اسلیے خدا تعالیٰ نے یہ قانون مقرر فرمایا

کہ ایک گروہ حصول تعلیم دین کے لیے حاضر ہو اور وہ واپس جاکر قوم کو سکھائے

میں پھر کہتا ہوں کہ اس آیت اور اسکے اصل مفہوم پر غور کرو - اسکے الفاظ کو سوچو کہ ان کے اندر اصول تعلیم کے لیے کیسا کھلا اور واضح قانون رکھا ہے اصل غرض تفقہ فی الدین ہے - یہ مقصد نہیں ہے کہ وہ طوطے کی طرح چند کتابیں رٹ لے اور دستار فضیلت باندھ کر ایک کاغذ سند کے طور پر ہاتھ میں لیکر قوم پر ایک بوجھ بنکر مالیہ وصول کرتا پھرے - نہیں بلکہ اسکی روحانی اور اخلاقی حالت اسکی نکتہ رسی اور معرفت الٰہی اور اسکے کلام میں وہ تاثیر اور برکت ہو کہ لوگوں پر خوف الٰہی مستولی ہو کر ان کو گناہوں سے بچانے کا باعث ہو - وہ ایک نمونہ ہو جس سے قوم پر اثر پڑ سکے ۔ مگر بتاؤ اور وسیع نظر کرکے دیکھلو کہ کتنے ہیں جو اسکے صحیح مصداق ہیں - اب میں تم سے پوچھتا ہوں کہ تم نے **مرزا صاحب** کو **امام** مانا صادق سمجھا بہت اچھا کیا لیکن کیا اس غرض و غایت کو سمجھا کہ **امام** کیوں آیا ہے؟ وہ دنیا میں کیا کرنا چاہتا ہے؟ اس کی غرض یا اسکا مقصد میری تقریروں سے یا مولوی عبد الکریم کے خطبوں سے یا کسی اور کی مضمون نویسیوں سے معلوم نہیں ہو سکتی - اور نہ ہم اس غرض اور مقصد کو پورے طور پر بیان کرنے کی قدرت رکھتے ہیں اور نہ ہمارے بیان میں وہ زور اور اثر ہو سکتا ہے جو خود اس رسالت کے لانے والے کے بیان میں ہے پھر اسکے معلوم کرنیکو تو خود اسکے منہ سے کچھ سننا چاہیے - اور یہ اس کی صحبت سے معلوم ہوگا۔

تم نے مولویوں کو ناراض کیا سجادہ نشینوں کو چھوڑا اور اکثروں کو یہ مشکلات بھی پیش آئیں کہ انکو اپنے بعض رشتہ داروں یا عزیزوں سے قطع تعلق کرنا پڑا۔

سے پہلے پوسٹماسٹر جنرل نے ساری دنیا کے کام اپنے ذمہ لے رکھے تھے بلکہ ان کے ہاتھ میں صیغہ اپیل محکمہ جات کے تمام فیصلے تھا وہ اپیلوں پر خود نظر کرتے اور پڑھ کر خود فیصلہ کرتے اور حکم دیتے تھے [illegible] نہیں بلکہ ان نوٹوں کی بنا پر حکم صادر ہوتے ہیں اور اسسٹنٹ ڈائریکٹر جنرل [illegible] کی [illegible] ایک یا چند آدمیوں کے [illegible] پڑھنے کو رکھ دی گئی ہے ہم دیکھتے ہیں کہ پوسٹماسٹر جنرل یا ڈائرکٹر جنرل تو اس امر کی کوشش کرتے ہیں کہ انصاف ہو لیکن جب آخر ان واقعات کی بنا پر فیصلہ کرنا ہوتا ہے جو ان نوٹوں میں ظاہر کیے جاتے ہیں تو وہ ہر ظلم و ستم سے صاف بری ہیں جو لاعلمی اور محض ناواقفیت کی بنا پر ان کے قلم سے کرایا جاتا ہے اور پوسٹماسٹر جنرل صاحب کو ہم سوء نیت سے بھی متہم نہیں کر سکتے انھوں نے اس قدر کام کا بوجھ اپنے ذمہ رکھا ہوا ہے کہ ان اپیلوں کے سننے کے لیے انکو فرصت اور کافی وقت مل سکتا ہی نہیں۔ ایک اچھا کام کرنے والا مستعد اور [illegible] انسان پوری مصروفیت [illegible] کام کرے تو [illegible] گھنٹے کام کر سکتا ہے اب اگر پی ایم جی صاحب کے کام اور انکی مصروفیت کو دیکھا جاوے تو ایک عام عقل کا آدمی بھی اندازہ کر سکتا ہے کہ ایک کا غذ دیکھنے کے لیے انکو کس قدر فرصت ہے۔

جن کاغذات پر انکو دستخط کرنے پڑتے ہیں انکی تعداد ہی اگر دیکھی جاوے اور اسی وقت کا اندازہ کیا جاوے جو اس کام میں انکو دینا پڑتا ہے تو شاید بہت ہی کم وقت انکو صرف اس کام کے [illegible] اگر قرار دیا جاوے کہ وہ ان آٹھ گھنٹوں میں صرف یہ دستخط کرتے ہیں اور کوئی حکم اپنا نہیں لکھتے اور اپنی ذمہ داری کا کوئی اور کام نہیں کرتے [illegible] اپیلوں پر بھی نظر ثانی کرنے کی [illegible] وہ کتنے اپیل پڑھ سکتے ہیں۔

روزانہ آنیوالے کاغذات اپیل کی تعداد اگر کم از کم اڑھائی سو بھی رکھی جاوے جو [illegible] شمالی مغربی سرحد جیسے وسیع علاقہ میں بہت ہی کم ہے تو پھر ایک اپیل کے لیے وہ چند منٹ سے زیادہ نہیں دے سکیں گے۔ اب کوئی بتائے کہ وہ چند منٹ میں ایک اپیل پر کس قدر غور کر سکتے ہیں؟ مگر نہیں ہم یقیناً ظاہر کرتے ہیں کہ نہ تو وہ سارا وقت صرف اس کام کے لیے دے سکتے ہیں اور نہ ہر اپیل پر ریمارک دینے کی انکو فرصت۔ پھر ایسی حالت میں ماتحت ملازموں پر ظلم نہ ہو جاوے کا رفع ہونا کیونکر ہو سکتا ہے؟ یہ صاف سمجھ میں آ سکتا ہے کہ اسی طرح سے کس قدر ظلم ہر روز پی ایم کے دفتر سے ہوتے ہیں۔ باقی دوسرے نمبر میں

پوسٹل کمیشن کی ضرورت

جنرل کے لیے لارڈ کرزن کا زمانہ کمیشنوں کا عہد کہا جاتا ہے [illegible] ترقی کرنے کی [illegible] نہیں [illegible] صیغہ جات کے متعلق [illegible]

پبلک کے عام خیالات ان کے متعلق معلوم کرنے کی کوشش کی ہے یہ امر بیدا ہے کہ ان کمیشنوں کا کیا نتیجہ نکلا ہے یا کیا امید آئندہ ہو سکتی ہے لیکن اس میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا کہ اس سے کم از کم یہ فائدہ ضرور ہوا ہے کہ عام حالت کا اندازہ لارڈ ممدوح کو ہو چکا ہے۔ مگر تعجب اور حیرت کی بات ہے کہ محکمہ ڈاک جو اتنا بڑا عظیم الشان اور ضروری محکمہ ہے جس کی انتظام میں ملکی اور تجارتی امور کی کامیابی منحصر ہے کوئی کمیشن اسکے قائم کر کے ان شکایات کا اندازہ کرنے کی کوشش نہیں کی گئی۔ محکمہ ڈاک کی ملازمت بھی ہے۔ محکمہ ڈاک کے ملازم بھی تو آخر خود گورنمنٹ کی رعایا ہیں ان قواعد و قوانین کے اسیطرح ماتحت اور پابند ہیں جیسے دوسرے افراد رعایا تابع فرمان ہیں پھر کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ ان کی تکالیف و مشکلات کو معلوم کر کے دور کرنے کی کوشش نہ کی جاوے۔ بیمار جانوروں اور وحشی درندوں کیلیے خاص قوانین ہیں [illegible] ممالک میں بعض سوسائٹیاں انکی حفاظت کی ہیں [illegible] حیوانات کی تمام سوسائٹیوں میں ایک یہ قسمت زدہ انسان ہی ہیں جنکا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا۔ کیا انکی قسمت میں یہی لکھا ہے کہ اگر کوئی انجمن یا سوسائٹی ہو وہ بھی انکی ہی شکایات کا دفتر کھولنے کے واسطے [illegible] ملازم محکمہ ڈاک کے خلاف مرضی یا خواہ آئین و قاعدہ اور انکی پابندی ہی کیوں نہ کی ہو مگر جھوٹ شکایت دائر اور شکایت بھی خطرناک الفاظ میں۔ اور اسپر محکمہ ڈاک کی طرف سے تفتیش شروع ہوئی نتیجہ معلوم ہوا کہ شکایت بے اصل مگر محکمہ ہی کی شکایت کرنیوالے سے کچھ نہیں [illegible] [illegible] جاتا ہے بلکہ مت بیرونی محکمہ ڈاک کے ملازموں کی حیثیت و عیب [illegible] فرق آتا ہے اور وہ بیچارے [illegible] طرح بھی جانے لگتے ہیں۔ اگر یہی حال رہا اور اسپر توجہ نہ کی تو یہ طوفان بے تمیزی [illegible] پھیلنے والا ہے [illegible] کلرکوں اور ماتحت [illegible] سائیکلوں کی [illegible] [illegible] ہو جائیگی [illegible] [illegible] ایک کمیشن عام طور پر [illegible] کام کا اندازہ کرنے کیلیے قائم ہو سا اگر لارڈ کرزن توجہ فرمائیں تو کوئی بڑی بات نہیں ہمنے اس نوٹ میں مختصر لکھا ہے آئندہ ہم مفصل بتائیں گے کہ اس کمیشن کی کیوں ضرورت ہے؟

تازہ تار کی خبریں

لنڈن ۱۹ فروری۔ چندہ۔ تمام فرنچ اخبارات نے روسی مجروحین اور بیماروں کے لیے چندہ کی فہرست کھولدی ہے۔ روسی اگنبوٹ موسومہ منڈ جور نے شنگہائی چھوڑنے سے انکار کر دیا ہے۔ چینی حکومت اسے وہاں سے نکالنے کے لیے اب اپنا جنگی بیڑہ بھیجنے والی ہے۔

انگریزی جہاز کا تعاقب انگریزی کمپنی پی اینڈ او کا ڈاک کا جہاز منگولیا آسٹریلیا کی ڈاک لیجاتا ہوا بحیرہ قلزم سے گذر رہا تھا کہ ایک روسی ہوائی جہاز اور چار تارپیڈو شکن جہازات نے اسے دیکھکر اسکو روک لینے کی کوشش کی۔ کل بیڑہ نے تعاقب کیا۔ مگر جہاز تک نہ پہنچ سکے۔ جبکہ جہاز کو ٹھہر جانے کا اشارہ کیا گیا [illegible] [illegible] ہوتا ہے کہ اگر نہ ٹھہرے تو گولہ باری کی جائیگی [illegible] [illegible] منتشر کیا۔ اور ایک روسی تارپیڈو شکن جہاز [illegible] اسکی [illegible] [illegible] [illegible]

اطمینان ہو گیا کہ یہ واقعی انگریزی ہی جہاز ہے روسی جاپانی سٹیمر نے انگریزی روپ نہیں بدلا ہوا۔ (لنڈن) تب جانیکی اجازت دیدی اور اسکے کپتان سے معافی مانگ لی۔ آنکا ذلالت فرنچ اخبار دگارد کو روس سے خبر ملی ہے کہ اگر روس۔ جرمنی۔ فرانس اور روس کا نیا حلف اور اتحاد [illegible] کی کوشش [illegible] جرمنی اس معاملہ میں [illegible] [illegible] مدد دینے کو تیار ہے۔ اور کہ اس تجویز پر سینٹ پیٹرزبرگ [illegible] گفتگو اور بحث مباحثہ ہو رہا ہے اور [illegible] کی دلی خواہش ہے کہ یہ تجویز عمل میں آ جاوے (اس کل [illegible] کا لب لباب یہ ہے کہ روس۔ روس و فرانس کے اتحاد میں جرمنی کو بھی شامل کرنا چاہتا ہے اور کہ جرمنی بھی اسپر رضامند ہے مگر فناس اس بیان کے دوسرے حصہ کی تصدیق نہیں کرتا وطن) دوسری خبر اسی ذریعہ سے ملی ہے کہ روس نے انگلستان کو مطلع کیا تھا کہ یا تو ۲۴ گھنٹوں کے اندر اپنی بے تعلقی اور حیادت کا اعلان کردو (ورنہ مجھے اپنا بھی دشمن سمجھو۔ وطن) انگلستان نے [illegible] کے اندر ہی مطالبہ کا اعلان کر دیا۔ روس فرنچ اخبارات کو انکا [illegible] بطور رشوت روپیہ بھیج رہا ہے کہ وہ فرنچ قوم کو روس کی ہمدردی پر اکسا دیں جبکہ اس کا [illegible] لڑائی کے اغلب نتائج کے لحاظ سے فرنچ حکومت کو اس معاملہ کیطرف توجہ ہو گئی اور اسے تشویش لاحق ہوئی جاتی ہے کہ کہیں قوم روس کی حمایت میں جنگ کرنے پر زور دینا شروع نہ کر دے۔

سوئٹزرلینڈ کے بندرگاہ گوئٹہ لینڈ میں جو روسی جہاز پکڑے گئے تھے وہ چھوٹے ہیں اور غالباً میدان جنگ کو نہیں بھیجے گئے۔

روسی اگنبوٹ منڈجور مقیم شنگہائی نے اپنے سٹیل وغیرہ اتار دیے ہیں یعنی جہاز کو سمندر میں چلنے کے قابل نہیں رکھا۔ اور اقرار کیا ہے کہ وہ اختتام جنگ تک بندرگاہ میں رہے گا اس سے باہر نہیں نکلیگا۔ [illegible] تعلق [illegible] [illegible] فریقین کا جہاز [illegible] میں ۲۴ گھنٹوں سے زائد رہ سکتا ہے جبکہ وہ فوراً کھلے سمندر میں جانے سے ناقابل کر دیا گیا ہو۔ اور یہ اقرار کیا جاوے کہ وہ جنگ میں شریک نہ ہو گا کیونکہ اس صورت میں بے تعلق سلطنت کی پناہ سے وہ یہ فائدہ نہیں اٹھا سکتا کہ اچانک حملہ آور ہو کر غنیم کے کسی جہاز کو نقصان نہ پہنچائے۔ اسی کے متعلق تیسری خبر ہے کہ اگنبوٹ مذکور کے ملاحوں اور ملازموں وغیرہ کو تنخواہ دیکر رخصت کر دیا گیا ہے یعنی اب وہ دوران محاربہ میں شنگہائی میں بیکار تو وہ کیطرح پڑا رہیگا۔ البتہ یہ خیال ہو گا کہ جاپان اسے وہاں کوئی صدمہ نہیں پہنچا سکے گا۔

سنگاپور ۲۲ فروری چلفو کے معرکہ کی روداد زخمی اور دوسرے ملاح صرف فرنچ جہاز [illegible] پر پناہ گزین نہ ہوئے تھے بلکہ انگریزی و جرمن جہازات پر بھی۔ انگریزی جہاز ٹالبیٹ نے دو سو روسی زخمی شنگہائی پہنچائے جہاں سے وہ دوسرے جہاز پر ہانگ کانگ پہنچائے گئے۔ چالیس جو زیادہ زخمی تھے وہیں کے فوجی ہسپتال میں بھیجے گئے باقی کل کولمبو بھیجے جائیں گے فرنچ جہاز پسکل پر پناہ لینے والے روسی ملاح اور زخمی فرنچ مقبوضہ انام کے بندر سیگون کو۔ انگریزی و اطالین جہازات پر بھیجے گویا ہیں جاپانی سیلون [illegible] کا سامان کولمبو میں ۱۲ دن ٹھہر کر

جنوبی افریقہ کے بندر ڈربن کو گیا ہے جانے اپنا جہاز اسکا تجارتی مال دے دیا ہے

بقیہ جاپان و روس کے وسائل کا موازنہ

میدان جنگ میں حسب ذیل لائنیں موجود ہیں۔ کوریا میں چیمولپو توسان سے ٹیلگرام تک اور چلفو سے سیول تک یہ جاپانی ہاتھ رہا میں خاباروسکی ولاڈی وسٹاک تک ولاڈی وسٹاک سے ہاربن تک اور ہاربن سے براہ مکڈن پورٹ آرتھر تک یہ روسی ہیں۔

معدنی پیداوار جاپان کی کانوں سے ہر سال ۸۰ لاکھ ہزار ٹن کوئلہ اور ۲۴ ہزار ۳ سو ۸۰ ٹن لوہا اور فولاد نکلتا ہے اور روس کی کانوں سے ایک کروڑ ۹۷ لاکھ ۱۲ ہزار ٹن کوئلہ اور ۲۹ لاکھ ۲ ہزار ٹن فولاد۔

جاپان کے حسب ذیل مقامات پر بحری اسلحہ کے کارخانے اور مرمت جہازات کے حوض ہیں۔ یوکاسوکا میں بحری اسلحہ کے کارخانے و حوض۔ کورے میں کارخانہ اسلحہ۔ حوض اور جہازسازی کا کارخانہ۔ ساسی بو میں کارخانہ اسلحہ تیز [illegible] میں حوض مرمت۔ ناگاساکی میں تین حوض۔ کوبی میں تارپیڈو کشتیوں کی مرمت کا کارخانہ۔ مت سوائی میں جہاز کے بالائی سامان کا کارخانہ۔ ساوی ناکو میں چھوٹے جہاز و تارپیڈو جائے پناہ۔ تسوشیما میں حوض۔ ان سب میں کوئلہ کے ذخیرہ بھی ہیں۔

روس کی مقبوضات مشرق میں ایسے تین مقام ہیں۔ ولاڈی وسٹاک میں لنگرگاہ۔ کارخانہ اسلحہ حوض و مخزن زغال۔ ڈالنی میں لنگرگاہ و بالائی سامان کا کارخانہ اور کوئلہ کا مخزن پورٹ آرتھر میں چند حوض۔ کوئلہ کا گودام اور بالائی سامان کا کارخانہ۔ (باقی آئندہ)

لنڈن ۲۲ فروری۔ دوسری طاقتوں کا اندیشہ محاربہ جاپان و روس ہو کی دوسری طاقتوں [illegible] . . . . اپنے اپنے بچاؤ کی فکر لاحق ہو رہی ہے۔ ویلان فوج جمع اور سواحل کو مورچہ بند کر رہا ہے۔ سپانیہ کناری کو (جو مراکو کے مغرب میں ہیں) معقول فوج بھیج رہا ہے۔ اور پرتگال نے اگے جنگی جہاز واسکوڈی گاما مشرق کو بھیجا ہے اور بری فوج بھی جمع کرنے والا ہے واسکوڈی گاما زرہ پوش کروزر ہے ۱۸۷۶ء میں بنا۔ زرہ گیارہ انچہ وزن ۲۹۴۰ ٹن ہے۔ رفتار ۱۳ میل۔ وطن) روس ویر جد پامیر۔ زار نے جنرل اولنوف کو ترکستان بھیجا ہے سینٹ پیٹرزبرگ میں مشہور ہے کہ پامیر (سرحد چترال) پر روس چار فوج جمع کرنیوالا ہے۔ ایک روسی باربرداری کا جہاز موسومہ [illegible] [illegible] سے روس کو بلٹ گیا ہے۔ جاپان نے فوسان سیول ریلوے کے لیو امریکہ سے انجن خریدے تھے روانہ ہو چکے ہیں۔ یارہ اس ہفتہ ہونگے۔ کچھ بحر الکاہل کے راستہ اور کچھ نہر سویز کے راستہ سے۔ روسیوں کا بیان ہے کہ ۱۸ فروری کے معرکہ چلفو میں ایک جاپانی تارپیڈو شکن غرق ہوا اور جاپانی کروزر کاگی ہو کو اتنا نقصان پہنچا کہ اسے خود اسکے کپتان نے ڈبو دیا۔ اس جہاز کا وزن وغیرہ پہلے لکھا جا چکا ہے۔

بمقام کولمبو روسی اور کچھ تجارتی کمپنیوں نے دستخط کر کے لیے ہیں کہ جنوبی روس کے بندر اوڈیسہ سے مشرق [illegible] حرب و رسد پہنچائیں دیگر [illegible] کر کیا ہے جہاز جاپان وغیرہ میں جاپانی بیڑہ سے بچکر منزل مقصود تک پہنچ سکیں گے (وطن) چونکہ جاپان نے روسی تجارتی جہازوں کو اپنے

[illegible] کو [illegible] سے انکار کر دیا ہے [illegible] کا مال ہے وہ تمام [illegible] جو جاپان چیف [illegible] یا کی او لمہ کی کانوں سے [illegible] ہے گذرنے سے [illegible] کر لیے ہیں۔ ممنوع کر دیے گئے ہیں۔

www.aaiil.org

مذاہب عالم پر ریویو

حضرت حکیم الامت کے قلم سے
پرانی یادداشتوں سے

عام پر

(۱) مذہب صحیح وہ ہے جسکی صحت عملاً ثابت ہو۔ پھر وہ جس کی حقیقت اور نفس الامریہ دلائل واضحہ اور حجج نیرہ سے ثابت ہو۔ پھر وہ جو آخر مقابلہ میں مظفر ہو۔

میں نے ایک سوفسطائیہ اور وجودیہ کو اس پہلی دلیل سے جیتا ہے۔ ایک سوفسطائیہ کو کہا کہ عمل میں تم اپنے مذہب کو لاکر دیکھو۔ جو کوئی تم میں سے بھوکا ہوتا ہے روٹی کھاتا ہے پیاسا ہو پانی پیتا ہے۔ کپڑے پہننا لازم ہو وقت پر اسے کپڑے پہن جاتا۔ اپنے اپنے فرض منصبی احتیاط سے ادا کرتا ہے۔ پھر ان نظریوں کا ثمرہ کیا ہے جنکو تم بحث میں لاتے ہو۔

ایسا ہی قائل وحدت الوجود عام ہندو کیطرح اعمال عبودیت سے کامیاب ہے پھر اس دعویٰ الوہیت کا نتیجہ کیا۔ کفارہ کے عقیدہ کا عملی فائدہ بجز بیباکی کے کیا ہے۔ تثلیث سے کیا جدید علمی مفاصد حاصل ہوتے ہیں۔ ابوبکر کے الگ خلافت سے اب کیا حاصل کیا اب کونسی قوت اسکو مل سکتی ہے جس سے تمہارے زعم میں لڑائی۔

غرض تمام بطلان پر یہ تلوار چلتی ہے۔

۲۔ کامل کتاب وہ ہے جو اپنے دعاوی کے صحیح دلائل پر اور اپنے مخالف کی تکذیب اور تکذیب کے دلائل نیرہ پر حاوی ہو۔ یہ بات توریت موجودہ اور ہماری ملاحظہ کردہ بائبل میں نہیں اور نہ اناجیل وگرنتھ میں اور نہ اس وید میں جو ہم نے سنا ہے۔ نہ ژند و ستا میں اور نہ ساکنوں اور بدھوں کی مقدسہ کتب میں۔

اور نیچریوں برہموؤں کے یہاں جو کتاب صحیفہ فطرت ہے اسمیں وہ اسرار مشکلہ ہیں۔
کہ تریاق از عراق نمی آید و مارگزیدہ بمیرد۔

مسیحی

۱۔ علماء توریت کے حلال و حرام۔ اور احکام سے سروکار ہی نہیں اور اشاعت بائبل پر وہ زور لگاتے ہیں کہ اربوں روپیہ پانی کیطرح اس کام میں لگا دیا تعجب اور بہت تعجب۔

۲۔ تحقیق در تحقیق کی فکر اور انجیل مسیح کی کھو بیٹھے ہیں۔ اُس کا نام و نشان نہیں مگر ایک فقرہ (ایلی ایلی لما سبقتانی)

۳۔ نیچر کے دلدادہ ہیں اور غور نہیں کرتے کہ نیچر کا نتیجہ شیر اور اسکے لوازمات اپنے بچہ سے ظاہر ہیں مگر مسیح میں انہی لوازمات کہاں۔

۴۔ زانی کو آتشک عاص سوزاک ہوتا اور پھر بھی اعتقاد کہ مسیح کفارہ ہے۔ کیا گناہ کا اثر جسم پر نہیں پڑتا۔ پڑتا ہے اسی واسطے آدمی ماتھے کے پسینہ سے روٹی کماتا ہے۔ اور حوا درد زہ سے جنتی ہے پہلے سلیم الحکم فرزند انسان معاً بپتسمہ سے شفایاب کیوں نہیں ہوتا۔

۵۔ تثلیث و کفارہ میں دعویٰ ہے کہ یہاں عقل کو دخل مت دو اور نہیں سمجھتے کہ اگر عقل کو دخل نہ دیا جائے۔ تو کسی غلط مذہب پر بھی کوئی اعتراض نہیں آسکتا۔

۶۔ ایک مسیحی اور اسکا چیلہ کہتا ہے کہ تثلیث کا باریک مسئلہ ابتک مسلمان سمجھے ہی نہیں۔ پروفیسر کہتا ہے کہ ایشیائی دماغ اس دقیق بات تک پہنچتا ہی نہیں۔ اسپر کہا گیا کہ مسیح خود ایشیائی اور اسکے نادان چیلے سب ایشیائی تھے کیوں سمجھے۔ یہ یورپ کا ایجاد ہے۔

بسفند را عتراضات ان لوگوں نے اسلام پر کیے بڑھ چڑھ کر ان لوگوں پر عائد ہوتے ہیں۔ اور اپنے دعوے کو مدلل نہیں کرسکتے اور نہ اپنے اعتراضات کو مبرہن۔ مثلاً جہاد اور غلامی کثرت ازدواج اور طلاق انکے معرکۃ الآراء اعتراضات ہیں۔

لیکن قومی جہادوں میں دنیا میں بےنظیر۔ اور مجرموں۔ مخالفوں کے غلام بنانے میں یہانتک بتایا کہ غلاموں کے لیے جو مکان ہے اسکو جیل خانہ نام رکھتے ہیں اور ہم وہاں رکھتے ہیں جہاں ہمارا ہی باپ بھائی فرزند۔ کثرت ازدواج کے منکر مگر عملی طور پر جو نقشہ ہے وہ ظاہر کہ کنچنیاں کمپوں میں ضرور ہیں۔ لندن میں وہ حالت کہ الامان الامان ظاہر کہ ایک مرد اپنا بیج بہت جگہ رکھ سکتا ہے مگر ایک عورت بجز ایک کے بیج پرورش نہیں کرسکتی۔

طلاق کی مشکلات اور جبیر وہ مبتلا ہیں اسکو دیکھتے ہیں کہ فطری، خواہش اولاد کی ہوتی ہے اور بعض عورتیں بانجھ ہیں عورتیں بعض عوارض سے مرد کے پاس نہیں جاسکتیں یا ان کا رکھنا مالی اور جانی نقصانات کا باعث ہوتا ہے اور عملی رنگ میں ناجائز طور پر قضائی شہوات کرتی ہیں تب تو امید پڑتی کہ طلاق کو جائز کردیں۔

علی الشیعہ

۱۔ قرآن کریم کے متعلق جیسے تفسیر میں لکھا ہے ان لوگوں کا خیال ہے کہ اسکی ترتیب کو عمداً بگاڑ دیا گیا۔ اور اس میں کمی کی گئی۔ پھر ایسی کتاب کیونکر قابل تمسک ہوسکتی ہے۔

(پھر حدیث ثقلین میں یہ پہلی بات ہی غیر مفید ہوئی) اسی واسطے صاحب مجمع البیان طبرسی افسوس کرتا ہے کہ تفسیر خاصہ (شیعہ) میں نہیں یا کم ہے

۲۔ حدیث کے پہلے مبلغ انکے نزدیک (اعاذنا اللہ) منافق۔ غاصب۔ مرتد۔ اور بے دین تھے۔ یا تقیہ باز۔ پس وہ کیونکر مثبت کسی امر دینی ہوسکتے ہیں۔

۳۔ فقہ و اصول فقہ قرآن و حدیث پر مبنی ہے۔ جب اصل ہی نہیں تو فرع کہاں۔

۴۔ تاریخ چاہیئے واقعات صحیحہ کا بیان ہو۔ یہ لوگ صحابہ کے بیان میں کوئی خوبی ابوبکر و عمر کی۔ اور کوئی نقص اہل بیت کا بیان نہیں کرسکتے۔
کاش قالت الیھود لیست النصاریٰ علیٰ شئ و قالت النصاریٰ لیست الیھود علیٰ شئ پر تدبر کرتے۔

۵۔ نبوت کی ضرورت نے اختلاف ونصوت اوراس بھی نہیں آنے دیا

۶۔ علم کلام لو امور بالا پر موقوف ہے اور تقیہ کے باعث ذہنی قوی مردہ یا پژمردہ ہوجاتے ہیں

۷۔ بڑے بڑے الفاظ میں کسی معصوم کی ضرورت کو ثابت کرتے ہیں۔ مگر عملی فائدہ نہیں دکھا سکتے۔ کہ وہ معصوم کہاں اور اسکے نواب وعمال کب معصوم ہیں۔

(۱) مجھے ایکبار بمقام ماہیر کوٹلہ مولوی شیخ احمد صاحب مجتہد سے عرض کیا تھا کہ اذا جاء نصر اللہ و الفتح و رایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا سے معلوم ہوتا ہے کہ افواج در افواج لوگ دین الٰہی میں داخل ہوتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھے۔ مجھے ایک فوج کے دس بیس ہی نام بتادو۔

آپ نے اسکا جواب دیا۔ کہ پہلے اذا کی تحقیق نقلی طور پر کلام الٰہی سے ہونی چاہیے کہ آیا زمانہ حادث ہے یا قدیم۔ پاک ہے یا نجس مفصل ہے یا منفصل وغیرہ وغیرہ۔ میں عرض کیا کہ اسے لکھدیجیے

پھر ایک دفعہ میں نے ایک بار کہ نور امام علیہ السلام پیش کیا تو فرمایا آپ تو دور چلے گئے ۱۲ اور عملاً للہ کا لفظ کفایت کرتا ہے کیونکہ اپنے اندر باہر والوں میں سب منافق ہی منافق تھے تو بجائے الحمد کے قرآن اور آپ کا کلام لاحول ولا قوۃ سے شروع ہوتا الحمد للہ کا مقام تھا۔

(۲) یہ لوگ انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا پر غور کرتے تو حاشا یہ کہہ سکتے کہ اللہ تعالیٰ ۲۳ برس کی محنت اور دعاؤں کا نتیجہ غاصب الخلافۃ

گویا کہ کوئی ان کے ہاتھ پر مزکی و مطہر ہوا۔ تزکیھم کہاں گیا۔ لیستخلفنھم فی الارض کیا ہوا۔ منافق کے بارے میں تو ارشاد ہے وھموا بما لم ینالوا پس صحابہ کرام کیوں کامیاب ہوئے۔

(۳) واقعات صحیحہ۔ نفس الامریہ سے ان کو تعلق نہیں۔

یعنی اگر امام صاحب امام حسین کی ہے تو قبل از شہادت کیوں۔ پھر اسکا بروز شہادۃ توڑنا کیوں۔ اگر ان کے ہاتھ نہیں۔ تو یہ تعظیم کس بنا پر۔

(۴) امام حسین شہادۃ پاچکے۔ اور شہید کیلیے نص ہے یرزقون فرحین۔ پھر جسکو فرح عطا ہوئی اسپر گریہ یعنی چہ

(۵) سوز خواں۔ محرم کی آمد پر خوش۔ اجتماع پر خوش۔ داد پر خوش۔ صدر نشینی پر خوش خورم اور اظہار کرتا ہے رنج کا۔ غم و الم کا۔

دنیا طلبی اصل غرض ہے اور مخفی۔ اسکو جبر کی آڑ میں ہزاروں ہزار مطاعن اور قدب امور کے ذریعہ کام لیا گیا۔ اور امارت بنو امیہ کے ہاتھ آگئی۔ پھر دوسری کوشش میں عباسی بازی لےگئے۔ آخری سعی۔ علقمی اور طوسی کی ہوئی اور سلطنت کو مغل لے گئے۔

نیز اگر فرض کرلیں کہ مولی مرتضیٰ خلیفہ بلافصل بن جاتے۔ تو خلفاء راشدین کے علاوہ کیا تعلیم فرماتے۔

نکاح

نکاح کا شخصی فائدہ حفظ صحت بعض بیماریاں ہیں۔ دفع مزاحمت جو ایک بےتمیزی ہے۔ بےحیائی۔ بے مروتی ہے۔

نوعی فائدہ۔ حفظ نوع۔ تربیت اولاد۔ بے تحقیق نطفہ کی کون فکر کرے

اسلیے

جسمی طاقت۔ مالی وسعت۔ یہ ارشاد ہے و لیستعفف الذین لا یجدون نکاحا حتی یغنیھم اللہ من فضلہ فھو اغض للبصر و احصن للفرج۔
لتسکنوا الیھا
اولاد صالح۔ نساءکم حرث لکم۔ و زوجوا الولود الودود

جب ـــ ہے تو عورت طلاق لے۔ مرد طلاق دے۔ خلع یا فسخ ہو اگر فوائد باطل ہوں

مرد	عورت
”	۱۔ نفسانی ضرورتیں پوری نہ ہوں
”	قابل ولادت نہ ہو
”	معاشرہ کے نقص ہوں
نان ونفقہ نہ دیسکے	جائز شرائط کو پورا نہ کرے

طلاق

www.aaiil.org

چلنی پر جو اغراض نکاح کے منافی ہے - عورت بدزبان اور خاوند غیر صابر ہو جذام عورت کے حقوق ادا نہ ہوں - اور وہ عفیفہ نہ ہو-

وجوب طلاق جب حکم تجویز کریں - ایلا پر بعد چار ماہ کے - عدم اتفاق اور ضرر ... طلاق بتدریج - فہمائش - ترک ... حکام - شروط طلاق کے نوٹ میں فوری - لعان - ہم بستری سے پہلے - خلع میں۔

ایک ہندو اور اوہام پرستی پر گفتگو ہوئی تو ایک سکھ نے کہا ہمارا مذہب ایسا ہے صرف حمد و ثنا الٰہی ہے تمام مذاہب میں شبہات ہیں یہ بے عیب اور ... ہے - میں نے کہا اسے آپ کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں - کہا مذہب سکھ کا کمال - میں نے کہا کیا آپ اپنی ماں سے یا بیٹی سے شادی کر سکتے ہیں - کہا نہیں - میں نے کہا کیوں کیا آپ کی کامل کتاب نے یہ ... ممنوع ... یہ مسئلہ ہندو یا مسلمان مذہب سے لیں گے - میں نے کہا افسوس اس کامل کتاب پر - جو دوسرے کا محتاج کرے -

---

دہریہ

... ہے یا خوب فیہا درج کرتے ہیں افادہ کر رہی ہے - ایک دہریہ نے ہستی باری تعالیٰ پر مجھ سے پوچھا اور کہا کوئی قطعی دلیل نہیں بتا سکتے ... اور ... بعد یوں کلام شروع کیا کہ آپ ... میں نے سنا تھا کہ آپ بڑے ... فلسفی ہیں - میں نے کہا آپکو کس طرح معلوم ہوا کہ میں ... بولا کہ میں نے سنا تھا کہ آپ ... زبان ہیں ... پھر میں نے کہا کہ آپ کس تشبیہ پر آئے ... تو آپ ... خیال آگیا کہ اس نے سنا ہے ... تو حیران ہو کر خاموش ہو گیا کیونکہ ان تمام ... دلائل سے کام لیا - بلکہ باپ کے بیٹا ... نہیں بھی -

میں جب بچہ تھا میری بڑی بھاوج مجھے رکھتی اور کہانی بھی رحمہا اللہ اور انت الہادی انت الحق کہتی جاتی تھی - جب مجھے ذرا ہوش آیا تو ماں کے حضور قرآن کریم سنتا تھا - ... انت الہادی انت الحق کی تفسیر کرتا تھا ... والد صاحب کے حضور بیٹھا تو وہی صدا آئی اور سنا انت الہادی انت الحق صحیح ہے - مدرسہ میں بیٹھا تو اسکی تصدیق پائی - اب سکھ ہندو - مسلمان - یہود اور عیسائیوں سے بھی اسکی تصدیق ہوئی اور یقین ہوا پھر مجھے ... کے سفروں کا اتفاق ہوا مگر بھاوج مرحوم کا قول ہر جگہ صحیح پایا -

سفر میں ایک بادشاہ کی مجلس میں بڑے طویل و عریض مقام پر سفید چاندنی بچھی تھی ... نرم نرم ہوا کے باعث ... بیٹھنا متموج ہوتا تھا مجھے وہ متموج بھلا معلوم ہوتا تھا اور اسکی طرف متوجہ ہوا اور اسی حال میں وہ بادشاہ اپنے وزیر سے جو دہریہ مزاج تھا ہستی باری پر شاید بحث کر رہا تھا بادشاہ نے مجھ سے فرمایا کہ ہستی باری کی کوئی دلیل بیان کرو - میں نے عرض کیا کہ یہ دلربا متموج چاندنی کا - بادشاہ نے جب اس دلربا متموج کو دیکھا تو ... مرعوب ہوا اور مجھ سے فرمایا کہ کیونکر - میں نے عرض کیا کہ اس متموج کا باعث چاندنی کا ارادہ ہے یا اس میں طبعی خواہش ہے تو وزیر نے کہا کہ یہ متموج ہوا کی خاص رفتار کے باعث ہے ... چاندنی بے ارادہ ہے میں نے عرض کیا اسطرح کی رفتار اس وقت ہوا کی طبعی خاصیت سے ہے تو اس نے کہا کہ ایک خاص اقتضا ... کے باعث ہوا میں یہ خاص رفتار ہے میں نے کہا کہ یہ اقتضا من الارادہ ہے اور مجھے یقین ... تو وزیر سے زیادہ نہیں چلے گا ... سے کہا کہ غیر معلوم ... اقتضا من خارج ہے میں نے عرض کیا کہ وہ غیر ... ارادہ رکھتا ہے کہ نہیں اس پر کہا کہ ایک گریٹ پاور اس انتظام کا موجب ہے اس پر میں نے ... کہا کہ یہ اصطلاحی لفظ ہے ... گریٹ گاڈ ... جو چاہو کہو ... تب اس نے کہا کہ میں منکر نہیں بلکہ طالب دلیل ہوں -

اور ایک عظیم الشان شاہزادہ کے حضور ایسا اتفاق ہوا کہ ہم لوگ کرسیوں پر بیٹھے تھے اور نیچے دری تھی منکر ہستی باری تھا اثناء گفتگو میں اس نے ایک ڈاکٹر کو اپنا معلم بنایا میں نے کہا کہ اسے طلب فرماویں وہ بلایا گیا - میں نے ڈاکٹر سے کہا کہ یہ سیاہ تاگا دری میں ہے اس میں فطری اقتضا ہے کہ وہ سیدھا اس مقام تک ہے - اور پھر یہاں وہاں جاوے ڈاکٹر بولا - مولوی صاحب! ایک دری باف کے ارادہ نے اسکو سیدھا یا ٹیڑھا کیا مگر میں نے اس دری باف کو دیکھا ہے اور تمہارے صانع کو میں نے نہیں دیکھا - میں نے کہا ڈاکٹر! سوچ کر کہو سوچ کر کہو کیا تم نے اس دری کے دری باف کو دیکھا ہے کیا یہ سچ ہے تو کہا کہ اسکے مثل کو دیکھا ہے - میں نے کہا کہ کیا اسکے اور مثل ہے تو بولا اصل بات یہ ہے کہ میں بچہ تھا جب میں نے مولوی صاحب کو دیکھا - اسلئے میں اسوقت بحث میں دب گیا ہوں -

---

محکمہ ڈاک اور اسکے مظلوم

یہ عنوان ہے جو مستقل طور پر الحکم کے دو صفحوں میں مختلف مضامین لیے ہوئے شائع ہوا کرے گا اسپر فی الحال کسی بحث یا ریمارک کی ضرورت نہیں بجز اسکے کہ یہ صیغہ الحکم کی وسعت اشاعت ہی کا موجب نہ ہوگا بلکہ ان شاء اللہ تعالےٰ بہت سے سعید لوگوں کو اس روحانی نور الٰہی سلسلہ کی طرف متوجہ کرے گا جو اسوقت زمانہ کی ضروریات کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہے - اور الحکم کے پڑھنے کا مذاق ایک محدود اور خاص حلقہ سے نکل کر عام ہو سکے گا - اگر خدا تعالیٰ نے چاہا ان دو صفحوں کے الگ کرنے سے ہم ناظرین الحکم کا کوئی حق و حصہ نہیں لیتے جسکو وہ بخوبی سمجھ سکتے ہیں - اور ہم ان شاء اللہ تعالیٰ آج سے تین ماہ بعد کم از کم اس سلسلہ جدیدہ کے اجرا کے مفاد و ... ناظرین اور ہی خواہان الحکم کو دکھا سکیں گے -

(ایڈیٹر)

محکمہ ڈاک کا مقتل یعنی نوٹ سسٹم

بے نیازی حد سے گذری بندہ پرور کب تلک
ہم کہیں گے حال دل اور آپ فرمائیں گے کیا

قلم کی چھری سے بعض اوقات جسقدر قتل ہوتے ہیں ان کی تعداد خونریز جنگوں کے مقتولوں سے کبھی بڑھ جاتی ہے - اور پھر قلم کے مقتول ساری عمر سسکتے رہتے اور نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن کے مصداق ہو کر سر دھنتے رہتے ہیں برخلاف اس کے تلوار کے مقتول چند ہی سکینڈ یا غایت کار چند منٹوں میں اس فانی عالم سے کوچ کر جاتے اور دنیا اور اسکی کلفتوں سے رہائی پا لیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہم نے محکمہ ڈاک کا مقتل آج کا عنوان تجویز کیا ہے اور جیسا کہ ہم ابھی آگے چلکر ظاہر کریں گے شمشیر قلم کے ذریعہ بہت سے ناکردہ گناہوں کو ہمیشہ کے لیے قتل کر دیا جاتا ہے اور وہ اسی حالت اضطراری میں تڑپتے رہتے ہیں اور دیکھنے والوں کو ان پر رحم نہیں آتا بلکہ وہ ایک قلم اور چلا کر انکی حرکات مذبوحی کا تماشا دیکھتے ہیں - اگر اس قسم کے مقتولوں کی آوازیں متواتر ہمارے کانوں میں نہ آتیں اور اس فرض وہمدردی کا واسطہ دیکر جو پبلک کی نظر میں ہمارے دل میں یا دوش پر ہونی چاہیے - ہمکو مجبور نہ کیا جاتا تو ان چیخنے چلانے والوں کی کراہنے کی آوازیں بھی ایسا ہی غافل اور مدہوش رکھتیں لیکن جبکہ نوع انسان کی ہمدردی ہر انسان کا مذہبی فرض ہے اور ایک اخبار نویس مذہبی حیثیت سے نکل کر اخلاقی ذمہ داریوں کے ماتحت اس فرض کو محفوظ رکھنے کا مدعی ہے تو کیا وجہ ہے کہ وہ ان مظلوموں کی حالت زار پر توجہ نہ کرے -

اسوقت دنیا کی اخلاقی اور روحانی حالت خطرناک طور پر بگڑ چکی ہے اور کوئی کام بجز اغراض ذاتی اور مفاد شخصی کے سوا نہیں کیا جاتا اور ہر قسم کے جائز اور ناجائز طریقوں سے مطلب براری کا نام پالیسی رکھا جاتا ہے اسلیے ہم پر کسی قسم کے الزام دیے جائیں گے کہ یہ سلسلہ بھی کسی گہری سازش یا ذاتی مفاد کی غرض سے شروع کیا ہے - اور بالمقابل وہ فریق جسکے جور قلم سے ہم درد مند کی زبان ہو کر نالاں ہیں ہر طرح سے کوشش کرے گا کہ ہماری زبان بند کرے مگر وہ یاد رکھیں کہ اس زبان کے بند کرنے کا ایک اور صرف ایک ہی طریق ہے کہ اس خنجر قلم کو توڑ ڈالا جاوے جو بیگناہوں کے خون کرنے کے واسطے ہر وقت ہاتھ میں رہتا ہے - اس شور و شیون اور آہ و بکا پر غور کیا جاوے جو ان کے ہاتھوں پنجاب سرکل میں پیدا ہو رہا ہے اس قدر انٹروڈکٹری نوٹ کے بعد اب اصل مطلب کی طرف توجہ کی جاتی ہے -

نوٹ سسٹم سے یہ مراد ہے کہ جب کوئی شخص اپنے افسران بالادست کے پاس کوئی درخواست کرتا ہے تو خلاصہ اسکا یا امور ضروری متعلق اہلکار اس پر لکھ دیتے ہیں اور افسر کو اصل درخواست کے پڑھنے یا سننے کا موقع نہیں رہتا -

اس طریق کو اصل اس لیے ایجاد کیا گیا تھا کہ اعلیٰ افسروں کا بہت سا وقت بچ جاوے اور اصل مطلب کی بات انکو پہنچ جاوے - یہ طریق جناب ہمارا خیال ہے قریباً ہر محکمہ اور صیغہ میں ہے لیکن اس کے خطرناک ... میں کسیکو کلام نہیں ہو سکتا - کیونکہ جن لوگوں کے ہاتھ میں یہ کام ہوتا ہے بیچارے ماتحتوں کی قسمتوں کا فیصلہ انکی قلم میں دیدیا جاتا ہے چونکہ اصل درخواست یا عرضی دوبارہ تو پڑھی نہیں جاتی اس کے نوٹ محولہ پر لحاظ کیا جاتا ہے اس لیے کم از کم یہ امکان تو ظاہر ہے کہ اگر نوٹ نویس کو کسی شخص کے ساتھ کوئی دشمنی یا پرخاش ہے تو وہ اسکا خلاصہ صحیح یا اصلی پیش کرنے کے بجائے اسپر ایسے ریمارک کر دے جو بالادست افسر کو اسکے خلاف بھڑکانے میں تیل کا کام دے - یا ایسے الفاظ میں پیش کردے جو گستاخانہ طریق تحریر ثابت کرے -

غرض اس طریق سے بہت کچھ نقصان محکمہ ڈاک کے غریب کلرکوں اور ماتحت عہدہ داروں کو پہنچا ہے اور پہنچ رہا ہے اور افسوس کی بات ہے کہ کوئی اسکی شنوائی نہیں کرتا - بعض اوقات ایک کلرک نے کئی کئی درخواستیں عرضیاں اور اپیلیں اپنے حقوق کے متعلق کی ہیں اور انکی شنوائی نہیں ہوئی بلکہ ہر اپیل اسکے خلاف ایک مصالح جمع کر دینے میں کارآمد ثابت ہوا -

اسطریق سے ان لوگوں کو تو بے شک فائدہ ہو سکتا ہے جو نوٹ نویسوں سے کسی قسم کا ذاتی تعلق قرابتداری یا کسی اور رنگ کا رکھتے ہیں لیکن سب کے سب کسی کے آوردہ یا سفارشی تو نہیں ہوتے - پھر جن لوگوں کا کوئی سفارش کرنے والا یا قرابتدار محکمہ میں نہ ہو ان بیچاروں کی امیدوں پر تو پانی پھر گیا وہ ساری عمر کولہو کے بیل کی طرح ایک ہی حلقہ کے اندر چکر لگاتے رہیں -

غالباً اس امر کا ذکر کرنا بھی بیمحل نہ ہو گا کہ مسٹر ... سے پیشتر یہ ذبح کن طریق محکمہ ڈاک میں ایجاد نہیں ہوا تھا - اسکی وجہ یہ تھی کہ مسٹر ...

www.aaiil.org

سب کچھ صحیح لیکن اگر اس غرض کو معلوم نہ کیا جس کے لیے یہ چھوڑا ہے تو کیا فائدہ!

اپنے آپکو مشکلات میں تو ڈال لیا مگر غور تو کرو کس قدر ہیں جو یہاں رہ کر قرآن شریف کی علمی اور عملی تفسیر کا یہاں کے سوا کہیں موقع نہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کا مامور یہاں موجود ہے میں سچ کہتا ہوں میرے دل میں یہ تڑپ اور جوش ہے اور رہتا ہے کہ میرے بھائی سمجھدار اور ذہین یہاں رہیں اور قرآن شریف کے علوم حقہ کو سیکھیں اُسی طرح جس طرح صحابہ مدینہ میں رہ رہ کر سیکھتے اور پھر واپس جا کر اپنی قوم کو تبلیغ کرنے اور اُن کی اشاعت میں مصروف رہتے۔

(باقی آیندہ)

+ **فٹ نوٹ**۔ مولانا! آپ کی تڑپ اور اضطراب محض خدا تعالیٰ کے لیے ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ کر کے اُمید کی جاتی ہے کہ یہ مراد کبھی نہ کبھی وقت پوری ہو جاوے گی اور خدا تعالیٰ قوم کے دل میں اس ضرورت کی اہمیت کو القا کرے گا + لیکن میں اپنی آرزو اور تمنا کے موافق الحکم ہی کے ذریعہ آپ سے التماس کرتا ہوں! اس کام کے لیے ضرورت ہے آپ کی متواتر **تحریک** اور **تحریری** اہتمام ضرورت مسلسل **قوم** کو آگاہ کریں کہ وہ ایک شاخ **دینیات** اس التزام کے ساتھ قائم کرے جس کا ذکر میں نے الحکم کی گذشتہ اشاعت میں کیا ہے یا اگر اس سے کوئی بہتر صورت ہو۔ میں امید کرتا ہوں کہ اگر آپ یا مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی دو تین تحریریں اس ضرورت پر نکلیں تو قوم میں ایک حرکت پیدا ہو جاوے۔ اس امر کی لاریب بڑی ضرورت ہے کہ ایک جماعت ایسے لوگوں کی طیار ہو جو علوم حقہ حاصل کریں اور پھر واپس جا کر اپنے شہروں اور ملکوں میں وہ تبلیغ کا باعث ہوں۔ اگر الحکم کے ناظرین میں سے بیس شخص بھی پانچ پانچ روپے ماہوار کے وظائف دینے کا اس دینی کام کے لیے عزم بالجزم کریں تو وہ ہمیشہ کے لیے اپنے واسطے نیکیوں کا سلسلہ جاری رکھ سکتے ہیں؟

کیا کوئی ہے جو اس ضرورۃ کو محسوس کرے اور بارشاد الٰہی فاستبقوا الخیرات میں قدم آگے بڑھائے

خریداروں کو اطلاع

جو صاحب نمبر چٹ کے حوالے سے خط نہیں لکھتے وہ ہماری تعمیل معذور سمجھیں اور اپنا قصور قصور فرما دیں کیونکہ کئی مرتبہ اعلان ہو چکا ہے مگر نمبر چٹ اکثر نہیں لکھا جاتا۔

ایڈیٹر

تار کی خبریں

لندن ۱۶ فروری۔ واشنگٹن پایہ تخت صوبجات متحدہ امریکہ میں خبر پہنچی ہے کہ ۲۰ ہزار جاپانی فوج ۱۴ فروری کو کوریا کے بندر چیمالفو میں اُتری۔ جاپان اپنی بری فوج کو بطریق احسن جمع کر رہا ہے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ ملک کی حفاظت کے لیے کافی فوج پیچھے رکھ کر وہ تین لاکھ سپاہ میدان جنگ کو بھیج سکتا ہے۔ افواج کے اجتماع و نقل و حرکت میں سخت خفا سے کام لیا جا رہا ہے۔ فوجیں رات کے وقت روانہ کی جاتی ہیں

پورٹ آرتھر میں بقول روسیان ۱۴ فروری کو کوئی نئی بات وقوع میں نہیں آئی۔

ہر دو جدید خرید کردہ جاپانی کروزر موسومہ کسوگا و نشین جو اٹلی کے شہر جینوا سے پچھلے مہینہ انگریز افسروں اور ملاحوں کی نگرانی و اہتمام میں روانہ ہوئے تھے بخیریت جاپانی بندرگاہ یوکوسوکا میں پہنچ گئے ہیں۔

فرشمہ [illegible] پانچ کروڑ روبل کی مالیت کے کرنسی نوٹ جاری کیے ہیں اور روبل [illegible] کی برابری۔

سنگاپور کے اخبارات کو تار آئے ہیں کہ جاپانیوں نے روسی [illegible] اور مانچوریا ریلوے کے متعلق [illegible] روسی سفیر چینی بندر شنگھائی اور [illegible] مسافر سے جاپان [illegible] پکڑ لیے ہیں

چار انگریزی مصافی جہاز موسومہ [illegible] جو امیر البحر کا [illegible] اور [illegible] وغیرہ ۱۱ فروری کو بندر [illegible] پہنچ گئے [illegible] کا وزن ساڑھے دس ہزار ٹن ہے۔ باقی دو اس سے زیادہ وزنی اور [illegible] ہیں۔ (وطن)

جاپان نے بھی [illegible] کی میعادی نوٹ جاری کیے ہیں جو ہر دو خریداروں کو پانچ فیصدی سالانہ سود دے گی۔ اور ایک سو کے نوٹ کو ۹ میں بیچے گی اس کا روپیہ سرکار پانچ سال گذرنے پر ادا کرے گی۔ دیگر [illegible] بھی پراہمیسری نوٹوں کی طرح بازار میں بک سکیں گے۔ جاپانی سکہ میں [illegible] کے برابر ہے۔

ایک انگریز تجارتی جہاز موسومہ [illegible] پر پندرہ سو جاپانی جو روسی بندر ولاڈی ووسٹاک میں کاروبار کرتے تھے شمالی جاپان کے بندر ہاکوڈیٹ میں پچھلے دنوں پہونچے۔

جاپانی سرکاری نوٹوں کا بھاؤ بھی اوائل جنوری میں بہت گر گیا تھا جن سے ہنڈیاں کی منڈی یعنی سرکاری کاغذات و تمسکات کی خرید و فروخت کے بازار کے بہت سے دلال

تقریباً دیوالیہ ہو گئے اب بے اطمینانی کے ابھی جلد دور ہونے کی توقع نہیں۔

چین و جاپان۔ ملکہ چین نے ظاہر کیا ہے کہ چین اس جنگ میں روس کے برخلاف جاپان کا ساتھ دے گا اور مانچوریا کی سلامتی کے لیے جو چین کا صوبہ ہے بلا تامل جنگ کریگا اس اچانک اعلان پر پیکن کے بازاروں میں لوگوں کے جھمگھٹے لگ رہے ہیں اور عام حیرانی ظاہر کی جا رہی ہے۔ چینی محکمہ جنگ کے عہدہ دار سارا دن ملکہ کی خدمت میں حاضر رہ کر باہم صلاح و مشورہ کرتے رہے اور سیکڑوں اردلی ایک دفتر سے دوسرے دفتر کو دوڑتے رہے۔ عام خیال ہے کہ چین بہت جلد عملی کارروائی کرنے والا ہے۔

ایک روسی جہاز آج کولمبو پہنچا۔ اور یہ سنکر کہ لڑائی چھڑ گئی ہے آنے جانے سے رک گیا ہے۔ وہ تا احکام ثانی وہیں رہیگا۔

روسی بیڑہ جہازات موسومہ بیڑہ کے مصافی جہازات آسلی ابیامار ورا۔ تومتری و دانسکی۔ اور چند تارپیڈو کشتیوں کو تا احکام ثانی بندر جیبوتی میں رہنے کا حکم لایا ہے (یہ وہی جہازات ہیں جو ایک ہفتہ معرض اخفا میں رہے۔ ممکن ہے یہ خبر بھی جزیرہ منی کوئی وغیرہ کی خبروں کی طرح منگھڑت یا محض قیاسی ہی ہو۔ جیبوتی مشرقی افریقہ کے وسط میں انگریزی سومالی لینڈ اور اطالین علاقہ حبش اور خاص حبش کے درمیان ایک فرنچ بندرگاہ ہے۔ وہ آبنائے باب المندب کے جنوب میں ہے اور عدن شمال مشرق میں۔ عدن اور جیبوتی میں ڈیڑھ سو میل کا فاصلہ ہے۔ انگریزی بندر زیلع بالکل جیبوتی کے قریب ہے۔ فرانس اسے فوجی احکامات معتبر ان سامان حرب و رسد اور وہاں جہازات کے لحاظ سے عدن ثانی بنانے کے درپے ہے۔ وطن)

سینٹ پیٹرز برگ (پایہ تخت روس) میں خبر چاہیے کہ جاپانی افواج کی معقول جمعیت (باربرداری کے جہازوں پر سوار) جو جاپانی کروزروں کی حفاظت میں خلیج لاؤ تنگ کو جا رہی ہے کہ خشکی پر اُتر کر پورٹ آرتھر کے قریب روسی انخوری ریلوے لائن کو توڑ دے (خلیج لاؤ ٹنگ نقشہ میں دکھا دی گئی ہے۔ وہ پورٹ آرتھر کے مغرب اور خلیج پیچلی کے شمال میں ہے۔ وطن)

جاپانی نقصان۔ جنوبی جاپان کے بندر ناگا ساکی میں افواہ ہے کہ روسیوں نے ایک جاپانی ٹرانسپورٹ (باربرداری کا جہاز) جس پر ۱۸ سو بری سپاہ سوار تھی غرق کر دیا ہے۔

بدبختی۔ چینی بندر چیفو سے ایک تار برقی آیا ہے کہ پورٹ آرتھر کے قلعوں کے روسی

گولندازوں نے تین روسی تارپیڈو کشتیوں کو جاپانی بیڑہ کا قلعہ تصور کر کے گولوں کی تابڑ توڑ بارش سے غرق کر دیا۔

افواہ۔ کولمبو کے اخبار کے ذریعہ کلکتہ میں شب گذشتہ یہ خبر پہنچی۔ ہانکو چین کے اندرونی حصہ کے شہر سے ۱۵ فروری کو ساڑھے پانچ بجے یہ تار بھیجا گیا ۱۴ ماہ حال کی رات کو روسیوں نے چھ جاپانی جنگی جہاز غرق کیے۔ روسیوں کا کچھ نقصان نہ ہوا۔ جاپانیوں نے خلیج کن چو کے ساحل پر تیس ہزار فوج اتاری وہاں اڑھائی سو روسی کاساک (سوار) موجود تھے۔ جو تلوار سے قیمہ قیمہ کر دیے گئے۔ روسی اخبارات نے لڑائی کی موجودہ رفتار پر ابھی کوئی قابل ذکر ریمارک نہیں کیا۔ جاپانیوں کی تحاویز سے پایا جاتا ہے کہ وہ خشکی پر بھی جمعیت کثیر دشمن پر حملہ کرنے کی فکر میں ہیں۔

روسی وسطی مانچوریا کے شہر نو چیانگ کو قلعہ بند کر رہے ہیں۔ اور بحری و زخمی دستوں کو از سر نو مرتب کر رہی ہیں۔

جو جاپانی باشندے ولاڈی ووسٹاک سے ٹوکیو آئے ہیں انکا بیان ہے کہ وہاں حملہ کے روکنے کے لیے کچھ تیاری نہیں کی گئی۔ نہ روسیوں نے دہانہ پر کوئی تار پیڈو سمندر میں رکھے ہیں نہ سرنگیں بنائی ہیں۔ اور جو دس تارپیڈو کشتیاں وہاں ہیں وہ سمندر کے منجمد ہونے کی وجہ سے ایک جگہ جکڑی ہوئی ہیں۔

روسی دریا یالو کے شمالی کنارہ پر فوج جمع کر رہے ہیں انکو خیال ہے کہ جاپانی زور حملہ اسی موقع پر کریں گے تاکہ ریلوے لائن کو توڑ کر پورٹ آرتھر اور ولاڈی ووسٹاک کے درمیان آمدورفت کا سلسلہ منقطع کر دیں۔

دو جاپانی تارپیڈو شکن جہازوں نے ۱۴ فروری کو روسی جہازات مقیم پورٹ آرتھر پر تارپیڈو چلانے کے لیے حملہ کیا۔ مگر سخت برف باری کے طوفان نے جس سے تاریکی چھا رہی تھی ان کی کوشش کو بیکار کر دیا اور وہ واپس ہٹ گئے۔ تاہم وہ تارپیڈو چلا گئے۔ جو خیال ہے کہ ایک روسی جہاز کو جا لگے۔

علاقہ ناف کے شہر باکو میں ارمنی لوگ زار کی فتحیابی کی دعا گرجہ میں مانگ رہے تھے کہ کسی نے ایک بم کا گولہ پادری پر پھینک دیا کئی شخص زخمی اور دو ہلاک ہوئے (ناظرین وطن کو معلوم ہے کہ ارمنی رعایا روس کے جدید احکام اور خاصکر مذہبی معاملات اور جائدادوں کے متعلق روسی حکومت کی حملت سے سخت ناراض ہو رہے ہیں۔ یہ گولہ انہی میں سے کسی نے پادری پر چلایا ہوگا۔ کہ ان ظالموں کی فتحمندی کی دعا مانگنے کے لیے کیوں اپنی جماعت کو جمع کیا۔ وطن)

افواہ ہے کہ زار نے ترکستان کے گورنر کو حکم دیا ہے کہ اگر انگلستان تبت میں یا کسی اور طرف کچھ بھی پیشدستی کرے تو فوراً افغانستان پر حملہ کر دے۔

اشتہار۔ جواب ترک اسلام کا نام نور الدین رکھا گیا ہے قیمت ۸ر درخواستیں حکیم فضل دین صاحب مالک مطبع ضیاء الاسلام کے نام آنی چاہئیں۔

www.aaiil.org

جنگ جاپان و روس

آغاز جنگ

(از لنڈن ۹ فروری صبح کے دس بجے) روسی امیر البحر الیکسف گورنر مانچوریا وغیرہ نے اپنی حکومت کو تار دیا ہے۔ کہ جاپانی تارپیڈو کشتیوں نے ۸ و ۹ فروری کے درمیانی رات کو بوقت نصف شب ان روسی جنگی جہازوں پر جو بندر آرتھر سے باہر کھلے سمندر میں لنگر زن تھے۔ حملہ کیا۔ جس میں ہمارے دو مصافی جہاز "ریت وزن" اور "زارویچ" اور ایک کروزر جہاز "پلاڈوا" کو نقصان پہنچا۔ جنگی جہازوں کی بلحاظ جسامت و ساخت و عمل چند قسمیں ہیں۔ سب سے اعلیٰ مصافی جہاز ہیں۔ جس کو سمندر کے قلعے کہنا چاہیئے۔ یہ عموماً دس بارہ ہزار سے لیکر اٹھارہ بیس ہزار ٹن وزن کے ہوتے ہیں انکی رفتار بوجہ گران وزنی زیادہ نہیں ہوتی۔ اوسط رفتار ۱۵ میل فی گھنٹہ ہے ان پر چھوٹی توپوں کے علاوہ چار پانچ کے قریب کلاں ترین توپیں ۱۲ انچ قطر کی نال کی ہوتی ہیں اور عموماً ڈیڑھ دو فٹ موٹی فولادی زرہ سے سب طرفوں سے محفوظ ہوتی ہیں یہ جہاز محض لڑائی کے لئے مقصود ہوتے ہیں۔ ایک مصافی جہاز پر بالاوسط ۵-۶ کروڑ روپیہ خرچ آتا ہے۔ اور خواہ کتنی جلدی کی جائے۔ ڈیڑھ دو سال سے پہلے تیار نہیں ہو سکتا۔ دوسری قسم کروزر یعنی گشت کنندہ کہلاتی ہے۔ یہ بھی عموماً زرہ پوش ہوتے ہیں اور اعلےٰ درجہ کے کروزر جہاز کا وزن بالاوسط ۸-۹ ہزار ٹن ہوتا ہے اور عموماً چند بھاری توپیں بھی ان پر ہوتی ہیں۔ یہ بھی ایک طرح سے مصافی جہاز ہوتا ہے فرق یہ ہے کہ مصافی جہاز سست رفتار ہوتا ہے اور کروزر تیز رو۔ اور اس وجہ سے دشمن کے تعاقب طلایہ رسانی اور تمام ایسے کام جن میں تیز روی درکار ہو۔ اس سے لئے جاتے ہیں۔ بالفاظ مختصر ان دونوں میں وہی فرق ہے۔ جو بری فوج کے قلعہ شکن توپخانہ (فیلڈ بیٹری) اور اسپی توپخانہ میں ہے [illegible] بلحاظ جسامت و ساخت پھر چند درجوں [illegible] سے اتر کر آگن بوٹ ہیں جو عموماً [illegible] ہزار ٹن کے ہوتے ہیں۔ بڑی لڑائی [illegible] مصافی جہاز کروزر۔ آگن بوٹ سب اپنی اپنی [illegible] کام دیتے ہیں جس طرح بری معرکہ میں پیدل [illegible] توپخانہ [illegible] مگر فرداً فرداً وہ زیادہ

تر دشمن کے تجارتی جہازوں کو تاخت و تاراج کرنے کا ہی کام دے سکتے ہیں۔ جسوقت تک کے بحری آلات و جہازات میں سب سے خطرناک شئے تارپیڈو کشتی ہے۔ اس کا وزن ۱۰-۲۰ ٹن سے زیادہ نہیں ہوتا مگر وزنی سے وزنی مصافی جہاز کو بھی چشم زدن میں تہ و بالا کر دیتی ہے اور اس کے توڑ میں وہی حکم رکھتی ہے جو خشکی کے قلعہ کے لئے سرنگ پہلے تارپیڈو کشتی کو تارپیڈو چلانے کیلئے جہاز کے قریب لانا پڑتا تھا۔ اب تارپیڈو یا بحری بان ایسا ایجاد ہو گیا ہے۔ کہ کشتی کو جہاز سے دو ہزار گز کی مسافت پر رکھکر اگر اسے جہاز پر پھینکا جائے۔ تو بھی جہاز کا ستیاناس کر دیتا ہے۔ تارپیڈو کشتی بوجہ کم وزنی و ساخت خاص ۳۰ میل فی گھنٹہ چل سکتی ہے اس بلائے مبرم کے دفعیہ کے لئے تارپیڈو شکن جہاز ایجاد ہوئے ہیں۔ جن کا وزن ۳-۴ سو ٹن کا ہوتا ہے اور ان پر نہایت تیز چلنے والی توپیں رکھی جاتی ہیں۔ تاکہ تارپیڈو کشتی کو دیکھتے ہی جبکہ وہ ابھی ۳-۴ میل کے فاصلہ پر ہو۔ اس پر تابڑ توڑ گولوں کی بارش کر کے اسے اتنا قریب آنے سے پہلے ہی جہاں سے وہ موثر طور پر تارپیڈو چلا سکے فنا کر دیا جائے تیسری قسم سطح کے نیچے چلنے والی کشتی کی ہے۔ اس سے مقصود یہ ہے کہ پانی کے اندر سطح کے نیچے نیچے بے معلوم طور پر بڑھکے آکر غنیم کے جہازوں کو تارپیڈو لگا کر اڑا دے یہ تازہ ایجاد ہے اور ابھی اس کے اثر کا عملی امتحان نہیں ہوا۔ موجودہ جنگ میں اس کا حسن و قبح ظاہر ہو جائیگا۔ مصافی جہاز زارویچ روسی بیڑہ مقیم مشرق اقصےٰ کا بہترین جہاز تھا وزن ۱۳ ہزار ٹن تھا اور اس کے انجن ۱۶ ہزار تین سو گھوڑوں کی طاقت کے ہیں۔ زرہ ۱۱ و سات انچ دبیز ہے اور رفتار ۱۸ میل فی گھنٹہ۔ اس پر ۴-۱۲ انچ قطر کی ۶ انچی اور دس ۳ انچی توپیں تھیں جن سب کی ایک باڑھ کے گولوں کا وزن ۴۴ من ہوتا ہے۔ جہاز ریت وزن تقریباً اس کے برابر ہے۔ کروزر پلاڈا کا وزن ۶ ہزار ۱ سو ٹن تھا۔ رفتار ۲۰ میل اور اس پر ۸ چھ انچی قطر کی توپیں تھیں۔ (وطن) زار نے ماسکو جا کر دعا مانگنے کا عزم ملتوی کر دیا ہے جاپان کا ایک بیڑہ کوریا کے بندر چلفو کو روانہ ہوا ہے۔ قیصر جرمنی نے جنگ کی وجہ سے بحیرہ روم کا مجوزہ دورہ ترک کر دیا ہے۔ روسی جنگی جہاز پچھلے ہفتہ اسلئے پورٹ آرتھر سے گئے تھے کہ ان جہازوں کو جن پر روسی فوج کا ایک پورا ڈویژن سوار تھا بحفاظت دریا یالو تک پہنچا آئیں۔ جاپان کو جب یہ معلوم ہوا۔ تو اس کا پیمانہ صبر چھلک گیا۔ اور اس نے جنگی کارروائی شروع کر کے تین روسی تجارتی جہاز جنپر گولہ و رسد بارتھی پکڑ لئے۔ خبر ہے کہ ساسی بو کے قریب دو اور روسی تجارتی جہاز پکڑ لئے گئے (دریا یالو کوریا اور مانچوریا کے درمیان بہتا ہے ایک ڈویژن میں بالاوسط دس بارہ ہزار سپاہ (پیدل و سوار و توپخانہ) ہوتی ہے۔ ساسی بو جنوبی جاپان میں اہم بحری مرکز ہے۔ (وطن) فرانس و روس۔ روسی چینی مقام شان ہیکوان کو [illegible]

ہیں اور فرانس کو اس کا قبضہ دے گئے ہیں۔ فرنچ مقبوضہ ٹانکن سے ایک فرنچ پلٹن مقام مذکور کے قلعوں پر قبضہ کرنے کیلئے پہنچا چاہتی ہے۔ سردست صرف ایک فرنچ سنتری وہاں فرنچ جھنڈے کی حفاظت کر رہا ہے مقام مذکور میں انگلستان کی طرف سے جو شخص مامور ہے۔ اس نے اعتراض کیا ہے کہ فرانس اس پر قبضہ نہیں کر سکتا [illegible] مقیم علاقہ پیکن کا اعلیٰ افسر جنرل ونڈلس بھی روانہ کیا ہے (شان ہیکوان۔ مانچوریا۔ پیکن لائن ریلوے لائن کا اہم سٹیشن ہے اور پورٹ آرتھر سے بجانب مغرب عین ساحل پر واقع ہے۔ وطن) ٹائمز کا بیان ہے کہ جاپان نے آخری مراسلہ میں روس سے صرف یہ چاہا تھا کہ وہ چین کی سلامتی کا تحریری عہد لکھدے۔ جاپان نے اتنی نرمی برتی تھی کہ اس نے مانچوریا سے روسی سپاہ میں سے ایک سپاہی تک کے واپس بلائے جانے کا بھی مطالبہ نہ کیا تھا۔ نہ یہ تقاضا کیا تھا کہ روس مانچوریا میں جو دخل حاصل کر چکا ہے اس کو کچھ بھی کم کر دے۔ **جاپان** نے اعلان کیا ہے کہ اس نے چھ درخواستیں بغرض جواب پیش کی تھیں۔ مگر کسی کی روس نے پرواہ نہ کی اس سے ثابت ہو گیا کہ اسکی نیت بخیر نہیں۔ اور زیادہ توقف کرنا جاپان کے حق میں سم قاتل تھا۔ جاپانیوں نے روسیوں کا ایک ڈاک کا جہاز بھی جو انوار کو تنگھا سے چلا تھا پکڑ لیا ہے **چینی** جنگ شروع ہو جانے سے مشوش ہو کر پیکن میں فوج جمع کر رہے ہیں۔ مقام لو چینگ کو (جو مانچوریا میں پورٹ آرتھر سے دو سو میل کے فاصلہ پر اور ساحل سے ۴۰ میل اندر ریلوے لائن پر واقع ہے۔ وطن) یورپین باشندے چھوڑتے جا رہے ہیں۔ ۸۵ ہزار جاپانی فوج جو ہر طرح سے لیس ہے جاپان سے عنقریب براہ سمندر کوریا میں داخل ہونیوالی ہے۔ پیکن کے سفارتخانوں کی محافظ فوجیں بڑھا دیگئی ہیں۔ **افواہ** ہے کہ چین نے کوریا کو مطلع کیا ہے کہ ہم بظاہر جاپان کے طرفدار ہیں لیکن درباطن روس سے معاہدہ کر چکے ہیں اور ہمارا ارادہ ہے کہ جب روس اور جاپان دونوں جنگ سے کمزور ہو جائیں۔ تو دونوں سے اپنا بدلہ لیں کوریا بھی یہی انداز اختیار کرے۔ یہ اندازہ غلط ہے کہ روس نے پورٹ آرتھر میں دو لاکھ سپاہ کیلئے دو برس کی خوراک جمع کر رکھی ہے۔ موجودہ ذخیرہ چھ ماہ کیلئے بھی کافی نہیں۔ اور اگر جاپانیوں نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ اور اس نے طول کھینچا تو شہر کی صفائی کا انتظام ناقص ہونے کی وجہ سے باشندوں کی صحت پر برا اثر پڑے گا۔ ان نقصوں کے ظاہر ہونے پر ایڈمرل الیکسف نے کئی اہلکاروں کو برطرف کر دیا ہے۔ اور چند کو سزا بھی دی ہے جھیل بیکال کے کنارہ پر بہت سی ٹرینیں ہر وقت تیار کھڑی رہتی ہیں۔ تاکہ بصورت جنگ ایک لاکھ فوج مانچوریا پہنچ جائے۔ یہ جھیل سائبریا کے وسط میں کوریا سے ۱۲ سو میل بجانب غرب اور سینٹ پیٹرسبرگ سے تین ہزار میل بجانب شرق ہے۔ یہ اس وقت منجمد ہے روسی اسکی سطح پر ہی لائن بچھا رہے ہیں موسم گرما میں

اس پر جہاز چلتے ہیں دونوں طرف ریلوے لائن ہے۔ وطن) آرمن بیڑہ جہازات مقیم مشرق اقصےٰ کے لئے سامان رسد وغیرہ کا مخزن چینی بندرگاہ شنگھائی بجائے جس پر چین کا قبضہ ہے ٹھا دیا ہے بدر مقام جاوامین بنایا گیا ہے۔

از لنڈن ۹ فروری وقت ۸ بجے شام

روس نے ایک اعلان شائع کیا ہے جس میں جاپانی و روسی نامہ پیام کا خلاصہ دیکر بتایا گیا ہے کہ روس کا منشا جنگ کا نہ تھا۔ جاپان نے خواہ مخواہ جنگ چھیڑ دی ہے **جاپانی** تارپیڈو کشتیوں کے شبخونی حملہ میں روسی جہاز پلاڈا تو بالکل ہی ڈوب گیا۔ اور زارویچ اور ریت وزن کو بہت نقصان پہنچا۔ جاپانی حملہ آور بیڑہ میں ۶ زرہ پوش جہاز تھے **امریکہ** نے دول یورپ کو تحریک کی ہے کہ سب ملکر جاپان و روس کو لکھیں۔ کہ جنگ کے دوران میں اور اسکے بعد بھی چین کی سلامتی و حیادت مد نظر رکھیں۔ اس میں ہرگز کسی طرح کا خلل ڈالنے کی کوشش نہ کی جائے۔ امریکن بیڑہ جہازات مقیم جزائر فلپائن جنگ کے حالات سے مطلع رہنے کے لئے بحیرہ چین کو گیا ہے۔ **روسی** رعایا مقیم جاپان کی حفاظت کا ذمہ جو دوسرے ملک میں ہو۔ ہر فریق کے دوستدار سلطنت لے لیتی ہے۔ کیونکہ خود متخاصم فریق مقابل کے ملک میں اپنا کوئی سفیر یا قونصل رہ جانے سے اپنی رعایا کے حقوق کی کچھ نگرانی نہیں کر سکتا ذمہ لینے والا ملک اپنے سفیر اور قونصلوں کی وساطت سے یہ کام سرانجام دیتا ہے۔ وطن) **جاپانی** حکومت نے اپنی کل قلمرو میں جنگی قانون نافذ کر دیا ہے۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ اپنی رعایا سے اسے کسی طرح کا خطرہ ہے **جاپان** میں قومی حکومت ہے یعنی بادشاہ و رعایا ایک ہی قوم اور مذہب کے ہیں۔ اس قانون کے نفاذ کا یہ مطلب ہے۔ کہ جنگی اغراض و مصالحہ اس کے مقتضی ہیں کہ اپنا یا بیگانہ فوجی نقل و حرکت اور تجاویز سے آگاہ نہ ہونے پائے۔ تاکہ ان کے ذریعہ دانستہ یا نادانستہ غنیم کو اطلاع نہ پہنچ جائے ان معاملات کے اخفا کے لئے جنگی قانون نافذ کر دیا جاتا ہے۔ کہ جو شخص کسی راز کو معلوم کرنا چاہے یا کسی اور بیجا حرکت کا مرتکب ہو وہ فوراً پکڑ لیا جائے اور سرسری تجویز کے بعد کیفر کردار کو پہنچا دیا جائے۔ وطن) **روس** کے پایہ تخت میں رعایا نے تعلقات منقطع ہونے پر جوش حب الوطنی کے اظہار میں کل ۸ فروری کو دھوم دھام سے جلسے کئے۔ مگر آج ۹ فروری کو جب پورٹ آرتھر کے واقعہ کی اطلاع آئی۔ تو کل روسی غنیم کی اس مستعدی اور جسارت و کامیابی پر ششدر رہ گئے۔ روسی سیر پڑے متعجب ہیں کہ جاپان نے بلا اعلان جنگ لڑائی شروع کی سینٹ پیٹرزبرگ کے کوچہ و بازار میں جوش میں بھرے ہوئے باشندوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ رہتے ہیں آج رات شاہی محل میں محفل رقص ہونے کو تھی۔ اب نہیں ہوگی

لنڈن ۱۰ فروری۔ دوسرا حملہ۔

بقول ایڈمرل الیکسف پندرہ جاپانی مصافی جہاز

جہازون نے ۱۰ فروری کو پورٹ آرتھر پر گولہ باری کی۔ اور وہان کے روسی جہازون پر بھی۔ روسی مصافی جہاز پالشوا۔ اور کروزر جہازات ڈایانا۔ اسکولڈ اور نووک کو نقصان پہنچا۔ (مصافی جہاز پالشوا کا وزن ۱۱ ہزار ٹن ہے۔ اور رفتار ۱۹ میل یہ جہاز نسبتاً نیا ہے۔ کروزر ڈایانا کا وزن ۳۲ سو ٹن اور رفتار ۲۵ میل ہے۔ وہ تیز ترین کروزر تھا۔ وطن) شبخون مین جن دو روسی مصافی جہازون کو نقصان پہنچا تھا۔ وہ کنارے سے لگا دیئے گئے ہیں۔ گہرے پانی میں رکھنے کی صورت مین ان کے ڈوب جانے کا اندیشہ تھا۔ ان دونون جہازون کی وجہ سے پورٹ آرتھر کے بندر کا دہانہ رک گیا ہے۔ ۹ فروری کو بحری معرکہ میں جاپانی امیرالبحر ٹوگو بھی موجود تھا۔ جاپانی بیڑہ مین چھ مصافی جہاز تھے مفصل حالات یہ ہیں۔ شبخون کے بعد جاپانی بیڑہ واپس چلا گیا۔ دوسرے دن دس بجے چار جاپانی کروزر پورٹ آرتھر کے قریب آئے روسی جہازات نے (ان کو ملوانے کے) بے وقوف سمجھ کر تعاقب کیا۔ کچھ دور گئے تھے کہ جاپانی بیڑہ کا بڑا حصہ لڑائی پر تیار پایا گیا۔ اور دونون بیڑون میں لڑائی شروع ہوگئی۔ پورٹ آرتھر کے روسی قلعون سے بھی جاپانی بیڑہ پر گولہ باری کی گئی۔ کچھ دیر لڑائی کرکے جس مین متذکرہ روسی جہازون کو نقصان پہنچا۔ جاپانی بیڑہ واپس چلا گیا۔ بظاہر حالات اس کے کسی جہاز کو کوئی صدمہ نہ پہنچا۔

تیسرا معرکہ اسی دن ۹ فروری کو جاپانی بیڑہ کا کچھ حصہ کوریا کے بندرگاہ چیمولپو میں پہنچا۔ یہان دو روسی جنگی جہاز کروزر وریاگ و کروزر کوریٹز موجود تھے۔

آخرالذکر جاپانی گولون سے غرق ہوگیا اور وریاگ جل اٹھا۔ اور بالکل نکارہ ہوگیا۔ اس کے کچھ ملاح خشکی پر پہنچ گئے۔ جن کو جاپانیون نے پکڑ لیا۔ باقی غرق ہوگئے۔ جاپانی بیڑہ کا خفیف نقصان ہوا۔ اس بیڑہ کی پناہ میں معمولی جہازون پر چند ہزار جاپانی فوج بھی گئی تھی۔ جو بندر میں اتار دی گئی۔ خبر ہے کہ اسی دن مغربی و جنوبی کوریا کے کئی دیگر موقعون پر بھی جاپانی فوج اتاری گئی (کروزر وریاگ کا وزن ۶ ہزار سو ٹن تھا۔ اور رفتار ۲۵ میل پچھلے سال یہ جہاز خلیج فارس اور کراچی ہوتا ہوا خلیج فارس کی طرف گیا تھا اور بیان کیا گیا تھا کہ اس عظیم الشان جہاز کو دیکھ کر باشندگان سواحل خلیج فارس روس کی طاقتوری کے اور بھی قائل ہوگئے تھے جاپانی طاقت نے جس کا نام بھی شاید اور بہت سے اکثر لوگ نہ جانتے ہون گے۔ اس عظیم الشان نشان کو چشم زدن میں نابود کر دیا۔

چنانچہ وریاگ کی کلانی کا خیال دور کرنے کے لیے انگریزی حکومت نے اپنی دونون دو طاقتور جہاز وہان بھیجے تھے اور لارڈ کرزن بھی زیادہ تر اسی خیال کو بالکل محو کرانے کے لئے چار بڑے طاقتور جہازون کا ہمراہ لے گئے تھے۔ وطن) امریکہ نے اعلان کیا ہے کہ وہ بالکل الگ تھلگ رہیگی۔ **جاپانی حکومت** نے بھی نامہ و پیام کے متعلق طویل بیان شائع کرکے لکھا ہے کہ جاپان نے کیون جنگ شروع کی **متذکرہ بالا** واقعات کی وجہ سے یورپ کی منڈیون میں روسی ہنڈیون کا بھاؤ ڈیڑھ فیصدی گر گیا۔ اور جاپان کی ہنڈیون کا ½ فیصدی بڑھ گیا۔ تمام دنیا کے اخبار جاپانیون کو اس شاندار ابتدا پر مبارکباد دے رہے ہیں حتی کہ جرمن اخبار بھی۔ جو پہلے جاپانیون پر تمسخر اڑاتے تھے۔ اب اس کے برعکس روسیون پر قہقہہ لگا رہے ہیں جو جاپان کو بلا اعلان حملہ کرنے پر ملزم ٹھہرا رہے ہیں۔ زار نے آج منشور شاہی صادر کیا ہے جو جنگ کے اعلان کے مرادف ہے۔ جن فوجی اور بحری ماہران فن نے یہ اندازہ لگایا تھا کہ جاپانی اعلٰے قابلیت رکھتے ہیں۔ وہ اپنے قیاس کی صحت پر خوش ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ پورٹ آرتھر والے حملہ تارپیڈو دان نے ہمارے قیاس کو حرف بحرف صحیح ثابت کر دکھایا ہے ایک اعلٰے افسر بحری کا بیان ہے کہ جاپانی ملاح دنیا بھر میں بہترین ہیں۔ پندرہ دن کی تربیت کے بعد وہ بڑے سے بڑے جہاز کو چلانے کے قابل ہوجاتے ہیں نجومی مبصرون کی رائے ہے کہ جاپانی سپاہی بھی اپنے بحری بھائیوں کیطرح دنیا کو اپنے کارنامون سے حیران کردیں گے۔

لنڈن ۱۱ فروری۔ بحری افسرون کی کمی کی وجہ سے روسی بحری فوج کے تمام آفسائیون کو اعلیٰ عہدے لفٹنٹ وغیرہ کے دیئے گئے ہیں (آفسائیں بحری فوج مین سب سے چھوٹا عہدہ دار ہوتا ہے جسے مڈلر کے مشابہ سمجھنا چاہیئے۔ وطن) زار نے ان کو بروقت ترقی ان الفاظ سے مخاطب کیا "ایک دغاباز دشمن نے رات کی تاریکی مین بلا کسی اشتعال اور وجہ موجہ کے ہمارے قلعہ اور بیڑہ پر حملہ کیا ہے" ایم کورینو جاپانی سفیر سینٹ پیٹرزبرگ سے روانہ ہوگیا ہے **پورٹ** آرتھر کے معرکون سے یورپ کے اخبارات کا انداز بدل گیا ہے۔ دارالتخت آسٹریا کے کئی اخبارات جاپانیون کے نمایان کارنامون کی بے انتہا تعریف کر رہے ہین۔ اور برلن کے لوگ بھی بالعموم جاپانیون کے مداح دیکھے جاتے ہیں۔ [illegible] روسی جہازات وریاگ اور کوریٹز کے تباہ ہونے پر ان کے ملاحون وغیرہ نے فرنچ جہاز پیسکل پر پناہ لی۔ بقول روسیا پورٹ آرتھر کے معرکون میں ۲ روسی ہلاک اور ۱۲ زخمی ہوئے۔ انگلستان نے بھی متخاصمین سے الگ تھلگ رہنے کا اعلان کر دیا ہے۔ [illegible]

ہیں۔ وطن) اڑا دیا ہے۔ اس حادثہ میں ۹۰۳ روسی ہلاک ہوئے۔ کوریا کے مقامات سے۔ چنگ سینگان اور تاسی جیو کے درمیان ٹاکوئون نے تار کاٹ دیا ہے۔ **جاپان** کے شہر کوبی اور چین کے بندر سنگھائی میں جاپانی فتوحات پر بڑی خوشیان منائی جا رہی ہیں۔ **روسی فوج** مانچوریا کی طرف سے دریا یالو کو عبور کرکے کوریا میں داخل ہوگئی ہے اور جنوب رویہ بڑھتی آرہی ہے۔ **انگلستان امریکہ** کی مندرجہ بالا تجاویز کا موید رہے گا۔ تمام مبصرین کا اتفاق ہے کہ ابتدائی بحری فتوحات سے جاپان بری فوج کو جہان چاہے اتارنے اور پہنچانے کے قابل ہوگیا ہے **جاپانی** اور روسی افواج کے ہمراہ انگلستان کیطرف سے چند فوجی افسر رہیں گے (ایک معاصر نے لکھا ہے یہ افسر اسلئے ساتھ رہیں گے کہ فریقین کی نگرانی کرتے رہیں اور اس کا خیال رکھیں کہ وہ راہ راست سے تجاوز نہ کرنے پائیں۔ یہ غلط ہے انگلستان یا کسی اور طاقت کو محتسب جنگ کا منصب حاصل نہیں۔ ہر سلطنت جس کے فریقین سے سفارتی تعلق ہون۔ بموقعہ جنگ اپنے بحری اور بری افسر مقابل افواج کے ساتھ رہنے کو بھیج سکتی ہے۔ جس سے بڑی غرض یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنی آنکھون سے واقعات کو مشاہدہ کرکے طریق معرکہ آرائی وغیرہ کے متعلق اپنے تجربہ اور علم کو بڑھائیں اور جو بات مفید نظر آئے۔ اس کو اپنی فوج میں بھی رائج کرنے کیلئے نوٹ کرلیں۔ اور کل مشاہدات کا لب لباب اپنے محکمہ جنگ کے سامنے پیش کریں۔ تاکہ اگر وہ کسی امر کو پسند کرے تو اپنے افسران اور فوج کو اس سے آگاہ کرے۔ چنانچہ جنگ ہسپانیہ و امریکہ و محاربہ ٹرانسوال میں ترکی افسر بھی اسی غرض سے بھیجے گئے تھے اور یقیناً محاربہ جاپان و روس میں بھی انگلستان کے علاوہ ترکی اور دیگر سلطنتیں بھی اپنے افسر فریقین کی مختلف رسلون کے ساتھ مامور کردیں گی۔ وطن) ہندوستان سے بھی غالباً انگریزی حکومت چند فوجی افسر اس کام کے لیے منتخب کریگی۔

بقول ٹائمز مانچوریا میں روسی فوجی جمعیت کا جو اندازہ کیا جاتا رہا ہے۔ وہ مبالغہ آمیز تھا درحقیقت اتنی فوج نہیں۔ ایک باخبر چینی تاجر کا خیال ہے کہ جاپانی و انچوری قلی مانچوریا ریلوے کے اکثر حصون کو مسمار کردیں گے۔

موٹکا [illegible] سے خبر ہے کہ چند جاپانی کروزر جہازون نے [illegible] بار بردار [illegible] کے فوجی جہاز جن پر [illegible] سپاہ سوار تھی پکڑ لئے ہیں۔ یہ روسی سپاہ [illegible] بطور اسیران جنگ محبوس [illegible] ابتدا۔ انگریزی گورنمنٹ کا بیان ہے کہ جنگ کی ابتدا روس کی طرف سے ہوئی۔ سب سے پہلا گولہ بمقام چیمولپو ایک روسی جہاز نے چلایا۔ اس کے بعد جاپانیون نے بحری شبخون ماری۔ متولہ بالا ۳ گرفتار شدہ روسی جہازون میں ایک جہاز مسمی [illegible] بحیرہ اسود کے روسی والنٹیر بیڑہ کا تھا جو نہایت شاندار اور مستحکم جہاز ہے۔ اور نیم جنگی جہاز کا کام دے سکتا ہے۔

جاپانیون نے ایک اور روسی جہاز ڈاک بنام سونگولیہ غرق کر دیا ہے۔

روس کا انداز روسی ان نقصانات اور شکستون کو صبر و حوصلہ کے ساتھ برداشت کر رہے ہین۔ ان کو بھروسہ ہے کہ خشکی پر ہم ان شکستون کا بدلہ لین گے **واپسی** ایک روسی بیڑہ جس مین مصافی جہاز اوسلیابیا۔ دو درجہ دوم کے کروزر ارورا اور دمتری ڈونسکوی اور دو تارپیڈو شکن جہاز ہین۔ راستہ سے پلٹ گیا ہے۔ (یہ بیڑہ یورپ کی طرف سے مشرق اقصےٰ کیطرف آرہا تھا۔ اور نہر سوئز سے گذر چکا تھا۔ وہ ابھی کولمبو کے قریب پہنچا تھا۔ اسے واپس بلا لینے میں روس نے عقلمندی سے کام لیا ہے۔ غالباً وہ روس واپس نہیں جائے گا بلکہ بحر سوئز کے قریب لنگرزن ہوگا۔ جہاں پہلے سے چند اور روسی جہاز موجود ہیں اور شاید اس بیڑہ کو ہمراہ لیکر پھر مشرق اقصےٰ کو بڑھیں یا ابھی اور جہازون کے یورپ سے آنے کا انتظار کریں۔ وطن) روس نے ویلز سے کوئلہ خریدنے کی جو فرمائشین کر رکھی تھیں ان کو بھی منسوخ کر رہا ہے۔

فرانس لنڈن مین حیرانی ہے کہ فرنچ لوگ خلاف معمول اس پرآشوب موقعہ پر قابل تعریف ضبط و وقار سے کام لے رہے ہیں جاپان کی فتح اور اپنے دوست روس کے نقصانات پر کسیطرح کا اندیشہ و تردد ظاہر نہیں کیا۔ **انگریزی حکومت** نے سر ولیم نکلسن اور کرنل جیمز ہالڈین کو جاپانی فوج کے ہمراہ بطور اتاشی رہنے کیلئے منتخب کیا ہے۔ وہ دونون ولایت سے روانہ ہوگئے ہیں۔ جھیل بیکال کے منجمد سطح پر عارضی ریل بچھانیکے علاوہ اس پر پختہ پل بھی تیار ہو رہا ہے روسی ٹھیکہ داروں نے ذمہ لیا ہے کہ وہ ۲۸ فروری تک یا اس سے بھی پہلے اسے مکمل کردین گے۔ روسی حکومت نے ان لوگون کو جن کے پاس روسی سرکاری ہنڈیان اور پراسیسری نوٹ ہیں مطلع کیا ہے کہ وہ اس اندیشہ سے کہ کہیں انکا نرخ اور نہ گر جائے اونکو اونے پونے دامون پر فروخت کرکے خسارہ نہ اٹھائیں روس کی مالی حالت نہایت مستحکم اور عمدہ ہے یہ عارضی مشکلات میں جلد صورت بدل جائیگی۔ یہ اعلان بتا رہا ہے کہ کل روس میں کیسی تشویش اور گھبراہٹ پھیل رہی ہے۔ فرانس کے شمالی ساحل کے بندر بریسٹ اور جنوبی ساحل کے بندر طولون میں متعدد کروزر اور تارپیڈو شکن جہاز مشرق اقصےٰ کی طرف جانے کو تیار ہو رہے ہیں اور کوئلہ کی مقدار عظیم بسرعت تمام سیگون (مشرقی فرنچ مقبوضہ انام کے بندرگاہ) کو بھیجی گئی ہے۔

۱۲ فروری آج ایک جاپانی و خالی جہاز کولمبو سلامت پہنچا۔ وہ لنڈن سے آیا ہے اسکے سلامت پہنچنے کی مطلق امید نہ تھی۔ خیال تھا کہ [illegible] جنگی بیڑہ جو سوئز و کولمبو کے درمیان ہے وہ اسے [illegible] کرے گا یا غرق کردیگا۔ جاپانی جہاز کے کپتان کا بیان ہے کہ اس نے جہاز کا رنگ بدل دیا۔ پورٹ سعید پہنچکر پھر اصلی ہیئت پر لایا گیا۔ سوئز مین اس نے ایک روسی مصافی جہاز اور ۲ تارپیڈو کشتیان

www.aaiil.org

لنگر انداز ہو [illegible] کہ ٹانگا اس روسی بیڑہ کا جو پچھلے دنوں جنوبی سمندر [illegible] شمالی افریقہ کے فرنچ بندرگاہ بزرطہ میں مقیم رہا۔ آخری ہفتہ [illegible] سے روانہ ہونے کے وقت سے کولمبو پہنچنے تک کوئی روسی جہاز نظر نہ آیا۔ عام خیال ہے کہ محولا بالا روسی بیڑہ جسے بوجہ آسانی شناخت [illegible] بزرطہ کے نام سے موسوم کر لیا گیا ہے جزیرہ ستی کوڑی میں لنگر انداز ہے جو ایک چھوٹا سا جزیرہ جنوبی ہندوستان سے بجانب غرب ۳۰۰ میل کی مسافت پر جزائر لکادیپ در جزائر مالدیپ کے مابین واقع ہے۔ (وطن)

جو روسی باربرداری کے جہاز یورپ سے بندر دالاوی و وشاک کو جا رہے ہیں وہ راستہ جلد طے کرنے کی نیت سے کولمبو کی طرف نہیں آئے۔ روانہ آگے بڑھے جا رہے ہیں۔ یہ نہیں بتایا گیا کہ ان پر کیا ہے سامان یا فوج۔ ناظرین شاید متعجب ہوں گے کہ جب روس کے جنگی جہاز اب جاپانی بیڑہ کے خوف سے سیلون سے آگے بڑھنے اور بحیرہ چین میں داخل ہونے کی جرأت نہیں کر سکتے۔ تو غیر جنگی باربرداری کے جہاز جو دو گوروں سے تحت الفری پہنچ جاتے ہیں اور اپنا بچاؤ کسی طرح نہیں کر سکتے۔ ان کو روس نے راستہ میں کیوں نہیں روک لیا۔ اس کا جواب سہل ہے۔ اس موقعہ پر وقت کا ایک ایک لمحہ اور سامان و رسد کا ایک ایک ذرہ غیر معمولی قیمت رکھتا ہے جاپانی جن کے جہاز تمام سطح سمندر پر نہیں پھیلے ہوئے۔ ان سے نظر بچا کر خطرہ کے موقعہ سے نکل جانا محال نہیں اگر یہ جہاز جاپانی سٹیمر کیطرح منزل مقصود تک پہنچ گئے۔ تو ایک معقول ذخیرہ روسی افواج مقیم مانچوریا وغیرہ کیلئے پہنچ گیا [illegible] اسوقت وہ چند [illegible] جاپانیوں اور اگر جاپانی بیڑہ سے [illegible] اور اس نے ان کو غرق کر دیا۔ یا پکڑ لیا تو صرف اصل لاگت کا نقصان ہوا جو [illegible] زیادہ نہیں کیونکہ معمولی سٹیمر ۵۰۰۰ [illegible] سے زیادہ قیمت نہیں رکھتے اور زیادہ سے زیادہ اسی مالیت کا سامان اس پر بار ہوگا۔ یہ رقم اتنی بڑی نہیں کہ اسے ایسے موقعہ پر جو کم میں [illegible] کی جرأت نہ کی جا سکتی ہو۔ اس کے برعکس ایک مسافانی جہاز پر ۵-۶ کروڑ روپیہ لاگت آتی ہے۔ اور [illegible] اتنا روپیہ خرچ کر کے ڈیڑھ دو سال سے پہلے تیار نہیں ہو سکتا ایسی قیمتی شے کو خاص کر ایسی صورت میں جبکہ اس کے پہنچ جانے سے اب طاقت میں [illegible] اضافہ نہ ہو سکتا ہو۔ اور دشمن کی [illegible] اور جو حملہ پڑ رہے ہوئے ہوں جو کم میں ڈالنے کی ہرگز جرأت نہیں ہو سکتی۔ (وطن) ایک [illegible] سٹیمر (رو خالی جہاز) چند ہزار ٹن کوئلہ [illegible] مشرق کو جاتا ہوا یورپ سے کولمبو پہنچا۔ کپتان کو یہ معلوم نہیں کہ کوئلہ جاپان کیلئے ہے یا روس کیلئے راستہ میں حکم ملتا کہ سنگاپور پہنچ کر پاسے اصل [illegible] جاپانی ہو گی۔ روسی پورٹ آرتھر سے [illegible] سامان [illegible] جانا چاہتے ہیں [illegible] کا سب فوج ہے [illegible] فوج سوار [illegible] جاپانی سٹیمر [illegible] کوران کو حکومت نے [illegible]

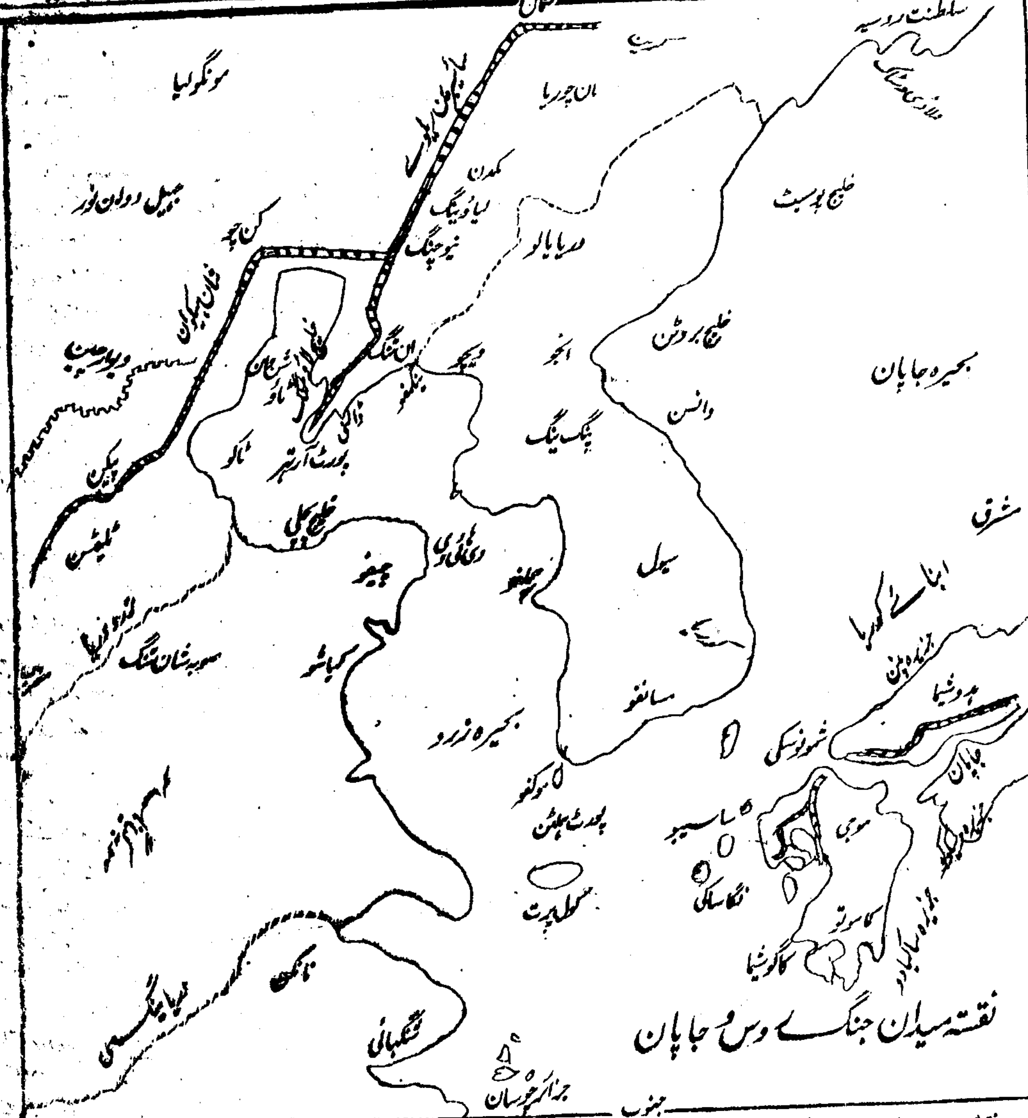

نقشہ میدان جنگ روس و جاپان

اس نقشہ میں جاپان کا صرف تہائی جنوبی حصہ۔ قدیم مقبوضہ روس یعنے سائبیریا کا جنوب مشرقی کونہ۔ مانچوریا اور چینی تاتار یعنے منگولیا کا مشرقی علاقہ خاص چین شمال مشرقی گوشہ اور مشرقی ساحل چین کا بالائی نصف اور کل رقبہ کوریا دکھایا گیا ہے۔ (وطن)

وہ کوئی ہنڈی جاپان بنک پر نہ کریں۔ ایک روسی سٹیمر مسافر لیکر جاپانی بندر ناگاسکی سے روسی بندر ولاڈی کو جاتا ہوا جیلمو کے قریب ایک جاپانی جنگی جہاز سے دو چار ہوا۔ جنگی جہاز نے توپ کا منہ اونچا کر کے تین گولے اس کے مستولوں پر چلائے۔ مسافروں کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ اور ان کی آہ و بکا پر کپتان جہاز کو روکنے ہی لگا تھا تاکہ مسافروں کو کشتیوں پر بٹھا کر خشکی پر پہنچا دے کہ جاپانی جہاز نے عالی حوصلگی سے کام لیکر اس کا تعاقب چھوڑ دیا افواہ ہے کہ روس نے اپنے علاقہ سے اجناس خوردنی کے باہر جانیکی ممانعت کر دی ہے نیز [illegible] سے بعض بنک نے شرح سود بڑھا کر ایسے قرضوں کیلئے جو سرکاری پر [illegible] نوٹ کی کفالت پر دیئے جائیں ۷ رنیصدی کر دی ہے جاپانی فوج [illegible] پایہ تخت سیول پر قابض

ہو گئی ہے۔ پورٹ آرتھر کے دوسرے معرکہ میں جاپانی بیڑہ کے چھ جہازوں کو صرف خفیف سا نقصان پہنچا۔ شبخون کے متعلق جاپانیوں کا بیان ہے کہ روسی بیڑہ اپنے خشکی کے قلعوں کی پناہ میں جنگی ترتیب سے صف آرا تھا۔ ہمارے بیڑہ نے اس پر گولہ باری شروع کی۔ اور جب باہم گولہ باری خوب زور سے ہو رہی تھی۔ ہماری تارپیڈو کشتیاں پہلو پر سے ہو کر چپ چاپ آگے بڑھ گئیں اور جو روسی جہاز سب سے پیچھے خشکی کی طرف تھے ان کے قریب پہنچکر تین کو غرق کر دیا جس سے بندر کا دہانہ رک گیا۔ اور باقی روسی جہازوں کے لئے اندر نہ جا سکنے کا راستہ نہ رہ گیا۔ رات کی لڑائی اس پر ختم ہو گئی۔ جسے دوسرے دن پھر شروع کیا گیا۔

بقول ایڈمرل الیکسف زخم خوردہ روسی مسافانی جہازوں کو اس قدر نقصان پہنچا ہے کہ یہ اندازہ لگا سکنا ابھی مشکل ہے کہ وہ کب تک درست ہو سکینگے۔ باقی زخم خوردہ جہاز [illegible] سے لیکر پندرہ دن تک بالکل درست ہو جائینگے روسی کروزر [illegible] کی نسبت محقق نہیں ہوا کہ آیا جب وہ ناکارہ ہو گیا تو اسے اس کے کپتان نے فوراً آڑا دیا۔ یا جاپانی بیڑہ اسے بطور غنیمت پکڑ کر لے گیا۔ پورٹ آرتھر کی جنگ میں جاپانی تارپیڈوؤں کے چلنے پر ان کے میلی نائٹ قسم کے بارود سے جو زہریلی ہوائیں خارج ہوئیں۔ ان سے قلعہ کی روسی سپاہ کے کئی آدمی بیمار ہو گئے۔ مگر سب رو بصحت ہیں۔ میلی نائٹ ڈائنامیٹ سے بھی زیادہ خطرناک اور زور دار بارود ہے۔ روسی بندر ولاڈی و وشاک اور جاپانی بندر ناگاسکی کا درمیانی بحری تار۔ اور سیول و بندر ماسمفو و مقام گن سن کے مابین بری سلسلہ کے تار کٹ گئے ہیں۔ کس نے کاٹے

یہ نہیں بتایا گیا۔ روس میں جاپانیوں کی متواتر فتوحات سے ایسی .... گھبراہٹ پھیل گئی ہے کہ جن کے پاس روسی سرکاری نوٹ ہیں وہ بڑے خسارہ پر ان کو بیچتے جارہے ہیں اور کئی روسی بنک دیوالہ کے قریب پہونچ گئے ہیں۔ جاپانی کوریا کے مختلف مقاموں پر لگاتار فوج اتار رہے ہیں۔ روسی سفیر پاولوف مع عملہ سیول سے چین کو روانہ ہو گیا ہے۔ جہاز وریاگ بھی غرق ہی ہوا تھا۔ اس جہاز کو ریزا اور باربرداری کے جہاز سنگری کے جن روسی ملاحوں نے فرنچ۔ اطالین۔ اور انگریزی جنگی جہازوں پر پناہ لی تھی۔ ان کی نسبت جاپان نے منظور کر لیا ہے کہ انہیں پناہ دہندہ جہازوں کے کپتان تا اختتام محاربہ جنگ میں شریک نہ ہونے اور مجوزہ مقام نظر بندی سے بھاگ نہ جانے کا عہد لے کر چینی بندر شانگہائی بھیج سکتے ہیں۔ چند روسی جنگی جہاز نے بحیرہ بالٹک کے بیڑہ کے ۲۲ جنوری کو مشرقی افریقہ کے فرنچ بندرگاہ جبوتی میں پہونچے۔ جہاں انہوں نے کوئلہ لیا۔ اور ہار ماہ حال تک مسافر جہاز آوسلی آ گیا۔ باربرداری کے جہاز ساتوف تین تارپیڈو شکن اور چند تارپیڈو کشتیوں کے انتظار میں جو سویز سے روانہ ہو چکے ہیں وہیں رہینگے اس کے علاوہ کئی اور روسی تارپیڈو کشتیاں اور جہازات باربرداری بھی نہر سویز سے گذر رہے ہیں۔ یہ بھی بیڑہ کو جبوتی جائیں گے۔ (اگر یہ خبر صحیح ہے تو جزیرہ لنکا کی نسبت والا خیال صحیح نہوا۔ وطن)

ٹائمز جاپانیوں کی مستعدی پھرتی، دلاوری۔ باقاعدگی و حسن انتظام کی تعریف کر کے قیاس ظاہر کرتا ہے کہ خشکی کی لڑائی میں بھی وہ ویسے ہی صفائی کے ہاتھ دکھائیں گے جیسے کہ بحری معرکوں میں دکھا چکے ہیں۔

جاپانی بندر کی مسماری۔ خبر ہے کہ روسی جنگی جہازوں نے جاپان کے بندر ہاکوڈیٹ پر گولہ باری کر کے اسے تودہ خاکستر بنا دیا ہے ہاکوڈیٹ جاپان کے شمال مغربی ساحل کا ایک نہایت آباد اور بارونق بندرگاہ ہے۔ وہ روسی بندر ولاڈی ووستاک کے محاذ اس سے تین چار سو میل کے فاصلہ پر ہے۔

پورٹ آرتھر اور چیلفو سے جہاں پہلے معرکہ ہوئے ہاکوڈیٹ بخط مستقیم علی الترتیب پندرہ سو اور بارہ سو میل کی مسافت پر ہے گویا کہ دنیا میں لڑائی جا رہی ہے کس سے اور کن کی؟ یہ نہیں بتایا گیا۔ (وطن)

۱۰ فروری کو جاپان نے بھی باضابطہ جنگ کا اعلان کر دیا۔ افواہ ہے کہ جاپانیوں نے دو روسی کروزر بھی پکڑ لئے ہیں۔ ایک انگریزی سٹیمر کپتان نے جو آج کولمبو پہونچا ہے۔ بیان کیا کہ روسی بحیرہ بالٹک کے دو بڑے وزیر اور چار تارپیڈو کشتیاں بندر جبوتی میں داخل ہوئے اور کوئلہ لیکر فوراً روانہ ہو گئے تھے۔ اس پُراسرار بیڑہ کی نقل و حرکت کے متعلق یہ آخری مصدقہ خبر ہے۔ فرنچ بندر جبوتی سے کولمبو سات دن کا راستہ ہے یعنے عدن کی نسبت قریب تر ہے۔ ایسے اخفا کے ساتھ روسی بیڑہ کے نقل و حرکت کرنے کو کولمبو (انگریزی جزیرہ سیلون یا لنکا کے صدر مقام) میں جھلا عجیب و غریب افواہیں اڑا رہے ہیں۔ کوئی کہتا ہے سرکاری خزانہ احتیاطاً یہاں سے جزیرہ کے اندرونی قصبہ کانڈی کو بھیجدیا جائیگا روسی کولمبو پر دھاوا کرنے اور اسے لوٹنے کا قصد رکھتے ہیں۔ کولمبو میں گو اس وقت کوئی انگریزی جنگی جہاز نہیں۔ تاہم سات باتریاں کلاں توپوں کی وہاں کے قلعوں میں موجود ہیں۔

یورپ سے جسقدر تجارتی سٹیمر مشرق اقصےٰ کو جاتے ہوئے۔ کولمبو وارد ہوتے ہیں۔ جاپانی قونصل ان کو تاطلاع ثانی احتیاطاً وہیں ٹھیرا لیتا ہے۔ نو وارد جاپانی جہازوں کے ملاح کولمبو آکر جب اپنے ملک کی فتوحات کی خبریں سنتے ہیں تو خوشی سے پھولے نہیں سماتے اور بے اختیار اچھلنے کودنے لگ جاتے ہیں۔

جاپانی بندر ہاکوڈیٹ پر جن روسی جہازوں نے گولہ باری کی وہ ولاڈی ووستاک سے گئے تھے (عام خیال تھا کہ ولاڈی ووستاک کے قریب سطح برف سے منجمد ہو رہی ہے اس لئے اس بندر میں جو روسی جہاز موجود ہیں وہ برف کے پگھلنے تک باہر نکل سکینگے۔ شائد ان کو یہ معلوم نہ تھا کہ وہاں روس کے پاس ایک جہاز برف توڑنے والا موجود ہے جو ایک حرکت میں سو فیٹ کی طوالت اور آٹھ فٹ کے عرض میں کئی فٹ موٹی تہ برف کی ہٹا دیتا ہے یعنے اس حساب سے وہ چند گھنٹوں میں جہازوں کیلئے راستہ بنا سکتا ہے۔ وطن)

لنڈن ۱۳ فروری۔ روسی جہاز انیی پورٹ آرتھر میں۔ ایک تارپیڈو سرنگ سے ٹکرا کر پارہ پارہ ہو گیا۔ چار افسر اور ۹۲ ملاح ہلاک ہوئے چار روسی جنگی جہازوں نے جو غالباً ولاڈی ووستاک سے آئے تھے۔ جاپانی صوبہ ہروشیمہ کے ساحل کے قریب دو جاپانی تجارتی جہازوں پر گولہ باری کی۔ ایک غرق ہو گیا۔ دوسرا بچکر بندر فوکو یاما میں پہونچ گیا۔ مگر ناکارہ ہو گیا (فوکو یاما بندرگاہ ساکی کے متصل ہے۔ وطن) ایک روسی تارپیڈو شکن اور ایک آشری تجارتی جہاز جس پر روس کے لئے کوئلہ بار تھا پورٹ سعید (مصر) میں لنگر زن تھے۔ مصری حکومت نے ان کو فوراً چلے جانے کا حکم دیا ہے۔ روس نے ایک تارپیڈو جہاز کو سویز کے بندر میں رکھنے کی اجازت چاہی تھی۔ مصری حکومت نے انکار کر دیا کیونکہ ایسی اجازت دینا قانون ملل کے رو سے جائز نہیں۔ یہ قانون چاہتا ہے کہ جو ملک لڑائی سے الگ تھلگ رہیں وہ کسی فریق کو پناہ نہ دیں۔ جو پناہ دے یا کسی طرح کی آسانی بہم پہنچائے۔ فریق ثانی اسے بھی اپنا دشمن تصور کر سکتا ہے۔ اور بشرط امکان اگر بدلے تو اس پر الزام عاید نہیں ہوتا۔ وطن)

روسی بحری ہزیمتوں سے شکستہ دل نہیں ہوئے وہ اپنی حکومت کا حوصلہ بڑھانے کے لئے پایہ تخت میں بڑے بڑے جلوس نکال رہے ہیں اور گاتے بجاتے نعرے لگاتے جاتے ہیں اور زار کی درازی عمر کی دعائیں مانگتے ہیں۔ بقول جاپانی امیر البحر ٹوگو پورٹ آرتھر کی شبخون میں چار جاپانی قتل اور پچاس زخمی ہوئے۔

جرمنی اور چین نے بھی الگ تھلگ رہنے کا اعلان کر دیا ہے۔ روسی سفیر متعینہ جاپان وہاں سے یورپ کی طرف روانہ ہو گیا ہے۔

۱۴ فروری۔ جاپان نے ہی چین کو الگ رہنے کا مشورہ دیا تھا۔ تاکہ میدان جنگ کا رقبہ اور جنگ کے مصائب کا دائرہ حتی الامکان محدود رہے۔ جاپان نے چین کو یہ بھی مشورہ دیا ہے کہ وہ سرحد پر کافی فوج جمع کر دے اور متخاصمین میں سے کسیکو سرحد سے تجاوز نہ کرنے دے۔ چیلفو کے بحری معرکہ میں روسیوں کے ۳ افسر اور ۲۴ ملاح ضائع ہوئے۔ چین کی حمایت (علیحدگی) کی حرمت کرنے کی امریکن تجویز کو انگلستان نے قبول کر لیا ہے۔ غالباً روس بھی اتفاق کرے گا۔ دس ہزار چینی فوج حفاظت سرحد اور کسی فریق کو خاص چین کی حد میں نہ آنے دینے کے لئے شان ہیکوان بھیجی گئی ہے۔ تین فرنچ کروزر فرانس سے مشرق اقصےٰ کو جانیوالے ہیں۔ خبر ہے کہ پورٹ آرتھر کے گرداگرد سب طرف قلعے موجود ہیں مگر توپیں نصف پر ہیں۔ اسلئے روسیوں کو اس کی حفاظت کیلئے بندر ڈالنی پر بھی متصرف رہنا ضروری ہوگا مگر ان کو خطرہ ہے کہ کہیں چین بھی جاپان کے ساتھ نہ ملجائے۔ الکسیو اور روسی بحری افسر مشرق اقصےٰ کو گئے ہیں۔ فرانس نے (روس کی طرف سے) چین کو یقین دلایا ہے کہ روس مارچ میں مانچوریا کو خالی کر دیگا بشرطیکہ چین روس کو یہ تحریری معاہدہ لکھدے کہ وہ مانچوریا کو روسی حمایت و حفاظت میں رکھیگا۔ اور اس کا کوئی حصہ کسی اور سلطنت کو نہ دیگا۔ نہ کسی کو وہاں تجارت کا حق عطا کرے گا۔ چینی کروزر متعینہ شنگھائی جنگی خدمت کیلئے تیار ہو رہے اور سامان حرب و رسد بار کر رہے ہیں۔ لارڈ لینسڈون وزیر خارجیہ انگلستان نے اس افواہ کی تردید کی ہے کہ انگلستان جاپان کو اجازت دیدے گا کہ وہ چینی بندر وی ہائی وی مقبوضہ انگلستان کو اپنا مرکز اور مخزن بنائے۔ اور پھر کہا کہ ہم نے بذریعہ تار وی ہائی وی سے دریافت کیا ہے کہ کیا کوئی ایسی کارروائی ہوئی ہے جسکی بنا پر اس مضمون کی افواہ مشہور ہو سکتی تھی

مریض عشق کے سوال کا جواب

یہ ایک خط ہے جو کہ حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب کے ایما سے مفتی فضل الرحمان صاحب نے ایک شخص کیطرف لکھا جس نے یہ لکھا تھا کہ میں ایک شخص پر عاشق ہوں اگر وہ ملجاوے تو مرزا صاحب کا مرید ہو جاؤں

قادیان ۷ فروری ۱۹۰۴ء

جناب من۔ ہم تمہیں ایک نصیحت کرتے ہیں کہ جب کوئی انسان خدا کا ہو جاتا ہے تو خدا تعالے اسکا بن جاتا ہے اگر کسی آدمی تھانہ دار یا تحصیلدار یا مجسٹریٹ یا کسی اور آدمی سے جب کوئی تعلق ہو جاتا ہے۔ تو اس کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ اس تعلق والے شخص کی وہ بھی خوشی چاہتا ہے۔ پس جب فطرۃ بشری اس امر کی مقتضی ہے کہ اپنے آدمی کی خوشی اپنے تعلق والے کی رضامندی مقصود ہوتی ہے تو کیا وہ مولا کریم اور رب العالمین ارحم الراحمین ایسا نہیں کرتا۔ بلکہ ضرور کرتا ہے اسی لئے فرمایا **من کان للہ کان اللہ لہ** جو شخص خدا کا بنے خدا اوس کا بن جاتا ہے۔ اور جس کا خدا ہو جاوے اس کو دنیا اور ما فیہا کی کیا پرواہ ہو سکتی ہے۔

تم غور کرو کہ اگر تم ہی شرطیہ خدا سے دل لگاؤ کہ تجھے دانا بینا رحمن رحیم خدا جب مانینگے اگر تو ہماری یہ شرط پوری کر دے۔ یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے شرط لگاؤ کہ ہم تمہیں شفیع تب مانینگے اگر تم ہمارا یہ کام پورا کرا دو۔ تو پھر اس کا انجام شائد کیا ہو۔

مرزا صاحب کو مرید بنانیکا شوق نہیں ہے

جہاں تک میں جانتا ہوں مرزا صاحب کو مرید بنانے کا شوق ہرگز نہیں ہزاروں یا کم سے کم سینکڑوں مرید ایسے بھی ہونگے کہ اگر وہ سامنے آویں تو وہ ان کو پہچان بھی نہ سکیں بلکہ مخاطب بھی نہ کریں۔ میرا اپنا ذاتی اعتقاد ہے کہ نہ مرزا صاحب خدا کے ایجنٹ ہیں اور نہ دوکاندار ہیں۔ اگر اسطرح قاضی الحاجات ہو کر لوگوں کو مرید بناویں تو پھر تو دنیا کے کاروبار بند ہو جاویں اور لوگ انہی کے مرید بنتے جاویں حالانکہ دہریوں کا کام بھی چلتے ہیں۔

خدا تعالے سے سچا معاملہ کرو جب اس سے تعلق ہو جاویگا تو وہ خود یا تو تمہارے کام تمہاری مرضی کے مطابق پورا کرے گا۔ اور اگر ان میں تمہاری بھلائی نہ ہوگی تو تمہارے دلکو ان سے بدلا دیگا۔ اور تمہاری تسلی و تسکین ہوگی۔

غرض سب دل اللہ تعالے کے ہاتھ میں ہیں۔ عاشقوں کے دل بھی اور معشوقوں کے دل بھی اور وہ قادر مطلق متصرف ہے آپ وہ راہ اختیار کریں جو کامیابی کی حقیقی راہ ہو امتحان کی راہ خطرناک ہو!

(البدر)

فتوۃ مسیح موعود

سلسلہ کے لیے دیکھو نمبر ۷ جلد ۸ - ۱۷ فروری

جہاں کسی درویش یا صوفی کے رس بس یا سود و سو مرید ہوئے تو آپے سے نکل جاتا ہے اور جو کچھ زیادہ مریدوں کی تعداد بڑھی تو خدا کی پناہ اور زیادہ دام تزویر میں پھنسانے کی سوجھتی ہے - ایک شراب خوار شراب، بیکر اور بھنگ پینے والا بھنگ پیکر علی ہذا القیاس ایک بدکار اور فاسق بدکاری اور فسق و فجور میں مبتلا ہوکر دنیا کو دھوکا نہیں دیسکتا کیونکہ وہ جیسا کرتا ہے ویسا ہی زبان سے کہتا ہے مگر اس فرقہ کے پابند جنکا ہمنے ذکر چھیڑا ہے ظاہر کچھ اور باطن میں کچھ مخلوق الٰہی کے سدّراہ طریق سدید اور صراط مستقیم ہوتے ہیں

شعر

وحب الھوا ے واللہ صل مدمر

لملمس افعی ناعم فی النواظر

ترجمہ

اللہ کی قسم ہوا و ہوس کی محبت زہریلا اور ہلاک کرنیوالے سانپ کی طرح ہے جیسے سانپ کے اوپر کی کھال نرم معلوم ہوتی ہے اور اندر زہر بھرا ہوا ہے - آپ بھی خدا کی پسندیدہ راہ بھولے اور دوسروں کو بھی اُس راہ سے روکتے ہیں - جب آپ ہی اُس راہ اور مقصد کو نہ پا یا دوسروں کو کب منزل مقصود پر پہنچا سکتے ہیں - انکا یہ حال ہے کہ جیسے ایک شیخی اور شیخی کا حال ہے ایک شیخی نے گپ ہانکی کہ ہمارے باپ دادا کے ہاں ایک اونٹنی تھی وہ اسقدر لمبی تھی کہ شرق و غرب تک کا گھاس وہ چگ لیا کرتی تھی شیخی نے کہا کہ ہاں ہمارے ہاں بھی ایک ہمارے دادا کا اسقدر لمبا نیزہ تھا کہ اسکی بھال آسمان تک پہنچتی تھی اور جب کبھی بارش کی ضرورت ہوتی تو اُس نیزہ سے بادلوں کو جمع کرکے برسا لیا کرتے تھے - اگر اسی طرح گپول شیخیوں سے باپ دادا کی کرامتیں سنانا ہی خدا شناسی ہے تو ہندوؤں میں کروڑی کرامتیں ہیں -

ایک نئے بزرگ جو آجکل حصار کیطرف ہیں اُن کا قول ہے کہ ہمیں کسی حلال یا حرام سے کیا مطلب اور ہمیں کسی مذہب اور غیر مذہب سے کیا علاقہ اور ہمیں کفر و اسلام سے کیا سروکار ہمیں تو مرید ہمارا بنکر نذرانہ دے خدمت کرے دعوتیں ہوں مٹھائیوں کے دونے آویں۔

اللہ اللہ کیا زمانہ کا حال ہے کیا زمانہ کی نئی چال ہے یہ بزرگی ہے جسپر از حد فخر ہے کہ ہم ہی خدا والی اور راہنمائی ہے۔

قطعہ

مجھے کیوں نہ آوے ساقی نظر آفتاب اُلٹا
کہ پڑا ہے آج خم میں قدح شراب اُلٹا
یہ عجب ہے رسم اُلٹی کہ بروز عید قرباں
وہی ذبح بھی کرے ہے وہی لے ثواب اُلٹا
چلے تھے حرم کو رہ میں ہوئے اک صنم کے عاشق
نہ ہوا ثواب حاصل یہ ہوا عذاب اُلٹا

جب پیشوایان قوم اور راہنمایان گم گشتگاں کی یہ حالت خراب ہوئی جنھوں نے خدا نمائی کا بیڑا اُٹھایا ہے تو دوسروں پر کیا افسوس مولوی اور عالم بھی جو ان کے پیرو تھے وہ بھی ان کے ساتھ تہ و بالا ہوئے اور پیروں کے ساتھ گھُن پسنے لگا انھوں دیکھا کہ جو صاحب کرامت ہی نہتے ہیں اور انکی آن یہ کرتوت ہیں تو ہم کیوں اپنا حلوہ منڈا گنوا دیں انھوں نے بھی یال دیکھا نہ مکھی لگے دائیں بائیں ہاتھ مارنے ان کا بوجھ بھی ان حضرات صوفیہ کی گردن پر ہے جدا ہیں ہوکر خدا کے کہلاکر اور خدا کی مغز کا دم بھر کر لمَ تقولون ما لا تفعلون کے مصداق بنے اللہ اللہ ! کبر مقتا عند اللہ۔

یا تو ان میں قرآن فاتحہ میں ختم ہوتا ہے یا تعویذ گنڈوں عزائم رقعتوں میں برتا جاتا ہے کتّے کی ہڈیوں پر گدھے کی کھالوں پر اور مرغ کے دم مسعود سے آیات قرآنی لکھی جاتی ہیں -

وہ خدا جو رب العالمین - رحمان - رحیم - مالک - مرید - قدیر - سمیع - بصیر علیم ہے اسکو انھوں نے گویا اپنے قبضہ قدرت میں لیا ہوا ہے ایک شخص آتا ہے کہ میں آپ کو اس قدر روپیہ دونگا اور یہ نذرانہ آپ کی خدمت میں حاضر کرونگا مجھے کوئی ایسا تعویذ عنایت ہو کہ دو شخصوں میں عداوت اور بغض پیدا ہو جائے اور فلاں عورت یا مرد میرے قبضہ میں آجائے اور مجھپر عاشق و شیدا و فریفتہ ہو جائے یا میرے حسب منشا امر مقدمہ ہو جائے تو پھر کیا تھا پیر صاحب جھٹ پٹ زانو بدلکر طیار ہو جاتے ہیں کہ ہاں ہمارے پاس ایک ایسا عمل مجرب اور تعویذ تیر بہدف موجود ہے کہ اُسی اُسی وقت یا اسقدر عرصہ قلیل میں جو چاہو وہی ہو سکتا ہے ہمارے بزرگوں سے اُسکی اجازت اور تاثیر سینہ بسینہ چلی آتی اُدھر کھا یا کیا اور اُدھر مراد بر آئی - خدا تعالےٰ ان کے نزدیک نہ علیم ہے بصیر اور سمیع بھی نہیں ہو گویا خدا کچھ نہیں جانتا اور پیر صاحب ہر ایک شئے کی حقیقت و ماہیت سے واقف ہیں اور خدا تعالےٰ کو محض ایک لاشئے بت کی طرح تصور کر رکھا ہے کہ جو پیر صاحب کی مرضی وہی اسکی مرضی انکا طریق اسلام سے کچھ مناسبت نہیں رکھتا۔

قرآن شریف پر عملدرآمد کرنے کے بجائے مصنوعی اور فرضی دعائیں بنا رکھی ہیں کوئی دعا سیفی - کوئی سیف الرحمٰن - کوئی دو نیم لفظی کوئی طلسمیت وغیرہ جن کا اسلام میں نام اور نشان کہیں سنا دوں سے دعائیں اور انکی عبادت اور پوجا اور کہیں ملائکہ سے دعا اور انکی پوجا اور حاجات کے وقت موکل اور ملائکہ اور اجنہ کو پکارنا اور اُنسے حاجات اور امداد طلب کرنا اور ان کے نام کے کھانے پکانا اور بکرے مرغ وغیرہ ذبح کرنا اور منکا کاستا جاتا بر عروج اور موکلات اور ملائکہ کے اسما کی تسبیح پڑھنا اور ان کے لیے بخورات سُلگانا اور فرضی ملائکہ اور فرضی موکلات کے ناموں کا وظیفہ پڑھنا اور ارڑی وقت ان کو پکارنا اور انکی حمد و ثنا بیتز کو ورد کے طور پڑھنا اور بزرگ اور اولیا کے ناموں کو پڑھنا اور وظیفہ کرنا۔

فرضی عملیات کو وردزبان رکھنا - اور جب اس سے فارغ ہوتے ہیں تو راگ رنگ اور رباب و چنگ کا شغل رہتا ہے نماز قضا ہو جائے لیکن یہ مجالس رقص و سرود میں شامل ہونا قضا نہ ہو - اور کہتے ہیں کہ بزرگ ان امور سے خوش ہوتے ہیں قبروں کا طواف کرنا غلاف چڑھانا پھول چڑھانا ڈوری اور ناگے منت کے قبروں پر باندھنا کہ ان سے بزرگوں کو یاد رہے نقارے کی جوڑیاں منت کی چڑھانا قبروں کا بنانا سنگار کرنا اور گرمی سے انگ اور پردے کے غلاف برسات کی موسم کے غلاف قبروں پر ڈالنا عرضیاں لکھکر قبروں کے کٹہڑوں پر ٹانگنا گوٹے سرخ و سفید زرد و سبز رنگ برنگ کے لٹکانا چھت بند دیوارہ گیریاں اگر سوز انگیٹھیاں صندل پھولوں کی طشتریاں سنہری کہیں روپہری اور منت کے لیے آٹے اور گھی کے چراغ جلانا - رنڈیاں میراسی ہیجڑے نقال ہے خوار سب وہاں جلتے اور ہجوم کرتے اور ناچتے اور گاتے ہیں - ارباب نشاط قبروں اور گنبدوں کے سامنے گاتے اور رقص کرتے ہیں - اور کہتے ہیں کہ جنہیں حضور میں مجرا کرکے کچھ سنا آویں کہ حضرت کی رضا و خوشنودی کا باعث ہے -

اور جو ان واصلان الٰہی کی گدیوں پر ہیں انکی بات بنتی ہے نذر و نیاز لینے میں مکروہ حرام کا کچھ خیال نہیں کوئی رنڈی کنجری تسخیر و حب کے لیے تعویذ مانگے تو بخوشی خاطر لکھدیتے ہیں کہ زنا اور بشتی اور اور روزی کشادہ رہے اُنکو تسخیر کے وظائف بھی بتلائے جاتے ہیں -

کبوتر بازوں اور تیتر اور مرغباز وں کو اور بیل اور بٹیر لڑانے والوں کو بھی تعویذ دیے جاتے ہیں کہ فتح ہو - پتنگ کنکوے تکل کی بازی کے ہار جیت کے بھی تعویذ ہوتے ہیں

ہم کے ایک درویش صوفی ہندی زبان میں جیسے بلھے شاہ کی کافیاں پنجاب میں مشہور ہیں ٹپے اور ٹھمریاں جو ہر ایک قسم کی راگ راگنی میں تصنیف کیا کرتے تھے جس میں) اسلام کی ہتک اور کفر کی عفت و شوکت ہوتی تھی اور اپنے تمام مریدوں کو سکھلایا اور گوایا کرتے تھے ڈھولک ستار تنبورا طاؤس طبلہ - سارنگی دوتارہ مجیرے دُورو ایکتارہ خنجری گھنگرے بجوایا کرتے تھے جسکے وجہ سے اور لوگوں میں بھی وہاں یہ رواج عام ہے اور مسلمان اسکو سنت پیر و مشرب مرشد سمجھکر عام طور سے یہانتک کہ ہندو ان کی ہوری میں بھی شامل ہوتے ہیں - لڑکوں کو زنانہ کپڑے پہنائے جایا کرتے تھے - ایک لڑکے پر وہ بزرگ درویش عاشق ہو گئے جب وہ انکے دام میں نہ پھنسا تو اسکی جگہ ایک سور پا لیدہ اور ایک مرید کو یہ خدمت سپرد کی کہ وہ ہر روز لوگوں کے گھروں میں کام کے لیے جایا کرے اور اس سور کے لیے ہاتھ لایا کرے مرید ونکو حکم تھا کہ جب وہ دورہ کرنے کے لیے مریدوں میں جائیں تو مرید انکی پالکی اٹھایا کریں چنانچہ ہمیشہ ان کے مرید پالکی اُٹھایا کرتے تھے - انکا ایک مرید جسکو وہ خلافت دینا اور اپنے قائم مقام کرنا چاہتے تھے کئی سال تک اُس سے گداگری کرائی ٹکڑے گھر گھر منگوائے اپنی پالکی میں بجائے کہار کے اُسکو لگاتے - جسپر انکی مہربانی ہوتی یا توجہ کا پر تو پڑتا اُسکو نچاتے اور زنانے کپڑے پہناتے اور اس امر کو اصل الاصول خدا شناسی کا بتلاتے - اب ان کے وہ گیت جو کفر و اسلام میں تفرقہ نہیں کرتے گائے جاتے ہیں اور کتابوں میں مدون و مکتوب ہیں ان گیتوں کی کتابوں کی عظمت قرآن سے بھی زیادہ کی جاتی ہے۔

صوفیوں پیرزادوں میں جفر اور رمل اور نجوم وغیرہ کا بھی چرچا ہے اسکو بڑے شوق سے سیکھتے ہیں کہتے ہیں کہ جفر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ایجاد ہے امام جعفر نے اسکی تفسیر و تشریح اور اشاعت کی اور امام مہدی اسکے کامل مصدر و مورد ہیں اور واقف ہوں گے اور ان کے تمام کاروبار اور فتح و نصرت اسی کے ذریعہ ہوگی - جفر کے دو حصے ہیں ایک حصہ کو آثار کہتے ہیں اور دوسرے حصہ کا نام اخبار ہے اخبار کے حصہ سے غیب کی خبریں نکالتے ہیں اور اس کے ذریعہ سے پیشگوئیاں کرتے ہیں اور پہلے حصہ سے تعویذ نقش عزائم افسوں - فسنتیں اور موکلات کے نام استخراج کرتے ہیں اور حب اور بغض اور تسخیر اور کشائش رزق اور فتوح اور حل مشکلات اور ادعیہ وعملیات پیدا کرتے ہیں - درحقیقت یہ ایک سراب محض اور یقینی لاشئے ہے -

مجھکو بھی ایک دفعہ ان نالائق مجنونوں سے یہ خبط سوجھا تھا کہ میں جفر میں یہانتک ترقی کی تھی کہ شاید مجھسے زیادہ جاننے والا کوئی ہو مجھے تو خدا نے ایک کشف اور بیزار ما زیاں کر صدقہ سے بچالیا

میرا ایک کشف

اور اسدرجہ تک مجکو غلو تھا کہ نجوم کا جو عملی حصہ ہے اسکو بھی میں سیکھنے لگا تو ایک روز رات کو عشا کی نماز پڑھ کر میں بیٹھا تھا کہ یکایک میرے کان میں غیب سے آواز آئی کھڑا ہو جا میں چونک پڑا اور چاروں طرف دیکھنے لگا کہ

یہ آواز کہاں سے آئی اور کسنے دی تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جلسہ بزرگوں کا میرے نظر کے سامنے ہوا حضرت خواجہ معین الدین چشتی اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی دہلوی اور حضرت خواجہ قطب جمال الدین احمد ہانسوی اور حضرت خواجہ شیخ فرید الدین گنجشکر اور دو بزرگ اور جنکو میں نہیں پہچانتا تھا ان دو بزرگوں میں ایک سانولے رنگ اور پستہ قد تھے اور دوسرے طویل القامۃ فربہ اور سیاہ رنگ اور چہرہ پر بڑے بڑے گہرے داغ چیچک کے تھے اور حضرت قطب الدین بختیار کاکی اور حضرت قطب جمال الدین کے بیچ میں بیٹھا تھا اور یہ جلسہ اولیاء کا اسطرح سے تھا گول دائرہ کی شکل پر

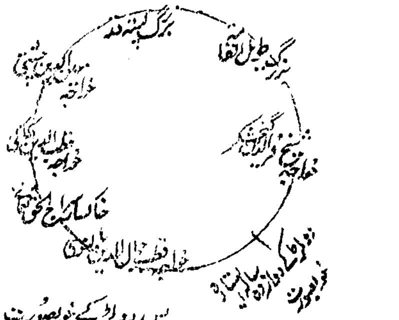

ہیں دو لڑکے خوبصورت آئے اور ایک کتاب میں سامنے لا رکھی اور ان لڑکوں نے وہ کتاب حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے مبارک ہاتھ میں دیدی خواجہ صاحب نے اُس کتاب کو لیکر فرمایا کہ یہ کتاب ہے جسمیں نجوم اور نجومیوں کی برائی بسط سے درج ہے میں اسکو پڑھ کر سناتا ہوں اور میری طرف سے نظر اُٹھا کر دیکھا میں نے سمجھا کہ یہ کتاب میری ہی تنبیہ کے لیے آئی ہے اور مجھ کو ہی سنانا چاہتے ہیں میں کانپ گیا اور ڈر گیا۔ حضرت خواجہ بزرگ معین الدین چشتی نے اُس کتاب کو کھولا اور پڑھ کر سنانے کا ارادہ کیا تو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے عرض کیا کہ میں آپ کا خادم ہوں مجھکو عنایت ہو میں اس کتاب کو پڑھ کر سناؤں گا خواجہ بزرگ نے وہ کتاب انکو دیدی جب انھوں نے پڑھنے کا ارادہ کیا تو حضرت فرید الدین گنجشکر نے آپ سے عرض کیا کہ میں آپ کا بھی خادم ہوں مجھکو یہ کتاب مرحمت ہو میں اسکو پڑھ کر سناؤنگا انھوں نے حضرت گنجشکر کو وہ کتاب دیدی جب آپ نے وہ کتاب لیکر پڑھکر سنانے کا ارادہ کیا تو بزرگ نامعلوم الاسم طویل القامۃ نے عرض کیا کہ مجکو یہ کتاب دیجیے میں اسکو پڑھ کر سناؤں گا اور میں آپ کا خادم ہوں جب انھوں نے وہ کتاب لی تو اُس دوسرے بزرگ نے حضرت خواجہ بزرگ معین الدین چشتی سے التماس کی کہ میں سب کا خادم ہوں مجکو حکم ہو میں اس کتاب کو پڑھ کر سناؤں۔ اس بزرگ کے اس کہنے پر پھر اُس بزرگ طویل القامۃ نے فرمایا کہ تم اس کتاب کو اچھی طرح نہیں پڑھ

میں خوب پڑھنی جانتا ہوں اور یہ اس کتاب کو جیساکہ اسکے پڑھنے کا حق ہے پڑھ سکتا ہوں۔ یہ کہکر اس کتاب کو اس بزرگ طویل القامۃ نے پڑھنا شروع کیا کہ وہ خدا جو کسی کا محتاج نہیں اور سب اُسکے محتاج ہیں اور وہ خدا جو قادر مقتدر اور مالک ہے اُس کا نام کسی نام کے تابع نہیں اُسی کے لیے حمد اور ستائش ہے تمام ستارے اور تمام اشیاء اُسی کے نام پاک کے تابع ہیں جو لوگ نجوم سیکھتے ہیں اور نجوم کے تابع اسماء حسنی الٰہیہ کو تابع کرتے ہیں وہ دوزخی اور جہنمی ہیں۔ ان جہنمیوں کے سر بڑے پہاڑ کی مانند ہوجائیں گے اور فرشتے سونگروں سے انکا سر کوٹیں گے یہ کہکر اُس بزرگ نے اپنا سر ویسا ہی بڑا جیسا بنا کر لیا اور پڑھنا شروع کیا کہ ان دوزخیوں کا پیٹ بھی مثل پہاڑ کے لمبا چوڑا ہوجائیگا اور ان کے پیٹ میں سانپ اور بچھو اور لہو بھر جائیگا اور بچھو اور سانپ وغیرہ ڈسیں گے۔ اس بزرگ نے اپنا پیٹ بھی ویسا ہی لمبا چوڑا کرکے دکھایا اور پھر سانپ اور بچھو اور اژدہا اور پیپ وغیرہ بھرا ہو دیکھا۔ پھر پڑھا کہ ان کے منہ سے آگ کے شعلے نکلیں گے اور پیپ اور لہو اور کچھ لہو جیسا پانی پلایا جائیگا کافر جیسے کہ انہوں نے اپنا منہ ویسا ہی مطابق اس بیان کے کرکے دکھایا۔ جس عضو کا ذکر وہ کرتے تھے ویسا ہی کرکے دکھاتے تھے اللھم احفظنا من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا۔ اور یہ تمام بزرگ اور یہ خاکسار اس نظارہ کو دیکھتے تھے اور میری طرف بھی نظر کرتے جاتے تھے آخر میں اس کتاب کے یہ عبارت تھی کہ نجومیوں جیسا کافر اور مشرک کوئی نہیں۔ جب وہ کتاب ختم ہو چکی تو حضرت خواجہ معین الدین چشتی نے فرمایا کہ صاحبزادہ کو (یعنی اس خاکسار کو) یہ کیا شوق لگ گیا۔ خدا کا نام سیکھنا اور خدا کی رضا کا طالب ہوتا یہ جفر و نجوم ناپاک علم کے پیچھے کیوں پڑ گیا۔ اس دہشت اور خطرناک نظارہ سے میری حالت متغیر ہوگئی اور کشفی حالت جاتی رہی۔ میں اُٹھا اور توبہ کی اور استغفار کیا اور تہجد کی نماز پڑھی اور درود شریف میں مشغول ہو گیا۔

اس کے بعد جب کوئی میرے پاس آتا تھا میں اسکو اپنا یہ کشف سنا دیا کرتا تھا لیکن میرے اس بیان پر کسی نے توجہ نہ کی۔

میں نے اوائل زمانہ میں جبکہ میرا امام ہمام مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کوئی تعارف یا تعلق نہیں ہوا تھا دو سو سے زیادہ کتابیں عجیب عجیب کتابیں جفر کی پیدا کی تھیں اور بہت کچھ اس میں معلومات کی وسعت بڑھ گئی تھی۔ ایک کتاب جواہر خمسہ جو محمد غوث گوالیاری کی طرف منسوب کی جاتی ہے وہ بڑی کتاب مبسوط و مشرح آثار جفر اور ستارہ

پرستی برج پرستی شمس و قمر پرستی عجیب و غریب عملیات تسخیر اجنہ و ملائکہ اور قواعد استخراج عزائم و افسون و ادعیہ و تعویذات و کتابت رمز ق دخل مشکلات گویا خدا اور رضائی کے مقصد میں الّا کی مشابہت و مسدودیت ہے اس کتاب نے بہت سے لوگوں میں پلید کر دیا ہے اور ہزاروں کا اسکے سبب نا ہوا اور اُسپر عمل کرکے اور اسکے پابند ہوکے تذبذب و سلول ہوئے اور قبر میں جا پڑے۔

مجھے اگر اس زمانہ میں حضرت اقدس کا نعمت نہ ہوتا تو خدا ہی جانے میرا کیا حال ہوتا۔ یا تو میں دہریہ ہوجاتا یا اس حالت میں پھنسکر دق اور سل ہوتی اور قبر میں جا پڑتا اور قبر بھی پیچھا نہ چھوڑتا خدا جانے قبر پر کیا ظہور برپا ہوتا خفتی اور قائے کھڑے ہوتے اور اطلس و سندس اور کمخواب کے غلاف پڑتے اور رات دن چراغوں کی روشنی اور رقص و سرود کے جلسے رہتے۔ اور قبر میں طرح طرح عذاب ہوتے اور خدا تعالیٰ کا قہر نازل ہوتا۔

اس روشنی اور قندیل و کنول اور رقص و سرود کے متعلق میں ایک بزرگ درویش کا بیان ایک اشتہار عبرت کے لیے اور نیز اپنے صداقت بیان کی شہادت میں درج کرتا ہوں اور وہ اشتہار یہ ہے۔

اشتہار

بیا در بارگاہے بادشاہے ملک عرفانے
خلیل کعبہ جانے حبیب خاص حمانے
میں دست برار ابنجا بگو از جان زاں ابنجا
کہ بر گرد مزار ابنجا تراوستے و دامانے

مژدہ ہو کہ پھر وہی زمانہ عاشقونکی کامرانی یعنی عرس شریف حضرت .... رحمۃ اللہ علیہ قریب آیا کہ جو عاشقان خواجگان چشت اور مریدان خوش عقیدہ اور نیک سرشت کے لیے باعث ترقی ذوق و شوق اور موجب انزال برکات و حسنات اور سبب حصول سعادات و مرادات و دافع صعوبات و مشکلات کا ہوتا ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ آپ تھوڑے سے صرف اور کچھ تکلیف سفر کے عوض ایسی جنس گرانمایہ کے جان و دل سے خریدنے میں محروم نہ رہیں گے۔

اُس پیر کے قرباں ہو جو سرِ سادہ کو لیجائے
اُس آنکھ کے صدقہ ہو جو سر سادہ کو دکھلائے
اُس روضۂ اقدس پہ فدا کیوں نہو عشاق
دیکھیں جو اُنھیں لطف خدا بینی کا ملجائے
سودائے جزا انکو ہے عرس کا سودا
دنیا ہی میں اس سے تے دامنکو جو پھیلائے

کیا جانے سال آئندہ پھر یہ عرس نصیب ہو یا نہ ہو پچھلے سال جو ہمارے معتقد پیر بھائی شامل عرس تھے بعض ان میں سے اب نہ ہوں گے

وہ دنیا سے چل بسے دیکھا چاہیے کہ پار سال کون ہو اور کون نہ ہو + دنیا کے کام نہیں نازیست چلے جائینگے اور تالب گرکی طرح فرصت نہ دینگے مگر یہ وقت ہاتھ نہ آئیگا۔

ہمصفیر و باہم ہر کوئی دنگہ دو روز ہیں
بابیں اُڑ جا بگی سونا چمن رہ جائیگا۔

جو دم ہم تم زندہ ہیں غنیمت ہیں پھر کہاں ہم کہاں تم یہ دنیا زندگی کا میلہ ہے آؤ پھر جلیسے بھی اپنے مرشد رحم کا عرس دیکھکر مزار پاک کی زیارت کرلیں اور اپنے پیر بھائیوں سے مصافحہ و معانقہ کرلیں۔

غنیمت جان لو مل بیٹھنے کو
جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے

دیکھو یہ فقیر تمھاری تشریف آوری کے شوق و اشتیاق میں کس کس محنت اور جانفشانی سے تمھارے خیر مقدم اور مہمانداری اور خدمت گذاری کے لیے سامان مہیا کرکے یہ دعا کیا کرتا ہے۔

وہ دن خدا کرے کہ مرے دوست آملیں
دیکھیں وہ بزم عرس مع الخیر پھر چلیں
پھر آئے وہ زمانہ کہ پھر آئیں میرے دوست
سامان عرس ہم بھی مہیا کریں

دیکھو یہ وہی نو عرس ہے کہ تمھاری اولوالعزمی اور نام آواری کا باغ دنیا میں ایک نیا خوشنما پودہ قائم ہوا ہے جس سے دین و دنیا ہے)۔ تمھارا باغ مراد ہرا بھرا ہوکر پھل پھول رہا ہے دیکھو وہ عالیشان عمارت بے مثل و بے نظیر وعرس دلپذیر + وہ اُس کا زور شور + وہ مجمع فقراء و بادہ نوشوں کا دور + وہ اُس کے بازاروں کی رونق و انتظام + وہ ہجوم خلق کی دھوم دھام + وہ دوکانوں کا باغ میں لگنا + وہ بھینی بھینی ہوا کا چلنا + وہ پھولوں کی مہکار + وہ گلاب کے گل بوٹیوں کی بہار + وہ زرق برق دوکانوں کا لگاؤ + وہ چاء گرم کی صدا لالاؤ + وہ بسکٹوں کے مزے + وہ ایام سردی اور دور چاے پے بہ پے + وہ قسما قسم کے کباب چٹپٹے + وہ پلاؤ اور فرنی با مزے + وہ تازہ تازہ نان و حلوا + وہ گرما گرم قورمہ و قلیا + وہ قسم قسم کی روشنی کا جلوۂ عروسانہ + وہ

بزم رقص و سرود کا تجمل معشوقانہ +

وہ قوالی کی دھوم دھام + وہ صوفیوں کا ازدہام + وہ اللہ ہو کا ترانہ + وہ صوفیوں کا اشک خون بہانا + وہ علماے دین کا وعظ و پند + وہ مشائخ کا نعرۂ اللہ ہو بلند + وہ توجہ مشائخ کا زور + وہ گریہ و زاری کا شور + وہ میلاد خوانوں کی آواز جانفزا + وہ سادات کا اردگرد سے حاضر ہونا + وہ انبار طول کا جمنا + وہ آتشبازی کا چلنا + وہ ڈیرہ اور خیموں کا جنگل میں قرینہ سے نصب ہونا + وہ شامیانوں کا ابر رحمت کی طرح تنا ہو +

www.aaiil.org

وہ مجالس تقریبات کا [illegible] + وہ مہمانوں کا ہجوم + وہ ذکر الٰہی کی رسم + وہ ایک کا دوسرے کے [illegible] کرنا + وہ [illegible] شجرہ نیاز کا کھلنا + وہ مزار پر [illegible] پروردگار + وہ [illegible] کا غسل [illegible] + وہ [illegible] + وہ اُس کے [illegible] مہمان [illegible] + وہ [illegible] سروں پر [illegible] + وہ آس کے [illegible] رنگ ہونا + وہ قسم قسم کے باجوں کا بجنا + وہ اکھاڑوں کا ہرد چلنا + وہ [illegible] کا وجد کرنا + وہ [illegible] کا بلند ہونا + وہ روشنی [illegible] کا نور وہ در و دیوار پر تجلی شمع نور + وہ بہشت سراپا نور + کیا نزدیک کیا دور + وہ شب برات + وہ روز روز عرفات +

نظارگیانت را ہنگام تماشا [illegible]

ہر شب [illegible] شب قدر است ہر روز [illegible]

وہ لقا [illegible] + وہ اُٹھیری کی [illegible] + وہ [illegible] کی سما + [illegible] کے دن [illegible] + وہ زائروں کا ہونا + وہ نمازوں کا پڑھنا + وہ جماعتوں کا ہونا + غرضیکہ اس عرس کا جوبن + اور اُسکی دلکشا پھبن + گویا سراپا نور ذوالمنن +

یہ سب سامان والا شان تمہاری ہی اُس نیک کمائی کا ظہور ہے جو تم نے صدق دل سے صرف کی ہے۔ جیساکہ گدہر ثام آورا سے تم نے دامن بھر لیا ہے اس سے زیادہ عقبیٰ میں اُس کا لطف معلوم ہوگا۔

اپنے اس صرف کا اور ہمت عالی کا مزا دیکھنا روز قیامت ابھی دیکھا کیا ہے

نقیر نے بھی تمہارے اُنہی زر خلوص یعنی نیک کمائی کے داموں کو بڑی نیک نیتی سے تمہارے لیے تخم سعادت بنا کر بو دیا ہے کہیں سے تمہاری زراعت عقبیٰ تیار ہے۔ آؤ آؤ۔ اور اُسکے دیدے اپنی چشم مشتاق کو روشن کرو اور میری محنت و امانت و دیانت کی داد دو۔ اگر میری اور تمہاری سچی ارادت و نیت میں کچھ بل ہوتا تو ایسی عمارت کا جواب چند سال کے عرصہ میں ہرگز طیار نہ ہوتی اور نہ یہ عرس اور بہت سے دنیا کے عرسوں پر فوق لے جاتا۔

شاید اس ہوائے بد قحط نے تمہارے شگفتہ دل کے پھولوں کو کملا دیا ہوگا مگر نقیر اپنے تمہارے آب شوق و عقیدت کے آگے کچھ حقیقت نہیں کیا تمہاری حمیت عالی اور جوش غیرت ... اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتی ہے کہ کسی ... کو قحط نے شامل نہ ہونے دیا۔ نہیں یہ تکلیف قحط کے رفع ہونے کے لیے حاضری عرس کو ایک ذریعہ خاص سمجھو

سر کے بل اس عرس میں اب تم کو آنا چاہیے
خطرۂ ناقص نہ اپنے دل میں لانا چاہیے
رہتا ہے اب عطا فیض جمالی کا کھلا
دامن مقصود تم کو بھر کے جانا چاہیے

یہ اشتہار تو اپنے مریدوں اور پیر بھائیوں کی [illegible] تھا۔ اب یہ فقیر [illegible] امام علیہ [illegible] اور دوستوں کی خدمت میں جو [illegible] مستدعی [illegible] چونکہ [illegible] غرض کرتا ہے

[illegible] سر پر رکھے ... [illegible]
[illegible] ملک و دین سے قدم لے ہیں
[illegible] عرس کو ما دل [illegible]
[illegible]

بڑے آرزو کے ساتھ میری دلی تمنا ہے کہ آپ اس عرس شریف پر مہمان ہوں اور نیز آپ کی خدمت گذاری کا شرف حاصل کرسکوں اور آپ ثواب اندوزی [illegible]

[illegible] اشتہار

اس اشتہار کو پڑھ کر حق و [illegible] کے متلاشی معلوم کرسکتے ہیں کہ [illegible] کسی [illegible] امام کی کیسی [illegible]

ظہر الفساد فی البر و البحر

مسلمان کہاں کرسکتے [illegible] اور راہ راست سے غافل [illegible] مرد و عورت کے نام پڑھتے ہیں اور کالی دیوی [illegible] دیوی اور [illegible] جگی اور [illegible] کے ناموں کا بھی وظیفہ [illegible] اور اپنے حل مشکلات میں انکو پکارتے ہیں۔ [illegible] ہو کر کنوؤں میں [illegible] ساری ساری رات [illegible] کھڑے [illegible] کے ناموں کی [illegible] تسبیح [illegible] کرتا [illegible] اور [illegible] قرآن [illegible] پھول کوؤں کو کھلاتے ہیں

شیعوں کو [illegible] آنکھیں سے بڑی مدد ملتی [illegible] شیعوں کا آنا [illegible] وہ یا علی یا علی کے نعرے لگانے لگے یہ بھی یا علی یا علی کے نعرے مارنے لگے۔ دراصل شیعوں کے زیادہ بگڑنے اور ان کے غلو کرنے میں یہی ذریعہ بنے یہ صوفی اپنے سلسلہ حضرت علی تک ختم کرکے رہ گئے اور وہ صحابہ کہ جو خاص وارث علوم رسول تھے اور جنہوں نے حضرت علی سے زیادہ رسول کی صحبت اُٹھائی اور جن کے ہاتھ پر نہ ایک دفعہ بلکہ تین دفعہ وقتاً فوقتاً بیعت کی۔

شیعوں نے جو دیکھا کہ تمام صوفی ہماری طرح دم پنجتن اور یا علی یا علی پکارتے ہیں ان کے گھی کے چراغ جل گئے۔ اور ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔

کسی شیعہ نے [illegible] ایک مشرکانہ [illegible] کرکے جناب علی کے [illegible] شان میں [illegible]

نازل کیا۔ صوفیوں نے بے سوچے اور بغیر [illegible] علی کا نام آتے [illegible] یعنی ناد علی کے وظیفہ [illegible] والعیاذ باللہ تعالیٰ [illegible] شرک کا ٹھکانا ہے وہ قصیدہ جو ناد علی کرکے مشہور ہے یہ ہے

نادِ علیاً مظہر العجائب
تجدہ عوناً لک فی النوائب
کل ہم و غم سینجلی
بولایتک یا علی یا علی

وہیوں نے جو ذرا سنی مزاج تھے اور جنہیں ذرا سنیت کا خیال تھا اُسکو اس کمبخت شرک کو چھوڑا تو نہیں مگر کچھ الفاظ اپنی طرف سے اور بڑھا لیے اور وہ ترمیم و تبدیل شدہ الفاظ کل ہم و غم سینجلی کے بعد یہ ہیں۔

بعظمتک یا اللہ و بنبوتک یا محمد بولایتک یا علی تین بار

ایک [illegible] ۔ اور ساری رات رونی لیکن ایک ہی مرا۔ بعض درویش اسکو چاندی کی تختی پر کندہ کرا کر گلے میں لٹکائے ہوئے پھرتے ہیں۔

افسوس یہ اگر اس شرک کے بجائے توحید خالص سورہ مبارکہ یعنی سورہ اخلاص کو لکھکر سونے چاندی یا زمرد یا ہیرے یا لعل وغیرہ پر بڑے موٹے اور جلی قلم اور خوشخط سے لکھوا کر گلے میں ڈالتے وہ سورہ جلیل یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قل ہو اللہ احد ۝ اللہ الصمد ۝ لم یلد ولم یولد ۝ ولم یکن لہ کفواً احد ۝

کہ وہ اللہ ایک ہے وہ بے نیاز کسی کی احتیاج نہیں رکھتا

وہ کسی کا باپ اور نہ کسی کا بیٹا وہ کیا بیمثل بے ہمتا بے نظیر اور اپنی ذات وصفات میں ایک ہے۔

دجال کی ہلاکت کا یہی ایک زبردست زہر کا بجھا ہوا تیز اور چمکدار بھالا ہے۔

لیس کمثلہ شئ وھو السمیع البصیر

کہتے ہیں کہ ذوالفقار بھی آسمان سے نازل ہوئی تھی اس جھوٹ کا ٹھکانا ہے؟ کوئی نہیں۔

ایک دفعہ حضرت امام موعود مصلح موعود مجدد اعظم مسیح موعود علیہ السلام من اللہ الودود لدھیانہ تشریف لے گئے [illegible] دعوے کا پہلا وقت تھا۔ قحط کی شدت اور بارش کی کمی اور خشک اور تیز ہواؤں کی زیادتی اور ساتھ ہی ہیضہ کا زور۔ اور حضرت موعود علیہ السلام کی مخالفت کا شور اور شیخ بٹالوی کے خلقتنی من نار و خلقتہ من طین کے نعرے زمین و آسمان میں گونج رہے تھے لدھیانہ کے صوفی مشرب پیر پرستوں نے کالا منہ کرکے اور متعدد بانسوں کے ٹکڑے جنپر لال سبز سرخ کپڑے پھریرے اُڑتے تھے کچھ راکھ مٹی بدن پر ملے ہوئے اور ہاتھ میں جھنڈے پکڑ کر زور زور سے یا پیر یا دستگیر یا پیر یا دستگیر یا پیر یا دستگیر کے نعرے مارتے تھے اور کبھی لا الہ الا اللہ اور کبھی کسی اور بزرگ معتقد علیہم کا نام لیتے تھے وہ شہر میں گشت لگاتے ہوئے اور ناچتے کودتے ہوئے جس مقام پر یہ نور خدا ظلمت کو دور اور شرک کو کافور اور اسلام کو منور اور توحید سے زمین کو معمور کرنے کے لیے جلوہ فرما ہوا ہے وہ آنکلے اور یہی بیہودہ اور مشرکانہ الفاظ زبان سے نکالتے ہوئے آگئے۔ اس کفر شکن اور صلیب کش انسان کامل نے فرمایا کہ دیکھو یہ لوگ کیسے بیباک ہیں خدا تعالیٰ کو جو قاضی الحاجات رافع الدرجات مجیب الدعوات ہے اُسکو چھوڑ کر غیر اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں اور پیشاب میں عطر ملاتے ہیں۔

پس اُن کے اس ناکردنی اور بد افعالیوں نے غضب الٰہی کو بھڑکایا اور نور کو چھوڑ کر ظلمت سے پیار کیا۔ [illegible] سے [illegible] قحط [illegible] نعرے [illegible] فرمایا امام کامل نے

و قرآن شریف اپنی تعلیموں اور اپنے علوم حکمیہ اور اپنے معارف دقیقہ اور بلاغت کاملہ کی رو سے معجزہ ہے۔ موسیٰ کے معجزہ سے بڑھ کر اور عیسیٰ کے معجزات سے صدہا درجہ زیادہ میں بار بار کہتا ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں کہ قرآن اور رسول کریم سے سچی محبت رکھنا اور سچی تابعداری کرنا انسان کو صاحب کرامت بنا دیتا ہے۔ اور اسی کامل انسان پر علوم غیبیہ کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور دنیا میں کسی مذہب والا روحانی برکات میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ میں اس میں صاحب تجربہ ہوں میں دیکھ رہا ہوں کہ بجز اسلام تمام مذہب مُردے ہیں اُن کے خدا مُردے اور خود وہ تمام پیرو مُردے ہیں اور خدا تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق ہو جانا بجز اسلام قبول کرنے کے ہرگز ممکن نہیں ہرگز ممکن نہیں۔

اے نادانو تمہیں مردہ پرستی میں کیا مزہ ہے؟ اور مردار کھانے میں کیا لذت؟!!! آؤ میں تمہیں بتلاؤں کہ زندہ خدا کہاں ہے اور کس قوم کے ساتھ ہے۔ وہ اسلام کے ساتھ ہے۔ اسلام اس وقت موسیٰ کا طور ہے جہاں خدا بول رہا ہے وہ خدا جو نبیوں کے ساتھ کلام کرتا تھا اور پھر چپ ہو گیا آج وہ ایک مسلمان کے دل میں کلام کر رہا ہے۔ کیا تم میں سے کسی کو شوق نہیں؟ کہ اس بات کو پرکھے۔ پھر اگر حق پاوے تو قبول کر لیوے تمہارے ہاتھ میں کیا ہے ایک مردہ **کفن میں لپٹا ہوا**۔ پھر کیا ہے؟ کیا ایک مشت خاک۔ کیا یہ مردہ خدا ہو سکتا ہے؟ کیا یہ تمہیں کچھ جواب دے سکتا ہے؟ ذرا آؤ ہاں! لعنت ہے تم پر اگر نہ آؤ اور اس سڑے گلے مردہ کا میرے زندہ خدا کے ساتھ مقابلہ نہ کرو۔

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا

جلت وصایانا ھدی لکنھا
کثبوت علیک ولیتھا لم تکن

میری وصیتیں ہدایت کی رو سے بڑی بزرگ ہیں۔ لیکن تجھ پر گراں ہیں کاش تجھ پر گراں نہ گذرتیں۔ افسوس تجھ پر گراں نہ گذرنی چاہئیں تھیں۔

تم کلامہ الشریف

پہلے کی قوم میں کہتا نہیں کہ لوگو تم کو مردہ پرستی میں کیا مزہ آتا ہے مسیح کی پرستش کی تب ویسی اور پیر دستگیر کی پرستش کی تب ویسی اور کسی صنم اور بت کی پوجا کی تب ویسی زندہ خدا حی و قیوم خدا مستجاب الدعوات خدا افسوس ان کے نزدیک کچھ وقعت نہیں رکھتا ما قدروا اللہ حق قدرہ

اور فرمایا

اطع ربک الجبار اھل الاوامر
وخف قھرہ واترک طریق التجاسر

اپنے خدائے جبار اور احکام والے کی اطاعت کر اور اس سے ڈر اور دلیری کی راہ اختیار مت کر۔

فلا تختروا العلوی فان الٰھنا
غیور علی حرماتہ غیر قاصر

حد سے گذرنا خدا کی حد بندیوں کو توڑنا اختیار نہ کرو کس لیے کہ ہمارا معبود محبوب مقصود اپنی حدود اور حرام کی ہوئی چیزوں پر غیرت مند ہے وہ مجرموں کو ہرگز نہیں چھوڑے گا۔

ولا تقعدن یا ابن الکرام بمفسدٍ
فترجم من حب الشریر کخاسر

اے بزرگوں کی اولاد اور اے بزرگوں کے گدی نشینو مفسد کی ساتھ نشست و برخاست مت کر۔ شریروں کی محبت اور انکی مجالست سے ٹوٹا اور خسارہ ہی پاوے گا۔ اور آخر کار انکے دور ہونا پڑے گا

ولا تحسبن ذنبا صغیرا کھینٍ
فان وداد اللمم احدی الکبائر

اور چھوٹے اور صغیر گناہ کو آسان نہ سمجھ کیونکہ صغیرہ گناہوں کو پسند کرنے اور ہلکا جاننے سے بڑے اور کبیرہ گناہ ہو جاتے ہیں۔

واٰخر نصحی توبۃ ثم توبۃ
وموت الفتی خیر لہ من مناکر

اور میری نصیحت تو آخر کار یہی ہے کہ غیر خدا کو چھوڑنا اور اوامر الٰہی کو قبول کرنا اور اسکی نواہی سے اسکی طرف رجوع کرنا ہی بہتر ہے اور اسی میں خیر ہے کہ معاصی اور ارتکاب منکرات سے پہلے ہی مر جاوے۔

بہت سے لوگ اس میں سنی بھی شیعہ بھی عادت رکھتے ہیں کہ جب کہیں شامت اعمال سے معاصی و منکرات کے ارتکاب سے فسق و فجور کے شیوع سے خدا کی طرف سے تنبیہ کے لیے وبا ہیضہ یا قحط یا کوئی اور بلا نازل ہوتی ہے تو یہ شعر دروازوں پر چوراہوں میں تختیوں اور جھنڈیوں پر لکھوا کر کندہ کر کر لگاتے ہیں وہ شعر یہ ہے

لی خمسۃ اطفی بھا حر الوباء الحاطمۃ
المصطفیٰ والمرتضیٰ وابناھما والفاطمۃ

خدا جانے کس رافضی کی شامت اعمال کی وجہ سے یہ شعر تصنیف ہوا اور کس کمبخت نابینا صوفی نے اسکو قبول کر کے دنیا کو شرک کی بدبودار نجاست میں ڈالا۔ یہی امور اب اشد ضرورت چاہتی ہیں کہ کوئی مصلح آوے اور اس اندرونی شرک کی جڑ پر تبر توحید رکھے۔

نادان اس شعر کا وظیفہ پڑھتے ہیں اور حقیقت سے آگاہ نہیں ہوتے اور نہ آگاہ ہونا چاہتے ہیں۔ ناصح کو دشمن اور مصلح کو مفسد قرار دیتے ہیں۔

کوئی ہفت بند کاشی کا وظیفہ پڑھتا ہے کوئی دیویوں کے نام کی مالا جپتا ہے کوئی یا علی اور یا حسین پکارتا ہے کوئی یا خواجہ یا فرید یا پیر کی طبیعت کے نعرے لگاتا ہے غرضیکہ ہر ایک نے خلاف مقصود راہ کچھ اختیار کر رکھا ہے سچ ہے

ظھر الفساد فی البحر والبرّ

ربنا المسیح پکارنے والوں نے مسیح جیسے ایک عاجز انسان اور مشت خاک اور بے پر بے زر بیکس کو خدا اور قاضی الحاجات ٹھیرایا اور ربنا الحسین کہنے والوں نے ایک مسکین اور عاجز نادار انسان کو مجیب الدعوات اور قاضی الحاجات مانا۔

ان دونوں میں کوئی فرق بتائے کہ یہ کتنے پانی میں اور وہ کتنے پانی میں ایک گروہ نے مسیح کے خون سے نجات کا ذریعہ قبول کیا اور دوسرے گروہ نے حسین کے خون کو نجات کا وسیلہ تسلیم کیا۔ ان دونوں گروہوں میں کوئی تمیز کر کے بتلاوے کہ کفارہ میں کس کا قدم آگے نکلا ہوا ہے۔ کسی شخص نے کسی شخص سے پوچھا کہ پہاڑ پر چڑھنا بہتر ہے یا اترنا اس نے جواب دیا کہ چڑھنے اور اترنے دونوں پر لعنت ہے۔

یہ اس مصلح اور امام نے جس کی بعثت کی اس دنیا و مافیہا انسان کے وقت ضرورت تھی بتلایا کہ نہ مسیح نہ کسی کا کفارہ نہ فدیہ اگر کسی کا فدیہ یا کفارہ ہونا [illegible] تھا تو عیسائیوں کو مسیح کا کفارہ ہونا چاہیے تھا اور حسین کا فدیہ یا کفارہ شیعوں کو [illegible] کفارہ اور فدیہ یا قربانی کا لفظ بتلاتا ہے کہ اعلیٰ شے پر ادنیٰ چیز قربان ہونی چاہیے نہ ادنیٰ پر اعلیٰ۔ ہم روز دیکھتے آتے ہیں اور دن رات ہر لمحہ برتاؤ اور تجربہ اس امر کا مشاہدہ کرتے ہیں کہ ادنیٰ چیزیں اعلیٰ چیزوں پر قربان ہوتی ہیں گائے بیل بکری کبوتر چڑیا پرند چرند حیوان پتھر پانی کپڑے کوٹھے نباتات جمادات سب اشیاء انسان کے استعمال میں آتی ہیں انسان کسی کو کھاتا ہے کسی کو پہنتا ہے کسی چیز سے اپنے آرام کے لیے سامان طیار کرتا ہے کسی پر سوار ہوتا ہے کسی [illegible] بناتا ہے یہ سب چیزیں انسان سے ادنیٰ ہیں اور انسان اشرف المخلوقات ہے۔ سب انسان کے کام میں لگی ہوئی ہیں۔ اور جب انسان ایک آبخورہ یا ایک گلاس پانی کا نوش کرتا ہے تو آج کل کی تحقیقات کے نزدیک جو ایک قطرہ میں پانچ ہزار کیڑے ثابت کرتے ہیں کس قدر بے حد و بے شمار کیڑے پی جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے و لکم ما فی الارض جمیعا تمام چیزیں جو زمین میں ہیں وہ سب تمہارے لیے ہیں نہ تم ان کے لیے۔ کس قدر افسوس ہے شیعوں اور عیسائیوں پر کہ اپنے سے بہتر یعنی حسین اور مسیح کو قربان کرتے ہیں اور مسیح و حسین کی ایک بھیڑ بکری یا ایک پانی کے نامعلوم کیڑے کی حیثیت کی برابر بھی قدر اور عزت نہیں کی۔ خدا کی مار ایسے فہم پر اور خدا کی پھٹکار ایسی سمجھ اور جہد پر۔

یہ ادنیٰ اور ناپاک اعلیٰ اور پاک کو اپنے اوپر قربان کریں اپنے بدلہ میں فدیہ دیں۔ خدا کی پناہ بدمعاشوں اور فاسقوں اور فاجروں کے بدلے میں مسیح و حسین جیسے پاکباز اور مقبول خدا اور محبوب الٰہی مارے جائیں بلکہ مناسب تو یہ تھا کہ ان راستبازوں اور مقدسوں کے بدلے میں یہ خبیث و شریر قربان کیے جاتے تاکہ دنیا ہر قسم کی پلیدی اور خباثت سے پاک ہوتی اور صادقوں اور راستبازوں کے وجود باجود سے دنیا منور اور پاک اور معزز رہتی۔

لو اور سنو۔ عیسائیوں کو دیکھو انھوں نے یہیں تک بس نہیں کی کہ مسیح کو کفارہ میں لا کر اپنے اوپر سے قربان کر دیا۔ بلکہ اسکو لعنتی اور اس لعنتی قربانی کو نجات۔ یہ خوب بات ہوئی۔ ایک عیسائی کی بیوی زنا کر کے اسکے گھر کے لائق نہیں رہ سکتی کیونکہ وہ ناپاک اور خبیث ہو گئی مگر یسوع ملعون یعنی ناپاک اور خبیث بنکر معاذ اللہ انکا سردار اور وسیلہ نجات ہے۔

ملعون کسکو کہتے ہیں۔ ملعون شیطان کو کہتے ہیں۔ جب کسی پر لعنت پڑے گی یا لعنت ڈالی جاوے گی تو سمجھا جاوے گا کہ وہ اول درجہ کا شریر اور سیاہ دل اور بد باطن اور سیاہ رو اور واقعی شیطان بن گیا اور جو صفات شیطانی کے ہیں وہ تمام ان شیطانی اوصاف سے متصف ہو گیا۔ لعنت کا مفہوم یہی ہے کہ جس پر خدا کی لعنت پڑے وہ شیطان اور خدا کا دشمن اور خدا اُس کا دشمن۔ اُس کا خدا سے بالکل قطع تعلق خدا کا اُس سے قطع تعلق اور خدا کا منکر ہے۔ اور لکھا ہے کہ اللعین الشیطٰن۔ صدہا اور ہزارہا عیسائیوں پادریوں سے سوال کیا گیا کہ کیا یسوع خدا سے منحرف اور روگردان اور منکر اور سیاہ دل ہو گیا تھا اور خدا اُس سے منحرف ہو گیا تھا اور وہ خدا کا دشمن اور خدا اُس کا دشمن ہو گیا تھا اور دہریت اور تمام شیطانی صفات اُس میں داخل اور سرایت کر گئی تھیں اور کوئی ایسا بھی زمانہ اُس پر آیا ہے خواہ ایک ہی منٹ کے لیے ہو کہ والدیت اور مولودیت کا قطع تعلق ہو گیا کہ نہ وہ اُس کا باپ اور نہ وہ اُسکا بیٹا اور کیا ان میں باہمی عداوت اور بغض اور دشمنی پیدا ہو گئی تھی۔ جیسے کہ یہود کو مسیح سے اور تمکو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ کوئی پادری چون و چرا نہیں کر سکتا۔ یہ مانا اور تمام کارخانہ درہم برہم

باقی آئندہ

اسلام سے اب اسلام وہ اسلام مراد ہے جو احمدی سلسلہ کا اسلام ہے

www.aaiil.org

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

انہ اوی القریۃ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی

دار الامان بینی

پیشگی قیمت سالانہ

عام سے ۴

خواص و معاونین سے ۵

ہندوستان سے باہر ۶

غیر مذاہب الرشتے ۱۲

اپنے سلسلہ کے غیر مستطیع لوگوں سے ۲ ۱۲

نمبر ۸ — دار الامان قادیان ۱۰ مارچ ۱۹۰۷ء — جلد

پیام ناظر

از حضرت میر ناصر نواب سلمہ اللہ الوہاب

یہاں آیا ہے اک بندہ خدا کا
وہ نائب ہے محمد مصطفٰے کا
اُسے کہتے ہیں اب یہ لوگ دجال
ہوا ہے اہل دنیا کا عجب حال
مسلماں ہو گئے خود اس کے دشمن
بنے ہیں مولوی بھی اُس کے رہزن
سناؤں تم کو کیا غم کی کہانی
ہوئے ہیں دشمن جاں یار جانی
مگر اللہ ہے ان کا مددگار
لگا لیں زور جتنا چاہیں اشرار
انہی فتح ہے یاں متقی کی
اکھڑ جائے گی آخر جڑ بدی کی
بدوں کو ہوگی آخر کار یاں ہار
وہ پہنیں گے گلے میں لعنتی ہار
زمانہ آ گیا نصرت کا نزدیک
مگر معلوم ہے اللہ کو ٹھیک
ابھی باقی ہے کتنے روز کی ڈھیل
خدا کے ہاتھ ہے تاخیر و تعجیل
صبوری سے مدد مانگو خدا سے
گذارو زندگی تم اِتقا سے
کرو نیکی کو کہ نیک انجام پاؤ
اگر لینا ہے کچھ ایمان لاؤ
جماعت میں ہو اس مہدی کی شامل
ملو کامل سے تا ہو جاؤ کامل
ادھر آؤ ہدایت لُٹ رہی ہے
پھرو گے بھٹکتے گمراہ تا کے
پیو اگر محبت کا پیالا
عداوت سے کرو تم منہ کو کالا
ملو مہدی سے تم پاؤ ہدایت
کرو اسلام کی آکر حمایت
چلو عیسیٰ کی خدمت میں چلو تم
حیات جاوداں پالو گے تو تم
دل مردہ کو دیتے ہیں جلا وہ
عجب کرتے ہیں شیشہ کو جلا وہ
سنو لوگو نہ تم بیہودہ باتیں
گذار دو فانی دنیا میں چند راتیں
یہاں اخلاص سے تم چل کے آؤ
کہ آنے کا یہاں کچھ پھل بھی پاؤ
کرو تحقیق یاں آکر ہر اک بات
نہ تم کو تہ کرو تحقیق سے مات
پرے بیٹھے نہ تم باتیں بناؤ
تم اس مرد خدا کے پاس آؤ
کرو ہر بات کی تحقیق تم خود
خدا نے تم کو دی ہے عقل اور بُد
بہانہ بازیوں کو چھوڑ دو تم
مہاریں اسطرف کو موڑ دو تم
رضا و حق کرو یاں آکے تحصیل
کرو حالات میں کچھ اپنے تبدیل
خدا کے فضل سے لو آ کے [illegible]
عداوت کا کرو تم پاک قصہ
خیال خام تم دل میں نہ لاؤ
کسی بدگو کے دھوکے میں نہ آؤ
خدا کے قہر سے ہر دم ڈرو تم
نہ اس مردار دنیا پر مرو تم
یہاں آکر کرو ایمان تازہ
کہ حاصل ہو تمھیں اک جان تازہ
پرانے وسوسے دل سے مٹاؤ
کلام اللہ پر ایمان لاؤ
رسول اللہ کے اقوال دیکھو
اور اس مہدی کے تم اعمال دیکھو
نمونہ ہے یہ احمد مجتبےٰ کا
یہ نائب ہے محمد مصطفٰے کا
امام وقت و مہدی زماں ہے
تمھارا دھیان اے لوگو کہاں ہے
محبت سے تم اس کو آکے دیکھو
کہ تا اس کی صداقت تم پہ وا ہو
غرض سے پاک ہے یہ عرض میری
قسم کھاتا ہوں میں اس پر خدا کی
نصیحت اور محبت سے کہا ہے
یہ سچی بات ہے شاہد خدا ہے

قیمت رسالہ سراج الحق محصول

وفات مسیح میں نرالی اور اچھوتی بحث ہم رسالہ سے کم باہر نہیں جا سکتا۔ قریب ہے کہ خریدار و نکو بار دوم کے اڈیشن کا انتظار کرنا ہے سراج الحق نعمانی

(از قادیان)

کلمات طیبات یا ملفوظات احمدیہ

علیہ السلام والتحیۃ

گذشتہ اشاعت سے آگے

لیکن جب انسان خدا تعالیٰ سے غافل ہو جاتا ہے اور شعائر اللہ کی پرواہ نہیں کرتا اللہ تعالیٰ بھی اس سے بے پرواہ ہو جاتا ہے اور اس شخص اور ایسی قوم کو تباہ کر دیتا ہے۔ چنانچہ چغتائی سلطنت نے جب دین سے غافل ہو کر بہائم کی سی سیرت اختیار کر لی۔ تو پھر اسکا نتیجہ کیا ہوا؟ وہ سلطنت جو صدیوں سے چلی آتی تھی اُسکا کچھ بھی باقی نہ رہا اور ایک مشاعرہ پر اُسکا خاتمہ ہو گیا۔ پس انسان کو ہر وقت خدا تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے کہ مخفی اور چھپی ہوئی بدکاریاں آخر انسان پر وہ گھڑی لے آتی ہیں جس کا اُسے آسائش کے ایام میں وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔ اسلیے ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کا خوف ہر وقت دل پر ہے اور اس کی عظمت و جبروت سے ڈرتا ہے اور اعمال صالحہ کی کوشش کرتا رہے اور پھر دعا کے ساتھ اُسکی توفیق مانگے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے

www.aaiil.org

استفسار پر اعلیٰ حضرت نے فرمائی تھی کہ مشیر اعلیٰ صاحب نے بڑی متانت سے ذیل کا سوال آپ کو پوچھا۔ ایڈیٹر

سوال آپ کی طرف سے بعض ایسے کلمات شائع ہوئے ہیں اور یہ بھی کہ میں عیسیٰ سے افضل ہوں اور امام حسین کی تحقیر کے کلمات بھی اوقات ہوتے ہیں جن پر لوگ اعتراض کرتے ہیں۔

حضرت اقدس - ہماری طرف سے کچھ نہیں ہوتا میں ان باتوں کا خواہشمند نہیں تھا کہ کوئی میری تعریف کرے اور میں گوشہ نشینی کو ہمیشہ پسند کرتا رہا۔ لیکن میں کیا کروں جب خدا تعالیٰ نے مجھے باہر نکالا۔ یہ کلمات میری طرف سے نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ جب مجھے ان کلمات سے مخاطب کرتا ہے اور میں بالمواجہ اسکا کلام سنتا ہوں پھر میں کہاں جاؤں لوگوں کے اعتراضوں اور نکتہ چینیوں کی پروا کروں یا اللہ تعالیٰ کے کلام پر ایمان لاؤں؟ میں دنیا اور اُس کے اعتراضوں کی کوئی حقیقت اور اثر نہیں سمجھتا لیکن خدا تعالیٰ کو چھوڑنا اور اسکے کلام سے سرگردانی کرنا اسکو بہت ہی بُرا سمجھتا ہوں اور میں اسکو چھوڑ کر کہیں نہیں جا سکتا - اگر ساری دنیا میری مخالف ہو جاوے اور ایک متنفس بھی میرے ساتھ نہ ہو بلکہ کل کائنات میری دشمن ہو

پھر بھی میں اللہ تعالےٰ کے اس کلام سے انکار نہیں کر سکتا

دنیا اور اُس کی ساری شان و شوکت اس **جلیل کلام** اور **خطاب** کے سامنے ہیچ اور مردار ہیں میں انکی کبھی پروا نہیں کرتا۔ پس کوئی اعتراض کرے یا کچھ کہے میں

خدا تعالیٰ کے کلام کو اور خدا کو چھوڑ کر کہاں جاؤں۔

(ایڈیٹر)
اسی مضمون کو اعلیحضرت نے قصیدہ الہامیہ کے ایک شعر میں یوں ادا کیا ہے

حکم است ز آسمان بزمین میرسانمش
گر بشنوم نگویمش آنرا کجا برم

اور یہ بالکل غلط ہے کہ میں انبیاء و رسل یا صلحاء امت کی تحقیر کرتا ہوں۔ جیسے میں ابرار و اخیار کا ذکر [illegible] ہوں اور ان کے مقام و قرب کا جتنا [illegible] دوسرے کو نہیں ہو سکتا کیونکہ [illegible] گروہ سے ہیں اور الجنس مع الجنس [illegible]

[illegible] اصل مقام اور [illegible] نہیں

کیونکہ جوہری ہی جوہر کی حقیقت کو سمجھتا ہے اسطرح دوسرے لوگ خواہ امام حسین کو سجدہ کریں مگر وہ اُن کے رتبہ اور مقام سے محض ناواقف ہیں۔

اور عیسائی خواہ حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا یا خدا جو چاہیں بنا ویں مگر وہ اُن کے اصل اتباع اور حقیقی مقام سے بیخبر ہیں۔ اور ہم ہرگز تحقیر نہیں کرتے۔

مشیر اعلیٰ - عیسائی خواہ خدا بناویں لیکن مسلمان تو نبی سمجھتے ہیں اس صورت میں ایک نبی کی تحقیر ہوتی ہے۔

حضرت اقدس - ہم تو حضرت عیسیٰ کو خدا تعالےٰ کا سچا نبی یقین کرتے ہیں اور سچے نبی کی تحقیر کرنے والے کو کافر سمجھتے ہیں۔ اسیطرح حضرت امام حسین کی بھی بیانز عزت کرتے ہیں لیکن جب عیسائیوں سے مباحثہ کیا جاوے وہ راضی نہیں ہوتے جب تک حضرت عیسیٰ کو اللہ یا ابن اللہ نہ کہا جاوے - اسلیے جو کچھ انکی کتاب پیش کرتی ہے وہ دکھانا پڑتا ہے - تاکہ ایک کفر عظیم کو شکست ہو۔

مشیر اعلیٰ - ان کے مقابلہ میں اگر انکی تردید کی جاوے یہ تو اچھی بات ہے مگر اصول صحیح کو تو انکی خاطر نہیں چھوڑنا چاہئیے۔

حضرت اقدس - اصول صحیح وہ ہو سکتا ہے جسپر اللہ تعالےٰ قائم کرے ہم ان اصولوں پر چلتے ہیں جنپر ہمکو اللہ تعالےٰ چلاتا ہے اگر کوئی اس وقت ان باتوں کو استہزا کی نظر سے دیکھتا ہے اور یقین نہیں لاتا

تو مرنیکے بعد اسکی حقیقت کھل جائیگی

اور خود دیکھ لیگا کہ کون **حق** پر ہے۔
میرے اس دعوے پر کہ میں امام حسین سے افضل ہوں شور مچایا جاتا ہے لیکن اگر پوچھا جاوے کہ آنے والا مسیح حسین سے افضل ہے یا نہیں تو اسکا کیا جواب ہے۔

مشیر اعلیٰ - پھر آپ کے نزدیک کیا ہے۔

حضرت اقدس خدا تعالےٰ نے تو مجھے یہی بتایا ہے کہ میں **افضل ہوں**۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم چونکہ موسیٰ علیہ السلام سے افضل ہیں اسیطرح آنے والا محمدی مسیح - موسوی مسیح سے افضل ہے - اسوقت آپ انکار کریں تو کریں لیکن مرنے کے بعد تو سب کچھ ظاہر ہو جاوے گا اور پتہ لگ جاوے گا کہ کون افضل اور حق پر ہے۔

میں اگر اپنی طرف سے شیخی جتلاتا ہوں تو مجھ سے بڑھ کر کوئی جھوٹا نہیں لیکن اگر کوئی میرے **صدق** کے نشانات دیکھکر بھی جھٹلاتا ہے تو پھر اُس کا [illegible] ہے وہ میری تکذیب نہیں کرتا [illegible] اللہ تعالیٰ اور اسکی آیات کی تکذیب کرتا ہے۔

آپ جو کچھ [illegible] ہیں بطور **مقلد** کے کہتے ہیں ذاتی بصیرت [illegible] نہیں ہے لیکن میں جو کچھ کہتا ہوں بطور [illegible] کے کہتا ہوں اور

خدا تعالیٰ سے بصیرت پاکر کہتا ہوں

میں خدا تعالیٰ کے مکالمات سنتا ہوں ہر روز اُس سے مخاطبات ہوتے ہیں پھر میں ایک نابینا مقلد کی پیروی کسطرح کروں۔

ہاں

اگر کوئی امام حسین کو مجھ سے **افضل** یقین کرتا ہے اور اُسکا کوئی الگ خدا ہے تو پھر

میں دیکھلوں گا کہ وہ میرے مقابل اس افضلیت کے کون سے نشان اپنی ذات سے دکھا سکتا ہے۔ اگر کوئی نشان نہیں دکھا سکتا اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ کوئی بھی نہیں دکھا سکتا تو پھر سب کے لیے جو تحقیق کی راہ کھلی ہے اسکا انکار نامناسب ہے۔

یہ نری کہنے ہی کی باتیں نہیں ہیں میری زندگی کا کون ذمہ وار ہو سکتا ہے جبکہ میں براہ راست خدا تعالیٰ سے سنتا ہوں۔

خواہ مجھے دوزخ میں ڈالدیا جاوے یا ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جاوے میں اس کی بالکل پروا نہیں کرتا۔

میں کبھی اس امر حق کو نہیں چھوڑ سکتا - میں نے اُن نشانوں کے ساتھ اللہ تعالےٰ کو پہچانا ہے جن نشانوں کے ساتھ **آدم**- **نوح** - **موسیٰ**- **ابراہیم** علیہم السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہچانا تھا میں اب اس راہ کو کیسے چھوڑ سکتا ہوں۔ اس دروازہ کو چھوڑ کر اور کس جگہ میں کیونکر جا سکتا ہوں۔

براہین احمدیہ جو بیس برس پہلے کی چھپی ہوئی کتاب موجود ہے وہ شیعوں کے پاس بھی ہے گورنمنٹ کے پاس بھی کاپی ہے اسکو کھولکر پڑھو کہ کسقدر نشان اس میں دیے گئے تھے - اور وہ اُسوقت دیے گئے تھے کہ جب کسی کے وہم و گمان میں بھی وہ باتیں نہ آسکتی تھیں کہ ایسا ہو جاوے گا - مثلاً اُس میں لکھا ہے کہ آج تو اکیلا ہے لیکن ایکوقت آتا ہے کہ فوج در فوج لوگ تیرے ساتھ ہوں گے - دنیا دار مقابلہ کرینگے مگر وہ اس مقابلہ میں ناکام رہینگے اور میں تجھے کامیاب کروں گا - اب کوئی مخالف اس کا جواب دے کہ کیا اسیطرح نہیں ہوا۔

جب براہین احمدیہ شائع ہوئی ہے تو سارے ملک میں کوئی آدمی نہیں تھا جو مجھے جانتا ہو قادیان سے باہر کسیکو کچھ پتہ نہ تھا - لیکن اب دیکھو کہ کسقدر رجوع دنیا کا ہو رہا ہے اور اس ملک سے نکلکر امریکہ آسٹریلیا اور یورپ تک اس سلسلہ کی شہرت ہو گئی ہے - کیا لوگوں کو اس سلسلہ میں داخل ہونے سے اور روکنے کے واسطے کوششیں نہیں کی گئی ہیں - کفر کے فتوے دیے گئے - قتل کے مقدمے بنائے گئے - جسطرح جس کسی کا بس چلا اُس نے لوگوں کو بازرکھنا چاہا - لیکن جس قدر مخالفت کی گئی اُسی قدر زور و شور کے ساتھ اس سلسلہ کی اشاعت ہوئی اور آفاق میں اسکا نام پہونچگیا اسی کے موافق جو خدا نے پہلے فرمایا تھا - اب تمہیں کوئی جواب دے کہ کیا یہ انسانی کلام ہو سکتا ہے کہ جو بیس برس پیشتر ایسی پیشگوئی کرے اور پھر وہ حرفاً حرفاً پوری ہو جاوے اور وہ پیشگوئی ایسی حالت میں کی جاوے کہ اُس وقت کوئی آدمی جاننے والا بھی موجود نہ ہو اگر یہ انسانی کلام ہے تو پھر ایسا دعویٰ کرنے والے کو چاہیے کہ اسکی نظیر پیش کرے - پھر اسی براہین میں درج ہے

یاتون من کل فج عمیق
ویاتیک من کل فج عمیق

اگر اس نشان کو دیکھا جاوے تو اپنی جگہ یہ کوئی ۱۰ لاکھ نشان ہوگا - ہر آدمی جو آنے والا مہمان اس نشان کو پورا کرتا ہے - اور مختلف دیار و امصار سے خطوط آرہے ہیں تحائف آرہے ہیں جس کے واسطے ڈاکخانہ اور محکمہ ریل کی کتابیں بھی گواہ ہیں - پھر کیا یہ معمولی نظر سے دیکھی جانیکے قابل باتیں ہیں ایسے ایسے صدہا نہیں ہزار کر نشان ہیں ایسے نشانوں کے ہوتے ہوئے

میں خدا تعالےٰ کا انکار کروں اور اُسکی باتوں کو چھوڑ دوں!!! یہ کبھی نہیں ہو سکتا خواہ میری جان بھی چلی جاوے۔

پھر ان نشانات کو الگ رکھو میں تو اپنے اللہ تعالےٰ پر ایسا یقین رکھتا ہوں اور اُسکا وعدہ ہے کہ اگر کوئی چالیس دن میرے پاس رہے تو وہ ضرور کوئی نہ کوئی نشان دیکھ لے گا۔

ہماری جماعت اس بات کی گواہ ہے اور ان میں شاید ایک بھی ایسا آدمی نہ نکلے گا جس نے کوئی نہ کوئی نشان نہ دیکھا ہو پھر آپ ہی بتائیں

کہ خدا کی راہ کو چھوڑ کر میں کس کی بات سُن سکوں اسکے مقابل میں جلتی ہوئی آگ میں کود پڑنا میرے لیے آسان ہے

گر اس کو چھوڑنا مشکل ہے۔

دیکھو وہ لوگ جو ہمارے ساتھ ہیں انکی روحیں ان برکات کو محسوس کرتی ہیں جو اس سلسلہ میں داخل ہونے سے ان کو ملی ہیں + مگر وہ لوگ جو امام حسین کی پوجا کرتے ہیں اور ان کے چال چلن کو اختیار نہیں کرتے اور انکا اتباع نہیں کرتے وہ یاد رکھیں کہ قیامت کو امام حسین سے الگ ہٹائے جائیں گے اور اُن سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔

نواب صاحب (شیعہ ہیں) ہم تو حضرت امام حسین کو سجدہ نہیں کرتے البتہ نواسہ رسول سمجھکر مانتے ہیں۔

حضرت اقدس۔ حضرت امام حسین کے نواسہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) یا شہید ہونے میں تو کوئی کلام نہیں ہے۔ اور اسی حد تک ان کو ماننا کسی خرابی کا باعث نہیں ہوا بلکہ انکی شان* میں بہت بڑا غلو کیا گیا ہے میرے ایک اُستاد بھی شیعہ تھے جو آپ کے ہاں بھی جایا کرتے تھے مجھے بہت سا موقع ملا ہے کہ میں اس غلو کا اندازہ کروں جو وہ امام حسین کی نسبت کرتے ہیں۔ وہ اتنا ہی ہرگز نہیں مانتے کہ وہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے تھے یا شہید ہوئے بلکہ وہ حاجت روا اور مشکل کشا مانتے ہیں لیکن آپ یاد رکھیں کہ جب تک وہ طریق اختیار نہ کیا جاوے جو آنحضرت صلی اللہ [علیہ] وسلم کا تھا۔ اور جس پر حضرت علی اور حضرت [ح]سین نے قدم مارا تھا کچھ بھی نہیں ہو سکتا [تع]زیے بنانا اور نوحہ خوانی کرنا کوئی نجات [کا ذ]ریعہ اور خدا تعالیٰ سے سچا تعلق قائم کرنے [کا طر]یقہ نہیں ہو سکتا۔ خواہ کوئی ساری عمر [سی]نہ مارتا رہے۔

[سچ]ی پیروی الگ چیز ہے اور محض مبالغہ ایک [ا]مر ہے۔ جبتک انسان انبیاء علیہم السلام [اور] صلحاء کے رنگ میں رنگین نہیں ہو جاتا انکی [محبت] اور ارادت کا دعویٰ محض ایک [زبانی] امر ہے جسکا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

(ایڈیٹر) ونعم ما قیل ع

از عمل ثابت کن آں نور کہ در ایمان تست
دل چو دادی یوسفی را راہ کنعاں گیر بس

علیہم السلام کے آنے کی اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ لوگ اُن کے نمونہ کو اختیار کریں اور اسی رنگ میں رنگین ہو کر اُن کے ساتھ سچی محبت کا اقتضاء یہی ہوتا ہے کہ ان کے نقش قدم پر چلیں اور اگر یہ بات نہیں تو سارے دعوے ہیچ ہیں انبیاء علیہم السلام کی ایسی ہی مثال ہے جیسے گورنمنٹ مختلف قسم کی صنعتیں وغیرہ یہاں بھیجتی ہے اور لوگوں کو دکھاتی ہے اس سے اس کی یہ غرض تو نہیں ہوتی کہ لوگ ان صنعتوں کو لیکر اسکی پوجا کریں بلکہ وہ تو یہ چاہتی ہے کہ یہاں کے لوگ بھی ان نمونوں کو دیکھکر انکی تقلید کریں اور ایسے نمونے خود بنایا کریں + جو [illegible]

وہ فائدہ اُٹھاتے ہیں لیکن جو توجہ نہیں کرتے انکو کوئی فائدہ ان نمونوں سے نہیں ہو سکتا

اسی طرح انبیاء علیہم السلام کی جو لوگ سچی اطاعت کرتے ہیں اور ان کے قول و فعل کو اپنے لیے ایک نمونہ قرار دیکر اسی کے موافق اپنا چال چلن اور عمل درآمد کر لیتے ہیں خدا تعالیٰ انکی مدد کرتا ہے۔ اور اُن پر بھی اسی رنگ کے برکات اور فیوض کا دروازہ کھولا جاتا ہے جس قسم کے برکات انبیاء علیہم السلام کو دیے جاتے ہیں۔ اور جو انکی اتباع نہیں کرتے وہ نامراد رہتے ہیں۔ یہ نمونہ جب سے انبیاء علیہم السلام آتے ہیں برابر چلا آیا ہے اور ہر زمانہ میں اس کا تجربہ اور مشاہدہ ہوا ہے۔ یہ ایک ایسی صداقت ہے جس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا بجز اُس آدمی کے جسکو ذرا بھی ایمان اور یقین نہ ہو۔

نور الدین پر ریویو

نمبر اول

مقدمہ

نور الدین پر ریویو لکھنا تو اس قوی دماغ کا کام ہو سکتا ہے جو اس روشنی سے سینہ منور رکھتا ہے جسکی نسبت **یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ لا شرقیۃ ولا غربیۃ یکاد زیتہا یضیٓء ولو لم تمسسہ النار** آیا ہے۔ پھر ہم جو اپنی علمی اور عملی قابلیت کا پبلک سے زیادہ علم رکھتے ہیں اس کتاب پر **ریویو** لکھنے کا کیونکر حوصلہ کر سکتے ہیں؟ ہم درحقیقت اور دلیری کی تہ میں ایک بات ہے جو گستاخ [illegible] لائی ہے اور ہم اسکا اظہار کسی خاص وجہ سے کرنا نہیں چاہتے الا اگر اللہ تعالیٰ نے ہمکو توفیق دی اور ہم اپنے مدعا میں کسی حد تک بھی کامیاب ہو گئے پھر انشاء اللہ اس راز کو بیان کرینگے **وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم**

نور الدین پر ریویو لکھنے سے پہلے ہم یہ ضروری امر بیان کرنے کے قائل ہیں جن پر یہ ریویو مشتمل ہوگا تا کہ ناظرین الحکم ہمارے اس ریویو کی غرض و غایت [illegible]

اولاً۔ ریویو کی حقیقت جس کے ضمن میں ہم بتانا چاہتے ہیں کہ ریویو کے بانی اہل عرب ہیں اور **ریویو** سے علم کلام کیونکر پیدا ہوا؟ نیز کسی تصنیف پر رائے لکھنے سے کیا فائدہ ہوتا ہے

ثانیاً۔ نور الدین کے مصنف و مؤلف حکیم الامۃ مخدومنا مولنا مولوی نور الدین کا مختصر تذکرہ۔

ثالثاً۔ نور الدین [illegible] ریویو پر مصنف کا [illegible]

یاد رہے کہ مندرجہ حاشیہ امور پر اس ریویو میں ہم بحث کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ یہ امور عشرہ جو ہمارے زیر بحث ہونگے ہر مخالف و موافق کے نزدیک ایسے دلچسپ اور اہم ہیں کہ اگر ان پر پوری پوری بحث کی جاوے تو غالباً **نور الدین** کے برابر ایک جلد طیار ہو جاوے نہ [illegible] یہ مضمون بہت ہی وسیع ہے لیکن ہم اس توسیع خیال کے سلسلہ کو چھوڑ کر اس ریویو میں حتی الوسع ایجاز و اختصار سے کام لینگے۔ خیر الکلام ما قل ودل

(خلاصہ)

رابعاً۔ نور الدین مسلّمہ کی نظر سے زمانہ حال کو کس قسم کی تصنیفات کی ضرورت ہے

خامساً۔ نور الدین مسلّمہ کی نظر میں زمانہ حال کی ضرورت کے واسطے کون کون سی کتابیں موجود ہیں

سادساً۔ نور الدین کے مضامین کی تلخیص اور نور الدین کی خصوصیات اور اس پر ریویو۔

سابعاً۔ اس میں کچھ کچھ انتخاب اور اقتباس نمونہ کے طور پر۔

ثامناً۔ نور الدین اور اسی مضمون کی دوسری کتابوں میں امتیاز

تاسعاً۔ نور الدین پر ہمارے ہمعصر اہل الرائے بزرگ اور قوم کی توجہ

عاشراً۔ آریہ سماج اور اسلام کے مباحثین

کے حکیمانہ ارشاد پر عمل ہو جاوے۔ اور ہمارے بعض ناظرین بھی جو ایسی باتوں سے شاید مذاق نہ رکھتے ہوں گھبرا نہ جائیں +

امر اول

ریویو لاطینی زبان کا لفظ ہے جو انگریزی اور یورپ کی دوسری زبانوں کے رگ و ریشہ میں مخلوط ہو چکی ہے۔ **ریویو** کا لفظ اب ہماری زبان اردو میں بھی مستعمل ہو گیا ہے اور اخبارات اور ماہواری رسالوں میں مختلف عنوانوں کے تحت اس سے کام لیا جاتا ہے مگر حقیقۃ الحال یہ ہے کہ بڑی بے لطفی اور بے مزگی کے ساتھ اور اصل اغراض و مقاصد کو پس پشت ڈالکر۔ ہمارے یہاں **ریویو** کی غرض و غایت اسی قدر سمجھی جاتی ہے کہ زیر **ریویو** چیز کی جس قدر ثناء و صفت ہو سکے کی جاوے برخلاف اس کے یورپ و امریکہ کے **ریویو نگار** جو ریویو کرتے ہیں وہ فی نفسہا ایک جداگانہ تصنیف ہوتی ہے جس میں ملک اور قوم کو ایک علمی فائدہ پہنچایا جاتا ہے۔

کیونکہ تعلیم یافتہ موجودہ زمانہ کے ترقی یافتہ (ترقی سے مراد مادی ترقی سمجھنی چاہیے) ممالک کے محققوں کی رائے میں **ریویو** وہ ہوتا ہے جو ان مراتب کے لیے (جو اصلی مقصود ہیں) ایسا بیان ہو (علاوہ اس کے کہ اسکے نقصوں کا آئینہ ہو یا اسکے مفید ہونے کی کسوٹی) جو مصنف سے بڑھ کر ہو۔ مگر ہم **ریویو** سے تقریظ ہی کے مفہوم میں استعمال کرتے ہیں جس سے فائدہ مراد نہیں ہے۔ ریویو نویسی دراصل **عرب** کے فاضلوں اور فلاسفروں کی ایجاد ہے اور انکی شاگردی میں اہل یورپ نے اس فن کو سیکھکر اپنے رنگ پر ڈھالا ہے۔ اہل عرب (جہانتک ہماری واقفیت ہماری رہنمائی کرتی ہے) **ریویو** کو **النظر** بھی کہتے ہیں اور **القات** بھی اسکا نام رکھتے ہیں۔

ہمارا یہ بیان کہ **اہل عرب** اس شریف اور معزز فن کے بانی مبانی اور موجد ہیں محض خوش اعتقادی یا تعصب پر مبنی نہیں بلکہ حقیقت ہی یونہی ہے ہم جو اپنے اسلاف کے دوسرے کمالات علمی سے ناواقف ہیں اسکو بھی بھول بیٹھے ہیں۔ اور ہر خوبی اور علمی ترقی کو یورپ سے آتا ہوا دیکھتے ہیں اسلیے یورپ ہی کو ہر کمال کا موجد اور بانی سمجھنے لگے ہیں یہ تصور فہم ہر ٹھیک نہیں۔ اس فن ریویو نویسی کے عرب کیسے موجد ہوئے اور انہوں نے اسکو اوج پر پہونچایا کا حال اس محقق و واقف پر کھل سکتا ہے جو انکی نادر علوم اور شریف و اعلیٰ درجہ کے فنون سے نہ صرف واقف بلکہ ماہر ہو۔

ریویو کی بنیاد عرب میں کیسے پڑی اور اس سے علم کلام کیونکر پیدا ہوا

اول اول اسلام میں فلسفہ کا کیسا چرچا نہ تھا لیکن جب **فضلاء عرب** نے یونانی علوم کو لیکر اپنی زبان میں ترجمہ کیا تو انکے ساتھ ہی یونانیوں کا فلسفہ بھی انہیں آگیا اور باوجودیکہ یونانی فلسفی کی کمزوریاں بھی ظاہر ہو چکی ہیں لیکن ہم ہیں کہ ہمارے درسوں اور مکتبوں میں ابھی تک وہی کتابیں چلے جاتے ہیں + غرض جب فلسفہ یونان اسلام میں داخل ہوا تو وقت کے **عقلمندوں** نے دیکھا کہ اصل مطلب سے دور نکل جانیکے سامان پیدا ہو چلے ہیں تو انہوں نے اسپر **نظر ثانی یا التقات** لکھنی شروع کر دی۔ جو **ریویو** کا اصل منشا ہے چنانچہ یہی ریویو نویسی ایک اعلیٰ درجہ کے مفید و کارگر **علم کلام** کے پیدا ہونے کا موجب ہو گئی۔

اس امر کے ماننے میں غالباً کسیکو کلام نہ ہوگا کہ یہ معزز فن علم کلام اسلام ہی کا خاصہ ہے اور کسی اور قوم میں (جہانتک ہمارا علم ہے) نہیں۔ وہ علم کلام سے مراد اس طریق بیان کو لیتے ہیں جس میں مسلمہ عقائد کو عقلی اور فلسفی دلائل سے ثابت کیا جاوے۔ غرض اس ریویو نگاری کی بدولت عربوں کو وہ خزانہ ملا جو کسی اور کو نہیں ملا۔ البتہ دوسری قوموں نے اسکی آواز اُٹھائی ہے اور اسپر ازدیاد کرنیکی سعی کی ہے مگر ہم ہیں (عام مسلمان) جو اسطرف توجہ نہیں کرتے۔ **مگر** خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل اور اپنے تقاضائے رحمت سے ایک **روحانی متکلم** ہم میں بھیجا ہے جس نے آکر **حقیقی علم کلام** کی بنیاد رکھدی ہے۔ اور **نور الدین** کے مصنف نے جیسا کہ ہم دکھلانے کی انشاء اللہ کوشش کرینگے اپنے ایک عزیز اور قابل قدر بھائی (خلافت راشدہ کے مصنف) کی طرح اس بنیاد پر عمارت شروع کر دی ہے **جزاہما اللہ خیر الجزاء**

غرض

یہیں **ریویو** کے معنی اور اسطریق پر اس سے علم کلام پیدا ہوا۔ اب ہم اس امر اول کے خاتمہ پر یہ بتانا چاہتے ہیں کہ کسی تصنیف پر رائے لکھنے سے کیا فائدہ ہوتا ہے؟ **تخم تاثیر صحبت** کا اثر ایک عام نقوی ہے اسکے جز اول کے متعلق گو بعض اہل الرائے متفق نہیں اور اسکو صحیح نہیں سمجھتے لیکن دوسرا جزو عام طور پر مسلم ہے۔ اور یہی وہ ہمکو اسوقت ملحوظ نظر ہے ہر فرقہ ہر ملک اور ہر طبقہ کے دانشمندوں اور مدبروں کا اس پر اتفاق ہے کہ صحبت سے بڑھ کر (عام اس سے کہ کھلی ہو یا چھپی) کوئی چیز مؤثر نہیں۔ یا اسکے مؤثر ہونیکا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے **یا ایہا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین** کا ارشاد اللہ تعالیٰ کی کامل کتاب میں موجود ہے۔ جیسے انسانی صحبت اندر ہی اندر اپنا اثر کرتی رہتی ہے اسیطرح مختلف تصانیف اپنا اثر کیے بغیر نہیں رہ سکتی ہیں ہمارے زمانہ کا **ربانی عالم اور قرآنی فلاسفر** یہی وجہ ہے کہ **ناولوں** مخرب اخلاق فسانوں اور رومانسوں کو بھی سحر میں شامل کرتا اور اللہ کے چھوٹ جانے کا باعث قرار دیتا ہے۔ مگر افسوس سے کہا جاتا ہے کہ ایشیا کے مصنفوں نے اس **کتابی اثر صحبت** کی بھی پروا نہیں کی اور نہ ملک کی ریفارمروں نے اس ضرورت کو کبھی محسوس کیا اور نہ وہ اس اثر کو مانتے ہیں + اگرچہ عدم علم عدم شیء کو مستلزم نہیں لیکن اپنی انہیں سالہا سال زندگی میں یہ صدا بجز تذکرہ یا فلاسفر کے منہ سے ہمنے کبھی نہیں سنی؟ اسکا عام ثبوت یہ بھی ہے کہ ملک کا موجودہ لٹریچر دیکھو اور جو تصانیف اور کتب ملتی ہیں انکو پڑھو۔ پھر معلوم ہوگا کہ کیا ہے؟ ملک کے بگڑے ہوئے مذاق کتب بینی نے ملک کی اخلاقی حالت پر جو اثر کیا ہے اسکے واسطے عاقل شہروں کو دیکھو جو تعلیم اور تہذیب کے مرکز سمجھے جاتے ہیں۔ یہ ایک ضمنی بات تھی جو درد دل کیوجہ سے نکل گئی ورنہ اصل غرض ہماری وہی مضمون ہے کہ **تاثیر صحبت** کے رنگ میں کتابوں کے ذریعہ بہت بڑی بداخلاقی پھیلی ہے۔ اور اسکے ذمہ دار وہ لوگ ہیں جو **اہل قلم** ہیں (اس سے ہماری مراد ریویو نگار ہیں) اگر وہ اپنے قلم کے ہنر اور تازیانہ سے ایسی مصنفوں کو درست کرتے تو آیندہ تصنیفات کے سلسلہ میں اصلاح ہو جاتی۔ اور جبتک ریویو نگاری کو وحید العصر اور ماہر لوگ ہاتھ میں نہ لینگے۔ اخلاق بگاڑنے والا لٹریچر پڑھا جاوے گا۔ غرض کسی تصنیف پر ریویو لکھنے سے بڑے فائدے ہوتے ہیں اگر وہ کتاب عمدہ ہو تو اس سے اسکے ناظرین کو فائدہ حاصل کرنیکا موقعہ بڑھتا ہے اگر وہ کتاب بری ہو تو اس سے احتراز کا سبق ملتا ہے۔ کوئی نقص یا کمی رہ گئی ہو تو اسکی اصلاح انشاء اللہ ہو جاتی ہے۔ جن امور کو مد نظر رکھکر ہم ایسا ریویو کرنا چاہتے ہیں [illegible]

---

* **نوٹ**: حضرت نواب صاحب [illegible] حسینقدر علو الامام حسین کی شان [illegible] لاہوری سید علی حائری کا رسالہ وسیلہ دیکھیں جس میں امام حسین کو انبیاء کی نجات کا ذریعہ اور وسیلہ بھی امام حسین ہی قرار دیا گیا ہے (ایڈیٹر)

www.aaiil.org

حضرت حکیم الامۃ کا وعظ وحلسۃ الوداع کی تقریب پر

گذشتہ اشاعت سے آگے

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں رہنے کی کس قدر ضرورت ہے۔ کیونکہ جب تک یہاں نہ رہے تو انوار شریعت اور مغز قرآن جو یہاں پیش کیا جاتا ہے اس سے اطلاع کیونکر ہو؟ یہاں نہ رہنے ہی کی وجہ سے آداب النبی کے خلاف بعض اوقات ہمارے بھائی حضرت اقدس سے دعا کے لیے لکھتے ہیں۔

۹۹ فیصدی ایسے خطوط دعا کے لیے آتے ہیں جنکو دعا کرانے کی حقیقت سے خبر نہیں ہے اگر ان کو اس راز پر اطلاع ہو تو انکا قلم کانپ جاوے اور کبھی ایسی درخواستیں کرنے کی جرأت نہ کریں۔ کیا دنیا دار کے رنگ میں کوئی شخص بطور خود یہ تجویز ملکہ معظمہ کو کر سکتا ہے کہ مجھے فلاں جگہ کا گورنر یا عہدہ دار بنا دو؟ ایسے آدمی کو نادان نہ کہا جاوے گا؟

دعا ایک عجیب برکت اپنے ساتھ لاتی ہے اور اس سے بڑے بڑے عقدے حل ہوتے ہیں مگر **دعا** دعا ہو جب تک اس میں وہ زینت اور خوبصورتی پیدا نہ ہو جو اس کے لوازمات ہیں اسکا کوئی اثر نہیں۔ سچا اضطراب ہو۔ کامل تبدیلی کی جاوے۔ رعایت آداب الدعا ہو۔ خشوع وخضوع کے ساتھ اعلاء کلمۃ الاسلام کے لیے دعا کی جاوے پھر باب اجابت اس کے لیے جلد کھولا جاتا ہے اور دنیوی برکات بھی اسکے ساتھ ہی آتی ہیں۔

صحابہ کی خصوصیت میں نے صحابہ کی سیرۃ کو خوب غور سے پڑھا ہے اور مجھے یاد نہیں کسی اولو العزم صحابی کی پاک زندگی میں یہ پایا جاتا ہو کہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور دنیوی اغراض کے لیے یہ عرض کی ہو کہ حضور دعا کریں مجھے فلاں سلطنت مل جاوے یا میرے بیٹا ہو جاوے جو میری جائیداد کا وارث ہو۔ اس سے صحابہ کی عظمت اور انکی پاک باطنی کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ مگر دیکھو انھوں نے گو دنیا کے لیے کوئی دعا نہیں کرائی لیکن کیا وہ دنیا سے محروم رہے؟ دنیا خود ان کے پاس آگئی۔ وہ بادشاہ بنا دیے گئے۔ اور قیصر و کسریٰ کے خزانے انکے پاؤں میں ڈالے گئے

اب کوئی مقابلہ کرے دوسرے بادشاہوں کا جو دنیا میں ہوئے ہیں لیکن کیا وہ صحابہ جیسے بادشاہ ہوئے۔ پس تم بھی دنیا کے لیے دعائیں نہ کرو۔ اور نہ منگواؤ بلکہ دین کی عظمت اور اسکے اعلاء کے لیے خود بھی کرو۔ اور امام سے بھی کراؤ۔ یہ خدا تعالیٰ کے لیے ہونگی انکی اجابت یقینی ہے پھر اس کے ثمرات بھی لازمی طور پر آئینگے۔

دعاؤں سے کبھی گھبرانا نہیں چاہیے ان کے نتائج عرصہ دراز کے بعد بھی ظہور پذیر ہوتے ہیں لیکن مومن کبھی تھکتا نہیں۔ قرآن شریف میں دعاؤں کے نمونے موجود ہیں ان میں سے ایک ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہے وہ اپنی اولاد کے لیے کیا خواہش کرتے ہیں

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ

اس دعا پر غور کرو حضرت ابراہیم کی دعا روحانی خواہشوں اور خدا تعالیٰ کے ساتھ آپ کے تعلقات بنی نوع کی بھلائی کے جذبات کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے وہ دعا مانگتے تھے کہ میری اولاد کو بادشاہ بنا دے۔ مگر وہ کیا کہتے ہیں۔ اے ہمارے رب میری اولاد میں انھیں میں کا ایک رسول مبعوث فرما۔ اس کا کام کیا ہو وہ ان پر تیری آیات تلاوت کرے اور اسقدر قوت قدسی رکھتا ہو کہ وہ انکو پاک و مطہر کرے اور انکو کتاب اللہ کے حقائق و حکم سکھلا کر آگاہ کرے اسرار شریعت ان پر کھولے۔

یہ ایسی عظیم الشان دعا ہے کہ کوئی دعا اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اور اسقدر بلند ہمتی سے جن لوگوں کے حالات زندگی ہمیں مل سکتے ہیں کسی کی زندگی میں یہ دعا پائی نہیں جاتی حضرت ابراہیم کی عالی ہمتی کا اس سے خوب پتہ ملتا ہے پھر اس دعا کا نتیجہ کیا ہوا اور کب ہوا۔ عرصہ دراز کے بعد اس دعا کے نتیجہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسا انسان پیدا ہوا۔ اور وہ دنیا کے لیے ہادی اور مصلح ٹھیرا قیامت تک رسول ہوا۔ اور پھر وہ کتاب لایا جس کا نام قرآن ہے اور جس سے بڑھکر کوئی رشد۔ نور اور شفا نہیں ہے۔

یہ دعاؤں کے برکات اور ثمرات ہیں۔ پھر اس دعا سے کسقدر ثمرات حضرت ابراہیم کی اولاد کو ملے تم خود سوچ سکتے ہو۔

بات یہ ہے کہ جب انسان اللہ تعالیٰ کا خالص بندہ بنجاتا ہے اور اسکی ساری نفسانی خواہشوں پر موت آ جاتی ہے اور ساری غرض و غایت اللہ کے لیے ہو جاتی ہے اور اسکے دین کا پھیلانا ظاہر کرنا اس کا مقصد ہو جاتا ہے تو پھر ساری مشکلات اس کی حل ہو جاتی ہیں۔ دنیا اور اسکے اسباب خود اس کے پیچھے پیچھے دوڑتے ہیں۔ مگر اس کے راہ اختیار کرنے کے واسطے ضرورت ہے قرآن شریف پر عمل کرنے کی۔ اور عمل کے لیے پہلے ضروری ہے قرآن شریف کا فہم اور فہم قرآن بجز تقویٰ کے حاصل نہیں ہوتا اور اسکے واسطے مجاہدہ شرط ہے۔ اور یہ باتیں حاصل ہوتی ہیں مامور کی صحبت سے اور صادق کے پاس رہنے سے اسی لیے اللہ تعالیٰ یہ حکم دیتا ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ

اور پھر یہ نصیحت فرماتا ہے کہ تفقہ فی الدین کے لیے اپنی اپنی جگہ سے کچھ آدمی بھیجو جو مامور کی صحبت میں رہ کر وہ فیض حاصل کریں اور پھر واپس اپنی قوم میں جاکر تبلیغ کریں تاکہ ان میں خشیت الٰہی پیدا ہو۔

بارہا یہ بات میرے دل میں پیدا ہوتی ہے اور جوش اٹھتا ہے کہ لوگ اس ارشاد الٰہی پر کیوں عمل نہیں کرتے؟ مجھے فخر ہے کہ قرآن مجھے آتا ہے مگر یہ فخر جائز اسوقت ہوگا کہ تم ایک بار اس قرآن کو دستور العمل بنانے کے واسطے سارا پڑھ لو۔ لوگ مجھ سے پوچھا کرتے ہیں کہ قرآن شریف کیونکر آ سکتا ہے۔ میں نے بارہا اس کے متعلق بتایا ہے کہ اول تقویٰ اختیار کرو۔ پھر مجاہدہ کرو۔ اور پھر ایکبار خود قرآن شریف کو دستور العمل بنانے کے واسطے پڑھ جاؤ۔ جو مشکلات آئیں ان کو نوٹ کرلو۔ پھر دوسری مرتبہ اپنے گھر والوں کو سناؤ۔ اس دفعہ مشکلات باقی رہ جائیں انکو نوٹ کرو۔ اس کے بعد تیسری مرتبہ اپنے دوستوں کو سناؤ۔ چوتھی مرتبہ غیروں کے ساتھ پڑھو۔ میں یقین کرتا ہوں اور اپنے تجربہ سے کہتا ہوں کہ پھر کوئی مشکل مقام نہ رہ جاوے گا۔ خدا تعالیٰ خود مدد کریگا لیکن غرض ہو اپنی اصلاح اور خدا تعالیٰ کے دین کی تائید۔ کوئی اور غرض درمیان نہ ہو۔ بڑی ضرورت عملدرآمد کی ہے۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورۃ ہود نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے وہ کیا بات تھی جس نے آپ کو بوڑھا کر دیا وہ یہ حکم تھا

فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ

یعنی جب تک تو اور تیرے ساتھ والے تقویٰ میں قائم نہ ہوں وہ کامیاب نہیں ہو سکتے اس لیے تو سیدھا ہو جا جیسا کہ تجھ کو حکم دیا گیا ہے۔ بس ہمیشہ یاد رکھو کہ ہماری اور ہمارے امام کی کامیابی ایک تبدیلی چاہتی ہے کہ قرآن شریف کو اپنا دستور العمل بناؤ۔ نرے دعوے سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ اس دعوے کا امتحان ضروری ہے جب تک امتحان نہ ہوے کوئی سارٹیفکیٹ کامیابی کا مل نہیں سکتا۔ خیر القرون کے لوگوں کو بھی یہی آواز آئی

أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ

کیا لوگ گمان کر بیٹھے ہیں کہ وہ صرف اتنا ہی کہنے پر چھوڑ دیے جاوینگے کہ وہ ایمان لائے اور وہ آزمائے نہ جاویں۔

ابتلاؤں اور آزمائشوں کا آنا ضروری ہے بڑے بڑے زلزلے اور مصائب کے بادل آتے ہیں۔ مگر یاد رکھو ان کی غرض تباہ کرنا نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کا منشا اس سے استقامت اور سکینت کا عطا کرنا ہوتا ہے اور بڑے بڑے فضل اور انعام ہوتے ہیں۔ ہاں یہ سچ ہے اور بالکل سچ ہے کہ جو لوگ کچے غیر مستقل مزاج۔ کم ہمت اور منافق طبع ہوتے ہیں وہ الگ ہو جاتے ہیں صرف مخلص وفادار۔ بلند خیال اور سچے مومن رہ جاتے ہیں جو ان ابتلاؤں کے جنگلوں میں بھی امتحان اور بلا کی خار دار جھاڑیوں پر دوڑتے چلے جاتے ہیں وہ تکالیف اور مصائب ان کے ارادوں اور ہمتوں پر کوئی برا اثر نہیں ڈالتا۔ ان کو پست نہیں کرتیں بلکہ اور بھی تیز کر دیتی ہیں وہ پہلے سے زیادہ تیز چلنے اور اس راہ میں شوق سے دوڑتے ہیں نتیجہ کیا ہوتا ہے وہ بلائیں وہ تکالیف و مصائب و شدائد خدا تعالیٰ کے عظیم الشان فضل اور کرم اور رحمت کی صورت میں تبدیل ہو جاتی ہیں اور وہ کامیابی کے اعلیٰ معراج پر پہنچ جاتے ہیں۔ اگر ابتلاؤں کا تختہ مشق نہ ہو تو کسی کامیابی کی کیا امید ہو۔ دنیا میں بھی دیکھا ایک ڈگری حاصل کرنے کے واسطے اے۔ بی۔ سی شروع کرنے کے زمانہ سے لیکر ایم اے کے امتحان تک کسقدر امتحانوں کے پیچے آنا پڑتا ہے۔ کسقدر روپیہ اس کے واسطے خرچ کرتا ہے اور کیا کیا مشکلات اور مشقتیں برداشت کرتا ہے۔ باوجود اسکے بھی یقینی امر نہیں ہے کہ ایم اے پاس کر لینے کے بعد کوئی کامیاب زندگی سلسلہ شروع ہو جائیگا۔ بسا اوقات دیکھا جاتا ہے کہ اس لمبے سلسلہ تعلیم میں طالب علم کی صحت خطرناک حالت میں پہنچ جاتی ہے اور ڈپلوما اور پیام موت ایک ہی وقت آ پہنچا ہے اس محنت اور مشقت اور ان امتحانوں کی طیاری روپیہ کے صرف سے اسنے کیا فائدہ اٹھایا یا والدین نے کیا؟ مگر اسکے بالمقابل اللہ تعالیٰ کی ابتلاؤں اور امتحانوں میں پڑنے والا کبھی نہیں ہوا کہ وہ کامیاب نہ اترا ہو اور نامراد رہا ہو۔ ان لوگوں کی لائف پر نظر کرو اور انکے حالات پڑھو جنہیں خدا تعالیٰ کے مخلص بندے ہونے کی وجہ سے کوئی ابتلا آیا اور انھوں نے ثبات قدم استقلال اور صبر کے ساتھ اسکا مقابلہ کیا اور پھر بامراد نہ ہوے ہوں۔ ایسی ایک بھی نظیر نہ ملے گی

(باقی آئندہ)

www.aaiil.org

دربارِ شام

۲۷ فروری ۱۹۰۵ء

آج اعلیٰحضرت حجۃ اللہ علی الارض علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسجد کے بالائی حصہ پر نماز مغرب ادا کی اور بعد ادائے نماز مغرب شہ نشین پر اجلاس فرما ہوئے۔ چند مہمانوں نے اجازت روانگی حاصل کی + بعض احباب خصوصاً سید تفضل حسین صاحب اٹاوی (جو گیارہ سال کے بعد آئے تھے) کو خطاب کر کے پیار سے فرمایا کہ آمدن بارادت رفتن باجازت آپ تو جلدی ہی چلے کہ کب تک آپ کو ٹھہرنا چاہیئے۔ ہر سے پایا جاتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بڑی خواہش ہوتی ہے کہ احباب عرصہ تک رہ کر آپکی پاک صحبت سے بہرہ اندوز ہوں۔ اسی ضمن میں طاعون کی شدت کا ذکر ہو گیا۔ اسپر آپ نے سلسلہ کلام یوں شروع

فرمایا

اللہ تعالیٰ کا معاملہ یقین کے موافق

حقیقت میں سچے مسلمان بننے کا اب وقت آیا ہے + یقین بڑی چیز ہے اللہ تعالیٰ پر جس قسم کا یقین انسان کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس سے ویسا ہی معاملہ کرتا ہے پس ضروری امر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاملہ صاف کر لے تا وہ بھی تم پر رحم کرے کیونکہ سچی بات ہے مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ۔

طاعون اور صحابہ کی شہادت

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض صحابہ بھی طاعون سے فوت ہوئے لیکن اُن کے لیے وہ شہادت تھی۔ مومن کے واسطے یہ شہادت ہے پہلی اُمتوں پر رِجۡزٌ مِّنَ السَّمَآءِ تھی۔ صحابہ کسقدر اعلیٰ درجہ رکھتے تھے لیکن اُن میں سے بھی اسکا نشانہ ہو گئے اس سے اُن کے مومن ہونے میں کوئی شبہ نہیں ابو عبیدہ بن الجراح جیسے صحابی جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بڑے ہی عزیز تھے طاعون ہی سے شہید ہوئے تھے۔ طاعون سے مرنا عام مومنوں کے لیے تو کوئی حرج نہیں البتہ جہاں انتظام الٰہی میں فرق آتا ہے وہاں خدا تعالیٰ ایسا معاملہ نہیں کرتا ہے یعنی خدا تعالیٰ کا کوئی مامور و مرسل طاعون کا شکار نہیں ہو سکتا اور نہ کسی اور خبیث مرض سے ہلاک ہوتا ہے کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ کے انتظام میں بڑا نقص اور خلل پیدا ہوتا ہے

پس انبیاء و رسل اور خدا کے مامور ان امراض سے بچائے جاتے ہیں اور یہی نشان ہوتا ہے

صحابہ کی خصوصیت پر ضمنی تذکرہ

حضرت حکیم الامت نے عرض کی کہ حضور یہ ایک بڑی عجیب بات ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ جو بات کے ایک بھی بہرہ نہ تھا۔ اسپر امام الملۃ نے فرمایا کہ چونکہ اُس وقت خدا تعالیٰ کا کلام نازل ہو رہا تھا اور اس امر کی ضرورت تھی کہ صحابہ اُسے سنیں اور روایت کر کے دوسروں تک پہنچائیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس انتظام کو قائم رکھنے کے لیے صحابہ کو اس بہرہ پن سے محفوظ رکھا + ایسے وقت اگر آنکھیں نہ ہوں تو کام ہو سکتا ہے لیکن کان کے بغیر کام نہیں چل سکتا ان حقائق و معارف جو مرسل لے کر آتا ہے سننے کی بہت بڑی ضرورت ہوتی ہے

پہلے کلام کی طرف رجوع

غرض یہ مقام ڈرنے کا ہے کیونکہ طاعون بڑی شدت کے ساتھ پھیل رہی ہے۔ اور جو اس وقت بھی خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنا معاملہ صاف نہیں کرتا وہ بڑے خطرہ کی حالت میں ہے نفاق کام نہیں دے گا۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے

الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَھُمْ

بعض وقت انسان موجودہ حالت اپنی پر بے خطر ہو جاتا ہے اور سمجھ لیتا ہے کہ اس میں زندگی گذارتا ہوں مگر یہ غلطی ہے کیونکہ یہ تو معلوم نہیں ہے کہ سابقہ زندگی میں کیا ہوا ہے اور کیا کیا بے اعتدالیاں اور کمزوریاں ہو چکی ہیں اس واسطے مومن کے لیے بہت ضروری ہے کہ وہ کبھی بیخوف نہ ہو اور ہر وقت **توبہ اور استغفار** کرتا رہے کیونکہ استغفار سے انسان گذشتہ بدیوں کے بُرے نتائج سے بھی خدا کے فضل سے بچ رہتا ہے۔ یہ سچی بات ہے کہ **توبہ اور استغفار** سے گناہ بخشے جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ

سچی توبہ کرنے والا **معصوم** کے رنگ میں ہوتا ہے۔ پچھلے گناہ تو **معاف** ہو جاتے ہیں پھر آئندہ کے لیے خدا سے معاملہ صاف کر لے اس طرح پر خدا تعالیٰ کے اولیاء میں داخل ہو جاوے گا اور پھر اُسپر کوئی خوف و حزن نہ ہوگا جیسا کہ فرمایا ہے۔

اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝

(ولایت)

خدا تعالیٰ نے اُنکو اپنا ولی کہا ہے حالانکہ وہ بے نیاز ہے اُس کو کسی کی حاجت نہیں اسلیے استثنا ایک شرط کے ساتھ ہے وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ۔ یہ بالکل سچی بات ہے کہ خدا تعالیٰ محتاج نہیں کہ کسی کو ولی بناتا ہے بلکہ محض اپنے فضل اور عنایت سے اپنا مقرب بنا لیتا ہے اُسکو کسی کی کوئی حاجت نہیں ہے اس ولایت اور قرب کا فائدہ بھی اسی کو پہنچتا ہے۔

ہزاروں ہزار فوائد اور امور ہوتے ہیں جو اُس کے لیے مفید ثابت ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ اُس کی دعائیں قبول کرتا ہے اور نہ صرف اُسکی دعائیں قبول کرتا ہے بلکہ اُس کے اہل و عیال اُسکے احباب کے لیے بھی برکات عطا کرتا ہے اور صرف یہانتک ہی نہیں بلکہ ان مقاموں میں برکت دیجاتی ہے جہاں وہ ہوتے ہیں اور اُن زمینوں میں برکت رکھی جاتی ہے اور اُن کپڑوں میں برکت دیجاتی ہے جنمیں وہ ہوتے ہیں۔

اصل یہ ہے کہ **ولی اللہ** بننا ہی مشکل ہے بلکہ اس مقام کا سمجھنا ہی دشوار ہوتا ہے کہ یہ کس حالت میں کہا جاوے گا کہ

وہ خدا کا ولی ہے

انسان انسان کے ساتھ وفاداری میں خوشامد کر سکتا ہے اور اُسکو خوش کر سکتا ہے خواہ دل میں ان باتوں کا کچھ بھی اثر نہ ہو۔ ایک شخص کو خیر خواہ کہ سکتے ہیں مگر حقیقت میں معلوم نہیں ہوتا کہ وہ خیر خواہ ہے یا کیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ تو خوب جانتا ہے کہ اس کی اطاعت و محبت کس رنگ سے ہے پس اللہ تعالیٰ کے ساتھ فریب اور دغا نہیں ہو سکتا کوئی اُسکو دھوکا نہیں دے سکتا۔ جب تک سچا اخلاص اور پوری وفاداری کے ساتھ یکرنگ ہو کر خدا تعالیٰ کا نہ بن جاوے کچھ فائدہ نہیں۔ یاد رکھو اللہ تعالیٰ کا اجتبا اور اصطفا **فطرتی** جوہر سے ہوتا ہے۔ ممکن ہے گذشتہ زندگی میں وہ کوئی صغائر یا کبائر رکھتا ہو۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ سے اسکا سچا تعلق ہو جاوے تو وہ کل خطائیں بخشدیتا ہے۔ اور پھر اسکو کبھی شرمندہ نہیں کرتا نہ اس دنیا میں اور نہ آخرۃ میں۔ یہ کسقدر احسان اللہ تعالیٰ کا ہے کہ جب وہ ایکدفعہ درگذر کرتا اور عفو فرماتا ہے پھر اُس کا کبھی ذکر ہی نہیں کرتا اُسکی پردہ پوشی فرماتا ہے۔ پھر باوجود ایسے احسانوں اور فضلوں کے بھی اگر وہ منافقانہ زندگی بسر کرے تو پھر سخت بدقسمتی اور شامت ہے۔

برکات اور فیوض الٰہی کے حصول کے واسطے دل کی **صفائی** کی بھی بہت بڑی ضرورت ہے جب تک دل صاف نہ ہو کچھ نہیں چاہیئے کہ جب اللہ تعالیٰ دل پر نظر ڈالے تو اُسکے کسی حصہ یا کسی گوشہ میں کوئی شعبہ نفاق کا نہ ہو جب یہ حالت ہو۔ تو پھر الٰہی نظر کے ساتھ تجلیات آتی ہیں اور معاملہ صاف ہو جاتا ہے۔

اُس کے لیے ایسا وفادار اور صادق ہونا چاہیئے جیسے **ابراہیم** علیہ السلام نے اپنا صدق دکھایا یا بسطر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نمونہ دکھایا۔ جب انسان اس نمونہ پر قدم مارتا ہے تو وہ بابرکت آدمی ہو جاتا ہے پھر دنیا کی زندگی میں کوئی ذلت نہیں اُٹھاتا۔ اور نہ تنگی رزق کی مشکلات میں مبتلا ہوتا ہے بلکہ اسپر خدا تعالیٰ کے فضل و احسان کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور مستجاب الدعوات ہو جاتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ اُس کو لعنتی زندگی سے ہلاک نہیں کرتا۔ بلکہ اُس کا خاتمہ بالخیر کرتا ہے۔ مختصر یہ کہ جو

خدا تعالیٰ سے سچا اور کامل تعلق رکھتا ہو تو خدا تعالیٰ اُسکی ساری مرادیں پوری کر دیتا ہے اُسے نامراد نہیں رکھتا۔

اللہ تعالیٰ کی صفت قدرت و کرم کا اجتماع

اللہ تعالیٰ کی دو صفتیں بڑی قابل غور ہیں اور ان صفات پر ایمان لانے سے بھی اُمید وسیع ہوتی اور مومن کا یقین زیادہ ہوتا ہے۔ وہ صفات اس کے قادر اور کریم ہونیکے ہیں۔ جب تک یہ دونوں باتیں نہ ہوں کوئی فیض نہیں ملتا ہے + دیکھو اگر کوئی شخص کریم تو ہو اور اسکے پاس ہو تو ہزاروں روپیہ دیدینے میں بھی اسے تامل اور دریغ نہ ہو لیکن اس کے گھر میں کچھ بھی نہ ہو تو اسکی صفت **کریمی** کا کیا فائدہ۔ یا اسکے پاس روپیہ تو بہت ہو مگر کریم نہ ہو۔ پھر اس سے کیا حاصل؟ مگر خدا تعالیٰ میں یہ دونوں باتیں ہیں۔ وہ **قادر** ہے اور کریم بھی ہے اور ان دونوں صفتوں میں بھی وہ **واحد لاشریک** ہے۔

پس جب ایسی قادر اور کریم ذات کے ساتھ کوئی کامل تعلق پیدا کرے تو اس سے بڑھ کر خوش قسمت کون ہوگا؟ بڑا ہی مبارک اور خوش قسمت ہے وہ شخص جو اسکا فیصلہ کرے سرمد نے کیا اچھا کہا ہے۔

سرمد گلہ اختصار می باید کرد
یک کار ازیں دو کار می باید کرد
یا تن برضائے یار می باید داد
یا قطع نظر ز یار می باید کرد

حقیقت میں اس نے سچ کہا ہے بیمار اگر طبیب کی پوری اطاعت نہیں کرتا ہے تو اس سے کیا فائدہ؟ ایک عارضہ نہیں تو دوسرا اسکو آ دبا دے گا اور وہ اسطرح تباہ اور ہلاک ہو گا۔ دنیا میں اسقدر آفتوں سے انسان گھرا ہوا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ ہی کا فضل اسکے شامل حال نہ ہو اور اس کے ساتھ سچا تعلق نہ ہو تو پھر سخت خطرہ کی حالت ہے۔

پنجابی میں بھی ایک مصرعہ مشہور ہے ع

جے توں میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو

یہ من کان للہ کان اللہ لہٗ ہی کا ترجمہ ہے۔

جب انسان خدا تعالیٰ کا ہو جاتا ہے تو پھر کچھ شک نہیں ساری دنیا اسکی ہو جاتی ہے ہمارے اسوقت بڑے بڑے مشکلات آ کر پڑتے ہیں لوگ ہمارے سلسلہ کی مخالفت کے لیے کیا کیا کوشش نہیں کرتے اسکی عدم ضرورت کے واسطے کہتے ہیں کہ کیا ہم مسلمان نہیں ہیں؟ ہم نماز اور کلمہ نہیں پڑھتے؟ جو لوگ اس قسم کے اعتراض کرتے ہیں وہ آخر بے نصیب رہ جاتے ہیں

برکات نماز کسطرح ملتے ہیں

اس میں شک نہیں کہ نماز میں برکات ہیں مگر وہ برکات ایسے تو نہیں مل سکتے۔ نماز بھی وہی پڑھتا ہے جسکو خدا تعالیٰ نماز پڑھاوے۔ ورنہ وہ نماز نہیں ایک پوست ہے جو پڑھنے والے کے ہاتھ میں ہے۔ اسکو مغز سے کچھ واسطہ اور تعلق ہی نہیں۔ اسی طرح **کلمہ** بھی وہی پڑھتا ہے جسکو خدا تعالیٰ کلمہ پڑھوا وے جبتک **نماز کلمہ** پڑھنے میں **آسمانی چشمہ** سے کچھ حصہ نہ ملے تو کیا فائدہ؟ وہ **نماز** جس میں **حلاوت** اور **ذوق** ہو اور خدا تعالیٰ سے سچا تعلق قائم ہو کر پوری نیاز مندی اور خشوع کا نمونہ ہو۔ اس کے ساتھ ہی ایک تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے جسکو پڑھنے والا فوراً محسوس کر لیتا ہے کہ اب وہ وہ نہیں رہا جو چند سال پیشتر تھا۔

ابدال

جب یہ تبدیلی اسی حالت میں واقع ہوتی ہے اسوقت اسکا نام **ابدال** ہوتا ہے۔

احادیث میں جو ابدال آیا ہے اس سے یہی مراد لگتی ہے کہ کامل انقطاع اور تبتل کے ساتھ خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرکے اپنی حالت میں تبدیلی کر لے۔

جیسے قیامت میں بہشتیوں میں تبدیلیاں ہونگی کہ وہ چاند یا ستاروں کی مانند ہونگے اسیطرح اسی دنیا میں بھی ان کے اندر ہونی ضروری ہے تاکہ وہ اس تبدیلی پر شہادت ہو اسی لیے [illegible]

ولمن خاف مقام ربه جنتان

[illegible] دنیا میں بھی ایک بہشت ہے جو مومن کو دیا جاتا ہے اسکے موافق ایک تبدیلی بھی یہاں ہوتی ہے + اسکو ایک خاص قسم کا عیش دیا جاتا ہے جو الٰہی تجلیات کے پرتو سے ملتا ہے نفس امارہ کے جذبات سے اسکو روک دیا جاتا ہے اور نفس مطمئنہ کی سکینت اور اطمینان اس کو ملتا ہے اس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں یہاں تک کہ جیسے ابراہیم علیہ السلام کو کہا گیا۔

قلنا یا نار کونی بردا و سلاما علی ابراہیم

اسی طرح اس کے لیے کہا جاتا ہے **یا نار کونی بردا و سلاما**۔ اس آواز پر اسکے سارے جوشوں کو ٹھنڈا کر دیا جاتا ہے۔ اور وہ خدا تعالیٰ میں ایک راحت اور اطمینان پا لیتا ہے اور ایک تبدیلی اس میں پیدا ہو جاتی ہے جب تک یہ تبدیلی نہ ہو۔ نماز۔ روزہ کلمہ زکوٰۃ وغیرہ ارکان محض رسمی اور نمائشی طور پر ہیں ان میں کوئی روح اور قوت نہیں ہے اور ایسا انسان خطرہ کی حالت سے نکل کر امن میں آ جاتا ہے۔

یاد رکھو

جب انسان کا وجود خدا کی محبت میں گم ہو جاتا ہے اسوقت وہ جانتا ہے کہ خدا بھی محبت رکھتا ہے کیونکہ دل را بدل رہیست مشہور ہے

اہل و عیال کا ہم

بہت سے لوگ ہیں جو اہل و عیال کا ہم کرتے ہیں اور ان کے سارے ہم و غم اسی پر آکر ختم ہو جاتے ہیں + کہ ان کی اولاد ان کے بعد انکے مال و اسباب اور جائداد کی مالک اور جانشین ہو۔ اگر انسان کی خواہش اسی حد تک محدود ہے اور وہ خدا کے لیے کچھ بھی نہیں کرتا تو یہ جہنمی زندگی ہے اسکو اس سے کیا فائدہ جب یہ مر گیا تو پھر کیا دیکھنے آئے گا کہ اسکی جائداد کا کون مالک ہوا ہے اور اس سے اسکو کیا آرام پہنچے گا۔ مر گیا تو قصہ پاک ہو چکا۔ اور یہ کبھی پھر دنیا میں نہیں آئے گا۔ اس لیے ایسے ہم و غم سے کیا حاصل جو دنیا میں جہنمی زندگی کا نمونہ ہے اور آخرت میں بھی عذاب دینے والا ہے۔ قرآن شریف پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مردوں کے واپس نہ آنے کے دو وعدے ہیں ایک جہنمیوں کے لیے۔ جیسے فرمایا

حرام علی قریۃ اہلکنٰہا انہم لا یرجعون

اہلکنٰہا عذاب پر بھی آتا ہے۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ خراب زندگی کے لوگ پھر واپس نہیں آئیں گے۔ اور ایسا ہی بہشتیوں کے لیے بھی آیا ہے

لا یبغون عنہا حولا

مسیح کا عدم رجوع

دو ہی قسم کے لوگ ہوتے ہیں اور دونوں کا عدم رجوع ثابت ہے پر معلوم نہیں کہ مسیح کو کیا کہ پھر واپس لاتے ہیں۔ ان سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ مسیح کا پھر آنا فضول ہے۔ اور جو شخص قرآن کریم کی اس شہادت اور پھر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کو منظور نہیں کرتا وہ مسلمان نہیں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو مردوں میں یحییٰ کے پاس دیکھ آئے ہیں اسپر بھی جو انکار کرتا ہے وہ خبیث ہے۔

غرض

جبکہ یہ ثابت ہے کہ پھر اس دنیا میں واپس آنا نہیں ہے اور یہاں سے سب قصہ تمام کرکے جائیں گے اور پھر دنیا سے کوئی تعلق باقی نہ رہے گا۔ تو املاک و اسباب کا خیال کرنا کہ اس کا وارث کوئی ہو یہ شرکا کے قبضہ میں نہ چلی جاوے یہ فضول اور دیوانگی ہے ایسے خیالات کے ساتھ دین جمع نہیں ہو سکتا۔

مال

یہ منع نہیں بلکہ جائز ہے کہ اس لحاظ سے اولاد اور دوسرے متعلقین کی خبر گیری کرے کہ وہ اس کے زیر دست ہیں تو پھر یہ بھی ثواب اور عبادت ہی ہو گی۔ اور خدا تعالیٰ کے حکم کے نیچے ہو گا۔ جیسے فرمایا ہے۔

ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا و یتیما و اسیرا

اس آیت میں مسکین سے مراد والدین بھی ہیں کیونکہ وہ بوڑھے اور ضعیف ہو کر بیدست و پا ہو جاتے ہیں۔ اور محنت مزدوری کر کے اپنا پیٹ پالنے کے قابل نہیں رہتے اس وقت ان کی خدمت ایک مسکین کی خدمت کے رنگ میں ہوتی ہے اور اسی طرح **اولاد** جو کمزور ہوتی ہے اور کچھ نہیں کر سکتی اگر یہ اسکی تربیت اور پرورش کے سامان نہ کرے تو وہ گویا **یتیم** ہی ہے پس اسکی خبر گیری اور پرورش کا تہیہ اس اصول پر کرے تو ثواب ہو گا۔ اور **بیوی** اسیر کیطرح ہے اگر یہ **عاشروھن بالمعروف** پر عمل نہ کرے تو وہ ایسا قیدی ہے جسکی کوئی خبر لینے والا نہیں ہے۔

غرض ان سب کی غور و پرداخت میں اپنے آپ کو بالکل الگ سمجھے اور انکی پرورش محض رحم کے لحاظ سے کرے نہ کہ جانشین بنانے کے واسطے

بلکہ

واجعلنا للمتقین اماما کا لحاظ ہو کہ یہ اولاد دین کی **خادم** ہو لیکن کتنے ہیں جو اولاد کے واسطے یہ دعا کرتے ہیں کہ اولاد دین کی پہلوان ہو۔ بہت ہی تھوڑے ہونگے جو ایسا کرتے ہوں۔ اکثر تو ایسے ہیں کہ وہ بالکل بے خبر ہیں کہ وہ کیوں اولاد کے لیے یہ کوششیں کرتے ہیں۔ اور اکثر ہیں جو محض جانشین بنانے کے واسطے۔ اور کوئی غرض ہوتی ہی نہیں صرف یہ خواہش ہوتی ہے کہ کوئی شریک یا غیر انکی جائداد کا مالک نہ بن جاوے مگر یاد رکھو کہ اسطرح دین بالکل برباد ہو جاتا ہے۔ غرض اولاد کے واسطے صرف یہ خواہش ہو کہ وہ **دین کی خادم** ہو۔

اسی طرح بیوی کرے تاکہ اس سے کثرت سے **اولاد پیدا ہو** اور وہ اولاد دین کی سچی خدمتگذار ہو۔ اور نیز جذبات نفس سے محفوظ رہے اسکے سوا جسقدر خیالات ہیں وہ خراب ہیں۔ **رحم** اور **تقویٰ** مدنظر ہو تو بعض باتیں جائز ہو جاتی ہیں۔

اس صورت میں اگر مال بھی چھوڑ جاتا ہے اور جائیداد بھی اولاد کے واسطے چھوڑتا ہے تو ثواب ملتا ہے لیکن اگر صرف جانشین بنانے کا خیال ہے اور اس نیت سے سب ہم و غم رکھتا ہے تو پھر **گناہ** ہے۔ اس قسم کے قصور اور کسریں ہوتی ہیں جن سے **تاریکی میں ایمان** رہتا ہے لیکن جب ہر حرکت و سکون خدا ہی کے لیے ہو جاوے تو **ایمان روشن** ہو جاتا ہے + اور یہی غرض ہر مسلمان مومن کی ہونی چاہیے۔ کہ ہر کام میں اس کے خدا ہی مدنظر ہو۔ کھانے پینے عمارت بنانے دوست دشمن کے معاملات غرض ہر کام میں خدا تعالیٰ ملحوظ ہو تو سب کاروبار **عبادت** ہو جاتا ہے لیکن جب مقصود **متفرق** ہوں پھر وہ **شرک** کہلاتا ہے۔

مگر مومن دیکھے کہ خدا کیطرف نظر ہے یا اور مقصد ہے اگر اور طرف ہے تو سمجھے کہ دور ہو گیا ہے

صید نزدیک است دور انداختہ

بات مختصر ہوتی ہے مگر اپنی بدقسمتی سے لمبی بنا کر محروم ہو جاتا ہے۔

خدا تعالیٰ کی طرف **تبتل** کرنا اور اسکو مقصود بنانا اہل و عیال کی خدمت اسی لحاظ سے کرنا کہ وہ امانت ہے اسطرح پر دین محفوظ رہتا ہے کیونکہ اسمیں خدا کی رضا مقصود ہوتی ہے لیکن جب دنیا کے رنگ میں ہو اور غرض وارث بنانا ہو تو اسطرح پر خدا کے غضب کے نیچے آ جاتا ہے۔

اولاد تو نیکو کاروں اور ماموروں کی بھی ہوتی ہے ابراہیم علیہ السلام کی اولاد بھی دیکھو کسقدر کثرت سے ہوئی کہ کوئی گن نہیں سکتا مگر کوئی نہیں کہہ سکتا کہ انکا خیال اور طرف تھا بلکہ ہر حال میں خدا ہی کیطرف رجوع تھا۔

اصل اسلام اسی کا نام ہے جو ابراہیم کو بھی کہا کہ اسلم۔ جب ایسے رنگ میں ہو جاوے تو وہ شیطان اور جذبات نفس سے الگ ہو جاتا ہے + یہانتک کہ وہ خدا کی راہ میں جان تک کے دینے میں بھی دریغ نہ کرے اگر جاں سپاری سے دریغ کرتا ہے تو جان لے کہ وہ سچا مسلم نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ بجز اطاعت ہو۔ اور پوری عبودیت کا نمونہ دکھاوے یہانتک کہ آخری امانت جان

؎ [illegible]

www.aaiil.org

بھی دیدے اگر بخل کرتا ہے تو پھر سچا مومن اور مسلم کیسے ٹھہر سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ جانبازی کرنے والا ہے تو پھر خدا تعالیٰ کو بڑا ہی پیارا اور محبوب ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا پر ہی ہو جاتا ہے۔ صحابہ نے یہی کیا۔ انھوں نے اپنی جان کی پروا نہ کی اور اپنے خون بہا دیے شہید بھی وہی ہوتا ہے جو جان دینے کا قصد کرتا ہے ۔ اگر یہ نہیں تو پھر کچھ نہیں۔ یہ چند کلمے ناگہانی آفات سے بچنے اور سچا مسلم بننے کے لیے ہیں۔ اور اگر انسان اپنر عمل کرے تو طاعون سے بچانے کا یہ بھی ایک ذریعہ ہیں۔

یاد رکھو قہر الٰہی کو کوئی روک نہیں سکتا وہ سخت چیز ہے جنیت قوموں پر جب نازل ہوا ہے تو وہ تباہ ہو گئی ہیں۔ اس قہر سے ہمیشہ کامل ایمان بچا سکتا ہے ناقص ایمان بچا نہیں سکتا ۔ بلکہ کامل ایمان ہو تو دعائیں بھی قبول ہوتی ہیں اور ادعونی استجب لکم خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے جو خلاف نہیں ہوتا کیونکہ ان اللہ لا یخلف المیعاد اسکا فرمان ہے۔

بس ایسے وقت میں کہ آفت نازل ہو رہی ہے ایک تو یہ چاہیے کہ دعائیں کرتے رہیں دوسرے صغائر کبائر سے جہانتک ممکن ہو بچتے رہیں تدبیروں اور دعاؤں میں لگے رہیں گناہ کا زہر بڑا خطرناک ہے۔ اسکا مزہ اسی دنیا میں چکھنا پڑتا ہے۔ گناہ دو طرح پر ہوتے ہیں ایک گناہ غفلت سے ہوتے ہیں جو شباب میں ہو جاتے ہیں دوسرے بیداری کے وقت میں ہوتے ہیں جب انسان پختہ عمر کا ہو جاتا ہے ایسے وقت میں جب گناہ سے راضی نہیں ہوگا اور ہر وقت استغفار کرتا رہے گا تو اللہ تعالیٰ اُسپر سکینت نازل کریگا اور گناہوں سے بچائے گا۔

گناہوں سے پاک ہونے کے واسطے بھی اللہ تعالیٰ ہی کا فضل درکار ہے جب اللہ اُسکے رجوع اور توبہ کو دیکھتا ہے تو اُسکے دل میں غیب سے ایک بات پڑ جاتی ہے اور وہ گناہ سے نفرت کرنے لگتا ہے۔ اور اس حالت کے پیدا ہونے کے لیے حقیقی مجاہدہ کی ضرورت ہے

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا

جو مانگتا ہے اُسکو ضرور دیا جاتا ہے اسی لیے

میں کہتا ہوں کہ دعا جیسی کوئی

چیز نہیں۔ دنیا میں دیکھو کہ بعض خر گدا ایسے ہوتے ہیں کہ وہ ہر روز شور ڈالتے رہتے ہیں اُنکو آخر کچھ نہ کچھ دینا ہی پڑتا ہے اور اللہ تعالیٰ تو قادر اور کریم ہے جب یہ اڑ کر دعا کرتا ہے تو پا لیتا ہے کیا خدا انسان جیسا بھی نہیں ؟

قبول دعا کا راز | یہ قاعدہ یاد رکھو کہ جب دعا سے باز نہیں آتا اور اس میں لگا رہتا ہے تو آخر دعا قبول ہو جاتی ہے۔

مگر یہ بھی یاد رہے کہ باقی ہر قسم کی دعائیں طفیلی ہیں اصل دعائیں اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے واسطے کرنی چاہییں۔ باقی دعائیں خود بخود قبول ہو جائیں گی۔ کیونکہ گناہ کے دور ہونے سے برکات آتی ہیں۔ یوں دعا قبول نہیں ہوتی جو نری دنیا ہی کے واسطے ہو۔ اس لیے پہلے خدا تعالیٰ کو راضی کرنے کے واسطے دعائیں کرے ۔ اور وہ سب سے بڑھ کر دعا

اھدنا الصراط المستقیم

ہے جب یہ دعا کرتا رہے گا تو وہ منعم علیہم کی جماعت میں داخل ہوگا جنھوں نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی محبت کے دریا میں غرق کر دیا ہے۔ ان لوگوں کے زمرہ میں جو منعم علیہم ہیں داخل ہو کر یہ وہ انعامات الٰہی حاصل کرے گا جیسی عادت اللہ ان سے جاری ہے ۔ یہ کبھی کسی نے نہیں سنا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اپنے ایک راستباز متقی کو رزق کی مار دے بلکہ وہ تو سات پشت تک بھی رحم کرتا ہے قرآن شریف میں خضر و موسیٰ کا قصہ درج ہے کہ اُنھوں نے ایک خزانہ نکالا۔ اسکی بابت کہا گیا کہ ابوھما صالحا اس آیت میں ان کے والدین کا ذکر تو ہے لیکن یہ ذکر نہیں کہ وہ لڑکے خود کیسے تھے باپ کے طفیل سے اس خزانہ کو محفوظ رکھا تھا اور اس لیے اُنپر رحم کیا گیا ۔ لڑکوں کا ذکر نہیں کیا بلکہ ستاری سے کام لیا۔

توریت اور ساری آسمانی کتابوں سے پایا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ متقی کو ضائع نہیں کرتا اس لیے پہلے ایسی دعائیں کرنی چاہییں جنسے نفس امارہ نفس مطمئنہ ہو جاوے اور اللہ راضی ہو جاوے پس اھدنا الصراط المستقیم کی دعائیں مانگو کیونکہ اسکے قبول ہونے پر جو یہ خود مانگتا ہے خدا تعالیٰ خود دیتا ہے سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جگہ لکھتے ہیں کہ جب انسان سچی توبہ کرتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ یہ دیتا ہے یہ دیتا ہے آخر کہتے ہیں کہ بیوی بھی دیتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب واقعات وہ اپنے بیان کرتے ہیں۔ اور یہ سچ ہے بالکل سچ کہ خدا تعالیٰ خود متعہد ہو جاتا ہے۔

اس کے موافق میرا بھی ایک الہام ہے

مرحبا بادیہ نوعروسی اسماں انکم

غرض جب متولی اور متکفل خدا ہو تو پھر کیا ہی مزہ آتا ہے۔

اس کے بعد چند سوال بعض باہر سے آئے ہوئے احباب نے پوچھے جو استفسار اور اُنکے جوابات ہم ذیل میں درج کیے ہیں

دربار شام

۲۰ فروری ۱۹۰۴ء

الخبیثٰتُ للخبیثین | انسان اگر اپنے نفس کی پاکیزگی اور طہارت کی فکر کرے اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگ کر گناہوں سے بچتا رہے تو اللہ تعالیٰ یہی نہیں کہ اُسکو پاک کر دے گا بلکہ وہ اُسکا متکفل اور متولی بھی ہو جائے گا۔ اور ایسی خبیثات سے بچائے گا ۔ الخبیثات للخبیثین کے یہی معنے ہیں۔ اندرونی معصیت ۔ ریاکاری۔ عجب۔ تکبر۔ خوشامد۔ خود پسندی۔ بدظنی۔ اور بدکاری وغیرہ وغیرہ خباثتوں سے بچنا چاہیے اگر اپنے آپکو ان خباثتوں سے بچاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسکو پاک و مطہر کر دے گا۔

تقویٰ کیا ہے اور کیونکر حاصل ہوتا ہے ؟ | مگر ضروری امر یہ ہے کہ پہلے یہ سمجھے کہ تقویٰ کیا چیز ہے اور کیونکر حاصل ہوتا ہے ؟ تقویٰ تو یہ ہے کہ باریک در باریک پلیدگی سے بچے۔ اور اسکے حصول کا یہ طریق ہے کہ انسان ایسی کامل تدبیر کرے کہ گناہ کے کنارہ تک نہ پہونچے اور پھر نری تدبیر ہی کو کافی نہ سمجھے بلکہ ایسی دعا کرے جو اُسکا حق ہے کہ گداز ہو جاوے بیٹھ کر۔ سجدہ میں۔ رکوع میں قیام میں اور تہجد میں غرض ہر حالت اور ہر وقت اسی فکر و دعا میں لگا رہے کہ اللہ تعالیٰ گناہ اور معصیت کی خباثت سے نجات بخشے اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں ہے کہ انسان گناہ اور معصیت سے محفوظ اور معصوم ہو جاوے اور خدا تعالیٰ کی نظر میں راستباز اور صادق ٹھیر جاوے ۔ لیکن یہ نعمت نہ تو نری تدبیر سے حاصل ہوتی ہے اور نہ نری دعا سے بلکہ یہ دعا اور تدبیر دونوں کے کامل اتحاد سے حاصل ہو سکتی ہے۔ جو شخص نری دعا ہی کرتا ہے اور تدبیر نہیں کرتا ہے وہ شخص گناہ کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کو آزماتا ہے ۔ ایسا ہی جو نری تدبیر کرتا ہے اور دعا نہیں کرتا وہ بھی شوخی کرتا اور خدا تعالیٰ سے استغنا ظاہر کر کے اپنی تجویز اور تدبیر اور زور بازو سے نیکی حاصل کرنی چاہتا ہے ۔ لیکن مومن اور سچے مسلمان کا یہ شیوہ نہیں وہ تدبیر اور دعا دونوں سے کام لیتا ہے پوری تدبیر کرتا ہے اور پھر معاملہ خدا پر چھوڑ کر دعا کرتا ہے اور یہی تعلیم قرآن شریف کی پہلی ہی سورۃ میں دی گئی ہے چنانچہ فرمایا ہے

اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ

جو شخص اپنے قویٰ سے کام نہیں لیتا ہے وہ نہ صرف اپنے قویٰ کو ضائع کرتا اور انکی بیحرمتی کرتا ہے بلکہ وہ گناہ کرتا ہے۔ مثلاً ایک شخص جو کنجروں کے ہاں جاتا ہے اور اسی بدصحبت میں اپنا دن رات بسر کرتا ہے اور پھر دعا کرتا ہے کہ اے اللہ مجھے گناہ سے بچا۔ ایسا شوخ انسان خدا تعالیٰ سے مسخری کرتا ہے اور اپنی جان پر ظلم۔ اس سے اسکو کچھ فائدہ نہ ہوگا ۔ اور آخر یہ خیال کر کے کہ میری دعا سُنی نہیں گئی وہ خدا سے بھی منکر ہو جاتا ہے۔

اس میں شک نہیں ہے کہ انسان بعض اوقات تدبیر سے فائدہ اُٹھاتا ہے لیکن تدبیر پر کلی بھروسہ کرنا سخت نادانی اور جہالت ہے جب تک تدبیر کے ساتھ دعا نہ ہو کچھ نہیں۔ اور دعا کے ساتھ تدبیر نہ ہو تو کچھ فائدہ نہیں۔

جس کھڑکی کی راہ سے معصیت آتی ہے پہلے ضروری ہے کہ اس کھڑکی کو بند کیا جاوے پھر نفس کی کشاکش کے لیے دعا کرتا ہے اسی کے واسطے کہا ہے۔

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا

اس میں کس قدر ہدایت تدابیر کو عمل میں لانے کے واسطے کی گئی ہیں تدابیر میں بھی خدا کو نہ چھوڑے دوسری طرف فرماتا ہے ادعونی استجب لکم۔ پس اگر انسان پورے تقویٰ کا طالب ہے تو تدبیر کرے اور دعا کرے دونوں کو جو بجا لانے کا حق ہے۔ بجا لائے ۔ تو ایسی حالت میں خدا اسپر رحم کرے گا۔ لیکن اگر ایک کریگا اور دوسرے کو چھوڑے گا تو محروم رہے گا۔

تقویٰ کے ثمرات | انسان ایسے طریق سے تقویٰ پر قائم ہوتا ہے اور تقویٰ اللہ ہی ہر نیک عمل کی جڑ ہے جو اس سے خالی ہے وہ فاسق ہے۔ تقویٰ سے نیک اعمال پیدا ہوتے ہیں اور اسکے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب ملتا ہے اور اسی کے ذریعہ وہ اللہ تعالیٰ کا ولی بنجاتا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے

ان اولیاءہ الا المتقون

مجاہدہ۔ موت قبل الموت | کامل طور پر جب تقویٰ کی مرحلہ باقی نہ رہے تو پھر یہ اولیاء اللہ میں داخل ہو جاتا ہے اور تقویٰ حقیقت میں اپنے کامل درجہ پر ایک موت ہے ۔ کیونکہ جب نفس کے سارے

www.aaiil.org

پہلوؤں سے مخالفت کریگا تو نفس مر جاویگا - اسی لیے کہا گیا ہے

موتوا قبل ان تموتوا

نفس امارہ سرکش گھوڑے کی طرح ہوتا ہے اور جو لذت تبتل اور انقطاع میں ہوتی ہے اس سے بالکل ناآشنا ہوتا ہے جب اس پر موت آجاویگی تو چونکہ خلا محال ہے اس لیے دوسری لذات جو تبتل اور انقطاع میں ہوتی ہیں شروع ہو جائیں گی -

یہی وہ بات ہے جسکی ہماری ساری جماعت کو ہر وقت مشق کرنی چاہیے - جیسے بچے جب تختیوں پر بار بار لکھتے ہیں تو آخر خوشخط ہو جاتے ہیں -

والذین جاھدوا فینا میں مجاہدہ سے مراد یہی مشق ہے کہ ایک طرف وہ لگا رہے دوسری طرف ملائکہ کا نزول ہو آخر اللہ تعالیٰ کا فضل آجاتا ہے اور نفس کا جوش و خروش دب جاتا اور ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور ایسی حالت ہو جاتی ہے جیسے آگ پر پانی ڈال دیا جاوے بہت سے انسان ہیں جو نفس امارہ ہی میں مبتلا ہیں -

جماعت کی اندرونی اصلاح

میں دیکھتا ہوں کہ جماعت میں باہم نزاعیں بھی ہو جاتی ہیں اور معمولی نزاع سے پھر ایک دوسرے کی عزت پر حملہ کرنے لگتا ہے اور اپنے بھائی سے لڑتا ہے - یہ بہت ہی نامناسب حرکت ہے یہ نہیں ہونا چاہیے بلکہ ایک اگر اپنی غلطی کا اعتراف کرلے تو کیا حرج ہے -

بعض آدمی ذرا ذرا سی بات پر دوسرے کی ذلت کا اقرار کیے بغیر پیچھا نہیں چھوڑتے ان باتوں سے پرہیز کرنا لازم ہے - خدا کا نام ستار ہے پھر یہ کیوں اپنے بھائی پر رحم نہیں کرتا اور عفو اور پردہ پوشی سے کام نہیں لیتا - چاہیے کہ اپنے بھائی کی پردہ پوشی کرے اور اسکی عزت و آبرو پر حملہ نہ کرے -

ایک چھوٹی سی کتاب میں لکھا دیکھا ہے کہ ایک بادشاہ قرآن لکھا کرتا تھا - ایک مُلا نے کہا کہ یہ آیت غلط لکھی ہے بادشاہ نے اُس وقت اُس آیت پر دائرہ کھینچ دیا کہ اسکو کاٹ دیا جاوے گا - جب وہ چلا گیا تو اُس دائرہ کو کاٹ دیا - جب بادشاہ سے پوچھا کہ کیوں کیا تو اُس نے کہا کہ دراصل وہ غلطی پر تھا مگر میں نے اُسوقت دائرہ کھینچدیا کہ اُسکی دلجوئی ہو جاوے -

یہ بڑی رعونت کی جڑ بیماری ہے کہ دوسرے کی خطا پکڑ کر اشتہار دیدیا جاوے - ایسے امور سے نفس خراب ہو جاتا ہے اس سے پرہیز کرنا چاہیے - غرض یہ سب امور تقویٰ میں داخل ہیں - اور اندرونی بیرونی امور میں تقویٰ سے کام لینے والا فرشتوں میں داخل کیا جاتا ہے کیونکہ اس میں کوئی سرکشی باقی نہیں رہ جاتی

تقویٰ کو حاصل کرو کیونکہ تقویٰ کے بعد ہی خدا تعالیٰ کی برکتیں آتی ہیں - متقی دنیا کی بلاؤں سے بچایا جاتا ہے خدا ان کا پردہ پوش ہو جاتا ہے - جب تک یہ طریق اختیار نہ کیا جاوے کچھ فائدہ نہیں - ایسے لوگ میری بیعت سے کوئی فائدہ نہیں اُٹھا سکتے فائدہ ہو بھی تو کس طرح جبکہ ایک ظلم تو اندر ہی رہا اگر وہی جوش - رعونت - تکبر - عُجب ریاکاری - سریع الغضب ہونا باقی ہے جو دوسروں میں بھی ہے تو پھر فرق ہی کیا ہے ؟ سعید اگر ایک بھی ہو اور وہ سارے گاؤں میں ایک ہی ہو تو لوگ کرامت کی طرح اس سے متاثر ہوں گے - نیک انسان جو اللہ تعالیٰ سے ڈر کر نیکی اختیار کرتا ہے اُس میں ایک ربانی رعب ہوتا ہے اور دلوں میں پڑ جاتا ہے کہ یہ باخدا ہے - یہ بالکل سچی بات ہے کہ جو خدا کی طرف سے آتا ہے خدا تعالیٰ اپنی عظمت سے اس کو حصہ دیتا ہے - اور یہی طریق نیک بننے کا ہے -

پس یاد رکھو کہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھائیوں کو دکھ دینا ٹھیک نہیں ہے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمیع اخلاق کے متمم ہیں اور اسوقت خدا تعالیٰ نے

آخری نمونہ آپکے اخلاق کا قائم کیا ہے -

اس وقت بھی اگر وہی درندگی رہی تو سخت افسوس اور کم نصیبی ہے - پس دوسروں پر عیب نہ لگاؤ - کیونکہ بعض اوقات انسان دوسرے پر عیب لگا کر خود اس میں گرفتار ہو جاتا ہے اگر وہ عیب اُس میں نہیں لیکن اگر وہ عیب سچ مچ اس میں ہے تو اسکا معاملہ پھر خدا سے ہے - بہت سے آدمیوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ اپنے بھائیوں پر معًا ناپاک الزام لگا دیتے ہیں ان باتوں سے پرہیز کرو - بنی نوع انسان کو فائدہ پہونچاؤ - اور اپنے بھائیوں سے ہمدردی کرو - ہمسایوں سے نیک سلوک کرو - اور اپنے بھائیوں سے نیک معاشرت کرو - اور سب سے پہلے شرک سے بچو کہ

یہ تقویٰ کی ابتدائی اینٹ ہے

دربار شام

۲۱ فروری ۱۹۰۴ء

موسمی بلاؤں اور وباؤں کے تذکرہ پر فرمایا

وبائیں اور بلائیں کب آتی ہیں

جب دنیا میں فسق و فجور پھیل جاتا ہے تو یہ وبائیں دنیا میں آتی ہیں لوگ اللہ تعالیٰ سے لاپروا ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی اُن کی پروا نہیں کرتا - میں دیکھتا ہوں کہ ابھی ان شوخیوں اور شرارتوں میں کوئی فرق نہیں آیا + باوجودیکہ طاعون ایک کھا جانے والی آگ کی طرح بھڑک رہی ہے - لیکن وہی مکر و فریب اور بدکاری کے بازار گرم ہیں بلکہ ان میں زیادتی ہی نظر آتی ہے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی کیا مرضی ہے - اللہ تعالیٰ تھکتا نہیں پہلے زمانہ میں بھی جب لوگ گناہ سے باز نہیں آئے تو زمین کے تختے پلٹ دیے گئے ہیں اور شہروں کے نام و نشان مٹا دیے گئے ہیں - جب طاعون پہلے پہل پھیلا ہے تو لوگ سمجھتے تھے کہ یہ یونہی ایک اتفاقی بیماری ہے بہت جلد نابود ہو جائے گی لیکن جیسے اللہ تعالیٰ نے اُسوقت جبکہ ابھی اس کا نام و نشان بھی نہ تھا مجھے اطلاع دی تھی کہ یہ وبا آنے والی ہے ویسے ہی ابھی یہ خوفناک عذاب بمبئی ہی میں پھیلا ہوا تھا جو مجھ پر ظاہر کیا گیا کہ یہ وبا سارے پنجاب میں پھیل جائے گی + اسپر عافیت اندیش لوگوں نے ہنسی اور ٹھٹھے اُڑائے + مگر اب دیکھلو کوئی جگہ ایسی نہیں جو اس سے خالی ہو اور اگر کوئی جگہ ایسی ہے بھی تو اُسکے اردگرد آگ لگی ہوئی ہے اس کے محفوظ رہنے کا کوئی معاہدہ نہیں ہو چکا - حقیقت میں یہ بڑے ہی اندیشہ اور فکر کی بات ہے جبکہ کوئی علاج بھی اس کا کارگر نہیں ہوا - اور زمینی تدابیر میں ناکامی ہوئی ہے تو پھر کس قدر ضروری ہے کہ لوگ سوچیں کہ یہ بلا کیوں آئی ہے اور اسکا علاج کیا ہے ؟

اصل بات یہ ہے کہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے جب تک لوگ سچی توبہ اور رجوع الی اللہ نہیں کرتے اور ان شوخیوں اور شرارتوں سے باز نہیں آتے جو خدا کی باتوں سے کی جاتی ہیں یہ عذاب پیچھا چھوڑتا نظر نہیں آتا - لیکن جب انسان توبہ اور استغفار کرتا ہے اور اپنے اندر ایک پاک تبدیلی کا نمونہ دکھاتا ہے

تو پھر خدا بھی رجوع برحمت کرتا ہے - مگر میں دیکھتا ہوں کہ ابھی تک کوئی تبدیلی نہیں ہوئی اسی طرح فسق و فجور کا بازار گرم ہے اور قسم قسم کے گناہ اس زمین پر ہو رہے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی عذاب الٰہی کی طیاریاں ہو رہی ہیں - پہلی کتابوں میں بھی اس وبا کے متعلق اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ قیامت کے قریب عام مری پڑے گی - سو اب وہ دن قریب آگئے ہیں اور مری پڑ رہی ہے + جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اب زمانہ کا آخر ہے -

اس بات کو مکرر یاد رکھو کہ جب بخل و حسد اور فسق و فجور کی زہریلی ہوا پھیل جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی محبت سرد ہو جاتی ہے اور جس طرح اللہ تعالیٰ سے ہراساں و ترساں ہونا چاہیے - وہ نہیں رہتا - یہ ہوا ایسی ہی ہوتی ہے جیسے بعض اوقات ہیضہ کی زہریلی ہوا پھیلتی ہے اور تباہ کرتی جاتی ہے اسوقت بعض تو ایسے ہوتے ہیں جو اُس میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور بعض جو بچ رہتے ہیں اُن کا بھی یہ حال ہوتا ہے کہ صحت درست نہیں رہتی ہاضمہ کا فتور یا اور اسی قسم کی خرابیاں ہوا سے متاثر ہو کر پیدا ہو جاتی ہیں - اسی طرح جب گناہ کی وبا پھیلتی ہے تو بعض تو اس میں بالکل ہلاک ہو جاتے ہیں اور جو بچ رہتے ہیں اُنکی بھی روحانی صحت میں فرق آجاتا ہے - سو یہی حال اب ہو رہا ہے اکثر ہیں جو کھلے طور پر بے حیائیوں اور بدکاریوں میں مبتلا ہیں اور وہ تقوے اور خدا ترسی سے ہزاروں کوس دور جا پڑے ہیں اور جو رسمی طور پر دیندار کہلاتے ہیں اُنکی یہ حالت ہے کہ کتاب و سنت سے الگ ہو رہے ہیں اپنے خیال اور رائے سے جو کچھ سمجھ آتا ہے کر گذرتے ہیں اور حقیقت اور مغز کو چھوڑ کر پوست اور ہڈیوں کو لیے بیٹھے ہیں اس لیے خدا تعالیٰ نے اپنی سنت کے موافق ایک عذاب بھیجا ہے کیونکہ وہ ایسی حالت میں قیامت سے پہلے اسی دنیا کو قیامت بنا دیتا ہے اور ایسی خوفناک صورتیں پیدا ہو جاتی ہیں کہ زندگی قیامت کا نمونہ ہو جاتی ہے - اور اب یہ وہی دن ہیں - کیونکہ میں دیکھتا ہوں سچائی سے بجائے محبت کے بغض کیا جاتا ہے اور عملی حالتیں خراب ہو چکی ہیں غلط اعتقادات پر ایسا زور دیا گیا ہے کہ حد اعتدال سے بہت تجاوز ہو گیا ہے اور اس حالت پر پہنچ گیا ہے جسکو اعتدا کہتے ہیں - ساری قوموں کو دیکھو کہ تیرہ سو برس سے بالکل خاموش اور چپ چاپ تھے اگرچہ اسلام کے ساتھ انکی لڑائیاں بھی ہوتی رہیں مگر وہ شوخیاں اور شرارتیں جو اب اسلام کے استیصال اور نابود کرنے کے واسطے کی جاتی ہیں نہیں کی جاتی تھیں اور وہ مذہبی زہر نہ تھا جو آج ہے - پچاس برس پہلے اگر ان کتابوں کو تلاش کریں جو اسلام کے خلاف لکھی گئی تھیں تو شاید ایک بھی نہ ملے - لیکن اب اسقدر کتابیں اخبارات اور رسالے - اشتہارات نکلتے ہیں کہ اگر انکو جمع کیا جاوے تو ایک پہاڑ بنجاوے

ضروری ! ضروری !! ضروری !!!

اطلاع خریداران الحکم کے لیے

خریداران الحکم اپنا فرض سمجھ لیں کہ ہر قسم کی خط و کتابت کرنے کے وقت اپنا نمبر خریداری ضرور لکھا کریں ورنہ تعمیل ارشاد ہرگز نہ ہوسکیگی اور مطلع اسکا ہرگز [illegible] جواب دہ نہیں ہے - کیونکہ خریداروں کی تعداد بفضل خدا ہر روز ترقی پر ہے چٹ کا نمبر دینے میں اس بات کا لحاظ رکھا جاوے کہ رجسٹرڈ ایل ۷۷ نہ لکھا جاوے یہ نمبر ڈاکخانہ کا ہے جو اخبار کو رجسٹری کے لیے ملا

بعض بہت عیسائیوں کے کئی کئی لاکھ طبع ہوتے ہیں جن میں ایک عاجز انسان کو خدا بنایا گیا ہے۔ ایسا مجدد مصلح اور پاک رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو ایسے وقت آیا جبکہ دنیا نجاست سے بھری ہوئی تھی۔ اس وقت آپ نے دنیا کو پاک صاف کیا اور اس مردہ عالم کو زندہ کیا اسکی پاک شان میں وہ فحش گالیاں دیجاتی ہیں جو ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر میں سے کبھی کسی کو نہیں دیجئیں۔

مجھے تعجب آتا ہے کہ ان کم بختوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کو نشانہ بنایا ہے۔

ایک عاجز ابن آدم کو خدا بنایا جاتا ہے اور بد عملی کو بیحیائی اور جرأت سے کیا جاتا ہے۔ ام الخبائث (شراب) پانی کی طرح پی جاتی ہے۔ مگر اسپر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسے پاک و مطہر انسان کی پاک ذات پر حملہ کرنے کے لیے زبان کشائی کرتے ہیں۔ ان کے ملکوں میں جاکر اگر کوئی عفت اور پارسائی کا نمونہ دیکھنا چاہے تو اسے معلوم ہوگا کہ کفارہ کے کیا کیا برکات انپر نازل ہوئے ہیں۔ جو بڑے مہذب کہلاتے ہیں انکی یہ حالت ہے کہ وہ ہمہ تن دنیا ہی کیطرف جھکے ہوئے ہیں اور ایسے سرنگوں دنیا کے سامنے ہوئے ہیں کہ انھوں نے دنیا ہی کو خدا سمجھ لیا ہے ان کے نزدیک ان شاء اللہ کہنا بھی ہنسی کی بات ہے اور ان کے اثر سے ہزاروں لاکھوں انسان تباہ ہو رہے ہیں۔ اور توجہ الی اللہ اور خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرنا خطرناک غلطی اور حماقت ہے باوجودیکہ یہ حالت ان لوگوں کی ہو چکی ہے لیکن اسلام کے استیصال کے لیے وہ لاکھوں کروڑوں روپیہ پانی کی طرح بہا رہے ہیں مگر یاد رکھو کہ

اسلام ان کے مٹانے سے مٹ نہیں سکتا اسکا محافظ خود اللہ تعالیٰ ہے

اب اسلام کی اندرونی حالت دیکھو فیض کا چشمہ علماء تھے مگر انکی حالت ایسی قابل رحم ہو گئی ہے کہ اسکے بیان کرنے سے بھی شرم آجاتی ہے۔ جس غلطی پر کوئی اڑ گیا ہے یا جو کچھ اسکے منہ سے نکل گیا ہے ممکن نہیں کہ وہ اسے چھوڑ دے۔ اس غلطی کو جسنے ظاہر کیا جھٹ پٹ اسے کافر اور دجال کا خطاب مل گیا حالانکہ صادق اور راستباز کی یہ عادت ہوتی ہے کہ جہاں اسے کسی اپنی غلطی کا پتہ لگا اسے وہیں چھوڑ دیتا ہے اسے ضد اور اپنی غلطی پر اصرار نہیں ہوتا مختلف فرقے بنا۔ باہمی تکفیر فرقوں اور اسلام سے ہی صاف طور پر انکی حالت کو بتا رہی ہے یہ صرف دنیا تک ہیں انکی سزا اور اثر بھی دنیا ہی تک محدود ہے مگر جو امور عاقبت کے متعلق ہیں۔ ان میں اگر سستی اور بے پروائی کی جاوے تو اسکا نتیجہ جہنم ہوتا ہے۔

میں بعض وقت ان لوگوں کی حالت دیکھکر سخت حیران ہو جاتا ہوں اور خیال گذرتا ہے کہ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ پر یقین نہیں ورنہ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ یہ آیات و نشانات دیکھتے ہیں ہم دلائل پیش کرتے ہیں مگر انپر کچھ بھی اثر نہیں ہوتا۔ مومن کے سامنے اگر اللہ تعالیٰ کا کلام پیش کیا جاوے وہ فوراً ڈر جاتا ہے اور جرأت سے اسکی تکذیب پر لب کشائی نہیں کرتا مگر انکی عجب حالت ہے کہ ہم اپنی تائید میں سب سے اول تو یہ پیش کرتے ہیں کہ

خدا نے مجھے مامور کیا ہے

اور پھر اپنی تائید دعوے میں ہم آیات قرآنیہ پیش کرتے ہیں۔ لیکن یہ دونوں سے انکار کرتے ہیں۔ اور پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت پیش کرتے ہیں اس سے ہی ترساں ہو جاتے مگر اس کا بھی کچھ اثر نہیں ہوتا۔ خدا تعالیٰ کے نشان دیکھتے ہیں مگر تکذیب کرتے ہیں عقلی دلائل کا اثر نہیں غرض جو طریق ایک راستباز کی شناخت کے ہو سکتے ہیں وہ سب پیش کیے جاتے ہیں لیکن ایک بھی نہیں مانتے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک وقعہ لکھا ہے کہ وہ ایک مرتبہ بھاگتے جاتے تھے کسی نے پوچھا کہ کیوں بھاگتے جاتے ہو کہ انھوں نے کہا کہ جاہلوں سے بھاگتا ہوں۔ اُس نے کہا کہ انپر وہ اسم اعظم کیوں نہیں پھونکتے انھوں نے کہا کہ وہ اسم اعظم بھی انپر اثر نہیں کرتا۔

حقیقت میں جہالت بھی ایک خطرناک موت ہے مگر یہاں تو سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیسا جہل ہے قرآن پڑھتے ہیں تفسیر کرتے ہیں حدیث کی سند رکھتے ہیں۔ مگر جب ہم پیش کرتے ہیں تو انکار کر جاتے ہیں یہ نہ خود مانتے ہیں اور نہ اوروں کو ماننے دیتے ہیں۔

یہ زمانہ ایسا آگیا ہے کہ انسان کی ہستی کی غرض و غایت کو بالکل بھلا دیا ہے خود خدا انسانی خلقت کی غرض تو یہ بتاتا ہے۔

مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ

مگر آج عبودیت سے نکلکر نادان انسان خود خدا بننا چاہتا ہے اور وہ صدق وفا راستی اور تقویٰ جسکو خدا چاہتا ہے بازار میں کھڑے ہو کر اگر نظر کی جاوے تو صدہا آدمی ادھر سے آتے اُدھر چلے جاتے ہیں لیکن انکی غرض اور مقصد محض دنیا ہے

رفع وہم خدا تعالیٰ اس سے تو منع نہیں کرتا کہ انسان دنیا میں کام نہ کرے مگر بات یہ ہے کہ دنیا کے لیے نہ کرے بلکہ دین کے لیے کرے تو وہ موجب برکات ہو جاتا ہے مثلاً خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ بیویوں سے نیک سلوک کرو عاشروھن بالمعروف لیکن اگر انسان محض اپنی ذاتی اور نفسانی اغراض کی بنا پر وہ سلوک کرتا ہے تو فضول ہے اور وہی سلوک اگر اس حکم الٰہی کے واسطے ہے تو موجب برکات۔ میں دیکھتا ہوں کہ لوگ جو کچھ کرتے ہیں وہ محض دنیا کے لیے کرتے ہیں محبت دنیا ان سے کراتی ہے خدا کے واسطے نہیں کرتے اگر اولاد کی خواہش کرے تو اس نیت سے کرے واجعلنا للمتقین اماما پر نظر کرکے کرے کہ کوئی ایسا بچہ پیدا ہو جاوے جو اعلاء کلمۃ الاسلام کا ذریعہ ہو۔ جب ایسی پاک خواہش ہو تو اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ ذکریا کیطرح اولاد دیدے مگر میں دیکھتا ہوں کہ لوگوں کی نظر اس سے آگے نہیں جاتی کہ ہمارا باغ ہے یا اور ملک ہے وہ اس کا وارث ہو اور کوئی شریک اسکو نہ لے جاوے + مگر وہ اتنا نہیں سوچتے کہ کم بخت جب تو مر گیا تو تیرے لیے دوست دشمن اپنے بیگانے سب برابر ہیں + میں نے بہت سے لوگ ایسے دیکھے اور کہتے سنے ہیں کہ دعا کرو کہ اولاد ہو جاوے جو اس جائداد کی وارث ہو۔ ایسا نہ ہو کہ مرنے کے کوئی شریک لے جاوے۔ اولاد ہو جاوے خواہ وہ بدمعاش ہی ہو۔ یہ معرفت اسلام کی رہ گئی ہے۔ برخلاف اس کے مومن اگر مکان بناتا ہے تو اس میں بھی اسکی نیت دین ہی کی ہوتی ہے۔ لباس خوراک اس کا پھرنا غرض ہر کام دین ہی کے واسطے ہوتا ہے۔ وہ خوراک کھاتا ہے مگر موٹا ہونے کے واسطے نہیں بلکہ اسطرح جیسے یکہ بان کچھ دور جاکر اپنے ٹٹو کو نہاری اور خوراک دیتے ہیں تاکہ وہ اگلی منزل چلنے کے واسطے طیار ہو جاوے اور دم نہ نکل جاوے۔ مومن کی غرض بھی خوراک سے یہی ہوتی ہے۔ کیونکہ نفس کا بھی تو ایک حق ہوتا ہے اور اہل و عیال کا بھی اور پھر خدا تعالیٰ کا حق الگ ہے اگر نفس کے حق کی رعایت نہ ہو تو پھر وہ مر جاوے گا اور یہ جائز ہے پس یاد رکھو کہ مومن کی غرض ہر آسایش ہر قول و فعل حرکت و سکون سے گو بظاہر نکتہ چینی ہی کا موقع ہو مگر دراصل عبادت ہوتی ہے + بہت سے کام ایسے ہوتے ہیں کہ جاہل اعتراض سمجھتا ہے مگر خدا کے نزدیک عبادت ہوتی ہے لیکن اگر اس میں اخلاص کی نیت نہ ہو تو نماز بھی لعنت کا طوق ہو جاتی ہے ہو سکتا کہ کلوا واشربوا کا حکم دیا اور جو خدا کے لیے نماز نہیں پڑھتے ان کو

ویل للمصلین فرمایا

کلوا ایک امر ہے جب مومن اسکو امر سمجھکر بجا لاوے تو اس کا ثواب ہوگا اسی طرح عاشروھن بالمعروف امر کی بجا آوری سے ثواب ہوتا ہے لیکن اگر ریاکاری سے نماز بھی ادا کرے تو پھر اسکے لیے ویل ہے۔

اسوقت اسلام جس چیز کا نام ہے اسمیں فرق آگیا ہے تمام اخلاق ذمیمہ بھر گئے ہیں اور وہ اخلاص جس کا ذکر مخلصین لہ الدین میں ہوا ہے آسمان پر اٹھ گیا ہے

خدا کے ساتھ صدق وفاداری اخلاص محبت اور خدا پر توکل کالعدم ہو گئے ہیں اب خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ پھر نئے سر سے ان قوتوں کو زندہ کرے۔ وہ خدا جو ہمیشہ یحیی الارض بعد موتہا کرتا رہا ہے اُس نے ارادہ کیا ہے اور اسکے لیے کئی راہیں اختیار کی گئی ہیں ایکطرف مامور کو بھیجا ہے جو نرم الفاظ میں دعوت کرے اور لوگوں کو ہدایت کرے دوسری طرف علوم و فنون کی ترقی ہے اور عقل آتی جاتی ہے اب وہ وحشیانہ حالت سکھوں کے زمانہ کی ایسی نہیں رہی اور لوگ سمجھنے لگے ہیں۔

ایک طرف اتمام حجت کے لیے آسمان نشان ظاہر کر رہا ہے چنانچہ جب کتاب نزول المسیح چھپکر شائع ہوگی اُسوقت سبکو پتہ لگ جاوے گا کیونکہ اسمیں ڈیڑھ سو کے قریب ایسے نشانات لکھے ہیں جن کے ہزاروں لاکھوں گواہ موجود ہیں۔ اسکے پھر قہری نشانات کا سلسلہ بھی رکھا گیا ہے جنمیں سے طاعون کا بھی ایک نشان ہے جو اب جو اس شدت سے پھیل رہی ہے کہ کبھی گذشتہ نسلوں نے نہ دیکھی ہوگی اور بہت سے لوگ ہیں جو ان نشانات اور آیات سے فائدہ اُٹھا رہے ہیں کوئی دن نہیں جاتا کہ لوگ بذریعہ خطوط یا خود حاضر ہوکر داخل بیعت نہیں ہوتے اگرچہ دنیا میں فسق و فجور اور شوخی و آزادی خود روی بہت بڑھ گئی ہوئی ہے تاہم یہ لوگ جو ہمارے سلسلہ میں آتے ہیں یہ بھی اسی جماعت میں سے نکل کر آتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سعید بھی انھیں میں ملے ہوئے ہیں + خدا تعالیٰ ان لوگوں کو نکال لے گا اور ان کو سمجھ دے گا۔ اور کچھ طاعون کا نشانہ ہو جائیں گے۔ اسی طرح پر دنیا کا انجام ہوگا۔ اور اتمام حجت ہوگی۔

www.aaiil.org

حضرت مسیح موعودؑ اور پایونیر

(نمبر ۵)

(سلسلے کے لئے دیکھو الحکم ۱۰ فروری ۱۹۰۴ء)

جب کہ بعض عیسائی مولفون اور مصنفون کی تحریرین ایسی پائی جاتی ہیں۔ تو پہر یہ الزام صحیح نہیں ہے بلکہ ہم ان ساری خطرناک تحریکون کے ذمہ دار اور جواب دہ عیسائی واعظون کو ہی قرار دیتے ہیں اور واقعات کی رو سے خود پایونیر کے اپنے کالمون سے ان عیسائی مذہب کے لیڈرون اور عیسائی پالٹیشنوں کے حوالے سے پہر پایونیر رقمطراز ہے کہ "ایک خطرہ ملک میں پیدا ہوا ہے کہ مذہبی تحریک ہوتی رہتی ہے۔ حالانکہ گورنمنٹ ہند نے اپنی حکمت عملیوں سے دینی حرارت یا تعصب کو بہت کچھ دبا دیا ہے"

اس فقرہ پر ہم کو زیادہ کرانی بسر کی ضرورت نہیں کیونکہ ہم پہلے بحث کر آئے ہیں کہ یہ خیال غلط اور محض غلط ہے کہ حقیقی مذہب سے کسی قسم کا خوف وخطر ہے۔

البتہ اس پر ہم اتنا ایزاد کرنا چاہتے ہیں کہ جس مذہب مین حقوق العباد اور حقوق اللہ کی حقیقت کو نہیں سمجہا گیا یا جو مذہب ان حقوق کی تشریح سے عاری اور جو بانی مذہب اپنے نمونہ کامل سے تہیدست محض ہے البتہ اس سے خطرہ ہو سکتا ہے لیکن جو مذہب کامل طور پر حقوق اللہ اور حقوق العباد مین تفریق کرتا ہے۔ اور جو اپنے اندر زندہ نمونہ عمل درآمد کا رکہتا ہے وہ تو موید امن عامہ ہے اب پولٹیکل نگاہ سے اس سوال پر غور کرنا بینک گورنمنٹ کا کام ہو سکتا ہے۔ لیکن ہم افسوس سے ظاہر کرتے ہین کہ گورنمنٹ امور دنیا سے اسقدر فرصت اور فراغت نہیں رکہتی کہ وہ اس سوال پر غور کر سکے۔

ہم پایونیر کے ساتھ اس بات مین کبہی متفق نہیں ہو سکتے کہ گورنمنٹ ہند نے اپنی حکمت عملیون سے دینی حرارت یا تعصب کو بہت کچھہ دبا دیا ہے۔ "بہت کچھہ" کا لفظ اس فقرہ مین قابل غور ہے۔ جس سے پایا جاتا ہے کہ کسی حد تک گورنمنٹ مین مذہبی تعصب ہے لیکن ہم افسوس سے اسکو تسلیم نہین کر سکتے۔ بلکہ یقین ہے اور ہم اپنی گورنمنٹ کی نسبت کبہی بدظن نہین کہ اس مین مذہبی تعصب کا کوئی بہی شائبہ ہے ہم ہر وقت تسلیم کرنے کو طیار ہین کہ گورنمنٹ کا مذہب بہ حیثیت گورنمنٹ کوئی مذہب نہین ہے۔ اور اس میں بالکل تعصب نہیں ہے۔

گورنمنٹ نے محض اس خیال سے مذہبی آزادی نہیں دی کہ وہ ہندوون یا مسلمانون سے ڈرتی ہے۔ نہیں بلکہ فیاضی کیساتھہ وہ سمجہتی ہے کہ مذہب کے معاملہ مین انسان فطرتاً آزاد ہے زور یا دباؤ کے ساتھہ وہ کسی مذہب کو قبول نہیں کر سکتا یا مجبور کیا جا سکتا ہے۔ اور علاوہ برین ہم اس امر کے کہنے مین بہی کوئی مضائقہ نہین کرتے کہ گورنمنٹ کی مذہبی پالیسی میں تعصب نہ ہونا سٹرلی ازنے چادری کا مصداق بہی ہے۔ عملی طور پر عیسائی مذہب گورنمنٹ کو گورنمنٹ رکہہ سکتا ہی نہیں کیا اگر گورنمنٹ انجیل پر عمل کرے تو اسے ملٹری ڈیپارٹمنٹ توڑنا نہ پڑے گا؟ خزانون کی کنجیان اورون کے حوالہ کرنی پڑین؟ اور کوئی انگلستان مانگے تو اسے ہندوستان بہی اس کے سپرد کر دینا چاہیئے؟ ایک گال پر طمانچہ کہا کر دوسری نہ پیسر دینی چاہیئے؟ وغیرہ غرض انجیلی تعلیم نظم ممالک کی روح اپنے اندر رکہتی ہی نہین اور وہ سیاسی قوانین سے عاری ہے اسلئے گورنمنٹ اگر تعصب مذہبی کرے تو اس کا نتیجہ کیا ہو؟ گورنمنٹ کا مذہبی تعصب نہ کرنا اور مذہبی پالیسے مین نیوٹرل رہنا ہی اسکے لئے سیاسی اصولون کے ماتحت مبارک ہے ورنہ انجیل پر عمل کرتے ہوئے گورنمنٹ سب کچھہ ہاتھہ سے دیدے۔ ٭

اس لئے گورنمنٹ کے لئے ضروری ہی ہے کہ مذہبی تعصب سے باز رہے۔ ورنہ دنیا مین ایک طوفان بے تمیزی پیدا ہو جاوے۔ اور ساری حکمون کا خاتمہ ہو جاوے۔

ایک خطرناک اور خونی منظر سامنے پیدا ہو۔ ایک نابکار خونی آئے جسنے ایک قتل عمد اور خون ناحق کیا ہے۔ وہ ایک گرجا میں جاوے جہان ایک مشنری صاحب سیاہ جبہ اور لبادہ پہنے بیٹہے ہیں وہ اس کے ہاتھہ پر توبہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں خداوند یسوع پر ایمان لایا اور اپنے گناہون کی گٹھڑی اس پر لادتا ہون وہان وہ بپتسمہ لیکر کرسچنیٹی کا سرٹیفکٹ لاتا ہے اور مجسٹریٹ کے سامنے پیش کرتا ہے مجسٹریٹ عیسائیت کی روح اپنے اندر رکہکر حکم دیتا ہے کہ جب خدا نے اس کو معاف کیا تو مین اس کو کیونکر سزا دے سکتا ہون جاؤ بری۔

تہوڑی دیر کے بعد ایک ڈاکوؤن کا گروہ آتا ہے جن کی سفاکیون اور جفاکاریون سے ایک عالم نالان ہوتا ہے وہ ایک رومن کیتہلک چرچ میں جاتے ہین اور وہان سے بہشت کے لئے راہداری کا پروانہ لئے ہوئے چرچ کے سامنے آتے اور پروانہ پیش کرکے کہتے ہیں کہ مقدس پاپ (رومن کیتہولکون کی اصطلاح) نے ہمارے گناہ بخشدیئے اور پروانہ راہداری عطا کیا ہے جج حیران ہو کہ اب اس سے بڑہکر شہادت صفائی کیا ہے ان کو چھوڑ دیتا ہے۔

غرض اسطرح خونی۔ قطاع الطریق حرامکار اور ہر قسم کے جرائم کرنے والے کفارہ کا آسرا لیکر آتے اور رہائی پاتے ہین۔ اور دوسری طرف دنیا میں انکے ہاتھہ ذبح کئے ہوئے لاشے اور ان کے ورثا بیکس کئے ہوئے بچے اور عورتیں۔ چیخ رہی ہین گر عیسائی مذہب اصولی طور پر عملی طریق سے چہوڑتا ہے تو بتاؤ اسکا نتیجہ کیا ہو۔ ایک میدان محشر قائم ہو جاوے۔ یہہ کہہ دینا آسان ہے کہ ہم عیسائی مذہب پر نکتہ چینی کرتے ہوئے ان کے اصولون کی باریکیون اور ان کے اسرار کو نہین سمجہتے مگر سچ یہی ہے کہ ان باتون کا جواب کچہہ نہیں ہے

غرض

ایسی صورت اور حالت مین گورنمنٹ کی مذہبی پالیسے ضرور رہی ہونی چاہیئے جو ہے۔ اور وہ بہت ہی مفید اور مبارک ہے۔ اور جب کہ گورنمنٹ عملی طور پر اس طریق کو اختیار کر رہی ہے جو دنیا مین امن اور سلامتی کی روح پہونکنے والا ہے پہر اس پر نکتہ چینی فضول ہے۔

ہم کہین گے اور ضرور کہیں گے کہ عیسائی مذہب کی اشاعت کا طریق ہی ایک خطرناک طریق ہے اور اس سے الگ ہو کر بہت کچہہ مفاد اور منافع بنی نوع کو پہونچ سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عیسائی ملکوں مین بہت ہی کم لوگ عیسائی ہیں۔ ورنہ اکثر ان میں سے دہریہ اور فری تہنکر یا ایتیسٹ ہیں۔

پس

گورنمنٹ کی مذہبی پالیسے عیسائی مذہب کی اپنی کمزوری کی زبردست دلیل ہے لیکن اس سے یہ لازم نہین آتا کہ دوسرے لوگ اپنے مذہب پر قائم نہ رہیں اور اس پر عمل کرنے کی ضرورت نہ سمجہیں۔ لیکن ہم یہ قبول کرنے کو ہر وقت طیار ہین۔

کہ اگر کوئی مذہب یا ہادی مذہب دوسرے لوگون پر ظلم کرنے یا ان کے حقوق تلف کرنے کی ہدایت کرتا ہے محض اسی بنا پر کہ وہ اس کے ہم مذہب نہین وہ مذہب ضرور خطرناک ہے۔

اور جب تک یہ ثابت نہ کیا جاوے کسی مذہبی تحریک کو خطرناک کہنا خطرناک غلطی ہے اسقدر انٹروڈکٹری نوٹ کے بعد خصوصیت کے ساتھہ پایونیر ہمارے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف توجہ کرتے ہیں اور یون رقمطراز ہین۔

آپ بتائیں کہ پنجاب کے علاوہ دوسرے صوبون مین کتنے انگریزون کو اس بات کا علم ہے کہ پنجاب میں احمدیہ تحریک ہو رہی ہے۔ حالانکہ مذہب اسلام میں جو دو بڑی تحریک یا رخنہ اندازیاں ہوئیں۔ انمیں سے ایک یہی ہے۔ کل ہندوستان مین چار نئے گروہ پیدا ہوئے ہیں ممالک متحدہ اور بنگال مین علیگڈہ والے اور برہم سماجی دو گروہ ترقی کر رہے ہیں۔

یہہ دونون فرقے آزادمنش بے تعصب قدرت کے قائل اور گورنمنٹ کے خیرخواہ ہیں جو لوگ ہندوستان کی بہبودی چاہتے ہیں ان کے پرسان حال نہیں ہوتے کہ یہ کیا کر رہے ہیں اور کس رنگ میں ہیں مدت ہوئی کہ آریہ سماج اصلاح کے لئے بمبئی مین قائم کیا گیا تہا مگر اب وہ پنجاب مین ترقی کر رہا ہے اور اپنے کمال عروج پر ہے ہم اسوقت اس کے متعلق بحث کرنا نہیں چاہتے۔

ان سطور میں جو پایونیر کے کالمون مین چہپی ہین بعض فقرے اس قابل ہین کہ ان پر خوبی غور کیا جاوے اور ان کی حقیقت پر نظر ڈالی جاوے۔

پایونیر پوچہتا ہے کہ "پنجاب کے علاوہ دوسرے صوبون مین کتنے انگریزون کو اس بات کا علم ہے کہ پنجاب میں احمدیہ تحریک ہو رہی ہے"

ہم حیران ہیں کہ اس کا جواب ہم دیں یا خود پایونیر کا لائق ایڈیٹر۔ لیکن چونکہ پایونیر خاموش ہے اس لئے ہمارا فرض ہونا چاہیئے کہ اس مہر سکوت کو ہم ہی توڑ ڈالین۔

اس سوال کا جواب ہم انشاء اللہ کئی پیرایون اور رنگوں مین دینے کی کوشش کرینگے۔ پایونیر کا منشاء اس سے یہ ہے کہ اس تحریک کا بہت ہی کم علم دوسرے صوبوں مین پنجاب کے سوا ہے۔ حالانکہ اس کا علم ہونا چاہیئے تہا کیونکہ وہ مذہب اسلام کی دو بڑی تحریکون یا رخنہ اندازیون مین سے اسکو ایک قرار دیتا ہے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو مذہب اسلام مین ایک رخنہ اندازی کہنا تو سلسلہ عالیہ کی خلاف نا لائمیل ہے۔ جو پایونیر کے کالمون مین ہوئی ہے۔ لیکن ہم اس سوال کو فی الحال چہوڑ کر پہلے اس سوال کا جواب دینا چاہتے ہین۔ پایونیر کی مراد اگر اس تحریک کا علم گورنمنٹ کو ہونے سے ہے تو ہم بتانا چاہتے ہین کہ موجودہ وقت میں ہندوستان بلکہ دنیا کی کوئی تحریک سلسلہ عالیہ احمدیہ سے بڑہ کر واقف ہے۔ (باقی چہٹے نمبر مین)

لطیفہ

٭ ہم حیران ہین کہ مشن کا لگریزی اور دوسری پولیٹکل انجمنین اسقدر روپیہ ضایع کرتی ہیں اور کچہہ فائدہ نہیں ہوتا وہ کیون مشنریون سے انجیل کی تعلیم پر عمل کرانے کی درخواست نہیں کرتین اور انجیل کے یہ مقامات پیش کر کے انسے مطالبہ نہیں کرتیں۔ (ایڈیٹر)

بعض ملکی اور قومی معاملات پر رائیں

گورنمنٹ مخاطب ہے

روزانہ پیسہ اخبار ۱۴ جنوری کی اشاعت میں اللوا کے ایک نوٹ کو بسطر ذیل نقل کرتا ہے۔ انگریزوں کو چاہیے کہ ہر ایک امر میں اس بات کا خیال رکھیں کہ انکی رعایا

ہندوستان میں سات کروڑ مسلمان ہیں

جو ہر وقت سلطان المعظم کی تابعداری میں

ان کو مقدونیہ کے معاملات میں سرکار ترکی کے برخلاف کوئی کارروائی نہ کرنی چاہیئے۔

ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ پیسہ اخبار کے اس نوٹ کے شائع کرنے سے کیا مقصد ہے؟ کیا ہم احتیاطاً یہ گورنمنٹ انگلشیہ کو دھمکی نہیں ہے؟ جلی لکھا ہوا فقرہ کل ہندوستان کے مسلمانوں کی وفاداری اور فرمان پذیری کی بالتحسین صریح **لائیبل** ہے اور یا ہندوستان کے مسلمانوں [illegible] پیسہ اخبار کی ذمہ داری کیا یہی حالت ہر [illegible] ہندوستان میں رہ کر [illegible] **عادل** [illegible] جو گورنمنٹ کے ماتحت [illegible] آزادی [illegible] حاصل کر کے [illegible] کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] والی بات ہے۔ [illegible] پیسہ اخبار کی [illegible] سپرٹ کا پتہ لگ سکتا ہے جو وہ گورنمنٹ کی نسبت رکھتا ہے۔ ہم اپنے ہمعصر کو صلاح دیتے ہیں کہ وہ آئندہ مسلمانوں میں ایسے بے تکے خیالات کی اشاعت سے مجتنب رہیں۔

اگرچہ افسوس ہے کہ ہم کو اس نوٹ کے لکھنے پر بہت کچھ سننا پڑے جسکی ہم پرواہ نہیں کرتے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ حق کی لازمی وراثت اینا ارسکے بغیر نہیں رہ سکتی۔ ہمارے سید و مولا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب سلطنت ترکی کے متعلق ایک اشتہار شائع کیا تھا اور گورنمنٹ برطانیہ کے حقوق کو مسلمانوں کے ذہن نشین کرنا چاہا تھا تو ہر طرف سے بداندیش کاٹ کھانے کو دوڑے تھے اور ایسا ہی اب بھی ہو تو تعجب نہیں۔

تجارت بذریعہ اشتہارات

اس میں کوئی کلام نہیں ہے کہ اشتہارات تجارت کی جان ہیں مگر اس زمانہ میں جہاں تجارت کا بازار گرم ہے اشتہارات کی رنگ آمیزیوں نے پبلک کو حیران کر رکھا ہے۔

اور اس فریق سے ملک کو بہت بڑا نقصان پہونچ رہا ہے۔ اخبار جو پبلک کو اپنا موضوع رکھتے ہیں وہ ان اشتہاروں کی ترقی اشاعت کا باعث ہیں اور اس کا باعث صاف ظاہر ہے کہ مشتہرین سے معقول معاوضے ملتے ہیں لیکن اگر اپنے ذاتی نفع کا نام پبلک گو دینے تو بہتر ہے اخبارات آئندہ اپنی غرض کو ملحوظ رکھنا اپنا فرض ظاہر کریں اور اس دوستانہ پیرایہ میں ملک کے ساتھ دشمنی کرنے سے باز رہیں۔

ہم نے ایک سے زیادہ مرتبہ چاہا ہے کہ اخبارات اس سوال پر غور کریں مگر مطلب کی بات کی خلاف کون کرے۔ افسوس!!!

ناظرین الحکم کو عید مبارک ہو

عید اضحیٰ کی تقریب پر معمول کے موافق ہماری قوم اپنے قومی درسگاہ یعنی تعلیم الاسلام کالج کو نہیں بھولی ہوگی۔ عید فنڈ کے واسطے ہر شہر کی انجمن کے مستعد اور سرگرم ممبر اپنی جگہ پوری تندہی سے کام کریں گے اور قربانی کی کھالوں کا روپیہ مدرسہ کے سالکین فنڈ کی امداد کے واسطے بھیجنے میں سرگرمی سے کام لیں گے۔

اس یاد دہانی کے ساتھ اگر ہم یہ عرض کریں تو بیجا نہ ہوگا کہ یہ ڈونیشن فنڈ بعض آنی اور وقتی ضرورتوں کیواسطے تو کچھ شک نہیں بہت مفید اور موثر ہوتے ہیں لیکن کالج کے مستقل اخراجات اور مستقل ضرورتوں کے پورا کرنے کو کفیل نہیں ہو سکتے۔ ہاں اس کی ایک صورت ہے کہ قوم ایسی تقریبوں پر اپنے سر فی کس ایک روپیہ لیکر داخل کرے تو ایک مستقل سرمایہ جمع ہو سکتا ہے۔ لیکن چونکہ ایسا نہیں ہوتا اس لئے بار بار قوم کے سامنے دست سوال دراز کرنا پڑتا ہے اور اس کے لئے آسان راہ یہی ہے کہ ہر احمدی اپنے ذمہ جیسا کہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود کا ارشاد ہے ماہوار چندہ دینی لازم کی طرح کر لیں۔ اعلیٰ حضرت کے ارشاد اور حکم کے بعد اور کوئے الفاظ اور تحریک کی ضرورت ہے۔ امید ہے احمدی قوم اس ضروری حکم کی تعمیل حسب معمول اپنی سعادت کا موجب قرار دیگی۔

مذہبی دنیا

آریہ سماج میں یہ دونوں مہاتما نامی ہیں لالہ ہنسراج جی نے اپنی زندگی کالج پارٹی کے لئے وقف کر رکھی ہے اور لالہ منشی رام جی نے دوسری پارٹی کے لئے۔ اور اب گوروکل کے انتظام میں اپنے وطن جالندھر کو چھوڑ کر کانگڑی گئے پہنچے ہیں۔ ان دونوں لیڈروں آریہ سماج کے عجیب طرز ایک دوسرے کو ذریعہ کمیل سے ہیں منشی رام پارٹی کا اخبار امرتسر سے پرچارک نام کا نکلتا ہے۔ جو لالہ آتما رام بھی نکالتے ہیں۔ اس کی ایک تحریر کی نسبت ہنسراج پارٹی کا اخبار آریہ گزٹ مندرجہ ذیل نوٹ لکھتا ہے جس سے دونوں مہاپرشوں کے حالات پر کسقدر روشنی پڑتی ہے۔ آریہ گزٹ مورخہ ۱۱ فروری کی مطابق ہے کہ:۔ بقول لالہ آتما رام (جیسے کہ ان کے نوٹ سے ظاہر ہے) جس پر کار لالہ ہنسراج جی کا اپنے دوستوں یا سماجک بھائیوں سے اپنی بیٹری کی شادی کے موقعہ پر کسی قسم کی مدد قبول کرنا قابل اعتراض امر نہیں ہے ویسی ہی لالہ منشی رام کے قرضہ کو ادا کرنے میں چند اشخاص کا کمیٹی وغیرہ کھول کر انکی سہایتا کرتے ہوئے ان لوگوں وغیرہ کے الزامات سے بری ثابت کرنے کی کوشش کرنا بھی قابل اعتراض نہیں ہونا چاہیئے لیکن اس نرالی منطق میں شاید ہمارے لئے جائے کلام ہو سکتا۔ اگر آپ نے ہماری اس نوٹ کو جسکی بنا پر آپ نے یہ منطق چھانٹی ہے غور سے پڑھ لیا ہوتا یا تجاہل عارفانہ سے کام نہ لیتے ہم حیران ہیں کہ کس طرح آپ نے ہمارے اس نوٹ سے نتیجہ نکال لیا کہ ہم ان اشخاص کی کوششوں کا اعتراف کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں جنہوں نے بحیثیت لالہ منشی رام کے ایک دوست ہونے کے آپ کی شریمتی سہائی روپیہ بوجہ کہ ان کو سبکدوش کرنے کیلئے انکی خلاصی طور پر مدد کی ہے۔ گویا ایک ایسا دوست ہے جسکا تمام ابو نیا کیسا تجربہ بھی سمجھ نہیں آتا ہم آپ کو سماج اسارہ میں مشغول الرائے ہیں۔ اور آپ لوگوں کی طرف سے کلی اطمینان دلاتے ہیں کہ:۔ واقعی لالہ منشی رام کے دوستوں کا مختلف طریقوں سے مختلف مہاتما فنڈوں کا روپیہ ان کی واپسی لاکھ کی کوشش کرنا ایک قابل تعریف عمل تھا۔ اور اسکے لئے وہ خاص طور پر پبلک کے شکریہ کے مستحق ہیں جسکا خون بچو کر فنڈ تیار آدی کے لئے یہ روپیہ اکٹھا کیا گیا تھا۔ آگے چل کر یہ اخبار کل اس صحبت کو لالہ ہنسراج جی ذرا ایک خاص مقصد پر اپنے دوستوں کی مدد حاصل کرنے کا فائدہ اٹھایا ہو تھوڑی عرصہ کیلئے فرض کیا جائے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا لالہ ہنسراج جی کا اپنے دوستوں کی کسی قسم کی مدد حاصل کرنا اور ایک شخص کا بے ایمانی سے پبلک کے روپیہ کو خورد برد کرکے اس کا ڈکار تک نہ لینا ایک معاملہ ہو سکتا ہے؟ اور اگر دیانتدار کسی فنڈوں کے روپیہ کو یا دوسرے الفاظ میں پبلک کے روپیہ کو بیجا طور پر اپنے ذاتی استعمال میں لانیوالی شخص کو پبلک کی نوٹس میں لانا اس شخص کے لئے ایک ذاتی حملہ تصور کیا جا سکتا ہے تو پھر ان لوگوں کو جو دن دہاڑے ڈاکہ وغیرہ اور کسی قسم کی بے ایمانیوں سے روپیہ حاصل کرتے ہیں گورنمنٹ انکو سزا دیکر کیوں مداخلت نہیں کرتی اور ایسے لوگوں کی بازپرس کیا جانا ان کے لئے ذاتی حملہ نہیں سمجھا جاتا؟ گویا بالفاظ آریہ گزٹ کی آریہ سماج کی ایک پارٹی میں ڈاکہ زنی اور بے ایمانی کھلم کھلا ہو رہی ہے۔ آریہ بھائی باہم جو کچھ کہہ سنا رہے ہیں ہماری مجال کیا ہے؟

آریہ سماج کا باہمی دنگل

الحمد للہ کہ اس آریہ سماج کا باہمی دنگل روز بروز زور پکڑتا جاتا ہے۔ الحمد للہ کا لفظ ہم نے آریہ سماج کی ترقی کا ذکر کرتے ہوئے اس لئے استعمال کیا ہے کہ اسمیں اب منشی عبداللہ کے سے مہاتما اپدیشک بنا لئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بڑی برکت آریہ سماج پر نازل ہو۔ آریہ سماج گھاس پارٹی میں ایک مکیل صاحب ہیں جو مہاتما جینی جی کے نام سے مشہور ہیں۔ وہ بھی کوئی اخبار سنش سدھار نامی۔ اپنے جائے مقام ملتان میں نکالتے ہیں۔ انہوں نے اس اخبار میں کالج پارٹی کے خلاف اور منشی مہاتما منشی رام جی کی تائید میں ایک مضمون لکھا تھا جو ہماری نظر سے نہیں گذرا۔ لیکن دوسری پارٹی کی اخبار آریہ گزٹ کی تند جواب اسکا دیا ہے۔ اس سے اصل مضمون کی بھی حقیقت معلوم ہوتی ہے۔ آریہ گزٹ مہاتما جینی جی ایڈیٹر ملتان کی تحریر کے جواب میں لکھتا ہے کہ:۔ اپنی تحریر میں آپنے جو الفاظ لالہ ہنسراج جی کیلئے بحیثیت ایڈیٹر آریہ گزٹ طنزاً ارشاد فرمائے ہیں انکا ہمارے پاس کچھ جواب نہیں ہے اور نہ ہم آپکی طرح شیریں زبانی میں آپکو یہ کہنے کیلئے تیار ہیں کہ آپ اپنے موکلوں کی ہی ایسی ہی وکالت کرتے ہوئے ایسی گرگٹ کی سی آپنے انکے اخباروں کے کالموں میں کی ہے۔ باقی رہی آپکی دھمکی جو آپ ہمیں مندرجہ ذیل الفاظ میں دیکر ہوشیار فرماتے ہیں۔ ہم کالج پارٹی کو مطلع کرتے ہیں کہ اس چھیڑ چھاڑ سے باز آ کر اپنے کام کو کرتے جاویں ورنہ لاچار ہو کر ہم کو ڈری لے سے وہ اسماج کی اندرونی حالت کا فوٹو پبلک کے سامنے پیش کرنے کیلئے مجبور ہونگے۔ جینی صاحب منشی آتما رام جینی اور دیگر آپ کی پارٹی کے لوگوں نے پہلے کونسی کوشش اس امر میں اٹھا رکھی تھی جسکو پورا کرنے کی آپ ہمیں دھمکی دیتے ہوئے ڈرایا چاہتے ہیں؟ جناب اس بہتر ہوتا کہ آپ ہمیں یہ دھمکی دیتے ہوئے اپنے جالندھر اور لاہور کے ان واقعات پر نظر ڈال لیتے جبکہ آپ بعہدہ سیکرٹری معمور تھے تو پھر جو کچھ فرمایا آپکو منظور خاطر تھا بڑی خوشی سے اسکے لئے لب کشائی یا خامہ فرسائی کی ہمکو دھمکی دیتے نیز جناب من زیبا ہے انکو جنکو بشکل مومنان کرتوت کافران کی مثل صادق آتی ہو۔ جو باوجود کئی طرح کے عیوب کے معیوب ہونیکے اپنی کمزوریوں کا اقرار کرنے کیلئے تیار نہیں۔ اور جو گوتم اور کنا و جینی اور ویاس سے اپنے تئیں کم دماغ کا نہیں سمجھتے۔ ہمیں معلوم نہیں کہ مہاتما جینی جی نے اپنی نادانی سے ہیڈ ماسٹری میں کیا کچھ کیا تھا جسکا اشارہ آریہ گزٹ دیتا ہے۔ اور یہ بھی معلوم نہیں کہ آریہ سماج میں بشکل مومنان کرتوت کافران۔ والے کون سے صاحب ہیں۔ آریہ سماجیوں کے حالات آپ ہو تو کہہ ہی جائیں۔ ہماری وہاں تک رسائی کہاں؟

(سناتن دھرم گزٹ)

استفسار اور انکے جواب

سوال اول۔ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

جواب۔ ہرگز نہیں یہہ توحید کے برخلاف ہے۔

سوال دوم۔ جبکہ غائب اور حاضر دونون کو خطاب کر دیتے ہیں پھر اس مین کیا حرج ہے۔

جواب۔ دیکھو بٹالہ مین لوگ زندہ موجود ہین اگر ان کو یہان سے آواز دو تو کیا وہ کوئی جواب دیتا ہے۔ پھر بغداد مین سید عبدالقادر جیلانی کی قبر پر جا کر آواز دو تو کوئی جواب نہین آئے گا۔ خدا تعالے تو جواب دیتا ہے جیسا فرمایا۔ ادعونی استجب لکم مگر قبرون والون مین سے کون جواب دیتا ہے پھر کیون ایسا فعل کرے جو توحید کے خلاف ہو۔

سوال سوم۔ جب کہ یہ لوگ زندہ ہین پھر ان کو مردہ تو نہیں کہہ سکتے۔

جواب زندگی ایک الگ امر ہے اس سے یہہ لازم نہین آتا کہ ہماری آوازین بھی سن لین۔ یہ ہم مانتے ہین کہ یہ لوگ خدا کے نزدیک زندہ ہین۔ مگر ہم نہین مان سکتے کہ ان کو سماع کی قوت بھی ہے۔ حاضر ناظر ہونا ایک الگ صفت ہے جو خدا ہی کو حاصل ہے۔ دیکھو ہم بھی زندہ ہین مگر لاہور یا امرتسر کی آوازین نہین سن سکتے۔

خدا تعالے کی شہیدا اور اولیاء اللہ بے شک خدا کے نزدیک زندہ ہوتے ہین مگر ان کو حاضر ناظر نہین کہہ سکتے۔ دعاؤن کے سننے والا اور قدرت رکہنے والا خدا ہی ہے اس کو یقین کرنا ہی اسلام ہے۔ جو اسکو چہوڑتا ہے وہ اسلام کو چہوڑتا ہے۔ پھر کسقدر قابل شرم یہ امر ہے کہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی تو کہتے ہین۔ یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم یا ابوبکر یا عمر نہین کہتے۔ البتہ یا علی کہنے والے ان کے بہائی موجود ہین۔ یہ شرک ہے کہ ایک تخصیص بلاوجہ کیجاوے۔ جب خدا کے سوا کسی چیز کی محبت بڑہ جاتی ہے تو پھر انسان صم و بکم ہو جاتا ہے جو اسلام کے خلاف ہے۔

اسلام توحید کے لئے آیا ہے۔ جب توحید کے خلاف چلے تو پھر مسلمان کیا۔ تعجب کی بات ہے کہ جن لوگون کو یہ خدا کا حصہ دار بناتے ہیں خود ان کو بھی یہ مقام توحید ہی کے ماننے سے ملا تہا۔ اگر وہ بھی ایسے یا کہنے والے ہوتے تو ان کو یہ مقام ہرگز نہ ملتا۔ بلکہ انہون نے خدا تعالے کی اطاعت اختیار کی تب یہ رتبہ اون کو ملا۔ یہ لوگ شیعون اور عیسائیون کی طرح ایک قسم کا شرک کرتے ہیں۔

جنگ جاپان و روس

لنڈن ۲۳ فروری۔ ایڈمرل الکسیف بہ تمام اسٹاف کے پورٹ آرتہر سے روانہ ہوکر جنکشن سٹیشن) خاربین مین پہونچ گیا ہے (اگر یہ صحیح ہے تو کل کی یہ خبر غلط نکلی کہ اسے ایڈمرل ماکاروف کے آنے تک پورٹ آرتہر ہی رہنے کا حکم ملا ہے۔ وطن)

روس اور جاپان نے امریکہ کی تجویز کے جواب مین لکہا ہے کہ ہم مانچوریا کی حدود سے باہر چین کی حیاد اور بے تعلقی کو نگاہ رکہنے اور اسمین خلل انداز نہ ہونیکو تیار ہیں۔ صوبہ مانچوریا چونکہ میدان جنگ ہے۔ وہ مستثنے رہیگا۔ پورٹ آرتہر سے جو لوگ نکال گئے ہیں۔ اور چینی بندر ینگو میں پہنچے ہیں۔ انکا بیان ہے کہ وہان اب صرف بیس آدمی غیر روسی رہ گئے ہین۔ تاجر اپنا مال و متاع اونے پونے دامون بیچ رہے ہیں تاکہ جلد یہان سے نکلین۔ اسوقت جسقدر اجنبی آدمی وہان موجود ہین وہ یا تو حراست مین ہین یا اونکی سخت نگرانی ہو رہی ہے۔ پورٹ آرتہر اب از سرتا پا جنگی قلعہ بن رہا ہے اوسکی تمام مورچون پر بحری توپچی اور گولنداز مامور ہین۔ بندر ولاڈی ووسٹاک سے تمام غیر فوجیون کو نکل جانے کا حکم ملا ہے۔ کیونکہ خوراک کا سامان کمیاب ہوتا جاتا ہے۔ جو کچھہ ملتا ہے روسی حکام فوج کے لئے فوراً خرید لیتے ہین۔

جاپانی بندر نگاساکی سے خبر آئی ہے کہ جاپانی بیڑہ نے بندر آرتہر مین روسیون کے چار تارپیڈو شکن جہاز پکڑ لئے۔ روسی اگن بوٹ منڈجور مقیم شنگہائی کی نسبت تازہ خبر ہے کہ جاپانی قونصل مقیم شنگہائی نے سلیم یہ مان لیا تہا کہ اگر روسی جہاز کا کپتان اسکو مستول وغیرہ اتار دے اور اسے ناقابل سفر کر دے تو اسے بیشک شنگہائی مین رہنے دیا جاوے۔ چینی حکومت نے کپتان کو کہا اور اس نے تعمیل کر دی تعمیل ہو چکی تو اب جاپانی قونصل کہتا ہے کہ نہیں چین کی بے تعلقی تب ہی قائم رہ سکتی ہے کہ اس روسی جہاز کو باہر نکال دیا جائے۔ خواہ وہ کس حالت مین ہو۔

جاپان و فرانس۔ جاپان نے فرانس کو ایک پر حکمت مراسلہ بہیجکر اس مین افسوس ظاہر کیا ہے کہ فرانس نے قانون ملل کے صحیح معنے نہیں سمجھے۔ ورنہ وہ روسی بیڑہ کو جیبوتی میں ڈیرہ نہ ڈالنے دیتا۔ اور روس کو اجازت نہ دیتا کہ وہ جیبوتی کو ایک طرح سے روسی بحری مرکز اور قاعدۃ الجیش بنالے۔

ٹائمز کا نامہ نگار روس سے لکہتا ہے کہ روس کہین دو مہینون مین جا کر مشرق اقصی مین اسقدر فوج جمع کر سکیگا۔ جو جاپان پر غالب آنیکے لئے کافی ہو سکے۔

جاپانی قونصل مقیم بمبئی کو تار آیا ہے کہ ولاڈی ووسٹاک کے روسی بیڑہ نے جہاز ناکانوسہ مارو کو غرق کر دیا

اور کو جزیرہ جاپان کے شمالی حصہ مین ابنابئے تاگرو کے قریب غرق کیا تہا۔ اس کے تمام ملاح اور مسافر سوائے دو کے روسی جہازون نے غرق ہونیسے بچا لئے تہے۔ اور ان کو ولاڈی ووسٹاک لیگئے تہے جہان سے وہ ایک جرمن سٹیمر پر ۲۹ فروری کو ناگاساکی پہنچ گئے۔

جدید خرید کردہ جنگی جہازات کسونگا اور نشن کے انگریز کپتانون کو شاہ جاپان نے خاص باریابی کی عزت بخشی۔ اور دیگر بیش قیمت تحائف کے علاوہ ان کو طبقہ خورشید طالع کے نشان عطا فرمائے۔ یہ دونون جہاز اٹلی کے بندرگاہ جینوا سے انگریز افسرون اور ملاحون نے جاپان پہنچائے چند جاپانی بحری افسر جو لنڈن کے جاپانی سفارت خانہ سے اٹلی بہیج گئے تہے۔ ان پر موجود تہے۔ مگر جہازون کا کل اہتمام انگریزون کے ہی ہاتہہ رہا تہا۔ وطن)

روس نے کل طاقتون کو مراسلہ بہیجکر اسمین جاپان پر الزام لگایا ہے۔ کہ اس نے چلفو اور پورٹ آرتہر کے معرکون میں قانون ملل کی بالکل خلاف ورزی کی ہے قانون ملل یا قانون بین الاقوام سے جسے انگریزی مین انٹرنیشنل لا کہتے ہیں۔ وہ ضوابط و قواعد مراد ہیں جن کو دنیا کے تمام مہذب ممالک کے اعلے مقنن امن اور جنگ دونون صورتون مین سلطنتون اور قومون کے باہمی سلوک اور برتاؤ کے متعلق بکثرت رائے وضع کر چکے ہیں اگر کوئی سلطنت ان کی خلاف ورزی کرے تو اسے معمولی مجرم کی طرح تو کوئی سزا نہین دیسکتا۔ مگر دوسری سلطنتین چاہیں تو اس کا اظہار ملامت کر سکتی ہین۔ اور طرح طاقتین خلاف ورزی کرنے والے فریق سے پہلے ہی کچھہ کینہ رکہتی ہون۔ وہ ایسی خلاف ورزی کو جنگ کا بہانہ بہی بنا سکتی ہیں۔ وطن)

اس خبر کی تصدیق ہو گئی ہے کہ روسی بیڑہ موسومہ بزرطہ کو جو فرنچ بندر جیبوتی مین مقیم تہا۔ اور ایڈمرل وائن نوس کے زیر کمان ہے یورپ واپس آنے کا حکم دیا گیا ہے۔

لنڈن ۲۴ فروری۔ جاپانی فوج۔ ٹائمز کا نامہ نگار وی ہائی وی سے تار دیتا ہے کہ تین جاپانی ڈویژن چلفو مین اتر چکے ہین۔ یہ فوج ایسے سلیقہ اور حسن انتظام کے ساتہہ جہازون سے خشکی پر اتری کہ انگریز افسر بہی عش عش کرتے تہے۔ دریا یالو اور پنگ یانگ کا درمیانی علاقہ جنگی لحاظ سے نہایت اہمیت رکہتا ہے اور دونون فریق اس امر سے خوب آگاہ ہین۔ خیال ہے کہ یہ ڈویژن چلفو سے شمال رویہ بڑہ جاوینگے ہیں (جہازون پر فوج کو مع لوازمات وحیوانات سوار کرنا اور پہر اتارنا آسان کام نہین اس میں بڑی دقت پیش آتی ہے۔ اور عموماً بہت سے جانور اور سامان ضائع ہو جاتے ہین۔ وطن)

نوٹ۔ سویڈن ہسپانیہ اور پرتگال کی فوجی تیاریون کی کل والی خبر سے یہ نتیجہ نکالنا ضرور نہ ہوگا کہ یورپ کو عالمگیر جنگ کا خوف ہو رہا ہے۔ سویڈن روس کا ہمسایہ ہے۔ اور اسکی تشویش بیشک کسیقدر حق بجانب ہو سکتی ہے۔ مگر ہسپانیہ بیچارے کا کیا دخل۔ اور جزائر کناری کا مشرق اقصی سے کیا واسطہ۔ اسی طرح پرتگال کا حقیر جہاز واسکوڈی گاما بہی کیا کر سکتا ہے وہ بیشک پرتگال کا کلان ترین جہاز ہے مگر درحقیقت ایک معمولی اگن بوٹ زیادہ وقعت نہیں رکہتا۔ پندرہ پندرہ ہزار ٹن کے جہازون کی جہان ٹکر ہو۔ وہان اس کی کیا بساط اور کیا اثر ہو سکتا ہے۔ وطن)

بمبئی۔ ۲۴ فروری۔ بمبئی مین تار پہنچا ہے کہ ایک روسی کروزر اور تین تارپیڈو کشتیان جنوب رو جیبوتی کی طرف جاتے ہوئے جزیرہ پیرم (مقبوضہ انگلستان ہے متصل جیبوتی بنائے باب المندب کا افریقی ساحل کے قریب واقع ہے۔ وطن) کے پاس سے گذرے۔ جیبوتی مین اس وقت حسب ذیل روسی جہاز ہیں۔ ایک معمولی جہاز تین کروزر۔ ایک تارپیڈو اگن بوٹ۔ گیارہ تارپیڈو شکن ایک باربرداری کا جہاز جسپر ۲۷ سو بحری سپاہی ہے۔ اور ایک کوئلہ کے ذخیرہ کا جہاز۔

(خواہ مخواہ) جنوبی امریکہ کی ریاست وینزویلا کی ساتہہ انگلستان فرانس و جرمنی وغیرہ کا جو تنازعہ قرضون کے متعلق پچہلے دنون ہوا تہا۔ وہ ثالثی کے لئے ہیگ (واقعہ ہالینڈ) کی مجلس ثالثان عالم کے سپرد ہوا تہا اس مجلس مین تمام مہذب سلطنتون کے نائب شامل ہیں۔ روسی وزیر خارجہ کونٹ موراویف اسکا صدر انجمن ہے۔ (صدارت میعادی ہے اور بدلتی رہتی ہے۔ وطن) اس نے بحیثیت پریذیڈنٹ اس تنازعہ کا جو فیصلہ دیا ہے۔ اس مین خواہ مخواہ جاپان کے دعاوی دربارہ مانچوریا وغیرہ کا بہی بتمارت تمام ذکر کیا ہے۔ جاپانی نائب نے اسپر اعتراض کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ وینزویلا سے اس معاملہ کا کیا تعلق۔ ان الفاظ کو نکال دینا چاہئے نائب نے اپنی حکومت سے بہی استصواب کیا ہے۔

انگریزی حکومت نے جنرل نکلسن اور کرنیل ہلڈین کے علاوہ جو روسی فوج کے ہمراہ بطور اتاشی رہین گے بارہ اور افسر ہر قسم کی فوج کے منتخب کرکے جاپانی فوج کے مختلف دستون کے ہمراہ رہنے کیلئے بہیجے ہیں۔ یہ سب افسر جنرل نکلسن کے ماتحت رہین گے۔ اور ان کی حسب ہدایات کاربند ہون گے (ایسے اتاشیون کے بہیجنے کی غرض و غایت پہلے بیان ہو چکی ہے۔ وطن)

روسی بیڑہ موسومہ بزرطہ کو حکم ملا ہے کہ وہ باربرداری کے جہازات کو بہی جنپر فوج سوار تہی۔ اور وہ بہی ابہی راستہ میں ہی بحیرہ قلزم کے قریب تہے۔ یورپ مین روس کو واپس ساتہہ لیتا آوے۔ انگریزی جہاز مقیم چلفو پر سوا تین سو روسی ملاح پناہ گزین ہوئے تہے۔ وہ جزیرہ سیلون بہیجے گئے ہین۔ اور مقام دیاتلاور مین کچھ جا مین گے۔ (جہان بوئر قیدیون کا کیمپ تہا)

جاپانی افسرون کو پہانسی۔ شمالی مانچوریا کے دریا سنگری کے ریلوے پل کو اڑانے کے اقدام مین جو تین جاپانی قلیون کے بہیس مین گرفتار ہوئے تہے کورٹ مارشل میں ان کی نسبت ثابت ہوا کہ ان مین ایک جاپانی وستہ انجینران کا کرنیل تہا۔ ایک بحری فوج کے تارپیڈو بیڑہ مین لفٹننٹ اور دوسرا فوج سفر مینا مین لفٹننٹ کا درجہ رکہتا تہا۔ ان کو اسی وقت پہانسی پہ لٹکا دیا گیا۔ دیگر ممالک کے قونصل کوشش کر رہے ہیں کہ جنوبی مانچوریا کے مقام نوچوانگ کو میدان جنگ

باہر کیا جائے۔ وہاں کوئی فریق مورچہ زن نہ ہو۔ روس نے اُس مراسلہ میں جو دیگر طاقتوں کو بھیجا ہے اور اس میں جاپان پر قانون ملکی کی خلاف ورزی کا الزام لگایا ہے۔ یہ بھی لکھا ہے کہ جاپان نے کوریا پر قابض ہو کر اس حیثیت سے وہاں جس قدر احکام جاری کئے ہیں۔ وہ سب قانوناً ناجائز ہیں۔

مکرر حملہ۔ روسی سرکاری خبر ہے کہ جاپانی بیڑہ نے ۲۴ فروری کی رات کو پھر پورٹ آرتھر پر حملہ کیا۔ اُسے پسپا کر دیا گیا۔ اور چار جاپانی مصافی جہاز اور دو ٹرانسپورٹ جہاز غرق ہوئے۔

جاپانی شکست کی تصدیق۔ چینی بندر چیفو کا فرنچ قونصل جاپانی حملہ کی تصدیق کر کے یہ بیان کرتا ہے کہ چار جاپانی جہاز ساحل پر بیکار پڑے ہیں۔ لیکن ابھی دنیا کو اس پر اعتبار نہیں آیا۔ خاصکر بدیں وجہ کہ کوئی تفصیل و حالات نہیں بتلائے گئے۔

خبر ہے کہ کونٹ لمسڈوف روسی وزیر خارجیہ مستعفی ہو گیا ہے۔ اور اس کی جگہ ایم۔ ڈی ولٹ (سابق وزیر مال) مقرر ہوگا۔

ناگہور ایسے جسقدر جاپانی چینی بندر چیفو میں آئے ہیں ان سب کا بیان ہے کہ روسیوں نے ان پر ناگفتہ بہ ظلم کئے۔ اور کہ جاپان سے سوگنا بدلہ لینے کی دھمکی گورنر نے دی تھی۔ وہ ایسے مظالم سے پورا کر رہے ہیں۔ جاپان دارالخلافہ ٹوکیو میں خیال ہے کہ چونکہ امیر البحر الیکسف نے مسٹر ایف ابنار بین کو اپنا مددگار مقام جا بنایا ہے۔ اسلئے بری معرکہ آرائی میں غالباً کچھہ دنوں کا اور توقف ہوگا۔ پیکن کی خبر ہے کہ چینی حکومت کو یورپ سے اطلاع آئی ہے کہ روس چینی ترکستان میں ہزار فوج سواران بھیجنے کی تیاری کر رہا ہے۔ روسی بندر ولاڈی ووسٹاک اور جنوبی جاپان کے بندر ناگاساکی کے درمیان جو بحری تار ہے۔ اُسے روسیوں نے اپنے قبضہ میں کر لیا ہے جس سے جاپان آئندہ اس تار پر کوئی پیغام نہیں بھیج سکیگا۔ اور یورپ سے نامہ و پیام کیلئے اُسے چینی بندر شنگہائی اور ہندوستان یا جزائر فلپائن کے بندر مقام مثلاً اور صوبجات متحدہ کے مغربی ساحل کے بندر سیان فرانسسکو کے راستہ تار بھیجنے پڑیں گے۔ جاپانی سوداگران مقیم نیویارک (امریکا) پندرہ لاکھہ روپیہ اپنے مجروح سپاہیوں کے فنڈ کے لئے جمع کرنا چاہتے ہیں۔ روسی ایڈمرل شٹارک مجبور نظر بند ہے۔ اگر وہ جہاز لیکر پورٹ آرتھر کے بندر سے باہر نکلتا ہے تو یقینی موت سامنے ہے۔ جاپانی بیڑہ فوراً ان کا کچھ مر نکال دے۔ اگر خشکی کے قلعوں کی توپوں کی پناہ لئے ہوئے بندر میں ٹھیرا رہتا ہے۔ تو بھی اس بیڑہ کا عدم وجود اس کے ملک کیلئے برابر ہوتا ہے۔ دو انگریزی کروزر موسومہ فارمڈ ایبل و رسل کو کوریا جانے کا حکم ہوا ہے۔ فارمڈ ایبل کا وزن پندرہ ہزار ٹن ہے رفتار ۱۸ میل زرہ بارہ انچ دبیز رسل کا وزن ۱۴ ہزار ٹن رفتار ۱۹ میل زرہ گیارہ انچ دبیز ہے۔ دونوں پر دیگر توپوں کے علاوہ چار چار بارہ انچ قطر کی نال کی توپیں ہیں۔ (وطن)

ہندوستان کی فوج سے ابھی کوئی افسر فریقین کی افواج کے ہمراہ بطور تماشائی رہنے کیلئے نہیں بھیجا جائیگا۔

اس کابل لڑائی کے حالات روزمرہ سنتے ہیں اور اس کی رفتار کو بتوجہ زیر نظر رکھتے ہیں۔ انگریزی روزانہ اخبار یورپ انکو تپا دوسرے کابل بھیجے جاتے ہیں۔ تاکہ تازہ خبروں کا برابر علم ہوتا رہے۔ (پشاور کا عملہ امیر صاحب اگر ہفتہ وار کے علاوہ روزانہ وطن کو بھی باقاعدہ امیر صاحب کی خدمت میں بھیجتا رہے۔ تو یقیناً انگریزی اخبارات سے زیادہ مفید ثابت ہوگا۔ کیونکہ اس میں یومیہ تار خبروں کا صرف ترجمہ ہی نہیں دیا جاتا۔ بلکہ ان کی مناسب تشریح و توضیح بھی کر دی جاتی ہے اور یہ فخر اسی ضمیمہ کو حاصل ہے کہ جاپان سے لیکر انگلستان تک کل ایشیا و یورپ کا نقشہ بھی اب تک صرف اسی نے شائع کیا ہے۔ وطن)

جاپانی جہازوں کے نام۔ رفتار اور وزن وغیرہ

ہستوس۔ اساہی۔ شکشما۔ ہر ایک ۱۵۰۰۰ ہزار ٹن۔ رفتار ۱۸ میل۔ مکاسا ۱۵۲۰۰ ٹن۔ رفتار ۱۸ میل۔ یاشما۔ فوجی ہر ایک ۱۲۳۰۰ ٹن۔ رفتار ۱۸ میل۔ ٹوکیو اساما ہر ایک ۹۷۵۰ ٹن رفتار ۲۱ ½ میل۔ یکومو ۹۸۵۰ ٹن ۲۰ میل + آزوما ۹۴۳۶ ٹن ۲۱ میل + آذردمو۔ ایواٹ ہر ایک ۹۸۰۰ ٹن ۲۴ ½ میل + کسوگا ۷۰۰۰ ٹن ۲۰ میل + نشین ۷۰۰۰ ٹن ۲۰ میل۔ نکاسگو ۴۳۰۰ ٹن ۲۴ میل + کساگی چتوز ہر ایک ۴۷۸۴ ٹن ۲۲ ½ میل + اکتسوکوشما۔ ہشید یت۔ متسوشاہر ۴۲۷۷ ٹن ۱۶ ½ میل + یوشینو ۴۱۸۰ ٹن ۲۳ میل + نینوا نکا چیلیو ہر ایک ۳۷۲۷ ۲۰ ½ میل + اتسوشما ۳۱۵۰ ٹن ۱۹ میل + تاکانیشا ہر ایک ۳۷۰۰ ٹن ۲۴ میل + سوما اکاشی ہر ایک ۲۷۰۰ ٹن رفتار ۲۰ میل

مکرر جاپانی حملہ۔ متضاد بیانات۔ لندن ۲۵ فروری۔ سرکاری خبر ہے کہ ایڈمرل الیکسف نے حسب ذیل تار دیا۔ جاپانیوں نے ۲۴ فروری کو پونے تین بجے پورٹ آرتھر پر تارپیڈو کشتیوں سے پھر حملہ کیا۔ اور بندر کے دہانہ میں ۴ سٹیمر جن پر آتش پذیر مصالح اور مواد بار تھا غرق کر دینے کی دہانہ کو بند کر دینے کی کوشش کی۔ ہمارے جہاز رٹوزان اور قلعوں کے توپخانہ نے دو سٹیمروں کو دہانہ کے قریب غرق کر دیا۔ اور پو پھٹنے تک غنیم کی تارپیڈو کشتیوں پر گولہ باری کی۔ دن کی روشنی ہونے پر معلوم ہوا کہ غنیم کے چاروں سٹیمر تباہ ہو گئے ہیں۔ اور کہ اس کی آٹھ تارپیڈو کشتیاں واپس جا رہی ہیں۔ سٹیمروں کے اکثر ملاح کشتیوں پر سوار ہو گئے۔ کچھ ڈوب بھی۔ بندر کا دہانہ بالکل صاف ہے۔ غنیم کے جنگی جہازات دو ڈویژنوں میں منقسم ہو کر کھینچے ہٹے۔ تین روسی کروزروں نے تعاقب کیا۔ اور پھر واپس آگئے۔ روسیوں کا کچھ نقصان نہ ہوا۔ (یہ تار بتا رہا ہے کہ جاپانیوں کے چار جنگی جہاز نہیں بلکہ معمولی سٹیمر یا خالی جہاز روسی لوگوں سے تباہ ہوئے جن کو خود جاپانی بھی غرق کر دینے کی غرض سے ہی لیگئے تھے۔ فرق یہ رہا کہ وہ انکو دہانہ میں غرق کرنا چاہتے تھے تاکہ راستہ بند ہو جائے۔ اور اگر کوئی جہاز اوپر سے گذرے تو بارود سے اڑ جائے۔ مگر روسی لوگوں نے انکو جبکہ وہ ابھی پڑے ہی تھے غرق کر دیا۔ وطن)

لندن ۲۴ فروری۔ سینٹ پیٹرزبرگ کی خبر ہے کہ آج رات کے حملہ پورٹ آرتھر میں جاپانیوں کے ۴ مصافی اور دو ٹرانسپورٹ جہاز غرق ہوئے (یہ اور نیز مندرجہ ذیل خبر مندرجہ بالا خبر سے پہلے کی ہیں جن کو ۲۵ فروری کی خبر نے منسوخ کر دیا ہے۔ وطن)

سنگاپور۔ ۲۵ فروری۔ چینی بندر شنگہائی کی خبر ہے کہ جاپانی بیڑہ منگل کی رات کو پورٹ آرتھر کے حملہ میں پسپا ہوا۔ روسیوں کا بیان ہے کہ چار جاپانی جنگی جہاز ضایع ہوئے۔

کوریا و جاپان۔ جاپان نے کوریا پر اپنا عمل دخل کر کے مارکوئیس ٹاکو کا داکو وطن کا وائسرائے مقرر کیا ہے۔ کوریا کا شاہی دربار پایہ تخت سیول میں سخت متوحش ہو رہا ہے۔ جاپانیوں نے شاہی محل پر پہرہ بٹھا دیا ہے کہ شاہ کوریا بھاگ نہ جائے۔

پورٹ آرتھر پر پانچواں بحری حملہ۔ لندن ۲۵ فروری۔ وقت شب۔ روسیوں کا بیان ہے کہ جاپانی بیڑہ نے ۲۵ فروری کی صبح کو رات کے ایک اور ساڑھے تین بجے کے درمیان پھر پورٹ آرتھر پر حملہ کیا۔ مگر سب موقعوں پر پسپا کر دیا گیا۔

روسی قیدی۔ جاپان نے انگلستان کو اطلاع دی ہے کہ معرکہ چلیفو کے جو روسی ملاح انگریزی جہاز پر پناہ گزین ہوئے اور اس وقت جزیرہ سیلون کو چلے آ رہے ہیں۔ انگریزی حکومت ان سے جنگ میں پھر شریک نہ ہونے کا عہد لیکر انہیں اپنے وطن روس کو بھیج سکتی ہے۔ انگریزی حکومت اسکے متعلق روس سے نامہ و پیام کر رہی ہے۔

مشرقی سائبیریا کی جھیل بیکال کے منجمد سطح پر ریلوے لائن مکمل ہو گئی ہے اور اب اس پر سے ٹرینیں گذر رہی ہیں۔

الہ آباد ۲۶ فروری۔ پاؤنیر کو بتاریخ ۲۵ فروری خاص طور پر لندن سے خبر آئی ہے۔ ایڈمرل الیکسف نے ایک اعلان شائع کر کے اس میں چین کی اعلان بے تعلقی و حیادت کے ہی پہلو پر ہے۔ اسکے عنقریب اعلان جنگ کر دینے کی خبریں قیاسی ہی ہیں۔ (وطن)

اس مندرجہ بالا تار سے جس میں ۲۳ فروری کے حملہ جاپانیان کے حالات ایڈمرل الیکسف نے بتائے ہیں۔ واضح ہو رہا ہے کہ روسی اپنے مصافی جہاز رٹوزان کو جو سب سے پہلے حملہ مورخہ ۸ فروری میں تارپیڈو سے زخمی ہوا۔ پھر تیرا لینے اور ایک حد تک قابل کار بنا لینے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔

کلکتہ ۲۶ فروری۔ جنرل این ہاملٹن مشرق کو جاتے ہوئے بروز بدھ ۲۴ فروری کو کولمبو پہنچے۔ آپ نے بیان کیا کہ مجھے اپنی تقرری کی خبر عدن میں ملی میں جنگ سے پہلے کا انگلستان سے روانہ ہو چکا تھا۔ مجھے چونکہ کچھہ عرصہ کیلئے فرصت تھی۔ اور جاپانی افواج کے بغرض جنگ جمع ہونے کی امیدیں لگ ہی رہی تھیں۔ میں نے یہی فیصلہ کیا کہ رخصت کے دن مشرق کی سیر میں بسر کروں تقرری کی خبر کے علاوہ اور کوئی علم مجھے ابتک نہیں ملا اور اگر شنگہائی پہنچنے تک بھی کوئی ہدایت اپنی حکومت کی طرف سے مجھے نہ ملی۔ تو وہاں اتر جاؤنگا۔ جنرل ہاملٹن انگلستان کے ایک ممتاز فوجی افسر ہیں۔ جنوبی افریقہ کی جنگ میں بہت ناموری حاصل کی۔ معرکہ چترال میں بھی شامل تھے۔ اس وقت تک افواج برطانیہ کے کوارٹر ماسٹر جنرل ہیں آجکل چونکہ کمانوں کی تقسیم اور جدید ترتیب ہو رہی اور یہ آسامی ٹوٹ گئی ہے آپ نے بغرض آرام رخصت لیلی ہے تقرری سے آپکی مراد بالقلب ہو یا مشرقی اقصیٰ میں جاپانی یا روسی فوج کے ہمراہ بطور تماشائی مقرر ہونے سے ہے۔ کیونکہ یہ کام بھی کچھ کم ذمہ واری کا نہیں چنانچہ جنرل نکلسن جن کی تقرری بطور تماشائی کی خبر پچھلے ہفتہ شائع ہوئی تھی۔ وہ بھی ایک ممتاز افسر انگریزی فوج کے ہیں۔ وطن)

روسی سپاہی کی نظاہر تعریف اور درپردہ توہین

جنرل موصوف نے دوران گفتگو روسی سپاہیوں کی بہت ہی تعریف کی۔ آپنے فرمایا۔ کاسک (باقاعدہ سوار) اول درجہ کے سوار ہیں۔ اور جنوبی افریقہ کے بوئروں کی طرح گھوڑ چڑھے پیدلوں کا کام نہایت عمدگی سے دیں گے۔ روسی سپاہی کو نہایت احتیاط سے مشق و قواعد اور فوجی تربیت سکھائی جاتی ہے۔ ان امور میں دنیا کی کوئی فوج اُن سے بہتر نہیں۔ پیدل سپاہی اپنے افسروں کے از حد اور یہاں تک مطیع ہیں کہ اگر وہ اُن کو حکم دیدیں کہ دشمن کی آتشباری اور باڑھوں کے سامنے کھڑے رہو۔ تو وہ دل و جان سے اسکی تعمیل کریں گے۔ خواہ سب ہی ہلاک کیوں نہ ہو جائیں (اس سے آگے درپردہ توہین یا اعتراض شروع ہوتا ہے۔ وطن) جنرل موصوف نے اس کے ساتھ ہی بیان کیا کہ فن و سامان جنگ کی جدید ترقیات خاصکر نئی رائفل اور بے دود بارود نے طرز جدال و قتال کو بہت کچھہ بدل دیا ہے۔ اور آج کل کے زمانہ میں ٹھوس صفوں میں مرتب ہو کر لڑائی کرنا تقریباً ناممکن ہو گیا ہے (اس جملہ میں ایک طرح روسی سپاہ پر طنز کی گئی ہے جو ٹھوس صفوں میں مرتب ہو کر حملہ آور ہونے کی عادی ہے، یا کم از کم محاربہ روم میں اُس نے ایسا ہی کیا تھا۔ مگر یہ اعتراض صرف روسیوں پر ہی وارد نہیں ہوتا۔ جنوبی افریقہ کے محاربہ تک تمام دنیا کی افواج کی یہی کیفیت تھی اس طریق کے نقص بوئروں نے دنیا پر ظاہر کئے اور اس وقت سے ہی ماہران جنگ کو کھلی صفوں میں بکھر کر لڑنے اور حملہ کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ جس نئے طریق کو ضرور روسی فوج میں بھی رائج کر دیا ہوگا) کاسک روس کے تاتاری النسل مختلف قبیلے ہیں جن میں سے اکثر عیسائی اور کچھہ مسلمان ہیں۔ ان کو فوجی خدمت کے معاوضہ میں زمینیں ملی ہوئی ہیں۔ گھوڑے خود کاسک بہم پہنچاتے ہیں۔ سرکار صرف وردی اسلحہ اور راشن دیتی ہے۔ ہر کاسک مرد پر یہ خدمت لازمی ہے۔ مگر امن کے وقت کل تعداد کا کچھ حصہ بر سرکار ہوتا ہے۔ سلطان المعظم نے اسی روسی فوج کے نمونہ پر کرد اور عرب قبایل سے حمیدیہ رسالے مرتب کر کے اپنی فوج سواران میں ساٹھ ستر ہزار جانباز و بلا تنخواہ سواروں کا اضافہ فرمایا ہے۔ ماؤنٹڈ انفنٹری یعنی گھوڑ چڑھے پیدل اور کیولری یعنی باضابطہ سوار میں یہ فرق ہے کہ آخر الذکر کا گھوڑا ہر دم رفیق و دمساز ہوتا ہے اسے تمام مشق و قواعد شروع ہی سے گھوڑے پر سکھائی جاتی ہے۔ اور وہ

تردید۔ ۹ مارچ کے روزانہ پیسہ اخبار میں جو بابو چیندلال صاحب مجسٹریٹ درجہ اول کے معطل ہو جانے کی صحیح خبر کہہ بیان کیا گیا ہے۔ وہ خبر بالکل بیہودہ ہے۔ احکام ہی غالباً نافذ ہو چکا ہیں ۱۵ مارچ کے بعد پبلک کو عملی طور پر معلوم ہو جاویگا کہ وہ منصف ہو گئے ہیں (ایڈیٹر)

سوائے شاذ و نادر صورتون کے گھوڑے پر ہی سوار رہ کر مصروف کار زار ہوتے ہین۔ اس کے برعکس اول الذکر در حقیقت پیدل فوج کے سپاہی ہوتے ہیں۔ اور پیدل فوج کی سی ہی مشق و قواعد جانتے ہین۔ ان کو گھوڑون پر اسلئے سوار کیا جاتا ہے کہ وہ جلد مقام مقصود تک پہنچ جائین۔ جہان پہونچکر وہ عموماً گھوڑون سے اتر کر دشمن پر آتش باری کرتے اور اس سے لڑتے ہین گھوڑے چڑھے ہونے کی وجہ کر وہ بصورت ناکامی پسپا بھی نسبتاً بہت جلد اور آسانی سے ہو سکتے ہین۔ (وطن) آخر مین جنرل ہلٹن نے بیان کیا کہ یہ رائے قائم کرنا سہل و ممکن کا کام نہیں کہ کون فریق غالب آئے گا۔ اس کے لئے بہت سے امور پر غور کرنا ضروری ہے۔

چینی کیپین۔ پیکن مین مشہور ہے کہ چینی حکومت دو اعلیٰ افسرون کو مانچوریا بھیجنے والی ہے۔ باکسر وہی لوگ ہیں جنہون نے سنہ ۱۹۰۰ء میں اجنبیون کا قتل عام شروع کر کے دول کو پیکن پر حملہ کرنے پر مجبور کیا تھا۔ یہ ایک نیم مخفی جماعت کے افراد ہین جو اجنبیون کو چین سے بیدخل کرنے کی مشترک غرض رکھتے ہیں اور چینی سلطنت کے ہی ایما سے ان کی بنا قائم اور کارروائی شروع ہوئی تھی۔ (وطن)

جاپانی کوریا مین بہت سے موقعون پر فوج جمع کر رہے ہیں جہان سے پیشقدمی کر کے وہ ان روسی بنادر پر جو دریا یالو کے کنارہ مین حملہ کرین گے جاپانی حکومت نے اپنی فوج کے پہلے آرمی کور کی کمان پر جنرل بیرن کورو کی کو مقرر کیا ہے۔

لنڈن۔ ۲۶۔ جنوری۔ روسی مانچوریا ریلوے لائین کی حفاظت بڑی احتیاط سے کر رہے ہین۔ میل میل کے فاصلہ پر ایک بلند مینار بنا ہوا ہے اور ہر ایک مین ۳۰ کاساک مامور ہیں۔

روسی پسپائی۔ کوریا مین اس وقت کل ایک ہزار روسی سپاہ ہے جون جون جاپانی فوج آگے بڑھتی جاتی ہے۔ تون تون روسی دریا یالو کو پیچھے ہٹتے جاتے ہیں۔ جاپانیون کا بیان ہے کہ مانچوریا لائین کے پل شکری پر تین جاپانی افسرون کو پھانسی ملنے کی خبر غلط ہے کیونکہ روسیون نے ان کے جو نام مشتہر کئے ہین وہ جاپانی افسران صیغہ سٹاف میں کسی افسر کے نہیں۔ خبر ہے کہ ایک جاپانی بیڑہ جنگی جہازون کا روسی [illegible] کو بھی گیا ہے۔ جاپانیون نے [illegible] پورٹ آرتھر پر حملہ کیا۔ مگر ناکام رہے

سنگاپور ۲۶ فروری۔ امریکن **قونصل پر جاپانی** [illegible]۔ جنرل مانچوریا کے بندر نوچوانگ [illegible] امریکن قونصل کو [illegible] روسی سوارون نے جاپانیون سے سخت [illegible] قونصلون اور [illegible] سخت [illegible] روسی [illegible] اسی حرکت کی [illegible] امریکن حکومت نے معافی [illegible] (وطن)

لنڈن ۲۷ فروری۔ [illegible] تارپیڈو [illegible] [illegible]

اور ایک روسی افسر نے جہاز پر جا کر تحقیقات کی کہ آیا یہ واقعی انگریزی جہاز ہے +

جاپانی سفیر مقیم لنڈن کو ٹوکیو سے سرکاری طور پر خبر آئی ہے کہ ۲۴۔ فروری کی رات کو جس غرض سے جاپانی بیڑہ نے پورٹ آرتھر پر حملہ کیا وہ پوری ہو گئی۔ اس نے بندر کے دہانہ مین (معمولی جہاز غرق کر کے) اسے بند کر دیا ہے۔ یہ خبر ایڈمرل ٹوگو کی طرف سے نہیں آئی۔ مگر اس کی صداقت میں شبہ نہیں۔ (اگر یہ سچ ہے تو جب تک روسی غرق شدہ جہازون کو بارود سے اڑا کر دہانہ صاف نہ کرین گے۔ ان کا بیڑہ بندر مین مقید رہیگا غرق شدہ جہاز کو اڑا کر راستہ صاف کرنا سہل کام نہ ہوگا کم از کم پانچ چھ دن لے گا جس عرصہ مین جاپانی بیفکر ہو کر بار برداری کے جہازون پر لگاتار فوج خلیج لاؤتنگ کو بھیج سکین گے۔ (وطن)

مشرق اقصیٰ کے انگریزی بیڑہ کے سپہ سالار نے جو روسی پناہ گزین یا اسیران جنگ جزیرہ سیلون کو بھیجے ہین۔ وہ ۸ مارچ کو وہان پہنچین گے ان کی تعداد حسب ذیل ہے۔ چھ اعلیٰ افسر دو ادنیٰ افسر ۲۶۷ معمولی ملاح و گولہ انداز۔ جس جہاز پر وہ بھیجے گئے ہین۔ اس پر تین انگریز افسر اور ۵۰ بحری سپاہی بطور حفاظت سوار ہیں۔ ایک روسی [illegible] ۴ فروری کو دلاڈی وو سٹاک سے بحیرہ اسود کے بندر اوڈیسہ کو روانہ ہوا تھا۔ اسے اب تک وہان پہنچ جانا چاہئے تھا مگر اس کا کچھ پتہ نہین

بلقان۔ ۲۶۔ فروری۔ ٹرکی اور بلگیریا مین قیام امن کے متعلق جو نامہ و پیام ہو رہا ہے اس کا انداز طمانیت بخش ہے۔ فریقین نے ایک دوسرے کی بہت سی باتین مان لی ہین۔ اور اب اس تجویز پر غور ہو رہا ہے کہ ٹرکی اور بلگیریا دونون ایک ہی وقت میں جمع شدہ افواج کو واپس کرنا شروع کر دین۔

موجودہ انگریزی وزارت کی حالت نازک ہوتی جاتی ہے۔ ۲۵ فروری کو پارلیمنٹ میں ایک معاملہ مین دو مین لگئین۔ اگرچہ گورنمنٹ ہی کے حق مین فیصلہ ہوا لیکن صرف ۱۴ رایون کی کثرت سے +

نیویارک (امریکہ) سے ۔ بڑے شہر کا آباد ترین حصہ [illegible] جل رہا ہے کئی بڑے بڑے مکان آگ کو پھیلنے سے روکنے کیلئے بارود سے اڑا دئے جا رہے [illegible]۔ بعد کی خبر کہ کل تین ایکڑ رقبہ پر مکان جلے۔

لنڈن۔ ۲۷۔ فروری کی تیسرا بحری حملہ۔ روسی حکومت نے سرکاری طور پر بیان کیا ہے کہ جاپانیون نے ۲۵۔ فروری کو بوقت ۱۱ بجے دن بمقام پورٹ آرتھر مین روسی کروزرون پر حملہ کیا۔ فریقین کے بیڑون اور [illegible] کے قلعون کی باہم آدھ گھنٹہ تک گولہ باری ہوئی [illegible]

جاپانیون کا [illegible] پورٹ آرتھر کا [illegible] رک گیا ہے (جاپانی تین جہازون کو وہان غرق کرنے کیلئے لیگئے تھے۔ مگر بقول روسیان وہ وہانہ تک پہنچنے سے پہلے ہی روسی گولون سے غرق ہو گئے۔

وہ پرانے اور ناکارہ تھے۔ وطن)

کوریا نے اپنے بندر و یجو مین ممالک غیر کو تجارت کی اجازت دیدی ہے (یہ خبر چھ سات دن ہوئے پہلے بھی آچکی ہے۔ رائٹر شاید اسوقت پینگ میں تھا اور اسے یاد نہ رہا کہ پہلے ہی یہ خبر بھیج چکا ہون۔ وطن) کوریا جاپان کے ساتھ مل گئی ہے۔ کوری سپاہ جاپانی سپاہ کے ساتھ میدان جنگ مین روسیون کا مقابلہ کرے گی۔

جاپانیون کے جوش حب الوطنی کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ جاپانی حکومت کو مصارف جنگ کیلئے چارون طرف سے لگاتار روپیہ چلا آ رہا ہے۔ جاپانی مرد و زن نشہ حب وطن مین سرشار ہیں۔ وہ صرف زبانی جوش و خروش نہیں دکھاتے۔ بلکہ عملی حب الوطنی عورتین بلا تمیز امیر و غریب اپنے زیورات چندہ مین دے رہی ہین اور امرا جن کے ہان جاگیرداری کے زمانہ کے دفینے اور خزینے چلے آتے ہیں۔ قوم کی ضرورت کے لئے ان کو نکال کر بلا تامل سرکار کے حوالہ کر رہے ہین۔

جاپانیون نے ۲۴۔ فروری کے حملہ مین چند جہاز غرق کر کے پورٹ آرتھر کے دہانہ کو بند کرنے کی جو کوشش کی۔ وہ بعینہٖ اس کوشش کی نقل ہے جو ۹۶-۱۸۹۵ء محاربہ امریکہ و ہسپانیہ مین امریکن امیر البحر نے جزیرہ کیوبا کے مشہور مقام سنٹیاگو کے بندر مین ہسپانی بیڑہ کو محبوس کرنیکے لئے کی تھی۔

متضاد روایات۔ پورٹ آرتھر کے [illegible] متعلق فریقین کے بیانات مجمل اور متناقض ہیں تاہم یہ صاف ہے کہ بندر کا دہانہ بند نہیں ہوا کیونکہ روسی کروزر اور تارپیڈو کشتیاں ۲۴۔ فروری سے بعد بھی برابر بندر سے باہر آتی اور اندر جاتی دیکھی جا رہی ہیں۔ کل بمقام پورٹ آرتھر فریقین میں دو خفیف بحری معرکے ہوئے۔ آپس مین گتھے نہیں۔ دور سے زور شور سے گولہ باری ہوئی جسکا کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ البتہ فریقین مین سے ہر ایک کا دعوے ہے کہ اس نے دشمن کی ایک دو تارپیڈو کشتیاں غرق کر دین۔ جاپان کا اس چھیڑ چھاڑ سے غالباً یہ مدعا ہے کہ روسی بیڑہ کو اسطرح مشغول رکھکر اپنے ٹرانسپورٹ جہازون کو بعافیت مقامات مطلوبہ تک پہنچا دے۔

کوریا نے بروئے معاہدہ اپنے ملک کی حفاظت کا تمام انتظام جاپان کے سپرد کر دیا ہے اور کسی اور سلطنت سے معاہدہ نہ کرنے کا عہد کیا ہے۔ ایک روسی جنگی جہاز نے ایک دخانی جہاز بنالڈرکی بحیرہ قلزم مین تلاشی لی (روسیوں کی یہ کارروائی فضول اور بے وجہ نہین۔ کئی جاپانی سٹیمر ابھی بحیرہ روم اور انگلستان کے بنادر پر موجود ہین۔ انہون نے اپنے لئے انگریزی حکومت سے التجا کی کہ انکو انگریزی جھنڈا نصب کرنے کی اجازت دیجائے۔ جواب ملا کہ جب تک کوئی جہاز انگریزی رعایا کی ملکیت نہ ہو ایسی اجازت نہیں ملسکتی۔ وطن)

تازہ خبرین

جنگ روس و جاپان۔ (لنڈن ۳ مارچ)

روسی تارپیڈو کشتیوں کی واپسی :- روسی تارپیڈو کشتیاں جو پورٹ سعید سے جاپان کو روانہ ہوئی تھیں موسم کی خرابی کے سبب پورٹ سعید کو واپس آ گئی ہیں۔ جاپانی بندر آرتھر سے چلے گئے :- بندر آرتھر کے ایک سرکاری پیغام تار مورخہ ۲۔ ماہ حال سے واضح ہوتا ہے کہ یکم فروری کو جاپانی پورٹ آرتھر میں نہیں دیکھے گئے۔ روسی کروزرون اور تباہ کن جہازون نے ساٹھ میل کے دائرہ مین ان کی تلاش کی ہے مگر ان کا کہیں نشان تک نہیں ملا۔

برٹش افواج کی حرکت :- بیان ہے کہ ۲۰۰۰ زار رسالے مارٹا کو جا رہی ہیں جو خیال کیا جاتا ہے بوقت ضرورت چین کو جائیں گے۔ ینگ پانگ پر جاپانیون کا قبضہ :- جنرل پفلاک نے رپورٹ کی ہے کہ ۲ ماہ حال کو ۵۰۰ جاپانیون نے ۲۰۰۰ سوارون کو ینگ پانگ پر قبضہ کر لیا جو ملک بند شہر ہے۔ اور رسد کے انہیں ہر روز تکلیف پہنچتی رہتی ہے جو روس کی حیثیت سے حاصل ہو آتی ہے۔ اسی تار میں یہ بھی لکھا ہے کہ ۲۵۰۰ جاپانی توپ خانہ کے بغیر چنیچن (شمال مشرقی کوریا) مین اتارے گئے ہیں۔ اور خشکی کی طرف بڑھ رہے ہیں۔

انٹنگ میں روسی تیاریان :- رائٹر کا نامہ نگار سیول سے تار دیتا ہے کہ روسی جاپانیون کو دریا یالو کو پار کرنے سے روکنے کیلئے انٹنگ میں ایک قلعہ اور وسیع مورچے تعمیر کر رہے ہیں۔ جاپانیون کی حرکت بندر آرتھر کی طرف :- جاپانی چنیچن میں نہین۔ بلکہ سوچیمن (خلیج ٹلکس) میں اتر رہے ہیں اور جنوبی منچوریا اور بندر آرتھر مین باڈرین کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ پورٹ آرتھر کے متعلق افواہیں :- (لنڈن ۳ مارچ) جاپانی لیوتنگ پر فوجیں اتار رہے ہیں تاکہ دو ہفتہ کے عرصہ مین خشکی پر سے ہٹکر بندر آرتھر کا محاصرہ کر لیں۔ نیویارک ہیرلڈ کا نامہ نگار پیرس ایک سینٹ پیٹرزبرگ کی خبر کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ ہمارے جہاز ڈوبنے کے بعد دشمن بندر آرتھر سے چلا جائیگا۔

داخلہ بندر آرتھر کو بند کرنے کا اثر :- داخلہ بندر آرتھر کو بند کرنے سے سخت مصیبتیں اور تکلیفیں پیدا ہو گئی ہین۔ اور [illegible] فاقوں مر رہا ہے۔ ولیڈیو اسٹاک میں غلہ و خوراک کی قیمتیں بہت چڑھ گئی ہیں۔ اہل چیفو کی حالت بھی نہایت نازک ہو رہی ہے۔ فاقہ پر فاقے اٹھانے والے پناہ گزین وہان کثرت سے جمع ہو رہے ہین۔

ایک افواہ کی تردید :- (کلکتہ ۳ مارچ) کلکتہ کے اخبارات مین ذیل کا بیان شائع ہوا ہے۔ ہمیں مطلق طور سے اطلاع ملی ہے کہ سنگاپور کی یہ تار خبر بالکل غلط ہے کہ روس نے چین کے مقابل واقعہ ولیڈیو اسٹاک نے روپیہ کی ادائیگی ملتوی کر دی ہے۔

ایک طویل سفر :- (الہ آباد ۳ مارچ) بحری محقق اندازہ لگاتے ہین کہ بالٹک کا بیڑہ جہازات چار ماہ سے پہلے بندر آرتھر میں نہیں پہنچ سکتا۔

جاپانی جہازون کی مرمت :- (بمبئی ۳ مارچ) اخبار شنگھائی ٹائمز کا ایک معتبر نامہ نگار تار دیتا ہے کہ جنگی فوجی اور سپاہ بردار جہازون نے بندر آرتھر پر ۹ فروری والے حملہ میں حصہ لیا تھا مرمت کیلئے سسیبو بھیجے گئے ہیں۔

www.aaiil.org

مراسلت

ذیل میں ہم اپنے مکرم معظم بھائی مولوی **نذر علی صاحب پشاوری** کی ایک چٹھی شائع کرتے ہیں جو اُمید ہے سید **علی حائری** صاحب لاہوری کی توجہ اپنی طرف کرا سکے گی + **شیعہ** مذہب کی تردید سے مذاق رکھنے والے ان لطائف کو دلچسپی سے پڑھیں گے ۔ (ایڈیٹر)

رجعت شیعہ پر چند لطائف

اور

لاہوری مولوی سے استفسار

ریفارمر شیعہ لکھتا ہے۔

(۱) محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور اکثر انبیاء دیگر اور حضرات آئمہ اور محض مومن اور محض کافر یوم الرجعت میں جسکو قیامت صغریٰ بھی کہتے ہیں زندہ ہوں گے اور اُس روز امام مہدی صاحب ظاہر ہوں گے (غایۃ المقصود جلد اوّل صنا)

(۲) امام مہدی کے ظہور پر سب آئمہ زمانہ واحد میں رجوع کرینگے بلکہ مقدم و مؤخر مطابق ترتیب امامت ظاہر ہوں گے بانحصر رجعون بترتیب ایام امامتہم یعنی پہلے علی مرتضیٰ پھر حسن پھر حسین علیٰ ہذا آخر تک (غایت المقصود ص۱۸۱ و ص۱۸۹)

(۳) امام مہدی صاحب اپنے مرنے پر امام حسین علیہ السلام کو چارج دینگے اور اپنی مُہر بھی اور امام حسین انکو غسل اور کفن دینگے ۔ غایت ص۱۹۹ و ۱۹۰ گویا علی مرتضیٰ اور امام حسن درمیان سے حذف اور رعایت ترتیب بھی ساقط ۔ کجا زمانہ واحد کجا قید ترتیب کجا یہ بے ترتیبی ۔ فتدبر۔

اب **سوال یہ ہے** کہ ہر سہ اقوال مختلفہ میں صحیح قول کونسا ہے اور مولوی صاحب نے حدیث کی سند سے ہر ایک قول کو امام معصوم سے منسوب کیا ہے ۔ پھر کیا اذا تعارضا تساقطا کے قاعدہ مسلمہ سے ہر سہ قول قابل رد نہیں ۔

مولانا صاحب اسی کمال اور بضاعت علمی کے گھمنڈ پر حضرت امام زمان علیہ الصلوۃ والسلام کو مخاطب کرتے ہیں ۔ جس مذہب کی احادیث اور رواۃ ثقات اور آئمہ علماء کے اقوال میں تعارض کا یہ عالم ہو جو مولوی صاحب کی دس سطر کی عبارۃ میں ظاہر ہے پھر ایسے علماء سے مخاطبہ تضیع اوقات ہے ۔ مولوی صاحب ! آپنے تو شیعوں کا لقایا تارو پود بھی ادھیڑ دیا ہے اور اپنے مذہب کے اپنی پردہ دری کر کے اُس پر خط نسخ کھینچ دیا ۔

شعر

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنۂ پاکاں برد

یہ شتے نمونہ خروارے ۔ عرض ہوا ۔ اب چند سوال باقی ہیں

چند سوال

سوال اوّل ۔ شیعوں کے امام مہدی صاحب امام زمان ہیں ۔ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور اکثر انبیاء اور آئمہ اور مؤمنین رجعت میں زندہ ہوں گے تو امام زمان کی پیروی کرینگے یا رسول خدا کی یا علی مرتضیٰ کی مقتدا کون ہوگا

صورت اول

اگر کہو سب بزرگوار امام زمان مہدی صاحب ہی کی پیروی کرینگے اور احکام قضایا اور حدود و امر بالمعروف اور نہی عن المنکر وغیرہ مہدی کے متعلق ہوگا جیسا کہ ص۸ غایۃ المقصود پر درج ہے + اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور آئمہ یازدہ گانہ ماتحتی میں کام کرینگے تو یہ بدیہی باطل ہے ۔ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم + وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ (س النساء) رسول کی موجودگی میں امام کے اتباع اور منیب کے ہوتے نائب کی تابعداری خلاف شرع اور عقل ہے پھر رسول بھی وہ رسول جو امام الرسل ہو ۔ مطابق شیعہ کی تفاسیر کے اولوالامر کا درجہ تیسرے نمبر پر رکھا گیا ہے جو قابل اطاعت رسول ہے ایسا ہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں تین امام موجود تھے علی مرتضیٰ امام حسن امام حسین مگر امام الکل کے ہوتے کوئی مدعی امامت و خلافت نہ ہو سکا اور یہی تعریف ہمارے خصم کو بھی مسلّم ہے (دیکھو ص۷ و ۸ نہایت جلد اول)

صورت دوم

(۱) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم امام الکل موجود ہوں گے اور سب آئمہ مع امام مہدی صاحب اُنہیں کے تابع ہوں گے تو امام مہدی صاحب کو امام زمان تسلیم کرنا اور اُسکے ظہور کا اس قدر انتظار کر کے خوشی منانا فضول اور عبث ہے بلکہ شیعہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو امام زمان تسلیم کریں اگر انہیں کی آمد ثانی کے منتظر رہیں ایسے پیشوا اور مقتدا کے ہوتے کوئی امام کیا بلکہ کوئی نبی بھی قابل اقتدا نہیں ہو سکتا فافہم ۔

(۲) دوسرا نقص اور اعتراض یہ ہے کہ اگر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا ظہور رجعت میں تسلیم کیا جائے تو مولوی لاہوری کی وہ تعریف جو غایۃ المقصود ص۸ پر زیر لفظ امام اُسنے کی ہے غلط ہوگی وہو ہٰذا ۔

(امامت عبارت است از خلافت شخصی از اشخاص از جناب خداوند متعال بہ نیابت رسول مختار از برائے بجا آوردن و قائم ساختن قواعد شریعت حفاظت حلقہ ملت بنحویکہ اتباع و پیروی آں شخص و انقیاد وی بر تمام اُمت واجب باشد و امام در لغت بمعنی مقصود و مقتدا است و در شریعت عبارۃ است از ریاست عامۃ نامۃ من اللہ در عامۂ امور دین و دنیا الخ (ص۸ غایۃ)

پس بموجودگی رسول اور امام الکل کسی اور امام کی اتباع واجب نہیں ۔ اور نہ وہ امام یا خلیفۃ اللہ یا خلیفۃ الرسول کہلا سکتا ہے اور نہ وہ مقتدا ہو سکتا ہے

(۳) مطابق تعریف مولوی صاحب امام زمان کی پیروی اُمت پر واجب ہے تو جناب امیر اور باقی آئمہ یازدہ گانہ جو مفہوم اُمت میں شامل ہیں رجعت میں مہدی کے تابع ہونگے گویا امام مہدی صاحب اپنے جد اولیٰ اور اپنے دیگر آباؤ طاہرین کی بھی اولوالامر اور متبوع اور امام اور مقتدا ہوئے اور اسی کے ضمن میں مولوی صاحب کا وہ کلیہ فاضل اور مفضول کا ہے اُسکے اپنے قول سے باطل ہوا جسکے ذریعہ امام فخر الدین وغیرہ علماء پر اسنے خشک منطق کے رنگ میں جرح کی ہے ۔ **فتدبر**۔

(۴) جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خود رجعت میں موجود ہوں گے تو حدیث من لم یعرف امام زمانہ الخ کے کیا معنے ہونگے اور امام زمان کس درد کی دوا ہوگا اور امامت جو اصول دین شیعہ سے ہے بیہودہ اور عبث ثابت ہوگی ۔ کیونکہ وہ زمانہ پھر زمانہ نبوت ہوگا۔

(۵) والامامۃ خلافۃ اللہ عزوجل وخلافۃ الرسول ومقام امیر المؤمنین والامامۃ زمام الدین و نظام المسلمین وصلاح الدنیا وعز المؤمنین والامامۃ راس الاسلام الخ (ص۱ غایۃ)

القصہ جب حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم خود موجود ہوئے تو یہ تعریف بھی باطل ہوئی کیونکہ خلافت و نیابت رسول کی غیر حاضری میں یا اُس کے بعد ہوتی ہے نہ اُسکی موجودگی میں بلکہ اُس کی موجودگی میں خلیفۃ اللہ اور امام زمان اور مقتدا وہ خود ہی ہوتا ہے نہ اُسکا غیر پس امام زمان صاحب آپ کے نہ خلیفۃ اللہ ہوئے اور نہ خلیفۃ الرسول نہ مقتدا اور نہ امام بلکہ وہم اور گمان

سوال دوم ۔ اگر قریب زمانہ ظہور امام میں ایک شیعہ مر گیا ہو اور اُسکا ورثہ بین الورثاء تقسیم ہو چکا ہو پھر وہی شخص یوم الرجعت میں زندہ کیا جاوے تو وارث منقسمہ کے نسبت شرع محمدی میں کیا حکم ہے کیا متوفی جو زندہ کیا گیا ورثاء سے اپنا مال واپس لیگا اور اس قسم رد میراث کا حکم قرآن میں کسجگہ درج ہے ۔

سوال سوم ۔ اگر متوفی کی زوجہ سے کسی دوسرے شیعہ نے نکاح کر لیا ہو تو متوفی کی واپسی پر عورت کس کی ہوگی پہلے اصلی شوہر کی یا دیگر کی مرافعہ شرعی پر قرآنی فیصلہ کیا ہے ۔

غرضکہ ایک بیہودہ مسئلہ کے ماننے پر دلیسانی موضوعات سے ہزار نقص میراث میں اولاد نکاح وغیرہ میں پیش آتے ہیں جس کا فیصلہ اس قرآن کریم اور فرقان حمید میں مذکور نہیں ۔ البتہ مصحف فاطمہ اور علی کے قرآن میں جو امام مہدی صاحب غار سر من رای میں ساتھ لے گئے ہیں لکھا ہو تو عجب نہیں ۔ ہاں یاد آگیا ایک اور صحیفہ بھی ہے وہی صحیفہ طولہا سبعون ذراعا فیہا جمیع ما یحتاج الیہ ولد آدم ۔ وتکون عندہ صحیفۃ فیہا اسما و اعداد ۔ اور وہ صحیفہ ستر گز لمبا اور ران شتر کی برابر موٹا ہے اور ستر ہزار آیۃ والا قرآن اور جفر جامع ہے امام صاحب کے پاس ہیں (اصول کافی ص۱۴۶) فقط

خاکسار نذر علی از پشاور۔

ہم اور ہمارے ناظرین

جو بزرگ الحکم کی توسیع اشاعت کے سلسلہ میں کام کر رہے ہیں اللہ تعالےٰ انکو جزائے خیر دے اور انکی ہمتوں میں برکت دے + آمین ۔ قومی کاموں میں جب تک قومی قوت کام نہ کرے کچھ نہیں ہوتا ۔ الحکم کی خدمات کے اعتراف یا اسکی ترتیب مضامین کی برجستگی وغیرہ کے متعلق جو بزرگ تحریر فرماتے ہیں ۔ میں اُن کے حسن ظن کا شکر گذار ہوں ۔ لیکن وہ یاد رکھیں کہ مجھے صرف ذاتی تعریف کوئی فائدہ نہیں پہونچا سکتی اعتراف خدمات کا بہترین ذریعہ ہے

الحکم کی اشاعت میں سعی کرنا:

اگر آپ الحکم کو پسند کرتے ہیں تو کیا آپ نے ارشاد نبوی نہیں پڑھا کہ تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوتا جب تک اپنے بھائی کے لیے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے" پھر کیا وجہ ہے کہ اپنے دوسرے بھائیوں کو اسکی طرف توجہ نہیں دلاتے ؟

۱۔ مولوی عزیز بخش صاحب بی ۔ اے ۔ ڈیرہ غازیخاں سے الحکم کی توسیع اشاعت کے لیے خریداروں کے نام بھیج رہے ہیں ۔

۲۔ منشی عبد الحکیم صاحب پُرینا سے الحکم کے لیے غیر معمولی کوشش سے کام کر رہے ہیں وہ ایک دس بارہ خریدار دیچکے ہیں اور ابھی انکی ہمت میں کوئی فرق نہیں آیا

۳۔ جناب ابو سعید عرب صاحب نے رنگون میں بہت سے خریدار پیدا کیے ہیں ۔ عرب صاحب کی طبیعت نصیب اعدا ناساز ہے وہ قادیان کو باہر اب غالباً نہیں رہ سکتے ۔ انکے خطوط شوق سے بھرے ہوئے آ رہے ہیں کہ وہ قادیان جس قدر جلد ممکن ہو آنا چاہتے ہیں اللہ تعالےٰ صحت و عافیت سے انکو اپنے اس مبارک ارادہ کا ایفا کرے ۔ آمین

الحکم کی اشاعت ایران میں بھی ہو نکلی ہے

www.aaiil.org

چنانچہ الحکم خدا کے فضل سے مشہد میں جا پہونچا ہے ۔ ایران میں الحکم کا مذاق پیدا کرنے کے لیے ہمکو مزید فکر ہو رہی ہے ✦

الحکم میں جنگ روس و جاپان کی خبروں کا سلسلہ قبولیت کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے اور اس سے الحکم کی اشاعت پر مفید اثر پڑ رہا ہے۔

الحکم کے ناظرین جنکے ذمہ کچھ بھی بقایا ہے اگر اطلاع نہیں دینگے کہ وہ کب واجب الادا رقم بھیجیں گے تو ہر وقت الحکم کا وی پی لینے کو طیار رہیں

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت کسی نہ کسی قدر ناساز چلی جاتی ہے۔ اور اصل تو یہ ہے کہ خود جناب سالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے ضعف و مرض کا سارٹیفکٹ اپنی پیشگوئی میں دیچکے ہیں کہ وہ آنے والا موعود دو زرد رنگ کی چادروں میں آئیگا جس کے یہی معنی ہیں تاہم اعلیحضرت کا معمول ہے کہ آپ باجماعت نماز میں حتی الوسع شریک ہونے سے نہیں رُکتے ✦

خاندان رسالت کے تمام ممبر خدا کے فضل سے تندرست ہیں۔

۲۔ بزرگان ملت بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے تندرست ہیں اور اُن کے قلم قرآن کریم کی عظمت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلال کے اظہار کے لیے آجکل خوب چل رہے ہیں۔ مولوی عبدالکریم صاحب نے شیعہ مذہب پر ایک چٹھی لکھی تھی جو الحکم میں طبع ہونیکو تھی مگر وہ چٹھی اچھا خاصہ کئی جزو کا رسالہ ہوگئی اسلیے الگ طبع ہونے کے لیے پریس میں جا چکی ہے اور مولوی صاحب ابھی لکھ رہے ہیں۔

حضرت حکیم الامۃ ستیارتھ پرکاش کے اُس حصہ پر قلم اُٹھانے والے ہیں جو آریہ سماج کے بانی دیانند نے اسلام کے خلاف لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ روح قدس سے تائید فرمائے

۳۔ عید اضحیٰ دارالامان میں ہفتہ کو ہوئی۔ مولانا نورالدین صاحب نے نماز پڑھائی اور خطبہ پڑھا۔ بیرونجات سے بہت سے احباب شامل ہوگئے تھے

۴۔ اس ہفتہ دارالامان میں خوب بارش ہوئی۔ و ریلا

۵۔ ہولی بھی ہو چکی قادیان کی گلیوں میں بھی خاک دھول رنگ گلال اُڑایا اور وہ سوانگ بھی نکلتے رہے جنمیں بعض نوجوان لڑکے زنانہ صورت بنا کر پبلک کے سامنے جلوہ گر ہوئے کسقدر شرم کی بات ہے کہ مرد اپنی عظمت کو چھوڑ کے عورتوں کا لباس اختیار کرتے ہیں اس تماشہ سے ہمکو معلوم نہیں کیا فائدہ۔

ہمارے مقدمات

مارچ ۱۹۰۴ء

۸ مارچ کو لالہ چندولال صاحب کی عدالت میں پھر پیشی ہوئی۔ پہلے مسٹر اوگارمن صاحب بیرسٹر ایٹ لا۔ لاہور پیروکار منجانب حضرت اقدس علیہ السلام کے تار کے متعلق جو صاحب ممدوح نے لاہور سے بھیجا تھا ذکر ہوا۔ کہ صاحب ممدوح بوجہ بیمار ہونیکے حاضر نہیں ہو سکے اسلیے مقدمہ کا التوا ہوا مگر عدالت نے بایں وجہ کہ خواجہ صاحب بھی پیروکار ہیں مقدمہ کو شروع کیا۔ اور خواجہ صاحب کو تقریر متعلقہ مقدمہ کے لیے ارشاد فرمایا۔ تقریر شروع کرنے سے پہلے حضرۃ اقدس کی تحریری بیان کے متعلق عرض کیا گیا جو عدالت نے پچھلی پیشی پر پڑھنے کیلیے لیا تھا اور آج فیصلہ کرنا تھا کہ وہ شامل مثل کیا جاوے یا نہ عدالت نے اسکے متعلق فیصلہ کیا کہ وہ شامل مثل ہو۔ فریق مخالف نے اعتراض کیا مگر عدالت نے فیصلہ کر دیا تھا کہ وہ شامل مثل ہو اسلیے شامل مثل کیا گیا۔ اسکے خواجہ صاحب نے اپنی تقریر شروع کی ۴ گھنٹے تک خواجہ صاحب تقریر کرتے رہے جسمیں انھوں نے قانونی طور پر مستغیث کے اپنی بیانات اور گواہوں کے بیانات سے استنباط کرکے ثابت کرنیکی کوشش کی ہے کہ یہ مقدمہ ہمارے خلاف چل نہیں سکتا۔ ۹ مارچ کو وہ اپنی اس تقریر کو ختم کر چکے اور آج شاید فریق مخالف جوابی تقریر ختم کرے۔ اسکے بعد مقدمہ برخلاف کرم الدین کے متعلق تقریر شروع ہوگی اور زان بعد مجسٹریٹ نے ہر دو مقدمات کا یکجائی فیصلہ سنانیکا وعدہ کیا ہے ۔ ۹ کی شام تک معلوم نہیں کہ وہ کس تاریخ پر سنائیں بعد میں اطلاع دیجائیگی

حضرت حجۃ اللہ علیہ السلام کا تازہ الہام
(میدان میں فتح تجھے دے گا)

الہام شب درمیانی ۲۸۔۲۹۔ فروری ۱۹۰۴ء

طاعون زدہ گاؤں سے نکلنا

حضرۃ حکیم الامۃ سے بطور استفسار عرض کیا گیا کہ جس گاؤں میں طاعون پڑی ہوئی ہو اس گاؤں کی حدود اور کھیتوں یا میدانوں میں بطور علاج نکل جانا چاہیے یا نہیں آپ نے فرمایا کہ اس گاؤں کی حدود اور کھیتوں یا کھلے میدانوں میں نکلنا ہرگز خلاف شرع نہیں ہے بلکہ ضروری ہے اسمیں کوئی حرج نہیں ہے۔

بعض استفسار اور اُن کے جواب

میاں کریم بخش صاحب نے جو ریاست نابھہ سے آئے ہوئے تھے اپنے گاؤں کے بعض لوگوں کے شبہات کو بطور سوال عرض کیا کہ مُردہ کو جو قُل کیے جاتے ہیں یا مردہ کو دفن کرکے بیٹھکر فاتحہ پڑھتے ہیں یہ درست ہے یا نہیں؟ حضرت اقدس حکیم الامۃ نے فرمایا کہ انکی کوئی اصلیت نہیں ہے۔ یہ فضول باتیں ہیں۔ پھر پوچھا کہ مخالف کا جنازہ پڑھنا اس سے بھی آپنے منع فرمایا۔ پھر پوچھا کہ بعض عورتیں مہر نہیں بخشتیں۔ فرمایا کہ مہر ادا کرنا چاہیے۔ عورتیں مہر کے بخشنے کے واسطے مجبور نہیں ہو سکتیں یہ انکی شرافت ہے جو بخشدیتی ہیں۔ پھر عرض کیا کہ بعض عورتیں کہتی ہیں کہ زیور دو خواہ سود پر قرض لو۔ آپنے منع فرمایا کہ سود لینا اور دینا دونو حرام ہیں۔

محکمہ ڈاکخانہ کے متعلق

(وہی نوٹ سسٹم)

گذشتہ اشاعت میں ہم نوٹ سسٹم کے متعلق کسی قدر بحث کر آئے ہیں اب ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ یہ تو ناممکن ہے کہ نوٹ سسٹم کا طریق بالکل اڑا دیا جاوے کیونکہ اتنے بڑے عظیم الشان محکمہ کا انتظام کوئی آسان امر نہیں ہے۔ اور نہ پوسٹماسٹر جنرل صاحب بہادر کے لیے یہ ممکن ہے کہ وہ ہر امر کے متعلق خود چھان بین کرتے پھریں۔ ایک پوسٹ مین کی شکایت ہو تو صاحب بہادر دورہ کریں آخر یہ انتظام تو اسی طرح چل سکتا ہے کہ ایک عملہ ماتحت اس کام کو کرتا رہے اور جہانتک ممکن ہو صاحب بہادر کے وقت کو جو بہت ہی قیمتی اور گرانقدر ہوتا ہے بچایا جاوے چھوٹے چھوٹے کاموں سے نکالکر اعلیٰ اور ضروری امور کے انصرام میں اسکو صرف کیا جاوے اس لیے کوئی صاحب ہماری تحریر سے یہ نتیجہ نکالنے کی کوشش نہ کرے کہ ہم سرے سے ہی نوٹ سسٹم کے مخالف ہیں اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ سراسر غلطی پر ہے نوٹ سسٹم رہے اور ضرور رہنا چاہیے مگر ہم چاہتے ہیں کہ اس کی اصلاح ہو اور یہ خاص ہدایتوں اور احکام کے ماتحت کیا جاوے۔ موجودہ طریق نوٹ نویسی سے اگر بہت سی خرابیاں پیدا نہوں (جو اگرچہ پیدا ہوتی ہیں) تو کم از کم پیدا ہونے کا احتمال تو یہ ہے پھر اس احتمال کو بھی کیوں دور نہ کیا جاوے۔

ہم یہ جانتے ہیں کہ صاحب پوسٹماسٹر جنرل یا دیگر نیک دل ذمہ وار آفیسر حتی الوسع سعی کرتے ہیں کہ اسکے ماتحت اور زیر دست ملازموں اور کلرکوں کے حقوق کی حفاظت ہو اور انھوں نے جب انکو موقع ملا ہے یا صحیح واقعات پر پہونچے ہیں ہمیشہ ان امور پر توجہ کرنیکی سعی کی ہے جیسا کہ ہم دکھائینگے لیکن اگر انکو اطلاع ہی نہ ہو یا خدانخواستہ غلط اطلاع ہو جاوے تو پھر جس مظلوم کے حقوق پر چھُری پھیر جاوے اسکی تلافی اور تدارک کیا ہو اور کیونکر ہو۔

ہم مثال کے طور پر ایک واقعہ پیش کرتے ہیں جسکی صحیح ہونیکا ہمکو یقین دلایا گیا ہے اور (اگر یہ صحیح نہیں ہے تو ہم محکمہ ڈاکخانہ کی جائز اور صحیح اطلاع پر اسکی اصلاح کے لیے طیار ہیں) اگر اس واقعہ کے پورے حالات صاحب پوسٹماسٹر جنرل بہادر تک پہونچتے تو ممکن نہیں تھا کہ ایسی غلط کارروائی ہوتی جو ہوئی ہے۔ اور جسکا اثر آخر صاحب موصوف کے انصاف پر ہوتا ہے حالانکہ ہم یقیناً جانتے ہیں کہ صاحب موصوف کا اسمیں کوئی قصور نہیں آپکے نزدیک سب لوگ برابر ہیں

دیوی دتامل اور جلال الدین دو کلرک

امرتسر ڈویزن میں تھے ان دونو کی تبدیلی ہیڈ آفس گورداسپور میں کی گئی جہاں اُن دونوں نے ہی جانے سے انکار کیا۔ اس جرم پر ان دونو کو معطل کیا گیا یہانتک ان کے ساتھ جو سلوک ہوا۔ وہ مساوی ہے لیکن اب آیندہ دیکھنا چاہیے کہ کیا کیا جاتا ہے اور اس مساوی سلوک پر کم از کم کوئی اعتراض طرفداری یا دھڑے بندی کا نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن اس تعطل کے بعد جب دونو نے اپیل کیا تو نتیجہ اپیل یہ ہوتا ہے کہ بابو جلال الدین ایام معطلی کی تنخواہ ڈیوٹی کے حساب سے لیں۔ اور منشی دیوی دتامل معطلی کے دن رخصت بلا تنخواہ کے دن سمجھے جاویں اب یہ راز ہم پر یا پبلک پر نہیں کھُلتا کہ جب دونو ایک ہی جرم کے مجرم سزایاب ہوکر تھے پھر کیا وجہ ہے کہ ایک کے ساتھ یہ رعایت اور دوسرے کے ساتھ وہ سلوک ✦

پھر اسی پر بس نہیں دیوی دتامل اپنے اس تعطل کے متعلق اپیل کرتا ہے اور اس اپیل میں بجای اسکے کہ اسکو متعلق یا فیصلہ شدہ احکام پر نظر ثانی کیجاتی اسکو صرف کے بجای ۴۵ ماہوار پر کر دیا جاتا ہے اور یہ اسکو پر نہیں کہ اسکا اپنا حق ملنے یا کم از کم مستحق رحم ہو یہ سلوک کس جرم کی پاداش ہے ممکن ہے کہ اسکے بعض اس قابل ہوں کہ وہ اسکو صرف ۴۵ کا کلرک بنا دیں لیکن نادان پبلک اس سے کسطرح آگاہ ہو۔ اسے حق ہے کہ وہ یہ کہے کہ یہ اس نوٹ سسٹم کی خرابی ہے ✦ اسکے بعد کہا جاتا ہے کہ دیوی دتامل اپیل پر ہے لیکن کس حد پر سو کر بھیجا جیسی

سننے میں آیا ہے کہ سو روپیہ اپیل پر بھی شنوائی نہیں ہوئی اب وہ بہادر تک کورونڈ ریکارڈ میں اور اسکے الفاظ میں تار دیا۔ اب یہ اندیشہ ہمیں لاحق ہے کہ ہماری یہ تحریر بھی اسکے حق میں ہم قاتل ہو اور اسی کو اس مضمون کا محرک کہکر اسپر نکتہ چینی نہ کیجاوے حالانکہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ دیوی دتامل کو اس تحریر کا اسکی اشاعت تک بھی کوئی علم نہیں ہے اور شاید بعد میں بھی دیر کے بعد ہو۔ مگر کیا کیا جاوے معترض کب صبر کریگا اگر صاحب پوسٹماسٹر جنرل اب بھی اس کیس کو منگوا کر من اولہ الی آخرہ دیکھیں تو پتہ ملسکتا ہے کہ اسکی تہ میں کیا اصلیت ہے۔ صاحب بہادر انصاف اور حق پسندی سے ہم اُمید کرتے ہیں کہ وہ اس معاملہ کو یونہی نہیں چھوڑینگے جہاں ایک معمولی سی شکایت خلاف ڈاکخانہ کے متعلق وہ پوری توجہ اور سعی سے کام لیتے ہیں ڈاکخانہ کے ملازموں کے حقوق کی حفاظت پر اور بھی توجہ کرینگے کیونکہ یہی وہ لوگ ہیں جو آپکے دست و بازو کہیں تو آپکے لیے بمنزلہ اولاد کہیں تو بجا ہے ۔ نوٹ سسٹم میں کیا خرابیاں ہوتی ہیں یہ ہم دوسرے نمبر میں بتائینگے انشاء اللہ

قادیان کا ڈاکخانہ

ہم جناب خلیفہ شیخ محمد فضل حسین صاحب سپرنٹنڈنٹ امرتسر ڈویزن کے شکرگذار ہیں کہ انھوں نے ہماری تحریروں پر بہت نوٹس لیا ہے الحکم کی کسی پچھلی اشاعت میں ایک کیش اور سیر کی ضرورت بتائی گئی تھی آپنے توجہ فرماکر سب شنک اور سیر کونش اور سیر سال تقرر کر دیا اب اُمید نہیں کہ کبھی قادیان کے ڈاکخانہ میں کبھی روپیہ کی بہ سبب کمی تقسیم نہو۔ خلیفہ صاحب کی انتظامی قابلیت اس ڈویزن میں سب اصلاحیں کرا رہی ہے چنانچہ ایک انسپکٹر کے کام دو انسپکٹر ایک یا دو اور سیر کے بجائے اب چار اور سیر کام کر رہے ہیں لیکن ہم یہ کہنا پھر کہنا چاہتے ہیں کہ قادیان ہر جانیوالے ہر کارہ کو جو مقام مذکورہ پر رہنا پڑتا ہے اسکے رہنے کیواسطے کوئی انتظام نہیں ہے اور جبتک کوئی ایکی ہرکارہ کیلیے نہو اسکو سخت تکلیف رہتی ہے سامان جسکی ضرورت ہونی چاہیے۔ اور اسکے سوا ان ہر کارونکے لیے یا نچر دینا بالکل ہی ناکافی تنخواہ ہے۔ کم از کم نو روپیہ نہیں تو نہ تو مزید ملا کریں وہ جس سے اپنا اور اپنے متعلقین کا پیٹ پالیں۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر اس سوال کو نظر انداز نہ فرماوینگے۔

ڈاکخانہ قادیان کے سب پوسٹماسٹر بابو نورالدین کی جگہ منشی اردیا سب پوسٹماسٹر سری گوبند پور تبدیل ہو کر آئے ہیں جو پہلے بھی یہاں کام کر چکے ہیں بابو امرونا جہاں گئے ہیں وہاں اپنے فرائض منصبی اور گرانی میں ہمیشہ افسران بالا دست اور پبلک کی تعریف کی مستحق رہی ہیں ہم اُمید کرتے ہیں کہ وہ اپنے کام سے قادیان کی پبلک کو بہر شکرگذاری کا موقعہ دینگے

ڈاکخانہ بھام ہرچووال میں ہو

ہمکو توجہ دلائی گئی ہے کہ ہم صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر گورداسپور کو اس طرف متوجہ کریں کہ بھام کی بجای ڈاکخانہ کو قصبہ ہرچووال میں کیا جاوے کیونکہ وہاں اکثر حکام ٹھہرتے ہیں اور وہاں ایک معروف جگہ ڈاکخانہ کے

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر احمدی اینڈ سنز مالکان کارخانہ کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا۔

www.aaiil.org

رجسٹرڈ ایل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الحکم

چہ کوئیم باتو گرانی چہا در قادیان ہی | دوا ہمی شفا ہمی عرض دارالامان ہی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۹ | دارالامان قادیان ۱۷ مارچ سنہ ۱۹۰۴ء | جلد ۸

حضرت مسیح موعود کی صلحکاری اور امان کا لواء

ان سے اسلامی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا ہے اسکے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جنہوں نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں ہماری طرف سے امان اور صلحکاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے

پیشگی قیمت سالانہ

عام سے	۵
خواص و معاونین سے	عہ
ہندوستان سے باہر	۷
غیر مذاہب والوں کو	۱۲
اپنے سلسلہ کے غیر مستطیع لوگوں سے	۲/ ۱۲

دنیا میں پہلی طرز کا

قرآن کریم

قاعدہ یسرنا القرآن کے ذریعہ جس آسانی اور عمدگی کے ساتھ قرآن کریم کی تعلیم دی جا سکتی ہے وہ اب مخفی امر نہیں رہا۔ اسی قاعدہ کے دیباچہ میں جس قسم کے قرآن کریم کا اشارہ کیا ہے محض خدا تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ کر کے یسرنا القرآن کے مصنف کی کتابت سے ہم نے ایک قرآن شریف چھپانا چاہا ہے جو ڈیمی کاغذ پر ۱۸ × ۲۲ کی تقطیع پر بالفعل بطور نمونہ دو پارے چھاپے ہیں جو لوگ قرآن کریم کی اشاعت کے لیے دل میں جوش رکھتے ہیں اگر وہ اس نیک کام میں ہماری حوصلہ افزائی کرینگے تو اس مشکل کام کا سہل ہو جانا بلحاظ اسباب ممکن ہے اور پھر خدا تعالیٰ کا فضل شامل حال ہو تو سارا قرآن شریف چھپ جانا آسان ہے ✦

اس نمونہ کے دو پارہ کا ہدیہ ۳ ہے یہ پارے بالکل تیار ہیں۔ تمام درخواستیں دفتر الحکم کے نام آنی چاہییں ✦

مژدہ بارہ

سلک مروارید کا پہلا ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ نکل گیا تھا قوم نے اس رسالہ کو خاص قدر اور عزت کی نگاہ سے دیکھا اور خدا کا شکر ہے کہ وہ بہت مفید بھی ثابت ہوا۔ اب اسکا دوسرا ایڈیشن چھپ رہا ہے۔ اس مرتبہ نظر ثانی کے بعد کہیں کہیں مناسب ترمیم بھی کر دی ہے۔ مگر وہ پانچسو سے زیادہ نہیں چھپا۔ جو دوست اس کو ختم ہونے پر آتے ہیں ہم انکو محفوظ نہیں رکھ سکتے جو صاحب جلد منگوانا چاہیں بھیج دیں۔ انکی تعمیل سب سے پہلے ہو جائیگی ورنہ تیسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا۔ کتابت اور تقطیع میں بھی تبدیلی ہو گئی ہے قیمت وہی ۴ر فی جلد

تیسرا ایڈیشن چھپ گیا

حضرت اقدسؑ کی ایک تقریر بابت مسئلہ وحدۃ الوجود پر خطاب پہلے دو مرتبہ چھپ چکا ہے اب تیسری مرتبہ چھپا ہے قیمت وہی ۱ر

دفتر الحکم کی موجودہ کتابیں

تفسیر القرآن پ(۱) ہم اسکے متعلق کچھ نہیں لکھتے قرآن کریم سے محبت رکھنے والے منگوا کر دیکھیں اگر اس سے بہتر اور اسلوب کی کوئی تفسیر انہوں نے پڑھی ہو اور ہمیں بھی بتلا دیں تو بیشک وہ ہمیں بھیجکر قیمت وصول کر لیں قیمت عہ

رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۹۰۳ء کے جلسہ کی مکمل رپورٹ جس میں حضرت اقدس کی زبردست تقریر کے علاوہ مفتی حکیم الامۃ مولوی عبدالکریم صاحب کے اعلیٰ درجہ کے لیکچر بھی

جس میں قرآن کریم کی عظمت و جلال کو حقائق اور معارف کے رنگ میں ظاہر کیا ہے قیمت عہ

الانذار۔ صرف چند جلدیں باقی ہیں طاعون کے مطابق حضرت حجۃ اللہ کی کارروائی کا مجموعہ اور جلسہ طاعون کی پوری روئداد۔ قیمت ۴ر

اصلاح النظر۔ آریوں کے قصہ آدم علیہ السلام پر اعتراض کا لطیف جواب جو حضرت حکیم الامۃ کے ارشاد سے ایڈیٹر الحکم نے لکھا اور آپ کی نظر ثانی کے بعد چھپا۔ اور آریوں کی طرف سے اب تک لاجواب ہے۔ قیمت ۲ر

تفسیر سورہ تبت۔ فاضل امروہی کے قلم سے ایک معترض کے جواب میں قیمت ۲ر

محمود کی آمین قیمت ۔

حضرت اقدس کی پرانی تحریریں حصہ (۱) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آج سے چالیس برس پیشتر کے مضامین + مسئلہ الہام پر دیو سماج کے بانی اگنی ہوتری سے خط و کتابت۔ مسئلہ تناسخ پر آریوں سے بحث۔ اور وید اور قرآن کا مقابلہ۔ قیمت ۲ر

سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب۔ دوسرا ایڈیشن حضرت اقدس کے قلم کا کسر صلیب کے لیے کارگر حربہ اور عظمت اسلام کے اظہار کا ذریعہ قیمت ۴ر

النصح جناب میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی کی تصنیف منظوم اور قابل دید صرف چند جلدیں باقی ہیں قیمت ۲ر

مباحثہ حیات و وفات مسیح۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری سے مباحثہ قیمت ۱ر

اسلام پر لیکچر ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک۔ حقیقت کتاب اللہ میاں عیسائیوں کا ردیہ ۲ر

حقیقت المہدی حضرت اقدس کے قلم سے قیمت ۲ر

ضروری اطلاع

اس سے پیشتر ہم نے الحکم میں کئی مرتبہ ظاہر کیا ہے کہ الحکم کے متعلق ہر قسم کی خط و کتابت اور ترسیل زر وغیرہ خاکسار ایڈیٹر الحکم کے نام ہونی چاہیے۔ اور الحکم کے متعلق انکی عدم رسی یا کسی اور قسم کے متعلق شکایت سے براہ راست دفتر الحکم کو مطلع کرنا چاہیے۔ مگر بعض احباب کسی نہ کسی وجہ سے حضرت اقدس کو کوئی خط لکھتے ہیں تو انہیں الحکم کا بھی جو الحکم سے متعلق ہیں حضرت حجۃ اللہ کے حضور بھیج جاتے ہیں بقطع نظر اس سے کہ آپکی اوقات گرامی کا حرج ہوتا ہے آپ کو تکلیف ہوتی ہے کیونکہ آپکو کچھ علم الحکم کے خریداروں یا انکی قیمتوں کے وصول ہونے یا نہ ہونے کا نہیں کیونکہ آپکو الحکم کے مضامین سے بھی کوئی تعلق نہیں ہوتا جو ایڈیٹر کی اپنی ذاتی تالیف و ترتیب ہوتے ہیں اور دفتری امور ہوتی ہیں اور حضرت اقدس سے کوئی استفسار یا استمزاج ان کے متعلق نہیں کیا جاتا کیونکہ آپکے اوقات گرامی ایسے قیمتی ہیں کہاں یہ ستم ظریفی ہے کہ آپ کو تکلیف دیجائے۔ پس آئندہ کے لیے یہ مزید نوٹ کر لیا جاوے کہ ہر قسم کی خط و کتابت جو الحکم سے متعلق ہو دفتر الحکم سے ہونی چاہیے

صوفی تھے

ہماکر انسان کے اندر اخلاق رزیلہ کے بہت سے جن ہیں اور عیب نکلتے رہتے ہیں تو نکلتے جاتے ہیں مگر سب سے آخری جن تکبر کا ہوتا ہے جو اس میں رہتا ہے اور خدا کے فضل اور انسان کے سچے مجاہدہ اور دعاؤں سے نکلتا ہے بہت سے آدمی اپنے آپ کو خاکسار سمجھتے ہیں لیکن اُن میں بھی کسی نہ کسی نوع کا تکبر ہوتا ہے جس کا اُن کو علم بھی نہیں ہوتا اس لیے اس کی باریک در باریک قسموں سے بچنا چاہیے بعض وقت یہ تکبر دولت سے پیدا ہوتا ہے دولتمند متکبر دوسروں کو کنگال سمجھتا ہے کہ کہتا ہے یہ کون ہے جو میرا مقابلہ کرے۔ بعض اوقات خاندان اور ذات کا تکبر ہوتا ہے۔ سمجھتا ہے کہ میری ذات بڑی ہے اور یہ چھوٹی ذات کا ہے۔ ایک عورت سیدانی تھی اُسے پیاس لگی وہ دوسرے گھر میں جا کر کہنے لگی کہ اُمتی تو ذرا پانی کا پیالہ کو دھو لینا کیونکہ تم اُمتی ہو اور میں سیدانی ہوں آل رسول ہوں۔ بعض وقت تکبر علم سے بھی پیدا ہوتا ہے ایک شخص غلط بولتا ہے تو یہ جھٹ اُسکا عیب پکڑتا ہے اور شور مچاتا ہے کہ اسکو تو ایک لفظ بھی صحیح بولنا نہیں آتا۔ غرض مختلف قسمیں تکبر کی ہوتی ہیں اور یہ سب کی سب انسان کو نیکیوں سے محروم کر دیتی ہیں اور لوگوں کو نفع پہونچانے سے روکتی ہیں ان سب سے بچنا چاہیے۔ مگر ان سب سے بچنا اک موت کو چاہتا ہے۔ جب تک اس موت کو قبول نہیں کرتا خدا تعالےٰ کی برکت اس پر نازل نہیں ہو سکتی اور نہ خدا اُس کا متکفل ہوتا ہے

ضرورتِ حقہ

ہمارے ایک احمدی بھائی سیّد محمد شاہ صاحب ساکن بن باجوہ کی بیوی بقضاء الٰہی فوت ہو گئی ہے چونکہ یہ صاحب احمدی ہیں ان کی برادری ان سے اسی وجہ سے بے تعلق ہے کہ وہ احمدی کیوں ہوئے یہ صاحب شالبافی کا کام کر کے اپنی وجہ کفاف بخوبی چلا سکتے ہیں اور گیلانی سید ہیں اگر کسی صاحب کو خدا تعالےٰ کی توفیق یاوری دے اور ان سے تعلق پیدا کرنے کی ضرورت ملحوظ ہو تو وہ محمد علی صاحب مدرس بن باجوہ سے اسکے متعلق دریافت کر کے فیصلہ کریں ہماری جماعت بہت ہی خوش نصیب ہو اگر اپنے تعلقات میں احمدی بھائیوں کی کثرت ملحوظ رکھے حضرت اقدس بلکہ اللہ تعالےٰ کی رضامندی کا بھی یہ ایک بڑا ذریعہ ہے۔ خدا تعالےٰ توفیق دے

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت ناساز ہے چنانچہ ۱۳ مارچ ۱۹۰۴ء کو جناب سول سرجن صاحب بہادر گورداسپور قادیان تشریف لائے اور اُنہوں نے آپ کی ۱۶ حالت صحت کے لحاظ سے چھ ہفتہ تک سفر کرنے کے ناقابل ہونے کا سرٹیفکیٹ دیا۔ اسلیے آپ ۱۴ مارچ ۱۹۰۴ء کو گورداسپور حاضر نہ ہو سکے

۲۔ بزرگان ملت خدا کے فضل سے خدمت دین میں مصروف ہیں ایدہم اللہ بنصرہٖ

۳۔ ہفتہ زیر اشاعت میں بھی بارش ہوئی۔

مقدمات

بمقدمہ ایڈیٹر الحکم بنام فقیر محمد ایڈیٹر سراج الاخبار جہلم و کرم الدین فرد جرم سنایا گیا۔ ۱۴ مارچ ۱۹۰۴ء کو اعلیٰحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود کے خلاف مقدمہ تھا وہ ڈاکٹری سرٹیفکیٹ پر ۱۵ مارچ ۱۹۰۴ء کے لیے ملتوی ہوا کہ ڈاکٹر صاحب آکر شہادت دیں کہ واقعی اعلیٰحضرت بیمار ہیں یا نہیں۔ خواجہ کمال الدین صاحب وکیل نے عدالت کو توجہ دلائی کہ یہ شہادت ایکٹ شہادت کے ماتحت غیر متعلق ہے۔ اور اسکے علاوہ پیر مہر علی شاہ کے متعلق جب سرٹیفکیٹ پیش ہوتے رہے ہیں تو عدالت نے کبھی یہ تجویز نہیں کیا کہ ڈاکٹر خود آکر شہادت حلفی دے مگر مجسٹریٹ صاحب نے اپنا فیصلہ بحال رکھا اور ۱۵ مارچ ۱۹۰۴ء کو ڈاکٹر صاحب کی شہادت لی جنہوں نے اپنے سرٹیفکیٹ کی تصدیق کی۔ آخر عدالت نے اس مقدمہ کو ۱۰ اپریل پر ملتوی کیا۔

مقدمہ سرقہ میں ۱۶ مارچ ۱۹۰۴ء کو حکم سنانے کا وعدہ فرمایا اور ۱۶ مارچ کو مقدمہ خارج کر دیا + اور کرم الدین ڈسچارج ہوا +

اب صرف دو مقدمے باقی ہیں ایک برخلاف کرم الدین و فقیر محمد دوسرا برخلاف حکیم فضل الدین و حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام

کمشنر صاحب بہادر گورداسپور میں

۱۵ مارچ ۱۹۰۴ء کے دوپہر کو جناب کمشنر صاحب بہادر لاہور۔ گورداسپور تشریف لائے۔ ریلوے سٹیشن مقامی حکام اور عمائد شہر آپکے استقبال کو موجود تھے۔ گاڑی سے اُترتے ہی آپ نے مقامی حکام کا سلام لیا۔ اور پھر صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی کوٹھی پر فروکش ہوئے شیخ علی احمد صاحب پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی گورداسپور نے شہر کے دیکھنے کے لیے عرض کیا اس پر صاحب موصوف نے فرمایا کہ کل ملاقات کا دروازہ بالکل بند ہے کوئی ملنے کے لیے نہ آئے۔ مجھے وقت نہیں ہے اسلیے میں شہر کو نہیں دیکھ سکتا۔ مختصر یہ کہ ۱۵ مارچ کو آپ نے خزانہ کا ملاحظہ فرمایا اور ۱۶ کی دوپہر کو واپس لاہور ہوئے

معذرت

میں ۱۶ مارچ ۱۹۰۴ء کی شام کو واپس قادیان آیا ہوں۔ اس لیے ۱۷ مارچ ۱۹۰۴ء کا اخبار یہی نہیں کہ بعد از وقت شائع ہوتا ہے بلکہ وہ پورے صفحات پر بھی شائع نہیں ہو سکا اور صرف ۸ صفحہ پر شائع کیا جاتا ہے

انجمن حمایت اسلام لاہور کا قابل دید سالانہ جلسہ

۱۔ پہلے مشتہر ہو چکا ہے کہ انجمن حمایت اسلام لاہور کا سالانہ جلسہ یکم۔ دوم۔ سوم۔ اپریل کو منعقد ہوگا اور مشاہیر علما و فضلا مختلف دیار و امصار سے تشریف لا کر جلسہ کی عزت افزائی کرینگے اور شرکاء جلسہ کو اپنے پاکیزہ کلاموں اور وسیع معلومات اور تجارب سے مستفیض فرماوینگے پس ہمدردان قوم و ملت اپنی شمولیت سے جلسہ کو بارونق اور کامیاب بنانے کی کوشش کریں اور علما اور ناظموں کی تقریروں اور نظموں سے حظ وافی حاصل کریں

۲۔ ان صاحبوں کے قیام و طعام کا انتظام حسب دستور ممبران انجمن کے ذمہ ہے جو جلسہ میں تشریف لاویں اور انجمن کے مکان میں ٹھہرنا چاہیں بشرطیکہ وہ کم از کم ایک ہفتہ قبل از تاریخ جلسہ اپنے ارادہ سے اطلاع دیں۔

۳۔ صاحب ٹریفک سپرنٹنڈنٹ نارتھ ویسٹرن ریلوے اور صاحب منیجر اودھ روہیلکھنڈ ریلوے نے از راہ عنایت منظور کر لیا ہے کہ ان لوگوں سے جو جلسہ میں شامل ہونگے نیت سے سفر کریں سوا اول کلاس کے اور سب درجہ کا کرایہ نصف لیا جاوے گا یعنی ہر طرف ایکطرف کا پورا کرایہ دیکر واپس جا سکیں گے بشرطیکہ مسافت پچاس میل سے کم نہ ہو یہ رعایت شمول ایام جلسہ صرف دس روز کے لیے ہوگی اور اس میعاد کے اندر اندر سفر کرنا ہوگا

۴۔ رعایتی شرح پر سکرٹری انجمن کے سرٹیفکیٹ پیش کرنے پر ریلوے سٹیشن سے ٹکٹ مل سکیں گے پس جو صاحب شریک جلسہ ہونا چاہتے ہیں وہ فوراً راقم سے سرٹیفکیٹ طلب کریں۔

۵۔ ریلوے سٹیشن لاہور پر چند والنٹیر مہمانوں کے استقبال کے لیے موجود ہوں گے جو انہیں گاڑیوں پر سوار کر کے قیام گاہ تک پہونچا دینگے۔

۶۔ سٹیشن سے باہر مگر احاطہ ریلوے کے اندر ایک شامیانہ نصب کیا جاوے گا اور اس کے پاس ایک بلند جھنڈا بطور نشان گاڑا جاوے گا۔ ریل سے اُتر کر اور سٹیشن سے نکلکر شریک جلسہ ہونے والے صاحب پہلے اس شامیانہ میں چند منٹ کے لیے ٹھہرینگے اور وہاں سے قیام گاہ کو روانہ ہونگے بس ان صاحبوں کی خدمت میں جو ممبران انجمن کے مکان میں ٹھہرنا چاہیں التماس ہے کہ وہ پہلے اس شامیانہ میں ٹھہریں اور حتی الوسع ایسی ٹرینوں میں سوار ہوں جو دن کے وقت لاہور پہنچتی ہیں

۷۔ جلسہ حسب معمول اسلامیہ کالج کے وسیع صحن میں ہوگا جو ریلوے سٹیشن کے قریب شیرانوالہ دروازہ (خضری دروازہ) کے سامنے ہے سٹیشن سے نکلکر قلعہ والی سڑک کے رستہ شیرانوالہ دروازہ میں داخل ہوں یا لنڈا بازار میں سے ہو کر بکی دروازہ کے رستہ کالج میں آ جاویں مہمانوں کو اسی مکان میں ٹھہرایا جاوے گا جہاں جلسہ ہوگا۔

۸۔ جلسہ کی کارروائی یکم اپریل کو صبح سات بجے شروع ہوگی جس کے متعلق مکمل پروگرام پھر شائع کیا جاوے گا شائقین جلسہ کا رکنان انجمن کے آرام و سہولت کے لیے یہی مناسب ہے کہ جو صاحب شریک جلسہ ہونا چاہیں وہ اس امر کی کوشش کریں کہ جمعہ کی صبح کو لاہور پہنچ جاویں۔

۹۔ علاوہ ان بیرونی احباب کے جو لیکچر دینگے دیگر شرکاء جلسہ کے لیے بھی موقع بموقع وقت نکالنے کی کوشش کی جاوے گی جس میں وہ کچھ مختصر تقریریں کر سکیں گے جو انجمن کی ترقی اور استحکام سے تعلق رکھتی ہوں اور انمیں ایسی تجاویز ہوں جن پر عمل کرنے سے وہ دقتیں رفع ہو جاویں جو اسکی ترقی اور استحکام کے سد راہ ہیں اور ہو سکتی ہیں۔

۱۰۔ جس مکان میں مہمان فروکش ہوں گے اس کا ایک کمرہ بطور سیٹنگ روم کے مقرر کیا جاویگا اور یہاں سے ہر ایک صاحب کو ہر ایک قسم کی اطلاع جو وہ صاحب حاصل کرنا چاہتے مل سکے گی اور خطوط وغیرہ بھی جو اُن کے نام آئے ہوں اسی جگہ سے ملیں گے۔

۱۱۔ مہمانوں کو ٹکٹ دیئے جاوینگے جنکے ذریعہ کھانے کے کمرہ میں داخل ہونے کا حق انہیں حاصل ہوگا

الملتمس شمس الدین جنرل سکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور۔

www.aaiil.org

مسلمانوں کی فلاح کا اصلی ذریعہ

(عصر جدید۔ مشہور اہل الرائے اور ہم)

عصر جدید بابت فروری ۱۹[illegible] کی اشاعت میں شائع کیا ہے [illegible] مشہور اور لائق آدمیوں سے عصر جدید کے [illegible] پوچھی تھی اور یہ سوال ہی کیا تھا کہ "مسلمانوں کو ایک کفایت شعار اور سنجیدہ قوم بنانے اور ان کو اپنی تمدنی حالت کی طرف متوجہ کرنے کے لئے کیا تجویز کرنی چاہیئے۔"

اس سوال کا جواب ڈپٹی نذیر احمد خان صاحب مولوی شبلی نعمانی اور مولوی [illegible] شروانی [illegible] نے دیا ہے۔ ہم وہ جوابات یہاں درج کرتے ہیں اور اس پر عصر جدید کا ایڈیٹر کی رائے بھی اور پھر اس پر اپنا ریمارک لیکن افسوس ہے کہ ہم یکجائی طور پر سب بالا اصحاب کی رائے درج کر سکتے ہیں اور نہ ان پر یکجائی ریمارک اس لئے آج صرف ڈپٹی نذیر احمد خان کی رائے درج ہیں۔ اسی طرح اسکے بعد دیگرے تینوں کی [illegible] کی انشاء اللہ العزیز۔

ڈپٹی نذیر احمد صاحب کی رائے

"مسلمانوں کو ایک کفایت شعار اور سنجیدہ قوم بنانے اور ان کو اپنی تمدنی حالت کی طرف متوجہ کرنے کی تدبیر اگر ہے تو تعلیم ہے اور خاص کر دینی تعلیم اور دینی تعلیم میں بھی خاص کر قرآن کی تعلیم اور قرآن کی تعلیم کے بعد قرن اول کی تعلیم اور اس کے لئے ضرور ہے کہ گروہ علماء کو ہم خیال اور طرفدار بنایا جائے جن کے ہاتھوں میں قوم کی باگ ہے۔"

اس پر عصر جدید کا نوٹ

مسلمانوں کو قرآن شریف کی تعلیم دینا اور وہ بھی سمجھا کر تعلیم دینا ایسی ہی درحقیقت ایسی زبردست تحریک اصلاح کی پیدا ہو سکتی ہے جس کے مقابلہ میں سب کوششیں ناکارہ ہیں۔ جسقدر غور سے قرآن شریف کا مطالعہ کیا جاوے اسی قدر معلوم ہوگا کہ اس کا منشا یہی ہے کہ دنیا میں انسان "خدا ترس سنجیدہ اور کفایت شعار بنیں" قرآن اعتدال سے بال سے گذرنے۔ تو ہر جگہ ٹوکتا ہے۔ اور دنیا کو نیک عمل اور مشاہدہ قدرت کے لئے ایک میدان قرار دیتا ہے مگر مشکل یہ ہے کہ قرآن شریف کی تعلیم بھی اگر سچے طریقے سے نہ ہو۔ اور اوہام پرستی اور رسم پرستی اور باطل عقائد مزمنہ کی روشنی میں اس کو دیکھا جاوے تو وہ بھی بجائے ایک حبل متین ہونے کے ایک مجموعہ الفاظ کا ہو جاتا ہے جس کو ہر ایک طرح ہر شخص اپنی طرف کھینچکر اپنے خام و غلط و پژمردہ تمدن کی تصویر بنا لیتا ہے۔ قرآن شریف کا مطالعہ عقل و علم کے نور سے ہونا چاہیئے۔

رہا علماء کو مائل باصلاح کرنا۔ یہ کام بہت مشکل ہے مگر زمانہ آہستہ آہستہ اس کو بھی کرا جاتا ہے۔ [illegible] سست اور ناکارہ اور متعصب گروہ قوم میں کم ہوتا جائیگا تو ویسے علماء بھی [illegible] ایسے وقعت ہو جاوینگے [illegible] اور قومی ہمدردی کا حال [illegible] یقین ہے کہ علماء بھی اس میں آ کر شامل ہو جاویں گے [illegible] موجودہ حالت میں علماء کا جم غفیر تو ہماری طرف [illegible] اگر [illegible] متوجہ ہو سکتا ہے تب وہ یہ سمجھیں کہ ہم ہر اصل و فرع میں ان کے ہم زبان ہیں۔ لیکن یہ نہ ان کی خوشی ہو سکتا ہے نہ ہمارے بس میں ہے۔ لو شاء اللہ لجعلکم امۃ واحدۃ۔

اس رائے اور نوٹ پر ہمارا ریمارک

اس سوال کے اتنے جواب سے تو ہم بالکل متفق ہیں کہ مسلمانوں کو ایک کفایت شعار اور سنجیدہ قوم بنانے اور ان کو اپنی تمدنی حالت کی طرف متوجہ کرنے کی اگر کوئی تدبیر ہے تو وہ قرآن کریم کی تعلیم ہے۔ لیکن اس تعلیم کی تکمیل کی جو صورت ڈپٹی نذیر احمد خان صاحب نے پیش کی ہے کہ "گروہ علماء کو ہم خیال اور طرفدار بنایا جاوے جن کے ہاتھوں میں قوم کی باگ ہے" یہ ایسی غیر معقول اور ناممکن العمل ہے کہ سمجھ میں نہیں آتا ڈپٹی نذیر احمد صاحب ایسا مشہور آدمی اسے کیونکر پیش کرتا ہے۔

ہم عصر عصر جدید بھی اس سقیم رائے کی کمزوری کو تسلیم کرتا ہے اور اس کو بہت مشکل قرار دیتا ہے۔ وہ علماء کو مائل باصلاح کرنے کا ایک ہی وقت یا ذریعہ سمجھتا ہے کہ یہ سست اور ناکارہ اور متعصب گروہ قوم میں کم ہو جاوے۔ یا ناپید اور بے وقعت ہو جاوے۔ علماء کو جو خطاب عصر جدید نے دیا ہے وہ واقعی اس کے مستحق ہیں۔

غرض غور طلب بات نذیر احمد صاحب کی رائے اور عصر جدید کی تنقید میں یہ رہ جاتی ہے کہ قرآن کریم کی سچی تعلیم مسلمانوں کی اصلاح کا حقیقی ذریعہ تو ہے لیکن اس تعلیم کو سود مند اور موثر بنانے کے لئے کیا راہ اختیار کی جاوے؟

بات اصل میں یہ ہے کہ قرآن شریف کی تعلیم سے اگر یہ غرض ہے کہ اسکو طوطے کی طرح رٹ لیا جاوے یا ٹوٹا پھوٹا ترجمہ پڑھ لیا جاوے تو اس کا پڑھنا نہ پڑھنا برابر ہے۔ قرآن کریم عمل کیلئے ہے اسلئے مسلمانوں کی اصلاح اور فلاح کا ذریعہ یہ بتانا چاہئے کہ قرآن کریم پر عمل کیا جاوے اور مسلمانوں میں عملی قوت پیدا ہو۔

عصر جدید تو یہ کہتا ہے کہ مسلمانوں کی تعلیم اگر سچے طریقے سے نہ ہو اور اوہام پرستی اور رسم پرستی اور باطل عقائد مزمنہ کی روشنی میں اس کو دیکھا جاوے تو وہ بھی بجائے ایک حبل متین ہونے کے ایک مجموعہ الفاظ کا ہو جاتا ہے جس کو ہر ایک طرح ہر شخص اپنی طرف کھینچ کر اپنے خام و غلط و پژمردہ خیال کو تمدن کی تصویر بنا لیتا ہے۔" مگر اس کا علاج ایسا مبہم اور مشکل سا بتاتا ہے جس کو ہر شخص شاید نہیں سمجھ سکتا اور وہ یہ ہے کہ "قرآن شریف کا مطالعہ عقل و علم کے نور سے ہونا چاہیئے۔"

ہماری رائے میں اسی خیال کی کمزوری آج سے قریباً بارہ سال پیشتر ان تین شعروں میں خوب ظاہر کی گئی ہے۔ اور اگر عصر جدید کا لائق ایڈیٹر صاحب حق و حکمت کو حاصل کرنے کیلئے خدا تعالیٰ کے خوف کو نظر رکھ کر پڑھیں تو وہ اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

اے اسیر عقل خود بر ہستی خود کم بناز
کین سپہر بو العجائب چون تو بسیار آورد
غیر را ہرگز نمی باشد گذر در کوئے حق
ہر کہ آید زاں آسمان او راز آن یار آورد
خود بخود فہمیدن قرآن گمان باطل است
ہر کہ از خود آورد او نجس و مردار آورد

قرآن کریم کی تعلیم اور تعلیم کا مدار اگر محض عقلی بلند پروازی اور رسمی اور مروجہ علوم کی بنا پر ہے تو پھر وہ علماء جنکو عصر جدید سست ناکارہ اور متعصب گروہ قرار دیتا ہے ان میں شاید کم نہیں۔ لیکن قرآن کریم کی تعلیم اور تفہیم میں وہ محض تہیدست ہیں۔

اور یہی وجہ ہے کہ علمی حالتیں بھی بہت ہی کمزور ہو چکی ہیں۔ اور اگر عقل اور علم کے نور سے مراد مغربی روشنی ہے تو پھر اسلام کا خاتمہ ہی سمجھ لیجئے مغربی فلسفہ اور یورپ کے علوم و ایجادات ان کے تمدن اور معاشرت کا جو قبیح اثر پڑا ہے وہ کسی سمجھدار آدمی پر مخفی نہیں۔ پتہ نہیں معلوم کہ یہ عقل اور علم کا نور عصر جدید کے ایڈیٹر صاحب کی رائے میں کیا چیز ہے؟

علم آن بود کہ نور فراست رفیق اوست
این علم تیرہ را بہ پشیزے نے خرم

اور نور فراست سے مراد وہ نور ہے جو تقوی اللہ سے حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ اسی کے لئے فرمایا

فانه ینظر بنور الله

غرض

قرآن شریف کی تعلیم (جس سے ہماری مراد عملی تعلیم ہے) کا بہترین ذریعہ وہ نفس مطہر و مطہر ہو سکتا ہے۔ جو

یتلوا علیھم ایٰتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب

کا مصداق ہو۔ اس کے سوا جو کچھ بھی ہوگا وہ ایک حد تک اپنے ذاتی خیالات اور مقالات ہوں گے جن میں صاحب حال کا کوئی اثر یا قوی اثر موجود نہیں لیکن وہ جو خدا تعالیٰ سے فیض پا کر اور روح القدس کی تائید سے کہتا ہے وہ نری اٹکلیں اور خیالی بلند پروازیاں نہیں ہوتی ہیں بلکہ وہ دیکھ کر کہتا ہے اور سن کر بولتا ہے

پس قرآن شریف کی تعلیم کیلئے ڈپٹی صاحب کی سقیم رائے تو کسی نوع اور نہج سے قابل لحاظ نہیں غالباً انہوں نے محض اسی خیال سے

قرآن شریف کا ترجمہ کرتے وقت بعض آیات کا ترجمہ محض کورانہ تقلید اور خیال تجارت کی بناء پر کر دیا ہے جن سے انکا دل غالباً متفق نہیں ہوگا

مثلاً آیات متعلقہ وفات مسیح وغیرہ۔

البتہ عصر جدید نے جو رائے علماء کے جم غفیر کو انکی سراسر کم مائیگی کے متعلق دی ہے۔ وہ علماء کی حالت کو خوب واضح کر رہی ہے۔ اور مسلمانوں کے غور کے قابل ہے۔

پس

اس میں تو کوئی کلام نہیں کہ قرآن کریم کی تعلیم کی عام اشاعت مسلمانوں کی اصلاح کا ہی ذریعہ ہے۔ لیکن قرآن فہمی اور عملی قوت کے پیدا کرنے کیواسطے خدا تعالیٰ کے مامور اور مزکی کی ضرورت ہے اس کے ماتحت جو قوم ہوتی ہے اس کی ساری نزاعوں اور جھگڑوں کا وہ حکم ہوتا ہے اور اسکا فیصلہ فیصلہ ناطق سمجھا جاتا ہے جس سے ایک وحدۃ قوم میں پیدا ہو جاتی ہے جسکی ضرورت کو عصر جدید کا لائق ایڈیٹر محسوس کرتا ہے۔

پس اس مصیبت سے بچنے کیلئے کہ قرآن کریم حبل المتین ہونے کی بجائے الفاظ ہی کا مجموعہ نہ ہو جاوے جس کو ہر ایک طرح ہر شخص پھیلا سکے ایک ہی راہ ہو سکتی ہے کہ خدا تعالیٰ کا مامور خدا تعالیٰ سے علم و روشنی پانیوالا انسان اسکا معلم ہو۔ جب تک ایسی معلم کے زیر سایہ تعلیم پانیوالی نہ آئینگے۔ خود رائی خود غرضی ضرور کام کرتی رہیگی اور وہ سچی غرض جو قرآن کریم کی تعلیم اور اسکی نزول سے ہے ہمیشہ مفقود رہیگی ہمیں اس امر کی ثابت کرنیکے واسطے کسی منطقی دلیل کی ضرورت نہیں ہے اور نہ اسپر کسی لمبی چوڑی بحث کی حاجت عربوں کی تاریخ موجود ہے۔ اور مسلمان اور غیر قومیں بالاتفاق مانتی ہیں کہ قرآن کریم کی نزول سے پہلے انکی حالت کیسی خطرناک اور تاریک تھی۔ یہ وہ قوم تھی جو دنیا کی مہذب تاریخ میں کوئی جگہ پانے ہی کی قابل نہ تھی۔ انکی معاشرت انکا تمدن انکی سیاست انکا اخلاق انکی روحانی حالت انکی عبادت غرض کل شیرازہ انکا منتشر تھا لیکن پاک اسلام کے رشتہ میں منسلک ہو کر قرآن کریم پر عمل کر کے دنیا کی بہترین متمدن قوم اگر بنی تو عرب دنیا کی بہترین ملکدار قوم اگر کہلائی تو عرب علوم و فنون میں ترقی کرنیوالی۔ سیاسی امور کی باریکیوں پر سبقت لیجانیوالی بھی عرب ہی تھی۔ اس مشاہدہ کے سمجھ لینے کے بعد کسی دلیل کی حاجت ہے کہ مسلمان اگر کبھی ترقی کر سکتے ہیں اور بیشک کر سکتے ہیں تو اسکی لئے ایک ہی راہ ہے کہ وہ قرآن کریم کا جوا اپنی گردنوں پر رکھیں اور اس جوے کے رکھوانے کیلئے ایک ہی وجود ہو سکتا ہے جو خدا تعالیٰ کیطرف سے مامور ہو کر آئے اور خدا کا فضل ہے کہ اسوقت خدا تعالیٰ کا مرسل ہم میں موجود ہے۔ جو مسیح موعود اور مہدی امن کے پاک نام سے آیا ہے۔ اس کے ساتھ سچا پیوند کرنے سے قرآن شریف کی عظمت و جلال کا سکہ دل پر بیٹھتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی عظمت و جبروت کا اقرار کرکے عمل کی توفیق ملتی ہے۔ (باقی پھر سہی)

مراسلت

رجعت شیعہ اور لاہوری مولوی مستفسر

سلسلہ کیلئے دیکھو الحکم نمبر ۸ مورخہ ۱۰ مارچ سنہ ۱۹۰۴ء

اب ہم لاہوری مولوی کے دلائل پر غور کرتے ہیں۔ مولوی صاحب کی دلیل عقلی کا خلاصہ یہ ہے کہ خدا قادر جمیع اشیا پر ہے جیسا کہ تخلیق اولی میں جمیع موجودات کو عدم سے وجود میں لایا پھر حشر کو زندہ کر کے اٹھائیگا اور اس خدا نے حضرت خلیل الرحمن کیلئے چار جانور جو [illegible] میں کاٹے اور حصے کئے گئے تھے ان سب کو زندہ کر دیا۔ تو الرجعت میں زندہ کرنے میں کیا استبعاد عقلی ہے فرماتا ہے۔ وضرب لنا مثلا ونسي خلقه قال من يحي العظام وهي رميم [illegible] دیکھو (غایت المقصود صفحہ ۷ جلد اول)

(فاما الجواب)

اب اہل علم غور کریں اس بودی دلیل پر ہم کب کہتے ہیں کہ خدا قادر نہیں ایسی رجعت کرنے پر بلکہ خدا قادر ہے کہ اس وقت مولوی صاحب کا سکونتی مکان آسمان پر اٹھایا جاوے اور پھر واپس زمین پر لایا جاوے خدا قادر ہے کہ مولوی صاحب کے جد بزرگوار کو پھر اسی دنیا میں بھیجے مگر اس سے یہ کہاں ثابت ہوا کہ واقعی مولوی صاحب کا مکان آسمان پر اٹھایا ہی گیا یا ان کا مورث اعلے دنیا میں واپس آ ہی گیا۔ ایسے ہزاروں واقعات بطور مثلہ پیش ہو سکتی ہیں جو اللہ تعالے کی حیطہ قدرت میں داخل ہیں۔ مگر اس کے یہ لازم نہیں [illegible] وہ مشیت الٰہی رہ وقوع میں ہوئی یا آئندہ ہوں گی یہاں پر بحث واقعات صحیحہ اور امورات [illegible] بعیدہ اور مظنونات رکیکہ پر [illegible] ہونا شئے دیگر ہے اور ان کا وقوع اور [illegible] اور ہمارا مقصد اس امر کے وقوع کی [illegible] قدرت میں داخل ہونے۔ [illegible] کہ مردوں کو زندہ کر کے [illegible] واپس نہ بھیجنے پر بھی تو قادر ہے۔ خدا کی [illegible] اور ترک فعل دونوں طرف برابر ہے [illegible] لما يريد۔ قادر مختار ہے [illegible] تک کسی طرف کا ثبوت [illegible] دلیل [illegible] تسلیم کیا جاوے اور ایسی نقلی دلیل [illegible] پیش [illegible] امر خلاف [illegible] الکلی استقرائی [illegible] قوانین فطرت [illegible] پھر بیٹھے [illegible] سنت اللہ [illegible] وقسیم [illegible] کتاب [illegible] بھی مخالف ہو [illegible] تجد لسنت اللہ تبدیلا [illegible]

تجد لسنت اللہ تحویلا۔ درحقیقت ماتحن فیہ میں امورات تنقیح طلب یہ ہیں (۱) قرآن کریم میں یوم الرجعت شیعہ کا مذکور کہیں ہے (۲) جو لوگ فوت ہوگئے اور قبر میں ان سے حساب و کتاب ہو چکا ہے وہ پھر واپس اسی دنیا میں کسی وقت آوینگے [illegible] کہ خداوند عالم ان کو [illegible] (۳) یہ واپس کسی خاص دن پر ہوں [illegible] جسکو شیعہ [illegible] صغرے سے تعبیر [illegible] (۴) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور بارہ اماموں کا رجوع کرنا قرآن میں کہاں سے ثابت ہے اور [illegible] تخصیص کیا ہے۔ (۵) جبکہ بقول مولوی لاہوری محض مومن اور محض کافر رجوع کریں گے تو دشمنان اہل البیت بالخصوص اصحاب ثلاثہ جو بقول شیعہ منافق تھے نہ کافر ان کی واپسی کیونکر تسلیم کیجاتی ہے اور کہاں سے ثابت ہے کہ وہ بھی رجوع کریں گے اور اس [illegible] اقوال کا جواب [illegible]

(۶) رجعت میں جو لوگ زندہ ہوں گے [illegible] ہوں گی یا [illegible] (۷) الرجعت [illegible] ہدایتہ۔ (ومن نعمره ننكسه في الخلق) کی اثر کی [illegible]

آیت۔ (اِلٰی ارذل العمر لکیلا یعلم بعد علم شیئا) [illegible] حد تک ان پر طاری ہوگی۔ (۸) رجعت میں جو لوگ زندہ موجود ہوں گی واپس [illegible] کریں گے۔ فرض [illegible] عورت [illegible] زندہ موجود [illegible] عورت کا [illegible] جائیگی [illegible] تو شرعا [illegible] خدا و عالم کی نسبت [illegible]

[illegible]

[illegible] عصب [illegible]

[illegible] علیہ السلام [illegible]

[illegible] جاوے [illegible] تسلیم کریں [illegible] رجعت [illegible] اگر [illegible] اور ان [illegible] کی شہادت سمجھی جاوے [illegible] اور [illegible] اس [illegible] خلافت اور غصب حقوق اور [illegible] کیوں منظور [illegible] دوبارہ [illegible] کے بعد رجوع اور [illegible] بڑی [illegible] تو حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کی شہادت

کو بقول شیعہ کسی نے نہ سنا اب کون سنیگا۔ غایت اسفے الباب یہ کہ جسطرح شیعہ ایام محرم میں کسی کو امام حسین اور کسیکو عباس اور کسیکو قمر اور کسیکو سکینہ وغیرہ نامزد کر دیتے ہیں [illegible] کی قسم کی حرکات عمل میں لاتے ہیں [illegible] اسی قسم کا ایک تماشا [illegible] خیال کریں گے کہ شیعوں نے اپنی تسلی اور تشفی کیلئے یہ تماشا [illegible] ایجاد کیا ہے درحقیقت صحابہ ثلاثہ کا [illegible] ان کے جرائم اور گناہوں کی ان کو [illegible] اور دیگر لوگوں پر صداقت اور امر حقہ کا اظہار کرنا ہی مقصود بالذات ہے تو پہلے لوگ اس اظہار حقیقت سے واقف ہونگے [illegible] سزاوار تھے کیونکہ ان [illegible] خلافت کی [illegible] اور [illegible] کی مدد و معاون رہے۔ پس امیر المومنین علیہ السلام اور حسنین [illegible] وقت قوت انتقام [illegible]

[illegible]

[illegible] اور [illegible] شیعہ [illegible] اسوقت [illegible] ہوگی [illegible] امام [illegible] صاحب [illegible] مبعوث ہونگے اور بات واحد [illegible] اسلام [illegible] کریں گے جب ایک کافر اسلام قبول کر لیتا ہے تو تمام عمر شرک اور بت پرستی میں مبتلا ہوتا ہے تو اسکے گناہ سب بخشے جاتے ہیں [illegible] مسلمان جو گنہگار ہے جب [illegible] انعال [illegible] نادم ہو کر توبہ اور استغفار کریگا تو کسطرح اسکی ذنوب کا ازالہ نہ ہوگا اور خدا اسکو نہ بخشیگا۔ پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ جب تعزیر اور تعذیب بعض گناہوں کی بھگت لیوینگے تو ضرور آخرت کی عذاب میں تخفیف عظیم ہوگی اور یہ بات شدت جرم اور عظم جنایت کی منافی ہے کیونکہ

اہل تشیع ان کے لئے قیامت میں عذاب سخت کو قائل ہیں۔ اور قرآن شہادت بھی یہی ہے (ولعذاب الاخرة اشد وابقى) (۱۰) امم سابقہ میں ایسی کوئی نظیر رجعت کی موجود ہے اور وہ نظیر رجعت شیعہ کے وقوع پر دلیل ہو سکتی ہے۔ (۱۱) ارجاع امم سابقہ اور رجعت شیعہ میں کیا مناسبت اور مماثلت ہے تا مولوی لاہوری کی دلیل (طابق النعل بالنعل الخ) پوری ہو۔ (۱۲) امم سابقہ کے ارجاع میں کسی قوم کو سزا اور تعذیب دی گئی تھی۔ جیسا کہ شیعوں کو دو بیگر خدا امام مہدی صاحب دینگے۔

مولوی صاحب کو ہم مخاطب کر کے ان سوالات کے جوابات کا ان سے مطالبہ کرتے ہیں اور ان کو فہمائش کرتے ہیں [illegible] معقول جوابات سے پیاسا [illegible] اہل علم و تحقیق ان میں غور کر کے [illegible] میں امتیاز کریں۔

یہ سب اعتراض مولوی صاحب کے ان مسلمات پر وارد ہوتے ہیں جو انہوں نے بطور اثبات کے پیش کئے [illegible] جب ہم آیات قرآن پر بحث کریں گے [illegible] تحقیق [illegible] روشن ہو گا اسوقت [illegible] صرف خارجی دلائل سے کام لیا ہے مولوی صاحب کی [illegible] تحریر سے ان کو [illegible]

مولوی صاحب نے ایک آیات ذیل پیش کرتا۔ (وضرب لنا مثلا ونسي خلقه) (قل يحييها الذي انشاها اول مرة) [illegible]

[illegible]

[illegible] اثبات البطلان لدا لمحل کا ہے [illegible] فضلاء [illegible] کی صحیح [illegible] جیسا [illegible] انسان [illegible] حیوانی صورت کی ساتھ ہی فنا ہو جاتے ہیں پس کی طرح یہ [illegible] مردہ [illegible] حیوانی کا پیدا کرنا ہے [illegible] خالی شدہ کا اور اللہ تعالے [illegible] پیدا اور ایجاد کر سکتا ہے اسکا کام [illegible] اور اسکا ہمیشہ [illegible] پس ہم [illegible] ان شیعہ علماء [illegible] رجعت [illegible] مرنے [illegible] خود یہ مولوی [illegible] (غایت) [illegible] حشر خلائق میں [illegible] واقعہ پیش آیا پس مولوی جی یہاں [illegible] خلائق میں انکار ہے کہ آپ رجعت کے ذریعہ اسکا ثبوت پیش کرتے ہیں نہیں بلکہ قصہ وفات و اعادہ [illegible] عزیر بوجہ اس کے اشتباہ کے تھا اور

اور یہاں پر وہ شرط مفقود ہے۔ پس مادہ بھی باطل ہوا
فات الشرط فات المشروط - قاعدہ مسلمہ ہے
ورنہ ثابت کریں کہ فلانے مجتہد کربلا کو حشر اور قیامت
میں اشتباہ اور تعجب ہے تب ہی تو خدا رجعت کے ذریعہ
اس کا تعجب رفع کرتا ہے پھر کیا وہ مجتہد صاحب رجعت
تک زندہ بھی رہیں گے۔ وہ برات ان کی درازی
عمر کی کہاں ہے۔ فتدبر۔

خاکسار نذر علی از پشاور۔

مظلومانِ پوسٹ آفس

(وہی نوٹ سسٹم)

نوٹ سسٹم کی بد استعمالی کیوجہ سے جو جو خرابیاں
پیدا ہوئی ہیں وہ کچھ ایسی نہیں ہیں کہ ایک دور اندیش
انسان ان سے واقف نہ ہو سکے۔ منجملہ ان کے سب سے بڑی
خرابی یہ ہے کہ نوٹ لکھنے والے کے ہاتھ میں [illegible]
[illegible] فیصلہ دیا جاتا ہے۔ وہ اگر چاہے تو ان [illegible]
اور دلائل کو نظر انداز کر دے جو اس کے حق میں مفید اور
موثر ہیں اور ان کمزور پوائنٹس کو نوٹ کرے جو اسکے
حقوق کے مؤید نہیں ہیں یا ایسے طرز سے پیش کردہ
کمزور ہو جائیں اور طرز تحریر گستاخانہ دکھائی دے
ہم نے گذشتہ اشاعت میں ایک مثال بوری وتامل
اور جلال الدین دو کلرکوں کی دی ہے جس سے صاف
معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہی [illegible] دو مختلف سزائیں
دی گئی ہیں۔ اب غور طلب یہ سوال رہ جاتا ہے کہ جب
حال میں ایک ہی قسم کا جرم ہے پھر دو مختلف سزاؤں
کے کیا معنی؟ لیکن اس سوال کا جواب یہی ہو سکتا ہے
کہ یہ اسی نوٹ سسٹم کا نتیجہ ہے۔ جلال الدین کا کوئی
ہوا خواہ غالباً لاہور میں موجود تھا اس نے اپنی سعی
سے اسے بچا لیا اور بوری وتامل کا پرسانِ حال
کوئی نہ ہوا وہ زیر عتاب ہو گیا۔

ہم **پوسٹ ماسٹر جنرل** صاحب بہادر سے
با ادب التماس کرتے ہیں کہ جہاں وہ پبلک کی
خاطر یہانتک عزیز رکھتے ہیں کہ ایک ادنیٰ درجہ کے
آدمی کی معمولی شکایت خط کے دیر سے پہنچنے پر تحقیقات
کا ایک بڑا سلسلہ شروع کر دیتے ہیں اور متعلق کارندوں
کو کافی تنبیہ کرتے ہیں کیا حکام کا یہ فرض نہیں
کہ ان لوگوں کے حال زار پر بھی رحم فرمائیں جن کی
قسمت ان کے ہاتھ میں دیدی گئی ہے۔ جلال الدین
اور **دیوی وتامل** والا کیس مثل منگوا کر
اس کو اول سے آخر تک پڑھ جائیں۔ پھر ان کو
معلوم ہو جائیگا کہ ان کے ماتحت کیا ہو رہا ہے اور
زیادتی ہو رہی ہے اور کسطرح ان کے حقوق کا اتلاف
ہے ہم جب تک ایک معاملہ کو نہ دیکھ لیں
ناپسند نہیں کرتے نوٹ سسٹم کی بد استعمالی
میں ہم متعدد نہیں کثیر التعداد مثالیں [illegible]
کریں گے اور پوسٹ ماسٹر جنرل کو دکھائیں گے کہ ان کے
ماتحت انکی ذمہ واری پر محکمہ ڈاکخانہ میں کیا ہو رہا ہے۔

ملازمان ڈاکخانہ کے کوارٹر

معزز و واقف ہمعصر زمیندار نے
اس مضمون پر ایک سمجھدار نامہ نگار
کی تحریر شائع کی ہے جس کو ہم ذیل
میں درج کرتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

علاوہ ان شکایات کے جو حوالہ قلم ہو چکی ہیں اور بھی
بہت شکایتیں اور مضامین ہیں جن کی طرف حکام
کی توجہ منعطف کرانا اور جن پر روشنی ڈالنا ضروری ہے
منجملہ ان کے ملازمان ڈاکخانہ کی کوارٹر یعنی جائے قیام
وسکونت کا معاملہ ہے۔ یہ بات ہر شخص کو معلوم ہے
کہ ملازمان ڈاکخانہ کے فرائض کچھ ایسے ہیں کہ جن پر
وقت اور موسم بھی رحم نہیں کرتے۔ موسم گرما میں جبکہ
آفتاب ۵ بجے نکلتا ہے اگر ان کی حاضری ۶ بجے ہے
تو موسم سرما میں جبکہ آفتاب غائب ہی ۷ بجے بیدار ہوتا
ہے ملازمان ڈاکخانہ بھی ۶ بجے کی حاضری کی پابند
ہیں یہ وہ وقت ہوتا ہے کہ ایک ڈیڑھ گھنٹہ
مزدور [illegible] اپنے گرم بستروں
میں پڑے ہوئے [illegible] خواب نوشین کے مزے
لوٹتے ہوتے ہیں۔ لیکن ایک ایسا ہی خوش قسمت
فرقہ [illegible]
کو الفراق [illegible]
سنگ [illegible]
کی طرف [illegible] ہیں [illegible] ملازمان
ڈاکخانہ۔

اگر گرمیوں میں [illegible]
اور ملازمان ڈاکخانہ [illegible]
گھروں کو چلے جاتے [illegible]
۵ یا ۵ بجے [illegible]
ہے جبکہ چار گھنٹے کی رات گذر گئی [illegible]
عالمتاب بھی [illegible]
سپرد [illegible] خوف [illegible]
پیشتر [illegible] اگر کوئی شخص [illegible]
محنت سے جنگل سے شہر [illegible] دکھائی دیتا ہے تو وہ
کوئی غریب ملازم ڈاکخانہ ہی ہے۔
چکلے [illegible] اور بھی زیادہ ہوتی
ہیں جو آبادی [illegible] سرکاری دفاتر کے پاس یا
چھاؤنیوں [illegible] ان غریب ملازموں کو
[illegible] پر مکان ملتے ہیں اور نہ سرکاری طور پر
[illegible] سرکاری طور پر بنی ہوئی ہیں وہ
[illegible] پوسٹ ماسٹروں کی حالت میں تو ان کے ملازموں
اور [illegible] کافی نہیں ہوتیں اور
[illegible] تو سوائے ادنیٰ ملازموں کے
اوروں کے قابل [illegible] ہوتیں۔
غرض یہ ہے کہ گو [illegible] رسانوں کی جان سخت
آفت میں ہے۔ علاوہ ازاں کہ علے الصباح - دوپہر
اور شام - غرض دن میں چار چار پھیرے کریں اکثر
اوقات دو دو ڈھائی ڈھائی میل کی مسافت کا
طے کرنا ان کی ۱۰ - ۱۱ گھنٹہ کی سرکاری ڈیوٹی میں
۲ - ۳ گھنٹہ کا اور اضافہ کر دیتی ہے۔ دن کا تو کیا
ذکر ہے - رات کو بھی کافی آرام نہیں ملتا۔ موسم سرما
میں ان بیچاروں کی حالت قابل رحم ہوتی ہے شائد
کوئی صاحب یقین کریں یا نہ کریں مگر یہ اصلی بات ہے
کہ ایک شخص ایک ہفتہ تک اپنی لخت جگر بچوں کی صورت
نہ دیکھ سکا۔ صبح وہ خواب نوشین میں تھے کہ ان کا
کوچ دفتر کا ہوا بچے اٹھتے تو مدرسہ کو چلے گئے۔ والد
صاحب کھانے کیواسطے گھر گئے تو لڑکے مدرسہ
میں تھے - یہ بیچارے جھٹ پٹ زہر مار کر کے دفتر
کو واپس ہوئے۔ لڑکے آئے اور اپنا وقت گذار
کر خواب استراحت میں گئے اب رات کو ۹ بجے والد صاحب
بھی آکر دراز ہو گئے اور صبح کو پھر وہی معمولی دور
شروع ہوا۔ غرض ہفتہ بھر گذر گیا۔ جب اتوار کو بچوں
کو چھٹی ملی تو آرزو لئے دل بر آئی۔ اگر افسران محکمہ
ذرا دریا دلی کو کام فرما کر احاطہ ڈاکخانہ میں تمام
ملازمین کیواسطے معمولی گذر کے قابل مکانات بنوا دیں
تو تھوڑا سا وہ ان کا کرایہ مقامی شرح سے لیا کریں۔
پھر بھی ملازموں کیواسطے نہایت آرام اور اطمینان
کا باعث ہو جائیگا۔

وی پی سسٹم اور ڈاکخانہ

آج پہلی ہی دفعہ ہلکی سی مرتبہ [illegible] لکھنا پڑا ہے کہ وی
پی سسٹم کی ذریعہ اگرچہ بہت بڑا فائدہ تجارت کو پہنچا
ہے اور تاجروں اور خریداروں کو کئی قسم کے فائدہ
ہوتے ہیں لیکن اسمیں بھی کوئی شک نہیں کہ اس ذریعہ
سے [illegible] نقصان بھی ہوا ہے خریداران کو بعض
اوقات ظالم [illegible] کے ہاتھ سے دو آنہ کی چیز
دو روپیہ کو ملتی ہے۔ جس کا تدارک بجز اس کے نہیں
کہ خریدار عدالت میں جاوے اور پھر جو کچھ فیصلہ
ہو ایسے دغاباز تاجر کو سزا دلائے۔ لیکن اس
[illegible] میں کوئی پھنسنا نہیں چاہتا شائد ایک فی
ہزار بلکہ فی دس ہزار خریدار ہوتا ہو گا جو اپنے نقصان
کی تلافی کیلئے با ب عدالت پر پہنچ [illegible]
جان درویش خاموش ہو رہتے ہیں۔ اور اسطرح ایسے
غدار لوگوں کے حوصلے بڑھتے رہتے ہیں۔ برخلاف اسکے تاجروں
کو بھی اس طریق سے ایک قسم کا نقصان بعض اوقات
پہنچتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک شخص مال منگواتا ہے پھر کسی
وجہ سے انکاری کر دیتا ہے جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نہ
صرف اس مال پر جو محصول ڈال دیا جاتا ہے وہ تلف
ہوتا ہے بلکہ منی آرڈر کمیشن جو وی پی پر پیشگی دیا جاتا ہے
ضائع ہو جاتا ہے۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ منی آرڈر
کمیشن ڈاکخانہ کیوں لیتا ہے جبکہ وہ منی آرڈر فرستندہ
کو شائد ہی نہیں ہوتا۔ وہ کمیشن تو اسی رقم کا معاوضہ ہے
یکم اپریل سنہ ۱۹۰۴ء سے اس قاعدہ میں کچھ ترمیم ہوئی ہے
اور وہ یہ ہے کہ آئندہ وی پی فارموں پر منی آرڈر
کمیشن کے ٹکٹ فرستندہ کو لگانے نہ پڑیں گے۔ بلکہ محکمہ ڈاکخانہ
خود اسیقدر رقم اضافہ کر کے مکتوب الیہ سے وصول کیا کریگا
مثلاً اگر ۵ روپیہ کا وی پی ہے تو اب ۵ روپیہ کا وی پی کمیشن کا
ٹکٹ اوپر لگایا جاتا ہے۔ لیکن اگر ۵ روپیہ کا وی پی کرتے
تو اسپر ۲ آنہ کا ٹکٹ لگایا جاویگا اور یہ ۲ آنہ ڈاکخانہ میں ہی
جاوینگے اور مکتوب الیہ کا نقصان ہوگا۔ ہم نے اسی وجہ سے
اپنے اخبار کو وی پی کرنے میں ۵ روپیہ کی بجائے ۵ روپیہ ۲ آنہ کا وی پی
کرنا شروع کر دیا تھا کیونکہ اس سے کارخانہ کو ۲ آنہ کا سراسر
نقصان ہوتا تھا مگر خریداروں کا اسپر جاتا تھا لیکن اب
آئندہ ڈاکخانہ خود ہی اسقدر اضافہ کر کے وصول کر لیا کریگا۔
اسسے وی پی بھیجنے والوں کو کوئی نقصان نہ ہوگا۔ البتہ ڈاکخانہ
کے پوسٹ ماسٹروں کا کمیشن ضرور کم ہو جائیگا اور انکو نقصان
پہونچیگا اسلئے ان کے نقصان کی تلافی کیلئے کوئی تجویز
افسران ڈاکخانہ کو ملحوظ رکھنی چاہئے۔ جنکو ایک ایک وی پی
کے لئے کئی کئی مرتبہ اندراج کرنا پڑتا ہے ہم اس قاعدہ
پر مفصل پھر لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں فی الحال اسیقدر کافی ہے

سمالی لینڈ کی ڈاک کہاں جاتی ہے؟

جزیرہ - سمالی لینڈ میں ہم جو اخبارات روانہ کرتے
ہیں تعجب ہے کہ وہ وہاں بھی نہیں پہنچتے اور نہ وہ واپس
دفتر میں آتے ہیں معلوم نہیں کہاں جاتے ہیں؟
امید ہے کہ اسپر توجہ کیجاویگی۔

ہرکاروں کی تنخواہ میں اضافہ کی ضرورت ہے

ہم نے الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں سپرنٹنڈنٹ
صاحب امرتسر ڈویژن کو توجہ دلائی تھی کہ وہ بیچارے
ہرکاروں کی ترقی تنخواہ کی طرف بھی توجہ فرماویں ابھی
ہم نہیں کہہ سکتے کہ ہماری اس تحریر پر کیا نوٹس لیا جاویگا
لیکن اسمیں کوئی کلام نہیں ہو سکتا کہ یہ فرقہ بہت ہی
ہمدردی کے قابل ہے۔ پانچ روپیہ ماہوار پر گرمی کی
سخت جلانے والی دھوپ اور لو میں [illegible]
ہوائی پرند اور دوسرے حیوانات بھی آرام کرتے ہیں
یہ بیچارے اپنا خاص بوجھ اٹھائے ہوئے بھاگے
جاتے ہیں۔ نیچے سے زمین تپتی ہے اوپر سے
پسینا بہتا ہے بارش ہو یا کڑکڑاتا جاڑا انکو اپنے
کام پر جانا ضروری ہے۔ اور پھر بڑی بھاری
ذمہ واری ان کے سر ہے - ذرا بھی خراب
ہو جاوے تو ان سے جواب طلب ہو۔ ڈاک ذرا
دیر سے پہنچے تو ہرکارہ کے ذمہ وار۔
غرض عجیب کشمکش اور مشکلات میں پھنسے ہیں اور
انکی تنخواہ صرف پانچ روپیہ ماہوار۔ پس انکی حالت
ان کے کام کا موازنہ کر کے یہ ضروری ہے کہ اگر انکو آٹھ
روپیہ ماہوار نہ دئیے جاویں تو کم از کم چھ روپیہ ہی
دئیے جاویں۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب اگر اس مضمون پر
توجہ فرماویں گے تو وہ ہزاروں بیکس ہرکاروں اور
ان کے بال بچوں کی دعائیں لیں گے +

www.aaiil.org

مراسلت

اگر حقیقت اسلام در جہاں این ست
ہزار خندہ کفر ست بر مسلمانی

ناظرین کو معلوم ہوگا کہ کابل کے ایک معزز عالم فاضل جناب مولوی عبد اللطیف صاحب رئیس خوست جب قادیان میں آئے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مشرف بیعت ہو کر واپس تشریف لے گئے تو وہاں کے نالائق مولویوں نے علامہ موصوف کو ظلماً وعناداً شہید کرا دیا۔ اس پر مولوی عبد اللہ چکڑالوی کو فتویٰ لکھنے کی ضرورت لاہور میں بیٹھے بٹھائے پڑ گئی اور اپنے ماہواری رسالہ میں ایک طویل فتویٰ بدیں مضمون لکھا کہ مولوی عبد اللطیف حرام موت سے مرا ہے نہ کہ شہید ہوا کیونکہ قرآن شریف میں لکھا ہے کہ من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان۔ دوسری آیت الا ان تتقوا منہم تقٰۃ ویحذرکم اللہ نفسہ۔ اب ناظرین انصاف فرماویں کہ چکڑالوی صاحب نے کیسی فاش غلطی کی ہے اور آیات بیّنات کا کیسا الٹا نتیجہ نکالا ہے پہلی آیت میں تو صرف اتنا ہے کہ اگر کوئی مسلمان جان بچانے کے لیے ایسا کر بیٹھے تو خدا تعالیٰ اس پر چنداں گرفت نہیں کریگا۔ اس سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ جب کوئی مجبور کرے یا کچھ اندیشہ معلوم ہو تو جھٹ مرتد ہو جائے۔ دوسری آیت میں صرف کفار کے ساتھ تعلقات دوستانہ رکھنے کی اجازت ہے بشرطیکہ اندیشہ فساد نہ ہو۔ اسکا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ذرہ سے خوف کی وجہ سے فوراً مرتد ہو جانا چاہیے۔ ان آیات سے اگر کوئی یہ سمجھ لے جیسا کہ چکڑالوی اپنے رسالہ ماہ جنوری میں لکھتے ہیں کہ (مالک حقیقی کے ساتھ شرک کرنا اولاد کو قتل کرنا فواحش کے نزدیک جانا۔ لہو۔ گوشت خنزیر۔ ناحق خون کرنا۔ یتیموں کا مال کھانا۔ کیل و میزان پورا نہ کرنا۔ عدل نہ کرنا۔ مردار۔ نیاز غیر اللہ وغیرہ (یعنی والدہ سے بیٹی سے زنا کرنا خداوند تعالیٰ کو گالیاں دینا وغیرہ) تمام مجبوری کی حالت میں حلال ہو جاتے ہیں اور ایسی حالت میں جو شخص ان سے پرہیز کرے اور اپنی جان کو ہلاک کرے وہ بھاری گمراہ ہے۔ دیکھو صفحہ ۱۲ اشاعۃ القرآن بابت ماہ جنوری ۱۹۰۴ء) تو اسکی مثال کمثل الحمار یحمل اسفارا کی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ مومنوں کو خاص طور پر ارشاد فرماتا ہے کہ ولنبلونکم بشیءٍ من الخوف والجوع ونقصٍ من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین الذین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اولٰئک علیہم صلوات من ربہم ورحمۃ واولٰئک ہم المہتدون۔ خدا تعالیٰ تو مصیبت اور خوف کے وقت صبر کرنیوالوں کو خوشخبری اور رحمت کا وعدہ دیتا ہے اور ہدایت یافتہ قرار دیتا ہے مگر ملا چکڑالوی الٹی چال کا فرماتے ہیں العجب ثم العجب۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

ولئن قتلتم فی سبیل اللہ او متم لمغفرۃ من اللہ ورحمۃ خیر مما یجمعون۔ کیوں جی یہ آیت قرآن شریف میں موجود ہے یا نہیں۔

برین عقل و دانش بباید گریست

پھر خدا وند تعالیٰ فرماتا ہے فلا تخشوہم واخشونی ولاتم نعمتی علیکم۔ پھر فرمایا ہے فلا تخشوا الناس واخشون ولا تشتروا بآیاتی ثمناً قلیلاً ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولٰئک ہم الکافرون۔ خدا تعالیٰ بار بار فرماتا ہے کہ دنیا کے لوگوں سے مت ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو مگر معلوم ہوتا ہے کہ مولوی عبد اللہ صاحب میں کچھ دہریت کی رگ بھی ہے جو خدا سے تو نہیں ڈرتے مگر لوگوں سے ایسے ڈرتے ہیں کہ ذرہ سے خوف کی وجہ سے مرتد ہونے کے لیے تیار بیٹھے ہیں۔

آفریں باد بریں ہمت مردانہ تو

چکڑالوی صاحب نے ان آیات سے غلط در غلط استدلال کر کے علامہ عبد اللطیف شہید پر ناجائز فتویٰ کفر لگایا تھا مگر خدا کی عجیب شان کہ علامہ موصوف کی بریت تو قرآن سے ثابت ہو گئی اور چکڑالوی خود ہی آیت ومن لم یحکم بما انزل اللہ فیہ کے وعید کے نیچے آ گئے

مصرعہ

میں الزام انکو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

مصرعہ

کردۂ خویش آمد پیش

چند روز ہوئے کسی احمدی بھائی نے چکڑالوی سے پوچھا کہ اگر مولوی عبد اللطیف حرام موت سے مر گئے ہیں تو بتاؤ کہ امام حسین جو کربلا میں قتل ہوئے انکی نسبت آپکا کیا فتویٰ ہے اس کے جواب میں چکڑالوی صاحب لکھتے ہیں تلک امۃ قد خلت لہا ما کسبت ولکم ما کسبتم ولا تسئلون عما کانوا یعملون۔ یہ ایک جماعت تھی جو گذر چکی ان کا کیا ان کے لیے اور تمہارا کیا تمہارے لیے جو کچھ وہ کر گذرے تم سے انکی پوچھ کچھ نہ ہوگی پس مرزائی جماعت کا یہ کوئی نیا سوال نہیں بلکہ قدیمی کافروں خصوصاً یہودی و نصاریٰ کے ہیں کہ ایسے ایسے سوال و اعتراض قرآن میں موجود ہیں اور ان کے جواب بھی ہم اسلئے کرتے ہیں کہ یہ صاحب آئندہ ان فرعونی سوالوں کے جواب دینے کی تکلیف نہ دیا کریں اور اس غرض سے قرآن ہی پر نگاہ ڈال لیا کریں کہ یہ سوال کن لوگوں کے مشابہ ہیں مسلمانوں کے یا کافروں کے انتہیٰ

جواب الجواب۔ مولوی صاحب! فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے یا کفار مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے امم سابقہ کی نسبت سوال کیا تھا چونکہ وہ ایک دور دراز زمانہ کے واقعات تھے نیز انکے لیے سوالات بے سود بھی تھے اسلیے انکو یہ جواب دیا گیا کہ تلک امۃ قد خلت الخ مگر یہ تو آپ سے اسی امت کے ایک فرد کی نسبت سوال کرتے ہیں جو قرآن شریف کے احکام کے ماتحت تھا کہ آیا وہ شخص جس نے یزید کی بیعت سے انکار کر کے اپنے آپ کو اور ہمراہیوں کو کربلا کے میدان میں ہلاک کرایا کیا اس کا یہ فعل قرآنی تعلیم کے مطابق تھا یا مخالف اور اس کی کارروائی سے خدا کے حسب تعلیم قرآن راضی ہوا یا ناراض دجل سے کیا فائدہ لا تلبسوا الحق بالباطل آیۃ بھول گئے۔ پھر تلک امۃ میں تو صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب بھی داخل ہو گئے پھر آپنے انکی نسبت یہ ناجائز کیوں کیوں شائع کی کل کا مردہ آج قد خلت میں داخل ہے آپنے کس دلیل سے حضرت عبد اللطیف کو مستثنیٰ کرایا ہے

چشمئے لے کور کے فطرت تباہ
طعنہ بر خوباں بدیں روئے سیاہ

مکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر جو واقعات گذرے ہیں جو ایک ایک بیا بچا بکری کیطرح ذبح کیے جاتے تھے انکی نسبت بھی آپ کا یہ فتویٰ ہوگا۔ خصوصاً امام حسین کی نسبت تو آپ کا یہی اعتقاد ہے جو عبد اللطیف صاحب کی نسبت ہے مگر شیعہ وسنی کے خوف سے آپنے ہمارے احمدی بھائی کو صاف جواب نہیں دیا ہے یہ آپ کا عجیب فتویٰ ہے کہ عبد اللطیف صاحب کی وفات سے پہلے جو لوگ قرآن شریف کے برخلاف کر گذرے انکو تو کچھ نہ کہو مگر عبد اللطیف کو ضرور برا کہدو۔ یہ تو نادان سے نادان بھی جانتا ہے کہ جس روز سے قرآن شریف نازل ہوا ہے اس روز سے لیکر قیامت تک یہی ایک عام حکم ہے جو کوئی قرآن کے برخلاف چلیگا وہ گمراہ کہلاسے گا جو اس کے ماتحت ہو کر چلے گا وہ مومن متقی کہلائے گا۔ آپ کی تخصیص آپ کی جہالت اور ضلالت پر گواہ ہے۔ اگر آپ واقعی طور پر اہل قرآن ہیں تو جواب صاف دیں قرآن شریف بزدلی اور نامردی کی تعلیم نہیں دیتا وہ تو بہادری اور شجاعت دکھلانے کی تعلیم دیتا ہے آیت تذہب ریحکم یاد کرو۔

اب ہم چکڑالوی کے مریدوں سے سوال کرتے ہیں کہ ایسا بہادر جو ذرہ سے خوف کیوجہ سے کل جرائم کا مرتکب ہونے والا ہو وہ بھی کبھی ہادی دین متین ہو سکتا ہے۔ اور کیا حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر آج تک کوئی نبی رسول ولی مجدد ایسا گذرا ہے جو لوگوں کے دھمکانے سے ڈر کر مرتد ہوا ہو۔ قرآن۔ توریت۔ انجیل۔ احادیث۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ جب کبھی کسی بندۂ خدا کو کفار نے تکلیف دی ہے تو ہجرت کرلی ہے یا قید اختیار کی ہے یا موت قبول کی ہے مگر کسی جرم کے مرتکب ہرگز ہرگز کبھی نہیں ہوئے مگر افسوس تمہارے مرشد پر جو ذرہ سے خوف سے بھی کفر اور شرک کی ترغیب دیتا ہے اور سب بزرگان دین پر یہ ناجائز فتویٰ جو عبد اللطیف شہید پر لگایا ہے آپکے اسلام اور قرآن دانی کی حقیقت معلوم شد۔

راقم محمد یمین ہزاروی حال وارد
قادیان ۹ مارچ سنہ ۱۹۰۴ء

ہم اور ہمارے ناظرین

الحکم کی موجودہ تقطیع اور حجم کے باعث الحکم میں بقدر مضامین چھپتے ہیں جو ایک معمولی کتاب کے پانچ جزو کے سما جاتے ہیں۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ الحکم کسقدر ریڈنگ میٹر ہفتہ وار دے رہا ہے لیکن الحکم کو بہترین اور مفید تر اخبار بنانے کے لیے اسکی توسیع اشاعت کی بہت بڑی ضرورت ہے جو قوم کی توجہ چاہتی ہے

اکثر خطوط میں الحکم کی موجودہ تقطیع اور حاشیہ کی اصلاح کے لیے توجہ دلائی جاتی ہے ہمارے ناظرین انشاء اللہ العزیز ۱۰ اپریل کے الحکم کو ان اصلاحوں کا عملی نتیجہ پائیں گے۔ اور امید ہے اسے بہت ہی پسند کریں گے اسوقت انہیں اعتراف انشاء اللہ کرنا پڑیگا

کہ الحکم سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پرانا ہی نہیں بلکہ سب سے بہتر اور سب سے بڑا اور سب سے ارزاں اخبار ہے

اور قوم کو حیرت ہوگی کہ اتنا بڑا اخبار اتنی قیمت میں کیونکر دیا جا سکتا ہے

الحکم کی اشاعت کی ایران تک پہنچنے کا ذکر ہم نے گذشتہ اشاعت میں کیا ہے آج کی ڈاک میں ہمارے مخدوم مولوی نذیر علی صاحب پشاوری رقمطراز ہیں کہ وہ مشہد میں الحکم کی وسعت اشاعت کے لیے خاص سعی کر رہے ہیں۔ وہ صرف یہی نہیں کہ توسیع اشاعت کے لیے فکرمند ہیں بلکہ انھوں نے وعدہ کیا ہے کہ وہ فارسی مضامین لکھنے کے لیے بھی متحمل ہوں گے جو الحکم کو مدد دیں گے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء ہمکو خدا کے فضل سے امید ہے کہ اگر ہم نیک نیتی کے ساتھ الحکم کے ذریعہ سے خدمت کو کرنا چاہیں گے تو گو بہت سی مشکلات کے بعد ہی ہو کامیابی ضرور ہوگی اور ایران کی خفتہ قوم میں بیداری کا اثر محسوس ہونے لگیگا۔

منشی فیض الحسن صاحب بریلی سے ہم کو دو معزز خریدار بھیجتے ہیں جنمیں سے ایک نے روپیہ سالانہ دیگا اور دوسرا پانچ روپے منشی صاحب نے جو کچھ کیا ہے اپنا فرض ادا کیا ہے اسکی جزا اللہ سے پائینگے لیکن ہم توسیع اشاعت کے خیال کو عام کرتے اور الحکم کا مذاق پیدا کرنے کے لیے ان دو پرچوں کے ساتھ دو پرچے دو غیر مستطیع طالب علموں کے نام صرف عہ سالانہ فی پرچہ کے حساب سے جاری کرنیکو آمادہ ہیں اور کوئی شخص نہیں کہہ سکتا کہ ۹۶ جزو کی کوئی کتاب ایک روپیہ میں دیجا سکتی ہے کیونکہ الحکم کی کتابی سائز سالانہ ۹۰ جزو کی ہے۔

انجمن حمایت الاسلام لاہور نے اپنا اشتہار جلسہ بغرض اندراج ہمارے پاس بھیجی ہے اگرچہ ہمکو اس انجمن کی بہت سی کارروائیوں پر اعتراض ہے تاہم حق معاصرت کے لحاظ سے اس کا اشتہار دوسری جگہ درج کرتے ہیں۔

www.aaiil.org

جنگ جاپان و روس

(لنڈن ۹ مارچ)

جاپانیوں کی کامیابی پر امریکہ والوں کی رائے نیویارک کی سوسائٹی ونکوئنس میں ایک ضیافت کی تقریب پر جنرل ووڈ بلیڈ نے بیان کیا کہ جاپانی بحری کامیابیوں سے انکی عظمت تسلیم کرنی پڑتی ہے اس پر حاضرین نے چیرز دیے۔

ایم یوچیڈا جاپانی قونصل جنرل بھی اس موقع پر موجود تھا اس نے بیان کیا کہ جاپان قومی زندگی کے لئے جد و جہد کر رہا ہے اور وہ انصاف اور معاملہ کی صفائی کا خواہاں ہے اسکی تقریر کے اختتام پر حاضرین اٹھ کھڑے ہوئے اور چند منٹ تک چیرز دیتے رہے۔

مسٹر [illegible] اسسٹنٹ اٹرنی جنرل نے کہا کہ مجھے ایک [illegible] شہری کی حیثیت سے امید ہے کہ جاپان اس لڑائی کو اسطرح جاری رکھیگا جس طرح اس نے شروع کی ہے۔

جاپانیوں کا جزائر پر قبضہ :- جاپانیوں نے جزائر [illegible] پر ۲۶ فروری کو قبضہ کر لیا۔ وہاں انہوں نے صرف رسد اور خبر پہونچانے کے علم لیلئے۔ روسی ۲۳ فروری کو یہ جزائر چھوڑ کر چلے گئے تھے۔

ریلوے کی حفاظت :- چیف [illegible] کی خبر ہے کہ برٹش سفیر کے قول کے بموجب [illegible] ریلوے کی حفاظت کے لئے [illegible] ٹکڑیوں میں [illegible] ہے۔

جاپانیوں کا سمندر پر پورا تسلط :- جاپانیوں کا بحیرہ چین اور خلیج پیچلی پر پورا تسلط ہے [illegible] جو مسافر [illegible] میں انکا بیان ہے کہ جاپانی جنگی جہاز ہر ایک قوم کے دخانی جہازوں کو روک کر اشیاء ممنوع جنگ کی تلاشی لیتے ہیں۔

روسی قیدی :- چیملپو کی لڑائی میں جو روسی قید ہوئے تھے ان کی ایک اور جماعت کولمبو میں روس کی طرف جاتی ہوئی آنے والی ہے۔

جاپانیوں کو غنیمت ملی :- جاپانیوں کو ناگاساکی میں بہت سا گوشت جو کنستروں میں بند [illegible] جہاز [illegible] امریکہ سے پورٹ آرتھر کی طرف لیجا رہا تھا ہاتھ آیا۔

نیوچوانگ کی تیاریاں :- روئٹر نے ٹنگکو سے تار دیا کہ (۹ مارچ) روسیوں نے نیوچوانگ سٹیشن پر پانچ [illegible] محاصرہ کرنے والی توپیں اور [illegible] توپیں [illegible] سے اتار رہی ہیں۔

نیوٹرل جنگی جہازوں کی روانگی :- نیوٹرل جنگی جہاز روانہ ہوئے [illegible] اور [illegible] برٹش [illegible] کو [illegible] روانہ ہونے کی [illegible]

روسیوں کے ناکارہ جہاز :- روئٹر کا نامہ نگار ٹوکیو بیان کرتا ہے کہ بندرگاہ پورٹ آرتھر کے اندر تیرہ روسی جہاز ناکارہ ہو گئے ہیں۔ اور ایک قلعہ جاپانی بمب کے گولوں سے بہم تباہ ہو گیا۔ روسی بیماروں کی تعداد دو ہزار کے قریب ہے۔

تلنوان کے قلعوں پر گولہ باری :- منگل رات کو جاپانی جنگی جہازوں نے تلنوان کے قلعوں پر گولہ باری کی۔ اور پھر پورٹ آرتھر پر حملہ کیا۔

اشیاء ممنوع جنگ :- ۱۲ فروری کا تار ہے کہ ٹوکیو میں سرکاری طور پر اعلان کیا گیا کہ جاپانی گورنمنٹ اشیاء ممنوع جنگ کی دو اقسام قرار دیتی ہے۔ اول قسم میں جنگی آلات ہتھیار۔ پھٹنے والی اشیاء۔ اور ان کے بنانے میں جو چیزیں کام آئیں شامل ہیں اور دیگر اشیاء جن کا صرف لڑائی میں استعمال کرنا مقصود ہو۔ دوسری قسم میں رسد۔ شراب۔ گھوڑے۔ ساز۔ چارہ۔ گاڑیاں وغیرہ۔ کوئلہ۔ لکڑی۔ سکہ۔ سونا۔ چاندی۔ کل سامان اور تار ٹیلیفون۔ اور ریلوے بنانے کی اشیاء شامل ہیں۔ دوسری قسم کی اشیاء صرف اس وقت ممنوع خیال کی جائینگی جب ان کا دشمن کی بحری یا بری فوج میں پہنچانا مرکوز ہو۔

جاپانی عدالت انعامات :- ناگاساکی کے قریب مقام سیبو میں انعام کی ایک عدالت قائم ہوئی ہے اس کے فیصلوں سے ٹوکیو کی سپریم کورٹ میں اپیل ہو سکیگی۔

امریکن قونصل کے تسلیم کرنے سے انکار :- روس نے مسٹر مارگن امریکن قونصل متعینہ ڈالنی کے تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے۔ مسٹر ہیس کی رائے ہے کہ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ مسٹر [illegible] اور [illegible] جو چین سے عہدنامہ [illegible] امریکہ کی رو سے موکڈن اور پورٹ آرتھر میں قونصل تعینات ہو چکے ہیں۔ امریکن سفیر متعینہ [illegible] مسٹر [illegible] کا یہ خیال اس بنا پر ہے کہ منچوریا چین کا ایک صوبہ ہے۔ اور روس [illegible] کا استحقاق حاصل نہیں۔

جرم کر کے انکار نہ کرنا :- جن [illegible] لوگ جو جنگ سے پہلے روسی افسروں کو [illegible] کیا کرتے تھے اور جن کی نسبت سمجھا جاتا تھا کہ وہ جاپانی خفیہ سوسائٹیوں کے [illegible] روسی ریلوں کے [illegible] میں [illegible] کر رہے ہیں۔ روسی فیلڈ کمانڈر کو حکم ملا ہے کہ وہ ان لوگوں کے ساتھ سختی سے پیش آئیں۔

روسی آبادی جو ٹوکیو سے رخصت ہو چکی ہے تمام روسی آبادی سوائے آرک بشپ کے ٹوکیو سے رخصت ہو گئی ہے۔ ایس [illegible] نامی جہاز میں سوار ہوئی اور گذشتہ اتوار کو کوبے سے گذری۔

جاپان کے پولیس افسر روسی گرجا اور آرک بشپ کی حفاظت کر رہے ہیں۔

محصورین پورٹ آرتھر کا مقابلہ :- آخری خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ پورٹ آرتھر بحری پہلو سے بند ہو گئی ہے۔ اور اغلب ہے کہ جاپانی اس پر قابض نہ ہو سکیں گے۔ ان کی کوشش یہ ہوگی کہ محصورین کو فاقہ کشی کا عذاب پہنچا کر اطاعت پر مجبور کریں۔

روسی قیدی :- جاپانی ریڈ کراس سوسائٹی اس وقت چلفو میں ۸۰ روسی مجروحین کی خدمت اور علاج معالجہ کر رہی ہے۔

پورٹ آرتھر کی حالت :- لنڈن سے جو پرائیویٹ خطوط آئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ قلعہ میں ۸ ہزار جوان ہیں لیکن ان کو امید نہیں کہ اگر جاپانی خشکی و تری دونوں طرفوں سے ایک ساتھ حملہ کریں تو وہ ان کا مقابلہ کر سکیں گے۔

پورٹ آرتھر میں اب بھی سخت بدانتظامی ہے جو چینی گورنمنٹ کے زمانہ میں تھی۔ اعلیٰ ملٹری اور بحری حکام ٹھیکہ داروں سے ان ٹھیکوں کے کمیشن لینے کیلئے دست بگریبان رہتے ہیں۔ جو ان کو حکام مذکورہ کے رسوخ سے ملے تھے۔

پورٹ آرتھر میں گولہ بارود کا سامان بہت کم ہے اس کے بندرگاہ کی حفاظت کے لئے کم از کم ۵ سو تارپیڈو کشتیاں ضروری ہیں۔ مگر صرف ۳۵۰ موجود ہیں۔ اور ان میں سے پچاس بیکار ہیں۔

ولاڈیواسٹاک پر گولہ باری :- امیر البحر الکسیف نے ولاڈیواسٹاک کی گولہ باری کے متعلق یہ تسلیم کر لیا ہے کہ ۲۰۰ بمب کے گولے چلائے گئے تھے لیکن اس نے یہ بیان نہیں کیا کہ وہ پھٹے نہیں۔ جاپانی بیڑہ تین مرتبہ دریا میں آگے پیچھے گیا۔ قلعے یا مورچوں کا کچھ نقصان نہیں ہوا شہر اور حفاظتی تعمیرات کو دیگر حصوں کا بہت خفیف نقصان ہوا۔

بیٹریوں کو آتش باری کے لئے تیار رکھنے کی کارروائی بہت انتظام کے ساتھ ہوتی ہے۔ [illegible] روز بیڑہ ساحل کے قریب ہو کر گذرا مگر آتش باری نہ کی۔ اور جنوبی سمت میں غائب ہو گیا۔

بحیرہ قلزم کا تجربہ :- برٹش انڈین سٹیمر "مباسا" نامی ۹ مارچ کو مدراس پہنچا۔ یہ وہی جہاز ہے جسے روسی جنگی جہازوں نے غلطی سے بحیرہ قلزم میں گرفتار کر لیا تھا۔ اس گرفتاری کی کیفیت یوں ہے کہ ۲۲ فروری ساڑھے دس بجے رات کو جبکہ مسافر اپنے اپنے کمروں میں سونے کی تیاریوں میں تھے توپ چلنے کی آواز سنائی دی۔ اہل جہاز چونک اٹھے "مباسا" فوراً روسی جہازوں کے سمت میں روانہ ہوا تھا کہ اتنے میں دوسری توپ چلنے کی آواز آئی۔ اس کے بعد دو روسی افسر ایک دخانی کشتی میں سوار ہو کر مباسا کے تختہ پر آئے اور کاغذات کی تلاشی لیتے رہے۔ مگر بے سود۔ یہ کہنا غیر ضروری ہے کہ اس شور و شغب سے تمام مسافر جاگ اٹھے۔ اور ڈیک پر آ کھڑے ہوئے۔ روسی افسروں نے افسوس ظاہر کیا کہ مباسا کو غلطی سے ٹھہرایا اور اسے بیجا تکلیف دی۔

روسی شکستوں کا اثر (لنڈن ۹ مارچ) ٹائمز کا روسی نامہ نگار [illegible] کہ نہایت مشرق میں روسیوں کو شکست ہونے سے اہل پولینڈ کے حوصلے بڑھ گئے ہیں [illegible] اور گورنمنٹ روس نے مجبوراً پولیس کی تعداد بڑھا دی ہے۔

روس کے جنگی جہاز :- روس کے تین نئے جنگی جہاز سلوا [illegible] سوارف اور [illegible] کے اختتام تک تیار نہ ہوں گے۔ ان کے بہم پہنچانے میں مشکل پیش آئیگی۔ کیونکہ روسی چیدہ افسر منچوریا میں متعین ہیں۔

سائبیرین ریلوے :- چینی جاسوسوں نے سائبیرین ریلوے کی حالت بہت بری بیان کی ہے۔ ہر جگہ بدانتظامی ہے۔ ریلوے بہت سے مقامات پر مسدود ہو رہا ہے اور اس کا شیرازہ نظام درہم برہم ہو رہا ہے۔ حکام اپنے آپ لوگوں پر ضبط نہیں کر سکتے۔

امریکہ میں قومی تعصب - (لنڈن ۹ مارچ) ایک حبشی کو زندہ جلا دینے پر سپرنگ فیلڈ اوہیو میں قومی تعصب و جوش کا دریا امڈ آیا۔ دو ہزار گوروں نے آ کر غریب حبشیوں پر حملہ کیا۔ اور ان کے گھروں کو آگ لگا دی۔ بیس بستیاں جل کر سیاہ ہو گئی ہیں۔ ملیشیا کی آٹھ کمپنیاں موقعہ پر روانہ کی گئی ہیں۔

آتش زدگی :- بیرونٹ [illegible] شام کے قریب [illegible] تیل کے ۲۵ ہزار ٹینکوں کے اٹھنے سے جن میں ۵۰ ہزار ٹن تیل تھا آگ لگ گئی۔ جو تین چار روز تک جلتی رہی۔

پولیس میں اونٹوں کا استعمال - جنوبی افریقہ کے بعض حصوں میں پولیس کے کام کے لئے اونٹوں کا استعمال کر رہے ہیں۔ یہ ایک مہینے میں چھ سات سو میل گشت کرتے ہیں اور اچھی حالت میں ہیں۔

مشرقی افریقہ اور یوگنڈا (لنڈن ۶ مارچ) مسٹر [illegible] ممبر پارلیمنٹ نے مشرقی افریقہ اور یوگنڈا کے مضمون پر لیکچر دیتے ہوئے کہا کہ اگر گورنمنٹ لوگوں کو وہاں کے مقامی حالات سے اچھی طرح مطلع کرے تو اس ملک [illegible] جانے والوں کو [illegible] فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

فوجی کمیشن (لنڈن ۹ مارچ) فوجی تخمینوں پر بحث کرتے ہوئے سر ہنری کیمبل بنرمین نے کہا کہ ہمارا ملک (برطانیہ) [illegible] فتح و جنگ کی پالیسی [illegible] فوجی اخراجات کی برداشت نہیں کر سکتا۔ مسٹر [illegible] نے لارڈ رابرٹس کی بہت تعریف کی۔

مسٹر بالفور نے سر ہنری بنرمین کے بیان کی تردید کی اور کہا کہ مشرق الاقصیٰ میں حالات کا میلان اس طرف ہے کہ ہمارا اور ایک بڑی ایشیائی طاقت کا ملاپ [illegible] ایک اور بڑی فوجی طاقت کے ساتھ بذریعہ حدبندی کر رہے ہیں۔

تبت مشن (پہاڑی جانگ ۹ مارچ) ایک دو روز میں آٹھ سو [illegible] میں پہنچنے والے ہیں۔ جنہیں جسقدر ممکن ہو آگے بڑھا دیا جائیگا۔ جمعہ اور ہفتہ کو [illegible] برفباری ہوئی۔ وہاں آجکل [illegible] میں مصروف ہیں۔

عدن میں شورش (لنڈن ۹ مارچ) ایک عرب سردار جسے ایک سو آدمیوں کی جمعیت میں عدن آنے کی اجازت دی گئی تھی۔ بجائے اس کے اڑھائی سو مسلح آدمی لے آیا۔ صاحب ریذیڈنٹ نے منع کیا کہ اتنے آدمی مت لاؤ۔ لیکن باز نہ آیا۔ آخر جب [illegible] کو آخری دفعہ بلا لیا گیا تو [illegible]

www.aaiil.org

ولاڈیواسٹاک کی دیکھ بھال: ٹوکیو میں جاپانیوں کی ولاڈیواسٹاک کی گولہ باری کے متعلق [illegible] رپورٹ شائع ہوئی مضمون یہ کہ [illegible] صرف دشمن کی دیکھ بھال کیلئے کیا گیا تھا۔ اور اس نے دشمن کا بہت نقصان کیا۔ قلعہ کی بیٹریوں نے جواب نہ دیا۔ بعد ازاں جاپانی بیڑہ روس کی خلیجوں میں گشت کرتا رہا۔ مگر روسی بیڑہ نظر نہ آیا۔

روسی تارپیڈو کشتی ضائع ہو گئی ہے
ایک روسی تارپیڈو کشتی بندر سعید اور کریٹ کے درمیان ضائع ہو گئی ہے۔ اس کے ملاح سب بچا لئے گئے۔

ایک سنجیدہ تجویز: روس کا بحیرہ بالٹک والا بیڑا غالباً جولائی میں شمال مشرقی راستہ سے جاپان کی طرف جائیگا۔

افواہ ہی تھی: اس افواہ کی تصدیق نہیں ہوئی کہ جاپانیوں نے بمقام ولاڈیواسٹاک روسی بیڑہ پر حملہ کیا تھا۔

زار روس کا مبارکبادی تار (لنڈن ۱۱ مارچ) زار روس نے ولاڈیواسٹاک کی قلعہ کی فوج کو "آگ کے بپتسمہ ملنے پر" مبارکباد کا تار بھیجا۔ جس میں شہنشاہ روس کہتے ہیں۔ ہمیں یقین ہے۔ کہ روسی سپاہی اس قلعہ کو دشمن سے محفوظ رکھنے کیلئے اپنے جسموں کی فصیل بنا دیں گے۔

جاپانیوں کی پیشقدمی: چیفو سے واشنگٹن میں خبر پہونچی۔ کہ جاپانی افواج ینگ تنگ چنگ اور ناکوستان میں پہونچ گئی ہیں۔ گویا مرو کو ریا میں روسیوں کے عقب پر پہنچ گئی ہیں۔ اور غالباً ریلوے کی آمد و رفت کو مسدود کر دیں گے۔

روس کے بحری نقصانات: ٹوکیو سے اس تار کی تصدیق ہو گئی ہے۔ کہ پورٹ آرتھر میں روس کے آٹھ جنگی جہاز شکستہ ہو کر ناکارہ پڑے ہیں۔

خبریں حاصل کرنے میں دقت: آمد و رفت میں بہت مشکلات ہیں۔ اور جنگی حکام کی نکتہ چینی کی وجہ سے واقعات کی خال خال جھلک نظر آسکتی ہے اور ان وجوہات سے بہت سی رپورٹوں کی صحت کا یقین نہیں ہو سکتا۔ ان میں سے اکثر متناقض معلوم ہوتی ہیں۔

پورٹ آرتھر پر از سر نو گولہ باری: شنگھائی سے پیٹرزبرگ میں ایک تار بدین غرض پہنچا کہ ۹ مارچ کی آدھی رات کو جاپانی بیڑہ نمودار ہوا۔ اور تھوڑے تھوڑے وقفہ کے ساتھ دس بجے صبح سے آٹھ بجے تک گولہ باری کرتا رہا۔

ولاڈیواسٹاک پر گولہ باری: بمبئی میں جاپانی سفیر کو گورنمنٹ جاپان کا ایک تار بدین مضمون پہنچا۔ (۱۱ مارچ) امیر البحر کیمورا کی سرکاری رپورٹ [illegible] کہ ہم ولاڈیواسٹاک کی شمال مشرق کی جانب میں قلعہ کے قریب پہنچے۔ شام کو دو بجے [illegible] کی غرض سے گولہ باری شروع کی اور [illegible] تک [illegible] خلیج امریکن اور [illegible] میں گشت کی لیکن کوئی خاص بات نظر نہ آئی۔ دوپہر کے قریب ہم پھر ولاڈیواسٹاک کے قریب پہنچے لیکن روسی جنگی جہاز نہ ملے پھر ہم خلیج پوسٹ میں گئے وہاں بھی دشمن نظر نہ آیا۔

روس و امریکہ: امریکہ کی ایک نیوز ایجنسی روس کی حمایت پر آمادہ ہو گئی ہے۔ مدعا یہ ہے کہ امریکہ کی عام رائے پر اثر ڈالا جائے۔

مالی پالیسی: پارلیمنٹ کے ایک ممبر مسٹر برٹن نے یہ تحریک کی کہ غیر ممالک کی اشیاء پر محصول لگانے میں مختلف ملکوں کو ترجیح دینے کے متعلق جو تقریریں ہوا کرتی ہیں۔ ان کو روکا جائے۔ یہ اتفاق رائے سے اس کی تردید ہوئی۔

پارلیمنٹ کی بحث میں وزارت اور اس کے مخالف فریق کی تقریروں سے پایا جاتا تھا کہ عنقریب پارلیمنٹ کا عام انتخاب ہوگا۔

والڈوولڈ میں فساد

طویل فسادات کی وجہ سے والڈوولڈ (واقع روس) میں عوام اور فوج کے درمیان سخت لڑائی ہوئی اور اس میں بہت سے آدمی قتل ہوئے

برطانیہ کے اور مقدونیہ کی اصلاحات

ارل پرسی نے انگلستان کے دارالعلوم میں کہا کہ جب مقدونیہ کی فوجی پولیس [illegible] کا دوسرا جنرل قسطنطنیہ کو روانہ ہو گا [illegible] دو [illegible] اور گیارہ دن [illegible] لگ گئے۔

جنگ روس و جاپان کی لغات

نوٹ خطوط وحدانی کے اندر جو نام ہیں وہ بعض مقامات کے دوسرے اور نئے نام ہیں مثلاً کوریا کو تعض [illegible] ہیں کیونکہ ان کا اصلی نام دوسرا ہی ہے اور [illegible] جاپانی ہے

آبنائے کوریا۔ جاپان اور کوریا کے درمیان واقع ہے بحری جنگ میں فائدہ اٹھانے کیلئے یہ موقع اچھا ہے۔

اذوما۔ جاپانی آہن پوش ہے اسکی وسعت دس ہزار ٹن اور ۱۵ ہزار گھوڑوں کی طاقت کا ہے اسکی رفتار ۲۰ء۴۲ ناٹ ہے اور چودہ توپیں اسکے میگزین میں رہتی ہیں یہ ایلسوک میں تیار کیا گیا ہے۔

اروراً۔ دوم درجہ کا روسی آہن پوش ہے جو بندر آرتھر پر مقیم رہتا ہے۔

اذوما۔ جاپانی آہن پوش ہے جسکی باربرداری نو ہزار چار سو تریسٹھ ٹن اور رفتار ۲۱ ناٹ ہے۔ اسپر (۱۹۰۱) انچ موٹا فولاد چڑھا ہوا ہے اور سولہ ہزار گھوڑوں کی طاقت کا ہے اس میں دس توپیں رہتی ہیں۔ یہ تمام ایلسوک تیار کرایا گیا تھا۔

اساما۔ یہ جاپانی آہن پوش ہے۔ اسکی باربرداری دس ہزار ٹن اور اٹھارہ ہزار گھوڑوں کی طاقت کا ہے رفتار ۲۲ ناٹ۔ یہ ایلسوک میں تیار کیا گیا تھا۔

اسکولڈ۔ یہ اول درجہ کا روسی جنگی جہاز ہے۔ اسکی باربرداری سات ہزار ٹن اور رفتار ۲۳ ناٹ ہے اسمیں ایک درجن توپیں رہتی ہیں اور بندر آرتھر پر مقیم رہتا ہے

اسلیابیا۔ ایک روسی جنگی جہاز ہے جو مشرق الاقصے کے لئے مخصوص ہے اسکی وسعت بارہ ہزار ٹن۔ اسمیں دس توپیں اور آتشگیر ہتھیار انکا بہت سا ذخیرہ رہتا ہے۔

اساہی۔ جاپانی جنگی جہاز ہے جس میں پندرہ ہزار ٹن اسباب آتا ہے۔ اور پندرہ ہزار گھوڑوں کی طاقت کا ہے اس کی رفتار ۱۸ ناٹ ہے اس میں آتشگیر اسلحہ کا میگزین ہے اور یہ کلائیڈ میں تعمیر کیا گیا تھا۔

الماز۔ روسی جنگی جہاز ہے جو نہر سویز سے روسی سکواڈرن میں شامل ہونے کیلئے بندر آرتھر تک آ جاتا ہے۔

امناک۔ ایک دریا ہے جس کا دوسرا نام یلو ریور ہے اسکی تشریح یی کی تقطیع میں دیکھو۔

امیر البحر الکسیف سلطنت روس کا اقصائے مشرق میں وائسرائے ہے اسکا صدر مقام بندر آرتھر ہے اسکو جنگی اور انتظامی دونوں قسم کے اختیارات حاصل ہیں

امیر البحر بیرن انوئی جاپانی فوج میں اس کا تقرر کمانڈر انچیف کی تعیناتی کے عہدہ پر ہے جو بحر الہند پر واقع ہے جاپانی بحری اتیات سے بحریہ اس کا رجہ دوسرا ہے

امیر البحر بیرن یاماموتو۔ جاپان کے بحری صیغہ کا وزیر ہے۔

امیر البحر ساميتيا۔ یہ فوج جاپان کا کمانڈر انچیف ساسیبو پر متعین ہے۔

امیر البحر سٹرولاف۔ روسی افواج میں بحر اسود کے بیڑے اور بندرگاہوں کا کمانڈر انچیف ہے اس کا خیال ہے کہ [illegible] قانون بری اور بحری دونوں جنگ میں فتح حاصل ہو سکتی ہے۔

امیر البحر شبایاما۔ جاپانی کمانڈر انچیف یکو ساکا پر تعینات ہے۔

امیر البحر وائیکونٹ ایٹو۔ یہ کمانڈر انچیف یکوساکا پر متعین ہے اور جاپانی بحری اتیات بحر کا پیدا ہے اور جنگ چین و جاپان میں یہ وقت جاپانی بحری فوج کا کمانڈر انچیف تھا۔

انتنگ یا شنا ہو۔ یہ منچوریا کی سرحدی چوکی ہے اور یلو دریا کے شمال جانب آتو کمانے کے قریب منچوریا بالکل واقع ہے جو جانب جنوب ہے اور نیکیو سے بارہ میل فاصلہ پر ہے آجکل یہ بندر مسالحت ہے کیونکہ چین نے اضلاع متحدہ کے ساتھ عہدنامہ کر کے اس کے کھولنے کا اقرار کر لیا لہذا یہ تمام قوموں کیلئے کھولا ہوا ہے۔ مگر آجکل روسی فوج کی نگرانی ہے

اوساکا۔ بحر الہند پر بڑا بندرگاہ ہے جس کو سلطنت جاپان کا دارالحکومت کہتے ہیں اس کی آبادی تیرہ لاکھ ہے یہ جاپان میں دوم درجہ کا شہر ہے اور قدیم دارالحکومت کیوٹو سے چند میل کے فاصلہ پر ہے۔

ایکوبیٹ۔ جاپانی زرہ پوش ہے جس کے اندر اسلحہ خانہ رہتا ہے یہ اذوما کا ہم پلہ ہے۔

بایان۔ اول درجہ کا روسی جنگی جہاز ہے جسکی باربرداری آٹھ ہزار ٹن اور رفتار ۲۱ ناٹ اس میں دس توپیں رہتی ہیں۔ اور بندر آرتھر پر تعینات ہے۔

بحر جاپان۔ یہ بحر الکاہل کا شمال مغربی حصہ جاپان اور براعظم ایشیا کے درمیان واقع ہے۔ اسکے ساحل پر کوریا اور ایشیائی روس کے بحری صوبجات واقع ہیں۔

بلیکو ولیٹ چنگ۔ یہ دریائے اموریر روس کا بڑا تجارتی شہر ہے یہاں سنہ ۱۹۰۰ء میں روسیوں نے چینیوں کا بہت کشت و خون کیا تھا۔

بندر آرتھر۔ پہلے چینیوں کا یہاں کا قلعہ پر قبضہ تھا اب روسیوں کے تصرف میں ہے۔ یہ جزیرہ نمائے لیاؤتنگ کی انتہائی سرحد ہے اس کو جاپان نے سنہ ۱۸۹۴ء میں فتح کیا تھا۔ لیکن بعد کو واپس کر دیا۔ سنہ ۱۸۹۸ء میں چین نے روس کو پٹہ پر دیدیا۔ یہاں قلعہ کی نوج میں بیس ہزار سپاہی رہتے ہیں۔ اور دو سال کے لئے سامان خوراک جمع رہتا ہے مشرق الاقصیٰ میں جنگی حکمت عملی کیلئے اس سے بہتر موقع نہیں ہے یہ بندر بہت بڑا ہے۔ روسی جہازوں کا بیڑا اس جگہ جمع ہوتا ہے لیکن محل بہت خراب ہے لیکن اس بندر کی گہرائی بہت زیادہ نہیں ہے یہاں کا ڈاک یارڈ اور مرمت کرنے کے کارخانے محدود ہیں۔ ڈاک یارڈ کی وسعت صرف ۳۲۵ × ۸۴ × ۳۴ فٹ ہے۔

بندر ٹانگ کاؤ۔ دریائے یلو کے دہانہ پر ایک بندر ہے اور عہدنامہ حال کی رو سے جاپان کیواسطے کھولا گیا ہے۔ اب اور قوموں کے جہازوں کی بھی آمد و رفت ممکن ہے۔

بندر (ا) انچیپ۔ خلیج بروٹن پر کوریا کی مشرقی ساحل پر یہ بندر واقع ہے

بندر سچلفن۔ کوریا کے جنوب میں [illegible] ساحل پر ہے جس کا بندرگاہ بہت خوشنما ہے۔ برطانیہ اعظم نے اس کے اوپر سنہ ۱۸۸۵ء میں قبضہ کیا تھا لیکن روس کو یہ وعدہ کرکے چھوڑ دیا کہ آئندہ کوریا میں کبھی تصرف نہ حاصل کرے۔

بوائی ان۔ یہ روسی جنگی جہاز ہے جسکی باربرداری تین ہزار ٹن اور رفتار ۲۲ ناٹ ہے اس کی میگزین میں چھ توپیں رہتی ہیں اور [illegible] پر تعینات ہے۔

بوگاتر۔ روسی جنگی جہاز جسکی باربرداری چھ ہزار ٹن رفتار ۲۴ ناٹ ہے اس کے میگزین میں چھ توپیں رہتی ہیں اسکی تعیناتی والڈیو اسٹاک پر ہے۔

بیرن یاماگوچی۔ یہ لفٹنٹ جنرل جاپانی فوج کے پانچویں ڈویژن کا کمانیر ہے سنہ ۱۹۰۰ء میں پیکن پر دوسری سرکاروں کے ساتھ جاپانی فوج کا کمانیر تھا۔

پروبلیڈا۔ یہ روسی جنگی جہاز ہے جسکی وسعت بارہ ہزار ٹن رفتار ۱۹ ناٹ اس کے اندر گیارہ توپیں رہتی ہیں اور بندر آرتھر پر تعینات ہے۔

پریسویٹ۔ روسی جنگی جہاز ہے جسکی وسعت بارہ ہزار ٹن اور رفتار ۱۸ ناٹ ہے۔ اسمیں بارہ توپیں رہتی ہیں۔

پلاڈا۔ روسی جنگی جہاز ہے جسکی وسعت سات ہزار ٹن اور رفتار انیس ناٹ ہے۔ اسمیں آٹھ توپیں رہتی ہیں۔

پنگیانگ۔ علاقہ کوریا میں سمندر سے دور ہے سنہ ۱۸۹۴ء میں جاپانیوں نے چینیوں کو اسی مقام پر فتح پائی تھی اس کی آبادی پچاس ہزار ہے۔

پولٹیوا۔ روسی جنگی جہاز ہے جس کی وسعت گیارہ ہزار ٹن اور رفتار ۱۷ ناٹ ہے اس میں بارہ توپیں رہتی ہیں۔

پوسن۔ نوسن کا دوسرا نام ف کی تقطیع میں تلاش کرو۔

تارپیڈو۔ روس اور جاپان کے جہازوں کے ساتھ بہت سی تارپیڈو کشتیاں اور تارپیڈو ڈسٹرائر کشتیاں جدید نمونہ کی موجود ہیں۔

ٹالیئن شیکی۔ ٹشو شیما میں جاپان کا کولنگ سٹیشن اور بحری افواج کا بیس (جہاونی) ہے۔

ٹشوشیما۔ آبنائے کوریا میں ایک جاپانی جزیرہ ہے جس کا

www.aaiil.org

ذا واقع ہے مستحکم ہے اور جنگی حکمت عملی کیلئے بڑا اچھا موقع ہے اس کا طول ۱۵۰ میل ہے جوار بہا تاکہ وقت اس جزیرہ کے دو حصے ہو جاتے ہیں۔

ٹوکیو۔ جاپان کا دارالحکومت ہے اس کی آبادی ۱۵ لاکھ ہے۔

ٹوکیوا۔ جاپانی سیاحی جہاز اسکی وسعت دس ہزار اور اٹھارہ ہزار گھوڑوں کی طاقت کا ہے رفتار ۲۱ ناٹ اس کا اوپر چھ انچہ لوہا چڑھا ہوا ہے اس کی اسلحہ خانہ میں دس توپیں رہتی ہیں۔ یہ ایلسوک میں تیار کیا گیا ہے۔

تیاو۔ کوریا کا ایک شہر سمندر سے دور سیول فیوزن لائین پر واقع ہے۔

ٹیلنوان۔ ڈالنی کا دوسرا نام ہے (ڈ) کی تقطیع میں تلاش کرو اس نام کا ایک خلیج بھی ہے

جزیرہ کوئیلپارٹ۔ کوریا کی جنوبی ساحل پر واقع ہے یہاں بھی جہازوں کا لنگرگاہ ہے۔

جزیرہ نمالیا و ٹنگ۔ منچوریا کی علاقہ کی جنوبی حد ہے

چنیوان۔ چیمپو کا دوسرا نام ہے جسکی تشریح (چ) کی تقطیع میں تلاش کرو۔

جنرل آرٹامینیاف۔ یہ روسی فوج میں ۸ رفل کا کمانیر ہے جس میں ۲۹ و ۳۰ و ۳۱ و ۳۲ رجمنٹیں شامل ہیں اس کا ہیڈکوارٹر والدیووسٹک میں ہے۔

جنرل بیرن آکو۔ نامور جاپانی جنرل ہے جس نے جنگ جاپان و چین میں بڑی ناموری حاصل کی تھی

جنرل جیسیرسکی۔ وارسا کا ڈپٹی گورنر جنرل ہے۔ اور روس کی بری افواج کا کمانڈر انچیف ہے۔

جنرل بیرن ہاسیگاوا۔ یہ جاپانی فوج کے امپیریل گارڈ ڈویژن کا کمانیر ہے۔

جنرل ٹراوچی۔ جاپانی وزیر جنگ ہے۔

جنرل کروپٹکن۔ یہ روسی وزیر جنگ مشرق الاقصے میں روسی افواج کا کمانڈر انچیف ہے۔ اس نے وسط ایشیا میں بہت سی خدمات انجام دی ہیں اور کاشغر یا اسی کا فتح کیا ہوا ہے۔

جنرل کروکی۔ اس فوجی افسر نے جنگ جاپان کے زمانہ میں ... کے فتح کرنے میں بہت مدد دی اور جاپانی فوج میں کارگذار جنرل سمجھا جاتا ہے۔

جنرل گروڈیکاف۔ ۱۹۰۰ء میں جب روس نے منچوریا پر حملہ کیا تھا۔ تو یہ روسی فوج کا کمانیر تھا آجکل مشرق الاقصے میں تمام روسی افواج کا کمانڈر انچیف جنرل کروپٹکن کی جگہ میں بڑا کمان پر سمجھا جاتا ہے۔

جنرل نوزو۔ (نوذزو) یہ جاپان کا بڑا تجربہ کار اور ... جنرل ہے اس نے کوریا میں زبردست مقام پینگ یانگ کو فتح کیا اور جنگ جاپان و چین میں جنگی حکمت ... ایسی فتح حاصل کی کہ اسکی قسمت کا فیصلہ ہو گیا۔

جنرو۔ با عالی رتبہ شہنشاہ کی پریوی کونسل کے ممبر ہیں۔ جنمیں اشخاص ذیل شامل ہیں مارکوئس آئیٹو مارکوئس یاماگاتا کونٹ ماتسوکاتا کونٹ اینوئی اور مارکوئس اویاما ان ناموں کی یہ انجمن جاپانی قوانین اور ضوابط میں داخل نہیں ہے۔ لیکن چونکہ یہ میکاڈو کی براہ راست مشیر ہیں اسوجہ سے تمام با اختیار ہیں۔

چنگ وانگ واو۔ یہ تیان شان سرائی بندر ہے

چیموپو۔ ... ہانگ کانگ کے شمال جانب کوریا کی مغربی ساحل پر بندر مصالحت ہے یہ ٹینگیانگ کا بندر ہے اور علاقہ کوریا میں درجہ دوم کا شہر ہے۔ یہ غیر ملکی تجارت کیلئے ۱۸۹۹ء میں کھولا گیا تھا۔

چیفو۔ یہ چینی صوبہ شانٹنگ کا ایک نامور شہر اور بندر مصالحت ہے۔ یہ بندر آرتھر کے مقابل میں واقع ہے۔ اس کا درمیانی فاصلہ ۸۷ میل ہے۔

چیملپو۔ (جنتوان) یہ بندر مصالحت ہے کوریا کی مغربی ساحل پر واقع ہے۔ اور بندر سیول ہے ۳۱ میل ہے دونوں کے درمیان ریلوے جاری ہے اسکی آبادی بیس ہزار ہے اور تجارت بڑھی ہوئی ہے خصوصاً چینی اسباب زیادہ روانہ ہوتا ہے یہ نکاساکی ہے ۴۲۸ میل چیفو سے ۲۷۰ میل اور بندر آرتھر سے ۲۹۰ میل ہے جوار بہاٹا کی وجہ سے یہاں جہاز رانی بہت کم ہوتی ہے جسکی شدت سات آٹھ میل تک رہتی ہے۔ علاقہ کوریا میں ایک انگریزی فرم صرف اس جگہ قائم ہے۔

خلیج بروٹن۔ کوریا کے شمال و مشرق میں بحر جاپان پر واقع ہے اس کی خاص بندر لزارف اور وانسیہ میں جو خلیج ینگ شنگ پر اس کے مرکز کے قریب واقع ہیں۔

خلیج پوسیٹ۔ یہ خلیج ایشیا کے روسی بحری صوبہ میں کوریا کی شمال و مشرقی سرحد پر واقع ہے۔

خلیج لیاؤ ٹنگ۔ کی وجہ تسمیہ جزیرہ نمالیاؤ ٹنگ سے اس کو جیم کی تقطیع میں تلاش کرو۔

دریائے یلو (اسناب) منچوریا اور کوریا کے درمیان شمال و مغربی سرحد ہے ۱۸۹۶ء میں روس نے کوریا کے جنوب جانب جنگل کاٹنے کی رعایت حاصل کی تھی اور اسی بہانہ سے قبضہ کر بیٹھا ۱۸۹۴ء میں جاپانیوں نے چینی بیڑے پر دریائے یلو کے شاداب بازوں پر فتح حاصل کی تھی۔ اور چینیوں کے چار جنگی جہاز ڈوبے تھے

دریائے ٹیومن۔ روسی بحری صوبہ اور کوریا کے درمیان شرقی سرحد قائم کرتا ہے۔

ڈائنا۔ روسی جنگی جہاز ہے جسکی باربرداری سات ہزار ٹن اور رفتار بیس ناٹ اسکی سگزین میں ۸ توپیں رہتی ہیں۔ اور بندر آرتھر پر تعینات ہے۔

ڈالنی۔ (ٹالنوان) ٹرانس سائبیرین ریلوے کا ٹرمینس (اختتام) ہے اور سینٹ پیٹرسبرگ سے ۵۷۳۰ میل پر ہے اور جزیرہ نمالیاؤ ٹنگ کے بالکل انتہا پر واقع ہے۔ روسیوں نے اسکو نیوچوانگ کی بجائے تجارتی مرکز بنانے کی کوشش کی لیکن زیادہ کامیابی نہیں ہوئی انہوں نے پولیس لائنیں بڑے بڑے زیادہ ڈاک یارڈ اور گودام کی تعمیر میں صرف کیا خلیج ٹالنوان جس پر وہ واقع ہے بہت گہری اور نہایت محفوظ ہے۔

روریک۔ روسی سیاحی جہاز وسعت گیارہ ہزار ٹن رفتار تیرہ ناٹ ولیڈ ورسٹک پر تعینات ہے۔

روشیا۔ روسی سیاحی جہاز وسعت بارہ ہزار ٹن رفتار ۲۰ ناٹ اس میں ۱۶ توپیں ہیں یہ بڑا خطرناک ہے آجکل اسکی تعیناتی ولیڈ وورسٹک پر ہے۔

ریٹویسان۔ روسی جنگی جہاز ہے وسعت ۱۲۷۰۰ ٹن رفتار ۱۸ ناٹ اس کے اندر بارہ توپیں رہتی ہیں امریکا کی ساخت ہے اسکی تعیناتی بندر آرتھر پر ہے۔

زاریوچ۔ روسی جنگی جہاز ہے جسکی باربرداری تیرہ ہزار ٹن اور رفتار ۱۸ ناٹ ہے اس کی سگزین میں بارہ توپیں رہتی ہیں یہ سنہ ۱۹۰۱ء میں تیار کرایا گیا تھا

اسکی تعیناتی بندر آرتھر پر ہے۔

ساسیبو (ساسیجو) یہ جاپان کا بہت بڑا ڈاک یارڈ نکاساکی سے چند میل پر ہے یہاں کا اسلحہ خانہ بہت بڑا ہے۔

سانگ دو۔ کوریا کا سابق دارالحکومت اسکی آبادی پچاس ہزار ہے۔

سکوادرن شینٹنگ۔ یہ جاپانی بحری افواج کے ایک حصہ کا نام ہے جس میں اعلیٰ درجہ کے جنگی جہاز اور چہ سیاحی جہاز شامل ہیں گر آغاز جنگ سے یہ تفریق نہیں ہے۔

سوون۔ سیول فیوزن ریلوے کا سیول کیجانب ... ہے۔

سیواس ٹوپل۔ روسی جنگی جہاز وسعت گیارہ ہزار ٹن رفتار ۱۷ ناٹ (بحری میل) اسکے اسلحہ خانہ میں بارہ توپیں رہتی ہیں۔

سیول کوریا کا دارالحکومت بندرگاہ چیملپو کو بذریعہ ریل ملحق ہے۔ اسکی آبادی دو لاکھ ہے۔ یہاں قلعہ کی حفاظت کو جاپانی فوج رہتی ہے اور تمام طاقتوں نے حال میں اپنے لیگیشن کی حفاظت کو تھوڑی تھوڑی فوج بھیجدی ہے۔ یہ شہر ٹرسوئے وغیرہ کے لحاظ سے ادنی معلوم ہوتا ہے۔

شانگچن۔ جنوب و شرقی ساحل پر کوریا کا بندر مصالحت ہے۔ یہاں معقول بندر نہیں ہے اور لنگرگاہ بھی بہت ادنی حیثیت کا ہے۔

شنگ کنگ۔ منچوریا کے تین صوبوں میں سے سب سے زیادہ جنوبی صوبہ ہے۔

شیکشما۔ جاپانی جنگی جہاز جسکی وسعت پندرہ ہزار ٹن اور پندرہ ہزار گھوڑوں کی طاقت کا ہے اسکی رفتار ۱۸ ناٹ اسلحہ (۱۴) انچہ۔ اس کے اندر چودہ توپیں رہتی ہیں۔ یہ دریائے ٹیمز پر تیار کیا گیا ہے۔

شیمونا سکی۔ جزیرہ ہانڈو دجاپان میں ایک مقام ہے جہاں بڑا مستحکم قلعہ ہے چین و جاپان کی مابین عہد نامہ ۱۸۹۵ء میں اسی مقام پر ہوا تھا۔

شین ہیکوان۔ دیوار چین کے انتہائی شرقی سرے پر ریلوے لائن پیکنگ سے نیوچوانگ تک واقع ہے

شینٹنگ۔ یہ چینی صوبہ بحر یلو پر واقع ہے اسکا صدر مقام چیفو ہے اس صوبہ میں کیاؤ چاؤ کا ضلع جرمن کو لکھدیا گیا ہے۔

فارموسا۔ یہ بڑا جزیرہ جاپان نے چین سے لڑکر فتح کیا ہے جو چین کے جنوب میں واقع ہے۔

فوسن۔ (بوسن) جنوبی کوریا کا خاص بندر ہے یہاں بھی ایک مصالحت ہوئی تبھی اسکی تجارت بہت بڑھی ہوئی ہے۔ کوریوں کی آبادی پانچ ہزار اور جاپانیوں کی چھ ہزار ہے یہ شیمونا سکی (جاپان) سے ۲۲۵ میل ہے مگر شیا دابنائے کوریا سے ۷۰ میل ہے۔ جو جاپان کے تصرف میں ہے یہ وہ مقام ہے جہاں جاپانی کوریا کے پہلی حملہ کے وقت فروکش ہوئے تھے۔ ان کی بود و باش یہاں مدت سے ہے اس جگہ سے جاپان تک کیبل گرام (سمندری تار) جاری ہے۔ اور سیول فیوسن ریلوے لائن کا جنوبی ٹرمینس ہے جو گورنمنٹ جاپان کیطرف سے زیر تعمیر ہے۔ لائن مذکور

فیوزان سے تیکوتاب تعمیر ہو چکی ہے جو قریب بیس میل کے ہے اور آگے چلنے والی ہے۔

فیلڈ مارشل کونٹ اویاما۔ جاپانی فوج کے اسٹاف کا چیف ہے یہ تجربہ کار جنرل بہت مشہور افسر ہے اسکی عمر ۶۱ سال ہے جو چین کے خلاف دوسری فوج لیگیا تھا منجملہ اور نمایاں فتوحات کے اس نے بندر آرتھر تیلنوان اور وی ہائی وی چین سے لیا۔

فیلڈ مارشل مارکوئس یاماگاٹا۔ جاپان کا ایک نامور شیر اور بہادر افسر ہے یہ جنگ جاپان و چین میں کمانڈر انچیف تھا۔ یہ جنرو یا پریوی کونسل کا ممبر ہے مارکوئس ایٹو کے بعد دوسرا معتمد یہ ہے۔

فیوجی۔ جاپانی جنگی جہاز ہے جسکی باربرداری (۱۲۳۰۰) ٹن اور تیرہ ہزار گھوڑوں کی قوت کا ہے۔ اسکی رفتار (۱۸) ناٹ اس کے اوپر (۱۴) انچہ لوہا چڑھا ہوا ہے اس کے سگزین میں دس توپیں رہتی ہیں اور بلیک وال میں تیار کرایا گیا ہے۔

کساگا۔ یہ جاپانی آہن پوش ہے یہ ارجنٹائن ریپبلک کے جہازوں میں سے ہے جسکو جاپان نے قیمتاً خریدا ہے اسکی وسعت (۷۷۰۰) ٹن ہے۔

کساگی۔ یہ بھی ایک جاپانی آہن پوش ہے جسکی وسعت پانچ ہزار ٹن ہے اور پندرہ ہزار پانسو گھوڑوں کی طاقت کا ہے۔ اس کی رفتار (۲۲ ½) ناٹ اس کے اوپر ۸ انچہ لوہا چڑھا ہوا ہے اس کے اندر دس توپیں رہتی ہیں۔ اور فیلڈلفیا میں کریمپ کے کارخانہ میں طیار کیا گیا تھا۔

کوبے۔ جاپان کا بندر مصالحت ہے ... ہے یہاں کی تجارت بہت بڑھی ہوئی ہے اس کے ڈاک یارڈ میں جہازوں کی مرمت ہوتی ہے آبادی ایک لاکھ اسی ہزار ہے۔

کونٹ کٹسورا۔ یہ جاپان کا وزیر اعظم ہے اس کو عہدہ جرنیلی کا نصف مشاہرہ ملتا ہے جنگ جاپان و چین میں جاپانی افواج کا سب سے بڑا کمانیر تھا جسپر اسکو بڑی نیک نامی حاصل ہوئی

کونٹ لیمسڈارف۔ روس کا وزیر خارجہ ہے کچھ عرصہ تک زار نے اسکو ناقابل اعتبار سمجھکر معطل کر دیا تھا مگر اب چند روز سے دوبارہ تقرر عمل میں آیا ہے

کنسان۔ ایک بندر مصالحت ہے جو کوریا کی مغربی ساحل پر واقع ہے۔

کوان ٹنگ۔ جزیرہ نمالیاؤ ٹنگ میں چھوٹا سا صوبہ ہے جسمیں وہ علاقہ شامل ہے جسکا پٹہ چین نے روس کو لکھدیا ہے۔ ڈالنی اور بندر آرتھر اسی صوبہ میں ہیں۔

کوریا یہ جزیرہ نما منچوریا سے جاپان کی طرف ۶۰۰ میل لمبا اور (۱۵۰) میل چوڑا ہے۔ اس کی ساحل کا سلسلہ بہت وسیع ہے جسکو برطانیہ اعظم کے ساحل کے ہمسر خیال کرنا چاہیے۔ اس نے مختلف اوقات میں اور نیز ایک وقت میں چین اور جاپان کی اطاعت تسلیم کی ہے جنگ جاپان و چین کے بعد چین نے اپنا دعوے چھوڑ دیا اس وجہ سے جاپان کا تصرف بڑھ گیا لیکن کوریا کے باشندے جاپانیوں سے خوش نہیں ہیں جو کوریا میں قیام پذیری کے وقت

جاپان کے باشندون کی ساتھ خود مختاری اور تکلیف ہے ... یہان کی مردم شماری مین اختلاف ... کوئی بارہ ملین بتلاتا ہے جسمین تیس ہزار جاپانی ہین جو کل ملک کی تین چوتہائی تجارت ... پر قابض ہین لگے ہوئے ہین پالیٹیکل ریزیڈنسی ... جاپان نے کوریا کی خود مختاری کو اپنی سلامتی کیلئے ہمیشہ سے ضروری خیال کیا ہے۔

کونٹ ناث کاٹا - یہ جنرل (پریوی کونسل) مین جاپانی شہیر ہے سابق مین چیف ... بہت نامور رہچکا ہے۔

کھاباروکا (کھاباروسک) یہ مقام مشرق الاقصٰی ... روسی گورنر جنرل کا پیشتر دارالحکومت تہا یہ ... دریائے امور پر واقع ہے اس کی آبادی ... ہزار ہے۔

کیاؤچاؤ - شانٹنگ کے چینی صوبہ مین ایک بندر ہے جسکا پٹہ جرمنی کو لکہدیا گیا ہے۔

کیورے - یہ بحری بیس (مرکز چھاونی) بحر المیند ... یہ علاقہ جاپان مین ہیروشیما سے چند میل پر واقع ہے - یہان ڈاک یارڈ اسلحہ خانہ اور متعدد کارخانے ہین - آجکل یاکوساگا کا ہم پلہ شمار ہوتا ہے۔

کروموبائے - اول درجہ کا روسی جنگی جہاز ہے جسکی وسعت بارہ ہزار ٹن اور رفتار بیس ناٹ اس کے ... مین ۴۶ توپین رہتی ہین اور ولیڈیواسٹوک پر تعینات ہے۔

گرینڈ ڈیوک بورس - گرینڈ ڈیوک والڈیمر کا بیٹا ہے اور میدان جنگ مین شریک ہوگا۔

لفٹننٹ جنرل اسیکو - جاپانی فوج کی ساتوین ڈویژن کا کمانیر ہے۔

لفٹننٹ جنرل اکوبو - جاپانی فوج کے چہٹے ڈویژن کا کمانیر ہے۔

لفٹننٹ جنرل الوئی - یہ جاپانی فوج مین بارہوین ڈویژن کا کمانیر ہے جو جنگ جاپان وچین مین بھی شریک تہا۔

لفٹننٹ جنرل ایچ اوشیما - جاپانی فوج کے نوین ڈویژن کا کمانیر ہے۔

لفٹننٹ جنرل بیرن اوکاوا - جاپانی فوج کی چوتہی ڈویژن کا کمانیر ہے۔

لفٹننٹ جنرل بیرن کواموری - جاپانی فوج کے دسوین ڈویژن کا کمانیر ہے اس نے جنگ جاپان وچین مین بہت ناموری حاصل کی تہی۔

لفٹننٹ جنرل بیرن کوداما - جاپان کے فوجی اسٹاف کا چیف اسسٹنٹ ہے اور علم جنگ سے خوب ماہر ہے - جنگ جاپان وچین کے زمانہ مین ہیروشیما پر بحیثیت وزیر جنگ متعین تہا۔

لفٹننٹ جنرل بیرن نمیشی - جاپانی فوج کے دوسرے ڈویژن کا کمانیر ہے - جنگ جاپان وچین مین اس نے بہت نیکنامی حاصل کی تہی۔

لفٹننٹ جنرل پرنس فشمی - ایچ آئی ایچ جاپانی فوج کے فرسٹ ڈویژن کا کمانیر ہے اور جنگ چین وجاپان مین شریک رہا۔

لفٹننٹ جنرل ناچیمی - جاپانی افواج کی آٹھوین ڈویژن کا کمانیر ہے۔

لفٹننٹ جنرل دائی اوشیما - جاپانی فوج کے تیسرے ڈویژن کا کمانیر ہے۔

لنشین - یہ جنگی جہاز جاپان نے ارجنٹائن ریپبلک سے خریدا تہا اس کی وسعت (۷۷۰۰) ٹن ہے۔

لیاؤیانگ - اسی مقام پر روسی جمع ہو رہے ہین - یہ جنگی حکمت کے اعتبار سے بہت اچھا ریلوے اسٹیشن مکڈن اور بندر آرتہر کے درمیان واقع ہے۔

مائزرو - جزیرہ ہانڈو علاقہ جاپان مین بحری ڈاک یارڈ ہے۔

مالتسوشیما - جاپانی جنگی جہاز ہے جس کی وسعت ۴۲۷۷ ٹن ہے۔

مارکوئس آئیٹو - یہ جاپان کا سب سے بڑا مشیر اور میکاڈو کا خاص صلاحکار ہے - جاپان کے آئین و قوانین وضع کرنے مین اس نے بہت کچہہ حصہ لے رکہا ہے اور انگلستان اور جاپان کے باہمی اتحاد مین اس نے بہت کچہہ کوشش کی تہی۔

مروران ہیکاڈو مین جاپان کا بحری اسٹیشن ہے یہان ایک قلعہ ہے۔

مسانپو (ماسمپو) یہ کوریا کا بندر مصالحت فیوزن کے قریب واقع ہے - اورنگا ساکی و ولاڈی ... کے فیصلہ ... روس نے یہان کولنگ اسٹیشن حاصل کرنیکی کوشش کی تہی لیکن جاپان نے اسکو روکدیا۔

میکاڈو متسوہیٹو - جاپان کا شہنشاہ ہے جو ۳ نومبر ۱۸۵۲ء کو پیدا ہوا تہا اور ۱۳ فروری ۱۸۶۷ء کو تخت نشین ہوا۔

مکڈن - منچوریا کا دارالحکومت ہے - منچو خاندان کا بحری مقام تہا - آجکل تخت چین پر متمکن ہے اسکی آبادی دو لاکہہ اور تجارت بہت بڑہی ہوئی ہے جو ازقسم سمور اور ریشم ہے اس پر روسیون نے ۱۹۰۰ء مین قبضہ کیا تہا۔

منچوریا - اس مین چین کے تین صوبے شامل ہین - یہ دیوار چین کے شمال جانب واقع ہے اس کی آبادی نو تیرہ لاکہہ اور رقبہ تین لاکہہ [illegible] ہزار میل مربع ہے - روس نے اس کے اوپر ۱۹۰۰ء مین اس بہانہ سے قبضہ کر لیا تہا کہ ہم باکسر (چینی) بغاوت کو فرو کئے دیتے ہین اور اقرارنامہ کے بموجب ۱۹۰۳ء مین اسکو خالی کردینا مناسب تہا ایسا نہ کرنا موجودہ جنگ کی علت غائی ہے۔

موکپو - یہ بندر مصالحت کوریا کے جنوب و مغرب مین واقع ہے اور بہت خوشنما جگہہ ہے - یہان (۱۰۰۰) جاپانیون کی آبادی ہے جنگی کارروائی کے لئے یہ موقعہ بہت اچھا ہے۔

میزرو - جزیرہ ہانڈو مین جاپانیون کا بحری سٹیشن ہے۔

میکاسا - نہایت زبردست جاپانی جنگی جہاز ہے - وسعت (۱۵۲۰۰) ٹن اور سولہ ہزار گھوڑون کی طاقت کا ہے اسکی رفتار ۱۸ ناٹ ہے اسمین ۴۴ توپیں رہتی ہیں - یہ مقام بیرو مین تیار کرایا گیا تہا۔

نائب امیر البحر ٹوگو - جاپانی بیڑہ کا کمانیر ہے بڑا جنگ آزمودہ افسر ہے - جنگ جاپان و چین مین اس نے نمایان خدمت انجام دی ہین اس نے بحری تعلیم گرینچ کے نیول کالج مین انگریزی قاعدہ سے حاصل کی ہے۔

نکولس دوم زار روس - تمامی روسی مقبوضات کا خود مختار شہنشاہ ۱۸ مئی ۱۸۶۸ء کو پیدا ہوا تہا اور یکم نومبر ۱۸۹۴ء کو تخت نشین ہوا۔

ناگاساکی - جنوبی جاپان مین اعلیٰ درجہ کا بندرگاہ ہے اور ساسیبو بحری اسٹیشن کی چند میل فاصلہ پر ہے جاپانی بیڑہ کی جمع ہونے کی یہ خاص جگہ ہے یہان گودام مین کوئلہ اور دیگر اشیاء بکثرت جمع رہتی ہیں مشرق الاقصٰی مین اس سے زیادہ آسائش کا [illegible] ڈاک [illegible] نہین ہے۔

نیوچوانگ - منچوریا کا بندر مصالحت ہے اسکی آبادی پچاس ہزار ہے یہ برٹش تجارت کا بڑا مرکز ہے جو روس کے قبضہ مین ۱۹۰۰ء مین آیا۔

والڈیووسٹاک - مشرق الاقصٰی مین روس کے دو بڑے بحری سٹیشنون میں سے ایک یہی دوسرا بندر آرتہر ہے یہ ٹرانس سائبیرین ریلوے کا ٹرمنس ... اس کو تبدیل کر دیا گیا - یہ شاندار بندر ہے لیکن موسم سرما مین برف سے ڈہک جاتا ہے یہان کا ڈاک یارڈ بہت اچھا ہے اسکی آبادی بیس ہزار ہے اور بندر آرتہر سے ۱۰۴۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔

وانسن (جنسن) کوریا کے شمال و مشرق مین ایک بندر مصالحت ہے - یہ بہت اچھا بندر ہے اسکی آبادی بیس ہزار ہے - اور جاپانی کثرت سے آباد ہین یہاں سے سیول تک تار بہی لگا ہوا ہے۔

وجیو - دریائے یلو کے دہانہ کے قریب کوریا کے شمال و مشرقی حصہ مین واقع ہے یہان ایک ریلوے لائن ... سیول تک تیار ہونیوالی ہے۔

وی ہیوی - چین کے صوبہ شین ٹنگ کے شمالی ساحل پر ہے اس کا پٹہ برٹانیہ اعظم نے چین سے کرا یا تہا۔

ہاتسیوس - اس جاپانی جنگی جہاز پر بڑا جہنڈا رہتا ہے وسعت ۱۵ ہزار ٹن اور پندرہ ہزار گہوڑون کی طاقت کا رفتار ۱۸ ناٹ اس مین ۴۴ توپین رہتی ہین اور ایلسوک مین تیار کرایا گیا ہے۔

ہاربن - (کھاربن) منچوریا کا ریلوے مرکز ہے روسیون کی کوشش سے اسکو بہت سرسبزی حاصل ہوئی ہے اور اس وقت مکڈن کے ہم پلہ ہے یہ روسی فوج کا اقصائے مشرق مین ہیڈ کوارٹر ہے جہان ... سپاہیون کے لئے بیشمار بارکین بنی ہوئی ہین۔

ہاکوڈیٹ - جزیرہ ہوکیڈو (ینیرو) پر بندر مصالحت اور بحری سٹیشن ہے اسکی حفاظت کو ایک قلعہ بنا ہوا ہے اسکی آبادی ۷۵ ہزار ہے اور ولیڈیواسٹک کے بالکل مقابل واقع ہے دونون مقامات ۴۰۰ میل کا فاصلہ براہ سمندر ہے۔

ہانڈو - ... کے مشرقی ساحل پر سلطنت جاپان کا سب سے بڑا جزیرہ ہے ... شہر بارہ گہنٹہ مین ... حال مین بہت استحکام دیا گیا ہے ... یہان ایک سڑک جاتی ہے۔

ہسنمنشن (شننشن) چائنیز ناردرن ریلوے کا شمالی ٹرمنس ہے مکڈن سے تیس میل پر جانب غرب واقع ہے۔

ہیروشیما - یہ جاپانی شہر بحر المیند مین واقع ہے یہان بہی ایک قلعہ ہے جنگ چین وجاپان کے زمانہ مین میکاڈو نے اپنی سکونت اسی جگہ اختیار کی تہی اور یقین ہے کہ موجودہ جنگ مین بہی میکاڈو کا قیام گاہ یہین ہوگا۔

ہیلر - (کہیلر) یہ شمال منچوریا کا مغلون کے عہد مین دارالحکومت تہا - اب ٹرانس سائبیرین ریلوے کا بڑا اسٹیشن ہے۔

ہیم ہونگ - علاقہ کوریا مین ایک شہر ہے جہان ایک چیف مجسٹریٹ رہتا ہے - جو خلیج براؤٹن ... واقع ہے۔

ہنیانگ - سیول کا کورین نام ہے جسکو سین کی تقطیع مین تلاش کرنا چاہیے۔

یاشیما - جاپانی جنگی جہاز ہے اس کی وسعت بارہ ہزار پانسو ٹن ہے اور فیوجی جہاز کا ہم پلہ ہے۔

یانگیمپو - (یانگبیو) دریائے یلو کے دہانہ پر ایک بندر ہے جسپر اب روسیون کا قبضہ ہوگیا ہے۔

یوان شیکائی - یہ چینی وائسرائے شمال مین چینی افواج کا کمانیر ہے اور صوبہ پیلنگ جوانگ ... مین مخالف ہے۔

یوکوسوکا - جاپان کا ایک مشہور بحری سٹیشن ہے جہان ڈاک یارڈ اور اسلحہ خانہ ہے کسی زمانہ مین بڑا بحری مرکز تہا مگر اب اس کا مدمقابل کیورے ہے۔

یوکوہاما - جاپان کا بڑا بندر ہے اس کی آبادی دو لاکہہ ہے۔

یونسان - وانسن کا دوسرا نام ہے اس کو واؤ کی تقطیع مین تلاش کرو۔

(باقی ...)

ضروری! ضروری!! ضروری!!!
اطلاع خریداران الحکم کیلئے

خریداران الحکم اپنا فرض سمجھ لین کہ ہر قسم کی خط و کتابت کرتے وقت اپنا نمبر خریداری ضرور لکہا کرین ورنہ تعمیل ارشاد مین ... ہو سکیگی اور مطبع اسکا ہرگز جواب دہ نہین ہے کیونکہ خریداروں کی تعداد بفضل خدا ہر روز ترقی پر ہے - چٹ کا نمبر دینے مین اس بات کا لحاظ کیا جاوے کہ رجسٹر ... نہ لکہا جاوے یہ نمبر اخبار کا جو اخبار کی رجسٹری کیلئے ملا ہوا ہے اسکو خریدارون کے نمبر کیساتھ کچہہ تعلق نہیں ہے۔ ضرور خیال رہے - (ایڈیٹر)

الحکم کے ناظرین جنکے ذمہ کچہہ بھی بقایا ہے اگر اطلاع نہین دینگے کہ وہ کب واجب الادا رقم بہیجین گے تو ہر وقت الحکم کا وی پی بہیجنے کو طیار رہتے ہین۔

مطبع انوار احمدیہ قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر احمدی اینڈ سنز مالکان کارخانہ کی اہتمام سے چھپکر شائع ہوا۔

www.aaiil.org

رجسٹرڈ ایل ۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

سنہ ۲۲ ، ۶ ، ۱۳

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

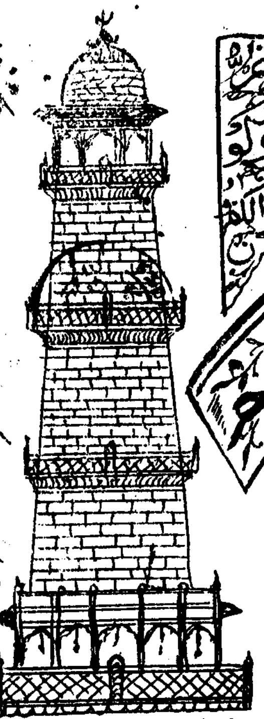

آج سے انسانی جہاد جو
تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا اب اس کے بعد جو شخص
کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے
جنہوں نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرمایا ہے
کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار
کے جہاد ختم ہو جائیں گے سو اب
میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی
جہاد نہیں ہمارے طرف سے
امان اور صلح کاری کا
سفید جھنڈا بلند
کیا گیا ہے

چندے کی قیمت سالانہ

عام سے ۵
خواص و معاونین سے ۷
ہندوستان سے باہر ۷
غیر مذاہب والوں سے ۱۲
اپنے سلسلہ کے غیر مستطیع لوگوں سے ۱۲

نمبر ۱ | دار الامان قادیان ۲۴ مارچ سنہ ۱۹۰۴ء | جلد ۸

دنیا میں پہلی طرز کا قرآن کریم

قاعدہ یسرنا القرآن کے ذریعہ جس آسانی اور عمدگی کے ساتھ قرآن کریم کی تعلیم دیجا سکتی ہے وہ اب مخفی امر نہیں رہا۔ اسی قاعدہ کے دیباچہ میں جس قسم کے قرآن کریم کا اشارہ کیا ہے محض خدا تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ کرکے یسرنا القرآن کے مصنف کی کتابت سے ہمنے ایک قرآن شریف چھاپنا چاہا ہے جو ڈیمی کاغذ پر ۱۸ × ۲۲ کی تقطیع پر بالفعل بطور نمونہ دو پارے چھاپے ہیں جو صاحب قرآن کریم کی اشاعت کے لیے دل میں جوش رکھتے ہیں اگر وہ اس نیک کام میں ہماری حوصلہ افزائی کرینگے تو اس مشکل کام کا سہل ہو جانا بلحاظ اسباب ممکن ہے اور پھر خدا تعالےٰ کا فضل شامل حال ہو تو سارا قرآن شریف چھپ جانا آسان ہے۔ اس نمونہ کے دو پاروں کا ہدیہ ۲ر ہے یہ پارے بالکل طیار ہیں تمام درخواستیں دفتر الحکم کے نام آنی چاہییں۔

مژدہ باد

سلک مروارید کا پہلا اڈیشن ہاتھوں ہاتھ نکل گیا تھا اور قوم نے اس رسالہ کو خاص قدر و منزلت اور

حضرت کی نگاہ سے دیکھا اور خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ وہ بہت مفید بھی ثابت ہوا۔ اب اسکا دوسرا اڈیشن چھپ رہا ہے۔ اس مرتبہ نظر ثانی کے بعد کہیں کہیں مناسب ترمیم بھی کر دی ہے مگر وہ پانچسو سے زیادہ نہیں چھپا۔ جو درخواستیں اس کے ختم ہونے پر آئی تھیں ہمنے انکو محفوظ نہیں رکھا اس لیے جو صاحب جلد درخواستیں بھیجینگے ان کی تعمیل سب سے پہلے ہو جاوے گی ورنہ تیسرے اڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا کتابت اور تقطیع میں بھی تبدیلی کی گئی ہے قیمت وہی چار آنے فی جلد

تیسرا اڈیشن چھپ گیا

حضرت اقدس کی ایک تقریر اور مسئلہ وحدۃ الوجود پر خط اس سے پہلے دو مرتبہ چھپا ہے قیمت ۲ر

دفتر الحکم کی موجودہ کتابیں

تفسیر القرآن پ ا ہم اسکے متعلق کچھ نہیں کہتے قرآن کریم سے محبت رکھنے والے منگوا کر دیکھیں اگر اس سے پہلے اس طرز و اسلوب کی کوئی تفسیر نہ پڑھی ہے اور یہ محض کسی کی نقل ہے تو بیشک واپس بھیجکر قیمت وصول کر لیں۔ قیمت ۸ر
رپورٹ سالانہ جلسہ ۱۸۹۷ء جو چھپ سکی مکمل رپورٹ ہے جسمیں حضرت اقدس کی زبردست

تقریروں کے علاوہ حضرت حکیم الامۃ اور مولوی عبد الکریم صاحب کے اعلیٰ درجہ کے لیکچر بھی شامل ہیں جس میں قرآن کریم کی عظمت و جلال کو حقائق اور معارف کے رنگ میں ظاہر کیا ہے قیمت ۸ر
الانذار صرف چند جلدیں ملگئی ہیں طاعون کے متعلق حضرت حجۃ اللہ کی کارروائی کا مجموعہ اور جلسہ طاعون کی پوری روئداد قیمت ۴ر
اصلاح النظر آریوں کے قصہ آدم علیہ السلام پر اعتراض کا لطیف جواب جو حضرت حکیم الامۃ کے ارشاد سے ایڈیٹر الحکم نے لکھا اور آپکی نظر ثانی کے بعد چھپا آپ یہ ایک لاجواب ہے قیمت ۲ر
تفسیر سورۃ تبت فاضل امروہی کے قلم سے ایک معترض کے جواب میں قیمت ۲ر
محمود کی آمین قیمت ۔۔
حضرت اقدس کی پرانی تحریریں حصہ اول حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آج سے ۲۶ برس پیشتر کے مضامین مسئلہ الہام پر دیو سماج کے بانی اگنی ہوتری سے خط و کتابت۔ مسئلہ تناسخ پر آریوں سے بحث اور وید اور قرآن کا مقابلہ۔ قیمت ۲ر
سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب (دوسرا اڈیشن) حضرت اقدس کے قلم سے کسر صلیب کے لیے کارگر حربہ اور عظمت اسلام کے اظہار کا ذریعہ قیمت ۲ر
النصح جناب میر حامد شاہ صاحب کی تصنیف منظوم اور قابل دید صرف چند جلدیں ہی ہیں قیمت ۴ر
مباحثہ حیات و وفات مسیح مولوی ثناء اللہ امرتسری سے مباحثہ قیمت ار
اسلام پر لیکچر ڈاکٹر ایڈیٹر کا لیکچر قابل دید قیمت ایک آنہ

حقیقت کتاب اللہ عیسائیوں کا رد قیمت ۲ر
حقیقۃ المہدی حضرۃ اقدس کے قلم سے قیمت ۲ر

ضروری اطلاع

اس سے پیشتر ہم نے الحکم میں کئی مرتبہ ظاہر کیا ہے کہ الحکم کے متعلق ہر قسم کی خط وکتابت اور ترسیل زر وغیرہ خاکسار ایڈیٹر الحکم کے نام ہونی چاہیے۔ اور الحکم کے متعلق اسکی عدم رسید یا کسی اور قسم کے متعلق شکایت سے براہ راست دفتر الحکم کو مطلع کرنا چاہیے مگر بعض احباب کسی نہ کسی وجہ سے حضرت اقدس کو خط لکھتے ہیں تو اس میں ان امور کا بھی جو الحکم سے متعلق ہیں حضرت سے جواب چاہتے ہیں قطع نظر اس سے کہ آپکی اوقات گرامی کا حرج ہوتا ہے آپکو تکلیف ہوتی ہے کیونکہ آپکو کوئی علم الحکم کے خریداروں یا انکی قیمتوں کے وصول ہونے یا رد انکی الحکم کے متعلق نہیں بلکہ آپکو الحکم کے مضامین سے بھی کوئی تعلق نہیں ہوتا جو ایڈیٹر کی اپنی ذاتی تالیف اور ترتیب ہوتے ہیں اور ذاتی رائیں ہوتی ہیں اور حضرت اقدس سے کوئی استمزاج یا استصواب اسکے متعلق نہیں کیا جاتا کیونکہ آپ کے اوقات گرامی میں اتنی فرصت کہاں یہ کسقدر غلطی ہے کہ آپکو تکلیف دیجاوے پس آیندہ کے لیے یہ ضروری نوٹ کر لیا جاوے کہ ہر قسم کی خط وکتابت براہ راست دفتر الحکم کو ہونی چاہیے۔

حضرت مسیح موعود اور پاینیر

(نمبر ۶)

اور نہ ایک بار نہ دو بار بلکہ متعدد مرتبہ عالی جناب وائسرائے کشور ہند کیخدمت میں گئی ایک میموریل بھیجکے ہیں کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اصولوں اور ان خدمات کا تذکرہ کیا گیا ہے جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کا پیشوا اور امام یعنی حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب پیش کرتا ہے اور جو اس کے گرامی خاندان نے عین طوفان بے تمیزی یعنی سنہ ۱۸۵۷ء میں کی تھیں پھر پاینیر کا یہ کہنا کہ پنجاب کے سوا دوسرے صوبوں میں کتنے انگریزوں کو اس بات کا علم ہے کہ پنجاب میں احمدی تحریک جاری ہے ۔ معلوم نہیں کیا معنی رکھتا ہے ؟ پاینیر کی غرض یا اس کے نامہ نگار کا قصد اور منشا اس سے یہ ظاہر کرنا نہیں ہے کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ اور اسکے معزز و مقدس امام کا تذکرہ ہو چکا ہے ۔ اور نہ پاینیر کوئی ایسا قلیل الاشاعت اخبار نہیں ہے کہ پنجاب یا غایت کار ممالک مغربی و شمالی کے باہر اسے کوئی نہ جانتا ہو بلکہ وہ ایک وقیع اور وسیع الاشاعت اخبار ہے جسکو نیم سرکاری کہا جاتا ہے اور ہماری رائے تو یہ ہے کہ وہ گورنمنٹ کے لیے مرغ باد نما ہے ۔ پھر جب پاینیر میں متعدد مرتبہ ذکر ہوا ہے پھر پاینیر کی غرض اس فقرہ سے سلسلہ عالیہ احمدیہ پر ایک خطرناک ملکی حملہ ہے جو اسے اپنی غلط فہمی یا کم واقفی سے نہیں بلکہ عمداً کیا ہے ۔

اور آگے چلکر خود اسی کے الفاظ میں اس فقرہ کی مزید تشریح ہو جاتی ہے جسکو ہم دکھلائینگے ۔ پاینیر کے اس آرٹیکل کو پڑھ کر اور ان ریمارکس کو پڑھ کر جو وقتاً فوقتاً پاینیر میں نکلے ہیں ہم اس نتیجہ پر پہونچے ہیں کہ یہ آرٹیکل پاینیر کا اپنا نہیں بلکہ کسی متعصب عیسائی کے قلم سے نکلا ہے لیکن پاینیر کی یہ بڑی بھاری غلطی یا فروگذاشت ہے کہ اس نے ان بے سر و پا اور بیہودہ باتوں پر کوئی ریمارک نہیں کیا جو اس آرٹیکل میں پائی جاتی ہیں ۔

پھر آریہ سماج وغیرہ کے ذکر کو چھوڑ کر خصوصیت کے ساتھ فرقہ احمدیہ کا ذکر پاینیر یا اس کا نامہ نگار اس طرح سے کرتا ہے ۔

”اسلام میں فرقہ احمدیہ نے انقلاب پیدا کر دیا ہے یہ لوگ بالکل نئے عقائد کے پابند ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم ملکی امن کے بدل خواہاں ہیں اور گلے کی طرح غریب اور حلیم الطبع ہیں مگر اسکی حرکتوں پر ایک دور بین گورنمنٹ کو توجہ کرنی پڑی ہے ہنوز اسکی تحریک پنجاب ہی تک محدود ہے اسکے پیرووں کی تعداد پر نظر ڈالنے کی ضرورت ہے گذشتہ مردم شماری کی رو سے گیارہ سو جوان مرزا غلام احمد قادیانی کے پیرو ہیں گویا دس ہزار کے قریب اس فرقہ کی مجموعی تعداد ہے جسطرح چالیس سال ہوئے وہابی بڑھ رہے تھے اسطرح آہستہ آہستہ یہ لوگ ترقی کر رہے ہیں انکا آرگن تو یہ کہتا ہے کہ ہمارے ساٹ پچاس ہزار بلکہ ستر ہزار آدمی کا گروہ ہے“

ان چند سطروں میں چند ایک غلط بیانیاں ہیں جنکو ہم پیچھے بعد دیگرے بیان کرتے ہیں ۔ مضمون نگار کا یہ کہنا کہ اسلام میں فرقہ احمدیہ نے انقلاب پیدا کر دیا ہے پہلی غلط بیانی ہے ۔ اسلام میں فرقہ احمدیہ یا کوئی اور کیا انقلاب پیدا کر سکتا ہے ۔ اسلام وہی اسلام ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لیکر آئے تھے اور جو تکمیل نعمت کی صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر کامل ہو چکا ہو ۔ ہاں یہ سچ ہے کہ عیسائیوں کی امیدوں پر فرقہ احمدیہ نے پانی پھیرا بلکہ انکی جڑ ہی کو کاٹ ڈالا ہے اور یہی وہ امر ہے جو عیسائی مؤمنین ... مضمون نگار کو نا ترس بیقرار اور ... کر رہا ہے ۔ غالباً یہی وہ بات ہے جسکو راقم مضمون انقلاب در اسلام کہتا ہے ہم اس امر کے ماننے کو طیار ہیں بلکہ بڑے فخر و ناز سے اعتراف کرتے ہیں کہ جو غلط فہمیاں بنتیجہ اعوج میں پیدا ہو گئی تھیں (جن کی بنا پر ہمارے کامل مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا لیسوا منی ولست منھم) انکا استیصال اور ملیا میٹ کرنا سلسلہ عالیہ احمدیہ کا اصل منشا ہے اور پھر اسی گمشدہ توحید اور ایمان کو واپس لا کر دنیا میں قائم کرنا اس کی غرض ہے ۔ یہ ایک انقلاب ہے اگر یہی انقلاب ہے مراد مضمون نگار کی یہی انقلاب ہے تو لاریب ہم مانتے ہیں کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ اسی انقلاب کے لیے اور یہ مراد ہو گیا ہے مگر یہ انقلاب کل مذہبی دنیا میں اسلیے کرنا چاہتا ہے ۔ کیا یہ انقلاب کم ہے ؟ کہ مریم کے صاحبزادہ کو خدائی کی کرسی سے اتار کر سری نگر (کشمیر) کے محلہ خانیار کی قبر میں سلا دیا ہے ۔ کیا یہ انقلاب کم ہے ؟ کہ اسنے ثابت کر دیا کہ وہ مذہب جسکی بنیاد صرف ایک لعنتی لکڑی پر تھی وہ ایک ہی ضرب سے پارہ پارہ ریزہ ریزہ ہو گئی ہے ۔ درحقیقت یہی انقلاب ہے جسکو عیسائی محسوس کر رہے ہیں اور محسوس کرنا بھی چاہیئے ۔ انکے مذہب و ملت کی ترقی اسی لعنتی لکڑی کے واسطہ وابستہ تھی جب یہ ثابت ہو گیا کہ مسیح ابن مریم جو خدا کا ایک برگزیدہ رسول تھا ہرگز نا مرادی کی لعنتی موت نہیں مرا بلکہ اپنی طبعی موت سے مر گیا اور نہ زندہ آسمان پر گیا اور نہ کبھی اُترے گا ۔ تو پھر عیسائیوں کے ہاتھ میں رہ کیا گیا ؟ وہی ڈھاک کے تین پات یہ وہ انقلاب ہے جسکو پنجاب و ہندوستان ہی نہیں بلکہ یورپ اور امریکہ کے بڑے بڑے عیسائی فلاسفروں اور فاضلوں بلکہ عیسائی انجمنوں نے اسکو محسوس کیا ہے اور وہ اب قوم اور ملک کے سامنے اپیل کر رہے ہیں کہ عیسائیوں کو عیسائی رکھنے کے واسطے اس درد کا درماں کرو ۔ چنانچہ ہمارے اخبار کے پڑھنے والے اس سے بیخبر نہیں ہیں وقتاً فوقتاً ہم نے یورپ اور امریکہ کے اخبارات کے کوٹیشن (اقتباس) ہمعاملہ پیش کیے ہیں ۔ اور ابھی ہمارے رسالہ ماہواری ریویو آف ریلیجنز کے پچھلے نمبر میں (فروری) میں اخبار ٹیلیگراف اور ریکارڈ اور راک کے اقتباس شائع ہوئے ہیں جو پاینیر کی مضمون نگاری کی واقفیت کے لیے ہم یہاں دیتے ہیں تاکہ اسے معلوم ہو کہ فرقہ احمدیہ نے جو انقلاب عظیم پیدا کیا ہے اس کا اثر گنگا اور اٹک کی وادیوں سے نکلکر دریائے ٹیمز کے کناروں تک جا پہونچا ہے ۔

کلیسیا کے بڑے بڑے عہدہ داروں کو کچھ کرنا چاہیئے

ولایت کا اخبار ٹیبلٹ ۲ اکتوبر سنہ ۱۹۰۹ء کے اخبار میں لکھتا ہے کہ کلیسیا کے بڑے بڑے عہدہ داروں کو کچھ کرنا چاہیئے چنانچہ ذیل میں ہم اسکی عبارت کا ترجمہ دیتے ہیں ۔ ”وہ مرزا غلام احمد صاحب نے انسائیکلو پیڈیا بیبلیکا (بائبل کا دائرۃ المعارف) پڑھا ہے اور چونکہ یہ مشہور و معروف کتاب انگریزی کلیسیا کے ایک عظیم الشان عہدہ دار کی تصنیف ہے مرزا صاحب عیسائیت کی تردید میں اسکا حوالہ دیتے ہیں اور شاید ایسا کرنے میں وہ معذور ہیں ہندوستان کے اخبار ریویو آف ریلیجنز میں یہ صاحب لکھتے ہیں کہ وہ سب سے زیادہ معتبر کتاب (جس میں اعلی درجہ کے عیسائی محققین کے خیالات کا اظہار ہے اور جسکے لکھنے والے ایسے اشخاص ہیں جو عیسائی کہلاتے ہیں) انسائیکلو پیڈیا بیبلیکا ہے جسکی دوسری جلد میں لکھا ہے کہ تمام انجیلوں میں یسوع کے متعلق صرف پانچ ایسے فقرے ہیں جو قابل اعتماد ہیں ۔ پروفیسر شمیڈل جو زیورچ کی یونیورسٹی میں اناجیل کی تفسیر کا پروفیسر ہے (کیونکہ یہ عظیم الشان عہدہ دار اس مضمون کا لکھنے والا ہے) آگے لکھتا ہے کہ یہ فقرات جو یسوع کی علمی زندگی کے بنیادی پتھر کہے جا سکتے ہیں ۔ قطعی اور یقینی طور پر یہ ثابت کرتے ہیں کہ یسوع کی زندگی میں ہم ایک خاص انسانیت دیکھتے ہیں اور الوہیت کا اگر کوئی شائبہ اسمیں ہے تو صرف اسی قدر ہے جیسا اور انسانوں میں ہو سکتا ہے ۔ ہم یقین کرتے ہیں کہ پادری صاحبان ان صداقتوں کا صاف اقرار کرینگے اور یسوع کی الوہیت کے فاسد عقیدہ پر آئیندہ کے لیے لعنت بھیجینگے“

اخبار گارڈین کا ایک نامہ نگار مرزا صاحب کے اس فقرہ پر بحث کرتا ہوا لکھتا ہے کہ ”یہ تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ ایک مسلمان قرآن شریف کی وحی اور صداقت کے لیے اس سے بڑھ کر دعوی کرے جو عیسائی بائبل کی نسبت کر رہے ہیں لیکن یہ امر کہ وہ اس بات کی تائید پر ایک ایسی کتاب سے پیش کرے جس کا بہت حصہ انگریزی کلیسیا کے ایک عہدہ دار اور پادری اور آکسفورڈ جیسی یونیورسٹی کے پروفیسر کا لکھا ہوا اور مرتب کیا ہوا ہے ہمارے لیے ایک ایسی شرم کی بات ہے کہ اسکا نشانہ ہمیں نہیں ہونا چاہیئے ۔ اپنی پرائیویٹ حیثیت میں پروفیسر چین کو اختیار ہے جسطرح چاہے رائے لگا دے اور جو چاہے لکھے لیکن جب وہ اپنی پبلک حیثیت اور اثر کو ایسے عقیدوں کے پھیلانے میں استعمال کرتا ہے جو عیسائیت کے بنیادی اصولوں کو خاک میں ملا رہے ہیں تو وہ اس سارے کلیسیا کو جسکا وہ ممبر ہے اپنے ساتھ ملزم کرتا ہے اور اسی بنا پر ایک مہلک حملہ کرتا ہے جسکو کلیسیا بچانے کی کوشش کر رہی ہے“ اسی مضمون پر ایک اپیل اعتراض کی صورت میں آکسفورڈ اور کیمبرج کی یونیورسٹیوں کے چانسلروں کی خدمت میں پیش کی گئی ہے ۔ لیکن جو نامہ نگار اخبار گارڈین کو لکھتا ہے اسکی رائے ہے کہ کلیسیا کے لاٹ پادریوں کو بھی اسمعاملہ میں کچھ کرنا چاہیئے وہ انکو وہ حلفی اقرار نامہ یاد دلاتا ہے جو سب چھوٹے اور بڑے پادری ادا کر چکے ہیں یا کہ ”کیا تم پوری دیانتداری اور ہوشیاری کے ساتھ تمام غلط اور نئے اصولوں کو جو خدا کے کلام کے خلاف ہیں دور کرنے اور رد کرنے کے لیے تیار ہو گے“

اور پھر کہتا ہے کہ ”ہمارے خداوند کی الوہیت کا انکار کوئی نیا اور عجیب عقیدہ تو نہیں لیکن کم سے کم ہمارا یہ ایمان ہے کہ غلط اور خدا کے کلام کے خلاف ہے اگر کلیسیا کے عہدہ دار بھی ایک جھوٹے عقیدہ کو برا کہنے لگیں اور رد کرنے لگیں تو انگریزی کلیسیا کی وسعت کہاں جائیگی“ مگر ہم کہتے ہیں کہ کلیسیا کے عہدہ دار اس کتاب کو ہاتھ میں لیکر کیا کر سکتے ہیں جسکو کلام الٰہی ماننا جھوٹا ثابت ہو چکا ہے ۔ تاہم ہم ان اپیلوں کے نتائج کے منتظر ضرور ہیں ۔

متعلمین بائبل کا اتحاد اور اعلی تنقید

اس عنوان کے نیچے ریکارڈ اک ولایت کے دو اخبار نے ۳۰ اکتوبر کو کورف صاحب کی ایک چٹھی چھاپی ہے ۔ یہ وہی صاحب ہیں جنہوں نے آکسفورڈ اور کیمبرج یونیورسٹیوں کے چانسلروں کے پاس ایک اپیل بھیجی تھی کہ اعلی تنقید کے نتائج عیسائی عمارت کو گرا دینے والے ہیں وہ لکھتا ہے ۔

جناب من ! ممالک غیر میں انجیل کی اشاعت کنندہ مجلس نے اپنے سہ ماہی رسالہ میں ایک مضمون بعنوان ”اعلی تنقید مشنری کام کو مدد دینے والی ہے“ درج کر کے گویا ایک چیلنج دیا ہے اور یہ بھی ایسے وقت میں جبکہ ہندوستان کی یہ خطرناک اطلاع پہونچی ہے کہ اعلی تنقید کے اصولوں پر اسکا اب کھلے طور پر بائبل کو قرآن شریف کیطرح مانا جاتا ہے ۔ چرچ مشنری سوسائٹی کے ہائی سکول کا پرنسپل کرشن نگر (بنگال) سے اخبار ریکارڈ کو لکھتا ہے کہ پنجاب کا ریویو

ضرورت ہمیں اپنی جماعت احمدیہ کے ایک ایسے شخص کی ضرورت ہے جو پرائمری تک مطابق قانون مدرسہ سرکاری تعلیم رکھے اور نیز قرآن شریف عمدہ اور صحیح پڑھا سکے ۔ تنخواہ مبلغ للعہ ماہوار علاوہ کھانا خوراک و پوشاک ۔ یہاں کشمیر میں غذا صرف چاول یعنی خشکہ ہوتا ہے روٹی بالکل نہیں بھیجی ۔ یار محمد خان و محمد اکبر خان از مقام یاڑی پورہ ڈاک خانہ کولہ گام کشمیر

آف ریلیجز سے پوچھتی ہیں اور اعلیٰ درجہ کی تنقید کی بنا پر کہتا ہے کہ بائبل کی وہی قدر و وقعت ہے جو قرآن شریف اسے دیتا ہے اور اسطرح مشنریوں کو رد کرکے دیتا ہے کہ وہ بائبل کی تعلیم کو خیرباد کہیں جو اسطرح باطل ثابت ہو چکی ہے۔ اور وہ اس امر کو تسلیم کرلیں کہ یسوع کی بڑائی تمام اولوالعزم رسولوں انسانوں سے کچھ بھی زیادہ نہیں اسطرح اس جدید تنقید کی زبردست رد کے سامنے بائبل ایک ننگے کیطرح رہ گئی ہے" اور یہی اسکی قسمت میں تھا۔ دنیا بھر میں عیسائیت کی یہ شرمناک اور انجام بد کی دھمکی دینے والی حالت اس فوری اپیل کا موجب ہوئی۔ جو اس ملک میں کیمبرج اور اکسفورڈ کی یونیورسٹیوں کے چانسلروں نے کی گئی۔ لہذا ان اسباب کی موجودگی میں مجلس اشاعت انجیل کی یہ سختی اگر اسکا فوری جواب نہ دیا گیا تمام ممالک غیر کے مشنری کام کو متزلزل کیے بغیر نہ رہیگی اسلیے اسکا جواب ضرور ہونا چاہیے۔ پھر انجمن تعلیم عیسویت نے حال میں ایک کتاب شائع کی ہے جس میں مندرجہ ذیل فقرات درج ہیں "میری رائے میں تمام تاریخ عالم میں یسوع کی شخصیت یقیناً مسیح سے دوسرے درجہ پر ہے اگرچہ کہنے میں ہم اسکو موسیٰ سے افضل قرار دیتے ہیں۔ اسطرح مندرجہ بالا الفاظ میں (جو اسقف اعظم ولسن نے لکھے ہیں۔ اور بعنوان ایس پی سی کے طبع ہوئے ہیں) ابراہیم۔ الیاس۔ داؤد۔ یسعیاہ۔ انجیل نویسوں اور حواریوں کنواری مریم اور پولوس رسول کا درجہ یسوع سے کم درجہ پر قرار دیا گیا ہے" مزید براں برٹش چرچ کانگرس میں ایک بشپ نے جسکو کینن ڈرائیور اور کین کیطرح سالہائے دراز تک ایک اعلیٰ درجہ کا انگریز محقق ہونیکا فخر حاصل رہا ہے۔ انہیں قیاسات کا اعادہ کیا ہے جن کی بنا پر بائبل کمیورٹ و صداقت کا انکار ہندوستان آسٹریلیا اور دیگر حصص دنیا میں مبنی ہے ایسی تمام سختیوں کے جوابات خواہ وہ کسی طرف سے دیے گئے ہوں پہلے سے موجود ہیں کیونکہ گذشتہ چند سال کے اندر ایک کافی ذخیرہ ایسی کتابوں کا موجود ہو گیا ہے جو انگلستان اور جرمن کے پروفیسروں کی ماہرانہ تصنیفات ہیں نیز ان لوگوں کی تصنیفات ہیں جو بائبل کی جدید تنقید کے ہر شعبہ کے ماہر ہیں ان کتابوں میں معقولی طور پر اعلیٰ درجہ کی محققو کے نکتہ چینیوں کی تردید کیگئی ہے اور اسطرح پاک شتوں کی صداقتوں کو مکرر قائم کیا ہے مجلس معلمین بائبل حال ہی میں انگلستان اور سکاٹلینڈ میں قائم کیگئی ہے۔ جسکا خصوصیت کے ساتھ یہ مطلب ہے کہ وہ اہل علم غیر ملک میں بائبل پر حملوں کی مدافعت کے علم کی اشاعت کرے اور اسطرح ہر شخص کی وسعت کیموافق بائبل کی معقول حفاظت کے اوزار اور مصالح کو بہم پہنچائے۔ اگر اس ملک کو عیسائی رکھنا ہے تو بائبل کی کامل مدافعت یا ناملت ہی اس ملک کی قومی زندگی کا ایک ضروری جزو ہوگیا ہے اور ان زبردست کوششوں کو جو بچوں کو مدرسوں میں اور بائبل کی جماعتوں میں اعلیٰ تنقید کے اصول سکھا کر انکو ان اصولوں پر قائم کرنیکے لیے کی جاتی ہیں۔ ملحوظ رکھکر یہ اور بھی زیادہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ بالآخر یہ آخری تدبیر جو ان برباد کن محققوں نے پارہ پارہ شدہ بائبل کے معاوضہ میں پیش کی ہے۔ یعنی "مسیح بذات خود اور اسکی تعلیم" ہے اور یہ دداو کینوسس سکول اور انسکلو پیڈیا بیلیکا کی سخت کوششوں سے برباد ہو گئی ہیں کیونکہ انھوں نے مسیح کو ایک ایسا معلم قرار دیا ہے جس سے صدور خطا ہوتا رہا۔ اور اسکو ایک معمولی انسان کے درجہ پر تنزل کیا ہے اسطرح کچھ بھی باقی نہیں رہا ہاں ٹھیک اسی طرح پر جیسے پہلے کہا گیا تھا۔ مجلس معلمین بائبل میں چند مشہور علماء عصر بھی شریک ہیں۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ موسم میں نمایاں تبدیلی ہو رہی ہے۔ اس کے ساتھ ہی بیماری کی شکایت بھی ہے۔ قادیان کے اردگرد کے بعض دیہات میں طاعون زوروں پر ہے۔

۲۔ پتنگ بازی کی یہاں بھی دن بدن کثرت ہو رہی ہے۔ ۴ بجے کے بعد کوٹھوں اور گلیوں اور دریا کے میدانوں میں اچھا خاصہ ہجوم چھوٹے لڑکوں اور نوجوانوں کا ہوتا ہے افسوس ہے کہ یہ مرض بھی طاعون کیطرح عالمگیر ہوتا جاتا ہے + اسکا انسداد اگر ملکی ریفارمر نہیں کر سکتے تو کم از کم ان لوگوں کو گورنمنٹ ہی سے درخواست کرنی چاہیے کہ وہ اسکے انسداد کے لیے معمولی قواعد تجویز کردے۔ ورنہ اس بیماری کے بڑھنے کا نتیجہ یہی نہیں کہ کوٹھوں اور چھتوں سے لوگ گر کر ہلاک ہوتے ہیں یا ملک کا بہت سا روپیہ ایک فضول اور بیہودہ کام میں ضائع ہو رہا ہے بلکہ بعض اوقات اس سے خطرناک مخالفتوں کا بیج بھی بویا جاتا ہے۔

۳۔ ہولی کے ناپاک اور فحش گیت شہروں سے نکلکر دیہات میں بھی آ پہنچے ہم نے اخباروں میں پڑھا تھا کہ لاہور کی پولیس اسکے انسداد کی کوشش کر رہی ہے۔ اچھا ہو اگر ایسی باتوں کا انسداد گورنمنٹ کی طرف سے ہو کیونکہ ہم دیکھتے ہیں ملک کا مذاق بگڑ جانے کی وجہ سے اہل ملک خود فکر نہیں کرتے + کیا وجہ ہے کہ جب قانوناً شارع عام پر ننگا ہونا جرم رکھا گیا ہے تو گالیاں دینا جرم نہ سمجھا جاوے + اس قسم کی بیہودگیوں سے اور بیہودہ گیتوں نے بھی ملک کے نوجوانوں کے اخلاق بگاڑنے میں بہت حصہ لیا ہے + ہمارے محسن و مخدوم حکیم الامت فرمانے ہیں کہ ایک شخص کے الفاظ اور طرز بیان سے اسکے اخلاق اور چال چلن کا پتہ لگتا کرتا ہوں۔ حقیقت میں یہ بالکل صحیح ہے ملک کے متعارف گیت اور ضرب الامثال اسکے اخلاق کا بہترین پیمانہ ہے۔

۴۔ آریہ سماج قادیان کا دوسرا سالانہ جلسہ اپریل کی ابتدائی تاریخوں میں ہونیوالا ہے۔ پولیس کا انتظام بھی غالباً سال گذشتہ کیطرح خاطر خواہ ہوگا۔ آریہ سماج قادیان کے لیڈروں کو مناسب ہو کہ وہ اپنے لیکچراروں اور اپدیشکوں کو بولنے سے پہلے ہدایت کردیں کہ وہ مشتعل اور دل آزار تقریروں سے جلسہ کی رونق بڑھانے کا خیال چھوڑ دیں بلکہ جہانتک انسے ممکن ہے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کریں یا قومی ضرورتوں سے اپنے سماجی بھائیوں کو آگاہ کریں وہ مذہب کامل اور حقیقی مذہب نہیں ہو سکتا جس کی بنیاد دوسروں کو برا کہنا ہو اور اپنے اندر بھلائی نہ رکھتا ہو + امید ہے آریہ اپدیشک خود اس اصل سے واقف ہونگے اور سال گذشتہ کی طرح ضرورت نہ پڑیگی کہ پولیس عہدہ دار خود ان کے کسی لیکچرار کو بند کرنے کی ہدایت کرے یا پریزیڈنٹ کا پہنچنا ہاں بہ حیثیت میر مجلس اسکو اپنے لیکچر کی تیزی اور ناشائستگی سے روکے۔

متفرقات

نواب محسن الملک علی گڈھ کالج میں احیاء عربی کی تجویز کی خطرناک مخالفت کر رہے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک عربی زبان کی اعلیٰ تعلیم قوم کے حق میں سراسر مضر ہے۔ ڈپٹی نذیر احمد صاحب کا بھی ایک مضمون اسی کی تائید میں شائع ہوا ہے افسوس! وہ پاک زبان جو مسلمانوں کی قومی ہی نہیں مذہبی اور علمی زبان ہے اس کے احیا اور ترویج کو قوم کے لیے مضر سمجھا جاتا ہے اور مضر سمجھنے والے بھی کون؟ قوم کے بہی خواہ! قومی درد سے بیتاب دل رکھنے والے ریفارمر!!

بے پردگی اور آزاد روی کی کچھ ایسی ہوا چلی ہے کہ خالص اسلامی سلطنت روم میں سلطان المعظم کو اسکی روک تھام کی فکر لاحق ہوئی ہے انھوں نے اعلان کیا ہے کہ شرع شریف میں پردہ کے لیے حکم ہے جس کے مطابق مسلمان عورات کا لباس ازار اور کرتہ قرار پایا لیکن کچھ عرصہ سے ستر اسلام کے خلاف ان کے لباس میں تبدیلی واقعہ ہو رہی ہے۔ کرتوں کی آستین غائب اور جیب و گریبان کا پیمانہ بڑھا دیا گیا ہے گویہ وضع عورتوں نے نئے فیشن کی تقلید کی وجہ سے اختیار کی ہے لیکن غور کرنے سے یہ طرز لباس بالکل ہی بیہودہ معلوم ہوتا ہے دوپٹہ اوڑھنے کا طریقہ ایسا واہیات ہو گیا ہے کہ عورتوں کے تمام بال ملحوظ رہتے ہیں حالانکہ ان کو چھپائے رکھنا ہی لازم ہے اکثر لوگ اپنی بیویوں بیٹیوں کو باہر نکلنے کی اجازت دیتے ہیں اور وہ چھوٹی لڑکیوں کیطرح غیر موزوں لباس میں بازاروں کی سیر کرتی پھرتی ہیں یہ سب باتیں دیکھکر سلطان المعظم نے حکم صادر فرمایا ہے کہ آئندہ سے کوئی عورت بے پردہ بازار میں جانے نہ پائے۔ عورتوں کے وارثوں کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ انہیں روکیں اور بصورت خلاف ورزی قانونی سزا بھی دیجا سکے گی۔

ایک شخص پیسہ اخبار میں طاعون کا مندرجہ ذیل علاج شائع کراتا ہے جسکو فائدہ عام کے لیے ہم یہاں دیدیتے ہیں شاید کسیکو فائدہ پہنچے اصل علاج طاعون کا وہی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ سچی توبہ اور خشوع و خضوع کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے معاملہ صاف کیا جاوے اور خدا تعالیٰ کی باتوں کو ہنسی میں نہ اڑایا جاوے۔ تدبیر کا سلسلہ بھی چھوڑنا چونکہ مناسب نہیں ہے اسلیے ہم وہ نسخہ درج کرتے ہیں۔ وہ نسخہ یہ ہے۔

(۱) جن مریضوں کو مسہل دیا گیا تقریباً اچھے رہے اور جن لوگوں نے اس فصل میں مسہل لیا وہ قطعاً بیمار نہ ہوئے

(۲) حالت بخار و سرسام میں۔ ٹائیڈک ایسڈ ڈیلیوٹ ۳ قطرہ، لیکر ایمونیا ایسیٹیس ۱ ڈرام، سوڈا بائی کارب، مگنیشیا سلفاس ۱ ڈرام، سوڈیم سلفاس، شورہ قلمی ۹ گرین، پانی میں مکسچر کرکے تین تین ڈرام۔ تین تین گھنٹہ بعد دینے سے بہت جلد آرام ہوتا ہے

(۳) ترک غذا بہت مفید ہے

(۴) سر پر سفیدہ بیضہ مرغ۔ صندل سفید سرکہ خالص روغن گل کشنیز خشک کا ضماد مفید ہے

(۵) بحالت سرسام لاگرلیٹی کا پلسٹر مفید ہے

(۶) گلٹی پر بعد جونک لگانے کے جدوار خطائی کچلہ مرچ۔ کنگھی آبوڈین کا لیپ مفید ہے۔ اور خاکستر گولر کی لکڑی کی ٹکیہ گرم مفید

جوش طبع اور بچے۔ ہم اپنے بچوں کی عادات میں جوش طبع کو کہانتک بڑھائیں اور کس موقع پر روکدیں۔ مہذب لوگوں کے بیجا جوش اور دہقانیوں کی بردباری میں خیر الامور اوسطہا انتخاب کرنا بڑی ٹیڑھی کھیر ہے۔ جسوقت ہم بیجا جوش کی طرف میلان طبع کو روکتے ہیں اسوقت ہم کو یہ خیال رکھنا چاہیے کہ ہم جائز جوش کی بیخ کنی نہ کر بیٹھیں۔ جو بغیرتی کی اصل بنیاد ہے۔

(ماخوذ از جنرل)

مراسلات

مباحثہ مابین مولوی محمد عبد اللہ صاحب احمدی سوداگر تماپور علاقہ دکن و پادری گولڈسمتھ صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بمقام تعلقہ شوراپور ضلع لنگسگور علاقہ نظام سرکار عالی حیدر آباد دکن مین امسال پادریون کا جلسہ تقریب عید کرسمس قرار پا کر کئی ایک پادری مدعو کئے گئے۔ بانی جلسہ نانپا پادری کے مکان مین ۹۔ جنوری ۱۹۰۴ء کو پادری گولڈسمتھ صاحب بہادر کا وعظ سننے کیلئے دعوتی رقعے تقسیم ہوئے منجملہ اُن کے ایک رقعہ جناب مولوی محمد عبد اللہ صاحب سوداگر تماپوری کو بھی پہونچا۔ سات بجے رات کو پادری صاحب کا وعظ شروع ہوا جسمین یسوع مسیح کا ابن اللہ ہونا اور سولی پر مر کر پھر زندہ ہونا بیان کرتے ہوئے بذریعہ قربانی یسوع۔ کفارہ کا نتیجہ نکالا گیا۔ وعظ ختم ہونے کے بعد یہ خوشخبری سنائی گئی کہ کسی اور صاحب بیان کرنا ہو تو کرے۔ اس اجازت سے جناب مولوی سید عبد الشکور صاحب مددگار مدرس مڈل سکول شوراپور نے اپنی تحریر جسمین خدای پاک کی حمد وصفت لاولدیت اور رسول مقبول صلعم کا مبعوث ہونا... محمد عبد اللہ صاحب کو یہ امید نہ تھی کہ اس جلسہ مین دوسرے لوگون کو بھی کہنے کی اجازت ہوگی۔ مگر سید صاحب موصوف تحریر پڑھنے سے ایک امید ہوگئی۔ بنابرین مولوی صاحب موصوف نے بھی سٹیج پر کھڑے ہو کر تقریر ذیل سنائی

حضرات حاضرین جلسہ۔ اس خاکسار کیلئے عمر بھر مین یہ پہلا موقعہ ہے۔ جو پبلک کے روبرو بولنے کے لئے کھڑا ہوا ہے ایسے بڑے بڑے جلسون مین جسمین تعلیم یافتہ پادری صاحبان اور عہدہ داران سرکاری موجود ہون۔ اچھے اچھے مقرر بھی اپنی تقریر کیوقت جھجکتے ہونگے۔ اگر یہ عاجز بھی اپنی اس تقریر مین کہین رُکے اور جھجکجائے۔ تو اُسکی کم علمی اور ناتجربہ کاری پر محمول کر کے چشم پوشی فرمائین۔ صاحبو۔ دنیا مین ہر ایک انسان کی غرض ابدی نجات کا حاصل کرنا ہے۔ اسوقت مذہبی لحاظ سے دعوے کرنیوالے تین گروہ نظر آتے ہین۔ ایک تو عیسائی دوسرے ویدک تیسرے۔ اہل اسلام۔

نجات پانے کیلئے کیا کیا طریق ہین۔

سامعین! عیسائیون کے ہان نجات کا یہ ذریعہ ہو چکا ہے کہ تمام لوگون کے گناہ کے عوض یسوع مسیح کی قربانی ہو گئی۔ اب اس پر جو ایمان لاتا ہے۔ وہ نجات پاتا ہے۔

صاحبو! ویدوالون کے ہان نجات کا یہ طریقہ ہے کہ اپنے گناہ کے عوض گائے بیل بھینس بکری سے بدلے۔ وغیرہ کا جنم لینا ہوتا ہے۔

حضرات! قرآن شریف کے رو سے اہل اسلام کے ہان نجات پانے کا یہ طریق ہے کہ پچھلے گناہ سے توبہ کیجائے اور آئیندہ کیلئے خدای کریم کی ذات حاضر و سریع الحساب شدید العقاب ہونے کا یقین حاصل کرکے اور امر الٰہی کے عامل ہو کر منہیات سے پرہیز کرتے ہوئے اس کے فضل کا امیدوار رہے۔ و بس

منصفین۔ اب خاکسار ان ہر تین نجات کے طریقون کو بہ شرح و صحیح پبلک کے روبرو پیش کرکے فیصلہ کا امیدوار رہیگا۔

پہلا کفارہ سے نجات حاصل ہونے کا مسئلہ ایک ایسا بیہودہ مسئلہ ہے۔ کہ ایک تھوڑی سی عقل رکھنے والا آدمی بھی اس بات کا کبھی قائل نہ ہوگا کہ گناہ تو کرین ہم اور مارا جائے **غریب بیچارہ یسوع مسیح !!!**

تثلیث پرستون کا مقولہ ہے۔ کہ خداوند کریم رحیم و عادل ہے۔ اگر بندون پر رحم کرکے چھوڑ دے۔ تو عدل کے خلاف ہے اگر عذاب کرے تو رحم کی شی خراب ہے اس لئے اپنے **اکلوتے بیٹے** یسوع کو دنیا مین بھیجکر ساری دنیا کے گناہون سے بال و پر کرکے صدقہ مین سولی دیا۔ تاکہ عدل و رحم دونون برقرار رہے۔

حضرات غور سے دیکھا جائے۔ تو اس بناوٹی کفارہ سے رحم قایم رہتا ہے نہ عدل۔ کیون؟ ایک کے بدلہ مین دوسرے کو سزا دینا سراسر عدل کے خلاف ہے۔ گناہ کرین ہم اور قربان جائے یسوع!! رحم تو اس سے بڑھکر کیا ہوگا۔ کہ دوسرون کے گناہ کے عوض بیٹے کے گلے پر چھری پھیری جاتی ہے اگر غور سے بدلائل دیکھا جائے۔ تو انجیل ہی سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ کفارہ کی عمارت ہی بے بنیاد ہے یسوع سولی پر ہرگز نہین مرا بلکہ وہ زندہ اُتر کر مفقود الخبر ہوگیا۔

ثانیاً ویدانیون کے ہان بھی جو نجات کا طریق ہے وہ بھی ٹھیک نہین ہے۔ چونکہ دودھ۔ دہی۔ گھی۔ مسکہ۔ چھاچھ وغیرہ یہ ایسی عمدہ چیزین ہین کہ ویدیات یعنی اہل ہنود بھی دوش عنی ستھہ چیشھ تک نہین سمجھتے اگر ہزار طبیب ملکر ایک عرقیات ملا کر دودھ بنالین تو ہو نہین سکتا مگر یہ سب چیزین ملتی کس سے ہین؟ **گناہون سے**۔ کیونکہ جب ہم گناہ نہ کرین۔ تو نتیجہ یہ ہوگا کہ گائے بھینس وغیرہ پیدا نہونگی۔ پھر دودھ دہی وغیرہ کہان سے!!

تجربہ اس بات کی شہادت دیتا ہے۔ کہ گیہون کے گیہون اور جو کے جوار اگتی ہے۔ مگر یہ عجیب تخم ہے کہ کانٹے دھتورے سے اعلا ساگور دانے لگا۔

اب ہم وید کی رو سے کسطرح لوگون کو یہ کہہ سکتے ہین کہ گناہ و کمت کرو۔ کیونکہ اس کے معنے دوسرے لفظون مین یہ ہونگے کہ دودھ مت کہاؤ۔ گھی مت کہاؤ۔

ثالثاً۔ اب اسلام کی نجات کا طریقہ پیش کیا جاتا ہے یہ تو معلوم ہے۔ کہ گناہ ایک مہلک بیماری ہے۔ بیمار کے لئے طبیب لوگ پہلے جلاب دیتے ہین۔ تاکہ پچھلا مواد فاسد سب نکل جائے۔ پھر عمدہ غذا جو اس کی طبیعت کے موافق ہو کہانے کیلئے کہکر اُن چیزون کا پرہیز بتاتے ہین۔ جن سے بیماری عود کرنے یا بڑھنے کا خوف ہو۔ پھر دوا کا نسخہ بیماری کو زائل اور طاقت کو بحال رکھنیوالا تجویز کرتے ہین۔ ایسا ہی مذہب اسلام مین گناہ کی بیماری کے لئے توبہ بجائے جلاب کے ہے۔ اور گناہون سے بچنا بجائے پرہیز کے ہے۔ اور عبادت الٰہی بجائے غذائے لطیف کے اور آئیندہ کے لئے تاکہ بیماری عود نہ کرے۔ اللہ جل جلالہ کی ذات وصفات پر یقین رکھنا ہے۔ چونکہ انسان کو جو یقین سانپ کے زہر کی نسبت ہے۔ کبھی سانپ کی بل مین ہاتھ ڈالنے نہین دیتا۔ پھر خدا کے حاضر و ناظر و سریع الحساب شدید العقاب ہونے کا یقین گناہ مین کیونکر جانے دے گا اگر کسی باغ مین ہم جائین۔ دل مین یہ خیال ہو کہ اس کا مالک کہین ہوگا۔ تو اس کے میوے چرانے مین جرأت پیدا ہوگی۔ اگر یہ یقین ہو کہ باغ مین موجود ہے۔ اور دیکھتا ہے۔ اور چرانے والون کو سزا دیتا ہے۔ تو ہرگز نہ کی جاوے گی۔ ایسا ہی اکثر لوگون کا ایمان خدا ہوگا کرکے ہے۔ اگر ہے کرکے ہوتا تو کبھی گناہ کی طرف نہ جھکتے یہ وہ نسخہ ہے جو مذہب اسلام نے نجات کیلئے مقرر کر رکھا ہے۔ افسوس کہ اس نسخہ کے استعمال کرنیوالے بہت کم پائے جاتے ہین

حضرات! ان ہر تین نجات کے طریقون مین سے کونسا طریق عمدہ ہے۔ ہر ایک شخص بجائی خود فیصلہ کر لیسکتا ہے بشرطیکہ وہ محقق ہو نہ کہ مقلد

یہ تقریر ختم ہونے کے بعد جلسہ برخاست ہوا دوسرے دن صبح کے آٹھ بجے پادری گولڈسمتھ صاحب قصبہ تماپور جو شوراپور سے قریب ایک میل کے فاصلہ پر ہے۔ مولوی صاحب کی مسجد مین آپہونچے۔ اور یسوع کے سولی پر نہ مرنے کی بحث چھیڑ دی۔

پادری صاحب! ابھی مولوی صاحب کل آپنے لکچر مین حضرت یسوع کا سولی پر نہ مرنا بیان کیا ہے انجیل مین اسکا کیا ثبوت ہے؟

مولوی صاحب۔ اگر آپ کو ثبوت درکار ہے تو ایک جلسہ عام قرار دیا جاوے۔ آپ یسوع کا سولی پر مرنا انجیل سے ثابت کرین۔ خاکسار کے خیال مین جو کچھ تردید اسکی نسبت ہے۔ پیش کیجائیگی۔

پادری صاحب۔ کیا آپ کا انجیل پر ایمان ہے، اور کیا آپ اسکو منسوخ مانتے ہین یا کیا؟

مولوی صاحب۔ میرا تو یہ ایمان ہے کہ جتنے کتب آسمانی ہین وہ بالکل حکمی منسوخ نہین ہین مگر انکو ایسا منسوخ سمجھین۔ تو جو کچھ توحید توریت وغیرہ مین درج ہے کیا وہ بھی منسوخ ہے ہان منسوخیت دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک غلط بیانی دوسری منسوخیت زمانی۔ غلط بیانی یہ ہے کہ پہلے ایک حکم دیا جا چکا ہے۔ بعد مین معلوم ہوا کہ وہ مفید مطلب نہین ہے اس سے بہتر دوسرا حکم تجویز کرکے جاری کیا جائے۔ خدا کے احکام مین ایسی منسوخیت ہو نہین سکتی کیونکہ وہ عالم الغیب ہے۔ غلطی کیسی۔ دوسری منسوخیت زمانی یہ ہے۔ کہ ہم کو ایک مکان بنانا ہے معمار کو یہ حکم دیا کہ اینٹ اور چونہ جلاؤ۔ چند دنون کے بعد دوسرا یہ حکم دیا کہ اب جلانا موقوف کر دو۔ بنانا شروع کرو۔ پہلا حکم موسم گرما کے لحاظ سے تھا دوسرا حکم موسم بارش و سرما کے لحاظ سے۔

ایسا ہی انجیلی احکام بلحاظ زمانہ اور خاص قوم بنی اسرائیل کی اصلاح کیلئے نافذ ہوئے تھے۔ جو اسوقت وہی احکام موزون تھے مگر قرآن پاک ہمیشہ کیلئے اور کل دنیا کی اصلاح کیلئے نازل ہوا ہے۔ دیکھو انجیل و قرآن کے احکام کا مقابلہ انجیل کا یہ حکم ہے کہ ایک گال پر طمانچہ مارے۔ تو دوسرا گال بھی دیدے فرقان کا یہ حکم ہے۔ کہ معاف کرنیکا موقعہ ہے تو معاف کرو ورنہ بدلا لینے کا موقعہ ہے۔ تو برابر کا بدلہ لے۔ ایسا ہی انجیل مین یہ حکم ہے۔ کہ شراب نشہ لانے تک مت پیو۔ قرآن مین حکم ہے کہ ہرگز مت پیو۔ انجیل قسم کہانے سے بالکل منع کرتی ہے۔ قرآن بر سر موقعہ سچی بات پر قسم کہانے کی اجازت دیتا ہے۔ انجیل کہتی ہے کہ غیر عورتون کو شہوت کی نظر سے مت دیکھو۔ یعنے پاک نظر سے دیکھو۔

۳	۲	۱
متی ۵ / ۴۲	متی ۵ / ۳۴	متی ۵ / ۳۹

قرآن کہتا ہے کہ ہرگز مت دیکھو خواہ شہوت کی نظر سے ہو یا بغیر شہوت کی۔ انجیل کا یہ حکم ہے کہ زنا کے سوائے ہر ایک پاکیزہ عورت کی ہمسری کی یعنی خواہ کوئی عورت کسی غیر کی بوسہ لے یا بغلگیر ہو۔ مگر قرآن کہتا ہے کہ ایک پاک دل کیلئے بد غرض منسوخیت احکامات مین ہوا کرتی ہے۔ نہ کہ واقعات مین تمہارا ہمارا مباحثہ واقعات کیمتعلق ہے۔ آیا مسیح کی موت واقع ہوئی ہے یا نہین! پھر اسکو منسوخیت سے کیا نسبت!

پادری صاحب۔ وہ کون سے واقعات انجیل میں ہیں کہ جن سے مسیح کا سولی پر مرنا ثابت نہین ہوتا؟

مولوی صاحب۔ مدعی اور مدعا علیہ جب لڑتے ہین تو ہر ایک کے پاس اپنے اپنے دعوی کی دلائل ہوتے ہیں اُسی کو پھر دوسرے پر منعدمات کی جاتے ہین مگر انصاف پسند حاکم یہ دیکھتے ہین کہ کس کے دلائل قوی اور قرین قیاس ہین۔ ڈگری اسکی جانب دیجاتی ہے اگر آپ انصاف چاہتے ہو۔ تو دوسرا جلسہ مقرر کیجیے فریقین کے بیان سنکر منصف لوگ خود فیصلہ کر لینگے الحاصل چند فریقین کے روبرو یہ قرار پایا کہ ایک اور جلسہ کرین۔ پادری صاحب یسوع کی نسبت تین باتون کا ثبوت انجیل سے دین پہلا یسوع کا ابن اللہ۔ دوسرا سولی پر مر کر پھر زندہ ہونا۔ تیسرا مسیح کی موت کفارہ کا باعث ہونا۔ متی ۵ / ۴۲

۱۱ جنوری کی سات بجے رات کو نانپا پادری کے مکان مین جلسہ قرار پایا۔ سامعین بوجہ شہرۂ مباحثہ جلد بجے کے پہلے ہی سے مکان مباحثہ مین جمع ہو گئے۔ عہدہ داران سرکاری و وکلا و مدرسین وغیرہ لوگون سے مکان بھر گیا تخمیناً پانچ سو آدمی کا مجمع ہوگا۔ لوگ بوجہ تنگی مکان چھت پر چڑھ گئے

تعلیم الاسلام سکول کا معائنہ

(سررشتہ تعلیم پنجاب کے ایک ذمہ وار عہدہ دار کی رائے)

ہماری قوم ابھی تک اس مدرسہ سے غالباً نا واقف نہ ہو گی کہ تعلیم الاسلام سکول قادیان کے اجراء کی پاک غرض علوم عالیہ اسلامیہ کی ترویج اور اشاعت ہے اور اس سکول کے ذریعہ ایسی قوم تیار کرنی چاہی گئی ہے جو اپنی علمی اور عملی قابلیتوں کا نہ صرف رسمی اور دنیوی علوم میں نمونہ ہو بلکہ دینی، روحانی اور اخلاقی پہلوؤں میں قابل رشک ہو۔ یہ اغراض قادیان جیسے مقام پر کس خوبی اور کمال کے ساتھ پوری ہوتی ہیں اس پر اسوقت بحث کی چنداں ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔

دنیوی تعلیم ہی جس قابلیت کے ... [illegible] ... اگر ہم اس کی ... کریں تو وہ ایک قومی ... [illegible] ... عمدہ اور اعلیٰ ہونے کو ... [illegible] ... اشاعت میں ہمارے ناظرین مڈل سکول کا نتیجہ دیکھ چکے ہیں۔ اس ... تکمیل اور مفید مشوروں کو حاصل کرنے کے واسطے ... [illegible] ... محکمہ تعلیم پنجاب کی ... [illegible] ... صورت میں ... [illegible] ... پہلو ... [illegible]

اور ۱۱ فروری ۱۹۱۴ء کو ... [illegible] ... ڈسٹرکٹ انسپکٹر جالندھر ... لالہ ... نند کشور صاحب ... اپنے ... اسسٹنٹ انسپکٹر ... کے ساتھ مدرسہ تعلیم الاسلام کا پہلا معائنہ فرمایا۔ ... سکول ... [illegible] ... کسی ... [illegible] ... ہماری قوم کیلئے کسقدر خوشی ہو گی ... [illegible] ... گذشتہ سالوں تک معائنہ ہونے والا سکول کا انتظام اس قابلیت سے چلا گیا ہے کہ سررشتہ تعلیم کا ایک بیدار **مغز تجربہ کار** افسر بھی اس کا معترف ہونا پڑا ہے۔ اگر اس عمدہ انتظام کیلئے قوم اپنے محسن و مخدوم جناب ڈاکٹر صاحب مدرسہ تعلیم الاسلام کی شکر گذار ہے جو اپنے دست و بازو ... ہیڈ ماسٹر مفتی محمد صادق صاحب کی سعی اور محنت کی قدردان ہیں۔ لیکن قوم کی شکر گذاری اور قوم کی خوشی کے الفاظ تک ہی محدود نہیں ہونی چاہیئے خصوصاً وہ قوم جو **آخرین منہم** کی مصداق ہے جس میں خیال اور زبانی باتوں کو چھوڑ کر عملی اور ایثار کی قوت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ نفخ ہوئی ہے۔ قوم چاہتی ہے کہ ہمارا سکول ہمارا کالج **عملی نمونہ** ہو اور وہ اپنے آپ کو مبارکباد دیتی ہے کہ اس غرض کے پورا کرنے کیواسطے **اسوہ حسنہ** حضرت مسیح موعود اور بزرگان سلسلہ کا موجود ہے۔ لیکن پھر ہم پوچھتے ہیں کہ اس کی خوشی کیا صرف دلوں تک ہی رہیگی اور **خوارج اور مالون** پر اثر نہ کریگی؟ مدرسہ کی ضروریات دن بدن بڑھنے والی ضروریات قوم کی توجہ کو اس پہلو کی طرف کرانا چاہتی ہیں۔ اور اب خصوصیت کے ساتھ قوم کو توجہ کرنی چاہیئے۔ ڈاکٹر صاحب مدرسہ کی ضروریات کی تکمیل سرکار سے مدد لیکر بھی پوری کر سکتے ہیں اور یا ... **قوم کی عزت** قوم کے جائز فخر کو قائم رکھنے کیواسطے یہی ضروری سمجھا گیا ہے کہ یہ سکول **قومی سرمایہ** **قومی تعاون** ہی سے چلے اور یہ اکیلا سکول ہو جو **قومی سکول** کہلانے کا حقیقی مستحق ہو۔ پھر کیا قوم اس **فخر** کو جو اسے مل چکا ہے اپنی معمولی سہل انگاری اور فروگذاشت سے کھونا چاہتی ہے؟ کبھی نہیں۔ پس ضرورت ہے کہ سکول کے سرمایہ کو مستحکم کیا جاوے اور سکول کی ضرورتوں کو ہر وقت محسوس کیا جاوے۔

بات کچھ اور تھی۔ سلسلہ کچھ اور رہا۔ ضمناً ہم یہ بحث لے بیٹھے۔ اصل مقصد جناب انسپکٹر صاحب کے معائنہ کا تذکرہ تہا۔

غرض ۱۱ فروری ۱۹۱۴ء کو صاحب موصوف نے مدرسہ کا معائنہ کیا۔ آپ کے چہرہ سے **متانت وقار** کے آثار نمایاں ... اور بے نفسی کے ساتھ **بزرگانہ شمائل** اور بھی خوشنما تھے آپ کے ... [illegible] ... مسلمانوں کا سوال ... [illegible] ... کا سوال ... **بابک آف دی ...** ... [illegible] ... آپ پرانے زمانے کے بزرگانہ ... [illegible] ... ہندو مسلمانوں کو ایک قوم سمجھ ... [illegible] ... اختلافات ... [illegible] ... جو مخالف مذہب کی عزت ... [illegible] ... اس اختلاف کیوجہ سے علم کرنا جائز سمجھا جاتا ہے جیسا کہ اس زمانہ میں ہو رہا ہے ... کے بر خلاف۔

آپ تین گھنٹہ تک اپنے ماتحت رفقا کے ساتھ نہایت ... اور دیانتداری کے ساتھ مدرسہ کا معائنہ کرتے رہے اور اس عرصہ میں ہمارے مدرسہ کے ذمہ وار سپرنٹنڈنٹ مفتی محمد صادق صاحب آپ کے ساتھ رہے۔ جس خوبی اور دیانتداری اور بے لوث پالیسی کے ساتھ آپ نے ہمارے سکول کا معائنہ کیا اور انہوں نے اپنے فرض منصبی کو ادا کیا ہے تاہم ہم آپ کی مہربانی کے شکر گذار ہیں۔ اب ہم قوم کو اپنے قومی سکول کی اندرونی ... کرنے کیلئے وہ رائے دکہاتے ہیں جو صاحب موصوف نے نہایت نظر کیساتھ معائنہ کرنے کے بعد مدرسہ کی رائے بک میں لکھی ہے۔

جناب لالہ نند کشور صاحب انسپکٹر مدارس کی رائے

میں نے مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کا معائنہ بتاریخ ۱۱ فروری ۱۹۱۴ء بمعہ بابو ... انسپکٹر مدارس ... کے اس غرض سے کیا کہ آیا یہ مدرسہ بحیثیت پبلک سکول ہونے کے منظور ہونے کے لائق ہے یا نہیں اور (۲) قابل ہے کہ اپنے طلباء کو یونیورسٹی کے امتحانوں میں بھیج سکے۔

اس سکول کی بنیاد ۱۸۹۸ء میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی مسعود نے ایک پرائمری سکول کی حیثیت میں ڈالی تھی۔ یہ سکول ۱۹۰۰ء میں مڈل کے درجہ تک ترقی کر گیا۔ ۱۹۰۳ء میں ہائی سکول بن گیا اور ۱۹۰۶ء میں کالج کی پہلی جماعت کھولی گئی۔ جس میں کہ تین لڑکے تھے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس مدرسہ کے قائم کرنے کی بڑی غرض یہ ہے کہ دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم بھی حضرت مرزا صاحب کے مریدوں کی اولاد کو اور دوسروں کو دیجائے۔ انکا (ان لڑکوں کا) سکینڈری اور انکا نیز طلباء کا پرائمری ڈیپارٹمنٹ ... ہیں۔ ہو اظاہر کرتا ہے کہ اس مدرسہ کی اس جگہ بہت ضرورت ہے۔ ... مدرسہ سال گذشتہ کیلئے ۳۹۸۶ روپیہ تہا حالانکہ چندہ موعود کی تعداد اس سے کہیں زیادہ تھی۔ اور آیندہ ہر طرح امید ہے کہ وہ باقاعدہ آتے رہیں گے کیونکہ اس مدرسہ کے حامی اور منیجر باثروت و قابل وثوق آدمی ہیں ... نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ بھی ہیں ... فیس سرکاری مدارس کے نصف سے کچھ زیادہ ہے اور کل فیس سال گذشتہ کی ۲۴۵۶ روپے تھی۔ مگر معاف طلباء کی تعداد بہت ہی زیادہ ہے قریباً ۴۵ فیصدی معاف ہیں۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اکثر طلباء کو مفت تعلیم دینے کی طرف زیادہ رغبت پائی جاتی ہے لیکن ہیڈ ماسٹر صاحب نے مجھے یقین دلایا ہے کہ ایسے طلباء کی تعداد قریباً سرکاری کوڈ کے قواعد کے مطابق کر دیجائیگی۔ عمارت کل بارہ کمرے ہیں جو کہ موجودہ تعداد کیلئے کافی گنجائش رکہتے ہیں اور انمیں روشنی اور ہوا کی آمد و رفت کا سامان بھی عمدہ ہے۔ اسباب اور آلات بھی ضرورت کے مطابق کافی ہیں سوائے اسبات کے کہ سب استادوں نے اگرچہ ایک چھوٹی سی میز اس کو استعمال کیواسطے نہیں ہے۔ سائنس کے آلات صرف برائے نام ہیں۔ مدرسہ کے ساتھ ایک بورڈنگ ہوس بھی ہے جو کہ عمدہ حالت میں ہے اور انتظام بھی خوب ہے۔ اسمیں ایک چھوٹی سی ڈسپنسری (شفاخانہ) اور بیرون کیواسطے جنکی موجودہ تعداد چالیس ہے۔ رواجی تعلیم کی سکیم بھی قریباً سرکاری مدارس کی سی ہے اور مفصلہ ذیل مضامین پڑہائے جاتے ہیں انگریزی۔ عربی۔ فارسی۔ اردو۔ جغرافیہ تاریخ اور سائنس تعلیم جسمانی بھی دیجاتی ہے۔ لڑکوں کو ہر روز ڈرل کرایا جاتا ہے کرکٹ اور فٹ بال کھیلنے کا بھی بندوبست کیا ہوا ہے۔

سٹاف میں پندرہ آدمیوں کا ہے جسمیں ایک گریجوایٹ اور دو انڈر گریجوایٹ ہیں اور باقیوں نے کوئی سرکاری امتحان پاس نہیں کیا ہوا لیکن کہا جاتا ہے کہ وہ سب تجربہ کار استاد ہیں جو تعلیمی سلسلہ میں وہ گورنمنٹ ایڈڈ سکولوں میں کام کر چکے ہیں۔ وہ تمام پیندیدہ اور معتبر آدمی ہیں اور صرف حضرت مرزا صاحب کی قرب میں رہنے کیخاطر آئے ہیں مرید وہیں دینی اور دنیوی تعلیم دینے کیخاطر ... تمام تنخواہیں ... اپریل ۱۹۱۲ء سے انسپکٹر رولز کی پابندی کرنیکی کوشش کیگئی ہے۔ مگر رجسٹروں کو دیکھنے سے معلوم ہوا کہ قریباً سب لڑکوں کا داخلہ ایسا تہا کہ ان میں سے بعض کی وجہ نہیں بتلائی جاسکی اور بعض کو بغیر سارٹیفکٹ کے داخل کیا گیا ہے اور ایک دو کو اعلیٰ جماعت میں داخل کر دیا گیا۔ گو ان تمام باتوں کیطرف میں نے ہیڈ ماسٹر صاحب کو توجہ دلائی ہے اور ان کو کہدیا ہے کہ اگر انسپکٹر سکول رولز کی پوری طور سے پابندی آج سے کیجائیگی اور مفت تعلیم سوائے غرباء کے کسی کو نہیں دیجائیگی تو مجھے اس سکول کو منظور کرنیکیلئے آیندہ اگست میں سفارش کرنے میں کوئی عذر نہیں ہوگا کیونکہ مدارس کے منظور کیواسطے وہی وقت مقررہ ہے۔

(دستخط) نند کشور انسپکٹر مدارس حلقہ جالندھر کیمپ بٹالہ مورخہ ۱۲ فروری ۱۹۱۴ء

انسپکٹر صاحب کی رائے کو پڑھکر یقیناً ہر ایک احمدی خوش ہو گا لیکن ہم اپنے سکول کی ایسی **قابل تعریف** حالت سے خوش تو ضرور ہیں لیکن چند باتیں ہیں جنہوں نے ہمکو متوجہ کیا ہے کہ قوم انکو سرسری نظر سے نہ پڑھ جاوے اسلئے ہم خصوصیت کیساتھ انکو پیش کرتے ہیں۔

اول۔ انسپکٹر صاحب مدرسہ کی مالی حالت کیمتعلق احمدی قوم پر ایک امید ظاہر کرتے ہیں ان الفاظ میں کہ کل خرچ مدرسہ سال گذشتہ کیلئے ۳۹۸۶ روپیہ تہا حالانکہ چندہ موعود کی تعداد اس سے کہیں زیادہ تھی اور آئندہ ہر طرح امید ہے کہ وہ باقاعدہ آتے رہیں گے۔ اس فقرہ میں جلی قلم جو فقرہ ہمنے لکہا ہے اسکی طرف توجہ دلاتا ہے ایک غیر احمدی احمدی قوم کے افراد پر یہ بہروسہ کرتا ہے کہ وہ اپنے چندوں کو جو مدرسہ کیلئے دیتے ہیں باقاعدہ بہیجتے رہینگے یہ قوم کیلئے قابل ناز امر ہے اور ہم اس سے زیادہ کچھ نہیں کہتے کہ قوم اس ناز کو نباہیگی اور مدرسہ کی ضروریات سے غافل نہ رہیگی۔

دوم۔ انسپکٹر صاحب فیس مدرسہ کے متعلق یہ ریمارک کرتے ہیں کہ شرح فیس سرکاری مدارس کے نصف سے کچھ زیادہ ہے مگر معاف طلباء کی تعداد بہت ہی زیادہ ہے قریباً ۴۵ فیصدی معاف ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اکثر طلباء کو مفت تعلیم دینے کیطرف زیادہ رغبت پائی جاتی ہے اور آخر میں کہتے ہیں کہ اگر انسپکٹر سکول رولز کی پوری طور سے پابندی کیجائیگی اور **مفت تعلیم** سوائے غرباء کے کسی کو نہیں دیجائیگی۔ اس سے پتا پایا جاتا ہے کہ ابتک مدرسہ اپنی اصل غرض تعلیم کو عام اور ارزان کرتا تہا۔ اسلئے یہی نہیں کہ مدرسہ کی شرح فیس سرکاری سکولوں کے نصف کے قریب تہی اور اسمیں بھی ۴۵ فیصدی قریب معاف تھا لیکن اب مدرسہ کو منظور کرانیکیواسطے ان قواعد کی پابندی لازمی ہوگی جو اسکے متعلق ہیں۔ اور اس سے یقیناً معاف شدہ طالبعلموں کی تعداد کم ہو جاویگی جو ہماری غرض کیلئے کسی قدر مضر ہو گی اسلئے ہمارا اپنا خیال ہے کہ جو لوگ ہمارے مدرسہ تعلیم الاسلام کو یہ قاعدہ اسکیم ہو گا کہ وہ **وظائف** کی تعداد کو وسیع کریں اور اس رنگ سے ان مستحق نادار طلباء کو فائدہ پہونچائیں۔ لیکن اس غرض کو پورا کرنیکیلئے پہر قوم ہی کیطرف دست سوال دراز کرنا پڑیگا۔ اس لئے اس سے پیشتر کہ ڈاکٹر صاحب قوم کو متوجہ کریں ہم توجہ دلاتے ہیں کہ قوم مدرسہ کی ان ضروریات کو ابھی سے محسوس کرے ... کہ اس کریڈٹ کو قائم رکھنے کیلئے کہ **مفت تعلیم** دینے کیطرف زیادہ رغبت ہے مدرسہ کے سرمایہ کو وسیع کرے تاکہ خاطر خواہ وظائف نادار طلباء کو دینے کیلئے گنجائش نکل آوے۔ اور اسکی آسان راہ یہی ہے کہ سوا مستقل چندوں کا سالانہ مسیح موعود مقررہ ڈونیشن (عطیات) دیئے جاویں۔

جنگ جاپان و روس

جارحانہ پہلو - ایڈمرل ماکاروف نے بچاؤ کا پہلو چھوڑ کر اب جارحانہ کاروائی شروع کر دی ہے ۱۰ مارچ کو جنگی جہاز لیکر کھلے سمندر میں نکلا۔ اور دور تک دشمن کی تلاش میں گیا جب وہ کہیں نہ ملا تو سہ پہر کو واپس آگیا۔

روسیوں کے ارادے - جنرل کروپاٹکن وزیر جنگ مشرقی اقصے میں سپہ سالاری کے فرائض ادا کرنے کیلئے اعلان کے مطابق آج ۱۲ مارچ کو سینٹ پیٹرزبرگ سے میدان جنگ کو روانہ ہو گیا وہ غالباً کسی خاص مقام یا قصبہ کو اپنا ہیڈکوارٹر (صدر مقام) نہیں بنائیگا بلکہ (جسطرح محاربہ ٹرانسوال میں لارڈ کچنر نے ریل گاڑی کو ہی اپنا صدر مقام بنایا۔ کسی خاص مقام پر جم کر بیٹھنا اور اسے اپنا مستقر بنانا پسند نہ کیا۔ بلکہ ہر وقت حرکت میں رہے۔ صبح اور رنج فری سٹیٹ کے پایہ تخت بلوم فونٹین میں ہے۔ تو شام کو پانسو میل شمال میں کریسورنیا کے متصل ہوتا ہے مقابلہ کرنیوالی سپاہ کی راہنمائی کر رہے ہیں۔ اسیطرح وطن) ریل گاڑی میں ہی وہ اپنی ماتحت افواج کی راہنمائی اور اُن کی نگرانی کرے گا۔ اسی کے ایک ایڈیکانگ (ناظم) نے بوقت روانگی ایک اخبار کے رپورٹر سے بیان کیا کہ جنرل کروپاٹکن مشرق اقصے پہونچتے ہی پہلے تو اپنی اوس فوج کو جو کوریا کی حدود میں ہے وہاں سے منچوریا کو واپس ہٹا لیں گے۔ اور پھر چند ہفتوں میں اپنی جمعیت کو مضبوط کر کے مئی میں مقابلہ کریں گے ان کو یقین ہے کہ وہ تین مہینوں میں یعنی جولائی کے آخر تک جاپان کے بری افواج کا کام تمام کر دیں گے۔ دیدہ باید۔

جاپانی و مصارف جنگ - جاپانی وزراء نے ملک کے سرکردہ اعیان کے مشورہ سے آج یہ فیصلہ کیا ہے کہ مصارف جنگ کیلئے سات کروڑ ین (جاپانی سکہ) عموماً ملک پر ایک نیا ٹکس جاری کر کے حاصل کئے جاویں اور مزید براں پانچ کروڑ ین اسطرح سے کہ گورنمنٹ اجور قوم مختلف کاموں کیلئے منظور کر رکھی ہیں بعض کاموں کو ملتوی رکھکر ان میں سے اسقدر رقم جنگی میزان پانچ کروڑ ین ہو مصارف جنگ کی مد کو منتقل کر دیجاویں۔

جاپانی بیڑہ پر حملہ - روسیوں کا بیان ہے کہ ۱۱ مارچ کو چپ چاپ رہی۔ اور ایڈمرل ماکاروف کو دشمن کا کہیں پتہ نہ ملا۔ مگر لنڈن کا ایک تار جو کلکتہ کے اخبار انگلشمین کو موصول ہوا اس سے بالکل برعکس مضمون سناتا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔ آج ۱۱ مارچ کو روسی تارپیڈو کشتیوں کا بیڑہ پورٹ آرتھر سے نکلکر جاپانی بیڑہ پر حملہ آور ہوا۔ لڑائی میں ایک جاپانی تارپیڈو کشتی اور ایک روسی تارپیڈو شکن جہاز غرق ہو گیا۔ ان دونوں کے جہازوں کا کیا حشر ہوا یہ معلوم نہیں ہوا۔ لیکن وطن کی رائے میں انگلشمین کے نامہ نگار کو تار بھیجنے میں مغالطہ ہو گیا ہے۔ اور اس نے ۱۰ مارچ کو ۱۱ مارچ تصور کر لیا ہے کیونکہ جو قصہ اس نے بیان کیا ہے وہ ۱۰ مارچ کے معرکہ کے حالات سے کلی مشابہت رکھتا ہے۔

لنڈن - ۱۳ مارچ ایڈمرل توگو ۱۰ مارچ کے بحری معرکہ کے متعلق مزید رپورٹ کرتا ہے۔ کہ جاپانی تارپیڈو بیڑہ کو بھی نقصان پہنچا۔ مگر خفیف۔ بڑی جہازوں کو کچھ نقصان نہ پہنچا۔ فریقین کی تارپیڈو کشتیوں نے بالکل قریب ہو کر ۲۰ منٹ تک ان پر گولہ باری کرتے رہے۔ لڑائی شروع ہونے سے پہلے جاپانی کشتیاں پورٹ آرتھر کے دہانہ کے قریب بحری سرنگیں بچھا دینے میں کامیاب ہو گئیں۔ وہ اس کام سے فارغ ہو چکی تھیں۔ کہ روسی کشتیاں لڑائی کو آگے بڑھیں (لیکن اگر یہ بیان صحیح ہو تا تو ضرور اب تک کوئی نہ کوئی روسی جہاز کسی نہ کسی سرنگ سے ٹکرا کر نقصان اٹھا چکا ہوتا۔ مگر اس کی کوئی خبر نہیں آئی وطن) خلیج ایچن میں ۲۵ فروری کو جو روسی جہاز تارپیڈو شکن غرق ہوا تھا اوس کا نام ولوسٹوچمی تھا۔ (تارپیڈو شکن جہاز عموماً تین چار سو ٹن وزن کے ہوتے ہیں۔ ایک کی لاگت اسی نوے ہزار روپیہ آتی ہے۔ خلیج ایچن پورٹ آرتھر سے بجانب مغرب آٹھ دس میل کے فاصلہ پر ایک چھوٹی سی کھاڑی ہے وطن) جاپان نے پہلے ہی ملک میں مصارف جنگ کیلئے دس کروڑ ین قرضہ لینے کا اشتہار دیا تھا۔ جاپانی باشندوں کیطرف سے ۴۵ کروڑ ین دینے کی درخواستیں موصول ہوئیں۔ روسی مصافی جہاز و مستری و دوشکولائی جس کی سوئز میں مرمت ہوئی تھی مصر کے شمالی ساحل پر گشت کر رہا ہے۔ اس نے ایک جرمن جہاز سٹٹ گارڈ اور ایک انگریزی جہاز اسٹ لیک کو روک کر تلاشی لی۔ انگریزی جہاز کو اس نے اوپر کے گولہ چلانے سے رکجانیکا حکم دیا روسی اگنبوٹ منجور مقیم چینی بندر شنگھائی کا تمام سامان حرب اور اسکے انجنوں کے بڑے بڑے پرزے چینی گودام میں داخل کر دیئے گئے ہیں۔ (اس اگنبوٹ کا قصہ ناظرین کو مفصل معلوم ہے۔ نیز یہ کہ اس نے کیوں اپنا سامان حرب اُتار دیا ہے۔ وطن) جاپانی مدبر مارکوئیس ایٹو جاپان سے کوریا کو روانہ ہو گیا ہے۔

پورٹ آرتھر خالی کر دیا گیا - ایک نامہ نگار کا بیان ہے کہ وہ ۱۲ مارچ کو ایک جہاز پر چینی بندر چیفو سے پورٹ آرتھر کے اسقدر قریب ہو گیا۔ جہاں سے وہاں کے پہاڑی قلعوں کا معاینہ ہو سکتا تھا۔ اُن کے بالائی حصے تقریباً مسمار نظر آتے تھے اور شہر کی آبادی کے بیشتر حصوں پر دھوئیں کے بادل اٹھ رہے تھے مگر کسی جگہ کوئی روسی سپاہ یا جھنڈا یا آبادی کی کوئی اور علامت دکھائی نہ دی۔ ڈیلی ٹیلیگراف شنگھائی اور ٹوکیو میں جاپانیوں نے مشہور کر رکھا ہے کہ روسی جمعرات (۱۰ مارچ) سے پورٹ آرتھر کو ایک طرح سے خالی کر گئے ہیں (یہ محض گپ ہے۔ روسی پورٹ آرتھر کو کبھی خالی کرنا گوارہ نہیں کر سکتے۔ وہاں کی دس بیس ہزار بری سپاہ و ساحل کی توپیں اسقدر قیمتی ہیں جسقدر کہ جہاز ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اگر روسی بیڑہ ساحلی قلعوں کی مدد سے محروم ہو جائے تو جاپانی بیڑہ اسے چند دنوں میں فنا کر دے۔ وطن)

روسی شکست - خبر ہے کہ جاپانی فوج بمقام ٹانگ کان خشکی پر اتری ہے۔ وہاں جو روسی سپاہ موجود تھی۔ اسے جاپانی فوج نے پسپا کر دیا اور اس کے بعد وہ مقامات کالنسی اور انٹنگ پر بھی قابض ہو گئی (ٹانگ کان دریا یالو کے ڈیلٹا پر ہے۔ انٹنگ اس سے چند میل کے فاصلہ پر ساحل سے پرے دریا کے منچوری کنارہ پر ہے پچھلے تین ہفتوں کی خبریں یہی ثابت کر رہی ہیں کہ روسی انٹنگ اور اس کے متصلہ مقام کالنسی میں بتعدی تمام مورچے بنا رہے ہیں۔ یا وہ خبریں غلط تھیں یا یہ روایت غلط ہے کیونکہ ممکن نہیں کہ ایسے مضبوط مورچوں کو دشمن سے جم کر لڑائی کرنے کے بغیر روسی چھوڑ گئے ہوں۔ اور اگر وہ جم کر لڑتے تو نتیجہ خواہ کچھ ہوتا۔ فریقین کے ہزارہا آدمی ضرور کھیت رہتے۔ وطن)

۱۰ مارچ کے معرکہ میں روسی تارپیڈو کشتی سٹرگوچی کو خود اس کے کمانڈر نے اُڑا دیا تھا تاکہ غنیم اسکو پکڑ نہ لے۔ جاپانی تارپیڈو بیڑہ نے آدھی رات کو جا کر روسی گولہ باری کے باوصف پورٹ آرتھر کے دہانہ کے متصل بحری سرنگیں رکھدی تھیں۔ روسی کشتیاں اس کے بعد مقابلہ کو باہر نکلیں۔ جاپانیوں کے کل بیس آدمی ضائع ہوئے۔ جاپانی بیڑہ نے بعدازاں تالین وان کے قلعہ سام شان ٹن پر بھی گولہ باری کی۔

روسی کمانڈروں کی رجمنٹ دریا یالو کے مغربی کنارہ پر یعنے خاص چین کی حد میں گشت کر رہی ہے۔ (قصبہ نوچنگ اسی دریا کے کنارے پر ساحل بحر کے قریب آباد ہے۔ وطن)

روس نے ممالک غیر کے افسروں کو جواب دیا ہے کہ وہ وسط مارچ سے پہلے کسی کو اپنی افواج کے ہمراہ رہنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ مشرقی سائبیریا کی مقامی حکومت کا عملہ قلعہ ولاڈی ووسٹاک سے مقام خاباروسک کو منتقل کر دیا گیا ہے۔ جو اول الذکر سے ۵۰۰ میل کے فاصلہ پر ساحل سے اندر دریا امور پر واقع ہے۔ وطن)

بقیہ تار خبریں - لنڈن ۱۴ مارچ۔ پورٹ آرتھر کو خالی کئے جانے کی خبر غلط تھی۔ جاپانیوں کا بیان ہے کہ ۱۰ کے معرکہ میں نہ ان کی کوئی تارپیڈو کشتی ضایع ہوئی۔ نہ کروزر ٹاکاساگو کو کچھ نقصان پہنچا۔ روسی کوریا سے منچوریا کو ہٹ گئے ہیں دریا یالو عبور کرنے سے پہلے انہوں نے قصبہ ویجو کو آگ لگا دی۔ روسیوں نے کوریا کے قصبہ پنگ یانگ اور ساحلی مقام انجو کے درمیان تار کاٹ دیا ہے اڑہائی لاکھ روسی فوج مشرق اقصے میں میدان جنگ کیلئے بہ تفصیل تیار ہو لی ہے طلعیہ۔ دو رجمنٹ قادر پیدل کی ہر اول سولہ رجمنٹ قادر انداز پیدل ۹۶ جلد چلنے والی توپیں تین بیٹریاں جلد چلنے والی کوہی توپخانہ کی اور کچھ سوار قلب لشکر کے نامہ و پیام کیلئے تار کا سلسلہ ہوگا اور قلب و ریزرو فوج کے درمیان ٹیلیفون ریزرو دستہ کمک میں رہیگا۔ یورپین روس سے ڈرگون نسل کے سواروں کے رسالے بھی بھیج جائینگے۔

لنڈن - ۱۵ مارچ۔ ۱۰ کے بحری معرکہ پورٹ آرتھر میں جن جاپانی کشتیوں کو صدمہ پہنچا وہ بقول جاپانیاں ایک ہفتہ میں درست کر لی جائینگی۔ ساسیبو کی جاپانی عدالت غنیمت نے گرفتار شدہ روسی سٹیمر منچوریا کو جس پر زیادہ تر رسیلوں کی چار بار تھی قابل ضبطی قرار دیا ہے۔ جنیوں میں یہ افواہ گرم ہے کہ پورٹ آرتھر اور چینگ کے روسی افسر صاف تسلیم کر رہے ہیں کہ جب تک روس تین لاکھ سپاہ جمع نہ کرے وہ جاپانیوں سے مقابلہ نہ کریگا چمیلپو کی معرکہ کے زخم خوردہ روسی جہازات پلاڈا، ریتوزان اور زاروچ ۶ ماہ سے پہلے مرمت اور کام دینے کے قابل نہ ہو سکیں گے۔ ایک اعلے جاپانی مدبر نے بیان کیا ہے کہ یورپ کا یہ وہم ہے کہ جاپان نے ملک گیری کی طمع سے جنگ شروع کی ہے۔ دنیا دیکھے گی کہ اگر جاپان غالب بھی رہا تو وہ سالہا سال اپنی طاقت اور وسائل سے اسطرح کام لیگا کہ دنیا کے امن میں کسیطرح کا فرق نہ پڑے۔

جاپانی دستہ کی شکست - روسیوں کا بیان ہے کہ کوریا کے قصبہ پنگ یانگ سے شمال مغرب میں دریا چونگ چونگ کے کنارہ پر جاپانی سواروں کے چار ہراول دستے ملے۔ جن میں سے ایک رسالہ کی کمین گاہ میں پھنس گیا اور منتشر کر دیا گیا۔

پورٹ آرتھر سے ۹۰ فیصدی باشندے نکل چکے ہیں۔ چینی اور دیگر سوداگر جو اجناس و ذخائر چھوڑ گئے ہیں۔ اوس پر روسیوں نے قبضہ کر لیا ہے۔ روسی پورٹ آرتھر میں گندم اور آٹا پیسنے کی کلیں دھڑا دھڑ بھیج رہے ہیں۔ انکا بیان ہے کہ پورٹ آرتھر کی روسی سپاہ دو سال تک غنیم کا مقابلہ کر سکتی ہے۔ روسی بیڑہ کے زخمی جہازوں کی مرمت بسرعت تمام ہو رہی ہے۔ جہاز ریتوزان مرمت کو حوض میں داخل ہو چکا ہے۔ لیکن ریتوزان اور زاروچ ابھی باہر ہیں ڈالنی کا بندر جہازوں کے لئے برسوں تک خطرناک رہیگا کیونکہ اوس کے متصل جو بحری سرنگیں بچھائی گئی تھیں۔ وہ ادھر اودھر سرک گئی ہیں۔ امریکہ کا کارخانہ جاپان کے لئے ریلوے کے سات انجن بہت جلد بنا رہا ہے وہ کوریا کی جاپانی ریلوے لائن فوسان تاسیول پر کام دیں گے۔ ایک جاپانی نے سولہ لاکھ روپیہ کی مالیت کے نوادرات جاپانی مجروحین کے فنڈ میں بطور چندہ دیئے ہیں۔ ایڈمرل الیکسیف نے منچوریا اور لیاؤتنگ کے چینی و منچوری باشندوں کے نام اعلان شائع کیا ہے کہ روس تمہارا سچا دوست ہے اور ملک کی زرعی و تجارتی ترقی کے لئے ریلوے نہایت ضروری ہے۔ اوسکی حفاظت باحتیاط کرو۔

یہ اعلان جاپانی اشتہارون کے جواب میں شائع کیا گیا ہے - جن میں جنگ کا الزام روس پر لگایا گیا تھا

مختلف عنوانین

روسی کوریا سے بالکل باہر نکل گئے ہیں - خبر ہے کہ جاپانی فوج روسی سپاہ کی بہ زور مزاحمت کر کے بادجھف مقام اننگ پر قابض ہوگئی ہے - یہ بھی افواہ ہے کہ جاپانیون نے پورٹ آرتھر فتح کر لیا ہے - ایک خبر ہے کہ سیول مین جاپانی بڑی لڑائی کیلئے بالخفا تمام تیاریان کر رہے ہین - اور عنقریب بڑا دہاوا کرنیوالے ہین -

ٹائمیز جاپان کو مشورہ دیتا ہے کہ جب وہ پورٹ آرتھر اور ولاڈی وسٹاک کو فتح کرلے تو انہی پر قائم رہے - خاربین کیطرف مانچوریا مین آگے نہ بڑھے ان دونون مقامات اور کوریا ہی جاپان کے قابض ہو جانے سے مشرق اقصے مین روسی اقتدار کا خاتمہ ہو جائیگا (مگر کیا روسی یہ مقام دیکر چپکے بیٹھ رہین گے - اور ان کو جاپانیون سے پھر فتح کرنے کیلئے پورا زور نہ لگا دینگے وطن)

۱۰ مارچ کے معرکہ مین جاپانی بیڑہ صرف ۴۰ روسی ملاحون کو پکڑ سکا - روسی کشتی سٹرگوچی کے ملاح یا تو مر چکے تھے یا سمندر مین کود گئے تھے - جنکو تلیمون کی گولہ باری کیوجہ سے جاپانی ملاح نہ بچا کر پکڑ سکے

لنڈن ۱۶ مارچ - جاپانیون کی نگرانی مین کوریا کے اندرونی انتظام کی ازسر نو درستی و اصلاح ہو رہی ہے - رشوت کے انسداد کا سختی سے تدارک ہو رہا ہے -

اول بحری معرکہ - افواہ ہے کہ ۱۰ مارچ کے معرکہ کے بعد پورٹ آرتھر کے روسی بیڑہ نے ولاڈی وسٹاک کے بیڑہ سے جاملنے کے لئے پورٹ آرتھر سے نکلنے کی کوشش کی - مگر جاپانی بیڑہ سے بتاریخ ۱۳ مارچ اوسکی مڈبھیڑ ہوگئی - فریقین نے تیس گولے چلائے تھے کہ روسی کروزر نوانیا زخمی ہوگیا اور روسی بیڑہ واپس ہٹ گیا (نوانیا کا وزن ۷ ہزار ٹن ہے - باقی حالات کیلئے دیکھو فرہنگ - یہ قیاس غلط معلوم ہوتا ہے کہ روسی بیڑہ ولاڈی وسٹاک جانے کی غرض سے باہر نکلا کیونکہ اگر وہ وہان پہنچ جاتا تو بہت سا ادنیٰ بھی ہو جاتا - تو اس جگہ پورٹ آرتھر سے بھی اسکی حالت زیادہ نازک ہوتی - ولاڈی وسٹاک کا بندر نہ پورٹ آرتھر اتنا وسیع ہے اور نہ محفوظ ہے - وطن)

امریکہ والے سخت ناراض ہین کہ روس نے نیوز ورلڈ اخبار کو بھی ممنوع الداخلہ اخبارات مین کیون شامل کیا ہے - روسی ایڈمرل (روسی لوکس) ... روسی کروزر ... سنہ ۱۳ مارچ کو اطالین کروزر مارکو پولو کو بھی جو مشرق کو جا رہا ہے جزیرہ شمالی ساحل کے قریب خالی گولہ چلا کر روکا - اور بعد مین معافی مانگ لی - اسی دن اوس سے ساحل پر تین میل کے فاصلہ پر ناروے کا ایک سٹیمر روکا

جاپانیون کی دلاوری - روایت ہے کہ ۱۰ مارچ کے بحری معرکہ مین فریقین کے تارپیڈو جہاز ایک دوسرے کے ایسے قریب ہوکر بھڑے - کہ ایک جاپانی بحری جھلانگ مار کر ایک روسی کشتی مین پہنچ گیا - اور اس نے کپتان کا سر تلوار سے جدا کر کے زہر کی گولیاں مار کر سمندر مین گرا دیا - (یہ خبر یقیناً گپ ہے - وطن)

روسیون نے ۲۰ جاپانی جو چینیون کے بھیس مین تھے ساحل پر گرفتار کئے ہیں - وہ جاپانی بیڑہ کو جھنڈیون کے ذریعہ خبرین دکر رہے تھے -

جاپانی فوج - سٹریٹ بے (انگریزی نامہ نگار) چینی بندر سنگہائی سے تار دیتا ہے کہ ایک کثیر جاپانی برّی سپاہ سب سامان رسد اور میدانی توپخانہ لیکر جاپانی بندر ناگاساکی سے جہازون پر سوار ہوکر کوریا کے بندر ادجینا کو جا پہنچی ہے اور اسی ہزار اور عنقریب جانیوالی ہے (ادجینا کے نام کا کوئی شہر یا بندر کوریا مین نہیں - ناجوانجو - جیجو مین سے غالباً کوئی ایک مراد ہے - وطن)

اسکا بیان ہے کہ روسی پورٹ آرتھر سے ... ڈالنی کو خالی کر رہے ہین - جہان کی بجائے فوج پورٹ آرتھر کو اور کچھ دریا یالو کو بھیجی جا رہی ہے دریا یالو پر اگر جاپانی فوج زیادہ جمع ہوگئی تو وہان کی روسی فوج خاربین کو ہٹ جائیگی - روسیون کا بیان ہے کہ ڈالنی کی بندرگاہ لنگرگاہ کی بحری دیوار اور ریلوے سٹیشن کے نیچے سرنگین لگا دی گئی ہین کہ جونہی جاپانی وہان داخل ہون مان سب عمارات کو اڑا دیا جائے - جزیرہ جاپان کے تمام بحری تارپیڈو کے سلسلے جاپانیون کے تصرف مین ہین ... روسی بحری انجینئر ... سکے نہ بچنے تو دوگونہ ... زخمی جہازون کی مرمت سکھنے پورٹ آرتھر کو گئے ہین - جرمن جنرل کونٹ دو ونزی کی رائے ہے کہ روس اپریل کے اختتام سے پہلے جاپان کے ساتھ برّی لڑائی شروع نہین کر سکیگا - اوسکا خیال ہے کہ جاپانی پیدل فوج بہ نسبت روسی پیدل سپاہی اور توپخانون سے بہتر ہے - کوریا کا دارالسلطنت ... کا محل ... اور جلا وطن کر دیا گیا ہے - روسی سفیر ... اپنے ... دلون ... مخالفت کا ... ہے - جاپانی حکومت کی ... مین ... جہازات ... واپس لے ... نیگ ... کے قریب بمقام ... موضع ہوگا - وطن) ایک جاپانی ... قید کر لیا ... (ہیں)

جاپانی نقصانات کی تصدیق - جرمن میل سٹیمر (ڈاک کا جہاز) موسوم سٹرگرز جو ۱۴ مارچ کو مشرقی اقصے سے کولمبو پہنچا - یہ خبر لایا ہے کہ اس کے مسافرون نے اپنی آنکھوں سے جاپانی بندر ناگاساکی مین کئی جاپانی جنگی جہاز مرمت ہوتے دیکھے - جن مین سے ایک کی حالت بہت ہی ردی تھی - جو انگریز بحری جاپانی جہازون کا کو جنھاسی جاپان تک بہم پہنچانے کیلئے نوکر رکھے گئے تھے وہ اسی جرمن جہاز پر ولایت واپس جا رہے ہین - انگریزی اگنبوٹ کلانو جو آسٹریلیا جا رہا تھا ۱۴ مارچ کو کولمبو پہنچا - اس کے کپتان کا بیان ہے کہ سوئز سے متصل ایک روسی تارپیڈو کشتی کچھ دور اس کے پیچھے پیچھے آئی - اور کہ سوئز سے ۵۰ میل دور اس نے روسی مصافی جہازون کا ایک بیڑہ دیکھا تھا جو تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد ادہر ادہر برقی روشنی ڈالتے تھے -

جاپان کا اندازہ ہے کہ ادسے آغاز جنگ سے دسمبر سنہ ۱۹۰۴ء تک لڑائی پر ۳۵ کروڑ ۹۰ لاکھ ین (ین ۲؍) خرچ کرنے پڑینگے جو رقم تھوڑی سیاہ کے میری لوگون کے اجارا اور خاص ٹیکس جنگ لگانے سے حاصل کیجائیگی - بندر نوچینگ مین ایک انگریزی جنگی جہاز اسپیگل موجود ہے - برف کے پگھلتے ہی وہ نوچینگ کے دریالاؤ سے آجائیگا - انگریزی حکومت سمجھتی ہے کہ اس سے بہت بہالی ہے کہ انگریز باشندگان نوچینگ کو کوئی نقصان نہ پہنچنے دین -

۱۰ مارچ کے معرکہ کے بعد بہانہ کے موقع پر سمندر کا پانی اترنے پر پورٹ آرتھر کے متصل ایک غرق شدہ جاپانی تارپیڈو شکن جہاز صاف دکھائی دیا - پھر بھرے ہوئے وہائٹ ہیڈ تارپیڈو گولے بھی وہان سے ملے - (اس سے ثابت ہوگیا کہ روسیون کا بیان صحیح تھا - وطن) فرانس اور انگلستان مین مصر - مراکو - سیام اور نیوفولینڈ کے متعلق تمام مسائل متنازعہ فیہ پر باہم رضامندی سے قرارداد ہوگئی ہے - جس کے مطابق عنقریب ضابطہ معاہدہ ہونیوالا ہے -

لنڈن ۱۷ مارچ - جاپانیون نے کوریا کی اندرونی انتظام کی اصلاح کے کام کو مکمل کر لیا ہے روسی حکومت نے ایڈمرل شارک کو مشرق اقصے کے روسی بیڑہ کی کمان سے یورپ واپس بلا لیا ہے - وجہ معزولی صاف ظاہر ہے مگر لفظاً حکم نامہ مین بیماری کو وجہ بتایا گیا ہے ... زخمی مصافی جہاز ... کے کپتان ... کہ اوس نے ۲۴ فروری ... جاپانی حملون مین ان کی تارپیڈو ... آتش بار ... جہاز ... جہاز کو زخمی ہوکر لنگرگاہ کے کنارے پر لٹکا ہوا ہے مگر اس کی توپین وغیرہ سب صحیح سالم ہین اور سامان جہاز پر بھی ان سے بخوبی کام لیا جاسکتا ہے - وطن) روسی حکومت نے بحیرہ بالٹک کے بیڑہ کو بحر منجمد شمالی کے راستہ مشرق اقصے کو بھیجنے کا بیگانہ خیال چھوڑ دیا ہے - پورٹ آرتھر کے روسی بیڑہ کی نسبت کچھ معلوم نہیں کہ آیا وہ اس وقت وہین ہے - یا وہان سے نکل گیا ہے جاپانیون کو کل اطلاع پہنچی تھی کہ سات روسی جنگی جہاز پورٹ لازارف کے پاس سے گذرتے دیکھے گئے تھے - مگر یہ نہین بتلایا کہ وہ کسطرف کو جا رہے تھے (پورٹ لازارف کوریا کے مشرقی ساحل پر خلیج بروٹن کے کنارہ پر واقع ہے - وہ ولاڈی وسٹاک سے ۳۴۰ میل بجانب جنوب اور کوریا بندر فوسان سے ۳۰۴ میل شمال مین ہے وطن) جاپانیون کا بیان ہے کہ روسی فوج مقیم پورٹ آرتھر عنقریب ادسے غنیم کے حوالہ کر دیگی - جو روسی زخمی پکڑے گئے جاپانی فوجی شفاخانون مین ہین وہ غنیم کے سلوک کے بڑے مداح ہین روسی حکومت نے بھی اوسکے متعلق جاپان کا شکریہ ادا کیا ہے -

روسی بیڑون نے کو مکہ کے لدے ہوئے چار جہاز فروری مین سوئز کے قریب پورٹ سعید مین روک رکھے تھے ان مین سے ایک غریب جہاز نام کل کولمبو پہنچا - اسکے کپتان کا بیان ہے کہ روسیون نے پہلے تو ان جہازون کو غرق کرنے کی دہمکی دی - مگر بذریعہ تار روسی حکومت سے استصواب کرنے پر حکم ملا کہ جہازون کو ضبط کر لو غرق نہ کئے جائین - دس دن بعد ان کا حکم آگیا کہ بالکل چھوڑ دو - اور آئندہ جاپان کے سوا کسی اور ملک کے تجارتی جہاز کو نہ پکڑا جائے - یہ جہاز جاپان کے لئے کوئلہ لیجا رہے ہین - جاپان کا تجارتی جہاز بنگو مارو ... احکام لیکر لندن سے روانہ ہوا ہے وہ روسی جنگی جہازون کی موجودگی کو علی الرغم بحیرہ روم اور قلزم کے رستہ گذریگا -

ایڈمرل شارک کے ساتھ ایڈمرل مولاس جو چیف آف سٹاف تھے انکو بھی واپس پٹرس برگ بلا لیا گیا ہے - روسی فوج کا بڑا حصہ دریا یالو عبور کر گیا ہے (کسطرف کو آیا منچوریا کیطرف سے کوریا کے علاقہ کو - یا اس کے برعکس - یہ نہین بتایا گیا - وطن) تصدیق ہوگئی ہے کہ اب تک بحری معرکون مین جاپان کے چار کروزر اور پانچ تارپیڈو و کشتیان ضائع ہوئی ہین -

لنڈن ۱۷ مارچ - سمندر دیوتا ابھی روسیون پر خفا ہے ۱۶ مارچ کو ان کا ایک تارپیڈو شکن جہاز ... جو ولاڈی وسٹاک سے ... اپنی بحری سرنگون ... سے ٹکرا کر پورٹ آرتھر مین داخل ہوتا ہوا غرق ہوگیا - الجہاز ... انگریزی جرنیل ... جو ... اور ... سیول پہنچ گئے ہین - افسوس ڈیوک آف کیمبرج سابق سپہ سالار افواج برطانیہ آج ۱۷ مارچ کو فوت ہوگئے - آپ ملکہ مرحومہ کے چچا یعنی شاہ معظم کے نانا کے بھائی کے بیٹے تھے ... ملکہ مرحومہ ... شرف ... سنہ ۱۸۱۹ء کو پیدا ہوئے ... سلطان ... سنہ ۱۸۵۶ء تا سنہ ۱۸۹۵ء سپہ سالار رہے - وطن)

قیصر جرمنی نے نوجوان شاہ ہسپانیہ سے بمقام ویگو ملاقات کی جو خاص اسی غرض کیلئے وہان گئے تھے (ویگو ہسپانیہ کے شمال مغربی گوشہ پر بحر اوقیانوس کے کنارہ پر ایک اہم بندرگاہ ہے - وطن)

ہم اور ہمارے ناظرین

ضروری اطلاع

خریداران الحکم اپنا فرض سمجھ لیں کہ ہر قسم کی خط و کتابت کرتے وقت اپنا نمبر خریداری ضرور لکھا کریں۔ ورنہ تعمیل ارشاد ہرگز نہ ہو سکے گی اور مطبع اسکا ہرگز جوابدہ نہ ہوگا۔ کیونکہ خریداروں کی تعداد بفضل خدا ہر روز ترقی پر ہے۔ چٹ کا نمبر دیکھنے میں اسبات کا لحاظ رکھا جاوے کہ جو [illegible] ایل میں لکھا جاتا ہے وہ نمبر ڈاکخانہ کا ہے جو ہمکو رجسٹری کے لیے ملا ہوا ہے اسکو خریداروں کے نمبر کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

بقایادار

جن خریداروں کے ذمہ مطبع کا کچھ بھی بقایا ہے یا جنہوں نے ابھی تک باوجودیکہ پہلی سہ ماہی ختم ہونے کو ہے زر چندہ ۱۹۰۳ء روانہ نہیں کیا اگر وہ اطلاع نہیں دینگے کہ وہ کب تک واجب الادا رقم بھیجیں گے تو مرۃ وقت الحکم کا وی پی لینے کو طیار رہیں۔ مطبع کی طرف سے یہ ضروری نوٹس ہے۔ اور اسکے بعد کسی اور اطلاع کی ضرورت نہیں رہے گی۔

ایک اور بات

سالگذشتہ میں میری اکثر غیر حاضری کی وجہ سے بعض رقوم آمدہ مطبع کا اندراج بالتفصیل نہیں ہوسکا یا یہ کہو کہ ضروری رجسٹروں میں کسی قدر فروگذاشت سے ہوا ہے۔ اس لیے جن احباب نے ۱۹۰۲ء یا ۱۹۰۳ء کی قیمت الحکم ادا کر دی ہے اور انکا حساب صاف ہے ان کے سوا باقی بزرگ بقایا کے متعلق ہمیں خود اطلاع دیں تاکہ ان کے حساب کا مقابلہ کر لیا جاوے۔ لیکن اگر اسپر توجہ نہ کی جاوے گی تو پھر مطبع کے رجسٹروں یا کاغذات کا اندراج صحیح تصور ہوگا اور کسی شکایت کی گنجائش نہیں ہوگی۔ ہمیں یقیناً معلوم ہے کہ ہمارے خوش معاملہ خریدار اسپر صفائی حساب کے لیے ہمیں مدد دینگے۔

ڈاکٹر مختار علیخان صاحب اور بابو عبد الحمید صاحب سمالی لینڈ سے ڈاکٹر رحمت علی صاحب مرحوم کی یادگار قائم رکھنے کی غرض سے دو اخبار جاری کراتے ہیں ان اخباروں کی قیمت وصول ہو چکی ہے جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ اس پاک تحریک کے محرک ڈاکٹر سید جلال صاحب مخفی ہیں۔ اسلیے الدال علی الخیر کفاعلہ کے مصداق ڈاکٹر سید صاحب کو بھی انکا ثواب ہوگا۔ اسطرح پر اگر یہ تحریک جاری ہی ہو تو تعجب نہیں کہ صد ہا جدید اخبار یادگار مرحوم میں جاری ہو کر انکی روح کے ایصال ثواب کے موجب ہوں۔ اس تحریک سے صرف اتنا ہی فائدہ نہیں بلکہ ہم محسوس کر سکتے ہیں کہ یہ قوم کی زندگی کے آثار ہیں۔

توسیع اشاعت الحکم کے متعلق ہمارے ایک دیرینہ کرمفرما اور الحکم کے سچے خیرخواہ چودھری محمد حسین صاحب گرداور کو خیال پیدا ہوا ہے۔ قریباً ہر روزہ ڈاک میں انکی طرف سے ایک خریدار کے نام الحکم جاری ہوتا ہے چودھری صاحب کی اگر یہی توجہ رہی تو وہ الحکم کے لیے سب سے زیادہ خریدار بہم پہونچانے والے ٹھیریں گے خدا تعالیٰ انکی سعی کو مشکور فرماوے۔ آمین

مکند پور ضلع جالندھر شیخ نصیر الدین عرف شیخ نتھو ایک معمولی بساطی کی دوکان رکھنے والا احمدی ہے لیکن الحکم کے ساتھ اسکو کچھ ایسی محبت اور اسکی اشاعت کا ایسا جوش ہے کہ باوجود قلیل آمدنی کے بھی دو پرچے اپنی جیب سے خرید کر دو شخصوں کے نام جاری کراتا ہے۔ یہ جوش اشاعت صدق وحق کا بھی حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود کی سچائی کی دلیل ہے۔ گو بادی النظر میں راہ حق میں انفاق مال مشکل معلوم ہوتا ہے۔ مگر

ز بذل مال در راہش کسے مفلس نمیگردد
خدا خود میشود ناصر اگر ہمت شود پیدا

بالکل سچ ہے شیخ صاحب کی مثال ہمارے اہل دول اصحاب کو الحکم کی توسیع اشاعت پر توجہ دلاسکتی ہے۔

لاہور سے ہمارے ایک مکرم جو الحکم کے بوقت اجرا سے اس کے خریدار ہیں اور خوش معاملہ خریدار [illegible] محض اس بنا پر الحکم کو بند کرتے ہیں کہ اسمیں جنگ جاپان کی خبریں اور ڈاکخانہ کے متعلق مضامین بھی درج ہوتے ہیں۔ ہمکو اسبات سے تو [illegible] افسوس ہے کہ الحکم کا ایک خریدار اور خوش معاملہ خریدار اس سے الگ ہوتا ہے مگر یہ بھی ہم افسوس سے ظاہر کرتے ہیں کہ اگر انھوں نے جنگ جاپان (و روس) یا محکمہ ڈاکخانہ کے متعلق مضامین کے سلسلہ کے اجرا کے وجوہات پر غور کی ہوتی تو شاید وہ اسقدر مخالفت نہ کرتے بہرحال ہم [illegible] سے ناراض نہیں کیونکہ جیسا انکی مسدودی الحکم کا کارڈ ملا اسی روز [illegible] کارڈ کے ساتھ پہونچے اور ہمارا [illegible] ناتِ بخیر منہا کا مضمون صحیح ثابت ہوا۔

ہم نے ایک مرتبہ اپنی مشکلات کا ایک مرقع کھینچا جس میں اس امر کا بھی ذکر تھا کہ مختلفۃ المذاق لوگوں کا مذاق ایک اخبار نویس ایک ہی اخبار سے پورا نہیں کر سکتا۔ البتہ وہ عام مذاق کو جو مشترک ہوتا ہے لے لیتا ہے۔ اسلیے ہمارے ناظرین میں سے ہر واحد یہ کبھی توقع نہ رکھے کہ ہم ہر ایک شخص کے ذاتی مذاق کے موافق الحکم کو ایڈٹ کر سکیں گے۔

مولوی محمد فضل صاحب چنگوی چکڑالوی کے متعلق باقاعدہ الحکم میں لکھنے کا ارادہ ظاہر کرتے ہیں انکا اختیار ہے لکھیں الحکم کو حتی الوسع ان کے مضامین کے اندراج میں کوئی عذر نہ ہوگا بشرطیکہ وہ متین اور معقول ہونیکے علاوہ مناسب موقع بھی ہوں۔

ہمارے ایک مخدوم اور محسن بابو نذیر الدین صاحب [illegible] الحکم کے متعلق اسکی عمدہ چھپائی اور کتابت وغیرہ کی ضرورت کو اسقدر محسوس کرتے ہیں کہ الحکم کی بروقت اشاعت بھی اسپر قربان ہونی چاہیے حقیقت میں کچھ دنوں سے یہ نقص الحکم میں ہم خود محسوس کر رہے تھے اور اسکی اصلاح کی فکر۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے۔ آمین۔

الحکم کے متعلق ایڈیٹر الحکم اور ناظرین الحکم کی خط و کتابت ہمیشہ اسی عنوان کے تحت اخبار ہی میں ہوا کریگی۔ اور کچھ دنوں سے یہ سلسلہ باقاعدہ جاری ہے۔

مظلومان پوسٹ آفس

وہی نوٹ سسٹم

نوٹ سسٹم کی بد استعمالی کی خرابی ہم نے ایک مثال کے ذریعہ سے ظاہر کی ہے اگرچہ ہمارے پاس بہت سی مثالیں ان کشتوں کی موجود ہیں جو اس نوٹ سسٹم کے تیغ پر قربان ہوئے ہیں لیکن یہ اصل مطلب سے دور جا پڑنا ہوگا اگر ہم ایک پر بھی کافی توجہ دلا سکیں۔ اسلیے ہم سب سے پہلے اسی ایک کیس ڈپوٹی دنامل اور جلال الدین کو بار بار پیش کرینگے اور صاحب پوسٹماسٹر جنرل بہادر سے انصاف چاہیں گے کہ ایک ہی مقدمہ میں ایک ہی جرم کے دو ارتکاب کرنیوالوں کو دو مختلف سزائیں کس بنا پر دی جاتی ہیں یا دی گئی ہیں۔ اگر نوٹ سسٹم کی بد استعمالی کا نقص اسی مثال سے ثابت ہو گیا تو آئندہ جو مثالیں ہم اور پیش کرینگے وہ صاحب موصوف کی مزید توجہ کو خود بخود اپنی طرف منعطف کرنے والی ثابت ہونگی اور اگر اسکو چھوڑ کر اور ہم پیش کریں تو یہ ایک قسم کا خلط مبحث ہوگا۔ اس لیے ہم اس کے متعلق پھر صاحب موصوف کی خدمت میں یہ التماس کرتے ہیں کہ وہ ڈپوٹی دنامل اور جلال الدین کا کیس منگوا کر سارا مسل خود پڑھیں۔ اور ڈپوٹی دنامل کو اپنے سامنے بلا کر اس سے پوچھیں کہ اس نے کسقدر اپیل کیے تھے اور انکا جواب اسے کیا دیا گیا ہے؟ ہم معزز ہمعصر زمیندار سے جو محکمہ ڈاکخانہ میں ایک عرصہ تک معزز اسامی پر رہ چکا ہے اور جو اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر اس محکمہ کے مظلوموں کو بہت کچھ فائدہ پہونچا سکتا ہے اس معاملہ میں اپنے ساتھ ملنے کی درخواست کرتے ہیں اور غالباً بہت جلد ہم انکی رائے سننے کے قابل ہوسکیں گے۔ (باقی دارد)

گارنٹی فنڈ

ہمکو توجہ دلائی گئی ہے کہ گارنٹی فنڈ جو محکمہ ڈاکخانہ کے متعلق ہے جس میں ہر ملازم ہر ڈاکخانہ کی تنخواہ میں سے سالانہ ایک مقررہ رقم وضع ہوتی ہے اسپر افسران سررشتہ کی توجہ دلائیں کہ وہ روپیہ کہاں جاتا ہے؟ عنقریب ہم اسپر بحث کرینگے۔ فی الحال نوٹ سسٹم کی خرابیوں کو رفع کرنیکی کوشش میں ہم مصروف ہیں

وی پی سسٹم

وی پی کے متعلق گذشتہ اشاعت میں جو ہم نے ذکر کیا تھا کہ ٹکٹ نہ لگا کریں گے وہ خبر صحیح نہیں تھی بلکہ اسکے متعلق جو صحیح انفرمیشن ڈائرکٹر جنرل ڈاکخانجات ہند کی طرف سے ہمکو بصورت اعلان ملی ہے ہم اسکو بلا کم و کاست ذیل میں درج کرتے ہیں۔

موجودہ قواعد ڈاکخانہ کے مطابق فرستندگان قطعات قیمت طلب فارم میں جو قیمت طلب قطعات کے ہمراہ ڈاکخانہ میں پیش کیے جاتے ہیں وہ رقم درج کرتے ہیں جو مکتوب الیہ سے واجب الوصول ہوتی ہے۔ قطعات قیمت طلب رجسٹری شدہ کے لیے ڈاکخانہ رسید کی اصل کل رقم میں سے جو مکتوب الیہ سے وصول کی جاتی ہے کمیشن منی آرڈر منہا کر کے باقی رقم فرستندہ قطعہ کو بھیج دیتا ہے اسوجہ سے بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ کمیشن منی آرڈر اس رقم سے جو فرستندہ کو ادا ہوتی ہے زیادہ رقم پر وضع کی جاتی ہے مثلاً ایک رجسٹری شدہ قطعہ پر پانچ روپیہ دو آنے بمعہ کمیشن مکتوب الیہ سے وصول کیے گئے ہیں اور اگرچہ فرستندہ کو صرف پانچ روپیہ ہی تقسیم کیے جاوینگے لیکن کمیشن پوری رقم پر یعنی پانچ روپیہ دو آنہ پر لگائی جاتی ہے۔ اب یہ قرار پایا ہے کہ یکم اپریل ۱۹۰۳ء سے فرستندہ قیمت طلب قطعہ فارم پر صرف وہ رقم ہی درج کیا کرے جو اسکو مکتوب الیہ سے ملنی ہے اور ڈاکخانہ خود منی آرڈر کمیشن اس رقم کے ساتھ شامل کر کے مکتوب الیہ سے کل رقم وصول کریگا۔ چنانچہ اس حساب سے یکم اپریل سے اوپر کی مثال میں صرف پانچ روپیہ اور ایک آنہ ہی مکتوب الیہ سے وصول کیا جاوے گا۔

(۲) یکم اپریل ۱۹۰۳ء کو اور بعد اسکے نئے فارم جو قیمت طلب قطعات کے ساتھ ڈاکخانوں میں پیش کرنے چاہییں وہ درخواست کرنے پر ہر ڈاکخانہ سے مفت ملا کرینگے۔

کلکتہ مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۰۳ء

دستخط۔ ایچ۔ ایم۔ کش
قائمقام ڈائرکٹر جنرل
ڈاکخانجات ہندستہ

رسالہ سراج الحق۔ خاص وفات مسیح میں نئی بحث دیکھنے کے قابل۔ باہر جا رہا رسالے کم بچ گئے۔ قیمت فی رسالہ ایک آنہ علاوہ محصول ڈاک۔ راقم سراج الحق نعمانی جمالی سرساوی۔

www.aaiil.org

ہمارے ناتمام آرٹکل

ہم نے اکثر مسلسل مضامین الحکم میں لکھنے شروع کیے تھے جو ہمارے نزدیک اہم اور ضروری تھے اور یہ قوم کا حسن ظن اور قدر دانی ہے کہ اُس نے ان مضامین کو جہانتک وہ نکل چکے ہیں ایک لطف اور ذوق کے ساتھ پڑھا اور اکثر خطوط کے ذریعہ بار بار تقاضا کیا کہ انکو پورا کیا جاوے لیکن کچھ مفروضات کی مصروفیت اور بعض دیگر پیش آمدہ امورات کی وجہ سے وہ اب تک بھی ناتمام چلے جاتے ہیں یا ممکن ہے کہ وہ ہماری طول نویسی کی بد عادت کیوجہ سے ختم نہ ہوے ہوں یا ذوق طبیعت نے انکو فی الحقیقت لمبا کرنا ضروری سمجھا۔ بہرحال اس میں کلام نہیں کہ وہ ناتمام ہیں ضرور۔ اسوقت ہمکو کسی قدر فرصت اور گنجائش ان مضامین کی تکمیل کے واسطے معلوم ہوتی ہے۔ اس لیے ارادہ کرتے ہیں اور خدا تعالےٰ کے فضل پر بھروسہ کرتے ہیں کہ اگر توفیق ملجاوے تو انکو پورا کر دیا جاوے اور ان میں سے پہلا مضمون

اسلام میں عورتوں کی حالت

کے عنوان سے جو شروع کیا گیا تھا اسے ختم کرنے کی سعی کرتے ہیں و ما توفیقی الا باللہ هو نعم المولےٰ و نعم النصیر

اسلام میں عورتوں کی حالت

نمبر ۴

سلسلہ کیلیے دیکھو ۷ مئی سنہ ۱۹۰۳ء

حقیقت میں یہ چھوٹی سی بات نہیں کہ ایسے وقت اور ایسی حالت میں جبکہ روے زمین پر عورۃ ذات کو حقیر اور ناتوان سمجھا گیا ہو اور اسکی کوئی قدر اور قیمت نہ ہو۔ عورت کی جائز عزت اور وہ جب حقیقت اسکو دیجاوے اور اُسپر عمل کرکے دکھا دیا جاوے۔ اسوقت ممکن ہے یہ بات معمولی نظر آوے۔ کیونکہ قائم ہو چکی ہے اور ہر گوشہ سے صدائیں آرہی ہیں کہ ہم **عورت** ذات کی قدر کرتے ہیں۔ لیکن اُنکی مثال امریکہ کی دریافت کی سی ہی ہے کہ کولمبس نے جب نئی دنیا کو معلوم کر لیا تو اسکے ہمعصروں نے حسد کیوجہ سے کہدیا کہ کونسی مشکل بات تھی ہم خود بھی کر سکتے تھے۔

لیکن جب دربار شاہی میں وہ ایک معمولی انڈے کو میز پر کھڑا نہ کر سکے تو معلوم ہو گیا کہ یہ کچھ بھی کرنے کے قابل نہیں ہیں اور یہ دعوی محض اس بنا پر تھا تا کولمبس کی جائز عزت اور قدر کو کم کریں۔ مگر ان باتوں سے دشمن کامیاب نہیں ہو سکتے اسی طرح پر آج متمدن قومیں کہہ سکتی ہیں اور کہتی ہیں کہ ہم میں عورتوں کی جو عزت کیجاتی ہے وہ کسی دوسری قوم اور ملت میں نہیں۔ لیکن ہمنے کچھ حصہ اسکا دکھایا ہے اور باقی روز روشن میں لائینگے + سب سے

پہلا انسان جسنے دنیا میں عورت کی عزت و وقعت کو قائم کیا ہے وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

اور آپ کی عزت و وقعت جو اس حیثیت سے قائم ہوتی ہے اسوقت پورے طور پر نظر آے گی جب یہ دیکھا جاوے کہ یہ حکم کسوقت دیا گیا تھا دنیا کی اسوقت کیا حالت تھی؟ غور تو کرو کہ دنیا ایک ہی طریق پر چل رہی ہو۔ اور تمام دنیا اس مسئلہ عورت میں ایک ہی خیال اور مذہب پر قائم ہو۔ پھر ایک شخص دنیا کے ایک حصہ میں کھڑا ہو۔ جو کل دنیا سے الگ تھلگ ہو۔ اور وہ ان سب کی مخالفت کرے اور اس طرح پر کل دنیا سے لڑنے کے لیے طیار ہو جاوے اور اس دشوار کام میں بازی لیجاوے۔ فی الحقیقت یہ ایک نادر الوجود بات ہے جسکی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں ملے گی۔

اس مضمون میں) جو ہم اسلام میں عورتوں کی حالت پر لکھ رہے ہیں اس بحث پر بھی روشنی ڈالنے کی کوشش کرنا چاہتے ہیں کہ زن و مرد کے حقوق کی مساوات کا مسئلہ جو پیش کیا جاتا ہے اس کا حقیقی مفہوم اور مطلب کیا ہے؟ کیونکہ ہم علانیہ مشاہدہ کرتے ہیں کہ فطرۃ نے مرد و عورت کی بناوٹ میں ایک امتیاز صریح رکھا ہوا ہے۔ لیکن اسکے یہ معنی کوئی بھی نہیں کر سکتا کہ اس سے یہ مراد ہے کہ عورت مرد کی ایسی غلام ہو کہ بنانات جمادات کیطرح وہ کچھ بھی نہ کر سکے اور مرد جو چاہے اس سے سلوک کرے اور جو ستم چاہے اسپر روا رکھے لیکن عورت کے لیے حرام ہے کہ وہ لب کشائی کرے۔ ہم اس سے پہلی بسط جہانتک ہمسے کسیقدر اختصار کر سکے۔ یہ دکھایا ہے کہ عورت پر ہر قسم کے ستم روا رکھے جاتے تھے۔ اور تمام عیبوں اور خطا کاریوں کی جان اسکو کہا جاتا تھا۔ اسیطرح اب ہم یہ بھی اختصار کے ساتھ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ دنیا میں وہ کونسا کام ہے جو عورتوں نے نہیں کیا + البتہ خدا تعالی کی حکیم اور مجید کتاب سے اتنا تو پتہ ہمکو ملتا ہے کہ کوئی عورت کبھی نبیہ ہو کر مبعوث نہیں ہوئی قرآن شریف کی اس آیت شریفہ وما ارسلنا قبلک الا رجالا نوحی الیھم سے یہ استنباط کرتے ہیں اور ہم دعوے سے بیشک نہیں کہہ سکتے کہ یہ ممکن نہ تھا کہ اگر کوئی عورت بھی کبھی نبیہ ہو کر دنیا میں آتی تو خدا کی مجید کتاب اسکا کسی نہ کسی رنگ میں ذکر نہ کرتی۔

بہرحال ہم ایسا ہی سمجھتے ہیں کہ ایک نبوۃ کے منصب پر تو بیشک عورت ذات غالباً مامور نہیں ہوئی اور اس کے سوا دنیا میں ایسا کونسا کام ہے جو اُس نے نہیں کیا۔ سب سے بڑھ کر خطرناک جگہ **میدان جنگ** ہوتا ہے جہاں جانتے ہیں بڑے بڑے دلیروں اور شیر دلوں کا پتہ بھی پانی ہوتا ہے لیکن تاریخ عالم بتاتی ہے کہ تلواروں کے سایہ میں بھی یہ خدا کی مخلوق مردوں سے پیچھے نہیں رہی۔ اگرچہ اے مرداں بکوشید و جامہ زناں نہ پوشید کہنے والا فارسی فلاسفر عورت کو میدان جنگ کے ناقابل قرار دیتا ہے لیکن ہم اس کے متعلق یہی کہینگے کہ اس تصویر کا مصور **آدمی** ہے ہم بہت سی نامور اور بہادر عورتوں کے نام لے سکتے ہیں لیکن ہم جانتے ہیں کہ ہمارے پڑھنے والے ان سے بیخبر نہیں ہیں پھر سیاست اور ملکداری بھی ایک عظیم الشان کام ہے ہم دیکھتے ہیں کہ عورت ذات نے اس میں بھی وہ حصہ لیا ہے کہ بعض اوقات مردوں کی سلطنت کو بھی اسپر رشک آیا ہے۔ ابھی کل کی بات ہے کہ ہماری **قیصرہ ہند** کی دانشمندی اور ملکداری کا ایک عالم میں شہرہ اور سکہ تھا۔ علوم و فنون کے حاصل کرنے اور ان میں دستگاہ اور مہارت پیدا کرنے میں بھی یہ پیچھے نہیں رہی تھیں۔ پھر سب سے بڑھ کر خدا ترسی اور دینداری میں ایسی ایسی زاہدہ اور خدا پرست ولیہ عورتیں گذری ہیں جو اپنے زمانہ میں ایک قابل قدر نمونہ تھیں علوم دینیہ اور تفقہ فی الدین میں انہوں نے وہ کمالات دکھلاے ہیں کہ زمانہ نے ہمیشہ انکی ذہانت۔ عقل خداداد اور طباعی کی داد دی ہے۔ اور تحسین کی ہے۔ باوجودیکہ یہ ہر رنگ اور ہر حال میں انسان کے ساتھ ایک وفادار اور قابل قدر عنصر کیطرح رہی، لیکن پھر بھی یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیوں ہمیشہ سے ہر ملک اور ہر حصہ عالم اور ہر طبقہ انسان میں اسپر ظلم روا رکھا گیا ہے۔ اور انسانی تکریم کے لیے اسکو ایک بدنما داغ تصور کیا گیا + باوجودیکہ بعض صفات اور اخلاق میں یہ مردوں سے بھی بڑھی ہوئی نظر آتی ہے جیسے صبر اور رحم اور رقت قلب جو فطری طور پر عورت میں بہت زیادہ پایا جاتا ہے وہ بہت جلد ایکبات سے متاثر ہو جاتی ہے اور وفاداری اور استقلال کے ساتھ نباہتی ہے۔ اس میں بھی کوئی کلام نہیں ہو سکتا کہ محسن پرستی (جو انسانی سرشت کا بہت بڑا خاصہ ہے جس کے لیے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا ہے کہ یہ انسانی فطرت کا خاصہ ہے کہ وہ اپنے محسن سے محبت کرتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالی نے قرآن کریم میں اپنی صفت احسان کے کامل نمونوں کو بھی پیش کیا ہے اور اس میں یہی غرض مقصد ہے کہ تا وہ انسانی فطرت محبت الٰہی میں ترقی کرے) میں بھی بہت بڑا پایہ ہے اور اسکی محسن پرستی قابل رشک ہے۔ اور جفاکشی میں بھی یہ مرد سے کم نہیں ہے مگر باوجود ان خوبیوں اور اخلاقی کمالات کے مرد ہمیشہ انکو بزدل کہتا ہے اسکی کمزوری ضرب المثل قرار دی گئی ہے۔ کودن اور بلید الطبع انکو قرار دیا جاتا ہے ہرچند کہ انکی عقلی اور ذہنی خوبیوں کے عملی نمونے موجود ہیں + کبھی انکی عصمت پر حملہ کیا جاتا ہے اور انکی ذراسی بات کو بھی ایک بتنگڑ بناکر پیش کیا جاتا ہے + غرض مردوں کے مقابلہ میں انکو نہایت ہی حقیر اور کمزور ثابت کیا ہے ہمنے اس مضمون کے لکھنے سے پہلے اور اب بھی اس سوال پر غور کیا ہے کہ وہ کیا بات اور وجہ تھی جسنے اس ام الکائنات کو ایسا ذلیل اور حقیر بنا دیا + اور ایک ہی جرم کے ارتکاب پر کیوں مختلف نتائج نکالے گئے ہیں؟ ہمکو تو اسکی وجہ بجز اس کے کچھ سمجھ میں نہیں آتی کہ مرد نے قانون قدرت اور منشاء الٰہی کو توڑ کر یہ روا رکھا ہے ورنہ خدا تعالی کی مجید کتاب نے اس کا فیصلہ صاف صاف کیا ہے جیسا کہ اپنے محل پر آئے گا۔

ہر قوم ہرچند کہ اسکی عقل۔ طباعی اور عالی دماغی کی قائل ہے ہرچند کہ اسکے وفادار رقیق القلب ہونے کو بھی کسی نہ کسی رنگ میں تسلیم کرتی ہے لیکن پھر تعجب ہی کہ ہر ایک قوم با ایں ہمہ سب سے بڑھ کر فتنہ پرداز دغا باز۔ مکار عورت ہی کو قرار دیتی ہے حالانکہ اگر مشاہدہ اور تجربہ سے کام لیا جاوے تو یہ فیصلہ جو عورت کے حق میں کیا جاتا ہے سراسر غلط اور بیدلیل نظر آئیگا۔ جاذ جیل خانوں میں جا کر دیکھو تو معلوم ہوگا کہ مردوں کی تعداد زیادہ ہے یا قیدیوں کی اور پھر اگر مقدمات کی روئداد کو دیکھا جاوے تو یہ راز بھی بہت جلد کھل جائے گا کہ عورتیں جن جرائم میں سزا یافتہ ہیں ان کے بانی مبانی اور محرک دراصل مرد ہی تھے اور یہ بیچاری انہی کی تحریک اور ترغیب سے اس روز بد کے دیکھنے والی ٹھیری ہیں اصل یہ ہے کہ مرد نے عورت کے متعلق جو فیصلہ دیا ہے وہ خود ہی دیا ہے اور یہ وہی بات ہے کہ کسی تصویر میں شیر کو آدمی نے گرایا ہوا تھا اور شیر نے آدمی سے پوچھا کہ تمنے اس تصویر کو دیکھا تو ہم نے جواب دیا کہ یہ تصویر آدمی نے آپ ہی بنائی ہے بعینہ یہاں بھی وہی مثال صادق آتی ہے عورت کے متعلق مرد کا ذاتی فتوی اور اپنی رائے ہے جو اس نے آپ ہی مدعی بنکر تجویز کر لی ہے اور نہ یہ کہ کسی عادل منصف نے یہ فیصلہ دیا ہو

بلکہ

جب عادل منصف کے سامنے یہ سوال پیش ہوا ہے تو اُس نے اس سوال کو ایسے طریق پر حل کیا ہے۔

کہ دنیا میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی

(باقی پانچویں نمبر میں)

مراسلت

مولوی عبد اللہ چکڑالوی کی قرآن کریم میں غلط فہمی

مولوی عبد اللہ صاحب چکڑالوی اشاعۃ القرآن مطبوعہ ۱۳۲۰ھ میں بجواب اشاعۃ السنہ صفحہ ۴ پر تحریر فرماتے ہیں جیسےکہ میرا اعتقاد ہے کہ مردہ کو بدنی عبادت یا مالی صدقات وغیرہ کسی چیز کا ثواب نہیں پہونچ سکتا۔ چکڑالوی صاحب نے اپنے زعم میں تفسیر القرآن بالقرآن بھی لکھی ہے اگر اُن کو تفسیر القرآن بالقرآن کا علم ہوتا تو اتنی بڑی غلطی کے مرتکب نہ ہوتے۔ انھوں نے اس اعتقاد کا تمسک قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیات سے کرکے ساتھ ہی ترجمہ بھی اپنے مذاق کا کھاکر

(۱) الا تزر وازرۃ وزر اخریٰ و ان لیس للانسان الا ما سعیٰ

(۲) من اھتدیٰ فانما یھتدی لنفسہ

(۳) تلک امۃ قد خلت لھا ما کسبت وعلیھا ما اکتسبت۔

(۴) لا یکلف اللّٰہ نفسا الا وسعھا لھا ما کسبت وعلیھا ما اکتسبت۔

چکڑالوی صاحب مولوی محمد حسین بٹالوی کو لکھتے ہیں۔ کاشکے کوئی ایک ہی آیت آپ بے انتفاع اموات از صدقات وعبادات وغیرہ پیش کر دیتے لیجیے مولوی صاحب اگر مولوی محمد حسین نے کوئی آیت پیش نہیں کی تو ہم پیش کر دیتے ہیں۔ لہٰذا معروض ہے کہ انسان کے کلام میں اختلاف و تناقض کے پیدا ہونے کا احتمال ہے مگر قرآن کریم چونکہ خدا تعالےٰ کا کلام ہے اسلیے اس میں اختلاف و تناقض کا پیدا ہونا محال ہے۔ اگر آیات مذکورہ بالا جو مولوی صاحب نے بر عدم انتفاع اموات از صدقات وعبادات وغیرہ پیش کی ہیں اگر یہ مراد لی جاوے کہ ایک انسان کو خواہ مردہ ہو یا زندہ اپنے عمل وکسب خیر وسعی کے سوا دوسرے انسان کے عمل خیر صدقہ۔ خیرات۔ دعا وغیرہ سے نفع یا بالفاظ دیگر راحت۔ آرام۔ اجر۔ ثواب نہیں پہونچ سکتا تو قرآن کریم کی کئی اور آیات اور مشاہدات اور بعض ضروری مسلمات اسلام مولوی صاحب کے بیان بالا کے بالکل برعکس اور مخالف ہیں اسی طرح المنار کے اڈیٹر محمد رشید رضا ساکن بیروت ملک شام سے کسی نے سال گذشتہ میں یہی مسئلہ پوچھا تھا تو اُسنے لیس للانسان الا ما سعیٰ کے تمسک سے المنار میں یہ جواب شائع کیا کہ صرف والدین کو اولاد کی خیرات و صدقات وادعیہ سے فائدہ یعنی ثواب پہونچ سکتا ہے کیونکہ اولاد والدین کی سعی میں ہی داخل ہے۔ اور باقی کسی کے صدقات وخیرات وادعیہ سے اسکو کچھہ فائدہ نہیں پہونچ سکتا۔ اب ہم جبکہ قرآن کریم کی بیشمار آیات بیّنات اور مشاہدات وتجربات کو روز مرہ دیکھتے ہیں تو ان دونوں صاحبان مذکورہ بالا کا بیان بالکل غلط معلوم ہوتا ہے انھوں نے آیات متذکرہ بالا کے معانی سمجھنے میں دھوکا کھایا ہے اور سخت غلطی کے مرتکب ہوئے ہیں جس سے اعتقادات اسلام کے بہت سے اہم اور مسلمہ مسائل واعتقادات کی بیخکنی اور قرآن کریم کی کئی آیات سے اعراض واجب آتا ہے نعوذ باللہ من هذه الهفوات والالزامات۔

(۱) سنو! قال اللّٰہ تعالیٰ واستغفر لھم اللّٰہ ان اللّٰہ غفور رحیم۔ وصل علیھم ان صلوٰتک سکن لھم یعنی اے پیغمبر مومنوں کے لیے خدا سے مغفرت طلب کر بیشک خدا تعالیٰ بخشنہار اور مہربان ہے اور ان کے لیے دعا کر بیشک تیری دعا اُن کے لیے موجب آرام واطمینان ہے۔ کیا یہ آیات دوسرے انسان کے عمل سے انتفاع کی دلیل نہیں ہیں + اگر مردہ کو اپنے عمل خیر کے سوا کسی دوسرے انسان کے عمل سے کچھہ فائدہ نہیں پہونچ سکتا تو پھر مردہ کا جنازہ کیوں پڑھا جاتا ہے اور اُس کے لیے دعا کیوں کیجاتی ہے جس عمل سے اُسکو نفع نہ ہو اُسکا بجا لانا عبث ہے۔ مولوی صاحب نے اپنے رسالہ صلوٰۃ القرآن میں جنازہ کے لیے قرآن کریم سے دعائیں اخذ کی ہیں جو عام مردہ اور زندہ مومنوں کیلیو کیجاتی ہیں اور اشاعۃ القرآن مطبوعہ ۱۳۲۰ھ میں تحریر فرماتے ہیں کہ مردہ کو بدنی عبادت یا مالی صدقات وغیرہ کسی چیز کا ثواب نہیں پہونچ سکتا۔ مولوی صاحب کے اس اعتقاد کے مرتب اور اس ترجمہ کی بنا پر جو انھوں نے لیس للانسان الا ما سعیٰ کا کھا ہے۔ مردہ۔ زندہ کسیکو کسی انسان کی دعا دینا و صلوٰۃ وغیرہ سے کچھہ فائدہ وثواب نہیں پہونچ سکتا۔ چنانچہ چکڑالوی صاحب نے مذکورہ بالا آیات کے بالمقابل تشریح وتفسیر میں یہ الفاظ لکھے ہیں کسی زندہ یا مردہ کو کسی دوسرے کی عبادت یا صدقہ کا ثواب نہیں پہونچ سکتا۔ تعجب ہے کہ چکڑالوی صاحب باوجود اس اعتقاد کے پھر مردہ کا جنازہ پڑھنا تجویز کرتے ہیں اُنکے مریدوں ومعتقدوں کو چاہیے کہ اُن سے پوچھیں کہ جب لیس للانسان الا ما سعیٰ کے یہی معنے سمجھتے ہو کہ انسان کو کوئی بھلائی اور ثواب وراحت وآرام ملسکتا نہیں اور فائدہ اپنے عمل کے سوا نہیں پہونچ سکتا تو پھر آپ کا مردہ کے جنازہ کا اہتمام کرنا کس بنا پر ہے کیا اُس کے لیے دعا کرنا آپکے اعتقاد کے موجب عبث نہیں ہے کیا آپکے ترجمہ وتفسیر کے موجب دعا وصلوٰۃ الجنازہ عبث نہیں ہو جاتے۔ ایسا ہی محمد رشید رضا نے اگر اس آیت کے یہ معنی صحیح سمجھے ہیں تو انکو المنار میں شائع کرنا چاہیے کہ صرف اولاد اپنے والدین کا جنازہ پڑھے اور اُن کے لیے دعا کرے دوسروں کی دعا سے اُنکو کچھہ فائدہ نہیں پہونچ سکتا اگر کسی کے عمل کا ثواب کسیکو نہیں پہونچ سکتا اور ایک شخص دوسرے کی دعا وعبادت سے نفع نہیں اُٹھا سکتا تو بعض مومنوں اور فرشتوں کی دعائیں جو وہ زندہ اور مردہ مومنوں کے حق میں کرتے رہتے ہیں خداوند تعالیٰ نے قرآن کریم میں اُنکو ذکر کرکے اُن کے اس فعل پر اپنی رضامندی کیوں ظاہر کی ہے بلکہ تاکیدی حکم ہے کہ ایسا ہی کریں۔ دعا رہے تو بدنی عبادت ہے جسکو دوسرے لفظوں میں صلوٰۃ کہا گیا ہے کیا صلوٰۃ الجنازہ میں سارا ہی دعائیں شامل نہیں کیا دیا تا۔ کیا دعا بدن کے ٹکڑوں زبان اور دل وغیرہ سے صادر نہیں ہوتی ہے الدعاء مخ العبادۃ دعا ساری عبادت کا مغز اور لب ہے۔ شاید آپ فرما دینگے کہ دوسرے کے حق میں دعا کرنا عبادت نہیں سنو! دعا کے لیے بھی امر آچکا ہے اور اس امر کا بجا لانا عبادت ہے واستغفر اللّٰہ اُن کے لیے طلب مغفرت کر۔ قل رب ارحمھما کما ربیانی صغیرا۔ یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما سارے قرآن کریم کی دعاؤں میں جو جمع متکلم کے صیغے اور جمع کی ضمیریں آتی ہیں وہ بہت اجتماعی سارے مومنوں کی جانب سے ایک دوسرے کے حق میں ہیں اور بعض کا بعض سے فائدہ ونفع حاصل کرنے پر دلالت کرتی ہیں

(۲) ساری اجتماعی عبادات مثلاً پانچوں نمازوں اور جمعہ وعیدین وحج کو بہت سے مومنوں کا ایک ہی جگہ مقررہ وقت پر اکٹھے ہوکر ادا کرنا بعض انسانوں کا بعض انسانوں کے اعمال خیر واخلاق فاضلہ وحسنہ سے نفع وفائدہ حاصل کرنے پر دلیل ہے۔

(۳) اگر ہم لیس للانسان الا ما سعیٰ کے یہ معنی سمجھیں کہ انسان کو اپنے کسب خیر ونیک کمائی کے سوا اور کچھہ بھلا اور نفع ونیکی حاصل نہیں ہوسکتے تو بتاؤ کہ لاکھوں انسان جو روز مرہ دنیا میں عدم سے وجود میں آتے اور پیدا ہوتے ہیں وہ اپنی زندگی کے بیش قیمت وانمول پونجی حاصل کرنے کے لیے کون سی نیکی بجا لاتے ہیں جو ان کو ہستی وزندگی کی اتنی بڑی مایہ دولت یا محنت ومشقت اور اپنے کسب وکمائی کے بغیر ملجاتی ہے ھل اتی علی الانسان حین من الدھر لم یکن شیئا مذکورا۔ اولا یذکر الانسان انا خلقناہ من قبل ولم یک شیئا

(۴) خاک ہوا آگ پانی۔ درخت۔ سورج چاند۔ ادویہ۔ نباتات چرند۔ پرند وغیرہ بیشمار ارضی وسماوی اشیاء سے جو فوائد وراحت وآرام سکھہ چین ہر دم انسان کو پہونچ رہے ہیں انکی تحصیل کے لیے انسان نے کونسی کمائی کی ہے

(۵) اولاد کی محبت اور پیار کی کشش اور جذب اور اُن کے عہد وہ رحمت وتربیت اور پرورش کا خیال جو والدین کے دلمیں ڈالا جاتا ہے ان سب امور کے حاصل کرنے کے لیے اولاد کیا کمائی کرتی ہے جو والدین کو انکی تربیت وپرورش کا خیال ان کے پیچھے سرگرداں کر دیتا ہے۔

(۶) اگر اس آیت سے یہ مراد ہوتی کہ انسان کو اپنی سعی وکسب خیر کے سوا کوئی نیکی اور بھلائی راحت وآرام نہیں مل سکتا تو پھر خداوند تعالیٰ کے کلام کے برخلاف کوئی مشاہدہ ظہور میں نہ آتا اور اُس کے کلام اور کام میں موافقت پائی جاتی اور کوئی انسان کسی دوسرے انسان کے لیے بلا عوض کسی قسم کی نیکی اور بھلائی راحت وآرام کے اسباب کے ایجاد کرنے پر قادر نہ ہوسکتا۔ اور انسانی ہمدردی کا خیال کسی انسان میں نہ پایا جاتا اور نہ اس کے برخلاف کچھہ ظہور میں آتا کیونکہ کوئی شخص ممتنعات کو ایجاد نہیں کرسکتا حالانکہ ہم اس کے برعکس روز مرہ مشاہدہ کرتے ہیں کہ ہمکو اپنے عمل خیر اور کسب خیر کے سوا اوروں سے بہت سے بھلائیاں اور نیکیاں اور منافع راحت وآرام بلا عوض حاصل ہورہے ہیں

(۷) اس آیت سے یہ مراد بھی ہرگز نہیں لے جاسکتے کہ انسان کو اپنے کسب خیر وکمائی کے سوا اور کچھہ زیادہ ثواب نہیں مل سکتا۔ کیونکہ مندرجہ ذیل آیات اس امر کی مخالفت کر رہی ہیں من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا۔ یعنی جو کوئی ایک نیکی کرے اُسکو دس نیکیوں کا بدلہ دیا جاوے گا انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب یعنی صابروں کو بے انت وبیشمار ثواب ملے گا۔ ان اللّٰہ لا یظلم مثقال ذرۃ وان تک حسنۃ یضاعفھا ویؤت من لدنہ اجرا عظیما یعنی خدا تعالیٰ نیکی کا بدلہ دینے میں ایک ذرہ بھر بھی کمی نہیں کرےگا۔ اگر کوئی شخص ایک نیکی کرے گا تو خداوند تعالیٰ اپنے پاس سے بڑھ کر اُسکا اجر دے گا۔ من جاء بالحسنۃ فلہ خیر منھا ومن جاء بالسیئۃ فلا یجزی الذین عملوا السیئات الا ما کانوا یعملون۔ سورہ قصص جزو ۲۰

(۸) مکہ کے کفار واشرار نے سراج العالمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نابود کرنے کے لیے کیا کچھہ جان توڑ کوششیں کی تھیں مگر ان کی کوششوں اور کمائی کا صلہ وبدلہ انکو کیا ملا صرف یہی حبطت اعمالھم یعنی اُنکی کوششیں اکارت ہوگئیں وجہ یہی تھی کہ وہ بدی کی سعی میں تھے اور بدی کا بدلا وصلہ ایک ہی یعنی اکہرا تھا اور دوسری طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود ذی جود کی محافظت کے لیے جو بیشمار جنود ایزدی پہرہ میں رہتے تھے اُنکی سعی کا صلہ بے شمار تھا۔

(۹) کسان کو دیکھو کہ ایک دانہ بونے کے بدلے میں کتنے دانے حاصل کرلیتا ہے۔ آب وہوا مٹی وغیرہ کی تحصیل کے لیے کسان کیا کمائی کرتا ہے جو اُسکے کھیت میں فصل پک کر اُسکے خرمن وانبار بھرے جاتے ہیں قال اللّٰہ تعالیٰ مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللّٰہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل

سنبلة مائة حبة والله یضاعف لمن یشاء والله واسع علیم۔ یعنی مثال اُن لوگوں کی جو اپنے مال خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں مثل ایک دانے کے ہے جس کے بونے سے سات خوشے پیدا ہوتے ہیں اور ہر خوشے میں سو دانہ ہوتا ہے اسطرح خدا تعالیٰ نیکوں کو اُن کی نیکی کا بدلا بڑھا کر دیتا ہے خدا تعالیٰ کشائش والا دانا ہے۔

(۱۰) ماکان الله لیعذبهم وانت فیهم یعنی خدا تعالیٰ نے اہل مکہ کو عذاب نہیں دینے کا جب تک تو اُن میں بیٹھا ہے۔ اب یہ نص صریح ہے دوسرے کے عمل وجود سے نفع حاصل کرنے پر۔ کیونکہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ مکہ کے لوگوں سے خدا تعالیٰ کا عذاب ہٹا رہا جب تک نبی علیہ السلام مکہ میں رہے کفار و اشرار پر عذاب نہ آیا۔ جب آپ مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ میں آئے تو کفار و اشرار پر عذاب الٰہی نازل ہونا شروع ہو گیا۔

(۱۱) اگر بالکل یہ اعتقاد رکھا جاوے کہ انسان اپنے عملوں کے سوا نجات حاصل نہیں کر سکتا تو یہ اتکال علی العمل کا شرک اور فضل ایزدی سے ناامیدی کی دلیل ہے۔ وانه لا ییئس من روح الله الا القوم الکافرون یعنی خدا تعالیٰ کی رحمت سے وہی ناامید ہوتے ہیں جو کافر ہیں۔ ایمان کا یہی تقاضہ ہے کہ اعمال صالحہ کے بجا لانے میں سعی کرنی چاہیئے لیکن اعمال صالحہ کی تکمیل و صحت و عافیت۔ بدن و جان سب خدا تعالیٰ کی رحمت و فضل پر منحصر ہے اسی لیے کہا گیا ہے وان رحمتہ سبقت علی غضبه یعنی خداوند تعالیٰ کی رحمت و مہر کا پلہ اُسکے غضب و قہر سے گراں ہے اس سے ہماری یہ مراد نہیں ہے کہ انسان اعمال صالحہ و حسنات کو چھوڑ کر بے قید اور آزاد ہو کر سیئات کا مرتکب ہوتا رہے اور سمجھے کہ میں خدا تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار ہوں بلکہ ایسا کام خدا تعالیٰ کے قانون اور شریعت کے خلاف و رزی ہے اور اس خلاف ورزی کی یہ سزا ہے۔

اب ہم ان آیات کی تفسیر قرآن کریم سے بیان کرتے ہیں جو چکڑالوی صاحب نے برعدم انتفاع اموات و احیاء از صدقات و عبادات وغیرہ پیش کی ہیں۔ واضح ہو کہ یہود میں سے بعض مشایخ و سجادہ نشین دعوی کرتے تھے کہ جو ہماری تابعداری کرے گا ہم قیامت کو اپنے تابعداروں کے گناہ کا بوجھ اُٹھا لیں گے چنانچہ اُن کے اس دعویٰ کو حکایتہً خدا تعالیٰ نے ذکر کر کے قرآن کے متعدد مقامات میں رد فرمایا ہے قال الله تعالیٰ وقال الذین کفروا للذین امنوا اتبعوا سبیلنا ولنحمل خطایاکم وماهم بحاملین من خطایاهم من شیء انهم لکاذبون و لیحملن اثقالهم واثقالا مع اثقالهم ولیسئلن یوم القیمة عما کانوا یفترون۔

سورہ عنکبوت پارہ ۲۰ ولا تزر وازرة وزر اخری وان تدع مثقلة الی حملها لا یحمل منه شیء ولو کان ذا قربی سورہ فاطر۔ پارہ ۲۲۔ اور کہتے ہیں منکر ایمان والوں کو کہ تم ہمارے تابعدار ہو جاؤ تو تمہارے گناہ ہم اٹھا لیں گے اور اصل بات یہ ہے کہ وہ اُن کے گناہ ذرہ بھر بھی نہ اُٹھا سکیں گے وہ جھوٹے ہیں مگر البتہ وہ ضرور اپنے گناہوں کا بوجھ اور اپنے گناہوں کے بوجھ کے ساتھ لوگوں کے گمراہ کرنے کے بوجھ بھی اُٹھائیں گے جو ان کی اپنی ہی کمائی ہوگی اور ابھی اُن سے پوچھا جاتا ہے قیامت کے دن کی بابت جیسے وہ افترا کرتے ہیں۔ دوسری آیت۔ اور نہ اُٹھائے گا کوئی اُٹھانے والا بوجھ دوسرے کا اور اگر پکارے کوئی بوجھ مرتا اپنا بوجھ اُٹھوانے کو کوئی نہ اُٹھاوے اُس میں سے کچھ اگرچہ رشتہ دار ہو۔

چنانچہ مندرجہ ذیل آیات بھی یہودی لا مذہب اور مدعی سجادہ نشین سے اسی مسئلہ مذکورہ بالا کا ابطال بانداز رد فرمایا جاتا ہے اعنده علم الغیب فهو یری ام لم ینبأ بما فی صحف موسی وابراهیم الذی وفی الا تزر وازرة وزر اخری وان لیس للانسان الا ما سعی وان سعیه سوف یری ثم یجزاه الجزاء الاوفی سورۂ نجم پارہ ۲۷۔ کیا اس لا فرن مدعی کو غیب کی خبر ہے جو دیکھ کر کہتا ہے کیا اُسکو اس علم کی خبر نہیں ہوئی جو موسیٰ اور ابراہیم وفادار کی کتابوں میں لکھا ہے کہ قیامت کو کوئی جی کسی جی کا بوجھ نہ اُٹھائے گا اور نہیں ہے کسی انسان کے ذمہ کسی کے گناہوں کا بوجھ اُٹھانا مگر جو اُس نے خود کمائی کی وہ اُسکی کمائی ہوئی گناہوں کو دیکھ بھال کر اسکو پوری سزا ملے گی (نہ کہ کسی دوسرے کے گناہوں کے بدلے اُسکو سزا دی جاوے گی کیونکہ یہ بات عدل اور انصاف سے بعید ہے۔) جیسا کہ ہم کس یہودی اور نصرانی نے اس گندے عقیدہ کفارہ کا اختراع کر کے عیسائیوں کے گناہوں کے بدلے ناحق عیسیٰ علیہ السلام کو تین دن دوزخ میں جلنا قرار دیکر بیشمار مخلوق کو وارد جہنم کر دیا وان لیس للانسان الا ما سعیٰ میں صرف بدی کے بدلے کا ذکر ہے کیونکہ نیکی کا پاداش دس گنا زیادہ ہے چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے من جاء بالحسنة فله عشر امثالها یعنی جو کوئی ایک نیکی کرے اُسکو اُس نیکی سے دس گنا زیادہ ثواب ملے گا اور بدی کا بدلہ بدی کے برابر ملے گا چنانچہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے من جاء بالسیئة فلا یجزی الا مثلها یعنی جو کوئی بدی کرے اُسکو اُس بدی کا بدلہ اُسکے برابر ملیگا لیس للانسان الا ما سعیٰ اور مندرجہ ذیل آیات آپس میں مطابق ہیں من جاء بالسیئة فلا یجزی الا مثلها یعنی جو کوئی ایک بدی کرے اُسکو ایک بدی کی جزا ملے گی۔ من عمل سیئة فلا یجزی الا مثلها یعنی جو کوئی ایک بدی کرے اُسکو اُسکے برابر بدلہ ملے گا۔ سورہ مومن۔ من جاء بالسیئة فلا یجزی الذین عملوا السیئات الا ما کانوا یعملون سورہ قصص۔ پارہ ۲۰۔ یعنی جو کوئی برائی کرینگے اُنکو اُسی قدر بدیوں کی سزا ملے گی جسقدر اُنہوں نے بدیوں کا ارتکاب کیا دیکھو ما سعیٰ اور ما کانوا یعملون مساوات کے معنوں میں آئے ہیں پس لیس للانسان الا ما سعیٰ کا ترجمہ یہ ہوا کہ انسان کو انہیں گناہوں کا بوجھ اُٹھانا پڑے گا جو اُس نے خود کمائے۔ باقی آیات جو چکڑالوی صاحب نے برعدم انتفاع اموات از صدقات و خیرات و ادعیہ وغیرہ پیش کی ہیں وہ صرف یہود کے غلط اعتقاد کے تردید میں آئے ہیں جس کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ عدم انتفاع از صدقات و خیرات کا تمسک ان سے ہرگز نہیں ہو سکتا۔ صدقات بھی حالیہ دعا میں شامل ہیں لا یرد البلاء الا الصدقة والدعاء۔

انی سأعود الی بعض دلالات چکڑالوی و ابنه علیها بواسطة هذه الجریدة المفیدة والسلام علی من تابع الامام۔

راقم محمد فضل خان احمدی۔ چنگا گوجر خان۔ ۱۲ مارچ سنہ ۱۹۰۵ء

ہماری سہ ماہی رپورٹ

الحکم کی توسیع اشاعت کے کام میں ہمارے احباب و سرپرست حصہ تو لے رہے ہیں لیکن اسکی رفتار بہت ہی سُست ہے اور اگر سب کے سب پوری سعی اور توجہ سے کام لیں اور ہر شخص اپنا فرض سمجھ لے کہ اسکو کم از کم ایک خریدار ضرور ہی الحکم کے لیے بہم پہونچانا ہے تو یہ صیغہ بہت جلد الحکم کی ترقی اشاعت کا موجب ہو سکتا ہے۔ مگر جہانتک غور کر کے دیکھا گیا ہے ہمارے اکثر احباب یا تو اس ضرورت کو محسوس نہیں کرتے اور یا محسوس کرتے ہیں تو یہ حس ایک آنی حس ہوتی ہے جب تک وہ الحکم میں اس تحریک کو پڑھتے ہیں اُس وقت تک وہ متاثر رہتے ہیں اور جہاں اُسکو ختم کیا اسکے ساتھ ہی وہ اثر جاتا رہا حالانکہ ایسا نہیں ہونا چاہیے اگر الحکم ان کے نزدیک کوئی قومی خدمت کر رہا ہے؟ اگر وہ اُسکو عزیز رکھتے ہیں؟ تو کیا اس کے قیام و بقا کی لیے جہانتک اسباب تعلق ہے کوشش نہیں کرتے؟ یہ سوال ہے جس کا جواب ہماری قوم کے ہر فرد پر واجب ہے

اور کم از کم خریداران الحکم کے ہر خریدار

ہم نے ارادہ کیا ہے کہ آیندہ سہ ماہی وار رپورٹ الحکم میں جدید خریداروں کی شائع کر دیا کریں اور ہفتہ وار اُن احباب کے نام تو ہم کسی نہ کسی رنگ میں شائع کرتے ہیں جو توسیع اشاعت کے کام میں لگے ہوئے ہیں۔

اگرچہ ابھی پوری سہ ماہی تو نہیں ہوئی تاہم ۱۲ مارچ سنہ ۱۹۰۵ء تک خریداروں کی رپورٹ ہم شائع کرتے ہیں۔ جنوری سنہ ۱۹۰۵ء سے ۱۲ مارچ سنہ ۱۹۰۵ء تک ۱۰۵ جدید خریدار درج رجسٹر ہوئے ہیں جن میں سے ۸ بند ہو چکے ہیں اور اسطرح پر ۹۷ خریدار جدید سمجھے جاتے ہیں اگرچہ یہ تعداد دو لاکھ سے زیادہ کی جماعت میں دو ماہ اور ۱۲ دن کے اندر بہت ہی کم ہے لیکن کسی صورت میں اسکو غیر مطمئن بھی نہیں کہہ سکتے۔ ایک امر اور بھی قابل ذکر ہے کہ ہمنے ایک بار الحکم کے متعلق ایک نوٹ لکھتے ہوئے لکھا تھا کہ بعض احباب کمی قیمت کی طرف توجہ دلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ارزان فروشی بسیار فروشی - ہم نے ان کے جواب میں لکھا تھا کہ ہمیشہ ارزاں فروشی بسیار فروشی کا باعث اور کلیہ قاعدہ نہیں ہے۔ تاہم بعض موقعوں پر ہم نے کمی قیمت کا نمونہ دکھایا ہے اور غیر مستطیع یعنی دس روپے ماہوار آمدنی والوں کے نام ۳ سالانہ پر بھی الحکم کے جاری کرنیکا اعلان کیا ہے۔ اگر واقعی کمی قیمت بسیار فروشی کا جزو اعظم ہوتی ہے تو اس انداز سے الحکم جیسے بڑے اور پرانے اخبار کے ہزاروں خریدار ہونے چاہیں تھے مگر ایسا نہیں ہوا جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ہم نے جو کچھ لکھا تھا وہ غلط نہ تھا۔

اصل بات ترقی اشاعت کی قوم کی باہمی کوشش ہے اور اسکے پیدا ہونے کے واسطے اخبار بینی کا صحیح مذاق ہونا چاہیے۔ جب تک وہ پیدا نہ ہو کچھ اثر نہیں ہوتا۔ ہم اُمید کرتے ہیں کہ اگلی رپورٹ جو ہم آخر جون پر شائع کرینگے انشاء اللہ بہت کچھ اُمید دلانیوالی ہوگی۔ وما توفیقی الا بالله هو نعم المولیٰ ونعم النصیر۔

+ قیامت میں گناہ کی پرسش نہ ہوگی بلکہ علامت سے مجرم کی گرفت ہوگی فیومئذ لا یسئل عن ذنبه

۴ انس و لاجان ۔ سورۃ الرحمٰن۔

وکیل اور ہم

معزز ہمعصر وکیل نے ۱۹ فروری کی اشاعت میں مولوی بدرالدین صاحب احمدی ساکن قادرآباد کے طاعون سے مرجانے پر ایک نوٹ لکھا ہے اور اس میں الحکم کو یوں خطاب کیا ہے۔

" یہ امر واقعی حیرت انگیز ہے کہ مرزا صاحب کے اس دعوے پر کہ میری جماعت کا کوئی آدمی اس وبا سے نہیں مرے گا اُن کے مرید طاعون سے فوت ہوں کیا اُنکی جماعت کا آرگن اخبار الحکم قادیان اس کا کوئی تسلی بخش جواب دے سکتا ہے؟ ہم ممنون ہونگے اگر وہ اس عقدہ کو کما حقہ حل کرکے لوگوں کی حیرت کو دور کر دے گا۔ اور ہمیں اس دقت سے نجات دلائے گا کہ لوگ بار بار اس قسم کے سوالات پیش کرتے ہیں اور ہم کو مجبوراً سکوت اختیار کرنا پڑتا ہے۔"

ایڈیٹر صاحب نے خوش صحبت کے ساتھ جو نکتے جواب طلب کیا ہے اسلیے ہمارا فرض ہے کہ جہاں تک ہماری سمجھ اور طاقت ہے اس سوال پر روشنی ڈالیں۔ اس کا تسلی بخش ہونا یا لوگوں کے لیے آئندہ کے واسطے اعتراضات کا سدباب کرنے والا ہونا یہ ہمارے اختیار سے باہر ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں جبکہ اللہ تعالیٰ جیسے عظیم الشان قادر۔ مقتدر۔ یگانہ منفرد ہستی پر اعتراض کرنے والے موجود ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک شان پر نکتہ چینی کرنے والے اعتراض کر رہے ہیں تو کسی اور کا اُن کے اعتراضوں سے بچنا محال ہے۔ تاہم یہ قاعدہ ہے کہ حق کے اندر جو حقیقت کی روشنی ہوتی ہے وہ پاک دلوں پر اپنا اثر کیے بغیر نہیں رہتی۔ اسی بنا پر ہم اس سوال کیطرف توجہ کرتے ہیں کہ شاید کوئی سعید الفطرت اس سے فائدہ اُٹھاوے ہمکو لائق ایڈیٹر وکیل پر افسوس ہے کہ اُنھوں نے باوجودیکہ قرآن شریف میں لا تقف ما لیس لک بہ علم پڑھا ہوگا پھر بھی اُنھوں نے بلا سوچے سمجھے اور بغیر ذاتی تحقیق یہ لکھدیا کہ

" یہ امر واقعی حیرت انگیز ہے کہ مرزا صاحب کے اس دعوی پر کہ میری جماعت کا کوئی آدمی اس وبا سے نہیں مرے گا اُن کے مرید طاعون سے فوت ہوں۔"

دانشمند اور خداترس ایڈیٹر کا فرض ہونا چاہیے تھا کہ وہ پہلے اپنی جگہ دیکھ لیتے کہ کیا واقعی مرزا صاحب نے کوئی ایسا دعوی کیا بھی ہے کہ میری جماعت کا کوئی آدمی اس وبا سے فوت نہیں ہوگا اگر یہ دعوی سہے کبھی اور کہیں نہیں کیا گیا تو پھر اعتراض بجائے خود بودا اور کمزور ہو جاتا ہے بلکہ رہتا ہی نہیں۔

اور پھر اس کے بعد ہمارے معزز ہمعصر اور دوسرے معترضین کو معلوم ہونا چاہیے کہ قوانین الٰہیہ میں تغیر یا تبدیل نہیں ہوتا۔ ان کے نتائج ہمیشہ یقینی اور صحیح ہوتے ہیں۔ قرآن شریف ایک دستور العمل اور ہدایت نامہ ہے جو دنیا کو دیا گیا ہے اس میں بعض اوامر ہیں اور اُنکے نتائج ہیں نواہی ہیں اور اُنکے ثمرات ہیں۔ اوامر کی جو شخص اتباع کرتا ہے خواہ وہ کوئی ہو وہ اُسکے مفید اور نیک نتائج سے ضرور بہرہ ور ہوتا ہے اور نواہی کو جو توڑتا ہے خواہ کوئی ہو ضرور ہے کہ اُسکے بد نتائج سے حصہ لے۔ یہ ایک اصل محکم ہے جسکو کسی صورت میں ہم توڑ نہیں سکتے۔

اب ہم سردست مولوی بدرالدین صاحب کے متعلق عرض کرتے ہیں کہ آیا اُنھوں نے کسی ایسے قاعدہ کی بھی خلاف ورزی کی ہے یا نہیں؟ قادرآباد کے تمام باشندے اس امر کی شہادت دیتے ہیں کہ مولوی بدرالدین صاحب اپنے ایک عزیز طاعون زدہ کے گھر دوسرے گاؤں میں جہاں طاعون پڑا ہوا تھا گئے اور خود اُنھوں نے اُسی طاعون زدہ کو غسل دیا یہ ایک واقعہ ہے جسکو کوئی جھٹلا نہیں سکتا اور قرآن شریف میں صاف ارشاد ہے کہ لا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کے پاک ارشاد کے موافق منع فرمایا ہے کہ جہاں طاعون پھیلا ہوا ہو وہاں مت جائیں۔ اُنھوں نے اس حکم نبوی کی بھی خلاف ورزی کی پھر کیا ضروری نہ تھا کہ ان قواعد و احکام کو توڑنے کی وجہ سے اس بیماری میں اسباب عادیہ کے ماتحت مبتلا ہوتے۔ ہمکو اس وقت ضرورت نہیں ہے کہ رعایت اسباب پر بھی بحث کریں کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ ہمارا معزز ہمعصر وکیل ایسا ناواقف نہیں ہو سکتا کہ وہ رعایت اسباب کی ضرورت سے ناآشنا ہو۔

غرض

مولوی بدرالدین صاحب کی وفات کے تو یہ اسباب ہیں اب ہم عام طور پر اس سوال کو حل کرنا چاہتے ہیں کہ

کیا کسی احمدی کے طاعون سے فوت ہو جانے سے سلسلہ عالیہ احمدیہ پر کوئی اعتراض ہو سکتا ہے؟

اس کا مختصر جواب تو یہی ہے کہ ہرگز نہیں۔ اس کے وجوہات کے لیے ہم اپنے محسن مخدوم مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ کا ایک خط شائع کرتے ہیں جو اُنھوں نے اس قسم کے ایک سائل کے جواب میں ۱۴ مئی ۱۹۰۳ء کو لکھا تھا۔ اور وہ یہ ہے۔

طاعون سے کونسی قوم فائدہ اٹھا رہی ہے

اور

کس قوم کو سراسر خسارہ ہے

ہم اُمید کرتے ہیں کہ ہمارا معزز ہمعصر وکیل جو اپنی آزادمنشی کو قائم رکھنا چاہتا ہے ان دقتوں سے بچنے کے واسطے جو آئے دن اسکو ایسے سوالات کا جواب دینے میں پیش آتے ہیں اس جواب کو بلفظہ شائع کردیگا۔

مولوی غزنوی کا یا اور کسی کا احمدی جماعت کے فوت شدوں کی فہرست طیار کرنا محض حماقت کا کام ہے اور آخرکار ندامت اور ذلت کا موجب ہوگا ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ طاعون کو ہمارے سلسلہ کی ترقی و تائید کیلیے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے۔ اس وقت تک ہم دیکھتے ہیں اور تمام دنیا کو دکھا سکتے ہیں کہ کئی ہزار آدمی طاعون کے خوف کے سبب سے ہماری جماعت میں داخل ہوا ہے۔ غور کرو کیا اس سے ہمارے مخالفوں کو دو خسارے حاصل نہیں ہو رہے ہیں۔ ایک یہ کہ وہ طاعون سے بکثرت مر رہے ہیں اور انشاء اللہ مرینگے دوم یہ کہ اُنکی ہی سے نکلکر ہزاروں آدمی ہماری جماعت میں داخل ہو رہے ہیں۔ سوچنے والے کے لیے یہ کتنا بڑا نشان ہے رہا یہ کہ ہماری جماعت سے بھی کچھ لوگ مرے ہیں اور شاید آئندہ بھی بعض مریں خداتعالے کی استمراری سنت کے مطابق ہے۔ قرآن شریف پڑھ کر دیکھلو جابجا خداتعالیٰ نے مکی سورتوں میں کفار کو دھمکی دی کہ تمپر عذاب آنیوالا ہے اور فرمایا کہ تم تلوار سے ہلاک ہو جاؤگے آخر جب ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کو ہجرت کرکے مدینہ میں گئے تو خداتعالیٰ کی وعید کی پیشگوئیوں کا سلسلہ شروع ہوا ہجرت کے ایک ہی سال کے بعد بدر کی لڑائی واقع ہوئی اس لڑائی کو خداتعالے کی کتاب نے بڑے ناز اور زور سے الفرقان کہا ہے۔ حقیقت میں اس لڑائی سے جو بہت ہی مختصر تھی کفر اور اسلام کی قسمت کا آخری فیصلہ ہوگیا۔ یعنی اس کی شوکت کی تلوار کند ہوگئی۔ تم نے آئمۃ الکفر جو ریشہ دوانی اور منصوبہ بازی میں باوسطہ یا بلاواسطہ مشارالیہ ہوتے تھے ہلاک ہوگئے اور ایسا ہی خداتعالیٰ کے عذاب کی باتیں اُحد میں اور حنین میں اور تبوک وغیرہ جنگوں میں پوری ہوئیں مگر ان لڑائیوں میں صحابہ شہید نہیں ہوئے۔ بڑے بڑے جلیل الشان صحابی اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچیرے بھائی اور چچا اور رشتہ دار شہید ہوئے۔ جناب صدیق اکبر علیہ السلام کے مبارک عہد میں جھوٹے نبیوں کے فتنہ اور ارتداد کے فرو کرنے میں کسقدر بزرگ صحابہ نے جام شہادت پیا۔ حضرت عمر فاروق علیہ السلام کے عہد شریف میں عیسائیوں کی ساتھ لڑائی میں طاعون کے سبب سے قریب پچیس ہزار صحابہ کے شہید ہوئے۔

اب ان مولویوں سے غزنویوں سے لاہوریوں سے امرتسریوں سے بٹالویوں سے خواہ اور بھی چند شہروں یا تمام شہروں کے مولویوں سے اور صوفیوں سے پوچھنا چاہیے کہ کیا وہ اقرار کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر بھی عذاب نازل ہوا تھا۔ اسلیے کہ جب وہ کوئی ظاہری فرق نہیں دکھا سکیں گے اُس لوہے کی تلوار کے کشتوں میں جو صحابہ اور انکے دشمنوں کو لگی اور اُس نے دونوں کو ایک ہی وضع سے قتل کیا تو اگر کوئی اور مابہ الامتیاز نہیں بتائیں گے یا مانیں گے تو انھیں صاف اعتراف کرنا پڑے گا کہ خداتعالیٰ کے قہر کی آگ نے اولیاء اور اعداء اللہ کو بیدریغ بلا امتیاز راکھ کیا۔ جو توجیہ اور تاویل وہ وہاں کرینگے وہی ہمارے سلسلہ کے شہداء طاعون کے حق میں بدرجہ اولیٰ چسپاں اور موزوں ہوگی اس سلسلہ کا فخر ہے کہ اُس کا قدم منہاج نبوۃ پر ہے اسلیے ضروری ہے کہ اسکی راہ میں وہی امور پیش آئیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش آئے فرق اتنا ہے کہ اُس وقت خداتعالیٰ کی قہری اور جلالی اور انذاری پیشگوئیاں اعداء اللہ و الرسول کے حق میں سیف و سنان کی شکل میں پوری ہوئیں اور آج وہی پیشگوئیاں طاعون اور اُسکی نظیروں کے رنگ میں پوری ہو رہی ہیں۔ سنان کو معیار ٹھیرا کر کسقدر ضروری ہے کہ جیسے اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ جنگوں میں اس تلوار سے شہید ہوئے جو اُن کے دشمنوں کی خانہ برانداز میں بڑی صفائی سے چلتی تھی۔ آج بھی کچھ اصحاب ہمارے سلسلہ کے طاعون سے شہید ہوں خداتعالیٰ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ دشمن جس امر کو اعتراض کا نشانہ بناتا ہے وہی خداتعالیٰ کے سلسلہ حقہ کی تائید و تصدیق کا نشان بن جاتا ہے سوچو اور خداتعالیٰ کے لیے فکر کرو کہ ہمارے سلسلہ کی بڑی فضیلت کس بات میں ہے۔ یہی یہ سلسلہ کوئی الگ اور اپنی طرز کا نرالا سلسلہ ہو یا یہی کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ کے قدم بقدم اور پورے معنوں میں ہمرنگ ہو خداتعالیٰ کا ہزار شکر ہے کہ اسکی ساری باتیں بلا تفاوت ہو بہو وہی ہیں۔ ابھی پار مہینے ایکدفعہ لاہور کے منشی منشی الٰہی بخش اکونٹنٹ کی بدزبانی کے جواب میں ایک سالہ

www.aaiil.org

کیا تھا جو الحکم میں شائع ہوا تھا اُس میں میں نے بڑی تحدی سے دعویٰ کیا تھا کہ جو ہمارے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت پر یا ذات پاک پر وہ کرتے ہیں میں بڑی صفائی سے دکھا سکتا ہوں کہ وہی اعتراض آریوں نے جناب موسیٰ علیہ السلام پر یہودیوں نے جناب مسیح علیہ السلام پر اور نصاریٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کیے ہیں۔

میں نے بڑے غور و فکر کے بعد بھی کوئی فرق منشی صاحب موصوف کے دل و دماغ میں اور ان رسالوں کے مضمون میں نہیں دیکھا۔ اور میں نے اُس میں فرقان کے طور پر دعویٰ کیا تھا کہ منشی الٰہی بخش صاحب اور ان کے دست و بازو منشی عبدالحق صاحب اپنے طومار لا طائل عصای موسیٰ سے کوئی بڑا اعتراض انتخاب کر کے شائع کریں وہی ہم میں اور ان میں آخری فیصلہ ہوگا اگر وہی اعتراض میں نے خدا تعالیٰ کے برگزیدہ نبیوں کے حق میں پہلے سے وارد شدہ دکھا دیا تو وہ آئندہ خدا تعالیٰ سے ڈریں اور اُس سے لڑنے کی جرأت نہ کریں اور اگر ہم کامیاب نہ ہوئے تو ہم پر سخت سے سخت شکست پڑے گی۔ مگر عجیب بات ہے کہ آج تک دشمن اب تک ایسے ساکت ہیں کہ گویا زبان اُنکے منہ میں نہیں تھی اور قلم اُن کے ہاتھ میں نہ تھا جس جوش سے وہ اُٹھے تھے اور جس کا اُبال اُنکی وہ پایا کتاب تھی جسے بیتک ہمارے مبارک کھیت کے حق میں کیا دکھا کام دیا ہے۔ اُن کا فرض تھا اور بہت اوّل اُن کا یہ کام ہونا چاہیے تھا کہ وہ دلیر پہلوان کی طرح میدان میں آتے اور ایک گل سر سبد اعتراض پیش کرتے اور وہ دو فریقوں میں امر فارق ہو جاتا۔ مگر افسوس اُنھوں نے سخت کمزوری اور بزدلی دکھائی۔ اور یہ ہماری تحدی اُنہی کے مقابل نہیں۔ اس کا مخاطب ہر ایک مولوی اور صوفی ہے جو خدا تعالیٰ کے مظہر مسیح کا انکار کرتا ہے۔ غرض بعض آدمی اگر ہمارے سلسلہ کے طاعون سے مر گئے ہیں یا مریں بڑی بے ایمانی یا سادگی اور نادانی ہے کہ اس بات سے خدا کے سلسلہ پر اعتراض کیا جائے۔ خدا تعالیٰ کے مسیح نے ہر ایک تحریر میں یہی دعویٰ کیا ہے کہ طاعون اُس کے سلسلہ کے حق میں مفید ہوگی اور امن نسبتاً اُس کے خدام کی جانب ہوگا۔ کوئی ہے جو ہماری کسی تحریر سے دکھا سکے کہ میں نے یہ دعویٰ کیا گیا ہو کہ ہماری جماعت سے ایک بھی نہیں مرے گا اپنی طرف سے ایک بات بنا لینی اور پھر اُسے اعتراض کا ہدف بنا لینا پہلے درجہ کی بے ایمانی کا کام ہے۔

اگر ایسا دعویٰ کیا جاتا تو وہی دعوے کی ایک دلیل کافی ہو جاتی اس پر کہ یہ سلسلہ خدا تعالیٰ کے گذشتہ نبوتوں کی منہاج پر نہیں۔ کل مور اور مجاہد اور غازی نبیوں کے بعض اصحاب اعدا کی کثیر باکل جماعت کے مقابل اگر شہید نہ ہوتے تو ہمارے سلسلہ کو حق پہنچتا تھا کہ ایسا کرتا کہ اُس کا ایک فرد بھی طاعون سے نہ مرے گا۔ یہ طاعون سیف اللہ ہے جو مسیح موعود میں اور اُسکے اعدا میں حَکَم اور فارق ہو کر آئی ہے۔ اب مسیح موعود کی جماعت میں اور اعداء اللہ میں اس حیثیت میں جنگ ہو رہی ہے۔ ضروری ہے کہ سنت اللہ کے موافق ہمارے پیاروں سے بھی کچھ لوگ مریں لیکن دیکھنا تو یہ ہے کہ آخری فیصلہ کس کے حق میں ہوتا ہے۔ جنگ شروع ہے اور معلوم نہیں اس کا سلسلہ کہاں تک لمبا چلا جائے۔ اور نادان ناعاقبت اندیش معترض ابھی سے زبان درازی کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی حکیم اور زندہ کتاب نے ان ہی مصالح کو مدنظر رکھکر جا بجا سبق دیا ہے کہ العاقبة للمتقین اسکے معنی بجز اسکے اور کیا ہیں کہ درمیانی حیثیتوں میں زخم اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپکی جماعت کو بھی لگیں گے مگر انجام کار عدا قہار و منتقم کی نصرت و تائیدات ہی کے شامل حال ہوگی اس امر کی تائید میں دوسری جگہ زندہ مبارک کتاب میں لکھا ہے ان یمسسکم قرح فقد مس القوم قرح مثلہ و تلک الایام نداولہا بین الناس یعنی اگر تمھیں احد کی لڑائی میں چشم زخم پہنچا ہے تو کوئی جائے تعجب نہیں اس لیے کہ اس سے قبل بدر کے جنگ میں تمھارے دشمنوں کو بھی تو دکھ پہنچا تھا اور ہماری عادت ہے کہ درمیانی موقعوں پر اعداء اللہ اور اولیاء اللہ دونوں فریقوں کو نوبت بنوبت ایسی تکلیفوں کا مزہ چکھا دیتے ہیں اور اس میں حکمت یہ ہے کہ کچھ عرصہ کیلئے اعداء اللہ کو خوش فہمی کرنے کا موقع ملے اور وہ اپنے چال چلیں ہی آخری ہلاکت اور استیصال ہو جانے کیلیے اپنے ہاتھوں سے پورے سامان طیار کریں۔ پھر ایک اور مقام میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے ان تکونوا تألمون فانہم یألمون کما تألمون وترجون من اللہ ما لا یرجون یعنی اگر تمہیں کوئی درد پہونچا ہے تو تمہارے دشمنوں کو بھی تو درد پہونچا ہے مگر مابہ الامتیاز تم میں اور انمیں فرق یہ ہے کہ تم خدا سے وہ بڑی بڑی اُمیدیں رکھتے ہو جو وہ نہیں رکھتے۔

یہ آیتیں قول فیصل ہیں ہم میں اور ہمارے نکتہ چینوں میں ان آیتوں سے صاف واضح ہو گیا کہ صحابہ کے مرنے پر ایک نے یا بہتوں نے عدم علم یا کمزوری سے اعتراض کیا یا وسوسہ پیش کیا کہ آنحضرت کے صحابہ کیوں مارے جاتے ہیں اُن کے دلکی خیالی سُنت نے قبل از وقت اس امر کو فرض یا الیقین کیا ہوگا کہ عذاب الٰہی پوری تمیز کے ساتھ اُنکے اعداء پر محصور و موقوف رہنا چاہیے مگر خدائے علیم کی غیر متبدل سُنت نے اُنکے مفروضات کے برخلاف کام کیا۔ اس دلگداز بھیانک نظارہ کو ذرا آنکھوں کے سامنے لاؤ اور دل قابو میں رہ جائے تو مجھے کہو جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بزرگ اور محبوب چچا اور صادق مرید حضرت حمزہ علیہ السلام خاک و خون میں غلطاں اور بیجان پڑا ہے اور کلام لاشوں میں بلا امتیاز پڑا ہے۔ قریش کی کینہ پرور اور دلیر عورت نے اُسکے کان اور ناک کاٹ کر اور کانوں اور ناکوں کے ساتھ ایک ہار بنا کر گلے میں لٹکایا ہے اور اس گرامی مقتول کی ذلت اور بے حرمتی کو اپنے مذہب کی سچائی اور عزت کا قابل فخر نشان سمجھتی اور فخر کی باتوں اور اشاروں سے اپنے عزیزوں کو چلاتی ہے اور پھر اس دردانگیز وقت کا تصور کرو جبکہ رحیم کریم ہمدرد انسان یعنی ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُس بیجان جسم پر کھڑے ہیں اور اُس غم انگیز نظارہ کو دیکھ رہے ہیں۔ اور کس دردبھرے دلسے زبیر کو کہتے ہیں کہ اپنی ماں کو روک دو وہ یہاں نہ آئے وہ اپنے بھائی کی یہ حالت دیکھکر برداشت نہ کر سکے گی۔ اُسوقت ضرور ہے کہ بعض لوگوں کے دلوں میں یہ وسوسہ گذرا ہوگا اور عادةً بعض نے یہ اعتراض بھی کیا ہوگا کہ خدا کے موعود عذاب میں مامور کے متعلقین بھی تو بلا تفاوت شامل ہوئے ہیں۔ اور کیا یہ بات بھولنے کے قابل ہے جو منافق اُسوقت نکالتے تھے کہ اگر ہمارے بھائی ہماری اُسوقت سُنتے تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ ملکر ناحق جانیں نہ گنواتے۔

غرض ان ساری باتوں نے متفق ہو کر انکی گواہی تو صاف صاف دیدی کہ خدا تعالیٰ کی وعید کی پیشگوئیوں کے ظہور کے وقت کافر اور مومن یکساں حصہ لیتے تھے اور اُسوقت بھی کچھ معترض اس قسم کے اعتراض کرتے تھے جیسے اسوقت ہمارے سلسلہ پر کرتے ہیں کہ طاعون سے احمدی کیوں مرتے ہیں۔

ہمیں ہرگز اُمید نہ تھی اور قرآن کریم کی ایسی واضح راہوں کے موجود ہوتے ہم کیونکر گمان بھی کر سکتے تھے کہ اسلام کا دعویٰ کرنیوالے ہمارے سلسلہ پر اس قسم کا اعتراض کریں گے مگر حق یہ ہے کہ بغض اور حسد انسان کو اندھا کر دیتے ہیں اور ان امراض کے مریض ماموران خدا پر اعتراض کرنیکے بہانے ڈھونڈتے ہیں اور صبر نہیں کرتے جبتک ایمان کی دولت پوری طرح اُنسے مسلوب نہ ہو جائے

غور کرو اگرچہ کافر اور مومن یکساں تلوار کی زد کے نیچے آئے مگر انجام کار نے کیا نظارہ دکھایا۔ اس آیت کو پڑھ لو اور سوچو کہ کس لطف کی کیفیت اور احساس کو پیش کرتی ہے اور وہ یہ ہے فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد للہ رب العلمین یعنی ظالم دشمنوں کی جڑ کٹ گئی اور اُسکے بعد خدا کی حمد یعنی حمد کرنیوالی قوم باقی رہ گئی۔ اُن کثیر شریروں کے مقابل جنکی جڑ کٹ جائے اگر چند آدمی فوت ہو جائیں انکی خوش قسمتی اُنکے یا قیامندہ قوم کے تو بہا لوگی آسکے ہو جائے تو کیا کہا جائیگا کہ وہ کیوں مر گئے دنیوی فاتحوں اور سلطنتوں کی جنگوں میں بھی خدا کی یہی سنت دیکھی جاتی ہے جس قوم کو آخر کار فتح ملجائے اور جسکے معنی میں اُنکے دشمن نامراد ہو جائیں گو اس فاتح قوم کو بھی بالمقابل بعید جانی مالی نقصان پہنچا ہو مگر اُنپر کوئی شماتت اور اعتراض وارد نہیں ہو سکتا کیونکہ لوگ بھی مارے گئے۔ ہم صریح دیکھتے ہیں اور خدا نے چاہا تو دنیا کو دکھا دینگے کہ ہندوستان اور پنجاب کی آبادی کو سمجھلو کہ معترضوں کی جماعتوں کا کسقدر حصہ روز بروز طاعون کے سبب اور بتحریک سے ہمارے سلسلہ میں داخل ہو رہا ہے خدا کی پیشگوئیوں کی صداقت کے اظہار کیلیے ہم ایسی ہی نظیر رجسٹر مکمل کر رہے ہیں خود طاعون کے شیوع اور استقبال اور طاعون زدہ مقامات میں ہمارے سلسلہ میں شامل ہونیکی عزت حاصل کر رہے ہیں۔

جب یہ بات صاف ہے کہ طاعون ہماری جماعت کو وہم و گمان سے بڑھ کر ترقی دے رہی ہے اور عنقریب خدا کی تائید اُنکی امداد سے لاکھوں تک پہونچ جائیگی تو کسقدر حیرت کی بات ہے کہ ہم پر یہ اعتراض کیا جائے کہ فلاں فلاں آدمی ہماری جماعت کا کیوں مر گیا طاعون کے خاتمہ پر حساب ہونا چاہیے کہ کن کا طاعون نے جڑ کاٹی ہے اور کون سی قوم جوش شکر سے لبریز ہو کر الحمد للہ رب العلمین کہتی ہے نادان بد زبان معترضو! ایسی وقت کو خدا کے نوشتوں کو غور سے پڑھو اور منہاج نبوت پر خدا کی سنت کو اس سلسلہ کو پرکھو اور وہ باتیں منہ سے نکالو اور وہ تو نہ دل میں لاؤ جنسے آخر کار تمہارے حصہ میں ندامت اور رسوائی آئے۔ قطع نظر ان مصلحتوں اور حکمتوں کے جو انبیاء اور اولیاء اللہ میں سے بعض افراد کی ہلاکت اور شہادت سے خدا کی غرض ہوتی ہے کہ دین حقکی باتیں ایمانی اور یقینی رنگ میں رہیں اور اُنکے چہرہ پر سارا اور صاف نقاب نہ اُٹھایا جاوے اسلیے کہ اگر آخر تک ہمارے سلسلہ کا ایک بھی فرد ہلاک نہ ہو اور غیروں پر بھیڑ بکری کی طرح مری پڑے تو زندگی کی لذت ضروری ہے کہ ہر کس و ناکس کو اس سلسلہ کی طرف کشاں کشاں لے آئے اور ایک گونہ اکراہ و اجبار سے لوگ دین میں داخل ہوں اور یہ خدا تعالیٰ کے مقاصد و منشاء کے برخلاف ہے وہ دین میں امتحان اور ابتلا کا پہلو ضرور قائم رکھتا ہے اسلیے کہ پاک جوہروں اور صافی فطرتوں اور غور و تدبر اور فراست سے حق پا لینے والوں اور سچا ہدایت راستی کے طالبوں میں اور جی کے کچے کندہ ذہن لا یعقل بہائم سیرت انسانوں میں فرق کر دے یہی وجہ ہے کہ ہر زمانہ میں ہر مامور کی راہ میں ابتلا پیش آئے ہیں اور قرآن کریم میں ان امتحانوں کو تمحیص کا موجب قرار دیا ہے۔ خدا تعالیٰ قادر تھا کہ آخری کامل نبوت یعنی ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملہ میں کفار کی نگہ میں کوئی موجب ابتلا امر ظاہر نہ ہونے دیتا مگر اُس نے ایسا نہیں کیا۔ ایک پہلو سے حق کو واضح بھی کر دیا مگر دوسرے پہلو سے مخفی بھی رکھا وہی حال یہاں بھی ہے۔ بعض آدمی ہمارے سلسلہ سے مرے ہیں یا مریں گے اسلیے کہ خدا تعالیٰ کے امتحانوں کا دروازہ کھلا رہے مگر ہماری جماعت کی کثرت اور طاعون سے خصوصًا ہمارا مستفید ہونا سلیم الفطرتوں پر آشکارا کر دے گا کہ حق ہماری جانب ہے اور ہمیشہ سے حق اسی شکل میں جلوہ دکھایا کرتا ہے۔ بالفعل اتنا کافی ہے۔ والسلام

خاکسار عبدالکریم۔

باقی داران وی پی کے وصول کرنے کے لئے طیار رہیں یا خاص وجہ سے مطلع فرمائیں

(ایڈیٹر)

علمائے دنیا اور علمائے آخرت

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر

یہ صاف ظاہر ہے کہ خداوند کریم نے سلسلہ فطرت کی بناء جن اصول پر قایم کی ہے میں پہلے صفحات میں لکھ چکا ہوں کہ مذہب اسلام کی بناء اصول فطرت پر رکھی گئی ہے۔ اس لئے اصول تعالیٰ کی شریعت کیلئے یہ ہی ضروری سمجھی گئی ہے جیسے سلسلہ فطرت کیلئے سلف صالحین کے زمانہ میں ان اصول کی پابندی نہایت احتیاط کیساتھ کیجاتی تھی یہی وجہ تھی کہ اس زمانہ میں اختلافات مذہب کی وہ کثرت نہ تھی جو بعد کی صدیوں میں ظاہر ہونے لگی ان اختلافات کی وجوہ مختلف ہیں منجملہ ان کے فلسفہ کی تعلیم ایک بڑی وجہ ہے۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ کتاب اور سنت کو چھوڑ کر معتقدات اور عملیات کے بارے میں اپنی رائے اور قیاس پر اعتماد کرنے لگے اس وقت یوں سمجھنا چاہئے کہ اسلام کی وہ سادہ اور بے لاگ تعلیم جس کو حضور علیہ السلام نے دنیا سے رخصت ہوتے وقت چھوڑا تھا آہستہ آہستہ بڑی بڑی مشکل اور پیچیدہ مسائل کی صورت میں لائی گئی۔ اس روش کو اختیار کرنیوالے اہل سنت و جماعت کے مقابلہ پر معتزلہ فرقہ کے لوگ تھے اس فرقہ کو بڑے بڑے علماء انہیں خیالات کے ملے کہ جنہیں اپنی عمریں صرف کرتے رہے۔

چنانچہ علمائے اہل سنت نے ان کی تردید میں بڑی بڑی کتابیں لکھیں جو اب علم کلام کی کتابیں کہلاتی ہیں۔

موجودہ زمانہ میں بھی علماء کو اسی قسم کے لوگوں سے پالا پڑا ہے کیونکہ فلسفہ جدیدہ کی تعلیم نے مسلمانوں کے دلوں میں ایسا سکہ جمایا ہے کہ وہ نصوص آیات و احادیث کو بھی عقلی دلیل کے بغیر تسلیم نہیں کرتے یہی وجہ ہے کہ جس نسبت سے فلسفہ اور سائنس نے ترقی کی ہے اسی نسبت سے اختلافات مذہبی کی تعداد بھی بڑھ گئی ہے ہر ایک شخص خواہ وہ قرآن و سنت سے مطلقاً بے بہرہ کیوں نہ ہو اپنے تئیں مجتہد خیال کرتا ہے۔ اور نہایت بیباکی اور گستاخی سے اصول احکام شریعت پر اعتراض کرنے کو اپنا فخر جانتا ہے اور بزرگان سلف کی روش سے اپنے تئیں علیحدہ رکھنا عین صواب خیال کرتا ہے اور باایں ہمہ جہالت کی وجہ سے علماء دین پر طعن و تشنیع کرنا اپنا شعار بناتا ہے۔

ایسے وقت میں علمائے دین کا فرض ہے کہ وہ سکوت اختیار نہ کریں کیونکہ حضور کی شریعت اور اسکی تبلیغ کا فرض انہیں لوگوں کا کام رہا ہے اور اب بھی یہ کام انہیں کے ذمہ ہے مگر افسوس کہ علماء کی حالت ناگفتہ بہ ہے

علماؤنا منا یرون عجائبا
وھم علی ما یرون سکوت

میرا روئے سخن اس وقت صرف ان علمائے کرام کیطرف ہے جو واقعی علمائے باعمل ہیں اور جن کے دلوں میں حضور علیہ السلام اور آپکی پاک سنت کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے گو ایسے بزرگان دین کی تعداد بہت کم ہے مگر میں کہتا ہوں کہ ایسا ایک شخص بھی وہ کام کر سکتا ہے جسکا مقابلہ کوئی جماعت بھی نہیں کر سکتی۔ [illegible] آئندہ کسی پرچہ میں انشاء اللہ [illegible] بعض علماء پر بحث کرونگا اور دکھلاؤنگا کہ مسلمانوں کو خود [illegible] الزام [illegible] علمائے دین کی طرف [illegible] اور انکی [illegible] نہیں کرتے اور [illegible] نہیں سنتی تو انہیں ان [illegible] کرنا چاہئے۔ انبیاء کے طریق تبلیغ کو مدنظر رکھکر [illegible]

حافظ وظیفہ تو دعا گفتن است و بس
در بند آن مباش کہ نشنید یا شنید

[illegible] بطور نصیحت پیش کرے تو بہتوں فان الذکریٰ تنفع المومنین ضرور ہی منفعت ہوگی بہرحال یہ ضرور نہیں کہ تبلیغ احکام کی صورت کوئی خاص ہو بلکہ [illegible] بلحاظ حسب ضرورت نظر بحالات عمل ہو اختیار کرنی چاہئے۔ افسوس ہے کہ اہل بدعت و زندقہ چاروں طرف سے دین میں فساد برپا کر رہے ہیں اور دلوں میں الحاد اور کفر کاشت ہو رہا ہے۔ مگر پاک دین کی حمایت کیلئے کسی کو غیرت نہیں آتی۔ گویا انہیں یہ معلوم نہیں کہ اسلام پاک رسول صلعم کو جان سے بھی زیادہ عزیز تھا۔ کیونکہ خداوند کریم نے اہل عالم پر سب سے اعلیٰ اور افضل نعمت ایمان اسلام ہی سے نازل کرکے ہمیشہ کیلئے انہیں مستغنی کر دیا۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک

گر حق یہ ہے کہ فرض تبلیغ کا بجالانا علمائے آخرت کا کام ہے جنہیں ہردم یہ خیال رہتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ میدان حشر میں جناب رسول اللہ صلعم سے خدا کے سامنے نادم ہونا پڑے وہ اس بات کو خوب جانتے ہیں کہ حضور امت کے حال پر راتوں روتے رہا کرتے اور بارگاہ جل وعلا میں نہایت تضرع اور ابتہال سے دعائے مغفرت کیا کرتے ایسے ہی علمائے آخرت کا قول و فعل امت کیلئے حجت ہو سکتا ہے ورنہ علمائے دنیا جو زر و مال کے دہن بن گئے ہیں اور انہیں کبھی بھی امت کے حال پر رونا نصیب نہیں ہوا۔ کچھ نہیں کر سکینگے بلکہ انہیں علماء کو خطاب سے مخاطب کرنا رسول اللہ صلعم کی سنت کی ہتک کرنا ہے علمائے آخرت کا ادنیٰ کام ہے کہ دنیا اور ما فیہا ان کی نظروں میں حقیر ہوتی ہے اور انہیں کسی امیر و بادشاہ کی پرواہ نہیں ہوتی ان کا کام نصح خلائق ہوتا ہے تقریراً و تحریراً۔ انہیں کی نسبت حضور نے ارشاد فرمایا۔ یوزن مداد العلماء یوم القیامۃ بدم الشھداء۔ ایک دوسری حدیث میں علمائے آخرت اور علمائے دین میں یوں فرق بتلایا ہے کہ لا تجلسوا عند کل عالم الا عالم یدعوکم من خمس من الشک الی الیقین ومن الریاء الی الاخلاص ومن الرغبۃ الی الزھد ومن الکبر الی التواضع ومن العداوۃ الی النصیحۃ

حضرت [illegible] فرماتے ہیں کہ مجھے سلف کی باسناد قوی یہ خبر ملی ہے کہ بہت بہتوں کے قتل کی ابتداء علمائے دین ہی سے ہونی چاہیئے۔ حضرت مکحول فرماتے [illegible] پاس حضور علیہ السلام کے ایک صحابہ [illegible] نے بیان کیا کہ ہم مسجد قبا میں قرآن کی تعلیم حاصل کر رہے تھے کہ ناگاہ حضور علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ تم جو چاہو سیکھو مگر اللہ کے ہاں اس علم کا اجر ہوگا جو تم دوسروں کو تعلیم کروگے یعنی باخلاص نیت بغرض حمایت دین اشاعت کروگے۔

حضرت مسیح علیہ السلام اپنے زمانہ میں علمائے دنیا کو یوں خطاب کرتے ہیں کہ۔

اے علماء دنیا تم محض دنیا کے طور پر نماز روزہ وغیرہ احکام کو بجالاتے ہو اور [illegible] تم نے [illegible] اس پر عامل نہیں ہوتے۔ تمہاری پوشاک [illegible] اور ناپاک ہے تم لوگ محض باتوں ہی باتوں میں پرہیزگار ہو حالانکہ تمہارے دل ہوس دنیا کی ہاک ہو رہے ہیں تم بالکل چھلنی کیطرح ہو جس کے اندر سے آٹا چھن کر صرف اس میں بھوسی باقی رہجاتی ہے کیونکہ تمہارے منہ سے حکمت و دانش کے کلمات نکلتے ہیں اور تمہارے دل بغض کینہ حسد لالچ وغیرہ سے پلید اور بے رونق ہو رہے ہیں۔ اے علماء دنیا! تم دنیا کے خدمتگار غلام ہو گئے ہو تمہیں آخرت سے کچھ تعلق نہیں رہا۔ بھلا تم جیسا آدمی آخرت کو کیسے پا سکتا ہے۔ تمہارے دل تمہاری بداعمالیوں سے دور رہے ہیں تم نے دنیا کو سر پر اور اعمال کو پاؤں کے نیچے رکھا ہوا ہے بخدا تم نے اپنی آخرت کو بگاڑ لیا ہے کیونکہ تم شب و روز صلاح آخرت کو چھوڑ کر صلاح دنیا کے پیچھے لگ گئے ہو تم سے بڑھکر دنیا میں کوئی شخص ذلیل و رسوا نہیں ہو سکتا خدا تمہارا برا کرے کب تک تم دوسروں کو رہنمائی کرتے رہوگے اور خود متحیر اور سراسیمہ ہوکر کھڑے رہوگے؟ کب تک تمہارے منہ سے نور خدا نکلتا رہیگا اور تمہارے پیٹ یعنی دل ظلمتکدہ بنے رہیں گے؟ اے علمائے دنیا! دنیا عنقریب تمہاری بیخ کنی کرکے تمہیں منہ کے بل گرا دیگی اس کے بعد تمہارے گلے میں رسی ڈالکر تمہیں ایک بڑے زبردست احکم الحاکمین کے سامنے پیش کیا جائیگا جو تمہیں تمہاری بداعمالیوں کی پوری پوری سزا دیگا۔ مذکورہ بالا حوالہ ایک عربی عبارت کا ترجمہ ہے۔ جو بغرض مناسبت اس موقعہ پر لکھا گیا ہے۔

علاوہ ازیں کتب احادیث میں علمائے دنیا کے متعلق جو کچھ مذکور ہے وہی کافی حجت ہے۔ ممکن ہے کہ کوئی شخص علماء کیطرف سے یوں کہنے لگے کہ موجودہ زمانہ میں علماء کی معاش کے اسباب سخت تنزل ہو رہے ہیں اس لئے وہ ایک گونہ عذر قوی رکھتے ہیں۔ مگر میں اس عذر کا جواب صرف اسیقدر کافی سمجھتا ہوں کہ علمائے آخرت کیطرف سے یہ عذر ہرگز قابل سماعت نہیں کیونکہ یہ خیال ضعف توحید پر دال ہے اور جو حقیقت توحید سے ناواقف ہو وہ عالم کہاں؟ ہاں علمائے دنیا کے حق میں صحیح اور درست ہے سو ہمیں ان سے کچھ امید نہیں۔ تاریخ اس امر کا پتہ دیتی ہے کہ جن لوگوں نے دین کی خدمت کی ہے۔ وہ سب فقراء کا گروہ ہے میں یہ سطور نہ لکھتا بایں کہ مجھے یقین ہے کہ اکثر اصحاب برا منائیں گے مگر میں دیکھتا ہوں کہ مسلمانوں کی موجودہ اور آئندہ نسلیں مذہبی پہلو میں کمزور ہو گئی ہیں اور ہو جائیں گی اگر علماء کرام تلقین و وعظ سے انہیں صراط مستقیم پر لانیکی کوشش کریں تو بہت کچھ کامیابی کی امید ہو سکتی ہے مگر وہ کچھ نہیں کرتے۔ انشاء اللہ الہٰ [illegible]

ملے ہمارے علماء ہم سے [illegible] فاشر [illegible] امر [illegible] اور [illegible] وہ [illegible] ہیں۔
ملے علماء کی سیاہی قیامت کے دن شہداء کے خون سے وزن کیجاویگی ۱۲ منہ۔
ملے ہر ایک عالم کے پاس مت بیٹھو ہاں اس عالم کے پاس بیٹھو جو تمہیں پانچ امور قبیحہ کو پانچ امور حسنہ کیطرف دعوت کرے۔ (۱) شک سے یقین کیطرف (۲) ریا سے اخلاص کیطرف (۳) ہوس دنیا سے زہد کیطرف (۴) تکبر سے تواضع کیطرف (۵) عداوت سے خیرخواہی کیطرف ۱۲ منہ۔

سلطنت روسیہ اور مسلمان

اس وقت روسیہ کی عریض اور وسیع سلطنت کی توہ خواب خرگوش میں پڑی خراٹے لے رہی ہے جبکہ اس کے جاہ و جلال کا طمطراق اس پر خود خندہ زنی کر رہی ہے۔ اس سلطنت کی غیر معمولی وسعت کی سب کا دل دہلا دیا تھا اور روسیہ کے نام سے جان نکلتی تھی مگر آج وہی روسیہ اور وہی اسکی سلطنت ہے کہ کمزور قومیں بھی اس سے دو دو ہاتھ کرنیکے لئے میدان جنگ میں اتر آئی ہیں یہانتک کہ اسمی بہائی بھی روسیہ کو کچھ مال نہیں سمجھتی اور اس کے لئے بلائے بے درمان بن رہے ہیں جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے۔ تو اے معبود برحق بہت بڑا قدرت والا ہے۔

ہم یہاں روسیہ کی عظیم سلطنت کی عظمت دکھلانے اس بات کو ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ابھی سلطنت کو کچھ آنچ نہیں آئی مگر ہاں اگرچہ جاپان سے سلطنت کی ساکھ جاتی رہی لین دین بند ہو گئے لوگ سرکاری بنکوں سے اپنا روپیہ واپس طلب کر رہے ہیں۔ روسی سرکاری کاغذ کا بھاؤ گر گیا بلوہ اور بغاوت کے خیالات کل روسی رعایا میں پیدا ہو گئے ہیں۔ اب سنئے اسکی سلطنت کی وسعت کہ وہ مشرقی یورپ اور شمالی ایشیا میں پھیلی ہوئی ہے

محمد جان

اور اس کا رقبہ ۰۰۰۰ ۵ ۸ (پچاسی لاکھ مربع میل) ہے یعنی کرہ زمین کے محیط دائرہ کے ۱/۶ حصہ کے برابر۔ آبادی بہت کم ہے مگر پھر بھی دنیا کی کل آبادی کا ۱/۱۳ ان حصہ روس میں آبادی ہے۔ یہ دیکھ کے ایک ہیبت سی معلوم ہوتی ہے مگر جاپان نے اسکی ہیبت کو دل سے بہت کم کر دیا ہے اور روز بروز اسکی ہوا اکھڑتی جاتی ہے۔

روس نے مسلمانوں کو جو کچھ نقصان پہنچایا وہ واقعی بہت دل دکھانے والا ہے۔ وسط ایشیا جہاں مسلمانوں کی سلطنتیں پھیلی ہوئی تھیں بالخصوص خفا ہرزی اور عرب بحر رفتہ رفتہ غارت کر دیں اور پھر ان پر قابض ہو گیا۔ افسوس ہے کہ قانون میں آزادی نہیں ہے اگرچہ خاص سینٹ پیٹرسبرگ میں کیا رہ عالیشان مسجد موجود ہے لیکن مذہبی آزادی کے حقوق سے مسلمان [illegible] [illegible] اگرچہ اس [illegible] اس پر بوسہ دیا جاتا ہے مگر خلاف شان اسلام صریح بت پرستی شاہ کی تصویر رکھنے سے کیا علاقہ۔ اگر کوئی مسجد جدید بنانا چاہو جب تک تین سو مسلمانوں کے دستخط کی عرضی زار کو نہ دی جائے اور وہاں سے حکم نہ ہو جائے مجال نہیں کہ مسجد بن سکے اگر بستی سے مسجد کے پاس کوئی گرجا ہے تو اس گرجے سے بلند مسجد کبھی نہیں بن سکے گی۔

ایک بار تو قرآن میں اس نے کوشش کی تھی کہ قرآن مجید سے جہاد کا بیان نکال ڈالا جائے مگر جب مسلمانوں کو آمادہ دیکھا اور یہ سمجھا کہ تمام اسلامی آبادی اٹھ کھڑی ہوگی بجائے قرآن کے ہدایہ میں کا باب الجہاد نکال ڈالا گیا اور پھر کچھ فتنہ و فساد نہیں ہوا۔ اس کے علاوہ کوئی مسلمان جب تک وہ ضمانت نہ دے حج کرنے نہیں جا سکتا۔

باین ہمہ روسیہ کی سلطنت میں مسلمانوں کی آبادی بہت زیادہ ہے اور سب خونخوار مسلمان ہیں اور ان کا بڑا حصہ فوج میں داخل ہے۔ یہ مشہور ہے کہ روسیہ نے سپاہ سالاری کے عہدے مسلمانوں کو دے رکھے ہیں اگرچہ یہ بات غلط نہیں ہے لیکن ان سپاہ سالاروں کی تنخواہ تین سو چار سو روپیہ سے زیادہ نہیں ہے۔ اور یہ سپاہ سالار وسط ایشیا میں زیادہ ہیں۔ اگرچہ وسط ایشیا کو اس نے مٹا کے خاک میں ملا دیا ہے لیکن اب بھی خوفناک ترکمانوں کی آبادی ہزارہا میل تک پھیلی ہوئی ہے اس لئے اپنی حکمت عملی سے اس نے ترکمان مسلمانوں کو بڑے بڑے فوجی عہدے دے رکھے ہیں۔ ایک زمانہ تھا بلکہ ابھی ۱۸۷۸ء کی جنگ روم و روس میں روسیہ کے فوجی مسلمان اسقدر وحشی تھے کہ یہ بھی نہ سمجھ سکتے تھے کہ اذان اور نماز کسے کہتے ہیں اور اسلام کیا چیز ہے مگر الحمد للہ اب ان میں اسلام کی روح پھونک گئی ہے اور وہ ایک خاص وقت کے منتظر ہیں اگر وہ وقت آگیا تو ان کا جوش شجاعت ضرور رنگ لائے گا۔

جب روسیہ نے دولت عثمانیہ پر ۱۸۷۷ء میں حملہ کیا تھا تو پہلے اپنی نصرانی فوجیں چڑھا لے گیا تھا ترک اگرچہ تین سال کی متواتر لڑائیوں سے کمزور ہو گئے تھے اور اپنے کمزور کہ ان کے پاس سوائے اسی ہزار شائستہ فوج کے اور کچھ نہ رہا تھا لیکن تو بھی پلونا میں جسطرح انہوں نے روسی نصرانی فوجوں کو پے در پے ہزیمت دی [illegible] ایک ہلچل تمام دنیا میں پڑ گئی تھی اور روسیہ کی بنیادیں ہل گئی تھیں۔ آخر بہت سوچ بچار اور مشورہ کے بعد خود شہنشاہ روسیہ مسلمانوں کی خونخوار فوجیں لے کر آیا اور یہ مسلمان ہی فوجیں تھیں جنہوں نے پلونا پر عثمان پاشا سے دو دو ہاتھ کئے تھے۔ مگر یہ رنگ بھی عجیب معلوم ہوتا ہے کہ روسیہ کے مسلمان ہو کر بھی اور ان [illegible] جو صدہا سال سے روسی گورنمنٹ کی تابع ہیں اشتہاری [illegible] ان کو اسلامی [illegible] اور وہ مسلمانوں کو مسلمان سمجھتے ہیں جب کل مسلمانوں کی جیبوں پر یورش ہوئی تھی تو [illegible] تو روسی مسلمان فوجوں کی اخوت دیکھنے میں آئی تھی۔ ایک انگریزی بیان ہے جس میں جنگ دیدہ حال کہا تھا اگر روسی فوجی مسلمان کہیں راستہ میں مل جاتے تھے اور وہ یہ سمجھ لیتے تھے کہ یہ مسلمان ہیں تو وہ بہت تپاک اور محبت سے بغلگیر ہوتے تھے اگرچہ طرفین ایک دوسرے کی بولی نہ سمجھ سکتے تھے۔ گو انہوں سے دونوں کی حالت کی کیفیت معلوم ہو جاتی تھی۔ فرانسیسی سپاہیوں نے برلن اعظم کی دیسی فوج کے سپاہیوں کو چھیڑا اور انہیں قتل کئے بکارا لیکن روسی مسلمان سپاہیوں نے ایک حرف نہیں کہا اور جب ملے محبت سے ملے۔

اسی بنا پر امیر عبدالرحمن خان مرحوم نے کہا تھا کہ اگر میں چاہوں تو آنا فانا میں تمام وسط ایشیا کو آمادہ بغاوت کر سکتا ہوں خود شہنشاہ روسیہ کو مسلمانوں پر اتنا بھروسہ ہے کہ زار کا باڈی گارڈ کل مسلمان سپاہیوں کا ہے اور اس پر زار کو بہت بڑا ناز ہے۔ باوجود اس قوت اور بھروسہ کے بھی روسیہ میں مسلمانوں کی حالت اچھی نہیں ہے اور انہیں وہ حقوق نہیں دئے گئے ہیں جو روسیہ کی نصرانی رعایا کو حاصل ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ تمام مسلمانی ممالک میں جو روسیہ کے قبضہ میں ہیں بڑی بڑی زبردست فوجوں کی چھاؤنیاں پڑی ہوئی ہیں طفلس پایہ تخت کوہ قاف میں شام کے لئے دو کیلئے کی خبر نہیں ہے اور کوہ قافی مسلمان بعض اوقات خود گورنر طفلس کے محل پر بھی چھاپہ مارنے میں پہلو تہی نہیں کرتے کوہ قاف جس کو شیروں کا بن کہنا چاہیے ڈیڑھ صدی تک روسیہ سے لڑتا رہا اور اتنی طولانی جنگوں کے بعد بمشکل اس پر قبضہ روسیہ کا ہوا ہے۔ اس وقت روسیہ کی پوری چالیس لاکھ فوج بیان کی جاتی ہے یہ بالکل صحیح ہے لیکن یہ ٹڈی دل فوجیں کبھی اور کسی حالت میں میدان جنگ کی صورت نہیں دیکھ سکتیں کیونکہ جہاں جہاں مسلمان آبادی میں جتنی فوجیں پڑی ہوئی ہیں۔ ان میں سے ایک سپاہی بھی کم نہیں ہو سکتا اگر کوہ قاف کی فوجیں نصف بھی کم کر دی جائیں تو کل ہی غدر ہو جائے۔ محض مسلمان خونخوار آبادی کے خوف کی وجہ سے روسیہ نے اسقدر خرچ فوجوں کا برداشت کر لیا ہے ورنہ یورپ کی کسی سلطنت کو اتنی فوج رکھنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ایسے خوفناک عنصر اور کہیں دیکھنے میں نہیں آتے۔

مہاجرین کی تعداد روز بروز بڑھتی جاتی ہے اور جب مسلمان [illegible] [illegible] ہوتے جاتے ہیں تو وہ ہجرت کر کے ترکی میں چلے آرہے ہیں گورنمنٹ روسیہ ہر چند چاہتی ہے کہ مسلمانوں کو ہجرت کرنے سے روکے لیکن کوئی تدبیر ایسی نہیں ہو سکتی کہ یہ روز مرہ کی ہجرت بند ہو۔ اگر ان مہاجرین کا سالانہ حساب لگایا جائے تو کئی ہزار تک نوبت پہنچتی ہے۔ اس ہجرت سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان روسی حکومت میں خوش نہیں ہیں۔

مسلمانوں کے متعدد دینی مدرسے ہر شہر میں موجود ہیں اور سرکاری مدرسوں میں بھی مسلمان بچے تعلیم پانے لگے ہیں لیکن پھر بھی یہ تعجب سے دیکھا جائیگا کہ بخارا کے مسلمان ہر سال ہندوستان میں دینی علوم کی تحصیل کے لئے آتے ہیں۔ خاص سینٹ پیٹرسبرگ کی یونیورسٹی میں کئی پروفیسر مسلمان ہیں۔ جو قانون اسلام کی تعلیم دیتے ہیں اور ہر مدرسہ میں کچھ نہ کچھ مسلمان طلبہ دکھائی دیتے ہیں لیکن مسلمانوں میں تعلیم کا عام رواج نہیں ہے اور مثل حکومت انگلشیہ کے وہاں کے مسلمانوں کو گورنمنٹ کی طرف سے مدد نہیں دیجاتی ۱۸۹۸ء میں تمام ممالک روسیہ میں سات یونیورسٹیاں تھیں جن میں چھ سو پانچ پروفیسر اور دس ہزار پانسو اٹھائیس طلبہ تھے جن میں فقط دس پروفیسر تو مسلمان تھے باقی کل نصاریٰ اور طلبہ کی تعداد ایک سو دس تھی۔ علاوہ ایشیا کے جہاں ہزارہا میل تک صرف مسلمانوں کی آبادی چلی گئی ہے اور وسط ایشیا تو سارا مسلمانوں سے لبالب بھرا ہوا ہے خود روسی یورپ میں اس وقت چالیس لاکھ مسلمانوں کے قریب آباد ہیں۔ کریمیا میں بہت بڑی آبادی خونخوار مغلوں کی ہے یہ کل مغل ایک زمانہ میں سلطان ترکی کے زیر فرمان تھے۔ مگر ۱۸۵۴ء میں کریمیا کے مغلوں کو روسیہ نے دولت علیہ سے آزادی کرا دی اور اس بات کا وعدہ کیا کہ یہ آزادی برقرار رکھی جائیگی مگر رفتہ رفتہ اس پر قبضہ کر لیا اور ان کو برائے نام آزادی کا بہت جلد خاتمہ ہو گیا۔

روسیہ کے مظالم کی ایک طویل داستان ہے جو اس نے وقتاً فوقتاً مسلمانوں پر کئے ہیں۔ یہ خوب سمجھ لیا جاوے کہ اگر دنیا میں کوئی سلطنت مسلمانوں کی دشمن ہے تو وہ روسیہ ہے۔ ہمیں ان سلطنتوں کی فہرست دینے کی ضرورت نہیں ہے جو روسیوں کے ہاتھوں تباہ ہوئیں کیونکہ ان باتوں کو سب جانتا ہے مگر ہم کو یہ دیکھنا ہے کہ [illegible] کا کیا تعلق ہے اور باہمی ربط و ضبط کیا ہے [illegible] نے اپنی ہمسایہ مسلمانوں سے ایسا کوئی معاہدہ نہیں کیا جس کو اس موقع پر دیکھ کر ترک ٹوٹ نہ پڑا ہو۔ وہ چاہتا ہے اور اس کی دلی آرزو ہے کہ کسی طرح اسلام کا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹ جائے۔ دو صدی کے عرصہ میں اس نے ترکی کو بالکل چور چور کر دیا۔ ایک عظیم سلطنت ان سے چھین کے آزاد کرا دی۔ وسط ایشیا بالکل پامال کر چکا ہے۔ اب اس کا خیال تین سلطنتوں کی طرف ہے جن میں سے ایک بڑا زندہ ہے ایک سسک رہی ہے اور ایک تندرست تو ہے مگر کمزور ہے۔ یعنی دولت علیہ عثمانیہ۔ دولت صفویہ اور دولت خداداد افغانستان۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ نے ان کی زندگی منظور کی ہے کہ روسیہ پر جاپان خدائی غضب کی طرح ٹوٹ پڑا اور وہ میں جھوڑیوں میں سارا کھایا پیا ناک کے رستہ نکلوا دیا۔

یہ بات مسلم ہے اور تمام مدبرین مانتے ہیں کہ جسطرح ترکوں کی عملداری میں عیسائیوں کو آزادی ہے ویسی خود روسیہ میں نہیں ہے سوائے یونانی گرجے کے عیسائیوں کے کل عیسائی سمجھتا ہے بلکہ [illegible] چین نہیں لینے دیتا اور برابر سلطانی عملداری میں ہنگامے کراتا رہتا ہے اس کے ہزارہا مخبر تاجروں اور سیاحوں کی صورت میں دولت علیہ عثمانیہ کے ہر گوشہ میں موجود ہیں جو برابر عیسائی باشندوں کو گورنمنٹ کے خلاف ابھارتے رہتے ہیں۔ عقل اسکی شہادت دیتی ہے کہ جب تک باہر سے امداد نہ ہو کسی رعایا میں اتنی قوت نہیں ہے کہ وہ اپنی گورنمنٹ سے مقابلہ کر سکے اور مدت تک جنگ جاری رکھے۔

مسلمانوں کو برباد کرنے کے لئے وہ روز مرہ طرح طرح کی تدبیریں کرتا رہتا ہے اور خود اس کے پایہ تخت میں ایسی کمیٹیاں قائم ہیں جن سے یہ ریشہ دوانی ہوتی رہتی ہے۔ سرویا میں اس نے غدر کرایا اور برسوں رلاتا رہا۔ بلغاریا کو اس نے اکسایا اپنی گردو اور ہرزگووینا نے محض اسی کے اشارہ سے بغاوت کی غرض کیا نہیں یا سب کچھ کیا اور یہاں تک کیا کہ انگلستان سے برابر ترکوں سے عملداری نکلوا دی اور اب بھی برابر کوشش کئے جاتا ہے کہ کسی طرح یورپ میں ایک بچہ زمین بھی ترکوں کے قبضہ میں نہ رہے۔ ایران میں بھی اس کی سازشوں کے جال پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ سلطنت پہلے سے نیم مردہ ہے اور سسک رہی ہے۔ روسیہ کے ایک ہی جھٹکے میں اس کا کام تمام ہو جائیگا۔ اب رہا افغانستان روسیہ نے اسکو بھی کچھ کم نقصان نہیں پہنچایا ہے۔ امیر شیر علی کو بھڑکا کر انگریزوں سے بھڑوا دیا اور آپ الگ ہو گیا۔ وہ تو کچھ خدا کی رحمت تھی کہ امیر عبدالرحمن خان جیسا ہوشیار اور مدبر تخت کابل پر بیٹھا اور اپنے کو روسیہ کی آفت سے بچا لیا مگر ۱۸۸۵ء میں روسیہ نے نہایت بے ایمانی سے پنجدہ پر حملہ کر کے افغانیوں سے اس قلعہ کو لیلیا تھا لیکن اس کے بعد نہیں آگے بڑھنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ اور وہ ٹھٹک کے رہ گیا۔ مگر [illegible] سے وہ غافل نہیں ہے۔ ریلیں بنا رہا ہے جو بڑھتے بڑھتے ہرات کے قریب پہنچ گئی ہیں اور اس کا دانت افغانستان پر ضرور ہے مگر امیر عبدالرحمن خان

کیک ایسی آہنی دیوار کھڑی کر گئے ہیں کہ ایک شخص روسیہ اس کو نہیں پھلانگ سکتا۔

غازی عبدالحمید خان والیے دولت عالیہ ایسا شخص سلطان ہیں اس میں شبہ نہیں جب سے وہ تخت سلطنت پر بیٹھے ہیں اپنی علمداری کا بہت سا حصہ روسیوں کی سازش کی نذر کر چکے ہیں۔ اور وہ زیادتیاں جو کرتے تو کیا کرتے ان کے ہاتھ سلطنت ایسی نیم مردہ حالت میں آئی کہ اس کی زندگی کو لالے پڑے ہوئے تھے جو کچھ ان سے کہا گیا وقتاً فوقتاً طوعاً وکرہاً انہیں کرنا پڑا۔ آخر جب انھوں نے دیکھا کہ روسیوں کی سازشوں سے نجات اس وقت ہوگی کہ ایشیا اور یورپ کو ریلوے کے ذریعے سے ملا دیا جائے تو امن کی صورت نکل آئیگی۔ سلطان المعظم نے سوچ سمجھ کر جرمنی سے دوستی پیدا کی اندرونی اور بیرونی سازشوں کی وجہ سے خود تو پایۂ تخت کو چھوڑ نہیں سکتے تھے۔ اس لیے شہنشاہ جرمنی کو بلا یا وہ بہ اصرار جلیب خاطر آیا۔ اس سے ریلوے کی متعلق گفتگو ہوئی۔ مگر جب تک کل باتیں طے نہ ہو گئیں روسیہ ویل میں رہا آگیا جب کمپنی وغیرہ قایم ہوگئی تو یہ امر کھلا پھر کیا تھا روس کے مرچیں لگ گئیں اور ادھر کھڑا پیٹنے لگا کہ یہ کیا غضب ہوا پھر میری دال کیونکر گلے گی اس نے اس ریل کی تعمیر کو روکنے کے لئے مقرر کیا اور سارے میں پریشان مارا مارا پھر گیا مگر کامیابی نہ ہوئی۔ اور بغداد ریلوے بنی شروع ہوگئی جو پانچ سال کے عرصہ میں قسطنطنیہ تک پہنچ جائیگی۔ جب زار پریشان ہو کے بیٹھ رہا اور کچھ نے اس کا ساتھ نہ دیا تو اس نے اپنے وزیر خارجہ کو بلغاریا بھیج کے امیر فرڈی نینڈ کو اکسایا کہ یہ وقت ترکوں پر حملہ کرنیکا بہت اچھا ہے۔ اور اس کے بعد مقدونیہ میں غدر کرا دیا۔ ادھر بلغاریا ترکوں سے جنگ کرنے کیلئے تل گیا اور عام طور پر یہ خیال پیدا ہو گیا کہ بلغاریا کے پیچھے روسیہ چھپا ہوا ہے یہ خیال غلط نہ تھا ترکوں نے بھی مجبوراً جنگ کی تیاری کرلی تھی یہاں یہ سامان ہو رہا تھا اور وہاں روسیہ کی قسمت اس پر زہر خندہ کر رہی تھی کہ یکایک جاپانی بیڑے نے آدھی رات کو بندر آرتھر پر حملہ کر کے روسیہ کے تمام منصوبوں پر خاک ڈال دی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اب اسے اپنی جان کے لینے دینے پڑ گئے ہیں۔ نہ بغداد ریلوے کی مخالفت کا ہوش رہا اور نہ بلغاریا کی حمایت اور نہ مقدونیہ کے مفسدوں کی بارود خشک کرانے کا یہ خیال بھی نہیں۔ اس کا جہازی بیڑہ بالکل غارت ہو چکا ہے اور اگر کچھ ٹوٹے پھوٹے دو چار روسی جہاز موجود ہیں تو وہ عنقریب غرق ہو جائیں گے۔ بغداد ریلوے خوب دھڑلے سے بن رہی ہے۔ بلغاریہ مایل باشتی نظر آتا ہے۔ کیونکہ جس کھونٹے کے بل وہ کودتا تھا وہ کمزور ثابت ہو گیا ہے کیا خدا کی شان ہے

جو چاہتا ہے کرتا ہے جو چاہیگا کرے گا
یعنی یابات حکومت کی اسی کو ہی سزا ہے

سوچنے کا مقام ہے یہ عجیب بات ہوئی کہ کل سلطنت قایم ہالیس ٹکانہ چار روسی موجود مگر ہوا ایسی بد نصیبی

کر سپرد کیا اور کہا کہ ... دشمن وہیں تین ہی آگیا اور کل سلطنت کی بنیادیں چرچرا گئیں۔ دیکھیے آئندہ خدا کو کیا منظور ہے غیب کا حال کوئی نہیں جانتا۔ فی الحال یہ بات تو ضرور ہوئی کہ مسلمانوں کا پیچھا بہت دن تک روس سے چھوٹ گیا۔ آگے جو کچھ ہوگا وہ دیکھا جائیگا۔ اب تو روسیہ کو اپنی ٹوپی سنبھالنی مشکل پڑ گئی ہے۔ (کرزن گزٹ)

اسلام اور نسب

بعد از بعثت یہ امر ہمیشہ مرکوز خاطر اقدس (علیہ الصلوٰۃ والسلام) رہا کہ تمام عرب فقط قوم کے صحیح مفہوم میں ایک نیشن ہو جائے۔ مگر غرور نسب جو عربوں کی جبلت میں داخل تھا۔ ایک سخت اور دشوار گذار روک قومیت کے راستہ میں حایل تھی جب تک یہ روک تمام دور نہ کیا جاتا کامل اتحاد نہیں ہو سکتا تھا۔ سب سے زیادہ نسبی غرور کا مرض قریش میں تھا۔ اس مرض اخلاقی کے دفعیہ کے واسطے جناب والا نے اپنے خاندان میں زید کا نکاح کر دیا تا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ کا عملی ثبوت دینے کیلئے جب ۶ھ میں مختلف ممالک میں قاصد روانہ کئے گئے تھے تو اسلامی ایلچی کو قوم غسان نے (جو عراق عجم میں رہتی اور تمول سے عیسائی ہو گئی تھی) مار ڈالا ان کی سرکوبی کے واسطے جو لشکر مہاجرین و انصار کا بھیجا گیا۔ اُن کا سپہ سالار زید بن حارث تھا۔ زید لڑائی میں شہید ہوا۔ جب ۸ھ میں مکہ فتح ہو گیا اور سلسلہ مہاجرت ختم ہو گیا۔ کیونکہ عرب کا کوئی حصہ دار الحرب نہ رہا تھا اور ۱۰ھ میں حجۃ الوداع کے بعد قریباً تمام عرب مسلمان ہو چکا تھا اب دوبارہ قوم غسان پر فوج کشی کا اعلان کیا گیا۔ اسامہ بن زید اس لشکر کا جو تمام قبایل عرب سے تیار کیا گیا تھا۔ افسر مقرر کیا گیا تھا۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما اسامہ کے ماتحت کئے گئے تھے یہ لشکر بوجہ علالت پیغمبر خدا ان کی زندگی میں روانہ نہ ہو سکا۔ بعد میں حضرت ابوبکرؓ نے روانہ فرمایا اور خود پیادہ دو تین میل تک اسامہ کے ہمرکاب گئے۔ اسمیں حکمت یہ تھی کہ اسامہ اپنے باپ کا انتقام لینے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھیگا اور نیز یہ کہ تمام اہل عرب پر واضح ہو جائے کہ نسب فی الحقیقت خدا کے نزدیک کوئی ایسی چیز نہیں۔ جس پر بیجا فخر و ناز کیا جائے۔ زید کی سپہ سالاری نے مہاجرین و انصار کو جتلایا۔ اور اسامہ کے افسر مقرر کرنے سے تمام عرب کو اس کا عملی ثبوت دیا کہ غلام اور غلام زادہ امیر زادہ کے برابر بلکہ برتر ہے۔

یہ ہے اعلیٰ تعلیم اور یہ ہے اس کا عملی ثبوت۔ جسقدر زیادہ سمجھیں سوچیں غور کریں۔ اسی قدر ہماری عقیدت ذات اقدس کی بڑھتی جاتی ہے۔

بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی
کاندرین راہ فلان ابن فلان چیزے نیست

تمام وہی وخیالی کبر و نخوت جو عقاید باطلہ اور اوہام فاسدہ نے پیدا کر رکھے تھے۔ بتدریج دور کر دیئے تھے۔ جو اصول بیان فرمائے ان کا اپنے طریق عمل سے ثبوت دیا۔ جہان سوز منافرت کے بجائے عالمگیر اخوت (یونیورسل برادرہڈ) قایم کی۔ اور آخرکار حیرت انگیز تاریخی واقعہ بیان کر کے اعمال صالحہ کو معیار شرافت قرار دیا۔

قَالَ یٰنُوْحُ اِنَّہٗ لَیْسَ مِنْ اَھْلِکَ اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ

حضرت نوحؑ نے فریاد کی کہ بار الہا تیرا وعدہ میرے اہل و عیال کو بچانے کا ہے میرے بیٹے کو غرق ہونے سے بچا۔ ارشاد ہوا کہ وہ تیرا بیٹا نہیں اور تیرے عیال میں داخل ہے کیونکہ اس کے اچھے عمل نہیں۔

چو کنعان را طبیعت بے ہنر بود
پیمبر زادگی قدرش نیفزود

انسانیت کی خالص سونے پر جو صدیوں سے بنی ملمع چڑھا ہوا تھا اخلاق فاضلہ کی کٹھالی میں تپایا۔ اور آخرکار خالص سونے کو الگ کر دیا یہی وہ تعلیم جس سے حضرت علیؓ متاثر ہو کر یوں فرماتے ہیں۔

انا ابن لنسبی کنیتی ادبی
او کان من عجم او من العرب
ان الفتی من قال ھا انا ذا
لیس الفتی من قال کان ابی

مختصر یہ کہ جب وہ عوارض جو انسان کی غلط کاریوں نے پیدا کر رکھے تھے اسلامی تعلیم کی برکت سے دور ہو گئے۔ تو جوہر انسانیت نے اپنا خوشنما چہرہ دکھایا۔ اور ملک کے اس سرے سے اس سرے تک عالمگیر اخوت قایم ہو گئی۔ کہاں وہ زمانہ تھا کہ بھائی بھائی کا دشمن اور کہاں یہ وقت کہ تمام ملک و قوم یک جان و دو قالب ہے اور عرب کے ہر ایک گوشہ سے یہ صدا آ رہی ہے۔

آفتاب یک و یار دگر ہر یک سعد نیم
آشنایانیم با ہم ہیچکس بیگانہ نیست
وائے بر حال ما۔ یہ اعلیٰ تعلیم اور یہ استخوان فروشی۔ فاعتبروا الخ۔
(خاکسار الف الدین) (وکیل)

مدرسۃ القادیان وبربر افریقیا

لماکان نمایۃ امرنا وقصوی شاننا ھذا اعلاء کلمۃ الاسلام وتائید الدین ومما نحتسب انہ ینفعنا فی ذالک ھو مدرسۃ القادیان رجائہ منا بانہ عسی ان ندب فی نفوس اولادنا روح الحیات مرۃ اخری فھؤلاء الاولاد الذین یتعلمون یرضعون الآن وھم صغار لبان العلوم الدینیۃ ونرجوا من اللہ انھم ھم الذین سیصیرون رجال المستقبل وسیکون منھم العالم والواعظ والمتعظ ومتی استظہروا العلوم ومارسوا فعلا اتوا بالاعمال المفیدۃ للاسلام والمسلمین وکان ذلک الامر الذی حمل المسیح ابن المریم الموعود علیہ السلام علی ان حرض المؤمنین علی انفاقھم اموالھم فی ھذا السبیل ابتغاء لمرضات اللہ فنشکر اللہ تعالی علی ان القوم قاموا خاضعین اعناقھم لامر الامام فبذلوا اموالھم وجاھدوا بانفسھم ولا سیما نذعو الاخینا السید الدکتور جلال الدین الذی حملتہ الحمیۃ الاسلامیۃ علی ان احیٰ کلمۃ اہل البربر ووحّد وجھتھم فسلکوا اکلھم مسالک الصلحاء وقدموا الدین علی الدنیا فارسلوا من اموالھم لمدرستنا ھذا بما تطہرت بہ قلوبھم من حب المال وانتفعت المدرسۃ بثروتھم وخیرات ارضھم ونخص بالذکر الرجل الکبیر بابر بربری جیند ومن معہ من اہل الہنود بما ظہرت منھم ھذہ السجیۃ الفاضلۃ مع کونھم من غیرنا ونخص بالذکر۔ اخانا محمد قدار۔ واخانا احمد محمد سعید لبب واخانا حاجی لالجی ومحمد یوسف عیسی وعاون حسن وعبد الحمید وغیرھم الذین قاموا لنصرت الدین القویم۔ فنسئل اللہ لنا ولھم العافیۃ فی الدین والدنیا والآخرۃ۔

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان کارخانہ کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا۔

www.aaiil.org

الحکم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

چہ گویم با تو کر آئی چہا در قادیاں بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

عام سے	۵
خواص و معاونین سے	۱۰
ہندوستان سے باہر	۶
غیر مذاہب والوں سے	۱۲
اپنے سلسلہ کے غیر مستطیع لوگوں سے	۱۲

جلد ۸ — دار الامان قادیان ۱۷ مارچ ۱۹۰۴ء — نمبر ۹

دنیا میں پہلی طرز کا
قرآن کریم

قاعدہ یسرنا القرآن کے ذریعہ جس آسانی اور عمدگی کے ساتھ قرآن کریم کی تعلیم بچوں کو دی جا سکتی ہے وہ اب مخفی نہیں رہا۔ اسی قاعدہ کے دیباچہ میں جس قسم کے قرآن کریم کا اشارہ کیا ہے محض خدا تعالیٰ کے فضل پر بھروسا کر کے یسرنا القرآن کے مصنف کی کتابت سے ہم نے ایک قرآن شریف چھاپنا چاہا ہے جو ڈیمی کاغذ پر ۱۸×۲۲ کی تقطیع پر بالفعل بطور نمونہ دو پارے چھاپے ہیں جو لوگ قرآن کریم کی اشاعت کے لیے دل میں جوش رکھتے ہیں اگر وہ اس نیک کام میں ہماری حوصلہ افزائی کریں گے تو اس مشکل کام کا سہل ہو جانا بلحاظ اسباب ممکن ہے اور پھر خدا تعالیٰ کا فضل شامل حال ہو تو سارا قرآن شریف چھپ جانا آسان ہے۔

اس نمونہ دو پاروں کا **ہدیہ** ۳ ہے یہ پارے بالکل طیار ہیں۔ تمام درخواستیں دفتر الحکم کے نام آنی چاہییں۔

مژدہ باد

سلک مروارید کا پہلا اڈیشن ہاتھوں ہاتھ نکل گیا تھا اور قوم نے اس رسالہ کو خاص قدر و عزت کی نگاہ سے دیکھا اور خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ وہ بہت مفید بھی ثابت ہوا۔ اب اس کا دوسرا اڈیشن چھپ رہا ہے۔ اس مرتبہ نظر ثانی کے بعد کہیں کہیں مناسب ترمیم بھی کر دی ہے۔ مگر وہ پانچسو سے زیادہ نہیں چھپا۔ جو درخواستیں اس کے ختم ہونے پر آئی تھیں ہم نے ان کو محفوظ نہیں رکھا۔ اس لیے جو صاحب جلد درخواستیں بھیج دیں گے ان کی تعمیل سب سے پہلے ہو جائے گی ورنہ تیسرے اڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا۔ کتابت اور تقطیع میں بھی تبدیلی ہوگی ہے۔ قیمت وہی چار آنے فی جلد

تیسرا اڈیشن چھپ گیا

حضرت اقدس کی ایک تقریر اور مسئلہ وحدة الوجود پر خط اس سے پہلے دو مرتبہ چھپ چکا ہے اب تیسری مرتبہ چھپا ہے۔ قیمت وہی ۲

صرف دفتر الحکم سے ملیں گی

دفتر الحکم کی موجودہ کتابیں

تفسیر القرآن یہ اسم اسکے متعلق کچھ نہیں لکھتے قرآن کریم سے محبت رکھنے والے منگوا کر دیکھیں اگر اس سے پہلے اس طرز اور اسلوب کی کوئی تفسیر انھوں نے پڑھی ہے اور یہ بحث بکلی بیغرض ہے تو بیشک واپس بھیجکر قیمت وصول کریں۔ **قیمت** ۴

رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء کے جلسہ کی مکمل رپورٹ جس میں اعلیحضرت حجة اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کی زبردست تقریر کے علاوہ بزرگان ملت حضرت حکیم الامة اور مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے اعلیٰ درجہ کے لیکچر بھی شامل ہیں جس میں قرآن کریم کی عظمت و جلال کو حقائق اور معارف کے رنگ میں ظاہر کیا ہے **قیمت** ۸

الانذار صرف چند جلدیں ملتی ہیں طاعون کے متعلق حضرت حجة اللہ کی کارروائی کا مجموعہ اور جلسہ طاعون کی پوری روئداد۔ **قیمت** ۴

اصلاح النظر آریوں کے قصہ آدم علیہ السلام پر اعتراض کا لطیف جواب جو حضرت حکیم الامة کے ارشاد سے ایڈیٹر الحکم نے لکھا اور آپ کی نظر ثانی کے بعد چھپا اور آریوں کی طرف سے ابتک لاجواب ہے **قیمت** ۴

تفسیر سورہ تبت فاضل امروہی کے قلم سے ایک معترض کے جواب میں۔ **قیمت** ۲

محمود کی آمین قیمت ۱

حضرت اقدس کی پرانی تحریریں حصہ اول حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کی آج سے چھبیس برس پیشتر کے مضامین جو مسئلہ الہام پر دیانند سماج کے بانی الکھدھاری سے خط و کتابت ... سے بحث اور وید اور قرآن کا مقابلہ۔ قیمت ۲

سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب دوسرا اڈیشن حضرت اقدس کے قلم سے کسر صلیب کے لیے کارگر حربہ عظمت اسلام کے اظہار کا ذریعہ۔ قیمت ۲

النصح جناب میر حامد شاہ صاحب کی تصنیف منظوم ... چند جلدیں باقی ہیں قیمت ۱

مباحثہ حیات و وفات مسیح ثناء اللہ امرتسری سے مباحثہ۔ قیمت ۱

اسلام پر لیکچر ڈاکٹر لائٹنر کا لیکچر قابل دید ہے۔ قیمت ۱

حقیقت کتاب اللہ عیسائیوں کے رد کے لیے۔ قیمت ۲

حقیقت المھدی حضرت اقدس کے قلم سے قیمت ۲

کلماتِ طیبات یا ملفوظاتِ احمدیہ

(علیہ السلام والتحیۃ)

گذشتہ اشاعت سے آگے

آدمی دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جو خدا تعالیٰ کے ماموروں اور رسولوں کی سچی اتباع کرنے والے ہوتے ہیں۔ اس طبقہ اور قسم کے لوگ تو بہت ہی کم ہوتے ہیں اور دوسری قسم انسانوں کی وہ ہے جو دنیا کی خواہشوں پر گرے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ سے بکلی دور اور مہجور ہیں۔ ان کے سارے اغراض و مقاصد کا منتہیٰ اور انجام دنیا پر ختم ہو جاتا ہے وہ کبھی خیال بھی نہیں کرتے کہ انکو اس فانی دنیا سے ایک دن قطع تعلق کرنا ہوگا اور جو کچھ یہاں چھوڑ جانا ہے اور پھر خدا تعالیٰ سے معاملہ ہوگا۔ وہ دنیا اور اس کے دھندوں میں کچھ ایسے منہمک ہوتے ہیں کہ کچھ اور سوچتا ہی نہیں یہ بہت ہی بدقسمت گروہ ہے اور اکثر حصہ اسی میں مبتلا ہے۔ اور رکھنا چاہیے کہ انبیاء و رسل اور آئمہ کے آنے سے کیا غرض ہوتی ہے۔ وہ دنیا میں اس لیے نہیں آتے کہ انکو اپنی پوجا کرانی ہوتی ہے وہ تو ایک خدا کی عبادت قائم کرنا چاہتے ہیں اور اسی مطلب کے لیے آتے ہیں۔ اور اس واسطے کہ لوگ ان کے کامل نمونہ پر عمل کریں اور ان جیسے بننے کی کوشش کریں اور ایسی اتباع کریں کہ گویا وہی ہو جائیں۔ مگر افسوس ہے کہ بعض لوگ ان کے آنے کے اصل مقصد کو چھوڑ دیتے ہیں اور ان کو خدا سمجھ لیتے ہیں اس سے وہ آئمہ اور رسل خوش نہیں ہو سکتے کہ لوگ ان کی اس قدر عزت کرتے ہیں کبھی نہیں وہ اسکو کوئی خوشی کا باعث قرار نہیں دیتے ان کی اصل خوشی اسی میں ہوتی ہے کہ لوگ ان کی اتباع کریں اور جو تعلیم وہ پیش کرتے ہیں کہ سچے خدا کی عبادت کرو اور توحید پر قائم ہو جاؤ اس پر قائم ہوں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حکم ہوا۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

یعنی اے رسول ان کو کہدے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے پیار کرتے ہو تو میری اتباع کرو۔ اس اتباع کا یہ نتیجہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ تم سے پیار کرے گا۔

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بننے کا طریق یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع کی جاوے۔ پس اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ انبیاء علیہم السلام اور جتنے بھی اور جو خدا تعالیٰ کے راستباز اور صادق بندے ہوتے ہیں وہ دنیا میں ایک نمونہ ہو کر آتے ہیں جو شخص اس نمونہ کے موافق چلنے کی کوشش نہیں کرتا لیکن انکو سجدہ کرنے اور حاجت روا قرار دیتا ہے وہ کبھی خدا تعالیٰ کے نزدیک قابل قدر نہیں ہے۔ بلکہ وہ دیکھ لیگا کہ مرنے کے بعد وہ امام اس سے بیزار ہوگا۔ ایسا ہی جو لوگ حضرت علی یا حضرت امام حسین کے درجہ کو بہت بڑھاتے ہیں گویا ان کی پرستش کرتے ہیں وہ امام حسین کے متبعین میں نہیں ہیں اور ان سے امام حسین خوش نہیں ہو سکتے۔ انبیاء علیہم السلام ہمیشہ پیروی کے لیے نمونہ ہو کر آتے ہیں۔ اور سچ یہ ہے کہ بدون پیروی کچھ بھی نہیں۔

میں ایک دم میں کیا سناؤں جو خیالات سالہا سال کے دل میں بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں وہ دفعۃً دور نہیں ہو سکتے۔ ہاں اللہ تعالیٰ اپنا فضل کرے تو وہ قادر ہے کہ فی الفور تبدیلی کر دے۔ خدا کی توفیق سے پرانے غلط خیالات کو چھوڑنا بہت سہل ہو جاتا ہے۔

میں سچ کہتا ہوں کہ میرا دعویٰ جھوٹا نہیں ہے خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے اور اُس کی تائید میرے ساتھ ہے اگر میں اُس کی طرف سے مامور نہ ہوتا تو وہ مجھے ہلاک کر دیتا اور میری ہلاکت ہی میرے کذب کی دلیل ٹھہر جاتی۔ لیکن آپ دیکھتے ہیں کہ میری تھوڑی مخالفت نہیں ہوئی۔ ہر طرف سے ہر مذہب والے نے میری مخالفت میں حصہ لیا اور بہت بڑا حصہ لیا۔ ہر قسم کے مشکلات اور روکیں میری راہ میں ڈالی جاتی ہیں اور ڈالی گئی ہیں لیکن خدا تعالیٰ نے مجھے ان مشکلات سے صاف نکالا ہے اور ان روکوں کو دور کر کے وہ ایک جہان کو میری طرف لا رہا ہے اسی وعدہ کے موافق جو براہین احمدیہ میں کیا گیا تھا۔ اسپر بھی میں کہتا ہوں کہ آپ دیکھیں کہ اگر ان مشکلات کے ہوتے ہوئے بھی میں کامیاب ہو گیا تو میری سچائی میں کیا شبہ باقی رہ سکتا ہے یہ بھی یاد رکھیں کہ یہ مشکلات اور روکیں صرف میری ہی راہ میں نہیں ڈالی گئیں بلکہ شروع سے سنت اللہ اسی طرح پر ہے کہ جب کوئی راستباز اور خدا تعالیٰ کا مامور و مرسل دنیا میں آتا ہے تو اس کی مخالفت کی جاتی ہے اسکی ہنسی کی جاتی ہے اُسے قسم قسم کے دکھ دیے جاتے ہیں۔ مگر آخر وہ غالب آتا ہے اور اللہ تعالیٰ تمام روکوں کو خود اُٹھا دیتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس قسم کے مشکلات پیش آئے ابن جریر نے ایک نہایت ہی دردناک واقعہ لکھا ہے کہ جب آنحضرت نے نبوۃ کا دعویٰ کیا تو ابوجہل اور چند اور لوگ بھڑکے اور مخالفت کیواسطے اٹھے

اُنھوں نے یہ تجویز کی کہ ابوطالب کے پاس جا کر شکایت کریں چنانچہ ابوطالب کے پاس یہ لوگ گئے کہ تیرا بھتیجا ہمارے بتوں اور معبودوں کو بُرا کہتا ہے اسکو روکنا چاہیے چونکہ ایک بڑی جماعت یہ شکایت لیکر گئی تھی اسلیے ابوطالب نے آنحضرت کو بلایا تاکہ اُن کے سامنے آپ سے دریافت کریں جہاں یہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے وہ ایک چھوٹا دالان تھا اور ابوطالب کے پاس صرف ایک آدمی کے بیٹھنے کی جگہ باقی تھی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ نے ارادہ فرمایا کہ چچا کے پاس بیٹھ جائیں مگر ابوجہل نے یہ دیکھکر کہ آپ یہاں آکر بیٹھ جائیں گے شرارت کی اور اپنی جگہ سے کود کر وہاں جا بیٹھا تاکہ جگہ نہ رہے اور اسکے ملکر ایسی شرارت کی کہ آپ کے بیٹھنے کو کوئی جگہ نہ رکھی آخر آپ دروازہ ہی میں بیٹھ گئے اس دردناک واقعہ سے انکی کیسی شرارت اور کم ظرفی ثابت ہوتی ہے۔ غرض جب آپ بیٹھ گئے تو ابوطالب نے کہا کہ اے میرے بھتیجے تو جانتا ہے کہ میں نے تجھکو کس واسطے بلایا ہے۔ مکہ کے رئیس کہتے ہیں کہ تو ان کے معبودوں کو گالیاں دیتا ہے آنحضرت نے فرمایا اے چچا میں تو انکو ایک بات کہتا ہوں کہ اگر تم یہ ایک بات مان لو تو عرب اور عجم سب تمہارا ہو جاوے گا۔ انھوں نے کہا کہ وہ کونسی ایک بات ہے تب آپ نے فرمایا کہ لا الٰہ الا اللّٰہ

جب اُنھوں نے یہ کلمہ سنا تو سب کے کپڑوں میں آگ لگ گئی اور بھڑک اُٹھے اور مکان سے نکل گئے اور پھر آپ کی راہ میں بڑی روکیں اور مشکلات ڈالی گئیں۔ تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے خدا کے راستبازوں اور ماموروں کے مقابلہ میں ہر قسم کی کوششیں انکو کمزور کرنے کے لیے کی جاتی ہیں لیکن خدا ان کے ساتھ ہوتا ہے وہ ساری کوششیں خاک میں ملجاتی ہیں۔ ایسے موقع پر بعض شریف الطبع اور سعید لوگ بھی ہوتے ہیں جو کہدیتے ہیں

اِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ

صادق کا **صدق** خود اُس کے لیے زبردست ثبوت اور دلیل ہوتا ہے اور کاذب کا کذب ہی اسکو ہلاک کر دیتا ہے پس ان لوگوں کو میری مخالفت سے پہلے کم از کم اتنا ہی سوچ لینا چاہیے تھا کہ خدا تعالیٰ کی کتاب میں یہ ایک راہ راست ازلی شناخت کی رکھی ہے مگر افسوس تو یہ ہے کہ یہ لوگ قرآن پڑھتے ہیں مگر ان کے حلق سے نیچے نہیں اترتا۔ اس کے سوا اللہ تعالیٰ نے مجھے وعدہ دیا ہے وَجَاعِلُ

الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

کہ میں تیری جماعت اور تیرے گروہ کو منکروں پر قیامت تک غالب رکھوں گا اور ان میں ترقی اور عروج دوں گا۔ میں اس بات کا کیونکر انکار کر سکتا ہوں میں بخوبی جانتا ہوں کہ ایک وقت آنیوالا ہے کہ **ملوک ملکدار تاجر** اور ہر قسم کے معزز لوگ بھی ہوں گے لوگوں کے نزدیک یہ انہونی بات ہے مگر میں یقیناً جانتا ہوں یہی ہوگا۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ بلکہ مجھے وہ بادشاہ دکھلائے بھی گئے ہیں جو گھوڑوں پر

سوار تھے۔ یہ خوش قسمتی کی بات ہے کہ جو اس سلسلہ میں داخل ہوتا ہے۔ اب اسوقت کوئی اسکو باور نہیں کریگا لیکن میں جانتا ہوں کہ ایسا ہوگا۔ جب آنحضرت نے کہا تھا کہ دین و دنیا انہیں ہی آجائیں گے اُسوقت کسکو خیال ہو سکتا تھا کیونکہ اتنے آدمی صرف آپکے ساتھ تھے جو ایک چھوٹے حجرہ میں آجاتے تھے اور لوگ ایسی باتوں کو سُنکر اور گھر جا کر استہزا کرتے تھے کہ گھر سے باہر نکلنے کا موقع نہیں ملتا اور یہ دعوے ہیں۔ آخر سبکو معلوم ہو گیا کہ جو فرمایا تھا وہ سچ تھا۔ مامور اپنی ابتدائی حالت میں ہلال کی طرح ہوتا ہے ہر ایک شخص اسکو نہیں دیکھ سکتا۔ لیکن جو تیز نظر ہوتے ہیں وہ دیکھ لیتے ہیں اسی طرح پر سعید الفطرت مومن مامور کو اسکی ابتدائی حالت میں جبکہ وہ ابھی مخفی رہتا ہے شناخت کر لیتے ہیں۔ آنحضرت نے پہلے ماننے والوں کا نام سابقین رکھا ہے لیکن جب بہت سی مسلمان قوم در فوج اسلام میں داخل ہوئے تو انکا نام صرف ناس رکھا گیا جیسے فرمایا

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا

حقیقت یہی ہے کہ جب حق کھلجاتا ہے پھر انکار کی گنجائش نہیں رہتی جیسے جب دن چڑھا ہوتا ہے تو پھر بجز شپرک کے کون انکار کریگا۔

اصل بات یہ ہے کہ بہت سے لوگ ہیں جنپر حق کھل جاتا ہے مگر دنیا کے تعلقات اور مجبوریوں کو اپنا معبود بنا لیتے ہیں اور اس حق سے محروم رہتے ہیں پس ہمیشہ خدا سے دعا مانگنی چاہیے کہ وہ ان ظلموں سے بچاتا رہے اور قبول حق کے لیے کوئی روک اُس کے واسطے نہ ہو۔

نواب صاحب۔ آپ میرے لیے ایمان کی دعا کریں دنیا سے تو آخر ایک دن مرنا ہی جانا ہے۔

حضرت اقدس۔ اچھا میں تو دعا کروں گا مگر آپ کو بھی ان آداب اور شرائط کا لحاظ رکھنا چاہیے جو دعا کے واسطے ضروری ہیں۔ میرے دعا کرنے سے کیا ہوگا جب آپ توجہ نہ کریں بیمار کو چاہیے کہ طبیب کی ہدایتوں اور پرہیز پر بھی تو عمل کرے پس دعا کرانے کے واسطے ضروری ہے کہ آدمی خود اپنی اصلاح بھی کرے۔

مشیر اعلیٰ۔ کیا جناب کو یہ بھی اطلاع دیگئی ہے کہ آپ کی عمر کتنی ہوگی۔

حضرت اقدس۔ ہاں عمر کے متعلق مجھے الہاماً یہ بتایا گیا تھا کہ وہ اسّی کے قریب ہوگی اور حال میں ایک رویا کے ذریعہ یہ بھی معلوم ہوا کہ ۱۵ سال اور بڑھانے کے واسطے دعا کی ہے

(اسپر حضرت اقدس نے رویا سنایا جو پہلے الحکم میں درج ہو چکا۔ ایڈیٹر)

مشیر اعلیٰ۔ اب جناب کی عمر کیا ہوگی۔

حضرت اقدس۔ ۶۵ یا ۶۶ سال۔

جب ایک عقیدہ پرانا ہو جاتا ہے اور دیر سے انسان اُسپر رہتا ہے تو پھر اسے اسکے چھوڑنے میں بڑی مشکلات پیش آتے ہیں وہ اسکے خلاف نہیں سُن سکتا بلکہ خلاف سُنکر وہ خون تک کرنے کو تیار ہو جاتا ہے کیونکہ پرانی عادت طبیعت کے رنگ میں ہو جاتی ہے اسلیے میں جو کچھ کہتا ہوں اسکی مخالفت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ایک جھوٹی خیال کو یہ لوگ چھوڑنا نہیں چاہتے

www.aaiil.org

مشیر اعلیٰ - اصل میں یہ کام جو آپ کر رہے ہیں ہے بھی عظیم الشان

حضرت اقدس - یہ میرا کام نہیں ہے یہ تو **خلافت الٰہی ہے** جو میری مخالفت کرتا ہے وہ میری نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی مخالفت کرتا ہے + اس وقت مسلمانوں کی اخلاقی اور عملی حالت بہت خراب ہو چکی ہے خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ اس فسق و فجور کی آگ سے ایک جماعت کو بچاوے اور **مخلص** اور **متقی** گروہ میں شامل کرے۔

یہ انقلاب عظیم الشان جو مسلمانوں کی حالت میں ہونے والا ہے اگر یہ انقلاب ہوا تو سمجھلو کہ سلسلہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے ورنہ جھوٹا ٹھیرے گا کیونکہ خدا تعالیٰ نے ایسا ہی ارادہ کیا ہے اور خدا تعالیٰ کے کام کو کوئی روک نہیں سکتا

مسیح موعود جو نام رکھا ہے اور یکسر الصَّلیب اسکا کام مقرر فرمایا ہے یہ اسلیے ہے کہ عیسائیت کا زمانہ ہوگا اور عیسائیت نے اسلام کو بہت نقصان پہونچایا ہوگا - چنانچہ اب دیکھلو کہ تیس لاکھ کے قریب آدمی مرتد ہو چکے ہیں اور پھر ان مرتدین میں - شیخ - سید - مغل - پٹھان - ہر قوم ہر طبقہ کے لوگ ہیں عورتیں بھی ہیں اور مرد بھی ہیں اور بچے بھی ہیں۔

کوئی شہر نہیں جہاں ان کی چھاونی نہ ہو - اور انھوں نے اپنا سکہ نہ جمایا ہو - یہ چھوٹی سی بات نہیں ہے کہ حقیقی خدا کو چھوڑ کر ایک بناوٹی اور مصنوعی خدا بنا یا جاوے اور اسکی پرستش ہو پھر یہی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے سچے نبی اور افضل الرسل پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیگئیں - آپ کی شان پاک میں ہر قسم کی گستاخیاں اور ہرزہ گوئیاں روا رکھی گئیں جنکو سنکر بدن پر لرزہ پڑ جاتا ہے اور کوئی نیک انسان انکو سن ہی نہیں سکتا۔

جب ہم ان باتوں کو برداشت نہیں کر سکتے تو خدا تعالیٰ کی غیرت کب روا رکھ سکتی ہے کہ یہ گالیاں اسی طرح بردیجاویں اور اسلام کی دستگیری اور نصرت نہ ہو۔

حالانکہ اس نے آپ وعدہ فرمایا تھا اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ - کبھی نہیں ہو سکتا تھا کہ زمانہ کی یہ حالت ہو اور اللہ تعالیٰ باوجود اس وعدہ کے پھر خاموش رہے - بیان او مفرح عیسائی قرآن شریف کی بیانتک بے ادبی کرتے ہیں کہ اس کے ساتھ استنجے کرتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قسم قسم کے افترا باندھتے ہیں اور گالیاں دیتے ہیں - اور وہ لوگ ان میں زیادہ ہیں جنھوں نے مسلمانوں کے گھروں میں جنم لیا اور مسلمانوں کے گھروں میں پرورش پائی اور پھر مرتد ہو کر اسلام کی پاک تعلیم پر ٹھٹھا کرنا اپنا شیوہ بنا لیا ہے - یہ حالت بیرونی خود پہ اسلام کی ہو رہی ہے اور ہر طرف سے اسپر تیر اندازی ہو رہی ہے

ایڈیٹر - ولنعم ما قیل

تیر بر معصوم مبار دخبیث بد گہر
آسمانرا می سزد گر سنگ بارد بر زمیں
ایں زمانے آنچناں آمد کہ ہر ابن الجہول
از سفاہت میکند تکذیب ایں دین متیں

تو کیا یہ وقت خدا تعالیٰ کی غیرت کو جو وہ اپنے پاک رسول کے لیے (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھتا ہے جوش میں لانے والا نہ تھا؟ اسکی غیرت نے جوش مارا اور

مجھے مامور کیا اس وعدہ کے موافق جو اُسنے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ میں کیا تھا

(باقی آیندہ)

نصیحت بعد البیعت

۶ مارچ ۱۹۰۶ء کی شام کو اعلیحضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک پر چند احباب نے بیعت کی - جسپر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی - ایڈیٹر

عمل و استقلال مطلوب ہے

تم لوگوں نے اسوقت جو بیعت کی ہے اس کا زبان سے کہہ دینا اور اقرار کر لینا تو بہت ہی آسان ہے مگر اس اقرار بیعت کا نباہنا اور اسپر عمل کرنا بہت ہی مشکل ہے کیونکہ نفس اور شیطان انسان کو دین سے لاپرواہ بنانے کی کوشش کرتے ہیں اور یہ دنیا اور اسکے فوائد کو آسان اور قریب دکھلاتے ہیں لیکن قیامت کے معاملہ کو دور دکھاتا ہے جس سے انسان سخت دل ہو جاتا ہے اور پچھلا حال پہلے سے بدتر بن جاتا ہے - اسلیے یہ بہت ہی ضروری امر ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کو راضی کرنا ہے تو جہاں تک کوشش ہو سکے ساری ہمت اور توجہ سے اس اقرار کو نباہنا چاہیے - اور گناہوں سے بچنے کے لیے کوشش کرتے رہو۔

گناہ کیا ہے

گناہ کیا چیز ہے اللہ تعالیٰ کے خلاف مرضی کرنا - اور ان ہدایتوں کو جو اپنے پیغمبروں خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت دی ہیں توڑنا اور دلیری سے ان ہدایتوں کی مخالفت کرنا یہ گناہ ہے - جبکہ ایک بندہ کو خدا تعالیٰ کی ہدایتوں کا علم دیا جاوے اور اسکو سمجھا دیا جاوے پھر اگر وہ ان ہدایتوں کو توڑتا اور شوخی اور شرارت سے گناہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بہت ناراض ہوتا ہے اور اس ناراضگی کا یہی نتیجہ نہیں ہوتا کہ وہ مرنے کے بعد دوزخ میں پڑیگا بلکہ اسی دنیا میں بھی اسکو طرح طرح کے عذاب آتے اور ذلت اٹھانی پڑتی ہے - دنیاوی حکام کا بھی یہی حال ہے کہ وہ ایک قانون مشتہر کر دیتے ہیں اور پھر اگر کوئی ان کے حکم کو توڑتا اور خلاف ورزی کرتا ہے تو پکڑا جاتا اور سزا پاتا ہے لیکن دنیوی حکام کے عذاب سے اور ان کے قوانین و احکام کی خلاف ورزی کی سزا سے آدمی کسی دوسری عملداری میں بھاگ کر تو بچ بھی سکتا ہے اور اسطرح بچا جا سکتا ہے

مثلاً اگر انگریزی عملداری میں کوئی خلاف ورزی کی ہے تو وہ فرانس یا کابل کی عملداری میں بھاگ جانے سے بچ سکتا ہے - لیکن خدا تعالیٰ کے احکام و ہدایات کی خلاف ورزی کر کے انسان کہاں بھاگ سکتا ہے؟ کیونکہ یہ زمین و آسمان جو نظر آتا ہے یہ تو اُسی کا ہے - اور کوئی اور زمین و آسمان کسی اور کا کہیں نہیں ہے جہاں تمکو پناہ ملجاوے - اسواسطے یہ بہت ضروری امر ہے کہ انسان ہمیشہ خدا تعالیٰ سے ڈرتا رہے اور اسکی ہدایتوں کے توڑنے یا گناہ کرنے پر دلیر نہ ہو کیونکہ گناہ بہت ہی بُری شے ہے اور جب انسان اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا اور گناہ پر دلیری کرتا ہے تو پھر عادت اللہ اسطرح جاری ہے کہ اس جرأت و دلیری پر خدا تعالیٰ کا غضب آتا ہے اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

دکھ کی دو قسمیں

دنیا میں دو قسم کے دکھ ہوتے ہیں بعض دکھ اس قسم کے ہوتے ہیں کہ ان میں تسلی دیجاتی ہے اور صبر کی توفیق ملتی ہے - فرشتے سکینت کے ساتھ اُترتے ہیں اس قسم کے دکھ نبیوں اور راستبازوں کو بھی ملتے ہیں اور وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بطور ابتلا آتے ہیں جیسا کہ اُس نے وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ الآیہ میں فرمایا ہے - ان دکھوں کا انجام راحت ہوتا ہے اور درمیان میں بھی تکلیف نہیں ہوتی کیونکہ خدا کی طرف سے صبر اور سکینت انکو دیجاتی ہے - مگر دوسری قسم دکھ کی وہ ہے جس میں یہی نہیں کہ دکھ ہوتا ہے بلکہ اس میں صبر و ثبات کھویا جاتا ہے اس میں نہ انسان مرتا ہے نہ جیتا ہے اور سخت مصیبت اور بلا میں ہوتا ہے یہ شامت اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے جسکی طرف اس آیت میں اشارہ ہے مَآ اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ اور اس قسم کے دکھوں سے بچنے کا یہی طریق اور علاج ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے کیونکہ دنیا کی زندگی چند روزہ ہے اور اس زندگی میں شیطان اس کی تاک میں لگا رہتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ اسکو خدا سے دور پھینک دے اور نفس اسکو دھوکا دیتا رہتا ہے کہ ابھی بہت عرصہ تک زندہ رہنا ہے - لیکن یہ بڑی بھاری غلطی ہے اگر انسان اس دھوکے میں آکر خدا تعالیٰ سے دور جا پڑے اور نیکیوں سے دستکش ہو جاوے - موت ہر وقت قریب ہے - اور یہی زندگی دار العمل ہے مرنے کے ساتھ ہی عمل کا دروازہ بند ہو جاتا ہے - اور جسوقت یہ زندگی کے دم پورے ہو گئے پھر کوئی قدرت اور توفیق کسی عمل کی نہیں ملتی - خواہ تم کتنی ہی کوشش کرو مگر خدا تعالیٰ کو راضی کرنے کے واسطے کوئی عمل نہیں کر سکوگے - اور ان گناہوں کی تلافی کا وقت جاتا رہیگا - اور اس بد عملی کا نتیجہ آخر بھگتنا پڑے گا۔

کون خوش قسمت ہے

خوش قسمت وہ شخص نہیں ہے جسکو دنیا کی دولت ملے اور وہ اس دولت کے ذریعہ ہزاروں آفتوں اور مصیبتوں کا مورد بنجاوے - بلکہ خوش قسمت وہ ہے جسکو ایمان کی دولت ملے اور وہ خدا کی ناراضگی اور غضب سے ڈرتا رہے اور ہمیشہ اپنے آپکو نفس اور شیطان کے حملوں سے بچاتا رہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی رضا کو وہ اسطرح حاصل کریگا - مگر یاد رکھو کہ یہ بات یونہی حاصل نہیں ہو سکتی اسکے لیے ضروری ہے کہ تم نمازوں میں دعائیں کرو - کہ خدا تعالیٰ تم سے راضی ہو جاوے اور وہ تمھیں توفیق اور قوت عطا فرماوے کہ تم گناہ آلود زندگی سے بچ جاؤ - کیونکہ گناہوں سے بچنا اسوقت تک ممکن نہیں جبتک اسکی توفیق شامل حال نہ ہو اور اسکا فضل عطا نہ ہو - اور یہ توفیق اور فضل دعا سے ملتا ہے - اس واسطے نمازوں میں دعا کرتے رہو کہ اے اللہ ہمکو ان تمام کاموں سے جو گناہ کہلاتے ہیں اور جو تیری مرضی اور ہدایتوں کے خلاف ہیں بچا اور ہر قسم کے دکھ اور مصیبت اور بلا سے جو ان گناہوں کا نتیجہ ہے بچا اور سچے ایمان پر قائم رکھ آمین۔ کیونکہ انسان جس چیز کی تلاش کرتا ہے وہ اُسکو ملتی ہے اور جس سے لاپرواہی کرتا ہے اس سے محروم رہتا ہے جوئندہ یابندہ مثل مشہور ہے مگر جو گناہ کی فکر نہیں کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے نہیں ڈرتے ہیں وہ پاک نہیں ہو سکتے گناہوں سے وہی پاک ہوتے ہیں جنکو یہ فکر لگی رہتی ہے۔

[illegible] گناہوں سے ناواقف [illegible]

بہت سے آدمی اس دنیا میں ایسے ہیں کہ انکی زندگی ایک اندھے آدمی کی سی ہے کیونکہ وہ اس بات پر کوئی اطلاع ہی نہیں رکھتے کہ وہ گناہ کرتے ہیں یا گناہ کسے کہتے ہیں عوام تو عوام بہت سے عالموں اور فاضلوں کو بھی پتہ نہیں لگتا کہ وہ گناہ کر رہے ہیں حالانکہ وہ بعض گناہوں میں مبتلا ہوتے ہیں اور کرتے رہتے ہیں گناہوں کا علم جب تک نہ ہو اور پھر انسان اُن سے بچنے کی فکر نہ کرے تو اس زندگی سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا ہے اور نہ دوسروں کو خواہ سو برس کی عمر بھی کیوں نہ ہو جاوے - لیکن جب انسان ان گناہ پر اطلاع پا لے اور اُن سے بچے تو وہ زندگی مفید زندگی ہوتی ہے مگر یہ ممکن نہیں ہے جبتک انسان مجاہدہ نہ کرے اور اپنے حالات اور اخلاق کو ٹٹولتا رہے کیونکہ بہت سے گناہ اخلاقی ہوتے ہیں جیسے غصہ - غضب - کینہ - جوش - ریا - تکبر - حسد - عجب وغیرہ یہ سب بداخلاقیاں ہیں جو انسان کو جہنم تک پہونچا دیتی ہیں انھیں میں سے ایک گناہ جس کا نام تکبر ہے شیطان نے کیا تھا یہ بھی ایک بدخلقی ہی تھی جیسے لکھا ہے اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ اور پھر اسکا نتیجہ کیا ہوا وہ مردود خلائق ٹھیرا اور ہمیشہ کے لیے لعنتی ہوا - مگر یاد رکھو کہ یہ تکبر صرف شیطان ہی میں نہیں ہے بلکہ بہت ہیں جو اپنے غریب بھائیوں پر تکبر کرتے ہیں اور اسطرح پر بہت سی نیکیوں سے محروم رہ جاتے ہیں اور یہ تکبر کئی طرح پر ہوتا ہے کبھی دولت کے سبب کبھی علم کے سبب اور کبھی حسن کے سبب کبھی نسب کے سبب غرض مختلف صورتوں سے تکبر کرتے ہیں اور اس کا نتیجہ وہی محرومی ہے - اور اسی طرح پر بہت سے برے خلق ہوتے ہیں جن کا انسان کو کوئی علم نہیں ہوتا - اسلیے کہ وہ کبھی اسپر غور نہیں کرتا اور نہ فکر کرتا ہے

باقی صفحہ ۱۰ پر دیکھو

حضرت حکیم الامت کا وعظ

جلسہ الوداع کی تقریب پر

گذشتہ اشاعت سے آگے

دنیا [illegible] منطق [illegible] سیکھنے کے لیے غور کرو کہ اسکے شروع کرنے سے [illegible] کی ڈگری تک پہنچ [illegible] امتحان مقابلہ ڈالیاں دینے اور دوسرے اخراجات ضروری خرید کتب وغیرہ میں کسقدر محنت وقت اور روپیہ صرف ہوتا ہے اور ہم کرتے ہیں مگر اسکے بالمقابل قرآن کریم کو اپنا دستور العمل بنانے کے واسطے ہم اسکے پڑھنے اور سمجھنے کے واسطے کس قدر محنت اور کوشش اور روپیہ ہمنے خرچ کیا ہے اس کا جواب یہی ہوگا کہ کچھ بھی نہیں اگر اس کے واسطے ہم عشر عشیر بھی خرچ کرتے تو خدا تعالیٰ کے فضل و رحمت کے دروازے ہمپر کھلجاتے مسلمانوں کے افلاس انکی تنگدستی اور قلاشی کے اسباب پر آئے دن انجمنوں اور کانفرنسوں میں بحث ہوتی اور بڑے بڑے لیکچرار اپنی طلاقت لسانی سے [illegible] افلاس [illegible] اسباب بیان کرتے ہیں جنکی [illegible] لیکچر دن بدن بڑھتا ہے اور مسلمانوں کے افلاس کے اسباب پر بھی [illegible] ہے

ان تمام ریفارمروں اور لیکچراروں کا آج پر اتفاق ہوتا ہے کہ چونکہ مسلمانوں میں ہائی ایجوکیشن نہیں ہے اس لیے یہ [illegible] وں سے حاصل کرنے سے قاصر رہتے ہیں اور یہی باعث ہے۔ جب اس ہائی ایجوکیشن کے اغراض [illegible] مال کو بتا دیے جاتے ہیں۔

> مسلمانوں کے افلاس کا [illegible]

لیکن جب میں ان لیکچروں کو پڑھتا ہوں تو میری حیرت اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ یہ مسلمانوں کو اور بھی مفلس بنا دینے کی ایک تدبیر ہے۔ میں ہائی ایجوکیشن کا مخالف نہیں ہوں مگر مجھے افسوس اس بات سے آتا ہے کہ مسلمانوں کو الٹی راہ پر ڈالا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کے افلاس کی جو وجہ بتائی ہے قرآن شریف نے صاف فیصلہ کیا ہے۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّ [illegible] يَوْمَ الْقِيٰمَةِ [illegible]

اور جب لوگ ایسے [illegible] ہو چکے [illegible] ان تنگ ہوگی اور ہم [illegible] [illegible] اٹھا بیں گے۔

[illegible] افلاس کی [illegible] بجز [illegible] [illegible] جب قرآن کریم اور ذکر اللہ [illegible] کا نتیجہ خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق [illegible] ہو گا ہے [illegible] اسباب افلاس [illegible] ہیں۔ ہائی ایجوکیشن کا نہ [illegible] [illegible] اصلی باعث [illegible] کوشش [illegible] دنیا کی [illegible] کیونکہ [illegible] [illegible] خرچ کیا ہے [illegible] پڑھا [illegible] یہ جواب دیا ہے کہ [illegible] کہ قرآن شریف کے لیے [illegible] لوگ [illegible] بھی خرچ کرنا ہم چاہتے [illegible] ناولوں اور افسانوں کے خریدنے میں صدہا روپیہ بھی خرچ کر دیں تو مضائقہ نہیں آہ!

یا لَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ!!!

غرض [illegible] کریم کی تعلیم [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اور جھوٹ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] الصلوٰۃ والسلام [illegible] غرض ایک [illegible] [illegible] [illegible] قرآن

+ نوٹ [illegible] مدرسہ تعلیم الاسلام [illegible] [illegible] توجہ کا [illegible]

+ نوٹ خوش قسمتی سے [illegible] انگریزی [illegible] [illegible]

[illegible] اس سے آگاہی پانا ہے اور [illegible] کر بھوک پیاس پا اور جو ابتلا [illegible] مقابلہ کرنے کے قابل ہو جاتا ہے [illegible]

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ

[illegible] کا [illegible] جن سے [illegible] مقابلہ کرے۔ پہلا کافر اسکا نفس ہے نفس ہیا او قات اسکی ہدایت [illegible] کرتا ہے اور اس [illegible] [illegible] ہے جو خدا سے دور پھینک [illegible] جبر شیطان کا تسلط؟ [illegible] کوشش اور پہلا مقابلہ جو اپنے نفس [illegible] اسکے جذبات سے بچا رہے [illegible] کو مقدم کرے پھر وہ لوگ [illegible] کسی قسم کا تعلق رکھتے ہیں [illegible] کوئی تعلق یا رشتہ محبت کا [illegible] مثلاً برادری یا قوم [illegible] برادری یا قوم [illegible] رواج کے ماتحت [illegible] وہ کرنا چاہتے ہیں اسکا خدا تعالیٰ [illegible] اسکے مخالف ہے [illegible] وہ اسکا مقابلہ کرے [illegible] کوئی اثر اسکو خدا سے دور پھینکنے کا موجب نہ ہو۔ پھر غیر قومیں [illegible] کسی اثر کے ذریعہ اسکو خدا سے دور کرنا چاہیں تو یہ اپنی ایمانی قوت [illegible] ایسا مقابلہ کرے کہ [illegible] کسی منکر کا اثر کوئی [illegible] چیز پر جو کسی کام [illegible] تعالیٰ کے ایمان اور محبت [illegible] حکمت و [illegible] خدا کی رضا کے خلاف کوئی کام نہ کرے غلظۃ اور پھری جگہ [illegible] معنی یہی ہیں کہ مومن [illegible] ایسا قوی ہو کہ اسکو کسی بات [illegible] انسان کو یہ حالت ہوتی ہے [illegible] علم و دولت۔ جمعیت [illegible] شکل میں [illegible] شیطان [illegible] [illegible] الہام [illegible] [illegible] حقیقت [illegible] مگر یاد رکھو کہ یہ سب [illegible] فخر کام نہیں دے سکتے اصل بات جو انسان کو ہر حالت میں بچاتی اور اسکا ساتھ دیتی ہے وہ ایک ہی ہے جسکو تقویٰ کہتے ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ

اللہ تعالیٰ کی معیت بڑی نعمت اور دولت ہے اور بابرکت ہے وہ جسکو یہ نعمت ملے لیکن اسکے حاصل کرنیکی ایک ہی راہ ہے کہ انسان متقی بنجاوے ہمارے ہادی کامل صلی اللہ علیہ وسلم جب غار ثور میں تشریف لے گئے اور کفار آپکی تلاش میں وہاں تک پہنچ گئے تو جناب صدیق نے عرض کیا آپنے کیا فرمایا **اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا** اللہ ہمارے ساتھ ہے موسیٰ کی قوم جب فرعون کے لشکر اور دریا کے نظارہ کو دیکھکر گھبرائی

اور انا اللہ [illegible] کی آواز آئی ہر قوم [illegible] کیا کہتے ہیں کلا ان معی ربی سیہدین ہرگز نہیں میرا رب میرے ساتھ ہے وہ بامراد کریگا۔ غرض خدا کی معیت تقویٰ سے ملتی ہے جس کے ذریعہ انسان دشمنوں پر فتحمند ہوتا ہے متقی کا خود معلم ہوتا ہے اسکے پر من حیث لایحتسب رزق دیا جاتا ہے متقی خدا کا محبوب اور ولی ہوتا ہے متقی کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ پس ضرورت ہے اس امر کی کہ تم متقی بنو۔ اپنے ایمان کا تجربہ کرو۔ اور کوئی ذرا سی بھی [illegible] اور میل اس میں پاؤ تو اسکو نکالنے کی کوشش کرو۔ کیونکہ تم جانتے ہو اگر بہت سارے دودھ میں ایک قطرہ بھی پیشاب کا ڈالدیا جاوے وہ سارا نجس ہو جاتا ہے۔ اس لیے اگر کوئی ذرا سی کمزوری اور غلطی بھی محسوس کرو تو اسکے چھوڑنے کی فکر کرو۔ ہر ذرا سی کمزوری کا مقابلہ کرو + راست بازی کا ساتھ دو۔ کوئی شاخ جو درخت سے الگ ہو جاتی ہے وہ پھلدار نہیں ہو سکتی جب تک درخت کے ساتھ پیوند نہ ہو گویا وہ اسی کا ایک حصہ یا جزو ہے۔ جب خدا کا مامور کسی کام کے لیے حکم دے تو پھر بھوک پیاس اور خرچ کا خیال مت کرو۔ تمہارے کام اس خدا کے لیے ہوں جو غفور۔ قدیر۔ اور علیم خدا ہے۔ وہ کسی کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔ قرآن پڑھو مگر دستور العمل کے واسطے پڑھو اور قرآن چونکہ اللہ کی صفت رحمانیت کے تقاضے سے آیا ہے اسلیے وہاں آتا ہے جہاں کوئی **عبد الرحمن** ہو۔ اس کے پاس رہو تاکہ اسکے اپنے اطوار نشست و برخاست سے تم خدا تعالیٰ کے کلام کو سیکھ سکو وہ اپنے طرز عمل سے اسقدر سکھا دیگا جو برسوں میں بھی حاصل نہ ہو۔ پھر اپنی قوم کے لیے منذر بنو اسکو جاکر تبلیغ کرو۔ نذیر و بشیر ہو کر جاؤ + اور ان سب باتوں کے لیے آخر ایک ہی طریق ہے کہ خدا تعالیٰ سے توفیق چاہو۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور تم سبکو جو یہاں موجود ہیں اور انکو جوان یا تم لوگوں کسی اور ذریعہ سے سنیں اعمال صالحہ کی توفیق دے۔

آمین۔

حضرت حکیم الامۃ کا یہ وعظ ختم ہو گیا ۱۲ نومبر ۱۹۰۳ء کو بعد نماز ظہر جو وعظ آپنے فرمایا وہ الحکم کی آیندہ اشاعت سے انشاء اللہ تعالیٰ شروع کیا جاویگا۔ ایڈیٹر

رسالہ سراج الحق

حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات میں نئی طرز کا رسالہ اجماع صحابہ اور اجماع ائمہ اور سواد اعظم بتایا گیا ہے کہ وفات مسیح پر ہے نصف سے زیادہ یہ رسالہ چلا گیا ہے اور لگاتار درخواستیں آ رہی ہیں۔ شاید چندروز کے بعد دوبارہ طبع کرنیکی ضرورت پڑے۔ لینے والے جلد لیں۔ تاکہ اس کا دوسرا باب شروع کیا جاوے۔ ۴ رسالوں سے کم بھیجا نہیں جا سکتا۔ قیمت ۱؍

الراقم محمد سراج الحق نعمانی جمالی [illegible]

[illegible] مسلمانوں کے تنزل کا اصل باعث ہجر قرآن کریم ہے [illegible]

www.aaiil.org

بقیہ مضمون صفحہ ۳

منجملہ بداخلاقیوں میں سے ایک **غصہ**† بھی ہے جب انسان اس بداخلاقی میں مبتلا ہوتا ہے تو وہ دیکھے کہ اس کی نوبت کہاں تک پہونچ جاتی ہے وہ ایک دیوانہ کی طرح ہوتا ہے۔ اس وقت جو اس کے منہ میں آتا ہے کہہ گذرتا ہے اور گالی وغیرہ کی کوئی پروا نہیں کرتا۔ اب دیکھو کہ اس ایک بداخلاقی کے نتائج کیسے خطرناک ہو جاتے ہیں۔ پھر ایسا ہی ایک **حسد** ہے کہ انسان کسی کی حالت یا مال و دولت کو دیکھکر کڑھتا اور جلتا ہے اور چاہتا ہے کہ یہ اس کے پاس نہ رہے اس سے بجز اس کے کہ وہ اپنی اخلاقی قوتوں کا خون کرتا ہے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ پھر ایک بداخلاقی **بخل** کی ہے باوجودیکہ خدا تعالیٰ نے اسکو مقدرت دی ہے مگر یہ انسانوں پر رحم نہیں کرتا۔ ہمسایہ خواہ ننگا ہو بھوکا ہو مگر اسکو اس پر رحم نہیں آتا۔ مسلمانوں کے حقوق کی پروا نہیں کرتا وہ بجز اس کے کہ دنیا میں مال و دولت جمع کرتا رہے اور کوئی کام دوسروں کی ہمدردی اور آرام کے لیے نہیں رکھتا۔ حالانکہ اگر وہ چاہتا اور کوشش کرتا تو اپنے قوی اور دولت سے دوسروں کو فائدہ پہونچا سکتا تھا مگر وہ اس بات کی فکر نہیں کرتا غرضیکہ طرح طرح کے گناہ ہیں جن سے بچنا ضروری ہے۔ یہ تو موٹے موٹے گناہ ہیں جنکو گناہ ہی نہیں سمجھتا۔ پھر زنا۔ چوری۔ خون وغیرہ بھی بڑے بڑے گناہ ہیں۔ اور ہر قسم کے گناہوں سے بچنا چاہیے۔

گناہ سے بچنا نرا دل ہی بات ہے اسلیے انسان کو چاہیے کہ گناہوں سے بچکر نیکی کرے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اطاعت کرے + جب وہ گناہوں سے بچے گا اور خدا کی عبادت کرے گا تو اسکا دل برکت سے بھر جائے گا۔ اور یہی انسان کی زندگی کا مقصد ہے۔ دیکھو اگر کسی کپڑے کو پاخانہ لگا ہو تو اس کو صرف دھو ڈالنا ہی کوئی خوبی نہیں ہے بلکہ اسے چاہیے کہ پہلے اسے خوب صابن سے ہی دھو کر دیا جائے اور میل نکالکر اسے سفید کرے اور پھر اسکو خوشبو لگا کر معطر کرے تاکہ جو کوئی اسے دیکھے خوش ہو۔ اسیطرح انسان کے دل کا حال ہے وہ گناہ کی گندگی سے ناپاک ہو رہا ہے اور گھنونا اور متعفن ہو رہا ہے پس پہلے تو چاہیے کہ گناہ کے چرک کو توبہ و استغفار کے دھو ڈالے اور خدا تعالیٰ سے توفیق مانگے کہ گناہوں سے بچتا رہے۔ پھر اس کے بجائے **ذکر الٰہی** کر کر کے اور اس سے اسکو بھر ڈالے۔ اسطرح سلوک کامل ہو جاتا ہے اور یہ اسکی وہی مثال ہے کہ کپڑے سے صرف گندگی کو دھو ڈالا ہے۔ لیکن جبتک یہ حالت نہ ہو کہ دل کو ہر قسم کے اخلاق رذیلہ و رذیلہ سے صاف کر کے خدا کی یاد کا عطر لگاوے اور اندر سے خوشبو آوے اسوقت تک خدا تعالیٰ کا شکوہ نہیں کرنا چاہیے لیکن جب یہی حالت اس قسم کی بنا لے تو پھر شکوہ کا کوئی محل اور مقام ہی نہیں رہتا۔

آجکل وہ بات زن نہیں اس لیے لاپروا نہیں ہونا چاہیے بھی تبدیلی کرنی چاہیے۔ بہت سے آدمی اعتراض کر دیتے ہیں کہ فلاں شخص نے بیعت کی تھی وہ مر گیا۔ یہ اعتراض فضول ہے۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ صحابہ بھی جنگوں میں شریک ہو کر شہید ہو جاتے تھے حالانکہ وہی جنگ مخالفوں کے لیے بطور عذاب تھی۔ لیکن اس سے یہ نہیں سمجھ لینا چاہیے کہ بیعت کے بعد اعمال کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ بیعت کے بعد حجت پوری ہو جاتی ہے پھر اگر اپنی اصلاح اور تبدیلی نہیں کرتا تو سخت جوابدہ ہے۔ پس ضرورت اس بات کی ہے کہ سچے مسلمان بنو تاکہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں تمہاری کوئی قدر و قیمت ہو۔ جس چیز کا آرام ہوتی ہے اسی کی قدر کیجاتی ہے دیکھو اگر تمہارے پاس ایک دودھ دینے والی بکری ہو جس سے تمہارے بیوی بچے پرورش پاتے ہوں تو تم بھی اسکو ذبح کرنے کے لیے طیار نہیں ہو جاتے لیکن اگر وہ کچھ بھی دودھ نہ دے بلکہ نری چارہ دانہ کی چٹی ہو تو تم فوراً اسکو ذبح کر لوگے۔ اسی طرح جو آدمی اللہ تعالیٰ کا سچا فرمانبردار نیک کام کرنے والا اور دوسروں کو نفع پہونچانے والا نہ ہو اسوقت تک خدا تعالیٰ اس کی پروا نہیں کرتا بلکہ وہ اس بکری کی طرح ذبح کے لائق ہوتا ہے جو دودھ نہیں دیتی ہے۔ اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ تم اپنے آپ کو مفید ثابت کر دو اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے بندوں کو نفع پہونچاؤ۔

عمل کی ضرورت ہے — انسان سمجھتا ہے کہ نرا زبان سے کلمہ پڑھ لینا ہی کافی ہے یا نرا استغفر اللہ کہہ دینا ہی کافی ہے مگر یاد رکھو زبانی لاف گزاف کافی نہیں ہے۔ خواہ انسان زبان سے ہزار مرتبہ استغفر اللہ کہے یا سو مرتبہ ہر روز تسبیح پڑھے اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا کیونکہ خدا نے انسان کو انسان بنایا ہے **طوطہ** نہیں بنایا یہ طوطہ کا کام ہے کہ وہ زبان سے تکرار کرتا رہے اور سمجھے خاک بھی نہیں انسان کا کام تو یہ ہے کہ جو کچھ منہ سے کہتا ہے اسکو سوچکر کہے اور پھر اس کے موافق عملدرآمد بھی کرے۔ لیکن اگر طوطہ کیطرح بولتا جاتا ہے تو یاد رکھو نری زبان سے کوئی برکت نہیں ہے جبتک دل اسکے ساتھ نہ ہو اور اس کے موافق اعمال نہ ہوں وہ نری باتیں سمجھی جائیں گی جن میں کوئی خوبی اور برکت نہیں کیونکہ وہ نرا قول ہے خواہ قرآن شریف اور استغفار ہی کیوں نہ پڑھتا ہو۔ خدا تعالیٰ اعمال چاہتا ہے اس لیے بار بار یہی حکم دیا کہ اعمال صالحہ کرو۔ جب تک یہ نہ ہو خدا کے نزدیک نہیں جا سکتے بعض نادان کہتے ہیں کہ آج ہمنے دن بھر میں قرآن ختم کر لیا ہے لیکن کوئی ان سے پوچھے کہ اس سے کیا فائدہ ہوا؟ نری زبان سے تم نے کام لیا مگر باقی اعضا کو بالکل بیکار چھوڑ دیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تمام اعضا اس لیے بنائے ہیں کہ ان سے کام لیا جاوے یہی وجہ ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ بعض لوگ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور قرآن ان پر لعنت کرتا ہے کیونکہ ان کی تلاوت نرا قول ہی قول ہوتا ہے اور اس پر عمل نہیں ہوتا۔

جو شخص کہ اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حدود کے موافق اپنا چال چلن نہیں بناتا ہے وہ ہنسی کرتا ہے۔ کیونکہ پڑھ لینا ہی اللہ تعالیٰ کا منشا نہیں وہ تو عمل چاہتا ہے۔ اگر کوئی ہر روز تعزیرات ہند کی تلاوت تو کرتا رہے مگر ان قوانین کی پابندی نہ کرے بلکہ ان جرائم کو کرتا رہے اور رشوت وغیرہ لیتا رہے تو ایسا شخص جسوقت پکڑا جاوے گا تو کیا اس کا یہ عذر قابل سماعت ہوگا کہ میں ہر روز تعزیرات کو پڑھا کرتا ہوں؟ اسکو زیادہ سزا ملے گی کہ تو نے باوجود علم کے پھر جرم کیا ہے اس لیے ایک سال کے بجائے چار سال کی سزا ہونی چاہیے۔

غرض

نری باتیں کام نہ آئیں گی۔ پس چاہیے کہ انسان پہلے اپنے آپ کو نیک بنائے تا خدا تعالیٰ کو راضی کرے اگر وہ ایسا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسکی عمر بڑھا دے گا۔ اللہ تعالیٰ کے وعدوں میں تخلف نہیں ہوتا اس نے جو وعدہ فرمایا ہے کہ اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض یہ بالکل سچ ہے۔ عام طور پر بھی یہی قاعدہ ہے کہ جو چیز نفع رساں ہو اسکو کوئی ضائع نہیں کرتا یہاں تک کہ کوئی گھوڑا بیل یا گائے بکری اگر مفید ہو اور اس سے فائدہ پہونچتا ہو کون ہے جو اسکو ذبح کر ڈالے۔ لیکن جب وہ ناکارہ ہو جاتا ہے اور کسی کام نہیں آ سکتا تو پھر اسکا آخری علاج یہی ذبح ہے۔ اور یہ سمجھ لیتے ہیں کہ اگر اور نہیں تو دو چار روپیہ کو کھال ہی بک جاوے گی اور گوشت بھی کام آ جائے گا۔ اسیطرح جب انسان خدا تعالیٰ کی نظر میں کسی کام کا نہیں رہتا اور اس کے وجود سے کوئی فائدہ دوسرے لوگوں کو نہیں ہوتا تو پھر اللہ تعالیٰ اسکی پروا نہیں کرتا بلکہ خس کم جہاں پاک کے موافق اسکو ہلاک کر دیتا ہے + غرض یہ اچھی طرح یاد رکھو کہ نری لاف و گزاف اور زبانی قیل و قال کوئی فائدہ اور اثر نہیں رکھتی جب تک کہ اسکے ساتھ عمل نہ ہو۔ اور ہاتھ پاؤں اور دوسرے اعضاء سے نیک عمل نہ کیے جاویں۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف بھیجکر صحابہ سے خدمت لی کیا انھوں نے صرف اسی قدر کافی سمجھا تھا کہ قرآن کو زبان سے پڑھ لیا یا اس پر عمل کرنا ضروری سمجھا تھا؟ انھوں نے تو یہاں تک اطاعت و وفاداری دکھائی کہ بکریوں کیطرح ذبح ہو گئے اور پھر انھوں نے جو کچھ پایا اور خدا تعالیٰ نے انکی جس قدر قدر کی وہ پوشیدہ بات نہیں ہے۔

خدا تعالیٰ کے فضل اور فیضان کو حاصل کرنا چاہتے ہو تو کچھ کر کے دکھاؤ۔ ورنہ نکمی شے کی طرح تم پھینک دیے جاؤگے + کوئی آدمی اپنے گھر کی اچھی چیزوں اور سونے چاندی کو باہر نہیں پھینک دیتا ہے۔ بلکہ ان اشیاء کو اور تمام کارآمد اور قیمتی چیزوں کو سنبھال سنبھال کر رکھتے ہیں۔ لیکن اگر گھر میں کوئی چوہا مرا ہوا دکھائی دے تو اسکو سب سے پہلے باہر پھینک دوگے۔ اسیطرح خدا تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو ہمیشہ عزیز رکھتا ہے انکی عمر دراز کرتا ہے اور ان کے کاروبار میں ایک برکت رکھ دیتا ہے وہ ان کو ضائع نہیں کرتا اور بےعزتی کی موت نہیں مارتا۔ لیکن جو خدا تعالیٰ کی ہدایتوں کی بےحرمتی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسکو تباہ کر دیتا ہے اگر چاہتے ہو کہ خدا تعالیٰ تمہاری قدر کرے تو اسکے واسطے ضروری ہے کہ تم نیک بن جاؤ تا خدا تعالیٰ کے نزدیک قابل قدر ٹھہرو۔ جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں اور اسکے حکموں کی پابندی کرتے ہیں وہ انمیں اور انکے غیروں کے درمیان ایک **فرقان** رکھ دیتا ہے۔ یہی راز انسان کی برکت پانے کا ہے کہ وہ بدیوں سے بچتا رہے ایسا شخص جہاں رہے وہ قابل قدر ہوتا ہے کیونکہ اس سے نیکی پہونچتی ہے وہ غریبوں سے سلوک کرتا ہے ہمسایوں پر رحم کرتا ہے شرارت نہیں کرتا جھوٹے مقدمات نہیں بناتا جھوٹی گواہیاں نہیں دیتا بلکہ دل کو پاک کرتا ہے اور خدا کی طرف مشغول ہوتا ہے۔ اور خدا کا ولی کہلاتا ہے

خدا کا ولی کہلاتا ہے

خدا کا ولی بننا آسان نہیں بلکہ بہت مشکل ہے کیونکہ اسکے لیے بدیوں کا چھوڑنا برے ارادوں اور جذبات کو چھوڑنا ضروری ہے۔ اور یہ بہت مشکل کام ہے اخلاقی کمزوریوں اور بدیوں کو چھوڑنا۔ بعض اوقات بہت ہی مشکل ہو جاتا ہے ایک خونی خون کرنا چھوڑ سکتا ہے چور چوری کرنی چھوڑ سکتا ہے لیکن ایک بداخلاق کو غصہ چھوڑنا مشکل ہو جاتا ہے یا تکبر والے کو تکبر چھوڑنا مشکل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس میں دوسروں کو جو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے پھر خود اپنے آپ کو حقیر سمجھتا ہے لیکن سچ ہے کہ جو خدا تعالیٰ کی عظمت کے لیے اپنے آپ کو چھوٹا بناوے گا خدا تعالیٰ اسکو خود بڑا بنا دے گا۔ یہ یقیناً یاد رکھو کہ کوئی بڑا نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ آپ کو چھوٹا نہ بنائے + یہ ایک ذریعہ ہے جس سے انسان کے دل پر ایک **نور** نازل ہوتا ہے اور وہ خدا تعالیٰ کی طرف کھینچا جاتا ہے۔ جس قدر اولیاء اللہ گذرے ہیں اور آج لاکھوں انسان جنکی قدر و منزلت کرتے ہیں انھوں نے اپنے آپ کو ایک چیونٹی سے بھی کمتر سمجھا۔ جسپر خدا تعالیٰ کا فضل ان کے شامل حال ہوا اور انکو وہ مدارج عطا کیے جسکے وہ مستحق تھے۔ تکبر۔ تجمل۔ غرور وغیرہ بد خصلتیں بھی اپنے اندر شرک کا ایک حصہ رکھتی ہیں۔ اسلیے ان بداخلاقیوں کا مرتکب خدا تعالیٰ کے فضلوں سے حصہ نہیں لیتا بلکہ وہ محروم ہو جاتا ہے برخلاف اسکے عجز و انکسار کرنے والا خدا تعالیٰ کے رحم کا مورد بنتا ہے۔

تکبر کی قسمیں — تکبر کئی قسم کا ہوتا ہے کبھی یہ آنکھ سے نکلتا ہے جب کہ یہ دوسرے کو گھور کر دیکھتا ہے تو اسکے یہی معنی ہوتے ہیں کہ دوسرے کو حقیر سمجھتا ہے اور اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے۔ کبھی زبان سے نکلتا ہے اور کبھی اسکا اظہار سر سے ہوتا ہے اور کبھی ہاتھ اور پاؤں سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ غرضیکہ تکبر کے کئی چشمے ہیں اور مومن کو چاہیے کہ ان تمام چشموں سے بچتا رہے اور اس کا کوئی عضو ایسا نہ ہو جس سے تکبر کی بو آوے اور وہ تکبر ظاہر کرنے والا ہو کیونکہ خدا تعالیٰ

---

† اعلیٰ حضرت جب تقریر فرماتے فرماتے اس مقام پر پہونچے تو بعض لوگ بھی جو آپ کی تقریر سے متاثر ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ وہ کچھ عرض کرنا چاہتے تھے مگر آپ نے خاموش رہنے کو فرمایا جب حضرت تقریر کر چکے تو عرض کیا حضور ہمیں سخت مصیبت ہے دعا کریں۔ فرمایا اچھا دعا کریں گے۔ (ایڈیٹر)

سلسلہ کیلئے دیکھو الحکم نمبر ۱۰ ۲۴ مارچ ۱۹۰۴ء

افتتاحی تقریر مولوی محمد عبد اللہ صاحب

حاضرین مجلس! انجیل میں یسوع مسیح کے تین رتبے پائے جاتے ہیں ایک خدا کا بیٹا ہونا دوسرا سولی پر مر کر پھر زندہ ہونا تیسرا یسوع کی موت گناہ کا کفارہ ہونا۔ ان ہر سہ دعوی کا ثبوت دلائل انجیل سے دینے کیلئے پادری مسٹر گولڈ سمتھ صاحب [illegible] اور ان کی تردید انجیل ہی سے کرنا خاکسار کے ذمے [illegible] کہ سامعین فریقین کے بیانات سن کر خود فیصلہ کرینگے۔ پہلے پادری صاحب یسوع کے ہر تین دعوؤں کے ثبوت میں جو کچھ دلائل ہیں بیان کرینگے اس کے بعد خاکسار بیان کریگا۔

تقریر مسٹر پادری گولڈ سمتھ صاحب

مولوی صاحب کو میں ان تین دعوؤں کے ثبوت میں ایک نہیں دو نہیں بلکہ تین سو دلیلیں پیش کر سکتا ہوں مگر بخوف طوالت ہر ایک دعوے کی نسبت ایک ایک دلیل پیش کرتا ہوں۔ ان تین دلائل کی تردید کیجائے تو گویا تین سو دلائل کی تردید سمجھی جائیگی۔

پہلی دعوی کی دلیل

(۱) آسمان سے ایک آواز یہ کہتی ہوئی آئی کہ تو میرا پیارا بیٹا ہے
(۲) میں مارا جاؤنگا اور جی اٹھونگا۔
(۳) ابن آدم اس لئے نہیں آیا کہ خدمت لے بلکہ خدمت کرے اور اپنی جان بہتیروں کے فدیہ میں دے

تردید مولویصاحب۔ حضرات! پادری صاحب پہلے دعوے کی نسبت یہ پیش کرتے ہیں کہ آسمان سے آواز آئی کہ تو میرا پیارا بیٹا ہے۔
دوسرے دعوے کی نسبت یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ یسوع نے کہا کہ میں مارا جاؤنگا اور جی اٹھونگا حالانکہ یہ بھی دعوی ہی ہے دلیل نہیں۔
تیسرے دعوے کی نسبت یہ دلیل ہے کہ یسوع اپنی جان بہتیروں کے فدیہ میں دینے کیلئے آیا ہے ہم کو یہ دیکھنا ہے کہ واقعی فدیہ ہوا ہے یا نہیں۔ پادری صاحب نے اس کے متعلق کوئی دلیل پیش نہیں کی خیر اب ہم ان تین دعوؤں کی تردید انجیل ہی سے کر دکھاتے ہیں۔ متی ۱۲ باب متی ۱۶ باب
انجیل میں یسوع کے شاگرد نشان مانگتے ہیں تو یسوع یہ جواب دیتے ہیں کہ یونس نبی کے نشان کے سوا اور کوئی نشان نہ دکھایا جائیگا جیسے یونس تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہا۔ ویسا ہی ابن آدم تین رات دن زمین کے اندر رہیگا۔

حضرات! بنظر غور دیکھا جائے تو انجیل کی اس ایک ہی آیت کے اندر تینوں دعوؤں کی تردید ہو جاتی ہے۔ چونکہ یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں زندہ ہی داخل ہوئے اور زندہ ہی نکلے۔ چنانچہ پادری صاحب بھی اس کے قائل ہیں اسی آیت میں ابن آدم ہونے کا خود یسوع کا اقرار موجود ہے جب یہ دونوں باتیں یسوع کا ابن آدم ہونا اور اس کا زندہ قبر میں داخل ہو کے زندہ ہی رہنا خود یسوع کے ہی اقرار سے ثابت ہے تو کفارہ قربانی خود بخود قربان ہوا۔ اگر یسوع کا سولی پر مرنا تسلیم کرلیں تو مشابہت یونس علیہ السلام نبی کی غلط ٹھیرتی ہے اور زندہ اور مردے میں نسبت ہی کیا ہے۔ نیز یہ نشان کیا ہوا کہ نشان دکھانے تو دہی صلیب کا نشان بن گئے۔

انجیل کی ایک آیت میں اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کو اپنے بیٹے قرار دیا ہے اور ایک جگہ داؤد سلیمان علیہ السلام کو اپنا بیٹا فرمایا (متی ۵ باب ۱ تواریخ ۲۲ باب)
ایک جگہ یسوع نے اسرائیل کو خود اپنے بیٹے کہا ہے۔ حالانکہ اولاد نہیں ہیں اور ایک جگہ نافرمانوں کو شیطان کے بیٹے۔ فرمانبرداروں کو خداوند کے بیٹے کہا ہے ان آیات انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی کتابوں میں باپ اور بیٹے کے محاورے مجازی طور پر برتے گئے ہیں اس سے حقیقی بیٹے مراد لینا سراسر نادانی ہے۔ اگر یسوع کو حقیقی بیٹا مانا جاوے تو یہ دیکھنا چاہئیے کہ یسوع میں خدا یا خدا کا بیٹا ہونے کے کیا کیا علامات ہیں۔ کمہار کا بیٹا ہانڈی بناتا ہے۔ بڑھئی کا بیٹا لکڑی تراشتا ہے اگر یسوع خدا کا بیٹا ہے تو بتاؤ کون سے آسمان کا کونہ بنایا یا زمین کا ٹکڑا آخر کچھ کا پر یا تانگ ہی سہی بر خلاف اس کے یسوع میں تمام انسانی لوازمات کھانا پینا سونا ہگنا موتنا دانتوں کے [illegible] بیماری وگو بری کی تکلیف [illegible] مار کھانا پچھنے پھرنا اور در و کرو بکارنا وغیرہ کامل طور سے پائے جاتے ہیں پھر بھی خدا کا بیٹا واہ واہ کیا خوب!!!
اگر کہو کہ بن باپ کے پیدا ہوئے ہے تو حضرت آدم علیہ السلام بغیر ماں اور باپ کے پیدا ہوئے ان کو تو خدا کا بڑا بیٹا ماننا چاہئیے پادری صاحب نے پرسوں وعظ میں کہا تھا کہ وہ مٹی سے پیدا ہوئے تھے تو یہاں بھی مٹی کا خمیر موجود ہے خون جس مٹی کے اناج سے ہی بنتا ہے۔ باسی کھانوں میں سینکڑوں جاندار کیڑے پیدا ہوتے ہیں کیا یہ سب خدا کے بیٹے ہیں اخص خصوص تو نسبت کھانے کہ جو آگ سے پکا ہوتا ہے۔ جاندار چیز پیدا ہونے کا زیادہ احتمال رکھتا ہے پھر تعجب ہی کیا ہے اگر یہ کہو کہ وہ مردوں کو زندہ کرتا تھا چونکہ مارنا اور جلانا اللہ ہی کا کام ہے اگر اس نے زندہ کیا تو خدا کے بیٹے ہونے میں کیا شک ہے مگر

صاحبو یہ دعوے ہی بے دلیل ہے۔ کون جی کر آیا کس نے محکمہ دار القضا میں جاکر اپنی پہلی بیوی کو جو دوسرے کے نکاح میں جاچکی تھی دعوی کیا یا بھائی بندوں سے لڑکر زندگی میں حصہ لیا۔ کھیتی باڑی بانٹ لی اور مرنے کے بعد کے حالات عالم ارواح کے کیا کیا بیان کئے کہ فلانے کا بیٹا ملا تھا وہ عذاب میں مبتلا ہے یا فلانا جنت میں تھا وہ سلام کہتا ہے۔
حضرات! بعض لوگ انجیل و قرآن میں جہاں مردوں کے زندہ ہونے کا ذکر ہے اس کو حقیقی مردے سمجھ بیٹھے ہیں اس لئے اس کی تشریح ضرور ہے انجیل کی ایک آیت میں بغیر عمل کے ایمان کو مردہ قرار دیا ہے اور دوسری جگہ ایک شخص نے اپنے باپ کو گاڑنے کی اجازت مانگی تو یسوع نے کہا جانے دے کہ مردے اپنے مردوں کو گاڑیں۔ اس سے واضح ہے کہ یسوع نے بے ایمانوں کو مردہ کہا ہے قرآن میں بھی کافروں کو انک لا تسمع الموتی کہکر مردوں میں شمار کیا ہے ایک جگہ یا ایہا الذین امنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم فرماتا ہے اللہ تعالی۔ یعنی اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کی بات کو جب وہ تمہارے زندہ کرنے کیلئے طلب کریں مان لیا کرو۔
اس آیت میں بھی ایمان بے عمل مردہ قرار دیکر عمل کرنے کی ترغیب دی ہے پیغمبران خدا اپنی صحبت کی برکت [illegible] ایسے مردوں [illegible] ایمان [illegible] کی روح پھونکتے ہیں تو ایک نئی زندگی حاصل ہوتی ہے۔ ایسے مردے یسوع نے تو بہت ہی کم زندہ کئے بعض خاص خاص شاگرد تو مردے کے مردے ہی رہے [illegible] کسی نے انکار کیا۔ [illegible] حضرت رسول مقبول (الله درود شریف باواز بلند پڑھو حاضرین مجلس) صلی اللہ علیہ وسلم کا [illegible] زندہ ہوئی اور اسلام کی راہ [illegible] زندگی حاصل کی اگر ہم اس کو حقیقی مردوں کا زندہ کرنا مان لیں تو یومنون بالغیب کی شان [illegible] [illegible] ہی کیا ہے مردہ [illegible] اگر وہاں کے [illegible] حالات بیان کرے [illegible] میں جو اولیائے کرام [illegible] زندہ کئے ہیں وہ بھی حقیقی مردے نہ تھے بعض [illegible] جسم میں [illegible] مرنے کا یقین [illegible] دعا کی برکت سے اللہ [illegible] زندگی بخشی چنانچہ انجیل میں [illegible] مردہ زندہ کرنے [illegible] یہاں ایک لڑکی مری تھی یسوع [illegible] سولی [illegible] کھڑی ہوئی [illegible]

[illegible]

از سر نو ہڈیاں پوست سے ہوئے کفن سے برہنہ پیدا بدستور پیر گاؤں میں آیا ہو اگر آیا ہے تو ثبوت دو کون آیا اور کہاں آیا۔
قرآن شریف میں ترکہ تقسیم ہونے کے سب مسائل بیان ہو چکے ہیں مگر کسی جگہ یہ نہیں بیان کیا کہ مردہ واپس آئے تو ترکہ یوں تقسیم ہونا چاہیئے ہماری شرع شریف کی کسی کتاب میں یہ باب لکھا ہوا نہیں پایا جاتا کہ مردہ واپس آنے کے بعد ترکہ تقسیم ہونے کا باب ہوتا کیونکہ جب ایسا واقعہ ہوا ہے تو ضرور ہونا چاہئے تھا برخلاف اس کے خود اللہ تعالے فرماتا ہے۔
وحرام علی قریۃ اھلکناھا انھم لا یرجعون
یعنی جس قریہ کے لوگوں کو ہم مارتے ہیں پھر ان کا لوٹنا ہم نے ان پر حرام کر لیا ہے اس سے ظاہر ہے کہ مردے دوبارہ دنیا میں نہیں [illegible] کنز العمال میں حدیث شریف میں [illegible] رسول اللہ (الله درود شریف) صلعم نے [illegible] فرمایا کہ اللہ تعالے نے تیرے باپ [illegible] انہوں نے اپنے رب [illegible] اس پر اللہ تعالے نے [illegible] قرآن شریف میں [illegible] حکم صادر کر چکا ہوں کہ مردے [illegible] نہیں لوٹائے جائینگے جب یہ ثابت ہوا کہ مردے واپس نہیں آتے تو یسوع کی نسبت حقیقی مردے زندہ کرنیکا خیال سراسر غلط ہے اگر پادری صاحبان اسکو حقیقی مردے زندہ کرنیوالا ثابت کرتے ہیں تو اسکا فیصلہ انجیل سے [illegible] انجیل یوحنا میں یسوع کا قول ہے میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جو مجھ پر ایمان لاتا ہے [illegible] میں کرتا ہوں وہ بھی کرے گا اور ان سے بھی بڑے کام کریگا اگر پادری صاحبوں میں ایمان ہے تو مردہ زندہ کرکے دکھائیں۔

سولی چڑھنے اور مسیح کے زندہ ہونے کی [illegible]
حضرات انجیل میں [illegible] زندہ [illegible] فرشتوں نے [illegible] زندہ ہے یہ نہیں کہا کہ دوبارہ زندہ ہوا ہے مثلاً اگر کسی شخص [illegible] کی شہرت ہو اور اسکے مرنے کی افواہ [illegible] ایسے وقت میں کوئی گواہی دے کہ وہ زندہ ہے تو کیا اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ مر کر زندہ ہوا ہے۔
حضرات! ایسا ہی یسوع کے سولی پر جان دینے کی خبر مشہور ہو گئی تھی۔ [illegible] کی افواہ بھی [illegible] خیال ہی [illegible] آئیں تو فرشتوں نے کہا کہ وہ زندہ ہے یعنی مرا ہی نہیں۔
[illegible] بعض لوگ خود یسوع کے مرنے پر شک کرتے ہیں چنانچہ انجیل میں [illegible] ایک [illegible] پسلی میں چھید [illegible] معلوم ہو [illegible] نہیں [illegible] نکل آیا۔ کیا [illegible] ہو سکتا ہے [illegible] پسلی سے جہاں [illegible] نہیں رہتا۔
[illegible] شریف میں یہ حکم ہے کہ اگر جانور ذبح کیا جائے اور خون نکلے تو مردار ہے [illegible] وہ مر چکا ہوتا ہے۔
اور انجیل میں ہے کہ یسوع عورات [illegible] کر جناب [illegible] سے ہو سکتا [illegible] انجیل میں [illegible]

دعا اللہ تعالےٰ کی یہاں سنی گئی یعنی قبول ہوئی موت کا پیالہ ٹلنے کی دعا جب قبول ہوئی تو اس کے یہی معنے ہوئے کہ وہ مرنے سے بچایا گیا۔

حضرات! جب تک یسوع کے سولی پر چڑھنے اور اترنے کی پوری کیفیت ظاہر نہ ہو تب تک سامعین کو خلاصہ اصل حقیقت معلوم نہ ہوگی اس لئے خاکسار جو کچھ انجیل میں درج ہے مفصل طور سے بیان کرتا ہے تاکہ فیصلہ کیلئے آسانی ہو۔

صاحبو! بائبل میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ سولی پر جو لٹکایا جاتا ہے وہ ملعون ہے۔ جب یہودیوں نے یسوع کے پیغمبر ہونے کے دعوے کو سن لیا تو انہوں نے کہا کہ ایلیا نبی یسوع سے پہلے آسمان سے اترنے کی پیشگوئی ہماری کتاب میں ہے۔ ابتک وہ آسمان سے نہیں اترا پھر تیرا دعوے کیونکر سچا مان لیں۔ تو یسوع نے کہا کہ زکریا کا بیٹا جو یوحنا آیا ہے وہ آسمانی ہے جو خدا کی طرف سے مامور ہو کر آتے ہیں وہ آسمانی کہلاتے ہیں یہودیوں نے یہ تاویلی معنے سنکر یوحنا سے جاکر پوچھا کہ کیا تو ایلیا ہے اوس نے انکار کیا اور اس کے ساتھ ہی کہا کہ مسیح کے پہلے آنیوالا میں ہی ہوں اور جو میرے بعد آنیوالا تھا وہ یہی یسوع ہے مگر یہودیوں نے ظاہر نام خلاف ہونے کی وجہ سے انکار کرکے یہ مشورہ کیا کہ اس پر سرکار کی بغاوت کا مقدمہ ثابت کرکے سولی دیا جاوے تا لعنتی موت سے خود بخود اس کا دعوے جھوٹا ٹھہرتا ہے اس لئے رومی گورنمنٹ میں یہ فریاد پیش کی کہ یہ شخص بادشاہ ہونیکا دعوے کرتا ہے اور ہم کو بغاوت پر ابھارتا ہے محصول دینے سے منع کرتا ہے حاکم پلاطوس کی اجلاس میں یہ مقدمہ پیش ہوا یسوع کا اظہار لیا گیا تو اس نے یہودیوں کے بادشاہ ہونیکا اقبال کیا اور سب سارے جبہ پوش مولویوں نے گواہی دی کہ بیشک یہ بادشاہ ہونے کا دعوے کرتا ہے (درحقیقت یسوع کا روحانی بادشاہت کا دعوے تھا نہ جسمانی) تو حاکم نے تعجب کیا اور یہ یقیناً جان لیا کہ بیچارہ غریب یسوع کو ناحق دشمنی کی وجہ سے مقدمہ کرکے پھنسا دیا ہے میں۔ ہر چند اس کے بچانے کی حتی الوسع کوشش کرتا رہا۔ انہیں دنوں پلاطوس حاکم کی بیوی کو یسوع کے بچانے کیلئے خواب آئی پھر اجلاس میں [illegible] سفارش کی کہ تو اس راستباز کو بچانے کی کوشش کر [illegible] صاحبوں کو اس کا تجربہ ہوا ہے ان کو خوب معلوم ہے تب پلاطوس نے یہودیوں کو کہا کہ میں یسوع میں قتل کے لائق کوئی قصور نہیں پاتا تنبیہ کرکے چھوڑتا ہوں۔ یہودیوں نے چلا کے کہا کہ صلیب یا صلیب دے۔ ورنہ تو قیصر کا خیرخواہ نہیں ہے اور یہودیوں کے ہاں یہ معمول تھا کہ عید فسح کی خوشی میں ایک قیدی کو چھوڑ دیا کرتے تھے صبح کو عید تھی پلاطوس نے یہودیوں سے پوچھا کہ کیا میں عید کی خوشی میں یسوع کو چھوڑ دوں تو وہ شور مچانے لگے اور اس کے چھوڑنے پر راضی نہ ہوئے بلکہ دوسرے کو [illegible] آخر مجبوری پلاطوس نے یہودیوں کے [illegible] پانی سے ہاتھ دہو کر یہ جتلایا کہ میں اس خون سے بری ہوں مگر یہودیوں کی شکایت کی ڈر اور انتظامی لحاظ سے فرد جرم قرار دادہ سنا کر یسوع کو چند کوڑے مارے (تاکہ طرفداری معلوم نہ ہو) اور سولی پر چڑھانے کا حکم دیا اور اندر ہی اندر اس کے بچانے کی تدابیر کرتا رہا۔

سامعین کو یہ بات معلوم ہونی ضروری ہے کہ سولی کی دو لکڑیاں ہوتی ہیں ایک آڑی اور ایک کھڑی (جیسا ہاتھوں سے وہ شکل بتائی) آڑی لکڑی پر ہاتھوں کو پھیلا کر میخیں مارتے ہیں اور کھڑی لکڑی سے باندھ کر تین روز تک لٹکاتے ہیں اس عرصہ میں وہ مصلوب بھوک اور دہوپ کی آگ سے مرجاوے تو بہتر ورنہ مرنے کے لئے تین روز بعد ہڈیاں توڑتے ہیں۔ یہود کے ہاں یہ بھی قاعدہ تھا کہ ہفتہ کے روز کسی کو سولی پر لٹکا ہوا نہیں چھوڑتے تھے اور جمعہ کی شام سے وہ عید کی تعظیم کا دن شمار کرتے تھے اور اسی خیال سے پلاطوس نے یسوع کو سولی دینے کیلئے جمعہ کا دن لعید فسح ہی مقرر کیا تاکہ تین دن تک سولی پر نہ رہے نیز اور دو چوروں کو اسی روز سولی دینے کی پیشی مقرر کی تاکہ ان کو سولی دینے میں زیادہ وقت صرف نہ ہو اور داروغہ صلیب مسیح کا شاگرد تھا غرض مسیح کو معہ دو چوروں کی صلیب پر لٹکایا گیا تین گھنٹے کچھ کم یا زیادہ سولی پر رہا اللہ جلشانہ نے یسوع کی دعا کو قبول کیا تھا اس کے بچانے کی یہ تدبیر کی کہ آندہی بڑے زور سے چلی سورج تاریک ہوا اور زمین کو زلزلہ آیا یہود گھبرا گئے اور وہاں سے بھاگ گئے۔ ادہر داروغہ صلیب نے جو یسوع کا معتقد تھا موقع پاکر تینوں کو صلیب سے آتار لیا اور دونوں چوروں کے مرنے کیلئے ہڈیاں توڑیں اور یسوع کی ہڈیاں نہ توڑیں اور پلاطوس کے ہاں رپورٹ کی کہ یسوع مر چکا ہے۔ اس لئے اسکی ہڈیاں نہ توڑی گئیں۔ رپورٹ پہنچنے پر پلاطوس نے یہ تعجب کیا کہ ایسا جلد کیوں مر گیا باوجود تعجب کے دوبارہ تحقیقات نہیں کی کیوں کرنے لگا کہ یہ سب کچھ اس کے بچانے کی تدبیریں تھیں۔ سپاہیوں میں سے ایک شخص کو یسوع کے مرنے میں شبہ ہوا اس نے اس کے بہلانے سے یسوع کی پسلی کو چھیدا تو فوراً خون نکلا یہ خون نکلنا ہی خود اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ وہ مرا نہیں تھا اسوقت ایک شخص یوسف نامی نے جو بڑا مالدار اور یسوع کا شاگرد تھا پلاطوس سے یسوع کی لاش کو مانگ لیا اور ایک خالی قبر جو پہلے سے باغ میں طیار کرالی گئی تھی یسوع کو اس میں رکھ کر ایک پتھر دراز قبر پر ڈھلکایا گیا۔ (قبر بند نہیں کی گئی کیونکہ جانتے تھے کہ وہ زندہ ہے) جب یسوع کو ہوش آئی۔ شاگردوں نے قبر سے پتھر ہٹا کر یسوع کو کسی اور طرف روانہ کیا صبح کو عورتیں قبر پر آئیں اور قبر میں داخل ہوئیں۔ (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قبر کیا تھی ایک خوب خاصہ حجرہ تھا) تو یسوع کو نہ پایا اسوقت [illegible] نے گواہی دی کہ وہ زندہ ہے [illegible] پلاطوس نے [illegible]

متی [illegible] مرقس ۱۵ لوقا ۲۳ [illegible]

پاس جاکر شور مچایا کہ یسوع کو شاگردوں نے چرا لیا مگر پلاطوس نے اس کی بھی کچھ تحقیقات نہیں کی (کیونکر کرے یہ سب کچھ تو اسی کی چالاکی تھی) اس کے بعد یسوع قبر سے نکل کر چالیس روز تک اپنے شاگردوں سے جابجا ملتا رہا روٹی اور مچھلی کھاتا رہا۔ اپنے سولی کے زخم شاگردوں کو دکھلاتا رہا۔

مرہم عیسےٰ جو طب کی قریباً ہزار کتابوں میں درج ہے

انہیں زخموں کے لئے حواریوں نے مرہم بنائی تھی۔

حضرات! میں نے جو کچھ واقعات بیان کئے ہیں یہ سب انجیل میں موجود ہیں۔ اگر پادری صاحب کو کسی بات کا شبہ ہے تو پیش کریں خاکسار انجیل کھولکر بتانے کیلئے طیار ہے۔

حضرات! یسوع کے سولی پر نہ مرنے کی نسبت فقط ہماری ہی رائے نہیں بلکہ جرمن کے محقق انگریز بھی یسوع کا سولی پر نہ مرنا تسلیم کرتے ہیں دیکھو ان کی تحریریں چھپ گئی ہیں)

تردید کفارہ

حضرات! انجیل میں ابن اللہ کے محاورے اکثر پائے جاتے ہیں پھر ایک یسوع ہی کی کیا خصوصیت ہے نیز دلیل نمبر [illegible] اس کا بیٹا یعنی حقیقی خدا کا بیٹا ہونا بھی ثابت نہیں ہوتا اور انجیل ہی کے واقعات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یسوع سولی پر نہیں مرا تو پھر کفارہ کی بنیاد خود بخود گر گئی یسوع کو آسمان پر اڑانے کیلئے یہ دو پر تھے دونوں پر ہی ٹوٹ گئے تو اڑنا کہاں ع ہیزم سخن پندم مریدان می پرانند [illegible]

پادری صاحب۔ میں اس تقریر کا جواب [illegible] میں دیتا ہوں۔ مولوی صاحب نے ابن اللہ کے محاورے جو انجیل سے بیان کئے ہیں وہ سب صحیح ہیں۔

میری دوسری دلیل کو مولوی صاحب دعوےٰ قرار دیتے ہیں ہمارے نزدیک انجیل میں جو کچھ ہے وہ سب دلیل ہے میری دلیل کی نسبت ایک جگہ انجیل میں ہے کہ فرشتوں نے گواہی دی کہ زندہ ہوا ہے۔ [illegible]

مولوی صاحب۔ حضرات! پادری صاحب ابن اللہ کے محاورے کا انجیل میں ہونا خود بخود مان چکے ہیں اور دوسرے یسوع کے دعوی کو دلیل قرار دیتے ہیں حالانکہ یسوع نے کہا کہ میں مارا جاؤنگا اور زندہ ہونگا کیا یہ دلیل ہو سکتی ہے فرض کرو میں نے عدالت میں ایک کاغذ پیش کیا جس میں میرے والد نے یہ لکھا تھا کہ فلانے کو سو روپیہ دونگا۔ اسی بنیاد پر روپے دلا پانے کے لئے دعوی داخل کروں اور ثبوت میں یہی کہوں کہ وہی نوشتہ ہی دلیل ہے کیا ڈگری حاصل ہوگی؟

اب رہا فرشتوں کی دوسری گواہی کہ وہ زندہ ہو ہے۔ البتہ یہ بات غور طلب ہے ایک ہی کتاب میں دو طرح کی گواہی ہو تو ہمکو واقعات کیطرف خیال کرنا چاہئے جو قرین قیاس ہو وہی سچی سمجھی جاوے گی مثلاً دو شخصوں نے گواہی دی کہ ہم ۲۸ شوال کو براتیوں کو مکان کو جارہے تھے فلاں کی مکان میں فلاں شخص کو نقب لگاتے ہم نے بچشم خود دیکھا ہے تو عدالت سے یہ سوال ہوا کیونکر رات کو اسکے چہرہ کی شناخت ہوئی ایک نے کہا کہ چاندنی رات تھی دوسرے نے کہا کہ براتیوں کی مشعل کا اجالا تھا۔ اب دونوں میں اختلاف ہوا کچھ ہی واقعات دیکھیں گے تو معلوم ہوگا کہ ۲۸ شوال کو چاندنی ہوتی ہی نہیں تو مشعل والی ہی بات صحیح ہوگی۔ ایسا ہی یہاں اصلی واقعات کیطرف دیکھا جاوے تو پلاطوس کا یسوع کو بےقصور کہنا اور اسکو تنبیہ کرکے چھوڑنے اور عید کی خوشی میں یسوع کی چھڑا لینے کی کوشش کرنا۔ بر سر اجلاس بیوی کی سفارش پہنچنا۔ اور پلاطوس کا پانی سے ہاتھ دھونا۔ جمعہ کا دن جو شام سے عید لگتی تھی سولی کیلئے مقرر کرنا اور دو چوروں کو بھی سولی دینے کیلئے حکم دینا۔ سولی کا داروغہ یسوع کے شاگرد کو مقرر کرنا خدا کیطرف سے آندہی کا آنا۔ زمین کا ہلنا۔ داروغہ کا یسوع کی ہڈیوں کو نہ توڑنا پھر یسوع کی پسلی سے خون کا نکلنا۔ حاکم کا یسوع کے مرنے کی رپورٹ سنکر تعجب کرنا یسوع کے شاگرد کو لاش کا سپرد کرنا اور ہوشیار خیرخواہ شاگرد کا ایک ہوادار قبر میں رکھنے کے تجہیز و تکفین نہ کرنا صبحکو یہودیوں کی فریاد پر اسکی تحقیقات نہ کرنا۔ اور یسوع کا شاگردوں سے ملکر روٹی مچھلی کھانا اور طبی تواریخ سے زخموں کیلئے مرہم کا استعمال کرنا یہ تمام واقعات بڑے زور سے شہادت دیتے ہیں کہ یسوع سولی پر نہیں مرا ہرگز نہیں مرا بلکہ اس نے طبعی موت سے مرکر وصال رفع کا درجہ پایا۔

ہاں قربانی کرنا تو ہر ایک مذہب میں ثواب ہے چنانچہ ویدوالوں کے ہاں بھی اسکی رسم پائی جاتی ہے حال میں کرشنا ندی کے اوپر [illegible] رشی جو سامان راجہ کی لئی سنایا گیا ہے کہ وہاں بھی کئی ایک بکرے ذبح کئے گئے ہیں اس سے واضح ہے کہ قدیم سے یہ رسم ہر ایک مذہب میں برابر چلی آتی ہے مگر یہ کہیں نہیں دیکھا گیا کہ اپنے پرانے کو قربان کریں۔ [illegible] عیسائیوں کی گناہ کے عوض خدا کا بیٹا [illegible] بے گناہ کی گنہگاری سے سبکدوش ہونے کیلئے یسوع کو لعنتی موت سے مارتے ہیں حالانکہ لعنت کا مفہوم یہ ہے کہ ہمیشہ وہ خدا سے بیزار ہو یعنی خدا اس سے بیزار ہو۔ [illegible] لعنت کا طوق ابلیس کے گلے میں پڑا ہے [illegible] سے مردود ہوا کیا ایک برگزیدہ یسوع کو یہ لعنت کا [illegible] افسوس صد افسوس نادان دوست شرم [illegible]

ناظرین! بعض جگہ یسوع کی اصلی حقیقت [illegible] جو کچھ اصلی واقعات تھے بیان کئے گئے ہیں [illegible] **ان کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام** کی نسبت خیال کرکے بےادبی پر حمل نہ کیا جاوے انجیلی یسوع **الگ ہے اور قرآن کی عیسیٰ الگ ہیں** لوگ عیسیٰ علیہ السلام مرحوم کو ملعون مانیں گے [illegible] انجیل یسوع کو نصاریٰ ملعون مانتے ہیں نیز قرآن [illegible] نے اپنے آپ کو خدا یا خدا کا بیٹا ہونیکا دعوی [illegible] کیونکر کرتے یہ تو سراسر شرک اور کفر ہے [illegible] پس کچھ کیا یہ دونوں ایک کیونکر [illegible] دوست کو برا بولکر ایماندار رہ سکتا ہے [illegible] کہ تمام پیغمبر اللہ کے پیارے [illegible]

اللّٰھم صل علیٰ سیدنا محمد [illegible]

وبارک

بھات حسینؑ کے نام کا کونڈا کیا کرتی ہیں جو سید کھلاتے ہیں وہ سب اُس حرام کی کمائی پر فاتحہ پڑھ کر اور تازہ بھی کھڑے ہو کر بڑی تعظیم سے کھاتے ہیں۔

ایک دفعہ ہمارے ہاں کے سید میراثیوں سے ناراض ہو گئے اور محرم کا مہینہ آ گیا میراثیوں نے حسب دستور کونڈا کیا اور سیدوں کو کہا گیا کہ جلیے سے آپ لوگ کونڈا حسینی کھاتے ہیں تو چلو سید والوں نے بسبب ناراضی کے انکار کیا میراثیوں نے کہا کہ آپ کے بزرگوں اور باپ دادا کے نام کا کونڈا ہے کیا آج اسکی بے ادبی کرو گے اور نہیں کھاؤ گے تو ہم کتوں کے آگے ڈال دیں گے اسکا عذاب تمہاری گردن پر ہوگا وہ یہ سنکر چلنے کو تیار ہو گئے اور مجھے بھی بلایا جب میں گیا تو یہ حقیقت حال اُن میراثیوں نے مجھ سے بیان کیا میں نے کہا کہ میں تو ہرگز یہ حرام طعام نہیں کھا سکتا اور تم بھی ہرگز نہ کھاؤ یہ کھلا مسئلہ ہے کہ جو حرام چیز پر بسم اللہ پڑھتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے اور پھر اس میں کفر کی کئی وجہ ہیں۔

اول حرام کی کمائی۔

دوم شرک کیونکہ غیر اللہ ہے۔

سوم بسم اللہ کے سوا اور آیت کی اور بہت آیات اور سورتیں پڑھی جاتی ہیں۔

چہارم یہ کہ کفر و شرک کو خود مدد دیتا ہے۔

پنجم یہ کہ میراثیوں کو دلیر عملی الاعلامی دالفراک کرتا ہے۔

ان سیدوں نے کہا کہ کیا ہمارے دادا امام حسینؑ کے نام کا کونڈا اور ہم اسے چھوڑ دیں۔ اگر ہم نہ کھاویں گے تو یہ کہتے ہیں کہ ہم کتوں کے آگے ڈال دیں گے۔ میں نے کہا کہ الخبیثات للخبیثین بہتر ہے کہ یہ کھانا کتوں کو یا کسی سوروں کے آگے ڈالا جائے یہ بات سنکر تمام سید میری بات پر راضی اور خوش ہوئے اور بڑے ادب سے قرآن پڑھا فاتحہ دی اور سب کھانا اسطرح سے کہا یا کہ برتن کو دھونے کی حاجت نہ رہی۔

تعزیہ داری کی رسم کو سب جانتے ہیں کہ کیا کیا شعبدے اور بدعتیں اور کفر اور شرک کے سامان مہیا ہوتے ہیں۔

تعزیوں پر کھانا چڑھاتے ہیں پیسے کئے شیرینی ہر قسم کی لاتے ہیں فاتحہ پڑھتے ہیں اُن کے سامنے کھڑے ہو کر مرثیے پڑھتے ہیں اگر نماز کا وقت ہو تو کچھ پروا نہیں کرتے اور پھر جب تعزیے اُٹھاتے ہیں تو آپس میں تکرار فساد اور جنگ ہوتے ہیں اس بات پر کہ ہمارا تعزیہ آگے ہو اور دوسرے کا پیچھے ہو اسپر سر پھوٹ جاتے ہیں مرنے کو تیار ہو جاتے ہیں اور اس وقت فرعون بے سامان ہوتے ہیں۔ پیک بنتے ہیں انکے ہاتھوں میں چھڑیاں ہوتی ہیں اور مُنہ کی دُم کے بالوں کے مورچھل ہوتے ہیں اور وہ مرثیے پڑھتے جاتے ہیں اور چوری اور مورچھل سے تعزیوں کی مکھیاں اُڑاتے ہیں۔

لطیفہ

ہمارے شہر میں ایک خانقاہ کے مجاور کچھ طمع نفسانی اور کچھ روٹی اور مٹھائی اور کھانے کی غرض سے تعزیہ ہر سال بنایا کرتے تھے ایک رات ایسا ہوا کہ سب مجاور تعزیہ کا حلوا مالیدہ چورما ریوڑیاں اور مٹھائی وغیرہ جمع کر کے چاروں طرف تعزیہ کے بڑے ادب سے دری اور کمل بچھا کر سو رہے کچھ چورما تعزیہ کے اندر رکھا رہ گیا آدھی رات کو دو بلیاں چورمے اور مٹھائی کے لالچ سے تعزیہ کے اندر گھس گئیں اور چورما شاید تھوڑا ہی ہوگا جب نہ ملا تو وہ دونوں بلیاں لڑنے لگیں اور تعزیہ انکی لڑائی سے اور چھینا جھپٹی سے ہلنے لگا اور کھڑ کھڑ کی آواز آئی اچانک اس کھڑکے سے ایک شخص کی آنکھ کھل گئی اور اُسنے سمجھا کہ امام تعزیہ کے اندر تشریف لائے ہیں اُسنے چپکے سے دوسرے کو اشارہ سے جگایا کہ جلد اُٹھو امام صاحب تشریف لائے ہیں دوسرے نے تیسرے اور تیسرے نے چوتھے کو علی ہذا القیاس ایک نے ایک کو جگایا اور ان کو یقین واثق اور اعتبار صادق ہو گیا کہ حضرت امام حسینؑ تشریف لائے سب ادب و احترام سے چاروں طرف حلقہ وار کھڑے ہو گئے اور ہاتھ اُٹھا کر کوئی عجز سے کوئی زاری سے دعائیں کرنے لگے کہ یا امام حسینؑ جیسا حضور نے کرم کیا اور ہم عاجزوں پر مہربانی فرمائی اور ہمکو تشریف آوری کی اور رونق افروزی اور قدم رنجہ فرمانے سے عزت بخشی ہماری مرادیں بر لاؤ ہمارے مالوں اور جانوروں میں اور اولاد میں برکت بخشو ہم حضور کے خادم اور تعزیہ دار ہیں ہماری مشکلوں کو آسان کرو ہمارے دشمنوں کو پامال کرو ہمارے اور دشمنوں کا کام آؤ۔ یہ دعائیں بڑی الحاح و زاری اور تضرع اور بیقراری سے کر رہے تھے جو وہ دونوں بلیاں چورمہ کے ختم ہونے اور مٹھائی وغیرہ کے نہ ملنے پر یاسی اور سامر خلاف واقعہ پر لڑنے لگیں اور میاؤں اور غرغش اور پھر اچھال کر کے لڑنے لگیں تو وہ سید کے سب نہایت شرمندہ ہوئے اور وہ سب تضرع و زاری بھول گئے اور شہر میں یہ شہرہ اگرچہ بہت چھپایا اور مخفی کیا گیا عام ہو گیا۔

کمبختو! دعا کرنے کے وقت یہ نہ سوچا کہ جو آپ ہی درماندہ اور مشکلات میں پھنسا وہ دوسروں کی بہبودی کیا دستگیری کرے گا اور جو شہید ہوتے ہیں وہ جنت میں داخل ہو کر بموجب **فَرِحِيْنَ** ہوا کرتے ہیں اور بہشتی رزق اور فرحت انکو ملتی ہے وہ بہشتی زندگی اور بہشتی رزق کو چھوڑ کر گندی ریوڑیوں اور شکر کی چوریوں کو کیوں پسند کرنے لگے۔

کوٹ بونلی میں بھی بعینہٖ یہی واقعہ گذرا مگر بلیوں کے بجائے کتا نکلا۔

لوگ کیسے تو وہ طوفان جھوٹ کے جمع کرتے ہیں یہ مشہور کر رکھا ہے کہ شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی عشرہ محرم میں عاشورہ کے دن تعزیوں کی مخالفت میں وعظ فرما رہے تھے اور تعزیے یکے بعد دیگرے نکلے چلے جاتے تھے ایک تعزیہ چھوٹا اور مختصر سا جسپر سامان بھی تھوڑا سا تھا اور وہ تعزیہ غریب آدمیوں کا تھا حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب نے وعظ کو چھوڑ کر دوڑے اور اُس تعزیہ کو چوما اور چند قدم تک اُٹھایا اور کندھا دیا۔ اور پھر وعظ میں مشغول ہو گئے بعد وعظ لوگوں نے دریافت کیا کہ حضور مولانا آپ تو تعزیوں کی مذمت اور برائی بیان کرتے تھے اور آپ ہی دوڑ کر کلام اللہ کے وعظ کو چھوڑ کر اُسی مذموم فعل میں آپ شامل ہو گئے اور اُسکو معزز کر دکھایا شاہ صاحب نے فرمایا لوگو میں کیا کروں اُس تعزیہ میں حضرت امام حسینؑ تشریف رکھتے تھے اور حضرت امام حسنؑ رونق افروز تھے اور حضرت علیؑ جلوہ فرما تھے اور ملائکہ کا ہجوم تھا فرشتوں نے کندھا دیا ہوا تھا۔ بھلا عبدالعزیز کی مجال تھی کہ یہ بیٹھا ہوا دیکھتا رہتا اور شامل ثواب دارین اور سعادت کونین نہ ہوتا۔

یہ تعزیہ داروں کے جھوٹ ہیں جو بزرگوں پر بہتان لگا دیتے ہیں ورنہ اچھے کہ تعزیہ داری معزز و مکرم رہتے اور دنیا سے یہ اُٹھ نہ جائے۔

تعزیوں کے ساتھ شدت سے بھی نکلتے ہیں اُنپر رنگ برنگ کے کپڑے پھریرے اُڑتے ہوئے اور اُنپر چاندی یا تانبے کے کوئی ہاتھ کی شکل کوئی صراحی کی شکل وغیرہ ہوتی ہے کوئی تعزیہ ابلس کا کوئی رنگین بُراق کا کوئی رزی کا۔ کسی تعزیہ کی ماہی کی شکل سی کی مصنوعی براق کی شکل کسیکی ہندسہ سیاہ کی وغیرہ کی شکل کوئی تعزیہ۔ چھڑیوں کا کوئی مورخ کا کسیکو پر بال اُٹھائے ہوئے اور کسیکو حرج۔ الامان اُنھوں نے ہندوؤں کی بتوں کو بھی طاق میں بٹھا اور ان سے آگے بڑھنے کا ارادہ کیا۔

اور کہتے ہیں کہ حشر کے روز حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ننگے سر ایک مونڈھے پر سبز زہر آلود حسنؑ کی پوشاک اور دوسرے مونڈھے پر حسینؑ کی سرخ خون آلود پوشاک ڈالکر عرش کا پایہ پکڑ کر عرش کو ہلا دینگی اور اپنے دونوں بیٹوں کے خون کی داد چاہیں گی اسی عرصہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاوینگے اور کہیں گے کہ بیٹی! تمکو داد و فریاد کی سوجھ رہی ہے اور مجھے امت کی شفاعت کی پڑ رہی ہے پھر فاطمہ شرمندہ اور کھسیانی ہو کر داد فریاد سے رجوع کر کے رب العالمین سے کہیں گی کہ اے جناب العالمین! میں نے داد فریاد چھوڑی جو میرے ابا جان چاہیں وہی کر دے اور میرے ابا جان کی امت کو بخش دے۔

اللہ اللہ! جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے جھوٹی روایت بھی بنائی اور بنا تو نہ آئی اگر یہ روایت تو فرضاً تسلیم بھی کر لیں اور سچی مان لیں تو پھر شیعوں کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا حشر کے روز جب خون بہا اور قصاص نہ رہا اور اُمت کی شفاعت ہو گئی تو یزید و شمر اور اُس کا لشکر جنھوں نے حضرت امام حسینؑ کو کربلا کے میدان میں قتل کیا وہ بھی تو اُمت میں ہی ہیں۔ ابوبکر و عمر جنھوں نے علی کو ناک چنے چبانے بقول شیعوں کے خلافت چھینی تمام حقوق دبا لئے باغ فدک غضب کیا یہ سب ظالم وغیرہ بھی تو اُمت ہی میں ہیں۔ پھر انکی تبرا بازی تعزیہ داری وغیرہ کس کام کی۔

باغ فدک جس میں تیرہ درخت کھجور کے تھے دراصل پنجاب کی اصطلاح میں یہ باغ نہیں تھا جھنگلی تھی اور بعض روایات میں پانچ یا سات درخت بھی آئے ہیں بہت شیعوں سے گفتگو کا موقع ملا وہ اور دلائل کے جو بینہ اور بیرہ و باہرہ ہیں اور خاص قرآن شریف نے ہی اسکا فیصلہ کر دیا ہے کہ نبی میں داخل ہے اور اسکے وارث شیعی ہی ہو سکتے ہیں میں نے کہا کہ تیرہ سو برس کا عرصہ تمھیں روتے پیٹتے چلاتے ہائے ہائے کرتے نعوذ باللہ ماتم کرتے ان دل ضعیفوں پر دس بیس بے حیثیت درختوں کے لیے جسکی آمدنی شاید دس بارہ یا زیادہ سے زیادہ بیس روپے ہوگی اس کے اسقدر ہائے ہوئے اور روئے ماتم اور اسقدر دھول اڑاتے ہیں آرسے

زمیں تشنش شد و آسماں گشت ہشت

یہی نامرادی یہ ناکامی یہ کنگال پن ختم ہے درد۔ ہماری ملک میں دو ہزار درخت کھجور کے موجود ہیں چلو وہ ہم تمہیں دیدیتے ہیں تمام شیعہ دست بردار ہی فاتحہ خلق تحریر کر دیں کہ اب ہم باغ فدک کا نام نہ لیں گے ایک جھگڑے کو تو ہم طے کرتے ہیں۔ اور باقی جھگڑا حشر کے روز طے ہو جائے گا کہ باپ بیٹی اُمت کی شفاعت کرالیں گے۔

اور سب سے بڑے کفارہ حسینؑ کے مسئلہ نے ثابت کر دیا کہ اُمت کی بخشش کے لیے حسینؑ شہید ہوئے اُمت میں قاتلان حسینؑ بھی تو شامل ہیں سب کی بخشش ہو جائے گی رہی یہ بات حضرت امام حسینؑ کو تکلیف ہوئی اول تو یہ ہے کہ انکو تکلیف پہنچائی ہی نہیں تنہا کی نسبت قرآن شریف میں **فَرِحِيْنَ** موجود ہے

(باقی آئندہ)

www.aaiil.org

جس نے شراب کا خیال کیوں چھوڑ دیا

انسان کی زندگی میں بہت سارے ایسے چھوٹے چھوٹے واقعات [illegible] آتے ہیں جو بظاہر دیکھنے میں حقیقت [illegible] ہوتے ہیں مگر بعض اوقات ان کا بہت پر اثر [illegible] ہوتا ہے کہ [illegible] کو [illegible] کوشش کی [illegible] ہے [illegible] ایسے واقعات اکثر [illegible] ہیں [illegible] اخلاق کی تہذیب درستی میں بہت [illegible] دیتی ہے انہیں واقعات میں سے ایک واقعہ یہاں بیان کرنا چاہتا ہوں اور کیا تعجب ہے کہ اس واقعہ کا جو اثر مجھ پر ہوا تھا وہی اثر اس کا بیان پڑھنے سے کسی کے دل پر بھی [illegible] ہو [illegible]

اس زمانہ میں [illegible] اسکول میں پڑھتا تھا اس وقت میری عمر کے وہ دن تھے کہ طبیعت غیر مطمئن تھی اور کسی بات کو قبول نہیں کرتی تھی [illegible] جب تک اس کا [illegible] سبب نہ ملے میرے دل میں یہ سوال پیدا ہوا کہ شارع نے شراب کیوں [illegible] اگر [illegible] تو اس حالت میں کہ [illegible] اگر ایک شخص بجائے [illegible] کے تو کیا مضائقہ ہے [illegible] قطعی ممانعت [illegible] کر دی ہو [illegible] حد سے گذر نے لگیں [illegible] خیال [illegible] ایک [illegible] کر لوں۔ عزیز [illegible] ایک [illegible] کی [illegible] سوال کیا کہ حضرت [illegible] کہ شارع نے شراب حرام [illegible] ان الفاظ کا نکلنا تھا کہ [illegible] حضرت تھے بڑے تند مزاج فوراً [illegible] سخت وسست [illegible] کہنے لگے تو تجھے شرم نہیں آتی کہ [illegible] چون وچرا کرتا ہے۔ اسی [illegible] تم کیا کرتے تھے [illegible] انگریزی نہیں پڑھنی چاہیے [illegible] اپنا سا منہ لیکر [illegible] گیا مگر میری تشفی [illegible] ایک اور بزرگ سے [illegible] کیا۔ وہ تھے زمانہ شناس۔ انہوں [illegible] جواب دیا کہ تمہارا سوال اصول سے تعلق [illegible] اور چونکہ فی زمانا ہم لوگوں نے اصول کا پڑھنا چھوڑ دیا ہے۔ اور فروعات ہی پر [illegible] ہیں۔ اسلئے تمہارا جواب ذرا [illegible] ملے گا۔ لیکن میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ ہماری شریعت میں ایک بھی ایسا حکم نہیں ہے جس کی [illegible] اصل نہ ہو یا جس کی کوئی معقول وجہ نہ ہو [illegible] کوئی جواب نہ ملے تو تمہیں ایک لحظہ کے لیے بھی یہ سمجھنا چاہیے کہ شرع ناقص ہے [illegible] ناقص ہے ان کی اس فہمائش سے [illegible] تسکین تو ہوئی مگر پورا اطمینان نہیں ہوا۔

اب [illegible] انھیں [illegible] کا علم [illegible] بھی [illegible] خیال [illegible] شراب [illegible] اور [illegible] ثابت کیا کہ شراب پینے والے [illegible] پینے والوں کے زیادہ ہوتے ہیں اور تھوڑی کم پاتے ہیں [illegible] وغیرہ [illegible] سے حاصل ہوتی ہے وہ شراب سے حاصل [illegible] بعد جو کیفیت [illegible] ہوتی ہے وہ شراب سے حاصل [illegible] کر دیتی ہے اور [illegible] کا موازنہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم [illegible] ہیں۔ [illegible] کی بہت ساری دلیلیں وہ بیان [illegible] لیکن دو دلیلیں جو مجھے اب تک یاد ہیں اور جن کا اثر میرے دل پر گہرا پڑا تھا۔ [illegible] کہا کہ شراب پینے والوں کے دل [illegible] بڑھ جاتی ہے اور رفتہ رفتہ [illegible] کے دل کا حجم بڑھتا جاتا ہے یہاں تک کہ دل انقباض کی وجہ سے اپنا کام چھوڑ دیتا ہے جس کا نتیجہ [illegible] انھوں نے [illegible] سے اس طرح ثابت کیا تھا کہ [illegible] تین دن پہلے ایک گوشت [illegible] کو لیکر دو [illegible] ایک [illegible] شیشی میں رکھدیا تھا جس [illegible] پانی بھرا ہوا تھا اور دوسرا ٹکڑا دوسری شیشی میں [illegible] جس میں شراب بھری ہوئی تھی۔ تین [illegible] کے بعد [illegible] جب انھوں نے دونوں شیشیاں ہمیں دکھلائیں تو وہ گوشت کا ٹکڑا جو پانی میں پڑا ہوا تھا اپنی اصلی حالت پر تھا مگر شراب میں ڈوبے ہوئے کا رنگ بھی متغیر ہو گیا تھا۔ اور [illegible] ایک قسم کی سفید سی [illegible] بھی چھایا ہوا تھا۔

دوسری دلیل دیتے ہوئے انھوں نے پہلے ہمیں یہ سمجھایا کہ خون کی بناوٹ کس طرح پر ہے اور اس کا خاصہ کیا ہے۔ خون ایک شفاف بے رنگ سیال ہے جس میں سرخ رنگ کے جزو بھی [illegible] ہیں اور جن کی وجہ سے ہمیں خون کا رنگ سرخ نظر آتا ہے۔ یہ ذرے نہایت منتظم اور بالکل مدور ہوتے ہیں اور خوردبین کے ذریعہ ایسے نظر آتے ہیں جیسے سڈول تازے مٹر کے دانے لیکن اگر شرابیوں کے خون کو خوردبین سے دیکھا جائے تو یہ ذرے ایسے نظر آتے ہیں جیسے مرجھائے ہوئے مٹر کے دانے اور جن کے رنگ میں بھی ایک قسم کا بلغمی پن پایا جاتا ہے جس کے دیکھنے سے نفرت پیدا ہوتی ہے ڈاکٹر صاحب نے ایک نقشہ بھی دکھلایا تھا۔ جس میں شراب پینے والوں کے خون کے بھی کرّے اور شراب [illegible]

[illegible] کرّے بڑھا کر دکھلائے گئے تھے۔ جس وقت شراب کا نام سنتا ہوں یا کسی کو پیتے دیکھتا ہوں تو فوراً ان [illegible] دونوں قسم کے خون کے کرّوں کا نقشہ میری دماغی آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے اور شراب پینے پر دل کا لگنا تو [illegible] اور [illegible] پیدا ہو جاتی ہے۔ افسوس ہے کہ ہمارے پاک مذہب کے اصول تو [illegible] باتوں پر مبنی ہیں لیکن ہمارے [illegible] ان اصول کو سمجھا سکیں اور ان باتوں میں غیر ہماری تسکین کریں میں نے کہا بھلا کیا۔ ڈاکٹر صاحب جنہوں نے لیکچر دیا تھا پارسی تھے اور جن کے مذہب میں نشا یہ شراب کی ممانعت بھی نہیں بلکہ بعض مذہبی رسوم میں بھی استعمال کیجاتی ہے۔

انشاء اللہ [illegible] کسی وقت لحم الخنزیر کے متعلق بھی [illegible] ایسا ہی مضمون [illegible] ناظرین کروں گا۔

مسلمانوں کو ایک نہایت شائستہ اور تہذیب یافتہ قوم بنانے اور ان کی [illegible] حالت کیطرف [illegible] کرنیکی [illegible] ہے تو تعلیم ہے اور خاصکر دینی تعلیم [illegible] دینی تعلیم میں بھی خاصکر قرآن کی تعلیم اور قرآن کی تعلیم کے بعد قرون اولیٰ کی تعلیم اور اسکے لیے ضرور ہے کہ گروہ علماء کو ہم خیال اور طرز وتدابیر بنایا جائے جن کے ہاتھوں میں قوم کی باگ ہے مسلمانوں کو قرآن شریف کی تعلیم دینا اور وہ بھی معتبر تعلیم دینا ایسے دریں [illegible] زبردست [illegible] اصلاح کی پیدا ہو سکتی ہے جس کے مقابلہ میں سب کو [illegible] تارہ ہیں جس غور سے قرآن شریف کا مطالعہ کیا جائے اسی قدر معلوم ہوگا کہ اس کا منشا یہی ہے کہ دنیا میں انسان خدا ترس [illegible] اور کفایت شعار بنیں یہ قرآن اعتدال سے یا عدل سے گذرنے کو ہر جگہ [illegible] ہی۔ اور دنیا کو نیک عمل اور [illegible] کے لیے ایک میدان قرار دیتا ہے مگر مشکل یہ ہے کہ قرآن شریف کی تعلیم [illegible] اگر [illegible] طریقہ سے نہ ہو۔ اعداد [illegible] پرستی اور رسم پرستی اور باطل عقائد [illegible] کی روشنی میں اسکو دیکھا جاوے تو وہ بھی بجائے ایک حبل متین ہونیکے ایک مجموعہ الفاظ کا ہو جاتا ہے جسکو ربڑ کیطرح ہر شخص اپنی طرف کھینچکر اپنے خام وغلط [illegible] شدہ شدت کی تصویر بنا لیتا ہے قرآن شریف کا مطالعہ عقل وعلم کے نور سے ہونا چاہیے۔

رہا علماء کی [illegible] یہ اصلاح کرنا۔ یہ کام بہت مشکل ہے مگر زمانہ آہستہ آہستہ اسکو [illegible] کرتا جاتا ہے جب سست اور ناکارہ

اور [illegible] گروہ قوم میں کم ہوتا جائے گا تو ویسے علماء بھی [illegible] بلا [illegible] جاویں گے۔ [illegible] کہ سچائی [illegible] ہمدردی کا حال پھیلاتے رہیں۔ یقین ہے کہ علماء بھی [illegible] میں آکر پھنس جائیں گے۔

موجودہ صورت میں علماء کا جم غفیر تو ہماری طرف صرف اس صورت میں متوجہ ہو سکتا ہے جب [illegible] سمجھ کر کہ ہم ہر اصل [illegible] ہر فرع میں ان کے ہم زبان ہیں۔ لیکن یہ نہ انکی خواہش سے ہو سکتا ہے نہ ہمارے چاہنے سے لو شاء اللہ لکنتم امۃ واحدۃ۔

قومی نظم

از منشی [illegible] صاحب [illegible] کلارک [illegible]

زمانہ اسے نبی [illegible] ہے تیری [illegible] کا
دیا تو نے سبق مخلوق کو خالق کی وحدت کا
تری بعثت سے پہلے [illegible] حالت
کہ ہر سو [illegible] خوب نقارہ جہالت کا
پرستش کے لیے [illegible] پتھر [illegible] تھی
اندھیرا چھا رہا تھا چار سو ظلمت کفر و ضلالت کا
لڑائی ان میں چھڑتی تھی اگر [illegible]
تو ہو جاتی تھی وہ باعث قبیلوں کی شرکت کا
وہ سی [illegible] پر چھڑتی تو برسوں طول کھینچتا تھا
[illegible] نہ آتا تھا ہزاروں کی ہلاکت کا
بگڑی جاتے [illegible] سب [illegible] جاری تھی
خیال آتا نہ تھا دل میں کبھی ہرگز صداقت کا
یکا یک اے محمد ہوگئی کایا پلٹ ساری
ستارہ جس گھڑی روشن ہوا تیری نبوت کا
سکھائے [illegible] تو نے تہذیب و تمدن کے
ہوا اقبال [illegible] تیری امت کا
طبعی و ریاضی و ادب [illegible] [illegible]
مسلمانوں میں تھا گویا خزانہ علم و حکمت کا
نباتات و کیمیا و علم [illegible] اور طب میں
زمانہ تھا مقر انکی لیاقت اور فضیلت کا
مہذب ہیں جو قومیں اب انھیں کچھ بھی نہ آتا تھا
دیا پہلا سبق اہل عرب نے علم و حکمت کا
ہزار افسوس وہ حکمت [illegible] ہیں ہم کیں
مسلمانوں میں [illegible] دور دورہ ہے جہالت کا
مدد اے احمد مرسل کہ اب وقت دعا آیا
حوادث سے نہ ہو [illegible] تیری امت کا

تازہ الہام

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ

نوٹ ضروری بعض پرچوں پر غلطی سے [illegible] چھپ گیا ہے ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۰۷ء سمجھا جاوے۔

www.aaiil.org

جنگ جاپان و روس

لنڈن ۲۸ مارچ - **خشکی پر لڑائی** - اہم معرکہ - جنرل کروپاٹکن خبر دیتے ہیں کہ بمقام چونگ جو کا سکون سے چند سو تنغیا دن (سو تنغیا روسی میں رسالہ کے ایک حصہ کو کہتے ہیں یہ لفظ صرف کاسکون کے ترپ سے مخصوص ہے - وطن) اور جاپانی پیدل و سوار سپاہ میں اہم معرکہ آرائی ہوئی - حالانکہ روسی ایک بلند پہاڑی پر تھے - جاپانیوں نے مردانہ وار مقابلہ کیا تاہم اگر ان کو مسلسل پیچھے سے کمک نہ پہنچتی رہتی تو جو جاپانی فوج ابتدا مقابلہ میں آئی - وہ یقیناً پامال ہو جاتی - ڈیڑھ گھنٹہ کی جانگداز لڑائی کے بعد کاسک بترتیب کامل پیچھے ہٹ گئے - اور اپنے زخمیوں کو بھی ساتھ لیتے گئے - جاپانی باوصف متواتر کمک کے اس لڑائی میں ایسے تھک گئے اور ان کا اسقدر نقصان ہوا کہ جس پہاڑی کو روسی خالی کر گئے وہ اس پر قبضہ کرنے کو آگے نہ بڑھ سکے - روسیوں کے تین افسر اور بارہ سپاہی زخمی اور تین سپاہی ہلاک ہوئے (تار میں لڑائی کی خبر نہیں بتائی گئی - قیاس چاہتا ہے کہ یہ اسی معرکہ کے حالات کسیقدر تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں جو ۲۸ مارچ کو فریقین میں ہوا تھا اور جسکی خبر معمول سے پہلے آئی - اور کل کے روزانہ میں درج ہو چکی ہے)

جاپانیوں نے روسیوں کے جسقدر جہاز گرفتار کئے تھے - جاپانی عدالت غنیمت نے ان کو مال غنیمت قرار دیا - ان پر جاپانی ملاح مقرر کر دیئے گئے ہیں -

انگریزی بیڑہ کے کمانڈر ایڈمرل برج نے جاپانی بندر یوکوہاما کا بحری شفاخانہ جاپانی مجروحین کے لئے جاپانی حکومت کے حوالہ کر دیا ہے -

ایڈمرل ٹوگو نے جو رپورٹ اپنی حکومت کو بھیجی ہے اس میں لکھتا ہے کہ ۲۷ مارچ کو ہمارے بحریوں نے کمال دلاوری دکھلائی وہ گولوں کی بارش میں آگے بڑھے گئے - مگر افسوس جہاز ٹھیک موقعہ پر غرق نہ ہوئے روسی جہازوں کیلئے اندر باہر جانیکا راستہ باقی رہا - ہمارے ۱۳ بحری و افسر ہلاک ہوئے وزیر بحریہ نے رپورٹ سنانے کے بعد جاپانی پارلیمنٹ میں بیان کیا کہ پورٹ آرتھر کے دہانہ کو بالکل مسدود کرنا بہت مشکل کام ہے پھر بھی بہت کچھ ہو رہا ہے -

چونگ جو کے معرکہ کی کیفیت بقول جاپانیان

مورچہ بند بلندی پر قابض تھے - جاپانیوں نے بہ تعداد عظیم ان پر دھاوا کیا - روسی کچھ دیر مقابلہ کر کے پیچھے ہٹ گئے - اور جاپانی اپنے بادشاہ کی درازی عمر کے نعرے لگاتے ہوئے شہر میں داخل ہو گئے کل بارہ جاپانی ہلاک و زخمی ہوئے -

۲۷ مارچ کے بحری معرکہ میں بھی اکثر جاپانی افسروں اور بحریوں نے جہاز غرق کرنے کی کوشش کی جو ۲۴ فروری کو اس خدمت پر گئے تھے - ان کا افسر لفٹنٹ ہروس تھا - جس کے ایک روسی گولے سے پرخچے اڑ گئے جو جاپانی تارپیڈو کشتیاں ہمراہ گئی تھیں - انہوں نے غرق کردہ یا غرق شدہ جہازات کے اکثر بحریوں کو بچا لیا - روس نے فرانس کی معرفت پورٹ آرتھر کے قرنطینہ کیمپ پر جاپانی گولہ باری کے متعلق ہیگ کے معاہدہ کے خلاف جو اعتراض کیا تھا - اس کے جواب میں جاپان نے لکھا ہے کہ معاہدہ بحری گولہ باریوں سے کچھ تعلق نہیں رکھتا -

الہ آباد ۳۱ مارچ - ٹائمز کا بیان ہے کہ پورٹ آرتھر میں اسوقت کل صرف دس ہزار سپاہ ہے اور اس کے پاس فقط ایک ماہ کیلئے سامان رسد ہے -

متفرق - بمبئی میں گو پھر فساد نہیں ہوا - لیکن بوہرہ قوم ابھی خائف ہے کہ کسی وقت ان پر اچانک حملہ نہ کر دیں اسی خوف سے ۲۸ مارچ کو بھی انہوں نے اپنی اکثر دکانیں بند رکھیں - آدھی فوج اسلن شہر سے رخصت کر دی گئی احتیاطاً تمام شراب خانے تاحکم ثانی بند رہیں گے - کمشنر پولیس نے ۲۸ کی صبح کو حکم دیا کہ تمام تعزیے توڑ دیئے جائیں - مگر یہ عرضداشت گذرنے پر کہ ان کی زیارت کی رسم شام کو ادا ہوگی - اسنے ۳۱ مارچ کی صبح تک میعاد بڑھا دی -

پارلیمنٹ میں تجویز پیش ہوئی کہ شاہ انگلستان کو اختیار دیا جائے کہ جنگی ضروریات کیلئے ایسے موقعہ پر جبکہ کسی طاقت سے جنگ اٹل ہو گئی ہو باختیار خود دس لاکھ پونڈ خرچ کی اجازت وزراء کو دیدیں - پارلیمنٹ سے پوچھنے کی ضرورت نہ رہے - مگر بکثرت رائے یہ تجویز نامنظور ہوئی -

جرمنی وغیرہ کئی ممالک کے بادشاہوں نے بنکوں سے درپردہ یہ انتظام کر رکھا ہے کہ ضروریات جنگ کیلئے فوراً روپیہ کی ایک معین مقدار بادشاہ کو قرض دیدیں انگریزی قوم کو بھی ایک نہ ایک دن اپنے بادشاہ کو یہ اختیار دینا پڑیگا - انگریزی پارلیمنٹ میں مسودہ قانون پیش ہوا ہے کہ ممالک غیر کے بدچلن مفلس بیمار اور مشتبہ چلن کے اشخاص کو برطانیہ میں داخل نہ ہونے دیا جائے اور اگر وہ پہلے سے موجود ہوں تو حکومت ان کو نکال دینے کی مجاز ہوگی -

لبرل فریق کے سرغنہ ممبر پارلیمنٹ مسٹر پیرٹن نے ۲۹ مارچ کو مسٹر بلفور وزیر اعظم سے مطالبہ کیا کہ ملک اور قوم کو ان پر بھروسہ نہیں رہا - وہ مع دیگر وزراء مستعفی ہو جائیں - مسٹر ممدوح نے جواب دیا کہ موجودہ وزارت نے جو اہم کام شروع کر رکھے ہیں ان کو ختم کرنے سے پہلے مستعفی نہیں ہو سکتی - خاصکر ایسی صورت میں جبکہ پارلیمنٹ میں اس کے طرفدار اور ہمرائے ممبر مخالفوں سے تعداد میں زیادہ ہیں (وطن)

جنگ موجودہ اور اسلام

مصری اللواء لکھتا ہے: موجودہ جنگ سے اقوام دنیا میں عجب کھلبلی پڑ گئی ہے اور ہر قوم اپنے اپنے منافع و مصالح کی وجہ سے ان دو متحارب قوموں میں سے کسی ایک کی ضرور طرفدار ہو گئی ہے - جرمنی کو دیکھو - جو اب سے پہلے چینیوں اور جاپانیوں کا سخت دشمن بنا ہوا تھا اور بالخصوص جاپانیوں کو دول یورپ کے حق میں ایک بڑا خطرناک کہا کرتا تھا - آج روس کے خلاف اسی کی حمایت و نصرت پر آمادہ ہے - اگر اس نصرت و حمایت کی وجہ دریافت کیجئے تو یہی ہے کہ اس کو روس سے سخت نفرت و عداوت ہے - یا یہ کہ روس اس کو وقتاً فوقتاً دھمکیاں دیتا رہا ہے - اور اسکے دشمن فرانس کا حلیف و مددگار ہے - فرانس کو اگر دیکھا جائے - تو وہ اسوقت روس کا ہی طرفدار بن کر جاپان کا مخالف بنا ہوا ہے حالانکہ اس کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ ہمیشہ اس سلطنت کا طرفدار ہوگا - جو اپنے حقوق کی حفاظت اور بیجا دست درازی کی مدافعت کریگی - اسوقت فرانس اپنے صریح دعوے کے خلاف روس کے طرفدار بننے پر اسلئے مجبور ہوا ہے کہ روس کی شکست سے فرانس کا عہد و پیمان بھی حقیر اور بے وقعت ہوا جاتا ہے اور فرانس کی بہت سی امیدوں پر پانی پھر جانے کا احتمال ہے -

مصر و ترکی بلکہ تمام مسلمان تو یہ دعائیں مانگتے ہیں کہ خدا کرے روس کو شکست ہو - کہ دولت علیہ اپنے اس پرانے دشمن کی بیجا دھمکیوں سے چھوٹ جائے جو اس کا اور مصر کا ہمیشہ دشمن رہا ہے اور جس نے مسلمانوں کی مسجد صوفیہ چھین لینے کے لئے جان توڑ کوششیں کی ہیں -

مصر اس لئے جاپان کا طرفدار ہے کہ جاپان ہی وہ مشرقی سلطنت ہے کہ جس نے تھوڑے ہی زمانہ میں ترقی کر کے بہت کچھ نام و نمود حاصل کیا ہے - اگرچہ بعض یورپین سلطنتوں کا یہی خیال ہے کہ مصر اپنے حلیف انگریزوں کی وجہ سے جاپان کا طرفدار ہے لیکن مصر کا یہ میل و رجحان محض انگریزوں کی پیروی میں نہیں ہے - بلکہ وہ اسلام کا خیر خواہ ہو کر جاپان کی فتحمندی کی آرزو کرتا ہے - کیونکہ جاپان کا غلبہ گویا جنس اصفر (منگول) کا غلبہ ہے - جس سے چینی مسلمانوں کو تمدن و ترقی میں آگے بڑھنے کا موقعہ ملجائیگا - اس کے علاوہ پھر مشرق ان دول یورپ کی نگاہوں میں بھی بہت کچھ وقیع ہو جائیگا جنہوں نے مشرق و اہل مشرق کی قوموں کو اپنے وعدے وعیدوں اور اپنی بیجا ظلم سے کمزور کر دیا ہے -

اسوقت ہمارا یہ کہنا کچھ بے محل اور خلاف حقیقت نہ ہوگا کہ یہ موجودہ جنگ روس و انگلستان کے جنگ کا مقدمۃ الجیش ہے کیونکہ روس اگر جاپان کا ایک دفعہ دشمن ہے تو انگلستان کا دس دفعہ - بلکہ سیاسی دنیا کا خیال ہے کہ روس و انگلستان اسوقت بھی جنگ کی تدابیر میں مشغول ہیں اور اپنے اپنے سرحدی مقامات پر مخالف کی دست برد سے روکنے کیلئے فوجیں بھیج رہے ہیں - چنانچہ روس نے ترکستان کے گورنر کو حکم دیدیا ہے کہ اگر انگلستان اس لڑائی میں جاپان کی مدد یا کم و بیش بھی مصالح روس کے برخلاف کوئی کام کرے تو بلا تامل ہندوستان پر چڑھائی کی جائے اب اس سے زیادہ باہمی مخالفت کا اور کیا بین ثبوت ہوگا -

مذکورہ بالا تمام حالات و اسباب کو دیکھ کر یقین ہوتا ہے کہ اس لڑائی کا اسلامی دنیا کی سیاسی حالت میں بھی بہت کچھ اثر ہوگا - اس کا ایک جزئی نتیجہ یہ بھی ہے کہ ترکی خاطر خواہ اور اپنی مصلحتوں کے موافق بعض مسائل متعددہ کا فیصلہ کر لیگی - اور جاپان کی فتح ہو یا شکست - دونوں حالتوں میں مسئلہ مشرق ایک نئے دور میں آجائیگا اور چین و کوریا میں نئی روح پھونکنے سے وہاں کے مسلمانوں کو ضرور کچھ نہ کچھ فائدہ ہو رہیگا کیونکہ مسلمانان چین بہادر ہیں اور ان میں ترقی کی پوری صلاحیت و قابلیت ہے -

اگر روس و انگلستان کی کشاکش یونہی روبہ ترقی رہی تو بہت جلد ہندوستان و عجم و افغانستان کا معاملہ ما بہ النزاع بنکر ان ملکوں کی حالت میں بڑا تغیر و انقلاب پیدا کر دیگا -

یہ بات ظاہر ہے کہ موقعہ و فرصت اور چیز ہے اور وقت فرصت کو غنیمت سمجھ کر اس سے کام لینا اور چیز - اکثر ایسے موقعے آتے رہے ہیں جو اسلام و اہل اسلام کے لئے مفید و سودمند تھے لیکن مسلمانوں نے اپنی غفلت سے وہ موقعے کھو دیئے - اور اپنے مفاد و مصالح کی طرف متوجہ نہ ہوئے - اگر موجودہ وقت کو بھی یونہی رائیگان کھو دیا - تو پھر ایسے موقعہ کا مدتوں انتظار کرنا ہوگا کیونکہ جلدی سے ایسا وقت ملنا کوئی آسان بات نہیں ہے اور کوئی عقلمند جائز نہیں رکھتا کہ موجودہ فرصت کو ہاتھ سے گنوا کر آئندہ نادر الوجود فرصت کی امید پر اپنے کاموں کو اٹھا رکھے -

یہ ہم سب کچھ اس لئے لکھ رہے ہیں کہ تقریباً کل دنیا اسلام چاہتی ہے کہ بہت جلد ترکی و بلغاریا کی قرار واقعی گوشمالی کر دے اور یہ بھی کہ عجم و افغانستان بچا سکے خود موجودہ جنگ سے پیدا ہونے والے خطرہ سے

www.aaiil.org

ہوشیار ہو جائیں۔ تاکہ عالم اسلام میں حفاظت و مدافعت کے ساتھ سیاسی ترقی ہو۔ اور جیسا کہ مسلمانوں کو دین کی عظمت اور مردم شماری کی کثرت سے ہونا چاہئے۔ فی الجملہ ویسے ہی ہو جائیں۔

اصل بات یہ ہے کہ بلغاریا روس کے بل پر کودتا تھا۔ ورنہ کیا بلغار اور کیا اس کی ہستی۔ اب روس جاپان سے جنگ شروع کر کے خود ایک منغطہ میں گرفتار ہو گیا۔ اور بلغاریا بے یار و مددگار رہ گیا۔ تو اس نے اپنا ضعف برای العین دیکھ لیا ہے اور دنیا کو بھی اس کا ضعف معلوم ہو گیا۔ اس لئے علے العموم دنیا نے سمجھ لیا ہے کہ بلغار اب بے یار و مددگار ہے ترک اس کی خبر لئے بغیر نہ مانیں گے اور ہر طرف سے آواز آ رہی ہے کہ لڑائی شروع ہوا چاہتی ہے۔

لیکن یہ ہیچ پکار اس لئے نہیں ہے کہ ترک واقعی اب پہلے سے زیادہ آمادۂ جسارت ہیں بلکہ یہ خیال اس لئے پیدا ہوا ہے کہ اب بلغار کو پہلے سی بے جا جسارت کا حوصلہ نہیں رہا ہے اور بجائے خود سہما ہوا ہے اگر بلغار نے پہلے بلقان کی شورش میں حصہ نہ لیا ہوتا۔ تو وہ آج ہرگز اس قدر خائف و ہراسان نہ ہوتا۔ لیکن تاہم دولت عثمانیہ کو بلغار سے جنگ کا مطلق فکر و خیال نہیں ہے۔ یہاں تک کہ بلقان وغیرہ میں بھی جو شورشیں ہو رہی ہیں اور یہاں کا انتظام ایک ڈیٹ میں کافی طور پر ہو سکتا ہے۔ حکومت عثمان بھی سختی کا برتاؤ جائز نہیں سمجھتی اور نہ اس کو اس بات کی کچھ فکر ہے کہ ممالک از دست رفتہ کو پھر حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ بلکہ دولت علیہ کا مقصود محض ممالک محروسہ کی حفاظت ہی اور بس۔ اور اس حفاظت میں بھی وہ صلح کو جنگ پر ترجیح دیتی ہے۔ لیکن جب اس کو اپنے ملک میں کوئی رخنہ پیدا ہوتا معلوم ہوتا ہے اور کسی دشمن کی طرف سے اس کے استقلال میں نقصان آتا ہے تو بے شک وہ جنگ سے بھی پہلو بچانا اپنی شان کے خلاف سمجھتی ہے اور مردانہ وار قدم آگے بڑھاتی ہے اس لئے یہ بات بالکل بے بنیاد ہے کہ دولت علیہ عثمانیہ روس کو جاپان کے ساتھ مشغول جنگ پا کر بلغار پر حملہ کے لئے تیار ہو گئی تھی۔ اب تو بلغار سیدھے راستہ پر چل رہا ہے۔ پھر جنگ کی ضرورت ہی کیا ہے ہاں اگر وہ اپنی پہلی عادت کے موافق حکومت علیہ کے ساتھ شرارتیں کرتا رہتا۔ اور بعض و فساد بلغاریوں کو مدد دے کر عثمانی میں شورش و فساد کے لئے بھیجتا رہتا۔ اور وہ ناکردنی حرکتیں کرتے رہتے۔ تو البتہ دولت عثمانیہ کی طرف سے بلغار کی گوشمالی کے لئے اس پر حملہ ہو سکتا تھا۔ اور ترک حملہ پر کمر باندھ لیں تو پھر روس کسی سے جنگ کر رہا ہو یا نہ کر رہا ہو۔ دونوں برابر ہیں۔ بلکہ یہ بات تو ترکوں کی بہادری کے خلاف ہے کہ وہ دشمن پر دھوکہ سے جا پڑیں یا کبھی قابل ملامت فعل کے مرتکب ہوں۔ تاریخ اسلام میں عموماً اور تاریخ عثمانی میں خصوصاً

تفسیر القرآن

انشاء اللہ العزیز تفسیر القرآن کا دوسرا پارہ ہی صرف اس مہینے میں مکمل کر کے نہیں بھیجا جاویگا بلکہ تفسیر القرآن کا تیسرا نمبر بھی شائع ہو جائیگا۔

نورالدین پر ریویو

نورالدین۔ پر ریویو کا دوسرا نمبر ۱۰ اپریل کے الحکم میں انشاء اللہ شائع ہو گا۔ اور امید ہے ناظرین اسے پڑھ کر محظوظ ہوں گے۔ کیونکہ اس میں علامہ نورالدین کا تذکرہ ہے۔

کوئی واقعہ ایسا نہ ملے گا جس میں عام مسلمانوں یا ترکوں نے غدر و خیانت سے لڑائی شروع کی ہو۔ ترکی اور روس کے جنگ میں روس کا ہر ایک پہلو غدر و حیلہ پر مبنی رہا لیکن ترکوں نے محض شجاعت اور صدق و صفا سے کام لیا۔ اہل جزائر بھی جب فرانس سے مدافعانہ لڑے تو ان کو اسلامی شجاعت نے اجازت نہ دی کہ فرانسیسیوں پر جبکہ فرانس جرمنی سے لڑ رہا تھا ناگاہ حملہ کر دیں۔ بلکہ انہوں نے پہلے اپنا ارادہ ظاہر کیا اور جب وہ جنگ موقوف ہو گئی تو حصول استقلال کی کوشش کی۔ اگرچہ مقصد میں کامیابی نہ ہوئی۔ لیکن دنائت کے مرتکب نہ ہوئے۔ بلکہ جہاں تک ہو سکا محض شجاعت مردانہ سے کام لیا۔ یہاں تک کہ فرانسیسی بھی ان کی حق پسندی کو مان گئے۔

ترکوں کی شجاعت و شہامت کیا ایسی ہے۔ کہ وہ لوگ اس فکر میں رہیں کہ روس کسی دشمن کی جنگ میں مشغول ہو۔ تو اس سے انتقام لیں۔ یا امارت بلغار پر چڑھائی کا موقع سمجھیں۔ جب تک کہ ترکوں کے استقلال میں کوئی صریح نقصان نہ ہوتا ہو۔ وہ صلح کو جنگ سے ہزار درجہ بہتر جانتے ہیں ہمیں ہرگز نہ خیال کرنا چاہئے کہ یہ سلطنت روس کو مشرق اقصے میں مشغول جنگ دیکھ کر بلغار سے آمادہ جنگ ہو گی۔ ہاں اگر بلغار کی طرف سے ہی کچھ چھیڑ چھاڑ ہوئی اور اس نے خود پیشقدمی کی اور جنگ سے کوئی مفر نہ رہا تو مجبوری ہے۔ خلاصہ الباب یہ ہے کہ ترکوں کو اپنے ملک کی حفاظت اور ترقی تمدن کی فکر ہے نہ کہ جنگ کی۔ اور وہ ہرگز کسی سخت مجبوری کے بغیر جنگ کے خطرات میں پڑنا پسند نہیں کرتے۔

(وطن)

(باقی آئندہ)

ہم اور ہمارے ناظرین

خریداران و سرپرستان الحکم اپنے واجب الادا حساب بے باق کرنے کی طرف توجہ فرماویں۔ سلسلہ کی طرف سے بقایا یا سنہ ۱۹۰۴ء کی قیمت کیلئے جن بزرگوں کے نام وی پی جاری ہو رہے ہیں وہ وی پی وصول فرما کر کارخانہ کی اعانت فرماویں اور اپنے ذمہ کی حساب بے باق کریں۔

بابو شاہ دین صاحب سٹیشن ماسٹر گوجرہ ضلع راولپنڈی ہمارے اخبار کے پرانے سرپرست اور بہی خواہ ہیں۔ الحکم میں متعدد مرتبہ آپ کا تذکرہ ہوا ہے۔ آپ کو خدا تعالے نے ایک یہ خوبی عطا کی ہے کہ وہ جہاں کہیں جاتے ہیں کسی نہ کسی شخص کو سلسلہ عالیہ کیطرف لانے کا ذریعہ بن جاتے ہیں وہ اپنے عزیز الحکم کو کبھی نہیں بھولتے بلکہ ان کا مقولہ ہے کہ میں **الحکم کی خریداری قومی نشان سمجھا کرتا ہوں** ۔ اور ہر نئے احمدی کو اسکی خریداری پر توجہ دلانا اپنا فرض۔ غرض الحکم کی توسیع اشاعت کے فرض سے وہ غافل نہیں رہتے۔ گوجرہ جا کر آپ الحکم کیلئے ایک خریدار بھیجتے ہیں جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

شیخ کرم اللہ صاحب قلعہ لاہور سنگھ الحکم کیلئے ایک خریدار دیتے ہیں اور قیمت بذریعہ وی پی وصول کرنے کی ہدایت کرتے ہیں۔ شیخ صاحب ہمارے محسن و مخدوم اور ہماری قوم کے واجب التکریم بزرگ شیخ رحمت اللہ صاحب کے عزیزوں میں سے ہیں اور ایک صالح نوجوان ہیں۔ جنکا عمدہ نمونہ بہت سے نوجوانوں پر عمدہ اثر ڈالنے والا معلوم ہوتا ہے +

۱۰ اپریل سنہ ۱۹۰۴ء سے الحکم کتابی صورت پر شائع کرنیکا ارادہ کیا جاتا ہے اور یہ التزام ناظرین الحکم کے حاصرار سے اسلئے کیا جاتا ہے کہ اسکی حاشیہ وغیرہ کا شیرازہ نہ بکھر سکے۔ یہ امر کبھی بھولنا نہیں چاہئے کہ الحکم اس سے پہلے ۱۷ × ۲۷ کے ۱۶ صفحوں پر شائع ہوتا تھا اور اب ۲۲ × ۲۹ کے ۱۶ صفحوں پر شائع کیا جاتا ہے پہلے تین کالم تھے اب ۴ کالم فی صفحہ کر دیا ہے جس کی نسبت ریڈنگ میٹر الحکم میں دو گنی سے زیادہ ہو گیا ہے کہاں اخبار کے ۴۳ کالم اور کہاں ۶۴ کالم اور وہی پہلی تقطیع کی بجائے اس لحاظ سے ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ الحکم سے بڑا اور سستا کوئی اخبار اس وقت غالباً ہندوستان بھر میں نہیں ہے اب کتابی صورت پر ہو جانے سے ناظرین کو پتہ لگے گا کہ سال میں کتنے جزو کی کتاب ناظرین کو دیجاتی ہے لیکن اس کتابی تقطیع پر شائع کرنے کی صورت میں شاید ہم ۲۸ صفحہ پر لے

شائع کریں۔ کیونکہ ہم چاہتے ہیں کہ اسکو ایک کتاب کی صورت میں سال کے بعد ناظرین کو بھیج دیں۔ یہ ہمارا خیال اور ارادہ ہے اور اس میں کامیابی کا عطا کرنا اللہ تعالے کے فضل اور اسکی عنایت پر موقوف ہے۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

الحکم کی توسیع اشاعت کا سلسلہ اس ہفتہ بہت کم ہے سرپرستان الحکم توجہ کریں

ہم نے کبھی الحکم میں لکھا تھا کہ الحکم کے خریدار اور اس کا ایڈیٹر اور کارپرداز مل کر ایک کنبہ کا حکم رکھتے ہیں جو بفضلہ تعالے دن بدن بڑھ رہے ہیں (اللہم زد فزد آمین)

اتنے بڑے کنبہ میں جہاں ہر ہفتہ کوئی نہ کوئی بڑھ جاتا تھا کوئی نہ کوئی ممبر مبیننوں بعضد تعالے کے اذن دارا دے کے ماتحت ہمیشہ کیلئے ہم سے رخصت بھی ہو جاتا ہے۔ اس ہفتہ میاں جلال الدین صاحب مالگذار سیالکوٹ اور مولوی حکیم شیر محمد صاحب ہوجن ضلع شاہپور کے انتقال کی خبریں پہنچی ہیں۔ حضرت حجۃ اللہ علیہ السلام نے ان کا جنازہ پڑھا۔ امید ہے مختلف جگہوں کی احمدی جماعتیں بھی ان کا جنازہ پڑھیں گی۔ الحکم کی برادری میں سے دو آدمی کم ہو گئے ہیں اس کمی کو پورا کرنا الحکم کے دوسرے خریداروں کا کام ہے۔ البتہ ہم یہ کرتے ہیں کہ ہم ان بزرگوں کو فراموش کرنا نہیں چاہتے اسلئے ایک سال تک بدستور **انکے نام کا اخبار جاری رہیگا صرف ۱۲؍ محصولڈاک ادا کرنیوالوں سے نام** یہ نفرکی طرف سے ہو گی اگر ان کے ورثاء اپنے طور پر اس ضرورت کو محسوس کریں تو وہ انکا اخبار جاری کرا سکتے ہیں۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ المسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لاہور تشریف لیجانے کی کوئی خبر نہیں۔ نہ کوئی تاریخ ابھی مقرر ہوئی ہے اور نہ فی الحال کوئی ایسا موقع نظر آتا ہے۔

۲۔ بزرگان ملت اللہ تعالے کے فضل و کرم سے تندرست ہیں اور خدمت دین میں سرگرم۔

۳۔ مولانا مولوی محمد احسن صاحب فاضل امروہی بھی تشریف لے آئے ہیں اور ایک نئی تصنیف فتنہ چکڑالوی کے استیصال کیلئے کر رہے ہیں جو انشاء اللہ ایک کافی اور لاجواب کتاب ہوگی۔

۴۔ نورالدین۔ میں سہو کاتب و چھاپہ کی سہل انگاری کیوجہ سے بعض غلطیاں رہ گئی تھیں اسلئے اکا غلط نامہ تیار کر کے چھاپ دیا گیا ہے جن لوگوں کے پاس نورالدین پہنچ گیا ہے وہ غلط نامہ حکیم فضل الدین صاحب سے منگالیں۔

۵۔ مبائعین کی تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے اور انکی اب لمبی فہرستوں کا اندراج ہمارے قابو سے باہر ہو گیا ہے۔

۵۔ ایک لڑکا بوٹا شش کی ڈبیا لئے بیٹھا ہوا تھا ہاتھ اڑ دا بیٹھا۔ جسم کو اور حصوں پر بھی آگ۔۔۔

اسلام میں عورتوں کی حالت

نمبر ۵

عورتوں پر جو بعض الزام لگائے جاتے ہیں اگر وہ سب کے سب مان بھی لیے جائیں اور پھر ان کی تنقید کیجائے اور ساتھ ان [illegible] [illegible] جرائم جو مرد کرتے ہیں تنقیح [illegible] نہیں کہ عورتوں کے جرائم [illegible] [illegible] ثابت ہوں گی [illegible] [illegible] ثابت ہوں۔ اصل بات جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں [illegible] چونکہ عورت کو [illegible] حقیر اور ناچیز [illegible] سمجھا گیا [illegible] ذاتی اغراض کی بنا پر مردوں نے اپنے [illegible] پر پردہ پوشی کی اور عورتوں کی کمزوریوں کو [illegible] بہت بڑھا کر دکھایا گیا۔ عورت بھی مرد کی بدکاری کو ایک معمولی سی بات سمجھا جاتا ہے اور عورت کی ذرا سی غلطی اور خطا کو [illegible] سنجیدہ نوعیت کی جاتی ہے اور اسکو [illegible] کر کے خطرناک سزائیں اسکے لیے تجویز کی جاتی ہیں غرض عورت اس خطرناک حالت میں مبتلا تھی

جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا۔ رسول اللہ کی بعثت آپکا ظہور [illegible] اور ربع مسکون کے [illegible] اور حقوق کا باعث اور موجب [illegible] کیونکہ آپ رحمۃ للعالمین ہو کر آئے تھے لیکن اس [illegible] اس تباہ شدہ ہستی اور مردہ عنصر کے لیے آپ حیات اور بقا کے دوام کا باعث ثابت ہوئے۔ رسول صلعم کے احسانات پر غور کرنے [illegible] حیران رہ جاتا ہے اور اسکی سمجھ میں نہیں آتا کہ کس پہلو سے آپ کی رسالت کی خوبیوں کا کمال ظاہر کرے جس پہلو سے ابتدا سے دیکھو وہ حیرت انگیز اور لا نظیر نظر آتا ہے لیکن اس مضمون میں چونکہ عورت کا مضمون خاص ہے اسلیے ہمکو اس پہلو کے کمال پر نظر کرنی ہوگی۔

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ظہور پر دو سلطنتیں آپ کی ہمسایہ تھیں اور دونوں ان ایام میں اپنے طرز اور طریق پر اور اُس زمانہ کے عرف و اصطلاح کے موافق قوی سلطنتیں تھیں اور ان سلطنتوں کو مذہبی سلطنتیں بھی کہہ سکتے ہیں۔ ایک ان میں سے زرتشتی مذہب کی حامی سلطنت ایران تھی۔ اور دوسری مشرقی عیسویت کی دار الخلافۃ قسطنطنیہ کی سلطنت تھی۔ اب ہمکو دیکھنا ہے کہ ان دونوں سلطنتوں میں [illegible] حکومت اور سیاست ہی [illegible] ہیں بلکہ مذہب بھی ایک اہم جزو اعظم تھا [illegible] عورت کی حالت ہو [illegible] ان کو کیا حقوق بہی مذہبی حیثیت سے دیے گئے ہیں۔ زرتشتی مذہب کی سلطنت ایران میں تو عورتوں کے لیے کوئی قانونی [illegible] نہ تھا اور نہ سلطنت کی طرف سے کوئی حق اسے دیا گیا تھا۔ شوہر کے گھر جا کر وہ اسکی [illegible] کی مالک تصور نہیں ہو سکتی تھی بلکہ وہ ایک [illegible] کسطرح بیچی جاتی تھی اور [illegible] عورتوں کے کسی قسم کے حقوق قائم [illegible] آزادی کا [illegible] [illegible] اسوقت یہ خیال عام طور پر پھیلا ہوا تھا کہ ایک [illegible] سے معلوم ہوتی تھی۔ [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] خیالات [illegible] اصلاح [illegible] اور آپ کے پاک الہام کی [illegible] ان معاشرت کے اصولوں اور [illegible] بیان کرتے [illegible] کس خطرناک ظلم اور ناانصافی میں مبتلا تھیں۔ [illegible] بیان کرنے [illegible] تیار نہ تھے اور ہمکو انکے بیان کرنے سے بھی شرم آتی ہے لیکن محض اس خیال سے کہ [illegible] کر کے دکھانا ہے ہمکو ان ناگفتنی اور شنیدنی باتوں کے لکھنے کی ضرورت پڑی۔ ایران میں یہ حالت ہو گئی تھی کہ ملکی انقلابات نے اخلاق اور شرم و حیا جو انسانی فطرت کا ایک شریف جوہر ہے اسکو [illegible] حیوانات کیطرح حقیقی بہن اور بیٹی اور ماں تک [illegible] تھا۔ اور ایک شخص کے واسطے اپنی بیٹی [illegible] دلیل [illegible] جائز قرار دیا جاتا تھا کہ باغبان جسطرح ایک درخت لگاتا ہے اور اسکی پرورش کرتا ہے وہ اسکے پھل کھانے کا مجاز اور حقدار ہے۔ اور یہ رسم ایران میں ایسی عام ہو گئی تھی جسکی کوئی حد ہی نہیں رہی تھی اور [illegible] اسکو برا نہیں سمجھا جاتا تھا بلکہ ایک معمولی بات سمجھا جاتا تھا جس سے عورتوں کی ذلیل حالت اور بد ترین طرز و معاشرت کا پتہ ملتا ہے۔ جب ہر قسم کے ناپاک اور حیا سوز تعلقات قائم ہوں ایسی حالت میں یہ کون قیاس اور گمان کر سکتا ہے کہ اسطرح کے قبیح تعلقات کے ہوتے ہوئے جائز عزت اور تکریم عورتوں کی کوئی کر سکتا۔ جبکہ ایران کی حالت اس درجہ پر گر چکی تھی تو کون عقلمند یہ امید کر سکتا ہے کہ وہاں عورت کے حقوق کی جائز نگہداشت اور اسکی حرمت و تکریم مناسب حد تک کی جاتی [illegible] ہرگز نہیں بلکہ بہت ہی بڑا [illegible] سلوک [illegible] ساتھ [illegible] عورت کی انتہائی [illegible] کا پتہ لگتا ہے۔ بعض نامناسب [illegible] [illegible] ایمان نہیں ورنہ کبھی ایسا لفظ [illegible] نکالتے۔ ہم دکھائیں گے کہ خدا تعالی کی [illegible] اور حکیم کتاب [illegible] ان [illegible] کی کل ضروریات کی تکمیل [illegible] ہے اور ان رشتوں اور تعلقات کو قائم کیا ہے۔ لیکن [illegible] کے واسطے بفرض محال اگر یہ مان لیا جاوے کہ یہ خیال ان کا صحیح ہے تو پھر قابل غور یہ امر ہو گا کہ اس [illegible] تمام عالم اور [illegible] تمدن کس قدر خلل عظیم واقع ہو گا۔ اخلاقی اور روحانی حالت پر [illegible] اثر اور نتائج پیدا ہونگے [illegible] عام حالت [illegible] کہ اسکا نتیجہ کیا ہوگا [illegible] جائیداد [illegible] حقوق کی حفاظت جو تمدن کے اجزاء اعلی ہیں وہ کیونکر [illegible] رہیں گے [illegible] کوئی صورت نہیں اور کوئی طریق [illegible] تمدن قائم رہ سکے [illegible] اور جب تمدن ہی اٹھ گیا تو [illegible] برکات اور ثمرات جو حسن انتظام سے نوع انسان کی بقا اور بہبودی کی قومی سرسبزی اور ترقی [illegible] باتیں دور ہو کر ہر ایک معاملہ میں بد نظمی اور بد انتظامی [illegible]۔ پس اگر یہ تعلقات زن و شوہر اور ماں بہن کے انسان کے بھی بنائے ہوئے قرار دیے جائیں تب بھی انکی جائز حرمت اور تکریم لازمی ہے چہ جائیکہ یہ انسان نے [illegible] خدا تعالی نے ہی ان تعلقات کو قائم کیا ہے جیسا کہ آگے آئیگا اور قرآن شریف کے حوالہ سے ہم بتائیں گے کہ اسمیں صراحت کے ساتھ ان پاک رشتوں کا ذکر ہے اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرز زندگی اور بھی روشنی ڈالے گی کہ آپ نے [illegible] تعلقات کو قائم رکھنے کو کس طرح پر دکھایا ہے یہ حالت تو تھی ایران کی [illegible] زرتشتی مذہب کا پایہ تخت تھا اسکے بالمقابل دوسری سلطنت جو عرب کی ہمسایہ مشرقی سلطنت تھی وہ قسطنطنیہ کی سلطنت تھی جس پر نصرانی قوم کا پرچم لہراتا تھا اور مذہب کا جو ابھی قوم کی گردن پر تھا۔ آؤ ہم ان لوگوں کی خانقاہوں اور صومعوں میں دیکھیں کہ کیا ہو رہا ہے؟ باوجودیکہ پادری [illegible] نہیں کرتے تھے اور مجرد رہنا اپنے مذہب کا جزو اعظم سمجھتے تھے اور اسی طرح ان خانقاہوں میں وہ عورتیں بھی رہتی تھیں جو کنواری مریم کے نقش قدم پر چلکر اپنی زندگی وقف کر رہی تھیں۔ اب ان خانقاہوں میں جہاں حضرت یسوع کی پرستش کی جاتی تھی۔ جہاں مقدس مریم کا بت پوجا جاتا تھا [illegible] بدکاری اس درجہ تک پہنچ گئی تھی جس کی کوئی حد ہی نہیں رہی تھی۔ ان خانقاہوں کے حجرات اور تہ خانوں میں ہزاروں بیگناہ بچے دفن کیے گئے تھے جو ناجائز تعلق سے مقدس راہبوں کے نطفوں سے پیدا ہوئے تھے۔ اور انکے اخفا کے لیے کہ انکی روحانی پاکیزگی کے راز طشت از بام نہ ہوں دنیا کی ہوا لگنے سے پہلے ہی زیر زمین پہنچا دیے جاتے تھے چونکہ ان پادریوں اور مقدس راہبوں کا سکہ سب کے دلوں پر بیٹھا ہوا تھا اور [illegible] فریب سے بھری تھی ان کے ہاتھ میں دوزخ اور بہشت کی کنجیاں تھیں [illegible] اور مظلوم آہ! سخت مظلوم عورتیں بھی اپنی جان اور اپنے رشتہ داروں کی بربادی کے خوف سے اپنی عصمت کا گوہر ان سفاکوں کے حوالہ کر دینے کو [illegible] رضامند ہو جاتی تھیں اور آخر ان مجرد اور تہ خانوں میں جن کا ذکر ہم نے اوپر کیا ہے وہ ان مقدس راہبوں کی [illegible] اور تڑپتے اور بلبلاتے ہوئے معصوم بچے ان جفاکار راہبوں کے حکم سے زندہ گاڑ دیا جاتا تھا یا گلا گھونٹ کر دبا دیا جاتا تھا۔ اور اسطرح پھر اس روح القدس کی برکت کی تکمیل ہوتی تھی جو ہر تیسرے دن اس مقدس [illegible] پر اترا کرتی تھی۔

یہ حال [illegible] اس مشرقی سلطنت کی رہنے والی عورتوں کی ہے بہت ہی دردناک ہے ہم اسکو بہت طول دینا نہیں چاہتے اور ہم صاف کہتے ہیں کہ اسکے بیان کرنے سے ہی نہیں کہ شرم مانع ہے بلکہ فی الحقیقت اس حالت [illegible] وہ درد چھپا ہوا ہے کہ ہم اسکو بیان نہیں کر سکتے اور سادہ سے سادہ الفاظ بھی [illegible] کے بیان کرنے میں انتہا درجہ کا اثر دلپر کیے بغیر نہیں رہ سکتے۔ غرض ایک گال پر تھپڑ کھا کر دوسری بھی پھیر دینے کے رحمدل مدعی یہ کارستانیاں قسطنطنیہ کی مشرقی حکومت میں کر رہے تھے۔

ایک اور قابل غور امر یہ ہے کہ جبتک مشرقی حکومت میں حکومت کا طریق شخصی تھا اور پادریوں نے جمہوری سلطنت کا رنگ اختیار نہیں کیا تھا اُس وقت تک البتہ عام طور پر زیادہ [illegible] کو کچھ روک ٹوک تھی لیکن جب پادریوں نے جمہوری حکومت کا رنگ اختیار کیا گیا اسوقت یہ حالت بہت ہی ناگفتہ بہ ہو گئی (باقی چھٹے نمبر میں)

[illegible]

www.aaiil.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

سچے خیر خواہوں کے ساتھ ہمیشہ کیا سلوک ہوا

اللہ جلشانہ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے یٰحسرۃً علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون بندوں پر کیا ہی افسوس ہے کہ اُن کے پاس کوئی ایسا رسول نہیں آیا جس سے انہوں نے ٹھٹھا نہیں کیا۔ ناشکرے دنیا داروں کا یہ ایک بندھا ہوا قانون ہے کہ وہ اپنے سچے محسن اور اپنے مخلص خیر خواہ کیساتھ ضرور برا سلوک کیا کرتے ہیں۔ انبیاء اور رسولوں کے بڑھکر انسان کا خیر خواہ اور کون ہو سکتا ہے۔ لیکن انبیاء اور رسل کے سوانح عمری پر غور کیا جائے تو دل کو بڑا ہی صدمہ ہوتا ہے کہ کوئی تو آرہ سے چیرا گیا کسی کو ڈھیلوں سے مار کر حیران اور زخمی کیا گیا کسی کو جلاوطن کیا گیا۔ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ دنیا میں جتنے نبی آئے سب ستائے گئے لیکن میں سب سے بڑھکر ستایا گیا اور ہونا بھی یوں ہی چاہیے تھا کیونکہ سب سے بڑھکر بنی انسان کے خیر خواہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے۔ پیغمبروں کے بعد نائب جانشین اولیائے کرام ہی خدا کے ناشکر بندوں کے ہاتھوں سے بہت کچھ ستائے گئے ہیں۔ اہل اسلام میں کوئی شاید ہی ایسا ولی اللہ گذرا ہوگا جسکو غیروں سے یا خود اہل اسلام ہی نے ستایا ہو۔ خلفائے راشدین جن سے بڑھکر خیر خواہ اسلام اب تک کوئی نہیں ہوا اُنکو اسلام سے خارج کر دیا گیا۔ اُن کو گالیاں دینا اب بھی ایسے ہنوز لاکھوں موجود ہیں۔ ائمہ اربعہ میں کوئی ظلم و تعدی سے نہ بچا۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کو کمبختوں نے اہل بدعت و زندیق و کافر تک لقب دیا۔ قید خانہ میں قید کر کے آپ سے اینٹ کوٹنے کا کام لیا۔ آخر کو وہ قید خانے ہی میں زہر دیکر مار دئے گئے۔ ابو عبداللہ امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو لوگوں نے اضر من ابلیس کہا۔ رافضی کہکر یمن سے بغداد تک بے عزتی کیساتھ قید کر کے بھیجے گئے راہ میں لوگ اُنہیں گالیاں دیتے جاتے تھے۔ ابو عبداللہ امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ پر اسقدر ظلم کیا گیا کہ پچیس برس تک جمعہ و جماعت کیلئے باہر نہ نکل سکے۔ وہ ذلت کیساتھ قید کئے گئے۔ ایسی بیرحمی کیساتھ لوگوں نے اُنکی مشکیں باندھیں کہ ہاتھ بازو سے اکھڑ گیا۔ اونٹ پر سوار کر کے پھرایا گیا اور ایک مسلمہ سے انکار کرنے کی وجہ سے کوڑوں سے مارے گئے اور قید کئے گئے۔ حضرت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ ۲۸ مہینہ قید رہے۔ بھاری بھاری زنجیریں اُنکو پاؤں میں ڈالی گئیں۔ ذلیل کرنیکیلئے مجلسوں میں بلائے جاتے اور لوگ اُنکو طمانچے مارتے اور منہ پر تھوکتے۔ ہر شام کو جیلخانہ سے نکالکر کوڑے مارے جاتے۔ حضرت امام محمد بن اسمعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے وطن سے نکالے گئے جب سمرقند پہونچے تو سمرقند والے بھی اس بات پر راضی نہ ہوئے کہ وہ سمرقند میں رہیں۔ تو آپ نے تہجد کی نماز میں دعا کی کہ خداوندا دنیا مجھ پر تنگ ہو گئی ہے۔ تو اب مجھ کو اپنی طرف بلا لے۔ پس آپ نے اوسی ماہ میں انتقال فرمایا۔ قطب الاقطاب بایزید بسطامی قدس اللہ سرہ شہر بسطام سے سات مرتبہ نکالے گئے۔ حضرت خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی (جنکو قوم نے سلطان العارفین کا لقب دیا تھا) تکفیر کی گئی۔ شیخ الاسلام محی الدین ابو محمد عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ الحسنی والحسینی الجیلانی کو فقہانے کافر کہا۔ ابن جوزی نے اُن کے خلاف میں ایک کتاب تصنیف کی۔ شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ جو شیخ اکبر کہلاتے ہیں اون کو نہ صرف کافر کہکر کہا گیا بلکہ علمائے زمانہ نے فتوے دئے کہ اُن کا کفر یہود و نصاریٰ کے کفر سے بڑھکر ہے اس پر بھی بس نہ کی کہ اُن کے کلام کے ماننے والوں کو کافر قرار دیا بلکہ یہاں تک غضب کی نوبت پہونچی کہ یہ لکھا کہ جو اُن کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر اور پھر جو کفر میں شک کرنے والے کے کفر میں شک کرے وہ کافر۔ حضرت مولانا مولوی جلال الدین رومی صاحب مثنوی شریف۔ مولانا جامی علیہ الرحمۃ۔ شیخ فرید الدین عطار سب کافر کہے گئے۔ زمانہ سلف سے آج تک جو بزرگ ہیں حجۃ الاسلام مولانا ابو حامد غزالی رحمۃ اللہ علیہ مصنف احیاء علوم الدین و کیمیائے سعادت کافر کہلائے گئے اور اُن کی کتابوں کو جلا دینا اور اُنپر لعنت کرنا ثواب سمجھا گیا۔ ایک شخص نے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا کہ آپ کے بارے میں یہ یہ کہا جاتا ہے۔ تو اُس کے جواب میں حضرت نے لکھا کہ حاسدوں کی باتوں پر خیال نہ کرو اور جاہلوں کے لعن طعن سے رنجیدہ مت ہو اسلئے بڑا در ذلیل جان اوس آدمی کو جس کا لوگ حسد نہ کریں اور حقیر سمجھ اوس شخص کو جسکو لوگ کافر اور گمراہ نہ سمجھیں۔ غرض اس قصہ کو کہاں تک طول دیا جائے مختصر یہ ہے کہ کوئی سچا خیر خواہ ہو ہی نہیں سکتا جو ستایا نہ جائے۔ اہل اسلام کے اولیائے کرام کے ساتھ خود مسلمانوں نے جو سلوک کیا ہے اُس کو اگر لکھا جائے تو ایک بہت ہی بڑی کتاب تیار ہو سکتی ہے لیکن سوال یہ ہے کہ اللہ جلشانہ اپنے پاک اور خالص بندوں کو ایسی تکالیف و مصیبت میں کیوں ڈالدیتا ہے۔ چاہئے تھا کہ جسقدر متقی اور پرہیزگار ہوتا وہ اسیقدر مقبول خلائق ہوتا سب لوگ اسکی قدر و عزت کرتے اور ہر طرح کے آرام اور عافیت سے اس کی زندگی بسر ہوتی تا سب کی آنکھوں میں نیکی کی بھلائی ظاہر ہوتی۔ ہر شخص کھلم کھلا دیکھ لیتا کہ خدا سے ڈرنے والے دونوں عالم میں خوش اور با عزت رہتے ہیں۔ کاملین اور مقبولین کا نشانہ آفت و مصیبت و بدنامی و ذلت ہونا انسان کو دھوکے میں ڈالتا ہے اور اس سے ایک قسم کی گمراہی پھیلتی ہے چھوٹی سمجھ کے آدمی سمجھنے لگتے ہیں کہ دغا بازی۔ فریب۔ بے ایمانی ظلم۔ شرک و بدعت ہی عمدہ کام ہیں کیونکہ اس سے آدمی خوشحال رہتے ہیں اور دنیاوی کامیابی اُن کو نصیب ہوتی ہے۔ سو اس اعتراض کا جواب یہ خوب غور کرنا چاہیے کہ یہ جہان دار الامتحان ہے۔ اس عالم میں سب باتیں کھلم کھلا نہیں ہوتیں سب چیزوں کی اصل حقیقت کے ظاہر ہونے کا عالم دوسرا ہے۔ یہاں کا کڑوا اُس عالم میں میٹھا ہوگا اور یہاں کا میٹھا وہاں کڑوا ہوکر ظاہر ہو جائیگا۔ یہاں سب چیزوں پر ایک قسم کا پردہ ہے۔ مالک بہشت کا اوپر رنج و مصیبت کا پردہ ڈال رکھا ہے اور دوزخ کے اوپر خوشی اور عیش کا غلاف چڑھا دیا ہے۔ مبارک ہیں وہ آنکھیں جو اسی عالم میں اسقدر تیز ہیں کہ یہ دو غلاف سے پار ہو کر بہشت اور دوزخ کو دیکھ لیتی ہیں۔ بدنصیب ہے وہ جو شراب کی چمک دمک اور آنی سرور کو دیکھکر لوٹ پوٹ ہو جاتا ہے اور سبا کی ہوا اُسکو جو اسی عالم میں شراب میں موجود کی بدبو کو حس کرتا ہے۔ خدا کے پیارے بندے ستائے جاتے ہیں لیکن نہ اسلئے کہ وہ برباد اور غارت ہوں جیسا کہ دشمن کا ارادہ ہوتا ہے بلکہ اس لئے کہ ان کے روحانی قوی شگفتہ ہوں اُن کے مدارج کی ترقی ہو ان کے وجود میں جو خوبیاں چھپی ہوئی ہیں وہ کھل پڑیں۔ وہ رگڑے جاتے ہیں کسطرح جیسے صندل کہ اس کی خوشبو پھیلے وہ پیسے جاتے ہیں لیکن کسطرح جیسے مہندی کہ اس کی عزت بڑھے اور معشوق کے ہاتھ میں لگائی جائے۔ وہ سرنگوں کیے جاتے اور ظاہری ذلت میں آلودہ ہوتے ہیں لیکن کسطرح جیسے گیہوں کہ زمین میں ڈالکر کسان اوس کو گرد آلود کر دیتا ہے تا وہ اُگے اور درخت ہوکر بڑھے اور سینکڑوں گیہوں کی صورت میں ظاہر ہو اور کسان کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہو۔ کل خدائی راہ پر چلنے والے بالاتفاق اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ رنج و مصیبت اٹھانا دنیا داروں کے ہاتھ سے ذلیل ہونا ناحق کافر کہلانا بہتان اور تہمتوں کا نشانہ بننا ان کو خدا سے قریب کرتا رہا ہے۔ جوں جوں اُنپر ناحق ظلم کیا جاتا تھا اسیقدر وہ رحمت الٰہی کے جوش کو اپنی طرف دیکھتے تھے ہوتے ہوتے یہاں تک نوبت پہنچی ہے کہ وہ کہتے ہیں ؎

آنچہ کفر است بر خلق برما دین است
تلخ و ترش ہمہ عالم برما شیرین است

ہاں یہ سچ ہے کہ دنیا داروں نے اونہیں نہایت بیرحمی سے کوڑے مارے ہیں لیکن اندرونی روحانی سرور نے اون کو کوڑے کی چوٹ سے بے پرواہ کر دیا۔ وہ دار پر چڑھائے جاتے ہیں اُن کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے ان کی زبان کاٹ ڈالی جاتی ہے لیکن وہ اپنے محبوب ازلی کی روحانی عنایتوں کو بارش کیطرح اپنی طرف دیکھکر ہنستے ہیں اور ظالموں کے غصہ کو اور بھڑکاتے ہیں۔ ظالم حیران ہوتے ہیں کچھ سمجھ نہیں سکتے تو کہنے لگتے ہیں کہ یہ شخص دیوانہ ہے ہاں بیشک دیوانہ ہے لیکن کس کا دنیا کا نہیں خدا کا۔ خدا وہ دیوانگی سب کو نصیب کرے ؎

شاد باش اے عشق خوش سودائے ما
اے طبیب جملہ علت ہائے ما

غرض ظاہری مصیبتیں۔ بلائیں۔ ذلتیں جو خدا کے برگزیدہ بندوں پر آتی ہیں وہ بجائے اس کے کہ ان کے جوش کو دبا دیں ان کی قومی ہمدردی و بنی نوع انسان کی خیر خواہی کے ولولے کو مردہ کر دیں اور بھی اس جوش کو بڑھاتی اور ابھارتی ہیں۔ ان کا پاک جوش وہ چراغ نہیں جو پھونک سے بجھ جائے۔ بلکہ وہ ایک دہکتی ہوئی آگ ہے جسکو مخالفت کی ہوا اور تیز و تند کرتی ہے۔ مخالفین اپنی بیجا مخالفت سے اُن کی ہمت کو اور بلند کرتے ہیں۔ مخالفین انہیں گندی گندی گالیاں دیکر اُن پر بہتان باندھکر اُن کی تکفیر کر کے اُن بزرگوں کو دکھاتے ہیں کہ ہم کس درجہ کی تباہی اور ذلت کو پہنچ گئے ہیں۔ جو ایسا ذلیل کام کر رہے ہیں اپنی قوم کی اس ذلیل حالت کو دیکھکر اُن رحمدل بندوں کا دل اور کڑھتا ہے اور وہ خدا کی بارگاہ میں اپنے ظالموں کیلئے رو رو کر دعا کیا کرتے ہیں۔ آخر ان کی اندھیری راتوں کی دعائیں مقبول ہوتی ہیں اور ابر رحمت برس کر ساری قوم کو نئی زندگی بخشتا ہے۔ وہ جو دشمن شدید تھے جان نثار دوست بن جاتے ہیں۔ اہل عرب کی حالت۔ ان کا معاندانہ جوش ان کی آخر کو ایک عجیب کا یا پلٹ ایک نہایت ہی قابل غور نمونہ ہے۔ پیغمبران خدا اور مصلحان قوم خدائی حکیم و طبیب ہیں جو اس عالم میں روحانی امراض کو دور کرنیکیلئے بھیجے جاتے ہیں۔ اگر مریض بکاری کا جا بجا پیشکر رہجائیں اور اپنے چھپے ہوئے زخموں کو نہ دکھائیں تو وہ حکیم و طبیب بخت دشوکر میں رہجائیں اس لئے رحمت الٰہی مخالفت کی ہوا کو ایسی تیز کر دیتی ہے کہ مکاری و ریاکاری کا پردہ اڑجاتا ہے اور وہ بڑے مقدس کہلانے والے اس ہوا کے زور سے اپنی چھپی ہوئی گندگی کو ظاہر کر دیتے اور اپنے باطنی کمینہ پن کو سارے جہان کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ مصلحان قوم کا دل اس افسوسناک حالت کو دیکھکر ایسا کڑھتا ہے کہ اسکا اندازہ وہ کر ہی نہیں سکتے جنکی طینت میں رحمدلی اور شفقت کا مادہ نہیں۔ کیا ماں اپنے بچے کا مہلک مرض کو دیکھکر سکھ نیند سو سکتی ہے۔ ہرگز نہیں تو جان لو کہ سچے مصلحان قوم کے دلوں میں اللہ پاک رحم مادری کیطرح رحمت و شفقت علی الخلق رکھ دیتا ہے۔ نیک بندگان خدا قوم کیلئے اسیطرح روتے اور بیقرار ہوتے ہیں جیسے ماں اپنے نہایت ہی مریض بچے کیلئے روتی اور کلپتی ہے۔

ہاں یہ سچ ہے کہ مصلحان قوم اپنی قوم کو بعض وقت بہت ہی سخت الفاظ میں مخاطب کرتے ہیں لیکن اُن سخت الفاظ کے اندر محبت و شفقت بھری رہتی ہے کیا والدین اپنی نالائق اولاد کو برا بھلا نہیں کہتے۔ لیکن کیا جسحالت میں وہ سخت الفاظ میں اولاد کو غیرت دلاتے اور دل دکھانیوالی باتیں کہتے ہیں تو کیا اسوقت اُنکے دلوں سے درد فرزندی دور ہو جاتا ہے؟ نہیں بلکہ اُسی درد فرزندی کی وجہ سے اُن کے الفاظ تیز ہوتے ہیں۔ اُن کی زبان سے تو غصہ بھرے ہوئے الفاظ نکلتے ہیں لیکن دل و نکا روتا ہے۔ بعض اوقات مصلحان قوم عمداً سخت الفاظ استعمال کرتے ہیں نہ غرض انتقام بلکہ اُس پاک ارادہ کی وجہ سے کہ شاید ان سخت لفظوں سے ہی کہیں مردہ میں جان آوے۔ بے غیرت میں غیرت پیدا ہو جب کبھی لڑکا جو ماں کے پیٹ میں زندہ تھا پیدا ہوتے ہی بظاہر مردہ معلوم ہوتا ہے تو ڈاکٹر اس بچے کو پہلے گرم پانی کا چھینٹا اور پھر سرد پانی کا چھینٹا مارتا ہے۔ اور اس طور سے بار بار گرم و سرد پانی کا چھینٹے پڑنے سے اکثر لڑکے زندہ ہو جاتے ہیں۔ مصلحان قوم بھی اسی قسم کے ڈاکٹر ہیں جو اپنے تیز اور دل دکھانیوالے الفاظ کے گرم اور میٹھے اور پیارے اور درد بھرے الفاظ کے سرد چھینٹوں کو مار کر اپنی مردہ قوم کو زندہ کرتے ہیں۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو ان ڈاکٹروں کے ذریعہ سے زندہ ہو جاتے ہیں۔ ڈاکٹروں کا جلایا ہوا پھر ایکدن مرجاتا ہے لیکن ان روحانی ڈاکٹروں کا زندہ کیا ہوا انسان کبھی نہیں مرتا وہ ہمیشہ کی زندگی پاتا ہے۔ پیغمبران خدا و مصلحان قوم کیسے رحمدل ہیں۔ آفت و بلا کو لیتے ہیں ڈالی جاتی ہیں لیکن جہان بھر کی جو کچھ بھلائی ہوئی ہے سب انہی کی ذات سے ہے اس جہان میں گمراہ انسان کی ہدایت کیلئے اگر کوئی ایک شعری ہی نصیحت ہم[illegible]

ہم تو وہ ضرور کسی ہادی برحق کی پھیلائی ہوئی ہے۔ نور زمین ہی میں نہیں پھوٹتا۔ نور آسمان سے اترتا ہے پس اس اندھیری دنیا کو اوجالا بنانے کیلئے آسمان سے نازل ہونے والے خدا کے بندوں نے نور لاکر ہدایت کو پھیلایا۔ خدا اپنی رحمت ان پاک بندوں پر نازل کرے۔

مراسلات

چون خدا خواہد کہ پردۂ کس درد
میلش اندر طعنۂ صادق برد

۱۶ مارچ ۱۹۰۴ء کے ضمیمہ شحنۂ ہند میں مدلی شاہ [illegible] کا ایک مضمون [illegible] شائع ہوا ہے۔ میری نظر سے گذرا ہے [illegible] نہایت حیرت ہوئی [illegible] بات یہ ہے کہ [illegible] مرزا اور حضرت [illegible] [illegible] اور صرف دنیا طلبی اوس کی [illegible] اوس [illegible] گویا اسلوب [illegible] انفعال [illegible]

مدلی شاہ نے اٹاوہ کے چند روزہ قیام میں جو [illegible] شہر بھر میں اپنے اعمال حسنہ کے بدولت [illegible] کمائی تھی اوس [illegible] آگیا تھا اور زیر بحث معاملہ کو مٹی میں ملا [illegible] کوشش کر نیکا ارادہ ملتوی کر دیا تھا مگر چونکہ انہوں نے ایک اشتہار زیر [illegible] کی اور [illegible] لعنت بھیجی اسلئے اشتہار [illegible] نے اون کے [illegible] اسباب خود اونہیں کے ہاتھوں سے پیدا کرائے [illegible] ہم بھی اصل واقعات کے اظہار پر مجبور ہیں۔

مدلی شاہ جب اٹاوہ میں تشریف لائے تو اونہوں نے میر [illegible] شاہجہان [illegible] کے مکان پر [illegible] عرصہ تک مقیم رہے خوب [illegible] نذرانہ وصول کیا۔ ایک روز شاہجہان [illegible] نے مدلی شاہ سے دریافت کیا کہ ہمارے حضرت حاجی صاحب قبلہ جناب مرزا صاحب [illegible] ہیں۔ مدلی شاہ نے بیان کیا کہ ایکدفعہ حافظ عبد القیوم صاحب پانی پتی نے مرزا صاحب کی بابت حاجی صاحب سے دریافت کیا تھا تو آپ نے فرمایا کہ وہ [illegible] مرزا صاحب سچے ہیں اون کو ہرگز برا نہیں کہنا چاہیے۔ کسی نے اعتراض کیا کہ مرزا صاحب تو مسیح ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں تو حاجی صاحب نے فرمایا کہ وہ مسیح کے درجہ پر پہنچے ہوئے ہیں جب مدلی شاہ نے حاجی صاحب کا یہ مقولہ بیان کیا تو شاہجہان وغیرہ نے اس کا عام طور پر تذکرہ کیا جب میں نے یہ روایت سنی تو بغرض تحقیق مدلی شاہ کے پاس میں بھی گیا۔ سید محمد حسن صاحب عرف شہزادہ نواب حسن الملک کے پوتے میرے ساتھ تھے منشی باقر حسین صاحب فوٹو نویس کاتب البشیر بھی اٹاوہ ہی آگئے تھے ان صاحبوں کے روبرو میں نے مدلی شاہ سے اوس تقریر کا اعادہ چاہا انہوں نے شاہجہان وغیرہ سے حسب روایت حافظ عبد القیوم و حاجی صاحب

جناب مرزا صاحب کے متعلق کی تھی۔ تو مدلی شاہ نے جو شاہجہان سے بیان کیا تھا جسکا ذکر ہم اوپر لکھ آئے ہیں وہ ہمارے سامنے بھی بیان کیا اور اپنا ذاتی خیال یہ ظاہر کیا کہ مرزا صاحب خدا کے نور سے بھر گئے ہیں۔ وہ اگر انا محمد بھی کہیں تو ہم سب کو تسلیم کرنا پڑیگا۔ جب ہم لوگ وہاں سے چلے آئے تو آپ نے عام طور پر لوگوں سے اس بات کا ذکر کیا۔ مولوی تفضل حسین صاحب پنشنر تحصیلدار ورئیس اٹاوہ کو بھی یہ حال معلوم ہوا۔ تو وہ دوسرے تیسرے روز مدلی شاہ کی زبان سے یہی باتیں سننے کے لئے اون کے [illegible] قیامگاہ پر خود تشریف لے گئے۔ میں بھی [illegible] مدلی شاہ سے ملاقات ہوئی۔ ابوالحسن شاہ صاحب وارثی برادر شیخ عنایت حسین صاحب مختار اور شیخ سعید احمد صاحب بقال بھی اوس وقت موجود تھے۔ ان سب لوگوں نے [illegible] مدلی شاہ سے مرزا [illegible] کے دعاوی کی [illegible] کی۔ مولوی تفضل حسین صاحب [illegible] مدلی شاہ صاحب [illegible] مرزا صاحب کی نسبت فرماتے [illegible] حاجی صاحب [illegible] مرزا صاحب کی [illegible] تحریر فرما دیجئے۔ تو مدلی شاہ نے کہا کہ [illegible] کچھ فائدہ نہیں۔ جاہل مخالف میری تحریر کو کب مانیں گے۔ بات ٹالدی۔

پھر ایک مرتبہ مدلی شاہ نے [illegible] شاہ وارثی [illegible] ومطلوب شاہ وارثی [illegible] ابوالحسن شاہ وارثی [illegible] کے سامنے حضرت مرزا صاحب کا فوٹو [illegible] مجھسے اصرار کیا۔ میں نے مدلی شاہ کو حضرت مرزا صاحب کا فوٹو دکھلایا تو مدلی شاہ نے [illegible] دیکھا [illegible] تو میں انوار نظر آتے ہیں [illegible] کا استغراق قلب کیطرف ہے مخالفوں کو گالی دیکر [illegible] ناحق تو ندامین۔

دوسری [illegible] ابوالحسن شاہ وغیرہ بھی موجود تھے [illegible] شاہ [illegible] مرزا صاحب کا فوٹو [illegible] مدلی شاہ [illegible] نسبت فرمایا کہ [illegible] ولی اللہ [illegible] ابھی [illegible]

مجھسے اور [illegible] لوگوں [illegible] محلہ والوں نے یہ خواہش [illegible] کہ مدلی شاہ کو ہمارے محلہ میں بلایا جائے تو میں نے مدلی شاہ سے [illegible] کی۔ آخر [illegible] روز [illegible] مدلی شاہ ابوالحسن شاہ [illegible] وارثی کے ساتھ [illegible] خانصاحب [illegible] یوسف علی صاحب مولوی تفضل حسین صاحب اسوقت موجود تھے اور ایک صاحب اور بھی جو مولوی تفضل حسین صاحب سے ملنے کو تشریف لائے تھے۔ اسوقت میرے مکان پر موجود تھے۔

مولویصاحب نے شاید کتاب تریاق القلوب مدلی شاہ کو سنائی مدلی شاہ نے خود بھی وہ کتاب ملاحظہ فرمائی۔ اوسوقت مدلی شاہ نے کہا کہ مرزا صاحب کے دعاوی کا معتقد ہوں۔ مخالفوں کا ذکر آیا تو مدلی شاہ نے کہا کہ جسطرح مخنث شہوت کے مزہ کو

نہین جانتا اوسیطرح مخالفین مرزا صاحب کے مرتبہ کو نہین جانتے۔ چلتے وقت کہنے لگے کہ اس کتاب کے پڑھنے سے کئی باتین ایسی معلوم ہوئیں جن سے مین مخالفین کا منہ بند کر سکتا ہوں۔ پھر مین کچہری چلا گیا اور مولوی تفضل حسین صاحب مدلی شاہ اور ابوالحسن شاہ صاحب کو اپنے مکان پر لے گئے۔ سنا گیا کہ وہاں پر ایک مجمع ہوگیا۔ مدلی شاہ نے مرزا صاحب کی پھر تصدیق کی اور تجمل حسین صاحب سے جو مولوی تفضل حسین صاحب کے بڑے صاحبزادے ہیں اور مرزا صاحب کے سخت مخالف رہ چکے ہیں ایک توبہ نامہ لکھوایا جسکی تصدیق مولوی تفضل حسین نے کی اور وہ توبہ نامہ مولویصاحب موصوف کے پاس موجود ہے۔

اسی اثنا میں یہ واقعہ پیش آیا کہ مدلی شاہ میر عزیز حسن صاحب اثنا عشری رئیس آنریری مجسٹریٹ اٹاوہ کے مکان پر تشریف لے گئے۔ وہاں انہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فضائل بیان [illegible] صحابہ پر ترجیح [illegible] میں بہت غلو کیا۔ یہ بات [illegible] بیدم شاہ کو معلوم ہوئی جب [illegible] شاہ [illegible] بیدم شاہ کے مکان پر [illegible] تو مدلی شاہ اور بیدم شاہ سے جھگڑا [illegible] شاہ [illegible] تلخ کلامی کی نوبت پہنچی [illegible] بیدم شاہ نے ایک خط دیوہ کو معروف شاہ وارثی پیشکار حاجی وارث علیشاہ صاحب کے پاس بھیجا اور اس خط میں بیدم شاہ نے مدلی شاہ کا تمام حال [illegible] وہ [illegible] سلطان علیخان صاحب وارثی نے بیان کرتے تھے کہ اوس خط کے جواب میں حاجی صاحب کی طرف سے [illegible] شاہ کو لکھا ہوا مدلی شاہ کیلئے ایک عتاب نامہ آیا۔

جب یہانتک نوبت پہنچی تو مدلی شاہ نے شاید [illegible] جانیکا قصد کیا [illegible] تحریر [illegible] سے طلب کی تھی وہ انہوں نے دی نہین۔ ناچار ہماری طرف سے ایک اشتہار [illegible] فروری ۱۹۰۴ء [illegible] کو شائع کیا گیا جسکی نقل مطابق [illegible] ناظرین پیش کیجائیگی۔

ہمارے اشتہار کے شائع ہوتے [illegible] مخالفین مین ایک کھلبلی مچگئی اور حاجی صاحب کے بعض مریدوں نے اپنی بات گرتی ہوئی دیکھکر مدلی شاہ پر دباؤ ڈالا تو مدلی شاہ کی [illegible] ریشہ دوانیوں سے ان تمام واقعات سے جنکا ذکر ہم اوپر لکھ آئے ہیں اور جو [illegible] مشہور ہو گئے صاف انکار کر دیا اور آیۃ کریمہ لا تخشوهم واخشوني کا کچھ لحاظ نہ فرمایا۔

جب حاجی صاحب کے ان مریدوں نے دیکھا کہ مدلی شاہ ہمارے قابو میں آگئے تو چند لوگوں نے کٹرہ کی مسجد میں ایک جلسہ کیا اور اس جلسہ میں مدلی شاہ کو بلایا۔ اوس وقت مدلی شاہ نے اپنی فقیری اور ایمانداری کے خوب جوہر دکھلائے خدا کے گھر میں انہوں نے صریحًا جھوٹ بولا اور ہم پر لعنت بھیجی۔ فالی اللہ المشتکی۔

چونکہ لعنت غیر مستحق پر لوٹکر لامحالہ اسی پر پڑتی ہے

اس لئے اس لعنت کا فوری اثر یہ ہوا کہ جو لوگ مدلی شاہ کی پہلی تقریریں سن چکے تھے عام اس سے کہ وہ جماعت احمدیہ میں داخل تھے یا نہ تھے انہوں نے مدلی شاہ کو سب و شتم سے یاد کیا اور اسی روز سے اون کی وہ پہلی عزت کافور ہو گئی۔

دوسرا اثر اس لعنت کا اون پر یہ پڑا کہ وہ مذکورہ بالا جلسہ کے بعد ہی حاجی صاحب کے دربار سے جسکو وہ خدا کا دربار سمجھتے ہیں نکالے گئے لعنت کا مفہوم بھی یہی ہے کہ خدا سے دوری نصیب ہو یہ روایت عام طور پر اٹاوہ میں حاجی صاحب کے مریدوں کی زبانی مشہور ہوگی۔

تیسرا اثر لعنت کا اون پر یہ پڑا کہ جب وہ کٹرہ شہاب خان میں کسی شخص کے زنانہ مکان میں رہنے لگے تو وہاں سے اون کو ناگفتہ بہ حالت کے ساتھ علیحدہ ہونا پڑا۔

یہ ایسے واقعات ہیں جو اٹاوہ میں عام طور پر مشہور ہیں اور کوئی ایماندار آدمی ان سے انکار نہیں کرسکتا چوتھا اثر لعنت کا مدلی شاہ کی ذات پر پڑا اور جو اوسے گویا ہلاک کر گیا وہ ہمارا دوسرا اشتہار ہے جو مدلی شاہ کے انکار پر ۲۶ فروری ۱۹۰۴ء کو شائع ہوا جسکی وجہ سے مدلی شاہ کو اٹاوہ میں منہ دکھانیکی جا نہ رہی۔ آخر وہ سے نہایت ذلت و ندامت کے ساتھ خفیہ طور پر اٹاوہ سے بھاگنا پڑا۔ مثل ہے کہ ہارا کیا نہ کرتا اور ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بہت ہوتا ہے۔ اٹاوہ کے بعض شرارت پیشہ شیطنت مجسم مفسدہ پرداز و حیلہ ساز موسوسون نے انہیں شحنۂ ہند کی جناب میں رجوع کرنیکی تحریک کی۔

الجنس میل الی الجنس۔ ایڈیٹر شحنۂ ہند اونکی اعانت پر آمادہ ہوگئے اور صریح جھوٹا مراسلہ شائع کر دیا مگر جس شخص کو خدا ذلیل کرنا چاہے اوسے انسانی یا شیطانی حمایت کیا عزت بخش سکتی ہے اسلئے مدلی شاہ پہلے تو صرف اٹاوہ میں ہی ذلیل ہوا تھا۔ اب اس مراسلہ کی بدولت دنیا بھر میں ذلیل ہوگیا اور خود تو ڈوبا ہی تھا ایڈیٹر شحنۂ ہند کو اور اپنے ساتھ لے ڈوبا۔ فلعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

اگر مدلی شاہ میں کچھ بھی غیرت وحمیت وسچائی کی حرارت ہے تو وہ اٹاوہ میں آجائے اور ہمارے اشتہار ۲۶ فروری ۱۹۰۴ء کے مطابق جلسہ عام میں قرآن شریف کا حلف اٹھا کر بیان کرے کہ اوس نے مرزا صاحب کی دعاوی کی تصدیق کی ہے یا نہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اب وہ میدان میں آتا ہے یا نہیں یا شغال کیطرح دم دبا کر ایڈیٹر شحنۂ ہند کے پریس میں پناہ لیتا ہے۔ اس جلسہ میں وہ گواہ بھی بلائے جاوینگے جنکے نام ہمارے دوسرے اشتہار میں درج ہیں۔

اب ہم دونوں اشتہاروں کی نقل درج ذیل کرنے سے پیشتر معروف شاہ وارثی پیشکار حاجی وارث علی شاہ صاحب وحافظ عبد القیوم کے ان خطوط کا اقتباس بغرض ملاحظہ ناظرین پیش کرتے ہیں جو مدلی شاہ کے متعلق دونوں صاحبوں نے ہمارے خطوط کے جواب میں بھیجے ہیں۔

معروف شاہ وارثی رئیس دیوہ کا خط ہمارے نام

از دیوہ شریف ۱۲ فروری سنہ ۱۹۰۴ء

ما قصۂ سکندر و دارا نخواندہ ایم
از ما بجز حکایت مہر و وفا مپرس

بنا عنایت فرمائے من تسلیم

عنایت نامہ دستیاب ہوا۔ جواباً نگارش ہے کہ جس بارہ میں آپ مجھ سے دریافت کرتے ہیں اوس کے ساتھ ایک خط اٹاوہ سے بیدم شاہ کا بھی میرے پاس آیا تہا کہ مدنی شاہ نے بیان حضرت صاحب قبلہ کے حوالہ سے ایسا ایسا بیان کیا اون کو مین نے جناب حضرت صاحب قبلہ سے صحت کر کے جواب کہد یا تہا کہ اوس کا بیان غلط ہے یہ مقولہ جناب حضرت صاحب کا فرمودہ نہیں ہے۔ لہذا اوس کے بیان سے توقف نظر ضروری ہے۔ وہ لغو گو ہے اسکی بات کا ہرگز کوئی اعتبار نہیں کرنا چاہیئے اور وہ یہان کا نہ مرید ہے نہ فقیر نہ کو اوس سے کچھ تعلق نہیں چند روز سے سکونت اوس کی دیوہ مین ضرور ہے اور سکونت تہا اوس کی اسطرح ہے کہ گویا اوس کا بسیرا گوارہ دیوہ مین ہے۔ باقی زیادہ تر وہ باہر رہتا ہے۔

راقم معروف شاہ وارثی

حافظ عبد القیوم صاحب پانی پتی کے خط مورخہ ۳ رفروری ۱۹۰۴ء کا خلاصہ

شیدا صاحب مکرم بندہ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ جن صاحب نے آپ سے دربارہ قادیانی یہ کہا ہے کہ جناب قبلہ عالم حاجی صاحب دام المعتقدین کا تصدیق ہونا لکہا ہے بالکل غلط ہے ..... اور مدنی شاہ صاحب کا نام مجہکو بھی معلوم ہونا چاہیئے وہ بالکل غلط کہتے ہیں ..... مکرر التماس ہے کہ اب یہ فقیر دیوہ سے شریف جاتا ہے۔ ۵ رفروری ۱۹۰۴ء کو ہو جاویگا۔ مدنی شاہ صاحب کے نام و حلیہ سے مطلع کیا جاؤن۔

محمد عبد القیوم وارثی از کرنال
درگاہ حضرت قلندر صاحب رحمۃ علیہ

نوٹ:- ہم ان دونون خطون کو مع اپنے خطون کے علیحدہ شائع کرانا چاہتے ہیں اس وقت دونون خط حرف بحرف نقل کر کے شائع کئے جاسکیں گے ان ہر دو خطون کے جواب مین جو خط ہم نے ۲۵ رفروری کو روانہ کیا ہے اوس کا جواب ابتک ہمارے پاس نہیں آیا اس لئے ہم نے ان دونون خطون کا اقتباس کر کے جہان تک اون کو مدنی شاہ سے تعلق تہا بالفعل شائع کر دیا۔ منہ۔

نقل

اشتہار واجب الاظہار

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

حضرت حاجی وارث علیشاہ صاحب مدظلہ متوطن دیوہ شریف کے مریدوں کو ایک ضروری اطلاع

حسن اتفاق سے ایک بزرگ یعنی جناب مدنی شاہ صاحب جو حضرت حاجی وارث علیشاہ صاحب متوطن دیوہ شریف کے مرید مخلص ہیں آجکل اٹاوہ مین تشریف لائے ہین۔ اونکی زبانی مجھے معلوم ہوا کہ ایک جلسہ مین جسمین حافظ عبد القیوم صاحب پانی پتی بہی موجود تہے حضرت مرزا صاحب قادیانی کی بابت حضرت حاجی وارث علیشاہ صاحب سے دریافت کیا گیا تو حاجی صاحب موصوف نے فرمایا کہ مرزا صاحب قادیانی سچے ہیں اون کو ہرگز برا نہین کہنا چاہیئے۔ اعتراض کیا گیا کہ مرزا صاحب قادیانی مسیح ہونے کا دعوے کرتے ہین۔ اسپر حاجی صاحب نے فرمایا کہ مرزا صاحب سیدنا حضرت مسیح علیہ السلام کے درجہ پر پہنچے ہوئے ہین۔"

پس اب حضرت حاجی صاحب مدظلہ کے مریدون کی خدمت مین میری یہ التماس ہے کہ وہ اپنے پیر و مرشد کی اس شہادت حقہ کو صدق دل سے قبول کر لینگے اور حضرت مرزا صاحب مسیح موعود علیہ الصلواۃ والسلام کی مخالفت سے باز آجاوینگے بلکہ اس آسمانی نور سے جو کفر و ضلالت کی تاریکی کو دور کرنے کے لئے آسمان سے نازل ہوا ہے فائدہ اٹہانیکی کوشش کرینگے۔ اگر کسی صاحب کو میری تحریر مین شبہ ہو تو اون کو اختیار ہے کہ جناب مدنی شاہ صاحب سے خود اسبارہ مین تحقیق فرمالین یا براہ راست حضرت حاجی وارث علیشاہ صاحب مدظلہ سے دریافت کر لین۔ مین اسموقعہ پر حضرت مدنی شاہ صاحب کی حق پسندی و برکت و استقامت کا بہی دل سے مداح و ممنون ہون کہ اونہون نے اظہار حق مین لومۃ لائم کا کچھ خیال نہ کیا اور اٹاوہ کے بہت سے معزز آدمیون کے روبرو ایک سچی شہادت کو دلی انشراح کے ساتھ ادا کر دیا۔ خداوند کریم اون کو جزا دے۔ امید ہے کہ خدا ترس انصاف دوست حضرات حضرت حاجی صاحب کے اس ارشاد سے ضرور فائدہ اوٹہائینگے اور مولوی تجمل حسین صاحب وغیرہ کیطرح حضرت امام الزمان مسیح موعود علیہ الصلواۃ والسلام کی بدگوئی اور مخالفت سے توبہ کرینگے۔

المشتہر

سید صادق حسین مختار عدالت۔ سابق ایڈیٹر اخبار اظہار الحق اٹاوہ۔ ۸ رفروری سنہ ۱۹۰۴ء

اعلان دافع البہتان

ہم نے جو اشتہار واجب الاظہار مورخہ ۸ رفروری سنہ ۱۹۰۴ء کو شائع کیا تہا اوس کے متعلق ہمین معلوم ہوا کہ چند مسلمان اٹاوہ نے کٹرہ شہاب خان کی مسجد مین ایک جلسہ کیا اور اس جلسہ مین مدنی شاہ صاحب بہی بلائے گئے تہے اور مدنی شاہ صاحب سے ہمارے اشتہار مورخہ ۸ رفروری کے متعلق دریافت کیا گیا تو باختلاف روایت مدنی شاہ نے کہا کہ "لعنۃ اللہ علی الکاذبین"۔ مین نے وہ الفاظ جو حاجی صاحب کی زبانی اشتہار واجب الاظہار مین لکہے ہیں بیان نہین کئے نہ میرا وہ مفہوم تہا جو اشتہار مین لکہا ہے مین نے جو بیان کیا ہے لکہکر دونگا مدنی شاہ صاحب کی اس غلط بیانی نے بہت سے مسلمانون کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اشتہار واجب الاظہار مین نعوذ باللہ خلاف واقع باتین تحریر کیگئی ہین۔ اس لئے اس الزام کو دفع کرنے کیلئے ہمین ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہ اعلان شائع کرین لہذا جمیع مسلمانان اٹاوہ کی خدمت مین گذارش ہے کہ جناب مولوی تفضل حسین صاحب منشی ڈپٹی کلکٹری کوٹھی پر ایک عام جلسہ کیا جائے جسمین مدنی شاہ صاحب بلائے جائین اور انہین قرآن شریف کا حلف دیکر یہہ دریافت کیا جائے کہ انہون نے مرزا صاحب قادیانی کی بابت حاجی صاحب کا ارشاد کیا بیان کیا ہے اور نیز خود مدنی شاہ نے حضرت مرزا صاحب کی بابت اپنا ذاتی خیال کیا ظاہر کیا تہا۔ اگر ایسا کیا جائیگا تو ہمارے اشتہار کی صداقت تمام لوگون پر ظاہر ہو جائیگی اور یہ بہی معلوم ہو جائیگا کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کا مستحق کون ہے۔

ہماری تحریر کے گواہ صاحبان ذیل ہیں اگر ان سے حلفاً دریافت کیا جائیگا تو یہی ظاہر ہو جائیگا کہ جو کچہہ ہم نے مدنی شاہ صاحب کا بیان اپنے اشتہار مین لکہا ہے وہ سچ اور بالکل سچ ہے۔ مدنی شاہ صاحب اگر لوگون سے ڈر کر اپنے بیان سے مکر جائین تو اوس کا وبال اونہین پر ہے ہمارا دامن اوس سے پاک ہے۔ نام ان گواہون کے جنکے سامنے مدنی شاہ نے ہمارے اشتہار واجب الاظہار کے مطابق بیان کیا۔

(۱) ابو الحسن شاہ صاحب مرید حضرت حاجی وارث علیشاہ صاحب
(۲) بیدم شاہ صاحب مرید حضرت حاجی وارث علیشاہ صاحب
(۳) سید محمد حسین صاحب عرف شہزادہ صاحب رئیس
(۴) مولوی تفضل حسین صاحب منشی ڈپٹی کلکٹری رئیس اٹاوہ
(۵) منشی سید حسین صاحب خلف اوسط مولوی صاحب موصوف
(۶) سید رحمت علی صاحب ساکن شکوہ آباد۔
(۷) امراؤ خانصاحب نابینا موذن مسجد محلہ چوہنا۔
(۸) شیخ سعید احمد بخالی ساکن کٹرہ شہاب خان
(۹) مظفر علیخانصاحب مرید حضرت حاجی وارث علیشاہ صاحب
(۱۰) شیخ باقر حسین صاحب کاپی نویس البشیر پریس اٹاوہ
(۱۱) مولوی تجمل حسین صاحب خلف اکبر مولوی تفضل حسین صاحب
(۱۲) شیخ ابن حسن صاحب زمیندار رئیس اٹاوہ
(۱۳) خانصاحب نذیر خان ساکن کٹرہ شہاب خان۔

ان کے علاوہ اور بہی بہت سے گواہ ہین جنکے نام طوالت کیوجہ سے ترک کئے گئے۔

المشتہر

خاکسار صادق حسین مختار۔ سابق ایڈیٹر اخبار اظہار الحق اٹاوہ۔ ۱۶ رفروری سنہ ۱۹۰۴ء۔

مسلمانونکی حالت اور امام کی ضرورت

موضع تیماپور تعلقہ شوراپور ضلع لنگسگور حیدرآباد دکن مین ایکماہ کے عرصہ سے طاعون جاری ہے۔ دوم تعلقدار صاحب و ڈاکٹر صاحب و تحصیلدار صاحب بوجہ انتظام طاعون تعلقہ شوراپور سے جو ایک میل کے فاصلہ پر ہے تشریف لائے اور باہر کے دوکان پر بیٹہکر حوض کی صفائی کا انتظام فرما رہے تہے اسی اثنا مین ایک سید لنگا صاحب لیس جینی تاجر بہی وانی اگر سرکار سے یہ عرض کی کہ سیندی والے گنتہ دار وغیرہ روزانہ تاڑی باسی سیندی بیچتا ہے ہم لوگوا کے پینے سے بیمار ہونیکا اندیشہ ہے اسکا انتظام ضروری ہے۔ ڈاکٹر سکھنندلال صاحب جو ہندو تہے انہون نے کہا کہ تم تمام لوگ سیندی پینے والے ملکر ایک بین اتفاق کرکے دو چار روز سیندی پینا ہی چہوڑ دو تو وہ ہر روز تازی سیندی لاکر فروخت کریگا یہ سنکر وہ مسلمان صاحب لوگ جواب نہ دے سکا۔ آخر کار ڈاکٹر صاحب اوسکی دوکانون تک جا کر تمام سیندی آبادی سے چار سو قدم کے فاصلہ پر بہا دی پھر اسکے تین چار روز بعد کل موضع تیماپور خالی کرنیکیلئے مین عہدہ دار سرکاری تیار ہوئے براے سب ہندو رعایا کو جمع کر کے اور بستی خالی کرنیکے فائدے حاضرین کو سنا کر مکانات خالی کرنیکی ترغیب دی۔ ایک مسلمان صاحب نے کہا کہ سرکار عالیین سوچ کر دین ہم اب طاعون کا زور نہین ہوگا سب بہاگ گئی گوبند نائک صاحب تعلقدار جو برہمن ہے کہا کہ یہ پرانے خیالات ہین اب اس سے کام نہیں چلتا۔

بعد محرم کو خاکسار کسب لوگونکی حالت جو بیلی کے گاؤنکے باہر رہ گئے دیکہنے کیلئے گیا تو متفرق جہونپڑے لگا کر رہتے ہیں۔ ایک بکرہ قصاب از چار پانچ مسلمان صاحبان سید آ مین جا رہی ہے وہ بھی دیکہکر دیکہنے آئی اور قصاب نے کہا کہ بکرا ذبح کرنا ہے آپ ذبح کر دیجئے۔ خاکسار اس خیال سے کہ شاید یہ بکرا غیر اللہ کا ہو چونکہ شودر بستی کے دن بہی ہین نیز اگر لوگ طاعون کی وجہ سے ہر وقتی نذر و نیاز بہی کرتے ہین میں نے اون مسلمانونکی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ لوگون سے ذبح کرا لو تو قصاب نے جواب دیا کہ مذبح کرنے میں کوئی کسبی ہے کہ مجہے ذبح کرنا آتا ہی نہین کیونکہ کتا و مجھے آنکہ کیو برابر نظر نہین آتا۔ تو خاکسار نے کہا کہ یہ لوگ کر سکتے ہین اسمین کوئی بڑی بات ہے۔ پھر قصاب نے اون کو دوبارہ ذبح کیلئے اصرار کیا تو وہ انکاری کرتا آخر قصاب نے یہ کہا کہ نیت پڑہ کر چہری پہیر دو مین ذبح کر لیتا ہون یہ مجہے بھی مین کچہہ شک شبہ اوس نے کہا کہ کسی کی منذر یہ کیا نہین ہے قصاب نے کہا نہین صاحب مین کسبی ہون دوکان لاتا ہون گوشت فروخت کرنیکیلئے کاٹتا ہون۔ مین اسکے ساتھ چلکر ذبح کرکیا مجہے یقین ہوا کہ بعض وقت مسلمان لوگ چہری پر نیت پڑھ دیتے ہونگے۔ اسلئے اون سے ایسا سوال کیا۔ یہ مسلمانونکی حالت ہے پھر اوس پر یہ خیال

[illegible]

مظلومانِ پوسٹ آفس

اور سیر اورانکی مشکلات

دیہاتی چٹھی رسانوں اور ہرکاروں کے کام کی نگرانی کیلئے عہ ماہوار کے اورسیر مقرر ہیں جنکا یہ کام ہوتا ہے کہ وہ دیہات میں گشت کر کے یہ دریافت کرین کہ آیا چٹھی رسان اپنے وقت پر آتا ہے یا نہیں اور اگر آتا ہے تو لوگوں سے ناجائز طور پر کچھ وصول تو نہیں کرتا اور اسی قسم کے کام ان کے سپرد ہوتے ہیں جن پر بحث کرنا اسوقت ہمارا کام نہیں ہے بلکہ ہم اس نوٹ میں صرف افسران بالادست کو اس امر پر توجہ دلاتے ہیں کہ بلحاظ ان کی ذمہ داری اور کثرت کام کے جو ان کو معاوضہ دیا جاتا ہے وہ کافی نہیں ہے اور اسی کم معاوضہ کیوجہ سے اور ان مشکلات کیوجہ سے جو روزانہ سفر کی وجہ سے ان کو پیش آتی ہیں یا تو وہ اس امر پر مجبور ہوتے ہیں کہ اپنی کارگذاری فرضی دکھائیں۔ چنانچہ کبھی کبھی افسران بالادست کے پاس اس قسم کی شکایتیں بھی ہو جاتی ہیں کہ فلان اورسیر جھوٹی ڈائریاں بناتا ہے۔ لیکن اگر ایسی شکایات صحیح بھی ہوں تو ہم پوچھتے ہیں کہ اس قسم کی فرضی کارروائیاں کرنے کی تحریک کیا خود اعلےٰ افسر نہیں دیتے؟ جبکہ وہ ان کے پاس اسقدر کام دیدیتے ہیں جو وہ کر نہیں سکتے اور روزانہ سفر اور بھی ان کی طاقتوں کو کمزور کر دیتا ہے اورسیر اپنے فرض منصبی کو پوری تندہی اور کمال دیانتداری سے اسوقت ادا کر سکتے ہیں جبکہ ان کو ہارس الونس دیا جاوے اور ایک گھوڑا رکھنے کے واسطے ان کو تاکید کی جاوے۔ سواری کی حالت میں روزانہ سفر ان کو ناگوار نہیں معلوم ہوگا۔ اور ان کو فرضی کارروائی کرنے کیواسطے کوئی موقعہ نہیں رہیگا۔ اگرچہ اسوقت ہم کسی پر یہ الزام نہیں لگاتے کہ فلان شخص فرضی کارروائی کرتا ہے لیکن اس میں کوئی کلام نہیں کہ موجودہ صورت میں سفر کی مشکلات انکو اس قسم کی تحریک ضرور کر سکتی ہیں۔ اس لئے ہم افسران بالادست کی خدمت میں التماس کرتے ہیں کہ اس عہدہ کی حیثیت اور وقعت کو قائم رکھنے کے خیال سے اور ان بیچاروں کی حالت زار کا اندازہ کر کے ان کیلئے یا تو ہارس الونس تجویز کیا جائے اور یا اگر یہ فی الحال مناسب ہو تو کم از کم اتنا ہی ہو کہ فی میل ہر سفر کے حساب سے سفر خرچ ملا کرے اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو یہ ہو کہ انکی تنخواہ ہی کم از کم بیس روپیہ ماہوار ہو۔ ہم امید کرتے ہیں کہ افسران بالادست اس سوال پر غور کرینگے۔

مدرسوں میں ڈاکخانے

ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم اور ڈائرکٹر جنرل ڈاکخانجات کی توجہ طلب

ڈاکخانے کی فوائد کے عام کرنے اور کثرت سے ڈاکخانے کھولنے کی ضرورت نے سررشتہ پوسٹ آفس کو ایک وقت میں اس تجویز کی طرف مائل کیا تھا کہ خفیف سا الونس مدرسوں کو دیکر مدرسوں میں ڈاکخانے کھولے گئے تھے۔ چنانچہ اسوقت تک کثرت کے ساتھ ایسے ڈاکخانے موجود ہیں جنکا تعلق مدرسوں کے ساتھ ہے لیکن غور طلب یہ امر ہے کہ کیا اس تجویز سے پبلک یا سرکار کو کوئی فائدہ پہونچتا ہے یا نہیں؟

ابتداً جب یہ تجویز کیگئی تھی۔ تو ان مدرسوں کے ڈاکخانوں کی نگرانی اور انتظام سررشتہ تعلیم کے ڈسٹرکٹ انسپکٹروں کے ہاتھ میں تھا۔ اور ان کے ماتحت محکمہ ڈاکخانہ کی طرف سے ایک اورسیر بھی ہوتا تھا۔ ڈسٹرکٹ انسپکٹروں کو اپنی تنخواہ کے علاوہ محکمہ ڈاکخانہ کیطرف سے بھی کچھ الونس ماہوار ملا کرتا تھا۔ بحالیکہ انکا کام نگرانی ڈاکخانجات بہت ہی کم تھا۔ اور وہ بھی عموماً وہ اورسیر جو انکو دیا جاتا تھا دیکھا کرتا تھا۔ یہ الونس در فائدہ ڈسٹرکٹ انسپکٹروں کے لئے ایک عمدہ تحریک کا باعث تھا۔ کہ وہ ایسے ڈاکخانے کثرت کیساتھ جاری کرائیں یا کم از کم یہ کہ مدرسوں کے ساتھ ان کا تعلق ہو لیکن بعد میں محکمہ ڈاکخانہ نے اپنے فوائد کو ملحوظ رکھکر ڈسٹرکٹ انسپکٹروں سے اس نگرانی کو لیا اور اپنے انسپکٹر ہی ایسے ڈاکخانوں کے دیکھنے کے واسطے بھی مجاز ٹھہرائے۔

چنانچہ ابتک یہی عملدرآمد ہو رہا ہے۔ اور اب قابل غور یہ امر ہے کہ کیا یہ تجویز سرکار اور **پبلک کیلئے مفید ہے یا مضر ہے** ہماری رائے میں اس تجویز سے نہ سرکار کا فائدہ ہے اور نہ رعایا کا بلکہ دونوں کے واسطے مضر ہے جسکے دلائل ہم ذیل میں پیش کرتے ہیں۔

اول مدرسین چونکہ سررشتہ تعلیم کے ملازم حقیقی ہوتے ہیں وہ افسران ڈاکخانہ کی کوئی حقیقت ہی نہیں سمجھتے بلکہ جب سے ڈائرکٹر جنرل ڈاکخانجات ہند نے یہ سرکلر جاری فرمایا ہے کہ انسپکٹر مدرسوں میں جاکر نہ اترا کریں بعض مدرسوں کو اور بھی دلیری اور جرأت ہوگئی ہے کہ وہ انسپکٹران ڈاکخانجات کی کوئی پرواہ نہ کریں۔ ایک تو پہلے ہی سے ان بیچاروں کا یہ حال ہوتا ہے کہ جب وہ کسی ڈاکخانے کو دیکھنے جاویں تو کوئی گاؤں کا چوکیدار یا نمبردار پوچھتا بھی نہیں کہ ان کو کسی چیز کی ضرورت ہے علاوہ ازیں ہر ایک چیز کی قیمت دیتے ہیں لیکن پھر بھی برخلاف پولیس یا اور محکمے کے اولی چپڑاسیوں کے مقابلہ میں بھی ان کی رسد رسانی اور ضروری امور میں مدد دینے کیلئے کوئی توجہ ہی نہیں کرتا کیوں؟ خود افسران ڈاکخانہ ان کی ایسی تحریروں پر اگر دور کرین توجہ کرنے کو طیار نہیں۔ غرض مدرس ان کو اپنا افسر نہیں سمجھتے۔ اور اس کی ایک وجہ اور بھی ہے یہ لوگ براہ راست کسی مدرس کو جو ڈاکخانہ بھی رکھتا ہے ڈاکخانہ کا قصور کرنے کی وجہ سے سزا نہیں دیسکتے جبتک خود سپرنٹنڈنٹ اپنے ماتحتوں کو سزا دیسکتے ہیں۔ اس بات نے ان لوگوں کو بہت دلیر کر دیا ہے اور وہ کچھ پرواہ نہیں کرتے ہمیں ایک سپرنٹنڈنٹ بہادر سے ملنے کا اتفاق ہوا جو ایک برانچ آفس متعلقہ مدرسہ میں کسی تحقیقات کیلئے تشریف لیگئے تھے تو اثنائے گفتگو میں سپرنٹنڈنٹ صاحب نے فرمایا کہ ایک معاملہ کے متعلق جب میں نے استفسار کیا کہ تم نے مجھے کیوں اطلاع نہیں دی تو اس نے نہایت لاپرواہی سے کہا کہ میں تو جانتا بھی نہیں کہ ڈاکخانہ کا سپرنٹنڈنٹ بھی کوئی ہوتا ہے؟ حالانکہ یہ ایک معمولی بات ہے لیکن اس مدرس نے یونہی کہدیا کہ مجھے علم ہی نہیں اگر وہ سپرنٹنڈنٹ بہادر کو اپنا افسر سمجھتا تو کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ اسطرح جواب دیتا۔ یہ اسکی شوخی تھی جو بات کو اسطرح ٹالدیا۔ مختصر یہ کہ وہ اپنا افسر صرف سررشتہ تعلیم کے محکمہ کو سمجھتے ہیں۔ جس سے انکو مستقل تنخواہ ملتی ہے اور افسران ڈاکخانہ کو افسر نہیں سمجھتے۔ اگر انسپکٹر صاحبان نیک نیتی کیساتھ اس معاملہ میں اپنی رائے ظاہر کریں اور وہ کسر شان نہ سمجھیں تو وہ صاف طور پر کہہ سکتے ہیں کہ واقعی ایسا ہی ہوتا ہے۔

دوم پبلک کو نقصان اسطرح پہونچتا ہے کہ مدرس چٹھیات عموماً لڑکوں کی معرفت تقسیم کراتے ہیں جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بعض اوقات چٹھیات گم ہو جاتی ہیں اور یا یہ کہ دیر سے پہونچتی ہیں۔ دیہاتی لوگ چونکہ شکایت کرنے کی عادی نہیں ہوتے یا انکو علم نہیں ہوتا اور اس کے علاوہ دیہاتی مدرس نمبرداروں یا ذیلداروں کے ساتھ عموماً راہ و رسم رکھتے ہیں اسلئے اگر کوئی شکایت کرنے پر آمادہ بھی ہو تو اسکو نمبردار کی ذریعہ درست کرا لیتے ہیں اور اگر شکایت ہو بھی جائے تو پھر تفتیش پر اسکو غلط ثابت کرانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ غرض پبلک کو اسطرح نقصان پہونچتا ہے۔ اور اس میں تو کوئی کلام ہی نہیں ہو سکتا کہ وہ ڈاک کو اوقات تعلیم میں (بجز خاص صورتوں کے جہاں ڈاک اوقات تعلیم کے بعد آتی ہو) کھولتے اور روانہ کرتے ہیں جس سے تعلیمی اوقات میں ہرج ہوتا ہے۔ پس ہم سررشتہ تعلیم کو لائق اور واجب العزت ڈائرکٹر صاحب پنجاب سے بھی یہ التماس کرتے ہیں کہ وہ مدرسوں کو فوراً ڈاکخانوں کے رکھنے کی ہدایت کریں اور ایسا ہی ڈائرکٹر جنرل ڈاکخانجات ہند کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ وہ پبلک کے فائدہ اور سرکار کی اغراض کو مدنظر رکھکر ایسے چھوٹے ڈاکخانے بجائے مدرسوں کے دیگر دکانداروں یا اور لوگوں کو جو اسکے اہل ہوں دیدیں اور اگر وہ الونس میں تھوڑا سا اضافہ کر کے پانچ یا چھ روپیہ ماہوار ہر ایک برانچ آفس کا الونس مقرر کر دیں تو کم از کم مڈل پاس مل سکتے ہیں ہم اس مضمون پر کسیقدر وضاحت سے روشنی ڈالنے کا ارادہ رکھتے ہیں

امرتسر ڈویژن کا سپرنٹنڈنٹ

امرتسر ڈویژن کے سپرنٹنڈنٹ کے متعلق اس سے پہلے ایک دفعہ ہم نے ظاہر کیا تھا کہ امرتسر ڈویژن کی حالت زار ہونے کی یہ وجہ ہے کہ عرصہ تک کوئی سپرنٹنڈنٹ یہاں نہیں آتا بلکہ جب اسکی واقفیت اس ڈویژن کے متعلق بڑھتی ہے اور وہ ان نقائص کے دور کرنے کیطرف توجہ کرتا ہے جو اس ڈویژن میں پیدا ہوئے ہیں تو اسکو یہاں سے چلا جانا پڑتا ہے ہمارے اس نوٹ پر گذشتہ ایام میں توجہ کیگئی تھی اور خلیفہ فضل حسین صاحب موجودہ سپرنٹنڈنٹ کو جو ان دنوں لائل پور کیطرف جانیوالے تھے یہاں ہی رہنے دیا گیا تھا۔ مگر اب ہمارے کانوں میں یہ بات سنائی دی ہے کہ عنقریب خلیفہ صاحب اس عہدہ کا چارج کسی انگریز کو دینے والے ہیں ہمارا یہ کام نہیں ہے کہ حکام کی تغییر و تبدل میں دخل دیں بلکہ ایسی تحریریں ہم بارادہ پبلک و سرکار کی بنا پر عام خیالات کا اظہار کرتی ہیں۔ گو ابھی تک ہم وثوق سے نہیں کہہ سکتے کہ یہ افواہ کہاں تک سچ ہے لیکن اگر اسکو صحیح مان لیا جاوے تو ہم اتنا عرض کرینگے کہ خلیفہ صاحب نے امرتسر ڈویژن کی اصلاح کیطرف بہت توجہ کی ہے اور چونکہ وہ دیسی ہیں اسلئے ہر ایک دیسی بلاتکلف انسے ملکر اپنا عرض حال کر سکتا ہے اور بوجہ تدریجی ترقی کے وہ کل کام سے بخوبی واقف ہیں اور کلرکوں اور پوسٹماسٹروں وغیرہ کی مشکلات سے پورے آگاہ ہیں۔ امرتسر ڈویژن کی اصلاح کیلئے ضرورت اس امر کی ہے کہ جو شخص اس ڈویژن کے حالات سے پورا واقف اور آگاہ ہو اور جعلسازوں سازشوں اور چالاکیوں کا جو بعض اوقات اس ڈویژن میں ظہور پذیر ہوتی ہیں انکا علم رکھتا ہو سو یہ باتیں خلیفہ صاحب کو حاصل ہیں اور انہوں نے اس ڈویژن کی درستی کیطرف توجہ کی ہوئی ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ پوسٹماسٹر جنرل صاحب اس ڈویژن کی اصلاح کے خیال سے اور خلیفہ صاحب کی قابلیت کو ملحوظ رکھکر فی الحال اس ڈویژن میں انہیں رہنے دینگے تاکہ جو جو نقص ابھی باقی ہیں اور جنکی طرف وہ توجہ کر رہے ہیں دور ہو جائیں۔ ہم کسی اگلے مضمون میں ان اصلاحوں کی ایک تفصیل دینگے جو خلیفہ صاحب کے آنے سے ہوئی ہیں۔ اور جو عرصہ سے چلی آتی تھیں۔ خلیفہ صاحب کی قابلیت اور وسیع واقفیت کے متعلق ہمکو کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ابھی پچھلے امتحان میں آپ ہندوستان بھر میں **اول** رہے ہیں البتہ ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ انکے دفتر کے متعلق جو شکایات وقتاً فوقتاً سنی جاتی ہیں اسپر انکی توجہ ہونی چاہئے اگرچہ اسوقت ان شکایتوں میں بہت کچھ کمی ہوگئی ہے کیونکہ خلیفہ صاحب اپنے ہاتھ سے کام کرتے ہیں۔ اور کلرکوں پر کام کا انحصار نہیں کرتے۔ اور ماتحتوں کو شکایتوں کا زیادہ موقعہ اسوقت ملتا ہے جبکہ سپرنٹنڈنٹ خود توجہ نہ کرے اور

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان کارخانہ کی اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

www.aaiil.org

رجسٹرڈ ایل ۴

مسیح موعود کی صلح کاری اور امان کا لواء

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا
اب اسکے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے
وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جنہوں نے
تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام
تلوار کے جہاد ختم ہو جائینگے سو اب میرے
ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں
ہماری طرف سے امان اور صلحکاری کا
سفید جھنڈا بلند کیا گیا
ہے

مسیح موعود کا اعلان

وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

الحکم

پیشگی قیمت سالانہ

عوام سے ۵ء
خواص و معاونین سے .. ۵ء
ہندوستان سے باہر ۷ء
غیر مذاہب والوں سے ۱۲ء

اپنی جماعت کے غیر مستطیع
لوگوں سے ۲ء ۱۲ء

چہ گویم بایں گرانی چہ در قادیاں ہستی	روا ہستی شفا ہستی غرض دار الامان ہستی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۱۴ و ۱۵ | دار الامان قادیان مورخہ ۳۰ اپریل و ۱۰ مئی سنہ ۱۹۰۴ء | جلد ۸

کلماتِ طیبات احمدیہ
علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ

۱۹۔ اپریل کی شام

"زندگی کے فیشن سے بہت دور جا پڑے ہیں" یہ الہام آج اعلیٰحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہوا تھا۔ اسپر فرمایا کہ زندگی کی اصل غرض اور مقصود تو اللہ تعالے کی عبادۃ ہے مگر اسوقت میں دیکھتا ہوں کہ عام طور پر لوگ اس غرض اور مقصود کو فراموش کر چکے ہیں اور کھانے پینے اور حیوانوں کی طرح زندگی بسر کرنے کے سوا اور کوئی مقصود نہیں رہا ہے۔ اللہ تعالے چاہتا ہے کہ دنیا کو پھر اسکی زندگی کی غرض سے آگاہ کرے اور یہ فناء قہری اسکو رجوع کرائیگی۔

اسلیے ہر ایک شخص کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کا خوف کرے اللہ تعالیٰ کا خوف اسکو بہت سی نیکیوں کا وارث بنائے گا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے وہی اچھا ہے کیونکہ اس خوف کی وجہ سے اسکو ایک بصیرت ملتی ہے جس کے ذریعہ وہ گناہ سے بچتا ہے۔ بہت سے لوگ تو ایسے ہوتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احسانات اور انعام اور اکرام پر غور کر کے شرمندہ ہو جاتے ہیں اور اسکی نافرمانی اور خلاف ورزی سے بچتے ہیں۔ لیکن ایک قسم لوگوں کی ایسی بھی ہے جو اسکے قہر سے ڈرتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ اچھا اور نیک تو وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی نظر میں اچھا ہے۔ بہت لوگ ہیں جو اپنے آپ کو دھوکا دیتے ہیں اور سمجھ لیتے ہیں کہ ہم متقی ہیں مگر اصل میں متقی جنکا نام اللہ تعالیٰ کے دفتر میں متقی ہو۔

اسوقت اللہ تعالیٰ کے اسم ستار کی تجلی ہے لیکن قیامت کے دن جب پردہ دری کی تجلی ہوگی اسوقت تمام حقیقت کھل جائے گی۔ اس تجلی کے وقت بہت سے ایسے بھی ہونگے جو آج بڑے متقی اور پرہیزگار نظر آتے ہیں قیامت کے دن وہ بڑے فاسق فاجر نظر آئیں گے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ عمل صالحہ ہماری اپنی تجویز اور قرارداد سے نہیں ہو سکتا۔ اصل میں اعمال صالحہ وہ ہیں جس میں کسی نوع کا کوئی فساد نہ ہو کیونکہ صالح فساد کی ضد ہے جیسے غذا طیب اسوقت ہوتی ہے کہ وہ نہ کچی ہو نہ سڑی ہوئی ہو اور نہ کسی ادنیٰ درجہ کی جنس کی ہو بلکہ ایسی ہو جو فوراً جزو بدن ہو جانے والی ہو۔ اسی طرح پر ضروری ہے کہ عمل صالح میں بھی کسی قسم کا فساد نہ ہو یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق ہو اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے موافق ہو۔ اور پھر نہ اس میں کسی قسم کا کسل ہو نہ عجب ہو نہ ریا ہو نہ وہ اپنی تجویز سے ہو۔ جب ایسا عمل ہو تو وہ عمل صالح کہلاتا ہے اور یہ کبریت احمر ہے۔

شیطان انسان کو گمراہ کرنے کے اور اسکے اعمال کو فاسد بنانے کے واسطے ہمیشہ تاک میں لگا رہتا ہے۔ یہانتک کہ وہ نیکی کے کاموں میں بھی اسکو گمراہ کرنا چاہتا ہے اور کسی نہ کسی قسم کا فساد ڈالنے کی تدبیریں کرتا ہے۔ نماز پڑھتا ہے تو اس میں بھی ریا وغیرہ کوئی شعبہ فساد کا ملا دیتا ہے۔ ایک امامت کرانے والے کو بھی اس آفت میں مبتلا کرنا چاہتا ہے پس اسکے حملے سے کبھی بے خوف نہیں ہونا چاہیے کیونکہ اسکے حملے تو فاسق فاجروں پر تو کھلے کھلے ہوتے ہیں وہ تو گویا اسکا شکار ہیں لیکن زاہدوں پر بھی حملہ کرنے سے وہ نہیں چوکتا اور کسی نہ کسی رنگ میں موقع پا کر ان پر بھی حملہ کر بیٹھتا ہے۔ جو لوگ خدا کے فضل کے نیچے ہوتے ہیں اور شیطان کی باریک شرارتوں سے آگاہ ہوتے ہیں وہ تو بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے ہیں لیکن جو ابھی خام اور کمزور ہوتے ہیں وہ کبھی کبھی مبتلا ہو جاتے ہیں۔

ریا اور عجب وغیرہ سے بچنے کے واسطے ایک ملامتی فرقہ ہے جو اپنی نیکیوں کو چھپاتا ہے اور سیئات کو ظاہر کرتا رہتا ہے۔ وہ اسطرح پر سمجھتے ہیں کہ ہم شیطان کے حملوں سے بچ جاتے ہیں مگر میرے نزدیک وہ بھی کامل نہیں ہیں۔ ان کے دل میں بھی غیر ہے اگر غیر نہ ہوتا تو وہ کبھی ایسا نہ کرتے۔ انسان معرفت اور سلوک میں اس وقت کامل ہوتا ہے جب کسی نوع اور رنگ کا غیر ان کے دل میں نہ رہے اور یہ فرقہ انبیاء علیہم السلام کا ہوتا ہے۔ یہ ایسا کامل گروہ ہوتا ہے کہ اسکے دل میں غیر کا وجود بالکل معدوم ہوتا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ غیر کے وجود کو کالعدم سمجھنا یہ بھی اختیاری نہیں ہے کیونکہ یہ حالت عشقیہ ہے جو از خود پیدا نہیں ہو سکتی بلکہ اسکی جڑ محبت ذاتی ہے جب محبت ذاتی کے مقام پر انسان پہنچتا ہے تو یہ عشقیہ حالت پیدا ہو کر غیر کے وجود کو جلا دیتی ہے۔

کیا؟
الحکم کے متعلق آپکا کوئی فرض نہیں ہے؟ اگر ہے تو آپ سوچکر جواب دیں آپنے اسی کس حد تک ادا کیا ہے؟

www.aaiil.org

بقیہ مضمون صفحہ اول

جب محبت ذاتی پیدا ہو جاتی ہے اُسوقت حالت عشقیہ پیدا ہو کر وجود غیر کو جلا دیتی ہے اور پھر کسی کے مدح و ذم یا عذاب و ثواب کی بھی پروا نہیں ہوتی۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی اپنی مدح بھی سن لیا کرتے تھے لیکن اس سے یہ سمجھ لینا کہ آپکو اس مدح کی پروا ہوتی تھی سخت غلطی ہے آپ کو ان باتوں کا کوئی احساس نہیں ہوتا تھا اور کوئی اثر اس کا آپ پر نہیں ہو سکتا تھا۔ ایک محل مدح ایسا ہوتا ہے کہ دوسرے کو ہلاک کر دیتا ہے لیکن آپ کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ وہ تعلق اور رشتہ تھا کہ کسی دوسرے کی سمجھ میں بھی نہیں آ سکتا تھا۔ پس آپ کسی انسان کی مدح سے کیا خوش ہو سکتے تھے۔ ایسا ہی ذم کا حال ہے۔ آپ تو اللہ تعالیٰ کی **محبت ذاتی** میں فنا ہو چکے تھے غیر کا احساس باقی ہی نہیں رہا تھا اسلیے سارے مقام ختم ہو چکے تھے۔

اصل بات یہ ہے کہ یہی وہ مقام ہے جو مقام امن کہلاتا ہے۔ زاہد خشک کی مدح کرنے والا اسکو ہلاک کر سکتا ہے کیونکہ وہ اس مدح سے خوش ہو کر اپنے **وجود** کو بھی کچھ شے سمجھنے لگتا ہے اور اپنے اعمال پر ایک ناز کرنے لگتا ہے۔ مگر یاد رکھو کہ یہ مراتب بھی وہبی ہیں کوشش سے نہیں ملتے۔ اور انسان کامل اسی مقام پر ہوتا ہے **صوفی** کہتے ہیں جب تک محبت ذاتی نہ ہو جاوے ایسی محبت کہ بہشت اور دوزخ پر بھی نظر نہ ہو اُسوقت تک کامل نہیں ہوتا اس سے پہلے اسکا خدا بہشت اور دوزخ ہوتے ہیں لیکن جب وہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے تو پھر اسکے لیے **اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ** کا حکم ہوتا ہے کیونکہ ان کی رضا خدا کی رضا ہوتی ہے جبتک یہ حال نہ ہو اندیشہ ہوتا ہے کہ نیکی ضائع نہ ہو جاوے۔ ذاتی محبت والے سے اگر اسکی غرض پوچھی جاوے کہ تو کیوں خدا کی عبادت کرتا ہے تو وہ کچھ بھی بتا نہیں سکتا کیونکہ اُسے کوئی ذاتی غرض محسوس ہی نہیں ہوتی بلکہ اگر اسکے لیے دوزخ کی **وعید** بھی ہو کہ تو اگر عبادت کرے گا تو دوزخ ملے گا تب بھی وہ رک نہیں سکتا کیونکہ اسکے رگ و ریشہ میں اللہ تعالیٰ ہی کی عظمت اور محبت ہوتی ہے وہ بے اختیار ہو کر اسکی طرف کھچا چلا جاتا ہے۔ اسے نہیں معلوم کہ کیوں کھچا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نہ وہ ثواب و عذاب کی پروا کرتا ہے اور نہ مدح و ذم کا اثر اس پر ہوتا ہے۔ انبیا و رسل اسی مقام پر ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ دنیا کی مخالفت اور خطرناک مصائب اور مشکلات انکو اپنے کام سے ہٹا نہیں سکتیں میں **اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ** میں اسی مقام کو سمجھتا ہوں یہ ایسا دارالامان ہے کہ شیطان اسکے نہیں آ سکتا۔ ایک زاہد بعض وقت **مغضوب** کے زمرہ میں آ سکتا ہے لیکن جو **اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ** کے مقام پر پہنچ گیا وہ محفوظ ہو گیا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ محبت ذاتی کی آگ غیر کے وجود کو مطلقاً جلا دیتی ہے اور اسکو امن میں داخل کر دیتی ہے **استجابت دعا** بھی اسی مقام پر ہوتا ہے۔ یہ ایسا ارفع اور اعلیٰ مقام ہے کہ اس کی تصریح بھی نہیں ہو سکتی یہ ایک کیفیت ہے جو دوسرے کو اچھی طرح سمجھا بھی نہیں سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ **انبیاء** علیہم السلام کے گلہ کرنے سے بھی انسان کافر ہو جاتا ہے۔ چونکہ وہ ان تعلقات سے محض ناآشنا ہوتا ہے جو انبیا و رسل اور اللہ تعالیٰ میں ہوتے ہیں اسلیے کسی ایسے امر کو جو ہماری سمجھ اور دانش سے بالاتر اور بالاتر ہے اپنی عقل کے پیمانہ سے ناپنا صریح حماقت ہے مثلاً آدم علیہ السلام کا گلہ کرنے لگے کہ انھوں نے درخت ممنوع کا پھل کھایا۔ یا **عَبَسَ وَ تَوَلّٰی** کہنے بیٹھے۔ ایسی حرکت آداب الرسل کے خلاف ہے اور کفر کی حد تک پہونچا دیتی ہے چونکہ خدا تعالیٰ اُن کا محبوب ہوتا ہے بعض اوقات وہ کسی بات پر گویا روٹھ جاتا ہے۔ وہ باتیں عام قانون جرائم و ذنوب سے الگ ہوتی ہیں ۳۰ سال کے قریب کا عرصہ ہوتا ہے کہ ایک مقرب فرشتہ کو میں نے دیکھا جس نے مجھ کو ایک توت کی چھڑی ماری۔ پھر میں نے اسکو دیکھا کہ کرسی پر بیٹھکر رونے لگا۔ یہ ایک نسبت بتائی ہے کہ جیسے بعض اوقات والدہ بچہ کو مارتی ہے پھر رقت سے خود ہی رونے لگتی ہے یہ ایک لطیف استعارہ ہے جو مجھ پر ظاہر کیا گیا ہے۔

میری سمجھ میں بھی نہیں آتا کہ ان تعلقات کو جو انبیا رسل اور اللہ تعالیٰ میں ہوتے ہیں کسطرح ظاہر کیا جاوے یہ تعلقات ایسے شدید اور گہرے ہوتے ہیں کہ بجز کامل الایمان ہونے اور اس کوچہ سے آشنا ہونے کے انکی سمجھ آ ہی نہیں سکتی۔ اسلیے **صوفیوں** نے لکھا ہے کہ انکے افعال اور اعمال عام قانون جرائم و ذنوب سے الگ ہوتے ہیں انکو اس ضمن میں ذکر کرنا بھی سلب ایمان کا موجب ہوتا ہے کیونکہ ان کا حساب تعلقات کا ہے ذرہ بھر کی کیفیت اور کوئی کیا سمجھ سکتا ہے عام پر عاشق و معشوق کے تعلقات کو کوئی نہیں سمجھ سکتا اور یہ تعلقات تو اس سے لطیف تر ہیں۔

جو حقیقت سے ناآشنا **استغفار** کے لیے اعتراض کرتے ہیں انکو معلوم نہیں کہ جسقدر یہ لفظ پیارا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اندرونی پاکیزگی کی دلیل ہے ہمارے وہم و گمان سے بھی بڑھکر ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ عاشق تھا ہیں اسمیں بڑی بلند پروازی کے ساتھ ترقیاں کر رہے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کے احسانات کا تصور کرتے ہیں اور اظہار شکر پر قاصر پا کر تدارک کرتے ہیں یہ کیفیت ہم کسطرح ان عقل کے اندھوں اور مجذوم القلب لوگوں کو سمجھائیں اپنی واسطے ہو تو وہ سمجھیں جب ایسی حالت ہوتی ہے احسانات الٰہیہ کی کثرت آ کر اپنا غلبہ کرتی ہے تو روح محبت سے پُر ہو جاتی ہے اور وہ اچھل اچھل کر استغفار کے ذریعہ اپنے قصور شکر کا تدارک کرتی ہے۔

یہ لوگ خشک منطق کیطرح اتنا ہی نہیں جانتے کہ وہ قوی جن سے کوئی کمزوری یا غفلات صادر ہو سکتی ہے وہ ظاہر نہ ہوں۔ نہیں وہ ان قوی پر تو فتح حاصل کیے ہوئے ہوتے ہیں وہ تو اللہ تعالیٰ کے احسانات کا تصور کر کے استغفار کرتے ہیں کہ شکر نہیں کر سکتے۔ یہ ایک لطیف اور اعلیٰ مقام ہے جسکی حقیقت سے دوسرے لوگ ناآشنا ہیں اسکی مثال ایسی ہے جیسے حیوانات گدھے وغیرہ انسانیت کی حقیقت سے بیخبر اور ناواقف ہیں۔ اسیطرح انبیاء و رسل کے **تعلقات** اور انکے مقام کی حقیقت سے دوسرے لوگ کیا اطلاع رکھ سکتے ہیں۔ یہ بڑے ہی لطیف ہوتے ہیں اور جسقدر محبت ذاتی بڑھ جاتی ہے اُسی قدر یہ اور بھی لطیف ہوتے جاتے ہیں۔ ایک دفعہ حضرت اویس قرنی نے صرف یہی کہا تھا کہ تم بادشاہ سے ملا ذکر کرو صرف اتنی بات پر ایک عرصہ تک زندان میں رہنا پڑا حالانکہ عام نظر میں یہ ایک معمولی سی بات ہوتی ہے مگر نہیں ان تعلقات محبت کے منافی تھی۔ غرض یہ ایک لطیف مسئلہ ہے جسے ہر ایک معلوم نہیں ہو سکتا یہی ایک مقام ہے جسکی طلب ہر ایک کو کرنی چاہیے

بر کریماں کارہا دشوار نیست

۲۸ اپریل کی شام

ایمان و اعمال صالحہ

ایک نوجوان نے اپنے کچھ رویا اور الہامات سنانے شروع کیے جب وہ سنا چکا تو آپ نے فرمایا میں تمہیں نصیحت کے طور پر کہتا ہوں اسے خوب یاد رکھو کہ ان خوابوں اور الہامات ہی پر نہ رہو بلکہ اعمال صالحہ میں لگے رہو بہت سے الہامات اور خواب **سنیرو** پیل کیطرح ہوتے ہیں جو کچھ دنوں کے بعد گر جاتے ہیں اور پھر کچھ باقی نہیں رہتا اصل مقصد اور غرض اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچا اور بے ریا تعلق اور اخلاص اور وفاداری ہے جو نرے خوابوں سے پوری نہیں ہو سکتی۔ مگر **اللہ** سے کبھی بے خوف نہیں ہونا چاہیے جہانتک ہو سکے صدق و اخلاص ترک ریا و ترک منہیات میں ترقی کرنی چاہیے اور مطالعہ کرتے رہو کہ ان باتوں پر کس حد تک قائم ہو۔ اگر یہ باتیں نہیں ہیں تو پھر خوابات اور الہامات بھی کچھ فائدہ نہیں دینگے بلکہ صوفیوں نے لکھا ہے کہ اوائل سلوک میں جو رویا یا وحی ہو اسپر توجہ نہیں کرنی چاہیے وہ اکثر اوقات اس راہ میں روک ہو جاتی ہے۔

انسان کی اپنی خوبی اسمیں تو کوئی نہیں کیونکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کا **فضل** ہے جو وہ کسی کو کوئی اچھی خواب دکھاوے یا کوئی **الہام** کرے۔ اسنے کیا کیا دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بہت وحی ہوا کرتی تھی لیکن اس کا کہیں ذکر بھی نہیں کیا گیا کہ اس کو یہ الہام ہوا یا یہ وحی ہوئی بلکہ ذکر اگر کیا ہے تو اس بات کا کیا کہ

اِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰی

وہ ابراہیم جسنے **وفاداری** کا کمال دکھایا یا یہ کہ یا ابراہیم قد صدقت الرویا انا کذالک نجزی المحسنین۔ یہ بات ہی جو انسان کو حاصل کرنی چاہیے اگر یہ پیدا نہ ہو تو پھر رؤیا و الہام سے کیا فائدہ؟ مومن کی نظر ہمیشہ اعمال صالحہ پر ہوتی ہے اگر اعمال صالحہ نہیں ہیں تو اندیشہ ہے کہ وہ **مکر اللہ** کے نیچے آ جاوے سلوک چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرے اور اسکے لیے ضرورت ہے اخلاص اور صدق و وفا کی نہ یہ کہ قیل و قال تک ہی ہماری ہمت و کوشش محدود ہو جب ہم اللہ تعالیٰ کو راضی کرتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ بھی برکت دیتا ہے اور اپنے فیوض و برکات کے دروازے کھول دیتا ہے اور رویا اور وحی کو اس کا رشید عطائی سے پاک کر دیتا ہے اور انتفاث احلام سے بچا لیتا ہے پس اس بات کو کبھی بھولنا نہیں چاہیے کہ رؤیا اور الہام پر ہی صلاحیت نہیں رکھنا چاہیے بہت سے آدمی دیکھے گئے ہیں کہ انکو رویا اور الہام ہوتے رہے لیکن انجام اچھا نہیں ہوا جو اعمال صالحہ کی صلاحیت پر موقوف ہے اس تنگ دروازے سے جو صدق و وفا کا دروازہ ہے گذرنا آسان نہیں۔ ہم کبھی ان باتوں سے فخر نہیں کر سکتے کہ رویا یا الہام ہونے لگے اور ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ رہیں اور مجاہدات سے دستکش ہو رہیں اللہ تعالیٰ اس کو پسند نہیں کرتا وہ تو فرماتا ہے **لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی** اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی راہ میں وہ مجاہدہ کرے اور وہ کام کر کے دکھاوے جو کسی نے نہ کیا ہو اگر اللہ تعالیٰ صبح و شام بھی مکالمہ کرے تو یہ فخر کی بات نہیں ہوگی کیونکہ یہ تو اسکی عطا ہوگی۔ دھیان یہ ہوگا کہ خود ہم نے اسکے لیے کیا کیا؟ **بلعم** کتنا بڑا آدمی تھا مستجاب الدعوات تھا اسکو بھی الہام ہوتا تھا لیکن انجام کیسا خراب ہوا۔ اللہ تعالیٰ اسے کتے کی مثال دیتا ہے اسکے **انجام** کی نیکی ہونے کیلئے مجاہدہ اور دعا کرنی چاہیے اور ہر وقت لرزاں ترساں رہنا چاہیے۔ (باقی آئندہ)

www.aaiil.org

ایڈیٹر کے اپنے مضامین

نور الدین پر ریویو

نمبر دوم

چہ خوش بودی اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے
ہمیں بودی اگر ہر دل پر از نور یقیں بودے

"نور الدین پر ریویو" کے پہلے نمبر میں ہم نے ریویو کی حقیقت پر بحث کی تھی اور ہمیں یہ بھی بتایا ہے کہ ریویو کے بانی اہل عرب ہیں اور ان میں ریویو نویسی کے سلسلہ میں علم کلام پیدا ہو گیا تھا۔ لیکن اس نمبر میں (جیسا کہ ہم نے پہلے اس مضمون کی تقسیم کی تھی) ہم نور الدین کے مصنف و مؤلف حکیم الامۃ شیخنا و مولانا مولوی نور الدین صاحب کا مختصر تذکرہ لکھنا چاہتے ہیں۔

یہ تذکرہ اگر تذکرہ کے رنگ میں لکھا جاوے تو خواہ کتنا ہی اختصار بھی کیوں نہ کیا جاوے بلکہ ایسے اخبار کے متعدد نمبروں میں بھی ختم نہیں ہو سکتا۔ اور نہ اس مقام پر علامہ مصنف کے تذکرہ سے ہماری یہ غرض ہے کہ ہم آپ کی زندگی کے نشیب و فراز اور مختلف منازل اور طبقات عمر پر بحث کریں بلکہ اس ریویو میں حکیم الامۃ کے تذکرہ کی غرض جہاں تک ہم نے ملحوظ رکھی ہے اور امید ہے کہ ہمارے بالغ نظر ناظرین ہمیں ہمارے ساتھ متفق ہوں گے فقط یہ ہے کہ ہم دیکھیں اور دکھائیں کہ کیا نور الدین کا مصنف قرآن کریم یا اسلام یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر اعتراض کرنے والوں کو جواب دینے کی **اہلیت رکھتا ہے یا نہیں؟** اور کیا اس کے پاس اسقدر کافی سامان کتب خانہ وغیرہ کا ہے جو وہ **قلم** اٹھائے؟ یا کیا وہ اس میدان کا مبارز ثابت ہو چکا ہے اور **قوم** اور **ملک** میں اسکی وسیع واقفیت اور اسکی فہم و فراست (اتقوا فراسۃ المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ والی فراست) مسلم ہوئی ہے کہ وہ **ترک اسلام** یا اور اسی قسم کے رسائل کا جواب لکھے

المختصر

اس ریویو کے ضمن میں علامہ مصنف کے تذکرہ سے اگر کوئی غرض ہے تو فقط اسی قدر ہے اور اسی لیے ہم اس تذکرہ میں آپ کے منازل **زندگی** پر کوئی بحث نہ کرینگے بلکہ جیسا کہ ہماری دیرینہ آرزو ہے اور جو خدا تعالیٰ ہی کے فضل اور توفیق سے پوری ہو سکتی ہے ان امور پر نور الدین (مراد حیات نور الدین) میں مفصل بحث کرینگے وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

نور الدین کا مصنف اپنے سلسلہ نسب میں حضرت **فاروق اعظم** رضی اللہ عنہ کا پوتا ہے۔ جو آپ جیسا مجدد کیطرح **غیرت اسلام** اور حمیت ملت خیر الانام کا خمیر اپنی فطرۃ میں رکھتا ہے۔

پس

آپ کی خاندانی وجاہت اور نسبی شرافت پر بحث کی کوئی حاجت نہیں حضرت فاروق کی لائف پڑھنے والے کیونکر اور جنہوں نے نہیں بھی پڑھی وہ سماعی طور پر آپ کے محاسن اور دینی غیرت سے خوب آگاہ ہیں۔ اسلیے فاروق اعظم سے خون کا تعلق رکھنے والا اگرچہ بعد یا ہی کیوں نہ گذرگئی ہوں پھر بھی اپنے خون میں وہ غیرت مذہب حقہ کے لیے ضرور رکھتا ہے۔ فاروق اعظم کی بابت سید المرسلین نے فرمایا ہے کہ شیطان اسکے سایہ سے بھاگتا ہے۔ پھر نور الدین کے ٹائٹل پیج پر

بل نقذف بالحق علی الباطل فیدمغہ فاذا ھو زاھق ولکم الویل مما تصفون

پڑھنے والوں کو حیرت نہیں کرنی چاہیے ہم اپنے ناظرین کو نور الدین کا سرورق خصوصیت کے ساتھ پڑھنے کی صلاح دیتے ہیں اس پر **نور الدین** کی لائف کا ایک خاص راز مرقوم ہے جو ہم اپنے وقت پر انشاء اللہ تعالیٰ حل کرینگے لیکن کم از کم انکو پتہ لگ جاوے گا کہ **فاروقی رگ** غیرت یہاں کام کر رہی ہے

غرض

نور الدین فطرتی طور پر **اسلام** کی حقانیت کے اظہار کا ایک جوش رکھتا ہے اسلیے وہ بہترین اہل ایسی کتاب لکھنے کا ہو سکتا ہے اور ہاں ہے

پھر

دوسرا قابل غور یہ امر ہے کہ کیا **نور الدین** آجکل کے مصنفوں کیطرح کتاب فروشی کو ذریعہ معاش سمجھتا ہے؟ اس سوال کا جواب دینے کی ہمیں کچھ بھی ضرورت نہیں ہے **نور الدین** خدا کے محض فضل و کرم سے اسقدر عالی ہمت اور فیاض انسان ہے کہ اسنے ارشاد ہوں کی ہم نشینی کا فخر حاصل ہونے پر بھی اپنی بیش قرار تنخواہیں بنی نوع انسان کی خدمتگذاری اور اشاعت دین میں صرف کی ہیں اور یہ ایک ایسا امر واقعی (فیکٹ) ہے کہ اس پر اسوقت ہمارے مخالف بھی انکار نہیں کر سکتے **نور الدین** کی ضروریات زندگی کا دائرہ بہت ہی محدود ہے اسکی طبیعت میں نمائش تکلف تصنع نہیں وہ بلا مبالغہ **طوردن**

برائے زیستن وذکر کردن ست پر عمل کرتا ہے۔ جن لوگوں کو اسکی مجالس میں بیٹھنے کا موقعہ ملا ہے وہ جانتے ہیں کہ ہمیشہ سے اسکی طرز زندگی ایک ہی **اصل** پر چل رہی ہے اعلاء کلمہ اسلام کے متعلق ہماری یہ رائے حکیم الامۃ کے حق میں نہایت کمزور اور سقیم ہو سکتی ہے اسلیے ہم اسکے متعلق اس **انسان کامل** کی شہادت پیش کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے مکالمہ کا شرف رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے **مسیح** موعود کے نام سے بھیجا ہے چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کی نسبت ارشاد فرماتے ہیں۔

سب سے پہلے میں اپنے ایک روحانی بھائی کے ذکر کرنے کے لیے دل میں جوش پاتا ہوں جن کا نام ان کے نور اخلاص کی طرح **نور دین** ہے میں انکی بعض دینی خدمتوں کو جو اپنے مال حلال کے خرچ سے اعلاء کلمہ اسلام کے لیے وہ کر رہے ہیں ہمیشہ حسرت کی نظر سے دیکھتا ہوں کہ کاش وہ خدمتیں مجھ سے بھی ادا ہو سکتیں۔ انکے دل میں جو تائید دین کے لیے جوش بھرا ہے اسکے تصور سے قدرت الٰہی کا نقشہ میری آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے کہ وہ کیسے اپنے بندوں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے وہ اپنے تمام مال اور تمام زور اور تمام اسباب مقدرت کے ساتھ جو انکو میسر ہیں ہر وقت اللہ رسول کی اطاعت کے لیے مستعد کھڑے ہیں اور میں تجربہ سے نہ صرف حسن ظن سے یہ علم صحیح واقعی رکھتا ہوں کہ انھیں میری راہ میں مال کیا بلکہ جان اور عزت تک دریغ نہیں اور اگر میں اجازت دیتا تو وہ سب کچھ اس راہ میں فدا کر کے اپنی روحانی رفاقت کیطرح جسمانی رفاقت اور ہر دم صحبت میں رہنے کا حق ادا کرتے۔ انکے بعض خطوط کی چند سطریں بطور نمونہ ناظرین کو دکھلاتا ہوں تا انھیں معلوم ہو کہ میرے پیارے بھائی **مولوی حکیم نور الدین بھیروی** معالج ریاست جموں نے محبت اور اخلاص کے مراتب میں کہاں تک ترقی کی ہے اور وہ سطریں یہ ہیں

مولٰنا۔ مرشدنا۔ امامنا۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ عالیجناب میری دعا یہ ہے کہ ہر وقت حضور کی جناب میں حاضر رہوں اور امام زمان سے جس مطلب کے واسطے وہ مجدد کیا گیا وہ مطالب حاصل کروں اگر اجازت ہو تو میں نوکری سے استعفا دیدوں اور دن رات خدمت عالی میں پڑا رہوں یا اگر حکم ہو تو اس تعلق کو چھوڑ کر دنیا میں پھروں اور لوگوں کو دین حق کی طرف بلاؤں اور اسی راہ میں جان دوں میں آپ کی راہ میں قربان ہوں۔ میرا جو کچھ ہے میرا نہیں آپ کا ہے۔

حضرت پیر و مرشد میں کمال راستی سے عرض کرتا ہوں کہ میرا سارا مال و دولت اگر دینی اشاعت میں خرچ ہو جائے تو میں مراد کو پہنچ گیا۔ اگر خریدار براہین کے توقف طبع کتاب سے مضطرب ہوں تو مجھے اجازت فرمائیے کہ یہ ادنیٰ خدمت بجا لاؤں کہ انکی تمام قیمت ادا کردہ اپنے پاس سے واپس کر دوں۔

حضرت پیر و مرشد۔ نابکار شرمسار عرض کرتا ہے اگر منظور ہو تو میری سعادت ہے میرا منشاء ہے کہ براہین کا تمام خرچ میرے پر ڈال دیا جائے پھر جو کچھ قیمت میں وصول ہو وہ روپیہ آپکی ضروریات میں خرچ ہو۔ مجھے آپ سے نسبت فاروقی ہے اور سب کچھ اس راہ میں فدا کرنے کیلیے طیار ہوں۔ دعا فرماویں کہ میری موت صدیقوں کی موت ہو۔

مولوی صاحب ممدوح کا صدق اور ہمت اور ان کی غمخواری اور جاں نثاری جیسے ان کے قال سے ظاہر ہے اس سے بڑھ کر ان کے حال سے ان کی مخلصانہ خدمتوں سے ظاہر ہو رہا ہے اور وہ محبت اور اخلاص کے جذبہ کامل سے چاہتے ہیں کہ سب کچھ یہاں تک کہ اپنے عیال کی زندگی بسر کرنے کی ضروری چیزیں بھی اسی راہ میں فدا کر دیں انکی روح محبت کے جوش اور مستی سے ان کی طاقت سے زیادہ قدم بڑھانے کی تعلیم دے رہی ہے۔ اور ہر دم اور ہر آن خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔

اس رائے کو پڑھ کر صاف طور پر علم ہو جاتا ہے کہ **نور الدین** کا مصنف اعلاء کلمہ اسلام کا کیسا سچا جوش رکھتا ہے اور **اخلاص** کے ساتھ اپنا سارا مال و متاع اس راہ میں لٹا دینے کے لیے ہمیشہ طیار رہتا ہے نہیں بلکہ کر دیا۔ ایسے انسان کے متعلق اس قسم کا وہم بھی خطرناک گناہ ہے

پس

یاد رہے کہ **نور الدین کے مصنف** نے **نور الدین** کو محض کتب فروشی کے طور پر شائع نہیں کیا بلکہ محض خدا کے لیے خدا کے دین کی عظمت و جلال کے اظہار کے لیے

نور الدین کا پبلشر اگر اپنی طرف سے اس کتاب پر کوئی دیباچہ لکھ دیتا تو بہت ہی مناسب اور مناسب تھا لیکن ہمیں افسوس ہے کہ یہ فروگذاشت کی گئی ہے تاہم ابھی تک غالباً بہت ہی تھوڑے لوگوں کو یہ علم ہو گا کہ **نور الدین کے مصنف نے نور الدین کی اگر کچھ جلدیں لی ہیں تو وہ بھی خرید کر** اس سے بڑھ کر اس مخلصانہ خدمت دین کا اور کیا ثبوت چاہیے گا اور سب سے بڑھ کر اس کتاب کی قبولیت خدا ایک مہر کرے گی۔

بہرحال (باقی)

ف نوٹ: یہ دعا صدق دل اور راستی سے کی گئی تھی قبول ہو گئی۔ ایڈیٹر

مکتوبات کریمیہ

اس عنوان کے تحت میں جب کبھی ہمیں موقع ملے گا حضرت مولانا مولوی **عبدالکریم** صاحب سلمہ ربہ کے اپنے قلم سے لکھے ہوئے مضامین یا خطوط درج کیا کرینگے انشاء اللہ تعالےٰ۔ (ایڈیٹر)

آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے دو عظیم الشان پہلو

یعنے

تکمیل دین اور تکمیل اشاعت دین

اس زمانہ میں جب کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و برکات کی بارش ہو رہی ہے اور وعدہ ہائے الٰہیہ کے موافق ہر قسم کے خیالات کا اظہار ہو رہا ہے خلیفہ کے برگزیدہ مامور اور موعود خلیفہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف **وما ارسلنا من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ** کے ماتحت بہت سے نا عاقبت اندیش مختلف طرز و طرف پر اپنا کام کر رہے ہیں لیکن ایک لمبی دوڑ کے بعد فیصلہ ہو جاتا ہے کہ **راست باز کون ہے؟**

مخالفت کے اسی اثر کی وجہ سے ایک گروہ اپنا یہ کام بھی سمجھتا ہے کہ سیدھے سادے مسلمانوں کو حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی اور آپ کے الہامات کے متعلق غلط بیانیاں کر کے بدظن نہیں بلکہ گمراہ کیا جاوے وقتاً فوقتاً ان غلط فہمیوں کے دور کرنے کی حتی الوسع ہم اور بزرگان ملت کوششیں کرتے رہتے ہیں اور سعید الفطرت لوگ فائدہ بھی اٹھاتے ہیں۔ مندرجہ بالا عنوان کے نیچے جو مضمون ہم درج کرنا چاہتے ہیں وہ بھی ایک قسم کی غلط فہمی کے ازالہ کے لیے ہے یہ مضمون دراصل ایک **خط** ہے جو حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے ایک ذیل کے نام لکھا ہے۔ جنہوں نے کسی طرح پر اس غلط بیانی کو شائع کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آیۂ کریمہ **هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله** کا اصل مسیح بالذات مصداق اپنے آپ کو سمجھتے ہیں نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ اسی غلط بیانی کا جواب مولانا ممدوح نے لکھا ہے اور آیت موصوف کی ایک لطیف تفسیر فرمائی ہے۔ جس سے نہ صرف یہی کہ اس اتہام کو دور کیا ہے بلکہ اس دعویٰ کی حقیقت کو کھول کر بیان کیا ہے جس سے قرآن کریم کی عظمت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت شان اور ابدالآباد تک **احیاء** کا پتا لگتا ہے حقیقت میں اگر یہ خلیفۃ اللہ نہ آیا ہوتا جیسا کہ مولانا ممدوح نے بتایا ہے تو قرآن کریم اور نبی رؤف رحیم اور خود رب کریم ایک مردہ ہستیاں سمجھی جاتیں مگر خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے وقت پر دستگیری کی۔ ہمکو اس چٹھی کے متعلق کچھ اور لکھنے کی ضرورت نہیں ناظرین اسے پڑھینگے تو اسے اپنے ایمان کی تازگی و شگفتگی کے لیے نعمت غیر مترقبہ پائینگے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس غرض اور مقصد کو پورا کرے جس کے لیے یہ چٹھی لکھی گئی ہے۔ آمین

(ایڈیٹر)

السلام علیکم سب سے پہلے اس امر کو ذہن میں رکھ لیں کہ حضرت خلیفۃ اللہ علیہ السلام کبھی پسند نہیں کرتے کہ قرآن کریم کی کسی آیت کو صرف عن الظاہر کریں جب تک اس صرف کے لیے قرائن قویہ قائم نہ ہوں ورنہ باب الحاد کا وا کرنا ہے اور اس صورت میں کسی کو حق نہیں پہونچے گا کہ غیر کے معنے پر حملہ کرے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے کبھی نہیں فرمایا اور نہ کسی کتاب میں لکھا ہے کہ **هو الذی ارسل رسوله** الآیہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں نہیں اور نہ وہ اس کے مصداق اول و اتم آپ کی پاک ذات ہے۔ حضرت نے اپنی تصانیف میں جو کچھ لکھا اور جا بجا لکھا ہے یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دو کام تھے تکمیل دین اور تکمیل اشاعت دین۔ پہلا کام آپ کے ہاتھ سے بوجہ اکمل پورا ہوا قیامت تک کسی شخص کا اختیار نہیں ہوگا کہ قرآن کریم سے یا قرآن کریم پر یا ملفوظہ شریعت حقہ کے متعلق زیادت یا نقص کر سکے۔ رہا دوسرا کام یعنی تکمیل اشاعۃ دین سو خدا تعالے کی عادت جاریہ اور سنت مستمرہ اور قانون قدرت کے موافق آپ کے خلفاء برحق کے ہاتھ سے پورا ہونا تھا گو اسلام کا دیار عرب سے متجاوز ہو کر زمین کے کونوں تک پھیلنا۔ ہزار ہا ممالک اسلام کے قبضہ میں آنا اور انواع و اقسام کی برکات و فتوحات کے ابواب کھلنا یہ سب باتیں ان وعدوں کے مطابق ہوئیں جو قرآن کریم میں بڑے زور و شور سے مذکور ہوئے تھے **کسریٰ کی شوکت** خاک میں ملی اور **قیصر کی لعنتی صلیبی** اور ناپاک سلطنت پارہ پارہ ہوئی اور یہ سب باتیں ان زبردست پیشگوئیوں کے موافق ظہور میں آئیں جو کتاب حکیم میں بیان ہو چکی تھیں اور یہ سب وعدے اولاً اور بالذات حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے مگر ان کے پورا ہونے اور کرنے کے لیے آپ کے خلفاء جوارح اللہ بنائے گئے۔ تابع کی کاروائی متبوع کی کاروائی ہوتی ہے۔ جو کچھ خلفائے سے ظہور میں آیا اور آوے گا وہ سب دراصل نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا فعل ہے۔ اس لیے کہ اس نقطہ پر تابع اور متبوع میں کوئی مغائرت نہیں ہوتی اسطرح منجملہ خلفائے محمدیہ کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی حسب وعدہ کتب الٰہیہ ایک خلیفہ اور آخری اور عظیم الشان خلیفہ ہیں۔ اس خلیفہ کی بعثت کا مقصد ہی قتل خنزیر اور کسر صلیب ٹھہرایا گیا ہے جس سے مدعا یہ ہے کہ وہ ایسے زمانہ میں مبعوث ہوگا جو صلیب پرستی یعنی شرک عظیم اور ظلم جسیم کا دور ہوگا اور دنیا ایمانی یا عملی طور پر علی العموم اسکے اثر کے نیچے آئی ہوئی ہوگی اور ہوا پرستی اور اتباع شہوات و جذبات اور تغلیبہ فسق و فجور اور معاصی الٰہیہ میں خنزیر فطرت طبائع کی کثرت اور استیلا ہوگا یا صاف لفظوں میں یوں کہو کہ ایمان ہر پہلو کے لحاظ سے آسمان پر اٹھ گیا ہوگا ایسے وقت میں وہ بار دیگر خدا تعالیٰ کے نشانوں اور تائیدوں اور زندہ انفاس سے دین حق کو جو پیران کاذب اور مدعیان نا قابل کی ناپاک کرتوتوں اور کمزوریوں کے سبب مر چکا ہوگا زندہ کرے گا اور خدا تعالے کے پر حکمت ارادہ کی تائید سے زمانہ کی حالت اسوقت ایسی ہوگی کہ اسے اشاعت دین کی تکمیل کے اسباب و سامان ایسے میسر آئینگے جو پہلے کسی زمانہ میں نہیں ہوئے۔ یہ ایسے امور ہیں کہ حضرت اقدس نے مختلف تحریروں میں نہایت دلچسپ باتیں لکھی ہیں جن کے پڑھنے سے ایک ذہین اور رشید طالب حق سرور اور بصیرت سے بھر جاتا ہے۔ غرض وہ زمانہ یہ ہے جس میں ہم لوگ ہیں۔ واقعات حقہ کی سچائی سے انکار کرنا ایک کور دل ضدی کا کام ہوتا ہے واقعات بتا رہے ہیں کہ دین بیرونی حملوں اور بد تاثیروں اور اندرونی بدعملیوں اور بداعتقادیوں سے مر چکا ہے اور خدا تعالیٰ کی سنت مستمرہ کے مطابق ضروری ہے کہ تعلیم اور کتاب کے ساتھ معلم اور مزکی اور اسوۂ حسنہ موجود ہو۔ ہدایت اور احیاء کی تکمیل کے لیے کتاب اور معلم کتاب لازم و ملزوم ہیں۔ تجارب اور واقعات نے ثابت کر دیا ہے کہ معلم و مزکی کے اٹھ جانے کے بعد تھوڑے ہی عرصہ میں کتاب کو قوم نے چھوڑ دیا اور اسکے مقاصد کو پس پشت ڈالدیا ہے اسی لیے تو ہر زمانہ میں ریفارمر یا مجدد کی ضرورت پڑی ہے۔ زندہ کتاب موجود اور ہزاروں ناپاک عقائد اور رسوم باطلہ مسلمانوں میں جاری اور ساری۔ کیا یہ مسلم اور مشہود امر نہیں کہ ہزاروں نکتہ چینیاں اور بیہودہ اور نکما اور زہر والی اعتراض خدا کی زندہ کتاب اور زندہ رسول پر کیے گئے ہیں۔ اور کیا ہم پہلے بڑے زور سے درخواست نہیں کرتے کہ ایک ایسا پاک انفاس شخص ہو جو ایک طرف تو اس ناپاک اعتقادوں اور غلط رسموں کی بیخ کنی کرے جو قوم میں داخل ہو گئی ہیں اور اسکے ساتھ پوری قوت اور الٰہی تائید سے ان حملوں کی مدافعت کرے اور ساتھ زندہ کتاب کی خوبیاں جہان کو دکھلائے۔

یہ واقعات ہیں ان سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ اب دیکھنا چاہیے کہ حضرت خلیفۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کیا کام کر رہے ہیں۔ بس وہی کام جس کا نام ہے تکمیل اشاعت دین۔ قوم کے گندہ عقائد اور بیہودہ رسوم کی بیخ کنی اور دشمنان اسلام کے حملوں کی مدافعت کے ساتھ قرآن کریم اور نبی کریم کی صداقت کی حجت دنیا پر پوری کر رہے ہیں۔ اس لحاظ اور معنی سے بطور ظل و تبعیت وہ آیت شریفہ آپ کے حق میں بھی سچی ہے جیسی کہ وہ آیت خلفاء راشدین کے حق میں بھی تھی۔ ہاں اسبات کے اعتراف سے چارہ نہیں اور اسکا اعتراف نہ کرنا واقعات حقہ سے انکار کرنا ہے کہ آپ اسوقت بلحاظ مناسبت وقت کے مظہر اتم اور مصداق اکمل ہیں اس مفہوم اور معنی کے جو اس آیت کا اعلیٰ مقصد ہے۔ اسکو صاف لفظوں میں یوں تعبیر کر سکتے ہیں کہ آپکو اسباب تکمیل اشاعت دین خدا تعالے کی حکمت کے اقتضاء سے بہت زیادہ میسر آئے ہیں اور وقت اور زمانہ بھی ایسی تکمیل کو چاہتا ہے۔ پھر با ایں ہمہ حضرت موعود کی کارگذاری وہی کارگذاری ہے جو قرآن کریم کی تعلیم اور حضرت حامل قرآن علیہ صلوات الرحمٰن کے عمل نے کی۔ اور ساری خوبیوں اور محامد کے مستحق اولاً و اصلاً و بالذات ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں اور کوئی نہیں۔ میں تعجب کرتا ہوں کہ لوگوں کو اس دعویٰ سے اضطراب کیوں ہوتا ہے۔ وہی شریعت اور اسکے شعائر اور وہی قرآن کریم۔ اسی کی حمایت اسی کیطرف سے مدافعت۔ یہی وہ سچا سبب ہے جسے یہ دعویٰ کرنا بجا ہے اسلیے کہ اس کا عمل اور ۲۰ برس کا عمل اسکا ناطق گواہ ہے کہ میں شریعت اور قرآن کی باتیں پوری کرتا ہوں [illegible]

تک قرآن کریم کا ایک شعشہ بھی منسوخ یا کم نہیں ہوگا

یہ وہ باتیں کہ حسن و دلائل کے ساتھ حضرت حجۃ اللہ علیہ السلام کی تصانیف میں جابجا ملتی اور دلوں کو ٹھنڈک اور آنکھوں کو نور بخشتی ہیں۔ جب یہ حال اور یہ عمل ہے تو کیونکر کوئی شخص اس گمان کرنے کا حق رکھ سکتا ہے کہ حضرت اقدس کا یہ دعویٰ ہے کہ آیت هو الذی ارسل رسوله الآیہ انہی کے حق میں ہے حضرت غلام احمد نے ازل سے احمد کی غلامی کی مہر اپنے حال اور قال کے سراپا پر لگا رکھی ہے۔ ان کا اپنا کچھ بھی نہیں جو کچھ ہے احمد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور جو کچھ وہ کر رہا ہے انہی کے لیے کر رہا ہے جناب اور افواج کی کارروائی جو تحت اس سلطنت کی تقویت و تائید کے لیے ہو رہی ہے اس حقیقی بادشاہ کی کارروائی اور اسی کے لیے ہے جس کے زیر حکم وہ کام کر رہی ہیں۔

غرض آپ کا دعوے تکمیل اشاعت دین ہے نہ تکمیل دین۔ آپ کے نزدیک لعنتی ہے جو یہ دعوے کرے کہ محمد رسول الله صلے اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی اور نبی مستقل نیا ہو یا پرانا ہو سکتا ہے یا ہوگا اور قرآن کریم کے سوا کوئی اور کتاب پیروی کے قابل ہے یہ دعویٰ نرا دعوے ہی نہیں اس دعویٰ کے یعنی آپ کی عملی زندگی کو سالہا سال سے لاکھوں آدمیوں نے دیکھکر اقرار کیا ہے کہ آپ اپنے دعوےٰ میں صادق ہیں۔

علاوہ براں غور سے دیکھنا چاہیے اور مبارک ہے وہ دل جس میں حقائق اشیاء میں غور و فکر کا مادہ ودیعت کیا گیا ہو کہ اس وقت زمانہ کی حالت کیسی ہے۔ کفر اور شرک کو دیکھو کہ اس نے بنی آدم کے اغوا اور اضلال کے لیے کس کس قسم کے بہروپ بدلے اور کیسی حیرت انگیز ایجادیں کی ہیں۔ کیا کوئی گواہی دے سکتا ہے کہ ایسے تیز اور خیال نشانہ حملے اور سفاکانہ ترکتازیاں اسکی طرف سے کبھی کسی زمانہ میں خدا تعالےٰ کی مقدس و مبارک کتاب اور برگزیدہ رسول پر کی گئیں۔ کیا کبھی اس قدر بے انتہا مخلوق نے اسکی شوکت اور سحر کے آگے اس نیاز مندی اور خشوع و خضوع سے گردنیں جھکائیں۔ کیا اسکی سحر آفرینیاں ہزاروں رنگوں میں بنی آدم کے قلوب کی تسخیر کے لیے کوئی اپنا نظیر گذشتہ زمانہ میں پیش کر سکتی ہیں۔ آج اس زمانہ میں نبوت اور کتاب اللہ اور اسکے مسائل محض عنقا اور اسکی اخلاقی تعلیمیں کیا وزن رکھ سکتی ہیں جبکہ خود حضرت حق سبحانہ و تعالےٰ کی پاک ذات پر ایمان لانا اور اسے جزئیات کا عالم ماننا اور اسکی نسبت اعتقاد رکھنا کہ وہ متصرف اور مدبر بالارادہ اور متکلم اور حی و قیوم ہے مضحکہ اور طفلانہ کھیل سمجھا جاتا ہے۔ اکثر بیباک ماننے والے بڑا احسان کرتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ ہاں ایک طاقت ہے مگر ذرات کائنات پر ہر آن اسکا حاکم اور متصرف ماننا دانشمندی کے خلاف کہا جاتا ہے۔ اس صورت میں کیا ضروری نہیں تھا کہ خدا تعالےٰ اپنے دین اور کتاب اور نبوت کاملہ کی حفاظت اور تائید کے لیے کفر کے بالمقابل اسی پایہ کے معارف اور حقائق پیدا کرتا کیسی ظلم یا نافہمی کی بات ہے کہ خدا تعالیٰ کے فعل میں عجیب انگیز ایجادات کو دیکھا جائے اور تسلیم کیا جائے اور مان لیا جائے کہ عقلیں شائستگی اور صنعت میں معراج کو پہونچ گئی ہیں اور اب دشوار ہے کہ اتنی تیز رفتار ترقی کے بعد صدیوں تک پیچھے ہٹ جانے پر مجبور کی جائیں۔ یہ ایسا قول ہے کہ ہزاروں نوجوان بڑی دلیری سے علانیہ منہ سے نکالتے اور بڑی بڑی انجمنوں کے سٹیجوں پر لیکچراروں کی شکل میں بڑے دلربا انگیزوں سے تقریروں میں بیان کرتے ہیں اور علما اور اہل ملت سنتے ہیں اور مہر سکوت توڑ نہیں سکتے۔ بڑے بڑے فخر قوم مانے ہوئے نوجوان جن کی دنیوی عظمت اور پوزیشن کو قارون بنی اسرائیل کی طرح رشک کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اسلامی شعائر کو فضول اور قوم کی ترقی کی راہ میں روک کہتے اور انگریزی اخباروں میں اپنے خیالات کو شائع کرتے ہیں۔

غرض ایک کالی گھٹا ہے جو اسلام کے آسمان پر چھا رہی ہے اور دل اور طبیعتیں چار ناچار کسی نہ کسی رنگ میں قائل ہو رہی ہیں۔ کیا کسی اہل دل کا ایمان پسند کر سکتا ہے کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے زمانہ کے مقتضا کے موافق ایسے ہی زور و شور کی کوئی کارروائی نہیں ہونی چاہیے۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے حسب وعدہ انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون۔ قرآن کریم اور اسلام کی حفاظت اور تائید کے لیے وہ کفر شکن اسباب تیار کیے ہیں جو کسی زمانہ میں نہیں ہوئے تھے۔

علاوہ براں یہ سنت اللہ ہے کہ انسانی عقلیں اور فہم رفتہ رفتہ ترقی کرتے ہیں خدا تعالےٰ کے کلام میں اسکے کام کی طرح ہر قسم کے حقائق و معارف کا سامان موجود اور مرکوز ہوتا ہے مگر حسب اقتضائے زمانہ ان دفائن و خزائن کا طلسم توڑا جاتا اور وہ قیمتی چیزیں سالہا سال تاریکی میں محجوب رہنے کے بعد ایکوقت روشن سطح پر آ جاتی ہیں۔ اس مرکز میں خدا تعالیٰ کا کلام اور کام یکساں کھڑے ہوتے ہیں۔ اس بات کو ملحوظ رکھکر آسانی سے سمجھ میں آ جاتا ہے کہ اس وقت جن معارف اور حقائق قرآنی کے چہرہ سے نقاب اٹھایا گیا ہے اور جس طرح کتاب اللہ اور سنت صحیح حجت مذاہب باطلہ پر پوری کی گئی ہے پہلے زمانوں میں نہ تو اسکی ضرورت تھی اور نہ وہ باتیں ظہور میں آئیں۔

حضرت خلیفۃ اللہ علیہ السلام نے تو ہر قسم کے ممکن اعتراض کی پہلے ہی سے بیخ کنی کر دی ہے جبکہ براہین احمدیہ میں ستوں پہلے آپکی نسبت یہ خدا کا کلام لکھا ہوا موجود ہے کل برکة من محمد صلی اللہ علیہ وسلم فتبارک من علّم و تعلّم۔ یعنی ہر برکت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات سے ہے سو پاک ہے وہ جو معلم ہے یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور وہ جس نے اس معلم سے سیکھا یعنی حضرت غلام احمد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام۔ خدا تعالیٰ کی اس وحی کو دیکھکر کوئی افترا پسند سنگدل ہی ہو جو یہ کہنا روا رکھے کہ حضرت اقدس کا کوئی مستقل دعوے ہے۔ آپ بار بار نہایت صراحت سے اپنی کتابوں میں رسالوں میں اشتہاروں میں اور تقریروں میں بیان فرما چکے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے سوا اگر کوئی شخص بالاستقلال ولایت یا نبوت کے دعوے کا علم کھڑا کرے وہ مردود اور مخذول ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت اقدس اسرائیلی مسیح علیہ السلام کے دوبارہ آمد کو حضرت ختمی مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی شان کی ہتک اور اہانت سمجھتے ہیں۔ اور ان الفاظ کو جو خدا تعالیٰ نے آپ کی نسبت آپ کی وحیوں میں فرمائے ہیں جیسے نبی۔ رسول۔ جری اور یہ کہ تمام انبیاء علیہم السلام کے نام آپ کو دیے گئے ہیں عین راستی سمجھتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت افزائی کا موجب اعتقاد کرتے ہیں۔ اسلیے کہ آپکا دعوے اور اس دعوے کا ثبوت اور شاہد آپ کا عمل ہے کہ آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تربیت کردہ اور آپ کے دبستان کے شاگرد رہے۔ جیسے فرماتے ہیں۔

دگر استاد را نامے ندانم
کہ خواندم در دبستان محمد

مجھے امید ہے کہ سعید دلوں کے لیے اتنا بیان کافی ہوگا اور پاک اور رقت رس قلوب اس خط سے فائدہ اٹھائیں گے خدا تعالیٰ آپ کو بھی اس سے فائدہ اٹھانے کی توفیق دے اور ان زہروں سے بچائے جو اس وقت بعض شہروں میں طاعون کی طرح لوگوں کو ہلاک کر رہے ہیں۔ والسلام

خاکسار عبد الکریم

یاددہانی

ہمارے خوش معاملہ خریداروں نے ذمگی حسابی باقی کرنیکی فکر کریں اس غرض کیلئے مطبع جو وی پی جاری کرے اُنہیں وصول کر کے کار خانہ کی اعانت کریں (ایڈیٹر)

ہمارے بزرگ اصحاب اس طرف توجہ کریں

احمد نور کابلی کی نسبت میں آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ جبکہ حضرت خلیفۃ اللہ علیہ السلام نے تذکرۃ الشہادتین میں احمد نور کی قومی اور قوم کی احمدی سے معرفی کرا دیا ہے تو مجھے ضرورت محسوس نہیں ہوتی کہ میں اسکی تعریف میں خامہ فرسائی کروں اتنا بھی اور بھائیوں کی توجہ کیلئے اس سے زیادہ تعریف کی ضرورت ہی نہیں کہ احمد نور حضرت عبد اللطیف شہید کا سچا عاشق شاگرد اور حضرت خلیفۃ اللہ علیہ السلام کی عشق و محبت کا اپنی جماعت میں ایک نمونہ ہے۔ احمد نور مع اپنی بڑی عیالی اور بال بچوں کے ہجرت کر کے قادیان میں سکونت پذیر ہوا ہے مکان کی تنگی کیوجہ سے ابتک ان سرزمین مکرمہ میں رہنے والوں نے بہت تکلیف اٹھائی اور آئندہ موسم گرما کی شدت کو تو نہیں ناقابل برداشت ضعف کا سامنا نظر آتا ہے۔ ان ملاحظات کیوجہ سے بیان کر بعض گرامی قدر دوستوں نے ان مہاجرین کیلئے ایک مکان بنوانیکی تجویز سوچی ہے جسپر دو سو روپیہ صرف ہوگا جن لوگوں نے اس کار خیر میں چندہ دیا ہے ان کے اسما یہ ہیں۔ آپ سب مکرم بزرگ جسقدر جلد ممکن ہو جو کچھ دینا ہو بنام مولوی محمد علی صاحب ارسال کریں۔ والسلام

خاکسار عبد الکریم

حکیم فضل الدین صاحب	[illegible]
میاں غلام غوث صاحب	[illegible]
سید محمد علی شاہ صاحب	[illegible]
محمد علی صاحب	[illegible]
محمد صادق صاحب	[illegible]

موجودہ اہل اسلام کی روحانی حالت

اے ناظرین یہ ایک مشکل کام ہے کہ سارے جہان کے مسلمانوں کی روحانی حالت و ضرورت وغیرہ کا پورا پورا اندازہ کیا جاسکے ہم انسان ہیں ہماری قاصر ہو سکتے ہیں کہ اپنے چاروں طرف جو حالت ہے اسکو غور سے دیکھیں اور اسکا کچھ تھوڑا اندازہ کرسکیں۔ اسلئے ہم یہاں پر ہندوستان کے مسلمانوں کی اخلاقی اور روحانی حالت پر غور کرتے ہیں اور دیکھنا چاہتے ہیں کہ ہماری کیا حالت ہے اور ہماری کیا ضرورتیں ہیں۔ اسلام پر تیرہ سو برس سے زیادہ گذر چکے ہیں اس عرصے میں ہر طرح کی آفتیں اور مصیبتیں وقتاً فوقتاً مسلمانوں پر آئی ہیں۔ کبھی کوئی اندرونی جھگڑے ایسے پیدا ہوئے ہیں کہ ہزاروں بلکہ لاکھوں جانیں تلف ہوئی ہیں۔ کبھی کسی بیرونی دشمن نے آکر تباہ کیا ہے اور ہزار ہا لاکھوں مسلمانوں کے گھروں اور خاندانوں کو تباہ اور برباد کر ڈالا ہے کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ دشمنوں نے مسلمانوں کے مفتوحہ ملکوں کو چھین لیا اور انہیں اپنے گھروں سے نکال دیا اور جلاوطن کر دیا ہے۔ اُن کے سارے مال اور اسباب لوٹ لئے ہیں۔ ہزار ہا لاکھوں کو غلام بنایا ہے۔ زمانہ دراز تک مسلمان قیدیوں کو غلامی کی ذلت و تکلیف اٹھانی پڑی ہے غرض اس تیرہ سو برس کے عرصہ میں انواع و اقسام کی تکلیفیں اور مصیبتیں مسلمانوں پر آئی ہیں۔ جن سے مسلمانوں کو سخت سے سخت مالی و جانی نقصان اٹھانا پڑا ہے لیکن جو مصیبت و بلا آجکل ہندوستان کے چھ کروڑ مسلمانوں پر ہے اسکی نظیر کہیں بھی نہیں ملتی ہے۔ سابق میں جو بلا و مصیبت آئی تھی اسکا صدمہ صرف جان و مال پر ہوتا تھا۔ لیکن آج جان و مال نہایت امن و امان میں ہیں۔ مگر جان و مال سے بڑھ کر پیاری اور قابل قدر جو چیز ہے اس پر حملہ ہو رہا ہے اگلے زمانے میں لاکھوں مر گئے۔ لیکن وہ مر کے شہید ہو کر۔ مرنا تو سب کو ایک دن ضرور ہے لیکن الحمدللہ وہ بہادر مرے۔ وہ اللہ کے عاشق مرے۔ وہ ایسا مرے کہ ان کو مردہ کہنا حرام ہے۔ وہ ایسا مرے کہ اُن کے مرنے کی ہر مسلمان ایماندار کو دلی تمنا ہے۔ وہ ایمان سلامت لے گئے۔ کیا جان و مال۔ عزت و آبرو۔ اگر یہ ہو جاتا ان سب سے بڑھکر پیار کے لائق چیز ایمان کو سوا اور کچھ ہے۔ اگلے زمانہ میں اگر جسمانی مصیبتیں مسلمانوں پر پڑتی تو وہ صابر رہے اور صبر والوں کا بدلہ بے حساب ہے غرض اگلے زمانہ کے مسلمان گو ظاہرا برباد و تباہ معلوم ہوتے تھے لیکن انکا ایک حصہ بھی برباد نہیں ہوتا تھا کیونکہ ان کی اصل چیز سلامت رہتی تھی۔

مسلمان غلام ہو گئے لیکن ان کی ایمانی قوت سے انکا آقا ان کو اللہ کا غلام بنا چھوڑ۔ اسو حقیقت میں وہ مفتوح ہو کر بھی فاتح ہی رہے۔ سبحان اللہ مومن ہونا بھی کیا ہی نعمت ہے سچ پوچھو تو مومن کامل مفتوح ہوتا ہی نہیں۔ موت کو اگر کچھ سمجھیں تو الدو تو بھلی ہی ہے۔ لیکن ہم ہندوستان کے مسلمانوں پر جو تباہی آئی ہے جس بیماری میں ہم گرفتار ہوئے ہیں اگر خدا ہی اپنی قدرت سے ہمیں بچا نہ لے تو ہمارا کہیں بھی پتہ لگتا ہوا نظر نہیں آتا۔ آئے ہم پر وہ چو طرفہ طوفان آیا ہے کہ ہم سب کا ایمان ہی رخصت ہوتا نظر آتا ہے۔ ہمارا ایمان ایک محاصرے کی حالت میں معلوم ہوتا ہے چاروں طرف سے اس پر دشمن ٹوٹ پڑے ہیں۔ اب ہم مختصر طور پر ان متفرق دشمنوں کا کچھ حال بیان کرتے ہیں۔

پہلا دشمن یورپین علوم و فلسفہ

جب یورپ میں علم کی روشنی پھیلی تو عیسائی مذہب کے بوسیدہ نامعقول عقیدے مثلاً خدا کا ایک بھی ہونا تین بھی ہونا سارے جہان کے لئے ایک معصوم شخص کا مرکر کفارہ ہونا وغیرہ وغیرہ ایسی نکمّی عقاید سمجھ داروں اور ذی علموں کو سراسر لغو معلوم ہوئے پادری صاحبوں نے بچپن ہی سے اسلام کی طرف سے سکو بہت بُرا درجے کا بدظن کر رکھا تھا۔ بچارے کرتے کیا ناچار سوچ بچار کر مذہب ہی کو ڈھکوسلہ سمجھ لیا ڈاروِن۔ ہکسلی۔ ٹنڈل۔ کومٹی وغیرہ نے عقل کے گھوڑے بہت کچھ دوڑائے لیکن جیسا کہ سلامتی کو دربار الٰہی سے رحمت اور کامیابی کا خلعت عنایت ہوتا ہے ویسا ہی ہوا۔ کوئی دہریہ ہو گیا۔ کوئی شک کے اتھاہ کوئیں میں جا گرا۔ کسی نے اپنے دل سے ایک مذہب گھڑ لیا۔ غرض عجب طوفان بے تمیزی پیدا ہو گیا سارے یورپ میں ایسے بیدین ایسے گمراہ ایک دو نہیں ہیں لاکھوں بلکہ کروڑوں ہیں۔ ان گمراہوں کی تصنیف کردہ کتابیں سارے جہان میں پھیلتی جاتی ہیں۔ ان لوگوں نے ماہواری رسالے جاری کئے ہیں جنمیں نہایت آزادی کیساتھ اپنی گھڑی ہوئی فلسفی کو پھیلاتے ہیں ایمان کی ان باتوں پر جو اصل اصول ہیں سختی سے حملہ کرتے ہیں ان موذیوں میں عجب طرح کی فرعونیت ہے۔ ہر ایک اپنے کو افلاطون و سقراط سے بڑھکر سمجھتا ہے۔ سارے جہان کے آدمیوں کو نہایت نفرت و حقارت سے دیکھتا ہے۔ اُن کی تحریروں میں تیزی اور گھمنڈ بھری رہتی ہے اور یہاں ساتھ ہی دھجیاں اڑاتی۔ خدا کے ماننے والوں کو تمسخر کی راہ سے بیوقوف بیہالا بیوقوف قرار دینا ان کی روزانہ مشغلہ ہے۔ اسی قسم کے علم اکثر ہمارے کالجوں میں تشریف رکھتے ہیں۔ مسلمانوں کے بچے ان سے تعلیم پاتے ہیں۔ جو قوم برسر حکومت ہوتی ہے اسکی عظمت خواہ مخواہ محکوم کے دلوں میں ہوتی ہے۔ پھر طالبعلم اپنے استاد کو کس وقت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ظاہر ہے غرض ہماری قوم کے طالبعلم پڑھتے ہیں۔ ایف۔ اے۔ بی۔ اے کی ڈگریاں حاصل کرتے ہیں بیدینی اور دہریت۔ اپنے استادوں کے رنگ میں پورے رنگے جاتے ہیں۔ الیٰ اللہ مسلمانوں کی ہزاروں بچے اسلام سے ایسا نکل گئے ہیں کہ ان کو دلوں کو اللہ اور اس کے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ بھی تعلق ہی نہ رہا۔ اب علی العموم وہ ہیں لکھے پڑھے نوجوان معزز عہدوں پر ممتاز ہوتے ہیں۔ کوئی منصف ہے کوئی ڈپٹی کمشنر ہے۔ کوئی مجسٹریٹ ہے کوئی جج ہے کوئی ہائیکورٹ کا جج ہے کوئی وکیل و رجسٹرار ہے۔ کوئی بیرسٹر ہے جو چھوٹے لڑکے جو ابھی سکول کلاسوں میں پڑھتے ہیں۔ ان اپنے بڑے بھائیوں کو برسر عزت دیکھ کر انکے دل میں عزت کرتے ہیں۔ عظمت بھری ہوئے دلمیں جو باتیں ڈالو وہ کھوٹ سے بیٹھ جاتی ہیں۔ بڑے بھائی اپنے چھوٹے بھائیوں کو اپنی عملی حالت سے انگریزیت کا نقال اور شرابی بناتے ہیں اور اپنی گفتگو اور فلسفیانہ تقریروں سے دہریہ اور منکر خدا اور رسول بناتے ہیں اور یہ سلسلہ بڑے زور شور سے جاری ہے۔ آزادی کا زمانہ ہے کسی کو روکنے ٹوکنے کا کوئی مجاز نہیں۔ ایک بھلا آدمی کے گھر دو لڑکے ہوتے ہیں۔ ایک ذہین دوسرا غبی۔ تو ضرور وہ ذہین کو کالج میں داخل کرتا ہے۔ اور غبی کو کسی مدرسے میں علم دین سیکھنے کو شغل میں لگا دیتا ہے۔ ایک بھائی صاحب یورپ کا فلسفہ یورپ کی منطق پڑھ کر اچھے دہریہ پروفیسر کے رنگ میں رنگین نکلے۔ ادھر ہمارے مدرسوں کی جیسی پڑھائی ہے معلوم۔ دوسرے بھائی عربی کی کتابوں کی ورق گردانی تو کر گئے فضیلت کی پگڑی بھی بندھ گئی۔ لیکن مولوی صاحب کو نہ عقل ہے نہ سمجھ۔ اعتراض کا معقول جواب سوجھتا ہی نہیں صرف غصے میں لال پیلا ہونا جانتے ہیں۔ کمزوروں کی رگوں کو پیلا پیلا کر بانہیں گریں گی۔ زیادہ تنگ کرو۔ قائل کرنا چاہو تو فتویٰ کفر کی گولی داغ ہی دیں گے۔ الان وہ بھائیوں کی تقریروں کو سنکر چھوٹے چھوٹے لڑکے جو اسکول کلاسوں میں پڑھتے ہیں آپس میں کہتے ہیں ہمارے انگریزی دان ماموں یا چچا (غرض جو رشتہ ہو) باتیں نہایت معقول کہتے ہیں لیکن ہمارے مولوی ماموں یا چچا (غرض جو رشتہ ہو) صرف غصہ ہونا جانتے ہیں ٹھکانے کی ایک بات ہی نہیں کہتے۔

ای ناظرین غور کا مقام ہے جو نقشہ زمانہ موجودہ کا ہم نے کھینچا ہے۔ صحیح ہے یا نہیں۔ فرمائیے اگر یہی سلسلہ جاری رہا تو اس کا آخری نتیجہ کیا ہوگا۔ اگر دل میں کچھ بھی اسلام کی ہمدردی ہے تو دیکھو کس قیامت کا نمونہ سامنا ہے یہ سلسلہ تعلیم کا یہ بگڑ کر رک نہیں سکتا حاکم کی زبان سے صدہا یا لاکھ مسلمانوں کو تنزل کی طرف لا سکتی ہے۔ یورپ کے فلسفہ کا زہر یلا اثر ہماری آئندہ نسل پر جا کر یہ ایسا ہے کہ یا الٰہی ہمیں وہ گرہم کمان کر دینگے پہلا اگر یہ ہے ہی ہی اس خاکسار کی ایک بہت ہی چھوٹے اعلیٰ و رجے کی تعلیم یافتہ نام کے مسلمان کو دیکھتا ہے یہ فلسفہ یورپ کے آگے اسلام ٹھہر نہیں سکتا اپنا ایک نیا مذہب بنا لیں اگر کہیں عیسائی ہو جانا ہے تو وہ کہا جاتا ہے ... اتوار کے دن گرجا جاتا ہے۔ اگر اپنا نام ... لیتا ہے۔ اگر ہم مسلمانوں کی کوئی شخص کا بندہ ایسا مرتد و ملعون ہو جاتا ہے تو ہماری جماعت کو اس کی کیا جا تیکی اثر ہماری قوم پر کچھ نہیں پڑتا لیکن یہ دہری فلسفی گھر میں بیٹھا لیتا ہے تو یہ عجب غضب کا منافق ہو جاتا ہے۔ سارے مسلمان کہتے ہیں آپکا مذہب کیا ہے حسین ... نام ... میں اکثر سید کا ہی لکھا ہوا دیتا ہے۔ پوچھئے حضرت آپکا مذہب کیا ہے تو جواب دینگے کہ میں محمدی ہوں یعنی محمدی ہوں۔ دریافت کیجئے عقیدہ آپکا اور آپ کا وہ عقیدہ ہے کہ وہ جال تھے آپ کا ہی نہ ہوگا۔ ان کے خیالات میں جو ... اسکو بیرونی دشمنوں سے اتنا خوف نہیں ہوتا ہے جتنا گھر کے باغیوں سے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ یا یورپ کا دہری فلسفہ رفتہ رفتہ پھیل جائیگا تو اس سے صرف ہندوستان کو ہے جہاں مسلمان پامال ہو جائیں گے تو کیا مسلمان صرف ہندوستان ہی میں رہتے ہیں اور ممالک کے مسلمان تو دین و ایمان پر قائم ہیں۔ اللہ کی پرستش کر رہے۔ ... جواب نہایت بودا جواب ہے۔ اگر ہمارے دل میں دین اسلام کی ذرہ بھر بھی ہمدردی باقی ہے تو ہم اپنے بھائیوں کے تباہی و بربادی کی تباہی میں دیکھ کر چپ ہو سکتے ہیں۔ کیا کل مسلمان ہمارے بھائی نہیں؟ کیا اپنے بھائیوں کا برباد ہونا ہمارے دل پر صدمہ پیدا نہیں کرتا؟ اے خدا ہمارے دلمیں ایسے پتھر ہو گئے ہیں کہ ہم اپنے بھائیوں کو جیتے جی موت مرتے دیکھکر آبدیدہ نہیں ہوتے ہیں۔ اے خدا ہمارے دل کتنے پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو گئے ہیں۔ سمجھنا کہ یورپ کے دہری فلسفی کا اثر صرف ہندوستان ہی میں محدود رہیگا انہیں لوگوں کا کام ہے جو زمانہ موجودہ کی چال پر غور سے نگاہ کرنیوالے نہیں ہیں۔ اس زمانہ میں جو کلیں ایجاد ہوئی ہیں ان کا خیال تو کریں۔ ہندوستان ہی میں دیکھئے کلکتہ کی جو دوری ... میل ہے مگر صرف ہم گھنٹوں کی راہ ہے کلکتہ بمبئی اور ... میل ہے مگر صرف ... گھنٹوں کی راہ ہے کلکتہ ... میل ہے مگر صرف ... گھنٹوں کی راہ ہے۔ یہ حساب بھی ٹھیک نہیں ہے اسکیلئے یہ سفر کہ ... اب کئی مہینوں کا سفر نہیں ہے بلکہ صرف کئی دن کا ہے کہاں لندن اور کہاں بمبئی۔ صرف ... دن میں آدمی پہونچ جاتا۔ سفر کے وسائل آسان اور محفوظ ہو جانیکی وجہ سے ایک قوم دوسری کو دیکھتی ہے ایک کے خیالات دوسری میں پھیلتے ہیں چھاپہ خانہ کی ذریعہ کتابیں بہت جلد ایک سے لاکھ ہو جاتی ہیں جہاں اصل میں ایک کتاب کو دوسرے ملک میں پہونچائی ہیں کتاب کی تجارت میں نفع کی صورت دیکھکر مترجم ترجمہ بھی کر ڈالتے ہیں۔ غرض اس آزادی اور ترقی علوم و فنون کے زمانہ میں یہ خیال کرنا کہ دہریت اور فلسفیت کا بہتا اثر ہمیں کسی خاص گھر ہی میں محدود رہیگا سمجھدار کا کام نہیں ہے۔ ای پیارے ناظرین یورپ کا فلسفہ جس مستعدی کے ساتھ تمہارے ایمان کے قلعہ پر گولہ باری کر رہا ہے

* اگر ہندوستان کے مسلمانوں کی روحانی حالت کا پورا اندازہ لگایا جائے۔ اگر ہندوستان میں جو روحانی امراض پھیلے ہیں انہیں ہم بخوبی سمجھ جائیں گے۔ تو ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ یہی حالت دنیا بھر کی ہوگی اگر نہیں بھی تو ہونیوالی ہے کیونکہ اسٹیمر۔ ریل گاڑی۔ چھاپہ خانہ۔ ڈاکخانہ۔ تار برقی اخبار وغیرہ اسباب کی توسل سے ہر قسم کی بیماریاں ایک ملک سے دوسرے ملک میں بہت جلد پھیلتی ہیں گو ایک ملک دوسرے ملک سے بہت دور و دراز ہو لیکن زمانہ موجودہ کی علوم و فنون کی برکت سے سب زمین ایک ہی سطح تختہ پر جمع ہوئی ہوئی نظر آتی ہیں۔ جو رنگ ڈھنگ ایک قوم کو ملا ہے وہ دوسری کا ہمرنگ ہو جاتا ہے گویا ایک میدان میں رہکر کب تک ایک دوسرے سے جدا حالت میں حضر رہ ... کسکتی ہیں اور یہ جو لکھا جاسکتا ہے کہ جس قسم کی اصلاح کی بڑی ضرورت ہمیں ہے اسی قسم کی ضرورت ہر ملک کو اسلام کی اصلاح ہوگی۔

مختصر نوٹ اور نکات

اسوقت مذاہب مختلفہ کی ایک عالمگیر جنگ شروع ہوئی ہے بعض ان میں سے اپنی جگہ اپنے مذہب کی تائیدوں کیلئے کوئی کتاب ہی پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ الہامی ہے۔

مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے پہلے اہل عالم اس سے بالکل بے خبر تھے کہ **الہامی کتاب** کی عظمت اور سچائی کے اظہار کا کیا طریق ہوتا ہے۔ اور ان کو چھوڑ کر خود مسلمان اپنے ہاتھ میں خدا تعالے کا کلام رکھتے ہوئے بھی ان دلائل سے ناآشنا محض تھے جو کسی کتاب کے منجانب اللہ ہونے ... اعجازی دلائل ہو سکتے ہیں لیکن مسیح موعود نے آکر کل ادیان و ملل کے گھر میں ماتم برپا کر دیا جب اپنے کہا کہ الہامی کتاب کا سب سے پہلا ثبوت یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے **دعویٰ** اور **دلیل** کو آپ ہی بیان کرتی ہے۔ اور پھر اپنا ثبوت ہر ایک پہلو سے آپ ہی دیتی ہے۔ پس جسکو یہ دعوےٰ ہے کہ وہ اپنے پاس کوئی الہامی کتاب رکھتا ہے وہ اس معیار میں ہمارے سامنے اگر اپنی کتاب کو پیش کرے ... مذہبی دنیا میں گونج رہی ہے مگر ... کا جواب دے۔ ان لوگوں کیلئے ... مذاہب والوں سے گفتگو کرنے کا موقع رکھتے ہیں ... خوب یاد رکھنا چاہیے اور سب سے پہلے اسی اصل پر گفتگو کرنی چاہیے یہ ایک ایسا حربہ ہے کہ کوئی باطل اس کے سامنے ٹھیر ہی نہیں سکتا۔

اللہ تعالےٰ کی طرف سے آنیوالی کتاب کی پہلی نشان علمی **طاقت** ہی تو ہوتی ہے اور یہہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ ایک کتاب جو **الہامی** کتاب ہو اور انسان کی نجات کا کامل ہدایت نامہ ہو باوجود الہامی ہونے اور منجانب اللہ کہلانے کے کسی سچائی کے بیان میں جو عقائد دینیہ کی ضروریات میں سے ہے قاصر ہو یا ایک انسانی کتاب کے مقابلہ پر تاریکی اور نقصان کے گڑھے میں گری ہوئی ہو۔ بلکہ **آسمانی** کتاب کی یہ سب سے پہلی **نشانی** ہے کہ جس عقیدہ اور نبوت کی اس نے بنا رکھی ہوئی ہے اسکو معقولی طور پر ثابت کرتی ہے کیونکہ اگر وہ اپنے دعاوی کو ثابت نہیں کرتی بلکہ انسان کو گرداب حیرت میں ڈالتی ہے تو ایسی کتاب کو منوانا اکراہ اور جبر میں داخل ہوا جو کتاب اللہ کی شان سے گری ہوئی بات ہے کیونکہ کتاب اللہ ہرگز ہرگز انسان کی طبیعت پر کوئی ایسا جبر نہیں ڈالتی کہ وہ بعید از فہم اور خلاف عقل باتوں کے تسلیم کرنے پر مجبور ہو۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف نے جہاں لا اکراہ فی الدین کی تعلیم دی اور ساتھ ہی لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا فرمایا

پس غور کرکے دیکھو تو معلوم ہوگا کہ ہمارا قلب بڑے زور شور کے ساتھ یہی شہادت دیتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے آنے والی کتاب کے چہرہ کا حقیقی حلیہ یہی ہے کہ وہ اپنی روشنی سے علمی اور عملی طریقوں میں **حق الیقین** کا آپ راہ دکھاتی ہے اور پوری بصیرت بخش کر اسی جہان میں بہشتی زندگی کا نمونہ قائم کر دیتی ہے کیونکہ خدا کی کتاب کا **زندہ معجزہ** یہی ہے کہ وہ علم اور حکمت اور فلسفہ حقہ کی معلم ہو اور جہانتک ایک سوچنے والے کیلئے روحانی حقائق کے سلسلہ کا پتہ لگ سکتا ہے وہ ان تمام حقائق کی جامع ہو۔ اور صرف دعویٰ ہی نہ ہو بلکہ اپنے ہر ایک دعویٰ کو ایسی طرز سے ثابت کر سکے کہ پوری تسلی بخش دے اور جب تعمق اور امعان کے ساتھ اس پر نظر ڈالی جاوے صاف دکھلا دے کہ فی الواقعہ وہ ایسا ہی معجزہ اپنے اندر رکھتی ہے کہ دینی امور میں انسانی بصیرت کو ترقی دینے کیلئے اعلے درجہ کی مددگار اور اپنے کاروبار کی آپ ہی وکیل ہے۔

یہ عظیم الشان اور **بین** نشان کتاب اللہ کی شناخت کا ہی ہے۔ اسوقت جو کتابیں پیش کیجاتی ہیں کہ وہ منجانب اللہ ہیں ان کے حامیوں اور معلموں سے جب پوچھا جاوے کہ کیا تم اس معیار پر اپنی کتاب کو پیش کر سکتے ہو؟ تو جواب نہیں دیتے ہیں۔ ۱۸۹۳ء میں بمقام **امرتسر** حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عیسائیوں سے مناظرہ ہوا تھا سب سے پہلے حضرت اقدس نے یہی اصل پیش کی اور اس اصل پر انجیل کی حقیقت کو ... انہوں سے پوچھا جاتا مگر انجیل جو چند متفرق اور بے مطلب قصوں کے سوا کچھ بھی نہیں اس معیار پر کہاں کامل العیار اتر سکتی تھی۔ اس اصل کو سن کر عیسائی مناظرہ میں گھبرا گیا اور اس سے پہلے کہ کامل طور پر یہہ اصل پیش کیا جاتا انہوں نے اس معیار کو چھوڑنے کی کوشش کی جو خطرناک شکست اور مایوسی کی دلیل تھی۔ حضرت حجۃ اللہ نے اخیر تک اس اصل کو نبایا۔ اور جو دعوے کیا قرآن شریف سے۔ اور جو دلیل دی قرآن شریف سے مگر عیسائی بدست و پا تھے۔ خیالی باتوں سے دن کشی کرتے رہے۔ اب بھی اگر کسی عیسائی کو حوصلہ ہو تو انجیلی تعلیم اور حقائق (اگر کچھ ہو) کی حکمت اور فلسفہ کو بیان کرے اور انجیلی سچائیوں کا معقول ثبوت انجیل ہی سے پیش کرے مگر یہ ناممکن ہے۔ **کبھی بھی کوئی عیسائی ایسا نہیں کرسکتا**

ایک اور قوم جو آریہ کہلاتی ہے وہ اپنے پاس **وید نام** ایک کتاب رکھنے کی مدعی ہے لیکن جب انکو اس اصل پر اپنی کتاب عرض کرنے کیلئے بلایا جاوے تو وہ بھی سخت حیران ہوتی اور کبھی پیش نہیں کر سکتی۔ اسکی وجہ یہی ہے کہ خدا تعالےٰ کی کتاب کا یہہ خاص **نشان** ہے جو اوروں کے نصیب میں نہیں پایا جاتا۔ اور یہہ فخر صرف

قرآن کریم کو حاصل ہے۔ والحمد للہ علی ذالک

خدا تعالےٰ کی طرف سے جو لوگ مامور و مرسل ہوکر آتے ہیں انکی شناخت کا پہلا نشان یہ ہوتا ہے کہ وہ اسوقت مبعوث ہوتا ہے جبکہ اس قوم کی حالت دینداری جسکی طرف وہ مبعوث کیا گیا ہو تباہ ہو چکی ہو۔ اور وہ اللہ تعالےٰ سے دور ہو گئی ہو اس کے تمام معاملات، معتقدات عبادات میں خطرناک نقص واقع ہو چکا ہو۔

چنانچہ ہمارے سید و مولا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اسوقت دنیا میں آئے کہ **ظہر الفساد فی البر والبحر** کا وقت تھا۔ نہ صرف عرب بلکہ کل دنیا کی اخلاقی اور روحانی حالت بگڑ چکی تھی اور آپ اس وقت دنیا سے اُٹھے جب کہ دین کامل ہو چکا اور اتمام نعمت ہو چکی۔

لیکن اگر اس معیار پر یسوع کی نبوت اور خدائی کی پڑتال کیجاوے تو وہ ایک مسکہ قلب سے زیادہ ثابت نہیں ہوگا۔ کیونکہ انجیل کے مطالعہ اور یسوع کی لائف کے پڑھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ یہود کو کوئی بھی الزام نہیں دیسکے جس سے ثابت ہوتا کہ انہوں نے اپنے اعتقادات بدل ڈالے ہیں اور وہ توریت کو چھوڑ کر کسی اور کتاب کو ماننے لگے ہیں کوئی اس قسم کا الزام یہودیوں پر قائم نہیں کیا جو انکی ضرورت کا داعی ٹھیرتا بلکہ خود ان کی تصدیق کی کہ فقیہ اور فریسی موسےٰ کی گدی پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو اس حیثیت اور ضرورت کے لحاظ سے یسوع کی نبوت یا خدائی کی عدم ضرورت ثابت ہوتی ہے پھر دوسری دلیل سچے نبی کی سچائی پر یہ ہوتی ہے کہ وہ کامل اصلاح کا ایک بھاری نمونہ پیش کرتا ہے۔ لیکن جب اس معیار پر یسوع کی زندگی کو دیکھا جاوے تو بجز نفی کے اور کوئی جواب ہی نہیں۔ عیسائی صاحب خود مہربانی کرکے ہمیں بتائیں کہ وہ یسوع کی لائف میں انکی اصلاح کا کامل نمونہ کسے پیش کرتے ہیں۔ انہوں نے کیا اصلاح کی کتنے لاکھ یا ہزار آدمیوں نے انکے ہاتھ پر توبہ کی؟ دوسرے لوگوں کو چھوڑ کر اگر صرف خاص مخلص بارہ حواریوں ہی کو دیکھا جاوے اور ان کے اعمال نامہ کی پڑتال کیجاوے تو دل کانپ اٹھتا ہے اور افسوس ہوتا ہے کہ یہ لوگ کیسے بگڑ کر اسقدر اخلاص کا دعوے کرکے پھر ایسی ناپاکی دکھا دیں جسکی نظیر دنیا میں نہیں کہ تیس روپے لیکر ایک سچے نبی اور پیارے رہنما کو خونیوں کے حوالہ کر دیا حواری کہلانے کی یہی حقیقت تھی؟ کیا لازم تھا کہ پطرس جیسا حواریوں کا سردار اپنے مرشد کے سامنے کھڑا ہوکر اون پر لعنت بھیجے جہانتک اس امر پر غور کرتے جاؤ یہ پہلو اصلاح کا ایسا **کمزور** اور بودا ثابت ہوتا ہے کہ کسی طرح بھی مسیح کو اسکی الوہیت تو درکنار **نبوت** کے میدان میں بھی کھڑا نہیں کر سکتا۔ اسپر بھی تعجب ہے کہ یہ لوگ اسکو خدا مانتے ہیں۔ العجب! ثم العجب!!

ہم حضرت مسیح ابن مریم علیہما السلام کو اللہ تعالےٰ کا برگزیدہ نبی اور پاک رسول مانتے ہیں لیکن ہمارا ایمان **انجیل** کی بنا پر نہیں بلکہ اس بنا پر ہے کہ خدا کی مجید و حمید کتاب نے اسے اللہ تعالےٰ کا نبی قرار دیا ہے۔ انجیلی یسوع کو مسیح ابن مریم کے ساتھ کوئی تعلق اور نسبت نہیں ہے۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ انجیل کس کا ذکر کرتی ہے وہ ایسے انسان کا ذکر کرتی ہے جس نے خدائی کا دعوےٰ کیا۔ وہ ایسے شخص کا ذکر کرتی ہے جس کے برخلاف اس کے بھائیوں نے جنون کی شکایت کی وہ ایسے شخص کا ذکر کرتی ہے جس کے متعلق وہ بہت سے الزام قائم کرتی ہے۔ حالانکہ قرآن کریم مسیح ابن مریم کو اللہ تعالےٰ کا رسول اور صادق مامور ٹھیراتا ہے۔

صادقین کی صحبت انسان کیلئے ازبس ضروری اور لازمی ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے لئے قرآن اور حدیث کافی ہے ہمیں صحبت صادقین کی ضرورت نہیں۔ وہ قرآن کریم کی تعلیم کی بجائے خود مخالفت کرتے ہیں کیونکہ اسمیں تو بطور امر صاف لکھا ہے۔ **وکونوا مع الصادقین**۔ صادقوں کیساتھ ہوجاؤ۔ اور صادق وہ ہیں جنہوں نے صدق کو علے وجہ البصیرت شناخت کرلیا ہے اور پھر دل و جان سے اوس پر قائم ہوگئے ہیں اور یہہ اعلے درجہ بصیرت کا بجز اس کے ممکن نہیں کہ سماوی تائید شامل حال ہوکر اعلے مرتبہ حق الیقین تک پہونچا دے۔ پس اس معنوں کے لحاظ سے صادق حقیقی انبیاء اور رسل اور محدث اور اولیاء کاملین مکملین ہیں جن پر آسمانی روشنی پڑی اور جنہوں نے خدا تعالےٰ کو اسی جہان میں یقین کی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ اس سے بطور اشارۃ النص یہ بھی پایا جاتا ہے کہ دنیا کبھی بھی **صادقوں** کے وجود سے خالی نہیں ہو سکتی کیونکہ دوام حکم **کونوا مع الصادقین** دوام وجود صادقین کو مستلزم ہے۔ اسی کے موافق اللہ تعالےٰ نے اپنا ایک مامور بھیجا ہے تا دنیا اس کی فیض صحبت سے فائدہ اٹھاوے۔

قرآن کریم

دنیا میں پہلی طرز کا

"قاعدہ یسرنا القرآن" کے ذریعہ جس سہولت اور عمدگی کے ساتھ قرآن کریم کی تعلیم دیجاسکتی ہے وہ اب مخفی امر نہیں رہا اسی قاعدہ کے دیباچہ میں جس قرآن کریم کا اشارہ کیا ہے محض خدا تعالےٰ کے فضل پر بھروسہ کرکے یسرنا القرآن کے مصنف کی کتابت سے ہم ایک قرآن شریف چھاپنا چاہتے ہیں جو کلاں تقطیع پر بالفعل بطور نمونہ دو پارے چھاپ رہے ہیں جو لوگ قرآن کریم کی اشاعت کیلئے دل میں جوش رکھتے ہیں اگر وہ اس نیک کام میں ہماری مدد فرمائیں تو اس مشکل کام کا سہل ہو جانا بلحاظ اسباب ممکن ہے اور پھر خدا تعالےٰ کا فضل شامل حال ہو تو سارا قرآن شریف چھپ جانا آسان ہو۔ اس نمونہ کے دو پاروں کی ... پہنچنے پر بالکل طیار ہیں تمام درخواستیں دفتر الحکم کے نام آنی چاہئیں۔

مراسلت

لاہوری مجتہد کی اجتہاد کا نمونہ

ناظرین پیغام [illegible] اپنے مولوی صاحب کی بڑے حجم والی تفسیر [illegible] مطالعہ کیا ہے۔ ہر ایک سیپارہ [illegible] مولانا نذیر احمد صاحب کی ترجمۃ القرآن سے کم نہیں گویا تیس سیپارہ کی تکمیل [illegible] کے مصداق ہوگی عموماً ناظرین اوس کی معارف تفسیر فصاحت بلاغت کی اعلیٰ [illegible] سے ناواقف ہوں گے۔ اس لئے چند باتیں نقل اسکے مشتے نمونہ خروارے ہدیہ ناظرین کرتا ہوں

واتخذ قوم موسیٰ من بعدہ من حلیہم عجلا جسدا لہ خوار۔ اس کی تفسیر کرتے ہوئے بہت سے اوراق سیاہ کئے ہیں [illegible] (دیکھو صفحہ [illegible] الجزء الثالث [illegible])

جبرائیل جس گھوڑی پر سوار عرش سے اترے تھے وہ جنت کی گھوڑی مادہ ابلق رنگ تھی نام اوس کا فرس الحیواۃ تہا جسجگہ سم اور قدم رکھتی فوراً وہ زمین زندہ ہوجاتی اور اوس پر گل و ریحان اور سبزی گوناگون اسی وقت اگتی۔

سامری نے اوس کو جب دیکھا شناخت کیا کہ واقعی بڑی بزرگ گھوڑی ہے اور اس کے پاؤں کی خاک سے ایک مٹھی اٹھا کر گوسالہ کے قالب میں ڈالدی اس لئے وہ عجل صاحب [illegible] اور [illegible] ہوا اور اس گھوڑی کو آسمان یعنے جنت سے اترتے وقت خدا نے پر و بال لگا دئیے تھے جس کے ذریعہ وہ اڑ کر آسمان سے آئی اور ممکن ہے کہ ایک ابر کی جبی ہوئی ٹکڑی پر سوار ہو کر وہ گھوڑی زمین پر اتری ہو۔ فقط

ناظرین یہ معارف قرآنی اور حق تفسیر والی مولوی صاحب کی اسید [illegible] آپ داد دین گے۔

اب سوال یہ ہے کہ جبرائیل اور گھوڑی کا مذکور قرآن میں کہاں ہے

فقبضت قبضۃ من اثر الرسول فنبذتہا وکذٰلک سولت لی نفسی

(س ط)

اسمیں نہ جبرائیل کا نام ہے نہ گھوڑے کا نہ اوس کے پر و بال ہوتے یا ابر کی ٹکڑی پر اترنے کا (فقبضت قبضۃ) میں قبضہ خاک کس [illegible] کا ترجمہ ہے (من اثر الرسول) میں گھوڑی کو پاؤں کی مٹی کس محاورہ کا مفہوم ہے مولوی صاحب اپنے اثبات دعوے پر محاورہ عرب یا لغت عرب سے کوئی مثال پیش کر سکتے ہیں ہم اون کو جواب کے مشتاق ہیں مولوی صاحب سامری کو [illegible] کس طرح معلوم ہوا کہ گھوڑی کے پاؤن کی خاک میں یہ تاثیر ہے کہ اس [illegible] کیا سامری عالم الغیب تہا الرسول پر الف لام کیا ہے [illegible] جبرائیل کی گھوڑی [illegible] [illegible] ہوئی۔ ابتدا آسمان گھوڑیوں سے [illegible] سلسلہ توالد و تناسل بھی جاری ہوگا آپ کی کتب حدیث [illegible] جگہ آسمان میں ملائکہ [illegible] کوئی نہ کوئی ملک راکع۔ ساجد [illegible] نہ ہو پھر ان گھوڑیوں کے اصطبل اور چراگاہ کا لیا انتظام ہے۔ اگر گھوڑی ابر کے ٹکڑے پر اترے تو عرش سے ابر کے ٹکڑے تک کسطرح پہونچے۔ ابر تو آسمان میں نہیں بلکہ فضا میں ہے پانچ چہ میل اوپر ہے۔ اس سے اوپر ابر نہیں پھر جبرائیل گھوڑی پر اور گھوڑی ابر کے ٹکڑے پر سوار ہی۔ جبرائیل اصلی [illegible] سوار تہے یا انکی جسم سے وہ گھوڑی پر یا ٹکڑا ابر پر کسطرح سما گئے۔ مولوی صاحب یہی جواب دین گے کہ احادیث میں ایسا ہی وارد ہے۔ مگر کیا وہ اپنا قول جو [illegible] صفحہ پر درج کر آئے ہین بہول گئے ہین۔

(دراخبار یکہ معارض و منافی بر کلام محکم قرآن باشد موضوع و مختلق مترک العمل وجوباً است۔ ہر چند صحیح الاسناد باشند چہ متون آنہا فاسد و از احاد اند و اخبار احاد غیر حجت قاطعہ ہن باب الظنون مے باشند و تمسک و عمل بظن جائز نیست (دیکھو صفحہ ۱۵۶ سطر ۵ و ۶)

مولانا صاحب نے آپنی تفسیر میں اس قول کے عملاً کوئی رعایت مدنظر رکھی ہے۔ (لم تقولون ما لا تفعلون۔) کیا آپ کی تفسیر **تفسیر القول ما لا یرضی بہ قائلہ** کے مصداق نہیں۔ کیا وہ تفسیر بالرائے نہیں **من فسر بالرأی فلیتبوأ مقعدہ من النار**۔ کیا استدلال بالاحادیث مین اس قول رسول کو آپ نے مدنظر رکہا ہے **قال النبی قد کثر علی الکذابون فما یروی لکم فاعرضوہ بکتاب اللّٰہ فما وافقہ فخذوہ واعلموہ وما خالفہ فاضربوہ الجدار واترکوہ**

(تفسیر لاہوری صفحہ ۲۵۱)

مولانا صاحب آپ کی یہہ تفسیر (متون آنہا فاسد) کے مصداق نہیں ہے اس سے بڑھکر ناسدا ور بیہودہ تحریر اور کونسی ہو سکتی ہے جسکی بیہودگی پر اس کا لفظ لفظ شاہد ہے اسی لیاقت علمی اور منبع علم یعنی امام الوقت علیہ الصلوٰۃ والسلام (فداہ امی) کے مقابلہ [illegible] جرأت [illegible] شرم شرم [illegible] غور کرنا ہے امام الزمان علیہ السلام کے آپ [illegible] [illegible] ایسا [illegible] سکتا۔

(مطلب) (جب موسیٰ علیہ السلام نے اس [illegible] بالی **سامری** سے پوچھا کہ تو نے یہ کیا کام کیا تو اس نے بتایا کہ [illegible] رسول [illegible] [illegible] (**قال بصرت بما لم یبصروا بہ**) یعنے موسیٰ رسول کے [illegible] (**فقبضت قبضۃ من اثر الرسول**) اب میں اوس مذہب کے [illegible] حصہ کو بھی ترک کر بیٹھا ہون۔ (**فنبذتہا**) اور یہ ترک کرنا میرے نفس نے میری لئے ایک بات بنا کر دکہائی۔ (**وکذٰلک سولت لی نفسی**) یہ حقیقی مطلب اصل عبارت کا نہ اسمین گھوڑی ہے نہ جبرائیل ہے نہ ابر کا ٹکڑہ ہے اور نہ پر و بال کی ضرورت ہے صاف صاف الفاظ میں یہ مطلب موجود ہے درحقیقت یہود کی روایتان اور قصوں کو یونانی گندے فلسفہ کے گاری میں مفسرین نے ملا کر اپنی تفسیر کی عمارت کو کہڑا کیا اور یہہ زمانہ تفسیر نویسی کا پہر ایک فیج اعوج کا زمانہ تہا جس کی خبر مخبر صادق نے دیدی تھی انہی مفسرین کے آرا اور ان کی خشک و تر کو مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کی یہودی صفت علما نے اپنی تفاسیر مین جگہ دی اور بے شک وہ اپنے گذشتہ بہائیوں کے نقش قدم پر تمام کرتے تب ہی تو ایسی بیہودہ روایتیں اور ناروا قصے انکی تفاسیر کے کل سرسبد ہوئے اور انہی پر اون کو بڑا ناز اور فخر ہے۔ وہ مصداق آیہ کریمہ (**لا یمسہ الا المطہرون**) قرآن کے حقیقی معارف کیا جانیں ان کو قرآن سے مناسبت ہی کیا ہے وہ تو اسکو بیاض عثمانی کہتے ہیں ناکمل اور بے ترتیب مانتے ہیں پہر ان کا اس قرآن میں واقعی کیا حق ہے اصلی قرآن امام مفقود غار سر من رائی میں لیکر چلے گئے ہیں جلنے عبور ہے ہزار سال سے امام مفقود الخبر قرآن اصلی نادارد پہر دعوے (**تمسک کتاب اللّٰہ** اور عترت کا) ہائے افسوس صد افسوس عترت ہزار سال سے مفرور قرآن اصلی ندارد موجودہ سے نسبت یہ سوء ظن پہر کس بیحیائی سے تمسک کتاب اللہ و عترت کا دعوے کرتے ہیں۔ اوہام پرستی یہ مذہب کی بنیاد ہے۔

باقی آئندہ

خاکسار نذر علی از پشاور۔

فرقہ اہل حدیث

استفسار

اہل حدیث کا لفظ خود ظاہر کرتا ہے کہ جس شخص یا قوم کو کتاب یا اخبار کا یہ نام ہے اس کا کیا موضوع ہے۔ مختصراً تاریخی طور پر اتنا کہنا کافی ہو گا کہ جس قوم یا فرقہ نے احادیث نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی سمجھ کے مطابق پیروی کو چاروں اماموں میں سے کسی کی تقلید [illegible] اس کا [illegible] کرنے کا دعوے کیا وہ فرقہ اپنے آپ کو اہل حدیث کہتا ہے۔ لیکن یہ فرقہ [illegible] دنیا [illegible] دین کو برا کہنے میں مبالغہ [illegible] بدنام ہو چکا ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ اس فرقہ میں بعض بزرگ جو تیرہویں صدی کے [illegible] عقائد اور فاسدانہ توہمات کی بیخکنی میں [illegible] البصیرت مصروف رہے انہوں نے دین کی بڑی خدمت کی خدا اون کو جزا [illegible] خیر دے لیکن بعد میں عموماً اس فرقہ کے [illegible] خود اپنے مبالغہ آمیز کارروائیوں میں جا پڑے کہ خود ہی انکی حالت قابل اصلاح ہو گئی تھی اور ضرور تہا کہ ایسا ہوتا کیونکہ اگر کسی فرقہ اسلامی کے علما اصلاح پر ہوتے تو [illegible] مجدد کی کیا ضرورت تھی۔ اگرچہ یہ ایک [illegible] کی بات ہے کہ انہوں نے حدیث کا درجہ [illegible] قرآن سے بڑھ کر بنا لیا لیکن اس پر ایک اور [illegible] یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت کی وا [illegible] پہر احادیث کو بھی چھوڑ دیا چنانچہ کسوف خسوف در رمضان کے واقع پر اس حدیث کو صحیح ہونیکا ہی انکار کر دیا حالانکہ اس حدیث کی سچائی پر خود آسمان نے چار دفعہ گواہی دی دو دفعہ مشرقی دنیا میں اور دو دفعہ مغربی دنیا میں اور مہدی و مسیح کی آنے کی احادیث جو خطبہ میں کھڑے ہو ہو کر لوگوں کو سنایا کرتے تھے ان کو ذکر و اذکار سے ایسے خاموش ہوئے کہ گویا وہ باتیں کہیں کتابوں میں موجود ہی نہ تہیں۔ **وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا فلما جاءہم ما عرفوا کفروا بہ فلعنۃ اللّٰہ علی الکافرین**۔ خیر اسوقت اس فرقہ کی ہسٹری لکہنا مقصود نہیں ہے۔ اور ہم اصل مطلب کیطرف رجوع کرتے ہیں۔ پہلے پہل اہلحدیث کی طرف سے ایک رسالہ ماہواری اشاعۃ السنہ نام نکلا تہا جس کے ایڈیٹر مولوی محمد حسین صاحب کا لاہور کے ہیڈ کوارٹر اہل حدیث یعنے مسجد چینیاں سے بہت سال ہوئے قطع تعلق ہوا تہا یا کیا گیا تہا۔۔۔

یہ صاحب اپنے آپ کو بنا لیا اپنا نام وکیل اہلحدیث رکھتے ہیں لیکن حال میں ایک نیا اخبار امرتسر سے نکالا ہے جو کہ اپنا نام اہل حدیث رکھ کر سلسلہ حدیث نبوی کا ایک زندہ نمونہ ہونے کا گویا مدعی ہے۔ یہ اہل حدیث اپنے راویوں یعنی نامہ نگاروں کی طرف سے بار بار خبریں چھاپ رہا ہے۔ جن میں سے دو خبریں بطور نمونہ کے ہم اس جگہ درج کر کے ان امور کا استفسار کرتے ہیں (۱) جو نمونہ روایت اخبار کا ہمارے سامنے یہ اہل حدیث پیش کر رہا ہے کیا اسی معیار پر سلسلہ روایت احادیث ابتدا سے مبنی چلا آتا ہے؟

(۲) کیا تمام فرقہ اہلحدیث اس کو اپنا نمونہ اور مثال مانتے ہیں یا اشاعۃ السنہ کی طرح بعض کا اس سے بھی قطع تعلق ہے۔

وہ خبریں یہ ہیں: اوّل اہلحدیث مورخہ یکم اپریل سنہ ۱۹۰۴ء صفحہ ۹ مولوی شیر محمد ساکن ہجرا تحصیل بھیرہ .... طاعون سے مع اہل و عیال کے چل بسے۔

دوم پرچہ اہلحدیث مورخہ ۲۲ اپریل سنہ ۱۹۰۴ء قادیان میں آجکل سخت طاعون ہے مرزا صاحب اور مولوی نورالدین کے تمام مرید قادیان سے بھاگ گئے ہیں۔ مولوی نورالدین کا خیمہ قادیان سے باہر ہے۔

خبر اوّل کے متعلق میں مولوی شیر محمد صاحب مرحوم کے برادر حقیقی منشی غلام نبی صاحب گورنمنٹ پنشنر کا بیان نیچے درج کرتا ہوں۔ اور خبر دوم کے متعلق قادیان کے رہنے والے اور آنے جانے والے دیکھ رہے ہیں کہ تمام مریدان حضرت جو کہ اس جگہ قادیان میں سکونت پذیر ہیں سب بدستور یہاں موجود ہیں اور نمازوں میں حضرت کے ساتھ بدستور شامل ہوتے ہیں اور باہر سے بھی مہمانوں کی آمد و رفت بدستور جاری ہے اور حضرت مولوی نورالدین صاحب بدستور اپنے مکان میں جو متصل مسجد ہے مقیم ہیں اور بدستور روز بھر طلباء کو پڑھانے اور بیماروں کے دیکھنے میں اپنے مطب میں دن بھر موجود رہتے ہیں اور شام کو درس قرآن شریف دیتے ہیں۔ یہ خبریں اہلحدیث نے بالکل سیاہ جھوٹ لکھی ہیں۔ ممکن ہے کہ وہ بیان کرے کہ یہ جھوٹ نامہ نگار کا ہے دروغ بر گردن راوی تو پھر ہمارا یہ سوال ہے جیسا ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ کیا احادیث کی خبر کرنے اور کتب میں درج کرنے اور راویوں پر اعتبار کرنے کا یہی طریق اور یہی نمونہ ہے جو اہلحدیث نے ہمارے سامنے پیش کیا ہے۔ شاید ایسے ہی خادمانِ حدیث کی عملی حالت کو دیکھ کر ان نیچریوں اور چکڑالویوں کا فرقہ پیدا ہوا ہے جو تمام احادیث کو سرے سے بے اعتبار قرار دیتے ہیں۔ اب ہم منشی غلام نبی کا بیان درج کرتے ہیں۔

بیان منشی غلام نبی صاحب

برادرم شیر محمد صاحب بعارضہ تپ ۱۰ دن بیمار رہ کر فوت ہوئے۔ اخیر تک اُن کے ہوش و حواس بالکل قایم رہے کوئی علامت طاعون کی ان میں نہ تھی۔ آپ کی حالت میں وہ اندر باہر آنے جانے میں اور لوگوں کو ملنے میں پہلے کی طرح باہوش اور باخبر تھے۔ بیماری کی حالت میں وہ خود ہی فرماتے تھے کہ مجھے تپ ہے مگر یہ طاعون نہیں ہے وہ خود حکیم تھے اور ان باتوں کو خوب سمجھ سکتے تھے۔ نہ ان کو کوئی گلٹی تھی اور نہ اور کوئی نشان طاعون تھا۔ جس ڈاکٹر سے انہوں نے اپنے علاج کا مشورہ کیا تھا جب میں نے اُس سے دریافت کیا تو اس کی بھی یہی رائے تھی کہ ان کو طاعون نہیں ہے ان کی بیوی اور اولاد یعنی ایک لڑکی اور ایک لڑکا بفضل الٰہی اب تک زندہ اور تندرست ہیں۔ یہ صریح کذب ہے کہ وہ مع عیال کے چل بسے۔ لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین۔ فوت ہونے سے کچھ دن پہلے انہوں نے بطور وصیت اپنے بڑے بھائی صاحب کو خط لکھا تھا کہ میری زمین کا نصف حصہ حضرت مسیح موعود کے سلسلہ کیلئے وقف ہے اور تا دم آخر وہ اپنے ایمان پر ثابت اور قایم رہے۔ اللّٰھم اغفرہ وارحمہ والسلام

غلام نبی بقلم خود

قادیان کے اور مولوی شیر محمد صاحب کے یہ واقعات ہیں جن کو اہل حدیث نے کیا کچھ بنا کر لکھا ہے۔ لیکن اگر در اصل مولوی شیر محمد صاحب طاعون سے فوت ہی ہو جاتے تو اس سے مخالفوں کو کچھ ہاتھ میں کوئی شے نہیں آسکتی بلکہ اسطرح ثابت قدمی اور ایمان کے ساتھ فوت ہونا ایسے ہی مثل اُن صحابہ کے ہیں جو کفار کے مغلوب ہونے کی وقت حضرت رسول کریم کے دیکھتے دیکھتے شہید ہوئے الذین تتوفٰھم الملٰئکۃ طیبین یقولون سلٰم علیکم ادخلوا الجنۃ بما کنتم تعملون۔ نبی کریم کو تمام لڑائیوں کے متعلق پہلے سے بشارتیں فتح کے وعدے تھے اور مخالفوں کیواسطے ہلاکت کے انذار پہلے سے ہی قرآن شریف بھرا ہوا تھا لیکن اگر کوئی نادان یہ اعتراض کرے کہ وہ پیشگوئیاں پوری نہیں ہوئیں کیونکہ بہت سے مسلمان بھی ان جنگوں میں مارے گئے۔ حالانکہ ہلاکت کی پیشگوئی صرف کفار کے واسطے ہی تو یہ اوس کی بیوقوفی ہوگی کیونکہ کسی امر کے نتائج کو بحیثیت مجموعی دیکھنا چاہیے طاعون کے ذریعہ سے ہزاروں آدمیوں کا جماعت احمدیہ میں شامل ہونا۔ لاکھوں مخالفوں کا مرجانا۔ براہین احمدیہ سے لیکر اس وقت کی پیشگوئیوں کا پورا ہونا یہ سب میں نشانات ہیں۔ لیکن بدقسمتی کے واسطے ہر جگہ ٹھوکر کا موقعہ موجود ہے طاعون کا آنا مخالفین کے واسطے ایک عذاب ہے مومنین کیواسطے ایک امتیازی نشان ہے۔ طاعون اس سلسلہ کی خادم ہے۔ ہاں ہر ایک نشان کے ساتھ سنت الٰہی کے مطابق کچھ غیوبت اور ابتلا ضروری ہے۔ جیسا کہ ہم ظاہر نظارۂ قدرت میں بھی دیکھتے ہیں کہ بارش کا پانی کھیتوں کیواسطے ضروری ہے۔ لیکن جب بارش گرتی ہے تو شہر کی گلیوں میں بھی کیچڑ کر دیتی ہے۔ شہریوں کے واسطے کئی طرح کی تکالیف کا موجب ہوتا ہے چونکہ اس مضمون پر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب اور ایڈیٹر صاحب پہلے کافی تحریر کر چکے ہیں۔ اس وقت کچھ زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ طاعون کے ختم ہونے پر زمانہ دیکھ لے گا کہ طاعون کس کی خدمت کر گئی اور کس کو خاک میں ملا گئی۔

محمد صادق۔ از قادیان۔

طاعون اور ہمارے ہمعصر

گلزار ہند لاہور جو ہمارے سلسلہ کی خلاف کہنے کا عادی ہے اپنے نمبر ۱۶ و ۱۷ میں طاعون اور پنجاب کے عنوان سے ایک نوٹ لکھتا ہے جس میں وہ سیگریگیشن کیمپ اور ٹیکا وغیرہ پر بحث کرتے ہوئے آخر کہتا ہے

”یہ سب باتیں ثابت کر رہی ہیں کہ خدا کے علم میں پنجاب کو ابھی اس وبا کی بہت کچھ نقصان پہونچنا تھا اور پھر آخر میں علاج طاعون کے متعلق لکھتا ہے طاعون کا اگر علاج ہے تو یہی ہے اور عموماً ہر شہر کے باشندے کر رہے ہیں کہ بداعمال ترک کر کے سچے دل سے جناب ارحم الراحمین تا کہ اوس کا دریائے رحم جوش میں آکر اس قہر کی آگ کو بجھائے“

ایڈیٹر۔ سنہ ۱۸۹۸ء میں جب اس کے متعلق خدا کے مامور و مرسل نے پیشگوئی کی تھی تو اس پر ہنسی اڑائی جاتی تھی مگر آج وہی ہنسی اڑانے والے اسی علاج کو صحیح اور یقینی تصور کر رہے ہیں جو اس نے بتایا تھا کہ

”تشویش قیامت ماند این تشویش گر بینی
علاج نیست بہر دفع آن جز حسن کردارے“

اور ابھی دیکھیں کہ خدا کی باتیں کیسی کچھ ثابت ہوتی ہیں

ہندو جاتی کے مردوں کے تہیہ کا سلوک

اس عنوان سے لاہور کے مشہور ہندو صوفی اخبار آریہ گزٹ نے ایک نوٹ لکھا ہے جس کو ہم بغرض عبرت کیلئے یہاں درج کرتے ہیں اور اس پر اتنا اضافہ کرنا چاہتے ہیں کہ ہمکو یہاں قادیان میں بھی ایسی صورتیں پیش آئی ہیں بعض مردے بہت دیر تک محض اس وجہ کہ اندر رہے کہ ہندو اٹھانے والا کوئی نہ تھا۔ ایک مرتبہ کیواسطے ایک ہندو ہم کو خود ہندوؤں کو کہتا ہوا سنا وہ اجرت دیکر ایک مسلمان سے مردا اٹھوانا چاہتا تھا مگر اجرت کا فیصلہ نہ ہوا۔ وہ اس بات پر بھی تیار تھا کہ ہندوؤں کو عزت دلانے کیواسطے جو ہر شخص سے اٹھوا لوں۔ ایسا ہی ایک صاحب کو ایک عورت کی میت گھر سے تک پہونچانے کی کوشش کی اور ہمارے برادر بکارم کو مدعی سنا بھی ہے اسکی مدد کرنے کی ہمت نہ کر سکے یہ مثالیں واقعی عبرتناک اور افسوس افزا ہیں۔

یہاں کے مسلمانوں کی جس ہمدردی اور اخلاقی جرأت کو اپنے مردوں کی تدفین و تکفین کی آخری اور اہم خدمت کو سرانجام دیا ہے وہ اکثر ہندوؤں کو اثر دلانے والی ثابت ہوئی ہے۔ بلکہ ہمیں معلوم ہوا کہ بعض مسلمانوں کی ہندوؤں کی اس تحریر پر وہ لوگوں کو کہا کہ اگر تم مردوں کا انتظام نہیں کر سکتے تو ہمیں وہ مردے دو کہ دفن کر دیں۔ غرض ایسی خبریں تمام جگہوں سے آرہی ہیں۔

سوامی دیانند کی تصنیف پر عدالت کا صحیح فیصلہ

سنہ ۱۹۰۲ء کے آغاز میں ایک ناتن دھرم اولیس صاحب کی پشاور میں ایک رسالہ چھپوایا جس میں کہ نیوگ ور سوامی دیانند کی قائم کی ہوئی اصولوں پر مذاق اڑایا تھا۔ آریہ سماجی صاحبان اس قسم کے رسالے پر سخت جل بھن گئے اور انہوں نے مصنف رسالہ مذکور کے برخلاف جناب اسسٹنٹ کمشنر صاحب پشاور کی عدالت میں ایک مقدمہ دائر کر دیا۔ بعد سماعت مقدمہ ہذا جناب اسسٹنٹ کمشنر صاحب نے پوری جانچ پڑتال کے بعد آریہ سماجیوں کا دعویٰ خارج کر دیا۔ میں ایسا ہی فقرہ جناب اسسٹنٹ کمشنر صاحب کی فیصلہ میں سے ترجمہ کر کے ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ فیصلہ ”ان مسائل اور اصولوں میں بعض اصول نیوگ ایک عام فہم آدمی کی سمجھ کے بالکل برخلاف ہیں اور ایک آدمی کیلئے جو اپنے آپکو مذہبی بانی (رہنما) ہونا ظاہر کرتا تھا ایسے مسائل و اصولوں کو ستیارتھ پرکاش جیسی اہم پستک میں جگہ دینا بالکل نامناسب حرکت تھی“ پھر آگے فیصلہ میں صاحب بہادر لکھتے ہیں ”اس بات سے انکار نہیں ہو سکتا کہ دیانند جی کی خاص دھرم پستک ستیارتھ پرکاش میں فن مجامعت کی تعلیم درج ہے مدعی خود اسبات کو تسلیم کرتا ہے کہ وہ اصول نیوگ جنمیں ایک بیاہی ہوئی عورت کو اپنی اصلی خاوند کی جیتے جی کسی دوسرے بیاہے ہوئے آدمی کے ساتھ ہمبستری کی ہدایت ہے ایمان رکھتا ہے۔ یہ رسم بلاشبہ و شبہ زناکاری ہے۔ اسواسطے یہ تذکرہ کرتی ہوئی کہ دیانندکے چیلا اسکو مندرجہ بالا اصول نیوگ ایمان لائی ہوئی رسم زناکاری کا اظہار کرتے ہیں اور اگر ان اصول نیوگ کا انکا یقین اسیطرح رہا تو وہ ہے (زناکاری کو) زیادہ ترقی دیں گے مدعا علیہ کی راستبازی کی ایک بہت حقیقت کو قلمبند کیا ہے“ صاحب اسسٹنٹ کمشنر کی فیصلہ کی اپیل آریہ سماجیوں نے صاحب سشن جج کی عدالت میں دائر کی۔ اس جگہ میں صرف

ایک ہی فقرہ صاحب سشن جج کی فیصلہ میں سے درج کرتا ہوں فیصلہ ”دیانند کی اصول اس قسم کی ہیں کہ وہ اہل ہنود اور دیگر مذاہب کی حسن اخلاق کی سخت اہانت کرتی ہیں اور اس کتاب (ستیارتھ پرکاش) کی چند حصے خود ہی نہایت ہی فحش ہیں“ (سناتن دھرم گزٹ)

پایونیر اور حضرت مسیح موعود

نمبر (۹)

پایونیر کا نامہ نگار مردم شماری کی رپورٹ کی بنا پر بھی غلطی کر رہا ہے جبکہ وہ صرف گیارہ سو جوان سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ممبر بتاتا ہے۔ پھر وہ ہماری کسی پرانی تحریر کی بنا پر کہتا ہے کہ

"اُس کا ارکن تو یہ کہتا ہے کہ ہمارے ساتھ پچاس ہزار بلکہ ستر ہزار کا گروہ ہے"

اس کے متعلق ہمکو صرف اسیقدر کہنا ہے کہ اس وقت سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متبعین کی تعداد زن و مرد اور بچے مل ملاکر تین لاکھ سے کم نہیں ہوگی۔

اسیقدر اشرو ڈکری نوٹ کے بعد اس رسالہ کا ذکر شروع کیا ہے جسکی بنا پر یہ آرٹکل پایونیر میں لکھا گیا ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے۔

"حال میں ۲۰۰ صفحوں کا ایک پمفلٹ شائع ہوا ہے جس کا نام "مرزا غلام احمد مہدی مسیح قادیانی" ہے اس کے مصنف لاہور کے پادری ایچ ڈی گریسوولڈ صاحب فلسفہ کے ڈاکٹر ہیں۔

اس رسالہ میں معمول سے زیادہ سخت الفاظ کا استعمال کیا گیا

مگر جو کچھ لکھا ہے وہ بادی النظر میں صحیح اور درست معلوم ہوتا ہے"

جن الفاظ کو ہم نے جلی کر دیا ہے اس سے رسالہ مذکور کی طرز تحریر اور ادائے مطلب کا پتہ ملتا ہے اگرچہ راقم مضمون کا یہ منشا نہیں تھا کہ وہ اس رسالہ کے خلاف کوئی ریمارک کرے۔ لیکن راستی اپنی قوت سے ظاہر ہو ہی جاتی ہے۔

پادری صاحب کے رسالہ کا معمول سے زیادہ سخت الفاظ میں ہونا راقم مضمون کیلئے تعجب انگیز ہو تو ہو لیکن ہمارے نزدیک کچھ بھی بات نہیں خصوصاً ایسی حالت میں کہ جب پادری صاحب نے **صرف خداوند یسوع** کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کی ہے باوجودیکہ انجیل کا پہاڑی وعظ عیسائیوں کی ہاتھ میں بخیال شان ایک گوہر نایاب ہے لیکن اس پر بھی جب پہاڑی وعظ کے معلم کی اس گفتگو پر نظر کیجاتی ہے جو وہ یہودیوں کے فقیہوں اور فریسیوں سے کرتا تھا تو سمجھ میں آتا ہے کہ گفتنی و کردنی فاصلہ دارو [illegible] معاملہ ہے

پس ہم ڈاکٹر گریسوولڈ صاحب کے رسالہ کو اگر یسوع کی زبان کا نمونہ قرار دیں تو کیا بیجا ہے [illegible] پر ہم نے غلط کہدیا ہے [illegible] وہ الہم فریسیو [illegible] جس سے معلوم [illegible] کہ رسالہ مذکور کے طرز بیان پر نکتہ چینی کرنے کی ہی دراصل ہی غرض تھی کہ ناظرین کو یہ ذہن نشین کرایا جاوے کہ بڑی ہی بے تعصبی سے رائے زنی کی گئی ہے۔ لیکن ہمارے ناظرین کو پتہ لگ جائیگا کہ یہ راز مخفی نہیں رہ سکا۔ نامہ نگار نے مصنف رسالہ سے بھی بڑھکر بغض کا اظہار کیا ہے۔ اور فقرہ خط کشیدہ سے ایک پہلو سے پبلک کو گمراہ کرنا چاہا ہے اگر نامہ نگار صاحب غور اور فکر سے تنقید کرتے تو وہ اس رسالہ کی غلط بیانیوں کو ظاہر کرتے۔ نہ کہ انہیں صحیح قرار دیتے۔ پھر آگے چلکر کہتا ہے۔

"قادیان ضلع گورداسپور میں واقع ہے وہاں پینسٹھ سالہ ایک آدمی رہتا ہے جسکی صورت بزرگوں کی سی اور چہرہ **مسخر القلوب** اور **عقل تیز** ہے۔ یہ مرزا غلام احمد رئیس قادیان ہیں۔ اسیوجہ سے قادیانی کہلاتے ہیں۔ فرقہ احمدیہ کے بانی اور سردار ہیں ذات کے مغل ہیں۔ چار صدی گذریں بابر کے عہد سلطنت میں ان کے بزرگ سمرقند سے آئے تھے۔ **موروثی پیشہ دوا فروشی ہے**"

مرزا صاحب کو اس رسالہ کے مصنف نے پبلک میں انٹروڈیوس کرتے وقت جس غلط کاری سے کام لیا ہے وہ ایک قسم کی **لائیبل** ہے اور صریح غلط۔

حضرت مرزا صاحب کے خاندان میں کبھی دوا فروشی پیشہ قرار نہیں دیا گیا نہ اسکی کوئی حاجت۔ اس موقعہ پر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس خاندان کا مختصر سا تذکرہ ہم یہاں درج کردیں جو خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب ازالہ اوہام میں لکھا ہے جس کے پڑھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ خاندان ایک مستقل اور خود مختار و مجاز حکمران خاندان تھا۔

"واضح ہو کہ اون کاغذات اور پرانی تحریرات سے جو اکابر اس خاندان نے چھوڑ گئے ہیں ثابت ہوتا ہے کہ **بابر بادشاہ** کے وقت میں کہ جو چغتائی سلطنت کا مورث اعلیٰ تھا بزرگ اجداد اس نیاز مند الہی کے خاص سمرقند سے ایک جماعت کثیر کے ساتھ کسی سبب سے جو بیان نہیں کیا گیا ہجرت اختیار کرکے **دہلی** میں پہنچے اور دراصل یہ بات ان کاغذات سے اچھی طرح واضح نہیں ہوتی کہ کیا وہ بابر کے ساتھ ہی ہندوستان میں داخل ہوئے تھے یا بعد اس کے بلاتوقف اس ملک میں پہنچ گئے۔ لیکن یہ امر اکثر کاغذات کے دیکھنے سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ گو وہ ساتھ پہنچے ہوں یا کچھ دن پیچھے سے آئے ہوں مگر انہیں شاہی خاندان سے کچھ ایسا تعلق تھا جسکی وجہ سے وہ اس گورنمنٹ کی نظر میں معزز [illegible] سردار [illegible] ان میں شمار کئے گئے تھے چنانچہ [illegible] وقت سے پنجاب میں بہت سے دیہات [illegible] جاگیر کے طور پر بطور ایک بڑی زمینداری سے وہ تعلقدار ٹھہرائی گئی اور ان دیہات کی وسط میں ایک میدان میں انہوں نے قلعہ کے طور پر ایک قصبہ اپنی سکونت کیلئے آباد کیا جس کا نام **اسلام پور قاضی** ماجھی رکھا یہی اسلام پور ہے جو اب قادیان کے نام سے مشہور ہے۔ اس قصبہ کے گرد اگرد ایک فصیل تھی جسکی بلندی بیس فٹ کے قریب ہوگی اور عرض اسقدر تھا کہ تین چھکڑے ایک دوسرے کے برابر اس پر چل سکتے تھے چار بڑے بڑے برج تھے جنمیں قریب ایک ہزار کے سوار و پیادہ فوج رہتی تھی اور اسجگہ کا نام جو اسلام پور قاضی ماجھی تھا تو اسکی یہ وجہ تھی کہ ابتدا میں شاہان دہلی کی طرف سے اس تمام علاقہ کی حکومت ہمارے بزرگوں کو دی گئی تھی اور منصب **قضا یعنے رعایا کے مقدمات کا تصفیہ کرنا** انکی سپرد تھا اور یہ طرز حکومت اس وقت تک قائم و برقرار رہی کہ جس وقت تک پنجاب کا علاقہ دہلی کے تخت کا خراج گذار رہا لیکن بعد اس کے رفتہ رفتہ چغتائی گورنمنٹ میں باعث کاہلی و سستی و عیش پسندی و نالیاقتی تخت نشینوں کے بہت سا فتور آگیا۔ اور کئی ملک ہاتھ سے نکل گئے انہیں دنوں میں اکثر حصہ پنجاب کا گورنمنٹ چغتائی سے منقطع ہوکر یہ ملک ایک ایسی بیوہ عورت کی طرح ہوگیا جسکو سر پر کوئی سرپرست نہ ہو اور خدا تعالے کی اسجوبہ قدرت نے سکھوں کی قوم کو جو دہقان بے تمیز تھی ترقی دینا چاہا۔ چنانچہ اس کی ترقی اور تنزل کے دونوں زمانے پچاس برس کے اندر اندر ختم ہوکر ان کا قصہ بھی خواب خیال کی طرح ہوگیا۔ غرض اس زمانہ میں کہ جب چغتائی سلطنت نے اپنی نالیاقتی اور اپنی بدانتظامی سے پنجاب کے اس حصہ سے بکلی دست برداری اختیار کی تو ان دنوں میں بڑے بڑے زمیندار اس نواح کے خود مختار بنکر اپنے اقتدار کامل کا نقشہ جمانے لگے سو انہیں ایام میں بفضل و احسان الہی اس عاجز کے پردادا صاحب **مرزا گل محمد** مرحوم اپنے تعلقہ زمینداری کے ایک مستقل رئیس اور طوائف الملوک میں سے بنکر ایک چھوٹے سے علاقہ کے جو صرف چوراسی یا پچاسی گاؤں رہگئے تھے کامل اقتدار کے ساتھ فرمانروا ہوگئے اور اپنی مستقل ریاست کا پورا پورا انتظام کرلیا اور دشمنوں کے حملے روکنے کیلئے کافی فوج اپنے پاس رکھ لی اور تمام زندگی ان کی ایسی حالت میں گذری کہ کسی دوسرے بادشاہ کے ماتحت نہیں تھے اور نہ کسیکے خراج گذار بلکہ اپنی ریاست میں خود مختار حاکم تھے اور قریب ایک ہزار کے سوار و پیادہ انکی فوج تھی اور تین توپیں بھی تھیں اور تین چار سو آدمی عمدہ عمدہ عقلمندوں اور علماء دین میں سے ان کے مصاحب تھے اور پانسو کے قریب قرآن شریف کے حافظ وظیفہ خوار تھے جو اسی جگہ قادیان میں رہا کرتے تھے اور تمام مسلمانوں کو سخت تاکید تھی کہ صوم و صلوٰۃ کی پابندی اور دین اسلام کے احکام پر چلنے کی تاکید تھی اور سکرات شرعیہ کو رائج ہونے نہیں دیتے تھے اور اگر کوئی مسلمان ہوکر خلاف شعار اسلام کوئی لباس یا وضع رکھتا تھا تو وہ سخت مورد عتاب ہوتا تھا اور سقیم الحال اور غربا اور مساکین کی خبرگیری اور پرورش کیلئے ایک خاص سرمایہ نقد اور جنس کا جمع رہتا تھا جو وقتاً فوقتاً ان کو تقسیم ہوتا تھا۔ یہ ان تحریرات کا خلاصہ ہے جو اسوقت کی لکھی ہوئی ہم کو ملی ہیں جنکی زبانی طور پر بھی شہادتیں بطریق مسلسل ایک سے ایک پائی جاتی ہیں۔ یہ بھی لکھا ہے کہ ان دنوں میں ایک [illegible] زیر سلطنت مغلیہ کا **غیاث الدولہ** نام قادیان میں آیا اور مرزا گل محمد صاحب مرحوم کے استقلال و حسن تدبیر و تقویٰ و طہارت و شجاعت و استقامت کو دیکھکر چشم پر آب ہوگیا اور کہا کہ اگر مجھے پہلے سے خبر ہوتی کہ خاندان مغلیہ میں سے ایک ایسا مرد پنجاب کے ایک گوشہ میں موجود ہے تو میں کوشش کرتا تا دہلی میں تخت نشین ہو جاتا اور خاندان مغلیہ تباہ ہونے سے بچ جاتا غرض مرزا صاحب مرحوم ایک مرد اولی العزم اور متقی اور نہایت درجہ کے بیدار مغز اور اول درجہ کے بہادر تھے اگر اسوقت مشیت الہی مسلمانوں کے مخالفانہ ہوتی تو بہت امید تھی کہ ایسا بہادر اور اولی العزم آدمی سکھوں کی بلند شورش سے پنجاب کا دامن پاک کرکے ایک وسیع سلطنت اسلام کی اس ملک میں قائم کر دیتا جس حالت میں رنجیت سنگھ نے باوجود اپنی تھوڑی سی پدری ملکیت کے جو صرف نو گاؤں تھی تھوڑے ہی عرصہ میں اسقدر پیر پھیلائے تھے جو پشاور سے لدھیانہ تک خالصہ ہی خالصہ نظر آتا تھا اور ہر جگہ ٹڈیوں کی طرح سکھوں کی ہی فوجیں دکھائی دیتی تھیں تو کیا ایسے شخص کیلئے یہ فتوحات قیاس سے بعید تھیں جسکی گم شدہ ملکیت میں سے ابھی چوراسی یا پچاسی گاؤں باقی تھے اور ہزار کے قریب فوج کی جمعیت بھی تھی اور اپنی ذاتی شجاعت میں ایسے مشہور تھے کہ اسوقت کی شہادتوں سے بدایت ثابت ہوتا ہے کہ اس ملک میں ان کا کوئی نظیر نہ تھا لیکن چونکہ خدا تعالے نے یہی چاہا تھا کہ مسلمانوں پر ان کی بیشمار غفلتوں کی وجہ سے تنبیہ نازل ہو اسلئے مرزا صاحب مرحوم اس ملک کے مسلمانوں کی ہمدردی میں کامیاب نہ ہوسکے اور مرزا صاحب مرحوم کے حالات عجیبہ میں سے ایک یہ ہے کہ مخالفین مذہب بھی انکی نسبت ولایت کا گمان رکھتے تھے اور ان کے بعض خارق عادت امور عام طور پر دلوں میں نقش ہوگئے تھے یہ بات شاذ و نادر ہوتی ہے کہ کوئی مذہبی مخالف اپنے دشمن کی کرامات کا قائل ہو لیکن اس راقم نے مرزا صاحب مرحوم کے بعض خوارق عادت ان سکھوں کے منہ سے سنے ہیں جن کے باپ دادا مخالف گروہ میں شامل ہوکر لڑتے تھے اکثر آدمیوں کا بیان ہے کہ بسا اوقات مرزا صاحب مرحوم صرف اکیلے ہزار ہزار آدمیوں کے مقابل پر میدان جنگ میں نکلکر ان پر فتح پا لیتے تھے

باقی آئندہ

مجالس مولود از حضرت مسیح موعود

کسی شخص نے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام سے مجلس مولود کے متعلق بذریعہ عریضہ استفسار کیا تھا۔ آپ نے اس کے جواب میں جو کرامت نامہ لکھا ہے اسکا درج کرنا خالی از منفعت نہیں ہوگا۔ اسلیے ہم اسے ذیل میں درج کرتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

میرا مذہب یہ ہے کہ مصالح اعلاء کلمہ اسلام و تذکرہ نبوی کی نیت سے کوئی ایسا جلسہ کیا جائے کہ جس میں سوانح مقدسہ نبویہ کا ذکر ہو اور نہایت خوبی اور فصاحت و بلاغت سے اس تقریر کو سنایا جائے کہ کیونکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تاریکی کے زمانہ میں پیدا ہوئے اور کسطرح یہ بیسامانی کی حالت میں تمام ترقیوں کے ...د... اٹھا کر بفضل اللہ کامیاب ہوگئے اور کیونکر خدا تعالیٰ نے اپنے مقبول بندہ کی دعا ... تائیدیں کیں اور آخر کس طور سے اس دین کو مشارق و مغارب میں پھیلا دیا۔ اور اس تقریر میں ہر ایک محل پر کچھ نظم بھی پڑھی جائے اور موثر بیان ہو اور بیان میں کثرت درود شریف کی سامعین کی طرف سے ہو اور کوئی بدعت اور بدعقیدہ درمیان نہ ہو تو ایسا جلسہ صرف جائز ہی نہیں بلکہ میری رائے میں موجب ثواب ... ہے کیونکہ اسکا یہ ... نیت کی گئی ہے کہ سوانح مقدسہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تازہ طور پر لوگوں کو سنائے جائیں اور تا ان کی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بڑھا دیجائے اور لوگوں کو عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حرکت دیجائے اور تا ... عظمت اس انسان کامل اور مرد ربانی کی اللہ کی کھولدی جائے جس نے دنیا میں تنہا آکر ... تمام دنیا کو شرک اور غفلت میں گرفتار پاکر ... وردی ... اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھکر ہر ایک قوم ... کی ... کا ... لا الٰہ الا اللہ ... پہنچا دی۔ غرض سوانح نبویہ ... کو ... کرنا ... اور مومن کی ... یہ ہے کا ... سوانح نبویہ کی عزت نہیں دوسرے ... سوانح کا نام مجلس مولود رکھ ... حالت ... سوانح میں کیفیت ... سوانح کے سننے سے محبان رسول کا ... خوش ہوگا اور ہر ایک طالب ... ذریعہ سے ہمت اور صدق ... سنے گا تو اسکو بھی ہمت اور صدق اور استقامت کیطرف شوق پڑیگا اور اسکی طلب زیادہ ہوگی اور مسلمان کہلاکر جو کچھ دین کی راہ میں کسل اور ضعف اور بزدلی رکھتے سوانح نبویہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سنکر خوش ہوگا اور اپنے اسلام پر افسوس کریگا اور خدا تعالیٰ سے چاہے گا کہ جس نبی کے اقتدا کا اسکو دعویٰ ہے اسکی سرگرمی ایسا سکا عشق اور اسکی ہمدردی اسکو بھی نصیب ہو اور جسطرح ایک شخص جو ایک جنگل میں اکیلا بیٹھا ہے اور درندوں اور دوسری بلاؤں سے ڈر رہا ہو اور ناگاہ اسکو ایک قافلہ نظر آیا جس میں صدہا سپاہی ہیں۔ اب دیکھنا چاہیے کہ وہ شخص اس قافلہ کو پاکر کسطرح قوی دل ہو جائے گا ایسا ہی سوانح طیبہ نبویہ ایک لشکر مسلح کی مانند ہیں جن کے سننے سے دل قوی ہو جاتا ہے اور تخویفات شیطانی سے نجات ملتی ہے اور حدیث صحیح میں ہے کہ عند ذکر الصالحین تتنزل الرحمۃ یعنی ذکر صالحین کے وقت رحمت الٰہی نازل ہوتی ہے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے وقت کس قدر نازل ہوگی۔ ہاں اس جلسہ کو بدعات سے محفوظ رکھنا چاہیے تا کہ ... ثواب کے گناہ پیدا نہ ہو صرف سوانح نبویہ کا ذکر ہو اور درود شریف اور تسبیح ہو اگر کسی قسم کا شرک یا کسی قسم کی بدعت درمیان ہو تو یہ ہرگز جائز نہیں۔ لیکن جو میں نے ذکر کیا ہے وہ نہ صرف جائز بلکہ میری سمجھ میں موجب ثواب ہے۔

انت منی بمنزلۃ عرشی

یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تازہ وحی ہے جو الحکم کی گذشتہ اشاعت میں طبع ہوئی ہے۔ عرش کے متعلق ۱۲ اپریل کی شام کو فرمایا کہ عرش اللہ تعالیٰ کی جلالی و جمالی صفات کا مظہر اتم ہے عرش کے مخلوق یا غیر مخلوق کے متعلق میں کچھ نہیں کہتا۔ اسکی تفصیل حوالہ بخدا کرنی چاہیے۔ جنھوں نے مخلوق کہا ہے انھوں نے بھی غلطی کھائی ہے کیونکہ پھر اس سے وہ محذور لازم آتا ہے۔ اور جو غیر مخلوق کہتے ہیں وہ توحید کے خلاف کہتے ہیں کیونکہ اللّٰہ خالق کل شئی اگر یہ غیر مخلوق ہے تو پھر اس سے باہر رہ جاتا ہے۔ مومن موحد اسکو تسلیم نہیں کر سکتا۔ ہم اسکے متعلق کچھ نہیں کہتے اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے یہ ایک استعارہ ہے جیسے افطر واصوم یا اخطی واصیب فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ استعارات کے ذریعہ کلام کرتا ہے ہم اسپر ایمان لاتے ہیں اور اسکی کیفیت کو حوالہ بخدا کرتے ہیں۔ بس ہمارا مذہب عرش کے متعلق یہی ہے کہ اسکے مخلوق یا غیر مخلوق کی بحث میں دخل نہ دو۔ ہم اسپر ایمان لاتے ہیں کہ وہ اعلیٰ درجہ کی جلالی و جمالی تجلیات کا مظہر ہے۔

امن است در مکان محبت سرائے

اس الہام کو سنکر حضرت اقدس نے فرمایا کہ اصل بات یہ ہے کہ محبت بھی ایک آگ ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ آگ بھی ایک نار ہے اسلیے دو نار ایک جگہ نہیں ہو سکتی ہیں اسی لیے بعض نے بھی لکھا ہے کہ جو شخص پیکے کا اسکے دل سے شعلہ نار بھڑکتا ہے وہ عاشق ہو جائے گا۔ عشق کو بھی نار کہتے ہیں۔ پس اگر اللہ تعالیٰ کی محبت ذاتی اور عشق پیدا ہو جاوے اور اسکے ساتھ وفاداری اور اخلاص ہو تو اللہ تعالیٰ اسکو محفوظ کر لیگا۔

حضرت اقدس کی اچھوتی اور نرالی تحریر

الحکم کا خاص امتیاز

خوبی ہائی قرآن مجید

(۱) یہ کہ وہ بے مثل و مانند ہے۔

(۲) وہ جامع حکمت مع کمال ایجاز و اختصار ہے۔

(۳) وہ لاکھوں آدمیوں کو حفظ ہے اور حفظ کرنا اسکا ہماری شرع میں فرض کفایہ ہے۔

اس واسطے کوئی زمانہ حفظ قرآن سے کبھی خالی نہ ہوا۔ اول میں حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو حفظ تھا۔ پھر بعد اسکے حضرت علی اور اکثر صحابہ کو حفظ تھا اسی طرح سلسلہ وار اسکے حفظ کا برابر چلا آیا ہے یہانتک کہ ہم تک پہونچا۔

(۴) چہارم یہ کتنا بڑا معجزہ ہے کہ کوئی صفحہ ذکر اللہ سے خالی نہیں دوسری کتاب میں ہرگز یہ خوبی نہیں۔ یہ قرآن مجید کا معجزہ ہے۔ باوجود اسبات کے کہ قرآن مجید ایک قانون دیوانی و فوجداری ہے پھر بھی اس میں کوئی ایسا کلمہ نہیں کہ جس میں دو چار مرتبہ خدا کا نام نہیں ہے اول سے لیکر آخر تک اسم اللہ بھرا ہوا ہے۔ اور ہر ایک کلمہ کا مرجع خدا ہی۔

(۵) پنجم خوبی قرآن مجید میں یہ ہے کہ جسقدر نام پروردگار کا قرآن مجید میں ہے کسی کتاب میں نہیں اور بقول من احب شیئا اکثر ذکرہ اس کلام کا خدا سے علاقہ محبت ثابت ہوتا ہے اسواسطے اس تمام کلام میں اللہ ہی اللہ بھرا ہوا ہے۔ کسی عاقل پر پوشیدہ نہیں کہ بہت مرتبہ نام لینا اپنے پروردگار کا یہ بھی ایک بندگی ہے اور یہ بندگی صرف بطفیل قرآن مجید حاصل ہوئی ہے۔

(۶) ششم خوبی قرآن مجید میں یہ ہے کہ جسقدر ستایش اور تعریف خدا تعالیٰ کی بانواع محامد و بکثرت تکرار اس کتاب میں ہے دنیا میں اور کسی کتاب میں نہیں اور ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کامل اور سب تعریفوں کا مالک اور اہل ہے اور بالذات اپنی تعریفوں کو چاہتا ہے اور اپنا عظمت و جلال ظاہر کرنا چاہتا ہے پس جس کتاب الٰہی میں بدرجہ غایت اس کے محامد مذکور ہیں وہی اسکی افضل کلام ہے۔ اور اس طرح پر اگر کوئی مقابلہ کرے تو ہم اشتہار دے سکتے ہیں کہ جس قدر ستایش اور بندگی حضرت باری کی قرآن مجید میں مذکور ہے اور کسی کتاب میں اسکا دسواں حصہ بھی مذکور نہیں۔

(۷) ہفتم فرمایا اللہ تعالیٰ نے قل لئن اجتمعت الجن والانس علیٰ ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا۔ اس آیت شریفہ سے یہ امر بھی متعلق ہے کہ تعلیم مقدس حکمت اور معانی میں کوئی انسانی تعلیم قرآن کا مقابلہ نہیں کر سکتی ہم پادری صاحب سے سوال کرتے ہیں کہ اگر انکو قرآن مجید سے انکار ہے تو اس مضمون کی مثل کوئی دوسرا مضمون اپنے ویدوں سے نقل کرکے پیش کرو۔ (ایڈیٹر) اس آخری خوبی کے آخری فقرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مضمون ۱۸۶۷ء یا ۱۸۶۸ء کے قریب کا لکھا ہوا ہے جبکہ ابھی اپنے ... سنگھ وکیل امرتسر سے بذریعہ اخبارات آپ کا مباحثہ ہوا تھا۔

چو شیرین ایداشت اے دل ستانم
چہ شیرین ہی فدائے یار جانم
نیاں بردوشن و رست از دو عالم
اگر آئی بدست اے جان جانم

دل کر رلنے ہوکے ... آج
کسکو کہیں کہ یار کو ہم سے ملائے آج

تا شود پیر کو دکے تاو ال
پیر را خدا گذشت این دو جہاں
این چنین رسم این جہاں افتاد
نقت بر اں کمل کرد و براں نہاد

فٹ نوٹ۔ اے ناظرین ہم با اہل عاشق قرآن مجید کی قدر تو نہیں کر سکی۔ جو اپنے مامور ہونے کے زمانے سے بھی پہلے اسکے دل میں اسکے قلم میں قرآن مجید کی عظمت و جلال کے اظہار کا کسقدر جوش تھا۔ ایڈیٹر

www.aaiil.org

حضرت مسیح موعود کی تعلیم

گذشتہ اشاعت سے آگے

دیکھو کہ وہ اس سلسلہ سے کسی مخالفانہ فعل یا قول سے باہر ہو گیا۔ تب تک اسکو اپنا ایک حصہ سمجھو لیکن [illegible] شخص مکاری سے زندگی بسر [illegible] عہدیوں یا کسی قسم کے [illegible] کسی بھائی کو آزار [illegible] مخالف [illegible] عملی کیوجہ [illegible] باہر ہے [illegible] پرواہ مت کرو [illegible] اثر [illegible] اور خدا [illegible] بزرگی تم میں نہ ہو اگر قرآن اور حدیث کے مقابل پر ایک جہان عقلی دلائل کا دیکھو تو ہرگز اسکو قبول نہ کرو اور یقیناً سمجھو کہ عقل نے لغزش کھائی ہے توحید پر قائم رہو اور نماز کے پابند ہو جاؤ اور اپنے مولیٰ حقیقی کے حکموں کو سب سے مقدم رکھو اور اسلام کے لیے سارے دکھ اٹھاؤ ولا تموتن الا وانتم مسلمون۔

اور میں اپنی جماعت کو چند الفاظ بطور نصیحت کہتا ہوں کہ وہ طریق تقوے پر پنجہ مار کر یاوہ گوئی کے مقابلہ پر یاوہ گوئی نہ کریں اور گالیوں کے مقابل پر گالیاں نہ دیں وہ بہت کچھ ٹھٹھا اور ہنسی سنیں گے جیسا کہ وہ سن رہے ہیں مگر چاہیئے کہ خاموش رہیں اور تقوے اور نیک بختی کے ساتھ خدا تعالیٰ کے فیصلہ کیطرف نظر رکھیں اگر وہ چاہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی نظر میں قابل تائید ہوں تو صلاح اور تقوے اور صبر کو ہاتھ سے نہ دیں۔ اب اس عدالت کے سامنے مثل مقدمہ ہے جو کسیکی رعایت نہیں کرتی اور گستاخی کے طریقوں کو پسند نہیں کرتی۔ جبتک انسان عدالت کے کمرہ سے باہر ہے اگرچہ اسکی بدی کا بھی مواخذہ ہے مگر اس شخص کے جرم کا مواخذہ بہت سخت ہے جو عدالت کے سامنے کھڑے ہو کر بطور گستاخی ارتکاب جرم کرتا ہے۔ اسلیے میں تمہیں کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی عدالت کی توہین سے ڈرو اور نرمی اور تواضع اور صبر اور تقوے اختیار کرو اور خدا تعالیٰ سے چاہو کہ وہ تم میں اور تمہاری قوم میں فیصلہ فرماوے۔ بہتر ہے کہ شیخ محمد حسین اور اسکے رفیقوں سے ہرگز ملاقات نہ کرو کہ بسا اوقات ملاقات موجب جنگ و جدل ہو جاتی ہے۔ اور بہتر ہے کہ اس عرصہ میں بحث مباحثہ بھی نہ کرو کہ بسا اوقات بحث مباحثہ سے تیز زبانیاں پیدا ہوتی ہیں۔ ضرور ہے کہ نیک عملی اور راست بازی اور تقوے میں آگے قدم رکھو کہ خدا انکو جو تقوے اختیار کرتے ہیں ضائع نہیں کرتا۔ دیکھو حضرت موسیٰ نبی علیہ السلام جو سب سے زیادہ اپنے زمانہ میں حلیم اور متقی تھے تقوے کی برکت سے فرعون پر کیسے فتحیاب ہوئے۔ فرعون چاہتا تھا کہ انکو ہلاک کرے لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آنکھوں کے آگے خدا تعالیٰ نے فرعون کو مع اسکے تمام لشکر کے ہلاک کیا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں بدبخت یہودیوں نے یہ چاہا کہ انکو ہلاک کریں اور نہ صرف ہلاک بلکہ ان کی پاک روح پر صلیبی موت سے لعنت کا داغ لگا دیں۔ کیونکہ توریت میں لکھا تھا کہ جو شخص لکڑی پر یعنی صلیب پر مارا جائے وہ لعنتی ہے یعنی اسکا دل پلید اور ناپاک [illegible] اور شیطان کی مانند ہو جاتا ہے اسلیے لعین شیطان کا نام ہے اور یہ نہایت بد منصوبہ تھا جو حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت سوچا گیا تھا تا اس سے وہ نالائق قوم یہ نتیجہ نکالے کہ یہ شخص پاکدل اور سچا نبی اور خدا کا پیارا نہیں ہے بلکہ نعوذ باللہ لعنتی ہے جس کا دل پاک نہیں ہے اور جیسا کہ مفہوم لعنت کا ہے وہ خدا سے بکلی دور اور بیزار ہے اور خدا اس سے بیزار ہے لیکن خدائے قادر و قیوم نے بدنیت یہودیوں کو اس ارادہ سے ناکام اور نامراد رکھا اور اپنے پاک نبی علیہ السلام کو نہ صرف صلیبی موت سے بچا لیا بلکہ اسکو ایک سو بیس برس تک زندہ رکھکر تمام دشمن یہودیوں کو اسکے سامنے ہلاک کیا۔ ہاں خدا تعالیٰ کی اس قدیم سنت کے موافق کہ کوئی اولوالعزم نبی ایسا نہیں گذرا جس نے قوم کی ایذا کیوجہ سے ہجرت نہ کی ہو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی تین برس کی تبلیغ کے بعد صلیبی فتنہ سے نجات پاکر ہندوستان کیطرف ہجرت کی اور یہودیوں کی دوسری قوموں کو جو بابل کے تفرقہ کے زمانہ سے ہندوستان اور کشمیر اور تبت میں آئے ہوئے تھے خدا تعالیٰ کا پیغام پہونچا کر آخرکار خاک کشمیر جنت نظیر میں انتقال فرمایا اور سرینگر خان یار کے محلہ میں باعزاز تمام دفن کیے گئے۔ آپ کی قبر بہت مشہور ہے یزار و یتبرک بہ۔ ایسا ہی خدا تعالیٰ نے ہمارے سید و مولیٰ نبی آخر الزمان کو جو سید المتقین تھے انواع اقسام کی تائیدات سے مظفر اور منصور کیا گو اوائل میں حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کیطرح سانح ہجرت آپ کو بھی نصیب ہوا مگر وہی ہجرت فتح اور نصرت کے مبادی اپنے اندر رکھتی تھی۔ سو اے دوستو! یقیناً سمجھو کہ متقی کبھی برباد نہیں کیا جاتا۔ جب دو فریق آپس میں دشمنی کرتے ہیں اور خصومت کو انتہا تک پہونچاتے ہیں تو وہ فریق جو خدا تعالیٰ کی نظر میں متقی اور پرہیزگار ہوتا ہے آسمان سے اسکے لیے مدد نازل ہوتی ہے اور اسطرح پر آسمانی فیصلہ سے مذہبی جھگڑے انفصال پا جاتے ہیں۔ دیکھو ہمارے سید و مولیٰ نبینا محمد صلی اللہ علیہ و سلم کیسی کمزوری کی حالت میں مکہ معظمہ میں ظاہر ہوئے تھے اور ان دنوں میں ابوجہل وغیرہ کفار کا کیا عروج تھا اور لاکھوں آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جانی دشمن تھے تو پھر کیا چیز تھی جس نے انجام کار ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح اور ظفر بخشی۔ یقیناً سمجھو کہ یہی راست بازی اور صدق اور پاک باطنی اور سچائی تھی سو بھائیو! اسپر قدم مارو اور اس گھر میں بہت زور کے ساتھ داخل ہو۔ پھر عنقریب دیکھ لوگے کہ خدا تعالیٰ تمہاری مدد کریگا۔ وہ خدا جو آنکھوں سے پوشیدہ مگر سب چیزوں سے زیادہ چمک رہا ہے جس کے جلال سے فرشتے بھی ڈرتے ہیں وہ شوخی اور چالاکی کو پسند نہیں کرتا اور ڈرنے والوں پر رحم کرتا ہے سو اس سے ڈرو اور ہر ایک بات سمجھکر کہو۔ تم اسکی جماعت ہو جنکو اس نے نیکی کا نمونہ دکھانے کے لیے چنا ہے۔ سو جو شخص بدی نہیں چھوڑتا اور اسکے لب جھوٹ سے اور اسکا دل ناپاک خیالات سے پرہیز نہیں کرتا وہ اس جماعت سے کاٹا جائے گا۔ اے خدا کے بندو! دلوں کو صاف کرو اور اپنے اندرونوں کو دھو ڈالو تم نفاق اور دورنگی سے ہر ایک کو راضی کر سکتے ہو مگر خدا کو اس خصلت سے غضب میں لاؤ گے۔ اپنی جانوں پر رحم کرو اور اپنی ذریت کو ہلاکت سے بچاؤ کبھی ممکن ہی نہیں کہ خدا تم سے راضی ہو حالانکہ تمہارے دل میں اس سے زیادہ کوئی اور عزیز بھی ہے۔ اسکی راہ میں فدا ہو جاؤ اور اسکے لیے محو ہو جاؤ اور ہمہ تن اسکے ہو جاؤ اگر چاہتے ہو کہ اسی دنیا میں خدا کو دیکھ لو۔ کرامت کیا چیز ہے؟ اور خوارق کب ظہور میں آتے ہیں؟ سو سمجھو اور یاد رکھو کہ دلوں کی تبدیلی آسمان کی تبدیلی کو چاہتی ہے۔ وہ آگ جو اخلاص کے ساتھ بھڑکتی ہے وہ عالم بالا کو نشان کیصورت پر دکھلاتی ہے تمام مومن اگرچہ عام طور پر ہر ایک بات میں شریک ہیں یہانتک کہ ہر ایک کو معمولی حالت کی خوابیں بھی آتی ہیں اور بعض کو الہام بھی ہوتے ہیں۔ لیکن وہ کرامت جو خدا کا جلال اور چمک اپنے ساتھ رکھتی ہے اور خدا کو دکھلا دیتی ہے۔ وہ خدا کی ایک خاص نصرت ہوتی ہے جو ان بندوں کی عزت زیادہ کرنے کے لیے ظاہر کی جاتی ہے جو حضرت احدیت میں جاں نثاری کا مرتبہ رکھتے ہیں جبکہ وہ دنیا میں ذلیل کیے جاتے اور انکو برا کہا جاتا اور کذاب اور مفتری اور بدکار اور لعنتی اور ٹھگ اور فریبی انکا نام رکھا جاتا ہے اور ان کے تباہ کرنے کے لیے کوششیں کی جاتی ہیں تو ایک حد تک وہ صبر کرتے اور اپنے آپکو تھامے رہتے ہیں۔ پھر خدا تعالیٰ کی غیرت چاہتی ہے کہ ان کی تائید میں کوئی نشان دکھا دے تب یکدفعہ انکا دل دکھتا اور انکا سینہ مجروح ہوتا ہے تب وہ خدا تعالیٰ کے آستانہ پر تضرعات کے ساتھ گرتے ہیں اور انکی دردمندانہ دعاؤں کا آسمان پر ایک صعبناک شور پڑتا ہے اور جسطرح بہت سی گرمی کے بعد آسمان پر چھوٹے چھوٹے ٹکڑے بادل کے نمودار ہو جاتے ہیں اور پھر وہ جمع ہو کر ایک تہ بتہ بادل پیدا ہو کر یکدفعہ برسنا شروع ہو جاتا ہے ایسا ہی مخلصین کی دردناک تضرعات جو اپنے وقت پر ہوتے ہیں رحمت کے بادلوں کو اٹھاتے ہیں اور آخر وہ ایک نشان کی صورت پر زمین پر نازل ہوتے ہیں غرض جب کسی مرد صادق ولی اللہ پر کوئی ظلم انتہا تک پہونچ جائے تو سمجھنا چاہیئے کہ اب کوئی نشان ظاہر ہو گا۔

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ است
زیر آں گنج کرم بنہادہ است

اے لوگو خدا سے ڈرو۔ اور درحقیقت اس سے صلح کر لو۔ اور سچی صلاحیت کا جامہ پہن لو اور چاہیئے کہ ہر ایک شرارت تم سے دور ہو جائے خدا میں بے انتہا عجیب قدرتیں ہیں۔ خدا میں بے انتہا طاقتیں ہیں۔ خدا میں بے انتہا رحم اور فضل ہے۔ وہی ہے جو ایک ہولناک سیلاب کو ایک دم میں خشک کر سکتا ہے۔ وہی ہے جو مہلک بلاؤں کو ایک ہی ارادہ سے اپنے ہاتھ سے اٹھا کر دور پھینک دیتا ہے۔ مگر اسکی عجیب قدرتیں انہی پر کھلتی ہیں جو اسکے ہی ہو جاتے ہیں۔ اور وہی یہ خوارق دیکھتے ہیں جو اسکے لیے اپنے اندر ایک پاک تبدیلی کرتے ہیں اور اسکے آستانہ پر گرتے ہیں اور اس قطرہ کیطرح جس سے موتی بنتا ہے صاف ہو جاتے ہیں۔ اور محبت اور صدق اور صفا کی سوزش سے پگھلکر اسکی طرف بہنے لگتے ہیں۔ تب وہ مصیبتوں میں انکی خبر لیتا ہے۔ اور عجیب طور پر دشمنوں کی سازشوں اور منصوبوں سے انھیں بچا لیتا ہے اور ذلت کے مقاموں سے انھیں محفوظ رکھتا ہے۔ وہ انکا متولی اور متعہد ہو جاتا ہے۔ وہ ان مشکلات میں جبکہ کوئی انسان کام نہیں آ سکتا انکی مدد کرتا ہے اور اسکی فوجیں انکی حمایت کے لیے آتی ہیں کسقدر شکر کا مقام ہے کہ ہمارا خدا کریم اور قادر خدا ہے۔ پس کیا تم ایسے عزیز کو چھوڑ دوگے؟ کیا اپنے نفس ناپاک کے لیے اسکی حدود کو توڑ دوگے۔ ہمارے لیے اسکی رضامندی میں مرنا ناپاک زندگی سے بہتر ہے

www.aaiil.org

رجسٹرڈ ایل نمبر

مسیح موعود کی صلحکاری اور امان کا لوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

اِنَّهٗ اٰوَى الْقَرْيَةَ

وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ

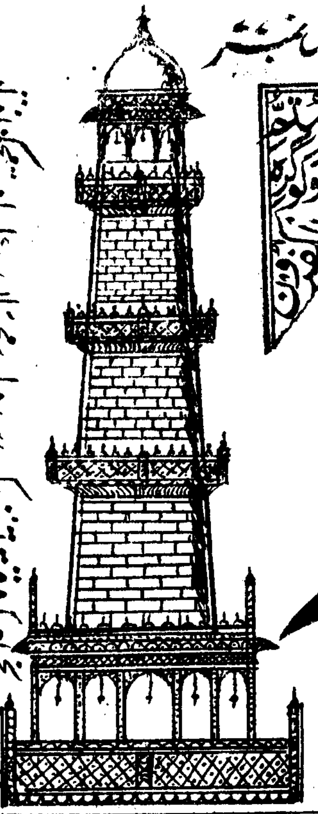

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا ہے اب اسکے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جسنے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائینگے سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں ہے ہماری طرف سے امان اور صلحکاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے۔

مسیح موعود کا اعلان

الحکم

چہ گویم بانوے کہ در قادیان ہست | دوا ہم شفا ہم غرض دارالامان ہست

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

عوام سے ۵
خواص و معاونین سے ۱۰
ہندوستان سے باہر ۶
غیر مذاہب والوں سے ۱۲
اپنی جماعت کے غیر مستطیع لوگوں سے ۱۲

نمبر ۱۷ | دارالامان قادیان مورخہ ۲۴ مئی سنہ ۱۹۰۴ء | جلد ۸

مدرسہ تعلیم الاسلام کو خصوصاً اس وقت کیا ضرورت درپیش ہے

ہمارے مقامی اخبارات میں شائع ہو چکا اور قوم پڑھ چکی ہے کہ ہمارے مدرسہ کو انسپکٹر نے دیکھا اور لاگ بک میں لکھا کہ وہ اگست کے مہینہ میں ایک دفعہ پھر ملاحظہ کرینگے اور بعض نقصوں کی تلافی ہو جانیکے بعد جو رائے لاگ بک میں انکی طرف سے لکھی گئی ہیں مدرسہ کی منظوری کے مسئلہ پر غور کرینگے۔ من جملہ اُن نقصوں کے جو صاحب انسپکٹر نے مدرسہ کے متعلق نکالے اور ان کی تلافی پر زور دیا ہے چند کمروں کا زیادہ کرنا ہے اور یہ کہ ہر ایک اُستاد کے آگے ایک میز اور کرسی ہونی چاہیے۔

وقت بہت تھوڑا اور کام بہت ہے اور کام بھی درحقیقت تھوڑا ہے اگر قوم کی طرف سے کافی مدد جلد ملجائے۔ اور قابل غور یہ امر ہے کہ اگر مدد میں یا جلدی مدد کرنے میں سہل انگاری کی جائے تو کس قدر ضرر کا احتمال ہے۔ سردست پانسو روپیہ کی ضرورت ہے اور یہ رقم ہئی اور زندہ قوم کی بلند ہمت اور وسعت حوصلہ کے نزدیک کچھ بھی نہیں۔ اگر ایسا ہو کہ سیالکوٹ کی جماعت ایک سو اور لاہور کی جماعت ایک سو اور کپورتھلہ کی جماعت کم از کم پچاس اور گوجرانوالہ کی جماعت پچاس اور حیدر آباد دکن کی جماعت ایک سو بہم پہونچائیں اور اسی طرح دوسرے شہروں کی جماعت اپنی استطاعت کے موافق رقوم اکٹھی کریں تو بہت جلد عمدہ طور سے کام ہو جاتا ہے

اُمید ہے کہ ہمارے مکرم معظم دوست اور خدا تعالیٰ کے انعامات خاصہ کے مورد احباب جن کے اسمائے گرامی ذیل میں ثبت ہوتے ہیں خصوصاً اسطرف توجہ مبذول فرمائیں گے۔ اور بہت جلد اپنی عالی ہمتی کا ثبوت دیں گے۔

شیخ رحمت اللہ۔ منشی تاج الدین صاحب۔ سید محمد حسین صاحب اسسٹنٹ سرجن۔ مرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن۔ حکیم محمد حسین صاحب قریشی۔ شیخ نور محمد صاحب حکیم مالک کارخانہ ہمدم صحت۔ منشی محمد نواب خان صاحب تحصیلدار گجرات۔ خواجہ جمال الدین صاحب ڈائرکٹر مدارس جموں خصوصاً۔ منشی عبد العزیز صاحب ماسٹر ٹیلر میرٹھ۔ محمد اسمٰعیل صاحب ماسٹر ٹیلر میرٹھ۔ شیخ عطا محمد صاحب سب اورسیر ایبٹ آباد ہزارہ۔ شیخ نور احمد صاحب پلیڈر ایبٹ آباد ہزارہ۔ منشی عزیز بخش صاحب ریکارڈ کیپر ڈیرہ غازی خان۔ بابو غلام محمد صاحب گلگت۔ بابو غلام احمد صاحب انسپکٹر ڈاکخانجات گلگت۔

اگر یہ بزرگ ناصران ملت معقول رقمیں عنایت کرینگے تو اُمید ہے اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی گدائی کا دامن زیادہ پھیلانے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ اُمید ہے کہ بہت سے اہل دل دوست جن کے اسماء اختصار کے لحاظ سے قلم بند نہیں ہو سکے خدا تعالیٰ کی راہ میں قدم اُٹھانے سے کوتاہی نہیں کرینگے۔

المعلن خاکسار عبد الکریم از قادیان
۱۷ مئی سنہ ۴

اظہار ارادت

ذیل میں ہم منشی محمد خان صاحب مرحوم افسر بگھی خانہ کپورتھلہ کی ایک نظم درج کرتے ہیں جو ان کے کاغذات سے نکلی اس نظم کو نظم کی حیثیت سے درج نہیں کیا جاتا بلکہ ان کے حسن ارادت کے اظہار کے لیے۔

اُمید ہے کہ ہمارے ناظرین اسکو دلچسپی سے پڑھینگے۔ (ایڈیٹر)

الٰہی سب کے مقصد بر آئیں
یہ مادی ہر شفیع المذنبین ہے
ہزاروں یہ عیش آکر مٹائیں
جہاں روشن کیا ہے اسے آکر
نشان دین کا تو ذکر کیا تھا
تری شکل و شمائل کب بیاں ہو
کہیں تجھکو مثیل اپنا بنایا
سنا ہے حضرت یوسف حسیں تھا
ولیکن تو تو مثل مصطفیٰ ہے
ترا دیدہ و یوسف را شنیدہ
دکھایا زور وہ تیرے قلم نے
فصاحت ماتھ تیری چومتی ہے
صداقت کے نشاں تیرے عیاں ہیں
تری امداد باں اللہ نے کردی
تو آیا ہے بعین انتظاری
زمین دل پڑی تھی مردہ ساری
بچا جسکے لیے تو نے دعا کی

الٰہی اسکی پوری ہوں دعائیں
یہ بیشک رحمۃ للعالمین ہے
ہدایت کی سبھی راہیں بتائیں
وہی بدر اتم مہر منور
جہاں نے نام تک بھی تھا بھلایا
بیاں ہو گر محمد کی زباں ہو
کہیں اکمل ہی اپنا سا بتایا
مگر مثل محمد وہ نہیں ہے
محمد خود ہی گویا آگیا ہے
شنیدہ کے بود مانند دیدہ
جھکا کر سر عرب نے اور عجم نے
بلاغت مست ہو ہو جھومتی ہے
گواہ اس پر زمین و آسماں ہیں
رسول پاک نے تیری خبر دی
دو نا دو لگ رہی تھی بیقراری
تو آیا مثل باران بہاری
ہوا برباد جسکو بددعا دی

دعا ہے کیا تری حکم خدا ہے
نہیں ہے بددعا تیر قضا ہے

ضروری اطلاع

خریداران الحکم اپنا فرض سمجھ لیں کہ خط و کتابت کرتے وقت اپنا نمبر خریداری ضرور دیا کریں۔ ورنہ تعمیل ارشاد نہ ہو سکیگی اور مطبع اسکا جوابدہ نہ ہوگا۔ کیونکہ خدا کے فضل سے تعداد خریداران ترقی پر ہے ضروری خیال رہے۔ (منیجر)

www.aaiil.org

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام برابر گورداسپور رہے البتہ درمیان میں ۲۲ اور ۲۳ مئی ۱۹۰۴ء کو اتوار اور مقدمہ خاکسار ایڈیٹر بنام کرم الدین وغیرہ کی وجہ سے وقفہ ملنے کے سبب دارالامان تشریف لائے اور ۲۴ کی صبح کو مع الخیر براہ راست گورداسپور تشریف لے گئے۔

گورداسپور میں ہمارے مکرم بھائی سید محمد رضوی صاحب وکیل ہائیکورٹ حیدرآباد دکن مع اپنے چند احباب کے حاضر ہوکر بہرہ اندوز سعادت ہوئے۔ اور احباب کو بیعت کراکر واپس تشریف لے گئے۔ حضرت حجۃ اللہ کی صحت خدا کے فضل و کرم سے اچھی رہی ہے۔

۲۔ بزرگانِ ملت خدا کے فضل و کرم سے اچھے ہیں حضرت حکیم الامۃ کی طبیعت دو تین دن ناساز رہی مولوی سید محمد احسن صاحب اب بالکل تندرست ہیں اور حضرت اقدس کی ہمراہ گورداسپور میں ہیں۔

۳۔ **تازہ الہامات۔** النّا لک الحدید ٭ معنے دیگر نہ پسندیم ما ٭ کتب اللّٰہ لاغلبن انا و رسلی

یہ سب الہامات بمقام گورداسپور ہوئے ہیں ٭

۴۔ قادیان میں اب بالکل امن ہے۔ ننگل باغبانان میں باپ بیٹوں کی باہمی لڑائی میں ایک بیٹا مارا گیا۔ اس کے بھائی پر الزام قتل تھایا جاتا ہے ٭ ابھی تھوڑے ہی دن ہوئے ہیں کہ یہ گاؤں طاعون سے تباہ ہو رہا تھا باوجود ایسی سرزنش اور تنبیہ کے ایسے سنگدل لوگ موجود ہیں۔ تعجب کی بات ہے۔ ڈپٹی انسپکٹر پولیس موقع واردات پر پہنچا ٭ مفصل حالات پھر۔

ایک تعلق کی ضرورت

ایک شریف آدمی غیر احمدی نے بعض احمدی افراد کا اخلاق کو دیکھکر اپنی ایک دوشیزہ بالغہ عمر ۱۶ سال خوش شکل حلیم الطبع صوم و صلوٰۃ کی پابند کا نکاح کا ارادہ احمدی جماعت کی کسی ایسے شخص کے ساتھ کیا ہے جو اوصاف ذیل سے موصوف ہو۔
(۱) قوم کا کشمیری ہو (۲) احمدی جماعت کا خاص ممبر ہو (۳) عمر ۲۵ و ۲۶ بیس سال کے درمیان ہو (۴) وجہ معاش کم از کم ۲۵ روپیہ ماہوار رکھتا ہو (۵) خوش شکل ہو
اس کے متعلق خط و کتابت ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خان صاحب سٹنٹ سرجن پلیگ ڈیوٹی گورداسپور سے کیجاوے۔
خاکسار عبد الحق احمدی پٹواری مرزا پور تحصیل گورداسپور

کلماتِ طیبات یا ملفوظاتِ احمدیہ

نماز میں حصولِ حضور کا طریق

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے قلم سے

۱۶ مئی ۱۹۰۴ء کو دو پہر کی گاڑی میں بمقام گورداسپور احاطہ کچہری میں حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آکر دو تین احباب نے شرف نیاز حاصل کیا۔ ان آنیوالے ارادتمندوں میں ایک شخص بالکل اجنبی تھا۔ دریافت پر معلوم ہوا کہ آپکا نام مولوی **نظیر حسین سخا** دہلوی ہے کسی وقت آپ جاوَرہ میں پرشین پروفیسر تھے ہوائے سیاحتم در سرداد والا معاملہ ہوا اور وہاں سے الگ ہوکر نکل کھڑے ہوئے اور سیاحت کیلئے پسند کیا کہ ایک تھیٹریکل کمپنی کے ساتھ بطور ڈراماٹسٹ تعلق پیدا کر کے مختلف شہروں میں پھرتے پھراتے امرتسر میں وارد ہوئے۔ اور حضرت اقدس کا نام عرصہ سے سنا ہوا تھا تمنائے زیارت باقی تھی اس لئے امرتسر سے صرف ایکدن کی رخصت لیکر حاضر ہوئے۔ آپکے چہرہ سے اخلاص اور سعادت کے آثار نظر آتے تھے کیا عجب اللہ تعالیٰ آپ کو مزید معرفت اور بصیرت عطا کرے اور وہ کسی عمدہ اور مفید کام میں اپنی زندگی بسر کر سکیں جو ملک اور قوم کیلئے مفید ہو۔ غرض انہوں نے احاطہ کچہری میں ہی بیٹھکر اپنی پاکٹ بک نکال کر اس پر ایک عریضہ لکھا اور خاکسار ایڈیٹر کو دیا کہ حضرت اقدس کے حضور پیش کر دے۔ خود وہ پاس ادب کیوجہ سے یہ جرأت نہ کر سکے۔ حضرت کی خدمت میں وہ پیش کر دیا گیا حضرت نے جو جواب اس پر لکھا وہ مع اصل عریضہ کے ہم ذیل میں دیتے ہیں۔ ایک.... امر اور بھی قابل ذکر ہے کہ سخا صاحب نے حضرت اقدس کے گرامی نامہ کو نہایت احترام سے لیا اور عرض کیا کہ اس بارگاہ عالی میں میں وہ چیز مانگنے آیا ہوں جو اور جگہ نہیں مل سکتی۔ دنیا اور اسکی سامان بقدر ضرورت بلکہ اس سے بھی بڑھ کر مولا کریم نے عطا کئے ہیں۔ اس لئے میں نہیں چاہتا تھا کہ یہاں اس کا کوئی سوال کروں وہ دوسری جگہ ملسکتی ہے اور اس بارگاہ کو اس سے کیا واسطہ یہاں وہ چیز ملتی ہے جو ابدی ہے **فانی نہیں**۔ جب وہ یہ عرض کر رہے تھے تو انکی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ خدا کرے کہ وہ اس ملاقات سے بہت بڑا فائدہ اٹھائیں۔ اب ہم وہ تحریریں درج کرتے ہیں ایڈیٹر

قبلہ و کعبہ مد ظلکم العالی

حضور کے پابوس کا از حد شوق تھا الحمد للہ کہ شرف زیارت حاصل ہوا۔ حاجت یہ عرض یہ ہے کہ کچھ ہدایت فرمائی جاوے تاکہ حضوری حاصل ہو اور خدا کی طرف دل لگے۔ اگر اسی پر جواب سے سرفرازی ہو تو یہ ارشاد دید عزت ہمیشہ حرز جان رہیگی زیادہ حد آداب۔ فقط

عریضہ نظیر حسین سخا دہلوی۔

جواب حضرت اقدس

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔

طریق یہی ہے کہ نمازوں میں اپنے لئے دعا کرتے رہیں اور سرسری اور بے خیال نماز پر خوش نہوں بلکہ جہاں تک ممکن ہو توجہ سے نماز ادا کریں اور اگر توجہ پیدا نہو تو پنج وقت ہر یک نماز میں خدا تعالیٰ کے حضور میں ہر ایک رکعت کے کھڑے ہوکر یہ دعا کریں کہ اے خدائے قادر ذوالجلال میں گنہگار ہوں اور اسقدر گناہ کی زہر نے میرے دل اور رگ و ریشہ میں اثر کیا ہے کہ مجھے رقت اور حضور نماز حاصل نہیں ہو سکتا تو اپنے فضل و کرم سے میرے گناہ بخش اور میری تقصیرات معاف کر اور میرے دل کو نرم کر دے اور میرے دل میں اپنی عظمت اور اپنا خوف اور اپنی محبت بٹھادے تاکہ اوس کے ذریعہ سے میری سخت دلی دور ہوکر حضور نماز میں میسر آدے اور یہ دعا صرف قیام پر موقوف نہیں بلکہ رکوع میں اور سجود میں اور التحیات کے بعد بھی یہی دعا کریں اور اپنی زبان میں کریں اور اس دعا کے کرنے میں ماندہ نہوں اور تھک نہ جاویں بلکہ پورے صبر اور پوری استقامت سے اس دعا کو پنج وقت کی نمازوں میں اور نیز تہجد کی نماز میں کرتے رہیں اور بہت بہت خدا تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہیں کیونکہ گناہ کی باعث دل سخت ہو جاتا ہے ایسا کریں گے تو ایک وقت یہ مراد حاصل ہو جائیگی۔ لیکن چاہئے کہ اپنی موت یاد رکھیں آئندہ زندگی کے دن تھوڑے سمجھیں اور موت قریب سمجھیں یہی طریق حضور حاصل کرنیکا ہے۔ والسلام۔

۱۶ مئی ۱۹۰۴ء

اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام احاطہ کچہری میں رونق افروز تھے وقتاً فوقتاً جو کچھ آپ نے فرمایا ہدیہ ناظرین ہے۔ ایڈیٹر

دنیا کی تلخیوں اور عام ناکامیوں پر فرمایا کہ مثنوی میں لکھا ہے۔

دشت دنیا جز دد و جز دام نیست
جز بخلوت گاہ حق آرام نیست

فرمایا دنیا کے مشکلات اور تلخیاں بہت ہیں۔ یہ ایک دشت پر خار ہے اس میں سے گذرنا ہر شخص کا کام نہیں ہے گذرنا تو سب کو پڑتا ہے لیکن راحت اور اطمینان کے ساتھ گذر جانا یہ ہر ایک شخص کو میسر نہیں آسکتا۔ یہ صرف ان لوگوں کا حصہ ہے جو اپنی زندگی کو ایک فانی اور لاشے سمجھکر اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کے لئے اسے وقف کر دیتے ہیں اور اس سے سچا تعلق پیدا کر لیتے ہیں ورنہ انسان کی تعلقات ہی اس قسم کے ہوتے ہیں کہ کوئی نہ کوئی تلخی اسکو دیکھنی پڑتی ہے بیوی اور بچے ہوں تو کبھی کوئی بچہ مرجاتا ہے تو صدمہ برداشت کرنا ہے لیکن اگر خدا تعالیٰ سے سچا تعلق ہو۔ تو ایسے ایسے صدمات پر ایک خاص صبر عطا ہوتا ہے جس سے وہ گھبراہٹ اور سوزش پیدا نہیں ہوتی جو ان لوگوں کو ہوتی ہے۔ جن کا خدا سے کوئی تعلق نہیں ہوتا پس جو لوگ اللہ تعالیٰ کے منشاء کو سمجھکر اسکی رضا کیلئے اپنی زندگی کو وقف کرتے ہیں وہ بیشک آرام پاتے ہیں ورنہ ناکامیاں اور نامرادیاں زندگی تلخ کر دیتی ہیں ٭

ایک کتاب میں ایک عجیب بات لکھی ہے کہ ایک شخص سڑک پر روتا ہوا چلا جا رہا تھا راستہ میں ایک ولی اللہ اس سے ملے انہوں نے پوچھا کہ تو کیوں روتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میرا دوست مر گیا ہے اس نے جواب دیا کہ تجھکو پہلے سوچ لینا چاہئے تھا مرنیوالے کے ساتھ دوستی ہی کیوں کی؟۔

دنیا عجیب مشکلات کا گہر ہے بیوی بچوں کے نہ ہونے سے بھی غم ہوتا ہے اور اگر ہوں تب بھی مشکلات پیدا ہوتے ہیں ان کے ضروریات کے پورا کرنیکیلئے بعض نادان انسان عجیب عجیب مشکلات میں مبتلا ہوتا ہے اور صراط مستقیم سے ہٹ کر انکی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے مال، ہم پہونچاتا ہے اور پھر صد مشکلات میں پھنستا ہے۔ ایک فقیر ننگ دھڑنگ جسکے پاس ستر پوشی کے سوا اور کوئی کپڑا تک نہ تھا خوش و خورم کہیںتا کودتا جا رہا تھا کسی سوار نے اس سے پوچھا کہ سائیں صاحب آپ ایسے خوش کیوں ہیں؟ اس نے کہا کہ جسکی مرادیں حاصل ہو جائیں وہ خوش ہوتا ہے یا نہیں۔ سوار نے کہا کہ تیری ساری مرادیں کسطرح پوری ہو گئی ہیں؟

اوس نے کہا کہ جب خواہشیں چھوڑ دیں تو مرادیں پوری ہو گئیں۔

بات بالکل ٹھیک ہے انسان دو طرح ہی خوش ہو سکتا ہے یا تو حصول مراد کے ساتھ یا ترک مراد کے ساتھ اور انمیں سے سہل طریق ہم ترک مراد کا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ سب زندگی تلخ ہے بجز اس کے جو اس دنیا کی علاقوں سے الگ ہے یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات بادشاہوں نے بھی ان تلخیوں اور ناکامیوں سے عاجز آکر خودکشی کر لی ہے۔

دنیا کی لذت خارش کیطرح ہے۔ ابتدا لذت آتی ہے پھر جب کھجلاتا رہتا ہے تو زخم ہو کر

٭ گورداسپور میں یہ الہامات بھی ہوئے۔ (۱) لا تقبل منہم شہادۃ (۲) حسن بیان (۳) اور داسپور کے واسطے آن زمیں جو راستہ میں رہتا ہے۔ (۴) سنلقی فی قلوبہم الرعب ٭

www.aaiil.org

اس مین سے خون نکل آتا ہے یہانتک اس مین پیپ پڑ جاتی ہے اور وہ ناسور کیطرح بنجاتا ہے اور اسمین درد بھی پیدا ہو جاتا ہے۔

حقیقت یہی ہے کہ یہ بہت ہی ناپائدار اور بے حقیقت ہی مجھے کئی بار خیال آیا ہے کہ اگر اللہ تعالے کسی مردے کو اختیار دیدے کہ وہ پہر دنیا مین چلا جاوے۔ تو وہ یقیناً توبہ کرتا ہے کہ مین اس دنیا سے باز آیا خدا تعالے پر سچا ایمان ہو تو انسان ان مشکلات دنیا سے نجات پا سکتا ہے کیونکہ وہ درد مندون کی دعاؤن کو سن لیتا ہے مگر اس کے لئے یہ شرط ہے کہ دعا مانگنے سے انسان تھکے نہین تو کامیاب ہوگا اور اگر تھک جاویگا تو نری ناکامی نہین بلکہ ساتھ بے ایمانی بہی ہے کیونکہ وہ خدا تعالے سے بدظن ہو کر سلب ایمان کر بیٹھے گا۔ مثلاً ایک شخص کو اگر کہا جاوے کہ تو اس زمین کو کہود خزانہ نکلے گا مگر وہ دو چار یا پانچ ہاتھ کہودنے کے بعد اسے چھوڑ دے اور دیکھے کہ خزانہ نہین نکلا تو وہ اس نامرادی اور ناکامی پر ہی نہ رہیگا بلکہ بتانیوالے کو بھی گالیان دیگا۔ حالانکہ یہ اسکی اپنی کمزوری اور غلطی ہے جو اس نے پورے طور پر نہین کہودا۔ اسیطرح جب انسان دعا کرتا ہے اور تھک جاتا ہے تو اپنی نامرادی کو اپنی سستی اور غفلت پر تو محمول نہین کرتا بلکہ خدا تعالے پر بدظنی کرتا ہے اور آخر بے ایمان ہو جاتا ہے اور آخر دہریہ ہو کر مرتا ہے۔

جہان حضور بیٹھے ہوئے تھے وہان سامنے ایک آم کا درخت تھا جسکو کچے پھل لگے ہوئے تھے۔ ان کو دیکھ کر فرمایا۔

دیکھو اس آم کو پھل لگا ہوا ہے مگر یہ کچا پھل ہے اگر کوئی اس کو کہانے ۔ جاوے اور اسکو نہ اصل مقصد سمجھے تو بجز اس کے کہ اس کی کہانسی سینہ پیلان وغیرہ نکل آوین کچھ فائدہ نہین ہوگا۔ اسیطرح پر نیم ملان خطرہ ایمان والی مثال سچ ہے۔ نارسیدہ منزل کا کچے پہل کیطرح ہوتا ہے۔ وہ جو کسی بات کو سنائیگا تو اسے گمراہ کریگا۔ اور اگر خود کریگا تو آپ گمراہ ہوگا خدا تعالیٰ کی راہ مین جبتک انسان بہت سی مشکلات اور امتحانات مین پورا نہ اترے وہ کامیابی کا سرٹیفکیٹ حاصل نہین کر سکتا۔

اسی لئے فرمایا ہے۔ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون۔ کیا لوگ گمان کرتے مین کہ اللہ تعالے محض اتنی ہی بات پر راضی ہو جاوے کہ وہ کہدین کہ ہم ایمان لائے۔ اور وہ آزمائے نہ جاوین۔

ایسے لوگ جو اتنی بات پر اپنی کامیابی سمجھتے ہین وہ یاد رکھین انہین کیلئے دوسری جگہ یہ ہے وما ھم بمؤمنین۔ اور ایسا ہی ایک جگہ فرمایا لا تقولوا امنا ولکن قولوا اسلمنا۔ یعنے تم یہ نہ کہو کہ ایماندار ہو گئے بلکہ یہ کہو کہ ہم نے مقابلہ چھوڑ دیا ہے اور اطاعت اختیار کرلی ہے۔ بہت سے لوگ اس قسم کے ہوتے ہین کامل ایماندار بننے کیلئے مجاہدات کی ضرورت ہے اور مختلف ابتلاؤن اور امتحانون سے ہو کر نکلنا پڑتا ہے۔

گویند سنگ لعل شود در مقام صبر
آرے شود ولیک بخون جگر شود

منشی نظیر حسین صاحب نے سوال کیا کہ مین فوٹو کے ذریعہ تصویرین اتارا کرتا تھا اور دل مین ڈرتا تھا کہ کہین یہ خلاف شرع نہ ہو لیکن جناب کی تصویر دیکھکر یہ وہم جاتا رہا

فرمایا انما الاعمال بالنیات ہم نے اپنی تصویر محض اس لحاظ سے اتروائی ہے کہ یورپ کو تبلیغ کرتے وقت ساتھ تصویر بھیجدین کیونکہ ان لوگونکا عام مذاق اسی قسم کا ہو گیا ہے کہ وہ جس چیز کا ذکر کرتے ہین ساتھ ہی اسکی تصویر دیتے ہین جس سے وہ قیافہ کی مدد سے بہت سے صحیح نتائج نکال لیتے ہین۔ مولوی لوگ جو میری تصویر پر اعتراض کرتے ہین وہ خود اپنے پاس روپیہ پیسہ کیون رکھتے ہین کیا ان پر تصویرین نہین ہوتی ہین؟

اسلام ایک وسیع مذہب ہے اس مین اسلام کا مدار نیات پر رکھا ہے۔ کسی لڑائی مین ایک شخص میدان جنگ مین نکلا جو اترا کر چلتا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھو یہ چال بہت بری ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے لا تمش فی الارض مرحا مگر اسوقت یہ چال خدا تعالیٰ کو بہت ہی پسند ہے کیونکہ یہ اوسکی راہ مین اپنی جان تک نثار کرتا ہے اور اسکی نیت اعلیٰ درجہ کی ہے۔ غرض اگر نیت کا لحاظ نہ رکہا جاوے تو بہت مشکل پڑتی ہے۔ اسیطرح پر ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسکا تہ بند نیچے ڈھلکتا ہے وہ دوزخ مین جاوینگے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ یہ سنکر رو پڑے کیونکہ ان کا تہ بند بھی ویسا تھا آپ نے فرمایا کہ تو ان مین سے نہین ہے۔ غرض نیت کو بہت بڑا دخل ہے اور حفظ مراتب ضروری شئے ہے۔

منشی نظیر حسین صاحب۔ مین خود تصویر کشی کرتا ہون اس کے لئے کیا حکم ہے۔

فرمایا۔ اگر کفر اور بت پرستی کو مدد نہین دیتے تو جائز ہے۔ آجکل نقوش و قیافہ کا علم بہت بڑہا ہوا ہے

باوجود اس کے کہ انسان اپنے نفس کے اندر اختیار اور قدرت کا ایک مادہ پاتا ہے مگر پھر بھی وہ الٰہی قدرت کے تصرفات سے باہر نہین ہے اور اسے ہر وقت اس بات کی ضرورت ہے کہ تمام قوتون اور قدرتون کا سرچشمہ جو اللہ کریم کی ذات ہے وہ اوس سے قوت طلب کرے اس طلب کرنے مین ہی اسے خدا تعالے کے فضل کی خاص ضرورت ہے بعض اوقات ایسے ہوتے ہین کہ انسان ایک ضرورت کو محسوس کرتا ہے جانتا ہے کہ اوس کے لئے دعا کرنی چاہیے لیکن باوجود اس علم اور قدرت کے وہ دعا نہین کرتا اور اسے اس کے لئے انشراح صدر حاصل نہین ہوتا بعض لوگ اس باریک سر اور تصرفات الٰہی کو مدنظر نہ رکہکر دعا پر اعتراض کرتے ہین ان کے ایسے اعتراضات پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر دعا اپنے اختیار مین ہوتی تو انسان جو چاہتا کر لیتا اسی لئے ہم نہین کہہ سکتے کہ فلان دوست یا رشتہ دار کے حق مین ضرور فلان بات ہو ہی جاویگی بعض وقت باوجود سخت ضرورت محسوس کرنے کے دعا نہین ہوتی اور دل سخت ہو جاتا ہے چونکہ اس کے سر سے لوگ واقف نہین ہوتے اسلئے گمراہ ہو جاتے ہین۔ اس پر ایک شبہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ پہر جف القلم والی (یعنی مسئلہ تقدیر جس رنگ مین سمجھا گیا ہے) بات ٹھیک ہے۔ لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ خدا کے علم مین سب کچھ ضرور ہے لیکن اس سے یہ لازم نہین آتا کہ خدا تعالے اس بات پر قادر نہین ہے کہ فلان کام ضروری کر دیوے اگر ان لوگون کا یہی اعتقاد ہے کہ جو کچھ ہوتا تہا وہ سب کچھ ہو چکا اور ہماری محنت اور کوشش بیہودہ ہے تو دردسر کیوقت علاج کیطرف کیون رجوع کرتے ہین۔ پیاس کیلئے ٹھنڈا پانی کیون پیتے ہین۔ بات یہ ہے کہ انسان کے تردد پر ہی کچھ نہ کچھ نتیجہ ظاہر ہوتا ہے۔ دعا عمدہ شئے ہے اگر توفیق ہو تو ذریعہ مغفرت کا ہو جاتی ہے اور اسی کے ذریعہ سے رفتہ رفتہ خدا تعالے مہربان ہو جاتا ہے۔ دعا کے نہ کرنے سے اول زنگ دل پر چڑہتا ہے۔ پہر قساوت پیدا ہوتی ہے۔ پہر خدا سے اجنبیت۔ پہر عداوت پہر نتیجہ سلب ایمان ہوتا ہے۔

سخت دل ہر ایک فاسق سے بدتر ہوتا ہے اور وہ خدا سے ابعد ہوتا ہے جو ٹیڑہی راہ اختیار کرتا ہے وہ بلا تلخی دیکھنے کے مرتا نہین

ہماری خواہش یہ ہے کہ الٰہی تجلیات ظاہر ہون جیسے کہ موسےٰ نے رب ارنی کہا تھا ورنہ ہمین تو بہشت کی ضرورت ہے اور نہ کسی اور شئے کی

ایک رئیس کا یہ خیال سنکر کہ مسلمانون کا یہ عقیدہ کہ دعا سے مشکل حل ہوتی ہے انکو بہت ہی کمزور کرنیوالا ہے آپ نے فرمایا کہ جو دعا سے منکر ہے وہ خدا سے منکر ہے۔ صرف ایک دعا ہی ذریعہ خدا شناسی کا ہے اور اب وقت آگیا ہے کہ اسکی ذات کو طوعاً و کرہاً مانا جاوے۔ اصل مین ہر جگہ دہریت ہے آجکل کسی محفل کا یہ حال ہے کہ دعا۔ توکل اور انشاء اللہ کہنے پر تمسخر کرتے ہین ان باتون کو بیوقوفی کہا جاتا ہے۔ ورنہ اگر خدا سے انکو ذرا بھی انس ہوتا تو اس کے نام سے کیون چڑتے جسکو جس سے محبت ہوتی ہے وہ پہر پہیر سے کسی نہ کسی طرح سے محبوب کا نام لے ہی لیتا ہے اگر ان کے نزدیک خدا کوئی شئے نہین ہے تو اب موت کا دروازہ کہلا ہے اسے ذرا بند کر کے تو دکہا دین تعجب ہے کہ ہمین جس قدر اس کے وجود پر امیدین ہین اسی قدر وہ دوسرا اگر وہ اس سے ناامید ہے اصل مین خدا کے فضل کی ضرورت ہے اگر وہ دل کے قفل نہ کہولے تو اور کون کہول سکتا ہے اگر وہ چاہے تو ایک کتے کو عقل دیسکتا ہے کہ اسکی باتونکو سمجھ لیوے اور انسان کو محروم رکہہ سکتا ہے

طاعون کو سب وشتم کرنا منع ہے کیونکہ وہ تو مامور ہے ہان خدا سے صلح کرنی چاہیئے کہ وہ اسے ہٹا لیوے۔

شام کیوقت جب مجلس منعقد ہوئی تو منی پور آسام سے ایک ڈاکٹر صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نیاز حاصل کی۔ ڈاکٹر صاحب پہلے ہندو تہے عرصہ چوبیس سال سے مشرف باسلام ہین حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سچے جان نثار ہین۔ منی پور آسام مین آپ ہمارے بہائی احمدی حضرت مولوی غلام امام صاحب عزیز الواعظین کے ہمراہ رہتے ہین ڈاکٹر صاحب بیان فرماتے ہین کہ مین علاقہ بنگال وغیرہ کی طرف جہان جہان مین رہا ہون مولویصاحب جیسا خوشخصال اور فرخندہ حال اور پاکیزہ آدمی نہین دیکہا۔

۲۔ آج دنکو مولوی محمد علی صاحب ایم اے منیجر و ایڈیٹر رسالہ ریویو آف ریلیجنز کی طبیعت علیل ہو گئی اور دردسر اور بخار کے عوارض کو دیکھکر بعض صاحبونکو شبہ گذرا کہ شاید طاعون کے آثار ہین جب اس بات کی خبر حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہوئی تو آپ فوراً مولویصاحب کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے دار مین ہو کر اگر آپ کو طاعون ہو تو پہر انی احافظ کل من فی الدار کا الہام اور یہ سب کاروبار گویا عبث ٹھیرا۔ آپ نے نبض دیکھکر انکو یقین دلایا کہ ہرگز بخار نہین ہے پہر تہرما میٹر لگا کر دکہایا کہ پارہ اس حد تک نہین ہے کہ جس سے بخار کا شبہ ہو۔ اور فرمایا کہ میرا تو خدا کی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسے اسکی کتابون پر ہے۔

۳۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اندنون لوگونکو اور بعض جماعت کے آدمیونکو بہی طرح طرح کے شکوک و شبہات پیش آ رہے ہین اسلئے میرا ارادہ ہے کہ ایک رسالہ لکھکر اصل حقیقت بیعت اور الہامات سے اطلاع دیجاوے کہ جس سے لوگونکو معلوم ہو کہ بعض لوگ بیعت مین داخل ہو کر کیون طاعون سے مرتے ہین

۴۔ فرمایا کہ ان دنون ایک دفعہ میری بغل مین ایک گلٹی نکل آئی مین نے اسے مخاطب ہو کر کہا کہ تو کون ہے جو مجھے ضرر دے سکے اور خدا کے وعدے کو ٹال سکے تہوڑے عرصہ مین وہ خود بخود ہی بیٹھ گئی

---

www.aaiil.org

مسیح موعود کی تعلیم

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اگرچہ شرعی طور پر اُن پر کچھ ثابت نہ ہوا لیکن اس کارروائی کے لیے اسی قدر کافی تھا کہ شکی طور پر اُن کی نسبت شکایت ہوئی۔ میں خیال کرتا ہوں کہ اگر وہ راستبازی میں ایک روشن نمونہ دکھلاتے تو ممکن نہ تھا کہ کوئی شخص اُن کی طرف بول سکتا۔ میں یہ بھی ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ یہ لوگ درحقیقت اُن لوگوں میں سے نہ تھے جنھوں نے راستبازی کی تلاش میں ہماری ہمسائیگی اختیار کی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ایک کھیت جو محنت سے طیار کیا جاتا اور پکایا جاتا ہے اسکے ساتھ خراب بوٹیاں بھی پیدا ہوجاتی ہیں جو کاٹنے اور جلانے کے لائق ہوتی ہیں۔ ایسا ہی قانون قدرت چلا آیا ہے جس سے ہماری جماعت باہر نہیں ہوسکتی اور میں جانتا ہوں کہ وہ لوگ جو حقیقی طور پر میری جماعت میں داخل ہیں اُن کے دل خدا تعالیٰ نے ایسے رکھے ہیں کہ وہ طبعاً بدی سے متنفر اور نیکی سے پیار کرتے ہیں اور میں اُمید رکھتا ہوں کہ وہ اپنی زندگی کا بہت اچھا نمونہ دنیا پر ظاہر کرینگے۔

یاد رہے کہ یہ اشتہار محض اس غرض سے شائع کیا جاتا ہے کہ تا میری جماعت خدا کے آسمانی نشانوں کو دیکھکر ایمان اور نیک عملوں میں ترقی کرے اور تا اُنکو معلوم ہو کہ وہ ایک صادق کا دامن پکڑ رہے ہیں نہ کاذب کا۔ اور تا وہ راستبازی کے تمام کاموں میں آگے بڑھیں اور اُن کا پاک نمونہ دنیا میں چمکے۔ ان دنوں میں وہ چاروں طرف سے سُن رہے ہیں کہ ہر ایک طرف مجھ پر حملے ہوتے ہیں اور نہایت اصرار سے مجکو کافر اور دجال اور کذاب کہا جاتا ہے اور قتل کرنے کے لیے فتوے لکھے جاتے ہیں۔ پس ان کو چاہیے کہ صبر کریں اور گالیوں کا گالیوں کے ساتھ ہرگز جواب نہ دیں اور اپنا نمونہ اچھا دکھاویں کیونکہ اگر وہ بھی ایسی ہی درندگی ظاہر کریں جیسا کہ اُن کے مقابل پر کی جاتی ہے تو پھر اُن میں اور دوسروں میں کیا فرق ہے۔ اس لیے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ ہرگز اپنا اجر پا نہیں سکتے جب تک صبر اور تقوے اور عفو اور درگذر کی خصلت سب سے زیادہ اُن میں نہ پائی جائے۔ اگر مجھے گالیاں دی جاتی ہیں تو کیا یہ نئی بات ہے؟ کیا اس سے پہلے خدا کے پاک نبیوں کو ایسا ہی نہیں کہا گیا؟ اگر مجھ پر بہتان لگائے جاتے ہیں تو کیا اس سے پہلے خدا کے رسولوں اور راستبازوں پر الزام نہیں لگائے گئے؟ کیا حضرت موسیٰ پر یہ اعتراض نہیں ہوئے کہ اُس نے دھوکا دیکر ناحق مصریوں کا مال کھایا اور جھوٹ بولا کہ ہم عبادت کے لیے جاتے ہیں اور جلد واپس آئیں گے اور عہد توڑا اور کئی شیر خوار بچوں کو قتل کیا۔ اور کیا حضرت داؤد کی نسبت نہیں کہا گیا کہ اس نے ایک بیگانہ عورت سے بدکاری کی اور فریب سے اوریا نام ایک سپہ سالار کو قتل کرایا۔ اور بیت المال میں ناجائز دست اندازی کی؟ اور کیا ہارون کی نسبت یہ اعتراض نہیں کیا گیا کہ اُس نے گوسالہ پرستی کرائی؟ اور کیا یہودی اب تک نہیں کہتے کہ یسوع مسیح نے دعویٰ کیا تھا کہ میں داؤد کا تخت قائم کرنے آیا ہوں اور یسوع کے اس لفظ سے بجز اس کے کیا مراد تھی کہ اس نے آخر بادشاہ ہونے کی پیشگوئی کی تھی جو پوری نہ ہوئی؟ اور کیونکر ممکن ہے کہ صادق کی پیشگوئی جھوٹی نکلے۔ یہودی یہ اعتراض بھی کرتے ہیں کہ مسیح نے کہا تھا کہ ابھی بعض لوگ زندہ موجود ہونگے کہ میں واپس آؤں گا۔ مگر یہ پیشگوئی بھی جھوٹی نکلی اور وہ اب تک واپس نہ آیا۔ ایسا ہی ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعض امور پر جاہلوں کے اعتراض ہیں جیسا کہ حدیبیہ کے واقعہ پر بعض نادان مرتد ہوگئے تھے اور کیا اب تک پادریوں اور آریوں کی قلموں سے وہ تمام جھوٹے الزام ہمارے سید و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت شائع نہیں ہوتے جو مجھ پر لگائے جاتے ہیں۔ غرض مخالفوں کا کوئی بھی میرے پر ایسا اعتراض نہیں جو مجھ سے پہلے خدا کے پاک نبیوں پر نہیں کیا گیا اس لیے میں تمھیں کہتا ہوں کہ جب تم ایسی گالیاں اور ایسے اعتراض سنو تو غمگین مت ہو کیونکہ تم سے اور مجھ سے پہلے خدا کے پاک نبیوں کی نسبت یہی لفظ بولے گئے ہیں۔ سو ضرور تھا کہ خدا کی وہ تمام سنتیں اور عادتیں جو نبیوں کی نسبت وقوع میں آچکی ہیں ہم میں پوری ہوں۔ ہاں یہ درست بات ہے اور یہ ہمارا حق ہے کہ جو خدا نے ہمیں عطا کیا ہے جبکہ ہم دُکھ دیے جائیں اور ستائے جائیں اور ہمارا صدق لوگوں پر مشتبہ ہو جائے اور ہماری راہ کے آگے صدہا اعتراضات کے پتھر پڑ جائیں تو ہم اپنے خدا کے آگے روئیں اور اُسکی جناب میں تضرعات کریں اور اُسکے نام کی زمین پر تقدیس چاہیں اور اُس سے کوئی ایسا نشان مانگیں جسکی طرف حق پسندوں کی گردنیں جھک جائیں۔ سو اسی بنا پر میں نے یہ دعا کی ہے۔ مجھے بارہا خدا تعالیٰ مخاطب کرکے فرما چکا ہے کہ جب تو دعا کرے تو میں تیری سنوں گا۔ سو میں نوح نبی کی طرح دونوں ہاتھ پھیلاتا ہوں اور کہتا ہوں رب انی مغلوب فانتصر۔ اور میری روح دیکھ رہی ہے کہ خدا میری سنے گا اور میرے لیے ضرور کوئی ایسا رحمت اور امن کا نشان ظاہر کر دے گا کہ جو میری سچائی پر گواہ ہو جائے گا میں اس وقت کسی دوسرے کو مقابلہ کے لیے نہیں بلاتا اور نہ کسی شخص کے ظلم اور جور کا جناب الٰہی میں اپیل کرتا ہوں بلکہ جیسا کہ میں تمام اُن لوگوں کے لیے بھیجا گیا ہوں جو زمین پر رہتے ہیں خواہ وہ ایشیا کے رہنے والے ہیں اور خواہ یورپ کے اور خواہ امریکہ کے ایسا ہی میں عام اغراض کی بنا پر بغیر اسکے کہ زید یا بکر کا بیہودہ بلیں تصور ہو خدا تعالیٰ سے ایک آسمانی شہادت چاہتا ہوں جو انسانی ہاتھوں سے بالاتر ہو اور یہ فقط دعائیہ اشتہار ہے جو خدا تعالیٰ کی شہادت طلب کرنے کے لیے میں لکھتا ہوں۔ اور میں جانتا ہوں کہ اگر میں اس کی نظر میں صادق نہیں ہوں تو اس تین برس کے عرصہ تک جو سنہ ۱۹۰۶ء تک ختم ہوں گے ایک ادنیٰ قسم کا نشان ظاہر نہیں ہوگا اور اس طرح میرا کذب ظاہر ہو جائے گا اور لوگ میرے ہاتھ سے مخلصی پائیں گے اور اگر اس مدت تک میرا صدق ظاہر ہو جائے جیسا کہ مجھے یقین ہے تو بہت سے پردے جو دلوں پر ہیں اُٹھ جائیں گے۔ میری یہ دعا بدعت نہیں ہے بلکہ ایسی دعا کرنا اسلام کی عبادات میں سے ہے جو نمازوں میں ہمیشہ پنجوقت مانگی جاتی ہے کیونکہ ہم نماز میں دعا کرتے ہیں کہ اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم۔ اس سے یہی مطلب ہے کہ خدا سے ہم اپنے ترقی ایمان اور بنی نوع کی بھلائی کے لیے **چار قسم کے نشان** چار کمال کے رنگ میں چاہتے ہیں۔ نبیوں کا کمال۔ صدیقوں کا کمال۔ شہیدوں کا کمال۔ صلحاء کا کمال۔ سو نبی کا خاص کمال یہ ہے کہ خدا سے ایسا علم غیب پاوے جو بطور نشان کے ہو اور صدیق کا کمال یہ ہے کہ صدق کے خزانہ پر ایسے کامل طور پر قبضہ کرے یعنی ایسے اکمل طور پر کتاب اللہ کی سچائیاں اسکو معلوم ہو جائیں کہ وہ بوجہ خارق عادت ہونے کے نشان کی صورت پر ہوں اور اس صدیق کے صدق پر گواہی دیں۔ اور شہید کا کمال یہ ہے کہ مصیبتوں اور دکھوں اور ابتلاؤں کے وقت میں ایسی قوت ایمانی اور قوت اخلاقی اور ثابت قدمی دکھلاوے کہ جو خارق عادت ہونیکی وجہ سے بطور نشان کے ہو جائے اور مرد صالح کا کمال یہ ہے کہ ایسا ہر ایک قسم کے فساد سے دور ہو جائے اور مجسم صلاح بن جائے کہ وہ کامل صلاحیت اسکی خارق عادت ہونے کی وجہ سے بطور نشان مانی جائے۔ سو یہ چاروں قسم کے کمال جو ہم پانچوقت خدا تعالیٰ سے نماز میں مانگتے ہیں۔ یہ دوسرے لفظوں میں ہم خدا تعالیٰ سے آسمانی نشان طلب کرتے ہیں اور جس میں یہ طلب نہیں اسمیں ایمان بھی نہیں۔ ہماری نماز کی حقیقت یہی طلب ہے جو ہم چار رنگوں میں پنجوقت خدا تعالیٰ سے چار نشان مانگتے ہیں اور اس طرح پر زمین پر خدا تعالیٰ کی تقدیس چاہتے ہیں تا ہماری زندگی انکار اور شک اور غفلت کی زندگی ہو کر زمین کو پلید نہ کرے اور ہر ایک شخص خدا تعالیٰ کی تقدیس بھی کر سکتا ہے کہ جب وہ یہ چاروں قسم کے نشان خدا تعالیٰ سے مانگتا ہے۔

حضرت مسیح نے بھی مختصر لفظوں میں یہی سکھایا تھا دیکھو متی باب ۶ آیۃ ۹ پس تم اسی طرح دعا مانگو کہ اے ہمارے باپ جو آسمان پر ہے تیرے نام کی تقدیس ہو۔

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا ایمان ہرگز درست نہیں ہو سکتا جب تک اپنے آرام پر اپنے بھائی کا آرام حتی الوسع مقدم نہ ٹھیراوے۔ اگر میرا ایک بھائی میرے سامنے باوجود اپنے ضعف اور بیماری کے زمین پر سوتا ہے اور میں باوجود اپنی صحت اور تندرستی کے چارپائی پر قبضہ کرتا ہوں تا وہ اُس پر بیٹھ نہ جاوے تو میری حالت پر افسوس ہے اگر میں نہ اُٹھوں اور محبت اور ہمدردی کی راہ سے اپنی چارپائی اُسکو نہ دوں اور اپنے لیے فرش زمین پسند نہ کروں اگر میرا بھائی بیمار ہے اور کسی درد سے لاچار ہے تو میری حالت پر حیف ہے اگر میں اُسکے مقابل پر امن سے سو رہوں اور اُسکے لیے جہاں تک میرے بس میں ہے آرام رسانی کی تدبیر نہ کروں اور اگر کوئی میرا دینی بھائی اپنی نفسانیت سے مجھ سے کچھ سخت گوئی کرے تو میری حالت پر حیف ہے اگر میں بھی دیدہ و دانستہ اُس سے سختی سے پیش آؤں بلکہ مجھے چاہیے کہ میں اُسکی باتوں پر صبر کروں اور اپنی نمازوں میں اُسکے لیے رو رو کر دعا کروں کیونکہ وہ میرا بھائی ہے اور روحانی طور سے بیمار ہے۔ اگر میرا بھائی سادہ ہو یا کم علم یا سادگی سے کوئی خطا اُس سے سرزد ہو تو مجھے نہیں چاہیے کہ میں اُس سے ٹھٹھا کروں یا چیں بر جبیں ہو کر تیزی دکھاؤں یا بدنیتی سے اُسکی عیب گیری کروں کہ یہ سب ہلاکت کی راہیں ہیں کوئی سچا مومن نہیں ہو سکتا جب تک اُس کا دل نرم نہ ہو جب تک وہ اپنے تئیں ہر ایک سے ذلیل نہ سمجھے اور ساری مشیختیں دور نہ ہو جائیں۔ خادم القوم ہونا مخدوم بننے کی نشانی ہے اور غریبوں سے نرم ہو کر اور جھک کر بات کرنا مقبول الٰہی ہونے کی علامت ہے اور بدی کا نیکی کے ساتھ جواب دینا سعادت کے آثار ہیں اور غصہ کو کھا لینا اور تلخ بات کو پی لینا نہایت درجہ کی جوانمردی ہے۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ یہ باتیں ہماری جماعت کے بعض لوگوں میں نہیں بلکہ بعض میں ایسی بے تہذیبی ہے کہ اگر ایک بھائی ضد سے اسکی چارپائی پر بیٹھا ہے تو وہ سختی سے اسکو اٹھانا چاہتا ہے اور اگر نہیں اُٹھتا تو چارپائی کو الٹا دیتا ہے اور اسکو نیچے گرا دیتا ہے * پھر دوسرا بھی فرق نہیں کرتا۔ (باقیست)

---

* یہ باتیں ہمارے بعض اپنی عزیز جماعت کے لیے بطور نصیحت کے ہیں دوسرا کوئی مجاز نہیں کہ کسی کا نام لیکر اُن کا تذکرہ کرے ورنہ وہ سب سے بڑھ کر گناہ اور فتنہ کی راہ اختیار کرے گا۔ منہ

حضرت اقدس کی چھوٹی اور پرانی تحریرین

(خاص الحکم کے کالموں میں شائع ہوتی ہیں)

"عفو گناہ کی فلسفی"

گناہوں کی معافی کا فلسفہ یہ ہے کہ چونکہ انسان خدا کیلئے پیدا کیا گیا ہے اسلئے اسکا تمام آرام اور تمام خوشحالی صرف اس مین ہے کہ خدا کا ہو جاوے کیونکہ جو سچی خوشحالیان اسکی سرشت مین خدا کی طرف سے ودیعت ہین جو ظاہر نہین ہو سکتین جب تک وہ اس حقیقی رشتہ کو جو اسکو خدا سے ہے اس قوت سے حیز فعل مین نہ لاوے پھر جب انسان خدا سے منہ پھیر لیوے تو اسکی مثال ایسی ہو جاتی ہے جیسا کہ کوئی اُن کھڑکیون کو بند کر دیوے جو آفتاب کی طرف سے تہین اور کچھ شک نہین کہ انکے بند کرنے کے ساتھ ہی سلاری کوٹھڑی مین اندھیرا پھیل جاویگا۔ اور وہ روشنی جو آفتاب سے ملتی تہی یکلخت دور ہو کر ظلمت پیدا ہو جاویگی۔ اور یہی ظلمت ہے جو ضلالت اور جہنم سے تعبیر کیجاتی ہے۔ کیونکہ تمام دکہون کی وہی جڑ ہے۔ اور پہر اس ظلمت کا دور ہونا اور اس جہنم سے نجات پانا اگر قانون قدرت کے طریق پر تلاش کیا جاوے تو کسی کو مصلوب کرنیکی حاجت نہین بلکہ وہی کھڑکیان کہول دینی چاہئین جو ظلمت کا باعث ہوئی تہین۔ کیا کوئی یقین کر سکتا ہے کہ ہم در حالیکہ کھڑکیون کو بند رکھنے پر اصرار کرین کسی روشنی کو پا سکتے ہین؟ ہرگز نہین۔ سو گناہ کا معاف ہونا کوئی قصہ کہانی نہین جسکا ظہور کسی آیندہ زندگی پر موقوف ہو۔ اور یہ بھی نہین کہ یہ باتین محض بے حقیقت اور مجازی نافرمانیون اور مجازی قصور بخشی کے رنگ مین ہین بلکہ جب انسان خدا سے اعراض کر کے اس روشنی کے مقابلہ سے پرے ہٹ جاتا ہے۔ اور ادہر ادہر ہو جاتا ہے جو خدا سے اترتی اور دلون پر نازل ہوتی ہے تب اس صورت موجودہ کا نام خدا کے کلام مین **جناح** ہے جسکو پادریون نے مبدل کر کے گناہ بنا لیا ہے۔ اور جنح جو اس کا مصدر ہے اسکے معنے مین میل کرنا اور اصل مرکز سے ہٹ جانا ہے۔ پس اسکا نام جناح یعنے گناہ اس لئے ہوا کہ انسان اعراض کر کے اس مقام کو چہوڑ دیتا ہے جو الٰہی روشنی پڑنے کا مقام ہے اور اس خاص مقام سے **دوسری طرف میل کر کے** ان انوار سے اپنے تئین دور ڈالتا ہے جو اس سمت **مقابل مین حاصل ہو سکتے ہین** اب سوال یہ ہے کہ کیا وہ گم شدہ انوار کسی شخص کے مصلوب ہونے سے پہر مل سکتے ہین یا ان کے حصول کیلئے قانون قدیم یہی ہے کہ ہم ان کھڑکیون کو کہولدین جو آفتاب کے سامنے ہین تب وہ کرنین اور شعاعین جو بند کرنے سے گم ہو گئی تہین یکدفعہ پہر پیدا ہو جائینگی سو اسمین کچھ شک نہین کہ عقل سلیم کے نزدیک یہی صحیح ہے جو ان کھڑکیون کو کہولا جاوے تب ہم نہ صرف انوار کو پائینگے بلکہ اس **مبدء الانوار** کو بھی دیکھ لینگے جسکا نام آفتاب ہے۔ جسمانی قانون قدرت بھی یہی ہے جو ہماری نظرون کے سامنے ہے تم مین سے ایسا شخص کون ہے کہ جب اپنی کوٹھری کے دروازہ کے بند ہونے کی حالت مین اندھیرے اور حبس دیکھ پاوے وہ کسی کے مصلوب ہونے کا منتظر ہو اور یقین رکھتا ہو کہ یہ دروازے کسی کے سولی دیئے جانے سے کہلین گے۔ اور جب تک کوئی سولی نہ دیا جاوے اندھیرے مین بیٹھا رہے بلکہ مین سچ سچ کہتا ہون کہ اگر وہ ہوا کے رکنے سے تنگ نہین ہوگا تاہم ایک خوفناک اندھیرے سے تنگ آ کر اٹھیگا اور اپنے ہاتہون ساری کھڑکیان کہول دیگا۔ تب ساتھ ہی صورت موجودہ جاتی رہیگی۔ اور روشنی اور ٹھنڈی ہوا سے گہر بھر جائیگا۔ اسی کی طرف خدا تعالےٰ نے اشارہ فرما کر کہا ہے۔

من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی و اضل سبیلا ۔ یعنے جو شخص اس جہان مین اندھا ہوا اس جہان مین بھی اندھا ہوگا یعنے خدا کو دیکھنے کی آنکہین جسکو اس جہان مین نہین ملین اس جہان مین بھی نہین ملین گی۔ راستباز جو قیامت کو خدا کو دیکھین گے وہ اسی جگہ سے خدا کو دیکھنے والے حواس ساتھ لیجائینگے اگرچہ اسجگہ اللہ تعالےٰ نے صرف آنکہ کا ذکر کیا ہے مگر اشارۃ النص سے کان بھی اسمین داخل ہین۔ یعنے جو شخص اسجگہ خدا کی آواز نہین سنے گا۔ اسجگہ بھی نہین سنے گا۔ خدا کو جیسا کہ خدا ہے بغیر کسی غلطی کے پہچاننا ہی تمام روشنیون کا سبد ہے۔ لیکن جن لوگون کا یہ مذہب ہے کہ خدا پر بھی موت اور دکہ مصیبت جہالت وارد ہو جاتی ہے اور وہ بھی ملعون ہو کر سچی پاکیزگی اور الٰہی رحمت سے مردود ہو جاتا ہے اور لعنت کے مفہوم کے مطابق خدا اس سے بیزار ہو جاتا ہے کیا ایسی لوگون کے دلون پر سچے خدا کی معرفت کا ایک [illegible] بھی پڑا ہے۔ اگر کہو کہ ہمارا مذہب نہین کہ یسوع کو ہم حقیقی طور پر بدکار اور خدا کی رحمت سے دور اور خدا کے غضب کا مورد اور اسکی نظر عنایت سے گرا ہوا سمجہین اور ایسا خیال کرین کہ سچ مچ خدا اس سے بیزار ہو گیا تہا تو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ تمام باتین لعنت کی مفہوم مین داخل ہین اور جس نے یہ جائز رکہا ہے کہ یسوع لعنتی ہوا اسکو ضرور اقرار کرنا پڑیگا کہ لعنت کا تمام مفہوم اس پر صادق آیا۔ اور جس حد تک لعنت کے معنے لغت کی رو سے ثابت ہوتے ہین وہ تمام معنے اسمین پائے گئے سو لعنت کی معنے لغت کی رو سے وہی ہین جو ابھی ہم ذکر کر چکے ہین لعنت کا شیطان وارث ہے پس ہر ایک ملعون واقعی طور پر شیطان ہے پس اگر یسوع ملعون ہے تو ہمین معاف فرماوین کہ ضرور یہ کہنا پڑیگا کہ نعوذ باللہ وہ شیطان ہے ہم اسوقت اس بحث کو زیادہ لکہنا نہین چاہتے اپنے پہلے کلام کیطرف عود کر کے کہتے ہین کہ **سچی نجات کا چشمہ سچی خدا شناسی ہے**۔ اور یہ ظاہر ہے کہ گناہ کی معافی اس روشنی کے مرکز پر قائم ہو جانا ہے جس سے میل کر کے ادہر ادہر گر گیا تہا۔ اسی واسطے عربی کی لغت مین بھی گناہ کا لفظ نے برکت رکہی ہے کہ اسکا ایک لفظ ہی بڑے سے بڑے جھگڑے کا فیصلہ کر دیتا ہے جس خدا نے گناہ کا نام جناح رکہا اس نے ابتدا سے اسی لفظ کے ذریعہ سمجہا دیا کہ گناہ کی حقیقت اصل مرکز سے ادہر ادہر میل کرنا ہے اور جناح کا ضد **توبہ** کے مقابل ہے کیونکہ وہ بھی ایک ہیں کہ نا تا۔ **تجارت کا مفت ملنا اور اعمال کو فرضت** رکہنا یہ عیسائیون کی ایک غلطی ہے انکو معلوم خدا انکو بھی چالیس روزے رکہے اور موسیٰ علیہ السلام نے بھی کوہ سینا پر روزے رکہے تب خدا کی کتاب ملی یہ باتان نمونون سے سمجھ نہین آتا۔ **کہ دنیا محنت اور مجاہدہ کا مقام ہے**۔ جسقدر دنیا مین مفت خورے ہین حقیقت مین سب بدمعاش ہین مثلاً اول درجہ کے چور مفت خورے ہین پھر ڈاکو اور بیمار اور امانت مین خیانت کرنیوالی اور رشوت لینے والی تمام نیکون کو راستبازی کی باتین عمل کے بعد ملتی رہی ہین۔

یہ بات غور کے قابل ہے اور عیسائی اسکو مانتے ہین کہ خدا بدی سے اسقدر بیزار ہے کہ ایک بدی کا عوض دائمی جہنم ہے۔ پھر جبکہ بدی سے وہ اسقدر بیزار ہے تو اس کے عدل کا تقاضا ہونا چاہئے کہ وہ نیکی سے بھی اسیقدر راضی ہے یعنی اس نیکی کا عوض بھی دائمی جنت رکہا ہو۔ پس اس صورت مین **تو نیکی بدی کا کفارہ** ٹہیرتی ہے نہ کسی اور کا مرنا کیا اگر کوئی شخص درد سر سے بیتاب ہو تو کوئی اور اپنا سر کسی پتھر سے پہوڑ لے تو اس سے اس کا درد سر جاتا رہیگا؟

کبھی نہین پس جب ایک انسان بدی کرنیکے بعد ایسی نیکی بجا لایا جسکا عوض دائمی جنت ہے تو ضرور ہے کہ پہلی بات موقوف ہو کر دوسری بات قائم ہو جاوے ورنہ خلاف عقل ہوگا۔ اسی کے مطابق خدا تعالےٰ فرماتا ہے ان الحسنات یذھبن السیئات یا دوسرے لفظون مین ہم یون بہی کہ سکتے ہین کہ بدی مین خدا تعالیٰ نے ایک خاصیت رکہی ہے کہ وہ جہنم تک پہونچاتی ہے تو عدل کا ضرور یہ تقاضا چاہئے کہ نیکی مین بھی اسکی مقابل پر ایک خاصیت ہو سو وہ یہی ہے کہ وہ جنت تک پہونچاتی ہے مثلاً کھڑکیونکا بند کرنا ایک بدی ہے جسکی لازمی تاثیر یہ ہے کہ کوٹھری مین اندھیرا پھیل جاوے پہر اسکے مقابل پر نیکی یہی ہے کہ وہ گم شدہ پھر واپس آ جاوے یا بتبدیل الفاظ یون کہ سکتے ہین کہ **عذاب ایک سلبی چیز ہے** اور خوشحالی ایک **امر ایجابی** اور سلب اور ایجاب مین کوئی امر درمیانی نہین ہوتا۔ پس جیسا کہ ظلمت عدم وجود روشنی کا نام ہے ایسا ہی عذاب عدم وجود خوشحالی کا نام ہے مثلاً بیماری اس حالت کا نام ہے کہ جب بدن مجری طبعی پر نہ رہے سو جب **انسان کی روحانی حالت مجری طبعی سے ادہر ادہر کہسک جائے اسی اختلال کا نام عذاب ہے**۔ پس جیسا کہ دیکہا جاتا ہے کہ جب کوئی عضو مثلاً ہاتہ یا پیر اپنے محل سے اتر جاوے اسوقت درد شروع ہو جاتی ہے اور یہ درد کبھی باہر سے نہین آتی بلکہ اس عضو کی اترنیکا لازمہ پڑی ہوئی ہے ایسا ہی عذاب کی حالت ہے کہ وہ باہر سے نہین آتا اور گو وہ خدا کا فعل ہے جیسا کہ اگر کوئی سم الفار کہاوے خدا اسکو مار دیتا ہے اور اگر آتشک والے عورت کے پاس جاوے تو خدا اسکو آتشک کر دیتا ہے اور جبکہ یہ بات ثابت ہو گئی کہ عذاب صرف ایک سلبیہ ہے یعنے جو سچی خوشحالی سے دور ہونیکے وقت ایک حالت پیدا ہوتی ہے وہی عذاب ہے۔ قرآن شریف سے بار بار بتایا ہوا ہے کہ یہ ایک امر ہے جسکی طرف یہ آیت اشارہ فرماتی ہے۔

نار اللہ الموقدۃ التی تطلع علی الافئدۃ یعنے عذاب جہنم خدا کی ایک آگ ہے جو دلونپر بھڑکتی یعنی اندر سے ہی نکلتی ہے پس ایسی حالتین کہ عذاب ایک سلبی امر ہے لازم آتا ہے کہ امر ایجابی پیدا ہونے سے وہ عذاب ٹہیر جاوے کیونکہ قانون قدرت جو ہمارے نظر کے سامنے ہے وہ گواہی دیتا ہے کہ ہمیشہ امر سلبی امر ایجابی سے دور ہو جاتا ہے اور کسی تیسری شے کی حاجت نہین پڑتی مثلاً کھڑکیون کے بند ہونے سے جو اندھیرا اندر پیدا ہو جاتا ہے اسکا صرف یہی علاج کافی ہے کہ کھڑکیون کو کہول دیا جاوے۔

اس صورت مین ہر ایک صاف سمجھ جائیگا کہ گناہ اور معافی گناہ کی فلاسفی کیا ہے گناہ ایک امر سلبی ہے یعنے وضع طبعی سے ادہر ادہر ہو جانا اور معافی گناہ بطور **استرداد صحت زائلہ** کے ہے یعنے کہوئی ہوئی صحت کو اپنی حالت پر لانا۔ اور کہسکے ہوئے عضو کو ایسی جگہ پر رکہنا جہان سے وہ کہسک گیا تہا سو جسطرح **جناح** کے معنے ہین۔ مرکز طبعی سے میل کرنا اسیطرح اسکے مقابل پر توبہ کے یہ معنے ہین کہ مرکز طبعی کی طرف میل کرنا یہ دونون لفظ مقابل پر پڑے ہین اس تقابل کو خوب یاد رکہنا چاہئے۔ اور یہ دونون لفظ نہایت قابل قدر ہین کہ اصل حقیقت کو دکہلاتے ہین اور گناہ اور معافی گناہ کی سچی فلاسفی ظاہر کرتے ہین۔ والحمد للہ علی ذالک ۔

نوٹ:۔ عیسائیون کے خیال مین یہ جما ہوا ہے کہ عذاب الٰہی اس انسان کے عذاب کی مانند ہے جو نافرمانی سے چڑ کر مارتا ہے اور جس نے اپنے نفس پر فرض کر رکہا ہے کہ کبھی قصور سے درگذر نہ کرے اور اس کی اس بدخصلت سے مخلصی حاصل کرنیکیلئے بجز اسکے اور کوئی طریق نہین کہ اسی کا بیٹا گنہگار وں کے گناہ معاف کرانے کیلئے اپنے تئین سولی پر چڑہا وے تا اسطرح کے باپ قصاب کی منتقمانہ عادت بھی پوری ہو جاوے اور دوسرے لوگ بچ جاوین اور کچھ شک نہین کہ قرآن کی اس تعلیم سے اختلاف کیا ہے اور صاف طور پر فرمایا ہے کہ جسطرح بدی مین یہ خاصیت ہے کہ خدا سے دور ڈالتی ہے اسیطرح نیکی میں یہ خاصیت ہے کہ وہ پہر خدا کے پاس لے آتی ہے۔

حضرت حکیم الامت کا دوسرا وعظ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ نماز میں قسم قسم کے خیالات پیدا ہوتے ہیں اور حضور قلب حاصل نہیں ہوتا۔ اس کے لئے کیا کیا جاوے؟ اس کا علاج بھی نماز ہی ہے کثرت کے ساتھ بے ذوقی اور بے حضوری سے ہی جب نمازیں پڑھتا رہیں گی تو اسی بے حضوری سے حضور اور بے ذوقی سے ایک ذوق پیدا ہو جائیگا۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ گھبرانا نہیں چاہیئے اور تھک کر اس راہ کو چھوڑنا نہیں چاہیئے۔ جو مطالب پیش کرتے ہو اور جو کچھ پڑھتے ہو اگر سمجھ کر پڑھو پھر حضور پیدا ہونے لگے گا۔

نماز کے عجائبات میں سے اجتماع بھی ہے اس لئے حکم ہے کہ وسیع نماز کو با جماعت ادا کرو۔ ہماری جماعت کیلئے ایک قسم کا ابتلا کا زمانہ ہے بعض کم فہم اور مساجد کے اغراض سے ناواقف لوگ ہماری مخالفت میں یہاں تک بڑھ گئے ہیں کہ اپنی مسجدوں میں آنے سے روکتے ہیں۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور کچھ عیسائی آئے تھے اور آپ نے اپنی مسجد میں انکو اپنے طریق پر گرجا کرنے سے منع نہیں فرمایا اور یہ زمانہ ہے کہ ذرا سے اختلاف کیوجہ سے مسجدوں سے نکال دیتے ہیں اور اس اخراج میں اسقدر غلو ہے کہ بعض دفعہ ان لوگوں نے مسجدوں کے فرش اکھیڑ وا دیئے ہیں اور ان کو دھلوایا ہے۔ مسلمانوں کی اس قسم کی حالت بتلاتی ہے کہ اس وقت ایک امام کی ضرورت ہے مگر یہ بیمار قوم اپنے درد مند طبیب اور شفیق غمگسار کو دشمن سمجھتی ہے اور اسطرح اس کے فیوض و برکات سے بے نصیب ہو رہی ہے۔ آہ! يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ۔

غرض

نماز با جماعت ادا کرنے کی کوشش کرو۔ اس کیلئے مسجدوں کا انتظام ہونا چاہیئے۔ میرے دوست میری اس عرض کو غور سے سنیں اور بدگمانی کی نظر سے نہ سنیں میں سچ کہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ درد دل سے کہتا ہوں خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہونے پر ایمان رکھ سکتا ہوں بعض لوگوں کو جب کہا گیا ہے کہ تم اپنے شہر میں مسجد بنالو تو وہ کہتے ہیں کہ چندہ کرا دو تاکہ مسجد بنالیں۔

میں نے نہیں کہا ہے کہ مسجد کی بہت بڑی ضرورت ہے لیکن نفس الامر یہ ضروری بات نہیں ہے۔ کہ کوئی عظیم الشان عمارت ہو تم سیدھی سادی کوئی عمارت اگر ممکن ہو بنالو۔ ورنہ چبوترہ ہی سہی اوس پر چھپر ڈال لو۔ دیکھو ہمارے ہادی کامل صلے اللہ علیہ وسلم کا پہلا کام مدینہ طیبہ میں یہی مسجد کی بنا تھی مگر اس کے لئے کوئی بہت بڑا اہتمام اسوقت نہیں کیا گیا۔ معمولی کھجور کے تنوں کی چھت ڈال لی گئی یہانتک کہ بارش میں وہ مسجد اسقدر ٹپکتی کہ صحابہ کے کیچڑ سے لت پت ہو جاتے۔ وہی مسجد گو آج عظیم الشان مسجد ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی بنا تو ضروری سمجھی مگر اسکی عالیشان عمارت کی طرف توجہ نہیں فرمائی۔ اسیطرح جیسے وادی غیر ذی زرع میں ایک عظیم الشان مسجد بنائی گئی جو اللہ تعالیٰ کا گھر کہلایا بیت الحرام اس کا نام رکھا گیا جو ان اول بیت وضع للناس کا مصداق ہوا۔ ہاں جو خدا تعالیٰ کی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت قرآن کریم کی سچائی کا زبردست نشان ہے وہ مسجد جہاں روئے زمین کے مسلمان کھچے چلے جاتے ہیں۔ وہ مسجد کعبۃ اللہ کی مسجد ہے اب غور کرو کیا ان دونوں مسجدوں کے لئے بنانے والوں نے اس وقت چندوں کی فہرستیں کھول تھیں؟ نہیں کعبہ کی بنا کے لئے خدا تعالیٰ کے دو برگزیدہ بندے باپ اور بیٹا خود ہی مستری معمار اور مزدور تھے۔ وہ سماں کیسا عجیب ہوگا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت اسمٰعیل اس مسجد کو بنا رہے تھے۔ جس اخلاص اور غرض کیلئے انہوں نے بنیادی پتھر رکھا ہوگا اس کا ثبوت اس قبولیت اور رجوع سے ملتا ہے جو اس مسجد کو حاصل ہوئی۔ اسی جگہ وہ عظیم الشان انسان پیدا ہوا۔ جو کل دنیا کے لئے "رحمۃ للعالمین" ہو کر آیا۔ جسکی رسالت کا دامن قیامت تک دراز اور جو خدا تعالیٰ کی کامل شریعت کا لانے والا ٹھہرا۔ اور وہ وادی غیر ذی زرع آخر ام القریٰ کہلائی اور دنیا کی ناف اسکو کہا گیا۔ اس میں اس امر کیطرف اشارہ ہے کہ جب تک انسان تاریکی کے اندر رہتا ہے اور پیٹ میں ہوتا ہے ساری غذا اس کو ناف ہی کے ذریعہ سے پہنچتی ہے اور اس کی پرورش ہوتی ہے اور پھر آخر وہ ایک جدید راستہ سے پیدا ہوتا ہے اور ایک عظیم الشان فضا کے نیچے آتا ہے۔ اسیطرح جب دنیا ایک خطرناک ظلمت میں مبتلا تھی اس وقت توحید کا وہ دودھ مکہ کی ہی ناف سے نکلا ہے۔ اور جب تک انسان اس دودھ سے پرورش نہیں پاتا۔ وہ جنم لینے کے قابل نہیں ہو سکتا۔

غرض وہ عظیم الشان مسجد تھی اس کا بنانا کوئی مشکل کام اس وقت نہیں سمجھا گیا باپ بیٹے نے مل کر اسکو بنالیا۔ اور وہ دوسری مسجد جو اس کے لئے نمونہ تھی یعنی مسجد نبوی وہ بھی ایک معمولی سے باپ اور بیٹوں نے بنائی کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو امہات المومنین قرار دیتا ہے اس حیثیت سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم باپ تھے اور صحابہ آپ کے فرزند تھے۔ اس مسجد کو صحابہ کے ساتھ مل کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنالیا۔ اور ساری دنیا اسکی متوالی ہو گئی۔

اس زمانہ میں بھی میں اس قسم کی مسجد کا ایک نمونہ دکھاتا ہوں۔ ہمارے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی مسجد بنائی ہے زمین نہیں ملی تو اوپر چھت کے ہی بنالی ہے۔ بات کیا ہے جو چیز اللہ تعالیٰ کی رضا دکھانے کیلئے ہوتی ہے وہ بابرکت ہوتی ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود نہ ہو تو کچھ نہیں بنتا۔ تم خیال کر سکتے ہو کہ لاہور امرتسر میں کئی بڑی بڑی مسجدیں ہیں۔ لاہور میں شاہی مسجد اور وزیر خان کی مسجد موجود ہے کیا وہ مسجدیں ایسا متوالا اور پروانہ بنا سکتی ہیں۔ جو مکہ اور مدینہ کی مسجد بنا سکتی ہے یا ہماری چھوٹی سی مسجد۔ غرض جس جس جگہ ہمارے بھائی رہتے ہیں تو سب سے مقدم اور ضروری کام کم از کم ایک چھوٹی سی مسجد ہے جیسی ممکن ہو بنالو۔ اگر سستی کرو گے تو نتیجہ اچھا نہ ہوگا۔ غرض پہلی بات **نماز** ہے نماز پانچ وقت احباب کو جمع کرتی ہے یہ تو اسکی ظاہری خوبی اور حسن ہے نماز ہی کی خوبی ہے کہ ساری گاؤں کے لوگ ایک دن جمع ہوتے ہیں اور نماز ہی کی خوبی ہے کہ کل روئے زمین کے مسلمان مکہ میں جمع ہوتے ہیں۔ نماز ہی کی خوبی سمجھو کہ تم آئے۔ یہاں آنے کی یہ غرض نہیں ہونی چاہیئے کہ ایام میں گے تو ایسا جلسہ ہوگا تقریریں ہوں گی۔ یہ تو ایک قسم کے میلے کی ہی صورت ہے۔ نہیں بلکہ یہاں آنے کی غرض وہی ہو جو حق سبحانہ تعالیٰ کا منشا ہے۔ وحدت ہو۔ اخوت ترقی کرے اور اصلاح نفس ہو۔ ایک مرتبہ مجھے خیال آیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ پر اللہ تعالیٰ نے یہ انعام فرمایا فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا یہ نہیں فرمایا احبابا اس میں کیا سر ہے وہ سر مجھے یوں سمجھ میں آیا۔ کہ محبوب میں رنج نہیں ہوتا۔ بھائیوں میں رنج بھی ہو جاتے ہیں۔ کبھی کسی قصور فہم سے کوئی بات سمجھ میں نہ آئی۔ اور ناراض ہو گیا۔

اس سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ فضل الٰہی سے ہی اخوان بن سکتے ہیں اپنی کوشش اور محنت سے کچھ نہیں ہوتا پس اگر کسی سے کوئی غلطی یا کمزوری ہو جاوے تو اخوت ہی کے رنگ تک رکھو۔ یہاں آنے کی ایک بڑی غرض یہی رکھو کہ تمہارے تعلقات باہم مضبوط اور اعلیٰ ہوں اور خدا تعالیٰ کی رضا مقصود ہو۔

جناب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں پر غور کرو۔ کہ انہیں کیا جا گیا ہے کہ جناب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ چاہتے ہیں کہ ہمیں کوئی مربع مل جاوے۔ نہیں بلکہ انکی ساری دعائیں اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کی ہیں۔

غرض

یاد رکھو کہ اجتماع پر اللہ تعالیٰ کا فیضان نازل ہوتا ہے۔ اس وقت ایک تعارف پیدا ہوتا ہے۔ ایک خدمت کا شریک ہوتا ہے جتنا خرچ کیا۔ گھر چھوڑا آرام چھوڑا۔ سب اغراض کے یہ غرض ہی ہو سکتی ہے کہ گھر چھوڑ کر میں احباب سے جدا ہوتے ہیں ان سب اغراض اور اموال کو خرچ کرتے ہیں مشکلات بھی پیش آتی ہیں تو اس میں کوئی شبہ اور کلام نہیں ہو سکتا کہ جب ہم یہ سب کچھ محض خدا تعالیٰ کی رضا کیلئے برداشت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے مامور اور شکور خدا کی طرف سے قدر بڑھتی ہے۔ اور یہ ایک سفر دوری ہوتی ہے۔ جیسا عظیم الشان اجر ملنے والا ہوتا ہے اسی طرح دعاؤں کے حصہ ملتا ہے جو خدا تعالیٰ کا مامور خصوصیت کے ساتھ ایسے موقع پر مانگتا ہے کیونکہ وہ سب جو اسوقت موجود ہوتے ہیں ان دعاؤں میں شریک ہوتے ہیں۔

پس

ایسے موقعوں پر آنا چاہیئے۔ لیکن پاک اغراض اور رضاء الٰہی کے مقصد کو ملحوظ رکھ کر نہ کسی اور غرض اور خواہش سے۔ + باقی آئندہ۔

جس مہدی کو لوگ مانتے ہیں وہ شکی ہے اور اس کی نسبت احادیث میں بہت تعارض ہے لیکن ہمارا دعوےٰ اس مہدی کا ہے جس کی نسبت کوئی شک نہیں۔

خدا بڑا رحیم کریم ہے اگر لوگ راتدن تضرع کریں خیرات اور صدقات دیں تو شاید وہ رحم کرکے اس عذاب سے ان کو نجات دے۔ اگر جماعت متفق ہو کر تضرع کیطرف متوجہ ہو تو اوس کا اثر زیادہ ہوتا ہے۔

ہمارا آخری حصہ عمر کا ہے اور ہمیشہ تجربہ ہوا ہے کہ خدا تعالیٰ ہی غالب ہوتا ہے وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰى أَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ۔ یوسف علیہ السلام کا قصہ ہی دیکھو کہ سب بھائی مصیبت زدہ ہو کر اسی کے سامنے پیش ہوئے لیکن اسے شناخت نہیں کر سکتے اگر یہ ہمارا مقدمہ ایک انسانی کاروبار ہوتا تو سب سے اول بیزار ہونیوالا اس سے میں ہوتا مگر جبکہ اس کے قدم قدم پر خدا کا الہام ہوتا ہے تو معلوم ہوا یہ اسی کی طرف سے ایک امر ہے۔

فرمایا ساری عمر کو اسیدن غم ہوتا تھا جسدن خدا کی راہ میں انہیں کوئی غم نہ ہوتا۔ مومن کسی نہ کسی ابتلا میں ضرور رہتا ہے۔

یار سے چھیڑ چلی جائے اسد
نہ سہی وصل تو حسرت ہی سہی

از ملفوظات

خطبہ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

خط ایڈیٹر کے اپنے الفاظ میں

یہ بہت بڑا مسئلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے متعلق تھا۔ ان لوگوں کا تو ذکر ہی چھوڑ دو جو سرے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ہی کے قائل نہ تھے میں ان لوگوں کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے قائل ہیں انہیں سے ایک گروہ تو ایسا نکلا جس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت اور سنت پر خود اضافہ کر لیا اور اپنی ایک جدید شریعت قائم کر لی گو زبان سے نہیں مگر عمل سے خود قسم قسم کے وظائف اور اوراد سیفیاں اور کیا کیا کچھ نکالے اور ان میں یہاں تک منہمک ہوئے کہ وہ اصل شریعت پس پشت ڈال دی گئی۔ عبادت کے طریقے ہی نئے نئے ایجاد کر لئے گئے اور یہ ترمیم و تنسیخ عملی یہاں تک پہنچی کہ ایک نئی شریعت نظر آ رہی ہے جو میری اس بات کو مبالغہ اور خیالی سمجھتا ہے اسے چاہیئے کہ سجادہ نشینوں اور گدی نشینوں اور دوسری قسم کے فقراء سے ملکر دیکھے کہ انہوں نے کیا معمول کیا ہیں۔ پھر ان لوگوں میں جو علماء کہلاتے ہیں ان کی باہمی اختلاف پر نظر کر کے اور بھی حیرت ہوتی ہے اور اصل شریعت کا پتہ لگانا بہت ہی مشکل ہو جاتا ہے۔

ان باتوں کو چھوڑ کر ایک اور عظیم الشان غلطی کو یا اس کا نام کچھ اور رکھو پیدا ہو چکی تھی وہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے متعلق وہ لوگ جو آپ کو باوجودیکہ سچا نبی مانتے ہیں یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ آپ معاذ اللہ مر گئے ہیں اور مردہ رسول ہیں اگر منہ سے نہیں کہتے تھے تو عمل سے بتاتے تھے کہ آپ مر گئے ہیں بلکہ میں درد دل سے کہتا ہوں اور یہ الفاظ کہتے ہوئے زہرہ گداز ہو جاتا ہے کہ وہ آپ کو عملی طور پر معاذ اللہ ابتر مانتے تھے۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ آپ کے فیوضات و برکات کا سلسلہ آپ ہی پر ختم ہو گیا اور آئندہ نور نبوت سے کوئی حصہ لینے والا آپ کی تعلیم سے مزکی اور معلم ہونیوالا نہیں ہے۔ یہ کسقدر اندھیر اور ظلم کی بات ہے کہ وہ ہادی کامل اور کامل انسان جو دنیا کی اصلاح کیلئے بھیجا گیا جسکو ہم نے شاہد سمجھا۔

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا۔ وہ نبی جسکی نبوت کا دامن قیامت تک دراز ہو اس کے اعجاز و خوارق ایک محدود زمانہ تک آ کر ختم ہو گئے۔ اور یہ سلسلہ آئندہ کے لئے بند ہو گیا کیا کوئی عقل سلیم اس بات کو تسلیم کریگی اور اسے ماننے پر طیار ہو جائیگی۔

کوئی شخص ثبوت نہیں دیتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو اس معیار پر ثابت کرے حضرت عیسے کو تو آسمان پر زندہ تسلیم کیا جاتا ہے اور اسطرح پر ان کی زندگی اور نبوت پر خطرناک حربہ چلایا جاتا ہے اور پھر کہا جاتا ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے قائل ہیں کوئی انصاف سے کہے کہ جب حضرت مسیح کا یہ قول ہو مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ اور ابھی تک وہ زندہ ہی ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کیونکر ثابت ہو سکتی ہے جب تک حضرت عیسیٰ کی زندگی کا خاتمہ نہ ہو اسوقت تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ثبوت نہایت مشکوک نظر آتا ہے۔ مگر مبارک ہے وہ کامل انسان جس نے آ کر اس راز سربستہ کو کھول دیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے روشن اور بین دلائل دنیا کے سامنے رکھ دیئے۔ اور ثابت کر کے دکھایا کہ آپ زندہ نبی ہیں۔

جسطرح پر آپ کے وجود سے اللہ تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت ملا۔ اسیطرح پر آپ کے وجود ہی سے سلسلہ نبوت کی گواہی ملی اور خود آپ کی ذات پاک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ثبوت کامل ٹھیری۔ آپ نے اپنے ذاتی تجربہ اور وجود سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ آپ کی کامل تعلیم کا نمونہ یہ ہو سکتا ہے اور اس تعلیم پر عمل کرنے سے یہ ثمرات اور نتائج ملتے ہیں حقیقت میں اس زمانہ کے لوگوں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور نبوت کے تسلیم کرنے کیلئے کیا حجت اور دلیل ہو سکتی تھی اگر یہ نہ آیا ہوتا۔ نری دلیل بازی اور منطقی بحثیں اس کیلئے کافی نہیں۔ کیونکہ دوسرے مذاہب والے بھی اپنے مفید مطلب بہت سی دلائل منطقی و تجبیری کر سکتے ہیں اور کرتے ہیں۔ پر کیا گذشتہ معجزات اور خوارق کوئی اثر پیدا کر سکتے تھے؟ کبھی نہیں کیونکہ دوسرے لوگ ہندو اور عیسائی بھی اس امر میں پیچھے نہیں رہے ہوئے۔ ان کے ہاں بھی بہت سے معجزات اور خوارق کی داستانیں اور کہانیاں موجود ہیں اگر صرف روایت پر مدار رکھنا ہے تو بتاؤ کہ ان کے رد کرنے کی دلیل کیا ہے؟

مگر نہیں اس خدا کی حجت و آیت غیر رسالت محمدیہ علیہ التحیۃ والتسلیم کے لئے داستانوں اور کہانیوں پر انحصار نہیں کیا اس نے تازہ بتازہ نشان اور آیات خدا تعالےٰ کی قدرت کے دنیا کے سامنے پیش کئے۔ اور یہ قرار دیا کہ یہ آیات اور نشانات صرف صرف

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کامل سے ملتے ہیں۔ اور اسطرح پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کی اور اسلام کا بول بالا کیا۔

کیا اس سے بڑھکر اور کوئی ثبوت اسلام کی سچائی۔ قرآن کریم کی سچائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کا ہو سکتا تھا اور اس تعلیم کے ثمرات اور نتائج کا زندہ نمونہ پیش کر دیا اور دوسرے تمام مذاہب ملل کے مولویوں اور لیڈروں کو جو اسوقت موجود ہیں چیلنج کیا کہ اگر تم میں اپنی تعلیم کی سچائی اور خوبی کا کوئی ثبوت ہے تو اس کے ثمرات اور نتائج کو پیش کرو تاکہ دنیا پر کھل جاوے کہ کسی مذہب کے اختیار کرنے سے یہ نتائج حسنہ پیدا ہو سکتے ہیں۔ اور وہ نتائج اور ثمرات آئندہ زندگی کے وعدوں اور سچائیوں پر گواہ ہوں اور کوئی اس کے مقابل نہیں آتا۔ کاش اگر مسلمانوں کو اس عشق اور محبت کی کیفیت پر اطلاع ہوتی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کے دل میں ہے اور جس کے لئے وہ رو لیا جاتا ہے تو آج اس کے خاک پا کو سرمہ دانیوں میں ڈال کر دور دراز میں لے جاتے۔

جب ہم اس غیرت اور جوش پر نظر کرتے ہیں جو وہ اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رکھتا ہے اور اسکی اس تڑپ اور اضطراب کو دیکھتے ہیں جو اسلام کو غیروں کے حملوں سے محفوظ رکھنے کیلئے اس کے دل میں ہے اور جو اپنے عمل سے دکھا رہا ہے اور پھر اس کے مقابل تم سلوک پر خیال کرتے ہیں تو جگر خون ہو جاتا ہے کہ کیا یہ انسان اس قابل تھا کہ اس کو گالیاں دی جاتیں ہر طرح سے اس کو ستانے کے منصوبے کئے جاتے اسکی راہ میں سانپ اور بچھو چھوڑے جاتے اور پتھر ڈالے جاتے! اور پھر کس گناہ پر گناہ صرف یہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق صادق اور خادم ہے اور اسکی غلامی پر ناز اور فخر کرتا اور اپنی ساری کوشش اور ہمت اس کے لئے صرف کر رہا ہے کہ دنیا کو منوا دے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ نبی ہیں۔

ناقدر شناس قوم! خدا سے ڈر تو نے کس پر ہتھیار باندھے ہیں ہاں سن رکھ وہ کیا کہتا ہے۔

اے آنکہ سوئے من بدویدی بصد تبر
از باغبان بترس کہ من شاخ مثمرم

ناعاقبت اندیش قوم! محبان احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بے شرمت بیان ہزار داستان پر تو حملہ کرتی ہے دیکھو اس کا انجام اچھا نہیں ہوگا میں پھر پوچھتا ہوں کہ اے مخالفت کرنیوالو! بتاؤ تو سہی کہ کیا اس امر پر کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو زندہ ثابت کرتا ہے۔

اس کے ساتھ یہ سلوک ہونا چاہئے تھا۔ کیا مسیح کی موت سے اسکی جائداد بڑھتی تھی؟ نہیں بلکہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم اور سب سے بڑھ کر خدا تعالےٰ کی عزت و جلال کے لئے ضروری تھا کہ وہ ابن آدم جو خدا کے عرش پر بٹھایا گیا ہے مارا جاتا اسکی موت اسلام کی زندگی ہے۔ اگر تم اسلام کی زندگی سے خوش نہیں ہو سکتے تو نہ ہو۔ وہ اب مر چکا اور دنیا کے عقلمند اور آئندہ نسلیں اسکی زندگی کی قائل نہیں رہ سکتیں اور اسکی موت اور اسلام کے احیاء کا فخر اسی پہلوان کو ہے (علیہ الصلوٰۃ والسلام) میں سچ کہتا ہوں کہ کتنی منت ہے اسکی مسلمانوں کی گردن پر کیونکہ اس نے زندہ خدا زندہ رسول اور زندہ کتاب ثابت کر کے دکھا دی پس مبارکی ہو تجھ کو اے مسیح کہ تو کامیاب ہو گیا۔

اس کے بعد قرآن شریف کا مسئلہ تھا مسلمان اس کو ایک کتاب مانتے تھے بلا تشخیص اسی رنگ و حیثیت کی کتاب جیسے توریت انجیل اور وید بیجان کو ماننے والے مانتے ہیں۔ عام مسلمان۔ صوفی۔ متکلمین اس زمانہ میں اس کتاب اور دوسری کتابوں میں کوئی فرق نہیں بتاتے تھے اور کوئی امتیاز اس اور دوسری کتابوں میں نہیں دکھا سکتے تھے نری تقریروں اور لفاظیوں میں ہر ایک شخص اور ہر ایک اہل مذہب اپنی اپنی کتاب کے لئے بہت کچھ کہہ سکتا اور تقریریں کر سکتا تھا۔ مگر وہ عظمت اور شوکت جو کتاب اللہ کی ہوتی ہے اور ہونی چاہیئے کوئی ظاہر نہیں کر سکتا تھا۔ قرآن شریف کو دوسرے اہل ملل کیطرح اپنی تقریروں اور وکالتوں کا محتاج سمجھتے تھے اور خود قرآن کریم کو نقلی کتاب تصور کئے بیٹھے تھے لیکن اس خدا کے مسیح نے آ کر یہ دکھایا کہ قرآن شریف ہمارے دلائل اور وکالت کا محتاج نہیں وہ ہر ایک امر میں خود ہی دعوے پیش کرتا ہے اور خود ہی اس دعوے کی دلیل پیش کرتا ہے وہ ہماری کسی تقریر یا دلیل کا محتاج نہیں وہ ہر ایک ناطق کلام ہے۔ اور پھر اس نے دکھایا کہ قرآن شریف میں کیسی برکت ہے کہ یہ زندہ کتاب ہے اور اس پر چلکر خدا کی نصرت اور برکات حاصل ہوتے ہیں۔

باقی آئندہ

مکر اللہ مکر اللہ کے یہی معنے ہیں کہ انسان کی باریک باریک تدابیر اور تجاویز پر آخرکار خدا کی تجاویز غالب آ جاویں اور انسان کو ناکامی ہو۔ اگر کوئی کتاب اللہ سے بحث فلاسفی کو نہیں مانتا تو دنیا میں ہی اسکی نظیر موجود ہے اور اس کے اسرار کیا نہیں ہیں۔ مجرم کیسی باریک باریک تدابیر کر کے اپنا کام اپنی حفاظت کرتا ہے لیکن گورنمنٹ جو تجاویز باریک در باریک اسکی گرفتاری کی رکھتی ہیں اور وہ غالب آ جاتی ہیں تو خدا کیوں غالب آ وے۔ (از ملفوظات)

نظم

از جناب محمد ابراہیم بن محمد یحییٰ خان (کراچی)

ای دلت سنگ و نماشت پیچ
مرد یکرنگ شو دل ز نگی چیست
تا بکے محو حرف ہر واہی
ہرکرا نور چشم حق بین دید
لیک چشم تو خیرہ می بیند
زانکہ خفاش از ضعف بصر
کو ز نور مہر کم تابد
ہوا صلاح بینش خود کن
شمع دانش کہ و لفروز بود
تو ازین شمع تیرہ سوز مناز
چیست خورشید با تو گویم فاش
یک جہان دل بنور او معمور
مشرقی او ستا قادیان جانان
آفتاب است بر سپہر خوش
من بخون جگر شناختمش
دل در بند خواب و خور باشی
زانکہ این از لوازم خاک است
تو و عصیان ما و کارا دست
غافلان زانے سیر و سلطق
در مباحث سرستیز کشی
باکہ داری سقا بلہ ہشدار
راہ عرفان حق نگو سہل است
نشنیدی کہ آن زمو باریک
پس چنین راں تنگ ماموریش
عجز و زاری است مطلب اینجا
چیست با شوخی غرور رحیم

سے بر پھیرا و دیوانہ نشہ
دین احمد گزین فرنگی چیست
غافل از سر صبغۃ اللّٰہی
صبغۃ اللہ رنگ این دین بہ
بہتر از صاف تیرہ بینی
در خور افتادہ وقت شام و سحر
ظلمت و روشنی ہم تا بہ
پس تماشائے نور احمد کن
در خودی سخت تیرہ سوز بود
جز بخورشید نیمروز مناز
آنکہ پوشیدہ گشت بر خفاش
لیک جسم با تنگل مستور
نہ کہ عین خمسہ اے نادان
برتر از اوج ماہ و مہر و کسان
تا بجان قبلہ گاہ ساختمش
بہرت آن بہ کہ بخبر باشی
خاکیان را چہ کار با افلاک است
ہر کسے آن کند کہ لائق او ست
دعوئے فہم راز اہل حق
حلق خود را بہ تیغ تیز کشی
یا مسیحائے احمد مختار
ہر کہ سہلش شمرد نا اہل است
ہست و تیرہ تر از شب تاریک
تا نہ پنداری از خدا دور ش
پاے بگذار در و بسر اینجا
سر بسلیمی طبع ابراہیم

قدیم روسیوں کا مذہب اور اُن کا عیسائی ہونا

زمانہ قدیم مین روسی بہی اس زمانہ کی تمام آریا اقوام کی طرح بت پرست تھے اور بہت سے دیوتاؤن کی پوجا کیا کرتے تھے۔ ان کے لئے قربانیان کرتے اور بھینٹیں چڑہاتے تھے۔ ان کے دیوتاؤن مین چھ بہت مشہور و معتبر سمجھے جاتے تھے۔ پہلا۔ پیرون جو برق و باد و جنگ و صلح کا دیوتا تہا۔ دوسرا واجد بوگ تھا جسکو معبود الشمس کہنا چاہئے۔ تیسرا۔ ڈبڑلا دو یعنی رب النور۔ چوتہا۔ ڈو موکوئی۔ الٰہ الارض۔ پانچوان۔ فزیا نوئی۔ خداوند آب۔ چھٹا۔ کی شنی جو ہرج و مرج کا مالک مانا جاتا تہا۔ سال کے بعض ایام مقرر تھے۔ جن مین خصوصیت کے ساتھ ان معبودون کی پرستش ہوتی تہی اور یہی دن روسیون کا تہوار سمجھے جاتے تھے۔ دسوین صدی عیسوی تک روسی اسی مذہب کے پابند رہے اور آخر کار اسی صدی مین تمام یورپ کے بعد روسی بہی نصرانی ہو گئے۔

جس زمانے مین کہ آفتاب اسلام چمک رہا تہا۔ اور اسکی فتوحات کی روشنی انتہائے ایشیا کے تاریک کونون مین رہنے والون کی آنکھین خیرہ کر رہی تہی۔ روسی اور صقلبی دونو بالکل وحشی اقوام تہین۔ جن کے افراد بطور غلامون کے بغداد و بصرہ۔ دمشق وغیرہ بڑے شہرون کے بازارون مین بکتے نظر آتے تھے۔ اور عام طور پر صقالبہ بروے کہلاتے تھے۔ یہی غلام خلفاء کے خادم بنتے۔ اور فوجون مین بھرتی کئے جاتے تھے۔ انہین مین بہت سے خواجہ سرا بہی ہوتے تھے اور حرم سراؤن مین معمولی خدمتین کرتے تھے۔ اسلام کی برکت سے ان قومون کے ہزارون غلام آزادی پاکر خلفاء کے اعوان و انصار خاص بن گئے۔ اور اعلےٰ مدارج ملکی و مالی تک پہونچے۔ اندلس کی حکومت بنی امیہ مین ان لوگون کا شمار بہت کچھ بڑھ گیا تہا۔

نوین صدی عیسوی سے پہلے پہلے روسی قومین بالکل وحشیانہ زندگی بسر کرتی تہین۔ اُن مین باقاعدہ ریاست و حکومت کا نام و نشان بہی نہ تہا۔ درانحالیکہ مسلمان اسوقت فضل و کمال حاصل کرنے کے بعد نہایت شان و شوکت سے حکومت کر رہے تھے۔ اور ان کی سلطنت تین براعظمون تک پہیل چکی تہی۔ اسی اثنا مین روسیون نے اپنی حالت کچھ کچھ درست کی مگر ان کے رئیس و سردار یورپ کے عام بادشاہون کیطرح مسلمان امراء و خلفاء خصوصاً عبدالرحمان ناصر خلیفہ اندلس کے پاس وقتاً فوقتاً دفد مع تحائف بھیجتے رہے اس باقبال خلیفہ کے دروازے پر ہمیشہ جرمنی۔ روس۔ فرانس۔ روم (بواو مجہول) کے ایلچی تحفے اور ہدیے لئے ہوئے باریابی کے منتظر نظر آتے تھے۔ اور سلاطین فرنگستان اس کے رعب و جلال سے خائف و لرزتے رہتے تھے۔ مگر مسلمان خلفاء نے کبھی دیگر اقوام کی مجبوری یا کمزوری سے فائدہ نہین اٹہانا چاہا بلکہ وہ ان سفراء سے باخلاق پیش آتے۔ اور اپنے معتمد بہی سلاطین یورپ کے پاس بھیجتے رہتے۔

جہانتک ہم کو علم ہے پہلا مسلمان ایلچی بادشاہ روس کے پاس خلیفہ مقتدر باللہ نے چوتہی صدی ہجری کے ابتدا مین احمد بن فضلان کو بھیجا۔

جب یہ ایلچی اپنے سفر سے واپس آیا تو جو سامان اس نے وہان دیکھے اور ان کے عقائد دریافت کئے تھے وہ ایک کتاب کی صورت مین لکہے۔ مسلمانون مین غالباً وہی پہلا شخص تہا جسکو ان امور کے دریافت کرنے کا موقع ملا۔ آج ہم اسی کی تحریر سے اس زمانہ کے روسیون کی عادات اور دینداری کا حال اقتباس کرتے ہین۔

وہ لکھتا ہے کہ "دریائے ڈالگا پر مینے ایک تجارت پیشہ روسی قوم کو دیکھا۔ اس سے پہلے ایسے قوی الجثہ مضبوط آدمی میری نظر سے نہین گذرے تھے ایک ایک ان مین سے بلا مبالغہ نظامی کے اس شعر کا مصداق تہا۔ ؎

سیاہے بہ کردار نخل بلند
ہراسان ازو دیدۂ نخل بند

اگر کچھ فرق تہا تو اتنا تہا کہ ان لوگون کا رنگ نہایت سرخ تہا۔ یہ لوگ نہ کرتے پہنتے ہین نہ کوٹ بلکہ ہر ایک آدمی ایک اونی کمل کا تہیلا سا اپنے جسم مین ڈال لیتا ہے۔ جو فقط ایک ہاتھ کی طرف سے کسی قدر کھلا ہوا ہوتا ہے۔ اور وہان سے ان کا ایک ہاتھ نکلا رہتا ہے۔ ان مین کوئی شخص تلوار اور چھرے سے خالی نہین ہوتا۔ یہ ہتھیار فرانس کے بنے ہوئے اور بڑے کار آمد و آبدار ہوتے ہین۔ اور ہر وقت ان کے گلے مین لٹکے رہتے ہین۔ ہر ایک عورت کی چھاتیون پر کٹوریان بندہی رہتی ہین۔ اگر شوہر غریب ہے تو یہ کٹوریان لوہے اور تانبے کی ہونگی۔ اور صاحب مقدور ہونیکی حالت مین سونے اور چاندی کی۔ ہر ایک کٹوری مین ایک کڑی مع چہری کے لٹکی رہتی ہے اور گلے مین چاندی سونے کے ہار پڑے رہتے ہین۔ ان کا دستور ہے کہ جب کسی کے پاس دس ہزار درہم ہو جاتے ہین تو وہ اپنی بیوی کے لئے ایک ہار بنوا دیتا ہے۔ اور ہر دس ہزار کی زیادتی پر ایک ہار زیادہ ہوتا جاتا ہے بعض بعض عورتون کے گلے مین مین نے بہتسے ہار دیکھے۔ جن کو مین پہلی نظر مین شمار نہ کر سکا۔

ان کا سب سے زیادہ پسندیدہ زیور دریائی مہرون یعنی گھونگون کا ہار ہے۔ وہ ایک ایک مہرہ ایک ایک درہم کو خریدتے ہین۔ اور اپنی بیوی کے ہار بنواتے ہین۔ یہ لوگ انتہا درجے کے پلید و ناپاک ہین۔ آبدست تک نہین لیتے پھر بہلا غسل جنابت پر آمادہ ہونا تو کجا ان حیوان بصورت انسان کی جماعتین اپنے شہرون سے آکر والگا پر ایک جگہ لنگر انداز ہوتی ہین اور پھوس پتی کے جھونپڑے بنا لیتے ہین اور ایک ایک جھونپڑے مین کم و بیش دس دس بیس بیس شخص رہتے ہین۔ ہر ایک کی چارپائی الگ الگ ہوتی ہے۔

ان کی لونڈیان اور سامان تجارت ان کے ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ جب ان کی کشتیان اس لنگر گاہ پر پہنچتی ہین تو ہر ایک شخص کچھ روٹی اور گوشت و پیاز و شراب لیکر ایک انسان جوبی بت کے پاس جاتا ہے۔ اس بت کے اردگرد اور بہی بہت سی چھوٹی چھوٹی مورتین نصب ہین۔ اور اس کے پیچھے ایک لمبی لکڑی زمین مین گڑی ہوئی ہے ان مین سے ہر ایک شخص اس بڑے بت کو باادب سجدہ کر کے بخضوع عرض کرتا ہے کہ اے میرے معبود مین یہان حاضر ہوا ہون اور میرے ساتھ اسقدر لونڈیان اور گھوڑے پوستین ہرن اور دوسرا تجارتی سامان ہے۔ مین تیرے لئے یہ بھینٹ لایا ہون جو بڑی عقیدت سے نذر کرتا ہون۔ میری تمنا ہے کہ تو میرے پاس کسی گانٹھ کے پورے خریدار کو بھیج کہ میرا مال منہ مانگے دامون پر خریدے اور مجھ سے تکرار نہ کرے"۔

اس قدر کہنے کے بعد یہ لوگ وہان سے چلے آتے ہین۔ اب اگر ان کی تجارتی اشیاء کی فروخت مین دیر ہوئی اور سودا حسب دلخواہ نہ بکا تو پہر دوبارہ سہ بارہ مذکورہ بالا طریق پر ہدیہ لیکر اس بت کی خدمت مین حاضر ہوتے ہین۔ اور اگر پہر بہی آرزو پوری نہ ہو تو چھوٹے چھوٹے بتون پر چڑہاوا چڑہاتے ہین۔ اور ان سے شفاعت کے خواستگار ہوتے ہین۔ کیونکہ ان چھوٹے بتون کو وہ لوگ بڑے بت کے بیوی بچے سمجھتے ہین غرض سودا نہ بکنے کی حالت مین باری باری ان چھوٹے بتون سے سفارش و شفاعت کی التجا کرتے رہتے ہین۔ یہان تک کہ ان کا سامان فروخت ہو جاتا ہے اور وہ سمجھتے ہین کہ ہمارے معبود نے ہمارا مطلب پورا کر دیا۔ اس کے شکریہ مین یہ تاجر آکر اس بڑے بت کے روبرو چند بیل بکریون کی قربانی کرتے ہین۔ اور تہوڑا سا گوشت صدقے کے طور پر تقسیم کر کے باقی ان چھوٹے بڑے بتون کی بھینٹ چڑہاتے ہین۔ اور بیل بکرون کے سر اس طولانی لکڑی مین لٹکا دیتے ہین جو بڑے بت کے پیچھے نصب ہوئی ہے رات کو جب کتے آکر اس گوشت کو کہا جاتے ہین تو یہ لوگ سمجھتے ہین کہ خداوند نے ہمارا ہدیہ قبول کر لیا اور وہ ہم سے راضی ہے۔ یہ عقائد اگرچہ روسیون کی نوین دسوین صدی عیسوی سے پہلے کے بتائے جاتے ہین لیکن ایکہزار برس گذرنے پر بہی ان مین بہت زیادہ فرق نہین پڑا۔ دیہات کے لوگ اور شہری عورتون کا بڑا حصہ اس قسم کے توہمات مین آجتک مبتلا ہے۔ گو بتون کی جگہ حواریین کے گرجاؤن اور حضرت عیسےٰ و حضرت مریم کی تصاویر نے لی ہے دنیا کے فیلنگ کی خاطر زار روس بہی بعض ایسی رسوم ادا کرتے ہین جو بالکل بے وقعت اور مضحکہ انگیز ہین۔ ابہی وہ آغاز جنگ مین ایک سینٹ کی مزار پر دعا مانگنے جاتے تھے۔ درحقیقت روسیون کے عقائد ان کے حریف جاپانیون سے زیادہ کمزور اور جاہلانہ ہین۔ جنکا اثر جنگ کے موقع پر اچہا نہیں پڑ سکتا۔

(وطن)

مختصر نوٹ اور نکات

جو دل ایمان نماز اور نیک کاموں سے حظ نہیں اٹھاتا وہ اپنا علاج کرے کیونکہ وہ بیمار ہے جیسے بیمار کو عمدہ سے عمدہ اشیاء بھی اچھی نہیں لگتی ہیں اسیطرح پر وہ دل رد حالی بیماریوں میں مبتلا ہے

قرآن کریم میں اب تک ابد الآباد تک دو عظیم الشان نہریں جاری ہیں اور جاری رہیں گی۔ ایک دلائل عقلیہ کی نہر دوسری آسمانی نشانوں کی نہر۔ لیکن عیسائیوں کی انجیل ان دونوں سے ہمیشہ بے نصیب اور خشک رہی ہے اور ایسا ہی وید کو بھی یہ مقام اور خصوصیت حاصل نہیں ہے ونعم ما قیل۔

کہ پرستد بندہ را جز آنکہ نادانے بود
پس بگر دید بر رہ شان ہر کہ گریانے بود
آن خداوندے کہ نامش ہست بر ہر برگ ثبت
ہر کہ جوید آن خدا را او مسلمانے بود

انجیل کے ماننے والے کہتے ہیں کہ گناہ کی مزدوری موت ہے لیکن اس پر بھی ہمیں تعجب ہوتا ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ یسوع کی خدائی کا اعتراف کرنیوالے اور اپنے گناہوں کی گٹھڑی اس کی گردن پر رکھنے والے اسے ملعون قرار دیکر بھی مرتے ہیں معلوم نہیں یہ موت کس گناہ کا نتیجہ ہے؟ کیا عیسائی کوئی جواب دے سکتے ہیں؟۔

پٹھانکوٹ کے قیام پر ایک مرتبہ جبکہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے ساتھ مقدمہ تھا ہم بیمار ہو گئے۔ تکلیف اور کرب بہت زیادہ تھا۔ ہمارے مخدوم و محسن حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نہایت شفقت اور ہمدردی کے ساتھ باوجود اپنی کمزوریوں کے خصوصاً تیمارداری کر رہے تھے۔ اس وقت ہماری گھبراہٹ کو دیکھ کر فرمایا کہ دیکھیے سچے اخلاق فاضلہ کا امتحان اور اور ایمان کی آزمائش کا اصل وقت یہی بیماری اور غصہ ہوتا ہے اس وقت سب حجاب اٹھ جاتے ہیں۔ اور اصل حقیقت کھل جاتی ہے مومن مصائب اور تکلیف میں گھبراتا نہیں قدم آگے بڑھاتا ہے میں جانتا ہوں کہ تمہیں تکلیف ہے لیکن اس کو اپنی اصلاح کا ذریعہ سمجھ کر خوشی کے ساتھ اسے برداشت کرنا چاہیئے"

حقیقت میں ایمان ایسی ہی حالتوں میں معرض امتحان میں آتا ہے اگر مصائب اور مشکلات ہمارے قدم کو آگے بڑھنے سے نہیں روکتے تو لاریب ہم خوش قسمت ہیں اور اگر قدم ڈگمگاتے ہیں تو ایمان خطرہ کی حالت میں ہے اللہ تعالیٰ اس سے بچاوے آمین

یہہ بالکل سچی بات ہے کہ سچائی سچائی ہے گو ساری دنیا اس سے انکار کرے اور جھوٹ جھوٹ ہے گو ایک عالم اس کا مصدق اور معترف ہو۔

مولانا مولوی عبدالکریم صاحب ایک روز فرماتے تھے کہ میں **امرھم شوریٰ بینھم** پر غور کرتے کرتے صحابہ کی پاک سیرۃ پر سوچنے لگا۔ جس سے مجھے نہ صرف ایک ذوق اور لطف ہی آیا بلکہ صحابہ کی عظمت کے ساتھ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور پاک فطرت کا بہت بڑا اثر ہوا جس نے ایسی پاک جماعت طیار کی کیونکہ دنیا میں اس قسم کے لوگ بہت ہی کم ہوتے ہیں جو اپنی کمزوریوں کو کسی سے سن کر صبر کر سکیں۔ اور ان کی اصلاح کریں بلکہ اگر کسی کو کسی کی غلطی یا نقص سے آگاہ کیا جاوے تو وہ خطرناک طور پر مقابلہ کیلئے امادہ ہو جاتا ہے لیکن **امرھم شوریٰ بینھم** سے صحابہ کی پاک سیرۃ کا پتہ ملتا ہے کہ اگر ان کو کسی غلطی یا کمزوری پر مطلع کیا جاتا تو وہ نہایت ہی خوشی اور شکر گزاری سے اسکی بات کو سنتے"

حقیقت میں نصیحت کرنیوالے احباب و اصحاب کا میسر آنا بھی کوئی عام بات نہیں ہے بلکہ یہ بھی بڑی سعادت اور خوش قسمتی ہوتی ہے جو ایسا دوست میسر آوے۔ ایسے دوست بجز اس مجلس کے ملنے قریباً محال ہیں جو خدا تعالیٰ کا مامور آکر قائم کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے مامور اور مرسل پر ایمان لانا اس لئے ضروری ہوتا ہے کہ انسان اپنی ابتدائی حالت میں اس لطیف در لطیف ذات اور نہاں در نہاں ہستی کو کامل شعور اور بصیرت سے شناخت نہیں کر سکتا اور یہ مامور و مرسل اللہ تعالیٰ کی ہستی کا زندہ اور بیّن ثبوت ہوتے ہیں اس لئے ان ماموروں کے وجود میں جو **خوردبین** کا حکم رکھتے ہیں خدا نظر آتا ہے یہی وجہ ہے جو خدا کا صادق بندہ اور یہ **برگزیدہ موعود** (علیہ الصلوٰۃ والسلام) فرماتا

آن خدائے کہ از دو اہل جہان بیخبر اند
بر من او جلوہ نمود است گراہلی بپذیر

انبیاء علیہم السلام کی تعلیم ایسی صاف اور سادی ہوتی ہے جو ہر طبقہ کے لوگ ادنیٰ اوسط اعلیٰ سب سمجھ سکتے ہیں عیسائیوں کی طرح راز کی باتیں اور گورکھ دھندے نہیں ہوتے جو کسی کی سمجھ ہی میں نہ آویں۔ میں نے ایک عیسائی سے پوچھا کہ کیا ہر ایک مذہب میں کوئی سر بھی ہوتا ہے اس نے جواب دیا ہاں! پھر میں نے کہا کہ سب مذہب سچے ہیں تمہارے اعتراض فضول اور لغو ہیں اس لئے کہ تم جو اعتراض کرتے ہو اس مذہب کا ماننے والا اسکو سر ہی مانتا ہے اس کا جواب کچھ نہ بن آیا۔ (ملفوظات حکیم الامۃ)

دنیا کی حالت مذہب اور خداشناسی کی لحاظ سے بہت ہی گری ہوئی ہے۔ ایک ڈاکٹر سٹن کی رائے ہے کہ رقص میں سرکس وناکس کو بڑا ہی لطف حاصل ہوتا ہے اگر کوئی شخص کام کرتے کرتے تھک جاوے تو اسے چاہیئے کہ وہ ناچنے لگے اور جب کچھ طبعیت کسل مند ہو اس وقت بھی ناچنا چاہیئے کیونکہ ناچنا اس کا بہت بڑا علاج ہے۔

یہ تجویز تو ہے مادہ پرست انسان کی جو حقیقی خوشحالی اور اطمینان قلب کو رقص کے ذریعہ حاصل کرتا ہے اس کے بالمقابل اسلام انسان کو کیا سکھاتا ہے وہ اطمینان قلب کیلئے کیا ہدایت کرتا ہے **الا بذکر اللہ تطمئن القلوب** غور کرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک و عظیم الشان فطرت پر کہ وہ کس مقام پر پہنچا ہے! اللھم صل علے محمد و علی آل محمد و بارک وسلم۔

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

چلو چھٹی ہوئی **لنڈن** میں ایک طریق جاری ہوا ہے جسکی وجہ سے گرجا گھر جانیکی ضرورت ہی نہیں رہیگی **اسکٹروفین** ایک نئی کل ایجاد ہوئی ہے جسکی وجہ سے پادریصاحب کا وعظ گھر بیٹھے ہی سن لیا جایا کریگا۔ یورپ میں مذہب ایک کھیل سمجھا جاتا ہے اور محض قومیت کے رنگ میں مذہب مذہب سمجھا جاتا ہے ورنہ اسکی کوئی حقیقت اور اصلیت باقی نہیں رہی ہے اس لئے اب گرجا جانے سے جو طبعیتیں پہلے ہی متنفر تھیں انہیں اچھا خاصہ موقعہ مل گیا وہ تو نہایت شوق سے **اسکٹروفین** کے موجد کے شکریہ کے گیت گاتے ہیں اور کہتے ہیں۔

قصہ کوتاہ کرد ورنہ درد سر بسیار بود

عیسویت سے شراب بڑھ کر ہے عیسائیوں نے اپنی اس شور و پکار سے دنیا کے کان بھر دیئے تھے کہ عیسائیوں نے ہی دنیا میں تہذیب پھیلائی ہے ہم اس وقت ان منصف مزاج اور سعادت مند منصفوں کا ذکر نہ کریں گے جنہوں نے نہایت فیاضی اور فراخدلی کے ساتھ تسلیم کر لیا ہے کہ **اہل عرب** سے انہوں نے کمالات شائستگی کو پایا۔ بلکہ اس وقت ہم ایک لطیفہ پیش کرنا چاہتے ہیں۔ لنڈن کے ایک مشہور اخبار **سپیکٹیٹر** میں کچھ عرصہ گذرتا ہے ایک آرٹیکل شائع ہوا ہے کہ دنیا میں تہذیب پھیلانے کا کام **دین عیسوی نے نہیں کیا بلکہ شراب نے کیا ہے** وہ لکھتا ہے کہ دین عیسوی کو بھی اس لئے فروغ ہوا ہے کہ اس میں مسیح کی یادگار کو قائم رکھنے کیلئے بھی شراب ہی کا سہرا لیا جاتا ہے اس اخبار کا چونکہ انسانوں کو جو کچھ قابل وقعت چیزیں ملی ہیں وہ انہیں قوموں سے جو شراب پینے والی تھیں وہ لکھتا ہے کہ "شراب پینے والی قوموں نے نہ صرف دنیا کو فتح کیا بلکہ اسے بااخلاق بنا دیا یہودی شراب پینے والے تھے اور انہوں نے ہمیں دیانت اور کرسچنٹی دی یونانی شراب پیتے تھے اور انہوں نے ہمیں علم و ادب دیا۔ اور ہنر دیئے۔ قدیم روما والے پیتے تھے۔ اور انہوں نے ہمیں قانون دیا ٹیوٹن بہت زیادہ پیتے تھے اور انہوں نے آزادی کی زبردست خواہش دی" خاتمہ پر کہتا ہے وہ دو قومیں جنہوں نے شراب سے پرہیز کیا یعنے ہند اور عرب انہوں نے کیا کیا ہے"

اس آرٹیکل سے پتہ ملتا ہے کہ لنڈن کی اخلاقی حالت کس حد تک گر چکی ہے۔ عربوں نے کیا کیا ایک دنیا آگاہ اور واقف ہے **ام الجرائم** اور **ام الخبائث** کی بدولت دو قوموں کا کیا حال ہوا۔ سپیکٹیٹر سے پوشیدہ نہیں۔ اسوقت اس رائے کی اظہار سے ہماری صرف اتنی غرض ہے کہ دکھائیں کہ یورپ عیسائیت کی کیا قدر کرتا ہے؟ اس کی قیام و بقا کا ذریعہ شراب بتاتا ہے اور شراب کو تہذیب کا سرچشمہ! ایسی مہذب قوم پر خدا رحم کرے۔

آریہ سماج پر مقدمہ آجکل دہلی میں جینی صاحبان اور آریہ سماجی صاحبان کے مقدمہ کا بڑا چرچا ہو رہا ہے۔ کیونکہ جو کتاب آریہ سماجوں نے جینمت سمیکھشا تصنیف کی ہے وہ جینی صاحبان کے پنتھ کے بہت خلاف ہے۔ اور اسوقت دہلی کے جینی صاحبان کو بڑا جوش بھر رہا ہے۔ اور جوں جوں دن گزرتے جاتے ہیں وہ دن دونے بڑھتے جاتے ہیں۔ جینی صاحبان نے عرصہ ہوا کئی ہزار روپیہ کا چندہ کر کے روپیہ جمع کر لیا اور گورنمنٹ پنجاب سے نالش کی منظوری بھی کرالی ہے اور دو تین صاحب وکیل پیروکار اس مقدمہ کیلئے اور تجویز کئے ہیں۔ جنکو روپیہ مختانہ کا نصف دیدیا گیا ہے۔ اور امید ہے کہ اس ہفتہ میں یہ مقدمہ عدالت میں دائر ہو جاویگا اور یہ مقدمہ بڑے زور کے ساتھ چلیگا۔ دیکھیئے نتیجہ عدالت میں کیا نکلتا ہے۔ ایک نامہ نگار لکھتے ہیں کہ سراوگی لوگ جوش میں بھر رہے ہیں کہ آریہ سماجیوں پر نالش فوجداری کی دائر کریں جنہوں نے سراوگیوں کے مذہب کے خلاف یہ کتاب جینمت سمیکھشا تصنیف کی ہے اور لکھا ہے کہ اس مقدمہ کی پیروی کیلئے کئی وکیل کئے گئے ہیں جو عنقریب یہ دعویٰ دائر ہونیوالا ہے۔ چنانچہ یہ دعویٰ سراوگیوں کا بتاریخ ۷ مئی سنہ ۱۹۱۴ء کو معرفت مسٹر کلارنس گرگسپیرک صاحب بیرسٹر ایٹ لا اور مسٹر راج [illegible] بیرسٹر ایٹ لا اور بابو گردھاری لال وکیل باجلاس جناب صاحب ڈپٹی کمشنر دہلی بنام پنڈت شبودت شرما دینہ ت جمنا داس لالہ رام چند مالک مطبع پر دائر کیا گیا جو اسی روز عدالت سے پنڈت شبودت شرما اور لالہ رام چند مالک مطبع کے نام وارنٹ گرفتاری جاری ہوئے اور پنڈت جمنا داس کے نام سمن جاری ہوا۔ استغاثہ کی پیشی اٹھارہ تاریخ سنہ حال مقرر ہوگی ہے۔

www.aaiil.org

موجودہ اہل اسلام کی روحانی حالت

نمبر (۳)

تیسرا دشمن آریہ سماج ہے

ہندوؤں کو جب سے مسلمان فاتح ہند ہوئے ایک طرح کی نفرت و عداوت مسلمانوں سے تھی۔ مسلمانوں کو جون (نفس پرست) بھرشٹ (تباہ شدہ) ملیچھ (ناپاک نجس) وغیرہ کے نام سے پکارتے تھے۔ لیکن چونکہ مسلمانوں نے ہندوؤں کے ساتھ بہت اچھا برتاؤ رکھا حسن سلوک سے پیش آتے رہے اور ہندوستان میں بس گئے اور کئی سو برس تک ایک ساتھ رہنا سہنا ہوا بہت کچھ نفرت و عداوت کم ہوگئی تھی۔ لیکن انگریزی تعلیم نے اُس پرانی عداوت کو بڑے شور سے اُبھارا ہے۔ انگریزی مورخوں نے اس خیال سے کہ ہندوستان ایسے دور دراز ملک میں قیام سلطنت انگلشیہ اسی پر ہے کہ اس ملک کی دو بڑی قومیں یعنے ہندو و مسلمان میں میل و اتفاق نہ ہو اس طور سے تاریخ ہند تصنیف کی کہ مسلمان بادشاہوں کے حسن سلوک کا تذکرہ بہت کم کیا۔ لیکن مسلمانوں کے ظالم بادشاہوں کے ظلم کو ایسی آب و تاب سے لکھا کہ اُس کے پڑھنے کے شروع سے ہندوؤں کے بچوں کے دلوں میں مسلمانوں سے سخت عداوت پیدا ہو جاتی ہے خدا کی پناہ۔ یہ آگ اب بہت تیزی سے بڑھ رہی ہے اور چند موذی طبع مفسد فطرت ہندو اڈیٹران اخبار نہایت زور شور سے اس آگ کو دہونک رہے ہیں خدا جانے اس کا آخری نتیجہ کیا ہوگا۔ مسلمانوں سے عداوت و دشمنی کے رنگ میں رنگا ہوا ایک شخص پنڈت دیانند سرسوتی نے آریہ سماج کی بنیاد ڈالی۔ یہ فرقہ اب روز بروز بڑھتا جاتا ہے۔ اپنے بانی مذہب کے نفسی اثر اور انگریزی تعلیم کے اثر سے خوب رنگین ہو کر آریہ سماج والے بھی اہل اسلام کے سخت دشمن ہو گئے ہیں ان کی کتابیں جو مسلمانوں کے خلاف میں چھپی ہیں۔ اُن میں دلایل عقلی سے اسلام کا مقابلہ بہت کم کیا گیا ہے۔ لیکن گالیوں کی بڑی بھرمار ہے۔ اس فرقہ کا پنجاب میں بہت زور شور ہے۔ لیکن اگر کوئی ناواقف مسلمان انکی کتابوں کو پڑھ جائے تو ایمان کو کمزور کرنے یعنی شیطانی وسوسہ پیدا کرنے کیلئے یہی کافی ہیں۔

چوتھا دشمن برہمو سماج

اس جدید مذہب کا بانی راجہ رام موہن رائے ہے۔ یہ راجہ نہایت ذہین اور ہوشیار شخص ہندوستان میں گذرا ہے۔ لائق بنگالہ کو اس شخص کے وجود پر فخر ہے۔ اس شخص میں تحقیقات مذہبی کا بڑا شوق تھا۔ اس نے علم فارسی و عربی کو خوب اچھی طرح حاصل کیا۔ دین اسلام سے پورا واقف ہوگیا۔ اپنی باریک بین نظر سے اس قابل شخص نے دیکھ لیا تو کہ انگریزی تعلیم و یورپین علوم کے آگے ہندو مذہب قایم نہیں رہ سکتا۔ ہندوؤں کو جو مسلمانوں سے نفرت و عداوت ہے وہ دین اسلام کو قبول کرنے سے مانع ہے۔ پس اس نے دین اسلام اور ہندوؤں کے وید دہرم سے ملاکر ایک نیا مذہب قایم کیا جسکا نام برہمو سماج رکھا۔ اس سماج میں آگے چلکر ایک شخص داخل ہوا جس نے اپنی پرجوش تقریروں اور تحریروں سے ایک ہل چل مچا دی۔ اس شخص کا نام بابو کیشب چندر سین تھا۔ اس شخص نے اپنی زیرکی سے دیکھ لیا کہ ہندو مذہب کا جوڑ ٹھیک نہیں ہے پس جس مذہب کو اُس نے رواج دیا وہ یورپین فلسفہ اور دین اسلام کا جوڑ ہے یعنی یوں سمجھو کہ دین اسلام کو اگر باپ قرار دیں اور فلسفہ یورپ کو ماں تو ان دونوں کے توسل سے جو یونیٹیرین بچہ پیدا ہوا اُسکا نام ہے برہمو سماج۔ اس وقت سارے ہندوستان میں چار ہزار برہمو سماج کے ممبران ہوں گے۔ بابو کیشب چندر سین ایک نیک پاک طینت اور محقق شخص گذرا ہے۔ اگر اس بندہ خدا کو کسی کامل مسلمان کی صحبت نصیب ہوتی تو بہت ہی اعلے درجے کا دیندار مسلمان اور ولی اللہ ہوتا۔ برہمو سماج والوں کے دماغ میں یہ کیڑا پیدا ہوا ہے کہ سارے جہان میں آخری مذہب برہمو سماج ہی ہوگا اس لئے یہ اپنے مذہبی عقاید کو مسلمانوں میں پھیلانا چاہتے ہیں۔ بہتیرے وہ مسلمان نوجوان جو دین اسلام کی اعلے درجہ کی خوبیوں سے ناواقف ہیں اُن کے فریب میں آجاتے ہیں اسوقت جہانتک میرا علم ہے تیس چالیس نوجوان مسلمان برہمو سماج میں یا تو داخل ہو گئے ہیں یا اگر داخل نہیں ہیں تو دل سے داخل ہیں۔ برہمو سماج والے آپس ہی کی نااتفاقی سے کچھ ایسے کمزور ہیں کہ اُن کی ہمت بالکل ٹوٹی ہوئی معلوم ہوتی ہے اس لئے اس دشمن سے لوگوں کو چنداں خوف نہیں۔

پانچوان دشمن جو قلعہ کے اندر نقب رکھنا چاہتا نیچری مذہب ہے

اس کے بانی سر سید احمد خان کے سی ایس آئی ہیں سید احمد خان کی تصانیف کو دیکھ کر سید احمد صاحب کے لکچروں کو سنکر۔ سید صاحب سے خود بحث کرنے سے جو کچھ مجھ کو اس مذہب جدید کے بارے میں معلوم ہوا ہے وہ یہ ہے کہ سید صاحب پر یورپ کے فلسفے کا خوب گہرا اثر ہوا ہے۔ اُن کی روح اس فلسفہ جدید کو پوجتی ہے۔ سید صاحب کی سمجھ میں یہ بات طے ہو گئی ہے کہ نہ صرف اسلام بلکہ ہر دین و مذہب انسانی ترقی کا حارج ہے پس اس کو مٹانا چاہیے لیکن یکبارگی چونکہ اسلام پر حملہ کرنے سے کچھ اثر نہ ہوگا اس لئے آہستہ آہستہ اسلام کی ایک ایک اینٹ کو اکھاڑنا چاہتے ہیں اپنے زعم میں بہت کچھ اکھاڑ چکے اب تھوڑی کسر باقی رہ گئی ہے بہت کچھ ہمت کرکے کہے جاتے ہیں۔ تہذیب الاخلاق میں یہاں تک کہ گئے کہ اسکا رضا ابھی مسلمان ہے لیکن پھر بھی خوف معلوم ہوتا ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بھی کہنے جاتے ہیں۔

سید احمد خان کو اس خاکسار کے ساتھ پرلے درجے کی نفرت و عداوت ہے وہ دیکھتے ہیں کہ یہ ناچیز انگریزی جانتا ہے انگریزی بھی کر لیتا ہے۔ اسپیچ و لکچر اسکا اثر دار بھی ہوتا ہے اس کا انگریزی لکچر اس درجہ اور رتبہ کا ہوتا ہے کہ ایک بار گورنر مدراس بھی شریک ہوکر صدر جلسہ ہوئے۔ ایسے انگریزی دان کا طلبہ پر ضرور اثر ہوگا پھر افسوس یہ ہے کہ یہ کم بخت ناشدنی خدا و رسول صلعم کی محبت ہی کا وعظ کہتا ہے پھر لوگوں کو دوزخ بہشت کے جال میں پھنسانا چاہتا ہے پھر یہ چاہتا ہے کہ مغربی فلسفے کی روشنی سے دماغ منور ہونے کے بعد بھی مسلمانوں کے نوجوان ایسے "غیر مہذب" ہو جائیں کہ نمازیں پڑھیں روزے رکھیں اور خدا کے پاس رونے میں پکار پکار کر سید صاحب سے کہتا ہی رہا کہ میں آپکے پیارے کالج کا دوست ہوں لیکن سید صاحب نے اس خاکسار کو باوجود باضابطہ ممبر ہونے کے بھی کانفرنس کے جلسے میں تقریر کرنے سے نہایت غیر موزون طور پر روکدیا۔ یہ واقعہ ۲۷ دسمبر ۱۸۸۸ء الہ آباد کے کانفرنس میں ہوا۔

کچھ مجھ کو دیکھنے کے سالی کر یہ حواس کیسے
شراب سیخ پہ ڈالی کباب بوتل میں

میری پگڑی اور جبہ وغیرہ "وحشیانہ اور غیر مہذب لباس" کو دیکھکر سید صاحب کی گھبراہٹ اور بد حواسی قابل یادگار رہی ۱۸۹۳ء کے ایجوکیشنل کانفرنس میں مجھ کو ایک دوست کی خاطر سے بہیجا بنکر شریک ہونا ہی پڑا۔ میں چاہتا کہ کانفرنس میں زبان بند رکھوں لیکن مدرسۃ العلوم علیگڈہ والی مسجد میں کانفرنس کے خلاف وقت میں وعظ کروں لیکن سید صاحب کو جو یہ خبر پہونچی تو سانس اوپر نیچے آنے لگا مارے خوف کے بدحواس ہو گئے کہ اس شخص نے وعظ کہا اور نیچری طلسم ٹوٹا فوراً مجھ پر حکمنامہ صادر ہوا کہ خبردار وعظ نہ کہنا۔ میں نے خیال کیا کہ اگر خدا کی مسجد سے توروکنے والا کون ہے۔ اس خیال کو میں نے پکار کر کہدیا چند نیچری صاحبان خصوصاً چند عاشقان علی سید نہایت برافروختہ ہوئے بلکہ میاں برکت علی خانصاحب سکرٹری انجمن اسلامیہ لاہور لپک کر میری طرف بڑھے اگر دو ایک بھلے مانس بیچ بچاؤ نہ کرتے تو وہ مجھ پر ضرور ہاتھ چھوڑ بیٹھتے۔ یہ غیظ و غضب کیوں۔ صرف اس لئے کہ میں خدا کی مسجد میں خدا و رسول کے فرمودہ کا بیان کرنا چاہتا تھا۔ اے خدا میری قوم کی روحانی تباہی کس درجے کو پہونچ گئی ہے۔

اے پیارے ناظرین! ذرا سوچو اور غور کرو سید صاحب کے عزت اور رتبے کا آدمی اس غریب فقیر سے اسقدر کیوں ڈرتا ہے سید صاحب کے ایسا آزادی کا دم بھرنے والا کیوں اس عاجز اسلامی واعظ کے مونہہ میں لگام چڑھانا چاہتا ہے۔ سید صاحب ہیں رتبے والے میں ہوں نہایت ہی مفلس و غریب۔ سید صاحب ہیں اہل زبان اور میں ہوں بنگالی۔ سید صاحب کو ہے عربی فارسی میں عمدہ لیاقت اور میں ہوں امی محض۔ سید صاحب ہیں نامی فلاسفر اور میں ہوں ایک نہایت معمولی سمجھ کا آدمی پھر کس چیز کا یہ خوف ہے میں سچ کہتا ہوں یاد رکھو

ہیبت حق است این از خلق نیست
ہیبت این مرد صاحب دل نیست۔

آج سید صاحب اللہ کی طرف سچا رجوع کرلیں تو واللہ وہ مجھ کو بہت پیار کرنے لگیں وہ مجھے استین کرین تو تو ضرور ایک وہ ماہ کالج میں رہ کر محمڈن اینگلو اورینٹل کالج کے طالبعلموں کو دینی لکچر انگریزی و اردو میں سنایا کرے۔ اے خدا تو سید صاحب کو بھی توبہ نصیب کر۔

اس نیچری مذہب سے بھی اسلام کو سخت صدمہ پہونچا ہے۔ سیکڑوں نوجوان اس جدید مذہب کے رنگ میں رنگین ہو کر اسلام سے دور جا پڑے ہیں۔ نہ اللہ کی عظمت اُن کے دل میں رہی نہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت۔ نماز روزہ سے بالکل ناآشنا اس دنیا کے کیڑے اور انگریزوں کے نقال بن گئے۔ خدا رحم کرے۔

ہم اور ہمارے ناظرین

غالباً ہمارے ناظرین اب اس سرکلر لیٹر کی بخوبی واقف ہو چکے ہیں جو ہم نے اوّلاً دو سو خاص آدمیوں کے نام بذریعہ ڈاک کھلی چٹھی کے طور پر روانہ کی تھی اور بعد میں اس خیال سے کہ الحکم کے کل ناظرین کو بھی اس کا علم ہو جاوے ہم نے اسے الحکم میں چھاپ دیا تھا۔ اصل چٹھی کا نتیجہ ۱۸ ارچ کے الحکم میں چھپ جانا چاہیے تھا لیکن افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ ہم اس کے نتیجہ کو شائع کرنے کے قابل نہیں ہوئے تاہم ۱۸ مارچ سنہ ۱۹۱۲ء تک جس قدر خطوط اس کے متعلق ہمیں موصول ہوئے ہیں ہم ان کے خلاصے ذیل میں دینا ضروری سمجھتے ہیں اور ساتھ ہی یہ عرض کرنا بھی اپنا فرض جانتے ہیں کہ ابھی تک ہم اس تحریک میں محض **ناکام** ہیں آیندہ کی خبر نہیں کہ یہ تحریک اپنا کوئی مناسب اثر پیدا کرے۔

الحکم کا تعلق اگر صرف ایڈیٹر ہی کی ذات سے ہے اور قوم کو اس کے قیام و بقا کی کوئی حاجت نہیں تو کیلئے اور صاف الفاظ میں اس امر کو پیش کرنا چاہیے اور اگر موجودہ ایڈیٹر و مالک اس کے چلانے کی قابلیت نہیں رکھتا تو اس بات کو کہنے کی بھی کوئی پرواہ نہیں کرنی چاہیے کہ جماعت جس کا آرگن الحکم کہلاتا ہے۔ **آخرین منہم** کی مصداق جماعت ہے اس لئے اس میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سی عالی حوصلگی، آزادی رائے، مداہنہ اور خوشامد سے نفرت کا ہونا ضروری ہے۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ یہ امر کر کے ہی رہیگی انشاء اللہ العزیز۔ اس لئے جو لوگ **اہل الرائے** ہیں ان کا فرض ہے کہ وہ اس سوال کو بڑی **دیانتداری اور خدا ترسی** کو مد نظر رکھ کر الحکم کی کالموں میں چھیڑیں اور اس پر بحث کریں۔ اسبات کی کچھ بھی پرواہ نہیں ہونی چاہیے کہ اس پر مخالفین کو نکتہ چینی کا موقع ملیگا کیونکہ اس سے پہلے **مخالف** ہماری کس بات پر نکتہ چینی نہیں کرتے ہیں ان نکتہ چین کی پروا ایک اخلاص مند مومن نہیں کر سکتا۔ ہم اپنی قومی اور مذہبی اغراض پر بحث کرنے کیلئے اخبار کے سوا کونسا موقع رکھتے ہیں پھر ہمیں اپنی حالت کے اظہار کیلئے کیوں شرم کرنی چاہیے۔

یہ خاموشی اور زبان بندی اچھے نتایج پیدا نہیں کر سکتی۔ ہم **قوم** کی توجہ یا عدم توجہ کو الحکم کیلئے ایسے اسباب کے تعلق کی بنا پر **زندگی اور موت** کا سوال سمجھتے ہیں۔ اور ایک **قومی آرگن** کا بھی (جو قریباً آٹھ سال سے اپنی حیثیت و ہمت کے موافق خدمت قوم میں مصروف رہا ہے) اپنے قیام و بقا کیلئے مالی مشکلات سے محفوظ نہ ہو جانا **قوم** کی عالی ہمتی اور قدر دانی پر زبان حال نکتہ چینی کا موقع دیتا ہے پھر قوم بھی کوئی معمولی قوم نہیں وہ **قوم** جو انبیاء و رسل کی سیرۃ اور نقش قدم پر چلنے والی ہے جنمیں خدا تعالیٰ کا برگزیدہ موجود ہے۔ وہ **قوم** جسمیں **شکر گزاری** اور احسان شناسی کی روح نفخ ہو رہی ہے۔

ہم جانتے ہیں کہ ہمارے بعض احباب ہمیں **قوم** کا شکوہ کرنیوالا ٹھہرائیں گے **قوم** کو بدنام کرنیوالا کہیں گے لیکن اگر قومی کمزوریوں پر اطلاع دینا قوم کو بدنام کرنا ہے اگر قوم کو اس کی ضرورتوں سے مطلع کرنا **شکوہ** قوم ہے تو پھر ہوتے رہو۔ ہم اس بات کو برداشت نہیں کر سکتے کہ ان ضرورتوں کو جو ہمیں اس **خدمت** کی راہ میں پیش آتی ہیں پیش نہ کریں۔

اور **قوم** خود ہمیں بتائے کہ اگر ہم **قوم** کے سامنے اپنا دکھڑا نہ روئیں تو پھر کیا غیروں کے پاس روئیں؟ ہم جانتے ہیں کہ اگر ہماری یہ **مشکلات** قومی مشکلات ہیں تو کوئی نہ کوئی اہل دل اور اہل درد ان کو محسوس کریگا اور اللہ تعالیٰ خود قوم کے دلوں میں القا کریگا۔ بہت دنوں تک ہم صبر کر کے بیٹھے تھے لیکن اب ہم صبر نہیں کر سکتے ہم میں برداشت کی طاقت نہیں رہی ہماری مالی **مشکلات** روز افزوں ہیں اور اس کی وجوہات میں سے ایک زبردست وجہ یہ ہے کہ **بقایا داروں** کی مہربانی ہے جس کی ایک فہرست ہم اس ہفتہ کے الحکم میں دیتے ہیں۔ ہم نے نہایت نرم الفاظ میں ان عالی ہمت بزرگوں سے **تقاضے** کیے خطوط لکھے اور وی پی بھیجے مگر ان کے دل نہیں پسیجے۔ اس لئے صرف یہی نہیں ہوا کہ ہم اولاً **بقایا** کی وجہ سے زیر بار ہوئے بلکہ تقاضے کے خطوط اور وی پی کی واپسی نے اس زیر باری کو اور بھی بڑھا دیا۔ پھر ہم قوم سے دل نہ کریں تو کس سے کریں اس لئے ہم اس سوال کو نہیں چھوڑیں گے اور

دست از طلب ندارم تا کام من برآید
یا جان رسد بجانان یا جان ز تن برآید

یہ عمل کریں گے۔ یا **قوم** الحکم کی مالی **مشکلات** میں اس کی دستگیری کرے۔ اور اسے اپنا **قومی** اخبار سمجھ کر اس کی ضرورتوں کو اپنی ضرورتیں سمجھے یا اس امر کا فیصلہ کر دے کہ وہ اس کی **ضرورت** کو قومی ضرورت نہیں سمجھتی۔ اب ہم ذیل میں اس چٹھی کے متعلق آمدہ **خطوط کا خلاصہ** درج کرتے ہیں اور ساتھ ہی ان **بزرگوں** سے معافی چاہتے ہیں جنکے نام بقایا داروں کی فہرست میں ہم دوسری جگہ درج کریں گے۔ وہ بخوبی جانتے ہیں کہ متعدد مرتبہ ان سے تقاضا کیا گیا وی پی بھیجے گئے لیکن انہوں نے پروا نہیں کی ہم کہیں گے کہ ان کی سہل انگاری سے ایڈیٹر یا مالک الحکم مشکلات میں نہیں پڑا بلکہ انہوں نے **اخلاقی اور قومی** خطا کی ہے۔ ہمارے حساب کے موافق جو ان کے ذمہ واجب الادا ہے ہم نے درج کر دیا ہے اور ہم نے اس سے پہلے صاف طور پر اعلان کر دیا تھا کہ جو صاحب ہمیں اپنے حساب کی اطلاع نہ دیں گے ان کو مطبع کے اندراجات تسلیم کرنے پڑیں گے۔ لیکن اس پر بھی اگر وہ اپنے حساب میں کوئی غلطی دیکھیں تو اس کے مطابق خط و کتابت کر کے تصفیہ کر لیں۔ لیکن ان کا فرض ہوگا کہ جوابی کارڈ بھیجیں۔ اب ہم اپنی قوم کے پاس ان بقایا داروں کے لئے داد خواہ ہیں جو صاحب کسی سے وصول کرا سکتے ہوں وہ اس کار خیر میں ہمکو مدد دیں۔

خطوط کا خلاصہ

۱۔ چودھری رستم علی صاحب رقمطراز ہیں "میں آپ کی ان تحریکوں کے خلاف ہوں۔ اگر آپ چاہیں تو میں ایک مضمون لکھ کر بھیج دوں آپ اس کو اخبار میں شائع کر دیں اور عام خریداروں سے اس کا جواب لیا جاوے اور پھر کثرت رائے پر عمل کیا جاوے جو طریق آپ نے پیش کیا ہے مجھے بالکل پسند نہیں اس واسطے میں جو بات خود پسند نہیں کرتا اس کے واسطے دوسرے کو کیسے تحریک کروں"

ایڈیٹر۔ آپ شوق سے کیجئے میں بھی تو چاہتا ہوں کہ **عام رائے** کا مذاق قوم میں پیدا ہو اور قومی معاملات پر غور کرنے کی عادت نشوونما پائے۔

۲۔ ڈاکٹر سید ستار شاہ صاحب لکھتے ہیں "انشاء اللہ تعالیٰ اس سال کے ختم ہونے پر اخبار کی قیمت حسب تحریر آپکی دو چند کر دی جائیگی اور دیگر خریداران کی نسبت بھی حتی الوسع کوشش کرونگا انشاء اللہ تعالیٰ"

ایڈیٹر۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ آپ سے اس وعدہ کی توپوری توقع ہے مگر میں کیوں یہ نہ کہوں کہ یہ ایک نیکی کی تحریک ہے جو آپ میں پیدا ہوئی ہے۔ آپ اسے دوسرے وقت پر کیوں ملتوی کرتے ہیں۔ ایمان بالملائکہ کی فلاسفی حضرت حکیم الامت یہی فرمایا کرتے ہیں کہ جب کوئی ملکی تحریک پیدا ہو اس پر فوراً عمل کر لیا جاوے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اسی سال سے عملدرآمد ہو۔

۳۔ ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب جواب دیتے ہیں "میں آپکے اخبار کو دُگنی قیمت پر خریدنے کا اقرار کرتا ہوں"

ایڈیٹر۔ میں آپ کی اس محبت اور قدر کیلئے جو الحکم کی آپ کے دل میں ہے زیادہ ہو نیکی دعا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے مگر **امر دوم** کا جواب باقی ہے یعنے **دس خریدار**۔

۴۔ مولوی ابو الحمید احمدی صاحب وکیل حیدرآباد دکن سے رقمطراز ہیں۔ "آپ کا مطبوعہ پرچہ دوسری سی کا ۹ رسی کو مجھے ملا۔ الحکم کے ذریعہ سے جو مضامین اس کی خریداروں کو پڑھنا نصیب ہوتے ہیں وہ ایسے نہیں ہوتے کہ جن کا شکریہ میں ہر ایک خریدار الحکم رطب اللسان نہ ہو۔ اور اس کو عرض ہے اگر خریداران الحکم اپنی مقدرت سے زیادہ بھی قدر کریں تو کم ہے۔ میں بخوشی منظور کرتا ہوں کہ ابتدائے سنہ ۱۹۱۲ء سے دس روپیہ سالانہ الحکم کیلئے نذر کروں سنہ ۱۹۱۲ء کی پہلی ششماہی ختم ہونے پر پانچ روپیہ روانہ کر کے تکملہ سالانہ دس روپیہ کا کر دیا جاویگا انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب ایک خریدار بھی دیا جاویگا"

ایڈیٹر۔ **آپ** کا حوصلہ افزا گرامی نامہ میری محنت کا قابل قدر صلہ ہے ما شاء اللہ تعالیٰ آپ ایسی روح قوم کے دوسرے افراد میں نفخ کرے اور آپ کو مہمات دینی میں خدمتگذاری کا سچا جوش بخشتا رہے آمین

۵۔ شیخ امام بخش صاحب احمدی ڈسکہ کوٹلی لکھتے ہیں "آنجناب کا حکم پہنچا ناچیز نام کا خادم سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ہے وہی پاک پروردگار اگر کردے تو ہو اب عاجز اسی کے بھروسہ پر اقرار کرتا ہے کہ اسی پانچ روپیہ سالانہ چندہ الحکم کے ساتھ اور پانچ روپیہ ادا کرتا رہونگا۔ اور نئے خریدار کی فکر میں برابر رہتا ہوں"

ایڈیٹر۔ شیخصاحب کا اخلاص اور محبت قابل رشک ہے۔ اور آپ کی عالی ہمتی قابل تقلید آپ کسی اعلیٰ عہدہ پر سرافراز نہیں باوجود اس کے خدمت دین کیلئے ایک سچا جوش موجود ہے مختصر اور قلیل سی تنخواہ پر بھی میری درخواست کی قدر اس محبت کا پتہ دیتی ہے جو حضرت مسیح موعود سے آپ کو ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ الحکم کیلئے ایسے بہت سے [illegible] توجہ دلائے۔ آپ کے زائد پانچ روپیہ [illegible] پہنچیے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

۶۔ مکرمی سید حامد شاہ صاحب سیالکوٹ سے لکھتے ہیں "آج ۱۵ ارچ ہے یہ کارڈ آپکی میعاد مقررہ کے [illegible] سے پیشتر آپ کو ملنا چاہئے تھا مگر کم مائگی [illegible] میں پس و پیش کرتی رہی مجھے آپ کی خدمت سلسلہ عالیہ کا اعتراف ہے اور آپ کی سکار روائی کا [illegible] فکر کرتا ہوں اور غالب آرزو دل میں رہتی ہے کہ [illegible] ہر ایک ارشاد کی تعمیل کیجاوے۔ میں خدا سے توفیق مانگتا ہوں کہ مجھے جلدی آپ کی خدمت کا موقع ملے۔ آپ بھی دعا کریں۔ از کریمان کارہا دشوار نیست والسلام التوفیق"

ایڈیٹر۔ شاہ صاحب مخدوم کا کارڈ میرے لئے نہایت ہی قابل قدر اور عزت افزا ہے جس شکرگزاری کے ساتھ یہ لکھا گیا ہے وہ مجھے بہت ہی شرمندہ کرنیوالی اور خدا تعالیٰ کے احسانات کے شکر میں رطب اللسان ہونیکی محرک ہے۔ کیونکہ یہ اعتراف کسی معمولی انسان کے قلم سے نہیں بلکہ ایسے شخص کے قلم سے ہے جو حضرت مولانا مولوی عبدالکریم کی ذاتی رائے کے موافق انبیاء کی **سیرۃ** رکھنے والا۔ شاہصاحب **نیت المومن خیر من عملہ** کے موافق آپ اس کار خیر میں میرے شریک اور معاون ہو چکے اور توفیق کا رفیق حال ہونا اللہ کے ہاتھ میں ہے اور وہ ضرور توفیق دیگا کیونکہ
ع خدا خود میر سامان است ارباب توکل را

۷۔ ہمارے مکرم بھائی حکیم محمد حسین صاحب قریشی لاہور سے رقمطراز ہیں۔
آپ کا حسن ظن سے بھرا ہوا مطبوعہ گرامی نامہ [illegible]

مین جس لائق ہون اس کے مطابق مجھے آپکی ہرطرح خدمت کرنی ہے نہ آگے دریغ ہوا اور نہ انشاءاللہ اب ہوگا۔

یہہ جدا امر ہے کہ آپ کو اس کا علم ہو یا نہ ہو اور نہ اسکی ضرورت۔ بہرحال انشاءاللہ آپکی بہتری کے لیے آئندہ بھی ساعی رہونگا۔ میرے ناقص اور ناقابل خیال مین آپ جسقدر خریداروں کو اُبھارنے اور جوش پیدا کرنیکی کوشش فرماتے ہین یہ بے سود ہے یہہ ساری کوشش فقط آپکو اپنے کام مین دکھانی چاہئے۔ برکت خود خدا دیگا اور پھر ضرور دیگا۔ انسان کی اپنی گھڑی ہوئی تجویزین دیرپا اثر نہین رکھتین بہرحال خدا تعالیٰ ہم سب کا حامی ہو۔

ایڈیٹر۔ مین اتنا عرض کرنے کی جرأت کرنی چاہتا ہون کہ میری جو خدمت کیجاوے اس کا علم ہونا مجھے ضروری ہے تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک ارشاد کے موافق مین اپنے محسن سے زیادہ محبت کر سکون۔ آپنے جو نصیحت فرمائی ہے اللہ تعالیٰ آپکو اسکی جزا دے۔ مگر مجھے عرض کرنے دین کہ میری گذشتہ خدمات اور احسانات کا آپنے نہایت فیاضی سے سورہ جمعہ چھاپ کر اعتراف کیا ہے اور مین اس اعتراف کا آپ سے امانت الحکم سے نکتہ مین مطالبہ کر چکا ہون۔ اگر ان خدمات اور احسانات کی بنا پر میری مشکلات مین معمول سے زیادہ تو درکنار معمولی توجہ کا حقہ کی گئی ہے۔ تو مین غلطی پر ہون۔ لیکن مین دیکھتا ہون کہ یہہ مشکلات بدستور موجود ہین اور مجھے شکایت ہے کہ کافی توجہ نہین ہوئی۔ کم از کم گذشتہ تجربہ تو مجھ کو یہہ تو بتا سکتا ہے کہ خدا کے محض فضل و کرم سے یہ عاجز کوئی خدمت کر سکتا ہے پھر مجھے کیون اپنی خدمتگذاری کا میدان وسیع اور محفوظ کرنے کیلئے قوم کیطرف سے خصوصاً آپ ایسے لوگون کیطرف سے ہمت افزائی نہین ہوتی۔

یہ سچ ہے کہ انسانی تجاویز دیرپا نہیں ہوتین لیکن مین نے خدا کی مجید کتاب مین پڑھا ہے۔ لیس للانسان الا ما سعیٰ مجھے اس پر عمل کرنا دیکر خدائے کریم نے ہی ادعونی استجب لکم فرمایا ہے اور ماں بھی اپنی ذاتی محبت کے باوجود تاکہ بچہ طفل سے جو شدلبن پر ہی عمل کرتی ہے یہہ مجھے تحریک کرنے سے کیون روکا جاتا ہے۔ آئندہ خدا تعالیٰ خود جو قوم کے دل مین نفع کریگا وہ بے شک دیرپا ہوگا۔ مین قوم کو توجہ دلانا اپنا فرض سمجھتا ہون اور اسی پاک ارشاد کی بنا پر سمجھتا ہون اور آئندہ دعا و تعاونوا علی البر والتقوی پر عمل کرنے کی امید مجھکو قوم سے ضرور ہے۔

۸۔ الحکم کی توسیع اشاعت کے میدان مین اسوقت کام کرنیوالے چوہدری محمد حسین خان صاحب ... سے معلوم ہوتا ہے ... لکھنی کا وعدہ ... فی الحال اپنے ... ایک خریدار کا نام بھیجتے ہیں۔ اور جسقدر خریدار آپ پہلے دو کو کر ... وصولی قیمت کو خود ذمہ دار ہوئے ہین۔ الحکم کی اشاعت کی ضرورت کو جسطرز پر چوہدری صاحب نے محسوس کیا ہے خدا کرے کہ ہمارے بہت بزرگ محسوس کرین۔ الحکم کو خریدارون مین ایک سو محمد حسین پیدا ہو جاوین تو انشاءاللہ امید کیجاتی ہے کہ الحکم ایک ہفتے کے اندر تین ہزار سے زائد چھپ سکتا ہے۔ مگر غالباً قوم کے اکثر افراد توسیع اشاعت کے کام کو فرض کفایہ سمجھ کر چوہدری محمد حسین صاحب ہی کو اس کا ذمہ دار قرار دے بیٹھے ہین اسلئے مین انہین آگاہ کرتا ہون کہ توسیع اشاعت الحکم قومی فرض ہے جو خود ادا کرنے سے ادا ہوگا۔

۹۔ منشی ہاشم علی صاحب احمدی منصرم رقمطراز ہین کہ یہ تعمیل حکم عشی مطبوعہ ۲۴ مئی ۱۹۰۳ء ایک خریدار الحکم جناب کی خدمت مین پیش کرتا ہون۔

ایڈیٹر۔ جزاک اللہ احسن الجزا۔ تعمیل کی تکمیل کی طرف توجہ دلاتا ہون۔

۱۰۔ منشی عبدالرزاق صاحب نائب دو خریدار بھیجے ہین جزاک اللہ احسن الجزا۔ مین اپنی مطبوعہ عشی کی پوری تعمیل کی آپسے امید رکھنی چاہتا ہون۔

۱۱۔ منشی محمد علی صاحب مدرس ایک خریدار سالانہ بھیجتے ہین۔ جزاک اللہ احسن الجزا۔

۱۲۔ منشی عالم شیر صاحب سارجنٹ کوئٹہ سے پانچ روپیہ ایک خریدار کیلئے بھیجتے ہین جزاہ اللہ احسن الجزا۔ منشی صاحب کی مالی حالت سے ہمین کسقدر اطلاع ہے اس پر انہین یہ جوش خدمت دین کا قابل رشک ہے۔ اللہ تعالیٰ خود ان کا حامی اور رفیق ہو۔ آئندہ۔

۱۳۔ جناب خان صاحب حکیم مولوی انوار حسین خان صاحب شاہ آباد سے اطلاع دیتے ہین کہ مین الحکم سے بوجہ پرہونے مضامین لطیف کلمات طیبات وغیرہ کے دلی انس رکھتا ہون اور اسکی اشاعت مین ساعی ہون۔ اور آپکی شرائط پیش کردہ مین سے پہلی شرط کے واسطے طیار ہون یعنے صہ ۔ بطور امانت بالفعل ایک سال کیواسطے آئندہ جیسا موقعہ ہو منظور کرتا ہون۔ یہہ پانچ روپیہ ۱۵ ۔ جون کے بعد بھیجونگا۔ دوسری شرط خریداران بہم پہونچانا میری شاسطے اہم امورات سے ہے مین دعا کرتا ہون کہ خداوند عالم ایسے با مضامین اخبار کو قائم رکھے۔

ایڈیٹر۔ آپ کی اعانت فرمائی میری حوصلہ افزائی کا موجب اور اس محبت کا ثبوت ہے جو آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلمات طیبات سے ہے۔ اخبار کے قیام و بقا کیلئے قوم کی مجموعی طاقت بکار ہے اور اس کو زیادہ عمدہ مفید اور دلچسپ بنانے کیواسطے مجھے اسکی مالی مشکلات سے نکالنا اور ضروری علم کا بڑھانا ضروری ہے جس کے لئے روپیہ بکار ہے اسلئے اہل قوم توجہ کرے اور پھر اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرو کہ وہ اس کی عزیز و محبوب الحکم کو زیادہ بارآور اور خوشنما بنانیکی توفیق دے۔ آمین۔

۱۴۔ حافظ غلام رسول صاحب توغ شیشن سے اس عریضہ کا جواب یون دیتے ہین آپ اس عاجز کو بھی الحکم کی معاونین مین شامل فرماوین۔ ارادہ رکھتا ہون کہ مین آئندہ بجائے صہ روپیہ سالانہ کے دس روپیہ سالانہ پر خرید کرونگا۔ مگر ساتھ ہی ڈرتا بھی ہون کہ شاید مین اسقدر بوجھ نہ اٹھا سکون اور تھکا ماندہ ہو کر رہ جاؤن کیونکہ خدا کی جس عزیز و حکیم و مجید کتاب مین آیت مذکور ہے ولا تبسطها كل البسط فتقعد ملوما محسورا ان ربی یبسط الرزق لمن یشاء ویقدر انہ کان بعبادہ خبیرا بصیرا۔ پس آپ میرے لئے دعا فرماتے رہین اور مین وعدہ کرتا ہون کہ جب تک مجھے اللہ تعالیٰ سے مجھے توفیق ملتی رہے مین مبلغ دس روپیہ سالانہ ادا کرنے مین دریغ نہ کرونگا خدا تعالیٰ کو سب توفیقین ہین۔ اور وہ ہر بات پر قادر ہے۔ اللھم زد فزد (آمین)

ایڈیٹر۔ لاریب ساری توفیقین اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ مین ہین جو آیت آپ نے لکھی ہے میری رائے اور ایمان مین اسی مین بسط رزق کا راز موجود ہے۔ اور جو مین سمجھا ہون وہ یہہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات بصیر اور خبیر پر ایمان لاکر جو شخص اللہ تعالیٰ سے حیا کرتا اور گناہون کو پرہیز کرتا اور محض اسی کی رضا مندی اور اعلاء کلمۃ الاسلام کیلئے قدم اٹھاتا ہے اور مال خرچ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ یقیناً اس پر بسط رزق فرماتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہہ ارشاد بھی اسی کا مؤید ہے۔

ز بذل مال در راہش کسے مفلس نمے گردد
خدا خود میشود ناصر اگر ہمت شود پیدا

اللہ تعالیٰ آپ کا حامی ہو۔ (آمین)

ہمارے بقایا دار

ذیل مین ہم مختصر سی فہرست بقایا داران الحکم شائع کرتے ہین الحکم کے مربیون مین جو صاحب ان بزرگوارون کو چندہ وصول کرکے دفتر الحکم مین بھیجینگے وہ الحکم پر خاص احسان کرینگے ہم ان بقایا دارون سے معافی چاہتے ہین کہ ہمین بذریعہ اخبار انہین یاد دلانا پڑا اگر کسی کے حساب مین غلطی ہو تو بہتر ہے کہ وہ اپنے صحیح حساب سے ہمیں مطلع فرمائیں۔ (ایڈیٹر)

فہرست اول بقایا داران

۱۔ مولوی محمد اسمعیل صاحب مدرس لکھوکے ضلع فیروزپور ۱۸۹۸ء سے جاری ۱۹۰۳ء جون کے آخر تک

۲۔ فیض قادر صاحب ڈرنری اسسٹنٹ کمپنی فاضلکا

۳۔ رکن الدین محرر معرفت صمد منصرم پنڈ دادن خان

۴۔ مولوی سید محمد سعید صاحب ۱۸۹۷ء سے

۵۔ مرزا اکریم بیگ صاحب دسمبر سالانہ آخیر ۱۹۰۱ء

۶۔ حافظ محمد یوسف صاحب امرتسر

۷۔ خیر الدین ہاسپیٹل اسسٹنٹ ڈیرہ غازیخان

یہ بزرگ مسیح موعود کے مرید ہیں

۸۔ صوبہ جان کمسریٹ ایجنٹ پشاور بازار توپخانہ

۹۔ چوہدری فتح علی صاحب ذیلدار دہونکل

۱۰۔ راجہ سردار خان صاحب ڈپٹی انسپکٹر تھانہ ٹیری تحصیل پنڈ دادنخان

۱۲۔ منشی امام بخش صاحب اہلمد نہر ستلج ملتان ڈویژن

۱۳۔ فقیر علی پٹواری کلانور

۱۴۔ سید بشیر حیدر صاحب سیالکوٹی

۱۵۔ محمد الدین خلف علی محمد سکنہ چاہ میانمحمد

۱۶۔ مولوی غلام جیلانی مختار عدالت نوانشہر

۱۷۔ پیر خان محرر سارجنٹ تھال لا ہوسے (حسب الارشاد امام الدین کسونڈر)

۱۸۔ محمد یوسف خانصاحب فیصل آباد رجھانہ تکیور معلہ

۱۹۔ شیخ چراغ دین ٹھیکہ دار سیالکوٹ ۱۹۰۳ء تک

۲۰۔ سردار محمد جمیل اللہ خانصاحب شکار پور

۲۱۔ میران بخش معرفت سید محمد شاہ متعلم مرزا پور ... تحصیل پور

۲۲۔ محمد بارشاہ وکیل بمبئی یاد

۲۳۔ رانا احمد خانصاحب نائب تحصیلدار فاضلکا

۲۴۔ مستری غلام حسین محلہ حاجی پورہ سیالکوٹ

۲۵۔ شیخ محمد حسین محرر دفتر پولیس

۲۶۔ قاضی غلام حسین ملازم احمدالدین و شہاب الدین ٹھیکہ داران کوہ مری بحوالہ خط بابو امام الدین

۲۷۔ منشی عبدالقادر معرفت سید صفدر حسین صاحب

۲۸۔ شیخ عبداللہ صاحب بی اے مختار عدالت لاہور ۱۹۰۲ء تک

۲۹۔ سید منور محمد صاحب ساکن ہیون آباد

۳۰۔ سید موسےٰ محمد صاحب حکیم ″

۳۱۔ ولی محمد خان صاحب ہنگو

۳۲۔ مرزا اعظیم بیگ خانسامان باواکو ضلع راولپنڈی

۳۳۔ قاضی محمد حبیب اللہ صاحب چھاؤنی میانمیر

۳۴۔ سید خیر علی صاحب بی ایل بازار اعظم خان کڑک

۳۵۔ مولوی سجاد حسین رئیس محلہ نیا بازار بھاگلپور

۳۶۔ منشی فضل کریم محلہ نیا بازار بھاگلپور

۳۷۔ منشی محمد الدین صاحب اپیل نویس سیالکوٹ بقایا قیمت غلام

۳۸۔ ڈاکٹر مراد بخش صاحب کمرشل بلڈنگ

نور الدین پر ریویو

نمبر (۳)

جہان تک ہم کہہ سکتے ہیں اور واقعات نفس الامری کی بنا پر کہہ سکتے ہیں نور الدین کے مصنف کی غرض نور الدین کی تصنیف سے آجکل کے عام مصنفوں کی طرح یہ کبھی نہیں ہوئی کہ وہ تالیف و تصنیف کو ذریعہ معاش قرار دے۔ اس سے ہماری یہ غرض نہیں کہ خدانخواستہ یہ شریف فن حرام ہے نہیں بلکہ اس کے اظہار سے ہمارا یہ مقصد ہے کہ جب تالیف و تصنیف نرا پیشہ ہی ہو اسوقت کسی کتاب کو محنت اور فکر سے لکھنا زیر نظر نہیں ہوتا بلکہ مصنف کے ملحوظ خاطر چونکہ زر طلبی ہوتی ہے اس لئے وہ نہ تو اس امر کی پروا کرتا ہے کہ پبلک کے عام مذاق اور اخلاق پر اس کا کیا اثر پڑیگا نہ یہ سوچتا ہے کہ جو کچھ اس میں لکھا جا رہا ہے وہ کہاں تک با تحقیقات سے گرا ہوا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ آجکل مخرب اخلاق ناولون۔ فسانون اور کہانیون نے ملک پر ایک آفت برپا کر رکھی ہے جس سے صرف یہی نہیں ہوا کہ ملک کا عام مذاق کتب بینی بگڑ گیا ہے بلکہ یہ بھی نقصان ہوا کہ علمی کتابیں تصنیف نہیں ہوتیں اور پاکیزہ لٹریچر کا ذخیرہ نہیں بڑھتا اور پست ہمتی اور خود غرضی بڑھتی جاتی ہے جس کے ساتھ ہی بری کتابون کا اثر اخلاق اور صحت پر بھی خطرناک پڑ رہا ہے جس کا بہت بڑا ثبوت ان اشتہارون سے مل رہا ہے جو آجکل شایع ہوتے ہیں۔

کیونکہ یہ عام قاعدہ کی بات ہے کہ ملک میں جس چیز کی زیادہ ضرورت ہو اسی کی بکری کثرت سے ہوتی ہے اور ملک کی عام ضرورت کا پتہ ان اشتہارات سے چلتا ہے جو شایع کئے جاتے ہیں۔ پس آپ کوئی اخبار اٹھا کر دیکھئے اس میں کثرت کے ساتھ اشتہارات دوائیون کے ہون گے اور ان میں سے بھی ۹۰ فیصدی خاص دوائیون کے جو قوائے متناسلہ سے متعلق ہیں پس یہ اشتہارات کی کثرت صاف ظاہر کرتی ہے کہ ملک میں ان ادویات کی ضرورت اور مانگ بہت بڑھ گئی ہے اور یہ کثرت مانگ ملک کی اخلاقی اور جسمانی صحت کا سب سے بہتر معیار ہے۔ یہ حالت بد کیون ہے؟ اس کا ذمہ دار ہم اسی لٹریچر کو قرار دیتے ہیں جو ملک میں پھیلایا گیا ہے اگر ہمارے ملک کے مصنف اور مولف ملک کی حالت پر رحم کرتے اور اپنی تصنیفات کی غرض رفاہ عام سمجھتے تو کچھ شک نہیں وہ روپیہ بھی کما لیتے اور اپنے اہل ملک اور ابنائے جنس پر بہت بڑا احسان کرنے والے ہوتے۔

غرض

نور الدین کے مصنف کی غرض چونکہ محض اعلائے کلمۃ الاسلام اور بنی نوع انسان کی سچی ہمدردی اور غمخواری تھی اس لئے اس نے اس کتاب کو ملک اور قوم کیلئے مفید اور کار آمد بنانے کیلئے جہان تک اس سے ممکن تھا محنت سے کتابون کو پڑھا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ سے کشود کار کی دعائیں کین۔ اس لئے ہم نہ اس لحاظ سے کہ ادارہ ہونے کی وجہ سے حکیم الامۃ سے کوئی تعلق رکھتے ہیں نہ اس وجہ سے کہ خود آپ کے ساتھ ذاتی طور پر ہمیں فخر تلمذ ہے۔ بلا خوف تردید کہتے ہیں کہ یہ کتاب

محض خدا تعالیٰ کی رضا اور نوع انسان کی بھلائی کے لئے لکھی گئی ہے

اس کے بعد نور الدین کے تذکرہ کے ضمن میں دوسرا قابل غور یہ امر ہے کہ کیا اس سے پہلے مولانا موصوف معاصرین میں اسی فن پر کتابیں لکھنے کیلئے مشار الیہ ہو چکے ہیں؟ کیونکہ اگر یہ آپ کی پہلی ہی تصنیف ہو تو کم از کم ایک شخص کہہ سکتا ہے کہ ابھی آپ کا تجربہ اس راہ میں کامل نہیں اور اسکی تصنیف اول خواہ وہ محض رفاہ عام کی غرض سے ہی کیون نہ لکھی گئی ہو ویسی مفید اور کار آمد نہیں ہو سکتی جیسا اس کی وہ تصنیف جو اس کے کہنہ مشق ہونے کے بعد شایع ہو۔

پس

اس پہلو کے لحاظ سے بھی ہمیں فخر اور ناز ہے کہ جس مصنف کی کتاب پر ہم ریویو لکھ رہے ہیں وہ اس فن تصنیف اور خصوصیت کے ساتھ مذہبی لٹریچر اور مذہبی لٹریچر میں سے بھی فن مناظرہ میں اہل عصر میں سرمایہ ناز سمجھا گیا ہے اور پھر فن مناظرہ میں سے اہل وید کے ساتھ مناظرہ کرنے میں بھی قابل قدر نگاہون سے دیکھا گیا ہے جیسا کہ ہم ابھی بتائیں گے۔ چنانچہ فاضل مصنف مندرجہ حاشیہ کتابون کا مصنف ہے۔

۱۔ فصل الخطاب (امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے کے متعلق) ۲۔ فصل الخطاب لمقدمۃ اہل الکتاب دو جلد ۳۔ ایک عیسائی کے تین سوالوں کا جواب ۴۔ تصدیق براہین احمدیہ ۵۔ رد تناسخ۔	انمیں سے پہلی کتاب فصل الخطاب ایک عظیم الشان مختلف فیہ مسئلہ پر ہے یعنے کیا امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنی

چاہیے یا نہیں۔ علامہ موصوف نے اس کتاب کو جس قابلیت کے ساتھ لکھا ہے اس کا پتہ اس کے پڑھنے سے لگ سکتا ہے۔

دوسری کتاب جو اسی نام سے لکھی گئی ہے یہ دو ضخیم جلدون میں ہے۔ اس میں عیسائیون کے قریباً تمام بڑے بڑے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے جو وہ اسلام پر کرتے ہیں اور جن پر ان کے مشنریون اور مناظرون کو بہت بڑا ناز رہا ہے ان اعتراضون کا جواب دیتے وقت علامہ موصوف نے دو پہلو اختیار کئے ہیں۔ پہلے الزامی جواب دیئے ہیں اور پھر تحقیقی جوابات بڑے مفصل و مسکت لکھے ہیں

ہمیں فصل الخطاب پر ریویو اسوقت مد نظر نہیں اس لئے ہم اسے چھوڑتے ہیں۔ یہ کتاب غالباً پندرہ سولہ سال سے لکھی ہوئی ہے لیکن آج تک ہم فخر کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اس کا جواب عیسائی مشن کیطرف سے نہیں ہو سکا۔

تیسری کتاب بجائے خود کوئی مستقل کتاب نہیں بلکہ یہ ایک مضمون ہے جو اس کے نام ہی سے ظاہر ہے۔ ایک عیسائی اسلام پر تین اعتراض کئے تھے اور وہ اعتراض قرآن شریف کی بنا پر تھے جو انجمن حمایت اسلام لاہور کے پاس بھیجے گئے تھے اس بات کا تو ہمیں علم نہیں کہ انجمن نے اور کسقدر اشخاص کے پاس یہ سوالات بغرض جواب بھیجے لیکن یہ ہم جانتے ہیں کہ انجمن نے جو رسالہ اس نام سے آخر طبع کیا اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت حکیم الامۃ مصنف نور الدین اور مولوی غلام نبی صاحب امرتسری کے تین مضمون جدا جدا ان سوالات پر شایع ہوئے ہیں۔ ان جوابات کی وقعت کا اس سے پتہ لگ سکتا ہے کہ وہ صوبہ پنجاب کی مسلمانون کی ریپریزنٹیٹو انجمن کی طرف سے شایع ہوئے ہیں اور انجمن کی درخواست پر لکھے گئے ہیں۔

چوتھی کتاب آریون کے ساتھ قول فیصل ہے یہ کتاب آریہ مذہب کی مشہور و معروف مصنفین کی کتابون کے جو انہون نے رد اسلام میں بزعم خود لکھی ہیں مجموعی طور پر جواب میں لکھی گئی ہے اگرچہ تکذیب براہین احمدیہ ایک خاص کتاب خصوصیت کے ساتھ زیر نظر ہے جو آریہ سماج کے سرمایہ ناز مولف کی کتاب ہے۔

پانچوین کتاب تصدیق براہین احمدیہ جلد دوم کا ایک حصہ ہے جو ایک خاص مضمون تناسخ کی تردید میں ہے۔ تناسخ کے مسئلہ کی تردید کسی معمولی نظر کے آدمی کا کام نہیں کیونکہ بعض فلاسفرون کا بھی یہی مذہب تھا اس لئے ایک دقیق النظر اور وسیع الخیال فلسفی متکلم کا کام ہو سکتا ہے پھر جس خوبی سے یہ رسالہ لکھا گیا ہے وہ یہ ہے کہ تمام جوابات قرآن کریم سے دیئے ہیں جس سے قرآن کریم کی شان عظیم کو ظاہر کرنا مقصود ہے۔

غرض

جو شخص **قوم** اور **ملک** میں **مذہبی لٹریچر** میں لکھنے کا مسلم مشار الیہ ثابت ہو چکا ہو اور مذہبی لٹریچر میں سے بھی **مناظرہ** کی شاخ میں خصوصیت کی نگاہون سے دیکھا جاتا ہو اور **آریہ سماج** کے ساتھ اس کی **فیصلہ کن تحریرین** شایع ہو چکی ہون وہ بدرجہ اولیٰ حق رکھتا ہے کہ **آریہ سماج** کی کسی شایع کردہ کتاب کا جواب لکھے۔ پس **نور الدین** اسی **قلم اور دماغ کا نتیجہ ہے**۔

ایک اور بات لکھ کر ہم اس حصہ ریویو کو ختم کرتے ہیں کہ یہ بات بھی کوئی مخفی امر نہیں کہ نور الدین کا مصنف ایک بیش قیمت کتب خانہ اپنے پاس رکھتا ہے۔ جس میں ہر علم و فن پر نادر و نادر کتابیں موجود ہیں۔ اب ہم چوتھے نمبر میں نور الدین کے مصنف کا اپنا ریویو اپنی کتاب پر انشاء اللہ العزیز دیں گے۔ (باقی چوتھے نمبر میں)

ایک افسوسناک خبر

ذیل میں تالیف و اشاعت سے ایک مضمون درج کرتے ہیں جو ضرورت امام کے مضمون کو صاف کر رہا ہے اس پر ہم پھر رائے لکھیں گے (ایڈیٹر)

سودا وا پس یا عطا شما بہ لقائے شما

مدت ہوئی کہ فرقہ محدثین نے فرقہ حنفیہ پر یہ الزام لگایا تھا کہ حنفی لوگون نے اپنے اجتہادات کو دین بنایا ہوا ہے اور اصل مذہب اسلام جو ہی تو احادیث میں رچا ہوا ہے۔ اور وہابی کہا کرتے تھے کہ قرآن شریف سے حدیث مقدم ہے کیونکہ قرآن مختصر مجمل متن ہے اور احادیث اس کی مفصل شرح ہے اس خیال سے میں نے کتب احادیث کا ایک انبار خرید لیا۔

مگر اب مولوی عبد اللہ صاحب چکڑالوی کا رسالہ اشاعۃ القرآن نمبر فلان جلد فلان بابت ماہ فلان دیکھا تو جو کچھ اس رسالہ میں بخاری شریف اور مسلم شریف وغیرہ کتب احادیث کی نسبت لکھا ہے اس کو دیکھکر تو فوراً دل میں خیال گذرتا ہے کہ دنیا میں جسقدر نسخے کتب احادیث کے ہیں سب کے سب دریا برد کئے جائیں۔ مگر چونکہ نہ تو مجھ سے سب نسخے مل سکتے ہیں اور نہ میرے مقدور میں ہے اور صرف اپنے خرید کردہ نسخے تلف کر دینا بھی کوئی فائدہ نہیں ہے اس لئے فرقہ اہلحدیث کی خدمت میں عرض ہے کہ یا تو مولوی عبد اللہ صاحب چکڑالوی کے ان اعتراضات کا معقول جواب دیں اور یا میں کتب فروشون اور محدثون نے کتب احادیث کے خریدنے میں میرا روپیہ تلف کرایا ہے اپنی کتابیں واپس لے لیں اور میرا روپیہ مجھے واپس دیدیں ان احادیث کو پڑھ کر بجز آنحضرت صلے اللہ پر بدظنی کے اور کچھ فائدہ نہیں ہے۔ اگر ایک مہینے تک جواب نہ آیا تو میں وہ سب کتابیں بذریعہ ویلیو پے ایبل تاجرون کو واپس بھیجکر اپنا روپیہ وصول کرلونگا۔ اگر کسی تاجر نے وی پی واپس کی تو پھر بذریعہ عدالت روپیہ لیلونگا۔ خود ساختہ زید بکر کی باتون کو آن حضرت کی طرف منسوب کرکے دھوکہ دیکر ناحق لوگونکا روپیہ محدثین ضائع کراتے ہیں عجیب انصاف ہے۔

راقم ایک حنفی وہابی

مسلمانونکی فلاح عصر جدید اور مشاہیر عصر

اس عنوان کے نیچے ہم حافظ نذیر احمد خان اور مولانا شبلی کی رائے پر ریمارک کر چکے ہین۔ آج مولوی حبیب الرحمن صاحب رئیس بہیکن پور کی رائے کی توزین کرتے ہین۔

چنانچہ مولوی حبیب الرحمن صاحب لکہتے ہین "کسی قوم کے شائستہ بنانیکی صرف ایک تدبیر ہے اور وہی مسلمانون کے واسطے ہی۔ کفایت شعاری اور سنجیدگی بہی شائستگی کا ایک جزو ہے۔ لہذا وہی علاج ان کے لئے کارگر ہوگا۔ وہ تدبیر یہ ہے۔ کہ کچہ لوگ اپنی زندگی کو سچے دل سے اس کام کی نذر کر دین اپنی آسائش ذاتی نفع کو اس پر سے قربان کر دین۔ شب و روز اسی دہن مین رہین زبان سے۔ قلم سے۔ نظر سے غرض ان تمام وسائل سے کام لین جو اُن کا شوق بجہائے بدون اس کے تمام تدابیر ادہوری ہونگی"

اس پر عصر جدید مندرجہ ذیل ریمارک کرتا ہی۔

یہ رائے نہایت متین ہے اور خلاصہ یہ ہے کہ کام کرنیوالے آدمی پیدا کرو اور یہ سب سے زیادہ ضرور اصلاح ہے اور خوشی کی بات ہی کہ کام کرنیوالون کا گروہ چند روز سے بڑہتا جاتا ہی۔

ہمکو اس معاملہ مین شروانی صاحب سے کسقدر اختلاف ہی کہ کسقدر کفایت شعاری اور سنجیدگی شائستگی کا جزو ہے کیونکہ عرفی معنے مین تہذیب اسراف اور اوچہا پن اور فن دروغ گوئی یا فن اشتہار مین ترقی ہوتی ہے اسی وجہ سے ایک ہوشیار یورپین فلاسفر نے حال مین ایک مضمون لکہا تہا۔ اور اسمین بتایا تہا کہ کچہ عرصہ کے بعد ایشیا کی محنتی قومین جیسے چینی و جاپانی و ہندو اہل یورپ کو زک دیکر میدان تمدن سے ہٹا دینگی۔ وجہ اس نے یہ بتائی تہی کہ یورپ مین بوجہ شائستگی ضروریات زندگی بڑہتی جاتی ہین اور اس لئے مزدوری بہی زیادہ ہے۔ یہ قومین چونکہ مزدوری کم رکہتی ہین اور کفایت شعار ہین لہذا یورپ کی تجارت کو انجام کار پامال کر دینگی مجہے اندیشہ ہے کہ تہذیب کی .... یہ رو اگر اسیطرح ترقی کرتی گئی تو مسلمان اس دور اندیش فلسفی کی پیشگوئی سے فائدہ نہ اوٹہا سکین گے۔ بلکہ بوجہ اپنے اسراف اور بے اعتدالی کے دونون تہذیبون کے بیچ مین کچلے جائینگے۔ فقط

ہمارا ریمارک ہماری سمجہ مین نہین آتا کہ یہ لوگ جو مسلمانون کو ایک شائستہ متین اور کفایت شعار قوم بنانا چاہتے ہین اس کے لئے ایسی تجویزین کیون پیش کرتے ہین جنہین قرآن کریم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے **اسوہ حسنہ** کا ذکر تک بہی نہ ہو۔ کیا اس سے یہ غرض ہی کہ مسلمان ان کو چہوڑکر کوئی ترقی کر سکین گے۔ ہم کہتے ہین کہ اس سے پہلے کہ تم ان کو کفایت شعار بنانیکی فکر کرو بہتر ہے کہ پہلے مسلمانون کو مسلمان بنالو۔ ایک مسلمان بنانا ہی ساری ترقیوں اور شائستگیون اور اخلاقی خوبیون کا مجموعہ ان مین پیدا کر دیتا ہی لیکن اگر مسلمان مسلمان ہی نہ رہین گے تو پہر خواہ کچہ ہی ہو کوئی فائدہ ان تجاویز سے نہین پیدا ہوگا۔

مولوی حبیب الرحمن صاحب کی یہ رائے کہ کچہ آدمی سچے دل سے اپنی زندگی کو اس کام کی نذر کرین جہانتک الفاظ کا تعلق ہے خوش کن ہو سکتی ہی۔ اگر ہر ایک شخص اللہ تعالےٰ کے فضل اور تائید کے بدون اپنی زندگی دوسرون کی فائدہ کیلئے وقف کر سکتا ہو پہر اللہ تعالیٰ نے جو مامورین و مرسلین کا سلسلہ ہمیشہ سے جاری رکہا ہی وہ بے ضرورت ثابت ہو جائیگا۔ کوئی شخص حقیقی سوز و گداز ملک اور قوم کی خدمت کیلئے اُنکی حقیقی بہی خواہی کیواسطے نہین رکہہ سکتا جبتک وہ اس منصب پر مامور نہو۔ اور اگر کوئی شخص اپنی تجویز اور خیال پر جب نام کو اپنا معبود بناکر اٹہے بہی تو اسکا وجود ملک اور قوم کے لئے نافع ثابت نہین ہوگا۔ پس اس امر کو کبہی بہولنا نہین چاہیے کہ مسلمانون کی بہبودی اور بہتری اسی مین ہی کہ ان کو مسلمان بنایا جاوے اور اسلام ان کی رگ و ریشہ مین عملی رنگ سے پیدا ہو۔ پہر ناممکن ہی کہ مسلمان ترقی نہ کرین یا مسلمان اعلےٰ درجہ کے کفایت شعار اور متین نہ بن جاوین۔ ایک شخص جب ایمانی اور اعتقادی طور پر مبذرین کو اخوان الشیاطین سمجہیگا تو پہر ناممکن ہی کہ وہ عملی طور پر خود اس بلا مین مبتلا ہونا چاہے وہ شخص جو سچا مسلم بلیٰ من اسلم وجهه لله وهو محسن کے ماتحت ہوتا ہی۔ ناممکن ہی کہ وہ بنی نوع کی ہمدردی اور شفقت علے خلق اللہ کو اپنا اصول قرار نہ دے اور مومن کہلاکر والذین هم عن اللغو معرضون کا وصف اپنے اندر پیدا کرنیکی سعی نہو۔

اس مین کوئی کلام نہین کہ مسلمانون مین اسلام کی روح نفخ کرنیکے واسطے ایک ایسے شخص کی ضرورت ہی جو انبیاء علیہم السلام کے نقش قدم پر آئے اپنی تجویز دل اور انسانی منصوبون سے زبان کی چالاکیون یا قلم کی تیزیون سے وہ اس منصب پر مامور نہ ہو بلکہ اللہ تعالےٰ اسے مامور کرے تا روح القدس سے اسکی تائید ہو اور ایک کامل اطمینان اور استقلال اسکو دیا جاوے اور کوئی امر اس کے لئے پشت شکن اور تہکا دینے والا ثابت نہو اس خدا شناسی اور خدا پرستی کے دور اور لامذہبی کے زمانہ مین ہمارا ایسا کہنا ایک دیوانہ کی بڑ سے زیادہ وقعت نہ رکہیگا ہم اسے خوب سمجہتے ہین مگر سچ یہی ہے کہ مسلمانون کی فلاح اور اصلاح کی اگر کوئی تدبیر ہے تو یہی ہے اس کے سوا ناممکن ہے **مسلمانونکی اصلاح**۔

اور ہم یہ بشارت دیتے ہین کہ خدا تعالےٰ نے اس وقت جو مین ضرورت کا وقت تہا محض اپنے فضل سے اس گرتی ہوئی شکستہ قوم کے سنبہالنے اور آگے کیلئے ایک مامور بہیجدیا ہی جو قوم مین دینی صلاحیت اور تقویٰ پیدا کرنا چاہتا ہی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا خاص منشاء اور مقصد تہا۔ وہ اسی سلسلہ منہاج نبوت پر آیا ہی اور اسی رنگ اور شان سے اصلاح قوم کی فکر کر رہا ہی اگر قوم اس کی بات سنے اور اس کے ساتہ ہو جاوے تو ہم یقیناً کہتے ہین کہ وہ کامیاب ہو جائیگی اور ہمارا ہمعصر عصر جدید مسلمانون مین جس قوت اور روح کے نفخ ہونے کی آرزو کرتا ہے وہ انمین پیدا ہو جائیگی لیکن بغیر اس کے .... دامن سے وابستہ ہوئے اگر کوئی شخص قومی اصلاح اور فلاح کا مدعی ہو تو ہم دعوے سے کہتے ہین وہ کامیاب نہین ہو سکتا کیونکہ یہ ریفارمر (مصلح) خدا تعالےٰ سے تائید یافتہ ہوکر اس کام کے لئے مبعوث ہوا ہے اور اس نے وہی طریق اختیار کیا ہی جو کامیابی کا سچا ذریعہ ہی۔ مسلمانون کو قرآن کریم کی ہدایتون پر عمل کرانا چاہتا ہے اور اسی کو فلاح کا ذریعہ قرار دیتا ہی۔ جو حقیقت ہے پہر قرآن کریم اور اسلام کو چہوڑکر کوئی تجویز قوم کی بہتری اور بہلائی کا ذریعہ ہی کبہی نہین۔ کاش مسلمان سمجہین سوچین اور پہر عمل کرین۔

جنگ روس و جاپانکی خبرین

جاپانیونکا نقصان۔ روسیون کا ایک گروہ ماجود النی سے چیفو مین آیا ہی رپورٹ کرتا ہے کہ جاپانی جنگی جہاز شکیشا اور فوجی ۱۶۔ ماہ حال کو پورٹ آرتہر مین ڈوب گئے تہے۔ مگر یہ کہانی من گہڑت معلوم ہوتی ہے۔

امیر البحر ٹوگو رپورٹ کرتا ہے کہ ۱۵۔ ماہ حال کو جہاز کساگی کروزر یشینو کے ساتہ ٹکرایا۔ اور موخر الذکر جہاز ۲۰ منٹ کی اندر غرقاب ہوگیا صرف ۹۰ اہل جہاز بچے۔ اسی روز جنگی جہاز ہستوسی ایک روسی سرنگ کی ساتہ ٹکراکر ڈوب گیا۔ ۳۰۰ آدمی بچ رہے +

امیر البحر ٹوگو کی ایک بعد کی تار خبر مظہر ہے کہ ہشوسی پورٹ آرتہر کے بیڑے نوجون کو اُترتے ہوئے دیکہہ رہا تہا کہ بندرگاہ سے دس بحری میل کے فاصلہ پر جنوب مشرق ایک سرنگ کی ساتہ ٹکرایا۔ اس نے امداد کیلئے اشارہ کیا۔ مگر فوراً ہی ایک اور سرنگ کی ساتہ ٹکراکر نصف گہنٹہ کے اندر غرقاب ہوگیا +

سینٹ پیٹرز برگ مین بیان کیا جاتا ہے کہ جہاز پیٹرو پوسنگ کی ڈوبنے کے بعد ایک تارپیڈو کشتی نے جاپانیون کو دیکہہ بہال کرنے کی زمین پر سرنگین لگا دین +

(لنڈن ۲۰ مئی) امیر البحر ٹوگو رپورٹ کرتا ہے کہ یہ ایک پرمعنی امر ہے۔ کہ جہاز ہشوسی کی غرقاب ہونے کے بعد سولہ روسی تارپیڈو ڈسٹرائر کر بندرگاہ سے باہر آئے۔ مگر جاپانی کروزرون نے انہین پسپا کر دیا۔ امیر البحر شیبہ جو جہاز ہشوسی پر تہا بچ گیا ہے۔ ۲۷ افسر اور وارنٹ افسر دو ضائع شدہ جہازون میں ہلاک ہو گئے۔

(بعد کی خبر) جاپانی جنگی جہاز ہشوسی پر کل تعداد آدمیونکی ۷۴۱ اور شیشنو پر ۲۹۰ تہی۔ اخبارات مذکورہ بالا دو جہازون کے ڈوبنے پر اظہار ہمدردی و افسوس کر رہے ہین

جاپانیون کی پسپائی۔ جاپانیون کی واپسی جنگ ہنگ کی تشریح ابہی تک نہین ہوئی نیوچوانگ کے ایک تار سے واضح ہوتا ہے کہ یہ پسپائی ایک شکست فاش کی باعث سے تہی۔ لیکن اسکی تصدیق روسی وسائل سے نہین ہوئی۔

نیوچوانگ:۔ روسی جنگی جہاز ابیگل ڈیہولی سے نیوچوانگ کو روانہ ہوگیا ہے۔

روسیونکا عظیم الشان نقصان:۔ خبر ہے کہ جاپانیون نے ۱۴ ماہ حال کو کنگ یا پر قبضہ کر لیا۔ سٹینڈرڈ کا نامہ نگار شنگہائی سے رقمطراز ہے کہ ایک لڑائی مین دو ہزار روسی ہلاک اور ... مجروح ہوئے۔

جزیرہ نمائے لیاوتنگ بمقام ... مین ایک نہایت سخت چہوٹی لڑائی ہوئی ہے دونون جانبین کا بہت سا نقصان ہوا ہے۔

ایک جاپانی سرکاری پیغام تار مظہر ہے کہ جاپانی رسالون نے کل ... پر اتر نا شروع کر دیا۔

کہلی بندرگاہین:۔ سینٹ پیٹرز برگ کا ایک تار مظہر ہے کہ تو قع ظاہر کیگئی ہی کہ روس عنقریب سائبیریا کی بندرگاہون کی جنمین ... بہی شامل ہے تجارت کیلئے کہلی ہونیکا اعلان کریگا +

مختلف خبرین

امپریل لائبریری کلکتہ۔ جس کا افتتاح لارڈ کرزن نے ۳۰ ماہ جنوری ۱۹۰۳ء کو کیا تہا۔ اوسکی پہلی سالانہ رپورٹ سے واضح ہوتا ہے کہ ۱۱ ماہ زیر رپورٹ مین ۱۲۱ مستقل ممبر پڑہنے والے تہے۔ اس عرصہ مین ۱۵۰۳ اشخاص برائے مطالعہ لائبریری مین داخل ہوئے۔

افغانستان مین ٹیکہ چیچک۔ (حیدرآباد ۲۰ مئی) ہر سال ٹیکہ لگانیکا مادہ کابل بہیجا جایا کریگا سردار اور انکی کنبون مین ٹیکہ کو ہمیشہ اچہا سمجہا جاتا ہے۔ کچہ مقدار امیر عبدالرحمان خان مرحوم کی عہد حکومت مین پنجاب میں جایا کرتی تہی۔ غفلت سے کچہ عرصہ تک نہین بہیجی گئی +

مردہ پایا گیا:۔ ۱۸ مئی کو جو پنجاب میل ... دہلی کو آرہی تہی۔ ... سٹیشن پر ایک یورپین مردہ ... درجہ کی گہری مین مردہ پایا گیا۔

www.aaiil.org

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷-

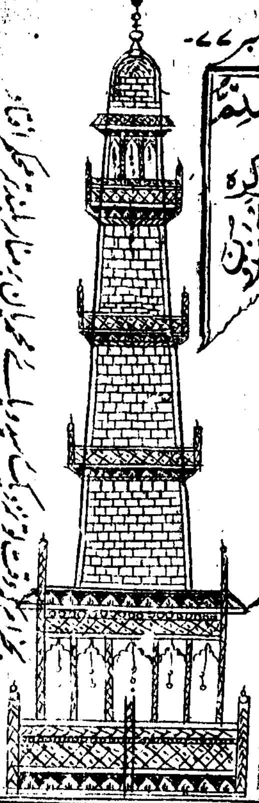

وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

مسیح موعود کی صلح کاری اور امان کا لوا

آج کی انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا ہے اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جسنے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرمایا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں ہے ہماری طرف سے امان اور صلحکاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے

مسیح موعود کا اعلان

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بہ دار قادیان بینی	دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

عوام سے	صہ
خواص و معاونین سے	عہ
ہندوستان سے باہر	ے
غیر مذاہب والوں سے	ے/۱۲
اپنی جماعت کے غیر مستطیع دستِ بیعت کرنے والے لوگوں سے	عہ/۱۲

نمبر ۱۸ — دارالامان قادیان مورخہ ۳۱ مئی سنہ ۱۹۰۴ء — جلد ۸

مدرسہ تعلیم الاسلام کو اس وقت خصوصیت کیا ضرورت درپیش ہے

ہمارے مقامی اخبارات میں شایع ہو چکا اور قوم پر مخفی نہیں ہے کہ ہمارے مدرسہ کو انسپکٹر نے دیکھا اور رائے بک میں لکھا کہ وہ اگست کے مہینے میں ایک وفعہ پھر ملاحظہ کریں گے اور بعض نقصوں کی تلافی ہو جانیکے بعد جو رائے بک میں انکی طرف سے لکھی گئی ہیں مدرسہ کی منظوری کے مسئلہ پر غور کریں گے منجملہ ان نقصوں کے جو صاحب انسپکٹر نے مدرسہ کے متعلق نکالے اور ان کی تلافی پر زور دیا ہے چند کمروں کا زیادہ کرنا ہے اور یہہ کہ ہر ایک استاد کے آگے ایک میز اور ایک کرسی ہونی چاہیے وقت بہت تھوڑا اور کام بہت ہے اور کام بھی درحقیقت تھوڑا ہے اگر قوم کیطرف سے کافی مدد جلد ملجائے۔ اور قابل غور یہ امر ہے کہ اگر مدد میں یا جلدی مدد کرنے میں سہل انکاری کیجائے تو کسقدر ضرر کا احتمال ہے۔

سردست پانسو روپے کی ضرورت ہے اور یہ رقم نئی اور زندہ قوم کی بلند ہمت اور وسعت حوصلہ کے نزدیک کچھ بھی نہیں۔ اگر ایسا ہو کہ سیالکوٹ کی جماعت ایکسو اور لاہور کی جماعت ایکسو اور کپور تھلہ کی جماعت کم از کم پچاس اور گوجرانوالہ کی جماعت پچاس اور حیدر آباد دکن کی جماعت ایک سو بہم پہونچا دیں اور اسیطرح دوسرے شہروں کی جماعت اپنی استطاعت کیموافق رقوم اکٹھی کریں تو بہت جلد عمدہ طور پر کام ہو جاتا ہے امید ہے کہ ہمارے مکرم معظم دوست اور خدا تعالی کے انعامات خاصہ کے مورد اصحاب جن کے اسمائے گرامی ذیل میں ثبت ہوئے ہیں خصوصاً اسطرف توجہ مبذول فرمائیں گے۔ اور بہت جلد اپنی عالی ہمتی کا ثبوت دینگے۔

شیخ رحمت اللہ۔ منشی تاج الدین صاحب۔ سید محمد حسین صاحب اسسٹنٹ سرجن۔ مرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن۔ حکیم محمد حسین صاحب قریشی شیخ نور محمد صاحب حکیم مالک کارخانہ ہمدم صحت۔ منشی محمد نواب خان صاحب تحصیلدار گجرات خواجہ جمال الدین صاحب ڈائرکٹر مدارس جموں خصوصاً منشی عبد العزیز صاحب ماسٹر بلیدیر ٹھ۔ محمد اسمٰعیل صاحب ملیشیا ٹیلر میرٹھ۔ شیخ عطا محمد صاحب سب اوورسیر ایبٹ آباد ہزارہ۔ شیخ نور احمد صاحب بلیدر ایبٹ آباد ہزارہ منشی عزیز بخش صاحب ریکارڈ کیپر ڈیرہ غازیخان بابو غلام محمد صاحب انسپکٹر ڈاکخانہ جات گلگت۔ اگر یہ بزرگ نامراد لمت معقول رقمیں عنایت کریں گے تو امید ہے اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی گدائی کا دامن زیادہ پہیلانیکی ضرورت نہیں پڑیگی۔

امید ہے کہ بہت سے اہل دل دوست جن کے اسماء اختصار کے لحاظ سے قلم بند نہیں ہو سکے خدا تعالی کی راہ میں قدم اٹھانے سے کوتاہی نہیں کریں گے۔

المعلن خاکسار عبد الکریم از قادیان

احباب کیخدمت میں ضروری گذارش

کچھ عرصہ ہوا کہ میاں احمد نور صاحب نور رفیقان حضرت مولانا مولوی عبد اللطیف صاحب شہید مرحوم کیلئے ایک مکان بنوانیکواسطے مخدومی و مکرمی حضرت مولوی عبد الکریم صاحب نے تحریک کی تھی اور اس امید پر کہ اس سلسلہ کا ہر ایک فرد مہاجرین مذکور کیلئے اس چہوٹی سی خدمت میں پوری سرگرمی اور جوش سے حصہ لیگا۔ اور جلدی رقم مطلوبہ پوری ہو جائیگی تعمیر مکان کا کام شروع بھی کر دیا گیا تھا۔ لیکن آجتک جو اس تحریک پر ایک ماہ سے زائد عرصہ گذر چکا ہے سوائے ان رقوم کے جنکا ذکر اس تحریک میں ہی کیا گیا تھا صرف صہ کی رقم جسمیں ہے/ عنایت مخدومی شیخ رحمت اللہ صاحب اور جناب شیخ عطا محمد صاحب اوورسیر ایبٹ آباد کا ہے۔ وصول ہوئی ہے جو بالکل ناکافی ہے۔ آگے چونکہ برسات کا موسم آتا ہے۔ اسلئے ضروری ہے کہ تعمیر کا کام جلدی پورا ہو جائے ورنہ جو روپیہ لگ چکا ہے اس کے بھی برباد ہونیکا اندیشہ ہے اسکئے اشد ضرورت ہے اس امر کی کہ ہر ایک صاحب جو اس کار خیر میں حصہ لینا چاہتے ہوں بہت جلدی جسقدر ہو سکے روپیہ بہیجکر اس کام کے سرانجام دینے میں مدد دیں اور رقم مطلوبہ کو جسکا اندازہ دو سو تک کیا گیا ہے پورا کر دیں اسمیں شک نہیں کہ اس سلسلہ میں آئے دن دینی کاموں کیلئے چندوں کی تحریک ہوتی رہتی ہے اور اب اسکے ساتھہ ہی میں خود ایک اور تحریک ہی کرتا ہوں لیکن یہ بہی سمجھ لینا چاہیے کہ دینی خدمت کا یہی وقت ہے جو صاحب توفیق رکھتے ہوں وہ ضرور اس کار خیر میں حصہ لیں۔

رقوم وصول شدہ حسب ذیل ہیں۔ شیخ رحمت اللہ عہ شیخ عطا محمد صاحب عہ۔ چندہ معرفت ماسٹر عبد الرحمن صاحب از قادیان ہے مفتی محمد صادق صاحب عہ مولوی شیر علی صاحب عہ میاں الہ دین صاحب عہ سید محمد علیشاہ صاحب علاوہ صہ چندہ کے ایک کوٹھی کی چھت کی لکڑی کا وعدہ فرمایا ہے۔

مولوی امام الدین مدرس گولیکی عہ بابو شاہ دین گوکڑہ عہ میاں خیر الدین ٹکارڈ و عبد العزیز سکوہات عہ منشی نذیر الدین بہاولپور صہ

۲۹ مئی سنہ ۱۹۰۴ء

www.aaiil.org

کلمات طیبات یا ملفوظات احمدؑ

(تتمہ ۱۷ مئی سنہ ۱۹۰۴ء صفحہ ۳)

رویت کا انکار کرنا کتنا بڑا ظلم ہے ہزاروں ہزار نشان خدا تعالیٰ نے اپنے بندہ کی تصدیق کے لئے ظاہر کئے اور ان کے دیکھنے والے موجود ہیں مگر افسوس کی بات ہے کہ ان کو رد کر دیا جاتا ہے اور جدید نشانوں کی خواہش کیجاتی ہے اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ وہ اور نشانات دکھلادے لیکن سنت اللہ اسیطرح پر جاری ہے کہ ایسے اقتراح کرنیوالے اور اپنے ایمان کو مشروط کرنیوالے ٹھوکر کھا جاتے ہیں۔ پچھلے نشانوں کو ترک کر کے آئیندہ کیلئے سوال کرنا آیات اللہ کی بیحرمتی اور خدا تعالیٰ کے حضور بے ادبی ہے اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ لئن شکرتم لازیدنکم اگر تم میری نعمت کا شکر کروگے تو میں اسے بڑھاونگا اور یہ فرمایا ولئن کفرتم ان عذابی لشدید اور اگر انکار اور کفر کروگے تو میرا عذاب بہت سخت ہے۔ اب بتاؤ کہ ان آیات الٰہی کی تکذیب اور ان کو چھوڑ کر جدید کی طلب اور اقتراح یہ عذاب الٰہی کو مانگنا ہے یا کیا؟

دیکھو!

میں سچ کہتا ہوں کہ تم خدا تعالیٰ کی آیات کی بے ادبی مت کرو۔ اور انہیں حقیر نہ سمجھو کہ یہ محرومی کے نشان ہیں اور خدا تعالیٰ اسکو پسند نہیں کرتا۔ ابھی کل کی بات ہے کہ لیکھرام خدا تعالیٰ کے ایک عظیم الشان نشان کے موافق مارا گیا۔ کروڑوں آدمی اس پیشگوئی کے گواہ ہیں خود لیکھرام نے اسے شہرت دی، وہ جہاں جاتا اسے بیان کرتا .... یہ نشان اسلام کی سچائی کیلئے اس نے خود مانگا تھا اور اس کو سچے اور جھوٹے مذہب کیلئے بطور معیار قائم کیا تھا آخر وہ خود اسلام کی سچائی اور میری سچائی پر اپنے خون کی شہادت دیگیا والا تھا۔ اس نشان کو جھٹلانا اور اسکی پرواہ نہ کرنا یہ کس قدر بے انصافی اور ظلم ہے۔ پھر ایسے کھلے کھلے نشان کا انکار کرنا تو خود لیکھرام بننا ہے اور کیا۔

مجھے بہت ہی افسوس ہوتا ہے کہ جس حال میں خدا تعالیٰ نے ایسا فضل کیا ہے کہ اس نے ہر قوم کے متعلق نشانات دکھائے جلالی اور جمالی ہر قسم کے نشان دیئے گئے پھر ان کو ردی کیطرح پھینک دینا یہ تو بڑی ہی بدبختی اور اللہ تعالیٰ کے غضب کا مورد بننا ہے۔ جو آیات اللہ کی پرواہ نہیں کرتا وہ یاد رکھے اللہ تعالیٰ بھی اسکی پرواہ نہیں کرتا۔

خدا تعالیٰ کیطرف سے جو نشان ظاہر ہوتے ہیں وہ ایسے ہوتے ہیں کہ ایک عقلمند خدا ترس ان کو شناخت کر لیتا ہے اور ان سے فائدہ اٹھاتا ہے لیکن جو فراست نہیں رکھتا اور خدا کے خوف کو مدنظر رکھکر اس پر غور نہیں کرتا وہ محروم رہ جاتا ہے کیونکہ وہ یہ چاہتا ہے کہ دنیا دنیا ہی نہ رہے اور ایمان کی وہ کیفیت جو ایمان کے اندر موجود ہے نہ رہے۔ ایسا خدا تعالیٰ کبھی نہیں کرتا اگر ایسا ہوتا تو پھر دیوں کو کیا ضرورت پڑی تھی کہ وہ حضرت مسیح کا انکار کرتے۔ موسیٰ علیہ السلام کا انکار کیوں ہوتا اور پھر سب سے بڑھکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسقدر تکالیف کیوں برداشت کرنی پڑتیں۔ خدا تعالیٰ کی یہ عادت ہی نہیں کہ وہ ایسے نشان ظاہر کرے جو ایمان بالغیب ہی اٹھ جاوے۔ ایک جاہل وحشی سنت اللہ سے ناواقف تو اسی چیز کو معجزہ اور نشان کہتا ہے جو ایمان بالغیب کی حد سے نکل جاوے۔ مگر خدا تعالیٰ ایسا کبھی نہیں کرتا۔ ہماری جماعت کیلئے اللہ تعالیٰ نے کمی نہیں کی کوئی شخص کسی کے سامنے کبھی شرمندہ نہیں ہو سکتا جسقدر لوگ اس سلسلے میں داخل ہیں ان میں سے ایک بھی نہیں جو یہ کہہ سکے کہ میں نے کوئی نشان نہیں دیکھا۔

براہین احمدیہ کو پڑھو اور اس پر غور کرو اس زمانہ کی ساری خبریں اس میں موجود ہیں۔ دوستوں کے متعلق بھی ہیں اور دشمنوں کے متعلق بھی۔

اب کیا یہ انسانی طاقت کے اندر ہے کہ تیس برس پہلے جب ایک سلسلہ کا نام و نشان بھی نہیں اور خود اپنی زندگی کا بھی پتہ نہیں ہو سکتا کہ میں اسقدر عرصہ تک رہوں گا یا نہیں، ایسی عظیم الشان خبریں دے اور پھر وہ پوری ہو جائیں نہ ایک نہ دو بلکہ ساری کی ساری۔ **براہین احمدیہ** احمدیہ لوگوں کے گھروں میں ہے عیسائیوں۔ آریوں اور گورنمنٹ تک کے پاس موجود ہے اور اگر خدا کا خوف اور سچ کی تلاش ہے تو میں کہتا ہوں کہ **براہین** کے نشانات پر ہی فیصلہ کرلو دیکھو اس وقت جب کوئی مجھے نہیں جانتا تھا اور کوئی یہاں آتا بھی نہیں تھا ایک آدمی بھی میرے ساتھ نہ تھا۔ اس جماعت کی جو یہاں موجود ہے خبر دی اگر یہ پیشگوئی خیالی اور فرضی تھی تو پھر آج یہاں اتنی بڑی جماعت کیوں ہے اور جس شخص کو قادیان سے باہر ایک بھی نہیں جانتا تھا اور جس کے متعلق براہین میں کہا گیا تھا فحان ان تعان وتعرف بین الناس آج کیا وجہ ہے کہ وہ ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ عرب شام مصر سے نکل کر یورپ اور امریکہ تک دنیا اس کو شناخت کرتی ہے۔

اگر یہ خدا کا کلام نہیں تھا اور خدا کے منشاء کے خلاف ایک مفتری کا منصوبہ تھا تو خدا نے اسکی مدد کیوں کی اور کیوں اس کے لئے ایسے سامان اور اسباب پیدا کر دیئے۔

کیا یہ سب میں نے خود بنا لیئے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ اسیطرح پر کسی مفتری کی تائید کیا کرتا ہے۔ تو پھر راستبازوں کی سچائی کا معیار کیا ہے؟ تم خود ہی اس کا جواب دو۔

سورج اور چاند کو رمضان میں گرہن لگا۔ کیا یہ میری اپنی طاقت میں تھا کہ میں اپنے وقت میں کرا لیتا اور جسطرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سچے **مہدی** کا نشان قرار دیا تھا اور خدا تعالیٰ نے اس .... نشان کو میرے دعوے کے وقت پورا کر دیا۔ اگر میں اس کی طرف سے نہیں تھا تو کیا خدا تعالیٰ نے خود دنیا کو گمراہ کیا؟۔ اس کا سوچ کر جواب دینا چاہیئے کہ میرے انکار کا اثر کہاں تک پڑتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب اور پھر خدا تعالیٰ کی تکذیب لازم آتی ہے۔ اسیطرح پر اسقدر نشانات ہیں کہ ان کی تعداد دو چار نہیں بلکہ ہزاروں لاکھوں تک ہے تم کس کس کا انکار کرتے جاؤ گے۔ اسی براہین میں یہ بھی لکھا ہے۔

یاتون من کل فج عمیق اب تم خود آئے ہو۔ تم نے ایک نشان پورا کیا ہے اسکا بھی انکار کرو۔ اگر اس نشان کو جو تم نے اپنے آنے سے پورا کیا ہے مٹا سکتے ہو تو مٹاؤ۔ میں پھر کہتا ہوں کہ دیکھو آیات اللہ کی تکذیب اچھی نہیں ہوتی اس سے خدا تعالیٰ کا غضب بھڑکتا ہے۔ میرے دل میں جو کچھ تھا میں نے کہہ دیا ہے اب ماننا نہ ماننا تمہارا اختیار ہے۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں صادق ہوں اور اسی کیطرف سے آیا ہوں

۲۹ اپریل سنہ ۱۹۰۴ء کی شام

ایک شخص نو مسلم جو کہ مالوں کے خیالات کا متبع آیا ہوا تھا اس نے نشان دیکھنا چاہا حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے سوال کو طریق ادب و طلب کے خلاف پاکر اسے حکم دیا تھا کہ تم واپس چلے جاؤ اس پر اس نے ایک معافی نامہ پیش کیا۔ اس پر حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا۔

یہ بات محض اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے کہ کوئی بات کسی کو سمجھا دے۔ لیکن اسے سمجھ دیتا ہے جو ادب کے طریق پر سچا طالب ہوکر تلاش کرتا ہے **الطریقۃ کلہا ادب** خدا تعالیٰ کا یہ سچا وعدہ ہے کہ جو شخص صدق دل اور نیک نیتی کے ساتھ اس کی راہ کی تلاش کرتے ہیں وہ ان پر ہدایت و معرفت کی راہیں کھول دیتا ہے جیسا کہ اس نے خود فرمایا ہے والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ یعنے جو لوگ ہم میں ہوکر مجاہدہ کرتے ہیں ہم ان پر اپنی راہیں کھولدیتے ہیں ہم میں ہوکر سے یہ مراد ہے کہ محض اخلاص اور نیک نیتی کی بنا پر خدا جوئی اپنا مقصد رکھکر لیکن اگر کوئی استہزاء اور ٹھٹھے کے طریق پر آزمائش کرتا ہے وہ بدنصیب محروم رہ جاتا ہے۔

پس اسی پاک اصول کی بنا پر اگر تم سچے دل سے کوشش کرو۔ اور دعا کرتے رہو تو وہ **غفور الرحیم** ہے۔ لیکن اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی پرواہ نہیں کرتا وہ بے نیاز ہے۔

دنیا فنا کا مقام ہے اسلئے ضروری ہے کہ انسان اس فانی مقام پر دلدادہ نہو بلکہ آخرت کی فکر کرے جو ابدی ہے۔ اور یہ اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایمان لاوے اور اسکی مرضی کو مقدم کرکے اس پر چلے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی مرضی کو مقدم نہیں کرتا اور اس پر نہیں چلتا تو پھر اللہ تعالیٰ اسکی کوئی پرواہ نہیں کرتا جیسے ہزاروں لاکھوں کیڑے مرجاتے ہیں یہ بھی مرجاتا ہے اور اس کا کوئی خیال نہیں ہوتا۔ لیکن جو شخص اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی کرتا ہے اور دعاؤں سے کام لیتا ہے اور تھکتا نہیں تو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے اس پر اپنی راہ کے دروازے کھول دیتا ہے یہی اصول یہاں بھی ہے۔

کیونکہ مجھے اس خدا نے مامور کر کے بھیجا ہے

پس اگر کوئی یہاں آتا ہے اسلئے کہ وہ شعبدہ بازی دیکھے اور پھونک مار کر ولی بنا دیا جاوے تو ہم صاف کہتے ہیں کہ ہم پھونک مار کر **ولی نہیں** بناتے۔ جو شخص جلد بازی سے کام لیتا ہے وہ خدا تعالیٰ کو آزماتا ہے خدا اسکی پرواہ نہیں کرتا تو پھر اسکی کیا پرواہ۔ اتنا ہی نہیں سمجھ لینا چاہیئے کہ خدا غفور الرحیم ہے بلکہ اس کے ساتھ یہ بھی ماننا چاہیئے کہ وہ غنی بھی ہے۔ اگر ساری دنیا متقی قلب لیکر آوے تو اسکی الوہیت کی شان ایک ذرہ بھی بڑھ نہ جاویگی اور اگر متقی نہو تو اس کا کچھ کم نہ ہوگا اس لئے طالب صادق کا پہلا کام یہ ہونا چاہیئے کہ وہ یہ سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات غنی بے نیاز ہے اسکو حاجت اس امر کی نہیں کہ میں اسکی طرف رجوع کروں بلکہ مجھے حاجت اور ضرورت ہے کہ اسکی طرف رجوع کروں اور اس کے آستانہ الوہیت پر گروں جب انسان یہ سمجھ لیتا ہے کہ خدا کو میری حاجت نہیں مجھے خدا کی حاجت ہے، تو اس میں ایک طلب صادق کا جوش پیدا ہوتا ہے اور وہ خدا کی طرف رجوع کرنے لگتا ہے پس اگر کوئی میرے پاس آتا ہے تو اسے یہی یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ میرا کام تو صرف پہونچا دینا ہے منوا دینا میرا کام نہیں۔ اگر کوئی اپنی بھلائی اور بہتری چاہتا ہے اور سمجھتا ہے کہ میں نے کہ ایکدن مرنا ہے اور خدا تعالیٰ کے حضور جانا ہے تو اس کا فرض ہونا چاہیئے کہ صبر اور صدق کے ساتھ اس راہ کو تلاش کرے اور گھبرا نہ لے

اور تھکتے نہیں - لیکن جب کوئی حد سے زیادہ شرارت کرتا ہے - اور اللہ تعالیٰ کی باتوں پر ہنسی کرتا اور انہیں ٹھٹھے میں اڑانا چاہتا ہے تو اس کا علاج اس نے اور رکھا ہوا ہے - اب بھی یہی ہو رہا ہے - اور ہونیوالا ہے - کتوں اور کیڑوں کی طرح لوگ مر رہے ہیں اور مرینگے -

دیکھو دس روپیہ کا مقدمہ بھی ہو تو انسان اپنی عقل پر بھروسہ نہیں کرتا بلکہ دوسروں سے مشورہ لیتا ہے اور انپر بھروسہ کرتا ہے پھر وکیل تلاش کرتا ہے وکیل بھی اعلیٰ درجہ کا پھر پیر حکام رس لوگوں کی تلاش کرتا اور ان کی خوشامد کرتا اور جائز و ناجائز وسائل کے استعمال سے بھی نہیں چوکتا - جب ایک تھوڑی سی متاع کیلئے وہ اسقدر جد و جہد اور کوشش کرتا ہے - پھر اسکو شرم کرنی چاہیئے کہ دین کیلئے اسکا دسواں حصہ بھی سعی نہیں کرتا اور چاہتا ہے کہ اسرار دین اسپر کھل جاویں اور وہ دم زدن میں ولی بنجاوے - چند منٹ کیلئے ایک شخص ہمارے پاس آ کر بیٹھتا ہے اور باہر نکل کر فتویٰ دیتا ہے کہ میں نے سب کچھ سمجھ لیا ہے - یہ سب کچھ دکانداری ہے - ہم ایسے فتووں اور ایسی راؤں کی کیا پرواہ کر سکتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ کی وحی اور الہام کے ساتھ ایسے روشن نشانوں اور دلائل کے ساتھ ہم مامور ہوئے ہیں - ایسے بے سر و پا راؤں اور فتووں کی کیا وقعت ہو سکتی ہے - ایسے فتوے دینے والوں کو مرنے کے بعد پتہ لگ جاویگا اور ان کے فتووں کی کیا حقیقت ہے؟ اسوقت سارے پردے اندھیرے اٹھ جاوینگے اور حقیقت کھل جاویگی میں دنیا کی حالت پر سخت تعجب اور افسوس کرتا ہوں کہ اگر کسی کو کسی بات کا خطرہ یا جذام کا اندیشہ ہو تو وہ طبیب تلاش کرتا ہے اور نسخہ پر نسخہ استعمال کرتا چلا جاتا ہے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ دنیا کی بیماری کیلئے تو یہ جد و جہد کیجاتی ہے پر اس کے مقابل میں دین کیلئے کوئی فکر اور کوشش نہیں کیجاتی - جو بیندہ یابندہ ایک عام مثل ہے مگر اس کیلئے یہ بھی تو ضروری ہے کہ جستجو تلاش اور طلب کا حق ہے وہ ادا کرے - یہ تو نہیں کہ ایک شخص آتا ہے اور پوچھتا ہے کہ مجھے کوئی نشان دکھا دو میں شام کو واپس جانا چاہتا ہوں - ایسی جلد بازی اور اقتراح خدا کو پسند نہیں ہے - دیکھو زمیندار کسقدر محنت کرتا ہے - راتوں کو اٹھ اٹھ کر سخت سے سخت زمین میں ہل چلاتا ہے پھر تخم ریزی کرتا ہے آبپاشی کرتا ہے اور حفاظت کرتا ہے تب جاکر کہیں پھل اٹھاتا ہے - یہ کوشش اور محنت دنیا کیلئے ...... تو ہے جو آج ہی کل ہو گی مگر دین کیلئے کچھ بھی نہیں - چونکہ نفس میں خباثت ہوتی ہے اور تلاش حق مطلوب نہیں ہوتی اس لئے جلد فیصلہ کر دیتا ہے کہ میں نے سمجھ لیا ہے - یہ بے انصافی اور ظلم نہیں تو کیا ہے؟ مگر یہ سچ ہے

وما ظلمونا ولکن کانوا انفسھم یظلمون

ایک شخص جو کنواں کھودنے لگا ہے وہ اگر دو چار ہاتھ کھود کر شکایت کرے کہ پانی نہیں نکلا تو کیا اس کو احمق نہ کہا جاویگا اور ملامت نہ ہوگی کہ ابھی تو اس حد تک پہونچا ہی نہیں جہاں پانی نکلتا ہے ابھی سے شکایت کرتا ہے یہ تو تیرا اپنا ہی قصور اور نادانی ہے - ہر ایک امر کیلئے ایک قانون قدرت اور وقت ہے خواہ وہ امر دینی ہو یا دنیوی - پھر دنیوی امور میں تو ان قوانین قدرت کو نگاہ رکھتے ہیں لیکن دینی امور میں اگر عقل ماری جاتی ہے اور جلدی کر کے ایک دم میں سب کچھ چاہتا ہے - یہ جلد باز اور شتاب کار لوگ جب خدا تعالیٰ کے ماموروں کے پاس جاتے ہیں تو وہاں بھی اس شتاب کاری سے کام لیتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ وہ ایک پھونک مار کر ان کو آسمان پر چڑھا دے - ایسے نشان مانگتے ہیں کہ ایمان ایمان ہی نہ رہے - اگر کوئی شخص چاند یا سورج پر ایمان لاوے تو بتاؤ اس کو اس ایمان سے کیا فائدہ اور ثواب ہوگا - ایمان تو یہ ہوتا ہے کہ من وجہ محجوب ہو اور من وجہ منکشف اگر ایمان کی حد سے بڑھ کر ہوتا تو پھر ثواب ہی نہ ملتا ثواب کا وعدہ اسی صورت میں ہے کہ عقلمند آدمی عقل صحیح سے کام لیکر قرائن قویہ کو پا کر سمجھ لیتا ہے کہ یہ حق ہے - لیکن اگر اس طریق کو چھوڑتا ہے تو وہ پھر کسی ثواب کا مستحق نہیں ہو سکتا کیونکہ اگر ایسا ہی حجاب اٹھ جاوے کہ آفتاب کیطرح ایک شے روشن ہو جاوے تو کون احمق ہوگا جو کہے کہ آفتاب نہیں اور دن چڑھا ہوا نہیں ہے - اگر ایسا انکشاف ہو تو پھر کافر اور مومن میں کیا فرق ہوا - مومن تو کہتے ہی اس کو ہیں جو من وجہ محجوب پر ایمان لاتا ہے - حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسی بات پر صدیق کہلائے -

پس قانون قدرت یہی ہے جو شخص جلد بازی کرتا ہے اور صبر اور استقلال کے ساتھ کوشش نہیں کرتا اور حسن ظن سے کام نہیں لیتا - وہ ہمارا کیا بگاڑیگا اپنی ہی شقاوت کا نشانہ ہوگا - اسکی ایسی ہی مثال ہے کہ ایک بیمار کسی طبیب کے پاس آوے اور طبیب اسکی مرض کی تشخیص کرنے کیلئے کہے کہ دو مہینے تک میرے پاس رہ کر علاج کرنا پڑیگا - مگر وہ کہے کہ نہیں دو مہینے تک تو میں رہ نہیں سکتا تم ابھی کوئی قطرہ ایسا دو کہ یہ ساری مرض جاتی رہے - ایسا جلد باز مریض کیا خاک فائدہ اٹھائیگا - وہ تو اپنا ہی نقصان کریگا - اسکے لئے قانون قدرت تو بدل نہیں جاویگا -

ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا

پس یہ بڑی بدبختی ہے کہ دنیا کے کاموں میں عقل سے کام لیتا ہے لیکن دین کے کاموں میں عقل کو بیکار اور معطل کر دیتا ہے - یہ خطرناک مرض ہے - اس کا علاج یہی ہے کہ کثرت سے استغفار کرتا رہے - نیک صحبت میں رہے اور دعاؤں میں لگا رہے اگر یہ نہیں کرتا تو وہ ہلاک ہو جاویگا - اللہ تعالیٰ اسکی کچھ بھی پرواہ نہیں کرتا لیکن جو صدق دل اور نیک نیتی کے ساتھ خدا کی طرف قدم اٹھاتا ہے اور اس راہ میں تھکتا اور گھبراتا نہیں دعاؤں میں لگا رہتا ہے - امید ہے کہ وہ ایک دن تو مقصود کو پالیگا

---

۸ مئی سنہ ۱۹۰۴ء

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام گورداسپور تھے ہمارے مکرم خلیفہ رجب الدین صاحب تاجر برنج لاہور بھی شرف نیاز کیلئے آئے ہوئے تھے خلیفہ صاحب ایک روشن خیال اور ذی فہم آدمی ہیں وہ لاہور کے حالات ذکر کرتے رہے کہ وہاں کے مسلمانوں کی عجیب حالت ہو رہی ہے ہر اتوار کو زیارتیں نکال کر باہر لیجاتے ہیں - اور اس فعل کو دفعیہ طاعون کیلئے کافی سمجھتے ہیں مسلمانوں کی اس حالت پر خلیفہ صاحب افسوس کرتے رہے اور اپنے مختلف حالات سناتے رہے - آخر آپ نے عرض کیا -

خلیفہ صاحب ! طاعون میں بعض مقامات پر ہمارے احباب مرتے ہیں اور لوگ اعتراض کرتے ہیں اس کا کیا جواب دیا جاوے

حضرت اقدس - اصل بات یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی مامور کو دنیا میں بھیجتا ہے تو سنت اللہ یہی ہے کہ تنبیہ کیلئے کوئی نہ کوئی عذاب بھی بھیجتا ہے اور یہ اسوقت ہوتا ہے جب اسکی مخالفت حد سے بڑھ جاتی ہے اور شوخی و شرارت میں اہل دنیا بہت ترقی کر جاتے ہیں - اور خدا تعالیٰ سے بکلی دور جا پڑتے ہیں وہ عذاب اگرچہ سرکش منکرین کیلئے ہوتا ہے - مگر سنت اللہ یہی ہے کہ مامور کے بعض متبعین بھی شہید ہو جاتے ہیں وہ عذاب اوروں کیلئے عذاب ہوتا ہے مگر ان کیلئے باعث شہادت - چنانچہ قرآن شریف صاف طور پر بتاتا ہے کہ کفار جو بار بار عذاب مانگتے ہیں اللہ تعالیٰ نے بتایا تھا کہ تمپر عذاب بصورت جنگ نازل ہوگا آخر جب وہ سلسلہ عذاب کا شروع ہوا اور کفار کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لڑائیاں ہوئی لگیں تو کون کہہ سکتا ہے کہ ان جنگوں میں صحابہ شہید نہیں ہوئے - حالانکہ مسلم بات ہے کہ وہ تو کفار پر عذاب تھا اور خاص ان کے ہی لئے آیا تھا - مگر صحابہ کو بھی چشم زخم پہونچا - اور بعض جو علم الٰہی میں مقدر تھے شہید ہو گئے - جن کی بابت خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا -

لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء عند ربھم یرزقون یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کئے جاویں انکو مردے مت کہو بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک زندہ ہیں اور اسی جگہ انکی نسبت فرمایا - فرحین بما اتٰھم اللہ -

اب بتاؤ کہ وہ جنگ ایک ہی قسم کا تھا لیکن وہ کفار کیلئے عذاب تھا مگر صحابہ کیلئے باعث شہادت اسیطرح اب بھی حالت ہے لیکن انجام کار دیکھنا چاہیئے کہ طاعون سے فائدہ کس کو رہتا ہے ہمکو یا ہمارے مخالفین کو اسوقت معلوم ہوگا کہ کون کم ہوئے اور کون بڑھے میں دیکھتا ہوں کہ ہماری جماعت خدا کے فضل سے غیر معمولی طور پر بڑھ رہی ہے اور اسکی وجہ طاعون ہی ہے بعض ایسے لوگوں کی درخواستیں بیعت کی آتی ہیں جو طاعون میں مبتلا ہو کر لکھتے ہیں کہ اسوقت مجھے طاعون ہوا ہے اگر زندہ رہا تو پھر آ کر بھی بیعت کر لونگا فی الحال تحریری کرتا ہوں - طاعون کے ذریعہ کئی ہزار آدمی اس سلسلہ میں شامل ہوئے ہیں -

خلیفہ صاحب - وہ جنگ تو اعلاء کلمۃ اللہ کیلئے تھا

حضرت اقدس - یہ طاعون بھی اعلاء کلمۃ اللہ کیلئے ہے - خدا تعالیٰ نے دو نشان مسیح موعود کی سچائی کیلئے زمینی اور آسمانی اور بہت سے نشانوں کے سوا مقرر کئے ہیں آسمانی نشان تو کسوف و خسوف کا تھا جو رمضان کے مہینے میں واقع ہو گیا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا دوسرا زمینی نشان طاعون کا تھا وہ بھی پورا ہو گیا - ابھی طاعون کے جواب میں نام و نشان بھی نہ تھا جب میں نے اسکی خبر دی تھی اسوقت شتاب کار لوگوں نے جلد بازی کی اور خدا تعالیٰ کے اس بزرگ نشان کو ہنسی میں اڑانا چاہا مگر اب گو وہ زبان سے اقرار نہ کریں مگر ان کے دلوں نے تسلیم کر لیا ہے کہ وہ پیشگوئی جو طاعون کے متعلق تھی پوری ہو گئی اس نشان سے اعلاء کلمۃ اللہ اسطرح پر ہوگا کہ لوگ آخر جب اسکو عذاب الٰہی سمجھ کر اسکے موجبات پر غور کرینگے اور فسق و فجور اور شرارت و استہزاء چھوڑ کر خدا تعالیٰ کیطرف آوینگے اور سمجھ لینگے کہ خدا حق ہے تو اس سے اعلاء کلمۃ اللہ ہوگا یا نہیں؟

جیسا کہ میں نے ابھی کہا ہے یہ طاعون ... کام کر رہی ہے اگر اس گروہ میں ایک شہید ہو جاتا ہے تو اس کے قائمقام ہزار آتے ہیں - یہ نادانوں کا شبہ فضول ہے کہ کیوں مرتے ہیں ہم کہتے ہیں صحابہ جنگ میں کیوں شہید ہوتے تھے؟ کسی مولوی سے پوچھو کہ وہ جنگ عذاب تھا یا نہیں؟ ہر ایک کو کہنا پڑیگا کہ عذاب تھی پھر ایسا اعتراض کیوں کرتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جا پڑتا ہے لیکن اگر کوئی کہے کہ پھر نشان مشتبہ ہو جاتا ہے ہم کہتے ہیں کہ نہیں نشان مشتبہ نہیں ہوتا اسواسطے کہ انجام کار کفار کا ستیاناس ہو گیا اور انہیں کوئی کہیں باقی نہ رہا - اور اسلام ہی اسلام نظر آتا تھا جیسا کہ فرمایا

اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا کا نظارہ نظر آ گیا اسیطرح طاعون کا حال ہے - اسوقت لوگوں کو تعجب معلوم ہوتا ہے اور وہ اعتراض کرتے ہیں لیکن ایک وقت آتا ہے جب طاعون اپنا کام کر کے چلی جاویگی اس وقت معلوم ہوگا کہ اس نے کسکو نفع پہونچایا اور کون خسارہ میں رہیگا - یہ اس زمانہ کیلئے ایک عظیم الشان نشان ہے جسکا ذکر ساری نبیوں نے کیا ہے - اور ... سے اسقدر جلدی لوگ حق کی طرف آ رہے ہیں کہ ...

خلیفہ صاحب - حضور کیا ایسے لوگ کا بھی موقع ہو جاتا ہے

حضرت اقدس - اسمیں کیا شک ہے کہ وہ امن میں تو ہو گئی - اگر اس سلسلہ میں ہو کر انہیں کوئی ضرر پہنچ جاوے تو وہ شہادت ہوگی اور خدا کا مسیح ایمان لانیکا یہ فائدہ تو حاصل ہو گیا -

میں نے جسقدر طاعون کے متعلق کھول کھول کر بیان کیا ہے کسی نے نہیں کیا - متواتر میں اس پیشگوئی کو شائع کرتا رہا اور خدا تعالیٰ نے مختلف رنگوں میں مختلف اوقات میں اسکو متعلق مجھ پر کھولا اور میں نے لوگوں کو سنایا

یا مسیح الخلق عدوانا - بہت پرانا الہام ہے

---

* جو جیسا کہ شائع ہو چکا ہے - یہ ہر وہ سیاہ پودوں والی رؤیا اور ہاتھی والی رؤیا ... بعض لوگ شرارت سے کہتے ہیں کہ یہ طاعون انکی شامت اعمال سے آئی ہے یہ تو ویسی ہی بات ہے جیسی حضرت موسیٰ کو الزام دیا تھا - مگر کوئی ان سے پوچھے کہ یہ عجیب ... شامت اعمال ہے ... ہے - اور ہماری حفاظت کر کے خدا تعالیٰ ایک نشان قرار دیتا ہے دوسری - اسوقت آپ ...

www.aaiil.org

مسیح موعودؑ کی تعلیم

مگر قبل اس کی کہ مین اس اشتہار٭ کا جواب لکہون اپنی جماعت کے لوگون کو نصیحتاً کہتا ہون کہ جو کچھہ اس اشتہار کی لکہنے والون اور ان کی جماعت نے محض دل دکہلانے اور توہین کی نیت سے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت مال خور اور ٹہگ اور کاذب اور نکہرام کے لفظ کو استعمال مین لائی ہین اور ہمیں لوگون کا دغا بازی سے مال کہانے والا قرار دیا ہے اور یا جو خود میری جماعت کی نسبت سور اور کتے اور مردار خوار اور گدہے اور بندر وغیرہ کے الفاظ استعمال کئے ہین اور ملیچہہ اُن کا نام رکہا ہی ان تمام دکہہ دینے والے الفاظ پر وہ صبر کرین اور مین اس جوش اور اشتعال طبع کو خوب جانتا ہون کہ جو انسان کو اس حالت مین پیدا ہوتا ہے کہ جبکہ نہ صرف اس کو گالیان دی جاتی ہین بلکہ اوس کے رسول اور پیشوا اور امام کو توہین اور تحقیر کے الفاظ سے یاد کیا جاتا ہے اور سخت اور غضب پیدا کرنیوالی الفاظ سنائے جاتے ہین۔ لیکن مین کہتا ہون کہ اگر تم ان گالیون اور بدزبانیون پر صبر نہ کرو تو پہر تم مین اور دوسرے لوگون مین کیا فرق ہوگا اور یہ کوئی ایسی بات نہین کہ تمہارے ساتہہ ہوئی اور پہلے کسی سے نہین ہوئی ہر ایک سچا سلسلہ جو دنیا مین قایم ہوا ضرور دنیا نے اُس سے دشمنی کی ہے سو چونکہ تم سچائی کے وارث ہو ضرور ہے کہ تم سے بہی دشمنی کرین سو خبردار رہو نفسانیت تمپر غالب آوے ہر ایک سختی کی برداشت کرو ہر ایک گالی کا نرمی سے جواب دو تا آسمان پر تمہارے لئے اجر لکہا جاوے۔ تمہین چاہئے کہ آریون کے رشیون اور بزرگون کی نسبت ہرگز سختی کے الفاظ استعمال نہ کرو تا وہ بہی خدائے قدوس اور اس کے رسول پاک کو گالیان نہ دین کیونکہ ان کو معرفت نہین دیگئی اس لئے وہ نہین جانتے کہ کس کو گالیان دیتے ہین۔ یاد رکہو ہر ایک جو نفسانی جوشون کا تابع ہے ممکن نہین کہ اوس کی لبون سے حکمت اور معرفت کی بات نکل سکے بلکہ ہر ایک قول اوس کا فساد کے کیڑون کا ایک انڈا ہوتا ہے بجز اس کے اور کچھہ نہین۔ پس اگر تم روح القدس کی تعلیم سے بولنا چاہتے ہو تو تمام نفسانی جوش اور نفسانی غضب اپنے اندر سے باہر نکال دو تب پاک معرفت کی بہید تمہارے ہونٹون پر جاری ہون گی اور آسمان پر تم دنیا کی لئے ایک مفید چیز سمجہے جاؤ گے اور تمہاری عمرین بڑہائی جائین گے۔ تمسخر سے بات نہ کرو اور ٹہٹھے سے کام نہ لو اور چاہیے کہ سفلہ پن اور اوباش پن کا تمہاری کلام پر کچھہ رنگ نہ ہو تا حکمت کا چشمہ تم پر کہلے حکمت کی باتین دلون کو فتح کرتی ہین لیکن تمسخر اور سفاہت کی باتین فساد پہیلاتی ہین جہان تک ممکن ہو سچی باتون کو نرمی کے لباس مین بتاؤ تا سامعین کیلئے موجب ملال نہ ہون جو شخص حقیقت کو نہین سوچتا اور نفس سرکش کا بندہ ہوکر بدزبانی کرتا ہے اور شرارت کی منصوبے جوڑتا ہے وہ ناپاک ہی اوس کو کبہی خدا کی طرف راہ نہین ملتی۔ اور نہ کبہی حکمت اور حق کی بات اس کے موہنہ پر جاری ہوتی ہے پس اگر تم چاہتے ہو کہ خدا کی راہ مین تمہین کہین تو نفسانی جوشون سے دور رہو اور کہیل بازی کے طور پر بحثین مت کرو کہ یہ کچھہ چیز نہین اور وقت ضایع کرنا ہے بدی کا جواب بدی کے ساتہہ مت دو نہ قول سے نہ فعل سے تا خدا تمہاری حمایت کرے۔ اور چاہئے کہ درد مند دل کی ساتہہ سچائی کو لوگون کے سامنے پیش کرو نہ ٹہٹہے اور ہنسی سے کیونکہ مردہ ہے وہ دل جو ٹہٹہا ہنسی اپنا طریق رکہتا ہی اور ناپاک ہی وہ نفس جو حکمت اور سچائی کی طریق کو نہ آپ اختیار کرتا ہے اور نہ دوسرے کو اختیار کرنے دیتا ہے سو تم اگر پاک علم کی وارث بننا چاہتے ہو تو نفسانی جوش سے کوئی بات موہنہ سے مت نکالو کہ ایسی بات حکمت اور معرفت سے خالی ہوگی اور سفلا اور کمینہ لوگون اور اوباشون کیطرح نہ چاہو کہ دشمن کو خواہ نخواہ ہتک آمیز اور تمسخر کا جواب دیا جاوے بلکہ دل کی راستی سے سچا اور پُرحکمت جواب دو تا تم آسمانی اسرار کے وارث ٹہیرو۔

واضح رہے کہ صرف زبان سے بیعت کا اقرار کرنا کچھہ چیز نہین ہی جبتک دل کی عزیمت سے اس پر پورا پورا عمل نہ ہو پس جو شخص میری تعلیم پر پورا پورا عمل کرتا ہے وہ اس میرے گہر مین داخل ہوجاتا ہے جسکی نسبت خدا تعالیٰ کی کلام مین یہ وعدہ ہی انی احافظ کل من فی الدار یعنی ہر ایک جو تیرے گہر کی چار دیوار کے اندر ہے مین اوس کو بچاؤن گا اس جگہ یہہ نہین سمجہنا چاہئے کہ وہی لوگ میرے گہر کے اندر ہین جو میرے اس خاک و خشت کے گہر مین بود و باش رکہتے ہین بلکہ وہ لوگ بہی جو میری پوری پیروی کرتے ہین میری روحانی گہر مین داخل ہین۔ پیروی کرنے کیلئے یہہ باتین ہین کہ وہ یقین کرین کہ اونکا ایک قادر اور قیوم اور خالق الکل خدا ہے جو اپنی صفات مین ازلی ابدی اور غیر متغیر ہے نہ وہ کسی کا بیٹا نہ کوئی اوسکا بیٹا وہ دکہہ اٹہانے اور صلیب پر چڑہنے اور مرنے سی پاک ہی وہ ایسا ہے کہ باوجود دور ہونے کی نزدیک ہی اور باوجود نزدیک ہونے کے وہ دور ہے اور باوجود ایک ہونے کی اسکی تجلیات الگ الگ ہین انسان کی طرف سے جب ایک نئے رنگ کی تبدیلی ظہور مین آوے تو اس کیلئے وہ ایک نیا خدا بنجاتا ہے اور ایک نئی تجلی کے ساتہہ اس سے معاملہ کرتا ہے اور انسان بقدر اپنی تبدیلی کے خدا مین بہی تبدیلی دیکہتا ہی مگر یہ نہین کہ خدا مین کچھہ تغیر آجاتا ہے بلکہ وہ ازل سے غیر متغیر اور کمال تام رکہتا ہی لیکن انسانی تغیرات کے وقت جب نیکی کیطرف انسان کی تغیر ہوتے ہین تو خدا بہی ایک نئی تجلی سے اسپر ظاہر ہوتا ہے اور ہر ایک ترقی یافتہ حالت کے وقت جو انسان سے ظہور مین آتی ہے خدا تعالیٰ کی قادرانہ تجلی بہی ایک ترقی کے ساتہہ ظاہر ہوتی ہے وہ خارق عادت قدرت اسی جگہ دکہلاتا ہے جہان خارق عادت تبدیلی ظاہر ہوتی ہے۔ خوارق اور معجزات کی یہی جڑ ہے یہ خدا ہی جو ہمارے سلسلہ کی شرط ہے اس پر ایمان لاؤ اور اپنے نفس پر اور اپنے آرامون پر اور اس کی کل تعلقات پر اوس کو مقدم رکہو اور عملی طور پر بہادر ہوکر ساتہہ اس کی راہ مین صدق و صفا دکہلاؤ دنیا اپنے اسباب اور اپنے عزیزون پر اوس کو مقدم نہین رکہتی مگر تم اوس کو مقدم رکہو تا تم آسمان پر اس کے جماعت لکہی جاؤ۔ رحمت کی نشان دکہلانا قدیم سی خدا کی عادت ہی۔ مگر تم اس حالت مین اس عادت سی حصہ لے سکتے ہو کہ تم مین اور اس مین کچھہ جدائی نہ رہے اور تمہاری مرضی اسکی مرضی تمہاری خواہشین اسکی خواہشین ہو جائین اور تمہارا سر ہر ایک وقت اور ہر ایک حالت مراد یابی اور نامرادی مین اس کے آستانہ پر پڑا رہے تا جو چاہے سو کرے اگر تم ایسا کروگے تو تم مین وہ خدا ظاہر ہوگا جس نے مدت سی اپنا چہرہ چہپا لیا ہے کیا کوئی تم مین ہی جو اسپر عمل کرے اور اس کی رضا کا طالب ہوجائے اور اس کی قضا و قدر پر ناراض نہ ہو سو تم مصیبت کو دیکہہ کر اور بہی قدم آگے رکہو کہ تمہاری ترقی کا ذریعہ ہی اور اسکی توحید زمین پر پہیلانے کیلئے اپنی تمام طاقت سی کوشش کرو اور اس کی تمام بندون پر رحم کرو اور ان پر زبان یا ہاتہہ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو اور مخلوق کی بہلائی کیلئے کوشش کرتے رہو اور کسی پر تکبر نہ کرو گو اپنا ماتحت ہو اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو غریب اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بنجاؤ تا قبول کئے جاؤ۔ بہت ہین جو حلم ظاہر کرتے ہین مگر وہ اندر سے بہیڑئے ہین بہت ہین جو اوپر سے صاف ہین مگر اندر سے سانپ ہین سو تم اسکی جناب مین قبول نہین ہوسکتے جبتک ظاہر و باطن ایک نہ ہو بڑے ہوکر چہوٹون پر رحم کرو نہ ان کی تحقیر۔ اور عالم ہوکر نادانون کو نصیحت کرو نہ خود نمائی سے اُنکی تذلیل اور امیر ہوکر غریبون کی خدمت کرو نہ خود پسندی سے انپر تکبر۔ ہلاکت کی راہون سے ڈرو۔ خدا سے ڈرتے رہو اور تقویٰ اختیار کرو اور مخلوق کی پرستش نہ کرو اور اپنے مولا کیطرف منقطع ہو جاؤ اور دنیا سے دل برداشتہ رہو اور اسی کے ہوجاؤ اور اسی کے لئے زندگی بسر کرو اور اس کی لئے ہر ایک ناپاکی اور گناہ سے نفرت کرو کیونکہ وہ پاک ہی چاہئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقوے سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔ دنیا کی لعنتون سی مت ڈرو کہ وہ دہوئین کیطرح دیکہتے دیکہتے غائب ہوجاتی ہین اور وہ دن کو رات نہین کرسکتین بلکہ تم خدا کی لعنت سی ڈرو جو آسمان سے نازل ہوتی اور جسپر پڑتی ہے اسکی دونون جہانون مین بیخکنی کرجاتی ہے تم ریاکاری کے ساتہہ اپنے تئین بچا نہین سکتے کیونکہ وہ خدا جو تمہارا خدا ہے اسکی انسان کے پاتال تک نظر ہے کیا تم اوس کو دہوکا دے سکتے ہو پس تم سیدہے ہوجاؤ اور صاف ہوجاؤ اور پاک ہوجاؤ اور کہرے ہوجاؤ اگر ایک ذرہ تیرگی تم مین باقی ہے تو وہ تمہاری ساری روشنی کو دور کردے گی۔ اور اگر تمہارے کسی پہلو مین تکبر ہے یا ریا ہے یا خود پسندی ہے یا کسل ہے تو تم ایسی چیز نہین ہو کہ جو قبول کے لائق ہو ایسا نہ ہو کہ تم صرف چند باتون کو لیکر اپنے تئین دہوکہ دو کہ جو کچھہ ہم نے کرنا تہا کرلیا ہی کیونکہ خدا چاہتا ہی کہ تمہاری ہستی پر پورا پورا انقلاب آوے اور وہ تم سے ایک موت مانگتا ہی جس کی بعد وہ تمہین زندہ کریگا تم آپس مین جلد صلح کرو اور اپنے بہائیون کے گناہ بخشو کیونکہ شریر ہے وہ انسان کہ جو اپنے بہائی کے ساتہہ صلح پر راضی نہین وہ کاٹا جاویگا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چہوڑ دو اور باہمی ناراضگی جانے دو اور سچے ہوکر جہوٹے کیطرح تذلل کرو تا تم بخشے جاؤ۔ نفسانیت کی فربہی چہوڑ دو کہ جس دروازے کیلئے تم بلائے گئے ہو اس مین سے ایک فربہ انسان داخل نہین ہوسکتا کیا ہی بدقسمت وہ شخص ہے جو ان باتون کو نہین مانتا جو خدا کے موہنہ سے نکلین اور مین نے بیان کین تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم باہم ایسے ایک ہوجاؤ جیسے ایک پیٹ مین سے دو بہائی۔ تم مین سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بہائی کے گناہ بخشتا ہے اور بدبخت ہی وہ جو ضد کرتا ہے اور نہین بخشتا سو اسکا مجہہ مین حصہ نہین۔

(باقی آئندہ)

٭ نوٹ قادیانی آریون کی اشتہار سے مراد ہے۔ ایڈیٹر

حضرت اقدس کی اچھوتی اور پرانی تحریریں

خاص الحکم کے کالموں میں شائع ہوتی ہیں

این ہمہ وحی است از رب السما
کافرم گر این نباشد از خدا
وحی حق است این ز فضل ذات پاک
صاف و قیم و برسر کذاب خاک

شکر قیصرہ اس رحیم و کریم خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ جس نے ہمیں زیر سایہ قیصرہ ہند پناہ دیکر یہ موقع عنایت فرمایا کہ ہم اپنی ذات اور اپنی قوم اور اپنے بنی نوع کیلیے سچی ہمدردی کر سکیں اور ترقی کی ان راہوں پر چلنے سے ابدی جہان کے لیے سرمایہ اکٹھا کر سکتے ہیں۔

قرآن شریف صاف لفظوں میں بیان فرماتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بعض عیسائی توحید پر قائم تھے جیسا کہ فرماتا ہے۔ ولو انھم اقاموا التورات والانجیل وما انزل الیھم من ربھم لاکلوا من فوقھم ومن تحت ارجلھم منھم امۃ مقتصدۃ وکثیر منھم ساء ما یعملون

الجزو نمبر ۶ سورۃ المائدہ
امت مقتصدہ وہی امت ہوتی ہے جو اپنی اعتقاد اور عملی طریقوں میں صراط مستقیم پر قائم ہو سو یہود کا طریق اقتصاد کو چھوڑنا...... انکار انبیاء تھا اور عیسائیوں کا اقتصاد کو چھوڑنا مسیح کی شان میں غلو تھا۔

پھر دوسری آیت یہ ہے یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وامنوا برسولہ یؤتکم کفلین من رحمتہ۔ الجزو ۲۸ سورۃ المجادلہ۔ یہ عیسائیوں کے حق میں ہے اسجگہ بھی فرمایا ہے کہ اے وے عیسائیو جو مومن ہو مسیح کو خدا کہکر کافر نہیں بنے تم اسلام لاؤ تا تمھیں دو حصے ثواب ملے پہلے اس سے اللہ تعالی فرما چکا ہے لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم اور اب فرماتا ہے یا ایھا الذین امنوا۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہ مومن انھیں کو ٹھیراتا ہے جو مسیح کو خدا نہیں سمجھتے۔ اور صاف ثابت ہوتا ہے کہ اس وقت دو فرقے تھے۔ ایسا ہی حدیثوں سے بھی ثابت ہوتا ہے جیسا کہ قیصر اور نجاشی کا گواہی دینا کہ مسیح کی شان اس سے زیادہ نہیں کہ وہ نبی اللہ تھا اب ظاہر ہے کہ اس فرقہ کی کوئی انجیل بھی ہوگی سو وہ ہی انجیل ہے جسکی تصدیق قرآن میں پائی جاتی ہے۔

متی وغیرہ انجیلوں کے بیان اسوجہ سے بھی قابل اعتبار نہیں کہ ان میں جھوٹھ بہت لکھا ہے اور عمداً پیشگوئیوں کو مروڑنا چاہا ہے یا اپنی طرف سے جھوٹی پیشگوئیاں بنائی ہیں مثلاً تیسرے باب میں متی لکھتا ہے کہ وہ ناصری کہلاے گا حالانکہ نبیوں کی کتابوں میں کہیں اس کا ذکر نہیں اور ناصرہ کے معنی کسی جگہ شاخ کے نہیں آسے بلکہ سرسبز مکان کو ناصرہ کہتے ہیں اور اگر بفرض محال ناصر شاخ کو بھی کہتے ہوں تو ناصرہ جو گاؤں تھا اس سے اسکو کچھہ تعلق نہیں کیونکہ یہ گاؤں ٹیلے پر تھا اور اس کے اردگرد سبزی بہت تھی اس لیے اسکو ناصرہ کہا کرتے تھے۔ یہ نہیں کہ وہ ایک شاخ تھی۔

دوسرے اس وجہ سے بھی متی وغیرہ کا بیان قابل اعتبار نہیں کہ انکی طرف سے الہام کا دعوی ثابت نہیں کہیں نہیں لکھا کہ یہ کتابیں الہام سے لکھی گئی ہیں۔

تیسرے اسوجہ سے کہ وہ لوگ بے وقوف اور دغاباز تھے ان کے دل میں پختہ یقین نہ تھا۔

انجیلوں میں صرف بیٹے کا لفظ آنا عیسائیوں کے لیے مفید نہیں کیونکہ یہودی لوگ نیک انسانوں پر بیٹے کا لفظ اطلاق کرتے تھے ہاں اگر کوئی معمولی انسان اپنے تئیں خدا کا بیٹا کہے تو یہ کلمہ کفر سمجھتے تھے سو چونکہ وہ یسوع کو اچھا آدمی نہیں سمجھتے تھے اور بار بار کہتے تھے کہ یہ وہی ہے جسکو ہم جانتے ہیں یعنی اسکے چال چلن سے ہم واقف ہیں اسلیے وہ یسوع کے منہ سے ایسا کلمہ نکلنا کفر کا کلمہ سمجھتے تھے اور پھر حسد کے راہ سے اسپر اور بھی حاشیے چڑھاتے تھے۔

حواری غبی اور بلید بھی تھے اور خدا کے کلام کو سمجھتے نہیں تھے اور ان سے انجیلوں کے لکھنے سے بڑی بڑی غلطیاں ہوئیں اور بڑے ناپاک مبالغے انکی ظہور میں آسے ہیں۔ اور خود انجیلوں سے ثابت ہے کہ وہ جھوٹھ بھی بولتے تھے۔

بن باپ ہونا خدا ہونے کی دلیل نہیں ہو حسب اقرار عیسائیوں کے ملک صدق سالم بھی بن باپ تھا اور دنیا میں ہزاروں کیڑے مکوڑے بغیر ماں باپ کے پیدا ہوجاتے ہیں۔

مسیح کی خدائی پر کوئی عقلی دلیل قائم نہیں ہوسکتی کیونکہ عقل قواعد کلی کے ذریعہ سے بحث کرتی ہے جیسا کہا جاے کہ کھجور خشک اور میٹھی ہے اور جو چیز خشک اور میٹھی ہو وہ گرم ہوتی ہے اور نیلوفر پھیکا اور ایک آبی بوٹی ہے اور جو بوٹی پھیکی اور آبی ہو وہ سرد ہوتی ہے پس جبکہ عقلی طور پر مسیح کی خدائی ثابت نہیں ہوسکتی تو اب صرف نقلی طور باقی رہا سو اس میں مقدم توریت ہے۔

اور ایک ذریعہ مسیح کے خدا بنانے کا یہ ہوسکتا ہے کہ اس نے آپ خدائی کا دعوی کیا ہو مگر اپنا کلام اس کا کوئی محفوظ نہیں بلکہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ انجیلیں حواریوں کو الہام ہوئی ہیں گویا ان کلمات کو اسوقت مسیح کا کلام مانا جاے گا کہ جب اول حواریوں کا الہام صحیح مانا جاے حواریوں نے کہیں یہ دعوی نہیں کیا تھا کہ یہ کلمات ہمنے مسیح کی زبانی سنے تھے بلکہ عیسائی عقیدہ یہ ہے کہ یہ کلمات ان کے الہامی ہیں اور انکی صحت الہام کی صحت پر موقوف ہے پس جبکہ الہام کی صحت میں سخت سخت شبہات ہیں تو کیونکر یہ کلمات صحیح ہوسکتے ہیں ہاں اگر الہام کا دعوی نہ تھا اور صرف یہ دعوی ہوتا کہ مسیح کے منہ سے یہ کلمات سنے ہیں تو تاریخی طور پر تحقیقات کیجاتی مگر معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کی تعلیم کو بھول چکے تھے پس کیوں نہ کہا جاے کہ یہ شیطانی خیالات ہیں۔

آجکل کی تحقیقاتوں سے ثابت ہوگیا ہے کہ ستاروں میں بھی آبادی ہے پس اس آبادی کیلیے بھی کسی ذریعہ نجات کی ضرورت ہے پس اگر کوئی ابن اللہ پہلے بھی مصلوب ہوا تھا تو یہ بات غلط ہے کیونکہ یسوع اکلوتا بیٹا کہلاتا ہے۔

عیسائیوں کو جب مباہلہ کے لیے کہا جاے تو کہتے ہیں کہ ہمارے مذہب میں کسی پر لعنت بھیجنا ضرورت نہیں سو یاد رہے کہ اسجگہ لعنت سے...... حقیقی لعنت مراد نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ جو شخص ہم میں سے لعنتی ہے اسپر اسی جہان میں آثار لعنت کے ظاہر ہوجائیں اور یہ مراد ہرگز نہیں کہ وہ ضرور عاقبت میں دوزخ میں پڑے کیونکہ عاقبت کا دوزخ ہنوز مخفی ہے کسی پر حجت نہیں اور ایک کاذب اخیر عمر تک توبہ کر سکتا ہے مگر اس جگہ آثار لعنت حجت ہیں اور وہ آثار توبہ کرنیوالوں کے لیے توبہ کا موقعہ دیتے ہیں سو وہ درحقیقت بیمار دل کے لیے اچھی ہیں اور وہ خداوند کریم سے کتاب الہی میں ایک آخری علاج ہے غرض وہ لعنۃ آخرت سے متعلق نہیں ماسوا اسکے یہ ہرگز نہیں کہ ہم کسی دوسرے معین اور مفرد انسان پر لعنۃ کرتے ہیں بلکہ لعنت جھوٹھ کے پیروی کرنے والے پر ہے کوئی ہو سو اس کا مصداق ایک فریق نہیں بلکہ وہی مصداق ہے جسپر خدا کی لعنت ہوچکی ہے سو اس مباہلہ سے یہ غرض ہے کہ جسپر پہلے سے خدا کی لعنت ہوچکی ہے اس لعنت کے آثار ظاہر ہوں تا تینوں طریق معقول اور منقول اور سماوی لعنت کے آثار سے فیصلہ ہوجاے سو قرآن نے یہ تینوں طریق عیسائیوں کے مقابل پر پیش کیے اور کسی فرقہ کے مقابل پر پیش نہیں کیے کیونکہ یہی دکھلانا کرتے تھا۔

ناحاش یا نحاش کا لفظ جو توریت میں سانپ کے معنی پر آیا ہے اسجگہ یہ تعجب ہے کہ اس سے شیطان کے کیوں معنی لیے جاتے ہیں عبرانی میں تو صرف سانپ کے معنوں پر آیا ہے اور اگر سانپ ہی مراد ہے جیسا کہ لغت عبرانی میں صرف سانپ کے معنی ہیں تو یہ معنی فاسد ٹھیرتے ہیں کیونکہ انسان کے جان کے دشمن صرف سانپ ہی نہیں بلکہ بھیڑیے بھی ایسا ہی اور کئی حشرات الارض ہیں ماسوا اسکے طرح طرح کے درندے انسان کی جان کے دشمن ہیں جیسے شیر بھیڑیا چیتا وغیرہ ایسا ہی کئی زہریلے انسان کی دشمن ہیں۔ مگر توریت میں یہ نہیں آیا کہ ان چیزوں سے بھی کوئی شرارت ہوئی تھی۔

توریت سے ثابت ہوتا ہے کہ سانپ آدم کے گناہ سے پہلے ہی لعنتی جانور تھا جس نے خدا کی مخالفت کی سو سوال یہ ہے کہ یہ آدم سے پہلے کیونکر لعنتی ہوگیا۔

توریت کا بیان ہے کہ سانپ نے حوا سے باتیں کیں لیکن ظاہر ہے کہ خدا کے قانون قدرت میں یہ بات داخل نہیں ہے کہ سانپ انسان سے باتیں کرے سو کچھ شک نہیں کہ سانپ سے مراد شیطان ہے گو نحاش کا لفظ عبرانی میں صرف سانپ پر اطلاق پاتا ہے مگر کچھ شک نہیں کہ جو ام الالسنہ (عربی) میں لفظ آیا ہے وہ خناس ہے اور خناس کو غیر مرتب طور پر مقلوب کرکے اور خا کا نقطہ اڑا کر اور اس میں ترمیم کرکے ڈاکٹر نحاش بنایا گیا ہے لیکن اب سوال یہ ہے کہ خدا کے قانون قدرت کے رو سے شیطان بھی انسان کے ساتھ باتیں نہیں کرتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ شیطان نے حوا سے خواب میں سانپ کی صورت پر باتیں کیں یا کشف میں جو بیداری کے مشابہ ہوتا ہے باتیں کیں اور تعبیر کی رو سے سانپ شیطان کا نام ہے اور سانپ سے باتیں کرنا یہ ہے کہ کوئی ظالم بادشاہ ظہور کرے جیسا کہ لکھا ہے ان رای انہ یکلم الحیۃ ظھر عدو من الفزاعنۃ پس یہ بات قریب قیاس ہے کہ آدم کے خروج کا یہ باعث ہوا ہو کہ کوئی جابر بادشاہ اس ملک میں آگیا ہو اور اس نے آدم کو اس ملک سے نکالدیا ہو کیونکہ یہ عادت اللہ میں داخل نہیں ہے کہ یونہی خدا کے فرشتے دکھلاکر دیکر نکالیں۔ سانپ کا حوا سے باتیں کرنا صاف دلالت کرتا ہے کہ یہ ایک استعارہ ہے کیونکہ خدا کا قانون قدرت اس بات کی شہادت نہیں دیتا کہ جوانات انسان سے باتیں کریں اور سلیمان سے طیور کا باتیں کرنا بھی بطریق کشف کے تھا نہ کہ ظاہری طور پر اسی لیے وہ معجزہ تھا اور اگر وہ فعل صرف انسانی قوی کے ذریعہ سے ہوتا تو آجکل کے عاقل آدمی حیوانات سے گفتگو کرسکتے۔

---

www.aaiil.org

استفسار اور ان کے جواب

منشی عالم شیر صاحب سارجنٹ کوئٹہ سے کچھ سوالات بغرض جواب بھیجتے ہیں ہم نے ان سوالات کو حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور پیش کر کے انکا جواب حاصل کیا ہے اور فائدہ عام کیلئے درج کرتے ہیں۔

سوال ۱ - جس قوم کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مغضوب قرار دیا ہے سر کے بال انکی مثل رکھنے جائز ہیں یا نہیں۔

جواب - کسی قوم سے تشبہ کرنا تعلق کے پیدا کرنے کا ذریعہ ہے لیکن مذہب اسلام میں ایسے امور میں کوئی ایسی پابندی نہیں ہے جس سے خلق خدا کو تکلیفات پیش آئیں ایسی باتیں ہیں جو مذہب کی پروا نہ کرنے والوں کی طرف سے ہوں اسلام نے آزادی دی ہے جو مذہب علیحدہ کرنے اور شریعت کی پابندی کی ہے وہی ہے اور اپنے بزرگوں کی طرح رہنا مسلمانوں کو اسکی ہدایت ہے بالوں کے کٹوانے کے متعلق اتنی اصلیت ہے حدیث میں موجود ہے ابو داؤد میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بال کٹوا لیتے تھے۔ علاوہ بریں بعض بیماریوں اور ضرورتوں کے وقت ایسے معاملات پیش آ جاتے ہیں پس اگر کوئی انسان تشبہ کیلئے بال کٹواتا ہے وہ تشبہ میں ترقی کرتا ہے جو ضرورتاً کٹواتا ہے اس کیلئے جائز ہے۔ انسان کیلئے ہمیشہ صلحا کا طرز و عمل ترقی کا باعث ہوتا ہے اور ان کے طرز عمل سے جسقدر تشبہ کریگا اسیقدر ان کے ساتھ تعلق پیدا ہو گا غیر صلحا کا طرز اختیار کرنا کسی نہ کسی پہلو میں کمزوری پیدا کرتا ہے اس لئے اس سے بچنا چاہئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص مکھی مارنے کا فتویٰ پوچھنے آیا تھا تو آپ نے فتوے ہی سے پہچان لیا کہ یہ کوفہ کا باشندہ ہے اسکو کہا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا فتویٰ تو تمہارے لوگوں نے نہ پوچھا مگر مکھی مارنے کی فکر پڑی ہے اسطرح میں دیکھتا ہوں کہ اللہ پر ایمان اور کتاب اللہ پر ایمان کی ضرورت ہے ایسی باتوں کی ضرورت نہیں۔

سوال دوم - ڈاڑھی کے کٹوانے کے متعلق کیا حکم ہے آیا استرے یا قینچی سے استرے کی طرح کٹوانی چاہئے۔

جواب دوم - ڈاڑھی کا رکھوانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول اور صحابہ کرام کا عمل درآمد تمام آئمہ دین اور اولیاء کرام کی مستمرہ عادت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اس کے منظور نظر لوگوں کا فعل ہے۔ ہمارا تجربہ ہے کہ ڈاڑھی کے سخت کٹوانے یا منڈوا دینے والے لوگ اکثر اخلاق فاضلہ سے محروم ہوتے ہیں الا ماشاء اللہ صریح حکم اوفوا اللحا ڈاڑھی رکھوانے کو چاہتا ہے جو لوگ ڈاڑھی کے منڈوانے میں بے باک ہیں میں انکی نسبت عمدہ رائے نہیں رکھتا۔

سوال سوم - پیر گولڑی کا مرید اعتراض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ام المومنین علیہا السلام کے پاس جائداد رہن رکھدی ہے رہن ناجائز ہے۔

جواب سوم - عدم جواز رہن کا فتویٰ میں امید نہیں کرتا کہ پیر گولڑی نے اپنے کسی مرید کو دیا ہو۔ کیونکہ پیر گولڑی دیدہ دانستہ قرآن شریف کی مخالفت کیونکر کر سکتا ہے حالانکہ اس میں تو صاف موجود ہے۔

وان لم تجدوا کاتبا فرھان مقبوضۃ

اور نہ مجھے یہ وہم ہو سکتا ہے کہ پیر صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے ناواقف ہوں ان کے مریدوں نے از خود یہ تجویز کر لیا ہو گا کہ رہن ناجائز ہے۔ اگر وہ پیر صاحب سے ہی فیصلہ پوچھ لیتا تو شاید اعتراض نہ کرتا کیونکہ پیر صاحب آگے جانتے ہیں کہ رہن اور رہن کا قبضہ ایسی چیز ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فوت ہونے پر آپکی زرہ ایک یہودی کے پاس گرو تھی۔ ہمیں سمجھ ہی میں نہیں آتا کہ معترض نے یہ اعتراض کیوں کیا ہے کیونکہ اس کا ایسا اعتراض رہان مقبوضۃ کے لحاظ سے اس قرآن کا مخالف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل و درآمد کے لحاظ سے آپ کے اتباع کا مخالف ہے فقہ حنفی میں کتاب الرہن موجود ہے اسکا بھی مخالف۔ پھر میں یقین کرتا ہوں کہ صاحبزادگان تونسہ شریف کے پاس بھی زمینیں رہن ہیں۔ وہ ان سے ہی پوچھ لیتا۔

سوال چہارم - دعا قنوت جو وتر میں پڑھی جاتی ہے۔ اس کیلئے کیا حکم ہے۔

جواب چہارم - قنوت وتر ایسی چیز ہے کہ جس میں آئمہ کا اختلاف ہوا ہے اور قنوت الوتر کے اوپر۔ بسبب اختلاف آئمہ کے امام صاحب کا صحیح فتویٰ یہ ہے کہ جہاں ایسا ہی اختلاف ہو اور صریح احادیث صحیحہ سے ترجیح نہ ہو سکے تو فقہ حنفی کے موافق عمل درآمد کرنا چاہئے۔ یہ جناب الٰہی کو پسند بات ہے یہ بات میں نے اپنے کان سے سنی اور حضرت اقدس کو دیکھا۔ کسی اور شخص کا فعل ہمارے لئے حجت نہیں ہے۔ حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام بفضلہ تعالیٰ ہم میں زندہ موجود ہیں ان سے پوچھ سکتے ہیں۔

سوال پنجم - قرآن کریم کی تحدی کی کیا حد ہے۔

جواب - قرآن کریم کی تحدی کی کوئی حد نہیں ہے البتہ سورۃ ایک طرح حد ہے بات یہ ہے کہ بعض قرآن پر بھی صادق آتا ہے اصل بات یہ ہے کہ چونکہ انبیاء و رسل کی ترقی تدریجی ہوتی ہے اسواسطے ایک وقت عشر اور دوسرے وقت فاتوا بسورۃ من مثلہ فرمایا۔ ادنیٰ صورت میں تین آیات ہی ہیں۔ پس تین آیتیں تحدید ہو سکتی ہیں۔ باقی کیفیت نہیں بتائی کہ کس پارہ میں مثل ہے اس لئے یہ عموم اور یہی تحدی کی شان اور عظمت کو بڑھانیوالا ہے نور الدین میں بھی اسپر لکھا ہے۔

سوال ششم - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں قلم دوات مانگی تھی شیعہ کہتے ہیں کہ اسمیں خلافت علی رضی اللہ عنہ لکھنا مقصود تھا۔ مگر اب نور افشاں کے ذریعہ کسی عیسائی نے کہا ہے کہ وہ تثلیث پر کاربند ہونیکی ہدایت کرنا چاہتے تھے۔

جواب - اتنا بڑا عظیم الشان واقعہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قلم دوات طلب فرمائیں اور کسی نے شادی ہو۔ یہ ایک ایسا عظیم الشان واقعہ تھا کہ اس کے بیان کرنیوالے بہت سارے لوگ ہوتے۔ لیکن کوئی روایت ایسی نہیں جس میں دس برس کی عمر والے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو۔ اسواسطے درایتاً یہ روایت بڑے جھگڑے میں ہے۔ نیز قرآن کریم کی نسبت علاوہ ان صفات کے جو اسکی نور اور ہدایت کہا گیا ہے یہ ارشاد ہوا ہے۔

الیوم اکملت لکم دینکم اور

ایسا ہی ارشاد ہوا اولم یکفھم انا انزلنا علیک الکتاب یتلیٰ علیھم۔

پس تئیس برس کی نبوت میں جو کچھ فرمایا گیا تھا وہ اکمال تھا اور کافی یہی جواب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس کلام میں ہے جو بتائی گئی ہے کہ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ حسبنا کتاب اللہ حسبنا بینہ یکفی کے معنی رکھتا ہے۔

پھر خود قرآن شریف فرماتا یبین اللہ لکم ان تضلوا اس کا بیان اسلئے ہے کہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ۔ اور وہ کتابت بھی اسلئے تھی کہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ۔ پس یہ دونو مضمون بالکل قرآن کے مطابق ہیں آپ کو قرآن کی عمل درآمد پر تاکید کرنا مقصود تھا جو اسوقت بیان کیگئی ہو کہنا کہ تثلیث کا ارشاد فرماتے خدا تعالیٰ سے بہت بعید ہے مگر جن کا خدا ایسا ہو کہ عورت کے پیشاب گاہ سے پیدا ہو کر یہودیوں سے مار کھاتا ہوا جان دے۔ وہ عظیم الشان خدا کو بھی اسی پر قیاس کر کے جو چاہیں کہیں مگر یاد رکھیں کہ خدا ہنسی میں نہیں اڑا دیا جاتا (اولڈ ٹسٹمنٹ)

ثامن بات یوں ہوئی کہ مریم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیوی تھیں جنکو مسلمان ماریہ کہتے ہیں اور وہ مصری لارڈ بشپ کی بیٹی تھیں عیسائی صاحبان اگر کہیں اس کی روایت ڈھونڈ نکالیں تو بڑا عمدہ موقعہ تھا اور حرج بھی کیا تھا جیسے سکندریہ کے کتب خانہ کیلئے ایک روایت چھٹی صدی میں گھڑ لیگئی تھی۔ یا جیسے اس بیسویں صدی میں مسٹر مارڈ نے حرا میں ایک کنواں ثابت کر دیا ہے کہ اسمیں ایک عیسائی کو دھکا دیا ہوا تھا اور جہاں اسقدر انجیلیں گھڑی گئی ہیں ایک روایت کا گھڑ لینا ایسے لوگوں کیلئے کیا مشکل تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تثلیث کا جھگڑا تو صحت و عافیت ہی میں چکا چکے تھے۔ جبکہ فرما دیا تھا لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلاثۃ۔ کیا کوئی عقلمند صحت و عافیت کے اس قطعی فیصلہ کے بعد یہ خیال کر سکتا ہے کہ مرض الموت میں آپ تثلیث بتانا چاہتے تھے۔ فویل للذین یکتبون الکتاب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ

سوال ہفتم - برناباس کی انجیل میں کیونکر معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے اور وہ کیونکر گم ہوئی۔

جواب - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا انحصار انجیل برناباس یا کسی اور ایسی ہی کتاب پر نہیں۔ قرآن اور حدیث میں بھی برناباس کا نام نہیں آیا۔ اور نہ کسی متی مرقس لوقا کا نام آیا ہے۔ لیکن اسمیں کوئی کلام نہیں کہ انجیل برناباس کا پتہ ہمیں عیسائیوں ہی کی کتابوں میں ملا ہے چنانچہ ہم ذیل میں اس کے متعلق لکھتے ہیں۔ انجیل برناباس میں تو صریح نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو محمدؐ ہے درج ہے۔ اور اسکو ٹالنے کیلئے یہ ناکارہ عذر پیش کیا جاتا ہے کہ مسلمانوں نے کسی زمانہ میں یہ نام نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کتاب برناباس میں درج کر دیا ہو گا یا خود کتاب تالیف کر دی ہو گی گویا مسلمان لوگ کسی بات کو اتفاق کر کے مسیحی کتب خانوں میں جا گھسے اور اپنی طرف سے برناباس کی انجیلوں میں جا بجا محمد نبی نام درج کر دیا یا خود یونانی یا عبرانی زبانوں میں اپنی طرف سے انجیل برناباس بنا کر اور کئی ہزار نسخے اس کی لکھ کر پوشیدہ طور پر جبکہ عیسائی سوتے تھے وہ کتابیں ان کی کتب خانوں میں رکھ آئے لیکن ایک فاضل انگریز عیسائی جس نے کچھ تھوڑا عرصہ ہوا قرآن شریف کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے اس نے اپنے دیباچہ میں اس تقریب کے بیان میں کہ انجیل برناباس میں پیشگوئی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں موجود ہے یہ قصہ تحریر کیا ہے کہ برناباس کی انجیل پوپ سکسٹس کے کتب خانہ میں تھی اور ایک راہب جو اس پوپ کا دوست تھا اور مدت سے اس انجیل کی تلاش میں تھا وہ پوپ کی الماری میں جبکہ پوپ سویا ہوا تھا اس انجیل کو پا کر بہت خوش ہوا اور کہا کہ یہ میری وہ مراد ہے جو مدت کے بعد پوری ہوئی اور اس انجیل کو اپنے دوست پوپ کی اجازت سے لے گیا اور نام آنحضرت صلعم کا یعنے محمد رسول اللہ کھلا کھلا انجیل میں لکھا ہوا دیکھ کر

حاشیہ: قرآن کریم کے کسی حصہ کو بھی قرآن ہی کہتے ہیں پس اگر قرآن کا لفظ ہے تو بعض ہ

مسلمان ہو گیا۔ پس اس فاضل انگریز کی اس تحریر سے جو ہمارے پاس موجود ہے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہمیشہ یہ کتاب پوپون کی کتبخانون چاروں انجیلوں میں شامل کرکے عزت کی نظر سے رکھی جاتی تھی تب ہی تو ایسے ایسے بزرگ اور فاضل راہب اس انجیل کو پڑھ کر مسلمان ہوتے تھے۔ پادری صاحبوں نے ابتک اپنی کتابوں میں جو ہندوستان میں ایسی لوگ بہت کم ہوں گے جنکو معلوم ہوگا کہ عیسائیوں کے پاس ان چار انجیلوں کے علاوہ پانچویں انجیل بھی ہے جسکو پڑھ کر بڑے بڑے فاضل اور خدا ترس راہب مسلمان ہوتے رہے ہیں۔ لیکن اب پادری صاحبوں نے اسقدر اپنے موں سے اقرار کرنا شروع کر دیا ہے کہ محمد صاحب کا نام ہماری انجیل برناباس میں لکھا ہوا تو ضرور ہے مگر خیال کیا جاتا ہے کہ کسی مسلمان نے لکھ دیا ہوگا۔ چنانچہ پادری ٹھاکر داس نے بھی اپنی اظہار عیسوی کی صفحہ ۳۴۳ میں کسیقدر عبارت انجیل برناباس کی جسمین نام آنحضرت یعنے محمد رسول اللہ ایک پیشگوئی حضرت مسیح میں لکھا ہوا ہے نقل کرکے آخر میں یہی ناکارہ اور فضول عذر پیش کر دیا ہے کہ یہ یا تو کسی عیسائی کا اور یا کسی مسلمان کا جعل ہے لیکن ابتک عیسائی لوگ مسلمانوں کے ان سوالات کے مدیون ہیں کہ وہ جعل کس مسلمان نے کیا اور کب کیا اور کس کس کو رد کیا اور کیوں وہ جعلی کتابیں پوپوں کے متبرک کتبخانون میں الہامی کتابوں کی ساتھ بعزت تمام رکھی گئیں اور کیوں بڑے بڑے راہب اور فاضل پادری ان کتابوں کو پڑھ کر اور فی الحقیقت سچی سمجھ کر دین اسلام قبول کرتے رہے۔ اگر در خانہ کس است حرفے بس است

نوٹ: اس انگریز کا نام جارج سیل صاحب ہے جو اکابر علمار عیسائیوں سے ہے ان کا ترجمہ قرآن شریف جو انکی طرف سے شائع ہوا مطبع لنڈن فریڈرک وارن اینڈ کمپنی میں چھپا ہے اس کی پہلے دیباچہ میں مؤلف موصوف کی یہ عجیب تذکرہ کہ ایک بزرگ راہب انجیل برناباس پڑھ کر اور اسمیں پیشگوئی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارہ میں اسپطرح کھلے طور پر پاکر مسلمان ہو گیا تھا اسطور سے جو نیچے لکھا جاتا ہے بیان کیا ہے فرامیرینو جو ایک عیسائی مانک یعنے ایک بزرگ راہب تھا۔ بیان کرتا ہے کہ اتفاقیہ مجھکو ایک تحریر ایرلنس صاحب کی جو ایک فاضل مسیحیوں میں سے تھے منجملہ اسکی اور تحریروں کے جن میں وہ پولوس کے برخلاف ہے نظر سے گذری اس تحریر میں ایرلنس صاحب (جو پولوس عدولی کے الف ہیں) اپنے بیان کو انجیل [illegible] کا حوالہ دیتی ہیں۔ تب میں [illegible] بات نہایت شائق ہوا کہ انجیل برناباس کو میں بھی دیکھوں۔ اور اتفاقاً تقریب یہ نکل آئی کہ خدائے تعالیٰ کے فضل و کرم سے پوپ ہیم کا مجھسے اتحاد و دوستانہ کرا دیا۔ ایک روز جناب پوپ موصوف کی کتب خانہ میں ہم دونوں اکٹھے تھے اور پوپ صاحب سو گئے تھے میں نے دل بہلانے کو ان کی کتابوں کا ملاحظہ کرنا شروع کیا سو سب سے پہلی جس کتاب پر میرا ہاتھ پڑا وہ وہی انجیل برناباس تھی جسکا میں متلاشی تھا اس کے مل جانے سے مجھے نہایت درجہ کی خوشی پہنچی اور میں نے سوچا کہ ایسی نعمت کو آستین کے نیچے چھپا رکھوں تب میں پوپ صاحب کے جاگنے پر ان سے رخصت ہوکر وہ آسمانی خزانہ اپنے ساتھ لے گیا جس کے پڑھنے سے مجھے دین اسلام نصیب ہوا۔ دیکھو صفحہ ۱۰ سطر ۳ چہارم ترجمہ قرآن شریف۔ جارج سیل صاحب پھر صفحہ ۸۵ سطر ۲۴۔ اسی ترجمہ میں جارج سیل صاحب ازروئے عیسائی تعصب کے جوش سے یہ بے دلیل اور مہمل رائے لکھتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ انجیل برناباس میں لفظ فارقلیط (جس کا ترجمہ محمدی ہے) مسلمانوں نے داخل کر دیا ہوگا۔ مگر یقین کیا جاتا ہے کہ یہ کتاب اصل جعل مسلمانوں کا نہیں یعنی مسلمانوں نے اوسمیں صرف اسقدر جعل کیا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی بتصریح نام اسمیں لکھ دی ہو اور جعل یہ اسلئے ٹھہرا کہ یہ پیشگوئی بتصریح نام اسمیں موجود ہے جس کا ماننا حضرات عیسائیوں کو کسیطرح منظور نہیں اور لطف یہ کہ آپ ہی اقراری ہیں کہ اس پیشگوئی کو پڑھ کر بڑے بڑے نیک بخت اور فاضل راہب مسلمان ہوتے رہے ہیں۔

باقی آئندہ

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام گورداسپور تشریف رکھتے ہیں۔ ۲۸ و ۲۹ مئی سنہ ۱۹۰۴ء کو بوجہ تعطیل اعلیٰ حضرت قادیان تشریف لے آئے تھے۔ ۳۰ مئی سنہ ۱۹۰۴ء کی صبح کو واپس تشریف لے گئے۔ خاندان رسالت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیریت ہے۔

۲۔ بزرگان ملت حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب اور مولانا حکیم الامت دارالامان میں ہیں۔ فاضل امروہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ گورداسپور تشریف رکھتے ہیں۔

۳۔ موسم میں خاصی تبدیلی ہو چلی ہے ہر روز اندھیاں آتی ہیں کبھی کبھی ترشح بھی ہو جاتا ہے۔

حالات مقدمہ

مقدمہ کے حالات اس سے زیادہ کچھ نہیں ہیں۔ کہ بمقدمہ خاکسار ایڈیٹر بنام کرم الدین وغیرہ ۷ جون بغرض بقایا شہادت استغاثہ مقرر ہوئی ہے جسمیں حافظ محمد عبد القدوس صاحب قدسی اور بابو غلام حیدر خان صاحب صاحب تحصیلدار پنڈ دادنخان کی شہادت ہوگی۔

اور بمقدمہ کرم الدین بنام حضرت اقدس و حکیم فضل الدین صاحب مولوی ثناء اللہ امرتسری پر جرح ہو رہی ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کی شہادت کے بعد ابھی دو گواہ اور استغاثہ کے باقی ہیں۔ مقدمہ عموماً ہر روز پیش ہوتا ہے ناظرین تفصیلی حالات کیلئے انتظار کریں۔

حالات متعلق ڈاکخانہ

افسوس سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ متواتر دو تین نمبروں میں ہم ڈاکخانہ کے متعلق مضامین نہیں لکھ سکے۔ آئندہ اشاعت سے وہ سلسلہ بدستور جاری رہیگا۔ انشاء اللہ العزیز

مذہبی مقدمہ

ناظرین کو یاد ہوگا کہ پچھلے کسی پرچہ میں آریہ سماجیوں اور سناتن دھرمیوں کی لڑائی کے مقدمہ کی خبر درج ہوئی تھی۔ ۲۰ مئی کو بمکان لالہ ایشری پرشاد صاحب خزانچی دہلی کی ایک کمیٹی ہوئی جسمیں آریہ سماجیوں نے سناتن دھرم والوں سے معافی مانگی اور راضی نامہ تحریری کرا لیا اور فریقین کی طرف سے چند اشخاص مقرر ہوئے تھے کہ جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر دہلی کی کوٹھی پر جاکر عرض کریں کہ انکا راضی نامہ منظور کر لیا جاوے کیونکہ فریقین شریف آدمی ہیں۔ مگر کسی صاحب کا حوصلہ نہیں ہوا جو وہاں جاکر کچھ عرض کریں کہ ۲۳ مئی سنہ حال کو اس مقدمہ کی پیشی ہوگئی ملزمان بھی حاضر عدالت تھے ملزمان کی جانب سے بڑے بڑے وکیل پیروکار مقدمہ تھے۔ بروقت پیشی مقدمہ کو فریقین کے وکلاء نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر دہلی سے عدالت میں عرض کیا کہ فریقین میں باہم سلوک اور اتفاق ہو گیا۔ اور لڑائی کا فیصلہ ہو چکا ہے اور بمکان لالہ ایشری پرشاد صاحب خزانچی دہلی کے فریقین گلے مل چکے ہیں اب کوئی تنازعہ باہمی نہیں رہا ہے۔ فریقین کا راضی نامہ منظور کر لیا جاوے کیونکہ یہ شریف لوگ ہیں اور آپ کی اطمینان کیلئے لالہ ایشری پرشاد صاحب خزانچی اور لالہ سلطان سنگھ صاحب اور مسٹر راج نرائن بیرسٹر ایٹ لا رائے بہادر لالہ شری کرشن داس صاحب گوڑ والے ہیں جو اسپر عدالت نے ان کا راضی نامہ منظور کیا اور فریقین کو جرم سے بری کر دیا اور آئندہ کیلئے تنبیہ کی گئی۔ ایک اور تحریر سے معلوم ہوا کہ جینیوں نے بتاریخ ۶ ماہ مئی سنہ ۱۹۰۴ء کو بنام پنڈت جمنا داس آریہ سماجی اور رام چند مالک مطبع بر دفعہ ۲۹۳ و ۱۵۳ الف ۲۹۲ تعزیرات ہند بابت کتاب جین مت سمیکشا بہ اجلاس صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے دعویٰ دائر کیا جو دو ملزمان کے نام وارنٹ گرفتار اور ایک ملزم کے نام سمن جاری ہو کر ۱۸ کی تاریخ پیشی مقرر ہوئی تھی جو یہ مقدمہ ۱۸ مئی سنہ ۱۹۰۴ء کو پیش ہوا۔ مدعیان کی طرف سے کلارنس کرک پیٹرک صاحب بیرسٹر ایٹ لا تھے اس پیشی پر ایک ملزم حاضر عدالت ہوا اور دو ملزمان پر وارنٹ کی تعمیل نہیں ہوئی لیکن ملزمان کے وکیل نے عدالت سے درخواست کی کہ عدالت حکم دے کہ ان دونوں ملزمان کی ضمانت داخل کر دی جائے تاکہ ملزمان حاضر عدالت ہو جائیں لیکن مدعیان کے وکیل نے اس بات کو منظور نہیں کیا اور جواب دیا کہ جب تک ملزمان حاضر عدالت نہ ہوں گے اس وقت تک ان کی ضمانت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ وارنٹ کی تعمیل ابتک نہیں ہوئی۔ اس پر عدالت نے ۱۸ تاریخ مئی سنہ ۱۹۰۴ء مقرر کی۔ چنانچہ ۱۸ مئی سنہ ۱۹۰۴ء کو یہ مقدمہ پھر پیش ہوا فریقین کی طرف سے وکیل پیروکار تھے۔ پنڈت جمنا داس بھی حاضر تھا رام چند مالک مطبع بھی خود حاضر عدالت ہوا۔ جو عدالت نے پانسو روپیہ کی ضمانت نقدلی۔ مگر پنڈت شمبو دت شرما غیر حاضر تھا۔ اسوجہ سے کوئی کارروائی مقدمہ نہیں ہوئی اور ۳۱ تاریخ مئی سنہ ۱۹۰۴ء کو پھر پیشی مقرر ہوئی۔ (سناتن دھرم گزٹ)

www.aaiil.org

حضرت حکیم الامت کا دوسرا وعظ

گذشتہ اشاعت سے آگے

پھر **نماز** میں ایک خاص قسم کا فیضان اور انوار نازل ہوتے ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کا برگزیدہ بندہ ان میں ہوتا ہے اور ہر ایک شخص اپنے ظرف اور استعداد کے موافق ان سے حصہ لیتا ہے پھر **امام** کے ساتھ تعلق بڑھتا ہے اور بیعت کے ذریعہ دوسرے بھائیوں کے ساتھ تعلقات کا سلسلہ وسیع ہوتا ہے۔ ہزاروں کمزوریاں دور ہوتی ہیں جنکو غیر معمولی طور پر دور ہوتے ہوئے محسوس کرلیتا ہے اور پھر ان کمزوریوں کے بجائے خوبیاں آتی ہیں جو آہستہ آہستہ نشو و نما پاکر اخلاق فاضلہ کا ایک خوبصورت [illegible] بنجاتے ہیں۔

یہ مت خیال کرو کہ ہم یہاں آتے ہیں اور کچھ نہیں لے جاتے ہیں بہت کچھ ساتھ لے جاتے ہیں مگر یہ لینا اپنی استعداد کے موافق ہوتا کر جس جس قدر انسان اپنا دل صاف کرتا اور نیکی کے قبول کرنے کی اہلیت رکھتا ہے اسی قدر وہ ان فیضانوں سے حصہ لیتا ہے۔

جسطرح بچہ پرورش پاتا اور نشو و نما پاتا ہے اسیطرح جسمانیوں اور روحانیوں کا بھی نشو و نما ہوتا ہے۔ جو شخص مامور کی صحبت میں رہ کر ایک دم میں چاہتا ہے کہ تبدیلی ہو جاوے وہ خدا سے ہنسی کرتا ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے لیکن ہم اُس کا قانون قدرت اسی طرح پر پاتے ہیں کہ تدریجی ترقی ہوتی ہے انبیاء علیہم السلام سے بڑھ کر کون صاف دل اور پاک فطرت ہوتا ہے لیکن انکے کمالات اور ترقیات کے سلسلہ پر اگر نظر کیجاوے تو وہ بھی تدریجی ہوتے ہیں اگر کمالات تدریجی نہ ہوتے تو چاہیے تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم پر یکدفعہ ہی سارا قرآن شریف نازل ہو جاتا تیئیس برس میں کیوں نازل ہوا؟ دیکھو کسان جو دانہ زمین میں ڈالتا ہے کیا وہ دوسرے ہی دن اُسکے کاٹنے کے لیے آمادہ ہو جاتا ہے نہیں ایک اچھا خاصہ عرصہ تک اسے انتظار کرنا پڑتا ہے۔ پھر خدا کے ان صریح اور بین قانونوں کو توڑ کر جو چاہتا ہے کہ پھونک مارنے سے ولی ہو جاوے تو وہ میری رائے میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہنسی کرتا اور اُسے آزماتا ہے۔

اس لیے ضروری یہ بات ہے کہ انسان عرصہ دراز تک خدا تعالیٰ کے مامور کی صحبت میں حسن ظن اور ارادت کے ساتھ بیٹھے۔ اور وفاداری اور اخلاص کے ساتھ اسکے نمونہ کو اختیار کرے تو اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسپر فضل کرے اور اسکو نیکیوں اور اخلاق فاضلہ کا وارث بنا دے۔ میں کسی اور کی بابت کوئی رائے نہیں دے سکتا اپنی نسبت کہتا ہوں اور اپنی کمزوریوں پر نظر کرکے خیال کرتا ہوں کہ میں اس گاؤں سے ایک گھنٹہ کے لیے بھی باہر جانا اپنی موت سمجھتا ہوں بجز ایسی حالت اور صورت کہ مجھے حضرت امام نے حکم دیا ہو۔

مجھے ان لوگوں پر تعجب آتا ہے جو سلسلہ بیعت میں داخل ہیں مگر یہاں نہیں آتے اور اگر آتے ہیں تو اسقدر جلدی کرتے ہیں کہ ایک دن رہنا بھی ان کے لیے ہزاروں موتوں کا سامنا ہوجاتا ہے۔ ان کے جتنے کام بگڑتے ہیں کیا وہ یہاں ہی رہ کر بگڑتے ہیں جتنے مریض ہوتے ہیں وہ یہاں ہی رہ کر ہوتے ہیں۔ ہزاروں ہزار عذر کرتے ہیں یہ بات مجھے بہت ہی ناپسند ہے مجھے ایسے عذر سنکر ڈر لگتا ہے کہ ایسے لوگ ان **بیوتنا عورۃ** کے الزام کے نیچے نہ آجائیں۔ پس جب یہاں آؤ تو امام کی صحبت میں رہ کر ایک اچھے وقت تک فائدہ اُٹھاؤ۔ کسل اور تعجل اچھا نہیں ہے خدا کرے ہمارے احباب میں وہ مزہ اور ہیبت پیدا ہو جو وہ اُس ذوق اور لطف کو محسوس کرسکیں جو ہم کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ستار ہے اور جب تک کبھی بدیاں انتہا تک نہ پہونچ جاویں اور **احاطت بہ خطیئتہ** نہ ہو جاوے اور حد سے تجاوز نہ کر جاوے خدا تعالیٰ کی ستاری کام کرتی ہے بعد اس کے پھر ستر اکا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اس لیے مناسب ہے کہ پہلے کہ تمہاری بدیاں اور کمزوریاں اپنا اثر کرچکیں اور یہ زہر تمہیں ہلاک کردے اسکی تریاق توبہ کا فکر کرو۔

اسلام ایسا پاک مذہب ہے کہ اس نے **کونفیشن** جیسی گندی تعلیم نہیں دی کہ پادری کے سامنے انسان اپنی تمام بدیوں اور بدکاریوں کا اقرار کرتا ہے۔ اسلام نے اسکے **بالمقابل توبہ** کا پاک مسئلہ رکھا ہے جس میں انسان اپنے مولیٰ کریم کے حضور اپنے درد دل کا اظہار کرتا ہے اور خاص اسی کے حضور کہتا ہے جو کچھ کہتا ہے ملائکہ کو اس میں شرکت کا موقع نہیں دیتا۔

انسان میں کمزوریاں ضرور ہیں اور انکے دور کرنے کے لیے اجتماع ایک عمدہ چیز ہے جیسا کے لیے تم بلائے گئے ہو وہ کیا چیز ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کا نمونہ دیکھنے کے واسطے تیرہ سو برس سے جس کے دیکھنے کو آنکھیں ترستی تھیں۔

خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ اُسنے ہمیں یہ وقت دیا اور پھر اس عالیشان انسان کی شناخت کی توفیق دی جو اسوقت خدا تعالیٰ کیطرف سے مامور ہوکر آیا ہے۔

یہ وہ وقت ہے کہ اس میں پھر پتہ لگے گا کہ انسان کسطرح ترقی کرتا ہے تدریجی کمال حاصل کرتا کر کسطرح اسکے دشمنوں کو ناکامی اور نامرادی حاصل ہوتی ہے اور وہ اور اُسکی جماعت بامراد اور فائز المرام ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں جسطرح صحابہ کی روحانی تربیت ہوئی اور انکی تکمیل ہوئی اسیطرح اب پھر خدا نے چاہا ہے کہ ایک جماعت طیار کرے جو اسیطرح کمالات روحانی حاصل کرے۔ خدا تعالیٰ کا کلام اب پھر نازل ہو رہا ہے جس سے قرآن کریم کی صداقتوں کی تازہ بتازہ تائید ہوتی ہے اور اسکے ثمرات و برکات کا تازہ بتازہ نمونہ پیش کیا جاتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں کسطرح پر تحدیاں ہوتی تھیں اور کسطرح پر مخالف قومیں باوجود سر توڑ کوششوں اور مخالفتوں کے بھی ان تحدیوں کے جواب سے عاجز اور لاجواب ہوئی تھیں ہماری سنی سنائی باتیں تھیں۔ مگر آج دکھایا جاتا ہے کہ وہ تحدیاں اسطرح پر ہوتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا راستباز مامور اور مسیح اللہ تعالیٰ کے منشا اور تائید سے قرآن کریم کی عظمت کو ظاہر کرنے کے لیے آج تحدیاں کر رہا ہے اور ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ کسطرح پر مخالف شرمندہ ہو رہے ہیں اور وہ ان تحدیوں کا کوئی مقابلہ نہیں کرسکتے۔ ساری قوم کو بلایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ تم جسکو چاہو اپنے ساتھ ملالو اور اسکا مقابلہ کرو مگر میں حیران ہوتا ہوں کہ اگر یہ شخص کاذب ہے (معاذ اللہ) جیسا کہ یہ لوگ مشہور کرتے ہیں کہ یہ عربی کا ایک صیغہ کا بھی نہیں جانتا اور اس نے کوئی باقاعدہ تعلیم نہیں پائی مگر وہ خدا تعالیٰ کی تائید سے بول رہا ہے اسکے قلم میں اللہ تعالیٰ کی طاقت کام کرتی ہے۔ اور یہ انسانی طاقت میں ہرگز ہرگز نہیں کہ خدا تعالیٰ کا مقابلہ کرسکے اگر انسانی طاقت بھی ایسا کرسکتی تو پھر خدا خدا ہی نہ رہتا۔ ان لوگوں کے مقابلہ کے لیے نہ نکلنے ہی نے ثابت کردیا ہے کہ یہ راستباز ہے اور خدا تعالیٰ اسکی تائید کر رہا ہے اور یہ کاذب کی تائید نہیں کیا [illegible]

غرض

یہ وہ زمانہ ہے کہ ہم پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تازہ کمالات کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور اُنپر ایمان لاتے ہیں یہ بات بالکل سچی ہے کہ اگر یہ شخص نہ آتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات اور معجزات ایک افسانہ سے بڑھ کر نہ ہوتے جواب واقعات اور مشاہدہ کے رنگ میں نظر آرہے ہیں اور یہ سب کچھ اسی کے طفیل سے ہے جسکے بلانے سے تم آج یہاں جمع ہو۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے وقت میں صحابہ بعض اللہ تعالیٰ کے جلال و جبروت کے اظہار کے لیے دور و دراز کے سفر کرتے تھے اور خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرتے تھے وہی رنگ یہاں دکھایا جاتا ہے کہ ایک جماعت کو آج طیار کیا ہے جو جنگلوں کو طے کرتی ہوئی اور سمندروں کو چیرتی ہوئی دور و دراز بلاد میں جائے گی اور اسکی غرض کیا ہوگی؟ اللہ کے جلال کا اظہار اسکی گم شدہ توحید کو پھر دنیا پر ظاہر کرنا۔ کیسی پاک اور مبارک غرض ہے آج سفروں کے لیے ہر قسم کی آسایش اور سہولت کے بہم پہونچنے کی وجہ سے لوگ دور و دراز ولایتوں کے سفر کرتے ہیں اور آئے دن ایسے مسافر روانہ ہوتے ہیں مگر میں پوچھتا ہوں ان کی غرض کیا ہوتی ہے؟ دنیا اور صرف دنیا

کوئی ولایت کو جاتا ہے ماں باپ اور احباب اور وطن سے جدا ہوتا ہے اسلیے کہ وہاں جا کے بیرسٹری کا یا کوئی اور امتحان پاس کرے اور دنیا کمائے۔ پھر وہاں سے وہ کیا لاتا ہے۔ علمی یا عملی طور پر خدا کے نہ ہونے کا اقرار یہ تو روحانی ترقی ہوتی ہے اور مارل اینڈ سوشل اصلاح جو وہ کرکے آتا ہے وہ تم میں سے اکثر کو ایسے لوگوں کے دیکھنے سے معلوم ہوئی ہوگی لیکن آج یہ پہلا موقعہ ہے کہ ایک جماعت سفر کرتی ہے لیکن اس سفر کی غرض خدا اور صرف خدا ہے۔ ان لوگوں کی حالت پر جب میں تفکر کرتا ہوں تو میرے دل میں انکی عظمت بڑھ جاتی ہے کیونکہ یہ پاک اغراض اور مقاصد لے کر جاتے ہیں۔

یہ اپنے احباب اور عزیزوں سے جدا ہونگے جنگل اور بیابان کاٹتے ہوئے جاوینگے۔ اور ایسی ایسے مقامات پر یہ پہنچیں گے جہاں کر ہمیں انکی کچھ بھی خبر نہ ہوگی ان کے ساتھ کیا گذر رہی ہے اگر وہ کسی مصیبت اور مشکلات میں مبتلا ہو جاویں جو سفروں میں ممکن ہے (اور ہماری دعا ہے کہ وہ ان مصائب اور مشکلات سے محفوظ رہیں آمین) تو تم میں سے کون ہوگا جو انکی اُسوقت مدد کرسکے گا۔ کوئی بھی نہیں کیونکہ وہ تم سے کتنے دور ہوں گے کہ اول تو اطلاع آنی مشکل اور اگر سے بھی تو بہت دیر کے بعد۔ اور پھر وہاں تک پہونچنا بہت مشکل اور وقت چاہے گا۔ مگر یہ لوگ ان تمام مصائب اور مشکلات کو برداشت کرنے کے لیے طیار ہوگئے ہیں انھوں نے اپنے اعزہ اور احباب کی محبت وطن کی اُلفت اور آرام کی پروا نہیں اور اس سفر کو مقدم رکھا

تازہ الہام مقام گورداسپور

(۱) اَنْتَ مِنِّیْ وَ مِنْکَ

(۲) عَسٰی اَنْ تَکْرَھُوْا شَیْئًا وَّ ھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ

خطبہ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

قرآن شریف کے متعلق اسی نے اگر بتایا کہ اس میں خوارق اور معجزات کی وہی طاقت موجود ہے جو پہلے تھی۔ وہ کرامات دکھلاسکتا ہے مہبط وحی ہوسکتا ہے۔ اگر قرآن شریف کی تاثیر اور قوت اب نہیں رہی۔ تو اس کا کیا فائدہ وہ چشمہ جس میں سے مصری نکل گئی ہے۔ تو وہ کیا کام آسکتا ہے لیکن اگر اس میں مصری موجود ہے تو وہ بیشک اس قابل ہے کہ آنکھ سے دیکھیں اور ہاتھ اوسکی طرف لپکے۔

تمام مسلمانوں اور قوموں نے اپنی کتابوں کی نسبت یہ دعوے کر رکھا تھا کہ وہ اس چشمہ کی طرح ہیں جس میں مصری نہیں ہے لیکن خدا تعالیٰ کے اس جری اور مسیح نے آکر یہ دعویٰ کیا کہ نہیں اسمیں مصری موجود ہے۔ وہ بدستور شفا اور نور اور رحمت اور ہدایت ہے اس کے برکات و انوار اس کی ثمرات اور نتائج بلاتفاوت موکراب بھی اسکی پیروی سے حاصل ہوتے ہیں جیسا کہ اس مہبط وحی کو دیتے تھے۔

اور پھر یہ دعوے نرا دعویٰ ہی نہیں رہا بلکہ اسنے پر زور دلائل اور تحدیوں کے ساتھ اس کو ثابت کرکے دکھایا ہے یہ خدا تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان ہے مگر افسوس نا ظالم طبع انسان اپنے محسن اور محبوب سے انکار کرتا ہے۔ اسیطرح پیر اللہ تعالیٰ کی ذات اس کی صفات۔ ملائکہ۔ انبیاء و رسل اور کتاب اللہ کے مطابق لوگوں میں حقیقی اور لذیذ ایمان بالکل نہ رہا تھا جو اس نے آکر پیدا کیا ہے اس نے واضح اور قوی دلائل کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ یہ ساری ہستیاں حق ہیں کیا یہ چھوٹا احسان ہے؟

پھر قرآن شریف کا عظیم الشان اور مایۂ ناز مسئلہ دعا کا تھا جو اس مجید کتاب کی اول اور آخر میں لکھا ہے یعنے جیسے پہلے اھدنا الصراط المستقیم کی ہدایت کی آخر میں قل اعوذ برب الناس کہکر پھر اس مسئلہ دعا کی طرف توجہ دلائی ہے لیکن اس زمانہ میں ایک گروہ تو ہے سے دعا کو محض لاشے سمجھتا تھا اس کے نزدیک دعا پر ایمان لانے سے بڑھکر بے وقوفی ہی کوئی نہیں جو مانتے تھے اون کا ماننا نہ ماننا برابر ہوچکا تھا اسلیئے کہ ان میں سے ایک بھی ایسا نظر نہ آتا تھا جو قبولیت دعا کے نمونے دکھا سکتا ہو اور جب دعا جیسی نعمت سے اہل عالم بے بہرہ ہوچکے تھے اور علمی و عملی طور پر اس سے ناواقف تھے بلکہ اس اعتقاد پر ہی ہنسی کیجاتی تھی تو اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان کس پایہ کا ہوگا کیونکہ دعا ہی ایک ایسی شے ہے جو ایمان باللہ کو مضبوط ہی نہیں بلکہ زندہ کرتی ہے اور خدا تعالیٰ کو اور اس کی تصرفات و اقتدار کو وجود و کائنات پر رکھتا ہو دکھادیتی ہے۔ اس خدا کے مسیح نے ہی آکر اس مسئلہ کو بھی زندہ کیا اور قبولیت دعا کے تازہ بتازہ نمونے منکرین دعا کے سامنے پیش کئے اور انہیں پکار کر کہا۔

قصہ کوتاہ کن ببین از ما دعائے مستجاب

اس قسم کی آواز اس زمانہ میں کسی طرف سے نہیں آتی تھی اور آ کیونکر سکتی جب تک کوئی اس مقام اور مرتبہ پر پہونچا ہوا نہ ہوتا۔

مجھے ہمیشہ حیرت ہوتی ہے کہ ایک طرف قرآن مجید اول اور آخر میں دعا کے مہتم بالشان مسئلہ کیطرف توجہ دلاتا ہے۔ اور شروع ہی میں یہ دعا سکھلاتا ہے کہ منعم علیہ کی راہ ہمیں دکھا یعنے انبیاء علیہم السلام کے برکات عطا کر اس میں اللہ تعالیٰ نے اشارہ کیا تھا کہ ہر زمانہ میں قرناً بعد قرن ان کی برکات اور تاثیرات زندہ رہیں گی۔ اگر کوئی شخص بھی ان برکات اور فیوض سے بہرہ ور ہونا مقدر نہیں تھا تو پھر یہ دعا کیوں تعلیم کی۔ کیا آج تک ایک شخص بھی ایسا نہیں ہوا جو لکھ سکے کہ میری دعا قبول ہوگئی ہے۔ قوم زندہ قوم اسیوقت تک ہے جب تک اس میں دعا کا زندہ نسخہ موجود ہے۔ اگر دعا نہیں تو قوم کو مردہ کہنا چاہیئے۔

اس لیئے قرآن کریم نے پہلے منعم علیہم کے برکات کے نزول اور حصول کی دعا سکھائی۔

اور آخر میں خاتمہ بالخیر کیلیئے سلسلہ یا خدا کی راہوں کی دشمن خناس سے بچایا۔

لیکن اگر خدا کا مسیح نہ آیا ہوتا تو جیسے اور بہت سی صداقتوں کا خون ہوگیا تھا یہ مسئلہ بھی جاتا رہا تھا۔

غرض یہ اصلاح تو اس نے اندرونی طور پر کی ہے یا یوں کہو کہ احقاق حق کیا ہے۔ اب میں مختصراً دکھانا چاہتا ہوں کہ ابطال باطل کیواسطے کیا کیا ہے سب سے بڑھکر ایک باطل جسنے سارے حقوں پر حملہ کرنے کیلیئے سارے زور لگائے اور کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا وہ باطل جسنے اللہ تعالیٰ کے مقدسین راستبازوں اور نبیوں کی بے ادبی کی ہے۔ وہ عیسائی مذہب ہے۔ یہ وہ مذہب ہے جو ایک عاجز انسان اور تمام بشری کمزوریوں کے بچہ کو خدا اور اس کو عرش پر زندہ خدا کہتا ہے اور پھر مسیح کو ایک طرف خدا کا فرزند اور خود خدا مان کر اس کو لعنتی مان کر خون گرایا ہوا مان کر اپنی نجات کا موجب قرار دیتا ہے۔ ایک کوبرا (زہریلا سانپ) جو اسی کو ہلاک کرنا ہے اگر آدم کی اشیری کو نگل رہا ہے۔ اس آدم ثانی نے آکر آدم اول کا انتقام لیا ہے۔ اور ظاہر کر دکھایا ہے کہ یہ بالکل غلط ہے کہ مسیح یا کوئی اور خدا ہو۔ آدم زاد کبھی خدا نہیں ہوسکتا۔ اور نہ کسی کی لعنتی موت اور خون بنی آدم کی رستگاری و نجات کا موجب ہوسکتا ہے۔

اے عزیزو! اگر تمہیں یہ معلوم ہو کہ اس آدم ثانی نے اس باطل کا سر کسطرح پیر کچلا ہے تو میں یقین رکھتا ہوں کہ تمہاری ساجدین و عباد کرا ہیں اور تم قدوس قدوس کہتے ہوئے سجدوں میں گر پڑتے اور خدا تعالیٰ کی حمد و ستائش اور اسکی پاکیزگی بیان کرتے ہوئے سجدوں کو گونجا دیتے خطبہ میں میں چونکہ مفصل بحث اس پہلو پر نہیں کرسکتا کیونکہ وقت تھوڑا ہوتا ہے۔ اس لئے میں نہایت ہی اختصار کے ساتھ کہتا ہوں کہ حربہ جو عیسائی مذہب پر چلایا گیا ہے وہ موت مسیح کا حربہ ہے حقیقت میں یہ ایک ایسا حربہ ہے کہ جس سے عیسائی مذہب کا کچھ بھی باقی نہیں رہجاتا۔ کیونکہ جب یہ ثابت ہوجاوے جیسا کہ ثابت ہوگیا ہے کہ وہ مرگیا تو پھر وہ خدا نہیں ہوسکتا اور پھر جب اوسکی صلیبی نجات اور رہائی ثابت ہوگئی کہ وہ صلیب پر نہیں مرا تو گو بجائے خود صلیبی موت کو نجات سے کوئی تعلق نہیں ہے لیکن تاہم جس عقیدہ کی بنا پر یہ مسئلہ مانا گیا ہے اگر وہی غلط ثابت ہو تو باقی کیا رہجاتا ہے۔ یقیناً یاد رکھو کہ عیسائی مذہب کا سارا دار و مدار اس لکڑی پر ہے جس پر مسیح لٹکایا گیا اور اس پر اسکی موت انکے مذہب کی جان ہے۔ مگر اب دلائل قاطعہ سے ثابت ہوچکا ہے کہ وہ اس لکڑی پر نہیں مرا اس لئے کہ وہ خدا کا راستباز اور برگزیدہ نبی تھا اور اپنی طبعی موت سے کشمیر میں آکر مرگیا ہے۔ مسیح کی موت کیساتھ ہی گویا عیسائی مذہب پر موت آگئی ہے اور ان کے گھروں میں ایک ماتم بپا ہے۔

احمق اور نادان مسلمان چلاتے اور چیختے ہیں اور عیسائیوں کی حمایت کیلئے چلاتے ہیں کہ نہیں مسیح زندہ ہے۔ مگر وہ غلطی پر ہیں اور اس سے آگاہ نہیں میں سچ کہتا ہوں کہ مسیح کی موت میں اسلام اور قرآن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہے۔ اور سب سے بڑھکر خدا کا زندہ ہونا اسی سے ثابت ہوتا ہے اسی ایک مسئلہ سے اس زبردست باطل کو کچل ڈالا گیا۔

پھر ایک دوسری قوم جس نے اس ہندوستان میں پرورش پائی اور یہاں ہی کے رہنے والی ہے اس باطل کے پیالوں کو گھونٹ پی کر زندہ ہوئی تھی اس کے لیئے اس کے گھر میں سے نیوگ کا ایک مسئلہ دکھاکر اس کا خاتمہ کردیا اور اس کے اعتقاد میں دکھایا کہ وہ ایسے خدا کو مانتی ہے جو ایک ذرہ کو بھی پیدا نہیں کرسکتا اور اپنے کسی عاشق زار اور پریمی بھگت کو بھی نجات نہیں دیسکتا۔

غرض احقاق حق اور ابطال باطل کیلئے جو کچھ اس نے کیا ہے اسے غور سے دیکھو پھر تمہیں اسکا حسن اور خوبصورتی نظر آئیگی۔

اب ان امور پر غور کرو اور سوچ کر جواب دو کہ کیا یہ وہی مسیح موعود نہیں ہے جسکے لئے کہا گیا تھا کہ لیظہرہ علی الدین کلہ جیسے بادل کو برسنے سے پہلے ٹھنڈی ہوائیں چلتی ہیں اسیطرح پیر وہ ٹھنڈی ہوائیں آرہی ہیں قیصر جرمن چلا اٹھا ہے کہ انسان کو خدا بنانا حماقت ہے۔ انگلستان چلا اٹھا ہے کہ عیسائی مذہب کی اصلاح کرنی چاہئیے۔ برکات اللہ علیک وصلوٰۃ اللہ علیک ایھا المسیح

اب رسول کریم کی عزت کے دن آگئے ہیں اس لئے ہم سب ملکر خدا کے برگزیدہ مسیح کی مددگار ہیں اور وہ یہ ہے کہ پاکیزہ چال چلیں اور دل سے اسکی نصرت کی دعائیں کریں +

تازہ الہامات

۳۱ مئی ۱۹۰۴ء۔ انا فتحنا لک فتحاً مبینا

یکم جون ۱۹۰۴ء (۱) انی انا الرحمٰن ساجعل لک سہولۃ فی امرک

(۲) انی انا التواب من جاء نی

(۳) ولقد نصرکم اللہ ببدرٍ وانتم اذلۃ

(۴) سلام علیکم طبتم

(۵) عفت الدیار محلہا ومقامہا (متعلق طاعون)

(۶) رؤیا عطر کی شیشی ہاتھ میں ہے ہاتھوں پر اور پگڑی پر عطر مل رہے ہیں۔

[illegible]

احسانِ عام

فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم ولو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک

۱- اپنے ہم جنسوں سے شفقت اور نرمی برتنی تمام نوع انسان کی بھلائی دل سے چاہنا بلکہ اپنی منفعت پر غیر کی منفعت کو مقدم رکھنا۔ اپنے دشمنوں، مخالفوں اور بدخواہوں سے احسان و مروت اور عموماً دوستی کرنا بلکہ اپنے مخالفوں کی خطاؤں سے درگذر کرنا اپنے دشمنوں کی بدخواہیوں کو معاف کرنا ان کی عداوت اور بزدلی پر صبر کرنا۔ اور برائی کے عوض ہمیشہ بھلائی کرنا۔

یہ عمدہ اور افضل محاسن اخلاق ہیں۔ جو ہمارے اسلام اور قرآن نے ہم کو سکھلائے ہیں۔ ہرچند کہ حکمائے سابقین کئی زمانوں کے تجربہ اور عرصہ دراز کی فکر و غور سے ایسے محاسن اخلاق کے قریب قریب پہنچے تھے۔ اور نہ کوئی ایک ہی حکیم تھا جس نے یہ سب عمدہ مکارم اخلاق کی باتیں سکھلائی ہوں گی مختلف اور متعدد حکیموں اور فیلسوفوں نے بہت کچھ سرد و گرم زمانہ دیکھ کر ان میں سے بعض بعض باتیں محاسن اخلاق کی بیان کیں الا چونکہ انسانی خیالات تھے جن کا ٹھیک ٹھیک ہر ملک و مزاج کی مختلف طبیعتوں کے اندازہ کے موافق ہونا ان حکیموں کی عقل کی دور اندیشی سے باہر تھا اور خیالات انسانی افراط و تفریط سے بھی خالی نہ تھے۔ لہذا ان پر وثوق کلی اور اعتماد قطعی بغیر وحی کے انکشاف کے ممکن نہ تھا۔ چنانچہ وہ وحی الہی جس کا انکشاف تمام عالم پر قرآن کے ذریعہ سے ہوا۔ اس وحی کامل نے ان سب اخلاق حسنہ کو تمام و کمال ہر ایک زمانہ اور ملک کے مناسب حال اور اندازہ کے موافق ہم لوگوں پر ظاہر و منکشف کیا +

۲- اس بارہ میں جو احکام ہم کو قرآن شریف کے ذریعہ سے ملے ہیں وہ ایسی وضع اور صورت میں نہیں ہیں کہ ان کو کسی خاص سورت یا رکوع میں بحیثیت مجموعی جمع کر کے رکھا ہو جو کہ تصنع اور تکلف سے خالی نہ ہوتا۔ اور جس سے گویا ایک طرح کی دکھلا دینے کی ترکیب اور ظاہری بندش پائی جاتی بلکہ تمام مصحف میں ان پاک احکام اور عمدہ اخلاق کو ہر ایک قسم کے ذکر میں ایسی ہی مصلحت سے متفرق بیان کیا ہے کہ پڑھنے اور سننے والوں کو ہر وقت اور ہر مضمون کے ساتھ ان نیکیوں اور اخلاق کی تنبیہ اور یاد دہانی ہوتی رہے اور اس وحی کے ہر مقام کو بلا قصد اور بلا تعین پڑھتا جاوے وہیں پر ان میں سے کوئی نہ کوئی نصیحت ضرور مل جاوے +

۳- ہم کو قرآن مجید یہ بات سکھلاتا ہے کہ ہم کو لازم ہے کہ بدی کے عوض میں نیکی کریں۔ اور خدا کا یہ مسلم حکم ہے کہ ہم اپنے دشمنوں سے برائی کے عوض میں بھلائی کریں +

(۱) ویدرؤن بالحسنۃ السیئۃ اولئک لھم عقبی الدار (رعد ۳)

جو لوگ برائی کے عوض میں بھلائی کرتے ہیں انہی لوگوں کے لئے دار آخرت ہے۔

(۲) اولئک یؤتون اجرھم مرتین بما صبروا ویدرؤن بالحسنۃ السیئۃ (قصص ۵)

ان لوگوں کو دوہرا اجر ملیگا۔ اس لئے کہ انہوں نے صبر کیا۔ اور بھلائی کرتے ہیں برائی کے بدلے۔

(۳) ادفع بالتی ھی احسن (مومنون ۴)

بری بات کا جواب وہ کہہ جو کہ بہتر ہے۔

یہ صاف سی بات ہے کہ قرآن مجید نے ہم کو محض حکماً یہ بات سکھلا دی یا ہم اس کو بلا تصدیق محض ایمان کی راہ سے تسلیم کر لیں۔ نہیں بلکہ ایسی نیکی کرنے کی بدیہی دلیل اور صریح نتیجہ بھی بتلا دیا۔

ولا تستوی الحسنۃ ولا السیئۃ ادفع بالتی ھی احسن فاذا الذی بینک وبینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم وما یلقٰھا الا الذین صبروا وما یلقٰھا الا ذو حظ عظیم۔ (حم سجدہ)

برابر نہیں نیکی اور نہ بدی۔ جواب میں تو کہہ اس سے بہتر پھر تو دیکھ لے کہ جس میں تجھ میں دشمنی تھی جیسے دوستدار ناتے والا اور یہ بات ملتی ہے اس کو جس کی بڑی قسمت ہے۔

(۴) پھر قرآن تم کو یہ بھی سکھلاتا ہے کہ بدلا لینا گو معروف یا مقتضائے عدالت ہو۔ اور ایسا کرنا سہل بھی ہے مگر اس کی کریمانہ اخلاق کا یہی حکم ہے کہ مخالفوں کی خطائیں اور برائیوں کو معاف کرو اور عموماً درگذر کرو۔

وجزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا فمن عفی واصلح فاجرہ علی اللہ۔ (شوریٰ ۳۸)

برائی کا بدلہ برائی ویسی ہے پھر جو کوئی معاف کرے اور سنوار دے تو اسکا ثواب ہے اللہ کے ذمے۔

وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم بہ ولئن صبرتم لھو خیر للصابرین (نحل)

اگر بدلا لو تو بدلا لو اسی قدر جتنی تم کو تکلیف پہنچے اور اگر صبر کرو تو یہ بہتر ہے صبر کرنیوالوں کو۔

ولمن صبر وغفر ان ذلک من عزم الامور۔ (شوریٰ)

اور البتہ جس نے صبر کیا اور معاف کیا بیشک یہ ہمت کے کام ہیں۔

فاعفوا واصفحوا حتی یاتی اللہ بامرہ (بقر)

سو معاف کرو اور درگذر کرو جب تک بھیجے اللہ اپنا حکم۔

فاعف عنھم واصفح ان اللہ یحب المحسنین (مائدہ ۲)

سو معاف کر اور درگذر کر ان سے۔ اللہ بیشک دوست رکھتا ہے نیکی والوں کو۔

فاصفح عنھم وقل سلام۔ (زخرف)

سو تو درگذر کر ان کی طرف سے اور کہہ سلام۔

ان آیات محکمات میں قرآن نے کئی طرح پر ہم کو نصیحت کی کہ برائی کرنیوالوں کو معاف کرو۔ بدلا نہ لو بلکہ صبر کرو بخشش دو درگذر کرو اور مخالفوں سے نیکی کرو ان پر احسان رکھو۔

(۵) اور اس سے زیادہ اور بھی صاف صاف کہدیا۔

یا ایھا الذین اٰمنوا ان من ازواجکم واولادکم عدوا لکم فاحذروھم وان تعفوا وتصفحوا وتغفروا فان اللہ غفور رحیم۔ (تغابن)

اے ایمان والو بعض تمہاری جوروئیں اور اولاد دشمن ہیں تمہاری۔ سو ان سے بچتے رہو۔ اور اگر معاف کرو اور درگذر کرو اور بخشو تو اللہ ہی بخشنے والا مہربان۔

دیکھو اس میں دشمنوں کے حق میں بھلائی اور احسان کرنے کے لئے کیسی تاکیدی الفاظ فرمائے ہیں معاف کرنا۔ درگذر کرنا۔ بخش دینا۔ اور اس پر بھی اخیر میں اشارہ کیا ہے کہ خدا غفور و رحیم ہے پس تم بھی اپنے دشمنوں سے ایسی خصلت بخشش اور رحم کی اختیار کرو۔

(۶) قرآن شریف نے ہم کو یہ بات بھی اچھی طرح سے واضح کر دی کہ ہماری یہ خصلت کہ ہم اپنے دشمنوں سے مہربانی کریں۔ ان کی برائیوں سے درگذر کریں۔ کیوں پسندیدہ ہے اور ہم کیوں ایسی رعایتیں اور عنایتیں اپنے مخالفوں سے کریں۔ چنانچہ لکھا ہے۔

ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم۔ (نور ۳)

اور چاہئے کہ معاف کریں اور درگذر کریں۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ معاف کرے تم کو۔

اس میں صاف سمجھا دیا کہ چونکہ تم اپنے گنہگاروں خطاکاروں۔ دشمنوں اور مخالفوں سے ایسا شیوہ عفو و غفران کا اختیار کروگے تو خدا بھی تمہاری خطاؤں سے درگذر کریگا۔

اس فقرہ میں الا تحبون ان یغفر اللہ لکم بڑی حکمت بھری ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ خدا ہماری خطاؤں کو معاف کرے تو لازم ہے کہ ہم بھی اپنے خطاکاروں کی تقصیریں معاف کریں۔ اگر ہم توقع رکھتے ہیں کہ خدا ہم کو بخشے تو ضرور ہے کہ ہم بھی اوروں کی خطائیں بخشدیں یہ آیت ہم کو صاف یہ سکھلاتی ہے کہ ہم ہمیشہ خدا سے یہ دعا کریں کہ جیسے ہم اپنے تقصیرواروں کو معاف کرتے ہیں ویسے ہی خدا بھی ہماری تقصیریں معاف کرے۔

(۷) باہم کی معاشرت میں (خواہ ہمارے اہل معاشرت مسلمان ہوں یا غیر مسلمان دوست ہوں یا مخالف) عدل و احسان برتنا اور انصاف مد نظر رکھنا ایک حکم محکم اور امر لازم ہے۔

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان (نحل)

اللہ حکم کرتا ہے انصاف کرنیکو اور بھلائی کرنیکو۔

وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان (مائدہ ۵)

آپس میں مدد کرو نیک کام پر اور پرہیزگاری پر اور مت مدد کرو گناہ پر اور زیادتی پر۔

پھر اس کو بھی واضح کر کے صاف سمجھا دیا کہ کسی قوم کی عداوت تم کو عدل کرنے سے باز نہ رکھے اور کسی جماعت کی دشمنی تم کو انصاف کرنے سے نہ روکے۔ تم سب اپنے دوستوں سے اور دشمنوں سے عدل و احسان اور انصاف برابر قائم رکھو۔

یا ایھا الذین اٰمنوا کونوا قوامین للہ شھداء بالقسط ولا یجرمنکم شنآن قوم علی الا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی (مائدہ ۲)

اے ایمان والو کھڑے ہو جایا کرو اللہ کے لئے گواہی دینے کو انصاف کی اور ایک قوم کی دشمنی کے باعث عدل نہ چھوڑو۔ عدل کرو یہی بات لگتی ہے تقوی سے۔

(۸) بعض نکتہ چین ظاہربین مخالفان اسلام نے ان ظاہر اور روشن احکام سے تغافل کر کے ایسا گمان کر لیا کہ گویا قرآن ایسے احکام عفو عام بخشش تام اور محاسن اخلاق سے خالی ہے اور نہ اسی قدر پر اکتفا کیا۔ اور بھی ترقی کر کے سمجھے کہ قرآن میں بعض احکام ان نیکیوں کے خلاف ہیں۔ کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا۔

تمام محاسن اخلاق کے پیشوا اور سب نیکیوں کے مولیٰ ہمارے پیغمبر خدا ہیں۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔

اور ہم کو ان کے افعال کا کیا اچھا نمونہ ملا ہے کہ وہ اپنے سب دوستوں اور دشمنوں سے کمال نرمی شفقت اور رحمت سے پیش آتے ہیں اور یہ صرف دعویٰ ہی نہیں ہے بلکہ اس کی دلیل بھی بدیہی موجود ہے کہ اگر پیغمبر خدا کے اخلاق ایسے نہ ہوتے تو یہ عقیق لوگ ان کے ساتھ ہوئے تھے اور مخالفین تھے ان سے لوٹ کر آئے تھے ان میں سے ایک بھی نہ آتا کسی بدمزاج خشونت کرنیوالے کے پاس کوئی نہیں آتا بلکہ یہ شفقت اور اخلاق نرم دلی اور لینت ہے جو سب کو اپنا ہو یا بیگانہ کھینچ لاتی ہے۔ دیکھو وہ آیت قرآن جو ہمارے مضمون کی زیبندہ عنوان ہے اس پر پھر نظر کرو اور پڑھو کہ خدا پیغمبر سے فرماتا ہے

فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم ولو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک فاعف عنھم واستغفر لھم۔

یہ کچھ خدا ہی کی مہر ہے کہ تو ان کو نرم دل ملا اور اگر تو سخت اور سنگدل ہوتا تو وہ تیرے پاس سے بھاگ جاتے سو تو ان کو معاف کر اور ان کے لئے دعائے مغفرت کر۔

پس ہم کو قرآن شریف کے احکام اور پیغمبر کے نمونہ سے بھی واجب و لازم ہے کہ ہم اپنے دشمنوں اور مخالفوں سے بھی بہ نرمی و محبت پیش آویں ان کو بھی نیکی اور بھلائی کریں اور باہم برتاؤ کریں تاکہ بدگمانی کی غلط فہمی ہماری قول اور فعل سے دور ہو جاوے +

(۹) مگر اسمیں شک نہیں کہ فرق مراتب ضرور ہے

ہم کو عام محبت کا حکم ملا ہے مگر یہ مراد نہیں کہ جو
اور محبت خاص کہ اہل ایمان سے کیجاتی
ہے کا مرتبہ عام محبت سے زیادہ ہے دیسی
ہی اخلاق غیر ایمان والوں سے بھی
برتی جاویں۔ چنانچہ جو شدت کفار کی سرزنش
میں ان کے عصیان نافرمانی فساد اور
ناحدا ترسی کی وجہ سے (اگرچہ وہ بھی نرمی اور سلامتی
کے ساتھ) ان سے برتی جاتی ہے۔ اور جو محبت
ایمانی اور خاص دوستی جس کہ ایمان کی حیثیت
سے مومنین مستحق ہیں۔
(علاوہ اس عام دوستی کے جو تقاضائے فطرت
انسانی ہر ایک انسان کو کرنی چاہیئے) اُن دونوں
باتوں کی تفاوت پر اس آیت میں اشارہ ہوا ہے۔
محمد رسول اللہ والذین معہٗ
اشداء علی الکفار رحماء بینہم +
محمد رسول اللہ کا اور جو اُس کے ساتھ ہیں زورآور
ہیں کافروں پر اور نرم دل ہیں آپس میں +
یہی فرق اور امتیاز ہے جو مندرجہ بالا اور
اس کے ہم مضمون آیتوں میں بیان ہوا ہے۔ اور
اسی فرق اور امتیاز کے اعتبار پر قواعد جنگ
اور قتال میں نامناسب ہے کہ مسلمانوں کے گروہ کے
آدمی مخالفین اور مقاتلین سے محبت کر کے اپنے ضعف
اور شکست کا باعث ہوں۔ مگر صاف صاف کہدیا
کہ جو دشمن اور مخالف تم سے دین کی بابت قتال
نہیں کرتے اُن سے نیکی اور انصاف کرو۔ کیونکہ
خدا نیکی کرنے والوں اور انصاف کرنیوالوں
کو دوست رکھتا ہے۔ صرف انہیں لوگوں سے ایسی
دوستی منع کی گئی ہے جو کہ دین کی بابت مسلمانوں
سے لڑتے تھے اور جنہوں نے مسلمانوں کو گھروں سے
نکالا اور اس پر ایک دوسرے کی مدد کی۔
لا ینہاکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم
فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان
تبروھم وتقسطوا الیہم ان اللہ یحب
المقسطین۔ انما ینہاکم اللہ عن الذین
قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم
وظاھروا علٰی اخراجکم ان تولوھم
ومن یتولھم منکم فاولٰئک
ھم الظالمون۔ (ممتحنہ)
اللہ تم کو منع نہیں کرتا ان سے جو لڑے نہیں تم سے
دین پر اور نکالا نہیں تم کو تمہارے گھروں سے
کہ ان سے کرو بھلائی اور انصاف کا سلوک۔
اللہ چاہتا ہے انصاف والوں کو۔ اللہ صرف
منع کرتا ہے تم کو اُن سے جو لڑے تم سے دین پر
اور نکالا تم کو تمہارے گھروں سے۔ اور مدد کی
تمہارے نکالنے پر کہ ان سے کرو دوستی۔ اور جو
کوئی ان سے دوستی کرے تو وہ لوگ ہیں گنہگار
پس جنگ و قتال کی حالت کا ایک خاص قاعدہ
ہماری معاشرت کا دستور العمل نہیں ہے بلکہ ہماری
حسن معاشرت کا حکم عام ہی ہے۔
لا ینہاکم اللہ عن الذین لم یقاتلو
کم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم
ان تبروھم وتقسطوا الیہم
ان اللہ یحب المقسطین۔
(۱۰) یہ بات کہ منافقوں اور کافروں سے ان کی شرارت
اور فساد کی وجہ سے ان کی سرزنش اور تنبیہ
اور تغلیظ فی القول کرنے میں وہ رعایت عام
دوستی اور صلح و آشتی کی بھولی جاتی ہے۔ اور یہ
سرزنش بھی نرمی و سلامتی کے ساتھ کرنی چاہیئے
اس کے ثبوت میں قرآن شریف کے یہ احکام ہیں
۱۔ فاصفح عنہم وقل سلام
سو درگذر کر ان سے اور کہہ سلام ہے۔ (زخرف)
۲۔ اذا خاطبہم الجاھلون قالوا سلاما۔
اور جب بات کرنے لگیں اُن سے بے سمجھ لوگ
تو کہیں صاحب سلامت۔
۳۔ ادع الٰی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ
الحسنۃ وجادلہم بالتی ھی احسن (نحل)
بلا اپنے رب کی راہ پر پکی بات سمجھا کر اور نصیحت
کر کر بھلی طرح اور بحث کر اسطرح جو احسن ہو۔
۴۔ ولا تجادلوا اھل الکتاب الا بالتی
ھی احسن۔
نہ جھگڑو تم اہل کتاب سے مگر اسطرح سے جو سب سے
بہتر ہو۔
۵۔ واعرض عنہم وعظہم وقل
لہم فی انفسہم قولا بلیغا۔ (نساء)
اور ان سے درگذر اور ان کو نصیحت کر اور ان کو
حق میں پکی بات کہہ۔
اِن آیتوں کے حکم سے ہم کو لازم ہے کہ جب ہم
اہل معاصی اور کفار سے سرزنش کریں اور اُن
کے فساد اور ناخدا ترسی پر ملامت کریں تو اس کو
نیک طریقہ سے نرمی کیساتھ بحال اخلاق سمجھاویں۔
(۱۱) اس مقام پر تھوڑا سا مسئلہ اکراہ کا بیان بھی
ضرور ہے کہ آیات قرآن مجید میں تو مخالفوں سے
ایسی نیکیاں اور نیک سلوک کرنیکا حکم ہے اور
فہمائش اور سرزنش میں بھی اخلاق کی رعایت پر
ضرور ہے تو ایسی صورت میں مسلمان ہونے پر
مجبور کرنا کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔ مگر ہمارے پاس
ایک ذخیرہ عدم اکراہ کے احکام کا موجود ہے جس سے
یہ شبہ ہو ہی نہیں سکتا کہ مذہب کے باب میں
زبردستی کا حکم ہوا ہو یا کبھی جبر کیا گیا ہو۔
(۱) فذکر انما انت مذکر لست علیہم
بمصیطر۔ (غاشیہ)
پس تو سمجھا تیرا کام سمجھانا ہے تو اُن پر داروغہ نہیں
(۲) قل اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول
فان تولوا فانما علیہ ما حمل وعلیکم ما حملتم
وان تطیعوہ تہتدوا وما علی الرسول
الا البلاغ المبین۔ (نور)
تو کہہ حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا۔ پھر اگر تم
منہ پھیرو گے تو اُس کا ذمہ ہے جو اس پر رکھا اور
تمہارا ذمہ ہے جو تم پر رکھا۔ اگر اس کا کہا مانو تو
راہ پاؤ اور پیغام والے کا ذمہ نہیں مگر پہنچا دینا
(۳) فان تولوا فانما علیک البلاغ۔
پھر اگر وہ پھر جاویں تو تیرا ذمہ صرف پہنچا دینا ہے۔
(۴) من یطع الرسول فقد اطاع اللہ
ومن تولٰی فما ارسلناک علیہم حفیظا۔
جس نے حکم مانا رسول کا اس نے حکم مانا اللہ کا
اور جو الٹا پھرا تو ہم نے تجھکو نہیں بھیجا ان پر نگہبان
(۵) اتبع ما اوحی الیک من ربک لا الٰہ
الا ھو واعرض عن المشرکین (انعام)
تابعداری کر تو خدا کی بھیجی ہوئی کی حکم آیا جسکا کوئی
شریک نہیں ہے اور مت التفات کر مشرکوں
کیطرف۔
(۶) افانت تکرہ الناس حتی یکونوا مؤمنین (یونس)
اب کیا تو زور کریگا لوگوں پر کہ ہو جاویں با ایمان
(۷) وما انت علیہم بجبار فذکر بالقراٰن
من یخاف وعید۔ (ق)
اور تو نہیں اُن پر زور کرنیوالا سو تو سمجھا قرآن
سے اس کو جو ڈراسے وعید سے۔
(۸) اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول فان
تولیتم فانما علٰی رسولنا البلاغ المبین (تغابن)
کہا مانو اللہ کا اور رسول کا پس اگر وہ پھر جاویں
تو ہمارے رسول کا ذمہ صرف پیغام پہنچا دینا ہے
(۹) ان ھذہ تذکرۃ فمن شاء اتخذ
الٰی ربہ سبیلا۔ (دھر)
یہ ایک نصیحت ہے پس جو کوئی چاہے اپنے رب
کی راہ اختیار کرے۔
(۱۰) لکم دینکم ولی دین۔ (کافرون)
تمہیں تمہارا دین اور مجھے میرا دین۔
(۱۱) لا اکراہ فی الدین۔
دین میں کچھ زبردستی نہیں۔ (بقر)
(۱۲) یہ سب آیات مختلف مقامات میں جو مکہ اور مدینہ
میں نازل ہوئیں۔ یعنی اس زمانہ کے لئے ہیں
جب اسلام میں ضعف تھا۔ اور اس وقت کی بھی
ہیں جب اسلام کو تمکنت اور شوکت حاصل ہو گئی
تاکہ ظاہر ہو کہ کسی حالت میں جبر و اکراہ جائز نہیں رکھا گیا
اس لئے وہی ایک بات ہر جگہ صاف صاف بیان
کی گئی۔ اور ایسا ہی برتا بھی گیا چنانچہ عین جدال و
قتال کی حالتیں بھی باوجود طرفین کی مخالفت کے جو
مشرک طلبگار امن ہو کر جماعت اسلام کیطرف چلا آتا
تو اس کو صرف قرآن کے پاک احکام اور نصائح سنا
دینے کا حکم تھا اور جب وہ سن چکے تو اس کو وہیں پہنچا دو
جہاں اس کے امن کی جگہ ہے۔ حالانکہ یہ موقع اکراہ و جبر
کا تھا مگر ایسی بات تو کبھی قرآن شریف میں روا نہیں رکھی گئی
وان احد من المشرکین استجارک
فاجرہ حتی یسمع کلام اللہ ثم ابلغہ مامنہ
ذٰلک بانہم قوم لا یعلمون۔ (براءۃ)
اگر کوئی مشرک تجھ سے پناہ مانگے تو اس کو پناہ دے جب
تک وہ سن لے کلام اللہ کا پھر پہنچا دے اس کو
جہاں وہ نڈر ہو۔ یہ اس واسطے کہ وہ لوگ جانتے نہیں
یہ آخری فقرہ صاف دلالت کرتا ہے کہ اُن لوگوں کو
اسلام کے محاسن اور قرآن کے مکارم اخلاق کی خبر
نہیں۔ اس لئے وہ جانتے نہیں ہیں کہ اسلام کیا
چیز ہے۔ پس اُن کو مسلمان کرنیکا یہی ذریعہ ہے
کہ اُن کو قرآن سنایا جاوے اور اس کی افضل تعلیم اور
عمدہ نصائح سننے والے کے دل میں اثر کریں۔
(۱۳) یہاں ذکر مقاتلات اسلامی کا آگیا اور ہم کو
اس کی ضمن میں یہ لکھنا مناسب معلوم ہوگا۔
مقاتلات اسلامی کی منشاء صرف مدافعت تھی
اور یہی غرض تھی کہ مشرکین کے ظلم و عدوان
سے مستضعفین مسلمین کو نجات ملے اور ان کو
بے روک ٹوک خدا کی عبادت کا موقع ملے۔
اور مخالفوں کی زیادتی اور موذی کفار کا ظلم
و ستم دور کیا جاوے اور ان کی لڑائی بند ہو جاوے
یہ غرض نہیں ہے کہ وہ جبراً مسلمان ہو جاویں
لولا دفع اللہ الناس بعضہم ببعض
لہدمت صوامع وبیع وصلوات ومساجد (حج)
اگر نہ ہٹایا کرتا اللہ لوگوں کو ایک کو ایک سے تو ڈھائے
جاتے ستونے اور مدرسے اور عبادتخانے اور مسجدیں
ومالکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ والمستضعفین
من الرجال والنساء والولدان الذین یقولون
ربنا اخرجنا من ھذہ القریۃ الظالم اھلہا (نساء)
کیا وجہ کہ تم خدا کی راہ میں نہ لڑو حالانکہ کمزور مرد
اور عورتیں اور بچے کہتے ہیں کہ یا رب ہم کو اس
شہر سے جس کے لوگ ظالم ہیں نکال لے۔
عسی اللہ ان یکف باس الذین کفروا (نساء)
قریب ہے کہ اللہ بند کرے لڑائی کافروں کی
اس بات کے کہنے کی ضرورت نہیں کہ مدافعت کی
لڑائی میں ابتدا مخالفوں کیطرف سے ہونی
چاہیئے کیونکہ انہیں کے ظلم و عدوان پر مدافعت
کی ضرورت پڑی اور یہی بات قرآن شریف
میں بھی منصوص ہے۔
ھم بدءوکم اول مرۃ۔ اور مسلمانوں
کو حکم ہوا تھا کہ تم ہرگز ابتدا نہ کرو ولا تعتدوا
۱۴۔ مخالفوں سے تو علی العموم قرآن شریف
میں ایسی نیکیاں اور احسان کرنے کا حکم دیا
گیا ہے اور عین حالت جنگ و جدال کی وہ
شفقت اور کریمانہ برتاؤ ہے جو سورہ براءۃ
کی پانچویں آیت سے نقل کیا گیا کہ جو مشرک
مسلمانوں کی پناہ میں آوے اُس کو قرآن
کے احکام و نصائح سنا کر وہاں تک اس
سے رعایت کیجاوے کہ جہاں اس کے امن
کا مقام ہو وہاں اسے بخیر و عافیت پہنچا
دیا جاوے۔ اب لڑائی کے بعد مغلوب
اور مقید و مخالفوں کیواسطے عام حکم دیدیا
کہ یا انہیں احسان رکھ کر مفت چھوڑ دو یا فدیہ
لیکر چھوڑ دو۔
حتی اذا اثخنتموھم فشدوا الوثاق فاما منا
بعد واما فداء حتی تضع الحرب اوزارھا
ذٰلک ولو یشاء اللہ لانتصر منہم ولٰکن
لیبلوا بعضکم ببعض (محمد)
پھر جب خوب قتال کر چکو تو قید کر لو اور بعد اس کے
یا احسان رکھ کر چھوڑ دو جب تک کہ لڑائی بند
ہو جاوے۔ پھر خدا چاہے تو بدلہ لے اُن
سے مگر وہ تم کو جانچتا ہے۔

ہم اور ہمارے ناظرین

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں ہم اپنے ناظرین کی توجہ اپنی سرکلر کیطرف مبذول کرا چکے ہیں فی الحال اسپر کچھ اور لکھنے کی ضرورت نہیں ہاں البتہ صبر اور استقلال کے ساتھ اس معاملہ کے حل کا انتظار کرنا چاہیئے اور اپنی تاثیر فغان کو دیکھنا چاہیئے کہ وہ کتنے دلوں کو ہلا سکتی ہے۔ جہاں ایک طرف ہمیں اپنی تاثیر فغان کا امتحان ہو جاویگا۔ وہاں قوم کی بیداری یا غفلت کا بھی اندازہ ہو سکیگا۔ قوم اگر توجہ نہ کریگی تو اسپر غفلت کا الزام عائد ہوگا کیونکہ اب اس میں اخبار کا مذاق پیدا ہو گیا ہے اور وہ اپنے لئے ضرورت اخبار کو محسوس کرتی ہے یہ وقت ہے کہ اہل الرائے اصحاب قلم اٹھائیں اور ہمارے اور اپنے فرائض پر پوری بحث کریں۔ اسوقت جو خاموش رہیگا وہ یقیناً قومی گناہ کا ارتکاب کریگا۔

ہر شخص جو کوئی بھی رائے اخبار کے متعلق رکھتا ہے اس کا فرض ہے کہ وہ اسے ظاہر کرے اخبار کی اصلاح اور بہتری کیلئے جو خیال اس کے دل میں پیدا ہوا اسے ظاہر کئے بغیر نہ رہے۔

اب ہم جو خطوط گذشتہ اشاعت کے بعد وصول ہوے ہیں ان کے خلاصے درج کرتے ہیں

خلاصہ خطوط

۱۴۔ ایس ایم یوسف احمد صاحب اپنے خط میں لکھتے ہیں الحکم کے احسان ہمارے ذمہ میں وہ بیرون از تحریر ہیں کیونکہ جیسے ہمارے امام کی خبریں اور کلمات طیبات پہونچاتا ہے اور جس سے ہم لوگ فیضیاب ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ اسکی جزا دے گا اور اس کے عملے میں ہم کو مناسب ہے کہ ہم بھی الحکم کی اشاعت میں سعی کریں اور حتی المقدور خریدار پیدا کریں اسلئے ایک خریدار اپنے پاس سے قیمت دیکر پیدا کیا آئندہ بھی خریدار بڑھانے کی کوشش کیجاویگی آپ بھی اس بات کا خیال ضرور رکھیں کہ وقت معین پر پرچہ بذا پہونچانے کی سعی کریں۔ کیونکہ جب آپ خریداروں کی پوری طور سے خدمت کرینگے تو خریدار ایسے نہیں جو آپ کے اخبار کیلئے سعی نہ کریں۔

ایڈیٹر۔ یہ سارا رونا تو اسی امر کیلئے ہے کہ اخبار کی کمزوریوں کی اصلاح ہو۔ اور سٹاف مکمل ہو۔ اور اسکی یہی صورت ہو سکتی ہے کہ اخبار کی مالی حالت مستحکم ہو۔ اگر میری تجویز پر سو آدمی بھی عمل کریں تو میں خیال کرتا ہوں کہ اسباب کی بنا پر اخبار کے سٹاف کی تکمیل کی اچھی صورت نکل آئیگی۔

۱۵۔ بابو کریم اللہ صاحب فورث لاموریوں جو آپکے سابقہ معاونین میں سے ہیں ۔۔۔

آپکا چھپا ہوا ملفوف دربارہ توسیع اشاعت الحکم بہت دن ہوئے مجھے ملا تھا جواب دینے میں غیر معمولی دیر ہوگئی معاف فرماویں انشاء اللہ میں ہمیشہ اس امر کی سعی میں رہونگا کہ کسطرح الحکم کیلئے جدید خریدار پیدا کروں۔

ایڈیٹر۔ میری دو تجویزیں تھیں انپر مزید توجہ دلاتا ہوں۔

۱۶۔ حکیم مولوی نور محمد صاحب مالک شفاخانہ نوری لکھتے ہیں بجواب آپ کی ہلی چٹھی کے عرض ہے کہ خاکسار شروع سال ہی انشاء اللہ حسب ارشاد آپکی معلومہ قیمت پر اخبار خرید اکریگا اور خریدار اخبار بنانے میں بھی ساعی رہونگا۔

ایڈیٹر۔ جزاک اللہ احسن الجزا۔ یوں آپکا اختیار ہے جب سے چاہیں خرید کریں لیکن کیوں اس نیک تحریک پر ابھی سے عمل نہو۔

۱۷۔ سید روشن صاحب نا ندیری لکھتے ہیں آپ کا مکلث زدہ لفافہ وصول ہوا کیفیت مرقومہ واضح ہوئی ہے مگر اس وقت بجائے مقابل دس روپیہ کچھ قدر نہیں رکھتے ہیں لیکن ایک غیر مواجب والا اسقدر بوجھ اٹھا نہیں سکتا معاف فرماویں

ایڈیٹر۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی اور مددگار رہے۔ آمین

۱۸۔ چودھری غلام احمد خان صاحب انسپکٹر ڈاکخانجات سری نگر سے لکھتے ہیں۔ آپکی خاص چٹھی دربارہ توسیع الحکم صادر ہو کر باعث مشکوری ہوئی۔ مجھے بغیر آپکی تحریک کے ہمیشہ الحکم کی توسیع کا خیال رہتا ہے۔ (ایڈیٹر بے شک)

اس چٹھی کے جواب میں کم از کم ایک خریدار تو فی الحال دیا جاوے اس لئے ایک دوست سی ہیڈ الحکم کا خریدار بننا منظور کر لیا ہے لیکن وہ اس شرط پر راضی ہیں کہ میں ایک دو روپیہ سالانہ والا اخبار جسکے وہ حامی ہیں خرید کروں میں نے یہ بھی منظور کر لیا ہے انشاء اللہ توسیع الحکم کیواسطے آئیندہ بھی کوشش جاری رہیگی دعا کریں کہ خدا کامیاب کرے میں بذریعہ خطوط کئی دوستوں کو تحریک کرتا رہتا ہوں۔

ایڈیٹر۔ چودھری صاحب واقعی الحکم کی توسیع اشاعت کیلئے ہمیشہ ساعی رہے ہیں جسکی جزا اللہ تعالیٰ انہیں دیگا جس طرز پر آپ نے الحکم کیلئے یہ خریدار دیا ہے وہ آپ کی خاص محبت اور تعلق کو بتاتا ہے جو الحکم کے ساتھ ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہنا چاہیئے کہ یہ خریدار خود انہوں نے اپنی جیب سے دیا ہے۔

۱۹۔ منشی نذیر الدین احمدی صاحب بہاموں سے لکھتے ہیں کہ میں دس روپیہ پر الحکم کا خریدار ہوں توسیع اشاعت کیلئے ساعی رہتا ہوں البتہ غیر ملک اور غیر قوم ہونیکے باعث اثر کم ہوتا ہے۔

۲۰۔ عالیجناب سردار محمد یعقوب خان صاحب گمپنی سیستان کمیشن ایک گرامی نامہ نہایت دردِ دل سے لکھتے ہیں جسکا اقتباس ہم آئیندہ دینگے سردار صاحب کیطرف سے الحکم کی پسندیدگی اور اسکے کام کو سراہنے پر ہم دلی خاص عزت اور شکریہ کے ساتھ قابل ہے۔ آپ کی رائے نہایت قابل قدر جسکی وجہ یہ ہے کہ آپ سیستان کمیشن جیسی اہم اور ذمہ داری کے نازک کام میں شریک ہونے کے باوجود قومی درد کو محسوس کر رہے ہیں اور قومی اصلاح کی تڑپ آپ میں موجود ہے۔

الحکم کی ہر دو درخواستوں کے متعلق باوجودیکہ آپ ابھی تک غالباً اس سلسلہ کے ممبر نہیں ہیں نہ صرف لکھتے ہیں بلکہ عملی نمونہ پیش کرتے ہیں دس روپیہ سالانہ قیمت ہمیشہ کیلئے آپ منظور فرماتے ہیں اور دس روپیہ اس سال کیلئے بھیجدیئے ہیں دس خریداروں کے متعلق آپ لکھتے ہیں کہ میرے علاقہ اور کام میں یعنے کوئٹہ والے اور جیکب آباد کیطرف بلوچ قوم علمی مذاق سے نا آشنا محض ہے اس لئے انہیں اخبار کی اشاعت مشکل امر ہے تاہم میں کوشش کرونگا اور کمیشن کے واپس آنے پر میں اپنی گرہ سے بطور امداد یکمشت کچھ روپیہ روانہ کرونگا۔ ہم سردار صاحب کیلئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے ارادوں میں کامیاب کرے اور خدمت دین کی توفیق دے۔ آمین

اپنے اس لمبے خط میں سردار صاحب نے مسلمانوں کی حالت پر بھی ریویو کیا ہے جسکو ہم انشاء اللہ العزیز اگلی اشاعت میں آپ ہی کے الفاظ میں درج کر دینگے۔

سردار صاحب نے مرسلہ دس روپیہ بھیجے ہیں سردار صاحب اگر اس علاقہ کے روساء اور خوانین میں الحکم کیلئے تحریک کریں اور اس وقت ان کا منصب اور رسوخ انہیں اچھا موقع دیتا ہے تو وہ الحکم کیلئے بلوچستان میں بہت سے خریدار پیدا کر سکتے ہیں جو دس دس روپیہ سالانہ پر الحکم خرید سکتے ہیں بلکہ خاص طور پر الحکم کی مدد کر سکتے ہیں

اور اگر یہ خیال ہو کہ ان لوگوں میں اردو زبان اچھی طرح رائج نہیں ہے تو ان لوگوں کی خاطر الحکم کے چار صفحہ زائد فارسی میں کر دیئے جا سکتے ہیں بشرطیکہ کم از کم دو سو خریدار الحکم کیلئے سردار صاحب بہم پہونچائیں جو دس روپیہ سالانہ دینے کو رضامند ہوں۔ اس صورت میں الحکم ان لوگوں کیلئے زیادہ مفید اور کارآمد ثابت ہوگا۔ اور بلوچستان کے ان خوانین اور چیفس کو جو کچھ فائدہ پہونچیگا اس کا بہت بڑا ثواب سردار صاحب موصوف کو ہوگا۔ اگر سردار صاحب مسلمانوں کے ادبار و زوال کو محسوس کرتے ہیں اور انکی ترقی کی راہ اسلام ہی پر قائم ہونا سمجھتے ہیں جو بالکل درست ہے تو اس خدمت کے لئے انہیں قدم آگے بڑھانا چاہیئے کیونکہ الحکم کے نزدیک بھی مسلمانوں کی ترقی کا اصل راز یہی ہے کہ وہ اسلام کے سچے پیرو ہو جائیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ سردار صاحب اس خدمت دین کے پہلو کو فراموش نہ کریں گے۔ اور بلوچستان کے روساء میں یہ مبارک تحریک کرینگے۔

عجیب واقعات

چین اب تک بڑے تاریک توہمات کا گھر بنا ہوا ہے۔ شمالی چین میں ایک گھنٹہ ہے جو ایک صدی سے ہر وقت بجتا رہتا ہے۔ یہ نتیجہ کسی مشین (کل) سے پیدا نہیں کیا جاتا بلکہ کل شہر کے باشندگان بخوشی ایک ٹیکس دیتے ہیں جسکی آمدنی سے ہر وقت گھنٹہ بجانے کیلئے کافی ملازم رکھے ہوئے ہیں جب ایک تھک جاتا ہے۔ تو اسکی جگہ دوسرا لے لیتا ہے۔ اس شہر کے چینی باشندوں کا عقیدہ ہے کہ گھنٹہ کی ہر ایک چوٹ کے ساتھ ایک شیطان کا کام تمام ہوتا ہے اسطرح انکے خیال کے مطابق شیطانوں کی جماعت کم ہوتی جاتی ہے۔ اگر شیطان بد چلن۔ جاندار کا نام ہے تو شیطان تو اسوقت بڑھ رہے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ شاید شمالی چین کے اس شہر کی گھنٹہ کی ہر ایک چوٹ بجائے ایک شیطان کو دور کرنے کے دو نئے شیطان پیدا کر رہی ہے۔

شہر ڈریسڈن (دار الخلافہ سلطنت ملک سیکسنی) میں ایک اندھا چلا جاتا تھا۔ سڑک میں چلتی ہوئی ایک گاڑی کا دھکا اس کے سر کو لگا۔ معلوم ہوا کہ اس صدمہ کا اثر یہ ہوا کہ اندھے کی آنکھیں کھل گئیں۔

ہمعصر پایونیر بیان کرتا ہے کہ ویسٹ انڈیز کی حصہ زراعت میں خاص تجربات ہو رہے ہیں جو ثابت کرتے ہیں کہ گنوں سے بہ نسبت حال کے پچیس یا تیس فیصدی زیادہ شکر نکالی جا سکتی ہے اور بہار کے زمینداروں کو اسطرف متوجہ کرتا ہے کہ اس ترکیب کو دریافت کرکے اس سے فائدہ اٹھاویں کیونکہ اسوقت ہندوستان میں ممالک غیر کی کھانڈ بہت آتی ہے جو ملک کی ادبار پر زیادہ اثر ڈالتی ہے۔

منجملہ دیگر سائنس کی ترقیوں کے فرانس کی علم طب و جراحی میں بھی حیرت انگیز ترقی کی ہے۔ حال میں ایک شخص کے دل میں کسی نے چھری بھونک دی نیلیبین ہاسپٹل میں زخمی کو لے گئے تو ایک سرجن نے چھاتی میں سوراخ کرکے دل کو نکالا۔ ایک اسسٹنٹ نے دلکو تھامے رکھا اور سرجن نے زخم کو سی کر دلکو پھر اندر داخل کر دیا۔ بالکل کار روائی ۲۰ منٹ میں ختم ہوگئی۔ انسانی عقل نے جسقدر حیرت انگیز ترقی کی ہے۔ کاش انسان اتنا ہی ایسی ترقی کرتے۔

شہر شکاگو (ملک امریکا کی ایک دوربین کے کمترین پیکر) ملبار کر کے ڈھونڈ رہے ہیں۔ اسکو ایسی مشق ہو گئی ہے۔ ہر ایک کشتی کی بونٹ نگاہ سے ہی کر لیتی ہے۔

ایک جرمنی کے کاریگر نے ایک قسم کی گھڑی ایجاد کی ہے جسمیں کبھی لگانے کی حاجت نہیں اسکے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ خود بخود کبھی تک جایا کریگی۔ اور اسی گھڑی کی رفتار سب کا وقت ایک ہی رکھیگی۔ جرمن مستقل مزاج ہیں اور اس لئے ایجادوں میں کمال دکھلا رہے ہیں

محمد جان

نور الدین پر ریویو

نمبر ۴

ریویو کے اس نمبر مین ہم فاضل مصنف کا اپنا ریویو دین گے اور اس کے بعد اس ریویو پر نظر ثانی کرین گے۔ انشاء اللہ العزیز

کیا ہماری کتاب عام پسند ہوگی

ابی اللہ عن تصحیح غیر کتابہ
وکل کتاب غیرہ ذل کاتبہ

الٰہی کتابین ہی ابتک عام پسند نہین۔ لاہور جیسے دار السلطنت شہر مین کوئی قرآن کریم ابتک پوری صحت کے ساتھ طبع نہین ہوا۔ نہ کوئی اعلیٰ علمی کتاب جو الکتاب قرآن کریم کی خادم ہو طبع ہوئی۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ عام پسندیدگی کا کیا حال ہے۔ اور یہ امر کسی مامور و مجدد دین کو ہی نصیب نہین ہوا کہ اس کی محنت و کارروائی عام پسند ہوئی ہو۔ کیا یہ امر صحیح نہین کہ ہزارون ہین جو مذہبی باتون کو جنون یقین کرتے ہین گو ہمیشہ غائب و خاسر ہین اور مذہبی مقتداؤن مین تو وہی ہے جس کو کہا گیا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ۔ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ۔ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ۔ (پ ۲۹ سورہ نٓ)

دوات اور قلم اور وہ عظیم الشان صداقتین جن کو لوگ لکھتے ہین اور لکھتے رہین گے (ان کے مطالعہ کا نتیجہ تو یہی ہوگا) کہ تو اپنے رب کے فضل سے مجنون نہین کیونکہ وہ تمام تحریرین تیری صداقت کی گواہ رہین گی۔ اور دوسری دلیل یہ ہے کہ مجنون تو خلیق نہین ہوتے اور تو ملتا ہے کیا خلق عظیم ہے آپکی مقناطیسی جذب اور آپ کے اخلاق ہی تھے کہ ارب عرب آپ کے حکم پر اپنے خون کو پانی کیطرح بہاتے تھے۔ تیسری دلیل یہ ہے کہ تیری محنت کا بدلہ غیر ممنون غیر منقطع اور مجنون کے افعال و محنت کا تو کوئی بدل ہی نہین ہوا کرتا۔ اور چوتھی دلیل یہ ہے کہ مجنون کے افعال و اقوال مثمر ثمرات خیر اور منتج کسی نیک نتیجہ کے نہین ہوا کرتے۔ اور تیرے اقوال اور تیرے افعال کا نتیجہ تو بھی دیکھیگا اور دوسرے لوگ بھی دیکھ لین گے اور یہ کیسی سچی پیشگوئی نکلی۔ دنیا مین صرف آپ ہی اکیلے ایسے کامیاب ہوئے ہین۔ جنہون نے اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ (پ ۶ مائدہ) کی آواز اپنی زندگی مین اپنے کانون سے سنی۔ اور رَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا (پ ۳۰) کا نظارہ اپنی آنکھ سے دیکھا۔ اس پر بھی نہ ماننے والون نے نہ مانا پڑ مانا۔

مین نہ مامور نہ مجدد۔ پھر میری اس کتاب کو اور اس کے جوابات کو مامور و مجدد۔ اور امام الوقت نے نہ دیکھا اور نہ سنا۔ بیشتر سوال کے جواب تک ہمین موقع لگا کہ ہم اپنے جواب حضرت امام علیہ السلام پر عرض کر سکتے بلکہ ہمارے بزرگ سید محمد احسن صاحب نے بھی اس کو نہین دیکھا۔ ہان میرے پیارے دوست اور میرے معزز حبیب مولوی عبدالکریم صاحب نے دیکھا اور کہین کہین بقدر امکان اصلاح بھی کی۔ ہمارے مدرسہ کے علماء کو افسوس نہ ان باتون کی دلچسپی ہے اور نہ اپنے مجدد کے کامون سے فرصت ہے کہ وہ بھی اس کتاب کو سنتے یا دیکھتے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ اس کتاب کو ان سعید الفطرتون کے حق مین نافع کریگا جو اس کے علم مین ہین (غرض)

(۱) ہم اللہ تعالیٰ کو مانتے ہین کہ ہے۔ اور وہ موصوف بصفات کاملہ اور ہر ایک نقص سے منزہ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ہے اسی کے ارادہ اور اسی کی خلق سے یہ تمام مخلوق ہے وہ وراء الوراء محیط کائنات لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ۔ وَهُوَ الْاَوَّلُ۔ وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى وَهُوَ الْاٰخِرُ ہے جبکہ ہمارا یہ عقیدہ اور یہ ایمان ہے تو سوفسطائی دہریہ مسیحی۔ اور وہ یونانی منطقی اور سناتن جو اللہ تعالیٰ کو علت۔ لا بشرط بشرط لاکن مانتا ہے اور وجودی نیچری۔ آریہ سماجی جس کے نزدیک اللہ خالق ارواح خالق مادہ۔ خالق زمانہ۔ خالق فضا اور ان کی گن۔ کرم۔ سبھاؤ۔ خواص افعال۔ عادت کا خالق نہین کیون پسند کرینگے

(۲) ہم اللہ تعالیٰ کو مانتے ہین کہ وہ متکلم ہے اپنے پیارون سے کلام کرتا ہے۔ ارادہ و مشیت سے اس کے کام ہوتے ہین ۔ وہ کلام کرتا رہا۔ کرتا رہتا ہے اور کلام کرے گا۔ اس کی کلام اور تکلیم پر کبھی مہر نہین لگی۔ پس جو لوگ اس کو گم صم مانتے ہین مثلاً برہمن اور نیچری اور جو لوگ کہتے ہین دو ارب برس سے وہ خاموش ہے اور صرف چار ہی آدمیون سے سرشٹی کی ابتدا مین بولا تھا یا جو کہتے ہین کہ مسیح یا نبی کریم خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تک بات کر کے اب خاموش ہے اور جن کا وہم ہے کہ وہ کیطرح بے اختیار ہے وہ کیون پسند کرنے لگے

(۳) ہم مانتے ہین کہ ملائکہ ہین انیر اور اللہ تعالیٰ کی تمام کتابون اور رسولون نبیون پر ہمارا ایمان ہے ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین رسول رب العالمین مانتے ہین پھر ان باتون کے مخالف کیون پسند کرنے لگے۔

(۴) ہمارے نزدیک ہر ایک شخص اپنے اعمال کا ذمہ وار اور جواب دہ ہے اور ہم عفو مغفرت۔ شفاعت باذن کے معتقد ہین۔ پس ہماری باتون سے کفارہ کا قایل کب راضی ہوا۔ اور جو اللہ تعالیٰ کو (کما) عفو والا نہ مانے وہ کیونکر راضی ہو۔

(۵) ہم صحابہ کرام۔ اور تابعین عظام کو رضوان اللہ علیہم اجمعین ابوبکر و عمر سے لیکر معاویہ مغیرہ تک اویس قرنی اور حسن بصری سے لیکر ابراہیم نخعی و نافع عکرمہ تک اور اہل بیت مین خدیجہ و عائشہ سے لیکر علی المرتضیٰ اور تمام آئمہ اہل بیت علیہم السلام ان سب کو بحمد اللہ اپنا محبوب اور واجب الاحترام پیارا اعتقاد کرتے ہین۔ قال الامام امامنا علیہ السلام

جان و دلم فدائے جمال محمد است
خاکم نثار کوچۂ آل محمد است

پس رافضی۔ شیعہ۔ خارجی۔ ناصبی جبریہ قدریہ۔ مرجیہ۔ جہمیہ۔ معتزلہ۔ تعامل اسلام کے منکر۔ احادیث صحیحہ کے منکر اور ان کو تو وہ طوفان کہنے والے کب پسند کر سکتے ہین۔ حالانکہ وہ معمولی کتب تواریخ بلکہ امور تاریخیہ لغت و کتب بیان کو اپنا مقتدا بنائے ہوئے ہین۔ ہم آئمہ تصوف۔ آئمہ فقہ۔ آئمہ حدیث آئمہ کلام کی تعظیم و تکریم کو ضروری یقین کرتے ہین۔ اور انکی مشترکہ سبیل کو سبیل المومنین مانتے ہین ہان ان لوگون کی آثار باقیہ۔ فتوح الغیب و فتح الربانی للسید الشیخ عبد القادر الجیلانی عوارف للشیخ شہاب الدین السہروردی جسکو میرے ابن عم حضرت فرید الدین گنج شکر چشتی ہمیشہ اپنے درس مین رکھتے تھے اور وہ نسخہ جسپر حضرت سلطان نظام الدین نے پڑھا ابتک جالیون مین موجود ہے۔ منازل السائرین شرح مدارج السالکین۔ طریق الہجرتین۔ مجمع الفوائد و زاد المعاد للشیخ الاسلام الشیخ ابن قیم۔ فصل الخطاب لخواجہ محمد پارسا مکتوبات للشیخ مشائخنا المجدد احمد السرہندی و فتوحات مکیہ ابن عربی الکتاب الصحیح للامام البخاری الموطا للامام دار الہجرۃ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے آثار باقیہ تصانیف ابو یوسف امام آئمہ فقہ و حدیث و تصانیف امام محمد الشیبانی و طحاوی الام للشافعی محلی و فصل لابن حزم۔ السنن الکبریٰ للبیہقی۔ درء تعارض العقل والنقل والرد علی المنطقیین۔ و منہاج السنہ للشیخ الاجل رئیس المتکلمین والفقہا والمحدثین والمفسرین شیخ الاسلام شیخ ابن تیمیہ الحرانی والمطالب العالیہ للامام الرازی۔ فتح الباری لابن حجر فتح القدیر و تحریر لابن ہمام۔ اور تمام تصانیف حافظ ذہبی۔ جیسے دول الاسلام میزان و تذکرہ وغیرہ۔ حجۃ اللہ البالغہ للشیخ مشائخنا شاہ ولی اللہ دہلوی نیل الاوطار للشوکانی یمنی موجود ہین مصنف خدا پرست دیکھ لے انہین کے ساتھ ہین ابن المنذر ابن قدامہ ابو یعلیٰ۔ مین اللہ تعالیٰ کو گواہ کرتا ہون۔ اور مین سچے دل سے علی وجہ البصیرۃ کامل یقین کرتا ہون کہ بے ریب یہ لوگ مصداق تھے۔ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ کے (پ ۲۱ سجدہ) اور انکی دعائین وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا (پ ۱۹ فرقان) ضرور ہی قبول ہوئین پس بڑے ہی بے نصیب ہین وہ لوگ جو انسانی امامت کے منکر ہین اور اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا کے بھید سے ناواقف ہین انکی عملی حالتین انپر خود ملامت کرتی ہون گی اگر فطرۃ سلیمہ باقی ہے بحمد اللہ ہم نے ان سب کے اسفار طیبہ کو خوب غور سے پڑھا ہے اور ہم علی وجہ البصیرۃ اس نتیجہ پر پہنچ چکے ہین کہ یہ سب لوگ خدا تعالیٰ کے برگزیدون مین اور اس کے دلیون مین سے تھے۔ ہم نے لغت مین بخاری۔ اصمعی ابو عبید۔ ابو عبیدہ۔ مفردات۔ راغب نہایہ۔ مجمع البحار اور لسان العرب اور صرف و نحو مین سیبویہ۔ ابن مالک۔ ابن ہشام اور سیوطی۔ اور قرأۃ مین شاطبی اور ابو عمرو دانی اور معانی و بیان مین عبد القاہر جرجانی مصنف دلائل الاعجاز اور اسرار البلاغۃ اور سکاکی مصنف مفتاح العلوم اور ادب مین اصمعی اور تفاسیر مین روایۃً ابن جریر۔ ابن کثیر۔ شوکانی کی فتح القدیر اور درایۃً اور روایۃً و درایۃً دونون مین امام بخاری رحمۃ اللہ اور فقط درایۃً مین تفسیر کبیر کو آئمہ سلف کی بعد انتخاب کیا ہے۔ قریب زمانہ کے ہندوستانیون مین جو اصحاب تصنیف گذرے ہین انہین صاحب حجۃ اللہ البالغہ اور ازالۃ الخفاء شاہ ولی اللہ کو مین ممتاز انسان اور صافی الذہن جانتا ہون۔ مین حضرت مسیح کی وفات کا قائل ہون اور میرا کامل یقین ہے کہ وہ قتل اور پھانسی سے بچکر اپنی موت سے مر چکے۔ اس امت مین اَلْمُنْعَمُ عَلَيْهِمْ مغضوب اور ضال تینون قسم کے لوگ موجود ہین۔ پس وہ مسیح موعود علیہ السلام بھی موجود ہے جس نے ہم مین نازل ہونا تھا۔ وہ مہدی معہود اور اس وقت کا امام بھی ہے۔ اور انہین مین موجود ہے وہ اختلافات مین حکم ہے۔ ہم نے اسکی آیات بینات کو دیکھا اور ہم گواہی دیتے ہین۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈر کر حشر اجساد۔ حشر اجساد۔ جنت و نار ابدی بے ثبات زندگی کو نصب العین رکھکر اسکو امام مان لیا ہے۔ ہم نے اپنے مقتداؤن مین ابن حزم اور ابن تیمیہ کو بھی شمار کیا ہے اسکی تائید مین صرف دو قول بیان کرتا ہون۔ آدان ایک شخص اہل اللہ مین سے ہے جو استاذ۔ صالح اور ثقہ امین اس کا نام عبد اللہ الغزنوی ہے ہمارے ملک پنجاب مین مشہور ہے ہمارے امام علیہ السلام

www.aaiil.org

اور خاتم النبیین رسول رب العالمین نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی شکل پر رویا میں دیکھا ہوا اور یہ سبب ان کی کمال اتباع سنت کے تھا۔ وہ بہت خوبیوں کے جامع اور علمی و عملی حصہ میں اللہ تعالیٰ نے انکو خصوصیت سے ممتاز فرمایا ہوا تھا انہوں نے ابن حزم کے بارہ میں توجہ کی کہ یہ بہت سخت الفاظ استعمال میں لاتے ہیں اس پر عبداللہ المرحوم کو الہام ہوا۔ میں اس وقت تک عبداللہ مرحوم کو صادق راستباز یقین کرتا ہوں اور اسی یقین پر اس الہام کو شائع کرتا ہوں

گفتگوئے عاشقان در باب رب
جوشش عشق ست نے ترک ادب
ہر کہ کرد از جام حق یک جرعہ نوش
نے ادب ماند درو نے عقل و ہوش
ہاں وہاں ترک حسد کن با شہان
ورنہ ابلیسے شوی اندر جہان
در رہ شیخے تو بازی میکنی
با ملائک ترک و تازی میکنی

اس بیان کی شہادت ایک شخص ساکن لاہور کوچہ گنبد والان کے پاس بھی ہے اور اس کا نام عبدالحئی ہے وہ بھی حسن ظن کے قابل ہیں۔

ولا ازکی علی اللہ احداً۔ دوم حضرت امام سیوطیؒ نے اپنی بے نظیر کتاب الاشباہ والنظائر کی جلد سوم صفحہ ۳۰۲ میں لکھا ہے۔

قال فی جواب سائل سال عن حرف لشیخنا وسیدنا۔ الامام العالم العلامۃ الاوحد الحافظ المجتہد الزاہد۔ العابد۔ القدوۃ۔ امام الائمۃ۔ قدوۃ الامۃ۔ علامۃ العلماء وارث الانبیاء۔ آخر المجتہدین۔ اوحد علماء الدین برکۃ الاسلام۔ حجۃ الاعلام برہان المتکلمین۔ قامع المبتدعین ذی العلوم الرفیعۃ۔ والفنون البدیعۃ۔ محی السنۃ۔ ومن عظمت بہ علینا المنۃ۔ وقامت بہ علی الاعداء الحجۃ۔ واستبانت ببرکتہ وھدیہ المحجۃ۔ تقی الدین ابی العباس احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیۃ الحرانی دنادہ۔ وشید من الدین ارکانہ

ہمّ اگر انکا بس چلے تو سینکڑوں کو ہر روز پھانسی دیا کریں۔ الغرض مولانا صاحب یہی برافروختہ ہو رہے تھے میں تو سمجھ گیا سب دیسوں نے درک کر لیا کہ آپ کو لاشریعت بیجا تو ہیں۔ آپکو پھر دوبارہ آنیکی تکلیف ہوگی تو آپ فرماتے ہیں کہ کون مردود جیتے جی ایسی مجلس میں پھر دوبارہ آوے بیٹھے عرض کی ہم

دوسری تحریک

جس کا میں نے صفحہ اول پر ذکر کیا ہے۔ یعنی صاحب کی عربی انگریزی ڈکشنری کے متعلق ہے۔ مخدومنا و مولانا حضرت مولوی نورالدین صاحب کی تحریک پر اس کتاب کیلئے چندہ کی تحریک ہو کر بڑا حصہ اسیوقت جمع ہو گیا تھا۔ اب اس میں صرف پندرہ بیس روپے کی کمی ہے اس چندہ میں بڑی بڑی رقمیں عـہ از حضرت مولویصاحب موصوف۔ عـہ از نواب محمد علی خانصاحب عـہ از شیخ رحمت اللہ صاحب۔ اور عـہ ایک اور صاحب کی طرف سے پہنچ چکے ہیں اور اس کے علاوہ پانچ چھ روپے کے قریب اور چندہ ہو گیا تھا۔ کمی مذکورہ بالا کو پورا کرنے کیلئے ایک صاحب کی ہمت ہی کافی ہے اور اگر زیادہ حصہ لینے والے ہوں تو خدائے تعالیٰ ان سب کو اس کا اجر دے گا۔

جو صاحب ان چندوں میں حصہ لیں وہ منی آرڈر کے کوپن میں اس امر کی تصریح کر دیں کہ کس مد میں ان کا روپیہ جائے۔

خاکسار محمد علی۔ منیجر و ایڈیٹر رسالہ ریویو آف ریلیجنز۔ قادیان۔ ضلع گورداسپور۔ ۱۷ مئی سنہ

ریمارک

عرصہ سے ہمارے پاس بعض کتابیں بغرض ریمارک آئی ہوئی ہیں اور افسوس ہے کہ ہم ان پر رائے زنی نہیں کر سکے۔ جسکی وجہ یہ ہے کہ بدون پڑھے رائے زنی کرنا لاتقف مالیس لک بہ علم کے خلاف کرنا ہے اور ایک طرح پبلک کو دھوکا دینا ہے۔ ہاں اگر دوست نوازی غرض ہو اور خواہ نخواہ کسی رسالہ یا کتاب کی تعریف کر دینا مقصود ہو تو بجائے اس کے کہ اس پر اندھا دھند رائے لکھی جاوے بہتر ہے اخبار نویس اپنے خریداروں سے اس کتاب کیلئے سفارش کر دیوے کہ ہماری خاطر سے اس کا ایک ایک نسخہ خرید لیا جاوے۔ لیکن ہم نے کبھی پسند نہیں کیا کہ بلا دیکھے کسی کتاب پر ریویو یا معمولی ریمارک کریں۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر زیر تنقید بعض کتابیں پڑی رہتی ہیں۔ مندرجہ ذیل کتابیں اسوقت ہمارے پاس زیر ریویو ہیں

کلیات غالب کامل۔ جو شمس مندرگا ایڈیٹر صاحب نے لکھا ہے اور جس کا ابتک ریویو نہ ہونے کیلئے وہ کئی بار بالواسطہ شکایت بھی کر چکے ہیں۔ ہم کو ابتک اسی نہیں پڑھا۔ اسلئے ابھی معذور ہیں۔

ارکان الاسلام۔ جسکو منشی سراج الدین احمد خانصاحب ایڈیٹر زمیندار لاہور نے تالیف کیا ہے اس کتاب کو سرسری نظر سے تو ہم پڑھ چکے ہیں اس کے اسپر سرسری رائے تو یہی ہے کہ یہ کتاب بہرحال آجکل کے نوجوانوں کیلئے مفید ہے۔ خصوصاً ایسی حالتمیں کہ اس سے بہتر کوئی کتاب موجود نہیں۔ یہ کتاب ۱۴۴ صفحوں پر اچھے کاغذ پر بہت عمدہ چھپی ہے مضامین کو نہایت سلیس بنانیکی کوشش کیگئی ہے قیمت ۸ر ہے ہمارے خیال میں یہ کتاب بے شک عورتوں اور بچوں کو پڑہائی جانی چاہئے۔ اور اگر اسلامی انجمنوں کے مدارس میں داخل درس کر دیجاوے تو بہت کچھ مفید ہو سکتی ہے۔

ہمیں اس کتاب کو پڑھتے ہوئے اسکے صفحہ ۱۳ پر یہ فقرہ پڑھنے کا اتفاق ہوا کہ "البتہ ہم حضرت کو خاتم النبیین مانتے ہیں کیونکہ آپکے بعد کسی پیغمبر صاحب شریعت کے آنے کی ضرورت نہیں" اس فقرہ میں صاحب شریعت کا لفظ خوب چھپا ہوا ہے۔ مگر بعد میں مصنف نے اسکو سرخ سیاہی سے قلمزن کیا ہے۔ جس کے متعلق ہم افسوس سے ظاہر کرتے ہیں کہ ایک **صحیح عقیدہ** کو چھپانے کی بیجا کوشش کی ہے۔ ہمارے محترم ہمعصر منشی سراج الدین احمد خان صاحب ہمیں اس بے لاگ بات کے لکھنے پر معاف رکھیں گے کہ یہ خیال غالباً انکو بعض لوگوں کے جنبہ داری سے پیدا ہوا ہے ورنہ یہی بات سچی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی صاحب شریعت خواہ نیا ہو یا پرانا آنیوالا نہیں۔ اگر وہ اس عقیدہ کو صراحت سے بیان کرتے تو شاید **احمدی** ہونیکا الزام عاید کیا جاتا جو انہوں نے پسند نہیں کیا مگر دین کے معاملہ امر حق کے اظہار میں انہیں کسی شخص کی پروا نہیں کرنی چاہئے۔ اگر انکا یہی عقیدہ ہے تو ان کو قلمزن کرنیکی کیا ضرورت! ہاں اگر وہ اس کو نہیں مانتے تو یہ جدا امر ہے۔ بہرحال کتاب قابل قدر ہے۔

تیسری کتاب فیصلہ قرآن معروف بہ تکذیب قادیانی ہے جسکو حکیم حافظ محمد الدین کی معمولی کاغذ کے ۹۰ صفحوں پر چھاپ کر مفت بھیجنا چاہا ہم اس کتاب پر چونکہ تفصیلی ریمارکس کرنیکا ارادہ رکھتے ہیں انشاء اللہ العزیز۔ اسلئے کسی اگلی اشاعت پر ملتوی کرتے ہیں اس کتاب کا ہمارا ریویو جب شایع ہو گا تو انشاء اللہ ناظرین کو اچھا خاصہ دل بہلانیکا موقع ملیگا جس سے انکو یہ بھی معلوم ہو گا کہ ہمارے علماء کتابوں پر تقریظ کیسے لکھتے ہیں آیا پڑھکر یا یونہی۔ ہم ذرا ملا کو کرم تو مزاحمی تجویز پر عمل کر لیتے ہیں۔ ہم اصل کتاب کے فقروں کے فقرے درج کریں گے اور اس پر علماء کی تقریظ دکھائیں گے کہ وہ کیا کہتے ہیں مکذب کی اس کتاب کی تردید کیلئے یہی کافی ہے۔

تاج و نشان۔ پر اگلی اشاعت میں ریمارک کرینگے انشاء اللہ

مراسلت

حضرات ناظرین۔ کل مجھے ایک ایسی مجلس میں جانیکا اتفاق ہوا۔ جو کہ ایک لاوارث متوفی کے اثاث البیت کو بموجب اسکی وصیت کے تقسیم کرنیکیلئے قرار پائی تھی۔ چنانچہ اس کارروائی کی انجام دہی کیلئے ایک جناب مولانا و بالفضل اولینا صاحب طلب کئے گئے۔ متوفی چونکہ زبانی وصیت کر گیا تھا اسلئے مولانا صاحب اسکی وصیت کے مطابق اسکے مال کی تقسیم کا مسودہ ایک سادی کاغذ پر لکھنے بیٹھے۔ جب تحریر کرتے ہوئے یہاں تک لکھ چکے کہ "بموجب وصیت متوفی فلاں اسکا مال بتفصیل ذیل تقسیم کیا گیا ہے" میں نے عرض کی جناب اتنا اور بھی یہاں لکھدیجئے کہ اگر متوفی لوٹ کر واپس آجاوے تو اس صورت میں وہ اپنا مال واپس لے سکتا ہے۔ یا کم از کم اس تقسیم میں سے کچھ حصہ اسکیلئے بھی رکھدینا چاہئے ایسا نہ ہو کہ وہ بیچارہ اگر آیا تو گھر گھر روٹی کیلئے بھیک مانگتا پھرے۔ یہ سنکر مولانا صاحب نے فرمایا کہ بڑی کوڑ مغز ہوئے بار یک گیر ہو۔ اور اتنی بڑی موٹی عقل۔ لاحول ولا قوۃ۔ استغفر اللہ۔ میں نے کہا کہ جناب یہ لاحول اور استغفار پڑھنے کا کون موقعہ ہے۔ میں نے تو اس مرحوم کی بہتری کیلئے کہا ہے تو آپ فرماتے ہیں مجھے تیری سمجھ پر افسوس آتا ہے تجھے اتنی بھی سمجھ نہیں حالانکہ چھوٹے بچے تک جانتے ہیں کہ جو متوفی ہوا پھر وہ لوٹ کر کبھی واپس نہیں آیا۔ میں نے عرض کی کہ بندہ نواز یہ تو میں بھی جانتا ہوں کہ متوفی کبھی لوٹ کر نہیں آسکتا۔ مگر قرآن شریف میں خدا تعالیٰ نے مسیح علیہ السلام کی نسبت فرمایا ہے انی متوفیک و رافعک۔ اگرچہ متوفی کے بعد انہیں رفع بھی ہو چکا ہے مگر پھر بھی سنا جاتا ہے کہ وہ پھر بھی واپس دنیا میں تشریف لانیوالے ہیں۔ چونکہ آپ نے بھی اس شخص کو متوفی لکھا ہے ممکن ہے کہ یہ غریب بھی واپس آجائے تو بیچارہ کہاں در بدر مارا مارا پھریگا کیسے نقصان مایہ و دیگر شماتت ہمسایہ۔ میری اس تقریر سے جناب مولانا صاحب میرا اصلی مطلب تاڑ گئے۔ تو آپ کیا فرماتے ہیں کہ دیکھو نامعقول کہاں کی بات کہاں تک پہنچائی۔ عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ متوفی اور ہی مفہوم ہے خدا نے انہیں صلیب کے نزدیک تک بھی نہیں آنے دیا تھا پھر متوفی ہو گیا میں نے عرض کی کہ بجا ارشاد ہوا پیر و مرشد تو گویا آپکا مطلب یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام سولی پر مر گئے تو متوفی کا مفہوم درست ہوتا۔ تو معلوم ہوا کہ پھر دوبارہ اسی لئے ان کو آنیکی تکلیف دیجاتی ہے کہ ایکدفعہ تو وہ بیچارے صلیب سے بچ نکلے تھے مگر اب کے آئینگے تو ضرور پھانسی دیئے جائیں گے کیونکہ متوفی کا مفہوم جو درست کرنا ٹھہرا۔ برین عقل و دانش بباید گریست پس اب کیا تھا مولانا صاحب کے لام کاف بکنے۔ ہم اور اسقدر جھلائے کہ الامان مارے غصہ کے انکا چہرہ تمتمانے لگا۔ میں نے تو جانا کہ اب مجھے کچا ہی کھا جائینگے۔ مگر یہی خدا کا شکر ہے کہ ان حضرات کی طاقت زباندرازی تک ہی قدرت نے محدود کر رکھی ہے۔ نامعلوم ہاتھ پاؤں ہوتے تو کیا کر گذرتے۔ یہودیوں نے تو ایک عیسیٰ کو سولی پر چڑھایا تھا اور خدا نے اپنے فضل سے انہیں صلیبی موت سے بچا لیا تھا مگر یہ ... آئندہ کیا جانتا ہے کہ وہ پھر دوبارہ آئینگے تو کیا یہودیوں کے سپرد کئے جائینگے۔ یہ سنتے ہی مولانا صاحب ... میں دوبارہ نہیں آسکتے تو بیچارے مسیح کو بار بار متوفی ہونے کی ...

دیکھو کالم اول

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان کارخانہ کے اہتمام سے چھپ کر شایع ہوا۔

www.aaiil.org

مسیح موعود کی صلحکاری اور امان کا لوا

رجسٹرڈ ایل نمبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنَّہٗ اٰوِی الْقَرْیَۃَ

واللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون

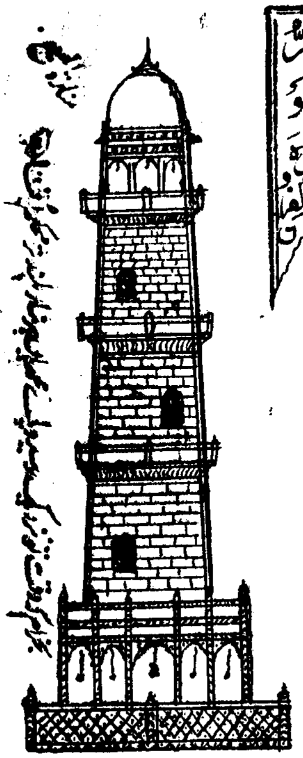

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا ہے اب اسکے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جنہوں نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائینگے سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں ہے ہماری طرف سے امان اور صلحکاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے

مسیح موعود کا اعلان

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بہ دار قادیاں بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

پیشگی قیمت سالانہ

عوام سے ... ۳ روپیہ
خواص و معاونین سے ... ۵ روپیہ
ہندوستان سے باہر ... ۶ روپیہ
غیر مذاہب والوں سے ... ۶ روپیہ ۱۲ آنے
اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والوں سے ۲ روپیہ ۱۲ آنے

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۱۹ | دار الامان قادیان مورخہ ۱۰ جون سنہ ۱۹۰۴ء | جلد

حضرت اقدس کے ملفوظات میں سے چھوٹے چھوٹے جملے

حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے ایک مرتبہ فرمایا کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا کہ کیا کبھی ممکن ہو سکتا ہے کہ آپ میں بھی ریا آوے؟ اس پر فرمایا کبھی چڑیا خانہ گئے ہو میں نے کہا کہ ہاں فرمایا دیکھو وہاں شیر چیتے اور دوسرے حیوانات ہوتے ہیں کبھی یہ خیال وہاں جا کر دل میں آسکتا ہے کہ ان کے سامنے لمبی لمبی نمازیں پڑھیں کبھی یہ خیال وہاں جا کر ریاکار سے ریاکار کے دل میں بھی نہیں آسکتا اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ خوب جانتا ہے کہ یہ حیوانات ہماری جنس سے تو نہیں ہیں تو پھر ریا کہاں رہی ریا تو ہم جنسوں سے ہوتی ہے تو اہل اللہ کس سے ریا کریں ان کے سامنے دوسرے لوگوں کی وہی مثال ہے جیسے چڑیا خانہ میں جانور بھرے ہوئے ہیں

✱

مولانا موصوف نے فرمایا کہ ایک دن کی یہ بات ہے کہ کسی نے ذکر کیا کہ منشی الٰہی بخش اکونٹنٹ کا ترجمان منشی عبد الحق کہتا ہے کہ الہام وہ ہے جو پورا ہو جاوے اور نہ ہو وے تو شیطانی کام ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ مکہ معظمہ میں داخل ہو کر اگر خدا تعالے کی قسم دیجاوے تو میں کہوں گا کہ میرے الہام خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں لیکن جس شخص نے خیالی طور پر دعویٰ کیا ہو وہ ہرگز یہ جرأت نہیں کر سکتا۔ کبھی وہ شخص جو کامل یقین رکھتا ہے اور وہ جو مشکوک ہے برابر ہو سکتے ہیں؟

✱

مولانا موصوف تریاق القلوب جب تالیف ہو رہا تھا اور ابھی ابتدائی اوراق طبع ہو رہے تھے جس مجلس کے یہ نوٹ ہیں اس میں تریاق القلوب کا قصیدہ سنا رہے تھے یہ شعر

نہیب حادثہ بنیاد دیں زجا ببرد
اگر زملت باطل نشاں جدا باشد

پڑھا اور فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت اقدس نے خاص طور پر مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ میرے خلق کی پیروی کرو میں نے عرض کی کہ دعا کرو۔ فرمایا کہ اگر کسی نے ایک بار میرے ساتھ عہد دوستی باندھا ہو تو مجھے اس قدر اس کی رعایت ہوتی ہے کہ اگر اس نے شراب پی ہوئی ہو تو بھی میں بلاخوف لومۃ لائم اسے اٹھا لاؤں گا۔ یعنی جب تک وہ خود ترک نہ کرے ہم خود نہ چھوڑینگے۔ پس اگر کوئی اپنے بھائیوں کو ترک کرے گا وہ سخت گنہگار ہوگا۔

✱

مولانا موصوف کہتے ہیں کہ ایکمرتبہ حضرت اقدس نے فرمایا کہ مومن مومن کبھی نہیں ہو سکتا جب تک کہ کفر اُس سے مایوس نہ ہو جاوے فتح مسیح کو ایک بار ہم نے رسالہ بھیجا اُس پر اس نے لکیریں کھینچکر واپس بھیجدیا اور لکھا کہ جس قدر دل آپ نے دکھایا ہے کسی اور نے نہیں دکھایا۔

دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن نے خود اقرار کر لیا کہ ہمارا دل دکھا۔ پس ایسی مضبوطی ایمان میں پیدا کرو کہ کفر مایوس ہو جاوے کہ میرا قابو نہیں چلتا۔ اشداء علی الکفار کے یہ معنی بھی ہیں۔

✱

طاعون کا ذکر تھا کثرت اموات پر ذکر کرتے کرتے فرمایا۔ دعائیں کرنے۔ بجز اسکے انسان مکر اللہ سے بچ نہیں سکتا۔ مگر دعاؤں کی قبولیت کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ انسان اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرے اگر بدیوں سے نہیں بچ سکتا اور خدا تعالے کی حدود کو توڑتا ہے تو دعاؤں میں کوئی اثر نہیں رہتا۔

✱

فرمایا اسوقت دنیا میں خدا تعالے کا وجود ثابت ہو رہا ہے۔ اگرچہ لوگ برائے نام خدا تعالیٰ کے قائل تھے مگر اصل بات یہ ہے کہ ایک قسم کی دہریت پھیل رہی تھی اور خدا تعالیٰ سے بکلی دور جا پڑے ہیں مگر اب وقت آگیا ہے کہ لوگ خدا تعالے کی شناخت کریں۔ خدا تعالیٰ کے اوامر و نواہی کو توڑنا اس سے بڑھ کر خباثت کیا ہوگی یہ تو اُسی کا مقام ہے۔

✱

بمقام گورداسپور ۔ مئی سنہ ۱۹۰۴ء کو خلیفہ رجب الدین صاحب کو خطاب کر کے طاعون کے متعلق ذکر فرما رہے تھے۔ اثناء ذکر میں فرمایا۔

بخاری میں ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے مجھے مومن کی جان لینے میں تردد ہوتا ہے اسکے یہ معنی ہیں کہ خدا تعالے مومن کو یکدفعہ نہیں پکڑتا ہے پھر اس کے ساتھ نرمی کرتا ہے پھر پکڑتا ہے اور چھوڑ دیتا ہے یہ حالت گویا تردد سے مشابہ ہے پہلی کتابوں میں بھی اس قسم کے الفاظ آئے ہیں کہ خدا پچھتایا۔ میرے الہام میں بھی افطر و اصوم اسی رنگ کے الفاظ ہیں۔

میں یقین رکھتا ہوں کہ جس مومن کے وجود میں خلق اللہ کا نفع ہو اور اسکی موت شماتت کا باعث ہو وہ کبھی طاعون سے نہیں مرے گا۔ میں جانتا ہوں اور قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ابھی تک کوئی ایسا آدمی طاعون سے نہیں مرا جسکو میں پہچانتا ہوں یا وہ مجھے پہچانتا ہو جو شناخت کا حق ہے۔

✱

www.aaiil.org

امام اور پیشوا وہی ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے اذن اور حکم سے مامور ہو کر آوے۔ انہیں اللہ تعالیٰ ایک جذب کی قوت رکھ دیتا ہے جسکی وجہ سے سعادت مند روحیں خواہ وہ کہیں ہوں انکی طرف کھچی چلی آتی ہیں جذب کا پیدا ہونا اپنے اختیار میں نہیں ہے بناوٹ سے یہ بات پیدا نہیں ہو سکتی۔

یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر آتے ہیں وہ اسبات کے حریص اور آرزومند نہیں ہوتے کہ لوگ انکو رجوع ہوں اور اسکی تعریفیں کریں۔ بلکہ ان لوگوں میں طبعاً مخفی رہنے کی خواہش ہوتی ہے اور وہ دنیا سے الگ رہنے میں راحت سمجھتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب مامور ہونے لگے تو انھوں نے بھی عذر کیا۔ اسیطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غار میں رہا کرتے تھے وہاں بیٹھکر تنہائی میں مزے لیتے تھے مگر اللہ تعالیٰ خود انکو باہر نکالتا ہے اور مخلوق کے سامنے لاتا ہے۔ انہیں ایک حیا ہوتی اور ایک انقطاع انہیں پایا جاتا ہے بلکہ وہ انقطاع تعلقات صافی کو چاہتا ہے اس سے وہ خدا تعالیٰ کے ساتھ ایک لذت اور سرور پاتے ہیں۔ لیکن وہی انقطاع اور صفائی قلب اللہ تعالیٰ کی نظر میں انکو پسندیدہ بنا دیتی ہے اور وہ ان کو اصلاح خلق کے لیے برگزیدہ کر لیتا ہے۔ جیسے حاکم چاہتا ہے کہ اسے کارکن آدمی ملجاوے اور جب وہ کسی کارکن کو پالیتا ہے خواہ وہ انکار بھی کرے مگر وہ اسے منتخب کر لیتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ جن لوگوں کو مامور کرتا ہے وہ ان کے تعلقات صافیہ اور صدق و وفا کی وجہ سے انکو اس قابل پاکر انہیں اپنی رسالت کا منصب سپرد کرتا ہے

یہ بالکل سچی بات ہے کہ انبیاء علیہم السلام پر اس قسم کا جبر کیا جاتا ہے وہ کوٹھڑیوں میں بیٹھکر عبادت کرتے ہیں اور اسی میں لذت پاتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ کسیکو ان کے حال پر اطلاع نہ ہو۔ مگر اللہ تعالیٰ جبراً انکو کوٹھڑی سے باہر نکالتا ہے پھر ان میں ایک جذب رکھتا ہے اور ہزارہا مخلوق طبعاً انکی طرف چلی آتی ہے۔

اگر فریب ہی کا کام ہو تو پھر وہ سرسبز کیوں ہو۔ یہ لوگ گدی نشین آرزو رکھتے ہیں کہ لوگ انکو سجدہ (?) کریں اور انکی طرف آویں۔ مگر مامور اس قسم کے خواہشمند نہیں ہوتے ہاں وہ یہ ضرور چاہتے ہیں کہ مخلوق الٰہی اپنے خالق کو پہچانے اور خدا تعالیٰ سے سچا تعلق پیدا کرے۔ وہ اپنے تئیں بخوبی سمجھتے ہیں کہ ہم کچھ چیز ہی نہیں ہیں۔ خدا تعالیٰ بھی انکو ہی پسند کرتا ہے کیونکہ جب تک ایسا مخلص نہ ہو کام نہیں کر سکتا ہے۔ ریاکار جو خدا کی جگہ اپنے آپ کو چاہتے ہیں وہ کیا کر سکتے ہیں اسلیے خدا انکو پسند کرتا ہے کیونکہ وہ دنیا کے آسایش و آرام کے آرزومند نہیں ہوتے۔

ریاکاری ایک بہت بڑا گند ہے جو انسان کو ہلاک کر دیتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ ریاکار انسان فرعون سے بھی بڑھ کر شقی اور بدبخت ہوتا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کی عظمت اور جبروت کو نہیں چاہتے بلکہ اپنی عزت اور عظمت منوانا چاہتے ہیں۔ لیکن جنکو خدا پسند کرتا ہے وہ طبعاً اس سے متنفر ہوتے ہیں انکی ہمت اور کوشش یہی ایک امر میں صرف ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اسکا جلال ظاہر ہو اور دنیا اس سے واقف ہو وہ ایسی حالت میں ہوتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ دنیا ان کو نہ پہچان سکے مگر ممکن نہیں ہوتا کہ دنیا انکو چھوڑ سکے کیونکہ وہ دنیا کی بہتری (?) کے لیے آتے ہیں۔

ان لوگوں کے جو دشمن اور مخالف ہوتے ہیں ان سے بھی ایک فائدہ ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نشانات ان کے سبب سے ظاہر ہوتے ہیں اور حقائق اور معارف کھلتے ہیں انکی چھیڑ چھاڑ سے عجیب عجیب انوار ظاہر ہوتے ہیں اگر ابوجہل وغیرہ نہ ہوتے تو قرآن شریف کے تیس سیپارے کیونکر ہوتے؟ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سی فطرت والے ہی اگر سب ہوتے تو ایک دم میں وہ مسلمان ہو جاتے۔ ان کو کسی نشان اور معجزہ کی حاجت ہی نہ ہوتی۔ لیکن ان مخالفوں کے وجود کو بھی بے مطلب نہیں سمجھتے۔ انکی چھیڑ چھاڑ اللہ تعالیٰ کو غیرت دلاتی ہے اور اسکی نصرت اور تائیدات کے نشانات ظاہر ہوتے ہیں۔

غرض خدا کے ماموروں کا یہ خاص نشان ہوتا ہے کہ وہ اپنی پرستش کرانا نہیں چاہتے جسطرح یہ لوگ گدی نشین کے خواہشمند ہوتے ہیں۔ اگر کوئی شخص اپنی پوجا کراتا ہو تو کیا وجہ ہے کہ دوسرے انسان سجدہ کے مستحق نہ ہوں؟ میں سچ کہتا ہوں کہ ایک مرید اس مرشد سے ہزار درجہ اچھا ہے جو مکر کی گدی پر بیٹھا ہوا ہو کیونکہ مرید کے اپنے دل میں کھوٹ اور دغا نہیں ہے خدا تعالیٰ اخلاص کو چاہتا ہے ریاکاری پسند نہیں کرتا۔

خریداروں کا فرض

خریداران الحکم اپنا فرض سمجھ لیں کہ خط وکتابت کیوقت اپنا نمبر خریداری ضرور دیا کریں ورنہ تعمیل ارشاد نہ ہو گی اور مطلع اس کا جواب نہ ہو سکے گا کیونکہ بفضلہ تعالیٰ تعداد خریداران ترقی پر ہے۔ (مینیجر)

احاطۂ کچہری

۹ رمئی ۱۹۰۵ء

حضرت اقدس حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دو بجے کے سایہ میں حسب معمول تشریف فرما تھے کہ دینانگر کے تحصیلدار رئیس آپکی زیارت کو تشریف لائے انکے ساتھ اور بھی چند آدمی تھے انھوں نے نہایت ادب اور احترام کے ساتھ سلام عرض کیا اور پھر طاعون کی مصیبت کا رونا شروع کیا اور کہا کہ چونکہ اختلاف مذاہب کا ہو گیا ہے اسپر حضرت اقدس نے فرمایا:

اس زمانہ میں بڑا اختلاف مذاہب ہی نہیں رہا اختلاف مذاہب کے سوا لوگوں نے خدا تعالیٰ کو بالکل چھوڑ دیا ہے اسلیے خدا تعالیٰ نے اپنی سنت کے موافق یہ عذاب نازل کیا ہے کیونکہ دنیا میں فسق و فجور بہت بڑھ گیا ہے شراب زنا اور ریاکاری کی کوئی حد نہیں رہی ہے طاعون کو اللہ تعالیٰ نے مامور کر کے بھیجا ہے جو اسکے نوکر کیطرح ہے خدا تعالیٰ کے حکم کے بغیر تو ایک پتہ اور ذرہ بھی حرکت نہیں کر سکتا یہ اور بد بختی ہے کہ باوجود یکہ طاعون ایک خطرناک ڈرانے والا ہے مگر اسپر بھی خدا کیطرف توجہ نہیں کرتے اور خدا کی باتوں کو بھی ہنسی میں اڑاتے ہیں خدا سے نہیں ڈرتے اور پاک وصاف نہیں کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ جب تک اہل دنیا اپنی اصلاح اور تبدیلی نہیں کرینگے اس وقت تک یہ عذاب کو نہیں اٹھائے گا۔ میں دیکھتا ہوں کہ لوگوں کو اسطرف بھی بالکل توجہ نہیں ہے جب کسی گاؤں یا شہر میں بیماری پڑتی ہے تو چند روز کے لیے ایک خوف پیدا ہو جاتا ہے۔ مگر وہ خوف بھی اللہ تعالیٰ کے واسطے نہیں ہوتا اور نہ ایسا کہ اسکے ذریعہ کوئی اصلاح کریں بلکہ موت کا ڈر ہوتا ہے کہ کہیں ہم بھی مر جاویں اور یہ جائیداد اور اسباب کسی دوسرے کے قبضہ میں چلا جاوے جونہی ذرا سا وقفہ ہوتا ہے پھر وہی شرارت اور شوخی۔ اور نہیں ڈرتے کہ اسکے دورے بہت لمبے ہوتے ہیں۔

رئیس۔ جناب نظام زمانہ اچھا بھی معلوم ہوتا ہے اکثر لوگوں کو دیکھا ہے کہ بھگتی وغیرہ بھی کرتے ہیں

حضرت۔ دل نہیں ہیں جو کچھ ہے پوست ہی پوست ہے ظاہرداری کے طور پر اگر کچھ کیا جاتا ہے تو کیا جاتا ہے۔

دل والے روح ہی اور ہوتی ہیں انکی آنکھیں صاف ہوتی ہیں انکی زبان صاف ہوتی ہے انکے چال چلن میں ایک خاص امتیاز ہوتا ہے وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ سے لرزاں ترساں رہتے ہیں بری زبان درازی سے کوئی اللہ تعالیٰ کو خوش نہیں کر سکتا مجازی حکام کو جو اصل حالات سے ناواقف ہیں کوئی خوش کر لے تو کر لے مگر اللہ تعالیٰ کی نظر تو دل پر ہے اور وہ دل کے مخفی در مخفی خیالات تک کو جانتا ہے۔ جب تک انسان سچے دل سے خدا تعالیٰ کیطرف نہیں آتا ریاکاری اور ظاہرداری سے کچھ نہیں بنتا خدا تعالیٰ بھی تبدیلی چاہتا ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ ابھی وہ پیدا نہیں ہوئی جب لوگ تبدیلی کرینگے تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر کچھ حصہ بھی لوگوں کا درست ہو جاویگا تو اللہ تعالیٰ رحم کرے گا۔ یہ تو ادنیٰ چالاکی ہے کہ لوگوں کے سامنے نیک بنتے ہیں اور اپنے آپکو بڑا متقی اور خدا ترس ظاہر کرتے ہیں اور اندرونی طور پر بڑی بڑی خرابیاں ان میں موجود ہوتی ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ دنیا کے ظاہری کثرت وسائل کے میں ہزاروں مذہب پیدا ہو گئے ہیں مگر خدا تعالیٰ دیکھتا ہے کہ اسکے ساتھ معاملہ کیسا ہے؟ اگر اللہ تعالیٰ سے معاملہ صاف نہ ہو تو یہ چالاکیاں اور بھی خدا کے غضب کو بھڑکاتی ہیں چاہیے تو یہ کہ انسان خدا کے ساتھ معاملہ صاف کرے اور پوری فرمانبرداری اور اخلاص کے ساتھ اسکی طرف رجوع کرے اور اسکے بندوں کو بھی کسی قسم کی اذیت نہ دے۔ ایک شخص گیروے کپڑے پہنکر یا سبز لباس کر کے فقیر بن سکتا ہے اور دنیا دار اسکو فقیر بھی سمجھ لیتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ تو اسکو خوب جانتا ہے کہ یہ کس قسم کا آدمی ہے اور وہ کیا کرتا ہے۔ اسپر طاعون کا اصل اور صحیح علاج یہی ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کے حضور اپنے گناہوں سے توبہ کرے اور اسکی حدبندیوں کو نہ توڑے اور اسکی مخلوق کے ساتھ رحم کرے۔ بدمعاملگی نہ کرے اور یہ سب کام اخلاص کے ساتھ کرے لوگوں کو دکھلانے کی نیت سے نہ کرے۔ اگر اس قسم کی تبدیلی کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ رحم کرے گا اور اسپر نظر کرے گا۔

رئیس۔ جناب لوگ باہر جاتے ہیں اور اسکو بعض مفید سمجھتے ہیں مگر مولوی لوگ مخالفت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم گھروں سے نکلنے میں خدا کے ساتھ شرک کرتے ہو۔ مولویوں کے ایسے ایسے فتوے دینے سے بھی بہت سے لوگ ہلاک ہوئے ہیں۔

حضرت۔ اللہ تعالیٰ تو علاج سے منع نہیں کرتا ہے علاج بھی اسی نے رکھے ہیں۔

فرمایا لوگ دنیا کو اپنی طرف متوجہ کرنے کیواسطے قسم قسم کے منصوبے کرتے ہیں اور ریاکاری سے کام لیتے ہیں۔ مگر جب تک خدا تعالیٰ کسیکو منتخب اور برگزیدہ نہ کرے کچھ نہیں بنتا

www.aaiil.org

دیکھو کیکو بھوک پیاس لگتی ہے تو وہ روٹی کھاتا ہے یا پانی پیتا ہے اسی طرح بیماریوں کے علاج بھی ہیں اور اشیاء میں خواص بھی اسی کے رکھے ہوئے ہیں یہ مولویوں کی غلطی ہے جو ایسا کرتے ہیں اور لوگوں کو تباہ کرتے ہیں خدا تو منع کرتا ہے کہ انسان عذاب کی جگہ پڑا رہے لیکن ہاں جب بیماری شہر کے ساتھ پھیل جاوے تو یہ مناسب نہیں کہ انسان اس گاؤں یا شہر سے نکل کر کسی دوسرے گاؤں یا شہر میں جاوے اور یہ اسلیے منع ہے کہ جو لوگ وبا زدہ گاؤں سے نکلتے ہیں وہ متاثر آب وہوا سے نکل کر دوسری جگہ کو متاثر کرتے ہیں اور پھر بیمار ہو کر مر جاتے ہیں۔ ایسا ہی یہ بھی منع ہے کہ جہاں وبا پڑی ہوئی ہو وہاں بھی کوئی آدمی تندرست جگہ سے نہ جاوے لیکن یہ کبھی منع نہیں ہے کہ لوگ اپنے گھروں سے نکل کر باہر کھلے میدانوں میں اور کھیتوں میں نہ جاویں یہ ایک ضروری ہے اور اس سے عموماً فائدہ پہنچتا ہے۔ جہاں طاعون ہو فوراً اس گھر کو خالی کر دینا چاہیے اور باہر کھیتوں یا کھلے میدانوں میں بے شک چلے جاؤ۔ بلکہ ایسا کرنا ضروری ہے۔

رئیس - جناب تعجب ہی ہے کہ خدا کے ہوتے ہوئے یہ غضب ہو رہا ہے۔

حضرت یہ خدا تعالیٰ کی باتیں ہیں ان میں دخل نہیں دینا چاہیے خدا نے تو خود دنیا پر یہ غضب نازل کیا ہے اگر لوگ خدا تعالیٰ کے وجود پر ایمان لاتے تو استقدر شرارتیں جو زمین پر ہو رہی ہیں نہ کرتے اور خدا تعالیٰ کے غضب سے ڈر جاتے مگر آپ دیکھتے ہیں کہ خدا کا اقرار کر کے پھر دنیا پر ظلم اور فساد ہو رہا ہے اور خدا تعالیٰ کے حکموں کی ہرگز پابندی نہیں کی جاتی تو یہ تو ایک قسم کی خدا کے ساتھ بھی ہنسی ہے پھر خدا تعالیٰ اسکو کب پسند کر سکتا ہے۔ اب یہ غضب آیا ہے جو دنیا کو سیدھا کرے گا خود اسی نے بھیجا ہے وہ اپنے اسرار کو آپ ہی جانتا ہے ہم لوگوں کو اسکی قدرتوں میں دخل دینے کا کیا حق ہے۔ جب وقت آ جائے گا وہ خود رحم فرمائے گا اور اس عذاب کو اٹھائے گا وہ ظالم نہیں ہے وہ تو ارحم الراحمین ہے۔

رئیس حضور اب تو رحم ہونا چاہیے آپ ہی کچھ کریں +

حضرت میں دیکھتا ہوں کہ ابھی دنیا کی اصلاح ہونی ضروری ہے ہم تو خدا تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں اور اسلیے ہر ایک فعل کو سراسر حکمت سمجھتے ہیں۔ یہ عذاب جو اس نے نازل کیا ہے یہ بھی حکمت سے خالی نہیں ہے لوگوں کے اعمال سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی انکو تکلیف نہیں ہے اگر وہ اس تکلیف کو محسوس کر لیتے تو میں دیکھتا کہ ان میں تبدیلی شروع ہو جاتی مگر ایسا نہیں ہو رہا ہے۔ اب ہم یہ ہمارے اختیار میں نہیں ہے ہم اسکی قضاء و قدر پر ہر طرح راضی ہیں اور اسے دیکھتے ہیں البتہ جب وہ خود ہمارے دل میں یہ بات ڈالے گا تو ہم اس پر یقین رکھتے ہیں کہ ہماری دعاؤں کو وہ سنے گا اور سب کچھ کرے گا۔ فی الحال تو جو ہو رہا ہے اسکی عین مرضی کے موافق ہے جبتک وہ پسند کریگا ہوتا رہے گا۔ اصل علاج یہی ہے کہ خدا سے صلح کی جاوے۔

اسقدر تقریر کے بعد رئیس مذکور
اپنے احباب کو لیکر نیاز مندی
سے سلام کر کے رخصت ہوا +
بہر حال یا مسیح الخلق
عدوانا کی پیشگوئی اسطور پر
ہر طرح سے پوری ہو رہی ہے
(ایڈیٹر)

لاہور میں جو لوگ طاعون سے محفوظ رہنے کے لیے نماز پڑھنے کے واسطے زیارتیں لیکر نکلتے ہیں ان کا ذکر ہوا تھا اسپر فرمایا

جو لوگ اسوقت باہر جا کر نمازیں پڑھتے ہیں اور زیارتیں نکالتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کے ساتھ پوری صفائی نہیں کرتے سچی تبدیلی کا ارادہ نہیں معلوم ہوتا + ورنہ پھر وہی شوخی اور بیباکی کیوں نظر آ رہی ہے۔ اگر سچی تبدیلی ہو تو ممکن نہیں کہ طاعون نہ ہٹ جاوے تعجب کی بات ہے کہ ایکطرف جب میں کہتا ہوں کہ سچی تبدیلی کرو اور استغفار کرو۔ خدا تعالیٰ سے صلح کرو تو میری ان باتوں پر ہنسی کرتے ہیں اور ٹھٹھے اڑاتے ہیں اور اب خود بھی دعا ہی اسکا علاج بتلاتے ہیں۔

اور ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ طاعون ان کے ہی سبب سے آیا ہے کیونکہ انہوں نے جھوٹے دعوے کیے تھے مجھے ان کی ایسی باتوں پر بھی تعجب اور افسوس آتا ہے کہ میں تو جھوٹے دعوے کر کے سلامت بیٹھا ہوں حالانکہ بقول ان کے طاعون میرے ہی سبب سے آیا ہے اور مجھے ہی حفاظت کا وعدہ دیا جاتا ہے۔ یہ عجیب معاملہ ہے +

یہ بات تو ان عدالتوں میں بھی نہیں ہوتی کہ صریح ایک مجرم ہو وہ چھوڑ دیا جاوے اور بیگناہ کو پھانسی دیدی جاوے۔ پھر کیا خدا تعالیٰ کی خدائی ہی میں یہ اندھیر اور ظلم ہے کہ جس کے لیے طاعون بھیجا جاوے وہ تو محفوظ رہے اور اسکو سلامتی کا وعدہ دیا جاوے اور وہ ایک نشان ہو اور دوسرے لوگ مرتے رہیں +

میں کہتا ہوں اسی ایک بات کو لیکر کوئی شخص انصاف کرے اور بتا دے کہ کیا ہو سکتا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر افترا کرے وہ سلامت رہے اور اسکو یہ وعدہ دیا جاوے کہ تیرے گھر میں جو ہو گا وہ بھی بچایا جاویگا اور دوسروں پر چھری چلتی رہے؟ یہ تو وہی شیعوں کی سی بات ہے وہ کہتے ہیں کہ نبوت دراصل حضرت علی کو ملنی تھی اور انہیں کے واسطے جبرئیل لائے تھے مگر غلطی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیدی اور تیئیس سال تک برابر یہ غلطی چلی گئی۔ اور اسکی اصلاح نہ ہوئی۔ ایسا ہی اب بھی غلطی لگ گئی جنکی حفاظت کرنی تھی وہ تو مر رہے ہیں اور جو حفاظت کے لائق نہ تھے انکی حفاظت کا وعدہ ہو گیا !!! بھلا اس قسم کی باتوں پر کوئی تسلی پا سکتا ہے

ایک امرتسری ملا کا ذکر آیا کہ وہ کہتا ہے کہ ایک سال گذر گیا تو کیا ہوا ابھی آگے دیکھنا چاہیے۔

فرمایا وہ تو ایک سال کا کہتا ہے ہم تو یقین رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے جو وعدہ کیا ہے وہ بالکل سچا ہے اور اسکے دورے تو ستر ستر سال تک ہوتے ہیں وہ منتظر رہیں اور دیکھیں کیا ہوتا ہے ہم بھی انکے ساتھ انتظار کرتے ہیں + وہ ہماری نسبت اگر کوئی خبر خدا سے پاتے ہیں تو شائع کر دیں ہمکو تو جو کچھ خدا نے بتایا ہے ہم نے تو اسکو شائع کر دیا ہے اور دنیا کو معلوم ہو گیا ہے وہ صبر کے ساتھ اب انجام تک دیکھیں کہ کیا ہوتا ہے۔

یہ لوگ ہماری نسبت طرح طرح کی گردشیں چاہتے ہیں وہ آخر انہیں پر لوٹ کر پڑتی ہیں ایک بٹالوی مولوی نے ایک مرتبہ کہا کہ قادیان میں طاعون پڑی ہوئی ہے اور خود ان کو بھی گلٹی نکلی ہوئی ہے۔ یہ ان کی امانی ہیں کیا گلٹی اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر نکل سکتی ہے۔ جب تک آسمان پر ایک تغیر نہ ہو زمین پر کچھ نہیں ہو سکتا +

ان دنوں جب قادیان میں طاعون پڑی ہوئی تھی ہم خدا تعالیٰ کی قدرت کا عجیب نظارہ دیکھ رہے تھے ہمارے گھر کے ادھر ادھر سے چیخیں آتی تھیں اور ہمارا گھر درمیان میں اسطرح تھا جیسے سمندر میں کشتی ہوتی ہے۔ اس نے محض اپنے فضل و کرم سے اسے محفوظ رکھا جیسا اس نے فرمایا تھا۔ اور آئندہ بھی ہم اسکے فضل و کرم سے یقین رکھتے ہیں کہ وہ ہماری حفاظت فرمائے گا

اس کے بعد ایک شخص نے سوال کیا کہ کیا ہندوؤں کے ہاتھ کا کھانا درست ہے؟

فرمایا شریعت نے اسکو مباح رکھا ہے ایسی پابندیوں پر شریعت نے زور نہیں دیا بلکہ شریعت نے تو **قد افلح من زکّٰھا** پر زور دیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آرمینیوں کے ہاتھ کی بنی ہوئی چیزیں کھا لیتے تھے اور بغیر اسکے گذارہ بھی تو نہیں ہوتا ہے

ایک شخص نے تسبیح کے متعلق پوچھا کہ تسبیح کرنے کے متعلق حضور کیا فرماتے ہیں؟

فرمایا

تسبیح کرنے والے کا اصل مقصود گنتی ہوتا ہے اور وہ اس گنتی کو پورا کرنا چاہتا ہے اب تم خود سمجھ سکتے ہو کہ یا تو وہ گنتی پوری کرے اور یا توجہ کرے۔ اور یہ صاف بات ہے کہ گنتی کو پورا کرنے کی فکر کرنے والا سچی توبہ کر ہی نہیں سکتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام اور کاملین لوگ جنکو اللہ تعالیٰ کی محبت کا ذوق ہوتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے عشق میں فنا شدہ ہوتے ہیں انہوں نے گنتی نہیں کی اور نہ اسکی ضرورت سمجھی اہل حق تو ہر وقت خدا کو یاد کرتے رہتے ہیں ان کے لیے گنتی کا سوال اور خیال ہی بیہودہ ہے کیا کوئی اپنے محبوب کا نام گن کر لیا کرتا ہے؟ اگر سچی محبت اللہ تعالیٰ سے ہو اور پوری توجہ الی اللہ ہو تو میں نہیں سمجھ سکتا کہ پھر گنتی کا خیال پیدا ہی کیوں ہو گا۔ وہ تو اسی ذکر کو اپنی روح کی غذا سمجھے گا۔ اور جسقدر کثرت سے کرے گا زیادہ لطف اور ذوق محسوس کرے گا اور اس میں اور ترقی کرے گا۔ لیکن اگر محض گنتی مقصود ہو گی تو وہ اسے ایک بیگار سمجھ کر پورا کرنا چاہے گا۔ (ہدایت)

وطن کو خط

مکرم بندہ جناب ایڈیٹر صاحب وطن! السلام علیکم۔ وطن مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۰۵ء کے صفحہ ۱ میں جو آپنے رسالہ ابطال پر ریویو کیا ہے یہ بالکل غلط ہے اس فاش غلطی کا باعث غالباً یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کے وہ تمام دلائل جو اثبات وفات مسیح اور قبر سرینگر پر شائع کیے ہیں آپنے انکو بغور نہیں پڑھا ورنہ ایسی فاش غلطی کی ہرگز آپ سے امید نہ تھی اور نہ یہ امید ہو سکتی ہے کہ آپ وطن جیسے قومی اخبار کو کسی لالچ کیوجہ سے بدنام کرینگے۔ اب عرض یہ ہے کہ اول تو اس غلط ریویو کو واپس لے لیں یا ہمارے وہ تمام دلائل جو وفات مسیح اور اسکی قبر سرینگر کشمیر کے متعلق شائع ہو چکی ہیں سلسلہ وار وطن میں درج فرما دیں اور پھر رسالہ ابطال کو ابتدا سے آخر تک ساتھ ساتھ درج اخبار کرتے جاویں تاکہ ناظرین اخبار پر رسالہ ابطال کی اصلیت کھل جاوے۔

جناب کے اعلیٰ دماغ میں یہ بے بنیاد بات کیونکر سما گئی ہے کہ اسلامی پہلوان مہدی الزمان کے مقابلہ میں عیسویت کی حیات یا موت کے توہمات ہی کوئی چیز ہیں جبکہ آپ مرزا صاحب کے مقابلہ میں ترجیح دیتے ہیں میں امید کرتا ہوں کہ میری ان چند سطور کو وطن کے کسی نوشتہ میں جگہ دیکر جواب بالصواب سے ممنون فرماوینگے۔ واللہ اگر ایسا ریویو کسی اور اخبار میں

۴ ہوتا تو ہمیں کچھ بھی پرواہ نہ تھی۔ مگر وطن میں ایسی فاش غلطی جبکہ ہم نصف کے سکوت ناگوار گذرتا ہے۔ جناب مرزا صاحب نے جن دلائل سے وفات مسیح کو ثابت کیا ہے ... نہیں ... ابطال ...
خاکسار محمد ... از ... ضلع ہزارہ

مسیح موعود کی تعلیم

گذشتہ اشاعت سے آگے

خدا کی لعنت سے بہت خائف رہو کہ وہ قدوس اور غیور ہے۔ بدکار خدا کا قرب حاصل نہیں ہو سکتا۔ متکبر اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ ظالم اُسکا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ خائن اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ اور ہر ایک جو اُسکے نام کے لیے غیرت مند نہیں اُسکا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ وہ جو دنیا پر کتوں یا چیونٹیوں یا گِدوں کی طرح گرتے ہیں اور دنیا سے آرام یافتہ ہیں وہ اُس کا قرب حاصل نہیں کر سکتے۔ ہر ایک ناپاک آنکھ اُس سے دور ہے ہر ایک ناپاک دل اُس سے بے خبر ہے وہ جو اُس کے لیے آگ میں ہے وہ آگ سے نجات دیا جائے گا وہ جو اُسکے لیے روتا ہے وہ ہنسے گا۔ وہ جو اُس کے لیے دنیا سے توڑتا ہے وہ اُسکو ملے گا تم سچے دل سے اور پورے صدق سے اور سرگرمی کے قدم سے خدا کے دوست بنو تا وہ بھی تمھارا دوست بن جائے تم ماتحتوں پر اور اپنی بیویوں پر اور اپنے غریب بھائیوں پر رحم کرو تا آسمان پر تم پر بھی رحم ہو۔ تم سچ مچ اُسکے ہو جاؤ تا وہ بھی تمھارا ہو جائے۔ دنیا ہزاروں بلاؤں کی جگہ ہے جن میں سے ایک طاعون بھی ہے سو تم خدا سے صدق کے ساتھ پنجہ مارو تا وہ یہ بلائیں تم سے دور رکھے کوئی آفت زمین پر پیدا نہیں ہوتی جب تک آسمان سے حکم نہ ہو اور کوئی آفت دور نہیں ہوتی جب تک آسمان سے رحم نازل نہ ہو سو تمھاری عقلمندی اسی میں ہے کہ تم جڑ کو پکڑو نہ شاخ کو۔ تمھیں دوا اور تدبیر سے ممانعت نہیں ہے مگر اُن پر بھروسہ کرنے سے ممانعت ہے اور آخر وہی ہوگا جو خدا کا ارادہ ہوگا اگر کوئی طاقت رکھے تو توکل کا مقام ہر ایک مقام سے بڑھ کر ہے۔ اور تمھارے لیے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمھاری اسی میں زندگی ہے جو لوگ قرآن کو عزت دینگے وہ آسمان پر عزت پائیں گے جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن مقدم رکھیں گے اُنکو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوع انسان کے لیے روے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کے لیے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفی صلے اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ وجلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم رتبہ کوئی اور کتاب ہے۔ اور کسی کے لیے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لیے زندہ ہے اور اس کے ہمیشہ زندہ رہنے کے لیے خدا نے یہ بنیاد ڈالی ہے کہ اس کے افاضہ تشریعی اور روحانی کو قیامت تک جاری رکھا اور آخرکار اُسکی روحانی فیض رسانی سے اس مسیح موعود کو دنیا میں بھیجا جس کا آنا اسلامی عمارت کی تکمیل کے لیے ضروری تھا کیونکہ ضرور تھا کہ یہ دنیا ختم نہ ہو جب تک کہ محمدی سلسلہ کے لیے ایک مسیح روحانی رنگ کا نہ دیا جاتا جیسا کہ موسوی سلسلہ کے لیے دیا گیا تھا اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم۔ موسیٰ نے وہ متاع پائی جسکو قرون اولیٰ کھو چکے تھے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ متاع پائی جسکو موسیٰ کا سلسلہ کھو چکا تھا اب محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ کے قائم مقام ہے مگر شان میں ہزارہا درجہ بڑھ کر مثیل موسیٰ موسیٰ سے اور مثیل ابن مریم ابن مریم سے بڑھ کر۔ اور وہ مسیح موعود نہ صرف مدت کے لحاظ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہوا جیسا کہ مسیح ابن مریم موسیٰ کے بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہوا تھا۔ بلکہ وہ ایسے وقت میں آیا جبکہ مسلمانوں کا وہی حال تھا جیسا کہ مسیح ابن مریم کے ظہور کے وقت یہودیوں کا حال تھا سو وہ میں ہی ہوں خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے نادان ہے وہ جو اُس سے لڑے اور جاہل ہے وہ جو اُس کے مقابل پر یہ اعتراض پیش کرے کہ یوں نہیں بلکہ یوں چاہیے تھا اور اس نے مجھے چمکتے ہوئے نشانوں کے ساتھ بھیجا ہے جو دس ہزار سے بھی زیادہ ہیں از انجملہ ایک طاعون بھی نشان ہے پس جو شخص مجھ سے سچی بیعت کرتا ہے اور سچے دل سے میرا پیرو بنتا ہے اور میری اطاعت میں محو ہو کر اپنے تمام ارادوں کو چھوڑتا ہے وہی ہے جو ان آفتوں کے دنوں میں میری روح اُسکی شفاعت کرے گی۔ سو اے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو آسمان پر تم اُس وقت میری جماعت شمار کیے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے سو اپنی پنجوقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو اور اپنے روزوں کو خدا کے لیے صدق کے ساتھ پورے کرو ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دے اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی مانع نہیں وہ حج کرے نیکی کو سنوار کر ادا کرو اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو یقیناً یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا جو تقوے سے خالی ہے ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے جس عمل میں یہ جڑ ضائع نہیں ہوگی وہ عمل بھی ضائع نہیں ہوگا ضرور ہے کہ انواع رنج و مصیبت سے تمھارا امتحان بھی ہو جیسا کہ پہلے مومنوں کے امتحان ہوئے سو خبردار رہو ایسا نہ ہو کہ ٹھوکر کھاؤ زمین تمھارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی اگر تمھارا آسمان سے پختہ تعلق ہے جب کبھی تم اپنا نقصان کرو گے تو اپنے ہاتھوں سے نہ دشمن کے ہاتھوں سے۔ اگر تمھاری زمینی عزت ساری جاتی رہے تو خدا تمھیں ایک لازوال عزت آسمان پر دے گا سو تم اسکو مت چھوڑو اور ضرور ہے کہ تم دکھ دیے جاؤ اور اپنی کئی اُمیدوں سے بے نصیب کیے جاؤ سو ان صورتوں سے تم دلگیر مت ہو کیونکہ تمھارا خدا تمھیں آزماتا ہے کہ تم اُسکی راہ میں ثابت قدم ہو یا نہیں اگر تم چاہتے ہو کہ آسمان پر فرشتے بھی تمھاری تعریف کریں تو تم ماریں کھاؤ اور خوش رہو اور گالیاں سنو اور شکر کرو اور ناکامیاں دیکھو اور پیوند مت توڑو تم خدا کی آخری جماعت ہو سو وہ عمل نیک دکھلاؤ جو اپنے کمال میں انتہائی درجہ پر ہو ہر ایک جو تم میں سست ہو جائے گا وہ ایک گندی چیز کی طرح جماعت سے باہر پھینک دیا جائے گا اور حسرت سے مرے گا اور خدا کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا دیکھو میں بہت خوشی سے خبر دیتا ہوں کہ تمھارا خدا درحقیقت موجود ہے اگرچہ سب اسی کی مخلوق ہے لیکن وہ اُس شخص کو چن لیتا ہے جو اُسکو چنتا ہے وہ اُس کے پاس آ جاتا ہے جو اُسکے پاس جاتا ہے جو اُسکو عزت دیتا ہے وہ اُسکو بھی عزت دیتا ہے۔

تم اپنے دلوں کو سیدھے کر کے اور زبانوں اور آنکھوں اور کانوں کو پاک کر کے اُسکی طرف آ جاؤ کہ وہ تمھیں قبول کرے گا عقیدہ کی رو سے جو خدا تم سے چاہتا ہے وہ یہی ہے کہ خدا ایک اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُس کا نبی ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے اب بعد اُسکے کوئی نبی نہیں مگر وہی جس پر بروزی طور سے محمدیت کی چادر پہنائی گئی کیونکہ خادم اپنے مخدوم سے جدا نہیں اور نہ شاخ اپنی بیخ سے جدا ہے پس جو کامل طور پر مخدوم میں فنا ہو کر خدا سے نبی کا لقب پاتا ہے وہ ختم نبوت کا خلل انداز نہیں جیسا کہ تم جب آئینہ میں اپنی شکل دیکھو تو تم دو نہیں ہو سکتے بلکہ ایک ہی ہو اگرچہ بظاہر دو نظر آتے ہیں صرف ظل اور اصل کا فرق ہے۔ سو ایسا ہی خدا نے مسیح موعود میں چاہا یہی بھید ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مسیح موعود میری قبر میں دفن ہوگا یعنی وہ میں ہی ہوں اور اس میں دوئی نہیں آئی اور تم یقیناً سمجھو کہ عیسیٰ بن مریم فوت ہو گیا ہے اور کشمیر سری نگر محلہ خانیار میں اسکی قبر ہے خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں اُس کے مرجانے کی خبر دی ہے اور اگر اس آیت کے اور معنی ہیں تو عیسیٰ بن مریم کی موت کی قرآن میں کہاں خبر ہے۔ مرنے کے متعلق جو آیتیں ہیں اگر وہ اور معنی رکھتی ہیں جیسا کہ ہمارے مخالف سمجھتے ہیں تو گویا قرآن نے اس کے مرنے کا کہیں ذکر نہیں کیا کہ وہ کسی وقت مرے گا بھی۔ خدا نے ہمارے نبی کے مرنے کی خبر دی مگر سارے قرآن میں عیسیٰ کے مرنے کی خبر نہ دی اس میں کیا راز ہے اور اگر کہو کہ عیسیٰ کے مرنے کی خبر اس آیت میں ہے کہ فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم سو یہ آیت تو صاف دلالت کرتی ہے کہ وہ عیسائیوں کے بگڑنے سے پہلے مرچکے ہیں غرض اگر آیت فلما توفیتنی کے یہ معنی ہیں کہ مع جسم زندہ عیسیٰ کو آسمان پر اُٹھا لیا تو کیوں خدا نے ایسے شخص کی موت کا سارے قرآن میں ذکر نہیں کیا جس کی زندگی کے خیال نے لاکھوں کو ہلاک کر دیا گویا خدا نے اسکو ہمیشہ کے لیے اسلیے زندہ رہنے دیا کہ تا لوگ مشرک اور بیدین ہو جائیں اور گویا یہ لوگوں کی غلطی نہیں بلکہ خدا نے یہ سب کچھ خود کیا تا لوگوں کو گمراہ کرے خوب یاد رکھو کہ بجز موت مسیح صلیبی عقیدہ پر موت نہیں آ سکتی سو اس سے فائدہ کیا کہ برخلاف تعلیم قرآن اسکو زندہ سمجھا جائے اسکو مرنے دو تا یہ دین زندہ ہو۔ خدا نے اپنے قول سے مسیح کی موت ظاہر کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات اُسکو مُردوں میں دیکھ لیا اب بھی تم ماننے میں نہیں آتے یہ کیسا ایمان ہے کیا انسانوں کی روایتوں کو خدا کے کلام پر مقدم رکھتے ہو یہ کیا دین ہے اور ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف گواہی دی کہ تینے مردہ روحوں میں عیسیٰ کو دیکھا بلکہ خود مر کر یہ بھی ظاہر کر دیا کہ اس سے پہلے کوئی زندہ نہیں رہا۔ پس ہمارے مخالف جیسا کہ قرآن کو چھوڑتے ہیں ویسا ہی سنت کو چھوڑتے ہیں کیونکہ مرنا ہمارے نبی کی سنت ہے + (باقیت)

حضرت اقدس کی پرانی اور اچھوتی تحریرین

(جو الحکم کے کالموں میں شایع ہوتی ہیں)

ضرورتِ قرآن

قرآن شریف کی ضرورت پر ایک بڑی دلیل یہ ہے کہ پہلی کتابیں موسیٰ کی کتاب توریت سے انجیل تک ایک خاص قوم یعنی بنی اسرائیل کو مخاطب کرتی ہیں اور ان کی ہدایتیں بھی عام فائدہ کے لیے نہیں تھیں بلکہ ہر ایک حکم میں خاص قوم ملحوظ تھی مگر قرآن شریف کا مدنظر کوئی خاص قوم نہیں ہے بلکہ تمام قومیں ہیں مثلاً توریت کہتی ہے کہ تو خون نہ کر تو اس کا مدعا یہ ہے کہ اے یہودی قوم تو خون مت کر اور قرآن بھی کہتا ہے کہ تو خون مت کر تو اس کا مدعا یہ ہے کہ اے تمام دنیا تو خون مت کر مثلاً توریت کہتی ہے کہ تو زنا مت کر پس اس کا خاص مدعا یہ ہے کہ اے قوم یہود تو زنا مت کر اور قرآن بھی کہتا ہے کہ تو زنا مت کر اور اس کا خاص مدعا یہ ہے کہ اے باشندگان تمام دنیا تم زنا مت کرو۔ پس جبکہ قرآن اسلیے آیا کہ تمام دنیا کو امر معروف اور نہی منکر سکھا دے اور توریت اسلیے آئی ہے کہ تا صرف یہود کو امر معروف نہی منکر سکھا دے تو کیونکر توریت کافی ہو سکتی تھی اور کب یہ بات انسان کے اختیار میں تھی کہ خود بخود توریت کی محدود بیان کی توسیع کر دیتا بلکہ اس توسیع کے لیے نئی وحی کی ضرورت تھی جو توسیع کی بنیاد ڈالتی اور وہ قرآن ہے غرض کسیطرح توریت قرآن کا کام نہیں دے سکتی توریت کی مثال یہ ہے کہ جیسے کوئی دس بیس آدمی کی دعوت کرے اور انکی خوراک کے اندازہ پر روٹی پکا دے اور انکے بیٹھنے کے اندازہ پر فرش بچھا دے اور انکے سب باتوں کا اندازہ پر کھر بنا دے اور قرآن کی یہ مثال ہے کہ جیسے کوئی دس لاکھ آدمی کی دعوت کرے اور ان کے اندازہ پر کھانا اور فرش اور گھر وغیرہ طیار کرے اور نیز قرآن کا منشا رہا کہ تمام اقسام کی بدچال اور بد عقاید کو دور کرے اور جہان تک خدائی پیدائش اور مخلوقات میں قیامت تک خرابیاں ہونی ممکن ہے ان خرابیوں کو دور کرے لیکن توریت کا منشا صرف اسقدر رہا کہ جو جو امراض یہود کو لاحق تہی ان کا علاج کرے سو یہ قرآن شریف کے انکے لیے ضرورتین ہیں۔

اسمیں شک نہیں کہ یسوع خاص بنی اسرائیل کے لیے آیا تہا اور اس کے مخاطب صرف بنی اسرائیل تہے پس اس صورت میں کفارہ کا منصوبہ جو گھڑا گیا ہے۔ علاوہ اس کے اس بطلان کے جو ہم لکہ چکے ہیں دوسری قوموں کو اس سے کچھ غرض نہیں اور یسوع نے صاف اقرار کر دیا ہے کہ میں بنی اسرائیل کے گم شدہ بہیڑون کیلیے آیا ہون۔ پس جس حالت میں وہ اسرائیل کے گم شدہ بہیڑون کے لیے آیا تو اس کا کفارہ کل جہان کیلیے کیونکر ہو سکتا ہے جس کے لیے آیا ان کے لیے مرا تہا دوسرون کو اسکی موت یا زندگی سے کیا غرض چنانچہ نہ اوس نے صرف اسی قدر کہا کہ میں صرف اسرائیل کی گم شدہ بہیڑون کو اٹہانے آیا ہون بلکہ متی باب آیت پانچ میں صاف طور پر اپنے شاگردون کو وصیت کی چنانچہ اس باب کی آیت پانچ میں یہ عبارت ہے۔ ان بارون کو یسوع نے فرماکے بہیجا کہ غیر قوموں کی طرف نجانا۔ اور سامریون کی کسی شہر میں داخل نہ ہونا۔ پہر اسی باب کی آیت ۲۳ میں لکہا ہے کہ جب وے تمہین ایک شہر میں ستاوین تو دوسرے میں بہاگ جاؤ میں تم سے سچ کہتا ہون کہ تم اسرائیل کے سب شہرون میں نہ پہر چکوگے جب تک کہ ابن آدم نہ آلے۔ اس آیت سے بہی معلوم ہوتا ہے کہ یسوع کو اسرائیل کی قوم کو تبلیغ کرنا منظور تہا اور یہ بہی ان آیات سے نکلتا ہے کہ اسوقت یہودی لوگ تمام دنیا میں متفرق ہو چکے تہے اور انکے ہر ایک شہر میں جانا دو تین سال کا کام نہ تہا سو اس عبارت کا تمام مطلب حل ہو جاتا ہے کہ جب اروشلیم اور اس کی گرد نواح کے یہودیون نے یسوع کو منظور نہ کیا تو اس نے اپنے شاگردون کو نصیحت کی کہ وہ اور شہرون میں جہان جہان یہودی میں جاوین۔ اور کسی مقام میں یہہ جو لکہا ہے کہ یسوع تمام جہان کیلیے آیا تہا اس کے بہی یہی معنے ہون گے کہ تمام جہان کے یہودیون کے لیے

محمد الدین عیسائی نے یہ اعتراض پیش کیا کہ دنیا کے قوانین میں یہ بات نہیں پائی جاتی کہ اگر کسی پر کوئی جرم ثابت ہو تو وہ مثلاً یہ عذر پیش کرے کہ میں اس قدر غریبوں کو کہانا کہلایا کرتا ہون اور وہ عذر منظور ہو جاوے بلکہ سزا جرم کی ضرور ملتی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جس جگہہ کوئی ایسی نیکی ہو کہ جرم کا موازنہ کرے بے شک اس سے گناہ معاف ہو جاتا ہے مثلاً کوئی شخص پہانسی دینے کے لایق تہا اسی عرصہ میں دیکہا کہ ایک شہزادہ کو جو غرق ہو کر مرنے لگا تہا موت سے بچا لیا سو اتنی بڑی نیکی ضرور بادشاہ کے حضور میں اسکی شفیع ہو جاتی۔ اور وہ موت سے بچایا جائیگا بے شک گناہوں کیلیے حدود مقرر ہیں قانون انسانی میں اور خدا کی کتابوں میں بہی مگر بڑی نیکی ان حدود کو بہی ضرور مساوی ہے۔ جو زانی سنگسار کیے جانے کے لایق ہو اگر اسلام کی حمایت میں ایسے وقت میں اس سے کوئی بہاری نیکی ہو جائے جبکہ اسلام تباہ ہونے کو تہا اور اس نے بچا لیا تو بیشک وہ نیکی اسکی شفیع ہو جائیگی اسی اصول پر ہے جو لکہا ہے جو اسلام سب گناہوں کو ہدم کرتا ہے کیونکہ بڑی بہاری نیکی ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ مگر اکثر حدود کے وقت میں یہ ثابت ہونا مشکل ہے کہ اس شخص سے ایسی نیکی ہوئی ہے جو حد کو مانع آگئی ہے اسلیے جرایم کے حدود نہیں رکہیں پہر اگر وہ شخص اگر خدا تعالیٰ کے نزدیک حقیقت میں نیک بخت ہے۔ تو اس حد کا بہی اس کو بڑا ثواب ملیگا اور شہدا میں داخل ہو گا عیسائی بہی اس بات کے قایل ہیں کہ اگر کوئی عیسائی چوری کرے تو ضرور اس کو سزا ملیگی سو یہ سزا دنیا کے انتظام کیلیے ہے خدائی سزا سے نیکی کرنے والا ضرور بچ جائیگا۔ قرآن صاف ہدایت کرتا ہے کہ ہر ایک گناہ توبہ سے بخشا جاتا ہے۔

ہمیشہ کا قاعدہ ہے کہ نبی نبوت کا دعوے آپ کرتا ہے اور خدا تعالیٰ بہی اس کتاب میں جو اس پر نازل ہوئی ہے بیان فرماتا ہے کہ یہ نبی یا رسول ہے مگر متی اور یوحنا نے کہیں دعویٰ نہیں کیا کہ ہم نبی ہیں اور نہ خدا تعالیٰ کیطرف سے کوئی تصدیق ان کتابون میں موجود ہے بلکہ عیسائیون کا عقیدہ تو یہ ہے کہ یہ لوگ مسیح کے رسول ہیں اور یسوع نے ان پر الہام کیا ہے ایسی صورت میں اور بہی مشکل پڑتی ہے کیونکہ پہلے یہ ثابت کرنا ہوگا کہ یسوع درحقیقت خدا ہے اور اگر یسوع خدا نہیں تو عیسائیون کو بہی اقرار کرنا پڑتا ہے کہ یہ لوگ بہی نبی نہیں خاص کر تمام عیسائی یونی ٹیرین کو تو قطعی طور پر اقرار لازم پڑیگا کیونکہ وہ یسوع کے خدا ہونے کے قایل نہیں اس لیے ماننا پڑا کہ یہ چارون انجیلیں الہامی نہیں ہیں پس جس صورت میں ان اناجیل کا الہامی ہونا ثابت نہیں ہو سکتا تو جو جو باتین جو انمیں درج ہیں تو وہ اسطور سے قبول کرنیکے لائق نہیں جیسا کہ ایک الہامی امر کو انسان آنکہہ بند کر کے قبول کرے بلکہ یہ سوانح ہیں جو لوگون نے اپنی طرف سے لکہی ہیں لیکن سوانح کے قبول کرنیکے لیے تین امر کی ضروری شرط ہے (۱) اول یہ کہ سوانح نویس کاذب نہ ہو کیونکہ کاذب کے قول پر کچہہ اعتبار نہیں۔ دوسری کہ سوانح نویس کے حافظہ میں خلل نہ ہو تیسری یہ کہ سوانح نویس اپنے چشم دید روایت بیان کرے۔ لیکن یہ تینون شرطین انجیلون میں نہیں پائی جاتین اسلیے گو ان میں کتنے ہی معجزات درج ہون تب بہی وہ قبول کرنیکے لائق نہیں ہیں اسلیے اناجیل کے تحریف کا دعویٰ نہیں کرتے کیونکہ تحریف میں یہ امر تسلیم کیا جاتا ہے کہ کسی وقت میں کتابیں صحیح تہیں بلکہ ہم کہتے ہیں کہ کسی وقت میں بہی یہ کتابیں صحیح نہیں تہیں ہان ضرور ہے کہ ایک انجیل حضرت عیسیٰ پر بحیثیت نبی ہونے کے نازل ہوئی ہوگی مگر وہ انجیل میں موجود نہیں ہے ایسی انجیل کی ہی قرآن سے بہی تصدیق ہوتی ہے اگر کہین کسطرح وہ انجیل گم ہو گئی تو میں کہتا ہون کہ اسیطرح جیسا کہ عبرانی انجیل گم ہو گئی

عیسائیون نے روپیہ کے ذریعہ سے اور مال کی طمع سے لوگون کو مرتد کرنیکے اس ملک میں بہی ایک بڑا دروازہ کہولا ہے اکثر لوگ جب انکی آیندہ امداد سے نومید ہو جاتے ہیں تو فی الفور اسلام کیطرف رجوع کرتے ہیں لیکن چونکہ جاہل انکے دلوں میں رائج ہو چکی ہے اور مفت خوری کی عادت پڑ جاتی ہے اس لیے وہ اسلام میں کام کے بہی نہیں رہتے۔ کبہی مسلمانون کیطرف آتے ہیں کبہی عیسائیون کیطرف جاتے ہیں اور بعض متلاشی حق کے رنگ میں پہرتے رہتے ہیں۔ اور بعض کسی جگہ اپنے تئین عیسائی ظاہر کرتے ہیں اور کسی جگہ مسلمان غرض شکم پرستی کی عادتین پختہ ہو جاتی ہیں

حضرت مسیح کا بن باپ پیدا ہونا ایک بڑی بہاری بہید پر دلالت کرتا تہا اور وہ یہ کہ خدا تعالیٰ مردوں کی طرف سے سلسلہ بنی اسرائیل میں نبی لانا ترک کر دیا اور صرف ماں کی سمت سے یسوع بنی اسرائیل میں سے کہلا یا۔

مسیحائی طور پر یہ عادت یا یون کہو کہ انسانی مسیح کی خاصیت ثابت ہو گئی ہے کہ وہ زہر کہانے کا بہی عادی ہو جاتا ہے بعض کو دیکہا گیا ہے کہ وہ ایک ہی وقت میں کئی تولہ افیون کہا لیتے ایسا ہی بعض کو میں نے بچشم خود دیکہا ہے کہ ایک خطرناک وزن دانا پورہ کا کہا لیتے ہیں جس سے کم سے کم تین انسان بلا توقف مرسکتے ہیں بعض سم الفار کہانیکے عادی دیکہے گئے جس سے دو انسان بالضرور مر جاتے ہیں اور کسیطرح جان بر نہ ہوسکیں پس اس سے یہ فلاسفی پیدا ہوتی ہے کہ روحانی زہر یعنے گناہ کیلیے بہی کوئی ایسا ہی قانون طبعی مقرر ہے شاید ہم اگر جسمانی قانون میں کچہہ زیادہ غور کریں تو اس دلیل کو پالیں۔

یکم جون ۱۹۱۶ء قبل از شام (بحاضری مولوی الٰہی بخش صاحب نیاری و دیگر احباب)

تقریر خواجہ کمال الدین صاحب

دعا کی مثال ایک چشمۂ شیریں کی طرح ہے جس پر مومن بیٹھا ہوا ہے وہ جب چاہے اس چشمہ سے اپنے آپ کو سیراب کر سکتا ہے جس طرح ایک مچھلی بغیر پانی کے زندہ نہیں رہ سکتی اسی طرح مومن کا پانی دعا ہے کہ جس کے بغیر وہ زندہ نہیں رہ سکتا اس دعا کا ٹھیک محل نماز ہے جس میں وہ راحت اور سرور مومن کو ملتا ہے کہ جس کے مقابل ایک عیاش کا کامل درجہ کا سرور جو اسے کسی بدمعاشی میں میسر آ سکتا ہے ہیچ ہے بڑی بات جو دعا میں حاصل ہوتی ہے وہ قرب الٰہی ہے دعا کے ذریعہ ہی انسان خدا کے نزدیک ہو جاتا اور اسے اپنی طرف کھینچتا ہے جب مومن کی دعا میں پورا اخلاص اور انقطاع پیدا ہو جاتا ہے تو خدا کو بھی اس پر رحم آ جاتا ہے اور خدا اس کا متولی ہو جاتا ہے اگر انسان اپنی زندگی پر غور کرے تو الٰہی تولی کے بغیر انسانی زندگی قطعاً تلخ ہو جاتی ہے دیکھئے کہ جب انسان حد بلوغت پر پہنچتا ہے تو اپنے نفع نقصان کو سمجھنے لگتا ہے تو ہزاروں ناکامیاں اور قسما قسم کے مصائب کا ایک لمبا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے وہ ان سے بچنے کے لیے طرح طرح کی کوششیں کرتا ہے دولت کے ذریعہ اپنے تعلق حکام کے ذریعہ۔ قسما قسم کے حیلہ و فریب کے ذریعہ وہ بچاؤ کے راہ نکالتا ہے لیکن مشکل ہے کہ وہ ان میں کامیاب ہو بعض وقت اس کی ناکامیوں کا انجام خودکشی ہو جاتی ہے اب اگر ان دنیاداروں کے غموم ہموم اور تکالیف کا مقابلہ اہل اسرار انبیا کے مصائب کے ساتھ کیا جاوے تو انبیا علیہم السلام کے مصائب کے مقابل اول الذکر جماعت کے بالکل ہیچ ہیں۔ لیکن یہ مصائب و شدائد اس پاک گروہ کو رنجیدہ یا محزون نہیں کر سکتے ان کی خوشحالی اور سرور میں فرق نہیں آتا کیونکہ اپنی دعاؤں کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی تولی پا چکے رہتے ہیں دیکھو اگر ایک شخص کا ایک حاکم سے تعلق ہو اور مثلاً اس حاکم نے اسے اطمینان بھی دیا ہو کہ وہ اپنے مصائب کے وقت اس سے استعانت کر سکتا ہے تو ایسا شخص کسی ایسی تکلیف کے وقت جس کی گرہ کشائی اس حاکم کے ہاتھ میں ہے عام لوگوں کے مقابل کم درجہ رنجیدہ اور غمناک ہوتا ہے تو پھر وہ مومن جس کا اس قسم کا بلکہ اس سے بھی زیادہ مضبوط تعلق احکم الحاکمین سے ہو وہ کب مصائب شدائد کے وقت گھبراوے گا انبیا علیہم السلام پر جو مصیبتیں آتی ہیں اگر ان کا عشر عشیر بھی ان کے غیر پر وارد ہو تو اس میں زندگی کی طاقت باقی نہ رہے یہ لوگ جب دنیا میں بغرض اصلاح آتے ہیں تو ان کی کل دنیا دشمن ہو جاتی ہے لاکھوں آدمی ان کے خون کے پیاسے ہوتے ہیں لیکن یہ خطرناک دشمن بھی ان کے اطمینان میں خلل انداز نہیں ہو سکتے اگر ایک شخص کا ایک دشمن بھی ہو تو وہ کسی لحظہ بھی اس کے شر سے امن میں نہیں رہتا چہ جائے کہ تمام کا تمام ملک ان کا دشمن ہو اور پھر یہ لوگ با امن زندگی بسر کریں ان تمام ناکامیوں کو ٹھنڈے دل سے برداشت کریں یہ برداشت ہی معجزہ و کرامت ہے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی استقامت ان کے لاکھ معجزوں سے بڑھ کر ایک معجزہ ہے۔ کل قوم کا ایک طرف ہونا۔ دولت۔ سلطنت وغیرہ کی دیابت۔ حسینہ جمیلہ بیویاں وغیرہ سب کچھ کے لالچ قوم کا اس شرط پر دینا کہ ترک اعلاء کلمۃ اللہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے ترک جاویں لیکن ان سب کے مقابل جناب رسالتمآب کا قبول کرنا اور فرمانا کہ میں اگر اپنے نفس سے کرتا تو یہ سب باتیں قبول کرتا میں تو حکم خدا کے ماتحت یہ سب کچھ کر رہا ہوں اور پھر دوسری طرف سب تکالیف کی برداشت کرنا یہ ایک فوق الطاقت معجزہ ہے یہ سب طاقت اور برداشت اس دعا کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے جو مومن کو خدا نے عطا کی ہے ان لوگوں کی دردناک دعا بعض وقت قاتلوں کے سفاکانہ حملہ کو توڑ دیتی ہے حضرت عمر کا آنحضرت کے قتل کے لیے جانا آپ لوگوں نے سنا ہوگا۔ ابوجہل نے ایک قسم کا اشتہار قوم میں دے رکھا تھا کہ جو جناب رسالتمآب کو قتل کرے گا وہ اس سے بہت کچھ انعام و اکرام کا مستحق ہوگا حضرت عمر نے مشرف باسلام ہونے سے پہلے ابوجہل سے معاہدہ کیا اور قتل حضرت کے لئے آمادہ ہو گیا۔ اس کو کسی عمدہ وقت کی تلاش تھی۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ حضرت نصف شب کے وقت خانہ کعبہ میں بغرض نماز آتے ہیں۔ یہ وقت عمدہ سمجھ کر حضرت عمر سر شام خانہ کعبہ میں جا چھپے آدھی رات کے وقت جنگل میں سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی آواز آنی شروع ہوئی حضرت عمر نے ارادہ کیا کہ جب آنحضرت سجدہ میں گریں تو اس وقت قتل کروں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درد کے ساتھ مناجات شروع کی اور سجدہ میں اس طرح حمد الٰہی کا ذکر کیا کہ حضرت عمر کا دل پسیج گیا اس کی ساری جرأت جاتی رہی اور اس کا قاتلانہ ہاتھ سست ہو گیا نماز ختم کر کے جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم گھر کو چلے تو ان کے پیچھے حضرت عمر ہو گئے آنحضرت نے آہٹ پا کر دریافت کیا اور معلوم ہونے پر فرمایا کہ اے عمر کیا تو میرا پیچھا نہ چھوڑے گا حضرت عمر بددعا کے ڈر سے بول اٹھے کہ حضرت میں نے آپ کے قتل کا ارادہ چھوڑ دیا میرے حق میں بددعا نہ کیجیے گا چنانچہ حضرت عمر فرمایا کرتے تھے کہ وہ پہلی رات تھی جب مجھ میں اسلام کی محبت پیدا ہوئی سو میرے نزدیک شق القمر کا معجزہ ایسا زبردست معجزہ نہیں جیسے رسول پاک کی استقامت ایک معجزہ ہے اس میں شک نہیں کہ ضرورت وقت کے لحاظ کر انبیا علیہم السلام معجزہ دکھلاتے ہیں اور وہ تو وہ ہر ایک اپنے اندر رکھتے ہیں لیکن ان سب معجزات سے بڑھ کر استقامت ایک معجزہ ہے۔ آج چوبیس سال مجھ پر گذر گئے جب میں نے دعوی وحی و الہام کیا جو لوگ میرے پاس رات دن بیٹھتے ہیں وہ دیکھتے ہیں اور گواہ اس بات کے ہیں کہ کس طرح خدا تعالیٰ ہر روز مجھے اپنے کلام سے مشرف کرتا ہے اور کس طرح جو مجھ پر ظاہر کیا جاتا ہے وہ پورا ہوتا ہے۔ کیا میں ہر روز افترا کرتا ہوں اور خدا تعالیٰ بھی اس قدر صابر ہے کہ ایسے مفتری کو مہلت دے رہا ہے پیغمبر صاحب کو تو یہ حکم کہ اگر تو ایک افترا بھی باندھتا تو میں تیری رگ گردن کاٹ دیتا جیسے کہ آیت لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ سے ظاہر ہوتا ہے اور یہاں چوبیس سال سے روزانہ افترا خدا پر ہو اور خدا اپنی سنت قدیمہ کو نہ برتے بدی کرنے میں اور جھوٹ بولنے میں کبھی مداومت اور استقامت نہیں ہوتی آخر کار انسان دروغ کو چھوڑ ہی دیتا ہے لیکن کیا میری ہی فطرت ایسی ہو رہی ہے کہ میں چوبیس سال سے اس جھوٹ پر قائم ہوں اور برابر چل رہا ہوں اور خدا بھی بالمقابل خاموش ہے اور بالمقابل ہمیشہ تائیدات پر تائیدات کر رہا ہے پیشگوئی کرنا یا علم غیب سے حصہ پانا کسی ایک معمولی ولی کا بھی کام نہیں یہ نعمت تو اسکو عطا ہوتی ہے جو حضرت احدیت میں خاص عزت اور وجاہت رکھتا ہے اب دیکھ لیا جاوے کہ خدا تعالیٰ نے کس قدر پیشگوئیاں میرے ہاتھ پر پوری کیں براہین احمدیہ اور اسمیں جو کچھ آئندہ حالات درج ہیں ان کو دیکھا جاوے اور پھر میرے آجکل کے حالات کو دیکھا جاوے کہ وہ تمام کس طرح پوری ہوئے پھر جو نشانات مسیح موعود کے زمانہ کے آثار ہیں موجود ہیں وہ کس طرح اس زمانہ میں پورے ہو گئے رمضان میں کسوف خسوف کا ہونا ریل کا جاری ہو کر اونٹنیوں کا حجاز میں بھی بند ہو جانا طاعون کا نمودار ہونا یہ سب علامات ہیں جو زمانہ مہدی کے ساتھ مختص ہیں یہ خدا نے کیوں پورے کیے کیا ایک کذاب اور مفتری علی اللہ کی رونق افزائی کے لیے جو چوبیس سال سے برابر افترا باندھ رہا ہے آخر میں میں یہ وصیت کرتا ہوں کہ عمر کا کوئی بھروسہ نہیں یہ وقت ہے اس کو غنیمت سمجھا جاوے یہ خدا تعالیٰ کے نشانات ہیں ان سے منہ موڑنا خدا تعالیٰ کی حکم عدولی ہے دیکھو ایک مجازی حاکم کا پیادہ اگر آ جاوے اور پیادہ جس حکم کو لاتا ہے اس کی پرواہ نہ کی جاوے تو پھر یہ حکم عدولی کیسے بد نتائج پیدا کرتی ہے چہ جائیکہ خدا تعالیٰ کی حکم عدولی دنیا میں جب کبھی کوئی خدا کا مرسل آوے گا وہ انسان ہی ہوگا اسکے اوصاف و اطوار انسانوں والے ہی ہوں گے آخر فرشتہ کی طرح نہیں آتا۔ یہ لوگ اسکے لوازم انسانیت سے گھبرا جاتے ہیں اور ان کی آنکھوں کے سامنے ایک حجاب ہے جو اسکے جامۂ نبوت کو چھپائے ہوئے ہے لیکن یہ حجاب ضروری ہے جس میں ہر ایک نبی مستور ہوتا ہے مبارک ہے وہ جو اس حجاب کے اندر اس شخص کو دیکھ لے

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

اب غفلت چھوڑ دو | پنجاب امریکن پریسبٹیرین چرچ مشن کی رپورٹ

نمبر ۸ کا خلاصہ سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور نے حسب ذیل شائع کیا ہے " ہندوستانی طلبا تک بہت آسانی کے ساتھ رسائی ہو سکتی ہے اور اگر ان کے ساتھ دوستی اور ہمدردی کا برتاؤ کیا جاوے تو اغماض نہیں کرتے وہ نصیحت و نصیحت کو قبول کرتے ہیں یہ بات صحیح طور سے بیان کی جا سکتی ہے کہ ان لوگوں کا انتظام آسانی ہو سکتا ہے اور ایسے طلبا شاذ و نادر ہی میں پائے جاتے ہیں جو مفسد نافرمان اور نا تربیت پذیر ہوں وہ اپنے استادوں کی خاص طور پر عزت کرتے ہیں اور بڑے ذہین اور ذہنی ہوتے ہیں ان کی طبیعت موم کی طرح ہوتی ہے ان میں ثبات و استقلال اور ایسی اخلاقی قوت کم ہوتی ہے جس کی وجہ سے اپنے عقائد میں مستحکم رہیں ابھی تک اس بات کی ضرورت پائی جاتی ہے کہ اوصاف مندرجہ بالا ان میں پیدا کیے جاویں اور ان اوصاف کے پیدا کرنے میں ترقی کی جاوے اور ہمارے یقین میں

www.aaiil.org

عیسائی تعلیم کا فرض ہونا چاہیے کہ انکو اس کام کی تکمیل میں مدد دیں ان کے دلوں میں سچے عقائد پیدا کر دیں اور ہندوستان کے تعلیم یافتہ لوگوں کے خیالات بالکل عیسائیانہ کر دیں۔ یہ رپورٹ ہے جو عیسائی مذہب کی کوششوں اور ان کے اغراض و مقاصد کے اظہار کا سب سے بہتر ذریعہ ہے اس وقت جو لوگ اپنی اولاد کی مذہبی تعلیم سے غافل اور لاپروا ہیں وہ اپنی اولاد پر سخت ظلم کر رہے ہیں اور ہماری رائے ہے کہ جو مسلمان مسلمان کہلا کر اپنی اولاد کو مذہب کی واقفیت سے غافل اور بے بہرہ رکھتے ہیں اور انکی غرض یہ ہوتی ہے کہ اولاً ہم ان کو مروجہ علوم سے اور مدرسہ کے سرٹیفکیٹ حاصل کر لینے کے قابل بناویں وہ لا تقتلوا اولادکم خشیۃ املاق کی ایک رنگ میں خلاف ورزی کرتے ہیں روحانی طور پر یہ بھی قتل اولاد ہی ہے کہ اسکو مذہبی علوم سے ناواقف رکھا جاوے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ مسلمان اپنی ذریت کو مسلمان بنانے اور مسلمان رکھنے کی ضرورت کو محسوس کریں گے۔

پیرس کے ایک مشہور عالم اور فلسفی موسیو ... صاحب نے حال میں ایک ضخیم کتاب ہزار صفحہ سے زیادہ کی لکھی ہے جو عیسائی مذہب کے واسطے منجنیق ثابت ہوئی ہے اس کتاب سے کلیسا کی قیامت آگئی اسنے دیکھا کہ اگر وہ ... سے اسکی تردید کی تو دلیل کا جواب دلیل ہے اور حجت کا جواب حجت ہے اور وقت ... جھگڑوں کو طول دینے کے لیے کافی نہیں جیسا کہ ہم مختلف فرقوں اور مذہبوں ... رہے ہیں کہ انھیں باہم لڑتے ... برس گذر گئے مگر ایک نے بھی دوسرے کا ... تسلیم نہیں کیا اس غرض سے کلیسا نے ... اپنی خاص قوت سے کام لیکر کل مسیحیوں پر اس کتاب کا پڑھنا حرام کر دیا۔ اور حکم دیا کہ مصنف پر بہشت حرام ہے ... اپنے دوستوں میں اس ... اور کتاب کے بار بار چھپنے کی آوازیں ... ہوتے ہیں۔

پیرس کے عیسائی کلیسا نے جو جواب دیا فی الحقیقت مضحکہ خیز ہے ... اصل یہ ہے کہ جہالت کسی کی میراث نہیں ... اس اور اسی قسم کی دوسری چیزوں سے جو یورپ اور دیگر عیسائی ملکوں میں آ رہی ہیں یقین ہوتا جاتا ہے کہ اب وہ وقت بہت ہی قریب ہے کہ عیسائیت کا بودا شہتیر بالکل ٹوٹ جاوے۔

تربیت اولاد

تہذیب نسواں لاہور میں بچوں کو غصہ پر تنبیہ کے عنوان سے ایڈیٹر صاحبہ اخبار مذکور نے ایک عمدہ آرٹیکل لکھا ہے۔ چونکہ ہمکو علم ہے کہ الحکم کے پڑھنے والی بعض بیبیاں بھی ہیں اسلیے ہم انکے فائدہ کے لیے ... اور دوسری مستورات کے لیے ... اس مضمون کو ... درج کرتے ہیں۔

بچوں کو غصہ پر تنبیہ

بچوں کی پرورش اور تربیت وغیرہ کا کام ہم عورتوں ہی سے تعلق رکھتا ہے لیکن یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ خود ہم مستورات ہی اچھی تربیت کے طریق سے ... نہیں ... اور ہم نہیں سمجھتیں ... بچوں کی کس طرح تربیت کرنی چاہیے۔ عام ... میں یہ کہا کرتی ہیں کہ ... اور وہ ہی اصول ... کے مطابق ... بچوں کو ذرا ذرا سی ... لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ... اور بیجا سختیاں بچہ کو بالکل ڈھیٹ ... رفتہ رفتہ بچے اپنی ماں کی عادات میں جاننے لگتے ہیں ماں گھر کے جھگڑے ہزار طرح کے ڈراوے دے بچوں کے ... نہیں گذرتا وہ جس کھیل یا شوخی میں مشغول ہوتے ہیں بدستور اسمیں لگے رہتے ہیں ماں تنگ آ کر جھنجھلا جاتی ہے تو لاچار بچہ کو مارنے بیٹھتی ہے۔ ... ذرا سی ... لگنے کے باعث بچہ روتا دھوتا ہے اسکے بعد پھر وہی کام ... کھٹرے پر ... پڑی اور کھیل ... ظاہر ہے کہ ماں کی ایسی تنبیہ کا کیا خاک اثر ہو سکتا ہے۔ سوائے اسکے کہ بچہ کے معصوم جسم کو ناقابل برداشت مار کی سختیاں ہوتی جائیں بعض مائیں ایسی ہوتی ہیں کہ غصہ میں آ کر اپنے بچوں کو اسقدر مارتی ہیں کہ ادھموا کر دیتی ہیں اور جب انکا برا حال ہو جاتا ہے تو پھر خود بھی تنگ آ کر رونے لگتی ہیں۔ اسمیں شک نہیں کہ بعض وقت کی بچوں کی حرکتیں ایسی ہوتی ہیں کہ ماؤں کو نہایت سخت غصہ آتا ہے اور بے اختیار انکے جھڑکنے کو دل چاہتا ہے۔ مگر جب یہ معلوم ہو جائے کہ ہمارا کہنا بجائے فائدہ کے بچہ کے لیے نقصان کا باعث ہو سکتا ہے تو ماں کو چاہیے کہ وہ اپنے دل پر جبر کرے اور سخت برداشت سے کام لے۔ یاد رکھنا چاہیے کہ مار سے ہزار درجہ بہتر پیار میں طاقت ہے جو بچے پیار پیار میں بہلائے بہلائے جاتے ہیں وہ بہ نسبت مار کھانے والی اور ظلم کرنے والی ماں کے پیار کرنے والی ماں کا کہا بہت جلد مان لیتے ہیں۔ اور سیدھی راہ اختیار کرتے ہیں۔

بچہ جب غصہ اور غضب کی حالت میں ہو تو اسکو جھڑکنا نہ چاہیے۔ ورنہ جھڑکنا اسکے دل کی بھڑکتی آگ پر مٹی کے تیل کا سا کام کرے گا اور اس کا غضب اور زیادہ بڑھتا جائے گا۔ ایسی حالت میں اگر یہ امید ہو کہ پیار اخلاص سے بچہ نہ مانے گا تو اسکو اس کی حالت پر چھوڑ دینا چاہیے۔ جب وہ تھوڑی دیر تک رو رو کر اپنے دل کا بخار نکال لے گا تو پھر خود بخود نرم ہو جائے گا۔ پھر اسوقت اگر کوئی ذرا بھی اسکو منانا چاہے گا تو وہ فوراً من جائے گا۔ جب وہ من جائے اور معلوم ہو جائے کہ اب اسکا مزاج ٹھنڈا ہو گیا ہے تو اسیوقت اسکو آہستگی اور محبت کے ساتھ اسکا قصور جتانا اور سمجھانا چاہیے۔ ایسی صورت میں بچہ ضرور نادم اور پشیمان ہو گا۔ اور اسکے دل پر ماں کی بات کا اثر بہت زیادہ ہو گا بچہ تو پھر بچہ ہی ہے اور اسکا دل نہایت نازک پھول کے مانند ہوتا ہے خود بڑے بڑوں کا یہ حال ہوتا ہے کہ جب انکے سر پر غصہ کا جن سوار ہو تو انکو لاکھ حق کی بات کہو اور سمجھاؤ۔ مگر انکی سمجھ میں نہیں آتی پر نہیں آتی۔ بلکہ یہ سمجھانا طبیعت کے اور بھڑکانے کا باعث ہو جاتا ہے لیکن جب غصہ اتر جائے اور اسوقت سمجھایا جائے تو البتہ بہت آسانی سے بات سمجھ میں آ جاتی ہے۔

مائیں جو اپنے بچوں کو اچھے اٹھان پر اٹھانا چاہتی ہیں یہ خواہش کرتی ہیں کہ ہمارے بچوں میں بڑوں کی سی عادتیں ہو جائیں۔ اور وہ بچپن کے کھیل کود شوخی شرارت کو بالکل چھوڑ کر بڑے بوڑھوں کی طرح بچکے بیٹھے رہا کریں۔ گویا ان کے خیال میں یہ بڑی تعریف کی بات ہوتی ہے۔ لیکن ماؤں کو سمجھ لینا چاہیے کہ اگر کسی طرح وہ کوشش کر کے اپنے بچوں کو ایسا بنائیں گی بھی تو یہ ان کے حق میں مفید نہیں ہو گا۔ بچوں کا چلبلا پن اور اچھل کود ہی ان کی اصلی صحت اور تندرستی کی نشانی ہے۔ اسی سے انکے دل میں امنگ پیدا ہوتی ہے اور ان کے ہاتھ پاؤں میں چستی آتی ہے۔ مجھے ایک بچہ کا حال معلوم ہے کہ وہ بیچارا اسی قسم کے دباؤ کے باعث ایسا سہم گیا تھا کہ تمام دن چپ چاپ چارپائی پر بیٹھا رہتا تھا کسی کھیل کود میں شامل نہیں ہوتا تھا اسکے باعث اس بیچارہ کی صحت بہت ہی خراب ہو گئی اور اسکے چہرہ پر سے بچوں کی سی چلبلاہٹ اور چستی سب جاتی رہی تھی بعض لوگ انکی اس غریب طبیعت کی بہت تعریف کرتے تھے لیکن ہمارے خیال میں بچہ کو ایسا مردہ دل بنا دینا سخت بے رحمی اور ظلم ہے ... بچوں کو حتی المقدور انکی اچھل کود سے کبھی روکنا ٹوکنا نہیں چاہیے۔ البتہ یہ خیال رکھنا چاہیے کہ وہ اپنے کھیل کود میں ایکدوسرے کو یا اپنے تئیں نقصان نہ پہنچائیں۔ ماں کو چاہیے کہ وہ خود اپنے بچوں کے کھیل کود میں دلچسپی لیں اور بچوں کی دلی امنگ کو بڑھائیں تاکہ انکا ... مردہ دل نہ بنیں بچہ کو سمجھانا چاہیے کہ کس کس موقع پر اسے کھیلنا کودنا چاہیے اور کس موقع پر سنبھلا رہنا چاہیے۔ بعض مائیں تو بالکل ادنی سی ادنی باتوں پر جن پر ضرور چشم پوشی کر لینی چاہیے بچوں کو گھرکنے اور جھڑکنے لگتی ہیں۔ مثلاً بچے نے اپنی سوئی اٹھالی یا انگشتانہ لیکے ہاتھ میں پہن لیا اسی پر انھوں نے اسے بیسیوں سنانی شروع کیں۔ حالانکہ اگر محبت سے وہ یہ چیزیں مانگتی تو وہ ضرور حوالہ کر دیتا جہاں تک ممکن ہو بچہ کو گھرکنے جھڑکنے اور مار کوٹ سے باز رہنا چاہیے۔ اس بچہ کا دل بے انتہا نرم ہو گا جس نے کبھی اپنے جسم پر ماں کی دو انگلیاں بھی لگتی ہوئی نہ دیکھی ہوں گی۔ مگر اسکے مقابلہ میں اس بچہ کا دل پتھر سے زیادہ سخت ہو جائے گا جو اپنے دن اپنی ماں کے ہاتھوں مار کی سختیاں اٹھانے کا عادی ہو چکا ہو گا۔ ایسے بچوں کے دل میں اپنی ماں کی خاک عزت نہیں ہوتی ان کو جب ماں کا خوف دلایا جاتا ہے تو وہ صاف کہہ دیتے ہیں کہ وہ ہمارا کیا کر لیگی بہت کریگی تو دو تین تھپڑ لگا دیگی سو ہمیں اسکی کچھ پروا نہیں۔ کیسے افسوس کی بات ہے کہ وہ اپنی ہی گود کا بچہ ایسا دیدہ دلیر کر دیا جائے کہ وہ ماں کی کچھ پروا ہی نہ کرے ایسے بچہ سے آیندہ کیا امید ہو سکتی ہیں۔

مجبوری و معذوری

میں کسی دوسری جگہ الحکم کے دیر سے شائع ہونے کے متعلق لکھ چکا ہوں ۹ جون سے لیکر ۱۱ جون تک مجھے گورداسپور رہنا پڑا۔ اور پھر ۱۳ کو گورداسپور جا کر واپس آنا پڑا۔ اسلیے ۱۰ اور ۱۷ کا اخبار بجائے دو نمبروں میں شائع ہونے کے ایک ہی نمبر میں شائع ہو سکا ہے اور اسے ۱۰ و ۱۷ جون کا مجموعہ سمجھنا چاہیے۔ اور نمبر ۱۹ ...

ایڈیٹر

www.aaiil.org

حضرت [illegible] کا دوسرا وعظ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اسوقت اس دور دراز ملک کی سفر کی جو طیاری لگی ہے تو اسکی کیا غرض ہے؟ اسکی غرض یہی رکھی ہے جو صحابہ کے سفر کی تہا۔ یعنے اللہ تعالے کے احکام کی تبلیغ اور اسلام کی عزت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کو ظاہر کرنا۔ اس وقت ایک قوم موجود ہے جس نے اللہ تعالے کی صفات ایک عاجز انسان کو دے رکہی ہیں اور اسے خدا بنا کر دنیا کو منوانا چاہتا ہے یہ قوم عیسائیون کی قوم ہے وہ مسیح کو خالق اشتہ بن شافی مانتے ہیں مجی مانتے ہیں اور عالم الغیب مانتے ہیں۔ اور سب سے افسوسناک بات یہ ہے کہ مسلمان جو ایک ہی حقیقی خدا کے پرستار ہے وہ اعتقادی طور پر ان کے ساتھ ہی ہیں یعنے اسی قسم کی صفات مسیح میں یقین کرتے ہیں وہ یہ جدا امر ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم مسیح کو خدا نہیں مانتے مگر اس میں کوئی کلام نہیں کہ وہ خدائی کے صفات ان میں یقین کرتے ہیں حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی ایک مثال بیان دیا کرتے ہیں کہ ان لوگون کی ایسی حالت ہے جیسے کوئی شخص کسی مردہ کو کہے کہ یہ مر گیا ہے لیکن دوسرا شخص کہے کہ ہان اسکی نبض بہی نہیں چلتی۔ بدن بہی سرد ہے کسی قسم کی حس و حرکت باقی نہیں ہے لیکن ہے زندہ عیسائی تو صاف الفاظ میں کہتے ہیں کہ وہ خدا ہے مگر مسلمان اپنی غلط فہمی سے یہ کہتے ہیں کہ نہیں خدا تو نہیں ہے یہ غلط ہے البتہ وہ شافی ہے اسیطرح جسطرح اللہ شافی ہے غیب دان ہے مردون کو زندہ کرنیوالا بھی ہے۔ حی و قیوم ہے پہر بتاؤ اس کے خدا ہونے میں کیا شک باقی رہا۔ مسلمانون نے ایک اور بات بہی مسیح کے متعلق مان رکہی ہے جو دوسرے انبیاء میں وہ نہیں مانتے کہ صرف مسیح ہی مس شیطان سے پاک ہے میں جب ان باتون کو سنتا ہون تو سخت حیرت اور افسوس ہوتا ہے کہ وہ جو موحد کہلاتے ہیں۔ انکا اعتقاد اس قسم کا ہے۔ صرف اللہ تعالیٰ کی توحید کو زندہ کرنے کیواسطے اور اس عقیدہ کو دور کرنے کے لئے حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پسند فرمایا ہے کہ ہمارے بعض احباب سفر کریں اور جو کچہ باتیں معلوم ہوتی ہیں انکی تصدیق کرا دیں۔ مسیحی مذہب کی شکست کے لئے اس سے بڑہ کر کارگر حربہ نہیں ہو سکتا کہ یہ ثابت ہو جاوے کہ مسیح اپنی طبعی موت سے مرا ہے اور صلیب پر نہیں مرا اس حربہ کی حقیقت سے وہ لوگ خوب مزا اٹھا سکتے ہیں جو عیسائی مذہب کے اصولون سے واقف ہیں اور ان کو ان کے ساتھ کبہی کلام کرنے کا موقع ہوا ہے۔

غرض اس بات کیلئے یہ اہتمام کیا گیا ہے یہ تو میرے نزدیک ایک چہوٹی سی بات ہے جو حضرت امام کے اس جوش کا نمونہ ہے جو توحید کے قائم کرنے کیلئے اس کو دل میں ہے والا وہ جو کہہ اور کیفیت جو اس کے دل و دماغ میں پہونچی ہے تم اُس کا اندازہ بہی نہیں کر سکتے کیونکہ نہ وہ دل ہے اور نہ وہ مزا اور لذت ہے اسی توحید کے پہیلانے کیواسطے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اتباع کو کیا کیا تکالیف برداشت کرنی پڑی تہین پہر آج یہ کام آسان کیونکر ہو سکتا ہے۔ اس وقت تو مشکلات اور بہی بڑہے ہوئے ہیں۔

اس لئے بہت بڑی توجہ کی ضرورت ہے اور ہر شخص اسقدر توجہ نہیں کر سکتا جب تک خدا تعالیٰ کیطرف سے ہی اسکی تائید نہ ہو۔ تم جانتے ہو جس شخص نے سارے جہان میں قرآن شریف کی عظمت کا بیڑا اٹہایا ہے اس کو کسقدر مصائب اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

الغرض

چونکہ قرآن شریف کی عظمت ہی اسے مقصود ہے اس لئے اس کے واسطے یہ ہر قسم کی تکالیف اور مشکلات اٹہانے کو ہر وقت طیار رہتا ہے اور یہی اس کی کامیابی کی دلیل ہے۔ کہ کوئی مشکل اور تکلیف اس کو حوصلہ کو پست نہیں کر سکتی۔

پہر دوسری بات جو سکہائی گئی ہے منعم علیہ بننے کیواسطے وہ شفقت علی خلق اللہ ہے یعنے **مما رزقناھم ینفقون** اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے میں سے کچہ خرچ کرتے رہو یہان کوئی چیز مخصوص نہیں فرمائی۔ بلکہ جو کچہ اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے رہو[*] زبان دی ہے خدا کی عظمت اور جبروت کے اظہار کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے اظہار کیواسطے پس اس سے یہ کام لو۔ حق گوئی کیلئے اسے کہولو۔ جب کوئی آپ کے مقابلہ میں گندہ دہنی کر رہا ہو۔ تو **جادلہم بالتی ھی احسن** پر عمل کرکے نہایت پاکیزہ [illegible] اور مدلل طریق سے [illegible] بات بند کرنے کی کوشش کرو۔ اور اس [illegible] کے بالمقابل ایک اعلےٰ درجہ کا [illegible] حفظ صحت قائم کرو جبکہ مخالف قسم کے زہرنی اور [illegible] (روحانی) مواد پہیلانا چاہتا ہے۔ [illegible] شائستہ باتون سے ان کو [illegible] اسیطرح اپنے ہاتہون اور پاؤن کو خدا کے لئے مخلوق کی ہمدردی اور بہلائی میں خرچ کرو اور ایسا ہی اگر اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے [illegible] دیا ہے غرض جو کچہ دیا ہے اسے [illegible] مخلوق کی ہمدردی اور نفع رسانی کیلئے خرچ کرو۔ میں دیکہتا ہون کہ اکثر لوگ [illegible] بنالیتے ہیں لیکن وہ [illegible] کسی [illegible] کو نہیں دیتے بلکہ اسے معمولی طور پر گہر کے استعمال کیلئے رکہ لیتے ہیں مگر میں کہتا ہون کہ اگر کسی کو خدا کے فضل سے نیا ملتا ہے اور خدا تعالیٰ نے اسکو اس قابل بنایا ہے کہ وہ نیا کپڑا [illegible] تو وہ کیون [illegible] اپنے کسی غریب اور نادار بہائی کو نہیں دیتا اگر نیا جوتا ملا ہے تو کیون پرانا کسی اور کو نہیں دیدیتے ہو۔ اگر اتنی بہی ہمت اور حوصلہ [illegible] نیا دینا تو اور بہی مشکل ہو جائیگا [illegible] ایمان کیلئے دو ہی [illegible] لامر اللہ اور شفقت [illegible] ان دونون کی برابر [illegible] مومن نہیں ہو سکتا۔ کیا تم [illegible] ایک ٹانگ کسی کی کاٹ [illegible] نہ اٹہا دیگا۔ اسیطرح [illegible] ہے شفقت علے خلق اللہ مگر میں کہتا ہون کہ اسپر زیادہ توجہ ہی نہیں [illegible] وجہ ہے کہ ایمان کا پہلا جز وتعظیم لامر اللہ بہی نہیں رہی ہے۔ پس اسمین ہرگز سستی اور غفلت نہ کرو۔ خدا تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتون کی شکر گذاری یہی ہے کہ اوس کی مخلوق کو نفع پہونچایا جاوے۔ خدا کی مخلوق کو نفع [illegible] درازی عمر کا باعث ہوتا ہے۔ کوئی [illegible] جو نہیں چاہتا کہ دنیا میں لمبی عمر پاوے ہر شخص کے دل میں کم و بیش یہ آرزو موجود ہے مگر لمبی عمر کے حاصل کرنے کا اصلی اور سچا طریق یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کی مخلوق کو نفع پہونچایا جاوے۔ چنانچہ خود اللہ تعالےٰ نے اسکا فیصلہ کر دیا ہے۔ **واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض** درازی عمر کا ایک اور نسخہ قرآن مجید میں موجود ہے۔ وہ استغفار ہے۔ پس جو چاہتا ہے کہ عمر سے تمتع اٹہاوے وہ اس نسخہ پر عمل کرے۔

اس لئے

جہانتک تم سے بن پڑتا ہے **اللہ تعالیٰ** کی عبادت کرو۔ اور پہر جو کچہ اس نے دیا ہے اسکی مخلوق کی نفع رسانی کیواسطے اسے خرچ کرو۔ دل دیا ہے۔ تو پوری توجہ کے ساتہہ دعائیں ہی مانگتے رہو اپنے لئے اور اپنے اور دوسرے لوگون کیواسطے میں بار بار تاکید کرتا ہون کہ منشا الہٰی یہی ہے کہ اوس کی مخلوق کے ساتہہ نیک سلوک ہو اس اصل کو کبہی مت بہولو کیونکہ منعم علیہ بننے کے واسطے اس پر عمل کرنا بڑا ہی ضروری ہے۔

جسقدر صداقتین موجود ہیں اور جو احکام اللہ تعالےٰ نے دیئے ہیں ان سب پر عمل کرکے دکہاؤ تاکہ نتیجہ مین سکہیہ پیدا ہو۔ اللہ تعالےٰ پر ایمان اور یقین کا نتیجہ یہی تو ہوتا ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے اوامر پر عمل کرے اور اس کی نواہی سے بچے۔ جب انسان اس قسم کا بن جاتا ہے کہ آلغیب پر ایمان لاتا ہے اور خدا کی عبادت کرتا اور اس کی مخلوق پر شفقت کرتا ہے تو پہر خدا تعالےٰ وعدہ فرماتا ہے کہ ہم اس کا بدلہ کیا دینگے؟

اولئک ھم المفلحون

یہ لوگ مظفر و منصور ہو جائینگے دنیا میں بامراد اور کامیاب ہونیکا یہ زبردست ذریعہ ہے۔ اور اس کا ثبوت موجود ہے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی لائف پر نظر کرو۔ انکی کامیابیون اور فتحمندیون کی اصل جڑ کیا تہی؟ یہی ایمان اور اعمال صالحہ تو تہے ورنہ اس سے پہلے وہی لوگ موجود تہے وہی اسباب تہے وہی قوم تہی۔ لیکن جب ان کا ایمان [illegible] کے پر [illegible] اور ان [illegible] میں صلاحیت [illegible] خدا تعالیٰ [illegible] موافق وہ دنیا میں بہی [illegible] ہوگئے تاکہ انکی اس دنیا [illegible] آخرت کی کامیابیون [illegible] ایک دلیل اور نشان [illegible] نسخہ صرف کتابی نسخہ نہیں ہے بلکہ ایک تجربہ [illegible] کا آزمودہ نسخہ ہے [illegible] استعمال کرتا ہے [illegible] کامیاب ہوگا اور [illegible] وہ میں داخل ہو جاویگا پس اگر تم چاہتے ہو کہ بامراد ہو جاؤ تو [illegible] منعم علیہ ہو [illegible] دیکہو [illegible] نسخہ [illegible] استعمال [illegible]

(باقی پہر)

[*] یہان کوئی چیز مخصوص نہیں فرمائی بلکہ جو کچہ اللہ تعالیٰ نے دیا ہوا ہے اس میں سے خرچ کرتے رہو

مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کی ایک تقریر

(ایڈیٹر اپنے الفاظ مین)

آج میرے دل مین خیال آیا کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بیٹون کو اور یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹون کو جو وصیت فرمائی وہ یہ ہے۔

لا تموتن الا وانتم مسلمون

یعنے اے میرے بیٹو اسلام پر تمہاری موت ہونی چاہیے۔ وہ کیا اسلام ہے؟ جس کی تمنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد کیلئے کی ہے حقیقت مین یہ قابل غور امر ہے چھوٹی سی بات نہین اتنا بڑا عظیم الشان انسان جو ابو الملۃ اور ابو الانبیاء کہلاتا ہے وہ بات کیا تھی جس نے اوس کو اتنا بڑا رتبہ دیا۔ مین جب اس سوال پر غور کرتا ہون تو پھر میرے دل مین یہی آتا ہے اور یہ بالکل سچ ہے کہ وہ اسلام ہی تھا جس نے اون کو اسقدر معزز اور بزرگ بنا دیا۔ قرآن شریف میں ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے آیا ہے۔

اذ قال لہ ربہ اسلم قال اسلمت لرب العلمین۔

جب ابراہیم کو اس کے رب نے کہا کہ تو مسلمان بن جا اس نے کہا کہ مین تو رب العالمین کا فرمانبردار ہو چکا یہ کیا اخلاص اور سعادت ہے کہ حکم پانے ہی معاً اسکی تعمیل کر دی اور پھر نرے الفاظ ہی مین نہین قرآن شریف حضرت ابراہیم کی لائف کے بعض حصون کو اسکے ثبوت مین پیش کرتا ہے مثلاً کہا **ابراھیم الذی وفی**۔ وہ ابراہیم جس نے پوری وفاداری کی اور صدق وثبات کے ساتھ اسلام پر قائم رہا یا مثلاً کہا **اذ ابتلی ابراھیم ربہ بکلمات فاتمھن**۔

جب ابراہیم کو اس کے رب نے چند باتون مین امتحان کرنا چاہا اوس نے انکو پورا کر دکھایا۔ یا اُن کی زندگی کے واقعات مین سے وہ عظیم الشان واقعہ کہ ایک رؤیا کی بنا پر اپنے بیٹے کو ذبح کرنے سے دریغ نہین کیا۔ حالانکہ اوسکی تاویل اور تعبیر ہو سکتی تھی اور حقیقتاً تعبیر ہی تھی، یعنے ذبح نہ کیا جاوے مگر اس عاشق صادق نے پھر کو پسند نہین کیا بلکہ اسی پر عمل کرنے کو ہو گیا۔ مگر میرا مطلب اسوقت اور میرا مقصد اس بیان مین صرف یہ دکھانا ہے کہ عملی طور پر لسانی طور پر ہر غم وخوشی کیوقت مین وہ اسلام جو ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وصیت کیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جسکا علم ہوا۔ اسکا اظہار اسلام کے اندر کیا ہے۔ جہانتک مین نے خدا کے کلام مین غور کیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مین نظر کی ہے مجھے ایک ایسا مختصر جامع قول اور فعل اور تمغہ ونشان نظر آیا ہے کہ جسکی نظیر دوسری جگہ نہین ملتی۔ اور کوئی اہل مذہب نہیں دکھا سکتا۔ وہ کیا ہے؟ وہ **الحمد للہ** کا لفظ ہے جو قرآن شریف کے شروع ہی مین ہے۔ ہر ایک شخص اللہ تعالیٰ کیلئے اسپر غور کرے کہ اوس کے اندر کیا حقیقت مخفی ہے۔ مین یقین رکھتا ہون کہ تم مین سے بہت ہی تھوڑے ہین جنہون نے اسپر غور کی ہو۔

اگرچہ یہ الفاظ ہم ہر نماز مین مونہہ سے کہتے ہین لیکن بہت ہی کم اسپر غور کیا ہوگا کہ اسکی حقیقت کیا ہے! مین نے اس کلمہ مین غور کی ہے تو مین اس نتیجہ پر پہونچا ہون کہ یہ الحمد للہ اتنی تسلیم اور معرفت کی تعلیم دیتی ہے کہ اس سے پرے کوئی انسانی غایت اور رکھنا نہیں ہے۔

طرح طرح کی مصیبتون کا نشانہ انسان ہوتا ہے زندگی کے ہر ہر قدم پر مکروہ اور ناگوار واقعات اسے پیش آجاتے ہین ان مصیبتون اور مکروہات کے پیش آجانے کے باوجود بھی اسکی طبیعت مین رضا بالقضا اور ملقا دیرایزدی کی سچی صلح اور راستی کا پیدا ہو جانا اور پھر الحمد للہ دل و زبان کے اتفاق سے نکلنا آسان بات نہین ہے۔ زبان اگر دل اور روح کے اتفاق کے بغیر لاکھون مرتبہ الحمد للہ کہتی ہے تو اسکی کچھ حقیقت اور اثر نہین جو طوطے کیطرح ایک بات کو رٹتا ہے لیکن اگر بصیرت اور معرفت کے ساتھ دل و زبان کی یکتائی سے ایک مرتبہ ہی کہا جاوے تو وہ انسانی زندگی مین حیرت انگیز انقلاب کر دکھلاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مقادیر سے مسالمت اور مصالحت انسانی زندگی کا اصل منشا ہے۔ اور یہی حقیقی اسلام کا مفہوم ہے کیونکہ اسلام کے معنے انقیاد اور فرمانبرداری کے ہے اللہ تعالیٰ کے جمیع احکام اور اسکے قضاء وقدر پر راضی ہو جانا اور سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے کو راحت اور خوشی کے ساتھ ظاہر کرنا ایک مسلمان زندگی کا مقصود ہے۔

پس جب ایک شخص اللہ تعالیٰ کے احکام اور قضا کو مان لیتا ہے اور ہر دکھ سکھ مین اسکی طرف قدم بڑھاتا اور اسی سے صلح کرتا ہے تو اسلام کی حقیقت اس کے اندر پیدا ہوتی ہے۔ لیکن اگر وہ بظاہر تو ان باتون کا اقرار کرتا ہے کہ مین اللہ تعالیٰ کے احکام اور ارادون پر ایمان لاتا ہون اور تسلیم کرتا ہون لیکن جب امتحان اور ابتلا کا وقت آتا ہے تو دل مین اللہ تعالیٰ کا شکوہ کرتا اور اسکی ستائش کو مونہہ موڑتا ہے تو وہ اسلام کی حقیقت کو اپنے اندر رکھنے والا نہین ٹھیرتا۔

یہ تو ناممکن محض ہے کہ انسانی زندگی کو پر خطر راستہ مین ابتلاؤن اور مصائب کا سامنا نہو۔ بلکہ ضروری ہے کہ مختلف قسم کے واقعات اس کو پیش آئے ہین مثلاً ایسا اتفاق ہو سکتا ہے اور ہوا ہے کہ ایک شخص عظیم الشان جائداد کا مالک اور لاکھون کا مشاورالیہ ہے بیٹھا ہوا اپنے اہل معاملہ سے باتین کر رہا ہے اور ہر طرح سے اپنی کامیابیون اور خوش قسمتیون پر نازان ہے۔ اسی اثنا مین بذریعہ تار خبر آتی ہے کہ اسکی فلان کوٹھی یا فرم جسمین کئی لاکھ کا سامان تھا آگ لگ جانے سے بالکل راکھ سیاہ ہو گئی ہے۔ اب ایک عجیب تبدیلی اسکی حالت پر ہوئی ہے۔ وہ شخص جو کئی لاکھ کا مالک تھا ایکدم مین مفلس قلاش ہو گیا ہے اور یہ بھی یقینی بات ہے کہ اس واقعہ کے بعد معاً کسی نہ کسی نماز کا وقت آگیا ہے اور وہ نماز مین کھڑا ہوتا ہے وہ جو الحمد للہ کہتا ہے **موسن** فوری اور شرح صدر سے کہیگا؟۔

ابھی بہت دیر نہین گذری کہ وہ اس نقصان کو سنکر تلملاتا اور رنج وآتش ہو رہا تھا کہ ساری عمر کا اندوختہ خاک مین مل گیا اور آیندہ کی امیدون پر پانی پھر گیا جن لوگون کے تعلقات فرم سے تھے انہون نے تقاضے شروع کر دیئے غرض ان افکار اور ہجوم مین مبتلا وہ خدا کے حضور حاضر ہوتا ہے۔ لیکن اگر وہ سچا مسلم اور اللہ تعالیٰ کی مشیت اور قضا پر راضی رہنے والا ہے تو اسوقت اس کا الحمد للہ کہنا منافقانہ رنگ مین نہین ہوگا بلکہ وہ اسی شرح صدر اور اطمینان سے کہیگا جسطرح پر اس سے پہلے کہتا تھا

مگر اس حالت کا پیدا ہونا اور میسر آنا آسان امر نہین ہے یہ اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے جس کو کثرت دعا اور صحبت صادقین جذب کرتی ہے مین خوب جانتا ہون اور مدتون اس پر غور کرتا رہا ہون کہ انسانی زندگی مین بیداری کا اصل وقت نماز ہے۔ جس مین وہ دنیا اور اسکی تعلقات سے بظاہر الگ ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے راز ونیاز کے اظہار کیلئے حاضر ہوتا ہے اس نماز مین اگر اوسکی دل وزبان یکسان نہین تو کچھ فائدہ اسے حاصل نہین ہوگا بجز اس کے کہ چند کلمون کو وہ طوطے کیطرح رٹ لیگا اور کچھ ٹکرین مارکر واپس چلا جاویگا۔

نماز کو الحمد للہ سے کیون شروع کیا ہے مین نے اس پر بہت ہی غور کیا ہے اور ایک بصیرت اور ذوق کے ساتھ مین ابھی تک اس نتیجہ پر آیا ہون کہ اس ایک کلمہ مین علاوہ اور بہت سے مضامین لطیفہ کے جو اس کے اندر موجود ہین صوفی ازم کی جان رضا بالقضا۔ توکل، فنا بقا وغیرہ اس کلمہ مین ہے۔ اور اسلام کی حقیقت اس مین جامع ہے۔

غور کرو جب مصیبت زدہ شخص کا مین نے ذکر کیا وہ ایسے صدمہ عظیمہ کے بعد نماز مین کھڑا ہوتا ہے یا تو وہ پہلے درجہ کا منافق ہے اور یا اعلیٰ درجہ کا مخلص اور وفادار بندہ اگر روح اللہ تعالیٰ کا کوئی شکوہ اور گلہ محسوس کرتی ہے کہ اوس سے اسکی جائیداد کو تباہ کر دیا اور اس اتلاف سے زندگی ہی اسکے لئے محال اور وبال جان ہو گئی ہے تو اس نے الحمد للہ کہنے مین جھوٹ بولا ہے۔ اس کی روح تو الحمد للہ نہین کہتی وہ تو بدظنی کرتی اور شکوہ کرتی ہے۔ زبان سے الحمد للہ کہنا کیا اثر رکھیگا لیکن اگر سچ مچ روح ہی اوس کی اللہ تعالیٰ کے حضور الحمد للہ کہتی اور اس اتلاف مال پر بھی اس مین سکینت اور اطمینان موجود ہے اور کوئی شکوہ نہین کرتی تو سمجھنا چاہیئے کہ اسمین وہ معرفت تامہ پیدا ہو گئی ہے۔ جو اس کلمہ کے اندر رکھی گئی ہے اور اسلام کی حقیقت اسمین پیدا ہو چکی ہے۔ وہ اس آیت کا سچا مصداق ٹھیر گیا ہے۔

بلیٰ من اسلم وجھہ للہ وھو محسن فلہ اجرہ عند ربہ ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون

باوجود کمرشکن غم وہم کے واقعات کے پیدا ہونے کے بھی کوئی غم اس پر اپنا اثر نہین کر سکتا۔ اور کوئی مصیبت اور دکھ اسے دکھ مین نہین ڈال سکتا۔ یہی وہ مقام ہوتا ہے جہان آگ گلزار ہو جاتی ہے اس مقام کو حاصل کرنے والا پانی مین ڈالا جاتا مگر پانی اسے غرق نہین کر سکتا لیکن اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ **معرفت تامہ** یہ رضا بالقضا یہ مقادیر الٰہی سے مصالحت حاصل کیونکر ہو؟ کیونکہ یہی تو انسانی زندگی کا مقصد اور منشا ہے۔ اس کے بغیر مومن کبھی مومن نہین ہو سکتا۔ اسواسطے ہر مسلمان کا یہ پہلا فرض ہے کہ وہ اس مقصد کے حاصل کرنے کے طریقون پر غور کرے کیونکہ ابدی سکھ اور اطمینان قلب کا یہی سچا ذریعہ ہے۔

کاش لوگ اس پر غور کرتے اور صرف زبان سے کہدینے ہی پر اکتفا نہ کرتے بلکہ وہ اس کی حقیقت کو اپنے دل مین جگہ دیکر منشاء الٰہی کے پورا کرنے والے ٹھہرتے۔ مین سچ سچ کہتا ہون کہ اگر اس پر تدبر کیا جاوے تو روح اللہ تعالیٰ کے جلال اور ہیبت سے پانی پانی ہو کر خدا تعالیٰ کیطرف بہتی اور اپنی ساری خوشیون اور لذتون کا منتہا اللہ تعالیٰ ہی کی ذات بابرکات کو پاتی۔ مگر مین اس لطف اور ذوق کو جو اسمین محسوس کرتا ہون کسطرح تعبیر ظاہر کرون۔ الفاظ ملتے نہین۔ طرز اور آتا نہیں ہان اتنا کہتا ہون کہ مین جب ایک طرف **الحمد للہ** کی باریک در باریک فلسفی پر غور کرتا ہون اور دوسری طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک لائف پر نظر کرتا ہون تو بے اختیار ہو کر میری روح وجد مین آجاتی،

www.aaiil.org

ہم اور ہمارے ناظرین

... ہفتہ کی رپورٹ جو اس عنوان کے نیچے ہم دیتے ہیں ... ہرچند وہ بہت ہی کم قابل ذکر ہے تاہم اس کا اظہار ضروری ہے۔
چاہئے تو یہ تھا کہ پہلے نمبرون کے ریمارک پڑھ کر ہمارے ناظرین میں ایک خاص تحریک اور جوش پیدا ہو جاتا مگر ابھی تک وہ شاید اس خیال میں ہیں کہ یہ تحریکین معمولی تحریکین ہیں جنپر غور کرنا ذکر نا برابر ہے۔ اگر کوئی ایسا سمجھتا ہے تو وہ غلطی پر ہے ہر ایک شخص کا فرض ہے کہ اپنی ہمت کے موافق اس تحریک مین شریک اور شامل ہو۔
گذشتہ اشاعت کے بعد صرف ایک خط اس تحریک کے متعلق پہونچا ہے جسکو ہم ذیل مین درج کرتے ہین۔

منشی عبدالعزیز صاحب سیر سہ سے لکھتے ہین۔ مین اس وقت آپ کی اس کھلی چٹھی کا جواب عرض کرتا ہون جو ماہ گذشتہ کی ۱۵ تک میرے ذمہ تھا۔ مگر خالی جواب دیتے ہوئے مجھے حیا مانع رہی معاف فرماوین آج دس روپیہ کا منی آرڈر ارسال خدمت کرتا ہون اور آئندہ بھی انشاء اللہ جب تک ہو سکے گا یہی قیمت ادا کیا کرون گا۔ نئے خریدار پیدا کرنے کی غرض سے میرے ہاتھ مین الحکم جیسا گرامی قدر پرچہ اس وقت ایک ہی نہین اور سب کے سب اکثر لوگون کو تحریک کرنے کی غرض سے تقسیم کرتا رہا مگر افسوس جب کبھی وہ قدر نہین ہوئی جو ہونی چاہئے تو بار بار ان پر کیا افسوس۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے الحکم کو ترقی بخشے اور ہم لوگون کو اس سے مستتع ہونے کی توفیق بخشے۔ مین انشاء اللہ کوشش کرتا رہون گا کہ الحکم کی اشاعت مین توسیع ہو۔

ایڈیٹر۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ جو محبت اور قدر دانی آپ نے الحکم کیلئے ظاہر کی ہے وہ قابل رشک ہے۔ دس روپیہ سلسلہ پہونچ چکے ہین۔ مین محض اس خیال پر کہ آپ کو حسب تحریک توسیع اشاعت مین مدد ملے ہفتہ وار دس کاپیان الحکم کی آپ کے پاس بھیجا کرون گا۔ منشی عبدالعزیز صاحب الحکم کے لئے خاص جوش اور عشق رکھتے ہین اس سے پہلے بھی آپ نے ایک مرتبہ بطور ڈونیشن مجھے مدد دی جس کے ذریعہ بہت سے غریب اور غیر مستطیع احباب مستفید ہوئے اور آپ کی اب بھی یہ حالت ہے کہ اپنا پرچہ بھی دوسرون کو بغرض تحریک دیدیتے ہین یہ ایثار کی عمدہ مثال ہے۔

توسیع اشاعت یا تحریک توسیع اشاعت کے متعلق کوئی اور خط قابل اندراج نہین آیا۔ جو صاحب ذاتی طور پر خریدار ہوئے ہین اون کا ذکر اس کالم مین نہیں ہوتا۔ البتہ سہ ماہی رپورٹ مین ذکر کرون گا۔ مگر مجھے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ اس مرتبہ سہ ماہی رپورٹ گذشتہ سہ ماہی سے شاید کم ہو۔

الحکم مین ایک نیا کالم کھولا جاوے

مولوی محمد فضل خان صاحب چنگوی تحریک کرتے ہین کہ الحکم مین ایک صفحہ تاویل الاحادیث والرویا الصالحۃ کے لئے وقف کر دیا جاوے آپ لکھتے ہین کہ اگر یہ کالم کھولا جاوے تو بڑا مفید اور موثر ہوگا سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ممبر یا دیگر اشخاص جو رویا دیکھین تاویل و تعبیر کیلئے الحکم مین شائع کر دین۔ ناظرین الحکم تاویل کرین جس کی تاویل و تعبیر کا ظہور مشاہد مین موؤل یعنے بتانے والے کی تاویل کے مطابق ظاہر ہو۔ اس کو رائی یعنے رویا دیکھنے والا کچھ انعام دے جو رویا منذر اور ڈرانے والی ہون ان کے متعلق معبر ل رائے کو علیحدہ کارڈ کے ذریعہ استغفار و انابت کی ہدایت کرے اور تاویل نہ کرے اس باب سے ناظرین الحکم حظ وافر اور تاویل الاحادیث کا علم متکاثر احاصل کرین گے۔
ایڈیٹر۔ ہمین تو کوئی انکار نہیں ہو سکتا۔ بکثرت رائے ناظرین پر موقوف ہے اور انعام کی شرط نامناسب ہے۔

تعبیر طلب

مولانا موصوف ایک رویا بغرض تاویل درج کرتے ہین۔

رویا

مین نے دیکھا ہے کہ کسی شخص نے پانسو پونڈ کی رقم روانہ کی ہے صرف خادم دیکھا ہے ہر قم نہیں دیکھی پونڈ کی رقم کو ضرب دی کر اس کے روپیہ معلوم ہو گیا وہ کہتے ہین ضرب دینے کے بعد چھتیس ہزار روپیہ حاصل ضرب ہے۔ (کوئی صاحب تعبیر لکھین)

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام گورداسپور ہی تشریف فرما رہے۔ ۹ اور ۱۰ جون سنہ ۱۹۰۴ء کو آپ قادیان رہے آپ کی طبیعت الحمد للہ اچھی ہے۔
خاندان رسالت کے ممبر بھی خیریت سے ہین۔
۲۔ بزرگان ملت خداوند کے فضل و کرم سے تندرست دارالامان مین موجود ہین۔ خدمت دین مین مصروف ہین مولوی سید محمد احسن صاحب امروہہ چلے گئے۔
۳۔ موسم خوب بدل گیا ہے خوب گرمی پڑتی ہے۔ اندھیان آتی ہین اور کبھی کبھی خفیف سا تقاطر بھی ہو جاتا ہے۔

حالات مقدمہ

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدمہ مین ۱۶ جون سنہ ۱۹۰۴ء مقرر ہے جس مین مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے گواہ استغاثہ کرم الدین پر کرم الدین جرح کرے گا اور ثناء اللہ امرتسری پر جرح ہوگی۔
مقدمہ بنام کرم الدین مین شہادت استغاثہ ختم ہو چکی ہے اور کرم الدین اور فقیر محمد پر فرد قرار داد جرم مرتب ہو کر سنائی گئی۔
کرم الدین نے پھر شہادت استغاثہ پر جرح کرنی چاہی چنانچہ بابو غلام حیدر خان صاحب تحصیلدار پر مکرر جرح بھی ہو چکی ۱۳ جون سنہ ۱۹۰۴ء کو حافظ عبدالقدوس صاحب پر جرح ہوگی اور میرا ایڈیٹر الحکم مستغیث پر اور ۱۸ جون سنہ ۱۹۰۴ء کے لئے مولوی عبدالکریم صاحب کو بھی مکرر جرح کیلئے بلایا گیا ہے۔

الہامات

۱۔ ۸ جون سنہ ۱۹۰۴ء بمقام گورداسپور ایک الہام کا خلاصہ
خدا تیرا دوست اسی کے صلاح و مشورہ پر چل
۲۔ دوبارہ الہام ہوا۔
عفت الدیار محلھا و مقامھا
انی احافظ کل من فی الدار
اعطیتک کل النعیم

معذرت

ا۔ مقدمہ کی مصروفیت کچھ اس قسم کی لگ کر واقع ہوئی ہے کہ مین نے الحکم کو ٹھیک تاریخ پر شائع کرنے سے محض ناقابل ہون لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا۔
جو لوگ اس وقت شکایت کرتے ہین کہ پرچہ دیر سے اخبار پہونچتا ہے وہ مجھے معذور سمجھین مقدمہ کی مصروفیت کے ساتھ ہی کاتب اور پریس مین کی قلت اور دقت بھی خاص طور پر ہو رہی ہے۔ جس کا انتظام اس طرف کی فراغت کے بعد ہی ہو سکتا ہے۔ بہرحال اس قسم کے مشکلات درپیش ہین اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے امید ہے کہ دور کریگا۔ یہ اطلاع کافی سمجھ لی جاوے اور بار بار خط لکھ کر تکلیف نہ دی جاوے کیونکہ خطوط کا جواب لکھنے لکھوانے کی بھی مجھے موقع اور فرصت نہین محرر مطبع کی خدمات حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دارالامان سے غیر حاضری کی وجہ سے آپ کے معدولت پر منتقل ہوئی ہوئی ہین۔
(ایڈیٹر)

امرتسر ڈویژن کا سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانجات

ہم نے الحکم کی بعض گذشتہ اشاعتون مین اس امر پر زور دیا تھا کہ امرتسر ڈویژن کی اصلاح حالت اور درستی انتظام کے لئے ضروری ہے کہ محکمہ ڈاک خانہ کی اعلیٰ افسر مناسب سمجھ کر وہ موجودہ سپرنٹنڈنٹ جناب ... محمد افضل حسین صاحب کو اسی ڈویژن مین مستقل کر دین تا کہ ان کو ایک معقول عرصہ تک انہین اس ڈویژن مین دیکھا جاوے۔ چنانچہ اپریل سنہ ۱۹۰۴ء کے الحکم مین خصوصیت کے ساتھ ہم نے اس سوال پر بحث کی ہے ... ہم جناب پوسٹ ماسٹر جنرل ڈاکخانجات پنجاب اور صاحب ... جنرل پنجاب کی خدمت مین ... الحکم کے ... جذبات کی ... اور ہمین انتظار تھا کہ ... آج ہم خوشی کے ساتھ ظاہر کرتے ہین کہ ...

www.aaiil.org

ڈاک کے اعلیٰ افسروں نے نہ صرف خلیفہ صاحب کو سپرنٹنڈنٹی کے عہدہ پر مستقل فرمایا ہے بلکہ **تستر ڈویژن** میں آنکریم ہی سے ۱۹ سے کر دیا گیا ہے ہم اس تقرری پر خلیفہ صاحب کو **خیر مبارکباد** دیتے ہیں مگر در اصل یہ امر ہمارے لئے سب سے زیادہ مسرت اور مبارکباد کا باعث ہے کہ ہماری تحریر رائیگان نہیں گئی ہے اور شنوائی ہوئی اور اس پر مناسب نوٹس لیا گیا۔

خلیفہ صاحب اپنے فرائض کو خوب سمجھتے ہیں انہوں نے اس سے پیشتر بھی ہماری ان تحریرات پر جو اس ڈویژن کے متعلق اصلاح امور میں لکھی ہیں نوٹس لیا ہے اور آئندہ بھی ہم انکی ذات سے توقع کرتے ہیں کہ وہ بہت کچھ اصلاحیں کریں گے۔ اور ہماری ان تحریروں کو جو ڈاکخانہ کے متعلق نکل رہی ہیں پورے غور سے پڑھیں گے

مدرسہ تعلیم الاسلام کی موجودہ ضرورت

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے مدرسہ تعلیم الاسلام کی ایک خاص ضرورت کیلئے با مجبوری سرسری اپیل کی تھی اس پر برادرم منشی عبدالعزیز صاحب کی چٹھی کسی دوسری جگہ درج کی گئی ہے ابھی تک اس چٹھی کی اشاعت کا موقع نہیں ملا۔ تاہم جن بزرگواروں نے مدرسہ کی اس ضرورت کو محسوس کیا ہے اور اس کے لئے رقوم بھیجی ہیں ان کی رسید ذیل میں دکھائی ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ منشی محمد عبدالعزیز صاحب کی تجویز پر اگر عمل درآمد ہو گیا اور قوم نے اس اپیل کو پانسو روپیہ کے لئے محدود نہ سمجھ لیا بلکہ اپنی جگہ وہ رقوم بھیجتی رہی تو یہ اپیل مدرسہ کی کئی ایک پیش پا افتادہ ضروریات پر اپنا مفید اثر ڈالے گی۔ اب ہم بغیر کسی مزید تمہید یا تحریک کے رسید دیتے ہیں

جناب شیخ رحمت اللہ صاحب لاہور — یکصد روپیہ

ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب — ۵۰

منشی عبدالعزیز صاحب پٹواری سیکھواں — ۵

منشی محمد اسماعیل صاحب پٹواری سرہند — ۵

شیخ نور احمد صاحب پلیڈر ایبٹ آباد — ۵

میزان — ۱۶۵

پانسو کی رقم میں سے تو صاحب میں ۳۳۵ روپیہ کی کمی باقی ہے۔ جسکو جلد پورا ہونے کی امید ہے

مذہبی تعلیم

عام مدارس میں جس طرح پر تعلیم دیجاتی ہے اور جس قدر مذہبی رنگ جو نہیں جاتا ہے سوں کے اس پر بحث مباحثہ ہو رہا ہے۔ گورنمنٹ کی پالسی بالکل لامذہب ہے اور ہندوستان میں مذہبوں اور عقیدوں کی وہ کثرت ہے کہ اگر مذہبی تعلیم کا انتظام کیا جائے تو دنیا کی ہی بلند ہو جائے اس لئے تعلیم کے قانون یا ضوابط اور قواعد میں دینیات کا کچھ ذکر نہیں۔

جہانتک خیال ہے سب سے پہلے مسٹر بین نے اس بڑے طریق تعلیم کی شکایت کی تھی اس بنا پر کہ اس میں مذہب کا کچھ لحاظ نہیں اس کے مسلمانوں نے یہ تحریک لی۔ اب ہندوستان کا تمام تعلیمیافتہ طبقہ بلا لحاظ رنگ و روپ کے یہ صدا بلند کر رہا ہے کہ دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم کا بھی انتظام کیا جائے کیونکہ اسکی ضرورت بڑی قوی ہو رہی ہے کہ جو سائنس اور علوم لڑکوں کو پڑھائے جاتے ہیں ان کے اثر سے نوجوان طالبعلموں کے دلوں سے پچھلے مذہبی خیالات ٹوٹ جاتے ہیں اور انکی بجائے کوئی نیا مذہبی خیال جاگزین نہیں ہوتا اور اسکا آج یہ نتیجہ ہے کہ جو لوگ استادوں کو مثل باپ کے سمجھتے تھے اور باپ کو خدا کے دوسرے درجہ پر تصور کرتے تھے وہ لوگ جو سچائی اور نیکوئی اور وضعداری وراثۃً اختیار رکھتے تھے ان کی اولاد اس نئی تعلیم کی بدولت نہ بڑوں کا لحاظ کرتی ہے نہ نیک و بد میں تمیز کرتی ہے نہ اخلاق و آداب کی پابند ہے بلکہ برعکس آزادگی پر فخر کرتی ہے۔ تہذیب اخلاق کے یہ معنی ہیں کہ آدمی اپنے نفس کا تحفظ کرے۔ اور کچھ باتیں جن سے نفس گریز کرتا ہے۔ وہ عزیز دوستوں کی دلداری کے لئے اختیار کرے اور اگر اس کے خلاف نفس ہی کے احکام مانیں اور اسکو آزادی کو موسوم کریں تو ہم نہیں سمجھ سکتے کہ ایسے آزاد انسان میں اور اس حیوان میں کیا فرق ہے جو بالکل اپنی مرضی کا تابع ہے جب چاہتا ہے لات مار بیٹھتا ہے جب چاہتا ہے ہلا دیتا ہے اور اپنے ہمجنسوں کا کچھ خیال نہیں کرتا۔

مذہب کو ہمارے عالمان شریعت یا دوسرے قوموں کے مذہبی پیشوا چاہے کتنا ہی الگ رکھیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ مذہب کا سب سے پہلا کام انسان کی دنیاوی زندگی کا تزکیہ اور تصفیہ ہے بلکہ شاید اگر یہ کہا جائے کہ مذہب کی علت غائی بھی یہ ہے کہ وہ انسانی زندگی کے تمام مدارج اور تمام قالبوں کو جلا دے اور انسان کو بھی آسائش و دلی خوشی حاصل کرنے میں مدد دے تو ہرگز بیجا نہ ہوگا دنیا کی کسی مذہب کی شریعت اٹھا کر دیکھو اصول کی باتیں سب میں ایک ہی ہیں۔ خاصکر جہانتک کہ اخلاق کو تعلق ہے البتہ عبادت کے طریقے یا مذہبی رسمیں ادا کرنے کے راستے ضرور مختلف ہوں گے اگر ان لوگوں کا باہم اکٹھا رہ کر زندگی بسر کرنے کی خاصیت نہ رکھتے تو اخلاق کی کچھ بھی ضرورت نہ تھی۔ اس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ صرف احتیاج مندی کی وجہ سے خلیق ہونا چاہیے۔ اس کے دوسرے معنی یہ ہوئے کہ خلق اور تواضع دوسرے کے لئے اس قدر مفید نہیں جس قدر کہ اپنے لئے مفید ہے۔ اخلاق کا سنگ بنیاد ادب ہے یہ سب سے پہلی صفت ہے جو انسان کو سیکھنی چاہیئے کیونکہ طفولیت میں اس کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے اور آئندہ زندگی میں یہ صفت برابر انسان کی رہنمائی کرتی ہے اور آخر تک ساتھ دیتی ہے۔ جوان ہو کر جب برابر کے لوگوں سے ملتے ہیں اور ان سے محبت کرتے ہیں یا ان کی عزت کرتے ہیں یا بوڑھے جب چھوٹوں سے شفقت اور جان نثاری سے پیش آتے ہیں۔ تب بھی اسی صفت کا اثر ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہر شریعت میں ادب کی سخت تاکید کی ہے مسلمانوں کے یہاں یہ بتایا گیا ہے کہ خدا کے بعد اگر کسی کو سجدہ جائز ہوتا تو وہ والدین ہیں گویا بچپن ہی سے ادب کی تاکید کی گئی ہے جب طفولیت کا زمانہ ختم ہوتا ہے اور تعلیم کا زمانہ آتا ہے تو ضرورت ہوتی ہے کہ والدین سے الگ ہو کر ایک غیر جگہ جائیں۔ جہاں استاد یا معلم کی حکومت ہوتی ہے اس لئے مذہب تاکید کرتا ہے کہ استاد کو مثل باپ کے سمجھیں جس سے یہ مطلب ہے کہ جو ادب بچپن میں والدین کے ساتھ رہکر حاصل کیا ہے وہ ضائع نہ ہو جائے۔ بچپن کی عادتیں پختہ نہیں ہوتیں۔ اگر ادب والدین ہی کے مقابلہ میں لازم قرار دیا جاتا اور استاد کے پاس رہکر ادب کرنے کی ضرورت نہ ہوتی تو بچہ ادب بالکل بھول جاتا تعلیم کے طویل زمانہ میں یہ عادت پوری طرح پختہ ہو جاتی ہے بلکہ طبیعت ثانی بنجاتی ہے اور پھر آخر تک اس کے مٹنے کا کچھ کھٹکا نہیں رہتا غور سے دیکھو تو استاد کا ادب باپ سے زیادہ کرنا چاہیئے یعنی یہ کہ تعلیم کے زمانہ میں ادب کرنے کی عادت کو راسخ کر سکے پھر اور عادتوں کو راسخ ہونیکا بھی یہی زمانہ ہے یہ ایک عجیب بات ہے کہ والدین خاصکر استاد کی اتنی تعظیم کرنا کہ وہ خدا کی عبادت کے قریب پہونچ جائے۔ خاص مشرقی قوموں کی عادت ہے اہل یورپ کو ہمیشہ اس بات کی شکایت رہتی ہے کہ ان کے طالب علم استاد کا اتنا ادب نہیں کرتے۔ چنانچہ بہت عرصہ ہوا مسٹر ہارسین نے اسی مضمون پر ایک عمدہ آرٹیکل میگزین میں لکھا تھا لیکن ہم کو افسوس ہے کہ ہمارے نوجوانوں نے ایشیائی اخلاق اور ایشیائی آداب کا شین لباس اتارتے وقت ادب کی پگڑی بھی سر سے اتار دی ہے۔ مدرسوں اور کالجوں کے کمروں میں جس طرح استاد سے یہ لوگ پیش آتے ہیں شاید کسی بے تکلف دوست سے بھی نہ آتے ہوں گے

کی نظر میں استاد کی کسی بات کی وقعت نہیں ہوتی اور اس لئے تعلیم کا اثر انکی اخلاق پر کچھ نہیں ہوتا اسکی بڑی وجہ یہ ہے کہ مذہب کی زبان نیا اور پکا تھا اس نہیں لی جاتی ... پر کیا جاتی ہے جس کا اثر کچھ نہیں ہوتا اور اگر ہوتا بھی ہے تو ایسا کہ جیسا غبارے میں سوراخ ایسا مصنوعی اخلاق عملی زندگی کے بہت چھوٹے سے صدمے سے مٹ جاتا ہے اور انسان اور ہیرو ہونے سے پہلے بداخلاقیوں کا شکار ہو جاتا ہے تعلیمیافتہ نوجوانوں میں مذہب کی طرف سے جو مذہب میں آج لیگری اور رسمیت محسوس ہوتی ہے ہمارے اسلاف اسکو یورپین اور انگلش لٹریچر کی طرف منسوب کیا کرتے تھے اس کا فیصلہ قطعی بہت مشکل ہے لیکن اس میں شک نہیں کہ لٹریچر قوم کے خصائل کی عکسی تصویر ہے اور یورپ کی خصلت کی آج یہ حالت ہے کہ قریب قریب یونیورسٹیوں میں دینیات کو نصاب تعلیم سے خارج کر دیا ہے فرانس اور جرمنی کے اعلیٰ تعلیم گاہوں میں اسکی کچھ وقعت نہیں انگلستان کی کیمبرج اور اسفورڈ یونیورسٹیوں میں دینیات کا مضمون لازمی نہیں۔ یہانتک کہ اگر کوئی نابالغ طالبعلم اپنے دلی کا سرٹیفکیٹ پیش کرے تو اس کو گرجا کی حاضری معاف کی جاتی ہے۔ البتہ اڈنبرگ کی یونیورسٹیاں میں ابھی تک سینٹ انڈریو کا بھی جان ناکس کے نام کی عظمت کرتا ہے اور یہاں دینیات کو لازمی سمجھتے ہیں یورپ کی اس درجہ نے توجہی دیکھکر ہم کو ایک لحاظ سے بہت تعجب ہوتا ہے اگر ہم کسی وقت کے لئے مثلاً انگلینڈ۔ فرانس جرمن کسی کی کانسٹیٹیوشنل تاریخ پڑھیں اور دیکھیں کہ اس کی گورنمنٹ اور سوسائٹی نے کیونکر رفتہ رفتہ ترقی کر کے یہ درجہ حاصل کیا ہے تو تمہیں معلوم ہوگا کہ ہر ملک کی کانسٹیٹیوشن کی بنیاد یونان اور روم کی کانسٹیٹیوشن پر ٹھہری ہوئی ہے اور جب یونانیوں اور رومیوں کی تاریخ پڑھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی قوم دنیا میں اس سے زیادہ مذہبی رنگ میں ڈوبی ہوئی تھی تو وہ قدیم مصری تھے۔ ورنہ یورپ میں یونانیوں سے زیادہ کوئی قوم مذہبی نہ تھی۔ ہمارے نزدیک یورپ اندلس کے عربی فلاسفروں کی تصانیف سے متزلزل ہوا تثلیث کے قائل ہو کر ابن رشید قرطبی اندلسی کے رسائل متعلق "ہمہ اوست" انکی سمجھ میں آئے اور اسلئے ان کے قلوب متحرک ہو کر بے دینی کی طرف مائل ہو گئے۔ اس کی نسبت ہم آئندہ نمبر میں بحث کرینگے۔

(نیر آصفی مدراس)

تناسخ کا رد ۱

قاعدہ ہے کہ جس وقت ترقی کا آفتاب کسی خطہ زمین پر اپنے چہرہ دکھاتا ہوا چمکتا ہے اسوقت علم کی پھیل جانیوالی روشنی ان آنکھوں سے عقل پر پڑے ہوئے پردے اسیطرح اٹھا دیتی ہے جسطرح دہوپ ان تیرگی کے کالے کالے دہبوں کو مٹا دیتی ہے جو روئے عالم پر چھائے ہوئے اندھیرے یا جہالت کی تاریکی کے کھینچے ہوئے نقشے تعبیر کئے جا سکتے ہیں۔ لیکن افسوس تجربہ نے ثابت کر دیا کہ اس آفتاب کی روشنی سے صرف وہی آنکھیں فایدہ اٹھا سکتی ہیں جنکی بینش کا دایرہ وسیع اور جنکی دانش کا پایہ بلند ہو یا دوسرے لفظوں میں اس عقلمند کی آنکھیں جس کو بھلائی برائی میں تمیز اور نیک و بد میں امتیاز ہو مگر الو کی شب چرہی ہوئی آنکھ ترقی کے چمکتے ہوئے آفتاب اور علم کی پھیلی ہوئی روشنی سے ویسی ہی بے فیض ہے۔

جیسے فی زمانہ ان آریوں کی وہ کم بین آنکھیں جنپر تعصب اور جہالت کا جالا چھایا ہوا ہے جو انکو دیکھنے نہیں دیتا کہ دنیا میں کیا کچھ جہان بن چکی اور کیا روز بروز ہوتی جاتی ہے وہ آنکھیں بند کئے دن رات اسی کورانہ اندھیرے میں رہا کرتے ہیں۔ "دیکھئے اب کی مرتبہ گدھے کا جنم ہوتا ہے یا الو کا" ان کے خیالات کی اواگون آئینہ کی فرضی اور وہمی اواگون کے نقشے ان کی آنکھوں کے سامنے کھینچ کھینچ کر ان کو مسخ بنائے ہوئے ہے اور انکا خدا ان کو گدہے بیل بنانے کی دہمکیاں دیکر اس جادوگر کا پارٹ کر رہا ہے جسکو ہم حضرت موسی کے سامنے سامری کی حیثیت میں کہڑا ہوا پاتے ہیں۔ ان کے سب سے بڑے مذہبی ایکٹر کا قلم ثبوت تناسخ کے وسیع اسٹیج پر بیکار گرکر رہا ہے۔

وہ مسئلہ اواگون کے رو سے دو قسم کے جسم مانگئے ہیں ایک کرم جونی دوسرے بہوگ جونی۔ کرم جونی میں کام کئے جاتے ہیں بہوگ جونی میں کرموں کی سزا بھگتنی پڑتی ہے۔ جس جسم میں سمجھ کی طاقت اور نیک و بد کی تمیز دیکھی ہو وہ کرم جونی اور جس جسم میں نہیں دیکھی وہ بہوگ جونی ہے۔ اس لحاظ سے انسان کرم جونی اور باقی بہوگ جونی ہیں۔ چونکہ حیوان بہوگ جونی ہیں وہ نیک یا بدکام نہیں کر سکتے جسطرح جیل خانہ کا قیدی کو سزا کی میعاد گذارنے کے بعد حیوانی قالب سے رہائی ہوتی ہے اور وہ پھر جس درجہ جسمانی سے متنزل ہوا تھا اسی درجہ میں انتقال کیا جاتا ہے حیوانی قالب کی جزا یا اعمال سے نہیں ۱

اے مذہبی الو کے نیل کو ڈہیلنے والے سکان یا آریوں کے خدا واقعی تو نے نئے زمین نرالی رفارم پیدا کی۔ اب آج سے تجھکو تیرے ڈہول یقین آ رہے ظالم اور جابر نہ کہینگے۔ لیکن ہم انکو اسطرف توجہ دلاتے ہیں کہ جب انسانی حالت کرم جونی قرار پائی اور بہوگ جونی کی نیک و بد کا اس پر کچھ اثر نہ رہا۔ پھر بہی اگر پیدائشی اندھے بہرے لنگڑے پیدا ہوں تو بیشک ان کا وہی خدا اپنے من گہڑت قوانین کا پابند نہیں بلکہ وہ ایک ظالم بادشاہ ہے جس نے قوانین بنا لئے ہیں ایسے ظالم خدا کو چھوڑ کر اس خدا کے آگے سر جہکانا چاہیے جو کہ ظالم نہیں جابر نہیں جادوگر نہیں بلکہ تمام مخلوق کا خالق ہے معبود ہے قادر ہے جس کی قانون قدرت کے آگے چھوٹے بڑے سب ایک سے ہیں ہاں انکی حالتوں کا تفاوت اور انکی نوع کی تفریق اسکی قدرت اور صنعت کے ان گن نمونے ہیں جن پر اہل بصیرت کی آنکھیں انکی دل کیطرح مفتون ہو کر اس ایک صانع اکمل اور قادر مطلق کیطرف لگی ہوئی ہیں جو اپنی پیدا کی ہوئی مخلوق کو صبح و شام رزق دیتا ہے پالتا ہے پرورش کرتا ہے اور پھر ایک محبت سے اپنی طرف واپس بلاتا ہے۔ (نامہ نگار از ہردوئی)

رد تناسخ ۲

مشاہدہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حیوانات اور نباتات کی زندگی کے درمیان ایک نہایت تعجب خیز مشابہت موجود ہے کہ یہی روح حیوان تناسخ کے طریق سے شجر و نباتات میں منتقل ہوتی ہے یا اہل اسلام کیطرح حق پر آ جائینگے اور صدق دل سے جان لینگے کہ انسانی روح کسی قالب میں منتقل نہیں ہوتی بلکہ نباتات کی طرح خدائی فیضان سے مدارج اعلے وادنے جوکہ اوس کی ذات کیلئے بہتر و مناسب خدا نے مقدر کئے ہیں حاصل کر لیتی ہے۔

جسطرح انسان و حیوان کے بدن میں ایک قوت مدبرہ ہے جوکہ مضار اشیاء و ردی اسباب کو جسم سے خارج کرتی اور جرح و زخم کو بہرتی اور غذا کو جزو بدن بناتی ہے ویسے ہی نباتات میں بہی ایک قوت ہے جو درخت کے جسم سے مضار اشیاء اور ردی اسباب کو خارج کرتی اور چوٹ کے زخموں کو بہرتی اور غذا ارضی و ہوائی و شمسی کو درخت کے جسم کے جزو بناتی ہے جسطرح انسان کے پھیپھڑے میں سے خراب ہوا نکلتی اور دوسرے کی مضرت کا باعث ہوتی ہے ویسے ہی درخت کے جسم سے کاربونک ایسڈ نکلتا ہے۔ اسی واسطے رات کے وقت درخت کے نیچے سونے سے منع کرتے ہیں کہ رات بہر درخت کے سانس یعنے کاربونک ہوا خراب کے اس کے جسم سے خارج ہوتی ہے بدن حیوان میں نہ اثر کرے اور مشاہدہ سے یہی ثابت ہوا کہ جسطرح انسان کے لئے دن معیشت اور رات بسرام ہے ویسے ہی درخت کیلئے بہی دن روشنی اور ہوا سے روزی کی تلاش کا وقت اور رات وقت آرام ہے۔ چنانچہ نباتات سوتی بہی ہے اور جاگتی بہی لباس کی بابت نباتات حیوانات سے کم نہیں جسطرح مور پنکہہ سنوارتا اور بن میں اپنی زیب و زینت پر اتراتا اور ناچتا ہے اسیطرح موسم بہار میں نباتات بہی طرح طرح کے سبز و سرخ لباس پہنتی اور انواع و اقسام کی شاخیں نکالتی اور پہولوں کے ہار اور بیلوں کی بہار کی جوبن دکہا دکہا باغ میں اتراتی ہے نباتات بہی مثل حیوانات کی نر و مادہ ہیں فارسلنا الریاح لواقح ہوا کے ذریعہ نر درخت کا اثر مادہ پر موثر ہو جاتا ہے۔

درختوں کا بہار پر آنا ان کا قبا پہنکی مستی جسطرح بچے پنے سے نمود ہوتی ہے اسیطرح درخت کا سونا جاگنا بیمار رہنا تندرستی وغیرہ بہی نباتات کی شاخوں وغیرہ سے معلوم ہو جاتی ہے جسوقت آسمان پر ابر آتا ہے درخت اونگھنے لگتا ہے اور جسوقت برستا ہے درخت سو جاتے ہیں ادہر مطلع صاف ہوا اور ادہر انکی آنکھ کہلی۔ بعض درخت رات بہر اور بعض بارش بہر پتے بند کر لیتے اور شاخیں جہکا لیتے ہیں جسطرح کہ کڑک مرغی بچوں کے غم میں پڑ جاتی ہے وہ مضمحل سے نظر آتے ہیں مگر دہوپ کہلنے کے ساتہ ہی وہ مجنون کیطرح خود بخود کہل جاتے ہیں اور چہوٹے چہوٹے پرندوں کیطرح خوش و خرم لہلہاتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اور بارش اور غضب کے وقت نباتات کے سکڑنے یعنے پتوں کو بند کر لینے کی وجہ اغلب یہی معلوم ہوتی ہے کہ وہ اپنی اندرونی حرارت غریزی کی حفاظت کرتی ہے مبادا کہ وہ اندرونی رطوبت کے ساتھ بہاپ بن کر اڑ جاوے اور وہ اسکی تباہی کا باعث ہو۔ (باقی پہر)

ا؎ مشاہدہ کے رو سے یہ تقسیم بالکل خیالی اور وہمی معلوم ہوتی ہے۔ انسانی نو جو وہبی بہوگ یونی معلوم ہوتا ہے کہ اس میں انسان اندہا لنگڑا وغیرہ پچھلے اعمال کے پہل سے پیدا شدہ بیان کیا جاتا ہے پس انسانی وجود اس اعتبار سے کرم یونی (بقیہ حاشیہ کالم اول) نہ رہا۔ ہوسکے اندہے سے جو خطا ہوگی اسکی سزا ملنا بہی ضرور چاہئے کیونکہ یہ سب کام اس کے بہوگ یونی میں ہوئے ہیں اور اندہا پن اس کے بہوگ یونی ہونیکا بدیہی ثبوت ہے ویسے ہی ہم دیکھتے ہیں کہ بندر طوطی مینا وغیرہ جانوروں میں نیک و بد سمجھنے کا عمل جرم چوری زنا ڈکیتی جملہ جرائم حیوانات میں موجود ہیں اور جب ان کو تعلیم دی جاتی ہے تو وہ اس تعلیم کے موافق عمل کرنے لگ جاتے ہیں اس اعتبار سے جسکو پنڈت صاحب نے بہوگ یونی خیال کیا ہے بہوگ یونی نہیں۔ فہم و تمیز پائے جانے کے سبب کرم یونی ہے انکی نیکی کی سزا انکو ملنی چاہئے۔ بندر [illegible] طوطا وغیرہ حیوانات اکثر بنی نوع اور انسان وغیرہ کے ساتہ احسان کرتے ہیں یہ عمل ان کو اس کا نیک ثمر لینا بجا ہے۔ اور ان کا قالب حیوانی بہوگ یونی نہیں ہو سکتا بلکہ کرم یونی ہی ہے آپ کی تقسیم ہی صحیح نہیں۔

ب؎ جیل کی تمثیل صحیح نہیں سبب یہ کہ جس قالب میں جرم کیا اسی قالب سمیت وہ جیل میں سزا پاتا ہے دوئم جیل کے عمل پر بہی سزا ہے جو قیدی جیل میں شرارت سے باز نہ آوے اسکو جیل میں بہی سزا ملتی ہے اور نیک چلن کو تخفیف دی جاتی یعنی محض قید سے اسکا وقت پورا کیا جاتا ہے (بقیہ حاشیہ کالم دوم) اور اگر کو دوسرے کی اپیل سے چہوڑ دیتے ہیں یہاں پرمیشور کی جناب میں اپیل کی سماعت نہیں اور تمثیل غلط ہونیکے علاوہ قیدی جانتا ہے کہ میں فلان جرم کی سزا پا رہا ہوں اور یہ حیوانی قالب فرضی قیدی بالکل نہیں جانتا کہ میں قیدی یا فلان جرم کی بابت گرفتار ہوں بلکہ خوشیاں مناتا اور جون چہوڑنے یعنے مرنے کو ناپسند کرتا موت سے بہاگتا اور جان بچاتا ہے۔

پنڈت جی کی رائے غلط ہے اگر یا داشت عمل ہے تو اس تناسخ کے رو سے جسکو وہ مانتے ہیں ہر قالب میں جاکر روح کو دوسری سزا کا مستحق ہونا چاہیے کیونکہ حیوانات میں پیدا ہو کر یہ انسانی حالت سے زیادہ تر خوشیاں مناتا مزے اڑاتا نفسانی شہوانی حظ اٹہاتا ہے اور نفسانی اغراض کے روکنے سے انسان سے زیادہ غصہ لاتا اور دشمن جان ناصح ہوتا ہے تمثیل کے طور پر جناب سپرنٹنڈنٹ صاحب دہلی کے بیان کا طوطی ذرا سا منہ کو کہہ دیجئے اور کوئی چیز کہانے اور طوطی (بقیہ حاشیہ کالم سوم) کو حصہ نہ دیجئے پہر دیکھئے وہ اپنے مربیہ کو اولی بی اولی بی کہکر کیسے پکارتا ہے اور اگر مربیہ نے امداد نہ دی تو کیسی کیسی صلواتیں سناتا اور غصہ پر غصہ لاتا ہے۔ اسی پر تمام حیوانات کو خیال فرمائیے اور تناسخ کا فرضی و وہمی ڈھکوسلا جی کو ہو لانیکہ بہوگ یونی کی برابر عیش اور آزادانہ زندگی کرم یونی میں نہیں اس عیش کدہ اور آرام گدہ کو جیل و سزا خانہ سمجھنا ان کو رات کہنا ہے کہ دن کو کیا کہیے البتہ کرم یونی کے دکہوں کو دیکھ کر اگر کوئی یہ کہے کہ کوئی سانڈ یا گہوڑا یا گدہا یا بیل بہوگ یونی کی کرتی کا بیل بہوگ یونی کرم یونی میں پیدا ہوا ہے انسان بنایا تو قدر کرتا [illegible] [illegible] کے انسان کیسا ہی بلند درجہ کا ہو پھر کیسی کیسی دکہ میں مبتلا ہوتا اور نشیب آ پہر کہنے جاتا ہے

ہر لحظہ نئی حسرت دنیا و دیم
جون بہ ماتمکدہ گبر و مسلمان بہتر سید (ایڈیٹر)

دیکھو ثبوت تناسخ صفحہ ۱۹۷

www.aaiil.org

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیحؑ اور دونو میں سے افضل کون ہے!

سو واضح رہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت اور بزرگی صاف طور پر ثابت ہے اور کسی انصاف پسند آدمی کو ہماری تحقیق سے انکار نہیں ہو سکتا لیکن ہمارا اصل مدعا یہ ہے کہ حضرت مسیح ایک اعلیٰ درویش سیرت اور بے زن و فرزند مجرد آدمی تھے اور علاوہ اسکے ان حقوق سے جو انسان کو متاہل ہونے کے بعد معلوم ہوتے ہیں محض ناواقف تھے اسی لئے انکی تعلیم میں کمال نقص اور خامی پائی جاتی ہے۔

ایک جگہ وہ فرماتے ہیں "کل کی فکر نہ کرو کیونکہ کل اپنی چیزوں کی آپ ہی فکر کریگا" (مرقس ۴۳/۶) اب اگر بنی نوع انسان اس حکم کی پیروی کرتے تو آج دنیا میں سوائے تہیدستی اور فاقہ مستی کے اور کچھ نہ ہوتا اور ہم نہیں سمجھ سکتے کہ ایسی تعلیم سے دنیا کا انتظام کہانتک چل سکتا ہے پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت مسیح کی تمدنی حالت بالکل ناقص اور ناتمام تھی۔ اور وہ قوانین تمدن و سیاست سے محض ناواقف تھے اور انکی تعلیم مو شاسیہ سے بالکل خالی تھی۔ پس اسلئے ضرور ہوا کہ ایک کامل انسان جو دنیا کی تمام نشیب و فراز اور حقوق عباد اور معاش و معاد کے جملہ قوانین اور قواعد اور ایمان و عرفان کے تمام مراتب و مدارج سے پورا واقف ہو آخری زمانہ میں سب نقصانوں کے پورا کرنے اور تمام شرائع کی تکمیل کیلئے بھیجا جائے۔ اسکی طرف حضرت مسیح نے انجیل یوحنا باب ۱۶ آیت ۱۲ و ۱۳ میں اشارہ کیا ہے کہ میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ میں تمہیں کہوں پر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ یعنی روح حق آوے تو وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتا دیگی۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح نے اپنی تعلیم کو ناقص اور نامکمل کہا اور اور یہ جتا دیا کہ میرے بعد آنیوالا یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کامل شریعت لانیوالا ہوگا اور تمام سچائی کی راہوں کا رہنما اور بنی نوع انسان کی تمام ضرورتوں کا متکفل اور تمام نقصانوں کا پورا کرنیوالا ہوگا اور اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ اسکی تعلیم میری تعلیم سے اکمل اور اتم ہوگی۔ کیونکہ وہ ساری سچائی کی راہ یعنی شریعت کاملہ لیکر آویگا اور کامل استاد اور کامل معلم ہوگا۔ اور میں اسکی نسبت ناقص اور کمزور ہوں کیونکہ میں ساری سچائی کی راہ تمہیں نہیں بتا سکا۔

پس حضرت مسیح کے اس ایک صاف اقرار سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلیٰ اور افضل ہونا ثابت ہوگیا اور اسی باب ۱۶ کی آیات ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ میں حضرت مسیح یوں فرماتے ہیں "لیکن میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ تمہارے لئے میرا جانا ہی فائدہ ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو تسلی دینے والا تم پاس نہ آئیگا پھر اگر میں جاؤں تو میں اُسے تم پاس بھیجدونگا اور وہ آکر دنیا کو گناہ سے اور راستی سے اور عدالت سے تقصیروار ٹھیرائیگا گناہ سے اس لئے کہ وے مجھپر ایمان نہ لائے۔ راستی سے اس لئے کہ میں اپنے باپ پاس جاتا ہوں اور تم مجھے پھر نہ دیکھو گے۔ عدالت سے اس لئے کہ اس جہان کے سردار پر حکم کیا گیا ہے"۔

ان آیات مندرجہ بالا سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح نے کامل طور پر اپنے حواریوں کی تسلی نہیں فرمائی بلکہ انکو ایک اور کامل تسلی دہندہ کی امید دلائی اور یہ جتلا دیا کہ میں تسلی دینے والا یعنے کامل شفیع نہیں ہوں بلکہ میرے بعد ایک اولوالعزم نبی آنیوالا ہے جسکی تعلیم میری تعلیم سے کامل اور اسکی شفاعت تمام گنہگاروں کی مغفرت کا اعلےٰ وسیلہ ہوگی اور وہ بے ایمان یہودیوں کو جو مجھپر ایمان نہیں لائے اُن کے اس گناہ اور بے ایمانی کے باعث تقصیروار ٹھیرائیگا اور میرے منجانب اللہ اور کلمۃ اللہ ہونیکی راستی اور صداقت کو دنیا پر ظاہر کریگا اور میرے مخالفوں کو میری راستی کے باعث جھوٹا ثابت کریگا اور یہہ ظاہر کر دیگا کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے دنیا پر آیا اور پھر ہمیشہ کیلئے اسی کیطرف چلا گیا ہوں اور جو شیطان کی اطاعت اختیار کرینگے۔ ان کو عدالت یعنے خدا تعالیٰ کی شریعت سے مجرم ٹھیرائیگا۔ پس ان تمام باتوں کو آنحضرت صلعم نے پورا کیا۔ یعنے حضرت مسیحؑ کے مخالف بے ایمان یہودیوں کو اُن کے کفر اور گناہ کے باعث تقصیروار اور جھوٹے ٹھیرایا اور حضرت مسیح کا منجانب اللہ اور ایک راستباز نبی ہونا اور دنیائے فانی سے متوفی ہوکر ہمیشہ کیلئے مرفوع الی اللہ ہونا تمام جہان پر ثابت کر دیا اور شیطان کے تابعداروں کو ابدالآباد کیلئے شریعت کی عدالت سے تقصیروار ٹھیرایا اور رفتار و گفتار کے گندے اور ناپاک مسئلہ سے دنیا کو نجات بخشکر نیک اعمال اور توبہ کی طرف سبکو توجہ دلائی اور بموجب آیت ۱۶/۱۴ کے کہ وہ میری بزرگی کریگی آنحضرت صلعم نے حضرت مسیح کی بہت بزرگی کی اور آپکی دنیا میں عزت قائم کر دی۔ پس ان آیات سے حضرت مسیح کا اپنی طہارت اور عزت کیلئے اور نیز اپنے اتباع کی کامل تسلی اور کامل ایمان کیلئے آنحضرت صلعم کیطرف بہت بڑا احتیاج ثابت ہوتا ہے اور یہی آنحضرت صلعم کی فضیلت خاصہ کی دلیل ہے اور انجیل مرقس ا باب ۷ و ۸ میں ہے کہ یوحنا منادی کرتا تھا کہ میرے پیچھے ایک مجھسے زورآور آتا ہے اور میں اس لائق نہیں کہ جھک کر اوس کی جوتیوں کا تسمہ کھولوں۔ میں نے تمہیں پانی سے بپتسمہ دیا۔ پر وہ روح القدس سے بپتسمہ دیگا۔ اور انہیں دنوں میں ایسا ہوا کہ یسوع نے ناصرت جلیل سے آکر یردن میں یوحنا کے ہاتھ سے بپتسمہ پایا۔

ان آیات سے ہویدا ہے کہ یہ پیشین گوئی حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ہے اور باقرار یوحنا یعنی یحیٰ بن زکریا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سید الانبیاء ہیں کیونکہ یوحنا خود کہتا ہے کہ میں اس لائق نہیں کہ جھک کے اسکی جوتیوں کا تسمہ کھولوں یعنی وہ مجھسے زبردست اور زورآور اور معظم ہے اور میں اسقدر بھی نہیں کہ اسکی ادنےٰ خدمت بجا لا سکوں کیونکہ مجھمیں اور اسمیں ایک بین فرق ہے اور وہ یہ ہے کہ میں نے تمہیں صرف پانی سے بپتسمہ دیا پر وہ تمہیں روح القدس یعنی وحی پاک (قرآن کریم) سے بپتسمہ دیگا چنانچہ قرآن کریم کی آیۃ کریمہ **صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ ونحن لہ عابدون** اسی بپتسمہ کیطرف اشارہ کرتی ہے کہ جس کی تشریح حضرت یوحنا نبی نے اپنی اس پیشگوئی میں کی۔ یعنی اللہ کا اصطباغ اور اللہ کے اصطباغ سے کسکا اصطباغ یعنی بپتسمہ بہتر ہے اور ہم تو خاص اسی کی عبادت کرنیوالے ہیں۔

اور اس پیشگوئی کی خصوصیت آنحضرت صلعم کے ساتھ یہہ ہے کہ حضرت مسیح یوحنا کے پیچھے نہیں آئے بلکہ اسوقت موجود تھے اور نہ صرف یوحنا کے معصر بلکہ شاگرد تھے کیونکہ اس آیت میں لکھا ہے کہ یسوع نے ناصرت جلیل سے آکر یردن میں یوحنا کے ہاتھ سے بپتسمہ پایا پس حضرت مسیح بوجہ شاگردی حضرت یوحنا یعنی یحیٰ علیہ السلام کے ان سے افضل ہی نہیں ہو سکتے اور نہ بعد میں آنیوالے تھے پس یہہ پیشگوئی مختص بہ خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوئی اور اس سے فضیلت حضور علیہ السلام کی بوجہ اتم و اکمل ثابت ہوئی اور یہہ جو لکھا ہے تب یسوع جلیل سے یردن کے کنارے یوحنا کے پاس آیا کہ اس سے بپتسمہ پاوے پر یوحنا نے یہ کہکے اسے منع کیا اور کہا کہ میں تجھسے بپتسمہ پانیکا محتاج ہوں اور تو میرے پاس آیا ہے۔ متی ۱۳ باب ۳ یہ بیان اور یوحنا کا وہ قول کہ کیا جو آنیوالا تھا تو ہی ہے یا ہم دوسرے کی راہ تکیں متی ۱۱ باب ۳ باہم متعارض ہیں۔ کیونکہ انجیل متی سے ثابت ہوتا ہے کہ جب مسیح یوحنا سے بپتسمہ پانے کیلئے ناصرت جلیل سے یردن میں آیا اسوقت یوحنا نے یہ لفظ کہے میں تجھسے بپتسمہ پانیکا محتاج ہوں۔ اس کو کہا اور پھر اسی انجیل میں یہ لکھا ہے کہ یوحنا نے اپنی گرفتاری کے بعد قید کی حالت میں جبکہ یسوع جلیل کو چلا گیا ہوا تھا اپنے دو شاگردوں کو مسیح کے پاس بھیجکر پچھوایا کہ کیا جو آنیوالا تھا تو ہی ہے یا ہم دوسرے کی راہ تکیں۔ دیکھو متی ۱۱ باب ۱۳

پس اگر یوحنا کو مسیح کو بپتسمہ دینے کے وقت اس بات کا علم ہوتا کہ یہی مسیح ہے اور مجھسے افضل ہے تو پھر جلیل میں اپنے دو شاگردوں کی معرفت اس سے یہ کیوں پچھوا بھیجتا کہ کیا جو آنیوالا تھا تو ہی ہے یا ہم دوسرے کی راہ تکیں پس اس اختلاف سے پایا جاتا ہے کہ کسی کا ایک بیان ضرور غلط ہے خواہ پہلا خواہ پچھلا اور بصورت تعارض دونو بیان ساقط الاعتبار ٹھیرینگے پس اس تناقض اور تعارض کیوجہ سے یوحنا والی پیشگوئی کا خاتم الانبیاء کے ساتھ اختصاص اور بھی بوضاحت ثابت ہوگیا۔

اور دوسری گواہی حضرت یوحنا کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں وہ ہے کہ اس نے یہودیوں کے جواب و سوال میں اپنے موعود نبی ہونے سے انکار کیا۔ یعنی وہ نبی جس کی تورات میں موسیٰ نے خبر دی تھی۔ اور یہودیوں کو برطبق پیشگوئی علاوہ مسیح کے اس موعود نبی کی انتظار تھی۔ اور وہ یہہ ہے۔ اور اس نے اقرار کیا اور انکار نہ کیا بلکہ اقرار کیا کہ میں مسیح نہیں ہوں۔ تب انہوں نے اُس سے پوچھا تو اور کون کیا تو الیاس ہے اس نے کہا میں نہیں ہوں پس آیا تو وہ نبی ہے۔ اس نے جواب دیا نہیں تب انہوں نے اس سے کہا کہ تو کون ہے تاکہ ہم انہیں جنہوں نے ہم کو بھیجا کوئی جواب دیں تو اپنے حق میں کیا کہتا ہے۔ اس نے کہا کہ میں جیسا کہ یسعیاہ نبی نے کہا۔ بیابان میں ایک پکارنے والے کی آواز ہوں کہ تم خداوند کی راہ کو درست کرو۔ اور یہہ فریسیوں کی طرف سے بھیجے گئے تھے اور انہوں نے اس سے سوال کیا اور کہا کہ اگر تو نہ مسیح ہے نہ الیاس اور نہ وہ نبی۔ پس کیوں بپتسمہ دیتا ہے۔ یوحنا باب ۱ آیت ۲۰ سے ۲۵ تک

ان آیات سے بصراحت ثابت ہے کہ یہودیوں کو ایک بزرگ اولوالعزم نبی کی انتظار تھی اور وہ اس موعود نبی کو مسیح اور الیاس کے علیحدہ آنیوالا جانتے تھے۔ اور وہ نبی کہکر اسے تعبیر کرتے تھے اور اسکی نسبت یوحنا نے انکار کیا کہ میں وہ نہیں ہوں اور نہ مسیح ہوں۔ تب وہ لیا؟

٭ نوٹ کالم اول۔ قرآن کریم میں اسکے برخلاف یہ تعلیم ہے کہ **فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون**۔ سورہ جمعہ یعنی جب تم پوری طور پر عبادت الٰہی کے حقوق پورے کر چکو تو پھر زمین میں پھیل جاؤ اور خدا تعالیٰ کا فضل کو ڈھونڈو یعنی جائز اور حلال طریق سے مال پیدا کرنے کی کوشش کرو تاکہ تم نجات پاؤ یعنی اپنے سارے وقت کو کمائی اور دولت کے پیدا کرنے میں مت صرف کر دو۔ مگر بقدر ضرورت پیدا کرکے پھر خدا تعالیٰ کی یاد میں لگ جاؤ اسمیں تم فلاح اور برکت پاؤگے + پس یہی حسن معاشرت کا کامل اور پاک طریق ہے جس سے خدا تعالیٰ کے لازمی اور رحم وواجب الادا حقوق کے ادا سے بھی سبکدوشی حاصل ہوتی ہے اور دنیا جو عالم اسباب ہے اسکی ضرورتیں بھی پوری ہوتی جاتی ہیں +

www.aaiil.org

یہودیوں نے تاکیداً سوال کیا کہ اگر تو مسیح بھی نہیں اور الیاس بھی نہیں ہے۔ اور وہ نبی نہیں ہے تو اور کون ہے پس اوس نے وہی جواب دیا کہ مین بیابان مین ایک پکارنیوالے کی آواز ہون۔

پس بلاشک وہ نبی کا لفظ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم سے حقیقۃً مخصوص ہوا۔ اور حضرت مسیح سے اس لفظ کو کچھ مناسبت نہین کیونکہ یہود کو جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے مین علاوہ مسیح کے ایک اور اولو العزم مرسل کی انتظار رہتی اور نبی سے وہ موسیٰ والی پیشگوئی کا موعود اور مبشر نبی مراد رکہتے تھے۔ مسیح اس پیشگوئی کا مصداق ہرگز نہین ہو سکتا۔ پس بالضرور ثابت ہوا کہ یہ آنحضرت صلعم کے حق مین یوحنا کی خصوصی شہادت ہے۔

مدرسہ تعلیم الاسلام کو اب کیا ضرورت ہے؟

الحکم کی گذشتہ اشاعتون مین حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے مدرسہ کی ایک تازہ اور اشد ضرورت کیلئے پانچسو روپیہ کی تحریک کی تہی اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ حضرت مولانا موصوف نے جن احباب کو خصوصیت کیساتھ متوجہ کیا تہا وہ توجہ کر رہے ہین چنانچہ ذیل مین ہم اپنے محترم بہائی منشی عبد العزیز صاحب ٹیلر ماسٹر میرٹھ کی ایک تحریر شائع کرتے ہین جو اسی تجویز کی عملی تائید ہے۔ ماسٹر صاحب اور ہمارے بہائی منشی محمد اسمٰعیل صاحب ٹیلر ماسٹر میرٹھ دینی خدمات مین اپنے مال کو صرف کر کے نہین بعشیر خوشی اور لذت محسوس کیا کرتے ہین اور کوئی ایسی تحریک نہین ہوتی جسمین یہ بزرگ بڑھکر حصہ نہین لیتے۔ اللہ تعالیٰ انکو اس سے بہی بڑھکر خدمات دین کا موقع دے۔

ہم اب کسی زائد تمہید کے بدون منشی صاحب کا اصل خط جو انہون نے حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے نام بہیجا ہے شائع کرتے ہین۔ امید ہی ہمارے وہ بزرگ احباب جن کو اس خط مین مخاطب کیا گیا ہی اس حسن ظن کو جو سیدنا مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے اور پہر ہمارے محترم بہائی منشی محمد اسمٰعیل صاحب نے انکی مالی خدمات کو لحاظ سے انپر کیا ہے صحیح ثابت کر دکہائینگے اور اپنے اپنے حصہ کی رقم جلد تر بہیجکر مدرسہ تعلیم الاسلام کی اس موجودہ ضرورۃ کو رفع کر دینگے۔ خدا تعالیٰ انکو اور ساری .... قوم کو توفیق دے آمین

وہ تحریر یہ ہے

مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

کو ایک سخت ضرورت کا پیش آنا ہم ۲۴ مئی کے پرچہ الحکم مین ظاہر کر کے مبلغ پانچسو روپیہ کی ضرورت تبلائی گئی ہی چونکہ دینی خدمات کی اشاعت کا خاص اور بڑا ذریعہ یہی مدرسہ ہی اسلئے ہماری اپنی اس معتقدانہ جماعت خاص کر صاحبان ذیل سے استدعا ہے کہ فی الحال وہی ۱۵ صاحبان جنکے نام نیچے لکہے ہین اگر اس قلیل مطلوبہ رقم کو حصہ رسدی پورا کر دیوین تو یہ کوئی بڑی بات نہین ہے صرف ۳۳ ہی حصہ مین آوینگے جو حوصلہ مند بہائیون کے نزدیک کچھہ زیادہ نہین ہے۔ باقیماندہ جماعت سے جو روپیہ آویگا وہ مدرسہ کے دیگر ضروری کام مین صرف کیا جاوے۔ امید ہے کہ ہماری پیش کردہ تجویز کو ہمارے بہائی منظور فرماوین گے۔

نیازمندان

محمد اسمٰعیل و عبد العزیز ماسٹر ٹیلر از میرٹھ

(شیخ رحمت اللہ صاحب۔ منشی تاجدین صاحب

سید محمد حسین صاحب۔ مرزا یعقوب بیگ صاحب

حکیم محمد حسین صاحب قریشی۔ شیخ نور محمد صاحب

منشی محمد نواب خان صاحب۔ خواجہ جمال الدین صاحب

منشی عبد العزیز صاحب۔ محمد اسمٰعیل

شیخ عطار محمد صاحب۔ شیخ نور احمد صاحب

منشی عزیز بخش صاحب۔ بابو غلام محمد صاحب۔ بابو غلام [illegible])

مکرمی برادر مولوی عبد الکریم صاحب دام عنایتکم

السلام علیکم رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

مبلغ ۶۶ خدمت عالی مین روانہ کئے جاتے ہین جنکی تفصیل یہ ہے کہ مبلغ ۳۳ نیازمند محمد اسمٰعیل کیطرف سے اور مبلغ ۳۳ ماسٹر عبد العزیز صاحب کی طرف سے ہے صفحہ دویم پر جو مضمون ہے مہربانی فرما کر پرچہ الحکم مین آئندہ ہی پرچہ مین درج کرا دیجئے ہماری دلی خواہش ہے کہ وہی ۱۵ اشخاص جن کے نام آپ نے تحریر فرمائے ہے اس رقم مطلوبہ کو حصہ رسدی ادا کر دیوین ۔

راقم نیاز

محمد اسمٰعیل ماسٹر ٹیلر رائل برگیڈ نمبر ۳

احباب کیخدمت مین ضروری گذارش

کچھ عرصہ ہوا کہ میان احمد نور صاحب نور رفیقان مولانا مولوی عبد اللطیف صاحب شہید مرحوم کیلئے ایک مکان بنوانیکو اسطے مخدومی و مکرمی حضرت مولوی عبد الکریم صاحب نے تحریک کی تہی اور اس امید پر کہ اس سلسلہ کا ہر ایک فرد مہاجرین مذکور کیلئے اس چہوٹی سی خدمت مین پوری سرگرمی اور جوش سے حصہ لیگا۔ اور جلدی رقم مطلوبہ پوری ہو جاویگی تعمیر مکان کا کام شروع بہی کر دیا گیا تہا۔ لیکن آجتک جو اس تحریک پر انکیماہ سے زائد عرصہ گذر چکا ہی سوائے ان رقوم کے جنکا ذکر اس تحریک مین بہی کیا گیا تہا صرف ۳۳ روپیہ کی رقم جسمین بڑا حصہ مخدومی شیخ رحمت اللہ صاحب اور جناب شیخ عطار محمد صاحب اور سیرابیث آباد کا ہے وصول ہوئی ہے جو بالکل ناکافی ہے۔ آگے چونکہ برسات کا موسم آتا ہے۔ اسلئے ضروری ہے کہ تعمیر کا کام جلدی پورا ہو جاوے ورنہ جو روپیہ لگ چکا ہی اس کو بہی برباد ہونیکا اندیشہ ہے اس کیلئے ضرورت ہی اس امر کی کہ ہر ایک صاحب جو اس کار خیر مین حصہ لینا چاہتے ہون بہت جلدی جسقدر ہو سکے روپیہ بہیجکر اس کام کے سرانجام دینے مین مدد دین اور رقم مطلوبہ کو جس کا اندازہ دو سو تک کیا گیا ہے پورا کر دین۔ اسمین شک نہین کہ اس سلسلہ مین آئے دن دینی کامون کیلئے چندونکی تحریک ہوتی رہتی ہے۔ لیکن یہ بہی سمجہ لینا چاہیے کہ دینی خدمت کا یہی وقت ہے جو صاحب توفیق رکہتے ہون وہ ضرور اس کار خیر مین حصہ لین۔ رقوم وصول شدہ حسب ذیل ہین۔

شیخ رحمت اللہ عہ شیخ عطار محمد صاحب عہ چندہ معرفت ماسٹر عبد الرحمن صاحب قادیان للعہ مفتی محمد صادق صاحب عہ مولوی شیر علی صاحب عہ میان نور الدین صاحب ۸ سید محمد علی شاہ صاحب نے علاوہ صہ چندہ کی ایک کوٹہے کی چہت کی لکڑی کا وعدہ فرمایا ہی۔ مولوی امام الدین صاحب مدرس گولیکی عہ بابو شاہدین گولڑہ عہ ۔ میان خیر الدین گارڈ و عبد العزیز کوہاٹ عہ منشی نذیر الدین بہامو عہ

مخمس فی المدح حضرت اقدس مسیح موعود

مہدی مسعود امام الزمان بروز مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان علیہ الصلوٰۃ والسلام من تصنیف ایس۔ این احمد احمدی خلف ایس۔ ایم یوسف احمدی ٹہیکہ دار کمیسریٹ کیمپ انبالہ بازار توپخانہ

سلک گہر ہی رشتہ دہی سخن میرا ۔ گویا ہی موتیونکا خزانہ دہن میرا
مع گل مسیح زمان ہی چلن میرا ۔ سرسبز یہ فضا ہی ہمیشہ چمن میرا
مداح ہون مین اس شہ عالیمقام کا
جو جان تن ہی خاص رسول انام کا

یہ مصطفیٰ کا گلشن دلکی نہال ہے ۔ دیکہو آسمان کہ یہ ماہ کمال مین
بر اشتباہ و بر جو اسکے ہلال ہے ۔ اور آفتاب دولت و دین بیزوال ہی
یہ مصطفیٰ کی جان ہے اور دل کا چین ہین
یہ مصطفیٰ کی جان مین صدقہ حسین ہین

بوئی گل یا منزہ مہر مین ہے ۔ بستان احمد انکی سنوی مین ہیر پہیر
بیچ شرک کے مہر مین ہیر پہیر ۔ فتق مدد کو تیز و دیکہو مین ہیر پہیر
مردود ہین جو رکہتے ہین بغض اس حباب کو
نمرود مین جلینگے وہ تکرار عذاب کے

سب آ گیا کہ وقت پاکا قدم ہرا ۔ آیا ہے جسکی شان مین الان دلیا
قرآن مین یہ آیتہ تفصیل سے کہا ۔ یہ مرتبہ ہے جو انکو رب حی اکرنا
از اتباع سنت نبوی ہے بالیقین
چلتی ہین اب قدم بقدم فخر مرسلین

سرتاج اولیا زمان ہے سربسر مین ۔ باغ وفا کو سرو روان ہین سبزیز
مفتاح قفل مرزبان ہے سیر دیا ۔ یہ ترز فکر وہم و گمان سے بحر بیز تیق
بے شک بے نظیر ہین اور بے عدیل ہین
کافی یہ ہی کہ نور خدائے جلیل ہین

مسیح رسل کو ماہ ہین لاریب یہ ہیر حقیقت شاہ مین
یا کیفیت شہر طریقت کی ماہ مین ۔ یہ شمع معرفت ہین یہ نور الہ ہین
سرگرم انکے فیض قدم سے ولی ہوئے
اور در تشنج سے بدل کر جلی ہوئے

اسی عرض ہی نصیر کی ہے ذوالجلال ۔ ہے بارگاہ تیری ہمیشہ بزرگوال
تیری ثنا سکے نہیں طاقت بکمال ۔ آیا ہون تیرے حد برہنہ بہجر کی سوال
اس مدح کے عوض مین مجہے یہ صلہ ملے
سایہ مین مہدی پاک کے محشر کو جا ملے

امرتسر پٹھانکوٹ لائین

بٹالہ کا ریلوے سٹیشن اور کمی عملہ

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں ہم نے ریلوے سٹیشن بٹالہ کے متعلق ایک نوٹ لکھا تھا اور محکمہ ریلوے کے اعلیٰ افسران کو توجہ دلائی تھی کہ بٹالہ کا ریلوے سٹیشن امرتسر پٹھانکوٹ لائین پر سب سے بڑا ریلوے سٹیشن ہے۔ اس لئے کہ وہ تجارت کی بڑی بھاری منڈی ہے اور بلحاظ آبادی کے بھی ایک بڑا شہر ہے۔ چنانچہ اس سٹیشن پر کام کی کثرت اور لوگوں کی آمدورفت ہی اس امر کا موجب ہوئی تھی کہ ہم نے حکام ریلوے کو ایک تیسری ٹرین کے جاری کرنے کی طرف توجہ دلائی تھی اور افسران بالادست نے اس ضرورت کو محسوس کرنے پبلک کے فائدہ کیلئے اولاً تیسری ٹرین صرف بٹالہ تک ہی جاری کی تھی جواب براہ پٹھانکوٹ تک آتی جاتی ہے۔ مگر جاننا تو یہ تھا کہ جب تیسری ٹرین بڑھائی گئی تھی جو کثرت آمدورفت مسافران اور دیگر تجارتی امور کا باعث ہوئی تھی تو اس کے ساتھ ہی عملہ میں بھی کسیقدر زیادتی کیجاتی مگر افسوس ہے کہ محکمہ ریل کی کفایت شعاری اور کثرت منافع کے خیال نے غریب کلرکوں پر رحم نہ ہونے دیا۔ اسپر ہم نے الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں اس پر حکام کو توجہ دلائی۔ کہ کم از کم بکنگ آفس میں اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر کی مدد کیلئے ایک کلرک اور بڑھا دیا جاوے۔ معلوم ہوتا تھا کہ کم از کم ایک زائد سنگنلر دیا جاویگا۔ لیکن ابھی تک توجہ نہیں کی گئی۔ اگرچہ بیچارہ اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر جہانتک اس سے ممکن ہوتا ہے وقت معینہ سے پہلے سے ٹکٹ دینے شروع کر کے گاڑی کے جانے تک ٹکٹ دیتا رہتا ہے لیکن پھر بھی اسکی مشکلات کچھ کم رحم طلب نہیں ہیں۔ مسافروں کی آرام اور رفع تکالیف کیلئے از بس ضرور ہے کہ ایک زاید کلرک کم از کم بکنگ آفس میں بڑھایا جاوے ہم امید کرتے ہیں کہ افسران ریلوے ہماری اس مکرر یاددہانی پر توجہ فرمائیں گے۔ اور جیسا کہ ہم پہلے بھی اشارہ کر چکے ہیں ورسیانہ درجہ کے مسافروں اور مستورات کے گذرگاہ کیلئے بھی الگ انتظام ہونا چاہئے۔

کیا تار اندر مکان کے بن گیا ہے؟

بٹالہ ریلوے سٹیشن پر سکھ حلوائی جن دو کانات ملحقہ سرائے میں رہتے ہیں ان میں سے آخری دوکان کا ایک حصہ ریلوے کی حدود کے اندر بنا ہوا معلوم ہوتا ہے تار ریلوے والوں کی حدود اگر اس لائین کا ذمہ وار انجنیر اس سوال پر غور کرے گا تو کوئی مفید نتیجہ برآمد ہونے کی توقع ہے۔

گورداسپور ریلوے سٹیشن

گورداسپور ریلوے سٹیشن کے عملہ ماتحت کو پبلک کی آسائش کا اور اپنے فرض منصبی کو مدنظر رکھ کر اسیقدر مزید احتیاط سے کام کرنا چاہئے تا کہ کسی قسم کی کسی کو جائز شکایت کا موقع نہ ملے ہمارے پاس عملہ ماتحت میں سے ایک شخص کے اخلاقی برتاؤ کے متعلق ایک ناگوار شکایت آئی ہے۔ ہمارے پاس شکایت کرنے کی بجائے بہتر طریق یہ ہے کہ سٹیشن ماسٹر کو فی الفور اطلاع دیجاوے یا کارروائی کی اطلاع دیجاوے۔ اور پھر ذمہ وار افسروں کو مطلع کیا جاوے۔

چونکہ اس سٹیشن پر مستورات کے گذرنے کے لئے کوئی جداگانہ انتظام نہیں اور نہ زنانہ ٹکٹ کھڑکی موجود ہیں اس لئے انہیں لوگوں سے ہر شخص کو سابقہ پڑتا ہے۔ اگر یہ لوگ دوسرے لوگوں کی عزت کا پاس نہ کریں تو یہ سخت افسوس ہوتا ہے۔ اسلئے اسی جگہ پر اور بھی احتیاط چاہئے۔

ہم امید کرتے ہیں کہ سٹیشن ماسٹر صاحب گورداسپور توجہ فرمائیں گے۔ ہم جب تک اصل واقعات کی تصدیق نہ کر لیں کسی کے متعلق خصوصیت سے کہنے کی ضرورت نہیں سمجھتے بجز اس کے کہ مسافروں کی ذراسی تکلیف بھی ناقابل عفو غلطی ہو جاتی ہے اور بعض اوقات ہماری جان گئی اور ان کی اور شہری کا معاملہ ہو جاتا ہے۔ کسی کو دومنٹ دیر سے ٹکٹ ملا اور وہ بیچارہ گاڑی سے رہ گیا تو بہت سا نقصان ہو گیا۔ یا کسی عورت کو گذرتے ہوئے ناگزیر واقعہ پیش آگیا پس جہانتک ممکن ہے ان لوگوں کو مسافروں کی آسائش اور ان کی عزت و آبرو کی حفاظت کا بہت ہی بڑا خیال رکھنا چاہئے

گورداسپور ہیڈ آفس

گورداسپور کے ہیڈ آفس کے متعلق ہم بعد میں چند مضامین افسران محکمہ ڈاک کی توجہ کیلئے لکھیں گے۔ لیکن اس سے پہلے کہ ہم اس سلسلہ کو شروع کریں ہم صاحب سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانہ جات امرتسر ڈویژن اور پوسٹماسٹر گورداسپور کو توجہ دلاتے ہیں کہ وہ اسے پورا کریں۔

مظلومان پوسٹ آفس

تو اے کبوتر بام حرم چہ میدانی
طپیدن دل مرغان رشتہ برپا را

تمام ہندوستان کی محکمہ ڈاک کے لاکھوں ملازموں کی قسمت کا مالک اور حاکم عیالداری کے ضروریات اور حوائج اور زندگی کے آسائش و آرام کیلئے ہزاروں روپیہ تنخواہ پانیوالا۔ سردیوں میں کلکتہ کی معتدل آب و ہوا اور گرمیوں میں شملہ کی سرد و خوشگوار موسم کے مزے اڑانیوالا۔ اعلیٰ طبقے کے جنٹلمینوں اور لیڈیوں کی دلفریب اور فرحت افزا سوسائٹی کا دلدادہ ایک افسر ایک ایسی بدقسمت اور بدنصیب شخص کی مصیبتوں کی قدر کیا جان سکتا ہے جس نے اپنی جوانی کے بیس سال محکمہ ڈاک کی چٹھی رسانی میں گذارے ہوں سات آٹھ روپیہ ماہوار میں اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پالا ہو اور بڑھاپے کے قریب آکر ناکردہ گناہ موقوف کیا گیا ہو۔ یہ بیگناہ شخص اگر اپنی مصیبتوں اور اور ظلم رسیدگیوں کی نسبت مسٹر فنشا صاحب بہادر سی ایس آئی ڈائرکٹر جنرل ڈاکخانجات کی خدمت میں اپیل کرے۔ اور وہاں سے مہینوں تک جواب نہ آئے تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ مسٹر فنشا کو شاید یہ خیال ہے کہ جسطرح تین چار ہزار روپیہ کی تنخواہ پانے والا افسر اپنی نصف یا نصف سے زائد تنخواہ بچا کر ضرورت کے وقت کام چلا سکتا ہے اسیطرح ایک سات یا آٹھ روپیہ تنخواہ

کتنے دنوں سے بال بچے دربدر خراب ہوتے رہے مہینوں تک اور بہت سے لوگ مین بوستاں تک اپیل کا جواب دینے کی ضرورت نہیں۔

تابک سابق چٹھی رسان کھنہ ضلع لودہیانہ حال موقوف شدہ نے اوائل فروری میں پوسٹماسٹر جنرل کی معرفت اپنی اپیل ڈائرکٹر جنرل کو بھیجی تھی اور افسوس کہ آج تک کہ مئی کا آخر ہے اور چار ماہ گذر گئے ہیں کوئی جواب نہیں پہونچا۔ باوجودیکہ مسٹر ولسن صاحب بہادر پوسٹماسٹر جنرل پنجاب ایک روشن ضمیر تجربہ کار اور رحمدل افسر ہیں اور باوصفیکہ انہیں محکمہ ڈاک کی ملازمت میں عرصہ دراز گذر چکا ہے لیکن محکمہ ڈاک کی لغو اور فضول اور غیر مفید ضوابط احکام اور نقشہ جات وغیرہ نے کام اس قدر بڑھا دیا ہے کہ افسران بالادست کو عرضی دہندوں کی عرضیاں اور اپیل کنندوں کے اپیل پڑھنے کی فرصت ہی نہیں ملتی کلرک نوٹ لکھ دیتے ہیں اور انہیں نوٹوں پر ان پاینہ کا حکم چڑھ جاتا ہے۔ تابک کے مقدمہ میں جو خلاف ضابطہ اور خلاف قیاس اور خلاف کانشنس کارروائی سرزد ہوئی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسٹر ولسن نے اس کے مقدمہ کی مثل کو دیکھا ہی نہیں ورنہ صاحب ممدوح ایسا صریح ظلم جو تابک پر ہوا ہے کبھی روا نہ رکھتے۔

ہم اس مقدمہ کے حالات اور اپیل کے وجوہات آئندہ اشاعت میں درج کریں گے لیکن ہم نہایت ادب کے ساتھ پوسٹماسٹر جنرل صاحب کی خدمت میں التماس کرتے ہیں کہ ایسے ایسے نازک مقدمات اور علی الخصوص چٹھی رسانوں اور چھوٹے چھوٹے ملازموں کی اپیلیں صرف کلرکوں کے نوٹ پر فیصلہ کرنا داخل انصاف نہیں ہے۔ ہز آنر سر ڈینس فٹز پیٹرک سابق لفٹنٹ گورنر پنجاب نے اپنے عہد میں سکلرٹریوں کو بالکل منع کر دیا تھا کہ جو امسلہ جات ان کی پیش کیلئے میں پیش ہوں ان پر کوئی نوٹ و رپورٹ نہ لکھا جاوے اور جہاں تک ہمارا خیال ہے ان کا زمانہ پنجاب کی تاریخ میں آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔

(زمیندار)

روپیہ اُڑ گیا

ہم نے الحکم مین جب ڈاکخانہ کے محکمہ کے متعلق بعض مضامین کا سلسلہ شروع کیا تہا تو اس مین سے پہلا مضمون ہم نے نوٹ سسٹم کے متعلق لکہا تہا کہ نوٹ سسٹم کا استعمال بعض غریب کلرکون اور دوسرے ماتحتون کو سخت نقصان پہونچا دیتا ہے۔ اس کے ضمن مین ہم نے دیوی دتا مل ایک کلرک کا ذکر کیا تہا اس ذکر کے ساتہہ ہی ہمارا ماتہا ٹہنکا تہا کہ اس بیچارے کو ہی مضامین کا محرک سمجہا جاوے گا حالانکہ ہماری اس بیچارہ سے کوئی خط وکتابت یا راہ ورسم کبہی نہ تہی اور نہ ہے۔ آخر جس خطرہ کا ہمکو اندیشہ تہا وہ سنیاسا مرتک ہوکر رہا۔ یہ تو نہین کہا گیا کہ دیوی دتا مل الحکم کے مضامین کا محرک تہا بلکہ وہ ایک آفت مین مبتلا ہوگیا ہے اگرچہ ہم ابہی ایک اس کے متعلق کہنے کیلئے تیار نہین کہ کہ حق کیا ہے؟ کیونکہ تحقیقات ہو رہی ہے جتنے مونہہ اتنی باتین بن رہی ہین۔ آج ہم فی الحال اس مقدمہ کا مختصر سا تذکرہ اور عام حالات بتاتے ہین

کہا جاتا ہے کہ پٹہانکوٹ سے ایک تہیلہ ڈاک کا بندشدہ ذونیرہ کے نام کا ریلوے سٹیشن پٹہانکوٹ پر آیا جہان دیوی دتا مل متعین تہا اس مین انجمن کیش بیگ معمولہ ایک سو چالیس روپیہ ہی تہا۔ دیوی دتا مل نے اس تہیلہ کو کہولنے کے بغیر عام قاعدہ اور اعتبار کے موافق اس کو لیکر صندوق مین رکہہ دیا جس کے اوپر لالہ گنپت رائے انسپکٹر ڈاکخانجات کی کرسی بچہی ہوئی بیان کیجاتی ہے۔ کیونکہ اس وقت وہین تہے آخر جب ڈاک کی روانگی کا وقت آیا تو دیوی دتا مل نے انسپکٹر صاحب کی کرسی اٹہاکر تہیلہ نکالکر حوالہ ڈاک کیا۔ اس ڈاک کے ہمراہ تانگہ پر انسپکٹر صاحب اور بعض ملازمان ڈاکخانہ اور شاید ایک ڈپٹی انسپکٹر بہی سوار ہوگئے۔ ذونیرہ پہونچکر وہ روپیہ اس تہیلہ سے کہا جاتا ہے برآمد نہین ہوا۔ اس پر اسوقت جو معمولی اطلاع کے کوئی مزید کارروائی نہین ہوئی بعد مین سنا ہے پولیس نے تلاشی لی مگر کچہہ برآمد نہین ہوا۔ پہر دیوی دتا مل نے دفتر کی بعض شکایات کے متعلق پی ایم جی کو لکہا اور اپنے پاس کسی تحریری ثبوت نا واجب سختی کے ہونے کا حوالہ دیا

جس پر پی ایم جی صاحب نے اپنا ایک پرنسپل اسسٹنٹ وہان بہیجا اور سپرنٹنڈنٹ کی موجودگی مین وہ تحریری ثبوت اس سے لیا گیا اور دیوی دتا مل اب معطل ہے۔ پہر دوبارہ پولیس نے تلاشی لی۔ مگر کچہہ برآمد نہین ہوا مقدمہ تفتیش کے لئے حوالہ پولیس ہے۔ دیکہین نتیجہ کیا ہوتا ہے یہہ واقعات عام طور پر بیان کئے جاتے ہین ہم تفصیلی واقعات اور اصل واقعات کے لکہنے کیلئے کسی واقف کار کو توجہ دلاتے ہین۔

تفصیل واقعات کے موصول ہونے پر اس معاملہ پر پوری روشنی ڈالی جاسکے گی اور ہم اپنی رائے کے اظہار کے بہی قابل ہوجائینگے۔ یہ بہی کہا جاتا ہے کہ انسپکٹر صاحب نے جبکہ انکو معلوم ہوگیا تہا کہ روپیہ گم ہوگیا ہے اسی وقت چاہئے تہا کہ واپس آکر تفتیش کرتے مگر اس وقت انہون نے واپس آنا ضروری نہین سمجہا۔ اس کی وجہ سمجہہ مین نہین آتی۔ بہرحال اس وقت تک ہوائی تیر ہین۔ ہم لالہ گنپت رائے صاحب انسپکٹر سے ہی درخواست کرتے ہین کہ اگر نامناسب نہ ہو تو وہ اصل حالات بہیجکر ہمکو شکرگذاری کا موقع دین۔

(باقی پہر)

مظلومانِ پوسٹ آفس

دوسری جگہہ ہم نے نانک بخش مظلوم سابق چٹہی رسان ڈاکخانہ کہنہ کے مقدمہ کے حالات بیان کرنے کا وعدہ کیا تہا جو درج کئے جاتے ہین۔

نانک بخش چٹہی رسان بائیس سال کا ملازم تہا اور نوسال کا مل سے ڈاکخانہ کہنہ مین کام کرتا رہا تہا۔ وقوعہ مقدمہ سے پہلے جس کا ذکر ہم آگے کرینگے وہ نہایت نیک نام رہا۔ سب پوسٹماسٹران کہنہ اور انسپکٹران کی سب ڈویژن نے اس کے کام کی نسبت پہلے کبہی شکایت نہ کی سو اس کی سروس بک ہمیشہ بے داغ رہی۔ لیکن جب لالہ لچہمن داس سب پوسٹماسٹر نے ڈاکخانہ کہنہ کا چارج لیا تو اس کو نانک سے ایک قسم کی عداوت پیدا ہوگئی۔

نانک اس نفرت اور کدورت کی وجہ بتلاتا ہے کہ چونکہ لچہمن داس ہندو تہا اور کفایت شعاری کی وجہ سے کوئی نچ کا ملازم نہ رکہہ سکتا تہا اسکی قدرتی خواہش یہ ہوئی کہ نانک بخش مسلمان کی جگہ کوئی ہندو چٹہی رسان ہو جو اس کے پرائیویٹ کام مثلاً پانی لانا کہانا پکانا بہی کرسکے۔ آتے ہی سب پوسٹماسٹر نے اس کو کہنا شروع کیا کہ اپنی تبدیلی کی درخواست کرے لیکن نانک کو بہی عرصہ دراز کی سکونت کی وجہ سے کہنہ کے ساتہہ وابستگی ہوگئی تہی اور اس لئے وہ تبدیلی کی درخواست بخود نہ کرسکا۔ علاوہ ازان اس نے یہی خیال کیا کہ خود بخود تبدیلی کی درخواست کردینے سے وہ سفرخرچ اور ٹرینزٹ پے سے محروم ہوجائیگا۔

ہم نہین کہہ سکتے کہ نانک کا بیان یا خیال کہان تک صحیح ہے مگر بتیس سالہ ملازمت محکمہ ڈاک کے تجربہ سے ہم کہہ سکتے ہین کہ اکثر سب پوسٹماسٹر اور پوسٹ ماسٹر چٹہی رسانون اور ہرکارون سے پرائیویٹ کام لیتے ہین پانی بہرواتے اور کہانا پکواتے ہین اور اس لئے پوسٹماسٹر اور سب پوسٹماسٹر ہندو ان کو پسند کرتے ہین یہ کسی مذہبی تعصب سے نہین۔ بلکہ صرف اس خیال سے کہ ہم مذہب ماتحتون سے افسرون کے پرائیویٹ کاروبار مین زیادہ سہولت ہوتی ہے۔ اور ہندو پوسٹماسٹر اور سب پوسٹ ماسٹر جو چہوت چہات کے زیادہ قائل ہوتے ہین، اس قسم کی سہولتون کے قدرتی طور پر زیادہ خواہشمند ہوتے ہین اور اس لئے ممکن ہے کہ لچہمن داس سب پوسٹماسٹر کہنہ کی یہہ خواہش ہو کہ نانک بخش مسلمان چٹہی رسان کی بجائے کوئی ہندو چٹہی رسان آکر لگے۔ ہر صورت باہمی کدورت وہ نفرت کی کوئی وجہ ہو لچہمن داس نے ...... جون سنہ ۱۹۰۴ء کی صبح کو اس عذر پر (خواہ وہ عذر صحیح تہا یا بناوٹی) کہ نانک دیر سے حاضر ہوا ہے اسکو مارا اس ماربیٹ مین رول چوبی سے اس کا ایک دانت بہی توڑ دیا اور دفتر سے نکالدیا۔ اور سنا جاتا ہے کہ بذریعہ تار کے صاحب سپرنٹنڈنٹ علاقہ کو اسکی شکایت کردی۔ نانک بخش نے جب دیکہا کہ اسے ماربیٹ بہی ہوئی ہے اور رپورٹ بہی کی گئی ہے۔ تو بقول مرتا کیا نہ کرتا اس نے تہانہ مین جاکر اپنی رپورٹ درج روزنامچہ کرادی۔ بعد تحقیقات موقعہ اور شہادت ڈاکٹر صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس نے بعلت ضرب شدید زیر دفعہ ۳۲۵ تعزیرات ہند لچہمن داس کا چالان کردیا اور لچہمن داس نے اس مقدمہ کی جوابدہی کے لئے ڈہائی ماہ کی رخصت حاصل کی۔ حالانکہ اس کام کیلئے صرف ہفتہ دو ہفتہ کی رخصت کافی تہی۔

اس مقدمہ مین کہنہ کی تاسیل اسسٹنٹ کی جو عیسائی تہے دوکانداروں اور ساہوکارون نے اور ڈاکخانہ کے ہرکارون نے لچہمن داس کے خلاف شہادت دی مگر نانک کی بدقسمتی کہ لالہ سنت رام صاحب مجسٹریٹ نے تمام ان کے معززین کی گواہی کو غیر معتبر اور غیر مستند خیال فرماکر نانک کا استغاثہ کو خارج کردیا

ہم مجسٹریٹ کے فیصلہ پر اپنی رائے مفصل آئندہ لکہینگے فی الحال اتنا کہدینا کافی ہے کہ لالہ سنت رام صاحب کی عدالت نے لچہمن داس سب پوسٹماسٹر کے بیان کو معتبر خیال کیا اور ایسا کرنے کے وجوہات جو درج فیصلہ ہین وہ ہمین قابل اطمینان نہین معلوم ہوتین لیکن تعجب تو یہ ہے کہ پوسٹماسٹر جنرل صاحب بہادر پنجاب نے اس فیصلہ کو صحیح باور کرکے یہ حکم دیا کہ چونکہ نانک بخش کی غلط رپورٹ کی وجہ سے لچہمن داس کو ڈہائی ماہ کی رخصت بلا تنخواہ لینی پڑی اور اس سے اس کا ڈیڑہ سو روپیہ کا نقصان ہوا۔ لہذا یہ ڈیڑہ سو روپیہ نانک بخش ادا کرے اور جب تک نہ ادا کرے بحال نہ کیا جائے۔

نانک چٹہی رسان عیالدار آدمی تہا سات آٹہہ روپیہ ماہوار تنخواہ پاتا تہا پچہلے پانچ سات سال کی قحط سالیون کی وجہ سے ایک حبہ بہی پس انداز نہ کرسکا اس لئے اتنی گران رقم کا یکمشت ادا کرنا اسکی طاقت اور استطاعت سے خارج تہا اور اگرچہ کسیطرح بہی وہ اس رقم کے ادا کرنے کا ذمہ وار نہ ہوسکتا تہا۔ تاہم اس حاکم مرگ مفاجات اس نے بہت سی عذر ومعذرت اور منت وسماجت کی بعد یہ درخواست کی کہ یہ رقم ایک دو روپیہ ماہوار کی قسط سے اسکی تنخواہ سے وضع کیجائے۔

آخرش پوسٹماسٹر جنرل صاحب نے نانک بخش کو سال ڈیڑہ سال کی معطلی کے بعد عدول حکمی کے جرم مین موقوف کردیا۔ پوسٹماسٹر جنرل کے اس خلاف انصاف خلاف قانون اور خلاف مقتضائے رحم فیصلہ پر بہی ہم اپنی رائے کا اظہار کسی آئندہ موقعہ پر ملتوی کرتے ہین۔ اور صرف اس اطلاع پر اس مضمون کو ختم کرتے ہین کہ مظلوم نانک نے پوسٹماسٹر جنرل صاحب کے فیصلہ کی اپیل صاحب ڈائرکٹر جنرل ڈاکخانجات ہند کو چار ماہ سے بہیجی ہے۔ لیکن تا حال جواب نہیں آیا۔

ہمارے دفتر کی فروختنی کتابین

سلک مروارید ۔۔۔ ۳ر — النصح ۔۔۔ ۲۰۰ر
الانذار ۔۔۔ ۳ر — رپورٹ جلسہ سالانہ ۔۔۔ ۳عہ
تفسیر القرآن پارہ اول ۔۔۔ عہ
برہان الحق ۔۔۔ ۴ر
نمونہ قرآن مجید وسپارہ ۔۔۔ ۳ر
انجیل برنباس کی تحقیق ۔۔۔ ۳ر
سراج الدین عیسائی کے چار سوالونکا جواب ۔۔۔ ۲ر
حضرت اقدس کی پورانی تحریرین ۔۔۔ ۴ر
اصلاح التقلید ۔۔۔ ۲ر
حضرت اقدس کی تقریر اور خط ۔۔۔ ۱ر
تفسیر سورہ تبت ۔۔۔ ۲ر

دفتر الحکم قادیان سے طلب کرو۔

اخبار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان مطبع کے اہتمام سے چہپکر شایع ہوا

مسیح موعود کی صلحکاری اور امان کا لواء — رجسٹرڈ ایل ۴۷ — منارۃ المسیح موعود

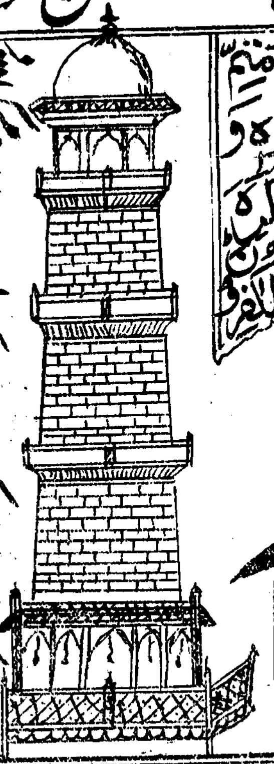

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا ہے اب اسکے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جنہوں نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائینگے سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں ہے ہماری طرف سے امان اور صلحکاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا۔

الحکم

پیشگی قیمت سالانہ

عوام سے	۳
خواص و معاونین سے ..	۵
ہندوستان سے باہر ..	۷
غیر مذاہب والوں سے ..	۱۲
اپنی جماعت کے غیر مستطیع لوگوں سے ..	۲

چہ گویم با تو گر آئی چہا نزد قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۲۱ — دار الامان قادیان مورخہ ۲۴ جون سنہ ۱۹۰۴ء — جلد ۸

کلمات طیبات امام الزمان

علیہ الصلوٰۃ والسلام

تسبیح پھیرنے کے متعلق

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بمقام گورداسپور احاطہ کچہری میں ایک شخص نے پوچھا کہ بعد نماز تسبیح لیکر ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر وغیرہ جو پڑھا جاتا ہے آپ اسکے متعلق کیا فرماتے ہیں۔؟

فرمایا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر ایک فعل حسب مراتب ہوا کرتا تھا۔ اور آپ اپنے لحاظ مراتب سے کرتے تھے جس سے بعض لوگوں کو مشکلات پیش آئی ہیں اور انہوں نے اعتراض کر دیا ہے کہ فلاں روایات میں باہم اختلاف ہے حالانکہ اختلاف نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ تعلیم بلحاظ محل اور موقع کے ہوتی تھی مثلاً ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے پوچھا کہ نیکی کیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہے کہ اس میں یہ کمزوری ہے کہ ماں باپ کی عزت نہیں کرتا آپ نے فرمایا کہ نیکی یہ ہے کہ تو ماں باپ کی عزت کر اب کوئی خوش فہم اس سے یہ نتیجہ نکال لے کہ بس

اور تمام نیکیوں کو ترک کر دیا جاوے یہی نیکی ہے۔ ایسا ہی بس طرح پر تسبیح کے متعلق بات ہے۔ قرآن شریف میں تو آیا ہے۔ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ اللہ کا بہت ذکر کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ اب یہ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا نماز کے بعد ہی ہے تو ۳۳ مرتبہ تو کثیر کے اندر نہیں آتا۔ پس یاد رکھو کہ ۳۳ مرتبہ والی بات حسب مراتب ہے۔ ورنہ جو شخص اللہ تعالےٰ کو سچے ذوق اور لذت سے یاد کرتا ہے اُسے شمار سے کیا کام وہ تو بیرون از شمار یاد کرے گا۔

ایک عورت کا قصہ مشہور ہے کہ وہ کسی پر عاشق تھی اُس نے ایک فقیر کو دیکھا کہ وہ تسبیح ہاتھ میں لیے ہوئے پھیر رہا ہے اس عورت نے اس سے پوچھا کہ تو کیا کر رہا ہے اُس نے کہا کہ میں اپنے یار کو یاد کرتا ہوں عورت نے کہا کہ یار کو یاد کرنا اور پھر گن گن کر۔

درحقیقت یہ بات بالکل سچی ہے کہ یار کو یاد کرنا ہو تو پھر گن گن کر کیا یاد کرنا ہے۔ اور اصل بات یہی ہے کہ جب تک ذکر الٰہی کثرت سے نہ ہو وہ لذت اور ذوق جو اس ذکر میں رکھا گیا ہے حاصل نہیں ہوتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ۳۳ مرتبہ فرمایا ہے وہ آنی اور شخصی بات ہوگی کوئی شخص ذکر نہ کرتا ہوگا تو آپ نے اُسے فرمایا کہ ۳۳ مرتبہ کر لیا کر اور یہ جو تسبیح ہاتھ میں لیکر بیٹھتے ہیں یہ مسئلہ بالکل غلط ہے۔ اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے حالات سے آشنا ہو تو اُسے معلوم ہو جاوے گا کہ آپ نے کبھی ایسی باتوں کا التزام نہیں کیا وہ تو اللہ تعالےٰ کی راہ میں فنا تھے۔ انسان کو تعجب آتا ہے کہ کس مقام اور درجہ پر آپ پہونچے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تھے رات کو جو میری آنکھ کھلی تو میں نے آپکو اپنے بستر پر نہ پایا مجھے خیال گذرا کہ کسی دوسری بیوی کے گھر میں ہوں گے چنانچہ میں نے سب گھروں میں دیکھا مگر آپ کو نہ پایا۔ پھر میں باہر نکلی تو قبرستان میں دیکھا کہ آپ سفید چادر کی طرح پر زمین پر پڑے ہوئے ہیں اور سجدہ میں گرے ہوئے کہہ رہے ہیں

سجد لک روحی وجنانی

اب بتاؤ کہ یہ مقام اور مرتبہ ۳۳ مرتبہ کی دانہ شماری سے پیدا ہو جاتا ہے ہرگز نہیں۔ جب انسان میں اللہ تعالےٰ کی محبت جوش زن ہوتی ہے تو اس کا دل سمندر کی طرح موجیں مارتا ہے وہ ذکر الٰہی کرنے میں بے انتہا جوش اپنے اندر پاتا ہے اور پھر گن کر ذکر کرنا تو کفر سمجھتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ عارف کے دل میں جو بات ہوتی ہے اور جو تعلق اپنے محبوب و مولا سے اسے ہوتا ہے وہ کبھی روا رکھ سکتا ہے نہیں کہ تسبیح لیکر دانہ شماری کرے کسی نے کہا ہے

من کا منکا صاف کر

انسان کو چاہیے کہ اپنے دل کو صاف کرے اور خدا سے سچا تعلق پیدا کرے۔ تب وہ کیفیت پیدا ہوگی اور وہ ان دانہ شماریوں کو ہیچ سمجھے گا۔

پھر پوچھا گیا کہ نماز وتر میں تعداد رکعت کیا رکھی ہے؟

فرمایا

اسمیں اللہ تعالیٰ نے اور اسرار رکھے ہیں جو شخص نماز پڑھے گا وہ کسی نہ کسی حد پر تو آخر رہیگا ہی اور اسی طرح پر ذکر میں بھی ایک حد تو ہوتی ہے لیکن وہ حد وہی کیفیت اور ذوق و شوق ہوتا ہے جس کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے جب وہ پیدا ہو جاتی ہے تو وہ بس کر جاتا ہے

دوسرے یہ بات حال والی ہے قال والی نہیں جو شخص اسمیں پڑ جاتا ہے وہی سمجھ سکتا ہے۔ اصل غرض ذکر الٰہی سے یہ ہے کہ انسان اللہ تعالےٰ کو فراموش نہ کرے اور اُسے اپنے سامنے دیکھتا رہے اس طریق پر وہ گناہوں سے بچا رہیگا۔ تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ ایک تاجر نے ستر ہزار کا سودا لیا اور ستر ہزار کا دیا مگر وہ ایک آن میں بھی خدا سے جدا نہیں ہوا۔ پس یاد رکھو کہ کامل بندے اللہ کے وہی ہوتے ہیں جنکی نسبت فرمایا لَا تُلْہِیْہِمْ تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ۔ جب دل خدا کے ساتھ سچا تعلق اور عشق پیدا کر لیتا ہے تو وہ اس سے الگ ہوتا ہی نہیں۔ اسکی ایک کیفیت اس طریق پر سمجھ میں آ سکتی ہے کہ جیسے کسی کا بچہ بیمار ہو تو خواہ وہ کہیں جاوے کسی کام میں مصروف ہو مگر اسکا دل اور دھیان اسی بچہ میں رہیگا اسی طرح پر جو لوگ خدا کے ساتھ سچا تعلق اور محبت پیدا کرتے ہیں وہ کسی حالت میں بھی خدا کو فراموش نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ صوفی کہتے ہیں کہ عام لوگوں کو رونے میں اتنا ثواب نہیں ہے جتنا عارف کے ہنسنے میں ہے وہ بھی تسبیحات ہی ہوتی ہیں کیونکہ وہ اللہ تعالےٰ کے عشق اور محبت میں رنگین ہوتا ہے یہی مفہوم اور غرض اسلام کی ہے کہ وہ آستانہ الوہیت پر ہمیشہ رکھے۔

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

ہمارے چینی بھائی بھی توجہ کے محتاج ہیں

اخبار انگلشمین کلکتہ کے حوالے سے معلوم ہوا ہے کہ شنگھائی میں ۵۰ سے زیادہ جاپانی سوداگر مسلمان ہو چکے ہیں اور مسلمانان شنگھائی نے شیخ عبداللہ کو لندن سے درخواست کی ہے کہ وہ مذہب اسلام پر چند چھوٹے چھوٹے رسالے لکھیں جن کا ترجمہ جاپانی زبان میں کیا جاوے گا۔

عقائد اسلام پر فلسفیانہ بحث کرنا اور اسی اسلوب سے اسلام کو ان لوگوں کے سامنے پیش کرنا جو اسلام سے کچھ بھی واقف نہیں ہر شخص کا کام نہیں ہو سکتا۔ اس خبر کو پڑھ کر ہمیں افسوس ہوتا ہے کہ چین میں باوجودیکہ مسلمانوں کی بہت بڑی آبادی ہے لیکن ایک کوئی ایسا متبحر عالم معلوم نہیں ہوتا جو نو مسلموں کو عقائد اسلام کی پوری پوری تلقین کر سکے ورنہ اسکی کیا ضرورت تھی کہ چینی لوگ شیخ لندن سے ایسی درخواست کی گئی۔

اصل بات یہ ہے کہ **حقیقی اسلام** کی اشاعت کا مرکز جیسا کہ علم الٰہی میں مقدر ہو چکا تھا **قادیان** ہے جہاں خدا کے **برگزیدہ بندہ** نے نزول فرمایا ہے اسلئے احمدی قوم کا فرض ہے کہ وہ ان دور دست ممالک میں اسلام کی حقیقی روشنی کو پہونچانے کی فکر کریں اور جہاں تک انسے ممکن ہے سعی کریں۔ ہماری ذاتی رائے ہے کہ ہمارے سلسلے کے فخر حضرت حکیم الامت اور مولانا مولوی عبدالکریم صاحب جیسے بزرگوں کا فرض ہے کہ وہ **عقائد اسلام** پر زمانہ کے مذاق اور ضرورت کے موافق مختصر اور عام فہم رسالے لکھیں جنکو قوم انگریزی اور دوسری زبانوں کے ذریعہ سے ان لوگوں تک پہونچانے کی فکر کرے جو اسلام کی طرف آتے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔ یہ وقت کا کام ہے اہل قلم بذریعہ قلم سے کام لیں اور اہل دل اپنے مال کو نثار کریں مدینہ یہ تو یقین ہے کہ مامور کی دعائیں تو ایک انقلاب مذہبی پیدا کر کے ہی رہینگی۔

مسلمانوں اور آریہ صاحبوں کو آج کل مذہبی مناظروں کا

مذہبی مناظروں کے نقصان

بہت شوق پیدا ہو چلا ہے اور آئے دن کسی نہ کسی مقام پر ایسے مذہبی مناظروں کا دنگل قائم ہوتا ہے جس میں وہی پہلوان بار بار اترتے ہیں اور وہی مضمون اُن کے زیر بحث ہوتا ہے اور وہی دلائل دُہرائے جاتے ہیں۔ ہم حیران ہیں کہ سمجھدار آریہ اور دانشمند مسلمان ایسے مذہبی مباحثوں سے کیا فائدہ سمجھتے ہیں بجز اسکے کہ غریب مسلمانوں اور ایسا ہی آریوں کا روپیہ برباد ہو اور آیندہ کے لیے عداوت اور بغض بڑھے اور جو لوگ کم علم اور سادہ لوح ہیں ان میں بد اعتقادی اور شک کو ترقی دیں۔ مذہبی مناظرات کے لیے اب قلم کا میدان کھلا ہے۔ حقیقت پرستی کی طاقت سے کام لینا چاہیے اور مباحثات کا موجودہ رخ بالکل بدل دینے کے قابل ہے ہر ایک اہل مذہب اپنے مذہب کی خوبیاں اور کمالات بیان کرے اور اگر مباحثہ بھی کرنا ہو تو خاص شرائط کے ماتحت ہو اور ان نشانات میں ہو جو حقیقی مذہب کے عملی نتائج یا ثمرات کہلا سکتے ہیں نری الفاظی اور لسانی سے اب کوئی کسی پر کامیابی حاصل نہیں کر سکتا اور نہ منوا سکتا ہے بلکہ حقیقی مذہب کے منوانے یا یوں کہو کہ حقیقی مذہب کی حجت ملزمہ قائم کرنے کا اب وہی طریق ہے جو خدا کے مسیح موعود نے اختیار کیا ہے۔ اور اسی لیے اسکو وہ ہیبت عطا ہوئی ہے کہ اسے سزاوار ہے شعر

چہ ہیبتہا بدادند ایں جوان را
کہ نا ید کس بمیدان محمد

نگینہ میں مباحثہ

نگینہ ضلع بجنور میں اسی ماہ کی ۵ تاریخ سے مسلمانوں اور آریوں کے درمیان ایک مذہبی مناظرہ کا دنگل قائم ہوا مضمون زیر بحث الہام تھا اور زیر بحث رہنوالے وہی پرانے مناظر ثناء اللہ امرتسری (جنکے خیال میں علماء اسلام نے بڑی شد و مد سے فتوی کفر دیا ہے) اور ماسٹر آتمارام صاحب مرتسری تھے۔ سنا گیا ہے کہ ثناء اللہ کے فتوے کفر نے میدان مباحثہ میں بُرا اثر پیدا کیا خواہ کچھ بھی ہو ان مباحثوں میں بجز تضیع اوقات اور صرف زر کے کوئی فائدہ فریقین کو نہیں ہوتا البتہ حریصان شہرت و نمود کا مطلب کسی نہ کسی پیرایہ میں پورا ہو جاتا ہے۔

خریداران اپنا حساب جلد بیباق فرماویں اور

آیندہ وی پی لینے کے لیے ہر وقت طیار رہیں

مینیجر

آہ! تیسرا پتھر

مسلمانوں کی حالت اس حد تک متنزل ہو چکی ہے کہ اگر کوئی اہل دل انسان سنن الٰہیہ پر نظر کرنے والا ہو تو وہ چیخ اُٹھے گا کہ ہر وقت مسلمانوں کی اصلاح اور درستی کیلیے بالضرور کوئی ایسا شخص آنا چاہیے جو خدا تعالے سے شرف مکالمت رکھتا ہو اور اسی کام کے لیے مامور ہوا ہو۔ اگرہ کے اخبار میں فرخ آباد سے کسی نامہ نگار نے ایک قطعہ تاریخ چھپوایا ہے جو اسنے اپنی تیسری لڑکی کے پیدا ہونے پر لکھا ہے یہ قطعہ تاریخ کیا ہے اچھا خاصہ نوحہ ہے جو اس تقریب پر کیا گیا ہے۔ وہ شعر جسمیں مادہ تاریخ ہے یہ ہے۔

شیشۂ دل توڑنے کے واسطے
آج حاجی تیسرا پتھر ہوا

جس باپ کے خیالات اپنی معصوم بچی کی نسبت ایسے ہوں کون اُمید کر سکتا ہے کہ وہ باپ پوری غور و پرداخت اسکی تعلیم و تربیت کے لیے کرے گا۔ ہمیں اس قطعہ کو پڑھ کر نہایت ہی افسوس ہوا انتہا اور ہمیں تعجب ہے کہ بجز معصر وکیل کے کسی ہمعصر نے اسپر توجہ نہیں کی۔ یہ مسلمانوں کی اندرونی بگڑی ہوئی حالت کا ایک راز ہے جو کھل گیا ہے۔ اگر **قرآن** کریم پر نظر ہوتی اگر **آنحضرت** صلی اللہ علیہ وسلم کے دو تبدیلی جاہلیت عرب کے اس قسم کے خیالات میں کی تھی مد نظر ہوتی تو اس قسم کا شعر کسی نیک دل مسلمان اور نازک قلب مومن کے منہ سے ہرگز ہرگز نہ نکل سکتا۔ اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی اب وہی حالت ہو رہی ہے جو کسی زمانہ جاہلیت میں اہل عرب کی تھی جس طرح اس جہالت کے دور کرنے کو خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تھا اسی طرح آج بھی وہی ضرورتیں پیش آگئی ہیں اور جبکہ وہی اسباب وہی صورتیں سامنے نظر آ رہی ہیں وہی امراض دامنگیر ہیں تو کیا وجہ ہے کہ وہی نسخہ اور علاج اسوقت کارگر نہ ہو یا اسکی ضرورت نہ ہو؟ اللہ تعالیٰ نے اسوقت **وَآخَرِينَ مِنْهُمْ** کی جماعت کو پیدا کرنے والا امام پیدا کیا ہے جو اسی طرز اور نقش قدم پر چلنے والا ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ اللہ اسی لیے وہ سچے معنوں میں **غلام احمد** ہے

خیر یہ امر اس رنگ میں تو **ضرورۃ امام کا** مؤید ہے۔ لیکن ابھی ایک اور بات ہے جو اوپر ہم لکھنا چاہتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ یہ شخص جو اپنی لڑکی کا نام پتھر رکھتا ہے اور اسے شیشۂ دل کی توڑنے والی ٹھیراتا ہے کیا اس سے اسکے خیالات پر روشنی نہیں پڑتی؟ اگرچہ **دختر کشی کا قانون** لڑکیوں کی حفاظت کر رہا ہے اور یہ گورنمنٹ انگلشیہ کے برکات میں سے ہے مگر ہمیں اندیشہ ہوتا ہے کہ جو باپ اپنی لڑکی کے لیے ایسا خیال رکھتا ہے وہ اسکی مناسب غور و پرداخت میں سستی اور عدم توجہی ضرور کرے گا اسلیے ان خیالات کو مد نظر رکھکر ہم چاہتے ہیں کہ مقامی حکام اس معصومہ کی نسبت مناسب نگہداشت کریں اور اسلامی یتیم خانوں کے مہتمموں کو چاہیے کہ ایسے سنگدل باپ کو ایسی لڑکی کی پرورش سے سبکدوش کردیں تاکہ اسکے شیشۂ دلکو اس معصومہ کو دیکھ دیکھکر ٹھیس نہ لگتی رہے ایسے باپ سے کیا اُمید ہو سکتی ہے۔ **واذا الموؤدة سئلت**

قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

افسوس! صد افسوس!!

تضمین بر شعر حضرۃ اقدس علیہ السلام

ہے آرزو وہ مُنہ سے کہیں اپنا سنائے آج
مجاز عید دی کا تماشا دکھائے آج
دلکو ہمارے محو تماشا بنائے آج
اور قادیاں میں لطف دو بالا کرائے آج
دل کر رہا ہے ہوکے حزیں ہائے ہائے آج
کسکو کہیں کہ یار سے ہم کو ملائے آج

مالک ہے اب ہمارے وہی جسم و جان کا
احمد کہاتے غلام اور آقا جہان کا
کوئی نہیں زمانہ میں ایسا اسکی شان کا
دلمیں ہمارے شوق ہے جب قادیان کا
دل کر رہا ہے ہوکے حزیں ہائے ہائے آج
کسکو کہیں کہ یار سے ہمکو ملائے آج

آوارہ عمر ہیں پھر اہوں کہاں کہاں
گلزار و بزم رقص مجھے ہیں کوئی ویران
اب دلمیں آرزو یہی رکھتا ہے ناتوان
آنکھیں ہوں میری اور تری خاک آستان
دل کر رہا ہے ہوکے حزیں ہائے ہائے آج
کسکو کہیں کہ یار سے ہمکو ملائے آج

نظر ثانی ہے جو ... سیتلا کر دیں تاکہ کسی ناگہاں حادثہ کے وقت یا ... قلت کا سوال ... + ایڈیٹر

ہی کشش ہے اجو ملائے وہاں مجھے
بنگالہ اب ستاتا ہے نے تڑا دیاں مجھے
کچھ تو دکھلیجے مسیح زماں مجھے
تیرے پاس امام جہاں مجھے
در ملنے ہو کے حزیں ہائے ملے آج
کسکو کہیں کہ یار سے ہمکو ملائے آج

*

میں چاہتا تھا پہونچوں کسطرح قادیاں
اُٹھا اثر دعا کا ہوا میری ناگہاں
دور آپڑا ہوں اور وطن سے بھی میں یہاں
پہونچا ہے قادیاں نہیں تو ایسا کہاں
دل کرسا ہی ہو کے حزیں ہائے ملے آج
کسکو کہیں کہ یار سے ہمکو ملائے آج

*

بیتاب ہوں جدا ہیں جو مسیح وہ نور دیں
جنکو مسیح کہتے ہیں امین وآفریں
فرقت میں کسطرح ہو علاج دل حزیں
صبر و قرار و تاب میسر ذرا نہیں
دل کر رہا ہے ہوکے حزیں ہائے ملے آج
کسکو کہیں کہ یار سے ہمکو ملائے آج

عبد الکریم فوت پا نہ و امام کے
ہیں فخر جبکہ امت خیر الانام کے
مولوی ہیں جو مسیح علیہ السلام کے
فرقت میں انکی کہتا ہوں یہ دل کو تھام کے
دل کر رہا ہو کے حزیں ہائے ملے آج
کسکو کہیں کہ یار سے ہمکو ملائے آج

یعقوب علی سے ملنے کا ہے اشتیاق اب
یہ زندگی فراق میں ہائے ہے شاق اب
ہمکو ستا رہا ہے بہت کچھ فراق اب
ہوتا نہیں خوشی کا یہاں اتفاق اب
دل کر رہا ہو کے حزیں ہائے ملے آج
کسکو کہیں کہ یار سے ہمکو ملائے آج

رو رو کے وقت شب میں کہاں تک بکا کروں
طوفان اشک سے کب تک بپا کروں
صدمہ بھلا فراق کے کب تک سہا کروں
قابو میں دل نہیں مرا اکبر میں کیا کروں
دل کر رہا ہی ہو کے حزیں ہائے آج
کسکو کہیں کہ یار سے ہمکو ملائے آج

اکبر شاہ خان صاحب اکبر نجیب آبادی احمدی حال وارد بنگال

کے واسطے یہ علم بہت ہی مفید ہے
مثال کے طور پر میں اس جگہ دو باتیں بیان کرتا ہوں۔ اول
انجیل سے ثابت ہے کہ حضرت
اس سے آگے دیکھو کالم ۴

حضرت اقدس کا ایک خط ایک انگریز کے نام

میرے پیارے دوست -
آپ کی محبت اور اخلاص سے بھری ہوئی چٹھی پہونچی جس کے مضمون پر مطلع ہونے کو اور آپ کی خیر وعافیت کے پانے سے مجھے بہت خوشی حاصل ہوئی افسوس کہ میں بباعث نہ ملنے کسی انگریزی خواں کے کسی قدر دیر کے بعد اس چٹھی کو لکھتا ہوں میں تا تحریر خط ہذا ہر طرح سے مع اہل وعیال خیریت سے ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالے جل شانہٗ آپ کو دنیوی مکروہات اور آزمایشوں سے بچا کر اپنے خاص اور جاودانی رحمتوں سے متمتع فرماوے میرے دل میں دن بدن بوجہ آپ کی استقامت اور استقلال طبیعت اور غیر متبدل خلوص کے آپ کی محبت بڑھتی جاتی ہے اور میں ایسا خیال کرتا ہوں کہ آپ جیسا ایک نیک رنگ دوست پانے سے میں نے ایک خزانہ پایا ہے یا ایک شہباز میرے قبضہ میں آیا ہے جس سے بڑے بڑے نیک نتیجوں کی امید رکھتا ہوں اور آپ کے لیے دعا کرتا ہوں کہ خداوند کریم روز بروز اپنی محبت اور معرفت اور وفا اور ثبات اور استقلال اور استقامت میں آپ کو ترقی بخشے اور میرے دل سے آپ کے دل کو ایک کر دیوے اسلام سے آپ کا محبت رکھنا صاف دلالت کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کے دلکو ہدایت مستقیم اور سلیم پیدا کیا ہے اور ایک اجنبی قوم کے لیے آپ کو چراغ ہدایت بنانا چاہا ہے کیونکہ وہ دین جو آئینہ عالم پر نظر ڈالکر اسکی پوری صورت ہم دیکھ سکتے ہیں وہ اسلام ہی ہے۔ اسلام کوئی نئی بات نہیں سکھاتا اور نہ کوئی نیا معبود پیش کرتا ہے اور نہ کوئی غیر طبعی اور اجنبی طریق نجات کا اُس نے ایجاد کیا ہے اور نہ خدا تعالیٰ کے صفات کاملہ میں سے جنپر صحیفہ فطرت شہادت دے رہا ہے کچھ کم کرتا ہے اور نہ نالائق صفتیں اُسکی طرف منسوب کرتا ہے بلکہ تعلیم قرآنی ان نقوش اور خطوط کی تفصیل کنندہ اور شارح اور یاد دلانے اور غلطی سے محفوظ رکھنے والی ہے جو خدا تعالیٰ کے افعال میں منقش ہیں قرآن شریف کی خوبیوں میں سے ایک بڑی خوبی یہی ہے کہ اسمیں ایک ذرہ تصنع اور بناوٹ کی بدبو نہیں پائی جاتی - انسان کے تمام قویٰ جو انکی فطرت میں پائے جاتے ہیں وہ قرآنی تعلیم کے سامنے ایسے ہیں کہ گویا وہ ایک قالب ہے جو بالطبع اس روح کے لینے کے لیے تقاضا کر رہا ہے جو شخص اس دین کی پوری صورت دیکھ لیوے اور طبع سلیم رکھتا ہو تو میں خیال نہیں کر سکتا کہ وہ اس نعمت کے قبول کرنے سے محروم رہ جاوے اسی غرض سے وہ رسالہ تالیف کیا گیا ہے جس کا ترجمہ آپ کی خدمت میں بھیجنا چاہتا ہوں افسوس کہ میں بباعث اپنی آن مجبوریوں کے جنکی تفصیل طول طلب ہے جلدی اپنے وعدہ کو پورا نہیں کر سکا اگر میں انگریزی خواں ہوتا تو یہ مشکلات مجھے نہ آتیں بہر حال اُمید رکھتا ہوں کہ اب میری دوسری چٹھی کوئی حصہ رسالہ کا ساتھ لیکر آپ کی خدمت میں پہونچے گی یہ نہیں وعدہ کر سکتا کہ کب تک مگر امید رکھتا ہوں کہ خداوند قادر مطلق کوئی بہت دیر اسمیں نہیں ڈالے گا خدا تعالیٰ آپ کے ساتھ ہے اور وہ دن لاوے کہ جیسے خط وکتابت کے ذریعہ سے ایک روحانی ملاقات حاصل ہو رہی ہے خارجی ملاقات سے بھی مسرور اور خوشحال ہو جائیں آمین

والسلام
آپ کا مخلص دوست غلام احمد
قادیان ضلع گورداسپور

تعبیر الرؤیا

مکرمی اڈیٹر صاحب - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - ۱۰ رجولائی سنہ ۱۹۰۶ء کے اخبار الحکم میں مولوی محمد فضل خان صاحب چنگوی نے ایک اپنا رؤیا برائے تعبیر لکھا ہے اور اخبار میں تعبیر الرؤیا کے لیے ایک کالم کھولنے کے واسطے تحریک کی ہے - اسمیں شک نہیں کہ علم تعبیر الرؤیا ایک نہایت ہی ضروری اور مفید علم ہے اور قوم میں اس کا مذاق پیدا کرنا کئی ایک مشکلات کے حل کا موجب ہو سکتا ہے - یہ علم انبیا علیہم السلام کو بطور موہبت الٰہی عطا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں حضرت یوسف پر اپنے احسانات کے درمیان وَيُعَلِّمُكَ مِن تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ بھی بیان فرمایا ہے - اور حدیث میں خواب کو نبوۃ کا چھیالیسواں حصہ بیان کیا گیا ہے - حضرت مولوی نور الدین صاحب کتب تعبیر الرؤیا کو کتب تفاسیر القرآن میں شامل فرمایا کرتے ہیں اور انبیا کے حالات اور اقوال کی کتب کی تفسیر

عیسیٰ نے جب وہ کوئی تین سال کی عمر کے تھے یوحنا کو اپنا پیر پکڑا اور طلب دیا یوحنا نے انکے ہاتھ پر اپنے گناہوں سے توبہ کر کے فقہ موسوی کے مطابق دریا میں غسل کیا تب اُن پر ایک کشفی حالت طاری ہوئی اور انہیں ایک کبوتری نظر آئی جو اُن پر اتری - اب یہ ایک رؤیا تھا اور کتب تعبیر الرؤیا میں میں نے پڑھا ہے کہ جو کوئی خواب میں کبوتری کو دیکھتا ہے اُسکی اولاد اسکو بعد سید بن ہو جائیگی - سو دیکھنا چاہیے کہ مسیح کا رؤیا کیسا سچا ہوا کہ انکی اولاد (امت) نے انکو خدا بنایا - وہ جو اُسکو نیک کہنے والے سے لڑنے لگا تھا اُسکو عرش پر بٹھایا گیا - سبحان اللہ -

دوم نبی کریم صلعم نے فرمایا ہے کہ مسیح موعود میری قبر میں داخل ہوگا جسکی تعبیر یہ ہے کہ مسیح موعود کی نبی کریم کے ساتھ بسبب کمال متابعت اور صدق کے کمال یگانگت ہوگی ایسا کہ ہر دو کا جینا اور مرنا گویا ایک ہی رنگ کا ہوگا ؎ منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

غرض یہ علم ایک ضروری روحانی علم ہے بلکہ اخبار میں اسکے متعلق کالم کھولنے میں ایک اور مشکل کا سامنا ہے - ایک تو یہ ہے کہ خواب کی تعبیر ایک بہت مشکل امر ہے بسا اوقات آدمی کچھ سمجھتا ہے اور پورا ہونے کے وقت کچھ اور شکل آتا ہے اور ہمیشہ ایک ابتلا کا خوف ہے

حضرت اقدس کی خدمت میں کئی لوگ اپنی خوابیں پیش کیا کرتے ہیں مگر بہت ہی کم ایسا ہوتا ہے کہ آپ کو کوئی خوابوں کی مفصل تعبیر کیا کریں - دوسرا ہر ایک شخص اس قابل نہیں ہوتا کہ آدمی اسکے آگے اپنی خواب تعبیر کیلئے اسطرح پیش کر دے اور اخبار کے کالم سب کیلئے کھلے رہیں - سوم سب خوابیں بھی اس لائق نہیں کہ انکی عام اشاعت کی جاوے - جو صاحب اس کالم کے کھولنے کے متعلق اپنی رائے لکھنا چاہیں وہ ان باتوں پر ضرور غور کر لیں - چونکہ مولوی صاحب اپنا خواب اخبار میں درج فرما چکے ہیں اسواسطے میں اسکی تعبیر جو میری سمجھ میں آئی ہے بیان کر دیتا ہوں مولوی صاحب نے دیکھا ہے کہ کسی نے پانسو پونڈ کی رقم روانہ کی مگر انھوں نے صرف فارم دیکھا ہے رقم نہیں دیکھی - پونڈ سونے کا ہوتا ہے اور سونا خواب میں اچھا نہیں ہوتا بلکہ اُس کی مراد ہم وغم ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مولوی صاحب کے لیے کچھ ہم وغم کا سامان کہیں بنا ہے لیکن مولوی صاحب نے رقم نہیں دیکھی صرف فارم دیکھا ہے - فارم انگریزی لفظ ہے اور اسکے معنی ہیں شکل وصورت اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے لیے غم وہم ایک صورت تو پیدا ہوئی مگر انشاء اللہ وہ ہم وغم کا منصب ہے اللہ تعالیٰ ان تک نہ پہونچائے گا - پھر مولوی صاحب نے پونڈ دیکھی رقم کو ضرب دی ضرب یعنی کا ایک عمل ہے - اسمیں اشارہ ہے کہ مولوی صاحب اس ہم وغم سے بچنے کے لیے کچھ ریاضت کریں یعنی دعا و استغفار و توبہ و توجہ الی اللہ میں مصروف ہو جاویں ضرب اصطلاح صوفیہ میں ریاضت کا نام ہے جیسا کہ لا الہ الا اللہ کی ضرب لگائی جاتی ہے تیسا عمل ضرب کے

جمع لگانے سے وہ پونڈ قریباً ۱۱۱ ... گنا ہوکر روپے بنجائینگے سو روپیہ چاندی کا ہے اور چاندی تعبیر میں بہت عمدہ ہے یعنی وہ ہم وغم مبدل براحت و آرام ہو جائے گا بہت سے خواب جاتے ہیں کہ انسان کسی آنیوالے کو دیکھ کر گھبرو کہ اگر سامان بنا لیتا کہ مٹا کرے انجام اس خواب کا نیک ہو جیسے اپنی سمجھ کے مطابق اسکی تعبیر لکھدی ہے واللہ اعلم بالصواب - محمد صادق - قادیان ۱۸ رجولائی سنہ ۱۹۰۶ء

مسیح موعود کی تعلیم

گذشتہ اشاعت سے آگے

اگر عیسےٰ زندہ تھا تو مرنے میں ہمارے رسول کی بے عزتی تھی سو تم نہ اہل سنت ہو نہ اہل قرآن جب تک عیسیٰ کی موت کے قائل نہ ہو۔ اور میں حضرت عیسیٰ کی شان کا منکر نہیں گو خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ مسیح محمدی۔ مسیح موسوی سے افضل ہے لیکن تاہم میں مسیح ابن مریم کی بہت عزت کرتا ہوں کیونکہ میں روحانیت کی رو سے اسلام میں خاتم الخلفاء ہوں جیسا کہ مسیح ابن مریم اسرائیلی سلسلہ کے لیے خاتم الخلفاء تھا موسیٰ کے سلسلہ میں ابن مریم مسیح موعود تھا اور محمدی سلسلہ میں میں مسیح موعود ہوں سو میں اُس کی عزت کرتا ہوں جس کا ہمنام ہوں اور مفسد اور مفتری ہے وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا۔ بلکہ مسیح تو مسیح میں تو اُس کے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں کیونکہ پانچوں ایک ہی ماں کے بیٹے ہیں نہ صرف اسیقدر بلکہ میں تو حضرت مسیح کی دونوں حقیقی ہمشیروں کو بھی مقدسہ سمجھتا ہوں کیونکہ یہ سب بزرگ مریم بتول کے پیٹ سے ہیں اور مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا۔ پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم عین حمل میں نکاح کیوں کیا گیا اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں ناحق توڑا گیا اور تعدد ازدواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی یعنی باوجود یوسف نجار کی پہلی بیوی ہونے کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں آوے مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آگئیں اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے نہ قابل اعتراض۔

ان سب باتوں [illegible]

مت خیال کرو [illegible] ظاہری طور [illegible] کرو ہے ظاہر [illegible] دیکھتا ہے اور [illegible] دیکھو [illegible] ہوتا [illegible] دکھاؤ۔ خدا کی نافرمانی [illegible] اس سے بچو [illegible] دعا کے وقت خدا کو [illegible] نہیں سمجھتا بجز وعدہ کی مستثنیات کے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص پورے لالچ میں پھنسا ہوا ہے اور آخرت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم نہیں رکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص پورے طور پر ہر ایک بدی سے اور ہر ایک بدعملی سے یعنی شراب سے قمار بازی سے بدنظری سے اور خیانت سے رشوت سے اور ہر ایک ناجائز تصرف سے توبہ نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پنجگانہ نماز کا التزام نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دعا میں لگا نہیں رہتا اور انکسار سے خدا کو یاد نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص بد رفیق کو نہیں چھوڑتا جو اُس پر بد اثر ڈالتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ماں باپ کی عزت نہیں کرتا اور امور معروفہ میں جو خلاف قرآن نہیں ہیں اُن کی بات کو نہیں مانتا اور اُن کی تعہد خدمت سے لاپرواہ ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنی اہلیہ اور اُس کے اقارب سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ہمسایہ کو ادنیٰ ادنیٰ خیر سے بھی محروم رکھتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص نہیں چاہتا کہ اپنے قصوروار کا گناہ بخشے اور کینہ پرور آدمی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ ہر ایک مرد جو بیوی سے یا بیوی خاوند سے خیانت سے پیش آتی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اُس عہد کو جو اُس نے بیعت کے وقت کیا تھا کسی پہلو سے توڑتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص مجھے فی الواقع مسیح موعود و مہدی معہود نہیں سمجھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ اور جو شخص امور معروفہ میں میری اطاعت کرنے کے لیے طیار نہیں ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے اور جو شخص مخالفوں کی جماعت میں بیٹھتا ہے اور اُن کی ہاں میں ہاں ملاتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ ہر ایک زانی فاسق۔ شرابی۔ خونی۔ چور۔ قمار باز۔ خائن۔ مرتشی۔ غاصب۔ ظالم۔ دروغگو۔ جعلساز۔ اور اُن کا ہمنشین اور اپنے بھائیوں اور بہنوں پر تہمتیں لگانے والا جو اپنے افعال شنیعہ سے توبہ نہیں کرتا اور خراب مجلسوں کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ یہ سب زہریں ہیں تم ان زہروں کو کھا کر کسی طرح سے بچ نہیں سکتے اور [illegible] اور بہشتی ایک جگہ جمع نہیں [illegible] جو پیچ در پیچ طبیعت رکھتا کر [illegible] ہے وہ [illegible] نہیں پا سکتا [illegible] دنوں کو [illegible] خوش قسمت وہ لوگ ہیں جو اپنے دلوں کو صاف کرتے ہیں اور اپنے دلوں کو ہر ایک آلودگی سے پاک کر لیتے ہیں اور اپنے خدا سے وفاداری کا عہد باندھتے ہیں کیونکہ وہ ہرگز ضائع نہیں کیے جائیں گے ممکن نہیں کہ خدا اُن کو رسوا کرے کیونکہ وہ خدا کے ہیں اور خدا اُن کا وہ ہر ایک بلا کے وقت بچائے جائیں گے احمق ہے وہ دشمن جو اُن کا قصد کرے کیونکہ وہ خدا کی گود میں ہیں اور خدا اُن کی حمایت میں۔ کون خدا پر ایمان لایا؟ صرف وہی جو ایسے ہیں۔ ایسا ہی وہ شخص بھی احمق ہے جو ایک بیباک گنہگار اور بدباطن اور شریر النفس کے فکر میں ہے کیونکہ وہ خود ہلاک ہوگا۔ جب سے خدا نے آسمان اور زمین کو بنایا کبھی ایسا اتفاق نہ ہوا کہ اُس نے نیکوں کو تباہ اور ہلاک اور نیست و نابود کر دیا ہو بلکہ وہ اُن کے لیے بڑے بڑے کام دکھلاتا رہا ہے اور اب بھی دکھلائے گا وہ خدا نہایت وفادار خدا ہے اور وفاداروں کے لیے اُس کے عجیب کام ظاہر ہوتے ہیں دنیا چاہتی ہے کہ اُن کو کھا جائے اور ہر ایک دشمن اُن پر دانت پیستا ہے مگر وہ جو اُن کا دوست ہے ہر ایک ہلاکت کی جگہ سے اُن کو بچا لیتا ہے اور ہر ایک میدان میں اُن کو فتح بخشتا ہے۔ کیا ہی نیک طالع وہ شخص ہے جو اُس خدا کا دامن نہ چھوڑے۔ ہم اُس پر ایمان لائے ہمنے اُس کو شناخت کیا۔ تمام دنیا کا وہی خدا ہے جس نے میرے پر وحی نازل کی جس نے میرے لیے زبردست نشان دکھلائے جس نے مجھے مسیح موعود کر کے بھیجا اُس کے سوا کوئی خدا نہیں نہ آسمان میں نہ زمین میں جو شخص اُس پر ایمان نہیں لاتا وہ سعادت سے محروم اور خذلان میں گرفتار ہے ہمنے اپنے خدا کی آفتاب کی طرح روشن وحی پائی ہمنے اُسے دیکھ لیا کہ دنیا کا وہی خدا ہے اُس کے سوا کوئی نہیں کیا ہی قادر اور قیوم خدا ہے جس کو ہم نے پایا کیا ہی زبردست قدرتوں کا مالک ہے جس کو ہمنے دیکھا سچ تو یہ ہے کہ اُس کے آگے کوئی بات اَن ہونی نہیں مگر وہی جو اُس کی کتاب اور وعدہ کے برخلاف ہے سو جب تم دعا کرو تو اُن جاہل نیچریوں کی طرح نہ کرو جو اپنے ہی خیال سے ایک قانون قدرت بنا بیٹھے ہیں جس پر خدا کی کتاب کی مہر نہیں کیونکہ وہ مردود ہیں اُن کی دعائیں ہرگز قبول نہیں ہوں گی وہ اندھے ہیں نہ سوجاکھے وہ مردے ہیں نہ زندے خدا کے سامنے اپنا تراشیدہ قانون پیش کرتے ہیں اور اُس کی بے انتہا قدرتوں کی حد بست ٹھہراتے ہیں اور اُس کو کمزور سمجھتے ہیں سو اُن سے ایسا ہی معاملہ کیا جائے گا جیسا کہ اُن کی حالت ہے۔ لیکن جب تو دعا کے لیے کھڑا ہو تو تجھے لازم ہے کہ یہ یقین رکھے کہ تیرا خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے تب تیری دعا منظور ہوگی اور تو خدا کی قدرت کے عجائبات دیکھے گا جو ہمنے دیکھے ہیں اور ہماری گواہی رویت سے ہے نہ بطور قصہ کے۔ اُس شخص کی دعا کیونکر منظور ہو اور خود کیونکر اُس کو بڑی مشکلات کے وقت جو اُس کے نزدیک قانون قدرت کے مخالف ہیں دعا کرنے کا حوصلہ پڑے جو خدا کو ہر ایک چیز پر قادر نہیں سمجھتا مگر اے سعید انسان تو ایسا مت کر تیرا خدا وہ ہے جس نے بیشمار ستاروں کو بغیر ستون کے لٹکا دیا اور جس نے زمین و آسمان کو محض عدم سے پیدا کیا کیا تو اُس پر بدظنی رکھتا ہے کہ وہ تیرے کام میں عاجز آجائے گا۔ بلکہ تیری ہی بدظنی تجھے محروم رکھے گی ہمارے خدا میں بیشمار عجائبات ہیں مگر وہی دیکھتے ہیں جو صدق اور وفا سے اُس کے ہو گئے ہیں وہ غیروں پر جو اُس کی قدرتوں پر یقین نہیں رکھتے اور اُس کے وفادار نہیں ہیں وہ عجائبات ظاہر نہیں کرتا کیا بدبخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اُس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اُس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اُس میں پائی یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کے لیے لوگوں کے کان کھلیں۔

اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے تم سوئے ہوئے ہوگے اور خدا تعالیٰ تمہارے لیے جاگے گا تم دشمن سے غافل ہوگے اور خدا اُسے دیکھے گا اور اُس کے منصوبے کو توڑے گا۔ تم ابھی تک نہیں جانتے کہ تمہارے خدا میں کیا کیا قدرتیں ہیں اور اگر تم جانتے تو تم پر کوئی ایسا دن نہ آتا کہ تم دنیا کے لیے سخت غمگین ہو جاتے ایک شخص جو ایک خزانہ اپنے پاس رکھتا ہے کیا وہ ایک پیسہ کے ضائع ہونے سے روتا ہے اور چیخیں مارتا ہے اور ہلاک ہونے لگتا ہے پھر اگر تم کو اس خزانہ کی اطلاع ہوتی کہ خدا تمہارا ہر ایک حاجت کے وقت کام آنے والا ہے تو تم دنیا کے لیے ایسے بیخود کیوں ہوتے خدا ایک پیارا خزانہ ہے اُس کی قدر کرو کہ وہ تمہارے ہر ایک قدم میں تمہارا مددگار ہے تم بغیر اُس کے کچھ بھی نہیں اور نہ تمہارے اسباب اور تدبیریں کچھ چیز ہیں۔ غیر قوموں کی تقلید نہ کرو کہ جو بکلی اسباب پر گر گئی ہیں اور جیسے سانپ مٹی کھاتا ہے انہوں نے سفلی اسباب کی مٹی کھائی اور جیسے گدھ اور کتے مردار کھاتے ہیں انہوں نے مردار پر دانت مارے وہ خدا سے بہت دور جا پڑے انسانوں کی پرستش کی اور خنزیر کھایا اور شراب کو پانی کی طرح استعمال کیا اور حد سے زیادہ اسباب پر گرنے سے اور خدا سے قوت نہ مانگنے سے وہ مر گئے اور آسمانی روح اُن میں سے ایسی نکل گئی جیسا کہ ایک گھونسلہ سے کبوتر پرواز کر جاتا ہے

ایک ... لی رعایت ... فائدہ اٹھایئے ... قیمت ... ۱۰ ... ۱۲ ... مضامین ... مقابلہ ... ۲

مراسلات

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بیا اے بنجا میسر ہست مہدی زمان بینی
رگر تا جسکی جو کیث پری ہر سیر وجولان بینی

امام وقت کو آ دیکھ چہرہ آب تو جہان بینی
نہ رکٹ جائیگی کچھ تیری یہان اک سیر بستان بینی

چہ گویم بالو گر آئی جہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

اگر دل مین ترے شوق بہار باغ جنت ہے
جو تو چاہے کہ دل کی دور تیرے رنج و کلفت ہو
تو تو اگر امام وقت کی بے شبہ بیعت ہو
یہان دونون جہان کی تجھکو حاصل فخر و عزت ہو

چہ گویم بالو گر آئی جہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

یہان ہر تخرو ست مثل فاروق و ابوذر ہے
نہ یاد خالق اکبر سے غافل کوئی دم بھی ہے
اگر قہر و غضب کا بھی خدا کے کچھ تجھے ڈر ہے
تو آ تو اس جگہ امن و امان کا بھی گھر ہے

چہ گویم بالو گر آئی جہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

تعجب ہے کچھ تو نے مہدی تو نے پہچانی
نہ تو نے وقعت و عظمت امام وقت کی جانی
مرض مہلک ہے لازم ہے تجھے بیشک دوا کھانی
تو کر عزم سفر آخر کہ بیشک یہ تن آسانی

چہ گویم بالو گر آئی جہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

اگر تو درد دل کو چاہتا ہے یہ کہ اچھا ہو
ترے سینہ مین جاری معرفت کا ایک دریا ہو
تو سب کچھ چھوڑ کر اکبر ادہر کو تو روانہ ہو
بتاؤن کیا کہ حاصل سمجھ یہ تجھکو کیا کیا ہو

چہ گویم بالو گر آئی جہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

راقــــــــم

اکبر شاہ خان احمدی نجیب آبادی

ضروری اطلاع

خط و کتابت کرنیوالی اصحاب باوجود بار بار فہمائش کرنے کے نمبر خریداری تحریر کرنے مین تساہل کر جاتے ہین جس سے تعمیل مین دقت پیش آتی ہے اور جواب نہین دیا جاتا۔ (منیجر)

بحضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام و پیر مہر علی شاہ گولڑوی۔

جیسا کہ یہودی علماء پہچان چکے ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم اپنے دعوے نبوت مین سچے و راستی پر ہین مگر علمائے اہل کتاب دنیاوی ننگ و ناموس۔ جاہ و جلال مین کمی آنے سے دلی اعتقاد ظاہر نہین کرتے تھے اور اس راستبازون کو سردار سے لوگون کے سامنے نفرت ظاہر کرتے تھے ویسا ہی آجکل کے اکثر ملاز علماء و سجادہ نشین حضرت اقدس امام الزمان مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام سے بظاہر منکر ہو کر کنارہ کشی کر رہے ہین۔ چنانچہ خداوند تعالیٰ ہر دو گروہ کی اندرونی حالت کا نقشہ قرآن کریم مین کھینچکر بتاتا ہے۔ الذین اتینٰھم الکتاب یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم وان فریقا منھم لیکتمون الحق وھم یعلمون یعنی وہ لوگ جن کو ہم نے اپنی کتاب کا علم دیا ہے وہ پیغمبر خدا کو ایسا پہچانتے ہین جیسا کہ کوئی اپنے بیٹون کو پہچان لیتا ہے اور بے شک اہل کتاب مین سے ایک گروہ سچ بات کو جان بوجھکر چھپا رہا ہے۔

کچھ عرصہ ہوا برادرم بابو فیروز علی سٹیشن ماسٹر ماکسوال نے میری آگے زبانی بھی ذکر کیا اور ایک خط مین مندرجہ ذیل بیان حلفاً لکھا ہے جو بجنسہ یہان درج کیا جاتا ہے۔

اللہ جلشانہ کیواسطے ایک سچی شہادت بندہ غالباً سنہ ۱۸۹۷ء مین جن دنون مین بمقام سٹیشن گولڑہ تعینات تہا اوس وقت مین سائین پیر مہر علیشاہ کے مریدون مین سے تہا۔ ایک ڈاکخانہ کا چپڑاسی جو باشندہ گجرات کا تہا جس کا نام محبی یاد نہین رہا گو وہ حضرت اقدس سے خادمانہ تعلق نہین رکہتا تہا لیکن مداح تہا اُس سے مین نے جب حضرت اقدس امام الزمان مسیح موعود کی تعریف سنی اور کچھ مجملطور پر دعوی مسیحیت کی بابت سنا تو مین نے گولڑہ مین جاکر پیر مذکور نے مفصلہ ذیل الفاظ بیان کئے جو بطور حلفی شہادت کے مین ارقام کرتا ہون ملتے

پیر مہر علیشاہ کے الفاظ۔

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہین کہ بعض مقامات منازل سلوک مین ایسے ہین کہ وہان اکثر بدگمان خدا ہو جاتا کہ مسیح اور مہدی بن جانے ہین بعض اون کے ہم رنگ ہو جاتے ہین۔ یہ مین نہین کہہ سکتا آیا یہ شخص (یعنے

۴ پیر صاحب گولڑوی سے دربارہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام استفسار کیا کہ آپ کا حضرت مرزا صاحب کے بارے مین کیا خیال ہے جس کے جواب مین م

حضرت اقدس) منازل سلوک مین اوس مقام پر ہے یا حقیقتاً وہی مہدی ہے جسکا وعدہ جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس امت سے کیا ہے مذاہب باطلہ کیواسطے یہ شخص شمشیر برّان کا کام کر رہا ہے اور یقیناً تائید یافتہ ہے۔ انتہے۔

مذکورہ بالا بیان پیر صاحب گولڑوی کا ہے جو انہون نے بابو فیروز علی کے روبرو کیا۔

اگر پیر مہر علیشاہ کا یہ اعتقاد نہین تہا یا ابتک اون کا دلی اعتقاد یہ نہین ہے جو انہون نے کئی دفعہ اپنے مریدون کے روبرو بیان کیا تو ایک اشتہار اس قسم کا شایع کر دین کہ خداوند تعالیٰ جھوٹے کو پہلے موت دے بس جلدی فیصلہ ہو جائیگا۔

راقــــــــم

خاکسار محمد فضل احمدی چنگوی مقام چنگا تحصیل گوجرخان

چند سوالات از علماو مجتہدین اہل تشیع

۱۔ کیا یہ قرآن مجید جو اس وقت ہمارے سامنے ہے کامل مکمل بے کم و بیشی و بے نقص وہی قرآن ہے جو محمد صلعم پر نازل ہوا اور کل ضروریات دینی و دنیوی کا مشتمل ہے۔

۲۔ حدیث نبوی کہان تک واجب التعمیل ہے اور اس کا معیار صحت کیا ہے۔

۳۔ اگر حدیث معارض قرآن مجید ہو تو عمل کس پر ہوگا

۴۔ شیعہ صاحبان اپنے آپ کو دیگر فرقہ ہائے مذہب اسلام کے سامنے کونسے دلائل و براہین قرآن حمید کی رو سے اقرب الحق اور ناجی قرار دیتے ہین۔

۵۔ اصول دین۔ توحید۔ عدل۔ نبوت امامت۔ معاد۔ کس نے وضع کئے ہین اور کب اور ان مین باہمی کیا ربط ہے۔

۶۔ صفات اللہ مین سے خاصکر صفت عدل کیون دوسرا اصل مقرر کیا گیا ہے۔

۷۔ نبوت کے اقسام از روئے لغت و شریعت کیا ہین۔

۸۔ امامت کے معنے از روئے لغت و شریعت مع اقسام۔

۹۔ رسول۔ نبی۔ امام۔ ان مین کیا فرق ہے۔

۱۰۔ امامت کے انکار ایسا اخفا ہوتا ہے جیسا کہ نبوت مین اگر نہین تو منکر امام کی موت موت جاہلیت کیون قرار دیگئی ہے۔

۱۱۔ منصب امامت مثل منصب نبوت وہبی ہے یا۔

۱۲۔ تعداد ائمہ کی دلیل کتاب اللہ سے کیا ہے۔

۱۳۔ اگر ائمہ علیہم السلام منصوص امام ہین تو ہر ایک امام کے متعلق نص پیش کی جاوے نیز اس بات کے لئے کہ امامت ایک ہی خاندان سے مخصوص ہے۔

۱۴۔ آئمہ علیہم السلام پر کن امور کے متعلق وحی ہوتی تہی۔

۱۵۔ حدیث امام اور حدیث نبوی صلعم مین تعارض ہو تو کیا کرنا چاہیئے۔

۱۶۔ حضرات آئمہ کی دعوت کو اہل زمانہ نے کیون قبول نہ کیا اور اپنے اسی وقت مین ان کو کہانتک کامیابی حاصل ہوئی۔

۱۷۔ محمد مصطفےٰ خاتم النبین مین تو ختم نبوت اور تکمیل دین کے بعد امامت کی ضرورت ہی کیا ہے۔

۱۸۔ اور اگر ضرورت ہے تو اہل اسلام کی موجودہ حالت اور زمانہ کی ضرورت امام کو چاہتی ہے یا نہ۔

۱۹۔ کیا آئمہ علیہم السلام غیب کی خبرین قبل از وقت خداوند سے علم پاکر صحابیون کو سنایا کرتے تھے۔ اور کبھی کوئی خبر پوری ہوئی اس کی کوئی نظیر ہے۔

۲۰۔ امور ان الٰہی کی شناخت کا کوئی معیار الہامی کتابون مین رکہا گیا ہے۔ اگر ہے تو اسکی تشریح ہو۔

۲۱۔ امام المنتظر صاحب کب اور کہان اور کس غرض کیلئے پیدا ہوئے تہے کب اور کس جگہ سے کتنی عمر مین غائب ہوگئے تہے اور اس غیبت سے کیا فائدہ ہوا کسی شخص کو خاص خدمت اور خاص وقت کے لئے محفوظ کر رکہنے کی کوئی نظیر ہے۔

۲۲۔ امام مہدی صاحب کہان ہین زمانہ کے زیر اثر اور لوازم بشریت کے ماتحت ہین یا نہ۔

۲۳۔ امام مہدی صاحب کب تک ظہور فرماوینگی اور ظاہر ہو کر کیا کرینگے۔ کوئی پیشگوئی ہو۔

۲۴۔ امام مہدی صاحب ماقبل کے گیارہ امامون سے افضل ہون گے۔

۲۵۔ تنازعہ حیات اور وفات مسیح ابن مریم کے پیش ہونے پر قرآن نے کیا فیصلہ دیا ہے۔

۲۶۔ کیا کوئی شخص مسلمان کہلا کر حضرت مسیح ابن مریم کو محی خالق محی قیوم مان سکتا ہے۔

۲۷۔ اگر مسیح ابن مریم مانند دیگر انبیاء علیہم السلام کے فوت ہو چکے ہین تو مسیح کی آمد ثانی کے متعلق اخبار و آثار کے کیا معنے ہو سکتے ہین۔

۲۸۔ مسیح ابن مریم اس امت مین آکر کیا کریگا اور وہ امام مہدی صاحب سے افضل ہوگا یا نہ۔

۲۹۔ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید کیون مثیل موسےٰ قرار دیا ہے۔

۳۰۔ آیہ استخلاف مین جو خلفائے محمدیہ کو مثیل خلفائے موسویہ بیان کیا گیا ہے۔ اس مماثلت کے کیا معنے ہین۔

راقــــــــم

محمد رمضان علی بن ملا محمد عبد الرزاق

نورالدین پر ریویو

نمبر ۵

نمبر ۴ میں ہم نے فاضل مصنف کا اپنا ریویو نورالدین پر دیا ہے۔ جس میں اولاً نہایت ہی لطیف پیرایہ میں مصنف نے کتاب میں بعض چھاپہ کی اغلاط کے رہ جانے کا ذکر کیا ہے۔ پھر ضمناً علامہ موصوف نے **تعلیم الاسلام** کالج قادیان کے مدرسین کو توجہ دلائی ہے کہ وہ خدمت دین کیلئے اہل قلم نہیں اور پھر ایک عجیب رنگ میں عقائد صحیحہ کو پیش کیا ہے یا بالفاظ دیگر یوں کہو کہ اپنا مذہب بتا دیا ہے اور پھر **نورالدین** کے مصنف نے اس ریویو میں ان امور پر بحث کی ہے جو ہمارے ریویو کا چوتھا اور پانچواں جزو تھا یعنے نورالدین متکلم کی نظر میں زمانہ حال کی ضرورت کیا ہے اور کون سی کتابیں موجود ہیں۔ اب ہم ریویو کے اس نمبر میں چھٹے حصہ پر کچھ لکھیں گے یعنے نورالدین کے

مضامین کی تلخیص اور نورالدین کی خصوصیت

نورالدین کی پہلی چار جزوں میں **۱۴ فقروں** پر مشتمل ایک دیباچہ لکھا گیا ہے۔ **فقرہ اول میں اسلام** کے لفظ میں جو عظیم الشان پیشگوئی ہے اس کو فلسفیانہ رنگ میں پیش کیا ہے۔ اور اس طرز پر اس پیشگوئی کو **اسنے لائیز** کیا ہے کہ ایک دہریہ اور سٹیزمیٹ کو بھی اسکے سوا چارہ نہیں رہتا۔ یہ پیشگوئی قرآن کریم کی صداقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور اسلام کی حقانیت پر ایک روشن دلیل ہے۔ شروع کتاب میں اس فقرہ کے اندراج سے ہی نورالدین کے مصنف نے دکھایا ہے کہ **اسلام** ایک ایسا بیّن اور واضح **مذہب ہے** کہ اسکی سچائی پر خارجی دلائل اور براہین کی حاجت ہی نہیں۔ پھر اسی فقرہ میں قرآن کریم کی ابدی حفاظت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت مکہ اور مدینہ کے فتن دجال سے محفوظ رہنے کی پیشگوئیوں پر ایک لطیف بحث کی ہے اگر **تارک** کی ساری کتاب کے جواب میں صرف یہی ایک فقرہ لکھ دیا جاتا تو بھی ہماری رائے میں کافی جواب تھا۔ پھر اس فقرہ کے آخری حصہ میں فاضل مصنف جہاں ایک طرف جہاد کی **حقیقت** پر روشنی ڈالی ہے وہاں زمانہ حال کی قلمی جنگ کی تاریخ لکھ ڈالی ہے۔ اور اس اعتراض کا کافی جواب دیا ہے جو بعض ناواقف اور نادان مسلمانوں کیطرف سے کیا جاتا ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آریوں اور مسیحیوں سے اسلام کو گالیاں دلائی ہیں۔ فقرہ نمبر اول کے اس حصہ میں صفائی کیساتھ دکھایا گیا ہے کہ جسطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں دفاعی جنگ کرنی پڑی تھی۔ اسیطرح پر اس زمانہ میں مسیحیوں اور آریوں نے اسلام پر حملے کرنے میں ابتدا کی ہے اور ہم نے جو کچھ لکھا ہے دفاعی طور پر لکھا ہے۔

اس کے بعد چونکہ **آریہ سماج** کے بالمقابل یہ کتاب لکھی ہے اس کے فاضل مصنف نے مذہبی مناظرہ میں خود دیانندجی آریہ سماج کے بانی مبانی کی کتابوں سے اصول مناظرہ کو پیش کیا ہے۔ ان اصولوں کو پیش کرنے سے مصنف کی غرض و غایت یہ معلوم ہوتی ہے کہ **تارک اسلام** کو دکھائے کہ اس نے اسلام پر اعتراض کرنے میں **دیانندجی** کے مجوزہ قواعد مناظرہ کو بھی ترک کر دیا ہے (اگرچہ خود دیانندجی نے ان اصولوں کو ترک کیا ہے)

ان **اصولوں** کے بیان کرنے میں ہی نورالدین کے مصنف نے تارک کی ساری کتاب کا قلع قمع کر دیا ہے۔

چونکہ تارک اسلام اور دوسرے معترضین اسلام نے قرآن شریف پر اپنی کم سمجھی یا عناد کی وجہ سے حملے کئے ہیں اس لئے فاضل مصنف نے عام لوگوں کے فائدہ کے لئے قرآن کریم کو فہم کے عام **چودہ** اصول بیان کر دیئے ہیں جن کو مدنظر رکھ کر اگر قرآن کریم کا ترجمہ کیا جاوے اور اس پر غور کی جاوے تو کوئی اعتراض پیدا ہی نہیں ہوتا۔ ان اصولوں کو بیان کرنے کے بعد خود مصنف کہتا ہے کہ اگر دھرم پال صرف یہ لحاظ رکھتا کہ خدا کی عظمت و جبروت کو مدنظر رکھتا اور اپنے تئیں اس امر کا پابند کرتا کہ لغت عرب کے مختلف معانی سے جو ایک لفظ کے ہوں اور وہ لغت سے ثابت ہوں وہی معنے کئے جاویں تو اس قاعدہ سے اس کو ہینتیس سوالات ترک اسلام کا جواب فی الفور مل سکتا تھا۔

یعنے نمبر ۱ و ۲ و ۱۰ و ۱۳ و ۱۷ و ۱۸ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰ و ۳۲ و ۳۳ و ۳۴ و ۳۸ و ۳۹ و ۴۶ و ۴۸ و ۴۹ و ۵۰ و ۵۱ و ۵۷ و ۶۵ و ۶۸ و ۷۱ و ۷۴ و ۸۷ و ۸۸ و ۸۹ و ۹۰ و ۹۱ و ۹۴ و ۹۸ و ۱۱۱ و ۱۱۳ و ۱۱۵

اس **فقرہ** کے خاتمہ میں آریہ سماج کے عام تعلقات پر ایک پولیٹیشن کی نظر سے فاضل مصنف نے نظر کی ہے اور ساتھ ہی ایک سنجیدہ مذاق کے رنگ میں آریہ **مذہب** کے ستون کو گرایا ہے۔ اور وید کے تراجم و تفاسیر کے غیر معتبر ہونے کو ثابت کیا ہے۔ چنانچہ وہ آخری پیراگراف اس فقرہ کا اسطرح پر ختم کیا ہے۔

"اور اپنے بارے میں اعتراضوں سے یوں بچاؤ کر لیں کہ تمام یوران اور آریہ تفاسیر بلکہ یورپ کے تراجم وید سب کے سب غلط ہیں مہارشی کی کتابوں سے کچھ کر کوئی اعتراض کرے تو فرماویں سوامی جی بھاشہ زبان نہیں جانتے تھے ان کے ستیارتھ اور ویدوں کے بھاوارتھ اور ناگری ترجمہ میں جاہل بے ایمان پنڈتوں کی شرارتوں کا دخل ہے یہ قابل اعتقاد نہیں اب ہم کو سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ ہزاروں آریہ سماجی کیا حق و حقیقت کو ویدک سنسکرت سے لیکر اپنے اقوال و اعمال کو درست کر رہے ہیں میں نے تو اب تک ایک بھی لائق ویدک سنسکرت پڑھا آریہ سماجی نہیں دیکھا بلکہ منشی رام جی تو کیا سو کے ترجمہ بھوسکا سے یہ عجیب مسئلہ معلوم ہوا کہ سنہ ۹۱ء میں لیکھرام کے ذریعہ پتہ لگا کہ دیانندجی کے معانی بھاشہ میں ارتھ اثر تھ ہیں اور بھاوارتھ غلط دیکھو منشی رام کی بھوسکا صفحہ ۳ و ۴ و ۵"

اس طرح پر پہلا فقرہ ختم کیا گیا ہے گویا اس فقرہ میں خداتعالیٰ کی ہستی **اسلام** کی سچائی۔ قرآن کریم اور نبی رؤف الرحیم کی صداقت پر بحث کی ہے اور پھر انڈیا کے مذہبی مناظرات کی تاریخ اور جہاد کی حقیقت پر بحث ہے پھر **آریوں** پر انہیں کے بانی مبانی پنڈت دیانند صاحب کے مقرر کردہ اصول مناظرہ کی روسے حجت ملزمہ قائم کر کے اس رنگ میں ترک اسلام کا جواب دیا ہے۔ اور پھر قرآن کریم کی فہم کے چودہ اصول بتائے۔ اور صرف ایک ہی اصل کے ذریعہ تارک کو ہینتیس سوالات کا جواب دیا۔ اور آخر میں آریہ **سماج** کے ساتھ مباحثہ کرنیکا ایک اصل بتایا۔ اور ان کی **کتابوں** کے بے اعتبار ہونے کا انہیں کی تحریروں سے ثبوت دیا ہے۔ اسطرح پر اس فقرہ میں چار مختلف طریق سے تارک کا رد کیا گیا ہے اور **اسلام** اور قرآن کریم کی عظمت دکھائی گئی ہے۔ (باقی آئندہ)

روسیوں کا قدیم مذہب

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

جب ان میں سے کوئی بیمار ہوتا ہے تو ایک خیمہ الگ گاڑ کر اور اس میں تھوڑا سا کھانا پانی وغیرہ رکھکر بیمار کو اس میں ڈالدیتے ہیں اور جب تک وہ بیمار رہتا ہے نہ کوئی اس کے پاس جاتا ہے نہ اس سے بات چیت کرتا ہے۔ خصوصاً غلام و ملوک کی تو بہت ہی مٹی خراب ہوتی ہے۔ اگر مریض تقدیر سے اچھا ہو گیا تو پھر ان میں آ کر ملتا ہے اور اگر قضا ہی آ گئی اور مر گیا تو اسے بیجا کر جلا آتے ہیں لیکن جلاتے اسی صورت میں ہیں کہ مرنے والا کوئی وجیہ و موقر ہو ورنہ بیچارے غلام وغیرہ تو مرنے کے بعد وہیں چھوڑ دیئے جاتے ہیں اور کتے و گدھ انکی بوٹیاں نوچ نوچ کر اپنا پیٹ بھرتے ہیں۔

اگر کوئی چور گرفتار ہو جائے تو اسکی یہ سزا ہوتی ہے کہ گلے میں رسی باندھکر کسی بلند اور تنہا درخت میں لٹکا دیتے ہیں اور اسکی لاش وہیں لٹکی سوکھا کرتی ہے اور باد و باران کی شدت سے جب وہ رسی ٹوٹتی ہے تو لاش زمین پر گر جاتی ہے۔

جب کوئی رئیس مرتا ہے تو اس کی لاش کے ساتھ عجیب عجیب حرکتیں کیجاتی ہیں۔ ادنے بات یہ ہے کہ جلا دی جاتی ہیں۔ میں مدت سے مشتاق تھا کہ موقع ملے تو دیکھوں کہ امرا اور رؤسا کی مرنے کے بعد کیا گت ہوتی ہے۔ اتفاق کہ میرے زمانہ قیام ہی میں ایک بڑے آدمی کا انتقال ہو گیا۔ پہلے اس کے لئے ایک چھت دار قبر بنا کر اس میں دفن کیا گیا اور اوپر سے قبر کو پاٹ دیا گیا۔ اس کے بعد کفن وغیرہ کی تیاری شروع ہوئی۔ دس دن میں اس سے فرصت ملی۔ امرا کے مردے پہلے اسطرح دفن کر دیئے جاتے ہیں وجہ یہ ہے کہ غریب آدمی تو فوراً مردے کو ایک چھوٹی سی کشتی میں رکھکر جلا دیتے ہیں لیکن امیر کے مرنے پر لے کچھ عرصہ کیلئے دفن کر کے اسکا مال و منال جمع کرتے ہیں اور اس کے تین حصے کر کے ایک تو وارثوں کو دیدیا جاتا ہے اور دوسرے حصے سے مرنے والے کی تجہیز و تکفین کی تیاری ہوتی ہے اور باقی تہائی دولت کی شراب خریدی جاتی ہے۔ جسے نعش کو جلانے کے دن قوم بھر ہو کر پیتی پلاتی ہے۔ یہ لوگ پرلے درجے کے شرابی ہوتے ہیں۔ دن رات شراب ہی میں مدہوش نظر آتے ہیں۔ مرتے مرتے پیالہ ہاتھ سے نہیں چھوڑتے۔ ان اقوام میں بھی ہندوستان کی آریہ قوموں کیطرح ستی ہونیکی رسم ہے مگر یہ زیادہ تر روسا سے مخصوص ہے جب کوئی امیر مرتا ہے تو لوگ مرنیوالوں کی لونڈیاں سے جو بمنزلہ بیویوں کے ہوتی ہیں دریافت کرتے ہیں کہ تم میں سے کون اپنے خاوند کے ساتھ مرنا اور جلنا چاہتی ہے۔ کوئی نہ کوئی بد نصیب اسکا اقرار کر لیتی ہے۔ اقرار کرنے سے وہ کسیطرح اپنے وعدہ سے نہیں پھر سکتی بلکہ اسی وقت سے دو لونڈیاں اس پر مسلط ہو جاتی ہیں جہاں وہ جاتی ہے یہ بھی سایہ کیطرح ساتھ ہوتی ہیں۔ مگر ہر طرح سے اسکی خدمت بجا لاتی ہیں۔ نہلانے دھلانے کی خدمت بھی انہیں کے سپرد ہوتی ہے اور اس کی تجہیز و تکفین کا سامان بھی یہی کرتی ہیں۔ تعجب ہے کہ اس خودکشی کرنے والی کنیز کے دل پر ان دنوں میں ذرا بھی میل نہیں آتا وہ ہر وقت نہایت ہشاش بشاش رہتی ہے۔

www.aaiil.org

دار الامان کا ہفتہ

ت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ
ناندان خدا کے فضل و کرم سے
ت ۲۳ جون ۱۹۰۴ء
ریف لیگئے ۔ مگر اسی

حکیم الامۃ اور مولانا
خیریت سے ہیں ۔
بنام کرم الدین وغیرہ
و مقرر تھی لیکن ماتاریخ
اکہ جناب مجسٹریٹ
دائر ہے اپنے صاحبزادہ
مدد دن کی رخصت پر تشریف
جون پر ملتوی ہوا ۔
ے مقدمہ کی مقرر تھی وہ
ملتوی ہوا ۔ ۲۳ جون ۱۹۰۴ء
ط عبد القدوس صاحب قدسی پر جرح
مقدمہ ایڈیٹر الحکم بنام کرم الدین وغیرہ
رت منجانب مستغاثہ دیکھی ہیں ۔ اور
مولوی عبد الکریم صاحب و ایڈیٹر الحکم پر جرح کیلئے
۲۹ جولائی ۱۹۰۴ء مقرر ہوئی ۔

حضرت اقدس کے مقدمہ میں استغاثہ کی شہادت میں دو گواہ مولوی غلام محمد قاضی تحصیل چکوال اور مولوی محمد جی قاضی تحصیل جہلم پیش ہونے تھے مولوی غلام محمد کا سمن تعمیل نہیں ہوا ۔ اس کیلئے مکرر ۹ جولائی ۱۹۰۴ء کیلئے سمن جاری ہوا ۔ اور مولوی محمد جی حاضر تھے انکی شہادت کیلئے ۲۸ جون ۱۹۰۴ء مقرر ہوئی ۔ پیسہ اخبار میں جو مضمون کسی نے شائع کرایا ہے کہ فریقین کو بعض لوگ صلاح دیتے ہیں کہ صلح ہو جانی تو اچھا ہے ۔ اس کے متعلق ہم صرف اتنا ہی کہتے ہیں کہ بعض شکیدل اور شریف لوگون نے یہ سلسلہ چھیڑا تھا مگر وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوسکے کیون کامیاب نہیں ہوئے ؟ اس کا جواب انشاء اللہ العزیز کسی دوسرے وقت مفصل حالات شائع ہونے پر مل سکیگا ۔

امور منزلیہ

۱۹۰۴ء کی رات کو اعلیٰ حضرت
موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
مین دختر نیک اختر پیدا ہوگئی ۔
بچہ کی حالت صحت اور حضرت ام المومنین
کی طبیعت بہت اچھی ہے ۔ دعا ہے اس مولود مسعود کو
خیر و برکت کا موجب بنا دے ۔ آمین ۔
ام (دخت کرام) ... شائع ہو چکا ہے ...

مدرسہ تعلیم الاسلام اور توجہ قوم

الحکم کی گذشتہ اشاعتوں میں متواتر توجہ دلائی گئی ہے کہ سر دست مدرسہ کو پانسو روپیہ کی اشد ضرورت ہے ۔ اس کیلئے اکثر احباب نے چندہ بھیجا ہے ۔ اور ابھی تک یہ رقم پوری نہیں ہوئی ہے ۔ پانسو روپیہ کی خاص ضرورت محض اس بنا پر پیش کی گئی ہے کہ جناب انسپکٹر صاحب مدارس عنقریب اگست ۱۹۰۴ء میں تعلیم الاسلام سکول کا معائنہ کرنیوالے ہیں اور ان کے آنے سے پیشتر بعض کمرے جنکی اشد ضرورت ہے بن جانے ضروری ہیں ۔ چنانچہ تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے اور برسات بھی قریب آگئی ہے اسلئے جسقدر جلد ممکن ہو اس تعمیر کا کام ختم ہونا ضروری ہے اور یہ منحصر ہے روپیہ پر ۔ لہذا ہم تمام مخلص احباب کو توجہ دلاتے ہیں کہ وہ بہت جلد اس رقم کو پورا کر دیں ۔ امید ہے کہ یہ چند سطور کافی سمجھی جاوینگی اور الحکم کی اگلی اشاعت تک ہم یہ ظاہر کرنے کے قابل ہوسکیں گے کہ پانسو روپیہ کی رقم پوری ہوگئی ۔

اسی کے ضمن میں میاں احمد نور صاحب مہاجر شاگرد مولوی عبد اللطیف صاحب شہید کے مکان کیطرف بھی توجہ دلاتے ہیں کہ برسات کے شروع ہونے سے پہلے اس کا ختم ہو جانا بھی ضروری ہے ورنہ اب تک جو روپیہ اس پر خرچ کیا گیا ہے ۔ وہ بھی خدانخواستہ ضائع ہو جائیگا ۔ اسلئے قوم جلد توجہ کرے اور دو سو روپیہ کی رقم جو اس مکان کیلئے مانگی گئی ہے پوری کر دے ۔

آم

شاہ آباد ضلع ہردوئی اعلیٰ درجہ کے آموں کیواسطے مشہور ہے ۔ جو لوگ وہاں سے آم منگوانا چاہیں انہیں معلوم رہے کہ ہمارے مکرم مخدوم سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک مخلص اور سرگرم ممبر شاہ آباد ضلع ہردوئی کے رئیس مولوی حکیم محمد انوار حسین خانصاحب کے ہان علاوہ انبہ کا ایک کارخانہ ہے ۔ پس جن بھائیوں کو شاہ آباد کے آموں کی ضرورت ہو وہ مولویصاحب موصوف کو لکھیں اس سے دو فائدہ ہونگے ایک تو باہم سلسلہ کا تعارف پیدا ہوگا دوسرے عمدہ چیز مل سکیگی ۔ اور قیمت میں جہانتک ان سے ممکن ہوگا رعایت کرینگے ۔ قومی تجارت اور قومی کامون کی قدر کرنیوالون کو ایسے موقعون کی تلاش رہنی چاہئے ۔ ماہ جون اور جولائی میں حسب ذیل قیمت ہوگی ۔ اعلیٰ درجہ کے مختلف قسم کے آموں سے بھرا ہوا پارسل دس سیر وزن کا جس میں خالص آم ۸ سیر ہونگے مع پیکنگ چارج و مزدوری تا ریلوے سٹیشن ہم ہے اور بیس سیر کا پارسل القیمت ... ریلوے محصول خریدار صاحبان کے ذمہ ہوگا ۔ پہل قدرے خام بھیجے جاتے ہیں جو تین چار روز رہنے سے بخوبی پختہ ہو جاتے ہیں ۔ تمام خط و کتابت مولوی حکیم محمد انوار حسین خان صاحب احمدی رئیس شاہ آباد ضلع ہردوئی سے کرنی چاہئیے ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسیح

ایک اسلام کے فاضل نے لکھا تھا ۔ کہ حضرت مسیح جو تعلیم لوگون کو دیتے ہیں ۔ آپ انہون نے ہرگز اس پر عمل کر کے نہیں دکھایا نہ انمین کوئی اخلاق کی خوبی تھی جسکی شان یہ ہے کہ صرف زبانی باتیں نہ ہون بلکہ عملی طور پر اسکا نمونہ دکھایا جاوے اور نیز موقعہ اور محل کا بھی خیال ملحوظ ہو کیونکہ تلوار نہ چلا سکنا کوئی اخلاقی خوبی نہیں ۔ ہان تلوار چلانے کی طاقت رکھتے ہوئے پھر تلوار میان میں ڈال لینا اعلیٰ درجہ کی اخلاقی خوبی ہے ایسا ہی انتقام نہ لے سکنا کوئی خوبی نہیں ۔ لیکن انتقام لینے کی طاقت رکھتے ہوئے درگذر کرنا البتہ اعلیٰ درجہ کا اخلاق خوبی ہے ایسا ہی حقیقی حلم کیلئے سخت گوئی پر طاقت رکھنا شرط ہے ۔ حقیقی شجاعت کیلئے خوفناک دشمنوں کا مقابلہ سخت ہے مسیح نے نہ کوئی شجاعت دکھائی ۔ نہ حقیقی عفو کا خلق ان سے ظاہر ہوا ۔ نہ کوئی اور اخلاقی خوبی انکی پائی جاتی ہے جو علم اخلاق کے نزدیک خوبی کہلائی جاسکے (دیکھو کتاب اخلاق جلالی و اخلاق ناصری وغیرہ)

ایک شخص کا کبیرہ گناہ سے معصوم ہونا ایک معمولی بات ہے دنیا میں سینکڑوں آدمی کبیرہ گناہون سے بچے ہوئے اور صاحب نفس مطمئنہ موجود ہیں ۔ مگر اعلیٰ درجہ کی اخلاق کی خوبی رکھنا واقعی ایک کمال ہے جسکی وجہ سے ایک شخص انسان کامل کہلانے جانے کے لائق ہے اور وہ صرف ایک ہی شخص ہے ۔ یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلعم

اب یہ ایک بالکل صاف بات تھی اور مسلم امر کہ واقعی حضرت مسیح میں کوئی اخلاقی خوبی نہ تھی ۔ کیونکہ انکی کوئی اخلاقی خوبی شجاعت ۔ صداقت ۔ عفو حلم ۔ سخاوت وغیرہ محک امتحان پر نہیں دکھی گئی اور نہ کسی امر کا ثبوت ملتا ہے مگر ایک ظریف عیسائی نے جسکی مذاق آمیز تحریر کیوجہ سے ہم اسے مسخرہ عیسائی کا لقب دیتے ہیں ۲۰ جولائی ۱۹۰۴ء کے پرچہ نور افشان میں ایک عجیب ظرافت آمیز لطیفہ لکھا ہے ۔ ظریف موصوف حضرت مسیح ع کی اعلیٰ اخلاقی خوبی (قدرت انتقام پاتے ہوئے معاف کرنا) کا ثبوت اسطرح دیتے ہیں (اور دیکھو یسوع کے ساتھیوں میں سے ایک نے ہاتھ بڑھا کر اپنی تلوار کھینچی اور سردار کاہن کے نوکر پر چلا کر اس کا کان اڑا دیا ۔ تب یسوع نے کہا اپنی تلوار میان میں کر کیونکہ جو تلوار کھینچتے ہیں تلوار ہی سے مارے جائینگے ۔ کیا تو نہیں جانتا کہ میں ابھی اپنے باپ سے مانگ سکتا ہون اور وہ فرشتوں کی بارہ تمن سے زیادہ میرے لئے حاضر کردیگا پر نوشتوں کی بات کہ یونہی ہونا ضروری ہے ۔ کیونکر پوری ہوگی (متی ۲۶ باب ۵۱ ۔ ۵۴)

واہ مسخرے صاحب واہ !! اب آپنے واقعی حضرت مسیح کی اعلیٰ اخلاقی خوبی (صفت عفو) ثابت کر دی ۔ مسیح ع کا انتقام پر طاقت اور قدرت رکھنا یہان کہان پایا جاتا ہے ۔ بلکہ ایسا تو حضرت مسیح ع نے پہلے درجہ کی بزدلی کیوجہ سے کیا ۔ کیونکہ اسوقت حضرت مسیح ع کو ایک بڑی جماعت مخالفین نے تلوارون اور لاٹھیون سے گھیر لیا تھا ۔ اور یسوع کو گرفتار کرنے چلے تھے (متی ۲۶ باب ۴۷ ۔ ۵۹) ایسے وقت یسوع کی ایک شاگرد نے سردار کاہن کے نوکر کا کان اڑا دیا ۔ حضرت مسیح نے ڈرتے ہوئے تلوار میان میں کرنیکا حکم دیا تاکہ اسکی وجہ سے مجھے جلدی قتل نہ کر دیں ۔ یسوع کو تو اسوقت اپنی کمزوری اور بزدلون کی بزدلی کا حال بخوبی معلوم تھا ۔ چنانچہ واقعی اسکے سب شاگرد اسے چھوڑ کر بھاگ گئے ۔ ان پر کچھ بھروسہ نہیں تھا (متی ۲۶ باب ۵۶) پطرس نے ایسی حالت میں اپنے خداوند کا انکار کیا ۔ بلکہ لعنت بھی کی (متی ۲۶ باب ۶۹ ۔ ۷۵) پس ایسے طامع اور مطلبی لوگون کا کیا بھروسہ تھا انسان کے بھروسہ پر حضرت مسیح کی کیا طاقت اور جرأت ہو سکتی تھی تا سمجھا جاسکے کہ حضرت مسیح نے قدرت رکھتے ہوئے تلوار میان میں کرنیکا حکم دیا ۔ البتہ یہ ایک لطیفہ اور مذاق ضرور ہے جسکی وجہ سے ہم نے محرر مضمون کو مسخرے کا خطاب دیا ۔

انجیلی مسیح کو تو جب کبھی تنہائی میں موقع ملتا رہا اپنے دوستوں کو یہی ہدایت کرتا رہا ۔ کہ جس پاس نہیں کپڑے بیچ کر تلوار لے ۔ (لوقا ۲۲ باب ۳۵) اور یہ کہ میں دنیا میں صلح کرانے نہیں آیا بلکہ تلوار چلانے آیا ہون (متی ۱۰ باب ۳۴) اور لوگون کو سانپ ۔ سانپ کے بچے ۔ حرامزادے وغیرہ وغیرہ الفاظ سے یاد کرتا رہا ۔ پس مسیح کی پرائیویٹ زندگی کی حالت تو یہ تھی ۔ کہ وہ بے بسی میں بھی تلوار لینے کی ہدایت کرتا تھا اگر اسے اختیار ملتا تو خدا جانے کیا کرتا ۔

اس بے بسی میں ذوق بشر کا یہ حال ہے
کیا جانے کیا کرے جو خدا اختیار دے

پس اس فاضل اسلام کا قول بالکل ٹھیک ہے کہ واقعی یسوع میں کوئی اخلاقی خوبی نہ تھی جس کے لئے محل اور موقعہ اور قدرت اور وسعت شرط ہے ۔ لیکن مجیب صاحب کہتے ہیں ۔ جس نے محض تمسخر سے طور پر یسوع کے اس واقعہ کو پیش کر دیا ہے جبکہ اسے گرفتار کر کے قتل کے درپے تھے اور ایسی حالت میں محض ڈر اور خوف کے مارے یسوع نے اپنے شاگرد سے کہا کہ میان تلوار میان میں کر یہ موقعہ شمشیر زنی کا نہیں جو تلوار سے مارنے ہیں خود تلوار سے مارے جائینگے ۔

پس سچ یہی ہے کہ عیسائیوں کے ابن اللہ میں اصل خوبی اخلاق کی ہرگز نہ تھی بلکہ عیسائیوں کے عصمت کی پاکدامنی کے یہ سب اخلاق و نصائح منہ کی باتیں تھیں ۔ انجیلی مسیح اصل اخلاق کی خوبی کے رنگ سے ہرگز رنگین نہیں تھا ۔

ہان اخلاق اعلیٰ ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ضرور چمک رہے ہیں کہ باوجود ۱۳ برس مکہ میں کفار مکہ نے آنحضرت ع کو سخت سے سخت ایذائیں دیں ۔ راستے میں کانٹے بچھائے نماز پڑھتے ہوئے اوجھڑیاں اوپر ڈالیں پتھر مار کر سخت مجروح کیا ۔ تین برس تک شعب ابی طالب میں قید رکھا ۔ دانت توڑے ۔ اصحاب کو گرفتار کر کے جان سے مارا ۔ زندہ درگور کیا ۔ جلتی ہوئی ریت پر پھینکا ۔ مدینہ میں ہجرت کرنے کے بعد بھی پیچھا نہ چھوڑا ۔ فوجیں چڑھا لائے ۔ اور کیا کچھ تکالیف نہیں ۔ جو آپ کے وجود مسعود کو نہ پہنچائیں

www.aaiil.org

مگر جب آپ نے ان پر فتح اور اقتدار حاصل کیا تو ان سب باتوں کو بالکل فراموش کر دیا اور زبان تک نہ لائے ایسے وقت میں جبکہ کفار مکہ کو قطعی امید تھی کہ ابھی اپنے گذشتہ قصوروں کی بدلے میں تہ تیغ ہوئے چاہتے ہیں آپ نے ان اخلاق اعلیٰ کو کام میں لاکر جو بجز ایک خدائی آدمی کے کسی میں پائے نہیں جا سکتے سب کو معاف کر دیا اور لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللّٰہ لکم وھو ارحم الراحمین۔ کہا جس کے یہ معنی ہیں کہ تمہارا کوئی قصور نہیں۔ میں نے تم کو بخشا اللہ بھی تم کو بخشے۔ اور وہ سب سے بڑھ کر رحم کرنیوالا ہے۔ خدائی عفو اور رحم کا نمونہ دکھایا۔

ایسا ہی آنحضرت صلعم کے دیگر اخلاق و اوصاف کا حال ہے کہ دنیا میں اوس کی نظیر ہرگز ہرگز نہیں پائی جاتی۔ آپ کی **سخاوت** کا یہ حال تھا کہ باوجود بادشاہ عرب ہونے کے آپ کے گھر میں بجز فقر و فاقہ کے کچھ نہیں تھا چنانچہ بخاری اور مسلم میں بالاتفاق لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم کے گھر والے دو دن برابر بھی جو کی روٹی سے آسودہ نہیں ہوئے یہانتک کہ آنحضرت صلعم اور آپ کے اہل بیت کئی کئی راتیں خالی پیٹ سو رہا کرتے تھے۔ اور جب کھانا کھاتے تھے تو اکثر اوقات کھانا آپ کا جو کی روٹی غذا ہوتا تھا۔ کیا عیسائی لوگ آنحضرت صلعم کا اس خصوص میں مقابلہ کر سکتے ہیں جن کے خداوند مسیح کا نام ہی کھاؤ پیؤ اور گناہگاروں کا یار بن گیا ہے اور جس نے محض طمع کے مارے ایک انجیر کو سکھا کر بد دعا دی تھی۔ دیکھو سچا فقر یہی ہے کہ باوجود سب کچھ موجود ہونے کے سب کچھ محتاجوں کو بانٹ دیا جاوے اور آپ فقر و فاقہ میں قناعت کریں۔ سو یہی وصف آنحضرت صلعم میں تھا۔ جو کچھ آپ کے پاس آتا فوراً خدا کی راہ میں یا اعلاء کلمۃ الحق میں صرف کر دیتے بہت سے حاجتمندوں کو آپ نے ریوڑ کے ریوڑ بکریاں بخشدیں۔ دوسروں کو اپنے اوپر ہمیشہ مقدم رکھا اور سچ مچ الفقر فخری آپ کے شایان شان تھا۔

نہ رفت لا بزبان مبارکش ہرگز
مگر بہ اشہد ان لا الٰہ الا اللّٰہ

عیسائیوں کی خداوند مسیح کی نسبت انجیل سے ہرگز ثابت نہیں کہ کبھی کسیکو ایک کوڑی بھی عطا کی ہو۔ باوجودیکہ آپ کے پاس روپیوں کی تھیلی بھی موجود رہتی تھی۔

ایسا ہی آنحضرت کی **شجاعت** کا حال تھا آپ یہانتک بہادر تھے کہ عرب کے بڑے سے بڑے پہلوان غورث کو آپ نے زمین پر پچھاڑ دیا۔ خدا کے دشمنوں کو چکنا چور کر دیا۔ اور اپنی نسبت پیشین گوئی فرمائی کہ میں ہرگز دشمنوں کے ہاتھ سے نہ مارا جاؤنگا (واللّٰہ یعصمک من الناس) مگر یسوع نے دنیا میں کوئی شجاعت کا نمونہ نہیں دکھایا۔ بلکہ آپ ہی ایسی ذلت اور خواری کے ساتھ مصلوب ہوئے اور مارے گئے کہ خدا دشمنوں کے بھی نصیب نہ کرے بیشک اگر یسوع بھی شجاعت دکھا کر دشمنوں کے ہاتھ سے مارا جاتا تو اوس کا نام بہادروں کی لسٹ میں لکھا جاتا مگر آپ تو کفر بکنے کے جرم میں مجبوراً پکڑا گیا اور پھانسی دیا گیا۔

آنحضرت صلعم کے **علم و تحمل و اخلاق** کا یہ حال تھا کہ آپ نے کبھی کسی شخص کو گالی نہیں دی۔ نہ بدزبانی کی۔ حتےٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی نسبت فرمایا کہ وانک لعلیٰ خلق عظیم ای بی تو اعلیٰ سے اعلیٰ اخلاق پر مخلوق ہے مگر یسوع نے اپنی قوم کے لوگوں کو ہمیشہ گالیاں نکالیں۔ انہیں بد اور حرامکار کہکر پکارا۔ سانپ کے بچے خطاب دیا اور کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔

آنحضرت صلعم کی **تواضع و انکسار** یہانتک کہ آپ نے فرمایا کہ لا تفضلونی علیٰ یونس مجھے یونس نبی پر فضیلت مت دو۔ مگر یسوع نے اپنے تئیں سب انبیاء سے برتر ٹھیرانے کیلئے ان کو چور اور بٹ مار خطاب دیا (یوحنا ۱۰ باب ۸)

آنحضرت کے **ورع و اتقا** کا یہ حال تھا کہ آپ نے کسی اجنبی عورت کے ہاتھ میں ہاتھ نہیں دیا۔ نہ خلوت میں کسی عورت کے ساتھ کبھی بات چیت کی۔ مگر یسوع ہمیشہ بیگانہ عورتوں سے کیسا بے تکلف ہو کر اختلاط و ارتباط رکھتا رہا جس کے مخالف کو پوری کی پوری ... عیسائی ... جواب نہیں ...

آنحضرت کی عبادت کا یہ حال تھا کہ ... ساری ساری رات خدا کی عبادت اور تہجد میں گذار دیا کرتے تھے۔ تہجد میں آپ کے پاؤں مبارک ورم کر جاتے مگر یسوع کی عبادت اور شب گذاری کی بابت کچھ ثابت نہیں۔

حضرت رسول کریم صلعم کی تعلیم کا یہ اثر تھا کہ آپ کی زندگی ہی میں عرب کے لوگ وحشی سے انسان اور انسان سے با اخلاق انسان اور با اخلاق انسان سے باخدا انسان بن گئے اور سارا عرب آپ کے جیتے جی مسلمان ہو گیا اور صحابہ کرام دین و دنیا کے بادشاہ ہو گئے اور دنیا میں ایسی ترقی اور تہذیب کی روح پھونکی کہ اس کی دنیا میں نظیر نہیں ہے۔ مگر یسوع کی تعلیم کا اثر خاک بھی نہیں ہوا۔ بارہ حواری بھی سارے عمر ضعیف الاعتقاد اور بے ایمان رہے ان میں سے ایک نے تو ۳۰ روپیہ رشوت لیکر یسوع کو پکڑوا دیا اور باقی سب فرنٹ ہو گئے

حضرت رسول کریم صلعم کا رفع کمال عزت کے ساتھ ہوا۔ مگر عیسائیوں کا یسوع (معاذ اللّٰہ) لعنتی موت سے مرا۔ اور ملعون ہوا۔

یہ تو یسوع اور جناب محمد رسول اللّٰہ صلعم کے اخلاق کا مجمل مقابلہ ہے۔ ہم بڑی خوش ہونگے اگر لارڈ بشپ صاحب یا کوئی اور عیسائی جناب رسول کریم صلعم کے ساتھ ان باتوں میں یسوع کا مقابلہ کر کے دکھلائے۔ اور حقیقی اعلیٰ اخلاق کا انہیں پتہ دے۔ کہاں وہ یسوع جو خدا ہو کر اپنے نیک ہونے سے بھی انکار کرتا ہے (متی ۱۹ باب ۱۷۔ مرقس ۱۰ باب ۱۷) ماں کی ایسی سخت بے ادبی کی کہ اُسے بڑی توبیخ سے کہا کہ اے عورت مجھے مجھ سے کیا کام (یوحنا ۲ باب ۴) یاروں کو جھوٹ بولنے کی ترغیب دی (مرقس ۸ باب ۲۶۔ متی ۱۶ باب ۱۳۔۲۰) چوروں سے جھوٹا وعدہ کیا (لوقا ۲۳ باب ۴۳) سبت کی حرمت توڑی (متی ۱۲ باب ۱۔۹) فاحشہ عورات سے پیار کرتا رہا۔ حرام کی کمائی سے پرہیز نہ کی (یوحنا ۱۱ باب ۵۔ ۱۲ باب ۲ وغیرہ) مزاروں کے گھٹنے ہیکل سے الٹ دیئے۔ دو ہزار سوروں کے غولوں کو جو غریب واہیوں کی ملکیت تھے پانی میں ڈبو دیا۔ انجیر کے درخت کو اپنی جسمانی غرض سے سکھا دیا (متی ۲۱ باب ۱۹ و یوحنا ۲ باب ۱۵ وغیرہ) ایسا شخص اس ذات مقدس کے مقابل نکل سکتا ہے۔ جو ماں باپ کی اول درجہ کی تعظیم کرنیوالا۔ شروع ہی سے امین و صادق کے لقب سے ملقب۔ صادق الوعد۔ شریعت کا اعلیٰ درجہ کا متبع۔ فاحشہ عورات سے سخت پرہیز کرنیوالا۔ اور سید الاتقیا زبدۃ الاصفیا اور حقیقی اخلاق کا مالک تھا۔

ہم خرما و ہم ثواب

(اخیر جولائی سنہ ۱۹۰۴ء تک)

سلسلہ کی بعض زیر باریوں سے مخلصی حاصل کرنے کیلئے یہ تجویز پیش کیگئی ہے کہ دفتر الحکم کی موجودہ کتب ایک خاص رعایت کے ساتھ اخیر جولائی سنہ ۱۹۰۴ء تک دیجاویں اسلئے اس عرصہ میں جو احباب ان کتابوں کو خریدینگے وہ نہ صرف ایک اچھا ذخیرہ کتابوں کا جمع کرینگے بلکہ سلسلہ کی اعانت کرنیوالے ٹھیرینگے پس ہم عام اعلان کرتے ہیں کہ ذیل کی کتابوں میں آخیر جولائی سنہ ۱۹۰۴ء تک ہم ا

چوتھائی قیمت

کرینگے جو چاہے

نام کتاب	قیمت
ازالہ اوہام ہر دو حصہ	
آریہ دہرم (رد آریہ)	
ست بچن (باوا نانک اور دیانند کا)	
تقریر ..... نماز پڑہو اور وعظ	
حضرت اقدس کی تیس سالہ	
الہام تناسخ ۔ وید اور قرآن	
سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب	
تفسیر سورۃ تبت	
فیصلہ آسمانی	۲
تحذیر المومنین۔ فتویٰ کفر کا لطیف جواب	۹
فک الشک	۱
شمس بازغہ۔ پیر گولڑوی کا رد	صہ
سواء السبیل نمبر ۲	۱۰
رد نسخ و شیعہ از حکیم الامۃ	۴
الانذار (جلسہ طاعون کے حالات اور تقریریں)	۴
مسلمانوں کا خدا اور اسکے حضور میں دعا	۱
برہان الحق (در رد نصاریٰ)	۳
تفسیر القرآن پارہ اول	صہ
رپورٹ جلسہ سنہ ۱۸۹۷ء	عہ
نمونہ قرآن مجید۔ سرا انا یسرنا القرآن	۳
فیض احمدی	۲
قصیدہ ضوابط الاسرار	۲
وفات مسیح پنجابی	۲
اصلاح الکفر رد آریہ	۲
دعوۃ الحق نمبر ۱ و ۲	۱
سلک مروارید۔ عورتوں کیلئے اپنی طرز کا پہلا رسالہ	۳
النصیح (عیسویت کی خاص نشانات)	۲
نور القرآن جلد دوم (عیسائیوں کا عجیب رد)	
برکات الدعا و اصول التفسیر	

پورے سٹ کے خریدار کو صرف چہہ روپیہ علاوہ محصول ڈاک لئے جاینگے

المشتہر منیجر اخبار الحکم قادیان

ف ۱ تمامی بیویوں کا ہونا تقدس کے برخلاف نہیں۔ حضرت داؤد کی سو اور حضرت سلیمان کی ایک ہزار حضرت ابراہیم کی تین تھیں۔ لہٰذا بڑے مقدس اور راستباز نبی ہیں۔ ایسی ہی کرشن چندر اور رامچندر وغیرہ اوتاروں کی بیویاں اور بیوگان ... وس کہ پاس ہکر مقدس رہ سکتے ہیں اور مکتی حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ آریوں اور ... کے نوٹ کا جواب ہے

ف ۲ کتب سابقہ کے برخلاف تثلیث کی تعلیم دی اپنے تئیں ابن اللّٰہ اور خدا کہا ہی اس کا کفر تھا جس کے بدلے میں سولی دیا گیا۔ دیکھو انجیل ۱۲

۳ مہمیر طرح امام حسین علیہ السلام نے دس ہزار فوج یزید کا مقابلہ کر کے دنیا میں اول درجہ کی شجاعت دکھائی۔ اور شجاعت کہ ان سے فخر حاصل ہوا۔

پایونیر اور حضرت مسیح موعود

نمبر ۱۱

ہم نے گزشتہ دو نمبروں میں بڑی صفائی سے ذکر کیا ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد مرحوم ایک معزز رئیس اور گورنمنٹ انگلشیہ کے وفادار دوست اور معتقد رہ چکے تھے۔ پھر ذکر گریفن وغیرہ پالسی اور کل حضرت مسیح موعود کا آبائی پیشہ وفا فروشی قرار دینا اس بغض اور عداوت کو ظاہر کرتا ہے جو راقم مضمون مذکور آپ کے ساتھ ہے۔ پھر آگے چل کر پایونیر پیادر کا نامہ نگار ایک اور خطرناک غلط بیانی کا ارتکاب کرتا ہے چنانچہ لکھتا ہے کہ

"غلام احمد نے اپنے مختصر رسالوں الاشتہار
اور پیشینگوئیوں اور دیات کے ذریعہ سے
وبا کے زمانہ میں بہت کچھ کر ڈالا
آخر کار گورنمنٹ نے دست اندازی
کر کے اس کی کارروائی کو بند کیا"

اس بے معنی فقرہ شاید پایونیر کے کالموں میں کبھی شایع نہ ہوا ہوگا۔ حضرت مسیح موعود کے متعلق یہ کہنا کہ گورنمنٹ نے دست اندازی کر کے اسکی کارروائی کو بند کیا واقعات صحیحہ کے صریح خلاف اور متضاد ہے اور ایسا ہی آپ کی کارروائی کو اور دیات اور لاف زنی پر محمول کرنا اور شرمناک غلطی ہے۔

اگر یسوع ناصری کی نسبت ایسا کہا جاوے کہ اس نے لاف زنی کے ذریعہ اپنے چند ایک گرد جمع کئے تھے تو کوئی عجب خیز امر نہ تھا کیونکہ خود عیسائی مورخین اور مفسرین نے تسلیم کیا ہے کہ چونکہ حواری لالچی اور دنیادار تھے اور وہ یسوع کے ان وعدوں پر کہ میں بادشاہ ہوں وغیرہ پر بہرے کہ اس کی فاخر ی میں ایسے خیال داخل ہو گئے تھے کہ اسکی بادشاہت ہوگی تو ہم ارکان دولت ہوں گے اور اسی خیالی سلطنت کے خواب دیکھ دیکھ کر بیچاروں نے کپڑے بیچ بیچ کر تلواریں اور ہتھیار بھی خریدے مگر وہ سلطنت نہ ملنی تھی نہ ملی۔ اور بیچارے اپنا سا منہ لے کر رہ گئے آخر بعض نے لعنت بھیجی اور کسی نے گرفتار کرا دیا۔ اس قسم کی لاف زنیوں کا بہت سا ذخیرہ عہد نامہ جدید کے اوراق میں ملے گا اور غالباً پایونیر اور اس کا نامہ نگار برادر ڈاکٹر گریسوولڈ صاحب سے ناواقف نہیں ہوں گے

لیکن حضرت مسیح موعود کے متعلق اس قسم کا کہنا خطرناک غلطی ہے۔ یہ پایونیر کے کالموں میں ہوئی ہے۔

گورنمنٹ کی طرف سے یسوع ناصری کو تو البتہ منع ہوا۔ اور الزام بغاوت ہی اس پر جڑ دیا گیا لیکن حضرت مسیح موعود کی وفادارانہ سیرت اور خدمات کا تو خود گورنمنٹ نے بھی اعتراف کیا ہے۔ **وبا کے دنوں میں** حضرت مسیح موعود نے جو کچھ کیا ہے وہ گورنمنٹ انگلشیہ کی بھی وفاداری اور بنی نوع انسان کی حقیقی بھی خواہی کا نتیجہ ہے۔ اس وقت پنجاب میں سگریگیشن کے قواعد کے متعلق خطرناک غلط فہمی ملک میں پھیلی ہوئی تھی۔ اور اسی غلط بیانی اور غلط فہمی کی وجہ سے پنجاب کے طاعون زدہ حصے کے بعض مقامات پر رعایا میں جوش اور بد مزگی بھی پیدا ہو گئی تھی اس وقت لوگوں کی اصلاح خیال اور گورنمنٹ کی تدابیر اور انتظامی تجاویز کے متعلق غلط فہمیوں کے دور کرنے میں کامیاب ہونے والا شخص اگر کوئی تھا تو وہ **مرزا غلام احمد** صاحب تھے جنہوں نے خاص قادیان میں ایک عظیم الشان جلسہ کے لئے اشتہار دیا اور خصوصیت کے ساتھ اسی مقصد کے لئے لوگوں کو جمع کر کے مذہبی طور پر گورنمنٹ کی تجاویز پر عمل درآمد کرنے کی ہدایت کی اور سگریگیشن کے قواعد کے مفاد ذہن نشین کئے اور پھر ان تقریروں کو عام اشتہاروں اور پمفلٹوں کے ذریعہ ملک کے ہر ایک حصہ میں پھیلا دیا اور وہ زہر جو طاعون کے ساتھ گورنمنٹ کی نسبت غلط خیال کا پھیل رہا تھا۔ اسے دور کر دیا۔ یہ کارروائی تو البتہ اس شخص نے **ایام وبا** میں کی تھی جس کی قدر خود گورنمنٹ نے بھی کی چنانچہ مندرجہ ذیل چٹھی اس کے متعلق لکھی گئی اور لاہور کے معزز روزانہ اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ میں ذیل کا نوٹ شایع ہوا۔

ترجمہ

چٹھی نمبر ۲۱۳ - ایس

منجانب ایچ جے مےنارڈ صاحب بہادر جونیئر سکرٹری گورنمنٹ پنجاب

بطرف شیخ رحمت اللہ سوداگر بمبئی ہوس لاہور

شملہ مورخہ ۱۸ جون ۱۸۹۸ء

جناب

حسب الارشاد جناب نواب لفٹیننٹ گورنر صاحب بہادر میں اطلاع دیتا ہوں کہ جناب ممدوح نے اس جلسہ کے تمام روئداد کو جو ۲۹ مئی ۱۸۹۸ء کو قادیان میں متعلقہ ان قواعد کے جو گورنمنٹ نے انسداد و بیماری طاعون کے جاری کئے منعقد ہوا اور نیز اس تقریر کو جو مرزا غلام احمد رئیس قادیان نے اس وقت کی بڑی خوشی کے ساتھ پڑھا۔

حضور ممدوح کا منشاء ہے کہ میں اس جلسہ کے شکریہ کا اظہار کروں جو اس جلسے کے ممبروں نے گورنمنٹ کو دی۔

دستخط

نقل نوٹ از سول ملٹری گزٹ مورخہ ۱۳ جون ۱۸۹۸ء

ترجمہ

مسلمانوں کی ایک بڑی باوقار جماعت کے جلسہ میں جو زیر نگرانی شیخ رحمت اللہ خان لاہوری بمقام قادیان منعقد ہوا بیماری طاعون کو رفع ہو جانے کیلئے دعائیں مانگی گئیں اور حکیم نورالدین[*] نے قواعد سگریگیشن وغیرہ کی تائید میں جو گورنمنٹ نے بیماری کی انسداد کے لئے نافذ کئے ایک تقریر کی۔ اس تقریر اور شکریہ کی اطلاع جلسہ منعقد کرنیوالوں کو دی گئی ہے۔ اس تقریر کا لب لباب یہ تھا کہ گورنمنٹ نے محض انسانی ہمدردی سے مجبور ہو کر بیماری کے روکنے کے لئے یہ قواعد جاری کئے ہیں اور یہ قواعد بہت ضروری ہیں اور فرضی قصے کہ گورنمنٹ لوگوں کو زہر دیتا چاہتی ہے جھوٹے اور احمقانہ ہیں اور اس شخص کو جو کہ اپنے اندر عقل رکھتا ہے ایک لحظہ بھر کیلئے بھی نہیں تسلیم کرنا چاہئے اور سخت خطرہ کی حالت میں مثلاً جبکہ خدا کی طرف سے کوئی بیماری نازل ہو عورتوں کا اپنے گھروں سے کھلے میدان میں سگریگیشن کی غرض سے مناسب طور پر چہرہ ڈھانک کر آنا اسلام کے اصولوں کے برخلاف نہیں۔

جیسے غدر کے طوفان بے تمیزی میں آپ کے والد ماجد نے ایک گرانقدر امداد گورنمنٹ عالیہ کو دی تھی اسی طرح اس طاعون کے طوفان بے تمیزی میں آپ نے اس طرح پر مدد دی کہ لوگوں کے ناروا اور بیہودہ خیالات کی اصلاح کی اور اسطرح جو اس سے فساد عظیم اور بلوے بے درمان کو روک دیا۔ جس کے پھیل جانے کا ملک میں سخت اندیشہ تھا۔ یہ کام تو بیشک آپ نے ایام وبا میں کیا ہے اگر پایونیر یا اس کا نامہ نگار کے نزدیک یہ قابل قدر کام نہیں تو زیر ہم نہیں کہنا چاہتے کہ وہ گورنمنٹ اور رعایا کی خیر اور سکھ چاہتا ہے اور پھر یہ کہنا کہ گورنمنٹ نے دست اندازی کر کے اس کی کارروائی کو بند کیا ایک ایسی غلطی ہے جس کی تردید اور تلافی آسان نہیں اور اس میں گورنمنٹ پر بھی ایک پہلو سے حملہ کیا گیا ہے کہ گورنمنٹ انگلشیہ خواہ مخواہ اپنے وفادار اور عقیدت کیش خاندانوں کے ساتھ گویا پرخاش رکھتی ہے۔ تعجب پر تعجب یہ کہ اس فقرہ کے ساتھ راقم مضمون تسلیم کرتا ہے کہ

"اس کا خاندان غدر میں خیر خواہ تھا چنانچہ سر لیپل گریفن نے اپنی کتاب تذکرہ رؤسائے پنجاب میں بھی ذکر کیا ہے"

[*] اس جگہ سہو کاتب سے مولوی نورالدین صاحب کا نام لکھا گیا ہے اور بجائے اس کے جیسا کہ واقعہ ہے مرزا غلام احمد لکھنا چاہئے تھا۔ مترجم

گورنمنٹ کی عطا کردہ مذہبی آزادی پر پایونیر کے ان الفاظ میں حملہ کیا گیا ہے اور حضرت مسیح موعود کی کارروائیوں کو خواہ مخواہ پبلک کی نظر میں مخدوش ٹھیرایا ہے جو **صریح غلط اور بے سروپا** ہے گورنمنٹ انگلشیہ نے کبھی بھی مرزا صاحب کے کام میں مداخلت نہیں کی اور نہ اسکی ضرورت ہے اسلئے کہ وہ کارروائی تو سراسر رحمت اور برکت ہے ملک کی اخلاق اور روحانی حالت کی اصلاح کے لئے ہے کیونکہ **مذہبی اصلاح اور روحانی علاج** ساری برکتوں اور خوبیوں کا مبدء ہے۔ جیسا کہ خود اس آرٹیکل کے پہلے ہی نمبر میں شائع کیا تھا۔ حضرت مرزا صاحب اپنے کام میں بدستور لگے ہوئے ہیں اور لاکھوں انسان آپ کی پاک تعلیم سے فائدہ اٹھا رہے ہیں اور گورنمنٹ انگلشیہ کی وفاداری اپنا مذہبی فرض سمجھنے لگے ہیں۔ اس کے بعد پایونیر کے نامہ نگار نے اپنی لاعلمی اور ناواقفیت کی وجہ سے آپ کی **وفاداری** اور خیر خواہی سرکار پر حملہ کیا ہے اور کہتا ہے کہ

"یہ اس بات کا بھی دعوےٰ کرتا
ہے کہ میں گورنمنٹ انگلشیہ کا بڑا
خیر خواہ ہوں مگر یہ دعوےٰ
بالکل تسلیم نہیں کیا جاتا۔
کہتا ہے کہ میرا فتویٰ جہاد کے
خلاف ہے۔

پانچ سال ہوئے سر میکورتھ
ینگ کو ایک میموریل میں اس
نے لکھا تھا کہ جہاد کے مسلمہ
مسئلہ سے انکار کرنا ہی مجھ کو
مسیح موعود اور مہدی مان
لینا ہے۔"

اس فقرہ میں جو یہ لکھا گیا ہے کہ خیر خواہی کا دعوےٰ بالکل تسلیم نہیں کیا جاتا۔

اس کے بالکل غلط اور سر تا سر غلط ہونے میں کوئی شبہ اور کلام ہی نہیں ہو سکتا۔

(باقی آیندہ نمبر میں)

ردِّ تناسخ

(بقیہ مضمون صفحہ ۱۲ الحکم نمبر ۱۹ (۲۰))

پر ڑتے ہیں درخت اور پورے بڑھتے انسان اور نوعمر درخت اور نوعمر انسان کی ایک ہی حالت ہوتی ہے جس طرح بڑھے آدمی بیٹھے بیٹھے سوتے لیٹے ہیں لحاف بستر کی پروا نہیں کرتے ویسے ہی بوڑھے درخت بھی پتے بند کئے اور شاخ جھکائے بغیر سو جاتے ہیں اور نوعمر درخت سوتے وقت نہایت ملائم اور ان کے کی عمر سے ... بوجہ ... نیا بچہ بباعث نیند کے سستی ہو جاتا ہے۔

جیسا کہ حیوانات میں خاص کر کوئی میسر سال اور ہمیں دن کا کوئی بارہ یا چودہ برس سے زیادہ عمر کا ہو کر توالد و تناسل میں پڑتا ہے ویسے ہی نباتات کی حالت ہے بعض درخت دوسرے بعض دوسرے برس بعض بارہ سال کی عمر بار آور ہوتے ہیں۔ صغر سنی میں پھول پھل لگنے شروع نہیں لاتے اور جیسا کہ زینت و آرائش اور بہت حیوانات میں پائی جاتی ہے ویسے ہی نباتات میں بھی نظر آتی ہے ساتھ ہی جیسے انسان و غیرہ الجنس طرح حیوانات موسم سرما کا بچاؤ اون لباس بال وغیرہ رکھتے ہیں ویسے ہی ہر موسم میں درخت بھی اپنا بچاؤ کر لیتے اور نئی پوشاک پہنتے ہیں۔ غیرت کو متعلق ہر جملہ حیوانات سے نباتات کو فوقیت ہے جس جگہ ایک نباتی تخم اگا وہاں چھ ہزار روپے کا تخم بیکار رہا کہ پنپا اگنے کا نہیں بالغرض کوئی قلم کرکے اوس پر دوسری جنس کا پیوند چڑھاتا ہے تو قطع نسل کا باعث ہوگا۔ غیرت کی آفرین و غیرت ہو تو ایسی ہو لیکن یہ غیرت کسے کہوں کہ مین ہی کم موجود ہے کہ شرارت نفس کے باعث اگر اپنے غیر جنس سے جفت ہو جاتے تو آگے سے قطع نسل ہو گی جس طرح پیوندی پھل کے بار آور درخت نہیں اگتا ویسے ہی خچر کے فرزند نہ ہو گا۔

ہاں آشنا لوگ یہ افسوس کہ باوجود علم و عقل کے بہرہ ور ہو کر بھی حیثیت نباتی و حیوانی سے بھی تعلیم حاصل نہیں کرتے اور ترقی نسل کیلئے اپنے تخم کی جگہ غیر کا تخم بوتا جیسے نیوگ کو جائز خیال کر لیے ہیں اور ... ترقی کا باعث سمجھتے ہیں حیوانات کی عمر بھی حساب سے ظاہر ہے

اور نباتات کی بھی کہ کئی گھاس کوئی ہزار دو ہزار برس گزار کر مرتا ہے سدا ختم چل جاتے ہیں۔ آسکتے ہی نہیں۔

قصبہ ... ضلع بلند شہر میں گھرنی کے درخت کیے دل پانچ سو برس کے وقت کے لگے ہوئے جان کرتے ہیں جن کو آج تک تخمیناً پانچ سو برس کا عرصہ ہوا اور اس منصور علی کے ساتھ قائم ہیں کہ ابھی تک گرنیکا ارادہ نہیں ہوا بار آور ہوتے اور خلقت کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔ انسان کو بھی ان سے فیض و سالی کا سبق حاصل کرنا چاہئے کہ عمر و فضل کی زیادتی نفع خلائق پر مبنی ہو۔ ہود نہ کہ کس طرح ہزاروں برس جیا اور نوح کے نصوص کو سوا کچھ نہ کیا تو کیا کیا

بکو گفت لقمان کہ نازیستن
به از سال ها بر خطا زیستن

نباتی طاقت حیوانی طاقت سے بڑھی ہوئی معلوم ہوتی ہے چنانچہ بعض درخت حیوان خوار ہوتے ہیں اور اپنی ہی قوت کے زور سے حیوان کو زمین پر سے اٹھا کر شاخوں میں چھپا لیتے اور اس کا خون پی جاتے ہیں۔ میں نے سنا ہے کہ ایک انگریز جنگل میں کسی مقام پر شکار کھیلنے گئے تھے اور ان کے ساتھ کتا بھی تھا اتفاقاً گھنے کے ... کی آواز آئی آپ نے پھر کر دیکھا کہ اپنی کا کتا درخت کی شاخوں کی طرف خود بخود اٹھا چلا جاتا ہے اور ایسا ہوا کہ وہ شاخوں میں جا کر لٹک گیا اور آپ دور کھڑے تماشا دیکھا کئے جب ماجرا دریافت کرنیکو درخت کے قریب ہو گئے تو درخت کی کشش نے ان کو بھی کھینچنا شروع کیا اور وہ فوراً وہاں سے ہٹ کر علیحدہ ہوئے اور جان گئے کہ یہ خونی درخت کشش کے ذریعہ حیوانات کو اپنی طرف کھینچ لیتا اور خون پی جاتا ہے ورید اور شرائین جیسا کہ بدن انسان و حیوان میں کام کرتی ہیں ویسے ہی درخت کے اندر ایک قسم کے ریشے ہیں جو غذا کو برابر تقسیم کرتے رہتے ہیں۔ انسان کا معدہ سے جو غذا منہ میں ڈالتا اور زور سے معدہ میں پہنچاتا ہے نباتات میں اس کے تہ اور ریشے میں وہ کشش موجود ہو کر ہر طرف سے غذا کھینچ کر موضع بموضع تقسیم کر دیتی ہے آگے ان کھجور اور ناریل ایسی نوک پر جو اونچی اونچی ہوتی ہیں جڑوں میں رطوبت اور غذا کو زمین سے تلاش کر کے ۹۰ اور ۱۰۰ فٹ تک کھینچتی اور درخت کی چوٹی پر پہنچاتی ہے۔

نباتات میں ایک طاقت دوسری قسم کی بھی ہے جو زمین کی کشش ثقل سے ... دھکا پیل سے محفوظ رکھتی ہے جس طرح انسان اپنے دھڑ و سید حصہ بدن اور کھڑے رہنے وغیرہ کو آپ سنبھالے رہتا ہے اسی قوت کے زور سے درخت بھی ... خود ہو کر سر بر ... کر تا دم آخر

اپنے اور ... کی کوشش تمام کر کے اپنے بار و برگ کو سنبھالے رہتا ہے۔

جیسا کہ انسان اپنے دشمنوں سے بچنا ہوا کنارہ کر جاتا ہے ویسے ہی چھوٹا درخت بڑے درخت سے بچ کر فضا میں سر نکالتا ہوا اور جن درختوں کی تیز ہوا پڑ جائے کنارہ ہو جاتے ہیں۔

ومن نعمرہ ننکسہ فی الخلق افلا یعقلون۔ اور جیسا انسان بہت بوڑھا ہو کر ہوش و حواس سننا دیکھنا ذائقہ شامہ حافظہ وغیرہ عمر بھر کا ذخیرہ جو و نما پر آکر حاصل کیا تھا دنیا ہی میں اپنی ذات سے رنگ کو دیتا اور بہرہ گونگا اندھا بے حس ... ہو کر پیک اجل کا منتظر رہتا ہے کہ کب آئے اور کب چلوں اور شروع شباب میں جو ... ہوا کا لدا ہوا اثر بن جاتا ہے ٹھیک ویسے ہی ... پرانے درختوں کا حال ہو گیا ہے اور ... اور کونپلیں اور سبزی کی جوانی کو باغ دنیا میں موصول ہوئی تھی جس سے چہرہ و دستار جھومتے اور آسمان بلندی کی جو ملی سے سر ٹکراتے تھے وہ سب ہولت میں اکثر رخصت ہو جاتی ہے نہ پھول نہ پھل ... رفتہ رفتہ سو کھا ... سب کی کمزوری ... آخر جیسا جسد ... حیرت ... ہیں ویسے ہی یہ بھی سوختہ بن جاتا ہے۔

فیا اہل التناسخ کیا یہ تمام تقلیبات کہ نباتات میں عیاں ہیں ان کا کوئی مطلب نہیں۔ کیا یہ اپنی ذات کی آپ ہی پیشور ہیں اگر کوئی مطلب ہے اور بیشک ہے جس کو عرف تو یہ سب کچھ آن میں ظہور پذیر ہوتا ہے تو بتاؤ روح حیوانی ان میں منتقل ہو کر آتی ہے یا نہیں اگر آتی ہے تو بتاؤ کیا نسبت وہ دعوی باطل ہوا کہ جو انہوں نے اپنے چیلوں کو سکھایا ہے کہ روح حیوانی نباتی قالب میں نہیں آتی اور مولی پیاز ساگ پات بھی گوشت کے حکم میں داخل ہوا کہ جو اس کا حکم ہے وہی اس کا ہوا کیونکہ اس سے حیوانات اور نباتات ہر دو روح حیوانی کا چولا اور جامہ قرار پائیں اگر گوشت کھانا جائز ہے تو نباتات کا کھانا بھی جائز ہے اگر جائز نہیں تو اس کا کھانا بھی جائز نہیں۔ اگر نباتات میں روح حیوانی منتقل ہو کر نہیں آتی بلکہ نباتات میں ہی قادر مطلق نے کوئی ایسی طاقت رکھ دی ہے جس کا یہ سب تماشہ پودوں اور درختوں کی چھوٹائی بڑائی وغیرہ خدا تعالی نے اپنی قدرت سے کی ہے کسی درخت کی کوئی پاغل پھولوں میں نہیں آتی تو حیوانات میں بھی اسی ذات خدا نے اپنا تصرف جاری رکھا ہے اور علم و حکمت کے مقتضا کے موافق چھوٹا بڑا لنگڑا اندھا ہو کہا لکا وغیرہ بنایا ہے کسی کے عمل سے نہیں اور ہر ایک آسی کی حکمت کا مقتضا پورا ہوا اور ہوتا ہے اس کار خانہ میں غیر کا تصرف مطلق نہیں۔

اہل تناسخ کے دعاوی باطل اور دلایل لا طائل ہیں قائل توجہ اس کلام میں (ایڈیٹر)

(المندیم)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی تاثیر

جب نبی عربی امی فداہ ابی و امی صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے ملک میں دعوت حق اور تبلیغ احکام الہی شروع کی تو آپ کے انفاس طیبہ اور برکات روحانیہ کی تاثیرات سے آپ کو ابتدا ہی سے راستباز اور وفادار تابعدار ملے جن کی ایک جماعت عظائیت قربانی جو صحابہ کے پاک لقب سے مشرف ہیں وہ بیدار لوگ تھے کہ جنہوں نے آنحضرت صلعم کا ہر طرح طرح کی تکالیف اور صعوبات کے زمانہ میں جو سخت ابتلا اور مصیبت کا وقت تھا۔ جان و مال اور اہل قرابت سے ساتھ دیا۔ یہ وہ وقت تھا کہ آنحضرت صلعم کو تبلیغ احکام الٰہی کے لئے ایک جہان کا مقابلہ پیش آیا ہوا تھا۔ اور تمام فراعنہ عرب سخت شورش اٹھا رہے تھے اور ہر طرف ذلت کے منصوبے باندھے جاتے تھے اور ہر جانب سے آپ کے اس مقصد کے لئے ہزارہا روکیں پیش آتی تھیں اور ہر کہ دمہ اشاعت توحید کے لئے سد راہ بنا ہوا تھا۔ اور حضور کی تنہائی اور بیکسی ہر ایک ستمگر کی ٹھوکر کا باعث تھی اور آپ لوگوں کے گھروں میں جا جا کر کلام الٰہی سناتے اور پھر ... دھکے دیے جاتے تھے اور کوئی آپ کو اپنے پاس بٹھا کر ... دیتا تھا اور آپ منزل بمنزل اور قریہ بقریہ پکارتے پھرتے تھے کہ من یووینی ومن ینصرنی حتی ابلغ رسالۃ ربی۔ یعنی کوئی ہے کہ مجھے ٹھکانا دے اور میری مدد کرے تاکہ میں خدا تعالیٰ کے احکام کی تبلیغ کروں اور وہ جنت کا وارث ہے۔ اس نازک وقت میں صحابہ نے اپنی عزت اور ناموس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سے قربان کیا بیشک سر کاٹ دیے گئے اور گھروں سے نکالے گئے اور جلاوطن کئے گئے اور بظاہر آنحضرت صلعم کی ناکامیابی اور کمزوری دیکھ کر ہجرت دیکھ کر بھی متزلزل الایمان نہ ہوئے۔ بلکہ حضور کی تمام آئندہ کامیابیوں اور اسلام کی ترقیات کی پیشگوئیوں پر پورا ایمان رکھتے رہے اور عرفانی اور ایمانی ترقیات کے اعلیٰ مدارج پر فائز ہوتے رہے۔

www.aaiil.org

اور حضور صلعم پرلے درجہ کا صادق القول اور صادق الوعد ثابت رہے اور ان میں سے کسی ایک کو بھی حضور علیہ کی نسبت کبھی کوئی بدگمانی اور سوء ظنی پیدا نہ ہوئی اور آپ نے بھی ان میں سے کبھی کسی کو بے ایمان اور ضعیف الاعتقاد نہ فرمایا۔

خاص ہجرت کے وقت جو سخت نازک اور خوف قتل کا وقت تھا۔ حضور نے علی مرتضے رضی اللہ تعالی عنہ کو اپنے بستر خواب پر سونے کا حکم دیا انہوں نے فوراً بخوشی خاطر قبول کیا۔ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جبکہ دشمنوں کے تعاقب کا کلی یقین اور گرفتاری کا سخت ڈر اور جان کا پورا خطرہ تھا آپ نے ساتھ چلنے کا حکم فرمایا۔ وہ معاً گھر بار چھوڑ کر حضور کے ہمراہ ہو لیا۔ ان میں ادنی کوئی نہیں پوچھتا۔ کہ یا حضرت میں ایسے خطرناک مقام میں کیونکر ہمراہ ہوؤں۔ اور کوئی نہیں کہتا۔ کہ یہ آپ کی بدنامی اور لا کامیابی اور دشمنوں کی نگاہ میں ذلت اور بدظنی اور خوف جان کے وقت میں اپنا گھر بار اور جان و مال اور عیال و اطفال چھوڑ کر کیوں آپ کے ہمراہ چلوں۔ کسی کو یہ شبہ نہیں پیدا ہوتا۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ بڑی بڑی فتوحات اور توحید کے پھیل جانے کی پرزور پیشگوئیاں اور لمبے چوڑے دعوے کیا ہوئے غرض کہ بڑی صفائی اور راستی اور بڑی صداقت اور ایمان کے ساتھ ان لوگوں نے اسلام کی خدمت اور آنحضرت کا ساتھ دیا اور مالوں اور جانوں کو آپ پر قربان کیا۔ یہ حضور کی روحانی برکات کے نتائج اور آپکی پاک تعلیم کی تاثیرات اور ثمرات تھے۔ لاریب صحابہ کو آنحضرت کی سچائی اور راستبازی پر پورا بھروسہ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت پر پورا یقین تھا اور یہی یقین انکی ایمانی ترقیات کا موجب اور روحانی مدارج کے ارتقا کا زینہ تھا۔ گویا انہوں نے اللہ تعالیٰ کو اور اس کی رضامندی کے آخری مکان کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تھا۔

حضرت مسیح کی روحانی تاثیر

حضرت مسیح پر ابتدائی عمر میں یہودیوں کے بڑے بڑے عالموں کے درس میں رہ کر یہ انا عہد نامہ یعنے حضرت موسیٰ کی شریعت اور تمام انبیا بنی اسرائیل کے کتابیں پڑھتے اور سیکھتے رہے۔ دیکھو انجیل لوقا ۲ باب ۴۰ "لڑکا بڑھتا اور حکمت سے بھرتے روح میں قوت پاتا رہا" یعنی علم سیکھتا اور نفسانی کمالات پیدا کرتا رہا۔ ایضاً لوقا ۲ باب ۴۶ و ۴۷ "اور ایسا ہوا کہ انہوں نے تین روز پیچھے اُسے ہیکل میں استادوں کے بیچ بیٹھے ہوئے انکی سنتے اور ان سے سوال کرتے پایا" اور پھر آپ نے یوحنا اصطباغی یعنی حضرت یحییٰ بن زکریا کے پاس روحانی ترقی کے مدارج پایا اور وہ اس وقت سے انہوں نے رسالت کا کام شروع کیا۔ یعنی تبلیغ احکام الٰہی اور وعظ کرنے لگے۔ اول اول چند اشخاص ایمان لائے۔ جنکو حواری کہتے ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں (۱) شمعون پطرس (۲) اندریاس۔ (۳) زبدی کا بیٹا یعقوب (۴) یوحنا (۵) فیلبوس (۶) برتلما (۷) توما (۸) محصول لینے والا متی (۹) حلفی کا بیٹا یعقوب (۱۰) لبی جو تدی بھی کہلاتا (۱۱) شمعون کنعانی (۱۲) یہودا اسکریوطی۔ یہ سب آپکے بارہ شاگرد ہیں اور انہی کو آپ نے بنی اسرائیل کے لئے واعظ بنا کر بھیجا۔

اب زیادہ تر قابل غور یہ بات ہے کہ جن لوگوں کو حضرت مسیح نے بنی اسرائیل کی ہدایت کیلئے بھیجا اور حضرت مسیح کی طرف سے نبوت کا کام کرنے لگے ان کا اپنا ایمان پایہ کہاں تک تھا۔ سو ان میں بڑا مخلص اور مقرب حواری شمعون پطرس تھا جس کے حوالے حضرت مسیح نے بہشت کی کنجیاں بھی کر دی تھیں۔ اس میاں پطرس صاحب نے حضرت مسیح کی گرفتاری اور مارپیٹ کے وقت قیافا نام سردار کاہن کے روبرو ایک لونڈی کے اتنا کہنے سے کہ یہ بھی یسوع ناصری کے ساتھ تھا۔ ضعیف الایمانی اور بداعتقادی اور بزدلی کی وجہ سے حضرت مسیح پر لعنت کی اور تین بار قسم کھا کر ان کا انکار کیا دیکھو متی ۲۶ باب ۶۹ سے ۷۵ تک) دوسرا یہودا اسکریوطی ہے۔ جو اپنے تقرب کی وجہ سے حضرت مسیح کے شامل ایک طباق میں کھانا کھاتا تھا اور مسیح نے اُسے بارھویں تخت کا مالک اور اسرائیلیوں کی عدالت کرنے والا ٹھہرایا تھا۔ دیکھو متی ۲۶ باب ۲۳۔ ایضاً متی ۱۹ باب ۲۸۔ اس نے سردار کاہنوں سے منصوبہ گانٹھ کر صرف تیس روپیہ کے لالچ سے بڑے نفاق اور فریب کے ساتھ حضرت مسیح کو پکڑوا دیا اور سردار کاہنوں اور قوم کے بزرگوں کی طرف سے ایک بڑی بھیڑ تلواریں اور لاٹھیاں ہاتھ میں لئے ہوئے اپنے ہمراہ مسیح کے پاس لے آیا اور نفاق سے تعظیم سے اس کا نشان دیدیا کیونکہ اس نے ان سے کہہ رکھا تھا کہ جسے میں چوموں وہی ہے اسے پکڑ لینا۔ دیکھو متی ۲۶ باب ۴۸ و ۴۹) حضرت مسیح نے اس سے پہلے اُسے کہہ دیا تھا کہ تو مجھے پکڑوائیگا اور اگر تو پیدا نہ ہوتا تو تیرے لئے بہتر ہوتا اس لفظ سے یہودا کی نہایت شقاوت اور بدبختی ثابت ہوتی ہے اور دوسرے باقی شاگردوں کی نسبت بھی حضرت مسیح نے کہا۔ کہ تم سب اسی رات میرے سبب ٹھوکر کھاؤ گے۔ چنانچہ وہ سب ہی گرفتاری کی سخت مصیبت کے وقت میں حضرت مسیح کو تنہا چھوڑ کر بھاگ گئے اور رائیگی نے بھی ساتھ نہ دیا دیکھو متی ۲۶ باب ۳۱ و ۳۵ و ۵۶ (۵۶) اب اس سے ان سب کے ایمان کا کمال اور انکی روحانی ترقی کی غایت اور مسیح کی نسبت راسخ الاعتقادی کا اندازہ ظاہر ہو گیا۔ اور بعض جگہ حضرت مسیح نے ان کو کم ایمان اور شیطان۔ اور ضعیف الاعتقاد بھی کہا ہے اور لوقا ۲۴ باب ۲۵ میں ہے کہ تب اس نے انسے کہا کہ اے نادانوں اور نبیوں کی ساری باتوں کے ماننے میں سست اعتقادو کیا ضرور نہ تھا کہ مسیح دکھ اٹھائے اس سے بھی صاف ظاہر ہے کہ مسیح کو ان کی نسبت انکی بداعتقادی اور بے اعتقادی کا کامل یقین تھا۔ کیونکہ وہ ہمیشہ ہی سے مسیح کی نسبت سست اعتقاد اور بیوفا رہے اور مرقس ۱۶ باب ۱۴ میں ہے۔ آخر وہ ان گیارہ حواریوں کو جب وے کھانے بیٹھے تھے دکھائی دیا اور ان کی بے ایمانی اور سخت دلی پر ملامت کی کیونکہ وے انکی باتوں پر جنہوں نے اس کے جی اٹھنے کے بعد اسے دیکھا تھا یقین نہ لائے اور ایک مقام پر حضرت مسیح نے ان میں رائی کے برابر ایمان ہونے کی بھی نفی کی ہے۔ دیکھو متی ۱۷ باب ۲۰ آئیت) اور ایک جگہ پھر فرمایا "اے بے اعتقاد اور ٹیڑھی قوم میں کب تک تمہارے ساتھ رہونگا کب تک تمہاری برداشت کرونگا۔ دیکھو متی ۱۷ باب ۱۷ آئیت۔ غرض کہ ان سب آیات سے حواریوں کا ناقص الایمان بلکہ حضرت مسیح کی طرف سے سخت بے اعتقاد ہونا واضح طور پر پایا جاتا ہے اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ حضرت مسیح کی زندگی میں کبھی بھی ان کی نسبت خوش اعتقاد اور فرمانبردار نہیں ہوئے اور نہ انہوں نے کمال ایمان سے بہرہ مندی حاصل کی۔

عیسائیوں کے خدا کے بیٹے کے اخلاق

عفو

عیسائیوں کے خدا میں عفو کی اصل خوبی ہرگز نہ تھی عفو میں خلق کا کمال یہ ہے کہ ایک انسان دشمن کو انتقام لینے کی قدرت رکھتے ہوئے اس کو درگذر کرے عیسائیوں کے خدا کو کبھی حقیقی عفو کا موقعہ ہی نہیں ملا۔ اس نے کبھی دشمن پر قدرت ہی نہیں پائی کہ قدرت کے بعد اس کا معاف کرنا جو اصل اخلاق ہے سمجھا جائے۔ عیسائی آپ ہی کہدیں کہ یسوع کو یہ موقعہ کبان ملا کہ وہ یہودیوں کے سزا دینے پر قادر ہوتا اور پھر درگذر کرتا ہاں یہ اخلاق فاضلہ ہمارے سید و مولا افضل الانبیا مفخر الاصفیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات میں ضرور شاہ چمک رہا ہے۔ کیونکہ کفار نے آپ کو سخت سے سخت دکھ دیئے۔ آخرکار آپ کے قید و قتل پر آمادہ ہوئے۔ جسکی وجہ سے آپ اس ناحق شناس قوم کے درمیان سے ہجرت ہی کر گئے۔ مگر جب آپ نے ان پر فتح پائی اور یہ لوگ یقین رکھتے تھے کہ ہم اپنے ظلم اور خونریزیوں کے عوض میں ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے تو آپ نے ان سب کو بخش دیا اور کہہ کر جاؤ میں نے تم کو آزاد کر دیا ثم الطلقاء لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین۔ تمہیں کوئی ملامت نہیں۔ خدا تم کو معاف کرے اور وہ سب سے بڑھکر رحم کرنیوالا ہے۔ عیسائیوں کی اگر قسمت ہو تو اب بھی اسکی کتاب صداقت کو شناخت کریں اور مردہ پرستی سے باز آئیں۔

حلم و تحمل

حلم و تحمل کا یسوع صاحب میں نام و نشان تک نہیں تھا اور ہم افسوس کرتے ہیں کہ وہ لوگوں میں تعلیم دیتا رہا کہ تھپڑ کھا کر دوسرا گال پھیر دو مگر آپ کبھی حلم و کرم میں نہ آیا بلکہ ہمیشہ چھچھوروں کی طرح بات بات پر یہودیوں کو ستاتا اور گالیاں دیتا رہا تلوار تو اس کے ہاتھ میں نہ تھی ہاں ہر بہ صرف زبان اس کے ہاتھ میں تھی سو اُسے خوب چلاتا اس زمانہ کے لوگوں کو بدا ور حرامکار کر کے پکارا کسی کو سانپ اور کسی کو سانپ کا بچہ وغیرہ کہا اور کوسنے میں کسیطرح کی کمی نہ کی۔ خدا جانے اگر یسوع کو کچھ اختیار دیا جاتا یا اس کے ہاتھ میں زور ہوتا تو کیا کچھ کرتا ع اس نے بسی پہ ذوق بشر کا یہ حال ہے کیا جانے کیا کرے جو خدا اختیار دے ہاں ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں اعلی درجہ کا حلم و تحمل تھا آپ نے کبھی کسیکو حرام زادہ نہیں کہا اور حرامکار کہکر نہیں پکارا نہ کسیکو سانپ یا سانپ کا بچہ کہا ہاں ان کی اخلاق بدر ناصح مشفق کیطرح مبتہ ضرور کیا اور نصائح کے کچھ ذکر کیا۔ کیا کوئی عیسائی

اسلام اور عیسائیت

عیسائیوں نے بیشک علوم و فنون کی دستگیری کی۔ مگر کب؟ جب مذہب کے پابند ہیں چرچ کے نامحدود تسلط سے آزاد ہو گئے اور سینٹ عنانی تھاس اور اس کے ہم خیالوں کو نزدیک عیسائی نہ رہے۔ ورنہ لندن میوزیم اور کتب خانہ پیرس کا حال اس زمانہ میں وہی ہوتا جو کتب خانہ اسکندریہ کا جولیس سیزر کے عہد میں ہوا۔

تاریخ کہاں تک وہ ہولناک سماں یاد کرے جب مقدس عیسائیوں نے حکمائے مصر کی کتابوں میں آگ لگائی ہے۔ اسکندریہ کے لاٹ پادری نے ایک ملکی بغاوت کے الزام پر سارا کتب خانہ اسکندریہ اسیطرح جلا کر خاک سیاہ کرا دیا جسطرح سنہ ۱۸۵۷ء کی بغاوت میں دہلی کا عظیم الشان شاہی کتب خانہ باغیوں کی بدولت ردیا کے جسکی جنسیت جمع نہ پایا گیا۔ روایت ہے اسکندریہ میں تو فیل نے جکا ہ سلاطین مصر کی کتابیں جلائیں

www.aaiil.org

اور یہاں دہلی میں علمائے ہند و شاہان
مغلیہ ... کتب خانے دریا برد کر دئے گئے
[illegible] شاہی فرمان کے ذریعے
[illegible] اسکندریہ کی تمام علمی تصنیفات
[illegible] اور اس کے بیس برس بعد
[illegible] مورخ نے ان برباد شدہ
[illegible] دردناک تصویر کھینچی ہے
[illegible] ہندوستان میں پچاس برس ہو
گزرا مولوی فضل حق صاحب
[illegible] کسی نے اس چشم دید
[illegible] آنسو بھی نہ بہائے۔ اس
[illegible] میں بلکہ ایسے گئے کہ
[illegible] بے گل غالب
[illegible] ہو اور جان عزیز
[illegible] بعد سیریل کا زمانہ آیا۔ اس کا
[illegible] مشہور ..... مقرر ادر لکھچرر
[illegible] میں ان دنوں ایک خاتون کا
[illegible] و فلسفہ میں بڑا شہرہ تھا۔ علوم
[illegible] بڑے بڑے اہل علم اس کو
[illegible] تسلیم کئے ہوئے تھے۔ اس
[illegible] درس میں علم مابعد الطبیعہ خصوصاً
[illegible] بحث میں اکثر بحث ہوتی تھی
[illegible] ہم کو کہاں جانا ہوگا اور
[illegible] بات کا علم ممکن ہے۔ مقدس
[illegible] سیریل کو اس کی برداشت نہوئی
[illegible] (جس کا نام ہیپاٹی تھا)
[illegible] بلکہ قدیم مصریوں کے مذہب
[illegible] اس جرم پر کہ صاحب علم
[illegible] درس گاہ میں جاتی ہوئے اس کو
[illegible] کپڑے اتار لئے اور اسی
[illegible] کلیسا میں لائے۔ دھالیسی
[illegible] نہ تھی کہ پیشوایان مذہب
[illegible] کرتے۔ نہیں قتل کے بعد
[illegible] گوشت ہڈیوں سے الگ
[illegible] اور بقیہ کے واسطے بہتر سمجھا
[illegible] کی نذر کر دیا جائے۔ مورخ کہتا
[illegible] گورنمنٹ نے اس
[illegible] تحقیقات کی اور سیریل سے
[illegible] کی باز پرس ہوئی۔ غالباً یہ پہلا
[illegible] تھا جب گورنمنٹ نے یہ قاعدہ مقرر
[illegible] کر دیا۔ "جہاں غرض آمد ہنر پوشیدہ شد"
عیسائیت کا کوئی عقیدہ ہو جس میں دو فریق
[illegible] نزاع نہ ہوئی ہو اور اختلاف کا فیصلہ
[illegible] خونریزی سے نہ کیا گیا ہو۔ تاریخ بتلا
رہی ہے کہ سرزمین مصر لہو سے رنگی
[illegible] ہے حضرت مریم کی عبادت میں اختلاف
ہے انہیں خدا کی ماں فرض کرنے میں
[illegible] گروہ لڑ رہے ہیں۔ تلواریں چل رہی
ہیں اور عیسائیوں کے پاک خون سے
سطح خاک لالہ زار بنی ہوئی ہے۔ مذہب
کے قانون میں یہ بات داخل تھی کہ

مسیح کا جو پیرو نہیں وہ ہلاک ہوگا اور ہلاک
ہونے والا زندگی کا مستحق نہیں "اعمال الرسل
کے پانچویں اصحاح میں دیکھو۔ حنانیا نامے
ایک شخص نے اپنی املاک بیچ کر کچھ قیمت خود
چھپا کر رکھ لی اور بقیہ رسولان مسیح کے پاس
لایا۔ پطرس حواری کو حقیقت حال پر اطلاع
ہو چکی تھی۔ بڑی ملامت و سرزنش کی اور بطور
معجزہ اسکی جان لیلی۔ سفیرہ (حنانیا کی بیوی)
کو اصل معاملہ سے کچھ واقفیت تھی مگر بعد کی سرگذشت
کا اسکو علم نہ تھا۔ تین گھنٹے کے بعد وہ بھی حاضر
خدمت ہوئی۔ پطرس نے بات کے چھپا رکھنے
کے جرم پر اس کی بھی ایسی خبر لی کہ بیچاری کی
جان پر آ بنی (اعمال الرسل۔ اصحاح پنجم
از آیت ۱ تا ۱۱۔ صفحہ ۱۵۱)

انسان کو مال و متاع میں کچھ خود اپنے واسطے
اٹھا رکھنے اور مذہبی پیشواؤں کو ہدیہ نہ دینے
کی سزا اگر تو سزائے موت ہو پھر اس بدنصیب
کی زندگی پر کیوں نہ موت کو ترجیح دیکھا جائے
جو اعتقاداً مقتدایان ملت کا ہمصفیر نہو۔
کیتھولک اعتقادات کی مخالفین کی بابت پوپ
النوسان سوم فرماتے ہیں "منکرین کی اولاد
کیواسطے حیات کے علاوہ کسی چیز کا بھی باقی
چھوڑنا جائز نہیں۔ ان کو زندہ رہنے دینا
بھی عنایت و احسان ہے" یعنی منکرین کا جرم
انہیں تک نہ رہتا بلکہ مرض متعدی کیطرح اس
کا سکر دب اولاد میں بھی سرایت کرتا ہے۔
لا تزر وازرۃ وزر اخری ایک کی خطا پر
دوسرے کو مصادرہ روا نہیں۔ اسلام سے عیسائیت
کا کس بات میں مقابلہ کیا جائے۔ وہاں باپ
دادا کے افعال پر پکڑے جاتے ہیں یہاں خود
اپنے گناہ پر بھی استغفار سے نجات ملجاتی ہے۔

فرق ست ز آب خضر کہ ظلمات جا گرفت
تا آب ما کہ منبعش اللہ اکبر ست

علم وہنر کے ساتھ عیسائیت کی گاؤ زوری

قسطنطین با[illegible] اس کے بعد جب عیسائیوں کو زور ہوا
ہے تمام تر [illegible] علم و فلسفہ [illegible] شان عیسائیت کی
تاریخ میں نہیں ملتا۔ ان مذہبی نزاع و مجادلات
میں [illegible] نظر آتی ہے کہ علم کا اٹھتا ہوا جوش
کبھی تو سلطنت [illegible] کی قوت سے کبھی مذہبی انجمنوں
کے رعب و داب سے اور کبھی خونریزی
سے دبا دیا گیا ہے۔ مذہب کی تائید میں
ہمیشہ [illegible] ہم سے دشمنی رہی۔ جب اس کا شعلہ بلند
ہوا غضب کے طوفان سے فرد کر دیا گیا۔
میرا مقصود بحث مادی نہیں ورنہ مدعیان علم
کو اس بحث میں یہ بھی معلوم ہو جاتا کہ اسلام کی

اشاعت "تلوار سے ہوئی ہے یا عیسائیت کی
پادریوں کی باہم لڑائیاں اور اختلاف عقائد کے
مجادلات ایک طرف عیسائیت کی تائید میں
غیر مذہب والوں پر جو وحشیانہ حملے ہوتے
ہیں یا خود سلاطین یورپ میں رؤسائے مذہب
کی اغوا سے جسقدر خونریزیاں ہوئی ہیں وہ
ہمارے عنوان بیان سے خارج سہی لیکن
واقفکاروں کی وسعت نظر سے خارج نہیں ہیں
اسپین میں اسلامی سلطنت قائم ہونے کے
بعد یورپ پر علم کا پرتو پڑا اور علم و مذہب
کا مخاصمہ اسوقت شروع ہوا جب اندلس کے
مدرسوں میں نوجوانوں نے تعلیم پاکر عیسائیت
کی تاریک دنیا میں علمی روشنی ڈالنا چاہی۔ یا
حروب صلیبیہ میں یورپین مجاہدوں نے
مسلمانوں کے خیالات سے متاثر ہو کر عیسائی
دنیا میں ایک نیا تغیر برپا کیا۔
کروسیڈ وارسے ہزاروں صلیبی مجاہدین
واپس آئے اور مسلمانوں کیطرف سے ایسے
اچھے خیالات مشتہر کئے جو کلیسائی تعلیم
کے خلاف تھے۔ پادریوں نے مشہور کر رکھا
تھا کہ مسلمان بت پرستوں کی ایک جماعت
کا نام ہے جو بیت المقدس (اورشلیم) پر
متغلب ہوکر توحید اور دین حق کی بیخکنی کر رہا
ہیں اور اس پاک سرزمین کو ہر طرح کی [illegible]
اور فضیلتوں سے خالی کر رکھا [illegible]
درندے اور جلاد ہیں۔ [illegible] وہ وحشی
مجاہدوں نے ارض [illegible] دغیرہ وغیرہ صلیبی
[illegible] سلطین سے واپس آکر
ظاہر کر دیا کہ جب [illegible] آنکھوں پر پردہ پڑھا
ہے۔ مسلمان [illegible] نہایت پاکیزہ خیال اموحد
[illegible] مروت [illegible] امن پسند، وفادار اور صاحب
[illegible] ہیں۔
اپوکین فلاسفر اڈورڈ فارنیلہ صاحب
فرماتے ہیں کہ خلیفہ حکم ثانی نے اسپین کو
ایک بہشت بہار بنا رکھا تھا۔ یہودی اور عیسائی
امن و امان و آزادی کے ساتھ زندگی بسر
کرتے تھے۔ پطرس صاحب لکھتے ہیں کہ اندلس
میں اکثر علماء یورپ کے دور و دراز شہروں
سے علم ہیات کی تعلیم حاصل کرنے آتے
تھے حتی انگلستان کے طالبعلموں کی جماعت
بھی اندلس میں نظر آتی تھی۔ یہ تمام طلبہ وہاں
بہ آرام و آسایش ٹھہرائے جاتے تھے
اور ہر طرح انکی خبرگیری کیجاتی تھی ایوان
خلافت معلوم ہوتا تھا کہ ایک جلیل القدر کتب خانہ
یا دار الصنائع ہے جس میں کتابوں کی نقل
زرکاری جلد سازی اور ہر قسم کی صنعتوں
کی فراوانی دیکھ دیکھ کر خدا کی قدرت یاد آتی ہے
کاغذ سازی کا طریقہ جس کو اہل عرب نے ایجاد
کیا تھا۔ اندلس سے یورپ میں بھی رائج تھا۔ اور
پھر چھاپے اور آلات طبع کے انکشاف کو
خیالات کی اشاعت آسان ہوگئی۔ ہسپانیہ
اور وینس کی عزلت [illegible] کر اور مسلمانوں

کے ساتھ مبادلۂ خیالات سے عیسائیوں میں
بہت کچھ تغیر ہو چلا تھا اب کاغذ اور پریس کی وجہ
سے باقی وقت بھی نہ رہی اور ہر شخص کو اپنے
مافی الضمیر کا شائع کرنا آسان ہو گیا۔
علامہ ابن رشد[1] کی تصنیفات کا جب چرچا ہوا
تو یورپ نے اسکو قبول عام کی سند دی۔ عقلیات
کی تحصیل و تکمیل کا انحصار و اقتصار انہیں
کتابوں پر تھا۔ بہت تھوڑے دنوں میں نہ صرف
قرطبہ و اشبیلیہ بلکہ یورپ کی تمام مہذب دنیا میں
یہی کتابیں نصاب درس میں داخل ہو گئیں مسیحیت
نے اب جا کر مخالفت شروع کی اور مذہبی پیشواؤں
نے عام فرمان جاری کیا کہ کتاب مقدس یا کلیسا
کی تعلیم کے خلاف جو شخص قولاً یا فعلاً کسی امر کا
مرتکب ہو۔ وہ گردن زدنی سوختنی اور ..... مگر ابن رشد کی ہر
[illegible] فقط یہ رائے [illegible] ظاہر کی تھی
کہ قوس قزح جنگل کمان نہیں [illegible] خدا سے [illegible]
میں ہے کہ بندوں سے [illegible] کا [illegible] بدرد وہاں
کے نقطوں میں [illegible] آفتاب کو [illegible] سے پیدا
ہوتی ہے۔ صرف اتنی بات پر کہ فنا کر کے دبا
[illegible] سلطنت اسکی بچا لیا اور وہاں صرف الزام
[illegible] سزا ملی۔ [illegible] اس کی لاش اور کتابیں
عدالت کے حکم سے جلا دی گئیں۔ اور تجویز میں وجہ
یہ لکھی گئی کہ "اسکی خواہش تھی کہ روما اور انگلستان
کے کلیسائیوں میں مصالحت ہو جائے"۔ اس
مصالحت کی خواہش سے بڑھ کر کیا گناہ ہوگا؟ [illegible]
کے وزن پر آفتاب کی شعاعوں کی عکس سے قوس قزح
کا قائل ہونا بھی گناہ کبیرہ ہے مگر مصالحت کا معاملہ
وہ اکبر الکبائر ہے جو معاف ہو سکتا ہی نہیں۔

[1] ابن رشد کا نام محمد بن احمد بن رشد تھا۔ ابوالولید
کنیت تھی۔ قرطبہ دار السلطنت اسپین میں ۵۲۰ ہجری
میں پیدا ہوئے۔ ان کا خاندان ہمیشہ سے علم و فضل
اور فقاہت کا خاندان تھا۔ آباؤ اجداد موروثی
قاضی تھے۔ مورخین کی رائے ہے کہ ارض عرب میں ایسا
دانشمند کوئی پیدا نہیں ہوا۔ علیہ یا ارسطو کی
کی جس خوبی سے تنقید کی ہے وہ اجتک کسی کو نصیب
نہیں ہوئی علوم حکمیہ کی ابتدائی تحصیل ابن العربی
وغیرہ سے کی تھی لیکن رسمی استاد انکی طبع خداداد
تھی۔ درس و تدریس اور کتب بینی کے علاوہ کوئی
مشغلہ نہ تھا۔ ابن الابار علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ بجز دو
شب زفاف یا جس روز کہ ان کے والد کا انتقال
ہوا اس کے سوا اور کبھی قاضی موصوف سے تصنیف و تالیف
ناغہ نہیں ہوئی۔ اکثر شاگرد یہودی یا عیسائی تھے
اہل یورپ انکو صاحب فن تسلیم کرتے ہیں اور ان کی
وسیع تحقیقات کو اب تک قائل ہیں۔ ... سلیم خوری نے کتاب آثار الادہار میں انکی طول طویل
لکھی ہے اور نہایت شرح و بسط کے ساتھ فضائل
مناقب بیان کئے ہیں۔ حال میں ایک ... صاحب رسالہ الجامعہ (الجامعہ اسکندریہ کا
عربی رسالہ ہے) ان کے حالات میں فلسفہ ابن رشد
ایک خاص کتاب تصنیف کی ہے ... [illegible]
کے علاوہ ... [illegible] کتابیں ... ہیں مثلاً

مثلاً کتاب التحصیل اختلاف صحابہ و تابعین ... بدایۃ المجتہد فقہ میں۔ کتاب المنہاج علم کلام میں۔ وغیرہ وغیرہ۔ آخر الذکر تہافۃ التہافۃ جو امام غزالی کی تہافۃ الفلاسفہ کی تردید میں ہے۔ اس کے علاوہ فن طب میں کلیات ...

www.aaiil.org

حضرت حکیم الامۃ کا دوسرا وعظ جلسۃ الوداع کی تقریر

گذشتہ اشاعت سے آگے

بامراد اور کامیاب ہونگی پہلی تو بیان ہو چکی۔ میری دوسری اصل جو بتائی۔ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْھِمْ ءَاَنْذَرْتَھُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ۔ جن لوگوں نے خلاف ورزی کی اور تیرے انذار اور عدم انذار کو برابر سمجھ لیا وہ مومن نہیں ہوں گے۔

یہ کیسی سچی بات ہے کہ جب انسان کسی شے کے وجود اور عدم وجود کو برابر سمجھ لیتا ہے وہ اس کے حصول کے لیے کوئی سعی نہیں کر سکتا آخر محروم رہ جاتا ہے۔

یہی حال اُن لوگوں کا ہوا۔ جنھوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا اور اس انکار کی وجہ یہ ہوئی کہ انھوں نے آپ کے انذار اور عدم انذار کو مساوی سمجھا نتیجہ اسکا ایمان سے محرومی ہوئی۔ اور انجام کار وہ اُن تمام کامیابیوں اور فتوحات سے جو اہل ایمان لوگوں کے حصہ میں آئیں بالکل بے نصیب اور محروم رہے۔

یہ کتاب مجید جو تمہیں دیجی ہے ہماری خوبیوں اور کمالات سے بھری ہوئی ہے لیکن جو شخص اس کتاب کے وجود اور عدم وجود کو برابر سمجھے وہ اُن انعامات اور برکات سے جو اس کتاب کے پڑھنے اور پھر عمل کرنے سے ملتے ہیں کیونکر بہرہ ور ہو سکتا ہے؟ وہ یقیناً یقیناً محروم رہیگا اور اسے ایمان نصیب نہیں ہوگا۔ لیکن اگر سلیم الفطرۃ انسان اپنے قویٰ سے کام لے اور اسکو یوں ہی نہ چھوڑ دے تو اللہ تعالےٰ اسکو محروم نہیں چھوڑے گا۔ اُس کا نام **شکور** ہے وہ اسکی ضرور قدر کرے گا اور اسپر اپنی نعمت کے دروازے بیشک کھول دے گا اسے فہم قرآن عطا کرے گا اور ایک ذوق کے ساتھ توفیق عمل نصیب ہوگی۔

اسیلئے کو میں بار بار بیان کروں گا اور تم خوب یاد رکھو کہ بامراد اور کامیاب ہونے کی راہ یہی ہے کہ اس کتاب کو اپنا دستور العمل بناؤ۔ اگر اس کتاب کو کوئی چھوڑتا ہے اور عدم وجود کو برابر سمجھتا ہے تو وہ اپنے ہاتھ سے اسباب محرومی طیار کرتا ہے۔ اس فعل پر خدا تعالیٰ سے اُسے اولاً یہ سزا ملتی ہے کہ غور کرنے والا دل چھین لیا جاتا ہے وہ حقائق اور معارف کو سوچ نہیں سکتا۔ اور اسی طرح چشم دیکھنے اور سننے کے قویٰ بھی بیکار ہو جاتے ہیں وہ حق کا شنوا اور حق کا بینا نہیں رہتا۔

پس متقی بننے کی راہ تو یہ ہے کہ مومن بالغیب ہو۔ اعمال صالحہ پر چست اور چالاک ہو تمام صداقتوں پر کاربند ہو جزا و سزا پر ایمان لانے والا ہو کسی صداقت کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھے اور دل سے کام لے تاکہ عذاب سے محفوظ رہے۔

بہت سے دل اس قسم کے بھی ہوتے ہیں کہ اپنے فوری جوش یا بعض خارجی اثروں کی وجہ سے اپنے آپ کو مومن ظاہر کرتے ہیں لیکن جناب الٰہی کے حضور سے فتوےٰ ملتا ہے کہ مومن نہیں ہیں۔ اگر غور کیا جاوے تو اس اصل سے بھی بہت سے جھگڑے طے ہو جاتے ہیں۔ میں اپنا نام نور الدین کہلاتا ہوں کوئی شمس الدین جمال الدین کمال الدین کہلاتا ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ کیا آسمان پر بھی یہی نام ہے؟ اگر آسمان پر نہیں تو کچھ فائدہ اور حاصل نہیں۔

اسی طرح مومن وہی ہے جو آسمان پر مومن ہو اور کافر وہی ہے جس کا نام آسمان پر کافر ہو دنیا کی نظر میں مومن یا کافر ہونا کوئی اثر اصل بات پر نہیں ڈال سکتا۔

غرض

بعض لوگوں کا خدا تعالیٰ نے یہاں ذکر کیا ہے کہ وہ بکتے ہیں ہم مومن ہیں لیکن خدا تعالےٰ کا فتویٰ ان کے متعلق یہی ہے کہ وہ مومن نہیں ہیں اگر ہمارے مخالف اس بات کو سمجھتے کہ ہمارے تجویز کردہ نام کوئی حقیقت اپنے اندر نہیں رکھتے بلکہ حقیقت ان اسماء کے اندر ہے جو خدا تعالیٰ کا مقبول اور پسندیدہ ہے۔ تو انھیں حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ کے سمجھنے میں کیا دقت اور مشکل پیش آتی تھی؟ وہ اللہ تعالےٰ کی ہستی پر ایمان لاتے اور اللہ تعالےٰ کے پاک نام کا ادب ان کے دل میں ہوتا تو وہ ایک شخص کے منہ سے یہ سنکر کہ **خدا نے میرا نام ابن مریم رکھا ہے** اس قدر جوش غضب سے نہ بھر جاتے۔ وہ سمجھ لیتے کہ جب ہم اپنے بچوں کے نام یوسف موسیٰ محمد صلے اللہ علیہ وسلم رکھ لیتے ہیں تو کیا اللہ کو اختیار نہیں ہے کہ وہ کسی کا نام ابن مریم رکھ دے۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ ان باتوں سے محض بے خبر ہیں اور انھوں نے قرآن شریف میں کبھی غور نہیں کی۔ پس ایسے لوگ جنکی نسبت خدا تعالےٰ کا فتویٰ ہے کہ وہ مومن نہیں ہیں انھوں نے کیا کیا ہے؟ ضرالوحید ویلہ ہے اور اس جماعت کو چھوڑ دیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومنین کی جماعت ہے۔ ان لوگوں میں نہ تاب مقابلہ ہے نہ قوت فیصلہ ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کا فیصلہ اور مقابلہ ابھی نہیں کر سکتے جبکہ ابتدا ہے جب اور ترقی ہوگی تو کب کر سکیں گے ان کا یہ مرض تو بڑھتا ہی نظر آتا ہے اس جھوٹ کا بدلا عذاب الیم ہے۔

اب یہ بات بڑی غور طلب ہے کہ ایک شخص بظاہر اچھے لباس میں لوگوں کے سامنے آتا ہے نمازی بھی نظر آتا ہے لیکن کیا اسے اتنی ہی پر مطمئن ہو جانا چاہیے ہرگز نہیں؟ اگر یہی پر انسان کفایت کرتا ہے اور اپنی ساری ترقی کا مدار اسی پر ٹھیراتا ہے تو وہ غلطی کرتا ہے جب تک اللہ تعالےٰ کیطرف سے اسے یہ سرٹیفکٹ نہ مل جاوے کہ وہ **مومن** ہے وہ مطمئن نہ ہو سعی کرتا رہے اور نمازوں اور دعاؤں میں لگا رہے تاکہ کوئی ایسی ٹھوکر اُسے نہ لگ جاوے جو ہلاک کر دے۔ عام طور پر تو یہ فتویٰ اسی وقت ملیگا جبکہ سعادت مند جنت میں داخل ہوں گے اور شقی دوزخ میں لیکن خدا تعالےٰ یہاں بھی التباس نہیں رکھتا اسی دنیا میں بھی یہ امر فیصل ہو جاتا ہے اور **مومن** اور **کافر** میں ایک بین امتیاز رکھدیتا ہے جس سے صاف صاف شناخت ہو سکتی ہے ہر ایک شخص ان آثار اور ثمرات کو جو ایمان اور اعمال صالحہ کے ہیں اسی دنیا میں بھی پا سکتا ہے اگر سچا مومن ہو۔ بلکہ اگر کوئی شخص اس دنیا میں کوئی اثر اور نتیجہ نہیں پاتا ہے تو اُسے استغفار کرنی چاہیے اندیشہ ہے کہ وہ آخرۃ میں اندھا نہ اٹھایا جاوے۔

مَنْ کَانَ فِیْ ھٰذِہٖٓ اَعْمٰی فَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ اَعْمٰی

حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارہا اس سوال کو چھیڑا ہے اور اپنی تقریروں میں بیان کیا ہے کہ بہشتی زندگی اور اسکے آثار اور ثمرات اسی عالم سے شروع ہو جاتے ہیں جو شخص سمجھے کہ وہ نوری نہیں بن جاتا وہ آخرۃ میں کیا پائے گا۔ اور یہ ایک امتیازی نشان ہے جو آپ نے دوسرے مذاہب باطلہ کے رد کے لیے پیش کیا ہے کہ اگر تم میں سے کوئی نجات یافتہ ہے تو وہ آئے میرے ساتھ ثمرات و نتائج میں مقابلہ کرے؟ اور کوئی نہیں آتا۔

پس

یہ تو بالکل سچا فیصلہ ہے کہ مومن اور کافر کی عام شناخت کا تو وہی وقت ہے جبکہ فریق جنت میں جاوے گا اور دوسرا دوزخ میں لیکن چونکہ بہشتی اور جہنمی زندگی اسی دنیا سے شروع ہو جاتی ہے اسلیے یہ کہنا بھی بالکل درست ہے کہ اسی عالم میں اللہ تعالیٰ کے اس فتوے کا پتا لگ جاتا ہے۔ اسلیے میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تم زنقینی اور خیالی باتوں پر صبر کر کے بوائے بیٹھو اپنی تجویز کردہ ناموں پر خوش۔ بلکہ اس فکر میں لگے رہو کہ آسمان سے تمہیں سرٹیفکٹ مل جاوے میں اسپر بھی یقین رکھتا ہوں کہ حقیقی مومن خدا تعالیٰ سے براہ راست بھی **مومن ہونے کا فتوےٰ حاصل کر لیتا ہے**

جس کا زندہ نمونہ ہمارا **امام** علیہ الصلوٰۃ والسلام موجود ہے جسکو کھلے الفاظ میں حکم دیا گیا ہے

قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ

یہی وجہ ہے کہ ان فتوے اور کافر عدالت کی جو اسکے خلاف شائع کیے جاتے ہیں وہ ایک پرکاہ کی برابر بھی وقعت نہیں سمجھتا۔ اسے پروا نہیں کہ اسے کن ناموں سے یاد کیا جاتا ہے بلکہ وہ اسکے جواب میں کیا کہتا ہے؟

کافر و ملحد و دجال ہمیں کہتے ہیں

نام کیا کیا غم ملت میں رکھایا ہم نے

اسے کیوں ان مخلوق پرستوں کے فتووں کی پروا نہیں صرف اسلیے کہ خدا تعالےٰ سے اسنے سن لیا ہے کہ وہ **اوّل المؤمنین** ہے اور مومنین کے ثمرات و برکات اسپر نازل ہو رہے ہیں۔

آج کل بہت سے **متصوفین** اور کمزور دلوں کی مخلوق ایسی ہے کہ جنکا اصول ہے

با مسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام

یہ لوگ جیسا موقع دیکھتے ہیں ویسا ہی اپنے آپ کو بنا لیتے ہیں اللہ تعالےٰ اسکو پسند نہیں کرتا وہ اخلاص اور حنیفیت چاہتا ہے جبتک یہ بات پیدا نہ ہوگی کچھ نہیں۔ بہت سے لوگ اسوقت ایسے بھی ہیں جو ہمسے ملتے ہیں تو ہماری باتوں کو سنتے اور پسند کرتے ہیں۔ لیکن جب انکو کہا جاتا ہے کہ تم کیوں ہمارے ساتھ نہیں ملجاتے تو کہتے ہیں کہ ہم شامل تو ہو جائیں مگر حکام کی نظر میں کھٹکنے لگتے ہیں اور مالی مشکلات کے لیے بلایا جاتا ہے ورنہ تو ہم آپکے ہی ساتھ ہیں ظاہر کرنیکی کوئی حاجت نہیں۔ لیکن جب انکے مدبر ملتے ہیں تو پھر مخالفت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تو آپ ہی کی رائے کے تابع ہیں اور آپکے ہی ساتھ ہیں ایسے لوگ منافق ہوتے ہیں۔ اسلیے تم جو حضرت اقدس کے ساتھ ہو اپنے دلوں کو ٹٹولو اور اپنے اعمال اور افعال پر نظر کرو کیا تم میں وہ بات پیدا ہو گئی ہے کہ تم اسکے لیے اپنی قوم برادری کو چھوڑنے کیلیے طیار ہو۔ کیا تم ان مشکلات کو خوشی سے برداشت کر سکتے ہو جو اسکی خاطر تمہیں پیش آئیں؟ اگر تمہارا دل اسکے لیے قوت پاتا ہے اور وہ بڑی خوشی کے ساتھ آمادہ ہے تو سمجھو کہ تمہارا ایمان سانچے میں ہے۔ اگر مشکلات کی برداشت نہیں تو تم اندر اندر کانپتے دھڑکتا ہے تو پھر دعا کرو کہ خدا تعالےٰ تمہیں استقلال اور قوت عطا کرے کیونکہ اسکے فضل کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا اور اسکے فضل حاصل کرنے کا طریق یہی ہے کہ تم دعاؤں میں لگے رہو۔ اپنے اعمال میں تبدیلی کرو۔

باقی آئندہ

عیسائیوں کی دوزخ

پیشوایان دین مسیحی نے بہت طول طویل دوزخ کا بیان کیا ہے اس کی موجودگی اس کی گوناگون تکالیف اس کی مداومت کے قائل ہیں انہوں نے اس کے نام رکھے ہیں۔ اس کے مقام کا پتہ بتایا ہے اور اس کی بابت صدہا قسم کی داستانیں دی ہیں جہنم کی تکالیف کے حصے کئے گئے۔

پوپ جی روم نے جہنم کی عام تکالیف کا ذکر کیا ہے پادری ایڈمبرا جہنم کی تکالیف کو چودہ قسم کا بتاتے ہیں جن میں سات روحانی اور سات جسمانی ہیں۔ سینٹ اینسلمس کا بیان ہے اگر کوئی شخص دوزخ کی تکالیف کو ایک نگاہ سے ہی دیکھ لے تو فورا اس کا دم نکل جائے اور ایک لمحہ بھی وہ زندہ نہ رہ سکے۔ دوزخ کی خاص تکالیف یہ ہیں رونا۔ دانت پیسنا۔ تاریکی۔ بدبو۔ مایوسی۔ جنگ۔ خوف۔ کمزوری۔ کیڑے۔ شیاطین کی صحبت وغیرہ۔ ہر تکلیف بکثرت لوگ سہتے ہیں۔ اور ان ہی کے ذریعے سے گنہگار اپنے گناہوں کے مطابق سزا دیئے جاتے ہیں۔ ہر ایک ہی آگ ہے۔ لیکن وہ سب پر یکساں نہیں اثر کرنے کی۔

بعض بطریقوں کی رائے کے مطابق جہنم میں بھی مکانات بنے ہوئے ہیں۔ بعض کا یہ بیان ہے کہ مکانات نہیں ہیں بلکہ ایک گہری خندق ہے۔ ان ہی لوگوں کا بیان ہے۔ اگرچہ وہاں طرح طرح کی تکلیفیں ہیں مگر مکانات نہیں ہیں۔

آدم اسکاش کا بیان ہے کہ سود خوار کو سونا گلا کے پلایا جاوے گا۔ ریورینڈ واعب التعظیم جے ٹالنس کہتے ہیں کہ جہنمیوں کو موت ضرور آئیگی مگر ان کی موت ایسی ہو گی جیسے گھاس کی جو ہل کے کھروں کے نیچے روندی جاتی ہو بظاہر وہ نیست و نابود ہو جاتی ہے۔ گھاس کی جڑیں پوشیدہ زمین میں باقی رہتی ہیں وہ ہمیشہ اسیطرح زندہ رہیں گے اور اسی طرح مریں گے۔

بطریق جان کا بیان ہے دوزخی مرنا چاہیں گے مگر موت ان سے بھاگے گی۔ انہیں چار قسم کی سزا سے تکلیف دیجائیگی یعنی شرم۔ خوف مایوسی۔ اور درد۔ ان کی شرم بغیر کسی پردہ کے ہوگا ان کا خوف بغیر کسی امید کے۔ ان کی ملامت بغیر کسی فائدے کے اور ان کا درد بغیر کسی رحم کے ہوگا۔

مسٹر روم اور نزلی لین نے بار ہا دوزخ کی آگ کی ایک اصلیت قبول کر کے اس کی تپش سخت ہولناک بتایا ہے۔ ان کا بیان ہے کہ دوزخ کی آگ گندھک اور رال سے بنی ہے اور اس کے بانیوں سے عذاب کے فرشتے ہیں یہ کافر اس آگ میں جلائے جائیں گے۔ جب ان سے سوال کیا گیا کہ غیر مادی روح کیونکر جلائی جائیگی تو انہوں نے بیان کیا کہ غیر مادی آگ سے پھر سوال کیا کہ مادی اجسام ہمیشہ تک کیونکر جل سکتی ہیں۔ جواب دیا خداوند ان میں ایسی زندگی دے گا کہ وہ جلنے پر بھی تر و تازہ رہیں گے۔

والٹر نے مسٹر سین سے اپنے آقا ولیم جو لیس کی بابت دریافت کیا اس نے جواب دیا کہ تم اس ضلع کو جانتے ہو جو ول کنبرک اور ڈریجن بلیس کے مابین واقع ہے۔ غرض کر میں تم سے بیان کرتا ہوں کہ اگر وہ ضلع اور اس کے چار کوسے کے بن جاویں اور جہاں تمہارے آقا کی روح ہے اس مقام پر رکھ دیئے جائیں تو وہ بستے جلدی پگل جائیں کہ تم ایک آنکھ کا اشارہ بھی نہ کر سکو یعنی وہاں اتنی آگ ہے۔ دوزخ کی آگ کا رنگ دھندلا اور سیاہ ہے۔ روشنی کا نام بھی نہیں۔ ہاں تاریکی عیاں ہے۔ دوزخ میں سردی بکثرت ہے مگر پانی کا نام نہیں۔ عام طور پر دوزخ میں جو کیڑے ہیں وہ مادی نہیں ہیں۔

دوزخ کی کیفیت کہ ایک اور پوپ نے یہ بیان کیا ہے۔ ایک اتھاہ (یعنی جسکی تھاہ نہ ہو) گڑھا جہاں دوزخی تاریکی میں قید کئے جاتے ہیں اور جو دائمی زنجیروں سے جکڑے ہوتے ہیں ایک انگیٹھی روشن رہتی ہے جسکی آگ کبھی بجھنے کی نہیں جہاں دانت پیسنا اور رونا ہوتا ہے جہاں سانپ بچھو کنکھجورے۔ زہریلے جانور ہمیشہ زندہ رہتے ہیں۔ جہاں بھوک اور زاری کی اذیت ہے۔ اور جہاں ایک گھنٹے کی تکلیف یہاں کی ایک صدی کی جان کندنیوں سے بھی زیادہ دردناک ہو۔

بلائیوں کی دنیا تمام اخلاقی اور جسمانی مصائب کا عالم ایک دائمی رات کی زمین اور غیر فانی مایوسی کا مقام ہے۔ ربانی غضب کا آتش خیز جیلخانہ۔ جہاں نالہ و بکا کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں اور اگر وہاں کی آہ و زاری کی آہ معذوروں کا و نیا دی واویلا و بکا و غل و شور سے مقابلہ کیا جاوے تو دنیا دی آوازیں اس کے مقابلہ میں موسیقی خیز اور راحت بخش معلوم ہونگی۔

بریشلر کا بیان ہے کہ ہر دوزخی کا جسم نہایت متعفن اور سڑا ہوا ہے مقابلہ دس لاکھ گلے ہوئے اور سڑے ہوئے کتوں کے سینٹ بینیڈ یکٹ نیورا کا بیان ہے کہ دوزخی کی پوری کیفیت نہیں سمجھ سکتے۔ فرض کرو کہ ایک شخص کو برفستانی ملک میں آدھی رات کو ایک ایسے عمیق جیلخانہ میں قید کرو جہاں برف کے ڈھیر لگے ہوں۔ تاریکی چھائی ہوئی ہو۔ اور وہاں نہ میز ہو نہ آگ ہو نہ بچھونا ہو اور سارے دن میں اسے ایک سوکھا ہوا روٹی کا ٹکڑا اور اندھیرے کے جیل میں سبز رنگ کا پانی کسی رسی کے ذریعہ سے لوٹے کے پہنچا دو گویا یہ حالت دوزخ کی حالت سے مقابلہ کرتے ہزار درجے بہتر ہے۔ دوزخی سب شیطان کے کمرے میں بند کر دیئے جائیں گے اور ہر ایک کمرے میں ایک ارب دوزخی ہوں گے وہ اسطرح بند ہوں گے جسطرح اینٹیں آتشدان میں لگادی جاتی ہیں یا جسطرح لکڑی کی چھت میں جیسا کہ کیا جاتا ہے یا جسطرح نمک بھرتے وقت مچھلی میں لگا دیتے ہیں یا جیسے بھیڑ بکریاں ہوتی ہیں جہنمی اپنے ہمسایہ سے نفرت کریں گے اور ان میں باہمی وہ دشمنی ہوگی کہ بس چلے تو ایک دوسرے کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیں اور دانتوں سے بوٹیاں چبا ڈالیں۔ اولو العزمانہ جوش۔ آرام و آسائش کی ملکہ۔ زندگی کا آفتاب دوزخ میں نام کو بھی نہ ملیگا۔ دوزخ میں محبت کا نام و نشان نہیں۔ وہ خودکشی کی آرزو کریں گے مگر اپنے کو قتل نہ کر سکیں گے۔ وہاں موت میں زندگی ہے اور ایسی موت ہے جس کے لئے کبھی فنا نہیں۔

انہیں گزشتہ اور آئندہ سے کوئی تسکین نہ ہوگی نیند کبھی انہیں نہ آئیگی۔ موسموں کا اختلاف انہیں محسوس نہ ہوگا۔ ان کے پاس جنتری ہوگی نہ ستارے دوزخ میں گھڑی نہیں ہے۔ ہم یہ بھی کہتا ہے کہ ایک جہنمی بجائے اپنی مصیبت کے بستر سے سر اٹھا کے دریافت کریگا کہ کیا وقت ہے۔ ایک آواز اس کے جواب میں تاریکی سے پیدا ہوگی اور کہیگی کہ مداومت۔ اگرچہ دوزخ میں کوئی گھڑی نہیں ہے پھر بھی انہیں علم اور حس کی ایک گھڑی دی جائیگی۔ جس سے ہر وقت وہ اپنے تکالیف اور مصائب کا اندازہ کر سکیں گے۔ مریض رات بھر اپنے بستر پر کروٹیں بدلا کرتا ہے اور رات کی گھڑیاں گنتا ہے۔ اخیر اسے معلوم ہوتا ہے کہ شب نے کوچ کیا۔ رفتہ رفتہ پرند بھی چہچہانے لگتے ہیں اور آفتاب بھی سامنے سے طلوع ہوتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ اس مریض کی تکلیف میں کسی قدر کمی آ جاتی ہے اور تھوڑی دیر اسکی آنکھ لگ جاتی ہے۔ مگر ان میں سے ایک چیز بھی دوزخ میں نہ ہوگی۔ نہ دوزخ میں طلوع آفتاب ہوگا اور نہ نیند نہ شب کی شبنم نہ پرندوں کا شیریں گانا۔ ہاں اگر ہوگا تو یہ۔ شیطان۔ تاریکی۔ شکستہ خاطری اور مایوسی۔

سینٹ ایڈس کہتے ہیں کہ دوزخی یہ غل مچاتے ہیں۔ ہائے ہائے افسوس ہمارے غم پر حیف ہماری تکلیف پر جو ہمیشہ اٹھانی پڑیگی۔ کسے لمحے۔ آہ آہ اے مداومت تو کیا چیز ہے؟ ہائے ہائے تو وہ چیز ہے جسکی کوئی انتہا نہیں۔ ہائے ہائے موت تجھے فنا نہیں مر کر مرنے کی آرزو ہے مگر موت نہیں آتی۔ پیارے ماں اور باپ اور تمام وہ لوگ جن سے ہم محبت رکھتے تھے خدا بھی رحمتیں ہمیشہ تم پر نازل کرے۔ اب ہمیں تمہارا دیدار کبھی نصیب نہ ہوگا اور کبھی تم سے محبت کرنے کا موقع نہ ملیگا ہم تم سے ہمیشہ ہی کے لئے جدا ہو گئے ہیں آہ آہ مفارقت آہ آہ دائمی مفارقت تو کتنی پر وحشت ہے۔

آہ آہ ہمیں کچھ نہیں چاہیئے۔ صرف یہی ایک خواہش ہے کہ ایک چکی کا پاٹ قائم کیا جائے جو اتنا چوڑا ہو جتنی کل زمین اور اسکی موٹائی اور لمبائی اتنی ہو کہ ہر طرف سے وہ آسمان سے مس کرے اور پھر تو ایک چیونٹی سے پند کر حکم دے کہ وہ صرف ہزار برس میں ایک پھیرا کرے اور اس پاٹ میں سے رائی کے دانہ کے $\frac{1}{10}$ حصہ برابر اٹھائے تو ہم سے وعدہ کر کہ جب اس صورت سے یہ پند کل پاٹ اٹھالو تو ہم تمہیں دوزخ سے رہائی دیدینگے مگر افسوس یہ بھی نہیں اور اتنی مدت کے بعد بھی ہماری رہائی ممکن نہیں۔

جو تاجر کہ اپنے ہمسایوں کے ہاتھ بد و بیکار تجارت گراں قیمت پر فروخت کرتے ہیں ان کے لئے اس قسم کی دوزخ ہوگی کہ جس کوٹھڑی میں وہ قید کئے جائیں گے اس کا دروازہ صرف اتنا بڑا ہوگا کہ ایک چھوٹی سی چوہیا چل جائے مگر جانے کے بعد وہ بھی نہ نکل سکیگی اسی دردناک کوٹھڑی میں وہ شاعر قید کئے جائیں گے جنہوں نے کسی کی ہجو کی ہوگی اور وہ لوگ جو اپنے عالی نسب اور حسب اور جلیل القدر عہدے پر فخر کریں گے ان کا قیام بھی اسی کوٹھڑی میں ہوگا۔ تمام بخری کافر اسی آتش خیز مقام میں ہمیشہ کے لئے رکھے جائیں گے۔

سنہ [illegible] میں ایک کتاب شائع ہوئی تھی جس کا نام ڈیکر کا خواب تھا۔ جس خواب میں ڈیکر کے آگے دوزخ کی پوری کتاب کھل گئی تھی جس کتاب میں اس نے بہت سی عجیب و غریب چیزیں پڑھیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ جب میں نے روحانی گھوڑے پر سوار ہو کر دیکھا تو کھولتے ہوئے پانی کے چشمے اور پگھلے ہوئے دھات کے دریا بہ رہے تھے اور ان میں دوزخی نالہ و بکا کی صدائیں بلند کر رہے تھے۔ ملٹن کی دوزخ جو زمین کی تہ میں واقع ہے مختصر اس کا بیان یوں کیا گیا ہے ایک جنوبی قطبی ملک آگ اور برف سے پر خوفناک اولوں اور ہمیشہ جلنے والی گندھک سے بھرا ہوا اس کا فاصلہ آسمان سے ہمارے سلسلہ دنیا کے تین نصف قطروں کے برابر ہے۔ شیطان کا قد آسمان تک پہنچا ہے۔ چار ناری دریا کافروں کے علم الہی سے نکلے ہیں۔ اس غیر فانی سمت کمین [illegible] بھی ہمزبان ہے دوسری طرف خود فراموشی کے طوفان میں ایک منجمد برف کا بحر اعظم ہے یہاں تمام جہنمی تیز قدموں سے جلتی ہوئی آگ کے منجمد برف کا بحر اعظم ہے۔ یہاں تمام جہنمی تیز قدموں سے جلتی ہوئی آگ منجمد برف کے بحر اعظم پر دوڑ دوڑ دوزخ کے دروازوں پر گنا [illegible] ہوگا اور انکی صورت [illegible] ان کی اصلی حقیقت سے واقف ہو جائیں گے۔

حضرت اقدس کی پرانی اور اچھوتی تحریریں

(خاص الحکم کیلئے)

سب سے پہلے انسان پر خدا تعالیٰ کی صفت قہاری کی واقع ہوتی ہے کیونکہ یہ امر نہایت بدیہی اور محسوس ہے جو ایک طاقت عظمیٰ نے ہر ایک چیز کو اپنا مقہور اور مغلوب کر رکھا ہے جو لوگ خدا کی تمام صفات سے منکر ہو جاتے ہیں وہ بھی اس امر بدیہی سے انکار نہیں کر سکتے جو بجز ایک ذات باریتعالیٰ کے ارادہ مطلق کسی چیز کو حاصل نہیں۔ اشرف المخلوقات انسان ہے جو خود اپنے نفس کو باعتبار علم اور عقل اپنی کے اور تمام مخلوقات پر ترجیح دیتا ہے مگر وہ بھی اپنے نفس کو مجبور ہی پاتا ہے ایک انگل اپنا قد بڑھا نہیں سکتا ایک دن اپنا عمر کا زیادہ نہیں کر سکتا۔ پس ہر یک چیز کا مقہور اور مغلوب ہونا ایک قاہر کی ذات پر اول دلیل ہے اور جسطرح بچے کو بوقت شروع سن تمیز کے پہلے پہل بدیہیات پر اطلاع ہوتی ہے اسیطرح جو شخص بفضلہ بشریت کے غفلت خانہ سے پہلے پہل متنبہ ہو کر کچھ دیکھتا ہے وہ یہی ہے جو خدا تعالیٰ کی صفت قاہریت کو تمام زیر و بالا پر محیط پاتا ہے اور کسی چیز کو اس کے پنجہ تصرف سے باہر نہیں دیکھتا پس اس عظمت کے مشاہدہ سے اول قدم جو وہ خدا کی طرف رکھتا ہے وہ توبہ ہے اور سرکشی سے پرہیز کرنا ہے۔ شاید اس بات پر کوئی شخص کچھ زیادہ بحث کرے کہ صفت قہاری کی خدائی تمام صفات میں سے اجلیٰ بدیہیات کس دلیل سے ہوئی سو واضح ہو کہ صفت قہاری کی اجلیٰ بدیہیات اس وجہ سے ہے کہ یہ مسئلہ نہایت ہی واضح ہے کہ دنیا میں کسی مخلوق کیلئے ایسی آزادی حاصل نہیں کہ جس میں اوس کی ساری مرادیں حاصل ہوں۔ گو ایک شخص خدا سے منکر ہی ہو پر وہ بھی اپنے آپ کو آزاد اور خود مختار نہیں کہہ سکتا اس کو بھی جب موت اور اس عالم فانی سے گذر جانا یاد آتا ہے تو وہ بھی اپنے آپ کو نہایت ہی لاچار اور مجبور پاتا ہے پس وہ اگرچہ اپنی نادانی سے ایک ذات قاہر کا منکر ہے پر تب بھی وہ مقہور ہونے سے تو منکر نہیں ہو سکتا بس یہی مقہور ہونا اس کی کمر کو بھی توڑتا ہے پس ظاہر ہے کہ دنیا میں صفت قہر کی بہت ہی واضح ہے کہ جس سے دہریہ بھی مغموم اور محزون ہیں بلکہ یہ ایسی بدیہی صفت ہے کہ حیوانات لا یعقل بھی اس سے بےخبر نہیں۔ ہر یک حیوان جو دوسری چیز سے ڈرتا ہے وہ اپنی مقہوریت کا قائل ہے۔ اگر وہ اپنے آپ کو عام طور پر آزاد سمجھتا تو کسی چیز سے نہ ڈرتا پس خلاصہ کلام یہ ہے کہ صفت قہر کے ایک اول شے ہے۔ جو دنیا میں بہ بداہت مشہود اور محسوس ہے اور چونکہ انسان کی طبیعت میں یہ فطرتی ترتیب ہے جو بوقت شروع زمانہ تمیز کے پہلے پہل علم بدیہیات اور محسوسات کا اس کو حاصل ہوتا ہے اسیطرح جب وہ طفولیت روحانی سے تمیز روحانی کی طرف قدم رکھتا ہے تو پہلے پہل اوس پر وہ صفت جناب باری کی کھلتی ہے جو سب صفات سے زیادہ تر بدیہی اور محسوس ہے یعنے صفت قاہریت اسکی کہ جس سے بندہ ناچیز صدہا طرح کی مجبوریوں میں بند ہے اور موت اور بیماری اور درد اور دکھ اور صدہا طرح کی لاچاری حکیم مطلق نے اوس پر وارد کر رکھی ہے سو ان ہزارہا لوگوں کو ہر روز مرتے دیکھ کر اور ہزارہا طرح کی لاچاریاں مشاہدہ کر کے نہایت بدیہی طور پر سمجھ جاتا ہے کہ میں آزاد نہیں بلکہ مقہور اور مجبور رہنے والا۔ اور اگر انسان اپنے زمانہ بدو تمیز پر نظر ڈالے تو ہر یک شخص اس بات کا اقرار کرے گا جو پہلے پہل اسی بات کی تمیز اس کو حاصل ہوئی ہے جو اس پر خلاف مراد حالات وارد ہوتی ہیں اور وہ آزاد نہیں پس اس سے ثابت ہے جو پہلے پہل صفت قاہریت باریتعالیٰ کی انسان پر مشہود ہوتی ہے اور وہی طبعاً تمام صفات پر مقدم ہے۔ پھر دوسری مرتبہ جب نظر دقیق سے انسان ملاحظہ عالم کرتا ہے تو تمام عالم کو خداوند تعالیٰ کے آلاء اور نعماء سے پر پاتا ہے اور اسکی رحمت کو ہر یک چیز پر محیط دیکھتا ہے تو پھر اس ملاحظہ ثانی سے اس پر امید اور وثوق پیدا ہو جاتی ہے۔ جیسے اول ملاحظہ قاہریت سے خوف پیدا ہو گیا تھا۔

پھر تیسری مرتبہ جب نظر ادق سے عالم کو دیکھتا ہے تو خود خداوند تعالیٰ کو ایک حقیقی نعمت پاتا ہے اور لذات اعلیٰ اسی کے وصال کو مشاہدہ کرتا ہے یہ انسان کی آخری نظر ہے کہ جس سے بڑھ کر اور کوئی نظر نہیں۔

پس پہلے پہل انسان کو خدا کی قاہریت پر نظر پڑتی ہے اور پھر اسکی لطف اور احسان پر نظر ڈالتا ہے اور پھر آخرکار اسے کو محبوب حقیقی سمجھ کر اس کی محبت میں فانی ہو جاتا ہے۔

یعنے وہ پہلا خیال جو انسان کو خدا کی طرف کھینچتا ہے وہ یہی ہے جو دنیا مقام فانی ہے یہی پہلا خیال ہے جو ہر یک شخص بوقت رجوع کرنے کیطرف خدا کے دل میں قائم ہوا کرتا ہے کوئی دنیا کو فانی سمجھتا ہے کوئی اپنے موت کے دن کو قریب دیکھتا ہے کوئی اپنے عزیزوں اور پیاروں کی موت کو یاد کرتا ہے غرض پہلے پہل خدا کی قاہریت ہی اس کے دل پر اثر ڈالتی ہے کیونکہ خدا کی قاہریت بہت ہی بدیہی اور زبردست ہے جو انسان کو آپ آ کر جگا دیتی ہے اور کہتی ہے۔۔۔ وہ خواب غفلت میں سوتا اس کو اٹھا دیتی ہے۔

شرک تین قسم پر ہے ایک بہت ظاہر اور بدیہی اور وہ یہ ہے جو بلا تعلق اور بلا واسطہ دوسری چیزوں کو خدا کا شریک قرار دینا۔ دوسرا شرک وہ ہے جو ظاہر اور بدیہی نہیں بلکہ نظر اور فکر سے معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جن چیزوں کو افعال الٰہی سے بظاہر مشارکت پائی جاتی ہے ان سے ہی مونہہ پھیر کر فاعل حقیقی ایک ذات خدا کو سمجھنا۔ یعنے اسباب سے مسبب کی طرف رجوع کرنا۔ تیسری قسم شرک کی یہ ہے کہ اگرچہ نظر اور فکر کو اسکی دریافت کرنے میں دخل ہے مگر مجرد نظر اور فکر سے وہ دریافت نہیں ہو سکتا بلکہ اس کے ساتھ تزکیہ نفس کا شرط ہے جو کمال محبت سے حاصل ہوتا ہے اور وہ یہ ہے جو بجز وجود باری تعالیٰ کے اور تمام وجودوں کو نیست و نابود سمجھنا اور اسی شرک کے دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے قد افلح من زکّٰھا کیونکہ تزکیہ تام بغیر محبت کے نہیں ہو سکتا سو یہ آیت محبت تام کی طرف آ رہا ہے۔

سورۃ فاتحہ کی تعریف

الحمد للہ رب العالمین۔ تمام محامد جو عالم میں موجود ہیں اور مصنوعات میں پائی جاتی ہیں وہ حقیقت میں خدا کی ہی تعریفیں ہیں اور اسی کی طرف راجع ہیں کیونکہ جو خوبی مصنوع میں ہوتی ہے وہ حقیقت میں صانع کی ہی خوبی ہے یعنے آفتاب دنیا کو روشن نہیں کرتا حقیقت میں خدا ہی روشن کرتا ہے اور چاند رات کی تاریکی نہیں اٹھاتا حقیقت میں خدا ہی اٹھاتا ہے اور بادل پانی نہیں برساتا حقیقت میں خدا ہی برساتا ہے اسیطرح جو ہماری آنکھیں دیکھتی ہیں وہ حقیقت میں خدا کی طرف سے بینائی ہے اور جو کان سنتے ہیں وہ حقیقت میں خدا کی طرف سے ہی شنوائی ہے اور جو عقل دریافت کرتی ہے وہ حقیقت میں خدا کی طرف سے ہی دریافت ہے اور جو کچھ آسمان کے اور زمین کے عناصر اور صاف چمکدار ہیں اور ایک خوبصورتی اور تر و تازگی بہ مشہود ہو رہی ہے حقیقت میں وہ اسی صانع کی صفت ہے جس نے کمال اپنی صفت کاملہ سے ان چیزوں کو پیدا کیا اور پیدا کر کے یکّہ و تنہا نہیں کیا بلکہ ہمیشہ کے لیے اس کے ساتھ ایک رحمت شامل حال ہے جس رحمت سے اس کا بقا اور وجود ہے اور پھر صرف اسی پر اختصار نہیں کیا بلکہ ایک چیز کو اپنے کمال اعلیٰ تک پہونچاتا ہے جس سے قدر و قیمت اس شے کی کھل جاتی ہے پس حقیقت میں محسن اور منعم بھی وہی ہو اور جامع تمام خوبیوں کا وہی ہے اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ الحمد للہ رب العٰلمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین

اس جگہ ایک اور نکتہ ہے اور وہ یہ ہے کہ جسقدر بڑے عالم ظاہری میں اوصاف باری مشہود اور محسوس ہو رہے ہیں ویسے ہی باطنی طور پر بھی اس کے اوصاف ہیں مثلاً ایک روشنی تو وہ ہے جو بذریعہ اپنے مصنوع چاند اور سورج کے خدا تعالیٰ دنیا پر چمکاتا ہے اس کے مقابلہ پر ایک روشنی بھی ہے جسکی چاند اور سورج کتب الہامیہ ہیں جیسی وہ روشنی چاند اور سورج سے نکلتی ہے اور اکثر حصہ عالم کو گھیر لیتی ہے ایسی ہی یہ روشنی بھی کتاب الہامی سے نکلتی ہے اور اکثر معمورہ پر پڑتی ہے اور جسطرح چاند اور سورج کی قوت کو تمام افعال طبع کائنات الارض میں کسی نہ کسی قدر دخل ہے۔ مثلاً گو ہم ہوا ہی کے سننے میں اور [illegible] ورستی سے لیکن علت العلل اس کے چاند اور سورج کی طاقت ہے اسی طرح ہماری تمام کھانے پینے سننے دیکھنے چلنے پھرنے سونے جاگنے میں۔ چاند اور سورج کے تصرفات پائے جاتے ہیں کہ کچھ انہیں نظری اور کچھ بدیہی ہیں اسی طرح کتب الہامیہ کی طاقت سے نظام عالم مقصود ہے اور جو شخص عقل پر کفایت کر کے کتب الہامیہ سے اپنے تئیں مستغنی سمجھتا ہے وہ ایسا ہے کہ جیسے کوئی چراغ کو روشن کر کے آفتاب سے اپنے تئیں مستغنی سمجھتا ہے۔

ممکن کا وجود بغیر علت کے قائم نہیں رہ سکتا پس مخلوقات کے وجود کی علت خدا کی خالقیت یعنے خلقت کو پیدا کرنا تا خالقیت سے شناخت کیا جائے اور انکی بقا کی علت خدا کی رحمانیت اور رحیمیت ہے۔ یعنے ایک عرصہ تک باقی رکھنا تا رحیمیت اور رحمانیت سے شناخت کیا جائے اور ان کے وجود ثانی کی علت خدا کی صفت مجازیت ہے یعنے پھر وجود بعد موت کے اس علت سے بخشتا ہے کہ تا مجازیت سے شناخت کیا جائے سو خدا کی ان تین صفتوں سے دنیا برقرار ہو اور کیا عجب ہے جو وید میں جو یہ مندرج ہے۔ جو وشنو دنیا کو برقرار رکھنے کیلئے تین قدم رکھے تو یہی تین صفتوں کیطرف اشارہ ہو۔ (باقی ہے)

www.aaiil.org

مضامین متعلق محکمہ ڈاک

ملازمانِ ڈاکخانہ اور کثرتِ کار

مشق از دو ستے اک روز نہیں مین بیکار
میرے ہفتہ مین بھی آتا نہیں کوئی اتوار

اس سے پہلے ہم نے محکمہ ڈاکخانہ کے اعلٰے افسرون کو **نوٹ سسٹم** کی بد استعمالی کے بُرے نتائج پر توجہ دلائی تھی۔ اگرچہ ہم نہیں کہہ سکتے کہ اس پر کہانتک توجہ ہوئی۔ مگر ہم جانتے ہین کہ جو امور قابل اصلاح ہماری نظر مین ہین ہم انہین مکرر سہ کرر پیش کرتے ہی رہین گے خواہ کوئی سنے یا نہ سنے۔ ایک قطرہ بھی متواتر اور مسلسل پتھر پر پڑتا رہتا ہے۔ جبکہ اس پر اثر کئے بغیر نہین رہتا تو پھر یہ کیونکر ناممکن ہو کہ ہم متواتر چلاتے رہین اور کوئی شنوائی نہ ہو۔ آخر ایک دن آ جائیگا کہ یہ تحریرین اعلیٰ حکام کو اپنی طرف متوجہ کر کے رہین گی۔

پس ہم کو یہ امر کبھی مایوس کرنے والا نہین ہوگا کہ ہماری فلان تحریر پر توجہ ہوئی ہے یا نہین بلکہ ہمارا عمل حافظ کے اس شعر پر رہے گا۔

حافظ وظیفہ تو دعا گفتن است و بس
در بند آن مباش کہ نشنید یا شنید

آج ہم اس امر پر کچھ لکھنا چاہتے ہین کہ ملازمانِ ڈاکخانہ کو کسقدر کثرت سے کام کرنا پڑتا ہے جو شعر اس مضمون کے عنوان مین لکھا گیا ہے یہ بالکل محکمہ ڈاکخانہ ہی کے ملازمون کے حسبِ حال ہے **اتوار** کے دن جبکہ قریباً کل دنیا پر تعطیل ہوتی ہے یہ محکمہ اس دن بھی (گو کہنے کو تعطیل کرتا ہے) اپنے اسیران بلا کو نہین چھوڑتا۔

یون کہنے کو تو کہا جاتا ہے کہ محکمہ ڈاکخانہ مین آٹھ گھنٹہ کی ڈیوٹی ہوتی ہے لیکن **عملی طریق** بتا رہا ہے کہ ہیڈ آفسون اور سب آفسون مین کلرکون سب پوسٹماسٹرون اور پوسٹماسٹرون کو آٹھ گھنٹہ تک بھی بعض اوقات کام سے فرصت نہین ہو سکتی اور اس پر بھی کثرتِ کار کا سماں تو کبھی پیش نہین ہوتا **کمی** کارگذاری پر جواب طلب ہو جانا بہت سہل اور آسان ہے۔

اگر ڈاکخانون کے **کاروبار** کے اوقات پر نظر کیجاوے تو معلوم ہوگا کہ جو اوقات انسان کے آرام کرنے یا حفظ صحت کے اصولون کے مطابق ضروری تفریح اور سیر کے ہین وہی خصوصیت کے ساتھ ڈاکخانہ مین مصروفیت کے ہین۔ مثلاً **صبح و شام** کی ہوا خوری صحت کے لیے بہت ضروری ہے لیکن ڈاکخانہ کے بدقسمت کلرک اس سے بکلی محروم ہین اگر کوئی شاذ و نادر طور پر مستثنیٰ ہو تو جدا امر ہے۔ ہم بطریق کلی کلام کرتے ہین + یہی وقت عموماً ڈاک کی ڈلوری یا ڈسپیچ کے ہوتے ہیں۔

صبح سویرے اٹھ کر جہان ہر شخص اپنے ضروری حوائج سے فارغ ہو کر اور اپنے مذہبی طریق پر اگر خدا نے اسے توفیق عطا کی ہو خدا کی عبادت کر کے دن بھر کے لیے طبیعت کو مستعد اور تازہ دم کرنے کیلیے سیر کو نکلتا ہے۔ اس وقت ڈاکخانہ کا غریب کلرک یا سب پوسٹماسٹر آنکھین ملتا ہوا حوائج ضروری سے بھی فارغ نہ ہو کر ڈاک کی تھیلی کو جلد جلد کھول رہا ہے تاکہ ڈلوری مین دیر نہ ہو جاوے۔ اس وقت اس کی حالت قابلِ رحم ہوتی ہے۔

اور اسی طرح پھر شام کو جبکہ **مزدور** بھی دن بھر کی محنت و مزدوری کے بعد طبیعت کو بحال کرنے کے لیے نکلتے ہین یہ بیچارہ ڈاک کی تھیلیون کے بند کرنے کے فکر مین ہوتا ہے کہ کہیں ڈاک کی روانگی مین دیر نہ ہو جاوے + اور پھر مورد عتاب ہونا پڑے۔

۱۲ بجے کے وقت بھی جبکہ قلی اور مزدور تک دو گھنٹہ کیلئے کار و بار چھوڑ بیٹھتے ہین اور کھانا کھا کر آرام کرتے ہین یہ بیچارہ بدن کو جلا دینے والی لو مین کمرہ کی کھڑکی کے سامنے بیٹھا ہوا ہے۔ اور شام کو جانے والی ڈاک کے لیے روزانہ حساب کتاب طیار کر رہا ہے یا اس ڈاک مین شامل ہونے والے دوسرے کاغذات کی ترتیب و درستی مین مصروف ہے۔ سرکاری کاغذات کے علاوہ پبلک کے ساتھ بھی اسے اسی وقت متوجہ ہونا پڑتا ہے۔

وہ لوگ جو خس کی ٹٹیون کے اندر پنکھون کے نیچے بیٹھے ہوئے ہین۔ جنکو دفتر مین بھی ہر قسم کے آرام و آسائش کے سامان میسر ہین وہ ایک غریب کلرک یا سب پوسٹماسٹر کے حالات پر کب نظر کر سکتے ہین جو باد سموم کے جھونکون مین بیٹھا ہوا جھلسا جا رہا ہے غرض جو وقت عام لوگون کی سیر و تفریح طبع اور آرام کے ہوتے ہین وہ ان اسیران بلا کی ضروری حاضری اور کثرت کار کے ہوتے ہین۔ ہم یقیناً کہہ سکتے ہین کہ اگر ان محروم القسمت لوگون کو باہر بیس کی بجائے پندرہ روپیہ کی بھی آمدنی ہو جاتی اور وہ اپنا پیٹ پالنے کے قابل ہوتے تو ہرگز ہرگز اس قفس مین مبتلا نہ ہوتے +

اگلے نمبر مین ہم ڈاکخانہ کی تعطیلات پر ریمارک کرینگے۔ انشاء اللہ العزیز۔

ملازمانِ ڈاکخانہ کی ماتمیان

معزز معاصر زمیندار نے ایک مرتبہ اس عنوان سے ایک نظم شائع کی تھی جو اس حصہ مضامین کے لئے مفید سمجھ کر ہم بھی درج کرتے ہین

ماتمیانِ ڈاک سرکاریم
رخ بہ تیاہ درین سنے آریم
بلبلانیم کز قفسا ندر
سیل پر وا ز ہمہ دم داریم
مرغ شاخ درختِ خشک ہیں ہم
جز بہ نقصان نہ منفعت داریم
ما بجائے عبیر خاکِ درش
خاک پائے چار بر داریم
بندۂ بندگانِ انگریزیم
خادم خاندانِ سرکاریم
ڈاک و اگر فتہ بر سر خود
از مقامات دور مے آریم
یہ ہے اس کا بدل کہ پہلی کو
زر تنخواہ را بکف آریم
لیک گاہے جو میشود وضعات
ہر دم از دیدہ خون ہمے باریم
شب بہ بیگاری کنیم کار تمام
ہر سحر کار تازہ مے داریم
لیک شاکر ہیں پھر بھی قسمت پر
حرفِ شکوہ نہ بر زبان آریم
بندہ ہیں جنگلون مین دفتر کے
او فتادہ جدا ز گلزاریم
تن پہ باقی نہین رہا جز پوست
ہر جسد بینی بنا تکلف اوست

راقم

اوستاد کے مصرعہ پہ لگاتے ہین گرہ ہم
اصلاح سے دل کیجئے خورسند ہمارا

ایک شخص شراب کی دوکان پر بیٹھا ہوا کہہ رہا تھا کہ کاش جس قدر آدمی اب خواندہ ہین اتنے نہ ہوتے اور لکھنا تو ان کو بھی نہ آنا چاہیے۔

دوسرے نے دریافت کیا کہ کیا آپ تعلیم کے سخت مخالف ہین؟ کیا آپ دنیا کو نیچے ...

کیا جانا چاہتے ہین۔ اس نے جواب دیا نہین مین ڈاکخانہ کا کلرک ہون جتنی تعلیم بڑھتی جاتی ہے اوتنی ہی ہم لوگون کی شامت آتی جاتی ہے +

ڈاکخانہ مین جوبن کا مہینا

ڈاکخانہ مین جو بن کا مہینا بھی ایک عجیب خاص یادگار ہے جبکہ بیمار رہنے تا کہ دوگنا ملازمانِ ڈاکخانہ کو **ایک روپیہ** جرمانہ ہو جاتا ہے یہ لفظ بظاہر ہر ایک کو دل مین کھٹکے گا کہ یہ جرمانہ کیسا ہے؟ لیکن ہم اپنے ناظرین کو زیادہ انتظار مین نہ رکھین گے اور انہین بتا دین گے کہ یہ ایک روپیہ فی الحقیقت جرمانہ ہی ہے گو اس کا نام ڈاکخانہ والون نے **گارنٹی فنڈ** رکھا ہوا ہے۔ **گارنٹی فنڈ** اس قدر وسیع مضمون ہے کہ اس پر بہت کچھ تفصیل کے ساتھ بحث کرنے کی ضرورت ہے اور ہمارے مجوزہ مضامین مین سے یہ بھی ایک ہے اس وقت ہم اس پر کسی لمبی بحث کا موقع نہین پاتے اگلی اشاعت مین اس پر ایک مبسوط آرٹیکل لکھین گے۔ انشاء اللہ +

ہمارے دفتر کی فروختنی کتابین

سلک مروارید	[illegible]
النصح	۲/
الانذار	۲/
رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء	[illegible]
تفسیر القرآن پارہ اول	[illegible]
برہان الحق	۳/
نمونہ قرآن مجید دو سپارے	۲/
انجیل مرقس کی تحقیق	۱/
سراج الدین عیسائی کے چار سوالونکا جواب	۲/
حضرت اقدس کی پرانی تحریرین	۱/
اصلاح النظم	۲/
حضرت اقدس کی تقریر اور خط	۲/
تفسیر سورہ تبت	۲/
مباحثہ حیات و وفات مسیح	۲/

دفتر الحکم قادیان سے طلب کرو

انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان کارخانہ کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا +

www.aaiil.org

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

مسیح موعود کی صلحکاری و امان کا لوار

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھہ بند کیا گیا ہے اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جنہوں نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرمایا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں ہے ہماری طرف سے امان اور صلحکاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے

مسیح موعود کا اعلان

الحکم

پیشگی قیمت سالانہ

عوام سے	عہ
خواص و معاونین سے	صہ
ہندوستان سے باہر	ے
غیر مذاہب والوں سے	ے ۱۲/
اپنی جماعت کے غیر مستطیع و مسکین یا کم آمدنی والے لوگوں سے	ع ۱۲/

چہ گویم باتو گر آں چہار در قادیاں بینی | دو وہی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۲۲ | دار الامان قادیان مورخہ ۱۰ جولائی سنہ ۱۹۰۴ء | جلد ۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی

مخمس

(بر اشعار حضرت اقدس)

در مدح و ثنائے باریتعالیٰ

نور ہے پھیلا ہوا ہر اک طرف اس یار کا
ہے زمین سے آسمان تک جلوہ اس غمخوار کا
ہر طرف آئے نظر نظارہ اس دلدار کا
کسقدر ظاہر ہے نور اس مبدء الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا

جب سے دیکھا ہم نے جلوہ اس رخ پر نور کا
ہر شش میں اپنے نہیں ہیں اور نہیں کچھ سوجھتا
ہر طرف ڈھونڈھو دل اسی کو ایسا دیوانہ ہوا
چاند کو کل دیکھکر میں سخت بیکل ہو گیا
کیونکہ تھا اس میں نشان کچھہ کچھہ جمال یار کا

جب سے اس مہوش کو دیکھا کچھہ عقل و ہوش ہے
یا وہ الفت سے دل اپنا ہوا مدہوش ہے
ساقیٔ قدرت سے بس آواز نوشا نوش ہے
اس بہار حسن کا دل میں ہمارے جوش ہے
مت کرو کچھہ ذکر ہم سے ترک یا تاتار کا

ہے عجب نقشہ تیری صنعت کا پیاری ہر طرف
ہے عجب نقشہ تیری حکمت کا پیاری ہر طرف
ہے عجب جذبہ تیری الفت کا پیارے ہر طرف
ہے عجب جلوہ تیری قدرت کا پیارے ہر طرف
جس طرف دیکھیں وہی رہ ہے تیرے دیدار کا

آسمان میں ہر طرف جھلکیں تیری موجود ہیں
اور زمین میں بھی شعاعیں نور کی موجود ہیں
چاند میں آثار ہائے روشنی موجود ہیں
چشمۂ خورشید میں موجیں تیری مشہود ہیں
ہر ستارے میں تماشا ہے تیری چمکار کا

نور سے تیرے ہوئے موجود سب جن و ملک
ہے ہر اک موجود کی چمکار ہی تیری چمک
تب چمک اٹھیں یہ روحیں جب پڑی تیری جھلک
تو نے خود روحوں پہ چھڑکا ہاتھہ سے اپنے نمک
اس سے ہے شور محبت عاشقان زار کا

تو نے ہر شے کو عطا خاصیتیں کیں خاص خاص
تو ہی خاص اوصاف سے رحم و کرم بخشا اختصاص
تھاہ تیری قدرت کی پا سکتے نہیں عوام خواص
کیا عجب تو نے ہر اک ذرہ میں رکھے ہیں خواص
کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا

تیری حکمت کی کوئی بھی انتہا پاتا نہیں
تیری صنعت کی کوئی بھی انتہا پاتا نہیں
تیری عظمت کی کوئی بھی انتہا پاتا نہیں
تیری قدرت کی کوئی بھی انتہا پاتا نہیں
کس سے کھل سکتا ہے پیچ اس عقدۂ دشوار کا

سارے پھولوں میں نزاکت ہے تیرے اس حسن کی
گلرخوں میں سب صباحت ہے تیرے اس حسن کی
سرو بستان میں رعونت ہے تیرے اس حسن کی
خوبرویوں میں ملاحت ہے تیرے اس حسن کی
ہر گل و گلشن میں ہے رنگ اس تیرے گلزار کا

مہوشوں کی ہر جھلک میں خلق پاتی ہے تجھے
دلرباؤں کی ادا ہر دم سہاتی ہے تجھے
وہ خرام ناز محبوبان بتاتی ہے تجھے
چشم مست نازنین ہر دم دکھاتی ہے تجھے
ہاتھہ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خمدار کا

غازۂ رخ میں تیری سارے نجوم و آفتاب
ہے عجب ابر تیرا چہرہ کی تیرے آب و تاب
روشنی رخ کی تیرے کون لا سکتا ہے تاب
آنکھہ کے اندھوں کو حائل ہو گئے سو سو حجاب
ورنہ تھا قبلہ تیرا رخ کافر و دیندار کا

عاشقوں کیواسطے قامت تیرا ہے رستخیز
گیسوئے مشکین کا کھل جانا عجب ہے فتنہ خیز
ہیں تیرے تیر مژہ مانند خنجر زخم ریز
ہیں تیری پیاری نگاہیں دلبرا اک تیغ تیز
جن سے کٹ جاتا ہے سب جھگڑا غم اغیار کا

ہجر میں تیرے ہماری جان آئی ناک میں
غم کا اک طوفان اٹھہ آیا دل غمناک میں
بیکسی کا شور اپنے پڑ گیا افلاک میں
تیرے ملنے کیلئے ہم مل گئے ہیں خاک میں
تا مگر درمان ہو کچھہ اس ہجر کے آزار کا

تیرے بن آتا نہیں ہے چین مجھہ کو دلبرا
رات کٹتی ہے مری اختر شماری میں سدا
رات بھاری دن پہاڑ آتا ہے اس بیمار کا
اک دم بھی کل نہیں پڑتی مجھے تیرے سوا
جان گھٹی جاتی ہے جیسے دل گھٹے بیمار کا

بیعت کا خط

بعالیخدمت جناب مسیح موعود علیہ السلام حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان۔

ازخاکسار سیدہ بیگم بنت سکندر شاہ قوم کشمیری بٹ زوجہ حکیم شیخ نور محمد مالک کارخانہ ہمدم صحت لاہور۔ عرض ہے کہ حضور اقدس مجھے بھی میرے خاوند کیطرح اپنی بیعت میں قبول فرماویں اور خاکسار کے حق میں دعا کریں اور میرا نام بیعت کرنیوالوں میں شامل کریں اس کے عوض میں میرا خاوند میری طرف سے ایک روپیہ ماہوار چندہ پہلے چندے سے زیادہ پیش کیا کریگا۔ مورخہ ۳ جولائی سنہ ۱۹۰۴ء

بقلم خود سیدہ بیگم۔ (از لاہور)

www.aaiil.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ایک واقعہ کا اظہار

برائے خدا اسے ضرور پڑھو

لاہور کے پیسہ اخبار میں مصالحت کے متعلق افواہاً ایک نوٹ چھپا تھا اور ایسا ہی جہلم وغیرہ میں بعض غلط واقعات مصالحت کے متعلق بیان کئے گئے ہیں اسلئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان مقدمات میں مصالحت کے اصل واقعات کو شائع کر دیا جاوے ۔ ایڈیٹر۔

گورداسپور کی عدالت میں ایک مقدمہ مولوی کرم دین مستغیث کی طرف سے اس راقم پر دائر ہے اور ایک مقدمہ میرے ایک مرید یعنی شیخ یعقوب علی ایڈیٹر الحکم کی طرف سے مولوی مذکور پر دائر ہے ۔ اصل اور جڑھ ان مقدمات کی یہ ہے کہ ماہ جولائی و اگست ۱۹۰۲ء میں کرم دین کی طرف سے خطوط میرے نام اور میرے مرید حکیم فضل دین کے نام پہونچے ۔ اور ان خطوط کے ذریعہ ہمیں اطلاع دی کہ جو کتاب پیر مہر علیشاہ گولڑوی نے میری کتاب اعجاز المسیح کے رد میں لکھی ہے دراصل اس میں پیر مذکور نے سارقانہ کارروائی کی ہے ۔ اور ایک شخص مسمّی محمد حسن فیضی متوفی کے نوٹوں کو چرا کر اپنی کتاب میں وہ نوٹ اپنے نام درج کر دئے ہیں اس کے ثبوت میں مولوی کرم الدین نے وہ کارڈ بھی ہم کو بھیجدیا جو پیر مہر علی نے مولوی مذکور کے نام گولڑہ سے بھیجا تھا اور جس میں پیر مذکور نے محمد حسن کے نوٹوں کو اپنی کتاب میں درج کرنیکا اعتراف کیا۔

یہ خطوط مجھے ایسے وقت ملے جبکہ میں کتاب نزول المسیح لکھ رہا تھا سو وہ خطوط میں نے کتاب نزول المسیح میں درج کئے ۔ ایسا ہی ایڈیٹر الحکم اخبار نے بھی ان خطوط کی بنا پر ایک مضمون اپنے اخبار میں معہ نقل خطوط درج کیا ۔ اخبار الحکم کے جواب میں ایک مضمون مولوی کرم الدین کے نام سے سراج الاخبار جہلم مورخہ ۶ اکتوبر ۱۹۰۲ء اور ایک قصیدہ مولوی مذکور کی طرف سے سراج الاخبار مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۲ء میں شایع کیا ۔ جس میں اس نے یہ ظاہر کیا کہ یہ خطوط جعلی اور جھوٹے ہیں ۔ اس میں یہ بھی لکھا کہ مرزا غلام احمد یعنی راقم کی ملہمیت کی آزمائش کے لئے میں نے اسے دھوکا دیا ۔ اور خلاف واقعہ خطوط لکھے اور لکھائے ۔ اور ایک خام نویس طفل کے ہاتھ سے نوٹ لکھا کر انکو محمد حسن فیضی کے نوٹ ظاہر کئے ۔ پھر اس دھوکے کے ذریعہ چند روپے بھی حاصل کئے ۔ اور راقم مضمون نے صرف اسی پر اکتفا نہ کیا ۔ بلکہ سراج الاخبار کے

ان مضامین میں میری نسبت سخت الزام لگائے اور یہ شایع کیا کہ گویا میں بحیثیت ایک مامور من اللہ اور مصلح ہونے کے ایک کام کر رہا ہوں ۔ یہ تمام کام میرا مکر و فریب ہے ۔ اور گویا میں اپنے دعوے میں کذاب اور مفتری ہوں ۔ پس چونکہ یہ تحریر اس کی میری ایک کثیر جماعت پر جو بفضل خدا تعالےٰ کے دو لاکھ سے بھی زیادہ ہے بہت ہی برا اثر ڈالتی تھی ۔ اور پبلک کی نگاہ میں مجھے جعلساز اور فریبی اور قوم کو دھوکہ دینے والا اور سخت بدچلن قرار دیتی تھی ۔ اور اس بیجا حملہ سے ہزاروں آدمیوں کی روحانیت کا خون ہوتا تھا ۔ اس لئے میں نے اس خطرناک حملہ کا دفعیہ ضروری سمجھا ۔ سو اگرچہ شرعاً و قانوناً اس وقت میرا حق تھا کہ میں اپنی بریت ثابت کرنیکے لئے ازالہ حیثیت عرفی کا مدعی ہو کر عدالت کیطرف رجوع کرتا ۔ لیکن میں نے صبر کیا اور منتظر رہا کہ مولوی کرم الدین خود اس مضمون کی تردید کرے ۔ لیکن جب تین ماہ سے زیادہ گذر گئے اور اس نے کوئی تردید نہ کی تو میں نے اس تہمت کو اپنے پر سے دور کرنیکے لئے اسقدر کافی سمجھا کہ اپنی کتاب مواہب الرحمان میں جو کرم دین کے مضامین سے تین ماہ بعد شایع ہوئی اسقدر اشارہ کر دوں کہ یہ شخص جو مجھ پر یہ الزام لگانے والا ہے اور میری اہانت کرتا ہے خود ہی کذاب اور کمینہ اور بہتان کا مرتکب ہے یہ الفاظ دراصل وہی تھے جنکا مصداق وہ خود اپنے آپ کو سراج الاخبار میں کنایتاً و صراحتاً ظاہر کر چکا تھا ۔ اور مان چکا تھا کہ میں نے دھوکہ دیا دغا دیا خلاف واقعہ خطوط لکھائے جعلی دستخط بنوائے اور جھوٹ کی تعلیم دی وغیرہ وغیرہ۔

مناسب تھا کہ یہ شخص خاموش رہتا مگر اس نے ایسا نہ کیا اور میرے پر ازالہ حیثیت عرفی کی نالش کر دی اگر مولوی کرم دین بجائے ان بیجا تہمتوں اور الزاموں کے جو اس نے اپنے مضمون مندرجہ سراج الاخبار میں میرے پر لگائے اور خلاف واقعہ واقعات مجھ پر چسپاں کر کے مجھے جعلساز اور دھوکہ باز ٹھہرایا میرے پر تلوار چلا کر کوئی عضو میرا کاٹ دیتا تو مجھے اس خدا کی قسم ہے جو میرے دل کو دیکھتا ہے کہ میں پھر بھی اسے معاف کر دیتا ۔ اور کسی کے کہنے کی مجھے حاجت نہ ہوتی کہ میں اس سے صلح کر لوں اور اس کا گناہ بخشدوں ۔ لیکن اے ناظرین جو لوگ مصلح قوم بنکر خدا تعالیٰ کیطرف سے آتے ہیں وہی ان مشکلات کو جانتے ہیں کہ ایسے بیجا الزام جو پبلک پر برا اثر ڈالنے والے ہیں وہ انکے نزدیک تصفیہ کے لائق ہوتے ہیں اور جبتک وہ الزام انکے سر پر سے پبلک کی نظر میں معدوم نہ ہولیں تب تک وہ اسبات کو پسند نہیں کر سکتے کہ ایک گول مول مصالحت کر کے وہ داغ ہمیشہ کیلئے اپنے سر پر رکھیں ۔ یوسف جو ایک نبی تھا اسپر ایک جھوٹا الزام اقدام زنا لگاکر اس کو قید کیا گیا اور بہر مدت کے بعد معافی دیگئی تو اس نے اس معافی کو قبول نہ کیا حالانکہ نائب السلطنت کا عہدہ بھی ملتا تھا ۔ بلکہ صاف کہا کہ جبتک نالش تہمت سے میری بریت نہ ہو میں زندان سے باہر قدم رکھنا نہیں چاہتا ۔ اسیطرح اگر ایک دنیادار پر بھی ایک جھوٹا الزام دغا یا خیانت مجرمانہ کا لگایا

جاوے تو کوئی گول مول مصالحت پر راضی نہیں ہوتا ۔ لیکن بعض خیر خواہان قوم نے اس بات پر زور دیا کہ فریقین میں مصالحت ہو جاوے ۔ یہانتک کہ اس ضلع اور قسمت کے بعض نیکدل اور دور اندیش اعلیٰ افسران اور حکام نے بھی اپنی رضامندی اسپر ظاہر کی کہ میں اس مستغیث سے صلح کر لوں خود صاحب مجسٹریٹ نے جنکی عدالت میں یہ مقدمہ ہے اپنی شریفانہ عادت اور نیک نیتی سے صلح پر پسندیدگی ظاہر فرمائی اس موقعہ پر منشی غلام حیدر خانصاحب تحصیلدار پنڈدادنخان نے بھی جو بطور شہادت اس مقدمہ میں تشریف لائے تھے مصالحت کی کوشش کی۔

ان تمام بزرگوں کی ترغیب اور دلی خواہش نے مجھے اس غور و فکر میں ڈالا کہ اب صلح کیونکر ہو ۔ آخر میں نے یہ جواب دیا کہ اگر مستغیث یعنی مولوی کرم الدین خدا تعالیٰ سے ڈر کر عدالت میں یہ اقرار کر دے کہ خطوط محولہ مقدمہ اور مضمون سراج الاخبار مورخہ ۶ اکتوبر ۱۹۰۲ء و ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۲ء اسی کے ہیں اور ہماری جعلسازی نہیں تو پھر میں اس سے صلح کر لونگا کیونکہ پبلک کے سامنے میری بریت کیلئے یہ اقرار کافی ہوگا اور مجھ سے الزام جعلسازی کا دور ہو جاویگا ۔ لیکن مولوی کرم الدین نے اس بات کو نہ مانا ۔ پھر صلح کیلئے یہ دوسری تجویز سوچی گئی ۔ کہ مولوی کرم دین اور میری طرف سے دو تحریریں علیحدہ علیحدہ لکھی جاویں میری طرفسے یہ تحریر ہو کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے الفاظ کذاب بہتان لئیم مولوی کرم الدین کے متعلق یہ یقین کر کے لکھے تھے کہ خطوط محولہ مقدمات اور مضامین مندرجہ سراج الاخبار ۶ و ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۲ء مولوی کرم الدین کے ہیں ۔ اور میں دعا کرتا ہوں کہ جھوٹے پر خدا کی لعنت ہو ۔ اسیطرح کرم دین یہ تحریری بیان پیش کرے ۔ کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ خطوط محولہ مقدمات جو میری طرف منسوب کئے گئے اور مضمون سراج الاخبار مندرجہ ۶ اکتوبر و ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۲ء جو میرے نام پر اخبار میں شائع ہوئے میرے نہیں ہیں اور میں دعا کرتا ہوں کہ جھوٹے پر خدا کی لعنت ہو۔

یہ ہر دو مسودے منشی غلام حیدر خان صاحب نے اپنی قلم سے لکھے اور ان مسودوں کو جناب شیخ خدا بخش صاحب ڈسٹرکٹ جج کے پاس میرے وکیل خواجہ کمال الدین صاحب کے ہمراہ لیگئے کیونکہ شیخ صاحب موصوف نے ہمدردی قوم کے لحاظ سے بہت سا اپنا قیمتی وقت اس مصالحت کی انجام دہی میں خرچ کیا اور کوشش بلیغ فرمائی بمصالحت کرانیوالوں نے مسودہ مجوزہ کو پسند فرما کر کہا کہ یہ مسودہ اب کسیطرح قابل اعتراض نہیں البتہ اسمیں لفظ لعنت ثقیل ہے اسکو کسیطرح بدلدیا جاوے راقم نے اس پر رضامندی ظاہر کی اور بجائے لفظ لعنت کے مسودہ کی سطور حسب ذیل تجویز کر دی کہ میں یہ مقدمہ کو انصاف کیلئے خدا تعالیٰ کی عدالت میں سپرد کرتا ہوں لیکن جب یہ مسودہ مولوی کرم دین کے پاس پیش کیا گیا تو اس نے منظور نہ کیا ۔ اور یہ عذر کیا میں قسم نہیں کھاتا حالانکہ عدالت میں بھی اسکا حلفیہ بیان ہو چکا تھا اور جب اسکے حلفیہ بیان کی مصدقہ نقل دکھلا کر اسکو کہا گیا کہ کیا جب عدالت میں رو برو رائے چندو لال صاحب مجسٹریٹ حلفیہ بیان باقرار صالح دیا کہ میں نے یہ خطوط لکھے ہیں اور نہ سراج الاخبار کے مضامین میرے ہیں

نوٹ ۔ یاد رہے کہ کرم دین نے عدالت میں اگرچہ اپنے حلفیہ بیان میں انکار کیا کہ خطوط اسکے بھیجے ہوئے نہیں اور نہ سراج الاخبار ۶ اکتوبر و ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۲ء میں اسکے وہ مضمون لکھے جو اسکے نام پر شائع ہوئے ۔

تو پھر وہی حلفیہ بیان اب دینا ہے ۔ اسپر مولوی صاحب نے کہا کہ وہ ایک مجبوری تھی ۔ الّا بلا ضرورت اشد قسم کھانا جائز نہیں اسلئے میں قسم نہیں کھاتا ۔ آخر یہ تجویز ہوا کہ بجائے خدا کی قسم کے اقرار صالح لکھا جاوے ۔ اس تجویز پر ذیل کا مسودہ تجویز کیا گیا کیونکہ پہلا بیان مولوی مذکور کا باقرار صالح تھا :-

"میں اقرار صالح سے سچ سچ اپنے ایمان سے خدا تعالیٰ کے حضور میں بیان کرتا ہوں کہ خطوط محولہ مقدمہ جن سے میں نے انکار کیا ہے اور مضمون سراج الاخبار ۶ اکتوبر اور ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۲ء جس سے میں انکاری ہوں درحقیقت وہ خطوط اور وہ مضامین ہرگز ہرگز میرے نہیں ہیں اگر میں اپنے اس بیان میں جھوٹا ہوں تو انصاف کیلئے اپنے اس معاملہ کو خدا کی عدالت کے سپرد کرتا ہوں"۔

اس مسودہ پر یہ اعتراض مولوی مذکور نے کیا کہ الفاظ "خدا کے حضور میں" وغیرہ وغیرہ سے بھی قسم ہے صرف لفظ اقرار صالح رکھا جاوے اور معاملہ کی تصریح نہ کیجاوے ۔ آخر کار بہت بحث کے بعد جو آخیری مسودہ تاریخ ۱۱ ماہ جون پیش کیا گیا وہ حسب ذیل لکھا جاتا ہے :- "میں کرم دین باقرار صالح بیان کرتا ہوں کہ خطوط جو میرے نام سے میرزا غلام احمد صاحب اور حکیم فضل الدین کو بھیجے گئے ہیں اور مضامین جو ۶ اکتوبر اور ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو میرے نام پر سراج الاخبار میں شائع ہوئے وہ میرے نہیں ہیں اور اگر میرا یہ بیان خلاف واقعہ ہے تو میں بغرض انصاف اس معاملہ کو خدا تعالیٰ کی عدالت میں سپرد کرتا ہوں"۔ اسکے مقابل پر اپنے مضمون کیلئے منظور کیا ۔ "میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے جو الفاظ کرم دین کے متعلق کذاب بہتان لئیم لکھے ہیں وہ یہ یقین کر کے لکھے ہیں کہ خطوط محولہ استغاثہ جات کا لکھنے والا اور اخبار سراج الاخبار مورخہ ۶ اکتوبر و ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۲ء کا لکھنے والا مولوی کرم دین ہے اور میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ جھوٹے پر لعنت ڈالے"۔ جب یہ مسودے حسب اجازت صاحب مجسٹریٹ مولوی کرم الدین کو دکھلائے گئے تو اس نے کہا کہ الفاظ خطوط اور اخبار وغیرہ کا ذکر نہ کیا جاوے ۔ اور ایسا ہی خدا کی عدالت میں انصاف کیلئے سپردگی بھی نکالدیجاوے اور کوئی تصریح نہ کیجاوے ۔ جسکی وجہ وہ یہ بتاتا تھا کہ پہلے میرے برخلاف مشکوک بیان کیے گئے ہیں سو اسکے متعلق بھی شرط مان لی گئی تھی تا کہ مصالحت ہو جاوے ۔ لیکن وہ کسی پہلو پر نہ آیا ۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ مصالحت میں قطعی مایوسی ہو کر مقدمہ عدالت میں شروع ہو گیا مجھے اس اشتہار کو جسمیں صرف سادہ اور سچے واقعات لکھے ہیں اشاعت کرنیکی یہ ضرورت پیدا ہوئی کہ تا ان پاکدل اور نیک نیت عالی حکام کو ان واقعات سے اطلاع ہو جاوے جنہوں نے نہایت ہمدردی اور شفقت سے جو انکو میرے خاندان سے ہے مجھے یہ وجہ کہلا بھیجا کہ میں مصالحت کر لوں ۔ نیز ان پر روشن ہو جاوے کہ کون فریق ہم میں سے مصالحت سے کنارہ کش ہے مجھ پر الزام خطوط کی جعلسازی کا اور دیگر ناجائز الزامات سراج الاخبار میں لگائے گئے ہیں جسکے دفعیہ کیلئے میں کوئی چارہ جوئی عدالت میں نہیں کی بلکہ دفعیہ میں اسی بات پر اکتفا کیا کہ کتاب میں لکھدیا کہ میری آبرو ریزی کرنیوالا مجھ پر بہتان باندھتا ہے اور میرے نزدیک وہ کذاب ہے اور اسکے یہ فعل کمینوں کے ہیں جسپر میں عدالت میں کھینچا گیا ۔ نیز حکام اور اپنے بزرگان قوم کی ہمدردی کی قدر کر کے یہی پسند کیا کہ ان الزامات جعلسازی وغیرہ کی بریت اگر عدالت سے نہ ہو سکے تو پھر خدا کی عدالت سے کرا لوں اور معاملہ کو طے کر دوں ۔ البتہ گول مول مصالحت پر میں راضی نہیں ہو سکتا ۔ اسلئے بذریعہ اشتہار ہذا میں پھر اپنی رضامندی ظاہر کرتا ہوں ۔ کہ اگر فریق ثانی مذکورہ بالا بیان عدالت میں دینے کو تیار ہے تو بالمقابل مجھے

اس قسم کا بیان دینے کو تیار ہوں کہ اسدن ہر دو مقدمات داخل دفتر ہو سکتے ہیں میں نے اپنی بیان کو اراد تاً سخت کر کے سخت اپنے لئے تجویز کیا ہے ۔ یہ اشتہار اس لیے ہے ہم شائع کیا گیا ہے کہ واقعات متعلقہ مصالحت جو ہوئے ہیں ان کے متعلق کوئی غلط بیانی نہ ہو ۔ المشتہر

مرزا غلام احمد رئیس اعظم قادیان ضلع گورداسپور ۔ ۱۴ جون ۱۹۰۳ء

مسیح موعود کی تعلیم

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

ان کو اندر ہی اندر دنیا پرستی کا جذام ہے جس نے ان کے تمام اندرونی اعضاء کاٹ دیئے ہیں پس تم ان کے جذام سے ڈرو۔ میں تمہیں حد اعتدال تک رعایت اسباب سے منع نہیں کرتا بلکہ اس سے منع کرتا ہوں کہ تم غیر قوموں کی طرح نرے اسباب کے بندے ہو جاؤ اور اس خدا کو فراموش کرو جو اسباب کو بھی وہی مہیا کرتا ہے اگر تمہیں آنکھ ہو تو تمہیں نظر آ جائے کہ خدا ہی خدا ہے اور سب ہیچ ہے تم نہ ہاتھ لمبا کر سکتے ہو اور نہ اکٹھا کر سکتے ہو مگر اس کے اذن سے۔ ایک مردہ اس پر ہنسی کرے گا مگر کاش اگر وہ مر جاتا تو اس ہنسی سے اس کیلئے بہتر تھا خبردار!!! تم غیر قوموں کو دیکھ کر ان کی ریس مت کرو کہ انہوں نے دنیا کے منصوبوں میں بہت ترقی کر لی ہے آؤ ہم بھی انہیں کے قدم پر چلیں۔ سنو اور سمجھو کہ وہ اس خدا سے سخت بیگانہ اور غافل ہیں جو تمہیں اپنی طرف بلاتا ہے ان کا خدا کیا چیز ہے صرف ایک عاجز انسان اس لئے وہ غفلت میں چھوڑے گئے۔ میں تمہیں دنیا کے کسب اور حرفت سے نہیں روکتا مگر تم ان لوگوں کے پیرو مت ہو جنہوں نے سب کچھ دنیا کو ہی سمجھ رکھا ہے چاہئے کہ تمہارے ہر ایک کام میں خواہ دنیا کا ہو خواہ دین کا خدا سے طاقت اور توفیق مانگنے کا سلسلہ جاری رہے لیکن نہ صرف خشک ہونٹوں سے بلکہ چاہئے کہ تمہارا یہ سچا عقیدہ ہو کہ ہر ایک برکت آسمان سے ہی اترتی ہے تم راستباز اس وقت بنو گے جبکہ تم ایسے ہو جاؤ کہ ہر ایک کام کے وقت ہر ایک مشکل کے وقت قبل اس کے جو تم کوئی تدبیر کرو اپنا دروازہ بند کرو اور خدا کے آستانہ پر گرو کہ ہمیں یہ مشکل پیش ہے اپنے فضل سے مشکل کشائی فرما تب روح القدس تمہاری مدد کرے گی اور غیب سے کوئی راہ تمہارے لئے کھولی جائے گی۔ اپنی جانوں پر رحم کرو اور جو لوگ خدا سے بکلی علاقہ توڑ چکے ہیں اور ہمہ تن اسباب پر گر گئے ہیں یہاں تک کہ طاقت مانگنے کیلئے وہ منہ سے انشاء اللہ بھی نہیں نکالتے ان کے پیرو مت بن جاؤ۔ خدا تمہاری آنکھیں کھولے تا تمہیں معلوم ہو کہ تمہارا خدا تمہاری تمام تدابیر کا شہتیر ہے اگر شہتیر گر جائے تو کیا کڑیاں اپنی چھت پر قائم رہ سکتی ہیں نہیں بلکہ یکدفعہ گریں گی اور احتمال ہے کہ ان سے کئی خون بھی ہو جائیں۔ اسی طرح تمہاری تدابیر بغیر خدا کی مدد کے قائم نہیں رہ سکتیں اگر تم اس سے مدد نہیں مانگو گے اور اس سے طاقت مانگنا اپنا اصول نہیں ٹھہراؤ گے تو تمہیں کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوگی۔ آخر بڑی حسرت سے مرو گے یہ مت خیال کرو کہ پھر دوسری قومیں کیونکر کامیاب ہو رہی ہیں حالانکہ وہ اس خدا کو جانتی بھی نہیں جو تمہارا کامل اور قادر خدا ہے اس کا جواب یہی ہے کہ وہ خدا کو چھوڑنے کی وجہ سے دنیا کے امتحان میں ڈالی گئی ہیں خدا کا امتحان کبھی اس رنگ میں ہوتا ہے کہ جو شخص اسے چھوڑتا ہے اور دنیا کی مستیوں اور لذتوں سے دل لگاتا ہے اور دنیا کی دولتوں کا خواہشمند ہوتا ہے تو دنیا کے دروازے اس پر کھولے جاتے ہیں اور دین کے رو سے وہ نرا مفلس اور ننگا ہوتا ہے اور آخر دنیا کے خیالات میں ہی مرتا اور ابدی جہنم میں ڈالا جاتا ہے اور کبھی اس رنگ میں بھی امتحان ہوتا ہے کہ دنیا سے بھی نامراد رکھا جاتا ہے۔ مگر موخر الذکر امتحان ایسا خطرناک نہیں جیسا کہ پہلا کیونکہ پہلا امتحان والا زیادہ مغرور ہوتا ہے بہرحال یہ دونوں فریق مغضوب علیہم ہیں۔ سچی خوشحالی کا سرچشمہ خدا ہے پس جبکہ اس حی و قیوم خدا سے یہ لوگ بیخبر ہیں بلکہ لاپرواہ ہیں اور اس سے منہ پھیر رہے ہیں تو سچی خوشحالی ان کو کہاں نصیب ہو سکتی ہے۔ مبارک ہے وہ انسان کو جو اس راز کو سمجھ لے اور ہلاک ہو گیا وہ شخص جس نے اس راز کو نہیں سمجھا۔ اسی طرح تمہیں چاہئے کہ اس دنیا کے فلاسفیوں کی پیروی مت کرو اور ان کو عزت کی نگہ سے مت دیکھو کہ یہ سب نادانیاں ہیں سچا فلسفہ وہ ہے جو خدا نے تمہیں اپنے کلام میں سکھایا ہے ہلاک ہو گئے وہ لوگ جو اس دنیا کے فلسفہ کے عاشق ہیں اور کامیاب ہیں وہ لوگ جنہوں نے سچے علم اور فلسفہ کو خدا کی کتاب میں ڈھونڈا۔ نادانی کی راہیں کیوں اختیار کرتے ہو کیا تم خدا کو وہ باتیں سکھلاؤ گے جو اسے معلوم نہیں کیا تم اندھوں کے پیچھے دوڑتے ہو کہ وہ تمہیں راہ دکھلا دیں۔ اے نادانو! وہ جو خود اندھا ہے وہ تمہیں کیا راہ دکھلائے گا بلکہ سچا فلسفہ روح القدس سے حاصل ہوتا ہے جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا ہے۔ تم روح کے وسیلہ سے ان پاک علوم تک پہنچائے جاؤ گے جن تک غیروں کی رسائی نہیں اگر صدق سے مانگو تو آخر اسے پاؤ گے تب سمجھو گے کہ یہی علم ہے جو دل کو تازگی اور زندگی بخشتا ہے اور یقین کے مینار تک پہنچا دیتا ہے وہ جو خود مردار خوار ہے وہ کہاں سے تمہارے لئے پاک غذا لائے گا وہ جو خود اندھا ہے وہ کیونکر تمہیں دکھلائے گا۔ ہر ایک پاک حکمت آسمان سے آتی ہے پس تم زمینی لوگوں سے کیا ڈھونڈتے ہو جن کی روحیں آسمان کی طرف جاتی ہیں وہی حکمت کے وارث ہیں جن کو خود تسلی نہیں وہ کیونکر تمہیں تسلی دے سکتے ہیں مگر پہلے دلی پاکیزگی ضروری ہے پہلے صدق و صفا ضروری ہے پھر بعد اس کے یہ سب کچھ تمہیں ملے گا۔ یہ خیال مت کرو کہ خدا کی وحی آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے *** اور روح القدس اب اتر نہیں سکتا بلکہ پہلے زمانوں میں ہی اتر چکا۔ اور میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہر ایک دروازہ بند ہو جاتا ہے مگر روح القدس اترنے کا کبھی دروازہ بند نہیں ہوتا۔ تم اپنے دلوں کے دروازے کھول دو تا وہ ان میں داخل ہو۔ تم اس آفتاب سے خود اپنے تئیں دور ڈالتے ہو جبکہ اس شعاع کے داخل ہونے کی کھڑکی کو بند کرتے ہو۔ اے نادان اٹھ اور اس کھڑکی کو کھول دے۔ تب آفتاب خود بخود تیرے اندر داخل ہو جائیگا۔ جبکہ خدا نے دنیا کے فیضوں کی راہیں اس زمانہ میں تم پر بند نہیں کیں بلکہ زیادہ کیں تو کیا تمہارا ظن ہے کہ آسمان نے فیوض کی راہیں جنکی اسوقت تمہیں بہت ضرورت تھی وہ تم پر اس نے بند کر دی ہیں ہرگز نہیں بلکہ بہت صفائی سے وہ دروازہ کھولا گیا ہے۔ اب جبکہ خدا نے اپنی تعلیم کے موافق جو سورۃ فاتحہ میں سکھلائی گئی گذشتہ تمام نعمتوں کا تم پر دروازہ کھول دیا ہے تو تم کیوں ان کے لینے سے انکار کرتے ہو اس چشمہ کے پیاسے ہو کہ پانی خود بخود آ جائیگا۔ اس دودھ کیلئے تم بچہ کی طرح رونا شروع کرو کہ وہ دودھ پستان سے خود بخود اتر آئیگا رحم کے لائق ہو تا تم پر رحم کیا جائے اضطراب دکھلاؤ تا تسلی پاؤ بار بار چلاؤ تا ایک ہاتھ تمہیں پکڑے کیا ہی دشوار گذار وہ راہ ہے جو خدا کی راہ ہے پر ان کیلئے آسان کیجاتی ہے جو مرنے کی نیت سے اس اتھاہ گڑھے میں پڑتے ہیں وہ اپنے دلوں میں فیصلہ کر لیتے ہیں کہ ہمیں آگ منظور ہے ہم اسے اپنے محبوب کیلئے جلائیں گے پھر وہ آگ میں اپنے تئیں ڈال دیتے ہیں پس کیا دیکھتے ہیں کہ وہ بہشت ہے یہی ہے جو خدا نے فرمایا۔

وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا الخ یعنے اے بدکارو اور اے نیکو تم میں سے کوئی بھی نہیں جو جہنم کی آگ پر گذر نہ کرے مگر وہ جو خدا کیلئے اس آگ میں پڑتے ہیں وہ نجات دیئے جائیں گے لیکن وہ جو اپنے نفس امارہ کیلئے آگ پر چلتا ہے وہ آگ اسکو کھا جائیگی پس مبارک وہ جو خدا کیلئے اپنے نفس سے جنگ کرتے ہیں اور بدبخت وہ جو اپنے نفس کیلئے خدا سے جنگ کر رہے ہیں اور اس سے موافقت نہیں کرتے جو شخص اپنے نفس کے لئے خدا کے حکم کو ٹالتا ہے وہ آسمان میں ہرگز داخل نہیں ہوگا سو تم کوشش کرو جو ایک نقطہ یا ایک شعشہ قرآن شریف کا بھی تم پر گواہی نہ دے تا تم اسی کیلئے پکڑے نہ جاؤ کیونکہ ایک ذرہ بدی کا بھی قابل پاداش ہے وقت تھوڑا ہے اور کار عمر ناپیدا تیز قدم اٹھاؤ جو شام نزدیک ہے جو کچھ پیش کرنا ہے وہ بار بار دیکھ لو ایسا نہ ہو کہ کچھ رہ جائے اور زیانکاری کا موجب ہو یا سب گندی اور کھوٹی متاع ہو جو شاہی دربار میں پیش کرنے کے لائق نہ ہو۔

میں نے سنا ہے کہ بعض تم میں سے حدیث کو بکلی نہیں مانتے اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو سخت غلطی کرتے ہیں میں نے یہ تعلیم نہیں دی کہ ایسا کرو بلکہ میرا مذہب یہ ہے کہ تین چیزیں ہیں کہ جو تمہاری ہدایت کیلئے خدا نے تمہیں دی ہیں سب سے اول قرآن ہے* جس میں خدا کی توحید اور جلال اور عظمت کا ذکر ہے اور جس میں ان اختلافات کا فیصلہ کیا گیا ہے جو یہود اور نصاریٰ میں تھے جیسا کہ یہ اختلاف اور غلطی کہ عیسیٰ بن مریم صلیب کے ذریعہ قتل کیا گیا اور وہ لعنتی ہوا اور دوسرے نبیوں کی طرح اس کا رفع نہیں ہوا اسی طرح قرآن میں منع کیا گیا ہے کہ بجز خدا کے تم کسی چیز کی عبادت نہ کرو نہ انسان کی نہ حیوان کی نہ سورج کی نہ چاند کی اور نہ کسی اور ستارہ کی اور نہ اسباب کی اور نہ اپنے نفس کی۔ سو تم ہوشیار رہو اور خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اٹھاؤ۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل تھے سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ **الخیر کلہ فی القرآن** کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں یہی بات سچ ہے افسوس ان لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اس پر مقدم رکھتے ہیں تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے کوئی بھی ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی تمہارے ایمان کا مصدق یا مکذب قیامت کے دن قرآن ہے اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلاواسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے۔ خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی تو وہ لوگ ہلاک نہ ہوتے اور یہ نعمت اور ہدایت جو تمہیں دی گئی اگر بجائے توریت کے یہودیوں کو دی جاتی تو بعض فرقے ان کے قیامت سے منکر نہ ہوتے۔ پس اس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دی گئی۔

*** قرآن شریف پر شریعت ختم ہو گئی مگر وحی ختم نہیں ہوئی کیونکہ وہ سچے دین کی جان ہے جس دین میں وحی الٰہی کا سلسلہ جاری نہیں وہ دین مردہ ہے اور خدا اس کے ساتھ نہیں۔

* دوسرا ذریعہ ہدایت کا سنت ہے۔ یعنی وہ پاک نمونے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فعل اور عمل سے دکھلائے مثلاً نماز پڑھ کر دکھلائی کہ یوں نماز چاہئے اور روزہ رکھ کر دکھلایا کہ یوں روزہ چاہئے اس کا نام سنت ہے یعنی روش نبوی جو خدا کے قول کو فعل کے رنگ میں دکھلاتی ہے سنت اسی کا نام ہے۔ تیسرا ذریعہ ہدایت کا حدیث ہے جو آپ کے بعد آپ کے اقوال جمع کئے گئے اور حدیث کا رتبہ قرآن اور سنت سے کمتر ہے کیونکہ اکثر حدیثیں ظنی ہیں لیکن اگر ساتھ سنت ہو تو وہ اسکو یقینی کر دیگی۔ منہ

www.aaiil.org

حضرت مسیح موعودؑ کی ایک تقریر کا خلاصہ*

آپ نے جو مجھ سے آج تعلق بیعت کیا ہے تو میں چاہتا ہوں کہ کچھ بطور نصیحت چند الفاظ بیان کروں۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ انسان کی زندگی کا کچھ اعتبار نہیں اگر کوئی شخص خدا پر ایمان رکھے اور پھر قرآن کریم پر غور کرے۔ یہ کہ خدا تعالیٰ نے کیا کچھ قرآن میں فرمایا ہے تو وہ شخص دیوانہ وار دنیا کو چھوڑ خدا کا ہو جاوے۔ بالکل سچ کہا گیا ہے کہ دنیا روزے چند عاقبت با خداوند۔ اب خدا کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو شخص خدا کی طرف آنا چاہتا ہے اور فی الواقعہ اس کا دل ایسا نہیں کہ اس نے دین کو دنیا پر مقدم کیا ہو۔ تو وہ خدا کے نزدیک قابل سزا ٹھہرتا ہے۔ ہم اس دنیا میں دیکھتے ہیں کہ اس کے مقاصد حاصل کرنے کیلئے جبتک کافی حصہ اپنا ان کی طلب میں خرچ نہ کردیں وہ مقاصد حاصل ہونے ناممکن ہیں۔ مثلاً اگر طبیب ایک دوائی اور اس کی ایک مقدار مقرر کردے اور ایک بیمار وہ مقدار دوائی کی تو نہیں کھاتا بلکہ تھوڑا حصہ اس دوائی کا استعمال کرتا ہے تو اس کو کیا فائدہ اس سے ہوگا۔ ایک شخص پیاسا ہے تو ممکن نہیں کہ ایک قطرہ سے اس کی پیاس دور ہو سکے۔ اسیطرح جو شخص بھوکا ہو وہ ایک لقمہ سے سیر نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح خدا تعالیٰ یا اوس کے رسولؐ پر زبانی ایمان لے آنا یا ایک ظاہر رسم کے طور پر بیعت کر لینا بالکل بے سود ہے جبتک انسان پوری طاقت سے خدا تعالیٰ کی راہ میں نہ لگجاوے۔ نفس کی خیرخواہی اسی میں ہے کہ انسان پورے طور پر وہ حصہ لے جو روحانی زندگی کیلئے ضروری ہے۔ صرف یہ خیال کہ میں مسلمان ہوں کافی نہیں۔ میں نصیحت کرتا ہوں کہ آپ نے جو تعلق مجھ سے پیدا کیا ہے خدا تعالیٰ اس میں برکت ڈالے اسکو بڑھانے اور مضبوط کرنیکی فکر میں ہر وقت لگے رہیں لیکن یاد رہے کہ صرف اقرار ہی کافی نہیں جبتک عملی رنگ سے اپنے آپ کو رنگین نہ کیا جاوے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون الخ

یعنی کیا انسانوں نے گمان کر لیا ہے کہ ہم صرف آمنا کہکر ہی چھٹکارا پالینگے اور کیا وہ آزمائش میں ڈالے نہ جاوینگے سو اصل مطلب یہ ہے کہ یہ آزمائش اسی لئے ہے کہ خدا تعالیٰ دیکھنا چاہتا ہے کہ آیا ایمان لانیوالے نے دین کو ہی دنیا پر مقدم کیا ہے یا نہیں آجکل اس زمانہ میں جب لوگ خدا کی راہ کو اپنے معاملہ کے برخلاف پاتے ہیں یا بعض حکام سے اون کو کچھ خطرہ ہوتا ہے تو وہ خدا کے راہ کسی انکار کر بیٹھتے ہیں ایسے لوگ بے ایمان ہیں وہ نہیں جانتے کہ فی الواقعہ خدا ہی احکم الحاکمین ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ خدا کی راہ بہت دشوار گذار ہے اور یہ بالکل سچ ہے۔ کہ جبتک انسان خدا کی راہ میں اپنی کھال اپنے ہاتھ سے نہ اتار لے تب تک وہ خدا کی نگاہ میں مقبول نہیں ہوتا۔ ہمارے نزدیک ہی ایک بیوفا لوگ کسی قدر و منزلت کے قابل نہیں۔ جو لوگ صدق و وفا نہیں دکھلاتا وہ قبولیت نہیں پاتا۔ اسیطرح جناب الٰہی میں وہ شخص پرلے درجہ کا بے ادب ہے جو چند روزہ دنیوی منافع پر نگاہ رکھکر خدا کو چھوڑتا ہے۔ بیعت سے مراد خدا تعالیٰ کو جان سپرد کرنا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ ہم نے اپنی جان آج خدا کے ہاتھ بیچدی۔ یہ بالکل غلط ہے کہ خدا کی راہ میں چلکر انجام کار کوئی شخص نقصان اٹھاوے صادق کبھی نقصان نہیں اٹھا سکتا۔ نقصان اسی کا ہے جو کاذب ہے جو دنیا کیلئے بیعت کو اور عہد کو جو الله تعالیٰ سے اس نے کیا ہے توڑ رہا ہے وہ شخص جو محض دنیا کے خوف سے ایسے امور کا مرتکب ہو رہا ہے یاد رکھے کہ بوقت موت کوئی حاکم یا بادشاہ اسے نہ چھڑا سکیگا اس نے احکم الحاکمین کے پاس جانا ہے جو اس سے دریافت کریگا کہ تو نے میرا پاس کیوں نہیں کیا اس لئے ہر مومن کیلئے ضروری ہے کہ خدا جو مالک السموات والارض ہے اس پر ایمان لاوے اور سچی توبہ کرے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ امر آپہی حاصل نہیں ہوتا ہے خدا ہی یہ امر ہمیں سمجھائے تو سمجھ سکتا ہے سو اس کے لئے دعا درکار ہے۔

جو شخص الله تعالیٰ کی راہ میں صدق سے قدم اٹھاتا ہے اس کو عظیم الشان طاقت اور خارق عادت قوت دیجاتی ہے مومن کے دل میں ایک جذب ہوتا ہے کہ جس قوت جاذبہ کے ذریعہ وہ دوسروں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے میں نہیں سمجھ سکتا۔ اگر تم میں جذب محبت خدا کی راہ میں کافی ہے۔ تو پھر کیوں لوگ تمہاری طرف نہ کھینچے آوین اور کیوں تم میں ایک مقناطیسی طاقت نہ پیدا ہو جاوے دیکھو قرآن میں سورۃ یوسف میں آیا ہے ”ولقد ھمت بہ وھم بھا لولا ان را برھان ربہ“ یعنے جب زلیخا نے یوسف کا قصد کیا یوسف بھی زلیخا کا قصد کرتا اگر ہم حائل نہ ہوتے۔ اب ایک طرف تو یوسف جیسا متقی ہے اور اس کی متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ بھی زلیخا کی طرف مائل ہو ہی چلا تھا اگر ہم نہ روکتے۔ اسمیں سر یہ ہے کہ انسان میں ایک کشش محبت ہوتی ہے زلیخا کی کشش محبت اس قدر غالب آئی تھی کہ اس کشش نے ایک متقی کو بھی اپنی طرف کھینچ لیا۔ سو جانے سے معلوم ہوا کہ ایک عورت میں جذب اور کشش اسقدر ہو کہ اس کا اثر ایک مضبوط دل پر ہو جاوے اور ایک شخص جو مومن ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اس میں جذب محبت الٰہی اسقدر نہ ہو کہ لوگ اس کی طرف کھینچے چلے آوین۔ یہ عذر قابل پذیرائی نہیں کہ زبان نہیں یا وعظ میں اثر نہیں۔ اصلی نقص قوت جاذبہ میں ہے جبتک وہ کامل نہیں تب تک زبانی خالی باتوں سے کچھ حاصل نہیں ہوتا

اور ہمارے مسائل سو وہ بھی بالکل صاف ہیں۔ مثلاً قرآن کی یہ آیت فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم۔ اس میں ایک جواب سوال ہے خدا تعالیٰ مسیح علیہ السلام سے پوچھیگا کہ کیا تو نے لوگوں کو ایسی تعلیم دی تھی کہ مجھے اور میری ماں کو معبود بنا لینا تو وہ جواب میں عرض کرینگے کہ بار خدایا جبتک میں زندہ رہا اور ان میں رہا میں نے تو ان کو ایسی تعلیم نہیں دی۔ البتہ جب تو نے مجھکو مار دیا تو پھر تو ہی اون کا نگران حال تھا۔ مجھے کوئی علم نہیں کہ میرے پیچھے انہوں نے کیا کیا۔ یہ کیسی موٹی بات ہے کہ خود مسیح اپنی وفات کا اقرار کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ عیسائی اگر بگڑے تو میری وفات کے بعد بگڑے۔ جبتک میں ان میں زندہ رہا تب تک وہ صحیح عقیدہ پر قائم تھے۔ اب اگر عیسائی بگڑ گئے ہیں تو بالضرور مسیح مر چکا الوہیت مسیح بھی درست ہے۔ پھر مسیح کا یہ کہدینا کہ مجھے تو ان کے بگڑنے کا علم نہیں جیسے کہ اسی آیت سے پایا جاتا ہے کیا یہ جواب ان کا جھوٹا نہیں ہوگا۔ اگر ان کا دوبارہ دنیا میں آنا درست ہے کیونکہ یہ سوال و جواب تو قیامت کو ہوگا۔ اور اگر انہوں نے دوبارہ دنیا میں آکر چالیس سال رہنا ہے۔ اور عیسائیوں اور کفار کو قتل کرکے اسلام کو پھیلانا ہے۔ تو بالضرور انہوں نے عیسائیوں کی بگڑی ہوئی حالت کو دیکھ لیا ہے اور اس بگڑی ہوئی حالت کو دیکھکر وہ دوبارہ اس دنیا سے تشریف لیجاوینگے تو پھر جناب مسیح کا یہ جواب دینا خدا کے حضور میں دروغ بیانی ہے کیا وہ احکم الحاکمین نہ کہیگا کہ تو دوبارہ دنیا میں گیا اور تو نے دیکھ لیا کہ میری امت بگڑ چکی تھی۔ ایک مجازی حاکم کے آگے غلط بیانی دروغ حلفی کے جرم کا خطرناک ارتکاب ہے چہ جائیکہ ایک عالم الغیب حاکم کی جناب میں ایسی دروغ بیانی کیجاوے۔ تو گویا اس آیت نے بڑی صفائی کے ساتھ ایک طرف مسیح کی وفات کو ثابت کر دیا اور دوسری طرف ان کے دوبارہ دنیا میں تشریف لانیکا بطلان کر دیا اس کے مقابل جب ہم حدیثوں پر غور کرتے ہیں تو وہاں سے بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ حضرت رسالتمآب نے فرمایا

اور یہ متفق علیہ حدیث ہے کہ میں نے جناب مسیح کو حضرت یحییٰ کے ساتھ دیکھا۔ حضرت یحییٰ کا مر جانا اور ان کا اس جماعت میں داخل ہونا جن کی قبض روح ہو چکی ہے ثابت شدہ امر ہے اب یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مسیح بلا قبض روح و انتقال کرنے کے ایک ایسے شخص کا جلیس ہو جو دنیا سے مر چکا ہے اب ایک طرف قول خدا اور دوسری طرف رؤیت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے وفات مسیح اور ان کا دوبارہ دنیا میں واپس نہ آنا قطعی ثابت ہو گیا۔ اب بھی یہ لوگ اگر عقیدہ حیات مسیح سے باز نہ آوین تو یہی سمجھا جاویگا کہ سچی ہدایت اور سعادت صرف خدا کیطرف سے ہے ان کے حال پر تو یہ سعدی کا یہ قول صادق آتا ہے

آنکس کہ بقرآن و خبر زو نہ رہی
اینست جوابش کہ جوابش نہ دہی

رہا یہ کہ آنیوالا کون ہے اس کا فیصلہ بھی قرآن و حدیث نے کر دیا ہے۔ سورہ نور نے صاف طور پر بیان کیا ہے کہ رسول اکرمؐ کے خلفاء اس امت میں سے ہونگے۔ بخاری اور مسلم کا بھی یہی مذہب ہے کہ آنیوالا مسیح اسی امت میں سے ہوگا۔ اب ایک طرف قرآن و حدیث بنی اسرائیلی مسیح کی موت اور اس کے دوبارہ نہ آنے کو بیان کرتے ہیں۔ دوسری طرف بھی قرآن و حدیث آنیوالے مسیح کو اسی امت میں سے ٹھہراتے ہیں تو پھر اب انتظار کس بات کا ہے۔ اب علامات کو بھی دیکھ لیا جاوے صدی کے سر پر مجدد کا آنا سب نے تسلیم کیا ہے اور یہ بھی مانا ہے کہ مسیح ہی بطور مجدد صدی کے سر پر آویگا صدی میں سے بائیس سال گذر گئے اور اس وقت تک مجدد نظر نہیں آیا آخر اس صدی کے سر پر جس مجدد نے آنا تھا وہ کہاں ہے۔ مہدی کا نشان کسوف و خسوف تھا جو رمضان میں ہونا تھا۔ اس کسوف و خسوف پر بھی آٹھ سال گذر گئے مہدی نہ آیا اگر یہ کہا جاوے کہ نشان تو ہو گیا لیکن صاحب نشان بعد میں آویگا تو یہ عقیدہ بڑا فاسد ہے اور قسم قسم کے فسادات کی بنا ہے اگر ایک زمانہ کے بعد اکٹھے بیس انسان مہدیت کے مدعی ہو جاویں تو پھر ان میں کون فیصلہ کریگا۔ ضرور ہے صاحب نشان نشان کے ساتھ ہو۔ یہ لوگ ممبروں پر چڑھکر صدی کے سرے کو اور کسوف و خسوف کو یاد کیا کرتے اور روتے تھے۔ لیکن جب وہ وقت آیا تو یہی لوگ دشمن بنگئے۔ حدیث کے مطابق تمام نشان واقعہ ہو گئے لیکن یہ لوگ اپنی ضد کو باز نہیں آتے۔ کسوف خسوف کا عظیم الشان نشان ظاہر ہو گیا لیکن خدا کی اس نشان کی قدر نہ کیگئی۔ اسیطرح کل انبیاء کی کتب سابقہ اور قرآن و حدیث میں ایک بلا کیطرف اشارہ تھا جو کسوف و خسوف کے

---

* یہ تقریر حضرت اقدسؑ نے بمقام گورداسپور ۱۴؍ مئی سنہ ۱۹۰۳ء کو بعد از نماز عصر کی تھی تحریک کا باعث چند احباب حیدرآباد دکن کے تھے جنہوں نے اسدن حضور علیہ السلام سے شرف بیعت حاصل کیا تھا

www.aaiil.org

آسمانی نشان کے بعد آنیوالی تھی اور وہ طاعون ہے جو وہ بھی مسیح کے زمانہ سے وابستہ تھی یہ ایک خطرناک مصیبت ہے جسکی طرف ہر ایک اولوالعزم نبی نے بالتصریح یا بالاجمال اشارہ کیا ہے۔ طاعون آگئی۔ لاکھوں انسان تباہ ہوگئے اور نہ معلوم کب تک اسکی تباہی چلتی رہیگی۔ لیکن جس موعود کے زمانہ کی شناخت کا یہ نشان ہے اسے ابتک ان لوگوں نے نہ پہچانا۔ اسیطرح زمین اور آسمان نے شہادت دی۔ لیکن ان شہادتوں کو ردی سمجھا گیا۔ خدا غیور ہے اور وہ اپنی غیرت دکھلائیگا ایک مجازی حاکم عدول حکمی پسند نہیں کرتا تو وہ احکم الحاکمین غیور خدا کب اس عدول حکمی کو بلا سزا چھوڑیگا۔ ایک اور نشان اس زمانہ کا وہ نئی سواری کی تھی جس نے اونٹوں کو بیکار کر دینا تھا قرآن کی واذا العشار عطلت (جب اونٹنیاں بیکار ہو جاویں گی) کیونکہ اس زمانہ کا پتہ بتلایا۔ حدیث نے مسیح کے نشان میں یوں کہا۔ لیترکن القلاص فلا یسعی علیہا پھر یہ نشان کیا پورا نہوا حتے کہ اس سرزمین میں بھی جہاں آج تک اونٹنی کی سواری تھی اور بغیر اونٹوں کے گذارہ نہ تھا۔ وہاں بھی اس سواری کا انتظام ہو گیا اور چند سالوں میں اونٹوں کی سواری کا نام و نشان نہیں ملیگا۔ اونٹنیاں بیکار ہو گئیں۔ مقرر کردہ نشان پورے ہو گئے۔ لیکن جس کا یہ نشان تھا۔ وہ پہچانا نہ گیا کیا یہ امور بھی میرے اختیار میں تھے کہ ایک طرف تو میں دعویٰ کروں۔ اور دوسری طرف یہ نشان پورے ہوتے جاویں۔ کیا آسمانی نظام پر بھی میرا دخل ہے جو کسوف و خسوف موعود کو پیدا کر لیتا۔ یا میرے ہاتھ میں کوئی ایسے سامان تھے جن سے زمین پر موعود طاعون پیدا ہو گئی یا حج کا رکنا جو یہ بھی مسیح کا نشان تھا کیا یہ بھی میرے اشارہ سے ہوا۔ اسیطرح بیسیوں نشان زمانہ مسیح کے ساتھ وابستہ ہیں وہ سب پورے ہو گئے۔ خدا تعالیٰ نے کونسی حجت کو ان پر پورا نہیں کیا لیکن ان کا انکار ابھی اسیطرح ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ زمانہ میں دہریت پھیلی ہوئی ہے جو خفیہ خفیہ سب دلوں پر اثر کر رہی ہے خشیت الٰہی دن بدن مفقود ہو رہی ہے۔ کان رکھتی ہیں پر سن نہیں سکتے۔ آنکھیں رکھتی ہیں پر نہیں دیکھتی دل رکھتے ہیں پر نہیں سمجھتے یہی وجہ ہے کہ انکار ہے۔ ورنہ معاملہ تو بہت ہی صاف تھا۔ میری کتابوں کو دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کسقدر اتمام حجت کیگئی ہے اب ان کے پاس کوئی جواب نہیں خدا نے قوی دلائل سے ان کا رگ و ریشہ کاٹ دیا ہے لیکن یہ نہیں دیکھتے۔

ایک مامور کی شناخت کے تین طریق ہیں نقل عقل۔ تائیدات سماوی۔ اب دیکھنا چاہیئے کہ یہ تینوں امور اس سلسلہ کے موید ہیں۔ دانیال اور دیگر انبیاء نے تو اس کے آنیکا زمانہ مقرر کر دیا ہے حتی کہ صدی اور سال بھی مقرر کر دیا ہے۔ تمام عیسائیوں میں ایک قسم کی گھبراہٹ پیدا ہوئی ہے کیونکہ کتب سابقہ کے مطابق مسیح کی آمد کا وقت آچکا ہے اور مسیح ابھی تک آیا نہیں۔ اس لئے بعض علماء آخر مجبور ہو کر اس طرف گئے ہیں کہ مسیح کی آمد ثانی سے مراد کلیسیا کی ترقی ہے جو ہو چکی ہے۔ اسیطرح ہماری کتب کے مطابق بھی بعثت مسیح کا یہی زمانہ ہے حجج الکرامہ والے نے لکھا ہے کہ کل اہل کشوف اسیطرف گئے ہیں کہ مسیح کی آمد ثانی کیلئے چودھویں صدی مقرر ہے شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی اسی زمانہ کیلئے چراغ الدین کہا ہے غرضیکہ ہر ایک بزرگ نے جو زمانہ مقرر کیا ہے وہ چودھویں صدی سے آگے نہیں گیا اگرچہ ان میں کچھ اختلاف ہے۔ چودھویں صدی میں لطیف اشارہ اس طرف تھا کہ دین اسلام چودھویں رات کے چاند کی طرح اس زمانہ میں چمک اٹھیگا جسطرح چاند کا کمال چودھویں رات کو ہوتا ہے اسیطرح اسلام کا کمال کل دنیا میں چودھویں صدی میں ظاہر ہوگا۔ تیرھویں صدی کی تاریکی ان لوگوں میں ضرب المثل ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس صدی سے علماء سے بھیڑیوں نے بھی نجات مانگی تھی۔ یہ لوگ چودھویں صدی کے لئے منتظر تھے۔ لیکن جب صدی آگئی تو اپنی بدبختی کے باعث انکار کر گئے اسی طرح قرآن میں ذکر ہے۔

ولما جاءھم کتٰب من عند اللہ مصدق لما معھم وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ۔

اہل کتاب منتظر تھے کہ پیغمبر آنے پر وہ اس کے ساتھ ملکر کفار سے جنگ کریں گے۔ لیکن جب پیغمبر آیا تو انکار پر آمادہ ہو گئے۔

عقل کے نزدیک بھی زمانہ مسیح کا یہی معلوم ہوتا ہے اسلام اسقدر کمزور ہو گیا ہے کہ ایک وقت ایک شخص کے مرتد ہو جانے پر اسلام میں شور پڑ جاتا تھا۔ لیکن اب لاکھوں مرتد ہو گئے ہیں اور دن مخالفت اسلام میں کتب تصنیف ہو رہی ہیں اسلام کی بیخکنی کیلئے طرح طرح کی تجاویز ہو رہی ہیں۔ عقل پسند نہیں کرتی کہ جس خدا نے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کا وعدہ دیا ہے وہ اس وقت اسلام کی حفاظت نہ کرے اور خاموش رہے یہ زمانہ کس قسم کی مصیبت کا اسلام پر ہے کہ شریف اولاد دشمن اسلام ہو کر جا بجا نئی چالیں چلتی ہیں اور کھلے طور پر رسول اکرم کی توہین ہو رہی ہے ہر ایک قسم کی گالی اور سب و شتم میں ان کو یاد کیا جاتا ہے۔ ان تمام امور کو بہیئت مجموعی اگر دیکھا جائے تو عقل کہتی ہے کہ یہی وقت خدا کی تائید کا ہے اور میں تم کو سچ کہتا ہوں کہ اگر یہ سلسلہ قائم نہ ہوتا۔ تو اسلام برباد ہو چکا تھا۔ سو خدا کی وجود کا یہ بھی ایک نشان ہے کہ عین ضرورت کے وقت خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کو قائم کیا اور عین مصیبت کے وقت اسلام کو سنبھالا۔

تائیدات سماوی بھی اگر دیکھی جاویں تو یہاں بھی ایک بڑا خزانہ ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہزارہا نشان میرے ہاتھ پر ظاہر کئے اگر میں ان تمام نشانوں کو جمع کروں جو ہر روز میں اور میرے ساتھ رہنے والے دیکھتے ہیں تو ان کی تعداد لاکھ کے قریب ہو جاتی ہے قطع نظر اس کے صرف براہین احمدیہ کے بعض الہامات کو دیکھا جاوے جو ۲۴ برس ہوئے کہ یہ کتاب تصنیف ہوئی جو اس وقت مکہ مدینہ مصر بخارا۔ لنڈن اور ایسا ہی ہندوستان کے ہر ایک حصہ میں پہنچ گئی۔ کئی ایک پادریوں اور دیگر مخالفین اسلام کے گھروں میں پہنچ گئی اب اس کتاب میں مثلاً لکھا ہے کہ خدا کی طرف سے مجھے ارشاد ہے کہ اس وقت تو اکیلا ہے اور تیرے ساتھ کوئی نہیں لیکن ایک وقت آویگا کہ لوگ تیرے پاس دور دور سے آوینگے (یاتون من کل فج عمیق) تو لوگوں میں پہچانا جاویگا اور تیری شہرت کیجاویگی تیری امداد اور تائید کو دور دور سے لوگ آوینگے۔ یہ کہا کہ لوگ کثرت سے آوینگے۔ اور تو ان سے نرمی اور اخلاق سے پیش آنا۔ ان کی ملاقات سے مت گھبرانا (ولا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس) پھر آخر کار فرمایا اذا جاء نصر اللہ والفتح۔ وانتھی امر الزمان الینا۔ الیس ھذا بالحق یعنے جب خدا کی فتح اور نصرت آویگی۔ اور زمانہ کا امر ہماری طرف منتہی ہوگا تو اس وقت کہا جاویگا کہ کیا یہ سلسلہ حق نہیں۔ اب لاہور اور امرتسر کے لوگ اور ایسا ہی پنجاب کے اکثر لوگ اس بات سے واقف ہیں کہ براہین کی اشاعت کے وقت مجھے کوئی جانتا نہیں تھا حتے کہ قادیان میں بھی بہت کم لوگ ہونگے جو مجھے پہچانتے ہونگے پھر یہ امور کس طرح پورے ہو رہے ہیں۔ اگرچہ یہ پیشگوئیاں بدرجہ اتم ابھی پوری نہیں ہوئیں لیکن جسقدر ان الہامات کا ظہور ہو رہا ہے وہ طالب حق کیلئے کافی ہے۔ اب کیا یہ میری بناوٹ ہے کیا ایک انسان آج سے چوبیس سال پہلے آجکل کے واقعات کا نقشہ کھینچ سکتا ہے کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہ ہزارہا مخلوق کا مرجع ہوگا خصوصاً جبکہ ایک مدت تک ان امور کا ظہور نہ ہوا جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ امور کسی فراست کا نتیجہ نہیں ہو سکتے ان امور کو دیکھ کر میں کہہ سکتا ہوں کہ جسقدر نشانات خدا تعالیٰ نے میری تائید میں ظاہر کئے وہ اپنی تعداد اور شوکت میں ایسے ہیں کہ بجز حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کل انبیاء و مرسلین سے ایسے ثابت نہیں ہوئے لیکن اس میں میرا کیا فخر ہے۔ یہ سب فخر تو اس پاک نبی کی فضیلت ہے جسکی امت میں ہونیکا مجھے فخر حاصل ہے پھر میں کہتا ہوں کہ آج کل کے پیرزادوں اور سجادہ نشینوں کو آزما لو۔ کسی پادری یا کسی مذہب کے سرگروہ کو میرے مقابل میں لاؤ خدا تعالیٰ کی نشان نمائی میں بالضرور اس کو میرے مقابل شرمندہ اور ذلیل کریگا۔ یہاں تو نشانوں کا دریا بہ رہا ہے۔ میرے دوست اس الہام سے خوب واقف ہیں جو دس بارہ سال ہوئے خدا تعالیٰ نے مجھے فرمایا۔ انی مھین من اراد اھانتک وانی معین من اراد اعانتک۔ اس ایک الہام کو کسقدر مختلف مواقع اور محل پر میرے دوستوں نے پورا ہوتے دیکھا۔ کسطرح لوگوں نے میری اہانت اور تذلیل کیلئے بڑے اشتہار اور کسطرح وہ خود ہی ذلیل اور خوار ہو گئے اسکی ایک مثال نہیں بلکہ کئی ایک مثالیں ہیں ہاں یہ ضرور ہے کہ ان نشانات کو دیکھکر بھی لوگ ابھی گمراہ میں سو بات یہ ہے کہ دنیا میں ہمیشہ سے دو گروہ چلے آئے ہیں ایک سعید دوسرا شقی۔ ابوجہل نے ہزاروں نشان دیکھے لیکن وہ کافر ہی رہا۔ سو اس صورت میں مومن کیلئے ضروری ہے کہ وہ دعا میں لگا رہے۔

آپ نے جو آج مجھ سے بیعت کی ہے یہ تخم ریزی کیطرح ہے چاہیئے کہ آپ مجھ سے اکثر ملاقات کریں اور اس تعلق کو مضبوط کریں جو آج قائم ہوا ہے۔ جس شاخ کا تعلق درخت سے نہیں رہتا وہ آخر کار خشک ہو کر گر جاتی ہے جو شخص زندہ ایمان رکھتا ہے وہ دنیا کی پروا نہیں رکھتا دنیا ہر طرح ملجاتی ہے۔ دنیا پر دین کو مقدم رکھنے والا ہی مبارک ہے لیکن جو دنیا کو دین پر مقدم رکھتا ہے وہ ایک مردار کیطرح ہے جو کبھی بھی نصرت کا منہ نہیں دیکھتا۔ یہ بیعت اس وقت کام آسکتی ہے جب دین کو مقدم کر لیا جاوے۔ اور اس میں ترقی کرنیکی کوشش ہو۔ بیعت ایک بیج ہے جو آج بویا گیا۔ اب اگر کوئی کسان صرف زمین میں تخم ریزی پر ہی قناعت کرے اور پھل حاصل کرنے کے جو جو فرائض ہیں ان میں سے کوئی ادا نہ کرے نہ زمین کو درست کرے اور نہ آبپاری کرے اور نہ موقعہ بے موقعہ مناسب کھاد زمین میں ڈالے نہ کافی حفاظت کرے تو کیا وہ کسان کسی پھل کی امید کر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ اس کا کھیت بالضرور تباہ اور خراب ہوگا۔ کھیت اسی کا رہیگا۔ جو پورا زمیندار ہے بس اسیطرح کی تخم ریزی آپ نے بھی آج کی ہے۔ خدا جانتا ہے کہ کس کے مقدر میں کیا ہے لیکن خوش قسمت وہ ہے جو اس تخم کو محفوظ رکھے اور اپنے طور پر ترقی کے لئے دعا کرتا رہے۔

www.aaiil.org

...نمازوں میں ایک قسم کی تبدیلی ہونی چاہئے میں دیکھتا ہوں کہ آجکل لوگ جسطرح نماز پڑھتے ہیں وہ محض ٹکریں مارنا ہے ان کی نماز میں اسقدر بھی رقت اور لذت نہیں ہوتی جسقدر نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا میں ظاہر کرتے ہیں۔ کاش یہ لوگ اپنی دعائیں نماز میں ہی کرتے شاید ان کی نمازوں میں حضور اور لذت پیدا ہو جاتا اسلئے میں حکماً آپ کو کہتا ہوں کہ سردست آپ بالکل نماز کے بعد دعا نہ کریں اور وہ لذت اور حضور جو دعا کیلئے رکھا ہے دعاؤں کو نمازوں میں کرنے سے پیدا کریں۔ میرا مطلب یہ نہیں کہ نماز کے بعد دعا کرنی منع ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ جبتک نماز میں کافی لذت و حضور پیدا نہو نماز کے بعد دعا کرنے میں نماز کی لذت کو مت گنواؤ ہاں جب یہ حضور پیدا ہو جاوے تو کوئی ہرج نہیں سو بہتر ہے نماز میں دعائیں اپنی زبان میں مانگو جو طبعی جوش کسی کی مادری زبان میں ہوتا ہے وہ ہرگز غیر زبان میں پیدا نہیں ہو سکتا سو نمازوں میں قرآن اور ماثورہ دعاؤں کے بعد اپنی ضرورتوں کو برنگ دعا اپنی زبان میں خدا تعالیٰ کے آگے پیش کرو تاکہ آہستہ آہستہ تمکو حلاوت پیدا ہو جائے سب سے عمدہ دعا یہ ہے کہ خدا کی رضامندی اور گناہ سے نجات حاصل ہو کیونکہ گناہوں ہی سے دل سخت ہو جاتا اور انسان دنیا کا کیڑا بنجاتا ہے۔ ہماری دعا یہ ہونی چاہئے کہ خدا تعالیٰ ہم سے گناہوں کو جو دل کو سخت کر دیتے ہیں دور کر دے اور اپنی رضامندی کی راہ دکھلائے۔ دنیا میں مومن کی مثال اس سوار کی ہے کہ جو جنگل میں جا رہا ہے اور راہ میں بسبب گرمی اور تکان سفر کے ایک درخت کے نیچے ستانے کیلئے ٹھہر جاتا ہے لیکن اپنے گھوڑے پر سوار ہے اور گھڑی گھڑی گھوڑے پر ہی کچھ آرام لیکر لگے اپنے سفر کو جاری رکھتا ہے لیکن جو شخص اس جنگل میں گھر بنا لے وہ ضرور درندوں کا شکار ہوگا۔ مومن دنیا کو گھر نہیں بناتا اور جو ایسا نہیں خدا اسکی پرواہ نہیں کرتا۔ نہ خدا کے نزدیک دنیا کو گھر بنانیوالے کی عزت ہے۔ خدا مومن کی عزت کرتا ہے حدیث میں آیا ہے کہ مومن نوافل کے ساتھ خدا کا قرب حاصل کر لیتا ہے۔ نوافل سے مراد یہ ہے کہ خدمت مقررکردہ میں زیادتی کیجاوے۔ ہر ایک خیر کے کام میں دنیا کا بندہ تھوڑا سا کرکے سست ہو جاتا ہے لیکن مومن زیادتی کرتا ہے نوافل صرف نماز سے ہی مختص نہیں بلکہ ہر ایک حسنات میں زیادتی کرنا نوافل ادا کرنا ہے۔ مومن محض خدا کی خوشنودی کیلئے ان نوافل کی فکر میں لگا رہتا ہے اس کے دل میں ایک درد ہے جو اسے بے چین کرتا ہے اور وہ دن بدن نوافل و حسنات میں ترقی کرتا جاتا ہے اور بالمقابل خدا بھی اس کے قریب ہوتا جاتا ہے حتیٰ کہ مومن اپنی ذات کو فنا کر کے خدا کے سایہ تلے آ جاتا ہے اسکی آنکھ خدا کی آنکھ اس کے کان خدا کے کان

ہو جاتے ہیں کیونکہ وہ کسی معاملہ میں خدا کی مخالفت نہیں کرتا ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اسکی زبان خدا کی زبان اور اس کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہو جاتا ہے پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے کسی بات میں اسقدر تردد نہیں ہوتا جسقدر مومن کی جان نکالنے میں تردد ہوتا ہے۔ یوں تو خدا کی ذات سب ترددات سے پاک ہے لیکن یہ فقرہ جو فرمایا تو مومن کے اکرام کیلئے فرمایا۔ اب دوسرے لوگ کیڑے مکوڑوں کیطرح مر جاتے ہیں لیکن مومن کا معاملہ دگرگوں ہے مجھے یہ سمجھ آتی ہے کہ جو صلحاء اور انبیاء کی زندگی آتی ہے ان طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا رہتی ہے اور بعض وقت ان کو خوفناک امراض لاحق ہو جاتے ہیں جیسے کہ ہمارے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت تھی یہ اس تردد کا اظہار ہے جس کا اوپر ذکر ہوا ہے گویا اللہ تعالیٰ اس سے معاملہ ایسا کرتا ہے جیسا کہ ایک انسان تردد کی حالت میں کرتا ہے۔ اور خوفناک بیماریوں سے اسے نجات دیکر ظاہر کر دیتا ہے کہ خدا اسے معمولی انسانوں کیطرح ضائع نہیں کرتا۔ قرآن اور حدیث سے ثابت ہے کہ مومن کی ہر ایک چیز بابرکت ہو جاتی ہے یہاں تک کہ وہ بیٹھتا ہے وہ جگہ دوسروں کیلئے موجب برکت ہوتی ہے اس کا پس خوردہ اور وہ بیماروں کیلئے شفا ہے حدیث میں آیا ہے کہ ایک گنہگار خدا تعالیٰ کے سامنے لایا جاویگا خدا تعالیٰ اس سے پوچھیگا کہ تونے کوئی نیک کام کیا۔ وہ کہیگا کچھ نہیں۔ پھر خدا تعالیٰ اس کو کہیگا کہ فلاں مومن کو تو ملا وہ کہیگا۔ خداوندا میں ارادتاً تو کبھی نہیں ملا وہ خود ہی ایکدن مجھے راستہ میں ملگیا۔ خدا تعالیٰ اسے بخشدیگا پھر ایک اور موقعہ پر حدیث میں آیا ہے .... کہ خدا تعالیٰ فرشتوں سے دریافت کریگا کہ میرا ذکر کہاں پر ہو رہا ہے وہ کہیں گے کہ ایک حلقہ مومنین کا تھا جہاں تو دنیا کا ذکر کچھ نام و نشان بھی نہ تھا۔ البتہ ذکر الٰہی آجکل دن بھر ہو رہا ہے۔ ان میں ایک دنیا پرست شخص تھا ... تعالیٰ فرماویگا کہ مجلس اس دنیا دار کو اس ہم نشینی کی باعث بخشدیا

انھم قوم لا یشقیٰ جلیسھم

بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ جہاں ایک مومن امام ہو اس کے مقتدی پیشتر اس کے کہ وہ سجدہ سے سر اٹھاوے بخشدیئے جاتے ہیں۔

مومن وہ ہے کہ جس کے دل میں محبت الٰہی نے عشق کے رنگ میں جڑ پکڑ لی ہو اس نے فیصلہ کر لیا ہو کہ وہ ہر ایک تکلیف اور ذلت میں بھی خدا کا ساتھ نہ چھوڑیگا اب جس نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کب کسیکا کانشنس کہتا ہے کہ وہ ضائع ہوگا۔ کیا کوئی رسول ضائع ہوا۔ دنیا ناخنوں تک انکو ضائع کرنے کی کوشش کرتی ہے لیکن وہ ضائع نہیں ہوتے جو خدا کیلئے ذلیل ہو وہی انجام کار عزت و جلال کا تخت نشین ہوا۔ ایک ابوبکر ہی کو دیکھو۔ جس نے سب سے پہلے ذلت قبول کی اور سب سے پہلے تخت نشین ہوا۔ اس میں شک نہیں کہ پہلے کچھ نہ کچھ دکھ اٹھانا پڑتا ہے کسی نے سچ کہا ہے۔

ع

عشق اول سرکش و خونی بود
تا گریزد ہر کہ بیرونی بود

عشق الٰہی بیشک اول سرکش و خونی ہوتا ہے تاکہ نااہل دور ہو جاوے۔ عاشقان خدا تکالیف میں ڈالے جاتے ہیں قسم قسم کے مالی اور جسمانی مصائب اٹھاتے ہیں اور اس سے غرض یہ ہوتی ہے کہ ان کے دل پہچانے جاویں خدا تعالیٰ نے یہ امر مقرر کر دیا ہے کہ جبتک کوئی پہلے دوزخ پر راضی نہ ہو جاوے بہشت میں نہیں جاتا بہشت دیکھنا اسی کو نصیب ہوتا ہے جو پہلے دوزخ دیکھنے کو تیار ہوتا ہے دوزخ سے مراد آئندہ دوزخ نہیں بلکہ اس دنیا میں مصائب شدائد کا نظارہ مراد ہے اسیطرح ایک حدیث میں آیا ہے کہ کافر کیلئے دوزخ بہشت کے رنگ میں اور مومن کیلئے بہشت دوزخ کے رنگ میں متمثل کیا جاتا ہے کافر جو دنیا کا طالب ہے دنیا میں منہمک ہو کر سنگ دنیا ہو جاتا ہے۔ مومن ایک عاشق ہے جو دنیا کو ... طلاق دیکر ہر ایک تکلیف سہنے کو تیار ہوتا ہے۔ اور فی الواقعہ یہ عشق ہی ہے جو اسے ہر قسم کی تکالیف سہنے کیلئے آمادہ کر دیتا ہے مومن کا رنگ عاشق کا ہوتا ہے اور وہ اپنے عشق میں صادق ہوتا ہے۔ اور اپنے معشوق یعنی خدا کیلئے کامل اخلاص اور محبت اور جان فدا کرنیوالا جوش اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور تضرع اور ابتہال اور ثابت قدمی سے اس کے حضور میں قائم ہوتا ہے دنیا کی کوئی لذت ... نہیں ہوتی۔ اس کی روح اسی عشق میں پرورش پاتی ہے معشوق کیطرف سے استغنا دیکھکر وہ گھبراتا نہیں۔ اس طرف سے خاموشی اور بے ... اللہ تعالیٰ ہی معلوم کرکے وہ کبھی ... نہیں ... آہستہ قدم آگے ہی رکھتا ہے۔ اور درد دل زیادہ سے زیادہ کو پیدا کرتا جاتا ہے۔ ان دو چیزوں کا ہونا ضروری ہے کہ مومن عاشق کیطرف سے محبت الٰہی میں پورا استغراق ہو۔ عشق کمال ہو محبت میں سچا جوش اور عہد عشق میں ثابت قدمی ایسی کوٹ کوٹ کے بھری ہو کہ جس کو کوئی صدمہ جنبش میں لا نہ سکے اور معشوق کی طرف سے کبھی بے پرواہی اور خاموشی ہو۔ درد دو قسم کا موجود ہو۔ ایک تو وہ جو اللہ تعالیٰ کی محبت کا درد ہو۔ دوسرا وہ جو کسی کی مصیبت پر دل میں درد اٹھے اور خیر خواہی کیلئے اضطراب پیدا ہو اور اسکی اعانت کیلئے بے چینی پیدا ہو۔ خدا تعالیٰ کی محبت کیلئے جو اخلاص اور درد ہوتا ہے اور ثابت قدمی اس کے ساتھ ملی ہوئی ہوتی ہے وہ انسان کو بشریت سے الگ کر کے الوہیت کے سایہ میں لاڈالتا ہے جب تک اس حد تک درد اور عشق نہ پہونچ جائے کہ جسمیں غیر اللہ سے محویت حاصل ہو جاوے اس وقت تک انسان خطرات میں پڑا رہتا ہے۔ ان خطرات کا استیصال بغیر اس امر کے مشکل ہوتا ہے کہ انسان غیر اللہ سے بکلی منقطع ہو کر اسی کا ہو جائے اور اسکی رضا

میں واصل ہونا بھی محال ہوتا ہے اور اسکی مخلوق کیلئے ایسا درد ہونا چاہئے جسطرح ایک نہایت ہی مہربان والدہ اپنے ناتوان پیارے بچے کیلئے دل میں سچا جوش محبت رکھتی ہے۔ خدا تعالیٰ ایک تعلق چاہتا ہے اور اس کے حضور میں دعا کرنیکیلئے تعلق کی ضرورت ہے بغیر تعلق کے دعا نہیں ہو سکتی پہلے بزرگوں کی بھی اسی قسم کی باتیں چلی آئی ہیں کہ جن سے دعا کرنیوالوں کو دعا کرانے سے پہلے تعلق ثابت کرنے کی تاکید کی۔ خواہ نخواہ بازار میں چلتے ہوئے کسی بے تعلق کو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ تو میرا دوست ہے اور نہ ہی اس کیلئے درد دل ہی ہوتا ہے اور نہ ہی جوش دعا پیدا ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ سے تعلق اسطرح نہیں ہو سکتا کہ انسان غفلت کاریوں میں مبتلا بھی رہے اور صرف منہ سے دم بھرتا رہے کہ میں نے خدا سے تعلق پیدا کر لیا ہے۔ اکیلا بیعت کا اقرار اور سلسلہ میں نام لکھا لینا بھی خدا سے تعلق پر کوئی دلیل نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق کیلئے ایک محویت کی ضرورت ہے۔ ہم بار بار اپنی جماعت کو اس بات پر قائم ہونیکو کہتے ہیں کیونکہ جبتک دنیا کیطرف سے انقطاع اور اس کی محبت دلوں سے ٹھنڈی ہو کر اللہ تعالیٰ کیلئے فطرتوں میں طبعی جوش اور محویت پیدا نہیں ہوتی۔ اس وقت تک ثبات میسر نہیں آسکتا۔ بعض صوفیوں نے لکھا ہے کہ صحابہ جب نمازیں پڑھا کرتے تھے تو انہیں ایسی محویت ہوتی تھی کہ جب فارغ ہوتے تو ایک دوسرے کو پہچان بھی نہ سکتے تھے جب انسان کسی اور جگہ سے آتا ہے تو شریعت نے حکم دیا ہے کہ وہ آکر السلام علیکم کہے۔ نماز سے فارغ ہوتے وقت السلام علیکم و رحمۃ اللہ کہنے کی حقیقت یہی ہے کہ جب انسان نے نماز کا عقد باندھا اور اللہ اکبر کہا تو وہ گویا اس عالم سے نکل گیا اور ایک نئے جہان میں جا داخل ہوا گویا ایک مقام محویت میں جا پہونچا پھر جب وہاں سے واپس آیا تو السلام علیکم و رحمۃ اللہ کہکر آن ملا۔ لیکن صرف ظاہری صورت کافی نہیں ہو سکتی جبتک دل میں اس کا اثر نہ ہو۔ چھلکوں سے کیا ہاتھ آسکتا ہے محض صورت کا ہونا کافی نہیں۔ حال ہونا چاہئے علت غائی حال ہی ہے بمطلق قال اور صورت جس کے ساتھ حال نہیں ہوتا وہ تو الٹی ہلاکت کی راہیں ہیں انسان جب حال پیدا کر لیتا ہے اور اپنے حقیقی خالق و مالک سے ایسی سچی محبت اور اخلاص پیدا کر لیتا ہے کہ بے اختیار اس کیطرف پرواز کرنے لگتا ہے اور ایک حقیقی محویت کا عالم طاری ہو جاتا ہے تو اسوقت اس کیفیت سے گویا سلطان بن جاتا ہے اور ذرہ ذرہ اس کا خادم بنجاتا ہے۔

مجھے تو اللہ تعالیٰ کی محبت نے ایسی محویت دی تھی کہ تمام دنیا سے الگ ہو بیٹھا تھا تمام چیزیں سوائے اس کے مجھے ہرگز بھاتی نہ تھیں میں ہرگز ہرگز حجرہ سے باہر قدم رکھنا نہیں چاہتا تھا۔

www.aaiil.org

میں نے ایک لمحہ کیلئے بھی شہرت کو پسند نہیں کیا میں بالکل تنہائی میں تھا اور تنہائی ہی مجھکو بھاتی تھی۔ شہرت اور جماعت کو جس نفرت سے میں دیکھتا تھا اس کو خدا ہی جانتا ہے میں تو طبعاً گمنامی کو چاہتا تھا اور یہی میری آرزو تھی۔ خدا نے مجھ پر جبر کر کے اس سے مجھے باہر نکالا۔ میری ہرگز مرضی نہ تھی۔ مگر اس نے میری خلاف مرضی کیا کیونکہ وہ ایک کام لینا چاہتا تھا۔ اس کام کیلئے اس نے مجھے پسند کیا اور اپنے فضل سے مجھکو اس عہدہ جلیلہ پر مامور فرمایا۔ یہ اسی کا اپنا انتخاب اور کام ہے میرا اسمیں کچھ دخل نہیں۔ میں تو دیکھتا ہوں کہ میری طبیعت اسطرح واقعہ ہوئی ہے کہ شہرت اور جماعت سے کوسوں بھاگتی ہے اور مجھے سمجھ نہیں آتا کہ لوگ کسطرح شہرت کی آرزو رکھتے ہیں۔ میری طبیعت اور طرف جاتی تھی لیکن خدا مجھے اور طرف لیجاتا تھا میں نے بار بار دعائیں کیں کہ مجھے گوشہ میں ہی رہنے دیا جائے مجھے میری خلوت کے حجرہ میں چھوڑ دیا جائے لیکن بار بار یہی حکم ہوا کہ اس سے نکلو اور دین کا کام جو اس وقت سخت مصیبت کی حالت میں تھا اسکو سنوارو۔ انبیاء کی طبیعت اسی طرح واقعہ ہوتی ہے کہ وہ شہرت کی خواہش نہیں کیا کرتے کسی نبی نے شہرت کی کبھی خواہش نہیں کی۔ ہمارے نبی صلعم بھی خلوت اور تنہائی کو ہی پسند کرتے تھے آپ عبادت کرنیکیلئے لوگوں سے دور تنہائی کی غار میں جو غار حرا تھی چلے جاتے تھے۔ یہ غار اسقدر خوفناک تھی کہ کوئی انسان اس میں جانے کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔ لیکن آپ نے اسکو اسلئے پسند کیا ہوا تھا کہ وہاں کوئی ڈر کے مارے بھی نہیں پہنچیگا آپ بالکل تنہائی کو چاہتے تھے شہرت کو ہرگز پسند نہیں کرتے تھے مگر خدا کا حکم ہوا يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ۔ اس حکم میں ایک جبر معلوم ہوتا ہے اور اسی لئے جبر سے حکم دیا گیا کہ آپ تنہائی کو جو آپ کو بہت پسند تھی اب چھوڑ دیں۔ بعض لوگ بیوقوفی اور حماقت سے یہی خیال کرتے ہیں کہ گویا میں شہرت پسند ہوں۔ میں بار بار کہہ چکا ہوں کہ میں ہرگز شہرت پسند نہیں خدا نے جبر سے مجھ کو مامور کیا ہے اور وہی گواہ ہے کہ میں شہرت پسند نہیں ہوں۔ میں تو دنیا سے ہزاروں کوسوں بھاگتا تھا مگر لوگوں کی نظر چونکہ زمین اور اس کی اشیاء تک نظر محدود ہوتی ہے اور وہ دنیا کے کیڑے اور شہرت پسند ہوتے ہیں انکو اس گوشہ گزینی اور بے تعلقی کی کیفیت ہی معلوم نہیں ہو سکتی ہم تو دنیا کو نہیں چاہتے اگر وہ چاہیں اور اسپر قدرت رکھتے ہیں تو سب دنیا لیجائیں۔ ہمیں اسپر کوئی گلہ نہیں۔ ہمارا ایمان تو ہمارے دل میں ہے نہ دنیا کے ساتھ ہماری خلوت کی ایک ساعت ایسی قیمتی ہے کہ ساری دنیا اس ایک ساعت پر قربان کرنا چاہیے اس طبیعت اور کیفیت کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا مگر ہم نے خدا کے امر پر جان و مال و آبرو قربان کر دیا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی کے دل میں تجلی کرتا ہے تو پھر وہ پوشیدہ نہیں رہتا۔ عاشق اپنے عشق کو خواہ کتنا ہی پوشیدہ کرے مگر بھید پانیوالے اور تاڑنیوالے قرائن اور آثار اور حالات سے پہچان ہی جاتے ہیں۔ عاشق پر وحشت کی حالت نازل ہو جاتی ہے اور اس کے سارے وجود پر چھا جاتی ہے۔ الگ قسم کے خیالات اور حالات اس کے ظاہر ہو جاتے ہیں وہ اگر ہزاروں پردوں میں چھپے اور اپنے آپ کو چھپائے مگر چھپا نہیں رہتا سچ کہا ہے ع عشق و مشک را نتوان نہفتن۔ جن لوگوں کو محبت الٰہی ہوتی ہے وہ اس محبت کو چھپاتے ہیں جس سے انکے دل لبریز ہوتے ہیں بلکہ اس کے افشا پر وہ شرمندہ ہوتے ہیں کیونکہ محبت اور عشق ایک راز ہے جو خدا اور اس کے بندہ کے درمیان ہوتا ہے اور ہمیشہ راز کا فاش ہونا شرمندگی کا موجب ہوتا ہے کوئی رسول نہیں آیا جس کا خدا سے راز نہیں ہوتا۔ اسی راز کو چھپانیکی خواہش انکے اندر ہوتی ہے۔ مگر معشوق خود اسکو فاش کرنے پر جبر کرتا ہے۔ اور جس بات کو وہ نہیں چاہتے وہی ان کو ملتی ہے۔ جو چاہتے ہیں انکو ملتا نہیں اور جو نہیں چاہتے ان کو جبراً ملتا ہے۔

جبتک انسان ادنیٰ حالت میں ہوتا ہے اس کے خیالات بھی ادنے ہی ہوتے ہیں اور جسقدر معرفت میں ترقی کرتا جاتا ہے اسی قدر محبت میں ترقی ہوتی ہے معرفت سے حسن ظن پیدا ہوتا ہے۔ ہر شخص میں محبت اپنے ظن کی نسبت سے ہوتی ہے انا عند ظن عبدی بی سے یہی تعلیم ملتی ہے صادق عاشق جو ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ پر حسن ظن رکھتا ہے کہ وہ اسکو کبھی نہیں چھوڑیگا۔ خدا تو وفاداری کرنا پسند کرتا ہے بلکہ وہ چاہتا ہے کہ انسان صدق دکھلاوے اور اس پر ظن نیک رکھے تا وہ بھی وفا دکھلاوے مگر یہ لوگ کب اس حقیقت کو سمجھ سکتے ہیں۔ یہ تو اپنی ہوا و ہوس کے بتوں کے آگے جھکتے رہتے ہیں۔ اور انکی نظر دنیا تک ہی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کو کریم و رحیم نہیں سمجھتے اسکے وعدوں پر ذرہ ایمان نہیں رکھتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر ایمان رکھتے کہ وہ کریم و رحیم ہے تو ابھی ان پر رحمت اور وفا کے ثبوت نازل کرتا۔ ؎

گر وزیر از خدا بترسیدے
ہمچنان کز ملک ملک بودے

شر بدظنی سے پیدا ہوتا ہے۔ قرآن شریف کے اول سے آخر تک پڑھنے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ سے بدظنی مت کرو۔ اللہ کا ساتھ نہ چھوڑو۔ اسی کی مدد مانگو۔ اللہ تعالیٰ ہر میدان میں مومن کی مدد کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میدان میں میں تیرے ساتھ ہوں۔ وہ اس کے لئے ایک فرقان پیدا کر دیتا ہے جو اس کے وعدوں پر بھروسہ نہیں کرتا وہ بدظنی کرتا ہے جو شخص خدا سے نیک ظن کرتا ہے وہ اسکی طرف رجوع کرتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے بدظنی کرتا ہے وہ مجبور ہوتا ہے کہ اپنے لئے کوئی دوسرا معبود بنائے اور شرک میں مبتلا ہو جاتا ہے جب انسان اس بات کو سمجھتا ہے کہ خدا کریم و رحیم ہے اور اس بات پر ایمان صدق دل سے لاتا ہے کہ اس کے وعدے ٹلتے نہیں تو وہ اسپر جان فدا کرتا ہے اور در پردہ خدا سے عشق رکھتا ہے۔ ایسا انسان خدا کا چہرہ اسی دنیا میں دیکھ لیتا ہے۔ طرح طرح سے اس کی مدد کرتا ہے اور اپنے انعامات اس پر نازل کرتا ہے اور اس کو تسلی بخشتا ہے اور محبت اور وفا کا چہرہ دکھاتا ہے۔ لیکن بیوفا غدار ہمیشہ محروم رہتا ہے۔

متعلق اشتہار

فٹ نوٹ *

(بقیہ صفحہ ۲)

یہ امر بالکل غلط ہے کہ اسلام میں قسم کھانا منع ہے تمام نیک انسان مسلمانوں میں سے ضرورتوں کے وقت قسم کھاتے آئے ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی ضرورتوں کے وقت قسم کھائی۔ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بارہا قسمیں کھائیں خود خدا تعالیٰ نے قرآن میں قسمیں کھائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عدالت میں مجرموں کو قسمیں دلائی گئیں۔ قسموں کا قرآن شریف میں صریح ذکر ہے۔ شریعت اسلام میں جب کسی اور ثبوت کا دروازہ بند ہو یا پیچیدہ ہو تو قسم پر مدار رکھا جاتا ہے اور صحیح البخاری جو بعد کتاب اللہ اصح الکتب ہے اسمیں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو مخاطب کر کے قسم کھا کر فرمایا کہ مسیح موعود جو آنیوالا ہے جو تمہارا امام ہوگا وہ تم میں سے ہی ہوگا یعنی اسی امت میں سے ہوگا آسمان سے نہیں آئیگا۔ پھر صحیح بخاری جلد نمبر ۴ صفحہ ۱۰۶ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قسموں کا ایک باب باندھا ہے۔ اس باب میں بہت سی قسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لکھی ہیں جو دس سے کم نہیں۔ ایسا ہی صحیح نسائی جلد ثانی صفحہ ۱۳۳ کتاب الایمان والنذور میں صفحہ ۱۳۹ تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قسموں کا ذکر ہے۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَيَسْتَنْبِئُونَكَ أَحَقٌّ هُوَ قُلْ إِي وَرَبِّي إِنَّهُ لَحَقٌّ یعنے تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ حق ہے کہہ مجھے خدا کی قسم ہے کہ یہ حق ہے۔ ایسا ہی قرآن شریف میں یہ آیت ہے وَاحْفَظُوا أَيْمَانَكُمْ یعنی جب تم قسم کھاؤ تو جھوٹ اور بدعہدی اور بدنیتی سے اپنی قسم کو بچاؤ۔ ایسا ہی قرآن شریف میں یہ آیت بھی ہے أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ یعنے شخص ملزم چار قسمیں خدا کی کھائے کہ وہ سچا ہے اور پانچویں قسم میں یہ کہے کہ اسپر خدا کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹا ہے۔ اب دیکھو کہ اس جگہ نہ ایک قسم بلکہ ملزم کو پانچ قسمیں دیجاتی ہیں ہاں قرآن شریف کے رو سے لغو یا جھوٹی قسمیں کھانا منع ہے کیونکہ وہ خدا سے ٹھٹھا ہے اور گستاخی ہے اور ایسی قسمیں کھانا بھی منع ہے کیونکہ وہ خدا سے ٹھٹھا اور گستاخی ہے اور ایسی قسمیں کھانا بھی منع ہے جو نیک کاموں سے محروم کیا ہو جیسا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی تھی کہ میں آئندہ مسطح صحابی کو صدقہ خیرات نہیں دونگا تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ وَلَا تَجْعَلُوا اللَّهَ عُرْضَةً لِأَيْمَانِكُمْ أَنْ تَبَرُّوا وَتَتَّقُوا یعنے ایسی قسمیں مت کھاؤ جو نیک کاموں سے باز رکھیں پس وہ آیت ہے جو مولوی کرم دین نے پڑھ کر کہا کہ قسم کھانا درست نہیں۔ تفسیر معنی ابو السعود حنفی روم میں زیر آیت وَلَا تَجْعَلُوا اللَّهَ عُرْضَةً لِأَيْمَانِكُمْ لکھا ہے کہ عرضہ اسکو کہتے ہیں کہ جو چیز ایک بات کے کرنے سے حاجز اور مانع ہو جائے اور لکھا ہے کہ یہ آیت ابوبکر صدیق کے حق میں ہے جبکہ انہوں نے قسم کھائی تھی کہ مسطح کو جو صحابی ہے بباعث شراکت اسکی حدیث افک میں کچھ خیرات نہیں دونگا۔ پس خدا تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ ایسی قسمیں مت کھاؤ جو تمہیں نیک کاموں اور اعمال صالحہ سے روکدیں نہ یہ کہ معاملہ متنازعہ حسم کیلئے ہو۔ منہ

آم

شاہ آباد ضلع ہردوئی اعلیٰ درجہ کے آموں کیواسطے مشہور ہے۔ جو لوگ وہاں سے آم منگوانا چاہیں انہیں معلوم رہے کہ ہمارے مکرم مخدوم سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک مخلص اور سرگرم ممبر شاہ آباد ضلع ہردوئی کے رئیس مولوی حکیم محمد انوار حسین خانصاحب کی طرف سے انبہ کا ایک کارخانہ ہے پس جب بھائی کو شاہ آباد کے آموں کی ضرورت ہو وہ مولوی صاحب موصوف کو لکھیں۔ اس سے دو فائدے ہوں گے ایک تو باہم سلسلہ کا تعارف پیدا ہو جائیگا دوسرے عمدہ چیز کی تکمیل سا دقت میں جہاں تک ان سے ممکن ہوگا رعایت کریں گے۔ قومی تجارت اور قومی کاموں کی قدر کرنیوالوں کو ایسے موقعوں کی تلاش رہنی چاہیئے۔ ماہ جون اور جولائی میں حسب ذیل ہوگی۔ اعلیٰ درجہ کی مختلف قسم کے آموں سے بھرا ہوا پارسل دس سیر وزن کا جسمیں خالص آم ۸ سیر ہوں گے مع پیکنگ چارج و مزدوری تا ریلوے سٹیشن [illegible] اور [illegible] سیر کا پارسل بقیمت [illegible] محصول ریلوے [illegible] صاحبان کے ذمہ ہوگا۔ پہلی قدر [illegible] ہیں جو تین چار روز رکھنے سے بخوبی پختہ [illegible]

تمام خط و کتابت مولوی حکیم محمد انوار حسین خانصاحب رئیس شاہ آباد ضلع ہردوئی سے کرنی چاہیے +

حکیم الامۃ کا وعظ دوسرا جلسہ الوداع کی تقریب پر

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ عجیب در عجیب تقریروں یا تحریروں سے کامیاب ہو سکتے ہیں اور اکثر دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ عارضی طور پر بظاہر بعض لوگوں کو کامیابی نظر بھی آتی ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ کامیابی کوئی کامیابی نہیں ہوتی بلکہ ناکامی و نامرادی ہی ہوتی ہے۔ کیونکہ اس کا انجام خطرناک طور پر بُرا ثابت ہوتا ہے کامیابی کا اصل راز اور گر تقوے اللہ ہی ہے۔ کیونکہ اس کے ساتھ روح القدس کی تائید ہوتی ہے جس سے وہ کلام الٰہی کے اسرار اور نکات کو سمجھ سکتا ہے۔ اور اس کی تقریر اور تحریر میں اللہ تعالیٰ ایک نور اور برکت رکھدیتا ہے اس میں ایک اثر ہوتا ہے جو سننے اور پڑھنے والوں کے دلوں پر پڑتا ہے اور حق کی اس کی طرف کھینچ لاتا ہے انبیاء علیہم السلام کی کامیابی کی اصل جڑ یہی ہے۔ پس اگر تم کامیابی چاہتے ہو اس اصل کو مضبوط پکڑے رکھو اور ہر ایک کام کو محض اللہ تعالیٰ ہی کی رضا جوئی کیلئے کرو اس میں اپنے اغراض اور مقاصد کو قربان کر دو۔ ورنہ ذاتی اغراض اس میں شریک ہو کر اس کی برکت اور خوبی کو کھو دیں گے۔ میں جانتا ہوں کہ تمہیں اپنے مخالفوں سے بہت کچھ سننا پڑتا ہے اور ایسے موقع بھی آجاتے ہیں کہ تمہیں ان سے گفتگو کرنی پڑتی ہے۔ ایسے وقت کے لئے یاد رکھو کہ دشمن تمہارے لئے طیار ہو مگر تائید الٰہی پر بھروسہ کرکے دعا مانگتے رہو۔ کبھی مناظرات اور مباحثات کی خود خواہش نہ کرو لیکن اگر مقابلہ پیش آجاوے تو پھر اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگ کر گفتگو کار کی خواہش کرو۔ اختلافی مسائل کے حل کیلئے آسان طریق یہی ہے۔ کہ ان کو لکھ رکھو تاکہ ہر وقت نظر پڑتی رہیں اور خدا تعالیٰ سے اس کے لئے بھی دعا مانگتے رہو کیونکہ ہر ایک مسئلہ میں ہدایت کی راہ بتادینا خدا ہی کا کام ہے۔

ان علینا للھدیٰ

جب انسان سچا دل لیکر جناب الٰہی میں تضرع کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مولا کریم تو جانتا ہے میں تیری رضا کیلئے سعی اور مجاہدہ کرتا ہوں اس راہ میں تو ہی مجھے مدد دینے والا اور تیرے ہی فضل سے منزل مقصود پر پہونچ سکتا ہوں تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان اختلافی مسائل اور مشکلات کو ہتوں کے بننے اور ہواؤں کے جھونکوں میں حل کر دیتا ہے ہاں

اخلاص ہو۔

اللہ تعالیٰ استغنیٰ کو کبھی پسند نہیں کرتا کیونکہ غنا مخلوق کو نہیں دیا گیا ہے میں بار بار تم لوگوں کی توجہ دعا کی طرف منعطف کرتا ہوں کیونکہ ام الکتاب دعا ہی سے شروع ہوتی ہے۔ بدبخت ہیں وہ لوگ جو دعا سے محروم ہوئے۔ اور تکبر اور خود پسندی کے خطرناک مرض میں مبتلا ہوگئے۔

منافقوں کے خصائل میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ دوسروں کو حقیر سمجھتے ہیں۔ پس تم کبھی کسی کو حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھو چھوٹے سے چھوٹے بھائی کو بھی حقیر مت جانو ورنہ مقابلہ میں خدا ہنسی میں اُڑا دیتا ہے۔ تم نے وہ اشتہار شاید سنا ہوگا یا پڑھا ہوگا جو ہمارے رحیم و کریم امام نے دیا تھا کہ

اپنی آوازوں کو قابو میں رکھو دوسرے پر

حملہ کرتے ہوئے شرم و حیا سے کام لو۔ تم اپنی آوازوں کو نکالتے وقت اس ارشاد کو مدنظر رکھو تاکہ ایسا نہو کہ تم خلاف ورزی کرنیوالوں میں ٹھیرو۔ **قرآن شریف** کو پڑھو عمل کرنے کے لئے۔ کیونکہ اس کی تلاوت کا اصل مقصد یہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے ساتھ ہو۔ اور ہمیں نیک اعمال کی توفیق دے۔ آمین۔

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

ترک اسلام پر نالش

ویدھرم پال کی کتاب ترک اسلام پر فوجداری استغاثہ کرنے کی دہلی میں تجویز ہوئی ہے چنانچہ دہلی کے اخبار سے معلوم ہوتا ہے کہ ۵ جولائی ۱۹۱۳ء کو صاحبزادہ سلطان احمد خان صاحب بیرسٹر ایٹ لاء نے مسلمانوں کی جانب سے ایک درخواست پیش کی کہ رسالہ ترک اسلام کے مصنف پر فوجداری مقدمہ کرنے کی اجازت دیجاوے صاحب ڈپٹی کمشنر نے یہ درخواست بنابر منظوری گورنمنٹ میں بھیجدی ہے۔ اس نالش سے کم از کم اتنا فائدہ تو ضرور ہوگا کہ آئندہ کے لئے آریہ صاحبان اپنی تحریروں میں اعتدال سے کام لیں گے اور بغیر ثبوت کوئی بات پیش نہ کرنے کا کریں گے۔

کرنال میں آریوں اور عیسائیوں کا مقدمہ

ستارتھ پرکاش پر عیسائیوں کی طرف سے مقدمہ

ظاہر ہے کہ آریہ لوگ اپنے جوش میں تمام مذاہب کی سخت توہین کیا اپنی تحریروں میں اور کیا تقریروں میں برابر کرتے ہیں بلکہ خود ان کے سوامی دیانند جی نے اپنی پوتھی ستیارتھ پرکاش میں کل مذاہب کی نہایت اشتعال بخش مذمت کی ہے فی الحال اس نندیا کا ایک گل کرنال میں کھلا ہے سکرٹری صاحب آریہ سماج کرنال آریہ اخبار ست دھرم پرچارک میں خبر دیتے ہیں کہ ۵ جون کو صدر بازار کرنال میں پنڈت دھرم بھکشو اپدیشک آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب نے اپنے دوران لیکچر میں عیسائی مذہب کے اصولوں کے بابت بہی کچھ دیا کہا جس پر چند دیسی عیسائی بڑے ناراض اور جوش میں آکر پنڈت جی اور دس دیگر ساتھ شخصوں پر مقدمہ فوجداری بابت توہین مذہب بعدالت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر دائر کر دیا ہے جسکی تاریخ پیشی ۷ جولائی مقرر ہوئی ہے۔ افسوس۔

عیسائیت کا مدار اسوقت ہوائی قلعوں پر ہے

پرچارک لکھتا ہے کہ یہ کہنا سچ ہوگا کہ عیسائیت کا مدار اسوقت محض ہوائی قلعوں پر ہے یورپ اور امریکہ سے صاف آواز آرہی ہے کہ اس وقت ان ممالک میں عیسائیت جان کندنی کی حالت میں ہے۔ . . . . جو عیسائیت مردہ انسان میں زندہ روح پہونکنے کی دعویدار تھی اس کی جان کندنی کی حالت افسوس ناک ہے لیکن امر واقعہ کو بدل کون سکتا ہے۔ دن بدن پرانے بائیبل کے مسئلے بدلتے جاتے ہیں اور ان کو جواب دیا جاتا ہے خود عیسائی پادری ہیں۔ کوئی زمانہ تھا جب اتگاد کا بائیبل پر پینا حاشیہ چڑہانا نیوالا پادری گردن زدنی سمجھا جاتا تھا لیکن اس وقت کثرت رائے ان پادریوں میں ہورہی ہے جو بائیبل سے نئے نئے اختلافات ظاہر کر رہے ہیں ایسے مایوسی کے زمانہ میں عیسائی پادریوں نے ہندوستان کو اپنی امیدوں کا نشانہ بنایا ہوا تھا لیکن یہاں بھی ان کی دال گلنی بند ہوگئی۔ آریہ سماج کے پرچار کا نتیجہ محض پنجاب۔ ممالک متحدہ۔ بہار اور راجپوتانہ میں ہی نمودار نہیں ہوا بلکہ بمبئی اور بنگال تک میں بھی اسکی ہیبت نے لوگوں کو عیسائی ہونے سے روک دیا ہے۔ البتہ مدراس کے جاہلوں میں عیسائیت کام کر رہی ہے۔ لیکن ان ممالک کے عیسائیوں کی تاریخ پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا تبدیل مذہب کرنا پادریوں کیلئے کچھ فخر کا باعث نہیں ہوسکتا۔ باوجود ان سب باتوں کے ولائیت میں ڈوسیسن کے بشپ صاحب نے بیان کیا کہ بشپ مدراس کی معرفت انہیں معلوم ہوا ہے کہ ہندوستانی تعلیم یافتہ لوگوں پر مردم شماری میں عیسائیوں کی تعداد بڑھنے کا حال سنکر بڑا اثر کیا اور کہ ایک عجیب تبدیلی پیدا ہورہی ہے۔ شاید اسلئے کہ سوائی قاہرہ اس وقت کی عیسائیت کی بنیاد ٹھیر رہی ہے۔ بشپ صاحب کے اس خواب پر اخبار پائیونیر نے انہیں بہت آڑے ہاتھوں لیا ہے اور بتایا ہے کہ جب ہندو ازم کے بیخ جہیٹ ہونے کے آثار چاروں طرف سے دکھائی دیتے ہیں اور مسلمان ایک بھی عیسائی ہونے کیلئے تیار دکھائی نہیں دیتا۔ تو بشپ مدراس کا یہ دعوے کیسا فضول ہے۔ پائیونیر کا خیال ہے کہ بھیل گونڈ وغیرہ قوموں میں کچھ اثر عیسائیت کا ہوا ہے۔ لیکن دیہاتی لوگ جو کل آبادی کا ۹/۱۰ حصہ ہیں۔ عیسائیت کے برخلاف ہیں یا اس سے بے پرواہ ہیں۔ واقعات ثابت کر رہے ہیں کہ دنیا کا آئندہ ایک دھرم اگر کوئی ہونیوالا ہے تو وہ عیسائی مذہب نہیں ہے۔ عیسائیت کے اندر علم اور عقل کی کسوٹی پر پرکھے جانے کیلئے طاقت برداشت نہیں اور نہ ہی اس کے اندر ذی عقل انسانوں کو سچی شانتی دینے کی طاقت ہے۔ ایسی حالت میں پھر بار بار اسی خیال کو دوہرانا جو کہ سمجھدار یورپین اور ہندوستانی کئی مرتبہ ظاہر کر چکے ہیں کہ عیسائی پادریوں کو غیر ممالک کا پیچھا چھوڑ کر پہلے اپنی آوارہ بھیڑوں کو جمع کرکے ایک قاعدہ کے اندر رلانے کی ضرورت ہے۔ سب سے پہلے فرض ان کا یہ ہے کہ وہ بگڑے ہوئے عیسائیوں کو درست کریں۔ اور اگر ان پر کامیابی ہو جاوے تب دوسری طرف کا رُخ کریں۔

مختلف خبروں کا گلدستہ

اشٹی پورین۔ ایک پورانک برہمن نے اپنے پوجا کرنے کی شوکی مورتی مع سامان پوجا جو قیمتی عیسکا تہا مقابلہ چار روپیہ کے ایک ساہوکار کے پاس رہن کر دیا اور خود سفر پر چلا گیا واپسی پر فک الرہن کرانا چاہا تو ساہوکار منکر ہوگیا مقدمہ عدالت میں دائر کیا گیا۔ خوب ہوا ایک معنوی خدا گروی رکھا گیا اور بذریعہ عدالت اس کے دلا جانے کی کوشش ہو رہی ہے۔

پیرس میں اس وقت قہوہ کے بیج سے سیگرٹ طیار کئے جاتے ہیں یہ نئی ہے۔ مشہور ہے کہ ان کے پینے سے تمباکو سے نفرت ہو جاتی ہے لیکن کیا قہوہ کی زہریلی خاصیت تمباکو سے کم اثر رکھتی ہے۔

انگلستان کے ایک پادری صاحب نے اپنا یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ فرشتوں کے پر نہیں ہوتے اس پر ایک اخبار کے عیسائی نامہ نگار نے پادری صاحب کو آڑے ہاتھوں لیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ جب پادری نے فرشتہ خانہ میں جاکر خود اطمینان نہیں کیا تو وہ کیسے کہ سکتا ہے کہ فرشتوں کے پر نہیں۔ اپنے دعوے کے ثبوت میں نامہ نگار نے بائیبل سے حوالہ جات بھی دیئے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ بائیبل کی تعلیم کے خلاف انگلستان میں زبردست آواز اٹھ رہی ہے اور رفتہ رفتہ کل بائیبل کی تعلیم کا اسیطرح خاتمہ ہو جاوے گا۔

روس کے پالٹکیشش کے شہر لیڈیکو کے پاس میں ایک بارہ سالہ لڑکی ہے جس کے جسم میں مقناطیسی طاقت ہے کہا جاتا ہے کہ جس چیز کے پاس وہ پہونچتی ہے وہی گہومنے لگ جاتی ہے اگر وہ کہانے کی میز کے پاس جاوے تو کل اوپر رکہی ہوئی چیزیں ناچنے لگ جاتی ہیں بوتلیں ہوا میں اٹہ اور گر کر چکنا چور ہو جاتی ہیں زمین کے کنکر اور پتھر اوچہلنے لگتے ہیں ویسے لڑکی بالکل تندرست ہے اور ان واقعات کو دیکھ کر کہل کہلا کر ہنس پڑتی ہے ڈاکٹروں نے ملاحظہ کیا لیکن کچھ حل نہیں کیا لڑکی کے غریب والدین خیال کرتے ہیں کہ لڑکی پر کوئی بہوت سوار ہے جس کو نکالنے کے واسطے وہ ایک پادری کو بلاتے ہیں۔ عجب خدا کی شان ہے۔ چندہ ہو رہا ہے کہ اسے سینٹ پیٹرز برگ میں خاص ڈاکٹروں کے ملاحظہ کے لئے بہیجا جاوے سچ تو یہ ہے۔

کیا عجب تو نے ہر اک ذرہ میں رکہے ہیں خواص
کون پڑہ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا

امریکہ کے کپتان ڈایک بائس صاحب نے ایک کل کی گاڑی بنائی ہے۔ جو پرون کے ذریعہ سے چلتی ہے شہر کے گلی کوچون میں ایک گاڑی کا اڑتے چلا جانا بہی ایک عجیب نظارہ ہوتا ہوگا گو اس گاڑی کی کل کئی مرتبہ بگڑ چکی ہے تاہم کپتان بائس اپنی دہن کے پکے اسے برابر چلائے جاتے ہیں۔ امریکہ میں امیر لوگ اپنا وقت بہی ضایع کرتے ہیں تو سائنس کے جہگڑون پر۔ برخلاف اس کے ہندوستان کے زردار اپنی عمر کو کاہلی اور بیہودہ دہن میں برباد کرتے ہیں کاش کہ یہان کے امیر بہی بجائے عیاشیون میں روپیہ بگاڑنے کے ایسے شغلون پر روپیہ خرچ کرتے۔

جرمنی میں ایک مشین ایجاد ہوئی ہے کہ اگر کسی مکان میں آگ لگجاوے تو اس مشین کے ذریعہ سے کل مکان میں پانی پہونچایا جاسکتا ہے

رنگون میں ایک مدراسی سوداگر نے ایک بچہ کو مار ڈالا اور اس کے جسم کے ٹکڑے جہیل میں پانی کے اندر دبا دیئے پولیس نے صبح کے وقت ایک شخص کو ایک گٹھڑی اٹہائے ہوئے بہکی بہکی باتیں کرتے پایا اور کسی شبہ میں اس کی تلاشی لی تو خون آلودہ کپڑے ملے اس کو حراست میں رکہا گیا بعد دو پہر ایک کتا اپنے مالک کے لڑکے کا سر اپنے منہ میں ڈالے ہوئے لاتا ہوا پایا گیا اور وہ پہچانا گیا پہر اس کتے کی رہبری سے پولیس نے لاش کا پتہ لگایا اور کتا سمجہا جاتا تہا کہ پولیس اسکی تلاش کر رہی ہے اور مجہہ کو راہنمائی کرنا چاہیے آخر کار اس شخص نے اقبال کیا کہ اس نے زیور کے لالچ میں بچہ کو مار ڈالا اس وحشیانہ قتل اور کتے کی سراغ رسانی کا رنگون میں عام چرچا ہے۔

جاپانیون کی فوج میں ہر ایک سپاہی کے پاس کاغذ کی دیگچیان ہوتی ہیں۔ دیچو نامی ایک شخص ان کا موجد ہے۔ یہ دیگچیان جاپان کے معمولی ہلکے کاغذ کی بنی ہوئی ہیں پہلے ان میں پانی بہر کر ان کے اوپر پانی ڈالدیا جاتا ہے اس کے بعد وہ آگ پر رکہدی جاتی ہیں اور دس منٹ میں پانی ابلنے لگتا ہے۔ یہ دیگچیان آٹہ دس مرتبہ کام میں لائی جاسکتی ہیں انکی قیمت قریب قریب ایک پینی کی ہوتی ہے

لنڈن کے اسقف اعظم نے نہایت افسوسناک آواز بلند کر کے لوگون کو بیدار کرنا چاہا ہے کہ لنڈن میں دینداری نہایت کم ہوتی جاتی ہے اور کہ عیسائی مذہب بہت تنزل پر ہے اس لئے ہمیں چاہیے کہ جہان اب دو نئے گرجے ہر سال تعمیر ہوتے ہیں۔ وہان ہر سال پانچ نئے گرجے تعمیر ہوا کریں اور ایک لاکہہ پونڈ سالانہ خرچ کرنے سے لنڈن کی روحانی ترقی قایم رہ سکتی ہے اس پر کینن ریلین ایڈورڈس نے جو ایک دوسرے نامور پادری ہیں اخبار ڈیلی میل کو لکہا ہے کہ تیس سال پہلے جو والدین اتوار کو دو مرتبہ گرجا کو جاتے تہے اب انکی اولاد ایک مرتبہ جاتی ہے اور انکی اولاد کی اولاد ایک مرتبہ بہی نہیں جاتی اس لئے ہمیں نئے گرجے بنانے سے کچہہ فایدہ نہیں پہلے پرانے گرجے بہت ہیں ان میں نئے دل والے آدمی بہیجے جاویں جو محنت سے کام کریں۔ آرچ ڈیکن صاحب نے یہ بہی کہا تہا کہ لنڈن کی آبادی میں ہر سو میں ۱۸ کس گرجا کو جاتے ہیں اور ۸۲ فیصدی نہیں جاتے ان ۱۸ میں سے بہی ۸ ارومن کیتہولک ہیں تو گویا صرف دس فیصدی پراٹسٹنٹ گرجا جاتے ہیں۔

ضرورت ہے

۱۔ میں بجائے خود اور میرے معزز کرم فرما جنکو الحکم کے ساتہہ بہی ہمدردی ہے ایک عرصہ سے اس ضرورت کو محسوس کر رہے ہیں کہ الحکم کے لئے کم از کم فی الحال ایک لایق محنتی سب ایڈیٹر کی ضرورت ہے جو میری غیر حاضری میں ترتیب اور ضروری انتظام کر سکے۔ اس کام کے لئے موزون اور مناسب وہ شخص ہوگا جو الحکم کی خدمت اپنا فخر سمجہے اور قادیان دارالامان میں رہنے کا جسکو خصوصیت سے شوق ہو کیونکہ ایسا شخص اپنے ذاتی اغراض کو قربان کرنے کیلئے طیار ہو سکے گا اور قلیل معاوضہ پر بہی جو فی الحال الحکم دے سکیگا شکر گذاری کے ساتہہ گذر اوقات کر سکے۔ اس خدمت کے لئے درخواست کرنیوالا شخص انگریزی سے اردو ترجمہ کرنے کا مذاق رکہتا ہو اور اخبار نویسی کا بہی اسے مذاق ہونا ضروری ہے۔ تقریرون کو قلمبند کرنے کیلئے زود نویس ہو اور ان کو ترتیب دے سکتا ہو دینیات سے باخبر ہو کم از کم قرآن شریف کا ترجمہ جانتا ہو۔ ان امور میں اگر کسیقدر بہی مذاق ہوگا۔ تو ایڈیٹر الحکم اسے اپنے مطلب کیلئے مناسب تربیت کرنے کیلئے انشاء اللہ آمادہ ہوگا۔ فی الحال جو شخص رکہا جاوے گا تنخواہ عـ۱۵ سے عـ۲۰ ماہوار تک علیٰ قدر لیاقت دیجاویگی انٹرنس پاس اور دینیات سے عمدہ واقفیت رکہنے والے شخص کو ترجیح دی جاوے گی۔

۲۔ ایک عمدہ خوشنویس (کاتب) کی جسکا عربی اور اردو دونو دستخط عمدہ ہون زود نویس بہی ہو۔ اخبار کی کتابت کا تجربہ ہو تنخواہ عـ۱۵ سے عـ۲۰ ماہوار تک دیجاویگی کارگذاری کا فیصلہ بذریعہ خط وکتابت ہو سکتا ہے۔ سنگساز کو ترجیح دیجاوے گی۔

۳۔ دو تجربہ کار پریس مین تنخواہ عـ۸ سے ۱۰ ماہوار تک کارگذاری ۸۰۰ فی سیٹ کے لحاظ سے

تمام درخواستیں ایڈیٹر و مینیجر الحکم قادیان کے نام آنی چاہییں

نوٹ جن معاصرین کے ساتہہ الحکم کا تبادلہ ہے وہ براہ کرم اس اعلان ضرورت کو ایک ایک مرتبہ اپنے جراید میں چہاپ دیں۔

ناظرین الحکم بہی سعی کریں کہ مطلوبہ آدمی ملجاویں

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مع جمیع ممبران خاندان اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیریت ہیں ۶ جولائی سے لیکر ۱۲ جولائی تک اعلیٰحضرت کا قیام گورداسپور رہا۔

۲۔ موسم میں برساتی رنگ شروع ہو گیا ہے۔ پہلا چہینٹا پڑ چکا ہے ابر محیط آسمان ہے۔

۳۔ مقدمات کی کیفیت اور خبر اتنی ہے زیادہ کچھ نہیں ہے کہ مقدمہ ایڈیٹر الحکم بنام کرم الدین وغیرہ میں شہادت صفائی شروع ہے اعلیٰحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بطور گواہ صفائی گذر رہے ہیں۔ کرم الدین کے اپنے مقدمہ میں شہادت استغاثہ میں سے مولوی غلام محمد صاحب قاضی تحصیل چکوال کی شہادت باقی ہے جو ۹ جولائی سنہ ۱۹۰۴ء کو ہونیوالی تہی مگر نہیں ہو سکی پہر ۱۲ جولائی سنہ ۱۹۰۴ء پر مقدمہ ملتوی ہو کر آخر ۱۹ جولائی پر ملتوی ہو چکا ہے اور خاکسار ایڈیٹر الحکم کا مقدمہ ۱۸ جولائی سنہ ۱۹۰۴ء پر ملتوی ہوا ہے

ڈپٹی انسپکٹر صاحب بٹالہ توجہ کرین

۶ جولائی سنہ ۱۹۰۴ء کی صبح کو جبکہ اعلیٰحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یکہ میں سوار گورداسپور جارہے تہے اور خاکسار ایڈیٹر الحکم اور مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے اور میان سراج الدین صاحب ٹہیکہ دار لاہور پیدل جارہے تہے۔ کیونکہ باقی یکے ابہی قادیان سے چلے نہ تہے تو قادیان کی حد سے نکلتے ہوئے تین آدمیون نے یکہ پر ڈاکہ مارنا چاہا۔ خوش قسمتی سے مولوی محمد علیصاحب ایم اے نے انکو دیکہ لیا اور پہر تینون رفیقان سفر للکار کر ان کی طرف لپکے تو بمصداق چور کے پاؤن کہان وہ الٹے پاؤن بہاگ نکلے اور اسطرح اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے اپنے وعدہ کے موافق واللّٰہ یعصمک من الناس اپنے برگزیدہ بندہ کو بچالیا۔ مزید حالات معلوم کرلیے اس قسم کے بعض بدوضع لوگون کی خبر ملتی ہے۔ صاحب ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ کی نیک نیتی اور مستعد مزاجی سے ہمیں امید ہے کہ خصوصیت سے اس طرف توجہ کرینگے میان حاکم علی کنسٹبل متعینہ قادیان بہی اس تفتیش میں بطور خود مصروف ہے امید کیجاتی ہے کہ جلد ان بدمعاشون کا سراغ لگایا جاوے گا۔

احمدیہ ریڈنگ روم

اگرچہ ہمارا ایک عرصہ سے ارادہ تہا کہ دفتر الحکم کے متعلق جو اخبارات تبادلہ میں آتے ہیں وہ ایک خاص وقت پر ایک ترتیب کے ساتہہ عام لوگون کے مطالعہ کیلئے رکہے جاوین۔ لیکن ہم عملی صورت میں اس تجویز اور ارادہ کو نہیں لاسکے تہے قادیان کے بعض سمجہدار اور اخبار بین لوگون کی درخواست پر آخر یہ انتظام کرنا پڑا۔ چنانچہ حسب صدر بالا نام سے دفتر الحکم کے متعلق خاص طور پر ایک ریڈنگ روم عام لوگون کے فایدہ کے لئے ہم یکم اگست سنہ ۱۹۰۴ء سے کہولدینگے۔ انشاء اللہ العزیز اور اسکے متعلق ضروری قواعد بہی اگلی اشاعت میں چہاپ دینگے۔ اس ریڈنگ روم کے متعلق کوئی چندہ نہیں لیا جاویگا

(ایڈیٹر)

www.aaiil.org

کلمات طیبات

۱۹ جون سنہ ۱۹۰۶ء

متقی کون ہے

آج مولوی صاحب جن کے والد بزرگوار احمدی جماعت میں داخل تھے اور بفضلہ الٰہی فوت ہو گئے علاقہ گوجرانوالہ سے تشریف لائے ہوئے تھے ان کو حضرت اقدس سے ارادت حاصل نہ تھی اور نہ اپنے والد مرحوم کو صراط مستقیم پر سمجھتے تھے چند احباب کی تحریک سے وہ بحث و مباحثہ کی غرض سے یہاں آئے تھے حضرت اقدس کے روبرو تو ان کی کوئی کلام ہم نے نہ سنی حضرت مولوی نور الدین صاحب سے البتہ کلام کرتے رہے جس میں نووارد مولوی صاحب نے یہ کہا کہ ہمارے نزدیک بہت سے متقی ہیں کہ جنہوں نے مرزا صاحب کو نہیں مانا اور چونکہ ہم ان کو متقی اور راست باز تسلیم کرتے ہیں اس لئے ہم بھی نہیں مانتے حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب نے اس کا جواب یہ دیا کہ اگر کوئی ایسا شخص ہے کہ جو ضد اور تعصب وغیرہ سے تو پاک ہے اور سچی ارادت سے حق کا طالب ہے اور اس لئے کسی شخص کو متقی مانکر اس کی تقلید سے وہ حضرت امام علیہ السلام کا منکر ہے تو میرے نزدیک وہ اس وقت تک معذور ہے جب تک کہ اللہ تعالےٰ اس پر حقیقت کو واضح نہ کر دے کیونکہ مواخذہ کے لئے ضروری ہے۔ کہ قد تبین الرشد من الغی ہو اور خدا تعالےٰ فرماتا ہے لیھلک من ھلک عن بینۃ ویحیی من حی عن بینۃ جو ہلاک ہو وہ بھی بین آیات دیکھکر ہلاک ہو اور جو زندہ ہو وہ بھی بین آیات دیکھ کر زندہ ہو۔

نووارد مولوی صاحب نے چاہا کہ اس کی تصدیق حضرت مرزا صاحب سے کرائی جائے اس لئے جناب حکیم صاحب نے بوقت ظہر اس مسئلہ کو حضرت امام علیہ السلام کی خدمت بابرکت میں عرض کیا جس پر آپ نے فرمایا کہ اس قسم کا سوال حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوا تھا تو انہوں نے جواب دیا علمھا عند ربی ایسے ہی ہم بھی کہتے ہیں کہ ان کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے وہ جیسے ان کو سمجھیگا ویسا معاملہ اُن سے کریگا۔ انسان کوئی آدمی کسی کو متقی کیونکر یقین کر سکتا ہے اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے فلا تزکوا انفسکم اور فرماتا ہے ھو اعلم بمن اتقی۔ اور فرماتا ہے اللہ تعالیٰ ہی علیم بذات الصدور ہے مامور من اللہ کے متقی ہونے اور نہ ہونے کے نشانات بین ہوتے ہیں نہ اوروں کے۔

مغرب کی نماز کے بعد جب حضرت امام علیہ السلام شہ نشین پر جلوہ افروز ہوئے تو سید احمد شاہ صاحب سندھی نے آپ سے نیاز حاصل کی اور پوچھا کہ متقی کسے کہہ سکتے ہیں فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مبعوث ہوئے اور آپ نے دعوےٰ کیا تو اس وقت بھی لوگوں کی نظروں میں بہت سے یہودی عالم متقی اور پرہیزگار مشہور تھے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ خدا کے نزدیک بھی متقی ہوں خدا تعالیٰ تو ان متقیوں کا ذکر کرتا ہے جو اس کے نزدیک تقویٰ اور اخلاص رکھتے ہیں۔ جب ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ سنا لوگوں میں جو ان کی وجاہت تھی اس میں فرق آتا دیکھکر رعونت سے انکار کر دیا اور حق کو اختیار کرنا گوارا نہ کیا اب دیکھو کہ لوگوں کے نزدیک تو وہ بھی متقی تھے مگر ان کا نام حقیقی متقی نہیں تھا۔

حقیقی متقی وہ شخص ہے کہ جسکی خواہ آبرو جائے ہزار ذلت آتی ہو۔ جان جانے کا خطرہ ہو۔ فقر و فاقہ کی نوبت آگئی ہو تو وہ محض اللہ تعالیٰ سے ڈر کر ان سب نقصانوں کو گوارا کرے لیکن حق کو ہرگز نہ چھپاوے۔ متقی کے یہ معنے جیسے آجکل کے مولوی عدالتوں میں بیان کرتے ہیں ہرگز نہیں ہیں کہ جو شخص زبان سے سب مانتا ہو خواہ اس کا عملدرآمد اس پر ہو یا نہ ہو اور وہ جھوٹ بھی بول لیتا ہو۔ چوری بھی کرتا ہو تو وہ متقی ہے۔ تقویٰ کے بھی مراتب ہوتے ہیں اور جب تک کہ یہ کامل نہ ہوں تب تک انسان پورا متقی نہیں ہوتا ہر ایک شئے وہی کارآمد ہوتی ہے جس کا پورا وزن لیا جاوے اگر ایک شخص کو بھوک اور پیاس لگی ہے تو روٹی کا ایک بھورا اور پانی کا ایک قطرہ منہ میں ڈالنے سے اسے سیری حاصل نہ ہوگی اور نہ جان کو بچا سکیگا جبتک پوری خوراک کھانے اور پینے کی اُسکو نہ ملے یہی حال تقویٰ کا ہے کہ جبتک انسان اسے پورے طور پر ہر ایک پہلو سے اختیار نہیں کرتا تب تک وہ متقی نہیں ہو سکتا۔ اور اگر یہ بات نہیں تو ہر ایک کافر کو بھی متقی کہہ سکتے ہیں کیونکہ کوئی نہ کوئی پہلو تقویٰ کا (یعنی خوبی) اس کے اندر ضرور ہوگی اللہ تعالیٰ نے محض ظلمت تو کسی کو پیدا نہیں کیا مگر تقویٰ کی یہ مقدار اگر ایک کافر کے اندر ہو تو اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ کافی مقدار ہونی چاہیئے جس سے دل روشن ہو۔ خدا راضی ہو اور ہر ایک بدی سے انسان بچ جاوے بہت سے ایسے مسلمان ہیں کہ جو کہتے ہیں کیا ہم روزہ نہیں رکھتے۔ نماز نہیں پڑھتے وغیرہ وغیرہ مگر ان باتوں سے وہ متقی نہیں ہو سکتے تقویٰ اور شئے ہے۔ جبتک انسان خدا کو مقدم نہیں رکھتا اور ہر ایک لحاظ کو خواہ برادری کا ہو خواہ قوم کا خواہ دوستوں اور شہر کے رؤسا کا خدا سے ڈر کر نہیں توڑتا اور خدا کے لئے ہر ایک ذلت برداشت کرنے کو طیار نہیں ہوتا تب تک وہ متقی نہیں ہے۔

قرآن شریف میں جو بڑے بڑے زاہد متقیوں کے ساتھ ہیں وہ ایسے متقیوں کا ذکر ہے جنہوں نے تقوے کو وہانتک نبھایا جہانتک ان کی طاقت تھی بشریت کی قوٰی نے جہانتک ان کا ساتھ دیا برابر تقوے پر قائم رہے حتیٰ کہ ان کی طاقتیں ہار گئیں اور پھر خدا سے انہوں نے اور طاقت طلب کی جیسے کہ ایاک نعبد و ایاک نستعین سے ظاہر ہے۔ ایاک نعبد یعنی اپنی طاقت تک تو ہم نے کام کیا اور کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا ایاک نستعین یعنی آگے چلنے کیلئے اور نئی طاقت تجھ سے طلب کرتے ہیں جیسے حافظ نے کہا ہے۔ ؎

ما بدان منزل عالی نتوانیم رسید
ہاں اگر لطف شما پیش نہد گامے چند

پس خوب یاد رکھو کہ خدا کے نزدیک متقی ہونا اور شئے ہے اور انسانوں کے نزدیک متقی ہونا اور شئے۔

مسیح علیہ السلام کے وقت جو مخالفوں کے جتھے وغیرہ بنتے تھے اس کا باعث بھی یہی تھا کہ جو عالم لوگ یہود کے نزدیک مسلم تھے اور متقی پرہیزگار تسلیم کئے جاتے تھے وہ مخالف تھے اگر وہ مخالف نہ ہوتے تو جتھے وغیرہ نہ بنتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بھی یہی حال تھا۔ عجب بخل۔ ریا۔ نمود۔ اور وجاہت کی پاسداری وغیرہ باتیں تھیں جنہوں نے حق کی قبولیت سے ان کو روکے رکھا۔ غرضیکہ تقویٰ مشکل شئے ہے جسے اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے تو اس کی علامات بھی ساتھ ہی رکھ دیتا ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ حق جب ظاہر ہو تو جو اسے خواہ نخواہ رد کرتا ہے اور دلائل معقولات منقولات اور خدا تعالیٰ کے نشانوں کو ٹالتا جاوے۔ وہ کب متقی ہو سکتا ہے۔

۲۱ جون سنہ ۱۹۰۶ء

حضرت اقدس کے ایک مخلص حواری نے عرض کی کہ وزیر آباد میں ایک حافظ صاحب ہیں وہ اس بات پر آمادہ ہیں کہ وہ قسم کھا کر کہیں کہ عیسےٰ علیہ السلام اسی جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر زندہ موجود ہیں۔

اس پر حضرت اقدس نے فرمایا کہ جو کہ جو شخص دلیری کر کے شوخی کی راہ سے قسم ڈالتا ہے خدا اس سے خود سمجھ لیتا ہے۔ اگر اس نے قسم کھانی ہے تو تین باتوں کی قسم کھاوے ایک تو یہ کہ فلما توفیتنی میں سے مسیح کی وفات ہرگز ثابت نہیں ہوتی اور یہاں توفیتنی کے وہ معنے ہرگز نہیں ہیں جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اس لفظ کے معنے کئے جاتے ہیں۔

دوسری یہ بات ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسیح کو معراج کی شب میں ان تمام انبیاء کی طرح نہیں دیکھا جو کہ وفات پا چکے ہیں بلکہ دوسرے انبیاء کی ارواح کے خلاف حضرت مسیح کو معراج کی شب میں اس ہیئت اور شکل میں پایا جس سے ان کا بجسد عنصری زندہ ہونا ثابت ہے۔

تیسری یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر صحابہ کا اجماع جو یہ آیت ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل کے ان معنوں پر ہوا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر جسقدر نبی گذرے وہ سب فوت ہو چکے ہیں یہ بات غلط ہے۔ کیونکہ ان میں باتوں میں اللہ تعالےٰ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رویت اور صحابہ کا اجماع سب آ جاتا ہے۔ پس ان تین باتوں پر وہ قسم کھاوے اور چوتھی بات یہ بھی ملا لے کہ ہم مفتری ہیں اور ۲۴ سال سے جو الہامات ہم سناتے ہیں یہ خدا تعالےٰ پر افترا باندھتے ہیں اور قسم میں یہ بھی کہے کہ اگر اس میں میں نے کوئی بدنیتی کی ہے یا ایسی بات بیان کی ہے جو کہ میرے ذہن میں نہیں ہے تو اس کا وبال مجھ پر نازل ہو۔

فرمایا اگر یہ لوگ منہاج نبوت کو معیار ٹھیرا دیں تو آج فیصلہ ہوتا ہے

اس مقام پر نواب محمد علیخان صاحب نے عرض کی کہ ایک شخص نے مجھ سے حضور کے بارے میں بحث کرنی چاہی میں نے اسے کہا کہ اول تم سب کتابیں حضرت مرزا صاحب کی مطالعہ کرو اگر اس میں سمجھ نہ آئے تو ایک ماہ تک قادیان چلکر رہو اور وہاں مرزا صاحب کے حالات وغیرہ کو آنکھ سے دیکھو ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری راہنمائی کرے۔

www.aaiil.org

ویدک مت کے لطائف

ویدک مت کے مطابق عورت مرد کی تفریق بھی تفریق اعمال پر مبنی ہے چنانچہ پنڈت دیانند صاحب اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش اردو ترجمہ متھارام اکشن صفحہ ۳۱۹ میں فرماتے ہیں "وہ (روح) ہوا۔ خوراک۔ پانی یا جسم کے سوراخ کے ذریعہ دوسرے کے جسم میں پرمیشور کی پریرنا (حکم سے) داخل ہوتا ہی جو داخل ہو کر آہستہ آہستہ ویرج میں جا کر حمل میں قائم ہو کر جسم قبول کرکے باہر آتا ہے۔ اگر عورت کے جسم میں دھارن کرنیکے لائق اعمال ہوں تو عورت اور اگر مرد جسم قبول کرنیکے لائق اعمال ہوں۔ تو مرد کے جسم میں داخل ہوتا ہے انتہی۔ پس اگر ایک صدی تک عموماً اعمال حسنہ مرد یا عورت ہی کے پیدا ہونیکے لائق ہوں تو یہ تفریق بھی نکمی ہوگی سب مرد ہی ہوں گے یا سب عورتیں ایسی حالت میں نسل بنی آدم کسطرح چلے گی اور دنیا کا کیا انتظام ہوگا؟ +

پس صاف ظاہر ہے کہ ویدک مت میں یہ تقاضا بھی نہیں کہ سب لوگ وید کی ہدایت پر عمل کریں حالانکہ دین الٰہی میں یہ تقاضا ضرور ہونا چاہیے۔ گو بعض لوگ بوجہ کوتاہ اندیشی یا غفلت وغیرہ کے اسپر عمل نہ کریں مگر اسکے قواعد خود ایسے نہ ہونے چاہییں کہ لوگ اُس سے مجبوراً رک جائیں۔

ایک اور لطیفہ سنیئے پنڈت دیانند صاحب ستیارتھ پرکاش میں اور آریہ مسافر میگزین جالندھر اپنے رسالہ آریہ میگزین ماہ نومبر ۱۹۰۱ء صفحہ ۳۴ وغیرہ میں اسطرح فلاسفی چھانٹتے ہیں کہ جسطرح عمدہ کھیتی کا پیدا کرنا بہت کچھ کسان کی خاص تدابیر و احتیاطات پر منحصر ہوتا ہے اسی طرح نالائق اولاد کا پیدا کرنا یا لائق اولاد پیدا کرنے کی تدبیر خاص ماں اور باپ کے اختیار میں ہے اور وہ اسوقت ہو سکتا ہے جب والدین ہمیشہ اپنے افعال اسی قسم کے رکھیں جس قسم کی اولاد پیدا کرنیکی وہ خواہش رکھتے ہیں اور ماں کی خواہش کا اثر بہت کچھ گربھادان سے لیکر اسوقت تک کہ بچہ شکم مادر سے برآمد نہیں ہوا بچہ پر پڑتا ہے اور عورت جس قسم کا دھیان کرتی ہے اسی قسم کی اولاد پیدا ہوتی ہے اسی واسطے نیک اولاد پیدا کرنے کے لیے عورت کی حفاظت کرنی چاہیے۔ آریہ میگزین صفحہ ۴۲ ان آریوں کے مذکورہ بالا بیان سے صاف ظاہر ہے کہ نیک اور خواہش کے موافق خاطر خواہ اعلیٰ دماغ اولاد کا پیدا کرنا صرف ماں باپ کے اختیار میں ہے۔ اگر والدین چاہیں تو رشی منی۔ جوگی لڑکے لڑکیاں پیدا کر سکتے ہیں (آریہ مسافر میگزین صفحہ ۳۴) +

لیکن ستیارتھ پرکاش کے تناسخ کے باب میں بالکل اسکے برخلاف پنڈت دیانند جی نے فلاسفی کی اسطرح ٹانگ توڑی ہے کہ اولاد کا بُرا یا بھلا اپاہج یا کامل الاعضا وغیرہ ہونا صرف تناسخ پر موقوف ہے جسطرح انسان کے اعمال سابقہ ہوتے ہیں ویسا ہی جسم مل رہتا ہے۔ خواہ لاکھ تدبیر کرے ؎

چاک کو تقدیر کے ممکن نہیں کرنا رفو
سوزن تدبیر گو لاکھوں عمر سیتی رہے

جب نیکی زیادہ اور بدی کم تب دیوتا یعنی علما کا جسم ملتا ہے اور جب نیکی بدی برابر ہوتی ہے تب عام آدمیوں کا جسم حاصل ہوتا ہے اسمیں بھی نیکی بدی کے اعلیٰ متوسط اور ادنیٰ ہونیکی وجہ سے انسان وغیرہ میں بھی اعلیٰ متوسط اور ادنیٰ جسم وغیرہ کے آدمی ہوتے ہیں۔ انتہیٰ دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۱۹)

اب دیکھیے ان دونوں حالات میں کسقدر تضاد ہے پہلے خیال کے رو سے تو اولاد کا بُرا یا بھلا قوی یا ضعیف۔ کامل الاعضا یا ناقص القویٰ ہونا صرف ماتا پتا کی تدابیر و احتیاطات پر منحصر ہے (جیسا کہ اہل اسلام بھی مانتے ہیں) اور دوسرے اعتقاد کے رو سے ماتا پتا کی تدبیر و احتیاطات کو پیدائش انسانی میں ذرا بھی تعلق نہیں رہتا جیسے اعمال ہوتے ہیں ویسا جنم مل رہتا ہے پس یہ تمام امور خلاف قانون قدرت تناسخ کے ماننے سے پیدا ہوتے ہیں اور اس سے اظہر من الشمس ہے کہ عقیدہ تناسخ محض ایک بچوں کا افسانہ ہے جسکو قانون قدرت کے ساتھ ذرا بھی تطابق نہیں +

ایک اور اعجوبہ سنیئے وید کے موافق ہوم میں گھی کا استعمال لازمی ہے اور گھی کا پیدا ہونا صرف پاپوں کے طفیل ہے۔ اگر کوئی جیو گائے کا جنم نہ لے تو گھی ہرگز پیدا نہیں ہو سکتا ایسی حالت میں ہوم کی رسم کیونکر ادا ہوگی جس میں گھی کا استعمال لازمی ہے۔ ہاں بوجہ گھی نہ ہونے کے اُس وقت جو دیانندی ہون کرنے سے قاصر اور مجبور رہیں گے تو پھر وہ گائے بھینس بنکر دوسرے دیانندیوں کے ہون ادا کرنے کا موجب ہو سکتے ہیں یا للعجب ان سب سے بڑھ کر قابل حیرت پنڈت دیانند جی کا وہ ارشاد ہے جو ستیارتھ پرکاش اردو کے صفحہ ۲۵۹ میں ہے کہ "ایشور نے چاروں وید دنیا کے ابتدا میں صرف انھی چاروں رشیوں (اگنی۔ وایو۔ آدیتہ۔ انگرا) پر اسلیے نازل فرمائے کہ وہی چار جیوؤں سے زیادہ پوتر آتما تھے اور انکی برابر اور نہیں تھے اسلیئے پاک علم کا نزول انہی پر ہوا" +

یعنی سابقہ کلپ میں یہی چار الہام الٰہی کے قابل تھے اسی وجہ سے اُنپر وید نازل کیے گئے پنڈت جی کے اس فرمان سے اظہر من الشمس ہے کہ اگر سابقہ کلپ میں کوئی بھی الہام پانے کے قابل نہ نکلتا تو کسی پر وید کا نزول نہ ہوتا۔ اور دنیا ٭ نتھا پس ظاہر ہے کہ اگر سابقہ دنیا میں کوئی بھی قابل الہام نہ نکلے تو کسی پر وید نازل نہ ہوں گے۔ اور ایسا ہی اگر اور بھی بے شمار اشخاص قابل الہام نکلتے آئیں تو اُنپر چاروں وید کے علاوہ اور وید بھی نازل ہوں گے۔ فتفکروا یا اولی الالباب

ایک اور اعجوبہ سنیئے۔ ہر نئے کلپ میں نئی پیدائش کی وجہ یہ ہے کہ گذشتہ جنموں میں کئی پرشوں کے اعمال بلا مواصلت پیدا ہونے کے قابل ہوتے ہیں ورنہ نئی کلپ میں نئی مخلوق کا وجود ہی نہ ہوتا۔ کوئی ان فلاسفر دوراں و افلاطون زمان (دیانندیوں) سے پوچھے۔ کہ کبھی اگر پہلے کلپ میں کسی شخص کے اعمال بھی بلا مواصلت پیدا ہونے کے قابل نہ ہوں تو پھر ایشور کیا کرے۔ وہ سنسار کو کسطرح رچے۔ ایسی حالت میں کیا ہمیشہ کے لیے نہ پرنتو کھٹکر نہ بیٹھ رہے گا اور ابد تک نئی مخلوق کے پیدا کرنے سے قاصر اور مجبور نہ ہو جائے گا +

اسکے سوا ابتدائے آفرینش میں جو حیوانات کتا بلا وغیرہ مواصلت پیدا کیے جاتے ہیں انکی پیدائش کی وجہ کیا ہے کیا اُنکے بھی اعمال سابقہ ہی بلا مواصلت پیدا ہونے کے مستوجب ہوتے ہیں۔ اگر ایسا ہی ہے تو درصورت اس قسم کے اعمال نہ ہونے کی نئی کلپ میں ایشور ان کا تخم کیونکر لا سکتا ہے۔ ذرا سوچکر حوالہ وید سے جواب دینا چاہیے +

پھر اگر بلا مواصلت پیدا ہونے کی وجہ صرف خاص قسم کے اعمال سابقہ ہی ہوتے ہیں۔ تو اب کوئی شخص بلا مواصلت پیدا ہوتا ہوا نظر کیوں نہیں آتا۔ کیا پھر چار ارب سال تک کسی شخص کے اعمال بلا مواصلت پیدا ہونیکے لائق نہیں ہوتا۔ اصل یہ ہے کہ بناوٹ کے لیے بھی عقل چاہیے۔ آریئے بلا ثبوت ہر بات کی وجہ وجہ تناسخ وغیرہ اپنے دل سے تراش لیتے ہیں اور ثبوت خاک بھی نہیں دے سکتے سچ ہے ؎

عیب بھی کرنے کو ہنر چاہیے

اور مزا دیکھیے پنڈت درشنانند المعروف بہ پنڈت کرپارام جگراؤنی جو ویدک دھرم کو لوہے کی لاٹھ سے سو گنا مضبوط بتاتے ہیں وہ اپنے پرچہ نمبر ۱ مباحثہ دیوبند مابین دیانندی پنتھہ کو تار عنکبوت سے بھی سست اسطرح ثابت کرتے ہیں کہ وید کے چاروں رشی مکتی سے واپس شدہ اشخاص تھے اور یہی وجہ اُنپر نزول وید کی ہوئی اول تو یہ بات بالکل بلا ثبوت ہے کہ یہ شخص مکتی سے واپس شدہ شخص تھے اسلیے مہبط وحی والہام قرار پائے۔ دیانندی لوگ وید یا کسی دیگر معتبر کتاب سے اثبات کا ہرگز نمونہ نہیں دے سکتے۔ صرف انکی دل خوش کن اعتقادی باتیں ہیں۔ لیکن اگر بفرض محال مان بھی لیا جائے کہ یہ شخص ضرور مکتی سے واپس شدہ اشخاص تھے اور اسی وجہ سے اُنپر وید پرگٹ ہوئے تو پھر اسمیں مشکل یہ آ پڑیگی۔ کہ اگر کسی کلپ کے شروع میں مکتی سے واپس شدہ شخص کوئی بھی نہ ملا تو پھر وید کا نزول کس پر ہوگا؟ کیا مکتی سے واپس شدہ پرش کے انتظار میں دنیا کروڑوں اربوں سال تک بے ہدایتی نہ رہے گی؟ +

اور دنیا کے مدتوں تک بے ہدایتی رہ سکنے پر ایک زبردست دلیل یہ ہے کہ پنڈت لیکھرام صاحب اپنی کتابوں میں صاف لکھتے ہیں کہ پنڈت دیانند جی جنھوں نے دنیا کے سامنے وید کی تعلیم پیش کی۔ وہ مکتی سے واپس شدہ شخص تھے۔ اب انھوں نے علم کا فرض پورا کیا۔ آئندہ جنم میں یوگ کا فرض پورا کرینگے۔ اور پھر نجات پا جائیں گے۔ اب جبکہ وید کی اصلی تعلیم پیش کرنے کے لیے خدا کو پنڈت دیانند جی کا انتظار کرنا پڑا کہ وہ مکتی سے واپس آ جائیں اور لوگوں کو وید کی تاویلات سنائیں اس سے پہلے لاکھوں سال تک دنیا بے ہدایتی رہی۔ اور خدا نے کسی پرش کے ذریعہ سے نہ بتایا کہ بھائیو اگنی۔ وایو وغیرہ سے عناصر مراد نہیں جنکی تم پوجا کر رہے ہو بلکہ اس سے مراد خدا ہے۔ دنیا گمراہی کے سمندر میں ڈوب گئی۔ مگر خدا نے کسی شخص کے ذریعہ سے یہ بات نہ بتائی اسلیے کہ کوئی شخص نجات سے واپس شدہ نہ تھا۔ مکتی سے واپس شدہ شخص کے انتظار کے بغیر وہ ایسا کسطرح کر سکتا۔ اب جبکہ وید کی اصلی تعلیم پیش کرنے کے لیے پنڈت دیانند جی کے نجات سے واپس جانے کا انتظار کیا گیا تو اس سے اظہر من الشمس ہے کہ اگر کروڑہا کلپ تک کوئی شخص بھی نجات سے واپس شدہ ایشور کو نہ ملے تو وہ ہرگز ہرگز وید کا نزول کسی پر نہیں کر سکتا۔ اور دنیا ابدالآباد تک بے ہدایتی رہ سکتی ہے فتفکروا یا اولی الالباب +

خریداران الحکم کی خدمت میں

جنکے ذمہ سنہ ۱۹۰۱ء کا بقایا ہے یا جنھوں نے سنہ ۱۹۰۲ء کی قیمت نہیں بھیجی ہم وی پی ارسال کر رہے ہیں قدردان اور بہی خواہان الحکم ضرور وصول کرکے ہماری مالی مشکلات کے دور کرنے میں ساعی ہوں۔ لہٰذا سب احباب وی پی لینے کے لیے طیار رہیں اور وصولی میں پہلوتہی اور پس و پیش نہ فرماویں کہ اسمیں کارخانہ کا سخت نقصان ہے + والسلام

مینیجر

٭ عجب کہ وید کے نزول کے بعد پھر کسی دوسرے شخص کے اعمال والہام کے نزول کے قابل نہیں ہوتے۔ استحقاق اعمال سابقہ تو کسی پر وید کا نزول نہیں کر سکتا تھا۔

ملفوظات احمدیہ

۲۴ر جون سنہ ۱۹۰۴ء

فرمایا۔ صدقہ۔ صدق سے لیا گیا ہے جب کوئی شخص خدا کی راہ میں صدقہ دیتا ہے تو معلوم ہوا کہ خدا سے صدق رکھتا ہے۔

دوسرا۔ دعا۔ دعا کے ساتھ قلب پر سوز وگداز اور رقت پیدا ہوتی ہے۔ دعا بھی ایک قربانی ہے۔ صدق اور دعا۔ اگر یہ دو باتیں میسر آجاویں تو اکسیر ہیں۔

فرمایا۔ تقدیر مبرم بھی دو قسم ہوتی ہے حقیقی مبرم اور غیر حقیقی مبرم۔ غیر حقیقی مبرم وہ ہے جو اصل میں تو مبرم نہیں مگر مبرم کی شکل میں واقع ہو گئی ہے۔ بعض وقت ایسا ہوتا ہے کہ دعا کا کام جہاں ہوتا ہے بیٹھے بٹھائے ہو جاتا ہے اور دعا کرنے کی ضرورت بھی نہیں پڑتی۔ کیونکہ خدا کے دو نام ہیں۔ رحمٰن اور رحیم رحمانیت میں محنت کشی اور مجاہدہ نہیں ہوتا۔ محض فضل ہوتا ہے جیسے انبیاء بیٹھے بٹھائے ہوتے۔ حکم دیتا اور نبوت ملجاتی ہے۔

فرمایا۔ آج صبح کی نماز کے قریب یہ الہام ہوا تھا۔

خدا تیری ساری مرادیں پوری کر دیگا

قریباً پچیس برس ہوئے ہیں کہ مجھے رؤیا ہوا۔ کہ فرشتہ نے مجھے نان دیا اور کہا یہ تو تمہارے لئے اور تمہارے ساتھ کے درویشوں کیلئے ایک بار فرشتہ انگریز کی شکل میں بیس بائیس برس کی عمر کا آیا اور میرے سامنے میز دھری ہے۔ میں نے اس کو کہا کہ آپ بہت ہی خوبصورت ہیں۔ جواب دیا کہ

ہاں میں درشنی آدمی ہوں

اس سلسلہ کی بنیاد سے پہلے میں نے دیکھا جب مرزا صاحب فوت ہوئے ہیں۔ میں اصل مکان موجودہ سلطان احمد والے میں ایک دالان میں بیٹھا ہوں۔ مغربی کوٹھڑی سے ایک برقع پوش عورت نکلی اور مجھے کہنے لگی

میں اس گھر سے جانیکو تھی مگر تیرے واسطے رہ گئی۔ جوان عورت اگر خواب میں دیکھی جاوے تو اس سے مراد دنیا کے اقبال اور فتوحات ہوتے ہیں خواہ کسی قوم کی ہو۔

۸ر جولائی سنہ ۱۹۰۴ء

احاطۂ عدالت

فرمایا۔ جن کو اللہ تعالیٰ دنیا میں تکالیف دیتا ہے اور جو لوگ خود خدا کیلئے دکھ اٹھاتے ہیں ان دونوں کو خدا تعالیٰ آخرت میں بدلہ دیگا۔ دنیا تو پلنڈ کا مقام ہے رہنے کا نہیں اگر کوئی شخص سارے سامان خوشی کے رکھتا ہے تو خوشی کا مقام نہیں یہ سب آرام اور وہ کشمش جو میوہ ایسے ہیں اور اس کے بعد ایک ایسا جہان آنیوالا ہے جو دائمی ہے۔ جو لوگ اس مختصر جہان میں انسانی بناوٹ میں فرق اور کمی بیشی دیکھکر دوسرے جنم کے گناہ ہوا اور ہلو تیر محمول کر لیتے ہیں وہ غلطی پر ہیں وہ یہ معلوم نہیں کرتے کہ آخرت کا ایک بڑا جنم آنیوالا ہے۔ اور جن کو خدا تعالیٰ نے پیدائش میں کوئی نقص عطا کیا ہے اور جن لوگوں نے اپنے آپ کو خود بخود خدا کی رضامندی حاصل کرنے کیلئے دکھوں میں ڈالدیا ہے۔ ان دونوں کو وہاں جاکر اس کا بدلہ ملیگا۔ یہ جہان تو تخم ریزی کا جہان ہے اور ایسے موقع حاصل کرنے کے واسطے ہے جنسے خدا راضی ہو۔

بعض لوگ اپنے عملوں سے خدا کو راضی کرتے اور بعض اپنے آپ کو تکالیف میں ڈالکر خدا کو راضی کرتے ہیں۔

ایک شخص کے دو خدمتگار ہیں۔ ایک کو وہ اپنے کام اور سفر پر روانہ کرتا ہے کہ جہاں اس کو نہ سواری ملسکتی اور نہ سایہ ہے بلکہ پیدل چلنا اور سخت گرمی اور دھوپ اور لو کا سامنا ہے مگر وہ جانتا ہے کہ جس کو جتنی تکلیف ہوگی اوس کو اتنا ہی بدلہ اور عوض خدمت دونگا۔ پس پھر ان دونوں خدمتگاروں کو اپنے سفر پر کیا اعتراض ہے۔ اسیطرح لنگڑے۔ اندھے۔ اپاہج۔ غریب۔ فقیر وغیرہ لوگ جو خدا تعالیٰ نے پیدا کئے ہیں۔ ان کو جبکہ دوسرے آخری جہان میں بلکہ بدلہ ملنا ہے تو کیا ضرورت ہے کہ ہم گونا گون جنم مانیں پھر اور اس بڑے اور حقیقی جنم سے اعراض کریں جو دکھ اللہ تعالیٰ نے دیئے ہیں وہ تو ثواب حاصل کرنے کو دیئے ہیں۔ جبکہ وہ رحم کرنے والا ہے تو کسی کو کسی طرح اور کسی کو کسیطرح بدلہ دیتا اور دیتا رہیگا۔ پس اپاہج اور اندھے وغیرہ کو اپنی ان نقائص خلقت کا بدلہ قیامت میں ملجاویگا۔ پھر یہ بھی ممکن ہے کہ ایک شخص شاہی گھر میں پیدا ہوا ہے اور سارے سامان عیش و نشاط مہیا ہیں پر وہ بار یک در بار یک دکھوں اور مصیبتوں میں مبتلا ہے۔ اور وہ شخص جو گدائی اور فقیری حیثیت میں بھیک مانگتا پھرتا ہے وہ ایسے سکھوں میں ہو کہ جو اس امیرزادے کو کبھی میسر نہیں پھر کیا کہیں دولت والے کو یہ حکم دیا ہے کہ اسے عیاشی کر بلکہ یہ حکم دیا ہے کہ غریب بھائی کیطرح عبادت کر۔ بہر حال یہ دنیا چندروزہ ہے انسان کیا سمجھلے کہ میری عمر کسقدر ہے۔ جنم کی شکی بات کو قبول کرنا عقل کا کام ہرگز نہیں۔ انسان جب پیدا ہوتا اور اپنی عمر طبعی پوری کر کے مرجاتا ہے تو کبھی کسی نے اس شخص کو اس جہان میں واپس آتے ہوئے نہیں دیکھا۔ مثلاً بڑے بڑے عالم اور فاضل مر جاتے ہیں۔ تو انہوں نے واپس آکر کبھی نہیں بتلایا کہ میں نے پچھلے جنم میں فلاں علم حاصل کیا تھا۔ ہزاروں جنم پائے اور علم و عمل حاصل کرتا رہا۔ مگر جب واپس آیا وہ پہلے علم و عمل ... ضائع ہوتے رہے۔ جسطرح وہ واپس آکر سب علوم بھلا دیتا بلکہ بیان کا پہلا آنا ہی اسکو یاد نہیں رہتا تو وہ وہاں حرا یا ... اور نجات کسطرح حاصل کریگا جو لوگ تناسخ کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ مکتی گیان سے ہوگی مگر کروڑ دفعہ کے جنم سے ایک حرف تک ان کو یاد نہیں رہتا اور جب آتا ہے خالی ہاتھ ہی آتا ہے کچھ تو ساتھ لاوے۔ اگر کچھ بھی ساتھ نہیں لاتا تو گیان کیا ہوا۔ غرض جسطرح ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شخص کے ہاتھ پاؤں سرد ہو گئے ہیں دم بند ہو گیا ہے آنکھیں پتھرا گئی ہیں اور روح رخصت ہو گیا ہے اسیطرح تم اس کے واپس آنیکا ثبوت پیش کر دو تو ہم مان لیتے ہیں۔ واپس آنیکا ثبوت تو یہی تھا کہ اپنے کسی گیان کو ساتھ لے آتا۔ مگر یہ بیہودہ خیال ہے کہ وہ کسی گیان کو ساتھ لاوے۔ پس بغیر ثبوت کے ہم کیسے مان سکتے ہیں۔ بڑا مولوی اور بڑا پنڈت بن کر اس جگہ سے رخصت ہوا تھا واپس آکر کچھ بھی یاد نہیں۔ جب وہاں جاکر سب کچھ بھول آتا ہی تو کسطرح معلوم ہو کہ یہ دوسرا جنم لیکر آیا ہے اگر صرف اس کی اچھی کو پورا کرنیکے واسطے جنم ماننا ہے تو ہم یوں کیوں نہ مان لیں کہ جسطرح یہاں تکلیف اٹھاتا ہے اوسیطرح وہ خدا تعالیٰ اس کو اعلیٰ سے اعلیٰ بدلہ عطا نہیں کر سکتا مثلاً دیانند مر گیا ہے آجاوے تو ہم اس کو اسطرح شناخت کر سکیں گے کہ ستیارتھ پرکاش یا وید کا کچھ حصہ ہمیں پڑھکر سنا دیوے۔ پڑھا ہوا آدمی اگر بھینس کی شکل میں بھی آجاوے تو چاہیے کہ وہ بھینس بھی طوطے کیطرح بولے۔ ہاں صوفیوں نے بھی یہ لکھا ہے۔

> ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام
> ہفتصد ہفتاد قالب دیدہ ام

مگر اس سے کچھ اور مطلب ہیں یعنے جب انسان خدا تعالیٰ کی طرف ترقی کرنے لگتا ہے تو پہلی اس کی حالت بہت ابتر ہوتی ہے جسطرح ایک بچہ آج پیدا ہوا ہے تو اوسمیں صرف دودھ چوسنے ہی کی طاقت ہوتی ہے اور کچھ نہیں۔ پھر جب غذا کھانے لگتا ہے تو آہستہ آہستہ۔ غصہ۔ کینہ۔ خود پسندی۔ نخوت۔ علیٰ ہذا القیاس سب باتیں اسمیں ترقی کرتی جاتی ہیں اور دن بدن جوں جوں اسکی غذا الیت بڑھتی جاتی ہے شہوات اور طرح طرح کے اخلاق ردیہ اور اخلاق فاضلہ دور کیئے جاتے ہیں اور اسیطرح ایکوقت پہلے پورے کمال انسانی پر جا پہونچتا ہے اور یہی اوس کے جسمانی جنم ہوتے ہیں۔ یعنے کبھی کتے کبھی سور کبھی بندر کبھی گائے کبھی شیر وغیرہ جانوروں کے اخلاق اور صفات اپنے اندر پیدا کرتا جاتا ہے۔ گویا کل مخلوقات الارض کی خاصیت اوس کے اندر ہوتی جاتی ہے اسیطرح جب اللہ تعالیٰ کے ساتھ پاک کا راستہ جائیگا تو یہ ساری خاصیتیں اس کو طے کرنی پڑینگی اور یہی تناسخ اصفیاء نے مانا ہے اور اس کا اسلام اور اون کا قرآن بھی اقراری ہے۔ غالباً یہی تناسخ ہندو میں بھی تھا مگر بے علمی سے وہ کہ تنگ گیا اور سمجھ الٹی ہو گئی۔

مگر دنیا میں یہ بات کہ کوئی شخص ان بچھا کر وہ اس کو چھوڑ نہیں سکتا ورنہ یہ ہونا چاہیے تھا کہ وہ اسپر کو دریافت کر کے ناراستی کو چھوڑ دیتے۔ مگر یہاں ضد۔ تعصب اور ہٹ دھرم ماننے نہیں دیتی۔

مکھیاں شہد بناتی ہیں۔ ریشم کا کیڑا ریشم بناتا۔ موتی کا کیڑا موتی بناتا۔ بیل گھوڑے گائے جونک وغیرہ ہر ایک چیز انسان کیواسطے فائدہ مند ہے اگر سب چیزیں اتفاقی ہیں اور خدا تعالیٰ نے حکمت سے پیدا نہیں کیں تو پھر ایک وقت پر اپنا جنم پورا کر کے کل گائیں۔ کل مکھیاں۔ کل گھوڑے وغیرہ سب جانور انسان بن جانے چاہئیں۔ تو پھر یہ چیزیں اور نعمتیں ایک وقت آنے پر دنیا سے نابود ہو جانی چاہئیں۔ مگر جب تک انسان موجود ہے ان چیزوں کی اشد ضرورت ہے۔ پانی اور ہوا میں بھی کیڑے ہیں پھلوں اور اناجوں میں بھی کیڑے ہیں جنکے بغیر انسان کبھی زندہ نہیں رہ سکتا۔ پس یا تو تناسخ مانو۔ یا خدا کی حکمت مانو۔ مگر چونکہ انسان کا ان چیزوں کے سوائے گذارہ ہرگز نہیں ہو سکتا ہے معلوم ہوا کہ یہ ساری پیدائش حکمت الٰہی پر مبنی ہے۔ والسلام۔

اطلاع ضروری

مقدمات کی تاریخیں آجکل کچھ اس انداز سے پڑتی ہیں کہ گورداسپور کا قیام دن بدن بڑھتا جاتا ہے اگرچہ جناب مجسٹریٹ صاحب بہادر جنکی عدالت میں مقدمات دائر ہیں بجائے خود بہت کوشش کرتے ہیں کہ جسقدر جلد ممکن ہو مقدمات ختم ہو جائیں کیونکہ بہت پرانے ہو گئے ہیں اور اسمائے کی وہ تاریخوں کے مقرر کرنے میں بہت بڑی احتیاط فرماتے ہیں لیکن چونکہ آپ افسر خزانہ بھی ہیں اور خزانہ کا کام بہت کثرت سے رہتا ہے۔ بعض ایام میں بجز التوائے تاریخ دوسرا کام ہمارے مقدمات کا نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ یہ ہمیشہ کم کرم ...

۳ سال سے گورداسپور کے احاطہ کچہری میں بیکار اور منتظر آواز بیٹھے رہنا پڑتا ہے لیکن اس انتظار آواز میں اخبار کیلئے مضمون لکھنا یا کوئی اور کام کرنا قریباً مشکل ہی ہے اسی قسم کی وجوہات ہیں جو اخبار کے دیر سے شائع ہونے کا موجب ہو رہے ہیں۔ آج کا اخبار بدر ... اور ... جولائی سنہ ۱۹۰۴ء کے دو نمبروں کے قائمقام شایع ہوتا ہے۔ یہ ساری فروگذاشتیں ناظرین کی فیاض نظر سے ... پیش کر رہی ہیں اور ہم مجبور تھے ... ہیں۔

سکہ کی ابتدا اسلام مین

دنیا مین وہ کون ہے جو ابیض و زرد کی نازآفرین اداؤن کا دل سے دلدادہ و شیدا یا اُس کی قدر و قیمت سے واقف نہین ہے لیکن ایسے بہت کم لوگ ہین جو اُسکی ابتدا اُسکی ترقی اور اُس کے حالات موجودہ پر اُسکی تاریخ سے واقف ہون جسطرح یہ کہ سکہ کی ابتدا قدیم سلطنت لیڈیا مین جہان کے دولتمند بادشاہ قارون کا نام ابیض و زرد کی کے عشق کے لحاظ سے آجتک ضرب المثل ہے ہوئی اور پھر یونانیون اور رومیون مین بتدریج ترقی پاکر تمام عالم مین پھیل گیا اور اس پر بحث کرنا تو ایک طول امل ہے تو بھی اس وقت ہم صرف اسلامی سکہ کی ابتدا پر بحث کرنا چاہتے ہین ابتدا مین جبکہ جماعت انسانی کی ضرورتین محدود ہوتی ہین تبادلہ سے کام چل جاتا ہے۔ لیکن جب ترقی تمدن کے ساتھ مختلف افراد کی ضرورتون مین مختلف طور پر ترقی ہوتی ہے تو کسی ایسی چیز کی ضرورت پیدا ہوتی ہے جو سب اشیاء کی خرید و فروخت کے لئے ذریعہ تبادلہ بن سکے اور چونکہ ایسی شے کے مقبول عام ہونے کے لئے علاوہ دوسری صفات کے ضرور ہے کہ (۱) کمیاب ہو (۲) بدقت حاصل ہو سکتی ہو (۳) وزن کے اعتبار سے جسامت مین کم ہو۔ (۴) بطور خود بھی اُس کی قدر و قیمت ہو (۵) سخت ہو۔ اس وجہ سے قدیم سے دنیا نے بالاتفاق فیصلہ کر دیا ہے کہ جیسی قابلیت چاندی اور سونے مین ذریعہ تبادلہ بننے کی ہے ویسی کسی دوسری شے مین نہین ہے پس اسی وجہ سے یہ قیمتی دھاتین عام اشیاء کی خرید و فروخت مین استعمال ہونے لگین۔ لیکن جب تجربہ سے ثابت ہوا کہ حرص و طمع ایسی چیز ہے کہ انسان کو دغا و فریب کی طرف مائل کرتی ہے اور رفتہ رفتہ ان دھاتون تک بھی اس کا سلسلہ پہونچا تو کسی ایسی معیار کی ضرورت داعی ہوئی جس سے بآسانی خالص و قلب مین تمیز ہو سکے اور چونکہ صنعت و حرفت اور تجارت و سلطنت سب کے کاروبار کے لئے کسی عام ذریعہ تبادلہ کی ضرورت تھی اس لئے سلطنت ہی نے اس کا اہتمام اپنے ہاتھ مین لیا اور ان دھاتون کے مختلف ٹکڑون کو اپنی خاص علامت ثبت و منقوش کر کے جاری کیا تاکہ ہر شخص کھرے کھوٹے مین تمیز کر سکے یہی ابتدا سکہ کے چلن کی ہے۔ عرب مین قدیم زمانہ مین کوئی ملکی سکہ رائج نہ تھا۔ بلکہ جس جس حصہ ملک پر جس سلطنت کا اثر تھا یا تجارتی تعلقات تھے اُسی کا سکہ وہان رائج تھا۔ جنوبی عرب مین جہان قدیم سے یمنی تمدن پھیلا ہوا تھا حمیری سکے رائج تھے اور وسط عرب مین جو سلطنت ایران کے زیر اثر تھا ساسانی سکون کا رواج تھا۔ اور شمال مین جہان رومی سلطنت کا سایہ پڑا تھا وہی درہم و دینار عام طور پر مروج تھے۔ جب ہمارے ہادی برحق نے جزیرہ نمائے عرب مین کلمۃ الحق کا اعلان کر کے اسلام کی تبلیغ کی تو جس زمانہ تک کہ اسلام کے بیرونی تعلقات قائم نہ ہوئے تھے وہی قدیم سکے رائج رہے لیکن جب نور اسلام نے دوسرے ممالک کو روشن کیا اور جدید تمدنی ضرورتون اور تجارتی وسعت کے لحاظ سے یہ دیسی سکون کی تعداد جو قدیم زمانہ مین اہل عرب کی محدود خریدوفروخت کیلئے کافی تھی ناکافی ثابت ہوئی تو جبر طرح بہت سے دوسرے مفید انتظامات کی بنیاد امیرالمومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک زمانہ مین پڑی تھی۔ اسطرح سکہ کو بھی پہلی دفعہ ممالک اسلامیہ مین ضرب ہونے کی عزت اسی متبرک عہد مین ۱۸ھ مین حاصل ہوئی لیکن چونکہ طبیعت انسانی کا خاصہ ہے کہ جن اشیاء سے مانوس ہو جاتی ہے اُس کو بہت ہی مشکل سے ترک کرتی ہے اور گو سمجھدار لوگ علم و عقل کے روسے خاصہ طبیعت کو روک بھی لیتے ہین مگر جاہل و نادان لوگ تو اس کے آگے بالکل بے بس ہوتے ہین اور یہ ظاہر ہے کہ سکہ ایسی چیز ہے جس کو جاہلون اور عالمون دونون بلکہ جاہلون سے بیشتر اور عالمون سے کمتر سابقہ پڑتا ہے اس لئے اس کا بدلنا کچھ آسان کام نہین ہے اور اگر ایسا قصد بھی کرتے ہین تو بہت ہی بتدریج اور آہستہ حصول مرام کی طرف قدم بڑھاتے ہین۔ اسکے علاوہ یہ بھی بڑی وقت تھی کہ صرف مسلمانون ہی مین لین دین محدود نہ تھا۔ بلکہ تجارتی کاروبار کی ضرورتون نے دوسری قومون سے تعلقات قایم رکھنے پر بھی مجبور کیا تھا۔ اور اس لئے خالص اسلامی سکہ کی اجرا سے پہلے استحکام سلطنت مقدم تھا یہی وجہ تھی کہ ابتدا مین سکہ جب ضرب کیا گیا ہے تو نہ اس کا نام یا وزن بدلا گیا اور نہ صورت و ہیئت چنانچہ جو سکے حضرت عمرؓ کے زمانہ مین مضروب ہوئے تھے وہ درہم و دینار رومی لفظ دینار یس ورلیس اور درہم لفظ درخیم اور فلس لفظ فالس سے نکلا ہے اور اسیطرح ہیئت کے اعتبار سے رومی اور ایرانی ٹھپہ قایم رکھے گئے صرف اُن پر نام یا کوئی برکت کا کلمہ عربی زبان کا بڑھا دیا گیا تھا۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ کا کوئی سکہ ہماری نظر سے نہین گذرا لیکن ایڈورڈ ٹامس نے جن ساسانی سکون کی تصویرین دی ہین اُن کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا مین نام بھی عربی زبان مین نہین لکھے تھے بلکہ بنانے والے اور دارالضرب کا نام بھی دری زبان مین لکھا جاتا تھا۔ اور اُن پر ایک طرف خسرو پرویز کی صورت اور دوسری طرف آتش قربانگاہ اور دو موبدون کی تصویر بنائی جاتی تھی۔ سب سے زیادہ اس قسم کے سکے زیادہ ابن امیہ کے زمانے کے پائے گئے ہین کیونکہ وہ امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ کی طرف سے بصرہ کا گورنر تھا۔ اس کے بعد جب عبداللہ ابن زبیر کا زمانہ آیا تو انہون نے اس وجہ سے کہ اکثر مختلف قیمتون اور عیار کے سکے رائج تھے اور ان کی وجہ سے عام طور پر کاروبار مین نہایت خرابی پڑتی تھی اس طرف توجہ فرمائی اور ان کے بھائی مصعب بن زبیر کے حکم سے حارث ابن عبداللہ ابن ربیعہ المخزومی نے ۶۶ھ مین سکے بنانے شروع کئے۔ مگر یہ سکے بھی بالکل ایرانی وضع کے تھے۔ صرف اتنا فرق تھا کہ ایک طرف الفاظ "برکت اللہ" اور دوسری طرف "اللہ" اور بڑھا دیئے جاتے تھے لیکن چونکہ عبداللہ ابن زبیر کا زمانہ خلافت مختصر چندروزہ تھا۔ اور یوسف بن حجاج کے ظالم گرتو می ہاتھون نے بہت ہی جلد اس کا خاتمہ کر دیا اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے زمانہ کے سکے زیادہ عرصہ تک مروج نہین رہے۔ ابتدا مین ایرانی طرز کے سکون کے مضروب ہونے کی یہ وجہ تھی کہ دارالضرب قسطنطنیہ تو جاری تھی اس لئے ممالک شام وغیرہ مین سکون کی کمی ہوتی تھی۔ تو وہان سے پوری ہو جاتی تھی۔ مگر برخلاف اس کے دارالضرب ایران ساسانیون کی تباہی کی وجہ سے بند ہو گئی تھی اور اس لئے وہان سلطنت اسلامیہ ہی کو جدید سکے بنانے پڑے غرضیکہ عبداللہ بن زبیر کے زمانہ تک سکون کی وہی قدیم شان قایم رہی۔ لیکن جب خلیفہ عبدالملک بن مروان نے یوسف بن حجاج کی سختی اور تدبیر ملکی کی بدولت ممالک اسلامیہ کو اندرونی بغاوتون اور قضیون سے پاک کیا تو خلافت اسلامیہ کی سطوت و جبروت مین یہانتک ترقی ہوئی کہ اُس نے قرابین کی پیشانی سے تثلیثی طغرا کو نکالکر توحیدی طغرا قایم کیا۔ اس پر جسٹی نین دوم قیصر روم کی رسم قدیم کے پیر اختیار کئے جانے سے مایوس ہوکر یہ دہمکی دی کہ مین اپنے سکہ مین نعوذ باللہ تمہارے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام کو ساتھ ایسے منقوش کرا دونگا جو تم کو نہایت ناگوار گذرینگے اور چونکہ ہمارا سکہ عالمگیر ہے اس لئے ساری دنیائے اسلام مین بآسانی پھیل جائیگا یا یہ ہو جیسا کہ ابن خلدون نے بیان کیا ہے کہ قیصر روم نے ان خطوط کی پیشانی پر جو اس کے پاس خلیفہ اسلام کے یہان سے آئے تھے قل ہو اللہ احد اور آنحضرت صلعم کا نام نامی لکھا دیکھ و تاب کھایا اور ایسی دہمکی دی۔ معلوم ہوتا ہے کہ جب سلطنت بنی امیہ دمشق مین قایم ہوئی تو انہون نے رومیون کے تثلیثی طغرا اور طرز کو محض علامات حکومت و سلطنت سمجھکر اختیار کر لیا اور گو بعد مین اُس کے معنے سمجھ بھی گئے۔ لیکن چونکہ اندرونی بغاوتون اور آئے دن کے فسادون کیوجہ سے اتنی قوت نہ تھی کہ رومی غیظ و غضب کا مقابلہ کر سکتی اس لئے انہون نے اُنکو نہین بدلا لیکن جب عبدالملک کے زمانہ مین سلطنت کی بنیاد قوی ہوگئی تو اُس نے پہلی ہی مرتبہ اس غلط طریقہ کو بدلا۔ یہ قیصر روم کو نہایت ناگوار گذرا لیکن جو حکم اسکی رعایا کی منصفانہ بغاوت نے جیسا کہ گبن نے لکھا ہے جلد اس کا خاتمہ کر دیا اس لئے اُس سے کوئی نتیجہ پیدا نہین ہوا۔ اصل یہ ہے کہ اگر قیصر روم دہمکی نہ بھی دیتا تو تمدنی ضرورتین خود اس امر کی مقتضی تھین کہ ممالک اسلامیہ مین سکہ بنایا جائے کیونکہ اس زمانہ مین ممالک محروسہ کے حدود ایکطرف تو سرحد چین سے ملے ہوئے تھے اور دوسری طرف خلیج بسکے سے ٹکر کھاتے تھے پس گویا قیصر روم کا دہمکی دینا بارود مین شرارہ ہو گیا اور عبدالملک بن مروان نے خالد بن یزید بن معاویہ کی صلاح و مشورہ سے جن کو بوجہ علم و فضل اور دانش و فرہنگ کے حکیم بنی امیہ کا معزز خطاب دیا گیا ہے ۷۶ھ مین اسلامی سکہ بنانا شروع کیا۔ مختلف تاریخون کے دیکھنے سے ایک عجیب اختلاف معلوم ہوتا ہے کیونکہ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ ۷۴ھ مین سکہ ضرب ہوا اور اکثر کا اس پر اتفاق ہے۔ جیسا کہ ہم نے بھی لکھا ہے کہ ۷۶ھ مین سکہ کا رواج ہوا لیکن اگر خود سکون کو علامہ مقریزی کی بیان سے مقابلہ کر کے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا مین جو سکہ عبدالملک نے بنوایا تھا اس مین بڑی حد تک رومی شان قایم رکھی گئی تھی یعنی اس مین عبدالملک نے خود اپنی تصویر بنائی تھی جسکی کمر سے تلوار لٹکتی تھی۔ اب ہم چند قدیمی سکون کی تفصیل بتاتے ہین

(۱) طرف اول۔ رومی طرز کی صورت سر پر تاج اس پر صلیب سیدھے ہاتھ مین ایک کرہ اُس پر اور اسکی داہنی طرف لفظ "تجمعس" عربی خط مین اور بائین طرف یونانی لفظ (ΚΑΛΟΝ) [illegible] طرف ثانی۔ حرف (M) اس پر ایک ستارہ اور دو دائرہ اور حاشیہ پر یونانی الفاظ [illegible] اور اس کے نیچے عربی لفظ "طیب"۔

(۲) طرف اول۔ رومی طرز کی صورت جسم سیدھا کھڑا اور پر کو اوٹھا ہوا ہر چہار لئے ہوئے دوسرے ہاتھ مین ایک کرہ جس پر صلیب چڑھی ہوئی بائین طرف "بسم اللہ" سیدھی طرف ع ح ن۔ طرف ثانی (M) اسپر صلیب حاشیہ مین [illegible] اس کے نیچے "طیب"

(۳) طرف اول دو قد آدم صورتین ہر ایک کے ہاتھ مین عصائے شاہی جسپر صلیب لگی ہوئی اور اُن صورتون کے بیچ مین "محمد رسول اللہ" اور حاشیہ پر "لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ"

(۴) طرف اول قد آدم صورت بال بڑے بڑے اور ایکطرف کمر سے تلوار لٹکتی ہوئی حاشیہ پر "محمد رسول اللہ" طرف ثانی (M) حاشیہ پر "ایلیا فلسطین"

(۵) طرف اول صورت نصف جسم چہرہ سامنے اور بال لمبے حاشیہ پر "لا الہ الا اللہ" طرف ثانی شاہی [illegible]

(۶) طرف اول کھڑی صورت جو فرجی پہنے ہوئے ہاتھ سینہ تک اوٹھا ہوا اس ہاتھ مین تلوار کا قبضہ جو کمر سے لٹکتی ہے اور حاشیہ پر خط کوفی مین "بسم اللہ [illegible] عبدالملک امیرالمومنین" لکھا تھا۔ طرف ثانی ایک قایم

م صلیب جسکا سرا چار سیڑھیون پر قایم ہے اُس کو سیدھی طرف "یقفرین" اور الٹی طرف "داف" حاشیہ پر "لا الہ الا اللہ وحدہ محمد رسول اللہ" د ۷ ا دینار طلائی۔ طرف اول وسط مین "لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ" حاشیہ پر محمد رسول [illegible]

[illegible]

سلہ۔ المقریزی

عیسائیوں کی دوزخ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

دوزخ سے اس محبت برا عظیم تک ایک پل بنا ہوا ہے جس میں فن عمارت کی ہمدگی ختم ہو گئی ہے

اس کے علاوہ ملٹن نے دوزخ کی تکالیف کو بیان کیا ہے وہ ایک اعلیٰ درجہ کا شاعرانہ ہے۔ اس نے برنسبت اپنے پیشوایان دین کے دوزخیوں کو زیادہ تکلیف نہیں دی اور ڈرین کہتا ہے کہ روح کو ایک پنجرے میں بند کیا جائیگا اور پھر اس پنجرے میں آگ لگا دی جائیگی اور وہ ہمیشہ تک جلتی رہیگی۔ پھر اسی پنجرے میں اسکے بیانک بھوت چھوڑے جائیں گے۔ جو ہر وقت اس پر حملہ کرینگے ان دیووں کی صورت نہایت ڈراؤنی ہوگی۔ ان کا جسم سانپوں کا سا اور ان کے بازو نہ جانوروں کے سے ہوں گے جس کا دھڑ چیتے کا اور دل شیر کا ہوتا ہے اور اس کا دھڑ بھی اسی قسم کے جانوروں کا ہوگا اس کے کاٹنے کے نشان بالکل عیاں ہوں گے۔ ایک کتاب جس میں دوزخیوں کی تکالیف کا بالتفصیل ذکر ہے ۱۸۳۲ء میں چھپی تھی اس کے دیباچہ میں مصنف کہتا ہے کیا تمہیں خیال ہے کہ میں نے دوزخ کی تکالیف کے بارے میں مبالغہ کیا۔ نہیں بلکہ میں نے ان کا حصہ بھی ادا نہیں کیا۔ اس کتاب میں تصاویر بھی بنائی گئی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ دوزخیوں کو کیونکر تکلیفیں پہنچائی جائیں گی۔ کسی دوزخی کے جسم میں آگ لگی ہوئی ہے اور کسی سانپ لپٹ رہے ہیں کسی پر اولادی آگ کے گولے پڑ رہے ہیں۔ اس کتاب میں علیحدہ علیحدہ باب ہیں اور ان میں خاص خاص تکالیف کا بیان ہے ایک باب میں صرف تکالیف کی تعداد اور جہنمیوں کے رہنے کے کمروں کا ذکر ہے۔ جن میں ظالم۔ کنجوس۔ خدا کا فرامور اور بدنیت عورتیں رکھی جائیں گی۔ سب بالوں کا نتیجہ یہ ہے کہ بے ایمان دوزخی ہونے کی نشانی ہے۔

"ابلیس دین کا بیان ہے کہ مجھ خواب میں ایک فرشتہ دوزخ کی سیر کرانے لے گیا جان "ال" جمعہ تھے دیکھا کہ آتش کا ایک سیلاب آ رہا ہے اور جتنی تکالیف کہ بہت فکر کے بعد انسان کے خیال میں آ سکتی ہیں سب کی سب یکجا ان تعمیل ہو گئی ہیں۔

جو نا تھن ایڈورڈس کا بیان ہے کہ دوزخی جب دیکھیں گے کہ نہ صرف دوزخ میں گر رہے ہیں بلکہ ہمیشہ کا زمانہ جس میں چاند سورج اور ستارے سب فنا ہو جائیں اور ستاروں کی عمر ختم ہو جائیگی اور وہ آہ و زاری کریں گے لیکن انہیں دوزخ سے نجات نہ ملے گی تو انہیں یہ جواب ملے گا تمہیں کوئی امید نجات کی نہ کرنی چاہیئے تمہیں ہرگز ایک لمحہ کا بھی آرام نہ دیا جائیگا۔ اور جب تم ایسے زمانہ ہزار ہا لاکھ کر لوگے تو اس وقت تمہیں معلوم ہوگا کہ جتنی تکالیف تمہارے لئے خاص کی گئی ہیں ان کا ایک لاکھواں حصہ بھی تم نے پورا نہیں کیا اب کہاں رہی رونا ہے وہی درد ہے جل جانا ہے اور وہی نالے کرنا ہے۔ تمہارے اجسام جو کروڑہا برس سے جل رہے ہوں گے اب بھی اسیطرح نازک رہیں گے اور تمہارے غیر فانی جسم ان ہی اجسام پر برداشت کرتے رہیں گی۔

ایک اور پیشوائے دین مسیحی کا قول ہے کہ ماں باپ اپنے بچوں کو ایک تکلیف میں دیکھیں گے بچے اپنے ماں باپ کو جان کندنی میں نظر کرینگے۔ بیان ہے کہ خاوند اپنی بیویوں کو دیکھیں گی اور خاوند اپنی بیویوں کو نظر حسرت سے ملاحظہ کریں گے مگر ایک دوسرے کے درد کا کوئی علاج نہ کر سکے گا۔

ایک کونسل اپنی کتاب کو اس بیان سے شروع کرتا ہے۔ تمام اچھی چیزیں وسط میں رکھی جاتی ہیں۔ بیج میوے کے بیچ میں ہوتا ہے جو زیادہ تر نسبت تنگ راستے کے زیادہ آسان ہے۔ فلسفی۔ ارباب سلطنت۔ شاعر۔ مورخ۔ مصور۔ ریاضی دان۔ اور حسین مستورات۔ سب دوزخ میں جائیں گے +

عیسائیوں کی دوزخ

(نمبر ۲)

جانا بریند نے کتاب لیس مٹا ترمس میں دوزخیوں کی تکالیف کا بیان کیا ہے لیکن اس کا رجحان زیادہ جسمانی تکالیف سے روحانی تکالیف کی طرف معلوم ہوتا ہے۔ یہ کتاب بہت ضخیم ہے اور اس میں نہایت دلچسپی سے بیان لکھا گیا ہے جس کا چند فقرے ہم ذیل میں درج کرتے ہیں "شیطان پارہ پارہ ہو کے اپنی بداعمالیوں کی وجہ کے ساتھ دوزخ میں پھینکا جائیگا۔ موت مثل ایک سیاہ داغ کے تمام سرکی جائیگی۔ اور پھر اسے دوزخ کی آگ میں جلایا جائیگا شعلہ ناری ہولی آگ اس دھبہ کو خاک سیاہ کر دیگی اور اس کا نام اور نشان صفحۂ ہستی پر باقی نہ چھوڑیگی۔ شیطان غریبوں کی آہ و زاری پر خندہ کریگا دوزخ کی عمیق غار کے وسط میں خون اور آنسوؤں کے سمندر کے بیچ بہت ایک سیاہ محل بنایا گیا ہے جسپر دائمی گھٹائیں کی افتین برابر رہیں گی ایک خشک درخت اس کی دیوار پر لٹکا ہوا ہے جسپر عزرائیل کا پھریرا ربانی روشنی کے ساتھ لہراتا رہتا ہے۔"

پولاس اپنی کتاب کورس آف ٹائم میں یہ تحریر کرتا ہے کہ دوزخ کی دیوار آہنی بلندی کا اسید و جہد کے قیداس پر نہیں جا سکتی۔ تمکنین صورتوں کا نشان دوزخ کی آگ میں لگا۔ وہ کیڑے ہوں گے جنکی خوراک انسان کے دل ہیں اور جو کبھی نہ مرینگے۔ اس کتاب میں بھی تصویریں بنائی گئی ہیں اور دکھایا ہے کہ کیڑے کیونکر دوزخیوں کے دل کھا رہے ہیں اور وہ اس درد سے کیونکر تڑپ رہے ہیں۔

وی اے تھشیڈ اپنی کتاب بروافرا بلوڈی میں جو ۱۸۹۶ء میں طبع ہوئی تھی لکھتا ہے کہ اگر حق پوچھو تو یہ ہے کہ ان کی زندگی میں پھندا پڑ ہوگا اور تمہیں تکریم سے جلتی ہوئی چاندی کے ان کی ہتھیلیوں پر رکھی جائیں گی اور جب وہ نہیں مٹیں گے تب ہی پیکڑیں گے تو پھر ٹکڑے اچھل کر ان کی ہتھیلیوں پر آ پڑینگے ہم پر یہ پتا کیوں ڈالی گئی اور یہ غضب کیوں بڑے بڑے پادریوں اور بطریقوں کے نالہ و بکا کی آوازیں بلند ہونگی۔ وہ خود دریافت کرینگے کہ دوزخ تو کتنی دور ہے اور جو کچھ عذاب کی عجیب و غریب باتیں تیری نسبت بیان کی گئی تھیں ان میں سے ایک بھی غلط نہیں نکلی۔

اس کتاب میں آگے چل کے یہ بیان ہوا ہے دوزخ میں گرجے بنے ہوئے ہیں۔ پادری وعظ کہنے والے ہوں گے۔ شیرخوار نابالغ بچے دوزخ میں ہیں دوزخ میں تھیٹر بھی ہیں ناچ گھر بھی ہیں۔ کمروں میں میزوں پر طرح طرح کا مال بھی سجے ہوئے ہیں۔ ڈاکخانہ بھی ہوئے ہیں۔ ڈاکخانہ ہونے کی یہ وجہ ہے کہ جو عرضیاں دوزخی روانہ کریں یا عذاب کی نسبت باہم خط و کتابت کرنا چاہیں وہ پہنچ سکیں۔

پادری ریورنڈ جے فرنس نے ایک کتاب سائٹ آف ہیل نامی تصنیف کی ہے جس کے دیباچہ میں وہ یہ لکھتے ہیں کہ میں نے بچوں کے بارے میں تحریر کی ہے اس کتاب میں سخت دردناک اور دوزخ کے خوفناک عذابوں کا ذکر ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں "سولہ برس کی لڑکی جلتے ہوئے روغن صحن پر برہنہ پا پھرائی جائیگی اور ایک لڑکے کے گلے میں آگ کے جلتے ہوئے شعلوں کا طوق ڈالا جائیگا اور ایک شیرخوار بچہ آتشین تنور میں سخت دردناک ہو تڑپتا اور غل مچاتا نظر آئیگا۔

سینڈبرگ کا بیان ہے کہ آفتاب بھی دوزخ ہے اور کل دوزخی مرنے کے بعد کرہ آفتاب میں چلے جاتے ہیں جو کتاب اس شخص نے دوزخ کے بیان میں تصنیف کی ہے اسکا نام ٹریولس اِن ہیل ہے یہ ایک بہت بڑی کتاب ہے اور اس میں نہایت دلچسپ طریقہ سے حالات دوزخ بیان کئے ہیں۔

چنانچہ دوزخ کی شکل اور صورت کی نسبت یہ تحریر ہوا ہے کہ بہشت چار مربع گول مثلث نما ہے لیکن عام طور پر اس پر اتفاق ہے کہ دوزخ مربع شکل کی ہے گو اس کا رقبہ ٹھیک طور پر نہیں معلوم جب ملکہ الزبتھ مر گئی اور جیمس اول تخت نشین ہوا تو ایک آئرش پادری نے جس کا نام سیلڈن تھا گرجا میں جا کے یہ وعظ کہا۔ شاید تم دریافت کرو کہ یہ باتیں کس نے بیان کیں تو تم سمجھ لو کہ اس قسم کے سوال اور ایسی باتیں کرنا میں کرانی نہیں چاہتا میں جو ہم بیان کریں اسے حق سمجھو اور یہ نہ دریافت کرو کہ یہ باتیں ہمیں کہاں سے معلوم ہوئی ہیں سب کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان آزمائش میں ضرور پڑیگا اور ہم نہیں خیال کر سکتے کہ اسکی کیا کیفیت ہوگی بلکہ زیادہ مخلوق یقیناً دوزخ میں جاویگی۔ تمام بڑے بڑے منصفوں اور فلاسفروں کیلئے دوزخ کے سخت ترین طبقے تیار کئے گئے ہیں۔ افلاطون۔ ارسطو۔ سقراط۔ ہومر۔ ایک مینس یہ سب دوزخی ہیں۔ اور دوزخ میں ان کی جگہ تجویز ہو گئی ہے۔

غالباً پچاس برس ہوئے ہوں گے کہ ڈاکٹر انس ایک امریکن پادری نے اس مضمون پر گفتگو کی۔ مایوسانہ حالت "ایک وعظ کہا" اور انہوں نے بیان کیا کہ دوسرے کا فر موحد صوفی سب دوزخ میں جائیں گے۔ صرف اہل تثلیث کیلئے جنت بنی ہے۔ ڈاکٹر بریڈکس کہتا ہے کہ جہنمی وہ ہیں جو گناہ کو گناہ نہ سمجھیں اور بری باتوں کو برا نہ خیال کریں اور اپنی فطرت کی بہت سی باتوں کو نہ مانیں۔

فرینس لولیو نے ایک دلچسپ کتاب مشرکوں اور بت پرستوں کی آئندہ زندگی پر تحریر کی ہے اسکی اشاعت سترہ صدی کے آغاز میں ہوئی۔ اس کتاب کا نام "دی اپنی میلس سیکے نورم لبری الونگو" ہے۔ اس کتاب میں عالمانہ بحث کیگئی اور بڑے بڑے علماء کے اقوال نقل کئے گئے ہیں اس کو پورے ۹۰۰ صفحے میں۔ اس کتاب میں سب سے زیادہ افسوسناک مقام وہ ہے جہاں حضرت سلیمان علیہ السلام کی نسبت بیہودہ رائے کیگئی ہے۔ چونکہ عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی بی بی کے کہنے سے اخیر زمانہ میں بت پرستی کرنے لگے تھے اس لئے اس مصنف نے ان کی بعض پیاری اور خاص بی بیوں کی فہرست دی ہے اور انہیں جہنمی قرار دیا ہے۔

اینٹی بیسٹ نے ایک کتاب صرف آئندہ زندگی پر تحریر کی ہے جسمیں اس نے غیثا عورت ریسایکا تھامس کو جہنمی قرار دیا ہے۔

سویڈن کو بارک لی بڑی سے بحث کی ہے اور اخیر میں اس نے پولوس مقدس اور حضرت داؤد علیہ السلام کو جہنمی قرار دیا ہے اور جارج ثانی اور لوئیس چہار دہم کو فرشتوں کے زمرہ میں شامل کر دیا ہے۔

کیولی مس پیری سنٹ سیس نے ان شیاطین کو جو دوزخ میں متعین ہوں گے ۲۴۳۵۵۵۹۴ تعداد لکھی ہے۔ اس نے لکھا ہے کہ حسب ضرورت ان کو تعداد

مین برابر اضافہ ہوتا جائیگا۔ ان شیاطین کی خارجی شکلین اور اندرونی حالت بھی مفصل طور پر ظاہر کی گئی ہے۔ ان کے اجسام خالی نہین ہین بلکہ وہ کسیقدر روحانیت رکھتے ہین یا روحانی اجسام کے مشابہ ہین۔ جان واٹر نے کئی ہزار صفحہ کی کتاب اسی بیان مین لکھی ہے جس مین یہ تحریر کیا ہے کہ دنیا شیاطین کا مسکن ہے وہ لکھتا ہے کہ ستر شہزادے شیاطین میں ہین جنکی رعایا کی تعداد ستر لاکھ پانچہزار نو چھبیس ہے۔ شیاطین کی شکل عام طور پر بکرے کے مشابہ ہے دو سینگ آگے ہوتے ہین اور دو پیچھے مگر وہ مینڈک۔ مکھی اور بندر کی صورت مین بھی ظاہر ہوتا ہے۔ لمیک نے شیطان کو مکڑی کی صورت مین دیکھا تھا اس کا یہ بھی بیان ہے کہ شیطان سوائی فاختہ اور بھیڑ کے ہر جانور کی شکل مین حلول کرسکتا ہے افریقہ والون کا شیطان سفید رنگ کا ہوتا ہے اور اہل یورپ کا شیطان سیاہ رنگ کا۔ بوڑھا شیطان سانپ ہے جس نے حضرت آدم کو بہکا کر جنت سے نکالا تھا اسکی اس دنیا مین حکومت ہے اور وہی اس کا مطلق العنان حکمران ہے ہوا اور تاریکی پر بھی اسی کا قبضہ ہے۔

لیو سیفر نے شیطان کی شکل اژدہے کی بتائی ہے اور اس کے سر پر سات تاج۔ دس سینگ اور بڑی لمبی چوڑی دم بیان کی ہے اس کے دو ماتحت معتمد کام کرنیوالے ہین ایک ان مین سمندری ہے جس کے اپنے آقا سے زیادہ مین تاج ہین یہ چیندوے کی صورت مین ظہور کرتا ہے اس کے پیر ریچھ کے اور دم شیر کی ہوتی ہے۔ دوسرا معتمد زمینی ہے۔ چوپائے کے نام سے مشہور ہے اس کے صرف دو سینگ ہوتے ہین۔

اسکے بعد لیو سیفر نے جنات کا بیان کیا ہے اور ان کی تقسیم کرکے لکھتا ہے کہ جنات بھی مین فرشتے بھی ہین اور ایک کو دوسرے پر فضیلت ہے۔ اس کے سوا جنات کا ایک گروہ سمندر مین رہتا ہے جو ہمیشہ جہازون کی تباہی کا باعث ہوتا ہے ان ہی جنات مین وہ گروہ بھی ہے جو ہمیشہ لوگون کی بدنمائی کھوجنے۔ کسی کا مال نقصان کرینے مین لگا رہتا ہے بعض جنات مین ایسے بھی ہین جو لوگون کو پوشیدہ خزاین کا پتا بتا دیتے ہین۔

ڈاکٹر لوئیس ڈی مولن جو ۱۶۸۰ء مین آکسفورڈ یونیورسٹی کا پروفیسر تھا لکھتا ہے کہ مین انجیل مقدس سے ثابت کرتا ہون کہ حضرت آدم سے لیکے ہمارے وقت تک ایک لاکھ مین سے ایک بمشکل دوزخ کے عذاب سے بچا ہوگا۔ پروفیسر مذکور کا یہ عام اصول ہے کہ کل کا کل جہنمی ہین کیوریو لکھتا ہے کہ سات اور بارہ برس کی عمر کے بچے جنت مین جائینگے اور باقی سب جہنمی ہین جتنی اس دنیا کی آبادی ہے وہ سب جہنمی ہے۔

عام طور پر دوزخ کے چار حصے کئے گئے ہین سب سے نیچے کے حصے مین جنات رکھے جائینگے اور اسی درجہ مین ان جہنمیون کی روح بھی داخل ہوگی جنکے اجسام قیامت کے بعد اس مین ڈالے جاوینگے۔

دوزخ کے دوسرے درجہ کو اعراف کہتے ہین جہان آگ ہمیشہ روشن رہتی ہے مگر کبھی کبھی اسکی تپش کم بھی ہو جاتی ہے تیسرے درجہ مین وہ بچے ہونگے جو بپتسمہ لینے سے پہلے مر گئے ہین۔ چوتھے درجہ مین بڑی عمر کے لوگ داخل کیے جائینگے۔

تیسرے درجہ مین دوزخیون کی اتنی کثرت ہوگی کہ تل رکھنے کو جگہ نہین ملیگی۔ یہ بیان کیا ہے کہ انسانی آبادی کی ۱/۴ کی تعداد ان بچون کی شمار کرنی چاہئیے جو بغیر بپتسمہ لئے فوت ہوگئے۔

پادریون کا بڑا گروہ اس طرف گیا ہے کہ قوی اور دولتمندون کیلئے نہین بلکہ محض کمزورون اور غریبا کیلئے دوزخ بنائی گئی ہے۔ وہ کہتے ہین کہ بیگناہی کوئی چیز نہین ہے اور ہم اسکی حقارت کرتے ہین۔ دوزخ مثل مکڑی کے جالے کے ہے جو بے جرم غریب مکھی کو قید کرلیتا ہے۔

کرنیل انگرسول نے جانورون کی کہانیون کی ایک کتاب لکھی ہے جسمین وہ تحریر کرتے ہین۔ شیر کہتا ہے والیتہ مین مشکل میں ہوتا اگر کوئی شخص میرے لئے جرمی کا انکار کرتا تو اسے کچھ سیر لطف نہ آتا۔ قدم بڑھا کر دیکھے۔ لومڑی کہتی ہے کہ مجھے پرندون کو مارنے کی معافی دیگئی ہے۔ بھیڑیا کہتا ہے مین گوالے پر اس لئے حملہ کرتا ہون کہ بھیڑ کو اس کے قبضہ سے نجات دون۔

بندر کہتا ہے وہ مین ہی ہون جس سے شیر کہتی ہین ایک دن مین بہت بھوکا تھا ایک بستی مین جا نکلا وہان مین نے چار راہبون کی بھنڈ کیا کھالی۔

پہر وہ لکھتا ہے اصل مطلب یہ ہے جب تمہین طبیب کسی ایسی چیز کو کھاتے دیکھیگا کہ وہ تمہین جسمانی قوت پہنچانیوالی ہے تو وہ منع کریگا نہ کہا کہ تمہارے لئے یہ زہر ہلاہل ہے جب تمہین خدا نیک اعمال کرتے دیکھتا ہے جو تمہارے روحانی مرض کا باعث ہین تو وہ کہدیتا ہے کہ تم جہنمی ہو۔ فقط

یہانتک ہم نے عیسائیون کے پیشواؤن کی کتابون سے دوزخ کا بیان انتخاب کیا ہے جو صدہا برس تک یورپ مین مروج رہین اور اب بھی مذہبی گروہون مین ان کی یہی کیفیت ہے۔ ان تمام بیانات کو غور سے پڑھکر تخیل ہی کے طور پر کوئی شخص ایک سیاہ نقشہ عذاب دوزخ کا نہین کھینچ سکتا۔

جہان شیر خوار بچون کیلئے ایک طبقہ دوزخ تجویز کیا گیا ہے وہان پادریون کی سنگدلی اور بیرحمی کا پورا اندازہ ہوسکتا ہے۔ ہم اس بات پر زیادہ بحث نہین کرتے صرف اسیقدر لکھدینا کافی ہے کہ جو کچھ بیان ہوا ہے۔ اس مین ایک عجیب بات پائی جاتی ہے کہ ہم اسکی کوئی تاویل نہین کرسکتے خاص خاص لوگون کا نام گننا اور موحدین کو دوزخیون مین شمار کرنا ایک ایسا الغو استدلال ہے کہ تعجب کے ساتھ افسوس ہوتا ہے کہ مذہب مسیحی کی بداخلاقی اور صریح اور علانیہ نیکی سے روگردانی معلوم ہوتی ہے بہت سے پہلو بحث کرنیکے ہم نے اپنے ناظرین کیواسطے چھوڑ دیئے ہین تاکہ انہین عیسائیون اور مسلمانون کی دوزخ کا مقابلہ کرنے مین لطف حاصل ہو۔

(کرزن گزٹ)

ہندوستان کے ڈاکخانجات کی بعض عجیب باتین

صیغہ ڈاکخانجات کی کارروایان ہمیشہ پُراز دلچسپی ہوتی ہین۔ اس مختصر مضمون مین سچے واقعات اور اعداد و شمار قلمرو ہند کے ڈاکخانجات کی بابت لکھے جاتے ہین۔ صرف دو صد روڈاک خانون کی کیفیت ہی ظاہر نہین ہوتی بلکہ اس صیغہ کی بعض حیرت انگیز باتین معلوم ہوتی ہین ہندوستان کا ڈاکخانہ تاجرون کیواسطے روپیہ اور خریدار فراہم کرتا ہے زندگی کا بیمہ کرتا ہے۔ کیونین فروخت کرتا ہے اور بہت سے اور معمولی کام کرتا ہے۔

دنیا مین ڈاکخانہ کے سوا کوئی اور دوسری چیز نہین ہے۔ جس سے تمام لوگون کا تعلق یکسان ہو۔ ہم غیر ممالک سے تعلقات مین شرح محاصل پر لڑ بیٹھتے ہین۔ ریاستون سے بھی بارہا جنگ وجدل کی نوبت پہنچتی ہے۔ تجارت اور بیوپار مین مخاصمت کے لئے ایک سو ایک اسباب موجود ہین۔ الغرض مذہب میں بھی یہ خوبی نہین ہے کہ جبر سے نزاع اور مخالفت کی برہنہ شمشیر غلاف مین رہے۔ لیکن ڈاکخانجات مین نقائص مذکورہ بالا مین سے ایک بھی نہینا ہے۔ اور یہی وہ عام تعلق ہے جس نے تمام دنیا مین ایک رشتہ اتحاد قایم کر رکھا ہے۔ ستر سال سے کم گذرے ہین۔ اس وقت ہندوستان کے ڈاکخانے تکلیف و دقت کی مجسم شکل تھے۔ اس صیغہ کے باہمی تعلقات اور اطلاع دہی کا سلسلہ منقطع نظر آرہا تھا مگر آج وہ کیفیت ہے کہ تمام دنیا مین ڈاکخانون کا انتظام ایسی خوبی سے نہین ہے۔

جیسا ہندوستان مین ہے۔ قدیم زمانے کے انتظام مین ترقی کا بہت کچھ ہو رہا تھا۔ چونکہ بمبئی سے اوکلمنڈ تک چٹھی کا محصول (اوکلمنڈ اس وقت مین دار الخلافہ تھا) تیرہ آنے تھا۔ اور اوکلمنڈ سے بمبئی تک چٹھی پندرہ آنے مین آتی تھی۔ خود بمبئی احاطہ کے اندر اخبار روانہ کرنے کو چار آنے صرف ہوتے تھے۔ اور اگر مدراس بھیجنا ہوتا۔ جو اس وقت ایک گمنام احاطہ تھا۔ تو اور زائد پانچ آنے لگانے پڑتے تھے۔ اور آج کل کیا کیفیت ہے ایک زبردست براعظم مین اس سرے سے اس سرے تک ہر دم رسل رسایل جاری ہے۔ کروڑہا باشندون کو ہر روز اور ہر گھنٹہ مین ڈاک تقسیم ہوکر ایک دوسرے کے حالات معلوم ہوتے ہین۔ ایک مقررہ وقفہ کے بعد بیرونی دنیا کی برابر خبر ملتی ہے۔ اگرچہ اعداد کے زبانی پڑھنے مین صرف ایک خشک کیفیت معلوم ہوتی ہے لیکن دلچسپی کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ ذیل کے واقعات۔ جو ڈاکخانجات ہند کے گزشتہ سال کی روئداد سے لئے گئے ہین جو ڈائرکٹر جنرل کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے بہت عجیب حالات ثابت ہونگے۔ بادی النظر مین یہ بات پڑھنے سے دل افسردگی ہوگی کہ ہر ایک کو ہر ایک (۱۲۶) مربع میل مین ایک ڈاکخانہ ہے۔ لیکن چونکہ ہندوستان ایک وسیع براعظم ہے اور بہت سے مقامات پر شیر۔ لنگور اور ہاتھی رہتے ہین۔ تاہم ڈاکخانہ آہستہ آہستہ لیکن رسوخ سے تہذیب کے فوائد پہیلا رہا ہے۔ اور بارہ ماہ مین جس کی ابتدا روئداد سال گذشتہ سے سمجھنا چاہئیے۔ اس نے اس رقبہ کو چارون طرف کم کرکے تین مربع میل فی ڈاکخانہ کر دیا ہے۔

ہندوستان کی آبادی (۲۸۵۲۵۵۰۲) ہے جن مین سے صرف (۱۲۰۴۴۹۳) گزشتہ مردم شماری کی رپورٹ کے بموجب لکھ پڑھ سکتے ہین کل رقبہ (۱۵۱۲۴۹۱) مربع میل ہے اور کل ڈاکخانجات (۱۱۹۸۶) یعنی (۱۰۰۵) خواندہ اشخاص کیلئے ایک ایک ڈاکخانہ ہے۔

اس وسیع رقبہ پر رسل رسائل کا سلسلہ تو ریلوے کے ذریعہ جاری ہے۔ جو (۲۰۸۹۵) میل پر پہیلی ہوئی ہے۔ یا سٹیمرون کے ذریعہ جن کا گشت (۱۶۱۴۷) میل پر رہتا ہے۔ یا گھوڑا گاڑیون کے ذریعے سے جنکی آمد و رفت (۵۵۰۳) میل پر ہے یا ہرکارہ اور کشتیون کے ذریعے سے جن کی دوڑ (۸۲۴۴۷) میل پر رہتی ہے نمونے کے طور پر ایک ہرکارہ کی کیفیت ایک تصویر مین دکھلائی گئی ہے جیسی اسکی خوبصورت تصویر ہے وہ ویسا ہی وفادار اور معتبر ہے۔ علاوہ منی آرڈرون کے جن کا حال علیحدہ لکھا جاویگا ہندوستانی ڈاکخانون نے سال بہر مین (۴۲۰۴۹۱۷۶) چیزین اپنے معرفت پہنچائین اس سے خواندہ آبادی مین فی کس ۳۶ [illegible] اوسط نکلتا ہے تعلیمی اعتراض [illegible] ڈاکخانہ کو حاصل ہوئی۔ [illegible] تہذیب پہیلانے والے کارندے اس وسیع مملکت مین تمام گوشون مین اضلاع [illegible] سے جو خط و کتابت کا تبادلہ ہوتا ہے۔ اسکی تعداد ۷۶ لاکھ ۳۲ ہزار ۹ سو ۴۴۔ اور ممالک غیر سے (۲۹۶۰۶۰۶) ہے۔

ان خطوط کی ایک بڑی تعداد کلکتہ کے ڈاکخانے کے ہاتھ مین سے نکل کر روانہ ہوتی ہے وہ شاندار عمارت ہے۔ جسکی خوبصورتی اور عظمت کے آگے سینٹ مارٹن لی گرینڈ کی عمارت ہیچ ہے رنگون علاقہ برہما کا صدر ڈاکخانہ بہت نفیس اور دلفریب عمارت ہے لیکن نمونہ مشرقی طرز کا ہے۔

تمام سال مین (۹۰ [illegible]) چیزین مختلف ڈیڈ لیٹر آفسون مین پہنچین جن مین (۸۲۴۵۳۰) کامیابی کے ساتھ مکتوب الیہوں کو پہنچا دی گئین۔ ۔ [illegible] فرستندون کو واپس دی گئین [illegible]

www.aaiil.org

یہ امر دریافت ہوا کہ (۱۱۰۰۴۰) چیزین بغیر پتہ و نشان لکھے ہوئے ڈاک مین ڈالدی گئین جو اخبار ڈیڈلیٹر آفسون مین کہولی گئین ان مین سے (۰۰۲ ۳۸۸۲) روپیہ ۵ آنہ ۷ پائی (۱۹۴۳) پونڈ ۵ شلنگ (۱۸۰) فرینک اور (۴۳۰) ڈالر کی قیمت کی مالیت برآمد ہوئی۔ ان مین سے بہت سی رقوم صحیح و سالم مالکون کو واپس دیگئین۔ اگرچہ باقی رقوم کے لئے ابتک دعوی کرنیوالون کا انتظار ہے۔

روپیہ بھیجنے کا بہت سہل و معقول طریقہ بذریعہ منی آرڈر ہے گزشتہ سال (۲۴۵۰۴۰۵) روپے اسی طریقہ سے روانہ ہوئے تھے۔ درحالیکہ تار کا منی آرڈر جس مین خرچ زیادہ ہوتا ہے اسکے عوض مین اس کی کاربرآری بہی بہت جلد ہو جاتی ہے۔ تار والے طریقے سے (۱۸۰۴۰۸۷۸۱) روپیہ روانہ ہوا۔ علاوہ ازین ممالک غیر کو منی آرڈر، پونڈ کی رقوم مین روانہ ہوئے اُن کی تعداد سال تمام مین (۳۴۹۴۳۵۴) پونڈ ۱۷ شلنگ ۳ پنس تہی۔ ہندوستان کی وسیع قلمرو میں ڈاکخانے کی خدمت ہمیشہ خیریت اور سلامتی سے انجام نہین پاتی۔ بعض وقت سیلاب ملک کے بڑے بڑے قطعون کو تباہ کر دیتے ہین۔ اور ریلوے لائین جسپر ڈاک جاتی ہے پانی کی طغیانی سے بہ جاتی ہے۔ چنانچہ پچہلے دنون ایک ڈاک گاڑی کو سخت نقصان پہونچا تہا۔

بہت سے لوگون کو یہ بہی معلوم ہے کہ ڈاکخانجات مین بنک کا بیوپار بہی ہوتا ہے۔ جو باشندون کو کفایت شعار بنانے کی غرض سے قایم کیا گیا ہے۔ اگرچہ اس کا اصول یہ ہے کہ غیر سرکاری بنکون سے اس کو رقابت نہین ہے۔ بلکہ روپیہ امانت رکہنے والون کے لئے یہ قید بہی لگی ہوئی ہے کہ دو سو روپے سال سے زیادہ جمع نہ کر سکین تاہم اس مد کا حساب (۷۵۵۸۷۱) روزنامچون سے زیادہ مین درج ہوتا ہے۔ جس سے ایک بڑی رقم (۹۴۲) لاکہہ روپے کی ظاہر ہوتی ہے۔ سال گزشتہ مین جمع کرنے والون کو سود مین (۲۷½) لاکہہ روپیہ دیا گیا تہا۔

ہندوستان کے ڈاکخانون کی خدمات صرف اسی پر ختم نہین ہوتین۔ اگر یہ تفصیل کیجاوے کہ ڈاکخانے تاجرون کے واسطے اُن کے مال کی قیمت کس طرح وصول کرتے ہین اور پہر اُن کے پاس پہنچاتے ہین۔ زمیندار لگان کسطرح ادا کرتے ہین۔ گورنمنٹ کی آمدنی اور نمک کے محصول کو جمع کرتے ہین گورنمنٹ کی پنشن تقسیم کرتے ہین۔ کونین فروخت کرتے ہین۔ اور زندگی اور اشیائے مرسلہ کا بیمہ کرتے ہین تو یہ مضمون طویل ہو جاوے۔ ان تمام خدمات کو ہندوستان کے ڈاکخانے ایسی شائستگی اور کامیابی سے انجام دیتے ہین جس کو دیکہہ کر حیرت ہوتی ہے اور اس تمام کارکردگی اور خوش اسلوبی مین

ہندوستان کے ڈاکخانے روز بروز رعایا کے دل پر اپنا سکہ بٹہلاتے جاتے ہین۔ ہندوستان کے نزدیک گورنمنٹ کا کوئی صیغہ ایسا نہین ہے جس کا اعتبار ڈاکخانے سے زیادہ ہو۔ چونکہ ہندوستانی فطرتاً کلیر کے فقیر ہوتے ہین۔ اور بے اعتباری کی دنیا مین پرورش پاتے ہین لہذا اُن کو گورنمنٹ کے قوانین مین شبہ کرنے کے لیے بہت سی وجوہات ہوتی ہین۔ اور اس بارے مین وہ معذور بہی ہین۔ گورنمنٹ کا ملکی انتظام گو اپنی طرز مین کیسا ہی کامل ہو۔ تاہم سرخ کوٹ والا گرگس۔ دست دراز چپڑاسی اور بہولی لومڑیان۔ ذلیل طبیعت۔ حریص۔ دیسی وکیل اپنے داؤ سے کب چوکتے ہین۔ درآنحالیکہ رشوت خوار پولیس کا آہنی پنجہ مجرمون کو فوجداری عدالتون مین خوب ہی دباتا ہے۔ لیکن ڈاکخانہ جس کو کسی کی ذرا پرواہ نہین ہے۔ ایمانداری کا وہ صدر مقام ہے۔ جہان رشوت کو اسطرح گنجایش نہین ہے۔ خواہ کلکتہ کا صدر ڈاکخانہ ہو۔ یا گانون کا بے حیثیت ڈاکخانہ ہو۔ دونون جگہ ذلیل سے ذلیل ہندوستانیون پر توجہ کیجاتی ہے۔ اور سادگی اور ایمانداری سے برتاؤ ہوتا ہے۔ روپیے کے عوض مین جو گانون والون کو چہوٹا سا کاغذ کا ٹکڑا ملتا ہے۔ وہ اس کو لاٹ صاحب کی چٹہی سمجہنے لگتے ہین۔ خواہ کوئی صورت کیون نہ ہو اس چٹہی کا لحاظ ہر حالت مین ہوگا۔ کیونکہ اس کے خیال مین ذیجاہ اور خوش وجاہت ملک معظم قیصر ہند اس کا ساہوکار ہے۔

چین کی حدود مین چہوٹے ڈاکخانون سے رام بخش بلند حوصلہ ہندوستانی۔ جو چین مین زیادہ مزدوری حاصل کرنے کی امید پر چلا گیا ہے کچہہ روپیہ جمع کرکے اپنی پردہ نشین ڈرپوک جورو کو روانہ کرتا ہے۔ اور اس کی یہ خواہش ہے کہ یہ روپیہ فی الفور پہنچ جائے۔ وہ تار کے منی آرڈر کا مطلب سمجہتا ہے اور بلا تامل اسی کا کمیشن ارسال کرتا ہے پس لاٹ صاحب کی چٹہی لیکر اپنے ٹہکانے پر چل دیتا ہے۔ وہ ایک دن کی مزدوری اور کمائی نہین پاتا کہ ڈاکخانے نے تمام برِاعظم مین ہوکر اس کے قحط زدہ وطن مین وہ سربستہ الفاظ پہنچا کر نہ صرف اس کی جورو کا دل خوش کر دیا۔ بلکہ تمام محلہ والے خوش ہوگئے۔ ادہر روپیہ بہیجنے والا ایک دور دراز ملک مین اپنے دل مین اطمینان رکہتا ہے۔ کہ اس کا محنت کا کمایا ہوا روپیہ محفوظ حالت مین میرے اہل و عیال کو مل جائیگا۔

(روزانہ پیسہ)

ہم خرما و ہم ثواب

(اخیر جولائی سنہ ۱۹۰۶ء تک)

مطبع کی بعض زیر باریون سے مخلصی حاصل کرنے کیلئے یہ تجویز پیش کیگئی ہے کہ دفتر الحکم کی موجودہ کتب ایک خاص عایت کے ساتھہ اخیر جولائی سنہ ۱۹۰۶ء تک بیچا جاویں۔

اسلئے اس عرصہ مین جو احباب ان کتابون کو خریدینگے وہ نہ صرف ایک چہا ذخیرہ کتابون کا جمع کرینگے بلکہ مطبع کی اعانت کرنیوالے شمار ہونگے۔

پس ہم عام اعلان کرتے کہ ذیل کی کتابون مین اخیر جولائی سنہ ۱۹۰۶ء تک

ہم ایک چوتھائی قیمت کی رعایت کرین گے جو چاہے فائدہ اٹھائے۔

نام کتاب	قیمت
ازالہ اوہام ہر دو حصہ	۱۲/
آریہ دہرم (رد آریہ)	۴/
ست بچن (بابا نانک صاحب کے حالات اور دیانند کے اعتراضونکا جواب)	۱۰/
تقریر نماز پر اور وحدت وجود پر خط	۲/
حضرت اقدس کی تیس سالہ پرانی مضامین الہام تناسخ، وید اور قرآن کے مقابلہ پر	۰۲/
سراج الدین عیسائی کے چار سوالونکا جواب	۲/
تفسیر سورہ تبت	۲/
فیصلہ آسمانی	۰۲/
تحفۃ المومنین (رفو کے لغو کا لطیف جواب)	۸/
فلسفہ اشک	۱/
شمس بازغہ (پیر گولڑوی کا رد)	۱۲/
سوار السبیل نمبر ۲	۱/
رد نسخ و شیعہ (از حکیم الامت)	۲/
الانذار (جلسہ طاعون کے حالات اور تقریرین)	۴/
مسلمانونکا خدا اور اسکے حضور مین دعا	۱/

برہان الحق (رد نصاریٰ)	۳/
تفسیر القرآن پارہ اول	۱۲/
رپورٹ جلسہ ۱۸۹۷ء	۸/
نمونہ قرآن مجید (موافق یسرنا القرآن)	۳/
فیض احمدی	۱/
قصیدہ ضوابط الاسرار	۱/
وفات مسیح پنجابی	۲/
اصلاح النظر (رد آریہ)	۰۲/
دعوۃ الحق نمبر ۱ و ۲	۱/
سلک مروارید (عورتون کے لئے اپنی طرز کا پہلا رسالہ)	۴/
النصح (عیسائیون کے خواص نشانات)	۲/
نور القرآن جلد دوم (عیسائیونکا عجیب فتح)	۴/
برکات الدعا و اصول التفسیر	۲/

پورے سٹ کے خریدار سے صرف چھہ روپے علاوہ محصول ڈاک لئے جاوینگے۔

المشتہر
منیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

مظلومان پوسٹ آفس

(باہر لنگر وندے تے بھکے مرن فقیر)

اس پنجابی مثل کے معنے یہ ہین کہ باہر تو لنگر تقسیم ہو رہے ہین اور گہر کے بہائی بہوکے مر رہے ہین۔ یہ مثل ڈاکخانہ پر بعینہ صادق آتی ہے۔ اہالیان ڈاکخانہ تمام فوج کی پنشن تقسیم کرتے اور نہ صرف فوج والون کو سہولت اور آرام دیتے ہین بلکہ سرکاری مصارف مین بہت کچہہ سہولت کا باعث ہوتے ہین۔ لیکن جب تیس تیس سال کی ملازمت کے بعد وہ خود پنشن پاتے ہین تو انہین خزانہ ضلع کے کلرکون اور چپڑاسیون کی آستانہ بوسی کرنی پڑتی ہے اور بعض اوقات کچہری کے دروازہ پر دہکے کہاتے رہتے ہین۔ جو پنشنران محکمہ ڈاک مقامات صدر ضلع سے فاصلہ پر بود و باش رکہتے ہین انہین صدر تک کے بُعد مسافت کی اور اخراجات اور تکالیف علاوہ اُٹھانے پڑتے ہین۔

افسران محکمہ ڈاک کو بخوبی معلوم ہے کہ ملازمان محکمہ ڈاک کو تمام سرکاری ملازمون سے زیادہ محنت کرنی ہوتی ہے جب اور محکمہ جات مین زیادہ سے زیادہ آٹہہ گہنٹہ کام ہوتا ہے تو محکمہ ڈاک مین کم سے کم بارہ گہنٹہ کی حاضری ہوتی ہے دوسہرہ دیوالی یا عید بقرعید کبہی انہین نہین ملتی گرمیوں سردیوں مین انہین آرام نہین ملسکتا کیا ڈائرکٹر جنرل صاحب ڈاکخانجات کوئی ایسا انتظام نہین کرسکتے کہ پنشنران محکمہ ڈاک کو پوسٹ آفس کے ذریعہ سے پنشن ملاکرے گورنمنٹ کا یا محکمہ ڈاک کا اسمین کوئی ہرج نہین (زمیندار)

مطبع انوار احمدیہ قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر سنز مالکان کارخانہ کے اہتمام سے چہپکر شائع ہوا۔

www.aaiil.org

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

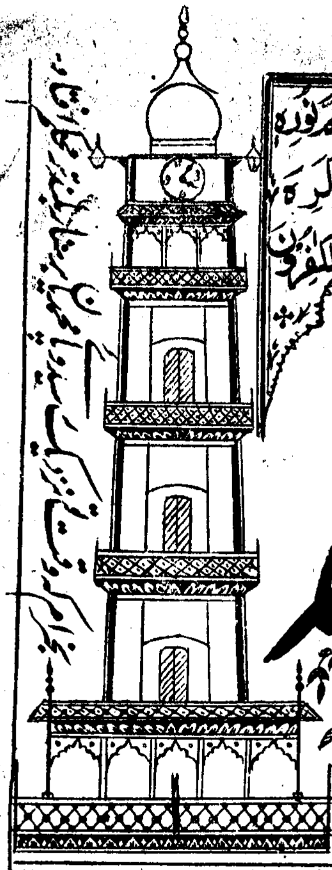

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

واللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

انہ اٰوی القریۃ

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی بہ دار قادیان بینی | روا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

مسیح موعود کی صلح کاری اور امان کا لوا

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا
خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا اب اس کے بعد جو شخص کافر پر
تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ
وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے
جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرمایا ہے
کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد
ختم ہو جائیں گے سو اب میرے
ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد
نہیں ہے ہماری طرف سے
امان اور صلح کاری کا
سفید جھنڈا بلند
کیا گیا ہے

پیشگی قیمت سالانہ

عوام سے	صہ ر
خواص و معاونین سے	عے
ہندوستان سے باہر	لے
غیر مذاہب والوں سے	لعہ
اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ کم آمدنی والے لوگوں سے	عہ

نمبر ۲۳ و ۲۴ | دار الامان قادیان مورخہ ۱۷ و ۲۴ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء | جلد

ریمارک

مرقع جنگ ٹرکی و یونان - یہ تین سو بہتر صفحہ کی کتاب جسمین ۲۰۶ کے قریب نقشے اور تصاویر ہیں منشی عبدالقادر صاحب نائب مالک رمی پریس سہلہ نے ساڈہورہ کے سٹیم پریس مین چھپوا کر حصہ اول کے نام سے شائع کی ہے۔ اسمین سلطان عبدالحمید خان صاحب فرمانروائے سلطنت عثمانیہ آجتک کے حالات اور واقعات تفصیل کے ساتھ دیئے ہیں۔ اور ساتھ ہی آل عثمان اور جزیرہ کریٹ و یونان کے واقعات بھی درج کئے ہیں تصویرون اور نقشون کے ذریعہ سلطنت ٹرکی جزیرہ کریٹ اور یونان کے تاریخی اور جغرافیائی حالات کو واضح کیا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ تصاویر اور نقشہ جات کیطرف پوری توجہ نہیں کیگئی۔ ہم سرسری طور پر اس کتاب کو دیکھ سکے ہین اور کہہ سکتے ہین کہ لائق مصنف نے بہت محنت اور کوشش سے واقعات کو جمع کیا ہے اور عمدہ طور پر ترتیب دیا ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے جہان ترکون کی بہادری اور دیانت داری کا پتہ لگتا ہے وہان یاور یونکی چالاکیون اور شورہ پشتیون کا اندازہ بھی ہوتا ہے۔ بہر حال یہ کتاب پڑھنے کے قابل ہے قیمت عہ مصنف سے ملسکتی ہے۔

برق اسلام - لوآریہ دہرم پال کے ترک اسلام کا جواب ایڈیٹر انوار الاسلام کے قلم سے شایع ہوا ہے۔ آریون کے ساتھ قلمی مقابلہ مین انوار الاسلام عرصہ سے اچھا کام کر رہا ہے۔ اس لحاظ سے اسکو خاص مہارت حاصل ہے اگرچہ ہمین افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا خوشہ چین ہے لیکن کبھی اس کا نام نہین لیا۔ اور اسطرح وہ ایک شہادت حقہ کے چھپانے کا خطاکار ہے۔ یہ رسالہ ۳۲ جزو پر شایع ہوا ہے اور قیمت صرف ۴ر۔ رکھی ہے جو اصل لاگت کے برابر ہے۔ ترک وید جو حصہ اسمین لگا یا گیا ہے بہت لطیف ہے۔ البتہ دیباچہ ہم نے پسند نہین کیا جو ذاتیات پر نوک جھونک ہے۔ تاہم یہ کتاب قابل قدر ہے۔ اور کثرت سے شایع ہونی چاہیئے مصنف سے درخواست کرنے پر ملسکتی ہے۔

اتحاد اور دلگداز - مولوی عبدالحلیم صاحب شرر نے سالہ اتحاد پندرہ روزہ اور دلگداز رسالہ ماہواری پر شایع کرنے شروع کئے ہین اتحاد کے اغراض و مقاصد ہندو مسلمانون مین اتحاد و یکجہتی پیدا کرنا ہے اور دلگداز کی وہی شان اور آن ہے جو پہلے تھی اور جس غرض کے لئے وہ پہلے جاری ہوا تھا وہی اب بھی مقصود ہے دونو کی قیمت چار روپیہ سالانہ ہے۔ مولویصاحب موصوف سے درخواست کرنے پر جاری ہوسکتی ہین۔

گولڈن ٹریژری پرائمر - قاضی محمد جلال الدین صاحب مراد آبادی بہت سی مفید کتابون کے مولف ہین۔ یہ کتاب بھی انکی ہی تالیف ہے جو انہون نے انگریزی خوان مبتدیون کے لیے تیار کی ہے جسمین تدریجا طالب علم کو ترقی کرنے کے اصول پر سبق تیار کئے گئے ہین اور ساتھ ہی روزانہ کاروبار خط کتابت اور تار نویسی وغیرہ امور کے نمونے دیئے گئے ہین یہ کتاب ان لوگون کیلئے جو بطور خود انگریزی پڑھنا چاہتے ہین مفید ہے قیمت ۵ر محمد زمان برادرز مراد آباد سے ملیگی۔

تاج و نشان - یہ کتاب انجمن ترقی اردو کے واسطے لکھی گئی ہے اس کے جدت پسند مولف کی تالیفات سے متعدد کتابین ہین جنمین سے ایک گنج شایگان بھی ہے۔ یہ کتاب ہر قیمت پر نیر اعظم بک ایجنسی مراد آباد سے مل سکتی ہے۔ گو قیمت زیادہ کہی جا سکتی ہے مگر نفس مضمون کے لحاظ سے یہ کتاب قابل قدر ہے اس کے مضامین کی مختصر فہرست یہ ہے۔

دیباچہ۔ تاج۔ معرکہ۔ تاج شاہان ایران۔ پیشوادیان۔ کیانیان۔ ساسانیان۔ سامانیان۔ غزنویان۔ خوارزمیان۔ چنگیزیان۔ تیموریہ۔ صفویہ۔ افشاریان۔ قاچاریان۔ تاج شاہان روم۔ قبل از اسلام۔ سلاطین عثمانیہ۔ شاہان و امراء انگلستان۔ شاہان روس و متفرق سلاطین یورپ۔ شاہان اودھ۔ و متفرق شاہان ہندوستان۔ سلاطین تیموریہ۔ شاہزادگان تیموریہ ہندوستان۔ بیگمات شاہان تیموریہ۔ تاج شاہان مختلف متعلقہ ہندوستان۔ متفرق و مختلف تاج سلطنتون کے شاہی فوجی و متفرق نشان۔ فوجی وردیون کے نشان۔ سلطنتون۔ بادشاہون اور رؤسا کے نشانات۔ تاج۔ نشانات و معرکہ جو بعد کو دستیاب ہوئے۔ سلطنتون کے پھریرے اون کی رنگینی۔ والیان ریاست و مشاہیر ہندوستان کے معرکے و نشان۔ قطعات تاریخ۔ ضمیمہ کتاب۔ تاج و نشان متفرق

مسیح موعود کی تعلیم

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

یہ نہایت پیاری نعمت ہے یہ بڑی دولت ہے، اگر قرآن نہ آتا تو تمام دنیا ایک گندے مضغہ کی طرح تھی قرآن وہ کتاب ہے جس کے مقابل پر تمام ہدایتیں ہیچ ہیں۔ انجیل کے لانیوالا وہ روح القدس تھا جو کبوتر کی شکل پر ظاہر ہوا جو ایک ضعیف اور کمزور جانور ہے جس کو بلی بھی پکڑ سکتی ہے اسی لئے عیسائی دن بدن کمزوری کے گڑھے میں پڑتے گئے اور روحانیت ان میں باقی نہ رہی۔ کیونکہ تمام ان کے ایمان کا مدار کبوتر پر تھا مگر قرآن کا روح القدس اس عظیم الشان شکل میں ظاہر ہوا تھا جس نے زمین سے لیکر آسمان تک اپنے وجود سے تمام ارض و سما کو بھر دیا تھا۔ پس کجا وہ کبوتر اور کجا یہ تجلی عظیم جس کا قرآن شریف میں بھی ذکر ہے قرآن ایک ہفتہ میں انسان کو پاک کر سکتا ہے اگر صوری یا معنوی اعراض نہ ہو قرآن تم کو نبیوں کی طرح کر سکتا ہے اگر تم خود اس سے نہ بھاگو۔ بجز قرآن کس کتاب نے اپنی ابتدا میں ہی اپنے پڑھنے والوں کو یہ دعا سکھلائی اور یہ امید دی کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ یعنے ہمیں اپنی ان نعمتوں کی راہ دکھلا جو پہلوں کو دکھلائی گئی۔ جو نبی اور رسول اور صدیق اور شہید اور صالح تھے پس اپنی ہمتیں بلند کرلو اور قرآن کی دعوت کو رد مت کرو کہ وہ تمہیں وہ نعمتیں دینا چاہتا ہے جو پہلوں کو دی تھیں۔ کیا اس نے بنی اسرائیل کا ملک اور بنی اسرائیل کا بیت مقدس تمہیں عطا نہیں کیا جو آج تک تمہارے قبضہ میں ہے پس اے سست اعتقاد و اور کمزور ہمتو کیا تمہیں یہ خیال ہے کہ تمہارے خدا نے جسمانی طور پر تو بنی اسرائیل کے تمام املاک کا تمہیں قائم مقام کر دیا مگر روحانی طور پر تمہیں قائم مقام نہ کر سکا بلکہ خدا کا تمہاری نسبت ان سے زیادہ افیض رسانی کا ارادہ ہے خدا نے ان کے روحانی جسمانی متاع و مال کا تمہیں وارث بنایا مگر تمہارا وارث کوئی دوسرا نہ ہوگا۔ جبتک ... کہ قیامت آجاوے خدا تمہیں نعمت وحی الہام اور مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ سے ہرگز محروم نہیں رکھے گا وہ تم پر وہ سب نعمتیں پوری کرے گا جو پہلوں کو دی گئیں لیکن جو شخص گستاخی کی راہ سے خدا پر جھوٹ باندھیگا اور کہیگا کہ خدا کی وحی میرے پر نازل ہوئی اور یا کہے گا کہ مجھے شرف مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ کا نصیب ہوا حالانکہ نہیں نصیب ہوا تو میں خدا اور اس کے ملائکہ کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ وہ ہلاک کیا جاوے گا کیونکہ اس نے اپنے خالق پر جھوٹ باندھا اور فریب کیا اور سخت بیباکی اور شوخی ظاہر کی سو تم اس مقام میں ڈرو لعنت ہے ان لوگوں پر جو جھوٹی خوابیں بناتے ہیں اور جھوٹے مکالمات اور مخاطبات کا دعوے کرتے ہیں گویا وہ دل میں خیال کرتے ہیں کہ خدا نہیں پر خدا کا عقاب ان کو سخت پکڑے گا اور ان کا بڑا دن ان سے ٹل نہیں سکتا۔ سو تم صدق اور راستی اور تقوے اور محبت ذاتیہ الٰہیہ میں ترقی کرو اور اپنا کام یہی سمجھو جبتک زندگی ہے پھر خدا تم میں سے جسکی نسبت چاہیگا اس کو اپنے مکالمہ مخاطبہ سے بھی مشرف کریگا تمہیں ایسی تمنا بھی نہیں چاہیئے تا نفسانی تمنائی کی وجہ کر سلسلہ شیطانیہ شروع نہ ہو جائے جس سے کئی لوگ ہلاک ہو جاتے ہیں۔ پس تم خدمت اور عبادت میں لگے رہو تمہارے تمام کوشش اسی میں مصروف ہونی چاہیئے کہ تم خدا کے تمام احکام کے پابند ہو جاؤ اور یقین میں ترقی چاہو نجات کے لئے نہ الہام نمائی کے لئے قرآن شریف نے تمہارے لئے بہت پاک احکام لکھے ہیں جنمیں سے ایک یہ ہے کہ تم شرک سے بکلی پرہیز کرو کہ مشرک سرچشمہ نجات سے بے نصیب ہے۔ تم جھوٹ نہ بولو کہ جھوٹ بھی ایک حصہ شرک ہے۔ قرآن تمہیں انجیل کیطرح یہ نہیں کہتا کہ صرف بدنظری اور شہوت کے خیال سے نامحرم عورتوں کو مت دیکھو اور بجز اس کے دیکھنا حلال۔ بلکہ وہ کہتا ہے کہ ہرگز نہ دیکھو نہ بدنظری سے اور نہ نیک نظری سے کہ یہ سب تمہارے لئے ٹھوکر کی جگہ ہے بلکہ چاہیئے کہ نامحرم کے مقابلہ کے وقت تیری آنکھ خوابیدہ رہے تجھے اسکی صورت کی کچھ بھی خبر نہ ہو مگر اسی قدر جیسا کہ ایک دھندلی نظر سے ابتدا نزول الماء میں انسان دیکھتا ہے۔ قرآن تمہیں انجیل کیطرح یہ نہیں کہتا کہ اپنی شراب مت پیو کر مست ہو جاؤ بلکہ وہ کہتا ہے کہ ہرگز نہ پی ورنہ تجھے خدا کی راہ نہیں ملیگی اور خدا تجھ سے ہمکلام نہیں ہوگا۔ اور نہ پلیدیوں سے پاک کریگا اور وہ کہتا ہے کہ یہ شیطان کی ایجاد ہے تم اس سے بچو۔ قرآن تمہیں فقط انجیل کیطرح یہ نہیں کہتا کہ اپنے بھائی پر بے سبب غصہ مت ہو بلکہ وہ کہتا ہے کہ نہ صرف اپنے ہی غصہ کو تھام بلکہ تَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَة پر بھی عمل کر اور دوسروں کو بھی کہتا رہ کہ ایسا کریں اور نہ صرف خود رحم کر بلکہ رحم کے لئے اپنے تمام بھائیوں کو وصیت بھی کر۔ اور قرآن تمہیں انجیل کیطرح یہ نہیں کہتا کہ بجز زنا کے اپنی بیوی کی ہر یک ناپاکی پر صبر کرو اور طلاق مت دو بلکہ وہ کہتا ہے الطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِيْنَ قرآن کا یہ منشا ہے کہ ناپاک پاک کے ساتھ رہ نہیں سکتا۔ پس اگر تیری بیوی زنا تو نہیں کرتی مگر شہوت کی نظر سے غیر لوگوں کو دیکھتی ہے اور ان سے بغلگیر ہوتی ہے اور زنا کے مقدمات اس سے صادر ہوتے ہیں گو ابھی تکمیل نہیں ہوئی۔ اور غیر کو اپنی برہنگی دکھلا دیتی ہے اور مشرکہ اور مفسدہ ہے اور جس پاک خدا پر تو ایمان رکھتا ہے اس سے وہ بیزار ہے تو اگر وہ باز نہ آوے تو تو اسے طلاق دے سکتا ہے کیونکہ وہ اپنے اعمال میں تجھ سے علیحدہ ہو گئی اب تیرے جسم کا ٹکڑہ نہیں رہی۔ پس تیرے لئے اب جائز نہیں ہے کہ تو دیوثی سے اس کے ساتھ بسر کرے کیونکہ اب وہ تیرے جسم کا ٹکڑہ نہیں ایک گندہ اور متعفن عضو ہے جو کاٹنے کے لائق ہے ایسا نہ ہو کہ وہ باقی عضو کو بھی گندہ کر دے اور تو مر جاوے اور قرآن تمہیں انجیل کیطرح یہ نہیں کہتا کہ ہرگز قسم نہ کھا بلکہ بیہودہ قسموں سے تمہیں روکتا ہے کیونکہ بعض صورتوں میں قسم فیصلہ کیلئے ایک ذریعہ ہے اور خدا کسی ذریعہ ثبوت کو ضایع کرنا نہیں چاہتا کیونکہ اس سے اس کی حکمت تلف ہوتی ہے یہ طبعی امر ہے کہ جب کوئی انسان ایک متنازعہ فیہ امر میں گواہی نہ دے تب فیصلہ کیلئے خدائی گواہی کی ضرورت ہے اور قسم خدا کو گواہ ٹھہرانا ہے۔ اور قرآن تمہیں انجیل کیطرح یہ نہیں کہتا کہ ہر ایک جگہ ظالم کا مقابلہ نہ کرنا بلکہ وہ کہتا ہے جَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ یعنی بدی کا بدلہ اسیقدر بدی ہے جو کی گئی لیکن جو شخص عفو کرے اور گناہ بخش دے اور اس عفو سے کوئی اصلاح پیدا ہوتی ہو نہ کوئی خرابی تو خدا اس سے راضی ہے اور آپ اس کا بدلہ دے گا۔ پس قرآن کے رو سے نہ ہر یک جگہ انتقام محمود ہے اور نہ ہر یک جگہ عفو قابل تعریف ہے بلکہ محل شناسی کرنی چاہیئے اور چاہیئے کہ انتقام اور عفو کی سیرت پابندی محل اور مصلحت ہو نہ بیقیدی کے رنگ میں یہی قرآن کا مطلب ہے اور قرآن انجیل کیطرح یہ نہیں کہتا کہ اپنے دشمنوں سے پیار کرو بلکہ وہ کہتا ہے کہ چاہیئے کہ نفسانی رنگ میں تیرا کوئی بھی دشمن نہ ہو اور تیری ہمدردی ہر ایک کیلئے عام ہو مگر جو تیرے خدا کا دشمن تیرے رسول کا دشمن اور کتاب اللہ کا دشمن ہے وہی تیرا دشمن ہوگا سو تو ایسوں کو بھی دعوت اور دعا سے محروم مت رکھ اور چاہیئے کہ تو ان کے اعمال سے دشمنی رکھے نہ ان کی ذات سے اور کوشش کرے کہ وہ درست ہو جائیں اور اس بارے میں فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآءِ ذِي الْقُرْبٰى یعنی خدا تم سے کیا چاہتا ہے بس یہی کہ تم تمام نوع انسان سے عدل کے ساتھ پیش آیا کرو پھر اس سے بڑھکر یہ ہے کہ ان سے بھی نیکی کرو جنہوں نے تم سے کوئی نیکی نہیں کی۔ پھر اس سے بڑھکر یہ ہے کہ تم مخلوق خدا سے ایسی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ کہ گویا تم ان کے حقیقی رشتہ دار ہو جیسا کہ مائیں اپنے بچوں سے پیش آتی ہیں کیونکہ احسان میں ایک خود نمائی کا مادہ بھی مخفی ہوتا ہے اور احسان کرنیوالا کبھی اپنے احسان کو جتلا بھی دیتا ہے لیکن وہ جو ماں کی طرح طبعی جوش سے نیکی کرتا ہے وہ کبھی خود نمائی نہیں کر سکتا پس آخری درجہ نیکیوں کا طبعی جوش ہے جو ماں کیطرح ہو اور یہ آیت نہ صرف مخلوق سے متعلق ہے بلکہ خدا کے متعلق بھی ہے خدا سے عدل یہ ہے کہ اس کی نعمتوں کو یاد کرکے اس کی فرمانبرداری کرنا اور خدا سے احسان یہ ہے کہ اس کی ذات پر ایسا یقین کر لینا کہ گویا اس کو دیکھ رہا ہے اور خدا سے ایتاء ذی القربے یہ ہے کہ اس کی عبادت نہ تو بہشت کے طمع سے ہو اور نہ دوزخ کے خوف سے۔ بلکہ اگر فرض کیا جائے کہ نہ بہشت ہے اور نہ دوزخ ہے تب بھی جوش محبت اور اطاعت میں فرق نہ آوے اور انجیل میں لکھا گیا ہے کہ جو لوگ تمپر لعنت کریں ان کے لئے برکت چاہو مگر قرآن کہتا ہے کہ تم اپنی خودی سے کچھ بھی نہ کرو تم اپنے دل کو جو خدا کی تجلیات کا گھر ہے فتوے کے لئے چھوڑو ایسے شخص کے ساتھ کیا معاملہ چاہیئے۔ پس اگر خدا تمہارے دل میں ڈالے کہ لعنت کرنے والا قابل رحم ہے اور آسمان میں اسپر لعنت نہیں تو تم بھی لعنت نہ کرو تا خدا کے مخالف نہ ٹھہرو۔ لیکن اگر تمہارا کانشنس اس کو معذور نہیں ٹھہراتا اور تمہارے دل میں ڈالا گیا ہے کہ آسمان پر اس شخص پر لعنت ہے تو تم اس کے لئے برکت نہ چاہو جیسا کہ شیطان کے لئے کسی نبی نے برکت نہیں چاہی اور کسی نبی نے اس کو لعنت سے آزاد نہیں کیا۔ مگر کسی کی نسبت لعنت میں جلدی نہ کرو کہ بہتیری بدظنیاں جھوٹی ہیں اور بہتیری لعنتیں اپنے ہی پر پڑتی ہیں سنبھل کر قدم رکھو اور خوب پڑتال کرکے کوئی کام کرو اور خدا سے مدد مانگو کیونکہ تم اندھے ہو ایسا نہ ہو کہ عادل کو ظالم ٹھہراؤ۔ اور صادق کو کاذب خیال کرو۔ اس طرح تم اپنے خدا کو ناراض کرو اور تمہارے سب نیک اعمال حبط ہو جاویں۔

(باقی آئندہ)

خدا کی ہستی ۴

والدین کا ایک عزیز بچہ ہے جو نہایت ناز و نعم سے اُن کے کنار تربیت میں پلا کر اسکے کچھ سوتیلے بھائی ہیں جو برداشت نہیں کر سکتے کہ والدین کا التفات اور نظر شفقت اسکی طرف ان سے زیادہ مبذول ہو۔ وہ آپس میں مشورہ کرتے ہیں کہ اسے ایسی دور جگہ پھینکدیں جہان وہ بغیر کسی متکفل اور ولی کے ہلاک ہو جاوے اور اس کے بعد اس کا وجود ان کی رقابت اور رشک کی آگ کو اشتعال دینے والا نہ رہے اور والدین کی محبت سوچی انہیں کیطرف مایل ہو جائے۔ آخرکار لطایف الحیل سے وہ اس معصوم لڑکے کو جنگل میں دور لیجا کر ایک کنوئیں میں پھینکتے ہیں۔ اسوقت یہ نظارہ قابل دید ہے کہ ایک معصوم لڑکا جسکی نظر بجز اپنے والدین کی گود کے یا ار دگرد کی چند محدود چیزوں کے اور کسی وسیع چراگاہ میں کبھی چرنے کیلئے چھوڑی نہیں گئی اور اس صغر سنی کے ساتھہ وہ زمانہ کی نشیب و فراز سے بھی بہت ناواقف اور سادہ بچہ ہے عام مادی نگاہ کیا توقع کر سکتی ہے کہ اس تاریک کنوئیں میں اسے کسحالت میں دیکھے۔ ظاہر ہے کہ اگر ایک معمولی بچہ ہے تو اسے بہت جلد تڑپ تڑپ کر اور سسک سسک کر جان دینی چاہئے۔

لیکن خدا کی کتاب میں جسے ہم خدا کی کتاب نہ صرف تحکم سے کہتے ہیں بلکہ اسلئے کہ وہ ایسے حکیمانہ واقعات کو اپنے اندر رکھتی ہے اور ان سے اپنے عظیم الشان لانیوالے کے ثبوت ثبوت کیلئے نشان پیدا کرتی ہے۔ اس کتاب میں لکھا ہے کہ اس بھیانک اور خوفناک منظر میں اسے ایک آواز آئی۔ لتنبئنہم بامرہم ہذا وہم لایشعرون۔ میں تجھے قسم کھا کر یقین دلاتا ہوں کہ تجھ پر ایک وقت آنیوالا ہے کہ تیری پوزیشن اس رفعت اور اس پایہ کی ہوگی کہ تو اپنی شان و شوکت اور جلال میں ان لڑکوں کو جنہوں نے تجھ سے یہ مفسدانہ کارروائی کی ہے۔ انکی اس شرارت اور مفسدہ کی خبر دیگا اور وہ اپنی پست اور ذلیل حالت اور تیری شوکت اور جلالت کے سبب تجھے نہیں پہچانتے ہوں گے۔

اب یہاں ہر ایک سلیم الفطرت کو غور کرنی چاہئے کہ یہ کیسی آواز ہے اسکین دو طرح سے فکر کرنی چاہئے۔ اول یہ کہ آیا وہ آواز اس معصوم بچہ کے توہمات اور تخیلات یا تجارب اور افکار کا سرجوش تھی۔ دوم یہ کہ آیا وہ بالالفاظ پوری ہوئی یا ایک فضول گپ کیطرح ہوا میں ملگئی۔

خدا کی کتاب نے اس ترکیب اور اسلوب عبارت میں اپنی الوہیت کا جلال اور اپنا ہمہ علم اور ہمہ قدرت ہونا ثابت کرنے کیلئے لفظ لتنبئنہم کو لام تاکید اور نون ثقیلہ سے موکد کیا جس سے غرض یہ ہے کہ یہ اخبار غیب قطعی اور یقینی ہے + یہ ترکیب خود اپنی ذات میں ذرا سے تامل کے ساتھہ اسطرف رہنمائی کرتی ہے کہ یہ آواز اس بچہ کے اندر سے پیدا نہیں ہوئی اسلئے کہ اسکا منشاء یہ ہے کہ یقیناً اور قطعاً ایسا وقت آنیوالا ہے اور کوئی چیز اسکو ٹال نہیں سکتی کہ تو کامیاب ہوگا اور تیرے بدسگال دشمن تیری آنکھوں کے سامنے ذلیل ہونگے ہمارے پاس اس بات کا تصور کرنے کیلئے کوئی وجہ نہیں اور نہ عقل سلیم ایک لحظ کیلئے بھی اس تصور کو گوارا کر سکتی ہے کہ ہم اس آواز کو اس بچہ کا توہم یا اسکے کسی تجربہ اور فراست کا نتیجہ قرار دیں واقعات نے ہمیں ثابت کر کے دکھا دیا ہے کہ یہ آواز اس ہستی کیطرف سے اس ناتوان بے علم بچہ کے کان میں آئی جو عالم کی تصریف اور تصرف پر قادر ہے اس پیشگوئی کے پورا کرنے کے لئے ہمیں آئندہ دیکھنا چاہئے کہ اس قادر مطلق آواز دہندہ نے اس عالم کون و فساد میں واقعات کو کسطرح اپنے منشاء کے مطابق ترتیب دیا۔ اصل مقصود تو یہ تھا کہ اس مہجور و مخذول بچہ پر ایک زمانہ ایسا لایا جائے کہ وہ کامیابی کے تخت پر تاج عزت پہن کر بیٹھا ہوا اور اسکے دشمن اسکے سریر شوکت کے آگے دست بستہ کھڑے ہوں اس غرض کے سرانجام دینے کیلئے جسقدر انقلاب اور تغیرات ظہور میں آئے وہ صاف طور پر ہمیں یقین دلاتے ہیں کہ یہ تمام کارروائی اس ہمہ علم اور ہمہ قدرت پاک ذات کی ہے جو اپنے منشاء کے مطابق عالم کی تغیر اور تبدیل پر ہر آن اور ہر شان میں قادر ہے۔ یہ خاندان جسکا ممبر یہ معصوم بچہ اور اس کے بداندیش دشمن ہیں کنعان کا رہنے والا ہے۔ ان کے گرد و پیش اسوقت ایک ہی ملک تھا جو ہر قسم کی امید اور بیم کا مرجع تھا۔ یہ لوگ اپنے پاس کسی قسم کی حکومت اور شوکت نہیں رکھتے تھے لیکن اس پیشگوئی کے موافق ضروری تھا کہ یہ بچہ کسی زبردست حاکمانہ رنگ میں جلوہ گر ہو اسکے لئے بجز اس کے اور کوئی تدبیر نہیں ہو سکتی تھی کہ مصر کی عظیم الشان سلطنت میں اسے اقتدار اور جلال حاصل ہو۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ واقعات اس غرض کے پورا کرنے کے لئے کسطرح اپنی اینچا کھینچی اور لمبائی سے سکڑ کر ایک ایسے مرکز پر آکر ٹھہرتے ہیں کہ جس سے یہ غرض بخوبی حاصل ہو جائے۔ مصر کا ایک قافلہ جو کسی غرض کے لئے دور دراز سفر کو نکلا ہوا ہے اس کنوئیں کے پاس فروکش ہوتا ہے جہان یہ بیکس بچہ پڑا ہے ان کا ایک فرد پانی کی تلاش میں اس کنوئیں پر آتا ہے لیکن بجائے اس کے کہ وہ صرف حقیر اور بیتمیز پانی کو پاتا اور پی کر بہت جلد اسے بھول جاتا ایک ایسی گران بہا دولت اسے ملتی ہے کہ جس کے احساس سے وہ چیخ اٹھتا ہے کہ یا بشریٰ ہذا غلام۔ اللہ اللہ یہاں تو ایک خوبصورت لڑکا ہے۔ خلاصہ یہ کہ وہ قافلہ اس لڑکے کو مصر میں پہونچاتا ہے اور آخرکار بعد بہت سے انقلابات کے مصری گورنمنٹ میں نہایت ہی ممتاز اور اعلیٰ عہدہ پر منصوب کیا جاتا ہے۔ دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ کنعان میں غلہ کی مصیبت اس سختی سے واقع ہوئی کہ کنعانیوں کو بجز اس کے اور کوئی چارہ نظر نہ آیا کہ زندگی کے بقا کیلئے مصر کیطرف رجوع کریں۔ اگرچہ ان دنوں میں مصر ان ملکوں کے لئے تجارت غلہ کی ایک بڑی مشہور منڈی تھی اور کنعان اور اسکے نواح کے لوگ غلات کیلئے وہیں آیا کرتے تھے مگر یہ نازپروردہ اسرائیلی خاندان بہت کم اس سفر کیلئے مجبور ہوتا تھا۔ الحاصل حضرت اسرائیل کے گیارہ بیٹے اپنے باپ سے رخصت لیکر غلہ کی تجارت کیلئے مصر میں آتے ہیں اسوقت تک ان کو کوئی علم نہیں کہ ان کے لئے مصر میں کیا مقدر ہے وہ اس پر از بیداد کارروائی کو اپنے نہتے مظلوم بھائی کی نسبت زمانہ کی درازی کے سبب سے لوح حافظہ سے بکلی مٹا چکے ہوئے ہیں اور اپنے اعمال کے نتائج کی ذرا بھی پروا یا توقع نہیں رکھتے وہ اپنے زعم میں اس امید سے لبریز ہیں کہ وہ مصر میں اپنی اغراض کے حاصل کرنے کیلئے جاتے ہیں اور بہت جلد دامن مقصود کو ہر مراد سے بھر کر اپنے والد کی حضور میں حاضر ہوں گے۔ مگر وہاں ایک ایسا واقعہ پیش آتا ہے جو انکی امیدوں اور گمانوں میں کبھی آ نہیں سکتا تھا۔ خدا تعالیٰ کا حکیمانہ ارادہ چند واقعات کے واقع ہونے کے بعد انہیں ایک ایسے عظیم الشان شخص کے سامنے لاکر کھڑا کرتا ہے جسے وہ تو نہیں پہچانتے مگر وہ انہیں جانتا ہے اسوقت کی کیفیت اور نظارے کو دل کی کیفیات اور قدرتوں سے بھری ہوئی کتاب کا مطالعہ کرنیوالا ہی بہتر سمجھ سکتا ہے جبکہ اس موجودہ وقت کے باجلال کمشنر یوسف ابن یعقوب اور اس پرانے وقت کے کنوئیں میں پھینکے ہوئے ناتوان بے بس معصوم بچہ نے جس کے کان میں وہ دلربا آواز آئی تھی۔ لتنبئنہم بامرہم ہذا۔ اس موجودہ وقت کے عاجز مگر کسی پرانے وقت کے مغرور ناعاقبت اندیش گروہ کو بجواب ان کے اس قول (ءانک لانت یوسف) کے کہا۔

قال انا یوسف وھذا اخی قد من اللہ علینا انہ من یتق ویصبر فان اللہ لا یضیع اجر المحسنین۔ کہ میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے اللہ نے ہم پر احسان کیا اور اس رتبہ پر ہمیں پہونچایا۔ اللہ کا یہ ازلی قانون قدرت ہے کہ وہ متقی اور صابر کو کبھی ضایع نہیں کرتا۔

ان واقعات میں اس رنگ اور پہلو سے غور کرنی چاہئے کہ انسان کی منصوبہ بازی اور تدبیر کیا مقاصد اپنے سامنے رکھتی ہے اور ان مقاصد کے بہم پہونچانے کیلئے ایسے سامان اور مواد پیدا کرتی ہے کہ جنپر اس مقصود مشہود کے حاصل ہو جانے کے لئے قطعی کارگر ہونے کا حکم لگایا جا سکتا ہے یا بلفظ دیگر یوں کہو کہ ایک میگرلیٹ عام تجربہ اور استقرار کی بناپر علت و معلول کے صحیح سلسلہ کو مدنظر رکھکر وہ اسباب اور مواد بہم پہونچاتا ہے کہ جنکی نسبت اسکا پورا تجربہ اسکو ہمیشہ مفید ہونیکا یقین دلا چکا ہے۔ لیکن باینہمہ ایسے علل اور اسباب پیش آجاتے ہیں جو اسکی تمام ساختہ پرداختہ کو خاک میں ملا دیتے ہیں یہاں اس واقعہ میں غور کرو اسرائیل کے فرزند اپنے سوتیلے بھائی یوسف کے استیصال کیلئے وہ تمام تدبیریں کر چکے ہیں جو مادی انسان کر سکتے ہیں اور فی الحقیقت ایسی ہی تدبیریں کسی مخالف کے ہلاک کرنے کیلئے دنیا میں ہوا کرتی ہیں اور ہزاروں واقعات گذرے ہیں جنہوں نے ان تدبیروں کے کارگر اور مفید ہونے کے ثبوت بھی دیئے ہیں مگر وہ کیا بات ہے جو ان تمام منصوبوں اور کارروائیوں کا تار و پود ادھیڑ دیتی ہے یہ ظاہر بات ہے کہ واقعات قانون قدرت میں ایسی باتوں کی نظیریں بہت ملتی ہیں اور ان سب میں ہم بڑی حکومت اور پورے زور سے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ایک قادر ہمہ علم ہستی ہے جو اجازت نہیں دیتی یا اسکی غیرت اس بات کو روا نہیں رکھتی کہ انسان ذرات کون و فساد پر متصرف ہو کر ہمہ قدرت اور ہمہ ہستی بنجائے۔ مگر اس جگہ ایک بڑی عظیم الشان بات ہے جو علوم نظریہ کی طرح دقیق اور حیرت انگیز نہیں بلکہ ایک بدیہی امر ہے اور وہ ہے قبل از وقت ایک پیشگوئی اور دعوے کا موجود ہونا ایسے وقت میں جبکہ دنیا کی کوئی فراست کوئی حدس کوئی تخمین کوئی استقرار کوئی تجربہ حکم نہیں لگا سکتا کہ واقعات عالم اس مدعی کے پاؤں اسیطرح چوم لینگے جسطرح اس کے دعوے کے لفظوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس ساری کارروائی میں بڑی دلچسپ بات جو خدا تعالیٰ کی ہستی کی بین دلیل ہے۔ یہی ہے کہ زمین کے فرزندوں نے ایک منصوبہ کیا اور اس میں اس آواز کے منطوق کے موافق جو جلالی پیشگوئی سے بھری ہوئی تھی اور ایک ناتوان اور بے سامان بچہ کے منہ سے نکلی تھی نامراد اور ناکام رہے۔

قرآن شریف میں یہ واقعہ بطور پیشگوئی کے لکھا گیا ہے۔ اس قصہ یوسف سے یہ غرض ہے

www.aaiil.org

کہ کوئی شخص بجز ودادور سرسری نگاہ سے اسکیطرف التفات نہ کرے مگر جب اس زمانہ کے واقعات اور لوازم پیش نظر رکہے جائیں جبکہ ملہم کے منہ سے یہ پُرزور لفظ نکلے تو بے اختیار اقرار کرنا پڑے گا کہ یہ عالم الغیب متصرف عالم خدا کے الفاظ ہیں جن دنوں میں یہ وحی یا غیب کی بات اس کتاب میں لکہی گئی یہ مصنف ایسے گمنامی کے گوشہ میں زندگی بسر کرتا تہا کہ قرب وجوار کے بہت سے لوگ بہی اسے نہ جانتے تہے۔ نہ وہ ان دنوں میں گوشہ تنہائی کی لذت اور لفت کے سبب کسی کو دیکہنا پسند کرتا تہا اور نہ اس نے اپنے گرد وپیش کوئی ایسا دلچسپی کا سامان جمع کر رکہا تہا کہ کسی کے دل میں اس کے دیکہنے کی کشش یا خواہش پیدا ہوتی لیکن بتدریج اس پر ایسا وقت آیا کہ جس نے اس اخبار غیب کو حرفاً پورا کیا اور آج ایک عالم اپنی آنکہوں سے اسکی سچائی کا بے اختیار اعتراف کرتا ہے۔ اس کے مطابق اور سویا اسی کتاب میں ایک دوسری وحی جو یہ ہے لا تصعر لخلق اللّٰہ ولا تسئم من الناس۔ یعنی خدا کی مخلوق سے تکبر اور تحقیر سے پیش نہ آنا اور خلقت کی کثرت اور ہجوم سے ملول اور دلگیر نہ ہونا۔ اس نادر اور عجیب آواز پر خود اس آواز کا یہ وحی صاف بتاتی تہی کہ یہ شخص ایک وقت میں خلق اللّٰہ کا مرجع و مآب ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور اب اس خبر غیب کی سچائی کے اتنے گواہ ہیں کہ جن کا گننا نہایت مشکل ہے پہر اسی زمانہ میں اس کتاب میں ایک اور وحی درج ہوئی جس نے بڑی صفائی اور قوت کے ساتہہ ان تمام انقلابات اور فتن کی خبر دی جو مدتوں سے عجیب ترتیب سے اس شخص کی زندگی میں واقع ہوئے۔

اسیطرح امرتسر کے مقام میں عیسویت کے ایک بڑے نامی زعیم اور لوکل کے ساتہہ مباحثہ کرنے کے بعد جبکہ علمی رنگ میں اسلام کی سچائی کے دلائل کے بیان کرنے سے فارغ ہو چکا یہ پیشگوئی کی کہ خدائے عالم الغیب اور قادر نے مجہے اطلاع دی ہے کہ اسلام اور بانیٔ اسلام کے منجانب اللہ ہونے اور خدائے اسلام کے حی قیوم وقادر مطلق خدا ہونے کا ثبوت اور عیسویت کے مردہ مذہب اور بے برکت ہونے اور یسوع مسیح کے ایک ضعیف اور بیکس انسان ہونے اور خدائی کے صفات میں سے اس کے قطعاً حصہ دار نہ ہونیکا ثبوت یہ ہے کہ میرا حریف مقابل پندرہ مہینے کے عرصہ میں بشرطیکہ اس اثنا میں حق کیطرف رجوع نہ کرے اس جہان سے رخصت ہو جائیگا۔ یہ بڑی دلیری اور قوت کی بات ہے جو مسلمان اور عیسائیوں کے ایک بڑے مجمع میں روز روشن میں کی گئی۔ اسوقت ان الفاظ کی عظمت اور ہیبت جو سامعین کے قلوب پر طاری ہوئی اس کا صحیح اندازہ حاضرین کے سوا دوسرا شخص کم کرسکتا ہے اگرچہ اس وقت بہی بعض ایسے دل تہے جو ان الفاظ کی قوت اور متکلم کی جمعیت باطن اور متانت ظاہری اور وجاہت کو مطالعہ کرکے یقین کر گئے کہ یہ الفاظ ایک ضعیف علم اور محدود الطاقت انسان کے نہیں ہو سکتے۔ مگر آخر کار ہر ایک کی اور باریک نظر کے سامنے بدیہی طور پر اس پیشگوئی کا نظارا واقع ہوا۔ اس پیشگوئی میں اصل مغز اور رسر اور مقصود ایک شخص کی موت تہی جو انسانی علم اور قیاس اور حدس سے بالاتر پیشگوئی تہی لیکن محدود اور کم اندیش عقلوں کے نزدیک پہر بہی اس دعوے میں ایک التباس ممکن تہا کہ کوئی شخص یہ قیاس کرتا کہ پیشگوئی کرنیوالا ایک حاذق طبیب ہے اور حریف مقابل گو بالفعل چست چالاک ہے۔ مگر بوڑہا ہے اسلئے نہایت قرین قیاس ہے کہ بعض آثار اور قرائن سے جو کسی علم کی بنا پر پیشگوئی کرنیوالے کے نزدیک بیّن ہوں۔ اور دوسروں کے نزدیک مخفی یہ دعوے کیا گیا ہو۔ مگر اس دوسرے شقی نے جو ایک الگ اور ایسی ہی زبردست پیشگوئی تہی یہ ثابت کر دیا کہ یہ ساری باتیں خدائے عالم الغیب کیطرف سے تہیں ایک شخص کی نسبت جو ایک مذہب کا مسلم وکیل اور ساری عمر اس کی طرف سے غیر قوموں کے ساتہہ بحث کرنے والا اور اپنی قوم میں دیانت امانت اور اتباع مذہب میں مشہور رہا۔ اسکی نسبت یہ دعوے کرنا کہ ہلاکت تو بہرحال اسکے لئے مقدر ہے اور وہ ضرور مریگا۔ مگر ایک وقت اس اثنا میں اسکی زندگی میں ایسا بہی آئیگا کہ اس سچائی کا جو اس کے مقابل مدعی نے اپنے پرزور پر تحدی الفاظ میں اس کے سامنے پیش کی ہے اس پر رعب پڑیگا اور وہ برخلاف اپنے عقیدے کے اپنے ایمان میں متزلزل اور متردد ہوکر ایک خام شکی کیطرح بزدل ہو جاویگا اور اس انسان خدا پر جسے وہ الٰہ کہا کرتا تہا اس کا ایمان نہ رہے گا۔ اسلئے وہ چند دن کیلئے اس سزائے موت سے بچ رہیگا۔ چنانچہ آخر کار اس لمبی دوڑ میں جو عجیب نظاروں کے ساتہہ واقع ہوئی۔ یہ ثابت ہو گیا کہ اس نے اس استقامت اور استقلال سے جو عیسوی مذہب پر ایمان اور انسان خدا پر توکل کرنیکے سبب سے اسے چاہیے تہی۔ اپنے تئیں بالکل بے بہرہ ثابت کر دیا۔ اس نے دوست دشمن پر اپنی سراسیمگیوں اور پریشانیوں اور شہر بشہر نقل مکان کرنے اور کسیطرح بہی کسی اپنے حامی کے ذریعہ سے تسلی نہ پانے سے ثابت کر دیا کہ اس کے دل پر اس پیشگوئی کی سچائی نے بڑے زور سے پنجہ مارا تہا۔ آخر کار چونکہ وہ اصل سچائی کے چہپانے کی کوشش کرنے سے جس کا مقصد اسلام پر برہنہ طور پر ایمان لانا تہا محروم رہا وہ خدا تعالیٰ کی اس ہیبت ناک گرفت سے مخلصی پا سکا جس کی نسبت پیشگوئی میں خبر دی گئی تہی خدا کی پیشگوئی کی سچائی پر دشمنوں نے پردہ ڈالنے کے لئے بہت کوشش کی۔ جبکہ انہوں نے اپنے ضمیروں اور واقعات کے خلاف یہ مشتہر کیا کہ اس نے حق کیطرف رجوع نہیں کیا۔ یعنی وہ عیسویت پر ایمان اور توکل میں مستقیم الحال رہا۔ مگر پیشگوئی کرنیوالے نے جو غیبی کلام قوت سے معمور رہتا۔ ان بے دلیل دعووں کے مقابل میں سکوت اختیار نہ کیا۔ اس نے پہلے سے زیادہ قوت کے ساتہہ یکے بعد دیگرے چار اشتہار دیے جنمیں ایکہزار سے چار ہزار تک روپے کا انعامی وعدہ تہا۔ اس شرط پر کہ عبداللہ آتہم جو اس پیشگوئی کا نشانہ تہا ایک مجمع میں کہڑا ہوکر بقسم کہدے کہ اس نے حق کیطرف رجوع نہیں کیا۔ اس سے دو باتیں حاصل ہونگی ایک یہ پیشگوئی کرنیوالے کی مسلم اور مشہود وجاہت اور اس کے تمام دعاوی ہمیشہ کیلئے خاک میں ملجاینگے اور معاً اسے زرکثیر کے نقصان کا متحمل ہونا پڑے گا لیکن عبداللہ آتہم جو اپنی بساط اور کائنات سے پورا واقف تہا قسم کہانے اور میدان میں نکلنے کی جرأت نہ کرسکا اور یون ان تمام الفاظ کی سچائی پر اور خدا کی ہستی کے ثبوت پر ابدی مہر لگاکر اس جہان سے رخصت ہوا۔

ایک اور واقعہ جو ملک پنجاب اور ہندوستان میں باوجود سات برس کے گذرنے کے ابتک ہزارہا کانوں میں زندہ اور تازہ گونج رہا ہے یہ ہے کہ آریہ قوم میں ایک شخص لیکہرام نے جو اسلام کے خلاف بڑی تیز زبانی اور بدیانی سے بولتا تہا اس خدا کے نبی سے درخواست کی کہ اگر اس کا دعوے سچا ہے اور وہ خدا سے ہمکلام ہوتا ہے اور اسلام سچا مذہب ہے تو اسے بہی کوئی بیّن نشان دکہایا جاوے مرزا غلام احمد نبی اللہ نے عالم الغیب قادر مطلق خدا کیطرف توجہ کی۔ خدا نے فرمایا کہ یہ شخص چہہ برس کے عرصہ میں عذاب اور سختی کے ساتہہ ہلاک ہو جائیگا۔ یہ ممکن تہا کہ کوئی رحمت اور فضل کا نشان ایسے موقعہ پر دیا جاتا جو اس شخص کیلئے حق کیطرف ہدایت کا موجب ہوتا۔ مگر اس شخص کی ثابت شدہ سنگدلی اور بدزبانی اور دلآزاری جزا لیے مطابق کی سنت کے طور پر تقاضا کرتی تہی کہ اس کے وجود کے ذریعہ سے ایک ایسا نشان ظاہر ہو جو طبائع پر ایک زلزلہ اور رعب ڈالدے آخر جبکہ مقررہ میعاد کے گذرنے میں بہت تہوڑا عرصہ باقی رہگیا تہا۔ آریہ سماج کا مشہور قوی مضبوط الجثہ اور تیس برس سے کچہہ اوپر عمر کا نوجوان لیکہرام لاہور میں شہاب اسیطرح مارا گیا جسطرح پیشگوئی کے حرف دعوے کرتے تہے۔ جاننے والے اس بات کو خوب جانتے ہیں کہ خدا کے کلام میں جو اس شخص کی نسبت نازل ہوا۔ اسکی بہیانک موت وقت موت اور طرز موت کا ایک عرصہ پہلے وہی نظارا دکہایا گیا تہا جسے وقوعہ کیوقت حاضر احد ناظر لوگوں نے مشاہدہ کیا۔ چنانچہ پیشگوئی کے ان اشعار میں جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں ؎

الا اے دشمن نادان و بے راہ
بترس از تیغ بران محمدؐ
الا اے منکر از شان محمدؐ
ہم از نور نمایان محمدؐ
کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمان محمدؐ

بترس از تیغ بران محمدؐ میں ایک ہاتہہ کی تصویر دکہائی ہے جسکی انگشت سبابہ اشارہ کرتی ہے اس عنوان کیطرف جو لیکہرام پشاوری کی نسبت ایک پیشگوئی"۔ اس شخص کی موت نے آریہ سماج کے گہروں میں وہ ماتم اور شیون برپا کیا جس کا بیان کرنا مشکل ہے تمام پنجاب میں اسطرف سے اُسطرف تک ایک شور پڑ گیا اس لئے نہیں کہ وہ ایک آریہ سماج کا ممبر تہا بلکہ اس لئے کہ وہ آریہ سماج کے جدید مذہب اور تازہ جوشوں اور نئے دعووں کا لانظیر حامی اور مؤید اور مجسم تصویر تہا آریہ سماج کو اس بات کے احساس نے بہت تکلیف دی کہ ان کے مذہب کے مخالف غلام احمد نبی اللہ کی پیشگوئی کے مطابق لیکہرام کا مرنا ان کے مذہب کی خوفناک ذلت اور رسوائی کا باعث تہا اس لئے انہوں نے اس کے بعد قاتل کی تلاش میں ان تمام انسانی زوروں اور ذریعوں کو استعمال کیا جو ایک طاقتور اور نو دولت قوم ایسے موقعہ پر کرسکتی ہے اس کے علاوہ رحمدل اور فیاض گورنمنٹ نے بہی ان کی مدد میں کوئی دقیقہ اٹہا نہ رکہا مگر تعجب کی بات ہے کہ قاتل کا کوئی سراغ نہ لگا۔ اگرچہ گورنمنٹ اور پہر انگلش گورنمنٹ جو رعایا کے حالات کے جاننے میں تمام دنیا کی گورنمنٹوں سے زیادہ باخبر اور تیز بین ہے خوب جانتی تہی اور جانتی ہے اور اس بات کے لئے اس کے پاس کافی ذریعے ہیں کہ مرزا غلام احمد علاوہ اس کے کہ ایک مسلم پاک زندگی بسر کرنیوالا بے شر انسان تہا جس کا دعوے اور نیا دعوے یہ تہا کہ وہ عالم میں پاکیزگی امن اور صلح اور خدا سے سچا تعلق اور بنی آدم سے پاک محبت پہیلانے کے لئے مامور ہوا ہے اور اس کا خاندان یعنے اس کا باپ اور بہائی گورنمنٹ کے نزدیک وفاداری اور جان نثاری میں مسلم تہے۔ اور اس لئے گورنمنٹ کو اس خوفناک قتل کے متعلق شبہ کرنے کی کوئی گنجائش نہ تہی کہ اس کا بانی مرزا غلام احمد صاحب ہو سکتے ہیں لیکن ظاہری قانون کی پابندی کی ایک فرد رعایا کے استغاثہ کی تائید نے گورنمنٹ

کہ حامل قرآن علیہ صلوات الرحمان بھی یوسف کیطرح ایسے ہی واقعات مین مبتلا ہوگا یعنی اسکا آغاز اور انجام بلاتفاوت یوسف کیطرح ہوگا یہ قصہ ایک پیشگوئی کرنیوالے پر ایسے وقت مین وحی کیا جاتا ہے یا یون کہو کہ ایسے وقت مین اس پیرایہ مین وہ اپنے حال کی نسبت پیشگوئی کرتا ہے جبکہ وہ بجنبہٖ یوسف کی طرح اپنی قوم اور بھائیون کے ہاتہ سے ناگفتنی ظلمون اور بیدادگریون کے اندھے کنوئین مین پہینکا گیا تہا۔ اور اس کنوئین سے نکلنے کیلئے اس کے ہاتہون مین کوئی زمینی سامان اور مادہ نہ تہا۔ اس کے بالمقابل اس کے حریف یوسف کے ظالم بہائیون سے بدرجہا زیادہ قوی بدرجہا زیادہ باسامان تہے مگر کیسے جلال اور پر شوکت پیرایہ مین یہ آواز اس کے منہ سے اس کے مخالفون کے کانون تک پڑی ہے لقد کان فی یوسف واخوتہٖ آیات للسائلین یوسف اور اس کے بہائیون کے واقعات مین نشان ہین ان لوگون کیلئے جو اس شخص کے آغاز اور انجام اور واقعات زندگی کی نسبت دریافت کرتے ہین۔ اس بات کے ثابت کرنیکیلئے کہ قرآن شریف کی یہ پیشگوئیان ور اصل ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات زندگی مین۔ جو یوسف کے قصہ کے پیرایہ مین بیان کی گئی ہین۔ ہمین زیادہ کوشش کرنے کی ضرورت نہین پڑتی اس لئے اس عظیم الشان نبی کے واقعات زندگی ایسے صاف اور واضح ہین کہ کسی اور دعوے کرنیوالے کی زندگی مین اس صفائی اور وضاحت کی نظیر نہین ملتی اس یوسفی مثیلیت کے اثبات کیلئے ہم مختصراً دکہاتے ہین کہ کسطرح محمد رسول اللہ کے دشمنون نے آپکے استیصال کیلئے منصوبے کئے۔ مکہ مین تیرہ برس تک وہ دکہ دیئے جو ایک معمولی انسان کے تباہ کرنے کیلئے بہت کافی تہے۔ آخرکار مکے سے آپ کو نکلنے پر مجبور کیا اور اپنے وطن سے بہت دور ایک بیگانہ سرزمین مین آپ پناہ گزین ہوئے۔ مکے کے ان قومی دشمنون نے اس مسافر پر اس اوپری بستی مین بار بار حملے کئے یہانتک کہ آخرکار مدینہ کی ان طاقتور قومون کو جو اسرائیل کے باقی فرزندون سے وہان سکونت پذیر تہین اور دولت اور ثروت اور طاقت مین اپنی اس پاس کی قومون مین ممتاز تہین اس مجبور خویش و بیگانہ کی تباہی کیلئے اپنے ساتہہ ملایا غرض ایک شخص کے ہلاک کرنے کیلئے جسقدر منصوبے زمینی عقل تجویز کر سکتی ہے۔ عرب کی متفق قومون نے اس نبی کے استیصال کیلئے کئے مگر جیسا کہ قبل از وقت پر تحدی پیشگوئی نے خبر دی تہی وہ کامیاب ہوا اور ایسا کامیاب ہوا کہ اسکی کامیابی کی کوئی نظیر دنیا مین نہین وہی شخص جو ناقابل بیان ظلمون کا نشانہ بنکر ننگے پاؤن ننگے سر صرف ایک رفیق طریق کے ساتہہ مردانہ بیابان مین رستون کو کاٹتا ہوا اور کپڈنڈیون سے کتراتا ہوا بہت دنون کے بعد مدینہ مین پہونچا تہا۔ آخر دس ہزار جان نثارون کے ساتہہ اس زمین مین داخل ہوتا ہے جہان سے اس کے دشمن نے نکالکر اپنے آپکو بڑے کامیاب اور بامراد سمجہے اور اسکی ساکت جاتی کی خوشی پر اس مین کے پہاڑون کی چوٹیون پر چراغان کی روشنی کرتے ہین۔ آج وہ ان کی تمام سرزمینون اور املاک پر اور سب زیادہ انکے مقدس معبد پر متصرف ہوکر اسکے دروازے مین کہڑا ہوتا اور ان کے تمام معبودون کو جنکی تاثیر اور ضرر اور نفع پر وہ تمام مادی لوگ بہروسہ کرتے اور انہین متصرف عالم مانتے تہے توڑنیکا حکم دیتا ہے اور اس کے سامنے وہ بڑے بڑے منّا دید اور جبل اور عمائد اسیطرح کہڑے ہین جسطرح یعقوب کے فرزند مصری یوسف کے سامنے دست بستہ کہڑے ہوئے تہے یہ وہ لوگ ہین کہ جو عرف اور شریعت اور عقل کے نزدیک اپنے ناجائز افعال کے ذریعہ سے واجب القتل ٹہہر چکے ہوئے ہین اور وہ خود بہی اس بات کو محسوس کرتے ہین کہ اب کسیطرح قابل عفو نہین وہ کامیاب انسان ان سے پوچہتا ہے کہ تم میری نسبت اب کس قسم کے سلوک کی توقع رکہتے ہو وہ کہتے ہین کہ تو کریم ابن کریم ہے۔ اسلئے ہم تجہسے توقع کرم اور رحم کی رکہتے ہین وہ انکے جواب مین فرماتا ہے۔ آج مین بہی اپنے بہائی یوسف کیطرح تمہین کہتا ہون لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین اس قول سے ثابت کرتا ہے کہ تمام سورہ یوسف درحقیقت اسی کے واقعات زندگی کی نسبت پیشگوئی تہی۔

اب ہم ایک طالب حق کو اسطرف متوجہ کرتے ہین کہ وہ ان پیشگوئیون مین اس نگاہ سے غور کرے کہ کیسے وقتون اور کیسے حالات کے ماتحت ہوکر ایک شخص زلزلہ ڈالنے والی تحدی اور دعوے سے ایک بات منہ سے نکالتا ہے۔ اور وہ آخرکار حرفاً پوری ہوجاتی ہے اس سے زیادہ اس بات کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ وہ تمام پیشگوئیان ایک قادر علیم حکیم کیطرف سے ہوتی اور اس کے وجود پر ایک بین دلیل کا کام دیتی ہین۔

اسیطرح قرآن شریف مین خدا تعالے کی ہستی کے ثبوت مین بنی اسرائیل کے عظیم الشان ہادی حضرت موسےٰ کا واقعہ بیان کیا ہے جبکہ وہ فرعون مصر کیطرف گئے اور اسکے تخت کے سامنے کہڑے ہوکر باوجود ایک ناتوان اور ضعیف اور بے سامان انسان ہونیکے کس شوکت اور قوت سے اس متکبر بادشاہ کو کہا قد جئناک بآیۃ من ربک والسلام علی من اتبع الھدٰی۔ ہم تیرے پاس اپنی سچائی کا نشان لائے ہین اور وہ یہ ہے کہ جو حق پر ہے وہ سلامت رہیگا اور اسکا مخالف ہلاک ہوجائیگا۔ اور دعوے سے کہا انا قد اوحی الینا ان العذاب علی من کذب وتولّٰی۔

یعنی ہمکو خدا تعالے نے خبر دی ہے کہ ہمارے مکذب اور روگردان پر عذاب نازل ہوگا۔ یہان یہ بات غور طلب ہے کہ بظاہر کامیابی اور نجات کے سامان کس شخص کے پاس ہین اور غریب مسکین کون شخص ہے کیا کوئی مادی عقل کوئی مادی فراست اسوقت عین اس حالت مین جبکہ بنی اسرائیل کے منجی نے ایک بادشاہ کو بظاہر گستاخانہ لہجے مین یہ دہمکی دی۔ یہ حکم لگا سکتی تہی کہ ان دونون مین سے جو کمزور ہے وہ غالب رہیگا اور جو قوی ہے۔ وہ نیست و نابود ہوجائیگا۔ اور کیا یہ دعوے ایسے انسان کے منہ مین اگر حرفاً پورا ہو جائے کہلا ثبوت ایک قادر مطلق ہمہ علم ہستی کا نہین۔ یہان یہ امر بہی قابل غور ہے کہ کیا اس متکلم اور اس مخاطب کو کچہہ بہی واقفیت اور شعور تہا کہ اسطرح کامیاب ہوگا اور وہ کیونکر ہلاک ہوگا لیکن آخرکار قابل دید یہ امر ہے کہ ایک شخص کیلئے نجات کا اور دوسرے کیلئے ہلاکت کا سامان اسطرح سے نمودار ہوا جو نہ تو ان مین سے کسی کی قدرت مین تہا اور نہ وہم و گمان مین آسکتا تہا ایک عرصے کے بعد حضرت موسےٰ اپنی کثیر التعداد جماعت کو لیکر مصر سے بہاگتے مین کچہہ راستہ طے کرنیکے بعد ایک ایسی خوفناک روک سامنے نظر آتی ہے جسکو دفع کرنا انکی انسانی طاقت مین نہین۔ دریا اپنی پوری طغیانی کے ساتہہ راہ مین حائل ہے کوئی پل نہین کوئی کشتی نہین بہاگنے والے تردد اور اضطراب مین دریا کیطرف دیکہہ رہے ہین اتنے مین ایک شدید آندہی اور غبار کے نمودار ہونے اور چھٹنے کے بعد فرعون اور اسکا جرار لشکر تعاقب کرتا ہوا نمودار ہوتا ہے مظلوم بنی اسرائیل ان دشمنون کو دیکہکر اپنے نجات دہندہ سے کہتے ہین۔ "یا موسےٰ انا لمدرکون" یعنی اے موسےٰ اسمین کوئی شک نہین اور یہ قطعی بات ہے کہ اب ہم پکڑے گئے اور ہمارے لئے کوئی نجات کی راہ اور مفر نہین۔ مگر حضرت موسےٰ انکے جواب مین کہتے ہین "کلا ان معی ربی سیہدین" یعنی ایسا ہرگز ہرگز نہین ہوگا جیسا تم گمان کرتے ہو اس لئے کہ میرا رب یقیناً میرے ساتہہ ہے اور وہ ضرور مجہے کامیابی اور نجات کی راہ دکہائیگا اس مقام مین یہ امر عجیب ہے کہ جبکہ ہزارون آدمی مشاہدہ اور تجربے ایک نتیجہ پر ہوچکے پورے یقین سے کہتے ہین کہ حسب عادت اور عرف کے اب کوئی نجات اور فرار کی راہ نہین۔ ایک شخص کس بل پر ان سے بڑہکر یقین اور قوت کے لفظون مین دعوے کرتا ہے کہ ان معی ربی سیہدین کہ میرا پروردگار جس نے مجہے تمہاری نجات کیلئے پالا اور پرورش کیا ہے اور بڑے بہاری کام مجہسے لینے ہین وہ مجہے ضائع نہین کرے گا اور یقیناً مجہے کامیاب کریگا۔ صاف ظاہر ہے کہ یہ الفاظ اس کے علم اور اسکی قوت کا نتیجہ نہین بلکہ یہ الفاظ اسکے منہ مین اس قادر ہستی کے ڈالے ہوئے ہین جسکا دست تصرف اس عالم کے ذرہ ذرہ پر کہلے طور پر حکمران ہے۔

غرض خدا تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت مین قادرانہ پیشگوئیون اور تحدیون سے بڑہکر اس عالم مین اور کوئی ذریعہ نہین اور قرآن شریف کی بڑی بہاری خصوصیت اور اسی کتاب کے ساتہہ یہ صفت مخصوص ہے کہ اسمین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ثبوت نبوت مین اور ثبوت ہستی باریتعالیٰ مین انہین علمی نشانونکو (جو ابد الآباد تک زندہ رہنے والے ہین اور کسی سائنس اور مادی علم کی طاقت نہین کہ انکا مقابلہ کرسکے) دائمی اور ابدی معجزہ قرار دیا ہے۔ فالحمد للہ علٰی ذالک۔

ہم ثابت کرچکے ہین کہ قرآن شریف ہی ایک ایسی کتاب ہے جس نے اپنے منجانب اللہ ہونے اور اپنے لانیوالے کی صداقت نبوت اور ثبوت ہستی باریتعالے کو نہیں متعدد پیشگوئیون پر موقوف رکہا ہے اور درحقیقت یہ ایک علمی معجزہ ہے جو قرآن کریم کے موعودہ اور دلائل کے ثبوت کو ہر زمانہ مین علوم جدیدہ کے سموم اور صرصر کے مقابلہ مین بے برگ و بے ثمر ہونے سے بچاتا ہے لیکن اسلئے کہ اس کا یہ دعوے جو اس نے اپنی نسبت کیا ہے کہ مین مبارک کتاب ہون یعنی میرے برکات اور ثمرات ہمیشہ زندہ رہین گے خدا تعالیٰ نے اسمین یہ خوبی رکہی ہے کہ وہ دعوے یا پیشگوئیان یا خدا سے مکالمات جو اس نے ان انبیاء کی نسبت بیان کی ہین جن کا ذکر اس کتاب مین آیا ہے اس کے حقیقی پیروون مین وہ علامتین ہمیشہ پائی جاتی ہین۔ چنانچہ ہر زمانہ مین قرآن شریف کی برکات سے نور حاصل کرنیوالون نے اس زمانہ کے موافق ان باتون کے ثبوت دیئے ہین لیکن اسوقت ہم گذشتہ داستانونکو چہوڑکر حال کے زمانہ کے ایک خادم قرآن کا ذکر کرتے ہین جس نے اس علمی اور عقلی زمانہ مین بڑی قوت اور دلیری سے یہ دعوے کیا ہے کہ اسکو وہ تمام معجزات اور طاقتین اور صفتین دیگئی ہین جو تمام انبیاء کی نسبت قرآن شریف مین مذکور ہوئی ہین ہم قطع نظر ان تمام بلند اور عجیب اور واقعی دعوون کے جو اس انسان کامل نے کئے ہین اور متعاقب ان کے بین ثبوت دیئے ہین اس مضمون کے موضوع کے لحاظ سے صرف انہی پیشگوئیون پر التفات کرتے ہین جنکی مقدار اخبار غیب پر مشتمل ہونیکے سبب خدا تعالیٰ کی ہستی کا بین ثبوت ملتا ہے۔ منجملہ اُن کے ایک وہ پیشگوئی ہے جو اس زمانہ سے چوبیس پچیس برس پیشتر براہین احمدیہ مین لکہی گئی ہے اور وہ ایسی کتاب ہے کہ جو دنیا کے مختلف ملکون مین مختلف قومون اور مذہبون کے ہاتہون مین موجود ہے اور وہ پیشگوئی یہ ہے یاتون من کل فج عمیق یاتیک من کل فج عمیق یعنی لوگ تیرے پاس زمین کے اطراف اکناف سے جوق جوق آئینگے تیرے پاس زمین کی ہر طرف کے تحائف اور ہدیئے آئین گے۔ یہ ایک پیشگوئی ہے کہ

www.aaiil.org

مرزا غلام احمد صاحب کی خانہ تلاشی کیطرف متوجہ کیا۔ ناگہان ایک دن ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس معہ اپنے ماتحت افسرون کے قادیان مین آیا اور مرزا صاحب کے تمام کاغذات اور کتابین جہان جہان پڑی تہین بڑی محنت سے ان کی پڑتال کی جس سے غرض یہ تہی کہ شاید اس قتل کے متعلق کوئی پہلی تجویز کردہ خط وکتابت یا لکہے ہوئے منصوبے کی اطلاع ملجائے مگر سچائی نے ان افسرون کو بڑی صفائی سے اپنا پلہ پاک کرکے دکہایا۔ ممکن ہے کہ کسی ناواقف اور غور نہ کرسکنے والے دل مین یہ شبہ گذرے یا ابتک قایم ہو کہ یہ خفیہ قتل مرزا صاحب کے اشارے سے ہوا ہو اور جیسا کہ کبہی کبہی ہوتا ہے اسباب تحقیق وتفتیش کی عدم تکمیل کے سبب سے اس امر کی پردہ اندازی نہ ہوسکی ہو۔ لیکن یہ ملاحظہ اس شبہ کو بڑی صفائی سے رد کرتا ہے جب دیکہا جاوے کہ مرزا صاحب کے گرد وپیش کون لوگ رہتے ہین ان کے تمام امور مین خواہ جلوت کے متعلق ہون خواہ خلوت کے اگر کچہہ مداخلت اور مشاورت ممکن ہوسکتی ہے۔ تو کن لوگون کی ہے ایک گروہ ایسا ہے جو زمانہ کا پورا مزاج شناس خوب سرد وگرم سے واقف نئی تعلیم کی معراج پر پہونچا ہوا گہری نگاہ سے دیکہنے والون ہر ایک امر کو تنقید اور تحقیق کی محک پر کسنے والے۔ بی اے ایم اے تک ڈگری یافتون نوجوانون کا ہے ایک گروہ بوڑہے سن رسیدہ خدا کے لئے یا سچائی کے لئے سچائی کے سیکہنے اور سچائی کی حمایت کیلئے دولت جاہ اور دنیوی وجاہت کو چہوڑکر نہایت غربت اور خاکساری مین زندگی بسر کرنیوالون کا ہے ان کے چال چلن دوست اور دشمن مین بے داغ بے عیب اور معروف ہین ان کے علم اور فضل اور تقوے اور دیانتداری اور راستبازی کو بالاتفاق تسلیم کیا گیا ہے۔ سچ کے لئے جان اور مال وآبرو کا دینا انہین آسان سے آسان ہے اور باطل اور جہوٹ ان کے نزدیک ہر مکروہ شئے سے زیادہ مکروہ ہے رات دن قرآن شریف کی تعلیم اور اشاعت مین سرگرم ہین۔ ایسا ہی مختلف جنسون اور مذاقون کے لوگ جن کا درحقیقت ایک ہی مقصد سچائی کو دیکہنا اور سچائی کو حاصل کرنا ہے اس جگہ بیٹہے ہین۔ ان مختلف طبقون کے لوگون کو بڑے وثوق سے یہ یقین ہے کہ انہین مدعی نبوت کی زندگی کا پبلک اور پرائیویٹ حصہ روز روشن کیطرح عیان ہے انہین بصیرت سے یہ یقین ہے کہ ان کے سوا مرزا صاحب کی تدبیرون اور تجویزون کو عملدرآمد مین لائیگا اگر کوئی ممکن آلہ ہوسکتا ہے تو وہی ہین بایں ہمہ یہ سب لوگ ......

...... اس ذوق اور ایمان سے بہرے ہوئے ہین اور ہر وقت اور موقع پر شہادت دیتے اور دینے کو تیار ہین کہ لیکہرام کی موت کی پیشگوئی حضرت مرزا صاحب نے منزن عالم الغیب قادر مطلق خدا سے دی اور وہ آخر کار اسیطرح پوری ہوئی۔ جسطرح تمام راستباز نبیون کی باتین پوری ہوا کرتی ہین وہ اس بات پر بلاتذبذب ایمان رکہتے اور دلائل اور قرائن سے اپنے ایمان کی پختگی اور صحت پر ناز کرتے ہین کہ انکی احمدی قوم مین سے کوئی فرد اس قتل کا مرتکب نہین ہوا۔ اگر پیشگوئی کی طرف سے اسکے الفاظ سے صراحت یا کنایتہً یا اسکے اعمال وافعال سے کسی قسم کی بو اس کارروائی کے متعلق انہین محسوس ہوتی تو سب سے پہلے اس سلسلہ اور اس کے بانی کو سخت نفرت سے چہوڑنے والے وہی ہوتے اس لئے کہ اس انسان کو انہون نے راستبازی اور سچ کی خاطر قبول کیا تہا۔ اور اس راہ مین جو قربانیان ممکن ہوسکتی تہین انہون نے اپنے ہاتہون سے دی تہین۔ غرض خدا کی ہستی کے ثبوت کیلئے اخبار غیب کی پیشگوئیون سے بڑہکر اور کوئی دلیل نہین اور یہ عزت اور فخر صرف قرآن کو حاصل ہے کہ جیسا شروع مین اس کے لانیوالے نبی نے اپنے منجانب اللہ ہونے کیلئے ان علمی اور بین ثبوتو پر اپنا مدار کار رکہا تہا اب تک بہی وہی بابرکت سلسلہ زندہ موجود ہے منجملہ خدا کی ہستی کے ثبوتون کے ایک یہ بات ہے جو حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے بڑی قوت اور تحدی سے دنیا مین شائع کی ہے کہ قریب نوے برس تک اس کی عمر ہوگی اور اس اثنا مین اسکی آنکہین اور اس کے مفاصل ان ناتوانیون اور تباہیون سے محفوظ رہین گے جو عادتاً ایسے اوقات مین بوڑہون پر نازل ہوا کرتی ہین۔ یہ دعوے متفرق کتابون مین صاف صاف لفظون مین مشتہر کیا گیا ہے بڑی خوبصورتی اس پیشگوئی کی اسوقت معلوم ہوتی ہے جب یہ دیکہا جاوے کہ مدعی کی جسمانی حالت دعوون کے وقت مادی نگاہ مین کس قسم کی ہے یہ بات تمام واقفون پر روشن ہے کہ دو بیماریان اس شخص کے ساتہہ ہمیشہ لازم رہتی ہین ایک بیماری جسم کے اوپر کے حصے یعنی سر سے تعلق رکہتی ہے جس کے شدید جوش کیوقت بر دواطراف کا وہ غلبہ ہوتا ہے کہ گرم کیا ہوا لوہا بہی جسم پر لگانے سے بے اثر ثابت ہوتا ہے دوسری بیماری جسم کے حصہ زیرین سے تعلق رکہتی ہے وہ ہے پیشاب کی کثرت۔ اور ہضم کا اپنے اعتدال پر نہ رہنا یہ دو مرض ہین اس قسم کی ہین کہ عام انسان ان مین مبتلا ہوکر بہت تہوڑی زندگی پاتے ہین لیکن بایں ہمہ ایک شخص بڑی قوت سے یہ دعوے کرتا ہے کہ خدا نے مجہہ کو کہا ہے کہ مین تجہے حیات طیبہ کا شرف بخشونگا اور تو اتنی لمبی عمر مین ارذل عمر کے نشانون مین سے کوئی نشان نہ دیکہیگا۔ یہ دعوے بلاتکلف ثابت کرتا ہے کہ وہ اس توانا ہستی کیطرف سے ہے جسکی حکومت کا مجاطوئما وکرتا ہر ایک ذرہ عالم نے گرون پر اٹہا رکہا ہے۔ ورنہ اگر عرف اور عادت مین ایسا دعوے کرنیکی کسی عام منفرد کو جرأت ہوسکتی ہے تو اسکی نظیر بتاؤ ایک اور بڑی دلیل ثبوت ہستی باری تعالیٰ پر یہ ہے کہ کوئی مامور مرسل جذام۔ برص۔ صرع۔ نابینائی۔ فالج اور ایسے خبیث امراض واسقام مین مبتلا نہین ہوا جو عرف مین لوگون کے تنفر اور کراہت کا باعث ہوتی ہین۔ اس لئے کہ اگر یہ لوگ ایسے گہنونے امراض مین مبتلا ہوتے تو وہ اصلاح عالم کا کام جس کے لئے وہ آئے تہے کبہی پورا نہ ہوسکتا اور یہ امراض ہی ان کی تکذیب کیلئے کافی دلیل ہوجاتے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا ان امراض کے ذرات یا کیڑون مین عقل اور تمیز کا مادہ ہے کہ جسکی وساطت سے وہ افراد انسانی پر حملہ کرنے کے وقت ایسی کہلی تفریق کرتے ہین۔ یہ تو صحیح نہین پہر اس امر کے ماننے کے سوا کیا چارہ ہے کہ اس عالم پر ایک بصیر اور خبیر اور علیم اور لطیف ہستی حکمران ہے جسکی گورنمنٹ ممیز گورنمنٹ ہے درحقیقت یہ تمیز ہی بڑا نشان ہے اس قادر کے وجود پر۔ وللہ الحمد۔

عبد الکریم از قادیان۔

ہم اور ہمارے ناظرین

کئی ہفتون سے اس عنوان کے ماتحت مین ہم اپنے ناظرین کی ان کوششون اور مساعی کا ذکر نہین کرسکے جو وہ توسیع اشاعت الحکم کے متعلق کررہے ہین یا بعض عالی ہمت احباب اسکے معاونین کے زمرہ مین داخل ہورہے ہین۔ اسکی وجہ وہی پہلی وجہ ہے یعنی ایسا ہی اخبار کے دیر شائع ہونے اور دو نمبرونکا مجموعہ شائع ہونیکا باعث بہی وہی پہلا باعث ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو اسکے فضل سے بعید نہین ہے کہ الحکم کی اشاعت باقاعدہ ہوکر اپنے مرکز پر آرہے۔

الحکم کیلئے اسسٹنٹ ایڈیٹر۔ خوشی کی بات ہے کہ ہم الحکم کیلئے فی الحال عارضی طور پر ایک اسسٹنٹ ایڈیٹر مل گیا ہے۔ جنکی حسن خدمات اور عمدہ کارگذاری سے امید کیجاتی ہے کہ وہ انشاء اللہ بہت جلد بالاستقلال اس خدمت کے اہل ثابت ہوجائینگے۔ ہم چاہتے ہین کہ اس سے پہلے کہ وہ اپنے کام کا چارج لین ناظرین کو مختصر طور پر ان سے انٹروڈیوس کرادین یہ صاحب مولوی محمد فضل خان صاحب چنگوی ہین جنکو اخبار نویسی کا عمدہ مذاق ہے اور فن اخبار نویسی کیطرف بہی توجہ ہے۔ مصر کے عربی اخبارات مین مضامین لکہنے کا شوق ہے اور مصر کے مشہور رسالہ الجامعہ مین مضامین کے مقابلہ مین انعام بہی حاصل کرچکے ہین۔ اگرچہ اس سے پہلے ان کو کسی اخبار کے ساتہہ تعلق نہین رہا لیکن انکی محنتی طبیعت امید دلاتی ہے کہ وہ الحکم کیلئے ایک مفید آدمی ثابت ہون۔ غرض انکی قابلیت کے جوہر جو کچہہ بہی ہون گے وہ خود الحکم مین ظاہر ہوجاوینگے۔ ہم چاہتے تہے کہ وہ بہت جلد اپنے کام کا چارج لے لیتے لیکن وہ بعض مجبوریون کیوجہ سے یکم ستمبر سے پہلے چارج لے نہین سکتے۔

کاتبون کی ضرورت بدستور ہے ابہی تک کوئی کاتب نہین ملا ہے۔ الحکم کے ناظرین جو لودہانہ سیالکوٹ۔ گوجرانوالہ۔ اور میرٹہ وغیرہ مین رہتے ہین اگر وہ سعی کرین تو کوئی بڑی بات نہین ہے۔ عمدہ خوشخط اور زود نویس دو کاتب بکار ہین ان کو ۲۰ سے لیکر ۲۵ تک اور اس سے بہی زیادہ ۳۰ تک بہی تنخواہ دینے کو ہم طیار ہین۔ شرائط ملازمت اور کارگذاری وغیرہ کا فیصلہ بذریعہ خط وکتابت کرلیا جاوے۔

مقدمات کے متعلق

مقدمہ ایڈیٹر الحکم بنام کرم الدین وغیرہ مین فرد جرم لگ جانے کے بعد قاعدہ اور قانون کیموافق ملزم کرم الدین ایڈیٹر الحکم اور دوسرے گواہان استغاثہ پر مکرر جرح کرچکا ہے اور گواہان صفائی مین سے بہی تین گواہ گذر چکے ہین اور صرف دو گواہ باقی ہین جو ابہی تک حاضر نہین ہوئے یعنی فضل الدین ایڈیٹر اخبار وفادار لاہور اور محمد حفیظ۔ ابہی تک وہ گواہ حاضر نہین ہوئے۔ اب ۲ر اگست سنہ ۱۹۰۴ء اس غرض کیلئے مقرر ہوئی ہے کہ ان گواہون کی حاضری کا آخری فیصلہ کیا جاوے۔

مقدمہ حضرت اقدس مین شہادت استغاثہ ختم ہوچکی ہے اور وہی فرد جرم بابو چندولال صاحب سابق مجسٹریٹ نے لگایا تہا بحال رکہا گیا۔ اس مرحلہ پر جناب خواجہ کمال الدین صاحب نے عدالت کو اس امر کیطرف توجہ دلائی کہ عدالت کو شہادت استغاثہ پر غور کرلینی چاہیئے۔ کیونکہ ملزم کو بری کرنے کیلئے کافی مسالحہ اسمین موجود ہے اور اگر بعد غور بادی النظر مین کوئی جرم پایا جاتا ہو تو ہم شہادت صفائی پیش کرنیکو بہی طیار ہین لیکن چونکہ ہماری حالت بہت نازک ہے اس لئے کہ ہماری مخالفت مین جہوٹ بولنا گناہ نہین سمجہا جاتا۔ پس اگر ہم اپنے فریق کے گواہ پیش کرینگے تو ان کے مرید ہونے کیوجہ سے شہادت کو کمزور کہا جاویگا۔ اور غیر وقتن مین امید نہین کہ وہ اظہار حق کی جرأت کرین۔ اس لئے ہم مجبور ہونگے کہ بعض علی عہدہ دارون کو شہادت مین پیش کرین جنہین انگریز بہی ہون جنپر کسی قسم کی طرفداری اور دہڑہ بندی کا وہم بہی نہین ہوسکتا۔ اسلئے ان کثیر مصارف اور وقت کے لحاظ سے جو ایسی شہادت کیلئے بکار ہے نظر کرکے جناب اگر غور کرلین تو بہت جلد فیصلہ ہوجاتا ہے مجسٹریٹ صاحب بہادر نے فرمایا کہ مین اس امر کیلئے موقع دونگا لیکن مجہے قانون دکہا دیا جاوے کہ فرد جرم کے بعد ایسا ہوسکتا ہے۔ اس کیلئے ۳ر اگست سنہ ۱۹۰۴ء مقرر ہوئی۔

الہامات جو بمقام گورداسپور ہوئے

(چونکہ اخبار بدر پیشتر شائع ہوا اسلئے ۹ر جولائی تک کے الہامات درج کردئیے ہین) ایڈیٹر

۲۷ر جولائی سنہ ۱۹۰۴ء۔ ایک نظارہ دکہایا گیا کہ کوئی امر پیش کیا گیا ہے پہر الہام ہوا انا انزلناہ فی لیلۃ القدر۔ انا انزلناہ للمسیح الموعود۔ ۲۹ر جولائی (۱) مبارک سو مبارک (۲) آسمانی تائیدین ہمارے ساتہہ ہین (۳) ابجوك فانه يَذْكُوك ذائقہ ✽ ایک پہلا الہام جو ...

(جاری)

طاعون کے متعلق دو سوالوں کا جواب

ذیل میں ہم برادر مکرم مفتی محمد صادق صاحب کا ایک خط درج کرتے ہیں جو انہوں نے اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد سے ایک ڈاکٹر صاحب کے جواب میں لکھا ہے۔ ہم جواب کے ساتھ اصل خط بھی شائع کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

حضور عالی

السلام علیکم۔ مہربانی فرما کر ذیل کے سوالوں کا مفصل جواب دیکر اس عاجز کو ممنون و مشکور کریں گے۔ آپ کی بہت بڑی عنایت و مہربانی ہوگی۔

۱۔ فی زمانہ یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ جو شخص مریض طاعون کے پاس بیٹھتا ہے یا اس کے ساتھ رہتا سہتا ہے تو اس کو بسبب اجرام طاعون کے اس کے ن داخل ہونے سے مرض طاعون ہو جاتا سول اللہ نے اس بات کو نفی اور باطل مرائیت کرنا مرض کا ایک سے دوسرے تا۔ لا عدوی ولا ھامۃ ولا صفر۔ مسلم

ب کسی جگہ طاعون پھیلتا ہے۔ تو س شہر والوں کی خوشی سے یا حکماً صاف ہوا اور کھلے میدان میں حفظ صحت کے باہر نکل جانے کا ہیں۔ مگر رسول اللہ نے حکم دیا ہے الطاعون کالفار من الزحف صابر فیہ لہ اجر شہید

عمرؓ کے عہد خلافت میں جب شام پر چڑھائی کو جا رہا تھا تب ن طاعون ظاہر ہوا اس وقت نے کیا انتظام کیا تھا۔ اور ان کا

یا کسی آیت یا حدیث سے ثابت دوران وبا طاعون میں لوگ یدانوں میں نکل جاویں مگر اس طاعون ہ شہر کی حد ہی میں رہیں۔

خادم رستم علیخان مقام آگرہ مالوہ سط ہند۔ رسالہ نمبر ۲۳۹ مورخہ ۹ جولائی ۱۹۰۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی جناب ڈاکٹر رستم علیخان صاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا خط مورخہ ۹ جولائی ۱۹۰۴ء حضور اقدس مسیح موعود کی خدمت میں پہنچا۔ جس میں آپ نے یہ دریافت کیا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لا عدوی ولا ھامۃ اور آج کل تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ مرض طاعون متعدی ہے اور حدیث سے ثابت ہے کہ طاعون سے بھاگنا گناہ ہے۔ لیکن فی زمانہ طاعونی جگہ سے نکلکر باہر رہنا مفید پایا گیا ہے اور ایسا ہی آپ نے دریافت کیا ہے کہ طاعون کی جگہ کو چھوڑنے سے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کیا حکم تھا اور گاؤں سے نکل کر کھلے میدان میں جانا کس آیت یا حدیث سے ثابت ہے۔ ان سوالات کے جواب میں حسب الحکم حضرت اقدس مہدی معہود علیہ السلام آپ کو تحریر کیا جاتا ہے کہ حدیث شریف لا عدوی ولا ھامۃ صحیح ہے مگر اس حدیث کو دیگر احادیث کے ساتھ جو اسی بارے میں آنحضرت صلعم سے مروی ہیں ملا کر پڑھنا چاہئے۔ چنانچہ ایک حدیث میں وارد ہے کہ فر من المجذوم فرارک من الاسد۔ یعنی کوڑھی سے ایسا بھاگ جیسا کہ شیر سے بھاگتا ہے۔ پس اگر اول الذکر حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کوئی مرض متعدی نہیں تو دوسری سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ امراض متعدی بھی ہوا کرتی ہیں۔ اور رسول اللہ کے کلام میں تناقض نہیں ہوتا۔ پس اصل بات یہ ہے کہ حکمت اور طبابت کے رنگ میں جو خواص اشیاء میں ہیں ان کا ابطال آنحضرت صلعم نے نہیں کیا۔ بلکہ لاعدوی ولا ھامۃ فرمانے سے آپ کا یہ منشاء ہے کہ بغیر اذن الٰہی کے کوئی شئے کسی کو ضرر نہیں پہنچا سکتی۔ اصل بات یہ ہے کہ ہمیشہ مشرکین کا یہ طریق رہا ہے کہ وہ بسبب بت پرستی کے توہمات میں بہت غرق ہوتے ہیں اور ہر ایک خوشی یا رنج کو خدا کے سوائے کسی دیوی دیوتا یا کسی درخت یا پرندہ یا کسی اور مادی چیز کی طرف منسوب کرتے ہیں اور اُسی کی پرستش کرتے ہیں۔ چنانچہ ہندو چیچک کے وقت چیچک کی پوجا کرتے ہیں۔ اور عرب بارش کو ستاروں کی طرف منسوب کرتے تھے کہ فلاں ستارے نے ہم پر بارش برسائی۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عام بت پرستیوں اور توہمات کی بیخ کنی کے واسطے مبعوث ہوئے تھے۔ اس واسطے آپ نے ہر بات میں توحید کا سبق دیا اور اس معاملہ میں لوگوں کے اس اعتقاد کو اڑایا کہ بیماریاں خود بخود آتی ہیں اور خود بخود چلی جاتی ہیں اور اُن کو سکھایا کہ عدوی اور ھامۃ کچھ چیز نہیں۔ سب اشیاء خدا کی خادم ہیں اور بغیر اس کے حکم کے نہ کوئی بیماری پڑھ سکتی ہے اور نہ اور کوئی دکھ یا تکلیف کسی کے نزدیک آ سکتا ہے۔ یہ ایک خالص توحید تھی جسکی طرف آنحضرت نے قوم کو توجہ دلائی ورنہ اس سے یہ منشاء ہرگز نہیں کہ اشیاء کے طبعی خواص کا انکار کیا جائے۔ کیونکہ عدوی کے متعلق خود جذامی سے بھاگنے کی حدیث موجود ہے اور ھامہ کے متعلق ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت رسول کریم نے حضرت حسنؓ و حسینؓ کو دعا دیتے ہوئے فرمایا کہ اعیذکما بکلمات اللہ التامۃ من کل شیطان و ھامۃ۔ اس سے ظاہر ہے کہ اگر ھامہ دراصل کوئی شئے نہیں تو پھر اس سے خدا کی پناہ مانگنا کیا معنے رکھ سکتا ہے۔ اور دنیا کے تجربہ و مشاہدہ سے بھی ہم دیکھتے ہیں کہ ہر حالت میں ہمیشہ طاعون یا کوئی اور بیماری اپنے خواص متعدی ہونے کے ظاہر نہیں کرتی۔ گذشتہ سال میں بہت سے شہروں میں کئی لوگوں نے بوجہ ہمدردی کے یا بوجہ معقول مزدوری کے لالچ کے یہ پیشہ اختیار کیا تھا کہ طاعونی مردوں کو شہروں میں سے اٹھا کر باہر لے جاتے اور دفن کرتے یا جلاتے اور باوجود ایسے متعفن مکانات میں داخل ہونے کے اور اپنے ہاتھ سے مردوں کو اٹھانے اور اتنی دور لے جانے کے وہ سب صحیح و سلامت رہے اور کچھ اثر اُن پر نہ ہوا اور ایسا ہی کئی لوگ اپنے عزیز مریضوں کی خدمت میں برابر معروف رہے اور بسا اوقات وہ مریض مر بھی گیا اور متوفی کے کپڑے وغیرہ بھی پس ماندوں نے استعمال کئے مگر اُن کو خدا نے بچا لیا۔ پس یہ صحیح نہ ہوگا کہ یہ قاعدہ کلیہ بنایا جائے کہ طاعون کی مرض ایسی متعدی ہے اور اس کی یہ خاصیت ایسی طاقتور ہے کہ ہرگز نہیں ٹلتی ایسا خیال انسان کو رفتہ رفتہ توحید سے باہر نکال لے جاتا ہے اصل بات وہی ہے جو آنحضرتؐ نے فرمائی کہ سب کچھ خدا تعالےٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے اور اگر آپ اس قدرت نمائی کا زبردست نشان دیکھنا چاہیں تو قادیان میں دیکھ سکتے ہیں۔ جہاں کہ گذشتہ دو سال سے طاعون پڑتا ہے اور بہت سے واقعات موت ہو جاتے ہیں۔ لیکن حضرت مرزا صاحب کے گھر کو خدا تعالےٰ ہمیشہ اپنے وعدہ کے مطابق جو بہت عرصہ پہلے شائع ہو چکا ہے کہ انی احافظ کل من فی الدار۔ محفوظ رکھتا ہے۔ سوچنا چاہئے کہ جب دیوار بدیوار جو گھر ہیں اُن میں برابر وارداتیں ہوتی ہیں تو کس چیز نے اُن کیڑوں کو جو ساتھ کے گھروں میں ہیں اس بات سے روک دیا ہے کہ اس گھر میں آ جاویں اور اگر اس گھر میں آ گئے ہیں تو کس چیز نے اُن کو روک دیا ہے کہ اپنے فعل سے وہ بالکل بیکار پڑے ہیں۔ کیا یہ واقع امر اس کے واسطے کافی دلیل نہیں ہے کہ سب کچھ خدا تعالےٰ کے دست قدرت میں ہے اور دراصل عدوی اور ھامہ کچھ شئے نہیں ہے۔

ایسا ہی طاعونی علاقہ میں جانے یا وہاں سے نکلنے کے متعلق اصل حدیث اس طرح ہے۔ الطاعون رجز ارسل علی طائفۃ من بنی اسرائیل فاذا سمعتم بہ بارض فلا تقدموا علیہ واذا وقع بارض وانتم بھا فلا تخرجوا فرارا منہ۔

یعنے طاعون ایک عذاب ہے جو یہود کے ایک گروہ پر نازل ہوا تھا جس وقت تمہیں خبر لگے کہ کسی زمین میں طاعون ہے تو اسمیں نہ جاؤ اور اگر تم اس شہر میں پہلے سے موجود ہو اور طاعون واقع ہو جائے تو پھر ایسا نہ کرو کہ وہاں سے بھاگ کر کہیں اور جگہ چلے جاؤ۔ یہ حدیث آپ کے سوالات پر اور نیز طاعون کے عام حالات پر بہت روشنی ڈالتی ہے۔ اول فلا تقدموا سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت نے طاعون کے متعدی ہونے کے خواص کی طرف سے اشارہ کر کے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ انسان ایسے جگہ پر جا کر خواہ مخواہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالے۔ دوم۔ اگر ایک جگہ پھیل جائے تو وہاں سے دوسرے شہروں میں پھیلنے کے ذریعہ کو لا تخرجوا فرارا کا حکم سنا کر روک دیا۔ کیونکہ دیکھا جاتا ہے کہ جب ایک شخص گندی ہوا سے یکدفعہ بھاگ کر دوسرے شہروں میں چلا جاتا ہے۔ جہاں ہوا صاف ہوتی ہے تو اس کے اندر کا مادہ خراب اس صفائی کی برداشت نہ کر کے جلد بھڑک اٹھتا ہے اور اگرچہ اپنے شہر میں وہ شخص بچ سکتا ہوتا ہے تاہم دوسرے شہر میں آ کر وہ بیماری میں مبتلا ہو جاتا ہے اور پھر اس کی بیماری اس تمام شہر کے واسطے موجب ہلاکت ہو جاتی ہے۔ پس اس بات سے رسول اللہ نے منع فرمایا کہ کوئی شخص مطعون شہر سے بھاگ کر دوسرے شہروں کو خراب کرتا پھرے اور اگر اس بات پر ہندوستان میں عمل ہوتا تو بہت سے مصائب سے لوگ بچ جاتے۔ لیکن یہ اخراج اس وقت منع ہے جب کہ طاعون واقع ہو جائے یعنے خوب پڑ جائے۔ لیکن ابتداء ابتداء میں نکل جانا فلا تقدموا کے حکم کے نیچے ہے جب آدمی دیکھے کہ کسی جگہ طاعون پڑنے لگا ہے تو پھر وہاں رہنا گویا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ اس واسطے وہاں سے نکل جانا جائز ہے۔ تیسرا اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ طاعون ایک عذاب

www.aaiil.org

اور بہو وکے ساتھ اُس کی خاص مناسبت ہے اور اُس کے آیندہ واقع ہونے کے متعلق آنحضرتؐ نے اس حدیث مین ایک اشارہ کیا ہے اور سمجہایا ہے کہ طاعون ایک غراب ہے جو ایسے وقت مین نازل ہوتا ہے جبکہ لوگ بیہودہ خصلت ہو جائین اور تمہارے درمیان بہی ایسا ہو گا اور اسوقت تم نے ایسا کرنا اور ایسا نہ کرنا۔ پس یہ پیشگوئی اس زمانہ مین پوری ہوئی ہے۔ کوئی ہے جو غور کرے اور سوچے اور فائدہ اٹہائے + لیکن یہ بات کہ آدمی اگرچہ دوسرے شہرون مین نہ جائے تاہم یہ مناسب ہے کہ اُسی شہر کے ارد گرد اچہی ہوا مین جا رہے۔ یہ بات بہی اسی حدیث سے اور آیت **والرجز فاهجر** سے ثابت ہے کیونکہ جب طاعون ایک رجز ہے اور رجز اور رجز مترادف الفاظ ہین جن کے معنے مین گندگی تو انسان کو چاہئے کہ گندگی سے بچنے کی کوشش کرے طبعاً بہی جب آدمی کے کپڑے میلے ہو جاتے ہین تو وہ اُن کو بدلتا ہے اور مکان کی صبح شام صفائی کرتا ہے اور جس جگہہ بدبو ہو وہان سے اٹہہ کر اور جگہہ جا بیٹہتا ہے۔ پس جب گلی کوچون مین طاعون کی گندی ہوا پہیل جائے تو ایسی گلی کوچون کو چہوڑ دینا اور اچہی ستہری جگہ جا بیٹہنا فطرتاً ایک عمدہ اور مفید امر ہے اور اسی پر عمل کر کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُس وقت جبکہ نشیب زمین مین طاعون پڑا تو اُن اصحابہ کبار کے مشورے کے بعد جو حضرت رسول کریم کی صحبت سے اکثر مستفیض ہو چکے تہے فوج کو وہان سے ہٹا کر اونچی جگہ یعنے پہاڑی پر چڑہا دیا تاکہ اُس جگہ کی گندی ہوا سے سب بچکر صاف ہوا مین آجا وین اور انتشار ہو جب صفائی ہو جائے حضرت عمرؓ کا یہ فعل قرآن شریف اور حدیث قدسی کے ستابعت کے مطابق تہا

اور یہ حدیث جو آپنے تحریر کی ہے کہ الفاد **من الطاعون کالفار من الزحف والصابر فیه له اجر شهید**۔ یعنی طاعون سے بہاگنے والا ایسا ہے جیسا کہ جنگ سے بہاگنے والا اور اُس مین صبر کرنے والے کیواسطے شہید کا اجر ہے + یہ حدیث بہی ویسی ہی ہے جیسا کہ عدوی والی حدیث یعنی طاعون کو بجائے خود ایک قادر مقتدر چیز سمجہہ کر انسان کو اُس سے خوف نہین کہانا چاہئے بلکہ اس کو خدا کے ہاتہہ مین اور خدا کا ایک خادم سمجہنا چاہئے اور اس سے بہاگ کر دوسرے شہرون مین جانا انسان کو نجات نہین دیسکتا بلکہ خدا کے حکم کے مطابق انسان کو چاہئے کہ اپنی جگہ پر قیام رکہے اور صبر کرے پہر اگر حاکم خداوندی کی اطاعت مین مارا بہی جائے تو بسبب اس اطاعت اور صبر کے اُس کے واسطے شہید کا سا اجر ہے۔ یہ معنے تو اس حدیث کے صاف ہین۔ لیکن اصل مین اس حدیث شریف مین ایک پیشگوئی ہے۔ یعنی ایک زمانہ مین ایک ایسا طاعون پڑیگا جو مومنون اور غیر مومنون کے درمیان جنگ کا حکم رکہتا ہو گا۔ جیسا کہ آنحضرتؐ کے زمانہ مین کافر بذریعہ جنگ کے جو اُن کے لئے عذاب الٰہی تہا ہلاک ہوئے۔ ایسا ہی اُس زمانہ مین غیر مومن بذریعہ طاعون کے ہلاک ہونگے اور اُس وقت دو قسم کے لوگ ہونگے۔ ایک وہ جو غیر مومن ہونگے وہ طاعون کو بُرا مانین گے اور اُس سے بہاگنے کی کوشش کرینگے مگر اُن کے واسطے کوئی مفر نہو گا وہ اس جنگ مین بہرحال ہلاک ہونگے۔ اور دوسرے مومن ہونگے جو طاعون کو ایک نشان الٰہی سمجہین گے اور اُس کی قدر کرین گے اور وہ اُن کے واسطے ازدیاد ایمان کا موجب ہو گا اور وہ صبر کے ساتہہ اُس کے نتائج کو دیکہین گے۔ اگر اُن مین سے فوت بہی ہو جائیگا۔ تو جیسا کہ جہاد کے وقت مرنے والے مومن شہید ہوتے ہین ایسا ہی وہ بہی شہید ہونگے۔ پس یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بڑی پیشگوئی ہے جو اس زمانہ مین آکر پوری ہوئی ہے۔ امید ہے کہ یہ بیان آپ کے لئے کافی ہو گا۔ اور اگر کسی اور مین شبہ باقی ہو تو پہر تحریر فرماوین۔ والسلام۔

آپ کا خادم

عاجز محمد صادق۔ گورداسپور

تقریر حضرت مولوی نور الدین صاحب سلمہٗ ربہٗ

۲۴ اپریل ۱۹۰۴ء ۱۰ بجے صبح کے

۱۔ **تمت کلمة ربك صدقا وعدلا لا مبدل لکلمات الله** ۔ الآخرہ۔

پہر سوال ہوا کہ اس کے ماقبل و مابعد پر غور کرنے سے پتہ لگتا ہے کہ الہام اور مامورین کا سلسلہ بند ہو گیا ہے + فرمایا۔ کیا کلمہ کے یہ معنے ہین کہ اب الہام اور مامورین کا سلسلہ بند ہو گیا اور کیا اس کے ماقبل و مابعد پر غور کرنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ ہرگز نہین۔ اس کے معنے تو یہ ہین کہ اللہ کے سوائے کوئی حاکم نہین اُس نے تفصیل کے ساتہہ کتاب نازل فرمائی۔ اور جن کو یہ کتاب نازل فرمائی۔ اور جن کو یہ کتاب دی ہے وہ بہی اس کو جانتے ہین کہ ضرور یہ رب کی طرف سے ہے۔ تیرے رب کی باتین پوری ہو چکی ہین اون کو کوئی بدلا نہین سکتا۔ کیسی سیدہی بات ہے۔ کلمہ بات کو کہتے ہین۔ پہر کیا لا مبدل لکلمات اللہ کے یہ معنے ہو سکتے ہین کہ قرآن کو کوئی شخص غلط نہین لکہہ سکتا۔ یا کیا حافظ لوگ بعض وقت اس کو غلط نہین پڑہتے۔ پہر کیا اس کے یہ معنے ہو سکتے ہین کہ کوئی شخص اُس کو بدلا نہین سکتا۔ یا کیا آیندہ کوئی کلمہ نازل نہین ہو گا۔ بلکہ اس کے معنے تو یہ ہین کہ جو کچہہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔ تیرے رب کی بات صدق اور انصاف سے ٹہیک پوری ہوئی اور کبہی کوئی اللہ کی باتین بدلا نیوالا نہین۔ جو کچہہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پورا ہو کر رہتا ہے۔ مثلاً فرمایا **انا لننصر رسلنا**۔ تو ہمیشہ پورا ہوا۔ نبی کریم کو تسلی دی کہ تیرے ساتہہ بہی وعدے ہوئے کہ تو مظفر و منصور ہو گا اور تیرے دشمن ناکام ہونگے یہ باتین پوری ہو کر ہی رہین گی۔ پس تیرے رب کی باتین یہی ہین یعنے جو کچہہ پیشگوئیان خدا نے رسول کی نسبت بتلائی ہین یہ اٹل ہو کر رہینگی اور ضرور پوری ہونگی مثلاً کفار مکہ کو کہا **تجزون بما کنتم تعملون**۔ یہ اٹل ہے۔ اور ضرور بدلہ ملکر رہیگا پہر کیسی پوری ہوئی۔ پہر کہا یہ لوگ مال خرچ کرینگے تیری مخالفت مین مگر ان کو اُس کے خرچ پر سوائے افسوس کے کچہہ نہ ملیگا اور مغلوب کئے جاوین گے۔ کیا یہ بات اٹل پوری ہوئی کہ نہین۔ کیونکہ وہ تو مصدقاً ہین۔ یعنے سچ ہو کر رہنے والی ہین ایک دفعہ عروہ نے آنحضرتؐ سے آکر کہا کہ یہ تمہارے ساتہہ مختلف قومون کے لوگ ہین۔ ایک جتہا نہین۔ یہ تمہارے اڑے وقت پر کام نہین آوینگے اور مین اس کا تجربہ کار ہون۔ تمہین اس مین ندامت ہو گی۔ مگر یہ اُس کا ظن تہا۔ اور یہ ظن غلط نکلا۔

اب بہی لوگ اسلام کی بربادی کے سامان تلاش کر رہے ہین۔ مگر دیکہو کہ انہین کے گہر مین اسلام گہستا جاتا ہے۔ اور ایک دن اُنکا یہ ظن کہ اسلام برباد ہو جائیگا غلط نکلیگا۔ یہ کیسی سیدہی بات ہے کسی احمق نے اسی آیت پر یہ بہی کہا ہے کہ انجیل مبدل نہین ہوئی ہم کہتے ہین کہ یہ تو صاف بات ہے کہ وہ انجیل جو مسیح کی زبان مین تہی یہ نہین۔ کیا مسیح اردو یا انگریزی بولتا تہا سوائے اس کے لا مبدل کے معنے اور کوئی بن سکتے ہی نہین۔

پہر فرمایا ہے۔ **قد جاءك نبأ من المرسلين**۔ یعنے گذشتہ انبیاء کی باتین تیرے پاس پہونچی ہین یعنے جس طرح ان کے مخالف ہمیشہ ہلاک ہوتے رہے اسیطرح اب تیرے مخالفون کی بات بہی اٹل ہے۔ پہر فرمایا ہے۔ **انا لننصر رسلنا**۔ کیا یہ پوری ہوئی کہ نہین۔ مثلاً مرزا صاحب کی مخالفت پر لوگون نے کتنا زور لگایا ہے۔ مگر وہی لا مبدل لکلمات اللہ کیسا پورا ہو رہا ہے۔ اندر ہی اندر کشش ہو رہی ہے۔ کوئی ہے جو اس کو ٹلا دیوے۔

۲۔ عربی سیکہنے مین ہماری یہ رائے ہے کہ عربی پانچ قسم کی ہوتی ہے پہلے سوچے کہ اس کو کونسے قسم کی ضرورت ہے۔ اوّل قرآن کریم کی عربی۔ یہ تو قرآن ہی پڑہنے سے آویگی۔ دوئم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عربی۔ یہ آنحضرتؐ کے کلمات یعنے احادیث کے پڑہنے سے آویگی۔ سوئم۔ صحابہؓ و تابعین و آئمہ دین کی عربی۔ یہ صحابہؓ و تابعین و آئمہ دین کے اقوال پڑہنے سے آوے گی۔ چہارم ان بدمعاشون اور شہدون اور زمانہ جاہلیت کے شعرا و خطبا کی عربی۔ جو زمانہ جاہلیت مین گذرے ہین۔ یہ اون کے اشعار و خطب پڑہنے سے آویگی۔

اب قرآن کے سیکہنے کے اصول یہ ہین۔ اوّل تقوےٰ۔ تقوےٰ کے متعلق ابتدائی حالت اتنی تو ہو کہ ایک شخص پہلے طور پر گو خدا کی ہستی کو نہین جانتا۔ مگر جتنے علوم دنیا مین شروع ہوئے ہین پہلے فرضی طور پر شروع ہوئے ہین۔ جیسے یوکلڈ۔ پہر بات فرض سے شروع ہوئی اور انجنیرنگ اور اسٹرانومی تک جا پہونچے۔ مگر بشرطیکہ فرض سچا اور مفید ہو پہر خدا کی ہستی کو غیب الغیب رنگ مین فرض کرے۔ جیسے قرآن نے فرمایا۔ **یؤمنون بالغیب**۔ اور اُس طرح اپنے رنگ مین پکارے۔ او غربا اور مساکین کی مدارات اور درد کرے۔ اور فرضی طور پر یہ بہی ما خدا کسی کو کچہہ عطا بہی کرتا ہے سکالمہ بہی ہوتا ہے پہر فرضی دعا و امداد سے کام لے۔ اس کے سوا سچی راہ مل سکتی ہی نہین۔ دیکہو ایک پولیس انسپکٹر کو ایک کہ فلان شریف آدمی کے گہر مین اپنا مال مسروقہ رکہا ہوا ہے وہان پہونچ کر تلاشی لے لیتا۔ نہین کرتا کہ یہ تو چور او رد کی بات کا کیا اعتبار ہے بالغیب کہتے ہین۔ پہر دعاؤن مین اعلےٰ درجہ فاتحہ ہے۔ یہ سیدہی اور صاف یہ ایک ایسی دعا ہے کہ اگر اس نہ ہو تو کوئی مذہب اس سے ا اور نہ اس کی مثل لا سکتا ہے۔ مینے ایک برہمو سے پوچہا کہ تمہارا کیا ہے اُس نے کہا وہ فاتحہ کہا کہتے ہو کہا کسطرح۔ مینے کہا شاہدہ وہ کیونکر۔ مینے کہا تم اپنی کوئی اعلےٰ درجہ

دعا رسنا دی تو سہی۔ پہر اس کو شرم آگئی اور کچھ دیر چپ ہو کر کہا کہ آپ ہی سنا ئیں پہنچ کیا دعوے تمہارا اور سناؤن مین خیر اس کے اصرار کرنے پر۔ مین نے سورہ فاتحہ مین بہت ساری باتین، نظر رکہکر سنانا شروع کیا تو اس نے جہٹ نوٹ بک نکالکر نوٹ کرنے شروع کر دیئے اور کہا کہ اصل دعا رہی ہے۔

پہر قرآن سمجہنے کا خاص قاعدہ جو میرا اپنا مجرب ہے پہلا تو یہ ہے جو مین نے بیان کیا ہے۔ دوسرا تقوی کے بعد جب قرآن پڑہے تو اپنا خیال واعتقاد۔ اپنا ارادہ اپنی خواہش مقدم نہ رکہے۔ بلکہ یہ خیال رکہے کہ جو قرآن کا حکم ہوگا وہی میرا ایمان ہوگا۔ پہر دعا کر کے شروع کرے اور یون یقین کرے کہ یہ قرآن اسوقت مجہپر نازل ہو رہا ہے۔ مین آدم ہون یا فرشتہ یا ابلیس و شیطان۔ مین فرعون ہون یا موسے۔ وغیرہ وغیرہ کل قرآن کو اپنے اوپر چسپان کرتا جاوے۔

پہر ایک نوٹ بک پاس ہو جو بات سمجہہ مین نہ آوے اس کو اس مین درج کرتا جاوے پہر جب اس طرح ایک دور قرآن کا ختم کرے تو پہر۔ بیوی کو بلاوے کہ آؤ اب دو شخصون پر قرآن نازل ہو رہا ہے۔ پہر اسکا بہی ایک نوٹ بک رکہے۔ پہر تیسری دفعہ خاص خاص دوستون۔ احباب اور خادمون کو اور بچون کو بلا کر سناوے۔ کہ اب ان سب پر قرآن نازل ہو رہا ہے۔ پہر چوتہی دفعہ عوام مسلمانون کو سناوے۔ اور پانچوین دفعہ غیر مذاہب کو سناوے۔ اسطرح پر خدا تعالے رفتہ رفتہ کل مشکلات کو حل کر دیگا مجہے ایک دفعہ الہام ہوا کہ قرآن کے متعلق کوئی مخالف تم پر اگر کسی قسم کا اعتراض کریگا تو ہم تمہین فوراً عملی بتا دیوینگے۔ پہر مین نے تو ان متذکرہ بالا طریق سے قرآن سیکہا ہے۔

۳۔ مسیح کے متعلق۔

لڑکے چار قسم کے ہوتے ہین اول وہ جو بالکل باپ کے خط وخال اور عادات و اطوار۔ بلکہ امراض بہی۔ لیکر آتے ہین۔ دوئم وہ جو باپ سے نرالے اور ماں اور اس کے رشتہ دارون کے رنگ پر ہوتے ہین۔ سوئم وہ جو نہ ماں اور نہ باپ اور نہ ان کے رشتہ دارون کے طرز پر ہوتے بلکہ بالکل نرالے ہوتے ہین۔ چہارم وہ جو طرز انسانیت سے باہر ہوتے ہین۔ بلکہ صرف چارپایون کی طرح پر ہوتے ہین۔

اسمین سر یہ ہے کہ جس وقت نطفہ رحم مین جاتا ہے۔ تو ہزار ہا عورتین ایسی ہوتی ہین اس کل پانی کو باہر نکالدیتی ہین۔ انسان گن نہین سکتا کہ کتنی دفعہ جماع کیا اور صرف ایک بچہ پیدا ہوا۔ پہر جنکی اولاد ہوتی ہے اون کی کثرت سے تو منی خارج ہو جاتی ہے اور ایک تہوڑا سا خاص حصہ اندر رہجاتا ہے۔ باقی سب باہر چلا آتا ہے۔ اور چہاننگ پہر مین سے صرف ایک کیڑی کے برابر اندر رہتا ہے اس مین بہی سیکڑون جانور ہوتے مگر وہ بہی سب ضایع ہو جاتے۔

مثلاً دیکہو آم کے پہول۔ پہلے ان کو آندہیان ضایع کر دیتی ہین۔ پہر کیری کو کچہہ تو جانور کہاتے اور کچہہ انسان اور بہت سارے حصہ کو اس مین سے پہر ہوا گرا دیتی۔ پہر جو باقی رہتے اس مین سے چٹنی۔ اچار اور مربہ کیواسطے توڑے جاتے۔ پہر جو ان سب صدمون کے بعد باقی رہجاتے وہ بہی سارے کے سارے ایک دم نہین پکتے۔ پہر مصلحت الہی ایسی ہی کہ کروڑ در کروڑ پہول مین سے سو پچاس پہل پکتا ہے اسی طرح عورت کو بہی ایک شہوت کا جوش ہوتا ہے۔ پس علم والے لوگ جانتے کہ جسطرح مرد کے اندر سے رطوبت نکلتی اور اوسیقدر عورت کے اندر سے بہی نکلتی ہے اور وہ بہی اوسیطرح ضایع ہوتی جسطرح مرد کی۔ پہر لکہا ہے کہ کوئی خاص حصہ ماں کا اور کوئی خاص حصہ باپ کا اسمین پیوست ہو جاتا ہے اور اسکی یہ شکل بنتی ہے پہر اس کے درمیان والا ٹکڑا اسمین سے نکلکر الگ جا کہڑا ہوتا پہر اس کی یہی شکل بنجاتی ہے پہر اس کا درمیانی ٹکڑا الگ جا کہڑا ہوتا اور اس کی پہر یہی شکل بنتی علے ہذا القیاس ایک عرصہ کے بعد ایک مدور شکل مین ایک اسطرح کی صورت بنتی

پہر ان کل شکلون مین سے جو ہزار در ہزار ہوتی ہین صرف ایک کا بچہ بنتا باقی سب ضایع ہو جاتی ہین۔ چنانچہ جب بچہ پیدا ہوتا تو اس کے ساتہہ کتنا بڑا گند کا لوتہڑا نکلتا۔ جو وہ ضایع شدہ اجزا ہوتی ہین اسمین سر یہ ہے کہ جو حصص کچہہ قابلیت رکہتے ہین وہ چن کر الگ کر دیئے جاتے ہین پہر اون کے اخلاق اور عادات اس بچہ مین آجاتے ہین۔ اسمین غذاؤن اور ملکون کی آب و ہوا کا بہی کچہہ حصہ ہوتا ہے۔ اب معلوم نہین کہ جس چیز کا بچہ بنا ہے وہ ماں کا ہے یا باپ کا رہا ان باپ کا ہونا نہ ہونا وہان ہی مرزا صاحب نے مانا ہے۔ کہ مریم کا خاوند کوئی شخص یوسف نامی تہا۔ رہی یہ بات کہ مسیح کس کے نطفہ سے تہا۔ پہر اب ہمین تو ویسے بہی یہ پتہ نہین ملسکتا کہ وہ بچہ باپ کے اجزا سے ہوتا . . . یا ماں کے اجزا سے پیدا ہوا۔ سیکڑون باپ ایسے ہین کہ جنہون نے اپنی عمر کے بیسیون برس کوشش مین ضایع کر دیئے اور کوئی بچہ پیدا نہوا فقط۔

متقی کون ہے

۱۹ جون ۱۹۰۴ء

گذشتہ اشاعت سے آگے۔

سچی بات یہ ہے کہ حق جب ظاہر ہو تو اسکو جو خواہ نخواہ رد کرتا ہے اور دلائل معقولات منقولات اور خدا کے نشانات کو ٹالتا جاتا ہے وہ ہرگز متقی نہین ہو سکتا متقی کو تو ترسان اور لرزان ہونا چاہیئے کیا دنیا مین ایسا ہوا ہے کہ جو بیس سال سے برابر ایک انسان رات کو منصوبہ بناتا ہے اور صبح کو خدا کی طرف لگا کر کہتا ہے کہ مجہے یہ وحی یا الہام ہوا اور خدا اس سے مواخذہ نہین کرتا اس طرحسے تو دنیا مین اندہیر پڑ جاوے اور مخلوق تباہ ہو جاوے متقی تو ایک ہی بات سے فائدہ اٹہا سکتا ہے اور یہان تو ہزارون ہین زمانہ الگ پکار رہا ہے۔ احادیث منکم منکم کہہ رہی ہین سورہ نور مین بہی منکم لکہا ہے قساوت قلبی اور بہایم کیطرح جو زندگی بسر ہو رہی ہے وہ الگ بتا رہی ہے صدی کے سر پر کہتے تہے کہ مجدد آتا ہے اب ۲۲ سال بہی ہو چکے کسوف و خسوف بہی ہو لیا۔ طاعون بہی آگئی۔ حج بہی بند ہوا ان سب باتون کو دیکہکر اگر اب بہی یہ لوگ نہین مانتے تو ہم کیونکر جانین کہ ان مین تقوی ہے ہم نے بارہا کہا کہ آؤ اور جن باتون کا کہ تم کو سوال کرنیکا حق پہونچتا ہے وہ پوچہو۔ ہان یہ نہین ہوگا کہ قرآن شریف تو کچہہ کہے اور تم کچہہ کہو اور ایسے اقوال پیش کرو جو اس کے مخالف ہون۔ مسیح کا نزول جسمانی آسمان سے مانتے ہین حالانکہ وہ جب صحیح ہو سکتا ہے جبکہ صعود اول ہو قرآن مسیح کی وفات بیان کرتا ہے اور یہ کہتے ہین کہ چہت پہاڑ کر آسمان پر چلا گیا۔ کیا تقوی اس بات کا نام ہے کہ یقین کو ترک کر کے توہمات کی اتباع کیجاوے سچے تقوے کا پتہ قرآن سے ملتا ہے کہ دیکہ لیوے کہ تقوے والون نے کیا کیا کام کئے۔

روح اخوت

مذکورہ بالا تقریر کے بعد ایک صاحب نے عرض کی کہ حضور بعض مری بہائی ایسے ہین کہ انہون نے بیعت کی ہوئی ہے اور را نما طر بہی رکہتے ہین اگر بعض اقوال و حرکات ان سے بیجا ظاہر ہوتی ہین۔ بعض ان مین سے احادیث کے قایل نہین۔ اس پر حضرت اقدس نے فرمایا اصل بات یہ ہے کہ سب لوگ ایک طبقہ کے نہین ہوتے۔ خدا تعالے بہی قرآن شریف مین مومنون کے طبقات بیان کرتا ہے منهم ظالم لنفسه ومنهم مقتصد ومنهم سابق بالخيرات ۲۲/۱۴ کہ بعض ان مین سے اپنے نفسون پر ظلم کرنیوالے ہین اور بعض میانہ رو اور بعض سبقت کرنیوالے۔ دوسری یہ بات ہے کہ صحابہ کرام رضي الله عنهم نے بہی تو ترقی آہستہ آہستہ ہی کی تہی۔ ایمان مین بہی اور عمل مین بہی۔ لکہا ہے کہ جب آنحضرت صلعم مدینہ تشریف لائے تو ایک صحابی سے آپ نے ایک ٹکڑا زمین کا مسجد بنانے کے لئے طلب کیا اس نے عذر کیا اور کہا کہ مجہکو آپ درکار ہے اب یہ اسقدر گناہ کی بات ہے کہ خدا کا رسول مسجد کیلئے زمین طلب کرے اور یہ باوجود مرید ہونے کے اپنی نفسانی ضرورت کو دین کی ضرورت پر ترجیح دیتا ہے لیکن آخر وہی صحابہ تہے کہ جنہون نے اللہ کیلئے اپنے سر کٹوا دیئے۔ ترقی ہمیشہ رفتہ رفتہ ہوتی ہے۔ ایک سال انسان کچہہ کرتا ہے دوسرے سال کچہہ۔ لیکن اگر بدظنی کرین تو اسکی مثال یہ ہوگی کہ ایک مریض ہمارے پاس آتا ہے جو کہ طرح طرح کے امراض مین مبتلا ہے اور ہم اسے ایکدو دن دوا دیکر نکالدین۔ اور پورے طور پر لگ کر اس کا علاج نہ کرین۔ ہمارا کام تو رات دن ان کے لئے دعا تضرع اور ابتہال مین لگا رہنا ہے سالکین کا یہ کام نہین ہوتا کہ ہر ایک بات پر چڑ کر لوگون سے متنفر ہوتے رہین ابہی یہ لوگ قابل رحم ہین اور خدا تعالے انکی اصلاح کے سامان کرتا ہے علاوہ ازین سب ایکدرجہ کے نہین ہوتے صحابہ مین سے بعض اس درجہ کے تہے کہ عنقریب نبی کے درجہ پر پہونچ جاوین اور بعض ادنے درجہ کے جیسے دریا مین مولی بہی ہوتا ہے اور مونگا بہی اور سیپ بہی اور دوسری اشیاء مثل سونا اور دوسرے حیوانات کی ایسا ہی جماعت کا حال ہوتا ہے ہماری جماعت کو چاہیئے کہ کسی بہائی کا عیب دیکہکر اس کے لئے دعا کرین لیکن اگر وہ دعا نہین کرتے اور اس کو بیان کر کے دور سلسلہ چلاتے ہین تو گناہ کرتے ہین کونسا ایسا عیب ہے جو کہ دور نہین ہو سکتا اس لئے ہمیشہ دعا کے ذریعہ سے دوسرے بہائی کی مدد کرنی چاہیئے۔

حکایت

ایک صوفی کے دو مرید تہے ایک نے شراب پی لی اور نالی مین بیہوش ہو کر گرا۔ دوسرے نے

صوفی سے شکایت کی اُس نے کہا تو بڑا بے ادب ہے کہ اسکی شکایت کرتا ہے اور ہوا کر اُٹھا نہیں لاتا۔ وہ اسیوقت گیا اور اُسے اٹھا کر لے چلا۔ کہتے ہیں کہ ایک نے تو بہت شراب پی لیکن دوسرے نے کم پی کہ اُسے اٹھا کر لیجا رہا ہے صوفی کا مطلب یہ تھا کہ تو نے اپنے بھائی کی غیبت کیوں کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے غیبت کا حال پوچھا تو فرمایا کہ کسیکی سچی بات کا اسکی عدم موجودگی میں اسطرح سے بیان کرنا کہ اگر وہ موجود ہو تو اُسے بُرا لگے غیبت ہے اور اگر وہ بات اسمیں نہیں ہے اور تو بیان کرتا ہے تو اُس کا نام بہتان ہے خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ لا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیه میتا ۲۶ اسمیں غیبت کرنیکو ایک بھائی کے گوشت کھانے سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس آیت سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ جو آسمانی سلسلہ بنتا ہے ان میں عیب کرنیوالے بھی ضرور ہوتے ہیں اور اگر یہ بات نہیں ہے تو پھر یہ آیت بیکار ہو جاتی ہے اگر مومنوں کو ایسا ہی مطہر ہونا تھا اور اُن سے کوئی بدی سرزد نہ ہوتی تو پھر اس آیت کی کیا ضرورت تھی۔ بات یہ ہے کہ ابھی جماعت کی ابتدائی حالت ہے بعض کمزور ہیں جیسے سخت بیماری سے کوئی اٹھتا ہے۔ بعض میں کچھ طاقت آگئی ہے پس چاہئے کہ جسے کمزور پاوے اُسے خفیہ نصیحت کرے اگر نہ مانے تو اوس کے لئے دعا کرے اور اگر دونوں باتوں سے فائدہ نہ ہو تو قضا و قدر کا معاملہ سمجھے جب خدا نے انکو قبول کیا ہوا ہے تو تمکو چاہئے کہ کسی کا عیب دیکھکر سر دست جوش نہ دکھایا جاوے ممکن ہے کہ وہ درست ہو جاوے قطب اور ابدال سے بھی بعض وقت کوئی عیب سرزد ہو جاتا ہے بلکہ لکھا ہے کہ القطب قد یزنی کہ قطب سے بھی زنا ہو جاتا ہے بہت سے چور اور زانی آخر کار قطب اور ابدال بن گئے جلدی اور عجلت سے کسیکو ترک کر دینا ہمارا طریق نہیں ہے کسی کا بچہ خراب ہو تو اُس کی اصلاح کیلئے وہ پوری کوشش کرتا ہے ایسے ہی اپنے کسی بھائی کو ترک نہ کرنا چاہئے بلکہ اُس کی اصلاح کی پوری کوشش کرنی چاہئے۔

قرآن کریم کی یہ تعلیم ہرگز نہیں ہے کہ عیب دیکھکر اسے پھیلاؤ اور دوسروں سے تذکرہ کرتے پھرو بلکہ وہ فرماتا ہے۔ تواصوا بالصبر وتواصوا بالمرحمة کہ وہ صبر اور رحم سے نصیحت کرتے ہیں مرحمہ یہی ہے کہ دوسرے کے عیب دیکھکر اُسے نصیحت کیجاوے اور اس کے لئے دُعا بھی کیجاوے دعا میں بڑی تاثیر ہے اور وہ شخص بہت ہی قابل افسوس ہے کہ ایک کے عیب کو بیان تو سو مرتبہ کرتا ہے لیکن دعا ایک مرتبہ بھی نہیں کرتا عیب کسی کا اس وقت بیان کرنا چاہئے جب پہلے کم از کم چالیس دن اُس کے لئے رو رو کر دعا کی ہو۔ سعدی نے کہا ہے۔ خدا داند بپوشد و ہمسایہ نداند و خروشد۔ خدا تو جانکر پردہ پوشی کرتا ہے مگر ہمسایہ کو علم نہیں ہوتا اور شور کرتا پھرتا ہے۔ خدا کا نام ستار ہے تمہیں چاہئے کہ تخلقوا باخلاق اللہ بنو۔ ہمارا یہ مطلب نہیں ہے کہ عیب کے حامی بنو بلکہ یہ کہ اشاعت اور غیبت نہ کرو کیونکہ کتاب اللہ میں جیسا آگیا ہے تو یہ گناہ ہے کہ اسکی اشاعت اور غیبت کیجاوے۔

شیخ سعدی کے دو شاگرد تھے ایک ان میں سے حقایق و معارف بیان کیا کرتا تھا اور دوسرا جلا بھنا کرتا تھا آخر پہلے نے سعدی سے بیان کیا کہ جب میں کچھ بیان کرتا ہوں تو دوسرا جلتا ہے اور حسد کرتا ہے شیخ نے جواب دیا کہ ایک نے راہ دوزخ کی اختیار کی کہ حسد کیا اور تو نے غیبت کی۔ غرضیکہ یہ سلسلہ چل نہیں سکتا۔ جبتک رحم۔ دعا ستاری اور مرحمہ آپس میں نہ ہوں۔

مرثیہ

بر شہادت حضرت مولانا سید عبد اللطیف صاحب شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

از سید قربان علی صاحب معافیدار ریاست مالیر کوٹلہ

یاد ہے بھولا نہ تھا ابتک غمِ آلِ عبا
دشت کابل میں کھچا پھر نقشہ کرب و بلا
تو گل باغ حیا پژمردہ آب وفا
باد صرصر بدر داغوں نے پریشان کر دیا
سرزمینِ وحشیوں میں کیا پڑ معا علائے علم
گردنِ سید پہ رکھتے ہیں سدا تیغ جفا
یعنی حضرت مولوی شہزادہ عبد اللطیف
جو شہ کابل کا تھا اخوند زادہ سہ لقا
جس نے اپنے ہاتھ سے رکھا تھا شہ کے سر تاج
کیا ہی بخشا شہ نے ان کو تاجپوشی کا صلا
کسطرح اُس بیگناہ کو لائے مقتل میں کھینچ
سنگساری کے لئے وہ سنگدل اور پر خطا
وہ گلوئے نازک اور وہ شدت طوق گران
اور وہ زنجیر مسلسل میں مقید دست و پا
ضعف بعضف نازان کو ہے سب گلہ گو ہر بلا
دلمیں لیکر چلا پھر ہارنے کی التجا
ضرب اوّل سے سرِ اقدس جھکا سو زمیں
جان بحق تسلیم ہو کر ذات کو سجدہ کیا
اور کہا یا رب رہے دائم امام مسلح جو
جان کی کچھ پروا نہیں ہو جائے اس پر ہوں فدا
دیکھ صبر اور استقامت سید مظلوم کی
تھا فرشتوں کی زبان پر آفرین مرحبا
حشر میں کیا عالموں پر یہ نہیں ہوگا سوال
تم مسلمان تھے۔ یا خونریز سبطِ مصطفا
اے دل پُر درد تو روح سید پر درود
تاب لکھنے کی نہیں پُر سوز ہر سنکر مرثیا
صبر کر قربان کہ ہوگی حق و باطل میں تمیز
دن قیامت کے یہ خود ہی فیصلہ ہو جائیگا

(البدر)

تعبیر الرؤیا

اخویم مفتی محمد صادق صاحب نے الحکم مورخہ ۲۳ جون میں جو میری رؤیا کی تعبیر ظاہر فرمائی ہے وہ واقعی درست معلوم ہوتی ہے یہ تاویل مفتی صاحب کے وسعت علم و صحت فراست پر دال ہے کیونکہ اس رویا کے بعد میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی سونے کی ڈبیا ہے جسکا منہ کھلا ہے اور وہ روپیوں سے بھری ہوئی ہے معبرین کے معانی و اشکال اور اوصاف و خواص کو بڑا دخل ہوتا ہے۔ لہذا ہر ایک چیز جو خواب میں دیکھی جاوے اوس کی تاویل اوس کی عربی وغیرہ نام و شکل و اوصاف و خواص سے لینی چاہئے ابن سیرین فرماتے ہیں الذهب لا یحمد فی التاویل لکراهة لفظه وصفرة لونه وتاویله حزن وغرم مال۔

یعنی اگر خواب میں سونا دیکھا جاوے تو اس کی تاویل اچھی نہیں ہوتی کیونکہ لفظ ذہب خود اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کا کچھ چلا جاوے گا یعنی کچھ نقصان ہوگا اور سونے کا زرد رنگ بھی اچھا نہیں لہذا اس کی تاویل غم و نقصان مال ہے۔ والفضة یحمد فی التاویل لحسن لفظه کالفیض والفضل والفوز والفائدة والفرح وصفاء لونه۔ یعنی اگر کوئی شخص خواب میں چاندی دیکھے تو اوسکی تاویل اچھی ہوتی ہے کیونکہ لفظ فضة فیض و فضل اور فوز و فائدہ اور فرح پر اور اس کا رنگ صفائی و چمک پر دلالت کرتا ہے میری پہلی اور دوسری رؤیا ایک ہی واقعہ پر دلالت کر رہی ہیں کیونکہ دونوں رویا میں ذہب و فضہ کا واقعہ ہے سونے کے خواص و اوصاف اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اس غم و نقصان کے بعد نتیجہ تقویت دل و فیضان و فضل ہوگا۔

پس مجھے خواب میں ذہب یعنے سونے کا ایک ٹکڑا اور فضہ کے بہت ٹکڑے دکھائے جانے سے یہی مراد ہے کہ تھوڑے سے غم و نقصان کے بعد فضل و فیضان و فائدہ و فوز کثرت حاصل ہوگا اور یہ بات ان مع العسر یسرا کے مطابق ہے کیونکہ ہر عسر کا لازمی نتیجہ یسر ہوتا ہے۔ میری دانست میں اس رؤیا کا واقعہ اس رؤیا کے دکھائے جانے کے بعد مجھ پر واقع ہو چکا ہے اور اب فضل و فیضان ایزدی کا امید وار ہوں کیونکہ آجکی رات کو میں نے خواب میں خالص چاندی یعنے بہت سے روپے دیکھے ہیں۔ معبرین لکھتے ہیں والدراهم تدل على الكلام فان كانت جيادا فانها كلمة وكلام حسن وقضاء حاجة او صلاة وعد والدراهم عدد اعمال البر والدراهم الواسعة تدل على دنيا واسعة یعنی روپے کسی بات پر دلالت کرتے ہیں اگر خواب میں کھرے روپے دیکھے جاویں تو ان سے مراد علم اور اچھی بات اور روائے حاجت اور نماز ہے اور بہت سے روپے اعمال نیک اجرا بہت سے نیک پر دلالت کرتے ہیں اور کشایش رزق و دنیا وی کی خبر دیتے ہیں۔

بہر حال رویا میں اشیائے مرئیہ کے معانی و اشکال و خواص کا لحاظ رکھنے سے صحت تعبیر میں مدد ملتی ہے عربی زبان میں اکثر الفاظ کا پہلا حرف اپنے معانی مقصودہ پر دال ہوتا ہے۔ جس لفظ کے پہلا حرف ذال یا نون واقع ہو اسمیں خرد جرو پراگندگی و ریختگی و ذہاب کے معنے پائے جاتے ہیں مثلاً ذہب بمعنے سونا۔ اور چلا جانا۔ ذاب بمعنے گلنا گداختن۔ ذر بمعنے پراگندہ۔ ذرے جو ہوا میں اُڑتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ ایسا ہی مثال نون۔ مثلاً نفق۔ خرچ کرنا مال سے مال مفید کا نال کر خرچ کرنا نفث۔ جو خون سینہ سے نکلے۔ نفذ۔ نفوذ۔ جاری کرنا و جاری ہونا۔ نشر۔ پراگندہ کرنا وغیرہ وغیرہ۔ جس لفظ کے پہلے حرف جیم و نون آویں وہاں خفا و پوشیدگی کے معنے پائے جاتے ہیں مثلاً جنین جو بچہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے جنت جس میں بکثرت سے درخت ہوں اور وہ درختوں سے چھپی ہوئی ہو مجتنہ۔ ڈھال کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ آدمی اپنے آپ کو چھپا کر کسی کے حملہ سے بچائے۔ جن۔ ایک پوشیدہ مخلوق الٰہی کو کہتے ہیں جو ہماری نظروں سے چھپے رہتے ہیں۔ پوشیدگی عقل۔ عقل کا در پردہ ہونا۔ جس لفظ کے پہلے حرف ق آوے اسمیں توڑنے اور قطعہ معانی پائے جاویں گے۔ مثلاً قرض۔ مال حصہ کاٹ کر کسی کو دینا۔ قضم۔ دانتوں سے توڑنا۔ قص سکا ٹنا۔ چھوٹا کرنا۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے قصوا الشوارب یعنی مونچھوں کو کاٹو۔ قسم۔ بانٹنا۔ ٹکڑے ٹکڑے کرنا۔ قصر۔ کوتاہ کرنا۔ چھوٹا کرنا۔ کم کرنا۔

سکہ کی ابتدا اسلام میں

گذشتہ اشاعت سے آگے

ان سکوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نمبر (۴ و ۵) کے غالباً وہی سکے ہیں جن کے ابتدا میں ضرب کئے جانے کا علامہ مقریزی نے ذکر کیا ہے اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مورخوں کے جو بیانات در بارہ تقدیم وتاخیر ہیں ان میں در اصل کوئی اختلاف نہیں ہے کیونکہ رومی طرز کا سکہ پہلے سے ضرب ہوتا تھا مگر خاص عربی عبارت کا سکہ ۷۶ھ میں ضرب ہوا۔ اگر دوسرے پہلو سے ان سکوں پر تفصیلی نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے جیسا کہ ہمنے پہلے بیان کیا ہے کہ کس قدر آہستہ آہستہ خالص اسلامی سکہ کی ترویج کے لئے راستہ صاف کیا گیا ہے سکہ نمبر (۱) میں تو کوئی تصرف سوائے اس کے نہیں کیا گیا کہ کوفی خط میں لفظ "بسم" لکھدیا گیا تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ سکہ ممالک اسلامیہ میں مضروب ہوا ہے اور دوسری طرف اس خیال سے کہ لوگ اس کو جدید سمجھکے کہیں برا یا جعلی نہ سمجھیں لفظ "طیب" منقوش کر دیا گیا۔ دوسرے سکہ میں رومی و عیسائی علامتوں کو قایم رکھکر بسم اللہ کو داخل کر دیا گیا ہے۔ اور دوسری طرف رفع شک کیلئے پھر لفظ طیب لکھا گیا ہے۔ تیسرے سکہ میں رومی و عیسائی علامتوں کو قائم رکھکر ساتھ ہی ساتھ اپنے مذہبی اعتقاد کا بھی اعلان کر دیا گیا ہے اور ایک طرف دو صلیبوں کے مابین "محمد رسول اللہ"۔ اور دونوں طرف حاشیہ پر "لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ" لکھدیا گیا۔ تثلیث و توحید کا یہ عجب اتحاد ہے اور اس سکہ پر "طیب" کے لفظ کے نہونے سے پایا جاتا ہے کہ اب لوگ اسلامی سکہ سے مانوس ہو چلے تھے۔ چوتھے سکے سے اور بھی ترقی ظاہر ہوتی ہے کہ علامت صلیب غیر موجود ہے۔ اور پانچویں سکے میں تو خالص وحدانیت کا اظہار ہے گویا کہ ایک صورت بھی موجود ہے۔ چھٹے سکہ میں پوری طرح اعلان کر دیا گیا ہے کہ یہ سکہ خلیفہ اسلام کا ضرب کیا ہوا ہے۔ مگر اس کے ساتھ بنظر احتیاط علامت صلیب کو قائم رکھا ہے گو کہ اسکی شکل ایسی بدل دی ہے (چاہو تو اسے کچھ اور سمجھ لو) اور رفع شک کیلئے لفظ "وَاف" بھی لکھدیا ہے۔ یہ چھ سکے مسی ہیں اور اس سے بھی اچھی طرح ظاہر ہوتا ہے کہ کس طرح آہستہ آہستہ خلائق کو خالص اسلامی سکہ کی اجرا کے لئے تیار کیا گیا کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ مسی سکہ ایک تو تعداد میں زیادہ ہوتا ہے دوسرے امیر و غریب سبھی کے ہاتھ میں جاتا ہے تیسرے اس کی قیمت اس قدر کم ہوتی ہے کہ کسی کو شبہ ہو جائے تو بھی اس کا لین مشکل سے ترک کر سکتا ہے۔ جب عام طور پر ان ناقص اسلامی سکوں کو رواج ہو گیا اور ممالک متصلہ میں بھی وہ بے تکلف چلنے لگے اور ادھر مسلمانوں میں بھی غیر اسلامی سکہ پر تصویر ہونے سے ایک قسم کی برہمی پیدا ہو گئی عبد الملک نے جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے ۷۶ھ ہجری میں خالد بن یزید کے مشورہ سے خالص اسلامی سکہ جاری کیا۔ اس سکہ میں وہی عبارت تھی جو سکہ نمبر (۷) میں ہے۔ جو ایک سال بعد کا ہے۔ اس میں تمام رومی و عیسوی علامات ترک کر کے صاف صاف لفظوں میں خدا کی وحدانیت اور رسول کے نبی برحق اور دین اسلام کے صراط مستقیم ہونے کا اعلان کیا گیا ہے اور عیسائیوں پر ظاہر کر دیا گیا ہے کہ ان کا دین باطل اور ہمارا دین حق ہے ان پرزور جملوں کے کندہ کرنے سے قیصر روم کا جواب دینا مقصود تھا۔ اور شاید یہ پولیٹکل خیال بھی ہو کہ ایسے پرجوش فقرے کھدنے سے سکوں کے مروج ہونے میں مسلمانوں کے مذہبی جوش سے بھی مدد ملے گی لیکن میرے خیال میں اصلی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ ان پرجوش الفاظ سے تثلیث کے مقابلہ میں توحید کی خوبی اور عظمت کا اظہار ہو اور لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ بے جان تصویروں سے فصیح الفاظ زیادہ موثر اور معنی خیز ہوتے ہیں جب یہ سکہ جاری ہوا تو اس پر سورہ اخلاص کے کندہ ہونے سے مسلمانوں میں پھر ایک جوش پیدا ہوا کہ سکہ ایک ایسی چیز ہے جو مطہر اور غیر مطہر سب کے ہاتھ میں جاتا ہے اس لئے اس پر ایسی متبرک سورۃ کا منقوش کرنا مناسب نہیں ہے۔ لیکن چونکہ اس سے اعلائے کلمۃ اللہ مقصود تھا اس لئے اس قسم کی نکتہ چینیوں کی پرواہ نہیں کیگئی اور وہ چند روز میں خود بخود دب گئیں۔ سکہ نمبر (۸) کے دیکھنے کو ظاہر ہوتا ہے کہ وہ خالص چاندی کا تھا۔ اور چونکہ اس کا دور بڑا تھا اس لئے اسمیں چند الفاظ اور بھی بڑھا دیئے گئے۔ ہر قسم کے سکوں کے نام آخر تک وہی رہے جو رومیوں میں قدیم سے مروج تھے غرضکہ ۱۰۵ھ ہجری تک سکہ کی یہی صورت رہی مگر سنہ مذکور میں اس قدر ایجاد اور ہوئی کہ دار الضرب کا نام بھی لکھنے لگے ۱۲۸ھ ہجری میں ابو مسلم خراسانی بنی عباس نے اپنا سکہ جاری کیا اور اس میں اپنی دعوت کے اعلان کیلئے بعض عبارتوں کا اضافہ کیا اسکی صورت یہ تھی۔

طرف اول۔ وسط میں "لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ" اس کے گرد میں "لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ" اور حاشیہ پر "بسم اللہ ضربہ فی سنہ ثمان و عشرین و مئتہ"۔

طرف ثانی۔ وسط میں۔ "اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد" حاشیہ پر حسب معمول "محمد رسول اللہ ارسلہ بالہدیٰ و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون" مگر علامات وقف نہ تھیں۔

یہ پہلا سکہ ہے جو علاوہ خلفائے وقت کے کسی شخص نے چلانے کی جرأت کی لیکن اس باغی نے بھی اصلی عبارت کے بدلنے کا خیال نہیں کیا بلکہ فقط ایک ایسی عبارت بڑھا دی جس سے اسکی پالیسی کا اظہار ہوتا تھا اگرچہ کوئی خاص ضرورت نہیں ہے۔ لیکن غالباً اس امر کا بتانا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ خلفائے بنی عباس میں پہلا درہم جو عبد اللہ السفاح نے ۱۳۲ھ ہجری میں تخت نشینی کے بعد مضروب کرایا اس میں بھی بنی امیہ کے درہم سے کچھ زیادہ تغیر و تبدل نہیں کیا گیا۔ بلکہ تقریباً اس کو اسی حالت پر قائم رکھا البتہ وہ آیات قرآنی جن کے منقوش کئے جانے پر اہل تقوے کو اعتراض تھا۔ خارج کر دیگئیں۔ اسکی صورت یہ ہے۔

طرف اول۔ وسط میں "لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ" حاشیہ پر "بسم اللہ ضرب ہذا الدرہم بالکوفہ سنہ اثنین وثلثین ومئتہ"

طرف ثانی وسط میں "محمد رسول اللہ"

حاشیہ پر "محمد رسول اللہ ارسلہ بالہدیٰ و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون"۔ اس میں منصور کے زمانہ میں اس قدر اور ترمیم ہوئی کہ طرف ثانی میں ولیعہد کا نام بھی اسطرح پر درج ہونے لگا۔

"بما امر بہ المہدی محمد بن امیر المومنین"

اور مہدی کے زمانہ سے خلیفہ کا نام لکھا جانا شروع ہوا اور ہارون الرشید کے زمانہ میں یہ رواج عام ہو گیا کہ جس صوبہ کے دار الضرب میں سکہ مضروب ہوتا تھا وہاں کے والی کا نام بھی اس پر منقوش کیا جاتا تھا۔ چنانچہ ایسے اکثر درہم اور بعض دینار ہمارے ذخیرہ میں بھی موجود ہیں۔ اسلامی سکہ بنی عباس کے دور کے آخر تک تھوڑے سے اختلاف سے قریب قریب اسی شکل پر رہا۔ چونکہ قدیم سے سکہ اور خطبہ علامت شاہی سمجھا جاتا رہا ہے اور مسلمانوں میں صدہا حکمران خاندان ہوئے ہیں اس لئے اسلامی سکہ کا مضمون نہایت دلچسپ اور اس سے تاریخ پر گہری روشنی پڑ سکتی ہے۔ لیکن اس کے لئے ایک ضخیم کتاب چاہئے۔

چونکہ مجھکو کئی سال سے سکوں کے جمع کرنے کا خبط ہو گیا ہے اور اپنی حیثیت سے زیادہ روپیہ خرچ کر کے بہت سے سکے جمع کئے ہیں۔ اور اس فن شریف میں کسی قدر مہارت حاصل ہونے کے لئے سخت محنتیں بھی کیں ہیں۔ اس لئے اگر زمانے نے فرصت دی اور ناظرین نے اس مضمون کو پسند کیا۔ تو کبھی کبھی خاص خاندان کے سکوں کے حالات لکھے جایا کریں گے (محمد عزیز مرزا)

ملفوظات احمدیہ

۱۲ تاریخ مئی ۱۹۰۴ء بوقت ۱۰ بجے بمقام کچہری گورداسپور درخت جامن کے نیچے بیٹھے ہوئے حکیم نور محمد صاحب نے ذکر کیا کہ ایک شخص نے مجھ سے دریافت کیا تھا کہ آپ کی احمدی جماعت کے جو کہتے ہیں کہ طاعون سے ہم بچے رہیں گے اسکی وجہ کیا ہے حکیم صاحب نے اس کے جواب میں جو کچھ اس سے تقریر کی تھی وہ سنائی پھر اس پر حضرت اقدس نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے

قادیان پر طاعون کا اثر

ان من قریۃ الا نحن مہلکوھا قبل یوم القیامۃ او معذبوھا عذاباً شدیداً۔ یعنے طاعون کا عذاب دو طرح ہوگا۔ کوئی بستی اس سے خالی نہ رہیگی بعض ایسی ہونگی کہ جن کو ہم بالکل ہلاک کر دیں یعنے وہ اجڑ کر بالکل غیر آباد ہو جائیگی ویرانہ اور اجڑے ہوئے کھنڈرات ہو جائینگی۔ ان کا کوئی نشان بھی نہ رہیگا لوگ تلاش کرتے پھرینگے کہ اسجگہ فلان بستی تھی۔ لیکن پھر بھی پتہ نہ ملیگا گویا طاعون جاروب ویرانی کو دنیا سے صاف کر اور کوئی آثار اس کے نہ چھوڑیگی بعض قریے ایسے ہونگے کہ جنکو کم و بیش عذاب چھوڑ دیا جائیگا۔ اور صفحہ دنیا سے ان کا نام نہ مٹایا جائیگا۔ صرف سرزنش کے طور پر کچھ عذاب انہیں نازل کیا جائیگا اور تازیانہ کے عذاب ہٹا لیا جائیگا بہت سے شہر فنا ہونگے گروہ فنا نہ ... اسیطرح اللہ تعالیٰ نے قادیان کو قسم میں شامل کیا ہے اور اس الہام انہ اوی القریۃ سے مراد یہی ہے کہ اور طرح ہمارے گاؤں کو طاعون جارو بالکل تباہ نہ کرے گی کہ لوگ تلاش کریں

www.aaiil.org

کہ کہان قادیان واقعہ تہی اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ ان بستیون کو کسطرح خدا اسکو تباہ نہ کرے گا بلکہ یہ بھی رہیگی الا بطور نازیانہ کچھ سزا دے کر اس کو بچا لیا جائیگا ہم نے بار بار مجلسون مین بیان کیا ہے اور لکہا ہے کہ (انہ اوی القریۃ) سے مراد یہی ہے کہ خدا نے اس قریہ کو پناہ دیدی ہے کہ وہ طاعون جارف سے بچی رہے اور بالکل فنا نہ ہو۔

خدا نے یہ وعدہ نہین کیا کہ باوجود گنہگار ہونے کے اللہ تعالیٰ بغیر عذاب کے چہوڑ دے۔ ایکطرف تو قرآن مین یہ لکہا ہے کہ طاعون سے کوئی بستی خالی نہ رہیگی اور طاعون کی وجہ صرف یہی ہے جو ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتے یغیروا ما بانفسہم۔ کے الہام سے ظاہر ہے یعنے لوگون نے جب اپنے افعال اور اعمال سے غضب الٰہی کے جوش کو بہڑکا یا اور بد عملیون نے اپنی حالتون کو ایسا بدل لیا کہ خوف خدا اور تقوےٰ وطہارت کی ہر ایک راہ کو چہوڑ دیا اور بجائے اس کے طرح طرح کے فسق وفجور کو اختیار کر لیا اور خدا پر ایمان سے بالکل ہاتہہ دہو دیا دہریت اندہیری رات کی طرح دنیا پر محیط ہو گئی اور اللہ تعالےٰ کے نورانی چہرے کو ظلمت کے نیچے دبا دیا۔ تو خدا نے اس عذاب کو نازل کیا تا لوگ خدا کے چہرے کو دیکہین اور اسکی طرف رجوع کرین۔ بعض بستیان مہلکو ہا مین داخل ہو کر بالکل فنا ہو جائینگی اور بعض معذبوہا مین داخل ہون گی لیکن خالی کوئی نہ رہیگی۔ قادیان مہلکوہا مین داخل نہو گی یہی مراد الہام انہ اوی القریۃ سے ہے گناہون کی سرزنش کرنے کیلئے خدا نے یہان بہی طاعون نازل فرمائی۔ خدا تو فرماتا ہے کہ لولا الاکرام لہلک المقام یعنے قادیان مہلکوہا مین داخل کر دیا جاتا لیکن صرف تمہاری تکریم اور تعظیم سے اسکو مہلکوہا مین داخل نہین کیا گیا جو بچے ہین اور جو بچین گے وہ تمہارے اکرام کیوجہ سے بچین گے یہ تو قرآن کے بالکل مخالف ہے کہ قادیان عذاب طاعون سے بالکل محفوظ رہے۔ ایک طرف تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتے یغیروا ما بانفسہم۔ دوسری طرف انہ اوی القریۃ۔ کے اگر یہ معنے ہون کہ قادیان بالکل بچیگی تو ان دونون کے درمیان تضاد واقعہ ہوتا ہے۔ دو ضدین جمع نہین ہو سکتین۔ ہم نے کبھی انہ اوی القریۃ کے یہ معنے نہین کئے۔

طاعون تو دنیا کی ہر ایک بستی مین آئیگی یہ بہی عجیب بات ہے کہ جہان کسی نے دعویٰ کیا کہ فلان مقام مین طاعون نہین تو اسی جگہ وہ ظاہر ہو جاتی ہے۔ دہلی والون نے بڑے زور سے لکہا تہا کہ دو وجوہ سے یہان طاعون نہین آتی اور نہ آئیگی ایک وجہ تو یہ ہے کہ وہان کے لوگ بہت صفائی رکہتے ہین دوسرے مچہرون کا وہان نہ ہونا۔

اب گزٹون سے معلوم ہوتا ہے کہ وہان بہی طاعون آ گئی۔ لاہور کی نسبت کہا جاتا تہا کہ اسکی سرزمین مین ایسے اجزا ہین کہ اسمین طاعونی کیڑے زندہ نہین رہ سکتے۔ لیکن وہان بہی طاعون نے آن ڈیرا ڈالا ہے ابہی لوگون کو معلوم نہین ہے لیکن سالہا سال کے بعد لوگ دیکہین گے کہ کیا ہو گا۔ کئی لوگ اور دیہات بالکل تباہ ہو جائین گے۔ دنیا سے ان کا نام ونشان مٹ جائیگا اور ان کے آثار تک باقی نہ رہین گے لیکن یہ حالت کبہی قادیان پر وارد نہ ہو گی۔

یہ ایک لمبی بیماری ہے عمرون تک چلی جاتی ہے۔ بڑے بڑے قطعے اس نے برباد کر کے جنگل کر دیئے۔ شہرون کے شہر ویرانے بنا دیئے۔ سیکڑون کوس ایسے غیر آباد کئے کہ جانور بہی زندہ نہ رہے اس کے آگے تو بڑے بڑے شہر بہی کچہہ حقیقت نہین رکہتے۔ بڑے سے بڑے آباد شہر کو بہی اگر چاہے تو دو تین دن مین صاف کر سکتی ہے۔

۴ جون ۱۹۰۶ء

ایک شخص کے سوال پر فرمایا کہ نماز اصل مین دعا ہے۔ نماز کا ایک لفظ جو بولتا ہے۔ وہ نشانہ دعا کا ہوتا ہے۔ اگر نماز مین دل نہ لگے تو پہر عذاب کے لئے تیار رہے کیونکہ جو شخص دعا نہین کرتا وہ سوائے اس کے کہ ہلاکت کے نزدیک خود جاتا ہے اور کیا ہے ایک حاکم ہے جو بار بار اس امر کی ندا کرتا ہے کہ مین دکہیارون کا دکہ اٹہاتا ہون۔ مشکل والون کی مشکل حل کرتا ہون مین بہت رحم کرتا ہون۔ بیکسون کی امداد کرتا ہون۔ لیکن ایک شخص جو کہ مشکل مین مبتلا ہے اس کے پاس سے گذرتا ہے اور اسکی ندا کی پرواہ نہین کرتا نہ اپنی مشکل کا بیان کر کر طلب۔۔ امداد کرتا ہے تو سوائے اس کے کہ وہ تباہ ہو اور کیا ہو گا۔ یہی حال خدا تعالیٰ کا ہے کہ وہ تو ہر وقت انسان کو آرام دینے کیلئے تیار ہے۔ بشرطیکہ کوئی اس سے درخواست کرے قبولیت دعا کیلئے ضروری ہے کہ نافرمانی سے باز رہے اور دعا بڑے زور سے کرے۔ کیونکہ پتھر پر پتھر زور سے پڑتا ہے تب آگ پیدا ہوتی ہے

الیٰ ربک یومئذن المستقر

اس آیت کو قیامت پر چسپان کرنا غلطی ہے کیونکہ اس دن تو خدا کی طرف رجوع کرنا کسی کام نہ آویگا بلکہ یہ اس زمانہ کی حالت ہے کہ طاعون کے بارے مین خواہ کوئی حیلہ حوالہ کرین ہرگز کام نہ آویگا۔ آخر مستقر خدا تعالیٰ ہی ہو گا۔ لوگ جب اس کو مانین گے تب وہ اس سے رہائی دے گا۔

این المفر بہی اسی پر چسپان ہے کیونکہ دوسرے آفات مین تو کوئی نہ کوئی مفر ہوتا ہے۔ مگر طاعون مین کوئی مفر نہین ہے۔ صرف خدا کی پناہ ہی کام آویگی۔

خدا کیطرف ظلم کبہی منسوب نہین ہو سکتا جو صادق ہو گا وہ ضرور اپنے صدق سے نفع پاوے گا یہ وہی دن ہے جن کی نسبت کہا گیا ہے۔ ھذا یوم ینفع الصادقین صدقہم۔

ویدک قدامت کے لطائف

ایک اور لطیفہ سنئے۔ ویدک تعلیم کے رو سے تمام نباتات بہی آریون ہی کی مسخ شدہ اور متناسخ شدہ روحین ہین۔ یجروید باب ۱۹ منتر ۴۷ کا ترجمہ بہومکا مطبوعہ اجمیر کے صفحہ ۲۶ مین ملاحظہ ہو۔ ایشور کا ایدیش ہے۔ اس سنسار مین ہم دو پرکار کے جنم سنتے ہین۔ ایک آدمی کے جرم کا حاصل کرنا۔ دوسرے نیچے کے درجے کے۔ حیوان پرند کیڑے۔ درخت وغیرہ بننا۔ انہی دونون بہیدون سے سب دنیا کی روحین اپنے اپنے پاپ اور پن کے پہل حاصل کرتے ہین۔ اور ستیارتہ پرکاش صفحہ ۳۳۸ مین ہے۔ جو شخص بذریعہ جسم کے چوری دوسرے کی عورت سے مباشرت نیک آدمیون کی ہلاکت وغیرہ کام بد کرتا ہے اس کا جنم درخت وغیرہ غیر متحرک قالبون مین ہوتا ہے۔ کیا اب بہی کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ دیانندی پنتہ فلسفہ کا گہر ہے۔ جو شخص نباتات مین بہی آریون کی روحین گہسی ہوئی اعتقاد کرتا ہے اور نہ صرف نباتات مین بلکہ درخت کے ساتہہ ابہی وغیرہ کا لفظ موجود ہے جس سے ظاہر ہے کہ دیانندی لوگ پتہر کنکر۔ خاک دہول۔ چیزون مین آریہ پرشون کی روحین گہسی ہوئی مانتے ہین۔ وہ بہی دنیا مین فلسفہ کا نام لے یا کسی طرح کی شیخی بگہارے۔ ع

این خیال است ومحال است وجنون

دیانندیو اگر واقعی تمام درختون اور نباتات مین تمہارے بہائی بندون ہی کی روحین متناسخ شدہ اور عقوبت میں گرفتار ہین۔ تو آپ لوگ سبزی اور نباتات وغیرہ کہان اپنے پیٹ مین ٹہاٹہس ڈال رہے ہین یہ کیا بات ہے کہ تم اپنے بہائی بندون کو اپنے ہاتہون سے اس طرح تلف اور ضائع کرو۔ آپ کو ان پر درد اور رحم کیون نہین آتا کیا انصاف ہے کہ ہری ہری سبزی اور عمدہ عمدہ درختون کو کاٹ کر اپنے بہائیون کی متناسخ شدہ روحون کو دکہہ اور ایذا پہونچاؤ۔ کیا ایشر سبزی کہانے کا حکم دیسکتا ہے۔ جب کہ یہ بہی تمہاری مانند جیوآتما ہین کیا یہ بات ممکن ہے۔ کہ کوئی شخص ایک لڑکے کو مروا ڈالے اور دوسرے لڑکے کو اس کا گوشت کہلا دے۔ ستیارتہ صفحہ ۴۲ اور کیا اگر درخت وغیرہ نباتات مین بہی دیانندیون ہی کی روحین گہس رہی ہین تو گہاس پات کو اس پاپ پر کیا فضیلت ہو سکتی ہے۔ اور پہر تم لوگ گوشت کہانے پر مسلمان اور دیگر اقوام کو کیون منع کرتے ہو جب کہ آپ سبزی ونباتات کی شکل مین اپنے بہائی بندون کا گوشت کہاتے ہو۔ تم بہی سبزی ترکاری۔ درخت وغیرہ کا استعمال کیون نہین چہوڑتے۔ تاکہ دنیا تمہارے وجود سے خالی ہو کر خس کم جہان پاک کا مصداق ہو۔ لمبے لمبے وہ مذہب جو گہاس پات سبزی درخت وغیرہ مین انسانی روحین (جیوآتما مین تسلیم کرے۔ وہ دوسرے کے مذہب پر اعتراض کرنے کی جرأت رکہے۔ ع

بسوخت عقل ز حیرت کہ این چہ بوالعجبی است

بہائیو یہ تو اس زمانہ کا ویدک دہرم ہے۔ جب دنیا ساری جاہل تہی۔ اور گہاس پات درخت وغیرہ مین انسانی روحین مانتی تہی۔ اب سائینس کا زمانہ ہے اس قسم کے باطل اعتقادات اور بیہودہ خیالات سے باز آ جاؤ۔ اور خدا کے بتائے ہوئے دین اسلام پر ایمان لاؤ۔ جو دنیا کے تمام انبیاء واولیاء رشیون مہاتماؤن کا مذہب تہا۔ ویدنے نہ کسی کبہی مکتی کا راستہ دکہایا اور نہ دکہائیگا۔ ابہی وقت ہے ورنہ خطا کہاؤگے۔ گیا وقت پہر ہاتہہ آتا نہین۔

سلہ یہان سے وید کی قدامت کافور ہو رہی ہے اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ وید دنیا کے ابتدا ہی نہین۔ بلکہ اس وقت کی ہین جبکہ اس قسم کے تجربہ عام ہو چکے تہے اور سننے سنانے تک نوبت آ پہونچی تہی اس کے سوا سننے والا کون ہے۔ خدا یا انسان اگر خدا ہے تو کس سے سنتا ہے اگر انسان ہے تو وید خدا کا الہام کس طرح ہو سکتے ہین۔ فتدبر۔

www.aaiil.org

ایک اور لطیفہ لیجیے۔ وید مین و صرا د صر رچائین مین کہ اے ایشور ہمکو دودھ دینے والی۔ کھلا۔ گھوڑے گائین وغیرہ وغیرہ عطا فرما۔ چنانچہ بطور انکی ایک منتر یجر گا کے بہینس کی درخواست۔ اے پرمیشور آپ کی عنایت سے ہمین اس آشرم (خانہ داری) کے اندر گائے بہینس بکری وغیرہ جا نور۔ اور زمین۔ حواس عالم کی روشنی اور راحت وغیرہ عمدہ عمدہ بجلی حاصل ہون اور سب چیزین ہمارے موافق ہین۔ اور مذکورہ بالا اشیا حاصل ہوتے علاوہ گھر مین اناج۔ پینے کا سامان عمدہ اور گہی اور شہد وغیرہ عمدہ عمدہ اشیا خورد و نوش موجود ہون۔ مذکورہ بالا چیزون کو مین اپنی حفاظت اور سکہہ کے لئے ہم پہونچاتا ہون ان کے حصول سے مجہہ کو عمدہ بہبودی مین اعلے مقصد انسانی یا موکش کا سکہہ اور دنیوی راحت یعنی اقبال و حشمت نصیب ہو۔ اور ہم دوسرون کی بہلائی کرتے ہوئے گرہ آشرم کے اندر مذکورہ بالا دونون قسم کے سکہہ کو ترقی دین۔ یجر وید ادھیا ۳ منتر ۴۲ (مندرجہ بہومکا صفحہ ۱۰۱)۔

پہر وید مین ایشور کا ارشاد ہے۔ پرمیشور اس راج مین جہان دہرم کی پابندی ہوتی ہے قائم ہوتا ہون جس ملک مین علم اور دہرم کی ترقی اور اشاعت ہوتی ہے۔ وہ میرا مقام مالوف ہے مین اس راج مین فوج کے گہوڑون اور بیلون کو ترقی عطا کرتا ہون (یجر وید ادھیائے ۱۰ منتر ۱) بہومکا صفحہ ۱۴۱۔

پہر یجر وید ادھیا ۱۲ منتر ۷۸ مین ہے بوٹیون کی مانند سکہہ دینے والی سندر رو دوان استری مین تمکو عمدہ طریق سے نزدیک ہوکر نصیحت کرون اے مرد تمہاری نیک اولاد مین اور تیرے گھوڑون گائے وغیرہ۔ زمین وغیرہ۔ گہر ہستہ وغیرہ۔ اور جان کی خالص خدمت کرون۔

پہر یجر وید ۵ باب ۴۳ منتر مین ہے اے بچہ والے جہان کی بی بی جیسے تو اپنے بچون اور ہاتہی۔ گہوڑون۔ گائے وغیرہ حیوانون سمیت اپنے گہر مین بڑی مستحکم ہے ویسے ہی بچہ کرنے والا تیرا خاوند بہی بڑا مضبوط ہے۔ تو دونون میان بی بی گہی وغیرہ خوشبودار چیزون سے آسمان و زمین کو بہر دو اے بچہ کرنیوالی عورت تو بحساب دولت والی اپنے بچہ سے

ؔ واہ یہ عجیب فلاسفی ہے زمین و آسمان کو گہی وغیرہ خوشبودار چیزون سے بہر دینا۔ اتنی خوشبودار چیزین آئین گی کہان سے۔ اور ال بہی لکین۔ تو دنیا کی دیگر اشیا کہان جگہ پائینگی واہ آریہ تیرا فلسفہ اور واہ دیانندی تیرا بنائے دستار۔

اب تو اور تیرا خاوند دنیا کو سایہ کرنیوالا ہو جاؤ

دیانندیوا! کیا اس پربہی وید کو ایشور کرت یعنی خدا کا کلام مانو گے۔ کیا وہ خدا جس نے تمام جانورون کو ان کے اعمال کی سزا مین حیوانی قالب بخش رکہا ہے۔ آپ ہی یہ دعا سکہا سکتا ہے کہ لوگو اس ایشور سے گایان۔ بہینس۔ بکری۔ گہوڑے۔ گہی۔ اور شہد وغیرہ وغیرہ مانگو۔ کیا وہ آپ ہی ایسی دعا کی ہدایت دے سکتا ہے۔ جس سے خدا کی نافرمان۔ پاپی۔ اور مورد غضب حیوانات پیدا ہون۔ کیا ایشور کی خود ایسی مرضی ہوسکتی ہے کہ لوگ ضرور گائیان۔ بہینس۔ بکری اور شہد کی مکہیان وغیرہ بنین تاکہ دوسرے آریون کے کام آئین۔ اگر سارے آریے نیک اعمال ہوجائین تو ان چیزون کا۔ تو ان چیزون کا تو وجود ہی نہ ہوگا۔ پہر ایسی دعا سکہانا اور تعلیق بالمحال کیا خدا کا کام ہوسکتا ہے اور جس کتاب مین ایسی ایسی قابل اعتراض باتین لکہہ رکہی ہین کیا وہ خدا کا کلام ہوسکتا ہے کیا خدا خود ہی ان چیزون کے مانگنے کی ہدایت کرسکتا ہے۔ جن کا وجود گناہون اور پاپون پر موقوف ہے۔ اے ہے آریو! تمہاری عقل کو کیا ہو گیا؟ کیا اسلام کی مخالفت کی یہ سزا نہین ہے۔ جو ایسے ایسے بیہودہ اعتقاد کے قائل ہوگئے۔ سوچو اور غور کرو۔

پہر آریہ مسافر میگزین جالندہر بابت ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۰ مین ایک وید منتر کا ترجمہ اس طرح لکہا ہے جسطرح بار بار ہل جوت کر کہیتی کیجاتی ہے اسطرح وہ پرمیشور میرے لئے اعلے چیزون اور جماد و دشمنون کے ساتہہ گئو وغیرہ مفید جانورون اور غلہ کو میری ضرورت کے موافق بار بار حاصل کرتا ہے۔

بڑے تعجب کی بات ہے کہ گائے وغیرہ مفید جانورون کے پیدا ہونے کو احسانات الہی مین سے شمار کیا جاتا ہے۔ حالانکہ گائے وغیرہ حیوانات کا جنم لینا غضب الہی کا نشان ہے۔ نہ خدا تعالے کی رحمت یا احسان کا اگر وید خدا کا کلام ہوتا تو اس کے برخلاف اسمین یہ دعائین ہوتی۔ اے خدا تعالے انسان کو گائے وغیرہ کے جنم لینے سے محفوظ رکہہ دنیا مین کسی انسان کو گہوڑا یا گائے نہ بنا نہ کہ ان مغضوب جانورونکی پیدائش کو احسانات الہی کے موقعہ پر ذکر کیا جاتا اور اس سے وید اور تناسخ ایسا اثر رکہتے جیسے گدہے کے سر سے سینگ۔ اور صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ وید انسان کی ادنی اور سفلی خیالات کا ایک نہ خیرہ جسمین بے سوچے سمجہے اس قسم کے متضاد خیالات اور متناقض بیانات بہرد ئے ہین جس کو حق اور حقانیت راستی اور صداقت سے تعلق تک ہی نہین ✽

تین سوالونکا جواب

حضرت حکیم الامۃ کے حضور ریاست لس بیلہ سے الحکم کے ایک معزز خریدار نے تین سوال بغرض جواب بہیجکر خواہش کرتے ہین کہ ان کا جواب بذریعہ الحکم شائع ہو اس لئے حضرت حکیم الامۃ نے مناسب سمجہا کہ عام فائدہ کے لئے ان سوالات کا جواب شائع کر دیا جاوے

ایڈیٹر

سوال اول

وان من اھل الکتب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ ویوم القیامۃ یکون علیھم شھیدا مین ضمیر موتہ یکون مسیح علیہ السلام کیطرف راجع نہ سمجہی جاوے جس سے کہ کل اہل کتاب کے ان پر ایمان لانے کا منشار آیتہ پورا ہو۔ ورنہ کل اہل کتاب کے ان پر ایمان لانے کی بشارت کے معنے ناقص رہ جاتے ہین۔

الجواب

قرآن کریم کی کسی آیت کے معنے کرنے کے لئے منجملہ بہت سے اصولون کے یہ اصل یاد رہے نہین دینی چاہئے۔ کہ قرآن کریم کے معانی خود قرآن مجید اور فرقان حمید مین تلاش کئے جاوین اور پہر اسار الہیہ کے خلاف کسی لفظ کے معنے نہ لئے جاوین۔ ایسا ہی تعامل سے جس کا نام سنت ہے معانی لے اور اس سے باہر نہ نکلے اور سنن الہیہ ثابتہ کی خلاف ورزی نہ کرے اور لغت عرب اور محاورات ثابتہ عن العرب کے خلاف نہو۔ پہر عرف عام سے جسکو معروف کہتے ہین معانی باہر نہون۔ احادیث صحیحہ ثابتہ کے خلاف نہون۔ کتب سابقہ کے مسلمہ حصون کے خلاف نہون۔

قرآن مجید کے ترجمہ کرنے مین جن لوگون نے ان اصولون اور دوسرے اصولون کی پروا نہین کی انہون نے غلطی کہائی ہے خصوصاً اسمین نیچرین و مخالفین اسلام اسی اصل کے نہ سمجہنے کی وجہ کر اعتراض کرتے ہین اور افسوس کہا جاتا ہے کہ اکثر مسلمان بہی ان اصولون سے ناواقف ہین ورنہ ہم جو کچہہ حضرت اقدس مسیح موعود کے متعلق استشہاد قرآنی پیش کرتے ہین ان کے سمجہنے مین انہین دقت نہوتی۔

مثال کے طور پر آپ اسی آیت کو لیجئے جسپر اعتراض کیا جاتا ہے۔ جو معنے ہمارے مخالف اس آیتہ کے کرتے ہین کہ ہر ایک اہل کتاب مسیح پر ایمان لے آئیگا۔ یہ معنے

اگر کئے جاوین تو اس سے ایسی قباحت لازم آتی ہے جس کا کوئی مسلمان قائل نہین ہوسکتا اور قرآن مجید مین عظیم الشان اختلاف پیدا ہوجاوے گا۔ حالانکہ قرآن کریم کی صداقت اور اس کے منجانب اللہ ہونے کی یہ زبردست دلیل ہے کہ اسمین اختلاف نہین جیسا کہ فرمایا ہے لوکان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا۔ کیونکہ اس صورت مین معنے آیت کے یہ ہون گے کہ مسیح کے آنے پر سب اہل کتاب اسپر ایمان لے آئین اب جائے غور ہے کہ کیا مسیح کی آمد ثانی پر وہ سب اہل کتاب جو اسوقت سے پہلے مرچکے ہونگے پہر زندہ ہوجائین گے؟ جو صریحاً باطل ہے۔ اور کوئی مسلمان ایسا عقیدہ نہین رکہہ سکتا۔ اور اگر یہ ہو کہ صرف اس زمانہ کے اہل کتاب ایمان لائین گے۔ تو پہر کل کہان رہا۔

پہر دوسری خرابی ایسے معنے کرنے مین یہ ہوگی کہ خدا تعالے حضرت مسیح کو بطور وعدہ بشارت دیتا ہے وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ۔ یعنے اللہ تعالیٰ تیرے متبعین کو تیرے منکرین پر قیامت تک غالب رکہیگا۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ قیامت تک مسیح کے منکرون کا وجود بہی رہے، پہر اس آیت کے یہ معنے کسطرح صحیح ہونگی؟ پہر اس کے سوا دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا، فاغرینا بینھم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ یعنے ہم نے قیامت تک عیسائیون اور یہودیون مین عداوت اور بغض ڈالدیا ہے۔ سورۃ المائدہ۔ رکوع ۳۔

اس آیت سے بہی صاف طور پر معلوم ہوتا ہے، کہ یہودیون اور عیسائیون مین قیامت تک بغض اور عداوت کا رہنا لازمی ہے۔ لیکن اگر آیتہ وان من اھل الکتب کے وہی معنے تسلیم کئے جاوین تو اس آیتہ کا مضمون صادق کسطرح ٹہہرے گا۔

پہر ایک اور آیتہ ہے۔ والقینا بینھم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ یہ آیت بہی اس مضمون کی ہے اور پہر ایک اور آیتہ ولا یزالون مختلفین بہی یہی ظاہر کرتی ہے۔

ان تمام آیات پر یکجائی نظر کرنیسے یہ امر نہایت صفائی کے ساتہہ کہل جاتا ہے کہ یہود اور عیسائیون مین قیامت تک مخالفت اور عداوت باقی رہیگی۔ لیکن اگر سب مسیح پر ایمان لے آئین تو پہر ان آیات کی معاذ اللہ۔ تکذیب کرنی پڑے گی بلکہ **قرآن مجید** پر اعتراض کرنے کا موقع دینا ہوگا۔ اور ہماری تو سمجہہ مین ہی نہین آتا کہ یہودی اور عیسائی باہم کس طرح مل سکتے ہین کیونکہ یہودی مسیح کی نبوت تک کے بہی قائل نہین بلکہ ان کو معاذ اللہ ملعون ٹہہراتے ہین اور عیسائی ان کو خدا بناتے ہین۔

...توریت میں کسی نبی کے آنے کی کوئی بشارت دی نہیں گئی۔ اگر بفرض محال ان سے لیا جاوے کہ وہ توریت کو چھوڑ کر مسیح کو مان لیں گے تو وجہ اختلاف باقی [illegible] اس کے علاوہ ایک اور بات بھی قابل غور ہے کہ یہودیوں نے اول مسیح کا انکار کیوں کیا؟ اسکی وجہ تو وہی ملاکی نبی کا صحیفہ تھا جس میں مسیح کے آنے سے پہلے [illegible] کا آنا لکھا تھا۔ اور یہی سوال علماء یہود نے مسیح سے کیا تھا۔ جنہوں نے ایلیا [illegible] یوحنا بتایا۔ اب انکی دوبارہ [illegible] بفرض محال آسمان سے [illegible] نظر آجائیں یہودی [illegible] ایلیا کو اترتا نہ دیکھ لیں گے [illegible] مان ہی نہیں سکتے۔ پس یہ خیال [illegible] قرآن کریم کی ان آیات کے [illegible] اور مخالف ہے بلکہ عقلی دلائل اور [illegible] بھی اس کے خلاف ہے اور علاوہ [illegible] مسیح پر ایمان لانے سے مسلمانوں کو [illegible] اور خوشی؟ اسمیں یہ تو کوئی ذکر نہیں [illegible] آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا دینگے۔ غرض یہ معنے جس رنگ اور [illegible] دیکھو غلط ہیں۔ اس لئے ضروری [illegible] اس آیۃ کے وہ معنے کئے جاویں [illegible] کریم کی کسی آیۃ کے متعارض واقع [illegible] مصدق اور موید ہوں۔ چنانچہ [illegible] ہم ذیل میں بیان کرتے ہیں ان [illegible] تاویل رکیکہ کی بھی ضرورت [illegible] اور قرآن کریم کی عظمت کو ظاہر [illegible] ہیں اس آیۃ سے اوپر قتل [illegible] کے مصلوب ہونے کی بحث [illegible] نے شروع فرمائی ہے۔ جیسا [illegible]

وقولهم انا قتلنا المسيح عيسى ابن مريم رسول الله وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم وان الذين اختلفوا فيه لفي شك منه ما لهم به من علم الا اتباع الظن وما قتلوه يقينا بل رفع الله اليه وكان الله عزيزا حكيما۔ وان من اهل الكتٰب الا ليؤمنن به قبل موته ويوم القيامة يكون عليهم شهيدا

اور یہودیوں کے اس قول پر نظر کرو کہ ہم نے یقیناً مسیح عیسیٰ ابن مریم کو جو اللہ کا رسول ہے قتل کر ڈالا۔ حالانکہ انہوں نے نہ اس کو قتل کیا اور نہ ان کو صلیب دی لیکن یہ تو ہوا کہ وہ مشابہ بالمصلوب ہو گیا اور بے شک جو لوگ قتل مسیح میں اختلاف کرتے ہیں وہ اس بارہ میں شک میں ہیں ان کو اس قتل کا یقینی علم نہیں وہ صرف ظن کی اتباع کرتے ہیں یہودیوں نے یقیناً یقیناً اس کو قتل نہیں کیا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو طبعی موت سے وفات دیکر ان کا رفع کیا (جو مقتول یا مصلوب کا نہیں ہوتا) اور اللہ تعالیٰ عزیز و حکیم ہے۔

اور کوئی بھی اہل کتاب میں سے نہیں جو قتل مسیح پر اپنی موت سے پہلے ایمان نہ لارہا ہو۔ اور قیامت کے روز مسیح ان پر گواہ ہوگا۔ ان آیات پر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں مختلف طرز اور رنگ میں **نفی قتل** کی ہے۔ اور یہی مضمون زیر بحث چلا آتا ہے۔ اور یہ واقعات اور مشاہدہ صحیحہ کے موافق ہے کیونکہ ہر ایک یہودی اور عیسائی نے مسیح کے اس **قتل بالصلیب** کو اپنا **ایمان** ٹھہرا [illegible] عیسائی تو اس پھانسی کو کفارہ کے رنگ گناہوں میں ایمان مانتے ہیں اور یہودی ان کے رد و ابطال نبوت کے ابطال کیلئے۔ ایسی صورت میں لیؤمنن بہ کے معنے کیسے کھلے اور صاف ہیں ہر ایک یہودی اور عیسائی اس پر ایمان لایا ہے اور لا رہا ہے اور لاتا رہیگا۔ امید ہے کہ اسقدر تصریح اس آیت کی کافی سمجھی جاویگی۔ اگر اس پر کوئی اور کلام ہو تو اس پر نظر کیجا سکتی ہے

سوال دوم۔ سود کے جواز یا عدم جواز پر جو آجکل بحثیں ہو رہی ہیں جناب مرزا صاحب کا اس بارہ میں کیا ارشاد ہے۔

الجواب

حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور متعدد مرتبہ سود کے متعلق مختلف پیرایوں میں پوچھا گیا ہے آنحضرت جیسا کہ قرآن شریف اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات طیبات اور تعامل اسلام سے پایا جاتا ہے ہر قسم کے سود کو حرام بتاتے ہیں اور کسی صورت میں اس کے جواز کے قایل نہیں اور رہوں بھی کسطرح جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يمحق الله الربوا۔ اللہ تعالیٰ نے ربا کے محق کرنیکا ارادہ کیا ہے۔ اور دوسری جگہ فرمایا الذين يأكلون الربوا لا يقومون الا كما يقوم الذي يتخبطه الشيطان من المس۔ یعنے وہ لوگ جو سود لیتے ہیں نہیں اٹھینگے قیامت کے دن مگر اسطرح جیسے شیطان نے مس کرکے انہیں دیوانہ بنا دیا ہو۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لعن آكل الربا وموكله وكاتبه وشاهده یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانیوالے کھلانیوالے اور اس کے گواہوں اور وثیقہ لکھنے والوں پر لعنت کی ہے۔ اس سے بڑھکر اور تہدید کیا ہوا اللہ تعالیٰ سود کو حرب من اللہ ٹھہراتا ہے۔

غرض اللہ تعالیٰ نے اس کو حرام ٹھہرایا ہے، رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم لعنت بھیجتے ہیں تعامل اسلام میں کوئی اس کا مجوز نہیں پھر اس کے جواز کی کونسی دلیل شرعی ہو سکتی ہے یہاں تک مشاہدہ صحیحہ میں بھی اس کے خلاف ہے۔

بڑے بڑے **بنکوں** کے دیوالے نکلتے آپ نے دیکھے نہیں تو اخبارات میں ضرور پڑھے ہوں گے۔ یہ آفت اسی سود کی وجہ سے آئی ہے۔ اور ایسے باریک در باریک اسباب کے ذریعہ سے آئی ہے کہ دوسرے اس کو نہیں سمجھ سکتے۔

جن لوگوں [illegible] سلطنت لکھنؤ کے زوال کے [illegible] کی ہے وہ منجملہ اسباب کے [illegible] سود بھی ٹھہراتے ہیں جو پرامیسری نوٹوں کے رنگ میں لکھنؤ کے اعیان سلطنت میں مروج ہوا تھا اور آخر انکو اپنے روپیہ کے ضایع ہونے بچانے کیلئے وہ رنگ اختیار کرنا پڑا جو سلطنت کی تباہی کا موجب ہوا۔

غرض سود ہر حال میں قطعاً منع ہے

سوال سوم۔ موتیٰ کی سماعت یا کلام و طعام کے ثواب کے متعلق مرزا صاحب کیا فرماتے ہیں۔

الجواب

سماع موتے حدیثوں سے ثابت ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ حاجت روا بھی ہیں مجھے ان لوگوں پر افسوس آتا ہے جو برخلاف حدیث **سماع موتیٰ** کے تو قائل نہیں لیکن مردوں سے حوائج طلب کرنے میں تامل نہیں کرتے۔

ثواب کے متعلق یاد رہے کہ موتیٰ کو نفقہ کی کا دعا کا ثواب ضرور پہونچتا ہے روزہ اور حج کے ثواب کے لئے بھی احادیث موجود ہیں + کلام کے ثواب کیلئے علما ربانی کی شہادت موجود ہے کہ انہوں نے کشف میں دیکھا پھر احادیث اور آثار بھی اسی باب میں ہیں گو انہیں ضعف ہے البتہ حضرت صاحب کی زبان نہیں سنا کہ کلام کا ثواب کسطرح پہونچتا ہے۔ دعا اور جنازہ کی نماز کا ثواب پہونچنا آپ نے فرمایا ہے +

ہم خرما و ہم ثواب

(اخیر جولائی سنہ ۱۹۰۴ء تک)

سلسلہ کی بعض زیر باریوں سے مخلصی حاصل کرنے کیلئے یہ تجویز پیش کیگئی ہے کہ دفتر الحکم کی موجودہ کتب ایک خاص رعایت کے ساتھ اخیر جولائی سنہ ۱۹۰۴ء تک بیچ دیں اسلئے اس عرصہ میں جو احباب ان کتابوں کو خریدیں گے وہ نہ صرف ایک اچھا ذخیرہ کتابوں کا جمع کرلیں گے بلکہ سلسلہ کی اعانت کرنیوالے ٹھہریں گے + پس ہم عام اعلان کرتے ہیں کہ ذیل کی کتابوں میں اخیر جولائی سنہ ۱۹۰۴ء تک ہم **ایک چوتھائی**

قیمت کی رعایت کرینگے

جو چاہے فائدہ اٹھائے۔

ازالہ اوہام ہر دو حصہ	عہ/
آریہ دھرم (رد آریہ)	۴/
ست بچن (بابا نانک صاحب کے حالات اور ویانند کے اعتراضوں کا جواب)	۱۰/
تقریر نماز پیاور وجود و وحدت پر خطبہ	۲/
حضرت اقدس کے تیس سالہ پرانے مضامین الہام تناسخ۔ وید اور قرآن کے مقابلہ پر	۲/
سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب	۲/
تفسیر سورہ تبت ۲/ فیصلہ آسمانی	۲/
تحذیر المومنین (فتویٰ کفر کا لطیف جواب)	۸/
فک الشک ا/ سواء السبیل نمبر ۲	۱/
شمس بازغہ (پیر گولڑوی کا رد)	عمہ
رد نسخ و شیعہ (از حکیم الامۃ)	۱/
الانذار۔ (جلسہ طاعون کی حالات و تقریریں)	۷/
مسلمانوں کا خدا اور اسکے حضور میں دعا	ا/
برہان الحق (رد نصاریٰ)	۳/
تفسیر القرآن پارہ اول	عہ/
رپورٹ جلسہ سنہ ۱۸۹۷ء	عمہ
نمونہ قرآن مجید (موافق یسرنا القرآن)	۳/
فیض احمدی .. ۔ر وفات مسیح پنجابی	۲/
قصیدہ ضوابط الاسرار	۔/
اصلاح النظر (رد آریہ)	۲/
دعوت الحق نمبر ۱ و ۲	۱/
سلک مروارید (عورتوں کیلئے اپنی طرز کا پہلا رسالہ)	۴/
النصح (عبد سوز کے خواص و نشانات)	۲/
نور القرآن جلد دوم (عیسائیوں کا عجیبہ)	۴/
برکات الدعا و اصول التفسیر	۲/

پورے سٹ کے خریدار سے صرف چھ روپے علاوہ محصولڈاک لئے جاوینگے۔

المشتہر

منیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

اسلام اور عیسائیت

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

محکمہ تفتیش اور مطبوعات کی نگرانی

چھپنے والی کتابون کی نگرانی کا ایک محکمہ قائم ہوا اور مصنفین اور چھاپنے والے پابند کیے گئے کہ کتابین یا تو محکمہ تفتیش کی اجازت سے چھاپین یا لاٹ پادری سے قابل طبع ہونے کی تصدیق حاصل کرین۔ جو شخص خلاف ورزی کرتا کتابین تلف کر دی جاتین۔ پریس ضبط ہو جاتے اور وہ خود ماخوذ ہو کر کلیسیا سے محروم کر دیا جاتا۔ محکمہ تفتیش کو تاکید تھی کہ کیتھولک عقاید کے خلاف کوئی کتاب شایع نہو۔ کلیسیا سے محرومی کے علاوہ اصحاب مطابع پر سخت جرمانہ بھی ہوتا تھا۔

محکمہ مذکور پادری ٹارکمینڈا کی درخواست پر قائم کیا گیا۔ غرض یہ تھی کہ فلسفہ کی روک تھام ہو اور جنوبی فرانس و اٹلی مین ابن رشد کے شاگردون اور شاگردون کے مستفیدین سے اندیشہ تھا کہ علم و فضل کے عام چرچے سے عیسائیت کو نقصان پونچے گا۔

محکمہ نے نیک نیتی سے اپنے فرایض انجام دیئے اور اٹھارہ برس کی مدت مین (۱۴۸۱ عیسوی سے ۱۴۹۹ تک) اس کے حکم سے دس ہزار دوسو بیس شخص زندہ جلائے گئے اور چھ ہزار آٹھسو ساٹھ شخص شہر مین تشہیر کے بعد پھانسی دیئے گئے۔ اور ستانوے ہزار تیئس شخصون کو مختلف سزائین دی گئین اور عبرانی زبان مین جسقدر توراۃ کے نسخے تھے سب جلا دیئے گئے۔

اس مقدس محکمے مین تحقیقات کا دستور یہ تھا کہ ملزم کو حوالات مین رکھ کر سخت سے سخت سزائین دیجاتین۔ آخر وہ الزام کو تسلیم کر لیتا اور بے گناہ مصنف کو چار و ناچار اپنی قسمت کا آخری فیصلہ بے رحم پادری کی ناانصافی کے سپرد کرنا پڑتا تھا۔ لاٹران کی مجلس کونسل نے ۱۵۱۳ء مین باتفاق آراء حکم نافذ کیا کہ ابن رشد کی فلسفی کتابین جو دیکھے اس پر لعنت کیجاوے۔ پادریون نے ابن رشد پر۔ ابن رشد کی کتابون پر۔ ان کے دیکھنے والون پر لعنت بھیجنا ایک قسم کی عبادت سمجھتے تھے۔ لیکن طلبگارون کا شوق اس پر بھی معدوم نہو سکا۔

محکمہ تفتیش نے ان مجرمون کو جو تحصیل علم کے پیچھے دیوانے ہو رہے تھے۔ سراغ لگانا شروع کیا۔ اور طلب علم کے الزام کے ساتھ تحقیقات بدعت کی بھی ایک شاخ لگا دیگئی۔ شہرون مین۔ گھرون مین۔ تہخانون مین۔ مخزنون مین۔ مطبخون مین۔ غارون مین۔ جنگلون مین۔ غرض کہ در شگاف و فوق و تحت و ہر طرف۔ جہان کہین مجرمون کے ملنے کا شبہ ہوتا تلاشی لیجاتی اور اس فرمان واجب الاذعان پر پورا عمل درآمد ہوتا کہ۔ مین امن و امان کیلئے نہین بلکہ تیغ زنی کے لئے آیا ہون۔

تارک الدنیا راہب۔ عبادتگاہون سے۔ پادری گرجاگھرون سے۔ شرفا اپنے مکانات سے۔ اور عوام الناس کھیتون۔ کارخانون۔ اور اپنی اپنی دکانون سے پکڑ لائے جاتے تھے عقوبت شدید کے ذریعہ سے تہمت کا اقرار کرایا جاتا تھا اور پھر ان کے حق مین عدالت انہین تعزیرات کی تجویز کرتی جو ایسے فتنہ انگیز مذہبی باغیون کے سزاوار تھی یعنی قتل و احراق۔

مجمع لاٹران نے مقرر کیا کہ کنفشن کی رسم کیتھولک مذہب کے طریق پر ہوا کرے اور لوگون کے خیالات کا اس ذریعے سے اندازہ کیا جائے لڑکی یا بیوی یا بہن یکشنبہ کو گرجا مین حاضر ہوتی پادری صاحب آمرزش کی امید دلا کر اس کے خیالات۔ اس کے باپ بھائی شوہر کے خیالات دریافت کرتے۔ گھر کے واقعات پوچھتے۔ ہفتے بھر کی ہر چھوٹی بڑی جائز اور ناجائز کارروائیون کی جانچ کرتے۔ اثنائے کلام مین اگر زبان سے لغزش ہوتی تو شبہ پڑ جاتا اور اب حسن اعتقاد کا ہزار سرٹیفکیٹ پیش کیا جائے مگر وہان تحقیقات ضرور شروع ہو جاتی۔ بالخصوص طلب علم کے اشتباہ پر فوراً تعزیری کارروائیون کا آغاز ہو جاتا۔

یورپ مین اس مقدس محکمے کی ایسی ہیبت بیٹھ گئی کہ علمی شغلے کیطرف کسی کی توجہ ہوئی نہین کہ طوق و زنجیر سے اسکی تواضع نہ کیگئی ہو۔ سگلڈیس صاحب لکھتے ہین کہ اس زمانے مین لوگ کہا کرتے تھے کہ۔ عیسائی ہو کر گھر مین اپنی موت سے مرنا ممکن ہی نہین۔

۱۴۸۱ء مین اس محکمے کی ابتدا ہوئی۔ اس وقت سے ۱۸۰۸ء تک تین سو ستائیس برس ہوئے۔ مقدس محکمے نے اس مدت مین تین لاکھ چالیس ہزار شخصون کو سزا دی جنمین دو لاکھ زندہ جلا دیئے گئے۔ گویا اس گناہ عظیم کی معمولی اور ابتدائی سزا یہ تھی کہ ملزم زندگی سے محروم کر دیا جائے۔ سچ ہے ہم نے جسے نام ملک عاشقی مین پہلی منزل کا۔

مسلمانون یہودیون اور عام اہل علم کے ساتھ عیسائیون کی خصومت

پادریون کو یقین تھا کہ ابن رشد کی کتابین فلسفہ کا سرچشمہ ہین۔ ابن رشد خود مسلمان تھے اور ان کے حلقۂ درس مین عیسائیون کے علاوہ یہودی بھی شریک تھے اور ان خیالات کی اشاعت مین وہ بھی متہم تھے۔ اہل اسلام اور یہود دونون فرقون پر کلیسیا کا غضب نازل تھا ۳۰ مارچ ۱۴۹۲ء کو حکم ہوا کہ جو یہودی اصطباغ کا مذہب اختیار کر کے عیسائی نہ ہو اور بسمہ و دیہ قبول نہ کرے اس پر فرض ہے کہ جون سے پہلے ہسپانیہ سے ملک بدر ہو جائے۔ بعد اخراج پھر اگر واپس آئے تو اس کو موت کی سزا دیجائیگی صاحب جایداد پر لازم ہے کہ املاک منقولہ و غیر منقولہ سب فروخت کر ڈالے اور دام نقد لینے کے بجائے زر قیمت کا رقعہ یا تمسک لکھا لے۔

یعنی ماہ جون مین یہودیون کے جلاوطن ہونے کے بعد۔ ان کے مال و اسباب پر تصرف و قبضہ مباح ہے، دام نقد دینا نہین محض رقعہ لکھدینا ہے۔ دوبارہ ملک مین آ سکتے نہین پھر قیمت کسطرح وصول کرین گے۔ اسی پر کفایت نہین کی گئی بلکہ یہ بھی حکم تھا کہ در اسپین کا کوئی باشندہ کسی کام مین یہودیون کو مدد نہ دے "غریب یہودی اس طرح نکال باہر کئے گئے۔ ایک جان لیکر بھاگے تھے۔ وہ بھی نہ بچ سکی۔ صعوبت سفر کی وجہ سے اکثر راستے ہی مین ہلاک ہو گئے۔

عیسائیت کے آسمانی مذہب ہونے کا ثبوت اس کے طریق عمل ہی سے واضح ہے۔ سبحان اللہ اسلام پر تیغ زنی کا الزام رکھین اور مسلمانون کو وحشی کہین اور خود باصد ہزار تہذیب یہ شرمناک سلوک کرین !

تو نے سودا کے تئین ذبح کیا کہتے ہین
یہ اگر سچ ہے تو ظالم اسے کیا کہتے ہین

فروری ۱۵۰۲ء مین منادی کی گئی کہ اشبیلیہ اور اس کے مضافات سے دشمنان خدا اور یا مغربی مسلمان نکل جائین۔ قید یہ لگائی گئی کہ جو مسلمان معمودیہ قبول نہ کرے۔ اپریل سے قبل ہسپانیہ چھوڑ دے اور یہودیون کیطرح مال و متاع کسی زمانے مین قیمت ملنے کی امید پر فروخت کر ڈالے (حکام کی مراد اس زمانے سے زمانۂ قیامت تھا) اس کے علاوہ ایک اور بھی شرط تھی کہ یہان سے نکلکر بلاد اسلام مین نہ جائین اور نہ ایسے راستے سے سفر کرین جس سے اسلامی شہر و نین پہونچ سکتے ہون۔ درصورت خلاف ورزی سزائے موت دیجائیگی۔

ان خانمان بربادون کو ظاہرا اخراج کا حکم تھا لیکن فرمان کا منشا یہ تھا (اور یہی ہوا) کہ جتنے مسلمان ہین سب نکال باہر ہون۔ سامان سفر ان کے پاس نہین۔ بلاد اسلام مین وہ جا نہین سکتے۔ عیسائی ان کے خون کے پیاسے۔ دار الحرب مین آشتی کیسی۔؟ اور ہوسپی تو زاد راہ تھا نہین بھوک سے مرنا لازمی تھا۔ پیروان انجیل نے اس دردانگیز طریقے سے ایک جماعت کثیر کی مسلمان اور صاحب علم ہونے کے جرم پر۔ جان لی اور اہل زمانہ کے نزدیک یہ عادلانہ حکم اعلیٰ مذہبی خدمت سمجھا گیا۔

بیٹھے بیٹھے حکم دے بیٹھے وہ قتل عام کا
جب کہا یہ کیا تو بولے ناز معشوقانہ تھا

یہ نہ سمجھو کہ ہسپانیہ کی مسیحی گورنمنٹ کو مسلم آزاری سزاوار ہوئی۔ نہین اس بے دردی کا مزہ اس کو پورا ملا اور مل رہا ہے۔ مسلمانون کی جلاوطنی سے اس کو طرح طرح کے نقصانات پہونچے ملک کی صنعت حرفت۔ زراعت اور خوشحالی سب پر زوال آیا اور وہی ہسپانیہ کا ملک جسکو ایک زمانے مین عیسائی باغ بہشت سے تشبیہ دیتے تھے اب اسکی سرسبزی بہشت شداد کے وجود کی طرح ... ۱۵۵۶ء مین جب فیلپ دوم تخت نشین ہوا تھا۔

تو اسپین کی سلطنت وسعت و آبادی کے لحاظ سے اس وقت تمام دنیا مین ممتاز تھی یورپ۔ ایشیا۔ افریقہ اور امریکہ۔ چارون براعظم مین اس کے سکے بیٹھے ہوئے تھے۔ اوشینیا مین اُسکا اقتدار تمام یورپ سے زیادہ تھا۔ لیکن خدا کی لاٹھی مین آواز نہین۔ دراصل اسی کمال کے وقت سے زوال شروع ہوا۔ حکومت مین گھن لگ گیا اور روز بروز اندر ہی اندر حالت خراب ہوتی گئی۔

ظالمانہ حکومت کا شباب اور ابتدائی ترقی خوشنما کیند اور نظر فریب ہوتی ہے۔ لیکن ظالم کی عمر کوتاہ ہی فیلپ کا بیٹا بادشاہ ہوا ہی تھا کہ اس کے آغاز عہد مین شمال افریقہ کی اسپینش نوآبادیان بارگنڈی۔ نیپلس۔ سسلی اور سیلان کو مجبوراً ... ۱۶۱۸ء مین انگلستان سیلون اور جاوا قبضہ سے نکل گئے

۱۶۴۰ء مین پرتگال
۱۶۴۸ء مین ہالنڈ اور بلجیم
۱۶۹۷ء مین روسیلون سارڈینیا اور جزیرہ ...
۱۷۱۳ء مین جبل طارق (جبرالٹر)
۱۸۰۰ء مین لوسیانا۔ ۱۸۰۹ء مین ٹرینیڈاڈ
۱۸۱۹ء مین فلوریڈا۔

۱۸۱۰ء سے ۱۸۲۱ء تک یعنی فقط دس برس کی مدت مین میکسیکو۔ وینیزولا۔ کولمبیا۔ ... بالیویا۔ چیلی۔ ارجنٹائن۔ ... ہندوراس (ہنڈوراس) ... اور سین سلواڈور۔ اسپین چھین لئے گئے۔

۱۸۹۸ء مین کوبا۔ پورٹو ریکو۔ فلپائن اور ... قبضے سے نکل گئے اور اسطرح اسپین کی وہ سلطنت جسکی مقبوضات پر انگریزی حکومت کیطرح کبھی آفتاب غروب نہ ہوتا تھا۔ ایک ذرا سے رقبے مین محدود ہو کر رہ گئی ہے

پروانہ ازان سوخت کہ باشمع در افتاد
با سوختگان ہر کہ در افتاد بر افتاد

(باقی)

۱۸ ؍ جولائی ۱۹۰۴ء

مہر نبی بخش المعروف عبد العزیز نمبردار بٹالہ نے عرض کیا کہ مین علاقہ بارے صرف اس خیال پر آیا ہون کہ ایک تفسیر قرآن لکھون۔ جس سے لوگون کے شکوک اور غلط معانی کی اصلاح کرون اگر آپ مجھے امداد دین تو مین موجودہ ثابت شدہ فلسفہ کے مطابق ترجمہ کر کے دکھلاؤن۔

فرمایا۔ ہمارا مشرب تو کسی سے نہین ملتا ہم تو جو کچھہ خدا سے پاتے ہین خواہ اسکو عقل اور فلسفہ مانے یا نہ مانے ہم اس کو ضرور مانتے اور اس پر ایمان لاتے ہین البتہ اہل عقل سے جو لوگ عقل کی پیروی کرتے ہین وہ آپ کی اس بات پر توجہ کرین تو خوب ہے آپ مولوی نور الدین صاحب سے مشورہ لین آجکل تراجم کثرت سے شایع ہو رہے ہین کہ مروجہ فلسفہ کی پیروی مین شایع ہوتے ہین مگر ہمارا مذہب یہ نہین ہے۔ پر مین تمکو ایک نصیحت کرتا ہون اس کو ضرور غور سے سن لو۔ اگر خدا تعالےٰ نے تم سے کوئی ایسا عظیم الشان کام لینا ہوتا تو تمہارا ریہ اور دماغ اچھا بناتا۔ مگر یہ مصلحت الٰہی ہے کہ وہ اچھا نہین بنایا گیا بلکہ کمزور بنایا گیا ہے

ع ہر کسے را بہر کارے ساختند

تم اپنے آپ کو خوش باش رکھو اور خدا کی منشاء کے خلاف نہ کرو۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کل یعمل علے شاکلتہ ہر ایک شخص کرتا اور کر سکتا ہے مگر اپنی بناوٹ پر۔ مثلاً ایک شخص کہ تھوڑا ہی صدمہ دیکھکر غشی لاحق ہو جاتی ہے۔ اب اس کو میدان جنگ مین تلوار دیکر بھیجا جاتا ہے کیا وہ صرف بندوقون کی آواز ہی سنکر ہی نہ مر جاویگا مین نے خود قادیان مین ایک شخص کو دیکھا ہے کہ اگر وہ بکرا ذبح ہوتا ہوا دیکھہ لیتا تو اس کو غش ہو جاتا۔ تو اگر قصاب کا کام اس کے سپرد کیا جاتا تو اس کا نتیجہ کیا ہوتا۔ آپ ارادہ کرتے مین اختلاف مٹانے کا اور دماغ اور ریہ آپ کا بہت خراب ہے ایسا نہ ہو کہ بیماری مہلک ہو کر تمہارے اپنے اندر ہی اختلاف پیدا ہو جاوے انسان نوے تو بیشک ہر شخص کرتے ہین مگر مومن ایک سوراخ سے دو دفعہ دہوکہ نہین کہاتا۔ پس آپ پر اس محنت کا پہلے بہ ہو چکا ہے۔ آپ تم سے کم پہلے تمام لوگون سے دریافت کر لین کہ آپ اس محنت کے قابل ہین یا نہین۔ مین تو بصدق ...

المستشار مؤتمن۔ کے ایک امین اور شفیق ناصح ہو کر آپ کو صلاح دیتا ہون کہ آپ کے قوی ایسے نہین کہ اس محنت کو برداشت کر سکین۔ دوزخ کے سات دروازے ہین اور بہشت کے آٹھہ ....

... جس رنگ سے اللہ تعالےٰ چاہے یقین عطا فرما دیوے۔ صحابہ کرام .. نے علوم فلسفہ وغیرہ کہان پڑہے تہے۔ جو اسرار الٰہی طبعیات اور فلسفہ وغیرہ مین بہرے پڑے ہین جو شخص ان سب کو طے کرنا چاہتا ہے وہ جاہل اور بے نصیب رہیگا۔ مثلاً آگ گرم اور مہلک ہے۔ اس بات کو تو ہر شخص دریافت کر سکتا ہے۔ پر جب اوس کے دل مین یہ سوال پیدا ہوگا کہ کیون گرم ہے اور کیون مہلک ہے تو یہان فلسفہ ختم ہو جاویگا پس اسرار الٰہیہ کو حد تک کوئی نہین پہونچا سکتا۔

تو کارِ ... زمین کے نکو ساختی۔
کہ با آسمان نیز پرداختی۔

پہلے ضرورہے کہ اپنے گہر اور نفس کی صفائی کرو بعد مین لوگون کیطرف توجہ کرنا۔

دنیا مین چار ہولناک باتین ماننے کے قابل تہین۔ ملائکہ یہ روح انسانی اور اس کا بقا بعد از مرگ۔ جنات کا وجود۔ خدا تعالیٰ کا وجود۔ لوگون نے سب سے پہلے جنات کا انکار کیا۔ پہر ملائکہ کا۔ پس دو باتون کو اور کا اکر۔ اپنی اور خدا کی روح کے قایل ہو بیٹھے۔ یعنے کچھہ کرنا اور کچھہ نہ کرنا افتؤمنون ببعض الکتٰب وتکفرون ببعض۔ اسمین پہر دہریون نے ہی کمال کیا ہے کہ کچھہ ہی نہ مانو اور سب کا انکار کرو۔

منشی صاحب مذکور نے سوال کیا کہ قرآن کریم مین بہت سارے لفظ زائد ہوتے ہین اور ان کے معنے نہین کئے جاتے۔ ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔

فرمایا۔ قرآن کریم بلکہ ہر زبان مین قراین ہوتے ہین اور یہ ایسے بہت سارے محاورے ہوتے ہین آپکو صرف و نحو سے واقفیت نہین۔

منشی صاحب نے کہا کہ مین نے صرف و نحو کو خوب پڑہا ہے۔

فرمایا۔ موجودہ مروجہ صرف و نحو ناقص ہے اور آپنے صرف و نحو کو کمال تک ہی نہین پہونچایا۔ ہر ایک زبان کا ایک خاص محاورہ ہوتا ہے جبتک انسان کی مادری زبان نہ ہو یا اس زبان مین اتنا کمال نہ ہو کہ شبہ بہ مادری ہو جاوے تب تک وہ اس کو سمجھہ نہین سکتا۔ پس اس امر کو واقفان زبان سے دریافت کرو اور دیکہو۔ قومی محاورات مین کوئی اہل علم اعتراض نہین کر سکتا۔

پہر سوال کیا کہ بعض لفظ لکھنے مین آتے اور پڑہنے مین نہین آتے +

فرمایا۔ انگریزی زبان ہی کو لیلو اس مین بہی بہت ایسے لفظ ہین جو لکھنے مین تو آتے پر پڑہنے مین نہین آتے۔ مین پہر بہی کہونگا کہ آپ کو صرف و نحو کی واقفیت بالکل نہین یہ باتین عمر کہا کے حاصل ہوتی ہین آپ کی عمر اس وقت آرام چاہتی ہے اور خیال آپ کو یہ لگ گیا ہے۔

پہر مجھے اس بات کا بہی ڈر ہے کہ کہین آپ یہ نہ کہدین کہ مجھے قرآن کی خدمت سے روکدیا ہے۔ بہرحال مین تو پہر بہی یہی کہونگا اور بطور نصیحت کہونگا کہ راحت سے زندگی بسر کرو آپ کا ریہ بہت خراب ہے کوئی مہلک بیماری نہ ہو جاوے۔ تمام ان لوگون کیواسطے دعا کر چہوڑو کہ اللہ تعالےٰ ان کو ہدایت دیوے اور قرآن سمجھنے کی ہر ایک کو توفیق دیوے۔ مخلوق کے تم ٹہیکہ دار نہین۔ اپنے آپکو مشکلات مین نہ ڈالو اور نہ تمہارے قوی خدا تعالےٰ نے اس لایق بنائے ہین۔ مین تو ہمیشہ آپکو یہی کہونگا اور یہی نصیحت کرونگا۔ آیندہ آپکو اختیار ہے۔ والسلام۔

مختلف خبرین

زخم سے خون بند کرنیکا ایک عجیب نسخہ

ایک ڈاکٹر نے دریافت کیا ہے اس نے تجربہ کیا کہ زخمی کے بدن سے جسوقت سخت خون بہتا ہو اگر اس کو راگ سنانے لگجاوین تو یا تو خون کا بہاؤ بالکل بند ہو جاوے گا یا کم ہو جاویگا ڈاکٹر موصوف اس عجیب نظارے کی وجہ دریافت نہین کر سکتا تہا لیکن اب سمجھا گیا ہے کہ نغمہ کا اثر زخمی کو غشی کیحالت مین لے آتا ہے جس کے باعث دلکی حرکت اسقدر کم ہو جاتی ہے کہ خون کا دورہ خود بخود بند ہو جاتا ہے۔

افریقہ کے ایک تاجدار کے پاس لنڈن مین ڈیپوٹیشن گیا کہ وہ افریقہ کے باشندون مین شراب خواری کو رائج ہونے دین۔ اس عاقل نے جواب دیا کہ جب تک یورپ والے شراب بھیجے جائینگے افریقہ کے باشندے خریدے جائینگے اگر مے نوشی بند کرانی ہو تو یورپ سے چالان بند ہونا چاہیئے۔ جب تک کسی برائی کی جڑ کو نہ اکہاڑا جاوے تب تک شاخون کے کاٹنے کی کوشش عبث ہے۔

شاہنشاہ چین سخت بیمار ہین۔ یہ خبر چارونطرف اخبارون مین پہیل رہی ہے لیکن شاہنشاہ موصوف کی بیماری دنیا کیحالت پر کچھہ بہی اثر نہین ڈال سکتی کیونکہ اصل مالک ملک چین کی انکی والدہ ماجدہ ہین جو ان کے مرنے کوئی دوسرا کہلونا تخت پر بٹھا دین گی۔

کابل مین بندوق وغیرہ سامان جنگ بنانے کے کارخانے امیر عبد الرحمٰن کے وقت سے ہی کہلے ہوئے ہین۔ اسوقت کل کارخانجات مین محض ہیزم کا خرچ چار لاکھہ روپیہ سالانہ سے کم نہین ہے۔ اس بڑے خرچ مین تخفیف کرنے کیلئے امیر حبیب اللہ خان نے سوچا ہے کہ بجلی سے ایندہن کے اخراجات مین بہت سی بچت ہو جاویگی مین اسوقت امیر صاحب کو جملہ ہتہیار اور سامان جنگ بڑا مہنگا پڑتا ہے۔ اگر سید ہا یورپ سے بنا بنایا منگاوین تو شائد زیادہ قرستا پڑے لیکن پایونیر لکہتا ہے کہ یورپ سے سامان خراب منگانے مین جو دقتین پڑتی ہین اُن کا ذکر نہ کرنا ہی بہتر ہے اور یہی وجہ ہے کہ امیر اپنے ملک کے اندر اطمینان کیساتھہ حرب طیار کرا رہا ہے۔

پوپ روم اسوقت ایک عجیب طرح کی عیسائی مذہبی سوداگری کی ہتہکنی کے درپے ہو رہا ہے رومن کیتہولک عیسائیون مین مردون کیلئے دعائین پڑھکر انہین بہشت مین پہونچانے کا ٹہیکہ پادریون نے رکہا ہے۔ جہان یورپ کا ہر ایک آدمی بنکون مین حساب رکہتا ہے اور خرچ کرتے وقت اپنے بنک پر چک لکہہ دیتا ہے اسیطرح رومن کیتہولک پادری بہی اپنے بلون کا سارا بہگتان مردون کیلئے خطبے پڑھکر کیا کرتے ہین۔ اخبار کی قیمت اسطرح ادا ہوتی ہے کہ اخبار کا خریدار پادری ایک سارٹیفکٹ اپنے افسر سے دستخط کرا کے اور خود بہر کے بہیجدیتا ہے۔ کہ بمقابلہ قیمت اخبار کے اسقدر خطبے پڑہوونگا۔ اخبار کے مالک اُس سارٹیفکٹ کو خطبے پڑہانیکے امیدوارون کے پاس فروخت کر کے نقد قیمت جمع کر لیتا ہے۔ اسیطرح ہوٹل وغیرہ کے بلون کی ادائیگی بہی ہوتی ہے۔

روئی کی پیداوار پار سال بہت کم ہوئی تہی۔ اب کے سال باموقع روئی کا بیج بویا گیا ہے۔ دیکہئے نتیجہ کیا نکلتا ہے جسطرح پر بارش شروع ہوئی ہے اگر اسیطرح باقاعدہ ہوتی رہی تو امید ہے کہ جسطرح پار سال گیہون کی فصل نے ملک کو خوشحال کر دیا تہا اسیطرح امسال روئی کی فصل بیڑا پار کر دے گی۔ افسوس کہ اس ملک مین باوجود ذرایع آبپاشی عمدہ موجود ہونے کے بہی ذرا سی بارش کی تنگی سے ہی فصل کی دگرگون حالت ہو جاتی ہے +

الانوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان کارخانہ کے اہتمام سے چہپکر شایع ہوا۔

www.aaiil.org

رجسٹرڈ ایل نمبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون

انہ اوی القریۃ

الحکم

چہ خوش بود کہ بر آید بیک کرشمہ دو کار | دوا بنی شفا بنی غرض دار الامان بنی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

مسیح موعود کی صلح کاری اور امان کا اعلان

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا ہے اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرمایا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں ہے ہماری طرف سے امان اور صلح کاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے

پیشگی قیمت سالانہ

عوام سے	صہ
خواص و معاونین سے	عہ
ہندوستان سے باہر	ے
غیر مذاہب والون سے	ے ۱۲/
اپنی جماعت کے غیر مستطیع و مسکین کم آمدنی والے لوگون سے	عہ ۱۲/

نمبر ۲۵ و ۲۶ | دار الامان قادیان مورخہ ۳۱ جولائی و ۱۰ اگست سنہ ۱۹۰۶ء | جلد ۸

حضرت اقدس گورداسپور مین

چونکہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارادہ فرمایا ہے کہ جب تک مقدمہ کی پیروی ضروری ہے اس وقت تک عارضی طور پر گورداسپور ہی مین جا ٹھہرین۔ چنانچہ اس غرض کے پورا کرنے کیلئے گورداسپور مین ایک اور وسیع مکان پہلے مکان کے علاوہ لیا گیا ہے۔ جہان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل بیت اور دوسری خادم مستورات رہین گی۔ مہمانون کیلئے وہی پہلا مکان اگر کافی نہ ہوا تو تجویز ہے کہ کوئی اور وسیع مکان لیا جاوے۔

نا عاقبت اندیش لوگ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس عزم و استقلال پر بجائے اسکے کہ غور کرتے اور کوئی مفید سبق لیتے اپنی معمولی کور بختی کی وجہ سے ہنسی اڑاتے ہین مگر وہ یاد رکھین۔ اللہ یستھزئ بھم ویمدھم فی طغیانھم یعمھون۔

انبیاء علیہم السلام کی سیرۃ سے جو لوگ واقف ہین اور جنہون نے اس پر غور کیا ہے وہ حضرت حجۃ اللہ کے اس استقلال اور عزم سے نہایت مفید سبق لیتے ہین اور ان کے ایمان ترقی کرتے ہین۔ لیکن سنت اللہ کے موافق ضروری ہے کہ ایک گروہ ایسا بھی ہو جو زادتھم رجساً علی رجسھم کا مصداق ہو۔ بہرحال ۱۳ اگست سنہ ۱۹۰۶ء کو اعلیٰ حضرت انشاء اللہ العزیز گورداسپور تشریف لیجانے کے عازم ہین اور جبتک اللہ تعالیٰ چاہے آپ گورداسپور مین مقیم رہین گے۔ اسلئے احباب جو حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت اور آپکے فیض سے مستفیض ہونے کیلئے قادیان آنے کیلئے طیار ہون وہ دوسری اطلاع تک گورداسپور تشریف لاویں۔

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بخیریت ہین۔

۲۔ بارش ابھی ختم ہو چکی ہے۔ اور ابھی بر حسب آسمان ہے

۳۔ ۹ اگست سنہ ۱۹۰۶ء کو جناب بابو ہری چرن داس صاحب اسسٹنٹ انسپکٹر حلقہ جالندھر نے تعلیم الاسلام قادیان کا معائنہ کیا۔ آپ ایک با اخلاق اور علم دوست بزرگ ہین اور سادگی پسند ہین۔ معاینہ کے تمام وقت مین ہم آپ کے ساتھ تھے۔ ہماری خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی جب ہم یہ دیکھتے تھے کہ ہمارے مکرم بھائی مفتی محمد صادق صاحب سپرنٹنڈنٹ مدرسہ نے وہ تمام ضروری کاغذات جو انسپکٹر صاحب کو مطلوب ہو سکتے تھے اپنی فراست اور قابلیت سے قبل از وقت طیار کر رکھے تھے جنکو دیکھکر انسپکٹر صاحب نہایت محظوظ ہوئے۔ اور رجسٹرون کی صفائی سے بھی بہت خوش ہوئے۔ دوران معاینہ مین جب وہ نصاب تعلیم کا نقشہ دیکھ رہے تھے نصاب مین عبرانی دیکھکر حیران ہوئے اور پوچھا کہ عبرانی کون پڑھاتا ہے جب مفتی صاحب نے کہا کہ مین پڑھاتا ہون اور مین نے اسمین بی اے پاس کیا ہے تو آپ کو اور بھی حیرت ہوئی۔ مفتی صاحب نے عبرانی پڑھنے کی غرض بھی بتلائی کہ بائیبل کو اصل زبان مین پڑھنے کیلئے اس زبان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے پڑھاتا تھا۔ غرض آپ نہایت غور و خوض کے ساتھ معاینہ کرتے رہے اور مندرجہ ذیل اپنی رائے بک مین لکھی ہے جو ہم اپنی قوم کی توجہ کیلئے درج کرتے ہین بعض ضروری ریمارک ہم پھر کبھی لکھین گے۔ انشاء اللہ۔

رائے انسپکٹر صاحب

مینے ۹ اگست سنہ ۱۹۰۶ء کو تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کا معاینہ کیا۔ منظوری مدرسہ کے شرائط کی پوری تفصیل جناب انسپکٹر صاحب بہادر کے ملاحظہ کے بعد ایک بورڈنگ ہاؤس اس مدرسہ کی عمارات مین بڑھایا گیا ہے فیس کی شرح سرکاری اور بورڈ سکولون کی شرح سے ۵/۱ کے قریب ہے۔ اور حافی فیس اور نصف فیس والے طلبا کی تعداد بھی ضابطہ تعلیم پنجاب کے مطابق کیگئی ہے۔ قواعد مابین المدارس کی ٹھیک ٹھیک پابندی کیجاتی ہے۔ مدرسین کے عملہ مین ایک اور مدرس بی۔ اے زیادہ کیا گیا ہے تمام رجسٹر صاف اور مکمل ہین۔ مدرسہ طاعون کیوجہ سے یکم اپریل سنہ ۱۹۰۶ء سے ۵ جون سنہ ۱۹۰۶ء تک بند رہا ہے۔ تمام مکانات صاف ستھرے ہین اور اس مدرسہ کے تمام کاروبار مین ایک ایسی سنجیدگی اور حسن انتظام کی خوشبو آتی ہے جو نہایت ہی قابل تعریف ہے میری رائے مین یہ مدرسہ اب بالکل اس قابل ہے۔ کہ سررشتہ تعلیم اسکو منظور کرے۔

حاضری طلبا حسب ذیل تھی۔

ہائی ڈیپارٹمنٹ

جماعت	حاضر/تعداد	میزان
ففتھ ہائی	۸/۸	میزان ۱۱/۱۱
فورتھ ہائی	۳/۳	
مڈل		
سوم مڈل	۷/۷	میزان ۳۲/۳۲
دوم ”	۱۴/۱۴	
اول ”	۱۱/۱۱	
اپر پرائمری		
پنجم پرائمری	۱۶/۱۶	میزان ۹۳/۹۷
چہارم ”	۱۵/۱۵	
سوم ”	۲۰/۲۳	
دوم ”	۱۴/۱۸	
اول ”	۲۳/۲۴	
کل مسلمان	۱۳۵	میزان ۱۳۸
ہندو	۳	

۵۔ مین ہیڈ ماسٹر مدرسہ یعنی مفتی محمد صادق صاحب کا بہت ہی ممنون ہون کہ انہون نے مجھے مدرسہ کے معاینہ مین اور رجسٹرون کے دیکھنے مین بہت ہی مدد دی ہے۔ مقام قادیان۔ ۹ اگست سنہ ۱۹۰۶ء

www.aaiil.org

حضرت مسیح موعودؑ کی تقریر
جلسۃ الوداع کی تقریب پر

اکثر لوگ ہم سے پوچھتے ہین کہ جلسۃ الوداع کیا چیز ہے؟ انہین معلوم رہے کہ جن دنون حضرت مسیح موعودؑ کتاب مسیح ہندوستان مین تالیف کر رہے تھے انہین ایام مین معلوم ہوا تھا کہ نصیبین مین حضرت مسیح ناصری کے بعض آثار ہین جن سے ان کے اس سفر کا پتہ ملتا ہے اور تصدیق ہوتی ہے کہ وہ کشمیر مین آگئے اور ایک عرصہ تک یہان رہکر آخر نجات پاگئے اور سری نگر کے محلہ خان یار مین مدفون ہوئے جہان ابتک انکی قبر یوز آسف نبی کے نام سے مشہور ہے۔

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعودؑ نے قرین مصلحت سمجھا تھا کہ ایک کمیشن اپنی جماعت کی بھیجی جاوے جہان آثار و حالات کی خود تفتیش اور تحقیقات کرے۔ اور پھر اسی راستے سے (جو حضرت مسیح نے کشمیر آنے کیلئے تجویز کیا تھا) واپس کشمیر سے ہوتے ہوئے دارالامان پہونچ جاوین ان احباب کو رخصت اور وداع کرنے کیلئے ایک جلسہ تجویز ہوا تھا جس کا نام جلسۃ الوداع رکھا گیا تھا۔ اگرچہ بعض پیش آمدہ امور ضروریہ کیوجہ سے اس کمیشن کا بھیجا جانا اسوقت ملتوی ہوگیا تھا اور ابھی ملتوی رہا ہوا ہے۔ لیکن اس تاریخ پر ایک جلسہ ہوا۔ بزرگان ملت نے وعظ کیے (جو پہلے چھپ چکے ہین) اور خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ایک تقریر فرمائی۔ جو ہم ذیل مین درج کرنا شروع کرتے ہین۔ ایڈیٹر

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صلیب پر سے زندہ اتر آنے اور اس حادثہ سے بچ جانے کا قرآن شریف مین صحیح اور یقینی علم دیا گیا ہے مگر افسوس ہے کہ پچھلے ہزار برس مین جہان اسلام پر اور بہت سی آفتین آئین وہان یہ مسئلہ بھی تاریکی مین پڑ گیا اور مسلمانون مین بدقسمتی سے یہ خیال راسخ ہوگیا کہ حضرت مسیح زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہین اور وہ قیامت کے قریب آسمان سے اترین گے مگر اس چودھوین صدی مین اللہ تعالےٰ نے مجھے مامور کرکے بھیجا تاکہ مین اندرونی طور پر جو غلطیان مسلمانون مین پیدا ہوگئی ہین انکو دور کرون اور اسلام کی حقیقت دنیا پر ظاہر کردون۔ اور بیرونی طور پر جو اعتراضات اسلام پر کئے جاتے ہین ان کا جواب دون اور دوسرے مذاہب باطلہ کی حقیقت کھولکر دکھا دون خصوصیت سے [illegible] مذہب ہے جو صلیبی مذہب ہے یعنی عیسائی مذہب کی غلط اعتقادات کا استیصال کرون جو انسان کیلئے خطرناک زہر ہین۔ اور انسان کی روحانی قوتون کیلئے [illegible] اور ترقیون کیلئے ایک روک ہین۔ منجملہ ان کے ایک بڑا مسئلہ ہے جو مسیح کے آسمان پر جانے کے متعلق ہے۔ اور جس مین بدقسمتی سے بعض مسلمان بھی ان کے شریک ہوگئے ہین۔ اسی ایک مسئلہ پر عیسائیت کا دار و مدار ہے کیونکہ عیسائیت کی نجات کا مدار اسی صلیب پر ہے ان کا عقیدہ ہے کہ مسیح ہمارے لئے مصلوب ہوا۔ اور پھر وہ زندہ ہوکر آسمان پر چلا گیا جو گویا اسکی خدائی کی دلیل ہے جن مسلمانون نے اپنی غلطی سے ان لوگون کا ساتھ دیا ہے وہ یہ تو نہین مانتے کہ مسیح صلیب پر مر گیا مگر وہ اتنا ضرور مانتے ہین کہ وہ آسمان پر اٹھایا گیا ہے۔ لیکن جو حقیقت اللہ تعالےٰ نے مجھ پر کھولی ہے وہ یہ ہے کہ مسیح ابن مریم اپنے معصوم [illegible] یہودیون کے ہاتھون سخت ستایا گیا جسطرح خیر راستباز اپنے زمانے مین نادان مخالفون کے ہاتھون ستائے جاتے ہین۔ اور آخر ان یہودیون نے اپنی منصوبہ بازی اور شرارتون سے یہ کوشش کی کہ کسیطرح ان کا خاتمہ کردین اور ان کو مصلوب کرادین۔ بظاہر وہ اپنی ان تجاویز مین کامیاب ہوگئے کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم کو صلیب پر چڑھائے جانے کا حکم دیا گیا لیکن اللہ تعالےٰ نے جو اپنے راستبازون اور مامورون کو کبھی ضائع نہین کرتا۔ ان کو اس لعنت سے جو صلیب کی موت کے ساتھ وابستہ تھی بچا لیا۔ اور ایسے اسباب پیدا کر دیے کہ وہ اس صلیب پر سے زندہ اتر آئے اور پھر یہ خیال کرکے کہ اس ملک مین ان کے بہت سے دشمن ہین اور دشمن بھی دشمن جان۔ اور جیسا کہ وہ پہلے کہہ چکے تھے کہ نبی بے عزت نہین ہوتا مگر اپنے وطن مین جس سے انکی ہجرت کا پتہ ملتا تھا انہون نے ارادہ کرلیا کہ اس ملک کو چھوڑ دین۔ اور اپنے فرض رسالت کو پورا کرنے کیلئے وہ بنی اسرائیل کی گم شدہ بھیڑون کی تلاش مین نکلے اور نصیبین کی طرف سے ہوتے ہوئے افغانستان کے راستہ کشمیر مین آکر بنی اسرائیل کو جو کشمیر مین موجود تھے تبلیغ کرتے رہے اور ان کی اصلاح کی ....

.... اور آخر انہین مین وفات پائی۔ یہ امر ہے جو مجھ پر کھولا گیا ہے۔ اس ایک مسئلہ سے عیسائیت کا ستون ہی ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ جب صلیب پر مسیح کی موت ہی نہین ہوئی اور وہ تین دن کے بعد زندہ ہوکر آسمان پر ہی نہین گئے تو الوہیت اور کفارہ کی عمارت تو بیخ و بنیاد سے گر پڑی اور مسلمانون کا غلط خیال (جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین ہوتی تھی کہ وہ زندہ آسمان پر چلے گئے ہین اور پھر نازل ہونگے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا یا پرانا نبی نہین آسکتا۔ جسکی نبوت آپ کی مہر سے نہ ہو) بھی دور ہوگیا اور قرآن شریف کی اصل اور پاک تعلیم سچی ثابت ہوگئی کیونکہ قرآن شریف مین تو مسیح علیہ السلام کا صاف اقرار فلما توفیتنی کا موجود ہے جس سے کوئی انکار نہین کرسکتا۔

یہی وجہ ہے کہ ہم وفات مسیح کے مسئلہ پر زیادہ زور دیتے ہین کیونکہ اسی موت کے ساتھ عیسائی مذہب کی موت ہے۔ اسی غرض سے مین نے کتاب مسیح ہندوستان مین لکھنی شروع کی ہے۔ اور اس کتاب کے بعض مطالب کی تکمیل کیلئے مین نے مناسب سمجھا ہے کہ اپنی جماعت مین سے چند آدمیون کو بھیجون جو ان علاقہ جات مین جاکر ان آثار کا پتہ لگاوین جنکا وہان موجود ہونا بتایا جاتا ہے۔ چنانچہ اس غرض کو مدنظر رکھکر ہم نے یہ جلسہ کیا ہے تاکہ ان دوستون کو رخصت کرنے سے پہلے ہم سب ملکر ان کے لئے دعائین کرین کہ وہ خیر و عافیت کے ساتھ اس مبارک سفر کیلئے رخصت ہون اور کامیاب ہوکر واپس آئین۔

اگرچہ مین یقین رکھتا ہون کہ یہ سفر جو تجویز کیا گیا ہے اگر نہ بھی کیا جاتا تو بھی خدا تعالےٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے اسقدر شواہد اور دلائل ہمکو اس امر کے دے دیے ہین جنکو مخالف کا قلم اور زبان توڑ نہین سکتی۔ لیکن مومن ہمیشہ ترقیات کی خواہش کرتا ہے۔ اور وہ زیادہ سے زیادہ حقائق اور معارف کا بھوکا پیاسا ہوتا ہے کبھی اسے سیری نہین ہوتی اسلئے ہماری بھی یہی خواہش ہے کہ جسقدر ثبوت اور دلائل اور مل سکین وہ اچھا ہے اسی مقصد کیلئے یہ تقریب پیش آئی ہے کہ ہم اپنے دوستون کو نصیبین کیطرف بھیجتے ہین۔ جس کے متعلق ہمین پتہ ملا ہے کہ وہان کے حاکم نے حضرت مسیح کو (جبکہ وہ اپنی ناشکر گزار قوم کے ہاتھ سے تکلیفین اٹھا رہے تھے) لکھا تھا کہ آپ میرے پاس چلے آئیے۔ اور واقعہ صلیب کے بچ جانے کے بعد اس مقام پر پہونچکر انہون نے بدقسمت قوم کے ہاتھ سے نجات پائی۔ وہان کے حاکم نے یہ بھی لکھا تھا کہ آپ میرے پاس آجائینگے تو آپ کی خدمت کی سعادت حاصل کرونگا اور مین بیمار ہون میرے لئے دعا بھی کرین اگرچہ یہ ایک انگریزی کتاب سے ہمین معلوم ہوا ہے لیکن مین دیکھتا ہون کہ روضۃ الصفا ایک اسلامی تاریخ ہے اس قسم کا مضمون اس سے بھی پایا جاتا ہے اس لئے یہ یقین ہوتا ہے کہ مسیح علیہ السلام نصیبین مین ضرور آئے اور اسی راستہ سے وہ ہندوستان کو آئے ہین۔ سارا علم تو اللہ تعالےٰ کو ہے۔ لیکن ہمارا دل گواہی دیتا ہے کہ اس سفر مین انشاء اللہ حقیقت کھل جائیگی اور اصل معاملہ صاف ہو جائیگا ممکن ہے کہ اس سفر مین ایسی تحریرین پیش ہوجاوین یا ایسے کتبے نکل آوین جو مسیح علیہ السلام کے اس سفر کے متعلق بعض امور پر روشنی ڈالنے والے ہون یا حواریون مین سے کسی کی قبر کا کوئی پتہ مل جاوے۔ اور اس قسم کے بعض امور نکل آوین جو ہمارے اس مقصد مین موید ثابت ہوسکین۔ اس [illegible] مین نے اپنی جماعت مین سے تین آدمیون کو اس سفر کے لئے طیار کیا ہے۔ ان کے لئے ایک عربی تصنیف بھی دینا چاہتا ہون جو بطور تبلیغ کے ہو اور جہان جہان وہ جاوین اس کو تقسیم کرتے رہین۔ اسطرح اس سفر سے یہ بھی فائدہ ہوگا کہ ہمارے سلسلہ کی اشاعت بھی ہوتی جاوے گی۔ اور مین خدا تعالےٰ کا شکر کرتا ہون کہ اس نے مجھے ایک **مخلص** اور وفادار جماعت عطا کی ہے مین دیکھتا ہون کہ جس کام اور مقصد کیلئے مین ان کو بلاتا ہون نہایت تیزی اور جوش کے ساتھ ایک دوسرے سے پہلے اپنی ہمت اور توفیق کے موافق آگے بڑھتے ہین اور مین دیکھتا ہون کہ انمین ایک صدق اور اخلاص پایا جاتا ہے میری طرف سے کسی امر کا اشارہ ہوتا ہے اور وہ تعمیل کیلئے طیار۔ حقیقت مین کوئی قوم اور جماعت طیار نہین ہوسکتی جب تک اس مین اپنے امام کی اطاعت اور اتباع کیواسطے اس قسم کا جوش اور اخلاص اور وفا کا مادہ نہو۔ حضرت مسیح علیہ السلام کو جو مشکلات اور مصائب اٹھانے پڑے ان کے عوارض اور اسباب مین سے جماعت کی کمزوری اور بیدلی بھی تھی چنانچہ جب انکو گرفتار کیا گیا تو پطرس جیسے اعظم الحوارین نے اپنے آقا اور مرشد کے سامنے انکار کر دیا۔ اور نہ صرف انکار کیا بلکہ تین مرتبہ لعنت بھی بھیجدی۔ اور اکثر ان کو چھوڑکر بھاگ گئے۔ اس کے برخلاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے وہ صدق و وفا کا نمونہ دکھایا جسکی نظیر دنیا کی تاریخ مین نہین مل سکتی۔ انہون نے آپ کی خاطر ہر قسم کا دکھ اٹھانا سہل سمجھا یہانتک کہ عزیز وطن چھوڑ دیا اپنے املاک و اسباب اور احباب سے الگ ہوگئے اور بالآخر آپ کی خاطر جان تک دینے سے تامل اور افسوس نہیں کیا۔ یہی صدق اور وفا تھی جسنے ان کو آخر کار بامراد کیا۔ اسی طرح مین اب دیکھتا ہون کہ اللہ تعالےٰ نے میری جماعت کو بھی اس کی قدر اور مرتبہ کے موافق ایک جوش بخشا ہے۔ اور وہ وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھاتے ہین۔ جس دن سے مین نے نصیبین کی طرف ایک جماعت کے بھیجنے کا ارادہ کیا ہے۔ ہر ایک شخص کوشش کرتا ہے کہ اس خدمت پر مین مامور کیا جاؤن اور دوسرے کو رشک کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اور آرزو کرتا ہے کہ اس کی جگہ اگر مجھے بھیجا جاوے تو میری بڑی ہی خوش قسمتی ہے بہت سے احباب نے اس سفر پر جانے کیلئے اپنے آپ کو پیش کیا۔ لیکن مین ان درخواستون سے پہلے مرزا خدا بخش صاحب کو اس سفر کے واسطے منتخب کر چکا تھا اور مولوی قطب الدین اور میان جمال الدین کو ان کے ساتھ جانے کیواسطے تجویز کرلیا تھا۔ اس واسطے مجھے ان

www.aaiil.org

احباب کی درخواستوں کو والپس دینا پڑا تاہم میں جانتا ہوں کہ وہ لوگ جنہوں نے اپنے کمال اور سچے اخلاص کے ساتھ اپنے آپ کو اس خدمت کیلئے پیش کیا ہے اللہ تعالےٰ ان کی پاک نیتوں کے ثواب کو ضائع نہیں کرے گا اور وہ اپنے اخلاص کے موافق اجر پائیں گے۔

دور دراز بلاد اور ممالک غیر کا سفر آسان امر نہیں ہے اگرچہ یہ سچ ہے کہ اس وقت سفر آسان ہو گئے ہیں لیکن پھر بھی یہ کس کو علم ہو سکتا ہے کہ اس سفر سے کون زندہ آئیگا۔ چھوٹے چھوٹے بچے اور بیویوں اور دوسرے عزیزوں اور رشتہ داروں کو چھوڑ کر جانا کوئی سہل بات نہیں ہے کاروبار اور معاملات کو ابتری اور پریشانی کی حالت میں چھوڑ کر ان لوگوں نے اس سفر کو اختیار کیا ہے اور انشراح صدر سے اختیار کیا ہے جس کے لئے میں یقین رکھتا ہوں کہ بڑا ثواب ہے ایک تو سفر کا ثواب ہے کیونکہ یہ سفر محض خدا تعالےٰ کی عظمت اور توحید کے اظہار کے واسطے ہے۔ دوسرے اس سفر میں جو جو مشقتیں اور تکالیف ان لوگوں کو اٹھانی پڑیں گی ان کا ثواب بھی ہے اللہ تعالیٰ کسی کی نیکی کو ضائع نہیں کرتا جبکہ **من یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ** کے موافق وہ کسی کی ذرہ بھر نیکی کے اجر کو بھی ضائع نہیں کرتا تو اتنا بڑا سفر جو اپنے اندر ہجرت کا نمونہ رکھتا ہے اس کا اجر کبھی ضائع ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ صدق اور اخلاص ہو ریا اور دوسرے اغراض شہرت وغیرہ کے نہ ہوں۔ اور میں جانتا ہوں کہ ہر قسم کے شدائد و مصائب کو برداشت کرنا اور ایک موت کا قبول کر لینا بجز صدق کے نہیں ہو سکتا۔

بہت سے بھائی ان کے لئے دعائیں کرتے رہیں گے اور میں بھی ان کے واسطے دعاؤں میں مصروف رہوں گا کہ اللہ تعالےٰ انکو اس مقصد میں کامیاب کرے اور خیر و عافیت سے واپس لاوے اور سچ تو یہ ہے کہ ملائکہ بھی ان کے واسطے دعائیں کریں گے اور وہ ان کے ساتھ ہوں گے۔

اب میں یہ بھی ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ اس موقعہ پر ہماری جماعت نے دو قسم کی حرکت اور ہمت دکھائی ہے ایک تو یہ گروہ ہے جنہوں نے سفر اختیار کیا ہے اور اپنے آپ کو سفر کے خطرات میں ڈالا ہے اور ان مصائب اور شدائد کے برداشت کرنے کو طیار ہو گئے ہیں جو اس راہ میں انہیں پیش آئیں گی۔ دوسرا وہ گروہ ہے جنہوں نے میرے دینی اغراض و مقاصد میں ہمیشہ دل کھول کر چندے دیئے ہیں میں کچھ ضرورت نہیں سمجھتا کہ تفصیل کروں کیونکہ ہر شخص کم و بیش اپنی استطاعت اور مقدرت کے موافق حصہ لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ وہ کس اخلاص اور وفاداری سے ان چندوں میں شریک ہوتے ہیں۔ میں یہ خوب جانتا ہوں کہ ہماری جماعت نے وہ صدق اور وفا دکھایا ہے جو صحابہ **ساعۃ العسرۃ** میں دکھاتے تھے اگرچہ اشتہار میں میں نے چند دوستوں کے نام لکھے ہیں جنہوں نے اپنے صدق و ہمت کا نمونہ دکھایا ہے۔ لیکن اس سے یہ نہیں ظاہر ہوتا کہ میں دوسروں سے بے خبر ہوں یا ان کی خدمات کو قابل قدر نہیں سمجھتا؟ میں خوب جانتا ہوں کہ کون سرگرمی اور اخلاص کے ساتھ میری راہ میں دوڑتا ہے۔ میں چونکہ بیمار تھا اور ابھی تک طبیعت ناساز ہے اس لئے میں پوری تفصیل نہ دے سکا اور نہ مختصر سے اشتہار میں اتنی تفصیل ہو سکتی تھی۔ پس جن لوگوں کے نام درج نہیں ہوئے ان کو افسوس نہیں کرنا چاہئے اللہ تعالےٰ ان کے صدق اور اخلاص کو خوب جانتا ہے اگر کوئی شخص اس غرض کے لئے چندہ دیتا ہے یا ہماری دینی ضرورتوں میں شریک ہوتا ہے کہ اس کا نام شائع کیا جاوے تو یقیناً سمجھو کہ وہ دنیا کی شہرت اور نام و نمود کا خواہشمند ہے لیکن جو محض اللہ تعالیٰ کیلئے اس راہ میں قدم رکھتا ہے اور خدمت دین کیلئے کمربستہ ہوتا ہے اس کو اس بات کی کچھ بھی پروا نہیں ہوتی۔ دنیا کے نام کچھ حقیقت اور اثر اپنے اندر نہیں رکھتے ہیں نام وہی بہتر ہوتے ہیں جو آسمان پر لکھے جاویں کاغذات کا کیا اثر ہے ایک دن ہوتے ہیں اور ایک وقت ضائع ہو جاتے ہیں لیکن جو کچھ آسمان پر لکھا جاتا ہے وہ کبھی محو نہیں ہو سکتا۔ اس کا اثر ابدالآباد کے لئے ہوتا ہے۔ میرے بہت سے مخلص احباب ایسے ہیں جن کو تم میں سے شاید بہت ہی کم جانتے ہوں لیکن انہوں نے ہمیشہ میرا ساتھ دیا ہے۔ مثلاً میں نظیر کے طور پر کہتا ہوں کہ مرزا یوسف بیگ صاحب میرے بہت ہی مخلص اور صادق دوست ہیں میں نے ان کا ذکر اسواسطے کیا ہے کہ اسطرح جماعتوں میں باہم تعارف بڑھتا ہے اور محبت پیدا ہوتی ہے مرزا صاحب اس وقت سے میرے ساتھ تعلق رکھتے ہیں جب کہ میں گوشہ نشینی کی زندگی بسر کرتا تھا۔ میں دیکھتا ہوں کہ ان کا دل محبت اور اخلاص سے بھرا ہوا ہے۔ اور وہ ہر وقت سلسلہ کی خدمت کیلئے اپنے اندر ایک جوش رکھتے ہیں۔

ایسا ہی اور بہت سے عزیز دوست ہیں اور سب اپنے اپنے ایمان اور معرفت کے موافق اخلاص اور جوش محبت سے لبریز ہیں۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ اعمال کی توفیق رفتہ رفتہ ملتی ہے لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ جب تک ایمان قوی نہ ہو کچھ نہیں ہوتا جسقدر ایمان قوی ہوتا ہے اسیقدر اعمال میں بھی قوت آتی ہے۔ یہانتک کہ اگر یہ قوت ایمانی پورے طور پر نشو و نما پا جاوے تو پھر ایسا مومن **شہید** کے مقام پر ہوتا ہے کیونکہ کوئی امر اس کے سد راہ نہیں ہو سکتا وہ اپنی عزیز جان تک دینے میں بھی تامل اور دریغ نہ کرے گا۔

میں نے کئی دفعہ اس سے پہلے بھی بیان کیا ہے اور اب بھی اس کا بیان کرنا فائدہ سے خالی نہیں ہے اس لئے میں پھر کہنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جو انبیاء علیہم السلام کو بھیجتا ہے اور آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نے دنیا کی ہدایت کے واسطے بھیجا اور قرآن مجید کو نازل فرمایا تو اسکی غرض کیا تھی؟ ہر شخص جو کام کرتا ہے اسکی کوئی نہ کوئی غرض ہوتی ہے۔ ایسا خیال کرنا کہ قرآن شریف کے نازل کرنے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجنے سے اللہ تعالیٰ کی کوئی غرض اور مقصد نہیں ہے کمال درجہ کی گستاخی اور بے ادبی ہے۔ کیونکہ اسمیں (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کیطرف ایک فعل عبث کو منسوب کیا جائیگا۔ اور حالانکہ اسکی ذات پاک ہے (سبحانہ و تعالیٰ شانہ) پس یاد رکھو کہ کتاب مجید کے بھیجنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے اللہ تعالیٰ نے یہ چاہا ہے کہ تا دنیا پر عظیم الشان رحمت کا نمونہ دکھا دے جیسے فرمایا **وما ارسلناک الا رحمۃ للعلمین** اور ایسا ہی قرآن مجید کے بھیجنے کی غرض بتائی کہ **ھدی للمتقین** یہ ایسی عظیم الشان اغراض ہیں کہ انکی نظیر نہیں پائی جا سکتی۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ چاہتا ہے کہ جیسے تمام کمالات متفرقہ جو انبیاء علیہم السلام میں تھے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں جمع کر دے۔ اور تمام خوبیاں اور کمالات جو متفرق کتابوں میں تھے۔ اور ایسا ہی جسقدر کمالات تمام امتوں میں تھے وہ اس امت میں جمع کر دیئے پس خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہم ان کمالات کو پالیں۔ اور یہ بات بھی بھولنی نہیں چاہئے کہ جیسے وہ عظیم الشان کمالات ہم کو دینا چاہتا ہے اسی کے موافق اسنے ہمیں قوٰی بھی عطا کئے ہیں کیونکہ اگر اس کے موافق قویٰ نہ دیئے جاتے تو پھر ہم ان کمالات کو کسی صورت اور حالت میں پا ہی نہیں سکتے تھے اسکی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی شخص ایک گروہ کی دعوت کرے تو ضرور ہے کہ وہ اس گروہ کے موافق کھانا طیار کرے اور اس کے موافق ایک مکان ہو۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ دعوت تو ایک ہزار آدمی کی کر دے اور ان کے بٹھانے کے واسطے ایک چھوٹی سی کٹیا بنا دے۔ نہیں بلکہ وہ اس تعداد کا پورا لحاظ رکھے گا۔ اسی طرح پر خدا تعالیٰ کی کتاب بھی ایک دعوت اور ضیافت ہے جسکے لئے کل دنیا کو بلایا گیا ہے۔ اس دعوت کیلئے خدا تعالیٰ نے جو مکان طیار کیا ہے وہ قویٰ ہیں جو ان لوگوں کو دیئے گئے ہیں قویٰ کے بغیر کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ اب اگر بیل گدھے یا کسی اور جانور کے سامنے قرآن کریم کی تعلیمات کو پیش کریں۔ وہ نہیں سمجھ سکتے اس لئے کہ انہیں وہ قویٰ نہیں ملے جو قرآن کریم کی تعلیمات کو برداشت کر سکیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمکو وہ قویٰ دیئے ہیں اور ہم انکو اٹھا سکتے ہیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ نے وہ نبی دیا جو خاتم المومنین خاتم العارفین و خاتم النبیین ہے۔ اور اسیطرح وہ کتاب اس پر نازل کی جو جامع الکتب اور خاتم الکتب ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جو خاتم النبیین ہیں اور آپ پر نبوت ختم ہو گئی تو یہ نبوت اسطرح پر ختم نہیں ہوئی جیسے کوئی گلا گھونٹ کر ختم کر دے۔ ایسا ختم قابل فخر نہیں ہوتا۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہونے سے یہ مراد ہے کہ طبعی طور پر آپ پر کمالات نبوت ختم ہو گئے۔ یعنی وہ تمام کمالات متفرقہ جو آدم سے لیکر مسیح ابن مریم تک نبیوں کو دیئے گئے تھے کسی کو کوئی اور کسی کو کوئی وہ سب کے سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع کر دیئے گئے۔ اور اسطرح پر طبعاً آپ خاتم النبیین ٹھیرے۔ اور ایسا ہی وہ جمیع تعلیمات۔ وصایا اور معارف جو مختلف کتابوں میں چلے آتے ہیں وہ قرآن شریف پر آکر ختم ہو گئے۔ اور قرآن شریف خاتم الکتب ٹھیرا۔

اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ مجھ پر اور میری جماعت پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے یہ ہم پر افتراء عظیم ہے ہم جس قوت یقین معرفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتے اور یقین کرتے ہیں اس کا لاکھواں حصہ بھی وہ نہیں مانتے اور ان کا ایسا ظرف ہی نہیں ہے وہ اس حقیقت اور راز کو جو خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت میں ہے سمجھتے ہی نہیں ہیں انہوں نے صرف باپ دادا سے ایک لفظ سنا ہوا ہے اور اسکی حقیقت سے بے خبر ہیں وہ نہیں جانتے کہ ختم نبوت کیا ہوتا ہے۔ اور اس پر ایمان لانے کا مفہوم کیا ہے؟ مگر ہم بصیرت تام سے (جس کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء یقین کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ نے ہم پر ختم نبوت کی حقیقت کو ایسے طور پر کھول دیا ہے کہ اس عرفان کے شربت سے جو ہمیں پلایا گیا ہے ایک خاص لذت پاتے ہیں جس کا اندازہ کوئی نہیں کر سکتا۔ بجز ان لوگوں کے جو اس چشمہ سے سیراب ہوں دنیا کی مثالوں میں سے ہم ختم نبوت کی مثال اسطرح پر دے سکتے ہیں کہ جیسے چاند ہلال سے شروع ہوتا ہے اور چودھویں تاریخ پر آکر اس کا کمال ہو جاتا ہے جبکہ اسے بدر کہا جاتا ہے اسیطرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آکر کمالات نبوت ختم ہو گئے۔ جو یہ مذہب رکھتے ہیں کہ نبوت زبردستی ختم ہو گئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یونس بن متی پر بھی ترجیح نہیں دینی چاہیئے۔ انہوں نے اس حقیقت کو سمجھا ہی نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل اور کمالات کا کوئی علم ہی ان کو نہیں باوجود اس کمزوری فہم اور کمی علم کے ہمکو کہتے ہیں کہ ہم ختم نبوت کے منکر ہیں۔ میں ایسے مریضوں کو کیا کہوں اور ان پر کیا افسوس کروں اگر ان کی یہ حالت نہ ہو گئی ہوتی اور وہ حقیقت اسلام سے بکلی دور نہ جا پڑے ہوتے تو پھر میرے آنے کی ضرورت کیا تھی؟ ان لوگوں کی ایمانی حالتیں بہت کمزور ہو گئی ہیں اور وہ اسلام کے مفہوم اور مقصد سے محض ناواقف ہیں ورنہ کوئی وجہ نہیں ہو سکتی تھی کہ وہ اہل حق سے عداوت کرتے جس کا نتیجہ کافر بنا دیتا ہے۔ یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم میں کونسی بات اسلام کے خلاف ہے ہم لا الہ الا اللہ کہتے ہیں اور نمازیں بھی پڑھتے ہیں اور روزے کے دنوں میں روزے بھی رکھتے ہیں۔ اور زکوٰۃ بھی دیتے ہیں۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ تمام اعمال اعمال صالحہ کے رنگ میں نہیں بلکہ محض ایک پوست کیطرح ہیں جنہیں مغز نہیں ہے۔ ورنہ اگر یہ اعمال صالحہ ہیں تو پھر ان سے پاک نتائج کیوں پیدا نہیں ہوتے؟ اعمال صالحہ تو تب ہو سکتے ہیں کہ وہ ہر قسم کے فساد اور ملاوٹ سے پاک ہوں لیکن انمیں یہ باتیں کہاں ہیں؟ میں کبھی یقین نہیں کر سکتا کہ کوئی شخص حقیقی ہو اور مومن

صرف اعمال صالحہ کرنیوالا ہو اور وہ اہل حق کا دشمن ہو۔ حالانکہ یہ لوگ ہمکو بے قید اور دہریہ کہتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے نہیں ڈرتے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہا ان کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے مامور کرکے بھیجا ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ کی عظمت کچھ بھی ان کے دلوں میں ہوتی تو وہ انکار نہ کرتے اور اس سے ڈرجاتے کہ ایسا نہ ہو ہم خدا تعالیٰ کے نام کی تخفیف کرنے والے ٹھیریں لیکن یہ تب ہوتا کہ انہیں حقیقی اعمال صالحہ ایمان نصیب ہوتا اور وہ لوم الجزا کو ڈرتے۔ اور **لا تقف ما لیس**

معجزات اور خوارق قرآنی چار قسم پر ہیں

(۱) معجزات عقلیہ (۲) معجزات علمیہ (۳) معجزات برکات و روحانیہ (۴) معجزات تصرفات و خارجیہ نمبر ۱و۲ و۳ کے معجزات خواص ذاتیہ قرآن میں سے ہیں اور نہایت عالیشان اور بدیہی الثبوت ہیں جنکو ہر یک زمانہ میں ہر یک شخص تازہ بتازہ طور پر چشم دید اسیطرح اثبات کر سکتا ہے۔ لیکن نمبر ۴ کے معجزات یعنی تصرفات خارجیہ یہ بیرونی خوارق ہیں جنکو قرآن شریف سے کچھ ذاتی تعلق نہیں انہیں میں سے معجزہ شق القمر بھی ہے۔ اصل خوبی اور حسن و جمال قرآن شریف کا پہلے تینوں قسم کے معجزات کسیقدر اسمیں پائے جائیں اور قرآن شریف میں تو یہ ہر سہ قسم کے اعجاز اعلےٰ و اکمل و اتم طور پر پائے جاتے ہیں اور انہیں کو قرآن شریف اپنی بے مثل و مانند ہونیکے اثبات میں بار بار پیش کرتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے قل لئن اجتمعت الجن والانس علےٰ ان یاتوا بمثل ھذا القراٰن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظہیرا یعنی ان منکرین کو کہدے کہ اگر تمام جن و انس یعنی تمام مخلوقات اس بات پر متفق ہو جائے کہ اس قرآن کی کوئی مثل بنانی چاہیئے تو وہ ہرگز اس بات پر قادر نہیں ہونگے کہ ایسی ہی کتاب انہیں ظاہری و باطنی خوبیوں کی جامع بنا سکیں۔ اگرچہ وہ ایک دوسرے کی بھی مدد کریں اور پھر دوسرے مقام میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ما فرطنا فی الکتاب من شیٔ۔ یعنے اس کتاب (قرآن شریف) سے دینی حقیقت باہر نہیں رہی بلکہ یہ جمیع حقائق و معارف دینیہ پر مشتمل ہے اور پھر ایک جگہ فرماتا ہے۔ ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیٔ یعنے یہ کتاب (قرآن شریف) تمام علوم ضروریہ پر مشتمل نازل فرمائی ہے اور پھر فرماتا ہے یتلوا صحفا مطھرۃ فیھا کتب قیمۃ۔ یعنے یہ قرآن شریف وہ پاک اوراق ہیں جنمیں تمام آسمانی کتابوں کا مغز اور لب لباب بھرا ہوا ہے اور پھر فرماتا ہے وان کنتم فی ریب مما نزلنا علےٰ عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین۔ یعنے اے منکرین اگر تم اس کلام کے بارہ میں جو ہم نے اپنے بندہ پر نازل کیا ہے کچھ شک میں ہو یعنی اگر تم اس کو خدا کا کلام نہیں سمجھتے اور ایسا کلام بنانا انسانی طاقت کے اندر خیال کرتے ہو تو تم بھی ایک سورۃ جو انہیں ظاہری باطنی کمالات پر مشتمل ہو بنا کر پیش کرو اور اگر تم نہ بنا سکو اور یاد رکھو کہ ہرگز نہیں بنا سکوگے تو اس آگ سے ڈرو جس کا ایندہن پتھر (بت) اور آدمی ہیں۔ یعنی بت اور مشرک اور نافرمان لوگ ہی اس آگ کے بھڑکنے کا موجب ہو رہے ہیں اگر دنیا میں بت پرستی و شرک و بے ایمانی و نافرمانی نہ ہوتی تو وہ آگ بھی افروختہ نہوتی تو گویا اس کا ایندہن یہی چیزیں ہیں جو علت موجبہ اس کے برافروختہ ہونیکی ہیں اور پھر ایک جگہ فرماتا ہے۔ ولو انزلنا ھذا القراٰن علےٰ جبل لرأیتہ خاشعا متصدعا من خشیۃ اللہ وتلک الامثال نضربھا للناس لعلھم یتفکرون۔ یعنی یہ قرآن جو تمپر اوتارا گیا اگر کسی پہاڑ پر اوتارا جاتا تو وہ خشوع اور خوف الٰہی سے ٹکڑہ ٹکڑہ ہو جاتا اور یہ مثالیں ہم اس لیئے بیان کرتے ہیں کہ تا لوگ کلام الٰہی کی عظمت معلوم کرنے کے لیئے غور اور فکر کریں یہ تو قرآن شریف میں اُن اعجازی کمالات کا ذکر ہے جو خود اُس کے نفس نفیس میں پائے جاتے ہیں۔ لیکن باینہمہ تصرفات خارجیہ کے اعجاز بھی قرآن شریف میں بکثرت درج ہیں اور اس قسم کے معجزات جمال قرآنی کے لیئے بطور اس زیور کے ہیں جو خوبوں کو پہنایا جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ نفس خوبصورتی زیور کے محتاج نہیں گو اُس سے اس کی آب و تاب کسیقدر اور بڑھ جاتی ہے اس جگہ واضح رہے کہ تصرفات خارجیہ کے معجزات قرآن شریف میں کئی نوع پر مندرج ہیں ایک نوع تو یہی کہ جو دعائے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ وسلم سے خدا تعالیٰ نے آسمان پر اپنا قادرانہ تصرف دکھلایا اور چاند کو دو ٹکڑے کر دیا۔ دوسرے وہ تصرف جو خدا تعالیٰ نے جناب ممدوح کی دعا سے زمین پر کیا اور ایک سخت قحط سات برس تک ڈالا یہاں تک کہ لوگوں نے ہڈیوں کو پیسکر کھایا۔ تیسرے وہ تصرف اعجازی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شرِ کفار سے محفوظ رکھنے کے لئے بروز ہجرت کیا گیا یعنی جبکہ کفار مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو اللہ جلشانہ نے اپنے اس پاک نبی کو اس بد ارادہ کی خبر دی اور مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کر جانے کا حکم فرمایا اور پھر فتح و نصرت و واپسی آنے کی بشارت دی بدھ کا روز اور دوپہر کا وقت اور سخت ہی گرمی کے دن تھے جب یہ ابتلا منجانب اللہ ظاہر ہوا۔ اُس مصیبت کی حالت میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ایک ناگہانی طور پر اپنے قدیمی شہر کو چھوڑنے لگے اور مخالفین نے مار ڈالنے کی نیت سے چاروں طرف سے اس مبارک گھر کو گھیر لیا تب ایک جانی عزیز جس کا وجود محبت اور ایمان سے خمیر کیا گیا تھا جانبازی کے طور پر آنحضرت کے بستر پر باشارہ نبوی اس غرض سے مونہہ چھپا کر لیٹ رہا کہ تا مخالفوں کے جاسوس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکل جانے کی کچھ تفتیش نہ کریں اور اسی کو رسول اللہ سمجھکر قتل کرنے کے لئے ٹھہرے رہیں۔ ع

کس بہر کسے سر ندہد جان نفشاند
عشق است کہ این کار بصد صدق کناند

سو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم اپنے اُس وفادار اور جان نثار عزیز کو اپنی جگہ چھوڑ کر چلے گئے تو آخر تفتیش کے بعد ان بد باطن لوگوں نے تعاقب کیا اور چاہا کہ راہ میں کسی جگہ پا کر قتل کر دالیں اس وقت اور اُس مصیبت کے وقت میں بجز ایک با اخلاص اور یکرنگ اور دلی دوست کے اور کوئی انسان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہ نہ تھا ہاں ہر وقت اور نیز اس پرخطر سفر میں وہ مولیٰ کریم ساتھ تھا جس نے اپنے اُس کامل وفادار بندہ کو ایک عظیم الشان اصلاح کیلئے دنیا میں بھیجا تھا سو اُس نے اپنے اُس پیارے بندے کو محفوظ رکھنے کے لئے بڑے بڑے عجائب تصرفات اُس راہ میں دکھلائے جو اجمالی طور پر قرآن شریف میں درج ہیں منجملہ اُن کے ایک یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جاتے وقت کسی مخالف نے نہیں دیکھا۔ حالانکہ صبح کا وقت تھا اور تمام مخالفین آنحضرت کے گھر کا محاصرہ کر رہے تھے سو خدا تعالیٰ نے جیسا کہ سورہ یٰسین میں اس کا ذکر کیا ہے اُن سب اشقیاء کی آنکھوں پر پردہ ڈالدیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے سروں پر خاک ڈال کر چلے گئے۔ ازانجملہ ایک یہ کہ اللہ جل شانہ نے اپنے نبی معصوم کے محفوظ رکھنے کیلئے یہ امر خارق عادت دکھلایا گیا کہ باوجودیکہ مخالفین اس غار تک پہونچ گئے تھے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معہ اپنے رفیق کے مخفی تھے مگر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھ سکے کیونکہ خدا تعالےٰ نے ایک کبوتر کا جوڑا بھیجدیا جس نے اُسی رات غار کے دروازہ پر آشیانہ بنا دیا اور انڈے بھی دیدیئے اور اسی طرح اذن الٰہی سے عنکبوت نے اُس غار پر اپنا گھر بنا دیا جس سے مخالف لوگ دہوکا میں پڑھکر ناکام واپس چلے گئے ازانجملہ ایک یہ کہ ایک مخالف جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پکڑنے کیلئے مدینہ کی راہ پر گھوڑا دوڑاکے چلا جاتا تہا۔ جب وہ اتفاقاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچا تو جناب ممدوح کی بددعا سے اس کے گھوڑے کے چاروں سم زمین میں دہنس گئے اور وہ گر پڑا اور پھر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پناہ مانگ کر اور عفو تقصیر کرا کر واپس لوٹ آیا چوتھی وہ تصرف اعجازی کہ جب دشمنوں نے اپنی ناکامی سے منفعل ہو کر لشکر کثیر کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر چڑہائی کی تا مسلمانوں کو جو ابھی تھوڑے سے گنتی کے آدمی تھے نابود کردیں اور دین اسلام کا نام و نشان مٹا دیں تب اللہ جلشانہ نے جناب موصوف سے ایک مٹھی کنکریوں کے چلانے سے مقام بدر میں دشمنوں میں ایک تہلکہ ڈالدیا اور ان کے لشکر کو شکست فاش ہوئی۔ اللہ تعالےٰ نے ان چند کنکریوں سے مخالفین کے بڑے بڑے سرداروں کو سراسیمہ و درماندہ اور پریشان کر کے رکھا اور ان کی لاشیں انہیں مقامات میں گرائیں جن کے پہلے ہی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک نشان بتلا رکھے تھے ایسا ہی اور کئی عجیب طور کے تائیدات و تصرفات الٰہیہ کا (جو خارق عادت ہیں) قرآن شریف میں ذکر ہے جن کا ماحصل یہ ہے کہ کیونکر اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی کو مسکینی اور غریبی اور یتیمی اور تنہائی اور بیکسی کی حالت میں مبعوث کر کے پھر ایک قلیل عرصہ میں جو تیس برس سے بھی کم تھا ایک عالم پر فتحیاب کیا اور شہنشاہ قسطنطنیہ و ایران و دیار شام و مصر و ممالک مابین دجلہ و فرات وغیرہ پر غلبہ بخشا اور اس تھوڑے ہی عرصہ میں فتوحات کو جزیرہ نما عرب سے لیکر دریائے جیحون تک پھیلایا اور اُن ممالک کے اسلام قبول کرنیکی بطور پیشگوئی قرآن شریف میں خبر دی اس حالت بے سامانی اور پھر ایسی عجیب و غریب فتحوں پر نظر ڈالکر بڑے بڑے دانشمند اور فاضل انگریزوں نے بھی شہادت دی ہے کہ جس جلدی سے اسلامی سلطنت اور اسلام دنیا میں پھیلا ہے اسکی نظیر صفحہ تاریخ دنیا میں کسی جگہ پائی نہیں جاتی اور ظاہر ہے کہ جس امر کی کوئی نظیر نہ پائی جاسکے اسی کو دوسرے لفظوں میں خارق عادت بھی کہتے ہیں غرض قرآن شریف تصرفات خارجیہ کا ذکر بھی بطور خارق عادت بہت جگہ آیا ہے بلکہ ذرا نظر کہولکر دیکھو تو اس پاک کلام کا ہر یک مقام تائیدات الٰہیہ کا نقارہ بجا رہا ہے اور ایک تصویر کھینچکر دکھلا رہا ہے کہ کیونکر اسلام اپنی اول حالت میں ایک خورد و ترنج کیطرح دنیا میں بویا گیا اور پھر وہ تھوڑے ہی عرصہ میں جو خارق عادت ہے کیسا بزرگ و عظیم القدر ہو کر اکثر حصہ دنیا میں پھیلگیا اور ہر یک موقع پر کیا کیا عجیب تائیدات الٰہیہ اسکی حمایت میں ظہور میں آتی رہیں۔

اب ہم بیرونی معجزات کا بیان (جو اعجازی تصرفات ہیں) اسیقدر کافی سمجھکر اُن معجزات کی تشریح کچھ زیادہ کرنا چاہتے ہیں جو قرآن شریف کی ذات سے تعلق رکھتے ہیں اور اسکی بطنی اور نفسی خاصیتیں ہیں کیونکہ اس قسم کے معجزات بباعث دائمی مشہود اور موجود کے قوی الاثر ہیں جنکو ہر ایک طالب صادق اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے اور ہر ایک منصف کی نظر میں بالضرور قابل یقین ٹھہر سکتے ہیں۔ سو اول جاننا چاہیئے کہ معجزہ عادات الٰہیہ میں سے ایک ایسی عادت یا یوں کہو کہ خاص قادر مطلق کے افعال میں سے ایک ایسا فعل ہے جسکو اضافی طور پر خارق عادت کہنا چاہیئے پس امر خارق عادت کی حقیقت صرف اسقدر ہے کہ جو

پاک نفس لوگ عام طریق و طرز انسانی ترقی سے ... کو کے اور معمولی عادات کو پھاڑ کر قرب الٰہی کے میدانوں میں آگے قدم رکھتے ہیں تو خدا تعالیٰ حسب حالت اُن کے ایک ایسا عجیب معاملہ اُن سے کرتا ہے کہ وہ تمام حالات انسانی پر خیال کرنے کے بعد ایک امر خارق عادت دکھائی دیتا ہے اور جس قدر انسان اپنی بشریت کے وطن کو چھوڑ کر اور اپنے نفس کے حجابوں کو پھاڑ کر عرصات عشق و محبت میں دور تر چلا جاتا ہے اسی قدر یہ خوارق نہایت صاف اور شفاف اور روشن و تاباں ظہور میں آتے ہیں جب تزکیہ نفس انسانی کمال تام کی حالت پر پہنچتا ہے اور اس کا دل غیر اللہ سے بالکل خالی ہو جاتا ہے اور محبت الٰہی سے بھر جاتا ہے تو اس کے تمام اقوال و افعال و اعمال و حرکات و سکنات و عبادات و معاملات و اخلاق جو انتہائی درجہ پر اس سے صادر ہوتے ہیں وہ سب خارق عادت ہی ہو جاتے ہیں سو بمقابل اس کے ایسا ہی معاملہ باری تعالیٰ کا بھی اس سے تام بطور خوارق عادت ہی ہوتا ہے چونکہ آنحضرت مبدل تام اور سید المبدلین اور امام المطہرین تھے جنکو قادر مطلق نے اپنے ہاتھ سے صاف کیا تھا اس لیے تمام سراپا وجود آپ کے کا حقیقت میں معجزہ ہی تھا اور ضرور تھا کہ ایسے عالیشان نبی پر جو کلام نازل ہوتا تھا وہ بباعث تبدل تام اس کے غایت درجہ کا خارق عادت ہوتا جس سے تمام اولین آخرین کی نظریں خیرہ رہجاتیں کیونکہ اگرچہ کلام الٰہی فی ذاتہ کلام انسانی سے ایسا ہی ممیز ہے جیسا خدا انسان سے تمیز تام رکھتا ہے لیکن باوجود اس کے فیضان وحی حسب استعداد و حالت صفوت و اخلاق فاضلہ و ملکات صالحہ وحی یاب ہوا کرتا ہے اور اسی کی طرف ایک روحانی اشارہ ہے جو قرآن شریف میں پایا جاتا ہے یعنے یہ کہ وہ پاک کلام بہت فرشتوں کی حفاظت کے ساتھ اترا ہے۔ سو ظاہری فرشتے تو معلوم ہی ہیں مگر پاک اخلاق اور پاکیزہ حالتیں اور شوق و ذوق سے بھری ہوئی واردات اور درد دل اور جوش محبت اور صدق و صفا و تبتل و وفا و توکل و رضا و نیستی و فنا اور شورشیں اسے عشق موسلے ایک قسم کے فرشتے ہی ہیں جو قادر مطلق نے اپنے اس محبوب افضل الرسل کے وجود میں اکمل و اتم طور پر پیدا کیے تھے اور پھر اس کے اتباع سے ہر ایک مومن کامل کے دل میں بھی باندازہ تعاملہ پیدا ہو جاتے ہیں اور اگرچہ عام مومنوں میں بھی جو ابھی حالت کمالیہ تک نہیں پہنچے ان کا تخم پایا جاتا ہے لیکن وہ تخم اس چھپی ہوئی آگ کی طرح ہے جو افروختہ آگ کا کام نہیں دے سکتی جیسے ظاہر ہے کہ اندا امر بیج کا قائم مقام نہیں ہو سکتا اور نہ بیج درخت کا حکم رکھتا ہے اور اگرچہ ہر ایک زمین کے نیچے پانی ہے لیکن بجز بہت سی جانکنی اور محنت اور مدت تک زمین کھودنے کے

وہ پانی نکل نہیں سکتا اسی طرح آتش شوق الٰہی جب تک اپنے کمال اشتعال کی حالت میں نہ آوے تب تک اس کے فوائد مترتب نہیں ہو سکتے لیکن جب وہ کمال طور پر افروختہ ہو جاتی ہے اور چاروں طرف سے بھڑک اٹھتی ہے تب وہ دخل شیطان سے محفوظ رکھنے کیلئے فرشتوں کا کام دیتی ہے اور ملائک حفاظت میں شمار کی جاتی ہے پاک اعمال اور پاک حالتیں اور پاک واردات اور پاک جوش اور پاک زور اور پاک حزن اور پاک اخلاق ظہور جب اپنے اشتعال در کمال کی حالت میں ہوں تو ان نیک اور ہوشیار چوکیداروں کی طرح ہیں جو اپنے مالک کے محل کے دروازہ پر چاروں طرف دن رات پہرہ کیلئے کھڑے رہتے ہیں سو ہر چند اس محل کے سارے دروازے کھلے ہیں (یعنی ہر قسم کی قوتیں اور استعدادیں اگرچہ باعث تقیید محافظین بجز سرد ہوا اور محبوب چیزوں کے کوئی نابکار چیز اندر نہیں جا سکتی اور اگر کتا یا چور اندر جانے کا ارادہ کرتا ہے تو پکڑا جاتا ہے اور مار کھاتا ہے۔ لیکن وہ محل جس کے دروازے تو کھلے ہیں مگر دروازوں پر کوئی نیک و ہوشیار چوکیدار نہیں گو اس میں ٹھنڈی ہوا اور اچھی اچھی چیزیں بھی داخل ہوتی ہیں مگر ایسے گھر کو اکثر چور لگے رہتے ہیں اور کتے اسکی چیزوں کو پلید کرتے رہتے ہیں سو یہ گھر خرابی کی حالت میں رہتا ہے پس جس جگہ صفوت و عصمت و تبتل و محبت کامل تام و حزن و درد و شوق و خوف ہے اس جگہ انوار وحی کے کامل تجلیات بغیر آمیزش کسی نوع کی ظلمت کے وارد ہوتے رہتے ہیں اور آفتاب کی طرح چمکتے ہوئے نظر آتے رہتے ہیں اور جس جگہ یہ مرتبہ کمال تمام کا نہیں اس جگہ وحی بھی اس عالی مرتبہ سے متنزل ہوتی ہے غرض وحی الٰہی ایک ایسا آئینہ ہے جس میں خدا تعالیٰ کی صفات کمالیہ کا چہرہ حسب صفائی باطن نبی منزل علیہ کے نظر آتا ہے اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اپنی پاک باطنی و انشراح صدری و عصمت و حیا و صدق و صفا و توکل و وفا اور عشق الٰہی کے تمام لوازم میں سب انبیاء سے بڑھکر اور سب سے افضل و اعلیٰ و اکمل و ارفع و اجلیٰ و اصفا تھے اس لئے خدا ئے جل شانہ نے ان کو عطر کمالات خاصہ سے سب سے زیادہ معطر کیا اور وہ سینہ اور دل جو تمام اولین اور آخرین کے سینہ و دل سے فراخ تر و پاک تر و معصوم تر و روشن تر و عاشق تر تھا وہ اسی لائق ٹھہرا کہ اس پر ایسی وحی نازل ہو کر جو تمام اولین و آخرین کی وحیوں سے اقویٰ و اکمل و ارفع و اتم ہو کر صفات الٰہیہ کے دکھلانے کیلئے ایک نہایت صاف اور کشادہ اور وسیع آئینہ ہو سو یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف ایسے کمالات عالیہ رکھتا ہے جو اسکی تیز شعاعوں اور شوخ کرنوں کے آگے تمام صحف سابقہ

کی چمک کالعدم ہو رہی ہے کوئی ذہن ایسی صداقت نکال نہیں سکتا جو پہلے ہی سے اسمیں درج نہ ہو کوئی فکر ایسے براہین عقلی پیش نہیں کر سکتا جو پہلے ہی سے اس نے پیش نہ کی ہو کوئی تقریر ایسا قوی اثر کسی دل پر ڈال نہیں سکتی جیسے قوی اور پر برکت اثر لاکھوں دلوں پر وہ ڈالتا آیا ہے وہ بلاشبہ صفات کمالیہ حق تعالیٰ کا ایک نہایت مصفا آئینہ ہے جس میں سے وہ سب کچھ ملتا ہے جو ایک سالک کو مدارج عالیہ معرفت تک پہنچنے کیلئے درکار ہے۔

. . . .

معرفت حقانی کے عطا کرنے کے لئے تین دروازے قرآن شریف میں کھلے ہوئے ہیں ایک عقل یعنے خدا تعالیٰ کی ہستی اور خالقیت اور اسکی توحید اور قدرت اور رحم اور قیومی اور مجازات وغیرہ صفات کی شناخت کیلئے جہانتک علوم عقلیہ کا تعلق ہے استدلالی طریق کو کامل طور پر استعمال کیا ہے اور اس استدلال کے ضمن میں صناعت منطق و علم بلاغت و فصاحت و علوم طبعی و طبابت و ہیئت و ہندسہ و دقائق فلسفہ و طریق جدل و مناظرہ وغیرہ تمام علوم کو نہایت لطیف و موزون طور پر بیان کیا ہے جس سے اکثر دقیق مسائل کا پیچ کھلتا ہے۔ پس یہ طرز بیان جو فوق العادت ہے از قسم اعجاز عقلی ہے کیونکہ بڑے بڑے فیلسوف جنہوں نے منطق کو ایجاد کیا اور فلاسفی کے قواعد مرتب کئے اور بہت کچھ طبعی اور ہیئت میں کوشش و مغز زنی کی وہ بباعث نقصان عقل اپنے ان علوم سے اپنے دین کو مدد نہیں دے سکے اور نہ اپنی غلطیوں کی اصلاح کر سکے اور نہ اوروں کو فائدہ دینی پہونچا سکے بلکہ اکثر ان کے دہریہ اور ملحد اور ضعیف الایمان رہے اور جو بعض ان میں سے کسیقدر خدا تعالیٰ پر ایمان لائے انہوں نے ضلالت کو صداقت کے ساتھ ملا کر اور خبیث کو طیب کے ساتھ مخلوط کرکے راہ راست کو چھوڑ دیا پس یہ الٰہی عقل از قبیل خارق عادت ہے جس کے استدلال میں کوئی غلطی نہیں اور جس نے علوم مذکورہ سے ایک ایسی شائستہ خدمت لی ہے جو کبھی کسی انسان نے نہیں لی اور اس کے ثبوت کیلئے یہی کافی ہے کہ دلائل وجود باری عز اسمہ اور اسکی توحید و خالقیت وغیرہ صفات کمالیہ کے اثبات میں بیان قرآن شریف کا ایسا محیط و حاوی ہے جس سے بڑھکر ممکن ہی نہیں کہ کوئی انسان کوئی جدید برہان پیش کر سکے اگر کسیکو شک ہو تو وہ چند دلائل عقلی متعلق اثبات ہستی باری عز اسمہ یا اوس کی توحید یا اوس کی خالقیت یا کسی دوسری الٰہی صفت کے متعلق بطور امتحان پیش کرے تا بالمقابل قرآن شریف میں سے وہی دلائل

یا ان سے بڑھکر اس کو دکھلائے جاویں جسکو دکھلانے کے ہم آپ ہی ذمہ دار ہیں غرض یہ دعوے اور یہ تعریف قرآنی لاف و گزاف نہیں بلکہ حقیقت میں حق ہے اور کوئی شخص عقائد حقہ کے اثبات میں کوئی ایسی دلیل پیش نہیں کر سکتا جس کے پیش کرنے سے قرآن شریف غافل رہا ہو قرآن شریف بآواز بلند بیسیوں جگہ اپنے احاطہ تامہ کا دعوے پیش کرتا ہے چنانچہ بعض آیات ان میں سے اس ... میں درج بھی کر چکے ہیں سو اگر کوئی طالب حق آزمائش کا شائق ہو تو ہم اس کی تسلی کامل کرنے کیلئے مستعد اور طیار اور ذمہ دار ہیں مگر افسوس تو یہ ہے کہ اس پر غفلت اور لاپروائی اور بیقدری کے زمانہ میں ایسے لوگ بہت ہی تھوڑے ہیں جو صدق دل سے طالب حق ہو کر اس خاصیت عظمیٰ و معجزہ کبریٰ کی آزمائش چاہیں بلکہ وہ اسی میں اپنی سرخروئی سمجھ لیتے ہیں کہ بات کو سنتے ہی انکار کر دیں لیکن ظاہر ہے کہ صرف اس بات کے کہنے سے کہ ہم نہیں مانتے یا ہم اسکو خلاف عقل یا خلاف قانون قدرت سمجھتے ہیں امر متنازعہ فیہ انفصال نہیں پاتا اور صداقت پسندوں کا یہ طریق ہرگز نہیں۔

ایک شخص کو ایک امر متنازعہ فیہ کے اثبات کیلئے میدان میں کھڑے دیکھکر اور آوازیں دیتا اور بلاتے۔ منکر پھر اسکی طرف رخ نہ کریں اسے اور نگاہ نہ دیکھیں اور دور بیٹھے یونہی کہتے رہیں کہ اس کی سب باتیں جھوٹ اور بے اصل ہیں کیا یہ شیوہ کسی واقعی راستباز کا ہو سکتا ہے ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ دوسرا دروازہ معرفت الٰہی کا جو قرآن شریف میں نہایت وسیع طور پر کھلا ہوا ہے دقائق علمیہ ہیں جس کو بوجہ خارق عادت ہونے کے علمی اعجاز کہنا چاہیئے وہ علوم کئی قسم کے ہیں اول علم معارف دین یعنی جسقدر معارف عالیہ دین اور اسکی پاک صداقتیں ہیں اور جسقدر نکات و لطائف علم الٰہی ہیں جنکی اس دنیا میں تحصیل نفس کیلئے ضرورت ہے ایسا ہی جسقدر نفس امارہ کی بیماریاں اور اس کے جذبات اور اسکی دوری یا دائمی آفات ہیں یا جو کچھ ان کا علاج اور اصلاح کی تدبیریں ہیں اور جسقدر تزکیہ و تصفیہ نفس کے طریق ہیں اور جسقدر اخلاق فاضلہ کے انتہائی ظہور کی علامات و خواص لوازم ہیں یہ سب کچھ باستیفائے تام قرآن مجید میں بھرا ہوا ہے اور کوئی شخص ایسی صداقت یا ایسا نکتہ الٰہیہ یا ایسا طریق وصول الی اللہ یا کوئی ایسا نادر یا پاک طور مجاہدہ و پرستش الٰہی کا نکال نہیں سکتا جو اس پاک کلام میں درج نہ ہو دوسرے علم خواص روح و علم نفس ہے جو ایسے احاطہ تام سے اس کلام معجز نظام میں اندراج پایا ہے کہ جس غور کرنیوالے سمجھ سکتے ہیں کہ بجز قادر مطلق کے یہ کسی کا کام نہیں۔

مختصر نوٹ اور نکات

مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی متعلق جو یہ مشہور ہے۔ کہ وہ ایک عرصہ دراز تک غار میں مخفی رہے گا نا عاقبت اندیش اسکی اصل حقیقت کو نہیں پہچان سکے خلافت راشدہ کے واجب التکریم مصنف نے (رب اجزہ جزاء الاوفی) اس راز کو کھولا ہے اسطرح پر کہ اس غیوبت سے مراد یہ ہے کہ وہ ایک عرصہ تک قوم کی نگاہ سے مخفی اور غیر معروف رہیگا لیکن حواشی اور عوارض نے اس حقیقت کو چھپا دیا اور واقعہ صحیحہ کو فسانہ کا رنگ دیکر اسے یہ لباس پہنا دیا کہ اسے صدیوں تک غار میں چھپا دیا۔

فی الحقیقت یہ عقدہ جو اسطرح پر کھولا گیا ہے حضرت مہدی مسعود کی پاک لائف پر غور کرنے سے بھی صحیح معلوم ہوتا ہے اور آپ کے بعض الہامات بھی اسکے موید ہیں مثلاً **تخات ان تعان و تعرف بین الناس** سے صاف پایا جاتا ہے کہ ایک زمانہ آپ پر ایسا گذرا ہے کہ دنیا آپکے قدر و مرتبہ سے محض ناآشنا تھی۔ تب ہی تو خدا تعالےٰ فرماتا ہے اب وہ وقت آگیا ہے کہ تیری مدد کی جاوے اور تو اہل عالم میں شناخت کیا جاوے۔ اور اسی کا موید ایک اور الہام جس میں گویا زمین حضرت مسیح موعود کو خطاب کر کے کہتی ہے کہ اے ولی اللہ میں تجھے شناخت نکرتی تھی۔ غرض امام منتظر کے غائب رہنے کی یہی حقیقت ہے۔

یہہ غیوبت اور خفا حضرت مہدی مسعود ہی کے ساتھہ مخصوص نہیں بلکہ ہر ایک مرسل اور مامور کے حصہ میں آئی ہے۔ اور وہ اسطرح پر واقع ہوئی ہے کہ وہ مامور و مرسل ایک گمنامی کی حالت میں رہ کر اور کچھہ عرصہ تک دنیا کے فرزندوں سے کذاب مفتری اور ددکا نمار کہلا کر آخر خدا تعالےٰ کی نصرتوں اور تائیدوں کے مورد ہوتے پھر یک دفعہ بہت سے سعید انکی طرف رجوع لائے۔ اور زمین اُن کی گواہی کے لئے بول اوٹھی اور آسمان سے آوازیں آنی شروع ہوئیں کہ یہ خدا کے سچے **مہدی** اور خلیفہ ہیں۔

قرآن کریم میں **رب** اور **اللہ** اسموں کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے لکھا ہے۔

قرآن کریم میں تدبر کرنے والے جانتے ہیں کہ نبوت کی تربیت اور اسے کمال مطلوب تک پہنچانا خدا تعالےٰ کے اسم رب کا خاصہ ہے۔ اور جہاں جہاں خدا تعالےٰ نے ضرورت نبوت کی قرآن کریم میں بحث چھیڑی ہے دلیل میں اپنے اسم رب کو مذکور فرمایا ہے اس لئے کہ جیسے اس کی ربوبیت نے انسان کے عالم اجسام کے لئے زمین و آسمان اور ان کے درمیان کی اشیاء کو مسخر کیا اور خدمت میں لگا دیا ہے ویسے ہی اس کی ربوبیت نے تقاضا کیا کہ انسان کی روح کی تربیت کے لئے جو اصلی مقصود اور ابدی غیر فانی شے ہے اس کی تربیت کے مناسب حال سامان مہیا کرے سو اس کے لئے اس نے نبوت کا سلسلہ اس جہان میں قائم کیا۔ اور جہاں نبوت کے اعدا اور مخالفین کو مقابلہ سے ڈرانا چاہا اور ان کے بارہ میں خوفناک وعید بیان کرنے چاہے ہیں وہاں نبوت کی حمایت و دفاع میں اسم اللہ کو جو جامع جمیع صفات کاملہ ہے پیش کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نبوت کا اصلی مقصد توحید الوہیت کا قائم کرنا اور آلہہ باطلہ اور ہر قسم کے طواغیت کا ابطال کر کے خداوند تعالےٰ کے لئے معبودیت اور الوہیت کا یگانہ استحقاق اور لاشریک منصب مخصوص کرنا ہوتا ہے۔ تو جب عداوت اور خلاف اپنے ہتھیار لیکر اس کا استیصال کرنے پر آمادہ ہوں غیرت اور جوش بھی اسی کو آنا چاہئے جس کی خدمت کے لئے نبوت میدان میں نکلی ہے

ہے

یاد رکھو آخر یہ لوگ بہت شرمندگی کے ساتھہ اپنے منہ بند کر لیںگے اور بڑی ندامت اور ذلت کے ساتھہ تکفیر کے جوش سے دستکش ہو کر ایسے ٹھنڈے ہو جائینگے کہ جیسے کوئی بھڑکتی ہوئی آگ پر پانی ڈالدے لیکن انسان کی تمام قابلیت اور زیرکی اور عقلمندی اس میں ہے کہ سمجھانے سے پہلے سمجھے اور جتلانے سے پہلے بات کو پا جائے۔ اگر سخت مغز خواری کے بعد سمجھا تو کیا سمجھا بہتوں پر عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے کہ وہ کافر بنانے اور گالیاں دینے کے بعد پھر رجوع کرینگے اور بدظنی اور بدگمانی کے بعد پھر حسن ظن پیدا کرینگے مگر کہاں وہ پہلی بات اور کہاں یہ ؎

اکنوں ہزار عذر بیاری گناہ را
مرشوی کردہ رانبود زیب دختری

سو اے میری پیاری قوم! اسوقت کو غنیمت سمجھ یہہ تیرا گمان صحیح نہیں ہے کہ اس صدی کے سر پر آسمان و زمین کے خدا نے کوئی مجدد اپنی طرف سے نہ بھیجا بلکہ (معاذ اللہ) کافر اور دجال بھیجا تا زمین میں فساد پھیلائے۔ اے **قوم**! نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کا کچھہ لحاظ کر اور خدا سے ڈر اور نعمت کو رد مت کر ؎

عاقل نشو گر عاقلی دریاب گر صاحبدلی
شاید کہ نتواں یافتن دیگر چنیں ایام را

شرمناک اغواء

نہایت افسوس کے ساتھہ معلوم ہوا ہے کہ قادیان میں ایک ۔۔ نو جوان کشمیری نے ایک کنواری لڑکی قوم کشمیری کو جسکے والدین مر چکے ہیں اور وہ اپنے دوسرے رشتہ داروں کی نگرانی میں یہاں ہی رہتی تھی۔ اغوا کر لیا ہے۔ یہہ مقدمہ رائے بھورام صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر گورداسپور کی عدالت میں دائر ہو گیا ہے جو لڑکی کے نانے کی طرف سے کیا گیا ہے۔ قادیان کی کل کشمیری قوم اس شرمناک حرکت پر ناراض معلوم ہوتی ہے۔ لڑکی ابھی تک گم ہے معلوم نہیں اسے کہاں رکھا گیا ہے اس اغواء میں بعض عورتوں اور مردوں کی شمولیت بیان کی جاتی ہے۔ امید ہے عدالت سے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو کر رہے گا۔

(ایڈیٹر)

ایک آریہ کا قتل

فریدکوٹ کا سٹیشن ماسٹر قتل کیا گیا ہے جسکو آریہ اخباروں نے خوب رنگ دیا ہے ہم اسپر مفصل پھر لکھیں گے اسکے صحیح واقعات جو روزانہ پیسہ میں شایع ہوئے ہیں فی الحال درج کرتے ہیں۔

(ایڈیٹر)

بابو تلسی رام آریہ خیالات کا آدمی تھا۔ چند روز سے اوس نے اپنے ایک دو ہم خیالوں کے مشورہ سے فریدکوٹ میں آریاست کی اشاعت چاہی۔ آخر نے ایک دفعہ فیروزپور سے لیکچرار منگوایا۔ اوس کے لیکچر ہونے کے لئے اجازت ہونے کی محکمہ وزارت میں درخواست کی۔ وزیر صاحب نے اجازت دی لیکچر ہوے۔ لیکچرار چلا گیا اور وزیر صاحب کوہ کسولی تشریف لے گئے۔ تو ان دنوں ایک شخص مسمی ہرنام سنگھ لیکچرار کو لاہور یا کسی اور جگہ سے منگوا کر شہر میں بلا اجازت لیکچر شروع کرا دیئے۔ لیکچر ہوتے لگے۔ تو لیکچرار نے دوسرے مذاہب کے حق میں توہین آمیز کلمات استعمال کرنے شروع کئے۔ اس وجہ سے عام رعایا ناراض ہوئی کہ ایسے توہین آمیز لیکچر فریدکوٹ میں کبھی نہیں ہوے۔ اور اب بھی نہیں ہونے چاہئیں چنانچہ مدار المہام صاحب کے واپس آنے پر باشندگان شہر کیطرف سے یہ شکایت پیش ہوئی۔ جس پر حکم ہوا کہ آئیندہ لیکچر سوائے منظوری خاص ہز ہائینس بہادر نہ دیئے جائیں۔

۲۰۔ تاریخ کو اثناء لیکچر میں گوپی نامی جو تھوڑے عرصہ سے پٹیالہ سے آکر یہاں پان فروشی کی دوکان کرتا تھا۔ ہتک آمیز الفاظ نہ سن سکا۔ اور کہہ اوٹھا کہ میں اس کی تردید میں کل لیکچر دونگا۔ اس پر لیکچرار اور سٹیشن ماسٹر ناراض ہو گئے۔ ناراضگی کی نوبت یہاں تک پہونچی۔ کہ گوپی ۲۱۔ جولائی کو سٹیشن پر گیا۔ تو سٹیشن ماسٹر نے اوس سے دو چار ہو کر۔ اوس کو سخت زد و کوب کیا۔ گوپی سے ایک راضی نامہ پر انگوٹھے بھی لگوا لئے۔

شرابی اور مدہوش ہونے کا اقبال بھی راضی نامہ میں کسی دوسرے آدمی سے لکھوا لیا۔ جب وہ سٹیشن ماسٹر کے پنجہ سے نکلا۔ تو فی الفور اوس نے ریلوی پولیس اور ٹریفک افسروں کے پاس شکایتی تار اور عرضیاں بھیجیں ایک استغاثہ عدالت میں پیش کیا۔ کہ اوس کا ملاحظہ ڈاکٹر سے کرایا جائے۔ جو ڈاکٹر نے ملاحظہ کر کے لکھا۔ کہ وہ مدہوش اور نشہ خوردہ نہیں ہے مگر عدالت ریاست سے یہ وجہ بیان کر کے۔ کہ موقعہ واردات حدود ریاست سے باہر ہے۔ کوئی مزید کارروائی استغاثہ کی نہ کی۔ گوپی خاموش ہوا۔

مگر سٹیشن ماسٹر نے اوسکا پیچھا نہ چھوڑا۔ صدہا آدمیوں کے روبرو اوس کو ایسی فحش گالیاں دیں۔ کہ کوئی کمینہ سے کمینہ آدمی کو بھی نہیں دیتا۔ اسیطرح سٹیشن ماسٹر بازار میں آتے جاتے اوس کو دھمکاتا۔ اور اوسکا اشتعال زیادہ کرتا تھا۔ اوس کے برف کی ڈلیوری نہ کی۔ بلکہ سٹیشن پر نیلام کرا دی جس سے اوسکا زیادہ نقصان ہوا۔ اور اشتعال زیادہ بڑھا۔

اتفاقاً ۲۳۔ جولائی کو ۹ بجے رات کے گوپی دوکان پر بیٹھا تھا۔ سٹیشن ماسٹر نے اوس کے پاس سے گذرتے ہوئے اوس کو ڈنڈا دکھا کر دھمکایا۔ اسپر اوسکو غصہ آگیا۔ جب سٹیشن ماسٹر واپس آیا۔ تو آگے بڑھکر اول اوس کے چہرہ پر پسی ہوئی مرچوں کا برادہ پھینکا۔ وہ آنکھوں کو دامن قمیص یا کوٹ کو صاف کرنے لگا تو چاقو اوس کے پیٹ میں چبھو دیا جس سے اوس کے زخم معدہ اور جگر اور معدہ پر زخم کاری لگا۔ مجروح نے لاٹھی کا وار کیا۔ مگر خالی گیا گوپی سیدھا کوتوالی میں پہونچا اور کہا کہ میں بابو سے اپنا بدلہ لے آیا ہوں۔ پولیس نے اوسکو گرفتار کیا فی الفور موقعہ پر پہونچے۔ مجروح کو ہسپتال میں بھیجا ڈاکٹروں سے پوری امداد علاج کی پہنچائی۔ سول سرجن ریاست نے تندہی سے علاج شروع کیا۔ اور اہلکاران منتظم نے کامل تاکید سے تفتیش شروع ہونے کا حکم دیا۔ جا بجا اطلاعیں اور رپورٹیں بذریعہ ارجنٹ تاروں کے بھیجیں۔ ہوش آنے پر مجروح نے جو کچھہ بیان کیا تھا۔ اوس کے مطابق مقدمہ کی کارروائی چلائی۔ مجروح ۲۳۔ کی ۹ بجے شب سے ۲ بجے دوپہر ۲۴۔ تاریخ تک ۱۵ گھنٹہ فریدکوٹ کے ہسپتال میں رہا۔ ۲۔ بجے حسب خواہش اوس کے متعلق کے سٹیشن پر پہنچایا گیا۔ اور وہاں ۱۱ بجے رات تک رہا۔ بعدہ حسب تجویز صاحب سول سرجن فیروزپور مال گاڑی میں فیروزپور پہنچایا گیا۔ وہاں جاکر ۶ بجے شام تک زندہ زیر علاج رہا۔ ۶ بجے شام کے مر گیا سارے واقعہ کا یہ صحیح اور مختصر قصہ ہے۔ اس سے شور مچانے والے اخبارات کی بے خبری معلوم ہوتی ہے عدالت ریاست نے پولیس کی تفتیش کے بعد مجسٹریٹی تحقیقات باقاعدہ کر کے مقدمہ سپرد سشن کر دیا ہے۔ عدالت سشن فیصلہ کرے گی تو نتیجہ معلوم ہوگا لیکن بعض حلقوں میں یہ خبر گرم ہے کہ جن اخبارات نے غلط واقعات چھاپے ہیں۔ اور غلط اتہام لگائے ہیں اون پر مقدمہ چلایا جائے گا۔

(عمر

www.aaiil.org

جھوٹے نبی اور عیسائی

ایک مرتبہ ایک عیسائی صاحب نے لمنر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بذریعہ خط دریافت کیا تھا کہ آپ جو مسیح موعود ہونے کے مدعی ہیں تو وہ جو انجیل متی میں لکھا ہے کہ جھوٹے مسیح اور نبی آئیں گے ۔ وہ کون ہیں؟ اس سوال کا جواب شیخ الہ دین صاحب لودہانوی نے بھیجا ہوا تھا جو بعض وجوہات سے ابتک چھپ نہ سکا ۔ اسے فائدہ ناظرین کیلئے اب ہم درج کرتے ہیں ۔ ایڈیٹر

جناب مارکوئیس صاحب وہ جھوٹے نبی اور مسیح آپ کے بھائی بندوں اور بزرگوں عیسائیوں ہی میں سے ہوئے تھے شاید اور بھی ہوتے رہیں گے ۔ دیکھیے انجیل متی باب ۷ آیت ۱۵ جھوٹے نبیوں سے خبردار رہو جو تمہارے پاس بھیڑوں کے لباس میں آتے ہیں پر باطن میں پھاڑنے والے بھیڑیے ہیں ۔ پادری عماد الدین اپنی تفسیر انجیل متی خزانۃ الاسرار مطبوعہ ۱۸۷۵ء کے صفحہ ۱۰ سطر اول میں لکھتا ہے ۔ بھیڑیوں کے لباس میں ۔ بھیڑیں تو عیسائی لوگ ہیں یہ جھوٹے نبی بھی عیسائیوں کی صورت بنکر آویں گے یہ بڑی مصیبت ہے کہ دیکھنے گرد و بیشکل مخالف آتے تو ان سے بچنا آسان ہوتا پر وہ تو بشکل بھائی آویں گے اگرچہ باطن میں بھیڑیے ہیں تو بھی لباس بھائیوں کا رکھتے ہوں گے اور دل میں فریب ہوگا ۔ تو جناب مارکوئیس صاحب پادری عماد الدین کی تحریر سے صاف معلوم ہوگیا کہ وہ جھوٹے نبی خود عیسائیوں میں سے ہی ہوئے ہیں پھر اسی تفسیر کے صفحہ ۱۱۲ میں پادری عماد الدین لکھتا ہے کہ انجیل کی منادی اور وعظ کرنا گویا نبوت کرنا ہے ۔ مسیح فرماتا ہے کہ میرے نام سے نبوت کرنیوالے وہ ہوں گے نہ میری روح میں بلکہ اون کی زبان پر میرا نام تھا اور روح ان میں ابلیس کی تھی ۔

سبحان اللہ انجیل کے واعظوں کی کیا عمدہ تعریف ہو رہی ہے جن کا ایمان صرف زبانی اور اندر روح شیطانی اور اس پر طرہ یہ کہ منصب نبوت دیا جاتا ہے[1] ۔ اور انجیل متی باب ۲۴ آیت ۱۱ ۔ اور بہت جھوٹے نبی اٹھیں گے اور بہتوں کو گمراہ کریں گے اور بے دینی پھیل جانے سے بہتوں کی محبت ٹھنڈی ہو جائیگی پادری عماد الدین اپنی تفسیر انجیل متی کے صفحہ ۴۱۵ سطر ۹ میں لکھتا ہے دنیا فریبی لوگوں سے بھری ہوئی ہے نہ صرف باہر بلکہ کلیسیا میں یہ لوگ ہوتے ہیں ۔ جناب مارکوئیس صاحب خود فرمائیں کہ پادری عماد الدین کی زبانی بخوبی معلوم ہوگیا کہ دنیا فریبیوں سے بھری ہوئی ہے مگر بہ نسبت دنیا کے عیسائی احاطوں میں فریبی لوگ بکثرت ہیں اور یہ بات پادری عماد الدین کی نہایت ہی صحیح ہے کیونکہ ہمارا بھی یہی تجربہ ہے اور جناب پطرس حواری کی بھی یہی رائے تھی کہ وہ جھوٹے نبی عیسائیوں میں سے ہی ہوں گے ۔ دیکھو خط دوم پطرس باب ۲ آیت اول جیسے جھوٹے نبی اس قوم میں تھے یعنے یہود میں ویسے جھوٹے معلم تم میں بھی ہوں گے جو ہلاک کرنیوالی بدعتیں پوشیدہ میں نکالیں گے اور اس خداوند کا جس نے انہیں مول لیا انکار کریں گے اور آپکو جلدی ہلاک کریں گے اور بہتیرے ان کے فساد کی پیروی کریں گے جناب پطرس کی زبانی ثابت ہوگیا کہ جھوٹے نبی عیسائیوں میں سے ہی ہوئے ہیں اور حضرت یوحنا حواری کا فرمانا بھی مطابق جناب پطرس کے ہے ۔ دیکھو اول یوحنا باب ۲ آیت ۱۸ ۔ اے بچو یہ آخری زمانہ ہے اور جیسا تم نے سنا ہے کہ مسیح کا مخالف آتا ہے سو ابھی بہت سے مخالف ہوئے ہیں اس لئے ہم جانتے ہیں کہ یہ آخری زمانہ ہے وے ہم میں سے نکلے ۔ اور کتاب اعمال باب ۲۰ آیت ۲۹ میں پولوس کا قول یوں منقول ہے ۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ میرے جانے کے بعد پھاڑنے والے بھیڑیے تم میں آ دیں گے اور خود تم میں سے مرد اٹھیں گے جو الٹی باتیں کہیں گے کہ شاگردوں کو اپنی طرف کھینچ لیں ۔

پادری عماد الدین کتاب اعمال کی تفسیر تذکرۃ الابرار مطبوعہ ۱۸۷۹ء کے صفحہ ۱۸۵ سطر ۱۰ میں لکھتا ہے ۔ آخر کو تم میں سے یعنے افسیوں میں سے دیکھو ہمنا یوس اور سکندر افسیوں میں سے خبر آئے ہیں اول ٹھلاوس اور ٹھلاس ایک بدعتی ایسی جگہ سے نکلا تھا جس سے نقیلائی فرقہ نکلا مکاشفات باب ۲ آیت اول سے ۶ تک اور ایک شخص دلیطس بھی تھا اس جگہ کا دوم تمطاوس اور وہ قیامت کا منکر ہو بیٹھا تھا ہمناوس کے ساتھ ملکر اور ٹھلاس ورمیوکس بھی نکلے تھے جو پولوس سے پھر گئے تھے ۔ دوم تمطاوس ۔۔۔ دوسرا خط تمطاوس کا خاص افسیوں کو لکھا گیا تھا اور اسیطرح یوحنا رسول بھی افسس میں بیٹھا ہلاتا ہے کہ وے ہم میں سے اگر خاص افسیوں سے مراد ہے تو اوپر دکھلایا گیا کہ کیسے کیسے اور کون کون لوگ بدعتی وہاں سے نکلے اور جو لفظ تم میں سے خاص عیسائی جماعت پر اشارہ ہے تو یہ مطلب ہے کہ عیسائی بعضے بدعتی فرقے بھی نکلیں گے اور بعض شریر عیسائی اٹھیں گے ۔ چنانچہ ایسا آجتک دیکھتے ہیں کہ کلیسیائے ظاہر میں سے بعضے شریر اٹھتے ہیں اور بدعت نکالتے ہیں منہ سے بولتے ہیں کہ ہم خدا کے بڑے غیرت مند ہیں مگر وہ پھاڑنے والے بھیڑیے ہیں اور لوگ انہیں قبول کر لیتے ہیں اسلئے کہ وہ اندر سے ہیں اندر کا دشمن مشکل سے پہچانا جاتا ہے پر باہر کا دشمن دور سے نظر آتا ہے پر جو دشمن اندر سے اٹھتے ہیں ان سے زیادہ خوف ہے ۔ میں راقم اس کتاب کا کلیسیا کے اندرونی دشمنوں[2] سے اسقدر ستایا گیا ہوں کہ اتنا دکھ باہر کے دشمنوں سے میں نے نہیں پایا تب میں ان بے رحموں کی کیفیت سے زیادہ واقف ہوں انہیں ہرگز خدا کا خوف نہیں نہ کچھ پرواہ دین کے جلال کی ہے صرف پیٹ کے بندے ہیں اور دوسروں کو بھی پیٹ کا بندہ جانتے ہیں اور رات دن بیٹھے ہوئے بیکار منصوبے باندھا کرتے ہیں تو یوں کہتو ہیں یوں کہونگا میں اسطرف سے یہ آفت اٹھاؤنگا تو اسطرف سے یوں کر ڈالو بھائی افسوس اس فرقے کے لوگوں پر کہ کلیسیا میں پاکیزگی اور خوبی نہیں آنے دیتے اور بھائیوں کے دل خراب کرتے ہیں اور انہیں پراگندہ کرتے ہیں لباس دینداری کا ہے مگر چاہتے ہیں کہ دوسرے لوگ مسیح کے پاس سے چلے جاویں تو ہم خوب کلیسیوں میں حکومت کریں ۔ سب عیسائیوں کو اپنی طرف اسوقت دیکھنا چاہئے کہ آیا میں تو ایسا شخص نہیں ہوں ۔ اور کہنا چاہیئے کہ اے خداوند میں ہوں تب خداوند بتلا دیگا کہ تو نے خود کہا جناب مارکوئیس صاحب اب تو پادری عماد الدین ڈی ڈی کے بیان سے آپ کو اچھی طرح اور بخوبی معلوم ہوگیا کہ یہ شریر اور بدعتی لوگ جو انجیل کی منادی کرتے تھے اور وعظ کہلاتے تھے جن کے حق میں پادری عماد الدین اپنی تفسیر انجیل متی کے صفحہ ۱۱۲ میں فرما چکے ہیں کہ انجیل کی منادی اور وعظ کرنا گویا نبوت کرنا ہے ۔ مسیح فرماتا ہے کہ میرے نام سے نبوت کرنیوالے وہ ہوں گے میری روح کی سے نہیں بلکہ انکی زبان پر میرا نام تھا اور روح انمیں ابلیس کی تھی یہی شیطان مجسم انجیل منادی اور واعظ قدیم سے سچائی کے دشمن عیسائیوں میں ہی ہوئے ہیں خواہ ان کو جھوٹے نبی فرقہ عیسائیوں میں سے ہوئے ہیں اور زمانہ حواریوں میں یہ شریر بکثرت ہو گئے تھے چنانچہ انہیں کیطرف سیاں پولوس صاحب اشارہ کرکے فرما رہے ہیں دیکھو خط دوم قرنتھیوں باب ۱۱ آیت ۱۳ ۔

کیونکہ ایسے لوگ جھوٹے رسول دغاباز کارندے ہیں جو اپنی صورتوں کو مسیح کے رسولوں سے بدل ڈالتے ہیں ۔

کیوں حضرت مارکوئیس صاحب مسیح کے رسولوں کے زمانے میں جب جھوٹے رسولوں نے اپنی صورت و شکل مسیح کے رسولوں سے بعینہ مشابہ بنالی ہوگی تو عام بندگان خدا کو ضرور دھوکہ لگا ہوگا اور اس فریب اور دھوکہ میں آنکر لوگوں نے ان فریبیوں اور شکل و صورت تبدیل کرنیوالوں کو ازراہ غلطی اہل رسول خیال کر لیا ہو تو جائے تعجب کیا ہے اور ان دغاباز اور جھوٹے رسولوں نے مؤلفین اناجیل کیطرح انجیلیں بھی لکھی ہوں تو ممکن ہے اور وہ انجیلیں پھیل بھی گئی ہوں اور شاید ہو سکتا ہے یہی انجیلیں جو عیسائی لئے پھرتے ہیں وہی ہوں کیونکہ انجیلوں کا شمار قریباً سو تک ہو گیا ہے ۔ اب اناجیل مروجہ حال اور دیگر انجیلوں میں مابہ الامتیاز کی صورت نہیں دل میں احتمال پیدا ہو گیا اور جہاں احتمال ہوگا وہاں یقین ہونا غیر ممکن ہے اور ہم تو مؤلفین اناجیل کو بھی جھوٹے نبی جانتے ہیں کیونکہ انہیں علامات نبوت و پیغمبری مقرر کردہ فورمن صاحب مندرجہ کتاب تیغ و سپر عیسوی مطبوعہ ۱۸۷۵ء کے صفحہ ۳ یعنے معجزہ و پیشگوئی اور نیک چال چلن اور عمدہ کتب تعلیم ان چاروں شرائط کا ثبوت مؤلفین اناجیل میں بالکل پایا نہیں جاتا ۔ اگر کوئی مرد میدان عیسائی ثبوت دے سکتا ہے تو بسم اللہ کرکے اول جناب متی صاحب سے شروع کردے اور نمبروار کل مؤلفین اناجیل میں شرائط چہارگانہ کا ثبوت دے ورنہ بدون ثبوت نبوت و پیغمبری انکو جھوٹے نبی خیال کرے ۔

الراقم

یکے از خادمان مسیح موعود علیہ السلام ۔

ضروری اطلاع

خط و کتابت کرنیوالے اصحاب باوجود بار بار فہمائش کرنے کے نمبر چٹ تحریر کرنے میں تساہل کر جاتے ہیں جس سے تعمیل میں وقت پیش آتی ہے اور جواب نہیں دیا جاتا ۔

(منیجر)

---

[1] انہیں انجیلی واعظوں کو اصلاح انجیل میں جھوٹے نبی کہا گیا ہے ۔

[2] یہ اندرونی دشمنوں کا اشارہ پادری صاحب کا ان عیسائیوں کیطرف ہے جنہوں نے آپکی کتاب ہدایت المسلمین کو اشیائی گرین سے نسبت دی ہے اور خاص آپکے تثلیثی عقیدہ پر تمسخر کیا ہے ۔ دیکھو اظہار عیسوی کے ریمارک ۴۳

[3] دیکھو رسالہ ۱۸۹۳ ۲۳/۱۳

حکیم الامت کا وعظ عورتون کو

(۱۴ جولائی سنہ ۱۹۴۰ء بعد عصر)

یا ایہا النبی قل لازواجک ان کنتن تردن الحیوۃ الدنیا وزینتہا فتعالین امتعکن واسرحکن سراحا جمیلا۔ الآیۃ۔

یہ آیتین قرآن شریف کے ۲۱ پارہ کے اخیر اور ۲۲ کے ابتدا کی ہین انمین خدا نے ایک گہر والون کو وعظ فرمایا ہے اس گہر اور اس واعظ کا وعظ اور جن بی بیون سے اوس واعظ کا تعلق ہے اس کا ذکر فرمایا ہے اس سے میری غرض یہ ہے کہ واعظ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہے اور وہ وہ گرامی ذات ہے جس کے لئے دنیا کو یہ حکم ہوا کہ۔ ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ کہ اگر تم کو یہ منظور ہے کہ خدا کے محبوب بنو تو اسکی اتباع کرو۔

جب انسان کسی کا پیارا بنتا ہے تو پیار کرنیوالا اپنے پیارے کی تکلیف کو پسند نہین کرتا۔ اگر کسی غلطی کیوجہ سے وہ کسی تکلیف مین ہو تو اس کی تکالیف کو دور کرتا ہے۔ مگر کچہ ایسے بہی ہوتے ہین کہ محبوب کی تکلیف دیکہتے اور اس کو دور نہیں کر سکتے۔ اس لئے کہ اونمین طاقت دور کرنے کی نہین ہوتی مگر خدا تو کامل قدرت اور کامل علم والا ہے۔ پس خدا نے فرمایا کہ اگر تم کو مجہ سے تعلق ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرو پہر تم میرے محبوب بنجاؤگے۔ جب تم اس کے محبوب بنجاؤگے تو ہر ایک قسم کے سامان تمہارے لئے اللہ تعالے مہیا کرے گا پس اللہ تعالے نے اس پاک بندے سے گہر مین وعظ کروایا اس لئے کہ ہم اوس پر عمل کرکے فضل اور ابدی آرام حاصل کرین۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے وعظ کیا اور اپنی بی بیون کو سنایا وہ بی بیان کیسی تہین الطیبات للطیبین۔ الآیۃ۔

پس ان بیبیون کو وعظ سنایا۔

ہم کو اتباع کا حکم ہے۔ اس لئے یہ وعظ مجہکو دو طرح سنانے کیلئے مامور کیا جاتا ہے پہلے رسول اللہ کے اتباع کا حکم دوسرے اوس سچے اور حقیقی نائب اور خدا کے پاک بندے نے حکم دیا ہے کہ مین تم کو وعظ سناؤن۔

اب بتاتا ہون کہ رسول اللہ صلعم نے کیا وعظ کیا اور کیا وہ وعظ خود کیا یا خدا کے ارادے کیا۔ اسمین خدا کا ارشاد بہی تہا کہ وعظ سناؤ اس سے ہم کیا فائدہ اٹہا مین۔ سنین اور سنائین اور اس کے اغراض پر غور کرکے عمل کرین۔

آجکل دنیا مین ایک بیماری ہے نہ صرف عورتون مین بلکہ مردون مین بہی کہ جب ہم کسی راستباز کے اعمال احکام اور چال چلن بیان کرتے مین تو اکثر وقت بہت لوگ شدید الغلو سے کہدیتے ہین کہ یہ کام ہم سے نہین ہو سکتا نہ ہم رسول ہین نہ رسول کی بی بی میرے نزدیک یہ کہنا کفر ہے اور خدا پر بہی الزام آتا ہے۔ اس لئے کہ اگر ہم سے ان احکام کا نباہ نہین ہو سکتا۔ تو کیا خدا نے کوئی لغو حکم دیا ہے پہر جب خدا نے نبی کی اتباع کا حکم دیا ہے۔ جبکہ ہم وہ کام کر ہی نہین سکتے۔ تو ہمین اون کی اتباع کا حکم کیون ملا۔ میرا ایمان ہے کہ جن احکام کا ملنا خدا نے ہمکو بتایا ہے ہم ضرور کر سکتے ہین۔ اور جن سے روکا ہے اس سے ہم رک سکتے ہین۔ پس مین یقین کرتا ہون کہ خدا نے جو حکم دیئے ہین انکو ہم کر سکتے اور اس کے موانعات سے ہم رک سکتے ہین۔

رسول صلعم اور آپ کی بیبیان جب مدینہ مین تشریف لائے۔ تو مدینہ مین کوئی مکان۔ باغ۔ زراعت یا تجارت کا سامان نہ تہا اور سب کو ایک گونہ تکلیف تہی۔ اور وہ اس قسم کی تکلیف نہ تہی جیسے آجکل لوگون کو لنگر سے کہانا ملتا اور مہمانخانہ مین چارپائی ملتی۔ بلکہ اس وقت ان چیزون مین سے کچہ بہی نہ ملتا تہا۔

پہر ایک شریر قوم یہود نے آنحضرت سے سخت چہیڑ کی یعنے دس ہزار آدمی کو باہر سے چڑہا کر لائے اور اندر سے خود تباہ کرنا چاہا۔ مگر خدا نے اون باہر والون کو بہگا دیا اور یہود کو اس پاداش مین ہلاک کیا۔ اور ان کے کل اموال آنحضرت کے سپرد کئے۔ اس پر کمزور طبائع کی عورتون کو خیال آیا کہ اب ہمین آسائش ہو جاویگی اس پر یہ حکم آیا کہ اے نبی اپنے گہر والون سے کہدو کہ اگر تمہارا اصل منشا دنیا والی زندگی اور اسکی زیب و زینت کا خیال ہے تو آؤ ہم تمہین کچہ دیکر علیحدہ کر دیتے ہین۔ اور اگر یہ منشا ہے کہ خدا راضی ہو اس کا رسول راضی ہو۔ آئندہ سکہ پاؤ۔ تو یاد رکہو کہ خدا کسی کا اجر ضائع نہین کرتا۔ اے نبی کی بیبیو اگر تم مین سے کوئی بدی کا ارتکاب کرے گی تو اسکو دوہرا عذاب ملیگا اور یہ بات خدا پر آسان ہے اور جو کوئی تم مین سے خدا اور رسول کی اطاعت کریگی اور عمل صالح کریگی دوگنا اجر دینگے۔ اے نبی کی بیبیو کیا تم عام عورتون کیطرح ہو نہین۔ جبکہ تم نے متقی بننے کا ارادہ کیا ہے تو کوئی ایسی بات نہ کرنا کہ جسمین کسی شریر کا لحاظ پایا جاوے۔ اور ایسی بات کہو جو بہلی اور پسندیدہ ہو۔ اور اپنے گہرون مین بیٹہی رہو اگلے جاہلون کیطرح باہر نہ نکلا کرو۔ اور درست رکہو نماز کو اور ادا کرو زکوٰۃ کو اور اطاعت کرو خدا اور رسول کی تحقیق ارادہ کر لیا ہے خدا نے یہ کہ دور کردے تم سے ہر قسم کی ناپاکی۔ اے گہر والو۔ اور تمہین پاک کرے۔

اب غور کرو یہ نبی کی بیبیون کا حکم ہے تم مین اگر ہماری ام المومنین ہین۔ تو حکم کیلئے ان کیلئے ہے۔ کہ تمہارے لئے دنیا اور اوسکی زینت کا ارادہ کرنا۔ خدا کا منشا نہین جب وہ خدا اور رسول اور یوم آخرۃ کا ارادہ کرین گی تو خدا اونہ ضائع نہ کرے گا۔ اور اگر تم سے کوئی غلطی ہوگی تو دوہرا عذاب ہوگا کیونکہ ان کے چال چلن کا اثر دوسری عورتون پر پڑے گا۔ اگر وہ اپنے خاوند کے حالات پر غور نہ کرینگی اپنا نیک نمونہ دوسری عورتون کو نہ دکہاوین گی تو بہت برا جواب دہ ہونا پڑیگا۔ خدا کا منشا ان کیلئے بہی وہی ہے جو رسول اللہ کی بیبیون کیلئے تہا۔

اب جسقدر بیبیان انکے ماتحت ہین۔ لازمی ہے کہ وہ ان کا نمونہ اختیار کرینگی۔ ہماری ایک چہوٹی سی بچی ہے وہ عقل نہین رکہتی پر ہمین دیکہکر کاغذ قلم۔ دوات سے لکیرین ڈالتی رہتی ہے پس جبکہ انسان کی جبلت اسطرح پر واقع ہوئی ہے تو عورتین بہی نمونہ کی محتاج ہین۔ بہت سی عورتین باہر سے آتین۔ اگر وہ وہی نمونہ یہان آکر بہی دیکہین جو ان کے اپنے دنیاوی گہرون مین ہے تو پہر وہ سست اور کاہل ہو جاوینگی۔ پہر اگر یہان چستی اور نیکی اور دینداری کا نمونہ دیکہین گی تو خود بخود نمونہ بنین گی۔

پہر آپ کا چال چلن ایسا ہو کہ دوسری عورتین اسے دیکہکر نیکی کا نمونہ بنین۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گہر کا ایک نمونہ صرف ایک نمونہ سناتا ہون وہ ایک ایسی بی بی کا ذکر ہے کہ حقیقت مین ہماری ام المومنین کی مان تہی۔ سچا تقوےٰ انسان حاصل کر ہی نہین سکتا جبتک نکاح سے لباس حاصل نہ کرے کیونکہ بہت سے تعلقات اور نرمیان اور اغماض اس رشتہ سے کرنے پڑتے ہین مینے ایک حدیث مین پڑہا ہے کہ یہ بطال لوگ جنکا کوئی رشتہ بی بی۔ بچہ نہین بڑے ناقابل اعتبار ہین۔

پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت کے وقت پہلے پہل جب اپنا دعوے اظہار کیا وہ آپکی بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا تہین۔ ساتہ ہی اس بی بی کو یہ بہی کہا کہ مین مامور ہوا ہون اسلئے اپنی جان کا بہی مجہے ڈر ہے۔ یہ نمونہ تعجب انگیز نہین۔ اسوقت ہمارے مرشد و مولا بہی تن تنہا ہین۔ ہندو۔ سکہہ۔ آریہ۔ عیسائی۔ شیعہ وغیرہ وغیرہ کل قومین دشمن رشتہدار دشمن۔ سر پر باپ موجود نہین۔ غرض اندرونی بیرونی دنیا دشمن ہو رہی ہے۔ پر خدا کے بغیر ان اصلی حفاظت کر سکتا ہے۔ ہم دیکہتے ہین۔ کہ مین خود ابہی تک اس حد تک نہین پہونچا جسے مین چاہتا ہون۔ مین نے اس کی پاک زبان سے سنا ہے کہ مین ایک ایسے جنگل مین جانا چاہتا ہون جسکی راہ مین لوہے کے کانٹے ہین پہلے ہم بظاہر دیکہتے ہین کہ ہمین کوئی دشواری نظر نہین آتی۔ مجہکو جہان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلےٰ محبت ہے وہان اس بی بی سے بہی اسیطرح کی محبت ہے۔

اس بی بی نے اس وقت آنحضرت کو کیا جواب دیا اور کیسا پاک اور پیارا جواب دیا جو بخاری مین درج ہے۔ کہ میری روح آپ پر قربان ہوگئی ہے فرمایا۔ کلا واللہ۔

نہین حضور ہرگز نہین ہو سکتا۔ خدا کی قسم خدا آپ کو کبہی ذلیل نہین کرے گا۔ آپ تو رحم کا بڑا بہاری لحاظ کرتے ہین۔ پس رحم کے لحاظ سے بیوی کے رشتہ دارون سے محبت کیجاتی ہے جو شخص ایسا لحاظ کرتا ہے پیارے خاوند وہ ذلیل نہین ہوتا۔

پس تم بہی رشتہ دارون سے خاص پیار اور محبت کرو کہ خدا ذلت سے بچاوے۔

آپ تو دکہیارون کے دکہ اٹہاتے ہو اور دکہیون اور رشتہ کے ماندون کی مدد کرنیوالا خدا کے حضور ذلیل نہین ہوتا۔

پہر آپ کے حضور جو لوگ آتے ہین وہ وہ چیز پاتے ہین۔ جو جہان میں انکو میسر نہین آسکتی یعنے خدا کے قرب کی راہین آپ سے ملتی ہین۔ اور آپ سچ بولتے ہین۔ اور مصیبتون کے وقت آپ ہمیشہ لوگون کے شریک ہوتے ہین اسیطرح کے لوگ کبہی ذلیل نہین ہوتے۔

پس یہ ایسی باتین ہین کہ جو سچ طور پر رسول کی رسالت کو ثابت کرتی ہین۔ یہ کلمہ اوس بی بی کے منہ سے نکلا ہوا ہے اور ان ہزار لوگون کیواسطے راہ ہدایت ہوا جب لوگ دیکہتے کہ پندرہ برس کی تجربہ کار بی بی ایسے الفاظ کہتی ہے تو سوائے ماننے کے اور کیا کہہ سکتے۔

اسی قسم کا پاک نمونہ ہونے کیلئے خدا نے ان آیات مین آگاہ کیا ہے۔ کہ جو عورتین رسول کے گہر مین رہتی ہین۔ خواہ گنہگار ہون یا اصیل ہون۔ خدا تمہارے لئے چاہتا کہ تمہارا اصل ارادہ زینت دنیا نہو بلکہ خدا اور رسول کی اتباع اور آخرت کی بہلائی ہو۔

تمہاری غلطی دوہری غلطی نہ ہو۔ کیونکہ غلط کار اپنی غلطی کا آپ ہی پہل اٹہاتا تہا۔ پس جسکی غلطی دیکہکر دوسرون نے اثر پذیر ہوتا ہے۔ اس کو دو غلطیون کا پہل ملیگا۔ اسیطرح تمہارے لئے نیکی کے عوض مین اجر بہی دوہرا ہے۔ مثلاً اگر ہمارا چال چلن برا ہے تو ہم اول تو خدا کا گناہ کرتے ہین۔ دوسرا اپنے امام پر الزام لگاتے ہین کہ اس کے ہمنشینون کے اعمال ایسے ہین تو خود اس کے کیسے ہون گے۔

پس تم بہی دوہری جواب دہ ہوگی اول اپنی ذات مین۔ دوسرے وہ نقص بہی تمہارے ذمہ ہے جو تم کو دیکہکر دوسری عورتون نے تمہاری اتباع کا نمونہ گہڑا۔

خدا کی اتباع کرو تاکہ خدا تمہارے کل ولد ہر دور کرے اور تم پر اپنی مہربانی کرے۔

واعظ باتین تو بہت کرتا ہے۔ پر مین دیکہتا ہون کہ واعظ کو مشکلات بہی بہت ہین۔ مین بچپن سے وعظ کرنیکا عادی ہون۔ پر مجہے بہت تجربہ ہوا ہے کہ واعظ کو وعظ مین بڑی بڑی دقتین پیش آتی ہین۔ اگر واعظ صرف یہی بات کرے نیکی عمدہ چیز اور بدی بری چیز ہے۔ تو پہر یہ تو ہر ایک فرد

بلکہ بُرا بھی جانتا ہے۔ اس کے بیان کی حاجت کیا ہے۔ مگر واعظ کو ہمیشہ تفسیر میں دقت ہوا کرتی ہے۔ اول کوئی شخص ان بداعمالیوں اور بیماریوں میں مبتلا ہے جو واعظ بیان کر رہا ہے پر وہ سمجھتا کہ واعظ مجھکو برسر عام بدنام کر رہا ہے اور واعظ سے بدظن ہو جاتا ہے۔ یاد رکھو کہ ایسا ظن بُری چیز ہے۔ ہاں واعظ کو بھی اسمیں دقت ضرور ہے کیونکہ اگر کہولکر ان بیماریوں کا ذکر کرے تو لوگ سمجھتے کہ ہمیں طعنہ دے رہا ہے۔ اگر چپ رہے تو وعظ کیا ہوا۔ پس بیبیوں کو اس بات سے بھی آگاہ رہنا چاہیئے کہ اگر میں بیان میں کسی ایسی بیماری کا ذکر کروں جو کسی کے اندر موجود ہو تو وہ یہ بدظنی نہ کرے کہ میں اس کو بدنام کرنا چاہتا ہوں یا اس کو طعنہ دے رہا ہوں۔

میں تمہارے گھر کو قابل عزت سمجھتا ہوں اور اس پر جان و مال قربان کرنے کو طیار ہوں اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ بالکل سچ ہے اگر اب بھی تم ایسے الزام لگاؤ تو میں بری ہوں تیسری غلطی یہ ہے کہ انسان کمزوری سے انسان دوسرے کی غلطی دیکھکر بدظن ہو جاتا ہے۔ مگر خدا کے نزدیک ترازو ہے جس کے لئے فرمایا۔ من ثقلت موازینه فهو فی عیشة الراضیة - پس میری طبیعت میں خدا تعالیٰ نے یہ بات رکھدی ہے کہ انسان کے بہت سارے اعمال صالح پر نظر ڈالا کرتا ہوں۔ کیونکہ خدا نے فرمایا ہے۔ خلطوا عملا صالحا واخر سیئا۔

پس جب ہم کسی بدی یا بیماری کی تفسیر کرتے ہیں تو یہ ارادہ نہیں ہوتا کہ کسی کو نشانہ بناویں بلکہ اس لئے کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کوئی ایسی تحریک پیدا کر دے کہ ان کے اندر سے بیماری دور ہو جائے پس میں عورتوں کی بیماریوں کا ذکر کروں گا کیونکہ مجھکو گول بات پسند نہیں ہوتی۔

(۱) عورتوں کی عادت بددعا کی ہوتی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ہوشیار عورت نے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ جو فرماتے ہیں کہ جہنم میں عورتیں بہت جاویں گی اسکی کیا وجہ ہے فرمایا اس لئے کہ تم بڑی لعنت دینے والی قوم اور خاوند کی کافر ہو۔ ایک انسان تمام عمر تمہارے ساتھ نیکی سے گذار دے پھر ایک دن کی تکلیف سے تم کہدیتی ہو کہ میں نے تم سے کبھی سکھ نہیں پایا۔ اسیطرح اولاد۔ جان۔ مال کو بددعا دیتی ہیں پر ایک وقت ایسی ہوا آتی کہ وہی دعا قبول ہو جاتی۔ جریج نام ایک شخص کو ماں نے نماز میں بلایا اور اس نے تین دفعہ بلایا۔ انہوں نے ماں کو تو کچھ جواب نہ دیا پر نماز میں دعا کی کہ خدایا ان صلوات و امی مگر اس عورت نے کہا خدایا یہ بڑا نیک بنا پھرتا ہے اسکو موت نہ آوے جبتک کنچنی کا منہ نہ دیکھے۔ چنانچہ ایک فاحشہ نے اس کو بدی کیلئے بلایا اس نے انکار کیا مگر اوس نے انکار کیا مگر اس کو کسی اور جگہ سے حمل ہو گیا۔ جب بچہ پیدا ہوا تو عورت نے اوسپر منسوب کیا لوگوں نے اس کو مارا مگر اس بچے نے اسکی بریت کی شہادت دی پس بیبیوں کو چاہیئے ایسی باتوں میں خوب احتیاط سے کام لیں۔

ایک بی بی کے پاس سے ایک امیر گذرا۔ بچہ کو وہ دودھ پلا رہی تھی کہا خدایا میرا بچہ بھی ایسا ہی امیر ہو مگر اس بچے نے کہا خدایا میں ایسا بننا نہیں چاہتا۔ پھر ایک پٹتی ہوئی عورت گذری تو اس بی بی نے کہا کہ خدایا میرے بچہ کو ایسا نہ کریو۔ اس بچے نے کہا کہ خدایا مجھے ضرور ایسا کریو۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ وہ امیر ظالم تھا اور وہ عورت نیک تھی۔

(۲) عیب عورتوں میں تمسخر کا ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنی زبان قابو میں رکھو۔ صحابہ نے عرض کیا۔ کیا ہم زبان سے ہی پکڑے جاویں گے۔ فرمایا زبان دوزخ میں اوندھا گرا دیتی ہے۔ ہنسی ٹھٹھے میں یہ قاعدہ ہے کہ انسان دوسرے کو حقیر سمجھتا ہے ابلیس کا گناہ تھا یہی کہ انا خیر منه۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ ایک دوسرے پر ٹھٹھا نہ کرو ممکن ہے کہ وہی تم سے اچھا ہو۔ زبان کو قابو میں رکھنا بڑی خوبی کی بات ہے انسان زبان سے ہی مسلمان اور زبان ہی سے کافر بنتا ہے۔ اور اسی سے مومن اور اسی سے منافق بنتا ہے

(۳) تیسری بات ہماری پاک کتاب میں سورہ نور ہے۔ تم میں جو پڑھی ہوئی ہیں وہ پڑھکر عمل کریں اور جو پڑھنا نہیں جانتیں وہ دوسروں سے سنکر عمل کریں۔ اس فضل سے پہلے جو خدا نے مجھپر مرزا صاحب کے تعلق سے کیا ہے۔ میرا مولا پہلے بھی مجھپر بڑے بڑے فضل کرتا رہا ہے جنمیں سے ایک یہ فضل تھا کہ میں شاہ عبدالغنی صاحب کا مرید تھا۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ اہل ہند نے سورہ نور پر عمل ترک کر دیا ہے بلکہ اپنے لئے اسکو منسوخ ہی سمجھ لیا ہے۔ پس تم اسپر ضرور غور کرو اوسمیں سب سے پہلے زنا کی مذمت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر ایک عضو زنا کرتا ہے پس انسان ہر ایک عضو کا نگہبان بنے۔

خدا تعالیٰ نے اس سورت شریف میں فرمایا ہے کہ زانیہ کی سزا کے وقت نیک لوگ موجود ہوں اور اس پر رحم قریب بھی نہ آوے۔ وہاں حضرت صدیقہ کا ذکر فرمایا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی ایک کنواری بی بی ہیں۔ ان کا درجہ میرے نزدیک حضرت خدیجہ سے کچھ بھی کم نہیں۔ میں تم کو ایک نمونہ سناتا ہوں۔ یہ ایک ایسی ذہین لڑکی۔ اور نبی کریم کے چال چلن پر گہری نظر کرنیوالی بی بی ہے کہ عقل حیران ہو جاتی ہے اسکا ایک ایک لفظ معرفت کا بھرا ہوا اور جامع ہے کسی صحابی نے اس بی بی سے پوچھا کہ آنحضرت تہجد کسطرح پڑھتے تھے۔ فرمایا کیا تو نے قرآن نہیں پڑھا ایک شخص نے اس بی بی سے آنحضرت کی سوانح عمری دریافت کی فرمایا کان خلقه القرآن۔ یعنے قرآن اگر کوئی قول ہے تو نبی کریم اس کا عامل ہے دیکھو ایک لفظ میں نقشہ کھینچ دیا ہے۔

اس بی بی نے امت پر بڑا احسان کیا ہے۔ حضرت عمرؓ جیسے جلال والے انسان کا مقابلہ قرآن کریم سے ہی کرتی تھی۔

اس بی بی پر لوگوں نے اتہام لگایا تھا۔ ان کے گلے میں ایک ہار تھا۔ کس چیز کا۔ سلیمانی منکے اور کچھ لونگ اوس میں پروئے ہوئے تھے وہ لشکر سے باہر پاخانہ پھرنے کو گئیں تو وہاں ہار ٹوٹ پڑا اس کو چننے لگیں۔ یہ نو برس کی بیاہی گئیں اور ۱۸ برس کی بیوہ بھی ہو گئیں تھیں اور ۶۳ برس کی عمر میں فوت ہو گئیں تھیں اس عرصہ میں مسلمانوں نے بہت انقلاب دیکھے چونکہ بہت ہلکی پھلکی تھیں ساربانوں نے ان کا ڈولا اونٹ پر کسدیا اور جلدی سے کسکو معلوم نہ ہوا کہ آپ اوسمیں نہیں ہیں۔ جب یہ جنگل سے واپس اس مقام پر آئیں تو دیکھا کہ قافلہ چلا گیا ہے جوانی کے ایام تھے۔ نیند نے غلبہ کیا اور سو گئیں۔

ایک شخص ہمیشہ لشکر میں پیچھے رہتا ہے کہ گری پڑی چیز اٹھالاوے چنانچہ صفوان صحابی اس کام پر مامور تھا۔ جب اس نے دور سے بی بی کو پڑا ہوا دیکھا تو سمجھا کہ کوئی عورت فوت ہو گئی ہے اور یہیں چھوڑ کر قافلہ چلا گیا ہے۔ اور زور سے انا للہ پڑھا۔ آواز سنکر آپ جاگ اٹھیں۔ پھر صفوان نے ان کو اونٹ پر سوار کیا اور خود آگے آگے ہوا اور وہ پھر لشکر میں لیکر پہنچا لیکن بہت سارے شریر اور بدگمان لوگوں نے کہا کہ شاید کسی بدی کی وجہ سے بی بی پیچھے رہ گئی ہیں۔ جب یہ خبر آنحضرت کو پہنچی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان دنوں بیمار تھیں ان دنوں گھروں میں پاخانہ نہیں ہوتا تھا ایک روز آپ باہر پاخانہ کو گئیں تو ایک بڑھیا ساتھ تھی ساتھ والی بڑھیا راستہ میں گر پڑی (عورتیں بات دل میں نہیں رکھ سکتیں) گرکر اپنے بیٹے کو سخت گالی نکالی۔ بی بی نے منع کیا۔ غرض تین دفعہ اسیطرح کیا اور تین دفعہ بی بی نے منع کیا۔ تو کہنے لگی کہ تجھے خبر نہیں۔ تجھپر لوگوں نے بہتان لگائی ہے۔ اور اسمیں میرا بچہ بھی شریک ہے۔ اسلئے اسکو گالی دیتی ہوں۔ پس صدیقہ اسیدن اپنے میکے میں چلی آئی۔ ایک مہینے کے بعد آنحضرت ان کے پاس آئے اور کہا عائشہ اگر تجھسے غلطی ہوئی ہے تو توبہ استغفار کر اگر نہیں ہوئی تو خدا تعالیٰ مجھے وحی سے آگاہ کر دیگا اس سے معلوم ہوا کہ یہ لوگ غیب کی کنجیاں اپنے ہاتھ میں نہیں رکھتے بہت لوگ ان کو خدا کا ایجنٹ سمجھتے ہیں یاد رکھو کہ خدا بڑا بادشاہ ہے۔ کل انبیاء۔ اولیاء۔ مرسل۔ اوس کی قوت کے نیچے رہتے ہیں اور جس کو وہ چاہتا ہے اس کو اطلاع دیتا ہے۔

پھر اللہ تعالےٰ نے قرآن کی آیات نازل کیں اور اسی بی بی کا پاک اور مطہر ہونا بتلایا۔ فرمایا۔ لولا اذ سمعتموه ظن المومنون والمومنات بانفسهم خیرا۔ الآخرہ۔

جب عائشہ رضی اللہ عنہا کے حق میں تم لوگوں نے بُرا فقرہ سنا تھا تو نیک گمانی سے کیوں کام نہ لیا پس میں تمہیں یہی فقرہ سنانا چاہتا ہوں کہ نیک گمانی سے کام لیا کرو۔ خدا فرماتا ہے کہ کیوں تم نے ایسی باتیں سنکر نہ کہدیا کہ ہمیں ایسی بات کہنا مناسب نہیں۔ پس یہ عیب مردوں میں بھی ہے پھر عورتیں اسپر بڑے بڑے منصوبہ باندھتی ہیں۔ اور اس پر بڑے بڑے حکایات چلاتی ہیں۔ پس خدا نے اس سے منع کیا ہے اس سورہ شریف میں ایک اور حکم فرمایا ہے الخبیثات للخبیثین۔ والخبیثون للخبیثات الآیۃ یعنے اچھوں کیلئے بیبیاں بھی اچھی ہوتی ہیں اس کے واسطے بُرے کلمات نہ نکالو۔

پھر فرمایا یہ کہدو۔ قل للمومنات یغضضن من ابصارهن۔ الآیۃ کہ اپنی آنکھیں نیچے رکھیں شرمگاہوں کو محفوظ رکھیں اور اپنی زینت کو نہ دکھاویں سوائے خاوندوں اور باپوں وغیرہ کے اور سوائے اپنی خاص عورتوں کے۔ اس پر بھی مجھے حیرت ہے کہ بہت کم عمل ہے۔ بہت سی عورتوں سے بھی پردہ لازم ہے۔ ہر ایک عورت سے پردہ کیا ہو۔

(۴) ایک اور بات ہے بعض عورتیں قسم قسم کے دکھوں میں مبتلا ہو جاتیں۔ اور عورتیں ان کو طعنہ یا ملامت کرتی ہیں۔ ایسی عورتیں بڑی بدطینت ہوتی ہیں۔ مثلاً اگر بیوہ کو نکاح کرنا موجب ملامت ہے۔ تو جناب خدیجہؓ کے نبی کریم تیسرے خاوند تھے۔ پس ایسی طاعن کسکو طعنہ دیتی ہے۔ بلکہ نبی کریم کی ساری بیبیوں میں سے صرف حضرت عائشہؓ صدیقہ کنواری تھیں طلاق بھی آنحضرت کے زمانہ میں ہوا کرتی تھی۔ چنانچہ حضرت زینب کو آنحضرت نے تلاش کرکے زید سے نکاح کرایا۔ مگر اس نے طلاق دیدی پس پھر بڑی بدقسمت ہے وہ عورت جو مطلقہ کو طعن دیتی ہے۔

پھر قرآن نے حکم دیا ہے۔ کہ اے ایمان والو تمہارے گھر میں تین وقتوں میں غیر مرد اور نابالغ لڑکے نہ آویں۔ قبل از نماز فجر۔ دوپہر اور بعد عشاء کے۔ کیونکہ یہ خاص احتیاط کا وقت ہے

پھر اگر بوڑھی عورت بھی ہو تو اپنے کپڑے احتیاط سے رکھے اور اپنی زینت دوسرے پر ظاہر نہ کرے۔ پھر کچھ حال خدا نے مردوں کا اور عورتوں کا بتایا ہے۔

(۵) ایک اور عیب ہے۔ کہ بہت سی لباس پہننے والیاں ہیں پر خدا کے نزدیک ننگیاں ہیں۔ بہت لباس خدا اور رسول کو پیارا نہیں ہوتا۔

(۶) بعض عورتیں اولاد کے صدمہ پر الفاظ ناشائستہ کہدیتی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا اس صابرہ کو دوزخ سے بچالیتا ہے۔ جو اولاد کے صدمہ پر صبر اور استقلال دکھاتی ہے۔

www.aaiil.org

(۵) عام طور پر عورتیں چھوٹے چھوٹے گناہوں سے کم پرواہ رکھتی ہیں۔

مسیح علیہ السلام نے ان کیطرف دیکھ کر اپنی اولاد کیواسطے کیسی دعائیں مانگتی ہے۔

عورتوں کیلئے پڑھنا پڑھانا۔ لکھنا وغیرہ۔ ضرور کی بات ہے۔ اس کے بغیر ان کو مسائل سے پوری واقفیت نہیں ہو سکتی۔

میں نے کسی عورت کو اپنی عمر میں نہیں سنا کہ اذان کے ساتھ اذان پڑھتی ہو جو طریق مسنون ہے بالآخر میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ تمہیں عمل صالح کی توفیق دیوے۔ تمہارے اندر مواعظ اور خدا کا پاک نمونہ موجود ہے۔ تم سخت غفلت کے نیچے ہو۔ کیونکہ باہر کی عورتیں تمہارے نمونہ کو دیکھکر قدم بقدم چلیں گی۔ تمہاری زبانیں پاک ہوں۔ تمہارے اندر بدگمانیوں کے تخم نا پیدا ہوں۔ خدا کی سچی کتاب تمہارا دستور العمل ہو اور خدا تمہیں اسکی توفیق دیوے اور تمہیں قرآن کریم کا تابع بنا دے تمہاری اولاد کے واسطے تمہارے منہ سے نیک دعائیں نکلیں۔

ایک دفعہ حضرت زینبؓ اپنے کپڑے گیری میں رنگنے لگیں آنحضرتؐ باہر سے تشریف لائے اور کپڑے رنگتے ہوئے دیکھکر واپس تشریف لے گئے۔ حضرت زینبؓ تاڑ گئیں کہ آپ کس بات کی وجہ سے واپس تشریف لے گئے ہیں ہمارے گھر میں ہر وقت الٰہی رنگ چڑھے رہتے ہیں جس کا ذکر صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ میں ہے۔ یہ رنگ انکے اس کے مقابل میں کیا چیز ہیں پس یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ بناوٹ۔ زیور۔ اور لباس سے خوش نہیں ہوتا۔ بلکہ نیک بی بیوں کی بناوٹ اور زیوران کے نیک عمل ہیں۔ خدا تعالیٰ کرم سے کم میری بی بیوں کو ہی اس بات کی توفیق دیوے کہ وہ یہ نہ کہیں کہ یہ اس کی زبانی ہی باتیں ہیں۔ آمین۔ والسلام

ملفوظات احمدیہ

۱۲ جون بمقام گورداسپور

طعام اہلکتاب پر فیصلہ کن تقریر امریکہ اور یورپ کی حیرت انگیز ایجادات کا ذکر ہو رہا تھا اسی میں یہ ذکر بھی آگیا کہ دودھ اور شوربا وغیرہ جو کہ ٹینوں میں بند ہو کر ولایت سے آتا ہے بہت ہی نفیس اور ستھرا ہوتا ہے۔ اور ایک خوبی ان میں یہ ہوتی ہے کہ ان کو بالکل ہاتھ سے نہیں چھوا جاتا۔ دودھ تک بھی بذریعہ مشین کے دوہا جاتا ہے اس پر حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ چونکہ نصاری اس وقت ایسی قوم ہو گئی ہے جسنے دین کی حدود اور اس کے حلال و حرام کی کوئی پرواہ نہیں کی اور کثرت سے سور کا گوشت انہیں استعمال ہوتا ہے اور جو ذبح کرتے ہیں اوس پر بھی خدا کا نام ہرگز نہیں لیتے بلکہ جھٹکے کیطرح جانوروں کے سر جیسا کہ سنا گیا ہے علیحدہ کر دیئے جاتے ہیں۔ اس لئے شبہ پڑ سکتا ہے کہ بسکٹ اور دودھ وغیرہ جو ان کے کارخانوں وغیروں کے بنے ہوئے ہوں انہیں سور کی چربی اور سور کے دودھ کی آمیزش ہو اسلئے ہمارے نزدیک ولایتی بسکٹ اور اس قسم کے دودھ اور شوربے وغیرہ استعمال کرنے بالکل خلاف تقویٰ اور ناجائز ہیں۔ جس حالت میں کہ سور کے پالنے اور کھانے کا عام رواج ان لوگوں میں ولایت میں ہے تو ہم کیسے سمجھ سکتے ہیں کہ دوسری اشیائے خوردنی جو کہ یہ لوگ طیار کر کے ارسال کرتے ہیں۔ انہیں کوئی نہ کوئی حصہ اسکا نہ ہوتا ہو۔

اس پر **ابو سعید** صاحب المعروف عرب صاحب تاجر برنج رنگون نے ایک واقعہ حضرت اقدس کی خدمت میں یوں عرض کیا کہ رنگون میں بسکٹ اور ڈبل روٹی بنانے کا ایک کارخانہ انگریزوں کا تھا وہ ایک مسلمان تاجر نے قریب ڈیڑھ لاکھ روپے کے خرید لیا جب اس نے حساب و کتاب کی کتابوں کو پڑتال کر کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ سور کی چربی بھی اس کارخانہ میں خریدی جاتی رہی ہے دریافت پر کارخانہ والوں نے بتلایا کہ ہم اسے بسکٹ وغیرہ میں استعمال کرتے ہیں کیونکہ اس کے بغیر یہ چیزیں لذیذ نہیں ہوتیں اور ولایت میں بھی یہ چربی ان چیزوں میں ڈالی جاتی ہے۔

اس واقعہ کے سننے سے ناظرین کو معلوم ہو سکتا ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال کسقدر تقویٰ اور باریک بینی پر تھا۔ لیکن چونکہ ہم میں سے بعض ایسے بھی تھے جنکو اکثر سفر کا اتفاق ہوتا ہے اور بعض بھائی افریقہ وغیرہ دور دراز امصار و بلاد میں ابتک موجود ہیں جن کو اس قسم کے دودھ اور بسکٹ وغیرہ کی ضرورت پیش آسکتی ہے۔ اس لئے انکو بھی مد نظر رکھکر دوبارہ اس مسئلہ کی نسبت دریافت کیا گیا۔ اور نیز اہل ہنود کے کھانے کی نسبت عرض کیا گیا کہ یہ لوگ بھی اشیاء کو بہت غلیظ رکھتے ہیں اور انکی کڑاہیوں کو اکثر کتے چاٹ جاتے ہیں۔ اسپر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک نصاری کا وہ طعام حلال ہے جسمیں شبہ نہ ہو اور از روئے قرآن مجید کے وہ حرام نہ ہو ورنہ اس کے یہی معنے ہونگے کہ بعض اشیاء کو حرام جانکر گھر میں تو نہ کھایا مگر باہر نصاری کے ہاتھ سے کھا لیا اور نصاری پر ہی کیا منحصر ہے اگر ایک مسلمان بھی مشکوک الحال ہو تو اس کا کھانا بھی نہیں کھا سکتے۔ مثلاً ایک مسلمان دیوانہ ہے اور اُسے حرام و حلال کی خبر نہیں ہے تو ایسی صورت میں اُس کے طعام یا طیار کردہ چیزوں پر کیا اعتبار ہو سکتا ہے۔ اسی لئے ہم گھر میں ولایتی بسکٹ استعمال نہیں کرنے دیتے بلکہ ہندوستان کی ہندو کمپنی کے منگوایا کرتے ہیں۔

عیسائیوں کی نسبت ہندوؤں کی حالت اضطرار کی ہے کیونکہ یہ کثرت سے ہم لوگوں میں مل جل گئے ہیں اور ہر جگہ انہیں کی دوکانیں موجود ہوں اور سب شئے وہاں ہی سے ملتا ہے تو پھر البتہ ان سے خوردنی اشیاء نہ خریدنی چاہیئے۔

علاوہ ازیں میرے نزدیک اہلکتاب سے غالباً مراد یہودی ہیں کیونکہ وہ کثرت سے اس وقت عرب میں آباد تھے اور قرآن شریف میں بار بار خطاب بھی انہیں کو ہے اور صرف توریت ہی کتاب اس وقت تھی جو کہ حلت اور حرمت کے مسئلے بیان کر سکتی تھی اور یہود کا اس پر اس امر میں جیسے عملدرآمد اُس وقت تھا ویسے ہی اب بھی ہے۔ انجیل کوئی کتاب نہیں ہے۔ اس پر ابو سعید صاحب عرب نے عرض کی کہ اہل الکتب میں کتاب پر الف لام بھی اسکی تخصیص کرتا ہے جس سے یہ مسئلہ اور بھی واضح ہو گیا۔

(واضح ہو کہ یہودی لوگوں کا کھانا بہت پاکیزہ اور شرعی آداب کے موافق پکا ہوا ہوتا ہے۔ اُن کا ذبیحہ وغیرہ سب ایسا ہی ہوتا ہے جیسے کہ ہمارا۔ سور سے ان کی ویسی ہی نفرت ہے جیسی ہمیں اس لئے ان لوگوں کی ایسے کھانوں کو انشراح صدر سے کھا لینے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ ایڈیٹر)

دجال شخص واحد ہے ہمارے محترم بھائی خواجہ کمال الدین صاحب نے عرض کی کہ دجال کے متعلق جو کچھ حضور نے بیان فرمایا ہے وہ بالکل حق ہے لیکن ایکدن میرے ذہن میں یہ بات گذری کہ دجال ایک شخص واحد بھی گذرا ہے اور اس وقت جو دجال موجود ہے وہ اس کا ظل اور اثر ہے۔ کیونکہ موجودہ عیسویت دراصل وہ عیسویت نہیں ہے جو حضرت مسیح نے تعلیم کی بلکہ یہ پولوس کا مذہب ہے جس نے ہر ایک حرام کو حلال کر لیا اور کفارہ وغیرہ کی مسئلہ کی بدعت ایجاد کی اور اسکی ایک آنکھ ہی تھی۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ اس کا حلیہ بیان کیا ہے ممکن ہے کہ کشف میں آپکو وہی دکھایا گیا ہو اور اس کے متبعین نے ہی یہ تمام ایجادیں کی ہیں جسکو دجال کی صنعت اور کارناموں کی طرف منسوب کیا جا سکتا ہے۔

حضرت اقدس نے فرمایا ہاں ایسا ہی ہو سکتا ہے۔

تقدیر معلق اور مبرم صدقات و خیرات سے بلا کے ٹلنے کا ذکر ہوا۔ اسپر حضرت اقدس نے فرمایا کہ ہاں یہ بات ٹھیک ہے اس پر لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ تقدیر کے دو حصے کیوں ہیں تو جواب یہ ہے کہ تجربہ اس بات پر شاہد ہے کہ بعض وقت سخت خطرناک صورتیں پیش آتی ہیں۔ اور انسان بالکل مایوس ہو جاتا ہے لیکن دعا و صدقات و خیرات سے آخر کار وہ صورت ٹل جاتی ہے پس آخر یہ ماننا پڑتا ہے کہ اگر معلق تقدیر کوئی شئے نہیں ہے اور جو کچھ ہے مبرم ہی ہے تو پھر دفع بلا کیوں ہو جاتا ہے۔ اور دعا و صدقہ و خیرات وغیرہ کوئی شئے نہیں ہے اور جو کچھ ہے مبرم ہی ہے تو پھر دفع بلا کیوں ہو جاتا ہے اور دعا و صدقہ و خیرات وغیرہ کوئی شئے نہیں تھے بعض ارادے الٰہی صرف اس لئے ہوتے ہیں کہ انسان کو ایک حد تک خوف دلایا جاوے اور پھر صدقہ و خیرات جب وہ کرے تو وہ خوف دور کر دیا جاوے۔ دعا کا اثر مثل زر و مادہ کے ہوتا ہے کہ جب وہ شرط پوری ہو اور وقت مناسب مل جاوے اور کوئی نقص نہ ہو تو پھر ایک اثر مل جاتا ہے اور جب تقدیر مبرم ہو تو پھر ایسے اسباب دعا کی قبولیت کے ہم نہیں پہنچتے۔ طبیعت تو دعا کو چاہتی ہے مگر توجہ کامل میسر نہیں آتی اور دل میں گداز پیدا نہیں ہوتا۔ نماز سجدہ وغیرہ جو کچھ کرتا ہے اسمیں بدمزگی پاتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انجام بخیر نہیں۔ اور تقدیر مبرم ہے اس مقام پر ایک نے عرض کی کہ جب نواب محمد علی خان صاحب کا صاحبزادہ سخت بیمار پڑا تھا تو جناب کو اس قسم کا الہام ہوا کہ تقدیر مبرم ہے اور موت مقدر ہے لیکن پھر حضور کی شفاعت سے وہ تقدیر مبرم ٹل گئی۔

آپ نے فرمایا کہ سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ بھی لکھتے ہیں کہ بعض وقت میری دعا سے تقدیر مبرم ٹل گئی ہے۔ اس پر شارح شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے اعتراض کیا ہے کہ تقدیر مبرم تو ٹل نہیں سکتی پھر اس کے کیا معنے ہیں آخر خود ہی جواب دیا ہے کہ تقدیر مبرم کی دو اقسام ہیں ایک مبرم حقیقی ہے اور ایک مبرم غیر حقیقی جو مبرم حقیقی ہے وہ تو کسی صورت سے ٹل نہیں سکتی ہے جیسے کہ انسان پر موت تو آنی ہے اب اگر کوئی چاہے کہ اس پر موت نہ آوے اور یہ قیامت تک زندہ رہے تو یہ نہیں ٹل سکتی۔ دوسری غیر حقیقی وہ ہے جسمیں مشکلات اور مصائب انتہائی درجہ تک پہنچ چکے ہوں اور قریب قریب نہ ٹلنے کے نظر آویں اس کا نام مجازی طور پر مبرم رکھا گیا ہے ورنہ حقیقی مبرم تو ایسی ہے کہ اگر کل انبیاء بھی ملکر دعا کریں کہ وہ ٹل جاوے تو وہ ہرگز نہیں ٹل سکتی۔

الہام فرمایا کہ مجھکو یہ فقرہ الہام ہوا "خدا تیری ساری مرادیں پوری کر دیگا"

فرشتوں پر ذکر چل پڑا کہ یہ خواب میں ہمیشہ خوبصورت لڑکوں کی صورت و شکل میں نظر آتے ہیں۔ اس پر حضور علیہ السلام نے اپنے چند ایک سابقہ رویا بیان فرمائے۔ جن کو ہم اس نیت سے درج کر دیتے ہیں کہ ان میں سے اگر کوئی شائع نہیں ہوا تو اب ہو جائے۔

رؤیا۔ ایک فرشتہ ایک چبوترہ پر بیٹھا ہے اور ایک عجیب روٹی بہت ہی عمدہ اور اعلیٰ قسم کی نظر آتی ہے مجھے وہ روٹی دیکر کہتا ہے کہ یہ تیار

لئے اور تمہارے ساتھ کے درویشون کے لئے ہے اس رویا کو عرصہ قریباً ۳۰ سال کا ہو گیا ہوگا۔

رویا ثانی۔ فرمایا ایک فرشتہ کو مین نے ۲۰ برس کے نوجوان کی شکل مین دیکھا صورت اسکی مثل انگریزون کے تھی۔ اور میز کرسی لگائے ہوئے بیٹھا ہے۔ مین نے اس سے کہا کہ آپ بہت ہی خوبصورت ہین اوس نے کہا ہان مین دشتی آدمی ہون۔ یہ رویا کوئی ۲۵ برس کا ہوگا۔

عبرت | عادت اللہ یہی ہے کہ جب انسان امن کے زمانہ مین ہو اور وہ گذر جاوے اور اس اثنا مین کوئی رجوع خدا کیطرف حقیق اور اخلاص سے نہ کیا ہو تو پھر خطرناک زمانہ مین واویلا شور مچانا اس کے کام آیا نہین کرتے۔ یہ تو وہی فرعون کی مثال ہوئی کہ جب ڈوبنے لگا تو کہا کہ اب مین موسیٰ اور ہارون کے خدا پر ایمان لایا مشکل یہ ہے کہ دنیا دار وق کو اُن کے اپنے سلسلون اور پیچ در پیچ معاملات سے ہرگز فرصت نہین کہ وہ روح کی اصلاح کیطرف متوجہ ہون اور خدا کا خوف بھی محسوس کرین اگر کچھ خوف ہے تو گورنمنٹ کا اور امید ہے تو اسباب سے یا اپنے مکر و فریب سے اس زمانہ مین جو توکل کا نام ہے وہ دیوانہ اور مخبوط الحواس ہے اُس کا نام مسلوب العقل رکھا جاتا ہے۔

یہ انسان کی خوش قسمتی ہے کہ قبل از نزول بلا وہ تبدیلی کرے لیکن اگر کوئی تبدیلی نہین کرتا اور اسکی نظر اسباب اور مکر و حیلہ پہ ہے تو سوا اس کے کہ وہ اپنے ساتھ گھر بھر کو تباہ کر دے اور کیا انجام ہو سکتا ہے کیونکہ مرد گویا کشتیبان ہوتا ہے اگر وہ ڈوبے گا تو کشتی بھی ساتھ ہی ڈوبے گی اسی لئے کہا الرجال قوامون علی النساء اسی کی رستگاری کے ساتھ اُس کے اہل و عیال کی رستگاری ہے اور ولا یخاف عقبٰہا سے ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کو ان کے پس ماندون کی کوئی پرواہ نہین ہے اُس وقت اسکی بے نیازی کام کرتی ہے۔

۲۳ جولائی ۱۹۰۴ء

مقام قادیان شریف

شام کا وقت تھا بعد نماز مغرب مختلف بلاد سے جو لوگ زیارت اور بیعت سے شرفیاب ہونے کیلئے آئے ہوئے تھے مثل پروانہ حضرت پر گر رہے تھے اکثر خصوصاً ان مین سے دیہات والون کا تھا جگہ کی تنگی اور مردمان کی کثرت دیکھ کر بعض نے کہا کہ لوگو پیچھے ہٹ جاؤ حضرت جی کو تکلیف ہوتی ہے اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ کسکو کہا جاوے کہ تم پیچھے ہٹو جو آتا ہے اخلاص اور محبت لیکر آتا ہے سیکڑون کوس سے سفر کر کے یہ لوگ آتے ہین صرف اس لئے کہ کوئی دم صحبت حاصل ہو۔ اور انہین کیخاطر خدا تعالیٰ نے سفارش کی ہے اور فرمایا ہے ولا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس۔ یہ صرف غریبون کے حق مین ہے کہ جن کے کپڑے میلے ہوتے ہین اور ان کو چندان علم بھی نہین ہوتا خدا تعالیٰ کا فضل ہی اُن کی دستگیری کرتا ہے کیونکہ امیر لوگ تو عام مجلسون مین خود ہی پوچھے جاتے ہین اور ہر ایک ان سے با اخلاق پیش آتا ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے غریبون کی سفارش کی ہے جو بیچارے گمنام زندگی بسر کرتے ہین

وجودی کہان سے پیدا ہوئے | ایک شخص نے سوال کیا کہ ہمارے شہر مین وجودی فرقہ کے لوگ کثرت سے ہین اور ذبیحہ وغیرہ ان کے ہاتھ سے ہوتا ہے کیا اس کا کھانا حلال ہے یا نہین۔

فرمایا کہ بہت تجسس کرنا جائز نہین ہے موٹے طور پر جو انسان مشرک یا فاسق ہو اس سے پرہیز کرو عام طور پر اسطرح تجسس کرنے سے بہت تنگی در پیش آتی ہین جو ذبیحہ اللہ کا نام لیکر کیا جاوے اور اسمین اسلام کے آداب مد نظر ہون وہ خواہ کسی کا ہو جائز ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وجودی پیدا کہان سے ہوئے قرآن شریف اور اسلام مین تو ان کا پتہ نہین ملتا مگر غور سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو صرف دہوکا لگا ہوا ہے جو راستباز اکابر گذرے ہین وہ اصل مین فنا نظری کے قائل تھے اس کے یہ معنے ہین کہ انسان ہر ایک فعل اور حرکت اور سکون مین توجہ اللہ کیطرف رکھے اور اسقدر فانی اسمین ہو کہ گویا اور کسی شے کی قدرت اور حرکت بذاتہٖ اُسے نظر نہ آوے ہر ایک شے کو فانی جانے اور اسقدر تصرف الٰہی تُسے اور کچھ نہین ہو رہا۔ اسی مسئلہ مین غلطی واقعہ ہو کر آخر فنا وجودی کی نوبت آگئی اور یہ کہنے لگے کہ سوائے خدا کے اور کوئی شے نہین ہے اپنے آپ کو بھی خدا ماننے لگے۔ اس خیال سے یہ مذہب پھیلا ہے کہ فنا نظری کے شوق مین اولیاء اللہ سے کچھ ایسے کلمات نکلے ہین کہ جنکی الٹی تاویل کر کے یہ وجودی فرقہ بن گیا ہے۔ فنا نظری تک انسان کا حق ہے کہ محبوب مین اور اپنے آپ مین کوئی جدائی نہ سمجھے اور من تو شدم تو من شدی۔ تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری کا مصداق ہو کیونکہ محب اور محبوب کا علاقہ فنا نظری کا تقاضا کرتا ہے۔ اور ہر ایک سالک کی راہ مین ہے کہ وہ محبوب کے وجود کو اپنا وجود جانتا ہے۔ لیکن فنا وجودی ایک من گھڑت بات ہے۔ جسے ذوق شوق محبت صدق اور وفا اور اعمال صالحہ سے کوئی تعلق نہین ہے فنا نظری کی مثال وہی ہے جو مان اور بچے کی ہے کہ اگر کوئی بچے کو گالی مارے تو درد مان کو ہوتا ہے۔ سخت تعلق جو محبت کا ہے یہ اسی سے ہی درد پیدا ہے اور یہ ایک سچی اور حقیقی محبت ہوتی ہے۔ لیکن وجودی کا مدعا جھوٹا ہے یہ وہ کرے جو خدا پر محیط ہو۔ وجودی چونکہ ترک ادب کا طریق اختیار کرتا ہے۔ اس لئے طاعت محبت۔ عبادت الٰہی سے محروم رہتا ہے۔

(البدر)

ایرانی چٹھی نمبر

(تربت حیدری (ایران) سے ہمارے ایک مکرم بھائی وہان کے کسی قدر حالات لکھتے ہین جو امید ہے ہمارے ناظرین کی دلچسپی کا موجب ہون گے (ایڈیٹر)

اس ملک کے حالات آپ سے پوشیدہ ہون گے عجب حال ہے تمام دنیا سے بے خبر ہین اور وہی پرانی لکیر کے فقیر گھرون مین کوچون مین بازارون مین مرثیہ پڑھتے پھرتے ہین۔ امام حسین کے لئے آنسو بہانے سے بڑھکر کوئی عبادت ان کے نزدیک بہتر نہین ہے۔

یہان جو سب سے معتبر ملا ہے اس سے مین نے تذکرہ کیا تھا کہ حضرت مسیح موعود تشریف لا چکے ہین۔ وہ کہنے لگا کہ ان کی کوئی کتاب مشکوٰۃ مین دیکھون گا۔ اس لئے التماس ہے کہ عربی کی تصانیف مین سے ایک دو کتابین بذریعہ وی پی ارسال کرین۔ معرفت دفتر ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان بھیجئیگا۔ کیونکہ وہان سے قیمت وصول ہو جائیگی اور بعد ازان سرکاری ڈاک مین کتابین میرے پاس پہنچ جائینگی یہان کے لوگ ذہین تو ہین مگر بڑے متعصب کیونکہ مطالعہ نہین کرتے۔ پڑھین گے بھی تو مرثیے اور بس۔

یہان تین گروہ ہین ایک تو ملاون کا گروہ جنکی حکومت بادشاہ سے بھی قوی تر ہے۔ اسکی تفصیل آگے چلکر بیان کرونگا۔ دوم اہلکار لوگ جو قریب قریب لامذہب ہین مگر ظاہرداری کے سخت پابند۔ سوم سوداگر اور دوسرے پیشہ ور لوگ جو ملاون کے گرویدہ ہین۔

ملاون کے گرد کی یہ مثال ہے کہ جو فتوے وہ دیدین لوگ اس کی پابندی کو اشد ضروری سمجھتے ہین اور حکومت اسمین دست اندازی کرنا چاہے تو بغاوت پر مستعد ہو جاتے ہین۔ کئی واقعات ایسے ہو چکے ہین چنانچہ ایک تازہ واقعہ آجکل ہی ہوا ہے۔ سبزوار مین جو کہ مشہد اور طہران کے مابین ایک آباد شہر ہے کوئی ۳۵ یا چالیس ارمنی سوداگر بھی رہتے ہین یہ لوگ عیسائی ہین اور اکثر روس کے رعایا ہین اور بعض ایران کی رعایا بھی ہین۔ مالدار بھی ہین۔ کوئی بیس روز کا ذکر ہے کہ ایک ارمنی تاجر نے ایک سید کرایہ کش کو ایک چپت ماری کرایہ کی کمی بیشی پر کچھ تکرار تھی۔ اس سید نے جا کر شہر مین لوگون کو خبر کر دی کہ مین سید ہون اور اس عیسائی نے مجھکو بے عزت کیا ہے یہ سنکر تمام شہر اُمنڈ آیا اور اُس ارمنی کو پیٹ کر مجتہد کے پاس لے گئے۔ اور باقی لوگون نے دوسرے تمام ارمنیون کے مکانات گھیر لئے مجتہد صاحب جو کہ نجف اشرف سے تشریف لا رہے تھے اور مشہد کو زیارت کیواسطے جا رہے تھے چند یوم کیلئے سبزوار مین ٹھہرے ہوئے تھے۔ انہون نے حکم دیا کہ یہ ارمنی جس نے سید کو بے احترام کیا ہے واجب القتل ہے مگر فی الحال اسکو بہت مارے جاوین اور قید کیا جاوے۔ جب ہم زیارت سے واپس آوین گے آخری فیصلہ صادر کرین گے اور باقی تمام عیسائیون کو حکم دیا کہ تم اس شہر سے نکل جاؤ اور شہر سے باہر جا کر رہو اور لوگون کو کہا کہ ان عیسائیون سے معاشرت اور لین دین حرام ہے یہ کہکر مجتہد صاحب مشہد کو تشریف لیگئے اور حکمران سبزوار کو لکھ گئے کہ ہمارے حکم کی تعمیل کرو۔ حکمران مجبور تھا کیونکہ اگر تعمیل نہ کرے تو بغاوت کا ڈر ہے۔ اس نے اس ارمنی کو بیت لگوائے اور قید کر دیا۔ جب لوگ دوسرے عیسائیون کے گھرون پر حملہ آور ہوئے تو حکمران نے ان کے گھرون کو تالے لگا دیئے تاکہ اُن کا مال محفوظ رہے اور ارمنی سب کے سب سوائے اُس ایک کے جو قید تھا بھاگ گئے اور جا کر تار گھر مین پناہ گزین ہوئے اور وہان سے ظل سلطان یعنے بادشاہ کے بھائی کو تار دیا گیا کہ ہمارا جان و مال غیر محفوظ ہے اور ہمارے لئے یہان سے نکلے جانے کا حکم مجتہد صاحب نے دیا ہے مگر ہم نے لوگون سے روپیہ لینا ہے تاوقتیکہ ہم اپنا روپیہ وصول نہ کرین ہم نہین جا سکتے اُس نے جواب مین تار دیا کہ تم کو مجتہد کے حکم کی تعمیل کرنا لازم ہے۔ شہر سے نکل جاؤ اور جسقدر روپیہ تمہارا لوگون پر ہوتا ہے خواہ کروڑون روپیہ ہو مین خود اپنی گرہ سے ادا کرونگا۔ بشرطیکہ تم ثبوت پیش کرو۔ ابھی تک ارمنی لوگ تار گھر مین پناہ گزین ہین اور فریاد کر رہے ہین مگر کوئی پرسان حال نہین دیکھئے کیا نتیجہ ہوتا ہے۔ جو کچھ ملا لوگ کہدین اسکی تعمیل حکومت پر ضروری ہے ورنہ شورش تیار ہے کیونکہ عام لوگ بُری طرح سے ملاون کے گرویدہ ہین۔ حکومت کے پاس کافی سپاہ نہین ہے اور پولیس کا تو نام نہین ہے۔ تربت حیدری اور مشہد خراسان مین دو بڑے شہر ہین یہان بھی پولیس نہین ہے اور کچھ فوجی انتظام نہین ہے۔ اگر چار آدمی مل کر جاوین تو ان کے پکڑنے کے واسطے وہ ترکیب نہین۔

www.aaiil.org

یہاں ہر ایک ضلع کا سال بسال اجارہ ہوتا ہے۔ مثلاً صوبۂ خراسان کا ایک اجارہ ہوتا ہے جس بڑے آدمی نے زیادہ روپیہ شاہ کو دیا اور وزیر وغیرہ کو معقول نذریں دیں اسکے نام ایک سال کا ٹھیکہ ہو گیا۔ اس کے دوسرے سال اگر اس شخص نے کچھ زیادہ دینا منظور کیا تو ٹھیکہ اسیکا رہا اور اگر اس سے بڑھکر کسی نے دیا تو ٹھیکہ منتقل ہو کر اس کے نام ہو جاتا ہے۔ یعنے ایک رقم مقررہ بادشاہ لے لیتا ہے اور اس کو حاکم مقرر کر دیتا ہے وہ پھر زمینداروں سے جسقدر جی چاہے وصول کرے حکومت کو اسمیں کچھ دخل نہیں۔ اور لطف یہ ہے کہ اس حکمران ٹھیکہ دار کے پاس کوئی فوج سوائے چند ایک چپڑاسیوں کے جنکو فراش کہتے ہیں نہیں ہے۔

قتل اور قید کا اس حکمران کو اختیار ہوتا ہے اور وہ اپنے بھائی بندوں اور اعتباریوں کو اپنے ماتحت چھوٹے چھوٹے سب ڈویژنوں کا حاکم مقرر کر دیتا ہے اور ان سے معقول رقمیں لے لیتا ہے پھر وہ ملاں کر ہی اپنی حسب مرضی لوگوں سے جسقدر روپیہ چاہیں وصول کر لیتے ہیں۔ ہر شہر اور قصبہ میں ملا موجود ہیں۔ یہ ہندوستان کے عام مولویوں کے مشابہ ہیں مگر خدا کے فضل سے ہندوستان والوں کا کچھ اختیار نہیں ہے۔ کیونکہ حکومت زبردست ہے مگر یہاں یہ حال ہے کہ جسقدر شکرانہ دو اسی حیثیت کا فتویٰ لے لو۔ دو شخص ایک ملا کے پاس فریاد لیگئے ایک نے پچاس روپیہ شکرانہ دیا اسکے حق میں فتویٰ مل گیا دوسرے کو معلوم ہوا دو زیادہ پہلے سے شکرانہ لیکر حاضر ہوا تو ملا جی نے پہلے کو پکڑ منگوایا اور فتویٰ لے کر چاک کر دیا اور دوسرے کے حق میں فیصلہ کر کے فتویٰ پر مہر کر دی۔

عجب تماشا ہے روحانیت کا نام نہیں جو کچھ ہے روپیہ ہے یہاں کے فتوے روپیہ کے ماتحت ہیں۔

دوسرا گروہ اہلکاروں کا ہے ان کا حال یہ ہے کہ زبانی فیصلے ہوتے ہیں کہ لکھت نہ پڑھت نہ کوئی قانون نہ دستور العمل جیسا جی میں آتا ہے کرتے ہیں اور پھر ان کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک ہوتا ہے۔ طہران سے جبٹ ایک تار آ جاتا ہے کہ آپ معزول ہیں سیدھے طہران چلے آئیں وہاں جا کر خدا جانتے انکی کیا گت ہوتی ہے۔ پنشن کا دستور اس ملک میں نہیں ہے۔ اس ملک میں اہلکار عموماً کارگذار یعنے اسسٹنٹ فارن سکرٹری اور پوسٹ ماسٹر اور تار ماسٹر اور وار وغیرہ جنگی ہوتے ہیں دوسری کوئی اسامی ہی نہیں یہی سرکاری اسامیاں ہیں سوا اس کے کوئی محکمہ نہیں حکمران ٹھیکہ دار ہوتا ہے اس کے پاس صرف ایک دو میرزا ہو یعنی منشی ہوتے ہیں باقی کارروائی سب زبانی ہوتی ہے۔

تیسرا گروہ عام سوداگر پیشہ دکاندار اور کاسب یعنی دستکار لوگوں کا ہے وہ دن بھر اپنا کام کرتے ہیں دنیا کی کوئی خبر نہیں اپنے اپنے کام میں مصروف رہتے ہیں۔ سرکاری اسکول صرف طہران میں ہے جسمیں فارسی اور فرانسیسی پڑھائی جاتی ہے اور کسیقدر نقشہ اور حساب بھی سکھلایا جاتا ہے اور کسی جگہ سرکاری اسکول چھوڑ پرائیویٹ بھی نہیں ہے ہاں ایک آدھ مدرسہ ہوتا ہے وہ بھی ایسی جگہ میں جیسے مشہد اور تربت۔ جو خراسان کے دو بڑے شہر ہیں۔ ان مدرسوں میں قرآن شریف اور فارسی پڑھائی جاتی ہے اور وہ بھی بے ترتیبی سے جیسے ہمارے ہاں ہندوستان میں پرانے مکتب ہوا کرتے تھے۔ خراسان کا صوبہ قریب قریب پنجاب کے برابر ہے۔ کسی شہر یا قصبہ میں پولیس نہیں تھانہ نہیں میونسپل کمیٹی نہیں کچہری نہیں بلکہ بعض بعض قصبوں میں پڑھا لکھا آدمی ہی نہیں۔ ہر ایک گاؤں میں ایک کتخدا یعنے نمبردار ہوتا ہے وہ بھی ایک بڑا آدمی جسے لوگ خود بخود کتخدا کہتے ہیں ورنہ وہ مقرر شدہ نہیں ہوتا اور نہ اس کا کچھ اختیار ہوتا ہے۔ ہاں ہر گاؤں میں ملا ضرور ہے جس کے ہاتھ میں سب لوگوں کی باگ ہوتی ہے۔ مرثیہ خوان بھی کثرت سے ہیں اور آسودہ ہیں۔

نیازمند حسین علی۔

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

جاپان اور مسیحی مذہب عیسائی مذہب کے پادری اپنی ناکامیابی کا شاذ و نادر اقرار کرتے ہیں اور جبتک وہ ہر پہلو سے مجبور نہیں ہوتے اپنی کمزوری کو ظاہر نہیں کرتے معلوم ہوتا ہے کہ جاپان میں ان عیسائی مشنریوں کو پوری ناکامی ہوئی ہے۔ کیونکہ حال میں ایک مشنری نے پادریوں کے مجمع میں بیان کیا تہا کہ جاپانی مسیحی مذہب کیطرف اور ملکوں کی طرح ملتفت نہیں ہوتے۔ اور ظاہر ہے کہ انکو چین اور کوریا وغیرہ میں زیادہ رسوخ پیدا کرنے کی خواہش ہے بدھ ازم اور کنفیوشش ازم کی اخلاقی تعلیم کے دلدادہ نظر آتے ہیں۔ مسیحیوں کے لئے یہ نئی بات نہیں ہے نہ صرف جاپان بلکہ اور جگہ اب ان کا قدم جمانا مشکل ہو گیا ہے۔ اسکی وجہ بظاہر اسباب میٹریلسٹ لوگوں کی نگاہ میں سائنس کی ترقی ہے۔ لیکن دراصل اسکا باعث ایک روحانی امر ہے اور وہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نزول ہے۔ خواہ اس کے زبردست دلائل اور کارگر حربے جو عیسوی مذہب کے قلعوں پر پڑ رہے ہیں کسی جگہ پہنچے ہوں یا نہ پہنچے ہوں مگر انتشار روحانیت کے ساتھ اندر ہی اندر دلوں میں عیسائی مذہب کی کمزوری اور بیہودگی کھل چکی ہے۔ غیر قوموں کا عیسائی ہونا تو ایک امر خطیر ہے اب تو عیسائیوں کو عیسائی رکھنا بھی مشکل ہو گیا ہے۔

اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا آریہ سماج کی مہاتما پارٹی کا بردواری اخبار ڈاکٹر نشی کانت چٹرجی کے مسلمان ہونے پر عجیب ریمارک کرتا ہے جو دانشمند پبلک کے پڑھنے اور غور کرنے کے قابل ہے آپ لکھتے ہیں کہ "سابق ڈاکٹر نشی کانت اب سچ مچ عزیز الدین ہی ہو گئے ہیں اخبار بنگالی کے ایک کارسپانڈنٹ نے لکھا تہا کہ ابہی اس خبر پر اعتبار نہ کیا جائے لیکن یہ تحریر کچھ وقعت کے قابل نہیں ہوئی۔ اس واقعہ سے جو نتیجہ مسلمان صاحبان نکالتے ہیں وہ ٹھیک نہیں ہے۔ محض ایک آدمی کے مسلمان ہونے سے خواہ وہ کیسا ہی تعلیم یافتہ کیوں نہ ہو محمدی مذہب سچا ثابت نہیں ہو سکتا۔ میری رائے میں کوئی بھی مذہب محض اسلئے سچا نہیں کہا جا سکتا کہ چند ایک تعلیم یافتہ آدمی اسمیں خوشی سے شریک ہو گئے ہیں۔ اسوقت تبدیلی مذہب کی کئی وجوہات ہوا کرتی ہیں۔ یہ سب زن۔ زمین اور زر کی تعریف میں آ جاتی ہیں جو لوگ ان وجوہات سے محرک ہو کر تبدیل مذہب کرتے ہیں وہ تو دل کے سچے ضرور ثابت ہوتے ہیں لیکن اسلئے ان کا قبول کیا ہوا مذہب سچا نہیں ہو سکتا۔"

پرچارک کے قانون دان ایڈیٹر کی قلم سے نکلا ہوا یہ نوٹ عجیب و غریب منطق کو ظاہر کر رہا ہے جسکی ایجاد کا فخر بردوار کے گورو کل کو ہونا چاہئے اگر یہ سچ ہے کہ کسی شخص کے کسی مذہب کے قبول کرنے سے وہ مذہب سچا نہیں ٹھہر سکتا تو آریوں کی عجیب دانشمندی ہے کہ وہ مسٹر پال (نو آریہ) کے آریہ ہو جانے کو ویدک دہرم کی سچائی کی دلیل ٹھہراتے ہیں ؟ ہم اس کو ممکنات سے مانتے ہیں کہ کوئی شخص زن۔ زمین اور زر کے لالچ سے تبدیل مذہب کرے لیکن قابل غور یہ امر ہے کہ آیا اس قسم کی تحریکیں مسلمانوں میں ملسکتی ہیں یا آریوں میں۔ اگر تبدیل مذہب کی یہ فلاسفی گورو کل کے مکہ اور مشاتا کے نزدیک صحیح ہے تو غالباً انہیں اس بات کا جواب دینے میں بہت مشکل ہوگی کہ کیوں نہ کہا جاوے جو لوگ آریہ مذہب اختیار کرتے ہیں خصوصاً غیر اقوام کے لوگ ان کے مد نظر نیوگ کے دلخوش کن نظارے ہی ہوتے ہیں اور اسی کے ساتھ ان کی ساری امیدیں وابستہ ہوتی ہیں وہ آریہ مذہب کے اصول تو ایسے ہیں کہ انکی تردید کیلئے ان صاف الفاظ میں بیان کر دینا ہی کافی ہے۔ شاید پرچارک کے ایڈیٹر کو ابھی اس نوٹ کو اپنی نہایت افسوس سے پڑھنا پڑے ۔

آپ اپنے فتنہ باز بچوں نے آ لیا خدا کی شان ہے کہ عیسائیوں نے اب محسوس کر لیا ہے کہ عیسائیت کا چراغ اب ٹمٹما رہا ہے اور دلوں پر اس کا اثر نہیں رہا۔ لنڈن کے اخبار میل میں آرچ ڈیکن سنکلیر نے اسی امر میں بحث کی ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ لنڈن کی آبادی کا صرف ۱۸ فیصدی حصہ ایسا ہے جو کسی مذہبی پرستش کی جگہ میں حاضر ہوتا ہے اور یہ یاد رکھنا چاہئے کہ مذہبی مکانوں میں عیسائیوں کے کل فرقوں کے گرجا اُن کے علاوہ یہودیوں کی عبادت گاہیں بھی داخل ہیں ڈاکٹر سنکلیر کا خیال ہے کہ اگر زیادہ پادری مقرر کئے جاویں تو زیادہ آدمی گرجائی حاضری میں شامل ہوں۔"

عیسائیت کے حامی اب اس کے کرم خوردہ ستونوں کے کھڑا رکھنے کی مختلف تجویزیں کرتے ہیں مگر سب لاحاصل ہیں وہ جسقدر مساعی اس کے سنبھالنے میں کریں گے اُسیقدر اس کے جلد گرنے کا اندیشہ ہے۔ کیونکہ

قضا آسمان است این بہر حالت شود پیدا۔

جدید اقوال مسیح روزانہ پیسہ رقمطراز ہے کہ حال میں مصر سے دو یوروپین عالمان علوم قدیمہ مصریہ نے ایک ایسا قدیم دستی کاغذ پیاپائرس (ایک قسم کا کاغذ) دریافت کیا ہے جس کا نام "مسیح کے جدید اقوال" ہے چنانچہ یورپ میں یہ کتاب چھپ گئی ہے اور بعض لوگوں نے اسے انجیل مقدس کا ضروری اضافہ شمار کیا ہے اس پیپائرس کے دریافت کرنیوالوں کا نام مسٹر بی پی گرینفل اور مسٹر اے ایس ہنٹ ہے۔ اس کتاب کی نسبت یورپ میں مورخ طرح طرح کی رائیں دے رہے ہیں بعض کہتے ہیں کہ یہ طامس کی انجیل ہوگی جو گم ہو چکی ہے بعض کے نزدیک یہ وہ انجیل ہوگی کہ جس سے یہودیوں کے خیال کے موافق اسکندریہ کے کلمنٹ نے اقتباس کیا ہے۔ بہرحال ان اقوال کو بالکل بے اصل اور لغو ابتک کسی نے نہیں کہا۔ گو ابتک یہ بھی فیصلہ نہیں ہوا کہ یہ انجیل مقدس کا کوئی ناجز و ہیں اور یورپ کے مذہبی علماء اس پر بہت کچھ غور و فکر میں مصروف ہیں۔

اطلاع

کارخانہ کی طرف سے مطبوعہ کارڈ بغرض صفائی حساب جاری کئے گئے ہیں۔ اسلئے جن بزرگوں کے نام پہنچیں وہ جلد جواب دیں۔ منیجر

www.aaiil.org

پرانی نوٹ بک میں سے کچھ

ہمارے گھر مرزا صاحب (عالیجناب مرزا غلام مرتضٰے خانصاحب مرحوم) پچاس برس تک علاج کرتے رہے وہ اس فن طبابت میں بہت مشہور تھے مگر ان کا قول تھا کہ کوئی حکمی نسخہ نہیں ملا۔ حقیقت میں انہوں نے سچ فرمایا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کے اذن کے بغیر کوئی ذرہ جو انسان کے اندر جاتا ہے کوئی اثر نہیں کر سکتا

ایک شخص نے پوچھا کہ حکام اور برادری سے کیسا سلوک کریں؟ فرمایا ہر ایک سے نیک سلوک کرو۔ حکام کی اطاعت اور وفاداری ہر مسلمان کا فرض ہے۔ وہ ہماری حفاظت کرتے ہیں۔ اور ہر قسم کی مذہبی آزادی ہمیں دے رکھی ہے۔ میں اسکو بڑی بے ایمانی سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ کی اطاعت اور وفاداری سچے دل سے نہ کیجاوے۔

برادری کے حقوق ہیں انسے بھی نیک سلوک کرنا چاہیئے۔ البتہ ان باتوں میں جو اللہ تعالےٰ کی رضامندی کے خلاف ہیں ان سے الگ رہنا چاہیئے۔

ہمارا اصول تو یہ ہے کہ ہر ایک سے نیکی کرو اور خدا تعالےٰ کی کل مخلوق سے احسان کرو۔

جب اللہ تعالےٰ کا فضل قریب آتا ہے تو وہ دعا کی قبولیت کے اسباب بہم پہنچا دیتا ہے دل میں ایک رقت اور سوز و گداز پیدا ہو جاتا ہے لیکن جب دعا کی قبولیت کا وقت نہیں ہوتا تو دل میں اطمینان اور رجوع پیدا نہیں ہوتا۔ طبیعت پر کتنا ہی زور ڈالو مگر طبیعت متوجہ نہیں ہوتی اس کی وجہ یہ ہے کہ کبھی خدا تعالےٰ اپنی قضا و قدر منوانا چاہتا ہے اور کبھی دعا قبول کرتا ہے اس لئے میں تو جبتک اذن الٰہی کے آثار نہ پالوں قبولیت کی کم امید کرتا ہوں اور اسکی قضا و قدر پر اس سے زیادہ خوشی کے ساتھ جو قبولیت دعا میں ہوتی ہے راضی ہو جاتا ہوں کیونکہ اس رضا بالقضا کے ثمرات اور برکات اس سے بہت زیادہ ہیں۔

اللہ تعالےٰ پوست کو پسند نہیں کرتا وہ تو روحانیت اور مغز کو قبول کرتا ہے۔ اس لئے فرمایا **لن ینال اللّٰہ لحومہا ولا دماءھا ولکن ینالہ التقوی**۔ اور دوسری جگہ فرمایا **انما یتقبل اللّٰہ من المتقین**۔

حقیقت میں یہ بڑی نازک جگہ ہے یہاں پیغمبر زادگی بھی کام نہیں آسکتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بھی ایسا ہی فرمایا قرآن شریف میں بھی صاف الفاظ میں فرمایا۔ **ان اکرمکم عند اللّٰہ اتقاکم**۔

یہودی بھی تو پیغمبر زادے ہیں۔ کیا صدہا پیغمبر انمیں نہیں آئے تھے مگر اس پیغمبر زادگی نے ان کو کیا فائدہ پہونچایا۔ اگر ان کے اعمال اچھے ہوتے تو وہ **ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ** کے مصداق کیوں ہوتے۔ خدا تعالےٰ تو ایک پاک تبدیلی کو چاہتا ہے بعض اوقات انسان کو تکبر نسب بھی نیکیوں سے محروم کر دیتا ہے اور وہ سمجھ لیتا ہے کہ میں اسی سے نجات پالونگا جو بالکل خیال خام ہے۔ کبیر کہتا ہے کہ اچھا ہوا ہم نے چمار ون کے گھر جنم لیا۔

کبیر اچھا ہوا ہم نیچے بہلے سب کو کریں سلام۔

خدا تعالےٰ وفاداری اور صدق کو پیار کرتا ہے اور اعمال صالحہ کو چاہتا ہے لاف و گزاف اُسے راضی نہیں کر سکتے۔

فرمایا قرآن شریف تو رفع اختلاف کے لئے آیا ہے اگر ہمارے مخالف **رافعک الیّ** کے یہ معنے کرتے ہیں کہ مسیح جسم سمیت آسمان پر چڑھ گیا تو وہ ہمیں یہ بتائیں کہ کیا یہود کی یہ غرض تھی؟ اور وہ یہ کہتے تھے کہ مسیح آسمان پر نہیں چڑھیگا؟ ان کا اعتراض تو یہ تھا کہ مسیح کا **رفع الی اللّٰہ** نہیں ہوا۔ اگر **رافعک الیّ** اس اعتراض کا جواب نہیں تو پھر چاہیئے کہ اس اعتراض کا جواب دیا اور دکھایا جاوے۔

ایک مرتبہ کسی نے کہا کہ میں تجارت کیلئے یہاں آنا چاہتا ہوں **فرمایا** یہ نیت ہی فاسد ہے اس سے توبہ کرنی چاہیئے۔ یہاں تو دین کے واسطے آنا چاہیئے۔ اور اصلاح عاقبت کے خیال یہاں رہنا چاہیئے یہ نیت تو نہیں ہو اور اگر پھر اس کے ساتھ کوئی تجارت وغیرہ یہاں رہنے کی اغراض کو پورا کرنے کے لئے ہو تو حرج نہیں ہے۔ اصل مقصد دین ہو نہ دنیا۔ کیا تجارتوں کے لئے شہر موزون نہیں؟ یہاں آنے کی اصل غرض کبھی دین کے سوا اور نہو۔ پھر جو کچھ حاصل ہو جاوے وہ خدا کا فضل سمجھو۔

(ایڈیٹر۔ بعینہٖ اسی مضمون پر حکیم الامۃ نے ایک دوست یہاں کو نصیحت کی تھی البتہ اس میں اتنا ایزاد کیا تھا کہ مجھے اگر ایک پیسہ بھی ملجاتا ہے تو اسے خدا کا فضل سمجھتا ہوں۔ کیونکہ وہ پیسہ تو میرا مقصود نہیں ہے۔ اسلئے اگر تمہیں مدرسہ یا کسی اور جگہ سے چندر روپے ملتے ہیں تو تمہیں بہت شکر گذار ہونا چاہیئے۔)

بنی نوع انسان کی ہمدردی خصوصاً اپنے بھائیوں کی ہمدردی اور حمایت پر نصیحت فرماتے ہوئے ایک موقع پر فرمایا۔

کہ میری تو یہ حالت ہے کہ اگر کسی کو درد ہوتا ہو اور میں نماز میں مصروف ہوں میرے کان میں اسکی آواز پہونچ جاوے تو میں تو یہ چاہتا ہوں کہ نماز توڑ کر بھی اگر اسکو فایدہ پہونچا سکتا ہوں تو فایدہ پہونچاؤں اور جہانتک ممکن ہے اس سے ہمدردی کروں۔ یہ اخلاق کے خلاف ہے کہ کسی بھائی کی مصیبت اور تکلیف میں اس کا ساتھ نہ دیا جاوے اگر تم کچھ بھی اس کے لئے نہیں کر سکتے تو کم از کم دعا ہی کرو۔

اپنے تو درکنار میں تو یہ کہتا ہوں کہ غیروں اور ہندوؤں کے ساتھ بھی ایسے اخلاق کا نمونہ دکھاؤ۔ اور انسے ہمدردی کرو۔ لا ابالی مزاج ہرگز نہیں ہونا چاہیئے۔

ایک مرتبہ میں باہر سیر کو جا رہا تھا۔ ایک پٹواری عبدالکریم میرے ساتھ تھا وہ ذرا آگے تھا اور میں پیچھے راستہ میں ایک بوڑھیا کوئی ۷۰ یا ۷۵ برس کی ضعیفہ ملی اس نے ایک خط اسے پڑھنے کو کہا مگر اس نے اس کو جھڑکیاں دیکر ہٹا دیا میرے دل پر چوٹ سی لگی اس نے وہ خط مجھے دیا میں اس کو لے کر ٹھہر گیا اور اس کو پڑھکر اچھی طرح سمجھا دیا۔ اسپر اسے بہت شرمندہ ہونا پڑا۔ کیونکہ ٹھہرنا تو پڑا اور ثواب سے بھی محروم رہا۔

مجھے بڑے ہی کشف صحیح سے معلوم ہوا ہے کہ ملوک بھی اس سلسلہ میں داخل ہونگے۔ یہانتک کہ وہ ملوک مجھے دکھائے بھی گئے ہیں وہ گھوڑوں پر سوار تھے۔

اور پھر بھی اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ میں تجھے یہانتک برکت دونگا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے۔

اللہ تعالےٰ ایک زمانہ کے بعد ہماری جماعت میں ایسے لوگوں کو داخل کریگا۔ اور پھر ان کے ساتھ ایک دنیا اسطرف رجوع کریگی۔

مراۃ العالم

یہ ایک نایاب کتاب علم تاریخ میں ہے جسے آنریبل مہاراجہ سر ڈگبجے سنگھ صاحب بہادر مرحوم والی بلرامپور اودھ نے ہزارہا روپے کے صرف سے تیار کرایا تھا۔ اسمیں ہندوستان کی مفصل تاریخ ابتدائے زمانہ پیدائش سے اورنگ زیب کی سلطنت تک درج ہے اور تمام نبیوں اور ولیوں اور حکیموں کے حالات بھی اسمیں مرقوم ہیں قیمت ۸؍ (ملنے کا پتہ) وکٹوریہ پیپر افس سیالکوٹ

عام خبر کردو کہ ماسٹر نبی بخش احمد جان مالکان کارخانہ گبرون لودھیانہ پنجاب دیسی کپڑے کے نمونے مع نرخ نامہ و جدید جنتری مع فہرست دیگر مال مفت بلکہ ٹکٹ لفافہ سے لگاکر تقسیم کرتے ہیں۔

مراسلت

(لاہوری مولوی اور اُسکی نادانی)

تعجب ہے کہ یہ نادان مولوی بقرۃ کے صفحہ نمبر ۲ پر لکھتا ہے کہ امام حسین نور سے پیدا ہوا۔ اور مرزا صاحب ایک قطرہ منی سے پیدا ہوا۔ میں اس احمق سے سوال کرتا ہوں اور سوال کیلئے الفاظ میں ہوگا اسلئے کہ اُس نے رعایت تہذیب اخلاق کو برطاق رکھکر اسقدر ناشایستہ الفاظ اور دریدہ دہنی سے کام لیا ہے کہ معمولی آدمیوں کو پس پشت ڈالدیا ہے۔

جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا۔

(سوال) اگر تمہارے مزعومی حسین نور سے پیدا ہوئے تو تم ثابت کر سکتے ہو کہ تمہارے علی نے اپنی بیوی سے جماع نہیں کیا تھا اور حسین کا وجود انعقاد نطفہ طرفین کا نتیجہ نہیں تھا۔ کیا حسین شکم والدہ میں چھ ماہ یا نو ماہ تک نہیں رہے تھے کہ پھر اسیطرح جسطرح اور بچے پیدا ہوتے ہیں وہ پیدا نہیں ہوئے تھے بعد پیدایش اسیطرح نشو و نما نہیں پائے تھے جسطرح اور بچے پاتے ہیں تم نور کی تعریف میں لکھتے ہو (جو شئے فی ذاتہٖ روشن اور غیر کو روشنی دیتی ہو۔ نور کا سایہ نہیں ہوتا چنانچہ امام حسینؓ کا بھی سایہ نہ تھا۔ فوالسلم)

اے نادان اور بے عقل مولوی شمر نے جسوقت گلے پر تلوار چلائی تھی اسوقت سایہ تھا یا نور تھا یا اصلی جسم تھا جسوقت تو نورانی میں سر رکھا گیا اسوقت سایہ تھا۔ یا جسم اور نیزہ پر شام سے کوفہ اور دمشق تک جو سر پھرایا گیا۔ وہ نور کا سر تھا یا اصلی جسم کا سر نہیں نہیں مصنوعی سر ہوگا۔ تمہارے نور نے کسقدر کفار کو مسلمان کیا دین محمدی کی کس قدر اشاعت کی یزید اور اس کے لشکر میں کتنے ایک کو روشنی بخشی۔ تم کہتے ہو کہ خون حسین کے بعد شہادت صدہا کفار کو مسلمان کیا مہربانی کرکے پانچ کافروں کے نام بقید ولدیت و قومیت و سکونت درج کرکے شائع کرو اور وجہ مسلمان ہونیکی تحریر کرکے بتلاؤ کہ فلاں کسجگہ پر کسطرح ظہور پذیر ہوا تھا۔ اے بے شعور اور بے تمیز جبکہ حسین زندہ تھا تو یزید اور اس کے لشکر نے اس کو نہ مانا۔ حالانکہ حسین نے ان کے روبرو بڑے لکچر دیئے اور تقریریں کیں۔ نصائح اور دلائل پیش کئے۔ افسوس کہ اسوقت کوئی اعجازی رنگ بھی نہ تبلایا کاش ایک خارق عادت نشان سے وہ سوا تین سو کو اپنی طرف ملا لیتا اس وقت تو اس کا زندہ وجود بے اثر محض ثابت ہوا پھر مرکر معلوم نہیں کیا نا

کیا فائدہ یہ دعویٰ تمہارا نرا جھوٹ اور بہتان ہے قرآن میں لکھا ہے کہ کیا مردہ اور زندہ برابر ہو سکتے ہیں۔ پھر اے نادان مولوی تمہاری اس الف لیلیٰ کو کہنے جاتا ہے یہ قاتل حسین اور تواریخ جس کا نام ہے تم نے نہیں لکھا۔ (چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد) مولوی صاحب جس کا بدن اور جسم گھوڑوں کی ٹاپوں سے روند گیا وہ انسان تھا یا نور تھا اے دانشمند مولوی یہ تو بتلا۔ نور کی یہ گت بنتی ہے۔ جیسے اس کی بنی وہ ایک انسان تھا اور انسان کا بچہ وہ ضرور قطرۂ منی سے پیدا ہوا تھا۔ منی سے خون اور خون سے مضغہ اور علقہ وغیرہ مدارج سے تکمیل وجود گذار کر بصورت طفل جسم والدہ سے زمین پر گرا تھا زمانہ کے تمام اثرات کے ماتحت تھا عام انسانوں جیسے عام اس کے اقوال اور افعال تھے چلتا پھرتا۔ سوتا۔ جاگتا۔ کھاتا۔ پیتا۔ ہگتا۔ موتتا۔ غرضیکہ سب باتیں جو ایک انسان سے وقوع میں آتی ہیں اس کے وجود میں ثابت تھیں۔ اس کے شمر اسکی سینہ پر بیٹھا اور حلق کے الٹی طرف گردن سے اس کا سر کاٹا اس وقت اس نے شمر سے بہت الحاح وزاری اور التجا کی کہ دیکھ میں رسول اللہ کا نواسا ہوں سید ہوں غریب الوطن ہوں عیالدار مسافر ہوں مگر اس نے نہ مانا۔ یہ سب کام جو اس سے صادر ہوئے انسانوں جیسے تھے اے نادان نور سے ایسے افعال صادر نہیں ہوتے ورنہ نظیر بتلا۔ دانا اور اہل علم تمہاری ان تحریروں پر ہنستے ہیں۔ ایک محقق کی نگاہ میں تمہاری تمام کتابیں جو اپنے نامہ اعمال کی طرح تم نے سیاہ کی ہیں کچھ وقعت نہیں رکھتی ہیں۔

اے مغضوب الغضب انسان تابوت پرستی نے تیرا ستیاناس کر دیا ہے ذرا سوچ تو سہی کہ تم ایک اشرف المخلوقات گروہ سے نکال کر ایک شخص کو کیا کیا بناتے پھرتے ہو اپنے زبان سے جو کچھ کہتے ہو وہ صاف اور کھلے لفظوں میں کیوں نہیں کہتے کہ درحقیقت وہ خدا تھا انسان کے وجود میں آکر اس نے رسول کی لئے شہادت قبول کی اور لوگوں کو نجات دلائی۔

از بہر امتان تبہ روز گار بود
ورنہ حسین را بشہادت چہ کار بود

یہ عقیدہ اہل کتاب کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت ہے کہ خدا انسان کی شکل میں آکر مخلوق کیلئے پھانسی پر چڑھا کفارہ عیسیٰ کا مسئلہ اور کفارہ حسین کا مسئلہ باہم ملتے جلتے ہیں + ایسے ہی تحریرات کا جواب مرزا صاحب سے طلب کرتا ہے۔ اے نادان مرزا صاحب امام الوقت ہیں مسند احمد کے بیٹھنے والے ملاہیں۔ اعرض عن الجاہلین اور فاعرض عنہم کتاب مجید میں موجود ہے۔

پھر تم سے مقابلہ امام الوقت کا کام نہیں۔ دیکھ اور سوچ دنیا تمہارے کسی کام نہ آوے گی ایک دن ضرور آنا ہے جو خدا کے روبرو تم حاضر کئے جاؤ گے اس وقت بغیر پشیمانی اور کچھ نہ بنے گی خدا کے برگزیدہ کو گالیاں نکالنا اچھا کام نہیں آ خدا سے ڈر اور تحقیق کر اپنے علمی گھمنڈ پر نہ اترا علماء یہود جو آنحضرت صلعم کی بعثت کے منتظر تھے اسی گھمنڈ اور انانیت میں آکر صراط مستقیم سے بھٹک گئے اس وقت یہ امام جو پکار کر کہہ رہا ہے کہ میں صبغۃ اللہ ہوں مہدی ہوں مسیح موعود ہوں اس کے جا اور منہاج نبوت کے محک پر اس کی صداقت اور عدم صداقت کو دیکھ۔ بدغالی اور شہرستانی علامہ علی یا خواجہ نصیر کے اقوال کو نہ دیکھ۔ منہاج نبوت پر ایک انسان کی خصوصیت کو پرکھ۔ جو دلائل آنحضرت صلعم کی صداقت کے واقعی اور صحیح قرآن اور حدیث صحیح اور تعامل سے تجھ کو معلوم ہیں ان کے مطابق مرزا غلام احمد امام الوقت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے دلائل ہیں آنکھیں کھول اور قرآن پڑھ اور قرآنی دلائل سے مقابلہ کر منہاج نبوت کو مدنظر رکھکر پھر دیکھ کہ وہ سچا ہے یا نہ۔ وہمی اور خیالی بھوت کو دل سے نکال کوئی قریشی یا ہاشمی امام غار یا جزیرہ میں موجود نہیں ہے تمہارے وہمی اور کمزور عقاید تم کو حقیقت تک نہیں پہونچنے دیتے مردمیدان بن نذر دنیا کی آمدنی ہم کو خدا کے لئے تامل ہے سمجھ خدا سے بہت دعا کر انانیت چھوڑ اور عجز و انکسار سے انکشاف حقیقت کیلئے خدا سے دعا مانگ اس سے توفیق صراط مستقیم کی درخواست کر عطا کرنا اس کا کام ہے

زجنس شکست آنچہ پیدا شود
ازیں بارگاہ قیمتش وا شود
شکست تو اینجا درستی نماست
کہ جبر گرم سر بسر مومیاست
والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

خاکسار نذر علی از پشاور

کلماتِ طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

۱۸ جولائی ۱۹۰۴ء بمقام گورداسپور

عرش عرش کے متعلق سوال ہوا۔ آپ نے اپنی تقریر کے اس حصہ کا اعادہ فرمایا جو کہ قبل ازیں کئی دفعہ شایع ہو چکی ہے۔ اور فرمایا۔ کہ عرش کی نسبت مخلوق اور غیر مخلوق کا جھگڑا عبث ہے احادیث سے اس کا جسم کہیں ثابت نہیں ہوتا۔ ایک قسم کے علو کے مقام کا اظہار عرش کے لفظ سے کیا گیا ہے۔ اگر اسے جسم کہو۔ تو پھر خدا کو بھی جسم کہنا چاہئیے یا در کھنا چاہئیے کہ اس کو علو جسمانی نہیں کہ جس کا تعلق جہات سے ہو۔ بلکہ یہ روحانی علو ہے۔

عرش کی نسبت مخلوق اور غیر مخلوق کی بحث بھی ایک بدعت ہے۔ جو کہ پیچھے ایجاد کی گئی۔ صحابہ نے اس کو مطلق نہیں چھیڑا تو اب یہ لوگ چھیڑ کر ناحق لوگوں کو اپنے گلے ڈالتے ہیں۔ لیکن عرش کے اصل معنے اس وقت سمجھ میں آسکتے ہیں۔ جبکہ خدا تعالیٰ کی دوسری تمام صفات پر بھی ساتھ ہی نظر ہو۔

۲۱ جولائی ۱۹۰۴ء گورداسپور

متفرق اقوال ایسی ہوا چلی ہے کہ گناہ کا چھوڑنا عیب خیال کرتے ہیں۔ اور جب کوئی گناہ کو چھوڑنا چاہتا ہے۔ تو اسے ایک حسرت ہوتی ہے کہ اب یہ ہاتھ سے گیا۔ اگر خدا کی عظمت کو مدنظر رکھکر بھی گناہ کیا جاوے تو بھی اس کا بوجھ ہلکا ہو جاوے۔ لیکن اس کا خیال کسے ہے۔

۲۵ جولائی ۱۹۰۴ء گورداسپور

مسئلہ تعظیم قبلہ سوال ہوا کہ اگر قبلہ شریف کی طرف پاؤں کر کے سویا جاوے تو جائز ہے کہ نہیں۔ فرمایا۔ کہ یہ ناجائز ہے کیونکہ تعظیم کے برخلاف ہے سائل نے عرض کی۔ کہ احادیث میں اسکی ممانعت نہیں آئی۔ فرمایا کہ یہ کوئی دلیل نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص اسی بنا پر کہ حدیث میں ذکر نہیں ہے اور اس نے قرآن شریف پر پاؤں رکھکر کھڑا ہوا کرے۔ تو کیا یہ جائز ہو جاوے گا ہرگز نہیں۔ (ومن یعظم شعائر اللّٰہ فانہا من تقوی القلوب)

اکرام ضیف اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مہمان نوازی کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرح اعلیٰ اور زندہ نمونہ ہیں۔ جن لوگوں کو کثرت سے آپ کی صحبت میں رہنے کا اتفاق ہوا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ کسی مہمان کو خواہ وہ سلسلہ میں داخل ہو یا نہ داخل ہو ذراسی بھی تکلیف حضور کو بے چین کر دیتی ہے۔ مخلصین احباب کے لئے تو اور بھی آپ کی روح میں جوش شفقت ہوتا ہے اس امر کے اظہار کیلئے ہم ذیل کا ایک واقعہ درج کر دیتے ہیں۔

۲۶ جولائی ۱۹۰۴ء گورداسپور

میاں ہدایت اللہ صاحب احمدی شاعر لاہور پنجاب جو کہ حضرت اقدس کے ایک عاشق صادق ہیں اپنی اس پیرانہ سالی میں بھی چند دنوں سے گورداسپور آئے ہوئے تھے۔ آج انہوں نے رخصت چاہی جس پر حضرت اقدس نے فرمایا کہ آپ جا کر کیا کریں گے۔ یہاں ہی رہئیے اکٹھے چلیں گے۔ آپ کا یہاں رہنا باعث برکت ہے اگر کوئی تکلیف ہو تو بتلا دو اس کا انتظام کر دیا جاوے پھر اس کے بعد آپ نے عام طور پر جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ چونکہ آدمی بہت ہوتے ہیں۔ اور ممکن ہے کہ کسی کی ضرورت کا علم اہل عملہ کو نہ ہو۔ اس لئے ہر ایک شخص کو چاہئیے کہ جس شے کی اسے ضرورت ہو۔ وہ بلا تکلف کہدے اگر کوئی جان بوجھ کر چھپاتا ہے۔ تو وہ گنہگار ہے ہماری جماعت کا اصول ہی بے تکلفی ہے۔ بعد ازیں حضرت اقدس نے میاں ہدایت اللہ صاحب کو خصوصیت سے سید سرور شاہ صاحب کے سپرد کیا۔ کہ ان کی ہر ایک ضرورت کو وہ بہم پہونچاویں۔

کل شام کو بعد از نماز مغرب دو نوجوان اکونٹنٹ جنرل آفس لاہور کے کلارک جن میں سے ایک صاحب مسلمان تھے اور ایک عیسائی حضرت کی ملاقات کیلئے تشریف لائے۔ چونکہ مسلمان صاحب کا تعارف جناب مفتی محمد صادق سپرنٹنڈنٹ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان سے تھا۔ اس لئے مفتی صاحب نے ان کو حضرت اقدس سے انٹروڈیوس کیا مختصر حالات کے استفسار کے بعد حضور عیسائی نوجوان کیطرف متوجہ ہوئے۔ معلوم ہوا کہ اول یہ سکھ مذہب کے تھے۔ اور ان کے والد عیسائی تھے اس پر حضرت اقدس نے فرمایا۔ کہ آجکل اگر دنیا ہے خدا کے تو جاویں تو ایک ضمیمہ کتاب ملا رہوتی ہے لیکن تعجب ہے کہ سکھ جیسے مذہب کو چھوڑ کر جس میں توحید کی تعلیم ہے۔ آپ نے عیسائی مذہب کو کیسے پسند کیا اس کے بعد متفرق طور پر مزاج پرسی وغیرہ ہوتی رہی۔ اور بروقت رخصت حضور نے فرمایا کہ ہمیں آپ کی ملاقات سے بہت خوشی ہوئی ہے۔ افسوس ہے کہ قیام بہت تھوڑا ہے۔

ضرورت شادی

ہمارے ایک عزیز احمدی بھائی منشی محمد سلیمان صاحب مدرس رائے کوٹ ضلع لودہانہ جو قوم کے نجار ہیں احمدی سلسلہ میں شادی کرنا چاہتے ہیں۔ ان کی پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے۔ پہلی بیوی کا ایک بچہ رہ گیا تھا۔ قضاء الٰہی سے وہ بھی فوت ہو چکا ہے۔ منشی محمد سلیمان صاحب ہمارے ہم جماعت ہیں اور ہم ان کے حالات سے بہت کچھ واقف ہیں وہ ایک سلیم الطبع اور نیک سیرت نوجوان ہیں انکی عمر اسوقت بتیس سال کی ہوگی۔ جو بھائی منشی صاحب موصوف سے اپنا تعلق پیدا کرنا چاہیں وہ براہ راست یا ایڈیٹر الحکم کے توسط سے خط و کتابت کریں۔ منشی صاحب موصوف چاہتے ہیں کہ اگر کوئی خواندہ لڑکی ملجاوے تو زیادہ موزوں ہے ورنہ خیر۔

کچھ تازہ حالات

اخبار چونکہ دیر سے شایع ہوا ہے اسلئے ہم وہ تازہ حالات بھی درج کئے دیتے ہیں جو تاریخ اشاعت تک قابل اشاعت سمجھے گئے ہیں۔ اڈیٹر۔

۱۔ **حضرت** حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ۱۴-اگست کو دارالامان سے روانہ ہوکر براہ بٹالہ گورداسپور پہونچ گئے۔ وہ بڑا مکان جسکا ذکر صفحہ اوّل پر کیا گیا ہے فی الحال بعض وجوہات کی وجہ سے نہیں ملسکا۔ اور حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسی مکان میں جو پہلے برلب تالاب لیا ہوا تھا فروکش ہونا پڑا۔

مہمانوں کی رہائش کیواسطے فی الحال اس مکان کے سامنے ایک بڑا شامیانہ لگایا گیا ہے۔ اور احاطہ کچہری میں ایک اور چھوٹا شامیانہ لگایا گیا ہے۔

۲۔ **مقدمات** کے حالات مختصر طور پر یہہ ہیں کہ ۱۴-اگست ۱۹۰۴ء کو ہمارے مقدمہ میں۔ کرم الدین کے باقی ماندہ دو گواہان صفائی پیش ہونے تھے جنکے واسطے اسکو ۲۹-جولائی ۱۹۰۴ء کو دستی سمن دئے گئے تھے مگر آج بجز اڈیٹر دہلی پنچ کے دوسرا گواہ حاضر نہیں ہوا۔ اور نہ اسپر تعمیل سمن ہوئی۔ کرم الدین نے خود بیان کیا کہ اس کا پتہ نہیں ملتا ہے کہ وہ غازی گہاٹ گیا ہوا ہے۔

عدالت نے اڈیٹر دہلی پنچ کا بیان قلمبند فرمایا اڈیٹر مذکور نے جس طرز اور شان سے شہادت حقہ ادا کی وہ اس نوٹ سے بخوبی ظاہر ہوگی جو آخر عدالت کو کرنا پڑا اور جو روئداد مقدمہ شایع کرتے وقت ہم شایع کرینگے انشاء اللہ العزیز۔

۱۵-اگست کو اڈیٹر دہلی پنچ مکرر ری اگزامینیشن کے لئے پیش ہوا۔ اسی تاریخ کو مجسٹریٹ صاحب نے کرم الدین کے دوسرے گواہ صفائی کا بھی فیصلہ کردیا۔ جسکے نام اس سے پہلے ہی دو تین مرتبہ سمن جاری ہوچکے تھے مگر وہ حاضر نہیں ہوا تھا۔ یا اسپر تعمیل سمن نہیں ہوئی تھی۔

تعجب کی بات ہے کہ لاہور جیسے شہر میں تعمیل سمن نہو۔ بہرحال مجسٹریٹ صاحب نے کرم الدین سے پوچھا کہ کیا تم کوئی اور گواہ بغرض حفظ کے سوا دینا چاہتے ہو جسکے جواب میں کرم الدین نے کہا کہ اسوقت نہیں۔ بالآخر مجسٹریٹ صاحب نے شہادت صفائی کو ختم کردیا اور آخری تقریروں کے واسطے ۱۶-اگست ۱۹۰۴ء مقرر کی۔ اس تاریخ پر کرم الدین اپنی تحریری تقریر پیش کریگا۔ اور اسکے بعد **وکیل سلسلہ** خواجہ کمال الدین صاحب اسکا جواب تحریری پیش کرینگے۔ ان تقریروں کے بعد مجسٹریٹ صاحب آخری فیصلہ ہمارے مقدمہ میں سنا دینگے۔ اس لحاظ سے ہمارا مقدمہ ختم ہوچکا ضابطہ کی کل کارروائی بجز تقریروں کے ہوچکی ہے امید کیجاتی ہے کہ اس مہینے کے آخر یا ستمبر کی ابتدائی تاریخوں میں اگر کوئی امر مانع نہوا تو مجسٹریٹ صاحب ہمارے مقدمہ کا آخری حکم سنا دینگے۔ اب انجام پر نظر ہے

اور وقت دعا ہے

حضرت حجۃ اللہ کے مقدمہ میں مجسٹریٹ صاحب نے شہادت استغاثہ پر مکرر جرح کرنے کے لئے ۱۵-اگست ۱۹۰۴ء مقرر کی تھی۔ اور اس تاریخ کے لئے ثناء اللہ امرتسری اور منشی برکت علی صاحب منصف بٹالہ بلائے گئے تھے اپنر ہمارے مقدمہ کے ابد جرح کی گئی۔ اور باقی شہادت استغاثہ اور خود کرم الدین پر جرح کے واسطے ۱۷-اگست ۱۹۰۴ء اور ۱۸-اگست ۱۹۰۴ء مقرر ہوئی۔

الہامات اور کشوف

(۲۶-جولائی سے ۲۹-جولائی تک بمقام گورداسپور)

۱۔ ۲۶-جولائی ۱۹۰۴ء۔ بوقت فجر۔ دیکھا کہ ہم قادیان گئے ہیں اپنے دروازے کے سامنے کھڑے ہیں۔ ایک عورت نے کہا السلام علیکم اور پوچھا کہ راضی خوشی آئے خیر و عافیت سے آئے۔

۲۔ ۲۷-جولائی ۱۹۰۴ء۔ ایک نظارہ دکھایا گیا کہ کوئی امر پیش کیا گیا ہے۔
پھر الہام ہوا۔ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر

انا انزلناہ للمسیح الموعود

۳۔ **۲۹-جولائی**۔ دیکھا کہ بڑے مرزا صاحب مرحوم (عالی جناب مرزا غلام مرتضےٰ خان صاحب مرحوم اڈیٹر) نے ایک بڑی کوئی سیاہ رنگ کی بنوائی ہے جو کہ جابی بافندہ لیکر آیا ہے۔ اور گویا مرزا مرحوم کی طرف سے کہتا ہے کہ یہ اس کام (یعنی کوئی نالش کرنی ہے یا ایسا ہی کوئی کام ہے) کے لئے بنوائی تھی۔ لیکن اب آپکا ارادہ اسکے لئے نہیں تو رکھ چھوڑو کسی اور کام آئے گی۔

الہامات۔ ۱۔ مبارک سو مبارک
۲۔ آسمانی تائیدیں ہمارے ساتھ ہیں۔
۳۔ اجرک قائم وذکرک دائم

اسسٹنٹ اڈیٹر کے سہ ماہ مضامین

ہمارے نائب اڈیٹر نے الحکم کے ناظرین کی دلچسپی کے لئے بعض مضامین مصر کے مشہور رسالہ الہلال سے لیکر بھیجے ہیں جنکو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ انمیں سے ایک مضمون مہر اور اسکے نقوش کی تاریخ پر ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء کی مہروں کے نقوش دئے ہیں یہہ مضمون بہت ہی دلچسپ ہوتا۔ اگر مہر کی اصل شکل بھی دکھائی جاسکتی۔ ہم نے جب الحکم کو اوّل ہی اوّل شایع کیا تھا اور الحکم امرتسر سے شایع ہوتا تھا اسوقت انگلستان کے بعض اخبارات مثل پیرسن ویکلی کی طرز پر جس میں ڈاک خانہ کے ٹکٹوں کے ذریعہ ایک تاریخ پیش کی جارہی تھی۔ ہمیں اکابر و مشاہیر کے نقش ہائے مہر کا خیال پیدا ہوا تھا۔ چنانچہ ہمنے الحکم مورخہ ۱۰-دسمبر ۱۸۹۷ء اور ۱۷-دسمبر ۱۸۹۷ء میں اس سلسلہ کو شروع کیا تھا۔ اسلئے تکمیل کی خاطر انمیں جو کچھ چھپا ہے وہ بھی ہم اسکے ساتھ ہی لکھے دیتے ہیں۔ اس میں اور اس میں حضرت ابوبکر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کی مہروں میں کسیقدر فرق ہے۔

دوسرا مضمون اسسٹنٹ اڈیٹر صاحب نے الہلال سے **ادیان الامم** یعنے مذاہب عالم ترجمہ کرکے بھیجا ہے۔ ہم نے اپنی ۱۸۹۷ء میں مذہبی دنیا کے عنوان سے اقوام عالم کے معبودوں کا سلسلہ لکھنا چاہا تھا مگر چند نمبروں کے بعد ہم اسے جاری نہ رکھ سکے کیا عجب اب مکمل ہوجاوے۔ یہ سلسلہ الحکم کی کسی اگلی اشاعت سے یا اسسٹنٹ اڈیٹر صاحب کے دارالامان تشریف لے آنے پر شروع ہوگا۔ انشاء اللہ۔

(اڈیٹر)

تاریخ الخواتم ونقوشہا

ترجمہ از الہلال (مصر)

مُہریں اور اُن کی تاریخ

مُہر کا رواج بہت پرانا ہے۔ قدیم زمانوں میں مہروں کا رواج بڑے بڑے لوگوں میں تھا پھر بتدریج ان کا رواج عوام میں بھی ہونے لگا۔ بعض مُہر میں صرف اپنا نام کندہ کراتے اور بعض اوس میں عبرت انگیز و موعظت کے کلمات کھدواتے ہیں ابتدائے اسلام میں مہروں میں جو کلمات و نقوش کھدوائے گئے اون کی اشکال مندرجہ ذیل ہیں۔

{اوّل ہم الحکم سے وہ حصہ درج کرتے ہیں جسکا ذکر ہم نے اندر ذکر کی نوٹ میں کیا ہے (اڈیٹر)}

نقش ہائے مہر اکابر و مشاہیر

حضرت رسول اللہ خاتم النبیین رحمۃ للعالمین حضرت سیدنا ابوالقاسم **محمد** بن عبداللہ صلے اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم سنہ ۱۱ھ محمد رسول اللہ۔ محمد خدا کے بھیجے ہوئے ہیں۔

خلیفۃ رسول صاحب الغار امیر المومنین سیدنا عبداللہ العتیق ابوبکر بن الصدیق بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہ سنہ ۱۳ھ
عبد ذلیل لرب جلیل۔ پروردگار بزرگ کا ذلیل بندہ۔

سراج اہل الجنۃ امیر المومنین سیدنا ابو حفص عمر **الفاروق** بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنہ ۲۳ھ
کفی بالموت واعظا یا عمر اے عمر موت نصیحت کے لئے بس کرتی ہے۔

ذی النورین امیر المومنین سیدنا ابولیلےٰ۔ **عثمان بن عفان** رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنہ ۳۵ھ
آمنت باللہ الذی خلق فسویٰ میں اسکو مانتا ہوں جس نے پیدا کرکے سنوارا۔

سیف اللہ المسلول امیر المومنین سیدنا ابوتراب۔ **علی بن المرتضیٰ** بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سنہ ۴۰ھ
الملک للہ تمام ملک اللہ کا ہے۔

سبط الرسول سیدنا ابو محمد **امام حسن** مجتبےٰ بن علی مرتضےٰ رضی اللہ عنہما سنہ ۴۹ھ
لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین پرستش کے قابل بجز خدا کے کوئی نہیں جو حقیقی کھلا ہوا بادشاہ ہے۔

سید الشہداء سبط الرسول سیدنا ابوعبداللہ امام حسین بن علی مرتضےٰ رضی اللہ عنہما۔ سنہ ۶۱ھ
لکل اجل کتاب ہر مقرری وقت کی لکھت ہوچکی

امام سجاد زین العباد سیدنا ابوبکر علی بن الحسین رضی اللہ عنہ سنہ ۹۵ھ
وما توفیقی الا باللہ میرے لئے نیکی کے اسباب کردینا خدا کا کام ہے۔

امام باقر سیدنا ابوجعفر محمد بن سجاد رضی اللہ عنہ سنہ ۱۱۴ھ
رب لا تذرنی فردا اے میرے پروردگار مجھے تنہا مت چھوڑ۔

امام کاظم سیدنا ابوابراہیم موسیٰ بن امام جعفر بن امام باقر رضی اللہ عنہ سنہ ۱۸۳ھ
الملک للہ وحدہ تمام ملک اسی خدا کا ہے جو یگانہ ہے۔

امام رضا سیدنا ابوالحسن علی بن کاظم رضی اللہ عنہ سنہ ۲۰۳ھ
لا حول ولا قوۃ الا باللہ کسی کو کسی کام کرنے میں توانائی اور زور حاصل نہیں مگر خدا سے۔

امام نقی سیدنا ابوجعفر ثانی محمد بن رضا رضی اللہ عنہما سنہ ۲۲۰ھ
القدرۃ للہ ہر طرح توانائی خدا کو ہے

امام عسکری سیدنا ابو محمد زکی بن نقی رضی اللہ عنہما سنہ ۲۶۰ھ
اللہ ربی وھو عصمتی من خلقہ میرا پروردگار خدا ہے مجھے مخلوق کے شر سے بازرکھنا اسی کا کام ہے۔

امام مہدی سیدنا ابوالقاسم محمد بن عسکری رضی اللہ عنہما سنہ ۲۶۴ھ **لہ مقالید السموات والارض** آسمان کی کنجیاں اسی کے ہاتھ میں ہیں

(باقی آیندہ)

قادیان کا ڈاک خانہ

ہمیں معلوم ہوا ہے کہ یکم اکتوبر سنہ ۱۹۱۱ء سے قادیان کا ڈاک خانہ بجائے بیس کے چالیس کے گریڈ میں ہو گیا ہے۔ یعنے آئندہ یہاں جو سب پوسٹماسٹر ہو گا اسے چالیس روپیہ ماہوار ملا کرینگے۔ یہ تو خوشی کی بات ہے کہ یہاں کا ڈاک خانہ بڑے گریڈ میں ہو گیا لیکن سوال یہ ہے کہ اس سے پبلک کو کیا فائدہ ہو گا؟ اس سوال کا جواب صاف ہے کہ کچھہ بھی نہیں۔ قادیان کا ڈاک خانہ اپنے کثرت کار کیوجہ سے مشہور ہو رہا ہے اور یہ کام اب اس حد تک پہونچا ہوا ہے کہ ایک آدمی کے سنبھالنے اور کرنے کا نہیں ہے۔ اگرچہ اس وقت موجودہ سب پوسٹماسٹر اپنی قابلیت اور ہوشیاری کیوجہ سے اطمینان بخش کام کر رہا ہے جیسا کہ افسران معائنہ کنندگان کو بھی معلوم ہے۔ لیکن پھر بھی ہم یہ کہنے کو طیار ہیں کہ اب ایک آدمی کا کام نہیں ہے ایک آدمی اگر سو روپیہ تنخواہ کا بھی یہاں بھیجدیا جاوے اور سٹاف بڑہایا نہ جاوے تو کچھہ فائدہ نہوگا۔

ہم حیران ہیں کہ ڈائرکٹر جنرل ڈاکخانجات سے سالسنے ایسی تجویز کیونکر منظور کی گئی۔ جو کسی صورت میں مفید نہیں ہو سکتی۔ چونکہ ابھی کافی وقت موجود ہے اور ڈائرکٹر جنرل صاحب اپنی اس تجویز پر نظر ثانی کر سکتے ہیں اس لئے صاحب سپرنٹنڈنٹ امرتسر ڈویژن کو جو قادیان کے حالات سے اور یہاں کے کاروبار سے بخوبی باخبر ہیں توجہ دلاتے ہیں کہ وہ اس تجویز پر نظر ثانی کرائیں۔

جہانتک ہم قادیان کے ڈاک خانہ سے بوجہ کاروبار تعلق رکہنے کے واقف ہیں ہم کہہ سکتے ہیں کہ قادیان کے ڈاک خانہ کی آمدنی بے شک اس قابل ہے کہ اس کی ترقی ہو لیکن ساتھہ ہی سٹاف بھی بڑہایا جانا ضروری ہے۔ قادیان کے ڈاک خانہ کی موجودہ ضروریات جنکو ہم محسوس کرتے ہیں ہماری نظر میں یہ ہیں۔

خاص قادیان کے لئے ایک اور چٹھی رسان بڑہا دیا جاوے ایک پیکر ہو اور مکان بھی چونکہ بہت ہی تنگ اور تار ہے اس لئے کوئی معقول کرایہ کا مکان جو خوب وسیع اور عمدہ ہو ڈاکخانہ کے واسطے لیا جاوے اور اچھا مکان ہماری رائے میں پانچ روپیہ سے کم میں نہیں ملے گا۔ کیونکہ قادیان میں حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خدام کی کثرت کی وجہ سے مکانات ملتے نہیں اور اگر ملتے ہیں تو معمولی سے معمولی مکان بھی بہت کرایہ پر ملتا ہے اور یہ مکان **کثرت کاروبار** کے باعث **احمدی** محلہ میں ہونا چاہیئے۔ ممکن ہے بعض تنگدل اور متعصب لوگ اس کو پسند نہ کریں لیکن ڈاک خانہ کے افسران اعلیٰ خوب جانتے ہیں کہ قادیان کے ڈاک خانہ کا سارا **مدار احمدی** قوم کے سر پر ہے کیونکہ احمدی قوم کے دو ہفتہ وار اخبار دو تین ماہواری رسالے اور اس کے علاوہ اشتہارات اور کتب کی روانگی کثرت سے ہے۔ بلا مبالغہ **ڈاک خانہ** کا سارا کام اسی قوم کا ہے۔ اسلئے آئندہ ڈاک خانہ کیلئے اگر بڑا مکان تجویز ہو تو افسران ڈاک خانہ کو ہدایت کرنی چاہئے کہ وہ احمدی محلہ میں ہو۔ اگر افسران ڈاک خانہ نے منظور کیا تو ہم بھی کوشش کرینگے کہ موزوں موقع پر کوئی مکان ملجاوے۔ لیکن عمدہ مکان جیسا ہم نے پہلے کہا ہے پانچروپیہ سے کم میں نہیں ملے گا۔ ان ضرورتوں کے **علاوہ** ڈاک کی روانگی اور رسید کی کیلئے یکہ کا انتظام ہونا چاہئے برسات کے موسم میں جسقدر تکلیف کا سامنا ڈاک خانہ والوں کو کرنا پڑتا ہے اس کا اندازہ کچھہ وہی کر سکتے ہیں یا بیچارے مصیبت کے مارے ہرکارے کر سکتے ہیں جو تیرتے ہوئے آتے ہیں اور بارش اور پانی کیوجہ سے ڈاک کا بوجھہ معمولی سے دوگنا ہو جاتا ہے۔ اور جسدن انگلش میل روانہ کرنی پڑتی ہے اسدن تو اور بھی وقت محسوس ہوتی ہے۔ کیونکہ ڈاکخانہ کی مقررہ شرح پر کوئی قلی یا مزدور یا یکہ ملتا نہیں اور ڈاک خانہ والوں کو زیادہ دینے کی اجازت نہیں ہے اسلئے سب پوسٹماسٹر کو بڑی مشکلات کا سامنا ہوتا ہے اور بعض اوقات فہرورلیش بر جان درویش اپنی گرہ سے مزید کرایہ دیکر ٹٹو یا یکہ یا قلی بھیجنا پڑتا ہے کیونکہ ڈاک کو تو روک نہیں سکتے۔ ان سب کے علاوہ جو ضروری امر ہے وہ یہ ہے کہ ایک کلرک یہاں اور بڑہانا چاہئے جو سب پوسٹماسٹر کا کام میں ہاتھہ بٹائے۔

پس اگر عملہ نہ بڑہایا جاوے تو بہر کچھہ فائدہ بڑے گریڈ کا نہیں ہو سکتا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں چالیس کے گریڈ میں رکھہ کر سارا عملہ بہم پہنچانا شاید مشکل ہو۔ اسلئے ہمارے خیال میں اگر سپرنٹنڈنٹ صاحب توجہ کر کے صاحب ڈائرکٹر جنرل بہادر کو توجہ دلائیں تو تہوڑی سی ترمیم کے ساتھہ یہ انتظام ممکن ہے اور وہ یہ ہے کہ ڈاکخانہ کو تیس کے گریڈ میں رکھکر دس روپے ماہوار کا ایک کلرک اور بڑہا دیں غرض ان ضروریات سے صاحب سپرنٹنڈنٹ ناواقف نہیں ہیں اس لئے ان کی خدمت میں زیادہ عرض کرنا تحصیل حاصل ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ وہ اس تجویز پر نظر ثانی کرنے کیلئے زور دینگے۔

بٹالہ اسٹیشن پر حلوائی

ریلوے سٹیشنوں پر پہلے حلوائیوں اور دوسرے دوکانداروں کو ایک مقررہ رقم بطور ٹھیکہ کے ادا کرنی پڑتی ہے۔ جس کا برا اثر مسافروں کی صحت اور مال پر یہ پڑتا تہا کہ وہ خراب اور مضر صحت اشیاء عموماً فروخت کرتے اور گراں قیمت پر فروخت کرتے۔ اس شکائیت کو پبلک اخباروں میں بار بار دہرایا گیا آخر ریلوے کی نمائی اتہارٹیز نے عموماً اور لارڈ کرزن کی گورنمنٹ نے ان شکائیتوں کو محسوس کیا اور وہ ٹہیکہ کی بیخ اڑا دیگئی۔ لیکن غور طلب امر یہ ہے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوا؟ دوسرے سٹیشنوں کا ہم ذکر نہیں کرتے بٹالہ سٹیشن جس کے متعلق ہمیں بارہا لکہنے کا اتفاق ہوا ہے اور خوشی کی بات ہے کہ ریلوے ڈیپارٹمنٹ کے ذمہ وار آفیسروں نے ہماری تحریروں پر مناسب نوٹس لیا ہے۔ ابھی کا ذکر کرتے ہیں۔ پہلے اس اسٹیشن پر ایک ہی حلوائی تہا اب کچھہ عرصہ سے ایک دوسری دوکان بہی کہل گئی ہے۔ اور یہ دونوں دوکانوں میں ایک قسم کا **مقابلہ** ہو رہا ہے یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جہاں **مقابلہ** ہو وہاں ہر ایک دوکاندار اپنی اشیاء کی ارزانی اور عمدگی کی کوشش کرتا ہے مگر یہاں یہ بات نہیں ہے ہم ایک صحیح اور ذاتی واقعہ افسران محکمہ ریلوے کی توجہ کیلئے لکھتے ہیں ۲۸ جولائی سنہ ۱۹۱۱ء کو دو بجے کی گاڑی میں ہم گورداسپور کیطرف جا رہے تھے۔ ضرورتاً سٹیشن پر ایک حلوائی سے جو اس دوسری دوکان والا تہا ہمیں کچھہ پوری لینی پڑی۔ **پوری** بجائے خود باسی اور اس کے ساتھہ بالکل ہی بہاجی جو تندرست آدمی کو ان ایام میں بیمار کرنے کا کافی مصالحہ تہی ہمیں دیگئی۔ ہم نے دوکاندار کو جب کہا کہ ایسی اشیاء کیوں بیچتے ہو اسکی اطلاع سٹیشن ماسٹر کو دیجاویگی تو اس نے صاف الفاظ میں کہدیا کہ ہمیں اسکی پرواہ نہیں بے شک اطلاع کردو۔ ایسے بیباکانہ جواب کے انداز سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ان لوگوں کو مسافروں کے جان و مال کی کسقدر پرواہ ہے اور وہ کس دیدہ دلیری سے خراب اور مضر صحت اشیاء بیچتے ہیں۔

آخر ہمکو سٹیشن ماسٹر کو اطلاع دینی پڑی۔ ہمارے ناظرین شاید اس جواب کے سننے کیلئے طیار ہونگے جو سٹیشن ماسٹر نے اس کے متعلق دیا انکو وہ پوری اور بہاجی دکہائی گئی۔ انہوں نے ایک بہشتی کو دکہائی جسنے اس کے باسی اور خراب ہونے کی تصدیق کی (اسوقت ممکن ہے وہ ان کے زیر اثر ہونے کیوجہ سے خواہ انکار کر دیں) اس پر سٹیشن ماسٹر کو چاہئے تو یہ تہا کہ وہ مناسب ایکشن لیتے مگر انہوں نے ہم سے کہا تو کیا کہا؟

سٹیشن ماسٹر۔ یہ ترکاری کچی ہے؟

ہم۔ ہاں دیکھیئے آپکے سامنے ہی اور کچی ہے

سٹیشن ماسٹر۔ پہر پختہ کیسی ہوتی ہے؟

ناظرین عموماً اور ریلوے کی نمائی اتہارٹیز خصوصاً غور کریں کہ ان کو ہماری شکائیت کا یہ جواب دینا چاہیئے تہا ہم نے تو ان کو جواب دیا کہ میں یہاں آپکے حلوائیوں کو باورچی کی تعلیم دینے نہیں آیا۔ کچی اور پکی چیز آپ بہی سمجھہ سکتے ہیں اور یہ بہی خوب جانتا ہے۔

غرض سٹیشن ماسٹر نے ایک معمولی امر سمجھہ کر اس کو ٹالدیا ہے۔ کیا ایسی حرکات سے ان حلوائیوں اور دوسرے لوگوں کے حوصلے نہیں بڑہتے کہ وہ مسافروں کی کیسہ بری کریں اور مضر صحت اشیاء ان کے ہاتھہ پر فروخت کریں سٹیشن ماسٹر بٹالہ کا اس شکائیت پر توجہ نہ کرنا ایک ایسا امر ہے جو ہماری سمجھہ میں نہیں آیا۔ اگر ان کو اس حلوائی کی خاطر منظور ہے تو یہ جدا امر ہے وہ اپنی جیب خاص سے جو چاہیں اس کے ساتھہ سلوک کریں لیکن یہ ان کا حق نہیں ہے کہ وہ اسکو مضر صحت اشیاء فروخت کرنیکی اجازت دیں یا کم از کم پبلک کی شکایات پر توجہ نہ کریں یہ امر بذات خود کتنا ہی خفیف ہو لیکن اسکا اثر غریب مسافروں کی صحت اور مال پر پڑتا ہے۔ اور اس کا ذمہ وار سٹیشن ماسٹر ہے جو اگر اپنے فرض منصبی کو نگاہ رکہہ کر ان لوگوں کے خوانچوں کی سٹیشن پر آنے سے پڑتال کریں یا مناسب شکائیت پر تنبیہ کریں تو انہیں جرأت نہو۔ بجائیکہ سٹیشن ماسٹر کا توجہ نہ کرنا اون کو دلیر کرتا اور خود سٹیشن ماسٹر صاحب کی ذات کے متعلق غور کرنے کا موقع دیتا ہے۔

ہم امید کرتے ہیں کہ اس پر مناسب نوٹس لیا جاویگا۔ ورنہ پہر ہمیں ایسے امور کے متعلق اور بہی کچھہ لکہنے کیلئے موقعہ ہے ریلوے ڈیپارٹمنٹ کی نمائی اتہارٹیز اگر ڈائرکٹر صاحب کی جو اس لائن پر مامور ہیں یہ ڈیوٹی لگا دیں کہ وہ سٹیشن پر ان اشیاء کا معائنہ کیا کریں۔

بٹالہ سٹیشن کے عملہ کوس کے متعلق ہمارے پاس بعض شکایات پہونچی ہیں سٹیشن ماسٹر صاحب امید ہے بجائے خود توجہ کرینگے اور مزید حالات لکہنے کی ضرورت نہ رہنے دینگے۔

ایک قریشی نوجوان جسکی عمر پچیس سال کے قریب قریب ہے شادی کرنیکا خواہشمند ہے۔ ایڈیٹر الحکم کی معرفت خط و کتابت ہو۔

ایک شریف اور معزز احمدی خاندان کی ایک لڑکی کے رشتہ کرنے کی ضرورت ہے جو اپنی ہی قوم میں کیا جائے گا۔ درخواست کنندہ احمدی ہو تعلیم یافتہ اور برسر روزگار ہو۔ پہلے شادی نہ ہوئی ہو۔ مزید حالات خط و کتابت سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ جو ایڈیٹر الحکم کی معرفت ہو نگے۔

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان کارخانہ کی اہتمام سے چھپکر شایع ہوا۔

www.aaiil.org

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

مسیح موعود کی صلحکاری اور امان کا اقرار

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

انہ اوی القریہ

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا
خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا ہے اب اس کے بعد جو شخص
کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ
اس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جس نے
آج سے تیرہ سو برس پہلے فرمایا ہے کہ مسیح
موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم
ہو جائیں گے سو اب میرے ظہور
کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں
ہے ہماری طرف سے امان
اور صلحکاری کا
سفید جھنڈا
بلند کیا گیا +

الحکم

چه گویم باز گر آلی جہاد در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

عوام ۔ صمہ
خواص و معاونین سے ۔ عہ
ہندوستان سے باہر ۔ ے
مذاہب والوں سے ۔ ۱۲ ے
اپنی جماعت کے غیر مستطیع
دس روپیہ سے کم آمدنی والے اور کونسو ۔ ۱۲ ع

نمبر ۲۹ و ۳۰ | دارالامان قادیان مورخہ ۳۱-اگست و ۱۰-ستمبر ۱۹۰۴ء | جلد (۸)

حضرت مسیح موعود (علیہ الصلوٰۃ والسلام) لاہور میں

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں ہم نے لکھا تھا کہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لاہور تشریف بری کے متعلق ایک مفصل اور مستقل آرٹیکل ہم لکھنا شروع کریں گے ۔ لیکن ۳ ستمبر کو جو عظیم الشان جلسہ لاہور میں ہوا ۔ اور جو لیکچر حضرت خلیفۃ اللہ کا اس میں پڑھا گیا اُس کا جلد تر شایع ہونا ضروری سمجھا گیا اور دوسرے حالات کا بعد میں شایع ہو جانا کچھ غیر موزوں اور نامناسب نہیں ہو گا ۔ اس لیئے ہم ذیل میں اس جلیل الشان لیکچر کو جو اس سفر کی جان اور اصل غرض تھے ۔ بغیر کسی قسم کی تمہید کے درج کرتے ہیں ۔ اور مفصل حالات جو اس سفر کے متعلق ہم لکھنا چاہتے ہیں انکا سلسلہ اگلی اشاعت سے انشا اللہ شروع کریں گے ۔

(ایڈیٹر)

اسلام اور اس ملک کے دوسرے مذاہب

[وہ عظیم الشان لیکچر جو حضرت مسیح موعودؑ نے ۳ ستمبر ۱۹۰۴ء کو بمقام لاہور دیا ۔ ایڈیٹر]

اوّل میں اوس خدا کا شکر کرتا ہوں جس نے ایسی پُر امن گورنمنٹ کے سایہ میں جگہ دی ہے جو ہمیں اپنے مذہبی اشاعت سے نہیں روکتی اور اپنے عدل اور دادگستری سے ہر ایک کانٹا ہماری راہ سے دور کرتی ہے سو ہم خدا کے شکر کے ساتھ اس گورنمنٹ کا بھی شکر کرتے ہیں +

بعد اس کے ۔ اے معزز سامعین اس وقت میں اون مذہبوں کی نسبت جو اس ملک میں پائے جاتے ہیں کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں ۔ اور جہاں تک مجھے طاقت ہے میں تہذیب کی رعایت سے بات کرونگا تاہم میں جانتا ہوں کہ طبعًا بعض انسانوں کو اون سچائیوں کا سننا ناگوار معلوم ہوتا ہے جو ان کے عقیدہ اور مذہب کے مخالف ہوں سو یہ امر میرے اختیار سے باہر ہے کہ اس فطرتی نفرت کو دور کر سکوں ۔ بہر حال میں سچائی کے بیان میں بھی ہر ایک صاحب سے معافی چاہتا ہوں +

اے معزز صاحبان ۔ مجھے بہت سے غور کے بعد اور نیز خدا کی متواتر وحی کے بعد معلوم ہوا ہے کہ اگرچہ اس ملک میں مختلف فرقے بکثرت پائے جاتے ہیں اور مذہبی اختلافات ایک سیلاب کی طرح حرکت کر رہے ہیں ۔ تاہم وہ امر جو اس کثرت اختلافات کا موجب ہے وہ درحقیقت ایک ہی ہے ۔ اور وہ یہ ہے کہ اکثر انسانوں کے اندر سے قوت رُوحانیت اور خداترسی کی کم ہو گئی اور وہ آسمانی نور جس کے ذریعہ سے انسان حق اور باطل میں فرق کر سکتا ہے وہ قریبًا بہت سے دلوں میں سے جاتا رہا ہے ۔ اور دنیا ایک دہریت کا رنگ پکڑتی جاتی ہے یعنی زبانوں پر تو خدا اور پرمیشور ہے اور دلوں میں ناستکمت کے خیالات بڑھتے جاتے ہیں ۔ اس بات پر یہ امر گواہ ہے کہ عملی حالتیں جیسا کہ چاہئے درست نہیں ہیں ۔ سب کچھ زبان سے کہا جاتا ہے مگر عمل کے رنگ میں دکھلایا نہیں جاتا ۔ اگر کوئی پوشیدہ راست باز ہے تو میں اوس پر کوئی حملہ نہیں کرتا مگر عام حالتیں جو ثابت ہو رہی ہیں وہ یہی ہیں کہ جس غرض کے لئے مذہب کو انسان کے لازم حال کیا گیا ہے وہ غرض مفقود ہے دل کی حقیقی پاکیزگی اور خدائے تعالےٰ کی سچی محبت اور اوسکی مخلوق کی سچی ہمدردی اور حلم اور رحم اور انصاف اور فروتنی اور دوسرے تمام پاک اخلاق اور تقویٰ اور طہارت اور راستی جو ایک روح مذہب کی ہے ۔ اوس کی طرف اکثر انسانوں کو توجہ نہیں ۔ مقام افسوس ہے کہ دنیا میں مذہبی رنگ میں تو جنگ وجدل روز بروز بڑھتے جاتے ہیں ۔ مگر روحانیت کم ہوتی جاتی ہے ۔ مذہب کی اصلی غرض اوس سچے خدا کا پہچاننا ہے ۔ جس نے اس تمام عالم کو پیدا کیا ہے اور اوس کی مخلوق سے ہمدردی کرنا ہے اور حقیقی پاکیزگی کا جامہ پہننا ہے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ یہ غرض اس زمانہ میں بالائے طاق ہے اور اکثر لوگ دہریہ مذہب کی کسی شاخ کو اپنے ہاتھ میں لئے بیٹھے ہیں اور خداتعالےٰ کی شناخت بہت کم ہو گئی ہے اسی وجہ سے زمین پر دن بدن گناہ کرنے کی دلیری بڑھتی جاتی ہے کیونکہ یہ بدیہی بات ہے کہ جس چیز کی شناخت نہ ہو نہ اوسکا قدر دل میں ہوتا ہے اور نہ اوس کی محبت ہوتی ہے اور نہ اوس کا خوف ہوتا ہے تمام اقسام خوف اور محبت اور قدر دانی کے شناخت کے بعد پیدا ہوتے ہیں ۔ پس اس سے ظاہر ہے ۔ کہ آجکل دنیا میں گناہ کی کثرت بوجہ کمی معرفت ہے اور سچے مذہب کی نشانیوں میں سے یہ ایک عظیم الشان نشانی ہے کہ خداتعالےٰ کی معرفت اور اوس کی پہچان کے وسائل بہت سے اوس میں موجود ہوں تاکہ انسان گناہ سے رُک سکے اور تا وہ خداتعالےٰ کے حسن و جمال پر اطلاع پاکر کامل محبت اور عشق کا حصہ لیوے ۔ اور تا وہ قطع تعلق کی حالت کو جہنم سے زیادہ سمجھے یہ سچی بات ہے کہ گناہ سے بچنا اور خداتعالےٰ کی محبت میں محو ہو جانا انسان

www.aaiil.org

کے لئے ایک عظیم الشان مقصود ہے اور یہی وہ راحت حقیقی ہے جس کو ہم بہشتی زندگی سے تعبیر کر سکتے ہیں۔

تمام خواہشیں جو خدا کی رضامندی کے مخالف ہیں دوزخ کی آگ ہیں اور اون خواہشوں کی پیروی میں عمر بسر کرنا ایک جہنمی زندگی ہے۔ مگر اس جگہ سوال یہ ہے کہ اون جہنمی زندگی سے نجات کیونکر حاصل ہو اس کے جواب میں جو علم خدا نے مجھے دیا ہے وہ یہی ہے کہ اس آتش خانہ سے نجات ایسی معرفت الٰہی پر موقوف ہے جو حقیقی اور کامل ہو کیونکہ انسانی جذبات جو اپنی طرف کھینچ رہے ہیں وہ ایک کامل درجہ کا سیلاب ہے جو ایمان کو تباہ کرنے کے لئے زور سے بہہ رہا ہے اور کامل کا تدارک بجز کامل کے غیر ممکن ہے پس اسی وجہ سے نجات حاصل کرنے کے لئے کامل معرفت کی ضرورت ہے۔ کیونکہ مثل مشہور ہے کہ لوہے کو لوہے سا تھ ہی توڑ سکتے ہیں یہ امر زیادہ دلائل کا محتاج نہیں کہ قدردانی اور محبت اور خوف یہ تینوں امور معرفت یعنی پہچاننے سے ہی پیدا ہوتے ہیں۔ اگر ایک بچہ کے ہاتھ میں مثلاً ایک ایسا ٹکڑا ہیرہ کا دیا جائے جس کی کئی کروڑ روپیہ قیمت ہو سکتی ہے تو وہ صرف اوس کی اوسی حد تک قدر کرے گا جیسا کہ ایک کھلونے کی قدر کرتا ہے اور اگر ایک شخص کو اوس کی لاعلمی کی حالت میں شہد میں زہر ملا کر دیا جائے تو وہ اوس کو شوق سے کھا لیگا اور یہ نہیں سمجھیگا کہ اس میں میری موت ہے۔ کیونکہ اوس کو ایسے شہد کی معرفت نہیں لیکن تم دانستہ ایک سانپ کے سوراخ میں ہاتھ ڈال نہیں سکتے کیونکہ تمہیں معلوم ہے کہ ایسے کام میں مرنے کا اندیشہ ہے ایسا ہی تم ایک ہلاہل زہر کو دیدہ و دانستہ کھا نہیں سکتے کیونکہ تمہیں یہ معرفت حاصل ہے کہ اس زہر کے کھانے سے مر جاؤ گے پھر کیا سبب ہے کہ اوس موت کی تم کچھ بھی پروا نہیں کرتے کہ جو خدا کے حکموں کے توڑنے سے تم پر وارد ہو جائیگی ظاہر ہے کہ اس کا یہی سبب ہے کہ اس جگہ تمہیں ایسی معرفت نہیں حاصل نہیں جیسا کہ تمہیں سانپ اور زہر کی معرفت حاصل ہے یعنی اون چیزوں کی پہچان یقینی ہے اور کوئی منطق اس علم کو توڑ نہیں سکتی۔ یہ معرفت تامہ انسان کو اون تمام کاموں سے روکتی ہے جن میں انسان کے جان یا مال کا نقصان ہو اور ایسے رکنے میں انسان کسی کفارہ کا محتاج نہیں کیا یہ سچ نہیں کہ بدمعاش لوگ جو جرائم کے عادی ہوتے ہیں ہزاروں ایسے نفسانی جذبات سے دستکش ہو جاتے ہیں جن میں وہ یقین رکھتے ہیں کہ دست بدست پکڑے جائینگے اور سخت سزائیں دیجائینگی۔ اور تم دیکھتے ہو کہ وہ لوگ روز روشن میں ایسے دوکانوں کے لوٹنے کا حوصلہ نہیں کر سکتے۔ جن میں ہزارہا روپے کھلے پڑے ہیں اور اون کے رستہ پر بیسیوں پولیس کے سپاہی ہتھیاروں کے ساتھ دورہ کر رہے ہیں۔ پس کیا وہ لوگ چوری یا استحصال بالجبر سے اس لئے رکتے ہیں کہ کسی کفارہ پر اون کو پختہ ایمان ہے۔ یا کسی صلیبی عقیدہ کا اون کے دلوں پر اثر ہے۔ نہیں بلکہ محض اس لئے کہ وہ پولیس کی گرفتاریوں کو پہچانتے ہیں۔ اور اون کی تلواروں کی چمک سے اون کے دلوں پر لرزہ پڑتا ہے اور اون کو اسبات کی معرفت تامہ حاصل ہے کہ وہ دست درازی سے ماخوذ ہو کر معاً جیلخانہ میں بھیجے جائینگے اور اس اصول پر صرف انسان ہی نہیں بلکہ حیوانات بھی پابند ہیں۔ ایک حملہ کرنے والا شیر جلتی ہوئی آگ میں اپنے تئیں نہیں ڈال سکتا گو کہ اوس کے دوسری طرف ایک شکار بھی موجود ہو۔ اور ایک بھیڑیا ایسی بکری پر حملہ نہیں کر سکتا جس کے سر پر مالک اوس کا معہ ایک بھری ہوئی بندوق اور کھینچی ہوئی تلوار کے کھڑا ہے۔ پس اے پیارو یہ نہایت سچا اور آزمودہ فلسفہ ہے کہ انسان گناہ سے بچنے کے لئے معرفت تامہ کا محتاج ہے۔ نہ کسی کفارہ کا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر نوح کی قوم کو وہ معرفت تامہ حاصل ہوتی جو کامل خوف کو پیدا کرتی ہے تو وہ کبھی غرق نہ ہوتی۔ اور اگر لوط کی قوم کو وہ پہچان بخشی جاتی تو اون پر پتھر نہ برسنے۔ اور اگر اس ملک کو ذات الٰہی کی وہ شناخت عطا کی جاتی جو بدن پر خوف سے لرزہ ڈالتی ہے تو اوس پر طاعون سے وہ تباہی نہ آتی جو آ گئی۔ مگر ناقص معرفت کوئی فائدہ پہنچا نہیں سکتی۔ اور نہ اوس کا نتیجہ جو خوف اور محبت ہے کامل ہو سکتا ہے۔ ایمان جو کامل نہیں وہ بے سود ہے اور محبت جو کامل نہیں وہ بے سود ہے اور خوف جو کامل نہیں وہ بے سود ہے اور معرفت جو کامل نہیں وہ بے سود ہے۔ اور ہر ایک غذا اور شربت جو کامل نہیں وہ بے سود ہے۔ کیا تم بھوک کی حالت میں صرف ایک دانہ سے سیر ہو سکتے ہو۔ یا پیاس کی حالت میں صرف ایک قطرہ سے سیراب ہو سکتے ہو۔ پس اے سست ہمتو اور طلب حق میں کاہلو۔ تم تھوڑی معرفت سے اور تھوڑی محبت سے اور تھوڑے خوف سے کیونکر خدا کے بڑے فضل کے امیدوار ہو سکتے ہو۔ گناہ سے پاک کرنا خدا کا کام ہے اور اپنی محبت سے دل کو پُر کر دینا اوسی قادر توانا کا فعل ہے اور اپنی عظمت کا خوف کسی دل میں قایم کرنا اوسی جناب کے ارادہ سے وابستہ ہے اور قانون قدرت قدیم سے ایسا ہی ہے کہ یہ سب کچھ معرفت کاملہ کے بعد ملتا ہے۔ خوف اور محبت اور قدردانی کی جڑھ معرفت کاملہ ہے۔ پس جس کو معرفت کاملہ دی گئی۔ اوس کو خوف اور محبت بھی کامل دی گئی ہے۔ اور جسکو خوف اور محبت کامل دی گئی اوس کو ہر ایک گناہ سے جو بیباکی سے پیدا ہوتا ہے نجات دی گئی۔ پس ہم اس نجات کے لئے نہ کسی خون کے محتاج ہیں۔ اور نہ کسی صلیب کے حاجتمند اور نہ کسی کفارہ کی ہمیں ضرورت ہے۔ بلکہ ہم صرف ایک قربانی کے محتاج ہیں۔ جو اپنے نفس کی قربانی ہے۔ جس کی ضرورت کو ہماری فطرت محسوس کر رہی ہے۔ ایسی قربانی کا دوسرے لفظوں میں نام اسلام ہے۔ اسلام کے معنے ہیں ذبح ہونے کے لئے گردن آگے رکھ دینا۔ یعنی کامل رضا کے ساتھ اپنی روح کو خدا کے آستانہ پر رکھ دینا۔ یہ پیارا نام تمام شریعت کی روح اور تمام احکام کی جان ہے ذبح ہونے کے لئے اپنی دلی خوشی اور رضا سے گردن آگے رکھدینا کامل محبت اور کامل عشق کو چاہتا ہے اور کامل محبت کامل معرفت کو چاہتی ہے۔ پس اسلام کا لفظ اسی بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ حقیقی قربانی کے لئے کامل معرفت اور کامل محبت کی ضرورت ہے نہ کسی اور چیز کی ضرورت۔ اسی کی طرف خدا تعالےٰ قرآن شریف میں اشارہ فرماتا ہے

لن ینال اللّٰہ لحومھا ولا دماءھا ولکن ینالہ التقوی منکم۔ یعنی تمہاری (قربانیوں) کے نہ تو گوشت میرے تک پہنچ سکتے ہیں۔ اور نہ خون بلکہ صرف یہ قربانی میرے تک پہنچتی ہے کہ تم مجھ سے ڈرو اور میرے لئے تقوی اختیار کرو۔

اب جاننا چاہیئے۔ کہ مذہب اسلام کے تمام احکام کی اصل غرض یہی ہے کہ وہ حقیقت جو لفظ اسلام میں مخفی ہے۔ اوس تک پہنچایا جائے اسی غرض کے لحاظ سے قرآن شریف میں ایسی تعلیمیں ہیں کہ جو خدا کو پیارا بنانے کے لئے کوشش کر رہی ہیں۔ کہیں اوس کے حسن و جمال کو دکھاتی ہیں۔ اور کہیں اوس کے احسانوں کو یاد دلاتی ہیں۔ کیونکہ کسی کی محبت یا تو حسن کے ذریعہ سے دل میں پہنچتی ہے اور یا احسان کے ذریعہ سے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ خدا اپنی تمام خوبیوں کے لحاظ سے واحد لاشریک ہے۔ کوئی بھی اوس میں نقص نہیں۔ وہ مجموعہ ہے تمام صفات کاملہ کا اور مظہر ہے تمام پاک قدرتوں کا اور مبدا ہے تمام مخلوق کا اور سرچشمہ ہے تمام فیضوں کا۔ اور مالک ہے تمام جزا سزا کا اور مرجع ہے تمام امور کا۔ اور نزدیک ہے باوجود دوری کے اور دور ہے باوجود نزدیکی کے۔ وہ سب سے اوپر ہے مگر نہیں کہہ سکتے۔ کہ اوس کے نیچے کوئی اور بھی ہے اور وہ سب چیزوں سے زیادہ پوشیدہ ہے مگر نہیں کہہ سکتے۔ کہ اوس سے کوئی زیادہ ظاہر ہے وہ زندہ ہے اپنی ذات سے اور ہر ایک چیز اوس کی ساتھ زندہ ہے وہ قائم ہے اپنی ذات سے اور ہر ایک چیز اسکے ساتھ قائم ہے۔ اوس نے ہر ایک چیز کو اوٹھا رکھا ہے اور کوئی چیز نہیں جس نے اوس کو اوٹھا رکھا ہو۔ کوئی چیز نہیں جو اوس کے بغیر خود بخود پیدا ہوئی ہے یا اوس کے بغیر خود بخود جی سکتی ہے وہ ہر ایک چیز پر محیط ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ کیسا احاطہ ہے وہ آسمان اور زمین کی ہر ایک چیز کا نور ہے اور ہر ایک نور اوسی کے ہاتھ سے چمکا۔ اور اوسی کی ذات کا پرتوہ ہے وہ تمام عالموں کا پروردگار ہے۔ کوئی روح نہیں جو اوس سے پرورش نہ پاتی ہو اور خود بخود ہو۔ کسی روح کی کوئی قوت نہیں۔ جو اوس سے نہ ملی ہو اور خود بخود ہو۔ اور اوس کی رحمتیں دو قسم کی ہیں

(۱) ایک وہ جو بغیر سبقت عمل کسی عامل کے قدیم سے ظہور میں آ رہی ہیں۔ جیسا کہ زمین اور آسمان اور سورج اور چاند اور ستارے اور پانی اور آگ اور ہوا۔ اور تمام ذرات اس عالم کے جو ہمارے آرام کے لئے بنائے گئے۔ ایسا ہی جن جن چیزوں کی ہمیں ضرورت تھی وہ تمام چیزیں ہماری پیدائش سے پہلے ہی ہمارے لئے مہیا کی گئیں۔ اور یہ سب اوس وقت کیا گیا جبکہ ہم خود موجود نہ تھے نہ ہمارا کوئی عمل تھا۔ کون کہہ سکتا ہے۔ کہ سورج میرے عمل کی وجہ سے پیدا کیا گیا یا زمین میرے کسی شدہ کرم کے سبب سے بنائی گئی غرض یہ وہ رحمت ہے جو انسان اور اوس کے عملوں سے پہلے ظاہر ہو چکی ہے جو کسی کے عمل کا نتیجہ نہیں

(۲) دوسری رحمت وہ ہے جو اعمال پر مترتب ہوتی ہے اور اوس کی تصریح کی کچھ ضرورت نہیں۔ ایسا ہی قرآن شریف میں وارد ہے کہ خدا کی ذات ہر ایک عیب سے پاک ہے اور ہر ایک نقصان سے منزہ ہے اور وہ چاہتا ہے کہ انسان بھی اوس کی تعلیم کی پیروی کر کے عیبوں سے پاک ہو۔ اور وہ فرماتا ہے۔ من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الآخرۃ اعمی۔ یعنی جو شخص اس دنیا میں اندھا رہے گا۔ اور اوس ذات بیچون کا اوس کو دیدار نہیں ہوگا وہ مرنے کے بعد بھی اندھا ہی ہوگا اور تاریکی اوس سے جدا نہیں ہوگی۔ کیونکہ خدا کے دیکھنے کے لئے اسی دنیا میں حواس ملتے ہیں اور جو شخص ان حواس کو … سے ساتھ نہیں لے جائیگا وہ آخرت میں بھی … سکے گا۔ اس آیت میں خدا تعالےٰ نے سمجھا دیا ہے کہ وہ انسان سے کس ترقی کا طالب ہے اور انسان اوس کی تعلیم کی پیروی سے کہاں تک پہنچ سکتا ہے۔ پھر اس کے بعد وہ قرآن شریف میں اس تعلیم کو پیش کرتا ہے جس کے ذریعہ سے اور جس پر عمل کرنے سے اسی دنیا میں دیدار الٰہی میسر آ سکتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ من کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملاً صالحاً ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا۔ یعنی جو شخص چاہتا ہے کہ اسی دنیا میں اوس خدا کا دیدار نصیب ہو جائے جو حقیقی خدا اور پیدا کنندہ ہے پس چاہیئے کہ وہ ایسے نیک عمل کرے جنمیں کسی قسم کا فساد نہ ہو یعنی عمل اوس کے نہ لوگوں کے دکھلانے کے لئے ہوں نہ اون کی وجہ سے دل میں تکبر پیدا ہو کہ میں ایسا ہوں اور ایسا ہوں اور نہ وہ عمل ناقص اور ناتمام ہوں اور نہ اون میں کوئی ایسی بدبو ہو جو محبت ذاتی کے برخلاف ہو۔ بلکہ چاہیئے کہ صدق اور وفاداری سے بھرے ہوئے ہوں اور ساتھ اوس کے یہ بھی چاہیئے کہ ہر ایک قسم کے شرک سے پرہیز ہو۔ نہ سورج نہ چاند نہ آسمان کے ستارے نہ ہوا نہ آگ نہ پانی نہ کوئی اور زمین کی چیز معبود ٹھہرائی جائے اور نہ دنیا کے اسباب کو ایسی عزت دی جائے اور ایسا اون پر بھروسا کیا جائے کہ گویا وہ خدا کے شریک ہیں اور نہ اپنی ہمت اور کوشش کو کچھ چیز سمجھا جائے کہ یہ بھی شرک کی قسموں میں سے ایک قسم ہے بلکہ سب کچھ کر کے یہ سمجھا جائے کہ ہم نے کچھ نہیں کیا اور نہ اپنے علم پر کوئی غرور کیا جائے اور نہ اپنے عمل پر کوئی ناز

www.aaiil.org

بلکہ اپنے تئیں فی الحقیقت جاہل سمجھیں اور کاہل سمجھیں اور خدا تعالیٰ کے آستانہ پر ہر ایک وقت رجوع کرتی رہے اور دعاؤں کے ساتھ اوس کے فیض کو اپنی طرف کھینچا جائے اور اوس شخص کی طرح ہو جائیں کہ جو سخت پیاسا اور بے دست و پا بھی ہے اور اس کے سامنے ایک چشمہ نمودار ہوا ہے نہایت صافی اور شیریں پس اوس نے اوفتاں و خیزاں ہر حال اپنے تئیں اس چشمہ تک پہنچا دیا اور اپنی لبوں کو اوس چشمہ پر رکھ دیا اور علیحدہ نہ ہوا جب تک سیراب نہ ہوا - اور پھر قرآن میں ہمارا خدا اپنی خوبیوں کے بارے میں فرماتا ہے قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد - یعنی تمہارا خدا وہ خدا ہے جو اپنی ذات اور صفات میں واحد ہے نہ کوئی ذات اوسکی ذات جیسی ازلی اور ابدی یعنی انادی اور اکال ہے نہ کسی چیز کے صفات اوس کی صفات کے مانند ہیں انسان کا علم کسی معلم کا محتاج ہے اور پھر محدود ہے مگر اوس کا علم کسی معلم کا محتاج نہیں اور باایں ہمہ غیر محدود ہے انسان کی شنوائی ہوا کی محتاج ہے اور محدود ہے مگر خدا کی شنوائی ذاتی طاقت سے ہے اور محدود نہیں اور انسان کی بینائی سورج یا کسی دوسری روشنی کی محتاج ہے اور پھر محدود ہے مگر خدا کی بینائی ذاتی روشنی سے ہے اور غیر محدود ہے ایسا ہی انسان کے پیدا کرنے کی قدرت کسی مادہ کی محتاج ہے اور نیز وقت کی محتاج اور پھر محدود ہے لیکن خدا کی پیدا کرنے کی قدرت نہ کسی مادہ کی محتاج ہے نہ کسی وقت کی محتاج اور غیر محدود ہے کیونکہ اس کی تمام صفات بے مثل و مانند ہیں اور جیسے کہ اس کی کوئی مثل نہیں اس کی صفات کی بھی کوئی مثل نہیں - اگر ایک صفت میں وہ ناقص ہو تو پھر تمام صفات میں ناقص ہوگا - اس لئے اس کی توحید قایم نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ اپنی ذات کی طرح اپنی تمام صفات میں بے مثل و مانند نہ ہو پھر اس سے آگے آیۃ ممدوحہ بالا کے یہ معنے ہیں کہ خدا نہ کسی کا بیٹا ہے اور نہ کوئی اس کا بیٹا ہے کیونکہ وہ غنی بذات ہے اس کو نہ باپ کی حاجت ہے اور نہ بیٹے کی - یہ وہ توحید ہے جو قرآن شریف نے سکھلائی ہے جو مدار ایمان ہے اور اعمال کے متعلق یہ آیت جامع قرآن شریف میں ہے - ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربی وینھی عن الفحشاء والمنکر والبغی - یعنی خدا تمہیں حکم دیتا ہے کہ انصاف کرو اور عدل پر قایم ہو جاؤ اور اگر اس سے زیادہ کامل بننا چاہو تو پھر احسان کرو یعنی ایسے لوگوں سے سلوک اور نیکی کرو جنہوں نے تم سے کوئی نیکی نہیں کی اور اگر اس سے بھی زیادہ کامل بننا چاہو تو محض ذاتی ہمدردی سے اور محض طبعی جوش سے بغیر نیت کسی شکر یا ممنون منت کرنے کے بنی نوع سے نیکی کرو جیسا کہ ماں اپنے بچہ سے فقط طبعی جوش سے نیکی کرتی ہے - اور فرمایا کہ خدا تمہیں اس سے منع کرتا ہے کہ کوئی زیادتی کرو یا احسان جتلاؤ یا سچی ہمدردی کرنے والے کا کفران نعمت کرو اور اسی آیت کی تشریح میں ایک اور مقام میں فرماتا ہے - ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما واسیرا انما نطعمکم لوجہ اللہ لا نرید منکم جزاء ولا شکورا - یعنی کامل راستباز جب غریبوں اور یتیموں اور اسیروں کو کھانا دیتے ہیں تو محض خدا کی محبت سے دیتے ہیں نہ کسی اور غرض سے دیتے ہیں اور وہ انہیں مخاطب کر کے کہتے ہیں کہ یہ خدمت خاص خدا کے لئے ہے اس کا ہم کوئی بدلہ نہیں چاہتے اور نہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارا شکر کرو - اور پھر سزا جزا کے بارے میں فرمایا جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا فمن عفا واصلح فاجرہ علی اللہ - یعنی بدی کا بدلہ اسیقدر بدی ہے - دانت کے عوض دانت اور آنکھ کے عوض آنکھ اور گالی کے عوض گالی - اور جو شخص معاف کردے مگر ایسا معاف کرنا جس کا نتیجہ کوئی اصلاح ہو نہ کوئی خرابی یعنی جسکو معاف کیا گیا ہے وہ کچھ سدھر جائے اور بدی سے باز آجائے تو اس شرط سے معاف کرنا انتقام سے بہتر ہوگا اور معاف کرنے والے کو اس کا بدلہ ملے گا یہ نہیں کہ ہر ایک محل بے محل میں ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری بھی پھیر دی جائے یہ تو دور از حکمت ہے اور بعض اوقات بدوں سے نیکی کرنا ایسا مضر ہو جاتا ہے کہ گویا نیکوں سے بدی کی ہے - اور پھر فرمایا ادفع بالتی ھی احسن فاذا الذی بینک وبینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم - یعنی اگر کوئی تجھ سے بدی کرے تو تو اوس سے زیادہ نیکی کر اور اگر تو ایسا کرے گا تو مابین تمہارے اگر کوئی عداوت بھی ہوگی تو وہ ایسی دوستی سے بدل جائیگی کہ گویا وہ شخص ایک دوست بھی ہے اور رشتہ دار بھی ہے - اور فرمایا ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا - ولا یسخر قوم من قوم عسی ان یکونوا خیرا منھم ان اکرمکم عند اللہ اتقکم ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور - وقولوا قولا سدیدا واعتصموا بحبل اللہ جمیعا - یعنی چاہئے کہ ایک تمہارا دوسرے کا گلہ مت کرے کیا تم پسند کرتے ہو کہ مردے بھائی کا گوشت کھاؤ - اور چاہئے کہ ایک قوم دوسری قوم پر ہنسی نہ کرے کہ ہماری اونچی ذات اور ان کی کم ہے - ممکن ہے کہ وہ تم سے بہتر ہوں اور خدا کے نزدیک تو زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ نیکی اور پرہیزگاری سے حصہ لیتا ہے تو قوموں کا تفرقہ کچھ چیز نہیں ہے اور تم برے ناموں سے جن سے لوگ چڑتے ہیں یا اپنی ہتک سمجھتے ہیں انکو مت پکارو ورنہ خدا کے نزدیک تمہارا نام بدکار رہے گا اور بتوں سے اور جھوٹ سے پرہیز کرو کہ یہ دونوں ناپاک ہیں اور جب بات کرو تو حکمت اور معقولیت سے کرو - اور لغو گوئی سے بچو اور چاہئے کہ تمہارے تمام اعضا اور تمام قوتیں خدا کی تابع ہوں اور تم سب ایک ہو کر اس کی اطاعت میں لگو اور پھر ایک مقام میں فرمایا الھکم التکاثر حتی زرتم المقابر کلا سوف تعلمون ثم کلا سوف تعلمون کلا لو تعلمون علم الیقین لترون الجحیم - ثم لترونھا عین الیقین ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم - اے وے لوگو جو خدا سے غافل ہو دنیا طلبی نے تمہیں غافل کیا یہاں تک کہ تم قبروں میں داخل ہو جاتے ہو اور غفلت سے باز نہیں آتے یہ تمہاری غلطی ہے اور عنقریب تمہیں معلوم ہو جائیگا پھر میں کہتا ہوں کہ عنقریب تمہیں معلوم ہو جائیگا اگر تمہیں یقینی علم حاصل ہو جائے تو تم علم کے ذریعہ سے سوچ کر کے اپنے جہنم کو دیکھ لو اور تمہیں معلوم ہو جائے کہ تمہاری زندگی جہنمی ہے پھر اگر اس سے بڑھ کر تمہیں معرفت ہو جائے تو تم یقین کامل کی آنکھ سے دیکھ لو کہ تمہاری زندگی جہنمی ہے پھر وہ وقت بھی آتا ہے کہ تم جہنم میں ڈالے جاؤ گے اور ہر یک عیاشی اور بے اعتدالی سے پوچھے جاؤ گے یعنے عذاب میں ماخوذ ہو کر حق الیقین تک پہنچ جاؤ گے - ان آیات میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یقین تین قسم کا ہوتا ہے - ایک یہ کہ محض علم اور قیاس سے حاصل ہوتا ہے جیسا کہ کوئی دور سے دھواں دیکھے اور قیاس اور عقل کو دخل دیکر سمجھ لے کہ اس جگہ ضرور آگ ہوگی - اور پھر دوسری قسم یقین کی یہ ہے کہ اس آگ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لے پھر تیسری قسم یقین کی یہ ہے کہ مثلاً اوس آگ میں ہاتھ ڈال دے اور اس کی قوت احتراق سے مزہ چکھ لے پس یہ تین قسمیں ہوئیں - علم الیقین - عین الیقین - حق الیقین - اس آیت میں خدا تعالے نے سمجھایا کہ تمام راحت انسان کی خدا تعالیٰ کے قرب اور محبت میں ہے - اور جب اس سے علاقہ توڑ کر دنیا کی طرف جھکے تو یہ جہنمی زندگی ہے اور اس جہنمی زندگی پر آخر کار ہر یک شخص اطلاع پا لیتا ہے اور اگرچہ اس وقت اطلاع پاوے جب کہ دفعۃً مال و متاع اور دنیا کے تعلقات کو چھوڑ کر مرنے لگے اور پھر دوسری جگہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے ولمن خاف مقام ربہ جنتان یعنی جو شخص خدا تعالیٰ کے مقام اور عزت کا پاس کر کے اور اس بات سے ڈر کر کہ ایک دن خدا کے حضور میں پوچھا جائیگا - گناہ کو چھوڑتا ہے اوسکو دو بہشت عطا ہونگے - (۱) اول اسی دنیا میں بہشتی زندگی اس کو عطا کی جاوے گی اور ایک پاک تبدیلی اس میں پیدا ہو جائیگی - اور خدا اس کا متولی اور متکفل ہوگا دوسرے مرنے کے بعد جاودانی بہشت اس کو عطا کیا جائیگا - یہ اس لئے کہ وہ خدا سے ڈرا اور اس کو دنیا پر اور نفسانی جذبات پر مقدم کر لیا - پھر ایک اور جگہ قرآن شریف میں فرماتا ہے انا اعتدنا للکافرین سلاسلا واغلالا وسعیرا - ان الابرار یشربون من کاس کان مزاجہا کافورا - عینا یشرب بہا عباد اللہ یفجرونہا تفجیرا - ویسقون فیہا کاسا کان مزاجہا زنجبیلا عینا فیہا تسمی سلسبیلا - یعنی ہم نے کافروں کے لئے جو محبت دل میں نہیں رکھتے اور دنیا کی طرف جھکے ہوئے ہیں - زنجیریں اور طوق گردن اور دل کے جلنے کے لئے تیار کر رکھے ہیں - اور دنیا کی محبت کی ان کے پاؤں میں زنجیریں ہیں اور گردنوں میں ترک خدا کا طوق ہے جس سے سر اوٹھا کر اوپر کو نہیں دیکھ سکتے اور دنیا کی طرف جھکے جاتے ہیں اور دنیا کی خواہش کی ہر وقت ان کے دلوں میں ایک جلن ہے - وہ جو نیکو کار ہیں - وہ اسی دنیا میں ایسا کافوری شربت پی رہے ہیں جس نے ان کے دلوں میں سے دنیا کی محبت ٹھنڈی کر دی ہے اور دنیا کی پیاس بجھا دی ہے کافوری شربت کا ایک چشمہ ہے جو ان کو عطا کیا جاتا ہے - اور وہ اس چشمہ کو پھاڑ پھاڑ کر نہر کی صورت پر کر دیتے ہیں تا نزدیک اور دور کے پیاسوں کو اس شربت میں شریک کریں اور جب وہ چشمہ نہر کی صورت پر آجاتا ہے اور قوت ایمانی بڑھ جاتی ہے اور محبت الٰہی نشو و نما پانے لگتی ہے تب ان کو ایک اور شربت پلایا جاتا ہے جو زنجبیلی شربت کہلاتا ہے - یعنی پہلے تو وہ کافوری شربت پیتے ہیں جس کا کام صرف اسقدر ہے کہ دنیا کی محبت ان کے دلوں پر سے ٹھنڈی کر دے بعد اس کے وہ ایک گرم شربت کے بھی محتاج ہیں تا کہ خدا کی محبت کی گرمی ان میں بھڑکے کیونکہ صرف بدی کا ترک کرنا کمال نہیں ہے پس اسی کا نام زنجبیلی شربت ہے - اور اس چشمہ کا نام سلسبیل ہے جس کے معنی ہیں کہ خدا کی راہ پوچھ - اور پھر ایک مقام میں فرمایا قد افلح من زکہا وقد خاب من دسہا - یعنی نفسانی گرفتاریوں سے وہ شخص نجات پا گیا اور بہشتی زندگی کا مالک ہو گیا جس نے اپنے نفس کو پاک بنا لیا اور ناکام اور نامراد رہا وہ شخص جس نے اپنے نفس کو زمین میں دھنسا دیا آسمان کی طرف رخ نہ کیا اور چونکہ یہ مقامات صرف انسانی سعی سے حاصل نہیں ہو سکتے - اس لئے جا بجا قرآن شریف میں دعا کی ترغیب دی ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے ادعونی استجب لکم یعنی دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا - اور پھر فرمایا واذا سئلک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی لعلہم یرشدون یعنے اگر میرے بندے میرے وجود سے سوال کریں کہ کیونکر اس کی ہستی ثابت ہے - اور کیونکر سمجھا جائے کہ خدا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ میں بہت ہی نزدیک ہوں میں اپنے پکارنے والے کو جواب دیتا ہوں اور جب وہ مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی آواز سنتا ہوں اور اس سے ہم کلام ہوتا ہوں - پس چاہئے کہ اپنے تئیں ایسے بناویں کہ میں اس سے ہمکلام ہو سکوں اور مجھ پر کامل ایمان لاویں تا ان کو میری راہ ملے - اور پھر فرمایا ہے - والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا یعنی جو لوگ

www.aaiil.org

ہماری راہ میں اور ہماری طلب کے لئے طرح طرح کی کوششیں اور محنتیں کرتے ہیں - ہم ان کو اپنی راہ دکھلا دیتے ہیں۔ اور پھر فرماتا ہے وکونوا مع الصادقین یعنی اگر خدا سے ملنا چاہتے ہو تو دعا بھی کرو - اور کوشش بھی کرو اور صادقوں کی صحبت میں بھی رہو۔ کیونکہ اس راہ میں صحبت بھی شرط ہے یہ تمام احکام وہ ہیں - جو انسان کو اسلام کی حقیقت تک پہونچاتے ہیں کیونکہ جیسا کہ میں بیان کرچکا ہوں - اسلام کی حقیقت یہ ہے کہ اپنی گردن خدا کے آگے قربانی کے بکرے کی طرح رکھ دینا اور اپنے تمام ارادوں سے کہوے جانا اور خدا کے ارادہ اور رضا میں محو ہو جانا اور خدا میں گم ہو کر ایک موت اپنے پر وارد کر لینا اور اس کی محبت ذاتی سے پورا رنگ حاصل کر کے محض محبت کے جوش سے اس کی اطاعت کرنا نہ کسی اور بنا پر - اور ایسی آنکھیں حاصل کرنا - جو محض اس کے ساتھ دیکھتی ہوں اور ایسے کان حاصل کرنا جو محض اس کے ساتھ سنتے ہوں اور ایسا دل پیدا کرنا جو سراسر اس کی طرف جھکا ہوا ہو اور ایسی زبان حاصل کرنا جو اس کے بلانے بولتی ہو - یہ وہ مقام ہے جس پر تمام سلوک ختم ہو جاتے ہیں اور انسانی قویٰ اپنے ذمہ کا تمام کام کر چکتے ہیں اور پورے طور پر انسان کی نفسانیت پر موت وارد ہو جاتی ہے تب خداتعالےٰ کی رحمت اپنے زندہ کلام اور چمکتے ہوئے نوروں کے ساتھ دوبارہ اس کو زندگی بخشتی ہے - اور وہ خدا کے لذیذ کلام سے مشرف ہوتا ہے اور وہ دقیق در دقیق نور جسکو عقلیں دریافت نہیں کر سکتیں اور آنکھیں اسکی کنہ تک نہیں پہونچتیں - وہ خود انسان کے دل سے نزدیک ہو جاتا ہے - جیسا کہ خداتعالےٰ فرماتا ہے - نحن اقرب الیہ من حبل الورید ٥ یعنی ہم اس کی شاہ رگ سے بھی زیادہ اس سے نزدیک ہیں پس ایسا ہی وہ اپنے قرب سے فانی انسان کو مشرف کرتا ہے - تب وہ وقت آتا ہے کہ نابینائی دور ہو کر آنکھیں روشن ہو جاتی ہیں اور انسان اپنے خدا کو اُن نئی آنکھوں سے دیکھتا ہے اور اس کی آواز سنتا ہے اور اسکی نور کی چادر کے اندر اپنے تئیں لپٹا ہوا پاتا ہے - تب مذہب کی غرض ختم ہو جاتی ہے - اور انسان اپنے خدا کے مشاہدہ سے سفلی زندگی کا گندہ چولہ اپنے وجود پر سے پھینک دیتا ہے - اور ایک نور کا پیراہن پہن لیتا ہے - اور نہ صرف وعدہ کے طور پر اور نہ فقط آخرت کے انتظار میں خدا کے دیدار اور بہشت کا منتظر رہتا ہے - بلکہ اسی جگہ اور اسی دنیا میں دیدار اور جنت کی نعمتوں کو پالیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ ان لا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون - یعنی جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہمارا خدا وہ خدا ہے جو جامع صفات کاملہ ہے جسکی ذات اور صفات میں اور کوئی شریک نہیں اور یہ کہکر پھر وہ استقامت اختیار کرتے ہیں اور کتنے ہی زلزلے آویں - اور بلائیں نازل ہوں - اور موت کا سامنا ہو - اون کے ایمان اور صدق میں فرق نہیں آتا - اُن پر فرشتے اترتے ہیں اور خدا اُن سے ہم کلام ہوتا ہے اور کہتا ہے

کہ تم بلاؤں سے اور خوفناک دشمنوں سے مت ڈرو اور گذشتہ مصیبتوں سے غمگین ہو - میں تمہارے ساتھ ہوں اور میں اسی دنیا میں تمہیں بہشت دیتا ہوں جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا تھا - پس تم اس سے خوش ہو اب واضح ہو کہ یہ باتیں بغیر شہادت کے نہیں اور یہ ایسے وعدہ نہیں کہ جو پورے نہیں ہوے بلکہ ہزار ہا اہل دل مذہب اسلام میں اس روحانی بہشت کا مزہ چکھ چکے ہیں - درحقیقت اسلام وہ مذہب ہے جسکے سچے پیروؤں کو خداتعالےٰ نے تمام گذشتہ راستبازوں کا وارث ٹھہرایا ہے اور ان کی متفرق نعمتیں اس امت مرحومہ کو عطا کر دی ہیں - اور اس نے اس دعا کو قبول کر لیا ہے جو قرآن شریف میں آپ سکھلائی تھی اور وہ یہ ہے - اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین ہمیں وہ راہ دکھلا - جو اون راستبازوں کی راہ ہے - جن پر تو نے ہر ایک انعام اکرام کیا ہے - یعنی جنہوں نے تجھ سے ہر ایک قسم کی برکتیں پائی ہیں - اور تیرے مکالمہ مخاطبہ سے مشرف ہوئے ہیں اور تجھ سے دعاؤں کی قبولیتیں حاصل کی ہے - اور تیری نصرت اور مدد اور راہ نمائی ان کے شامل حال ہوئی ہے اور ان لوگوں کی راہوں سے ہمیں بچا - جن پر تیرا غضب ہے اور جو تیری راہ کو چھوڑ کر اور راہوں کی طرف چلے گئے ہیں یہ وہ دعا ہے جو نماز میں پانچ وقت پڑھی جاتی ہے اور یہ تبلا رہی ہے کہ اندھا ہونے کی حالت میں دنیا کی زندگی بھی ایک جہنم ہے اور پھر مرنا بھی ایک جہنم ہے اور درحقیقت خدا کا سچا تابع اور واقعی نجات پانے والا وہی ہو سکتا ہے جو خدا کو پہچان لے اور اوس ہستی پر کامل ایمان لے آوے اور وہی ہے جو گناہ کو چھوڑ سکتا ہے - اور خدا کی محبت میں محو ہو سکتا ہے - پس جس دل میں یہ خواہش اور یہ طلب نہیں کہ خدا کا مکالمہ اور مخاطبہ یقینی طور پر اس کو نصیب ہو وہ ایک مردہ دل ہے اور جس دین میں یہ قوت نہیں کہ اس کمال تک پہنچاوے اور اپنے سچے پیروؤں کو خدا کا ہم کلام بناوے وہ دین منجانب اللہ نہیں ایسا ہی جس کسی نبی نے اس راہ کیطرف لوگوں کو نہیں چلایا کہ خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ کے طالب ہوں اور کامل معرفت کے خواہاں ہوں - وہ نبی بھی خدا کی طرف سے نہیں ہے اور وہ خدا پر افترا کرتا ہے کیونکہ انسان کا عظیم الشان مقصود جس سے وہ گناہوں سے نجات پا سکتا ہے - یہی ہے کہ خدا کی ہستی اور اس کی سزا جزا پر اس کو پورا یقین آوے مگر اس غیب الغیب خدا پر کیونکر یقین حاصل ہو جب تک اوس کیطرف سے انا الموجود کی آواز نہ سنی جاوے اور جب تک کہ انسان اس کیطرف سے کھلے کھلے نشان مشاہدہ نہ کرے کیونکر اس کی ہستی پر یقین کامل آوے - عقلی دلائل سے خدا کے وجود کا پتہ لگانا صرف اس حد تک ہے کہ عقل سلیم زمین اور آسمان اور ان کی ترتیب ابلغ اور محکم کو دیکھ کر یہ تجویز کرتی ہے کہ ان مصنوعات پر حکمت کا کوئی صانع ہونا چاہئے - مگر یہ دکھلا نہیں سکتے کہ فی الحقیقت صانع ہے بھی اور ظاہر ہے کہ ہونا چاہئے - صرف ایک خیال

ہے اور ہے ایک امر واقعہ کا ثبوت ہے اور دونوں میں فرق کھلا کھلا ہے - یعنی پہلی صورت میں صرف ضرورت صانع تبلائی گئی ہے اور دوسری صورت میں اُس کے فی الواقع موجود ہونے کی شہادت دی جاتی ہے غرض اس زمانہ میں کہ مذاہب کی باہمی کشاکش کا ایک تند و تیز سیلاب چل رہا ہے - طالب حق کو اس اصل مقصود کو فراموش نہیں کرنا چاہئے - کہ مذہب وہی سچا ہے جو یقین کامل کے ذریعہ سے خدا کو دکھلا سکتا ہے اور خدا کی ہم کلامی کا شرف بخش سکتا ہے اور اس طرح اپنی روحانی قوت اور روح پرور خاصیت سے دلوں کو گناہ کی تاریکی کو چھڑا سکتا ہے اور اس کے سوا سب دہوکہ دینے والے ہیں اب ہم اس ملک کے چند مذاہب پر نظر کرتے ہیں کہ کیا وہ خداتعالےٰ کی معرفت کے بارے میں یقین کامل تک پہنچا سکتے ہیں اور کیا اون کی کتابوں میں یہ وعدہ موجود ہے کہ وہ خدا کے یقینی مکالمہ سے شرف حاصل کرا سکتے ہیں اور اگر موجود ہے تو کیا اس زمانہ میں اُن میں سے کوئی اس کا مصداق پایا بھی جاتا ہے - یا نہیں سو سب سے پہلے قابل ذکر وہ مذہب ہے جو مسیحی مذاہب کے نام سے پکارا جاتا ہے - پس واضح ہو کہ اس مذہب کے بارے میں ہمیں زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ مسیحی صاحبوں کا اس پر اتفاق ہو چکا ہے - کہ مسیح کے زمانہ کے بعد الہام اور وحی پر مہر لگ گئی ہے - اور اب یہ نعمت آگے نہیں - بلکہ پیچھے رہ گئی ہے اور اب اس کے پانے کی کوئی بھی راہ نہیں اور قیامت تک نومیدی ہے اور فیض کا دروازہ بند ہے اور شاید یہی وجہ ہوگی کہ نجات پانے کے لئے ایک نئی تجویز نکالی گئی ہے اور ایک نیا نسخہ تجویز کیا گیا ہے - جو تمام جہان کے اصول سے نرالا اور سراسر عقل اور انصاف اور رحم سے مخالف ہے - اور وہ یہ ہے کہ بیان کیا جاتا ہے - کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے تمام جہان کے گناہ اپنے ذمہ لیکر صلیب پر مرنا منظور کیا تا اِن کی اس موت سے دوسروں کی رہائی ہو - اور خدا نے اپنے بے گناہ بیٹے کو مارا تا گنہگاروں کو بچاوے - لیکن ہمیں کچھ سمجھ میں نہیں آتا - کہ اس قسم کی مظلومانہ موت سے دوسروں کے دل گناہ کی پلید خصلت سے کیونکر صاف اور پاک ہو سکتے ہیں اور کیونکر ایک بے گناہ کے قتل ہونے سے دوسروں کو گذشتہ گناہوں کی معافی سند مل سکتی ہے بلکہ اس طریق میں انصاف اور رحم دونوں کا خون ہے کیونکہ گنہگار کے عوض میں بیگناہ کو پکڑنا خلاف انصاف ہے اور نیز بیٹے کو اس طرح ناحق سخت دلی سے قتل کرنا خلاف رحم ہے اور اس حرکت سے فائدہ خاک نہیں اور ابھی ہم لکھ چکے ہیں کہ اصل سبب گناہ کی سیلاب کا قلب معرفت ہے پس جب تک ایک علت موجود ہے تب تک معلول کی نفی کیونکر ہو سکتی ہے - ہمیشہ علت کا وجود معلول کے وجود کو چاہتا ہے سو بجائے حیرت ہے کہ یہ کیسا فلسفہ ہے کہ گناہ کرنے کی علت جو قلت معرفت بارشیا ہے ہے - وہ تو سر پر موجود کھڑی ہے مگر معلول اسکا جو ارتکاب گناہ کی حالت ہے وہ معدوم ہو گئی ہے تجربہ ہزاروں گواہ پیش کرتا ہے کہ بجز معرفت کامل کے نہ کسی چیز کی محبت پیدا ہو سکتی ہے اور نہ کسی چیز کا خوف

پیدا ہوتا ہے اور نہ اس کی قدردانی ہوتی ہے اور یہ تو ظاہر ہے کہ انسان کسی فعل یا ترک فعل کو یا تو خوف کی وجہ سے کرتا ہے اور یا محبت کی وجہ سے - اور خوف اور محبت دونوں معرفت سے پیدا ہوتی ہیں پس جب معرفت نہیں تو نہ خوف ہے اور نہ محبت ہے - اے عزیزو - اور پیارو اس جگہ راستی کی حمایت اس بیان کے لئے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ خداتعالےٰ کی معرفت کے بارے میں حضرات مسیحیوں کے ہاتھ میں کوئی امر صاف نہیں ہے - وحی کے سلسلہ پر تو پہلے سے مہر لگ چکی ہے اور مسیح اور حواریوں کے بعد معجزات بھی بند ہو گئے ہیں - رہا عقلی طریق - سو آدم زاد کو خدا بنانے میں وہ طریق بھی ہاتھ سے گیا اور اگر گذشتہ معجزات جو اب محض قصوں کے رنگ میں ہیں پیش کئے جائیں تو اول تو ہر ایک منکر کہہ سکتا ہے کہ خدا جانے اون کی اصل حقیقت کیا ہے اور کس قدر مبالغہ ہے کیونکہ کچھ شک نہیں کہ مبالغہ کرنا انجیل نویسوں کی عادت میں داخل تھا چنانچہ ایک انجیل میں یہ فقرہ موجود ہے کہ مسیح نے ... کہ اگر وہ لکھے جاتے تو دنیا میں سما نہ سکتے - اب دیکھو کام بغیر لکھنے کے تو دنیا میں سما گئے لیکن لکھنے کی حالت میں وہ دنیا میں نہیں سمائیں گے - یہ کس قسم کا فلسفہ اور کس قسم کی منطق ہے کیا کوئی سمجھ سکتا ہے؟ ماسوا اسکے حضرت مسیح علیہ السلام کے معجزات ہوسے علیہ السلام کے معجزات سے کچھ بڑھ کر نہیں ہیں اور ایلیا نبی کے نشانوں کا جب مسیح کے نشانوں سے مقابلہ کریں تو ایلیا کے معجزات کا پلہ بھاری ہوتا ہے - پس اگر معجزات سے کوئی خدا بن سکتا ہے تو یہ سب بزرگ خدائی کے مستحق ہیں اور یہ بات کہ مسیح نے اپنے تئیں خدا کا بیٹا کہا ہے یا کسی اور کتاب میں اسکو بیٹا کہا گیا ہے - ایسی تحریروں سے اسکی خدائی نکلنا درست نہیں ہے + بائبل میں بہت سے لوگوں کو خدا کے بیٹے کہا گیا ہے بلکہ بعض کو خدا بھی پھر مسیح کی تخصیص بیوجہ ہے اور اگر ایسا ہوتا بھی کہ کسی دوسرے کو اون کتابوں میں بجز مسیح کے خدا یا خدا کے بیٹے کا لقب نہ دیا جاتا تب بھی ایسی تحریروں کو حقیقت پر حمل کرنا نادانی تھا - کیونکہ خدا کے کلام میں ایسے استعارات بکثرت پائے جاتے ہیں - مگر جس حالت میں بائبل کی رو سے خدا کا بیٹا کہلانے میں اور بھی مسیح کے شریک ہیں تو دوسرے شرکاء کو کیوں اُس فضیلت سے محروم رکھا جاتا ہے - غرض نجات کے لئے - اس منصوبہ پر بھروسہ کرنا صحیح نہیں ہے - اور گناہ سے باز رہنے کو اس منصوبہ سے کوئی بھی تعلق نہیں پایا جاتا بلکہ دوسرے کی نجات کیلئے خودکشی کرنا خود گناہ ہے اور میں خداتعالےٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ ہرگز مسیح علیہ السلام نے اپنی رضامندی سے صلیب کو منظور نہیں کیا بلکہ شریر یہودیوں نے جو چاہا کر کیا اور مسیح نے صلیبی موت سے بچنے کے لئے باغ میں ساری رات دعا کی اور اوس کے آنسو جاری ہو گئے تب خدا نے بباعث اوسکی تقویٰ کے اوسکی دعا قبول کی اور اسکو صلیبی موت سے بچا لیا جیسا کہ خود انجیل میں بھی لکھا ہے پس یہ کیسی تہمت ہے کہ مسیح نے اپنی رضامندی سے خودکشی کی - ماسوا اسکے عقل تجویز نہیں کرسکتی کہ زید اپنے سر پر پتھر مارے اور بکر کی اوس سے دردسر جاتی رہے - ہاں ہم قبول کرتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام نبی تھے ۱؎

۱؎ - اور اون کامل بندوں میں سے تھے - جنکو خدا نے اپنے ہاتھ سے صاف کیا ہے - لیکن وہ لفظ جو اون کی نسبت یا دوسرے نبیوں کی نسبت جو کتابوں میں وارد ہیں - اُن سے یہ اونکو اور نہ کسی اور نبی کو خدا بنا سکتے ہیں میں اسور میں خود صاحب تجربہ ہوں اور میری نسبت خداتعالیٰ کی پاک وحی میں وہ اعزاز اور .... (دیکھو آگے صفحہ ۵)

www.aaiil.org

اگر ان کے لفظ سو جو رہن کر میں نے کسی انجیل میں حضرت مسیح کے بارے میں نہیں دیکھے اب میں کیا یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں حقیقت میں خدا ہوں یا خدا کا بیٹا ہوں۔ یہی انجیل کی تعلیم میری رائے میں یہ ہے کہ تعلیم کامل شرطی ہے جو تمام انسانی قوتوں کی پرورش کرے۔ نہ صرف یہ کہ محض ایک پہلو پر اپنا تمام زور ڈالدے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ کامل تعلیم صرف قرآن شریف میں ہی پائی ہے جو ہر ایک امر میں حق اور رعایت کی حکمت رکھتا چلا آتا ہے۔ مثلاً انجیل میں کہا گیا ہے کہ ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری بھی پھیر دے مگر قرآن شریف ہمیں تعلیم دیتا ہے کہ یہ حکم ہر حال اور ہر محل میں نہیں بلکہ موقع اور محل دیکھنا چاہیئے کہ کیا وہ صبر چاہتا ہے یا انتقام کو اور عفو کو چاہتا ہے یا سزا کو۔ اب ظاہر ہے کہ یہی قرآنی تعلیم کامل ہے اور بغیر اسکی پابندی کے انسانی سلسلہ تباہ ہو جاتا ہے اور نظام دنیا بگڑ جاتا ہے۔ ایسا ہی انجیل میں کہا گیا ہے کہ تو شہوت کی نظر سے بیگانہ عورت کی طرف مت دیکھ مگر قرآن شریف میں ہے کہ نہ تو شہوت کی نظر سے اور نہ بغیر شہوت کے بیگانہ عورتوں کو دیکھنے کی عادت کر کہ یہ سب تیرے لئے ٹھوکر کی جگہ ہے۔ چاہیئے کہ ضرورت کے موقعہ پر تیری آنکھ بند کے قریب ہو اور دھندلی سی ہو اور کھلی کھلی نظر ڈالنے سے پرہیز کر کہ یہی طریق پاکدلی کو محفوظ رکھنے کا ہے۔ اس زمانہ کے مخالف فرقے شاید اس حکم سے مخالفت کریں گے کیونکہ آزادی کا نیا نیا شوق ہے مگر تجربہ صاف بتلا رہا ہے کہ یہی حکم صحیح ہے۔ دوستو! کھلی کھلی بے تکلفی اور نظر بازی کے کبھی نتیجے اچھے نہیں نکلتے۔ مثلاً جس حالت میں ابھی ایک مرد نفسانی جذبات سے پاک نہیں اور نہ جوان عورت نفسانی جذبات سے پاک ہے پھر ان دونوں کو ملاقات اور نظر بازی اور آزادی کا موقعہ دینا گویا ان کو اپنے ہاتھ سے گڑھے میں ڈالنا ہے۔ ایسا ہی انجیل میں کہا گیا ہے کہ بغیر زنا کے طلاق درست نہیں۔ مگر قرآن شریف جائز رکھتا ہے کہ جہاں مثلاً خاوند اور عورت دونوں باہم جانی دشمن ہو جائیں اور ایک کی جان دوسرے سے خطرہ میں ہو اور یا عورت نے زنا تو نہیں کیا مگر زنا کے لوازم پیدا کر لئے ہیں اور یا اس کو کوئی ایسی مرض ہو گئی ہے جس سے تعلق قائم رکھنے کی حالت میں خاوند کی ہلاکت ہے یا ایسا ہی کوئی اور سبب پیدا ہو گیا ہے جو خاوند کی نظر میں طلاق کا موجب ہے تو ان سب صورتوں میں طلاق دینے میں خاوند پر کوئی اعتراض نہیں۔

اب پھر ہم اصل مقصود کی طرف عود کر کے کہتے ہیں کہ یقیناً یاد رکھو کہ حضرات مسیحیوں کے پاس نجات اور گناہ سے بچنے کا کوئی حقیقی ذریعہ موجود نہیں کیونکہ نجات کے بجز اسکے اور کوئی معنے نہیں کہ انسان کی ایسی حالت ہو جائے کہ گناہوں کے ارتکاب پر دلیری نہ کر سکے اور خدا تعالیٰ کی محبت اسقدر ترقی کرے کہ نفسانی محبتیں اس پر غالب نہ آ سکیں۔ اور ظاہر ہے کہ یہ حالت بجز معرفت تامہ کے پیدا نہیں ہو سکتی۔ اب جب ہم قرآن شریف کو دیکھتے ہیں تو ہم اسمیں کھلے طور پر وہ وسائل پاتے ہیں جن سے خدا تعالیٰ کی معرفت تامہ حاصل ہو سکے اور پھر خوف غالب ہو کر گناہوں سے رک سکیں کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اسکی پیروی سے مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ نصیب ہو جاتا ہے اور آسمانی نشان ظاہر ہوتے ہیں اور انسان خدا سے علم غیب پاتا ہے اور ایک محکم تعلق اس سے پیدا ہو جاتا ہے اور دل خدا کے وصال کیلئے جوش مارتا ہے اور اس کو ہر ایک چیز پر مقدم کر لیتا ہے اور دعائیں قبول ہو کر اطلاع دی جاتی ہے اور ایک دریا معرفت کا جاری ہو جاتا ہے جو گناہ سے روکتا ہے اور پھر جب ہم انجیل کی طرف آتے ہیں تو گناہ سے بچنے کیلئے صرف انہیں ایک عجیب غیر معقول طریق پاتے ہیں جس کو ازالہ گناہ سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ عجیب ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے انسانیت کی کمزوریاں تو بہت دکھلائیں اور خدائی کی کوئی خاص قوت ظاہر نہ ہوئی جو غیروں سے انکو امتیاز بخشتی۔ پھر وہ مسیحیوں کی نظر میں خدا کر کے مانے گئے۔

اب ہم آریہ مذہب پر مختصر طور سے نظر کرتے ہیں کہ گناہ سے بچنے کیلئے اُن کے مذہب میں کیا سامان پیش کیا گیا ہے۔ پس واضح ہو کہ آریہ صاحبوں کی وید مقدس نے سرے سے آئندہ زمانے کیلئے خدا تعالیٰ کے مکالمہ اور مخاطبہ اور آسمانی نشانوں سے انکار کر دیا ہے۔ پس وید میں سے اس کامل تسلی کو ڈھونڈنا کہ کسی کو خدا کے **انا الموجود** ہونے کی آواز آوے اور خدا دعاؤں کو سنکر اُن کا جواب دیوے اور نشانوں کے ذریعہ سے اپنا چہرہ دکھلا دے ایک عبث کوشش اور لاحاصل تلاش ہے بلکہ اُن کے نزدیک یہ تمام امر محالات میں سے ہیں لیکن صاف ظاہر ہے کہ کسی چیز کا خوف یا محبت بغیر اسکی رویت اور کامل معرفت کے ممکن ہی نہیں اور صرف مصنوعات پر نظر ڈالنے سے کامل معرفت ہو نہیں سکتی۔ اسی وجہ سے محض عقل کے پیروؤں میں ہزاروں دہریہ اور ناستک مت والے بھی موجود ہیں۔ بلکہ جو لوگ فلسفہ کے اعلیٰ کمال تک پہنچتے ہیں وہی بہت کر کے دہریہ کہنا چاہیئے۔ اور ابھی ہم بیان کر چکے ہیں کہ عقل سلیم زیادہ سے زیادہ صرف اس حد تک کام دے سکتی ہے کہ مصنوعات پر نظر ڈالنے سے بشرطیکہ دہریہ پن کا زنگ اپنے اندر نہ رکھتی ہو یہ تجویز کر سکتی ہے کہ ان چیزوں کا کوئی خالق ہونا چاہیئے نہ یہ کہ وہ خالق فی الواقعہ موجود بھی ہے اور پھر عقل ہی اس وہم میں گرفتار ہو سکتی ہے کہ ممکن ہے کہ یہ سب کارخانہ خود بخود چلا آتا ہو۔ اور طبعی طور پر بعض چیزیں بعض کی خالق ہوں۔ پس عقل اس یقین کامل تک نہیں پہنچا سکتی جس کا نام معرفت تامہ ہے جو قائم مقام دیدار الٰہی ہے اور جس سے کامل طور پر خوف اور محبت پیدا ہوتے ہیں اور پھر خوف اور محبت کی آگ سے ہر ایک قسم کا گناہ جل جاتا ہے اور نفسانی جذبات پر موت آ جاتی ہے اور ایک نورانی تبدیلی پیدا ہو کر تمام اندرونی کمزوریاں اور گناہ کی غلاظتیں دور ہو جاتی ہیں لیکن چونکہ اکثر انسانوں کو اس کامل پاکیزگی کی پروا نہیں ہے جو گناہ کے داغ سے بالکل صاف کر دیتی ہے اس لئے اکثر لوگ اس ضرورت کو محسوس کر کے اسکی تلاش میں نہیں لگ جاتے بلکہ الٹے تعصب سے ہر ایک مخالفت ظاہر کرتے ہیں اور لڑنے کیلئے آمادہ ہو جاتے ہیں اور آریہ صاحبوں کا مسلک تو بہت ہی قابل افسوس ہے کہ وہ معرفت تامہ کے حقیقی وسیلہ سے تو قطعاً نومید ہیں اور عقلی وسائل بھی انکے ہاتھ میں نہیں رہے۔ کیونکہ جب کہ انکے نزدیک ذرہ ذرہ عالم کا انادی ہے جو خود بخود ہے اور کسی کے ہاتھ سے وجود پذیر نہیں ہوا اور تمام ارواح بھی مع اپنی تمام قوتوں کے انادی ہیں جنکا کوئی پیدا کرنے والا نہیں۔ تو اُن کے ہاتھ میں پرمیشر کی ہستی پر کوئی دلیل باقی نہ رہی اور اگر کہیں کہ ذرات عالم کا باہم جوڑنا اور روحوں کا انہیں داخل کرنا یہ پرمیشر کا کام ہے اور یہی اسکی ہستی پر دلیل ہے تو یہ خیال نادرست ہوگا کیونکہ جس حالت میں ارواح اور ذرات خود بخود ایسے شکتی مان ہیں کہ قدیم سے اپنے وجود کو آپ سنبھالے ہوئے ہیں اور اپنے وجود کے آپ ہی خدا ہیں تو کیا وہ خود بخود باہم اتصال یا انفصال نہیں کر سکتے۔ اس بات کو کوئی قبول نہیں کریگا کہ باوجودیکہ تمام ذرات یعنی پرمانو اپنی ہستی اور وجود میں کسی دوسرے کے محتاج نہیں اور باوجود اس کے کہ تمام ارواح یعنی جیو اپنی ہستی اور وجود میں اور اپنے تمام قوی میں کسی دوسرے کے محتاج نہیں مگر پھر بھی اپنے اتصال اور انفصال میں کسی دوسرے کے محتاج ہیں۔ یہ ایک ایسا عقیدہ ہے کہ جو ناستک مت والوں کیلئے ایک مفت کا شکار ہے اور اس سے ایک آریہ بہت جلد ناستک مت میں داخل ہو سکتا ہے اور ایک چالاک دہریہ ہنسی ہنسی میں اس کو اپنے پیچ میں لا سکتا ہے۔ مجھے بہت افسوس ہے اور رحم بھی آتا ہے کہ آریہ صاحبوں نے شریعت کے دونوں پہلوؤں میں سخت غلطی کھائی ہے یعنی پرمیشر کی نسبت یہ عقیدہ قائم کیا ہے کہ وہ مبدء تمام مخلوق کا نہیں اور نہ سرچشمہ تمام فیوض کا ہے بلکہ ذرات اور انکی تمام قوتیں اور ارواح اور انکی تمام قوتیں خود بخود ہیں اور انکی فطرت میں اسکی فیض سے محروم ہیں پھر خود سوچ لیں کہ پرمیشر کیا ضرور رہتا ہے اور کیوں وہ مستحق پرستش ہے اور کس وجہ کر وہ سرب شکتی مان کہلاتا ہے اور کس راہ سے اور کس طرح سے وہ شناخت کیا گیا ہے۔ کیا کوئی اسکا جواب دے سکتا ہے۔ کاش ہماری ہمدردی کسی دل میں اثر کرے۔ کاش کوئی شخص گوشہ تنہائی میں بیٹھے اور ان باتوں میں فکر کرے۔ اے قادر خدا اس قوم پر بھی رحم کر جو ہمارے پرانے ہمسایہ ہیں۔ اُن میں سے بہت سے دل حق کی طرف پھیر دے کہ تجھے سب قدرت ہے۔ آمین۔ یہ پہلو تو پرمیشر کے متعلق ہے جسمیں اسقدر اس کے خالق ہونے کی حق تلفی ہے اور دوسرا پہلو جو آریہ مت مخلوق کے متعلق پیش کرتا ہے۔ انہیں سے ایک تو تناسخ ہے یعنی بار بار روحوں کا طرح طرح کی جونوں میں پڑ کر دنیا میں آنا۔ اس عقیدہ میں سب سے پہلے یہ امر عجیب اور حیرت انگیز ہے کہ باوجود دعویٰ عقل کے یہ خیال کیا گیا ہے کہ پرمیشر اسقدر سخت دل ہے کہ ایک گناہ کی عوض میں کروڑہا برس تک بلکہ کروڑہا اربوں تک سزا دیتا جاتا ہے حالانکہ جانتا ہے کہ ان کو اس نے پیدا کیا وہ نہیں ہیں اور انپر اس کا کوئی بھی حق نہیں ہے بجز اسکے کہ بار بار جونوں کے چکر میں ڈالکر دکھ میں ڈالے۔ پھر کیوں انسانی گورنمنٹ کی طرح صرف چند سال کی سزا نہیں دیتا۔ ظاہر ہے کہ لمبی سزا کیلئے یہ شرط ہے کہ سزا یافتوں پر کوئی لمبا حق بھی ہو مگر جس حالت میں تمام ذرات اور ارواح خود بخود ہیں تو کچھ بھی اسکا انکے پر احسان نہیں بجز اس کے کہ سزا کی غرض سے طرح طرح کی جونوں میں انکو ڈالے۔ پھر وہ کس حق پر لمبی سزا دیتا ہے۔ دیکھو اسلام میں باوجودیکہ خدا فرماتا ہے کہ ہر ایک ذرہ اور ہر ایک روح کا میں ہی خالق ہوں اور تمام قوتیں انکی میرے ہی فیض سے ہیں اور میرے ہی ہاتھ سے پیدا ہوئے ہیں اور میرے ہی سہارے سے جیتے ہیں پھر بھی وہ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ الا ما شاء ربک ان ربک فعال لما یرید۔ یعنی دوزخی دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے لیکن نہ وہ ہمیشگی جو خدا کو ہے بلکہ دور دراز مدت کے لحاظ سے۔ پھر خدا کی رحمت دستگیر ہو گی کیونکہ وہ قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے اور اس آیت کی تشریح میں ہمارے سید و مولیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث بھی ہے اور وہ یہ ہے۔ یاتی علی جہنم زمان لیس فیھا احد ونسیم الصبا تحرک ابوابھا یعنی جہنم پر ایک وہ زمانہ آئیگا کہ اسمیں کوئی بھی نہ ہوگا اور نسیم صبا اسکے کواڑ ہلائیگی لیکن افسوس کہ یہ قومیں خدا تعالیٰ کو ایک ایسا جابر اور کینہ ور قرار دیتی ہیں کہ کبھی بھی اسکا غصہ فرو نہیں ہوتا اور بے شمار اربوں تک جونوں میں ڈالکر پھر بھی گناہ معاف نہیں کرتا۔ اور یہ اعتراض صرف آریہ صاحبوں پر نہیں حضرات مسیحیوں کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ وہ ایک گناہ کیا ایسا کہ ہمیشہ کیلئے جہنم تجویز کر دیا گیا جس کا کبھی انتہا نہیں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی عقیدہ ہے کہ خدا ہر ایک چیز کا خالق ہے۔ پھر جس حالت میں خدا تعالیٰ ارواح انسانی اور انکی تمام قوتوں کا خود خالق ہے اور اس نے آپ ہی بعض طبائع میں ایسی کمزوریاں رکھ دی ہیں کہ وہ جلد گناہ کی طرف جھک جاتی ہیں اور ایک گھڑی کیطرح صرف اس حد تک چلتی ہیں جو اس حقیقی گھڑی ساز نے ان کیلئے مقرر کر دی ہے تو پھر وہ ضرور کسی قدر رحم کے لائق ہیں کیونکہ ان کے قصور اور کمزوریاں فقط اپنی طرف سے نہیں بلکہ اس خالق کا بھی اسمیں بہت سا دخل ہے جس نے ان کو کمزور بنایا اور یہ کیسا انصاف ہے کہ اس نے اپنے بیٹے کو سزا دیکر صرف تین دن مقرر کئے مگر دوسرے لوگوں کی سزا کا حکم ابدی ٹھہرایا جس کا کبھی بھی انتہا نہیں اور یہ کہ وہ ہمیشہ اور ابدتک دوزخ کے تنور میں جلتے رہیں۔ کیا رحیم و کریم خدا کو ایسا کرنا مناسب تھا بلکہ چاہیئے تو یہ تھا کہ اپنے بیٹے کو زیادہ سزا دیتا کیونکہ وہ بوجہ خدائی قوتوں کے زیادہ سزا کا متحمل ہو سکتا تھا۔ خدا کا بیٹا جو ہوا اس کی طاقت کے ساتھ دوسروں کی طاقت کب برابر ہو سکتی ہے جو غریب اور عاجز مخلوق ہیں۔ غرض حضرات عیسائی اور آریہ صاحبان اس ایک ہی اعتراض کی دام میں ہیں اور اس کے ساتھ بعض نادان مسلمان بھی۔ لیکن مسلمانوں کی دھوکہ کھانے میں خدا کے کلام کا قصور نہیں خدا نے تو کھول کر فرما دیا کہ ان کا اپنا قصور ہے۔ اور یہ اسی طرح کا قصور ہے جیسا کہ وہ اب تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ قرار دیتے ہیں اور دوسرے آسمان پر بٹھا رہے ہیں اور خدا کے کلام قرآن شریف میں صاف لکھا ہے کہ مدت ہوئی کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے ہیں اور گذشتہ روحوں میں داخل ہو گئے مگر یہ لوگ کتاب الٰہی کے برخلاف ان کی آمد ثانی کا انتظار کر رہے ہیں۔ پھر ہم اصل کلام کی طرف متوجہ ہو کر کہتے ہیں کہ دوسرا پہلو تناسخ کے بطلان کا یہ ہے کہ وہ حقیقی پاکیزگی کے برخلاف ہے کیونکہ جب ہم ہر روز دیکھتے ہیں کہ کسی کی ماں فوت ہو جاتی ہے اور کسی کی ہمشیرہ اور کسی کی لڑکی

مقدمہ ایڈیٹر الحکم بنام کرم الدین کا ۱۵ ستمبر کو فیصلہ سنایا جاوے گا

www.aaiil.org

تو پھر اس پر کیا دلیل ہے۔ کہ اس عقیدہ کے قائل اس غلطی میں مبتلا نہ ہو جائیں کہ ایسی جگہ نکاح کریں جہاں نکاح کرنا وید کے رو سے حرام ہے۔ ہاں اگر ہر ایک بچہ کے ساتھ اس کے پیدا ہونے کے وقت میں ایک لکھی ہوئی فہرست بھی ہمراہ ہو جس میں بیان کیا گیا ہو کہ وہ پہلی جون میں فلاں شخص کا بچہ تھا تو اس صورت میں ناجائز نکاح سے بچ سکتے تھے مگر پرمیشر نے ایسا نہ کیا گویا ناجائز طریق کو خود پھیلانا چاہا پھر اس کے سوا اس کے ہمیں سمجھ نہیں آتا کہ اس قدر جونوں کے چکر میں ڈالنے سے فائدہ کیا ہے اور جبکہ تمام مدار نجات اور مکتی گیان یعنے معرفت الہی پر ہے تو یوں چاہیئے تھا کہ ہر ایک بچہ جو پیدا ہوتا ہے تمام گیان لیکر پیدا ہوتا مگر ہر ایک بچہ خالی کا خالی دنیا میں آ جاتا ہے اور ایک آوارہ اور فضول خرچ انسان کیطرح تمام پہلا اندوختہ برباد کر کے مفلس نادار کیطرح ننگا آتا ہے اور گو ہزار مرتبہ اس نے وید مقدس کو پڑھا ہو ایک ورق بھی وید کا یاد نہیں رہتا۔ پس اس صورت میں جونوں کے چکر کے رو سے نجات کی کوئی صورت نظر نہیں آتی کیونکہ ذخیرہ گیان اور علم کا جو بڑا ذریعہ ہے ہر ایک جون میں جمع کیا جاتا ہے وہ ساتھ ساتھ برباد ہوتا رہتا ہے۔ نہ کبھی محفوظ رہیگا اور نہ نجات ہوگی اول تو حضرات آریہ کے اصولوں کے رو سے نجات بھی ایک محدود میعادی ہی پھر اس پر یہ مصیبت کہ سرمایہ نجات کا یعنے گیان جمع ہونے نہیں پاتا یہ بدقسمتی ہو خوشحالی نہیں تو اور کیا۔

دوسرا امر جو مخلوق کی پاکیزگی کی مخالف آریہ صاحبوں کے عقائد میں داخل ہے وہ نیوگ کا مسئلہ ہے۔ میں اس مسئلہ کو وید مقدس کیطرف منسوب نہیں کرتا مگر اس خیال سے میرا دل کانپتا ہے کہ میں اس قسم کی باتوں کو وید کیطرف منسوب کروں جہانتک میرا علم اور کانشنس ہے میں یقین کرتا ہوں کہ انسانی فطرت ہرگز قبول نہیں کریگی کہ ایک شخص اپنی پاکدامن بیوی کو جو خاندان اور عزت رکھتی ہے محض بچہ لینے کی خاطر دوسرے سے ہم بستر کرا دے حالانکہ اس بیوی کا تعلق زوجہ ہونے کا اپنے شوہر سے قائم ہے اور وہ اسکی بیوی کہلاتی ہے اور نہ میں اسبات کو پسند کرتا ہوں کہ خود بیوی ایسی حرکت پر خود آمادہ ہو حالانکہ اس کا خاوند زندہ موجود ہے انسان تو انسان ہے یہ غیرت تو بعض حیوانوں میں بھی پائی جاتی ہے کہ وہ اپنے مادہ کی نسبت ایسا روا نہیں رکھتے میں اسکی زیادہ بحث کرنا نہیں چاہتا سراسر ادب اور منت سے آریہ صاحبوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ اگر اس عقیدہ کو چھوڑ دیں تو بہت بہتر ہوگا پہلے ہی یہ ملک حقیقی پاکیزگی کے مقام سے بہت متنزل ہے پھر اگر عورتوں اور مردوں میں ایسی ایسی باتیں بھی رواج پکڑ گئیں تو معلوم نہیں کہ اس ملک کا کیا انجام ہوگا ساتھ ہی میں ایک اور عرض کیلئے جرأت کرتا ہوں کہ گو آریہ صاحبوں کو اس زمانہ میں مسلمانوں سے کیسی ہی نفرت ہو اور اسلام کے عقائد سے کیسی ہی بیزاری ہے مگر برائے خدا پردہ کی رسم کو بکلی الوداع نہ کہدیں کہ اسمیں بہت سی خرابیاں ہیں جو بعد میں معلوم ہونگی یہ بات ہر ایک فہیم انسان سمجھ سکتا ہے کہ بہت سا حصہ انسانوں کا نفس امارہ کے ماتحت چل رہا ہے اور وہ اپنی نفس کے جذبات سے قابو میں نہیں اس کے جوشوں کی بیروی کچھ بھی خدا تعالی کی سزا کا دھیان نہیں رکھتے جوان اور خوبصورت عورتوں کو دیکھ کر بدنظری سے باز نہیں آتے اور ایسے ہی بہت سی عورتیں ہیں کہ خراب دل سے بیگانہ مرد کی طرف نگاہیں کرتی ہیں اور جب فریقین کو باوجود انکی اس خراب حالت میں ہونے کے پوری آزادی ہو جائے تو یقیناً ان کا وہی انجام ہوگا جیسا کہ یورپ کے بعض حصوں سے ظاہر ہے۔ ہاں جب یہ لوگ درحقیقت پاکدل ہو جائیں گے اور انکی امارگی جاتی رہیگی اور شیطانی روح نکل جائیگی اور انکی آنکھوں میں خدا کا خوف پیدا ہو جاویگا اور ان کے دلوں میں خدا کی عظمت قائم ہو جائیگی اور وہ ایک پاک تبدیلی کر لیں گے اور خدا ترسی کا ایک پاک چولا پہن لیں گے تب جو چاہیں سو کریں کیونکہ اس وقت وہ خدا کے ہاتھ کے خوجے ہونگے گویا وہ مرد نہیں ہیں اور انکی آنکھیں اس بات سے اندھی ہونگی کہ نامحرم عورت کو بدنظری سے دیکھ سکیں یا ایسا بدخیال دل میں لا سکیں۔ مگر اے پیارو خدا آپ تمہارے دلوں میں الہام کرے ابھی وہ وقت نہیں کہ تم ایسا کرو اور اگر ایسا کرو گے تو ایک زہرناک بیج قوم میں پھیلاؤ گے یہ زمانہ ایک ایسا نازک زمانہ ہے کہ اگر کسی زمانہ میں پردہ کی رسم نہ بھی ہوتی تو اس زمانہ میں ضرور ہونی چاہیئے تھی کیونکہ **کل جگ** ہے اور زمین پر بدی اور فسق و فجور اور شراب خواری کا زور ہے اور دلوں میں دہریہ پن کے خیالات پھیل رہے ہیں اور خدا تعالی کے احکام کی دلوں میں سے عظمت اٹھ گئی ہے زبانوں پر سب کچھ ہے اور لکچر بھی منطق اور فلسفہ سے بھرے ہوئے ہیں۔ مگر دل روحانیت سے خالی ہیں۔ ایسے وقت میں کب مناسب ہے کہ اپنی غریب بکریوں کو بھیڑیوں کے بنوں میں چھوڑ دیا جائے۔

اے دوستو اب طاعون سر پر ہے اور جہانتک مجھے خدا تعالی سے علم دیا گیا ہے ابھی بہت سا حصہ اس کا باقی ہے بہت خطرناک دن ہیں۔ معلوم نہیں کہ آئندہ سال تک کون زندہ رہیگا اور کون مر جائیگا اور کس گھر پر بلا آئیگی اور کس کو بچایا جائیگا پس اٹھو اور توبہ کرو اور اپنے مالک کو نیک کاموں سے راضی کرو اور یاد رکھو کہ اعتقادی غلطیوں کی سزا تو مرنے کے بعد ہے اور ہندو یا عیسائی یا مسلمان ہونے کا فیصلہ تو قیامت کے دن ہوگا۔ لیکن جو شخص ظلم اور تعدی اور فسق و فجور میں حد سے بڑھتا ہے اس کو اسی جگہ سزا دیجاتی ہے تب وہ خدا کی سزا سے کسیطرح بھاگ نہیں سکتا۔ سو اپنے خدا کو جلد راضی کر لو اور قبل اس کے کہ وہ دن آوے جو خوفناک دن ہے یعنے طاعون کے زور کا دن جسکی نبیوں نے خبر دی ہے تم خدا سے صلح کر لو وہ نہایت درجہ کریم ہے ایک دم کے گداز کرنیوالی توبہ سے ستر برس کے گناہ بخش سکتا ہے اور یہ مت کہو کہ توبہ منظور نہیں ہوتی یاد رکھو کہ تم اپنے اعمال سے کبھی بچ نہیں سکتے ہمیشہ فضل بچاتا ہے نہ اعمال۔ اے خدائے رحیم و کریم ہم سب پر فضل کر کہ ہم تیرے بندے اور تیرے آستانہ پر گرے ہیں۔ آمین۔

حصہ دوم تقریر

اے معزز سامعین اب میں اپنے ایک دعوی کی نسبت جو میں نے اس ملک میں شائع کیا ہے آپ کی خدمت میں کچھ بیان کرونگا۔ یہ بات عقل اور نقل سے ثابت ہے کہ جب دنیا میں گناہ کی تاریکی غالب ہو جاتی ہے اور زمین پر ایک قسم کی بدی اور بدکاری پھیل جاتی ہے اور روحانیت کم ہو جاتی ہے اور گناہوں سے زمین ناپاک ہو جاتی ہے اور خدا تعالی کی محبت ٹھنڈی ہو کر ایک زہریلی ہوا چلنے لگتی ہے تو اس وقت رحمت الہی تقاضا فرماتی ہے کہ زمین کو دوبارہ زندہ کرے جسطرح جسمانی موسموں کو دیکھتے ہو کہ ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں۔ ایک زمانہ خزان کا ہوتا ہے کہ اسمیں درختوں کے پھولوں اور پھلوں اور پتوں پر بلا آتی ہے۔ اور درخت ایسے بدنما ہو جاتے ہیں جیسے کوئی مرض دق سے نہایت دبلا ہو جاتا ہے اور اسمیں خون کا نشان نہیں رہتا اور چہرہ پر مردہ پن کے آثار ظاہر ہو جاتے ہیں یا جیسے کسی جذامی کا جذام انتہا درجہ تک پہونچکر اعضا گرنے لگتے ہیں پھر دوسرا زمانہ درختوں پر وہ آتا ہے جسکو موسم بہار کہتے ہیں اس موسم میں درختوں کی صورتیں ایک دوسرا رنگ پکڑتی ہیں اور پھل اور پھول اور خوشنمائیے ظاہر ہو جاتے ہیں یہی حالت نوع انسان کی ہے کہ تاریکی اور روشنی نوبت بہ نوبت ان پر وارد ہوتی رہتی ہے کسی صدی میں وہ خزان کے موسم کیطرح انسانیت کے حسن سے بے بہرہ ہو جاتے ہیں اور کسی وقت آسمان سے ان پر ایسی ہوا چلتی ہے کہ ان کے دلوں میں موسم بہار پیدا ہونے لگتی ہے جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے یہی دونو موسم انسانوں کو لازم حال ہے میں سوچ کر زمانہ ہی جسمیں ہم ہیں بہار کی ابتدا کا زمانہ ہے پنجاب پر خزان کا زمانہ اسوقت زور میں تھا جسوقت اس ملک پر خالصہ قوم حکمران تھی۔ کیونکہ علم نہیں رہا تھا اور ملک میں جہالت بہت پھیل گئی تھی اور دینی کتابیں ایسی گم ہو گئی تھیں کہ شاید کسی بڑے خاندان میں دستیاب ہو سکتی ہونگی بعد اس کے گورنمنٹ انگریزی کا زمانہ آیا یہ زمانہ نہایت برکت ہے اور سچ تو یہ ہے کہ اگر ہم خالصہ قوم کی عملداری کے دنوں کو امن عامہ اور آسایش کے لحاظ سے انگریزی عملداری کی راتوں سے بھی برابر قرار دیں تو یہ بھی ایک ظلم اور خلاف واقعہ ہوگا۔ یہ زمانہ روحانی اور جسمانی برکات کا مجموعہ ہے۔ اور ابتدائی برکتیں اسکی ابتدائی بہار کے ظاہر ہیں۔ ہاں یہ زمانہ ایک عجیب جانور کی طرح کئی منہ رکھتا ہے۔ بعض منہ تو حقیقی خداشناسی اور راستبازی کے برخلاف ہونیکی وجہ سے خوفناک ہیں۔ اور بعض منہ بہت بابرکت اور راستبازی کو مؤید ہیں مگر اسمیں کچھ شک نہیں۔ کہ انگریزی حکومت نے انواع و اقسام کے علوم کو اس ملک میں بہت ترقی دی ہے۔ اور کتابوں کو چھاپنے اور شائع کرنیکے ایسے سہل اور آسان طریق نکل آئے ہیں۔ کہ زمانہ گذشتہ میں ان کی کہیں نظیر نہیں ملتی۔ اور جو ہزارہا مخفی کتب خانے اس ملک میں تھے وہ بھی ظاہر ہو گئے۔ اور تھوڑے ہی دنوں میں علمی رنگ میں زمانہ ایسا بدل گیا کہ گویا ایک نئی قوم پیدا ہو گئی یہ سب کچھ ہوا مگر عملی حالتیں دن بدن کالعدم ہو گئیں اور اندر ہی اندر دہریت کا پودہ بڑھنے لگا۔ گورنمنٹ انگریزی کے احسان میں کچھ شک نہیں۔ اسقدر اپنی رعایا کو احسان پہنچایا اور معدلت گستری کی اور جا بجا امن قائم کیا کہ اسکی نظیر دوسری گورنمنٹوں میں [illegible] مگر جو امن کا دائرہ پورا وسیع گورنمنٹ نے رعایا کو دیا ہے وہ اکثر لوگوں کو ہضم نہیں ہو سکا اور اس کے عوض میں جو خدا اور اس گورنمنٹ کا شکر بجا لانا چاہیئے تھا بجائے اس شکر کے اکثر دلوں میں اسقدر غفلت اور دنیا پرستی اور دنیا طلبی اور لاپرواہی بڑھ گئی کہ گویا سمجھا گیا کہ دنیا ہی ہمارے لئے ہمیشہ رہنے کا مقام ہے اور گویا کہ ہم پر کسی کا بھی احسان نہیں اور نہ کسی کی حکومت ہے اور جیسا کہ دستور ہے کہ اکثر گناہ امن کی حالت میں ہی پیدا ہوتے ہیں۔

اسی قانون قدرت کے رو سے گناہوں کی تعداد بھی بڑھتی گئی۔ چنانچہ بباعث سخت دلی اور غفلت کے موجودہ حالت اس ملک کی نہایت خطرناک ہو گئی ہے چالاک اور شریر لوگ [illegible] کی طرح ہیں وہ قابل شرم جرائم مثلاً نقب زنی اور زناکاری اور قتل ناحق وغیرہ سنگین جرائم کے ارتکاب میں مشغول ہیں اور دوسرے لوگ اپنی اپنی طبیعت اور جوش نفس کے موافق طرح طرح کے دوسرے گناہوں کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ چنانچہ شراب خانے دوسری دکانوں سے زیادہ آباد معلوم ہوتے ہیں اور دوسرے فسق و فجور کے پیشے بھی دن بدن ترقی میں ہیں عبادت خانے محض رسم ادا کرنے کیلئے شعبدے گئے ہیں غرض یہ ملک ہر گناہوں کا ایک سخت خطرناک جوش ہے اور اکثر لوگوں کی [illegible] شہوات بوجہ پورے امن اور کامل آسایش کے اس قدر جوش میں آگئے ہیں کہ جیسے جب ایک پرزور دریا کا بند ٹوٹ جائے تو وہ ایک رات میں ہی اردگرد کے تمام دیہات کو تباہ کر دیتا ہے۔ اور کچھ شک نہیں کہ دنیا میں ایک نہایت درجہ پر تاریکی پیدا ہو گئی ہے۔ اور ایسا وقت آگیا ہے کہ یا تو خدا دنیا میں کوئی روشنی پیدا کرے۔ اور یا دنیا کو ہلاک کر دیوے۔ مگر ابھی اس دنیا کے ہلاک ہونے میں کئی ہزار برس باقی ہے۔ اور دنیا کی زینت اور آرام اور آسایش کیلئے جو نئی نئی صنعتیں زمین پر پیدا ہوئی ہیں۔ یہ تغیر بھی صاف طور پر دلالت کرتا ہے کہ جیسے خدا تعالی نے جسمانی طور پر اصلاح فرمائی ہے وہ روحانی طور پر بھی بنی نوع کی اصلاح اور ترقی چاہتا ہے کیونکہ روحانی حالت انسانوں کی جسمانی حالت سے زیادہ گر گئی ہے۔ اور ایسی خطرناک حالت تک پہنچ گئی ہے کہ جہاں نوع انسان غضب الہی کا نشانہ بن سکتی ہے ہر ایک گناہ کا جوش نہایت ترقی پر پایا جاتا ہے۔ اور روحانی طاقتیں نہایت کمزور ہو گئی ہیں اور ایمانی انوار بجھ گئے ہیں۔ اور اب عقل سلیم بداہت اسبات کی ضرورت کو تسلیم کرتی ہے۔ کہ اس تاریکی کے غلبہ پر آسمان سے کوئی روشنی پیدا ہونی چاہیئے کیونکہ جیسے جسمانی طور پر زمین کی تاریکی کا دور ہونا قدیم سے اسبات کو وابستہ ہے کہ آسمانی روشنی زمین پر پڑے۔ ایسا ہی روحانی طور پر بھی یہ روشنی صرف آسمان سے ہی اترتی اور دلوں کو منور کرتی ہے جبکہ خدا نے انسان کو بنایا ہے اس کا قانون قدرت یہی مشاہدہ کیا گیا ہے کہ وہ نوع انسان میں ایک وحدت نوعی پیدا کرنے کیلئے

www.aaiil.org

ان میں سے ایک شخص پر ضرورت کے وقت میں اپنی حضرت احدیت کا نور ڈالتا ہے اور اس کو اپنے مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کرتا ہے اور اپنی کامل محبت کا جام اس کو پلاتا ہے اور اسکو اپنی پسندیدہ راہ کی پوری بصیرت بخشتا ہے اور اس کے دل میں جوش ڈالتا ہے کہ تا وہ دوسروں کو بھی اس نور اور بصیرت اور محبت کیطرف کھینچے جو اسکو عطا کی گئی ہے اور اسطرح پر باقی لوگ اس سے تعلق پیدا کرکے اور اسی کے وجود میں شمار ہو کر اور اسکی معرفت سے حصہ لیکر گناہوں سے بچتے اور تقوے طہارت میں ترقی کرتے ہیں اسی قانون قدیم کے لحاظ سے خدا نے اپنے پاک نبیوں کی معرفت یہ خبر دی ہے کہ جب آدم کے وقت سے چھ ہزار برس قریب الاختتام ہو جائیں گے تو زمین پر بڑی تاریکی پھیل جائیگی اور گناہوں کا سیلاب بڑے زور سے بہنے لگے گا اور خدا کی محبت دلوں میں بہت کم اور کالعدم ہو جائیگی تب خدا محض آسمان سے بغیر زمینی اسباب کے آدم کی طرح اپنی طرف سے روحانی طور پر ایک شخص میں سچائی اور محبت اور معرفت کی روح پھونکے گا اور وہ مسیح بھی کہلائیگا۔ کیونکہ خدا اپنے ہاتھ سے اس کی روح پر اپنی ذاتی محبت کا عطر ملے گا اور وہ وعدہ کا مسیح جس کو دوسرے لفظوں میں خدا کی کتابوں میں مسیح موعود بھی کہا گیا ہے شیطان کے مقابل پر کھڑا کیا جائیگا اور شیطانی لشکر اور مسیح میں یہ آخری جنگ ہوگا اور شیطان اپنی تمام طاقتوں کے ساتھ اور تمام ذریت کے ساتھ اور تمام تدبیروں کے ساتھ اسدن اس روحانی جنگ کے لئے تیار ہو کر آئیگا۔ اور دنیا میں شر اور خیر میں کبھی ایسی لڑائی نہیں ہوئی ہوگی جیسے کہ اسدن ہوگی کیونکہ اسدن شیطان کے مکائد اور شیطانی علوم انتہا تک پہونچ جائیں گے اور جن تمام طریقوں سے شیطان گمراہ کر سکتا ہے وہ تمام طریق اسدن مہیا ہو جائیں گے تب سخت لڑائی کے بعد جو ایک روحانی لڑائی ہے خدا کے مسیح کو فتح ہوگی۔ اور شیطانی قوتیں ہلاک ہو جائیں گی اور ایک مدت تک خدا کا جلال اور عظمت اور پاکیزگی اور توحید زمین پر پھیلتی جائیگی اور وہ مدت پورا ہزار برس ہے جو ساتواں دن کہلاتا ہے بعد اس کے دنیا کا خاتمہ ہو جائیگا۔ سو وہ مسیح میں ہوں اگر کوئی چاہے تو قبول کرے۔ اس جگہ بعض نادان جو شیطان کے وجود سے منکر ہیں تعجب کریں گے کہ شیطان کیا چیز ہے پس ان کو یاد رہے کہ انسان کے دل کے ساتھ دو کششیں ہر وقت نوبت بہ نوبت لگی رہتی ہیں ایک کشش خیر کی اور ایک کشش شر کی۔ پس جو خیر کی کشش ہے شریعت اسلام اس کو فرشتہ کیطرف منسوب کرتی ہے اور شر کی کشش ہے اسکو شریعت اسلام شیطان کیطرف منسوب کرتی ہے اور مدعا صرف اسقدر ہے کہ انسانی سرشت میں دو کششیں موجود ہیں کبھی انسان نیکی کی طرف جھکتا ہے اور کبھی بدی کیطرف۔ میرے خیال میں ہے کہ اس جلسہ میں بہت سے ایسے لوگ بھی ہوں گے جو میرے اس بیان کو کہ میں مسیح موعود ہوں اور خدا سے شرف مکالمہ اور مخاطبہ رکھتا ہوں انکار کی نظر سے دیکھیں گے

اور تحقیر کی بھری ہوئی نگاہ سے میری طرف نظر کرینگے لیکن میں انہیں معذور سمجھتا ہوں کیونکہ ابتدا سے ایسا ہی ہوتا آیا ہے کہ پہلے خدا کے ماموروں اور مرسلوں کو دل آزار باتیں سننی پڑتی ہیں۔ نبی بے عزت نہیں مگر اپنے زمانہ ابتدائی میں۔ وہ نبی اور رسول اور صاحب کتاب اور صاحب شریعت جسکی امت کہلانے کا ہم سب کو فخر ہے اور جسکی شریعت پر سب شریعتوں کا خاتمہ ہے، اسکی سوانح کیطرف نگاہ کرو کہ کس طرح تیرہ برس تک مکہ میں تنہائی اور غربت اور بیکسی کے عالم میں منکروں کے ہاتھ سے تکلیفیں اٹھائیں اور کیونکر تحقیر اور ہنسی اور ٹھٹھے کا نشانہ بنے رہے اور آخر مکہ سے بڑے ظلم اور تعدی سے نکالے گئے کس کو خبر تھی کہ آخر وہ کروڑہا انسانوں کا امام اور پیشوا بنایا جاوے گا۔ سو یہی سنت الہی ہے کہ خدا کے منتخب لوگ اول اول حقیر اور ذلیل سمجھے جاتے ہیں اور ایسے لوگ تھوڑے ہیں کہ ابتدا میں خدا کے فرستادوں کی شناخت کر سکتے ہیں اور ضرور ہے کہ وہ جاہل لوگوں کے ہاتھوں سے دکھ اٹھاویں اور طرح طرح کی باتیں ان کے حق میں کہی جاویں اور ہنسی اور ٹھٹھا کیا جاوے اور گالیاں دی جاویں جب تک کہ وہ وقت آوے کہ ان کے قبول کرنے کیلئے خدا دلوں کو کھولدے۔ یہ تو میرا دعویٰ ہے کہ جو میں نے بیان کیا لیکن وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اسکی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقعہ ہو گئی ہے اس کو دور کرکے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کرکے صلح کی بنیاد ڈالوں اور وہ دینی سچائیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہو گئی ہیں ان کو ظاہر کر دوں اور وہ روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے اس کا نمونہ دکھاؤں اور خدا کی طاقتیں جو انسان کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دعا کے ذریعہ سے نمودار ہوتی ہیں حال کے ذریعہ سے نہ محض مقال سے ان کی کیفیت بیان کروں اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک قسم کی شرک کی آمیزش سے خالی ہے جو اب نابود ہو چکی ہے اس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودہ لگا دوں۔ اور یہ سب کچھ میری قوت سے نہیں ہوگا بلکہ اس خدا کی قوت سے ہوگا جو آسمان اور زمین کا خدا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ ایک طرف تو خدا نے اپنے ہاتھ سے میری تربیت فرما کر اور مجھے اپنی وحی سے شرف بخش کر میرے دل کو یہ جوش بخشا ہے کہ میں اس قسم کی اصلاحوں کیلئے کھڑا ہو جاؤں اور دوسری طرف اس نے دل بھی تیار کر دئیے ہیں جو میری باتوں کے ماننے کیلئے مستعد ہوں۔ میں دیکھتا ہوں کہ جب سے خدا نے مجھے دنیا میں ایک انقلاب عظیم ہو رہا ہے یورپ اور امریکہ میں جو لوگ حضرت عیسیٰ کی خدائی کے دلدادہ تھے اب ان کے محقق خود بخود اس عقیدہ سے علیحدہ ہوتے جاتے ہیں اور وہ قوم جو باپ دادوں سے بتوں اور دیوتوں پر فریفتہ تھی بہتوں کو ان میں سے یہ بات سمجھ آ گئی ہے کہ بت کچھ چیز نہیں ہیں اور گو وہ لوگ ابھی روحانیت سے بے خبر ہیں اور صرف چند الفاظ کو رسمی طور پر لئے بیٹھے ہیں لیکن کچھ شک نہیں

کہ ہزارہا بیہودہ رسوم اور بدعات اور شرک کی رسیاں انہوں نے اپنے گلے پر سے اتار دی ہیں اور توحید کی ڈیوڑھی کے قریب کھڑے ہو گئے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ کچھ تھوڑے زمانہ کے بعد عنایت الہی ان میں سے بہتوں کو اپنے ایک خاص ہاتھ سے دھکہ دیکر سچی اور کامل توحید کے اس دار الامان میں داخل کر دیگی جس کے ساتھ کامل محبت اور کامل خوف اور کامل معرفت عطا کی جاتی ہے یہ امید میری محض خیالی نہیں ہے بلکہ خدا کی پاک وحی سے یہ بشارت مجھے ملی ہے اس ملک میں خدا کی حکمت نے یہ کام کیا ہے تا جلد تر متفرق قوموں کو ایک قوم بنا دے اور صلح اور آشتی کا دن لا دے ہر ایک کو اس ہوا کی خوشبو آ رہی ہے کہ یہ تمام متفرق قومیں کسیدن ایک قوم بننے والی ہے چنانچہ حضرات مسیحی یہ خیالات شائع کر رہے ہیں کہ عنقریب تمام دنیا کا یہی مذہب ہو جاوے گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کر کے مان لیں گے اور یہودی جو بنی اسرائیل کہلاتے ہیں ان کو بھی ان دنوں میں نیا جوش پیدا ہو گیا ہے کہ ان کا ایک خاص مسیح جو ان کو تمام زمین کا وارث بنا دیگا انہی دنوں میں آنیوالا ہے ایسا ہی اسلام کی پیشگوئیاں بھی جو ایک مسیح کا وعدہ دیتی ہیں۔ ان کے وعدہ کا دن بھی ہجرت کی چودھویں صدی تک ہی ختم ہوتا ہے اور عام مسلمانوں کا بھی خیال ہے کہ ایسا زمانہ قریب ہے کہ جب تمام زمین پر اسلام پھیل جائیگا اور بعض سناتن دھرم کے پنڈتوں سے میں نے سنا ہے کہ وہ بھی اپنے ایک اوتار کے ظاہر ہونے کا زمانہ اسی زمانہ کو قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ آخری اوتار ہے جس سے تمام زمین میں دھرم پھیل جائیگا اور آریہ صاحبان اگرچہ کسی پیشگوئی کے قائل تو نہیں تاہم اس ہوا کی تاثیر سے جو چل رہی ہے وہ بھی ہمت اور کوشش کر رہے ہیں کہ ایشیا اور یورپ اور امریکہ اور جاپان وغیرہ ممالک میں انہی کا مذہب پھیل جائے اور عجیب تر یہ کہ بدھ مذہب والوں میں بھی نئے سرے سے یہی جوش پیدا ہو گیا ہے اور زیادہ تر ہنسی کی بات یہ ہے کہ اس ملک کے چوہڑے یعنی بھنگی بھی اس فکر میں پڑ گئے ہیں کہ کسی طرح وہ دوسری قوموں کی زد اور دست برد سے بچیں اور ان کو بھی کم سے کم اپنے مذہب کی حفاظت کی ایک طاقت حاصل ہو جائے غرض اس زمانہ میں ایک ایسی ہوا چل پڑی ہے کہ ہر ایک فرقہ اپنی قوم اور اپنے مذہب کی ترقی کا بڑے جوش سے خواہاں ہے اور چاہتے ہیں کہ دوسری قوموں کا نام و نشان نہ رہے جو کچھ ہوں وہی ہوں اور جسطرح سمندر کے تلاطم کے وقت ایک موج دوسری پر پڑتی ہے اسیطرح مختلف مذاہب ایک دوسرے پر حملہ کر رہے ہیں بہر حال ان تحریکوں سے محسوس ہو رہا ہے کہ یہ زمانہ وہی زمانہ ہے جسمیں خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ مختلف فرقوں کو ایک قوم بنا دے اور ان مذہبی جھگڑوں کو ختم کر کے آخر ایک ہی مذہب میں سب کو جمع کر دے اور اسی زمانہ کی نسبت جو تلاطم امواج کا زمانہ ہے خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے وَنُفِخَ فِی الصُّورِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا

اس آیت کو پہلی آیتوں کے ساتھ ملا کر پڑھنے میں یہ مطلب ہے کہ جس زمانہ میں دنیا کے مذہب کا بہت شور اٹھے گا اور ایک مذہب دوسرے مذہب پر ایسا پڑے گا جیسا کہ ایک موج دوسری موج پر پڑتی ہے اور ایک دوسرے کو ہلاک کرنا چاہیں گے تب آسمان و زمین کا خدا اس تلاطم امواج کے زمانہ میں اپنے ہاتھوں سے بغیر دنیوی اسباب کے ایک نیا سلسلہ پیدا کرے گا اور اس میں ان سب کو جمع کرے گا۔ جو استعداد اور مناسبت رکھتے ہیں۔ تب وہ سمجھیں گے کہ مذہب کیا چیز ہے اور ان میں زندگی اور حقیقی راستبازی کی روح پھونکی جائیگی اور خدا کی معرفت کا ان کو جام پلایا جائیگا اور ضرور ہے کہ یہ سلسلہ دنیا کا منقطع نہ ہو جب تک کہ یہ پیشگوئی کہ آج سے تیرہ سو برس پہلے قرآن شریف نے دنیا میں شائع کی ہے پوری نہ ہو جائے۔ اور خدا نے اس آخری زمانہ کے بارہ میں جس میں تمام قومیں ایک ہی مذہب پر جمع کی جائیں گی۔ صرف ایک ہی نشان بیان نہیں فرمایا بلکہ قرآن شریف میں اور بھی کئی نشان لکھے ہیں منجملہ ان کے ایک یہ کہ اس زمانہ میں دریاؤں میں سے بہت سی نہریں نکلیں گی۔ اور ایک یہ کہ زمین کی پوشیدہ کانیں یعنی معدنیں بہت سی نکل آویں گی۔ اور زمینی علوم بہت سے ظاہر ہو جائیں گے جن کے ذریعہ سے کتابیں کثرت سے ہو جائیں گی (یہ چھاپنے کے آلات کیطرف اشارہ ہے) اور ایک یہ کہ ان دنوں میں ایک ایسی سواری پیدا ہو جائیگی کہ اونٹوں کو بیکار کر دیگی اور اسکے ذریعہ سے ملاقاتوں کے طریق سہل ہو جائیں گے اور ایک یہ کہ دنیا کے باہمی تعلقات آسان ہو جائیں گے اور ایک دوسرے کو بآسانی خبریں پہونچا سکیں گے اور ایک یہ کہ ان دنوں میں آسمان پر ایک ہی مہینہ میں چاند اور سورج کو گرہن لگے گا اور ایک یہ کہ اس کے بعد زمین پر سخت طاعون پھیلے گی یہاں تک کہ کوئی شہر اور گاؤں خالی نہ رہیگا جو طاعون سے آلودہ نہ ہو اور دنیا میں بہت طاعون پڑیگی اور دنیا ویران ہو جائے گی بعض بستیاں تو بالکل تباہ ہو جائینگی اور ان کا نام و نشان نہ رہیگا اور بعض بستیاں ایک حد تک عذاب میں گرفتار ہو کر پھر ان کو بچایا جاویگا یہ دن خدا کے سخت غضب کے دن ہوں گے۔ اس لئے کہ لوگوں نے خدا کے نشانوں کو جو اس کے فرستادہ کیلئے اس زمانہ میں ظاہر ہوئے قبول نہ کیا اور خدا کے نبی کو جو اصلاح خلق کیلئے آیا رد کر دیا اور اس کو جھوٹا قرار دیا۔ یہ سب علامتیں اس زمانہ میں جسمیں ہم ہیں پوری ہو گئیں عقلمند کیلئے یہ صاف اور روشن راہ ہے کہ ایسے وقت میں خدا نے مجھے مبعوث فرمایا جب کہ قرآن شریف کی لکھی ہوئی تمام علامتیں میرے ظہور کیلئے ظاہر ہو چکی ہیں۔ یہ تمام علامتیں جو مسیح موعود کے زمانہ کے بارہ میں ہیں اگرچہ حدیثوں میں بھی پائی جاتی ہیں لیکن اس جگہ میں نے قرآن شریف کو پیش کیا ہے اور ایک اور علامت قرآن شریف نے

www.aaiil.org

مسیح موعود کے زمانہ کیلئے قرار دی ہے کہ ایک جگہ فرماتا ہے اِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ۔ یعنے ایک دن خدا کا ایسا ہے جیسا تمہارا ہزار برس ہے پس چونکہ دن سات ہیں اس لئے اس آیت میں دنیا کی عمر سات ہزار برس قرار دی گئی ہے لیکن یہ عمر اس آدم کے زمانہ سے ہے جس کی ہم اولاد ہیں خدا کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے بھی دنیا تھی ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ لوگ کون تھے اور کس قسم کے تھے معلوم ہوتا ہے کہ سات ہزار برس میں دنیا کا ایک دور ختم ہوتا ہے اسی وجہ سے اور اسی امر پر نشان قرار دینے کیلئے دنیا میں سات دن مقرر کئے گئے تا ہر ایک دن ایک ہزار برس پر دلالت کرے ہمیں معلوم نہیں کہ دنیا پر اس طرح کے کتنے دور گذر چکے ہیں اور کتنے آدم اپنے اپنے وقت میں آ چکے ہیں۔ چونکہ خدا قدیم سے خالق ہے اس لئے ہم مانتے اور ایمان لاتے ہیں کہ دنیا اپنی نوع کے اعتبار سے قدیم ہے لیکن اپنے شخص کے اعتبار سے قدیم نہیں ہے افسوس کہ حضرات عیسائیاں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ صرف چھ ہزار برس ہوئے کہ جب خدا نے دنیا کو پیدا کیا اور زمین و آسمان بنائے اور اس سے پہلے خدا ہمیشہ کیلئے معطل اور بیکار تھا اور ازلی طور پر معطل چلا آتا تھا۔ یہ ایسا عقیدہ ہے کہ کوئی صاحب عقل اس کو قبول نہیں کرے گا مگر ہمارا عقیدہ جو قرآن شریف نے ہمیں سکھایا ہے یہ ہے کہ خدا ہمیشہ سے خالق ہے اگر چاہے تو کروڑوں مرتبہ زمین و آسمان کو فنا کر کے پھر ایسے ہی بنا دے اور اس نے ہمیں خبر دی ہے کہ وہ آدم جو پہلی امتوں کے بعد آیا جو ہم سب کا باپ تھا اسکے دنیا میں آنے کے وقت سے یہ سلسلہ انسانی شروع ہوا ہے اور اس سلسلہ کی عمر کا پورا دور سات ہزار برس تک ہے یہ سات ہزار خدا کے نزدیک ایسے ہیں جیسے انسانوں کے سات دن۔ یاد رہے کہ قانون الٰہی نے مقرر کیا ہے کہ ہر ایک امت کیلئے سات ہزار برس کا دور ہوتا ہے اسی دور کیطرف اشارہ کرنے کیلئے انسانوں میں سات دن مقرر کئے گئے ہیں غرض بنی آدم کی عمر کا دور سات ہزار برس مقرر ہے اور اسمیں سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پانچ ہزار برس کے قریب گذر چکا تھا یا بہ تبدیل الفاظ یوں کہو کہ خدا کے دنوں میں سے پانچ دن کے قریب گذر چکے تھے جیسا کہ سورہ والعصر میں یعنے اس کے حروف میں ابجد کے لحاظ سے قرآن شریف میں اشارہ فرما دیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں جب وہ سورہ نازل ہوئی تب آدم کے زمانہ پر اسیقدر مدت گذر چکی تھی جو سورہ موصوفہ کے عددوں سے ظاہر ہے اس حساب سے انسانی نوع کی عمر میں سے اب اس زمانہ میں چھ ہزار برس گذر چکے ہیں اور ایک ہزار برس باقی ہیں قرآن شریف میں بلکہ اکثر پہلی کتابوں میں بھی یہ نوشتہ موجود ہے کہ وہ آخری مرسل جو آدم کی صورت پر آئیگا اور مسیح کے نام سے پکارا جائیگا ضرور ہے کہ وہ چھٹے ہزار کے آخر میں پیدا ہو جیسا کہ آدم چھٹے دن کے آخر میں پیدا ہوا۔ یہ تمام نشان ایسے ہیں کہ تدبر کرنے والے کیلئے کافی ہیں اور ان سات ہزار برس کی قرآن شریف اور دوسری خدا کی کتابوں کے رو سے تقسیم یہ ہے کہ پہلا ہزار نیکی اور ہدایت کے پھیلنے کا زمانہ ہے اور دوسرا ہزار شیطان کے تسلط کا اور پھر پانچوان ہزار نیکی اور ہدایت کے پھیلنے کا اور چوتھا ہزار شیطان کے تسلط کا اور پھر پانچوان ہزار نیکی اور ہدایت کے پھیلنے کا (یہی وہ ہزار ہے جس میں ہمارے سید و مولیٰ ختمی پناہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوئے اور شیطان قید کیا گیا ہے) اور پھر چھٹا ہزار شیطان کے مسلط ہونے اور کھلنے کا زمانہ ہے جو قرون ثلاثہ کے بعد شروع ہوتا اور چودھویں صدی کے سر پر ختم ہو جاتا ہے اور پھر ساتواں ہزار خدا اور اس کے مسیح کا اور ہر ایک خیر و برکت اور ایمان اور صلاح اور تقویٰ اور توحید اور خدا پرستی اور ہر ایک قسم کی نیکی اور ہدایت کا زمانہ ہے اب ہم ساتویں ہزار کے سر پر ہیں اس کے بعد کسی دوسرے مسیح کو قدم رکھنے کی جگہ نہیں۔ کیونکہ زمانے سات ہی ہیں جو نیکی اور بدی میں تقسیم کئے گئے ہیں اس تقسیم کو تمام انبیاء نے بیان کیا ہے کسی نے اجمال کے طور پر اور کسی نے مفصل طور پر اور یہ تفصیل قرآن شریف میں موجود ہے جس سے مسیح موعود کی نسبت قرآن شریف میں سے صاف طور پر پیشگوئی نکلتی ہے اور یہ عجیب بات ہے کہ تمام انبیاء اپنی کتابوں میں مسیح کے زمانہ کی کسی نہ کسی پیرایہ میں خبر دیتے ہیں اور نیز دجالی فتنہ کو بھی بیان کرتے ہیں اور دنیا میں کوئی پیشگوئی اس قوت اور تواتر کی نہیں ہوگی جیسا کہ تمام نبیوں نے آخری مسیح کے بارہ میں کی ہے۔ تاہم ایسے لوگ بھی اس زمانہ میں پائے جاتے ہیں کہ اس پیشگوئی کی صحت سے بھی منکر ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ قرآن شریف سے اس پیشگوئی کو ثابت کرو۔ مگر افسوس کہ اگر وہ قرآن شریف کو سوچتے یا اسمیں غور کرتے تو انہیں اقرار کرنا پڑتا کہ پیشگوئی قرآن شریف میں نہایت صراحت سے موجود ہے اور اس قدر صراحت سے موجود ہے کہ دانا کیلئے اس سے بڑھکر تفصیل کی حاجت نہیں۔ سورہ تحریم میں اشارہ کیا گیا ہے کہ بعض افراد اس امت کو ابن مریم کہلائیں گے کیونکہ اول مریم سے ان کو تشبیہ دیکر پھر مریم کی طرح نفخ روح انمیں بیان کیا گیا ہے یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اول وہ مریمی وجود سے گا اور اس سے ترقی کر کے پھر ابن مریم بن جائیں گے جیسا کہ براہین احمدیہ میں خدا تعالیٰ نے اپنی وحی میں اول میرا نام مریم رکھا اور فرمایا یَا مَرْیَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّةَ یعنے اے مریم تو اور تیرے دوست بہشت میں داخل ہو جاؤ اور پھر فرمایا یَا مَرْیَمُ نَفَخْتُ فِیْکَ مِنْ رُّوْحِ الصِّدْقِ یعنی اے مریم میں نے صدق کی روح تجھ میں پھونک دی (گویا استعارہ کے رنگ میں مریم صدق سے حاملہ ہو گئی) اور پھر آخر میں فرمایا یَا عِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ یعنے اے عیسیٰ میں تجھے وفات دونگا اور اپنی طرف اٹھاؤنگا پس اس جگہ مریمی مقام سے مجھے منتقل کر کے میرا نام عیسیٰ رکھا گیا اور اس طرح ابن مریم مجھے ٹھہرایا گیا تا وہ وعدہ جو سورہ تحریم میں کیا گیا تھا پورا ہو۔ ایسا ہی سورہ نور میں بیان کیا گیا ہے کہ تمام خلیفے اسی امت میں سے پیدا ہوں گے اور قرآن شریف سے مستنبط ہوتا ہے کہ اس امت پر دو زمانے بہت خوفناک آئیں گے ایک وہ زمانہ جو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آیا اور دوسرا وہ زمانہ جو دجالی فتنہ کا زمانہ ہے جو مسیح کے زمانہ میں آنے والا تھا جس سے پناہ مانگنے کیلئے اس آیت میں اشارہ ہے غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ اور اسی زمانہ کیلئے یہ پیشگوئی سورہ نور میں موجود ہے وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا اس آیت کے معنے پہلی آیت کے ساتھ ملا کر یہ ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس دین پر آخری زمانہ میں ایک زلزلہ آئیگا اور خوف پیدا ہو جائیگا کہ یہ دین ساری زمین پر سے گم نہ ہو جائے تب خدا تعالیٰ دوبارہ اس دین کو روئے زمین پر تمکن کر دیگا اور خوف کے بعد امن بخش دیگا جیسا کہ دوسری آیت میں فرماتا ہے هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ یعنے خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو اسلئے بھیجا کہ تا دین اسلام کو سب دینوں پر غالب کر دے یہ بھی مسیح موعود کے زمانہ کی طرف اشارہ ہے اور پھر یہ آیت کہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ یہ بھی مسیح موعود کے زمانہ کی طرف اشارہ ہے۔ اور قرآن شریف کے رو سے مسیح موعود کے زمانہ کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے مشابہت ہے۔ عقلمندوں کیلئے جو تدبر کرتے ہیں یہ ثبوت قرآنی تسلی بخش ہے۔ اور اگر کسی نادان کی نظر میں یہ کافی نہیں ہیں تو پھر اسکو اقرار کرنا چاہئے کہ توریت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت کوئی پیشگوئی ہے نہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کوئی پیش خبری ہے۔ کیونکہ وہ الفاظ بھی محض مجمل ہیں اور اسیوجہ سے یہود نے ان کو ٹھوکر کھا کر قبول نہ کیا۔ مثلاً اگر صاف لفظوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ پیشگوئی ہوتی کہ مکہ میں پیدا ہونگے اور انکا اسم مبارک محمد ہوگا۔ اور انکے باپ کا نام عبد اللہ اور دادا کا نام عبد المطلب ہوگا اور آپ بنی اسماعیل کے خاندان میں سے ہونگے اور مدینہ میں ہجرت کریں گے۔ اور موسیٰ کے اتنی مدت بعد پیدا ہوں گے۔ تو ان نشانوں کے ساتھ کوئی یہودی انکار نہیں کر سکتا تھا اور حضرت مسیح کی پیشگوئی کی نسبت تو اور بھی مشکلات ہیں جو یہودی پیش کرتے ہیں جنکو وہ اب تک واقعی معقول خیال کرتے ہیں کیونکہ حضرت مسیح کی نسبت پیشگوئی تھی کہ وہ مسیح ظاہر نہیں ہوگا جب تک کہ الیاس دوبارہ دنیا میں نہ آوے مگر الیاس تو اب تک نہ آیا اور خدا کی کتاب میں یہ شرط تھی کہ وہ سچا مسیح جو خدا کیطرف سے آئیگا ضرور ہے کہ پہلے اس سے الیاس دوبارہ دنیا میں آ جاوے۔ حضرت مسیح کیطرف سے یہ جواب تھا کہ اس فقرے سے مراد مثیل الیاس ہے نہ کہ اصل الیاس مگر یہودی کہتے ہیں کہ آپکے کلام کی تحریف ہے ہمیں تو اصل الیاس کے دوبارہ آنیکی خبر دی گئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کی نسبت جو پیشگوئیاں ہوتی ہیں وہ ہمیشہ باریک ہوتی ہیں تا شقی اور سعید میں فرق ظاہر ہو جاوے۔

پھر ماسوا اس کے یہ بات ظاہر ہے کہ جو دعویٰ راستی پر مبنی ہوتا ہے وہ اپنے ساتھ ایک ہی ثبوت نہیں رکھتا بلکہ اس ہیرے کیطرح جس کے ہر ایک پہلو میں چمک نمودار ہوتی ہے وہ دعوے بھی ہر ایک پہلو سے چمکتا ہے سو میں زور سے کہتا ہوں کہ میرا مسیح موعود ہونے کا دعوے اسی شان کا ہے کہ ہر ایک پہلو سے چمک رہا ہے اول اس پہلو کو دیکھو کہ میرا دعوے منجانب اللہ ہونیکا اور نیز مکالمہ الٰہیہ سے مشرف ہونیکا قریباً ستائیس برس سے ہے یعنی اس زمانہ سے بھی بہت پہلے ہے کہ جو براہین احمدیہ ابھی تالیف نہیں ہوئی تھی اور پھر براہین احمدیہ کے وقت میں وہ دعوی اسی کتاب میں شایع کیا گیا جس کو چوبیس برس کے قریب گذر چکے ہیں اب دانا آدمی سمجھ سکتا ہے کہ جھوٹ کا سلسلہ اسقدر لمبا نہیں ہو سکتا اور افتراء کرنے والا شخص کیسا ہی کذاب ہو وہ ایسی بدذاتی کا اس قدر لمبا نہیں ہو سکتا۔ اسوائے اس کے اس بات کو کوئی عقلمند قبول نہیں کرے گا کہ ایک شخص قریباً ستائیس برس سے خدا تعالیٰ پر افترا کرتا ہے اور ہر ایک صبح اپنی طرف سے الہام بنا کر اور محض اپنی طرف سے پیشگوئیاں تراش کر کے خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کرتا ہے اور ہر ایک دن یہ دعوے کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے یہ الہام کیا؟ اور خدا تعالیٰ کا یہ کلام ہے جو میرے پر نازل ہوا ہے حالانکہ خدا جانتا ہے کہ وہ اس بات میں جھوٹا ہے نہ اس کو کبھی الہام ہوا اور نہ خدا تعالیٰ اس سے ہمکلام ہوا اور خدا اس کو ایک لعنتی انسان سمجھتا ہے مگر پھر بھی اسکی مدد کرتا ہے اور اسکی جماعت کو ترقی دیتا ہے اور ان تمام منصوبوں اور بلاؤں سے بچاتا ہے جو دشمن اسکے لئے تجویز کرتے ہیں۔ پھر ایک اور دلیل ہے جس سے میری سچائی روز روشن کیطرح ظاہر ہوتی ہے اور میرا منجانب اللہ ہونا بپایہ ثبوت پہنچتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس زمانہ میں جبکہ مجھے کوئی بھی نہیں جانتا تھا یعنی براہین احمدیہ کے زمانہ میں جب کہ میں ایک گوشہ تنہائی میں اس کتاب کو تالیف کر رہا تھا اور بجز اس خدا کے جو عالم الغیب ہے کوئی میری حالت سے واقف نہ تھا۔ تب اسی زمانہ میں خدا نے مجھے مخاطب

حفظ صحت

دیکھو سلسلہ کے لئے الحکم مورخہ ۱۷ و ۲۴ اگست ۱۹۱۲ء

جوانی کے ضایع کرنے کا طریق صرف یہی نہیں جو ہم بیان کر چکے ہیں بلکہ بعض ادیب عالم و فاضل جو فسق و فجور سے مجتنب رہتے ہیں۔ وہ بھی اپنی جوانی کی قیمت و قدر نہیں جانتے اور بعض اپنے ہی ایجاد کئے ہوئے طریقوں کو غیر مضر جان کر جوانی بلکہ اپنی جان کو اون میں تباہ کر ڈالتے ہیں۔ مثلاً دیکھو اون بدعتی صوفیوں کو جو حبس نفس اور غیر مشروع دائمی چلہ کشیاں کرنے اور صائم الدہر بنتے ہیں۔ موجودہ زمانہ کے ایک صوفی کا ذکر ہے کہ وہ مرید کو حبس نفس یعنی دم کشی کا طریقہ تبلانے لگے تا شاید مرید کا دماغ و سینہ کمزور تھا مرید کو ٹھوکر ... کے بعد دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ مر گیا یعنی مر گیا جو شخص ان مہلکات ... نہ ہو وہ معذور ہے لیکن جو دیدہ ... مہلکات کو اختیار کرے وہ اپنی جان ... نائل ہے لہذا وہ قابل ملامت ہے۔

جب تمہارے رخسارے سرخ اور چہرہ بشاش اور آنکھیں روشن ہوں اور باوجود ان باتوں کے جب کوئی کام کرنے لگو تو تمہارے قوا تمہارا ساتھ نہ دیں اور ملول خاطر ہو جاؤ تو جان لو کہ تم بیمار ہو یہہ بیماری پٹھوں اور ذہن میں نہیں ہے بلکہ یہ بیماری تمہارے دل و دماغ میں ہے کیونکہ کسی کام کے افراط سے یہہ دو عضو یعنی دل و دماغ کمزور ہو جاتے ہیں جس سے نوجوان آدمی جلدی بوڑھا ہو جاتا ہے اسراف و فضولیات میں جو انسان مستغرق رہتا ہے اوس کی عقل کند اور دل ضعیف ہو جاتا ہے اور تھوڑے خوف سے اوسکا دل دھل جاتا ہے اور خفقان پیدا کر لیتا ہے وساوس اور خواطر کا اوس پر غلبہ رہتا ہے اور بے موقع غصہ و غضب ظاہر کرتا رہتا ہے بڑی بھاری آفت یہ ہے کہ اوس کی یہ حالت اوس کی بیماری کو اور بھی زیادہ کرتی ہے جو اوس کی ہلاکت کا موجب ہوتی ہے بسا اوقات اس قسم کے اکثر اشخاص خودکشی کر لیتے ہیں آجکل یورپ اور امریکہ میں اکثر خودکشیوں کی واردات کا یہی باعث ہے اسراف و فضولیات سے اپنی جوانی کو محفوظ رکھو کیونکہ تمہارے بڑھاپے کا ذخیرہ و زاد جوانی ہی ہے۔ اگر تم اس کو اوائل ہی میں صرف کر ڈالو گے۔ تو آخر بے خرچ رہنا پڑیگا۔

وخیر الزاد التقویٰ۔

نَمْ بَاكِرًا تَعْمُرْ طَوِيلًا

یعنی سویرے سوؤ تو عمر دراز ہوگی

جو آدمی دراز عمر ہو کر کئی پشتوں تک زندہ رہا ہو اور بڑے بڑے کام کئے ہوں۔ جب اُس کی زندگی کی کیفیت پر غور کروگے تو اوس میں یہ بات ضرور پاؤگے کہ وہ سویرے سویا کرتا تھا اور اوس کی دن کی محنت و مشقت کا کچھ اعتبار نہیں۔ کیونکہ نیند اوس کی مفقود راحت کے عوض میں آجاتی تھی وجہ یہ کہ کوئی انسان بغیر نیند راحت و آرام نہیں پا سکتا ہے جیسا کہ پانی و ہوا جو ضروریات زندگی میں ضروری ہیں سہل جانے سے لوگ اون کی قدر نہیں کرتے ایسا ہی نیند کی بھی قدر نہیں کرتے۔ اگر ان چیزوں کو قیمتاً خریدنا پڑے تب اون کی قدر ہو۔

پس فقیر و مفلس اپنا سارا دن کام کاج میں گذارتا اور رات کا کچھ حصہ طعام و لباس میں صرف کرتا ہے جب اوس کو ایک روپیہ مل جاتا ہے تو پہلی پہل اس کے دل میں آٹا و گوشت و لباس خریدنے کا خیال گذرتا ہے لیکن نیند و ہوا و پانی کے خریدنے کا کچھ اہتمام نہیں کرتا اور جب تک ان اشیاء میں سے کوئی ایک اوس سے بند نہ کی جاوے وہ ان اشیاء کی سخت ضرورت کو محسوس ہی نہیں کرتا۔ پس پانی کی وہی لوگ قدر کرتے ہیں جنکو خشک بیابان اور دور دراز جنگلوں کا سفر پیش آیا ہو اور اون میں پانی کا گھونٹ تک نہ ملتا ہو اور ہوا کی سخت ضرورت کی قدر تو اس طرح محسوس ہو سکتی ہے کہ خیال کرو تمہارے سینہ سے اگر ایک لمحہ بھر ہوا رک جاوے تو کسقدر تکلیف و مصیبت کا سامنا ہوگا۔ پانی و ہوا کی طرح جسم کے لئے نیند کی بھی سخت ضرورت ہے کہتے ہیں کہ ایک چینی سوداگر نے اپنی عورت کو مار ڈالا تو اوس کی سزا یہ مقرر ہوئی کہ اس پر پہرہ مقرر کیا جاوے اوسکو سونے نہ دیں اوسکو بیداری کا عذاب دیا جاوے۔ تاکہ آخر اسی حالت بیداری میں مر جاوے پہلے پہل سوداگر اس سزا کو پھانسی کی نسبت بہت خفیف سمجھ کر خوش ہوا اور اوس کو پھانسی پر فضیلت دی چنانچہ اوسکو زندان میں بھیجکر اوس پر پہرہ دار مقرر کئے گئے کہ اوسکو سونے سے مانع رہیں۔ پس پہلا ہفتہ پورا اس پر نہ گذرا تھا کہ وہ چلا اوٹھا اور ہر قسم کی سزا سے بیداری کو بہت سخت سمجھا اوس نے گورنمنٹ چین کی طرف توسلاً عریضہ لکھا بھیجا کہ بیداری کی سزا میرے سے اوٹھا کر باقی جو سزا گورنمنٹ چاہے مجھ پر ولدے کردے۔ خواہ پھانسی دے خواہ جلا دے خواہ غرق کردے خواہ تلوار یا بندوق سے مار ڈالے یا توپ سے اوڑا دے یا جس طریقہ سے گورنمنٹ کی مرضی ہو مجھے مار دے مگر بیداری کی سزا میرے پر سے مرحمت فرما کر اوٹھائی جاوے۔ آخر وہ اِز طریقہ سزا یعنی بیداری میں انیسویں دن سخت قلق و اضطراب میں ہو کر مر گیا۔ کچھ مدت گذری ہے کہ میں نے کسی انگریزی اخبار میں لارڈ سالسبری متوفی کی نسبت پڑھا تھا کہ جب اوسکو سُہر یعنی بے خوابی کے مرض لاحق ہوئے اور وہ اس مرض سے سخت دق ہو رہا تھا ایک راتکو احاطہ میں ٹہلنے لگا اوس نے دربان اپنے ایک ادنےٰ نوکر کو دیکھا کہ خوف خراٹے بھر کر سو رہا ہے تو اس نے حیرت سے چیخ ماری اور کہنے لگا کہ کاش میں اسکی جگہ ہوتا اور وہ میری جگہ پر۔

پندرہویں لوئس کو دمیان نے قتل کرنا چاہا تھا تو اوس کی سزا یہ مقرر ہوئی کہ اوس کو چار مضبوط ستونوں کے درمیان جکڑ کر اوس پر گرم کیا ہوا اور کھولتا ہوا تیل اور جلتی ہوئی گندھک ڈالتے رہیں اور کچھ مدت کے بعد اس کے جسم سے ایک ایک ٹکڑا کاٹ کاٹ کر اوسکو ہلاک کیا جاوے قبل ازاں کہ اس پر یہ عذاب وارد ہو باوجود اس خوف موت اور فراق عالم کے اوس پر نیند غالب آجاتی تھی اور اگر پہرہ دار تھپڑ و مکے لکڑ کانٹے سے اوسکو بیدار نہ کرتے تو وہ نیند میں ایسا مستغرق ہو جاتا تھا کہ گویا وہ اپنے بال بچوں میں سویا ہوا ہے اور دمیان نے اپنے مرنے سے پہلے کہ دیا تھا کہ مجھ پر بیدار رکھنے کا عذاب سارے عذابوں سے سخت تر ہے نیند ضروریات زندگی سے ہے اگرچہ ہم کو قیمتاً خریدنی نہیں پڑتی بلکہ نیند کی ضرورت طعام سے بھی زیادہ ہے۔ کیونکہ انسان طعام کے بغیر دراز مدت تک بھوکا رہ سکتا ہے۔ لیکن بیدار آدمی دراز مدت زندہ نہیں رہ سکتا۔ رات کو نیند کی اشد ضرورت ہے اکثر نوجوان دیکھے جاتے ہیں کہ وہ جسقدر کھانے پینے کا اہتمام کرتے ہیں۔ اسقدر نیند کا اہتمام نہیں کرتے بعض اشخاص ساری ساری رات قمر خواری اور جوے بازی میں بیدار رہ کر گذار دیتے ہیں۔

جب نیند غلبہ کرے تو فوراً سو جانا چاہئے جس قوت و طاقت کو انسان بیداری میں کھو دے اوس کا بحال کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

سوال:۔ شاید کسی کے ذہن میں یہ بات گذرے کہ نیند کا اعتبار کمیت میں ہے نہ کیفیت میں۔ جب کسی کو سات گھنٹے سونے کی حاجت ہو تو اس میں کچھ فرق نہیں کہ خواہ وہ دن میں سات گھنٹے نیند کرے یا رات کو۔

جواب:۔ دن کا سونا رات کی بیداری کا عوض ہے لیکن دن کا سونا غیر طبعی ہے جو راحت و آرام جسم کو نیند سے ملتا ہے وہ دن کی نیند سے میسر نہیں ہوتا۔ کیونکہ انسان عموماً ابتدائی پیدائش سے دن کو جاگنے اور رات کو سونے کا عادی ہو جاتا ہے اور یہ اس کی طبیعت میں ایک ملکہ راسخہ ہو جاتا ہے۔

خالق لیل و نہار نے دن معاش و کسب روزی کے لئے مقرر کیا ہے اور راتکو راحت و آرام و نیند کے لئے نامزد فرمایا ہے چنانچہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے وجعلنا النہار معاشا یعنی دن کو ہم نے اس لئے بنایا ہے کہ تم اس میں روزی کماؤ اور کسب معاش کرو۔ وجعلنا الیل لباسا لتسکنوا فیہ یعنی ہم نے رات کو پردہ دار بنایا ہے کہ تم اس میں آرام پاؤ۔

بالتحقیق رات اور دن کی تاثیرات میں بڑا فرق ہے جب آدمی رات کو سوتا ہے تو اوسکی سارے دن کی ماندگی و کوفت و تکان جاتی رہتی ہے پٹھے اپنے اپنے مقام پر راست و درست ہو جاتے ہیں دل میں فرحت و دماغ میں سرور پیدا ہوتا ہے جب آدمی دن کو سو کر جاگتا ہے تو سر بھارا اور نوجہل زبان کا مزا کڑوا معلوم ہوتا ہے بسا اوقات دل میں تنگی اور اخلاق میں درشتی پیدا ہو جاتی ہے حاذق اطباء دن کی نیند کے بارے میں یوں لکھتے ہیں۔ والنوم فی النہار یورث الامراض الرطوبیۃ والنوازل ویفسد اللون الا القیلولۃ وہی النوم قبل الزوال ساعۃ بشرط الاعتدال یزید فی العقل ویوجب الاستراحۃ من الاعیاء الحادث من الیقظۃ بشرط ان لا یفرط۔ یعنی دن میں نیند کرنے سے جسم میں رطوبتی و بلغمی امراض پیدا ہوتے ہیں اور جسم کا رنگ خراب ہو جاتا ہے۔ مگر قیلولہ جو کہ صبح کا کھانا کھا کر زوال سے پیشتر ... سونے کی حالت میں ایک گھنٹہ تک نیند کی جاوے تو عقل میں ترقی ہوتی ہے اور بیداری کی کوفت و ماندگی دفع ہو جاتی ہے بشرطیکہ نیند زیادہ نہو۔ انسان سارے دن کی نسبت صبح کے کام میں زیادہ چست و چالاک ہوتا ہے اسکا سبب رات کی نیند کے رات کا سامان ہے۔

لہذا سویرے سونا اور سویرے جاگنا انسان کے لئے صحت و راحت کا عمدہ وسیلہ ہے ؎

رات کو سونا سویرے صبح کو اوٹھنا شتاب
صحت و دولت بڑہائے عقل کو دے آب و تاب

ایسے ہی انگریزی میں ایک مثل مشہور ہے۔

Early to bed and early to rise is the way to be healthy and wealthy and wise

یعنی سویرے سونے اور سویرے جاگنے سے انسان تندرست رہتا ہے اور اوسکی صحت و دولت و عقل میں ترقی ہوتی ہے واضح رہے کہ نیند سے ہماری مراد یہ نہیں ہے کہ انسان چارپایوں کی طرح جنکا پیشہ ہے ؎

خواب و خور جز پیشۂ انعام نیست
خفتگاں را بہرہ از انعام نیست

ہے اون کا مصداق بنکر ساری رات نیند میں غافل پڑا رہے بلکہ کچھ حصہ رات کا سوے اور کچھ حصہ عبادات ایزدی نماز و استغفار میں گذارے جو لوگ آخری حصہ رات میں اذکار الٰہی میں مشاغل ہوتے ہیں بعض کی قرآن کریم نیک صفت بیان فرمائی گئی ہے یبیتون لربہم سجدًا و قیامًا و بالاسحار ہم یستغفرون۔ آخری حصہ راتمیں اور بالخصوص علی الصباح نماز کے وقت سونے سے انسان امراض جلدیہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے

بیت الحکمت اندلس

یعنی

اندلس کا طلسم گھر

آج کل اندلس کے نام سے (جس کا دوسرا نام اسپین ہے[1]) ہر شخص واقف ہے اس ویران مگر سر سبز و شاداب جزیرہ مین وہ لوگ (یونانی) آباد ہوئے جو عام طور پر علوم و فنون کے موجد سمجھے جاتے ہین[!!] جنہون نے اپنے ملک کی حفاظت کیلئے سیکڑون تدبیرین کین جنمین سے ایک بیت الحکمت ہے جو اس کی حفاظت کا ایک بڑا سبب سمجھا گیا۔ اہل یونان جو حکمت اور دانائی مین مشہور ہین سکندر کے عہد حکومت سے پہلے یہ لوگ مشرق مین رہتے تھے جب اہل فارس کا غلبہ ہوا تو مشرقی بلاد سے یونانی جلاوطن ہوکر اندلس (اسپین) مین آباد ہوگئے۔ جزیرہ اندلس اس زمانہ مین ویران تھا۔ بلکہ طوفان نوح کے زمانہ سے یہ جزیرہ ایسا ویران ہوگیا کہ اس سرزمین کو دیکھکر کسی کے دل مین یہ خیال بھی نہیں آتا تھا کہ کبھی یہان آبادی ہوگی اور یہ جزیرہ اندلس بن یافث بن نوح علیہ السلام کا آباد کیا ہوا ہے جس سے اس کی وجہ تسمیہ بھی ظاہر ہوتی ہے۔

اب ہم صرف بیت الحکمت کا حال لکھنا چاہتے ہین کہ وہ کیا تھا۔ اور کس غرض سے تعمیر کیا گیا تھا۔

ہمیشہ سے یونانیون کا خیال تھا کہ جنگ و جدال بیفائدہ چیز ہے کیونکہ اس مین بجز اتلاف نفوس انسانی کے اور کوئی معتدبہ فائدہ متصور نہین۔ اسی خیال نے ان کو جنگ و جدال سے بازرکھا بلکہ زیادہ تر ان کی کوشش کا دارومدار تحصیل علوم ایجاد و فنون پر منحصر تھا۔ اور انہون نے شہر کی آراستگی اور زیب و زینت مین اپنی بے بہا اور قیمتی کوششون کو صرف کیا جسکی وجہ سے یہ شہر تمام ممالک مین آپ ہی اپنی نظیر تھا بلکہ دنیا کے تمام شہرون کے مقابلہ مین اس شہر کو عروس بلاد یا فردوس البلاد کا خطاب بالکل بجا نسبت حقدار سمجھا گیا۔ خصوصاً شہر طلیطلہ اپنی دلربا زیب و زینت کی وجہ سے یونان کا دارالسلطنت و دارالحکمت قرار پایا جو عین وسط

[1] نوٹ: اندلس یا اندلوسیہ اسپین کے حصہ جنوبی کا نام ہے نہ کہ تمام اسپین کا۔

!! قدیم مورخین کا قول ہے کہ حکمت زمین کے تین حصون مین تقسیم کی گئی۔ یونانیون کے دماغون پر۔ اہل چین کے ہاتھون پر۔ عرب کی زبان پر۔ کذا قال ابن خلقان۔

جزیرہ مین واقع تھا۔

قدرتی طور پر اندلس آب و ہوا اور پیداوار کے لحاظ سے تو بے نظیر ہی تھا مگر خوشنما خوش وضع اور دلچسپ عمارات کے ایسے اسباب تھے جو اس کے حسن و جمال کو دوبالا کرتے۔

اس شہر کی خوبیون پر نظر کرنے کے بعد اندلسیون کو یہ بہت ہی سچا خیال پیدا ہوا کہ بربری اور عرب (جو ان کے پڑوسی بھائی تھے) بالضرور ہمارے شہر پر حملہ کرین گے[!!] اسی خیال سے انہون نے اپنے شہر کی حفاظت کیواسطے متعدد اور مختلف وضع قطع کے طلسم گھر بنائے اخیر پر انہون نے جو طلسم گھر بنایا اس شہر کی حفاظت کیلئے ان سب مین بھی ممتاز سمجھا گیا۔ اور جسکی وجہ سے غیر اقوام کو اس ملک پر فتح پانا دشوار بلکہ قریب محال کے ہوگیا۔ اندلس مین متعدد حکمران تھے اور اس جزیرہ مین جو شہر جانب مشرق تھا وہ فارس کے نام سے موسوم تھا فارس کے بادشاہ کی ایک حورو ش جمال لڑکی تھی جس کے حسن و جمال کا ملک اندلس مین جابجا چرچا تھا۔ اندلس کے ہر ایک حکمران کی یہ خواہش تھی کہ فارس کی شاہزادی سے مین ہی نکاح کرون۔ چنانچہ اندلس کے تمام بادشاہون نے فارس کے حکمران کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ شاہزادی کو اپنے سے بیاہ دے۔ شاہ فارس ان حکمرانون سے کچھ ایسا عاجز اور دبا ہوا تھا کہ ان مین سے کسی کی دلشکنی گوارا نہین کرسکتا تھا ورنہ صاف طور پر کسی کو انکاری جواب دیسکتا تھا اگر وہ ایک کو راضی رکھنا چاہتا تھا تو فوراً دوسرے کی ناراضی کے خیال سے اوس کو روک دیتا۔ آخر کو وہ بہت مجبور ہوا۔ اور اپنی بیٹی کو اس واقعہ سے مطلع کیا اور اس سے یہ بھی کہدیا کہ مین ان سب مین سے کسی کو ناراض نہین کرسکتا۔

بادشاہ اور شاہزادی کا مکالمہ

شاہزادی - ابا جان آپ بہت پریشان اور متفکر معلوم ہوتے ہین۔

بادشاہ (شہزادی کے سامنے چند خطوط ڈالکر) دیکھو میرے متفکر ہونیکا تمام ذخیرہ یہی ہے۔

شاہزادی (خطوط کو پڑھکر) ابا جان یہ بھی کوئی مشکل بات ہے آپ مطمئن رہئے مین بہت ہی سہل تدابیر سے ان سب کو سمجھا دونگی۔

بادشاہ (شاہزادی سے) وہ کیا تدبیر ہے

شاہزادی - (اپنے باپ سے مخاطب ہوکر) آپ ان سب کو یہ لکھ بھیجئے کہ مین نے اپنی بیٹی کا نکاح اسی کی رائے پر رکھا ہے وہ جس کو پسند کریگی اس سے بیاہ دینے کا مین ذمہ وار ہون۔ جب وہ میرے پاس پیغام بھیجین گے تو مین چند شرطون پر اپنا نکاح قبول کرون گی جن کا ایفا ان سے دشوار ہوگا اور جو بادشاہ میری شرطین قبول کریگا مین اسی سے نکاح کرونگی۔

بادشاہ وہ کیا شرطین ہین

شاہزادی مین پہلی شرط یہ پیش کرون گی کہ جو بادشاہ عالم اور حکیم ہوگا وہی میرے ساتھ نکاح کرنیکا مستحق ہوسکیگا۔ اور حسب موقع اور شرائط بھی زیادہ کرتی رہونگی۔

اس تدبیر سے بادشاہ بہت خوش ہوا اور ان سلاطین کو اس مضمون کے خط لکھ بھیجے کہ مین اس مقدمہ مین تمکو کچھ جواب نہین دیسکتا کیونکہ مین نے شاہزادی کو اس امر کا اختیار دیدیا ہے وہ جسکو پسند کریگی اس سے نکاح کردیا جائیگا۔ اور تم بلاوساطت غیری براہ راست شاہزادی سے درخواست کرو۔

جب تمام سلاطین اندلس اس امر سے مطلع ہوئے تو انہون براہ راست شاہزادی کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا۔

شاہزادی نے ان سب کو لکھ بھیجا کہ مین اس بادشاہ سے نکاح کرون گی جو عالم اور حکیم ہو جب سب بادشاہون نے نامہ پڑہا تو وہ بادشاہ جو محض بے علم تھے خود ہی خاموش ہوگئے لیکن ان سب میں دو بادشاہ بڑے فاضل اور حکیم تھے انہون نے فرداً فرداً شاہزادی کو لکھ بھیجا کہ مین حکیم ہون۔ ان دونون کی درخواست سے بادشاہ پھر متفکر ہوا

شاہزادی - ابا جان آپ پھر متفکر معلوم ہوتے ہین۔

بادشاہ (شاہزادی کے سامنے ان دونون کے خط ڈالکر) یہی سبب ہے۔

شاہزادی - یہ بھی کوئی مشکل بات نہین ہے آپ بالکل مطمئن رہین مین جواب لکھکر بھیجتی ہون۔

بادشاہ (شاہزادی سے) وہ کونسی صورت ہے جو میری فکر کو دور کرے۔

شاہزادی مین ان سے ایسی درخواست کرتی ہون کہ وہ ہمارے ملک کی حفاظت کیلئے دو طلسم گھر بنادین اور جو کوئی پہلے بنادیگے وہی مستحق نکاح ہوگا۔

اس تدبیر سے بادشاہ خوش ہوا۔

پھر شاہزادی نے ان دونون کو جواب لکھ بھیجا۔

ایک کو تو یہ لکھا کہ آپ مجھکو ایک طلسمی پن چکی فلان جنگل مین بنا دیجئے اور وہ ہمیشہ آب شیرین کی نہر کے ذریعے بغیر کسی خرچ و امداد دائر سائر چلا کرے۔

اور دوسرے کو یہ لکھ بھیجا کہ مین جس شہر مین ہون وہ شہر بربری ظالمون کی دست درازی سے محفوظ نہین ہے۔ آپ ہمارے ملک کی حفاظت کیلئے ایک ایسا طلسم گھر بنا دیجئے کہ ہمیشہ آرام و عافیت سے ظالم بربریون کے ظلم سے بے خوف بسر کرسکین۔

اور یہ بھی شرط ہے کہ جو کوئی پہلے اپنا کام پورا کرے گا وہی میرے ساتھ نکاح کرنے کا مستحق ہوگا۔

ان دونون نے اس اخیر شرط کو بھی بسر و چشم قبول کرکے کام شروع کردیا جس بادشاہ نے پن چکی بنانیکا اقرار کیا تھا کاریگرون کو جمع کرکے کام شروع کروادیا۔ اور سینکڑون سنگ تراش انجنیر کی ہدایت کے مطابق پتھرون کے کاٹنے اور تراشنے مین مشغول ہوئے اور آب دریا کے کنارے بمقام دقاق اور و کے درمیان پن چکی کی بنیاد ڈالی گئی اور ساتھ ہی کاریگرون نے پتھر جمانا شروع کیا اور پتھرون کی ساخت مین لانے مین انہون نے اپنی صناعی کا اعلیٰ نمونہ دکہا دیا۔ آب شیرین کی نہر بھی بہت جلد تیار کردیگئی۔ جو اس چکی کے لئے ایک غور داخل کا کام دیسکتی تھی چنانچہ آجتک مقامی دقاق اور سینہ اور جزیرہ خضراء مین اوس کے ٹوٹے پھوٹے نشان ہین[!!] لیکن اسکی تعمیر مین بہ نسبت پن چکی کے تعمیر کے کسی قدر مدت صرف ہوئی اسلئے کہ اس بادشاہ نے طلسم گھر کو جس وضع پر بنانا چاہا تھا اسکی رصدگاہ بنانے سے بہت دیر لگی۔ مگر پھر بھی وہ اسکی تعمیر مین رات دن مصروف رہا۔ اس نے ساحل بحر پر ایک بالو کے میدان مین مربع بنیاد سنگ ڈالکر پایۂ گنبد دانہ شروع کیا اسکی تعمیر مین سفید رنگ کا پتھر لگایا گیا۔ اس رصدگاہ کا حصہ پائی زمین مین اسقدر تھا جسقدر اس کا حصہ سطح زمین سے سطح ہوا کیطرف بلند تھا۔ اس طلسم گھر مین علاوہ اور طلسمی چیزون کے جو ایک صندوق ودیعت رکہی گئی تھی طلسم کی سطح پر ایک بڑی بھاری کی برنجی مورت جس کا طول تقریباً سا ٹھہ یا ستر درع تھی نصب کیگئی تھی اس مورت کے اور کے

!! بعض مورخین یہ کہتے ہین کہ ٹوٹے پھوٹے نشان اس پل کے آثار ہین جو سکندر نے سینہ سے جزیرہ تک عبور کرنے کے لیے بنایا تھا۔ کذا قال ابن خلکان۔

!! چونکہ بربری وحشی اور زبردست تھے بے خوف و خطر اندلس مین آیا جایا کرتے تھے اندلسیون کی یہ مجال نہین کہ ان کو روک سکتے اور بربری یونانی ایسا ڈرتے تھے جیسے جنگل مین شیر سے بکری ڈرا کرتے ہین اور بربری ہر گز ظلم و زیادتی سے ان کے دلون مین عداوت پیدا ہوگئی تھی آخر کار ان دونون قومون مین عداوت اسقدر بڑھ گئی کہ ایک قوم کے آدمی کو دوسرے آدمی کی صورت دیکھنا گوارا نہ رہنے لگا۔

مگر پھر بھی بربری اندلسیون کے محتاج تھے اسلئے کہ جزیرہ اندلس مین پیداوار بہت ہی اچھی ہوتی تھی جو اس جگہ کے سوا بربریون کو اور کہین سے نصیب نہیں ہوسکتی تھی۔ غرضیکہ قدرتی طور پر طرفین مین کچھ ایسے اسباب پیدا ہوگئے تھے جس کے سبب سے ایک قوم دوسری قوم کی محتاج تھی۔ کذا قال ابن خلکان۔

حصہ کا قطر قریب ایک دو راع کے تھا۔ اس مورت کے دیکھنے سے کاریگروں کی اعلیٰ درجہ کی صناعی ظاہر ہوتی تھی اس مورت کے سر کے بال پاؤں تک لٹکے ہوئے تھے وہ نیچے آکر ایک چادر کی صورت معلوم ہوتی تھی اس پر یہ پتلا طلسم گھر کے اوپر کی سطح پر کھڑا ہوا ہمیشہ ایک انگلی کے ذریعہ سے سیٹی بجایا کرتا تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک کنجی بھی دی ہوئی تھی وہ اپنی اسی انگلی سے جسمیں کنجی تھی دریا کی طرف یہ اشارہ کرتا ہوا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی ادہر آنے کا قصد نہ کرے۔ علاوہ اس کے اس طلسم گھر میں عجیب عجیب کرشمے تھے جو مختلف مورتوں کی شکلوں میں پیرایہ میں جلوہ گر تھے اور یہ بھی ایک عجیب و غریب کرشمہ تھا کہ جب کبھی ادہر اتفاقاً بربریوں کا جہاز آجاتا تھا تو اس مورت کے ہاتھ سے کنجی گر پڑتی تھی۔

پن چکی اور طلسم گھر بنانے والے دانشمند ہر ایک حکیم کی یہ خواہش تھی کہ میں ہی پہلے اپنا وعدہ وفا کروں تاکہ شاہزادی کے ساتھ نکاح کرنے کا مستحق ہو جاؤں کیونکہ اخیر شرط جس پر ایک کی کامیابی منحصر ہے وہ یہی تھی کہ دونوں میں سے جو کوئی پہلے اپنا وعدہ پورا کرے گا اسی کو نکاح کا استحقاق حاصل ہوگا۔ پن چکی بنانے والا حکیم بہت جلدی کے ساتھ اپنا کام پورا کر چکا مگر قدرتی طور پر یہ بات منظور تھی کہ دونوں طلسم تیار ہو جائیں اس واسطے ایک دوسرے کے کام کے انتظام سے خبر نہ ہونے پائی۔

جس روز پن چکی بنانے والا اپنے کام سے فارغ ہوا تو اس نے شہر میں منادی کر دی کہ اب صرف نہر میں پانی دوڑنا رہ گیا ہے اور پن چکی چلائے جانے کا دن بھی معین کر کے اشتہار دیدیا کہ فلاں روز چکی چلیگی جب اس نے چکی چلا دیا تو اس وقت طلسم گھر والے کو خبر ہوئی کہ حریف مقابل بازی جیت گیا اسوقت وہ مورت پر صیقل کر رہا تھا جو طلسم گھر کے اونچی سطح پر بنائی گئی تھی وہ یہ حال دیکھکر مایوس ہو گیا اور فوراً چھت سے گر کر مر گیا۔ اور شرط کا میدان پن چکی بنانے والے کے ہاتھ رہا اور شاہزادی سے نکاح کیا۔ (عروج)

وفات

(الاطلاع بعجلت اخبار کے کسی گوشہ میں درج)

دنیائے بے ثبات میں کیا ہو ہمیں ثبات
ہم گھر میں ہیں مقیم وہ گھری سفر میں ہے
ستی جو سے وہ ہتے ہو جیتے رہ کر ہمیں
سمجھے تو بیکسی کا سہارا سفر میں ہے

اے چارہ ساز لذت سوز نہاں نہ پوچھ
میں کیا بتاؤں لطف جو درد جگر میں ہے
یارب شب فراق میں آتی نہیں ہے نیند
دل میں خیال یار ہے نقشہ نظر میں ہے
ہمدم نہ منع کر مجھے رو لینے دے زار زار
دریا کا جوش آج میری چشم تر میں ہے

برادران السلام علیکم

ہمارے دینی بھائی سید میر گل شاہ صاحب ۲۴ اگست کو فوت ہو گئے ہیں۔ ان کے عجیب و غریب بیان موت کا تذکرہ میں پھر کسی وقت مفصل طور پر کرونگا انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس وقت برادران طریقت کی خدمت میں صرف اتنی عرض ہے کہ جو احمدی بھائی میری اس اطلاع کو دیکھے وہ ضرور سید میر گل شاہ صاحب کا جنازہ پڑھیں اور ان کے لئے دعائے مغفرت کریں یہ وہ صاحب ہیں جن کا ذکر عسل مصفی کے صفحہ میں بھی مصنف نے کیا ہے ان کو احمدی ہونے کی وجہ سے باپ سید فتح علی شاہ نے عاق کر دیا تھا اس سبب سے خدا نے ان پر اتنا فضل عظیم کیا کہ مرض موت میں برابر نماز پڑھتے رہے اور درود اور استغفار کا ورد کرتے رہے اور آخیری کلام ان کا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ ہوا۔ اور بعد وفات چہرہ اسقدر نورانی ہوا کہ مخالفین بھی حیران تھے۔ صبح کو مولوی عبد الرحمن نے فتویٰ دیا کہ یہ مرزائی ہے اس کا جنازہ جائز نہیں ہے جب عوام کا خیال اٹھا دیکھا تو پھر خود ہی بمعہ تمام مخالفین کے نماز جنازہ پڑھا۔ مبارک ان کو جو احمدی ہونے کیوجہ سے والدین سے عاق ہوتے ہیں میں پھر کہتا ہوں کہ بہت ہی مبارک ہے وہ انسان جو اس امام آخر الزمان کے اتباع کیوجہ سے کفر اور کذب اور گستاخوں اور والدین سے عاق ہونے کا خطاب پاتا ہے۔

والسلام مع الاکرام

راقم محمد یحییٰ خاطر حزین از داتہ ضلع ہزارہ

جنگ کی مخالفت

کونٹ لیو ٹالسٹائی نے موجودہ جنگ روس و جاپان کی مخالفت میں لمبی چوڑی مراسلتیں شائع کی ہیں جنہیں مذہباً ثابت کیا ہے کہ یہ جنگ محض شیطان کی انگیخت ہے جس نے روسیوں اور جاپانیوں کے سر پر سوار ہو کر جادۂ راستی سے گمراہ کر دیا ہے اور وہ اپنے اپنے مذہبی اصولوں کو بھول کر گناہ کبیرہ کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

ہم اس کے مضمون کو مفصل درج کرنے سے پہلے اس کے مختصر حالات بیان کرنے مناسب خیال کرتے ہیں۔ یہ روسی نسل کا امیر ابن امیر ہے اسوقت اسکی عمر پچھتر برس کی ہوگی اس کی شکل و شباہت بالکل فقیرانہ ہے۔ مگر جسمانی قوت اور دماغی طاقت میں اب بھی جوانوں کے کان کترتا ہے۔ عین عالم شباب میں فوج میں بھرتی ہوا۔ مگر محاربہ کریمیا کے بعد فوجی ملازمت سے مستعفی ہو کر تالیف و تصنیف میں مصروف ہوا۔ اور مذہبی تصانیف کیطرف خصوصیت کے ساتھ توجہ مبذول کی اور ناول نویسی کے میدان میں سب سے بڑھکر گوی سبقت لے گیا۔ اور اپنے ملک کے بے زبان کاشتکاروں کی حمایت پر کمربستہ ہوا۔ جو سنہ ۱۸۶۰ء تک قانوناً اپنے متمول مالکان زمین کے غلام تھے اور ان کے ساتھ بالکل غلاموں کا سا سلوک کیا جاتا تھا اور گو کاشتکاروں کو آزادی ملنے سے مالکان اراضی کی مطلق العنانی غارت ہوئی تھی۔ تاہم کونٹ ٹولسٹائی کی زبردست تحریروں کا روسی ارکان سلطنت و اعیان مملکت کے دلوں پر اسقدر بھاری اثر ہوا کہ انہوں نے کاشتکاروں کی آزادی کے مخل تمام قوانین منسوخ کر کے ان کو مالکوں کے زبردست پنجہ سے رہائی دی جس کے باعث رعایا کے اس طبقہ کے لوگ قدرتی طور پر اس کے جاں نثار و فدا ہوئے۔ اور یہ روسی سناگون کے پنجہ سے محض اپنی ہر دلعزیزی کے باعث جانبر ہوا۔ ورنہ جو لوگ اس کے ہاتھوں سے نالاں تھے وہ بلا مبالغہ اس کا کچومر ہی نکال دیتے۔

الحکم میں قبل ازیں اس کا ایک خط بنام مفتی محمد صادق صاحب چھپ چکا ہے۔

کونٹ لیو ٹولسٹائی نے جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا ہے۔ مراسلتوں کا ایک لمبا چوڑا سلسلہ اپنی زبان میں شائع کیا ہے جس کا ترجمہ ہم ذیل میں ہدیہ ناظرین کرتے ہیں:۔

باب اول

پھر جنگ۔ اور پھر رنج و محن کا سامنا جو بالکل ضروری نہیں اور ناحق گلے ڈالی جاتی ہے جس کے واسطے لوگوں کو دھوکا دیا جاتا ہے۔ عوام الناس کو بیوقوف بنایا جاتا ہے اور بے شمار اشخاص کو تہ تیغ کرایا جاتا ہے۔

لکھوکہا آدمی جو ایک جانب تو بدھ مذہب کے پیرو ہیں جن کے عقیدہ میں انسانوں کو بجائے خود حیوانوں کو بھی ہلاک کرنا گناہ کبیرہ میں داخل ہے اور دوسری جانب عیسائی ہیں جن کا پہلا اصول ایک دوسرے سے برادرانہ الفت اور محبت کرنا ہے ہم جنگلی درندوں کی طرح ایک دوسرے کو ہلاک کرنے اذیت پہنچانے اور جور و ستم کا مورد کرنے کے لئے خشکی اور تری پر تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ کیا یہ خواب ہے یا فی الواقعہ ظہور میں آرہا ہے؟ ایک ایسا عالم چھایا ہوا ہے جس کے دیکھنے سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں کاش یہ رویہ بھی نہ ہو بلکہ عالم خواب ہو جس کا بیداری کے بعد نام و نشان بھی نظر نہ آئے مگر افسوس یہ خواب نہیں بلکہ دردناک امر واقعہ ہے۔

تاہم دور اندیش سمجھ سکتے ہیں کہ کسطرح جاپانی دہوکا دیکر اپنے کھیتوں سے جدا کئے گئے ہیں۔ حالانکہ ان کو بچپن سے سکھایا گیا ہے کہ بدھ مذہب صرف زندہ حیوانوں پر ہی ترس کرنا نہیں سکھاتا بلکہ اپنے دیوتوں کے آگے قربانی کرنے میں بھی اسی قسم کی احتیاط کا درس دیتا ہے۔ اور اسیطرح غریب و احمق لوگ تولا۔ یا نجنی نوگوراڈ کے پڑوس سے لائے گئے ہیں جن کے ذہن نشین کرایا گیا ہے کہ دین عیسوی میں حضرت عیسیٰ المسیح۔ مریم اور حواریوں وغیرہ کی عبادت کیجاتی ہے۔ باینہمہ صدیوں کے جبر اور دہوکا سے دنیا کا سب سے بڑا گناہ یعنی بھائیوں کو قتل کرنا اسطرح ان کے ذہن نشین کرایا گیا ہے کہ گویا ان کے لئے اس میں نعمت دنیا و عقبیٰ پائی جاتی ہے اور صالح اور نیکبختوں کا دنیا میں سب سے بڑا اور نیک فرض یہی ہے کہ ہزاروں میلوں کے فاصلوں سے جاکر اپنے بھائیوں کو قتل کریں۔

لیکن جن لوگوں کو ذہین اور عقیل ہونے کا دعوےٰ ہے وہ کسطرح جنگ کا وعظ اور اپنے اس دعوے کی تائید کر سکتے ہیں اور خود اس کے خطروں کو برداشت کرنے کے بغیر اپنے سادہ لوح بھائیوں کو لڑائی کیواسطے بھیجنا داخل ثواب سمجھ سکتے ہیں؟ یہ ذہانت کے پتلے اگر اپنے آپ کو عیسائی سمجھتے ہیں تو قانون عیسوی کو کسطرح نظر انداز کر سکتے ہیں؟ لیکن جنگ کے مظالم۔ لغویت اور حماقت کی نسبت جو کچھ لکھا جاتا ہے وہ صفحہ قرطاس پر موجود ہے جو کچھ تذکرہ کیا جاتا ہے وہ زبان زد خلائق ہے۔ پس جنگ کے بانی اس لئے ذہین اور عقیل ہونگے کہ خود سب کچھ جانتے ہیں اور سر کٹانے والوں کو موم بنانا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ چنانچہ انکی ایک بڑی تعداد نے اس بات کا علی الاعلان پبلک کے سامنے اعتراف کیا ہے۔ دیکھئے ہیگ کی کانفرنس میں کیا ہوا تھا۔ اور اس بارہ کی تمام کتب و رسالے۔ اخبارات اور پمفلٹ وغیرہ اور وہ سپیچیں کیا کہ رہی ہیں جنمیں زور دیا گیا تھا کہ تمام سلطنتیں اپنے تنازعات کا بذریعہ ثالثی فیصلہ کرایا کریں۔ کون سمجھدار شخص کہہ سکتا ہے کہ سلطنتوں کی ہمیشہ سے آپس میں مدرجہ بندیوں کے استحکام اور جنگی طاقت کو تقویت دینے کے بارہ میں جو روش چلی آئی ہے۔ محض اسے خون خرابہ یا دیر ایسا ہونا مد نظر نہیں تھا۔ واقفکار لوگ خوب جانتے ہیں کہ انسانوں کے پسینہ کی کمائی کا کروڑہا روپیہ جنگوں کی تیاریوں میں صرف

www.aaiil.org

برپا تا ہے اور جنگ کے میدان میں لگ گیا
کی ہیکل وجیہہ جوان اسوقت غارت کئے
جاتے ہیں۔ جو وقت ان کی کمائی کیواسطے
نہایت ہی موزون ہوتا ہے (چنانچہ گذشتہ
... میں قریباً ڈیڑھ کروڑ جوان تباہ
کئے گئے ہیں) اور رسم غلامی کے استیصال
کیواسطے معرکون میں جو روپیہ غارت کیا گیا
تھا وہی بطور زر فدیہ ادا کرنے سے غلام
آزاد کرائے جا سکتے تھے۔

سب سے بڑھکر یہ بات ہے کہ جنگ کمینہ
حیوانی جذبات کو جوش میں لا کر انسان
کو تنزل کرکے حیوانون سے درجہ پر لاتی ہے
جنگ کی تائید مین کوئی بھی زبردست اور اطمینان
دلانے والی دلیل پیش نہیں کیجا سکتی۔

فرمایئے کہ کوئی شخص مولتکی نے جو نہایت
فصیح و بلیغ تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس بارہ
میں کیا فصاحت چھانٹی تھی جبکہ انہوں نے
پلیٹ فارم پر کھڑے ہوکر بیان کیا تھا کہ ہر
ایک انسانی مصیبت سے نتائج نیک پیدا
ہوتے ہیں۔ لڑائیان ہمیشہ ہوتی آئی ہیں
لہذا آئندہ بھی رزمگاہ گرم ہوتے رہینگے
گویا اگر انسانون کی بداعمالیان نتائج نیک کی
آڑ میں جائز ٹھہرائی جاتی ہیں۔ زمانت کے
تمام مدعی اس قسم کی فلسفہ کے حسن و قبح سے
واقف ہیں۔ مگر جب لڑائی شروع ہو جاتا ہے
تو انہی زمانہ کے چلتے پرزون سے متعلق
کی بھی کایان پلٹ جاتی ہے۔ چنانچہ کل ہی
جو لوگ جنگ کی برائیان بیان کر رہے تھے
حتی المقدور انسانون کو ذبح اور انسانی ساختون
کو غارت ہونے کے در پے ہو رہے ہیں اور
انہی لوگون کو سفیرون میں بھیجدیتے ہیں جو اپنی
محنت کی کمائی سے ان چلتے پرزون کے
پیٹ بھرتے ہیں اور ان کی عیش و عشرت
کے سامان بہم پہونچاتے ہیں۔

باب دوم

یہ ظلم مکذب اور حماقت بعید از فہم ہے کہ وہی
کہ وہی زار روس جو تمام قومون سے دنیا کی
سطح پر امن قائم رکھنے کی التجا کر رہے تھے
اب علانیہ کہتے ہیں کہ میں نے ہر چند امن کو
قائم رکھنے کیواسطے کوشش کی جس کا میں
ہمیشہ دل و جان سے حامی رہا ہون (حالانکہ
عملی طور پر لوگون کے املاک پر قبضہ کر لیا اور
مال مسروقہ کی حفاظت کیلئے اپنی افواج کو
تقویت دینے میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی)
مگر افسوس اب جاپانیون کے حملہ آور ہونے
کی وجہ سے ان کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرنا
پڑا۔ جیسا کہ انہون نے روسیون کے ساتھ
کیا۔ یعنی کہ جاپانی تہ تیغ کئے جاتے ہیں
اور خونریزی کے اعلان میں تائید ایزدی

کے واسطے دعائین اور التجائین کیجاتی ہیں
حالانکہ دنیا میں انسانون کو قتل کرنے سے زیادہ
کوئی گناہ عظیم نہیں۔ اور دوسری جانب شہنشاہ
جاپان بھی اسی قسم کے وہم میں محو ہیں۔

اندنون کے سائنس اور قانون دان
(مثلاً ایم برآولیف اور مارٹن) یہ ثابت کرنے
میں ہمہ تن ساعی دکوشان ہیں کہ پچھلے دنون
امن کیواسطے جو بے تکی ہانک لگائی تھی۔ اور
اندنون کی جنگ میں جو غیرون کے املاک پر قبضہ
کرنے سے جنم لگی ہے کوئی ضد نہیں۔ اس
پولیسی کے حامی شستہ و برجستہ فرانسیسی زبان
میں یہ ثابت کرنے کی کوششون میں لگے ہوئے
ہیں (حالانکہ وہ کس قدر دانشمندی پر عمل کر رہے
ہیں) کہ ارتباط یکجہتی و امن قائم رکھنے کی کوشش
کے بعد (یا دوسرے الفاظ میں دنیا کو دھوکہ
دینے کی کوششون کے بعد) گورنمنٹ روس
کو مجبوراً اس سوال کے حل کرنے کیواسطے
یہ معقول ڈھنگ اختیار کرنا پڑا ہے (یعنی کہ
انسان ہلاک کئے جائین) دوسری طرف
مدبران جاپان بھی اسی اور بیشتر میں ہیں۔
قطع نظر اس کے سائنس کے جاننے والے
مورخ اور فلسفہ دان زمانہ حال کا گذشتہ
ایام کے ساتھ مقابلہ کرکے دقیق نتائج نکال
رہے ہیں کہ قومون کے حرکات و سکنات کے
قوانین کیسے ہیں۔ اور گورون اور کالون کے
اور بدمذہب والون اور عیسائیون کے
تعلقات کیا ہیں۔ اور ان نتائج سے عیسائیون
کے ہاتھون سے بدمذہب والون کی ہلاکت کو جائز
ٹھہرا رہے ہیں۔ اسیطرح جاپانی سائنس دان
بجائے خود اپنی ڈفلی اور اپنا راگ الاپ رہے
ہیں اور بڑی مسرت کے ساتھ آپ ایک دوسرے
سے بڑھ چڑھ کر ہلاکت کی تائید میں دلائل قاطع
اور براہین ساطع پیش کر رہے ہیں۔

روسی اخبار نویس شرم کو بالائے طاق
رکھکر جھوٹ فریب اور مکاری سے جسطرح بن
پڑتا ہے یہی راگ الاپ رہے ہیں کہ روسی ہرطرح
سے زبردست اور نیک دیانتدار ہیں جاپانی
جھوٹے کمزور اور ناقص العقل ہیں۔ اور جو لوگ
روسیون انگریزون اور اہل امریکہ کے معاند ہیں
وہ سب شریر النفس اور ناعاقبت اندیش
ہیں اور دوسری جانب جاپانی اخبار بھی اسی قسم
کے منطقی چیانث رہے ہیں۔

ان لشکری اشخاص کا تو ذکر ہی کیا ہے جو بلحاظ
پیشہ ہلاکت کیواسطے کمربستہ ہو جاتے ہیں۔ دنیا
زمانت کے جوق در جوق مثلاً پروفیسر ملکی
ریفارمر طلبا، رشنر فار، سوداگران جاپانیون،
انگریزون اور اہل امریکہ کوس رہے ہیں جنگجو کل
ہی بے اعتنائی سے دیکھ رہے تھے۔ اور
بلاکسی اکراہ و اجبار کے زار کی تائید کر رہے
ہیں اور اس کو یقین دلا رہے ہیں کہ اسکی خاطر
اپنی جانیں نثار کرنے کو تیار اور آمادہ ہیں۔

اس بدبخت مبتلائے معصیت نوجوان نے جو
سپاہیوں کے گروہ کا لیڈر تسلیم کیا جاتا ہے ان
لوگون کو جو دھوکہ دیا ہے اور پھر اپنے بیان کی
خوب تردید کرنیکو مجبور ہوا ہے اور بلا ترتیب اپنی افواج
کا شکریہ ادا کرتا ہے اور انہیں برکت دیتا
رہا ہے جن کو یہ محض ہلاکت اور ان املاک کی حفاظت
کیواسطے اپناکہتا ہے جن کی نسبت یہ اپنا ملک
ہونے کا ہرگز دعویٰ نہیں کر سکتا۔

معمولی لوگ تو اپنی حرام کی کمائی کا بڑا حصہ
حصہ بھی ہلاکت کے کام کے واسطے یا زمین جیلن
کسی دیگر مدعا کیواسطے نہیں دیتے جس کا آخیر
میں اسی کے ساتھ تعلق ثابت ہو۔ مگر غریب
محتاج جن سے بیس لاکھ پونڈ سالانہ وصول کیا
جاتا ہے جنگ کے موقعون پر پائی پائی ادا
کرتے ہیں۔ گورنمنٹ بے شغلے آوارہ گردون کو
حوصلہ دلاتی ہے کہ زار کی تصویرین اٹھا کر قصبات
کے گلی کوچون میں آفرین اور تحسین کے گیت گاتے
پھرین اور حب الوطنی کی آڑ میں بے اعتدالیان
کرنیکے واسطے لائسنس لئے پھرین اور تمام
روسی ملک میں شاہی محل سے لیکر بعید سے بعید
دیہات تک گرجون کے پادری جو عیسائی کہلاتے
ہیں اس خداوند یادگار میں دعائین مانگ
رہے ہیں (جو لوگون کو اپنے دشمنون کے ساتھ
پیار کرنے کا حکم دیتا ہے اور خود بھی محبت کا
خداوند کہلاتا ہے) کہ وہ نہیں ہلاکت کے شیطانی
کام میں مدد دے۔ (باقی آئندہ) (وطن)

مبارک

ہندوستان | اس نام کا جدید اخبار پنجاب کے دارالسلطنت لاہور

سے ۲۶ اگست ۱۹۰۴ء کو نکلنا شروع ہوا ہے۔ اس اخبار
کے اجرا کی غرض اور موضوع اس کے نام میں مذکور
ہے اگر ہندوستان اپنے خاص مفہوم کیطرف نہ گیا
بلکہ اس نے عام مفہوم کو مدنظر رکھکر ہندوستانیون
کی خدمت شروع کی جسکی ہمیں توقع ہونی چاہئے
تو کچھ شک نہیں کہ اخباری دنیا میں یہ ایک مفید اور
قابل قدر اضافہ ہوگا۔ اس اخبار کے ایڈیٹر ہمارے پرانے
دوست منشی دینا ناتھ صاحب فتح آبادی ہیں جنہون
نے کئی سال تک پیسہ اخبار کے ایڈیٹوریل سٹاف میں
قابلیت کے ساتھ کام کیا ہے۔ اور پبلک انکو اخبار کے
مفید اور با مذاق بنانے کا خاص تجربہ حاصل ہوا ہے
ہمیں ذاتی علم ہے کہ اس اخبار کے اجرا پر اہل ملک نے
نہایت مسرت کے ساتھ اس کا خیر مقدم کیا ہے جو منشی
دینا ناتھ صاحب کی حوصلہ افزائی کیلئے کافی ہے جبکہ ان
جیسا تجربہ کار اور پرانا اخبار نویس کی قابلیت اور تجربہ
کسی اخبار کی شہرت اور ترقی سے تعلق رکھتا ہے ہم
سمجھتے ہیں کہ وہ ہندوستان کو منشی دینا ناتھ جیسے
کی ایڈیٹری میں حاصل ہے۔ اور کامیاب ترقی الحقیقت
اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اسلئے ہم چاہتے ہیں

کہ خدا تعالیٰ ہمارے تعصب کو کامیاب کرے اور
ہندوستان کیلئے ایک مفید ملکی خادم ثابت ہو۔ اس
اخبار کی سالانہ قیمت تین روپیہ پیشگی بحیثیت
لحاظ سے زیادہ ہے۔ کاغذ اور چھپائی بھی عمدہ اور اہتمام
اور توجہ کرنا چاہتی ہے منشی دینا ناتھ صاحب اس
اکیڈیمی کی تعداد میں شائع کرنا شروع کیا ہے اور تاجرون
ایجنٹ اشتہار دینے کیلئے خصوصاً توجہ دلائی ہے مینجر
ہندوستان لاہور سے نمونہ مل سکیگا۔

اطلاع ضروری

بارہا گذارش کیگئی ہے لیکن ہمارے ناظرین کچھ ایسے زیادہ
مصروف اور عدیم الفرصت ہیں کہ وہ اپنی اس خط و کتابت
میں جو اخبار کے متعلق ہوتی ہے اپنا نمبر خریداری نہیں
لکھتے۔ اور انہیں یہ یقین ہے کہ دفتر نمبر دیکھ لیگا۔
کارپردازون کو کوئی تکلیف انکی فرمائش کی تعمیل میں نہیں
ہوتی۔ اگر وہ ایسا سمجھتے ہیں تو یقیناً غلطی پر ہیں۔ آئندہ
کیلئے یہ یاد رہے کہ کسی ایسی تحریر کی تعمیل ہرگز نہ
ہوگی جس میں نمبر خریداری نہ ہوگا۔ یہ بھی یاد رہے کہ
نمبر خریداری رجسٹر ڈاک نمبر کے علاوہ ہوتا ہے
جو نام کے ساتھ چھپا ہوا ہوتا ہے پس اگر آئندہ کسی ایسے
بزرگ کے خط کی تعمیل نہ ہوئی تو کارخانہ بری الذمہ ہوگا۔

۲۔ ایسے بزرگ یا ان الحکم میں ہدایت
تبدیل ہو نہیں تبدیل پتہ کی اطلاع دفتر میں نہیں بھیجتے اور
سمجھ لیتے ہیں کہ ہماری تبدیلی کا علم ہو جائیگا۔ اور جب اخبار
بدیر پہونچتا ہے یا نہیں پہونچتا تو پھر شکایت کرتے ہیں۔
ایسی شکایتون پر اسوقت توجہ ہوگی جب تبدیلی پتہ کی
اطلاع دیجائیگی۔ **۳**۔ عدم رسیدی اخبار کی شکایت
اسی ہفتہ کر دینی چاہئے جس ہفتہ اخبار نہ پہونچے۔
بعض اخبار دو دو نمبرون کے نام سے شائع ہوئے ہیں
اسلئے بدیر شائع ہوئے ہیں لیکن ۱۰ ستمبر ۱۹۰۴ء
کے بعد انشاء اللہ باقاعدہ ہفتہ وار اخبار پہونچیگا۔

۴۔ بعض خریداران الحکم باوجودیکہ الحکم میں صفائی
حساب کیلئے بار بار نوٹس دیا گیا ہے توجہ نہیں فرماتے
اور نہ خطوط پر توجہ کرتے ہیں اور بصورت ارسال
وی پی امانت میں رکھکر مہذب پیرایہ میں انکار کرکے
چٹھی رسان کے ذمہ شکایت واپس کر دیتے ہیں ہم ان
کی مہربانی اور خوش معاملگی کا بھی بڑا ثبوت سمجھیں
گے کہ وہ اپنے قلم سے اگر چندہ اخبار نہیں دیسکتے خریداری
جاری نہیں رکھ سکتے لکھ بھیجیں کہ اخبار بند کر دیا جاوے
اور ۱۰ ستمبر کے بعد ہم تمام بقایا دارون کے نام وی پی
اسقدر رقم کیجو ہر ایک کے ذمہ ہے بھیجدینگے اگر وہ
انکار کرینگے تو آئندہ اخبار بالکل بند کر دینگے
اور وصولی بقایا کیلئے قوم کے کیلئے اور اپنے ہمسایہ
احباب سے مدد لینگے جسکو ہم مناسب بنانا آسان
ہے لیکن ان قومی جفاکارون کا دو ناکس کرتے
رویا جاوے جو ایک طرف تو وعدہ پر وعدہ کرتے جاتے
ہیں اور اخبار بند کرنیکی صورت میں شکایت کرتے ہیں
اور دوسری طرف ہم سے یہ سلوک روا رکھتے ہیں کہ زر
واجب بھی نہیں دینا چاہتے چہ جائیکہ وہ اپنا قومی اخبار

www.aaiil.org

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ

الحکم

چہ گویم باتو گرآئی بہادر قادیاں بینی | دو اہینی شفا بینی مرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

مسیح موعود کی صلح کاری اور امان کا لواء

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا ہے اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اوٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول کریم وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جس نے آج سے پہلے فرمایا ہے کہ مسیح موعود تلوار کے جہاد ختم ہو میرے ظہور کے بعد جہاد نہیں اور

چندہ قیمت سالانہ

ایسی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ کم آمدنی والوں کو

نمبر (۳۱) | دار الامان قادیان مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۰۴ء | جلد (۸)

حضرت مسیح موعود (علیہ الصلوٰۃ والسلام) لاہور میں

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سفر لاہور کے متعلق جو مضمون ہم بطور خود لکھنا چاہتے ہیں اور جو اس اشاعت سے شروع ہونا چاہیئے تھا۔ اس سے پہلے بہت زیادہ ضروری اور مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اقدس کی وہ پبلک تقریریں جو عام لوگوں کے سامنے مختلف اوقات میں ہوئی ہیں شائع کر دی جاویں۔ کیونکہ اس سلسلہ مضمون میں شاید کسیقدر طوالت ہو جانے کی وجہ سے ان تقریروں کی اشاعت میں زیادہ دیر ہو جائے۔ (ایڈیٹر)

حضرت حجۃ اللہ کی تقریر

جو ۲۸۔ اگست ۱۹۰۴ء کو صبح کے سات بجے کے قریب ڈیڑھ ہزار سے زیادہ مجمع کے درمیان آپ نے فرمائی۔

ایام برکت و مسرت

سب صاحب یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام میں بعض ایسے دن مقرر کئے ہیں کہ وہ دن بڑی خوشی کے دن سمجھے جاتے ہیں اور ان میں اللہ تعالیٰ نے عجیب عجیب برکات رکھی ہیں منجملہ ان دنوں کے ایک جمعہ کا دن ہے یہہ دن بھی بڑا ہی مبارک ہے۔ لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو جمعہ ہی کو پیدا کیا اور اسی دن انکی توبہ منظور ہوئی تھی اور بھی بہت سی برکات اور خوبیاں اس دن کی ماثور ہیں ایسا ہی اسلام میں دو عیدیں ہیں ان دونوں دنوں کو بھی بڑی خوشی کے دن مانا گیا ہے اور انمیں بھی عجیب عجیب برکات رکھی ہیں۔

لیکن

یوم توبہ

یاد رکھو کہ یہہ دن بے شک اپنی اپنی جگہ مبارک اور خوشی کے دن ہیں لیکن ایک دن ان سب سے ہی بڑھ کر مبارک اور خوشی کا دن ہے۔ مگر افسوس سے دیکھا جاتا ہے کہ لوگ نہ تو اس دن کا انتظار کرتے ہیں اور نہ اس کی تلاش ورنہ اگر اس کی برکات اور خوبیوں سے لوگوں کو اطلاع ہوتی یا وہ اس کی پرواہ کرتے تو حقیقت میں وہ دن ان کے لئے بڑا ہی مبارک اور خوش قسمتی کا دن ثابت ہوتا! اور لوگ اسے غنیمت سمجھتے۔

وہ دن کونسا دن ہے؟ جو جمعہ اور عیدین سے بھی بہتر اور مبارک دن ہے۔؟ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہ دن انسان کی توبہ کا دن ہے جو ان سب سے بہتر ہے اور ہر عید سے بڑھکر ہے۔ کیوں؟

اس لئے کہ اس دن وہ بد اعمال نامہ جو انسان کو جہنم کے قریب کرتا جاتا ہے اور اندر ہی اندر غضب الٰہی کے نیچے اسے لا رہا تھا) دھو دیا جاتا ہے اور اس کے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں۔ حقیقت میں اس سے بڑھ کر انسان کے لئے اور کونسا خوشی اور عید کا دن ہوگا جو اسے ابدی جہنم اور ابدی غضب الٰہی سے نجات دیدے + توبہ کرنے والا گنہگار جو پہلے خدا تعالیٰ سے دور اور اسکے غضب کا نشانہ بنا ہوا تھا۔ اب اس کے فضل سے اسکے قریب ہوتا اور جہنم اور عذاب اس سے دور کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَہِّرِیْنَ

بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور ان لوگوں سے جو پاکیزگی کے خواہاں ہیں پیار کرتا ہے اس آیت سے نہ صرف یہی پایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو اپنا محبوب بنا لیتا ہے بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی توبہ کے ساتھ حقیقی پاکیزگی اور طہارت شرط ہے۔ ہر قسم کی نجاست اور گندگی سے الگ ہونا ضروری ہے۔ ورنہ نری توبہ اور لفظ کے تکرار سے تو کچھ فائدہ نہیں ہے۔

پس جو دن ایسا مبارک دن ہو کہ انسان اپنی بدکرتوتوں سے توبہ کرکے اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچا عہد صلح باندھ لے اور اس کے احکام کے لئے اپنا سر خم کر دے + تو کیا شک ہے کہ وہ اس عذاب سے جو پوشیدہ طور پر اس کے بدعملوں کی پاداش میں طیار ہو رہا تھا بچایا جاویگا اور اسطرح پر وہ وہ چیز پا لیتا ہے جسکی گویا اسے توقع اور امید ہی نہ رہی تھی۔

تم خود قیاس کر سکتے ہو کہ ایک شخص جب کسی چیز کے حاصل کرنے سے بالکل مایوس ہو گیا ہے اور اس ناامیدی اور یاس کی حالت میں وہ اپنے مقصود کو پالے تو اسے کس قدر خوشی حاصل ہوگی۔ اس کا دل ایک تازہ زندگی پائے گا۔ یہی وجہہ ہے کہ احادیث میں اس کا بار بار ذکر کیا گیا ہے احادیث اور کتب سابقہ سے بھی پتہ لگتا ہے کہ جب انسان گناہ کی موت سے نکلکر توبہ کے ذریعہ نئی زندگی پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی زندگی سے خوش ہوتا ہے۔ حقیقت میں یہ خوشی کی بات تو ہے ہی کہ انسان گناہوں کے نیچے دبا ہوا اور ہلاکت اور موت ہر طرف سے اسکے قریب ہو۔ عذاب الٰہی اسکے کھا جانے کو طیار ہو کہ وہ یکایک ان بدیوں اور بدکاریوں سے جو اس کو بعد اور ہجر کا موجب ہیں توبہ کرکے خدا تعالیٰ کی طرف آجاوے۔ وہ وقت خدا کی خوشی کا ہوتا ہے۔ اور آسمان پر ملائکہ بھی خوشی کرتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ اس کا کوئی بندہ تباہ اور ہلاک ہو بلکہ وہ تو چاہتا ہے کہ اگر اسکے بندہ سے کوئی غلطی اور کمزوری بھی ظاہر ہو گئی ہے پھر بھی وہ توبہ کرکے امن میں داخل ہو۔

پس

یاد رکھو کہ وہ دن جب انسان اپنے گناہوں سے توبہ

www.aaiil.org

کرتا ہے بہت ہی مبارک دن ہے - اور سب ایام سے افضل ہے کیونکہ وہ اس دن نئی زندگی پاتا ہے اور خدا تعالیٰ کے قریب کیا جاتا ہے -

(اور)

اسی لحاظ سے یہہ دن جس میں میں نے بہتوں کا اقرار کیا ہے کہ میں آج اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں اور آئندہ جہانتک میری طاقت اور سمجھ ہے گناہوں سے بچتا رہونگا) یوم توبہ ہے - اور اللہ تعالیٰ کے وعدے کے موافق میں یقین رکھتا ہوں کہ ہر ایک شخص کے جس نے سچے دل سے توبہ کی ہے پچھلے گناہ بخشدئے گئے اور وہ التائب من الذنب کمالا ذنب لہٗ کے نیچے آگیا ہے - گویا کہہ سکتے ہیں کہ اوس نے کوئی گناہ نہیں کیا - مگر ہاں میں پھر کہتا ہوں کہ اس کے لئے یہہ شرط ہے کہ حقیقی پاکیزگی اور سچی طہارت کی طرف قدم بڑھایا جاوے اور یہ توبہ نری لفظی توبہ ہی نہ ہو - بلکہ عمل کے نیچے آجاوے یہہ چھوٹی سی بات نہیں ہے کہ کسی کے گناہ بخش دئیے جاویں - بلکہ ایک عظیم الشان امر ہے -

دیکھو انسانوں میں اگر کوئی کسی کا ذرا سا قصور اور خطا کرے تو بعض اوقات اوسکا کینہ پشتوں تک چلا جاتا ہے شخص نسلاً بعد نسل تلاش حریف میں رہتا ہے کہ موقع ملے تو بدلہ لیا جاوے - لیکن اللہ تعالیٰ بہت ہی رحیم کریم ہے انسان کی طرح سخت دل نہیں جو ایک گناہ کے بدلے میں کئی نسلوں تک پیچھا نہیں چھوڑتا - اور تباہ کرنا چاہتا ہے - مگر وہ رحیم کریم خدا ستر برس کے گناہوں کو ایک کلمہ سے ایک لحظہ میں بخش دیتا ہے یہہ مت خیال کرو کہ وہ بخشنا ایسا ہے کہ اس کا فائدہ کچھہ نہیں - نہیں وہ بخشنا حقیقت میں فائدہ رسان اور نفع بخش ہے اور اسکو وہ لوگ خوب محسوس کرسکتے ہیں - جنہوں نے سچے دل سے توبہ کی ہو -

نزول بلا کی فلسفی

بہت سے لوگ اس امر کے قائل ہیں کہ انسان پر جو بلائیں آتی ہیں وہ بلا کسی وجہہ یونہی آجاتی ہیں - یا اون کے نزول کو انسان کے اعمال سے کوئی تعلق نہیں ہے - ایسا خیال بالکل غلط ہے - یہہ خوب یاد رکھو کہ ہر بلا جو اس زندگی میں آتی ہے یا جو مرنے کے بعد آنے کی جسکا ہمیں یقین ہے اسکی اصل جڑ گناہ ہی ہے - کیونکہ گناہ کی حالت میں انسان اپنے آپکو ان انوار اور فیوض سے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں پرے ہٹا دیتا ہے اور اس اصل مرکز سے جو حقیقی راحت کا مرکز ہے ہٹ جاتا ہے اسلئے تکلیف کا آنا اس حالت میں اسپر ضروری ہے

اقسام بلا

یہہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ انبیاء اور راستبازوں پر بھی بعض اوقات بلائیں آجاتی ہیں اور تنگی مصائب اور شدائد میں ڈالے جاتے ہیں لیکن یہ گمان کرنا کہ وہ مصائب اور بلائیں کسی گناہ کی وجہہ سے آتی ہیں خطرناک غلطی اور گناہ ہے - ان بلاؤں میں جو خدا کے راستبازوں اور پیارے بندوں پر آتی ہیں اور اون بلاؤں میں جو خدا تعالیٰ کے نافرمانوں اور خطاکاروں پر آتی ہیں زمین آسمان کا فرق ہے - اس لئے کہ ان کے اسباب ہی مختلف ہیں -

نبیوں اور راستبازوں پر جو بلائیں آتی ہیں انہیں انکو ایک صبر جمیل دیا جاتا ہے جس سے وہ بلا اور مصیبت انکے لئے مدرک الحلاوت ہوجاتی ہے وہ اس سے لذت اوٹھاتے ہیں اور روحانی ترقیوں کے لئے ایک ذریعہ ہوجاتی ہیں - کیونکہ ان کی درجات کی ترقی کے لئے ایسی بلاؤں کا آنا ضروری ہے - جو ترقیات کے لئے زینہ کا کام دیتی ہیں - جو شخص ان بلاؤں میں نہیں پڑتا اور ان مصیبتوں کو نہیں اوٹھاتا - وہ کسی قسم کی ترقی نہیں کرسکتا -

دنیا کے عام نظام میں بھی تکالیف اور مشقتوں کا ایک سلسلہ ہے جس میں سے ہر ایسے شخص کو جو ترقی کا خواہاں ہے گذرنا پڑتا ہے - لیکن ان تکالیف اور شاقہ محنتوں میں باوجود تکالیف کے ایک لذت ہوتی ہے جو اسے کشاں کشاں آگے لئے جاتی ہے برخلاف اس کے وہ مصیبت اور تکالیف جو انسان کی اپنی بدکرداری کی وجہہ سے اسپر آتی ہے وہ وہ مصیبت آتی ہے جس میں ایک درد اور سوزش ہوتی ہے جو اسکی زندگی اسکے لئے وبال جان کردیتی ہے وہ موت کو ترجیح دیتا ہے مگر نہیں جانتا کہ یہہ سلسلہ مرکر بھی ختم نہیں ہوگا -

غرض

بلاؤں کے نزول میں ہمیشہ سے قانون قدرت یہی ہے کہ جو بلائیں شامت اعمال کی وجہہ سے آتی ہیں وہ الگ ہیں اور خدا کے راستبازوں اور پیغمبروں پر جو بلائیں آتی ہیں وہ اونکی ترقی درجات کے لئے ہوتی ہیں +

بعض جاہل جو اس راز کو نہیں سمجھتے وہ جب بلاؤں میں مبتلا ہوتے ہیں تو بجائے اس کے کہ اس بلا سے فائدہ اوٹھائیں اور کم از کم آئندہ کے لئے مفید سبق حاصل کریں اور اپنے اعمال میں تبدیلی پیدا کریں کہدیتے ہیں کہ اگر ہم پر مصیبت آئی تو کیا ہوا - نبیوں اور پیغمبروں پر بھی تو آجاتی ہیں حالانکہ ان بلاؤں کو انبیاء کے مشکلات اور مصائب سے کوئی نسبت ہی نہیں - جہالت بھی کیسی بری مرض ہے کہ انسان اس میں قیاس مع الفارق کربیٹھتا ہے - یہہ بڑا دھوکہ واقعہ ہوتا ہے جو انسان تمام انبیاء کی مشکلات کو عام لوگوں کی بلاؤں پر حمل کرلیتا ہے -

پس

خوب یاد رکھو کہ جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا ہے انبیاء اور دوسرے اخیار و ابرار کی بلائیں محبت کی راہ سے ہیں خدا تعالیٰ اونکو ترقی دیتا جاتا ہے اور یہہ بلائیں وسائل ترقی میں سے ہیں -

لیکن جب مفسدوں پر آتی ہیں تو اللہ تعالیٰ انکو اس عذاب سے تباہ کرنا چاہتا ہے وہ بلائیں انکے استیصال اور نیست و نابود کرنے کا ذریعہ ہوجاتی ہیں یہہ ایسا فرق ہے کہ دلائل کا محتاج نہیں ہے کیونکہ جب اچھے آدمی جو خدا تعالیٰ کو مقدم کرلیتے ہیں اور یہہ بھی نہیں جانتے کہ خدا تعالیٰ سے محبت کیوں کرتے ہیں بہشت اور دوزخ انکے دل میں نہیں ہوتا - اور نہ بہشت کی خواہش یا دوزخ کا ذکر ان کو خدا تعالیٰ کی اطاعت کا محرک ہوتا ہے بلکہ وہ طبعی جوش اور طبعی محبت سے خدا تعالیٰ سے محبت کرتے اور اسکی اطاعت میں محو ہوتے ہیں انپر جب کوئی بلا آتی ہے تو وہ خود محسوس کرلیتے ہیں کہ یہہ ازراہ محبت ہے وہ دیکھتے ہیں کہ ان بلاؤں کے ذریعہ ایک چشمہ کھولا جاتا ہے جس سے وہ سیراب ہوتے ہیں اور ان کا دل لذت سے بھر جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کی محبت ایک فوارہ کی طرح جوش مارنے لگ جاتی ہے تب وہ چاہتے ہیں کہ یہ بلا زیادہ ہو تاکہ قرب الٰہی زیادہ ہو اور رضا کے مدارج جلد طے ہوں +

غرض

الفاظ وفا نہیں کرتے جو اس لذت کو بیان کرسکیں جو اخیار و ابرار کو ان بلاؤں کے ذریعہ آتی ہے - یہہ لذت تمام سفلی لذتوں سے بڑھی ہوئی ہے اور فوق الفوق لذت ہوتی ہے - یہہ مصیبت کیا ہے؟ ایک عظیم الشان دعوت ہے جس میں قسم قسم کے انعام و اکرام اور پھل اور میوے پیش کئے جاتے ہیں - خدا اسوقت قریب ہوتا ہے - فرشتے اپنے مصافحہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے مکالمہ کا شرف عطا کیا جاتا ہے اور وحی اور الہام سے اسکی تسلی اور سکینت دی جاتی ہے + لوگوں کی نظر میں یہہ بلاؤں اور مصیبتوں کا وقت ہے مگر در اصل اسوقت اللہ تعالیٰ کے فیضان اور فیوض کی بارش کا وقت ہوتا ہے - سفلی اور سطحی خیال کے لوگ اسکو سمجھہ نہیں سکتے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہہ بلاؤں اور رنجوں ہی کا وقت ہے جو مزا آتا ہے اور راحت ملتی ہے - کیونکہ خدا جو انسان کا اصل مقصود ہے اسوقت اپنے بندے کے بہت ہی قریب ہوتا ہے - ایک حدیث میں آیا ہے کہ قرآن جو دیا گیا ہے غم کی حالت میں دیا گیا ہے پس تم بھی اسکو غم کی حالت میں پڑھو

غرض

غرض میں کہانتک بیان کروں کہ ان بلاؤں میں کیا لذت اور مزا ہوتا ہے اور عاشق صادق کہانتک ان سے محظوظ ہوتا ہے - مختصر طور پر یاد رکھو کہ ان بلاؤں کا پھل اور نتیجہ جو ابرار اور اخیار پر آتی ہیں - جنت اور ترقی درجات ہے اور وہ بلائیں اور غم جو مفسدوں اور شریروں پر آتے ہیں انکی وجہہ شامت اعمال اور تاریک زندگی ہے اور اس کا نتیجہ جہنم اور عذاب الٰہی ہے - پس جو شخص آگ کے پاس جاتا ہے ضرور ہے کہ وہ اس کی سوزش سے حصہ لے اور اسے محسوس کرے اور اسے دکھہ ہو لیکن جو ایک باغ میں جاتا ہے یقینی امر ہے کہ اس کے پھلوں اور پھولوں کی خوشبو سے اور اس خوبصورت نظارہ کے مشاہدہ سے لذت پاوے -

عذاب الٰہی بلا کا علاج

اب واضح رہے کہ جس حالت میں وہ بلائیں جو شامت اعمال کیوجہہ سے آتی ہیں اور جسکا نتیجہ جہنمی زندگی اور عذاب الٰہی ہے ان بلاؤں سے جو ترقی درجات کے طور پر اخیار و ابرار کو آتی ہیں الگ ہیں کیا کوئی ایسی صورت بھی جو انسان اس عذاب سے نجات پاوے؟

اس عذاب اور دکھہ سے رہائی کی بجز اس کے کوئی تجویز اور علاج نہیں ہے کہ انسان سچے دل سے توبہ کرے جب تک سچی توبہ نہیں کرتا یہہ بلائیں جو عذاب الٰہی کے رنگ میں آتی ہیں اسکا پیچھا نہیں چھوڑ سکتی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے قانون کو نہیں بدلتا جو اس بارے میں اسنے مقرر فرمادیا ہے -

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

یعنی جب تک کوئی قوم اپنی حالت میں تبدیلی پیدا نہیں کرتی اللہ تعالیٰ بھی اسکی حالت نہیں بدلتا -

خدا تعالیٰ ایک تبدیلی چاہتا ہے اور وہ پاکیزہ تبدیلی ہے جب تک وہ تبدیلی نہ ہو عذاب الٰہی سے رستگاری اور مخلصی نہیں ملتی - یہہ خدا تعالیٰ کا ایک قانون اور سنت ہے اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوتی کیونکہ خود اللہ تعالیٰ نے ہی یہ فیصلہ کردیا ہے وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّۃِ اللّٰہِ تَبْدِیْلًا - سنت اللہ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی -

پس

جو شخص چاہتا ہے کہ آسمان میں اسکے لئے تبدیلی ہو یعنی وہ ان عذابوں اور دکھوں سے رہائی پائے جو شامت اعمال نے اسکے لئے طیار کئے ہیں اس کا پہلا فرض یہہ ہے کہ وہ اپنے اندر تبدیلی کرے جب وہ خود تبدیلی کرلیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے موافق جو اوس نے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ میں کیا ہے اسکے عذاب اور دکھہ کو بدلا دیتا ہے - اور دکھہ کو سکھہ سے تبدیل کردیتا ہے -

جب انسان کے اندر تبدیلی کرتا ہے تو اوس کے لئے ضرور نہیں ہے کہ وہ لوگوں کو بھی دکھاتا پھرے وہ رحیم کریم خدا جو دلوں کا مالک ہے اسکی تبدیلی کو دیکھہ لیتا ہے کہ یہہ پہلا انسان نہیں ہے - اسلئے وہ اسپر فضل کرتا ہے -

تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ ایک شخص نماز روزہ اور دوسرے اشغال اذکار سے ریا کیا کرتا تھا - تاکہ لوگ اسے ولی سمجھیں - لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام لوگ اسے ریاکار سمجھتے تھے یہانتک کہ بچے بھی جس راستہ سے وہ گذرتا تھا اسکو ریاکار اور فریبی کہا کرتے تھے - ایک رات تک اسکی حالت ایسی ہی رہی - آخر اس نے سوچا کہ اس طریق سے کوئی فائدہ تو نہیں ہوا بلکہ حالت بدتر ہی ہوئی ہے اس لئے اسکو چھوڑ دینا چاہئے - پس اس نے چھوڑ دیا اور ملامتی فرقہ کا سا طریق اختیار کرلیا مسلمانوں میں ملامتی ایک فرقہ ہے جو اپنی نیکیوں کو چھپاتا ہے اور بدیوں کو ظاہر کرتا ہے تاکہ لوگ انہیں برا کہیں - اسیطرح پر وہ اپنی نیکیوں کو چھپانے لگا - اور اندر ہی اندر اللہ تعالیٰ سے سچی محبت کرنے لگا - اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ لکھا ہے کہ جس کوچہ سے گذرتا عام لوگ اور بچے بھی اسے کہتے کہ بڑا نیک ہے

دلی ہے بزرگ ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالے سے محبت کرنا مشک اور عطر کی طرح ہے۔ جو کسی طرح پر چھپ نہیں سکتا یہی تاثیریں ہیں۔ سچی توبہ میں جب انسان سچے دل سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالے اوس کے پہلے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے پھر اوسے نیک اعمال کی توفیق ملتی ہے اسکی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ خدا اوس کے دوستوں کا دوست اور اوس کے دشمنوں کا دشمن ہو جاتا ہے اور وہ تقدیر جو شامت اعمال سے اوس کے لیے مقرر ہوتی ہے وہ دور کی جاتی ہے۔

اس امر کے دلائل بیان کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ انسان اپنی اس مختصر زندگی میں بلاؤں سے محفوظ رہنے کا کسقدر محتاج ہے اور وہ چاہتا ہے کہ ان بلاؤں اور وباؤں سے محفوظ رہے جو شامت اعمال کی وجہ سے آتی ہیں۔ اور یہہ ساری باتیں سچی توبہ سے حاصل ہوتی ہیں پس توبہ کے فوائد میں سے ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ اللہ تعالے اوس کا حافظ اور نگران ہو جاتا ہے۔ اور ساری بلاؤں کو خدا دور کر دیتا ہے۔ اور ان منصوبوں سے جو دشمن اسکے لئے طیار کرتے ہیں اسے محفوظ رکھتا ہے اور اس کا یہہ فضل اور برکت کسی سے خاص نہیں بلکہ جسقدر بندے ہیں خدا تعالے کے ہی ہیں اسلئے ہر ایک شخص جو اس کی طرف آتا ہے اور اس کے احکام اور اوامر کی پیروی کرتا ہے وہ بھی ویسا ہی ہو گا۔ جیسے یہ شخص توبہ کر چکا ہے وہ ہر ایک سچی توبہ کرنے والے کو بلاؤں سے محفوظ رکھتا ہے اور اس سے محبت کرتا ہے۔ پس یہ توبہ جو آج اسوقت کی گئی ہے یہہ مبارک اور عید کا دن ہے اور یہہ عید ایسی عید ہے جو کبھی میسر نہیں آئی ہو گی ایسا نہ ہو کہ تھوڑے سے خیال سے ماتم کا دن بنا دو۔ عید کے دن اگر ماتم ہو تو کیسا غم ہوتا ہے کہ دوسرے خوش ہوں اور اس کے گھر ماتم ہو موت تو سب کو ناگوار معلوم ہوتی ہے لیکن جس کے گھر عید کے دن موت ہو وہ کسقدر ناگوار ہو گی۔

قاعدہ کی بات ہے کہ جب انسان ایک نعمت کی قدر نہیں کرتا۔ وہ ضائع ہو جاتی ہے۔ دیکھو جن چیزوں کی تم قدر کرتے ہو اون کو صندوقوں میں بڑی حفاظت سے رکھتے ہو۔ اگر ایسا نکرو تو وہ ضائع ہو جاتی ہے اسیطرح اس مال کا جو ایمان کا مال ہے چور **شیطان** ہے اگر اس کو بچا کر دل کے صندوقوں میں احتیاط سے نہ رکھو گے تو چور آئیگا اور لے جائیگا۔ یہہ چور بہت ہی خطرناک ہے دوسرے چور جو اندھیری راتوں میں آکر نقب لگاتے ہیں وہ اکثر پکڑے جاتے ہیں اور سزا پاتے ہیں لیکن یہہ چور ایسا ہے کہ اسکی عمر بہت ہے اور ابھی پکڑا نہ جائیگا یہہ اسوقت آتا ہے جب گناہ کی تاریکی پھیل جاتی ہے کیونکہ چور اور روشنی میں دشمنی ہے۔ جب انسان اپنا منہ خدا کی طرف رکھتا ہے اور اسی کی طرف رجوع اور توجہ کرتا ہے تو وہ روشنی میں ہوتا ہے اور شیطان کو کوئی موقع اپنی دستبرد کا نہیں ملتا۔

پس کوشش کرو کہ تمہارے ہاتھوں میں ہمیشہ روشنی رہے اگر غفلت بڑھ گئی تو یہہ چور آئیگا اور سارا اندوختہ لے جائیگا اور برباد ہو جاؤ گے۔ اسلئے اس اندوختہ کو احتیاط اور اپنی راستبازی اور تقوی کے ہتھیاروں سے محفوظ رکھو یہہ ایسی چیز نہیں ہے کہ اس کے ضائع ہونے سے کچھ حرج نہ ہو۔ بلکہ اگر یہہ اندوختہ جاتا رہا۔ تو ہلاکت ہے اور ہمیشہ کی زندگی سے محروم ہو جاؤ گے۔

تنبیہ اور تبلیغ

یاد رکھو یہہ طاعون کے دن ہیں معلوم نہیں ستمبر کے آخر اور اکتوبر کے شروع میں کیا ہو؟ جہانتک خدا نے مجھ پر ظاہر کیا ہے میں دیکھتا ہوں کہ بہت خطرناک دن آنے والے ہیں اس لئے ہر ایک شخص جو چاہتا ہے کہ خدا تعالے کے غضب سے محفوظ رہے وہ اسیوقت سے طیاری کرے جب تک غضب الٰہی نازل نہیں ہوتا اور اس کے آثار نمودار نہیں ہوتے تو ہر شخص واجب الرحم ہوتا ہے لیکن جب آثار نمودار ہو جاویں پھر عذاب نہیں ٹلتا۔

بہت سے لوگ بیباک اور جرات کرنے والے ہوتے ہیں وہ شوخی سے کہہ دیتے ہیں کہ صد ہا وبائیں بلائیں اور ہیضے وغیرہ آتے ہیں ایسا ہی طاعون بھی ہے۔ لیکن یہہ ان کی بدبختی اور شقاوت ہے جو ایسی جرات پیدا ہوئی ہے وہ نہیں جانتے کہ یہ برے دنوں کی نشانی ہے جب بلائیں دنیا میں آتی ہیں اور دنیا کو تباہ کرتی ہیں۔ تو شامت اعمال سے ہی آتی ہیں۔ ہمیشہ سے گناہ ہوتا آیا ہے اور ہمیشہ ان صورتوں میں ہی عذاب اور بلا آئی ہے اور ان گناہوں کے بدلے میں سزا دی گئی ہے۔ پھر یہہ شوخی اچھی نہیں اس کا نتیجہ بہت ہی برا ہے یہہ وقت تو ایسا ہے کہ خدا سے صلح کرو اور پاک تبدیلی کرو۔ نہ یہہ کہ شوخی و شرارت سے پیش آؤ۔

یاد رکھو یہہ طاعون ایک خطرناک عذاب الٰہی ہے جو اسوقت نازل ہوا ہے اس کو حقیر مت سمجھو اس کا انجام اچھا نہیں ہے خدا تعالے کی کتابوں میں یہہ ایک نشان مقرر کیا گیا ہے۔ خدا تعالے کے نشانوں کو جو شخص حقارت سے دیکھتا ہے وہ نقصان اوٹھاتا ہے۔

میں کھول کھول کر بیان کرتا ہوں کہ اس عذاب سے مخلصی کے لئے سچی توبہ اور پاک تبدیلی کی ضرورت ہے اور بجز اس کے چارہ نہیں۔

پس ابھی وقت سے اس کے لئے طیاری کرو۔ شوخیوں اور شرارتوں سے باز آجاؤ۔ میں یہہ بات بھی بیان کرنی چاہتا ہوں کہ

مسیح موعود کے زمانہ کے بہت سے نشانوں میں سے دو بڑے نشان ہیں جن میں سے ایک آسمان پر ظاہر ہو گا اور دوسرا زمین پر۔

آسمان کا نشان تو یہہ تھا کہ اوس کے زمانہ میں رمضان کے مہینہ میں مقررہ تاریخوں پر سورج اور چاند کو گرہن ہو گا۔ چنانچہ کئی سال گذرے یہہ نشان پورا ہو گیا اور نہ صرف اس ملک میں بلکہ دوسری جگہ امریکہ میں بھی پورا ہوا۔

دوسرا نشان یہی طاعون کا نشان تھا جو زمینی ہے۔ یہہ نشان بدن پر لرزہ ڈالدینے والا نشان ہے کئی سال سے یہ بلا اس ملک میں نازل ہو رہی ہے مگر میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ ابھی تک غفلت اور بدمستی اسی طرح ترقی پر ہے۔

میں جانتا ہوں کہ خدا تعالے کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے۔ آخر اس طاعون کی اسقدر شدت ہو جائیگی کہ دس میں سے سات مر جائیں گے۔ اور بعض بستیاں بالکل تباہ اور برباد ہو جائیں گی۔

جہانتک اللہ تعالے نے مجھ پر ظاہر کیا ہے میں دیکھتا ہوں کہ ابھی بہت خطرناک دن آنے والے ہیں۔ اسلئے میں ہر ایک کو جو سنتا ہے کہتا ہوں کہ دیکھو اسوقت ہر ایک نفس کو چاہیئے کہ اپنے نفس اپنی بیوی بچوں اور دوستوں پر رحم کرے۔

میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ تعالے رجوع کرنے والوں پر اپنا فضل کر دیتا ہے اور یہہ عذاب ٹل سکتا ہے پس چاہیئے کہ ہر شخص کوشش کرے اور سچی توبہ اور پاک تبدیلی کے ساتھ خدا تعالے سے دعائیں مانگے۔

ایک اعتراض کا جواب

بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ ہمارے سلسلہ میں سے بھی بعض آدمی طاعون سے مر گئے ہیں ایسے معترضین کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ موت تو ہر نفس کے لئے مقرر ہے اور ایک نہ ایک دن سب کو مر جانا ہے۔

اور طاعون سے صحابہ میں سے بھی بعض شہید ہو گئے تھے۔ غرض موت سے تو چارہ نہیں امیر و غریب ہندو و مسلمان زن و مرد سب مرتے ہیں لیکن کسی موت پر اتنا رحم نہیں آتا جیسا اس موت پر کہ گھر کا گھر تباہ ہو جائے اور قفل لگ جاوے۔ اس لئے اول نسبت قایم کرو کہ ایسی موتیں کن لوگوں میں ہوئی ہیں۔

اس کے سوا یہہ بھی یاد رکھو کہ ہماری جماعت میں داخل ہونے والوں کا صحیح علم کہ وہ ایمان میں کس درجہ تک ہیں اللہ تعالے ہی کو ہے اب وہ لاکھ سے بھی زیادہ جماعت ہے۔ ہمیں علم نہیں ... حد تک کس کا ایمان ہے البتہ قیاسی طور پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ بعض کامل الایمان ہیں اور بعض اوسط درجہ کا ایمان رکھتے ہیں اور بعض ابھی ناقص درجہ پر ہیں۔

ایمان کے تین درجے

اللہ تعالٰی فرماتا ہے

مِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ۔ یعنی تین قسم کے مومن ہوتے ہیں ایک تو ظالم لنفسہ ہوتے ہیں۔ انہیں گناہ کی آلائش موجود ہوتی ہے۔ بعض میانہ رو اور بعض سراسر نیک ہوتے ہیں اب ہمیں کیا علم ہے کہ کون کس درجہ اور مقام پر ہے۔ ہر ایک شخص کا اللہ تعالے کے ساتھ الگ معاملہ ہے جیسا کوئی اس سے تعلق رکھتا ہے ویسا ہی وہ اس سے معاملہ کرتا ہے۔ جو لوگ کامل الایمان ہیں میں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالے اسے امتیاز دے گا کیونکہ مومن اور کافر کے درمیان ایک **فرقان** رکھا جاتا ہے۔ قرآن شریف میں مومن سے وہ مراد نہیں ہے کہ صرف زبان تک ہی اس کی قیل و قال محدود ہو۔ اور صبح وہ ایمان کا کام کرے تو شام کو کفر کا کرے۔ ایک لقمہ وہ تریاق کا کھاتا ہے اور دوسرا زہر کا بھی کھا لیتا ہے ایسے شخص کو وہ **فرقان** اور امتیاز جو مومن کے مقرر کیا گیا ہے نہیں دیا جاتا۔ تم خود ہی سوچ لو کہ وہ مریض جو پرہیز نہیں کرتا ہے خواہ اوسکو کیسے ہی شفا بخش نسخے دے جاویں اور وہ کیسے ہی مجرب کیوں نہ ہوں لیکن اگر وہ پرہیز نہیں کرتا تو وہ نسخے اسکو فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔

پس یہی حال **بیعت** کا ہے۔ اگر کوئی شخص بیعت تو کرتا ہے لیکن **شرائط بیعت** کو پورا نہیں کرتا اور اپنے اندر پاک تبدیلی جو بیعت کا اصل مقصد ہے نہیں کرتا وہ اپنے لئے وبال جان ہو جاتا ہے ہاں **کامل الایمان** اکسیر ہے اسکے ساتھ **فرقان** رکھا جاتا ہے اگر یہہ امتیاز نہ ہوتا تو دنیا تباہ ہو جاتی۔ اور خدا تعالے پر ایمان مشکل ہو جاتا۔ اس قسم کے نشانوں سے ہی خدا تعالے کی ہستی پر ایمان پیدا ہوتا ہے۔

اب میں پھر اس اعتراض کی طرف توجہ کرتا ہوں۔ جو کہتے ہیں کہ ہماری جماعت میں سے بعض آدمی طاعون سے مرے ہیں۔

اس بات کو خوب غور سے یاد رکھو کہ صحابہ میں سے جو بعض طاعون سے شہید ہوئے وہ اون کے لئے عذاب نہ تھی بلکہ صحابہ کا گروہ بڑھتا۔ اور ان کے لئے موجب شہادت ہوئی۔ دوسروں کے لئے وہ طاعون تباہی اور بربادی کا باعث ہوئی۔ یہی فرق ہے اگر کسی مومن کو طاعون ہو جاوے وہ اس کے لئے شہادت ہے۔ اور دوسروں کے لئے تباہی کا موجب۔ باایں ہمہ جیسا میں نے پہلے بیان کیا ہے۔ مومن اور غیر مومن میں ایک **امر فارق** ہوتا ہے۔ اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی مومن کے ساتھ ایسے معاملات ہوتے ہیں کہ خدا تعالے اسکو ایک بین امتیاز عطا کرتا ہے اور اسکو تباہ کرنا نہیں چاہتا۔ اسکی وہی مثال ہے کہ انبیاء علیہم السلام پر بھی مصیبت آتی ہے اور دوسروں پر بھی جو ان کے مخالف ہوتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام بڑھتے ہیں اور کامیاب ہوتے ہیں۔ اور دوسرے تباہ اور ذلیل ہوتے ہیں پس دہریوں کی طرح دھوکہ مت کھاؤ۔

وہاں اور رنگ ہے اور یہاں اور رنگ ہے۔

اس کے علاوہ یہہ بھی خوب غور سے سنو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں لڑائیاں ہوئی تھیں۔ اور وہ لڑائیاں عذاب کے رنگ میں تھیں کیونکہ کافر بار بار سوال کرتے تھے کہ آپ ہمیں قہری نشان اور معجزہ دکھاؤ کہ ہم پر پتھر برسیں انکے بار بار کے سوالات پر ان کو وعدہ دیا گیا کہ میں قہری نشان دکھاؤں گا۔ اور وعدہ دیا گیا کہ وہ نشان تلوار کے ذریعہ ظاہر ہو گا۔ اب

صاف ثابت ہے کہ وہ عذاب کافروں کے واسطے تھا مگر اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ ان جنگوں میں (جو قہری نشان کی صورت میں ظاہر ہوئے تھے) صحابہ بھی شہید ہوئے۔ اب کیا کوئی یہہ اعتقاد رکھتا ہے کہ صحابہ جو شہید ہوئے تھے معاذ اللہ وہ تلوار ان کے لئے بھی عذاب تھی؟ ہرگز نہیں بلکہ صحابہ کی شہادت تو قوم کی ترقی اور فتوحات کا باعث ہوئی صحابہ کی قوم بڑھ گئی اور بالمقابل مخالفوں کا نام و نشان مٹ گیا اور ستیاناس ہو گیا اب کوئی پتہ دے سکتا ہے کہ ابوجہل کی اولاد کہاں ہے؟ اسکی بیخ کنی ہو گئی یہی مثال سمجھنے کے لئے کافی ہے۔

اسی طرح پر اس میں شک نہیں کہ طاعون عذاب کی صورت میں نازل ہوا ہے اور اگر ہماری جماعت میں سے بعض آدمی طاعون سے فوت ہو گئے ہیں تو اسپر شور مچانا یا اعتراض کرنا دانشمندی نہیں ہے۔ بلکہ غور طلب یہہ امر قرار دینا چاہئے کہ کس کو طاعون سے نقصان کس کا ہوا اور فائدہ کسکو پہونچا؟ میں یقیناً کہتا ہوں کہ جب طاعون شروع ہوئی ہے۔ اسوقت میری جماعت کی تعداد بہت تھوڑی تھی۔ مگر اسوقت دو لاکھ سے بھی یہہ جماعت بڑھی ہوئی ہے اور یہہ ترقی طاعون کے سبب سے بھی ہوئی ہے طاعون نے میری جماعت کو بڑھایا ہے۔ اور مخالفوں کو گھٹایا ہے۔

مجھے وعدہ دیا گیا تھا کہ طاعون تیری ترقی کا موجب ہوگی سو اس وعدہ کے موافق یہہ جماعت بڑھ رہی ہے اور دو لاکھ تک بڑھی ہے مگر مخالفوں کا تو دوہرا نقصان ہوا ہے کچھہ ان میں سے قبروں میں گئے ہیں اور کچھہ ہمارے پاس آگئے ہیں۔

اگر ہمارا نقصان اس سے ہوتا تو یہ جماعت جو بہت ہی مختصر اور قلیل تھی بالکل تباہ ہو جاتی اور آج کوئی اس کو جاننے والا بھی نہ ہوتا ان واقعات کو مدنظر رکھکر معترض کو چاہئے کہ دیکھے کیا یہہ اعتراض کوئی شے ہے؟

طاعون کی خبر آج سے نہیں ۲۴ برس سے براہین احمدیہ میں شائع ہو چکی ہوئی ہے اور اس لئے یہہ معمولی نظر سے دیکھنے کے قابل نہیں ہے۔ بلکہ یہہ عظیم الشان قہری نشان ہے۔

غرض

طاعون نے ہمیں نقصان نہیں پہونچایا بلکہ فائدہ ہی دیا ہے اس کے ساتھہ ہی میں یہہ بھی ضرور کہتا ہوں کہ ایمان کے **طبقات** ہیں جیسا کہ میں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں اسلئے ان طبقات کے لحاظ سے جو شخص کامل الایمان ہے وہ نافع الناس وجود ہے تبلیغ دین کرنے والا ہے وہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک قابل قدر ہے وہ طاعون سے ضرور بچایا جائیگا۔ بعض آدمی جنکی ایمانی حالت کمزور ہوتی ہے اور وہ اس درجہ پر نہ پہونچے ہوئے ہوں جہاں اللہ تعالےٰ کسی کو مومن کہتا ہے۔ اور ان کی ضرورت ہی کم ہو پھر ان میں سے کوئی اگر فوت ہو جاوے تو اس میں کیا حرج ہے۔ میں یہہ خوب جانتا ہوں کہ ایمان کے درجات ہیں اور ہر درجہ پر برکت ملتی ہے لیکن انہیں باہم فرق ضرور ہوتا ہے۔

دیکھو اسوقت آفتاب کی روشنی ہے آنکھیں کھلی ہیں ہر ایک چیز دور و نزدیک کی صاف اور واضح نظر آتی ہے جب آفتاب کی سلطنت ختم ہو جائیگی تو رات آئیگی اور تاریکی عالم ہی اور ہوگا۔ اگرچہ اسوقت چاند یا ستاروں کی روشنی ہوگی مگر ان روشنیوں میں زمین آسمان کا فرق ہوگا۔ ایسا ہی ایمان کے مراتب میں فرق صریح ہے ایمان بھی ایک روشنی ہے۔ جس جس درجہ پر ایمان پہونچتا ہے اسی مرتبہ کے موافق روشنی اور پھل پاتا ہے جو چاہتا ہے کہ عمر زیادہ ہو اور اس قہری نشان میں ایک امتیاز پیدا کرے۔ اوسکو لازم ہے کہ وہ کامل الایمان ہو اور اپنے وجود کو قابل قدر بنا دے۔ اور اس کی یہی صورت ہے کہ لوگوں کو نفع پہونچاوے اور دین کی خدمت کرے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

وَاَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ

یہہ خوب یاد رکھو کہ عمر کہانے پینے سے لمبی نہیں ہو سکتی بلکہ اس کی اصل راہ وہی ہے جو میں نے بیان کی ہے بہت سے لوگ ہیں جو صرف کہانے پینے کو ہی زندگی کی غرض و غایت سمجھتے ہیں حالانکہ زندگی کی یہہ غرض نہیں۔

سعدی کہتا ہے ؎

خوردن برائے زیستن و ذکر کردن است
تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردن است

جب انسان کا ایک اصول ہو جاوے کہ زیستن از بہر خوردن است اسوقت اس کی نظر پر نہیں رہتی بلکہ وہ دنیا کے کاروبار اور تجارت ہی میں منہمک ہو جاتا ہے اور خدا تعالےٰ کی طرف توجہ اور رجوع کا خیال بھی نہیں رہتا۔ اسوقت اسکی زندگی قابل قدر وجود نہیں ہوتی۔ ایسے لوگوں کے لئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

قُلْ مَا یَعْبَؤُا بِکُمْ رَبِّیْ لَوْلَا دُعَآؤُکُمْ

یعنی میرا رب تمہاری پروا کیا رکھتا ہے اگر تم اوسکی بندگی نکرو۔

مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ اس ملک میں ہیضہ کی خطرناک وبا پڑی تھی اس سے پہلے اللہ تعالےٰ نے مجھے ایک کشف کے ذریعہ یہہ نظارہ دکھایا تھا میں نے دیکھا کہ ایک بڑا میدان ہے اور اس میں ایک بہت بڑی لمبی نالی ہے جسپر قصابوں نے بھیڑیں لٹائی ہوئی ہیں اور چھریاں ان کی گردنوں پر رکھی ہوئی ہیں وہ آسمان کی طرف منہ کر کے دیکھ رہے ہیں گویا آسمانی حکم کا انتظار کر رہے ہیں میں پاس ہی ٹہل رہا ہوں اتنے میں میں نے یہی آیت پڑھی۔

قُلْ مَا یَعْبَؤُا بِکُمْ رَبِّیْ لَوْلَا دُعَآؤُکُمْ

یہہ آیت سنتے ہی اونہوں نے چھریاں پھیر دیں اور وہ بھیڑیں تڑپنے لگیں انکو تڑپتے دیکھہ وہ قصاب بولے کہ تم کیا ہو؟ گوہ کہانے والی بھیڑیں ہی ہو۔ غرض اس کے بعد ہیضہ کی وہ خطرناک وبا پڑی۔ پس جو انسان خدا تعالےٰ کی طرف توجہ نہیں کرتا اسکا رتبہ اور قدر اس سے زیادہ نہیں ہوتا۔

کچھہ اپنی نسبت بالآخر میں یہہ کہتا ہوں کہ میری نسبت جو مخالف لوگ مخالفت کرتے ہیں اور میرا انکار کرتے ہیں۔ اگر وہ دعائیں کرتے اور خدا تعالےٰ سے میری نسبت کشف حقائق چاہتے تو ان کی آنکھیں کھل جاتیں۔ مگر افسوس ہے کہ اونہوں نے مخالفت میں حد سے زیادہ حصہ لیا اور میرے دعاوی پر نہ غور کی اور نہ میری کتابوں کو پڑھا اور نہ میری باتوں کو تعصب سے خالی ہو کر سنا۔ وہ مجھے دجال اور مفتری تو کہتے ہیں۔ مگر وہ اس امر پر غور نہیں کرتے۔ کہ کیا دجال اور مفتری بھی اس قسم کی کامیابی حاصل کیا کرتے ہیں۔ یاد رکھو کہ اگر یہہ انسان کا اپنا سلسلہ ہوتا تو کبھی کا تباہ ہو جاتا۔ کیونکہ اس کے تباہ کرنے میں ہر طرف سے مخالفانہ کوشش ہو رہی ہے اور جب خدا تعالےٰ کے بھی خلاف ہوتا تو وہ بھی اس کا دشمن تھا۔ پھر کیا وجہہ ہے؟ کہ یہہ بجائے تباہ ہونے کے ترقی کر رہا ہے۔ اسکی وجہہ یہی ہے کہ یہہ خدا کی طرف سے ہے انسانی کاروبار نہیں ہے۔ تم جانتے ہو کہ میرا یہہ دعوی آج نہیں ہوا ہے بلکہ ۲۴ سال سے میں دعوے کر رہا ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ میرے ساتھہ ہمکلام ہوتا ہے اور اوس نے مجھے مامور کیا ہے۔

انسانی گورنمنٹ میں اگر کوئی شخص چھوٹا ملازم سرکار بنے تو وہ فوراً پکڑا جاتا ہے۔ اور سزا پاتا ہے تو یہہ ایسا اندھیر ہے کہ خدا تعالےٰ کی گورنمنٹ میں ایک شخص مامور ہونے کا مدعی ہے اور بجائے اسکے کہ وہ پکڑا جاتا اور تباہ کیا جاتا اسے ترقی مل رہی ہے۔ کوئی بتا دے کیا جھوٹوں کے ساتھہ ایسا معاملہ ہوتا ہے؟ براہین احمدیہ چھپی ہوئی موجود ہے اس شہر میں اس کے بہت سے نسخے ہونگے اسکو پڑھو اور دیکھو کہ جو کچھہ اس میں درج ہے کیا آج بہت سی باتیں انمیں سے پوری نہیں ہو چکی؟ اور کیا کوئی منصوبہ باز کرسکتا ہے کہ اسقدر عرصہ دراز پہلے جب کہ اپنی زندگی کا بھی اعتبار نہیں ہوتا۔ ایک بات کہے اور پھر اتنے عرصہ کے بعد جس میں ایک بچہ پیدا ہو کر بھی صاحب اولاد ہو سکتا ہے وہ پوری ہو جاوے۔

میں جانتا ہوں کہ اسی شہر میں ایسے لوگ بھی ہیں جو جانتے ہیں کہ اس زمانہ میں مجھے جاننے والے کتنے تھے میں سچ کہتا ہوں کہ میں ایک گمنامی کی حالت میں تھا سال بھر میں بھی کبھی ایک خط نہ آتا تھا۔ لیکن اس گمنامی کے زمانہ میں علیم و خبیر خدا نے مجھے خبر دی جو براہین احمدیہ میں موجود ہے۔ کہ ایک زمانہ آنے والا ہے۔ جبکہ فوج در فوج لوگ تیرے پاس آئیں گے میں لوگوں کو کھینچ کھینچ کر لاؤں گا۔ اور مالی نصرتیں بھی آئیں گی اور دنیا میں تیری شہرت ہو جائیگی۔ جیسے لکھا ہے

فَحَانَ اَنْ تُعَانَ وَتُعْرَفَ بَیْنَ النَّاسِ

اور پھر فرمایا

یَاْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ

اور یَاْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ

اور پھر فرمایا۔

وَلَا تُصَعِّرْ لِخَلْقِ اللّٰہِ وَلَا تَسْئَمْ مِّنَ النَّاسِ

یعنی اب وقت آگیا ہے کہ تو لوگوں میں شناخت کیا جاوے اور تیری مدد کی جاوے تیرے پاس دور دور راہوں سے لوگ آئیں گے اور دور دراز جگہوں سے تجھے تحائف اور مالی نصرتیں آئیں گی۔ اور پھر فرمایا کہ تیرے پاس کثرت سے مخلوق آئے گی اس لئے تو کمینں سے انکو قبول کرنا اور ان کی کثرت سے تھک نہ جانا غرض اس قسم کے بہت سے الہامات ہیں جو نہ صرف عربی زبان میں ہوئے۔ بلکہ فارسی میں ہوئے اردو میں ہوئے اور انگریزی میں بھی ہوئے جسکو میں جانتا بھی نہیں۔ اور ایک لمبا سلسلہ ان الہامات اور پیشگوئیوں کا چلا گیا ہے۔ اور جہاں براہین ختم ہوتی ہے وہاں یہہ الہام ہوا۔

دنیا میں ایک نذیر آیا دنیا نے اوسکو قبول نہ کیا پر خدا اوسکو قبول کریگا اور زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کردے گا۔

مجھے حیرت آتی ہے جب میں ان لوگوں کے منہ سے سنتا ہوں کہ کوئی نشان دکھاؤ۔ ان نشانات پر وہ غور نہیں کرتے اور انکو حقیر سمجھتے ہیں۔

افسوس!

اور اور نشان مانگتے ہیں۔ میں یقین کرتا ہوں کہ خدا تعالےٰ قادر ہے وہ نشان پر نشان دکھا رہا ہے۔ لیکن یہہ دانشمندی اور تقوی کا طریق نہیں ہے کہ پہلے نشانوں کو چھوڑ دیا جائے۔ ان نشانوں کو سرسری نظر سے نہ دیکھو مولوی محمد حسین صاحب وہ شخص ہیں کہ انسے بڑھکر کسی نے عداوت کا نمبر نہیں لیا۔ انہوں نے بنارس تک پھر کر کفر کا فتوی حاصل کیا اور ہر قسم کی مخالفت میں اونہوں نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا اور کوئی کسر نہیں چھوڑی اب باوجود اس مخالفت کے اسکو قسم دیکر پوچھو کہ جب تم نے براہین احمدیہ پر ریویو لکھا اور یہہ پیشگوئیاں اور نشان اسمیں موجود تھے اسوقت ہمارا کیا حال تھا۔ کہانتک میری شہرت تھی اور کسقدر لوگوں کو تعلق تھا۔ اور کیا اب ان الہامات کے موافق یہہ نشانات جو پورے ہوئے ہیں آپ بنائے گئے ہیں۔؟ اسوقت موجود تھے یا نہیں؟ اور اونہوں نے پڑہے تھے یا نہیں؟ اگر پڑہے تھے تو پھر سچ سچ کہو کہ ایسے زمانہ میں جب یہ دعا سکھائی گئی تھی کہ

رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ

اور اس میں آپ گواہی دیتا ہے کہ میں اکیلا ہوں وہ الہامات جو جماعت کی ترقی اور میری قبولیت کے متعلق ہیں عظیم الشان نشان ہیں یا نہیں؟ اگر تعصب اور سخت دل مانع نہ ہو تو اقرار کرنا پڑے گا۔

پھر اسی براہین میں یہ بھی موجود ہے کہ علماء مخالفت کریں گے کہ ترقی نہ ہو۔ لیکن میں ترقی دونگا اور یہہ سب لوگ جانتے ہیں اور ہر روز دیکھتے ہیں کہ کسقدر مخالفت ہو رہی ہے۔ اور کیا اس مخالفت سے یہہ سلسلہ رک گیا یا اس نے ترقی کی؟ اگر کوئی ایسی نذیر دنیا میں موجود ہے اور کوئی شخص ایسی کتاب پیش کر سکتا ہے جس میں ایک عرصہ پہلے

ایسی پیشگوئیاں درج ہوں اور وہ پوری ہوئی ہوں یقیناً یاد رکھو کہ کسی مفتری یا کذاب سے ایسا سلوک نہیں کیا جاتا اور اسقدر مہلت اور فرصت اسے نہیں دی جاتی اگر کوئی ایسا مفتری یا کذاب پیش کیا جاوے تو ہم قبول کرلیں گے پھر ایسی مخالفت کے متعلق یہہ خبر بھی دی گئی تھی کہ ہر مخالفت کرنے والا اپنے منصوبوں اور تجویزوں میں ناکام اور نامراد رہے گا خواہ وہ مولوی ہو یا فقیر ہو یا امیر ہو کوئی ہو اور اتنک واقعات نے اس امر کو سچا ثابت کر دکھایا ہے۔

اور میں کھلے دل سے بیان کرتا ہوں کہ میں خدا تعالےٰ کی ان پیشگوئیوں اور ان مکالمات پر جو میرے ساتھ ہوتے ہیں ایسا ہی یقین رکھتا ہوں جیسا کہ خدا کی دوسری کتابوں پر ایمان لاتا ہوں۔ اوس نے یہہ بھی مجھے فرمایا ہے کہ میں تجھے بہت برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے وہ زمانہ خواہ کبھی آنے والا ہو لیکن میں یقین رکھتا ہوں کہ اسی طرح ہوگا۔ اس زمانہ کے لوگ دیکھیں گے یا اون کے بیٹے یا اون کے بیٹے غرض ہوگا۔ ضرور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ایک نقطہ یا شعشہ نہ ٹلے گا۔

غرض

یہہ نشانات ہیں جنپر غور کرنا چاہئے۔ اور ٹھنڈے دل سے سوچو کہ مفتری کو یہہ تائیدیں نہیں ملا کرتیں۔ پھر بعض لوگ یہہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ ہم نشانات کو کیا کریں قرآن شریف کے خلاف مسائل پیش کئے جاتے ہیں۔

مجھے ایسا کہنے والوں پر بھی افسوس آتا ہے کہ اگر ان کا قرآن شریف پر ایمان ہوتا تو ہرگز ایسی بات نہ کہتے کیونکہ ہم نے بارہا ظاہر کیا ہے اور کتابوں میں شایع کیا ہے کہ ہم قرآن شریف پر ایمان لاتے ہیں اگر کوئی شخص ایک آیتہ کا بھی انکار کرے وہ گمراہ اور جہنمی ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا انکار کرے وہ کافر ہے مگر کیا کریں یہہ لوگ بنی اسرائیل کی طرح جنہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا نہیں مانتے اور انکار کرتے ہیں کہ مجھ میں اور ان میں یہی اختلاف ہے کہ یہہ لوگ کہتے ہیں کہ آیتہ

یا عیسےٰ انی متوفیک و رافعک الیّ الآیہ

کی ترتیب جو قرآن شریف میں ہے صحیح نہیں ہے مگر میں کہتا ہوں کہ خدا تعالےٰ کے کلام کی نسبت ایسا اعتقاد رکھنا یا گمان کرنا خطرناک بے ادبی اور شوخی ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اس آیت کی ترتیب صحیح ہے اور اسی لئے اسکے یہہ معنی ہیں کہ اے عیسیٰ میں تجھے وفات دینے والا ہوں اور اپنی طرف تیرا رفع کرنے والا ہوں۔ مگر یہہ لوگ اس ترتیب کو غلط (معاذ اللہ) ٹھہراتے ہیں۔

اور کہتے ہیں کہ رافعک الیّ کی جگہہ رافعک الی السماء الثانیہ چاہیئے۔ اور اس کے بعد متوفیک چاہیئے۔ گویا کہ ان کے اعتقاد کے موافق خدا تعالےٰ کو غلطی لگی اس نے کہنا تو یہہ تہا یا عیسےٰ انی رافعک الی السماء الثانیہ و متوفیک اور کہہ دیا یہہ جو آیت میں درج ہے۔ اب میں قرآن کو چھوڑتا ہوں اور اس کے خلاف کہتا ہوں یا یہہ خود کرتے اور کہتے ہیں۔ انصاف سے بولو اگر یہہ تحریف نہیں تو کیا ہے۔ اسی پر مجھے کہا جاتا ہے کہ قرآن کے خلاف ہے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ قرآن کی تحریف ہے جس سے یہودیوں پر لعنت پڑی اور وہ سور اور بندر بنے یہودی جو تحریف کرتے تہے اون کے متعلق بھی یہی فرمایا ہے يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ۔

اور جب تم بھی اسی قسم کی تحریف کرتے ہو تو قرآن شریف پر تمہارا کیا ایمان ہے۔

میں زور سے کہتا ہوں کہ وہ دل خدا ترس نہیں ہے اور اس میں تقویٰ کا حصہ ہے۔ جو خدا تعالےٰ کے کلام میں تصرف کرنا چاہتا ہے اگر تم سچے ہو اور تحریف نہیں کرتے تو پھر وہ حدیث صحیح پیش کرو جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ رافعک الی [illegible] کی بجائے رافعک الی السماء الثانیہ چاہیئے اور یہہ متوفی سے پہلے ہے قرآن شریف میں جو لکہا ہوا ہے "غلط" ہے اور تم سن رکہو کہ ہرگز ہرگز کوئی شخص ایسی حدیث صحیح پیش کرنے پر قادر نہ ہوگا۔

جسقدر صاحب یہاں موجود ہیں۔ آخر ہوش و حواس رکہتے ہیں وہ انصاف سے کہیں کہ اگر کوئی شخص تمسک کو الٹ پلٹ کرتا ہے تو وہ جعل سازی کا مرتکب ہوتا ہے یا نہیں اور وہ اس جعل سازی کی سزا میں جیل میں بہیجا جاتا ہے۔ پھر یہہ اندہیر کیوں روا رکہا جاتا ہے کہ خدا تعالےٰ کے کلام کو الٹ پلٹ کیا جاوے۔ خدا سے ڈرو یہہ بہت خطرناک دلیری ہے۔ ہاں اگر صحیحین میں کوئی حدیث درج ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسطرح فرمایا ہے تو پیش کرو ہم مان لیں گے لیکن اگر تم پیش نہ کرو اور نہیں کرسکو گے۔ تو یہہ تقوےٰ کے خلاف ہے۔ کہ خود کہہ دو اور دوسری غلطیوں کو قرآن شریف کی شرح ٹھہراؤ ہم بار بار تم سے پوچھیں گے کہ بخاری یا مسلم میں دکھلاؤ کہ اس میں لکہا ہے کہ رافعک الی السماء الثانیہ پڑھا کرو۔

دیکھو ان باتوں پر غور کرو میرا یہہ مدعا نہیں کہ ہر ایک شخص محض اسوجہہ سے کہ وہ میرے ساتھ عداوت رکھتا ہے اور تعصب نے اوس کے جوش کو بڑھا دیا ہے بے اختیار بول اوٹھے۔ اللہ تعالےٰ بہتر جانتا ہے کہ میں محض خدا تعالےٰ کے لئے کہتا ہوں انسان کی جہوٹی منطق کبھی ختم نہیں ہوتی ہے اس لئے میں مقابلہ کرنے کے لئے نہیں آیا ہوں۔ لیکن میں اپنے دل میں مخلوق کی ہمدردی اور بہلائی کے لئے ایک جوش رکھتا ہوں

جو خدا تعالےٰ نے میرے دل میں ڈالا ہے اسلئے سچے دل سے کہتا ہوں اور خدا تعالےٰ نے اپنے پاک کلمات سے مجھے خبر دی ہے۔ مت سمجھو کہ میں بیہودہ طور پر کہتا ہوں۔ بلکہ سچ سچ یہی بات ہے پس جلد بازی نکرو کہ جلدی صحیح نتیجہ پر پہنچنے سے روک دیتی ہے میں جانتا ہوں کہ بہت سے لوگ اپنے سینے اور دل کو تہام نہیں سکتے اور یہہ مرض کثرت سے پہیل گیا ہے کہ مخالفت کی وجہہ سے حق بات پر کبہی غور نہیں کرتے اور یونہی کوئی بات سنی منہ پر جہاگ آجاتی ہے اور پھر جو زبان پر آتا ہے کہ دیتے ہیں مگر یاد رکہو یہہ امر تقوےٰ کے خلاف ہے متقی کی زبان ڈرتی ہے کہ بغیر سوچے سمجھے کوئی بات منہ سے نکالے۔

میرا معاملہ اگر سمجھہ میں نہیں آتا تو طریق تقویٰ یہہ ہے کہ اللہ تعالےٰ سے دعائیں مانگو تاکہ وہ وہ خود تم پر اصل حقیقت کہولدے۔

خدا تعالےٰ کے کلام کی بے حرمتی نہ کرو ورنہ طریق نجات بہول جانے کا اندیشہ ہے۔ آج وقت ہے بصیرت سے کام لو۔

قرآن شریف قانون آسمانی اور نجات کا ذریعہ ہے اگر ہم اس میں تبدیلی کریں تو یہ بہت ہی سخت گناہ ہے تعجب ہوگا کہ ہم یہودیوں اور عیسائیوں پر بہی اعتراض کرتے ہیں اور پھر قرآن شریف کے لئے وہی روا رکہتے ہیں۔

مجھے اور بہی افسوس اور تعجب آتا ہے۔ کہ وہ عیسائی جنکی کتابیں فی الواقع محرف مبدل ہیں وہ تو کوشش کریں کہ تحریف ثابت نہ ہو اور ہم خود تحریف کرنے کی فکر!!!

دیکھو افترا کرنے والا خبیث اور موذی ہوتا ہے اور خدا تعالےٰ کے کلام میں تحریف کرنا یہہ بھی افترا ہے اس سے بچو۔

غرض

قرآن شریف کی یہ آیت صاف طور پر مسیح کی وفات کا وعدہ دیتی ہے۔ اور جسقدر وعدے اس آیت میں رافعک الیّ سے شروع ہو کر آخر تک ہیں وہ ہمارے مخالف بہی مانتے ہیں کہ پورے ہو گئے حالانکہ وہ سب بعد وفات ہیں پھر وفات کا انکار کیوں کیا جاتا ہے۔

علاوہ بریں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مخبر صادق ہیں جو مسلمان کہلا کر بہی آپ پر ایمان نہیں لاتا اور آپ کو مخبر صادق تسلیم نہیں کرتا وہ بڑی بد ذاتی کرتا ہے۔ آپ نے تو فرمایا ہے کہ میں نے مسیح کو دوسرے آسمان پر یحییٰ کے پاس دیکھا ہے اب کیا یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شہادت ہے یا نہیں۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام درحقیقت وفات یافتہ نہ تہے بلکہ زندہ تہے تو پھر اس سوال کا کیا جواب ہے کہ ایک وفات یافتہ سے کیا تعلق ہے؟ ان کی تو روح بہی ابھی قبض نہیں ہوئی تہی۔ ادنےٰ فہم کا آدمی بہی سمجھہ سکتا ہے کہ مردے کے پاس تو مردا ہی ہوسکتا ہے

پھر یہہ کیا ہوا کہ مردہ کے پاس زندہ جا بیٹھا!

یہہ صرف اپنی ہی غلطی ہے ورنہ سچ یہی ہے کہ حضرت مسیح بہی مر کر ہی یحییٰ علیہ السلام کے پاس گئے ہیں جنکو اللہ تعالےٰ نے اپنے قول سے یعنی قرآن شریف سے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے فعل یعنی رویت سے ثابت کر دیا۔ جو اس قول اور فعل کو نہیں مانتا اسے پھر میں کیا کہوں۔

ان دو گواہوں کے بعد اور کس گواہ کی حاجت ہے پھر یہا ٹک ہی بات نہیں خود حضرت مسیح کا تو صاف اقرار بہی موجود ہے اور اس آیت فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم سے تو اس سارے قضیہ کا فیصلہ ہی ہوجاتا ہے اس آیت سے پہلی آیتوں میں اسبات کا ذکر ہے کہ اللہ تعالےٰ حضرت مسیح سے قیامت کے دن سوال کرے گا کہ کیا تو نے کہا تہا کہ میری ماں کو اور مجھکو خدا بنا لو۔ حضرت عیسےٰ اپنی بریت میں عرض کریں گے کہ میری کیا مجال تھی جو میں ایسی تعلیم دیتا۔ میں تو جب تک ان میں رہا انکو تیری توحید ہی کی تعلیم دیتا رہا جو تو نے مجھے دی تہی لیکن جب تو نے مجھ کو وفات دیدی پھر تو ہی نگران تہا

اب غور کا مقام ہے کہ انی متوفیک میں جو وعدہ تہا وہ اس آیتہ فلما توفیتنی سے پورا ہوتا ہے ماسوا اسکے یہہ آیت حضرت مسیح کی موت اور اون کی دوبارہ آنے کے متعلق ایک فیصلہ کن آیت ہے اور یہہ اس قرآن کی آیت ہے جسکا حرف حرف محفوظ ہے اور جسکی حفاظت کا ذمہ وار خود اللہ تعالےٰ ہے جب کہ اس نے فرمایا ہے انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون۔

افسوس مسلمانوں نے اس کتاب کی قدر نہیں کی!!! اس آیت میں مسیح علیہ السلام نے اپنی بریت دو صورتوں سے کی ہے اوّل تو یہہ کہ میری زندگی میں عیسائی نہیں بگڑے کیونکہ میں انکو توحید کی تعلیم دیتا رہا۔ دوم جب مجھے وفات دیدی مجھے کچھہ خبر نہیں۔

اب غور طلب امر یہہ ہے کہ حضرت مسیح ابھی تک زندہ ہی ہیں تو صاحبو! پھر ان کے اس اقرار کے موافق یہہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ ابھی تک عیسائی بگڑے بہی نہیں اور جو تعلیم وہ پیش کرتے ہیں وہ صحیح ہے حالانکہ یہہ واقعات صحیحہ کے خلاف ہے۔ عیسائی ضرور بگڑ چکے ہیں۔

صاحبو! اگر مسلمانوں کے اس خیالی عقیدہ زندہ آسمان پر جانے کو لیکر اور اس آیت کے موافق عیسائی مسلمانوں پر اعتراض کریں کہ ہماری تعلیم تمہارے اقرار کے موافق بگڑی نہیں ہے تو کیا جواب ہوسکتا ہے؟ کیونکہ یہہ امر تو حضرت مسیح کی زندگی سے وابستہ ہے۔ اور زندگی تسلیم ہے تو پھر دوسری تعلیموں کے انکار کے لئے کیا عذر ہے!!!

میں سچ کہتا ہوں کہ مسلمانوں کی خیر اسی میں ہے کہ وہ قرآن شریف پر ایمان لاویں اور وہ یہی ہے کہ مسیح کی وفات پر ایمان لاویں۔

دوسری بات جو اس آیت میں فیصلہ کی گئی ہے وہ اِن کی دوبارہ آمد کا مسئلہ ہے مسلمانوں میں غلطی سے یہہ عقیدہ مشہور ہوگیا ہے جس کی کوئی اصل نہیں کہ وہی مسیح ابن مریم دوبارہ آسمان سے نازل ہوں گے اور چالیس برس تک اس دنیا میں رہیں گے صلیبوں کو توڑیں گے اور کافروں سے جنگ کرینگے وغیرہ وغیرہ۔

اب غور کا مقام ہے کہ ایک نبی صادق کی نسبت یہہ عقیدہ رکہنا کہ اس نے جہوٹ بولا یہہ تو بے ایمانی ہے۔ ایک شخص اگر عدالت کے سامنے جہوٹ بولے تو وہ حلف دروغی کی سزا پاتا ہے پھر علیم وخبیر عالم الغیب خدا کے حضور قیامتہ کے دن کسی نبی کو جہوٹ بولنے کی جرأت کب ہوسکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔

لیکن یہہ عقیدہ جو میں نے ابہی بیان کیا ہے تسلیم کر لیا جاوے اور اس کو صحیح مانا جاوے تو پھر قرآن شریف چہوڑنا پڑے گا اور حضرت مسیح کو معاذ اللہ خدا تعالےٰ کے حضور قیامتہ کے دن جہوٹ بولنے والا قرار دینا پڑیگا۔ کیونکہ اگر یہہ سچ ہے کہ وہی مسیح اوتر آئے گا۔ تو پھر خدا تعالےٰ کے سامنے اِن کا یہہ جواب کہ فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم صحیح نہیں کیونکہ اِن کو تو اسوقت یہہ کہنا چاہئیے کہ چالیس سال تک آسمان سے اوتر کر پھر زمین پر رہا اور میں نے جنگیں کیں۔ صلیبیں توڑیں اور خنزیروں کو مارا۔ کفار کو مسلمان کیا حالانکہ اِن کے جواب میں اِن باتوں میں سے کسی کا کوئی اثر نہیں پایا جاتا۔

پھر خدا کے واسطے سوچکر جواب دو کیا تم یہہ تجویز نکرو گے کہ حضرت مسیح نے معاذ اللہ جہوٹ بولا اور کیا یہہ نبی کی شان ہے کہ خدا کے سامنے جہوٹ بولے جو شخص یہہ اعتقاد رکہتا ہے اور قرآن پر حملہ کرتا ہے وہ بدذات اور جہنمی ہے ایسے لوگ اللہ تعالےٰ کے نزدیک ملعون ہیں جو ہمیں باتوں کے لئے قرآن شریف پر حملہ کرتے ہیں۔

پس

یہہ آیت مسیح کی وفات اور اون کی دوبارہ آمد کے متعلق قول منفصل ہے۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہ وفات پا چکے ہیں اور وہ دوبارہ نازل نہیں ہونگے اور قرآن شریف سچا اور حضرت مسیح کا جواب بہی سچا ہے۔

ہاں

یہہ امر کہ آنیوالے مسیح سے پھر کیا مراد ہے تو یاد رکہو کہ جو کچہہ خدا تعالےٰ نے مجہہ پر ظاہر کیا اور اپنی تائیدوں نصرتوں اور نشانوں کے ساتہہ اسے ثابت کیا وہ یہی ہے کہ آنیوالا اسی امت کا ایک فرد کامل ہے اور خدا تعالےٰ کی کہلی کہلی وحی نے ظاہر کیا ہے کہ وہ آنے والا

میں ہوں

جو چاہے قبول کرے۔

میرا یہہ دعوےٰ نرا دعویٰ نہیں ہے بلکہ اس کے ساتہہ زبردست ثبوت ہیں جو ایک سلیم الفطرت اور متقی کو فی الفور یہہ بتا سکتے ہیں۔

یاد رکہو کہ اللہ تعالےٰ جب کسی مامور کو بہیجتا ہے تو تین ذریعوں سے اس سچائی کو ثابت کرتا اور اتمام حجت کرتا ہے۔

اوّل نصوص کے ذریعہ یعنی پہلی شہادتوں سے اتمام حجت کرتا ہے۔

دوم نشانات کے ذریعہ جو اس کی تائید میں اور اسکے لئے ظاہر کئے جاتے ہیں۔

سوم عقل کے ذریعہ۔

بعض اوقات یہ تینوں ذریعہ جمع ہوجاتے ہیں اور اسوقت خدا تعالےٰ کے فضل سے یہہ سب ذریعہ میری سچائی کو ثابت کر رہے ہیں۔

پس

نصوص کے لئے یاد رکہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بخاری اور مسلم میں جس آنے والے کی خبر دی ہے اسکے لئے یہی فرمایا ہے کہ وہ اسی امت میں سے ہوگا۔ چنانچہ بخاری اور مسلم میں منکم کا لفظ موجود ہے کہیں بہی نہیں فرمایا کہ من بنی اسرائیل۔ بلکہ آنے والے مسیح اور مسیح ناصری کا حلیہ بیان کرکے فرق کردیا ہے (ایڈیٹر)

اور قرآن شریف میں سورۂ نور میں استخلاف کے وعدہ میں بہی منکم ہی فرمایا ہے۔ اب بتاؤ کہ قرآن اور حدیث کے نصوص آنے والے کو اسی امت سے ٹہراتے ہیں یا باہر سے لاتے ہیں۔ اور قرآن شریف یہی زمانہ مسیح موعود کے آنے کا ٹہراتا ہے۔

دوم نشانات۔ وہ نشانات جو میری تائید میں ظاہر ہوچکے ہیں اور جو میرے ہاتہہ پر پورے ہوئے ہیں انکی تعداد بہت زیادہ ہے اور اِن کے زندہ گواہ اسوقت لاکہوں انسان موجود ہیں میں نے اپنی کتاب نزول المسیح میں ڈیڑہ سو کے قریب نشان لکھے ہیں۔ اور بعض کا منشے ابہی ذکر بہی کیا ہے۔ تاہم وہ نشان جو میرے لئے ظاہر ہوئے وہ بہی تہوڑے نہیں ہیں اور انسانی طاقت میں یہہ نہیں کہ وہ اِن باتوں کو اپنے لئے خود جمع کرے۔

قرآن شریف سے ثابت ہے کہ مسیح موعود اسوقت آئیگا جب چہہ ہزار سال کا دور ختم ہوگا۔ اور عیسائیوں اور یہودیوں کے نزدیک وہ وقت آگیا ہے۔

۲ — قرآن شریف سے یہ بہی ثابت ہے کہ مسیح موعود چودہویں صدی میں آئیگا جبکہ مسیح چودہویں صدی میں آیا تہا۔ (ایڈیٹر)

۲ — پھر قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے اور احادیث صحیحہ اس کی تصدیق کرتی ہیں۔ کہ مسیح موعود کے زمانہ میں ایک نئی سواری پیدا ہوگی جس سے اونٹ بیکار ہوجائیں گے۔ جبکہ قرآن شریف میں ہے وَاِذَا العِشَارُ عُطِّلَت اور حدیث صحیحہ میں ہے۔ وَلَيُتْرَكَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا يُسْعٰى عَلَيْهَا۔

اب آپ لوگ جانتے ہیں کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان بہی ریل طیار ہو رہی ہے اس عظیم الشان پیشگوئی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے۔ ایک اخبار والے نے لکہا ہے کہ کہ مکہ مدینہ والے بہی یہہ نظارہ دیکہہ لینگے کہ اونٹوں کی قطاروں کی بجائے ریل گاڑی وہاں چلے گی۔

قرآن شریف میں جو فرمایا واذا العشار عطلت اسکے متعلق نواب صدیق حسن خان نے لکہا ہے کہ عشار حاملہ اونٹنی کو کہتے ہیں اسلئے یہہ لفظ اللہ تعالےٰ نے اختیار فرمایا۔ تاکہ یہہ سمجہہ آجاوے کہ اسی دنیا کے متعلق ہے۔ کیونکہ حاملہ ہونا تو اسی دنیا میں ہوتا ہے۔

اسی طرح نہروں کا نکالے جانا۔ چہاپے خانوں کی کثرت اور اشاعت کتب کے ذریعوں کا عام ہونا اس قسم کے بہت سے نشان ہیں۔ جو اس زمانہ سے مخصوص تہے اور وہ پورے ہوگئے ہیں۔

ایسا ہی کسوف خسوف کا نشان جو رمضان میں ہوا یہہ حدیث اکمال الدین اور دارقطنی میں موجود ہے پھر حج کا بند ہونا بہی نشان تہا وہ بہی پورا ہوا۔ ایک ستارہ نکلنے کی نشانی تہی وہ بہی نکل چکا۔ طاعون کا نشان تہا وہ بہی پورا ہوگیا۔

غرض میں کہاں تک بیان کرتا جاؤں یہہ ایک لمبا سلسلہ ہے طالب حق کے لئے اسقدر کافی ہیں۔

پھر

تیسرا ذریعہ عقل ہے۔ اگر عقل سے کام لیا جاوے اور زمانہ کی حالت پر نظر کی جاوے تو صاف طور پر ضرورت نظر آتی ہے۔

غور سے دیکہو اسلام کی حالت کیسی کمزور ہوگئی ہے اندرونی طور پر تقویٰ طہارت اوٹہہ گئی ہے اوامر واحکام الٰہی کی بے حرمتی کی جاتی ہے۔ اور ارکان اسلام کو ہنسی میں اوڑایا جاتا ہے۔ اور بیرونی طور پر یہہ حالت ہے کہ ہر قسم کے معترض اس پر حملہ کر رہے ہیں اور اپنی جگہہ کوشش کرتے ہیں کہ اس کا نام و نشان مٹا دیں۔

غرض جس پہلو سے دیکہو اسلام کمزور ہوگیا ہے۔ وہ اسلام جس میں ایک بہی مرتد ہو جاتا تو قیامت آجاتی اس میں تیس لاکہہ آدمی مرتد ہوچکا ہے۔ کیا ایسی حالت میں اللہ تعالےٰ کا وعدہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون پورا نہوتا۔ اگر اب اسلام کی خبر نہ لی جاتی تو پھر اور کونسا وقت آنیوالا تہا۔

پس از انکہ من نہ مانم بچہ کار خواہی آمد

کیا خدا تعالےٰ اسوقت نصرت کرے گا جب یہہ نام مٹ جائیگا۔ ایک طرف حدیث میں یہہ وعدہ کہ ہر صدی کی سر پر مجدد آئیگا۔ مگر اسوقت جو عین ضرورت کا وقت ہے کوئی مجدد نہ آئے؟ تعجب ہے تم کیا کر رہے ہو! حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تو وہ زمانہ کہ اسمیں متواتر نبی آتے رہے اور یہہ امت جو خیر الامتہ کہلاتی ہے اور خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت ہے۔ باوجود امت مرحومہ کہلانے کے اس میں جب آئے تو دجال آئے اور پھر ایک دو نہیں تیس دجال گویا خدا کو خطرناک دشمنی ہے وہ اسکو ایسا تباہ کرنا چاہتا ہے کہ نام و نشان نہ رہے۔

افسوس! میری مخالفت میں یہہ لوگ ایسے اندہے ہوئے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے حضور شوخی اور بے ادبی کرنیسے باز نہیں آتے اسکو عملی طور پر وعدونکا قرار دیتے ہیں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک شان کرتے ہیں۔ دیکہو — کہول کر کہتا ہوں کہ تم اپنے اعتقاد پر رحم کرو اس پیغمبر کی شان میں جو افضل الرسل ہے یہہ بے ادبی نکرو۔ کہ حضرت مسیح کو اس سے افضل قرار دو کیا تم نہیں جانتے کہ آپ کی وفات پر صحابہ کی کیا حالت ہوئی تہی وہ دیوانہ وار پہرتے تہے آپ کی زندگی انکو ایسی عزیز تہی کہ حضرت عمر رضہ نے تلوار کہینچ لی تہی کہ اگر کوئی آپ کو مردہ کہے گا تو میں اوس کا سر اوڑا دوں گا۔

اس شور پر حضرت ابوبکر رضہ آئے اور اونہوں نے آگے بڑہ کر آپ کی پیشانی پر بوسہ دیا کہ آپ پر خدا دو موتیں جمع نکرے گا اور پھر یہ آیت پڑہی۔ ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل۔ یعنی آنحضرت بہی ایک رسول ہیں آپ سے پہلے جسقدر رسول آئے ہیں سب وفات پا گئے ہیں صحابہ نے جب اس آیت کو سنا تو انہیں ایسا معلوم ہوا کہ گویا یہہ آیت اب اوتری ہے انہوں نے معلوم کیا کہ آپ کے مقابلہ میں کوئی اور زندہ نہیں ہے۔

تم میں وہ عشق اور محبت نہیں جو صحابہ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے تہی۔ ورنہ تم یہہ کبہی روا نہ رکہتے کہ مسیح کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابل زندہ کہتے میں سچ کہتا ہوں کہ اگر صحابہ کے سامنے اسوقت کوئی کہتا کہ حضرت عیسےٰ زندہ ہیں تو انمیں سے ایک بہی زندہ نہ رہتا۔ وہ اسقدر آپ کے عشق اور محبت میں فنا شدہ تہے۔

حسان بن ثابت نے اسموقعہ پر ایک مرثیہ لکہا ہے جس میں وہ کہتے ہیں۔

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِيْ
فَعَمِيَ عَلَيْكَ النَّاظِرُ
مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ فَلْيَمُتْ
فَعَلَيْكَ كُنْتُ أُحَاذِرُ

یعنی اے میرے پیارے نبی تو تو میری آنکہوں کی پتلی تہی گیا۔ اور میرے دیدوں کا نور تہا پس میں تو تیرے مرنے سے اندہا ہوگیا اب تیرے بعد میں دوسروں کی موت کا کیا غم کروں عیسیٰ مرے یا موسےٰ مرے کوئی مرے مجہے تو تیرے ہی مرنیکا غم تہا۔ صحابہ کی تو یہ حالت تہی مگر اس زمانہ میں اپنے منہ سے اقرار کرتے ہیں کہ نہیں افضل الانبیاء وفات پا گئے اور حضرت مسیح زندہ ہیں۔ افسوس مسلمانوں کی حالت کیا سے کیا ہوگئی میں خوب جانتا ہوں اور اس واقعہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کا پہلا اجماع مسیح کی وفات ہی پر ہوا تہا۔ پھر انکے خلاف کرنا یہہ کونسی عقلمندی اور تقویٰ ہے۔

میں یہہ مانتا ہوں کہ یہہ غلطیاں امتداد زمانہ کیوجہہ سے ہیں۔ تقویٰ نہیں رہا۔ جہالت بڑہ گئی ہے روحانی ہونا کم ہوگیا ہے راہ راست محجوب ہوگیا ہے۔ اور یہی امور ہیں جو **میری ضرورت کے داعی ہیں** میں آخر میں پھر کہتا ہوں کہ ان باتوں پر غور کرو سوچو گہروں میں جاکر تنہائی میں سوچو کہ تم چاہتے ہو کہ اسلام اور سو سال تک آفتوں کا نشانہ بنا رہے اگر اب تک کوئی نہیں آیا تو پھر صدی کا سر تو چلا گیا بائیس برس گذر چکے اب اور سو سال تک انتظار کرو لیکن یاد رکہو کہ اگر مجہے قبول نہ کروگے تو پھر تم کبہی بہی آنے والے موعود کو نہیں پاؤ گے۔

میں نے اتنی باتیں کی ہیں بعض مخالفوں کو فائدہ کی بجائے جوش آئیگا اور وہ ہار جیت کیطرف توجہہ کرینگے یہہ ہر…

حضرت اقدس کی تیسری تقریر

(۳ ستمبر ۱۹۰۴ء کو بارہ ہزار سے زاید زایرآدمیوں کے مجمع میں آپ نے حاضرین کی بے حد خواہش سے کی ۔ ایڈیٹر)

میں آپ سب صاحبوں کا شکر کرتا ہوں کہ آپ نے نہایت صبر اور خاموشی کے ساتھ میرے لیکچر کو سنا۔ میں ایک مسافر آدمی ہوں اور کل صبح انشاء اللہ چلا جاؤں گا۔ لیکن میں اس شکر اور خوشی کو ساتھ لیجاؤں گا۔ اور یاد رکھونگا کہ باوجود اختلاف رائے کے کہ جس کی وجہ سے عموماً جوش پیدا ہو جاتا ہے آپ نے نیکی اور نیک اخلاق اور آہستگی سے میرے مضمون کو سنا میں یہ جانتا ہوں اور خود محسوس کرتا ہوں کہ مدت سے خیالات کو چھوڑنا سہل اور آسان نہیں ہوتا۔ خواہ وہ کیسے ہی غلط کیوں نہ ہوں۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے۔ کہ انسان اپنے اندر علمی یا عملی تبدیلی کر سکے۔ لیکن جو اخلاق آپ نے دکھائے ہیں۔ وہ نہایت ہی قابل تعریف ہیں۔ اور میں دعا کرتا ہوں۔ کہ جیسے اللہ تعالیٰ نے عام طور پر یہ اجتماعی رنگ دکھایا ہے۔ وہ ایسا وقت اور زمانہ بھی لاوے۔ کہ دلوں میں بھی اتحاد اور اجتماع ہو۔ اس ملک کو تفرقہ نے بہت نقصان پہنچایا ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ اس ملک کے ہندوؤں اور مسلمانوں میں بہت بڑا اتحاد اور اتفاق تھا اور باوجود اختلاف مذاہب بھی انہیں قابل قدر میل ملاپ تھا۔ مگر اس زمانہ میں فرق آگیا۔ اور خدا کرے کہ یہ دور ہو جائے۔

یاد رکھو کہ تنگ دلی اور تنگ ظرفی کا نشان ہے کہ انسان اختلاف شریعت و مذہب کی وجہ سے اخلاق کو بھی چھوڑ دے اختلاف رائے اور چیز ہے اور اخلاق اور۔ یہ انسانی اخلاق کی خوبی اور کمال ہے کہ باوجود اختلاف رائے کے اخلاقی کمزوری نہ دکھائے۔ آج کے جلسے نے مجھے ایک تازہ امید دلائی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنا فضل کرے تو یہ میل جول ترقی کرے گا۔

میں خوب جانتا ہوں کہ جب تک طبیعت میں یہ استعداد نہیں ہوتی۔ کوئی شخص صبر اور خوش خلقی سے ایک مخالف رائے کو سن سکے۔ وہ ایسی رائے کو سنکر چپ نہیں رہ سکتا۔ اسی لئے یہ خاموشی اور صبر مجھے امید دلاتا ہے۔ کہ اچھے نتیجے پیدا ہوں گے یہ بھی خوبی کی بات ہے کہ جب مخالف رائے کو سنے تو فوراً جواب دینے کو تیار نہ ہو جائے۔ کیونکہ یہ تو محض ہار جیت کی خواہش ہوگی لیکن اس رائے کے صحیح نتیجہ پر پہنچنے کیلئے اس پر صبر سے فکر کرنا چاہیئے اسی سے علم و حکمت پیدا ہوتی ہے اور علم و حکمت کی ایسا خزانہ ہے جو تمام دولتوں سے شرف رکھتا ہے دنیا کی تمام دولتوں کو فنا ہے لیکن علم و حکمت کو فنا نہیں ہے۔ پس جو جلدی نہیں کرتا۔ بلکہ فکر کرتا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے۔ کہ اے اللہ اگر میں غلطی پر ہوں تو مجھے بصیرت اور معرفت عطا کر وہ اس حکمت کے خزانہ کو محفوظ رکھتا ہے۔ پس میں چاہتا ہوں کہ آپ صاحبان اس خزانہ کے حاصل کرنے اور محفوظ رکھنے کی کوشش کریں۔

میں آپ صاحبوں کی خدمت میں ادب عجز اور تواضع سے عرض کرتا ہوں کہ یہ جو کچھ سنایا گیا ہے۔ آپ اس پر توجہ کریں۔ تا کہ میری محنت ضایع نہ ہو۔ جو کچھ میری قلم سے نکلا ہے اور میرے دوست مولوی عبدالکریم صاحب نے پڑھا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ کسی کی دل آزاری یا استخفاف مذہب کی نیت سے نہیں لکھا بلکہ خدا گواہ ہے اور اس سے بہتر کون گواہ ہو سکتا ہے۔ کہ میں نے سچے دل سے لکھا ہے۔ اور بنی نوع انسان کی ہمدردی کے لئے لکھا ہے اور میں جانتا ہوں۔

سخن کز دل بروں آید نشیند لاجرم بر دل

چونکہ فرصت بہت کم ہے۔ ممکن ہے۔ کہ بعض نے نہ سنا ہو۔ اس لئے ہم نے چھپوا دیا ہے اور شرط گنجائش مل سکتا ہے۔ پس اسکو پڑھکر توجہ کریں۔ اور مذہبی مخالفت کو عام مخالفت کا ذریعہ نہ بنا دیں۔

مذہب تو اس لئے ہوتا ہے۔ کہ اخلاق وسیع ہوں۔ جیسے خدا کے اخلاق وسیع ہیں۔ کوئی ہزاروں گالیاں اسے دے۔ وہ اس پر پتھر نہیں برسا دیتا۔ پس اسیطرح حقیقی مذہب والا تنگ ظرف نہیں ہو سکتا۔ تنگ ظرف خواہ ہندو ہو یا مسلمان یا عیسائی وہ دوسرے بزرگوں کو بھی بدنام کرتا ہے میں اس سے منع نہیں کرتا۔ کہ اختلاف مذہب بیان نہ کرو بیشک نیک نیتی سے اختلاف بیان کرو مگر اس میں تعصب اور کینہ کا رنگ نہ ہو۔

ہندوؤں اور مسلمانوں کے تعلقات دو چار سال سے نہیں بلکہ صدہا سال سے چلے آتے ہیں۔ اس لئے خدا کرے کہ بہت سے دلوں میں جوش ڈالدے۔ کہ جو ان تعلقات کو دور نہ ہونے دیں۔ یہ بھی یاد رکھو کہ مذہب صرف قیل و قال کا نام نہیں۔ بلکہ جب تک عملی حالت نہ ہو کچھ نہیں خدا اس کو پسند نہیں کرتا جسقدر بزرگ اسلام میں یا ہندوؤں میں اوتار وغیرہ گذرے ہیں۔ ان کے حالات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ انہوں نے اپنے عمل سے ان سچائیوں کو جن کا وہ وعظ کرتے تھے ثابت کر دکھایا ہے۔ قرآن شریف میں بھی یہی تعلیم ہے۔

یا ایہا الذین آمنوا علیکم انفسکم

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اپنے آپکو درست کرو جس شخص کے اندر خود روشنی اور نور نہیں ہے۔ وہ اگر زبان سے کام لیگا تو وہ مذہب کو بچوں کا کھیل بنا دیگا۔ اور حقیقت میں ایسے ہی مصلحوں سے ملک کو نقصان پہنچا ہے۔ ان کی زبان پر تو منطق اور فلسفہ جاری رہتا ہے مگر اندر خالی ہوتا ہے۔

خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ میں نہایت خیرخواہی سے کہہ رہا ہوں خواہ کوئی میری باتوں کو نیک ظنی سے سنے یا بدظنی سے۔ مگر میں کہوں گا کہ جو شخص مصلح بننا چاہتا ہے۔ اسے چاہئے کہ پہلے خود روشن ہو۔ اور اپنی اصلاح کرے دیکھو یہ سورج جو روشن ہے پہلے اس نے خود روشنی حاصل کی ہے۔

میں یقیناً سمجھتا ہوں۔ کہ ہر ایک قوم کے معلم نے یہی تعلیم دی ہے لیکن اب دوسرے پر لاشی مارنا آسان ہے۔ لیکن اپنی قربانی دینا مشکل ہو گیا ہے۔ پس جو چاہتا ہے کہ قوم کی اصلاح کرے اور خیرخواہی کرے۔ وہ اس کو اپنی اصلاح سے شروع کرے قدیم زمانہ کے رشی اور اوتار جنگلوں اور بنوں میں جا کر اپنی اصلاح کیوں کرتے تھے وہ آجکل کے لکچروں کی طرح زبان نہ کھولتے تھے جبتک خود عمل نہ کر لیتے تھے یہی خدا تعالیٰ کے قرب اور محبت کی راہ ہے۔ جو شخص دل میں کچھ نہیں رکھتا اس کا بیان کرنا پرنالہ کے پانی کیطرح ہے جو جھگڑے پیدا کرتا ہے اور جو نور معرفت اور عمل سے بھر کر بولتا ہے وہ بارش کی طرح ہے جو رحمت سمجھی جاتی ہے۔

اس وقت میری نصیحت یاد رکھیں آج کے بعد آپ مجھے یہاں نہ دیکھیں گے اور میں نہیں جانتا کہ پھر موقع ہو یا نہ ہو لیکن ان نقروں کو شایانے کی کوشش کرو میری نسبت خواہ آپ کا کچھ ہی خیال ہو لیکن یہ سمجھ کر کہ ؏

مرد باید کہ گیرد اندر گوش
ور نوشت است پند بر دیوار

میری نصیحت پر عمل کرو جو شخص خود زہر کھا چکا ہے وہ دوسروں کی زہر کا کیا علاج کرے گا اگر علاج کرتا ہے تو خود بھی مریگا اور دوسروں کو بھی ہلاک کریگا کیونکہ زہر اس میں اثر کر چکا ہے اور اس کے حواس چونکہ قائم نہیں رہے اس لئے اس کا علاج بجائے مفید ہونے کے مضر ہوگا۔ غرض جسقدر تفرقہ بڑھتا جاتا ہے اس کا باعث وہی لوگ ہیں جنہوں نے زبانوں کو تیز کرنا ہی سیکھا ہے یہ بھی یاد رکھو کہ میرا یہ مذہب نہیں کہ اسلام کے سوا سب مذاہب باطل ہوتے ہیں میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ خدا جو تمام مخلوق کا خدا ہے وہ سب پر نظر رکھتا ہے یہ نہیں ہوتا کہ وہ ایک ہی قوم کی پرواہ کرے اور دوسروں پر نظر نہ کرے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ عالم کے دور کیطرح کبھی کسی قوم پر وہ وقت آجاتا ہے اور کبھی کسی پر میں کسی کیلئے نہیں کہتا بلکہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ایسا ہی ظاہر کیا ہے۔ کہ راجہ رام چندر اور کرشن جی وغیرہ بھی خدا کے راستباز بندے تھے اور اس سے سچا تعلق رکھتے تھے۔ میں اس شخص سے بیزار ہوں جو ان کی نندیا توہین کرتا ہے اسکی مثال کنوئیں کے مینڈک کی سی ہے جو سمندر کی وسعت سے ناواقف ہے جہاں تک ان لوگوں کے صحیح سوانح معلوم ہوتے ہیں۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ ان لوگوں نے خدا کی راہ میں مجاہدات کئے اور کوشش کی کہ اس راہ کو پائیں جو خدا تعالیٰ تک پہنچنے کی حقیقی راہ ہے۔

پس جس شخص کا یہ مذہب ہو۔ کہ وہ راستباز نہ تھے۔ وہ قرآن شریف کے خلاف کہتا ہے۔ کیونکہ اس میں فرمایا ہے۔

ان من امۃ الا خلا فیہا نذیر

یعنی کوئی قوم اور امت ایسی نہیں گذری۔ جس میں کوئی نذیر نہ آیا ہو۔

میں باوا نانک صاحب کو بھی خدا پرست سمجھتا ہوں۔ اور کبھی پسند نہیں کرتا کہ ان کو برا کہا جائے میں ان لوگوں میں سے سمجھتا ہوں جن کے دل میں خدا تعالیٰ اپنی محبت آپ بٹھا دیتا ہے۔ پس ان لوگوں کی پیروی کرو۔ اندر دل کو روشن کرو۔ پھر دوسروں کی اصلاح کیلئے زبان کھولو۔ اس ملک کی شائستگی اور خوش قسمتی کا زمانہ تب آئیگا جب نری زبان نہ ہوگی۔ بلکہ دل پر وار دیر ہوگا۔ پس اپنے تعلقات خدا تعالیٰ سے زیادہ کرو۔ یہی تعلیم سب نبیوں نے دی ہے اور یہی میری نصیحت ہے۔ اگر در خانہ کس است حرفے بس است۔

مرآت العالم

یہ ایک نایاب کتاب علم تاریخ میں ہے جسے آنریبل مہاراجہ سر دلیپ سنگہ تہا ور مرحوم والی پنجاب نے پورا دو ہزار روپیہ صرف کر کے تیار کرایا تہا۔ اسمیں ہندوستان کی مفصل تاریخ ابتدائے زمانہ پیدایش سے اورنگ زیب کی سلطنت تک درج ہے اور تمام نبیوں اور ولیوں اور حکیموں کے حالات بھی اسمیں مرقوم ہیں۔ قیمت ۸/۸ عہ

ملنے کا پتہ

وکٹوریہ پیپر آفس سیالکوٹ

عام خبر گردو کراشی بخش احمد پان

مالکان ... نمائش کی کرسیاں ہپ کوسیانہ پنجاب دیسی ... کے نمونے نئے نئے و جدید جنتری مندر ... ...

مراسلات

رذیل کون ہوتے ہین

ایک صاحب مسمی حسن علی احمدی سنقام روانہ اردو بازار ضلع گورکھپور سے لکھتے ہین کہ یہان اگر کوئی شخص حائک یعنی بافندہ وغیرہ خادمہ اقوام مین سے جماعت احمدیہ مین داخل ہو تو مخالفین طعن و تشنیع اور ملامت کرتے اور اس کو کہتے ہین کہ جب کوئی خرابی ملت و مذہب مین واقع ہوتی ہے تو اول ایسی قومون سے شروع ہوا کرتی ہے۔ سائل کہتا ہے کہ اس قسم کے اعتراضات سے ہمارے ہم جماعت رنجیدہ خاطر ہوتے ہین۔

واضح ہو کہ اس قسم کے اعتراضات سابقہ انبیاء و اولیاء اور ان کے پیرو ون پر بھی ہوتے رہے ہین دیکھو پارہ ۱۲۔ سورہ ہود مین قوم نوح علیہ السلام کے رؤسا و امرا کا یہی اعتراض نوح علیہ السلام پر ہے کہ تیرے پیرو و تابعدار رذیل اور کمینے ہین بڑے آدمی تیری تابعداری نہین کرتے۔ اس اعتراض کا کا جواب جو خدا تعالیٰ نے قرآن کریم مین نوح علیہ السلام کیطرف حکایتہً بیان فرمایا ہے قیامت تک وہی کافی ہے۔

اعتراض از جانب کفار

فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ مَا نَرَاكَ إِلَّا بَشَرًا مِثْلَنَا وَمَا نَرَاكَ اتَّبَعَكَ إِلَّا الَّذِينَ هُمْ أَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّأْيِ وَمَا نَرَىٰ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ بَلْ نَظُنُّكُمْ كَاذِبِينَ۔

جواب از جانب نوح علیہ السلام

قَالَ يَا قَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كُنْتُ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّي وَآتَانِي رَحْمَةً مِنْ عِنْدِهِ فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ أَنُلْزِمُكُمُوهَا وَأَنْتُمْ لَهَا كَارِهُونَ وَيَا قَوْمِ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّهُمْ مُلَاقُو رَبِّهِمْ وَلَٰكِنِّي أَرَاكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُونَ وَيَا قَوْمِ مَنْ يَنْصُرُنِي مِنَ اللَّهِ إِنْ طَرَدْتُهُمْ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ ... إِنِّي مَلَكٌ وَلَا أَقُولُ لِلَّذِينَ تَزْدَرِي أَعْيُنُكُمْ لَنْ يُؤْتِيَهُمُ اللَّهُ خَيْرًا اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا فِي أَنْفُسِهِمْ إِنِّي إِذًا لَمِنَ الظَّالِمِينَ۔ ترجمہ پس قوم نوح کے منکر سرداروں نے کہا اے نوح ہم تجھکو ایک معمولی اپنی شکل کا آدمی دیکھتے ہین اور ہم دیکھتے ہین کہ تیری پیروی کرنیوالے رذیل یعنے نیچ و کمینے ہین اور بے عقل سے تمکو ہم پر کوئی فضیلت نہین ہم تمکو جھوٹا گمان کرتے ہین۔ جواب نوح۔ اے لوگو تم کچھ تو سوچئے دیکھو مین اپنے پروردگار کی طرف سے کھلے اور بین دلایل پر قایم کیا گیا ہون جنکو نہ ماننے کی تمہارے پاس کوئی دلیل نہین۔ اوس نے مجھپر اپنی رحمت بھیجی ہے وہ تمکو دکھائی نہین دیتی۔ مین اس رحمت مین تمکو کسطرح شامل کرون جبکہ تم اوس کو ناپسند کرتے ہو۔ اے لوگو مین تم سے کچھ بدلہ اس تبلیغ پر نہین مانگتا میرا اجر خداوند تعالیٰ کے ذمہ ہے جن لوگون نے مجھے مان لیا ہے (جنکو تم رذیل و کمینے سمجھتے ہو) مین انکو کبھی دور نہیں کرونگا رحمت الٰہی ان کے شامل حال ہوگئی ہے اپنے پروردگار کی طرف سے اون کو اس ایمان لانے کا بہلا بدلہ و ثواب ضرور ملیگا۔ بلکہ مین تو تم کو ہی نادان دیکھتا ہون (جن لوگون کے دلون مین خدا تعالیٰ نے ایمان لانے کیلئے القا کیا اور وہ میرے ساتھ شامل ہوگئے خواہ وہ امیر ہون یا غریب) اگر مین تمہارے کہنے سے اونکو کہدور دون تو خداوند تعالیٰ کے عذاب سے مجھے کون مدد کرکے بچائیگا تم فکر اور سوچ کیون نہین کرتے ہو۔ مین نہین کہتا کہ مین فرشتہ ہون اور جن کو رذیل و کمینے سمجھکر تمہاری آنکھین حقارت کی نظر سے دیکھتی ہین مین نہین کہتا کہ خداوند تعالیٰ اون کو اس ایمان لانے کے بدلے کوئی بھلائی اور ثواب نہین دیگا کوئی امیر ہو یا غریب اگر وہ خلوص دل سے ایمان لائے تو ان کو ضرور ثواب ملیگا اون کے دلون کا اچھا واقف کار خداوند تعالیٰ ہی ہے اگر مین اونکو کہدور دون یعنی اپنی شمولیت سے الگ کردون تو اسوقت ظالم ٹھیرتا ہون۔ پھر وہی سائل پوچھتا ہے

کہ حائکون مین کیا رذالت ہے

اگر رذالت کے معنے برائے و قباحت سمجھتے ہو تو یہ غلطفہمی ہے کیونکہ اکثر خادمہ اقوام مین عابد و زاہد و پارسا بہ نسبت بڑی اقوام کے زیادہ ہوتے ہین اور ابتدائی زمانہ سے سارے انبیاء و اولیاء کی صداقت و تصدیق کا حصہ زیادہ تر غریب لوگون نے لیا ہے اور اس نعمت عظمیٰ سے سب سے پہلے خادمہ و غریب اقوام نے حصہ لیا ہے۔ پس سچ رکھو کہ حق و حکمت و سچائی کی تصدیق غریبون وادنی لوگون سے شروع ہوتی آئی ہے۔ دیکھو پیغمبر خدا صلعم فرماتے ہین۔ بَدَأَ الدِّينُ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ غَرِيبًا۔ یعنی دین اسلام کی ابتدا غریب لوگون سے شروع ہوئی اور آخر زمانہ مین بادشاہون اور بڑی قومون سے دین اسلام نکلکر غریبون مین باقی رہیگا دیکھو صحیح بخاری مین یہ بات مشرح ہو چکی ہے پھر اگر رذالت کے معنے چھوٹائی و کمتری سمجھو تو یہ صحیح ہین۔ مشاہدہ کا انکار کسطرح ہوسکے دنیا مین قومون کی چھوٹائی و بڑائی فاتح و مفتوح کسطرح خیال کیگئی ہے ہمیشہ فاتح بڑا اور مفتوح چھوٹا کہلاتا ہے ہمیشہ خادم چھوٹا اور مخدوم بڑا سمجھے گئے ہین ... سمجھ سکتے ہو کہ جو اقوام خادمہ ہین اگر وہ دیندار و پرہیزگار ہین خواہ بافندہ یا آہنگر یا حجام وغیرہ ہون وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک افضل و اکرم ہین۔

سائل نے بعد ازین مسئلہ کفو کی بابت استفسار کیا ہے کہتا ہے کہ اگر یہ قومین خراب و بری نہین تو انکی کفو دوسری بڑی اقوام کے ساتھ کیون نہیں رکھی گئی واضح ہو کہ کفو بلحاظ اسلام تمدن دنیا متعلق ہین کیا قال اللہ تعالیٰ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ یعنی اے لوگو ہم نے تمکو ایک ہی مرد و ایک ہی عورت سے پیدا کیا اور تمہاری گئی گروہین اور قبیلے بنادیے تا کہ تمہاری آپسمین شناخت و پہچان باقی رہے یعنی اقوام خادمہ و مخدومہ مین تمیز باقی رہے اور دنیا کی انتظام میں مین خلل نہ واقع ہو۔ خادم بننے سے انسان برا نہین ہوجاتا بلکہ بسا خادم از مخدوم بہتر خواہند بود خداوند تعالیٰ کے نزدیک اکرم و اشرف انسان تو متقی پرہیزگاری ٹھیرائے گئے ہین خواہ وہ کسی قوم سے ہون چنانچہ فرمایا تعالیٰ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ

جو انسان تم مین سے سب سے زیادہ متقی و پارسا ہوگا وہی خداوند تعالیٰ کے نزدیک بڑا اور شریف ہے موجودہ زمانہ کی بعض علماء و سجادہ نشین جن کی آباو اجداد سابقہ زمانہ مین خادمہ اقوام خیاطہ، آہنگر، جاہک وغیرہ تھے ہم بچشم خود دیکھتی ہین کہ اون کو بعض امرا و رؤسا نے بلحاظ تقویٰ اپنی بیٹیان نکاح کرکے دیدین۔ خدا تعالیٰ کی کلام کی صداقت اس تجربہ و مشاہدہ نے ہمکو دکھا دی۔ کہ بالتحقیق خدا تعالیٰ کے نزدیک شریف و کریم انسان وہی ہین جو پارسا و پرہیزگار ہین اور اس سے یہ سبق بھی ملتا ہے کہ بسا اوقات خادم تقویٰ و پارسائی سے مخدوم بنجاتا ہے۔ چنانچہ دیکھو شارح درمختار نے علماء کا کفو بادشاہ سے ثابت کیا ہے مگر افسوس یہ ہے کہ اوس نے یہ ظاہر نہیں کیا کہ علماء مین سے کس قوم کے عالم کا کفو بادشاہ سے ملتا ہے جس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ وہان بھی فتوی عمومیت پر ہی ہے۔ پس یہ جو شرح وقایہ مین لکھا ہے کہ حائک اور حجام و کناس اور دباغ لیس بکفو لعطار اور بزاز اور صراف یعنی بافندہ اور حجام یا چاروب و چمڑہ کا رنگنے والے کی کفو دوا فروش اور بزاز اور صراف سے نہین ملتی اور اس پر فتوی کیا ہے۔ پس یہ بات انتظام تمدن دنیا کی رو سے ہے۔ چنانچہ امام محمد فرماتے ہین۔ الکفائۃ من الامور التی تکون ثمرتہا فی الاخرۃ فلا تبتنی احکام الدنیا علیہ۔ خداوند تعالیٰ نے تو صاف فیصلہ کردیا ہے کہ قومون کی فضیلت خدا تعالیٰ کے نزدیک کسب اور باپ دادون کی بڑائی کے سبب نہین ہوتی بلکہ تقویٰ و پرہیزگاری کے سبب ہوتی ہے حتیٰ کہ صالح مرد اور صالح عورات کا کفو بدکار عورات و بدکار مرد سے فقہائے ناجائز کہا ہے اگرچہ ایک جانب سے مرد یا عورت مین قومیت کی بڑائی ہو چنانچہ شرح وقایہ جلد ۲ صفحہ ۲۸۔ فلیس فاسق کفوا لبنت الصالح۔ یعنی بدکار آدمی صالح مرد کی بیٹی کا کفو نہیں ہوسکتا۔ اگر کوئی امیر کبیر اور شریف زادہ ہو اور اسکو جذام و آتشک ہوگئی ہو تو چھوٹے سے چھوٹا یعنی ادنی قوم کا آدمی بھی اسکو اپنی بہن بیٹی نہین دیگا۔ اور اس کے ساتھ رشتہ قایم کرنے سے نفرت ظاہر کریگا۔ پھر جس انسان کے اندر کفر و شرک و بدعات کا جذام و کوڑھ موجود ہو بتاؤ اسکی ہمشائی اور اسکی کفو خداوند تعالیٰ کی کس کے ساتھ ثابت کیا ہے خواہ وہ کوئی شاہزادہ ہی ہو اسکا جواب ہر ایک فہیم و دانشمند و خدا ترس عالم کے پاس یہی ہوگا کہ اس کا رشتہ ابوجہل و ابولہب و فرعون اور اس کے اعوان و انصار سے ثابت ہوگا۔ ۳ ۲

مقدمات کا حال

ہمارے مقدمہ میں جیسا ناظرین کو معلوم ہوچکا ہے عدالت کی کل کارروائی ختم ہوچکی ہے۔ ۵ ستمبر ۱۹۰۴ء کو مجسٹریٹ صاحب نے ۱۵ ستمبر ۱۹۰۴ء کو فیصلہ سنانے کے متعلق ارشاد فرمایا تھا۔ اور یہ خبر لاہور کے روزانہ پیسہ اخبار میں شائع ہوئی تھی۔ اس خبر نے ہمارے بعض دور کے احباب کو قدرتی طور پر بہت مشتاق بنادیا یہانتک کہ ۱۶ ستمبر کی ڈاک میں خطوط کے ہمراہ بعض جوابی تار کے ذریعہ فیصلہ کی خبر مانگی گئی۔ لیکن ہم عام اطلاع کے لیے لکھتے ہیں کہ ہمارے مقدمہ میں جیسا کہ معلوم ہوا ہے یکم اکتوبر ۱۹۰۴ء کو مجسٹریٹ صاحب فیصلہ سنائیں گے۔

مقدمہ بنام حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام میں شہادت صفائی گذر رہی ہے امید کیجاتی ہے کہ آج طلبیدہ گواہ ختم ہوجائیں اور پھر وہ گواہ باقی رہیں جو بذریعہ عدالت طلب نہیں ہوئے۔ بلکہ جیسا کہ ابتداءً کہا گیا تھا خود ساتھ لائے گئے ہیں۔ اس کے بعد تحریری بحث پیش ہوگی۔

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیالکوٹ تشریف بری کا ارادہ فی الحال ملتوی ہوگیا ہے۔ ۵ ستمبر ۱۹۰۴ء سے آجتک مندرجہ ذیل رویا اور الہام ہوئے ہیں۔

۱۔ خواب میں دیکھا کہ کسی نے کھجوریں اور سیر پکے ہوئے پیش کئے ہیں۔

۲۔ نہایت خوشنما برفی ایک ڈبے میں دیکھی۔ ۔ ۔

۳۔ ایک اسیر کے نظارہ کے بعد الہام ہوا یطعمون الطعام علی حبہ مسکیناً و یتیماً و اسیراً۔ پھر بیداری ہوئی تو مرزا نظام الدین صاحب کا خط حضرت اقدس کی خدمت میں پہونچا کہ مقدمہ دیوار کے خرچہ کی اجرائے ڈگری والا روپیہ مجھے معاف فرمایا جاوے حضرت نے نہایت فراخدلی اور فیاضی سے معاف فرمایا۔ (یہ ایک عظیم الشان اخلاقی معجزہ ہے جس پر ہم انشاء اللہ کسی دوسرے وقت لکھیں گے (اڈیٹر) (ہم۔ کوئی کہتا ہے ہماری قسمت ...)

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مع اہل بیت ۱۴ ستمبر ۱۹۰۴ء سے گورداسپور تشریف لیگئے ہیں۔ ۲۔ حضرت حکیم الامۃ بھی گورداسپور تشریف لے گئے ہوئے ہیں۔ مولانا مولوی عبدالکریم صاحب لاہور سے سیالکوٹ تشریف لے گئے تھے پھر گورداسپور حسب الطلب حضرت حاضر ہوئے تھے مگر پھر واپس تشریف لے گئے۔ مولانا مولوی سید محمد حسن صاحب فاضل امروہی دارالامان میں موجود ہیں آپ نے سیر تھہ میں نہایت ہی قابلیت کے ساتھ مخالفین پر اتمام حجت کیا ہے اور عجیب عجیب فلسفیانہ مضامین اور قرآن کریم کے اسرار و نکات بیان کئے جو عنقریب شائع ہونگے۔

۳۔ دارالامان میں ہفتہ زیر اشاعت میں خاطر خواہ بارش ہوئی ہے۔

ضروری اطلاع

۱۰ ستمبر کا الحکم اپنے وقت پر پہنچ ہوچکا تھا مگر اسکے پہلے صفحوں میں جو مضمون درج ہوا ہے اسکی اشاعت فی الحال بعض وجوہات کی بنا پر بے وقت تھی اسلئے وہ صفحے شائع نہیں کئے باقی پرچہ ... شائع کی جا ... (اڈیٹر)

www.aaiil.org

بلاغ لقوم عابدین

(از میر مہدی حسین صاحب)

اک شور جو دنیا مین مذاہب کا پڑا ہی
ظاہر ہے ظہور احمد مرسل کا ہوا ہے
سانون کی گھٹا آتی ہے ای لوگو خبردار
بیدار ہو سونے کا نہین وقت رہا ہی
مشرق سے چلی آتی ہے وہ باد بہاری
مغرب کی طرف زور سے رخ اوسنے کیا ہے
سب آمد مہدی کے نشان ہو چکے ظاہر
وہ صور سرافیل کھڑا پھونک رہا ہے
اب حشر ہے اسے ظالمو میدان مین آؤ
لاہور مین تبلیغ کا ہنگامہ بپا ہے
کیون سوتے ہوای بیخبرو جلدی سے جاگو
سورج تو بہت دیر کا دنیا مین چڑھا ہی
جو اب بھی نہ جاگیگا وہ بیتابہ بھیگا
طاعون سے نیز یہ حکم الہی سے کہا ہے
مہدی کے سوا کون ہدایت نہین دیگا
اسے قوم مسلمان یہ اک غور کی جا ہے
لاہور جو پنجاب کے صوبہ کا ہے مرکز
وہان مہدی ہدایت نہین دینے کو گیا ہی
ہان غافلو ہو وقت نہاں تقوے کے کنواؤ
اب عذر و بہانہ کوئی جایز نہ روا ہے
عیسیٰ جسے کہتے تھے فلک پر وہ نہین ہے
یہ مہدی و عیسیٰ ہمین خالق نے دیا ہے

مطلع

کتنا ہو نہین گر کوئی پر اسنے تو کیا ہے
اونس عیسیٰ مریم سے مسیحا یہ بڑا ہے
گو شیعہ ندامین سکے ولیکن یہ بجا ہے
انکو کا ملا مراتب علی سے بھی سوا ہے
عصیان کے مریضون کی دوا کرتے ہین عیسیٰ
پر صدق کی شیشی کے بھی لالیکو کہا ہے
زندہ کیا مجھہ مردہ سی سالکو دم سے
بیمار و اوہر آؤ یہان دست شفا ہے
ای مولویو تم کو خدا جلد سنبھالے
کیا دل سے کسی کو نہ رہا بھی خوف خدا ہے
جو مہدی و عیسیٰ ہو تو تحقیر کا فعل ہے
تسلیم کرو اس مین محمد کی رضا ہے
کیا نور محمد کا جو دو ہون کے آئینہ اثر
گرد کیمو تو یہ تیرہ زمین کا دامنہ ہی چڑھا ہی
مرسل کو خدا اسکے نہ ستیا کو نہ ستاؤ
مرتد جسے کہتے ہو وہ مقبول خدا ہے
بھیجا اسے خالق نے تمہاری ہی خاطر
یہ لو تمرد اور عیسیٰ مسیح و سنائیے
چلاتے تھے تم جب کیلیے آو نعمان کیے
تمنے یہ آ ہی کے تمہین انکار روا ہے

کیا بہول گئے حامی و حالی کے وہ شیون
کس درد سے ان دونون نے کی عرض و دعا ہے
حامی کو اگر آپ نے دیکھا نہین صاحب
حالی تو ابھی آپ مین موجود کھڑا ہے
واللہ کہ خون ہوتا ہے پڑھکر جگر اسکو
کس حال سے حالی نے قصیدہ یہ لکھا ہے

خلاصۂ قصیدۂ الغیاثیۂ حالی

اسے خاصۂ خاصان رسل وقت دعا ہے
امت پہ تیری آکے عجب وقت پڑا ہے
جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
پردیس مین وہ آج غریب الغربا ہے
وہ دین ہوئی بزم جہان جس سے چراغان
اب اس کی مجالس مین نہ بتی نہ دیا ہے
جو دین کہ گردون مین بلا تھا ستکانی
وہ عرضہ تیغ جہلا و سفہا ہے
دیکھے ہین یہ دن اپنی ہی غفلت کی بدولت
سچ ہے کہ برے کام کا انجام برا ہے
یہان نکلے ہین سو دیکھو درم لیکے تو ان نے
اور سکہ روان شہر مین مدت سے تہا ہی
ہے دین تو اب بھی وہی چشمہ صافی
دیندارو مین پیاسے ہے باقی نہ صفا ہی
گر دین کو جو کہو ن نہین ذلت سے ہماری
امت تیری ہر حال مین راضی برضا ہے
ہم نیک ہین یا بد ہین پہ آخر ہین تمہارے
نسبت بہت اچھی ہے اگر حال برا ہے
ڈر ہے کہیں یہ نام بھی مٹ جائے نہ آخر
مدت سے اسے دور زمان میٹ رہا ہے
سوتے ہین کہان مولوی الطاف حسین آج
کیا یاد نہین انکو رہی اپنی لکھا ہے
اسلام کی جانب سے وکیل انکو بنا کر
ہر مولوی و مفتی کی گویا یہ صدا ہے
ہان حالیؔ گستاخ ذرا آنکھہ تو کھول
منظور خدا آپکی یہ عرض و دعا ہے
پھر جسکا یہ الہ کاستہ آیا یہ احسان
کیون دل قساوت سے نہین پھر لیا ہی
حالیؔ نے اگر حالت موجودہ پہ لکھا
کیون مرسل یزدان سے منہ موڑ رہا ہے
باز آؤ یہ شعار یہ تکفیر کہان تک
تم جسکے جا ہوتے ہو وہ ظل خدا ہے
یوسف کے احوال سے عبرت کرو حاصل
انجام تو معلوم ہے جو آنکہو ہوا ہے
طاعون نہ چھوڑے گی مکذب کے جگر کو
آغوش مین آ کر اسے کیا جا نا روا ہے
اے اہل جہان آج یہ کیا ڈھنگ نیا ہے
کیون بغض و عداوت پہ ہر اک شخص تلا ہی
صادق کی اگر تم کو نہین طاقت تصدیق
بد گوئی پہ کس نے تمہین مجبور کیا ہی
کیون گالیان دینا تمہین خوش آتا ہے لوگو
بتلاؤ قصور آپ کا کیا ہمنے کیا ہے
کچہہ سوچ کے جاؤ نہ کرو اپنی نوازش
کس ملک مین اور قوم مین یہ ظلم روا ہے
پچھلون کے فسانے تمہین کیا یاد نہین ہین
مغضوب علیہم کا تو کچھہ ذکر سنا ہے
پتھر بھی تکیل جاتے ہین جب خوف خدا سے
اب دیکھو تو کیا آپکے سینہ مین دھرا ہے
یہ موج نے لکھا ہے بڑے جوش تعجب
دیکھین کہ اثر آپ پہ کیا اسکا ہوا ہے

مذاہب عالم

دیانۃ الاوسترالتین

یعنی آسٹریلیا والون کے اعتقادات

(ترجمہ از الہلال)

آسٹریلیا بحر او قیانوس مین ایک عظیم الشان جزیرہ ہے جسکی مساحت بیس لاکھ مربع میل ہے جبتک پرتگال والون نے ابتدائی سترہوین صدی میں اسکو دریافت نہ کر لیا تھا باقی چارون براعظمون کے باشندون کو اسکی کچھہ خبر نہ تہی ۔ اس جزیرہ کے باشندے نہایت جاہل و بے تمیز ہین باقی دنیا کے لوگون سے بہت ادنی خیال کئے جاتے ہین جب پہلے پہل یہ جزیرہ دریافت ہوا تو دیکھا گیا کہ اس کے باشندے کسی چیز کو سجدہ نہ کرتے تھے اور نہ لفظ خالق کے معنی سے آشنا تھے لاکن وہ ارواح خبیثہ کے معتقد تھے اور ان کا یہ اعتقاد تھا کہ ارواح خبیثہ رات کو پھرتے ہین اور لوگون کو آسیب و ضرر پہنچاتے ہین اور منتر ون و جادو و تعویذ و تاگے اور جھاڑ پہونک سے شفا ہو جاتی ہے ۔ اون کا گمان تھا کہ جادوگر اور جھاڑ پہونک والے لوگ دوسرے آدمیون سے بہت افضل و اعلے ہوتے ہین اور وہ ہوا مین اڑکر آدمیون کی نظرون سے غائب ہو جاتے ہین اور بارش برسانے اور بجلیان گرانے اور ہوائین چلانے پہ قادر ہوتے ہین ۔

آسٹریلیا کے لوگ خواب کو صحیح سمجھتے ہین اون کا اعتقاد ہے کہ بحالت نیند روح جسم سے الگ ہو کر دوسری ارواح کو ملتی ہے

آسٹریلیا کے بعض قبائل کا اعتقاد ہے کہ عالم کی بعض موجودات خود بخود پیدا ہو گئین اور پہر انہون نے باقی کائنات و موجودات کو پیدا کیا ۔ وہ کہتے ہین آسمان مین ایک باپ ہے جسکے ہاتھہ مین جملہ مخلوقات و موجودات کا تصرف ہے اور اس کے تین بیٹے ہین ۔ کہتے ہین ایک خوفناک سانپ نے انسانون پر تسلط کیا ہوا ہے اور جملہ فساد و گناہون و بدلون کا وہی باعث ہے

جنوبی آسٹریلیا کے باشندون کا اعتقاد ہے کہ آفتاب و ماہتاب اور سیارے ستارے زندہ اجسام ہین وہ کسی زمانہ مین آباد تھے اور پہر چلے گئے ۔ جب کوئی آدمی انمین سے اچانک مرجا وے تو اوسکی موت کو کسی دشمن کے جادو سے منسوب کرتے ہین اور اس دشمن کے ڈہونڈھنے کا انہون نے یہ طریقہ مقرر کر رکھا ہے کہ میت کو دفن کرنے کے بعد اوسکی قبر کے گرداگرد خوب جہاڑ و بہار کر دیتے ہین اور مٹی کو ہموار کر دیتے ہین کہ چلنے والے کے قدم اور سیر ظاہر دکھائی دینے خواہ او سپر کوئی کیڑا یا کیڑا ہی چلنے والا ہو پھر پہلے پہل جو حیوان و جانور اس مقام مین چلے اسکی قدم کی رخ کی طرف دشمن کو سمجھتے ہین جب طرف کو جان لین تو میت کے قریبی وارث کو مقرر کرتے ہین کہ وہ اس طرف چلا جاوے جب سامنے سے کوئی خیمہ یا گھر آ جائے وہان ٹھہر جاتا ہے اور دشمن وہان گمان کیا جاتا ہے بعض اوقات اسیطرح اون کو کئی سو میل جانا پڑتا ہے

جب وہ اپنے سامنے کے کسی گھر مین جا پہونچتا ہے تو وہان جا ٹھہرتا ہے اور صاحب خانہ مین سے کسی ایک کو ساحر گمان کرتا ہے اور ان کے سامنے ایک دعوتی کہانا تیار کرتا ہے جو شخص اوس طعام مشرق کی طرف ہو اوس کو باعث بہ اون میت جادوگر سمجھکر مار دیتا ہے۔

ان کا یہ اعتقاد بھی ہے کہ جو مردہ دفن نہ کیا جاوے اوسکی روح ارواح خبیثہ مین جا ملتی ہے جو زمین مین بھٹکتے پھرتے ہین ۔

بعض اہل آسٹریلیا کا اعتقاد ہے کہ اونکی روحین خلیج سے کے جزیرون مین رہتی ہین

جزائر کوینز لینڈ کے بعض لوگون کا اعتقاد ہے کہ مرنے کے بعد ان کے چہرے سفید ہو جاتے ہین اون کے اس اعتقاد کی اصل یون ہے کہ ابتدا مین جب اون کا کوئی مرجاتا تو اوس کو وہ خود کہا لیتے تھے ۔ جب سیاہ فام آدمیون کا چمڑا اتارتے تو چمڑے کے نیچے سے سفید چربی دیکہکر ان کا یہ اعتقاد ہو گیا کہ روحین سفید ہین ان کے اس اعتقاد والی کی یہ بات بھی موید ہوئی کہ جب انہون نے اول دفعہ سفیدی دیکھی تو اس کو انہون نے اپنے گذشتہ مرکز ہوئے مردون کی روحین گمان کر لیا مشہور ہے کہ کسی نے ذکر کیا ہے کہ ایک عورت جس کا بیٹا جنگ مین مارا گیا ہے مجھے اوس نے اپنے بیٹے کا روح گمان کرکے سخت روئے اور پکار اٹھے ہان ہان بعینہ یہ وہی میرا بیٹا ہے ۔ آسٹریلیا والون کے نزدیک ماتم کیلئے طریقے ہین ۔ جب کوئی رئیس حاکم مرجاتا تو اسکی لاش کو کسی درخت پہ رکہکر جلا دیتے ہین اکثر بیوہ عورتین اپنے سر منڈوا لیتی ہین ان کے ماتم کا رنگ سفید مقرر ہے ۔ جب اون کا کوئی آدمی مرجاوے یا گم ہو جاوے تو سفید پٹہ ماتمی نشان کے پہنتے ہین ان بعضون کا اعتقاد ہے کہ مرنے کے بعد روح زندہ ہو جاتی ہین اور وہ اکیلے بھٹکتے پھرتے ہین یا کسی دوسرے جسم مین داخل ہو جاتی ہے اہل آسٹریلیا دوسری حالت کو افضل سمجھتے ہین اس لئے کسی خویش و قریبی کے مرنے سے بہت تضرع و زاری مین رہتے ہین کہ مبادا اسکی روح

کہین اکیلی بھٹکتی نہ پھرتی ہو اونکی یہی آرزو ہے کہ وہ کسی جسم مین داخل ہو بعضون کا یہ اعتقاد ہے کہ مرنے کے بعد روح مین آسمان کے بلند مقامات مین چڑھ جاتے ہین اور اپنی اجسام کو کبھی کبھی دیکھنے کو اتر آتے ہیں

www.aaiil.org

مختصر نوٹ اور نکات

اسلام کیا چیز ہے؟ اسلام ایک آگ ہے جو ہماری سفلی زندگی کو بھسم کر کے اور ہمارے باطل معبودوں کو جلا کر سچے اور پاک معبود کے آگے ہماری جان اور ہمارا مال اور ہماری آبرو کی قربانی پیش کرتی ہے ایسے چشمہ میں داخل ہو کر ہم ایک نئی زندگی کا پانی پیتے ہیں اور ہماری تمام روحانی قوتیں خدا تعالیٰ سے یوں پیوند پکڑتی ہیں جیسا کہ ایک رشتہ دوسرے رشتہ سے پیوند کیا جاتا ہے بجلی کی آگ کی طرح ایک آگ ہمارے اندر سے نکلتی ہے اور ایک آگ اوپر سے ہم پر اترتی ہے ان دونوں شعلوں کے ملنے سے ہمارے تمام جذبات ہوس اور غیر اللہ کی محبت بھسم ہو جاتی ہے اور ہم اپنی پہلی زندگی سے مر جاتے ہیں اس حالت کا نام قرآن شریف کے رو سے اسلام ہے

اسلام انسان کے نفسانی جذبات پر موت وارد کرتا ہے اور سفلی زندگی سے اسکو نکال دیتا ہے پھر روحانی زندگی کیلئے اس موت کے بعد جو شربت دیا جاتا ہے وہ دعا فاتحہ کا شربت ہے۔ گویا خدا تعالیٰ کے ساتھ روحانی اور کامل تعلق پیدا ہونے کا ذریعہ جو قرآن شریف نے ہمیں سکھلایا ہے اسلام اور دعا فاتحہ ہے۔ یعنے اول اپنی تمام زندگی خدا کی راہ میں وقف کر دینا اور پھر اس دعا میں لگے رہنا جو سورۃ فاتحہ میں مسلمانوں کو سکھائی گئی ہے تمام اسلام کا مغز یہ دونوں چیزیں ہیں۔ اسلام اور دعا فاتحہ۔ دنیا میں خدا تک پہونچنے اور حقیقی نجات کا پانی پینے کیلئے یہی ایک اعلیٰ ذریعہ ہے جو قانون قدرت نے انسان کی اعلیٰ ترقی اور وصال الٰہی کیلئے مقرر کیا ہے۔

تبادلہ بند

چکڑالوی بدعت کی قلعی الحکم کی بعض اشاعتوں میں کھولی گئی تھی جسپر خود اسکا ماہواری آرگن بھی سرد پا مضمون لکھتا رہا مگر اب چکڑالوی اور اس کے حاشیہ نشینوں کو خیال پیدا ہوا ہے کہ غیر از قرآن دیکھنا حرام ہے۔ اس لیے وہ آئندہ الحکم سے تبادلہ نہیں کر سکتے کیونکہ الحکم بھی غیر از قرآن ہے یہ اس کارڈ کا مضمون ہے جو چکڑالوی کے اشتہار سے ہمدردی تبادلہ کیلئے موصول ہوا ہے ہم نے تو پہلے ہی چکڑالوی کی درخواست پر تبادلہ جاری کیا تھا اور اب بڑی خوشی سے بند کرتے ہیں لیکن ناظرین کی دلچسپی کیلئے کسی اگلی اشاعت میں وہ خطوط ضرور چھاپ دینگے تاکہ اسکی حقیقت کھل جاوے۔ اور اس کے ساتھ ہی ہم نے چکڑالوی سے جو بالمشافہ گفتگو کی ہے وہ بھی درج کرینگے۔

کفارہ اور فطرت

فطرت انسانی کبھی اس بات کو روا نہیں رکھتی کہ ایک کے گناہ دوسرے پر لاد دیے جاویں اور نہ خدا تعالیٰ کی فعلی کتاب میں اس کی کوئی نظیر ملتی ہے جس شخص کے پیٹ میں درد ہو دوسرے کے دوا کھانے سے وہ اچھا نہیں ہو سکتا۔ اور کبھی نہیں دیکھا گیا کہ زید کے سر میں درد ہوا اور خالد نے اپنے سر میں پتھر مارا ہو اور زید تندرست ہو گیا ہو عیسائیوں نے اس عقیدہ کی تراش میں اپنی جان ہی پر ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی پاک ذات پر بھی خطرناک حملہ کیا ہے کہ (معاذ اللہ) وہ لوگوں کو گناہ کے زہر سے مرتا ہوا دیکھ کر ان کے لئے کوئی تریاق تو پیدا نہ کر سکا اس کا علاج اگر سوجھا تو یہی سوجھا کہ آپ ہی انسان بن کر صلیب پر ایلی ایلی لما سبقتانی کہتا ہوا لٹک گیا (تعالیٰ شانہ)

وید کا ام الفنون ہونے پر لطیفہ

اکثر آریہ واعظوں اور دوسرے آریوں کے منہ سے سنا ہے کہ وید کی زبان ام الالسنہ ہے اور وید ام الفنون ہے ہرچند ان کا یہ دعویٰ کبھی عملی رنگ میں دنیا کے سامنے اس روشنی اور ایجاد کے زمانہ میں پیش نہیں ہوا لیکن تو بھی آرین لٹریچر میں یہ دعویٰ کیا ضرور جاتا ہے ہم نے اس دعوی پر بہت غور کیا ہے اور یہ معاملہ نہیں ہوتا کہ جس حال میں وید ام الفنون ہے تو کیا وجہ ہے کہ حضرات آریہ چپ چاپ بیٹھے ہوئے ہیں کیوں وہ ان نئی کلوں اور ایجادوں کو پیش نہیں کرتے جو انہوں نے وید مقدس کی بدولت کی ہیں۔ یا ان فنون اور ایجادات کا اصول اس وقت تک معلوم ہی نہیں ہوتا جبتک یورپ یا امریکہ کے کسی موجد کی ایجاد مشتہر ہو کر مشہور نہ ہو جاوے؟

ایک اور تعجب کی بات یہ ہے کہ آرین الہیات کے موافق اب دنیا میں کسی پر الہام تو ہوتا ہی نہیں اور وید ام الفنون ہیں اور یہ ثابت شدہ صداقت ہے کہ ایجادات یورپ اور امریکہ میں ہو رہی ہیں تو کیا ماننا پڑے گا کہ ایڈیسن وغیرہ موجدوں پر وید کا الہام ہو رہا ہے؟

ایک اور امر بھی قابل استفسار ہے کہ کیا ویدوں کا کوئی بھی عالم موجود ہے یا نہیں اور خود پنڈت دیانند بھی اس کے عالم تھے یا نہیں؟ اگر کوئی عالم ہے تو اس نے ایجادات وید سے نکال کر دنیا کے سامنے پیش کی ہیں انکی ایک فہرست پیش کرنی چاہیے۔ اگر کوئی نہیں تو پھر یہ دعوے کہ بہ تشبیہ نمکِ حرم کا مصداق ہو

جنگ کی مخالفت

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

نمازوں۔ مذہبی وعظوں۔ جلوسوں۔ تصویروں اور اخبارات کی تحریروں وغیرہ سے پاگل ہو کر دیکھو کیا آدمی جنگلی درندوں کی تابع ویسے ہے اور قسم قسم کی جانستان اسلحہ سے مسلح ہیں۔ بیٹے والدین بیوی اور بچوں۔ گھروں اور ہمسایوں کو چھوڑ کر ایسے ایسے مقامات پر جا رہے ہیں۔ جہاں کہیں نہایت بیرحمی اور سنگدلی سے ان لوگوں کے سر قلم کریں جن کے ساتھ نہ تو پہلے ان کی صورت آشنائی ہی ہے۔ اور نہ ہی ان بیچاروں نے ان کا کوئی گناہ کیا ہے۔ ان کے پیچھے ایسے ڈاکٹر اور نرسیں لگی ہوئی ہیں جو اپنے خیال میں اپنے شہروں میں تو سادہ۔ امن پسند اور محنتی لوگوں کی خدمت نہیں کر سکتیں۔ مگر صرف ان کے کام آسکتی ہیں جو ایک دوسرے کو ہلاک کرنے میں مصروف ہیں اور جو لوگ پیچھے گھروں میں ہیں۔ وہ میدان معرکہ اور رزم گاہوں کی خبریں سنکر بڑے خوش ہوتے ہیں اور جب ان کے کانوں میں آواز پڑتی ہے کہ فلان معرکہ میں بیشمار جاپانی تہ تیغ کئے گئے ہیں تو اس کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جس کا نام انہوں نے غدا رکھا ہوا ہے جسے سب لوگ ان کی عالی ہمتی کا اظہار سمجھا جاتا ہے اور جو لوگ اس بارہ میں ان کے ہمسفیر نہ ہوں یا ان کو غلطی سے واقف کرنے کی جرأت کریں یہ انہیں ملک کے غدار اور بیوفا سمجھتے ہیں۔ اور جو نکمے روسیوں کے ہاتھوں سے ان کو جان کے لالے پڑ جاتے ہیں

باب سوم

گویا یہ وہی بات ہوئی کہ والٹیر۔ مونٹگاس کیل سوفٹ۔ کانٹ۔ اوسپینوزا یا صدہا دیگر مصنف اس دنیا کے سطح پر کبھی پیدا ہی نہیں ہوئے جنہوں نے اپنی زبردست تحریروں سے جنگ کو لغو اور خلل دماغ کا نتیجہ ثابت کیا ہے اور دنیا کے سامنے اس کے ظلموں بداخلاقیوں اور وحشت کا خاکہ کھینچکر رکھدیا ہے۔

اس وقت جو کچھ ہمارے چاروں طرف ظہور میں آرہا ہے۔ جب ہم اسکی طرف نگاہ کرتے ہیں جو تمام خطروں سے بڑھکر جو ہماری خطرہ آمیز نظر آتا ہے وہ یہ ہے کہ انسان کی عقل کیسی نحیف اور کمزور ہو گئی ہے۔

وہی خاصیت جو انسان کو حیوانوں کے درجہ سے نکال کر اعلےٰ و برتر کرتی ہے (یعنی عقل) وہی نکمی اور زائل ہو گئی ہے۔ نہیں بلکہ شوریدہ پشت ہو گئی ہے جسطرح کہ لگام گھوڑے کے سر سے نکلکر اس کی ٹانگوں میں پھنس جانے سے اسکی رفتار کو روک دیتی ہے اور اس کو دیوانہ کر دیتی ہے۔

اسیطرح آجکل انسانوں کو خلل دماغ ہو گیا ہے۔ یہ تو سمجھ میں آسکتا ہے کہ ایک بت پرست جو خواہ یونانی یا روسی نسل سے ہو یا برائے نام عیسائی ہو جس کو انجیل کی تو مطلق خبر نہ ہو مگر دین عیسوی کی ہدایات پر اندھا دھند عمل کرتا ہو۔ یہ صرف لڑائی ہی نہیں کر سکتا بلکہ لڑائی کے کارناموں پر فخر کر سکتا ہے۔ لیکن دین عیسوی کا سچا معتقد جو برادرانہ محبت کی خوبیوں سے خوب واقف ہوا اور ہمارے زمانہ کے کتب فلسفانہ اور صنعت و حرفت سے بہرہ یاب ہو کسیطرح اپنے کندھوں پر بندوق اٹھا کر یا توپ کے پاس کھڑا ہو کر بنی نوع انسان کے ہجوم کی طرف ہلاک کرنے کی نیت سے نشانہ کر سکتا ہے۔؟

ایشیا کے حبشیوں اور رومن اور یونانی لوگوں کو تو یہ ترغیب دیجا سکتی ہے کہ یہ اپنی کانسٹنٹ کے مطابق لڑائی میں شریک ہوں اور اس کو کار ثواب خیال کریں لیکن ہم چاہتے ہوں یا نہ چاہتے ہوں پھر بھی عیسائی کہلاتے ہیں اور دین عیسوی کی کتب کی خواہ تفسیر ہی نا دیکھی ہو پھر بھی اس کا عام اصول ہمیں ایک معراج بخشتا ہے جس سے ہم جنگ کی لغویت اور اس کے مظالم کو محسوس کرنے کے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اور خوب معلوم کر سکتے ہیں کہ یہ بالکل اس کے مخل ہے۔ جو کچھ کہ ہمارے نزدیک سعادتمندی اور راستبازی میں داخل ہے۔ لہذا جو کچھ جنگ کے حامیوں نے کیا ہے وہی ہم یقین استقلال اطمینان سے نہیں کر سکتے ہمارے جرم کا خیال ضرور ہمارے دل میں جاگے گا اور قاتل کے سے خیالات ہمارے دماغ میں گذریں گے جو شخص ہلاکت کا کام شروع کر کے اپنی قصور کو اپنی روح پر منقوش کرتا ہے۔ اپنے آپ کو خارج از عقل یا جوشیلا بناتا ہے اور اپنے خطرناک مذموم فعل کو اچھی طرح مکمل کر سکتا ہے۔ اسوقت روسی سوسائٹی کے اعلےٰ مدارج کے دماغوں میں جو غیر معمول اور پاگلانہ خیال سمائے ہوئے ہیں یہ محض اس کام کی معصیت کے علم کا اظہار کر رہے ہیں جو اندنوں سرزد ہو رہا ہے اس مضمون کی متکبرانہ اور حاکمانہ سمجھیں کہ شہنشاہ کی اور ملک کی پرستش ثواب میں داخل ہے اور اس کے واسطے اپنی جانیں نثار کرنے کیلئے تیار رہنا چاہئے (یا بہتر الفاظ میں اپنی جانیں نہیں بلکہ دوسروں کی جانیں نثار کرنے کیلئے) اور ان کے املاک کی سینہ سپر ہو کر حفاظت کرنا چاہئے جو دوسروں کیلئے غضب کئے گئے ہیں۔ علاوہ اس کے تمام میٹنگوں اور کیلبوں کی تیاری اور جنگی بیڑے اور ریڈ کراس کی امداد جو گورنمنٹ کی نذر کیا گیا ہے (اور یہ اپنی رعایا سے اسقدر روپیہ جمع کر سکتی ہے جسقدر کہ اسکی مرضی ہو) جس گورنمنٹ کا فرض ہے کہ جنگ کا اعلان کرنے کے بعد ضروری جنگی بیڑا تیار کرے اور مجروحوں کی خبرگیری کے وسائل بہم پہونچاوے۔ یہ تمام کفر کی نمازیں جنگی خبریں قصبات اور دیہات سے اخبارات کے پاس

جیسی جاتی ہیں۔ اور یہ تمام جلوس جو قوم کی مسرت و انبساط کے واسطے نکالے جاتے ہیں۔ اور اخبارات کو خوف دلانا جس سے علی العموم مشہور ہو جانیکا کوئی اندیشہ نہیں کیا جاتا۔ اور تمام احمقانہ اور وحشیانہ خیالات جو روسی سوسائٹی کے مغز میں سما گئے ہیں۔ اور بتدریج لوگوں تک بھی پھیلائے جاتے ہیں۔ یہ سب اسی خطرناک فعل کے ظہور کا اظہار کر رہے ہیں جو ہمارے ہاں سرزد ہو رہا ہے۔

آزاد اور بے لاگ فیلنگ لوگوں کو خوب جتا رہی ہے کہ جو کچھ ہم کر رہے ہیں ہرگز نہیں کرنا چاہئے لیکن جس قاتل نے قتل عام شروع کر دیا ہے اب وہ اسکو بند نہیں کر سکتا۔ پس روسیوں کا خیال ہے کہ جس خونریزی کی بنیاد ڈالی گئی ہے یہ جنگ کی تائید کے واسطے ناقابل تردید دلیل ہے۔ پس جو جنگ چھڑ گئی ہے۔ اب بند نہیں ہو سکتی ہمارے زمانہ کے بہت تعلیم یافتہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ انسان اپنی مرضی کا مالک نہیں لہذا اگر یہ اسکی سمجھ میں بھی آ جائے کہ جو کام اس نے شروع کیا ہے وہ سراپا بدی سے مملو ہے۔ پھر بھی اس کے کرنے سے باز نہیں رہ سکتا۔ پس اسطرح وحشی پاگل مذہبی جنون ہلاکت کا کام کئے چلے جاتے ہیں۔

باب چہارم

کسی سپاہی یا نن کمیشن افسر سے جو اپنے بوڑھے والدین بیوی اور بچوں کو چھوڑ کر میدان کارزار میں گیا ہو پوچھو کہ کیوں ان لوگوں کو قتل کرنے کے واسطے مستعد اور کمربستہ ہو رہا ہے جن کی اس نے شکل بھی نہیں دیکھی۔ یہ پہلے تو آپ کے اس سوال سے حیران ہوگا۔ کیونکہ یہ سپاہی ہے اور اس لئے اپنی حلف کا پابند ہے اور اپنے کمانڈروں کے احکام بجا لانے کو مجبور اور پھر جب آپ اس کو بتاوینگے کہ جنگ یعنی بنی نوع انسان کا قتل کرنا احکام انجیل کے خلاف ہے چنانچہ مقدس نوشتوں میں لکھا ہے ”تو کسی کو ہلاک مت کر“ تو یہ فوراً اس کا جواب دیگا کہ ”اگر ہمارے لوگوں پر حملہ کیا گیا ہو تو پھر کیا کرنا چاہئے؟ بادشاہ کی خاطر اور دین کے واسطے جنگ کرنا عین ثواب ہے“ (چنانچہ ایک شخص نے میرے سوال کا جواب دیا۔ کہ ”اگر کوئی شخص اس چیز پر حملہ کرے جو کچھ ہمارے نزدیک مقدس ہے تو پھر کیا کیا جائے؟“ میں نے پوچھا کہ وہ اس سے تمہارا کیا مطلب ہے۔“ اس نے کہا کہ ”مثلاً جھنڈے پر“ اگر آپ اس سپاہی کے دل پر منقوش کریں کہ خدا کا حکم صرف جھنڈے سے ہی بہت ضروری نہیں بلکہ دنیا میں ہر ایک شے سے اعلیٰ و برتر ہے تو پھر یا تو یہ خاموش ہو جائے گا یا خفا ہو کر حکام کے پاس رپورٹ کریگا۔

پھر کسی جنرل سے پوچھو کہ وہ میدان جنگ میں کیوں جاتا ہے تو یہ آپ کو صاف کہیگا کہ میں جنگی آدمی ہوں جنگی اور آبائی ملک کی حفاظت کیواسطے بہت ضرورت ہے مگر ہلاکت کا عیسائی قانون کے خلاف ہونا اس کو ذرہ بھی نہیں کھٹکتا۔ پس یہ قانون کا تصور نہیں بلکہ ”قانون کی ترمیم کا سقم ہے جس سے یہ لوگ واقف کئے گئے ہیں اور سیاسیات میں یہ ہمیشہ یہی کہیگا کہ ”اسوقت جبکہ آبائی ملک پر افتاد پڑی ہوئی ہے بحث کرنے کا وقت نہیں بلکہ کام کرنے کا ہے“

پھر ڈپلومیٹسٹ لوگوں سے پوچھئے کہ کیوں یہ مکائد و تدبیر سے جنگ کو بھڑکاتے ہیں؟ تو یہ فوراً جواب دینگے کہ یہ دراصل اپنی مستعدی کے اظہار سے قوموں میں امن قائم رکھنا چاہتے ہیں اور یہ مدعا خالی تھیوریوں سے ہرگز نہیں حاصل ہو سکتا بلکہ ڈپلومیٹک کارروائی یا جنگ کیلئے ہمیشہ تیار رہنے سے حاصل ہو سکتا ہے جسطرح کہ ملٹری اشخاص اپنی کارروائیوں کے متعلق سوال کرنے کے بجائے کوئی عام سوال پیش کر دیتے ہیں اسطرح ڈپلومیٹسٹ لوگ بھی روس کے مفاد کا یا دیگر بادشاہوں کی پیشدستیوں یا یورپ میں طاقت کی میزان کا تذکرہ شروع کر دیتے ہیں اور اپنے افعال اور اعمال کو چھپا جاتے ہیں۔

پھر اخبار نویسوں سے پوچھئے کہ کیوں اپنی تحریروں سے لوگوں کو جنگ کی ترغیب و تحریص دلاتے ہیں تو ان کے پاس سوا اس کے کوئی جواب نہیں ہوگا کہ جنگ بالعموم ضروری اور مفید ہے بالخصوص موجودہ جنگ اور اسکی تائید کے واسطے جھوٹی منطق چھانٹنا شروع کر دینگے اور جنگی آدمی اور ڈپلومیٹسٹ کیطرح غیر متعلقہ سوال سوال چھیڑ دینگے۔ یا قوم۔ ملک یا تہذیب اور یورپینوں کے عام فائدہ کا رونا شروع کر دینگے۔ اگر آخر میں قائل کرنے سے یہ مان بھی جائیں گے کہ جنگ کرنا اچھا نہیں تاہم اس بات پر مصر ہونگے کہ اسوقت جنگ کا بند کرنا ناممکن ہے۔ کیونکہ انکو بحیثیت روسی اپنی اعلیٰ اور برتر پوزیشن۔ لوکل سلف گورنمنٹ ڈاکٹروں اور ڈوکراس کی عزت کا خیال ہے اسلئے بحیثیت مجموعی یہ بحث کرنیکا موقعہ نہیں بلکہ کام کرنیکا ہے۔ یہی زار کا جواب ہوگا جو اس تمام کارروائی کا ذمہ وار ہے۔ اسکو بھی سپاہی کیطرح اس سوال سے حیرت ہوگی کہ آیا اب جنگ ضروری ہے؟ مگر جنگ کو بند کرنے کا ایماء شاق گزریگا اور کہیگا کہ اب اس بات سے گریز نہیں ہو سکتا جسکی تمام قوم متقاضی ہے اور گو یہ دل سے جنگ کو مذموم خیال کرتا ہو اور سطح عالم سے اس کا نام مٹانے کیواسطے زمین و آسمان کے قلابے ملانے کو تیار ہو تاہم موجودہ حالات میں نہ تو اس کا اعلان کرنے سے گریز کر سکتا ہے اور نہ اسکی اجرا کو روک سکتا ہے کیونکہ یہ روس کی عظمت اور شان و شوکت کیواسطے ضروری ہے

الغرض ہر ایک شخص سے جب یہ سوال دریافت کیا جائیگا۔ تم جس حال میں اپنے آپ کو قانون عیسوی کا پابند کہتے ہو اور یہ وہ قانون ہے جس سے صرف پڑوسی کو قتل کرنے ہی کی ممانعت نہیں بلکہ ان کے ساتھ برادرانہ پیار کرنیکا حکم ہے تو کیوں تم لوٹ مار اور ہلاکت کیواسطے جنگ میں شریک ہوتے ہو تو یہ ہمیشہ یہی جواب دیگا کہ میں اپنے آبائی ملک۔ ایمان۔ حلف عزت۔ تہذیب یا تمام انسانی ذات کی آئندہ بہبودی کیواسطے جنگ میں شریک ہوتا ہوں۔ الغرض یہ لوگ ہمیشہ جنگ کی تیاریوں میں یا اس کے متعلق بحث و مباحثوں میں مشغول رہتے ہیں۔ اور جو کچھ وقت ان کاموں سے بچتا ہے وہ آرام کرنے میں بسر کرتے ہیں اور اسطرح ان کو اپنی زندگی کی بابت سوچنے اور بحث کرنے کیواسطے کوئی وقت نہیں ملتا۔ (باقی آئندہ) (ارمن)

مادر مہربان

عربی اخبار ہمعصر ثمرات الفنون بیروت کے سابقہ نمبروں میں کسی نامہ نگار نے تعلیم و تربیت کے بارے میں ایک مضمون شائع کرایا ہے جس کا ترجمہ ہم ناظرین الحکم کیلئے چھاپ دیتے ہیں۔

وہ عورت جو بیش قیمت الماس و جواہرات و زیورات سے مزین اور عمدہ و اعلیٰ لباسوں میں ملبوس ہو اور اس کے گرد و اطراف خادمہ و سہیلیاں ہر وقت موجود رہتی ہوں اور وہ جلال و بزرگی کے تخت پر ہر وقت متمکن ہو اور جملہ مخلوقات اس کے حکم کے ماتحت ہو۔ کیا وہ مادر مہربان ہو سکتی ہے۔

جو عورت اکثر اوقات اپنی سہیلیوں وغیرہ کی زیارت و ملاقات ہی میں صرف کرتی ہو جنکا شغل غیبت۔ اس کا اکثر کام ہو اور بیہودہ و لاطائل کلاموں و کاموں میں پڑنا اس کا مشغلہ ہو۔ کیا وہ مادر مہربان ہو سکتی ہے۔

جو عورت اپنے بچوں کو گالیاں دے اور ان کو مارے و گھورے اور ان کے لئے موت و ہلاکت و امراض و بلاؤں کی آرزو کرے اور انکو بطور انتقام لینے کی غرض سے جھڑکیاں دے کیا وہ مادر مہربان کہلا سکتی ہے۔

جو عورت اپنے بچوں میں کبر و انانیت و غرور و بیکاری کا بیج بوئے اور ان کو اپنا برا نمونہ دکھلائے کیا وہ مادر مہربان ہو سکتی ہے۔

جو عورت دولتمند و غنی ہو کر دنیا سے پیار و محبت میں بخل بے شمار رکھتی ہو اور فقرا و مساکین کو ملنے اور نرمی و رحم و اتفاق سے اغماض و کنارہ کشی کرے اور اگر مفلس و تنگدست ہو تو کام کرنے سے دل چرائے اور اپنی اور اپنے کنبے کی پرورش کیلئے دوسروں کے پاس جا کر دست سوال پھیلائے کیا وہ مادر مہربان ہو سکتی ہے۔

جو عورت اپنی اولاد کے منہ و لباس گندہ و میلا ہونے کے باعث اون کی طرف نظر بھی نہ کرے اور انکی سختی و درشتی کلام سے اور انکی خباثت و غصہ کے باعث نہ انکی بات سنے اور نہ انکو اپنے پاس بیٹھنے دے کیا وہ مادر مہربان ہو سکتی ہے۔

مادر مہربان وہ ہو سکتی ہے جو سب امور سے پہلے اپنی واجبات دینی ادا کرنے اور عام و خواص کے نزدیک اپنی عادات و سیرت کو درست رکھنے کا بہت اہتمام کرتی ہو۔ مادر مہربان وہی ہو سکتی ہے جو عقل و دانائی سے اپنے بچوں کے دلوں میں اخلاق فاضلہ و اوصاف حمیدہ مرکوز و منقش کرے اور انکو اپنا ایک نمونہ دکھلاتی رہے ان کی زبان پر کلمات تحمید و تسبیح پروردگار کا ورد و ادا کرے فرضی عبادات ایزدی کی انکو مشق کرائے۔ اور حتی الامکان اخلاق رذیلہ و عادات بد سے انکو محفوظ رکھنے کی کوشش کرے

فرض کرو کہ ایک کنبہ ہو جس میں ایک باپ ایک ماں اور چار بیٹے ہوں جن کا گھر شہر کے کسی کونہ میں شگوفوں و سبزہ و درخت کی شاخوں وغیرہ سے بالکل چھپا ہو۔ اس کے ایک کمرہ میں ایک عورت صاف لباس پہنے ہوئے بیٹھی ہو جس کے چہرہ سے وقار و متانت ٹپکتی ہو اور وہ اپنے وطن کا کوئی گیت گا رہی ہو۔ اپنے زانوؤں کے سہارے اپنے ننھے بچے کو لٹایا ہو اور اس کو شیریں آواز سے سلا رہی ہو۔ تھوڑی دیر کے بعد اس کے دو بیٹے مدرسے سے گھر میں داخل ہوں اور ان کے چہروں پر حشمت و مہابت کے آثار موجود ہوں اور بڑے وقار و خضوع سے والدہ کو آکر سلام کریں اور اس کے ہاتھ چوم کر با ادب بیٹھ جاویں اور اپنی والدہ کے حکم کے منتظر ہوں کہ وہ اسکی تعمیل کریں۔

ایسے بچوں میں نزاہت و طہارت و پاکیزگی کے آثار ضرور پائے جائینگے جو انکی مادر مہربان نے ذریعہ ان کے دلوں میں مرکوز و منقوش کئے ہیں۔ اس کے بعد وہ اپنے بچوں سے پوچھتی ہے کہ آج کے دن جو بات تم نے سیکھی ہے وہ سناؤ وہ بیٹے دو صاف اور واضح طور سے اپنی والدہ کے آگے بیان کر دینے میں تھوڑی دیر کے بعد باپ گھر داخل ہوتا ہے اور اس کے دو بڑے بیٹے بھی ساتھ ہیں جو کام کاج کر کے تھکے ماندے ہو کر گھر پہنچے ہیں جونہی وہ گھر پہنچتے ہیں وہ بڑی بشاشت و کشادہ روئی و تبسم کر کے پیش آتی ہے جس سے انکو سارے دن کی محنت و کلفت بھول جاتی ہے اور دن رات کی زندگی جو کچھ میسر ہو بڑی محبت و الفت و اتفاق سے سب اکٹھے ملکر تناول کرتے اور رازق مطلق کا شکر بجا لاتے ہیں اسوقت انسانیت پکار رہی ہوگی کہ میں جس چیز کو ڈھونڈ رہی تھی پا لیا ہاں میں نے اپنی گم شدہ چیز کو پا لیا۔ یہی وہ مادر مہربان و ام صالحہ ہو حقیر و غریب گھر میں ہو اور اس میں صفات و اعمال مطلوبہ موجود ہوں خوش قسمت ہو اس گھر کو جسمیں ایسی مادر مہربان و ام صالحہ موجود ہو۔ ✣

www.aaiil.org

مذہبی دنیا پر نظر

ہندوستان میں آج کل نت نئی مذہبی سوسائٹیان جنم لے رہی ہیں۔ اور ابھی سوسائٹی جنم ہی لیتی ہے۔ کہ اسکے فرقے در فرقے پیدا ہونے لگ جاتے ہیں۔ اور ممبران کا باہمی جائداد وغیرہ کی نسبت جھگڑا پیدا ہوتا ہے۔ پرانے مٹھ وغیرہ کے متعلق بھی آئے دن مقدمات دیوانی عدالتوں میں دائر ہوتے رہتے ہیں۔ ان سب کی راہبری کے لئے کام دینے اور آئندہ کے جھگڑوں سے چھڑانے کے لئے سکاٹلنڈ کی عیسائی پریسبٹرین چرچ کے متعلق ایک پادری کی تقریری پر اس جگہ کے عیسائیوں نے اپنا نامنظور کرنے کا استحقاق جتلایا۔ جس میں پارلیمنٹ کے ہاؤس آف لارڈز نے قرار دیا۔ کہ عام عیسائیوں کو ایسے انکار کا کوئی حق نہیں ہے۔ اسیر ۴۹۶ پادریوں اور پرافیسروں نے اپنے مالی حقوق محض اپنے آقا کی آواز کیمطابق چلنے کی خاطر چھوڑ دئے۔ اور تقریباً پندرہ روپیہ سالانہ کی آمدنی کو جواب دیدیا۔ ان لوگون نے علیحدگی اختیار کرکے بڑے جوش سے کام کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ انکی قایم کردہ "فری چرچ سکاٹلنڈ"۔ میں پچاس برسوں کے اندر ہی ۱۲۶۸ پادری ہوگئے۔ جن کے ممبران کی تعداد چار لاکھ سے زیادہ ہوگئی۔ اور جن کے پیروان کی تعداد پندرہ لاکھ سے کم نہیں سمجھی جاتی۔ انکے پاس ۱۰۶۹ گرجا گھر اور اسکے مطابق سامان بھی اکٹھا ہوگیا۔ جب انہوں نے اسقدر ترقی پکڑی تو یونائیٹڈ "پریسبٹرین چرچ" نے ان کو پھر سے اکٹھے ہوجانے کے لئے متحرک کیا۔ اس پر بڑی بھاری کونسل ہوئی۔ اور ۳۰ اکتوبر ۱۹۰۰ء کو کثرۂ رائے سے فیصلہ ہوا۔ کہ "فری چرچ" اور یونائیٹڈ پریسبٹرین"۔ دونوں آپس میں ملجاویں۔ فری چرچ کے عام جلسہ میں ۶۴۳ رائیں ملنے کے حق میں تھیں۔ اور ۲۷ رائیں برخلاف تھیں۔ دوسرے دن سائینڈ کی اتفاق رائے سے یونائیٹڈ فری چرچ ایک عام جلسہ میں بنائی گئی۔ جسمیں چھ ہزار آدمی جمع تھے۔ قلت رائے نے کثرت سے علیحدگی اختیار کرکے نہ صرف اپنی آرگینیزیشن ہی علیحدہ بنالی۔ بلکہ اپنے چرچ کی کل جائداد کے قبضہ کا دعوے کیا۔ جو بوقت انکی علیحدگی کے موجود تھی سکاٹ لنڈ کی ماتحت عدالتوں میں برابر فیصلہ کثرت رائے کے حق میں ہوتا رہا۔ لیکن جب خاتمہ پر مقدمہ برٹش ہاؤس آف لارڈز میں گیا۔ قبل مقدمہ کے بحث شروع ہونے کے کثرت رائے کیطرف سے راضی نامہ کا سوال پیش کیا گیا۔ اور علاوہ ساڑھے سات لاکھ روپیہ کے بہت سے گرجا کے مکان بھی پیش کئے گئے۔ لیکن قلت رائے والوں نے اس کو ایک اصول مذہبی کا سوال قرار دیکر راضی نامہ کرنے سے انکار کیا۔ آخر کار بحث شروع ہوئی۔ اور ۸ دنوں تک برابر جاری رہی اور ہاؤس آف لارڈز نے فیصلہ یہ دیا۔ کہ چونکہ "فری چرچ" کے جلسہ عام کو مذہبی عقائد کی نسبت نئے قواعد بنانے کا اختیار نہیں تھا۔ اور چونکہ انہوں نے ایسا کیا۔ اسلئے کل جائداد وغیرہ ان کو ملنی چاہیئے۔ جو کہ ان کی عقاید پر اب تک قایم ہیں۔ جنکی بنا پر کہ ۱۸۴۳ء میں اول اول "فری چرچ" پریسبٹرین چرچ" سے علیحدہ ہوکر قایم ہوئی تھی۔ گو بعض انگریزی اخبارون کی رائے اس فیصلہ کے برخلاف نظر آتی ہے۔ تاہم میری رائے میں یہ فیصلہ بالکل ان اصولوں کے مطابق ہوا ہے۔ جو کہ ایک مذہبی تحریک کے محرک ہوا کرتے ہیں۔ کسی مذہب کے کام میں کوئی بھی آدمی اسلئے دان یا چندہ نہیں دیتا۔ کہ وہ کثرت رائے کے مطابق خرچ ہوگا۔ بلکہ وہ محض اس خیال سے دیتا ہے۔ کہ فلان فلان عقائد کے پھیلانے میں یہ روپیہ مدد دیگا۔ اسلئے انصاف تو چاہتا ہے۔ کہ اگر کثرت کی رائے اصل عقائد سے انحراف کرجاوے۔ تو جو جائداد یا دھن کہیں خاص عقائد کے پھیلانے کیلئے جمع کیا گیا ہے۔ وہ انہیں کے پھیلانے میں خرچ کیا جاوے۔ انگلستان تو میں لوگ شریف ہیں۔ اور اس لئے جہان عدالت نے فیصلہ دیا۔ فوراً اپنے فرائض کو سمجھ لیتے ہیں یہ انگلینڈ کا ہی حوصلہ ہے۔ کہ لبرل پارٹی کی تمام کثرت رائے اپنے برخلاف دیکھکر لارڈ روزبری فوراً لیڈرشپ سے علیحدہ ہوجاتا ہے۔ لیکن ہندوستان میں ٹھیک اسکے برخلاف ۶ مان نہ مان میں تیرا مہمان۔ کا مسئلہ عملاً جاری ہے۔ اور ایسی حالت کی موجودگی پر جو نیک نیت آدمی سوسائٹیوں کے بکھیڑوں سے علیحدہ ہوکر پرماتما کا بھجن کرتے ہوئے اپنے ہم جنسوں کی سیوا کرنا چاہیں۔ ان کو بزدل اور کمزور کہا جاتا ہے۔ اس ملک میں ابھی شخصی ترقی کی بڑی بھاری ضرورت ہے۔ میری رائے تو یہ ہے۔ کہ جب تک کم ازکم ایک کروڑ آدمی محض اپنی شخصی ترقی میں لگ کر اپنے آپ کو آدرش نہ بنالیویں۔ تب تک اس جگہ سوسائٹی کی ترقی کا نام نہیں لینا چاہیئے۔ لیکن جو بیل کولہوں میں جوت لئے گئے ہیں۔ وے کیا کریں۔ انکے لئے تو ؎ نہ جائے ماندن نہ جائے رفتن کا معاملہ ہے

اس شراب میں خاص مسیحی اثر ہوگا

عیسائیوں کے رومن کیتھولک خاص شہر کا نام چارٹرلوز ہے۔ وہان کے پادری ایک طرف تو مسیح کا ورد کرتے ہوئے مالا جپتے اور دوسری طرف شراب کی نہایت اعلیٰ کشید کرتے تھے۔ نامہ نگار اخبار ڈیلی نیوز پیرس سے لکھتا ہے۔ کہ یہ مٹھ اپنے پادریوں کی پاک زندگی کیلئے مشہور نہیں ہے بلکہ محض پادریوں کی کھینچی ہوئی شراب کی نفاست کے لئے مشہور ہے۔ لیکن اب چونکہ اعلیٰ برانڈی کی قیمت بڑھ گئی ہے۔ اس لئے اس مٹھ کے پادریوں نے بھی اپنی شراب کی طیاری کے لئے کم قیمت کی برانڈی خود بنانی شروع کردی ہے

ہندوستان کے لئے تو یہ خبر کچھ نئی نہیں۔ کیونکہ یہاں مذہبی مٹھوں کے ماتحت شراب کی دوکانیں اور گانجہ چرس۔ بھنگ وغیرہ کی صرف دوکانیں ہی نہیں کھلی رہتیں۔ بلکہ مٹھ میں استعمال کے لئے یہ سامان اکٹھا جمع رہتا ہے۔ لیکن آریہ سماجیوں کے لئے یہ خبر واقعی حیرت انگیز ثابت ہوگئی۔ لیکن آریہ سماجی لوگ بھول جاتے ہیں۔ کہ جب مسیح کے لہو کی جگہ شراب پینے کی اجازت عیسائیوں کے مذہب دیتا ہے۔ تو پادریوں کا مے فروشی سے روزی پیدا کرنا کچھ بھی تعجب انگیز نہیں ہے۔

انتہائے دنیا و وجود قیامت پر عقلی و نقلی دلائل

نوٹ دیکھو سلسلہ کیلئے الحکم مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۰۴ء

خداوند کریم قیامت وحشر ونشر کے بارے میں بہت سی آیات پیش کرتا ہے۔ جن کے معنے بجز آخروی زندگی۔ قیامت کے تاویلاً بھی اور کچھ نہیں ہوسکتے۔ مثلاً وہ مقام قابل غور ہے جہان خداتعالے جملہ بنی نوع آدم کی پیدائش کا احوال بترتیب بیان کرکے اسکے بعد فرماتا ہے ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ۔ پس یہ وہی قیامت ہے جو رب العالمین فی جملہ مخلوق بنی آدم اولین و الاخرین کے لئے ایک خاص وقت مقرر کر رکھا ہے جس میں سب مردے جی اٹھینگے۔ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى۔ آخروی زندگی اچھی اور دیرپا ہے۔ سچ ہے اس دنیا میں کچھ پایداری نہیں۔ مشاہدہ بھی یہی سبق دیتا ہے۔ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى آخرت میں عذاب ہوگا۔ تو بھی دیرپا اور ثواب ملے گا۔ تو وہ بھی پایدار ہوگا۔ سینکڑوں انسان یہاں باوجود استحقاق عذاب و ثواب یون ہی گذر جاتے ہیں۔ کیونکہ اس کا پورا پورا حساب قیامت کو ہوگا۔ خداوندتعالے دنیا کی زندگی کو ناقص و ناتمام فرماتا ہے۔ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ۔ اس کے بدلے مصفی اور پاک زندگی ضرور چاہیئے۔ سو وہ آخرت میں ہی ملیگی اِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ۔ زندگی تو آخرت میں ہی ہے گی۔ یہان تو موت ہی موت ہے صلحا و اہل اللہ کو جو یہان حیات طیبہ ملتی ہے وہ اس آخروی زندگی کا ابتدا ہوتا ہے۔ یہ بات داخل فطرت انسانی ہے۔ اور قدرتاً ہر ایک دانشمند و احمق و عالم و جاہل و مہذب و غیرمہذب چاہتا ہے۔ اور ہر ملک وملت کے لوگ ہر زمانہ میں یہ آرزو رکھتے اور چاہتے ہیں۔ کہ ان کو اولاد سے یا دیگر اشیاء یادآور سے پس ازمردن یاد کیا جاوے۔ اور جملہ صلحا و انبیاء کی یہی خواہش رہی کہ اولاد سے۔ خیر جاری سے یا کسی دوسرے نیک پیرایہ سے دنیا میں اپنی یادگار چھوڑ جاویں۔ جو ان کے لئے باعث یادگار ہو۔ اس خواہش میں بقائے روح ہی کا خیال مضمر ہے۔ کیونکہ اگر آدمی مرنے سے محض معدوم ہوجاتا۔ تو دنیا میں یادگار رہنے سے اسکو کیا فائدہ تھا۔

سوال۔ بعض انسان بقائے روح کو مستبعد سمجھتے ہیں۔ **جواب**۔ ہم کہتے ہیں۔ خداتعالیٰ جملہ ارواح کو کلمات اللہ فرماتا ہے۔ پس جبکہ انسان ضعیف البنیان فونوگراف جیسے آلات میں اپنے کلمات والفاظ کو دراز مدتون تک محفوظ رکھ سکتا ہے۔ تو خداوندتعالے خالق ارواح واشباح کے آگے اپنے کلمات یعنے ارواح کا محفوظ رکھنا کون سی مشکل بات ہے۔ اگر بنظر غور دیکھا جاوے تو اس عالم کا وجود ایک انسان کی طرح دیکھوگے جس کا ہر ایک جز بمنزلہ اعضائے انسان کے ہے جیسا کہ انسان بوڑھا ہوجاتا ہے۔ تو اسکے اعضائے شنوائی و بینائی وغیرہ میں ضعف و کمزوری پیدا ہوجاتی ہے۔ اور بالآخرۃ مرجاتا ہے۔ ایسا ہی حال اس عالم کا ہے۔ ایک دن ضرور اس پر مرض الشیب کا غلبہ ہوکر اس کا خاتمہ ہوگا۔ اب ہم کتاب نورالدین سے اثبات قیامت من القرآن کے دلائل نقل کرتے ہیں۔ جو حضرت مولانا نورالدین صاحب نے لکھتے ہیں (اسسٹنٹ ایڈیٹر الحکم)

قیامت کے ثبوت میں یہ ایک نرالا مضمون ہے اور اس طرز کو مینے کہیں اور جگہ دیکھا نہیں۔ مگر میرے ایک نہایت پیارے دوست جو بسبب مدرس ہونے کے ریاضی دان تھے۔ انہوں نے مجھے محبت اور حسن ظن کے باعث ایک بار فرمایا۔ کہ قرآن کریم میں قیامت کے ثبوت صرف امکان قیامت کو ثابت کرتے ہیں۔ مثلاً کھیتوں سے تشبیہ۔ سونے اور جاگنے کی تشبیہ سے قیامت اور حشر احیاء کو بعد الموت ثابت کیا گیا ہے۔ مینے عرض کیا نہ مولانا آپ ریاضی دان ہیں۔ اس لئے میں ایک ریاضی کا مسئلہ عرض کرتا ہوں۔ جو مثبت تو قیامت ہے۔

اربعہ متناسبہ کا قاعدہ رول آف تھری تکے یہاں اور عقلا کے سامنے مسلم اور صحیح ہے کہ نہیں۔ فرمایا کہ صحیح ہے۔ مینے عرض کیا۔ کہ نیازمند یہی طریق ثبوت قیامت کا قرآن کریم سے۔ حضور کے سامنے پیش کرتا ہون۔ اور بطور مثال چند آیات سناتا ہون۔ سورہ بقرہ پہلے پارہ میں آتا ہے اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ؁

www.aaiil.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسہم

انہ اٰوی القریۃ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہار در قادیان بینی ‖ بہ عاشق شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب

قیمت سالانہ

نمبر (۳۲) ‖ دار الامان قادیان مورخہ ۲۴۔ ستمبر ۱۹۰۴ء ‖ جلد (۸)

مسیح موعود کی صلحکاری اور امان کا لوا

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا ہے اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جنہوں نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرمایا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں ہے ہماری طرف سے امان اور صلحکاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا

حضرت مسیح موعود (علیہ الصلوٰۃ والسلام) لاہور میں

(گذشتہ اشاعت کے سلسلے میں)

(دوسرا نمبر)

۲۔ ستمبر ۱۹۰۴ء کی تقریر

۲۔ستمبر کو حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب حکیم الامۃ جمعہ کا خطبہ پڑھ رہے تھے کہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے آپ کی تشریف آوری نے حاضرین کے لطف وخوشی کو بے حد بڑھا دیا حکیم الامۃ کا جامع وعظ جو سورۃ کوثر کی تفسیر پر مشتمل تھا ہوا۔ بعد نماز جمعہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام زائرین اور مشتاقان زیارت کے اصرار وخواہش پر اجلاس فرما ہوئے۔ حاضرین میں سے ہر ایک دوسرے سے پہلے آگے بڑھنا چاہتا تھا انکے بڑھے ہوئے جوش زیارت اور شوق ارادت میں انتظام کا ہونا کوئی آسان امر نہ تھا۔ دیکھے پر دھکا کھاتے تھے اور گرے بڑھتے جاتے تھے۔ آخر جب حضرت کا حکم سنا کر بیٹھ جاؤ جو جہاں کھڑا تھا وہیں بیٹھ گیا۔ وہ نظارہ جن لوگوں نے دیکھا ہے اسکا لطف اور اثر کچھ وہی دل محسوس کر سکتے ہیں۔ حضرت حجۃ اللہ کے انفاس طیبہ کا کچھ ایسا اثر پڑ رہا تھا کہ اس مجمع پر نگاہ ڈالنے سے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال کا پتہ لگتا تھا اور صاف سمجھ میں آتا تھا کہ یہہ جذب اور کشش کسی مفتری اور کذاب کو نہیں دیا جاتا۔ آپ خاموش بیٹھے تھے کہ خاکسار ایڈیٹر الحکم نے ایک ارادتمند کی طرف سے عرض کیا کہ وہ کچھ سنانا چاہتا ہے فرمایا

ہاں سنا دو۔ اسپر اس شخص نے نہایت پر درد اور پر جوش لہجہ میں بزبان پنجابی کچھ اشعار سنائے جن میں حضرت حجۃ اللہ کی بعثت آپ کی صداقت پر بحث تھی اور بالآخر اہل لاہور کو خطاب تھا کہ دیکھو! مسیح موعود تمہارے گھر مہمان ہو کر آیا ہے تمہارا فرض تو یہہ ہے کہ تم اس کا اکرام کرو اور نہ یہہ کہ سب وشتم سے کام لو۔ مہمانوں کے ساتھ اس قسم کا سلوک مناسب نہیں اور پھر طاعون کے زور اور حملوں سے ڈرایا تھا۔ یہہ نظم بہت ہی موثر اور رقت خیز تھی جسکو سنکر اکثر حاضرین رو رہے تھے + نظم ختم ہو جانے کے بعد حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ذیل کی تقریر فرمائی۔ (ایڈیٹر)

تمام مسلمان جو یہاں اکھٹے ہوئے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ہر ایک کی غرض دین ہے یہہ میں جانتا ہوں کہ کوئی تھوڑا جوش رکھتا ہے کوئی زیادہ لیکن کچھ نہ کچھ غرض دین کی رکھنا ضرور ہے۔

یقیناً سمجھو کہ ہر شخص اپنے اندازہ کے موافق عمر کا ایک حصہ کھا چکا ہے بڑی عمر ہو گئی ہے تب بھی تھوڑے دن باقی ہیں اور تھوڑی ہے تب بھی تھوڑے ہی باقی ہیں کیونکہ گذرنے والے زمانہ کو ہمیشہ تھوڑا خیال کیا جاتا ہے

پس یاد رکھو کہ انسان جو اس مسافرخانہ میں آتا ہے اسکی اصل غرض کیا ہے؟ اصل غرض انسان کی خلقت کی یہہ ہے کہ وہ اپنے رب کو پہچانے اور اوس کی فرمانبرداری کرے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون

میں نے جن اور انس کو اسلئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔ مگر افسوس کی بات ہے کہ اکثر لوگ جو دنیا میں آتے ہیں بالغ ہونے کے بعد بجائے اس کے کہ اپنے فرض کو سمجھیں اور اپنی زندگی کی غرض اور غایت کو مد نظر رکھیں وہ خدا کو چھوڑ کر دنیا کی طرف مائل ہو جاتے ہیں اور دنیا کا مال اور اوس کی عزتوں کے ایسے دلدادہ ہوتے ہیں کہ خدا کا حصہ بہت ہی تھوڑا ہوتا ہے اور بہت لوگوں کے دل میں تو ہوتا ہی نہیں وہ دنیا ہی میں منہمک اور فنا ہو ہو جاتے ہیں۔ انہیں خبر بھی نہیں ہوتی کہ خدا بھی کوئی ہے ہاں اسوقت پتہ لگتا ہے۔ جب قابض ارواح آ کر جان نکال لیتا ہے۔ پس اس دہوکہ سے خبردار رہو ایسا نہ ہو کہ مرنے کا وقت آ جاوے اور تم خالی کے خالی ہی رہو۔ یہہ شعر اچھا کہا ہے۔

مکن تکیہ بر عمر ناپائدار
مباش ایمن از بازی روزگار

یکدفعہ ہی پیام موت آ جاتا ہے اور پتہ نہیں لگتا انسانی ہستی بہت ہی ناپائدار ہے ہزار ہا مرضیں لگی ہوئی ہیں بعض ایسی ہیں کہ جب دامنگیر ہو جاتی ہیں تو اس جہان سے رخصت کر کے ہی رخصت ہوتی ہیں۔

جبکہ حالت ایسی نازک اور خطرناک ہے تو ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ اپنے خالق اور مالک خدا سے صلح کرے۔ اسلام نے جو خدا پیش کیا ہے اور مسلمانوں نے جس خدا کو مانا ہے وہ رحیم کریم حلیم۔ تواب اور غفار ہے۔ جو شخص سچی توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسکی توبہ قبول کرتا ہے اور اسکے گناہ بخش دیتا ہے

لیکن

دنیا میں خواہ حقیقی بھائی بھی ہو یا کوئی اور قریبی عزیز اور رشتہ دار ہو وہ جب ایک مرتبہ قصور دیکھ لیتا ہے پھر وہ اس سے خواہ باز بھی آ جاوے مگر اسے عیبی ہی سمجھتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کیسا رحیم ہے کہ انسان

(بقیہ جمعیۃ حسن بیجوری تم القادیانی)

www.aaiil.org

ہزاروں عیب کرکے بھی رجوع کرتا ہے تو بخشدیتا ہے دنیا میں کوئی انسان ایسا نہیں ہے بجز پیغمبروں کے جو خدا تعالےٰ کے خلق میں رنگے جاتے ہیں) جو چشم پوشی سے اسقدر کام لے - بلکہ عام طور پر تو یہہ حالت ہے - جو سعدی نے کہا ہے -

خداوند و پوشد و ہمسایہ نداند و بخروشد

پس

غور کرو کہ اس کے کرم اور رحم کی کیسی عظیم الشان صفت ہے - یہہ بالکل سچ ہے کہ اگر وہ مواخذہ پر آئے تو سب کو تباہ کر دے - لیکن اس کا کرم اور رحم بہت ہی وسیع ہے اور اسکے غضب پر سبقت رکھتا ہے -

اسلام اور دوسرے مذاہب

یہہ دین یعنی اسلام جو سچا مذہب ہے اور جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہمکو ملا ہے اس کی سچائی کی یہہ زبردست علامت ہے کہ انسانی ضمیر اور فطرت جس قسم کا خدا چاہتی ہے قرآن کریم نے ویسا ہی خدا پیش کیا ہے یعنی اس قسم کے صفات سے متصف اسے بیان کیا ہے -

لیکن

چونکہ مقابلہ کے بغیر کسی کی خوبی اور عمدگی کا پتہ نہیں لگ سکتا - اسلئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ کسیقدر مقابلہ دوسرے مذاہب سے کیا جاوے - اگرچہ ہمارا یہہ مذہب ہے اور قرآن شریف سے ایسا ہی ثابت ہوتا ہے کہ کل عالم کا ایک ہی خدا ہے لیکن جب ہم یہہ کہتے ہیں کہ مثلاً ہندوؤں کا خدا تو اس سے یہہ غرض ہوتی ہے کہ وہ خدا جو اپنے خیالات اور عقاید کے موافق ہندوؤں نے تجویز کیا ہے یا عیسائی جس قسم کا تسلیم کرتے ہیں - نعوذ باللہ یہہ کبھی بھی خیال نہیں کرنا چاہئے کہ وہ کسی اور خدا کی مخلوق ہیں -

غرض

جب ہم اس خدا کا مقابلہ ان خداؤں سے (جو دوسرے لوگوں نے پیش کئے ہیں) کرتے ہیں تو صاف طور پر اقرار کرنا پڑتا ہے کہ وہ خدا جو قرآن شریف نے یا اسلام نے پیش کیا ہے **وہی حقیقی خدا ہے** - مثلاً اسی مسئلہ عفو گناہ کے متعلق جب ہم غور کرتے ہیں تو جیسا کہ ابھی میں نے بیان کیا ہے خواہ انسان کتنے ہی گناہ کرے لیکن جب سچے دل سے توبہ کرے اور آیندہ کے لئے گناہوں سے باز آجاوے تو اللہ تعالےٰ اوسکی توبہ قبول کرلیتا اور اس کے گناہ بخشدیتا ہے - لیکن اس کے بالکل مقابل ہندوؤں نے جس خدا کو پیش کیا ہے وہ اس کے متعلق ہمیں یہہ بتاتے ہیں کہ وہ ایسا خدا ہے کہ وہ ایک گناہ کے بدلے کروڑوں جونوں میں ڈالتا ہے اور جو منش - پشو - پنچھی - درند - چرند یہانتک کہ پانی اور ہوا کے کیڑے یہہ سب انسان ہی ہیں جو اپنی شامت اعمال کیوجہ سے سزائیں بھگتنے کے واسطے ان جونوں میں آئے ہوئے ہیں - دوسرے الفاظ میں یوں کہو کہ جسقدر مخلوقات انسان کے سوا نظر آتی ہیں وہ سب انسان کے گناہوں کے طفیل ہے - اور خدا تعالےٰ کو (معاذ اللہ) اتنیک ان پر کوئی رحم نہیں آتا اور وہ ایسا سخت دل پرمیشر ہے کہ وہ رحم کرہی نہیں سکتا -

جب یہہ عقیدہ رکھا جائیگا کہ ہر ایک گناہ کی سزا میں ضرور کئی کروڑ جونوں میں جانا پڑیگا - تو گناہ کی معافی اور رحم اور کرم پرمیشر میں کہاں پایا گیا؟ کیونکہ جونوں کے اس چکر سے تو کبھی نجات ہی نہیں ہے؟ حالانکہ فطرت انسانی ایک ایسا خدا چاہتی ہے جو انسانی کمزوریوں پر رحم کرتا ہو اور انسان کے **نادم اور تائب** ہونے پر اسکے قصوروں کو معاف کردے - کیونکہ خود انسان میں بھی یہہ **وصف** ایک حد تک پایا جاتا ہے پھر تعجب کی بات ہوگی کہ انسان تو توبہ اور معافی پر قصور معاف کردے اور خدا تعالےٰ ایسا کینہ توز (معاذ اللہ) ہو کہ اسے کسی طرح رحم ہی نہ آوے؟ یہہ خیال بالکل غلط اور باطل ہے بلکہ صحیح اعتقاد وہی ہے جو اسلام نے پیش کیا ہے - کہ - خدا تعالےٰ **بڑا ہی کریم اور رحیم ہے اور وہ سچے رجوع اور حقیقی توبہ پر گناہ بخش دیتا ہے** -

اس کے بالمقابل عیسائی جو کچھ پیش کرتے ہیں وہ اور بھی عجیب ہے - وہ خدا تعالےٰ کو رحیم تو مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ رحیم ہے لیکن ساتھ ہی یہہ بھی کہتے ہیں کہ رحم بلا مبادلہ نہیں کرسکتا - جبتک بیٹے کو پھانسی نہ دے لے اسکا رحم کچھہ بھی نہیں کرسکتا - تعجب اور مشکلات بڑھ جاتی ہیں جب اس عقیدہ کے مختلف پہلوؤں پر نظر کی جاتی ہے اور پھر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ **خدا نے اپنے اکلوتے بیٹے کو پھانسی بھی دیا لیکن یہہ نسخہ رحم پھر بھی خطا ہی گیا** -

سب سے اول تو یہہ کہ یہہ نسخہ اوسوقت یاد آیا جب بہت سی مخلوق گناہ کی موت سے تباہ ہوچکی اور اونپر کوئی رحم نہ ہوسکا - کیونکہ پہلے کوئی بیٹا پھانسی پر نہ چڑہا - اور علاوہ بریں اگرچہ یہہ بات سمجھہ میں نہیں آتی کہ زید کے سر میں درد ہو اور بکر اپنا سر پتھر سے پھوڑے اور یہہ سمجھا جاوے کہ اس نسخہ سے زید کو آرام ہو جاویگا لیکن اسکو بفرض محال مان کر بھی اس نسخہ کا جو اثر ہوا ہے وہ تو بہت ہی خطرناک ہے جبتک یہ نسخہ استعمال نہیں ہوا تھا - اکثر لوگ نیک تھے اور توبہ و استغفار کیتے تھے اور اللہ تعالےٰ کے احکام پر چلنے کی کوشش کرتے تھے مگر جب یہہ نسخہ گھڑا گیا کہ ساری دنیا کے گناہ **خدا** بیٹے کے پھانسی پانے کے ساتھہ معاف ہوگئے - تو اس سے بجائے اس کے کہ گناہ رکتا گناہ کا ایک اور سیلاب جاری ہوگیا اور وہ بند جو اس سے پہلے خدا کے خوف اور شریعت کا لگا ہوا تھا ٹوٹ گیا - جیسا کہ یورپ کے حالات سے پتہ لگتا ہے کہ اس مسئلہ نے وہاں کیا اثر کیا ہے - اور فی الحقیقت ہونا بھی یہی چاہئے تھا پھر جب یہہ بات ہے اور حالت ایسی ہے تو ہم کیونکر تسلیم کریں کہ وہ خدا جو اس رنگ میں دنیا کے سامنے پیش کیا جاتا ہے وہ **حقیقی خدا ہے** -

اس قسم کی غلط تعلیمیں دنیا میں جاری ہوچکی ہیں اور **حقیقی خدا** کا چہرہ چھپا ہوا تھا جو اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا آپ نے آکر دنیا کے سامنے وہ خدا پیش کیا جو **انسانی** کانشنس اور فطرت چاہتی ہے - اور اسکا پورا پورا بیان خدا تعالےٰ کی سچی کتاب **قرآن مجید** میں ہے -

میں اسوقت دوسرے لوگوں کو جو مسلمان نہیں ہیں الگ رکھہ کر صرف ان لوگوں کے متعلق کچھہ کہونگا جو مسلمان ہیں اور انہیں سے خطاب کرونگا -

رَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ مَھْجُوْرًا

یاد رکھو قرآن شریف **حقیقی برکات کا سرچشمہ اور نجات کا سچا ذریعہ ہے**

یہہ ان لوگوں کی اپنی غلطی ہے جو **قرآن شریف** پر عمل نہیں کرتے ہیں -

عمل نکرنے والوں میں سے ایک گروہ تو وہ ہے جسکو اسپر اعتقاد ہی نہیں اور وہ اسکو خدا تعالےٰ کا کلام ہی نہیں سمجھتے یہہ لوگ تو بہت دور پڑے ہوئے ہیں لیکن وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں کہ وہ خدا کا کلام ہے اور **نجات** کا شفا بخش نسخہ ہے اگر وہ اسپر عمل نہ کریں تو کسقدر تعجب اور افسوس کی بات ہے انمیں سے بہت سے تو ایسے ہیں جنہوں نے ساری عمر میں کبھی اسے پڑھا ہی نہیں - پس ایسے آدمی جو خدا تعالیٰ کی کلام سے ایسے غافل اور لاپرواہ ہیں انکی ایسی مثال ہے کہ ایک شخص کو معلوم ہے کہ فلاں چشمہ نہایت ہی مصفا اور شیریں اور خنک ہے اور اس کا پانی بہت سی امراض کے واسطے اکسیر اور شفا ہے یہہ علم اسکو یقینی ہے لیکن باوجود اس علم کے اور باوجود پیاسا ہونے اور بہت سی امراض میں مبتلا ہونے کے وہ اس کے پاس نہیں جاتا تو یہہ اس کی کیسی بدقسمتی اور جہالت ہے - اسے تو چاہئے تھا کہ وہ اس چشمہ پر منہ رکھدیتا اور **سیراب** ہوکر اسکے لطف و شفا بخش پانی سے حظ اٹھاتا مگر وہ باوجود علم کے اس سے ویسا ہی دور ہے جیسا کہ ایک بے خبر - اور اسوقت تک اس سے دور رہتا ہے جو موت آکر خاتمہ کردیتی ہے اس شخص کی حالت بہت ہی **عبرت بخش** اور **نصیحت خیز** ہے - مسلمانوں کی حالت اسوقت ایسی ہی ہورہی ہے - وہ جانتے ہیں کہ ساری ترقیوں اور کامیابیوں کی کلید یہی **قرآن شریف** ہے جسپر ہمکو عمل کرنا چاہئے مگر نہیں اس کی پرواہ بھی نہیں کی جاتی - ایک شخص جو نہایت ہمدردی اور خیر خواہی کے ساتھہ اور پھر نری ہمدردی ہی نہیں **بلکہ خدا تعالےٰ کے حکم** اور ایما سے اسطرف بلاوے تو اسے **کذاب** اور دجال کہا جاتا ہے اس سے بڑھ کر اور کیا قابل رحم حالت اس قوم کی ہوگی - !!!

مسلمانوں کو چاہئے تھا اور اب بھی ان کے لئے یہی ضروری ہے کہ وہ اس چشمہ کو عظیم الشان **نعمت** سمجھیں اور اس کی قدر کریں - اسکی قدر یہی ہے کہ اسپر عمل کریں اور پھر دیکھیں کہ خدا تعالےٰ کس طرح انکی **مصیبتوں** اور **مشکلات** کو دور کردیتا ہے **کاش!** مسلمان سمجھیں اور سوچیں کہ اللہ تعالےٰ نے انکے لئے یہہ ایک نیک راہ پیدا کردی ہے اور وہ اسپر چل کر فائدہ اٹھائیں -

یقیناً یاد رکھو

کہ جو شخص سچے دل سے اللہ تعالےٰ پر ایمان لاتا ہے اور اسکی پاک کتاب پر عمل کرتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ اسکو انتہا برکات کے حصہ دیتا ہے ایسی برکات اسے دکھاتی ہیں جو اس دنیا کی نعمتوں سے وہ بہت ہی بڑھکر ہوتی ہیں - انہیں سے ایک عفو گناہ بھی ہے - کہ جب وہ رجوع کرتا اور توبہ کرتا ہے تو خدا تعالےٰ اوس کے گناہ بخش دیتا ہے -

دوسرے لوگ اس نعمت سے بالکل بے بہرہ ہیں اسلئے کہ وہ اس پر اعتقاد ہی نہیں رکھتے کہ توبہ سے گناہ بھی بخشے جایا کرتے ہیں - انمیں سے بعض تو یہہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ خواہ کچھہ ہی کیوں نہ ہو ہمکو جونوں میں جانا پڑے گا - اور معافی نہیں ملسکتی عیسائیوں کے اصول کے موافق مسیح کے خون پر ایک بار ایمان لاکر اگر گناہ ہوجاوے تو پھر صلیب مسیح کوئی فائدہ نہیں دے سکتی - کیونکہ مسیح دومرتبہ صلیب پر نہیں چڑھے گا - تو کیا یہہ بات صاف نہیں ہے کہ ان دونوں کے لئے بخشے جانے اور نجات کی راہ بند ہے - کیونکہ صدور گناہ تو رک نہیں سکتا - اگر خدا تعالےٰ کی کسی نعمت کا شکر نکرے تو یہہ بھی گناہ ہے اور غفلت کرے تو یہہ بھی گناہ ہے - اور ان گناہوں پر بھی جونوں میں جانا پڑے گا + یا مسیح کو دوبارہ صلیب نہیں دیا جاوے گا - اس لئے کلی طور پر مایوس ہونا پڑیگا -

مگر

اللہ تعالےٰ نے **مسلمانوں** کو یہہ تعلیم نہیں دی ان کے لئے ہر وقت توبہ کا دروازہ کھلا ہے جب انسان اسکی طرف رجوع کرے اور اپنے پچھلے گناہوں کا اقرار کرکے اس سے خواستگار معافی ہو اور آیندہ کے لئے نیکیوں کا عزم کرے تو اللہ تعالےٰ اسے معاف کردیتا ہے - اسلئے میں کہتا ہوں کہ میری باتوں کو متوجہ ہوکر سنو ایسا نہو کہ یہہ باتیں صرف تمہارے کان تک ہی رہ جائیں اور تم ان سے کوئی فائدہ نہ اوٹھاؤ - اور یہہ تمہارے دل تک نہ پہونچیں - نہیں بلکہ پوری توجہ سے سنو اور انکو دل میں جگہ دو اور اپنے عمل سے دکھاؤ کہ تم نے انکو سرسری طور پر نہیں سنا اور ان کا اثر اسی آن تک نہیں بلکہ گہرا اثر ہے -

گناہ اور اوس کے نتایج اور اون سے نجات

اسبات کو بخوبی یاد رکھو کہ گناہ ایسی زہر ہے جس کے کھانے سے انسان ہلاک ہوجاتا ہے - اور نہ صرف ہلاک ہی ہوتا ہے بلکہ وہ خدا تعالےٰ کا قرب حاصل کرنے سے رہ جاتا ہے - اور اس قابل نہیں ہوتا کہ یہہ نعمت اسکو مل سکے جس جس قدر گناہ میں مبتلا ہوتا ہے اسی اسی قدر خدا تعالےٰ سے دور ہوتا چلا جاتا ہے اور وہ روشنی اور نور جو خدا تعالےٰ کے قرب میں اسے ملتی تھی اس سے پرے ہٹتا جاتا ہے اور تاریکی میں پڑکر ہر طرف سے آفتوں اور بلاؤں کا شکار ہوجاتا ہے - یہانتک کہ سب سے زیادہ خطرناک دشمن **شیطان** اسپر اپنا قابو پالیتا ہے اور اسے ہلاک کردیتا ہے -

لیکن

اس خطرناک نتیجہ سے بچنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے

www.aaiil.org

ایک سامان بھی رکھا ہوا ہے اگر انسان اس سے فائدہ اوٹھائے تو وہ اس ہلاکت کے گڑھے سے بچ جاتا ہے اور پھر خدا تعالیٰ کے قرب کو پا سکتا ہے۔ وہ سامان کیا ہے؟

رجوع الی اللہ یا سچی توبہ

خدا تعالیٰ کا نام تواب ہے وہ بھی رجوع کرتا ہے اصل بات یہ ہے کہ انسان جب گناہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے دور ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ اس سے بعید رہتا ہے لیکن جب انسان رجوع کرتا ہے یعنی اپنے گناہوں سے نادم ہو کر پھر خدا تعالیٰ کی طرف جھکتا ہے تو اس کریم رحیم خدا کا رحم اور کرم بھی جوش میں آتا ہے اور وہ اپنے بندہ کی طرف توجہ کرتا ہے اور رجوع کرتا ہے اسلئے اوسکا نام تواب ہے۔ پس انسان کو چاہئے کہ اپنے رب کی طرف رجوع کرے تاکہ وہ اسکی طرف رجوع برحمت کرے۔

دنیا کی تکلیفوں کی وجہ

انسان جسقدر مشکلات اور مصائب میں مبتلا ہوتا ہے اور دنیا میں اوسپر آفتیں آتی ہیں یہہ سب شامت اعمال ہی سے آتی ہیں۔ مینے پہلے بھی بیان کیا تھا کہ لوگ ایک دہوکہ میں پڑ جاتے ہیں کہ ہم پر اگر مصیبتیں آئیں تو کیا ہوا؟ انبیاء علیہم السلام پر بھی مصیبتیں آتی ہیں لیکن وہ نہیں جانتے کہ انبیاء علیہم السلام کی مصیبتوں اور تکلیفوں سے انکی مصائب اور مشکلات کو کوئی نسبت نہیں۔

انبیاء علیہم السلام کی مصائب میں لذت ہوتی ہے وہ قرب الٰہی کے بڑہانے کا موجب ہوتی ہیں انسے محبت بڑہتی ہے اور انکا فوق العادۃ استقلال اور رضا و تسلیم اعلیٰ درجہ کی معرفت کا باعث بنتی ہے برخلاف اس کے یہہ مصیبتیں اور بلائیں وبائیں جو گناہ کی شامت سے آتی ہیں انمیں درد اور تکلیف کے علاوہ خدا سے بُعد ہوتا ہے اور ایک تاریکی چھا جاتی ہے آخر بالکل تباہی اور بربادی ہو جاتی ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ یہہ ایک زہر ہے زہر کہا کر کوئی بچ نہیں سکتا۔ پس گناہ کی زہر کہا کر یہہ توقع کرنا کہ وہ بچ جائیگا خطرناک غلطی ہے یقیناً یاد رکہو جو گناہ سے باز نہیں آتا وہ آخر مریگا اور ضرور مریگا۔

اللہ تعالیٰ نے انبیاء اور رسل کو اسی لئے بہیجا اور اپنی آخری کتاب قرآن مجید اس لئے نازل فرمائی کہ دنیا اس زہر سے ہلاک نہ ہو بلکہ اس کے تاثیرات سے واقف ہو کر بچ جاوے۔ قدیم سے سنت اللہ اسی طرح پر چلی آئی ہے کہ جب دنیا پر گناہ کی تاریکی پھیل جاتی ہے اور انسانوں میں عبودیت نہیں رہتی اور عبودیت اور الوہیت کا باہمی رشتہ ٹوٹ جاتا ہے انسان سرکشی اور بغاوت اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے اسکی آگاہی اور تنبیہ کے لئے اپنا ایک مامور بہیج دیتا ہے۔

وہ دنیا میں آکر اہل دنیا کو اس خطرناک عذاب سے ڈراتا ہے جو انکی شرارتوں اور شوخیوں کی وجہ سے آنے والا ہوتا ہے۔ اور ان کو اس زہر سے جو گناہ کی زہر ہے بچانا چاہتا ہے جو سعید الفطرت ہوتے ہیں وہ اس کے ساتھ ہو جاتے ہیں اور سچی توبہ ارکے فائدہ اوٹھاتے ہیں لیکن شریر النفس اپنی شرارتوں میں ترقی کرتے اور اسکی باتوں کو ہنسی ٹھٹھے میں اوڑا کر خدا تعالیٰ کے غضب کو بھڑکاتے ہیں اور آخر تباہ ہو جاتے ہیں

آجکل بھی زمانہ آیا ہوا ہے۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ جو سچا تعلق عبودیت کا ہونا چاہئے اور جو محبت اپنے خالق سے ضروری ہے وہ کہاں ہے؟ ہر ایک شخص اپنی جگہ غور کرے اور اپنے نفس پر قیاس کرکے دیکھے کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ اس کے تعلقات کس قدر ہیں۔ آیا وہ دنیا اور اسکی شان و شوکت کو اپنا معبود سمجھتا ہے یا حقیقی خدا کو معبود مانتا ہے؟ اسکے تعلقات اپنے نفس اہل و عیال اور دوسری مخلوق کے ساتھ کسی قسم کے نہیں؟ انمیں خدا تعالیٰ کا خوف کس درجہ تک ہے؟ ان باتوں پر جب آپ غور کریں گے اور خالی الذہن ہو کر غور کریں گے تو صاف معلوم ہو جائیگا کہ یہہ وہ وقت آیا ہے کہ خدا تعالیٰ کے ساتھہ کوئی رشتہ اور پیوند لوگوں نے رکھا ہی نہیں ہے۔ اکثر ایسے ہیں جو خدا تعالیٰ کے وجود اور ہستی ہی کا یقین نہیں رکھتے اور جو بعض مانتے ہیں کہ خدا ہے انکا ماننا نہ ماننا برابر ہو رہا ہے کیونکہ وہ تقویٰ اللہ اور خشیۃ اللہ جو خدا تعالیٰ پر ایمان لانے سے پیدا ہوتی انمیں پائی نہیں جاتی۔ گناہ سے نفرت اور احکام الٰہی کی پابندی اور نواہی سے بچنا نظر نہیں آتا۔ پھر کیونکر تسلیم کر لیا جاوے کہ یہہ لوگ فی الحقیقت خدا تعالیٰ پر ایمان لائے ہوئے ہیں۔ وَلِلّٰہِ دَرُّ مَنْ قَالَ

> از عمل ثابت کن ان نورے کہ در ایمان تست
> دل چو دادی یوسفے را راہ کنعان را گزیں
> (ایڈیٹر)

اور ماسوا اس کے یہہ بھی یاد رکہنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے ساتھہ جب تک کامل اور پورا تعلق نہ ہو وہ برکات اور فیوض جو اس تعلق کے لازمی نتائج ہیں حاصل نہیں ہوتے اس کی مثال ایسی ہے کہ جہاں ایک پیالہ پانی کا پی کر سیر ہونا ہو وہاں ایک قطرہ کہانتک مفید ہو سکتا ہے اور تشنہ لبی کو بجھا سکتا ہے۔ اور جہاں دس تولہ دوا کہانی ہو وہاں ایک چاول یا ایک رتی سے کیا ہوگا؟ اسی طرح پر جب تک انسان پورے طور پر خدا تعالیٰ کا مطیع اور وفادار بندہ نہیں بنتا اور کامل نیکی نہیں کرتا اسوقت تک اوسکے انوار و برکات ظاہر نہیں ہوتے + ادہوری اور ناتمام باتوں سے بعض اوقات ٹھوکر لگتی ہے۔ ایک شخص نیکی کو اسکے کمال تک تو پہنچاتا نہیں اور اس سے ان ثمرات کی توقع کرتا ہے جو اس کے درجہ کمال پر پیدا ہوتے ہیں اور جب وہ نہیں ملتے تو اس سچی اور پاک تعلیم سے بدظن ہونے لگتا ہے اور کہتا ہے کہ کچھہ بھی نہیں۔

بہت سے لوگ اسطرح پر بھی گمراہ ہوئے ہیں لیکن میں یقیناً کہتا ہوں کہ قرآن شریف نے جو تعلیم دی ہے اور جس طریق پر نیکی کی راہیں بتائی ہیں انپر اور اس درجہ تک عامل ہونے سے انسان وہ تمام کمالات اور برکات حاصل کر سکتا ہے جنکا وعدہ دیا گیا ہے۔ اسی پاک تعلیم کی سچی اور کامل پیروی سے ولی اللہ اور ابدال بنتے ہیں۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ ولی اللہ یا ابدال بننے کے لئے کوئی خاص راہ ہے جو قرآن شریف میں نہیں ہے وہ سخت نادان اور غلطی پر ہیں۔ یہی وہ راہ ہے جس سے یہہ درجے بھی حاصل ہوتے ہیں ولی یا ابدال کیا کرتے ہیں؟ یہی کہ وہ سچی تبدیلی کر لیتے ہیں اور قرآن شریف کی تعلیم کا سچا متبع اپنے آپ کو بناتے ہیں اور نیکی کو اس حد اور درجہ تک کرتے ہیں جو اس کے کمالات کے لئے مقرر ہے۔ یہی نماز روزہ زکوٰۃ صدقات وغیرہ وہ بھی بجالاتے ہیں لیکن اون میں اور دوسرے لوگوں میں اسقدر فرق ہے کہ وہ اس حد تک ان اعمال صالحہ کو بجالاتے ہیں کہ انمیں ایک قوت اور طاقت آجاتی ہے اور ان سے وہ افعال سرزد ہوتے ہیں جو دوسروں کی نظر میں خوارق ہوتے ہیں اس کی وجہ کیا ہے؟ یہی کہ وہ اعمال صالحہ کو پورے طور پر بجالاتے ہیں۔ پس جو شخص پوری نیکی کرتا ہے اور اسکو ادہورا اور ناقص نہیں چھوڑتا اور قرآن شریف کی تعلیم کا پورا پابند اپنے آپ کو بنا لیتا ہے وہ یقیناً ولی اور ابدال ہو جاتا ہے جو چاہے بن سکتا ہے ہاں یہہ سچ ہے کہ اسکے واسطے بڑی دعاؤں کی ضرورت ہے اور دعا کی تعلیم بھی قرآن شریف کی تعلیم ہے۔ جسکے لئے جابجا ہدایت کی گئی ہے بلکہ اس کا شروع ہی دعا سے ہوا ہے۔ اسبات کو کبھی فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ اگر کسی شخص کو زندہ رکہنا مقصود ہے تو ضرور ہے کہ اسکو پوری غذا دی جاوے۔ چند دانوں پر اس کی زندگی کی امید کرنا خیال خام ہے اسیطرح اللہ تعالیٰ میں زندگی حاصل کرنے کے لئے پوری نیکیوں کا کرنا ضروری ہے۔ جو اس طریق کو چھوڑتا ہے وہ آج نہیں کل مرجاوے گا۔ قرآن شریف نے اسی اصل کو بتایا ہے جو زیادہ حظ اٹھانا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ زیادہ توجہ کرے۔

اپنی جماعت سے خطاب

ہماری جماعت (جس سے مخالف بغض رکہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ یہہ جماعت ہلاک اور تباہ ہو جاوے) کو یاد رکہنا چاہئے کہ میں اپنے مخالفوں سے باوجود ان کے بغض کے ایک بات میں اتفاق رکہتا ہوں اور وہ یہہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے چاہا ہے کہ یہہ جماعت گناہوں سے پاک ہو۔ اور اپنے چال چلن کا عمدہ نمونہ دکھاوے وہ قرآن شریف کی تعلیم پر سچی عامل ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں فنا ہو جاوے انمیں باہم کسی قسم کا بغض و کینہ نہ رہے وہ خدا تعالیٰ کے ساتھہ پوری اور سچی محبت کرنے والی جماعت ہو۔ لیکن اگر کوئی شخص اس جماعت میں داخل ہو کر بھی اس غرض کو پورا نہیں کرتا اور سچی تبدیلی اپنے اعمال سے نہیں دکہاتا۔ وہ یاد رکھے کہ دشمنوں کی اس غرض کو پورا کر دیگا وہ یقیناً انکے سامنے تباہ ہو جاوے گا خدا تعالیٰ کے ساتھہ کسی کا رشتہ نہیں اور وہ کسی کی پروا نہیں کرتا وہ اولاد جو انبیاء کی اولاد کہلاتی تھی یعنی بنی اسرائیل جنمیں کثرت سے نبی اور رسول آئے۔ اور خدا تعالیٰ کے عظیم الشان فضلوں کے وہ وارث اور حقدار ٹھہرائے گئے تھے۔ لیکن جب اس کی روحانی حالت بگڑی اور اس نے راہ مستقیم کو چھوڑ دیا سرکشی اور فسق و فجور کو اختیار کیا نتیجہ کیا ہوا؟ وہ ضُرِبَتْ عَلَیْہِمُ الذِّلَّۃُ وَالْمَسْکَنَۃُ کی مصداق ہوئی خدا تعالیٰ کا غضب اونپر ٹوٹ پڑا اور انکا نام سور اور بندر رکہا گیا + یہانتک وہ گر گئے کہ انسانیت سے بھی اونکو خارج کیا گیا۔ یہہ کسی قدر عبرت کا مقام ہے۔ بنی اسرائیل کی حالت ہر وقت ایک مفید سبق ہے۔ اسیطرح یہہ قوم جسکو خدا نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے وہ قوم ہے کہ خدا تعالیٰ اسپر بڑے بڑے فضل کریگا لیکن اگر کوئی اس جماعت میں داخل ہو کر خدا تعالیٰ سے سچی محبت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اور کامل اتباع نہیں کرتا وہ چھوٹا ہو یا بڑا کاٹ ڈالا جائے گا اور خدا تعالیٰ کے غضب کا نشانہ ہوگا۔ پس تمہیں چاہئے کہ کامل تبدیلی کرو اور جماعت کو بدنام کرنے والے نہ ٹھہرو۔

امتیاز ذات

بعض نادان ایسے بھی ہیں جو ذاتوں کی طرف جاتے ہیں اور اپنی ذات پر بڑا تکبر اور ناز کرتے ہیں۔ بنی اسرائیل کی ذات کیا کم تھی؟ جنمیں نبی اور رسول آتے تھے۔ لیکن کیا ان کی اس اعلیٰ ذات کا کوئی لحاظ خدا تعالیٰ کے حضور ہوا جب اس کی حالت بدل گئی۔ ابھی مینے کہا ہے کہ انکا نام سور اور بندر رکہا گیا اور اسے اسطرح پر انسانیت کے دائرہ سے خارج کر دیا۔ مینے دیکھا ہے کہ بہت لوگوں کو یہہ مرض لگا ہوا ہے خصوصاً سادات اس مرض میں بہت مبتلا ہیں کہ وہ دوسروں کو حقیر سمجھتے ہیں اور اپنی ذات پر ناز کرتے ہیں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے ذات کچھہ بھی چیز نہیں ہے اور اسے ذرا بھی تعلق نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو سید ولد آدم اور افضل الانبیاء ہیں اونہوں نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے صاف طور پر فرمایا کہ اے فاطمہ! تو اس رشتہ پر بھروسہ نکر کہ میں پیغمبر زادی ہوں قیامت کو یہہ ہرگز نہیں پوچھا جاوے گا کہ تیرا باپ کون ہے وہاں تو اعمال کام آئیں گے میں یقیناً جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے قرب سے زیادہ دور پہینکنے والی اور حقیقی نیکی کی طرف آنے سے روکنے والی بڑی بات یہی ذات کا گھمنڈ ہے کیونکہ اس سے تکبر پیدا ہوتا ہے اور تکبر ایسی شے ہے کہ وہ محروم کر دیتا ہے

www.aaiil.org

علاوہ ازیں وہ اپنا سارا سہارا اپنی غلط فہمی سے اپنی ذات پر سمجھتا ہے کہ میں گیلانی ہوں یا فلاں سید ہوں حالانکہ وہ نہیں سمجھتا کہ یہہ چیزیں وہاں کام نہیں آئیں گی۔ ذات اور قوم کی بات تو مرنے کے ساتھہ ہی الگ ہو جاتی ہے مرنے کے بعد کوئی تعلق باقی رہتا ہی نہیں۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں یہہ فرماتا ہے۔

من یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ

کوئی برا عمل کرے خواہ کتنا ہی کیوں نکرے اس کی پاداش اس کو ملے گی۔ یہاں کوئی تخصیص ذات اور قوم کی نہیں کی اور پھر دوسری جگہ فرمایا ہے۔

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم

اللہ تعالےٰ کے نزدیک مکرم وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ پس ذاتوں پر ناز اور گھمنڈ نکرو کہ یہہ نیکی کے لئے روک کا باعث ہو جاتا ہے۔ **ہاں ضروری یہہ ہے** کہ نیکی اور تقوی میں ترقی کرو خدا تعالےٰ کے فضل اور برکات اسی راہ سے آتے ہیں خوب جانتا ہوں کہ ہماری **جماعت** اور ہم جو کچھہ ہیں اسی حال میں اللہ تعالےٰ کی تائید اور اسکی نصرت ہمارے شامل حال ہوگی کہ ہم صراط مستقیم پر چلیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل اور سچی اتباع کریں۔ قرآن شریف کی پاک تعلیم کو اپنا دستور العمل بنا دیں۔ اور ان باتوں کو ہم اپنے **عمل اور حال** سے ثابت کریں نہ صرف **قال** سے اگر ہم اس طریق کو اختیار کریں گے تو یقیناً یاد رکھو کہ ساری دنیا بھی مل کر ہم کو ہلاک کرنا چاہے تو ہم ہلاک نہیں ہو سکتے اسلئے کہ **خدا ہمارے ساتھہ ہوگا**۔

لیکن اگر ہم خدا تعالےٰ کے نافرمان اور اس سے قطع تعلق کر چکے ہیں تو ہماری ہلاکت کے لئے کسی کو منصوبہ کرنے کی ضرورت نہیں کسی مخالفت کی حاجت نہیں وہ سب سے پہلے خود ہم کو ہلاک کر دے گا۔

ہمیشہ سے سنت اللہ اسی طرح پر چلی آئی ہے جب بنی اسرائیل نے خدا تعالےٰ کی نافرمانی اختیار کی اور اسنے گناہ کیا خدا تعالےٰ نے اس قوم کو ہلاک کیا حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پیغمبر انمیں موجود تھے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ گناہ کو سخت بیزار اور متنفر ہے وہ کبھی پسند نہیں کر سکتا کہ ایک شخص بغاوت کرے اور اوس کو سزا نہ دی جاوے۔

یہہ بات بھی خوب یاد رکھو کہ گنہ گار خدا تعالےٰ پر ایمان اور یقین نہیں رکھتا اگر ایمان رکھتا تو ہرگز گناہ کرنے کی جرأت نکرتا۔ حدیث میں جو آیا ہے کہ چوری کرنے والا یا زانی یا بدکار اپنے فعل کے وقت مومن نہیں ہوتا۔ اسکا بھی یہی مطلب ہے کیونکہ سچا ایمان تو گناہ سے دور کرتا ہے اور اور شیطان کی کشتی میں وہ شیطان پر غالب آجاتا ہے لیکن جب ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شخص علانیہ بدکاری میں مبتلا ہے اور دوسری خطا کاریوں سے باوجود دیکہ ان کی برائی سے آگاہ ہے باز نہیں آتا تو پھر بجز اس کے اور کیا کہنا پڑے گا کہ وہ خدا پر ایمان نہیں رکھتا۔ اگر ایمان رکھتا تو کیوں ان بدیوں سے نہ بچتا۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ خدا گناہ سے سخت بیزار ہے اور اسکا نتیجہ بہت ہی برا اور تکلیف دہ ہے۔

نفس کی تین حالتیں

نفس کی تین حالتیں ہیں یا یہ کہو کہ نفس تین رنگ بدلتا ہے بچپن کی حالت میں نفس زکیہ ہوتا ہے یعنی بالکل سادہ ہوتا ہے۔ اس عمر کے طے کرنے کے بعد پھر نفس پر تین حالتیں آتی ہیں سب سے اول جو حالت ہوتی ہے اسکا نام **نفس امارہ** ہے اس حالت میں انسان کی تمام طبعی قوتیں جوش زن ہوتی ہیں اور اس کی ویسی مثال ہوتی ہے جیسے دریا کا سیلاب آجاوے اسوقت قریب ہے کہ غرق ہو جاوے یہہ جوش نفس ہر قسم کی بے اعتدالیوں کی طرف لے جاتا ہے۔ لیکن پھر اسپر ایک حالت اور بھی آجاتی ہے جسکا نام **نفس لوامہ** ہے۔ اس کا نام لوامہ اس لئے رکھا گیا ہے کہ وہ بدی پر ملامت کرتا ہے اور یہہ حالت نفس کی روا نہیں رکھتی کہ انسان ہر قسم کی بے اعتدالیوں اور جوشوں کا شکار ہوتا چلا جاوے جیسا کہ **نفس امارہ** کی صورت میں تھا بلکہ نفس لوامہ اسے بدیوں پر ملامت کرتا ہے یہہ سچ ہے کہ **نفس لوامہ** کی حالت میں انسان بالکل گناہ سے پاک اور بری نہیں ہوتا مگر اس میں بھی کوئی کلام نہیں کہ اس حالت میں انسان کی شیطان اور گناہ کے ساتھہ ایک جنگ ہوتی رہتی ہے کبھی شیطان غالب آجاتا ہے اور کبھی وہ غالب آتا ہے مگر **نفس لوامہ** والا خدا تعالےٰ کے رحم کا مستحق ہوتا ہے اسلئے کہ وہ بدیوں کے خلاف اپنے نفس سے **جنگ** کرتا رہتا ہے اور آخر اسی کشمکش اور جنگ و جدل میں اللہ تعالیٰ اسپر رحم کر دیتا ہے اور اسے وہ **نفس** کی حالت عطا ہوتی ہے جسکا نام **مطمئنہ** ہے یعنی اس حالت میں انسان شیطان اور نفس کی لڑائی میں فتح پا کر انسانیت اور نیکی کے قلعہ کے اندر آکر داخل ہو جاتا ہے۔ اور اس قلعہ کو فتح کر کے مطمئن ہو جاتا ہے اسوقت یہہ خدا پر راضی ہوتا ہے اور خدا تعالےٰ اسپر راضی ہوتا ہے کیونکہ یہہ پورے طور پر اللہ تعالےٰ کی عبادت اور اطاعت میں فنا اور محو ہو جاتا ہے اور خدا تعالےٰ کی مقادیر کے ساتھہ اسکو پوری صلح اور رضا حاصل ہوتی ہے چنانچہ

یاایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔

یعنی اے نفس آرام یافتہ جو خدا سے آرام پا گیا ہے اپنے خدا کی طرف واپس چلا آ۔ تو اس سے راضی اور وہ تجھہ سے راضی۔ پس میرے بندوں میں مل جا اور میرے بہشت کے اندر آجا [illegible]

رضا بالقضا

اس آیتہ سے معلوم ہوتا ہے۔ جبکہ خدا تعالےٰ کی رضا سے رضاء انسانی مل جاوے۔ یہہ وہ حالت ہے جہاں انسان اولیا اور ابدال اور مقربین کا درجہ پاتا ہے یہی وہ مقام ہے جہاں اللہ تعالےٰ سے مکالمہ کا شرف ملتا ہے اور وحی کی جاتی ہے اور چونکہ وہ ہر قسم کی تاریکی اور شیطانی شرارت سے محفوظ ہوتا ہے ہر وقت اللہ تعالےٰ کی رضا میں زندہ ہوتا ہے۔ اس لئے وہ ایک ابدی بہشت اور سرور میں ہوتا ہے انسانی ہستی کا مقصد اعلےٰ اور غرض اسی مقام کا حاصل کرنا ہے۔ اور یہی وہ مقصد ہے جو اسلام کے لفظ میں اللہ تعالےٰ نے رکھا ہے کیونکہ اسلام سے یہی مراد یہی ہے کہ انسان اللہ تعالےٰ کی رضا کے تابع اپنی رضا کرے۔

مگر

دعا کی ضرورت

سچ یہہ ہے کہ یہہ مقام انسان کی اپنی قوت سے نہیں مل سکتا ہاں اس میں کلام نہیں کہ انسان کا فرض ہے کہ وہ مجاہدات کرے لیکن اس مقام کے حصول کا اصل اور سچا ذریعہ دعا ہے انسان کمزور ہے جتنک دعا سے **قوت** اور تائید نہیں پاتا اس دشوار گذار منزل کو طے نہیں کر سکتا۔ خود اللہ تعالےٰ انسان کی کمزوری اور اس کے ضعف حال کے متعلق ارشاد فرماتا ہے

خلق الانسان ضعیفا

یعنی انسان ضعیف اور کمزور بنایا گیا ہے۔ پھر باوجود اسکی کمزوری کے اپنی ہی طاقت سے ایسے **عالی درجہ** اور **ارفع مقام** کے حاصل کرنے کا دعوےٰ کرنا سراسر خام خیالی ہے۔ اسکے لئے دعا کی بہت بڑی ضرورت ہے دعا ایک زبردست **طاقت** ہے جس سے بڑے بڑے مشکل مقام حل ہو جاتے ہیں۔ اور دشوار گذار منزلوں کو انسان بڑی آسانی سے طے کر لیتا ہے۔ کیونکہ دعا اس **فیض** اور **قوت** کے جذب کرنے والی نالی ہے جو اللہ تعالےٰ سے آتا ہے۔ جو شخص کثرت سے دعاؤں میں لگا رہتا ہے۔ وہ آخر اس فیض کو کھینچ لیتا ہے اور خدا تعالےٰ سے تائید یافتہ ہو کر اپنے مقاصد کو پا لیتا ہے۔

ہاں نری دعا خدا تعالےٰ کا منشا نہیں ہے بلکہ اول تمام مساعی اور مجاہدات کو کام میں لاوے اور اوس کے ساتھہ دعا سے کام لے۔ اسباب سے کام لے اسباب سے کام نہ لینا اور نری **دعا** سے کام لینا یہہ **اداب الدعا** سے ناواقفی ہے۔ اور خدا تعالےٰ کو آزمانا ہے اور نرے اسباب پر گر رہنا اور دعا کو لاشے محض سمجھنا یہہ **دہریت** ہے یقیناً سمجھو کہ **دعا بڑی دولت** ہے جو شخص دعا کو نہیں چھوڑتا۔ اس کے دین اور دنیا پر آفت نہ آئیگی وہ ایک ایسے قلعہ میں محفوظ ہے جس کے اردگرد مسلح سپاہی ہر وقت حفاظت کرتے ہیں۔ لیکن جو دعاؤں سے لاپرواہ ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جو خود بے ہتھیار ہے اور اسپر کمزور بھی ہے اور پھر ایسے جنگل میں ہے جو درندوں اور موذی جانوروں سے بھرا ہوا ہے۔ وہ سمجھہ سکتا ہے کہ اس کی خیر ہرگز نہیں ہے۔ ایک لمحہ میں وہ موذی جانوروں کا شکار ہو جائیگا اور اسکی ہڈی بوٹی نظر نہ آئے گی۔

اسلئے

یاد رکھو کہ انسان کی بڑی سعادت اور اسکی حفاظت کا اصل ذریعہ یہی **دعا** ہے۔ یہی دعا اسکے لئے پناہ ہے اگر وہ ہر وقت اس میں لگا رہے۔

اسلام کا خاص امتیاز

یہہ بھی یقیناً سمجھو کہ یہہ ہتھیار اور نعمت صرف اسلام ہی میں دی گئی ہے۔ دوسرے مذاہب اس عطیہ سے محروم ہیں۔ آریہ لوگ بھلا کیوں دعا کریں گے جب کہ ان کا یہہ اعتقاد ہے کہ **تناسخ** کے چکر میں سے ہم نکل ہی نہیں سکتے ہیں اور کسی گناہ کی معافی کی کوئی اُمید ہی نہیں ہے انکو دعا کی کیا حاجت اور کیا ضرورت اور اس سے کیا فائدہ!

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آریہ مذہب میں **دعا** ایک بے فائدہ چیز ہے۔ اور پھر عیسائی دعا کیوں کریگی! جبکہ وہ جانتے ہیں کہ دوبارہ کوئی گناہ بخشا نہیں جائے گا کیونکہ مسیح دوبارہ تو مصلوب ہو ہی نہیں سکتا۔ پس یہہ خاص اکرام **اسلام** کے لئے ہے اور یہی وجہ ہے کہ یہہ **امت مرحومہ** ہے لیکن اگر آپ ہی اس فضل سے محروم ہو جاویں اور خود ہی اس دروازہ کو بند کر دیں تو پھر کس کا گناہ ہے؟ جب ایک حیات بخش چشمہ موجود ہے اور ہر وقت اس میں سے پانی پی سکتا ہے پھر اگر کوئی اس سے سیراب نہیں ہوتا ہے تو خود **طالب موت** اور تشنۂ ہلاکت ہے اس صورت میں تو چاہئے کہ اسپر منہ رکھدے اور خوب سیراب ہو کر پانی پی لیوے۔

یہہ میری نصیحت ہے جسکو میں ساری نصائح قرانی کا مغز سمجھتا ہوں۔ قرآن شریف کے ۳۰ سپارے ہیں اور وہ سبکے سب نصائح سے لبریز ہیں لیکن ہر شخص نہیں جانتا کہ انمیں سے وہ نصیحت **کونسی** ہے جسپر اگر مضبوط ہو جاویں اور اسپر پورا عمل درآمد کریں تو قرآن کریم کے سارے احکام پر چلنے اور ساری منہیات سے بچنے کی توفیق مل جاتی ہے۔ مگر میں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہ **کلید اور قوت** **دعا** ہے دعا کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ میں یقین رکھتا ہوں اور اپنے تجربہ سے کہتا ہوں کہ پھر اللہ تعالےٰ ساری مشکلات کو آسان کر دے گا۔ لیکن مشکل یہہ ہے کہ لوگ دعا کی حقیقت سے ناواقف ہیں اور وہ نہیں سمجھتے کہ دعا کیا چیز ہے؟ دعا یہی نہیں ہے کہ چند لفظ منہ سے بڑبڑا لئے یہہ تو کچھہ بھی نہیں۔

دعا اور دعوت کے معنی ہیں اللہ تعالےٰ کو اپنی مدد کے لئے پکارنا اور اس کا کمال اور موثر ہونا اوسوقت ہوتا ہے جب انسان کمال درد دل۔ اور تعلق اور سوز کے ساتھہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے۔ اور اوسکو پکارے۔ ایسا کہ اس کی روح پانی کی طرح گداز ہو کر آستانہ الوہیت کی طرف بہ نکلے۔ یا جسطرح پر کوئی مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے اور وہ دوسرے لوگوں کو اپنی مدد کے لئے پکارتا ہے تو دیکھتے ہو کہ اسکی پکار میں کیسا انقلاب اور تغیر ہوتا ہے۔ اس کی آواز ہی میں وہ درد بھرا ہوا ہوتا ہے۔ جو دوسروں کے رحم کو جذب کرتا ہے۔ اسیطرح وہ دعا جو اللہ تعالےٰ

سے کیجاوے اسکی آواز اس کا لب و لہجہ ہی اور ہی ہوتا ہے اس میں وہ رقت اور درد ہوتا ہے جو الوہیت کے چشمۂ رحم کو جوش میں لاتا ہے - اس دعا کے وقت آواز ایسی ہو کہ سارے اعضا اس سے متاثر ہو جاویں اور زبان میں خشوع خضوع ہو - دل میں درد اور رقت ہو اعضا میں انکسار اور رجوع الی اللہ ہو - اور پھر سب سے بڑھ کر اللہ تعالے کے رحم و کرم پر کامل ایمان اور پوری امید ہو اسکی قدرتوں پر ایمان ہو - ایسی حالت میں جب آستانہ الوہیت پر گرے گا نامراد واپس نہ ہوگا - چاہیئے کہ اس حالت میں بار بار حضور الہٰی میں عرض کرے کہ میں گنہ گار ہوں اور کمزور ہوں تیری دستگیری اور فضل کے سوا کچھہ نہیں ہو سکتا تو آپ رحم فرما اور مجھے گناہوں سے پاک کر کیونکہ تیرے فضل و کرم کے سوا کوئی اور نہیں ہے جو مجھے پاک کرے - جب اس قسم کی دعا میں مداومت کرے گا اور استقلال اور صبر کے ساتھہ اللہ تعالے کے فضل اور تائید کا طالب رہے گا تو کسی نامعلوم وقت پر اللہ تعالے کی طرف سے ایک نور اور سکینت اس کے دل پر نازل ہوگی - جو دل سے گناہ کی تاریکی دور کرے گی اور غیب سے ایک قوت عطا ہوگی جو گناہ سے بیزاری پیدا کر دے گی اور وہ ان سے بچیگا - اس حالت میں دیکھے گا کہ میرا دل جذبات اور نفسانی خواہشوں کا ایسا اسیر اور گرفتار تہا کہ گویا ہزاراں ہزار زنجیروں میں جکڑا ہوا تہا جو بے اختیار اسے کھینچ کر گناہ کی طرف لے جاتے تہے اور یا یکدفعہ وہ سب زنجیر ٹوٹ گئے ہیں اور آزاد ہو گیا ہے اور جیسے پہلی حالت میں گناہ کی طرف ایک رغبت اور رجوع تہا اس حالت میں وہ محسوس اور مشاہدہ کرے گا کہ وہی رغبت اور رجوع اللہ تعالے کی طرف ہے - گناہ سے محبت کی بجائے نفرت اور اللہ تعالے سے وحشت اور نفرت کی بجائے محبت اور کشش پیدا ہوگی -

یہہ ایک زبردست **صداقت** ہے جو اسلام میں موجود ہے اسکا انکار ہرگز نہیں ہو سکتا اسلئے کہ اسکا زندہ **ثبوت** ہر زمانہ میں موجود رہتا ہے - میں دعوی سے کہتا ہوں اور اپنے تجربہ سے کہتا ہوں کہ اگر انسان اس امر کو سمجھہ لے اور وہ دعا کے راز سے آگاہ ہو جاوے تو اس میں اسکی بڑی ہی سعادت اور نیک بختی ہے - اور اس صورت میں سمجہو کہ گویا اس کی ساری ہی مرادیں پوری ہو گئی ہیں - ورنہ دنیا کے ہم و غم تو اس قسم کے ہیں کہ انسان کو ہلاک کر دیتے ہیں -

جو شخص رو بدنیا ہوتا ہے وہ تھوڑی دور چل کر رہ جاتا ہے کیونکہ نامرادیاں اور ناکامیاں آخر آکر ہلاک کر دیتی ہیں لیکن جو شخص ساری **قوتوں** اور **طاقتوں** کے ساتھہ رو بخدا ہوتا ہے اور خدا تعالے ہی کے لئے اسکے سب حرکات و سکنات ہوتے ہیں تو خدا تعالے دنیا کو بھی ناک سے پکڑ کر اسکا خادم بنا دیتا ہے - اگرچہ اس حالت میں بہت فرق ہوتا ہے دنیا دار تو دنیا کا دیوانہ ہوتا ہے - لیکن یہہ رو بخدا شخص جسکی دنیا خادم کی جاتی ہے دنیا اور اس کی لذتوں میں کوئی لذت نہیں پاتا بلکہ ایک قسم کی بدمزگی ہوتی ہے کیونکہ وہ لطف اور ذوق دنیا کی طرف نہیں ہوتا بلکہ کسی اور طرف ہو جاتا ہے -

انسان جب خدا تعالے کا ہو جاتا ہے اور ساری راحت اور لذت اللہ تعالے ہی کی رضا میں پاتا ہے تو کچھہ شک نہیں دنیا بھی اسکے پاس آجاتی ہے مگر راحت کے طریق اور ہو جائیں گے وہ دنیا اور اس کی راحتوں میں کوئی لذت اور راحت نہیں پاتا - اسی طرح انبیاء اور اولیاء کے قدموں پر دنیا کو لا کر ڈالدیا گیا ہے مگر ان کو دنیا کا کوئی مزا نہیں آیا - کیونکہ انکا رخ اور طرف تہا یہی قانون قدرت ہے جب انسان دنیا کی لذت چاہتا ہے تو وہ لذت اسے نہیں ملتی لیکن جب خدا تعالے میں فنا ہو کر دنیا کی لذت کو چھوڑتا ہے اور اسکی آرزو اور خواہش باقی نہیں رہتی یہہ ایک مستحکم اصول ہے اسکو بھولنا نہیں چاہیئے - خدا یابی کے ساتھہ دنیا یابی وابستہ ہے - خدا تعالے بار بار فرماتا ہے کہ جو تقوی اختیار کرے گا اسے تمام مشکلات سے نجات ملیگی اور ایسے طور پر اسے رزق دے گا کہ اسے علم بھی نہ ہوگا یہہ کس قدر برکت اور نعمت ہے کہ ہر قسم کی تنگی اور مشکل سے آدمی نجات پا جاوے اور اللہ تعالے اسکے رزق کا کفیل ہو - لیکن یہہ بات جیسا کہ خود اسنے فرمایا تقوے کے ساتھہ وابستہ ہے اور کوئی امر اس کے ساتھہ نہیں بتایا کہ دنیوی مکر و فریب سے یہہ باتیں حاصل ہونگی -

اللہ تعالے کے بندوں کی علامات میں سے یہہ بھی ایک علامت ہے کہ وہ دنیا سے طبعی نفرت کرتے ہیں پس جو شخص چاہتا ہے کہ اللہ تعالے اس سے خوش ہو جاوے اور دنیا اور آخرت کی راحت اسے مل جاوے وہ یہہ راہ اختیار کرے اگر اس راہ کو تو چھوڑتا ہے اور اور راہیں اختیار کرتا ہے تو پھر ٹکریں مار کر دیکھہ لے کہ کچھہ بھی حاصل نہیں ہوتا - بہت سے لوگ ہونگے جنکو یہہ نصیحت بری لگے گی اور وہ ہنسی کریں گے لیکن وہ یاد رکہیں کہ آخر ایک وقت آجائیگا کہ وہ ان باتوں کی حقیقت کو سمجہیں گے اور پھر بول اوٹھینگے کہ افسوس ہم نے یونہی عمر ضائع کی لیکن اسوقت کا افسوس کچھہ کام نہ دیگا - اصل موقع ہاتھہ سے نکل جائیگا - اور پیغام موت آجائیگا میں پھر کہتا ہوں کہ خدا تعالے کو خوش کرنے کی فکر کرو - کیونکہ اگر خدا تعالے مہربان ہو جاوے تو ساری دنیا مہربان ہو جاتی ہے لیکن اگر وہ ناراض ہو تو پھر کوئی بھی کام نہیں آسکتا - جب اسکا غضب آگیا تو دنیا میں کوئی مہربان نہ رہے گا خواہ کیسا ہی مکر و فریب کرے - تسبیحیں ڈالے بھگوے اور سبز کپڑے پہنے مگر دنیا اسکو حقیر سمجھے گی - اگر چند روز دنیا دہوکا کہا بھی لے - تو بھی آخر اسکی قلعی کہل جائے گی اور اس کا مکر و فریب ظاہر ہو جائیگا لیکن جو اللہ تعالے کیطرف سے آیا ہے دنیا اس کی کتنی ہی مخالفت کرے وہ اپنی مخالفت اور منصوبوں میں کامیاب نہوگی - اس کو گالیاں دے لعنتیں بھیجے لیکن ایک وقت آجائیگا کہ وہی دنیا اس کی طرف رجوع کرے گی اور اسکی سچائی کا اعتراف اسے کرنا پڑیگا - میں سچ کہتا ہوں کہ اللہ جسکا ہو جاتا ہے دنیا بھی اوس کی ہو جاتی ہے -

ہاں یہہ سچ ہے کہ جو لوگ خدا تعالے کی طرف سے آتے ہیں ابتدا اہل دنیا انکے دشمن ہو جاتے ہیں اور ہر قسم کی تکلیفیں دیتے اور اس کی راہ میں روڑے اٹکاتے ہیں کوئی پیغمبر اور رسل نہیں آیا جسنے دکھہ نہ اوٹھایا ہو مکار فریبی دوکاندار اس کا نام نہ رکھا گیا ہو - مگر باوجود اسکے کہ کروڑہا بندوں نے اسپر ہر قسم کے تیر چلانے چاہے پتھر مارے گالیاں دیں اونہوں نے کسی بات کی پروا نہیں کی کوئی امر انکی راہ میں روک نہیں ہو سکا - وہ دنیا کو خدا تعالے کی کلام سناتے رہے اور وہ پیغام جو لیکر آئے تھے اسکے پہونچانے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا - ان تکلیفوں اور ایذا رسانیوں نے جو نادان دنیا داروں کی طرف سے پہونچیں انکو سست نہیں کیا بلکہ وہ اور تیز قدم ہوتے یہانتک کہ وہ زمانہ آگیا کہ اللہ تعالے نے وہ مشکلات انپر آسان کردیں اور مخالفوں کو سمجھہ آنے لگی اور پھر وہی مخالف دنیا انکے قدموں پر آگری اور انکی راستبازی اور سچائی کا اعتراف ہونے لگا - دل اللہ تعالے کے ہاتہہ میں ہیں وہ جب چاہتا ہے بدل دیتا ہے -

یقیناً یاد رکھو

تمام انبیاء کو اپنی تبلیغ میں مشکلات آئی ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جو سب انبیاء علیہم السلام سے افضل اور بہتر تہے یہانتک کہ آپ پر سلسلہ نبوت اللہ تعالے نے ختم کر دیا یعنی تمام کمالات نبوت آپ پر طبعی طور پر ختم ہو گئے - باوجود ایسے جلیل الشان نبی ہونے کے کون نہیں جانتا کہ آپ کو تبلیغ رسالت میں کسقدر مشکلات اور تکالیف پیش آئیں - اور کفار نے کس حد تک آپ کو ستایا اور دکھہ دیا - اس مخالفت میں اپنی ہی قوم اور چچا اور دوسرے بزرگ سب سے بڑھہ کر حصہ لینے والے تہے آپ کی مصیبتوں اور تکلیفوں کا زمانہ اتنا لمبا ہوا کہ تیرہ برس تک اپنی قوم سے ہر قسم کے دکھہ اوٹھاتے رہے - اس حالت میں کوئی نہیں کہ سکتا تہا کہ یہہ شخص کامیاب ہوگا - کیونکہ ہر طرف مخالفت کا بازار گرم تھا - اور خود اپنے رشتہ داروں ہی تشنہ خون ہو رہے تہے - جدی اور برادری کے لوگوں نے جب قبول نہ کیا تو اوروں کو اور بھی مشکلات پیش آگئے - غرض اس طرح پر آپ (صلے اللہ علیہ وسلم) کی مصیبتوں کا زمانہ دراز ہو گیا

موسیٰ و مثیل موسیٰ علیہما السلام کی قومی تبلیغ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس قسم کے مشکلات پیش نہیں آئے کیونکہ حضرت موسیٰ کی قوم بنی اسرائیل نے انکو فوراً قبول کر لیا تہا - اسلئے قوم کی طرف سے کوئی دکھہ اور مصیبت یا روک انکو پیش نہیں آئی - لیکن برخلاف اس کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی ہی قوم سے مشکلات اور انکا کا مرحلہ پیش آیا - پھر یہی صورت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کامیابیاں کیسی اعلے درجہ کی ثابت ہوئی ہیں جو آپ کے کمالات اور فضائل کا سب سے بڑھ کر ثبوت ہے -

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جب اللہ تعالے کے اذن و امر سے تبلیغ شروع کی تو پہلے ہی آپ کو یہہ مرحلہ پیش آیا کہ قوم نے انکار کیا - لکھا ہے کہ جب آپ نے قریش کی دعوت کی اور سب کو بلا کر کہا کہ میں تم سے ایک بات پوچھتا ہوں اسکا جواب دو یعنی میں اگر تمہیں یہہ کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک بڑی بھاری فوج پڑی ہوئی ہے اور وہ اس گھات میں بیٹھی ہوئی ہے کہ موقع پاکر ہلاک کر دے - تو کیا تم باور کروگے سب نے بالاتفاق کہا کہ بیشک ہم اس بات کو تسلیم کریں گے اس لئے کہ تو ہمیشہ سے **صادق اور امین** ہے جب وہ یہہ اقرار کر چکے تو پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھو میں سچ کہتا ہوں کہ میں خدا تعالے کا پیغمبر ہوں اور تم کو آنے والے عذاب سے ڈراتا ہوں - اتنی بات کہنی تھی کہ سب آگ ہو گئے اور ایک شریر بول اوٹھا **تبالک سائر الیوم** -

افسوس جو بات اون کی نجات اور بہتری کی تہی ناعاقبت اندیش قوم نے اوسکو ہی برا سمجہا اور مخالفت پر آمادہ ہو گئے اب اسکے بالمقابل موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو دیکھو بنی اسرائیل باوجودیکہ ایک سخت دل قوم تھی لیکن اونہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تبلیغ پر فوراً ہی اوسکو قبول کر لیا اور اسطرف موسیٰ علیہ السلام سے افضل کو قوم نے تسلیم نہ کیا اور مخالفت کے لئے تیار ہو گئے مصائب کا سلسلہ شروع ہو گیا - آئے دن قتل کے منصوبے ہونے لگے اور یہہ زمانہ اتنا لمبا ہو گیا کہ تیرہ برس تک برابر چلا گیا - تیرہ برس کا زمانہ کم نہیں ہوتا اس عرصہ میں آپ نے جسقدر دکھہ اوٹھائے اون کا بیان ہی آسان نہیں ہے - قوم کی طرف سے تکالیف اور ایذا رسانی میں کوئی کسر باقی نہیں چہوڑی جاتی تہی اور ادہر اللہ تعالے کی طرف سے صبر اور استقلال کی ہدایت ہوتی تھی - اور بار بار حکم ہوتا تہا کہ جسطرح پہلے نبیوں نے صبر کیا ہے تو بہی صبر کر - اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کمال صبر کے ساتھہ ان تکالیف کو برداشت کرتے تہے اور تبلیغ میں سست نہ ہوتے تہے بلکہ قدم آگے ہی بڑہاتا تہا -

اور اصل یہہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا صبر پہلے نبیوں کا سا نہ تہا کیونکہ وہ تو ایک محدود قوم کے لئے مبعوث ہو کر آئے تہے اسلئے ان کی تکالیف اور ایذا رسانیاں بہی اسی حد تک محدود ہوتی تہیں -

(باقی آئندہ)

جن حضرات کے ذمہ مطبع کا بقایا ہے انکے نام وی پی روانہ ہو رہے ہیں وہ جلد تر اپنے حساب بے باق کرنے کی فکر کریں کیونکہ اس سال کے ختم ہونے میں اب صرف تین ماہ رہ گئے ہیں -

(منیجر)

www.aaiil.org

مراسلت

مرزا صاحب اور اُن کے ارشاد

سراج الاخبار مورخہ ۵- ستمبر میں اس عنوان سے ایک مضمون کسی منصف مزاج مسلمان کی طرف سے چھپا ہے جس میں طاعون اور تسبیح کے متعلق چند اعتراض ہیں ہم اون کا جواب صرف اسلئے دیتے ہیں کہ اس مضمون کا راقم طالب حق معلوم ہوتا ہے جس کی دلیل یہہ ہے کہ اس نے جو کچھ لکھا ہے حتی الوسع نہایت تہذیب سے لکھا ہے- ورنہ ہمارے مسلمان بھائی حضرت اقدس کے مقابلہ میں تہذیب سے کام لینا غالباً گناہ سمجھتے ہیں (جیسا کہ انکے طرز عمل سے ثابت ہے) امید ہے وہ ایک خدا ترس دل لیکر اس سے استفادہ کی کوشش کرینگے واللہ الموفق والمعین!

(۱) صرف ہندوستان پر ہی عذاب الٰہی کیوں نازل ہے- دوسرے ممالک (جہاں شرابخواری انسان پرستی زیادہ ہے) میں کیوں نہیں-

(۱) آپ اگر اخبار دیکھنے کے عادی ہیں تو یہ امر آپ سے مخفی نہیں رہ سکتا کہ طاعون نہ صرف ہندوستان میں ہے- بلکہ دوسرے ممالک میں بھی آہستہ آہستہ ترقی کر رہا ہے چنانچہ پچھلے دنوں ایک مشہور مخالف اخبار نے ظاہر کیا تھا- کہ اگر کوئی شخص طاعون کے عالمگیر ہونے کا دعوےٰ کردے تو وہ جھوٹا نہیں-

(ب) پھر عذاب الٰہی کئی صورتوں میں نازل ہوا ہے اگر دوسرے ممالک میں طاعون نہیں- تو طاعون کے قائم مقام اور بہت سی بلائیں مثل غرق- حرق- خسف وغیرہ ذلک وارد ہیں- جس کی آنکھ ہو وہ دیکھے- اور جسکے کان ہوں وہ سُنے!!

(ج) بے شک یورپ کے لئے خاص مہلت ہے اور ہونی چاہئے کیونکہ بوجہ دور ہونے کے وہ لوگ ابھی ایک حد تک معذور سمجھے گئے ہیں- اور ہندوستان والے اس لئے سب سے پہلے ماخوذ ہیں کہ ان میں خدا کا فرستادہ مدت سے آچکا ہے اور اپنے عظیم الشان نشانوں سے اپنی صداقت پر مہر لگا چکا ہے- پس باوجود اس بات کے کہ ہر طرح سے حجت قائم ہو چکی ہے جو لوگ شوخی و شرارت سے باز نہیں آتے وہ ضرور ماخوذ ہوتے ہیں-

یہہ ایک بدیہی مثال ہے کہ اپنے اقربا پر بہ نسبت دور افتادوں کے جلدی اور زیادہ افسوس آتا ہے

(د) آپ کو معلوم ہو گا- کہ ہمارے سید و مولیٰ ختمی پناہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت تو سارے جہان کے لئے تھی مگر عذاب الٰہی (جو جنگ اور قحط کی صورت میں نازل ہوا تھا) سب سے پہلے عرب ہی ماخوذ ہوئے تھے-

(ہ) حضور علیہ الصلوٰۃ یہہ بات اپنی مختلف تحریروں میں بیان فرما چکے ہیں کہ عذاب صرف اختلاف مذہب سے نہیں آتا بلکہ شوخی و شرارت سے آتا ہے- ایسا ہی جب لوگ گناہوں میں حد سے زیادہ بڑھ جاتے ہیں- تو پہلے ہیں رسول بھیجکر اللہ تعالےٰ اون پر حجت پوری کرتا ہے پھر عذاب نازل فرماتا ہے چنانچہ فرمایا ماکنا معذبین حتےٰ نبعث رسولا-

پس آپ کا یہہ خیال غلط ٹھہرا- کہ یورپ میں ہم سے زیادہ دہریت یا گناہ ہے وہاں عذاب کیوں نہیں آیا قطع نظر اس سے کہ شرابخواری- زنا- فسق و فجور کی عادت بجائے خود ایک جہنمی عذاب ہے-

(و) ہندوستان میں اگر بعض قصبات اور دیہات و مواضع طاعون سے خالی ہیں تو آپ گھبرائیے نہیں اپنے اپنے وقت پر انمیں سے ہر ایک ماخوذ ہو جائے گا- بموجب آیت وان من قریۃ الا نحن مھلکوھا او معذبوھا قبل یوم القیمۃ اور حسب پیشگوئی سیدنا المسیح الموعود علیہ السلام-

(ز) فہرست احمدی جماعت کے شائع کرنے کی کچھہ ضرورت نہیں- یہہ امر روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ احمدی جماعت دن بدن ترقی کر رہی ہے آپ دور کیوں جاتے ہیں اپنے ضلع یا تحصیل یا شہر ہی کی طرف خیال رکھیے کہ بڑھتے ہیں یا گھٹتے ہیں-

(ح) اسبات کا علم اللہ تعالےٰ ہی کو ہے کہ کون زیادہ گناہ گار- شوخ- شریر قابل اخذ ہے پس تمہارا اعتراض بے جا ہے کہ فلاں شخص یا گروہ یا گاؤں کیوں ابھی تک ماخوذ نہیں ہوا- میرے دوست! کئی بھیڑوں کی شکل میں بھیڑیے ہیں-

(ط) احمدی جماعت کے آدمی بھی طاعون سے مرتے ہیں- اور بے شک مرتے ہیں- یہہ شہید ہوتے ہیں جیسے کہ ایک ہی تلوار تھی- جو صحابہ کو شہید اور مخالفین کو مرید بناتی تھی- پس یہہ فیصلہ آپ اپنی عقل خداداد سے فرما لیجئے کہ طاعون کتے کی موت ہے یا شہادت-

(ی) اہل سنت وجماعت کا عقیدہ رکھنے والا ہم اسے نہیں سمجھتے- جو خلیفۃ اللہ کا منکر ہے- کیونکہ آیت استخلاف صاف فرما رہی ہے ومن کفر بعد ذلک فاولئک ھم الفسقون سنت رسل و جماعت الناس تو یہی تھی "مر جانا" مگر یہہ اہل سنت و جماعت بھی اچھے ہیں جو خلاف سنت و جماعت عیسےٰ کو ابھی تک زندہ کہے جاتے ہیں-

(۲) حضور پر نور کا یہہ فقرہ "گنتی کو پورا کرنے کی فکر والا سچی توبہ نہیں کر سکتا" آپ نے غور سے نہیں پڑھا- ورنہ آپ تسبیح پر اعتراض نہ کرتے حضرت اگر رکعتوں میں تعداد ہے یا سبحان اللہ الحمد للہ ۳۳ بار پڑھنے کا ارشاد ہے-

(الف) نماز تسبیح میں دس بار کلمہ تمجید پڑھا جاتا ہے تو یہہ گنتی ایسی گنتی نہیں- جس کو گننے کی فکر حضور قلب میں خلل انداز ہو سکے- کیا کبھی ان مذکورہ بالا ارشادوں کے پورا کرنے کے لئے کسی کو تسبیح کی حاجت ہوئی ہے- یا تکلیف ما لا یطاق سے کام لینا پڑا ہے؟

(ب) یہ گنتی تو شارع اسلام علیہ السلام نے وحی الٰہی سے مقرر فرمائی- مگر یا وہاب کو آٹھ ہزار بار پڑھنا یا قصیدہ غوثیہ کا چالیس بار قطب کی طرف منہ کرکے پڑھنا کس کا حکم ہے کیا باوجود اس بات کے کہ اکملت لکم دینکم کی صریح ندا آچکی ہے کسی صوفی کو یہ حق پہنچتا ہے کہ اپنی طرف سے عبادت کا طریق ایجاد کرے یا کسی وظیفہ کی خاص تعداد مقرر کرے- ہم پوچھتے ہیں جس صوفی نے قصیدہ غوثیہ چالیس بار پڑھنے یا کسی اسم کو لاکھ بار پڑھنے کا ارشاد کیا- وہ کس حیثیت سے کیا ہے کیا (ج) اپنے قیاس سے کام لیا ہے؟ اور کیا اسے لا قیاس فی التقدیرات مشہور مسئلہ فقہ کہ تقدیرات میں قیاس نہیں چل سکتا- یاد نہیں رہا- پس فرمائیے اسنے کہاں سے یہہ مسئلہ استنباط کیا اگر کہو الہام الٰہی سے- تو آپ ہمیں مبارکباد دیجئے کہ آپ ہی کے قول سے ہمارا دعوےٰ ثابت ہو گیا- عوام الناس کا یہی عقیدہ ہے کہ حضرت رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد سلسلہ وحی بند ہو چکا ہے مگر آپ تو کہہ رہے ہیں وحی تشریعی و غیر تشریعی کے دونوں سلسلے جاری ہیں- کیونکہ دین میں کوئی خاص عبادت اور پھر اس کی تعداد مقرر کرنا صرف شریعت کا حق ہے پھر ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ جب شربت کا گلاس جو ہر قسم کی خوشبوؤں سے معطر ہو- آپ کی پیاس بجھانے کے لئے کافی- موجود ہو- تو اسکو چھوڑ کر محض پانی کے گلاس کی طرف متوجہ ہونا حماقت یا ناقدرشناسی- ناسپاسی ہے یا نہیں- کیا نماز انسانی کمالات کے لئے کافی نہیں کیا اس سے دین و دنیا کے حاجات پورے نہیں ہوتے- جو دوسرے وظائف کی طرف دوڑے جاتے ہو- گویا آپ اپنے اس طرز عمل سے شریعت اسلامی کا نقص ثابت کر رہے ہیں- جو بات رسول صلعم نے صحابہ کو نہیں فرمائی اوس پر کیوں عامل ہو گیا من احدث فی امرنا ھذا کا وعید بھول گئے-

واذکر اللہ کثیراً صریحاً وارد ہو چکا ہے اب اوس کو گنتی سے محدود کرنا اصلاح شریعت نہیں تو اور کیا ہے- کثیراً کہنے سے یہی مقصود تھا کہ تحدید نہ کرو ہاں حد بست کا حق صرف اللہ تعالےٰ اور اوس کے رسول مقبول کو پہنچتا ہے- دوسری یہہ بڑی غلطی ہے کہ اللہ کے ذکر کے یہہ معنے سمجھے جائیں ہر وقت اللہ اللہ کرتے رہنا یہہ تو مفید نہیں- حضرت اس ذکر سے یہہ مراد ہے کہ انسان ہر وقت ہر لحظہ ہر منٹ یہ خیال رکھے کہ "اللہ" ہے جب کوئی کام کرنے لگے سمجھ لے کہ آیا اسکے حکم سے کرتا ہوں یا نہیں؛ وہ یاد کرے کہ "اللہ" ہے- پس وہ اس طریقہ پر چل کر کبھی گناہ پہ قادر نہ ہو گا-

(۳) ایک دانہ سے ہزاروں دانے ہوتے دیکھکر اگر آپ نے محدود نیکی کے عوض دائمی جنت ملنے کا ثبوت پایا- تو ساتھ ہی کل شیٔ ھالک الا وجھہ الا ما شاء ربک- فعال لما یرید سبقت رحمتی علے غضبی- پر غور کرکے یہہ بھی سمجھ لیجئے کہ یاتی علے جہنم زمان لم یبق فیھا احد جو حدیث رسول العالمین ہے-

(۴) اگر آپ نے یہہ فقرہ "عجز و نیاز کی دعاؤں میں اللہ تعالےٰ نے تو برکت رکھی ہے" سچے دل سے لکھا ہے تو للہ حضرت مسیح موعود کے دعاوی کے بارہ میں دعا کرنا شروع کیجئے کہ اگر یہہ امام صادق ہو تو مجھے اس کی بیعت نصیب کر- کل قسم کے مخالف خیالات سے پاک ہو کر- پھر آپ پر حق ظاہر نہ ہو جائے تو میرا ذمہ- اخیر میں- پھر آپ کی خدمت میں عرض پرداز ہوں کہ خدا کے لئے آپ سوچیں نبی شرعی ہونے کا دعوےٰ مرزا صاحب کرتے ہیں یا وہ سجادہ نشین جو تعداد مقرر کرکے نئے نئے وظیفے جنکی سنت رسول میں کوئی سند نہیں بتاتے ہیں-

راقم- احمدی گجراتی

سوال

کوئی صاحب اسکا جواب لکھیں

واذا الموءدۃ سئلت بای ذنب قتلت اس آیت کے کیا معنی ہیں یہہ آیت قیامت کے متعلق ہے یا دنیا کے اگر اس آیت کے یہہ معنی کئے جاویں- اور جب پوچھا جاوے زندہ گاڑی ہوئی لڑکیوں کو کہ وہ کس گناہ سے ماری گئی ہیں- تو اس قسم کی پرسش تکلیف ما لا یطاق میں داخل ہے جو شان ایزدی سے بعید ہے بھلا نوزائیدہ بچہ جو مثل مردہ کی ہوتا ہے اور تمیز خیر و شر کمالیہ سے خارج ہوتا ہے اوس سے خداوند تعالےٰ کیوں پوچھے گا- اگر کہو کہ قیامت میں لوگوں سے زندہ درگور کردہ لڑکیوں کے بارے میں پرسش ہو گی کہ اونہوں نے اون کو کیوں قتل کیا تو یہ معنی بھی قرآن کریم کی دوسری آیات کے برخلاف ہیں صحیح نہیں کیونکہ قیامت میں مجرموں سے گناہوں کی پرسش نہ ہو گی بلکہ مجرم علامت گناہ سے پہچانے جائینگے اور گرفتار ہونگے لقولہ تعالےٰ فیومئذ لا یسئل عن ذنبہ انس ولا جان یعرف المجرمون بسیماھم فیؤخذ بالنواصی والاقدام یعنی قیامت میں جن اور انسانوں سے اونکے گناہ نہیں پوچھے جائینگے بلکہ گناہ گار اپنے گناہ کی علامت سے پہچانے جاوینگے اور اون کے گناہ کے بدلہ از سرتا پا اونکی گرفت ہو گی ایک دوسری آیت میں بھی یونہی آیا ہے ولا یسئل عن ذنوبھم المجرمون یعنی گناہ گاروں سے اونکے گناہوں کی قیامت میں پرسش نہ ہو گی بلکہ وہ علامت ذنوب سے گرفتار ہونگے- فرض کرو کہ مجرم کی گرفت گویا پرسش ہی میں داخل ہے مگر کیا قیامت میں یہی ایک گناہ اہل دنیا کا پیش کیا جاوے گا دنیا میں ہزاروں گناہ- شرک- کفر- زنا- قتل- سرقہ- راہزنیاں وغیرہ جو روزمرہ واقع ہوتی ہیں کیا اون کی پرسش و گرفت نہ ہو گی کیا قوم قریش و یہود میں یہی ایک گناہ بزمانہ نبوی مروج تھا اور نہ تھے جو ایکہی گناہ کی پرسش قیامت میں کیا ہوگی- المختصر- دنیا میں گناہ بہت ہوتے ہیں تاہم اس آیت میں ایک ہی گناہ کی پرسش کا کام مہتم بالشان کیوں ٹھہرایا گیا ہے- الم- (سائل یکے از ناظرین الحکم)

www.aaiil.org

تعلیم الاسلام سکول ریکگنائیزڈ ہوگیا

تعلیم الاسلام سکول قادیان کے ساتھ تعلق رکھنے والی احمدی قوم غالباً یہ خوشخبری سنکر بہت ہی محظوظ ہوگی کہ آنکھ ہمارے ڈائرکٹر صاحب مدرسہ تعلیم الاسلام کی مساعی اور سپرنٹنڈنٹ صاحب مدرسہ کی خوش انتظامی تعلیم الاسلام سکول کے ریکگنائیزڈ کرانے میں کامیاب ہوگئی۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔

ہمارے ناظرین کو بخوبی معلوم ہے کہ اس سے پہلے دو دفعہ جناب انسپکٹر صاحب نے معائنہ کیا تھا تاکہ وہ سکول کے متعلق ہر قسم کے امتحان اور تجربہ کے بعد ڈائرکٹر صاحب سررشتہ تعلیم کے حضور اس کے ریکگنائیزڈ ہونے کیلئے رپورٹ کریں چنانچہ ہر دو معائنوں میں انسپکٹر صاحب نے سکول کی تعلیمی۔ مالی۔ انتظامی اور اخلاقی غرض ہر قسم کی حالت پر اطمینان ظاہر فرمایا اور معائنہ سے بہت خوش ہوئے۔ چنانچہ انکی رائے ہم اس سے پہلے اپنے وقت پر شائع کرچکے ہیں۔ شاید بہت سے لوگ اس مطلب کو نہ سمجھ سکیں کہ سکول کے ریکگنائیزڈ ہونے سے کیا فائدہ ہوگا؟

اس لئے مختصر طور پر بتا دینا ضروری ہے کہ اس سے پہلے ہمارے سکول کے طالبعلم جو پنجاب یونیورسٹی کا وظیفہ حاصل کرتے تھے وہ وظیفہ اس سکول میں انکو نہیں ملسکتا تھا اس لئے یا تو وہ اس وظیفہ سے محروم رہتے اور یا اس سکول کی برکات کو چھوڑتے اور ایسا ہی دوسرے سکولوں کے طالبعلم جو وظیفہ حاصل کرتے۔ وہ یہاں کے سکول میں محض اسوجہ سے داخل نہیں ہوسکتے تھے کہ انکو اس وظیفہ سے محروم ہونا پڑتا تھا۔ اور علاوہ اس کے پنجاب یونیورسٹی کے امتحانات میں جو لڑکے بھیجے جاتے تھے وہ گویا پرائیویٹ طالبعلم سمجھے جاتے تھے لیکن آئندہ کیلئے وہ طالب علم سرکاری سکولوں کے طالبعلموں کی حیثیت سے جائیں گے اور ہر قسم کے یونیورسٹی کے وظائف اس سکول میں ملا کریں گے۔ اس انتظام سے مدرسہ کی ترقی کیلئے بہت ہی وسیع میدان کھل گیا ہے۔ امید کیجاتی ہے کہ وہ لوگ جو اپنی اولاد کے اخلاق اور مذہب کی حفاظت کرنا چاہتے ہیں اور سرکاری سکولوں کے کثیر اخراجات بھی برداشت نہیں کرسکتے وہ قادیان کے سکول اور کالج سے فائدہ اٹھائیں گے۔ اور اپنے بچوں کو یہاں داخل کریں گے باہر کے طالبعلموں کیلئے پہلے سے ایک بورڈنگ ہوس کھلا ہوا ہے۔

ہم جناب ڈائرکٹر صاحب مدرسہ تعلیم الاسلام کی خدمت میں التماس کرتے ہیں کہ وہ ایک چھپے ہوئے اشتہار کے ذریعہ سے ضلع گورداسپور کے تمام پرائمری اور مڈل سکولوں میں اس امر کی اطلاع کرا دیں کہ ہمارا سکول ریکگنائیزڈ ہوگیا ہے اور یہاں یونیورسٹی کے وظائف طالبعلموں کو ملا کریں گے تاکہ وہ طالب علم جو محض اس ایک وجہ سے اس سکول میں داخل ہونے سے محروم رہتے تھے فائدہ اٹھائیں۔

ہم ذیل میں اس چٹھی کا ترجمہ درج کرتے ہیں جو جناب انسپکٹر صاحب کے دفتر سے اس امر کی اطلاع کیلئے ہمارے سکول میں آئی ہے۔

قادیان سکول کے ریکگنائیزڈ ہونے پر ہم احمدی قوم کو مبارکباد دیتے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی عرض کرتے ہیں کہ اب قوم کی ذمہ داریاں اور بھی بڑھ گئی ہیں۔ مدرسہ کی مالی حالت کا استحکام بہت ہی ضروری امر ہے چونکہ اب طلبا کے بکثرت آنے کی توقع ہے اس لئے مدرسہ اور بورڈنگ کی عمارتوں کو بھی وسیع کرنا پڑیگا پس آنے والی ضرورتوں کیلئے قوم کا فرض ہے کہ ابھی سے تیار رہے اور ہمیں اپنی قوم پر بھروسہ ہے کہ وہ اپنے کالج اور سکول کی وقعت کو برقرار قائم رکھنے کیلئے ساعی رہیگی۔

اس چٹھی کے درج کرنے سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم جناب ڈائرکٹر صاحب سررشتہ تعلیم کی عنایت کا شکریہ ادا کریں جنہوں نے کمال مہربانی سے ہمارے سکول کو ریکگنائیزڈ سکولوں کی فہرست میں داخل فرمایا۔ اور ہمارے انسپکٹر صاحب حلقہ جالندھر بھی ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے اس امر کی سفارش کی اگرچہ انہوں نے اپنا فرض ادا کیا لیکن ہمارا فرض ہے کہ انکی مہربانی اور نوازش کو نہ بھولیں۔

وہ چٹھی یہ ہے۔

نقل چٹھی آمدہ از ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن بطرف انسپکٹر مدارس حلقہ جالندھر مورخہ ۵ استمبر ۱۹۰۳ء نمبر ۱۴۴

تمہاری چٹھی مورخہ ۲۹ راگست ۱۹۰۳ء نمبر ۱۲۳۱ کے جواب میں میں آپ کو اس اطلاع دینے کا مجاز ہوں کہ قادیان ہائی سکول ریکگنائیزڈ سکولوں کی فہرست میں شامل کر لیا گیا ہے تاوہ اپنے لڑکے ہائی سکول کے وظیفوں اور پنجاب یونیورسٹی کے امتحان انٹرنس میں بھیج سکے۔

رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی کو بھی اسبات کی اطلاع دیگئی ہے۔

دفتر انسپکٹر مدارس حلقہ جالندھر۔ نمبر ۱۲۸۶ مورخہ ۱۲ استمبر ۱۹۰۳ء شہر جالندھر

قادیان ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر کو ایک نقل اس چٹھی کی برائے اطلاع روانہ کیگئی۔

دستخط [illegible] انسپکٹر مدارس حلقہ جالندھر

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام معہ خاندان رسالت گورداسپور تشریف فرما ہیں دارالامان میں حضور کی غیر حاضری خدام دارالامان سخت اضطراب کے ساتھ محسوس کر رہے ہیں + دارالامان کی تجارت۔ رونق پر اس غیر حاضری کیوجہ سے بہت بڑا اثر پڑا ہے۔ وہ بازار جہاں دن بھر قادیان کی حیثیت کے موافق خرید و فروخت کیوجہ سے خوب رونق رہا کرتی تھی۔ اب قریباً اجاڑ معلوم ہوتا ہے اور تمام لوگ نہایت اضطراب اور اشتیاق کے ساتھ خدام والا کی واپسی کی راہ دیکھ رہے ہیں خدا کرے کہ بہت جلد حضور کی تشریف آوری سے دارالامان کا ستارہ چمکے۔ آمین

۲۔ بزرگان ملت میں سے حضرت حکیم الامۃ جیسا کہ پہلے ہی ظاہر کیا جا چکا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طلبی پر گورداسپور تشریف لیگئے ہوئے ہیں معلوم ہوا کہ ہفتہ زیر اشاعت بقضائے عدا حضرت حکیم الامۃ کی طبیعت ناساز رہی۔ اب آرام ہے حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹ تشریف لیگئے ہوئے ہیں۔ یہاں دارالامان میں مولانا مولوی محمد احسن صاحب فاضل امروہی کا دم غنیمت تھا۔ لیکن جذبہ عشق نے انہیں بھی گورداسپور کھینچ بلایا۔

۳۔ تعلیم الاسلام سکول اور کالج ۱۷ ستمبر ۱۹۰۳ء سے کھل گیا ہے۔ اور بورڈر آرہے ہیں۔ مدرسہ کے کھلنے کیوجہ سے احمدی محلہ کی رونق پھر بڑھنے لگی ہے۔ اللھم زد فزد۔

۴۔ قادیان میں سناتن دہرم سبھا کے قیام کی عرصہ سے تجویزیں ہو رہی تھیں۔ اور پنڈت شام لال صاحب نام ایک شخص نے کبھی بندلی سے اس کا شروع بھی کر رکھا تھا آخر سناتن دہرم کے رئیسوں کو جوش آگیا اور انہوں نے ۲۲ ستمبر ۱۹۰۳ء کی صبح کو باہم مشورہ کیلئے ایک مختصر سا جلسہ کیا جسمیں قریباً قصبہ کے تمام معززا اور ہندو موجود تھے + باہم صلاح و مشورہ کے بعد یہ قرار پایا کہ بے شک دہرم سبھا قائم ہونی چاہئے اور اس کیلئے فی الحال سری گوبند پور سے جہاں ۲۴۔۲۵۔۲۶ ستمبر ۱۹۰۳ء کو سناتن دہرم سبھا کا جلسہ ہے ایک دو لائق پنڈت لانے چاہئیں تاکہ وہ آکر اپنے منوہر وپاکھیانوں سے اہل قصبہ کو بیدار کریں اور باقاعدہ سناتن دہرم سبھا قائم کردیں چنانچہ اس مطلب کیلئے آج کئی آدمی قادیان سے سری گوبند پور جا رہے ہیں۔ اس ابتدائی جلسہ کیلئے ان لوگوں نے مختصر سی رقم بھی چندہ کے طور پر جمع کی ہے اور عند الضرورت اور بھی چندہ جمع کرنیکو طیار ہیں۔

فی الحال پنڈت جوتی پرشاد صاحب پردہان اور حکیم دیارام صاحب اب پردہان اور پنڈت جگن ناتھ صاحب سکرٹری اور لالہ کرم چند صاحب نائب سکرٹری اور لالہ وہنیت رائے اور لالہ بھورام صاحب خزانچی اور لالہ ایسر داس صاحب اور لالہ دہنیت رام ایگزیکٹو ممبر مقرر ہوئے ہیں۔ امید ہے کہ یہ سبھا بہت ترقی کریگی کیونکہ ان لوگوں نے سبھا کی ضرورت کو خوب محسوس کرلیا ہے۔ پنجاب کے مختلف شہروں کی سناتن دہرم سبھاؤں سے امید ہے کہ وہ اپنی اس قادیان والی سبھا کو ہر قسم کی علمی مدد دیکر تقویت پہنچائیں گے۔ چاہئے کہ سناتن دہرم کے متعلق جسقدر رسالے یا اخبار نکلتے ہیں وہ اس سبھا کو بھی بھیجے جاویں۔

مقدمات کی خبر

مقدمات کے متعلق اس سے زیادہ اب کوئی خبر نہیں کہ مقدمہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام میں مسل عدالت کی کل کارروائی ختم ہوگئی یعنے شہادت صفائی ہوچکی۔ وکلاء فریقین کی تقریریں ہوچکیں۔ اب آئندہ تاریخ یکم اکتوبر مقرر ہوئی۔ اور خاکسار ایڈیٹر الحکم کے مقدمہ میں یکم اکتوبر آخری حکم سنانے کے لئے مقرر ہوئی ہے۔ ..... اب وقت دعا ہے اور اللہ تعالیٰ پر توکل واللہ بصیر

سپردم بتو مایۂ خویش را

مرآۃ الجہاد

اس نام کی ایک دلچسپ۔ عجیب اور جامع کتاب مسئلہ جہاد پر کارخانہ الحکم میں چھپ رہی ہے اس کے مؤلف جناب مکرم بہائی سید ذوارت حسین صاحب مونگمیری میں سید صاحب نے نہایت قابلیت کے ساتھ مسئلہ جہاد کے مختلف پہلوؤں پر سیر کن بحث کی ہے۔ اور اس مسئلہ پر جسقدر اعتراض مخالفوں نے کئے ہیں ان کے جواب قابلیت کے ساتھ دیئے گئے ہیں۔ خصوصاً پنڈت لیکھرام آریہ مقتول کے رسالہ جہاد کا دندان شکن جواب ہے۔ ہم اگلی اشاعت میں اس کتاب کے مضامین کی مختصر سی فہرست دینگے (انشاء اللہ العزیز) ۲۶ صفحہ تک یہ کتاب چھپ چکی ہے اور ... صفحہ تک پریس میں جا چکی ہے ابھی مضمون آرہا ہے فی الحال ہم اسکی قیمت کے متعلق کچھ نہیں کر سکتے یہ کتاب اس قابل ہے کہ اس کی کثرت کے ساتھ اشاعت ہو درخواستیں دفتر الحکم میں آنی چاہئیں تاکہ کتاب کے شائع ہوتے خریداروں کو جلد بھیجدی جاوے اور نہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا۔

عام خبر گردو کے ماسٹر [illegible] بخش احمد جان ملکان کارخانہ گبرون لرکسیانہ پنجاب ولسن کیئر سکونہ نے نئے [illegible] جدید جنتری معہ فہرست دیگر ہال مفت طلب

نوٹس۔ کونٹ ٹالسٹائی کا مضمون جو بعنوان جنگ کی مخالفت الحکم میں شائع ہو رہا ہے اسکے ختم ہونیکے بعد ہم اس پر ریمارک کرینگے ۱۲

www.aaiil.org

العہدۃ النبویۃ وعہد الامام عمر بن خطاب

مخالفان اسلام جو اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام بزور شمشیر وبجبر واکراہ پھیلایا گیا ہے وہ اس عہدنامہ نبوی ﷺ اسلام اور ان کے جانشینوں کے عہدناموں کو دیکھیں جو وہ اپنی پوری قوت وطاقت کے وقت نصاریٰ وغیرہ کو لکھکر دیتے رہے ہیں۔ ہمارے مخالفین ان قابل وثوق معاہدوں کو پڑھکر غور کریں کہ ان کے اعتراض بالکل بیجا ہیں ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ ان تحریروں کو پڑھکر سوچو کہ بانی اسلام اور اس کے جانشینوں کی کس قدر شفقت علی خلق اللہ وخیرخواہی ثابت ہوتی ہے

(العہدۃ النبویۃ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ھذا کتبہ محمد بن عبد اللہ الی الناس اجمعین رسولہ مبشرا ونذیرا ومؤتمنا علی ودیعۃ اللہ فی خلقہ لئلا یکون للناس حجۃ بعد الرسل وکان اللہ عزیزا حکیما۔ کتبہ لاھل ملۃ النصاریٰ ولمن تنحل دین النصرانیۃ من مشارق الارض ومغاربھا قریبھا وبعیدھا فصیحھا وعجمھا معروفھا ومجھولھا جعل لھم عھدا۔ فمن نکث العھد الذی فیہ وخالفہ الی غیرہ وتعدی ما امرہ کان لعھد اللہ ناکثا ولمیثاقہ ناقضا وبدینہ مستھزئا وللعنۃ مستوجبا سلطانا کان او غیرہ من المسلمین۔ وان احتمی راھب او سائح فی جبل او واد او مغارۃ او عمران او سھل او رمل او بیعۃ فانا اکون من ورائھم اذب عنھم من کل غیرۃ لھم بنفسی واعوانی واھلی وملتی واتباعی لانھم رعیتی واھل ذمتی وانا اعزل عنھم الاذی فی المون التی یحمل اھل العھد (کذا) من القیام بالخراج الا ما طابت لہ نفوسھم ولیس علیھم جبر ولا اکراہ علی شیئ من ذلک ولا یغیر اسقف من اسقفیتہ ولا راھب من رھبانیتہ ولا حبیس من صومعتہ ولا سائح من سیاحتہ ولا یھدم بیت من بیوت کنائسھم وبیعھم ولا یدخل شیئ من مال کنائسھم فی بناء مسجد ولا فی بناء منازل المسلمین فمن فعل شیئا من ذلک فقد نکث عھد اللہ وعھد رسولہ ولا یحمل علی الرھبان والاساقفۃ ولا من یتعبد جزیۃ ولا غرامۃ وانا احفظ ذمتھم اینما کانوا من بر وبحر فی المشرق والمغرب والجنوب والشمال وھم فی ذمتی ومیثاقی وامانی من کل مکروہ وکذلک من یتفرد بالعبادۃ فی الجبال والمواضع المبارکۃ لا یلزمھم مما یزرعونہ لا خراج ولا عشر ولا یشاطرون لکونہ لیسد(؟) ھم ولا یعاونون عند ادراک الغلۃ ولا یلزمون بخروج فی حرب وقیام بجزیۃ ولا من اصحاب الخراج وذوی الاموال والعقارات والتجارات مما ھو اکثر من اثنی عشر درھما بالجملۃ فی کل عام ولا یکلف احد منھم شططا ولا یجادلون الا بالتی ھی احسن ویخفض لھم جناح الرحمۃ ویکف عنھم اذیۃ المکروہ حیثما کانوا وحیثما حلوا وان صارت النصرانیۃ عند المسلمین فعلیہ برضاھا وتمکینھا من الصلاۃ فی بیعھا ولا یحال بینھا وبین ھوی دینھا ومن خان عھد اللہ واعتمد بالضد من ذلک فقد عصی میثاقہ ورسولہ ویعاونوا علی مرمۃ بیعھم ومواضعھم وتکون تلک معونۃ لھم علی دینھم وفعالھم بالعھد ولا یلزم احد منھم بنقل سلاح بل المسلمون یذبون عنھم ولا یخالف ھذا العھد ابدا الی حین تقوم الساعۃ وتنقضی الدنیا۔

ترجمہ یہ عہدنامہ ہے جس کو محمد بن عبداللہ خدا کے رسول مبشر ونذیر اور اس کے امین نے لکھا ہے تاکہ اوس کے بعد لوگوں کا کوئی عذر وبہانہ باقی نہ رہے اللہ تعالیٰ غالب اور راستکار ہے اس عہدنامہ کو میں نے مشرق ومغرب نزدیک ودور جاہل اور نجد کے عیسائیوں اور تمام عرب وعجم معروف وغیرمعروف نصاریٰ کیواسطے لکھا ہے مسلمانوں میں سے جس نے اس عہد کو توڑا اور اس سے تجاوز کیا وہ خدا تعالیٰ کا وعدہ شکن ٹھہریگا اور اسکے دشمن کا خود ناقض ہوگا اور وہ خدائی لعنت کا سزاوار بنیگا خواہ کوئی بادشاہ ہو یا رعیت

میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر کوئی راہب یا سیاح وغیرہ پہاڑ۔ جنگل۔ آبادی صحرا وریگستان۔ اور عبادت گاہ میں حمایت کا خواستگار ہو تو میں مع اپنے اعوان وانصار واہل بیت وتابعداروں کے اونکی حمایت کیلئے اون سے اون کے دشمنوں کی مدافعت کرونگا۔ کیونکہ وہ میری رعیت اور میری اہل ذمہ یعنے میرے وعدہ پر ہیں اور میں دشمنوں کی ایذا وضرر وتکلیف سوا عدہ وا اون کے اس مالیہ کے برابر رفع کرونگا جسکی ادائیگی کا انہوں نے وعدہ کیا ہے اگر اون کی مرضی ہو کہ وہ اپنے وجود واموال کی خود حفاظت ونگہبانی کریں تو ان پر اس امر میں کوئی جبر واکراہ نہ کیا جاوے۔

کسی بشپ کو اس کے عہدے اور کسی راہب کو اسکی رہبانیت سے اور کسی عابد کو اس کی عبادت گاہ سے اور کسی سیاح کو اس کی سیاحت سے روکا نہ جاوے اون کا کوئی گرجا وعبادت گاہ ویران ومنہدم نہ کیا جاوے ان کے گرجوں کے مال میں سے کوئی چیز مسلمانوں کی مسجدوں اور گھروں کے بنانے میں داخل کی جاوے جس نے ایسا کام کیا اوس نے خدا ورسول کی وعدہ شکنی کی۔ اور راہبوں اور بشپوں یعنے مذہبی پیشواؤں پر کوئی جزیہ اور تاوان نہ رکھا جاوے اور وہ جنگل میں ہوں یا دریا میں خواہ وہ مشرق میں ہوں یا مغرب میں خواہ وہ جنوب کو ہوں یا شمال کو میں ان کے لئے اس عہد کا ذمہ دار ہوں۔ اور وہ میرے ذمہ اور میرے وعدہ پر ہیں اور وہ ساری مکروہات سے میرے امان میں ہیں۔ اور جو انسان پہاڑوں اور اسکے متبرک مقامات میں عبادت کے لئے گوشہ گزین ہوں جو کچھ وہ بوتے ہیں اس پر اون سے نہ خراج اور نہ عشر لیا جاوے اور غلہ کی کمی پر اون کے امداد کا ذمہ نہیں جنگ میں نکالنا ان پر لازم نہ ٹھہرایا جاوے اور نہ اون سے جزیہ لیا جاوے۔ خراجی اور دولتمند صاحب اموال اور زمیندار اور سوداگر سے بارہ درہم سالانہ سے زیادہ نہ لیا جاوے اور کسی کو جور وظلم سے حصول مال کا ان پر مکلف نہ کیا جاوے کوئی مذہبی مباحثہ ومجادلہ پیش آوے تو ان سے بحسن اخلاق اور تہذیب کلام پیش آنا چاہیے اور وہ جہاں ہوں رحمت کا بازو ان پر سایہ دار رہے اور ایذا ان سے رفع کی جاوے اور جس نے خدا کا وعدہ توڑا اور اسکی ضد پر کھڑا ہوا اوس نے خدا ورسول کی وعدہ شکنی کی اون کے عبادت خانے ومکانات کے مرمت میں اون کو امداد دیجاوے اور یہ بات اون کے دین میں مقبول ہے اور ان میں سے کسی پر آلات حرب کا رکھنا لازم نہ ٹھہرایا جاوے بلکہ مسلمان ان سے مدافعت کریں گے اور اس عہد کی تاقیام قیامت وانقضاء زمانہ مخالفت نہ کیجاوے۔

التجا بحضور حضرت مسیح موعود

(علیہ الصلوٰۃ والسلام)

حضرت اقدس میرے حقمین دعا کیجئے
رحم وشفقت کی نظر بہر خدا اب کیجئے
تو مسیح وقت ہے اور مہدی آخر زمان
مٹ گیا ہے تیرے دم سے کفر کا نام ونشان
دم بدم بڑھتا ہے اب یہ درد دل خانہ خراب
کر دعا میرے لئے تیری دعا ہے مستجاب
ظاہرا قدرت سے بیشک دور افتادہ ہوں میں
لیک باطن میں ہمیشہ در پہ استادہ ہوں میں
نام تیرا ہے مجھے ہر وقت ہی ورد زبان
تیرے مقدم پر خدا نے کر دئے لاکھوں نشان
تیرا کیا بگڑا زمانہ حسد سے گر دشمن گیا
تو خدا کا اور خدا بیشک ہی تیرا بن گیا
واقعی تو مرد میدان اور خدا کا شیر ہے
تیرے حقمیں لفظ بد کہنا بڑا اندھیر ہے
اے مسیح وقت جس دن سے ہوا پیدا ہے تو
بس محمد مصطفےٰ کا عاشق شیدا ہے تو
تو نہیں ڈرتا کسی سے دین کے کاروبار میں
دم بخود ہیں سب مخالف آگئی سرکار میں
جابجا تیرا چرچا ہوا دنیا میں تیرے نام کا
بج رہا ہے اب نقارا ہر طرف اسلام کا
دین کا ڈنکا بجایا تو نے جب للکار کر
دین احمد سے گئیں سب غیر قومیں ہار کر
ہے غضب لوگو نہ پہچانو اگر مامور کو
اپنی پھونکوں سے بجھاتے ہو خدا کے نور کو
او سیانے لوگو تمہیں جون جون غصہ ستا گیا
حق کی جانب سے مگر اس کا قدم بڑھتا گیا
اس نے دکھلائے تمہیں تائید میں لاکھوں نشان
پھر بھی تم اندھے کے اندھے ہی رہے اے مہربان
سچ ہی ہے جب نکل آتا ہے خورشید جہان
شپرک کی آنکھ ہوجاتی ہے اندھی بیگمان
تم کی رحمت کر رہا کیوں ستدراہ ہوتے ہو تم
عمر بھر کیلئے اندوختہ کھوتے ہو تم
کس رہے ہو تم اوسے نابود کرنے پر کمر
میرا مولا خود ہی کر دیگا تمہیں زیروزبر
دین وایمان یوں نہ تکفیر و نہیں کھونا چاہیے
اس ہنسی ٹھٹھے پہ بیشک تم کو رونا چاہیے
حق تعالیٰ کا اگر غیظ وغضب بڑھ جائیگا
دیکھنا طاعون کا طوفان بہت چڑھ جائیگا
مورد غضب الٰہی کس لئے ہوتے ہو تم
اپنے ہاتھوں سے بدی کا بیج کیوں بوتے ہو تم
اس روش سے اے عزیزو باز آنا چاہیے
مہر خاموشی تمہیں لب پر لگانا چاہیے
ہے مدار شعر نہیں یہی حکم محمد مصطفےٰ
تم برا کہنا کسی کے حق میں مت رکھو روا

ہر وقت جب گذرا تو آخر کو بہت پچھتاؤ گے ۔ ۔ ہے یہی سچ ہاتھ مل کر گزر جاؤ گے + اور اس کی علم وعقل نے حیران سب کو کر دیا ۔ کاسۂ دین ہو چکا خالی تھا اگر کر بھر دیا ہے

استفسار اور انکے جواب

سوالات جواب طلب مرسلہ سید نواب علی شاہ صاحب حکیم از کرناہ علاقہ کشمیر

کیا امام الہمام مہدی خلیفۃ اللہ کے متعلق آسمان سے کوئی آواز آئیگی

۱۔ عام علماء کا خیال ہے کہ جب مہدی پیدا ہوگا اس وقت آسمان سے آواز ہوگی کہ هذا امام مهدی خلیفة الله اور ایک وَی الیہ ہوا آسمان سے نہیں آئی۔

۲۔ واوینهما الی ربوة ذات قرار و معین بعض علماء کہتے ہیں کہ اس آیت میں واقع صلیب سے پہلے کا ذکر ہے جبکہ حضرت عیسیٰ اور اس کی والدہ ظالمون سے بھاگ کر شام میں آگئی تھی۔

۳۔ بوبی مریم والدہ حضرت عیسیٰ کی قبر کہان جبکہ حضرت عیسیٰ کی قبر کشمیر میں ہے تو انکی قبر بھی وہان ہونی چاہیئے۔

۴۔ فخر بنی آدم سرور عالم حضرت پیغمبر آخر الزمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج معہ وجود خاکی ہوا تھا یا روحانی طور پر۔

۵۔ ملا لوگ جو اسقاط مردہ لیتے ہیں یعنی مردہ کے تمام عمر کے گناہوں کا کفارہ شمار کرکے اوس کے عوض قرآن شریف یا کچھ نقد جنس پس ماندگان میت سے لیتے ہیں احادیث صحیحہ اور قرآن شریف میں اس کے لئے کیا حکم ہے۔

۶۔ تعویذات لکھنے اور لوگون کو دینے کی نسبت کیا حکم ہے۔

جواب (۱) آیات قرآنی و احادیث صحیحہ سے واضح ہو چکا ہے کہ امام الہمام مسیح موعود و مہدی خلیفۃ اللہ علیہ السلام کے ظہور کے بعد بھی ہزار سال دنیا کی عمر کی ہوگی اور اسوقت قیامت کبریٰ کی طرح کوئی ایسا نشان منکشف نہین ہوگا جس سے ایمان بالغیب بالکل دور ہو جائے غیب کا پردہ قیامت تک یون ہی اویزان رہیگا اس کا محض انکشاف خدا تعالیٰ نے نہ قبل ازین کبھی کیا اور نہ آئندہ قبل از قیامت بالکل ایسا انکشاف کریگا جس سے ایمان بالغیب کی حکمت ضائع ہو جاوے جب اس قسم کے ظاہر باہر پکارنے والی ندا آسمان سے ہر ایک کو سنائی جاوے تو پھر ایمان بالغیب کی ضرورت نہین رہتی اور نہ اسوقت کسی مہدی و مسیح کی ضرورت رہتی ہے خداوند تعالیٰ نے متقی تو ان ہی انسانون کو فرمایا ہے جو یومنون بالغیب سے حصہ لیتے ہین۔ پھر یاد رکھو کہ جو لوگ مسیح موعود کو آسمان سے سامنے اترتے اور مہدی کے متعلق ظاہر باہر آسمانی آواز کے منتظر ہین ان لوگون کا ایمان اس آیت قرآنیہ کے بموجب کیسا ہے اور وہ کس زمرہ مین داخل ہون گے کیا ظہور مہدی و مسیح کے وقت یہ آیت شریف قرآن کریم سے نکالی جاویگی۔ حاشا و کلا یہ جو احادیث مین ہے کہ ہذا المہدی خلیفۃ اللہ کی آواز آسمان سے آئیگی ایسی احادیث استعارات اور مجازات کے پیرایہ مین بیان فرمائی گئی ہین۔

مہدی خلیفۃ اللہ کی گواہی کیلئے آسمانی آواز جیسا کہ خداوند تعالیٰ کی طرف سے مقرر تھی تو ماہ رمضان عرصہ دس سال سے یعنے ۱۳۱۱ ہجری مین آسمان ہی سے ظاہر ہو چکی ہے مگر بہرون اور گران گوشون نے اس الٰہی آواز کو نہ سنا پیغمبر خدا صلی اللہ فرماتے ہین۔

ان لمهدينا آيتين لم تكونا منذ خلق السموات والارض ينكسف القمر لاول ليلة من رمضان وتنكسف الشمس في النصف منه.

ترجمہ۔ دارقطنی نے امام محمد بن علی سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلعم فرماتے ہین ہمارے مہدی کیلئے دو نشان ہین وہ کبھی نہین ظاہر ہوئے یعنی کبھی کسی دوسرے کیلئے نہین ہوئے جب زمین آسمانی کو پیدا کیا گیا اور وہ یہ ہین کہ رمضان کی راتون کے اول میں ہی چاند گرہن لگنا شروع ہوگا اور اس مہینہ کے نصف باقی مین سورج گرہن ہوگا۔ کذا رواہ البیہقی وغیرہ من المحدثین۔

عرصہ دس سال سے اس بات کے سب ہندو و عیسائی و مسلمان وغیرہ اس ملک کے گواہ ہین کہ یہ واقع آسمان سے نرالی قسم کا ماہ رمضان مین ظاہر ہو چکا ہے دیکھو اپریل ۱۸۹۴ء کے کل ہندوستان و پنجاب کے اخبارات اس خبر کو شائع کر چکے ہین دیکھو تیرہ سو سال پیشتر پیغمبر خدا صلعم کے ذریعہ خدائی آواز لوگون مین مشتہر ہو چکا تھا کہ ہمارے مہدی کیلئے آسمان مین یہ نشان ہوگا پھر جبکہ مہدی کے وقت یہ نشان آسمان مین ظاہر ہو گیا تو اس خدائی آواز کی تصدیق مین کون سی کسر باقی رہ گئی ہے کیا دنیا مین کوئی ایسا انسان ہے جو کہے کہ خسوف کسوف والی پیشگوئی خدائی آواز نہین۔ اب دیکھو چاند گرہن اور سورج گرہن کا واقع ماہ رمضان مین پیشگوئی کے مطابق ظاہر ہو چکا ہے امام آخر الزمان علیہ السلام کیلئے یہ گواہی آسمانی مقرر تھی خواہ اس کو صوت اللہ یعنے آواز خدا یا ید اللہ یعنے دست خدا کہو ہر دو شکست ہے۔

امام آخر الزمان کی تصدیق و سچائی کیلئے زمینی آوازین بھی بہت مدت سے متواتر ظاہر ہو رہی ہین دیکھو تیرہ سو سال قبل از وقت جو پیشگوئی کی گئی کہ مہدی کے وقت مین زمین غیر معمولی اور سخت طاعون سے ہلیگی اب وہ پیشگوئی کیسی زبردست نشانات سے ظہور پذیر ہو رہی ہے اب تو مہدی کی تصدیق کیلئے زمین و آسمان پکار اٹھے ہین۔ ع

آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمین
این دو شاہد از پئے تصدیق او استادہ اند
می درخشد چون قمر تابد چو قرص آفتاب
کور چشم آنان کہ در انکار ہا افتادہ اند
این زمین آنان ورا آسمان آید ندا
مقبلے باید کہ در ہر جا مفاسد زادہ اند

ظہور یاجوج و ماجوج اور دابۃ الارض اور ظہور دجال جس کے پاس بہشت و دوزخ ہوگا اور آفتاب کا اپنی غروب کی جگہ سے طلوع کرنا وغیرہ سب استعارات و مجازات کے پیرایہ مین پیشگوئیان فرمائی گئی ہین۔ فرض کرو کہ ان پیشگوئیون کا ظہور اپنی اصلی شکل پر ہو جاوے تو نتیجہ کچھ نہین کہ اس بات کا نتیجہ یہ ہونا چاہیئے کہ شکوک و شبہات لوگون کے دلون سے جاتے رہین جیسا کہ قیامت کے دن حقیقت کے منکشف ہونے پر کوئی شک و شبہ نہین رہیگا پھر جب شکوک رفع ہو جاوین اور حجاب پردہ غیب بالکل کھل جاوے تو اسدن اور قیامت مین کون سا باقی فرق رہجاویگا۔ قرآن کریم مین تو صراحت آچکا ہے کہ کافر قیامت تک شکوک و شبہات مین رہین گے یہانتک کہ قیامت اچانک آ جاویگی کما قال اللہ تعالیٰ۔ يسئلونك عن الساعة ايان مرساها قل انما علمها عند ربي لا يجليها لوقتها الا هو ثقلت في السموات والارض لا تاتيكم الا بغتة يسئلونك كانك حفي عنها قل انما علمها عند الله ولكن اكثر الناس لا يعلمون۔

ایک اور دوسری جگہ فرمایا ولا يزال الذين كفروا في مرية منه حتى تاتيهم الساعة بغتة او ياتيهم عذاب يوم عقيم۔ ترجمہ تجھ سے پوچھتے ہین کہ کب ہے ٹھہراؤ اوس گھڑی کا تو کہہ دے اس کا علم میرے پروردگار کے پاس ہے اوس کے وقت کو کوئی ظاہر نہین کرتا مگر وہی بھاری ہے اوس کا آنا ساکنان آسمان اور زمین پر وہ تم پر اچانک آ جاویگی تجھ سے پوچھتے ہین گویا تو اوس کا متلاشی ہے کہدے اس کا علم خداوند تعالیٰ کو ہے لیکن اکثر لوگ نہین جانتے۔ دوسری آیت۔ منکر ہمیشہ عذاب قیامت سے شک مین ہی رہین گے یہانتک کہ وہ گھڑی اون پر اچانک آ جاویگی یا اون پر سخت دن کا عذاب آ ہو نچیگا ان آیات سے صاف ظاہر ہے کہ منکر شک مین ہی رہین گے۔ حتی کہ قیامت اچانک آ جاویگی لہذا ان آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ مین جب ہی موافقت ہو سکتی ہے کہ احادیث کو استعارات و مجازات پر محمول کریں تو کیونکہ قرآن کریم حاکم ہے اور احادیث محکوم ہین سو جب قرآن کریم و احادیث نبویہ ظہور دجال و یاجوج ماجوج و دابۃ الارض وغیرہ سب کچھ منصہ ظہور پر آچکا ہے۔ حضرت مسیح موعود نے اپنی کتابون مین ان سب کی تشریح کر دی ہے جو مطلب کتب من کان متعطشا للتحقیق

(باقی آئندہ)

کرہ آفتاب ہماری زمین کیطرح آباد ہے

امریکہ کا ایک مشہور و معروف اسٹرونومر یعنے منجم مسمی ینگ کہتا ہے کہ آفتاب ہماری زمین کی طرح آباد ہے اس کا بیان ہے کہ کرہ آفتاب کے گرداگرد ایک ایسی ہوا کا خول ہے جس کی قوت کہربائی و حرارت مین مادہ سلبیہ موجود ہے آفتاب کہربائی قوت کا مرکز ہے جس کی طرف مدام بجلیون کی لہرون کے دریا و ندیان بہتی رہتی ہین جب بجلیان اوس ہوائی کرہ مین پہونچتی ہین تو مادہ سلبیت کے باعث آگے نہین جاتے ہین بلکہ اسی کرہ ہوائی مین چلتی رہتی ہین یہ وہی تجلیان ہین جو ہوائی کرہ مین درخشان ہو کر گولی کی شکل مین نظر آتی ہین اور آفتاب اوس ہوائی کرہ کے درمیان بہت دور واقع ہے اور آباد ہے۔

—ٹائمز آف انڈیا۔ ۱۲ جولائی ۱۹۰۳ء

ہم کہتے ہین قرآن کریم کا یہ ایک عظیم الشان معجزہ ہے۔ نئی دنیا کو بذریعہ الات جدیدہ اب مشاہدہ ہوا ہے کہ اجرام سماوی مین بھی زمین کیطرح آبادی ہے۔ حالانکہ قرآن کریم مین تیرہ سو سال قبل ازین خبر دی گئی ہے کہ دیگر اجرام سماوی مین بھی آبادی ہے اور ان مین ہماری زمین کیطرح آدمیون کی ہدایت و راہنمائی کیلئے خداوند تعالیٰ کی طرف سے رسول و مامور مبعوث ہوتے ہین ہم اپنے اس دعوے کو الحکم کی کسی آئندہ اشاعت مین قرآنی آیات و احادیث نبویہ سے مبرہن و ثابت کرین گے۔

(اسسٹنٹ ایڈیٹر الحکم)

www.aaiil.org

مذاہب عالم

دیانت جزائر کالیڈونیا الجدیدہ وجزائر سلیمان

نئے جزائر کالیڈونیا بحر اوقیانوس مین اسٹریلیا سے شرق کی طرف ہین جنکو سٹر کوک نے سنہ ۱۷۷۴ء مین دریافت کیا تھا ان جزائر مین آجکل فرانسیسی آبادیاں ہین اور جزائر سلیمان جو جزائر کالیڈونیا سے شمال کی طرف واقع ہین باشندگان کالیڈونیا کی زبان مین معبود کو آس لفظ سے پکارتے ہین جس کے معنے الاموات یعنے مردون کے ہین جب ان کا کوئی رئیس وامیر مرجاوے تو اس کے لئے دعائین کرتے اور پہر ناچتے اور گاتے ہین۔

باشندگان این قوم کا اعتقاد ہے کہ جب روح جسم سے جدا ہوتی ہے تو اس جزیرہ سے مغرب کی طرف اڑ جاتی ہے اور سمندر مین تیرتی ہوئی ایک مقام رو ماتماس مین جو ارواح کا مسکن ہے جا ٹھہرتی ہے اون کا اعتقاد ہے کہ اوس مقام مین نیک اور بد ارواح اکٹھی ہوتی ہین اور نیک ارواح کو وہان لذیذ کہانے ملتے ہین۔

باشندگان کالیڈونیا کے اعتقاد مین آنکھون کا معبود الگ ہے اوس کے لئے ورد اور وظیفے پڑھتے ہین تاکہ وہ انکی آنکھون کو توانائی وطاقت بخشے کہ وہ دشمن کی تیر تفنگ جوان کی طرف چلائے جاتے ہین اس کو دیکھ کر اپنے آپ کو بچا سکین اون کے نزدیک کانون کا معبود الگ ہے جس سے وہ دشمن کی خبر طلب کرتے ہین۔ باشندگان تانا کا اعتقاد ہے کہ ایک خالق امراض وآفات ہے۔

جب اون کا کوئی آدمی بیمار ہو جاوے تو دریائی گہونگے کی کرنائی بجاتے اور اس کو خالق امراض ووبا کا ورد وظیفہ جانتے ہین۔ اور اس کے آگے دعائین کرتے ہین کہ بیمار کا باقی طعام نہ جلادے کیونکہ اون کا اعتقاد ہے کہ مریض کا باقی طعام ورروزی جو اس نے آئندہ زندگی مین کہانا ہے خالق امراض کے جلا دینے سے بیمار مرتا ہے۔

اہل کالیڈونیا کاہنون کی بڑی تعظیم وتکریم اور ان کی پوجا کرتے ہین اون کا اعتقاد ہے کہ کاہن بارش ہو سکتے ہین ہر ایک قبیلہ کا جدا جدا کاہن مقرر ہے اور ان سب پر ایک بڑا کاہن ٹھہرایا رہتا ہے۔

باشندگان **تانا** بعض درختون اور پتھرون کی پوجا کرتے ہین اور بتون کی پوجا کی رسم اونہین بالکل کرتی نہین بلکہ بت وتماثیل وغیرہ کا اونہین نام تک کوئی نہین جانتا۔

لیکن باشندگان جزائر تلیکو وجزائر ہیبر ڈیز کا کوئی گہر بتون سے خالی نہین یہان تک کہ ایک گہر مین تین سو بت تک قد آدم کے بنائے ہوئے اور ان کو مردون کے لباس پہنائے پائے جاتے ہین

کاہنون اور جادو ٹونہ والون پر بڑا ایکا اعتقاد رکہتے ہین اون کا اعتقاد ہے کہ ٹھاکرون نے یہ جزائر فتح کرکے اونہین مرد وعورات پیدا کردیئے ہین کالیڈونیا مین مسٹر ٹرنر نے ایک قبر دیکہی جسکے گرداگرد دائرے اور برچہیان اور تیر زمین مین گاڑے ہوئے تہے پوچہنے سے معلوم ہوا کہ وہ کسی بڑے آدمی یعنی امیر ورئیس کی قبر ہے مسٹر ٹرنر بیان کرتا ہے کہ وہ لوگ مردہ کو سب لباس اور سیپ کے کنگن وکڑے پہناتے ہین اور مردہ کی انگلیان بطور یادگار کاٹ لیتے ہین۔ قبر مین چپائی بچھا کر اوس کا سارا جسم سر کے سوا دفن کردیتے ہین پہر دس دن کے بعد اوس کا سر جسم سے الگ کرکے اس کے دانت نکالکر مردہ کی طرف سے یادگار کے طور پر رکھ لیتے ہین۔ باشندگان جزائر سلیمان ارواح مردہ کی بہت عزت کرتے ہین اون کا اعتقاد ہے کہ عام لوگون کی روحین کسی دوسرے جزیرہ مین جاکر حیران وپریشان بہٹکتی رہتی ہین اور کاہنون ورئیسون کی ارواح اپنے خویش واقربا ہی مین رہتے ہین اور مصائب وتکالیف مین اون کی امداد کرتے اور ان کی حاجتین ادا کرتے ہین وہ جادو ٹونہ لئے آدمیون کو بڑا مانتے ہین مختلف گروہ انسانی کے ان اعتقادات سے ہی **فوق کل ذی علم علیم** کا سبق ملتا ہے جو از روئے فطرت تسلسلاً ایک فوق الکل طاقت قادر مطلق تک جاکر ختم منتہی ہو جاتا ہے۔

(اسسٹنٹ ایڈیٹر الحکم)

سلطان المعظم سلطان ۲۰ ہے حکم صادر فرمایا ہے کہ ریلوے لائن کا کام مدینہ منورہ سے ہی شروع کیا جاوے اور اس کو جلدی ریلوے لائن شام سے ملحق کیا جاوے لسان الحال روزانہ مورخہ ۲ جمادی الثانی۔ بیروت۔

واذا العشار عطلت جو قرآن کریم مین ویترك القلاص فلا یسعی علیها جو حدیث مین پیشگوئی کی گئی تی۔ اسکے متعلق اب دیکھو مسیح موعود کی تصدیق کیلئے خداوند تعالی کس زور سے انسانون سے کام لے رہا ہے

یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ مسیح موعود ہی کے زمانہ مین مکہ ومدینہ مین ریل کا کام جاری ہو گا۔ اور اس کی زندگی مین یہ کام ملک حجاز مین مکمل ہو جائیگا۔ سب اہل کہ جو آسمان سے اترنے والے کا انتظار عبث ہے

(اسسٹنٹ ایڈیٹر الحکم)

جنگ کی مخالفت

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

باب پنجم

ہماری عیسائی دنیا اور ہمارے زمانہ کے لوگ اس شخص کی طرح ہین جو راستی سے گمراہ ہو کر جسقدر آگے نکلتا جاتا ہے۔ اسی قدر اس کو اپنی گمراہی کا زیادہ تر علم ہوتا جاتا ہے اور جسقدر اس کے شکوک وشبہات بڑھتے جاتے ہین۔ اسیقدر وہ اسی سے جلد تر پیشقدمی کرتا ہے کہ جلد کہین جلد کسی ٹھکانے لگے۔ مگر آخر کار ایک وقت آجاتا ہے۔ جبکہ اس کو صاف دکہائی دینے لگتا ہے کہ جس راستہ پر گذر رہا ہے اس کو بے انتہائی ودق میدانون اور ریگستانون کو لیجا رہا ہے۔ اندنون یہی حال عیسائی زندگی کا ہے اور اسمین مطلق شک نہین رہا کہ اگر ہمارا یہی حال رہے۔ اور اپنی پرائیویٹ زندگی مین صرف اپنی اور اپنی سلطنت کی بہبودی کی فکر کرین۔ اور اس بہبودی کو بزور قایم رکہنا چاہین۔ تو بلا شبہ آپ سلطنت سے دوسری سلطنت پر جبر وتشدد کرینگے اور اپنے آپ کو زیادہ تر تباہ اور خستہ حال کرتے جائینگے اور اپنی پیداوار کا بڑا حصہ جنگی بیڑے کا صدقہ کرینگے۔ اور جنگون مین ایک دوسرے کو ہلاک کرنے سے زیادہ تر بداخلاق اور غیر مہذب ہوتے جائینگے۔

اگر ہم اپنی زندگی کو تبدیل نہین کرینگے تو یقیناً ہماری یہی حالت ہوگی جو اوپر بیان کیگئی ہے جس عالم گمراہی اور تاریکی مین ہم پڑے ہوئے ہین یہ ہمین نظر آنے لگ گیا ہے اور سادہ لوح اعبد ضرور دیکھ سکتے ہین کہ اپنے آپ کو دوسرے کے مقابلہ پر زیادہ سے زیادہ تر مسلح کرنے سے اور ایک دوسرے کو جنگ مین ذبح کرنے سے ہم ایک ہی شکار کے عنکبوت ثابت ہون گے جنکو ایکدوسرے کو تباہ کرنے کے بغیر دنیا مین کوئی دوسرا کام ہی نہین۔

کوئی سچا سنجیدہ فہمیدہ اور عقلمند شخص اس خیال سے اپنی تسکین نہین کرسکتا کہ پیچہے طاقت کے میزان کو ہم برابر کرنے سے اصلاح کیجانی ممکن ہے جیسا کہ کسی زمانہ مین اہل روما نیہ یا چارلس اعظم یا نپولین یا پوپ نے یا شہاد ثلاثہ نے خیال کیا تہا۔

بالعموم ایک ہی ایسی سلطنت یا پبلک کا قایم کرنا ممکن ہے جسمین سب یورپین سلطنتین شامل ہو جاوین۔ کیونکہ ان کی مختلف قومین ان کو کبھی ایک ہونے نہین دینگی۔ کیا مختلف قومون کی ناچاقیون کے باہمی تصفیہ کیواسطے انٹرنیشنل عدالت کا قائم کرنا ممکن ہے؟ ہرگز نہین۔ وہ قوم اس عدالت کے فیصلہ کو کسطرح منظور کریگی جسکے پاس لاکھوں جوانون کی جمعیت کا گھمنڈ ہو۔ ایسے لوگون کو غیر مسلح کرانا تو کسی سلطنت کو پسندیدہ ہوگا۔ اور نہ ہی اسکا آغاز کریگی بلکہ یہ سلطنتین ایک دوسرے سے بڑھکر مہلک اسلحہ تیار کرنے مین معروف رہینگی غبارے اور نیز ایسے گولے ایجاد کئے جائینگے جنکی زہریلی ہوائین جس دم سے لوگون کی جانین لین اور یہ گولے دشمنونکی سپاہ پر آسمان کی جانب سے بذریعہ غبارون کے برسائے جائینگے۔

اور پہر جو ایک قوم کے پاس موجود ہوگا۔ وہ دوسری قومون کو بھی بہم پہنچانا پڑیگا۔ اور ان کی یہی کوشش ہوگی کہ مہلک اسلحہ کی ایجادون مین ایک دوسرے سے بڑھکر سبقت لیجائین تاکہ دنیا کی تاریخ کے صفحون پر ان کا نام زیادہ تر روشن رہے۔

ایم مورا ولیف اور پروفیسر مارٹنز کی سپیچین سب سے بڑھکر جنگ جاپان کوریگ کی کانفرنس متعلقہ امن کے متعلق ظاہر کررہی ہین اور ان سے خوب ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے زمانہ کے لوگ کہانتک اپنے خیالات کو بذریعہ سپیچون کے ظاہر کرسکتے ہین اور انہین جہوٹی منطق کو کسقدر دخل ہے۔ خیال اور سپیچ سے انسانی مستعدی کی ہدایت کا کام نہین لیا جاتا۔ بلکہ اس جنگ کی مستعدی کو خواہ یہ کیسی ہی مذموم اور متبذل ہو جائز ٹھہرانے کی سعی کیجاتی ہے۔ چنانچہ گذشتہ جنگ بوئر اور موجودہ جنگ جاپان نے اس بات کو یہانتک ثابت کردیا ہے کہ اسمین شک کرنے کی مطلق گنجائش نہین رہی جنگ کو مسدود کرنے کے تمام بلڈری سامان اسوقت ایسا ہی اثر رکہتے ہین جیساکہ دلڑنے والے کتون کو سمجھایا جاوے کہ آپس مین بجائے لڑائی کرنے کے گوشت کا ٹکڑہ تقسیم کرلین۔ ورنہ یہ ٹکڑہ تو پاس گذرنے والا کتا مفت اوڑا لیجائیگا۔ اور پہ پسمیر لڑتے ہی رہجائینگے۔ پس ہم اندھا دھوند آگے بڑھتے جاتے ہین۔ ہرگز ٹھہر نہین سکتے اور انتہا کے قریب تر پہنچ رہے ہین۔ ہر ایک عقلمند موجودہ انسانی پوزیشن پر غور کرسکیگا کہ اس لابدی انجام کیا۔ تو اس کو اس پوزیشن سے نکلنے کا کوئی رستہ نظر نہین آئیگا جو بلاشبہ تباہی اور غارت نازل کررہا ہے۔ لیس سیاسی معمون کو چہوڑکر جو زیادہ تر پیچیدہ ہوتے جاتے ہین۔ ان مختلف ممالک کے باہمی ارتباط جو اپنے آپکو ایک دوسرے کے مقابلہ پر مسلح کرنے مین مصروف ہین اور ہر روز

www.aaiil.org

جنگ کیواسطے تیار ہیں۔ صاف بتا رہی ہیں کہ جو انسان مہذب کہلاتے ہیں کس تباہی اور بربادی کی سڑک پر رواں ہیں۔

باب ششم

دو ہزار سال گذرے ہیں کہ یوحنا بپتسمہ نے اور پھر حضرت عیسیٰ مسیح نے لوگوں کو بتایا تھا کہ اب وقت پورا ہو گیا ہے اور خدا کی بادشاہت قریب ہے۔ سوچو اور انجیل پر ایمان لاؤ (مارک کی انجیل باب ۱ آیت ۱۵) اگر اپنی حالت پر نہیں سوچو گے تو تم سب تباہ ہو جاؤ گے (لوقا باب ۱۳ آیت ۵)

لیکن لوگوں نے اپنے کانوں کو ان کی آواز سے آشنا نہ کیا۔ اور جس تباہی کی پیشگوئی کی گئی تھی وہ اب پوری ہو رہی ہے۔ مگر افسوس ہم اس سے بیخبر ہیں۔ ہم تباہ ہو رہے ہیں۔ لہذا ہمیں اپنی نجات کے ذریعوں کو نظر انداز کرنا نہیں چاہیئے۔ ہمیں ضرور دیکھنا چاہئے کہ کن بلاؤں کے علاوہ جو ہماری متمدن زندگی پر نازل ہو رہی ہیں پہلے صرف ملٹری تیاری اور ان کے بعد جنگ ہمیں ضرور تباہ کریں گی اور ان سے بچنے کے جو وسائل انسانوں نے ایجاد کئے ہیں بالکل غیر موثر ثابت ہوں گے کیونکہ قوموں کا ایک دوسرے کے مقابلہ پر مسلح ہونا ہرگز نہیں ختم ہو نیکا۔ لہذا حضرت عیسیٰ مسیح کے مشار الیہ اہم ہیں اور پیشگوئی کرنے والوں کو بھی ہمارا زمانہ اس وقت مدنظر تھا عیسیٰ مسیح نے فرمایا ہے کہ "اپنی بابت سوچو" یعنی ہر ایک شخص نے جو کام شروع کیا ہوا ہے اس کو بند کر کے اپنے آپ سے سوال کرے کہ میں کون ہوں؟ اور ان سوالوں کا جواب دیکر فیصلہ کرے کہ جو کچھ میں کرتا ہوں یہ میری آخری منزل مقصود کے موزوں ہے؟ ہماری دنیا اور ہمارے زمانہ کے ہر ایک شخص کو جو عیسوی کی تعلیم سے مس رکھتا ہو مناسب ہے کہ ایک لمحہ کیلئے اپنی مستعدی کو چھوڑ کر اپنے دنیاوی منصب کو خواہ بادشاہ وزیر۔ سپاہی۔ اخبار نویس وغیرہ کا ہو بالائے طاق رکھے اور اپنے آپ سے دریافت کرے کہ میں کون ہوں؟ اور میری آخری منزل کیا ہے؟ اس کو بالیقین یہی جواب ملیگا کہ میں ایک بالاتر طاقت سے دنیا میں بھیجا گیا ہوں جس زمانہ کی کوئی انتہا نہیں اور کچھ عرصہ یہاں ٹھہر کر مر جاؤں گا یعنے یہاں سے نابود ہو جاؤنگا اور جو ذاتی سوشل اور دنیاوی انسانی خواہشات میرے پیش نظر ہیں۔ یا لوگوں نے میرے گلے منڈھے ہیں۔ میری چند روزہ زندگی کے لحاظ سے ہیچ ہیں۔ چنانچہ ایک بزرگ نے ٹھیک فرمایا ہے کہ "دو دنیا ہیچ است و کار دنیا ہیچ" لہذا میری یہ تمام ہوسیں میری زندگی کے اس مدعا کے تابع ہونی چاہئیں جسکو حاصل کرنیکیواسطے میں اس دنیا میں بھیجا گیا ہوں۔ میرا آخری مدعا۔ میری چند روزہ زندگی کے لحاظ سے ناقابل الحصول تو ہے تاہم اس مدعا کی ہستی میں کچھ شک نہیں۔ اور میرا سب سے پہلا اور ضروری کام یہ ہے کہ میں ان کے حصول کا آلہ ہوں یعنے دنیا میں میرے آنے کا مقصد یہ ہے کہ میں اپنے خدا کے کام میں مصروف ہو جاؤں اور اس کے کام کو پورا کروں" اپنی منزل مقصود کو سمجھنے کے بعد ہماری دنیا اور زمانہ کے ہر ایک شخص کو خواہ بادشاہ یا سپاہی ہو ضرور ان فرائض سے اغماض کرنا پڑیگا جو اس نے اپنی مرضی سے اختیار کئے ہوں یا دیگر لوگوں کی جانب سے اسپر لاحق کئے گئے ہوں۔

بادشاہ کو ہمیشہ کہنا چاہئے کہ قبل اس کے کہ میں نے سلطنت کی نسبت فرائض کا بار اپنے سر پر لیا۔ میں نے آنے کے ساتھ ہی اس بات کو پورا کرنے کا معاہدہ کیا ہے جسکی مجھ سے دنیا میں بھیجنے والی طاقت متقاضی ہے۔ میں ان تقاضوں کو صرف جانتا ہی نہیں بلکہ اپنے دل میں خوب محسوس کرتا ہوں۔ یہ قانون عیسوی میں پائے جاتے ہیں جس پر میرا ایمان ہے۔ یعنے مجھے اسکی مرضی پر متوکل ہو کر وہی فرائض ادا کرنے چاہئیں جن کا مجھ سے تقاضا کیا جاتا تھا۔ مجھے اپنے پڑوسی سے پیار کرنا چاہئے جن سے مجھے تقاضا کیا جاتا ہے۔ اسکی خدمت کرنی چاہئے۔ اور اس کے ساتھ ایسا سلوک کرنا چاہئے جو میں چاہتا ہوں کہ دوسرے میرے ساتھ کریں گو سوال یہ ہے کہ کیا میں اس پر عمل کرتا ہوں؟ ہرگز نہیں۔ لوگوں پر حکومت کرتا ہوں۔ اور جبر و تشدد کرنا میرا شیوہ ہو گیا ہے۔ اور سب سے بڑھکر جنگوں میں شریک ہوتا ہوں۔ لوگ کہتے ہیں کہ مجھے ایسا کرنا چاہئے۔ مگر خداوند کا فرمان ہے کہ مجھے اس کے بالکل برعکس کرنا لازم ہے۔ لہذا بیشک میرے کان بہرے ہو جائیں۔ سلطنت کا سردار ہونے کی حیثیت سے مجھے ٹیکسوں کی وصولی وغیرہ میں جبر کرنے اور سب سے بڑھکر جنگ چھیڑنی چاہئے جنہیں اپنے پڑوسیوں کو ہلاک کرنا پڑے۔ مگر مجھے ہرگز اس پر عمل نہیں کرنا چاہئے۔ اور یہی جواب دینا چاہئے کہ میں ہرگز نہیں چاہتا اور نہ کبھی ایسا کروں گا۔

سپاہی کو بھی اپنے سوالوں کا یہی جواب دینا چاہئے جس کو لوگوں نے بار بار کرنیکا سبق دیا گیا ہے اور وزیر کو بھی جس نے جنگ کی تیاری کرنا اپنا فرض سمجھا ہوا ہے اور اخبار نویس کو بھی ایسا ہی کرنا چاہئے جو جنگ کیواسطے ابھارتا ہے۔ اسیطرح وہ بے امید پوزیشن خود بخود تباہ ہو جائیگی جو لوگوں نے نہ صرف بلحاظ جنگ اختیار کی ہوئی ہے بلکہ تمام دیگر آفات کے خیال سے بھی گو "گردن خویش آمدنی پیش" کا مصداق ہو رہی ہے گو یہ کیسی ہی عجیب بات معلوم ہو تاہم اسمیں شک نہیں کہ جو آفات انسانوں پر اپنی کرتوتوں سے نازل ہوتی ہیں ان سے نجات پانے کا صرف یہی ڈھنگ ہے جس کے واسطے کوئی بیرونی دباؤ درکار نہیں۔ بلکہ اندرونی طاقتیں کام دیتی ہیں۔ اور قریباً ایکہزار نوسو سال گذرے ہیں کہ یہ طریق حضرت عیسیٰ مسیح نے بتایا تھا یعنے ہر ایک انسان کو اپنے آپ سے یہ سوال کرنا چاہئے کہ "میں کون ہوں؟ اور میری زندگی کا مقصد کیا ہے؟ اور مجھے کیا کرنا اور کیا نہ کرنا چاہئے؟"

باب ہفتم

ہمارے زمانے کے لوگوں پر جو مصیبت نازل ہو رہی ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ لوگوں کی بڑی تعداد کا کوئی مذہب نہیں جس سے ان کی ہدایات اور رہنمائی ہو سکے۔ یہاں میری اس مذہب سے مراد ہے جو انسان اور خدا کے مابین تعلق پیدا کرے اور اسے تمام انسانی مستعدی کو علی العموم اعلیٰ برتر ہدایت مل سکے۔ جس کے بغیر لوگ حیوانوں کے سطح پر آ سکتے ہیں۔ بلکہ ان سے بھی فروتر جا سکتے ہیں۔ یہ بربادکن تیرانی بلا جو ہمارے زمانہ میں ایک خاص طاقت سے نمودار ہو گئی ہے اسکا باعث یہ ہے کہ لوگوں کے پاس اپنی ہدایت کے واسطے کوئی معقول سبیل نہیں رہی۔ اور انہوں نے اپنی تمام طاقتوں کو صنعتی دریافتوں اور ترقیات پر صرف کرنا شروع کر دیا ہے اور قدرت کی طاقتوں کی جانچ میں لگ گئے ہیں اور کوئی معقول بالاتر طاقت ان کی ہدایت کے واسطے نہیں رہی۔ اس لئے ان کی کوششوں سے ان کی حیوانی خواہشیں پوری ہونے لگی ہیں مذہب سے محروم ہو کر وہ لوگ جن کو قدرت کی طاقتوں پر بہت بھاری اقتدار حاصل تھا محض بچے رہ گئے ہیں جن کے ہاتھوں میں بارود یا گیس کے کھلونے دیئے گئے ہیں ہمارے زمانے کے لوگوں کو جو طاقت حاصل ہے اور جسطرح یہ اس کو خرچ کر رہے ہیں ہمیں مجبوراً کہنا پڑتا ہے کہ اخلاقی ترقی کے لحاظ سے ان کو ریلوں۔ جہازوں۔ فوٹو گرافی وغیرہ کے استعمال کرنے کا کوئی حق نہیں ہے اور صرف لوہا اور فولاد کی دستکاری کی سمجھ پڑ گئے ہیں۔ جس سے یہ اپنی بری خواہشوں اور دل لگیوں کو اور ایک دوسرے کو تباہ کرنے کی ہوسوں کو پورا کر رہے ہیں۔

تب زندگی کی ان تمام ترقیوں۔ اور اس طاقت کو جو انسان نے پیدا کر لی ہے اور جو کچھ انہوں نے سیکھا ہے اس کو صفر یا دگار سے نسیاً و منسیاً کرنے کیواسطے کیا کرنا چاہیئے؟ یہ طاقت جو لوگوں نے پیدا کر لی ہے۔ خواہ یہ کیسی ہی بری طرح استعمال کیجاتی ہو مگر جن تبدیلیوں میں قوموں کے جو اجتماع قائم ہو گئے ہیں ان کو تبدیل کرنا اور انہیں نئی زندگی دینا لازمی ہو گیا ہے۔ پس ایسے سررشتے قائم کرنیکیواسطے جن سے محدود سے چند لوگ بڑی تعداد کو لوٹنے سے رک جائیں اور علم کو پھیلائیں۔ سرگرمی سے کوشش کیگئی ہے اور اب بھی کیجا رہی ہے۔ سلطنتوں کی حدود تبدیل ہوئی ہیں۔ ملکی سررشتے بدل گئے ہیں اور علم کو فروغ ہو گیا ہے مگر باوجود خلط ملط ہونے اور ملکی سررشتوں کے جدید انتظام اور علم کو فروغ ہونے کے انسان وہی حیوان کے حیوان رہ گئے ہیں۔ جو ہر وقت ایک دوسرے کو پھاڑنے کیلئے تیار ہیں۔ اور بدستور بری خواہشوں کے غلام ہیں۔ اور جب تک کہ انہیں مذہبی ہدایت نہیں ملتی بلکہ نفسانیت اور اپنی پرانی شہوری اور بیرونی دباؤ کے تابع ہیں۔ ترقی کی راہ میں ایک قدم بھی نہیں اٹھا سکیں گے۔

انسان اپنی مرضی کا مالک نہیں۔ یا تو اس کو غلام ہو کر رہنا چاہیئے۔ یا خدا کی خدمت کرنا چاہیئے۔ اس کے واسطے بجلیش رسو کا یہی نسخہ ہے کہ اپنی مرضی کو خدا کے تابع کر دے اور یہی ورد زبان رکھے کہ "مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ" جو شخص مذہب سے محروم ہو کر اپنی اور دوسرے لوگوں کی خواہشوں کے تابع ہو گیا ہو وہ کبھی حیوانوں یا غلاموں کے زمرہ سے نہیں نکل سکتا کیونکہ صرف مذہبی پابندیاں ہی اس کو اس متبذل حالت سے نکال سکتی ہیں۔ جن کو یہ خیرباد کہہ چکا ہے +(باقی دارد)

ولیعہد جاپان کی شاہانہ عنایت

ولیعہد جاپان کا نام ہروشی ہیتو ہے کہتے ہیں کہ وہ فقرا اور مساکین پر بڑی مہربانیاں کرتے ہیں مساکین و یتیموں کو دوست رکھتے اور بیوہ و یتیموں پر دلسوزی کرتے ہیں وہ ابتک اپنی شہر سے کبھی باہر نہیں نکلے اور باوجود اس کے اکثر ملکوں کے احوال اور ان ملکوں کے باشندوں کے عادات و اخلاق سے واقف ہیں انکی زوجہ کا نام شاہزادی کو جو ہے جو شاہی خاندان سے ہے اوس میں سے دو بیٹے پیدا ہوئے ہیں ولیعہد جاپان کا حسن اخلاق ایک امر قابل ذکر ہے کہ ایک دن وہ ہیاشی کے قریب بطور تفریح طبع گشت کر رہے تھے راستہ میں ایک بوڑھی عورت کو دیکھا اس بوڑھیا کا عصا گم گیا تھا جس پر تکیہ کر کے وہ چلتی پھرتی تھی اور بغیر عصا کے چل نہیں سکتی تھی جب ولیعہد کو اس کا حال معلوم ہوا تو اپنا قیمتی عصا اسکو دیدیا۔ بڑھیا نے بڑی شکر سے عصا لے لیا پھر بڑھیا نے درخواست کی کہ اپنے نام و مقام رہائش سے مجھے اطلاع دیجئے تاکہ میں اپنے گھر پر جا کر آپکی لاٹھی انکو بھیجا دوں شاہزادہ نے کہا کہ میرا نام شاہزادہ ہیروشی ہیتو ہے اور میرا مقام رہائش محل میکا ذو ہے اور یہ لاٹھی تم کو ولیعہد جاپان کی جانب سے بطور یادگار عطا کیگئی۔ بڑھیا نے خم ہو کر شاہزادہ کے قدم چومنے چاہے مگر شاہزادہ نے بکمال لطف اور مہربانی سے قدم چومنے سے منع کیا اور تبسم کناں چلے گئے۔ اور آپ کی زبان حال باواز بلند پکار رہی تھی ع از ترع جمیلا و لوتی غیر موضعہ۔ فلا یضیع جمیل اینما زرع۔ احمی جہان

لاہور اور انسداد طاعون کی تجاویز

اہل شہر لاہور کی خوش قسمتی ہیں کہ کاسمو پولیٹن شہر پنجاب کا حاکم اعلے ایسا ہے جو ایک بیدار مغز شب و روز مصروف ہو۔ شہر لاہور اور اس ضلع کی ایسی ہی خوش قسمتی ہے کہ یہاں جناب سی جی ہیلی فیکس صاحب ایسا لائق اور ہمدرد خیرخواہ رعایا ڈپٹی کمشنر ہے۔ صاحب موصوف کی دور بین نگاہ طاعون کے ان شدید حملوں کو مشاہدہ کر رہی ہے جو اگر خدانخواستہ لاہور پر ہوئے تو گورنمنٹ اور رعایا کو خطرناک مشکلات میں ڈالدینگے۔ اسلئے صاحب موصوف ایک عرصہ سے ان تجاویز اور تدابیر میں مصروف ہیں جو بظاہر اسباب ڈاکٹرون اور طبیبون کی رائے میں حفظ ماتقدم کے طور پر مفید ہیں۔ صاحب موصوف نے باشندگان شہر کو مختلف طریقون اور صورتون سے ان تجاویز پر عمل کرنے کی ترغیب دی ہے لیکن یہ شہر کی بدقسمتی ہوگی اور اس کے ذمہ دار وہ اہل الرائے ہونگے جو اپنی سوسائٹی میں معزز اور بارسوخ ہیں اگر ان تجاویز پر عمل نہ کیا گیا یا ان کو زیادہ مفید اور موثر بنانے کی سعی نہ کی گئی۔ اس لئے لاہور کے ہر سمجھدار اور ذی اثر شخص کا فرض ہے کہ وہ ان تجاویز اور ہدایات کو جو صاحب موصوف وقتاً فوقتاً مشتہر کرتے رہتے ہیں کثرت کے ساتھ پہنچائیں اور ان پر عمل کرنے اور کرانے کیلئے مفید تجویزون اور مشورتون سے صاحب موصوف کو مدد دیں۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پیشوا اور امام نے (اپنی اس معرفت اور بصیرت کی بنا پر جو خدا تعالیٰ کی طرف سے اسے عطا ہوئی ہے اور طاعون کے متعلق جو علم اسے دیا گیا ہے) اپنے قیام لاہور کے وقت ہمیں اپنی حیثیت اور منصب کے لحاظ سے اہل لاہور کو یہ پیغام پہنچایا کہ وہ اپنے اندر ایک تبدیلی کریں اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی پوری نگہداشت کریں تاکہ اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کے متعلقین پر رحم فرماوے اور اسطرح پر وہ اس خطرہ سے جو طاعون کے باعث آنیوالا ہے محفوظ رہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ کسقدر سعید فطرت لوگ ہونگے جو ان باتون کو جو حضرت کے مبارک منہ سے نکلی ہیں اپنا دستورالعمل بنائینگے۔ بہر حال سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ہر ممبر جو اس طاعون کے نشان کی عظمت سے واقف ہے اپنے مرشد و مولا کے نقش قدم پر چلکر اپنا فرض سمجھتا ہے کہ جہانتک اس سے ممکن ہو ہمیشہ اپک حال میں اور نیم شبی دعاؤن سے اس عذاب سے بچنے کیلئے کوشش کرتا رہے اور دوسرون کی بھلائی میں بھی ساعی ہو۔ اسی بنا پر ہمارے ایک مکرم بھائی حکیم محمد حسین صاحب قریشی نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور کی ان تجاویز پر (جو آپ نے حال میں مشتہر کی ہیں) غور کر کے

دو مفید امر

صاحب موصوف کی توجہ کیلئے پیش کئے ہیں جو ان کی چٹھی سے معلوم ہونگے۔ ہمیں امید ہے کہ صاحب موصوف ان تجاویز پر پورا نوٹس لینگے۔ حکیم صاحب موصوف کی یہ سعی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اس جوش اور ارادت کو ظاہر کرتی ہے جو اسے گورنمنٹ کی وفاداری اور فرمانبرداری میں ہے اور بنی نوع انسان کی ہمدردی کا سبق دیتی ہے۔ ہم یقیناً کہہ سکتے ہیں کہ مسٹر ہیلی فیکس صاحب سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ممبرون یعنے انجمن فرقانیہ لاہور کو سب سے زیادہ انکی تجاویز پر عمل درآمد کرنے اور کرانے کی کوشش کرنیوالا پائینگے۔ اور جہانتک ان سے ممکن ہوگا وہ ان کے نیک ارادون میں ان کے سچے معاون ثابت ہونگے اسلئے کہ ان کو ان کے امام و پیشوا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے یہی تعلیم دی گئی ہے۔ اب ہم وہ چٹھی جو حکیم صاحب موصوف نے صاحب ڈپٹی کمشنر لاہور کے نام انگریزی زبان میں جناب کو بھیجی ہے ترجمہ کر کے ذیل میں چھاپتے ہیں

بعالیخدمت جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور

عالی جناب

جناب کی ان مطبوعہ چٹھیون کے حوالہ سے (جو انسداد طاعون کی چند تجاویز و ہدایات پر مشتمل تھیں اور جو ہندو و مسلمان سربرآوردگان قوم کے نام تھیں) میں التماس کرتا ہون کہ وہ تجاویز جو لوگون کی نفع رسانی کیلئے جمع کیگئی ہیں میری رائے ناقص میں اس قابل ہیں کہ انپر تمام ہی خواہان قوم عمل کریں۔ میں حتی الوسع ان تجاویز کو مشہور کرونگا اور لوگون کو ان پر عمل کرنے کی ترغیب دونگا۔ ان تجاویز کو زیادہ موثر بنانے کیلئے میں نہایت عاجزی سے مندرجہ ذیل دو تجویزیں پیش کرتا ہون اور اگر جناب ان پر توجہ فرمائینگے تو یہ امر میرے لئے موجب فخر ہوگا۔

اولاً۔ متوفی کے کپڑون کے متعلق (جو عام دستور ہے کہ وہ ملا یا برہمن اور بعض اوقات مہتر کو دیئے جاتے ہیں) یہ ایک ایسا برا دستور ہے کہ آسانی کے ساتھ دور نہیں ہو سکتا۔ اس میں کچھ شک نہیں تعلیم یافتہ یا رائج کی مساعی اس زور کو کم کرنے میں ایک حد تک مفید ہونگی مگر عوام کی جہالت ایک مضبوط قلعہ ثابت ہوگی۔ اسلئے میری رائے ناقص میں یہ تجویز بہت مفید ثابت ہوگی اگر ایک اشتہار اردو اور ہندی میں جناب کا دستخطی شائع ہو جسمین نہایت شفقت کے ساتھ ملاؤن اور برہمنون کو نصیحت کیجاوے کہ طاعون سے مرجانیوالون کے کپڑے انکی زندگی کیلئے بہت ہی خطرناک اور مضر ہیں اور بعض اوقات قلیل سا نفع سارے کنبہ کی موت کا موجب ہو جاتا ہے اور ایسا ہی داروغون اور جمعدارون کو ہدایت کیجاوے کہ وہ خاکروبون کو جان کے اس خطرہ سے آگاہ کردیں جسمیں طاعونی مریضون کے کپڑون کے پہننے سے وہ اپنے آپ کو ڈالینگے۔

ثانیاً۔ چارپائیون کے متعلق بھی کچھ شک نہیں سمجھدار اور آسودہ حال لوگ طاعونی مردون کی چارپائیون کو جلادینا یا ان کو ڈس انفکٹ کرانا پسند کرینگے۔ اور اس پر عمل بھی کرینگے لیکن جب طاعون کا حملہ پوری شدت سے ہوتا ہے اسوقت لوگ جرأت اور حواس کھو بیٹھتے ہیں اور وہ دیوانون کیطرح ہوجاتے ہیں۔ بعض اوقات ایسا واقع ہوتا ہے کہ جب متوفی کے رشتہ دار اوسکی تدفین میں مصروف ہوتے ہیں ایک اور عزیز مبتلا ہو جاتا ہے اور ان کے قبرستان سے واپس آنے سے پہلے ہی مرجاتا ہے اور اسیطرح پر متواتر حملے ہوتے اور جانیں ضایع ہوتی ہیں اور جہان جہان طاعون پھیلی ہے اور ایسی وارداتیں اکثر واقع ہوئی ہیں۔ ان حملون اور نقصانون سے پس ماندگان وفور غم و جوش اور اندوہ کیوجہ سے بالکل دیوانے ہو جاتے ہیں ایسے مواقع پر ان سے یہ امید نہیں کیجاسکتی کہ جو اس تکلیف اور مصیبت کا خیال بھی کرسکیں جو چارپائیون کی وجہ سے آئیگی۔ اور فی الحقیقت ان کو ایسا ہوش ہی رہتا ہے۔ اسلئے میں یہ تجویز پیش کرتا ہون کہ کئی ہزار چارپائیان جناب کے حکم سے طیار کیجاویں اور ان کے اخراجات یا تو گورنمنٹ ادا کرے کیونکہ وہ کثیر التعداد روپیہ لوگون کو طاعون سے بچانے کیلئے صرف کرچکی ہے اور اگر یہ امر ناقابل عمل ہو تو آسودہ حال لوگون سے اس مقصد کیلئے چندہ لیا جاوے اسطرح پر مطلوبہ رقم بڑی آسانی سے جمع ہو سکتی ہے یہ چارپائیان میونسپل کمشنرون کی تفویض میں رہیں مثلاً ہر ایک کے پاس پچاس چارپائیان رہیں جن کو ضرورت کے وقت غریب لوگ استعمال کرسکیں ایسا ذخیرہ میری رائے ناقص میں بہت مفید ہوگا اور وہ خطرہ جو متاثر چارپائیون کے استعمال سے پیدا ہوتا ہے بہت بڑی حد تک کم ہو جاویگا۔ اگر اس تجویز پر عمل کیا جاوے تو ۔۔۔ میرے نام کے محاذ اس چندے میں لکھ لئے جاویں۔

آخر میں میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہون کہ ایسی مہربان گورنمنٹ اس ملک کے لوگون کی حفاظت اور مدد کیلئے ہمیشہ تک رہے اور ایسے افیسر کی عمر دراز ہو جو شب و روز رعایا کی بہبودی کی تجویزون کے سوچنے میں مصروف رہتے ہیں۔ (آمین)

میں ہون جناب کا فرمانبردار خادم

حکیم محمد حسین قریشی احمدی حویلی کابلی مل لاہور

آریون سے ایک ہندو لڑکی کا سوال

بغیر کسی حاشیہ یا ریمارک کے مندرجہ ذیل سطور جنکی راقمہ ایک ہندو لڑکی ہے۔ بشکاری اخبار سے نقل کیجاتی ہیں۔

دو سات سال کی عمر میں میرا بیاہ ہونا بیان کیا جاتا ہے میں سال کی عمر کی تھی جبکہ میرے برائے نام خاوند نے دوسری شادی کرلی۔ میں کبھی ان کے گھر میں نہیں گئی مجھکو بدسلوکی اور نفرت سے دیکھا جاتا رہا۔

(جیسا کہ میری والدہ بیان کرتی ہے) میں نے آریہ بھائیون کی بدولت تعلیم حاصل کی۔ میں حلفیہ بیان کرتی ہون کہ میرا چال چلن آج تک اچھا رہا میری برادری والے کہتے ہیں کہ قانونا اور رواجا میری شادی نہیں ہوسکتی۔ میرا پہلا خاوند اب اس کے لائق مجھکو بوجہ تعلیم یافتہ ہونے کے تحقیر اور کراہت سے سمجھتے ہیں اور علانیہ کہتے ہیں کہ ہمارا تمہارے ساتھ کوئی واسطہ نہیں ہے۔ تم ہمارے واسطے مرگئی ہو۔ میرے پہلے خاوند کی دوسری بیوی اور دو بچے موجود ہیں۔ میں آج تک اپنی والدہ کے زیر حفاظت رہی ہون۔ مگر اب میری والدہ سخت بیمار ہے۔ اور کوئی میرا رشتہ دار میرا پرسان حال نہیں۔ میں سچ بیان کرتی ہون کہ میں اکیلی اپنی جوانی کے دن نہیں کاٹ سکتی۔ آریہ بھائیون اور ہندوؤن سے یہ سنکر کہ میں ہندو رہ کر قانونا اور رواجا بیاہ نہیں کرسکتی میرا کئی بار دل چاہا ہے کہ میں عیسائی ہوجاؤن مگر عیسائیون کا مذہب مجھے پسند نہیں آتا گو موجودہ تکلیفات ہر روز میرے من میں عجیب کشمکش پیدا کر رہی ہیں۔ میں راست راست بیان کرتی ہون کہ میں ایک معمولی عورت ہون۔ یوگن اور ویراگن نہیں ہون اور ایسے حالات میں میں نے پرورش پائی اور رہتی ہون۔ کہ مجھکو اس بات کا گمان تک نہیں آتا کہ میں بغیر شادی کے پاک صاف رہ سکونگی۔ علاوہ ازیں اکیلی رہنے کی وجہ سے جو خوف اپنی عزت کے خطرہ میں رہنے کا ہے، وہ میں ہی جان سکتی ہون۔ بعض آریہ سماجی بھائیون نے ستیارتھ پرکاش کا حوالہ دیکر یہ فرمایا کہ بھی نہیں کہ قانوناً میری شادی نہیں ہو سکتی بلکہ شاستر کے انوکول بھی میرا بیاہ نہیں ہو سکتا۔ پس اب میں آخری طور پر سماج کے چیدہ پرشون سے پوچھنا چاہتی ہون کہ آیا مجھ کنیاری کیلئے سوائے نیوگ۔ یا یوگن۔ یا بیراگن بنکر زندگی کاٹنے کے کوئی اور بھی علاج ہے۔ یا نہیں یعنے میں کسی یوگیہ مرد کے ساتھ بیاہ کرسکتی ہون یا نہیں۔

ترجمہ کیا۔ اس تحریر کا کچھ حصہ مانتے ہو۔ اور کچھ سے انکاری ہوگئے ہو۔ پس کوئی نہیں سزا تو اسکی جو ایسا کرے۔ تم میں سے۔ مگر یہ کہ ذلیل ہو۔ اس دنیا میں اور قیامت کے دن بڑے عذاب کیطرف بھیجے جاوینگے۔ اور اللہ غافل نہیں تمہاری کرتوتوں سے۔

مدینہ کے بارعب بنی اسرائیل و یہود کو یہ خطاب ہے۔ یہ لوگ مدینہ کے نواح میں خیبر فدک وغیرہ کے مالک تھے۔ اور بڑے جاہ و حشم کی جماعت تھی۔ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان سے معاہدہ کیا تھا۔ آخر ان بدعہدون نے اس عہدنامہ کے بعض حصوں کی خلاف ورزی کی۔ اور یہاں تک گستاخی میں بڑھے کہ استیصال اسلام کی دھمکیاں دین۔ ان کے متعلق یہ آیت قرآن کریم میں ہے۔ اسمیں دو خبرین ہیں۔ اول یہ کہ اس بدعہدی پر تم دنیا میں ذلیل ہوگے۔ اور یہ امر بظاہر محال تھا۔ کیونکہ ایک طرف کمزور قلیل جماعت اسلام کی تھی اور مقابلہ میں یہ زبردست زمینوں کے مالک تجارتوں میں ممتاز دوسری خبر یہ ہے کہ قیامت مین تم پر عذاب ہوگا یہ دو اطلاعیں قبل از وقت دی گئیں۔ پھر تیسری بات یہ ہے۔ کہ وہ قوم بارعب و صاحب جاہ و حشم مع تمام قبائل عرب کے جن کو احزاب کہتے ہیں مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔ مگر آخر وہ یہود عرب جلاوطن کئے گئے۔ ان کا نام بنو نضیر اور بنو قینقاع تھا۔ اور قوم قریظہ کے یہود بالغ سب کے سب مارے گئے۔ دیکھو دنیوی خبر اور اخروی خبر دو خبرین تھیں۔ اور انکے مقابلہ میں دو واقعات تھے۔ جنکے متعلق وہ خبرین تھیں ایک خبر نے اپنے واقعہ کے ساتھ صداقت کی مہر لگادی ہے۔ کہ دوسری خبر عذاب قیامت بھی اپنے واقعہ کو ضرور لائیگی۔

۲۔ دوسری دلائل۔ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ (پ ۲۴ مومن) ترجمہ۔ ہم اپنے مرسلون اور کامل مومنون کو جو ہمارے کہنے پر چلتے اور مانتے ہیں نصرت امداد و تائید دیتے ہیں اور دیتے رہینگے۔ اس دنیا میں اور قیامت کے دن۔

اب تمام ماموروں مرسلوں اور انکے پیرو ساتھ والوں کی تاریخ دیکھ ڈالو۔ کس طرح سے کس و بیکس بے یار و غمگسار دنیا میں آتے ہیں۔ مثلاً یوسف علیہ السلام کو دیکھو۔ زبردست طاقت ور جماعت نے ان کے ساتھ کیا کیا۔ مگر آخر یوسف علیہ السلام کامیاب اور وہ سب کے سب باہمہ عصبیت کا نام و نادم ہوئے۔

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن کیسے زبردست تھے۔ پھر کیسے نامراد ہلاک ہوئے۔ تائید و نصرت مرسل کے بارے دو خبریں ہیں۔ ایک دنیا میں تائید و نصرت کی۔ دوسری بعد الموت کی۔ ان دونوں میں سے ایک واقعہ نے دنیا میں اپنی خبر کے مطابق ظہور کیا۔ پس اسی کو مناسبت ہے دوسری خبر جو اسی کے ساتھ ہے۔ اپنے واقعہ کے ساتھ ضرور ظہور پذیر ہوگی۔

۳۔ فرعون و موسے علیہ السلام کے مابین جنگ رہی ہے۔ ایک طرف ایک طاقتور بادشاہ ہے۔ جو مد مقابل کو کہتا ہے۔ تو ہمارا نمک پروردہ اور تیری تمام قوم ہماری غلام ہے۔ ان دونوں کے درمیان الٰہی نصرت کا وعدہ ہوتا ہے۔ کہ موسے علیہ السلام انکی شرارتوں سے محفوظ رہیں گے۔ اور فرعونی بالکل غرق ہوکر عذاب آخرت کے مستحق ہوں گے۔ فَوَقٰهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا (پ ۲۴ مومن) پھر دیکھو۔ ان تینوں علوم نے کیسی زبردست قوة سے قیامت کو ثابت و محکم کردیا ہے۔

عاید منافقین مدینہ کو کہا۔ کہ شرارتوں سے باز آجاؤ والا اس جہان اور قیامت میں دکھ پاؤگے۔ جیسے اسکے ذیل میں آیا ہے۔ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ (پ توبہ) اب غور کرو کہ ان ناعاقبت اندیش لوگوں کی یہ خبر ہے۔ کہ ان کو عذاب دینگے اس دنیا میں۔ اور انکے لئے عذاب ہے آخرت میں۔ یہ ایک اور نمبر ہے۔ کہ ان کا کوئی والی وارث نہ ہوگا۔ اور تیسری خبر ہے۔ کہ ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ پھر دیکھو یہ تینوں خبرین کس طرح اپنے وقوع کے ساتھ اس دنیا میں نظر آگئیں۔ جب یہ دونوں اپنی مناسبت سے صحیح ہوگئیں۔ تو تیسرا علم جو انہیں کا مساوی ہے کیونکر صحیح نہ ہوگا۔ کہ قیامت میں عذاب پاؤگے۔

مندرجہ ذیل کتابین دفتر الحکم سے ملسکتی ہین

ازالہ اوہام ہر دو حصہ	۱۲/۸ عہ
آریہ دھرم (رد آریہ)	۴/
ست بچن { باوانانک صاحب کے حالات اور دیانند کے اعتراضوں کا جواب }	۱۰/
تقریر نیاز پر اور وحدت وجود پر خط	۲/
حضرت اقدس کے تیس سالہ پرانے مضامین الہام پرانا سچ۔ وید اور قرآن کے مقابلہ پر	۰۲/
سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب	۲/
تفسیر سورہ تبت	۲/
فیصلہ آسمانی	۰۲/
تحذیر المومنین (فتوی کفر کا لطیف جواب)	۸/
نکات الشک	۱/
شمس بازغہ (پیر گولڑی کا رد)	عہم
سواد السبیل نمبر ۲	۰۱/
رد شیخ و شیعہ (از حکیم الامت)	۲/
الانذار (جلسہ طاعون کے حالات اور تقریرین)	۴/
مسلمانوں کا خدا اور اسکے حضور میں دعا	۱/
برہان الحق (رد نصاری)	۳/

تفسیر القرآن پارہ اول	۱۲/ عہ
رپورٹ جلسہ ۱۸۹۷ء	عصہ
نمونہ قرآن مجید (موافق یسرنا القرآن)	۳/
فیض احمدی	--/
قصیدہ ضوابط الاسرار	--/
وفات مسیح پنجابی	۲/
اصلاح النظر (رد آریہ)	۰۳/
دعوة الحق نمبر ۱ و ۲	۱/
سلک مروارید (عورتوں کیلئے اپنی طرز کا پہلا رسالہ)	۴/
النصیحہ (عید مومن کے خواص و نشانات)	۲/
نور القرآن جلد دوم (عیسائیوں کا عجیب رد)	۴/
برکات الدعا و اصول التفسیر	۲/

پورے سیٹ کے خریدار سے صرف آٹھ روپے علاوہ محصول ڈاک لئے جاوینگے

المشتہر
منیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

الحکم کے پچھلے نامکمل فائل

الحکم جن گرانبہا موتیوں کا امین ہے انکی قدر ہر شخص نہیں کرسکتا۔ لیکن اسکی قدر کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ ہینانگ سے (جہان کے ایک عظیم الشان کتب خانہ موسومہ بہ حمیدیہ مین الحکم اول جاری ہوا تھا اور اب تک جاری ہے) ایک معزز شخص الحکم کے کل فایل خرید کر منگواتا ہے باوجودیکہ وہ اردو پڑھ نہین سکتا۔ اور اس نے اپنے خط مین لکھا ہے کہ وہ اس کا انگریزی مین ترجمہ کرائیگا۔ اس سے جہان ایک طرف اس بزرگ کی ہمت اور قدردانی کا پتہ لگتا ہے وہان الحکم کی قبولیت اور اس کے مضامین کی خوبی اور عمدگی کا ثبوت ملتا ہے۔

دفتر الحکم مین چند مکمل فایلون کے علاوہ الحکم کے بعض نامکمل فائل بھی موجود ہین جو صاحب لینا چاہین وہ خط و کتابت کرکے قیمت کا فیصلہ کرسکتے ہین۔

یہ یاد رہے کہ فی الحال ان اخبارات کے دوبارہ چھپنے کی نوبت نہین آسکتی ہے ہان ہم یقین کرتے ہین کہ اس کے مضامین آئندہ نسلین مختلف طریقوں سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرینگی (انشاء اللہ العزیز) بہرحال یہ ایک گرانبہا نعمت ہے جو اس وقت سے داموں ملسکتی ہے یہ فایل ۱۹۰۳ء سے لیکر ۱۹۰۴ء تک کے موجود ہین۔ خاکسار ایڈیٹر۔

اطلاع بغرض اصلاح

۲۰ جون سنہ ۱۹۰۴ء کو ایک منی آرڈر تعدادی صہ ر دفتر الحکم مین نصیر احمد نمبر ۱۰۴ رجمنٹ کمپنی بمبئی کی طرف سے آیا ہے جو الحکم کی سنہ ۱۹۰۴ء کی قیمت ہے۔ لیکن نمبر خریداری درج نہین رجسٹر سیاہہ مین یہ رقم درج ہے لیکن رجسٹر خریداران مین درج نہین ہوسکی نمبر ۱۱۶۲ کے خریدار کا نام نصیر احمد ہے جو امروہہ تشریف رکھتے ہین کیا خریداران الحکم مین سے مندرجہ بالا رقم بھیجنے والے بزرگ اطلاع دین گے کہ انکا نمبر خریداری ۱۱۶۲ ہی ہے یا کوئی اور ہے

ایڈیٹر و منیجر

قرآنی صداقت اور عیسائیوں کی جہالت

ذیل کا مضمون جو ہمارے ایک مکرم بھائی منشی الہ دین صاحب لودہانوی نے لکھا ہے عرصہ سے بغرض اندراج آیا ہوا، ہمیں افسوس ہے کہ ہم بہت عرصہ پہلے اسکو شائع نہیں کر سکے تاہم وہ اپنے مضمون کی خوبی کیوجہ سے اب بھی ویسا ہی موثر اور مفید ہے جو ایک عرصہ پہلے ہوتا۔ ایڈیٹر

اخبار نور افشاں نمبر ۲۹ دسمبر ۳۶ - جلد ۲۶ میں ایک مضمون جسکی سرخی مراتب ذات پاک خداوند یسوع مسیح از قرآن از جانب ایس - پی - جی جہون حال وارد رڑکی - ہماری نظر سے گذرا صاحب مضمون حقیقت میں تو ایک جاہل آدمی ہے جسکو ہنوز مختلف عیسائی فرقوں کا بالکل حال معلوم نہیں اور نہ یہودیوں کے اختلاف مذاہب اس کو خبر ہے افسوس اس کمزوری کی حالت میں قرآنی تعلیم پر نکتہ چینیاں کرنا اپنی جہالت کی ہنسی خراب کرانا ہے اب ہم اس عیسائی کا جواب دیکر اس کی کمزور تحقیق کا اپیل بندگان خدا کے حضور پیش کرتے ہیں - قولہ سنئے ناظرین نور افشاں ہمارے پیارے نجات دہندہ خداوند یسوع مسیح کی الوہیت کو محمد صاحب نے حضرت مریم مبارکہ کے ساتھ تعلق سمجھکر اسکی الہی ذات کو محض باہری و ظاہری الفاظ میں مانا جو کہ انکی غلطی اور عدم معلومات پر صاف صاف دلالت کر رہے جیساکہ ہمارا دعوے آیت ذیل سے ثابت ہو رہا ہے لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم - ترجمہ کافر ہوئے وے لوگ جنہوں نے کہا اللہ وہ ہے مسیح جو مریم کا بیٹا ہے جواب اسمیں کچھ شک نہیں ہے کہ ایک عاجز بندے کو خدا بنایا جاوے پھر بندے کو خدا بنانے والے اگر کافر نہیں تو اور کون ہوگا باقی رہا آپ کا یہ کہنا کہ پیغمبر علیہ السلام نے عیاذ باللہ غلطی اور عدم معلومات سے مسیح کو خدا جاننے والوں کو کافر کہا ہے سو اس کا جواب یہ ہے کہ ایک طرف انبیاء علیہم السلام کے قائلین کی جماعت دوسری طرف خدا کے عاجز بندوں کو خدا یا خدا کا اوتار ماننے والے عیسائی اور عیسائیوں کے ہم عقیدہ ہندو جو خدا کو کئی مرتبہ مختلف انسانوں اور حیوانوں کے وجود میں اوتار دھارنا تسلیم کرتے ہیں انبیاء علیہم السلام کی جماعت سے کہے بالمقابل اپنے خداؤں مجسموں کا کوئی ایسا فعل خرق العادت پیش کریں جسکی نظیر تمام انبیاء علیہم السلام کے معجزات میں پائی نہ جاوے ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ فردا قیامت تک مسیح اور کرشن کی خدائی کے قائل کوئی فعل اپنے فرضی خداؤں کا انبیاء کی جماعت کے متبع لوگوں کے سامنے پیش نہیں کر سکتے بہرکس بہرل یہ مسیح یا کرشن کو خدا بنایا جاتا ہے سو جو اندھا فکر کرو قرآنی دعوی توڑنا آسان نہیں کیا کوئی عیسائی مسیح کا بندہ اپنے فرضی خدا مسیح کا فعل انجیل سے ایسا دکھا سکتا ہے جسمیں انبیاء پاک کی تمام جماعت عاجز ہوگئی ہو ہرگز نہیں ہرگز نہیں اے عیسائیو خیال کرو جو معجزات انبیاء سابقین نے کئے اور بائیبل میں اب موجود ہیں اُن سے بڑھ کر تم نے یا تمہارے بڑوں نے مسیح کا کونسا کام خرق العادت دیکھا جسکی وجہ سے تم مسیح کی خدائی کے قائل ہوگئے جب تک اس اعتراض کا جواب نہ دو قرآنی دعوی جوں کا توں برقرار ہے - قولہ قادیانی صاحب بھی اس مغالطہ میں پڑ کر سفید کو بے فائدہ رات و دن سیاہ کر رہے ہیں اس لئے ایسے صاحبان کی آگاہی کیلئے میں نے یہ مضمون شروع کیا تا کہ وے اپنی روح کو بےخبری کی حالت میں برباد نہ کریں **جواب** - حضرت مرزا صاحب مرشد برحق امام صادق مسیح الزمان مہدی دوران قادیانی صاحب مغالطہ میں پڑ کر ہوئے نہیں بلکہ عیسائیان کم ہدایت اور مبتلائے ضلالت کی سچی خیر خواہی کیلئے دن رات اپنی نوک قلم سے نور افشانی کر رہے ہیں عیسائی نور کے دشمن اور ظلمت کے دوست مثل شپرک کے نور سے آنکھیں چرا رہے ہیں تو یہ ان کا قصور ہے دیکھو حضرت مرزا صاحب نے ایک چھوٹا سا اشتہار ۲۶ مارچ ۱۹۰۲ء میں جسکی سرخی خدا کی لعنت اور کسر صلیب ہے دیا تھا اس اشتہار میں از روئے لغات عرب لعنت کے معنے یہ بیان کئے ہیں کہ لعنتی اسکو کہتے ہیں جو ہر ایک خیر و خوبی اور ہر قسم کی ذاتی صلاحیت اور خدا کی رحمت اور خدا کی معرفت سے بکلی بے بہرہ اور بےنصیب ہو جائے اور ہمیشہ کے عذاب میں پڑ کر یعنی اوس کا دل بکلی سیاہ ہو جاوے اور بڑی نیکی سے لیکر چھوٹی تک کوئی خیر کی بات اسکے نفس میں باقی نہ رہے اور شیطان بنجائے اور اس کا اندر مسخ ہو جائے یعنے کتوں اور سوروں اور بندروں کی خاصیت اس کے نفس میں پیدا ہو جائے - یہ لعنت کے معنے لغات عرب مندرجہ ذیل میں بیان ہوئے ہیں - لسان العرب ایک پرانی تالیفات میں سے ہے اور ۲ المحیط اور محیط اور اقرب الموارد و نمبر دوم و سوم و چہارم عیسائیوں کی تالیفات سے ہیں جو حال میں بمقام بیروت چھپکر شائع ہوئی ہیں اور ایسا ہی کتب لغت کی تمام کتابوں میں پائی جاتی ہیں لعنت کے یہی معنے لکھے ہیں - اور خط گلیتیون باب ۳ - آیت ۱۳ میں مسیح کو لعنتی لکھا ہے اور یہ لعنت بموجب عقیدہ عیسائیوں کی مسیح پر صلیبی موت کی وجہ سے یعنے کفارہ ہونے سے پڑی تھی مسیح کا آخری دم تو لعنت ہی کی حالت میں نکلا اور لعنت کے معنے اوپر ظاہر ہو چکے ہیں کہ تمام خیر و برکت سے بکلی محروم ہونا اور یہ بات اہل کتاب خود مانتے ہیں کہ نیک و بد اعمال انسان صرف اس زندگی ہی میں کر سکتا ہے بعد از مرگ نہ نیکی ہو سکتی ہے اور نہ بدی اور یہ امر ظاہر ہے کہ خدا کا قرب نیکیوں سے حاصل ہو سکتا ہے بعد از مرگ مسیح کوئی نیکی نہیں کر سکا پھر قرب الہی اس کو کیونکر حاصل ہوا - اے عیسائیو تم ہی ایمان سے کہو کہ تم حضرت اقدس مرزا صاحب سے جل بھن کر کباب تو ہوئے مگر تمہاری طرف سے اس لعنت نامہ کا کیا جواب ہوا - ہم دعوے کرتے ہیں کہ قیامت تک کوئی عیسائی اس لعنت نامہ کا جواب نہیں دے سکتا اور سچ بھی ہے حضرت مسیح موعود کا جواب دینا کوئی آسان بات نہیں ہے پادری مارٹن کلارک صاحب جیسے ڈبل پادری خود مان گئے کہ جناب یعنے حضرت مرزا صاحب نے ایسی دلیل طلب کی ہے جسمیں کسی کا نشان سنو صاف اقرار کرتا ہوں کہ میں عاجز ہوں میں کیا بلکہ خدا بھی عاجز ہے - دیکھو جنگ مقدس ۲۹ مئی ۱۸۹۳ء صفحہ ۱۸۰ سطر ۱۱ [illegible] پریس - اے پیارے ناظرین کیا ایسی زبردست تحریروں کو بدون جواب بے فائدہ خیال کرنا مخبوط الحواس آدمی کے سوا دوسرے کا کام نہیں ہے - **قولہ** واضح ہو کہ جب مسیح ابن مریم کہا جاتا ہے تو مراد اس سے انسانیت ہوتی ہے نہ الوہیت مسیح جیسا کہ انجیل جلیل میں لکھا ہے ابن مریم ابن داؤد اسیطرح سے یہ بھی اسکا نام ہے یعنے ابن مریم جو کہ اسکی انسانی ذات پر دلالت کرتا ہے **جواب** مسیح کو ابن داؤد قرار دینا مؤلف انجیل متی کا جب درست ہوتا ہے کہ پہلے مسیح کا حقیقی باپ مان لیا جاوے پھر اوسکا خاندان حضرت داؤد سے سلسلہ النسب بھی لایا جائے سو یہ بات عیسائیوں کے عقیدے کے خلاف ہے کیونکہ عیسائی حضرت مسیح کو کسی انسان کا فرزند نہیں مانتے بلکہ بغیر باپ کے پیدا ہونا تسلیم کرتے ہیں پھر ازراہ تحکم مسیح کو ابن داؤد کہنے سے کیا معنے اگر عیسائی یوں کہیں کہ حضرت مریم جناب داؤد علیہ السلام کی نسل سے تھی اسلئے مسیح کو ابن داؤد مولف انجیل متی نے لکھا ہے - تو اس کے دو جواب ہیں پہلا جواب تو یہ ہے کہ یہودیوں میں عام دستور تھا کہ سلسلہ النسب لڑکیوں کی طرف سے بالکل جاری نہیں کرتے تھے مریم کے فرزند کا سلسلہ جسکو خود عیسائی بغیر باپ کے پیدا ہونا تسلیم کرتے ہیں اس کو داؤد کے سلسلہ نسب میں داخل کرنا کیا معنے - **جواب دوم** انجیل لوقا باب اول آیت ۳۶ میں حضرت مریم کو اس ایسابت کا رشتہ دار لکھا ہے اور یہ ایک بی بی حضرت ایسابت حضرت زکریا علیہ السلام کی جنکو یہود اور عیسائی کاہن مانتے ہیں زوجہ تھی اور کاہن ہمیشہ حضرت ہارون علیہ السلام کے خاندان میں سے ہوا کرتے تھے کیونکہ عہدہ کہانت خاص بنی ہارون کے لئے مخصوص بحکم خداوندی ہو چکا تھا دیکھو کتاب گنتی باب ۲۵ - آیت ۱۲ و ۱۳ - اور خروج باب ۲۸ آیت ۱ و کتاب ہذا باب ۲۸ - آیت ۴۳ - اور حضرت مریم کا رشتہ حضرت ایسابت اور زکریا سے خود بخود ظاہر کر رہا ہے کہ حضرت مریم بھی بنی ہارون میں سے تھیں اور حضرت داؤد بنی یہودہ تھے پھر مریم کا صاحبزادہ ابن داؤد کیونکر بن سکتا ہے[1] اگر کسی عیسائی کے دل میں یہ خیال گذرے کہ یوسف نجار بنی یہودہ تھا جیساکہ انجیل متی کے باب اول نسب نامہ سے ظاہر ہوتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ انجیل لوقا باب اول آیت ۳۶ سے مریم بسبب رشتہ دار ہونے حضرت ایسابت اور حضرت زکریا بن ہارون علیہ السلام کے بنی لاوی ثابت ہو چکی ہے اور یہ مسئلہ توریت میں فیصلہ شدہ ہے کہ ہر ایک خاندان کا لڑکا اپنے ہی خاندان میں بیاہا جاوے دیکھو کتاب گنتی باب ۳۶ آیت ۸ کیا ہو سکتا ہے کہ یوسف نجار بنی یہودہ ہو کر بنی لاوی کے خاندان میں خلاف شریعت شادی کرے حاصل مطلب اگر میاں لوقا کا اعتبار کریں تو مسیح ابن داؤد نہیں ٹھہرتے اور متی مسیح کو ابن داؤد کہنے والا کاذب ثابت ہوتا ہے اگر متی کی تحریر تسلیم کیجاوے کہ مریم و یوسف نجار بنی یہودہ ہی تھے تو میاں لوقا کا مریم کو ایسابت کا رشتہ دار قرار دینا اور بنی ہارون خیال کرنا سراسر جھوٹ ہو جاوے گا اگر بموجب تحقیق متی یوسف نجار کو بنی یہودہ اور موافق خیال لوقا کے مریم کو بہ نسبت رشتہ ہونے ایسابت و زکریا کے بنی لاوی تسلیم کیا جاوے تو یوسف نجار کا مریم سے رشتہ یعنے منگنی ہونی از روئے توریت حرام ٹھہرتی ہے ہم نہیں جانتے کہ عیسائی کس شئی پر بدون تحقیق مسیح کو ابن داؤد کہتے ہیں - **قولہ** صاحب قرآن نے اسکی الوہیت و بشریت میں امتیاز کر کے الزام نہیں دیا بلکہ بغیر دریافت کئے پکار اٹھے کہ حضرت مسیح اور انکی والدہ کھانا کھایا کرتے تھے افسوس ایسی سمجھ پر یہ دلیل انکی صاف ظاہر کرتی ہے کہ بالکل حقیقی راز سے وے بےخبر تھے صرف مجازی معاملہ سمجھکر اسکی باطنی ذات سے انکار کر دیا - **جواب** جو کھانا کھائیگا وہ تمام اور چیزوں کا محتاج بھی ہوگا محتاج خدا نہیں ہو سکتا کیا کوئی عیسائی اس کا ثبوت دے سکتا ہے ایک شخص محتاج بھی ہے اور اسکو کسی محتاج الیہ کی حاجت نہیں جب اس کا ثبوت نہیں تو مسیح محتاج خدا بھی نہیں - **قولہ** اور قرآن میں یوں لکھدیا

وَاِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰہَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ قَالَ سُبْحٰنَکَ مَا یَکُوْنُ لِیْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ بِحَقٍّ ترجمہ اور جب کہیگا اللہ اے عیسی بیٹے مریم کے کیا تو نے کہا تھا لوگوں کو پکڑو مجھکو اور ماں میری کو معبود سوائے اللہ کے

[1] مرقس باب ۱۲ - آیت ۳۵ میں خود حضرت مسیح ابن داؤد ہونے سے انکار کرتے ہیں - اب ہم مسیح کا اعتبار کریں یا مولف اناجیل -

www.aaiil.org

کہے گا پاکی ہے تجھ کو نہیں ہے واسطے میرے
کہ کہوں میں کہ وہ چیز نہیں ہے واسطے میرے حق۔
پس اس آیت سے تو صریحاً روز روشن
کی طرح واضح ہو رہا ہے کہ محمد صاحب نے
بالکل عیسائی مذہب کی بنیاد کو دریافت و تجسس
نہ فرمایا اور ناحق بے جا الزام لگا کر غریب مسیحیوں
کو متہم کروانا اور ملزم ٹھہرایا چنانچہ ہمارے
ملک ہندوستان میں آج تک یہ خیال تمام قرآنی
بھائیوں میں پھیلا آتا ہے لہذا انکی ہدایت اور
آگاہی کیلئے خداوند کریم نے اپنے خاص لوگوں
کو یہ کلام بخشا تاکہ وے اس کے کلام کو پھیلاویں
اور محمدیوں کو راہ حق پر لاویں اور اصل
حقیقت کو کھولدیں۔ پس میں نے بھی [illegible]
سمجھا کہ اشارتاً اس بیان پر اپنے قرآنی بھائیوں
کی خاطر کچھ لکھوں تا شخص نہ رہے کہ عیسائی ہرگز
اس کو نہیں [illegible] کہ حضرت مریم خدا تھیں اور نہ
یہ انجیل [illegible] میں لکھا ہے۔ جواب۔ افسوس
کہ جہالت کنندہ آدمی [illegible] میرا مکاشفاتی
اور مرقسی بھائی اس الہامی پاک کتاب قرآن شریف
پر نکتہ چینی کرنے پر زبان کھولتا ہے اور [illegible]
کی معلومات [illegible] نہیں [illegible] عیسائی
[illegible] کہ عیسائی ہرگز [illegible]
[illegible] مریم [illegible]
[illegible] نظر [illegible]
خدا ترس منصف [illegible] اس عیسائی کی
سراسر غلطی اور محض [illegible] عیسائی
حضرت مریم کو خدا [illegible] تثلیث میں داخل نہیں کرتے
اور قرآن دعوے کرتا ہے کہ عیسائی مریم کو
تثلیث میں داخل کرتے تھے ہم قرآنی صداقت
کیلئے چند شہادتیں اس عیسائی کے شرمندہ
کرنے کی خاطر علماء مسیحی کی بیان نقل کرتے
ہیں۔ پہلی شہادت لارڈ ولیم میور صاحب
اپنی کتاب شہادت قرآنی مطبوعہ ۱۸۸۶ء
کے صفحہ ۱۵۵ میں فرماتے ہیں کہ عیسائیوں کے
عقیدوں میں شاید تثلیث میں مریم تیسرا
اقنوم یعنی معبود ہے یقین ہے کہ یہ خیال
یوں پیدا ہوا کہ اندلوں مشرق کے عیسائیوں
نے واقع میں مریم کا احترام بے حد یہاں تک کیا
کہ اسکی پرستش کی۔ شہادت دوم جارج
سیل صاحب کا مقدمہ ترجمہ قرآن اور ترجمہ
مذکورہ آیت ۱۷۱ سورہ نساء کے ذیل میں لکھا
ہے کہ مورخین مشرق نے ذکر کیا ہے کہ ایک
فرقہ عیسائیوں میں تھا اون کے نزدیک تثلیث
یہی تھی یعنی خدا اور بیٹا اور مریم۔ شہادت
سوم کتاب تیغ و سپر مسیحی مولفہ پادری [illegible]
مطبوعہ ۱۸۵۰ء صفحہ ۲۹۔ بیشک
سب عیسائی عیسی کو پوجتے ہیں اور ان میں
سے ایک فرقہ ہے جو مریم کو بھی پوجتا ہے
شہادت چہارم پادری عماد الدین کی
ہدایت المسلمین مطبوعہ ۱۸۶۸ء کے صفحہ
۳۴۸ میں لکھا ہے کہ عیسائیوں کے فرقہ
تو سیہ کا اعتقاد تھا کہ خدا مشترک ہے درمیان
خدا اور عیسیٰ اور مریم کے اور یہ تینوں خدا ہیں۔
علاوہ اس فرقہ کے اور فرقہ اور بھی عیسائیوں میں
تھا جسکو کولیرینز کا فرقہ کہتے ہیں یہ فرقہ عرب میں تھا
اس فرقہ کے لوگ حضرت بی بی مریم کو تثلیث میں داخل
کرتے اور ان کے لئے ایک قسم کی روٹی تیار کرتے
تھے اور شروع ہی مذہب عیسوی میں یہ بحث شروع
ہو گئی تھی کہ تثلیث بعض کے نزدیک خدا و عیسیٰ
اور مریم کو شمار کرتے تھے اور بعض بجائے مریم
کے روح القدس کو داخل کرتے تھے اس داخل
خارج کا سلسلہ ۱۵۰ برس تک عیسائیوں میں جاری
رہا دیکھو تاریخ موشیم اور دیگر تاریخوں میں اس کا
مفصل بیان موجود ہے۔ کیوں میرے مکاشفاتی
و مرقسی بھائی دیکھئے تیسرے عیسائی بھائی تو صریح
اقرار کرتے ہیں کہ عیسائیوں میں ایسے لوگ بھی تھے
کہ حضرت مریم کو خدا جان کر پوجتے اور اس کو تثلیث
میں داخل کرتے تین خداؤں کا مثلث تعویذ بنا کر
ناحق لوگوں کے گلے میں ڈالتے تھے اور تو سراسر
جھوٹ بولکر ناحق منکر ہوتا ہے کہ مریم کو کسی عیسائی
نے خدا تسلیم نہیں کیا تیرے جھوٹ بولنے سے
قرآنی صداقت پر حرف نہ آسکتا ہے۔ **قولہ** در حقیقت
وہ یعنی مریم ایماندار اور نیک ذات اور پاک
دامن عورت تھی جسکو خدا نے مہربانی سے منظور
فرما کر اپنے اقنوم دوم کو دنیا کی نجات کے لئے
بھیجا۔ **جواب**۔ لو میرے مکاشفاتی و مرقسی بھائی
تمہاری قلم سے ہی حضرت مریم کا اقنوم دوم یعنی
خدا کا دوسرا حصہ ہونا ثابت ہو گیا ناظرین عبارت
مندرجہ ذیل پر غور فرماویں **جس کو خدا نے
مہربانی سے منظور فرما کر اپنے اقنوم
دوم کو دنیا کی نجات کے لئے**۔
لفظ جس کو۔ منظور فرما کر۔ اپنے اقنوم دوم کو ان
تینوں الفاظ کی ضمیر حضرت مریم کی طرف رجوع کرتی ہے
دیکھو قرآنی صداقت اسکو کہتے ہیں کہ منکر کی زبان پر
بھی حق جاری ہو گیا۔ اور رہا حضرت مریم کو ایماندار
جاننا یہ مذہب اسلامیوں کا ہے عیسائی مریم کو
ایماندار نہیں جانتے یہ تمہاری اے مکاشفاتی
و مرقسی بھائی صریح غلطی ہے مریم کا یسوع پر معہ اپنے
دیگر فرزندوں سمیت ایمان نہ لانا انجیل اور مفسرین
نے تسلیم کر لیا ہے دیکھو انجیل متی باب ۱۲۔ آیت
۴۶ سے ۵۰ تک اور تفسیر انجیل متی خزینۃ الاسرار
مصنفہ پادری کلارک و پادری عماد الدین مطبوعہ
۱۸۷۵ء کے صفحہ ۲۳۰ سے صفحہ ۲۳۲ تک ملاحظہ
فرما کر آپ شرمندہ ہو سکتے اب ہم آپ کو سچا قرار
دیں یا آپکی انجیل اور آپکے مفسروں کو اس بات
کا فیصلہ آپ خود ہی کر لیں۔ **قولہ**۔ نمبر ۳۶ جلد ۲۶
صفحہ ۔ مخفی نماند آنجناب محمد صاحب نے اسی
پر بس نہ کیا بلکہ ایک اور الزام لگایا جو کہ سورہ
توبہ میں مذکور ہے اور وہ یہ ہے۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِئُوْنَ۔

ترجمہ۔ کہا یہود نے
عزیز خدا کا بیٹا ہے اور نصاریٰ نے کہا مسیح
خدا کا بیٹا ہے یہ ان کے منہ کی باتیں ہیں اگلوں
کی بات سے مشابہ۔ دیکھو اول آیت مذکورہ بالا
کا حوالہ صحیح یا نادرست ہے یا نہیں۔ آپ کیسے
بے خوف ہو کر اہل یہود کو ملزم گردان ڈالا کیا کوئی
آیت عہد عتیق میں سے آپ پیش کر سکتے ہیں کہ
یہودیوں کا عقیدہ تھا؟ اے پیارے قرآنی
بھائیوں ہم نے تو آیت آیت عہد عتیق کی چھان
ڈالی مگر قرآنی قول کی تائید میں صفر ہی صفر نظر
آیا۔ اور نہ کسی یہودی کی زبان سے یہ کہنا سچ
ہے کہ متعصب دانائی کی بینائی کو دور کر دیتا ہے
اور نہ سچائی کا نور اس کے قلب پر چمکتا ہے
اسمیں ذرا شک نہیں کہ اہل یہود بجز حضرت
موسیٰ علیہ السلام کے کسی کو خاص نہیں سمجھے
اور نہ اس کے برابر۔ اگر محمد صاحب یہ کہتے کہ

قالت الیہود موسی ابن اللہ

تو یہ پھبتی۔ او ہو مجھے یاد آ گیا شاید عثمان
جامع قرآن سے سہو نہ ہو گیا ہو یا شاید حضرت
ہی کا مغالطہ ہو مرزائی میں ذرا اپنے وہی
مولی سے تو دریافت فرماؤ کہ درست کیا ہے
اور معہ حوالہ توریت کے پیش کرو ورنہ اس
قرآنی غلطی کی تصحیح فرماؤ کیونکہ یہودی ہرگز
عزیز کو ابن اللہ نہیں مانتے سراسر یہ سفید
الزام ان بیچاروں پر ہے۔
جواب۔ حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں کہ
الزام مت لگاؤ کہ تم پر الزام لگایا جاویگا عیب
مت لگاؤ جسطرح تم عیب لگاتے ہو اسیطرح
تم پر عیب لگایا جاویگا متی باب ۔ آیت ۲
اب سنو انجیل متی باب ۲۔ آیت ۲۳۔ اور آ کے ایک
شہر میں جس کا نام ناصرت تھا جاکے رہا کہ وہ
جو نبیوں نے کہا تھا پورا ہو کہ وہ ناصری
کہلاویگا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مسیح کے متعلق
کوئی پیشگوئی گھڑنے کیلئے متی نے یہ لکھدیا ہے کہ
انبیاء علیہم السلام فرما گئے ہیں کہ مسیح بسبب سکونت
ناصرت بستی کے ناصری کہلاویگا۔ اے مکاشفاتی
و مرقسی بھائی اور دیگر پادری صاحبان سچ کہو
کہ آیت مذکورہ بالا سراسر جھوٹ ہے یا نہیں
مولف انجیل متی نے کیسے بے خوف ہو کر انبیاء
سابقین پر جھوٹی تہمت لگا دی کیا کوئی آیت
عہد عتیق میں سے آپ پیش کر سکتے ہو۔
اے پیارے مکاشفاتی و مرقسی بھائیو ہم
نے تو آیت آیت عہد عتیق کی چھان ڈالی
مگر اس انجیلی قول کی تائید میں صفر ہی صفر نظر
آیا اور نہ کسی یہودی کی زبان سے یہ سنا کہ
فلاں نبی نے فرمایا کہ مسیح بہ سبب سکونت
ناصرت بستی کے ناصری کہلاویگا۔ سچ ہے کہ متعصب
دانائی کی بینائی کو دور کر دیتا ہے اور نہ سچائی
کا نور اس کے قلب پر چمکتا ہے سچائی کا نور
ایمانداروں کے قلب پر چمکتا ہے مگر اس روایت
مذکورہ بالا یعنے انجیل متی باب ۱۷۔ آیت ۲۴
اور مرقس باب ۱۶۔ آیت ۱۴۔ او ہو مجھے
یاد آ گیا شاید شیطان کسی نوری فرشتے کی
صورت میں ہو کر خط اول قرنتیون باب ۱۱۔ آیت ۱۴
کے موافق انجیل متی کے مولف کو کہہ گیا ہو گا کہ
کہ انبیاء سابقین فرما گئے ہیں کہ مسیح بسبب سکونت
ناصرت بستی کے ناصری کہلاویگا یا شاید حضرت
متی ہی کا مغالطہ ہو میرے پیارے دوست مکاشفاتی
و مرقسی بھائی ذرا مہربانی فرما کر اپنے فرضی کبوتر
یعنے روح القدس سے تو دریافت فرمائی کہ یہ
گپ شپ مندرجہ انجیل متی باب ۲۔ آیت ۲۳
کا اصل پتا کیا ہے معہ حوالہ باب و آیت توریت
یا دیگر کتب انبیاء سے خوب معلوم کر لینا متی
کیطرح صرف کونین میں [illegible] دینا
ورنہ اس انجیلی غلطی کا صریح اقرار کرو۔
جواب تحقیقی۔ سورہ توبہ مدینہ طیبہ میں نازل
ہوئی ہے اس کے پانچویں رکوع میں حضرت
عزیز کو خدا کا بیٹا کہنا یہود کا بیان ہوا ہے اور
بروقت نزول سورہ مبارک یہود کثرت سے
مدینہ میں آباد تھے اون کے روبرو ہمیشہ یہ
سورہ مبارک تلاوت کی جاتی تھی مگر کبھی کسی
یہودی نے اس بات سے انکار نہیں کیا ان کا
اس بات پر سکوت کرنا قرآنی صداقت پر ایک
کامل دلیل ہے اور یہود ساکن مدینہ کی طرف
منسوب کرنا اس قصہ عزیز ابن اللہ کو اصحاب
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کتب حدیث میں
موجود ہے دیکھو سعید ابن جبیر اور عکرمہ نے
روایت کی ہے کہ سلام بن مشکم اور نعمان
ابن اوفی اور مالک ابن صیف جو مدینہ کے
یہودی تھے آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
پاس آئے کہ ہم کیونکر تمہاری تابعداری کریں
تم نے تو ہمارا قبلہ چھوڑ دیا اور عزیز کو ابن
اللہ نہیں سمجھتے۔ اور تفسیر کشاف میں لکھا ہے
کہ جو یہود مدینہ میں رہتے تھے ان میں سے
چند آدمیوں کا یہی مذہب تھا۔ اب یہود کے
اس عقیدہ کا ثبوت ہمارے مکاشفاتی بھائی
توریت سے مانگتے ہیں دیکھو اخبار نور افشاں
نمبر مذکور کا صفحہ ۳۔ سطر ۱۴۔ ہائے افسوس
اس کرشان نے علم تاریخ کا بھی خون کر دیا جو
عزیز کے ابن اللہ ہونے کا ثبوت توریت
سے طلب کرتا ہے میرے پیارے مکاشفاتی
بھائی توریت حضرت عزیز علیہ السلام کی
پیدائش سے ایکہزار اونانوے برس پہلے
تھی اس میں عزیز کا احوال تلاش کرنا ایسا
ہے کہ جیسے کوئی بیان پولوس کا حال دیا
حضرت نوح میں ڈھونڈے۔ اگر ہمارے
مکاشفاتی بھائی کے دل میں خیال یہ گذرے
کہ اچھا توریت میں نہ سہی کسی اور کتاب عہد
عتیق میں سے مسلمان ثبوت دیں تو اسکا
جواب یہ ہے کہ ہم چند دو تین اول
انجیل سے نقل کرتے ہیں

(باقی آئندہ)

www.aaiil.org

مظلومان پوسٹ آفس

قابل توجہ پوسٹ ماسٹر جنرل صاحب

گورنمنٹ انگلشیہ کے زیر سایہ پنجاب کی رعایا کے ہر ایک فرد بشر کو جو امن وچین اور آرام و آسائش نصیب ہوا ہے۔ اس قسم کی ہزاروں نعمتوں میں سے ایک ڈاک خانہ جات اور تار برقی کا اجرا ہے۔ جن کی بہت سی اصلاحیں ہو چکی ہیں۔ اور ہو رہی ہیں۔ رعایا کا فرض ہے۔ کہ اس احسان اور عنایت کا شکریہ زبان سے۔ قلم سے۔ اور اپنے ہر ایک قسم کے اقوال و افعال سے ادا کرے۔ مگر اس کے ساتھ ہی ملازمین ڈاک پر جو دن بدن بوجھ پڑتے گئے۔ اور پڑ رہے ہیں۔ جن کی بدولت ان لوگوں کی حالت قابل رحم ہو رہی ہے۔ وہ اس لائق نہیں ہے۔ کہ اس سے قطع نظر کیجاوے۔ بلکہ گورنمنٹ کا فرض ہے۔ کہ بہت جلدی اس کا تدارک اور انتظام کرے۔ کیونکہ اگر رعایا کو ایسا آرام ملے۔ جس میں ملازمان ڈاک خانون کی قربانیاں ہوا کریں۔ تو ایسا امن اور آرام کس کام کا۔

پوسٹ ماسٹرون اور سب پوسٹ ماسٹرون وغیرہ کی آسامیاں جو معزز اور ممتاز گنی جاتی ہیں۔ یہ صرف دل خوش کن ہی الفاظ ہیں۔ اگر انکی اصل حقیقت پر غور کی جاوے۔ تو پولیس ملازموں سے بڑھ کر اور کسی محکمہ کے ملازم زیادہ تر تکلیف اور رنج و مصیبت میں مبتلا ہونگے۔ درجہ دویم کے ڈاک خانے۔ جن کے پاس اپنے منصبی کاموں کے علاوہ بیس بیس پچیس ۲۵ پچیس ۲۵ برانچیں ہیں۔ ان کے ماتحت بیسیوں کام اور مدین ہیں۔ مثلاً روانگی اور تقسیم ڈاک۔ ٹیلی گراف۔ رجسٹریان۔ بیمے۔ منی آرڈر۔ پارسل۔ فروخت ٹکٹ وغیرہ۔ باوجود اس کثرت کام کے کام کرنے والے صرف دو آدمی یعنے سگنلر اور سب پوسٹ ماسٹر اور اگر ان دونوں میں سے ایک بیمار پڑ جاوے۔ یا کسی ضروری کام کے لئے دو تین دن کی رخصت حاصل کرے۔ تو کام کا سارا بوجھ ایک آدمی کے سر پر۔ یہ خدا کی مخلوق صبح کے ۵ بجے کام شروع کرتے ہیں۔ اور دس بجے رات تک برابر ڈاک کے سوگ میں مشغول رہتے ہیں صرف دوپہر کو ایک آدھ گھنٹہ ان کو فراغت ہوتی ہے جس میں بعض کو خود چولہا جھونکنا یا بازار اور تنور کا خراب اور جلا سڑا کھانا منگوانا پڑتا ہے۔ ملاحظہ انصاف کہ جس شخص کے صبح سے لیکر رات کے ۱۰ بجے تک پورے ۱۷ گھنٹے نوکری میں خرچ ہوں۔ وہ اپنے تن کی ہوش کب سنبھالے۔ اور تفریح کا کونسا وقت نکالے۔ اسکی زندگی تو قیدیوں اور خاکروبوں وغیرہ سے بھی بہت بری ہے۔ کیا کوئی انصاف پسند آدمی بتا سکتا ہے۔ کہ سوائے ڈاک خانہ والوں کے کسی اور محکمہ کے ملازم کو بھی ۱۶-۱۷ گھنٹے نوکری دینی پڑتی ہے۔ اور پھر دس بجے رات سے لے کر ۵ بجے صبح تک اس عرصہ میں بھی ضروری ٹیلیگرام کسی نے دینا ہو یا ڈاک لینی دینی ہو۔ تو نہایت سرعت اور جلدی کے ساتھ ان لوگوں کو نوکری پر جانا پڑتا ہے۔ نتیجہ لازمی طور پر یہ ہوتا ہے۔ کہ یا تو تنگ آکر ان بیچاروں کو نوکری چھوڑنی پڑتی ہے۔ یا مہلک امراض مثلاً دق۔ سل۔ وغیرہ میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ بھلا جو شخص ہندوستان کے دن بہاون یا مئی جون کے مہینوں میں مٹی کے تیل یا لال ٹین جلا کر رات کو کام کرے۔ اس کی نظر جاتی نہ رہے اور اس کا دماغ پراگندہ نہ ہو۔ تو اور کیا ہو۔ مگر کسی کو ان کے ساتھ کیا ہمدردی۔ اور ان کی جان کی کیا پروا ہے۔ اسلئے کہ جب مر جاتے ہیں۔ تو سرکار کو اور ایسے ہی لکھے پڑھے آدمی مل جاتے ہیں۔ اگر یہ لوگ رخصت کی درخواست کرتے ہیں۔ تو یا تو سرے سے نامنظوری کا حکم آتا ہے۔ یا بمشکل تمام ملتی ہے۔ تو تنخواہ کاٹ لی جاتی ہے۔ اس کثرت کار میں ان بیچارون سے اگر کوئی چٹھی مسنٹ ہو جاوے۔ یا کوئی لفظ ٹیلیگرام میں کم و بیش ہو جاوے۔ تو کٹے اڈران کے نام آتے ہیں۔ جن سے ان کو اپنی جان کے لالے پڑ جاتے ہیں ان سے جوابات طلب ہوتے ہیں۔ کیس مرتب کئے جاتے ہیں۔ اور اوسطاً ادنےٰ فروگذاشتوں کے پاداش میں جرمانے تنزل۔ معطلی۔ موقوفی کی سزائیں دیجاتی ہیں۔ ملازمان ڈاک خانہ میں کسی خوش قسمت ہی کو پوری تنخواہ ملتی ہوگی۔ مگر یہ نہیں سوچا جاتا۔ کہ کام بہ نسبت سابق سہ چند چار چند ہوتا جاتا ہے۔ اور کام کرنے والے صرف وہی دو تو تو ڑ۔ سوائے سب پوسٹ ماسٹرون کے ڈاک خانہ والون کیلئے سرکاری مکان تو کوئی شاذ و نادر ہی ہوتا ہے۔ ان شہرون میں مکانات کرایہ پر لے رکھے ہیں جنمیں سے اکثر تنگ و تاریک ہوتے ہیں۔ اور پھر ایسی گلیوں میں جو میلی اور تعفن اور گندگی سے بھرپور ہوتی ہیں۔ اور جن سے سرکاری جیلخانوں کی کوٹھریاں بدرجہا بہتر اور مصفا ہوتی ہیں۔ چند یوم کا عرصہ گذرا ہی کہ ہمارا ۹ بجے رات کے شہر گوجرات کے اس کوچہ میں گزر ہوا جس میں فی الحال ڈاک خانہ کا دفتر ہے۔ اسوقت گرمی کی شدت تھی۔ ہوا بالکل بند تھی۔ تعفن اور حبس کا یہ عالم تھا۔ کہ سانس رکتی تھی۔ ایسے مکان میں سب پوسٹ ماسٹر ٹیلی گراف کا کام کر رہا تھا۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں۔ کہ اگر کوئی اعلےٰ افسر ڈاک خانہ اسوقت وہاں جانا چاہتا۔ تو ممکن نہیں تھا۔ کہ وہاں پانچ منٹ تک بھی وہاں بیٹھ سکتا۔ ایسا ہی اکثر ڈاک خانون کا حال ہمارے مشاہدہ میں آیا ہے۔ چنانچہ سانگلا ہل پوسٹ آفس کے متصل ایک مکان میں ہم ۶ تاریخ اگست ۱۹۰۴ء کو دو رات دن رہے۔ اور چونکہ کو ڈاک خانہ ہمارے مکان میں تھا۔ تمام دن اور کچھ حصہ رات کا ان لوگوں کو کام کرتے دیکھتے رہے۔ چونکہ یہ شہر بھی ایک تجارتی منڈی ہے۔ اسلئے یہاں کا ڈاک خانہ بھی سیکنڈ کلاس ڈاک خانہ ہے۔ مگر یہی دو ہی کلارک یعنی ایک پوسٹ ماسٹر اور دوسرا سگنلر۔ یہ دونوں خدا کے بندے ۵ بجے صبح کے کام شروع کرتے۔ اور کہیں رات کے کو دس بجے ڈاک خانہ کو بند کرتے تھے۔ کام کی یہاں اس قدر کثرت تھی۔ کہ گویا دن کو میلا لگا ہوا تھا۔ ہمنے ایک جسٹری کراتے وقت ایک بابو سے پوچھا۔ کہ آپ کو فرصت کس وقت ملتی ہے۔ تو اس نے نہایت حزین اور حسرت بھرے لہجہ میں جواب دیا۔ کہ ہاں ملے گی۔ جب ہم مر جاوینگے۔ یا بیماری وغیرہ کیحالت میں رخصت حاصل کرینگے اس جواب سے جو ہمارے دل کو صدمہ پہنچا۔ اس کا اثر ابھی تک ہمارے دل پر ہے۔

ہمنے ایک نہایت عجیب بات جو اس ڈاک خانہ میں دیکھی۔ وہ یہ تھی۔ کہ اس ڈاک خانہ کے پیون کی تنخواہ مبلغ چار روپے تھی۔ سبحان اللہ! چالیس پچاس ٹیلیگرام ہر روز تقسیم کرنا۔ پھر روانگی اور تقسیم ڈاک کے کام میں مدد دینا اور صبح سے دس بجے رات تک کام کرنا اور اس پر اتنی بڑی بھاری تنخواہ کہ اٹھائے بھی نہ اٹھ سکے۔ یعنی چار روپے۔ شاید اس میں بھی اعلیٰ افسران نے کوئی حکمت سوچی ہوگی۔ حالانکہ یا دوسے سگنلر بھی دو دو کس ہر ایک درجہ کے سٹیشن پر کام کرتے ہیں۔ اور پھر ان چھ چھ سات سات روپے ماہوار تنخواہ پاتے ہیں۔ غرضیکہ یہ بنی نوع انسان اس قابل ہیں۔ کہ اعلیٰ افسران ان کیحالت پر رحم فرماویں۔ اور اگر ان ڈاک خانون میں کم از کم دو دو کلارک اور ایزاد کئے جاویں۔ تو یہ موجودہ تکلیف رفع ہو جاوے۔

امید ہے۔ کہ پوسٹ ماسٹر جنرل صاحب ہماری ان ناچیز سطور پر غور فرماوینگے۔ گو ہمارا ان ملازمون کے ساتھ ظاہراً کوئی ذاتی تعلق یا علاقہ نہیں ہے۔ تاہم ان ملکی بھائیوں کی یہ حالت ایک انصاف پسند آدمی سے دیکھی نہیں جا سکتی۔ فقط۔

* انسپکٹری کے زمانہ میں ہمیں ایک غرب ڈاک خانہ روڈ جہنوٹ میں جانے کا اتفاق ہوا تھا۔ گرمی کے دن تھے۔ اور مکان ایسا تنگ اور گرم تھا۔ کہ اسمیں دو منٹ کھڑے ہونے کے بعد دم گھٹنے لگا۔ مگر بیچارہ سب پوسٹ ماسٹر اسی تنگ و تاریک مکان میں گرمیوں کی راتوں کو لیمپ کے سامنے میز پر بیٹھکر کام کر رہا تھا اور بہت سے ڈاک خانہ جات میں یہی حال دیکھا گیا۔ ۱۲۔

جامِ شہادت

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں مندرجہ بالا عنوان سے اخونزادہ سید مولوی عبد اللطیف صاحب شہید رضی اللہ عنہ کی شہادت کے متعلق ایک مرثیہ چھاپا گیا ہے جس میں جوش سچی محبت اور درد و رقت کے ساتھ وہ مرثیہ لکھا گیا ہے وہ پڑھنے والوں سے پوشیدہ نہیں۔ حضرت مولوی عبد اللطیف صاحب کی شہادت کا واقعہ ایسا عظیم الشان اور سبق آموز واقعہ ہے جس کا تازہ رکھنا ایمانی ترقی کے لئے ازبس ضروری ہے۔ ہمارے مکرم بھائی ثاقب صاحب کا ایک گرامی نامہ احمدی قوم کے نام الحکم میں شائع ہونے کیلئے آیا ہے جسکو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں ہم یقیناً جانتے ہیں کہ ہماری قوم شہید موصوف سے غایت درجہ کی محبت رکھتی ہے اور اس کے دلوں میں اس جلیل القدر انسان کی بہت بڑی عظمت ہے اسلئے کہ وہ قرآت من آیات اللہ تھا۔ یہ وہ شخص تھا جس کیلئے ۲۳ برس پیشتر اللہ تعالیٰ نے خبر دی تھی۔ اسلئے بھی ہمارا فرض ہے کہ اس نشان کو تازہ رکھیں۔ جام شہادت کی نو سو کا پیان چھاپی گئی ہیں جو صرف ۲ آنہ قیمت کی ہیں یعنی ۲ پائی ایسے ملیگی ... قیمت ہے ہماری جماعت کے صرف ۹ اولوالعزم ہمت کریں تو یہ ٹریکٹ مفت تقسیم ہو سکتا ہے اسلئے ہم احمدی قوم کو توجہ دلاتے ہیں کہ وہ جلد اس ٹریکٹ کو خرید ے۔ تمام درخواستیں خانصاحب محمد ابراہیم خان احمدی ثاقب مالیر کوٹلہ کے نام جانی چاہئیں۔ اب ہم خانصاحب موصوف کی وہ تحریر درج کرتے ہیں۔

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی اخویم ایڈیٹر صاحب الحکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ چند سطور ارسال ہیں۔ مناسب ہے بے تکلفی سے الحکم میں چھاپ دیں۔ بڑا احسان ہوگا اگر آپ اخبار گوہر بار میں چھاپ دینگے ممنون ہونگا۔

جامِ شہادت اور الحکم کی تشنہ لبی

میں نہایت شکر گذاری کے ساتھ اس امر کا اظہار کرتا ہوں کہ میرے جیسے قلیل البضاعت آدمی کے کلام یا سخن کو الحکم جیسا معزز اور قوم احمدی کا ارگن نظر عزت سے دیکھے۔ اور جیسے مجھے ایڈیٹر صاحب الحکم سے قدیما نہ نیازمندی کا تعلق ہے اور الحکم کی خیر خواہی کا فخر حاصل ہے میں ہمیشہ دیکھتا ہوں ایڈیٹر صاحب عزیز الحکم کو ہر ایک کالم میں خیر خواہ ریزہ اشعار کو خالی نہ ہونے دیں ... اور قوم احمدی کی میری نظموں کو وہ آبروبخشی ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتا اور اسکا شکریہ مجھ پر واجب ہے۔ نظمیں یا تو قصائد مدحیہ حضرت امام الزمان علیہ السلام کی شان میں تھے یا احمدیت کی تائید میں دوسری نظمیں تھیں جنکو الگ ٹریکٹ کے طور میں چھاپنے کا کبھی خیال نہیں آیا مگر بعض احباب نے مجھے اس امر کی تحریک بھی دی۔ مگر میں نے اس طرف رخ نہیں کیا تھا۔ اور نہیں ہوا۔ ایک نظم مدیہ ثاقب یعنی کشتی نوح کی تعلیم کی نظم ہے جسکو حضرت اقدس علیہ السلام اور بزرگان ملت نے پسند فرمایا وہ میں نے مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے ڈائرکٹر صاحب امام الدین کی خدمت میں پیش کر دی کہ اسی چھاپکر اور اسکا منافع مدرسہ میں جمع فرماتیں اس نظم کو الحکم نے کئی ماہ تک ہمارا پیارا الحکم قوم کے سامنے پیش کرتا رہا ہے اور اس امر کا ثبوت دیتا رہا ہے کہ ایڈیٹر صاحب نیک ارادہ اور میری کلام کے کیسے پیاسے ہیں۔ مدت سے بوجہ مصروفیت و قیام کوٹلہ میں ... الحکم کی خدمت سے قاصر رہا۔ اس دوران فاصلہ کی زمانہ میں ایڈیٹر صاحب کی آتش شوق تیز تر ہو گئی اور جام شہادت کی شائع ہوتے ہی خم کا خم منگوا لیا اور تصحیح تک جا پہنچی اور ڈکار بھی نہ لیا تاکہ ہماری قوم میں بہت سے ایسے با محبت پینے والے اور جام شہادت کی مزہ چکھنے والے پیاسے ہوں۔ حریفان بادہ خوردند و مستانہ تہی خم خانہ ہا کردند و رفتند۔ اس انشا پردازی رنگ آمیزی۔ نیرنگ سازی سے یہ مطلب نہیں کہ اسکو چھاپا کیوں اور چھاپا کیوں۔ ڈر گیا اور کیا ہی ظاہر کرنا تو مجھے دانا اور معاملہ فہم ایڈیٹر صاحب کے سامنے مطلوب نہیں۔ اصل چیز ایسے ٹریکٹ کی اشاعت پر اسکا کیا اثر ہوگا۔ (قریب)

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان کارخانہ کے اہتمام سے چھپکر شائع

www.aaiil.org

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

انہ آوی القریۃ

واللہ متم نورہ ولو کرہ ...

مسیح موعود کی صلح کاری اور امان کا اعلان

... انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا ہے اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جس نے ... فرمایا ہے کہ ... جہاد ...

الحکم

چہ گویم با تو گر آں ... و ابنی شفا بنی غرض دارالامان بنی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

قیمت سالانہ
... سے ... صہ
معاونین ... عہ
... سے باہر ... سے
... والوں سے ... ۱۲
... عت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ... عہ / ۱۲

جلد (۸) | دار الامان قادیان مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۴ء عیسوی | نمبر (۳۳)

حضرت مسیح موعود (علیہ الصلوٰۃ والسلام) لاہور میں

(گذشتہ اشاعت کے سلسلے میں)

(تیسرا نمبر)

لیکن اس کے مقابلہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا صبر بہت ہی بڑا تھا کیونکہ سب سے اول تو اپنی ہی قوم آپ (صلے اللہ علیہ وسلم) کی مخالف ہوگئی اور ایذارسانی کے درپیے ہوئی - اور پھر عیسائی بھی دشمن ہو گئے - جب انکو بتایا گیا کہ حضرت عیسے علیہ السلام صرف ایک خدا کے بندے اور رسول تھے تو انکو آگ لگ گئی کیونکہ وہ تو ان کو خدا بنائے بیٹھے تھے - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اگر حقیقت کہدی - یہہ قاعدہ کی بات ہے کہ انسان جسکو خدا بنا لیتا ہے اور اپنا معبود مانتا ہے اسکا ترک کرنا آسان نہیں ہوتا بلکہ پھر اسکو چھوڑنا بہت ہی مشکل ہو جاتا ہے - عیسائیوں کا یہہ اعتقاد پختہ ہو گیا ہوا تھا اسلئے جب اونہوں نے سنا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انکے مصنوعی خدا کو انسان بنا دیا تو وہ دشمن جان بن گئے اور اسیطرح پر یہودیوں میں بہت سی مشرکانہ رسومات پیدا ہو گئی تھیں اور وہ حضرت مسیح کا بالکل انکار رکھتے تھے جب انکو متنبہ کیا گیا تو وہ بھی مخالفت کے لئے اٹھہ کہڑے ہوئے

وہ تو حضرت مسیح کو معاذ اللہ مکار اور کذاب کہتے تہے بالمقابل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو بتایا کہ تم انکو کذاب کہنے میں خود کذاب ہو - وہ خدا تعالے کا ایک برگزیدہ نبی ہے - اسکے علاوہ انکی مخالفت کی ایک بڑی بہاری وجہہ یہہ ہوئی کہ وہ اپنی بے وقوفی اور کم فہمی سے یہہ سمجھ بیٹہے تہے کہ خاتم الانبیاء بنی اسرائیل میں سے آئیگا - کیونکہ توریت میں جیسا کہ سنت اللہ ہے آخری نبی کے متعلق جو پیشگوئی ہے وہ ایسے الفاظ میں ہے جس سے اونکو یہہ شبہ پیدا ہو گیا تہا - وہاں لکہا ہے کہ تمہارے بہائیوں میں سے - وہ اس سے مراد بنی اسرائیل ہی کر بیٹہے حالانکہ اس سے مراد بنی اسماعیل تہی پس جب انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا دعوی سنا کہ وہ خاتم الانبیاء ہیں تو اون کی ساری امیدوں پر پانی پہر گیا اور جو کچہہ وہ توریت کی اس پیشگوئی کے موافق سمجہے بیٹہے تہے وہ غلط قرار دیا گیا اس سے ان کے آگ لگی اور وہ مخالفت کے لئے اٹہہ کہڑے ہوئے -

پیشگوئیوں کے متعلق سنت اللہ

اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالے کی پیشگوئیوں میں سنت اللہ یہی ہے کہ اون میں خفا اور ابتلا کا بہی ایک پہلو ہوتا ہے - کیونکہ اگر یہہ پہلو نہ رکہا جاوے تو پہر کوئی اختلاف ہی نہ رہے اور سب کا ایک ہی مذہب ہو جاتا - مگر خدا تعالے نے امتیاز کے لیئے ایسا ہی چاہا ہے کہ پیشگوئیوں میں ایک ابتلا کا پہلو رکہدیتا ہے کوتاہ اندیش - ظاہر پرست

اس پر اڑ جاتے ہیں اور اصل مقصد سے دور جا پڑتے ہیں - اسی طرح پر ان یہودیوں کو یہہ مشکل پیش آئی کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق شک میں پڑ گئے - اگر توراۃ میں وہ پیشگوئی صاف الفاظ میں ہوتی کہ آنیوالا نبی بنی اسماعیل میں سے ہوگا اور اسکا نام محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہوگا - اسکے باپ کا نام عبد اللہ بن عبد المطلب ہوگا - اور اسکی ماں کا نام آمنہ ہوگا تو یہودی کیونکر انکار کرتے؟ مگر انکی بدقسمتی سے پیشگوئی میں ایسی صراحت نہ تہی وہاں لکہا تہا کہ تیرے بہائیوں میں سے وہ اس سے مراد بنی اسرائیل ہی سمجہتے رہے -

الیاس اور مسیح کی آمد ثانی کا فیصلہ

ایسا ہی حضرت عیسی علیہ السلام کے وقت بہی یہودیوں کو ٹہوکر لگی تہی - ملاکی نبی میں حضرت مسیح کے آنے سے پہلے ایلیا کے آنے کی پیشگوئی درج ہے - جب حضرت مسیح آگئے اور اونہوں نے دعوی کیا تو یہودی مخالفت کے لئے اٹہہ کہڑے ہوئے کہ پہلے ایلیا کا آنا ضروری ہے - اس لئے وہ انکار کرتے تہے چنانچہ اونہوں نے خود حضرت مسیح سے یہی سوال کیا کہ الیاس کا آنا جو مسیح سے پہلے ضروری ہے وہ کہاں ہے؟ حضرت مسیح نے کہا کہ آنے والا الیاس آگیا ہے یعنی وہ یوحنا ابن ذکریا کے رنگ میں آیا ہے چاہو تو قبول کرو مگر یہہ بات انکی تسلی کا موجب کیونکر ہو سکتی تہی

وہ اسبات پر اڑے رہے کہ وہاں کسی مثیل کے آنے کی خبر تو دی نہیں گئی وہاں تو خود ایلیا کے آنے کا وعدہ ہے اس بنا پر وہ انکار کرتے رہے اور دکھ اور تکلیفیں بہی پہونچاتے رہے - یہانتک کہ اب بہی یہودی یہی یقین رکہتے ہیں میرے پاس ایک فاضل یہودی کی کتاب ہے اس نے اس مسئلہ پر ایک لمبی بحث کی ہے - اور کہا ہے کہ ہم اس مسیح کو کیونکر قبول کر سکتے تہے جبکہ اس سے پہلے ایلیا نہیں آیا یہہ شخص جو یسوع مسیح ہونے کا دعوے کرتا ہے اسکا دعوے بناوٹی اور جہوٹا ہے کیونکہ وہ ایلیا کے دوبارہ آنے کی پیشگوئی تاویل کرتا ہے ہم اسکے خالزاد بہائی یحیی کو کیونکر ایلیا سمجہہ لیں پہر وہ لوگوں کے سامنے اپیل کرتا ہے کہ ہم کسطرح پر اس شخص کے دعوے کو تسلیم کر لیں جبکہ ہمیں یہ خبر دی گئی تہی کہ پہلے ایلیا آئیگا اس میں کسی مثیل کا وعدہ نہیں کیا گیا آخر میں کہتا ہے - کہ اگر خدا تعالے نے قیامت کو ہم سے سوال کریگا کہ کیوں اس مسیح کو قبول نہیں کیا تو ہم ملاکی نبی کی کتاب کہول کر اسکے سامنے رکہدیں گے -

اس قسم کے مشکلات ان لوگوں کو کیوں پیش آئے؟ اسکی وجہہ بجز اسکے کچہہ نہیں کہ اونہوں نے خدا تعالے کی پیشگوئیوں پر غور نہیں کیا اور ظاہر الفاظ پر اڑے رہے -

اسی قسم کے مشکلات اس وقت مسلمانوں کو پیش آئے ہیں لیکن اگر غور کیا جاوے تو ان کی ساخ...

تو کوئی نظیر اور فیصلہ موجود نہ تھا لیکن انکے سامنے تو دوبارہ آنیکا مقدمہ فیصل شدہ موجود ہے جو خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عدالت سے فیصل ہو چکا ہے۔ انہوں نے تاویل کر کے بتا دیا تھا کہ دوبارہ آنے والے شخص سے مراد وہی نہیں ہوتا۔ پھر قدر افسوس ہے ان پر کہ یہ اس فیصلہ سے فائدہ نہیں اٹھاتے لا یلدغ المومن من جحر واحد۔ یہودیوں نے جس پتھر سے ٹھوکر لگی اور وہ [illegible] ہو گئے اسی پتھر سے یہ ٹھوکر کھاتے ہیں؟ یہودی اسوقت دنیا میں موجود ہیں انکی کتابیں موجود ہیں ان سے دریافت کر لو کہ کیا انکا یہ عقیدہ تھا یا نہیں کہ مسیح سے پہلے الیاس آئیگا؟ اور ملاکی نبی کی کتاب میں پیشگوئی درج ہے یا نہیں؟ اور پھر عیسائیوں سے پوچھو اور انجیل میں اس فیصلہ کو پڑھو جو مسیح نے خود کیا ہے۔ [illegible] مسلمانوں نے اس سے کیا سبق سیکھا یہودی عقیدہ ہے [illegible] کی وجہ [illegible] داخل جہنم ہو گئے [illegible] کیا یہ بھی یہی چاہتے ہیں؟ میں حیران ہوتا ہوں کہ ان عقلمندوں کو کیا ہو گیا اگر حضرت مسیح کا وہ فیصلہ جو انہوں نے الیاس کے دوبارہ آنے کے متعلق کیا ہے صحیح نہیں ہے تو [illegible] جواب دیں کہ حضرت مسیح سچے پیغمبر کیونکر ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ اس میں تو کوئی کلام اور شبہ ہی نہیں کہ ان کے آنے سے پیشتر الیاس کا آنا ضروری [illegible] آسمان سے نہیں آیا [illegible] حضرت مسیح کیونکر سچے نبی ٹھہر سکتے؟ اس عقیدہ فاسدہ [illegible] یہودیوں کی طرح حضرت عیسیٰ کی رسالت سے انکار کرنا پڑے گا۔ بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت بھی معاذ اللہ ہاتھ سے جاتی رہیگی کیونکہ آپ (صلے اللہ علیہ وسلم) کی آمد اور بعثت حضرت مسیح کے بعد ہے [illegible] ابھی تک [illegible] اسلام [illegible] مسیح ہو گا؟ [illegible] تمہاری ذرا سی ٹھوکر کا اثر کہاں تک [illegible]؟

[illegible] حقیقت یہی ہے اور سچا فیصلہ وہی ہے جو حضرت مسیح نے کر دیا تھا۔ اس سے منہ پھیرنا اچھا نہیں ہے۔

فَاسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

غرض

انبیاء علیہم السلام کو ابتداء تبلیغ کی راہ میں بہت سی مشکلات ہوتی ہیں اور ان کے مصائب میں [illegible] جسقدر دیر نبی کی [illegible]

اس جماعت میں داخل ہوتا ہے تو معاً دوست، عزیز، اقارب اور برادری الگ ہو جاتی ہے یہانتک کہ بعض اوقات ماں، باپ اور بھائی، بہن بھی دشمن ہو جاتے ہیں۔ السلام علیکم کے روادار نہیں رہتے۔ اور جنازہ پڑھنا نہیں چاہتے اس قسم کے بہت سے مشکلات پیش آتے ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ بعض کمزور طبیعت کے آدمی بھی ہوتے ہیں اور ایسی مشکلات پر وہ گھبرا جاتے ہیں لیکن یاد رکھو کہ اس قسم کی مشکلات کا آنا ضروری ہے۔ تم انبیاء و رسل سے زیادہ نہیں ہو ان پر اس قسم کے مشکلات اور مصائب آئیں۔ اور یہ اسی لئے آتی ہیں کہ خدا تعالیٰ پر ایمان قوی ہو اور پاک تبدیلی کا موقعہ ملے دعاؤں میں لگے رہو۔ پس یہ ضروری ہے کہ تم انبیاء و رسل کی پیروی کرو اور صبر کے طریق کو اختیار کرو۔ تمہارا کچھ بھی نقصان نہیں ہوتا وہ دوست جو تمہیں قبول حق کی وجہ سے چھوڑتا ہے وہ سچا دوست نہیں ہے ورنہ چاہئے تھا کہ تمہارے ساتھ ہوتا۔ تمہیں چاہئے کہ وہ لوگ جو محض اس وجہ سے تمہیں چھوڑتے اور تم سے الگ ہوتے ہیں کہ تم نے خدا تعالیٰ کے قایم کردہ سلسلہ میں شمولیت اختیار کر لی ہے۔ ان سے کوئی جنگہ یا فساد مت کرو بلکہ ان کے لئے

غائبانہ دعا کرو

کہ اللہ تعالیٰ ان کو بھی وہ بصیرت اور معرفت عطا کرے جو اس نے اپنے فضل سے تمہیں دی ہے تم اپنے پاک نمونہ اور عمدہ چال چلن سے ثابت کر کے دکھاؤ کہ تم نے اچھی راہ اختیار کی ہے۔ دیکھو میں اس امر کے لئے مامور ہوں کہ تمہیں بار بار ہدایت کروں کہ ہر قسم کے فساد اور ہنگامہ کی جگہوں سے بچتے رہو اور گالیاں سنکر بھی صبر کرو بدی کا جواب نیکی سے دو اور کوئی فساد کرنے پر آمادہ ہو تو بہتر ہے کہ تم ایسی جگہ سے کھسک جاؤ اور نرمی سے جواب دو بارہا ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص بڑے جوش کے ساتھ مخالفت کرتا ہے اور مخالفت میں وہ طریق اختیار کرتا ہے جو مفسدانہ طریق ہو۔ جس سے سننے والوں میں اشتعال کی تحریک ہو۔ لیکن جب سامنے سے نرم جواب ملتا ہے اور گالیوں کا مقابلہ نہیں کیا جاتا تو خود اوسے شرم آ جاتی ہے اور وہ اپنی حرکت پر نادم اور پشیمان ہونے لگتا ہے میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ صبر کو ہاتھ سے نہ دو صبر کا ہتھیار ایسا ہے کہ توپوں سے وہ کام نہیں نکلتا جو صبر سے نکلتا ہے [illegible] صبر ہی ہے جو دلوں کو فتح کر لیتا ہے۔

یقیناً یاد رکھو کہ مجھے بہت ہی رنج ہوتا ہے جب میں یہ سنتا ہوں کہ فلاں شخص اس جماعت کا ہو کر کسی سے لڑا ہے اس طریق کو میں ہرگز پسند نہیں کرتا اور خدا تعالیٰ بھی نہیں چاہتا کہ وہ جماعت جو دنیا میں ایک نمونہ ٹھہرے گی وہ ایسی راہ اختیار کرے جو تقویٰ کی راہ نہیں ہے۔ بلکہ میں تمہیں یہ بھی بتا دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ یہانتک اس

امر کی تائید کرتا ہے کہ اگر کوئی شخص اس جماعت میں ہو کر صبر اور برداشت سے کام نہیں لیتا تو وہ یاد رکھے وہ اس جماعت میں داخل نہیں ہے۔ نہایت کار اشتعال اور جوش کی یہ وجہ ہو سکتی ہے کہ مجھے گندی گالیاں دی جاتی ہیں۔ تو اس معاملہ کو خدا کے سپرد کر دو۔ تم اسکا فیصلہ نہیں کر سکتے۔ میرا معاملہ خدا پر چھوڑ دو۔ تم ان گالیوں کو سن کر بھی صبر اور برداشت سے کام لو۔ تمہیں کیا معلوم ہے کہ میں ان لوگوں سے کسقدر گالیاں سنتا ہوں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ گندی گالیوں سے بھرے ہوئے خطوط آتے ہیں اور بعض کھلے کارڈوں میں گالیاں دی جاتی ہیں بیرنگ خطوط آتے ہیں جنکا محصول بھی دینا پڑتا ہے اور پھر جب پڑھتے ہیں تو گالیوں کا طومار ہوتا ہے ایسی فحش گالیاں ہوتی ہیں کہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ کسی پیغمبر کو بھی ایسی گالیاں نہیں دی گئی ہیں اور میں اعتبار نہیں کرتا کہ ابوجہل میں بھی ایسی گالیوں کا مادہ ہو لیکن یہ سب کچھ سننا پڑتا ہے۔ جب میں صبر کرتا ہوں تو تمہارا فرض ہے کہ تم بھی صبر کرو۔ درخت سے بڑھکر تو شاخ نہیں ہوتی۔ تم دیکھو کہ یہ کبتک گالیاں دیں گے آخر یہی تھک کر رہ جائینگے۔ ان کی گالیاں انکی شرارتیں اور منصوبے مجھے ہرگز نہیں تھکا سکتے۔ اگر میں خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو بیشک میں ان کی گالیوں سے ڈر جاتا لیکن میں یقیناً جانتا ہوں کہ مجھے خدا نے مامور کیا ہے۔ پھر میں ایسی خفیف باتوں کی کیا پرواہ کروں۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ تم خود غور کرو کہ ان کی گالیوں نے کس کو نقصان پہنچایا ہے انکو یا مجھے؟ انکی جماعت گھٹی ہے اور میری بڑھی ہے۔ اگر یہ گالیاں کوئی روک پیدا کر سکتی ہیں تو دو لاکھ سے زیادہ جماعت کس طرح پیدا ہو گئی۔ یہ لوگ ان میں سے ہی آئے ہیں یا کہیں اور سے انہوں نے مجھے کفر کے فتوے دئیے لیکن اس فتوے کفر کی کیا تاثیر ہوئی؟ جماعت بڑھی اگر یہ سلسلہ منصوبہ بازی سے چلایا گیا ہوتا۔ تو ضرور تھا کہ اس فتوے کا اثر ہوتا اور میری راہ میں وہ فتوے کفر بڑی بھاری روک پیدا کر دیتا۔ لیکن جو بات خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو انسان کا مقدور نہیں ہے کہ اسے پامال کر سکے۔ جو کچھ منصوبے میرے مخالف کئے جاتے ہیں پیچھان کرنے والوں کو حسرت ہی ہوتی ہے۔

[illegible] ایک [illegible] جو اپنے پورے [illegible] ہاتھ کر نے ہیں اور چاہتے ہیں کہ وہ اس سے ترک ہو جاوے مگر [illegible] وہ ترک نہیں ہو سکتا۔

یہ ان گالیوں سے رکنا چاہتے ہیں مگر [illegible] کبھی نہیں رکے گا۔ کیا [illegible] گالیاں دیں۔ میں ان مسلمانوں پر افسوس کرتا

ہوں کہ یہ کس قسم کے مسلمان ہیں جو ایسی بے باکی سے زبان کھولتے ہیں میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ایسی گندی گالیاں ہمنے تو کبھی کسی چوہڑے چمار سے بھی نہیں سنی ہیں۔ جو ان مسلمان کہلانے والوں سے سنی ہیں۔

ولنعم ما قیل

گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

(ایڈیٹر)

ان گالیوں میں یہ لوگ اپنی حالت کا اظہار کرتے ہیں اور اعتراض [illegible] کرتے ہیں کہ وہ [illegible] خدا تعالیٰ ان کی آنکھیں کھولے اور ان پر رحم کرے۔ (آمین)

ایسے گالیاں دینے والے خواہ [illegible] کر [illegible] خدا کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے یہ جانتے ہیں کہ ایک پیسہ کا کارڈ بھی ضائع ہو گا مگر نہیں جانتے کہ اس پیسہ کے نقصان کے ساتھ نامۂ اعمال بھی سیاہ ہو جائے گا پھر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ گالیاں دی کیوں جاتی ہیں کیا صرف اس لئے کہ میں کہتا ہوں قرآن شریف کو نہ چھوڑو اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تکذیب نہ کرو۔

غضب کی بات ہے کہ قرآن شریف میں لکھا ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے اور پھر زمین پر نہیں آئیں گے مگر یہ مانتے میں نہیں آتے اور اس عقیدۂ مخالفت قرآن شریف پہ اڑتے ہیں۔

اگر میں نہ آیا ہوتا اور خدا تعالیٰ نے ایک سلسلہ قایم نہ کیا ہوتا تو یہ جو کچھ چاہتے کہتے کیونکہ انکو بیدار کرنے والا اور آگاہ کرنے والا ان میں موجود نہ تھا لیکن اب جب کہ خدا تعالیٰ نے مجھے مامور کر کے بھیجا ہے اور میں وہی ہوں جسکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم قرار دیا ہے تو پھر میرے فیصلہ پر چون و چرا کرنا ان کا حق نہیں تھا۔ طریق تقویٰ تو یہ تھا کہ میری باتوں کو سنتے اور غور کرتے تکذیب کے لئے جلدی نہ کرتے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ میرے آنے کے بعد انکا حق نہیں ہے کہ یہ زبان کھولیں کیونکہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا ہوں اور حکم ہو کر آیا ہوں۔

اس مقام پر پہنچکر حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز اور تقریر میں ایک خاص جلال اور شوکت تھی جس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت اور آپکی عظمت جو آپ کے دل میں ہے معلوم ہوتی تھی۔ تقریر میں غیر معمولی زور تھا اور وہ [illegible] دریا کی طرح بہہ رہی تھی۔ [illegible] ہم قادر نہیں ہو سکتے کہ اس حصہ کو پورا بند کر سکتے ہم نے بقدر کوشش اور [illegible] اسکا خلاصہ لیا ہے۔

(ایڈیٹر)

ابھی بہت زمانہ نہیں گذرا کہ مقلد غیر مقلدوں کی غلطیاں نکالتے اور وہ ان کی غلطیاں ظاہر کرتے اور اسطرح پر دوسرے فرقے آپس میں درندوں کی طرح لڑتے جھگڑتے تھے ایک دوسرے کو کافر کہتے اور نجس بتاتے تھے - اگر کوئی تسلی کی راہ موجود تھی تو پھر اسقدر اختلاف اور تفرقہ ایک ہی قوم میں کیوں تھا؟ غلطیاں واقع ہو چکی تھیں اور لوگ حقیقت کی راہ سے دور جا پڑے تھے ایسے اختلاف کے وقت ضرور تھا کہ خدا تعالے خود فیصلہ کرتا چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور ایک حکم انہیں بھیج دیا۔ اب بتاؤ کہ میں نے کیا زیادتی کی ہے یا کیا قرآن شریف سے کم کر دیا ہے جو میری مخالفت کے لئے اسقدر جوش پیدا ہوا ہوا ہے -

یہہ سچ ہے کہ اس وحی کی بنا پر جو خدا تعالے کی کامل اور مجید کتاب کی شرح میں ہے میں نے کہا کہ مسیح مر گیا ہے - لیکن اس کی مخالفت کیوں کی جاتی ہے؟ کیوں یہہ قرآن شریف کو غور سے نہیں پڑھتے کیا انکو شرم نہیں آتی ہے - کہ یہہ مسلمان کہلاتے ہیں موحد کہلاتے ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو افضل الانبیاء اور خیر البشر تسلیم کرتے ہیں لیکن جب وہی لفظ توفی کا آپ پر آتا ہے تو اوس کے معنے موت کرتے ہیں اور جب مسیح پر آتا ہے تو زندہ مع جسم آسمان پر اٹھائے جاتے ہیں! انکی غیرت کو کیا ہوا؟ یہہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ایسی ہتک کیوں روا رکھتے ہیں؟ کیا قرآن شریف میں

نعرهم او نتوفينك

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے نہیں آیا اور وہی لفظ مسیح کے لئے **متوفيك** اور **فلما توفيتني** میں آیا ہے - پھر یہہ کیا ہو گیا کہ ایک جگہ کچھہ اور معنے اور ایک جگہ کچھہ اور۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی کمزور نبی سمجھا ہے!!! جو انہیں زمین میں دفن کرتے ہیں اور مسیح کو آسمان پر چڑھاتے ہیں!!! اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت ہوتی تو آپ کے جلال اور شوکت کے لئے غیرت ہے تو کیوں نہیں کہہ دیتے کہ وہ بھی زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں تب میں بھی سمجھہ لیتا کہ یہ مسیح کی خصوصیت نہیں ٹھہراتے - مگر موجودہ حالت میں میرا دل گوارا نہیں کر سکتا کہ میں قرآن شریف کے ایسے معنے کروں جو خود قرآن شریف اور لغت اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تفسیر کے خلاف ہوں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک شان کا باعث ہوں -

میں سچ کہتا ہوں کہ جس شخص نے یہہ کہا ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم زندہ نہیں وہ کافر ہے - وہ سچ کہتا ہے -

اس خصوصیت کے پیدا کرنے کا ہی یہ نتیجہ ہے کہ ۲۹ - لاکھ مرتد ہو گیا -

خدا کے واسطے اسقدر ظلم نہ کرو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان اور رتبہ کو گھٹایا جاوے - جو اس عقیدہ سے برابر گھٹتی ہے کہ وہ تو زمین میں دفن کئے گئے اور مسیح آسمان پر اوٹھایا گیا - مسیح ہرگز زندہ نہیں رہا - وہ مر گیا جیسا کہ خدا تعالے نے فیصلہ کر دیا کہ یا عیسی انی متوفیک اور خود مسیح نے اقرار کیا کہ فلما توفیتنی -

میں پھر کہتا ہوں کہ عیسائیوں کو اعتراض کا موقع نہ دو - میری باتوں کو سنو اور غور سے سنو اور پھر اپنی جگہہ پر جا کر سوچو!!!

حضرت اقدس (علیہ الصلوۃ والسلام) کی سب سے پہلی تقریر

لاہور میں حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی سب سے پہلی تقریر ۳۱ - اگست ۱۹۰۴ء کو ہوئی تھی - نیاز مند ایڈیٹر الحکم تاریخ مذکور پر اس لئے غیر حاضر تھا کہ ۲۴ - اگست ۱۹۰۴ء کو بغرض پیروی مقدمہ اسے گورداسپور حاضر ہونا تھا - اسلئے یہہ تقریر برادرم بابو محمد افضل صاحب نے قلمبند کی تھی - اسے ہی ہم اپنے ناظرین کے روحانی فائدہ کے لئے درج کرتے ہیں -

(ایڈیٹر)

ظہر کے وقت حضرت اقدس تشریف لائے - اور نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد احباب کی درخواست پر آپ ایک کرسی پر رونق افروز ہوئے - میاں فیروز الدین صاحب نے آگے بڑھ کر نیاز حاصل کی - حضرت اقدس نے چند نصائح فرماتے ہوئے تقریر کا سلسلہ یوں شروع کیا -

گناہ سے بچنے کا ذریعہ خوف ہے

دیکھو یاد رکھنے کا مقام ہے کہ بیعت کے چند الفاظ جو زبان سے کہتے ہو - کہ میں گناہ سے پرہیز کرونگا - یہی تمہارے لئے کافی نہیں ہیں اور نہ صرف انکی تکرار سے خدا راضی ہوتا ہے - بلکہ خدا کے نزدیک تمہاری اس وقت قدر ہوگی - جبکہ دلوں میں تبدیلی اور خدا کا خوف ہو ورنہ ادہر بیعت کی اور جب گھر میں گئے - تو وہی برے خیالات اور حالات رہے - تو اس سے کیا فائدہ - یقیناً مان لو - کہ تمام گناہوں سے بچنے کے لئے بڑا ذریعہ خوف الہی ہے اگر یہ نہیں تو ہرگز ممکن نہیں - کہ انسان اون سب گندوں سے بچ سکے - جو کہ اوسے مصری پر چونٹیوں کی طرح چمٹے ہوئے ہیں - مگر خوف ہی ایک ایسی شے ہے کہ حیوانات کو بھی جب ہو - تو وہ کسی کا نقصان نہیں کر سکتے - مثلاً بلی جو کہ دودھ کی بڑی حریص ہے جب اسے معلوم ہو - کہ اس کے نزدیک جانے سے سزا ملتی ہے - یا پرندوں کو جب علم ہو کہ اگر یہ دانہ کھایا تو جال میں پھنسے - اور موت آئی - تو وہ اس دودھ اور دانہ کے نزدیک نہیں پھٹکتے - اس کی وجہہ صرف خوف ہے - پس جبکہ لایعقل حیوان بھی خوف کے ہوتے ہوئے پرہیز کرتے ہیں - تو انسان جو عقلمند ہے اسکو کسقدر خوف اور پرہیز کرنا چاہئے یہہ امر بہت ہی بدیہی ہے - کہ جس موقعہ پر انسان کو خوف پیدا ہوتا ہے - اس موقع پر وہ جرم کی جرأت ہرگز نہیں کرتا مثلاً طاعون زدہ گانوں میں اگر کسی کو جانے کو کہا جاوے تو اوّل ہی جرأت کرکے نہیں جاتا - حتی کہ اگر حکام بھی حکم دیویں - تو بھی ترساں اور لرزاں جاوے گا اور دل پر یہ ڈر غالب ہوگا کہ کہیں مجھکو بھی طاعون نہ ہو جاوے اور وہ کوشش کرے گا کہ مفوضہ کام کو جلد پورا کرکے وہاں سے بھاگے - پس گناہ پر دلیری کی وجہہ ہی خدا کے خوف کا دلوں میں موجود نہ ہونا - لیکن یہ خوف کیونکر پیدا ہو - اسکے لئے معرفت الہی کی ضرورت ہے - جسقدر خدا کی معرفت زیادہ ہوگی اوسیقدر خوف زیادہ ہوگا ؎

ہر کہ عارف تر است ترساں تر

اس امر میں اصل معرفت ہے - اور اس کا نتیجہ خوف ہے معرفت ایک ایسی شئے ہے - کہ اسکے ہوتے ہوئے انسان ادنے ادنے کیڑوں سے بھی ڈرتا ہے - جیسے پسو اور مچھر کی جب معرفت ہوتی ہے تو ہر ایک ان سے بچنے کی کوشش کرتا ہے - پس کیا وجہہ ہے - کہ خدا جو قادر مطلق ہے - اور علیم و بصیر ہے - اور زمینوں اور آسمانوں کا مالک ہے - اس کے احکام کے برخلاف کرنے میں یہہ اسقدر جرأت کی ہے - اگر سوچ کر دیکھو گے تو معلوم ہوگا کہ معرفت نہیں -

بہت ہیں کہ زبان سے تو خدا کا اقرار کرتے ہیں لیکن اگر ٹٹولکر دیکھو تو معلوم ہوگا کہ ان کے اندر دہریت ہے کیونکہ دنیا کے کاموں میں جب مصروف ہوتے ہیں تو خدا کے قہر اور اس کی عظمت کو بالکل بھول جاتے ہیں اس لئے یہ بات بہت ضروری ہے کہ تم لوگ دعا کے ذریعہ اللہ تعالے سے معرفت طلب کرو بغیر اس کے یقین کامل ہرگز نہیں مل سکتا وہ اسیوقت حاصل ہوگا جبکہ یہ علم ہو کہ اللہ تعالے سے قطع تعلق کرنے میں ایک موت ہے - گناہ سے بچنے کے لئے جہاں دعا کرو - وہاں ساتھہ ہی تدابیر کے سلسلہ کو ہاتھہ سے نہ چھوڑو - اور تمام محفلیں اور مجلسیں جن میں شامل ہونے سے گناہ کی تحریک ہوتی ہے ان کو ترک کرو - اور ساتھہ ہی ساتھہ دعا بھی کرتے رہو اور خوب جان لو کہ ان آفات سے جو قضا و قدر کی طرف سے انسان کے ساتھہ پیدا ہوتی ہیں جب تک خدا کی مدد ساتھہ نہ ہو ہرگز رہائی نہیں ہوتی -

نماز جو کہ پانچوقت ادا کی جاتی ہے اس میں بھی یہی ارشاد ہے - کہ اگر وہ نفسانی جذبات اور خیالات سے اوسے محفوظ نہ رکھیگا - تب تک وہ سچی نماز ہرگز نہ ہوگی نماز کے معنے ٹکریں مار لینے اور رسم اور عادت کیطور پر ادا کرنے کے ہرگز نہیں نماز وہ شے ہے جسے دل بھی محسوس کرے - کہ روح پگھل کر خوفناک حالت میں آستانہ الوہیت پر گر پڑے - جہانتک طاقت ہے وہاں تک رقت کے پیدا کرنے کی کوشش کرے - اور تضرع سے دعا مانگے کہ شوخی اور گناہ جو اندر نفس میں ہیں - وہ دور ہوں - اسی قسم کی نماز بابرکت ہوتی ہے اور اگر وہ اس پر استقامت اختیار کرے گا - تو دیکھے گا کہ رات کو یا دن کو ایک نور اسکے قلب پر گرا ہے اور نفس امارہ کی شوخی کم ہو گئی ہے - جیسے اژدہا میں ایک سم قاتل ہے اسی طرح نفس امارہ میں بھی سم قاتل ہوتا ہے اور جس نے اسے پیدا کیا اوسی کے پاس اس کا علاج ہے

[illegible]

کبھی یہ دعوی نہ کرو کہ میں پاک صاف ہوں جیسے کہ اللہ تعالے قرآن شریف میں فرماتا ہے - **ولا تزکوا انفسکم** کہ تم اپنے آپ کو مزکی مت کہو - وہ خود جانتا ہے کہ تم میں سے متقی کون ہے جب انسان کے نفس کا تزکیہ ہو جاتا ہے تو خدا اوسکا متولی اور متکفل ہو جاتا ہے -

اور جیسے ماں بچہ کو گود میں پرورش کرتی ہے اسی طرح وہ خدا کی گود میں پرورش پاتا ہے اور یہی حالت ہے کہ خدا کا نور اوسکے دل پر گر کر کل دنیاوی اثروں کو جلا دیتا ہے اور انسان ایک تبدیلی اپنے اندر محسوس کرتا ہے لیکن ایسی حالت میں بھی اوسکو ہرگز مطمئن نہ ہونا چاہیئے کہ اب یہ طاقت مجھہ میں مستقل طور پر پیدا ہو گئی ہے اور کبھی ضائع نہ ہوگی جیسے دیوار پر دھوپ ہو تو اوسکے یہ معنے ہرگز نہیں ہوتے یہ ہمیشہ ایسی ہی روشن رہے گی اسی پر لوگوں نے ایک مثال لکھی ہے کہ دیوار جب دھوپ سے روشن ہوئی تو اوس نے آفتاب کو کہا کہ میں بھی تیری طرح روشن ہوں - آفتاب نے کہا کہ رات کو جب میں نہ ہوں گا تو پھر تو کہاں سے روشنی لیگی اسی طرح انسان کو جو روشنی عطا ہوتی ہے وہ بھی مستقل نہیں ہوتی بلکہ عارضی ہوتی ہے اور ہمیشہ اوسے اپنے ساتھہ رکھنے کے لئے استغفار کی ضرورت ہے انبیاء جو استغفار کرتے ہیں اوسکی بھی یہی وجہہ ہوتی ہے کہ وہ ان باتوں سے آگاہ ہوتے ہیں اور انکو خطرہ لگا رہتا ہے کہ نور کی جو چادر ہمیں عطا کی گئی ہے ایسا نہ کہ وہ چھین جاوے نادان لوگ لاعلمی کی وجہہ سے یہ کہتے ہیں اور فخر کرتے ہیں کہ مسیح استغفار نہ کرتا تھا حالانکہ یہ بات کسی قسم کے ناز کی نہیں بلکہ رونے اور افسوس کرنے کی ہے اگر وہ استغفار نہ کرتا تھا تو گویا اوس نور سے بالکل محروم تھا جو اللہ تعالے اپنے برگزیدوں کو عطا کیا کرتا ہے کوئی نبی جسقدر زیادہ استغفار کرنیوالا ثابت ہوگا اوسیقدر اوسکا درجہ بڑا اور بلند ہوگا لیکن جسکو یہ حالت حاصل نہیں تو وہ خطرہ میں ہے اور ممکن ہے کہ کسی وقت اس سے وہ چادر حفاظت کی چھین لی جاوے کیونکہ نبیوں کو بھی وہ مستعار طور پر ملتی ہے - اور وہ پھر استغفار کے ذریعہ اسے دوامی طور پر رکھتے ہیں - بات یہ ہے کہ اصل انوار تو اللہ تعالے کے پاس ہیں

اور نبی ہو یا کوئی اور سب خدا سے اُنہیں حاصل کرتے ہیں سچے نبی کی یہی علامت ہے کہ وہ اوس روشنی کی حفاظت بذریعہ استغفار کے کرے۔ استغفار کے یہی معنے ہوتے ہیں کہ موجودہ نور جو خدا سے حاصل ہوا ہے وہ محفوظ رہے۔ اور زیادہ اور ملے اسی کی تحصیل کے لئے پنجگانہ نماز بھی ہے تاکہ ہر روز دل کھول کر اس روشنی کو خدا سے مانگ لیوے جسے بصیرت ہے وہ جانتا ہے کہ نماز ایک معراج ہے کہ وہ نماز ہی کی تضرع اور ابتہال سے بھری ہوئی دعا ہے جس سے یہ امراض سے رہائی پاسکتا ہے وہ لوگ بہت بیوقوف ہیں جو دوری ڈالنے والی تاریکی کا علاج نہیں کرتے میرے پاس اکثر خطوط آتے ہیں مگر اون میں یہی لکھا ہوتا ہے کہ میرے املاک کے لئے یا اولاد کے لئے دعا ہو۔ فلاں مقدمہ ہے یا فلاں مرض ہے وہ اچھا ہو جاوے۔ لیکن مشکل سے کوئی خط ایسا ہوتا ہے۔ جسمیں ایمان یا ان تاریکیوں کے دور ہونے کے لئے درخواست کی گئی ہو۔ بعض خطوط میں یہہ لکھا ہوتا ہے کہ اگر مجھے پانچسو روپیہ ملجاوے تو میں بیعت کرلوں۔ بیوقوفوں کو اتنا خیال نہیں کہ جن باتوں کو ہم چھڑانا چاہتے ہیں وہی یہ طلب کیجاتی ہیں اسی کے لئے میں اکثر لوگوں کی بیعت سے خوف کرتا ہوں کیونکہ سچی بیعت کرنے والے بہت کم ہوتے ہیں۔ بعض تو ظاہری شروط لگاتے ہیں جیسے کہ اوپر ذکر ہوا ہے اور بعض لوگ بعد بیعت کے ابتلا میں پڑجاتے ہیں جیسے کسی کا لڑکا مر گیا تو شکایت کرتا ہے کہ میں نے تو بیعت کی تھی یہہ صدمہ مجھے کیوں ہوا اوس نادان کو یہہ خیال نہیں آتا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم باوجودیکہ پیغمبر تھے مگر آپ کے گیارہ لڑکے فوت ہوگئے مگر کبھی شکایت نہ کی کہ خداوند تو نے تو مجھے پیغمبر بنایا تھا میرے بچے کیوں مار دئے غرضیکہ یاد رکھو کہ دین کو دنیا سے ہرگز نہ ملانا چاہئے اور بیعت اس نیت سے ہرگز نہ کرنی چاہئے کہ میں بادشاہ ہی بن جاونگا یا ایسی کیمیا حاصل ہو جائے گی کہ گھر بیٹھے روپیہ بنتا رہے گا اللہ تعالےٰ نے ہمیں تو اسلئے مامور کیا ہے کہ ان باتوں سے لوگوں کو چھڑا دلویں۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ جو لوگ صدق اور وفا سے خدا کی طرف آتے ہیں اور اسکے لئے ہر ایک دکھ اور مصیبت کو سر پر لیتے ہیں تو خدا انکو اور انکی اولاد کو ہرگز ضایع نہیں کرتا حضرت داوٗد علیہ السلام کہتے ہیں کہ میں بوڑھا ہو گیا کہ صالح آدمی کی اولاد ضایع ہوئی ہے خدا تعالےٰ خود اسکا متکفل ہوتا ہے لیکن ابتدا میں ابتلا کا آنا ضروری ہے تاکہ کھوٹے اور کھرے کی شناخت ہو جاوے۔

شعر

عشق اوّل سرکش و خونی بود
تا گریزد ہر کہ بیرونی بود

دوسرے ابتلا اس لئے ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ لوگوں کو دکھلا دے کہ جو ہماری طرف آنیوالے ہیں وہ کیسے مستقل مزاج اور جفاکش ہوتے ہیں۔ کہ مار پر مار کھاتے ہیں لیکن منہ نہیں پھیرتے ہیں اور جب وہ ثابت قدم نکل آتے ہیں تو پھر اللہ تعالےٰ اون سے وہی سنت برتتا ہے جو منعم علیہ گروہ سے برتنی چاہئے۔

ابتلا ضرور ہے اور خدا ظالم نہیں

خدا سے زیادہ پیارا اور رحم اور محبت کرنے کوئی نہیں جانتا لیکن اخلاص ضروری ہے کوئی دل سے اسکا ہو پھر دیکھے کہ آیا مخلص کی دستگیری اور کفایت اسکی خوبی ہے کہ نہیں لیکن جو اوسے آزماتا ہے وہ خود آزمایا جاتا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور اسلام لایا اور بعد ازاں اندھا ہو گیا۔ اور کہنے لگا کہ اسلام قبول کرنے سے مجھ پر یہ آفت آئی۔ اسلئے کافر ہو گیا آنحضرت نے اوسے بہت سمجھایا لیکن نہ مانا حالانکہ اگر وہ مسلمان رہتا تو خدا تو اس بات پر قادر تھا کہ اوسے دوبارہ بینائی بخشتا۔ لیکن کافر ہو کر دنیا سے تو اندھا تھا دین سے بھی اندھا بن گیا مجھے فکر ہے۔ کہ بہت سے ایسے لوگ ہیں جو کہ خدا کو آزماتے ہیں ایسا نہ ہو کہ وہ خود آزمائے جائیں پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو مجھ پر ایمان لاوے۔ اوّل وہ مصائب کے لئے تیار رہے مگر یہہ کچھہ اوائل میں ہوتا ہے اگر صبر کرے تو اللہ تعالےٰ اوس پر فضل کر دیتا ہے کیونکہ مومن کے لئے دو حالتیں ہیں اوّل تو یہ کہ جب ایمان لاتا ہے تو مصائب کا ایک دوزخ اوس کے لئے تیار کیا جاتا ہے جس میں اوسے کچھہ عرصہ رہنا پڑتا ہے اور اس کے استقلال کا امتحان لیا جاتا ہے اور جب وہ اُس میں ثابت قدمی دکھاتا ہے تو دوسری حالت یہ ہے کہ اس دوزخ کو جنت سے بدلدیا جاتا ہے جیسے کہ بخاری میں حدیث ہے کہ مومن بذریعہ نوافل کے اللہ تعالےٰ سے یہاں تک قرب حاصل کرتا ہے کہ وہ اس کی آنکھہ ہو جاتا ہے جس سے وہ دیکھتا اور کان ہو جاتا ہے جس سے وہ سنتا ہے اور ہاتھہ ہو جاتا ہے جس سے وہ پکڑتا ہے اور اسکے پاؤں ہو جاتا ہے جس سے وہ چلتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے میں اسکی زبان ہو جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے اور ایسے ہی لوگوں کے لئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ من عادلی ولیًا فاذنتہ للحرب (جو شخص میرے ولی کی عداوت کرتا ہے۔ وہ جنگ کے لئے تیار ہو جاوے اسقدر غیرت خدا کو اپنے بندے کے لئے ہوتی ہے۔ پھر دوسری جگہہ فرماتا ہے کہ مجھے کسی شے اسقدر تردد نہیں ہوتا ہے کہ جسقدر مومن کی جان لینے ہوتا اور اسی لئے وہ کئی دفعہ بیمار ہوتا ہے اور پھر اچھا ہو جاتا ہے اسکی وجہ یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اوس کی جان لینا چاہتا ہے مگر پھر اوسے مہلت دیدیتا ہے اور کچھہ عرصہ دنیا میں رہ لیوے۔

جماعت کو اصلاح اخلاق کی ضرورت ہے

اس جماعت کو طیار کرنے سے غرض یہی ہے۔ کہ زبان کان۔ آنکھہ۔ اور ہر ایک عضو میں تقوا سرایت کر جاوے۔ تقوٰی کا نور اسکے اندر اور باہر ہو۔ اخلاق حسنہ کا اعلیٰ نمونہ ہو۔ اور بیجا غصہ اور غضب وغیرہ بالکل نہ ہو۔ میں نے دیکھا ہے۔ کہ جماعت کے اکثر لوگوں میں غصہ کا نقص اب تک موجود ہے۔ تہوڑی تہوڑی سی بات پہ کینہ اور بغض پیدا ہو جاتا ہے۔ اور آپس میں لڑ جھگڑ پڑتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا جماعت میں سے کچھہ حصہ نہیں ہوتا۔ اور میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس میں کیا دقت پیش آتی ہے۔ کہ اگر کوئی گالی دے تو دوسرا چپ کر رہے۔ اور اس کا جواب نہ دے ہر ایک جماعت کی اصلاح اوّل اخلاق سے شروع ہوا کرتی ہے۔ چاہئے کہ ابتدا میں صبر سے تربیت میں ترقی کرے۔ اور سب سے عمدہ ترکیب یہہ ہے کہ اگر کوئی بدگوئی کرے۔ تو اس کے لئے درد دل سے دعا کرے کہ اللہ تعالےٰ اسکی اصلاح کر دیوے۔ اور دل میں کینہ کو ہرگز نہ بڑہاوے جیسے دنیا کے قانون ہیں۔ ویسے خدا کا بھی قانون ہے۔ جب دنیا اپنے قانون کو نہیں چھوڑتی تو اللہ تعالےٰ اپنے قانون کو کیسے چھوڑے پس جب تک تبدیلی نہ ہوگی۔ تب تک تمہاری قدر اس کے نزدیک کچھہ نہیں۔ خدا تعالےٰ ہرگز پسند نہیں کرتا۔ کہ حلم اور صبر اور عفو جو عمدہ صفات ہیں۔ ان کی جگہہ درندگی ہو۔ اگر تم ان صفات حسنہ میں ترقی کروگے۔ تو بہت جلد خدا تک پہنچ جاؤ گے۔ لیکن مجھے افسوس ہے۔ کہ جماعت کا ایک حصہ ابھی تک ان اخلاق میں کمزور ہے ان باتوں سے صرف شماتت اعدا ہی نہیں ہے بلکہ ایسے لوگ خود بھی قرب کے مقام سے گرائے جاتے ہیں۔

اصلاح کے لحاظ سے خَلق اور خُلق میں فرق

یہہ سچ ہے کہ سب انسان ایک مزاج کے نہیں ہوتے اسی لئے قرآن شریف میں آیا ہے کل یعمل علی شاکلتہ بعض آدمی اگر ایک قسم کے اخلاق میں عمدہ ہیں۔ تو دوسری قسم میں کمزور۔ اگر ایک خلق کا رنگ اچھا ہے۔ تو دوسرے کا برا۔ لیکن تاہم اس سے یہہ لازم نہیں آتا۔ کہ اصلاح ناممکن ہے خلق سے ہماری مراد شیریں کلامی ہی نہیں۔ بلکہ خَلق اور خُلق دو الفاظ ہیں۔ آنکھہ۔ کان۔ ناک۔ وغیرہ جسقدر اعضا ظاہری ہیں۔ جن کو انسان کو حسین وغیرہ کہا جاتا ہے یہہ سب خلق کہلاتے ہیں۔ اور اس کے مقابل پر باطنی قوی کا نام خُلق ہے۔ مثلاً عقل۔ فہم۔ شجاعت عفت۔ صبر وغیرہ اس قسم کے جسقدر قوے سرشت میں ہوتے ہیں۔ وہ سب اسی میں داخل ہیں۔ اور خَلق کو خُلق پر اس لئے ترجیح ہے کہ خلق یعنی ظاہری جسمانی اعضاء میں اگر کسی قسم کا نقص ہو تو وہ ناقابل علاج ہوتا ہے مثلاً اگر ہاتھ چھوٹا پیدا ہوا ہے۔ تو اسکو بڑا نہیں کر سکتا لیکن خُلق میں اگر کوئی کمی بیشی ہو۔ تو اسکی اصلاح ہو سکتی ہے۔ ذکر کرتے ہیں۔ کہ افلاطون کو علم فراست میں بہت دخل تھا۔ اور اس نے دروازہ پہ ایک دربان مقرر کیا ہوا تھا۔ جسے حکم تھا۔ کہ جب کوئی شخص ملاقات کو آوے۔ تو اوّل اسکا حلیہ بیان کرو اس حلیہ کے ذریعہ وہ اس کے اخلاق کا حال معلوم کرکے پھر اگر قابل ملاقات سمجھتا۔ تو ملاقات کرتا۔ ورنہ رد کر دیتا۔ ایک دفعہ ایک شخص اس کی ملاقات کے لئے آیا۔ دربان نے اطلاع دی۔ اس کے نقوش کا حال سنکر افلاطون نے ملاقات کا انکار کر دیا۔ اس پر اس شخص نے کہلا کر بھیجا۔ کہ افلاطون سے کہدو۔ کہ جو کچھہ تم نے سمجھا ہے۔ بالکل درست ہے۔ مگر میں نے قوت مجاہدہ سے اپنی اصلاح کرلی ہے۔ اس پر افلاطون نے ملاقات کی اجازت دیدی۔ پس خُلق ایسی شے ہے جس میں تبدیلی ہو سکتی ہے اگر تبدیلی نہ ہو سکتی تو یہ ظلم تھا۔ لیکن دعا اور عمل سے کام لوگے تب اس تبدیلی پر قادر ہو سکوگے۔ عمل اس طرح سے کہ اگر کوئی شخص ممسک ہے تو وہ قدرے قدرے خرچ کی عادت ڈالے اور نفس پر جبر کرے آخر کچھہ عرصہ کے بعد نفس میں ایک تغیر عظیم دیکھ لیگا۔ اور اس کی عادت امساک دور ہو جاوے گی۔ اخلاق کی کمزوری بھی ایک دیوار ہے جو خدا اور بندہ کے درمیان حائل ہو جاتی ہے۔

نماز باجماعت اور وحدت جمہوری

اللہ تعالےٰ کا یہہ منشاء ہے کہ تمام انسانوں کو ایک نفس واحد کی طرح بنا دے۔ اسکا نام وحدت جمہوری ہے جس سے بہت سے انسان بحالت مجموعی ایک انسان کے حکم میں سمجھا جاتا ہے۔ مذہب سے بھی یہی منشاء ہوتا ہے کہ تسبیح کے دانوں کی طرح وحدۃ جمہوری کے ایک دھاگہ میں سب پروئے جائیں یہ نمازیں باجماعت جو کہ ادا کی جاتی ہیں۔ وہ بھی اسی وحدت کے لئے ہیں تاکہ کل نمازیوں کا ایک وجود شمار کیا جاوے اور آپس میں ملکر کھڑے ہونے کا حکم اس لئے ہے۔ کہ جس کے پاس زیادہ نور ہے وہ دوسرے کمزور میں سرایت کرکے اوسے قوت دیوے حتی کہ حج بھی اسی لئے ہے۔ اس وحدت جمہوری کو پیدا کرنے اور قایم رکھنے کی ابتدا اس طرح سے اللہ تعالےٰ نے کی ہے۔ کہ اوّل یہ حکم دیا۔ کہ ہر ایک محلہ والے پانچوقت نمازوں کو محلہ کی مسجد میں ادا کریں۔ تاکہ اخلاق کا تبادلہ آپس میں ہو اور انوار مل ملاکر کمزوری کو دور کردیں۔ اور آپس میں تعارف ہو کر انس پیدا ہو جاوے۔ تعارف بہت عمدہ شے ہے۔ کیونکہ اس سے بڑھتا ہے جو کہ وحدت کی بنیاد ہے۔ حتی کے تعارف الا

دشمن ایک نا آشنا دوست سے بہت اچھا ہوتا ہے کیونکہ جب غیر ملک میں ملاقات ہو۔ تو تعارف کیوجہ سے دلوں میں اُنس پیدا ہو جاتا ہے۔ وجہ اس کی یہہ ہوتی ہے کہ کینہ والی زمین سے الگ ہونے کے باعث بغض جو کہ عارضی شے ہوتا ہے۔ وہ تو دور ہو جاتا ہے اور صرف تعارف باقی رہ جاتا ہے۔ پھر دوسرا احکام یہہ ہے کہ جمعہ کے دن جامع مسجد میں جمع ہوں۔ کیونکہ ایک شہر کے لوگوں کا ہر روز جمع ہونا تو مشکل ہے۔ اس لئے یہہ تجویز کی کہ شہر کے سب لوگ ہفتہ میں ایک دفعہ مل کر تعارف اور وحدت پیدا کریں۔ آخر کبھی نہ کبھی تو سب ایک ہو جاویں گے۔ پھر سال کے بعد عیدین میں یہ تجویز کی۔ کہ دیہات اور شہر کے لوگ مل کر نماز ادا کریں تاکہ تعارف اور اُنس بڑھ کر وحدت جمہوری پیدا ہو پھر اسی طرح تمام دنیا کے اجتماع کے لئے ایک دن عمر بھر میں مقرر کر دیا کہ مکہ کے میدان میں سب جمع ہوں۔ غرضیکہ اس طرح سے اللہ تعالےٰ نے چاہا۔ کہ آپس میں الفت اور اُنس ترقی پکڑے افسوس کہ ہمارے مخالفوں کو اس بات کا علم نہیں کہ اسلام فلسفہ کیسا پکا ہے دنیوی حکام کی طرف سے جو احکام پیش ہوتے ہیں ان میں تو انسان ہمیشہ کے لئے ڈھیلا ہو سکتا ہے لیکن خدا کے احکام میں ڈھیلا پن اور اس سے بکلی روگردانی کبھی ممکن ہی نہیں۔ کونسا ایسا مسلمان ہے جو کم از کم عیدین میں بھی نماز نہ ادا کرتا ہو۔ پس ان تمام اجتماعوں کا یہ فائدہ ہے کہ ایک کے انوار دوسرے میں اثر کرکے اوسے قوت بخشیں۔

اصلاح نفس و اخلاق کا بڑا ذریعہ اور اخلاص کی ضرورۃ

نفس اور اخلاق کی پاکیزگی حاصل کرنے کا ایک بڑا ذریعہ صحبت صادقین بھی ہے۔ جسکی طرف اللہ تعالےٰ نے اشارہ فرمایا ہے کہ کونوا مع الصادقین۔ یعنی تم خدا کے صادق اور راست باز لوگوں کی صحبت اختیار کرو۔ تاکہ اون کے صدق کے انوار سے تم کو بھی حصہ ملے۔ جو مذاہب کہ تفرقہ پسند کرتے ہیں۔ اور الگ الگ رہنے کی تعلیم دیتے ہیں وہ یقیناً وحدت جمہوری کی برکات سے محروم رہتے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے تجویز کیا۔ کہ ایک نبی ہو جو کہ جماعت بناوے اور اخلاق کے ذریعہ آپس میں تعارف اور وحدت پیدا کرے۔

درستی اخلاق کے بعد دوسری بات یہ ہے۔ کہ دعا کے ذریعہ سے خدا کی پاک محبت حاصل کیجاوے۔ ہر ایک قسم کے گناہ اور بدی سے دور رہے اور ایسی حالت میسر ہو کہ جسقدر اندرونی آلودگیاں ہیں ان سب سے الگ ہو کر ایک مصفا فطرت کیطرح بن جاوے۔ جب تک یہہ حالت میسر نہ ہوگی تب تک خطرہ ہی خطرہ ہے۔ لیکن دعا کے ساتھ تدابیر کو نہ چھوڑے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے تدبیر کو بھی پسند کرتا ہے اور اسی لئے والمدبرات امرا کہکر قرآن شریف میں قسم کہائی ہے۔ جب وہ اس مرحلہ کو طے کرنے کے لئے دعا بھی کریگا۔ اور تدبیر سے بھی اس طرح کا کام لیگا۔ کہ جو مجلس اور صحبت اور تعلقات اسکو حارج ہیں۔ ان سب کو ترک کر دیگا۔ اور رسم عادت اور بناوٹ سے الگ ہو کر دعا میں مصروف ہوگا۔ تو ایک دن قبولیت کے آثار مشاہدہ کرے گا یہ لوگوں کی غلطی ہے کہ وہ کچھہ عرصہ دعا کرکے رہ جاتے ہیں۔ اور شکایت کرتے ہیں کہ ہم نے اسقدر دعا کی مگر قبول نہ ہوئی۔ حالانکہ دعا کا حق تو اون سے ادا ہی نہ ہوا۔ تو قبول کیسے ہو۔ اگر ایک شخص کو بھوک لگی ہو یا سخت پیاس ہو۔ اور وہ صرف ایک دانہ یا ایک قطرہ لے کر شکایت کرے۔ کہ مجھے سیری حاصل نہیں ہوئی تو کیا اسکی شکایت بجا ہوگی۔ ہرگز نہیں جب تک وہ پوری مقدار کہانے اور پینے کی نہ لیگا۔ تب تک کچھہ فائدہ نہ ہوگا۔ یہی حال دعا کا ہے۔ اگر انسان لگ کر اسے کرے اور پورے آداب سے بجا لاوے۔ وقت بھی میسر آوے تو امید ہے۔ کہ ایک دن اپنی مراد کو پالیوے۔ لیکن راستہ میں ہی چھوڑ دینے سے صدہا انسان مر گئے (گمراہ ہو گئے) اور صدہا ابھی آیندہ مرنے کو طیار ہیں۔ ایک من پیشاب میں ایک قطرہ پانی کا کیا شے ہے جو اسے پاک کرے اسی طرح وہ بداعمالیاں جن میں لوگ سر سے پاؤں تک غرق ہیں۔ ان کے ہوتے ہوتے چند روز کی دعا کیا اثر دکھا سکتی ہے۔ پھر عجب۔ خود بینی تکبر اور ریا وغیرہ ایسے امراض لگے ہوئے ہوتے ہیں جو عمل کو ضایع کر دیتے ہیں۔

نیک عمل کی مثال ایک پرندکی طرح ہے۔ اگر صدق اور اخلاص کے قفس میں اُسے قید رکھوگے۔ تو وہ رہے گا ورنہ پرواز کر جاوے گا۔ اور یہہ بجز خدا کے فضل کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے فمن کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملاً صالحاً ولا یشرک بعبادۃ ربہ احداً۔ عمل صالح سے یہاں یہ مراد ہے کہ اس میں کسی قسم کی بدی کی آمیزش نہ ہو۔ صلاحیت ہی صلاحیت ہو نہ عجب ہو نہ کبر ہو نہ نخوت ہو نہ تکبر ہو نہ نفسانی اغراض کا کوئی حصہ ہو نہ رو بخلق ہو۔ حتیٰ کہ دوزخ اور بہشت کی خواہش بھی نہ ہو صرف خدا کی محبت سے وہ عمل صادر ہو۔ جب تک دوسری کسی قسم کی غرض کو دخل ہے تب تک ٹھوکر کہائے گا۔ اور اس کا نام شرک ہے کیونکہ وہ دوستی اور محبت کس کام کی جس کی بنیاد صرف ایک پیالہ چاہ یا دوسری خالی محبوبات تک ہی ہے ایسا انسان جس دن اس میں فرق آتا دیکھے گا۔ اوسی دن قطع تعلق کر دیگا۔ جو لوگ خدا سے اس لئے تعلق باندہتے ہیں کہ ہمیں مال ملے یا اولاد حاصل ہو یا ہم فلاں فلاں امور میں کامیاب ہو جاویں ان کے تعلقات عارضی ہوتے ہیں۔ اور ایمان بھی خطرہ میں ہے۔ جس دن ان کے اغراض کو کوئی صدمہ پہونچا۔ اوسی دن ایمان میں بھی فرق آجاویگا۔ اسلئے پکا مومن وہ ہے جو کسی سہارے پر خدا کی عبادت نہیں کرتا۔

راستبازوں کی سنت ہے

راستبازوں کی ایک یہ بھی نشانی ہے۔ کہ مصیبت سے ان کو محبت ہوتی ہے۔ اور جب ایسے موقع پر شیطان دخل دیکر ان کو بہکانا چاہتا ہے۔ تب ان کی غیرت جوش مارتی ہے اور بجائے اس کے کہ اون کا قدم پیچھے ہٹے۔ وہ آگے بڑھاتے ہیں اور کہتے ہیں۔ کہ شیطان ہمیں پیچھے ہرگز نہیں ڈال سکتا۔ شیطان بھی ایسے موقع پر ہر ایک قسم کے منصوبے اس کی لغزش کے لئے پیش کرتا ہے۔ مال۔ اولاد۔ عزت۔ آبرو۔ خلقت کی ملامت طعن۔ تشنیع وغیرہ سب نقصانوں سے ڈراتا ہے لیکن وہ اوّل ہی سے فیصلہ کر لیتے ہیں کہ ہم ان نقصانوں کی کچھہ پروا نہ کرینگے۔ آخر نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ شیطان ان کے نزدیک ایک مخنث کی بھی کمتر ہوتا ہے لیکن جس کا دعوے تو ایمان کا ہوتا ہے۔ اور دماغ میں اغراض نفسانی بہرے ہوئے ہوتے ہیں۔ تو شیطان بڑی آسانی سے اپنا تسلط اس پر بٹھاتا ہے اور جس راستے چاہتا ہے چلاتا ہے۔ خوب یاد رکھو۔ کہ سفلی خواہشات سے شیطان کا مقابلہ ہرگز نہ ہو سکے گا۔

شیطان کے وجود کا ثبوت

ممکن ہے کہ بعض لوگ یہاں ایسے ہوں کہ جو شیطان کے وجود ہی سے منکر ہوں لیکن میں کہتا ہوں کہ اس کے وجود سے انکار بھی نادانی ہے کیا وہ مشاہدہ نہیں کرتے۔ کہ انسان میں دو قوتیں موجود ہیں۔ بیٹھے بیٹھے ایک لہر اسکے دل میں آتی ہے۔ کہ نیکی کروں اور اکثر اوقات وہ اس کا ایسا پابند ہو جاتا ہے۔ کہ بلا اسکے تقاضائے پورا کئے کے رہ ہی نہیں سکتا اور اسی طرح کبھی اس کے دل میں ایسی لہر اتی ہے۔ جو کہ بدی کی طرف رغبت دلاتی ہے اور وہ گھر سے اوٹھکر کنجروں کی طرف چلا جاتا ہے۔ پس یہ قوتیں۔ جن میں سے بدی کے محرک کا نام شیطان رکھہ لو۔ انسان کے لئے یہ ضروری نہیں۔ کہ وہ ابتدائی مراحل میں ہر ایک شے کی حقیقت کو سمجھ لیوے جیسے جیسے بتدریج اس کی معرفت ترقی کرتی ہے۔ ویسے ویسے وہ باریک در باریک امور کو سمجھتا جاتا ہے۔ آسمان کے ستاروں کو دیکھو۔ کہ وہ اوّل سوئی کے نقطوں کے اور کچھہ معلوم نہیں ہوتے۔ مگر جب انہیں نقطوں کو دوربینوں سے دیکھا جاوے۔ تو کسقدر عجائبات معلوم ہوتے ہیں اور سابقہ معرفت اس کے آگے ہیچ نظر آتی ہے اور انسان کو شرمندہ ہونا پڑتا ہے کہ میں نے اسکو نقطہ کیوں سمجھا ایسے ہی شیطان اور فرشتہ کے وجود کا حال ہے کہ اونکو اوّل نقطوں کی طرح ماننا پڑتا ہے اور پھر اس دوربین سے جو انبیاء لیکر آتے ہیں دیکھا جاوے تو اون کی اصل حقیقت معلوم ہوتی ہے یہ تو جملہ معترضہ تہا جو کہ درمیان میں آگیا۔

پھر میں اصل مطلب کو بیان کرتا ہوں کہ اگر تم اپنی اصلاح چاہتے ہو تو یہ بھی لازمی امر ہے کہ گھر کی عورتوں کی اصلاح کرو۔

عورتوں میں بت پرستی کی جڑ ہے

عورتیں بت پرستی کی جڑہیں پردہ کیضرورت اور فلاسفی اور ضمناً اصلاح نفس کے منازل

کیونکہ ان کی طبایع کا میلان زینت پرستی کیطرف ہوتا ہے۔ اور یہی وجہہ ہے۔ کہ بت پرستی کی ابتدا انہی سے ہوئی ہے۔ بزدلی کا مادہ بھی ان میں زیادہ ہوتا ہے۔ کہ ذراسی سختی پر اپنی جیسی مخلوق کے آگے ہاتہہ جوڑنے لگ جاتی ہے اس لئے جو لوگ زن پرست ہوتے ہیں رفتہ رفتہ ان میں بھی یہ عادتیں سرایت کر جاتی ہیں۔ پس بہت ضروری ہے کہ ان کی اصلاح کی طرف متوجہ رہو۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ الرجال قوامون علی النساء۔ اور اسی لئے مرد کو عورتوں کی نسبت قوےٰ زیادہ دئے گئے ہیں۔ اسوقت جو نئی روشنی کے لوگ مساوات پر زور دے رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ مرد اور عورت کے حقوق مساوی ہیں۔ ان کی عقلوں پر تعجب آتا ہے وہ ذرا مردوں کی جگہ عورتوں کی فوجیں بنا کر جنگوں میں بھیجکر دیکھیں تو سہی۔ کہ کیا نتیجہ مساوی نکلتا ہے۔ یا مختلف۔ ایک طرف تو اوسے حمل ہے۔ اور ایک طرف جنگ ہے۔ وہ کیا کر سکے گی۔ غرضیکہ عورتوں میں مردوں کی نسبت قوےٰ کمزور ہیں۔ اور کم بھی ہیں۔ اس لئے مرد کو چاہئے کہ عورت کو اپنے ماتحت رکھے۔

یورپ کیطرح بے پردگی پر بھی یہ لوگ زور دے رہے ہیں۔ لیکن یہ ہرگز مناسب نہیں۔ یہی عورتوں کی آزادی فسق وفجور کی جڑ ہے۔ جن ممالک نے اس قسم کی آزادی کو روا رکھا ہے۔ ذرا ان کی اخلاقی حالت کو اندازہ کرو۔ اگر اس آزادی اور بے پردگی سے اون کی عفت اور پاکدامنی بڑھ گئی ہے تو ہم مان لینگے کہ ہم غلطی پر ہیں۔ لیکن یہ بات بہت ہی صاف ہے کہ جب مرد اور عورت جوان ہوں اور آزادی اور بے پردگی بھی ہو تو اون کے تعلقات کسقدر خطرناک ہوں گے۔ بدنظر ڈالنی اور نفس کے جذبات سے اکثر مغلوب ہو جانا انسان کا خاصہ ہے پھر جس حالت میں کہ پردہ میں بے اعتدالیاں ہوتی ہیں اور فسق وفجور کے مرتکب ہو جاتے ہیں تو آزادی میں کیا کچھہ نہ ہوگا مردوں کی حالت کا اندازہ کرو کہ وہ کس طرح بے لگام گھوڑے کی طرح ہو گئے ہیں نہ خدا کا خوف رہا ہے نہ آخرت کا یقین ہے دنیاوی لذات کو اپنا معبود بنا رکھا ہے۔ پس سب سے اوّل ضرورتی ہے کہ اس آزادی اور بے پردگی سے پہلے مردوں کی اخلاقی حالت درست کرو۔ اگر یہہ درست ہو جاوے اور مردوں میں کم از کم اسقدر قوت ہو۔ کہ وہ اپنے نفسانی جذبات کے مغلوب نہ ہو سکیں تو اسوقت اس بحث کو چھیڑو کہ آیا پردہ ضروری ہے یا نہیں ورنہ موجودہ حالت میں اسبات پر زور دینا کہ آزادی اور بے پردگی ہو۔ گویا بکریوں کو شیروں کے آگے رکھہ دینا ہے۔ ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ کسی بات کے نتیجہ کو غور نہیں کرتے کم سے کم اپنے کانشنس سے ہی کام لیں۔ کہ آیا مردوں کی حالت ایسی اصلاح شدہ ہے کہ عورتوں کو بے پردہ ان کے سامنے رکھا جاوے۔ قرآن شریف نے (جو کہ انسان کی فطرت کے تقاضوں اور

کیونکہ وہ یون کو مدنظر رکھکر عجیب تعلیم دیتا ہے) کیا عمدہ مسلک اختیار کیا ہے قل للمومنین

یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذالک ازکی لھم۔

کہ تو ایمان والون کو کہدے۔ کہ وہ اپنی نگاہون کو نیچا رکھین۔ اور اپنی سوراخون کی حفاظت کرین یہ وہ عمل ہے جس سے انکے نفوس کا تزکیہ ہوگا۔ فروج سے مراد شرمگاہ ہی نہین بلکہ ہر ایک سوراخ جسمین کان وغیرہ بھی شامل ہین۔ اور اس مین اس امر کی مخالفت کی گئی ہے۔ کہ غیر محرم عورت کا راگ وغیرہ سنا جاوے۔ پھر یاد رکھو۔ کہ ہزار در ہزار تجارب سے یہ بات ثابت شدہ ہے۔ کہ جن باتون سے اللہ تعالےٰ روکتا ہے۔ آخر کار انسان کو ان سے رکنا ہی پڑتا ہے۔ (تعدد ازدواج اور طلاق کے مسئلہ پر غور کرو) ہرچہ دانا کند کند نادان لیکن بعد از خرابئے بسیار۔ ہمین افسوس ہے، کہ آریہ صاحبان بھی بے پردگی پر زور دیتے ہین۔ اور قرآن شریف کے احکام کی مخالفت چاہتے ہین حالانکہ اسلام کا یہ بڑا احسان ہندوستان پر ہے کہ اس نے انکو تہذیب سکہائی۔ اور اسکی تعلیم ایسی ہے۔ جس سے مفاسد کا دروازہ بند ہوجاتا ہے مثل مشہور ہے۔

خربزہ بر گرچہ دزد آشنا است

یہی حالت مرد اور عورت کے تعلقات کی ہے کہ اگرچہ کچھ ہی کیون نہ ہو۔ لیکن تاہم فطری جوش اور تقاضے بعض اس قسم کے ہوتے ہین کہ جب ان کو ذرا سی تحریک ہوئی۔ تو حد اعتدال سے ادہر ادہر ہوگئے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ مرد اور عورت کے تعلقات اگرچہ کچھ ہی کیون نہ ہو۔ لیکن تاہم فطری جوش اور تقاضے بعض اس قسم کے ہوتے ہین۔ کہ جب ان کو ذرا سی تحریک ہوئی۔ تو حد اعتدال سے ادہر ادہر ہوگئے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ مرد اور عورت کے تعلقات مین حد درجہ کی آزادی وغیرہ کو ہرگز دخل دیا جاوے۔ ذرا اپنے دلون مین غور کرو۔ کہ کیا تمہارے دل راجہ رام چند اور کرشن وغیرہ کیطرح پاک ہوگئے ہین پھر جب وہ پاکدلی تم کو نصیب نہین ہوئی۔ تو تبے پردگی کو رواج دیکر بکریون کو شیرون کے آگے کیون رکھتے ہو ہٹ دھرمی اور ضد اور تعصب اور بغض وغیرہ سے تم لوگ دیدہ و دانستہ اسلام کے ان پاکیزہ اصولون کی مخالفت کیون کرتے ہو۔ جن سے تمہاری عفت برقرار رہتی ہے۔ عقل تو اس بات کا نام ہے کہ انسان کو نیک بات جہان سے ملے وہ لیوے کیونکہ نیک بات کی مثال سونے اور ہیرے اور جواہر کی ہے اور یہ اشیاء خواہ کہین ہون آخر وہ سونا وغیرہ ہی ہونگی۔ اس لئے تم کو لازم ہے کہ اسلام کے نام سے چڑکر تم نیکی کو ترک نہ کرو۔ ورنہ یاد رکھو۔ کہ اسلام کا تو کچھ حرج نہین ہے۔ اگر اس کا ضرر ہے۔ تو تم ہی کو ہے۔ ہان اگر تم لوگون کو اطمینان بجائے سب نیک بن گئے ہو اور نفسانی

جذبات پر تم کو پوری قدرت حاصل ہے۔ اور قوائے پر مشیت کی رضا اور احکام کے برخلاف بالکل حرکت نہین کرتے۔ تو پھر ہم تم کو منع نہین کرتے بیشک بے پردگی کو رواج دو لیکن جہانتک میرا خیال ہے۔ ابھی تک تم کو وہ حالت نصیب نہین۔ اور تم مین سے جسقدر لوگ لیڈر بنکر قوم کی اصلاح کے درپے ہین۔ انکی مثال سفید قبر کی ہے جس کے اندر ریزہ ہڈیون کے اور کچھ نہین کیونکہ انکی صرف باتین ہی ہین عمل وغیرہ کچھ نہین اسلام نے جو یہ حکم دیا ہے۔ کہ مرد عورت سے اور عورت مرد سے پردہ کرے۔ اس سے غرض یہ ہے کہ نفس انسان پھسلنے اور ٹھوکر کہانے کی حد سے بچا رہے کیونکہ ابتدا مین اسکی یہی حالت ہوتی ہے کہ وہ بدیون کی طرف جھکا پڑتا ہے۔ اور ذرا سی بھی تحریک ہو تو بدی پر ایسے گرتا ہے جیسے کئی دنون کا بھوکا آدمی کسی لذیذ کہانے پر پس انسان کا فرض ہے۔ کہ اسکی اصلاح کرے۔ اور اسکی اصلاح کی حالتون کے لحاظ سے اس کے چار نام مقرر کئے گئے ہین۔ اول اول نفس کا تزکیہ ہوتا ہے۔ کہ جسکو نیکی بدی کی کوئی خبر نہین ہوتی اور یہ حالت طفلگی تک رہتی ہے۔ پھر نفس امارہ ہوتا ہے کہ بدیون کی طرف ہی مائل رہتا ہے۔ اور انسان کو طرح طرح کے فسق و فجور مین مبتلا کرتا ہے۔ اور اسکی بڑی غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ ہر وقت بدی کا ارتکاب ہو۔ کبھی چوری کرتا ہے کوئی گالی دے یا ذرا خلاف مرضی کام ہو۔ تو اسے مارنے کو لپک ہوجاتا ہے۔ اگر شہوت کی طرف غلبہ ہو تو گناہون اور فسق فجور کا سیلاب بہ نکلتا ہے۔ دوسرا نفس لوامہ ہے کہ اس مین بدیان بالکل دور تو نہین ہوتین مگر ہان ایک پچھتاوا اور حسرت و افسوس ہر ترتیب اپنے دل مین محسوس کرتا ہے۔ اور جب بدی ہوجاوے تو اس کے دل مین نیکی سے اس کا معاوضہ کرنے کی خواہش ہوتی ہے اور تدبیر کرتا ہے۔ کہ کسی طرح گناہ سے بچے اور دعا مین لگتا ہے۔ کہ زندگی پاک ہوجاوے اور ہوتے ہوتے جب یہ گناہ سے دور ہوجاتا ہے۔ تو اس کا نام مطمئنہ ہوجاتا ہے۔ اور اس حالت مین وہ بدی کو ایسی ہی بدی سمجھتا ہے جیسے کہ خدا بدی کو بدی سمجھتا ہے۔ بات یہ ہے۔ کہ دنیا اصل مین گناہ کا گھر ہے۔ جسمین سرکشیون مین پڑکر انسان خدا کو بھلا دیتا ہے نفس امارہ کی حالت مین تو اس کے پاؤن کی زنجیرین ہی زنجیرین ہوتی ہین۔ اور لوامہ مین کچھ زنجیرین باقی نہین ہوتی ہین۔ اور کچھ اتر جاتی ہین۔ مگر مطمئنہ مین کوئی زنجیر باقی نہین رہتی۔ سب کی سب اتر جاتی ہین اور یہی زمانہ انسان کا خدا کی طرف پکے رجوع کا ہوتا ہے۔ اور وہی خدا کے کامل بندے ہوتے ہین جو کہ نفس مطمئنہ کے ساتھ دنیا سے علیحدہ ہووین اور جب تک وہ اسے حاصل نہ کرے تب تک اسے مطلق علم نہین ہوتا۔ کہ جنت مین جاویگا یا دوزخ مین پس جبکہ انسان بلاحصول نفس مطمئنہ کے پوری

پاکیزگی حاصل کر سکتا ہے۔ اور جنت مین داخل ہو سکتا ہے۔ تو آپ خواہ آریہ ہون۔ یا عیسائی۔ کون سی عقلمندی ہے۔ کہ قبل اس کے کہ یہ نفس حاصل ہو وہ بھیڑیون اور بکریون کو اکٹھا چھوڑدین۔ کیا انکو امید ہے کہ وہ پاک اور بے شر زندگی بسر کرینگے یہ ہے سر اسلامی پردہ کا۔ اور مین نے خصوصیت سے اسے ان مسلمانون کیلئے بیان کیا ہے جنکو اسلام کے احکام اور حقیقت کی خبر نہین۔ اور مجھے امید ہے کہ آریہ لوگ اس سے بہت کم مستفید ہونگے کیونکہ ان کو تو اسلام کی ہر ایک بھلی بات پر چڑ ہے

اسقدر تقریر ہوچکی تھی کہ اس اثنا مین خلیفہ رجب الدین صاحب نے آواز بلند سے لاہور کی پبلک کیطرف سے حضرت مرزا صاحب کو آپنے کیفر ذرت کا سوال پیش کیا۔ اگرچہ بعض لوگون کو یہ دخل اس لئے ناگوار ہوا۔ کہ خدا کا فرستادہ نور فراست سے جس ضرورت کو محسوس کرکے کلام فرما رہا تہا۔ اسکی توجہ ادہر سے پہیر دیگئی۔ لیکن ہمارے نزدیک یہ تحریک بھی مصالح ایزدی سے باہر نہین۔

آپ نے فرمایا اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ مین نے بہت سی تحریرون اور تقریرون کے ذریعے یہ بات سمجھا دی ہوئی ہے کہ مین وہ مسیح ہون جس کا ذکر اور وعدہ اجمالاً قرآن مین اور تفصیلاً احادیث مین پایا جاتا ہے۔ اور جو لوگ اسے نہین مانتے قرآن شریف کی روسے ان کا نام فاسق ہے اور احادیث سے واضح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو اس مسیح کو نہین مانتا وہ گویا مجھے نہین مانتا۔ اور جو اسکی معصیت کرتا ہے۔ گویا میری معصیت کرتا ہے۔

لوگ مخلوق کو دہوکا دیتے ہین اور غلطیون مین ڈالتے ہین۔ کہ ہم نے کوئی نیا کلمہ یا نماز تجویز کی ہے۔ ایسے افتراؤن کا مین کیا جواب دون۔ اسی قسم کے افتراؤن سے وہ ایک عاجز انسان مسیح علیہ السلام کو بھی خدا بنا بیٹھے ہین۔ دیکھو ہم مسلمان ہین۔ اور امت محمدی ہین اور ہمارے نزدیک نئی نماز بنانی۔ یا قبلہ سے روگردانی کفر ہے۔ کل احکام پیغمبری کو ہم مانتے ہین۔ اور ہمارا ایمان ہے۔ کہ چھوٹے سے چھوٹے حکم کو ٹالنا بھی بدذاتی ہے اور ہمارا دعوے قال اللہ اور قال الرسول کے ماتحت ہے۔ اتباع نبوی سے الگ ہوکر ہم نے کوئی کلمہ یا نماز۔ یا حج۔ یا ڈیڑھ اینٹ کی الگ مسجد نہین بنائی۔ ہمارا کام یہ ہے۔ کہ اس دین کی خدمت کرین۔ اور اس کو کل مذاہب پر غالب کرکے دکہا دین۔ قرآن شریف کی اور احادیث کی جو کہ پیغمبر خدا سے ثابت ہین۔ اتباع کرین۔ ضعیف سے ضعیف حدیث بھی بشرطیکہ وہ قرآن شریف کے مخالف نہ ہو ہم واجب العمل سمجھتے ہین اور بخاری اور مسلم کو

[illegible]

بعد کتاب اللہ اصح الکتب مانتے ہین۔ اور دوسری بات یاد رکھو۔ کہ مجھے کبھی بھی یہ خواہش نہین ہوئی۔ کہ لوگ مجھے مانین بلکہ مجھو تو ان جماعتون سے ہمیشہ سے نفرت ہے اور اگر مین ملتا ہون یا ان لوگون مین آکر بیٹھتا ہون۔ تو اپنی مرضی سے ہرگز نہین ملتا۔ بلکہ اللہ تعالےٰ مجھے مجبور کرتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ تو ایسا کر۔ ایسی حالت مین بتلاؤ اگر مین اسکی بات نہ مانون تو کیا کرون مین تو رات دن وحی کے نیچے کام کرتا ہون۔ مین تو یہ کہتا ہون۔ کہ تم لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو سچے طور سے مانو۔ آپ کو ماننا یہ ہے کہ آپ کے وصایا کے پر عمل درآمد کیا جاوے اور انہین مین سے یہ بات بھی ہے۔ کہ جب وہ مسیح موعود (علیہ السلام) آوے۔ تو تم سب اس کے ساتھ ہوجانا۔ میرے ماننے کی مثال یہ ہے جیسے ایک آقا اپنے نوکر کو کہے۔ کہ فلان شخص میرا ایلچی آتا ہے تم اسے لاکر کھانا کھلاؤ اور ہر طرح کی تعظیم اور تکریم کرو لیکن نوکر اس کے جواب مین یہ کہے۔ کہ مین تو صرف آپ کو مانتا ہون مجھے کسی دوسرے کی تعظیم و تکریم سے غرض نہین ہے۔ اور نہ اسکی خواہش ہے تو آپ سوچ کر دیکھو کہ کیا اس نے اپنے آقا کو مانا ہرگز نہین مانا۔ کیونکہ جس بات مین وہ راضی ہوتا ہے اس کے کرنے سے تو اسے انکار ہے۔ پس یاد رکھو کہ تم لوگ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حقیقی طور پر اسیوقت مانوگے۔ جبکہ آپ کے احکام اور وصایا کے کو مانوگے۔ جس نے آخری حکم کو توڑا اس نے سارے حکمون کو توڑا۔ سوچو تو سہی کہ اگر ایک شخص تمام عمر نماز روزہ ادا کرتے۔ لیکن آخری وقت بجائے لاالہ الا اللہ کے رام رام کہے۔ تو کیا وہ نماز روزہ اس کے کام آویگا؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان تک فرمایا کہ اس امت کی دو دیوارین ہین ایک مین اور ایک مسیح۔ اور اس کے درمیان آپنے فیج اعوج فرمایا ہے جنکی نسبت ارشاد ہے۔ کہ وہ نہ مجھ سے ہین اور نہ مین ان سے ہون پس جبکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسے ایک شیر دہا گروہ قرار دیتے ہین۔ تو ہم ان کی باتون کو کیون قبول کرلین۔

اس موقعہ پر ایک وزیرآبادی متعصب مولوی نے مداخلت کی۔ اور بیہودگی کی راہ اختیار کرکے بیجا شور اندر کلام شروع کیا۔ اول تو حضرت اقدس اسے حلیمی سے سمجھاتے رہے مگر جب معلوم ہوا۔ کہ اسکی غرض رفع شکوک و شبہات نہین۔ صرف منا ظرہ کا ایک اکہاڑا قائم کرنا چاہتا ہے تو اس سے اعراض کیا۔ اور فرمایا کہ مباحثہ کا دروازہ تو ہم بند کرچکے ہین۔ اب اس مین پڑنا پسند نہین کرتے۔ اس پر بعض مفسد طبایع نے شور کرنا شروع کیا۔ آخر مصلحت وقت دیکھکر مولویصاحب کو بیجا مداخلت سے روکا گیا۔ اور جب وہ باز نہ آئے تو ان کو جبراً احاطہ سے باہر کردیا گیا۔ اس اثنا مین جو کلام حضور علیہ السلام نے فرمایا اسے ہم کبھائی طور پر درج کرتے ہین۔ (باقی آئندہ)

مورخہ ۴ اکتوبر کو بوقت ساڑھے بارہ بجے حضرت اقدس کو یہ الہام ہوا۔ قَدْ جَاءَ الدِّیْنُ مِنَ النُّصْرَۃِ ثُمَّ سَیَعُوْدُ مِنَ النُّصْرَۃِ +

www.aaiil.org

الفضل ما شہدت بہ الاعداء

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل پر مسٹر کارلائیل ہیروز اینڈ ہیرو ورشپ میں لکھتا ہے۔

"پس ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہرگز یہ خیال نہیں کر سکتے کہ وہ صرف ایک شعبدہ باز اور نہ ہی باطن شخص تھا اور نہ ہم اس کو ایک حقیر جاہ طلب اور دیدہ و دانستہ منصوبے گانٹھنے والا کہہ سکتے ہیں جو سخت و کرخت پیغام اس نے دنیا کو دیا بہر حال ایک سچا اور حقیقی پیغام تھا۔ اور اگرچہ وہ ایک غیر مرتب کلام تھا (تصور فہم ایڈیٹر) مگر اس کا مخرج وہی ہستی تھی جسکی تھاہ کسی نے بھی نہیں پائی۔ اس شخص کے نہ اقوال ہی جھوٹے تھے

نہ اعمال ہی اور نہ خالی از صداقت یا کسی کی نقل و تقلید تھے۔ حیات ابدی کا ایک نورانی وجود تھا جو قدرت کے وسیع سینہ میں دنیا کو منور کرنے کو نکلا تھا اور بے شبہ اس کے لئے امر ربانی یونہی تھا"

یہی فاضل مصنف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عزم و استقلال کے عظیم الشان معجزہ پر جو ابو طالب کو جواب دیتے وقت آپ سے صادر ہوا۔ (یہ واقعہ یوں ہے کہ قریش نے ابو طالب کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ وہ آنحضرت کو تبلیغ سے روکیں اور انہوں نے آکر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا کہ "اپنی اور میری جان کو ہلاکت سے بچائیے اور اتنا بوجھ مجھ پر نہ ڈالئے جو میری طاقت سے زیادہ ہو" اس کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے چچا اگر یہ لوگ اس مطلب سے کہ میں اس امر عظیم کی بجا آوری چھوڑ دوں (بفرض محال) آفتاب و ماہتاب کو میرے دائیں اور بائیں لا رکھیں تو بھی میں اسکو ہرگز ترک نہ کروں گا تا وقتیکہ خدا اپنے دین کو سب ادیان پر غالب کر دے) لکھتا ہے

"بلا شبہ آپ خاموش نہیں رہ سکتے تھے کیونکہ جس امر حق کا آپ اعلان فرماتے تھے اس میں وہی **فطری قوت** موجود تھی جو سورج اور چاند یا قدرت کے اور مصنوعات میں ہے اور خدائے قادر مطلق کی مرضی کے بغیر سورج اور چاند اور تمام قریش بلکہ تمام انسان اور اور موجودات عالم آپ کو خاموش نہیں کر سکتے تھے"

اسی اخلاقی معجزہ پر مسٹر باسورتھ سمتھ لکھتا ہے

یہ کلام اور یہ چلن ایک جھوٹے مدعی رسالت کا نہیں ہو سکتا

پھر یہی مصنف ایک مقام پر لکھتا ہے کہ "جو کچھ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دیکھتا تھا وہ بیان کرتا تھا اور وہ بے شک دیکھتا تھا۔ اور اگر کسی شے کی حقیت پرکھنے کیلئے اس کے نتائج کو قبول کیا جا سکتا ہے تو جو کچھ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نظر آتا تھا۔ وہ بے شبہ سچ تھا۔ کیونکہ اس سے اس کو اپنے عالیشان کام میں تقویت ہوتی تھی"

ریورنڈ جی۔ ایم راڈ ویل صاحب ایک عیسائی فاضل نے قرآن مجید کا ترجمہ کیا ہے وہ اس ترجمہ کے دیباچہ میں لکھتا ہے کہ

"عرب کے سیدھے سادے خانہ بدوش بدو ایسے بدل گئے جیسے کسی نے سحر کر دیا ہو۔ ...... بت پرستی کے مٹانے۔ جنات اور ماتحت دیوتاؤں کی پرستش کے عوض اللہ کی عبادت قائم کرنے۔ اطفال کشی کی رسم کو نیست و نابود کرنے۔ بہت سے توہمات کو دور کرنے اور ازواج کی تعداد کو گھٹا کر اس کی ایک حد معین کرنے میں **قرآن بے شک عربوں کیلئے برکت اور قدوم حق تھا"**

مقدمات

۲۴ر ستمبر سنہ ۱۹۰۴ء کا الحکم ہم نے عمداً روک رکھا تھا کہ یکم اکتوبر سنہ ۱۹۰۴ء کو (جو ہمارے مقدمہ کے فیصلہ سنانے کیلئے مقرر تھی) مقدمہ کا فیصلہ سنکر وہ فیصلہ منتظر ناظرین کیلئے چھاپ دیں گے لیکن اس تاریخ پر جناب مجسٹریٹ صاحب نے فیصلہ نہیں سنایا بلکہ آئندہ تاریخ ۸ر اکتوبر سنہ ۱۹۰۴ء مقرر کی ہے۔

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدمہ میں بھی ۸ر اکتوبر آئندہ تاریخ پیشی مقرر ہوئی ہے۔

یکم اکتوبر سنہ ۱۹۰۴ء کو چونکہ عام خبر تھی کہ فیصلہ سنایا جاویگا اسلئے احاطہ کچہری میں گورداسپور کے بہت سے لوگ فیصلہ سننے کیلئے آئے ہوئے تھے خدا جانے وہ کن آرزوؤں کو ساتھ لئے آئے ہوں گے مگر آخر ان کو جانا پڑا۔ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت بھی گورداسپور میں اس تاریخ پر بہت بڑھ گئی تھی کوئی اڑہائی تین سو کے قریب احباب۔ کراچی حیدر آباد سندھ۔ پشاور۔ وزیر آباد۔ راہوں ضلع جالندھر۔ کپورتھلہ۔ قادیان۔ لاہور۔ امرتسر نارووال۔ دینا نگر۔ پٹیان والہ۔ وغیرہ مقامات سے آئے ہوئے تھے۔

حضرت مسیح موعود کا کیمپ گورداسپور

۱۔ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے اہل بیت خدا اوند تعالے کے فضل و کرم سے ہر طرح خوش ہیں۔

۲۔ حضرت حکیم الامۃ اور فاضل امروہی بھی حضور ہی کے ساتھ گورداسپور مقیم ہیں۔

۳۔ ہفتہ زیر اشاعت میں یہ الہام ہوا۔

اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ فَقَطْ

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کا وقت تبدیل ہو گیا ہے۔

۲۔ پچھلے گذشتہ ہفتہ میں جو خبر اغوا کی لکھی گئی تھی خوشی کی بات ہے کہ فریقین میں باہم صلح ہو گئی۔

۳۔ سناتن دہرم سبھا قائم ہو چکی ہے۔ اور کسی پنڈت کو بلانے کی تجویزیں ہو رہی ہیں۔

۔ غالباً ہمارے لوکل چٹھی رسان میاں فضل الٰہی کے دوست سنکر خوش ہونگے کہ جہاں وہ اور سپر ڈاکخانجات ترن تارن ہو کر گئے ہیں وہاں انکی یہ ترقی دوہری مبارک ثابت ہوئی ہے کہ ان کی دوسری شادی ہو گئی ہے۔

قادیان کا ڈاکخانہ یا بلیک ہول

ہمارے ڈویژن کے صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر ڈاکخانجات خوب آگاہ ہیں کہ قادیان کا ڈاکخانہ جس مکان میں ہے وہ کسی صورت میں ڈاکخانہ کیلئے موزوں اور مناسب نہیں۔ وہ معمولی ایک چھوٹی سی دوکان ہے جس کے ایک شیرو تار کوٹھڑی میں جسکو کسیقدر روشن کرنے کی کوشش کیگئی ہے ریکارڈ اور تھیلے وغیرہ رکھے جاتے ہیں جسمیں معمولی الماریوں اور میز وغیرہ کے رکھنے کے بعد سب پوسٹماسٹر کو بھی غالباً مکان مذکور اجازت نہیں دیتا کہ وہ آزادی کے ساتھ اسمیں چل پھر سکے۔ اس کے آگے صحن ۲ ۱/۲ کے برابر ایک کوٹھڑی ہے جسمیں سب پوسٹماسٹر بیٹھتے ہیں انکی میز کرسی اور لوکل چٹھی رسان کے بیٹھنے کے بعد کسی اور شخص کا وہاں رکھے جانا حرام مطلق ہے

جس روز ہم اخبار روانہ کرنے کیلئے بھیجتے ہیں اس دن پوسٹماسٹر صاحب عجب کشمکش اور گبراہٹ میں ہوتے ہیں کیونکہ ان کا کمرہ تو اجازت نہیں دیتا کہ وہاں اخبار کا تھیلہ الٹ دیا جاوے اس لئے باہر کے ایک چھوٹے سے برامدہ میں جہاں دو آدمی بمشکل بیٹھ سکتے ہیں اخبار کا تھیلہ رکھے جانے کے بعد خود ان کو دہلیز پر بیٹھ کر اور کبھی بیرونی سیڑھی پر بیٹھ کر سارٹ کرنے کا نظارہ قابل دید ہوتا ہے۔

صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر کو اس کے متعلق زیادہ توجہ دلانے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہ خود اس مکان کو دیکھ چکے ہیں۔ ہمارے خیال میں ایسے تنگ و تاریک کوٹھڑی جیل خانہ کے قیدیوں کو بھی نہیں دئے جاتے۔ چہ جائیکہ وہ ڈاکخانہ کے قابل ہوں۔ یہ مکان بمشکل ایک آدمی کے بیٹھنے کے قابل ہے اور ڈاکخانہ کیلئے جہاں بیسیوں اور صدہا آدمیوں کی روزانہ آمدورفت ہو ایک کھلا مکان ہونا چاہیے۔ قطع نظر اس کے کہ سب پوسٹماسٹر اور دوسرے متعلقین ڈاکخانہ کے بیٹھنے کے وہ ناقابل ہے اور حفظ صحت کے اصولوں کے مطابق نہیں سب پوسٹماسٹر چٹھی رسانوں کے کام کی نگرانی بمشکل کر سکتا ہے اس لئے اس مکان کو بدل لینا چاہیے مگر یہ ضروری امر ہے کہ موجودہ کرایہ پر جو دو روپیہ ہے عمدہ مکان ملنا مشکل ہے جبتک کرایہ مکان چار پانچ روپیہ ماہوار تک نہ بڑہایا جاوے تب تک عمدہ مکان نہیں ملیگا۔ اسلئے ہم امید کرتے ہیں کہ صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر اس ضرورت کو محسوس کرینگے اور بہت جلد اس انتظام کیطرف توجہ کرینگے کیونکہ آئندہ موسم خطرناک بیماری یعنے طاعون کے ایام میں اسکی حفظ صحت کے لحاظ سے بھی کشادہ مکان ضروری ہے۔ اگر کرایہ معقول دیا جاویگا تو عمدہ سے عمدہ مکان ڈاکخانہ کیلئے مل سکتا ہے۔

مراۃ الجہاد

اسلام کی ایک دلچسپ عجیب اور جامع کتاب مسئلہ جہاد پر کارخانہ الحکم میں چھپ رہی ہے اسکے مولف ہمارے مکرم مہربان سید وزارت حسین صاحب مونگیری ہیں۔ سید صاحب نے نہایت قابلیت کے ساتھ مسئلہ جہاد کو مختلف پہلوؤں پر سیر کن بحث کی ہے اور اس مسئلہ پر جسقدر اعتراض مخالفوں نے کئے ہیں انکے جواب قابلیت کے ساتھ دئے گئے ہیں خصوصیت سے لیکھرام آریہ مقتول کے رسالہ جہاد کا دندان شکن جواب ہے۔ ہم اگلی اشاعت میں اس کتاب کے مضامین کی مختصر سی فہرست دینگے (انشاء اللہ العزیز) ۱۹۲ صفحہ تک کتاب چھپ چکی ہے اور ۲۰۰ صفحہ تک پریس میں جا چکی ہے ابھی مضمون آرہا ہے فی الحال ہم اسکی قیمت کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتے یہ کتاب اس قابل ہے کہ اسکی کثرت کے ساتھ اشاعت ہو درخواستیں دفتر الحکم میں آنی چاہئیں تاکہ کتاب کے شایع ہونے پر خریداروں کو جلد بھیجدی جاوے ورنہ دوسرے اڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا۔

www.aaiil.org

پوسٹ ماسٹر جنرل صاحب توجہ کریں

شکوہ جور یار کا یا شوربختی کا گلہ
ہم جو کچھ کہنے کو تھے یہ ملا کہنے کو ہیں

منظوریان پوسٹ آفس کے متعلق متعدد آرٹیکل الحکم کے کالموں میں نکل چکے ہیں لیکن اس لحاظ سے کہ انپر توجہ ہوئی یا نہوئی ہنوز روز اول ہے یہ ہم کہہ نہیں سکتے کہ پوسٹ ماسٹر جنرل تک ان اخبارات کی رسائی نہیں کیونکہ ہم خود ہر ایک نمبر جسمیں محکمہ ڈاکخانہ کے متعلق کوئی مضمون ہوتا ہے صاحب موصوف کے نام بھیجتے ہیں ہاں اس بات کے ہم کفیل اور ذمہ وار نہیں ہو سکتے کہ وہ پرچہ ان تک ڈاکخانہ کے ہمراہ جا کر پہونچا بھی آوین۔

بہرحال پوسٹ ماسٹر جنرل سے اس قدر توقع ہمیں ضرور ہے کہ جس وقت یہ معاملات ان کی نظر سے گذرے انپر ضرور غور کیا جائیگا۔

ہم نے بارہا **لوٹ سسٹم** کے متعلق صاحب ممدوح کی خدمت میں عرض کیا ہے اور ان کو اسکے بد استعمال کے برے نتائج سے آگاہ کیا ہے آج ہم انکی گریڈیشن لسٹ کے متعلق کچھ کہنا چاہتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ وہ اس سوال پر بہت غور کرینگے۔

ہم نے پہلے بھی اس امر پر لکھا ہے کہ محکمہ ڈاکخانہ میں جو ترقیاں دیجاتی ہیں ان کا کوئی خاص اصول ابتک ہماری سمجھ میں نہیں آیا کیونکہ ڈاکخانہ کے ملازمین ہمیشہ اس کے شاکی پائے گئے ہیں کہ عموماً ترقیاں دیتے وقت رسوخ سے کام لیا جاتا ہے۔ **گریڈیشن لسٹ** ڈاکخانوں میں شایع کی جاتی ہیں لیکن تجربہ عموماً یہ بتاتا ہے کہ یہ صرف دکھانے کے دانت ہیں اور کھانے کے دانت درحقیقت اور ہیں اگر اس لسٹ کی موافق ترقیوں کا معیار قائم نہیں رکھا جا سکتا تو کیا ضرورت ہے کہ اس کو شایع کیا جاوے۔ یا اس کو شایع کرکے پھر اس کی پرواہ نہ کرنا یہ اس لسٹ کی عدم ضرورت کو ثابت نہیں کرتا۔ کیونکہ سفت میں اسقدر خرچ اسکی طبع وغیرہ کا ڈاکخانہ پر ڈالا جاتا ہے وہ روپیہ بھی بمد بحث جمع کیا جاوے۔ اور نہیں تو خزانہ سرکار ہی پر نہ ہو۔

بہرحال

یہ شکایت عام ہو چلی ہے کہ گریڈیشن لسٹ کے موافق علی العموم ترقیاں نہیں ملتی ہیں یا کم ملتی ہیں۔ چنانچہ ہم ذیل میں چند نام پیش کرتے ہیں۔ جن کو ترقیاں دی گئی ہیں لیکن درا صل گریڈیشن لسٹ کے موافق وہ ترقی کے مستحق نہ تھے پوسٹماسٹر جنرل صاحب اگر توجہ کریں تو مستحق لوگوں کے حقوق کی حفاظت کا خاص انتظام کر سکتے ہیں اگر ان لوگوں کو جن کے نام ہم ذیل میں دیتے ہیں گریڈیشن لسٹ کے موافق ترقی ملی ہے اور ہمیں غلطی لگی ہے تو ہم صاحب پوسٹماسٹر جنرل کے شکرگزار ہوں گے اگر وہ اس غلطی کو رفع کرنے کی ہمیں اطلاع دینگے۔ اور اگر کسی غلطی سے ان لوگوں کو ترقیاں ملی ہیں تو ہم ان کے انصاف سے امید رکھتے ہیں کہ وہ **حق داروں کو حق دینگے۔**

وہ نام یہ ہیں

(۱) مسٹر اے **سٹوکٹ** کلرک لاہور یکم ستمبر ۱۹۰۲ء کو للعہ کے گریڈ سے ھےء کے گریڈ میں ترقی یاب ہوئے ان صاحب ہیا در کا نمبر ایکسو تیسواں (۱۳۰) تھا۔ تعجب نہیں اندھیر کی بات ہے کہ ۱۲۹ مستحق امیدواروں کو پھاند کر ھےء کے گریڈ میں کیونکر چلے گئے اگر کوئی خاص وجہ ترقی کی تھی تو چاہیئے تھا کہ عام طور پر اعلان کر دیا جاتا تاکہ ان ۱۲۹ امیدواروں کو تسلی ہوتی اور وہ اپنی قابلیت کا موازنہ بجائے خود کر لیتے جہاں تک ہم دیکھتے ہیں کوئی وجہ بجز سیاہ و سفید کے سوال کے اور نظر نہیں آتی۔ لیکن اگر صرف یہی وجہ ہے تو پھر بیچارے غریب ہندوستانیوں کا یہ اپنا قصور تو نہیں ہے کہ وہ ہندوستان میں کیوں پیدا ہوئے گورنمنٹ کی فیاض نظر کیساں ہے بلکہ ہندوستانی مفتوح قوم ہونے کی وجہ سے یاد مراعات کے مستحق ہیں۔

(۲) مسٹر جے **سمسن** صاحب کلرک لاہور ۱۵ فروری سنہ ۱۹۰۴ء کو ھےء سے ٹےء کے گریڈ میں ترقی یاب ہوئے۔ بحالیکہ آپ کا نمبر بچاسواں تھا اور ۴۸ امیدواروں کو پیچھے ڈال کر آپ آگے نکل گئے۔ اگر آپ کی ترقی کی یہی رفتار رہی تو اندیشہ ہے کہ بہت سے غریب پانچ آپ کی تیز رفتاری میں کچلے جائینگے۔

(۳) مسٹر پی **فلپس** کلرک لاہور ۶ اپریل سنہ ۱۹۰۴ء کو ھےء سے ٹےء کے گریڈ میں ترقی یاب ہوئے اپنے پندرہ امیدواروں کو پیچھے رکھا۔ ابھی کچھ نام ہمارے پاس باقی ہیں جن کو ہم کسی اگلی اشاعت میں پیش کرینگے۔

فی الحال ہم یہ تین فکٹ صاحب موصوف کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اور انصاف چاہتے ہیں کہ وہ بیچارے غریب مستحقین کے حقوق کی نگہداشت کریں۔ باقی آئندہ

ڈاکخانہ کا نیا سرکلر

معزز ہمعصر ہندوستان نے ڈاکخانہ کے جدید سرکلر گورمکھی کے سیکھے جانے کے متعلق بہت ہی قابلقدر ریمارک کیا ہے کہ آیا پہلے ہی گورمکھی سیکھ چکے ہیں یا وہ مستثنیٰ کئے جاوینگے۔

یہ ایک الگ امر ہے کہ محکمہ ڈاکخانہ کو کچھ حروف کے سیکھنے کی قید یا ضرورت لگا دے لیکن تجربہ اور رفتار نے کئی بار بتا دیا ہے کہ گورمکھی طرز تحریر عام نہیں ہے اگر ڈاکخانوں کی چٹھیات کا اندازہ کیا جاوے تو گورمکھی میں کسقدر آتی ہیں تو شاید ایک ہی مشکل نکلیں پھر ایسے سرکلر سے کوئی فائدہ خاص تو نظر نہیں آتا۔ خیر افسران ڈاکخانہ مجاز ہیں جس قسم کے قوانین چاہیں نافذ کریں لیکن یہ ضروری امر ہے کہ وہ سب پر جاری ہوں کسی کو مستثنیٰ نہ کیا جاوے۔

یہ تحریک قابل قدر ہوتی اور گورنمنٹ کا منشا بھی خوب پورا ہو جاتا اگر محکمہ ڈاکخانہ والے گورمکھی زبان میں امتحان پاس کرنے والے ملازمان ڈاکخانہ کیلئے خاص انعام رکھدیتے مگر یہ ذرا مشکل کیا ہے علاوہ بریں کل کو شاید ہندی کی پرکٹر سیکھنا بھی لازمی کرنا پڑے اور پھر بیچارے ڈاکخانے والوں پر کام کا اسقدر بوجھ ہے کہ ضروری حوائج فطریہ کیلئے بھی کافی وقت نہیں ملتا اور اس پر طرہ یہ کہ بال اور پلیٹیں لیکر کسی ٹیچنگ سنگھ صاحب کی تلاش کرتے پھریں۔ بعض ایسے مقامات بھی ہوتے ہیں جہاں کوئی پڑھا لکھا ہوتا ہی نہیں وہاں گورمکھی سیکھنے کیلئے کیا انتظام ہوگا۔ یہ سرکلر بہت کچھ اصلاح و ترمیم کے قابل ہے جسپر ہم پھر لکھنا چاہتے ہیں۔

بٹالہ سٹیشن

بٹالہ سٹیشن کے متعلق ہمیں متعدد مرتبہ لکھنا پڑا ہے اور ہم افسران ریلوے کے شکر گذار ہیں کہ انہوں نے ہماری تحریروں پر قابل قدر نوٹس لیا ہے۔

حال میں ہمیں معلوم ہوا ہے کہ بابو کرم چند صاحب اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر کی تبدیلی کی خبر آئی ہے جہاں تک پبلک کی بہتری اور آرام اور اپنے فرض منصبی کی بجا آوری کا سوال ہے اس حد تک ہم بابو کرم چند صاحب کی تبدیلی کی کوئی وجہ نہیں پاتے۔ بابو کرم چند صاحب کی خوش اخلاقی سے پبلک کو آرام ہوتا رہا ہے۔ اور ان کے جانے سے بظاہر پبلک کو تکلیف پہونچنے کا احتمال ہے یہ ہم جانتے ہیں کہ بعض ناعاقبت اندیش جن کی کارستانیاں بابو کرم چند صاحب کی موجودگی میں انکی دیانتداری کی وجہ سے چل نہیں سکتی ہیں کوشش کرتے ہیں کہ ان کو تبدیل کر دیا جاوے لیکن اگر **عام** لوگوں سے یہ سوال ہو تو ہم یقیناً کہتے ہیں کہ پبلک ہمارے ساتھ متفق ہوگی۔

ریلوے اسبات پر اگر پبلک کی آسائش کا خیال رکھتی ہیں اور ضرور رکھتی ہیں ریلوے اسبات پر اگر دیانت دار ملازموں کی قدر کرتی ہے اور ضرور کرتی ہے تو ہم یہ کہنا ضروری سمجھتے ہیں کہ بابو کرم چند ایسے لایق اور قابلقدر شخص کو بٹالہ سٹیشن سے ہرگز تبدیل نہیں کرنا چاہیے ورنہ ہمیں اندیشہ ہے کہ آئے دن سٹیشن کی شکایتوں کا سلسلہ جاری ہو جاوے۔

ہم امید کرتے ہیں کہ یہ مختصر نوٹ ہمیں آئندہ کہنے سے مستغنی کر دیگا۔ اگر اس پر توجہ نہ کی گئی تو مجبوراً ہمیں اس سازش کا افشا کرنا پڑیگا جو بابو کرم چند کی مخالفت میں کیگئی ہے اور ان اسباب کو بھی بتانا پڑیگا۔ جو اس سازش کے محرک ہوئے ہیں۔

صدائے اسلام

نالہ صدائے درد ہے موزوں ہی کیوں نہ ہو
روکیا ہے پھر بھی معجزہ افسوں ہی کیوں نہ ہو
جز اہل درد کس کو مزہ آئے گا بھلا
لطف و بیان خوب ہے مضموں ہی کیوں نہ ہو

گلشن عرفاں کو دینے رنگ و بو آیا ہوں میں
اس چمن میں بن کے آئین نمو آیا ہوں میں
درد دل ہی حضرت انسان کے دکھ کی ہے دوا
ولمیں بنکر درد دل کی آرزو آیا ہوں میں
جس سے مستوں کو پکھایا تھا خلیل اللہ نے
بزم میں لیکر وہی جام و سبو آیا ہوں میں
ناامیدوں کو سنایا میں نے پیغام امید
ساتھ لیکر مژدہ لاتقنطوا آیا ہوں میں
روح کو ہوں قبلہ حق کے لئے قبلہ نما
دل میں بنکر راز جاں کی جستجو آیا ہوں میں
ظلمت کثرت کی چھائی تھی گھٹا چاروں طرف
مہر وحدت ہوں چمکنے سو بسو آیا ہوں میں
تھا یہ بازار جہاں میں اک متاع کس مپرس
گوہر حکمت کا بنکر آبرو آیا ہوں میں
بھائی بھائی نوع انساں کو بنا دوں گا سبھی
ان مٹانے ہستی غیر و عدو آیا ہوں میں
درد سے الفت ہے مجھکو مفسدی سے بیر ہے
اس پہلانے جہاں میں چار سو آیا ہوں میں
سنت باری کی ہے احکام میں میری جھلک
اصل فطرت کے مطابق ہو بہو آیا ہوں میں

سب رسولوں کی زبانوں پر میرا افسانہ تھا
شمع بزم راز تھا میں ہر نبی پروانہ تھا
اختلاف فرع کی گو ڈال رکھی تھی نقاب
جلوہ گر اول سے میرا عارض جانانہ تھا
دم میرا بھرتا تھا موسیٰ میرا شیدا تھا خلیل
عیسیٰ مریم بھی میرے حسن کا دیوانہ تھا
دور آخر میں کیا کامل مجھے اس نور نے
جسکی شمع بزم کا روح الامین پروانہ تھا
جلوہ گر وہ نور تھا اس کے جبین ناز میں
دیدۂ موسیٰ جسکے جسکی حیرت خانہ تھا
تاڑنے کو نار کھاتے ہیں ارباب نظر
جسم کے پردہ میں چھپنا ناز معشوقانہ تھا
سب ہی آدم کو اس نے ایک کنبہ کر دیا
اس کے حسن خلق سے اپنا ہر ایک بیگانہ تھا
بن گیا فیض قدم سے اسکے فردوس بریں
ورنہ ریگستان یثرب کیا تھا اک ویرانہ تھا
اس کا اک اک شغل انسان کی محبت سے بھرا
اسکا اک اک قول السوز انہ ہمدردانہ تھا
اس کے ہاتھوں سے بنا ایک نخل سبز و باردار
میں خلیل اللہ کا بویا ہوا اک دانہ تھا

(باقی)

مسلمان بہادر عورتین

ام آبان

یہ معزز خاتون عتبہ بن ربیعہ کی لڑکی اور حضرت آبان بن سعید کی پیاری بیوی تھین۔ بروز جنگ اجنادین واقع ملک شام ان کا نکاح آبان رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا۔ جب ان کے خاوند جنگ دمشق مین شہید ہوئے تو اس وقت تک ان کے ہاتھون کی مہندی کا رنگ باقی تھا اور ان کے کپڑون سے خوشبو عطر عروسی آتی تھی۔ اس لڑائی مین وہ یا زیادہ اس جنگی عورتون کی جماعت مین تھین۔ جنکی خاندانی شجاعت مشہور و معروف تھی۔ جب انہون نے اپنے شوہر کے شہید ہونے کی خبر سنی تو وہ گھبرا کر رزمگاہ کیطرف چلین۔ دامن لٹکنے کیوجہ سے وہ اس پشت قدم قدم پر ٹھوکرین کہاتی تھین۔ اس پریشانی کی حالت سے گرتی پڑتی جب انکی لاش پر آئین تو انہون نے بجز صبر و شکر کے اور کوئی کلمہ اپنی زبان سے نہ نکالا۔ میت سے مخاطب ہو کر صرف اتنا ہی کہا کہ

ھنئت بما اعطیت مضیت الی الحور العین الحو ار رب العالمین ھو الذی جمع بیننا ثم فرق واللہ لاجھدن حتی الحق بک لانی مشوقۃ الیک لم ازومنک ولم تزومنی ولکن باللہ الا ان یبغضنی لعلی حرام علی ان یاوی منی بعدک احد فقد حبست نفسی فی سبیل اللہ عسی ان الحق بک وارجو ان یکون ذالک عاجلا۔

ترجمہ۔ جو کچھ تمہین عطا ہوا وہ تمہین مبارک ہو۔ تم حور عین کے پاس اپنے پروردگار کے گھر مین گئے جس نے ہمین اور تمہین ایک جا جمع کیا۔ اور پھر جدا کر دیا۔ خدا کی قسم مین یہان تک جہاد کرونگی کہ تم سے ملجاؤنگی کیونکہ مین تمہارے پاس آنے کی خواہشمند ہون۔ نہ مین تم سے بے پروا ہون اور نہ تم مجھ سے۔ لیکن خدا نے میرے عیش کو منغص کیا حرام ہے کہ تمہارے بعد کوئی مرد مجھے چھوئے مین نے اپنے نفس کو خدا کی راہ مین قید کر دیا ہے قریب ہے کہ مین تم سے ملون۔ اور امید ہے کہ یہ امر جلد واقع ہو۔"

راوی نے بیان کیا ہے کہ ام آبان سے زیادہ صابر کوئی شخص دیکھنے مین نہین آیا۔

تجہیز و تکفین کے بعد ام آبان نے اپنے شوہر کی لاش اسی مقام پر دفن کی جہان وہ شہید ہوئے تھے اور ان کے جنازہ کی نماز خالد بن ولید اور دوسرے دلاوران اسلام نے پڑھی۔ انکی قبر مشہور ہے۔ جب وہ خاک مین چھپا دیئے گئے تو پھر ام آبان اون کے لئے نہ روئین اور نہ دلگیر ہوئین۔ وہ اپنے ہتیارون کے پاس آئین اور ان سے اپنے آپکو مسلح کیا۔ انہون نے ڈھال تلوار لگا کے ڈھاٹا باندھا۔ اور وہ اپنی زنانہ ہیئت مردانہ وضع کے ساتھ بدل کر میدان کارزار مین پہنچین پھر انہون نے اس دروازہ کے لوگون سے دریافت کیا جسپر ان کے شوہر مارے گئے تھے۔ یہ دروازہ توما کے نام سے مشہور تھا۔ جو ہرقل بادشاہ کا داماد تھا۔ اور اسی نے انہین شہید کیا تھا۔ وہ شرحبیل بن حسنہ کی جماعت مین ملگئین۔ اور کافرون سے ایک سخت جنگ کی۔

ام آبان کو فن تیراندازی مین کمال تھا۔

حضرت شرحبیل بن حسنہ نے بیان کیا ہے کہ بروز جنگ دمشق در توما پر مین نے ایک شخص کو دیکھا جس کے ہاتھ مین صلیب تھی۔ یہ رومی سردار توما کے آگے تھا۔ اور ہماری طرف اشارہ کر کے کہتا جاتا تھا کہ "اے خداوند صلیب کو اور اس شخص کو جس نے اس سایہ مین پناہ لی ہے مدد دے۔ اور اے خداوند مسیح کو ظاہر کر اور ان پر غلبہ دے" شرحبیل کہتے ہین کہ مین اسکی طرف دیکھ ہی رہا تھا کہ ام آبان نے تیر چلایا جو ٹہیک نشانہ پر لگا۔ اسیوقت اس رومی کے ہاتھ سے صلیب گر پڑی جسمین چمکتے ہوئے جواہر جڑے تھے۔

جب یہ صلیب مسلمانون کے ہاتھ مین آگئی۔ تو عیسائیون کے دل پر سخت چوٹ لگی جوش مذہبی سے آگ ہو کر انہون نے بحیثیت اجتماعی لشکر اسلام پر ایک نہایت ہی سخت حملہ کیا اور صلیب کو حضرت شرحبیل بن حسنہ کے ہاتھ سے چھیننا چاہا۔

راوی نے بیان کیا ہے کہ جب شرحبیل بن حسنہ نے توما کو بہت ہی غصہ کے ساتھ اپنی طرف حملہ آور دیکھا تو انہون نے زمین پر صلیب پھینکی اور اپنی تلوار میان سے کھینچ لی اور اس کے مقابلہ کیلئے آگے بڑھے توما صلیب کو زمین پر پڑا دیکھکے پیچھے ہٹا اور ان لشکر کو آواز دی۔ اوس آواز پر اس کے سپاہی بغرض کمک اس کے پاس آ گئے۔ جب ام آبان نے یہ ماجرا دیکھا تو انہون نے اپنے لشکر کے غازیون سے پوچھا "یہ کون شخص ہے جو لشکر اسلام پر اس سختی سے حملہ آور ہے" لوگون نے کہا "یہ بادشاہ ہرقل کا داماد توما ہے جس نے تمہارے خاوند سعید بن العاص کو قتل کیا ہے" یہ سنکر ام آبان نے سخت حملہ کیا اور وہ توما کے قریب دوڑ کر پہنچین

انہون نے اپنا تیر کمان مین جوڑ کے توما کیطرف چلایا۔ یہ دیکھکے چارون طرف سے کفار رومیون نے ام آبان کو آکر گھیر لیا اور ان پر وار کرنے لگے لیکن ام آبان نے انکی جانب ذرا بھی توجہ نہ کی اور پھر ایک تیر کمان مین جوڑ کر ان کے افسر توما کیطرف سیدھا کیا جب بسم اللہ کہکر انہون نے تیر چھوڑا تو وہ اسیوقت توما کی بائین آنکھ مین جا کر لگا جبکہ وہ شرحبیل بن حسنہ پر غالب ہوا ہی چاہتا تھا اور صلیب اٹھانے ہی کو تھا۔ اس تیر کے لگتے ہی وہ پیچھے پھرا۔ اور ام آبان نے دوسرا تیر کمان مین جوڑنا چاہا۔ لیکن توما کے ہمراہیون نے اسے اپنی ڈھالون مین چھپا لیا۔ اس وقت ام آبان متواتر تیر چلاتی تھین

اشعار

اُمّ ابانَ فاطلبی تبارک
اے ام آبان تو بدلا لے
صُولی علیھم صولۃ المتدارک
ان پر تو سخت سزا دینے والا حملہ کر
قد ضج جمع الروم من نبالک
تیرے تیرون نے رومی چلا اٹھے ہین
اقسمت لا احدث عن المعارک
مین نے قسم کہائی ہے کہ معرکون کو بیان کرون
وکنت ما عشت لکم بتارک
اور جیون گی تمہاری جدائی کے بعد

واقدی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ پھر ام آبان نے ایک کو تیر مارا جو اس کے سینہ مین لگا۔ اس کے زخم سے وہ زمین پر گر پڑا۔ پھر اونہون نے اوس پر دوسرا تیر چلایا جو اسکی گردن مین جا کر بیٹھا۔ اور وہ اس کے صدمہ سے راہی ملک عدم ہوا۔

جب توما۔ ام آبان کا تیر کہا کے میدان جنگ سے بھاگا تو اس نے اپنے شہر مین پہنچکے دم لیا۔ تیر اس کی آنکھ مین اس زور سے اثر کر بیٹھا تہا کہ اس کا نکالنا دشوار تھا اسکی قوم کے بڑے بڑے معزز نصرانی جو اس کے گرد جمع تھے۔ اس تیر کی نکالنے کی کوشش کرتے تھے مگر وہ توما کی آنکھ مین سے نکلتا نہین تھا۔ اور توما درد سے نالہ و فریاد کرتا تھا۔ جب کوئی تدبیر کارگر نہوئی تو تیر کی ڈانڈ کاٹ دیگئی اور اوس کا پیکان آنکھ ہی مین قائم رہا۔ اس زخمی آنکھ پر پٹی باندھے جانے کے بعد اس سے میدان جنگ مین پھر جانے کیلئے کہا گیا۔ لیکن اوس نے دروازہ کے باہر قدم تک نہ رکھا۔

خالد بن ولید کو ام آبان کی اس بہادری توما کے زخمی ہونے اور صلیب کا ہاتھ آنے سے بڑی خوشی ہوئی۔ جب آدھی رات ہوئی اور میدان کارزار بدستور گرم رہا۔ تو ہر ایک شخص اپنے قریب والے آدمی سے لڑنے لگا۔ اور اپنے اور پرائے کی کوئی تمیز باقی نہ رہی۔ ام آبان شرحبیل بن حسنہ کے ساتھ تھین۔ اس رات معرکہ کارزار مین ان سے بڑا صبر و استقلال ظاہر ہوا۔ وہ متواتر لشکر مشرکین پر تیر چلاتی تھین۔ جو ایک تیر ایک کافر کو قتل کرتا تھا۔ انہین رومی مرد سمجھتے تھے جب صرف ایک ہی تیر ان کے پاس باقی رہا تو وہ اسے لیکر لشکر مخالف کے دائین بائین دیکھنے لگین۔ اتنے مین ایک رومی آدمی ان کے قریب آیا۔ ام آبان نے پہرتی سے یہ تیر اسکی طرف چھوڑا جو اس کے سینہ مین جا کر بیٹھا۔ تیر لگتے ہی اس رومی آدمی نے اپنی قوم کو آواز دی اور ام آبان پر جھپٹ کر حملہ کیا۔ اس آواز کے سنتے ہی اسکی قوم پھر اسکی اعانت کیلئے پہری اور ناگہان دوڑ کے ام آبان کو گرفتار کر لیا مگر اس مسلمان بہادر عورت کے تیر کا گہایل پہر جانبر نہ ہوا۔

جب رومی ام آبان کو قید کر کے لیچلے تو دفعتاً ایک مسلمانون کی جماعت نے اس واردات کو دیکھا۔ ان مین سے عبدالرحمن بن ابوبکر صدیق۔ اور آبان بن عثمان رضی اللہ عنہم نے یہ ملاحظہ فرما کے کہ ام آبان کو دو سوار رومی پکڑے ہوئے لئے جاتے ہین اور وہ فریاد کرتی جاتی ہین کافرون پر جھپٹ کر حملہ کیا اور ان دونون رومی سوارون کو قتل کر کے ام آبان کو رہائی دی۔

اس لڑائی کے علاوہ ام آبان اور معرکون مین بھی شریک رہی ہین اور کہی مقامات پر دشمنون کے ہاتھون مین گرفتار ہوئی ہین۔

اس تاریخی واقعہ سے ثابت ہے کہ مسلمان عورتین بھی فوجی کامون مین حصہ لیتی رہی ہین اور برابر مقابلہ کرتی تہین۔ ..... کیونکہ یہ واقعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وقت مین گذرا ہے اور انہین کے زمانہ خلافت مین اور عورتین بھی ان لڑائیون شریک ہوئی ہین۔ .....

.....

اس زمانہ کی ہندی مسلمان جو ہندو میل جول ہوا اپنے تمام عمدہ اور صحیح اسلامی باتون کو بنظر استعجاب دیکھتے ہین اور قرآن شریف کو چھوڑ کر ہنوجی کے شاستر پر چلنے مین عورتون کے جائز حقوق کی ہر گز پروا نہین کرتے ..... ما طبوع اسلام کو اپنے ہندی رسم و رواج سے ایسا بدنام کر رکھا ہے کہ جاہل اشخاص غیر مذہب ان بدعتونکو اسکیطرف منسوب کرتے مین حالانکہ اسلام وہ پاک دین ہے جو دنیا و دین دونون مین ایکقسم کو اعلے درجہ کا مہذب اور لائق بنا دیتا ہے جسقدر عورتون کو اسلام نے حقوق عنایت فرمائے مین وہ اور کسی مذہب اور قانون نے نہین دئیے

(مسعود نسوان)

www.aaiil.org

جنگ کی مخالفت

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

باب (۸)

جو لوگ کہ مذکورہ بالا عملی تیاریوں مین لگے ہوئے ہین وہ کہین گے کہ جو بدی ہم پر نازل ہے اُسسے مخلصی حاصل کرنے کیواسطے صرف چند آدمیون کا نہین بلکہ بالعموم سب آدمیون کا اپنی حالت پر غور کرنا لازم ہے۔ اور اس کے بعد یہ سب ایک ہی طرح خدا کی مرضی کا بجا لانا اور پڑوسی کی خدمت کرنا اپنا عین فرض سمجہین گے۔

کیا یہ ممکن ہے؟ مین جواب دیتا ہون کہ یہ صرف ممکن ہی نہین بلکہ ایسا نہ ہونا ممکنات مین داخل ہے۔ انسانون کا اپنی حالت پر غور نہ کرنا نا ممکنات مین داخل ہین۔ کیونکہ انسان اپنی ہستی کے مدعا کو معلوم کرنے کے بغیر نہین رہسکتا۔ اس نے ہمیشہ لینے آپکو یہی سوال کیا ہے۔ اور اس کو اپنی ذہنی استعداد کے مطابق یہی جواب ملتا رہا ہے۔ ہمارے زمانہ کے لوگ بہی قانون زندگی کو تسلیم کرنے اور لوگون کے ساتہہ محبت اور انکی خدمت کرنے کے اصول کو سمجہنے کی ساتہہ بجز اس کوئی دوسرا جواب نہین دیسکتے کہ انسانی زندگی کے مدعا کی نسبت صرف یہی معقول جواب ہوسکتا ہے۔ اور ایک ہزار نو سو سال گذرے ہین کہ یہی دین عیسوی مین ظاہر کیا گیا تہا اور انسانی ذات کی ایک بڑی تعداد کو اس کا علم ہے۔

یہی جواب ہمارے زمانہ کی عیسائی دنیا کے لوگون کے دلون مین چہپا ہوا ہے۔ لیکن یہ ظاہر ہو کہ ہماری زندگی کا ہادی نہین ہوتا کیونکہ ایک طرف تو وہ لوگ جو سائنس دان کہلاتے ہین اس بہاری غلطی مین پڑے ہوئے ہین کہ مذہب انسانی ذات کی ترقی مین محض ایک زینہ ہے جس کے بغیر انسان کا گذارہ ہوسکتا ہے اور یہ لوگ اپنے اس خیال فاسد کو ابتدائی تعلیم پانے والون مین شایع کر رہے ہین۔ اور دوسری جانب متعدد لوگ بعض دفعہ دانستہ اور بسا اوقات بے خبری سے لوگون کے دلون مین دین عیسوی کی نسبت بے مروپا تعصب پیدا کرنیکی کوشش مین لگے رہتے ہین۔

اگر یہ دونون حیل اور فریب غارت کئے جائین تب سچا مذہب جو پہلے ہی لوگون کے دلون مین پنہان ہے عالم شہود مین آسکتا ہے ... حاصل کرنے کیواسطے ... الزون کو سمجہنا چاہئے کہ تمام لوگون کے ساتہہ برادرانہ برتاؤ کرنے کا اصول اور نیز یہ قاعدہ کہ

"ہرچہ بر خود نہ پسندی بر دیگران ہم مپسند"

انسانی تہیوریون کی ایک بڑی تعداد کا سرسری یا عارضی ماحصل نہین جسکو کسی دوسرے خیال کے تابع کر سکین بلکہ یہ ایک پختہ اصول ہے جو دوسرے خیالات سے اعلےٰ اور برتر رہنا چاہئے۔ اور یہ ازلی خداوند کے ساتہہ انسان کے غیر متغیر تعلقات سے پیدا ہوا ہے اور سب مذہبون کا مذہب ہے۔ اس لئے اسپر ہمیشہ عمل کرنا چاہئے۔

قطع نظر اس کے جو لوگ دین عیسوی کی رو مین مذہبی تعصبات پہیلاتے پہرتے ہین۔ انہین خوب سمجہنا چاہئے کہ یہ تمام ہدایتین اور رسم و رواج جنگی یہ تائید اور منادی کرتے پہرتے ہین صرف بے ضروری ہی نہین بلکہ بدرجہ غایت مضر اور مخرب ہین۔ اور انسان سے اس بڑی مذہبی سچائی کو مخفی کرنیوالی ہین۔ جو خدا کی مرضی کو پورا کرنے سے۔ اور لوگون کی خدمت کرنے سے اور اس قاعدہ سے حاصل ہوتی ہے کہ ہمین لوگون کے ساتہہ ویسا ہی سلوک کرنا چاہئے جیسا کہ ہم چاہتے ہین کہ دوسرے لوگ ہمارے ساتہہ کرین۔ یہ عیسائی مذہب کے بڑے اصولون مین سے ایک نہین بلکہ انجیل کا سالم عملی مذہب ہے ان لوگون کو سمجہنا چاہئے کہ انسان کی عمدہ زندگی کے واسطے مذہب کا ہونا لابدی امر ہے اور یہ مذہب اس زمانہ کے لوگون کے دلون مین پہلے ہی موجود ہے۔ پس جو لوگ دانستہ یا نادانستہ کا تنیائی تعصبون سے لوگون کو احمق بنا رہے ہین وہ اس حرکت سے باز آجائین۔ اور لوگون کو یہ تلقین دینے کی کوشش کرین کہ دین عیسوی مین نہ تو اصطباغ اور نہ ہی کسی ہدایتون وغیرہ کی پابندی لازمی ہے بلکہ صرف یہ اصل اصول ہے کہ اپنے پڑوسی سے محبت کرین اور دوسرون کے ساتہہ ایسا سلوک کرین جیسا کہ چاہتے ہین کہ دوسرے ان کے ساتہہ کرین اسی مین سب قانون اور نبیون کے صحائف آجاتے ہین۔

اگر جہوٹے عیسائی اور سائنس دان پہلے یہ سادی صاف اور ضروری سچائیان خود سمجہہ جائین اور پہر بچون اور نا تعلیم یافتہ لوگون مین ان کی منادی کرنا شروع کر دین اور اپنی پیچیدہ اور غیر ضروری تہیوریون کی وعظ کو چہوڑ دین تو پہر سب لوگ اپنی زندگی کے مدعا کو یکسان سمجہہ سکین گے اور اپنے سچے فرائض پر عمل کرنے لگین گے۔

باب (۹)

لیکن اب جبکہ ہمارے دشمن روس مین ہمارے کلہ رہ مین اور ہمارے لوگون کو تہ تیغ کر رہے ہین ہمین کیا کرنا چاہئے؟ کیا ہم اپنے دشمنون کو اپنے مقبوضات تباہ کرنے دین؟ اور اپنی محنت کی پیداوار ان کو لوٹنے دین اور اپنے آدمیون کو ہلاک کرنے دین یا ہتہیار پہینکدین یا ہتہیار ان کو پہینکنے دین۔

قبل اس کے کہ جنگ کی کارروائی شروع کیگئی تہی (بلا لحاظ اس کے کہ کون شخص اس کا آغاز کرنیوالا تہا) ہر ایک واقف کار اور بیدار شخص کو یہی کہنا اور سوچنا چاہئے تہا کہ میری زندگی کے مدعا کو پورٹ آرتہر کے متعلق چینیون۔ جاپانیون یا روسیون کے حقوق کے ساتہہ کوئی سروکار نہین میری زندگی کا مدعا صرف یہی ہے کہ مین اسکی زندگی کو پورا کرون جس نے مجہکو یہ زندگی بخشی ہے اور مین اس مرضی کو خوب جانتا ہون۔ اور وہ یہی ہے کہ مین اپنے پڑوسی سے پیار کرون اسکی خدمت بجا لاؤن اور عارضی سرسری اور ظالمانہ تقاضون کے حکم مین آکر راہ راست سے گمراہ نہ ہون۔ اور کیا وجہ ہے کہ اپنی زندگی کے دائمی اور بے بدل قانون پر عمل نہ کرون۔؟ اگر کوئی خدا ہے تو مجہہ سے مرنے کے بعد یہ دریافت نہین کریگا کہ مین نے چینا پہو کو اس کے گوداموں سمیت ساتہہ پورٹ آرتہر کو بحیثیت مجموعی سلطنت روس کے دشمنون کی دستبرد سے کیون نہ بچایا۔ جو بطور ودیعت میرے سپرد نہین کئے گئے تہے۔ بلکہ مجہہ سے یہ دریافت کریگا کہ مین نے اس زندگی کو کس طرح استعمال کیا جو اس نے میرے زیر اقتدار کی تہی؟ اور مین اس کو اس مصرف مین کیون نہ لایا جس کے واسطے یہ تیار کر کے میرے حوالے کیگئی تہی؟ کیا مین نے اس کے قانون کو پورا کیا ہے؟

اب سوال کی بابت کہ جنگ کے چہیڑ دینے کے بعد مجہے کیا کرنا چاہئے؟ یہی جواب ہے کہ جو شخص اپنے زندگی کے مدعا کو سمجہتا ہے خواہ اس کا دنیاوی منصب کچہہ ہی ہو۔ خواہ جنگ شروع ہو یا نہ ہو۔ خواہ ہزارہا روسی یا جاپانی تہ تیغ کئے جاتے ہون۔ خواہ صرف پورٹ آرتہر ہی نہین۔ بلکہ سینٹ پیٹرسبرگ اور ماسکو بہی مسخر کیا گیا ہو۔ مین بجز اس کے کچہہ نہین کر سکتا جو کچہہ خداوند خدا نے مجہے حکم دیا ہے۔ لہذا مین بحیثیت انسان نہ تو حیلتاً اور نہ صراحتاً۔ اور نہ ہدایت دینے اور نہ مدد کرنے سے اور نہ تحریک اور تحریص دلانے سے جنگ مین شریک ہو سکتا ہون۔ خدا کی مرضی کے خلاف عمل نہ کرنے سے مثلاً جو کچہہ وقوع مین آئے۔ وہ تو مین نہین جانتا۔ اور نہ جان سکتا ہون۔ لیکن میرا یہ اعتقاد ہے کہ خدا کی مرضی کو بجا لانے سے وہی نتیجہ نکلیگا جو میری ذات اور نیز دیگر سب لوگون کیواسطے مفید ہوگا۔

اگر ہم روسی اس وقت جنگ کو چہوڑ دین اور جو کچہہ جاپانی ہم سے چاہتے ہین وہ دینا منظور کرلین تو اس کے نتیجہ سے نہایت ڈر لگتا ہے۔

لیکن اگر یہ سچ ہے کہ اوس مذہب کے لوگون مین قائم ہونے سے انسانی ذات کو وحشیانہ حرکات اور ذاتی تباہی سے نجات ملتی ہے جو پڑوسی سے پیار کرنا اور اسکی خدمت کرنا سکہاتا ہے۔ تب ہر ایک جنگ اور جنگ کا ہر ایک گہنٹہ اور اسمین میرا شریک ہونا اس ممکن نجات کو زیادہ تر مشکل اور بعید کرتا ہے۔

پس روسیون کا۔ جاپانیون کے مطالبون کو منظور کرنا گویا تباہی اور بربادی سے مخلصی حاصل ہونے کے مساوی ہے۔ حالانکہ جسقدر جنگ کا پیچہا کیا جائیگا۔ اسیقدر جنگ کی مصیبتون سے مخلصی حاصل کرنے کے ذرایع ہم سے دور اور بعید ہوتے جائینگے۔

اگر یہ صورت ہو تاہم جواب دیا جاتا ہے کہ جنگ تب ہی ختم ہو سکتی ہے۔ جبکہ سب لوگ یا ان کا بڑا حصہ اس مین شریک ہونے سے انکار کرے۔ لیکن ایک شخص کا انکار کرنا خواہ وہ زار روس یا سپاہی ہو بلا ضرورت اور کسی کو ذرہ بہی فایدہ پہنچانے کے بغیر اس کیلئے وبال جان ہوگا۔ اگر اس وقت زار روس جنگ کو چہوڑ دے تو اس کو تخت چہوڑنا پڑیگا اور عجب نہین کہ قتل ہی کیا جاوے۔ اور اگر کوئی معمولی شخص ملٹری سروس سے انکار کر دے تو یا تو جہنم یا فوج کو بہیجا جائیگا۔ یا بمعہ گولی سے ہلاک کیا جاوے گا۔ پس کیون کوئی شخص ناحق اپنی قیمتی زندگی کو تباہ و غارت کرے جس سے سوسائٹی کو فایدہ پہونچا سکتا ہو؟ مگر یہ ان لوگون کا عام سوال ہے جو اپنی زندگی کے مدعا پر غور نہین کرتے اور اس لئے اس کو بالکل نہین سمجہتے۔

لیکن جو شخص اپنی ہستی کی غرض کو سمجہتا ہو یعنی کہ مذہبی آدمی ہو وہ کبہی ایسا نہین کہہ سکتا۔ کیونکہ یہ اپنے فعل کے قیاس کئے ہوئے نتائج کے تابع نہین ہوتا۔ بلکہ اپنی ہستی کے مدعا سے واقف ہوتا ہے کارخانہ کا کاریگر کارخانہ مین جاکر اپنا متعلقہ کام کرتا ہے۔ اور اپنی محنت کے نتیجہ پر مطلق غور نہین کرتا۔ اسیطرح سپاہی اپنے کمانڈر کی مرضی بجا لاتا ہے۔ اور مذہبی آدمی بہی وہ کام کرتا ہے جو خدا نے اس کے واسطے مقرر کر چہوڑا ہے اور اس کے نتیجہ کو نہین سوچتا پس مذہبی شخص کو اس سوال سے کوئی سروکار نہین ہوتا کہ آیا تہوڑے یا بہت لوگ وہی کام کرتے ہین جو اس کے سپرد کیا گیا ہے۔ اور نہ اس کو سوچنا پڑتا ہے کہ جو کچہہ یہ کرتا ہے۔ اس کا اثر اس پر کیا ہوگا اسکو صرف اسقدر معلوم ہے کہ میرے لئے زندگی یا موت ہے اور وہ زندگی یا موت اسی خدا کے ہاتہون مین ہے جس کا حکم مین بجا لا رہا ہون

(باقی آیندہ)

پس مذہب کو یا ... ضروری امر خیال ہے
اور نہیں کرتا اور یہ اسطرح کرنا چاہتا ہے۔ یا کہ
اس لئے ایسا کرنے سے اس کی ذات کو
یا دوسرے شخصوں کو فائدہ پہونچیگا۔ بلکہ
اس خیال سے کرتا ہے کہ اس کی زندگی خدا
کے ہاتھوں میں ہے لہذا یہ اس کے بغیر گذارہ
نہیں کر سکتا ۔

باب (۱۰)

لیکن دشمنوں کا کیا حال ہے جو ہم پر حملہ آور
ہیں؟ حضرت عیسیٰ مسیح کے بارہ حواریوں
کی تلقین میں بیان کیا گیا ہے کہ اپنے
دشمنوں سے پیار کرو تمہارا کوئی دشمن
نہیں رہے گا۔

اس جواب میں محض لفاظی نہیں کی گئی۔
جیسا اکثر لوگ دشمنوں کے ساتھ پیار
کرنے کی سفارش کو مبالغہ سمجھا کرتے ہیں
بلکہ اس کی مراد کچھ اور ہی ہے۔
دشمنوں سے پیار کرو یعنی جاپانیوں
اور چینیوں سے جن سے بھولے لوگ ہمیں
متنفر کرنے کی کوششوں میں لگے ہوئے
ہیں۔ پیار کرنے کے معنے یہ ہیں کہ انہیں
افیون سے زہر دینے کا حق حاصل کرنیکے واسطے
مت قتل کرو جیسا کہ اقوام یورپ نے کیا۔ اور
ان کا ملک لینے کے واسطے انہیں ہلاک
مت کرو۔ جیسا کہ فرانسیسیوں، روسیوں اور جرمن
لوگوں نے کیا۔ سرکاری نقصان پہنچانے کے
واسطے انہیں زندہ دفن کرنے کی سزا نہ دو
اور نہ انہیں بالوں سے اکٹھا باندھو اور نہ
دریا کے امور میں انہیں غرق کرو جیسا کہ
روسیوں نے کیا۔

شاگرد اپنے استاد سے بڑھکر نہیں ہوتا
اس لئے اپنے استاد جیسا ہونا ہی کافی ہے
زور آور لوگوں سے جن کو ہم اپنا دشمن سمجھتے
ہیں محبت کرنے کے یہی معنے ہیں کہ ان لوگوں
کو عیسوی کے نام سے آدم کے زوال شفاعت
اور قیامت وغیرہ کی لغو تعصبات کی تعلیم
نہ دی جائے اور انہیں دوسروں کو دھوکا
دینے یا ہلاک کرنے کا درس نہ دیا جائے۔ بلکہ
انہیں انصاف بے تعصبی۔ رحم اور محبت
کا سبق دیا جائے اور یہ صرف زبانی جمع
خرچ ہی ختم نہ کیا جائے بلکہ اپنی زندگی کی
نیک مثال ان کے پیش کیجائے۔
ہم ان کے ساتھ کیسا سلوک کرتے رہے
ہیں اور اب کر رہے ہیں۔
بیشک اگر ہم اپنے جاپانی دشمنوں کے
ساتھ محبت کرتے تو آج ہی محبت کرنا شروع
کریں۔ تو ہمارا کوئی دشمن نہیں رہیگا۔
خواہ یہ ان لوگوں کو کیسا ہی حیرت انگیز
معلوم ہو جو ملٹری نقشوں۔ تہذیب سامان
جنگ ڈپلومیٹک خیالات۔ مالی معاملات
اور سیاسی امور وغیرہ وغیرہ میں مصروف ہوں
اور جن کے ذریعہ سے یہ انسانی ذات کو مصیبتوں
سے مخلصی دلانا خیال کرتے ہوں۔
اور انسان کو نہ صرف جنگ کی مصیبتوں سے
بچانا چاہتے ہوں بلکہ تمام مصائب سے جو لوگ
اپنے اعمال وافعال سے اپنے اوپر نازل کرتے
ہوں۔ تو یہ بادشاہوں اور شہنشاہوں کی
معرفت حاصل نہیں ہو سکتا۔ جو امن کے واسطے
اتحاد قائم کر سکتے ہوں۔ اور نہ ان لوگوں
کی معرفت جو شاہوں یا شہنشاہوں کو تخت سے
اتار سکتے ہوں۔ یا شاہی سلطنتوں کی جگہ پر
پبلک گورنمنٹ قائم کرا سکتے ہوں اور یہ مدعا
نہ تو امن کی کانفرنس کے منعقد کرنے سے
حاصل ہو سکتا ہے۔ اور نہ سوشلسٹ فرقہ کے
بدمعاشوں کے پروگرام پورا کرنے سے۔ اور
نہ خشکی یا تری پر فتوحات حاصل کرنے یا زمین
اٹھانے سے۔ اور نہ کتب خانوں یا یونیورسٹیوں
سے۔ اور نہ لیکچروں یا ذہنی مشقوں سے جنکو
سائنس کہتے ہیں۔ بلکہ محض ایسے سادہ اور
معمولی لوگوں کی طفیل ہو سکتا ہے جیسے دُکھو
بور ... دروجن۔ اور ... روس میں
... ہالینڈ میں۔ ہزارہا ... آسٹریا میں اور ...
فرانس میں گذر رہے ہیں۔ اور یہ کسی بیرونی تبدیلی
سے نہیں ہو سکتا بلکہ اس کی مرضی لانے سے
ہو سکتا ہے جس نے ان کو دنیا میں بھیجا اور
صرف ایسے لوگ اپنے آپ میں اور اپنی
روحوں میں خدا کی بادشاہت کو سمجھکر کسی
بات کو آ جا سکتاہ بنانے کے بغیر خدا کی وہ
بیرونی بادشاہت قائم کر سکتے ہیں جس کے
ہر ایک روح انسانی ترس رہی ہے۔
ان بلاؤں سے مخلصی محض اس طرح ہو سکیگی
جس کے واسطے کوئی دوسرا ذریعہ نہیں۔
دنیا کے لوگوں کو جس مصیبت سے تکلیف
پہنچ رہی ہے۔ محض اس وجہ سے ہے کہ یہ
عارضی طور پر اپنا مذہب چھوڑ بیٹھی ہے۔
بعض لوگوں نے مذہب اور سائنس
کے مابین جو اس زمانہ کے لوگوں نے حاصل
کئے ہیں تفاوت کا درجہ دیکھکر فیصلہ کر دیا ہے
کہ بالعموم مذہب ضروری نہیں۔ لہذا وہ مذہب
کے بغیر رہتے ہیں اور یہی دوسرے لوگوں
سے منادی کرتے رہتے ہیں۔ اسیطرح
دوسرے لوگ بھی انکی تقلید کرنے لگ جاتے ہیں
اور خالی بیرونی رسوم پر اعتقاد رکھتے ہیں
جن سے انسانوں کی رہنمائی نہیں ہو سکتی۔
تاہم جو مذہب ہماری موجودہ ضروریات
کو پورا کر سکتا ہے موجود ہے اور سب لوگ
اس سے واقف ہیں اور عیسائی اہل دنیا کے
دلوں میں چھپا ہوا ہے اور اس کو عالم شہود
میں لانے کے واسطے مناسب ہے کہ تعلیم یافتہ
اور لوگوں کے لیڈر اس بات کو سمجھتے کہ خود
سمجھیں کہ انسان کو مذہب کی ضرورت ہے اور
اس کے بغیر اس کی زندگی کی اصلاح نہیں
ہو سکتی اور جس کا نام انہوں نے مذہب کہا
ہوا ہے۔ یہ مذہب کا کام نہیں دیسکتا اور
جو ذی اقتدار لوگ خالی مذہبی ضوابط و آئین
کے مدعی ہیں۔ وہ دلو نہیں خوب سمجھا گئیں کہ
یہ مذہب نہیں بلکہ سچے مذہب کے ... حاصل
کرنے میں رکاوٹ ہیں ... آدمی کی نجات
کے بعض یقینی اسباب یہی ہیں کہ یہ وہ کام
کریں جو اس کے سچا مذہب اختیار کرنے
میں حائل ہو۔ (باقی آئندہ)

استفسار اور ان کے جواب

(سلسلہ کیلئے دیکھو الحکم نمبر ۴۲ صفحہ ۹)

باقی جواب سوالات مرسلہ نواب علی شاہ از کرناہ علاقہ کشمیر

جواب (۲) وَآوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ
قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ۔ ترجمہ۔ اور ہم نے مریم و
مسیح کو تکلیف ومصیبت سے بچا کر ایک بلند ٹیلے
پر پناہ دی جو چشمہ دار اور ان کے لئے قرارگاہ
تھا۔ سابق مفسرین اور مورخوں نے اس ٹیلے
کو معین نہیں کیا ادھر ادھر دیکھ بھال کر آخر شک
و شبہ میں ہی واللہ اعلم کہکر چلے گئے۔
شکی بات انسان کو ہمیشہ قلق و اضطراب
میں رکھتی ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ جو بات قرآن
کریم میں نازل فرمائی گئی ہے۔ وہ ازالہ شک
و شبہ و وہم وگمان کو دور کرنے کی غرض سے
خدا تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے۔ و سابق مفسرین
اور مورخوں کے اقوال اور خدا تعالیٰ کی پاک کلام
میں کتنا بڑا تناقض واختلاف ہے ابن اثیر اپنی
تاریخ میں مفسرین کی رائے لکھتا ہے ان مریم
حملت المسیح الی مصر بعد ولادتہ
ومعہا یوسف وہی الربوۃ التی ذکرھا
اللہ تعالیٰ وقیل دمشق وقیل بیت
المقدس وقیل غیر ذالک یعنی مریم علیہا السلام
مسیح کو پیدائش کے بعد مع یوسف نجار مصر میں
لیگئی یہی وہ ٹیلہ ہے جس کا خدا تعالیٰ نے
قرآن کریم میں ذکر کیا ہے اور بعض کہتے ہیں
وہ ٹیلہ دمشق ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ
ٹیلہ بیت المقدس ہے اور بعض کہتے ہیں
کہ وہ ٹیلہ کوئی اور مقام ہے۔
مفسرین اور مورخین نے جو کچھ لکھا ہے وہ
یہی کچھ ہے کسی نے کوئی مقام مقرر نہیں کیا
سب نے تکے ہی چلائے اور اٹکلیں لگائی ہیں مگر خدا
نے ربوہ کا ذکر اس پیرایہ سے کیا ہے کہ وہ
بالکل قابل اطمینان اور تسلی دہ ہے مورخین
اور مفسرین نے جو اقوال لکھے ہیں اٹکل پچو
غور کرو کہ وہ کسقدر اطمینان و تسلی سے دور
کرنے والے اور شکوک و شبہات بڑھانے
والے ہیں پس اطمینان بخش و تسلی دہ وہی
قول ہے جو خداوند تعالیٰ نے قرآن کریم میں
بیان فرمایا ہے۔ وآوینہما الی ربوۃ
ذات قرار و معین۔ اس آیت میں مسیح
اور اس کی والدہ کے متعلق اور اس مقام کا
حال جو کچھ بیان فرمایا گیا ہے وہ مفصلہ ذیل ہے
(۱) اول خداوند تعالیٰ نے مسیح اور اسکی
والدہ کو ایک سخت مصیبت کے بعد ہی پناہ دامن
میں لے لیا ہے[2] اور عیسیٰ علیہ السلام
اور انکی والدہ پر واقعہ صلیب سے پہلے کوئی ایسا
سخت واقعہ نہیں گذرا جیسا کہ مسیح کو صلیب
پر مارنے کیلئے یہودیوں نے کوشش کی تھی[1]
(۲) اس آیت سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ
خداوند تعالیٰ نے مسیح اور ان کی والدہ کو اس
واقعہ کے بعد کسی دوسرے ملک میں لے گیا
اگر وہ دمشق و مصر میں دوسرے واقعہ کے بعد
جاتے تو وہاں یہودی فریسی ان کو پھر تکلیف
وایذا پہنچاتے کیونکہ وہ ان ممالک میں
بکثرت موجود تھے جو دعوے مسیح کو سن کر
غضبناک ہو رہے تھے۔ رسولوں کا کام
دعوت الی اللہ ہوتا ہے اور ان کی زندگی
صرف اسی کام پر وقف ہوتی ہے جب یہ کام
پورا ہو جاوے تو وہ دنیا سے رخصت ہو جاتے
ہیں وہ جہاں ہوں دعوت الی اللہ میں مشغول
رہتے ہیں مسیح علیہ السلام بنی اسرائیل کیطرف
پیغمبر ہو کر آئے تھے بنی اسرائیل کے بارہ
فرقوں میں سے دس فرقے قبل ازیں جلاوطن
کئے گئے تھے اور براستہ فارس۔ کابل و
کشمیر میں آکر آباد ہوئے تھے ان ہی دس
فرقوں کیطرف مسیح علیہ السلام بھی براہ فارس
کابل میں ہوتے ہوتے ہوئے کشمیر میں
آکر قیام پذیر ہوئے اور بنی اسرائیل کو دعوت
کرتے رہے کابل و کشمیر و سرحدی مقامات
کے لوگ سب بنی اسرائیل ہیں اور وہ خود بیان
کرتے ہیں کہ ہمارے اصلی آباواجداد اپنے
ملک سے جلاوطن کئے گئے تھے۔
(۳) اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے
کہ وہ ربوہ یعنے ٹیلہ کوئی عظیم الشان ہے
جس میں نہایت بڑا تعظیم موجود ہے جغرافیہ کے
رو سے کوہ ہمالہ زمین پر سب دنیا کے
پہاڑوں سے بلند ہے اور کشمیر میں کوہ
ہمالہ کے اندر واقع ہے۔
(۴) اس آیت سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ
مسیح اور اسکی والدہ نے اس ٹیلہ پر ایک ہی تمام
پر تا دم آخر زندگی بسر کی ہے اور اس ٹیلہ پر
ان کی قرارگاہ ہے۔
(۵) اس آیت سے یہ بھی واضح ہوتا ہے
کہ اس مقام کا پانی چشمہ دار اور بکثرت ہے
اور وہ مقدم ہے بنسبت دیگر مقامات دنیا بہت

[1] ... تماشائی صاحب ... سے بڑے کہتے ہیں مظہر ان دہریت کا جلوہ گاہ بگاہ دکھاتے جاتے ہیں۔ [2] لفظ ایواء کسی سخت مصیبت کے بعد کسی کو پناہ دامن دینے میں استعمال کیا جاتا ہے

www.aaiil.org

بند ہے اور اسکا پانی صاف و خوشگوار ہے

(۶) اس آیت سے یہی واضح ہوتا ہے کہ مسیح اور اسکی والدہ کسی دوسرے ملک سے آکر اس مقام پر قیام پذیر ہوئے اور اسکو اپنا قرارگاہ ٹھہرایا۔

(۷) مذکورہ بالا امر مسیح اور اسکی والدہ کیلئے نعمائے الٰہی میں سے تھے اور خدا تعالےٰ نے اون کو یہ نعمت عطا کرنے کے بعد پیر اون تا دم زیست سلب نہیں کین کیونکہ یہ بات خداوند تعالےٰ کی شان سے بعید ہے ہر ایک رسول نے جب اپنے ملک سے ہجرت کی تو دوسرے مقام میں جب اوس کو پناہ ملی تو پیر وہان سے اس کو نکالا نہیں گیا کیونکہ وہ مقام اس پیغمبر کیلئے خاص ماویٰ الٰہی کا ہوتا ہے[1] مصر اور دمشق و بیت المقدس والی سب باتین نکلی ہین کشمیر میں مسیح کے آنے کی تواریخ گواہ۔ قوم بنی اسرائیل خود گواہ اون کے شہرون اور گاؤن کے نام گواہ قرآن کریم گواہ۔ یوز آسف نبی نام گواہ۔ امام الہمام مسیح الموعود مہدی المسعود خلیفۃ علیہ السلام گواہ۔ جو شخص اتنے معتبر گواہون کو نہ مانے اوس کا دل سیاہ۔

جواب سوم۔ بی بی مریم والدہ مسیح علیہ السلام کی قبر بھی کشمیر میں ہے مگر اس کی قبر کا نشان ابتک موجود و مشخص رہنا خداوند تعالےٰ کے نزدیک قبر مسیح کیطرح ضروریات میں سے نہ تہا اب تک مسیح کی قبر کے نشان کا رہنا نصاریٰ اور ان کے ہم قیاسون پر اتمام حجت کیلئے تہا ہزارہا پیغمبر و رسول زمین میں سمائے ہین اون کی قبرون کے نشان مٹ گئے ہین موسیٰ علیہ السلام کی قبر اور اسیطرح اور صدہا انبیا و اولیا کی قبرون کے نشان نہین ملتے۔

خداوند تعالےٰ کا قرآن کریم مین تاریخ اور جغرافیہ بیان کرنا مقصود نہین ہے بلکہ انسانی ہدایت مقصود و مطلوب ہے لہذا وہ قرآن مین اسقدر پیغمبرون کا بیان کرتا ہے جسقدر آیندہ زمانہ کے لوگون کے لئے مفید ہو۔ اگر قرآن مین ہر پیغمبر و رسول کی سوانح عمری و واقعات و وفات اور اون کے مکانات کا ذکر کیا جاتا تو اس کو کوئی پڑھ نہ سکتا اور اصلی مقصد و مطلب گم ہو جاتا خیر الکلام ما قل و دل۔

جواب ۴۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج روحانی ہوا تہا وہ اعلیٰ قسم کا مکاشفہ تہا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور اکثر معتبر رواۃ کا اسی پر اتفاق ہے حضرت امام غزالی اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی نے اپنے مکتوبات مین اس بات کی تائید کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ کو معراج روحانی ہوا تہا۔

جواب ۵۔ مردہ کو مالی بدنی عبادات کا ثواب بشرط خلوص نیت پہونچ سکتا ہے صدقہ و خیرات مین خلوص نیت و اقتدای نبوی شرط ہے۔ ملا لوگون نے جو حیلے استقاط وغیرہ کے تراشے ہوئے ہین وہ غلط ہین۔ قرآن کریم و نقدیات و غلہ کا قبرستان مین لیجانا اور قرآن کو چکر دینا وغیرہ وغیرہ طریق نبوی نہین اور نہ صحابہ کرام کا یہ عمل تہا اور نہ آئمہ کرام و فقہائے عظام نے اس طریق کا انسباط کیا بلکہ بعض یہ جہلائے سندھ و پنجاب کا اپنا ہی تراشیدہ طریق ہے ملا لوگ اس کا نام حیلۃ الاستقاط و نوب المیت رکھتے ہین یہ رسوم سب غلط ہین انکی کوئی سند قرآن کریم و احادیث نبویہ اور فقہ کی کتابون مین نہین ہے جو لوگ ایسے کام کرتے مین وہ سخت خطاکار ہین مردہ کیلئے خلوص دل سے دعا کرنا اس کا جنازہ پڑہنا۔ اس کیلئے روزہ رکہنا اس کیلئے حج کرنا اوس کیلئے مساکین و یتامیٰ کو نقد و غلہ دینا۔ کنوان تالاب مسجد بنوانا کار ثواب مین داخل ہے ان اشیاء کا اوس کو ثواب پہونچ سکتا ہے قرآن کریم و احادیث نبویہ سے ثابت ہے مگر خواہ مخواہ لوگون کو دکہلاوے کیلئے اور نمود و نمایش کی غرض سے مردہ کے پیچھے قبرستان مین غلہ و نقدیات و قرآن کریم کو لیجانے سے حبط اعمال کا اندیشہ ہے یہ کام کبہی نہ کرنا چاہئے اگر قبرستان مین جانے مردہ کے پاس جاکر صدقہ و خیرات تقسیم کرین تو بدعات مخترعہ سے مجتنب رہکر بغیر سمعہ و ریا خیرات مستحقین مین تقسیم کرنا چاہئے۔

(۶) تعویزات کے لکہنے سے ایک قسم کا شائبہ شرک محسوس ہوتا ہے احادیث صحیحہ مین اس امر کا کوئی ثبوت نہین ہمارے حضرت اقدس امام الہمام نے کبہی کسی کو تعویذ نہین دیا۔

پڑہکر دم کرنا احادیث سے ثابت ہے چنانچہ صحیح بخاری مین ہے عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت کان رسول اللہ صلعم اذا اوی فراشہ نفث فی کفیہ بقل ھو اللہ احد و بالمعوذتین جمیعاً ثم یمسح بہا وجہہ و ما بلغت یداہ من جسدہ قالت عائشۃ فلما اشتکی کان یامرنی ان افعل ذالک بہ۔

ترجمہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے فرماتے ہین کہ جب آنحضرت صلعم اپنے بستر پر لیٹتے تو ہر سہ قل پڑھکر اپنے دونون ہاتھون کی ہتھیلیون پر پھونک کر اپنے چہرہ کو اور جہان تک آپ کے ہاتھ اپنے جسم پر پہونچتے پھیر دیتے حضرت عائشہؓ فرماتی ہین کہ آنحضرت کو کوئی درد ہوتا تو مجھے حکم فرماتے کہ تم مجھے دم کرو۔ کذا فی صحیح البخاری۔

شامت اعمال ما آورد ایا محنین ما

مسلمانونکی بدقسمتی سے انکی اصلاح کی باگ ان ہاتھون مین لگی ہے جو کسیطرح سے بہی اس عظیم الشان کام کے اہل نہین کہے جا سکتے **اصلاح قوم** کا منصب خود بخود ریفارمر بنجانے سے حاصل نہین ہو سکتا اور نہ چند دلخوش کن تقریرون یا تحریرون پر اس کا مدار ہے بلکہ **مصلح قوم** فی الحقیقت وہ ہوتا ہے جو خدا تعالےٰ کی طرف سے اس **خاص غرض اور مقصد کیلئے مامور ہوا ہو** اس کے سوا جو شخص نمود و نمایش کے خیال سے اس اہم کام کو اپنے ذمہ لیتا ہے یہی نہین کہ وہ ناکام رہتا ہے بلکہ قوم کو بعض اوقات ایسی غلط راہ پر ڈالدیتا ہے جو اسکی ہلاکت اور تباہی کا موجب ہو جاتی ہے علاوہ برین **اصلاح قوم** کی بہترین راہ ہمیشہ سے یہی ہے کہ اسکی **مذہبی حالت** کو درست کیا جاوے جو اخلاق۔ تمدن۔ سیاسی مجلسی تجارتی غرض ہر ایک قسم کی بہتری اور بہلائی کو جامع ہوتی ہے لیکن اس زمانہ مین کچہ ایسی الٹی گنگا بہنے لگی ہے کہ جڑ کو کاٹ کر اسکی شاخون کی پرداخت کا سوال حل کیا جاتا ہے اسی قسم کی اصلاح کا خیال ایک مسلمان گریجویٹ مسٹر سجاد حیدر بے۔ اے کو پیدا ہوا ہے جنہون نے ہندوستان ریویو کے اگست نمبر مین ایک مضمون اونکی تعلیم یافتہ مسلمانون کا الگ فرقہ نہین کے نام سے شائع کرایا ہے۔ اس مضمون مین انہون نے کیا لکہا ہے اس کا بہول جانا اس کے ذکر سے بہتر تہا لیکن محض اس خیال پر کہ (یہ مضمون اسلام کی مخالفون نے اپنے اخبارات مین لیا ہے) ضرور معلوم ہوتا ہے کہ ایسے کچہ لکہا جاوے ہم اس مضمون پر انشاء اللہ بالتفصیل لکہین گے یا کوشش کرین گے کہ اپنے مخدوم و محسن حضرت حکیم الامت سے کچہ لکہوائین۔ فی الحال ہم اسکا خلاصہ دیتے ہین۔ مسٹر سجاد حیدر صاحب نے لکہا ہے کہ سب انگریزی دان چہوٹے چہوٹے اختلاف کو چھوڑ کر مفصلہ ذیل اہم امور مین باقی مسلمانون سے اختلاف رائے رکہتے ہین مگر اخلاقی جرأت کی کمی ہے کہ وہ اسے علی الاعلان ظاہر نہین کرتے ۱۔ اسلام کثرت ازدواج کو جائز نہین رکہتا (۲) اسلام مین پردہ کی تاکید نہین (۳) ازروے شرع معاملات تجارت مین سود لینا جائز ہے (۴) طلاق کے بارے مین کسی حد تک احکام سخت ہونے چاہئے (۵) قانون وراثت اور دیگر قوانین متعلقہ تمدن ناقابل ترمیم نہین ہین (۶) بسا اوقات رعایت قومی بالائے طاق رکہدینی چاہئے (۷) قرآن کریم کی تفسیر کرنے مین علوم جدیدہ کا لحاظ رکہنا چاہئے انسانی علوم مین جو سب سے اخیر انکشاف ہوا ہے قرآن کی تفسیر کرتے وقت زیر نظر رہے۔ دیگر کئی ایک امور ہین جنمین تعلیم یافتہ اور باقی مسلمانون مین اختلاف ہے سب کی تفصیل نہین کیجا سکتی مثال کے طور پر قرآن اور نماز اردو مین یا ایسی زبان مین پڑہنا چاہئے جسے پڑہنے والا جانتا ہے دیکہو میگزین مذکور کا صفحہ ۱۶۵۔

مسٹر سجاد حیدر ہی پہلا مسلمان نہین جس نے مسلمانون کی ایسی ہمدردی کرنی چاہی ہو۔ بلکہ ان سے پہلے اوزیبل میان شاہدین صاحب نے اس سال کے مارچ کے نمبر مین مسٹر سید کی حیثیت مذہبی ریفارمر کے عنوان سے جو آرٹیکل لکہا ہے انہون نے اسمین یہی سفارش کی ہے کہ نماز کے تقرر اوقات کی ضرورت نہین اور وہ مفید صحت ہی ضبط اوقات نماز پنجگانہ اور روزہ سوسائٹی کی ابتدائی حالت مین مناسب حال تہے اب انکی ضرورت نہین وغیرہ وغیرہ دیکہو صفحات ۲۳۶ و ۲۳۷ و ۲۳۸ اخیر پر وہ مسلمانون کو ایک نہایت مفید (بخیال خویش) مشورہ دیتے ہین کہ ان کے طریق معاشرت مین مسیحیت کا رنگ ہونا چاہئے۔ ورنہ مسٹر ریان کا مقولہ جو انہون نے بیس برس ہوئے بیان کیا تہا ہماری حالت پر صادق آئیگا کہ یہی **نوع انسان** کی اعلیٰ درجہ کی خدمت کرنا ہے کہ ان کو اسلام کی قید سے آزاد کیا جاوے" اور قریباً اسی قسم کی بحث مسلمانون کے مشہور اخبار **ابزرور** مین بہی ہو رہی ہے۔ تعجب!!!

غرض

مسلمانون کی حالت بہت ہی کچہ قابل رحم یا قابل افسوس ہو رہی ہے اور اسکی بڑی وجہ وہی ہے جو ہم نے شروع مین بیان کی ہے **زمام اصلاح** وہ لوگ اپنے ہاتہون مین **لینا چاہتے ہین جن کو خدا تعالےٰ نے اس منصب پر مامور نہین کیا** یہ حالت ہے جو اندرونی طور پر مسلمانونکی ہو رہی ہے اور اس پر بہی بعض خیال کرتے ہین کہ خدا تعالیٰ نے اپنے دین کی حمایت اور حفاظت کا باوجود وعدہ حفاظت کوئی آسمانی انتظام نہین کیا؟ یہ انکی غلط فہمی اور قیاس بر نفس ہو رہے ہے خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق اسلام کی **حفاظت** کا آسمانی انتظام فرمایا ہے اور اپنے ایک **مامور** کو اس غرض کیلئے بہیجا ہے **لیکن اسکو شناخت کرنا یہ خدا کے فضل پر موقوف ہے** ہم اسکا پتہ دیتے ہین کیا عجب سعادت مند وحلین اسکے فائدہ اٹہائین۔ وہ **مامور حضرت مرزا غلام احمد قادیانی** (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہے جو **مسیح موعود** کے نام سے آیا ہے مبارک وہ جو اسکو قبول کرے مسٹر سجاد حیدر اور اونریبل میان شاہدین صاحب اور سید ولایت حسین احمد صاحب بی۔ اے کے مضامین اس قابل ہین کہ اہل نظر مسلمان ان پر نظر اٹہائین اور مسلمانون کی ذریت کو اس برے اثر سے بچاؤ کی کوشش کرین جو ایسے مضامین سے پہونچ سکتا ہے۔ ہم ان لوگون کی نیت پر کوئی حملہ نہین کرتے بلکہ ہمارا خیال ہے کہ وہ اسلام کی حمایت اور مسلمانونکی بہتری اور بہلائی کیلئے کوشش کرتے ہین لیکن وہ کیا کرین معذور ہین۔ مغربی فلسفہ اور سائینس کے اثر سے متاثر ہین اور اسلام کے کمالات کا جو ہیرا ہے انکے سامنے تصانیف کا سلسلہ موجود نہین ہے اور جو موجود ہے (سلسلہ عالیہ احمدیہ کے امام کی تصنیفات) اوسکی طرف انہیں باوجود آزاد خیال ہونے کے توجہ نہیں چونکہ یہ مضامین انگریزی مین شائع ہوئے اور ہو رہے ہین اسلئے اگر ہم اپنے محترم ممبر **ریویو آف ریلیجنز** کو توجہ دلائین کہ وہ ان مضامین پر **پرزور مضامین** شائع کرے تو ہم حق بجانب ہین اور کچہ عجب نہین کہ اس کے پیش نظر یہ مضامین ہون۔ بہر حال ہم انشاء اللہ عنقریب اس قسم

---

[1] قرآن کریم میں مصر و شام میں پہلے حادثہ پر مسیح کو پناہ ملی تو دوسرے حادثہ سے بچائے جانے میں ماویٰ کا ذکر کہاں ہے

www.aaiil.org

عہدۃ الامام عمر بن الخطاب

الصادرۃ لصفرونیوس بطریرک القدس الشریف فی ۲۰ ربیع الاول سنۃ ۱۵ الہجرۃ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی اعزنا بالاسلام واکرمنا بالایمان ورحمنا بنبیہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وھدانا من الضلالۃ وجمعنا بہ بعد الشتات والف قلوبنا ونصرنا علی الاعداء ومکن لنا من البلاد وجعلنا اخوانا متحابین واحمد واللہ عباد اللہ علی ھذہ النعمۃ۔ ھذا کتاب عمر بن الخطاب لعھد ومیثاق اعطی الی البطرک المبجل المکرم وھو صفرونیوس بطرک الملۃ الملکیۃ فی طور الزیتون بمقام القدس الشریف فی الاشتمال علی الرعایا والقسوس والرھبان والراھبات حیث کانوا واین وجدوا یکون علیھم الامان۔ وان الذمی اذا حفظ احکام الذمۃ وجب لہ الامان والصون منا نحن المومنین ومن یتولی بعدنا ولیقطع عنھما سباب حوائجھم بحسب ما قد جری منھم من الطاعۃ والخضوع ولیکن الامان علیھم وعلی کنائسھم ودیاراتھم وکافۃ زیاراتھم التی بیدھم داخلا وخارجا وھی القمامۃ وبیت لحم مولد عیسی علیہ السلام کنیسۃ الکبراء والمغارۃ ذات الثلاثۃ الابواب قبلی وشمالی وغربی وبقیۃ اجناس النصاری الموجودین ھناک وھم الکرج والحبش والذین یاتون للزیارۃ من القبط والافرنج والسریان والارمن والنساطرۃ والیعاقبۃ والموارنۃ تابعین البطرک المذکور۔ ویکون متقدما علیھم۔ لانھم اعطوا من حضرۃ النبی الکریم والحبیب المرسل من اللہ وشرفوا بختم یدہ الکریم وامر بالنظر الیھم والامان علیھم۔ کذلک نحن المومنین نحسن الیھم اکراما لمن احسن الیھم۔ ولیکونوا معافین من الجزیۃ والخفارۃ والمواجب ومسلمین من البلاد یا کافۃ فی البر والبحور وفی دخولھم الی القمامۃ وبقیۃ زیاراتھم لا یوخذ منھم شی۔ واما الذین یقبلون الی زیارۃ القمامۃ فیودی النصرانی الی البطرک درھما وثلث من الفضۃ وکل مومن ومومنۃ یحفظ ما امرنا بہ سلطان او حاکم او وال یجری حکمہ فی الارض غنی ام فقیر من المسلمین المومنین والمومنات وقد اعطی لھم مرسومنا ھذا بحضور جم الصحابۃ الکرام عبد اللہ وعثمان بن عفان وسعد بن زید وعبد الرحمن بن عوف وبقیۃ الاخوۃ الصحابۃ الکرام فلیعتمد علی ما شرحنا فی کتابنا ھذا ویعمل بہ ویبقی فی یدھم۔ وصلی اللہ تعالی علی سیدنا محمد وآلہ واصحابہ والحمد للہ رب العالمین حسبنا اللہ ونعم الوکیل فی عشرین من شھر ربیع الاول سنۃ ۱۵ للھجرۃ النبویۃ) وکل من قرا مرسومنا ھذا من المومنین وخالفہ من الان والی الدین فلیکن لعھد اللہ ناکثا ولرسولہ الحبیب مبغضا۔

من قاموس الادارۃ والقضا۔ نقلا عن مجموعۃ منشئات سلاطین وفریدون بک۔ (الھلال)

ترجمہ ۔ سب حمد اس خداوند تعالے کو سزاوار ہے جس نے اسلام اور ایمان کی دولت سے ہم کو عزت دی اور سرافراز کیا اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ جمیلہ سے ہم پر رحم کیا اور ہم کو گمراہی سے نکالا اور پراگندگی کے بعد اکٹھا کیا اور ہمارے دلوں میں الفت ڈالدی اور دشمنوں کے مقابلہ میں ہماری مدد کی اور ہمیں ملک میں متمکن کیا اور ہم کو آپس میں دوست کر دیا۔

اے بندگان خداوند تعالے کی اس نعمت عظمی پر اس کا شکر ادا کرو۔

یہ عہد نامہ از جانب عمر ابن خطاب ہے جو مکرم و معظم صفرنیوس بشاپ قدس شریف ساکن طور زیتون کیلئے اور رعایا اور پادریوں اور راہب مردوں اور عورتوں کیلئے لکھا گیا ہے کہ وہ جہاں مقیم ہوں ان کو ہماری طرف سے ہر قسم کے گزند و تکلیف سے مامون و محفوظ رکھنے کیلئے کوشش ہوگی اور ذمی جب احکام ذمہ یعنے عہد نامہ کی حفاظت کرے تو ہماری طرف سے اس کے مال و جان کے دشمنوں و دزدوں اور راہزنوں سے حفاظت کرنی واجب و لازم ہے ہم اور ہم سے بعد کے حاکم اس امر کے ذمہ وار ہیں۔ اور بسبب اطاعت و انقیاد ان سے گزند کے اسباب منقطع کئے جاویں اور ان پر اور ان کے گرجوں و گرجوں اور زیارت گاہوں میں وہ جہاں ہوں ہر جگہ امن و امان کے اسباب مہیا ہیں اور زیارت گاہوں سے مراد قبر اور بیت لحم جہاں مولد عیسی علیہ السلام ہے اور تین دروازوں مشرقی و شمالی و مغربی والی غار ہے اور باقی نصاری جو ان مقامات میں موجود ہوں اور وہ کرد اور حبشی اور قبطی اور فرنگی اور شامی اور ارمنی اور نسطوری اور یعقوبی وغیرہ اور بشاپ مذکور کے تابعدار ہیں اون پر امن مقدم ہونا چاہیے کیونکہ حضرت محمد رسول اللہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف سے ان کو امن ملا ہے اور ان کو آنحضرت کے خاص دست مبارک کی مہر عطا ہوئی ہے اور آنحضرت نے انکو کیلئے الطاف اور امن کی تاکید فرمائی ہے ایسا ہی ہم بھی اون کو امن و امان میں رکھنے کے ساعی ہیں اور ان سے بھلا کریں گے اور جو ان سے بھلائی و احسان کرے ہم بھی اس کے ساتھ احسان کریں گے اور جزیہ اور مواجب اون سے معاف رہیں اور جنگلوں و دریاؤں میں بلاؤں و تکالیف سے اون کو مسلم و محفوظ رکھنے کی کوشش رہے قمامہ اور باقی زیارت گاہوں میں داخل ہونے سے ان سے کچھ نہ لیا جاوے اور جو لوگ قمامہ کی زیارت کو آویں تو نصرانی بشاپ صاحب کو ایک درہم اور تین ردہیر دیں ہر ایک مومن مرد و مومنہ عورت ہمارے اس حکم کو محفوظ رکھیں سلطان ہو یا حاکم ہو یا والی ہو نصاری کو ہماری یہ دستاویز ایک کثیر جماعت صحابہ کرام عبد اللہ و عثمان بن عفان و سعد بن زید و عبد الرحمن بن عوف اور بہت سے باقی صحابہ کے روبرو عطا کی گئی۔

جو کچھ ہم نے اس عہد نامہ میں تشریح کر دی ہے اس کو معتبر سمجھکر اس پر مدام عمل کیا جاوے اور یہ عہد نامہ ان کے پاس رہے خداوند تعالے کی رحمت و سلام ہمارے سردار محمد رسول اللہ صلعم اور آنحضرت کے آل و اصحاب پر نازل ہو اور حمد خداوند تعالے پروردگار جہان کو سزاوار ہے خداوند تعالے کافی اور اچھا وکیل ہے۔

(مورخہ ۲۰ ماہ ربیع الاول ۱۵ہجرۃ النبویۃ)

جس مومن نے ہمارا یہ عہد نامہ پڑھکر مخالفت کی وہ خدا تعالے کے عہد نامہ کا توڑنے والا اور اس کے رسول کا دشمن ٹھہرے گا۔

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

بخیال خویش خبطے دارد

یسوع مسیح کے اصلی اور حقیقی مشن کے خلاف (جو صرف اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں کی تلاش تھا) عیسائیوں کو یہ خواہش ہمیشہ رہی ہے کہ وہ کل دنیا کو خوب پامال کریں اور ہر مذہب و ملت کے لوگوں کو عیسائی بناویں۔ عیسائی بنانے کے واسطے جن جن ترکیبوں اور تدبیروں سے کام لیا جاتا ہے ان کا بیان کرنا یہاں ضروری نہیں بہرحال اس خیال یا خبط نے بعض اوقات عیسائیت کی اشاعت کے دلدادوں کو عجیب و غریب نکتہ آفرینی کا موقع دیا ہے۔

کلکتہ کے بشپ ویلڈن صاحب کی تجاویز سے ہمارے ناظرین ناواقف نہیں ہوں گے جنہوں نے گورنمنٹ کو سرکاری مدارس میں انجیل کی تعلیم لازمی کر دینے کی بیہودہ اور بدنام کن تجویز بتائی تھی اور ایسا ہی ناظرین الحکم کو یاد ہوگا جو ہمارے مشنری مزاج لیفٹیننٹ گورنر ہز آنر سر میکورتھ ینگ صاحب کے اس لیکچر کا مفہوم معلوم ہوگا جو آپ نے ولایت جاکر ایک مجمع میں دیا تھا جس میں غریب اور وفادار ہندوستانیوں کی وفاداری کو عیسائیت

اعلے درجہ کا مصفی اور مقوی رسالہ یعنی عجیب و غریب چہار جوہر صاف کرکے تمام خون ...

ست اور جوہر فی شیشی ۸ خوراک چار شیشیوں میں ۳۲ خوراک جو ۳۲ روز کے استعمال میں مرد اور عورت لڑکے جوان اور بوڑھے سبکو تمام عمر کیلئے صحیح و سالم اور چست و چالاک بنا دیتا ہے ...

... ۳۲ خوراک کی چاروں شیشیاں ایک ہی بکس میں ...

اکسیر حیات یعنی نمک ...

... فی شیشی ۳۲ خوراک ایک روپیہ۔

یہ ادویات حکیم شیخ ولی محمد اینڈ کمپنی اکسیر اعظم میڈیکل ہال مقیم گنج شہر بنارس سے ملتی ہیں

ہونے کے ساتھ ہی مشروط قرار دیا تھا اور جسپر سر فیسل گرینز صاحب کو بڑی دہوان دہار تحریر میں اشتہار کی تردید کرنی پڑی تھی۔ بہر حال یہ خوش فکر لوگ ولایت میں پیدا ہوتے رہتے ہیں حال میں لارڈ ایڈ مسٹاکس صاحب نے لنڈن کے نامور اخبار ٹائمز میں برٹش گورنمنٹ کو عجیب وغریب صلاح دی ہے کہ تمام ہندوستان کو عیسائی بنایا جاوے اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ ہندوستانیوں کی تفرقہ بازی دور ہوکر وہ سب ایک مذہبی رشتہ میں منسلک ہوجائیں گے۔ اور ہندوستان میں انگریزی راج کے استحکام کا موجب ہوں گے۔

اس پر ہمعصر پنیر کا رفطراز ہے کہ گورنمنٹ انگلشیہ کو عیسائی مذہب کی اشاعت کی صلاح اس بنا پر دیگئی ہے کہ اس سے مختلف اقوام ہند ایک ہوجائیں گی مگر گورنمنٹ اس صلاح کو ہرگز نہیں مانے گی کیونکہ وہ ہندوستان میں ایسے مذہب کا نشو ونما گوارا نہیں کرسکتی جو یہاں کے مختلف گروہوں کو ایک بناوے ہم اس خیال پر الحکم کی اگلی اشاعت میں انشاء اللہ ایک مبسوط نوٹ لکھیں گے۔

بقایاداران کیلئے ضروری اطلاع

ہر ہفتہ یہ ناگوار اطلاع شائع کرتے ہوئے ہمیں افسوس ہوتا ہے کہ ابھی تک خریداران الحکم میں بہت سے ایسے بزرگ موجود ہیں جن کے ذمہ نہ صرف سال رواں کا ہی چندہ واجب الادا ہے بلکہ پچھلا بقایا بھی موجود ہے اور اگر کل بقایا کی فرد تیار کرکے پیش کیجاوے تو قوم یہ سنکر حیران ہوگی کہ دو ہزار روپیہ کے قریب بقایا موجود ہے اور یہ ایسی رقم ہے کہ اگر ساری کی ساری وصول ہوجاوے تو کارخانہ الحکم کو ایک معقول اور بیش قیمت مدد ہوجاوے لیکن افسوس ہے کہ تحریری تقاضوں اور اخبار میں متواتر اطلاعوں کا کوئی مفید اثر ابھی تک نظر نہیں آیا اس لئے ہم نے ارادہ کیا ہے کہ بعد اختتام تعطیلات غالباً سال نو کے آغاز میں اگر خدا تعالیٰ کو منظور ہوا، اور اسباب میسر آجائیں تو ہم اپنا کوئی ایجنٹ مختلف مقامات پر روانہ کریں اس کے اس سفر کی غرض جہاں بقایاداروں سے بقایا وصول کرنا ہوگی وہاں وہ الحکم کی **توسیع اشاعت** کا کام بھی کریگا کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ الحکم کی توسیع اشاعت کا خیال بہت ہی سست ہو رہا ہے اگرچہ ہم خوش ہو رہے ہیں کہ قوم میں اخبار بینی کا **مذاق** پیدا کرنے میں الحکم کو خدا کے فضل سے پوری کامیابی حاصل ہوئی ہے لیکن اس **مذاق** کو موثر اور مفید بنانے کیلئے الحکم کی وسعت اشاعت کی ضرورت ہے۔ اور وہ مبنی ہے ان لوگوں کی مساعی پر جو الحکم کے سلسلہ فوائد کا تجربہ کرچکے ہیں۔ آخر میں پھر یاد دلایا جاتا ہے کہ بقایاداران بہت جلد اپنے مطالبات کو ادا کردیں۔ کیونکہ آج کل سال کا آخری حصہ ہونے کی وجہ سے روپیہ کی اشد ضرورت ہے۔ ایڈیٹر و مینجر۔

عام خبر کردو کہ ماسٹر نبی بخش احمد بان الکان کارخانہ گرگران لودھیانہ پنجاب دیسی کپڑے کے نمونے نئے وجدید جنس کی معہ فہرست دیگر مال مفت بلکہ ٹکٹ لفافہ گردستے لگاکر تقسیم کرتے ہیں

مندرجہ ذیل کتابیں دفتر الحکم سے ملتی ہیں

ازالہ اوہام ہر دو حصہ	عہ۸
آریہ دہرم (رد آریہ)	۴ر
ست بچن بابا نانک صاحب کے حالات اور دیانند کے اعتراضوں کا جواب	۱۰ر
تقریر نماز پر اور وحدت وجود پر خط	۲ر
حضرت اقدس کے تیس سالہ پرانے مضامین الہام۔ تناسخ۔ وید اور قرآن کے مقابلہ پر	۲ر
سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب	۲ر
تفسیر سورہ تبت	۲ر
فیصلہ آسمانی	۲ر
تحذیر المومنین (فتوی کفر کا لطیف جواب)	۲ر
ناک تشک	۱ر
شمس بازغہ (پیر گولڑی کا رد)	عہ۴
سوا السبیل نمبر ۲	۱۰ر
رد نسخ وشیعہ (از حکیم الامت)	۲ر
الانذار۔ جلسہ طاعون کے حالات اور تقریریں	۴ر
مسلمانوں کا خدا اس کے حضور میں دعا	۱ر
برہان الحق (رد نصاری)	۳ر
تفسیر القرآن **پارہ اول**	عہ۳
رپورٹ جلسہ ۱۹۰۳ء لاہور	عہ۴
نمونہ قرات مجید (موافق یسرنا القرآن)	۳ر
فیض احمدی	ـــر
قصیدہ ضوابط الاسرار	ـــر
وفات مسیح پنجابی	۲ر
اصلاح النظر (رد آریہ)	۲ر
دعوۃ الحق نمبر ۱ و ۲	۱ر
سلک مروارید عورتوں کیلئے اپنی طرز کا پہلا رسالہ	۴ر
النصح (عید مومن کے خواص ونشانات)	۲ر
نور القرآن جلد دوم (عیسائیوں کا عجیب رد)	۴ر
برکات الدعا و اصول التفسیر	۲ر

پورے سیٹ کے خریدار سے صرف آٹھ روپے علاوہ محصول ڈاک لئے جاوینگے۔

المشتہر
مینجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

لیڈی کرزن کی علالت ہفتہ رواں کا سب سے اہم واقعہ ہے اور اگر یہ بھی کہدیا جاوے کہ اس علالت کی تشویش نے جنگ روس و جاپان کی دلچسپی کو پیچھے ڈالدیا۔ تو شاید مبالغہ نہوگا۔ آخر تار برقیوں کے مطابق مریضہ کی حالت میں کسی قدر افاقہ ہوا ہے لیکن اتنا نہیں کہ مریضہ کی نسبت یہ کہا جاسکے کہ اب وہ خطرہ سے نکل گئیں۔ لارڈ کرزن ہر وقت مریضہ کے پاس بیٹھے رہتے ہیں۔ صرف ۲۸ ستمبر شام کو تھوڑی دیر کیلئے سیر کو باہر گئے تشویش واضطراب کا یہ عالم ہے کہ ان کا چہرہ بیماروں سے زیادہ زرد وضعیف معلوم دیتا ہے سرکاری طور پر اعلان کردیا گیا کہ لارڈ کرزن کا سفر ہند بوجہ علالت لیڈی کرزن ملتوی ہوگیا۔ اور فی الحال انکی روانگی کی تاریخ مقرر نہیں کی جاسکتی۔"

نمکدانی محصولڈاک ۱ر و قیمت فی بوتل جسمیں ۱۲ خوراک یعنی اشہر ششی نمک رہتا ہی پانچ روپیہ ڈاک پیکنگ ۱۲ر ہزار ہا مریضوں نے فائدہ کامل حاصل کیا ہی آپ بھی تجربہ کیجئے اور فائدہ اٹھائیے اک معمولی نمک نہ سمجھیے یہ نمک امراض ذیل میں حکمی فائدہ بخشتا ہے۔ دائمی قبض۔ بدہضمی پیٹ میں درد اور نفخ ہو ملکی اشتہا یعنی بھوک کا نہ معلوم ہونا۔ طحال یعنی تاپ تلی۔ ضعف معدہ یعنی غذا کا بخوبی ہضم نہ ہونا۔ اور بار بار پاخانہ ہونا۔ وبائی امراض مثل ہیضہ وتخمہ بخش۔ اسہال درد گردہ درد قولنج درد کمر وجع مفاصل یعنی گٹھیا درد سر کھانسی۔ دمہ ضعف دماغ۔ ضعف بصارت۔ کمی باہ یعنی نامردی جریان یعنی دھات پتلی ہوکر بہنا۔ سوزاک اور جلدی امراض مثل آتشک خارشت و داد و سفید داغ اور عورتوں کے اجرائے خون ماہواری وباؤ گولہ وغیرہ کو حکمی فائدہ بخشتا ہی۔ خون کے دانت کھنچ کیفیالت میں نہایت ہی مفید ہے دل و دماغ کو قوت اور فرحت بخشتا ہے طبیعت کو خوش اور بشاش رکھتا ہی فکر اور تردد کو دفع کرتا ہے خاصکر معدہ اور جگر کی تمام خرابیوں کو دور کرکے انکی اصلی قوت اور حرارت کا محافظ رہتا ہے ہیضہ اور طاعون کے زمانہ میں اس کا استعمال اکسیر کا کام دیتا ہی اگر احتیاطاً اور التزاماً کیا جائے ایک پوری بوتل اس نمک کی استعمال کیجائے تو قریب ڈھائی سیر کے تازہ اور نیا خون اور گوشت عموماً بدن انسان میں پیدا ہوسکتا ہے جس سے ہر طرح کی طاقت اور قوت یقیناً پیدا ہوگی یہ امر مسلم ہے کہ تمام بیماریاں معدہ کی خرابی کے سبب سے پیدا ہوتی ہیں اسلئے اس کا نام **اکسیر حیات** رکہا گیا کیونکہ پوری ایک بوتل کے استعمال کرنے سے معدہ میں انتہادرجہ کی قوت ہاضمہ پیدا ہوتی ہے کیسی ہی سستی کمزوری اور لاغری ہو فوراً دفع ہوکر انسان موٹا تازہ ہوجاتا ہے اور ایک نیا زندگی بخش پیدا ہوتا ہے۔ گویا از سر نو زندگانی حاصل کرتا ہے۔ **طاقت پیدا کرنیکی عمدہ دوا یعنی معجون تقویت** یہ دوا سرسے پیر تک ہر طرح کی طاقت پیدا کرکے انسان کو ہمیشہ تندرست رکھتی ہے۔ دل دماغ اور گردہ یعنی اعضائے رئیسہ کی تقویت کیلئے اکسیر ہے تمام اوقات نزلہ وزکام کو قطعاً بند کرکے دل اور دماغ میں اعلیٰ درجہ کی تقویت پیدا کرتی ہے ترقی بصارت وحافظہ وذکاوت کیلئے سریع التاثیر ہے قیمت فی ڈبہ جسمیں ۴۰ خوراک دوا رہتی ہے پانچ روپیہ یکدام و محصولڈاک ۱ر **درد کی اکسیر دوا یعنی روغن اوجاع** کیسی ہی سخت تکلیف درد گٹھیا یا عرق النساء یا درد کمر یا درد شانہ وغیرہ ہو چند روز اس تیل کے مالش سے درد اور ورم اور تمام تکلیفات بالکل دفع ہوجاتی ہیں قیمت فی شیشی ایک روپیہ محصولڈاک ۱ر **آنکھوں کیلئے نئی روشنی یعنی سرمہ نوری** اصلی ہیرا اور ایک سو مفید ومقوی ادویات وعمدہ جواہرات سے یہ سرمہ تیار کیا جاتا ہے۔ جالا۔ پھولا۔ دھند۔ ناخونہ۔ رتوندھی۔ پربال کھجلی پانی بہنا سرخی چشم۔ درد چشم وغیرہ غرض آنکھوں کی کل بیماریاں دفع کرکے آنکھوں میں نوجوانوں کیطرح نئی روشنی از سرنو پیدا کرتا ہے چند روز کے استعمال میں آنکھوں کی روشنی کہ تمام عمر عینک کی حاجت نہ رہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ محصولڈاک ۵ر **دانتوں کی صفائی اور مضبوطی کیلئے اعلیٰ درجہ کا مقوی دندان وخوشبودار منجن** دانت اور آنکھ انسان کیلئے دو نعمت ہیں۔ زندگی کا مزہ ہی ان سے ہے اگر ان میں کوئی خرابی آگئی تو پھر زندگی کا لطف نہیں اس لئے ہر شخص پر انکی حفاظت نہایت ضروری اور لازمی ہے۔ اس منجن کو آپ چند روز لیکر اپنے دانتوں کی صفائی اور مضبوطی کو دیکھئے۔ کیسا ہی درد ہو فوراً دفع ہوجائیگا اور تمام دانت موتی کیطرح چمکنے لگیں گے۔ دانتوں کے کھوکھلے پن اور مسوڑھے کی ورم اور درد اور خون اور بدبو سب دور ہوجاتے ہیں اور جو شخص دانتوں کے ہلنے سے تنگ آگئے ہیں انکے لئے یہ منجن اکسیر ہے قیمت فی ڈبہ آٹھ آنہ پیکنگ و محصولڈاک ۵ر **علاوہ** ان کے آتشک۔ سوزاک۔ جریان۔ حیض۔ اسہال۔ کھانسی۔ دمہ۔ بواسیر۔ ریگ مثانہ۔ طحال۔ خارشت۔ اختلاج قلب۔ سفید داغ۔ داد۔ بہرہ پن کی دوا۔ زخم اور پھوڑے کیلئے مرہم اور نیز مخصوص عورتوں کیلئے ہر مرض کی دوائیں اس دواخانہ میں موجود ہیں جنکا تجربہ عرصہ دراز سے تمام ہندوستان میں نہایت کامیابی [illegible]
[illegible] اپنا نام اور پتہ و نام ڈاکخانہ خوشخط لکھئے اور اگر کوئی دوا منگانی ہو تو ... **حکیم شیخ ولی محمد اینڈ کمپنی اکسیر اعظم میڈیکل ہال نقیم گنج شہر بنارس**۔ نوٹ ہمکو مندرجہ بالا ادویہ کی اشاعت کیلئے ہندوستان میں ہر جگہ ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔

قرآنی صداقت اور عیسائیوں کی جہالت

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

[illegible] انصاف
سے غور کرے [illegible] اسلام پر [illegible] کیسے
[illegible] روایت [illegible] باب ۲ - آیت ۲۳
میں جو [illegible] بیان اور [illegible] اس کا
[illegible] اور اپنے دوسری
[illegible] آیت ۲ [illegible]
[illegible] سے باپ
[illegible] نامین
[illegible] میں جا بسا
[illegible] میں خداوند تعالے
[illegible] بیان کرتا ہے
[illegible] تمام
[illegible] نشان
[illegible] اس قصہ
[illegible] نشان دے
[illegible] روایت خط [illegible]
[illegible] میں اور
[illegible] مقابلہ کیا تمام توریت میں
[illegible] ایک طرف
[illegible] مذکور نہیں - چوتھی روایت
[illegible] سکا بیل
[illegible] کی لاش کی بابت
[illegible] ثبوت تمام عہد
[illegible] بھی
[illegible] تو
[illegible] ہو کر
[illegible] قصہ جات انجیلی
[illegible] دیکھئے آپ کی
بزرگ پادری فنڈر صاحب آپکی مشکل کشائی
[illegible] قاعدہ مقرر
[illegible] مطبوعہ ۱۸۶۶ء
[illegible] فرماتے
[illegible] سب باتیں
[illegible]
[illegible] اور
[illegible]
[illegible]
[illegible] انہون میں
[illegible] باتیں مسطور
[illegible] پائی جاتی ہیں
[illegible] شفائی بیانی
[illegible] قصہ بیلی

کتابون مین درج نہو تو کیا حرج ہے کیونکہ آپکے
بزرگ پادری فنڈر نے قبول کر لیا ہے کہ بہری
نے اپنی سب باتین انکی کتاب مین داخل نہین
کین - اور یہ بھی مان لیا ہے کہ کوئی ایک بات
تواتر سے پچھلے نبیون اور حواریون کو پہنچی ہو
اب ہوسکتا ہے کہ قصہ حضرت عزیز علیہ السلام
کا یہود مین تواتر سے مشہور ہو کسی نبی کی کتاب
مین بیان نہ ہوا ہو - یا یہودی کا ہے دشمن
اسلام کے اپنے بڑون کے عقاید سے جو
اکثر قلیل یہودیون کا اعتقاد تہا کہ عزیز خدا
کا بیٹا ہے جھوٹ بولکر ابھی اپنے بڑون کے
دہوکہ دیتے ہون تو جلنے تعجب نہین - **قولہ**
دوسرا جز تو البتہ صحیح ہے کہ تمام عیسائی
یسوع مسیح کو ابن اللہ کہتے مین بلکہ اپنا پیارا
خداوند اور نجات دہندہ مانتے مین صرف
مانتے ہی نہین بلکہ ہزارہا ہزار اور لاکہا لاکہ
نے اپنی جانون کو اسکی محبت مین محو ہو کر اس پر
سے تصدق و قربان کر ڈالا **جواب**
ہزارہا ہزار اور لاکہا لاکہ عیسائیون کا مسیح
کی محبت مین اپنی جانین قربان کرنا یہ تو سراسر
تحکم ہے - کیا ہزارہا ہزار اور لاکہا لاکہ عیسائی
مسیح پر اپنی جانین قربان کرنیوالے مسیح کے صحبت
یافتہ حواریون سے غیرت ایمانی مین کچھ زیادہ
تھے دیکھو خاص حواری اول تو مسیح کو تنہا
چھوڑ کر گتسمنی باغ سے بہاگ ہی گئے تھے
انجیل مرقس باب ۱۴ - آیت ۵۰ اس پر شاید
اور سیان پطرس جان کے خوف سے جھوٹی
قسمین کہا کر اور مسیح پر لعنت کرکے مسیح کی
نبوت یا بقول شما الوہیت سے روگردان ہو گیا
تہا کیا یہ ہزارہا ہزار اور لاکہا لاکہ عیسائی
بقول آپکے مسیح پر جانین قربان کرنیوالے
پطرس حواری سے بڑھے تھے افسوس آپکی
عقل پر کجا مسیح کے خاص شاگرد اور صحبت یافتہ
اور کجا زر سیم و دینار کے بندے عام عیسائیون
کا مرتبہ حواریون سے زیادہ تصور کرنا آپ
جیسون کا ور عیسائیون کا کام ہے **قولہ** یہی
معلوم ہو وے انجیل جلیل مین ابن اللہ
ہونا بہت صاف طور سے اپنے حقین یسوع
مسیح نے ثابت کر دیا کہ جسمین ذرا حجت نہین
اور نہ مجال کلام ہے کہ چون تک زبان پر لا سکے
جواب - ابن اللہ ہونا دیگر بندگان کا تو اکو
خود مسیح نے اپنی زبان سے فرما دیا ہے انجیل
متی باب ۵ آیت ۹ - مبارک وے جو صلح کرنیوالے
ہین کیونکہ وے خدا کے فرزند کہلاوینگے -
خدا کی فرزندی مین مسیح کی کیا خصوصیت ہے
حضرت یعقوب خدا کا اکلوتا فرزند خروج باب ۴
آیت ۲۲ - حضرت داؤد خدا کا پہلوٹہا بیٹا
زبور ۸۹ - آیت ۲۷ - جائے انصاف ہے
کہ جب ایسے صد ہا خدا کے بیٹے بائیبل مین مرقوم
ہین منجملہ مسیح بھی تھے یہ اسوقت کا عام محاورہ
تہا کہ اکثر برگزیدگان دین کو خدا کے بیٹے کہا

خطاب خدا کی طرف سے عطا ہوا کرتا تہا مگر
یہ محاورہ قرآن نے موقوف کر دیا کیونکہ اسمین
ایک قسم کے شرک کا وہم تہا - **قولہ** اس مقام
پر یہ بھی یاد رہے کہ مسیح یسوع ابن اللہ محمد
صاحب کے معنون کے موافق نہین کیونکہ
وے تو اسکی اصل بابت کو نہین سمجھے
اور نہ انہین سمجھنے کا مادہ ہی تہا صرف مجازی
معنے سمجھکر ناحق بالخبر کر دیا - جیسا کہ ہم گذشتہ
بیانات مین ذکر کر آئے ہین اعلیٰ اور تحقیقی
معنے ان کے خیال شریف مین نہین آئے
ہین اس لئے میرے قرآنی بہائیو مناسب ہے
کہ ابن اللہ کے حقیقی معنے سمجھو تا کہ تمہاری
ضمیر ضلالت کو چھوڑ کر روشنی مین شاد ہون
ہون **جواب** - اس مقام پر یہ بھی یاد
رہے کہ ابن اللہ حقیقی معنون سے نہین
بنتا حقیقی فرزند خدا یا باپ کے نطفے سے
پیدا ہوتا ہے اس بات کو عیسائی بھی نہین
مانتے [illegible] عام بندگان خدا کی
طرح جن کا بائیبل مین جا بجا ذکر مذکور ہے
مسیح بھی ہین مگر اور عیسائی بے سمجھی سے
اس [illegible] عاجز بندے مسیح ابن مریم کو
ناحق خدا بناتے مین کیا عیسائیون نے انجیل
مین نہین پڑھا کہ مخالفین کے مسیح پر تہوکا اور
کانٹون کا تاج بنا کر اس کے سر پر دہر کر تمسخر کیا
اسے عیسائیون تم و نمانہ کہا کہ خدا کا مضمون
مین نہین آیا جاتا - لخط گلتیون باب ۳ آیت
ایلی ایلی لما سبقتنی - یعنے اے میرے خدا اے
میرے خدا کیون مجھے اکیلا چھوڑا یہ کلمات
کہتے چیخ چلاتے وار فانی سے بموجب عقیدہ
عیسائیون کے مسیح کوچ کر گئے - اب عیسائی
حزقیل باب ۲۸ آیت ۹ کی عبارت پڑھکر مسیح کی
فرضی خدائی سے جلدی توبہ کرین اور وہ یہ ہے
کیا تو اس کے آگے جو تجھے قتل کریگا پہر کہیگا
کہ مین الہ ہون ایسا تو اپنے قتل کرنیوالے کے
ہاتھ مین الہ نہین بلکہ انسان ٹھہریگا - کیا اس
آیت کے بموجب مسیح ہو وے اپنے قاتلون کے سامنے
دعوے خدائی کر سکتا ہے نہین ہرگز نہین
جب مسیح اپنے قاتلان یہودیون کا خدا ثابت نہوا
تو مسیح کی خدائی کا قائل ہونا عیسائیون کا یہود کو
کی نظر و نہین ذلیل ہونا ہے - **قولہ** دیکھو
محمد صاحب نے اپنی سمجھ کی خوبی و صفائی
بیان تک ہی نہین دکہائی بلکہ الزام کی طغیانی
کو حد درجہ تک پہنچا دیا جیسا کہ اس قرآنی آیت
سے واضح ہو رہا ہے

اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلَٰهًا وَاحِدًا ۞

ترجمہ پکڑا انہون نے
اپنے عالمون اور درویشون کو رب اپنا سوائے
اللہ کے اور مسیح بیٹے مریم کو اور حکم یہی ہوا تہا
کہ بندگی کرین ایک معبود کی - لا ریب فیہ یہ الزام

تو محمد صاحب کا بالکل بے موقع ہے اور عناد
قبیل ظاہر ہے کیونکہ یہودی اور عیسائی اپنے
عالمون اور درویشون کو دنیا پروردگار ہرگز
نہین مانتے تھے بلکہ وے تو اپنے سچے معبود
کی بندگی اور عبادت بجالاتے تھے -
جواب - تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی
مطبوعہ استنبول جلد چوتھی کے صفحہ ۳۴۲ مین
اس آیت کی شرح مین لکہا ہے کہ اکثر مفسرین کہتے
مین کہ ارباب سے یہ مراد نہین کہ یہود اور نصارے
معتقد اپنے مولویون اور درویشونکی بیج امور
نہی اُنکی تھے اور نقل کیگئی ہے کہ تحقیق عدی بن
حاتم تہا نصرانی پس آیا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس اور تہے پیغمبر خدا اسوقت
تلاوت کرتے تہے کلام اللہ کی پس جب پہونچے
اس آیت تک تو کہا عدی بن حاتم نے پیغمبر
علیہ السلام سے کہ نہ تھے ہم پرستش کرتے انکی
پیشوا اپنے عالمون اور درویشون کی پس فرمایا
حضرت [illegible] عدی کیا نہین [illegible]
تم اس چیز کو کہ حلال کیا ہے [illegible] اس کو
[illegible] تم بھی اس کو اور
حلال کرتے تھے تم اس چیز کو کہ حرام کیا ہے اللہ
اللہ نے پس حلال جانتے تھے تم بھی اس کو
پس کہا عدی نے ہان پس فرمایا پیغمبر علیہ السلام
نے یہی پرستش انکی - اب ہم اس حدیث
شریف کی تشریح کیلئے علماء نصاریٰ کا خدا
کے حرام کردہ کو حلال قرار دینا بیان کرتے
دیکھو کتاب احبار باب ۱۱ - آیت ۷ - مین بحکم
خداوند تعالیٰ سور کا قطعی حرام ہونا
بیان ہوا ہے کہ سور کا کہ اس کا [illegible]
ہوتا ہے پر وہ جگالی نہین کرتا وہ بھی ناپاک
ہے تمہارے لئے تم ان کے گوشت [illegible]
نہ کہیو اور نہ انکی لاشون کو چھوؤ کیونکہ یہ
ناپاک مین تمہارے لئے - اور کتاب
استثنا باب ۱۴ - آیت ۸ - اور کتاب
یسعیاہ باب ۶۵ - آیت ۴ - کتاب یسعیاہ
باب ۶۶ - آیت ۱۷ - مین بھی سور کا حرام ہونا
مذکور ہے - اب اس حرام خداوندی کو
بلا دلیل علماء نصاریٰ نے حلال کر دیا - دیکھو
پادری عمادالدین کی کتاب تعلیم محمدی
مطبوعہ آفتاب پنجاب کے صفحہ ۵۰ سطر ۱۴
مین لکہا ہے کہ سور کا گوشت نہ حرام ہے
نہ نجس بلکہ جیسے بکری بہیڑ کا گوشت پاک ہے
ایسے ہی وہ بھی ایک گوشت ہے جس کا جی
چاہے کہائے جس کا دل چاہے نہ کہائے
کیون میرے مکاشفاتی بہائی حرام
و حلال کی حدین مقرر کرنا اور ہدایت بندگان
کیلئے قانون شرعی اپنے انبیاء پاک کی
معرفت تجویز کرنا یہ منصب خداوند تعالیٰ
ہی کی ذات پاک کا خاصہ ہے - خدائی منصب
مین کسی بشر کا دخل دینا اور اس دخل کو عام
بندگان کا منظور کرنا گویا اس دخل دینیوالے

www.aaiil.org

بشر کو خدا ٹھیرانا ہے اور یہی منشاء ہے آیت شریف مذکورہ بالا کا اب مین مکاشفات بہائی اور دیگر عیسائیون سے دریافت کرتا ہون کہ سوئر کا حرام ہونا کلام الہی سے ثابت ہے اور کسی چیز کا حرام یا حلال ٹھیرانا یہ منصب اور کام خداوند تعالےٰ کا ہے۔ پادری عماد الدین نے منصب اور کام خداوندی مین دخل دیکر محض اپنے دل کے چاؤ سے خدا کے حرام کردہ اور نجس جانور سوئر کو حلال اور پاک مثل بھیڑ بکری کے ٹھیرانا بیشک خدائی ہمسری کا دعوےٰ ہے اور اس پر عیسائیون کا سکوت کرنا اور سوئر کو پادری عماد الدین کے کہے بموجب حلال اور پاک جاننا لاریب فیہ اربابًا من دون اللہ کا مصداق بننا ہے کیا عیسائیون نے پادری عماد الدین پر کبھی سوال کیا ہے کہ پادری عماد الدین تمنے خداوند تعالےٰ کے حرام کردہ سوئر کو حلال جو بنایا ہے تمہارے پاس کیا دلیل ہے کیا حضرت عیسٰی نے کہین انجیل مین سوئر کو حلال ٹھیرایا ہے یا حواریون نے اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے [illegible] جواب پادری عماد الدین سوائے خاموشی کے کچھ نہین دے سکتا کیونکہ [illegible] عیسائیون [illegible] سوال [illegible]

[illegible]

[illegible] پادری عماد الدین [illegible] حلال ٹھیرانا اور [illegible] عیسائیون [illegible] پادری عماد الدین کی تقلید کرنا بیشک [illegible] دعوے کی تصدیق کرتا ہے قولہ بالکل [illegible] محمد صاحب کا صرف ایک محض الزام ہے [illegible] ان پر جہاد کا [illegible] کر دیا ہے کیونکہ اوائل اسلام مین اہل کتاب [illegible] کیا گیا تھا اب چونکہ مخالفت کا بازار گرم ہوگیا تھا اس لئے کسی [illegible] بہانہ سے دل سے بیقرار کو قتل کے ذریعے سے ٹھنڈا کیا چاہتے ہین اور رستے سے ان زاران کر [illegible] کر دے اپنی شریعت [illegible] اور اپنے مخالفون اور درویشون کو [illegible] گار کرتے [illegible]

جواب [illegible]

اسلام پر جہاد کا الزام لگانے [illegible] یشوع بن نون اور حضرت داؤد علیہم السلام کی لڑائیان پر نظر کی ہوتی خیر اب آپکے اس فقرات کا جواب دیتا ہون کہ اوایل

اسلام مین اہل کتاب پر جہاد جائز نہ کیا گیا تھا اب جونکہ مخالفت کا بازار گرم ہوگیا تھا اس لئے کسی کسی بہانہ سے دل بیقرار کو قتل کے ذریعہ سے ٹھنڈا کیا چاہتے ہین۔

حضرت مسیح آپ کے فرضی خدا یسوع اوائل مین تو یسوع یہودیون کو گستاخ ٹھیرا کر مبارک کہتے اور صلح کرنیوالے مین کیونکہ وہ خدا کے فرزند کہلاوینگے رہتے تھے جب مخالفت کا بازار گرم ہوگیا تو یہودیون سے کلمہ [illegible] اور جوش مین لگا کر یہ مت خیال کرو کہ مین زمین پر صلح کرنے آیا صلح کرانے نہین بلکہ تلوار چلانے آیا ہون متی ۳۴ تلوار چلانے کا شوق یہان تک آپ کو فرضی خدا کا از حد غلبہ کیا تھا جو اس عشق مین بے تحاشہ بول اٹھے کہ جس پاس نہ ہو وہ اپنے کپڑے فروخت کر کے تلوار خریدے انجیل لوقا ۲۲ ۳۶ پھر یہ نہین کہ تلوارین خرید کر خاموش ہی رہے ہون بلکہ فرمایا کہ پس میرے ان دشمنون کو جنہون نے نہ چاہا کہ مین ان پر بادشاہی کرون یہان لاؤ اور میرے سامنے قتل کرو انجیل لوقا ۱۹ ۲۷ افسوس مسلم جہاد و سنت انبیاء قدیم ہے [illegible] کامیابی حاصل نہ ہوئی کیونکہ حواری آپ کے [illegible] تھے وہ جوش [illegible]

[illegible]

[illegible] مجلس [illegible] اسی اجلاس مین حکم دیا کہ یہودیون کی اولاد اون کے والدین سے چھین کر دین عیسوی پر تربیت کرین اور اسی مجلس سے یہ قانون بھی مقرر ہوا کہ کوئی عیسائی کسی یہودی کے [illegible] اور ان سے معاملہ کر کے [illegible] مذکور کے صفحہ ۴۳ مین لکھا ہے کہ امہات [illegible] جب وہان عیسائی سلطنت تھی [illegible] ساتھ مین [illegible] عیسائی مذہب کو قبول کرین [illegible]

[illegible]

[illegible] — ملکہ [illegible] پروٹسٹنٹی لوگ نکالے گئے تو انہون نے ۱۵۹۳ء مین پروٹسٹنٹ بنانیکیلئے شکنجہ - پھانسی جلد اتارنا۔ ٹکڑے ٹکڑے کرنا۔ اسطرح ظلم کام مین لاکر انگلینڈ والون کو پروٹسٹنٹ بنایا شکنجہ مین لٹکایا اور سخت بیرحمی سے مارا گیا اور ہزارون کو جوڑ جوڑ جدا کر دیا مفصل بیان دیکھو بکل ہسٹری جلد ۳ - صفحہ ۱۴۴ سے ۱۴۶ تک دیکھنے سے بخوبی معلوم ہوسکتا ہے۔

مسکین الدین

مذاہب عالم

دیانۃ سکان زیلانڈ الجدیدۃ

یعنے نو دریافت شدہ زیلانڈ باشندگان کے رسومات و اعتقادات

جدید زیلانڈ مشرقی آسٹریلیا و تسمانیا سے جنوب کی طرف ایک بڑا جزیرہ ہے جس کو ۱۶۴۲ء مین مسمی تسمان باشندہ آسٹریلیا نے دریافت کیا تھا اور سر ۱۷۶۹ء مین مسٹر کوک اس جزیرہ مین وارد ہوا اور ایک سال [illegible] وہان کے باشندون کے اخلاق و عادات وغیرہ سے واقفیت پیدا کی [illegible]

[illegible]

[illegible] اور ان کا اعتقاد [illegible] ارواح پر [illegible] اجسام مین [illegible]

وہ جملہ موجودات مافوق الطبیعۃ کو لفظ اٹوا سے تعبیر کرتے ہین اور اپنے بزرگون کی ارواح کو بھی اٹوا کہتے ہین

بعض سیاحون نے زیلانڈیون کے دینی اعتقادات بیان کئے ہین جو بعض امور مین یونانیون سے مشابہ ہین [illegible] زیلانڈیون کا اعتقاد ہے کہ [illegible] اور [illegible] یعنی آسمان و زمین نے اول جوڑے [illegible] پیدا کئے ہین ان کے نزدیک دیوتا چھ ہین جو متصرف درامور طبیعیہ ہین - اول دیوتا آدمیون اور جنگون کا ہے

دوسرا دیوتا رزق بلاکشت و درو کا موکل ہے تیسرا دیوتا اہلی جانورون کا خالق ہے چوتھا دیوتا ہواؤن و آندھیون و بادلون کا خالق ہے پانچوان دیوتا کشت و درو کے اسباب رزق مہیا کر دینے کا خالق ہے چھٹا دیوتا ہوام ارضی و پرند سماوی کا خالق ہے۔ ان کا گمان ہے کہ ابتدا میں زمین و آسمان متصل و متحد تھے یعنے باہم ملے ہوئے تھے۔ دیوتاؤن مین تنازع ہوگیا اس لئے زمین و آسمان جدا ہوگئے۔

زیلانڈیون کا اعتقاد ہے کہ ارواح کیلئے اجسام سے الگ ہونے کے بعد دو مقام رانجی یعنی فضا اور رنجا یعنی سمندر مین۔ ان کا خیال ہے کہ باطنی بیماریون و امراض کے باعث جادوگر ہوتے ہین اور وہ تعویذات و جھاڑ پھونک سے دفع ہو جاتی ہین

ان کا اعتقاد ہے کہ انسان کو زندگی مین ہی گناہ کی سزا مل جاتی ہے اور یہ عذاب تعبۃ دیوتے بھیجا کرتے ہین۔

اہل زیلانڈ حکام و کاہنون کی یکسان تعظیم و تکریم کرتے ہین اکثر کاہن منصب قضا و انصاف پر ہوتے ہین۔ کاہن کے منصبی کام [illegible] - اول قوانین تابو یعنے لوگون کو حلال و حرام بتانے اور بیمارون کو شفا دینے اور [illegible] وغیرہ مین حاضر ہو اور [illegible] اور موقعہ جنگ پر مشورہ دینے اور نیک و بد فال بتانے اور مردون کو بلائی [illegible] کہتا ہے کہ اہل زیلانڈ مردہ کو دفن نہیں کرتے بلکہ دریا مین پھینک دیتے ہین اور حکام [illegible] لاشون کو بوری یا چٹائی مین لپیٹ کر صندوق مین ڈال دیتے اور ایک طرف سے اسکو سوراخ رکھتے اور صندوق کو کسی درخت پر لٹکا دیتے ہین۔

موجودہ اقوام جو بعض جزائر مین اپنے امراء و رؤسا کی پرستش کرتے ہین معلوم ہوتا ہے کہ کسی زمانہ مین خداوند تعالیٰ کیطرف سے [illegible] مرسل مبعوث ہوچکے ہین اور جو عظمت الٰہی لوگون کے دلون مین مرسلون نے ذریعہ مرکوز کی تھی امتداد زمانہ کے باعث وہ دلون سے مفقود ہوگئی اور اسکی جگہ تدریجاً امراء و رؤسا و علماء کی عظمت نے گھر بنا لیا۔ دور نہ جاؤ مسیح علیہ السلام مامور و مرسل الٰہی تھے وہ عظمت و توحید ایزدی کو دلون مین قائم کرنے کیلئے آئے تھے اب نصاریٰ کے دلون مین بجائے اسکے مسیح کی عظمت نے یہانتک گھر کیا ہے کہ اس کو ان اوان دوستون نے ابن خدا بلکہ خدائی کا لقب دیدیا۔

الغرض ہم نے زمین کے جس قطعہ کے لوگون کا احوال مطالعہ کیا اون سے وان من امۃ الا خلا فیہا نذیر کی تصدیق ہوتی ہے یعنی ہر ایک گروہ مین خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور و مرسل ہوگذرے ہین۔

(اسسٹنٹ ایڈیٹر)

(جاری)

انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان کارخانہ کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا

www.aaiil.org

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

مسیح موعود کی صلحکاری اور امان کا لوا

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا ہے اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرمایا ہے کہ مسیح موعود کے آنے تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے

الحکم

چہ گویم بالو گر آئی بہ بہار قادیاں بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

سالانہ	
خواص و معاونین	صہ
ہندوستان سے باہر	عہ
غیر مذاہب والوں سے	سے
اپنی جماعت کے غیر مستطیع (دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے)	عہ ۱۲ ؍

نمبر ۳۴ و ۳۵ | دار الامان قادیان مورخہ ۱۰ و ۱۷ اکتوبر سنہ ۱۹۰۴ عیسوی | جلد (۸)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لاہور میں

(گذشتہ اشاعت کے سلسلے میں)

چوتھا نمبر

فرمایا کہ شکوک کے رفع کرنے کے لئے اگر کوئی راستی اور نیک نیت سے آوے تو ہم اسے سمجھا سکتے ہیں اور اب تو زمانہ ایسا ہے کہ اللہ تعالیٰ خود ایک معلم کی طرح سمجھا رہا ہے۔ یہ اس کی عادت میں داخل ہے کہ جب دنیا میں گناہ اور بے ایمانی بڑھ جاوے اور بد اخلاقی اور بد عادات ترقی پکڑ جاوے تو ایک شخص کو اصلاح کے لئے مامور کرے۔ اسلام اسوقت دو آفتوں کے ماتحت ہے۔ ایک اندرونی دوسری بیرونی۔ اندرونی خود علماؤں کا اختلاف اور مسلمانوں کا دنیا کی طرف میلان۔ اور بیرونی وہ آفت جو عیسائیت کی وجہ سے ہے۔ پس کیا ابھی تمہارے نزدیک مہدی اور مسیح کی ضرورت نہ تھی۔ پھر ایک اعتراض یہ پیش کرتے ہو۔ کہ اس امت میں ہم دجال آنیوالے ہیں۔ اے بدقسمتو کیا تمہارے لئے دجال ہی رہ گئے کہ اگر ایک ... آنے سے ایمان کرتا ہونے میں کوئی کسر رہ جاوے۔ تو پھر دوسرا تیسرا اور چوتھا حتےٰ کہ تیس دجال آویں۔ تاکہ ایمان کا نام و نشان نہ رہے۔ اس طرح تو موسیٰ علیہ السلام کی امت ہی اچھی رہی کہ جس میں پے در پے چار سو نبی آیا پھر موسیٰ علیہ السلام کے وقت تو عورتوں سے بھی خدا نے کلام کیا۔ کیا امت محمدیہ کے مرد بھی اس قابل نہ ہوے کہ خدا ان سے مکلام ہوتا۔ پھر یہ تبلاؤ۔ کہ یہ امت مرحومہ کس طرح ہوئی۔ اس کا نام تو بدنصیب ہونا چاہئیے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ۱۳۰۰ سو برس گذر گئے اور جسقدر فیوض اور برکات تھے۔ وہ سب سماع کے حکم میں آگئے۔ اب اگر خدا انکو تازہ کرکے نہ دکھائے تو صرف قصہ کہانی کے رنگ میں انکو کون مان سکتا ہے۔ جبکہ تازہ طور پر خدا کی مدد نہیں۔ نصرت نہیں تو خدا کی حفاظت کیا ہوئی۔ حالانکہ اس کا وعدہ ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ۔

جب متعصب مولوی صاحب نے طاعون کا ذکر کیا کہ آپ کے مرید کیوں مرتے ہیں۔ اور اس کا علاج کیا ہے وغیرہ وغیرہ تو آپ نے فرمایا کہ کسوف و خسوف کا علاج بھی کچھ سوچا ہے۔ اس وقت بحث تو نشانوں کی ہے۔ نہ کہ علاج کی۔ ہاں جو کامل طور پر مجھے قبول کرتا ہے وہ ضرور محفوظ رہیگا۔ لیکن اس کا مجھے علم نہیں۔ کہ وہ کون ہے میں کسی کے سینہ کو چیر کر نہیں دیکھتا۔ صحابہ کرام کا بھی ایک گروہ طاعون سے شہید ہوا تھا۔ مگر دیکھو کہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہم طاعون سے ہرگز فوت نہیں ہوئے۔ خدا تعالیٰ نے بھی اپنے بندوں میں امتیاز رکھا ہے جیسے کہ فرمایا ہے۔ "مِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ وَمِنْهُم مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ" اسکے بعد آپ نے جماعت کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ کہ

ضروری بات یہ ہے

کہ تم لوگ ان باتوں کی طرف متوجہ نہ ہو۔ اور تقویٰ اور طہارت میں ترقی کرو۔ تمہارا معاملہ اور حساب خدا سے الگ ہے اور مخالف لوگوں کا حساب الگ ہے۔ جنہوں نے قسم کھائی ہے۔ کہ کیسی ہی سچی بات کیوں نہ ہو۔ مگر وہ قبول نہ کریں گے اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی نسبت یہی فرماتا ہے کہ یہ لوگ قیامت کو ہی قبول کریں گے۔ ان کی بناوٹ ہی اسی قسم کی ہے کہ عمدہ شئے یا بات جو پیش کیجاوے۔ وہ اُن کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور اگر بدبودار بات ہو تو خوش ہوتے ہیں۔ قرآن شریف احادیث اور عقلی دلائل اور نشان پیش کئے مگر یہ لوگ ان کی پروا نہیں کرتے۔ صرف ایک بات کو نشانہ بناتے ہیں۔ پس جبکہ خدا نے نہ چاہا۔ کہ ایک مذہب ہو تو ہم کیا کر سکتے ہیں۔ مگر جن لوگوں کو خدا نے فہم سلیم عطا کیا ہے اون کو چاہئیے کہ وہ شکر کریں کیونکہ فائدہ اٹھانے والے وہی لوگ ہوتے ہیں۔ جن کو خدا نے خود پاک کیا۔

ابھی ہماری جماعت کے بہت سے لوگ چھپے ہوئے ہیں۔ ظاہراً وہ ہم سے الگ ہیں۔ لیکن دراصل ہم میں ملتے ہیں۔ ہمیں خود ان کا علم نہیں لیکن امید ہے کہ اپنے اپنے وقت پر وہ آجاوینگے۔ خود ایک شخص نے لاہور میں ملاقات کی اور کہا کہ میں آپ کو گالیاں دیا کرتا تھا معاف کرو اب میرے شکوک رفع ہو گئے ہیں اور ہزاروں خطوط اس قسم کے آئے ہیں کہ اوّل میں ابوجہل تھا اب توبہ کرتا ہوں۔ بعضوں نے بذریعہ خواب کے مانا اور اکثر کو خود آنحضرت صلعم نے کشف میں یا خواب میں کہا کہ تم قبول کرلو جو لوگ بغض کرتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں۔ کہ خدا کی نہر دنیا کو روک لیوں مگر وہ کسی کے روکنے سے رک نہیں سکتی۔ اگر انسانی کاروبار ہوتا تو آجتک کب کا تباہ ہو جاتا مجھے دعوی کئے ہوئے ۲۴ برس سے زیادہ عرصہ گذر گیا۔ کیا ایک مفتری کو اسقدر مہلت ملسکتی ہے کہ اگر کسی کو عقل فہم اور موت کا ڈر ہو۔ تو وہ براہین کے وقت کو دیکھے۔ کہ جو پیشگوئیاں اس میں ہیں۔ وہ کیسے پوری ہو کر رہیں۔ لیکن بات یہ ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ ہدایت نہ دے۔ اور وہ دل کے تالے نہ کھولے۔ تو کس طرح سمجھ میں آوے۔ کوئی بتاوے تو سہی۔ کہ جب سے دنیا ہوئی ہے کسی مفتری نے اس قسم کی پیشگوئی بھی کی ہے۔ خدا سے خوف کرنے والے کے لئے تو ایک ہی نشان کافی ہو سکتا ہے۔ لیکن ان لوگوں نے اسقدر کثیر نشانوں سے بھی فائدہ نہ اٹھایا۔

غرض مدعا یہ ہے

کہ یہ تمام باتیں ان لوگوں کے لئے ہیں۔ جو ہدایت

www.aaiil.org

قبول کرتے ہیں - نہ کہ منکروں کے لئے ......
- جن کیواسطے اللہ کا قانون ہے تم خدا سے پناہ مانگو کہ اون کے لئے جو قانون ہے اوس میں تم کو داخل نہ کرے ہمیشہ نیک دل خدا کی رحمت سے فائدہ اٹھاتے ہیں یہ نہ خیال کرو کہ یہ لوگ مذہب میں کچے ہیں بڑے بزدل ہوتے ہیں قہر الہٰی کا ذرا مقابلہ نہیں کر سکتے لیکن یاد رکھو کہ یہ ایسا زمانہ ہے جسکے لئے سب نبیوں کی پیشگوئیاں ہیں اور جیسے مختلف نہریں ملکر ایک دریا بن کر نکلتی ہیں اسی طرح ان پیشگوئیوں کا سیلاب بہ نکلے گا - اور آدم - موسیٰ - ابراہیم - وغیرہ پیغمبروں نے جو کچھ کہا وہ سب پورا ہو کر رہیگا بعض رحمت کے نشان بھی ہونگے مگر اون سے انہی کو حصہ ملے گا جو عاجز فروتن اور خائف اور تائب ہونگے اور جو منکر ہیں وہ قہری نشان سے حصہ لینگے اگرچہ یہ لوگ اسوقت انکار کو نہیں چھوڑتے اور صرف ماں باپ یا جاہل لوگوں سے سن سنا کر غلط عقاید پر اڑے ہوئے ہیں لیکن خدا تعالیٰ زبردستی سب کچھ چھڑا دیگا زبردست سے لڑنا نادانی ہے - اگر یہ کاروبار انسان کی طرف سے ہوتا تو کب کا تباہ ہو جاتا - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - کہ اگر یہ ہم پر افترا کرتا تو ہم اسکی شاہ رگ کاٹ دیتے پھر یہ کیا وجہ ہے کہ اگر میں خدا پر افترا کرتا ہوں اور اتنی مدت تقریباً تیس سال کے قریب ہو چلا ہمیشہ اسکی طرف سے وحی لوگوں کو سناتا ہوں اور وہ جانتا بھی ہے کہ میں جھوٹا ہوں - لیکن میری تائید کرتا ہے اور ہلاک نہیں کرتا ہے وہ کیسا خدا ہے کہ ایک جھوٹے سے اتفاق کر بیٹھا ہے اور ہزاروں نشان اوسکی تائید میں دکھاتا ہے - نئی سواری بھی اسکے لئے نکالی - کسوف و خسوف بھی اسکے لئے ماہ رمضان میں کیا طاعون بھی گویا خدا نے جہان کو دہوکہ دیا اور جو کام دجال نے کرنا تھا وہ خود آپ کیا تاکہ مخلوق تباہ ہو - ذرا سوچو کیا خدا کے لئے یہ جائز ہو سکتا ہے - کہ ایک کذاب مفتری اور دجال کی وہ اسقدر مدد کرے اور مولوی لوگ جو خود کو اس کا مقرب جانتے ہیں اون کی دعا ہرگز قبول نہ ہو جو لڑائی یہ لوگ لڑ رہے ہیں وہ مجھ سے نہیں بلکہ خدا سے ہے میں تو کچھ شے نہیں ہوں خدا سے لڑائی والا کبھی با برکت نہیں ہو سکتا میں تو اس بات کو سوچ کے خوش ہوتا ہوں اور مجھے لرزا پڑتا ہے کہ افترا ہو اور خدا چپ کر کے بیٹھا رہے اگر ان کے نزدیک یہ افترا ہے تو چاہئے کہ دعا کریں کہ خدا اسے نیست کر دے یا دعا کرکے حضرت مسیح کو آسمان سے اوتاریں عیسائی محققین نے بھی آخر کار مسیح کے آسمان سے آنے سے تنگ آکر اور میعاد گذرتی دیکھکر فیصلہ کر دیا ہے کہ کلیسیا ہی مسیح کو مسیح مان لو یہی مسیح کا نزول ہے اون کو بھی آخر کار نزول کو استعارہ کے رنگ میں ہی ماننا پڑا اور احادیث پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ تمام خلفاء اسی امت میں سے ہونگے قرآن شریف بھی یہی کہہ رہا ہے - اور سب جگہ منکم کا لفظ موجود ہے - مگر نہ معلوم کہ ان لوگوں نے مسیح بنی اسرائیل کہاں سے بنا لیا کیا یہ نبوۃ اتساز ہے کہ نہ کوئی واعظ ہے - نہ لیکچرار - اور ہماری ترقی برابر ہو رہی ہے بھلا اگر اون کو طاقت ہے تو روک دیں اللہ تعالیٰ خود لوگوں کو ادہر رجوع دلا رہا ہے مصر سے بھی بیعت کی درخواست آئی ہے۔ یورپ میں تحریک ہے امریکہ میں تحریک ہے -

میں پھر جماعت کو

تاکید کرتا ہوں کہ تم لوگ ان کی مخالفتوں سے غرض نہ رکھو تقویٰ طہارت میں ترقی کرو - تو اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہوگا - اور ان لوگوں سے وہ خود سمجھ لیوے گا - وہ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ -

اور خوب یاد رکھو

کہ اگر تقوےٰ اختیار نہ کروگے اور اس نیکی سے جسے خدا چاہتا ہے کثیر حصہ نہ لوگے تو اللہ تعالیٰ سب سے اوّل تم ہی کو ہلاک کرے گا کیونکہ تم نے ایک سچائی کو مانا ہے - اور پھر عملی طور سے اس کے منکر ہوتے ہو - اسبات پر ہرگز بھروسہ نہ کرو - اور مغرور مت ہو کہ بیعت کر لی جب تک پورا تقویٰ نہ اختیار کروگے - ہرگز نہ بچوگے - خدا کا کسی سے رشتہ نہیں - نہ اس کو کسی کی رعایت منظور ہے جو ہمارے مخالف ہیں - وہ بھی اسی کی پیدائش ہیں - اور تم بھی اسی کے مخلوق ہو - صرف اعتقادی بات ہرگز کام نہ آوے گی - جب تک تمہارا قول اور فعل ایک نہ ہو - ان لوگوں کی حالتوں پر غور کرو - کہ جب توفی کا لفظ مسیح کے لئے آوے تو اس کے معنے آسمان پر جانے کے کرتے ہیں - اور جب وہ لفظ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے استعمال ہو - تو اس کے معنے وفات پانے کے کرتے ہیں - پس خدا چاہتا ہے - کہ عملی راستی دکھاؤ تاکہ وہ تمہارے ساتھ ہو - رحم - اخلاق احسان - اعمال حسنہ - ہمدردی اور راستی [illegible] اگر نہ رکھوگے تو تمہیں معلوم ہے - [illegible] بتلا چکا ہوں - کہ سب سے اول ایسی ہی جماعت ہلاک ہوگی موسیٰ علیہ السلام کے وقت جب اسکی امت نے خدا کے حکموں کی قدر نہ کی تو باوجودیکہ موسیٰ اون میں موجود تھا - اگر پھر بھی جلدی ہلاک کئے گئے - پس اگر تم بھی ایسا کروگے تو میری موجودگی کچھ کام نہ آوے گی -

اب ہم ان لوگوں کو کہاں تک سمجھائیں - بہت سی کتابیں چھپ چکی ہیں اور ان کے لئے کافی اتمام حجت ہو چکا ہے - حضرت یوسفؑ پر توفی کا لفظ استعمال کریں تو اوس کے معنے موت کے ہوں - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے وہ لفظ آوے تو اوسکے معنے موت کے ہوں - ساحرین موسیٰ کے لئے وہی لفظ آوے تو معنے موت کے ہوں لیکن جب مسیح پر بولا جاوے تو اوس کے معنے آسمان پر جانا کرتے ہیں یہ لوگ خدا کو کیا جواب دیونگے کیا یہی اون کی محبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے اور یہ کیسی دلیری اور شوخی ہے - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود مبارک جس کی دنیا کو ضرورت تھی - وہ تو تیرہ سو برس گذر رہے - کہ خاک میں دفن ہیں - اور آپ ۶۳ - برس کی عمر میں فوت ہو جاویں - اور مسیح آج تک آسمان پر کوئی بتلاوے - کہ وہاں کیا کر رہا ہے - اس کا وعدہ تھا - کہ میں بنی اسرائیل کیطرف آیا ہوں اور کتنی قومیں بنی اسرائیل کی باقی تھیں کہ آسمان پر جا بیٹھا اور وعدہ بھی پورا نہ کیا ادہر عقل نقل اور کتاب اللہ کے برخلاف ہے یہ سب دلائل ہیں جو کہ ایک مومن کے لئے کافی ہیں اور بجز اسکے کہ عیسیٰ کو فوت شدہ مانا جاوے اور کوئی ذریعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کو محفوظ رکھنے کا نہیں ہے - میں تو اس شخص سے بہت خوش ہوں کہ جسنے کتاب حیات النبی لکھی ہے - اور اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ جو شخص سوائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اور پیغمبر کو زندہ کہے وہ کافر ہے کیونکہ آخر محبت کی کچھ بھی تو علامت چاہئے - بعض نئے نئے لوگوں نے جو عیسائیوں میں سے اسلام میں داخل ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ بات کہی ہوگی کہ عیسیٰ اب تک زندہ ہے - تب ہی تو انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر ہرگز یہ باور نہ کیا کہ آپ فوت ہو گئے بلکہ ایسا کہنے والے کو قتل کرنے کے لئے آمادہ ہو گئے آخر جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آکر اس مسئلہ کو حل کیا کہ سب نبی فوت ہو گئے ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی فوت ہوئے تب اونکو یقین آیا -

اب عیسائیت کا اثر غالب آگیا ہے - اور جو محبت مسلمانوں کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے چاہئے تھی - وہ نہیں رہی - ہزاروں رسالے اور اخبار نکالتے ہیں - لیکن کسی نے اجتک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات کا رسالہ نہ نکالا پس اب خدا چاہتا ہے کہ آپ کی عزت کو دنیا میں قایم کرے کئی کروڑ کتب اسلام کی رد میں لکھی گئیں - کیا اب بھی خدا کو لازم نہ تھا کہ کوئی ذریعہ قایم کرکے آپ کی عزت کو ظاہر کرے ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک نبی مانتے ہیں اور سب سے اشرف جانتے ہیں - اور ہرگز گوارا نہیں کرتے - کہ کوئی عمدہ بات کسی اور کی طرف منسوب کیجاوے جب کفار نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے یہی معجزہ طلب کیا کہ آسمان پر چڑھ کر دکھاویں - تو آپ نے فرمایا - سبحان ربی اور انکار کر دیا دوسری طرف حضرت مسیح کو خدا آسمان پر بیجاوے یہ کیسے ہو سکتا ہے - ہم قرآن سے کیا بلکہ کل کتابوں سے دکھا سکتے ہیں کہ جسقدر اخلاق اور خوبیاں کل انبیاء میں تھیں - وہ سب کی سب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں جمع تھیں - کان فضل اللّٰہ علیک عظیما اسی کی طرف اشارہ ہے - پس اگر آسمان پر جانا کوئی فضیلت ہو سکتی تھی - تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس سے کب باہر رہ سکتے تھے - آخر یہ لوگ پچھتاوینگے - کہ ان باتوں کو ہمنے کیوں نہ مانا - یہ لوگ ایک وار تو آنحضرتؐ کی ذات پر کرتے ہیں - کہ ایک معجزہ آسمان پر جانے کا لوگوں نے مانگا مگر خدا نے آپکی پروا نہ کی - اور عیسیٰ کو یہ عزت دی کہ اوسے آسمان پر اٹھا لیا - اور دوسرا حملہ خود خدا پر کرتے ہیں - کہ اس نے اپنی قوت خلق سے مسیح کو بھی کچھہ دیدی خبر سے تشابہ الخلق ہو گیا - جواب دیتے ہیں کہ خدا نے خود مسیح کو یہ قدرت دی تھی - اے نادانوں - اگر خدائی نے تقسیم ہونا تھا - تو کیا اسکے حصہ گیر عیسےٰ ہی رکھے تھے - آنحضرت صلعم کو کیوں نہ حصہ ملا -

اسقدر تقریر ہو چکی تھی کہ بعض جانثاروں نے بہت وقت گذر جانے کی درخواست کی - تاکہ آپکی طبیعت کو زیادہ صدمہ نہ ہو اور سلسلہ تقریر ختم ہو جاوے چنانچہ حضور نے دعا پر اسے ختم کیا - اور تشریف لے گئے ہم بھی اللہ سے دعا کرتے ہیں - کہ وہ ان تمام وصایا پر عمل درآمد کی توفیق عطا کرے - اور جو یقین اور محبت اور غیرت دینی حضرت مسیح علیہ السلام کو عطا کی ہے - اس میں سے ایک وافر حصہ ہمیں عطا کرے - آمین -

(اڈیٹر)

مدرسہ تعلیم الاسلام کی امداد

مدرسہ تعلیم الاسلام کی امداد کے لئے کسی دوسرے مقام پر سپرنٹنڈنٹ صاحب مدرسہ کی ایک مختصر سی تحریر ہم نے چھاپی ہے جو ہمارے ناظرین کی ازبس توجہ کی محتاج ہے - مدرسہ تعلیم الاسلام بظاہر احمدی قوم کی قومی انسٹیٹیوشن ہے لیکن یاد رکھو کہ اگر سلسلہ عالیہ احمدیہ خدا تعالیٰ کا قایم کردہ سلسلہ ہے؟ اور ضرور ہے تو یہ درسگاہ ایک عالمگیر درسگاہ ہوگی جو کل روئے زمین کے لئے وہ فلاسفر اور صوفی اور عالم پیدا کرے گی جو حقیقی اسلام پیدا کیا کرتا ہے - اسلئے آج اسکی حفاظت اسکی دستگیری جو ایک مٹھی جو سے ہو سکتی ہے اور جو ثواب اور اجر اس میں ہے قریب ہے کہ ایک زمانہ آجاوے جو ہزاروں لاکھوں روپیہ کے دینے میں اسقدر ثواب نہ رہے -

ہم سچ کہتے ہیں کہ اس مدرسہ کی امداد عظیم الشان دینی خدمت ہے اسکی اہمیت اسی سے ثابت ہے کہ خدا کا مرسل و مامور ان پنجگانہ شاخوں میں سے (جو خدا تعالیٰ نے اسکے سلسلہ کی اشاعت کے لئے مقرر کی ہیں) ایک شاخ کے ضروری چندہ میں سے وضع کرکے چندہ دیدینے کی بھی اجازت دیتا ہے - پس کسقدر ضرور ہے کہ ماہوار مستقل چندہ سے مدرسہ کی مالی حالت کی اصلاح کی جاوے -

عُلوم القرآن

نمبر ۱

اس امر سے زیادہ کیا چیز حیرت انگیز ہو سکتی ہے کہ مذہب اسلام کی روح و رواں جو کچھ ہو قرآن ہے، تاہم آجکل مسلمانوں کو جسقدر قرآن کے ساتھ بے اعتنائی ہے کسی چیز سے نہیں، عربی کے موجودہ درس میں ہر علم و فن کی کتابیں کثرت سے داخل ہیں، لیکن فن تفسیر کی صرف دو کتابیں پڑھائی جاتی ہیں، جلالین، اور بیضاوی جن میں سے پہلی اسقدر مختصر ہے کہ اُس کے الفاظ وحروف .... قرآن مجید کے الفاظ وحروف کے برابر برابر ہیں، اور دوسری گوچنداں مختصر نہیں لیکن اُس کے صرف ڈہائی پارے درس میں داخل ہیں، جو کتاب کا پانچواں حصہ بھی نہیں۔

منطق و فلسفہ کی مدت تحصیل پانچ برس ہے، اور اور علوم پر بھی ایک معتدبہ زمانہ صرف ہوتا ہے لیکن قرآن مجید اور تفسیر کی تحصیل کے لئے پورا سال بھر گوارا نہیں کیا جاتا، عربی علوم وفنون کی کتابیں کثرت سے چھپ چھپ کر شائع ہو رہی ہیں اور خصوصًا فن حدیث کا سرمایہ تو اسقدر وجود میں آگیا ہے کہ اگلوں کے وہم وخیال میں بھی نہ تہا۔ لیکن قرآن مجید کے متعلق دو ایک معمولی درسی تفسیروں کے سوا، آجتک کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی۔ یہ تو ظاہری بے پروائی کی کیفیت ہے، معنوی حیثیت سے دیکھو تو اس سے بھی زیادہ افسوس ناک حالت ہے، تمام مسلمانو کے نزدیک قرآن مجید کا معجزہ ہونا اُسکی فصاحت وبلاغت کے لحاظ سے ہے، لیکن کیا ہمارے علما اس دعوے کو ثابت کر سکتے ہیں؟ اگر ان سے پوچھا جائے کہ قرآن مجید کی انشا پردازی کی کیا خصوصیات ہیں؟ قرآن مجید نے، بلاغت کے کیا کیا نئے اسلوب پیدا کئے شعرائے جاہلیت نے مدح و ذم، فخر وثنا۔ شادی وغم۔ عزم و استقلال، نیکی ورحمدی، جوش واثر کے مضامین کو جس پایہ تک پہونچایا تہا قرآن مجید نے اُنہی مضامین کو کس رتبہ تک پہونچا دیا؟ تو کیا ہزاروں علما میں سے ایک بھی ان سوالوں کا معقول جواب دے سکیگا؟

ادب و بلاغت پر موقوف نہیں، فقہ۔ اصول علم کلام سب کا ماخذ قرآن مجید ہے۔ لیکن ہمارے علما خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ علوم مذکورہ کے مسائل اُنہوں نے قرآن مجید سے سیکھا ہے یا ہدایہ و تلویح وعقائد نسفی سے۔؟

یہہ شکایت نئی نہیں، تقریبًا چہ سو برس سے یہی حالت ہے، اس سے صرف یہی نہیں ہوا کہ قرآن مجید کے متعلق نئی تالیفات کا سلسلہ بند ہوگیا، بلکہ افسوس اور سخت افسوس یہ ہے کہ قدما کی نادر اور بیش بہا تصنیفات ناپید ہوگئیں، خاص قرآن مجید کے اعجاز پر قدماء نے بہت سی کتابیں لکھیں تہیں جنمیں سے آٹھ یا نو کتابوں کا تذکرہ جلال الدین سیوطی نے اتقان میں کیا ہے، لیکن لوگوں کی بدمذاقی سے، انہیں سے صرف باقلانی کی ایک کتاب رہگئی ہے، جو اس باب میں معمولی درجے کی تصنیف ہے، اگرچہ ابوبکر عربی اسی کو احسن الکتب کا خطاب دیتے ہیں۔

اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شروع اسلام سے آجتک قرآن مجید کے متعلق جو کچھ علمی سرمایہ مہیا کیا گیا، اُس پر ایک مختصر ریویو کیا جائے جس سے ایک طرف تو ثابت ہوگا کہ ہمارے اسلاف نے اور علوم کی طرح اس فن کو کس قدر وسیع کیا تہا اور کیا کیا نکتہ آفرینیاں کی تہیں، دوسری طرف یہ ظاہر ہوگا کہ قدما نے گو اپنے زمانہ کے موافق تحقیقات وتدقیقات کا حق ادا کر دیا تھا، تاہم آج اور بہت سے نئے پہلوؤں سے ان مسائل پر بحث کی ضرورت ہے۔

قرآن مجید جسوقت نازل ہو رہا تہا اُسوقت جو لوگ موجود تہے، وہ اگرچہ اس کے مطالب ومعانی کے سمجہنے میں کسی معلم یا اُستاد کے محتاج نہ تہے تاہم بعض بعض مقامات میں جہاں زیادہ اجمال ہوتا تہا یا کوئی قصہ طلب بات ہوتی تہی، لوگ خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر لیا کرتے تہے، آنحضرت کے بعد فتوحات کی ترقی اور تمدن کی وسعت کی وجہ سے احکام میں نئی نئی صورتیں پیش آنے لگیں اور اس ضرورت سے قرآن مجید کی آیات احکامیہ پر غور وفکر کرنے کی ضرورت پڑی، صحابہ میں سے جو لوگ علم وفضل میں زیادہ ممتاز تہے انہوں نے اسطرف زیادہ توجہ کی، ان بزرگوں میں سے حضرت علی سب کے پیشرو تہے، ان کے بعد حضرت عبد اللہ بن عباس عبد اللہ بن مسعود، ابی بن کعب، زید بن ثابت، ابو موسیٰ اشعری کا درجہ ہے، حضرت عبد اللہ بن عباس کے حلقۂ درس نے نہایت وسعت حاصل کی، اور سیکڑوں ہزاروں شاگرد ہوگئے، انہیں سے مجاہد۔ عطار بن رباح۔ عکرمہ۔ سعید بن جبیر سب سے ممتاز تہے، ان بزرگوں کے سوا جن لوگوں نے فن تفسیر پر توجہ کی وہ حسن بصری۔ عطار بن سلمۃ خراسانی۔ محمد بن کعب القرظی۔ ابو العالیہ۔ ضحاک بن مزاحم قتادہ زید بن اسلم ابو مالک وغیرہ ہیں غالبًا سب سے پہلے اس فن کی ابتدا کی وہ سعید بن جبیر تہے، عبد الملک بن مروان نے ان سے تفسیر لکہنے کی درخواست کی، چنانچہ اُنہوں نے اسکی فرمایش کے موافق تفسیر لکہکر دربار خلافت میں بہیجی اور اس کا نتیجہ دفتر شاہی میں داخل کیا گیا، عطار بن دینار کے نام سے جو تفسیر مشہور ہے وہ درحقیقت یہی تفسیر[1] ہے۔

اس طبقہ کے بعد ائمہ مجتہدین اور اون کے معاصر مثلًا سفیان بن عیینہ۔ شعبہ، یزید بن ہارون عبد الرزاق ابو بکر بن ابی خیثمہ وغیرہ نے تفسیریں لکہیں، اسکے بعد عام رواج ہوگیا اور سینکڑوں ہزاروں تفسیریں تصنیف ہوگئیں اور ہوتی رہیں تفسیر کے علاوہ قرآن مجید کے خاص خاص مباحث پر جداگانہ اور مستقل تصنیفات کا سلسلہ شروع ہوا اور یہہ سلسلہ تفسیر سے بہی زیادہ مفید تہا، کسی نے صرف مسائل فقہیہ پر بحث کی، کسی نے اسباب نزول پر کتاب لکہی، کسی نے صرف اون الفاظ کو جمع کیا جو غیر زبان کے الفاظ ہیں۔ کسی نے امثال قرآنی کو یکجا کیا، کسی نے آیات مکررہ کے نکات بیان کئے، اس قسم کے مضامین کی تعداد ۸۰ کے قریب پہونچی اور قریبًا ہر ایک پر الگ الگ مستقل تصنیفیں لکہی گئیں[1]، اِن مضامین میں سے بعض بعض پر تمام بڑے بڑے ائمہ فن نے طبع آزمائیاں کیں اور ہزاروں کتابیں طیار ہوگئیں۔

یہہ تصنیفات اگرچہ بیشمار ہیں لیکن ان سب کو چہ قسموں پر تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(۱) فقہی۔ جسمیں صرف اُن آیتوں کو یکجا کیا ہے جن سے کوئی فقہی مسئلہ مستنبط ہوتا ہے مثلًا احکام القرآن اسمٰعیل بن اسحاق۔ احکام القرآن ابو بکر رازی، احکام القرآن قاضی یحیٰی بن اکثم۔

(۲) ادبی۔ اِن تصنیفات میں قرآن مجید کا فصاحت وبلاغت کے اعتبار سے معجز اور بے نظیر ہونا ثابت کیا ہے، اسی سلسلہ میں وہ تصنیفات بہی داخل ہیں جو قرآن مجید کی حقیقۃ ومجاز، تشبیہات واستعارات، تکرارات، وجوہ ترتیب، صنائع وبدائع، وغیرہ وغیرہ پر لکہی گئی ہیں۔

(۳) تاریخی۔ قرآن مجید میں انبیائے سابقین اور اور بزرگوں کے جو قصے مذکور ہیں انکی تفصیل اور مزید حالات۔

(۴) نحوی جسمیں قرآن مجید کے نحوی مسائل سے بحث کی ہے۔ مثلًا اعراب القرآن رازی وغیرہ۔

(۵) لغوی۔ یعنی قرآن مجید کے الفاظ مفردہ کے معانی اور انکی تحقیق۔ مثلًا لغات القرآن ابو عبیدہ وغیرہ۔

(۶) کلامی۔ جن آیتوں سے عقائد کے مسائل مستنبط ہوتے ہیں اُن پر بحث ان مضامین سے فقہی مباحث پر جو کچھ لکہا گیا اسپر اضافہ کی بہت کم گنجائش ہے، جس کی وجہہ یہ ہے کہ اس بحث پر بڑے بڑے ائمہ فن نے طبع آزمائیاں کیں اور چونکہ شروع ہی سے اِن مسائل کے متعلق الگ الگ فرقے بن گئے تہے، کسی فریق نے تدقیق کا دقیقہ اُٹہا نہیں رکہا۔ امام شافعی۔ قاضی یحیٰی بن اکثم (استاد ترمذی) ابو بکر رازی جیسے پایہ کے لوگ تہے سب کو معلوم ہے، ابو بکر رازی کی تصنیف آج بہی موجود ہے اور ہماری نظر سے گذر چکی ہے، اسی طرح لغات قرآن اور مسائل نحویہ پر جو کچھ لکہا گیا اس سے بڑہ کر نہیں لکہا جا سکتا۔

فصاحت وبلاغت کے متعلق نہایت کثرت سے کتابیں لکہی گئیں، جو اعجاز القرآن کے نام سے مشہور ہیں، ان میں فصاحت وبلاغت کے تمام اقسام سے بحث کی ہے، سب سے پہلے غالبًا جاحظ المتوفی ۲۵۵ھ نے اس موضوع پر لکہا، پھر محمد بن یزید واسطی۔ عبد القادر جرجانی۔ رمانی خطابی۔ زملکانی، امام رازی۔ ابن سراقۃ قاضی ابو بکر باقلانی نے بسیط اور مفصل کتابیں لکہیں، یہ کتابیں آج بالکل ناپید ہیں۔

میں نے قسطنطنیہ اور مصر کے تمام کتب خانے دیکہے لیکن ایک کتاب کا بہی پتہ نہ لگا۔ البتہ قاضی باقلانی کی تصنیف موجود ہے، جسکا نسخہ میں نے خدیو کے کتب خانہ سے لکہوا کر منگوایا تہا اور اب وہ چہپ بہی گئی ہے اس کتاب کی نسبت ابن العربی کا قول ہے کہ اس بحث پر کوئی کتاب اسدرجہ کی تصنیف نہیں ہوئی، ابن العربی کی رائے پر اگر اعتماد کیا جائے تو اسلاف کی علمی حالت پر سخت افسوس ہوگا کیونکہ باقلانی کی کتاب گو انشا پردازی کے لحاظ سے بلند رتبہ ہے لیکن اصل مضمون کی حیثیت سے محض ایک ملا یانہ تصنیف ہے۔

عبد القاہر جرجانی جو فن بلاغت کا موجد ہے اسکی اعجاز القرآن ہم نے نہیں دیکہی لیکن اُس کی دو کتابیں دلائل الاعجاز اور اسرار البلاغۃ جو خاص فن بلاغت میں ہیں ہمارے پیش نظر ہیں، ان کتابوں میں اُس نے جو نکتہ آفرینیاں کی ہیں، وہ حیرت انگیز ہیں اور اس لئے قیاس ہو سکتا ہے کہ قرآن مجید پر اُس نے جو کچھ لکہا ہوگا بیش بہا ہوگا، اسی طرح جاحظ کی تصنیف بہی بے نظیر ہوگی، لیکن چونکہ پانچ چہ سو برس سے قوم کا علمی مذاق بالکل پست ہوگیا ہے اس لئے لوگ ابن العربی، باقلانی ہی کی تصنیف کو بہترین تصانیف قرار دیتے ہیں۔

اعجاز القرآن کے سلسلہ کے علاوہ اور بہت سی تصنیفات ہیں جن میں انشا پردازی کی خاص خاص قسموں سے بحث کی ہے مثلًا ابن ابی الاصبع نے قرآن مجید کی صنائع وبدائع پر مستقل کتاب لکہی، عز الدین بن عبد السلام نے قرآن کے مجازات کو یکجا کیا، ابو الحسن ماوردی نے قرآن کی ضرب الامثال جمع کیں اور اون کی خوبیاں دکہائیں، علامہ سیوطی نے سورتوں کے طریق ابتدا میں ایک رسالہ لکہا جسکا نام الخواطر السوانح فی اسرار الفواتح ہے، ابن القیم نے کتاب التبیان اس بحث پر لکہی کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں کثرت

حاشیہ [1] یہ تفصیل میزان الاعتدال ذہبی تذکرۂ عطاء بن دینار سے ماخوذ ہے۔

[1] دیکہو اتقان فی علوم القرآن کا دیباچہ۔

سے قسمیں کیوں کہائی ہیں۔

قصص اور حقایق اشیاء کے متعلق تصنیفات کا جو سرمایہ ہے وہ درحقیقت شرم کا باعث ہے اور افسوس اور سخت افسوس یہ ہے کہ تفسیر کے اجزاء میں سے جو حصہ سب سے زیادہ عوام میں مقبول اور متداول ہے، اور سلسلہ بہ سلسلہ تمام اسلامی لٹریچر میں سرایت کر گیا ہے، وہ یہی حصہ ہے، انبیاء اور صلحائے سابقین کے افسانے جو یہودیوں میں پہیلے ہوئے تہے، وہ نہایت مبالغہ آمیز اور دور از کار تہے، قرآن مجید میں نہایت اجمال کے ساتھ صرف اُن واقعات کو بیان کیا گیا جو فی نفسہ صحیح تہے، اور جن سے طبائع پر کوئی اخلاقی عمدہ اثر پڑتا تہا، ہمارے مفسروں نے قرآن مجید کو ایک متن قرار دیا اور اس کی شرح میں وہ تمام بیہودہ افسانے شامل کر دیئے جنکے سامنے بوستان خیال کی بہی کچہہ حقیقت نہیں، حقایق اشیاء کے متعلق جو کچہہ قرآن مجید میں مذکور تہا، اوس کے ساتہہ بہی یہی سلوک کیا گیا، چاہ بابل، کوہ قاف سکندر ذوالقرنین یاجوج ماجوج وغیرہ وغیرہ کی نسبت جو روائتیں مسلمانوں میں پہیلی ہوئی ہیں، وہ انہیں تفسیروں کی بدولت ہیں علامہ ابن خلدون نے اس کے متعلق مقدمۂ تاریخ میں نہایت محققانہ مضمون لکہا ہے ہم اس کی عبارت اس موقع پر بقدر ضرورت نقل کرتے ہیں۔

وقد جمع المتقدمون فی ذالک ...... الا ان کتبھم ومنقولاتھم تشتمل علی الغث والسمین والمقبول والمردود والسبب فی ذالک ان العرب لم یکونوا اھل کتاب ولا علم وانما غلبت علیھم البداوة والامیة واذا تشوقوا الی معرفة شیٔ مما تتشوق الیہ النفوس البشریة فی اسباب المکونات وبدء الخلیقة واسرار الوجود فانما یسألون عنہ اھل الکتاب قبلھم ویستفیدونہ منھم وھم اھل التوراة من الیھود ومن تبع دینھم من النصارٰی واھل التوراة الذین بین العرب یومئذ بادیة ولا یعرفون من ذالک الا ما تعرفہ العامة من اھل الکتاب فلما اسلموا بقوا علی ما کان عندھم مما لا تعلق لہ بالاحکام التی یحتاطون لھا مثل اخبار بدء الخلیقة وما یرجع الی الحدثان والملاحم وامثال ذلک وھؤلاء مثل کعب الاحبار ووھب بن منبہ وعبد اللہ بن سلام وامثالھم فامتلأت التفاسیر من المنقولات عندھم۔ وتساھل المفسرون فی مثل ذلک وملؤا کتب التفسیر من ھذہ المنقولات، واصلھا کما قلنا عن اھل التوراة الذین یسکنون البادیة ولا تحقیق عندھم بمعرفة ما ینقلونہ من ذالک الا انھم بعد صیتھم وعظمت اقدارھم لما کانوا علیہ من المقامات فی الدین والملة فتلقیت بالقبول من یومئذ[1]

ترجمہ:- اور اس باب میں متقدمین نے بڑا ذخیرہ جمع کیا لیکن ان کی تصنیفات اور روایتوں میں نیک و بد، مقبول و مردود، سب کچہہ شامل ہے، اسکی وجہہ یہ ہے کہ اہل عرب لکہے پڑہے نہ تہے، اور اُن کے اوپر بالکل بدویت و جہالت غالب تہی اور جب اون کو اشیاء کی دریافت کا شوق ہوتا تہا جو طبایع بشری کا اقتضاء ہے مثلاً آفرینش عالم کے اسباب، دنیا کی ابتداء، وجود کے اسرار، تو ان باتوں کو وہ لوگ یہودیوں سے دریافت کرتے تہے یا اون عیسائیوں سے جو یہودیوں کے مقلد تہے اور اس زمانہ کے یہود ایسے ہی جاہل تہے جیسے بادیہ نشین عرب، ان کو صرف وہی معلومات تہی، جو عوام اہل کتاب کو ہوتی ہیں پھر جب یہ لوگ اسلام لائے تو ان اُمور کے متعلق جو احکام شرعی سے تعلق نہیں رکہتے تہے مثلاً دنیا کا آغاز، واقعات قدیمہ، اور قصص انبیاء، اون کے خیالات وہی رہے جو پہلے سے تہے، ان اسلام لانے والوں میں کعب احبار، وہب بن منبہ عبد اللہ بن سلام وغیرہ تہے، اس لئے تمام تفسیریں ان کی روایتوں سے بہر گئیں، اور اس قسم کے امور میں مفسرین سہل انگاری کرتے ہیں، اس لئے ان لوگوں نے تفسیر کی کتابوں کو انہی روایتوں سے بہر دیا اور جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں ان روایتوں کا ماخذ وہی توراۃ والے تہے جو صحرا نشین تہے اور ان کو ان روایتوں کے متعلق کچہہ تحقیق حاصل نہ تہی لیکن چونکہ مذہباً ان لوگوں کا پایہ بلند تہا اور قوم میں ان کو شہرت اور عظمت حاصل تہی اسلئے وہ روایتیں قبول عام پا گئیں۔

علامہ ابن خلدون نے جو کچہہ لکہا محدثانہ تحقیق بہی تمامتر اسی کی تائید کرتی ہے، انبیاء سابقین اور زمین و آسمان وغیرہ کی آفرینش کے متعلق جو کچہہ تفسیروں میں مذکور ہے، وہ عموماً قدماء مفسرین سے ماخوذ ہے، یعنی مجاہد۔ سدی ضحاک مقاتل بن سلیمان کلبی۔ ان میں سے تین مقدم الذکر نے صحابہ کا زمانہ پایا تہا، اور ان سے روائتیں حاصل کی تہیں، مقاتل نے ۱۵۰ھ ہجری میں وفات پائی کلبی بہی اسی دور کے مفسر ہیں، نقلی مضامین کے متعلق آج جسقدر تفسیریں ہیں سب انہی بزرگوں سے ماخوذ ہیں، امام شافعی کا قول ہے کہ فن تفسیر میں تمام لوگ مقاتل کے وظیفہ خوار ہیں، سدی کی نسبت جلال الدین سیوطی نے کتاب الارشاد سے نقل کیا ہے کہ امثل التفاسیر تفسیر السدی یعنی تمام تفسیروں میں سدی کی تفسیر سب سے اچھی ہے، امام طبری کی تفسیر کے متعلق تمام علما کا اتفاق ہے کہ صحت و تنقید میں لاجواب ہے، لیکن یہہ تفسیر بہی زیادہ تر سدی اور ضحاک سے ماخوذ ہے۔ چنانچہ جلال الدین سیوطی نے اتقان باب ہشتاد و ہم میں تصریح کی ہے۔

ان بزرگوں کا یہ حال ہے کہ مجاہد کی تفسیر کی نسبت جب لوگوں نے امام اعمش سے دریافت کیا کہ اس میں غلطیاں کیوں پائی جاتی ہیں، تو اُنہوں نے جواب دیا کہ وہ اہل کتاب سے ماخوذ ہے، ضحاک کی نسبت محدثین نے تصریح کی ہے کہ ابن عباس اور ابو ہریرہ وغیرہ سے انہوں نے جو روائتیں کی ہیں سب مخدوش ہیں یعنی انکی صحت میں کلام ہے، اسکے ساتہہ یحیٰی بن سعید قطان نے جو اسماء الرجال کے امام ہیں تصریح کی ہے کہ ضحاک میرے نزدیک ضعیف الروایت ہیں، سدی کا یہ حال ہے کہ امام شعبی سے کسی نے کہا کہ سدی کو قرآن کے علم کا حصہ ملا ہے، مقاتل کی نسبت وکیع کا قول ہے کہ کذاب تہا، محدث نسائی فرماتے ہیں کہ مقاتل جہوٹ بولا کرتا تہا، عبد اللہ بن المبارک فرماتے ہیں کہ مقاتل کی تفسیر بہت اچہی تہی کاش وہ ثقہ بہی ہوتا، جوزجانی نے لکہا ہے کہ مقاتل نہایت دلیر دجال تہا، محدث ابن حبان نے لکہا ہے کہ مقاتل قرآن مجید کے متعلق یہود و نصاریٰ سے وہ باتیں سیکہا کرتا تہا جو ان کی روائتوں کے مطابق ہوتی تہیں، کلبی کی نسبت تو عام اتفاق ہے، کہ انکی تفسیر دیکہنے کے قابل نہیں، امام احمد بن حنبل، دارقطنی، امام بخاری، جوزجانی۔ ابن معین سب نے تصریح کی ہے کہ وہ ناقابل اعتبار تہا، ابن حبان کا قول ہے کہ کلبی کا کذب و دروغ اسقدر ظاہر ہے کہ اس میں کچہہ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں[2] ایک ضمنی تذکرہ میں ان بزرگوں کے اسقدر پردہ دری شاید موزون نہ تہی، لیکن ان لوگوں نے اسلام کو جسقدر نقصان پہونچایا ہے اسکا کم سے کم یہی صلہ تہا، انہی حضرات کی روائتیں ہیں جن سے تفسیر کبیر۔ کشاف، بیضاوی اور اور سیکڑوں ہزاروں کتابیں مالامال ہیں، مسلمانوں میں آج جو عجائب پرستی، زود اعتقادی، اور غلط خیالی ایک خاصہ بن گئی ہے انہی کی روایات اور منقولات کی بدولت ہے۔

(الندوۃ)

حاشیہ:- [1] مقدمہ ابن خلدون باب علوم القرآن۔ [2] میزان الاعتدال ذہبی۔

[2] ان لوگوں کے یہ اقوال میزان الاعتدال ذہبی سے ماخوذ ہیں۔

تفسیر القرآن دوسرا پارہ

تفسیر القرآن کے دوسرے پارہ کی تکمیل اور اشاعت کے متعلق مجہے کئی مرتبہ اعلان کرنا پڑا ہے اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ مینے جب جب اسکے متعلق اشتہار دیا ہے مجہے اس کی تکمیل کا پورا خیال ہی رہا لیکن قدرتی طور پر ایسے اسباب پیش آ گئے ہیں کہ میں اپنے ارادہ میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ اور مجہے اپنے معزز ناظرین سے شرمندہ ہونا پڑا تاہم یہ امر میرے لئے ہمیشہ فکر کا موجب ہی رہا اور میری دلی آرزو ہے کہ اللہ تعالیٰ مجہے توفیق دے کہ میں اس خدمت قرآن کریم کے باعث فخر و نجات کام کو سرانجام دوں۔ جہانتک میری طاقت اور حق سعی ہے اسکے لحاظ سے میں آجکل تفسیر القرآن کے دوسرے پارہ کی تکمیل کے کام میں مصروف ہوں میرا اپنا اندازہ یہ ہے کہ میں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے زیادہ سے زیادہ ۳۱۔ اکتوبر ۱۹۰۴ء تک اس کام سے بالکل فارغ ہو جاؤنگا۔ کاتب لکہہ رہا ہے اور پریس چہاپ رہا ہے۔ ساری توفیقیں چونکہ اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتہہ میں ہیں اسلئے اس کی تائید و توفیق کے بغیر کچہہ بہی نہیں ہو سکتا۔ پس وہ لوگ جو تفسیر القرآن کے از حد مشتاق اور منتظر ہیں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجہے توفیق عطا فرماوے۔ مجہے اس امر کے اظہار کی کچہہ ضرورت نہیں ہے کہ یہہ پارہ اپنی جدید طرز بیان اور طریق ترتیب میں کیسا ہوگا کیونکہ ایک بڑا حصہ اسکا ناظرین کے پاس پہونچ چکا ہے۔ اس پارہ کی تکمیل کے بعد انشاء اللہ ساتہہ ہی ماہواری سلسلہ کا تیسرا نمبر چہپنا شروع ہو جاویگا کیونکہ اسکا مسودہ طیار ہے اور حضرت حکیم الامۃ اسے عرصہ ہوا دیکہہ چکے ہوئے ہیں۔ اس سلسلہ میں مینے اتنی ترمیم کر دینی مناسب سمجہی ہے کہ اسکی تقطیع ۱۷×۲۷ کے نصف کی بجا ۲۲×۲۹ کے ½ کے برابر کر دونگا اور بجائے دو جز کے اڑہائی جزو کر دیا جاویگا انشاء اللہ العزیز۔

مرتب تفسیر القرآن

ایک نظر ادہر بہی

یہ کارخانہ عطر و تیل کا عرصہ دراز سے جاری ہے مفصل فہرست طلب کرنیسے روانہ ہوگی۔

ناگر تیل۔ یہہ تیل خاص ہمارے کارخانہ سے ایجاد ہوا ہے بالوں کو سفید ہونے سے روکتا ہے نزلہ آنکہیں درد سر وغیرہ کے لئے مفید ہے قیمت فی شیشی ۸ر محصولڈاک بذمہ خریدار

المشتہر

کارخانہ فرحت افزا النسیم قنوج

قرض

کسی سے قرض لینا گویا اس سے محبت قطع کرنا ہے قرضدار قرض خواہ کی نظروں میں ذلیل و حقیر معلوم ہوتا ہے اور کبھی کبھی قرضدار کو قرض خواہ کی زبان سے تحقیر آمیز نیوالے کلمات سننے پڑتے ہیں مگر اس کا جواب دینے سے صرف اس وجہ سے معذور ہوجاتا ہے کہ قرضدار ہے اور خاموشی کو اپنی پشت پناہ سمجھتا ہے بازار میں قرضدار آزادی کے ساتھ نہیں جاسکتا نہ کہیں میلوں ٹھیلوں میں اطمینان کے ساتھ سیر کرسکتا ہے کیونکہ ہر وقت اسے یہی کھٹکا لگا رہتا ہے کہ کہیں میرا قرضخواہ نہ مل جائے اور چار دوستوں کے سامنے ذلیل نہ کردے قرض دار کی حالت نہایت قابل رحم ہوتی ہے جن دوستوں کے یہان روزمرہ آمد و رفت رہتی ہے دلچسپ جلسے ہوا کرتے ہیں قرض داران صحبتوں سے لطف نہیں اٹھا سکتا۔ کیونکہ اوسے خیال ہوتا ہے کہ کہیں میرا قرض خواہ اس رنگین طبیعت دوست کا دوست نہ ہو اور اگر اوس نے میری قرضداری کا معاملہ اس سے کہدیا ہوگا تو بھرے جلسے میں ذلت اٹھانا ہوگی منہ پر عرق آجائیگا ساری شیخی کرکری ہوجائیگی پھر ان لوگوں کو کبھی منہ دکھانے کے قابل نہ رہونگا۔ اس لئے قرضدار اکثر گوشہ نشینی اختیار کرتا ہے ملنے جلنے سے تنفر ظاہر کرتا ہے اور اپنے مکان پر بھی کسی دوست سے ملاقات کرنا اس کو اچھا معلوم نہیں ہوتا اپنے نوکروں سے وہ کہدیتا ہے کہ دیکھو اگر کوئی شخص ہماری ملاقات کو آوے تو یہ کہدینا کہ میاں اس وقت مکان میں موجود نہیں ہیں قرضدار تنہائی میں بیٹھکر بھی کوئی مفید کام کر نہیں سکتا۔ کیونکہ وہ ہر وقت دل ہی دل میں خیالی پلاؤ قرضہ کے ادا کرنے کے واسطے دل میں پکایا کرتا ہے اکثر لوگوں کو۔ ایسے ہی ایسے افکار میں مبتلا ہوکر سل و دق کا عارضہ لاحق ہوجاتا ہے اور اپنی تندرستی سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں اور قرضہ کا بوجھ اپنے لواحقین پر دھر جاتے ہیں۔ قرضدار دروغگوئی کا بھی عادی ہوجاتا ہے۔ جب ایک قرض دار آکر تقاضا کرتا ہے تو اس سے وعدہ کرتا ہے کہ ۱۵ تاریخ کو تمہارا قرضہ ادا کردونگا جس سے قرض خواہ کے دل کو کچھ اطمینان ہوجاتا ہے مگر جب مہینہ کی ۱۵ آتی ہے تو قرضدار مکان پر موجود نہیں ہوتا۔ بلکہ اندر ہی سے بیٹھے بیٹھے حیلے حوالے کردیتا ہے کبھی مکان پر موجود ہی نہیں ہوتا۔ اگر کبھی اتفاق سے موجود ہوتا بھی ہے تو بیمار بن جاتا ہے اور کہہ دیتا ہے کہ میں باہر آنے سے معذور ہوں قرض خواہ مایوس ہوکر چلا جاتا ہے۔ قرضدار اشد ضروری کاموں سے ... پوشیدہ راستوں سے بازار جاتا ہے اگر اتفاق سے کوئی قرض خواہ اسی راستہ میں دور سے نظر پڑگیا تو فوراً قرض دار کا منہ زرد پڑجاتا ہے جسم پر پسینہ آنے لگتا ہے قلب کی حرکت تیز ہوجاتی ہے چلنے میں پیر لڑکھڑانے لگتے ہیں ہاتھ اور پیروں کی انگلیاں ٹھنڈی ہوجاتی ہیں ہوش و خرد باختہ ہوجاتے ہیں جب خدا خدا کرکے قرض خواہ قریب آجاتا ہے تو قرض دار قبل اس کے کہ قرض خواہ کوئی لفظ منہ سے نکالے بڑی متانت سے سلام کرتا ہے اور خوب لمبے چوڑے جملوں سے مزاج پرسی کرتا ہے اور دریافت کرتا ہے کیوں جناب تبلائیے تو سہی کہ آپ کا کتنا روپیہ ہے مجھے تو یاد نہیں رہا ورنہ میں کبھی کو معاملہ صاف کردیتا سب حساب کیا ہوا رکھا ہے صرف تعداد معلوم نہ ہونے کی وجہ سے معاملہ تعویق میں پڑگیا اور یہ کہکر کہ انشاءاللہ پھر ملاقات ہوگی۔ فوراً نظروں سے اوجھل ہوجاتا ہے۔ قرض خواہ کو اتنا موقع نہیں دیتا کہ وہ کوئی لفظ تقاضا کا زبان سے نکالے بعض قرضخواہ خصوصاً مہاجن بڑے بیباک ہوتے ہیں عدالت میں رجوع کردیتے ہیں تو پھر قرضدار کا اعتبار گورنمنٹ کے سامنے سے بھی جاتا رہتا ہے۔ خدا قرض سے پناہ میں رکھے ماحصل کلام یہ ہے کہ قرضدار کے دل کو کسی وقت اطمینان نہیں رہتا وہ ہر وقت پریشانی کے عالم میں بدحواس سا رہتا ہے زندگی اس کے سر پر صرف ایک بعدا بار ہوتی ہے ذکوئی فصل کا میوہ اس کو بھلا معلوم ہوتا ہے نہ کسی کھانے میں مزہ آتا ہے بلکہ اصل پوچھئے تو اسکی قوت ذائقہ ہی تشریف لے جاتی ہے قرض دار کی طبیعت ورپوک ہوجاتی ہے ذرا سے کھٹکے پر اس کا دل دھڑکنے لگتا ہے نتیجہ اس ساری تحریر کا یہ ہے کہ قرض دار مخلوق خدا کی نظروں میں ذلیل حقیر مفلس قاطع محبت دروغگو بے شرم ثابت ہوتا ہے رب العالمین اس مہلک مرض سے ہر شخص کو بچائے۔

(سول اینڈ ملٹری نیوز)

آرمینیا کی مسلمان کردی عورتیں

اخبار لٹریری ڈائجسٹ رقمطراز ہے کہ شہر وینیا میں ایک لیڈی ڈاکٹر مسی مارگریٹ نے آرمینیا کی مسلمان کردی عورتوں کی حالت پر ایک لیکچر دیا ہے۔ اس کا بیان ہے کہ گھروں کی اکثر چیزیں عورتوں کی بنائی ہوئی ہیں۔ عورتیں ہی دور و دراز سفر پر جاکے ریشم کے کیڑے جمع کرتی ہیں۔ سوت کاتتی ہیں۔ اور کپڑوں کے رنگنے میں بڑی مشاق ہوتی ہیں۔ وہی جنگلوں میں جاکر مختلف رنگ تیار کرنے کیلئے پھول لاتی ہیں۔ ان باتوں سے مرد محض ناواقف ہیں۔ ان عورتوں میں ورزش جسمانی پائی نہیں جاتی ہے۔ ان کے مردوں کا یہ کام ہے کہ وہ جنگل سے لکڑیان کاٹ کر لاتے ہیں اور ان کے فروخت سے اپنا پیٹ پالتے ہیں پر غریبوں کے اہل و عیال کی حالت بہت خراب ہے جنکی عمر فاقہ کشی میں گذرتی ہے باوجود اس غربت کے وہ اپنے بچوں کی بڑی پرداخت کرتے ہیں۔ والدین اپنی لڑکیوں سے بڑی محبت رکھتے ہیں۔ اور انکی نسبت یہ اون کا عام مقولہ ہے کہ لڑکیاں گلاب کی کلیاں ہیں جو بغیر کامل غور و پرداخت کے ہرگز نشو و نما نہیں پاسکتی ہیں۔ اس قوم کے مرد اپنی بہنوں کے ساتھ بڑی محبت کرتے ہیں اور ہمیشہ ان کے معین اور مددگار رہتے ہیں۔ جب آرمنی لڑکیوں کی شادی ہوتی ہے۔ تو اس کے اخراجات کا کل بار نوشاہ کی گردن پر پڑتا ہے۔ دولہن کے کپڑے دولہا ہی بنواتا ہے۔ گھر میں بیوی یا بیوی کی ماں کا پورا اختیار ہوتا ہے۔ اور تمام گھر کے آدمیوں کو اسکی اطاعت کرنی پڑتی ہے۔

یہ لیڈی ڈاکٹر مسلمان کردی عورتوں کی نسبت بیان کرتی ہے کہ وہ بڑی بہادر ہیں آلات حرب کا استعمال خوب جانتی ہیں گھوڑے کی سواری میں شہسوار ہیں۔ جب وہ گھوڑے پر سوار ہوتی ہیں تو اپنے بچے کو پیٹھ سے باندھ لیتی ہیں۔ فن شہسواری میں وہ ایسی کامل ہیں کہ بڑے بڑے ماہر فن سواران کے آگے کان پکڑتے ہیں۔ باوجود امور خانہ داری میں مصروف رہنے کے وہ اپنے مردوں کی قوت بازو ہیں۔ اتفاقاً جب کوئی عورت چوروں کے نرغہ میں گھر جاتی ہے تو وہ بڑی جوانمردی کے ساتھ ان سے مقابلہ کرتی ہے۔ ان مردوں کو بڑی نظر حقارت سے دیکھتی ہیں جو میدان جنگ سے پیٹھ پھیر کر بھاگتے ہیں۔ جب کوئی مرد کسی کنواری لڑکی سے شادی کی درخواست کرتا ہے تو لڑکی یہ سوال کرتی ہے کہ تم نے کتنے قافلہ لوٹے اور کتنے گھوڑے اور ہتیار چھینے ہیں۔

طبعی حکمائے یورپ معجزہ پیغمبر خدا محمد مصطفےٰ صلعم

حکمائے یورپ کی دقیق تحقیق سے واضح ہوا ہے کہ اجسام طبعیہ و موالید ارضی خصوصاً جمادات وغیرہ میں یہ خاصیت ہے کہ انسانی کردار و حیوانات کے حرکات و آواز جو ان کے متصل و اندر واقع ہورہے ہیں وہ انہیں خود بخود منقش ہوتے رہتے ہیں مثلاً سنگ خارا وغیرہ جو کہ تراشے جاتے ہیں اور اونچی اونچی عمارتیں کہ بنائی جاتی ہیں اور گھروں میں جو کچھ ہوتا ہے از قسم موت و حیات و بیماری و تندرستی اور شادی اور دعوت کے جلسے اور فسق و فجور و عبادات اور آپس کی گفتگو وغیرہ وغیرہ جو واقعات لحظہ بلحظہ ہوتے رہتے ہیں وہ سب اون مکانات کی در و دیوار میں منقش ہوجاتے ہیں پیغمبر خدا علیہ السلام کا یہ معجزہ ہے جسکی تصدیق خداوند تعالٰے نے حکمائے یورپ کرائی ہے کیونکہ حکمائے یورپ پر جو راز اب بذریعہ آلات و اسباب کھلا ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اوسکو تیرہ سو سال قبل ازیں بذریعہ وحی خدا ظاہر فرماگئے ہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ جس مقام پر کسی شخص نے کوئی نیک کام کیا وہ مقام اوس کے لئے قیامت کو شافع ہوگا یعنے اوس کے نیک کام کا گواہ ہے نگا اور جس مقام پر کسی سے کوئی بدکام کیا وہ مقام اوس کے لئے دوزخ کا طلبگار ہوگا۔ (کیونکہ امکنہ میں افعال و اقوال بطور گواہ نقش رہتے ہیں) اس پر محی الدین ابن عربی نے لکھا ہے کہ جس مقام پر کسی شخص سے کوئی بدی سرزد ہوجاوے وہاں نیکی کرکے اوس کا تدارک کرلے۔

امداد مدرسہ تعلیم الاسلام

اس وقت مدرسہ کی حالت از حد محتاج ... ہے۔ اس واسطے بخدمت جمیع برادران عرض ہے کہ مدرسہ کا جو چندہ کسی صاحب کے نام بقایا ہو وہ جلد ارسال فرمادیں۔ اور علاوہ اس کی گذشتہ عطیہ سے مدد دیں۔

حضرت کا حکم ہے کہ سب احمدی ممبر مدرسہ کا چندہ دیں اور جو نہ دے سکیں وہ اپنے لنگر کے چندے کا چوتھا حصہ کاٹ کر مدرسہ میں دیدیں بہرحال مدرسہ کا چندہ حسب الحکم حضرت ضروری ہے۔ یاد رہے۔ کہ تمام چندے بنام مہتمم مدرسہ تعلیم الاسلام روانہ کرنے چاہئیں۔ حضرت کے نام یا دوسرے لوگوں کیونکہ اس میں حضرت کو تکلیف ہے اور کسی خاص شخص کے نام بھی نہوں۔ والسلام

محمد صادق عفی اللہ عنہ قائم مقام ڈائرکٹر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان۔

مرآۃ الجہاد

اس نام کی ایک دلچسپ عجیب در جامع کتاب مسئلہ جہاد پر کار خانہ الحکم میں چھپ رہی ہے اس کی مولف ہمارے مکرم بھائی سید وزارت حسین صاحب مونگھیری ہیں سید صاحب نے نہایت قابلیت کے ساتھ مسئلہ جہاد کے مختلف پہلوؤں پر سیر کن بحث کی ہے اور اس مسئلہ پر جسقدر اعتراض مخالفوں نے کئے ہیں ان کے جواب قابلیت کے ساتھ دئیے گئے ہیں خصوصاً پنڈت لیکھرام آریہ مقتول کے رسالہ جہاد کا دندان شکن جواب ہے ہم اگلی اشاعت میں اس کتاب کے مضامین کی مختصری فہرست دینگے (انشاءاللہ العزیز) ۲۱۶ صفحہ یہ کتاب چھپ چکی ہے الحمد للہ ۲ صفحے تک پریس میں جا چکی ہے ابھی تک ضخامت کا اندازہ ہے فی الحال ہم اسکی قیمت کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتے ہاں یہ کتاب اس قابل ہے کہ اسکی کثرت کے ساتھ اشاعت ہو۔ درخواستیں دفتر الحکم میں آنی چاہئیں تاکہ کتاب کے شائع ہونے پر خریداروں کو جلد بھیجدی جاوے ورنہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا۔

www.aaiil.org

(ایک فیصلہ حضرت حکم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے)

راولپنڈی میں احباب میں اس امر پر اختلاف تھا کہ بعد نماز جمعہ مسجد سے چلے جانا چاہئے اور مسجد میں بیٹھ کر اخبارات وغیرہ کا سننا یا سنانا اور دوسرے قومی کام نہ کرنے چاہئیں۔ اس پر انہوں نے صحیح حکم کیلئے حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سے رجوع کیا۔ یہ دلچسپ اور مفید خط و کتابت قابل دید ہے اسلئے ہم اسے ذیل میں درج کرتے ہیں۔ ایڈیٹر

خلاصہ خط جماعت راولپنڈی۔ بنام مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ ربہٗ

"راولپنڈی میں بعد نماز جمعہ چند احمدی بھائی اسی جگہ بیٹھ کر مسائل پر بحث وغیرہ کرتے ہیں اکثر ہفتہ کے بعد ان کو یہ موقع ملتا ہے کہ مل کر بیٹھیں اور اپنی جماعت اور حضرت صاحب کے حالات ایک دوسرے سے دریافت کرنیکا موقع ملتا ہے لیکن ایک بھائی کہتے ہیں کہ قرآن شریف میں بعد نماز جمعہ فانتشروا فی الارض کا حکم ہے اور یہ صیغہ امر ہے پس کیا باہم بیٹھنا جائز ہے یا نہیں"

اس پر مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے مندرجہ ذیل ریمارک کرکے برادرم مفتی محمد صادق صاحب کے پاس بھیجا۔

برادرم مفتی صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ خط آپ غور سے پڑھ لیں حضرت حجۃ اللہ سے جیسا ارشاد ہو اسی کی طرف سے اس پر جواب لکھ دیں میرے نزدیک خفیف سی بات پر لوگ نزاع پیدا کرتے ہیں یہ بڑے عیب کی بات ہے اور تفرقہ جماعت کا موجب ہے ہر شخص اپنی جگہ مجتہد بن بیٹھتا ہے جمعہ کے بعد مسجد میں صلاح اور مشورہ نیک کیلئے بیٹھنا کوئی گناہ کی بات نہیں مسلمانوں کی انجمن ہی مسجد کا مقام ہے .... خدا کا حکم فانتشروا فی الارض ایک غلطی کے ازالہ کیلئے ہے اور اجازت کی غرض سے ہے ہر متنفس کیلئے وجوبی نہیں۔ والسلام

خاکسار عبدالکریم

اس پر برادرم مفتی صاحب نے مندرجہ ذیل عریضہ حضرت امام علیہ السلام کے حضور بھیجا یہ اصل خط

حضرت اقدس مرشدنا و مہدینا مسیح موعود و مہدی معہود السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

احباب راولپنڈی میں ایک اختلاف ہوا ہے کہ بعد نماز جمعہ مسجد میں اسی جگہ بیٹھ کر برادران احمدیہ کا باہم ملاقات کرنا۔ مسائل دینیہ پر بحث کرنا اپنی جماعت سے متعلق کتب اخبارات وغیرہ سننا یا سنانا جائز ہے یا نہیں؟ ایک فریق کہتا ہے کہ ایسا کرنا فانتشروا فی الارض کے حکم کی مخالفت ہے دوسرا فریق کہتا ہے کہ دینی اغراض کیلئے بیٹھنا جائز ہے والسلام۔ عاجز محمد صادق ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۵ء

حضرت حکم کا فیصلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایسی بحث غلط فہمی سے ہے اصل بات یہ ہے کہ اغراض صحیحہ دینیہ کے لئے بعد نماز مسجد میں بیٹھنا جائز ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ایسا ثابت ہے اور یہ حکم بطور رخصت ہے نہ بطور فرض کے۔ چونکہ عیسائیوں کی تعطیل کے دنوں میں قطعاً بیکاری فرض تھی وہ اپنی دکانیں بند رکھتے تھے اس کے رد کیلئے یہ حکم ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ تم پر حرام نہیں ہے کہ بعد نماز جمعہ سارا دن بیکار رہو۔ البتہ بانگ نماز سنتے ہی مسجد میں حاضر ہو جاؤ۔ اور پھر تمہیں رخصت ہے کہ اپنی تجارت وغیرہ میں مشغول ہو جاؤ۔ یہ ایسا ہی حکم ہے جیسا کہ یہ حکم ہے کلوا واشربوا ولا تسرفوا پس کلوا واشربوا سے یہ مطلب نہیں ہے کہ رمضان کے روزہ بھی نہ رکھو اور ہمیشہ کھاتے پیتے رہو۔ غرض یہ حکم اہل کتاب کے رد میں ہے اور اس سے اصل مطلب رخصت ہے نہ فرضیت جیسا کہ سنت سے ظاہر ہے والسلام

مرزا غلام احمد

ایڈیٹر حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور جو مشورے قادیان میں مدرسہ یا میگزین وغیرہ کے متعلقہ امور کیلئے ہوئے ہمیشہ بعد نماز مسجد ہی میں ہوتی رہی ہیں۔

دار الامان کا ہفتہ

۱۱ اکتوبر کا دن ساکنان دار الامان کیلئے یوم عید سے کم نہ تھا جبکہ انہیں اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دار الامان میں واپسی کی خبر ملی۔ اس تاریخ کو اعلیٰ حضرت بعد دوپہر دار الامان پہونچے + ایڈیٹر الحکم نے اس موقع پر الحکم کا ایک خاص پرچہ شایع کیا جو آج اخبار میں شایع کیا جاتا ہے + دار الامان میں واپس پہونچکر حضرت اقدس کی طبیعت کوفت سفر کی وجہ سے کسیقدر ناساز رہی لیکن الحمد للہ حضور کی طبیعت بالکل صاف ہے آپ اور خاندان رسالت کے تمام افراد خدا کے فضل و کرم سے خوش ہیں۔

۲۔ بزرگان ملت میں سے حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کی سیالکوٹ میں ۱۰ وایل میں آپ کی طبیعت ناساز ہو گئی لیکن آخر خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ کی حالت صحت عود کر آئی اور آپ تبلیغ کے کام میں زور شور سے معروف ہیں پبلک لیکچر بھی ہوتے ہیں ۱۶ اکتوبر کو ایک پبلک لیکچر ہونے کی خبر تھی۔

۳۔ ہفتہ زیر اشاعت میں مولوی قطب الدین متعلق شفاخانہ حضرت حکیم الامت کی صاحبزادی کا انتقال ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ کیلئے والدین کیلئے فرط ہو اور اللہ تعالیٰ اس کا نعم البدل عطا فرماوے۔

۴۔ صاحبزادہ سراج الحق صاحب سابق خوشنویس الحکم اور ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب کے گھر میں خدا تعالیٰ کے فضل سے بچے پیدا ہوئے۔ جن کے نام علی الترتیب فرقان الرحمٰن اور بشارت احمد رکھے گئے ہیں۔

۵۔ خفیف سا ترشح ہو جانے کی وجہ سے موسم کسیقدر تیزی کا رنگ اختیار کرنے لگی ہے گاؤں میں موسمی بخار کی چھیڑ چھاڑ ہے۔

۶۔ ہمارے محترم معاصر ریویو آف ریلیجنز کے ایڈیٹر مولانا مولوی محمد علی صاحب مصروفیت مقدمہ کی وجہ سے ستمبر میں میگزین کیلئے بہت ہی کم وقت دے سکے اور ابھی مقدمہ کے متعلق مزید کارروائیوں سے بھی انہیں فرصت نہیں ہوئی کہ آپ کی محترمہ اہلیہ کی ناسازی طبیعت نے انہیں اور بھی معروف الاوقات بنا دیا ہے۔ مولوی صاحب علاج کیلئے لاہور ٹھہرے ہوئے ہیں ساتھ ہی مقدمہ کے متعلق ابھی کام باقی ہے ہمارا خیال ہے کہ انکی یہ مناسب اور ضروری مصروفیت انکو بھی میگزین کی اشاعت موقوف نہیں کسیقدر توقف کا موجب ہوگی۔ اگرچہ مولوی صاحب بہت کوشش کر رہے ہیں کہ جلد شایع ہو جاوے مگر غالباً آخر اکتوبر تک اشاعت ہو سکیگی۔ اور ستمبر اور اکتوبر کا انگریزی میگزین اکٹھے شائع ہوں گے۔

۷۔ قادیان کی سناتن سبھا باقاعدہ کام کرنے لگی ہے ۱۶ اکتوبر کو اس نے نگر کیرتن بھی کیا ہے آریہ سماج نے لڑکیوں کیلئے ایک مدرسہ کھولا ہے۔

۸۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جماعت سیالکوٹ نے مدعو کیا ہے اعلیٰ حضرت نے اس درخواست کو تو منظور فرما لیا ہے لیکن ابھی معلوم نہیں جانے کیلئے کونسا وقت مقرر ہے۔

۹۔ بنارس سے مولوی الٰہی بخش اور شیخ عبدالرزاق صاحب اور شیخ اشراق صاحب تشریف لائے اور مستفیض ہوکر واپس تشریف لیگئے۔

ہم اور ہمارے بقایادار

رلایا خون میری آنکھوں کو تیری خواب غفلت نے
میری تقدیر میں لکھا تھا رونا کلک قدرت نے

جب کبھی مجبور ہوکر ہمیں اپنے بعض لاپرواہ سہل انگار خریداران الحکم کی خاطر کچھ لکھنا پڑتا ہے تو عجب قسم کی گھبراہٹ و ندامت اگر دل پر مستولی ہوتی ہے گھبراہٹ اسلئے کہ قلم اٹھانے بغیر چارہ نہیں ہوتا اور ندامت اسلئے کہ گویا شکوہ قوم کیلئے زبان کھولنی پڑتی ہے الحکم ایسے اخبار بلکہ قومی آرگن کیلئے یہ کسقدر ننگ کی بات ہے کہ اس کے بقایا داروں کی فہرست کا خاتمہ نہیں ہوتا اور ہماری عرضداشتوں پر یہ لوگ جنکے ذمہ بقایا ہے توجہ نہیں کرتے۔ بجائیکہ الحکم ان کا اپنا واجب الاحترام پرچہ ہے جسکی ضرورت اور خدمت متفق اللفظ ہوکر قوم نے تسلیم کرلی ہے۔ پھر سمجھ نہیں آتا کہ باوجودیکہ اسکی ضرورت کو ضرورت حقہ تسلیم کیا جاتا ہے باوصفیکہ اسکی خدمات کا اعتراف کیا جاتا ہے لیکن جب اس کے جائز مطالبات کا سوال پیش ہوتا ہے تو جو ہاتھ عرصہ تک الحکم سے لینے کیلئے کھلا رہتا تھا یکدم بند ہو جاتا ہے ہمارے بعض بزرگ ہمیں مشورہ دیں اور کوئی راہ بتائیں کہ جس طرح ہم ان قومی بیدادگروں سے مخلصی حاصل کریں جن کے ذمہ مطبع کا کئی کئی سال کا بقایا واجب ہے اور جب ان سے تقاضا کیا گیا تو اولاً وعدوں سے کام لیا اور جواب خطوط سے فراموشی اختیار کی آخر وی پی واپس کرنے کا طریق اختیار کیا۔ غالباً ہمارے ہی خواہ ہمیں مشورہ دینگے کہ ایسے لوگوں کے نام اخبار جاری ہی نہ کیا جاوے لیکن اسکا کیا علاج کرو وہ کہتے ہیں ہم احمدی ہیں اور قیمت ادا کردیں گے +

اس قسم کی مشکلات نے اخبار جیسے عظیم الشان قومی کام کی راہ میں جو روک پیدا کر رکھی ہے اسے دوسرے محسوس کریں نہ کریں مگر اسے دیکھکر مضطرب ہو جاتے ہیں پچھلے بقایا کے وصول کرنے کیلئے ہم قوم کے جلیل القدر بزرگوں اور اپنے اپنے مقامات کے صاحب اثر لوگوں سے مدد چاہتے ہیں کہ ہم ان کے پاس بقایا کی فہرستیں بھیجدیں اور وہ بقایا داران حضرات سے مطالبہ کرکے واجب الادا رقوم وصول کریں۔ اگر اس طریق پر ہمارے محترم ناظرین ہمیں مدد دیں کیونکہ اسلئے امادہ ہو جائیں تو یہ بقایا جلد وصول ہو جاوے اور مطبع کی بہت سی ضروریات پوری ہو جائیں۔ ہم اس قسم کی ناگوار تحریکوں کی ضرورت سے سخت گھبراتے ہیں مگر ہمارے معاون (انہیں معاون ہی کہا جاوے کیونکہ معاملہ میں اعانت ہی ان کا کام ہونا چاہیے) ہمیں مجبور کردیتے ہیں ہم نے بارہا عرض کیا ہے کہ اگر کوئی شخص اخبار کی قیمت دینی نہیں چاہتا۔ تو کیا حرج ہے وہ اخبار بند کرنے کیلئے لکھدے ہم اس اعلان کے ذریعہ سے بقایا دار حضرات کو توجہ دلاتے ہیں کہ وہ مطبع کے اجراشدہ ویلیو ایبل وصول کریں یا بذریعہ منی آرڈر اپنے مطالبات بھیجدیں لیکن ہم آئندہ بذریعہ کارڈ بھی تقاضا نہیں کریں گے یہ اطلاع آخری ہے اس کے بعد اگر وی پی واپس آئے یا انہوں نے چندہ نہ بھیجا تو الحکم نومبر تک ایسے طیار شدہ فہرستیں ان کے مقامات کے اہل اثر بزرگوں کے پاس بھیجدیں گے اور ان کے نام اخبار بند کردیں گے آئندہ جبتک وہ پیشگی نہ دیں جاری نہ ہوگا۔ ہمیں شورش معاملہ خریدار بہت لاپرواہ خریداروں سے اچھے ہونگے اگر اسپر بھی کوئی توجہ نہ ہوئی۔ تو ہم مجبوراً اپنا کوئی ایجنٹ وصول بقایا کیلئے روانہ کریں گے۔ فی الحقیقت ہماری طرف سے ایسی ناگوار تحریر کا شایع کرنا سخت افسوسناک ہے آٹھ سال سے ایک اخبار قوم کی خدمت کر رہا ہے اور وہ خدمت جسکی اہلیت خدا تعالیٰ کے نزدیک سلسلہ کے خاتم الخلفاء اس غرض کیلئے بھیجا ہے سات ہزار برس کے موعود کا وہ خادم ہو اور پھر وہ قوم جو اس موعود کی خدمتگذاری کا فخر رکھے وہ اتنا بھی نہ کرسکے کہ اپنے لیے قومی آرگن کو آئے دن کی تحریکوں سے مستغنی کرے۔ اور اس حالت کو مضبوط کرلیگی کہ الحکم کی اگلی ہی اشاعت میں ہمارے قومی اخبارات پر ایک۔ ... شایع کیا جائیگا انشاء اللہ جو قوم کے سنجیدہ اور فہیم لوگوں کی توجہ کیلئے لکھا گیا ہے!

الحکم اور ہم انہیں ..... خدا تعالیٰ کی قسم دیتے ہیں کہ وہ ..... نہ صرف ..... بلکہ اس کے متعلق جو کچھ بھی ان کی رائے ہو ہم کو اس سے اطلاع دیں جسے ہم بلا کم و کاست الحکم میں چھاپ دینگے اور اسطرح ایک ضروری قومی سوال کا فیصلہ

ہمارے تعلیم یافتہ مسلمان اور اسلام

از ماست کہ بر ماست

ہر کسے از دست غیر نالہ کنان
سعدی از دست خویشتن فریاد

دنیا میں جب کسی غافل و سست قوم کی شامت اعمال سے ایام نکبت و ادبار نمودار ہوتے ہیں تو وہ تلافی مافات و آئندہ احتیاط کیلئے غریق ہمت کی طرح ہر تنکے کا سہارا ڈہونڈتی ہے و مصلح ہمدرد و تدابیر صائبہ کے نہ ملنے سے حیران و پریشان ہوکر ادہر ادہر دیکھتے ہیں۔ ایسے موقعہ میں کون کہہ سکتا ہے کہ جس قوم کا ایسا حال ہو اس کے ہر فرد منہمک فی الدنیا کی تدابیر و عندیات و آراکین درست اور خواہ مخواہ قابل عمل در امد ہوا کرتی ہیں آجکل یہی حال اہل اسلام کا ہے۔ قرآن کریم جس نے ہزارہا پشتون کی بگڑی ہوئی اقوام کو سنوارا اور اس پر عمل کرنے سے اون کے دینی و دنیاوی معاملات ایسے درست و صاف اور انتظامی ملٹری و سول تدابیر ایسی صائبہ و صحیحہ تہیں جنکو سلاطین و شاہنشاہان دنیا دیکہکر داد تحسین و آفرین دیتے تہے۔

خداوند تعالیٰ کی طرف سے پیشگوئی ہی کہ ایک زمانہ ایسا آویگا کہ اہل اسلام قرآن کریم کے احکام و قوانین کو ترک کر دینگے اور ان پر ایام نکبت و ادبار نمودار ہونگے اوہان کے ہر فرقہ کی جداجدا رائیں و عندیات ہونگی یہ وہی زمانہ ہے جسمیں ہم ہیں یہ زمانہ مصلح وقت و ناصح ہمدرد کا سخت متقاضی ہے اور بزبان حال بلند پکار کر کہہ رہا ہے

مصلحے باید کہ ور ہر جا مفاسد زادہ اند

آجکل بعض کہنے لگے ہیں کہ عورت کیلئے پردہ کی ضرورت نہیں اور تجارتی معاملات میں سود لینا جائز ہے کثیر الازدواجی نامشروع و ناموزون ہے وغیرہ وغیرہ۔ اور بعض اشخاص نئی روشنی کے دلدادہ کہتے ہیں کہ تقسیم وراثت کا قانون جو قرآن کریم نے پیش کیا ہے وہ موجودہ زمانہ کے موافق نہیں اوسمیں ترمیم و تنسیخ کیجاوے۔

چنانچہ ہندوستان و پنجاب کے اسلامی و مخالفان اسلام انگریزی وار دو اخبارات نے ان مضامین کو بکثرت لیا ہی اور انپر رائے زنیاں ہو رہی ہیں نا۔ علیٰ ہذا القیاس علی گڑہ کالج کی تعلیم یافتہ پارٹی اور ان کے ہم خیال انگریزی ریفارمروں کی تعداد جو اس قسم کے خیالات رکہتے ہیں روز افزون ترقی میں ہے۔ قرآن کریم نے کامل و مکمل احکام قوانین ابدالاباد کیلئے تا قیام قیامت نوع انسان کی بہبودی پر ... کئے ہیں جنکو اقوام غیر مذاہب نے بہی بے بدلی و مفید سمجہکر پسند کیا اور اون سے مستفیض ہوئے۔ مخالفان اسلام جو کچھہ اعتراضات کی بوچہاڑ و حملے اسلام پر کر رہے ہیں وہ اب کسی متنفس سے پوشیدہ نہیں اور اسلام کے اندرونی خیر خواہوں کا یہ حال ہے کہ بدست خود اس کو پکڑ کر مخالفوں کے ہاتھوں میں ماربیٹ کے لئے دے رہے ہیں۔ الہی الامان کیا اب مجدد اسلام و مسیح موعود کی ضرورت کو ہی خواہان قوم محسوس نہیں کرتے

آسمان را حق بود گر سنگ بارد بر زمین
بر پریشان حالئے اسلام قحط المسلمین

تعبیر الرویا

میرا خواب اور اسکی تعبیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اخی مکرم جناب مفتی محمد صادق صاحب سلمہ اللہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - جماعت کے لوگوں سے تو آپ کی تعریف تعبیر خواب کی نسبت سنا ہی کرتا تہا مگر الحکم نے اسکی تصدیق کر دی۔ مجہکو آج رات ایک خواب آیا ہے جس کی تعبیر کا میں بڑا مشتاق ہوں براہ مہربانی تعبیر جلدی بہیجیئے گا وَھُوَ ھٰذَا - میں ایک ایسی جگہ میں ہوں جو میں نے پہلے کبہی نہیں دیکہی لوگ کسی تقریب پر بکثرت جمع ہیں ایک پرانی مسجد میں لوگوں کا اجتماع ہے وہاں آیا۔ مولوی صاحب پورانے کپڑے پہنے ہوئے بیٹہے ہیں۔ وقت نماز سمجہکر میں نے تنہا نماز شروع کر دی چونکہ وہ سامہنے سے گذر رہا تہا اسلئے میں اُسے دیکہتا تہا اور بہت سے لوگ دیکہتے تہے مگر نہ تو وہ خود بند ہوتا تہا اور نہ لوگ ہی اُسے روکتے تہے آخر میں نے سلام پہیر دیا اور اسے پکڑ کر تہانہ میں لیجا کر پولیس کی سپرد کر دیا اس کے بعد میری آنکہہ کہل گئی اور میں تہجد کیلئے اٹہہ کہڑا ہوا۔ براہ مہربانی تعبیر سے مطلع فرمائیگا۔ والسلام

خاکسار ابو عبد اللہ غلام محمد سیالکوٹی ٹکسالی دروازہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مخدومی اخویم منشی غلام محمد صاحب۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - جب سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام لاہور سے گورداسپور تشریف لائے ہیں۔ یہ عاجز آنجناب کی خدمت میں حاضر ہے۔ آج کیم تاریخ فیصلہ کے واسطے مقرر ہے۔ دیکہئے پردہ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے۔ لوگ متفرق خبریں اڑاتے ہیں۔ مگر جو خبر خدائے علیم کی طرف سے اپنے بندے کو ملی ہے وہ یہ ہے۔ اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ فَقَطْ

آپ کا جوابی کارڈ قادیان سے واپس ہوکر اسجگہ گورداسپور میں ملا - میں نے آپکے خواب پر بہت غور کیا ہے۔ میرے نزدیک وہ آپکے حق میں اچہا ہے۔ اور اسکی تعبیر میرے نزدیک اسطرح ہے ہے: - پورانی مسجد میں لوگوں کا اجتماع ہے۔ پورانا مکان بوسیدہ ہوکر اصلی خوبصورتی اور حسن سے گر جاتا ہے اور اسکی وہ حالت نہیں رہتی جو ابتدا میں تہی یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ اسلام کی حالت بسبب مرور زمانہ درست نہیں رہی بلکہ بہت سی قباحتیں اسمیں پیدا ہوگئی ہیں جو قابل اصلاح اور قابل درست ہیں اسمیں لوگوں کا اجتماع ہے۔ یعنی قوم کا اجماع اوسی بوسیدہ اور خراب حالت پر ہوگیا ہے چنانچہ عام اجماع امت کا اس وقت عمدگی پر نہیں۔ بلکہ رفتہ رفتہ جو خرابیاں مسائل دینیہ میں پڑ گئی ہیں انہیں پہ مضبوط ہو بیٹہے ہیں اور انکی تجدید نہیں کرتے۔ ملا کے کپڑے پورانے ہیں۔ یعنی علماء کی حالت ردی اور خراب ہے۔ ان کا دین پاک اور صاف نہیں رہا۔ اسمیں میل کچیل اور رخنہ اندازی بہت بڑہ گئی ہے۔ آپ نے سمجہا کہ وقت نماز ہے اور خوب سمجہا۔ بے شک یہ وقت ایسا ہے کہ توجہ الی اللہ میں مصروف ہونا چاہئے۔ ورنہ تباہی کا خوف ہے۔ آپ نے سورہ الحمد پڑہی۔ یعنی سورہ فاتحہ کی طرف خاص توجہ کی۔ اور اسپر عمل کیا۔ اس سے اشارہ ہے کہ آپ جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے۔ سورہ الحمد کے ساتہہ ہمارے امام **احمد** کو خاص مناسبت ہے۔ چنانچہ آپنے تین مستقل تفسیریں سورہ الحمد کی لکہی ہیں اور ہمیشہ اپنی ہر تقریر میں سورہ الحمد کا خاص ذکر کیا کرتے ہیں۔ اور سورہ الحمد میں اس زمانہ کے متعلق اور اس مسیح کی آمد کے متعلق پیشگوئی بہی ہے۔ اور میں نے پہلی کتب مقدسہ میں پڑہا ہے کہ مسیح کی آمد ثانی میں اس کے ہاتہہ میں ایک چہوٹی سی کتاب ہوگی۔ جسکا نام فاتحہ ہوگا۔ جسکی سات آیتیں ہونگی۔ غرض الحمد پڑہنے سے یہ مراد ہے کہ آپ جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے۔ کوئی شخص معترض ہے آپکی قسمیں کاٹتا ہے وہ کوئی منافق رفیق ہے جو آپکے دین میں رخنہ ڈالنا چاہتا ہے۔ آپ نے اوس کو پکڑ لیا اور تہانہ میں لے گئے۔ یعنی آپنے اوسکی مخالفت کا ایسے طور سے اندفاع کیا کہ وہ اپنی کوشش میں نامراد ہوکر ایسا ہوگیا کہ گویا **تہانہ** یعنی کالعدم ہوگیا۔ خواب کے آخری حصہ میں کسیقدر ابتلا ہے جس کے واسطے دعائے مغفرت اور کچہہ صدقہ دیدیں۔ باقی خیر ہے۔ والسلام۔

جو میرے خیال میں آیا عرض کیا۔ والعلم عند اللہ

آپ کا خادم محمد صادق۔

رویا تعبیر طلب

میں نے خواب دیکہا ہے کہ ایک کیت رنگ گہوڑے پر سوار ہوں - کوئی صاحب اسکی تعبیر لکہیں - ایک احمدی۔

مقدمات کا آخری فیصلہ عدالت ابتدائی میں

قریباً دو سال کی لمبی دوڑ کے بعد ان مقدمات کا (جو عدالت گورداسپور میں دائر تہے) عدالت ابتدائی میں فیصلہ ہوگیا

مقدمہ ایڈیٹر الحکم بنام کرم الدین دفعہ ... جو ۲۶ اگست ۱۹۰۴ء کو ختم ہو چکا تہا۔ اس کا حکم ۸ اکتوبر ۱۹۰۴ء کو سنا دیا گیا مجسٹریٹ صاحب نے کرم الدین و فقیر محمد کو مخاطب کرکے فرمایا۔ کہ تمہارا جرم ثابت ہے اور تمہارے عذرات غلط۔ اس لئے کرم الدین پر ۵۰ روپے جرمانہ۔ بصورت عدم ادائے جرمانہ دو ماہ قید محض۔ اور فقیر محمد پر ۴۰ روپے جرمانہ بصورت عدم ادائے جرمانہ ڈیڑھ ماہ قید محض۔ اور حضرت اقدس کے خلاف جو مقدمہ تہا۔ اسمیں ہی مجسٹریٹ صاحب نے اسی تاریخ کو فیصلہ سنا دیا۔ حضرت اقدس کے خلاف پانسو روپیہ اور حکیم فضل الدین صاحب کے خلاف دو سو روپیہ جرمانہ کیا جو اسی وقت دیا گیا۔

مقدمہ حضرت اقدس کے متعلق بظاہر یہ خبر دلشکن ہوگی۔ لیکن ہمارے ناظرین خصوصاً ہمارے احمدی احباب جو سنن الہیہ سے واقف اور سیرۃ الانبیاء سے خبردار ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ

ہر بلا کین قوم را حق دادہ است
زیر آن گنج کرم بنہادہ است

اس لئے وہ خدا تعالےٰ کی حمد و ستائش کرتے ہوئے صبر کے ساتہہ آخری فیصلہ کا انتظار کریں۔ جو عدالت عالیہ سے ہوگا۔

اسوقت عدالت ابتدائی کی کارروائی ختم ہوئی اور چونکہ ابہی مقدمہ عدالت اعلیٰ میں جانیوالا ہے۔ اس لیے اس فیصلہ پر ہم کسی قسم کا ریمارک کرنا اپنے فرض کے خلاف سمجہتے ہیں۔ مخالفین اپنی عادت کے موافق مختلف قسم کی افواہیں اڑائیں گے لیکن اس سے زیادہ کوئی امر نہیں ہے۔ جو ہم نے لکہدیا ہے۔

طاعون موسم کی برودت کے ساتہہ طاعون کی شدت ہندوستان و پنجاب میں بڑہتی جاتی ہے ہفتہ پیوستہ میں اموات کا شمار ۳۲۳۴۲ تک جا پہونچا ہے جو اس سے پہلے ہفتہ کی نسبت قریباً دو ہزار بڑہا ہوا ہے۔

اس کا اصلی علاج - تقویٰ۔ دعا و استغفار و عجز و انکسار بحضرت خداوندغفار اور اوسی نسخہ ایمان والعمل کو استعمال کرنا چاہئے جو حضرت امام الہمام مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام نے اپنی کتاب کشتی نوح میں اپنی جماعت وغیرہ کے آگے پیش کیا ہے۔

ایک مسلمان کی گھبراہٹ

اخبار بھکاری مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۴ء میں کسی .... عبدالرحیم نام کی طرف سے مندرجہ ذیل اعتراضات شائع ہوئے ہیں ہم اول اعتراضات کو نقل کرکے پھر ان کے جوابات بترتیب شائع کرینگے۔

میں عرصے سے برائے نام مسلمان ہوں۔ باوجود بہت سے مذہبی مطالعہ کے مذہب اسلام سے میری تسلی نہیں ہوئی۔ اور کئی ایک رکاوٹیں پیش آئی ہیں۔ جن سے دل نہایت بیقرار ہو رہا ہے۔ کئی دفعہ بعض مولوی صاحبان اور دیگر مسلمان بھائیوں سے عرض کیا گیا۔ جن سے بجائے غصہ اور لڑائی پر تیار ہو جانے کے کوئی تشفی بخش جواب نہ ملا۔ اور جب کسی مسئلہ پر ان کو قائل کیا گیا تو یہ کہکر ٹال دیا کہ "شرع مبارک میں تمہاری عقل نہیں پہنچ سکتی ہے" لیکن ان باتوں سے دل کو کیا تسلی ہو سکتی تھی۔ آخر میں یہی بن آیا کہ دلی خیالات کو کسی اخبار میں درج کرا دیا جاوے شائد کوئی صاحب توجہ فرما کر تسلی بخش جواب دیں۔ جس سے دل کو تسکین ہو۔ مذکورہ بالا خیالات میں سے چند ایک یہ ہیں۔

(۱) اسلام میں نجات کس طرح ہوگی۔ اور نجات شدہ آدمی کہاں رہیں گے۔ وہ جگہ کتنی دور ہے اور کس جگہ واقع ہے۔ نجات شدہ لوگ مجسم ہونگے یا غیر مجسم۔ انکی سب سے بڑھکر خوشی کیا ہوگی۔ کیونکہ میں نے جہانتک اسلام کی کتابیں مطالعہ کی ہیں یہی پایا جاتا ہے کہ نجات میں حور، غلمان اور شراب سے بڑھکر کوئی خوشی نہیں ہوگی۔ اگر واقعی یہی ہے تو اس میں سوائے شہوت پرستی اور نفسانیت کے اور کیا ہے۔

(۲) نماز پانچ وقت کی بجائے ایکوقت کیوں نہیں پڑھی جاتی۔ پانچ وقت پڑھنے سے کیا فائدہ ہے۔ حالانکہ وہی مطلب ایکدفعہ پڑھ لینے سے بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ اور بار بار تواعد کرنے میں کیا فلاسفی ہے۔ کیا بیٹھ کر خدا کی عبادت نہیں ہو سکتی۔

(۳) روزہ رکھنے سے کیا فائدہ ہوتا ہے اور اگر اسمیں کوئی طبی فائدہ ہے۔ تو ایک خاص مہینے میں روزے رکھنا کیا معنے رکھتا ہے۔

(۴) بموجب علم طب کے ایک آدمی ایک وقت میں ایک سے زیادہ عورتیں نہیں رکھ سکتا۔ لیکن اسلام میں ایک وقت میں چار عورتیں رکھنے کا حکم ہے جیسا کہ حضرت صاحب نے خود نمونہ بنکر دکھلایا ہے ہیں۔ بلکہ اپنے فرمان سے بھی دکھلا کر دکھایا۔ اسمیں کیا بھید ہے۔

(۵) قرآن شریف کا حکم ہے کہ لا تتحرک ذرۃ الا باذن اللہ (یعنی خدا کے حکم کے بغیر ایک ذرہ تک نہیں ہلتا) تو کیا جو گناہ یا ثواب ہم کرتے ہیں۔ یہ سب خدا کی طرف سے ہیں یا کچھ اور۔

(۶) کہتے ہیں کہ اسلام میں بت پرستی ناجائز ہے تو حاجی لوگوں کا حضرت صاحب کی قبر کے گرد طواف کرنا کیا معنے رکھتا ہے۔ اور جہانتک مجھے معلوم ہے حج کا مقصد ہی یہی ہے۔

(۷) حدیث شریف میں مسلم سے روایت ہے کہ چند صورتوں میں جھوٹ بولنا جائز ہے بلکہ واجب (اول) کسی مسلمان کی آبرو بچانے کیلئے (دوئم) اپنے گناہ چھپانے کیلئے (سوئم) دو آدمیوں میں صلح کرنے کیلئے (چہارم) دشمن کو دھوکہ دے کر مارنے کیلئے (پنجم) شوہر کو اپنی زوجہ کے رضامند کرنے کیلئے۔

اور امام غزالی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ جب کسی بات میں فائدہ ہو تو جھوٹ جائز ہے۔

جوابات متعلق سوالات نمبر اول و دوم و سوم و چہارم

طریق نجات و فرقہ ناجیہ کا حال سورہ بقرکے ابتدائی آیات میں جہاں سے قرآن کریم شروع ہوتا ہے مفصل مذکور ہے پس جو شخص طالب نجات ہو وہ اس طریق کو اختیار کرے تو اس کا نتیجہ نجات ہوگی دنیا میں یہی ایک کتاب ہے جس نے شروع ہی میں مسئلہ نجات کو حل کرکے دکھایا ہے اس کتاب میں دعوی کیا گیا کہ اس میں کوئی بات قابل شک و شبہ نہیں یعنے اس کتاب میں طریق نجات کو بار بار ایسا مفصل و مبین و ظاہر کیا گیا ہے کہ طالب نجات کو اس کتاب کے بتائے ہوئے طریق پر چلنے سے حصول نجات میں بالکل کوئی امر قابل شک و شبہ والتباس باقی نہیں رہتا اور وہ خود متیقن و مطمئن ہو جاتا ہے کہ اس کتاب کی پیروی سے واقعی فرقہ ناجیہ میں انسان داخل ہو جاتا ہے۔

اب ہم سورہ البقر کی ابتدائی آیات مع ترجمہ لکھتے ہیں جنمیں فرقہ ناجیہ و طریق کا ذکر ہے۔

الٓمٓ - ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

ترجمہ - یہ وہ کتاب ہے (جسکی بابت اگلی کتب و صحف منزلہ الہیہ میں خبر دیگئی ہے کہ آخر زمانہ میں گم گشتگان تیہ ضلالت کیلئے وہ ہادی ہوگی اور بیان طریق نجات کے بارے میں اس کتاب میں کوئی امر قابل شک و شبہ نہیں بلکہ طریق نجات مفصل و مشرح بیان کیا گیا ہے **خدا ترس آدمی** جو متقی بننا چاہے اور طریق نجات ڈھونڈتا ہے اس کے لئے یہ کتاب سیدھا راہ نجات بتاتی ہے۔ مگر طالب نجات کیلئے لازم ہے کہ اس کا پہلا قدم ایمان بالغیب پر ہو جس شخص نے ایک مقام کو کبھی دیکھا نہ ہو اور کسی مقام سے اوس مقام کی طرف جاتا ہو اسکو کسی واقف راہ کو کہنے پر اوس مقام کی طرف ریلوے وغیرہ کے ذریعہ روانہ ہونا پڑیگا لاکھہا در لاکھہا مخلوق موجود ہے جو بدیہی ممالک و شہروں میں راہ شناس آدمیوں کے کہنے سے جا پہنچے ہیں جن لوگوں کو ممالک شرقیہ سے ممالک غربیہ یعنے امریکہ کو جانا ہو اون کو جہازوں میں بسا اوقات شرق سمندروں کا سفر کرنا پڑتا ہے اور بالآخر مغرب میں یعنے امریکہ میں جا پہنچے ہیں جبکہ دنیا میں بھی ایمان بالغیب کے سوا شہروں اور ممالک ندیدہ کا سفر نہیں ہو سکتا بلکہ دوسروں کے کہنے پر چلنا پڑتا ہے تو آخروی راہ پر چلنے کے لئے انبیاء و رسولوں کی تقلید بالاولی انسب ہوگی ایمان بالغیب حصول کمالات و فوز مرام اور ساری مرادوں کی کنجی ہے۔ **وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ** - فرمایا کہ جو لوگ طالب نجات ہیں وہ اوقات مقررہ پر نماز یعنے التجا بحضرت ایزدی کرتے رہتے ہیں جیسا کہ جسم کی تقویت کے لئے بار بار غذا کی ضرورت پڑتی ہے ایسا ہی روح کی صحت و صفائی و تقویت کیلئے نماز یعنے روحانی غذا کی ضرورت انسان کو بالاولی ہے تعجب ہے کہ سائل کہتا ہے نماز ایک ہی وقت کیوں نہ مقرر ہوئی۔

ہم سائل سے عرض کرتے ہیں کہ تم ہفتہ میں ایک ہی دن روٹی کھا لیا کرو۔ کفایت بھی ہوگی اور جسمانی قوت کا بھی حال ملاحظہ ہو جاوے گا۔ لوگ اجسام فانیہ کو تر و تازہ رکھنے و تقویت کیلئے دن میں کئی کئی بار غذا کھاتے ہیں اگر روحانی غذا کیلئے رات دن میں پانچ وقت مقرر ہوں تو کیا حرج ہے۔ صبح و شام کے مبارک وقتوں میں تمام اقوام نے خدا تعالی کی عبادت کرنا فرض کی ہے مگر سائل اب صرف ایکدفعہ نماز کہنا چاہتا ہے تجربہ و مشاہدہ نے ثابت کر دیا ہے کہ تغیر اوقات کا اثر جیسا جسم پر واقع ہوتا ہے ایسا ہی روح پر بھی ہوتا ہے لہذا تغیر اوقات میں خداوند تعالی نے انسان کو حکم فرمایا کہ وہ ان اوقات متغیرہ مقررہ میں اوس لایزال و لا متغیر ذات کے حضور میں ملتجی ہو کر روحانی تقویت کیلئے روحانی غذا طلب کرتا رہے اگر نماز کے اوقات معین و مقرر نہ کئے جاتے تو انسان لیت و لعل میں کئی کئی ایام غفلت میں گذار دیتا اور دنیاوی اشغال کے باعث اسکی نماز کی کبھی نوبت ہی نہ آتی۔ جب انسان کیلئے کسی کام کا مقررہ وقت میں ادا کرنا حکماً لازم ٹھہرایا جاوے تو وہ اسکی ادائیگی کے لئے ہر وقت مستعد رہتا اور مقررہ وقت پر بجا لاتا ہے۔

ایک بزرگ لکھتے ہیں انسانیکہ بنسبت اذکار و عبادات و امتثال اوامر الہیہ توجہ او در زیادہ تر باکل و شرب و خواب باشد فیضان عالم قدس و خیرات عالم علوی از وجود او منقطع و نام او بزمرہ بہائم ثبت گردد و نعم قال القائل

خواب و خور جز پیشہ انعام نیست

خفتگان را بہرہ از انعام نیست

وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ طالب نجات کو لازم ہے کہ خداداد رزق۔ مال۔ دولت۔ علم۔ قوت کو خداوند تعالی کی راہ میں صرف کرتا رہے فقرا و مساکین و یتامی کی ہمدردی کرے اور اسکی ضعیف مخلوق کی ہر طرح امداد میں کمربستہ رہے الْخَلْقُ عِيَالُ اللَّهِ فَأَحَبُّ الْخَلْقِ إِلَى اللَّهِ مَنْ أَحْسَنَ إِلَى عِيَالِهِ۔ یعنے مخلوق بمنزلہ اہل و عیال کنبہ کے ہے پس جو کوئی اوسکی مخلوق سے بھلا کرے وہ خداوند تعالی کا محبوب ہے

سائل کہتا ہے روزے رکھنے میں کیا فائدہ ہے سال میں ایک ماہ کے روزے کیوں ہوتے

ہم کہتے ہیں جس آدمی نے کبھی بھوک و پیاس محسوس نہ کی ہو اس کو بھوکوں اور پیاسوں کی ہمدردی کم ہوگی۔ اگر سال میں کم از کم ایک ماہ تک ہر ایک انسان پر بھوک و پیاس لازم ٹھہرائی جاوے تو اس کے دل میں غربا و ضعفا کی ہمدردی کا سبق کالنقش فی الحجر ہو جاوے گا علاوہ ازیں سال میں ایکماہ کے روزے گویا روحانی و جسمانی حالت کیلئے ایک اعلے قسم کا مسہل تجویز کیا گیا ہے جو مصفی اخلاط جسم و مزکی روح و مصلح اخلاق ہے ایکخاص ماہ رمضان کے روزے مقرر کرنے میں وہی راز ہے جو تعین اوقات نماز میں ہے۔

سائل کہتا ہے نجات یافتہ آدمی کہاں رہیں گے

ہم کہتے ہیں نجات یافتہ آدمی جنت میں رہینگے بہشت او دوزخ۔ جنت و جہنم سرگ و نرک یہ یعنی دکھہ و سکھہ کے دو مراتب انسان کی آخروی منازل میں جملہ اقوام عالم کے نزدیک مشہور و معروف ہیں یہ مسلم شدہ بات ہے کہ جیسا کہ ادویہ مضرہ وغیرہ معتدلہ کے استعمال سے جسم میں بے اعتدالی و نقصان کے آثار پیدا ہوتے ہیں ایسا ہی افعال بد کے ارتکاب سے روحانی حالت پر افعال کے مناسب کچھ آثار منقش ہو جاتے ہیں اور جیسا کہ ادویہ مفرح و معتدلہ کے استعمال سے جسم میں اعتدال و فرحت کے آثار پیدا ہوتے ہیں ایسا ہی اعمال صالح کے بجالانے سے روح پر اعمال کے مناسب کچھ آثار پیدا ہو جاتے ہیں اور اس عالم سے گذرنے کے بعد وہ آثار معتدلہ و غیر معتدلہ عالم برزخ میں انسان کی جسمانیت و روحانیت کیلئے بحالت مناسبہ خود متشکل ہو جاتے ہیں اور ان سے انسان کو دکھہ و سکھہ محسوس ہوتا رہتا ہے ہم اس مسئلہ کو دوبارہ بدیگر پیرایہ دوہراتے ہیں مشاہدہ و تجربہ گواہ ہے کہ جسکے دماغی مزاج میں بلغم کا غلبہ ہو بظاہر اوس کے منہ سے پانی آتا ہے اور منہ کا ذائقہ پھیکا۔ رنگت سفید اور کمی پیاس محسوس کرتا ہے اور بحالت خواب اسکو دریا اور سیلاب اور گدلے پانیوں کی موجیں اور نالے و نہریں دکھائی دیتے ہیں اور بسا اوقات اپنے آپ کو اون میں غرق یا ہوا گمان کرتے ہیں جسکی مزاج میں صفرا کا غلبہ ہو بظاہر تشنگی و خشکی زبان و زردی رنگت جسم محسوس کرتا ہے اور بحالت خواب

جنگ وجدال فتنہ وفساد کے حالات مشاہدہ کرتا ہے جسکی مزاج مین سودا کا غلبہ ہو بظاہر ہو دست وکاہلی وسستی محسوس کرتا ہے اور بحالت خواب اوس کو تنگ وتاریک مقامات نظر آتے ہین پس جیسا کہ اخلاط کے آثار کا جسم وروح دونون پر منقش ہوجانا مشاہدہ ہو چکا ہے ایسا ہی اعمال کے آثار کا بھی جسم وروح دونون پر بیٹھ جانا مسلم ہو چکا ہے اور وہی انسان کیلئے آخروی منازل مین دکھ وسکھ کا باعث ہوتے ہین اور وہی اعمال امکنہ وباغات وانہار وفواکہ ونار وغیرہ اشکال مین جسمانی طور پر متشکل ہوجاوین گی۔

دوزخ وجنت ہمین عمل است **فصل**
ہرچہ کارے بدرودی اے باعمل

سایل کہتا ہے جنت کتنی دور ہے۔

ہم کہتے ہین جنت سے انسان اتنا دور ہے جتنا انسان اعتقادات صحیحہ واعمال صالحہ ... مین اخلاق فاضلہ کا ملکہ راسخہ ہوجاوے تو اس کے لئے اس دنیا مین ہی جنتی زندگی شروع ہوجاتی ہے۔

کما قال اللہ تعالےٰ۔ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ - **ترجمہ**- یعنی مرد ہو یا عورت جس نے عمل کئے اچھے اور اس کے اعتقادات صحیحہ ہون تو ہم اس کو ایک زندگی عطا کرینگے ایسے لوگون کو ہم اون کے اعمال کا بدلہ احسن دیا کرتے ہین۔

سایل کہتا ہے کہ جنت ودوزخ مین انسان کیا جسم بھی جاویگا یا صرف روح ہی کو سکھ دکھ ملے گا۔

سایل کے اس سوال کیلئے ہم حضرت اقدس **مسیح موعود** کی تقریر کا خلاصہ درج کرتے ہین جسمین اس سوال کا مفصل جواب آجاوے گا۔

خدا تعالیٰ نے انسان کو غیر متناہی ترقیات کیلئے پیدا کیا ہے پس جس حالت مین انسان اس مختصر زندگی کی ترقیات کو بغیر رفاقت جسم کے حاصل نہین کر سکا تو کیونکر امید رکھین۔ کہ ان نا متناہی ترقیات کو جو نا پیدا کنار ہین بغیر رفاقت جسم کے خود بخود حاصل کر لیگا سوان تمام دلائل سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ روح کے افعال کا ملہ صادر ہونے کیلئے اسلامی اصول کے رو سے جسم کی رفاقت روح کے ساتھ دائمی ہے گو موت کے بعد یہ فانی جسم روح سے الگ ہوجاتا ہے مگر عالم برزخ مین مستعار طور پر ہر ایک روح کو کسی قدر اپنے اعمال کا مزہ چکھنے کیلئے جسم ملتا ہے وہ جسم اس جسم کی قسم سے نہین ہوتا بلکہ ایک نور سے یا ایک تاریکی سے جیسا کہ اعمال کی صورت ہو جسم تیار ہوتا ہے گویا کہ اس عالم مین انسان کی عملی حالتین جسم کا کام دیتی ہین ایسا ہی خدا کے کلام مین بار بار ذکر آیا ہے اور بعض جسم نورانی اور بعض جسم ظلمانی قرار دئے ہین جو اعمال کی روشنی یا اعمال کی ظلمت سے تیار ہوتے ہین اگرچہ یہ راز ایک نہایت دقیق راز ہے مگر غیر معقول نہین انسان کامل اسی زندگی مین ایک نورانی وجود اس کثیف جسم کے علاوہ پا سکتا ہے اور عالم مکاشفات مین اسکی بہت مثالین ہین۔ اگرچہ ایسے شخص کو سمجھانا مشکل ہوتا ہے جو صرف ایک موٹی عقل کی حد تک ٹھہرا ہوا ہے لیکن جنکو عالم مکاشفات مین سے کچھ حصہ ہو وہ اس قسم کے جسم کو جو اعمال سے تیار ہوتا ہے تعجب اور استبعاد کی نگہ سے نہین دیکھین گے بلکہ اس مضمون سے لذت اٹھائین گے۔ غرض یہ جسم جو اعمال کی کیفیت سے ملتا ہے یہی عالم برزخ مین نیک وبد کی جزا کا موجب ہوجاتا ہے مین **اس مین صاحب**

تجربہ ہون مجھے کشفی طور پر عین بیداری مین بارہا بعض مُردون کی ملاقات کا اتفاق ہوا ہے

اور مین نے بعض فاسقون اور گمراہی اختیار کرنیوالون کا جسم ایسا سیاہ دیکھا کہ گویا وہ دہوئین سے بنایا گیا ہے غرض مین اس کوچہ سے ذاتی واقفیت رکہتا ہون **اور مین زور سے کہتا ہون** جیسا کہ خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے ایسا ہی ضرور مرنے کے بعد ہر ایک کو ایک جسم ملتا ہے خواہ نورانی خواہ ظلمانی انسان کی یہ غلطی ہوگی اگر وہ ان نہایت باریک معارف کو صرف عقل کے ذریعہ سے ثابت کرنا چاہے بلکہ جاننا چاہیے جیسا کہ آنکہ شیرین چیز کا مزہ نہین بتلا سکتی اور زبان کسی چیز کو دیکھ نہین سکتی ہے ایسا ہی وہ علوم معاد جو پاک مکاشفات سے حاصل ہو سکتے ہین۔ صرف عقل کے ذریعہ سے انکا عقدہ حل نہین ہو سکتا خدا نے اس دنیا مین مجہولات کو جاننے کیلئے علیحدہ علیحدہ وسائل رکھے ہین پس ہر ایک چیز کو اس کے وسیلہ کے ذریعہ سے ڈہونڈو تب اسے پالو گے۔ ایک اور بات بھی یاد رکہنے کے لائق ہے کہ خدا نے ان لوگون کو جو بدکاری اور گمراہی مین پڑ گئے اپنے کلام مین مردہ کے نام سے موسوم کیا ہے۔ اور نیکو کارون کو زندہ قرار دیا ہے اسمین بھید یہ ہے کہ جو لوگ خدا سے غافل رہے انکی زندگی کے اسباب جو کہانا پینا اور شہوتون کی پیروی تہی منقطع ہوگئے اور روحانی غذا مین انکو کچھہ حصہ نہ تہا۔ پس وہ درحقیقت مر گئے اور وہ صرف عذاب اٹہانے کیلئے زندہ ہون گے اسی بھید کیطرف اللہ جلشانہٗ نے اشارہ فرمایا ہے جیسا کہ وہ کہتا ہے وَمَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى یعنے جو شخص مجرم بنکر خدا کے پاس آئے گا تو اس کا ٹہکانا جہنم ہے وہ اسمین نہ مرے گا اور نہ زندہ رہیگا مگر جو لوگ خدا کے محب ہین وہ موت سے نہین مرتے کیونکہ ان کا پانی اور روٹی ان کے ساتہہ ہوتی ہے پیر برزخ کے بعد وہ زمانہ ہے جس کا نام عالم بعث ہے اس زمانہ مین ہر ایک روح نیک ہو یا بد یا صالح ہو یا فاسق ایک کھلا کھلا جسم حاصل کرے گی اور یہ دن خدا کی ان پوری تجلیات کیلئے مقرر کیا گیا ہے جسمین ہر ایک انسان اپنے رب کی ہستی سے پورے طور پر واقف ہوجائے گا اور ہر ایک شخص اپنے جزا کے انتہائی نقطہ تک پہونچیگا۔ یہ تعجب نہین کرنا چاہیئے کہ خدا سے یہ کیونکر ہو سکے گا کیونکہ وہ ہر ایک قدرت کا مالک ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ - **ترجمہ**- طالب نجات وہ ہے جو خاتم النبیین پیغمبر آخر الزمان پر جو کچھہ اوتارا گیا ہے اوس پر ایمان لاوے اور اس پیغمبر سے پہلے جو کتابین اور صحیفے سابقہ انبیا ورسولون پر نازل ہوئے اون کو بھی مانے۔

وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ

اور طالب نجات وہ ہے جو پیچہلی آنے والی گہڑی یعنے قیامت پر یقین رکہے اور جزا وسزا مانتا ہو اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ - **ترجمہ**- یعنی جن لوگون مین مذکورہ بالا اوصاف موجود ہون وہ لوگ اپنے پروردگار کی سیدہی راہ پر ہین اور وہی لوگ نجات یابندہ اور فرقہ **ناجیہ** کے لوگ ہین یہی طریق نجات ہے جو اسلام نے پیش کیا ہے یہ راستہ کیا صاف اور سیدہا ہے طالب نجات کو لازم ہے کہ وہ اپنی عقل کو الہام ووحی الٰہی کے ماتحت چلائے ورنہ بہٹک جائیگا۔

سایل کہتا ہے اہل جنت کیلئے سب سے بڑھکر کیا خوشی ہوگی۔

ہم کہتے ہین سب سے بڑھکر اہل جنت کی خوشی کا موجب دیدار الٰہی اور حصول رضائے ایزدی ہوگی۔ **لقولہ تعالیٰ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ذٰلِكَ** - یعنی خدا تعالیٰ کی رضا مندی سب نعمتون سے بڑھکر ہے۔

سایل آخروی جنت کی نعماء پر اعتراض کرتا ہے

ہم کہتے ہین منجملہ جنت جن کا وعدہ خداوند تعالیٰ نے مومنون کیلئے فرمایا ہے وہ دنیا کے دنیہ کیطرح نہین ہونگی بلکہ نعمائے آخرت کے بارے مین یون وارد ہے اَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ یعنی مین نے صالح بندون کیواسطے ایسی نعمتین تیار کیگئی ہین جنکو انسانی آنکہون نے نہین دیکہا اور انسانی کانون نے نہین سنا اور نہ کسی انسان کے دل پر اون کا کبہی تصور وخیال گذرا ہے آخروی نعمتین اس دنیا کی نعمتون سے مادراء ہین۔

سایل کہتا ہے حور وغلمان وغیرہ کا جنت مین مردکے ساتہہ ہونا شہوت پرستی ہے ہم کہتے ہین مرد وعورت کا تعلق دائمی ہے جنت مین مرد ونکے ہمراہ دنیا والی اپنی عورتین اور بچون کے ساتہہ ہونے مین کونسی قباحت لازم آتی ہے۔ قرآن کریم مین صاف موجود ہے کہ جنتی مردون کے ساتہہ انکی اپنی جنتی عورتین داخل ہون گی اور ان کے اپنے بچے جو قبل از بلوغت مرے ہین وہ اپنے والدین کے ساتہہ جنت مین داخل ہون گے۔ بہلا انصاف تم ہی کہو کہ جنتی عورات اپنے جنتی شوہرون کے ساتہہ جنت مین نہ جائین تو اور کہان جائین۔ کیا تمہارے نزدیک ان کیلئے جزا وسزا کوئی مقرر نہین۔

مرد کو خدا تعالیٰ نے قوی بنایا ہے اسکا پاسا عورت سے زبردست ہی عورت بمنزلہ خادم ہے قوی اور زبردست کیلئے زیادہ خدام وخدمتگار چاہیے قوی آقا کی خدمتگذاری ایک دو خدام سے کماحقہ باہم نہ ہو سکے تو وہ چار تک کہہ سکتا ہی تجربہ اس بات کا شاہد ہے تمہارا خیال بلی غلط ہے اور نہ تم طب سے واقف ہو اگر تم طب سے واقف ہوتے تو یہ کیون اعتراض کرتے کیا عبادت ہمیشہ بیٹھہ کر نہین ہو سکتی۔ محمد رسول اللہ صلعم نے جو زیادہ عورات اپنے نکاح مین لائی ہین وہ بغرض تبلیغ اسلام تہین جو آنحضرت صلعم سے مسایل اسلامیہ سیکہکر دوسری عورات کو تبلیغ اسلام کرتی تہین اور چونکہ پیغمبر خدا صلعم کے بعثت سے پہلے عرب مین نکاحی عورات کی کوئی مقررہ حد بست نہ تہی اوسی رسم کے موافق آنحضرت نے چار سے زیادہ عورات اپنے نکاح مین بغرض تبلیغ اسلام لائی تہین جب آنحضرت کو بذریعہ وحی ممانعت ہو چکی تو پہر کوئی عورت آپ سے نکاح مین نہین لائی گئی۔ اور خداوند تعالیٰ نے امت کیلئے چار عورات سے زیادہ کو منسوخ فرمادیا چونکہ پیغمبر کی مطلقہ عورت سے ہی امتی کیلئے نکاح ناجائز ٹہرایا گیا تہا اس لئے جو عورات بوقت نزول وحی حد بست چار موجود تہین انکو طلاق نہین دیگئی ورنہ اگر طلاق دی جاتی اور طلاق سے انکی ذلیل بیکسی ہوتی تہی کیونکہ ان کو بغرض تبلیغ اسلام نکاح مین داخل کیا گیا تہا۔

جواب نمبر ۵۔ لَا تَتَحَرَّكُ ذَرَّةٌ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ یہ نہ خداوند تعالیٰ کا کلام ہے اور نہ رسول کی حدیث ہے۔ جواب نمبر ۶۔ کعبہ ایک خالی مکان ہے جو بنایا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اس مکان مین کیا بلکہ اس کے نزدیک بہی کوئی قبر نہیں پیغمبر خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کعبہ سے مین سو میل کے فاصلہ پر دور۔ مدینہ منورہ مین ہے۔ کعبہ کا نام تک نماز مین نہین آتا صرف قومی اتفاق واتحاد کیلئے خداوند تعالےٰ نے ایک جگہ مقرر کردی کہ سب اسلامی دنیا بلکہ اس طرف کی جہات سے سجدہ کرین۔ یہ تو حکم ازدی کے آگے سجدہ ٹہرا بت پرستی کہان ہوئی کعبہ کو تو ہم ایک خالی مکان خالی از ضرر ونفعان جانتے ہین سجدہ اوس ذات کیلئے کرنا چاہیئے جو نافع وضار ہو سودہ پروردگاری کی ذات ہے۔ جبکہ تم مقصد اسلام سے ناواقف ہو

کہ کعبہ کو تم نے قبرستان قرار دیدیا تو تم کو خاک تسلی و تشفی ہو گی پہلے اسلام سے تجنہ واقفیت پیدا کرو + حج مین جانا۔ سارے اسلامیون کا ایک ہی مبدا اسلام مین جمع ہو کر ایک دوسرے کے اخلاق فاضلہ سے مستفید ہونے اور اسلامی بہبودی وخیر کے وسائل باہم پیدا کرنے اور تحصیل استفاضہ الٰہیہ کا مقصد ہوتا ہے۔

جواب نمبر ۲ جھوٹ کی قرآن کریم اور احادیث نبویہ مین سخت ممانعت آچکی ہے چنانچہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے واجتنبوا قول الزور۔ یعنی جھوٹی بات سے پرہیز کرو اور بچو اور پیغمبر خدا فرماتے مین کہ اگر تم مارے جاؤ جلائے جاؤ تمہارا گلا گھونٹا جائے مگر تم جھوٹ نہ بولو مسلم مین کوئی ایسی حدیث نہین اور نہ امام غزالی علیہ رحمتہ کا یہ قول ہے۔

اسلامی اخبارات کے ایڈیٹرون سے التماس ہے کہ ان سوال وجوابات کو اپنی اخبارات مین درج فرما دین۔

قانونِ انسدادِ دخترکشی اور مسیح موعود کا زمانہ

مورخہ ۱۴ر ستمبر کے الحکم مین آیت وَاِذَا الْمَوْءُدَةُ سُئِلَتْ بِاَیِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ کے متعلق ایک سوال شائع ہوا ہے۔ ترجمہ اس آیت کا یہ ہے۔ یعنی اور ایک زمانہ آئے گا کہ اسمین زندہ مدفون اور زندہ درگور کردہ لڑکیون کے متعلق پرسش ہوگی کہ انکو کس گناہ کے بدلہ مین مارا جاتا ہے۔ سائل پوچھتا ہے کہ یہ آیت آخرت کے متعلق ہے یا دنیا کے۔ اگر یہ آیت آخرت کے متعلق ہی تو اسمین ایک ہی قسم کے گناہ کے مواخذہ و پرسش کی تخصیص کیون کیگئی ہے کیا آخرت مین لوگون کو اور گناہ۔ شرک۔ قتل۔ زنا۔ چوری۔ راہزنی۔ جھوٹ بہتان وغیرہ کی پرسش اور مواخذہ نہ ہوگا کیا یہ گناہ اور گناہون کی بہ نسبت کبیرہ ٹھہرایا گیا ہے باقی گناہ صغیرہ ہین جو اسکی پرسش تخصیص بیان کیگئی ہے۔

جواباً معروض ہے کہ یہ آیت دنیا کے متعلق ہے آخرت مین ذرہ ذرہ کی جانچ پڑتال ہوگی اور ہر ایک نیکی و بدی صغیرہ و کبیرہ کا وزن وحساب ہوگا کما قال اللہ تعالےٰ فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ۔ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ۔ ترجمہ۔ جو کوئی ایک ذرہ بھر نیکی کرے اوسکا بدلہ اوس کو ملے گا اور جو کوئی ایک ذرہ بھر بدی کرے اوس کی سزا اوسکو ملیگی [illegible] ہے کہ جب دنیا کی کسی مادی چیز کا ذکر بتخصیص ہو تو اس کے ساتھ کسی مہتم بالشان اور اعلےٰ و قابل عزت نشان کے ظہور کا مدعا ہوتا ہے۔ مثلاً بروز جمعہ ابوالبشر آدم علیہ السلام رونق افروز منصہ ظہور و سریر آرائے مملکت دنیا ہوئے وغیرہ وغیرہ بروز دوشنبہ حضور سرور کائنات محمد رسول اللہ علیہ وسلم زینت بخش عالم شہادت ہوئے۔ بروز یکشنبہ حضرت عیسی علیہ السلام تولد ہوئے اب دیکھو ان ایام کی عمومیت کو عظیم الشان انسانون کے ظہور نے تخصیص بخشدی ہے انسانون کے دلونمین ان ایام کی تعظیم وتخصیص انہین ظہور نشانات الٰہیہ اور عظیم الشان انسانون کے لحاظ سے مرکوز ہوگئی ہے المختصر جس زمانہ وجسدن مین کوئی عظیم الشان واقع دنیا مین ظہور پذیر ہو وہ دن وزمانہ زبان زد عوام وخواص ہو جاتا ہے اور مرور از منہ کے ساتھ ہی اوس کا لحاظ دلونمین بطور یادداشت مرکوز چلا جاتا ہے۔

نوشیروان کی معدلت گستری وانصاف پروری کا زمانہ اب تک ضرب المثل ہے حتی کہ پیغمبر خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسکی تاریخ کو مبارک ومیمون گنا ہے اور آپ کے قول مین بھی اس زمانہ کی وقعت تھی۔ علی ہذا القیاس اور کئی امثلہ زمانہ کے متعلق ہین پس جیسا کہ ایام واز منہ کو کسی عظیم الشان نشان وانسان کے ظہور سے وقعت وعظمت ملتی ہے ایسا ہی اس آیت مین ایک عظیم الشان انسان حضرت مسیح موعود ومہدی مسعود علیہ السلام کے ظہور سے **قانون انسداد دخترکشی** کے زمانہ کو تخصیص وعظمت دیگئی ہے۔ . . . .

. . . اور اس زمانہ کو مبارک ومیمون گنا گیا ہے کیونکہ اسمین دخترکشی کے قدیمی اور مسلسل گناہ کا استیصال اور انسداد ہوا اور یہ ہر دو نشان ایک دوسرے کے ممد ومعاون ہین یعنی **قانون انسداد دخترکشی** کے پاس ہونے کا زمانہ مستدعی مسیح موعود ہے اور مسیح موعود کا زمانہ قانون انسداد دخترکشی کا مستدعی ہے کیونکہ یہ نشان قبل از وقت مقرر ہو چکے تھے اور اپنے زمانہ کو پاکر متقضی ظہور رہا اور ایک دوسرے کی ممد ومعاون ہوئے چنانچہ اس آیت کے بعد کی آیات میں ہین۔ جیسا کہ اجرائے ریلوے وظہور طاعون بکثرت اور حج کا بند ہونا۔ اور کسوف وخسوف آفتاب وماہتاب کا ماہ رمضان مین ہونا مسیح موعود کے زمانہ کے متعلق پہلے سے نشان مقرر کئے گئے تھے اور یہ نشان ایک دوسرے کے ممد ومعاون ٹھہرائے گئے تھے ایسا ہی نشان قانون انسداد دخترکشی کا تھا۔ دخترکشی کا ارتکاب ابتدائے از منہ سے چلا آتا ہے تیرہ سو سال سے پہلے دخترکشی کا حال قرآن کریم اور تواریخ مین مفصل مذکور ہے یہ گناہ اور گناہون کیطرح مختلف اقوام مین متوارث ومتواتر چلا آتا ہے اسوقت تک ہندوستان وپنجاب مین لاکھا لڑکیان ہر سال ماری جاتی تھین اور ان عاجزہ ناکردہ گناہ مقتولہ کے بدلہ مین کسی کو مواخذہ و پرسش نہ ہوتی تھی رسم ستی کا ذکر بھی اس ضمن مین ہے یہ رسم ہنود مین ہزارہا سال سے مروج تھی یعنی مردہ شوہر کے ساتھ اوسکی نوجوان بیوہ کو بھی زندہ ہی جلا دینا گویا زندہ ہی درگور کردن مروج تھا وہ رسم بھی اسی زمانہ کی حدود کے اندر رفع کیگئی اس عاجزہ فرقہ انسانی کے حق مین بڑی مدتون سے ہند وپنجاب مین گویا ہر آن قیامت برپا رہتی تھی جب مسیح موعود ومہدی مسعود علیہ السلام کا قدوم میمنت لزوم ہوا تو خداوند تعالیٰ نے اس ارتکاب بے رحمی ودحولت کا انسداد گورنمنٹ برطانیہ کے ذریعہ شروع کر دیا۔ دیکھو **قانون انسداد دخترکشی ایکٹ نمبر ۸ مجریہ ۱۸۷۰ء** پھر اوس عظیم الشان جلسہ کے احوال مطالعہ کرو جو امرتسر مین **۱۸۵۶ء مین بغرض انسداد دخترکشی گورنمنٹ برطانیہ ہند** کی طرف سے منعقد کیا گیا تھا جسمین تمام مہاراجگان ونواب وامرا ورؤسا اس بے رحمی کی انسداد کے لئے مدعو کئے گئے تھے۔

الغرض۔ وَاِذَا الْمَوْءُدَةُ سُئِلَتْ بِاَیِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ کا تعلق مسیح موعود کے زمانہ سے ہے اور اس زمانہ کی ابتدا مسیح موعود کی پیدائش سے شروع ہوتی یہ آیت سورہ تکویر پارہ ۳۰ مین ہے اس سورۃ مین اس آیت کے پہلی سب آیات کا تعلق بھی اسی زمانہ سے ہے جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کتب مین مشرح ہو چکا ہے اور باقی آیات کا مطلب بلکہ ساری سورۃ کی تفسیر ایک مستقل رسالہ کی شکل مین انشاء اللہ عنقریب شائع کیجاویگی۔ آیت مذکورہ بالا کے معنے بجز اس زمانہ کے اور کسی زمانہ کے متعلق قائم نہین رہ سکتے کیونکہ یہ آیت قانون انسداد دخترکشی سے متعلق ہے اور وہ اسی زمانہ مین پاس ہوا یہ رسم پنجاب سے قریباً بالکل گم ہو گئی ہے مگر ہندوستان کے بعض حصون مین قدرے باقی ہے جسکی انسداد کیلئے محسن گورنمنٹ برطانیہ ہند چنانچہ شائد وباید بجد سرگرم کوشان ہے۔

آریہ گزٹ لاہور مورخہ ۶ر اکتوبر ۱۹۳۶ء عنوان مندرجہ ذیل اخبار ہند وستانی سے یون ناقل ہے

صوبجات متحدہ مین دخترکشی۔ رپورٹ سالگذشتہ مختتمہ ۳۱ مارچ ۱۹۳۶ء کو آخری رپورٹ متعلقہ عملدرآمد قانون دخترکشی ہے جو گورنمنٹ کو بھیجی گئی ہے۔ شکر خدا کہ یہ مجرمانہ رجحان ان صوبجات سے دور ہوا اور دخترکشی کی خوفناک رسم قریب قریب بالکل مٹ گئی۔ مین پوری کا ایک ضلع ہے جس شبہ قائم ہے مگر اس کی خاص نگرانی رکھی جائیگی اور انسپکٹر جنرل پولیس آئندہ سے کارروائی ایکٹ کے متعلق ایک باب پولیس رپورٹ مین شامل کرتا دینگے۔ سالگذشتہ مین ۱۴ اضلاع پر اس قانون کا اثر رہا۔ تعداد زیر اعلان مواضعات کی ۲۰۶ سے گھٹ کر ۱۹۱ رہ گئی۔ اعلانی فہرست دیہات کی آبادی ۳؍۱۵۴ ہے سے گھٹکر ۳۰۵۱۱۲ یکم اپریل ۱۹۳۶ء کو رہ گئی۔ لڑکون اور لڑکیون کی نسبت پیدائش فی سو ۶۶-۵۷ لڑکے اور ۳۴-۴۳ لڑکیاں ہوئین۔ اوسط ۶ سال سے کم عمر بچون کا یون رہا لڑکے ۲۷-۵۸ فیصدی اور لڑکیاں ۲۷-۴۱ فیصدی۔ پیدائش کا اوسط فی ۱۰ ہزار بجائے ۱۵۸٫۱۵ کے ۶۷٫۵۰ رہ گیا مگر صوبہ کا اوسط ۱۳/۲۶ فی ۱۰ ہزار تھا۔ لڑکیون مین اموات کا اوسط زیادہ تھا مگر ظاہر ہے کہ لڑکیون کی بہ نسبت کم خبر گیری کرتے ہین ۲۱۵ لڑکیون کی نعشین روکی گئین اور ۱۱ لاشون کا ڈاکٹری امتحان لیا گیا۔ جا لون مین ثابت ہوا کہ ایک لڑکی بھوکی رکھکر عمداً ماری گئی جس کے ماں اور باپ عدالت سیشن جج سے حبس دوام کے سزایاب ہوئے۔ مین پوری مین اٹھارہ ٹھاکرون پر ایک ایک روپیہ جرمانہ اس علت مین ہوا کہ انہون نے لڑکیون کی پرداخت مین کوتاہی کی۔ ایک شخص پر ۲۵ روپیہ جرمانہ ہوا جالون کے واقعہ کے علاوہ ہم یہ دیکھکر خوش ہوئے کہ دخترکشی کا جرم جاتا رہا۔ اور تھوڑے روز کے بعد جن کمبخت گھرانون مین لڑکیون کو اذیت دیجاتی یا بھوکی رکھی جاتی ہین وہان سے بھی یہ عیب دور ہو جائے گا۔

اخبار وکٹوریہ پیپر سیالکوٹ مورخہ ۸ر اکتوبر ۱۹۳۶ء مین ہے کہ ہندوستان مین برٹش عملداری سے پہلے دخترکشی کا عام طور پر رواج تھا لیکن یہ برٹش حکومت کا ہی فیض سمجھنا چاہیے کہ دخترکشی کا رواج اس ملک سے قریباً معدوم ہو گیا۔

سوال۔ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ترجمہ یعنے خداوند تعالےٰ وہ ذات ہے جس نے پیدا کیا تمہارے لیے سب کچھ زمین مین ہے + زمین مین حلال اشیا کے علاوہ حرام بھی ہین کیا وہ بھی انسان کیلئے ہین۔ کوئی صاحب اسکا جواب لکھین۔ **ناظر الحکم**

عام خبر گرد و کرامستر نبی بخش احمد جان مالکان کارخانہ کپڑون لدھیانہ پنجاب ولیسی کپڑے کے نمونے نئے وجدید جنتری مع فہرست دیگر مال مفت بلکہ ٹکٹ نصف کرکے لگاکر تقسیم کرتے ہین۔

اطلاع ضروری

جو صاحب اخبار یا کتابون کے متعلق ایڈیٹر و منیجر مطبع سے خط وکتابت کرین جواب کیلئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ روانہ کرین + ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف۔

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

انہ اوی القریہ

الحکم

سالانہ قیمت پیشگی

عوام سے ... خواص و معاونین سے ... ہندوستان سے باہر ... غیر مذاہب والوں سے ... اپنی جماعت کے غیر مستطیع درسی یا ... سے کم آمدنی والے لوگوں سے

جلد (۸) | دار الامان قادیان مورخہ ۱۰و۱۷ نومبر سنہ ۱۹۰۴ء | نمبر (۳۸-۳۹)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سیالکوٹ میں

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام جیساکہ الحکم کی گذشتہ اشاعت سے معلوم ہو چکا ہے ۲۷ اکتوبر سنہ ۱۹۰۴ء کو سیالکوٹ تشریف لے گئے تھے اور ۳ نومبر سنہ ۱۹۰۴ء کو بفضلہ پھر دار الامان میں وارد ہو گئے۔ ہم اپنے ناظرین کو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس سفر کے حالات سننے کے از بس مشتاق ہیں مگر ہمیں افسوس ہے کہ سفر کی ... کے وہ حالات جو ہم خود لکھنا چاہتے تھے اب تک نہیں لکھے اور وہ بزرگ اور خریدار جو الحکم کے ایڈیٹر کے لکھے ہوئے حالات کو پڑھنے کے مشتاق ہیں اب تک ہمیں کسی نہ کسی رنگ میں ان کے لکھنے کے لئے یاد دہانیاں کر رہے ہیں ہم خوب جانتے ہیں کہ ان کی کوئی خواہش ندامت اور سحرافرینی نہیں ہو سکتی لیکن یہ ان کا حسن ظن ہے کہ وہ اس کی ظلم کے نتائج اور ترتیب خیالات کو پسند کرتے ہیں۔ بہر حال ہم آج بیسیوں سفر کے حالات کا دنیا ہی منتظر چھوڑ کر اور اس مضمون کو کسی دوسرے موقع کے واسطے (جب اللہ تعالیٰ توفیق دے) ملتوی کر کے سفر سیالکوٹ کے حالات سنانے کی کوشش کرتے ہیں اور جہاں تک خدا تعالیٰ کا فضل اور اس کی توفیق ہماری مدد کرے گی ہم کوشش کریں گے کہ اس مضمون میں نری لفاظی اور رنگ آمیزی سے کام نہ لیا جاوے بلکہ ان باتوں کو چھوڑ کر اظہار حقائق کی سعی کی جاوے اور جہاں تک ممکن ہو اس کے لئے سادہ سے سادہ اور سلیس سے سلیس طرز بیان اختیار کیا جاوے۔ کیونکہ حقائق بیان کے واسطے کیسے ہی سیدھے سادے الفاظ ہی کیوں نہ استعمال کئے جاویں ان کے اندر جو روشنی اور قوت جذب ہوتی ہے وہ دوسروں کو اپنی طرف متوجہ کئے بغیر نہیں چھوڑتی اس کا اثر دیرپا اور عمدہ نتائج کا موجب بنتا ہے برخلاف اس کے الفاظی آدنچا نیچ بعض اوقات نفس مضمون کا خون ہو جاتا ہے اور بلند نظری اور غور کن طبیعت پیدا نہیں ہوتی ہم سمجھتے ہیں کہ ایسا اثر و ڈکٹری نوٹ کے لکھنے میں ہم نفس مضمون سے دور جا رہے ہیں یا نفس مضمون کی طرف دور چلے گئے ہیں اسلئے اب اس کو یہیں ختم کر کے اللہ تعالیٰ کے فضل و توفیق پر بھروسہ کرتے ہوئے اصل مضمون کو شروع کرتے ہیں۔

(ایڈیٹر)

سفر اور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عادت اور فطرت کی افتاد کچھ ایسی واقع ہوئی تھی کہ آپ کنج تنہائی کو ہمیشہ پسند فرماتے رہے ہیں کہ جیساکہ آپ نے بارہا فرمایا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ مجھے کھینچ کر باہر نہ نکالتا تو میں اسی گوشۂ تنہائی کو ... سمجھتا تھا اور میری ساری ... اور خوشی اسی میں تھی لیکن جب اصلاح خلق کا بار عظیم آپ کے دوش مبارک پر رکھا گیا تو آخر آپ کو مخلوق کی طرف نزول کرنا پڑا۔

تاہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بہت ہی کم سفر کرتے ہیں۔ اور جیساکہ دنیا کے مشہور پیروں یا فقیروں کا قاعدہ ہے کہ سالانا یا ششماہی ٹیکس وصول کرنے کے لئے گھر سے نکل کھڑے ہوتے ہیں حضور کے مقاصد سے یہ امر بہت ہی دور واقع ہوا ہے۔ بار جہاں تک ہمارا علم ہے اسوقت تک حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود نے ان سفروں کے ماسوا جو دعویٰ مسیحیت کے اوائل میں اثر تشریف لے گئے تھے دہلی - لاہور - سیالکوٹ - پٹیالہ وغیرہ کے گئے تھے - دس بارہ سال کے اندر آپ قادیان سے باہر نہیں نکلے - یا بالفاظ دیگر یوں کہنا چاہیئے کہ حضور آپ کی ہر ادا ہر حرکت و سکون اللہ تعالیٰ کی خفی و جلی وحی کے ماتحت ہے جب تک اذن الٰہی کسی سفر کے لئے نہیں ہوا آپ دار الامان سے باہر نہیں گئے ہم جب ان ذرائع تبلیغ پر نظر کرتے ہیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے اللہ تعالیٰ نے مہیا فرمائے ہیں تو بے اختیار درود پڑھنے کے لئے جی چاہتا تھا اور اس عظیم الشان بزرگ کی عظمت

مسیح موعود کی جزئی فضیلت

اور فضیلت دلیل ... جاتی ہے ... چھاپہ خانوں کی ایجاد ڈاکخانوں کا اجرا - علوم فوٹوگرافی - فونوگراف کی ترویج - تار برقی - اور اخبارات کی کثرت غرض اسقدر ذریعے اکٹھے ہوئے ہیں کہ کل دنیا ایک شہر کا حکم رکھتی ہے اور ایک مقام پر بیٹھا ہوا ایک شخص کل دنیا کو ایک وقت میں تبلیغ کر سکتا ہے - جہاں تک انبیاء سابقین کے حالات قرآن کریم اور صحیح تاریخ سے ملتے ہیں ہم بلا مبالغہ اور بلا خوف لومتہ لائم لکھنے کو آمادہ ہیں - کہ جس شخص کے لئے اللہ تعالیٰ نے اسقدر سامان اور ذرائع بہم پہنچائے ہیں

وہ معمولی انسان نہیں بلکہ عظیم الشان ہے اور مسیح موعود کی اس فضیلت سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت و جلالت شان کا پتہ لگتا ہے جسکا یہ نائب ہے۔

غرض

ذرایع تبلیغ کی کثرت بجائے خود ایک پہلو سے ظاہر کرتی ہے کہ مسیح موعود کو ... ت سے سفر نکرنے چاہئیے (نقل اللہ یحدث بعدذ ... امرا)

علاوہ بریں جب ہم ان ... ں پر نظر کرتے ہیں جو آپ کے سلسلہ عالیہ کو ... مانے نے خود تجویز فرمائی ہیں اور جنہ ... نے فتح اسلام مز ... ہی کیا ہے تو سفر دل ... اس میں بھی نظر نہیں آتا بلکہ تیسری ... آپ کے ایک قسم کی ہستقل اقامت کا اکثر ... ہے جسکو ہم ناظرین کے فائدہ کے لئے بیان ... ضروری سمجھتے ہیں۔

تیسری شاخ

اس کارخانہ کی واردین اور صادرین اور حق کی تلاش کے لئے سفر کرنے والے اور دیگر اغراض متفرقہ سے آنے والے ہیں جو اس آسمانی کارخانہ کی خبر پاکر اپنی اپنی نیتوں کی تحریک سے ملاقات کے لئے آتے رہتے ہیں یہ شاخ بھی برابر نشو و نما میں ہے اگرچہ بعض دنوں میں کچھ کم مگر بعض دنوں میں نہایت سرگرمی سے اس کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے — چنانچہ ان سات برسوں میں ساٹھ ہزار سے کچھ زیادہ مہمان آئے ہوں گے - اور جسقدر اون میں سے مستعد لوگوں کو تقریری ذریعوں سے روحانی فائدہ پہونچایا گیا اور انکے مشکلات حل کر دئے گئے ... اون کی کمزوری کو دور کر دیا گیا اس کا علم خدا تعالےٰ کو ہے مگر اس میں کچھ شک نہیں کہ بہ زبانی تقریریں جو سائلین کے سوالات کے جواب میں کی گئیں یا کی جاتی ہیں اپنی طرف سے محل اور موقعہ کے مناسب کچھ بیان کیا جاتا ہے یہ طریق بعض صورتوں میں تالیفات کی نسبت نہایت مفید موثر اور جلدتر دلوں میں بیٹھنے والا ثابت ہوا ہے یہی وجہ ہے کہ تمام نبی ... اسی طریق کو ملحوظ رکھتے رہے ہیں اور بجز خدا تعالےٰ کے کلام کے جو خاص طور پر بلکہ قلم بند ہو کر شائع کیا گیا باقی جسقدر مقالات انبیا میں وہ اپنے اپنے محل پر تقریر دل ہی ... میں ملتے رہے ہیں عام قاعدہ نبیوں کا یہی تھا کہ ایک محل شناس لیکچرار کی طرح ضرورتوں کے وقت میں مختلف مجالس اور محافل میں اون کے حال کی مطابق روح سے قوت پاکر تقریریں کرتے تھے مگر نہ اس زمانہ کے متکلمو کی طرح کہ جن کو اپنی تقریر سے فقط علمی سرمایہ دکھلانا منظور ہوتا ہے یا یہ غرض ہوتی ہے کہ اپنی جھوٹی منطق اور سوفسطائی حجتوں سے کسی سادہ لوح کو اپنے پیچ میں لاویں اور پھر اپنے سے زیادہ جہنم کے لائق کریں بلکہ انبیا نہایت سادگی سے کلام کرتے اور جو اپنے دل سے اُبلتا تھا دوسروں کے دلوں میں ڈالتے تھے اون کے کلمات قدسیہ عین محل اور حاجت کے وقت پر ہوتے تھے اور مخاطبین کو شغل یا افسانہ کی طرح کچھ نہیں سناتے تھے - بلکہ اون کو بیمار دیکھ کر اور طرح طرح کے آفات روحانی میں مبتلا پاکر علاج کے طور پر انکو نصیحتیں کرتے تھے یا حجج قاطعہ سے اُن کے اوہام کو رفع فرماتے تھے اور اونکی گفتگو میں الفاظ تھوڑے اور معانی بہت ہوتے تھے سو یہی قاعدہ یہ عاجز ملحوظ رکھتا ہے اور واردین اور صادرین کی استعداد کی موافق اور اون کی ضرورتوں کے لحاظ کر اور اون کے امراض لاحقہ کے خیال سے ہمیشہ باب تقریر کھلا رہتا ہے - کیونکہ تیر اسی کو نشانہ کے طور پر دیکھکر اوس کے روکنے کے لئے نصایح ضروریہ کی تیر اندازی کرنا اور بگڑے ہوئے اخلاق کو ایسے عضو کی طرح پاکر جو اپنے محل سے ٹل گیا ہو اپنی حقیقی صورت اور محل پر لانا جیسے یہ علاج بیمار کے روبرو ہونیکی حالت میں متصور ہے - اور کسی حالت میں کماحقہ ممکن نہیں وجہ یہی ہے کہ خدا تعالےٰ نے چندیں ہزار نبی اور رسول بھیجے اور اون کی شرف صحبت میں مشرف ہونیکا حکم دیا تا ہر ایک زمانہ کے لوگ چشم دید نمونوں کو پاکر اور ان کے وجود کو مجسم کلام الٰہی مشاہدہ کرکے انکی اقتدا کے لئے کوشش کریں اگر صحبت صادقین میں رہنا واجبات دین میں سے نہ ہوتا تو خدا تعالےٰ اپنے کلام کو نبیوں کے بھیجے رسولوں اور نبیوں کے اور طور پر بھی نازل کر سکتا تھا یا صرف ابتدائی زمانہ میں ہی اس کے امر کو محدود رکھتا اور آئندہ ہمیشہ کے لئے سلسلہ نبوت اور رسالت اور وحی کا منقطع کر دیتا لیکن خدا تعالےٰ کی عمیق حکمت اور دانائی نے ہرگز ایسا منظور نہیں رکھا اور ضرورت کے وقتوں میں یعنی جب کبھی محبت الٰہی اور خدا پرستی اور تقوے طہارت وغیرہ امور واجبہ میں فرق آتا رہا ہے مقدس لوگ خدا تعالےٰ سے وحی پاکر نمونہ کے طور پر دنیا میں آتے رہے ہیں اور یہ دونو قضیے باہم لازم ملزوم ہیں - کہ اگر خدا تعالےٰ کو ہمیشہ کے لئے اصلاح خلایق کی طرف توجہ ہے تو یہ بھی نہایت ضروری ہے کہ ایسے لوگ بھی ہمیشہ کے لئے آتے رہیں کہ جنکو خدا تعالےٰ نے اپنی خاص توجہ سے بینائی بخشی ہو اور اپنی مرضیات کی راہ پر ثابت قدم کیا ہو - بلاشبہ یہ بات یقینی اور امور مسلمہ میں سے ہے کہ یہ مہم عظیم اصلاح خلایق کی صرف کاغذوں کے گھوڑے ... دوڑانے سے رو براہ نہیں ہو سکتی اسکے لئے اسی راہ ... مارنا ضروری ہے جس پر قدیم سے خدا تعالےٰ کے پاک نبی ... رہے ہیں - اور اسلام نے اپنا قدم رکھتے ہی اس ... طریق ... کو مضبوطی اور استحکام سے رواج دیا ہے کہ اوس کی نظیر دوسرے مذہبوں میں ہرگز نہیں پائی جاتی - کون اس جماعت کثیر کا دوسری جگہ وجود دکھلا سکتا ہے جو تعداد میں ... سے بھی زیادہ بڑھ گئی تھی اور کمال اعتقاد اور ... اور جانفشانی اور پوری محویت سے سچائی کے حاصل کرنے اور راستی کے سیکھنے کے لئے آستانہ نبوی پر دن رات پڑی رہتی تھی - بیشک حضرت موسیٰ کو بھی ایک جماعت ملی تھی - مگر وہ کیسی اور کسقدر سرکش اور ستمگر اور روحانی صحبت اور صدق قدم سے دور اور مہجور رہنے والی تھی اسبات کو بائبل کو پڑھنے والے اور یہودیوں کی تاریخ پر نظر ڈالنے والے خوب جانتے ہیں - مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جماعت نے اپنے رسول مقبول کی راہ میں ایسا اتحاد اور ایسی روحانی یگانگت پیدا کر لی تھی کہ اسلامی اخوت کی رو سے سچ مچ عضو واحد کی طرح ہو گئی تھی - اور ان کے روزانہ برتاؤ اور زندگی اور ظاہر و باطن میں انوار نبوت ایسے رچ گئے تھے کہ گویا وہ سب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عکسی تصویریں تھے - سو یہ بھاری معجزہ اندرونی تبدیلی کا جس کے ذریعے محض بت پرستی کرنے والے کامل خدا پرستی تک پہونچ گئے اور ہر دم دنیا میں غرق رہنے والے محبوب حقیقی سے ایسا تعلق پکڑ گئے کہ اون کی راہ میں پانی کی طرح اپنے خونوں کو بہا دیا یہ در اصل ایک صادق اور کامل نبی کی صحبت میں مخلصانہ قدم سے عمر بسر کرنیکا نتیجہ تھا - سو اسی بنا پر ... اس سلسلہ کے قایم رکھنے کے لئے مامور کیا گیا ہے - اور چاہتا ہے کہ صحبت میں رہنے والوں کا سلسلہ اور بھی زیادہ وسعت سے بڑھا دیا جائے اور ایسے لوگ دن رات صحبت میں رہیں کہ جو ایمان اور محبت اور یقین کے بڑھانے کے لئے شوق رکھتے ہوں اور ان پر وہ انوار ظاہر ہوں کہ جو اس عاجز پر ظاہر کئے گئے ہیں اور وہ ذوق اون کو عطا ہو جو اس عاجز کو عطا کیا گیا ہے - تا اسلام کی روشنی عام طور پر دنیا میں پھیل جائے اور حقارت اور ذلت کا یہ داغ مسلمانوں کی پیشانی سے دھو دیا جائے - اسی کی بشارت دیکر خداوند خدا نے مجھے بھیجا اور کہا کہ بخرام

کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد -

المختصر

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کم سفر کرتے ہیں اور زیادہ تر تبلیغ کے لئے ان ذرایع سے کام لیتے ہیں جو اللہ تعالےٰ نے آپکے زمانہ کے لئے نہیں بلکہ آپکی خدمت کے لئے پہلے سے مہیا کر دئے ہیں - پھر سوال ہوگا کہ اس سفر کا باعث کیا ہے ؟ -

باعث سفر ایفاء عہد

اعلےٰ حضرت مقدمات گورداسپور کے دوران میں چند روزہ فرصت ملنے کے باعث لاہور تشریف لے گئے تھے اور اس تشریف بری سے بھی حضور کا مقصد وہ ایفاء عہد تھا جو آپ نے جماعت لاہور سے لاہور جانے کے متعلق ایک عرصہ پہلے کیا ہوا تھا - چنانچہ ہمارے ناظرین اس امر سے ناواقف نہیں ہیں - قیام لاہور کی تقریب پر جہاں قریباً پنجاب کے مختلف شہروں سے احباب جمع ہوئے تھے جماعت سیالکوٹ بھی حاضر ہوئی تھی اس موقع پر جماعت سیالکوٹ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سیالکوٹ تشریف لے جانے کے لئے عرض کیا اور اس کریم النفس وجود نے اس درخواست کو منظور فرما لیا اس درخواست کی قبولیت میں نہ جانے کن کمزور روحوں کی نیم شبی دعاؤں کا جذب تھا جنہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سیالکوٹ بلا لیا - ؎

جذبہ عشق سلامت ہے تو انشاء اللہ
کچے تاگے میں چلے آئینگے سرکار بندھے

بسا اوقات ایسے ضعیف اور کمزور لوگ ہوتے ہیں جن میں طلب صدق و صفا ہوتی ہے اور خدا تعالےٰ کے برگزیدوں کے ساتھ مقام عشق میں ہوتے ہیں لیکن سفر کرکے اس تک پہونچ نہیں سکتے ان لوگوں کے لئے اللہ تعالےٰ کوئی ایسا سامان بہم پہنچا دیتا ہے جو خدا کے مرسل کسی نہ کسی ذریعہ سے ان تک پہونچ جاتے ہیں - چونکہ ان لوگوں کی ہر حرکت اور ادا اللہ تعالےٰ کے اشارات کے ماتحت ہوتی ہے اور وہ عظیم الشان مصالح پر مبنی ہوتی ہے اسلئے بعد میں ان اسرار کا ظہور بھی ہو جاتا ہے - چنانچہ اس سفر کے مقاصد اور اغراض جو ظاہر ہوئے ہیں وہ بعد میں ہم انشاء اللہ دکھائیں گے - مختصر یہ کہ حضور نے سیالکوٹ جانیکا وعدہ فرما لیا - اور جماعت سیالکوٹ نے نہایت مستعدی اور کمال جوش کے ساتھ سیالکوٹ واپس جاکر مکانات وغیرہ کا انتظام شروع کر دیا - مقدمات سے فرصت پاکر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دار الامان واپس تشریف لے آئے - اور جماعت سیالکوٹ نے پورے انتظام اور تہیہ اسباب کے بعد حضور کی خدمت میں تشریف بری کی تاریخ کے تعین کے لئے درخواست کی اور اپنا آدمی بھیجدیا - چنانچہ ہمارے عزیز بھائی میاں محمد رشید صاحب اس خدمت پر مامور ہو کر قادیان آئے - حضرت حجتہ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت ان دنوں کچھ ناساز تھی - اسلئے فرمایا کہ دو چار روز کے بعد جواب دونگا حضور کا منشاء استخارہ مسنونہ کا ہی تھا گویا بعد استخارہ جواب دیا جاوے گا - آخر ۲۷ - اکتوبر ۱۹۰۴ء تاریخ روانگی مقرر ہوئی - اور حضور نے تاریخ مقررہ پر سب سے پہلی گاڑی میں بٹالہ سے سوار ہونے کے لئے حکم دیدیا -

آپکا خارق عادت استقلال اور جاہ طلبی سے نفرت

میاں محمد رشید صاحب تاریخ لیکر قادیان سے واپس سیالکوٹ کو روانہ ہو چکے تو سیالکوٹ سے ان کے نام ایک کارڈ آیا جس میں یہ خواہش کی گئی تھی کہ حضرت حجتہ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا داخلہ شہر سیالکوٹ میں دن کے وقت ہو اسلئے حضور ایسی گاڑی میں آئیں جو دن کو داخل ہو - سیالکوٹ والوں کو یہ خواہش کئی مصالح پر مبنی تھی - منجملہ اسکے بڑی مصلحت یہ تھی کہ رات کو کثرت انبوہ میں انتظامی مشکلات نہوں - دوسرے حضور کے مشتاق زیارت کثرت کے ساتھ وہاں جمع ہونے والے تھے اور کل شہر اس دن کا انتظار کر رہا تھا اسلئے دن کو یہ نظارہ قابل دید اور اثر انداز ہو سکتا تھا - لیکن سیالکوٹ کی جماعت کا عموماً اور ہمارا خصوصاً ایمان بڑھ گیا جب دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے عزم کو عزم بالجزم ثابت کر دکھایا اگر آپ کی بجائے کوئی دنیوی جاہ و حشم یا استقبال و نمائش کا بھوکا سیاسی گدی نشین ہوتا تو وہ پسند کرتا کہ جسقدر مجمع اوس کے دیکھنے کو آئے

فٹ نوٹ:- چودہ برس پہلے کا ذکر ہے ... چودہ سال میں یہ تعداد ... لاکھ سے بھی بڑھ گئی ہوگی - یاد رہے کہ آنے والے مہمان مریدی نہیں ہوتے - بلکہ ہندو عیسائی مخالف مسلمان سکھ - انگریز سب قسم کے لوگ ہوتے ہیں - ایڈیٹر

اور جسقدر شان و شوکت سے اوسکی سواری نکلے وہ تھوڑی ہے لیکن یہ خدا کا برگزیدہ جو محض اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلقات میں لذت اور ذوق پاتا ہے۔ ایسی شہرت کا حریص اور اسیر نہیں بلکہ وہ کمال ذوق و مستی میں کہتا ہے۔ ؎

بحمد اللہ کہ خود قطع تعلق کرد ایں قومے
خدا از رحمت و احساں میسر کرد خلوت را
نمے باید مرا یکذرہ عزتہائے ایں دنیا
منہ از بہر ماکرسی کہ ماموریم خدمت را
ہمہ خلق و جہاں خواہد برائے نفس خود عزت
خلاف من کہ میخواہم براہ یار ذلت را
حریص عزت و مجدم از اں روزیکہ دانستم
کہ جا در خاطرش باشد دل مجروح غربت را

غرض

حضور نے اپنے اس ارادہ میں ہرگز ترمیم نفرمائی۔ باوصفیکہ سیالکوٹ سے ایک اور آدمی بھی اس غرض سے بھیجا گیا لیکن حضور نے جو عزم کر لیا تھا اسے بدلنا مناسب نہ سمجھا۔ اور حقیقت میں یہ عدم ترمیم اور اہی **نشان نمائی** کا باعث ہوئی جیسا کہ **سیالکوٹ میں داخلہ** کے متعلق ہم دکھائیں گے۔

خدا تعالیٰ کے ماموروں کا استقلال ہی ایک ایسی زبردست کرامت ہوتا ہے جو ناعاقبت اندیش لوگ انہیں مجنوں (دیوانہ) کہہ اٹھتے ہیں۔ اس استقلال میں ایک باریک بھید ہوتا ہے جو اس تعلق کو ظاہر کرتا ہے جو اپنے مولا کریم سے انہیں ہوتا ہے گویا وہ ان امور کو جو دوسروں کی نظر میں وہمی اور شکی ہوتے ہیں اپنی آنکھ سے مشاہدہ کرتے ہیں اسی لئے نہ انکا قدم ہٹتا ہے اور نہ وہ تھکتے ہیں اور نہ درماندہ ہوتے ہیں۔ اس امر کو ہر شخص نہیں سمجھ سکتا البتہ وہ لوگ جو ایمان باللہ کی لذت سے آشنا ہیں اس سے لطف اٹھا سکتے ہیں ضمناً بات آگئی ہے۔ استقلال کی ایسے ایک موقع کا تذکرہ بھی خالی از فائدہ نہ ہوگا جب حضور نے گورداسپور جانے کا ارادہ فرمایا تو اتفاقاً ایسی شدید بارش ہوئی کہ راستے بالکل بند ہو گئے اور اسقدر طغیانی ... کہ یکہ اور گاڑیاں ہرگز چل نہ سکتی تھیں تو اسبار ایڈیٹر الحکم کو اسی پانی میں پیادہ پا بوجہ تاریخ مقدمہ گورداسپور جانا پڑا اور وہاں جا کر جب خواجہ صاحب اور مولانا مولوی محمد علی صاحب سے راستہ کی تکالیف کا ذکر کیا تو وہ بہت گھبرائے اور پھر طرہ یہ ہوا کہ وہ مکان جس کا انتظام کیا گیا تھا عین وقت پر لینے اسی دن اس کے ملنے سے قطعاً مایوسی ہو گئی ایسی صورت میں ہم لوگ جو گورداسپور میں موجود تھے سخت گھبرائے کہ اب کیا ہوگا۔ مکان کا انتظام نہیں راستہ ٹھیک نہیں اور حضرت اقدس کے ہمراہ بچوں اور مستورات کا ساتھ ہے۔ بعد مشورہ یہ رائے ہوئی کہ دو آدمی اسیوقت بھیجے جاویں جو حضرت کو اس سفر سے روک دیں۔ اسوقت حضرت مولوی محمد علی صاحب کی فراست اور ایمان نے بڑا ہی مزا دیا انہوں نے کہا کہ بھیجنے کو آدمی بھیجدو سب کچھ مشکلات عرض کردو مگر یہ قوم (ماموریں) اپنے ارادوں سے **باز نہیں** رہا کرتی کیونکہ ان کا استقلال بھی آراستہ ہوتا ہے آخر وہی ہوا۔ حضرت اقدس راستہ کی ان خطرناک تکالیف پر فتح پاتے ہوئے گورداسپور پہونچ ہی گئے۔ ہماری غرض اس واقعہ سے قصہ گوئی نہیں بلکہ یہ دکھانا مقصود ہے کہ ان لوگوں کا استقلال خارق عادت استقلال ہوتا ہے۔

غرض

حضرت اقدس نے جو گاڑی روانگی کے لئے تجویز کی تھی وہی قایم رکھی اور اس بنا پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ۲۷۔ اکتوبر ۱۹۰۴ء کی صبح کو ۴ بجے کے قریب دارالامان سے روانہ ہوئے۔

روانگی از قادیان

۲۷۔ اکتوبر ۱۹۰۴ء کی صبح کا نظارہ قادیان میں ایک قابل دید نظارہ تھا جبکہ خدا تعالیٰ کا برگزیدہ بندہ اور اُسکا پاک مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سیالکوٹ کے سفر کے لئے دارالامان سے چلنے کو طیار تھا۔ کل احمدی قوم قریباً موجود تھی۔ کچھ تو حضرت اقدس کی مشایعت کے لئے اور کچھ آپ کے ہمراہ جانے کو طیار تھے۔ مدرسہ کے بہت سے طالب علم اور استاد اور بہت سے لوگ بٹالہ تک آپ کے ہمراہ چلنے کو آمادہ تھے۔ بہرحال ۴ بجے کے قریب اعلیٰ حضرت اپنے خدام کے زمرہ میں دارالامان سے روانہ ہوئے۔ ایک درجن سے زیادہ یکے خدام حضور کے ہمراہ تھے اس سفر میں حضور کے ہمراہ حضرت ام المومنین علیہا السلام اور خاندان رسالت کے دوسرے ممبر بھی تھے۔ اسلئے رتھ کے علاوہ فینس بھی ساتھ تھی۔ یہ شاندار قافلہ جس میں خدا تعالیٰ کا برگزیدہ مسیح موعود جا رہا تھا عجیب شان سے روانہ ہوا۔

مسیح موعود اور مسیح ابن مریم

مسیح ابن مریم کو بھی بعض اوقات اپنے ملک میں سفر کرنا پڑا تھا اور انکی جو حالت ہوتی تھی وہ ان لوگوں سے جنہوں نے انجیل پڑھی ہے پوشیدہ نہیں ہے۔ یہانتک کہ کوئی انہیں جانتا بھی نہ تھا۔ سب سے زیادہ جلال انجیل میں وہ بیان کیا گیا ہے جب وہ ایک گدھی کے بچے پر سوار جا رہے تھے۔ اسکے مقابلہ میں حضرت مسیح موعود کو وہ جلال اور شوکت نصیب ہوئی ہے جسکے لئے ہم مبالغہ نکتے ہیں کہ صاحب انجیل کو ہرگز نہیں ملی بلکہ اس کا عشر عشیر بھی نہیں ملا۔ اور اصل بات یہ ہے کہ جیسا کہ صحف سابقہ سے معلوم ہوتا ہے حضرت مسیح کی دو آمدوں کا ذکر پایا جاتا ہے۔ ایک تو وہ پہلی آمد ہے اور دوسری وہ آمد ہے جو جلالی اور پر **شوکت** آمد ہے۔ خود عیسائیوں نے بھی اسی امر کا اعتراف کیا ہے اور یہ اعتراف انکو مجبوراً کرنا پڑا ہے کیونکہ پہلی آمد بھی کمزور اور ناقص تھی کہ آخر انکو اس جلال و شان کو دوسری آمد پر ملتوی کرنا پڑا اور حقیقت بھی اسیطرح پر ہے۔ دراصل ساری شان و شوکت اور جلال اسی دوسری آمد کے لئے رکھا گیا تھا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حصہ میں آئی ہے۔ یہی وجہ ہے جو خدا کا برگزیدہ کہتا ہے۔ ؎

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو ✦ اس سے بہتر غلام احمد ہے

بہرحال ایک عجیب شان کے ساتھ حضور روانہ ہوئے۔

حضور کا پیادہ پا سفر

اعلیٰ حضرت کی ہمیشہ سے عادت ہے کہ آپ چہل قدمی کرتے رہتے ہیں اور گو ایک عرصہ سے سلسلہ سیر صبح کا بند ہے۔ مگر اس میں کوئی کلام نہیں کہ حضور کو اس امر کا خاص شوق ہے اور یہ طریق آپکی صحت کے لئے علی العموم عمدہ اور مفید ہے۔ جب سے حضور نے ہوش سنبھالا ہے اور تنہائی اختیار کی ہے یہ معمول آپکا ثابت ہے کہ بیت الذکر کے سامنے صحن میں ہمیشہ ٹہلتے رہتے تھے بلکہ ہمارے ناظرین اس بات کو سنکر حیران ہونگے کہ آپ اکثر تالیفات کا کام بھی ٹہل کر ہی کیا کرتے ہیں صحن کے دونو طرف چھوٹے چھوٹے طاقچوں میں دوات رکھی اور ٹہلتے ٹہلتے لکھتے گئے۔ ٹہل کر پڑھنا تو اکثر نے سنا ہوگا مگر یہ کم دیکھا یا سنا ہوگا کہ ٹہل کر لکھا بھی جاتا ہے غرض اسی عادت اور مذاق کے موافق نصف راستہ طے کر لینے کے بعد حضور نے پا پیادہ سفر اختیار کیا اور پالکی سے اتر کر پیدل چلتے رہے اور آپکے ساتھ بہت بڑا مجمع خدام کا بھی پیدل چلتا رہا۔ اور قریب آٹھ بجے کے حضور بٹالہ پہنچ گئے۔

بٹالہ سٹیشن

بٹالہ ریلوی سٹیشن سے سیالکوٹ تک ایک سکنڈ کلاس اور ایک تھرڈ کلاس ریزرو کرائی گئی تھی بٹالہ سٹیشن پر جماعت بٹالہ نے آکر شرف نیاز حاصل کیا۔ ایک صاحب نے عرض کیا۔

"کہ ہم چاہتے ہیں کہ کوئی محنت و تکلیف نہ اٹھانی پڑے اور کمال حاصل ہو جاوے"

اسپر حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

حصول کمال کیلئے مجاہدہ شرط ہے

کہ اس قسم کے لوگ ہمیشہ گذرے ہیں جو چاہتے ہیں کہ بغیر کسی قسم کی محنت اور تکلیف اور سعی اور مجاہدہ کے وہ کمالات حاصل کرلیں جو مجاہدات سے حاصل ہوتے ہیں صوفیاء کرام کے حالات میں لکھا ہے کہ بعض لوگوں نے آکر ان سے کہا کہ کوئی ایسا انتظام ہو کہ ہم پھونک مارنے سے ولی ہو جاویں۔ ایسے لوگوں کے جواب میں انہوں نے یہی فرمایا ہے کہ پھونک کیواسطے بھی تو قریب ہونے کی ضرورت ہے کیونکہ پھونک بھی دور سے نہیں لگتی۔

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی یعنی کوئی انسان بغیر سعی کے کمال حاصل نہیں کر سکتا۔ یہ خدا تعالیٰ کا مقرر کردہ قانون ہے پھر اس کے خلاف اگر کوئی کچھ حاصل کرنا چاہے تو وہ خدا تعالیٰ کے کاموں کو توڑتا ہے اور اسے آزماتا ہے اسلئے محروم رہیگا۔ دنیا کے عام کاروبار میں بھی تو یہ سلسلہ نہیں ہے کہ پھونک مار کر کچھ حاصل ہو جائے یا بدون سعی اور مجاہدہ کے کوئی کامیابی مل سکے۔ دیکھو آپ شہر سے چلے تو سٹیشن پر پہونچے اگر شہر سے ہی نہ چلتے تو کیونکر پہونچتے۔ پاؤں کو حرکت دینی پڑی ہے یا نہیں اسی طرح سے جسقدر کاروبار دنیا کے ہیں سب میں اول انسان کو کچھ کرنا پڑتا ہے جب وہ ہاتھ پاؤں ہلاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ بھی برکت ڈالدیتا ہے اسی طرح پر خدا تعالیٰ کی راہ میں وہی لوگ کمال حاصل کرتے ہیں جو مجاہدہ کرتے ہیں۔ اسلئے فرمایا ہے۔ وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا پس کوشش کرنی چاہیئے کیونکہ مجاہدہ ہی کامیابیوں کی راہ ہے۔

اس قسم کے ذکر اذکار اور خدام کی ملاقات میں گاڑی کا وقت آپہونچا۔ اور **دس بجے** کے قریب گاڑی نے روانگی کا وسل دیا۔ **پلیٹ فارم** پر ایک خاص اژدحام تھا۔ اور عام لوگ حضرت اقدس کی زیارت کر کے سرور حاصل کر رہے تھے۔ قادیان کی جماعت جو سٹیشن تک حضرت اقدس کو چھوڑنے گئے تھے واپس روانہ ہوگئی اور چند ہی منٹ کے اندر گاڑی سٹیشن سے نکل کر آخر نظروں سے غائب ہوگئی اور خدا کا محبوب امرتسر کی طرف روانہ ہوا۔

امرتسر ریلوی سٹیشن

بٹالہ سے گاڑی روانہ ہو کر درمیانی سٹیشنوں سے گذرتی ہوئی ۱۱ بجے کے قریب امرتسر پہونچی۔ امرتسر کی جماعت نے پہلے ہی حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں بذریعہ عریضہ عرض کر رکھا تھا کہ وہ کھانا لیکر حاضر ہونگے۔ اور حضرت نے ان کی دعوت کو منظور فرمایا تھا گاڑی کے پہونچنے سے پہلے ہی امرتسر کی جماعت سٹیشن پر استقبال اور حصول زیارت کے لئے حاضر تھی۔

لیکن حضرت اقدس کا نام اور دعوی کوئی ایسی چیز نہیں جو لوگوں کو اپنی طرف متوجہ نکرے اسلئے گاڑی کے پہونچتے ہی ہر طرف سے لوگ دوڑے ہوئے گاڑی کے (کمرے کے) گرد آ کھڑے ہوئے اور خود احباب کو مصافحہ کرنا مشکل ہو گیا ایک دوسرے سے پہلے چاہتا تھا کہ میں آگے بڑھوں۔ جن لوگوں نے یہ نظارہ دیکھا ہے خوب سمجھ سکتے ہیں کہ کس قدر کشش دلوں میں پیدا ہو گئی تھی۔ موافق تو موافق مخالف بھی کھچے چلے آتے تھے۔ اس مقام پر کچھ لوگوں نے حضرت کے سلسلہ میں بذریعہ **بیعت** شامل ہونے کا فخر حاصل کیا امرتسر کی جماعت نے مسافران سیالکوٹ کو بڑی فیاضی اور کثرت اخلاص سے گاڑیوں میں کھانا کھلا دیا۔ گاڑی کی روانگی تک ایک میلہ سا لگا رہا۔ جو لوگ گاڑیوں میں سوار ہوچکے ہیں وہ جانتے ہیں کہ اسوقت۔ مستقل سے مستقل مزاج ایک قسم کی گھبراہٹ اور جلدی میں ہوتا ہے۔ کہ مبادا سوار ہونے سے رہ نہ جاؤں۔ لیکن اس **وجود** میں کچھ ایسی خوبی اور جذب تھا کہ دیوانہ وار مسافر اس کی طرف تکتے تھے اور انہیں یہ خیال ہی نہ ہوتا تھا کہ گاڑی میں سوار ہونا ہے۔ کاش وہ لوگ جو مخالفت پر اٹھے ہوئے ہیں ان باتوں پر غور کریں اور سوچیں کہ کیا یہ جذب کشش کسی مفتری منصوبہ ساز کو دیا جاتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

۱۲ بجے کے بعد گاڑی نے امرتسر سٹیشن کو چھوڑا اور بہت سی روحوں کو اسی شوق میں مضطرب چھوڑ کر آگے نکل گئی۔

اٹاری سٹیشن

اس دن ریلوی لائن کے اردگرد کے دیہات میں

کچھ ایسی ہوا چلی ہوئی تھی کہ گاڑی کے سٹیشن پر پہونچنے سے پہلے ہی ایک معمولی سے معمولی سٹیشن پر بھی ایک خاصہ اژدہام اور ہجوم زائرین کا ہوتا تھا حالانکہ کوئی شخص کسی کو کہنے نہیں گیا تھا اور ابھی حضور کی روانگی کی خبر عام طور پر شائع بھی نہ ہو چکی تھی اس سٹیشن پر بھی غیر معمولی مجمع ...... پر موجود تھا لیکن ہم افسوس سے ظاہر کرتے ہیں کہ اتاری کے سٹیشن ماسٹر نے چند آدمیوں کو صرف اندر آنے کی اجازت دی یہ بڑا بھاری روحانی ظلم ہے جو ان لوگوں پر کیا گیا ہے جنکو باہر رکھا گیا اگرچہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے نیک ارادوں کیوجہ سے ثواب حاصل کرنے والے انشاء اللہ تعالیٰ ٹھہر گئے لیکن **سٹیشن ماسٹر** صاحب کی بیجا سختی نے ان کو اس مقصد عظیم سے روکے رکھا جسکے لئے وہ آئے تھے ریلوے اتھارٹیز کو ایسے امور پر نوٹس لینا چاہئے اگر ایسے سٹیشنوں پر پلیٹ فارم ٹکٹ نہ ہوں تو کیوں **اجازت** لے کر اندر جانے والوں کو روکا جاوے بحالیکہ وہ ایک نیک غرض اور پاک مقصد کے لئے جاتے ہوں دنیا میں تو ممکن ہے کہ ایسے سٹیشن ماسٹر سے کوئی استفسار نہ ہو لیکن خدا تعالیٰ کے حضور وہ ضرور **یصدون عن سبیل اللہ** کے زمرہ میں جوابدہ ہوگا - بہرحال جن لوگوں کو اندر آنے کی اجازت دی گئی تھی وہ نہایت اخلاص سے آکر ملے اور پانچ احمدی بھائیوں اور اپنے سید و مولا امام کے حضور انہوں نے دودھ کی دعوت پیش کی - جزاہم اللہ احسن الجزاء - اور ساتھ ہی ٹکٹ لیکر خود بھی سوار ہو گئے اور اس چند منٹ کی صحبت احباب کو بھی انہوں نے اکسیر سمجھا -

وارگا سٹیشن

وارگا ایک مختصر سا فلیگ سٹیشن ہے وارگا ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جہاں عیسائیوں نے اپنا احاطہ بنایا ہوا ہے اور کچھ مشنری عورتیں یہاں رہتی ہیں ان کی سعی اور کوشش نے یا بالفاظ دیگر انکے مفاد کے لئے یہ سٹیشن بنا ہوا ہے - اس سٹیشن پر خدا کے فضل و کرم سے بابو محمد ایوب بکنگ کلرک احمدی ہے جسے ریلوی کے کام کی کثرت کی وجہ سے شاید بہت کم فرصت قادیان آکر حضرت کی زیارت کی ملتی اور اس تقریب پر اس جنگل میں پڑی ہوئی روح کو سیراب ہونے کا موقع خود بخود مل گیا -

میانمیر

ایک بجے کے بعد گاڑی میانمیر سٹیشن پر پہونچی - جو ایک فوجی چھاؤنی ہے احمدی جماعت اس مقام پر اترکر دوسری گاڑی میں واپس ہوئی یہاں بھی بعض مخلصین کو زیارت کا شرف حاصل ہوا -

لاہور سٹیشن

ریلوی سٹیشن پر یوں تو عام طور پر ایک عجیب دلکش نظارہ ہوتا ہے - لیکن آج غیر معمولی رونق اور ہیلپر بہار تھی - احمدی جماعت تو لازماً موجود تھی مگر دوسرے لوگ بھی جو مذہبی معاملات سے دلچسپی رکھتے ہیں سٹیشن پر حضرت اقدس کی زیارت کو موجود تھے لاہور کے ریلوی سٹیشن پر اس کثرت سے اژدحام تھا کہ وہاں کے روزانہ پیسہ اخبار کو بھی باوجود مخالفت کے اسکا اعتراف کرنا پڑا ہے اور ابھی تقریباً دو مہینے قبل حضرت اقدس لاہور میں رہ کر آئے تھے اس صورت میں اگر قیام لاہور میں آپ کو پوری کامیابی نہ ہوئی ہوتی تو چاہئیے تھا کہ اسوقت دوسرے مذاہب کے لوگوں میں سے ایک بھی وہاں نہ ہوتا لیکن احمدیوں کے سوا ہندو و مسلمانوں کے فہمیدہ لوگوں کا ایک خاصہ مجمع اس تقریب پر تھا جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اقدس کے نام میں کچھ عجیب کی تاثیر اور جذب ہے جو مخالف سے مخالف کو بھی اپنی طرف متوجہ کئے بغیر نہیں چھوڑتا - اور جب ہم آج سے پچیس برس پیشتر پر نظر کرتے ہیں اور حضرت اقدس کے حالات کو سنتے یا پڑھتے ہیں تو اعتراف کئے بغیر چارہ نہیں رہتا کہ یہ اثر اور جذب اسی وقت سے پیدا ہوا ہے جب سے کہ حضرت احدیت نے مامور کر کے اصلاح دنیا کے لئے بھیجا ہے - سچ ہے

برکسے چوں مہربانی مے کنی + از زمینی آسمانی مے کنی

خود کنی و خود کنانی کار را + خود دہی رونق تو این بازار را

غرض ریلوی سٹیشن پر ایک صف آرا فوج معلوم ہوتی تھی جو رب الافواج کے برگزیدہ کے استقبال و زیارت کے واسطے موجود تھی - یہاں بھی مسافروں اور اجنبیوں کا یہ حال تھا کہ خواہ نہ خواہ اسی گاڑی کی طرف متوجہ ہوتے تھے - پولیس نے اپنے فرض منصبی کے لحاظ سے پورا انتظام رکھا - اور یہاں چونکہ گاڑی کو کچھ عرصہ تک ٹھہرنا تھا اسلئے لاہور کی احمدی جماعت کو اچھا موقع حصول ملاقات کا مل گیا -

۲ بجے کے قریب آخر گاڑی نے اس سٹیشن کو بھی الوداع کہا - ہم افسوس کرتے ہیں کہ لاہور کے ریلوی سٹیشن پر بھی بہت سے لوگوں کو اندر آنے سے روکا گیا تھا - اور پلیٹ فارم ٹکٹ بھی بند کر دیا تھا - انگریزی انسپکٹر انتظام کے لئے موجود تھا -

بادامی باغ

بادامی باغ کے سٹیشن پر ہمارے محترم ہمعصر مولوی محمد علی صاحب ایم - اے - ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز نے حضرت اقدس سے نیاز حاصل کیا مولوی صاحب نے سمجھ لیا تھا - کہ لاہور کے سٹیشن پر ملاقات کرنا کوئی سہل امر نہیں ہے اسلئے وہ بادامی باغ آ ملے اور چونکہ مقدمہ کے متعلق انہیں لاہور میں رہ کر کام کرنا تھا اسلئے یہاں سے ہی واپس ہوئے - اور گاڑی حدود لاہور سے نکل گئی - مسافران سیالکوٹ نے گاڑیوں میں ہی نماز ظہر ادا کرنی شروع کر دی -

اسیطرح پر دوسرے سٹیشنوں پر حضرت کی زیارت کے لئے لوگ آتے تھے - آخر گاڑی گوجرانوالہ کے سٹیشن پر پہونچی -

گوجرانوالہ

گوجرانوالہ کے سٹیشن پر بہت بڑا مجمع خاص گوجرانوالہ کے علاوہ اردگرد کے دیہات سے آئے ہوئے لوگوں کا موجود تھا بیان کرنیوالے کہتے ہیں کہ اس مجمع کی تعداد کسی حالت میں سات آٹھ سو سے کم نہ ہوگی - اس مجمع میں کثرت کے ساتھ اہل ہنود بھی تھے - حضرت اقدس کی گاڑی کے سامنے ایک میلہ لگا ہوا تھا - احمدی احباب نے مصافحہ کیا اور خدا کے برگزیدہ پر سلام کہا وقت معینہ پر گاڑی یہاں سے بھی چلی گکھڑ کے سٹیشن پر بھی باوجودیکہ وہ ایک چھوٹا سا سٹیشن ہے پچاس سے زیادہ آدمیوں کا مجمع تھا - جس **شوق** جوش اور اخلاص سے یہ لوگ آتے تھے اور گاڑی کی طرف لپکتے اور دوڑتے تھے وہ نظارہ کچھ قابل دید ہی تھا - اسے کسی جرنلسٹ کا قلم تو کیا شاعر کی بلند پروازی بھی ادا نہیں کر سکتی -

ان زائرین کو بھی چند منٹ کی ملاقات کے بعد شوق زیارت تیز کر کے گاڑی نے وہیں چھوڑا اور وہ سراسیمہ ہو کر دوڑتی ہوئی گاڑی کی طرف دیکھتے رہے اور گاڑی سیٹیاں مارتی ہوئی گویا خدا کے محبوب کو اپنا سوار سمجھکر اتراتی ہوئی سٹیشن سے نکل گئی - اور تھوڑی دیر کے بعد وزیر آباد سٹیشن پر جا کر کھڑی ہوئی -

وزیر آباد ریلوی سٹیشن

وزیر آباد ایک جنکشن سٹیشن ہے جہاں سے سیالکوٹ کی طرف گاڑی جاتی ہے - اور ایسا ہی لائل پور وغیرہ کیطرف بھی یہاں ہی سے گاڑی جاتی ہے - غرضیکہ یہی وہ سٹیشن ہے جہاں سے حضرت اقدس نے سیالکوٹ کی طرف جانا تھا اور سیالکوٹ یہاں سے قریباً ایک گھنٹہ کی راہ تھی -

اس سٹیشن پر بہت بڑا مجمع زائرین کا موجود تھا - اور جب ہم یہ معلوم کرتے ہیں کہ وزیر آباد میں ابھی احمدی جماعت کی تعداد بہت تھوڑی ہے تو اس کثرت سے آئے ہوئے لوگوں کا دیکھنا حیرت میں ڈالتا تھا - اور خصوصاً اس وجہ سے بھی کہ وزیر آباد میں حافظ عبد المنان جیسا مخالف موجود ہے - اور وہ اپنی جگہ اپنا فرض سمجھتا ہے کہ لوگوں کو سلسلہ عالیہ سے بدظن کرتا رہے اور کوئی دقیقہ کوشش کا داخل ہونے سے روکنے میں اٹھا نہ رکھے -

وزیر آباد کے سٹیشن پر اسقدر انبوہ فی الحقیقت غیر معمولی بات تھی - جس سے خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندہ کی عظمت اور شوکت کا پتہ لگتا تھا - چونکہ ریزرو ڈ گاڑیوں کو کاٹ کر اس ٹرین کے ساتھ لگانا تھا - جو سیالکوٹ جانے والی تھی - اسلئے ان گاڑیوں کو دور نالہ پلکو کے پل تک لیجانا پڑا - اس وقت خیال کیا جاتا تھا کہ اب لوگ الگ ہو جائینگے مگر لوگوں کا بڑھا ہوا شوق گاڑی کے دونوں طرف انکو لے بھاگا اور انہوں نے یہ بھی خیال نہیں کیا کہ مبادا ہم کچلے جائیں - گاڑی کے ساتھ ساتھ دونوں طرف مخلوقات بھاگی جاتی تھی - آخر وہ گاڑیاں کاٹ کر سیالکوٹ والی ٹرین سے لگا دی گئیں اور لوگوں کا ہجوم بدستور اسوقت تک رہا جب تک کہ گاڑی سٹیشن سے نکل گئی -

وزیر آبادی احباب کی دعوت

اس امر کا اظہار اس موقع پر نکرنا غالباً سخت ناانصافی ہوگی کہ ہماری وزیر آبادی جماعت کے معزز رکن شیخ غلام رسول اور شیخ احمد جان صاحب مالکان کارخانہ سوڈا واٹر نے نہایت فراخدلی کے ساتھ حضرت اقدس اور آپ کے ہمراہی جماعت کی دعوت لیمونیڈ سے کی - کثرت کے ساتھ انہوں نے پانی کی بوتلیں اپنے بھائیوں کی خدمت میں پیش کیں یہہ **اخوت** یہ محبت بجائے خود حضرت اقدس کی سچائی کا ثبوت ہے کہ اس شخص کی تعلیم میں وہ اثر اور قوت ہے کہ مختلف طبقات کے لوگوں کو ایک کر دیا ہے اور امیر غریب سب ایک پلیٹ فارم پہ کھڑے کر دئیے ہیں غرض گاڑی سیالکوٹ کی طرف روانہ ہوئی - چونکہ کثرت مخلوق اور ہجوم میں بہت سے لوگوں کو حضرت اقدس سے مصافحہ کرنے کا شرف نہ مل سکا تھا اسلئے اکثر احباب ساتھ ہی گاڑی میں سوار ہو گئے اور سیالکوٹ اور وزیر آباد کے درمیانی سٹیشنوں پر جہاں جسکو موقع ملا اس سعادت سے بہرہ اندوز ہوا -

سوہدرہ

سوہدرہ ایک چھوٹا سا سٹیشن ہے جہاں گاڑی بہت ہی کم عرصہ غالباً منٹ دو منٹ کھڑی ہوتی ہوگی اس دو گھڑی دھوپ اور کم فرصتی کو بھی غنیمت پاکر اکثر خدام حضرت نے شرف نیاز حاصل کر لیا - علیٰ ہذا القیاس دوسرے سٹیشنوں پر بھی ایسا ہی ہوتا رہا - آخر منزل مقصود آ پہونچا - یعنی

سیالکوٹ ہاں پیارا سیالکوٹ - بلکہ مبارک سیالکوٹ

سیالکوٹ کے متعلق ہم نے جو یہ الفاظ لکھے ہیں انہیں مبالغہ نہیں بلکہ انکی تہ میں حقیقت ہے جو ہم بعد میں انشاء اللہ بیان کریں گے -

سیالکوٹ ریلوی سٹیشن

سیالکوٹ ریلوی سٹیشن کا نظارہ کچھ ایسا قابل دید تھا کہ کسی جادو نگار کا قلم اور نازک خیال شاعر کا دماغ بھی اس نظارہ کو ادا کرنے کے قابل نہیں - پھر کہا جاتا ہے کہ مصوّر اور فوٹوگرافر کسی نظارہ کو اچھی طرح دکھا سکتا ہے - مگر اے ہمارے پڑھنے والو یقیناً سمجھو کہ اس مقام پر مصوّر کا قلم بھی ٹوٹ جاتا ہے - اور فوٹوگرافر بھی (باوصفیکہ آج اس فن میں بڑی بڑی ترقیاں ہوئی ہیں) کمال دکھانے سے عاجز ہے - وہ نظارہ فی الحقیقت **قابل دید** ہی تھا -

اس نظارہ کے دیکھنے والے ایک دو نہیں ہزارہا انسان تھے پھر انہیں ہر طبقہ اور ہر عمر کے لوگ تھے - سید ہے سادے پرانے زمانہ کے بڑے بوڑھے - بچے نوجوان - امیر - غریب - حکام - حضرت اقدس کے مخلص - مخالف - ہندو - مسلمان - سکھ - پھر انہیں سے عالم و جاہل - شاعر - صوفی اور خلاصہ مزاج - غرض ہر قسم کے لوگ تھے اور ہر ایک اپنی اپنی نظر اور آنکھ سے اس نظارہ کو دیکھ رہا تھا پھر اسقدر متضاد خیالات متضاد طبیعتوں کے لوگوں کے **نکتہ خیال** کو آن واحد میں پا جانا ایک معمولی جرنلسٹ کے لئے آسان نہیں ہے -

لیکن ہم اپنے ناظرین کو مایوس کرنا نہیں چاہتے ہم انہیں مختلف نظروں سے اس نظارہ کو خدا تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ کر کے دکھانے کی کوشش کرینگے ممکن ہے کہ ہم اس میں پورے کامیاب نہ ہوں کیونکہ بہرحال وہ پھر ہماری **اپنی نظر ہے** - لیکن **مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ** - ہمارے ناظرین

ہماری آنکھ سے مختلف نظروں کو معائنہ کریں - اور یہ بھی کسی تائید یافتہ روح کے فیض کا اثر سمجھیں جو ایک کمزور شخص مختلف نظروں کو آن واحد میں ایک نظر سے دیکھ لیتا ہے -

سیالکوٹ ریلوی سٹیشن کا نظارہ عام نظر میں

ہر چند جماعت سیالکوٹ نے کوشش کی تہی کہ اعلیٰ حضرت حجتہ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی ایسی گاڑی میں وہاں پہونچیں جو دن کے وقت سیالکوٹ پہونچتی ہو لیکن ہم پہلے ذکر کر آئے ہیں کہ اعلےٰ حضرت نے کسی حال میں بہی اپنے پروگرام کو نہیں بدلا اور جس گاڑی میں روانہ ہونیکا عزم فرما چکے تہے اسی گاڑی میں روانہ ہوئے اور یہ گاڑی سیالکوٹ سٹیشن پر چھ بجے کے بعد پہونچی جب کہ آفتاب غروب ہو چکا تہا اور تاریکی اپنا اثر سطح زمین پر ڈال رہی تہی -

ایسی حالت میں ایسے وقت میں لوگوں کا اپنے کاروبار چہوڑ کر سٹیشن پر حضرت اقدس کی زیارت کے لئے آنا کوئی معمولی بات نہ تہی - اصل تو یہ ہے کہ یہ لوگ اپنی جگہ کچھ ایسے کہنچ گئے تہے کہ وہ رک سکتے ہی نہ تہے - جس طرف نظر جاتی تہی آدم زاد ہی آدم زاد نظر آتا تہا - ہمارے احباب سیالکوٹ کو غالباً اس نظارہ کو دیکھ کر اپنی اس تجویز یا خیال پر ضرور تاسف ہوا ہو گا جو انہوں نے حضرت اقدس کے دن کی گاڑی میں آنے کے متعلق سوچا تہا کیونکہ اسوقت کی بیشمار مخلوق کا جمع ہو جانا انکی امیدوں سے بڑہا ہوا تہا - بلکہ ہم صاف طور پر یوں کہیں کہ انکا ایمان بڑہ گیا ہو گا - کیونکہ گاڑی کے پہونچنے کا یہ وقت ایسا تہا جبکہ لوگ اپنے دن کے کاروبار سے فارغ ہو کر آرام کرنے کے لئے گہروں کو جاتے ہیں مگر آج انہیں کوئی غیر معمولی کشش تہی جو انکو بجائے آرام کرنے کے دکھ اٹھانے کے لئے کہینچے لاتی تہی کیونکہ وہ بخوبی جانتے تہے کہ اسقدر انبوہ اور ہجوم میں آرام کے ساتھ چلنا ناممکن ہے انہیں علم تہا کہ دھکے پڑیں گے اور پولیس اپنے فرض منصبی کے لحاظ سے امن قایم رکہنے کے لئے مناسب موقع کارروائی سے کام لے گی - لیکن ان لوگوں کو پولیس کی جہڑکیاں اور گہرکیاں ایک دوسرے کے دھکے کہانے منظور تہے دن بہر کی کوفت میں اس کوفت اور تکان کا اضافہ پسند خاطر تہا لیکن سٹیشن پر

مرزائے ما

کو دیکھنا ضروری تہا - تہوڑی دیر کے لئے اس امر پر سوچو کہ اگر یہ جذب اور کشش **حضرت مسیح موعود** کا نہ تہا تو کون تہا جو شہر میں منادی کرنے گیا تہا - کہ تم شام کو چھ بجے کے بعد (جبکہ دن بہر کی محنت مزدوری سے تہکے ماندہ ہو کر آرام کرنے جاتے ہو) گہر کی بجائے سٹیشن پر آجانا اگر عام طور پر منادی بہی کرائی جاتی اور لوگوں کا **فرض** قرار دیا جاتا بلکہ کچھ سزائے جرمانہ ہی مقرر ہو جاتی کہ جو نہ آئے گا اسے سزا دیجائے گی - اور مسیح موعود کی بجائے کوئی اور شخص آنیوالا ہوتا تو ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ بہت سے لوگ جرمانہ ادا کرنا پسند کرتے لیکن نہ آتے پر نہ آتے - برخلاف اس کے آج سے ایک ہفتہ سے بہی زاید عرصہ پہلے سے مخالف مولویوں اور **یصدون عن سبیل اللہ** کے مصداق لوگوں نے بہت کوشش کی تہی کہ کوئی شخص سٹیشن پر نہ جاوے اور اگر کوئی مسلمان وہاں گیا تو اس کی بیوی پر طلاق واقع ہو جائیگی اس قسم کے اقرار اور حلف لوگوں سے ان دشمنان حق نے لئے تہے لیکن دلوں میں کچھ ایسی زبردست تحریک اور جوش تہا کہ انہوں نے ان لوگوں کے فتویٰ کے موافق طلاق واقعہ کر لینا آسان سمجھا لیکن یہ اپنی روح پر گراں سمجھا کہ وہ سٹیشن پر نہ آئیں -

ایسی حالت کا اندازہ کرکے اور اس مخالفت کے جوش کو دیکھ کر خدا کے **محبوب** کی عظمت اور بہی دل میں بڑہ جاتی ہے اور سچ مچ یقین نہیں بلکہ **عین الیقین** ہو جاتا ہے کہ یہ **جذب** اور کشش اسی کی راستبازی اور حقانیت کا تہا - جو ہزاروں ہزار سلاسل کو توڑ کر کہینچ لاتا تہا -

فَحَانَ اَنْ تُعَانَ وَتُعْرَفَ بَیْنَ النَّاسِ

براہین احمدیہ میں عرصہ دراز گذرتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے بندہ کو مندرجہ حاشیہ الفاظ میں بشارت دی تہی کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ تو لوگوں میں شناخت کیا جاوے اور تیری مدد کیجاوے - پس اس سے بڑھ کر **تُعْرَفَ بَیْنَ النَّاسِ** کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے - ہم **اہل دل** اور **اہل انصاف** لوگوں کے پاک جذبات کو اپیل کرنا چاہتے ہیں کہ پچیس سال پیشتر ایک شخص اس امر کو شایع کرتا ہے اور آخر وہ پیشگوئی بلا تفاوت موئے اسی رنگ میں پوری ہوتی ہے -

غرض

اس نظارہ کو جب ہم عام نظر سے دیکھتے ہیں اور مولویوں اور مخالفوں کے مسلمانوں سے سٹیشن پر نہ آنے کے عہد اور قسم لے لینے کے بعد اسقدر مجمع کو پاتے ہیں تو اللہ تعالےٰ کی جناب میں بے اختیار سر جہک جاتا ہے - اور اسکی قدرت کا تماشا نظر آتا ہے کہ لاریب

برکسے چوں مہربانی میکنی
از زمینی آسمانی میکنی

سٹیشن پر اور سٹیشن سے شہر تک مخلوقات کا اندازہ بروایات مختلفہ ۱۲ سے پندرہ ہزار تک کیا گیا ہے اور یہ کہنا تو ہرگز مبالغہ نہیں کہ جس راہ سے آپ شہر میں داخل ہوئے - اس راہ پر سٹیشن سے لیکر فرودگاہ تک دوکانوں اور مکانوں کی چہتوں اور بازار کے دور و یہ میں آدم زاد کے سوا اور کچھ نظر نہ آتا تہا - اور اس حصہ کی تمام مخلوق گویا باہر تہی -

سٹیشن پر انتظام

سیالکوٹ کے مقامی حکام خصوصاً صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر اور صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس خاص شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے قیام امن اور انتظام کے لئے پہلے سے پوری تدابیر کی ہوئی تہیں - اسقدر انبوہ میں ممکن تہا کہ کسی نہ کسی قسم کی کوئی بد نظمی ہو مگر حکام سیالکوٹ نے اپنے حسن انتظام سے اسکو ناممکن کر دکھایا - انہوں نے جو کچھ کیا اپنے فرض منصبی کے لحاظ سے کیا لیکن وہ پھر بہی ہماری خاص شکر گذاری کے قابل ہیں اور خدا کرے کہ ایسے حکام ہر جگہ ہوں - ہمارے مخدوم آغا محمد باقر خان صاحب آنریری مجسٹریٹ سیالکوٹ بہی ہمہ تن انتظام میں مصروف تہے - اس نوجوان رئیس کو ایسا مستعد اور خوش اخلاق پاکر ہماری طبیعت میں خاص ذوق پیدا ہوا اور آرزو ہوئی کہ اللہ تعالےٰ ہمارے نوجوان مسلمان رئیسوں کو اس قسم کی مستعدی اور خوش اخلاقی اور اپنی اصلاح نفس کا خیال عطا کرے - کیونکہ یہی لوگ قوم کا سر ہیں -

بہر حال انتظامی حالت قابل اطمینان ہی نہ تہی بلکہ قابل شکر گذاری تہی -

انتظام روشنی

شام کے بعد چونکہ وہاں گاڑی پہونچی تہی اور تاریکی دمبدم پہیلتی جاتی تہی جماعت سیالکوٹ نے روشنی کا کافی انتظام کر دیا تہا - اور حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد پر بطور خیر مقدم مہتابیاں چہوڑی گئیں ہم نے اس نظارہ کو مختلف رنگوں اور نظروں سے دکھانا چاہا ہے اور اس لئے عام نظر کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسپر مختلف نظریں ڈالنے کے لئے وہ مقام رکہیں جہاں ہم لیکچر کا تذکرہ کریں گے - کیونکہ وہ دونوں نظارہ ایک ہی قسم کے ہیں -

اَلْمُخْتَصَر

سٹیشن پر بڑا ہجوم تہا - اور اس ہجوم کے حسب حال مقامی حکام کا پورا انتظام تہا - احمدی جماعت نے اس پلیٹ فارم پر جہاں ریزرو گاڑیاں کہڑی ہوئی تہیں جو احاطہ سٹیشن کے دوسری طرف سرائے مہاراجہ صاحب جموں و کشمیر کے منصل لب سڑک واقع ہے) روشنی کا پورا انتظام کر رکہا تہا - جیساکہ ہم بیان کر چکے ہیں -

شہر کو روانگی

پورے انتظام کے ساتھ بیشمار مخلوق کو ایک طرف کرکے پلیٹ فارم کا وہ حصہ بالکل خالی کرا لیا گیا اور عین گاڑی کے دروازہ پر حضرت کی سواری کی گاڑی لا کر کہڑی کر دی گئی اور حضرت حجتہ اللہ اور ام المومنین اور دوسرے ممبران خاندان رسالت جدا جدا گاڑیوں میں امن اور آرام کے ساتھ سوار ہو گئے -

اور جب سب احمدی احباب جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ سیالکوٹ گئے تہے آرام سے گاڑیوں میں سوار ہو گئے تو یہ شاندار جلوس پولیس اور مقامی حکام کے مناسب موقع انتظام کے ساتھ شہر کی طرف روانہ ہوا - گاڑیوں کے آگے مہتابیاں چہوڑی جاتی تہیں اور گاڑیوں کے دونوں طرف وہ ہزارہا مخلوق ساتھ ساتھ بہاگی جاتی تہی - خدا کا جری ایک بہلی گاڑی میں بیٹہا ہوا اس انبوہ و اژدہام میں جا رہا تہا - اور لوگ اس کے دیدار کے لئے دوڑے جا رہے تہے - ہم بلا مبالغہ کہتے ہیں اور سیالکوٹ کی سنجیدہ پبلک اور اسوقت کے ڈیوٹی پر متعین حکام خوب جانتے ہیں کہ اس قسم کا نظارہ پہلے کسی آدمی کے لئے نہیں دیکھا گیا -

یہ گاڑیاں گویا انسانوں کی سڑک پر جاری تہیں راستہ میں ہر در و دیوار اور ہر سقف و مکان پر آدمی ہی آدمی موجود تہے - اور یہ عجیب بات تہی کہ بعض لوگ زیارت کے لئے باوصفیکہ مخالف تہے یہ کہتے تہے کہ ہم تو مرید ہیں ہمیں نہ ہٹاؤ - اس سے اس محبت کا اندازہ ہو سکتا ہے جو خدا تعالیٰ نے عام لوگوں کے دلوں میں ڈال دی تہی - راستہ میں جو لوگ بازاروں کی چہتوں پر تہے انہوں نے ٹہیک اسوقت جب حضور شہر میں داخل ہوئے ایک چراغان کر دی اور یہ ایسا داخلہ معلوم ہوتا تہا جیسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں دس ہزار قدسیوں کے ساتھ داخل ہوئے تہے - ہم اس سر کو بہی بعد میں کسی دوسرے موقعہ پر لکہیں گے - (انشاء اللہ تعالےٰ)

فرودگاہ

فرودگاہ کے لئے جناب حکیم حسام الدین صاحب کا محلہ تجویز ہوا تہا - کل مہمانوں کے لئے کچھ ایسے ملحقہ متصل ملتے جلتے مکانات خالی کرائے گئے تہے کہ وہ سارا محلہ جہاں یہ مہمان فروکش تہے ایک محلہ کی بجائے ایک ہی مکان کا حکم رکہتا تہا -

اعلےٰ حضرت حجتہ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے متعلقین کے لئے میر حکیم حسام الدین صاحب کا ایوان تجویز ہوا تہا - چنانچہ حضور وہاں فروکش ہوئے - اور دوسرے خدام اعلےٰ حضرت اپنے اپنے مقام پر جو پہلے سے انکے لئے تجویز ہو چکے تہے -

سیالکوٹ کی احمدی جماعت کا حسن انتظام اور مہمان نوازی

سیالکوٹ کی جماعت نے حضرت حجتہ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سیالکوٹ تشریف آوری کی دعوت کرتے وقت خوب سمجھ لیا تہا کہ سیالکوٹ میں کس قدر مجمع مہمانوں کا ہو جائے گا - اور سیالکوٹ کی جماعت نے لاہور میں آکر اس مجمع کو دیکھ بہی لیا تہا

لاہور میں بحالیکہ حضرت اقدس کی تشریف بری ہوئی تھی اور انکی خبر لیں میں احباب کو پہونچی پھر بھی ایک معقول تعداد احباب کی جمع ہوگئی تہی لیکن سیالکوٹ میں جماعت سیالکوٹ نے خوب سمجھ لیا تہا کہ یہاں لاہور کی نسبت مجمع احباب کثرت سے ہوگا - کیونکہ سیالکوٹ ایک طرح پر مرکز) میں واقع ہے اور گوجرانوالہ گجرات - جہلم وغیرہ اضلاع کی جماعتیں سہولت سے وہاں حاضر ہوسکتی تہیں - اس لئے اہل سیالکوٹ کو لاہور کی نسبت بہت بڑے پیمانہ پر مہمان نوازی اور آسائش احباب کا انتظام کرنا پڑا تہا - اور انہوں نے پہلے ہی سے ان امور کو سوچ لیا تہا - علاوہ بریں لاہور میں جو بعض احباب کو بعض امور میں شکایت پیدا ہوگئی تہی ان امور کو بہی جماعت سیالکوٹ نے مدنظر رکھ لیا تہا - حقیقت یہ ہے کہ ایسے مجموں کا انتظام اور انکی آسائش و آرام کا پورا لحاظ رکھنا سہل اور آسان نہیں ہوتا - لاہور میں چونکہ امر اتفاقی تہی اس لئے اگر کوئی وجہ شکایت احباب بہی پیدا ہوئی تو وہ بالکل نظرانداز کرنے کے قابل ہے - اور سیر چشمی سے بعید ہے - علاوہ بریں میزبانوں اور مہمانوں میں فی الحقیقت کوئی تفریق نہ تہی ہم تو ایسے بہی لاہور کی جماعت کی عالی ہمتی کے مجتنے ہیں جو اس نے ہمیں مہمان بنایا بحالیکہ میزبان ہی تہے - سیالکوٹ کی عالی ہمت جماعت نے (جو ہمیشہ سابقت فی الخیرات کی حریص رہی اور خدا کے فضل سے اسے یہ امتیاز بہی حاصل ہوچکا ہے) اتنا بہی گوارا نہ کیا کہ کسی نوع کی تکلیف کسی بہائی کو ہو - انہوں نے اس سے پہلے کہ خدا کا مسیح و مہدی اپنی کثیر التعداد جماعت کو لیکر انکا مہمان ہو ہر قسم کی ضروریات کا کافی سے کافی زیادہ ذخیرہ جمع کر لیا تہا - اور اس سے جہانتک ہم سمجھتے ہیں - انکی غرض کوئی نمود و نمائش نہ تہی بلکہ ایسا خیال بہی انکی نسبت کرنا ہمارے نزدیک بدظنی ہے اصل غرض انکے دلوں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد اکرموا الضیف یعنی مہمانوں کی عزت کرو - کی تعمیل تہی اور خدا تعالیٰ کے برگزیدہ محبوب مسیح و مہدی کی سنت کی تقلید - جو لوگ حضرت حجۃ اللہ کی پاک مجلس میں بیٹھنے کی عزت حاصل کر چکے ہیں اور کثرت سے انہیں موقع ملا ہے - یا جو ہمارے اخبار کے پڑھنے والے ہیں وہ بخوبی جانتے ہیں کہ اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ کے دل میں مہمان کی کسقدر عزت ہوتی ہے وہ انکی خاطر داری اور تواضع کے لئے کسقدر بیقرار ہوتے ہیں بار بار عملہ مہمان خانہ کو تاکید ہوتی ہے کہ کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے پاوے اور مہمانوں کو الگ کہا جاتا ہے کہ یہاں آپ بے تکلفی سے رہیں جس چیز کی ضرورت ہو براہ راست مجہے فوراً اطلاع دو -

غرض ایک دو مرتبہ نہیں بیسیوں مرتبہ حضرت اقدس نے عملہ مہمان خانہ کو تاکید کی ہے - اور اکرام ضیف سنت الانبیا ہمیشہ سے چلی آتی ہے -

پس جماعت سیالکوٹ نے اسی سنت الانبیا پر اور پھر انبیاء علیہم السلام کے زندہ نمونہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت پر قدم مارا - اور مہمانوں کی تواضع اور انکی دلجوئی اور آرام میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا قادیان میں اول اول جب سالانہ تعطیلوں کی تقریب پر احباب جمع ہونے لگے اور اس مدرسہ میں سب کے سب قریباً مبتدی تہے بعض سے چھوٹی چھوٹی باتوں اور کہانے پینے کی قسموں پر کچھ تکرار ہوئی تو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس امر کو نہایت کراہت سے دیکھا اور ایک اشتہار کے ذریعہ جماعت کی اصلاح کی خواہش ظاہر کی اور لکہا کہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا ایمان ہرگز درست نہیں ہوسکتا جبتک اپنے آرام پر اپنے بہائی کا آرام حتی الوسع مقدم نہ ٹہیرادے - اگر میرا ایک بہائی میرے سامنے باوجود اپنے ضعف اور بیماری کے زمین پر سوتا ہے - اور میں باوجود اپنی صحت و تندرستی کے چارپائی پر قبضہ کرتا ہوں تا وہ اس پر بیٹھ نہ جاوے تو میری حالت پر افسوس ہے - اگر میں نہ اٹہوں اور محبت اور ہمدردی کی راہ سے اپنی چارپائی اوس کو نہ دوں - اور اپنے لئے فرش زمین پسند نہ کروں - اگر میرا بہائی بیمار ہے اور کسی درد سے لاچار ہے تو میری حالت پر حیف ہے اگر میں اسکے مقابل پر امن سے سو رہوں اور اس کے لئے جہانتک میرے بس میں ہے آرام رسانی کی تدبیر نہ کروں اور اگر کوئی میرا دینی بہائی اپنی نفسانیت سے مجہہ سے کچہہ سخت گوئی کرے - تو میری حالت پر حیف ہے اگر میں بھی دیدہ دانستہ اس سے سختی سے پیش آؤں بلکہ مجہے چاہئے کہ میں اسکی باتوں پر صبر کروں - اور اپنی نمازوں میں اسکے لئے رو رو کر دعا کروں - کیونکہ وہ میرا بہائی ہے اور روحانی طور سے بیمار ہے - اگر میرا بہائی سادہ ہو یا کم علم یا سادگی سے کوئی خطا اس سے سرزد ہو تو مجہے نہیں چاہئے کہ میں اس سے ٹہٹہا کروں یا چین بجبیں ہو کر تیزی دکہاوں یا بدنیتی سے اسکی عیب گیری کروں - کہ یہہ سب ہلاکت کی راہیں ہیں کوئی سچا مومن نہیں ہوسکتا جب تک اسکا دل نرم نہ ہو جبتک اپنے تئیں ہر ایک سے ذلیل نہ سمجہے اور ساری مشیختیں دور نہ ہوجائیں - خادم القوم ہونا مخدوم بننے کی نشانی ہے اور غریبوں سے نرم ہو کر بات کرنا مقبول الٰہی ہونے کی علامت اور بدی کا نیکی کے ساتہہ جواب دینا سعادت کے آثار ہیں - اور غصہ کو کہا لینا اور تلخ بات کو پی لینا نہایت درجہ کی جوانمردی ہے الخ - خود اسقسم کے نصائح اور ہدایات آپ نے جماعت کو دی تہے - انکا عملی نمونہ بلا مبالغہ اس تقریب پر ہم نے جماعت سیالکوٹ میں پایا (خدا تعالیٰ ایسی توفیق ہم سب کو دے - آمین) انہوں نے اپنے آرام کو چہوڑ کر سب مقدم کر لیا تہا کہ دوسرے احمدیوں کو آرام پہونچے اپنے گہر مہمانوں کے لئے خالی کر دئے - انکی ہر طرح داری اور آسائش کے لئے ہر مکان میں ضروری سامان پہلے سے مہیا کر رکہا تہا - کوئی کمرہ یا کوٹہڑی ایسی نہ تہی کہ جس میں روشنی پانی کا کافی سامان نہ ہو کسی سامان کی ضرورت ہی نہیں پڑتی تہی کہ وہ یہ کہے کہ مجہے فلاں چیز کی ضرورت ہے - بیماروں کی لئے الگ بہ ہر ہری کہانا طیار ہوتا تہا - جس چیز کیلئے کسی مہمان نے درخواست کی ہے ہم نے نہیں دیکہا اور نہ سنا کہ کسی نے انکار کیا ہو - بازار میں عطاروں کی دوکانیں مخصوص کر دی تہیں جہاں سے مریض ہر وقت جو دوا چاہیں مفت لے سکتے تہے - ۱ؔ

تقریر پرتاثیر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

بعد نماز جمعہ - ۲۸ اکتوبر سنہ ۱۹۰۴ء

بیعت تو اعمال صالحہ کا تخم ہے

میں اون لوگوں کے لئے جنہوں نے بیعت کی ہے چند نصیحت آمیز کلمات کہنا چاہتا ہوں

بیعت تخم ریزی ہے اعمال صالحہ کی - جسطرح کوئی باغبان درخت لگاتا ہے یا کسی چیز کا بیج بوتا ہے - پہر اگر کوئی شخص بیج بو کر یا درخت لگا کر وہیں اوسکو ختم کر دے اور آئندہ آبپاشی اور حفاظت نہ کرے تو وہ تخم بہی ضائع ہو جاوے گا - اسیطرح انسان کے ساتہہ شیطان لگا رہتا ہے - پس اگر انسان نیک عمل کرکے اوس کے محفوظ رکھنے کی کوشش نہ کرے تو وہ عمل ضائع جاتا ہے - تمام مخلوقات مثلاً مسلمان ہی سہی اپنے مذاہب کے فرائض میں پابند ہیں مگر اوس میں کوئی ترقی نہیں کرتے - اسکی وجہ یہ ہے کہ نیک عمل کے بڑہانیکا خیال اون کو نہیں ہوتا اور رفتہ رفتہ وہ عمل رسم میں داخل ہو جاتا ہے پس مسلمانوں کے گہر میں پیدا ہوئے تو کلمہ پڑہنے لگے - ہندوؤں کے گھر میں ہوتے تو رام رام کرتے -

یاد رکہو کہ بیعت کے وقت توبہ کے اقرار میں ایک برکت پیدا ہوتی ہے - اگر ساتہہ اس کے دین کو دنیا پر مقدم رکہنے کی شرط لگا لے تو ترقی ہوتی ہے مگر یہ مقدم رکہنا

دین کو دنیا پر مقدم کرنا

تمہارے اختیار میں نہیں بلکہ امداد الٰہی کی سخت ضرورت ہے - جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے - والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا - کہ جو لوگ کوشش کرتے ہیں ہماری راہ میں انجام کار راہنمائی پر پہونچ جاتے ہیں - جسطرح وہ دانہ تخم ریزی کا بدوں کوشش اور آبپاشی کے بے برکت رہتا بلکہ خود بہی فنا ہو جاتا ہے - اسی طرح تم بہی اس اقرار کو ہر روز یاد نہ کرو گے اور دعائیں نہ مانگو گے کہ خدایا ہماری مدد کر - تو فضل الٰہی وارد نہیں ہو گا - اور بغیر امداد الٰہی کے تبدیلی ناممکن ہے - چور - بدمعاش - زانی - وغیرہ جرائم پیشہ لوگ ہر وقت ایسے نہیں رہتے بلکہ بعض وقت انکو ضرور پشیمانی ہوتی ہے - یہی حال ہر بدکار کا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان میں نیکی کا خیال ضرور ہے - پس اس خیال کے واسطے اسکو امداد الٰہی کی بہت ضرورت ہے - اسی لئے پنجوقتہ نماز میں سورۂ فاتحہ کے پڑہنے کا حکم دیا اوس میں ایاک نعبد - فرمایا - اور پہر ایاک نستعین یعنی عبادت بہی تیری ہی کرتے ہیں اور مدد بہی تجہہ ہی سے چاہتے ہیں - اسمیں دو باتوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے - یعنی ہر نیک کام میں - قویٰ - تدابیر - جد و جہد سے کام لینے پر اشارہ ہے - نعبد - کی طرف - کیونکہ جو شخص نری دعا کرتا اور جد و جہد نہیں کرتا وہ بہرہ یاب نہیں ہوتا جیسے کسان بیج بو کر اگر جد و جہد نہ کرے تو پہل کا امیدوار کیسے بن سکتا ہے - اور یہ سنت اللہ ہے - اگر بیج بو کر صرف دعا کرتے ہیں تو ضرور محروم رہیں گے مثلاً دو کسان ہیں ایک تو سخت محنت اور کلبہ رانی کرتا ہے یہ تو ضرور زیادہ کا میاب ہو گا - دوسرا کسان محنت نہیں کرتا یا کم کرتا ہے - اوسکی پیداوار ہمیشہ ناقص رہے گی جس سے وہ شاید سرکاری معمول بہی ادا نہ کر سکے - اور وہ ہمیشہ مفلس رہے گا - اسی طرح دینی کام بہی ہیں - انہیں میں منافق - انہیں میں سے انہیں میں صالح - انہیں میں ابدال - قطب - غوث - بنتے ہیں - اور خدا کے نزدیک درجہ پاتے ہیں - اور بعض چالیس چالیس برس سے نماز پڑہتے مگر ہنوز روز اول ہی ہے اور کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی - تیس روزوں سے کوئی فائدہ محسوس نہیں کرتے - بہت لوگ کہتے ہیں کہ ہم بڑے متقی اور مدت کے نماز خواں ہیں مگر ہمیں امداد الٰہی نہیں ملتی - اسکا سبب یہ ہے کہ رسمی اور تقلیدی عبادات کرنے میں ترقی کا کبہی خیال نہیں - گناہوں کی جستجو ہی نہیں - سچی توبہ کی طلب ہی نہیں - پس وہ پہلے قدم پر ہی رہتے ہیں اگر انسان بہایم سے کم نہیں - ایسی نمازیں خدا کیطرف سے ویل لاتی ہیں - نماز تو وہ ہے جو اپنے ساتہہ ترقی لاوے - جیسے طبیب کے زیر علاج ایک بیمار ہے ایک نسخہ وہ دس روز استعمال کرتا ہے پر اوس سے انکو روز بروز نقصان ہو رہا ہے جب اتنے دنوں کے بعد فائدہ نہ ہو تو بیمار کو شک پڑ جاتا ہے کہ یہہ نسخہ ضرور میرے مزاج کے موافق نہیں - اور بدلنا چاہئے پس رسم اور رسمی عبادت ٹہیک نہیں -

اپنی زبان میں دعا کرو

نمازوں میں دعائیں اور درود جو ہیں یہہ عربی زبان میں ہیں مگر تم پر حرام نہیں کہ نمازوں میں اپنی زبان میں بہی دعائیں مانگا کرو - ورنہ ترقی نہ ہوگی - خدا کا حکم ہے کہ نماز وہ ہے جسمیں تضرع اور حضور قلب ہو - ایسے ہی لوگوں کے گناہ دور ہوتے ہیں - جیسا کہ فرمایا -

ان الحسنات یذھبن السیئات

یعنی نیکیاں بدیوں کو دور کرتی ہیں - یہاں حسنات کے معنے نماز کے ہیں - اور حضور اور تضرع اپنی زبان میں مانگنے سے حاصل ہوتا ہے - پس کبہی کبہی ضرور اپنی زبان میں دعا کیا کرو - اور بہترین دعا فاتحہ ہے کیونکہ وہ جامع دعا ہے - جب زمیندار کو زمینداری کا ڈہب آجاوے گا تو وہ زمینداری کے صراط مستقیم پر پہونچ جاوے گا - اور کامیاب ہو جاوے گا - اسی طرح تم خدا کی ملنے کی صراط مستقیم تلاش کرو - اور دعا کرو کہ یا الٰہی میں ایک تیرا گنہگار بندہ ہوں اور افتادہ ہوں - میری راہنمائی کر - ادنیٰ اور اعلےٰ سب حاجتیں بغیر شرم کے خدا سے مانگو کہ اصل معطی وہی ہے بہت نیک وہی ہے جو بہت دعا کرتا ہے کیونکہ اگر کسی بخیل کے دروازہ پر سوالی ہر روز جا کر سوال کرے گا تو آخر ایک دن اوس کو بہی شرم آجاوے گی پہر خدا تعالیٰ سے مانگنے والا جو بے مثل کریم ہے کیوں نہ پائے - پس مانگنے والا کبہی نہ کبہی ضرور پا لیتا ہے نماز کا دوسرا نام دعا بہی ہے جیسے فرمایا ہے - ادعونی استجب لکم - پہر فرمایا - واذا سألک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان - جب میرا بندہ میری بابت سوال کرے

ا۔ {ضروری نوٹ} حضرت اقدس کی اس تقریر کو جو اس سے آگے درج ہے ہم پہلے لکہہ چکے تہے لیکن یہہ مضمون اندازہ سے بڑہ گیا ہے اسلئے اسکے سلسلے کے لئے اب صفحہ ۸ کالم ۲ سطر ۱۸ سے آگے پڑہو -

پس میں بہت ہی قریب ہوں میں پکارنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں جب وہ پکارتا ہے - بعض لوگ اوسکی ذات پر شک کرتے ہیں - پس میری ہستی کا نشان یہہ ہے کہ تم مجھے پکارو اور مجھ سے مانگو - میں تمہیں پکارونگا - اور جواب دونگا - اور تمہیں یاد کرونگا - اگر یہ کہو کہ ہم پکارتے ہیں پر وہ جواب نہیں دیتا تو دیکھو - کہ تم ایک جگہ کھڑے ہو کر ایک ایسے شخص کو جو تم سے بہت دور ہے پکارتے ہو - اور تمہارے اپنے کانوں میں کچھ نقص ہے - وہ شخص تو تمہاری آواز سنکر تمکو جواب دیگا - مگر جب وہ دور سے جواب دے گا تو تم بباعث بہرہ پن کے سن نہیں سکو گے - پس جوں جوں تمہارے درمیانی پردے اور حجاب اور دوری - دور ہوتی جاوے گی تو تم ضرور آواز کو سنو گے - جب سے دنیا کی پیدائش ہوئی ہے اس بات کا ثبوت چلا آتا ہے کہ وہ اپنے خاص بندوں سے ہمکلام ہوتا ہے - اگر ایسا نہ ہوتا تو رفتہ رفتہ بالکل یہہ بات نابود ہو جاتی کہ اوسکی کوئی ہستی ہے بھی پس خدا کی ہستی کے ثبوت کا سب سے زبردست ذریعہ یہی ہے کہ ہم اوس کی آواز کو سن لیں - یا دیدار یا گفتار - پس آجکل کا گفتار قایم مقام ہے دیدار کا ہاں جبتک خدا کے اور اس سائل کے درمیان کوئی حجاب ہے اسوقت تک ہم سن نہیں سکتے جب درمیانی پردہ اٹھ جاوے گا - تو اوس کی آواز سنائی دے گی - بعض لوگ کہدیتے ہیں کہ تیرہ سو برس سے خدا کا مکالمہ مخاطبہ بند ہو گیا ہے - اسکا اصل میں مطلب یہ ہے کہ اندھا سب کو ہی اندھا سمجھتا ہے - کیونکہ اوس کی اپنی آنکھوں میں جو نور موجود نہیں - اگر اسلام میں یہ شرف بذریعہ دعاؤں اور اخلاص کے نہ ہوتا تو پھر اسلام کچھ چیز بھی نہ ہوتا اور یہ بھی اور مذاہب کی طرح مردہ مذہب ہو جاتا -

اسلام کا خاص امتیاز

پس تم ان مردوں کی طرف خیال مت کرو - جو خود بھی مردہ اور اسلام کو بھی مردہ بناتے ہیں یہ تو درحقیقت ایسا مذہب ہے کہ جس میں انسان ترقی کرتا ہوا فرشتوں سے مصافحہ جا کرتا ہے - اور اگر یہہ بات نہ تھی تو صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کیوں سکھایا - اسمیں صرف جسمانی اموال کی طلب نہیں کی گئی بلکہ روحانی انعام کی درخواست ہے - پس اگر تم نے ہمیشہ اندھا ہی رہنا ہے تو پھر تم مانگتے کیا ہو - یہہ دعا فاتحہ ایسی جامع اور عجیب دعا ہے کہ پہلے کبھی کسی نبی نے سکھلائی ہی نہیں - پس اگر یہ نرے الفاظ ہی الفاظ ہیں اور اس کو خدا نے منظور نہیں کرنا تو ایسے الفاظ خدا نے ہمیں کیوں سکھلائے - اگر تمہیں وہ مقام ملنا ہی نہیں تو ہم پانچ وقت کیوں ضایع کرتے ہیں - خدا کی ذات میں بخل نہیں - اور نہ انبیاء اس لئے آتے ہیں کہ اون کی پوجا کی جاوے - بلکہ اس لئے کہ لوگوں کو تعلیم دیں کہ ہماری راہ اختیار کرنے والے ہمارے ظل کے نیچے آجاویں گے - جیسے فرمایا - اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ - یعنی میری پیروی میں تم خدا کے محبوب بن جاؤ گے - آنحضرت پر محبوب ہونیکی بدولت یہہ سب اکرام ہوئے مگر جب کوئی اور شخص محبوب بنے گا - تو اوس کو کچھہ بھی نہیں ملے گا - اگر اسلام ایسا مذہب ہے - تو سخت بیزاری ہے ایسے اسلام سے - مگر

ہرگز اسلام ایسا مذہب نہیں - آنحضرت تو وہ مایدہ لاتے ہیں کہ جو چاہے اوس کو حاصل کرے وہ نہ تو دنیا کی دولت لائے اور نہ مہاجن بنکر آئے تھے - وہ تو خدا کی دولت لائے تھے اور خود اوسکے قاسم تھے پس اگر وہ مال دینا نہیں تھا - تو کیا وہ گٹھڑی واپس لیگئے - پس سچ ہے جس کے پاس روشنی موجود نہیں وہ کیسے دعوے کر سکتا ہے - کہ میں روشنی رکھتا ہوں اور تقسیم کر سکتا ہوں - دیکھو اللہ تعالے فرماتا ہے - مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا - انبیاء تو علے وجہ البصیرۃ سمجھتے ہیں - پس جو لوگ یہہ کہتے ہیں - کہ وہ بصیرۃ کسی کو نہیں ملے گی - تو گویا یہہ خود اس دنیا سے اندھے ہی جاوینگے -

اگر انکا ایمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر سچا ہوتا تو یہہ یقین رکھتے کہ وہ آسمانی مال تقسیم کرنے آئے تھے اور انکا عقیدہ نہ ہوتا کہ یہ امت تمام امتوں سے فوقیت حاصل کرے گی - حالانکہ مانتے ہیں کہ حضرت موسے کی ماں کو وحی ہوئی تھی اب بتاؤ کہ انکے مردوں کو بھی کبھی ایسی وحی ہوئی ہے - لاہور میں ایک مولوی سے میری بحث ہوئی محدث کے لفظ پر کہ حدیثوں میں آیا ہے کہ محدث وہ ہے جو خدا سے مکالمہ کرتے اور یہ بات حضرت عمرؓ کے متعلق تھی تو اوس مولوی نے جواب دیا کہ چونکہ اسلام حد آنحضرت کے بعد مکالمہ الٰہی نصیب نہیں اسلئے حضرت عمرؓ کو یہ عہدہ نصیب نہیں ہوا - گویا اس امت میں تو دجال ہی آتے رہیں گے -

مسیح کے متعلق جس زمانہ کی اطلاع احادیث وغیرہ میں دیگئی ہے وہ یہی زمانہ ہے - سورۂ نور اور بخاری میں - منکم کا لفظ صاف ہے - آثار تمام نمودار ہو گئے ہیں - کسوف و خسوف رمضان میں ہو گیا - طاعون آگئی - یہہ کیسے کھلے نشان تھے - لیکن لوگ ہمیشہ یہی کہتے ہیں کہ ہمیشہ ایسا ہی ہوتا آیا ہے - نہ تو یہ تارے ٹوٹتے ہیں - اور نہ خدا مارنے والا ہے - آخر تم جانتے ہو کہ نتیجہ کیا ہو گا - یہی کہ وہ پاک خدا جیتے گا - با وجود اسقدر کھلے نشانات کے جواب یہہ دیتے ہیں کہ تیس دجالوں میں سے یہہ بھی ایک دجال ہے - او کمبختو تمہارے حصہ میں دجال ہی دجال رہ گئے ہیں - بیرونی اور اندرونی بلائیں تم پر آئیں - اور خدا کی طرف سے بھی آیا تو دجال ہی آیا - اول تو تم خود بخود مرتے جاتے تھے - اب ایسی حالت میں خدا نے تم سے یہہ سلوک کیا کہ مرتے کو مارنے کی تجویز ٹھہرائی - کیا خدا کو تم سے کوئی ایسی ہی سخت عداوت تھی کہ سختی پر سختی کر رہا ہے - یہہ انسانی غلطیاں ہیں - تم لوگ ان سے ہوشیار رہو - خدا بڑا کریم و رحیم ہے - جب کسی کے کپڑے پر ہفتہ گذر جاتا ہے تو اسکو فکر لگ جاتی ہے کہ اسکو صاف کرایا جاوے - پھر کیا وجہ ہے کہ دنیا پر سو کی جگہ ایک سو بیس برس گذر گئے پر خدا نے تجدید دین کی کوئی تجویز نہ کی اور بجائے تجدید کے دجال بھیجکر اوس کی تخریب کی - اسوقت ۲۹ لاکھ مسلمان عیسائی ہو چکا ہے - یہہ وہ قوم تھی اگر اس میں سے ایک شخص بھی عیسائی ہوتا تھا تو حشر بپا ہو جاتا تھا دوسری طرف ایک اور خبیث قوم نے سر اٹھایا ہے وہ مسلمانوں کو پکڑ پکڑ کر آریہ بنا رہی ہے مگر ان ہمارے مسلمانوں کو یہی خیال آتا ہے کہ ابھی ہمارے اندر دجال ہی پیدا ہوا ہے - اور خدا نے بھی ان کے ساتھ یہہ دہوکہ کیا کہ دجال کو صدی کے سر پر بھیجا تا کہ ان کی رہی سہی امید بھی باقی نہ رہے - معلوم ہوا کہ تمہارے اندر بڑے بڑے خبث اور گناہ پوشیدہ ہیں جبکی تمہیں یہہ سزا مل رہی ہے - خدا تعالے نے تو فرمایا ہے - اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ - ہم ہی نے اس قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اسکی محافظت کریں گے یعنی جب اس کے معانی میں غلطیاں وارد ہوں گی تو اصلاح کے لئے ہمارے مامور آیا کریں گے - پس تم میرے اوپر خیال مت کرو - بلکہ صدی کے ابتداء - بیرونی حملوں - اور اندرونی اعمال کو دیکھکر - تم خود غور اور فکر کرو کہ آیا دجال کی ضرورت ہے - یا مہدی اور مسیح کی -

تعصب بری بلا ہوتی ہے - تعصب والوں نے تو کسی رسول کو بھی نہیں مانا - اور اونکو دوکاندار قرار دیا ہے - حالانکہ وہ خدا کی طرف بلاتے رہے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ قوم ضرور ہمیشہ ساتھ رہی ہے اور رہیگی - قرآن کریم کا ابتداء - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سے ہے - رحمان بے مانگے دینے والا - اور رحیم محنت کو نہ ضایع کرنے والا - پس اسوقت رحمانیت اور رحیمیت کہاں گئی - سوچو تو سہی کہ یہہ اوس کے مناسب حال ہے یا کیا؟ اصل میں جب انسان تعصب پر آتا ہے - تو آنکھ دھندلی ہو جاتی ہے اور جب اوسمیں ترقی کرتا ہے تو وہ نور چھین لیا جاتا ہے - پس ہدایت پانے کا طریق اشتہار بازی نہیں - ان لوگوں سے پوچھو کہ تم ایک دفعہ بھی میرے پاس آئے ہو - اور اپنے اعتراضات کا جواب پوچھا ہے - یا کم سے کم میری تصانیف کو ہی دیکھا ہے - تو جواب دینگے کہ میاں ہم کو ان باتوں کی فرصت نہیں - پھر تمنے جھٹ دجال کا فتوی کیوں لگا دیا - پھر ہمنے دین میں کون سی تحریف کی ہے - تم منہ سے نماز اور روزہ کا نام لیتے ہو - اور میں کہتا ہوں کہ انکی روحانیت لو - صرف میں ہی نہیں کہتا بلکہ وہ خدا کہتا ہے جسنے مجھے مامور کیا ہے - اور [illegible] لئے کہ تمہارے پوست میں کیفیت داخل ہو جاوے -

ہاں تمہارے ہمارے درمیان مسیح کا جھگڑا ضرور ہے - لیکن خدا کی کلام سے زیادہ سچا گواہ اور کوئی نہیں ہو سکتا - ہمیں دوسرے کے قول سے کیا غرض ہے - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قول - حق اور سچ ہیں - مگر جو قرآن کریم کے خلاف نہ ہوں - پس ہمیں ایمان محفوظ رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ ایسے قصوں پر جو احادیث میں درج ہیں - قرآن کریم کو مقدم رکھیں - پس ہم تو قرآن کریم کو ترجیح دینگے - اور جو احادیث قوی اور صحیح ہیں وہ ضرور قرآن کے ساتھ ہیں - اور ہمارے دعوے میں ہماری موید ہیں - پس ہمارا اور ان لوگوں کا اور کوئی اختلاف نہیں بجز اس کے کہ یہ پوست پر قناعت کرتے ہیں - اور ہم مغز کو چاہتے ہیں - مسیح کی موت کا قرآن نے خود - فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ - میں فیصلہ کر دیا ہے - اگر ہم قبول کریں کہ مسیح ناصری آجتک زندہ ہے تو ہمیں یہ بھی قبول کرنا پڑیگا - کہ عیسائی بھی آجتک راہ راست پر ہیں - اور اسکی قرآن کریم خود تردید کرتا ہے - تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ الآیۃ میں - مجھے میرے خدا نے ہزار ہا وحیوں میں مامور کیا ہے - اور وہ وہی بات ہے جو تیرہ سو برس پہلے سے لکھی ہوئی تھی - ہمارا اور انکا کوئی جھگڑا نہیں - اگر شرم و حیا اور ایمان ہو - یہ بھی نہیں - کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کل لوگ مسلمان ہو گئے تھے - نہیں - مگر وہی کہ جنکے حق میں سعادۃ تھی - پس ہمارا کام تو سمجھانا ہے - پس جو شخص مسیح کو زندہ مانتا ہے وہ جھوٹا ہے اور خدا کا منکر ہے - اور جسکو خدا نے مامور کیا ہے اوسکو تو تازہ علم اوسکی وفات کا دیا ہے - پھر اگر انہوں نے مسیح کو ماننا نہیں تو وہ حکم کس بات کا ہو گا - اور ہر ایک مذہب والا اوسکا فیصلہ کسطرح مانیگا - حکم کا لفظ تو صاف دلالت کر رہا ہے کہ ضرور اون لوگوں میں اختلاف اور اغلاط ہونگے جنکا وہ آکر فیصلہ کریگا - پس ہم تو تیسے سچا اتباع نبی کریم اور ترک اغلاط کا طلب کرتے ہیں اور بس -

پس ہمارے لوگ ہمارے مخالفین سے سختی سے پیش نہ آیا کریں اون کی درشتی کا نرمی سے جواب دیں اور ملاطفت سے سلوک کریں - چونکہ یہہ خیالات مدت مدید سے اون کے دلوں میں ہیں رفتہ رفتہ ہی دور ہونگے - اسلئے نرمی سے کام لیں - اگر وہ سخت مخالفت کریں - تو اعراض کریں - مگر اسبات کے لئے اپنے اندر قوت جاذبہ پیدا کرو - اور قوت جاذبہ اوسوقت پیدا ہو گی جب تم صادق مومن بنو گے - اور اگر تم صادق نہیں تو تمہاری نصیحت ایسی ہے - جیسے پرنالہ کا پانی موجب فساد ہوتا ہے پس صادق کے واسطے ورزش کی اشد ضرورت ہے - جیسے ایک پہلوان کے سامنے تمہاری کیا ہستی ہے کہ مقابلہ کر سکو - اگرچہ وہ بھی تمہارے جیسا آدمی تھا - جسمانی نشو و نما میں اوس نے ترقی اور ورزش کرکے یہ طاقت حاصل کی پس تم روحانی قوی میں ورزش کرکے روحانی پہلوان یعنی صادق مومن بنو - جو شخص اپنا آپ نمازی نہیں کرتا - وہ تو اپنے کنبہ کو بھی درست نہیں کر سکتا - پس قوت روحانی پیدا کرو دیکھو - نبی - رسول - سب ایک ہو گزرے ہیں - مگر وہ صادق اور جاذب تھے - ہاں لیکن اور کمزوری جدا چیز ہے - روحانی قوت ہونی چاہئے - ہاں کشش میں بھی وہی سعادت مند

نوٹ ضروری - صفحہ ۱۲ پر جو مضمون جنات کے متعلق ہے جیسا کہ اس کے آخر میں نام دیا گیا ہے وہ مولوی محمد فضل صاحب کی ذاتی رائے ہے - ضرور نہیں کہ اکابران امت اس رائے کے پابند ہوں - ایڈیٹر

www.aaiil.org

ہیں جنکو کچھ مناسبت ہوتی ہے - مثلاً - انجن
درد ہے تو فائدہ نہیں دے سکتا ہے - اگر خوب
ہے تو سو گاڑی بھی لے جاویگا - پس گرم اور
نا شیر موت نہو - اس ہماری جماعت کے واسطے
خدا کا وعدہ ہے کہ دنیا میں پھیلے گی - پھر اگر طاقت
لے اور اس کے پھیلانے والے اور لوگ ہونگے
تو تم نے کیا حاصل کیا -

[illegible]

اب سوال یہ ہوگا کہ طاقت کسطرح پیدا
ہوتی ہے - اسکا جواب یہ ہے کہ صادق
اور پکا بندہ بن جاوے تاکہ کسی زلزلہ
سے برگشتہ اور منہ پھیرنے والا نہ ہو -
صحابہ کرام سارے ہی باخدا اور عاشق
تھے مگر آنحضرت اون سے بڑھ کر ایسے وفادار تھے
کہ کوئی سمجھ ہی نہیں سکتا تھا - اسی لئے آپ کو سانپوں
اور درندوں اور خاردار کانٹوں والا جنگل جو اُس
کے درندے حیوانات انسانی شکل میں دکھلائے گئے
پھر ملک بھی ایسا اونکے سپرد کیا کہ جس سے بڑھکر
دنیا میں کوئی شریر النفس نہ تھا - پھر آنے ایسے
وقت پر کہ تمام مردہ اور فساد کی جڑھ تھے جیسے
فرمایا ظہر الفساد فی البر والبحر -
اور گئے ایسے وقت پر کہ فرمایا - الیوم اکملت
لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی الآیۃ
اذا جاء نصر اللہ والفتح الآیۃ -
اس کو معجزہ کہتے ہیں - اور اس سے معلوم ہوتا
ہے کہ کتنی محبت الٰہی اور قوت جاذبہ آنحضرت
کے اندر تھی - پس خدا کے خاص بندوں اور غیروں
میں اتنا فرق ہوتا ہے کہ قوۃ ایمانی اور استقامت
ایسی ہو - کہ کسی رکاوٹ شدید سے باز نہ رہے -
اس صفت سے جسکو جتنا حصہ ملا ہے اوتنا ہی وہ
برکت کا موجب ہوگا میرا مطلب یہ ہے کہ تم اپنی
تبدیلی کے واسطے تین باتیں یاد رکھو - (۱) نفس امارہ
کے مقابل پر تدابیر اور جدوجہد سے کام لو -
(۲) دعاؤں سے کام لو - (۳) سست اور کاہل
نہ بنو - اور تھکو نہیں -

ہماری جماعت بھی اگر بیج کا بیج ہی رہیگی - تو
کچھ فائدہ نہ ہوگا - جو ردی رہتے ہیں خدا انکو
بڑھاتا نہیں - پس - تقویٰ - عبادۃ اور
ایمانی حالت میں ترقی کرو - اگر کوئی شخص مجھے
دجال اور کافر وغیرہ ناموں سے پکارتا ہے تو تم
اسبات کی کچھ بھی پرواہ نکرو - کیونکہ جب خدا
میرے ساتھ ہے تو مجھے ان کے ایسے بدکلمات اور
گالیوں کا کیا ڈر ہے - فرعون نے حضرت موسےٰ
علیہ السلام کو کافر کہا تھا - ایک زمانہ ایسا آگیا -
کہ پکار اٹھا - کہ میں اوس خدا پر ایمان لایا جسپر
موسیٰ اور اوس کے متبع ایمان لائے ہیں - ایسے
لوگ یاد رکھو کہ مخنث اور نامرد ہوتے ہیں - یہہ تو
ایسے ہوتے ہیں کہ جیسے ایک بچہ بعض اوقات اپنی
ماں اور باپ کو بھی ناسمجھی کی وجہ سے گالی دیدیتا ہے -
مگر اوس کے اوس فعل کو کوئی بُرا نہیں سمجھتا -

پس یاد رکھو کہ نری بیعت اور ہاتھ پر ہاتھ رکھنا
کچھ بھی سودمند نہیں - جب کوئی شخص شدۃ پیاس
سے مرنے کے قریب ہو جاوے - یا شدۃ بھوک سے مرنے
تک پہونچ جاوے - تو کیا اوسوقت ایک قطرہ پانی
یا ایک دانہ کھانیکا اوسکو موت سے بچا لیگا - ہرگز نہیں
جسطرح اوس بدن کو بچانیکے واسطے کافی خوراک
اور کافی پانی بہم پہونچانے کے سوا چارہ نہیں -
اسیطرح پورے جتن سے - تھوڑی سی نیکی سے تم بھی
بچ نہیں سکتے - پس اس دھوکہ میں نہ رہو کہ ہم
نے ہاتھ پر ہاتھ رکھدیا ہے اب ہمیں کیا غم ہے -
ہدایت بھی ایک موت ہے جو شخص یہ موت اپنے اوپر
وارد کرتا ہے اوسکو پھر نئی زندگی دی جاتی ہے -
اور یہی اصفیاء کا اعتقاد ہے - اللہ تعالےٰ نے
بھی اسی ابتدائی حالت کیواسطے فرمایا - یا ایھا
الذین امنوا علیکم انفسکم - یعنی پہلے
اپنے آپ کو درست کرو اپنے امراض کو دور کرو -
دوسروں کا فکر مت کرو - ہاں رات کو اپنے آپکو
درست کرو - اور دنکو دوسروں کو بھی کچھ ہدایت
کر دیا کرو - خدا تعالےٰ تمہیں بخشے اور تمہارے
گناہوں سے تمہیں مخلصی دے - اور تمہاری
کمزوریوں کو تم سے دور کرے - اور اعمال صالح
اور نیکی میں ترقی کرنے کی توفیق دیوے -
(آمین) - والسلام

بہ تسلسل مضمون صفحہ ۶ کالم ۲

قادیان والوں کا خاص احترام

گو حفظ مراتب نکنی زندیقی ہمارے
حضرت عموماً اپنی تقریروں میں
فرمایا کرتے ہیں - اور عام طور پر
بھی مراتب اور مدارج کا لحاظ
رکھا جاتا ہے - سیالکوٹ کے بھائیوں نے دارالامان
کے مسافروں اور مہمانوں کا اس تقریب پر خاص احترام کیا
جس سے جماعت سیالکوٹ کی اس محبت کا پتہ لگتا ہے -
جو اسے اپنے آقا و محبوب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ
والسلام سے ہے - ورنہ ہم اپنے اندر کوئی خاص قابلیت
اور فخر اس اعزاز کے لئے بہ استثناء بزرگان ملت
نہیں رکھتے ہاں بزبان مہدی ہم کہہ سکتے ہیں -

گلے خوشبوئے در حمام روزی - رسید از دست محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری - کہ از بوئے دلاویز تو مستم
بگفتا من گلے ناچیز بودم - ولیکن مدتے با گل نشستم
جمال ہمنشیں در من اثر کرد - وگرنہ من ہمہ خاکم کہ ہستم

اس ہستی کو تو یہ کہنے کا موقعہ تھا کہ جمال ہمنشیں در من
اثر کرد - لیکن ہم خدا تعالےٰ سے اس اثر کے حصول
کے لئے دعا کرتے ہیں - دارالامان والوں کے لئے
خصوصاً یہ التزام تھا کہ ہر شخص کا کھانا اسکے مکان
پر پہونچا دیا جاتا تھا - اور ایسا ہی دوسرے ضعفاء
اور بعض احباب کو انکی حسب خواہش کھانا طیار کرکے
مکان پر پہونچایا جاتا اور باقی سب احباب کو ایک وسیع
صحن میں حسب دستور کھانا کھلایا جاتا تھا - مختصر یہ کہ مہمان
نوازی کے پورے لوازمات کو ان لوگوں نے ادا کیا ہر شخص
جس فرض پر متعین تھا اسنے نہایت دیانتداری اور
کمال مستعدی کے ساتھ اسے ادا کیا اسلئے ہم کسی خاص
شخص کے متعلق کچھ ذکر نہیں کر سکتے کیونکہ بجائے خود
ہر ممبر جماعت سیالکوٹ کا خاص تعریف اور شکر گذاری
کے قابل ہے - خدا کرے کہ اس قسم کی ہمت - استقلال -
اور فروتنی اور محبت و یگانگت ہم سب میں پیدا ہو -
اسکے بعد اگر کسی جماعت نے کبھی اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح
موعود کو دعوت دی تو امید ہے کہ سیالکوٹ کی جماعت
کا انتظام اور انصرام ہمیشہ نمونہ سمجھا جاویگا - ہم اس
سلسلہ میں مخدومنا حکیم میر حسام الدین صاحب
کا خاص ذکر کریں گے اور کسی دوسرے مقام پر - انشاء
اللہ العزیز)

ہاں اسقدر اور اضافہ کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جماعت
لاہور کے بعض معزز ارکان مثل خلیفہ رجب الدین
صاحب اور میاں سراج الدین صاحب نے بھی اس تقریب
پر انتظامی امور میں جماعت سیالکوٹ کا ہاتھ بٹانے
میں سرگرمی دکھائی - جزاہم اللہ احسن الجزاء -

خیر مقدم

ہم ذوق مضمون کے سلسلہ میں کچھ
ایسے محو ہوئے کہ اس امر کا ذکر نہیں
کر سکے کہ اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ کے
داخلہ شہر میں جماعت سیالکوٹ کی طرف سے چھپا
ہوا خیر مقدم بھی تقسیم ہوا تھا اور اکثر جگہ خصوصاً
اس محلہ اور ان مکانات میں جہاں مہمان فروکش
تھے لگایا گیا - اس خیر مقدم پر مندرجہ ذیل دو
شعر تھے -

اے آمدنت باعث آبادیٔ ما
ذکر تو بود زمزمہ شادیٔ ما
سایہ گستر باد یارب بردل شیدائے ما
حضرت مہدی ما عیسائے ما مرزائے ما

عرض

اعلےٰ حضرت ۲۷ - کی شام کو خدا تعالےٰ کے فضل و کرم
سے خیریت کے ساتھ سیالکوٹ پہونچ گئے اور اسی محلہ
میں جہاں قریباً ۲ برس پیشتر آپ ایک گمنامی
کی حالت میں رہ چکے تھے آج ایک عظیم الشان انسان
کے رنگ میں فروکش ہوئے - اسی سلسلہ مضمون میں
" حضرت اقدس سیالکوٹ میں بحیثیت ایک (؟) کے "
ایک جدا عنوان ہے -
مہمانوں کی کثرت آناً فاناً بڑھ رہی تھی - اور ہر آنیوالی
ٹرین ایک معقول تعداد مسافروں کی اس تقریب پر
لارہی تھی - جنکو نہایت مسرت کے ساتھ میزبانان
سیالکوٹ

اھلاً وسھلاً ومرحبًا

کہنے کو طیار رہتے تھے -

پہلا جمعہ ۲۸ راکتوبر ۱۹۰۴ء

۲۸ - اکتوبر ۱۹۰۴ء
کو جمعہ کا دن تھا
اسلئے نہایت کثرت
کے ساتھ لوگ اسی مسجد میں جو اعلےٰ حضرت کی فرودگاہ
سے بالکل ملی ہوئی ہے اور میر حکیم حسام الدین صاحب
کی مسجد کہلاتی ہے - وقت مقررہ سے پہلے ہی جمع ہو گئے
تھے - مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے نماز جمعہ
پڑھائی اور خطبہ سورۃ جمعہ پر پڑھا - ہم افسوس
سے ظاہر کرتے ہیں کہ وہ خطبہ قلمبند نہیں کیا جا سکا
ورنہ وہ بہت ہی ضروری تھا - اگر خدا تعالےٰ نے چاہا
اور حضرت مولانا کو توفیق ملی تو انہوں نے وعدہ کیا ہے
کہ کسی وقت خود اسے بطور ایک مضمون کے لکھدیں
بعد نماز جمعہ بہت سی مخلوق بیعت کے لئے
آگے بڑھی -

اذا جاء نصر اللہ والفتح وانتھی امر الزمان الینا الیس ھذا بالحق

مسیح ابن مریم
کا تو یہ حال تھا
کہ ایک ہی دن
میں پانچسو
آدمی مرتد ہو گیا تھا - اور یہاں یہ حال تھا - کہ کثرت
کے ساتھ داخل سلسلہ ہوتے تھے - براہین احمدیہ میں
مندرجہ حاشیہ ایک الہام چھپا ہوا موجود ہے -
اور یہ عظیم الشان پیشگوئی تھی جو عرصہ سے پوری
ہو رہی ہے - سیالکوٹ والوں نے اپنی آنکھ سے اک
پورا ہوتا ہوا دیکھ لیا - یہہ ناممکن اور محال تھا
کہ سب لوگ حضرت کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیعت کرتے
اسلئے یہ قرین مصلحت سمجھا گیا - کہ لاہور کی طرح پگڑیاں
ڈالدی جاویں - چنانچہ بارہ پگڑیاں مختلف سمتوں
میں ڈالدی گئیں اور اسطرح پر مختلف جماعتوں
نے بیعت توبہ کی -

بیعت کے بعد اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ نے مناسب موقع
وہ تقریر کی جو ہم نے صفحہ ۷ پر درج کی ہے اور
صفحہ ۸ کے دوسرے کالم تک چلی گئی ہے -

حکیم الامت کی مجلس کا ایک نظارہ

حضرت حکیم الامت اپنے اس
خداداد فن طبابت اور ذوق جبہ
کی قرآن فہمی ایثار اور بنی نوع
انسان کی خدمت کے سچے جوش میں پنجاب ہی نہیں
بلکہ دور دور تک مشہور ہیں اور خاص سیالکوٹ میں
تو اسوجہ سے کہ جموں میں آپ ایک مدت مدید تک شاہی
طبیب رہ چکے تھے پوری شہرت رکھتے ہیں پس آپ
کا ورود سیالکوٹ والوں کے لئے نعمت غیر مترقبہ تھا
ہر قسم کے روحانی اور جسمانی مریض آپ کے دردولت
پر آموجود ہوئے - یہہ دیکھ کر اکثر لوگوں کو تعجب
ہوتا تھا کہ ستر برس کے قریب کا ایک بوڑھا بغیر کسی
قسم کے تکیہ یا سہارہ کے کسطرح دن بھر مختلف
امراض کے مریضوں کو دیکھتا رہتا ہے اور تھکتا
نہیں اور صرف یہی کام نہیں - کوئی آتا ہے اور
ایک اعتراض قرآن کریم یا اسلام پر یا حضرت اقدس
کی ذات پر کر دیتا ہے اُس کے لئے لمبی لمبی تقریریں
بھی کرنی پڑتی ہیں - کھانے کے اوقات میں غیر معمولی
توقف ہو جاتا ہے - لیکن پھر یہ کس بلا کا انسان
ہے جو نہیں تھکتا - یہہ نکتہ ہر شخص کے سمجھنے کا
نہیں ہے اسکے لئے ایمان کی چاشنی ہونی چاہئے -
یہہ لوگ جسمانی غذا سے نہیں بلکہ روحانی غذا سے
زندہ ہیں - الا بذکر اللہ تطمئن القلوب
خدا تعالےٰ کا ارشاد ہے -
اس میں کچھ شک نہیں کہ زمانہ اور حوادث کا اثر انکے
جسم پر ہوتا ہے لیکن ذکر الٰہی جو ہر وقت انکی مجلس
میں ہوتا رہتا ہے - اور جو یہ کرتے رہتے ہیں وہ انکی
قویٰ کی تقویت اور نشو و نما کا باعث ہے - غرض

www.aaiil.org

آپ کا شغل یہی رہا کہ روحانی اور جسمانی مریضوں کا مداوا کرتے رہے۔ شہر کے مختلف حصّوں میں بھی آپ کو بعض مریضوں کے دیکھنے کے واسطے جانا پڑا۔ اور مختلف مذاق اور مختلف خیال کے لوگوں سے مذہبی گفتگوئیں بھی ہوتی رہیں آپ نے ایک جامع وعظ بھی انہیں دنوں میں فرمایا جو ہم انشاء اللہ کسی دوسری جگہ درج کریں گے۔

حضرت اقدس کی ناسازی طبع

ناظرین پیچھے پڑھ چکے ہیں کہ گورداسپور سے واپس آکر کوفت سفر وغیرہ وجوہات سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت کسیقدر ناساز ہو گئی تھی۔ اور جو لوگ آپ کے فیض صحبت سے ہمیشہ مستفیض ہوتے رہے ہیں وہ بخوبی جانتے ہیں کہ ذراسی غیر معمولی محنت اور تکلیف آپ کی پرانی بیماری بردِ اطراف کی محرک ہو جاتی ہے۔ اسلئے ابھی طبیعت پورے معنوں میں بحال نہ تھی جو سفر سیالکوٹ اختیار کیا۔ اور خدا تعالیٰ کی وحی کی تعمیل میں یعنی لا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس کے ارشاد کے موافق وہاں ۲۸- اکتوبر ۱۹۰۴ء کو انبوہ خلائق میں زیادہ دیر تک بیٹھے رہنے اور تقریر کرنے کی وجہ سے حضور کی طبیعت دوران سر وغیرہ سے ناساز ہو گئی۔ اسلئے ۲۹ اور ۳۰- اکتوبر کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام باہر تشریف نہ لا سکے اس عرصہ میں مہمانوں کی اور بھی کثرت ہو گئی۔ ان دو دنوں میں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فارغ نہیں رہے بلکہ بہت سے زن و مرد مختلف اوقات میں داخل سلسلہ ہوتے رہے اور حضور انہیں شامل سلسلہ کرتے رہے اور مناسب موقع پند و نصائح سے کام لیتے رہے۔

قادیان کو واپسی کا ارادہ

مہمانوں کی دن بدن کثرت ہو رہی تھی اور ہر ٹرین میں آنے جانے والے مسافر تار ہے تھے کہ یہ سلسلہ آمد کا برابر جاری ہے اسلئے اعلیٰ حضرت کو یہہ خیال پیدا ہوا کہ مبادا حد سے زیادہ مخلوق کا مجمع ہو کر جماعت سیالکوٹ کے لئے ابتلا کا موجب نہ ہو جاوے اس لئے آپ نے ۳۱- اکتوبر ۱۹۰۴ء کو واپسی کا ارادہ فرمایا واپسی کی خبر جماعت سیالکوٹ کے کانوں میں پہنچنا تھا کہ وہ قریباً بدحواس ہو گئے پاس ادب سے کچھ عرض کرنے کی جرأت نہ کرتے تھے دل تھا کہ اندر ہی بیٹھا جاتا تھا حیران تھے کہ کریں تو کیا کریں میر حکیم حسام الدین صاحب نے حضور کے اس ارادہ کو بہت ہی محسوس کیا اور اس پیرانہ سالی میں اس خبر سے بہت ہی مضمحل ہو گئے۔ آخر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہونچ کر اس ارادہ کے التوا کے لئے عرض کیا اور اپنے ذخائر خوردنی اور سامان دعوت کی فراہمی اور کثرت کا ذکر کیا۔ حضرت اقدس کو میر صاحب موصوف کی خاطر بہت ہی عزیز ہے حضور نے اس ارادہ کو ترک فرما دیا اور ۳- نومبر تک ملتوی کر دیا۔

حضور کے اس ارادہ واپسی سے یہ ثابت ہوا کہ آپ اپنے خدام پر حد سے زیادہ مہربان اور انکے سود و زیاں کو اپنا سود و زیاں سمجھنے والے ہیں یہہ پسند نہیں کیا کہ میں یہاں بیٹھا رہوں اور جماعت کو تکلیف ہو خدا کے واسطے اہل عقل ناظرین حضرت کے اس خلق کا ان پیروں اور مشایخوں سے مقابلہ کریں جو اپنی سالانہ یا ششماہی ٹیکس کے وصول کرنے کے لئے دھرنا مار کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اور پروا نہیں کرتے کہ مرید مرے یا بچے مگر اون کا نذرانہ ادا کرے۔ چونکہ ان کی اس قسم کی فطرت پست ہوتی ہے اسکی بالمقابل مرید اسے بلا سمجھتا ہے اور چاہتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح یہ دفع ہو۔ یہانتک کہ بعض اوقات مرید و مرشد میں نوبت تکرار بھی پہونچ جاتی ہے۔ جب حالت ایسی ہو تو ایسی صورت میں مرشد کیا فیض پہونچا سکتا ہے اور مرید کیا فائدہ پا سکتا ہے وہ رشتہ اور وہ تعلق جو دونوں میں قایم ہونا چاہئے نہیں ہوتا۔ اور نتیجہ یہ ہوتا ہے۔

آپ تو ڈوبے تھے برہمن ساتھ لیا جمان

برخلاف اس کے حضرت مسیح موعودؑ کا یہہ نمونہ اور یہ فعل آپ کے منجانب اللہ ہونے کی دلیل ہے اور اسکے بالمقابل انکی صداقت اور حقیقت اور فیض صحبت کے اثر کی زبردست دلیل وہ فعل ہے جو جماعت سیالکوٹ سے سرزد ہوا یعنی انکو سرخ موت نظر آتی تھی کہ اعلیٰ حضرت اسقدر جلد وہاں سے رخصت ہوا کریں۔ وہ اپنا جان و مال نہ صرف اس پاک ذات پر نثار کرنے کو ہمہ تن آمادہ تھے بلکہ اپنے پیاروں کی خدمت کے لئے بھی انکے گھر وقف اور دروازے کھلے تھے جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

یہہ ایک لمبا مضمون مرشد و مرید کے تعلقات کی اصل غرض و مقصد پر لکھا جا سکتا ہے لیکن ہم اسی پر بس کرتے ہیں اور عقلمندوں کے غور کرنے کے لئے چھوڑ دیتے ہیں۔

غرض

جماعت سیالکوٹ کے اس اظہار محبت اور اصرار پر حضرت اقدس نے اپنا ارادہ ۳- نومبر ۱۹۰۴ء تک ملتوی کر دیا۔ اب اس التوا ارادہ اور قیام سہ روزہ میں یہہ تجویز ہوئی کہ اعلیٰ حضرت کی طرف سے ایک پبلک لیکچر اسلام پر دیا

لیکچر کا ارادہ

جاوے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غرض و مقصد زندگی احیاء اسلام اور تبلیغ اسلام ہی ہے آپ نے بڑی خوشی کے ساتھ باوجود اس ضعف و دورہ مرض کے اس امر کو پسند فرمایا کہ آپ کا ایک پبلک لیکچر ہو۔ ۳۰- اکتوبر کو یہ تجویز ہوئی اور ۲- نومبر ۱۹۰۴ء کو یہ لیکچر دیا جانا تجویز ہوا۔ دو تین دن کے قلیل عرصہ میں اس ضعف و ناتوانی کی حالت میں لیکچر کا طیار کرنا آسان امر نہ تھا۔ لیکن خدا کی تائید اور نصرت جس شخص کے شامل حال ہو وہ سب تکلیفوں اور مشکلات پر فتح پا لیتا ہے۔

لیکچر کی طیاری بھی ایک نشان ہے

اگر انصاف سے غور کیا جاوے تو ایک ایسا لیکچر طیار کرنا جو ۲- نومبر کو ایک بڑے مجمع میں پڑھا گیا عظیم الشان معجزہ ہے اور ہم خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ جس قدر عظیم الشان تحدی کی کتابیں حضور کے قلم سے نکلی ہیں وہ ایسی ہی جلدی اور حالت ضعف و مرض میں لکھی گئی ہیں جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ یہہ انسانی طاقت کا کام نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی کھلی کھلی نصرت اور تائید ہے۔

شور کیسا ہے ترے کوچہ میں لے جلدی خبر خوں نہ ہو جاوے کسی دیوانہ مجنوں وار کا

۳۱- تاریخ تک حضرت باہر تشریف نہ لا سکے اور اس عرصہ میں ناظرین بے قرار اور مضطرب دیوانہ وار آپ کے ایوان کے نیچے بازار کوچہ میں پھر رہے تھے اور کسی نہ کسی حیلہ سے چاہتے تھے کہ زیارت ہو جاوے مگر حضور کی ناسازی اسپر بیعت مستورات کا سلسلہ پھر مضمون لیکچر کے لکھنے کا ارادہ سب باتیں مل ملا کر انہیں پورا کر رہی تھیں اور جوں جوں دیر ہوتی تھی اسیقدر جوش زیارت بڑھتا جاتا تھا۔ آخر اس بڑھے ہوئے اضطراب اور جذبہ عشق نے اپنا کام کیا اور حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور کی زیارت کے لئے بہت لوگ جمع ہیں اور سخت گھبرائے ہوئے ہیں خواہ ایک دو منٹ ہی کے لئے کیوں نہ ہو۔

یہہ ۳۱- اکتوبر کا دن تھا اور بعد دوپہر عرض کیا گیا۔ حضور نے فرمایا کہ میں نے ابھی مضمون بھی شروع نہیں کیا اب میرا ارادہ ہے کہ اسے لکھوں اور بیعت کا سلسلہ بھی کثرت سے جاری ہے۔ اگر میں نیچے اترونگا تو پھر مضمون رہ جائیگا۔

اسپر عرض کیا گیا کہ حضور صرف ایک دو منٹ کے لئے اس دریچہ میں بیٹھ جاویں اور لوگ گلی میں کھڑے ہو کر زیارت کر لیں گے۔ اس تجویز کو حضور نے منظور فرمایا کہ ۳ بجے کے قریب دریچہ میں سے لوگ زیارت کر لیں۔

اسوقت وہ کوچہ آدمیوں سے پٹا پڑا تھا جس میں ہندو مسلمان۔ بوڑھے جوان سب موجود تھے اس کوچہ سے لیکر بازار تک اور مسجد اور مکانوں کی چھتوں پر آدمی ہی آدمی تھے۔ اور کوچہ میں تو اسقدر انبوہ تھا کہ اگر کوئی تھالی پھینک دیجاتی تو یقیناً یقیناً سروں ہی پر سے چلی جاتی۔

اس انبوہ اور ازدحام کو دیکھ کر گھبرائے کہ مبادا کوئی بوڑھا یا کمزور آدمی نیچے آکر نہ کچلا جاوے کیونکہ ہر شخص ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر دیکھنا چاہتا تھا۔ ہم کن الفاظ میں ان نظاروں کو ناظرین کے سامنے پیش کریں وہ وقت قابل دید تھا اور بے اختیار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہی آپ کی زبان میں مخاطب کر کے کہا جاتا تھا

شور کیسا ہے ترے کوچہ میں لے جلدی خبر
خوں نہ ہو جاوے کسی دیوانہ مجنوں وار کا

آخر کوئی ایک ہی منٹ میں حضرت اقدس محض اس خیال سے کہ کوئی ضعیف و ناتوان کچلا جاوے گا۔ اٹھ گئے۔ اور لوگ حسرت دیدار دل ہی میں لیکر منتشر ہو گئے۔

یہہ غنا ذاتی بھی صداقت کا نشان ہے

اس مقام پر ہم اپنے ناظرین کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ وہ لوگ جو خدا تعالےٰ کی طرف سے مامور ہو کر آتے ہیں اس دنیا کے تعلقات سے بالکل الگ ہوتے ہیں وہ جبراً قہراً باہر نکالے جاتے ہیں ورنہ وہ اپنے گوشۂ تنہائی کو پسند کرتے ہیں اور پھر مامور ہونے کے بعد انہیں ایک خاص قسم کا غنا پیدا ہو جاتا ہے۔ اور وہی غنا انکے حق پر ہونے کی دلیل ہوتا ہے۔

لاہور میں جب حضرت اقدس کئی دن تک باہر تشریف نہ لائے۔ تو بازاروں اور بلوگوں میں عجیب عجیب قسم کی چہ میگوئیاں ہوتی تھیں جن کی تردید ہم نے روزانہ پیسہ اخبار کے ذریعہ سے کی تھی + بہر حال ان دنوں ہم ایک اخبار نویس کے دفتر میں اس سے بطور اتفاق ملا تھا اور اس نے ہم سے پوچھا کہ اگر یہ شخص خدا تعالےٰ کی طرف سے ہے تو باہر کیوں نہیں نکلتا! ہم نے اس سے کہا کہ جس امر پر آپ ٹھوکر کھاتے ہیں وہی انکی سچائی کا ثبوت ہے۔ اور اس کے منجانب اللہ ہونے کی دلیل۔ اگر اس دلیل کے سمجھنے کے لئے انصاف شرط ہے۔ دیکھو! اگر یہہ شخص خدا کی طرف سے نہ ہوتا اور اسکا مقصد اور غرض دنیا کو ٹھگنا ہوتا جیسا کہ بعض احمق خیال کرتے ہیں تو اس کو چاہئے تھا کہ باہر آکر بیٹھتا اور مریدوں کے حلقہ میں شہر میں ادہر ادہر پھرتا کیونکہ آدمیوں کے ساتھ تعلقات بڑھانا ہی تو اسکی غرض تھی۔ مگر وہ تو ان باتوں کی پروا نہیں کرتا۔ بزرگان ملت جنکو ناعاقبت اندیش معترض حصہ دار بتلاتے ہیں وہ بھی تو اس کو مل نہیں سکتے کیا دنیا طلب اور منصوبہ باز ایسے ہوتے ہیں اور نہیں اسی قسم کا غنا ہوتا ہے آپ ایمان سے کہیں کہ کبھی ایسا ہوا ہے کہ لوگوں کو پھانسنے والا شخص متقی باوجود دیکہ لوگ اس سے ملنے کی آرزو کریں اور وہ نہ ملے؟ اسپر ایک اخبار نویس سے کوئی جواب تو نہ بن آیا بجز اس کے کہ کہدیا کہ آپ تو

اعتقاد من لیس آت

کے مصداق ہیں۔ ہم نے کہا کہ اعتقاد یونہی پیدا نہیں ہو سکتا۔ جب تک کوئی قابلیت اور رمح اس شخص میں نہو۔ آپ میری بات کا جواب دیں کہ جو اعتراض آپ کی تکذیب دعوے کے رنگ میں کیا جاتا ہے وہی تصدیق دعویٰ کی دلیل ہے یا نہیں اسپر اسے خاموش ہی ہونا تھا۔

پس

اصل یہ ہے کہ یہہ استغنا ان لوگوں کا فی الحقیقت انکی سچائی کی دلیل ہوتا ہے وہ مخلوق سے بلحاظ انکی ہمدردی اور خیر خواہی کے بہت ہی قریب ہوتے ہیں مگر مخلوق کی طرف اپنی احتیاج سے بہت ہی دور ہوتے ہیں۔ مگر افسوس یہ ہے کہ ابناء دنیا ان باتوں کو جو خیر و خوبی کی ہیں اور جو سراسر حسن ہیں بدنما دیکھتے ہیں۔ اور یہہ آج ہی نہیں ہوا ہمیشہ سے اسیطرح ہوتا آیا ہے کہ ان عقل کے اندہوں کو اسی مقام پر ٹھوکر لگی ہے جہاں معارف و حقایق کا خزانہ ہوتا ہے۔ اسلئے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ قول لاریب آب زر سے لکھنے کے قابل ہے کہ عیسائیوں اور آریوں نے قرآن کریم کے جس مقام پر اعتراض کیا ہے غور سے دیکھا گیا ہے تو وہی مقام حکمت و معرفت ایک بیش قیمت خزانہ اپنے اندر رکھتا ہے۔ مگر انہیں نظر نہیں آتا۔

ایک دن میں لیکچر طیار ہو گیا

ناظرین کو معلوم ہو چکا ہے کہ ۳۱- اکتوبر ۱۹۰۴ء کی دوپہر تک حضرت نے لیکچر کا لکھنا شروع نہ فرمایا تھا۔

لوٹ صفحہ ۱۵ پر جس نوٹ کا حوالہ ہے وہ ۲۴ نومبر کے الحکم میں نکلے گا انشاء اللہ۔

در تبیعت بھی ناسازی ہی تھی - اور سلسلہ مبایعین کی وجہ سے عدیم الفرصتی ہی تھی - تاہم یہ حیرت انگیز بات تھی کہ ۲ - نومبر ۱۹۰۴ء کو چھپا ہوا لیکچر پڑہا گیا - اس لیکچر کی طیاری میں ایک ہی دن صرف ہوا - لیکچر کے متعلق عام طور پر مندرجہ ذیل اشتہار چھپا کر تقسیم کیا گیا اور شہر کے مختلف حصوں اور نمایاں جگہوں پر چسپاں بھی کر دیا گیا -

اشتہار

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نحمدہٗ و نصلے علے رسولہ الکریم

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی
مسیح موعود کا لیکچر
اسلام پر

یہ لیکچر ۲ - نومبر ۱۹۰۴ء کو بدھ کے دن صبح سات بجے بمقام سیالکوٹ سرائے مہاراجہ صاحب بہادر والی جموں و کشمیر سنایا جائیگا - مولوی عبد الکریم صاحب اس لیکچر کو پڑھکر سنائینگے - اور حضرت مرزا صاحب خود بھی تشریف فرما ہونگے حضرات سامعین کو چاہیے کہ ٹھیک وقت پر تشریف لاویں - کسی صاحب کو بولنے کی اجازت نہ ہوگی - نہایت متانت اور خاموشی سے لیکچر کو سننا ہوگا -

المشتہران

حکیم حسام الدین - چودہری محمد سلطان میونسپل کمشنر

آغا محمد باقر خان آنریری مجسٹریٹ

چودہری نصر اللہ خان پلیڈر - چودہری محمد امین پلیڈر

ضروری نوٹ :- میرا ارادہ تہا کہ اس نمبر میں ساری روئداد شایع کردوں لیکن جب اس مقام تک میں پہونچا اور مجھے معلوم ہوا کہ سارا مسودہ اس نمبر میں نہیں آسکے گا - اگرچہ اسی ایک ہی مضمون کا پڑہنا ناظرین کو ناگوار نہ گذرتا - تاہم مناسب معلوم ہوا کہ کچھ حصہ دوسرے مضامین کا بھی ہو اسلئے باقی حالات سفر سیالکوٹ کے اگلے نمبر میں انشاء اللہ شایع کر سکوں گا -

نکاح کی ضرورت

ہمارے ایک مخلص احمدی بہائی میاں رحمت اللہ صاحب جولاہو کے ارائیں قوم سے ہیں اور بنگہ ضلع جالندہر میں ایک اچھی دوکان سبزی اور میوہ فروشی کی رکھتے ہیں - اپنی اہلیہ کے فوت ہو جانیکی وجہ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں - میاں رحمت اللہ نوجوان ہیں - انکی عمر ۳۰ سال کی ہے اور لکھے پڑہے ہیں - جہانتک ایڈیٹر الحکم کو ان سے ذاتی تعارف اور انکے حالات سے واقفیت ہے وہ کہہ سکتا ہے میاں رحمت اللہ خدا کے فضل و کرم سے ایک دیندار اور شریف آدمی ہے - جو صاحب ان سے اس قسم کا تعلق پیدا کرنا چاہیں وہ براہ راست میاں رحمت اللہ احمدی بنگہ ضلع جالندہر کے پتہ پر یا ایڈیٹر الحکم کی معرفت خط و کتابت کرے +

نئی دنیا میں سلسلہ عالیہ احمدیہ اور پہلا احمدی

ملک امریکہ سے ایک دل خوشکن آواز آئی ہے جسے ہم اپنے ناظرین تک پہونچاتے ہیں - ہمارے مکرم جناب مفتی محمد صادق صاحب علے العموم مغربی دنیا میں بذریعہ خط و کتابت تبلیغ کرتے رہتے ہیں اور یہ اسی کا نتیجہ ہے ذیل میں ہم مفتی صاحب کا خط درج کرتے ہیں جو انہوں نے مسٹر اینڈرسن کے خط کے بعد بغرض اندراج الحکم لکہا ہے فی الحال اتنا ہی کافی ہے آئندہ اگر ممکن ہوا تو صاحب موصوف کے گرامی نامہ کا پورا ترجمہ درج کرینگے -
ایڈیٹر

بخدمت صاحب ایڈیٹر الحکم -

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ -

مسٹر حسن اینڈرسن ساکن ملک امریکہ جنکے ساتھہ ڈیڑہ سال سے میری خط و کتابت مذہبی امور میں ہو رہی تھی اپنے خط مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۰۴ء میں درخواست کرتے ہیں - کہ انکا نام درج رجسٹر مبائعین حضرت مرزا صاحب کیا جاوے اور نیز اون کی خواہش ہے کہ اُن کے متعلق یہ خبر عام طور پر ممبران احمدیہ وغیرہ میں شایع کی جاوے تاکہ سب دوست اُن کے واسطے دعائے استقامت کریں - مسٹر موصوف ایک لائق ڈاکٹر یورپ کی اکثر زبانوں شلاً فرنچ - جرمن - ناروجی - وغیرہ کے عالم ہیں اور اپنے پیشہ ڈاکٹری سے اپنا گذارہ کرتے ہیں - انکو اسلام کے ساتہہ بڑی محبت ہے اور اس سلسلہ کو خدا کی طرف سے اور حضرت مرزا صاحب کو مسیح اور مہدی مانتے ہیں اور ملک امریکہ میں پہلے احمدی ہیں -

محمد صادق عفی اللہ عنہٗ والسلام

ڈاکٹر شیخ محمد شریف صاحب مدرسہ تعلیم الاسلام پر

ہمارے مکرم و محترم دوست ڈاکٹر شیخ محمد شریف احمدی حصول رخصت پر اپنے گہر بٹالہ تشریف لائے تہے ایک دن فرصت کا نکال کر وہ دار الامان بہی حاضر ہوئے - اور انہوں نے مدرسہ تعلیم الاسلام کا معائنہ کیا - معائنہ کے بعد جو رائے ڈاکٹر صاحب نے لکہی ہے وہ ہم ذیل میں درج کرتے ہیں -

سب سے اوّل قاضی نظیر حسین صاحب نے مدرسہ کا اپنی جماعتیں سے معائنہ کیا تہا انہوں نے جس طریق پر مدرسہ کا معائنہ کیا وہ معائنہ کنندگان کے لیئے ایک نمونہ ہے لیکن ہم افسوس سے ظاہر کرتے ہیں کہ ہماری جماعت کے اکابر جو یہاں آتے ہیں وہ سرسری نظر سے مدرسہ کو دیکھتے ہیں حالانکہ قومی کام کی حیثیت سے انہیں اسے بڑی دلچسپی سے دیکھنا چاہیئے - بہرحال ڈاکٹر صاحب کی رائے بعد معائنہ یہ ہے -

میں مولوی محمد صادق صاحب کا نہایت ہی مشکور ہوں کہ آپنے مجھے تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے معائنہ کے لیئے بلایا - عرصہ قلیل میں اس درسگاہ کی ایسی عظیم الشان ترقی میرے لیئے حیرت اور تعریف کا باعث ہوئی - اس بارے میں منیجر اور دوسرے افسران مدرسہ کی کوشش ہر طرح سے قابل تعریف ہے - اسلئے اپنے کامل وثوق کی مثال لئے میں نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ اپنے چھوٹے بہائی کو یہاں تعلیم کے لئے بھیجدوں -

(دستخط) محمد شریف اسسٹنٹ سرجن

مدرسہ ہی کے متعلق ایک بات

چونکہ عید الفطر کی تقریب قریب آرہی اسلئے ہم اپنی قوم کو مطلع کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ عید فنڈ کی وصولی میں غیر معمولی سعی اور کوشش کرنی چاہیئے - کیونکہ اس فنڈ سے مدرسہ کی آتی ضرورتوں کا بہت بڑا حصہ پورا ہو جایا کرتا ہے جب سے سکول ہائی سکول بن گیا ہے - اسوقت سے مدرسہ کی ضروریات بہت کچھ بڑہ گئی ہیں - اور ان ضرورتوں کا پورا کرنا قوم ہی کے ہاتہہ میں ہے -

ہر شہر اور گاؤں کی انجمن احمدیہ عید فنڈ کا روپیہ وصول کرکے ڈائرکٹر صاحب مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے نام بہیجدے +

کچہہ اپنی نسبت

ہم ان بقایا داران کے شکر گذار ہیں جنہوں نے مطبع کی ضروریات کو محسوس کرکے باخوف خدا اپنا بقایا صاف کر دیا ہے اور مطبع کے بہیجے ہوے وی پی وصول کرلئے ہیں -

۱ - اور ہم آج اون احباب کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے کئی مرتبہ وی پی واپس کئے ہیں کیونکہ آخر ہم ۲۴ - نومبر ۱۹۰۴ء سے اونکے نام اخبار بہیجنا بند کر دینگے - اور اس طرح پر آخر سال تک کچہہ ہی فائدہ ہوگا - اور بعض ہمدردان الحکم جب دفتر الحکم میں تشریف لاکر بقایا داران کے رجسٹر کو دیکہا کرتے ہیں تو وہ اون کے اسماء گرامی کو ہمدردان قوم میں پاکر کچہہ افسوس کرینگے -

۲ - سال رواں کے اختتام میں اب ایک ہی مہینہ باقی سمجہئے - اسلئے اطلاع دی جاتی ہے - کہ سالہائے گذشتہ کے معمول کے موافق ۱۰ - دسمبر ۱۹۰۴ء کا الحکم سالانہ قیمتوں کے وصول کرنے کے واسطے بذریعہ وی پی بہیجا جاوے گا - اور اس سے پہلے بذریعہ مطبوعہ کارڈوں کے حسب دستور اطلاع دیجاوے گی - میں یقیناً عرض کرتا ہوں کہ اخبار کے استحکام کے لئے قوم کی متفقہ کوششوں کی ضرورت ہے اور اس امر کی ضرورت ہے - کہ وقت پر واجب ادا کیا جاوے - قومی اخبار قومی ڈونیشنوں سے چلتے ہیں لیکن الحکم کہہ سکتا ہے کہ بلا استثنائے چند آدمیوں کے جنہوں نے وقتاً فوقتاً اس کی تحریک پر توجہ کرکے اس ضرورت کو قادیاں سے دور رہ کر بہی محسوس کیا ہے - کسی شخص کو یہ موقع نہیں ملا کہ وہ اسے ڈونیشن دے - اور نہ کبہی الحکم کی طرف سے اس قسم کی درخواست ہی ہوئی ہے - یہ ایسی باتیں ہیں جو قوم کو خود محسوس کرنی چاہیئیں - بہرحال آئندہ کے لئے اگر خدا تعالےٰ ہمیں توفیق دے اور اس خدمت کے قابل ہمیں رکھے تو ہم یہ چاہتے ہیں کہ صرف ان خریداروں کے نام الحکم جاری رکہا جاوے جو پیشگی قیمت دینے والے ہوں ہاں بعض خوش معاملہ لیکن غیر مستطیع احباب جو ان سات آٹھ سال میں ہمیشہ خوش معاملہ ثابت ہوئے ہیں اس قاعدہ سے مستثنےٰ کئے جاویں - اسلئے ہر شخص کو اپنی جگہ سوچ لینا چاہیئے کہ آیا وہ الحکم پیشگی قیمت پر خرید سکتا ہے یا نہیں -

یہ قاعدہ پختہ کر لیا جاویگا کہ جو شخص وی پی واپس کریگا بجائیکہ اسے پہلے اطلاع دی گئی ہو اور وہ وی پی جاری ہونے سے پہلے اسکے نہ پہنچنے کی اطلاع دیدے یا قبل از وقت اس کی اطلاع نہ پہونچ سکے اسے مستثنےٰ کرکے ہر واپس شدہ وی پی پر نام خارج کر دیا جاویگا - اس سال مطبع کو اس حصہ میں بہی بہت سا خسارہ ہوا ہے یہ بہی یاد رہے کہ جن احباب کا سالانہ چندہ بذریعہ وی پی وصول ہوا ہے انسے وی پی فیس وصول نہیں کیا گیا وہ اس مرتبہ شامل کر لیا جاویگا -

تفسیر القرآن اور اسکی خریدار

ہم نے اطلاع دیدی کہ تفسیر القرآن کا دوسرا پارہ شایع ہو گیا اور اسکے خریداروں کے نام وہ روانہ بہی ہو گیا - لیکن ابہی تک بعض ایسے اصحاب معلوم ہوتے ہیں کہ جن کے پاس متفرق اجزا پہونچے ہوئے ہیں اور انہوں نے ابہی تک باقی اجزاء کے طلب کرنے کی اطلاع نہیں دی ایسی صورت میں ہم بری الذمہ ہیں - اگر کسی کو باقی اجزا نہ ملے ہوں تاں اگر اطلاع دینے پر نہ بہیجے جاویں تو ہم ذمہ دار ہیں جن لوگوں کے پاس اجزا پہونچے ہوے ہیں اور انکے پاس مکمل پارہ ہی پہونچ گیا ہے - انہیں چاہیئے کہ وہ اجزا واپس بہیجدیں - اگر درخواست میں صاف لکہا جاوے کہ اس صفحہ تک پارہ دوم پہونچا ہوا ہے -

دار الامان کا ہفتہ

۱ - اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت بحمد اللہ اچہی ہے کبہی کبہی ناسازی کی بہی شکایت ہو جاتی ہے -
۲ - حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ احد
۳ - بزرگان ملت خدا کے فضل و کرم سے تندرست ہیں حضرت حکیم الامۃ کی طبیعت کسیقدر ناساز رہی ہے - شکایت اسہال کی تہی -
۴ - کوئی نئی تالیف مطبع میں نہیں چہپ رہی - ...
۵ - رمضان کا پہلا روزہ یہاں جمعرات کو رکہا گیا -
۶ - سناتن دہرم سبہا قادیان باقاعدہ ہو گئی ہے - ایک پنڈت صاحب ... یہاں آئے ہوئے ہیں - اور ... لیکچر دیتے ...

مقدمہ کے متعلق اپیل حضرت اقدس کے مقدمہ ...

ریمارک

یوگی اور اسکا پیغام - اس نام کا ایک چھوٹا سا سام صفحہ کا ایک انگریزی رسالہ ہمارے پاس بغرض ریویو آیا ہے اور اسکے ساتھ ہی ایک کارڈ بھی پہونچا کہ اس رسالہ کو بغیر پڑھنے کے کوئی رائے ظاہر نہ کی جاوے ہم نے اس مختصر رسالہ کو پڑھا ہے اور اسپر اظہار رائے کے لئے اس سے بہتر کچھ نہیں کر سکتے جو ہمارے معزز ہمعصر ریویو آف ریلیجنز نے لکھا ہے - اسلئے اسے یہاں دیدینا ہی کافی ہے - "یوگی اور اسکا پیغام"

اس نام کا ایک رسالہ انگریزی زبان میں لکھا ہوا مصنفہ سوامی دہرمانند مہا ورتی صاحب ہمارے پاس ریویو کے لئے بھیجا ہے اس رسالہ میں دو لیکچر درج ہیں - جو سوامی صاحب نے یو-پی مشن میرج اجمیر اور اکسفورڈ مشن ہوسٹل ہال کلکتہ میں دئے تھے ان دونوں لیکچروں میں سے ایک کا عنوان "عیسی مسیح عجیب و غریب یوگی" اور دوسرے کا عنوان "انجیل مقدس پیغام یوگی ہے" سب سے پہلے یہ دیکھنا ہے کہ سوامی صاحب یوگی سے کیا مراد سمجھتے ہیں ہم انہیں کے اپنے الفاظ سے اقتباس کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ "یوگی وہ ہوتے ہیں جو جتنی دفعہ چاہے مرے موت اس کے قبضہ میں ہوتی ہے" پھر وہ کہتے ہیں کہ یوگ کی قوت سے تمہیں مفصلہ ذیل باتیں حاصل ہو سکتی ہیں "گذشتہ واقعات کا تمہیں علم ہو سکتا ہے موجودہ اور آیندہ کی تمہیں خبر ہو سکتی ہے - تمام بیماریوں سے تم بچ سکتے ہو - دوسرے لوگوں کے خیالات تم پڑھ سکتے ہو - پانی میں ڈوبنے کے بغیر تم رہ سکتے ہو اور آگ میں جلنے کے بغیر ٹھہر سکتے ہو - زہر کو تریاق بنا سکتے ہو - تم اتنے مضبوط ہو سکتے ہو کہ تم پر کوئی تیغ نہیں پا سکتا - تم اپنا جسم چھوڑ کر دوسرے کے جسم میں داخل ہو سکتے ہو - اپنی مرضی سے جب چاہو مر سکتے ہو - تم دیوتاؤں کی طرح کھیل کود کر سکتے ہو - جو کچھ تم چاہو حاصل کر سکتے ہو - تمہارے کاموں کو کوئی بات روک نہیں سکتی - جو صورت تم چاہو اختیار کر سکتے ہو ہوا کی طرح تیز چل سکتے ہو - تم اپنے کثیف جسم سے ہر جگہ جا سکتے ہو - تم دور سے سن سکتے ہو - بغیر پانی کے زندہ رہ سکتے ہو - تم کو دور دراز کی چیزیں نظر آ سکتی ہیں - تم عورتوں اور مردوں کے دلوں پر حکمرانی کر سکتے ہو - ان دعاوی کو سنکر ناظرین منتظر ہوں گے کہ انکا ثبوت کیا ہے اور کون سی دلیل ان کی تائید میں دیجا سکتی ہے مگر سوامی صاحب کی کتاب اس سے بالکل خالی ہے - اور یہ سب دعاوی نرے دعاوی ہیں - یہ بھی لکھا ہے کہ "اس قسم کے یوگی اسوقت تک کوہ ہمالیہ اور تبت میں پائے جاتے ہیں - اور مسلمانوں میں بھی بڑے بڑے باکمال یوگی موجود ہیں" بقول سوامی صاحب ان کی تعداد ۱۵۰ مرد اور ۱۳ عورتیں ہے - لیکن اس کے نام اور پتے سوامی صاحب کسی مصلحت کی وجہ سے ظاہر نہیں کرتے شاید اس لئے کہ حقیقت معلوم نہ ہو جائے سوامی صاحب لکھتے ہیں کہ وہ ایک ایسے یوگی کو جانتے ہیں جس کی عمر ۲۶۵ سال کی ہے - اور ایک یوگن اونہوں نے دیکھی ہے جس کی عمر ۵۰۰ برس بیان کرتے ہیں - یہ کہانیاں بچوں کے خوش کرنے کے لئے تو خوب ہیں - لیکن ان فضول دعاوی کو ایک ایسے ہی دعوی کے ثبوت میں پیش کرنا - یہ سوامی صاحب کا ہی کام تہا ان باتوں سے اون کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ یوگیوں میں ایسی طاقتیں پائی جاتی ہیں - اس لئے یسوع مسیح بھی ایک یوگی تہا کیونکہ اوس کی نسبت بھی اسی قسم کی باتیں لکھی ہوئی ہیں لیکن تعجب ہے پھر تو وہ انسان ثابت ہوا خدا یا ابن خدا جو سوامی صاحب اوسے بنانا چاہتے ہیں کیونکر ہوا - یا اونہیں یہ کہنا پڑے گا کہ ہر ایک یوگی خدا یا خدا کا بیٹا ہوتا ہے + الغرض یسوع مسیح بھی اون کے نزدیک اسی قسم کا یوگی تہا - جس کی سوامی صاحب نہایت مبالغہ آمیز تعریف اور مدح کرتے ہیں اور جسکی فضول ثناخوانی کرتے ہیں - اس یوگی پر وہ لٹو فریفتہ ہیں مگر اوس کی تعریف کرتے وقت انہوں نے واقعات کو نظر انداز کر کے اپنے ولولوں اور جوشوں کو زبردست الفاظ میں بیان کیا ہے - ہم مسیح کو بنظر تعظیم دیکھتے ہیں اور اون کو خدا کا سچا نبی جانتے ہیں - لیکن ہم اس بات سے انکار نہیں کر سکتے اور نہ ہی کوئی عیسائی اس سے کبھی انکار کر سکتا ہے - کہ دوسرے نبیوں کی طرح یسوع مسیح کو بھی اسکے زمانہ کے لوگوں نے گالیاں دیں اور ذلیل کیا اور حقارت سے دیکھا - اور بہت تہوڑے لوگ تھے جنہوں نے اسے ابتدائے دعوی میں سچا مسیح شناخت کیا - مگر اس کے متعلق مصنف کتاب زیر ریویو فرماتے ہیں کہ "ایشیا کے سخت مزاج لوگ سب کے سب روحانی غفلت سے بیدار ہو گئے - اور پوچھا کہ یہ نوجوان کون ہے ؟ عرب اور سکندریہ اور ترکستان اور تاتار اور شام اور یونان اور ایران نے سوال کیا - کہ یہ عجیب نوجوان کون ہے! یونانیوں اور رومیوں نے اپنی عالمانہ تحقیقاتیں اسی مسئلے کا فیصلہ کرنے کے لئے جمع کیں کہ یہ بینظیر انسان کون ہو سکتا ہے بادشاہ اور زمیندار حیرت زدہ ہو کر بیٹھ گئے سپاہی اور بہادر آزما اس کی باتوں کے آگے سرنگوں ہو گئے - فلاسفر اور سائنس دان اس کی تحریر میں گھٹ گئے دیو اور شیاطین اسکے حکم کے آگے کانپتے تھے - بڑی طغیانی کرنے والے سمندر اور سخت تیز چلنے والی ہوائیں اسکے حکم کی تعمیل کرتی تھیں - مردے قبروں میں سے نئی زندگی لیکر اوٹھے - قانون دان اور منطقی لوگ اس کے دعظوں پر فدا ہو گئے - اسکی آسمانی فصاحت کے سامنے پنڈتوں اور حکماء کی شہرت مٹ گئی - ربانیوں اور زبانوں نے اپنی قیمتی کتابیں پرے پھینکدیں - مجوسیوں اور جادوگروں نے پیشگوئیاں کرنی چھوڑ دیں اور ربیوں اور سردار کاہنوں نے شرم کے مارے اسکے سامنے چہروں کو چھپا لیا" لیکن واقعات کیا ہیں؟

جب یسوع نے اپنا دعوئے مسیحیت کیا تو ساری یہودی قوم نے اسکی سخت مخالفت کی - جھوٹا اور فریبی کہا مفتری اور کذاب قرار دیا گالیاں دیں - اور ہر طرح سے اوس کے دعوی کو جھوٹا ثابت کرنے کی کوشش کی - صرف چند ماہی گیر اور چھوٹی ذات کے مرد اور کچھ عورتیں تھیں جو اوس کے ساتھی ہوئے - بنی اسرائیل نے اسے اپنا نجات دہندہ نہ مانا - یونانیوں اور رومیوں نے اس کے صادق یا کاذب ہونیکے سوال کو ایک لمحہ کے لئے بھی ضروری نہیں سمجھا اور نہ اسے کچھ وقعت ہی دی اور آخرکار اسے مفسدہ پرداز خیال کر کے اور یہودیوں کو حکومت کے مقابلہ میں سرکشی کی ترغیب دینے کے جرم میں رومی گورنمنٹ نے اسکو گرفتار کر لیا - سرزمین شام سے باہر اسے کوئی نہ جانتا تہا - اور عرب اور ترکستان اور تاتار اور یونان اور ایران اور روم وغیرہ اسکی ہستی سے بھی بالکل بیخبر تھے - ربی اور سردار کاہن اسے مفتری اور کذاب سمجھتے تھے - اور اسکو اور اسکی والدہ کو (ان دونوں پر سلام ہو) سخت عیوب سے متہم کرتے تھے رومی سپاہیوں نے اسے گرفتار کیا - حراست میں رکھا - مقدمہ چلایا - جرم اسکے ذمہ ثابت پایا - اور صلیب پر سزا دینے کے لئے چڑھا دیا - سوامی صاحب کے "بہادران بہرد آزما جو اسکی باتوں کے آگے سرنگوں ہو گئے" صرف وہ نہایت کمزور دل حواری ثابت ہوئے - جنہوں نے آخری وقت میں اوس سے بیوفائی کر کے اس کا ساتھ تک نہ دیا - ابتداء میں تو اس کا استقبال اسی الہی قانون کے مطابق ہوا - جو قرآن کریم میں درج ہے "یا حسرۃ علے العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون" یعنی لوگوں پر افسوس ہے! کوئی رسول اون پاس نہ آیا جس سے انہوں نے ٹھٹھا نہ اڑایا" +

معلوم ہوتا ہے کہ سوامی صاحب اسبات کی احتیاط نہیں کرتے کہ جو بات وہ منہ سے بیان کر رہے ہیں کہاں تک صداقت رکھتی ہے - مثلاً سوامی صاحب اپنے لیکچر میں بیان فرماتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی یسوع مسیح کو تمام نبیوں سے افضل اور تمام انبیاء کا سردار بیان کیا ہے اور قرآن کریم نبیوں کا شاہزادہ اس کا نام رکھتا ہے - اور اسکو تمام کاہنوں سے مقدس اور بلند رتبہ لکھتا ہے - یہ بڑی سخت غلط بیانی ہے اسی سے دوسری کتابوں وید وغیرہ کے حوالجات کی صحت یا عدم صحت کا اندازہ ہو سکتا ہے - حقیقت یہ ہے کہ سوامی صاحب اسلام سے بالکل ناواقف ہیں - ایک اور جگہ وہ فرماتے ہیں - کہ قرآن تمہیں یہ نہیں بتاتا کہ مسیح صلیب پر نہیں مرا - حالانکہ قرآن صاف الفاظ میں فرماتا ہے کہ وما صلبوہ - یعنی وہ (یہودی) بذریعہ صلیب کے بھی اسے مار ڈالنے پر قادر نہ ہو سکے" اسکے دلائل صاف ہیں - قرآن کریم مسیح کو خدا کا سچا نبی بیان کرتا ہے - اور بقول حضرت موسیٰ علیہ السلام اگر وہ صلیب پر مر گئے تو پھر سچے نبی نہیں ہو سکتے - کیونکہ پرانے عہدنامہ میں لکھا ہے کہ جو شخص کاٹھ یعنی صلیب پر مر جاتا ہے وہ لعنتی ہوتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ خدا سے مردود ہو جاتا ہے - اور وہ خدا سے بیزار اور خدا اس سے بیزار ہوتا ہے اسمیں شک نہیں کہ مسیح کو یہودیوں نے صلیب پر کھینچا لیکن وہ وہاں مرا نہیں - کیونکہ کلام خدا میں لکھا ہے ولکن شبہ لھم - وہ (یہود) شک میں پڑ گئے - جس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اوس کو مردہ خیال کر لیا - حالانکہ وہ درحقیقت مردہ نہ تہا - مجھے یہ بات دیکھ کر سخت رنج ہوا ہے کہ سوامی دھرمانند مہا ورتی جیسے مشہور و معروف انسان اسلام جیسے عظیم الشان مذہب سے ایسے ناواقف ہوں جو ہندوستان کے پانچویں حصہ سے زیادہ کا مذہب ہے +

بعض امور اس رسالہ میں ایسے ہیں جو واقعی قابل تعریف ہیں اول یہ کہ مسیح کے ہندوستان میں آنے کی تائید کی گئی ہے - دوسرے مسیح مذہب کے ماننے والوں پر اس مذہب کے جو اثر ہوئے ہیں ان کو بہت وضاحت سے بیان کیا ہے - ذیل کی عبارت خاص توجہ کے لائق ہے "مجھے معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیت کے اچھے دن اب گذر چکے ہیں - آجکل اس مذہب میں پاریہ - چنڈال چمار چوہڑے - گوالے اور اسی قسم کے نیچ اور خبیث لوگ داخل ہوتے ہیں - یہ لوگ ملک کے لئے وبال جان ہوتے ہیں اور ان کے ساتھ اختلاط سے اعلےٰ سوسائٹی کی ذلت ہوتی ہے - یہ بیہودہ نالائق شرابی بدمعاش بھوکے مرتے شریر لوگ اب ہندوستانی نوعیسائی لوگوں میں لاکھوں میں شمار ہو سکتے ہیں اور اعلےٰ قوموں کے لوگ ابھی تک عیسائیت کے اثر سے بالکل بچے ہوئے ہیں - ان نیچ ذاتوں کے بہت سے لوگوں کو بجائے اچھی حالت میں کرنے کے عیسائیت نے اور بھی پست حال کر دیا ہے - کثرت سے ایسے لوگوں کی حالت بالکل خراب ہو گئی ہے اور ان کے اخلاق گر گئے ہیں اور پہلے کی نسبت وہ بد چلنی میں اور بھی بڑھ گئے ہیں - دیسی عیسائیوں میں سے ۹۹ فیصدی ایسے ہیں جن کے اخلاق بہت پستی میں گرے ہوئے ہیں - ذہنی قوائے کے لحاظ سے وہ ہندوؤں سے دس ہزار درجہ کم ہیں - اور روحانی حالت ان کی ایسی ہے کہ گویا وہ ہندوستانی عیسائیت کی کتاب حساب میں انقدر صفر ہیں"

تو عیسائیوں کی یہ تصویر عیسائی مذہب کے ایک دشمن نے نہیں بلکہ ایک نہایت دلدادہ عاشق نے کھینچی ہے - اور یہ ایسی سچی باتیں ہیں کہ ان کی صداقت بہت دفعہ خود عیسائی صاحبان نے تسلیم کی ہے - اگر یہ مسئلہ صحیح ہے کہ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے تو عیسائی مذہب بمعہ اسکے خامیوں کو اچھی طرح دیکھ لینا چاہئے جسطرح ہندوستان میں عیسوئیت نے لوگوں کو قعر ذلت میں ڈالدیا ہے اسی طرح افریقہ میں بھی اس نے لوگوں کے اخلاق پر برا اثر ڈالا اور ان کو اور بھی نیچے گرا دیا ہے - برعکس اس کے اگر اسلام کے پاک اثر کو جو افریقہ کے نومسلموں کی حالت سے ثابت ہوتا ہے اور جسے خود عیسائی صاحبان نے تسلیم کیا ہے دیکھا جائے تو زمین و آسمان کا فرق معلوم ہوتا ہے - اور ان تمام باتوں سے ایک ہی نتیجہ نکلتا ہے کہ عیسائی مذہب کے دن اب پورے ہو چکے ہیں -

یسوع مسیح اور اسکے مذہب اور بائیبل کی کوئی کتنی ہی تعریف کیوں نہ کرے اگر ...... عیسائی مذہب کا اثر وہی ہے جس کو سوامی صاحب تسلیم کرتے ہیں تو یہ ساری تعریف عبث ہے کیونکہ واقعات اسکو جھوٹا ٹھہراتے ہیں یہ رسالہ

www.aaiil.org

مختصر نوٹ اور نکات

دعائی قبولیت ایک عظیم الشان فضل اور خارق عادت نشان ہے جو خدا تعالیٰ کے ولیوں کو دیا جاتا ہے۔ پس جس قدر انسان اس فضل سے حصہ پاتا ہے اسی اندازہ اور ظرف کیموافق وہ خدا تعالیٰ کی تولی میں آ جاتا ہے اور اسے وہ حالت جو قبولیت **دعائی حالت** کہلاتی ہے میسر آ جاتی ہے۔ اور وہ حالت یہ ہے کہ کسی کی نسبت نیک دعا یا بددعا کیلئے اہل اللہ کا دل چشمہ کیطرح کہ فوراً پھوٹتا ہے اور فی الفور ایک **شعلہ نور** آسمان سے گرتا ہے اور اس سے اتصال پاتا ہے اور ایسے وقت میں جب دعا کی جاتی ہے تو ضرور قبول ہوتی ہے۔ (مولیٰ کریم ہمیں بھی اس نعمت سے حصہ دے آمین)

ہمارے پیارے رسول سید الکائنات صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اذا وقع العبد فی الھانیۃ الرب ومھیمنیۃ الصدیقین ورھبانیۃ الابرار لم یجد احد یاخذ بقلبہ۔
یعنے جب کسی بندہ کے دل میں خدا کی عظمت اور اسکی محبت بیٹھ جاتی ہے اور خدا اوس پر محیط ہو جاتا ہے جیسا کہ وہ صدیقوں پر محیط ہوتا ہے اور اپنی رحمت اور خاص عنایت کے اندر اسکو لے لیتا ہے اور ابرار کی طرح اسکو غیروں کے تعلقات سے چھوڑا دیتا ہے تو ایسا بندہ کسی کو نہیں پاتا کہ اپنی عظمت یا وجاہت یا خوبی کے ساتھ اس کے دل کو پکڑے کیونکہ اس پر ثابت ہو جاتا ہے کہ تمام عظمت اور وجاہت اور خوبی خدا میں ہی ہے۔

ایک لطیفہ (رمضان میں کسوف خسوف کے متعلق جو مہدی موعود کا ایک نشان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کیا تھا اور وہ پورا ہو چکا ہے) حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا ہے
اس جگہ اس حکمت کا بیان کرنا بھی فائدہ سے خالی نہیں کہ خدا تعالیٰ نے مہدی موعود کا نشان چاند اور سورج کے خسوف کسوف کو جو رمضان میں ہوا کیوں ٹھہرایا۔ اسمیں کیا بھید ہے۔ سو جاننا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کے علم میں تھا کہ علماء اسلام مہدی کی تکفیر کریں گے۔ اور کفر کے فتوے لکھیں گے چنانچہ یہ پیشگوئی آثار اور احادیث میں موجود ہے کہ ضرور ہے کہ مہدی موعود اپنی قبولیت کے وقت سے پہلے علماء زمانہ کی طرف سے اپنی نسبت کفر کے فتوے سُنے اور اس کو کافر اور بے ایمان کہیں۔ اور اگر ممکن ہو تو اس کو قتل کرنے کی تدبیر کریں۔ سو چونکہ علماء امت اور فقراء ملت زمین کے آفتاب اور ماہتاب کیطرح ہوتے ہیں اور انہیں کے ذریعہ سے دنیا کی تاریکی دور ہوتی ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے آسمانی اجرام چاند اور سورج کی تاریکی کو علماء اور فقراء کے دلوں کی تاریکی پر دلیل ٹھہرائی گویا پہلے کسوف خسوف زمین کے چاند اور سورج پر ہوا کہ علماء اور فقراء کے دل تاریک ہو گئے۔ اور پھر اسی تنبیہ کے لئے آسمان پر خسوف کسوف ہوا۔ تا معلوم ہو کہ وہ بلا جس نے علماء اور فقراء کے دلوں پر نازل ہو کر خسوف کسوف کیساتھ انکو رنگ دیا آسمان نے اسکی گواہی دی۔ کیونکہ آسمان زمین کے اعمال پر گواہی دیتا ہے۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بھی شق قمر کی یہی حکمت تھی کہ جنکو پہلی کتابوں سے علم کا نور ملا تھا وہ لوگ اس نور پر قائم نہ رہے اور اُن کی دیانت اور امانت ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ سو اسوقت بھی آسمان کے شق القمر نے ظاہر کر دیا کہ زمین میں جو لوگ نور کے وارث تھے انہوں نے تاریکی سے پیار کیا ہے۔ اور اس جگہ یہ بات قابل افسوس ہے کہ مدت ہوئی کہ آسمان کا خسوف کسوف جو رمضان میں ہوا وہ جاتا رہا اور چاند اور سورج دونوں صاف اور روشن ہو گئے مگر ہمارے وہ علماء اور فقراء جو شمس العلماء اور بدر العرفاء کہلاتے ہیں وہ آجتک اپنے کسوف خسوف میں گرفتار ہیں۔ اور رمضان میں کسوف خسوف ہونا یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ رمضان نزول قرآن اور برکات کا مہینہ ہے اور مسیح موعود بھی رمضان کے حکم میں ہے کیونکہ اس کا زمانہ بھی رمضان کیطرح نزول معارف قرآن اور ظہور برکات کا زمانہ ہے۔ سو اس کے زمانہ میں علماء کا اس سے منہ پھیرنا اس کو کافر قرار دینا گویا رمضان میں خسوف کسوف ہوتا ہے۔ اگر کسی کو ایسی خواب آوے کہ رمضان میں خسوف کسوف ہوا تو اسکی یہی تعبیر ہے کہ کسی بابرکت انسان کے زمانہ میں علماء وقت اسکی مخالفت کریں گے اور سب اور توہین اور تکفیر سے پیش آویں گے۔ اور وہ شخص موعود مہدی کے نام سے بھی اس لئے نامزد کیا گیا ہے تا اس بات کی طرف اشارہ کیا جائے کہ لوگ اس کو مہدی یعنی ہدایت یافتہ نہیں سمجھیں گے بلکہ کافر اور بیدین کہیں گے۔ سو یہ نام پہلے سے بطور ذب اور دفع کے مقرر کیا گیا جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مذمت کرنیوالوں کے رد کیلئے **محمد** رکھا گیا۔ تا اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ اس قابل تعریف نبی کی شریر اور خبیث لوگ مذمت کریں گے مگر وہ **محمد** ہے یعنی نہایت تعریف کیا گیا نہ کہ مذمم۔
اب یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ حدیث میں دو خسوف کسوف کا وعدہ تھا۔ ایک علماء اور فقراء کے دلوں کا خسوف کسوف اور دوسرے چاند اور سورج کا کسوف خسوف۔ سو زمین کا خسوف کسوف تو علماء اور فقراء نے اپنے ہاتھ سے پورا کیا۔ کیونکہ انہوں نے علم اور معرفت کی روشنی پاکر پھر اس شخص سے عمداً منہ پھیرا جس کو قبول کرنا چاہیئے تھا۔ اور ضرور یہ تھا کہ ایسا کرتے کیونکہ لکھا گیا تھا کہ ابتدا میں مہدی موعود کو کافر قرار دیا جائیگا۔ سو انہوں نے مجھے کافر قرار دیکر اس نوشتہ کو پورا کر دیا۔ اور دوسرا حصہ آسمان میں پورا ہوا۔

خلاصہ خطبہ جمعہ از حضرت مولوی عبد الکریم صاحب

۱۱ر نومبر ۱۹۰۳ء

اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون

اے مومنو خدا سے ڈرو جیسا کہ ڈرنے کا حق ہے اور مرو مسلمان ہونے کی حالت میں۔
تمام نیکیوں کی جڑ خدا کا خوف ہے اور تمام بدیوں کی جڑ اوس سے نڈر ہونا ہے۔ گناہ سے بڑھکر موذی اور سخت زہر دنیا میں کوئی نہیں۔ تمام زہروں کا اثر جسم تک محدود رہتا ہے اور جسم کو ہی ہلاک کرتی ہیں لیکن خدا کی نافرمانی اور گناہ روح کو ہلاک کرتی ہے۔ بڑی غلطی اور افسوس کی بات ہے کہ لوگ اس دھوکہ میں پڑ جاتے ہیں کہ اگر وبا یا بیماری آئی ہے تو اپنی جان اور جسم کو اوس سے محفوظ رکھا جاوے۔ یا کوئی شخص جب ایک چیز کو تیز کرے کہ یہ زہر ہے تو اسکو نہیں کہاتا یا سانپ کی سوراخ میں انگلی ڈالنے کی جرأت نہیں کرسکتا مگر خدا کی نافرمانی بڑی جرأت اور دلیری سے کیجاتی ہے۔ اگر انکو معلوم ہو کہ خدا کیسی پاک ذات ہے اور اوس سے تعلق پیدا کرنے میں کیسی راحت اور لذت ہے تو یقین ہو جاوے کہ دنیاوی لذات اوس کے مقابل میں کچھ ہستی ہی نہیں رکھتے جب انسان کسی مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے۔ خواہ مال کی ہو۔ خواہ جان کی خواہ بیٹوں کی اور خواہ تجارت کی۔ یا ایسی بیماری آجاوے کہ جسمیں تمام رشتہ دار پہلو تہی کر گئے ہوں۔ ایسے وقت میں دلبر دلکو راحت دیسکتے ہیں نہ شہر۔ اور تمام راحت والی چیزیں خواہ کیسی ہی ہوں خواہ بیٹے کچھ لذت اور راحت نہیں دیسکتیں۔ اسوقت اگر لذت اور راحت دیسکتی ہے تو ایک ہی چیز ہے اور وہ خدا کی ذات ہے۔ پر وہ عرفانی ایمان ہو جسکو اس نے تجربہ کیے چکھ کے چھوئے۔ چکھا ہوا ہو۔ اسکے کلام کو۔ رؤیا۔ خواب۔ الہام کشف اور صحبت صادقین سے سن چکا ہو تو جیسی تسلی اور راحت اوس وقت اس کو اس ذات سے حاصل ہوتی ہے۔ میں ایمان سے مسیح موعود کے دربار میں حاضر ہو کے سچے دل سے کہتا ہوں۔ اور کسی چیز سے ایسی راحت نہیں ملتی۔ پھر ہم یہ بات ان لوگوں کو جنکو نہ تو خود اس کا تجربہ ہے اور نہ انکے تجربہ کاروں کی صحبت میں کبھی بیٹھے ہیں۔ ہم کسطرح سمجھا سکتے ہیں۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔ جسطرح کسی چیز کی پیاس فقط پانی کے سوائے نہیں بجھ سکتی حالانکہ لال اور موتی کے مقابل میں وہ ایک بہت ہی ادنیٰ چیز ہے۔ پھر لاکھ لال اور موتی جوڑ رکھو کبھی پیاس پانی کے سوا سرد نہیں ہوگی۔ اسیطرح ہر ایک چیز ہوا پانی اور غذا سے زندہ رہتی ہے۔ پھر جسطرح یہ چیزیں مفید ہیں جسمانی قوتوں کیواسطے اسیطرح روحانی قوتوں کیواسطے غذا بھی ایک مفید غذا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دعا مانگا کرتے تھے کہ یا اللہ میں بھوکا ہوں تو مجھے سیر کر دے۔ میں بھوکا ہوں تو مجھے کھانا کھلا۔ میں پیاسا ہوں تو مجھے پانی پلا۔ کیا واقع میں رسول اللہ صلعم ان چیزوں کے محتاج تھے۔ نہیں بلکہ سب کچھ تھا۔ مگر یہ کھانا پینا اور پہننا ایسا ہے کہ اسکے استعمال کے بعد پھر اسکی ضرورت عود کر آتی ہے۔ پھر خدا کے پینے والے کبھی پیاسے نہیں ہوتے۔ اور خدا کے کھانیوالے کبھی بھوکے نہیں ہوتے اور وہ وہ غذا۔ پانی اور روشنی ہے جسکی سیرابی سے دنیا کی کوئی چیز مقابلہ نہیں کرسکتی۔ میں محسوس کرسکتا ہوں کہ سرد پانی کا کیسا مزہ ہوتا ہے۔ خصوصاً گرمیوں میں عمدہ پلاؤ کا اور عمدہ گوشت اور بہاروں کے نظاروں وغیرہ میں کیا مزہ ہوتا ہے۔ پھر خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ قرآن کریم۔ نماز۔ خدا کی تقدیس اور ذکر الٰہی کا ایسا مزہ ہے کہ اسکے ساتھ یہ سب ہیچ ہیں۔ بدبخت ہے وہ شخص جو ذرہ سے نمک کی زیادتی پر بے چین ہو جاتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ آج کھانے کا مزہ نہیں آیا۔ پھر جب نماز میں اسکو مزہ نہیں آتا تو کبھی اسکا افسوس زبان تک بھی نہیں لاتا۔ مخلوق کو خدا مانتا اور ہر ایک ذرہ سے ایسا ڈرتا جیسے خدا سے ڈرنا چاہیے پھر اسکی وجہ یہ ہے کہ خدا سے تعلق اور فہم رہ جاتا ہے اور اس لئے بزدل اور پاگل ہو جاتا ہے۔ اسلئے فرمایا۔
وجعلنا فی اعناقھم سلاسل واغلالا۔ یعنے خدا سے غافل رہنے والوں کے پاؤں میں ہم جکڑ دیا جاتا ہے کہ وہ اسطرف کو ہل نہیں سکتے اور گردنوں میں طوق ڈالا جاتا ہے کہ وہ خدا کی طرف جا نہیں سکتے۔ اور آسمان کیطرف دیکھ نہیں سکتے۔ دنیا میں دو قسم کی مخلوق ہے اول زمین پر پیٹ کے بل چلنے والی۔ دوم دوسرا سیدھا چلنے والی جیسے نبی کریم کو فرمایا۔ قد نریٰ تقلب وجہک فی السماء۔ یعنے تو بار بار آسمان کیطرف شوق سے دیکھتا ہے۔ خیر یہ ساری مخلوقیں صرف پیٹ کیطرف جھکی ہوئی ہیں۔ لاٹ صاحب ملکہ کا کتا بھی کیوں نہ ہو چلتے ہوئے اوسکی ناک زمین پر ہی گری ہوئی ہوگی اسی لئے قرآن کریم میں اسکی مثال دی ہے یعنے جو لوگ خدا اور اسکے لوگوں سے تعلق نہیں رکھتے۔ زبان نکالکر ہانپتا پھریگا۔ اوسکی فطرت میں ہی آگ لگی ہوئی ہے پس جو لوگ زمینی مقاصد پر متوجہ ہیں وہ بظاہر جسم انسانی تو رکھتے ہیں لیکن انسانی کمالات سے بے بہرہ ہیں۔ خدا تعالیٰ آدم اون لوگوں کا نام رکھا ہے۔ جو چلتے پھرتے سوتے جاگتے ہر حالت میں آسمان کیطرف ٹکٹکی لگائے رکھتے ہیں۔ زبان بولے یا نہ بولے خلوت میں ہوں یا جلوت میں۔ قلب فوق کیطرف یعنے خدا کی طرف کھلا ہوا ہے کہانے پینے سے کوئی شوق اور ذوق نہیں ان کا کہانے پینے پر صرف اس لئے کہ خدا کا حکم ہے۔ خدا اون کے تعلقات کو خوب دیکھتا ہے۔ کیونکہ وہ اسوقت ان دنیاوی چیزوں سے بالکل بے تعلق ہوتے ہیں اور اسوقت اونپر یہ الہام ہوتا کہ لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ اور یہی مومن کامل کی نشانی ہوتی ہے۔ کہ گذشتہ کتابوں اور حکمی میں پیدا جانیکا اوسکو کوئی غم نہیں ہوتا اور آیندہ کی تکالیف اور ہم

ہم سعد ... کا کوئی قدر نہیں ہوتا دیکھو جسطرح کوئی شخص کسی وسیع کشادہ دل شخص سے دل لگاکر خوش ہوتا ہے۔ پھر اگر اس خدا سے دل لگاکر اوس کے دل میں وسعت دار کشائش نہیں آئی تو اوس نے خدا کو کیا پہچانا۔ آنکھ بند بان ...

کیا حوا کی توبہ قبول ہوئی تھی

مین نے ایک دفعہ حضرت حکیم الامۃ سے بذریعہ خط مندرجہ ذیل دو سوال کئے تھے

سوال (۱) قرآن کریم مین آدم و حوا علیہما السلام کی لغزش کا ذکر ہے ۔ ۔ آدم علیہ السلام کی قبول توبہ کا حوالہ مذکور ہے چنانچہ فرمایا

فتاب علیہ انہ ھو التواب الرحیم

یعنے خداوند تعالیٰ نے آدم علیہ السلام پر رجوع برحمت کیا کیونکہ وہ رجوع برحمت کرنیوالا رحیم ہے ۔ اسمین علیہ ضمیر واحد ہے جو صرف آدم علیہ السلام کیطرف راجع ہے حوا علیہا السلام کی قبول توبہ کا ذکر نہین ۔ کیا حوا علیہا السلام کی توبہ قبول ہوئی تھی یا نہین ۔

سوال (۲) دنیا مین اگر کسی عورت نے بتدریج کئی شوہر کئے ہون مثلاً ایک شوہر کرے تو وہ مرجاوے پھر دوسرے سے نکاح کرے وہ بھی مرجاوے پھر تیسرے سے نکاح کرے وہ بھی مرجاوے علیٰ ہذا القیاس اب سوال یہ ہے کہ اُس عورت کا جنت مین کس خاوند کے ساتھ ازدواج دستیاب ہوگا ۔ والسلام ۔

راقم محمد فضل از مقام گوندل تحصیل ۔۔۔ یکم اپریل ۱۸۹۸ء

جواب از جانب حکیم الامۃ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔

قرآن کریم مین یہ طرز ہے کہ اگر نے اعلےٰ جانب کا ذکر فرمادے تو ادنےٰ سے اعراض فرماتا ہے تاکہ استدلال بالاولےٰ سے کام لین ۔ پس جناب حوا کا ذکر اسلئے ترک فرمایا ہے ۔

جنت مین ازدواج ہوگا اور حسب استعداد و مناسبت دنیوی بی بیون سے مردو کو بی بی ملیگی علی العموم دنیوی بی بیان وہان اپنے شوہرون کو نہ ملین گی ۔ دیکھو قرآن کریم مین صاف لکھا ہے کہ امراۃ لوط اور امراۃ نوح کا کیا حال ۔ پس صاف ظاہر ہے کہ جنتی مردون کو انکی استعداد اور روحانی مناسبت کے لحاظ سے جو بی بی مناسب ہوگی ملیگی پس پہلے شوہر دوسرے تیسرے چوتھے خاوند کا شبہ ہاتھ گیا کیونکہ گو ایک عورت نے چند خاوند دنیا مین کئے آخر اسکی مناسبت تامہ کسی ایک سے ہوگی اور وہی بی بی اپنے روحانی مناسبت والے خاوند کی بی بی اور وہی روحانی مناسبت والا اسکا خاوند ہوگا ۔ والسلام

نورالدین از قادیان ۔ ۱۷ اپریل ۱۸۹۸ء

ایک نظر ادھر بھی یہ کارخانہ عطر تیل کا عرصہ ۔۔۔ سے جاری ہے مفصل فہرست طلب کرنیسے روانہ ہوگی ۔ اس تیل ہمارے کارخانہ سے ایجاد ہوا ہے بالونکو سفید ہونیسے روکتا ہے ۔۔۔ آنکھون ۔۔۔ سود مند ۔۔۔ مفید ہے قیمت فی شیشی ۔۔۔ محصولڈاک ۔۔۔ المشتہر منیجر کارخانہ فرحت افزا نسیم ۔۔۔

جواب دلچسپ سوال

سائل کہتا ہے مندرجہ ذیل آیات مین اون جنون کا ذکر ہے جو انسانی نظرون سے پوشیدہ ہین ۔

وانہ کان رجال من الانس یعوذون برجال من الجن ۔ انا لمسنا السماء فوجدنہا ملئت حرسا شدیدا و شہبا ۔ انا کنا نقعد منہا مقاعد للسمع فمن یستمع الان یجد لہ شہابا رصدا ۔

ترجمہ ۔ ۱ انسانون کے مرد جنونکی سے پناہ ڈھونڈتے تھے ۔ ۲ ہمنے آسمان کو ٹٹولا تو اوس کو سخت چوکیدارون اور شعلون سے بھرا ہوا پایا ۔ ۳ ہم آسمانی بات سننے کے مقامون مین بات سننے کیلئے جا بیٹھا کرتے تھے مگر اب جو کوئی بات سننی چاہے تو شعلے کو چوکیدار پاتا ہے ۔

معروض ہے تفسیر کبیر مطبوعہ مصر جلد ہشتم صفحہ ۳۲۰ مین آیت اول الذکر کے تحت لکھا ہے

قال جمہور المفسرون ان الرجل فی الجاہلیۃ اذا سافر فامسی فی قفر من الارض قال اعوذ بسید ہذا الوادی او بعزیز ہذا المکان من شر سفہاء قومہ فیبیت فی جوارہم حتی یصبح ۔

ترجمہ ۔ سارے مفسرونکی رائے ہے کہ جہالت کے زمانہ مین جب کوئی شخص کسی طرف سفر کرتا اور راستہ مین اوس کو کسی وادی یا دہ مین رات آجاتی تو ایک خالی جگہ مین ڈیرہ جما دیتا اور پکار کر کہدیتا کہ مین اس وادی یا اس مکان کے سردار وعزیز کی پناہ مین آگیا ہون اوسکی جاہل قوم کی شرارت سے پس وہ اون کی پڑوس مین صبح تک بآرام رات گذارتا ۔

ہم کہتے ہین کہ یہ طریق پہلے ہی زمانہ کے ساتھ مخصوص نہین ہے بلکہ اب بھی غزنستان و سرحد افغانستان وغیرہ اکثر پہاڑی بلاد و علاقہ جات مین یہی طریق ہے کہ جب کوئی مسافر آدمی کسی گاؤن و قصبہ مین اترتا اور شب باشی کرنا چاہتا ہے تو وہ کسی سردار و سرگروہ کی حمایت و پناہ مین رات گذارتا ہے تاکہ کوئی اسکو گزند نہ پہونچاسکے اور اس کا مال و اسباب و زاد نہ چھین لے ۔

صدہا لوگ اس بات کا بذات خود تجربہ کرچکے ہین کہ سرحد نواب انب کے علاقہ سے پرے اور چترال سے لیکر ملا نجم الدین ملا ہاڈہ کے دہ تک اور وہان سے جنوب مغرب کی جانب تیراہ اور بلاد افریدیہ و وزیرستان کے دیہات مین ۔ اور مکہ و مدینہ کے درمیانی قصبات و دیہات مین ایسے مسافر جن کے پاس کچھ مال و اسباب ہو سردار و نمبردار دہ کی حمایت و پناہ کے سوا بمشکل رات گذار سکتے ہین بلکہ بعض علاقون مین مسافر روز روشن مین بھی بجز کثیر قافلہ کے سفر نہین کرسکتے اور ہر قافلہ بھی بجز گارڈ کے سفر نہین کرسکتا ۔ دیکھو ہر ہفتہ مین انڈیا سے جو قافلہ افغانستان کو جاتا ہے اوس کے ساتھ گورنمنٹ ہند و امیر کابل کی جانب سے بدرقے و گارڈ ہوتی ہے ایسا ہی مکہ مدینہ کے درمیان اور عرب کے بعض دیگر مقامات مین جو قافلے سفر کرتے ہین وہ بحکم سلطان روم درمیانی علاقہ کے سردار و روسا کی حفاظت کے ذمہ و پناہ مین سفر کرتے ہین پس حاصل مطلب یہ ہے کہ اس آیت مین مسافرون کیلئے پہاڑی روسا و امرا کی پناہ و حمایت کا ذکر ہے ۔

آیت (۲) تفسیر کبیر صفحہ ۳۲۱ جلد ہشتم مین لکھا ہے

اللمس المس فاستعیر للطلب لان الماس طالب متعرف یقال لمسہ والتمسہ ۔ **ترجمہ** یعنے لمس اور مس استعارۃً طلب اور ڈھونڈنے کو کہتے ہین اور ماس طالب کو کہتے ہین مثلاً کہتے ہین لمسہ و التمسہ یعنے اوس کو ڈھونڈا ۔ یہ قول حکایۃً خداوند تعالیٰ نے منجمین کیطرف سے بیان فرمایا ہے پس معنے یہ ہوئے کہ ہم نے ڈھونڈا آسمان کو اوس کو پایا پر احفاظ یعنے موانع شدید اور شہب یعنے وبال تو کئی جن سبب ہم اپنے مقصد کو حاصل نہین کرسکتے ۔

زمانہ جاہلیت مین ستارے ٹوٹنے سے شگن لیتے تھے اور بدفالی و ناکامی اور وبال کے علامت جانتے تھے اوس بنا پر خداوند تعالیٰ نے نجومیون کی بدفالی و ناکامی و وبال کا حال فاتبعہ شہاب مبین و شہابا وغیرہ کے استعارے مین بیان فرمایا ہے منجمین کی ناکامی و وبال کا حال فاتبعہ شہاب ثاقب کے پیرایہ مین نہایت فصاحت سے بیان فرمایا گیا ہے گویا فاتبعہم الشوم و الخسران والحرمان فیما املوا ۔ ایک مقام مین آیا ہے رجوما للشیاطین ۔ رجوما کے معنے تیر مارنے کے ہین ۔ شیاطین سے مراد ان شیاطین کا انجام ۔ بالغیب اٹکل بچو باتین کہنے کو آدمیون کے شیاطینون کیلئے بنایا ہے اور یہ وہ لوگ ہین جو نجوم سے احکام بتاتے ہین سارے کبار مفسرین اس مقام پر متفق ہین کہ شیاطین سے مراد شیاطین الانس ہین جو کہتے تھے کہ ہمکو آسمانی خبرین ملجاتی ہین اور ستارون کے حساب سے اونکو سعد و نحس شمار کر کے پیشگوئیان کرتے تھے چنانچہ تفسیر کبیر مین لکھا ہے رجوما للشیاطین ای

انا جعلنہا ظنونا و رجوما بالغیب للشیاطین الانس وھم الاحکامیون من المنجمین ۔

صفحہ ۳۲۰ معنے یہ ہوئے کہ ہم نے آسمان کے برجون و ستارون کو شیاطین الانس سے محفوظ رکھا ہے اور وہ ان سے کوئی بھی صحیح پیشگوئی حاصل نہین کرسکتے ۔ لوگون کا اعتقاد تھا کہ منجمین آسمانی باتین سن لیتے ہین یعنے آسمان اور ستارون کے ذریعہ انکی پیشگوئیان درست ہوتی ہین خداوند تعالیٰ نے سورہ صافات مین اون کے اس خیال کی نفی فرمائی ۔

لا یسمعون الی الملاء الاعلیٰ ویقذفون من کل جانب دحورا ولہم عذاب واصب الا من خطف الخطفۃ فاتبعہ شہاب ثاقب ۔

ترجمہ یعنے نہین سن سکتے ملاء اعلیٰ کی باتکو اور ڈالا جاتا ہے اپر شہاب ہر طرفسے مردود ہوکر مگر جو اوچک لیا اوچک لینا اور اس کے پیچھے پڑتا ہے شہاب روشن ایک اور مقام مین لکھا ہے ۔ الا من استرق السمع فاتبعہ شہاب مبین یعنے ہمنے محفوظ کیا آسمان کے برجون کو ہر ایک رجیم شیطان سے مگر جو چرا لیوے سننے کو پیچھے پڑتا ہے اس کے شہاب روشن اس آیت کے مطلب مین اور سورہ صافات کے مطلب مین کچھ فرق نہین سورہ صافات مین خطف الخطفۃ یعنے ...... اوچک لینا فرمایا اور یہ نہین بتایا کہ کیا اوچکا یعنے اگر منجمین بحساب نجوم کسی فرد یا سلطنت یا آئیندہ زمانہ کے متعلق کوئی پیشگوئی کر بھی بیٹھتے ہین تو اس کا نتیجہ برعکس دیکھکر خسران و حرمان کا شہاب اون کے پیچھے پڑتا ہے منجمین زمانہ سابق اور حال کی پیشگوئیان ستارون کی حرکت اور ہبوط و عروج اور منازل و بروج اور کواکب کے سعد و نحس ہونیسے احکام کا بتا دینا ہے وہ سب غلط اور جھوٹ ہوتی ہین مگر بعض صحیح ہوتی ہین مثلاً کسوف و خسوف کی پیشگوئی یا کواکب کے اقتران اور ہبوط و عروج کی پیشگوئی اسی امر کو جو در حقیقت ایک حسابی امر مطابق علم ہیئت کے ہے خداوند تعالیٰ نے دو جگہ ایک جگہ بلفظ استرق السمع اور دوسری جگہ خطف الخطفۃ سے تعبیر فرمایا ہے اور اسکے ساتھ فاتبعہ شہاب ثاقب ہے اس سے زیادہ منجمین کی پیشگوئی کو معدوم کردیا ہے دنیا مین اب بھی منجم موجود ہین جو پیشگوئیان کرتے ہین مگر مامور ربانی و رسول یزدانی حضرت مسیح موعود کی الہی پیشگوئیون نے سب کو خاک مین ملادیا ہے کیونکہ بموجب آیت فلا یظہر علیٰ غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول ۔ یعنی خدا تعالیٰ کسی انسان کو اپنے برگزیدہ رسول کے سوا اپنے بھید پر مطلع نہین کرتا ۔ صرف مامور من اللہ کی پیشگوئیان صحیح ہوتی ہین آجکل کوئی منجم و کاہن و ملہم حضرت مسیح موعود کے بالمقابل پیشگوئی نہین کرسکتا اگر کوئی شخص آنحضرت کے بالمقابل کھڑا ہی ہو تو فاتبعہ شہاب ثاقب ناکامی و حرمان کا شعلہ اس کے پیچھے پڑتا ہے ۔ باقی رہا یہ امر کہ منجمین کا خسوف و کسوف یعنے چاند گرہن و سورج گرہن اور دیگر ستارونکی عروج و زوال کی پیشگوئیان کرنا اور ان کا صحیح ہونا ۔ یہ امر ایسا ہے جیسے کوئی کہے کہ نارتھ ویسٹرن ریلوے لائن پر جو ریل چلتی ہے اور جسکی سپیڈ فی گھنٹہ ۔۔۔ میل مقرر ہے وہ فلان شہر سے فلان وقت گذریگی یہ تو تناسب کا حساب ہوا پیشگوئی کیا ہوئی ۔ الہی پیشگوئی وہ چیز ہے جسمین انسانی علم و حساب و حواس کا ہرگز دخل نہ ہوسکے اور فوق از طاقت انسانی ہو مثلاً یہ کہ کسی کے گھر مین اتنے سال کے بعد بیٹا پیدا ہوگا ۔ جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود نے اپنے چارون بیٹون کے بارے مین جو پیشگوئیان کی تہین ظہور مین آگئین ۔ یا یہ کہ اتنے سال کے اندر فلان شخص مرجائیگا جیسا کہ لیکھرام پشاوری و آتھم اور دیانند ہرستی کے بارے مین حضرت اقدس نے پیشگوئیان کی تہین اور ظہور مین آگئین یا یہ کہ اتنے سال تک فلان شخص زندہ رہیگا جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود نے قریباً بیس سال سے اپنی عمر کے بارے مین اسی سال کی پیشگوئی کی ہے باوجود سخت ضعف بیماری کے خداوند تعالےٰ اس پیشگوئی کو ظہور مین لارہا ہے اور ۔۔۔ حضرت کی عمر ۶۵

اوائل علوم و حکمت عربیہ

بقیہ مضمون گذشتہ

و اسے اہل اسلام ایک ہی قوم ہے جسنے اپنے علوم و صنائع اور دریافت حقائق و اسرار پر فخر کیا ہے اس قوم کی شان سے یہ نہین ہے کہ قدمائے علوم کی طرف مستند ہو یا عناصر و طبیعت پرست لوگون کی طرف منسوب ہو قریب قریب ہر شخص پر یہ امر واضح ہے کہ قوم عرب ایک قوم جاہل تہی سوا شعر گوئی اور خطبہ گوئی خط و کتابت سے بالکل نا واقف تہے اور تحصیل علوم و معارف و حکم و صنائع سے اسے بہرہ نہین کیونکہ یہ معلوم ہے کہ صحرائیت ان لوگون کے خمیر مین ہو گئی ہے اور شائستگی سے یہ قوم بمراحل دور ہے جس سے صنائع وغیرہ کے ترقی ہوتی ہے بلکہ یہ ایک وحشی قوم ہے اور اس قوم مین تمام وہ اسباب موجود ہین جن سے جہالت اور وحشت خمیر مین آجاتی ہے۔ صحرائیت انمین ہزارہا سال سے راسخ ہو گئی تہی۔ جسکی دلیل یہ ہے کہ انکی زمین پر شہر بہت کم آباد ہین اسی سے صنعتون کی بہی قلت ہو گئی ہے سوا پشم بافی اور چمڑے کی دباغت کے اور یہی دونون بڑی بضاعت ان لوگون کی ہے جو قومین مثل عاد و ثمود و عمالقہ و حمیر قوم تبع و اذواے یمن وغیرہ کہ فنا ہو گئی مین ان کا کچھہ اعتبار نہین اسلئے کہ یہ قومین اگرچہ اعلے درجہ شائستگی و تن آسانی و فضول خرچی پر پہونچ گئی تہین اور زمانہ انکی سلطنت و شائستگی کا بہت دراز رہا ہے۔ دستکاری انکی مستحکم رہی ہے۔ صنعتین انکی وافر رہی ہین اسکے اصول و قواعد انمین بہت راسخ رہے ہین تاہم یہ لوگ اہل فارس کیطرح کبہی علم و حکمت و نظر و معرفت کیلئے مشہور نہین رہے۔ یہ قومین اور دیگر سلطنتین اگرچہ قدامت کی تہ مین فنا ہو گئین مگر یہ صنعتین انکی پرانی نہین ہوئین۔ یہ جو کچھہ تہا وہ یمن و بحرین و عمان و جزیرہ وغیرہ مین تہا لیکن اعراب حجاز و بطحا و دیگر عرب خالص لوگون کو کسی ملک و سلطنت کا اتفاق نہین ہوا چند قبیلون کی سرداری کے سوا جو باہم دن رات علانیہ اور پوشیدہ طور سے لڑا بھڑا کرتے تہے۔ پس یہ لوگ دور ترین خلق خدا مین علم و صنعت سے۔ کیا اسے کہا سکتی ہے اس گروہ جاہل سے جو لکھنا تک نہین جانتی اور نقش و کتابت سے ناواقف تہی۔ سلطنت آل تبع مین خط انتہائی درجہ خوبی و درستی و استحکام پر آگیا تہا سبب یہ تہا کہ یہ سلطنت اعلی مرتبہ شائستگی و عیش و آرام پسندی پر پہنچ گئی تہی۔ اس خط کو خط حمیری کہتے [illegible] مستقل [illegible] مین سے جنہان تبع کو [illegible] تہے۔

انہون نے از سر نو ملک عراق مین سلطنت عرب قائم کرائی تہی۔ لیکن ان لوگون کی تحریر مثل آل تبع کے اس حد تک خوشنمائی و کمال پر نہ تہی کیونکہ یہ سلطنت بہ نسبت اس سلطنت کے شائستگی اور عیش پسندی مین کم مرتبہ تہی اور شوکت و قوت بہی اسکی ویسی نہ تہی اسکے بعد یہ خط حیرہ سے منتقل ہو کر اہل طائف و قریش مین آیا چنانچہ مشہور ہے کہ سفیان بن امیہ نے لکہنا اہل حیرہ سے ..... سیکہا تہا۔ بعض کہتے ہین کہ حرب بن امیہ نے اسلم بن سدرہ سے سیکہا تہا۔ بعض کی رائے ہے کہ ان لوگون نے تحریر اہل عراق کے باشندگان انبار سے سیکہی تہی مگر اس رائے کو ابن خلدون پسند نہین کرتے اس گمان سے کہ بنی ایاد اگرچہ ملک عراق مین آکر رہ پڑے تہے مگر تاہم انکی صحرائیت بحال رہی۔ اور تحریر شائستگی کی صنعتون سے ہے ان کا قول ہے کہ یہی رائے زیادہ تر لائق قبول ہے کہ اہل حجاز نے خط و کتابت اہل حیرہ سے سیکہی اور اہل حیرہ نے قوم تبع سے اور قوم حمیر سے کہتے ہین کہ قوم حمیر کا ایک خاص خط تہا جسکے حروف بالکل علیحدہ ہوتے تہے اور کوئی شخص بغیر انکے اذن حاصل کئے اسے سیکہہ نہ سکتا تہا اور اس کو قلم مسند کہتے تہے۔ حمیر سے مضر نے خط عربی سیکہا مگر یہ لوگ چونکہ صحرائیت ان کے خمیر مین تہی اسلئے عمدہ طور پر نہین لکہہ سکتے تہے چونکہ بہ نسبت اہل یمن و اہل عراق و اہل شام کے شائستگی سے یہ دور تہے پس خط عربی صدر اسلام مین پوری طور پر درست و مستحکم نہ ہوا تہا بلکہ اوسط درجہ پر بہی نہ پہونچا تہا کیونکہ قوم عرب کی صحرائیت اور وحشت مزاجی معلوم ہے اور یہ قوم صنائع سے بہت دور واقع ہوئی ہے۔ یہی سبب ہے کہ رسم الخط قرآن شریف کا جو کہ صحابہ نے صدر اسلام مین بنایا ہے اور انکی تحریر بہی اور بالکل خام تہی اسی وجہ سے اس زمانہ کے طرز تحریر سے بلحاظ خوبی و متانت نہایت مختلف ہے۔ خط عربی رفتہ رفتہ حسن و خوبی و متانت مین ترقی کرتا گیا جون جون سلطنت عرب کو ترقی ہوتی گئی اور قوم عرب مختلف شہرون مین پہیلتی گئی یہان تک کہ خط کوفی پیدا ہوا جس کے موجد حسب مشہور امیر المومنین علی بن ابی طالب ہین جس وقت کہ لوگ بصرہ اور کوفہ مین رہ پڑے تہے اسکے بعد یہ خط حسن [illegible] مین ترقی کرتا رہا یہان تک کہ بنی عباس نے بغداد کی بنیاد ڈالی اسوقت خطوط عربی اول درجہ کی ترقی پر پہونچ گئے کیونکہ بغداد کی آبادی بیحد بڑھ گئی تہی اور دار الاسلام و مرکز دولت عرب ہو گیا تہا جب یہ حال قوم عرب کا صرف تحریر و خط کے بارہ مین تہا کہ جو کوئی نظری یا عقلی صنعت نہین بلکہ تمدنی اور پیشہ وری کی صنعتون سے متعلق ہے اور جسقدر تعلیم و شائستگی اور آبادی بڑہتی جاتی ہے اسیقدر یہ صنعت قوت سے فعلیت مین آتی جاتی ہے تو پہر ان لوگون کے مراتب ترقی علمی اور فنون کا کیا ذکر او ربا کمالات عقلی یہ مسائل علمی کے استخراج۔ فلسفی نظرون کا رصدی آلات۔ زایچون۔ تقاویم۔ ستارون کے سالانہ۔ ماہانہ گردشون کے حساب لگانے اور دیگر مباحثات علم ہیئت کا کیا مذکور خلاصہ یہ کہ قوم عرب اس زمانہ مین انتہائی مرتبہ پر صحرائیت مین ڈوبی ہوئی تہی۔ وحشت اسکے خمیر مین سما گئی تہی۔ شائستگی اور تمدن سے بمراحل دور تہی اور عیش پسندی سے جو باعث وضع علوم و ایجاد صنائع و حرفت وغیرہ ہوا کرتی ہے اس سے بہت دور تہی۔ اس سبب سے یہ زمانہ قوم عرب کا زمانہ جاہلیت کہلاتا ہے اور یہ قوم امی مشہور ہے ہان صرف معدودے چند شخص یہود و نصارے و مجوس سے ایام حج مین بغرض تجارت یہان آجایا کرتے تہے اور مکہ معظمہ مین اپنا مال تجارتی بیچ کر اور جو کچھہ منفعت ہونیوالی ہوتی تہی وہ لیکر اپنے اپنے شہرون کو روانہ ہو جایا کرتے تہے علاوہ برین یہ لوگ خود بہی شرک و بت پرستی کیلئے مثل عبادت صلیب و لقا و حضرت عیسے و حضرت مریم و حضرات حوارین و حضرت عزیر اور ملائکہ وغیرہم صلوات اللہ علیہم کیلئے مشہور تہے تو ان سے کیا امید ہو سکتی تہی کہ قوم عرب کو توحید خالص کیطرف ہدایت کرتے اور نظر علمی کے راہ بتاتے کیونکہ ان کے مذہب کی صورت خود بگڑ چکی تہی اور عقل سلیم کو ان کے دین و ملت کا منظر نہایت کریہ نظر آتا تہا یہ حال اس زمانہ کا تہا۔ کسی قدیم سیرت یا تمدنی گروہ قومون کی کسی پرانی کتاب مین مثلاً روم و یونان وغیرہ قومون کے جنہون نے عرب کا جغرافیہ اور تاریخ لکہی ہے جو صدر اسلام سے پانچسو برس پیشتر بلکہ اس سے زاید تصنیف کی تہین اور انمین سے اکثر جو یونانی سے انگریزی مین ترجمہ ہوئی ہین وہ مین دیکہہ چکا ہون انمین سے کسی کتاب مین نہین پتہ ملتا کہ قوم عرب کے واسطے کبہی کوئی ایسا زمانہ آیا ہو جو پیشتر اسکے اس قوم کیلئے بہی کوئی کالج دار العلم اور یونیورسٹی وغیرہ لایا ہو اور ان مین فلسفیات و انظار عقلی مین کبہی کتابین تصنیف ہوئی ہون۔ ہان صرف سکندر یونانی کی یہ تجویز ہوئی تہی کہ عرب کو مرکز تجارت خارجیہ و داخلیہ قرار دے کر دور دست قومین یہان آکر تجارت کرین مگر مقدر نے اوسکی اس بارہ مین موافقت و مساعدت کی اور رشتہ اجل مین اسکی دامن گیر ہو گئی اس لئے اس کا مقصد قوت سے فعلیت مین نہ آسکا۔ البتہ کچھہ لوگ اس قوم مین پرانے زمانہ مین ایسے تہے جنہون نے دقیق نظرون سے اور ملت ابراہیمی کی سنتون پر عمل کرنے سے جو انکی ملت پر باقی رکہے گئے تہے اپنی تکمیل کرتے تہے مگر دین حق کا پہیلانا اور اسکی دعوت کا منتشر کرنا ان کا کام نہ تہا ورنہ عرب کا یہ حال تہا کہ انمین ایک بڑا گروہ تو بت پرستی پر جہکا ہوا تہا۔ اور ایک دوسرا گروہ حشر و بعث بعد الموت کا منکر تہا اور ایک اور گروہ خود الحاد و انکار وجود صانع عالم پر ڈہلا ہوا تہا یہ سب باتین مزید تہین انکی فطری وحشت و طبعی عداوت و بلادت پر اور تمدن طبعی سے بمراحل دوری پر حال یہ تہا کہ انکی بستر بائیم خانہ جنگی قوم و قبیلون کی لوٹ مار بیگناہ خون بہانے اور مال لوٹ لینے پر تہی۔ (البیان) (باقی آئندہ)

ایک تقریر کا خلاصہ

مورخہ ۱۱ نومبر سنہ ۱۹ء

ایک شخص کیطرف سے رقعہ پیش کیا گیا کہ یہ مولوی صاحب ہین اور ان کا لڑکا فوت ہو گیا ہے انکو ہستی باری پر شبہات پیدا ہو گئے مین آپ ان کی اصلاح کی تدبیر دریافت کرتے ہین فرمایا۔ دلکی بیقراری کو اللہ تعالی دور کرے۔ دیکہو اگر کسی شخص کے سامنے دو بچے ہون ایک تو کسی اجنبی کا ہو اور دوسرا اوس کا اپنا پیارا تو کیا وہ اوس اجنبی بچہ کیخاطر اپنے بچے سے محبت چہوڑ دیگا۔ نہین۔ بلکہ ہرگز نہین۔ پس جب انسان مسلمان کہلاتا ہے جس کے معنے ہین بالکل خدا کا ہو جانا اور کسی حالت مین اوس سے بیوفائی نہ کرنا۔ پہر اولاد کے حق مین خدا تعالی نے فرمایا ہے انما اموالکم و اولادکم فتنۃ فاحذروھم۔ کہ مال و اولاد تمہاری دشمن ہین ان سے ڈرتے رہو۔ کیونکہ اگر زندہ رہے تو ممکن ہے کہ نافرمان ہو مرتد ہو جاوے۔ بدکار ہو۔ چور یا ڈاکو بن جاوے۔ مر جاوے تو پہر ویسے ابتلا آجاتا ہے۔ پس ہر حالت مین موجب فتنہ و ابتلا ہوتی ہے مگر جب مومن کو خدا سے تعلق ہوتا ہے تو وہ خوش ہوتا کہ اگر یہ بچہ مر گیا ہے تو کیا ہوا۔ اللہ تعالی نے جو حکم دیا ہے ما ننسخ من آیۃ او ننسھا نات بخیر منھا او مثلھا دیکہو آنحضرت کے ۱۱ بچے فوت ہوئے۔ دیکہو ایمان تو وہ ہوتا ہے جسمین لغزش نہ ہو اور ایسے ایمان والا خدا کو بہت محبوب ہوتا ہے۔ ہان اگر بچہ خدا سے زیادہ محبوب ہے تو مین نہین سمجہ سکتا کہ ایسا شخص خدا پر ایمان کا دعوے کر سکے اور وہ کیون ایسا دعوے کرتا ہے۔ ہم نہین جان سکتے کہ ہماری اولاد کیسی ہونگی۔ صالح ہونگی یا بدمعاش اور زمانہ کے [illegible] ہین اور خدا کے تو ہم پر لاکہون لاکہہ احسان ہین۔ پس سخت ظالم ہے وہ شخص کہ اوس خدا سے تعلق توڑ کر اولاد کیطرف تعلق لگاتا ہے۔ ہان خدا کے حقوق کے ساتہہ مخلوق کے حقوق کا بہی خیال رکہو۔ اگر خدا پر تمہارا کامل ایمان ہو تو پہر تو تمہارا یہ مذہب ہونا چاہئے کہ ہر چہ از دوست میرسد نیکوست۔ اور اس ایمان والے کے شیطان قریب بہی نہین آتا۔ وہ بہی تو وہان ہی آجاتا ہے جہان اسکو تہوڑی سی بہی گنجایش ملجاتی ہے۔ جب خدا کو مقدم رکہا جاتا ہے تو برکات کا نزول ہوتا ہے۔ پہر کسی دوست سے اگر تم اپنے باتون مین بدعہدی اور جہوٹ اور عہد شکنی کام لو تو وہ تمہین کبہی عزیز نہین رکہیگا۔ پہر وہ تو رب العالمین اور احکم الحاکمین ہو رب العزت ہے۔

ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات۔ یعنے ثمرات سے مراد اولاد ہے۔ اور یہ خدا کیطرف سے ابتلا ہوتے ہین اور یہی انسان کا امتحان ہوتا ہے۔ ہان یہ باتین اور کامل ایمان حاصل ہوتا ہے تو استغفار سے اسکی کثرت کرو۔ اور ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین پڑہا کرو۔ اور اسکی کثرت کرو۔ خدا تعالی نعم البدل عطا کریگا۔ خدا کا دامن نہ چہوڑنیوالا گنہگار ہو کر بہی بخشا جاتا ہے۔ ہان تعلق توڑنا بری بات ہے اور یہ زہر قاتل ہے۔ پس تم استغفار کرو اور نمازون مین دعائین کرتے رہو۔ اللہ تعالے تمہارا پروردگار ہو۔ والسلام۔

www.aaiil.org

اسلام اور تمدن و ترقی

مخالفین اسلام نے اکثر کہا ہے کہ اسلام صرف وحشی قوموں کو ایک درجہ تک شائستہ اور مہذب بنا سکتا ہے لیکن اعلیٰ درجہ کے تمدن کے موافق نہیں اور اس وجہ سے وہ اعلیٰ درجہ کا تمدن نہیں پیدا کر سکتا۔

اس مسئلہ کے طے کرنے کا آسان اور صحیح طریقہ یہ ہے کہ یہ دریافت کیا جائے کہ تمدن و ترقی کے بزرگ ترین اصول کیا ہیں، اور وہ اسلام میں پائے جاتے ہیں یا نہیں!

تمدن کے ضروریات اصول حسب ذیل عنوان میں محدود کئے جا سکتے ہیں اور دنیا میں جب کبھی کسی قوم نے تمدن میں ترقی کی ہوگی، یا آئندہ کرے گی تو انہی اصول پر کی ہوگی اور کرے گی، یورپ انہی اصول پر عمل کرنے سے آج تمدن کے انتہائی زینے تک پہنچ گیا ہے۔

(۱) انسان کی تمام ترقیوں کی پہلی بنیاد یہ ہے کہ وہ یہ خیال کرے کہ وہ اعلیٰ ترین مخلوق ہے اور تمام کائنات میں جو کچھ ہے وہ اسی لئے ہے کہ انسان اس سے تمتع اٹھائے۔ سب سے پہلے قرآن مجید نے اس اصول کی تعلیم کی

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم وسخر لکم ما فی السموٰت وما فی الارض جمیعًا۔	ہم نے انسان کی بناوٹ سب سے بہتر بنائی۔ اور آسمان و زمین کی چیزوں کو تمہارا مسخر کیا

(۲) انسان کی تمام ترقیوں کی بنیاد یہ ہے کہ اس کو یہ یقین ہو کہ اس کے خیر و شر، ترقی اور تنزل، عروج اور زوال کا مدار، تمام تر اسکی سعی اور کوشش پر ہے اور دنیا اور دین کی تمام کامیابیاں محض اسکی کوششوں پر موقوف ہیں قرآن مجید نے اس اصول کو نہایت توضیح اور تاکید کے ساتھ بیان کیا۔

لیس للانسان الا ما سعٰی۔ لہا ما کسبت وعلیہا ما اکتسبت (البقرۃ)

انسان کیلئے اتنا ہی ہے جتنی اسکی کوشش ہے انسان کے نفس کو جو فائدہ پہونچتا ہے اسکی کمائی کی بدولت، اور جو نقصان پہونچتا ہے اسی کے کرتوت کی بدولت۔

ولا تکسب کل نفس الا علیہا (انعام)

اور جو کوئی برا کام کرتا ہے تو اس کا وبال اوسی پر پڑتا ہے۔

اولما اصابتکم مصیبۃ قد اصبتم مثلیہا قلتم انی ہذا قل ہو من عند انفسکم۔ (آل عمران)

کیا جب ایسا ہوگا کہ تم پر کوئی مصیبت پڑے حالانکہ اس کے دو چند تم پر پہلے پڑ چکی ہے تو تم کہوگے کہ یہ مصیبت کہاں سے آئی، اے محمد! کہدے کہ یہ خود تمہاری ہی ذات کی وجہ سے ہے۔

ذالک بان اللہ لم یک مغیرا نعمۃ انعمہا علیٰ قوم حتی یغیروا ما بانفسہم (انفال)

یہ اس لئے کہ خدا جب کسی قوم کو کوئی نعمت دیتا ہے تو پھر اس کو بدلتا نہیں جب تک وہ خود اپنے آپ کو نہ بدلیں۔

ظہر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس (روم)

لوگوں کے کرتوت کی بدولت تمام خشکی و تری میں فساد پھیل گیا

ما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم (حمعسق)

تم پر جب کوئی مصیبت پڑتی ہے تو خود تمہارے کرتوت کی بدولت۔

اسلام نے اس مضمون پر اسقدر زور دیا کہ قرآن مجید میں جا بجا تصریح ہے کہ بندہ جب ایک کام کرتا ہے تو خدا بھی اسی کے موافق کرتا ہے۔

ان الذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت یہدیہم ربہم بایمانہم (یونس)

جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے کام بھی اچھے کئے خدا ان کو ان کے ایمان کی وجہ سے ہدایت کرتا ہے۔

ان الذین لا یومنون بایٰت اللہ لا یہدیہم اللہ والذین جاہدوا فینا لنہدینہم سبلنا (عنکبوت)

جو لوگ خدا کی نشانیوں پر ایمان نہیں لاتے، خدا ان کو ہدایت نہیں کرتا اور جو لوگ ہمارے لئے مجاہدہ کرتے ہیں ہم ان کو اپنی راہ دکھلاتے ہیں۔

یا ایہا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وقولوا قولا سدیدا یصلح لکم اعمالکم (احزاب)

مسلمانو! خدا سے ڈرو اور ٹھیک بات بولو، تو خدا تمہارے اعمال کو صالح کر دے گا۔

یا ایہا الذین اٰمنوا ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم (محمد)	مسلمانو! اگر تم خدا کی مدد کروگے تو خدا بھی تمہاری مدد کرے گا اور تم کو ثابت قدم رکھے گا۔
فلما زاغوا ازاغ اللہ قلوبہم (صف)	پھر جب وہ لوگ کج ہوئے تو خدا نے بھی انکے دلوں کو کج کیا۔
ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم (رعد)	خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت کو نہ بدلیں۔

ان آیتوں میں خدا نے اپنے کلام کو بندے کے کام سے متاخر رکھا ہے فلما زاغوا الخ میں بیان کیا کہ جب ان لوگوں نے کجی کی تو خدا نے بھی ان کے دلوں کو کج کر دیا یا ایہا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ الخ میں یہ کہا کہ مسلمانو! پرہیزگاری اختیار کرو، اور ٹھیک بات کہو تو خدا تمہارے اعمال کو صالح کر دے گا۔“

اس موقع پر یہ بھی ظاہر کرنا ضرور ہے کہ قرآن مجید میں ایسی بہت سی آیتیں ہیں جن سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسان مجبور محض ہے اور جو کچھ کرتا ہے خدا کرتا ہے۔

وہو القاہر فوق عبادہ۔ قل کل من عند اللہ۔	اور وہ اپنے بندوں پر بالا دست۔ کہدے کہ سب کچھ خدا ہی کی طرف سے ہے۔

عیسائی اکثر طعنہ دیتے ہیں کہ مسلمانوں میں جو کاہلی اور پست ہمتی پائی جاتی ہے وہ اسی مسئلہ قضا و قدر کا اثر ہے اور اس لئے مسلمانوں کا تنزل خود ان کے مذہب کا لازمی نتیجہ ہے۔

اس اعتراض کو اگرچہ بعض لوگ پیشہ علما اور صوفیہ نے اپنے طرز عمل سے قوی کر دیا ہے لیکن درحقیقت یہ اعتراض بالکل لغو ہے۔

اس کا سرسری جواب تو یہ ہے کہ یہی قضا و قدر کا اعتقاد تھا جسکی بدولت صحابہ میں سے ایک ایک شخص ہزاروں آدمیوں کے دل میں گھس جاتا تھا اور سیکڑوں کو خاک میں ملا کر صحیح سلامت نکل آتا تھا، اگر آج اسی جوہر کو ہمارے علما و صوفیہ اپنی شکستہ پائی اور کاہلی کیلئے استعمال کرتے ہیں تو اس میں اسلام کا کیا قصور۔

تحقیقی جواب یہ ہے کہ بیشبہ اسلام نے انسان کو مختار کل قرار دیا ہے لیکن ساتھ ہی اس بات کی بھی احتیاط رکھی ہے کہ یہ اعتقاد الحاد کی حد سے نہ مل جائے۔ انسان کے مختار ہونے کے دو معنی ہو سکتے ہیں، ایک یہ کہ خدا کوئی چیز نہیں، اس لئے انسان قادر مطلق ہے جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے، جو نہیں چاہتا نہیں کرتا۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ خدا قادر مطلق ہے لیکن اوس نے انسان کو اپنے افعال کا مختار بنایا ہے اس لئے انسان جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے، اسلام نے پہلے معنی کی نفی کی ہے اور اسی بنا پر قرآن میں آیا ہے کہ۔

وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ	تم کسی بات کو نہ چاہوگے جب تک کہ خدا نہ چاہے۔

جس کا یہ مطلب ہے کہ تمکو جو مشیت اور ارادہ کی قوت دی گئی ہے یہ خدا نے ہی دی ہے۔ اگر خدا نہ چاہتا تو تم میں یہ قوت بھی نہ ہوتی۔

ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا کہ

قل کل من عند اللہ	یعنی جو کچھ دنیا میں ہے سب کی علۃ العلل خدا ہی کی ذات ہے

اس امر کا قطعی فیصلہ کہ اسلام نے اختیار کی تعلیم کی تھی یا جبر کی، اس بات سے ہو سکتا ہے کہ جو لوگ اسلام کے مرکز تھے یا جو اسلام کی مجسم تصویر تھے، جو اسلام کی ایک ادا سے واقف تھے یعنی صحابہ انہوں نے کیا سمجھا، اور انپر اسلام کی تلقین کا کیا اثر ہوا؟ تاریخ بداہۃ شاہد ہے کہ اسلام کی تعلیم نے ان کو اختیار، عزم، استقلال، اور حوصلہ کا مجسم پیکر بنا دیا تھا۔

(۳) تمدن کی ترقی کا سب سے بڑا اصول مساوات کا اصول ہے، یعنی یہ کہ تمام انسانوں کے حقوق مساوی ہیں۔ فلاسفر گوندرسیہ کا قول ہے کہ ”حقوق انسانی کے سمجھنے کا پہلا دیباچہ مساوات ہے اور مساوات ہی تمام اخلاق حمیدہ کی بنیاد ہے۔“

لیکن اسلام کے قبل تک یہ خیال کسی قوم اور کسی ملک میں پیدا ہی نہیں ہوا تھا۔ تعزیرات کے متعلق مہذب سے مہذب قوموں کا طرز عمل یہ تھا کہ مجرموں کے رتبے اور درجے کے لحاظ سے سزائیں دیجاتی تھیں۔ لاروس اپنی انسائیکلوپیڈیا میں لکھتا ہے کہ ”دومن امپائر میں ایک ہی جرم کی سزائیں مختلف ہوتی تھیں یعنی مجرم کی حیثیت اور درجے کے لحاظ سے سزا ہوتی تھی“ اس کے بعد مصنف مذکور نے اس ناانصافی اور ظلم کی تفصیل کی ہے اور روم سے لیکر فرانس تک کے واقعات گنائے ہیں۔ اخیر میں لکھا ہے کہ ۱۷۸۹ء کے ہنگامے نے یہ تمام امتیازات مٹا دیئے کیونکہ اس نے خود ان القاب و خطابات کو مٹا دیا جو لوگوں کی ذاتی عزت یا وراثت کے اعزاز کی بنا پر قائم تھے۔

فلاسفر فرنگ لکھتا ہے کہ ”مساوات کی بنیاد پچاس برس سے یورپ کی بعض قوموں میں پڑی ہے اور اب دوسرے حصوں میں بھی پھیلتی جاتی ہے“

فلاسفر مذکور مساوات کی ابتدا پچاس برس سے بتاتا ہے، لیکن اسلام میں بارہ سو برس پہلے یہ اصول قائم ہو چکا تھا، قرآن مجید میں ہے

یا ایہا الناس انا خلقنکم من ذکر وانثیٰ وجعلنکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقکم	لوگو! ہم نے تم کو مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تمہارے کنبے اور قبیلے ٹھہرائے اس غرض سے کہ ایک دوسرے پہچانے جائیں لیکن خدا کے نزدیک سب سے عزت والا وہ ہے، جو پرہیزگار ہو۔

یہ صرف الفاظ نہ تھے بلکہ اسلام کا نظام اسی اصول پر قائم ہوا، اور اسلام جب تک اسلام تھا اسی اصول پر قائم رہا۔ عرب میں قبائل کے مدارج مقرر تھے جو قبیلہ زیادہ شریف اور معزز تھا اس کا ایک آدمی دوسرے قبائل کے متعدد آدمیوں کے برابر مانا جاتا تھا، یعنی معزز قبیلہ کے ایک آدمی کے خون کے بدلہ میں، دوسرے قبائل کے کئی آدمی........ قتل کئے جاتے تھے، اسیطرح غلام کے خون کے معاوضہ میں آقا قتل نہیں کیا جا سکتا تھا، اسلام نے اصول مساوات کی بنا پر یہ تفرقے بالکل مٹا دیئے۔ قریش جنکو یہ غرور تھا کہ جنگ بدر میں انہوں نے انصار کے مقابلہ سے اس بنا پر انکار کر دیا کہ انصار برابر نہ تھا بھی ان کے لئے عار ہے، وہ حبش اور ایران کے زرخرید غلاموں کے برابر کر دیئے گئے۔ ابوسفیان جو تمام قریش کا سردار رہ چکا تھا اور جس کو خود رسول اللہ صلعم کے حریف مقابل ہونے کا دعویٰ تھا جب اسلام لایا تو اسکو بلال و صہیب کا ہمرتبہ ہو کر رہنا پڑا! حالانکہ بلال و صہیب دونوں عجمی زرخرید غلام تھے۔

جبلہ بن الایہم عرب کا مشہور بادشاہ تھا جب وہ اسلام لایا تو اس نے چاہا کہ ایک عامی آدمی کے مقابلہ میں اسکی عزت مرجح تسلیم کی جائے، لیکن عمر فاروق نے جو اسلام کی اصلی تصویر تھے، گوارا نہ کیا اور وہ اسی ضد پر مرتد ہو کر عیسائیوں سے جا کر ملگیا۔

حضرت عمر فاروق نے جب شام کا سفر کیا اور بیت المقدس میں داخل ہوئے، تو اون کا غلام اونٹ پر سوار تھا اور خود ان کے ہاتھ میں اونٹ کی باگ تھی، حالانکہ یہ وہ وقت تھا کہ تمام لوگ خلیفہ اسلام کی جاہ و شوکت دیکھنے کیلئے گھروں سے نکل آئے تھے۔

اس قسم کے ہزاروں واقعات ہیں جنکا شمار نہیں کیا جا سکتا، نتیجہ عام کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ تمام مورخین نے لکھا ہے کہ وہ اسلام میں سب سے پہلا ظلم جو شروع ہوا وہ تنح عن الطریق (راستہ سے ذرا ہٹ جاؤ) کا کہنا تھا، یعنی اوائل اسلام میں بڑے سے بڑا آدمی، کسی معمولی آدمی کو یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ ذرا ہٹ جاؤ، اول جو ظلم شروع ہوا وہ اسی لفظ کا استعمال کرنا تھا۔ باقی آئندہ۔

سلسلہ از کتاب الکلام

* نوٹ: شبلی صاحب کا یہ خیال ہماری رائے میں صحیح نہیں ہمارا مذہب لا جبر و لا اختیار ہے ہم نے اس پر ایک مختصر سا نوٹ صفحہ ۱۹ پر دیا ہے۔ ایڈیٹر

www.aaiil.org

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بعض علماء و سجادہ نشینوں کا انکار

جیسا کہ بخار والے انسان کو میٹھی چیز کا ذائقہ پھیکا اور کڑوا معلوم ہوتا ہے ایسا ہی خود بین و خود بین اور متکبر انسان کو مرض خود بینی و کبر کے باعث جو اس کے دل پر حائل ہوتی ہے حق کی شیرینی کڑوی محسوس ہوتی ہے کیونکہ یہ بات مسلم شدہ ہے کہ انسان کے اچھے اور برے خلق و خو میں اس کے اندر اپنا اثر جماتے اور اپنا رنگ ظاہر کرتے رہتے ہیں یعنی انسان کے ہر قول و فعل کے ساتھ ان کا تعلق بھی بطور نتیجہ مترتب ہوتا رہتا ہے۔ پس کبر و خود رائی جیسے مکروہ و قبیح خلق کا نتیجہ انسان کیلئے اعراض عن الحق و اصرار علی الباطل صادر ہوتا رہتا ہے چنانچہ خداوند تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس بات کی طرف اشارہ فرما کر انسان کو متنبہ فرمایا ہے سَاَصْرِفُ عَنْ اٰیٰتِیَ الَّذِیْنَ یَتَکَبَّرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَاِنْ یَّرَوْا سَبِیْلَ الرُّشْدِ لَا یَتَّخِذُوْہُ سَبِیْلًا وَاِنْ یَّرَوْا سَبِیْلَ الْغَیِّ یَتَّخِذُوْہُ سَبِیْلًا ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَکَانُوْا عَنْھَا غٰفِلِیْنَ۔

ترجمہ۔ میں پھیر دوں گا اپنی آیتوں سے ان کو جو بڑائی ڈھونڈتے ہیں ملک میں ناحق اور اگر دیکھیں راہ سیدھی تو اس پر نہیں چلتے اور اگر دیکھیں الٹی راہ تو اس کو سیدھی راہ سمجھ کر اس پر چلتے ہیں نتیجہ ہے اس بات کا کہ انہوں نے ہمارے بھیجے نشانات کو جھٹلایا اور ان سے بے خبر رہے۔

چمگادڑ جو نور آفتاب کو نہ دیکھ سکے تو آفتاب کا کیا قصور ہے۔ قصور چمگادڑ کی ہی طرف منسوب ہوگا۔

جیسا کہ اجسام بعض اعراض و خواص کو قبول کر لیتے ہیں ایسا ہی ارواح کا حال ہے جیسا کہ صحیح و تندرست انسان کو مقوی غذا و شیرینی نہایت خوش ہضم و خوشگوار ہوتے ہیں۔ ایسا ہی حالت حق شناس المزاج سلیم القلب کے دل میں سچائی اثر پذیر ہوتی ہے متکبر و مغرور ایسے انسان روحانیت کے رو سے بیمار ہے ایک ہی غذا ہے جو تندرست کو مفید اور اچھی اور بیمار کو مضر و خراب معلوم ہوتی ہے۔ یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَّیَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا وَمَا یُضِلُّ بِہٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ۔ روحانی بیمار کے دل میں بحالت کبر و خود رائی کوئی صداقت و سچائی داخل نہیں ہو سکتی چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالُ ذَرَّۃٍ مِّنْ کِبْرٍ یعنے جس شخص کے دل میں ذرہ بھر کبر ہو وہ بہشت میں داخل نہ ہوگا اور ایک حدیث شریف میں یوں بھی آیا ہے لَا یَدْخُلُ الْاِیْمَانُ فِیْ قَلْبِ مَنْ کَانَ فِیْہِ مِثْقَالُ ذَرَّۃٍ مِّنْ کِبْرٍ یعنے جس دل میں ذرہ بھر بھی کبر ہو اس میں ایمان داخل نہیں ہوتا۔ یہ نفی ایمان متکبر کہیت و حدیث متفق شد مصنف حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام جو باوصاف وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ہیں اور با علام و الہام وحی خدا دعویٰ کرتے ہیں کہ میں خداوند تعالیٰ کی طرف سے ہوں ان کے مقابل جو انسان خود رائے ہو اس کے دل میں سچائی کس طرح داخل ہو سکتی ہے

کبر را بگذار حق روشن ببین
دیدۂ حق بین ہوش از کبر کین

(محمد فضل خان اسسٹنٹ ایڈیٹر)

تعبیر الرویا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

رات کو میں نے ذیل کا خواب دیکھا۔ میں ایک زمین پر چلتا تھا کہ ایک چھوٹا سا سانپ رنگ میں سیاہی مائل کاسنی جیسا سیر اوس کا گردن کے قریب سے کچلا ہوا اور جیسا کہ جوتے سے کچلا گیا ہوا ہے۔ میرے جوتے سے ٹھوکر کھا کر سامنے گرا دیکھا تو مردہ اور خشک گرا ہوا تھا پھر زمین کی طرف خیال ہوا تو دیکھا کہ ارد گرد تمام زمین میں چوہوں نے زمین کھود کھود کر مٹی نکالی ہوئی ہے اور ان کے سوراخوں میں جو بکثرت ہیں سانپ اس طرح سے کہ ایک ایک سوراخ میں دو دو تین تین سانپ ہیں سر ان کے سوراخوں کے اندر ہیں اور باقی حصہ باہر پائے جاتے مجھے نظر آئے جیسا میں نے ایک کو نکالا تو ایک نے کچھ تھوڑی سی حرکت کی جس مجھے خیال ہوا کہ چوہوں نے ان کو پکڑ کر اپنے سوراخوں میں دبایا ہوا ہے اور ان کو کھا رہے ہیں اور اندر لیجائیں گے۔ فقط

خاکسار نواب علی شاہ احمدی کرناہ۔ علاقہ کشمیر

تاویل

سانپ اخلاق مضرہ نفسانیہ ہیں جو رائی کے نفس سے زائل ہو رہے ہیں اخلاق متضادہ جو مشابہ تھوڑی شان میں اخلاق مضرہ کو کھا رہے یعنے زائل کر رہے ہیں اور ان کو قابو کر رکھا ہے خواب میں سانپ کی دو ہی طرح تعبیر آئی ہے (۱) کوئی خارجی دشمن (۲) انسان کا اندرونی دشمن نفس جو ہمارے جہان کے دشمنوں سے سخت ہے اس خواب میں سانپوں سے مراد نفسانیہ شہوات اور شاخین ... جو رو بزوال ہیں۔ اور رائی کا نفس اصلاح پذیر ہو رہا ہے اگر خواب میں بہت سے سانپ یا ایک ہی سانپ کی سر دن والا دیکھا جاوے تو اس سے مراد اکثر اوقات انسان کو اپنے نفس کی حالت کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔

قصۂ نفس ار بپرسی اے پسر
قصۂ دوزخ بخوان با ہفت سر
نفس انسان اژدہائے ہائل است
لیک بازہم بر وجودش نائل است

(محمد فضل اسسٹنٹ ایڈیٹر)

الحکم عند اللہ

نبی بخش صاحب رام نگر ضلع گوجرانوالہ سے لکھتے ہیں کہ میری نظر کمزور ہے میں اخبار پڑھ نہیں سکتا میرے نام جو پرچہ آتا ہے وہ کسی اور کے نام عند اللہ جاری کیا جاوے۔

ہم صاحب موصوف کی رائے میں تھوڑی سی ترمیم کر کے ان کی علمی خیرات کو وسیع کرنے کیلئے اتنا کہتے ہیں کہ اگر کوئی دوسرا صاحب آدھی ادائی قیمت سے بھی دیں تو باقی کی اس رقم سے پوری کر دی جائیگی۔ اور اخبار ایک کی بجائے دو آدمیوں کو مل سکیگا۔

استفسار و جواب

زوجہ مفقود الخبر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۲۴ اکتوبر ۱۹۰۴ء الحکم میں مفقود الخبر کی زوجہ کی نسبت جو فتوےٰ آپ نے تحریر فرمایا ہے اسکی زیادہ تشریح و توضیح مطلوب ہے یہ امر واضح نہیں کیا گیا کہ مفقود الخبر کی زوجہ کتنی مدت کے بعد دوسرے آدمی سے نکاح کر سکتی ہے ایسا وقوعہ میرے وہ میں خاص کر زیر بحث اور موجود ہے لہذا معروض ہے کہ عند اللہ بصراحت تمام بعد آیات قرآن و حدیث شریف وغیرہ جو کچھ معلومات ہوں الحکم کے ذریعہ تحریر فرما کر ثواب دارین حاصل کریں والسلام مع جماعت احمدیہ کو السلام علیکم

راقم عاجز ملک عادل شاہ و مدار شاہ احمدی از مقام ترنگزئی تحصیل چارسدہ ضلع پشاور

خریدار الحکم بہ السلام علیکم۔ نکاح زوجہ مفقود الخبر والے مضمون پر کسی آئندہ پرچہ الحکم میں روشنی ڈالیں ایک احمدی نے نکاح کرنا ہے اور قبل ازیں عورت کا خاوند ۱۸ سال سے گم ہے

راقم ضیاء الدین بکلک چوہدری سجاول خان۔ جگراؤن

جواب: گمنام شخص کی عورت چار سال انتظار کرے

واضح ہو کہ مفقود الخبر کی زوجہ کے متعلق جو فتوی نوے سال تک کے انتظار کرنے کا مشہور ہے وہ متاخرین میں سے کسی کی غلطی سے بعض کتب میں داخل ہو گیا جو سراسر قرآن کریم و احادیث نبویہ و عملدرآمد صحابہ کرام و عقل و مشاہدہ و اصول فقہ کے برخلاف ہے اور اسکی کوئی سند نہیں اس کے غلط ہونے پر یہی دلیل کافی ہے کہ اسمیں ایسی شرط رکھی گئی ہے جو بالعموم انسانی طاقت سے بڑھ کر ہے شاذ و نادر ہی مرد و عورت نوے سال تک زندہ رہ سکتے ہیں مفقود الخبر کی زوجہ کا نوے سال تک انتظار کرایا مرنے تک اوس کو نکاح ثانی سے ممانعت بتائی گئی ہے اور یہ بات قرآن کریم و احادیث نبویہ و عملدرآمد صحابہ کرام و فقہائے عظام کے برخلاف ہے۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَلَا تُمْسِکُوْھُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَہٗ

ترجمہ۔ حاصل مطلب یعنے عورات کو جب تم طلاق دے چکو یا اون کے خاوند مر جاویں اور انکی عدت کی میعاد گذر جاوے یا اون کے خاوند مفقود الخبر ہو جاویں جنکی زندگی کی خبر کئی سال سے نہ پہنچے تو عورت کو یا ان کے والیوں کو نکاح ثانی کی خواہش ہو تو مت روکو کیونکہ ایسے حال میں عورات کو نکاح سے روکنا عورات اور ان کے والیوں کے حق میں مضر ہے اور اگر تم اون کو نکاح سے روکو گے تو حد ود الٰہی سے تجاوز کرنے کے مستوجب ٹھہرو گے اور جس نے ایسا کام کیا اوس نے اپنا ہی برا کیا۔

بخاری مطبوعہ مصر صفحہ جلد سوم میں لکھا ہے

وَقَالَ الزُّھْرِیُّ فِی الْاَسِیْرِ یُعْلَمُ مَکَانُہٗ لَا تَتَزَوَّجُ امْرَاَتُہٗ وَلَا یُقْسَمُ مَالُہٗ فَاِذَا انْقَطَعَ خَبَرُہٗ فَسُنَّۃُ الْمَفْقُوْدِ۔

ترجمہ۔ زہری فرماتے ہیں کہ جس قیدی کا مکان زندان معلوم ہو اوس کی عورت کسی سے نکاح نہ کرے اور اس کا مال تقسیم نہ کیا جاوے اور جب اوسکی خبر منقطع ہو جاوے تو وہ گم شدہ قرار دیا جاوے اور ایسے شخص یعنے گم شدہ کی زوجہ کچھ سال کا انتظار کرے۔

اعلام الموقعین جلد اول صفحہ ۱۶۱ میں حضرت ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ قَدْ ثَبَتَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّہٗ اَجَّلَ امْرَاَۃَ الْمَفْقُوْدِ اَرْبَعَ سِنِیْنَ وَاَمَرَھَا اَنْ تَتَزَوَّجَ فَقَدِمَ الْمَفْقُوْدُ بَعْدَ ذٰلِکَ فَخَیَّرَہٗ عُمَرُ بَیْنَ امْرَاَتِہٖ وَبَیْنَ مَھْرِھَا۔ وَقَدْ قَالَ بَعْضُ الْمُتَاَخِّرِیْنَ مِنْ اَصْحَابِ اَحْمَدَ اِنَّ مَذْھَبَ عُمَرَ فِی الْمَفْقُوْدِ یُخَالِفُ الْقِیَاسَ وَالْقِیَاسُ اَنَّ زَوْجَۃَ الْقَادِمِ بِکُلِّ حَالٍ اِلَّا اَنْ نَقُوْلَ الْفُرْقَۃُ تَنْفُذُ ظَاھِرًا وَّبَاطِنًا فَتَکُوْنُ زَوْجَۃَ الثَّانِیْ بِکُلِّ حَالٍ وَغَلَا قَوْلُ بَعْضِ الْمُخَالِفِیْنَ لِعُمَرَ فِیْ ذٰلِکَ فَقَالُوْا لَوْ حَکَمَ حَاکِمٌ بِقَوْلِ عُمَرَ فِیْ ذٰلِکَ لَنُقِضَ حُکْمُہٗ لِبُعْدِہٖ عَنِ الْقِیَاسِ وَطَائِفَۃٌ ثَالِثَۃٌ اَخَذَتْ بِبَعْضِ قَوْلِ عُمَرَ وَتَرَکُوْا بَعْضَہٗ فَقَالُوْا اِذَا تَزَوَّجَتْ وَدَخَلَ بِھَا الثَّانِیْ فَھِیَ زَوْجَتُہٗ وَلَا تُرَدُّ اِلَی الْاَوَّلِ وَاِنْ لَّمْ یَدْخُلْ بِھَا رُدَّتْ اِلَی الْاَوَّلِ۔ قَالَ شَیْخُنَا

www.aaiil.org

من خالف عمر لیصر بشامہ الی ما اهتدی
الیہ عمر ولم یکن لہ من الخبرۃ والقیاس
مثل خبرۃ عمر وهذا انما یتبین
وهو وقف العقود اذ التصرف
فی حق الغیر بغیر اذنہ هل یقع
مردودًا او موقوفًا علی اجازتہ
فیہ مشهورتان هما روایتان عن
احمد احدهما انها تقف علی الاجازۃ
وهو مذهب ابی حنیفۃ ومالک
رحمهما اللّٰہ تعالیٰ والثانیۃ انها لا تقف
وهو اشهر قول الشافعی وهذا فی النکاح
والبیع والاجارۃ وظاهر مذهب احمد
التفصیل وهو ان المتصرف اذا کان
معذورًا لعدم تمکنہ من الاستیذان
وکان بہ حاجۃ الی التصرف وقف العقد
علی الاجازۃ بلا نزاع عندہ وان
امکنہ الاستیذان او لم تکن حاجۃ
الی التصرف ففیہ نزاع فالاول مثل
من عندہ اموال لا یعرف اصحابها
کالغصوب والعواری ونحوها فاذا تعذر
علیہ معرفۃ ارباب الاموال ویئس
فان مذهب ابی حنیفۃ ومالک
واحمد یتصدق بها عنهم فان ظهروا
بعد ذالک کانوا مخیرین بین الامضاء
والتضمین وهذا مما جاءت بہ السنۃ
فی اللقطۃ فان الملتقط یأخذها بعد
التعریف ویتصرف فیها ثم ان جاء
صاحبها کان مخیرا بین امضاء تصرفہ
وبین المطالبۃ فهو تصرف موقوف لما
تعذر الاستیذان ودعت الحاجۃ الی
التصرف وکذالک الموصی بما زاد علی
الثلث وصیۃ موقوفۃ علی الاجازۃ عند
الاکثرین وانما یخیرون بعد الموت
فالمفقود المنقطع خبرہ ان قیل
امرأتہ تبقی الی ان یعلم خبرہ بقیت
لا ایمًا ولا ذات زوج الی ان تبقی
من القواعد او تموت والشریعۃ
لا تأتی بمثل هذا فاذا اجلت اربع
سنین ولم یکشف خبرہ حکم بموتہ
ظاهرًا فالصواب ما قضی بہ
امیر المومنین عمر ابن خطاب وخلفاء
الراشدون رضی اللّٰہ تعالیٰ عنهم
فی المفقود الخبر وزوجتہ قال شیخنا
وقد تاملت من هذا الباب ما شاء
اللّٰہ فرأیت الصحابۃ افقہ الامۃ
واعلمها +

ترجمہ۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ آپ نے گمنام کی عورت کی میعاد انتظار چار سال مقرر کی تھی اور عورت کو حکم فرمایا کہ چار سال کے بعد نکاح کرے پھر اس کے بعد اوس کا گمنام خاوند آگیا تو حضرت عمر نے اوس کو اُس کی عورت اور مہر کے درمیان اختیار دیا کہ یا عورت لے لو یا مہر اور بعض متاخرین نے کہا ہے کہ گمنام کے بارہ میں حضرت عمر کی رائے خلاف قیاس ہے۔ قیاس تو یہ چاہتا ہے کہ وہ بہر حال پہلے خاوند کی عورت ہو مگر ہم (ابن قیم) کہتے ہیں کہ جدائی کا حکم ظاہر و باطن نافذ ہو سکتا ہے پھر جب عورت کی جدائی پہلے خاوند سے ہو چکی تو وہ بہر حال دوسرے کی عورت ہے۔ بعضوں نے حضرت عمر کی اس امر میں سخت مخالفت کی اور کہا کہ اگر کوئی قاضی اس امر میں حضرت عمر کے قول پر حکم کرے تو وہ بعید از قیاس ہونے کے باعث قابل اعتبار نہیں۔ اور تیسرے گروہ نے حضرت عمر ابن خطاب کی کچھ بات پر عمل کیا اور کچھ کو چھوڑ دیا اور کہا کہ جب دوسرے کے نکاح میں عورت آگئی اور وہ دخول کر چکے تو وہ دوسرے خاوند کی عورت رہی اور پہلے کو نہ دی جاوے اور اگر دوسرے نے دخول نہیں کیا تو پہلے خاوند کو دیجاوے۔

ہمارے شیخ (یعنی شیخ ابن تیمیہ) نے کہا ہے کہ جس نے حضرت عمر ابن خطاب کی اس رائے سے خلاف کیا اوس نے غلطی کی۔ اور صحیح بات کو نہ پایا۔ اون میں دانش قیاس حضرت عمر کی دانش و فہم قیاس کی طرح نہیں ہے یہ بات قاعدہ ذیل سے واضح ہو سکتی ہے کہ جب کوئی شخص کسی دوسرے کے مال میں بغیر اس کے اذن کے تصرف کرے تو آیا اوس کا تصرف اسکی اجازت پر مردود و موقوف ہو سکتا ہے یا نہیں اسمیں دو روایتیں امام احمد حنبل سے مشہور و معروف ہیں۔ پہلے یہ کہ تصرف اجازت پر موقوف ہے اور یہ رائے حضرت امام ابی حنیفہ و امام مالک کی ہے دوسری روایت یہ ہے کہ اجازت پر موقوف نہیں ہے اور یہ بات شافعی سے مشہور و معروف ہے اور یہ بات نکاح اور بیع اور اجارہ میں ہے احمد حنبل کی اسمیں یوں تفصیل آئی ہے کہ جب تصرف کرنیوالا اذن طلب کرنے سے معذور ہو اور اس کو تصرف کرنے کی حاجت ہو تو یہ عقد اجارہ پر اوس کے نزدیک بلا نزاع جائز ہے اور اگر اذن ممکن ہو یا تصرف کرنے کی حاجت نہ ہو تو اس میں نزاع ہے۔ پس پہلا مسئلہ یوں ہے کہ کسی شخص کے پاس کسی کا مال ہو اور صاحب مال معلوم نہ ہو۔ تو جب صاحب مال کی شناخت و پہچان ناممکن ہو اور اس کے دریافت سے ناامید ہو تو حضرت امام ابی حنیفہ و مالک و احمد کہتے ہیں کہ وہ بطور صدقہ کسی کو دیدینا چاہئے اور اگر صدقہ کرنے کے بعد صاحب مال آجاوے تو اجازت اور ضمانت پر اس کو اختیار ہے یعنے یا صدقہ کی اجازت بحال رکھے یا صدقہ کرنیوالے سے اتنا مال لے لیوے۔ افتادہ یعنے کسی کی گری ہوئی چیز کے ملجانے کے بارے میں احادیث میں یوں ہی آیا ہے افتادہ چیز کے پانیوالا اوس چیز کو معروف و مشہور کر کے اٹھا لیوے اور تصرف کرے پھر جب افتادہ چیز کا مالک آوے تو اس کو اجازت تصرف اور مطالبہ میں

اختیار دیا گیا ہے پس یہ تصرف اوس وقت جائز ہے کہ جب اذن لینا مشکل ہو اور تصرف کی ضرورت ہو۔ اور ایسا ہی ثلث سے زیادہ وصیت کرنیوالے کی وصیت بہتوں کے نزدیک اجازت پر موقوف ہے۔ اور یہ وصیت موت کے بعد جائز رکھتے ہیں پس گمنام آدمی جس کی خبر منقطع ہو اگر کوئی کہے کہ اوس کی عورت اُس کے گمنام خاوند کی خبر معلوم ہونے تک بیٹھی رہے تو اس حالت میں وہ عورت مرنے تک نہ بیوہ اور نہ شوہر دار رہتی ہے اور شریعت اسلامیہ نے ایسی بات کو ناجائز رکھا ہے۔ پس جب اسکی عورت چار سال منتظر ٹھہرائی جاوے اور گمنام کی کوئی خبر نہ ملے تو بظاہر اوس کی موت کا حکم نافذ ہونا چاہئے۔

پس گمنام اور اوسکی زوجہ کے بارے میں صحیح وہ بات ہے جس کا فتوے حضرت عمر ابن خطاب نے دیا اور خلفاء الراشدین نے اس پر عملدرآمد کیا ہمارے شیخ کہتے ہیں کہ اس امر میں میں نے بہت فکر کیا اور صحابہ کرام کو ساری امت کے لوگوں سے زیادہ سمجھدار اور عالم پایا۔

موطا امام مالک صفحہ ۲۰۹ مطبوعہ فخر المطابع دہلی میں لکھا ہے۔

عن مالک عن یحیی بن سعید ابن المسیب ان عمر ابن الخطاب قال ایما امرأۃ فقدت زوجها فلم یدر این هو فانها تنتظر اربع سنین ثم تعتد اربعۃ اشهر وعشرا ثم تحل۔

ترجمہ۔ امام مالک ابن مسیب سے روایت کرتے ہیں حضرت عمر ابن خطاب نے فرمایا ہے جس عورت کا خاوند گم ہو جاوے اور اس کی خبر نہ ہو وہ عورت چار سال تک اوس کا انتظار کرے پھر چار سال کے بعد چار ماہ دس دن عدت میں رہے پھر نکاح کرے۔ صحابہ کرام کے زمانہ میں اسی فتوے پر عمل درآمد رہتا ہے اور آجکل کے سمجھدار لوگ بھی اس سے تجاوز نہیں کرتے۔ والسلام (عاجز عبد ...)

(... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں کس تاریخ کو داخل ہوئے اور کس کے مکان پر اترے تھے)

محمد صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں

ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت دوشنبہ کے دن پیدا ہوئے اور حجر اسود دوشنبہ کے دن اٹھا کر رکھا۔ ہجرت بھی دوشنبہ کے دن کی اور انتقال بھی دوشنبہ کے دن ہوا۔

جس روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز مدینہ ہوئے وہ دن دوشنبہ کا تھا بارہ تاریخیں ربیع الاول کی گذر چکی تھیں آفتاب قریب زوال پہونچ گیا تھا اہل مدینہ خبر تشریف آوری سنکر بغرض استقبال آئے تھے لیکن آفتاب کے قریب زوال ہو جانے سے اپنے اپنے مکانوں کو واپس آ رہے تھے اس اثنا میں آنحضرت صلعم کو مع ابو بکر صدیق رض کے ایک کھجور کے باغ کی طرف سے تشریف لاتے ہوئے دیکھکر اس طرف دوڑ پڑے آنحضرت مدینہ میں پہنچ کر قبا میں سلمان خیثمہ کے مکان پر یا بروایت بعض کلثوم بن الہدم کے یہاں رونق افروز ہوئے اور ابو بکر صدیق رض مین بنو الحرث بن الخزرج میں حبیب بن اساف رض یا بخیال بعض خارجہ بن زید رض کے مکان پر مقیم ہوئے دوشنبہ، سہ شنبہ، چہار شنبہ، پنجشنبہ تک آنحضرت صلعم قبا میں مقیم رہے اور اس اثنا میں اہل قبا کی مسجد تیار کرائی جمعہ کے دن نماز آپ نے بنو سالم بن عوف میں ادا فرمائی۔ یہ مدینہ کا پہلا جمعہ تھا جسکو آپ نے بطن وادی میں ادا کیا۔ بنو سالم بن عوف نے آپکو ٹھہرانا چاہا لوگوں میں اس بات کی بحث ہونے لگی تب آپ نے یہ فرمایا کہ میرے ناقہ کو نہ روکو جہاں وہ بیٹھ جائیگا وہیں میں ٹھہروں گا کیونکہ وہ منجانب اللہ مامور ہے چنانچہ آپ ناقہ پر سوار ہو کر چلے اور انصار رضی اللہ عنہم آپکے پس و پیش۔ یمین و یسار چلے۔ ہر شخص کے دل میں یہی آرزو تھا کہ کاش ناقہ ہمارے قبیلہ میں ہمارے ہی مکان پر ٹھہر ہر متنفس اسیکی آنکھوں سے ناقہ کو دیکھ رہا تھا اور ناقہ آہستہ آہستہ چلا جا رہا تھا تا آنکہ ناقہ بنو بیاضہ کے محلہ میں پہونچا اور ان لوگوں نے ناقہ کا مہار پکڑنا چاہا آپ نے فرمایا دعوها فانها مامورۃ اس کو چھوڑ دو بیشک یہ اللہ تعالیٰ کیطرف سے مامور ہے پھر آپ کا بنو ساعدہ کے محلہ میں گذر ہوا ان لوگوں نے بھی ناقہ کے مہار پکڑنے کا قصد کیا انہیں سعد بن عبادہ و منذر بن عمرو بھی تھے آپ نے ان لوگوں سے بھی یہی فرمایا اور یہ لوگ بھی خاموش اور امید کی نظروں سے ناقہ کو دیکھنے لگے۔ بعد اس کے بنو حارث بن الخزرج کیطرف گذر ہوا یہاں سعد بن الربیع و خارجہ بن زید و عبد اللہ بن رواحہ نے نیاز حاصل کیا پھر ناقہ بنو حارث بن الخزرج سے نکلکر بنو عدی بن النجار (عبد المطلب کے ننھیال) میں پہونچا ان لوگوں سے بھی آپ نے وہی کلمات ارشاد فرمائے یہ لوگ بھی خاموش ہو رہے تا آنکہ ناقہ بنو مالک بن النجار کے محلہ میں بیٹھ گیا جہاں اسوقت مسجد نبوی کا دروازہ ہے ابن مالک کے اون دونوں دو لڑکے سہل و سہیل تھے جو معاذ بن عفراء کے رشتہ داروں میں سے تھے یہ مقام کوئی ہموار نہ تھا بلکہ کھنڈر اور چند درخت کھجور کے تھے اور مشرکین کی قبریں تھیں اور مربد (چارپاؤں کے قید کرنے کا مکان) تھا۔ آپ ناقہ پر سے نہ اترے تھوڑی دیر کے بعد ناقہ اٹھا اور تھوڑی دور چلکر لوٹا اور اسی مقام پر آکر پھر بیٹھ گیا جہاں پہلے بیٹھا تھا آنحضرت ناقہ سے اترے۔ ابو ایوب آپ کا اسباب جو کچھ تھا اپنے گھر اٹھا لے گئے اور آنحضرت بھی انہیں کے مکان پر ٹھہرے۔ مالکان مربد نے اس زمین کو آپکو ہبہ کرنا چاہا لیکن آپ نے قبول نہ فرمایا اور اس کو بقیمت خرید فرما لیا بعد ازاں آپ نے قبور مشرکین اور کھجور کے درختوں اور کھنڈروں کے صاف کرنیکا حکم دیا اور بنفس نفیس مسجد بنانے میں مصروف ہوئے انصار و مہاجرین بھی بنانے میں شریک تھے مسجد کی دیواریں پتھروں کے ٹکڑے اور گارے سے بنائی گئیں اور چھت کھجور کی لکڑی اور شوکل سے درست ...

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

مشن سکولوں کا خاص مقصد کیا ہے

مشن سکولوں کے اجراء سے مشنریوں کی کیا غرض ہے؟ اسکا نہایت صاف الفاظ میں مشنریوں کے منہ سے مل گیا ہے۔ اگرچہ اس سے پیشتر بھی عام طور پر لوگ جانتے ہیں کہ ان سکولوں کی غرض و غایت نوجوانوں کو عیسائی بنانا ہے لیکن پادریوں نے علی العموم اسکا صاف لفظوں میں کبھی اعتراف نہیں کیا بلکہ وہ تعلیم کو علاوہ اپنا مقصد بتایا کرتے ہیں حال ہی میں دہلی کی سنگل سوسائٹی نے اپنی سالانہ رپورٹ میں یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ چونکہ مشن کے تعلیمی سلسلہ کی تنخواہیں قلیل ہیں اسلئے گریجوایٹ عیسائی ادہر متوجہ نہیں ہوتے اور مشن سکولوں میں تعلیم کا پیشہ اختیار کرنے سے بھاگتے ہیں اسکا علاج یہی ہے کہ فنڈ بڑہا کر معقول تنخواہوں پر لائق استاد سکولوں میں تعلیم دینے پر مقرر کئے جائیں **تاکہ اہل کو عیسائی بنانے کا کام کامیابی سے سرانجام پا سکے!**

یہی ہے اصل غرض مشن سکولوں کے قیام و اجراء کی۔ وہ لوگ جو اپنی ذریّت کو عیسائیت کے پنجہ سے بچانا چاہتے ہیں مشن سکولوں کو دور سے سلام کریں۔

آریہ سماج میں تین تیرہ

آریہ سماج میں خانگی جنگی کا پہوڑا جو اندر ہی اندر پک رہا تھا آخر وہ ناسور بن کر پہوٹ نکلا ہے۔ کلچرڈ اور مہاتما پارٹی کا جھگڑا پہلے ہی کچھ کم نہ تھا کہ اب مہاتما پارٹی میں تین تیرہ ہونے لگی۔ امرتسر کے اخبار ... آریہ ... کے ایک جلسہ کی پرو سیڈنگ ... شائع کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خطرناک نزاعات باہم پیدا ہو گئی ہیں اس جلسہ کا یہی نتیجہ ہوا کہ مہاتما پارٹی کے لیڈر لالہ منشی رام صاحب کو آریہ سماج سے قطع تعلق کرنا پڑا۔ اسکے متعلق کہا گیا ہے کہ اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ انہیں آریہ سماج کے سدہانتوں میں کسی قسم کا شبہ پڑ گیا ہے یا وہ آریہ سماج کو پسند نہیں کرتے مگر وہ کسی مصلحت سے آئندہ آریہ سماج کے ممبر نہیں رہیں گے۔

لالہ منشی رام صاحب کا ایک قومی لیڈر ہونے کی حیثیت سے فرض تھا کہ وہ پبلک کو زیادہ تعجب میں نہ ڈالتے بلکہ صاف الفاظ میں اپنے قطع تعلق کے وجوہات پیش کریں اگرچہ انہوں نے اپنے اخبار ست دہرم پرچارک میں ... کے عنوان سے ایک گونگا مضمون لکہا ہے جسکا مطلب دراصل بطن شاعر میں ہے اور یہ ہمارا ہی خیال نہیں بلکہ معزز معاصر **"ہندوستان"** نے بھی اسی قسم کی رائے ظاہر کی ہے چنانچہ وہ **قطع تعلق** کی وجہ کے عنوان سے ایک نوٹ میں ظاہر کرتا ہے کہ ... یہ شعر اپنی زبانی بول رہا ہے کہ مہاتما منشی رام جی حالات موجودہ میں اپنے وجود کو آریہ سماج کے اتحاد کی بجائے آریہ سماج کے نفاق کا موجب خیال کرتے ہیں اور چونکہ وہ نہیں چاہتے کہ انکی وجہ سے سماج میں نفاق پیدا ہو وہ اس سبب ارگنیزیشن کی ممبری سے دست بردار ہوتے ہیں لیکن پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ مہاشہ موصوف باوجودیکہ سماج میں ہر کہ و مہ اون کی عزت کرتا ہے سماج میں نفاق پہیلانے کا موجب کیونکر ہو سکتے ہیں اس سوال کا جواب بھی آپ نے دیا تو ہے لیکن میرے **خیال میں واضح اور موثر نہیں ہے بلکہ حل طلب اور تشریح طلب اور پردہ پوشی اور رازداری کا پہلو لئے ہوئی ہے** ۔ میں رائے اس جواب کے متعلق ہم نے مذکور کی ہے اسلئے لالہ منشی رام صاحب کا فرض ہے کہ اصلیت کو اخلاقی جرأت سے کام لیکر ظاہر کریں۔ جو جواب اس سوال کا لالہ منشی رام نے دیا ہے اوس کو بھی ہم ہدیہ ناظرین کر دیتے ہیں۔

جبکہ یقین ہو گیا کہ میرے بیسیوں بہائی محض میری شخصیت کے باعث اپنے دہرم سے پست ہو رہے ہیں تب تو مجھ سے نہ ہو سکا اور میں نے درڑہ سنکلپ کر لیا کہ پنجاب کے آریہ سماجوں کی آرگنیزیشنوں سے قطع تعلق کر لوں مجھے یقین ہے کہ جب تک ان بہائیوں کو جو محض میرے آریہ سماج سے تعلق رکہنے کی وجہ سے دکہہ محسوس کر رہے ہیں۔ یہ نشچے نہ ہو جائے کہ میرا آریہ سماج کی آرگنیزیشنز سے کوئی تعلق نہیں رہا۔ تب تک انکے ہردے شانت نہوں گے اس لئے میں سب بہائیوں کی اطلاع کے لئے اعلان دیتا ہوں کہ میں آج سے آریہ سماج کا ممبر نہیں ہوں۔

خاموشی بہترین پولیسی ہے

روزانہ پیسہ اخبار میں اس عنوان سے ۲۸ اکتوبر کی اشاعت میں مسٹر سجاد حیدر بی۔ اے کے مضامین پر (جو انڈین ریویو الہ آباد میں شائع ہوئے ہیں) مسلمان اخباروں میں نوٹس لینے پر افسوس ظاہر کیا ہے اور لکہا ہے کہ یہ دیکھکر سخت افسوس ہوتا ہے۔ کہ مسٹر سجاد حیدر بی۔ اے نے مدینۃ الاسلام بغداد میں بیٹھے بیٹھے جو نئی او پچ کی لی تہی اور مسلمانان ہندوستان کی **ضعیف الاعتقادی اور رسم پرستی** سے بیزار ہو کر تعلیم یافتہ نوجوانوں کو مثل برہموسماج کے اپنا جداگانہ فرقہ بنا لینے کی رائے دی تہی اسپر اکثر اسلامی معاصرین ضرورت سے زیادہ بحث کر رہے ہیں جس سے خواہ مخواہ اسکی وقعت بڑہتی ہے اور آزاد خیال اصحاب کو قیود مذہبی سے نکل جانے کا موقع ہاتھ آتا ہے جو مضمون اپنے بوجھ سے خود ہی دبا ہوا ہو اسکو سر اٹہانے کا موقع دینا گویا اپنے ہاتھ سے خود نقصان مول لینا ہے ایسی دور از کار تحریروں کے حق میں خاموشی بہترین پالیسی ہے۔

ہم نے پیسہ اخبار میں ان سطور کو نہایت تعجب اور حیرت کی نظر سے دیکھا ہے اور ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ پیسہ اخبار نے اس مشورہ اور رائے کے ظاہر کرنے میں کیوں ایسی "خاموشی بہترین پولیسی ہے" پر عمل نہ کیا۔ پیسہ اخبار کی تحریر صاف ہے اور اسکے سمجھنے میں کوئی مشکل نظر نہیں آتی اسلئے ہم یہ کہنے کی جرأت کرتے ہیں کہ مسٹر محبوب عالم صاحب نے مسٹر سجاد حیدر بی اے کے مضمون کی درپردہ تائید کی ہے کیونکہ وہ ان مسائل مہم کو جو مسٹر سجاد حیدر نے اپنے مضمون میں پیش کئے ہیں برنگ دیگر ضعیف الاعتقادی اور رسم پرستی کہا ہے۔ اور اسپر بحث کرنے کی ضرورت خود مضمون کی گرانباری کی وجہ سے بتاتا ہے۔ ہم حیران ہیں یہ اخبار کا ایڈیٹر ہجوم افکار کی وجہ سے کیا کہہ رہا ہے کہ وہ بخیال خویش اسلام کی حمایت کر رہا ہے لیکن اوس کے الفاظ معزت رسان معلوم ہوتے ہیں۔ کیا پیسہ اخبار نہیں جانتا کہ اخفاء حق کرنے والا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے شیطان اخرس ٹہرایا ہے۔

سجاد حیدر کے مضمون پر جسقدر بحث کی جائے وہ تہوڑی ہے اور مسلمانوں کا فرض ہے کہ جی کہول کر اس پر بحث کریں۔ ہم آزاد خیال لوگوں سے ایسے بدظن نہیں ہیں کہ وہ قبول حق سے خواہ مخواہ گریز کریں اور اپنی ڈیڑہ اینٹ کی مسجد بنانے پر مصر ہوں اگر اون کو معقول طریق پر سمجہایا جاوے تو وہ سمجہ سکتے ہیں ایسے موقع پر خاموشی اختیار کرنا انکو اور آئندہ ذریت کو ہلاک کرنا ہے پس اسلامی اخبارات جسقدر بہی ان مضامین پر لکہیں گے وہ کم ہے اور خاموشی بوقت گفتن خطرناک پولیسی ہے

پیسہ اخبار آگے چلکر یہ بہی ظاہر کرتا ہے کہ اخبارات کے قیمتی کالموں کو ایسے مباحثوں سے پاک رکہنا چاہئے لیکن ہم افسوس کرتے ہیں کہ پیسہ اخبار میں اس قسم کے مضامین کثرت سے چہپ جاتے ہیں لیکن ایڈیٹر صاحب کثرت کار کی وجہ سے غور نہیں کر سکتے کہ وہ مسلمانوں کے لئے کہانتک مفید ہیں۔ اگر وہ چاہیں تو ہم اونکو ایک طویل فہرست ایسے مضامین کی دینے کو تیار ہیں۔

سوامی دیرہانند مہابہارتی اسلام پر

امرت بازار پترکا میں سوامی دیرہانند مہابہارتی کی ایک مراسلت شائع ہوئی ہے وہ تحریر کرتے ہیں کہ ربع صدی تک اسلامی شریعت کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد ہمیں کہنا پڑتا ہے کہ اگر تعصب کو بالائے طاق رکہکر اسلامی مسائل پر غور کیا جاوے تو ہم لوگ ہندو اور ویشنو اس نفاق کو جو ہندو دہرم اور عرب کے بزرگ پیغمبر کے متبعین میں حد فاصل ہے دور کر کے **شعائر اسلام کے ذریعہ سے ہندوستان کو مرفہ الحال اور عقلمند بنا سکتے ہیں۔**

جزاک اللہ احسن الجزاء! ہمارے آریہ صاحبان ذرا وچار کریں۔!!

سوئٹزرلینڈ میں مذہبی کانگرس

سوئٹزرلینڈ میں ۳۰ ستمبر تک ۱۵ ستمبر سے لیکر ایک عالمگیر مذہبی کانفرنس رہی ہے ابہی تک اس کے مفصل حالات شائع نہیں ہوئے یا کم از کم ہم تک نہیں پہونچے۔ پارسیوں کی طرف سے دادا بہائی نوروزجی اس میں بطور ڈیلیگیٹ شریک ہوئے۔ اسلامک سوسائٹی لنڈن کی طرف سے بہی کوئی شخص اسلام کو ریپریزنٹ کرنے کے لئے گیا تہا۔ دنیا کی یہ عالمگیر تحریک اور مذاہب پر غور و فکر صاف کر رہی ہے۔ کہ یہ مسیح موعود کے انفاس قدسیہ ہے جو اسلام کو جملہ مذاہب پر غالب کرنے آیا ہے۔

مزاروں کی پرستش کا خبط محض ہندوستانیوں کو ہی نہیں

پرچارک کہتا ہے کہ یورپ کے لوگ باوجود مزار تالو ہماتے کے ایشیا والوں کو عموماً اور ہندوستانیوں کو خصوصاً بت پرست کے نام سے پکارتے ہیں عیسائیوں کے رومن کیتھلک فرقہ کے پیرو جن کی تعداد کئی کروڑ ہے تمام بت پرست اور مردم پرست ہیں۔ اور اون سے بڑہکر گریک چرچ کے ماننے والے عیسائی ہیں زار روس اسی موخر الذکر فرقہ کے دنیاوی شہنشاہ ہیں۔ گذشتہ ایام میں جب اون کے فرزند ارجمند کی پیدائش پر خوشیاں منائی گئیں تو اس موقع پر ایک دلچسپ کہانی بہی سنائی گئی، جو خاص شہنشاہ روس کے اہل خانہ سے تعلق رکہتی ہے۔ زارینہ کو دو سال ہوئے خواب آیا تہا۔ کہ اگر تیری کی اچہیا ہے۔ تو میری مزار میں سے پس ماندہ (متبرکات) اٹہا کر دوسری جگہ میں منتقل کر دو۔ تمہارے لڑکا پیدا ہو جائیگا۔ زارینہ نے یہ خواب زار کو سنایا اور بتلایا کہ یہ ذکر ایک سینٹ سے آیا ہے۔ جو کہ خواب میں میرے سامنے تہا لیکن میں اوس سینٹ کا نام بہول گئی ہوں۔ صبح ہوتے ہی زار نے حکم دیا۔ کہ تمام سینٹوں کی تصاویر ... کیجاویں۔ جب وہ تصویریں شہنشاہ روس کی بیگم کے سامنے آئیں تو زارینہ نے سینٹ سیرف کو پہچانا۔ اسپر زار روس اور ملکہ دونوں اوس مزار پر پہونچے۔ اور کہدوا کر اوس سینٹ کی مقدسات نکلوائی گئیں۔ جس سے زارینہ کے اب لڑکا پیدا ہوا اس حکایت پر ہزارہا روسی لوگ اپنی مرادوں کے لئے سینٹ سیرف کے مزار پر جا رہے ہیں تو بہات کسی خاص ملک یا فرقہ کے ورثہ میں نہیں آئے بلکہ جہاں مذہبی امور کی کہوج اور تحقیقات کرنے میں کفر سمجہا جاتا ہے وہاں ہی آئے دن اس قسم کے کمزور خیالات کا اظہار ہوتا ہے۔

سلطان المعظم نے حکم دیا ہے کہ شمویل علیہ السلام کی قبر جو بیت المقدس کے قریب ایک بلند پہاڑ کی چوٹی پر واقع ہے اور مرور ایام سے خستہ و شکستہ ہو گئی ہے اور لوگ وہاں زیارت کے لئے بکثرت آتے ہیں اسکی مرمت کی جاوے اس مزار کے متعلق ایک مدرسہ بہی ہے اسکی بہی توسیع ملحوظ ہے اسلئے دونوں کے مصارف کا اندازہ ایک لاکہہ پچاس ہزار قرش کیا گیا ہے تجویز ہے کہ ۹۸ ہزار قرش خزانہ عامرہ سے دئے جاویں۔ اور باقی باون ہزار خزانہ اوقاف سے۔

لندن میں عالیشان مسجد بننے کی خبر میں پیشور ... ہم ...

احمدی جماعت کی خاص توجہ کے قابل

سود سے بچنے کی کوئی تدبیر ضرور ہونی چاہئے

جناب امام ہمام علیہ السلام سے مختلف بھائیوں نے مختلف پیرائیوں میں سود کی نسبت استفسار کیا۔ مگر حضور پر نور نے یہی فرمایا کہ کسی صورت میں بھی (خواہ کیسی ہی مجبوری ہو) سود لینے یا دینے کی اجازت نہیں۔ اور میرے خیال میں یہ ایک بڑی بھاری دلیل ہے حضرت اقدس کے صادق ہونے پر۔ کہ اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت اور قرآن مجید کی کسقدر عظمت آپکے دل میں فت منزل میں ہے۔ کہ ایک ذراسی تبدیلی بھی ان احکام میں جائز نہیں رکھتے۔ اسپر بھی بعض ناداں لوگ کہتے ہیں کہ اپنا علیحدہ مذہب نکالنا چاہا ہے۔ خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا۔ میری عرض یہ ہے کہ یہ سب کو معلوم ہے۔ جو احمدی بنتا ہے۔ معاً اوس کے بھائی۔ بہن۔ ماں۔ باپ۔ خویش۔ اقارب آشنا۔ احباب اوس سے منہ پھیر لیتے ہیں بجائے اس کے کہ کچھ فائدہ پہونچائیں اُوسکو ہر طرح سے نقصان پہونچانے میں ساعی ہوتے ہیں۔ اکثر اوقات ذرائع امداد میں فرق آجاتا ہے۔ حالانکہ ضرورتیں اسیطرح شامل حال رہتی ہیں۔ ایسی صورت میں روپئے کے قرض لینے کی بڑی سخت ضرورت پڑتی ہے۔ مگر روپیہ نہیں مل سکتا۔ جبتک کہ سود دینے کا وعدہ نہ کرے جو ناجائز ہے۔ اب فرمائیے کہ وہ بیچارا احمدی کیا کرے اگرچہ ہمیں یقین ہے کہ خدا تعالے اپنے متقی بندہ کی ضرورتوں کا خود کفیل ہو جاتا ہے۔ اور اس کے لئے کوئی نہ کوئی مخرج پیدا کر دیتا ہے۔ مگر پھر بھی ہمیں صرف توکل سے کام لینے کی بجائے کچھ تدبیر سے بھی کام لینا چاہئے۔ کیا آپ اتنا نہیں کر سکتے (ضرور کر سکتے ہیں!) کہ قرض حسنہ دینے والی ایک کمیٹی قائم کر دیں جس کے ذریعہ ہر ایک احمدی اپنی ضرورت صحیحہ کے لئے روپیہ لے سکے اور پھر اسے ایمانداری اور دیانت سے ادا کر دے اور

هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ

کے مطابق لئے ہوئے سے زیادہ بھی دیدیا کرے مگر یہہ شرط نہیں ہونی چاہئے کیونکہ اس طرح سے سود بن جائے گا۔ میں نے تحریک کر دی۔ اب اس تجویز کو عملی صورت میں لانا آپ صاحبوں کا کام ہے۔ والسلام علیکم۔ (احمدی گجراتی)

البشریٰ

کچھ عرصہ گذرتا ہے آپنے اپنا قابل قدر۔ قیمتی اور مفید خیال ظاہر کیا تھا۔ کہ اعربستان میں تبلیغ کا کام البشریٰ سے (عربی رسالہ ماہواری) سے لیا جائے۔ جہانتک مجھے علوم ہے قوم نے بڑی خوشی سے اس کا خیر مقدم کیا تھا۔ مگر کچھ ایسے اسباب پیش آگئے۔ کہ آپ اس تجویز کو عملی لباس نہ پہنا سکے۔ اب میں آپکو یاددہانی کرنے کا فخر حاصل کرتا ہوں کہ یہہ رسالہ ضرور جاری ہونا چاہئے۔ ایک کالم میں عربی اور ایک میں اوسکا ترجمہ فارسی۔ صرف ہمت کی ضرورت ہے۔ پھر خدا تعالے کا فضل شامل ہونے پر سیدنا الموعود کی دعاؤں کی برکت سے سب مشکلیں حل ہو جائینگی۔ مولوی محمد فضل خانصاحب آپ کو ایک اچھے عربی داں ملگئے ہیں اور بھی کئی بھائی عربی ادب سے واقفیت رکھتے بلکہ دلچسپی رکھتے ہیں۔

(احمدی گجراتی)

(میرے دلچسپ سوالات)

سلام علیکم۔ میں بہت شکر گذار ہوں آپ کا۔ کہ میرے ضروری سوالوں کی طرف آپ نے توجہ مبذول فرمائی۔ مگر گستاخی معاف۔ ابھی وہ سوالات ٹھیک طور سے حل نہیں ہوئے چند شبہات باقی ہیں۔ ان کو بھی دور فرمائیے۔

پہلے سوال کے جواب کے متعلق یہ عرض ہے کہ میں نے آپ سے یہ دریافت نہیں کیا کہ مسیح موعود (روحی فداہ) بعض انبیاء سے افضل ہے یا نہیں۔ یہ تو مجھے بھی معلوم ہے اور میرے پاس اس عقیدہ کی نسبت کئی دلیلیں ہیں۔ بلکہ ابن سیرین سے بڑھکر خود امام الوقت علیہ السلام کا قول ہے

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

موجود ہے۔ مگر میں تو یہ پوچھتا ہوں کہ ہم یہہ کہنے کا حق بھی رکھتے ہیں یا نہیں۔ کہ مسیح موعود تمام انبیاء (علیہم السلام) (سوائے سید المرسلین صلعم) سے افضل ہے اور کن دلائل کی بنا پر ہم ایسا کہہ سکتے ہیں۔ یہہ بھی زیر نظر رہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تورات کو بھی ہدایت کہا گیا ہے۔ بس۔ افضلیت کا مسئلہ صاف الفاظ میں حل ہونا چاہئے۔ نہ کہ آپ ان کا مرتبہ خود سمجھ سکتے ہیں" ایسے الفاظ سے!

دوسرا جواب جنوں کے متعلق ہے آپ نے ثابت کیا ہے کہ یہہ جن بھی جنس انس تھے۔ جزاک اللہ۔ مگر قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ سے مراد بدوؤں کا ایک گروہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ جبکہ اسی سورۃ میں اس آیت سے آگے أَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْإِنسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ اور پھر أَنَّا لَمَسْنَا السَّمَاءَ فَوَجَدْنَاهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيدًا وَشُهُبًا ○ اور أَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ فَمَن يَسْتَمِعِ الْآنَ يَجِدْ لَهُ شِهَابًا رَّصَدًا ۞ لاہم پڑھتے ہیں کیا وہ بدوی آسمان کی طرف جاتے اور انہی پر شہاب ثاقب پڑتے تھے۔

آپ نے ایک ایسی مخلوق کا ذکر تو کیا ہے جو ہماری نظر سے غایب ہے مگر وہ جن تو سب کے سب آپ نے شیطان بنا دئے! نظر برین وجوہات یہ جواب کی مزید توجہ کا خواستگار ہے۔

تیسرا سوال اسقدر بے پروائی سے ٹالا جانے کے قابل نہ تھا۔ حضرت من! لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ اٹل ہے جبھی تو میں نے دریافت کیا۔ کہ کیا وجہ ہے۔ بہاء اللہ بعد از دعوے وحی چالیس سال تک زندہ رہا۔ اور اوسکی کل عمر اسی سال ہوئی۔ یہ تحقیق کر لیا گیا ہے کہ وہ اپنے دعوے پر اخیر دم تک قائم رہا اور ۱۲۶۹ھ میں اس نے دعوے کیا۔ نہ کہ اخیر عمر ۱۳۰۱ھ میں۔ اور وہ باب کا خلیفہ نہیں تھا۔ بلکہ باپ نے تو بتایا کہ اس کا ظہور مجھ سے اعلےٰ ہے جو کام میں نے نہیں کیا۔ وہ کریگا۔ باقی رہا اس کے اعتقادات کا پتہ نہ چلنا۔ سو اسکا یہہ عقیدہ تو ظاہر ہے کہ مجھپر خدا کی وحی نازل ہوئی ہے۔ فی الحال ہم اس میں گفتگو کر رہے ہیں۔ پھر دوسری باتوں کا بھی اظہار ہو جائے گا۔

(احمدی گجراتی)

بے جا الزام

مرزا حیرت کے متعلق آپنے ایک مختصر سا نوٹ لکھا ہے۔ جو کچھ لکھا ہے۔ بہت خوب لکھا ہے۔ مگر میں آپ سے اتنا کہنے کی اجازت مانگتا ہوں۔ کہ اول ناظرین کرزن گزٹ اپنا یہ تو اطمینان کر لیں کہ مرزا حیرت ان سے ہم عقیدہ بھی ہے یا نہیں۔ وہ حضرت اقدس سے صرف اس لئے ناراض ہیں کہ فرماتے ہیں مسیح فوت ہو گیا۔ اور میں مسیح موعود ہوں۔ اب ہم دریافت کرتے ہیں۔ کیا مرزا حیرت خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کر سکتے ہیں کہ واقعی انکا یہ عقیدہ ہے کہ ابن مریم (علیہ السلام) فوت نہیں ہوا بلکہ بجسد عنصری آسمان پر آجتک زندہ موجود ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ جناب حیرت ہرگز ایسا نہیں کر سکیں گے۔ ہاں یہ لکھدیں تو لکھدیں کہ تفاسیر میں ایسا لکھا ہے مگر ہم تفاسیر کی نہیں پوچھتے ہم تو اُن کا اعتقاد دریافت کرتے ہیں۔ پھر مولوی حیرت صاحب سے سوال ہے کہ آیا وہ ان احادیث کے ظاہری معنے لیتے ہیں یا نہیں۔ جن میں لکھا ہے کہ ابن مریم آخر زمانہ میں نازل ہوگا۔ اور اس سے پہلے ایک مہدی آئیگا جو جہاد کریگا اس سوال کا جواب بھی آپ نہیں دینگے اگر دینگے تو گول مول۔ غرض ناظرین گزٹ پہلے ان دونوں سوالوں کا جواب لیکر دریافت تو کریں کہ آیا وہ جس شخص کی تحریروں پر خوش ہو رہے ہیں وہ ان کا ہم مشرب بھی ہے یا نہیں۔ اسکے بعد ہماری عرض ہے کہ مہربانی فرما کر مولوی حیرت اگر حیات مسیح کے قائل ہیں۔ تو جو دلائل وہ رکھتے ہیں۔ پیش کریں اور وفات مسیح کے بارہ میں جو ثبوت دئے گئے ہیں ان کا رد کریں۔ اور بحث کو علمی صورت میں لائیں یہہ کیا ہے کہ ادھر اُدھر کی باتیں بڑھا کر دو صفحے سیاہ کر دئے جائیں کیا کوئی شخص بتلا سکتا ہے کہ آجتک کوئی بھی ایسا مضمون نکلا ہے جسمیں کوئی علمی بات ہو۔ صرف بے جا الزام ہیں جیسے لکھدیا۔ "جو شخص طاعون کی بیماری سے مرتا ہے وہ ملعون ہوتا ہے" اور میرا مرید کبھی طاعون سے ... اب خدا کو حاضر ناظر جان کر خود ہی ... حضرت امام الوقت نے یہ عبارت لکھی ہے۔ اگر لکھی ہے تو حوالہ پیش کرو۔ ہم آپ کی فہمندی کے مقر ہونے کو تیار ہیں۔ ورنہ بجز اس کے کہ افسوس کریں کیا کر سکتے ہیں؟ پھر یہ اعتراض ہے کہ اپنے نام کے ساتھ صلے اللہ علیہ وسلم لاتے ہیں۔ افسوس ان کو مسیح موعود کی شان کا پتہ نہیں۔ ذرا کتب احادیث دیکھئے اور قرآنی آیات پر تدبر کیجئے۔ پھر یہ سوال خود بخود حل ہو جائیگا۔

آخر پر یہ لکھکر اس تحریر کو ختم کر دیا جاتا ہے۔ مولوی حیرت کئی بار یہ بات لکھ چکے ہیں۔ مرزا صاحب نے ہم کو یہ جواب دیا۔ حالانکہ مرزا صاحب کو (جہاں تک میں خیال کرتا ہوں) یہہ معلوم بھی نہ ہو۔ کہ مرزا حیرت ہمارے برخلاف کچھ لکھتا ہے! اور ذرا غور کریں تو صاف کھل جائے کہ حضرت اقدس کو آپ کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ جبکہ ان کی کسی بات کو کسی آیت یا حدیث سے آپنے رد کر کے نہیں دکھایا۔ اس سے زیادہ تعجب کی یہہ بات ہے کہ ایک صاحب کرزن گزٹ میں سوال کرتے ہیں کہ مولوی سید محمد احسن امروہوی تاحال مرزا صاحب کے حواریوں ہی میں شمار ہیں یا مستعفی ہو چکے ہیں۔ لاحول ولا قوۃ۔ بھلا جس شخص نے ابتدا سے اس سلسلہ کی تائید اپنے پر فرض خیال کی اور جسکا ایمان تقلیدی ایمان نہ ہو بلکہ علیٰ وجہ البصیرۃ ہو اور پھر خاص اصول مناظرہ کی پابندی سے بہت سی لاجواب کتابیں تصنیف کر چکا ہو۔ جنکا جواب آج تک کسی سے نہیں ہو سکا وہ کس طرح ممکن ہے کہ مستعفی ہو جائے۔ کچھ تو خیال کرنا چاہئے ہم نہیں سمجھ سکتے کہ اس قسم کے سوالات سے کیا مقصود ہے۔

احمدی اور ہم

سود سے بچنے کی تجویز

ہمارے مکرم احمدی گجراتی نے اس عنوان کے ماتحت جس ضرورت کو محسوس کیا ہے لاریب ایک قومی ضرورت اور انسان کی تمدنی ضروریات میں سے ہی ہم اسکے متعلق سر دست کچھ کہنا نہیں چاہتے بلکہ قوم کے سر برآوردہ اور اہل علم احباب کی رائے کے لئے سننے کے مشتاق ہیں۔

البشریٰ البشریٰ کے متعلق میرا عزم بالجزم ہے۔ اسمیں بھی شک نہیں کہ قوم نے غیر معمولی خوشی کے ساتھ اسکا خیر مقدم کیا تھا لیکن میں جانتا ہوں کہ اس وقت بر خلاف مجھے کسقدر صعوبتوں کا سامنا کرنا پڑیگا۔ یہ بھی صحیح ہے کہ ہماری قوم میں اکثر بزرگ عربی لکھنے کا پورا مذاق رکھتے ہیں لیکن پھر بھی مجھے خود اس فن میں دسترس رکھنی ضروری ہے .... لیکن ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ قوم ان ضرورتوں کو خود محسوس کرے تاہم میں اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم پر بھروسہ رکھتا ہوں تو اللہ تعالےٰ مجھے کسی نہ کسی وقت کامیاب کر دیگا۔ میں اسوقت کا انتظار کرتا ہوں جب مولیٰ کریم مجھے اس مبارک کام کے آغاز کی توفیق دیگا۔ بزرگان ملت کو بھی اسطرف اسوقت تک توجہ نہیں ہو سکتی جب تک کوئی محرک موجود نہ ہو۔ علاوہ بریں میرا یہ بھی خیال ہے کہ اس سے پہلے جو کام میں ایڈیٹر الحکم قوم اور ملت کی خدمت کے رنگ میں کرنا چاہتا ہے نہیں باقاعدگی کا رنگ اختیار کرے یعنی الحکم باقاعدہ ہو جاوے اور تفسیر القرآن باقاعدہ ہو جاوے۔ اور یہ امور منحصر ہیں خدا تعالیٰ کے فضل اور قوم کی توجہ پر۔ +

دلچسپ سوالات کے جوابات اور آپ کے مزید تفہیمات پر مزید روشنی کا التماس انشاء اللہ جلد تر کوشش کی جاوے گی +] +

حیرت اور سلسلہ عالیہ احمدیہ ہم زیادہ دیکھنا ہے کہ خدا تعالے کے فضل و کرم سے ہمکو حیرت کی ان تحریروں پر جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق اس نے شائع کی ہیں نوٹس لینے کا موقع ملا ہے اور انشاء اللہ حتی الوسع جلد ممکن ہوگا ایک مسلسل سلسلہ انکے متعلق شروع کیا جائیگا حیرت صاحب آپ کے سوال کا ...

عجیب و غریب مذہبی کتابین

(دفتر الحکم سے ہی ملسکتی ہین)

ازالہ اوہام - ہر دو حصہ (بے نظیر کتاب حضرت سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبردست قلم کا نتیجہ ہے مین مسیح کے متعلق نہایت شرح و بسط سے کلام کیا ہے اور ... نمونہ نمبر وار توڑ لے ہے) قیمت عہ

آریہ دھرم - آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے خصوصیت کے ساتھ سائینس کے ... تائج لکھ کر دکھائے ہیں اور آریوں کے ان اعتراضوں کا جواب ... اسلام پر کرتے ہیں قیمت ۴ر

نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے ... قیمت ۲ر

حضرت اقدس کی پرانی تحریرین ... [illegible]

فیصلہ آسمانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قلم سے ... قیمت ... ۲ر

نور القرآن حصہ دوم عیسائیون کا عجیب رد قیمت ۴ر

فاضل امروہی کی تصنیفات

مندرجہ ذیل کتب کیلئے اسقدر کہ دینا کافی ہے کہ وہ امام فن مناظرہ فاضل امروہی کی تصنیفات ہین

تحذیر المومنین - مولوی محمد حسین بٹالوی نے جو فتویٰ کفر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف تحریر کیا تھا اور چند عقاید پیش کرتے تھے اسکا کافی اور وافی جواب ایک قابل دید کتاب ہر ایک کے پاس ہونی چاہیئے قیمت ... ۸ر

شمس بازغہ - پیر مہر علی شاہ گولڑوی کی کتاب شمس الہدایہ کا لاجواب جواب - قیمت ... عہ

تفسیر سورۃ تبت - سورۃ تبت پر ایک ڈاکٹر کے اعتراضوں کا جواب اور سورۃ مذکور کی عجیب تفسیر - قیمت ۲ر

سوال الکسوف ... نمبر ۲ - ایک ہندوستانی مولوی کے خط و کتابت ... قیمت ار

فک الشبہات امرتسری مولوی کے اعتراضوں کا جواب - قیمت ۱ر

رد نسخ و شیعہ - حکیم الامت کی اچھوتی تحریر قیمت ۲ر

ایڈیٹر الحکم کی تالیفات

تفسیر القرآن پارہ اول - یہ تفسیر ... [illegible]

بھیجے گئے ہین یہانتک کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے باہر بھی اس کی قبولیت ہوئی ہے - قیمت .... عہ

تفسیر القرآن پارہ دوم - اسی طرز اور طریق سے عجیب ... قیمت ...

تفسیر القرآن پارہ سوم بطور رسالہ ماہوار - یہ تفسیر پارہ سوم کی تفسیر کے بعد اخبار میں بطور رسالہ ماہوار طبع ہونی شروع ہوئی تھی لیکن اسقدر تاخیر کی وجہ سے بعض خارجی اسباب ایسے پیش آگئے کہ دو نمبر نکلنے کے بعد سلسلہ بند ہو گیا لیکن اب انشاء اللہ عنقریب یہ سلسلہ بدستور جاری ہونیوالا ہے - گذشتہ دو نمبرونکی قیمت ۸ر سالانہ قیمت عہ

سلک مروارید - سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اسی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح اور انہیں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تعلیم کو عام کرنے کی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکھا گیا ہے - یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے قیمت ۴ر

رپورٹ جلسہ ۱۸۹۷ء - دارالامان مین ۱۸۹۷ء مین دسمبر کے اواخر مین ایک عظیم الشان جلسہ ہوا تھا جس مین حضرت حجۃ اللہ نے تین زبردست تقریرین بیان فرمائین اور حضرت حکیم الامت اور مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے قرآن کریم کے اور معارف پر اچھوتے لیکچر دئیے - یہ سب تقریرین یکجا جمع ہین علاوہ برین رپورٹ کے شروع مین ایڈیٹر کی ایک قابل دید اور دلکش تمہید ہے قیمت عہ

الانذار - حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۸۹۸ء مین قادیان مین ایک **جلسہ طاعون** کے متعلق کیا گیا تھا جسکی قابل قدر تجاویز گورنمنٹ پنجاب نے بھی ... کا اظہار ... اور جلسہ کے حالات حضرت حجۃ اللہ اور حکیم الامت کی تقریرین کا مجموعہ - قیمت ... ۴ر

اصلاح النظر حضرت حکیم الامت کا خاص ... [illegible]

اک کیا یہ ہے عتراضات متعلقہ نشہ آدم کا جواب جسکو حضرت حکیم الامت نے نہ صرف پسند فرمایا بلکہ اصلاح بھی فرمائی قیمت ۱ر

متفرق کتابین

قصیدہ ضوابط الاسرار - در وفات مسیح پنجابی نظم قیمت ۱ر

فیض احمدی (درود شریف پر پنجابی نظم) قیمت ۱ر

شیخ عبدالحق نو مسلم کی قلم سے

برہان الحق (عیسائی مذہب کی حقیقت کھول کر دکھائی ہے) قیمت ۱ر

دعوۃ الحق نمبر ۲ - انجیل کی حقیقت قیمت ۱ر

میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی کی تصنیف

التصحیح (نظم میں حضور مسیح موعود کے خاص نشانات) قیمت ۱ر

مسلمانوں کا تنزل اور اس کے حضور مین وعظ مضمون نام سے ظاہر ہے قیمت ... ار

نمونہ قرآن مجید جو قاعدہ یسرنا القرآن کے موافق دو سیپارے چھاپے گئے ہین قیمت ۲ر

پورے سیٹ کے خریدار سے صرف آٹھ روپیہ علاوہ محصولڈاک لئے جاوینگے

مشتہر

منیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

اعلیٰ درجہ کا مصفی اور مقوی سارسا پریلا یعنی عجیب غریب چہار جوہر

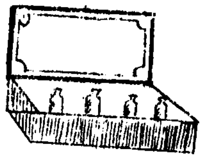

[illegible] ... طلسمی اور عملی مصفیات ... بگڑے ہوئے خون کو نہایت صاف کرکے تمام خونی اور جلدی بیماریون کو جڑ سے دفع کرتا اور ... تمام عمر کیلئے ... ہر ایک شیشی ... مین ۳۲ خوراک ... روز کے استعمال مین مرد اور عورت ... [illegible]

... **حیات یعنی نمک نباتات** ... بوٹی اور تمام مفید دواؤن ... کے ست اور جوہر ... [illegible]

... قیمت فی شیشی ... علاوہ محصولڈاک ...

... **طاقت بیدا کرنیکی عمدہ دوا** ... [illegible]

... **اکسیر اعظم** ... **دانتون کی صفائی اور مضبوطی کیلئے اعلیٰ درجہ کا مقوی دندان اور خوشبودار منجن** ... [illegible]

... اکسیر ہے قیمت فی ... علاوہ ان کے آتشک سوزاک ... جریان ... اسہال ... اس دواخانہ ... مخصوص عورتون کیلئے ہر مرض کی دوائین اس دواخانہ مین موجود ہین ... تمام ہندوستان مین نہایت کامیابی ... ملاحظہ فرمایئے جسمین کل دواؤنکی تفصیلی حالات ... استعمال ... درج ہین آپ اپنا پتہ و نام ... صاف لکھیے ... **نوٹ** ... ہندوستان ... ایجنٹوں کی ضرورت ہے جو صاحب ...

شیخ ولی محمد اینڈ کمپنی اکسیر اعظم میڈیکل ہال متصل گرجا شہر بنارس

انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر مالکان کارخانہ کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا -

www.aaiil.org

رجسٹرڈ ایل نمبر

الرحمن

الحمد لله نحمده ونصلی علی رسوله الکریم بسم الله

ان الله لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسهم

انه اوی القریه

الحکم

دوا بنی شفا بنی غرض دارالامان بنی	چه گویم باتو گرائی چا در قادیان بنی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

مسیح موعود کی صلحکاری اور امان کا لواء

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا ہے اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جنہوں نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرمایا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں ہے ہماری طرف سے امان اور

غیر مذاہب والوں سے اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے

نمبر (۴۰) | دارالامان قادیان مورخہ ۲۴ نومبر سنہ ۱۹۰۴ع | جلد (۸)

ملفوظات میں سے کچھ

تین عیسائیوں کی ملاقات

آج تین عیسائی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کے لئے تشریف لائے۔ ایک نوجوان تھے جو کہ ایک صاحب کے بیٹے تھے اور باقی میں سے ایک صاحب ڈاکٹر صاحب تھے۔ جو کہ ضعیف العمر تھے۔ اور ایک قاضی صاحب پشاوری جوان مرد تھے ایک صاحب ان میں سے وہ تھے۔ جنہوں نے تحقیق مذاہب کی بنا پر نیازمندانہ طور پر حضرت اقدس سے کسی زمانہ میں خط و کتابت کی تھی جسکی وجہ سے کمال شوق حضور علیہ السلام کی زیارت کا تھا۔

خانقاہوں میں سے ایک مشہور خانقاہ ہے جہاں اکثر لوگ مشرکانہ عقائد کی بنا پر زیارت وغیرہ کیلئے جاتے ہیں۔ وہاں کی نسبت ایک عیسائی صاحب نے ذکر کیا کہ جالندھر کے ضلع میں [illegible] وہ یہ کیا کرتے ہیں کہ ایک سفید کبوتر کی آنکھیں سی کر کے قبر پر بٹھا دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ صاحب مزار کی روح اس میں حلول کر آئی ہے اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ کبوتر بھیا نہیں ہو گا

اس کے بعد حضرت اقدس اور عیسائی صاحبوں میں ذیل کی گفتگو ہوئی جس میں اکثر روئے سخن ڈاکٹر صاحب کی طرف ہی تھا۔

حضرت اقدس۔ اور آپ کا آنا کس تقریب پر ہوا

ڈاکٹر صاحب۔ صرف زیارت کی غرض سے کیونکہ ایک عرصہ سے شوق تھا۔

حضرت اقدس۔ مگر تاہم ایسی کونسی تقریب ہوئی کہ آپ کو

ڈاکٹر صاحب میں نے رخصت لی تھی اور بال بچوں کو لیکر آیا تھا۔ وہ لاہور میں ہیں۔ اور خود ادہر آیا ہوں بر باعث رخصت کا آپکی ملاقات ہی تھی۔

حضرت اقدس۔ اب رخصت کے کتنے دن باقی ہیں

مفتی صاحب۔ (حساب کرکے) ۱۷ دن باقی ہیں

حضرت اقدس۔ تو اب آپ کو یہ ایام یہاں ہمارے پاس ہی گذارنے چاہئیں۔

حکیم نورالدین صاحب۔ یہ تو آج ہی رخصت ہوتے تھے۔ مگر رات کو میں نے رکھ لیا ہے۔

حضرت اقدس۔ جب رخصت ہمارے لئے لی تو رخصت کے ایام ہمارے پاس گذارنے چاہئیں۔

عیسائی قاضی صاحب۔ اتنی فرصت نہیں زیارت مقصود تھی سو ہو گئی۔

حضرت اقدس۔ ڈاکٹر صاحب کو مخاطب کرکے اب پھر کیا صلاح ہے۔ کتنے دن رہو گے۔

عیسائی قاضی صاحب نے پھر چلے جانیکا ارادہ ظاہر کیا۔

حضرت اقدس۔ یہ مہمانداری کے ادب کے خلاف ہے اور آپ کے ارادے کے بھی برخلاف ہے۔ کہ اسقدر جلدی کیا جاوے۔ میرا ارادہ جمعرات کو بٹالہ جانیکا ہے تب تک میں یہ آپ بھی چلیں گے

اس اثنا میں نماز کا وقت ہو گیا۔ حضرت اقدس نے حکم فرمایا کہ انکی خوابگاہ اور بستر اور خوراک وغیرہ کا انتظام بہت عمدہ طور سے کر دیا جاوے۔ کہ کوئی تکلیف نہ ہو اور ہر سہ صاحبان تشریف لے گئے۔ دوسرے دن احمدی عمارات اور کارخانوں کو دیکھکر رخصت ہو گئے

۲۲ اکتوبر سنہ ۱۹۰۴ع

ایک شخص بیمار کا ذکر ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ انسان حالت تندرستی میں صحت کی قدر نہیں کرتا اگر ان ایام میں اپنے تعلقات اللہ تعالیٰ سے مضبوط کرے تاکہ وہ بیماری [illegible] ہو اور جب بیمار ہوتا ہے۔ تو پھر دوبارہ صحت اس لئے طلب کرتا ہے۔ کہ اپنی دنیا کے امور میں مبتلا ہو (اگر اس کا ارادہ خدمت دین ہو۔ تو اسکا صحت کا طلب کرنا گویا منشائے الٰہی کے مطابق ہو)

اسی بیمار کی نسبت ذکر ہوا۔ کہ اس نے کئی سو روپیہ لوگوں سے لینا ہے مگر صرف چند روپیوں کے کاغذات میں باقی تمام زبانی لین دین ہے اور اسکی دوا کر رہا ہے بعض احباب نے تجویز کیا۔ کہ جو کچھ قوم لوگوں کے ذمہ ہیں اور وہ تحریر میں نہیں آئیں۔ تو چاہئے کہ اب دو آدمی گواہ مقرر کرکے اس کی زندگی میں وہ قرض ان مقروضوں کی سنوائی جاوین اور تحریر کرا لیا جاوے حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ اسکی ضرور کوشش کرنی چاہئے۔ یہ بڑے ثواب کی بات ہے ممکن ہے کہ اگر وہ مر جاوے تو بیچاری لڑکیوں کو ہی کچھ فائدہ پہونچ جاوے۔

یہ میں نے اس لئے لکھا ہے۔ کہ اس قسم کی احتیاط کو ایسے نازک موقعوں پر مد نظر رکھا جاوے۔ اور سہل انگاری سے ان معاملات کو ترک نکیا جاوے۔ ایڈیٹر

اہل اسلام کی وحدت اور اخوت پر ذکر ہوا کہ عیسائیوں نے بھی اس خوبی کو تسلیم کیا ہے۔ کہ مسلمان اگر مسجد میں داخل ہو جاویں۔ تو انمیں بادشاہ اور غریب کی کوئی تمیز نہیں [illegible] کسی قسم کا امتیاز کرے۔ حالانکہ عیسائیوں گرجے اس سے محروم ہیں۔ خاص انگریزوں کے گرجوں میں عام عیسائی لوگ داخل نہیں ہو [illegible] میں درجہ بدرجہ چوکیاں لگی ہوئی ہوتی ہیں۔ اور روس کیتھلک تو نشست گاہوں پر نام لکھا [illegible] ہیں۔ اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ [illegible] مسجد میں یہ ایک بے نظیر نمونہ ہے کہ سب یکساں نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ مولانا حکیم نورالدین صاحب نے عرض کی کہ ہماری مسجد میں تو خود امام [illegible] مقتدی بنکر نماز پڑھتا ہے (اسمیں [illegible]) کی اسقدر شان ہے۔ کہ مسیح بھی اسکا مقتدا ہے اور اسکے سالم لوگ اسکے امام ہیں۔

قادیان کے مہمانخانہ کی تعمیر کے متعلق ضروری نوٹ

مہمان کی تو اضع کے متعلق [illegible] کہ لنگر خانہ کے [illegible] دیکھا جا [illegible]

www.aaiil.org

اعتنا ہم کو مد نظر رہتی ہے۔ مگر چونکہ وہ اکیلا آدمی ہے اور کام کی کثرت ہے ممکن ہے کہ اسے خیال نہ رہتا ہو اس لئے کوئی دوسرا شخص یاد دلا دیا کرے۔ کسی کی میلے کپڑے وغیرہ دیکھکر اس کی تواضع سے دست کش نہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ مہمان تو سب یکسان ہی ہوتے ہیں اور جو نئے ناواقف آدمی ہیں۔ تو یہ ہمارا حق ہے۔ کہ انکی ہر ایک ضرورت کو مد نظر رکھیں۔ بعض وقت کسی کو بیت الخلا کا ہی پتہ نہیں ہوتا تو اسے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ مہمانون کی ضروریات کا بڑا خیال رکھا جاوے میں تو اکثر بیمار رہتا ہون۔ اس لئے معذور ہون مگر جن لوگون کو ایسے کامون کیلئے قائم مقام کیا ہے یہ ان کا فرض ہے کہ کسی قسم کی شکایت نہ ہونے دین۔ کیونکہ لوگ صدہا اور ہزارہا کوس کا سفر طے کر کے صدق اور اخلاص کے ساتھ تحقیق حق کے واسطے آتے ہیں۔ پھر اگر ان کو یہان تکلیف ہو۔ تو ممکن ہے کہ رنج پہنچے اور رنج پہنچنے سے اعتراض بھی پیدا ہوتے ہیں اسطرح سے ابتلا کا موجب ہوتا ہے۔ اور پھر گناہ میزبان کے ذمہ ہوتا ہے۔ بیان کیا گیا کہ حضور بعض لوگ جو مسافر خانہ میں نو وارد لوگون سے مذہبی مناظرے شروع کر دیتے ہیں اور اسمین وہ اپنے خیال اور رائے کے موافق کلام کرتے ہیں جو کہ بعض اوقات بے محل اور حضور کے منشاء کے خلاف بھی ہوتی ہے اور نو وارد مسلانشی آدمی اس سے اندازہ لگاتا ہے کہ یہان کے لوگون کا یہی مشرب ہوگا۔ حالانکہ یہ بالکل غلطی ہوتی ہے اور اس کا نتیجہ نو واردون کے لئے ابتلا ہوتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے تجویز فرمایا۔ کہ اس قسم کی کلام ہرگز نہ ہونی چاہئے ہمارے بعض مناظرین کو چونکہ نصارا ہی کے ساتھ کلام کرنی پڑتی ہے اور جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسر شان کرتے ہیں۔ تو محل اور موقعہ کے لحاظ سے ان کو یسوع کی نسبت اسی قسم کے ثبوت دینے پڑتے ہیں۔ اور وہ مقتضائے وقت ہوتا ہے مگر ہر ایک آدمی اس کا اہل نہین ہے اور دوسرے لوگ اکثر کسی نبی کی شان میں بھی کوئی کلمہ گستاخی یا بے ادبی کا استعمال کرتے ہیں۔ تو وہ گناہ کرتے ہیں۔ یہ کبھی نہ گمان کرنا چاہئے کہ حضرت مسیح یا دوسرے انبیاء ایک معمولی آدمی تھے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور مقرب تھے۔ قرآن شریف نے مصلحت اور موقعہ کے لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ایک لفظ اس قسم کا بیان فرمایا ہے۔ کہ کہان آپکے بہت سے انوار و برکات اور فضائل بیان کئے ہیں وہان بشر مثلکم بھی کہدیا ہے۔ مگر اس کے ہرگز یہ معنے نہیں ہیں کہ آنحضرت فی الواقعی عام آدمیوں جیسے تھے اللہ تعالیٰ نے یہ لفظ آپکی شان میں اس لئے استعمال فرمایا کہ دوسرے انبیاؤن کیطرح آپکی پرستش نہ ہو۔ اور آپ کو خدا نہ بنایا جاوے۔ اس سے یہ مراد ہرگز نہیں ہے کہ آپکے فضائل و مراتب ہی سلب کر دئے جاوین۔

آخر کار تجویز ہوا۔ کہ ایک صاحب ذی وجاہت وذی اثر کے ماتحت میں مہمانون کی تواضع کا اہتمام دیا جاوے

۵ نومبر ۱۹۰۴ء بعد مغرب

طاعون کے ذکر پر فرمایا کہ کسوف اور خسوف کے ساتھہ ہی قرآن شریف میں این المفر آیا ہے جس سے یہی مراد ہے۔ کہ طاعون اس کثرت سے ہوگی۔ کہ کوئی جگہ پناہ کی نہ رہیگی میرا الہام عفت الدیار محلہا ومقامہا کے یہی معنے ہین

حضرت مسیح علیہ السلام کا وجود باعث ابتلا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وجود کی نسبت فرمایا کہ ان کا وجود دنیا کیلئے ابتلا ہی ثابت ہوا ہے یعنے ابتلا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وجود کا گہرا تعلق ہے۔ کیونکہ جو منکر ہوئے وہ بھی دوزخی ہوئے اور جو ان پر ایماندار ہیں۔ وہ بھی دوزخ کے کندے ہیں۔ جیسے کہ عیسائیوں کے عقائد اور عملی حالت سے واضح ہے پہر مسلمان بھی ان پر ایمان رکھتے تھے۔ وہ بھی غلو کر کے اور آسمان پر بٹھا کر مغضوب ہوئے۔ پس صرف مسیح کا وجود ہی اس قسم کا ہے۔ کہ جس کا دوست بھی جہنم میں اور دشمن بھی جہنم میں۔ اس قسم کا ابتلا کسی اور نبی کے وجود کے ساتھہ نہیں ہے۔

[illegible]

عام طور پر بعض احمدی احباب کا یہ خیال ہے۔ کہ ہر ایک شخص جو احمدی جماعت میں داخل نہ ہو۔ اس کے پیچھے نماز نہیں ہو سکتی۔ آج ایک استفسار کے جواب میں جو کچھ حضرت اقدس نے فرمایا ہے۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے۔ کہ اس امر میں جس تشدد سے کام لیا گیا ہے۔ وہ بالکل غلط ہے۔ اور صرف اسی شخص کے پیچھے نماز نہ پڑھی جاوے۔ جو کہ باوجود اتمام حجت ہونے کے پہر بھی شرارت اور فساد اور بغض و عناد سے قبول حق سے انکار کرتے ہیں۔ استفسار یہ تہا۔ کہ ایک شخص نے بذریعہ خط کے دریافت کیا کہ میں ۔۔۔۔ جانے والا ہون وہان غیر احمدیون کے پیچھے ۔۔۔۔ کرنے کا کیا حکم ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ ان کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں۔ کیونکہ ان لوگون پر ابھی اتمام حجت پورے طور پر نہیں ہوا اور وہ بے خبر ہیں۔ جب اتمام حجت ہوئے گا۔ اور وہ انکار کرین گے اور اس قسم کی مشکلات پیش آوین گے۔ تو خود اللہ تعالیٰ کوئی راہ پیدا کر دیگا۔

حضرت حکیم الامت کی سننے والے کیلئے ہے

شیخ عبد الحی صاحب عرب نے ایک کتاب مسمی سلاسل الفضائل۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل میں لکھی ہے۔ عمدہ کتاب ہے۔ اسکی قیمت مصنف نے ۴ چہہ آنہ مقرر کی تھی مگر چونکہ شیخ صاحب بہت مقروض ہوگئے ہیں اس لئے اب وہ اس کتاب کو اصل قیمت پر میری معرفت فروخت کرانا چاہتے ہیں۔ اصل لاگت اسکی ۲ پیسے ہے۔ پس احمدی احباب اگر ہر ایک شہر میں سے کم سے کم بیس بیس ۔۔۔ اسکی اصل قیمت پر ۔۔۔

حضرت حکیم الامت کے ارشادات

ہر ایک چیز کو موت کیون لگائی گئی

ہر ایک چیز چاہتی ہے کہ چونکہ میرا خالق لا انتہا ہے اسیطرح مین بھی لا انتہا بن جاؤن۔ پہر جب وہ بڑہنا چاہتی اور اپنی حد سے بڑہنے لگتی تو اسکی زیادتی کو نابود کیا جاتا ہے۔ اور اس کے صرف وہی اجزا باقی رکہے جاتے ہین جو اسکی تخم ریزی کیلئے باقی رہ سکین۔ تاکہ اس کا نام ونشان دنیا سے نابود نہ ہو جاوے۔ مثلاً اگر ایک گائی ہو اور وہ ۹ ماہ کے بعد ایک بچہ دیوے اور پہر کچہہ عرصہ کے بعد اون سے پہر بچہ پیدا ہون اور رفتہ رفتہ ان کے بچہ پیدا ہوتے جاوین اور وہ سب محفوظ رہین تو اکیز ار برس کے بعد دنیا میں کل جگہ صرف گائیون سے ہی پر ہو جاوے۔ اور انسان اور دوسری مخلوقات کیواسطے جگہ باقی نہ رہے۔ یا مثلاً اگر بڑ کے درخت کے تمام بیجون کو محفوظ رکہ لیا جاوے اور ان سب سے بڑ پیدا ہون اور سب محفوظ رہین تو کچھہ عرصہ کے بعد دنیا میں سوائے بڑ کے اور کچہہ نظر نہ آوے علی ہذا القیاس۔ ہم جب بچہ تھے تو ہمارا قد تھا تھا اور آہستہ آہستہ بڑہتا گیا۔ مگر کچہہ عرصہ کے بعد اس حد تک پہونچا۔ تو پہر آیندہ اسکی ترقی بند ہوگئی۔ پس اسیطرح ہر ایک چیز کی ایک حد ہوتی ہے جب وہ اس حد تک پہونچ جاتی تو پہر اسکو روک دیا جاتا ہے

ضرورت قرآن

ایک شخص یا دری نے کتاب لکہی ہے۔ عدم ضرورت قرآن اور اسکی دلیل یہ لکہی ہے کہ چونکہ یہ ساری صداقتین پہلی کتابون میں موجود ہیں اسلئے اسکی ضرورت نہین

فاما الجواب۔ انجیل کی ساری تعلیم تو آیتون میں موجود ہے۔ پہر انجیل کی ضرورت نہ تہی۔ توریت کی تعلیم قانون بابلیین میں موجود تہی پس توریت کی ضرورت نہ تہی۔ قانون بابلیون کی تعلیم وید میں موجود تہی پس قانون کی ضرورت نہ تہی اور ویدکی تعلیم زند وست ۔۔ موجود تہی پس ویدکی ضرورت نہ تہی۔ اور پہر ہم کہتا ہے کہ یہ ۔۔ احکام بچپن میں موجود ہین پس کسی کتاب کی بہی ضرورت نہ تہی

پہر ایک شخص نے مجہسے سوال کیا کہ انا القرآن کے کیا معنے ہین۔ جبکہ قرآن کے معانی بہت کہے اور مشکل ہین۔

جواب ۱۔ ہم یا عقل یا کتب متفرق طور پر صفایز اگر تلاش کرنے پڑتے۔ تو کتنا مشکل ہوتا۔ یہ ہمپر قرآن کا احسان ہے کہ جہان بہر کے متفرق اقوال سچائی اور توحید سے بہرے ہوئے ہمارے لئے یکجا کر دئے ہیں پہر ہمیں یہ دقت ہوتی کہ جہان بہر کی کتابین جو بعض ملتی ہین اور بعض کا ملنا ناممکن ہوتا۔ تلاش کرنے کی ضرورت پڑتی اور پہر ان میں سے سچ اور جہوٹ کو الگ کرتے اور نیک و بد کی تمیز کرتے پہر اس سب کو کسی خاص زبان میں ایک جگہ جمع کرتے جاسقدر تضیع اوقات اور ان تمام دقتون سے قرآن کریم نے ہم کو بچالیا۔

۲۔ پہر ہم کہتا ہے کہ یہ سب احکام کانشنس میں جمع ہے۔ انکی اطلاع کی ہمین ضرورت نہ تہی۔ پہلے کوئی شخص ماں سے نکاح کرتا اور اس سے جماع کر کے بچہ پیدا کرتا اور پہر اوس کے بد نتائج معلوم کرتا۔ تو پہر معلوم ہو سکتا کہ ماں سے جماع کرنے سے یہ نقصان ہین ایسا نہین کرنا چاہئے۔ پہر کوئی دوسرا شخص کہتا کہ تمہاری تحقیقات اور تجربہ غلط ہے۔ ہم تجربہ کرتے ہین۔ اور قرآن کریم نے ہم کو ان ساری دقتون سے بچالیا

۳۔ پہر قرآن کریم نے تمام دعاوی کو دلائل سے ثابت کر دکہایا ہے

۴۔ پہر قرآن جامع ہے تمام مختلف چیزون کا جیسے فرمایا۔ نزلنا علیک الکتاب لتبین لہم الذی اختلفوا۔ پارہ ۱۴۔ یعنے قرآن کریم اختلافات کو بیان کرنے کے واسطے آیا ہے۔ مثلاً کہین آدم۔ نوح۔ ابراہیم موسی۔ وغیرہ انبیاء کی موت کا کہین ذکر نہین کیا۔ اگر کیا ہے تو صرف مسیح کا ہی ذکر کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فیصلہ آنحضرت کے تیرہ سو برس بعد ہی ہوگا۔

پہر اسکی مثال دی ہے۔ انزل من السماء ماء یعنے یہ غلہ اناج وغیرہ کا میسر ہوا اور زمین میں موجود ہوتا ہے پہر جبتک آسمان سے پانی نازل نہ ہو اوس سے انمین نشو ونما پیدا نہ ہون تب تک وہ غذا تمہارے کہانے کے قابل کب ہو سکتی ہے۔ اور پہر سے ہمارا مینہ آوے نیچے سے وہ دانہ نشو ونما پاوے۔ تب تم اوسکو حاصل کر سکتے ہو پس تعلیم تو دنیا مین ضرور ہوتی ہے جبتک آسمانی ارشاد یعنے الہام نازل نہ ہو وہ تعلیم نشو نما نہین پاسکتی۔

پہر فرمایا۔ وان لکم فی الانعام لعبرۃ۔ دودہ۔ اسی چارہ وغیرہ مین موجود ہوتا ہے۔ پہر کیا تم انہین سے اوس کو الگ کر سکتے ہو۔ ہرگز نہین پس دین کی حقیقتکو اسطرح ہی ایک کل ہونی چاہئے۔ کہ وہ تہمین الگ کرکے دیوے۔ اور یہ کل انبیاء ہے۔ پہر فرمایا۔ ومن ثمرات من نخیل واعناب تیسرا نشو ونما۔ عمدہ میوہ اور پہل وغیرہ یہ بہی سب بشر مین موجود تہے۔ مگر جو درخت ہم نے اس کام پر لگائے ہین کہ کہجور کو کہجور اور انگور کو انگور لگے۔ ان سے سوائے تم انکو حاصل نہین کر سکتے۔ اور نہ کہا سکتے ہو۔

پہر فرمایا۔ واوحی ربک الی النحل ان اتخذی من الجبال بیوتا۔

یہ چوتہا نشو ونما۔ جب انسان بوڑہا ہو جاتا ہے تو اسے ہر او دیات کی ضرورت پیش آتی ہے اور لاکہون بوٹیون کا خلاصہ ۔۔۔ ہوتا ہے۔ اور یہ نعمت بہین مکہی کی وحی سے حاصل ہوئی۔ پہر جب انسان کو وحی ہوتی ہے تو کیا وہ مکہی کی وحی سے بہی گئی گذری ہوگی۔ اور کیا مکہی کو تو وحی کی ضرورت ہے اور انسان کو اوسکی کوئی ضرورت نہین ؟

[illegible]

حضرت اقدس مسیح موعود (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سیالکوٹ میں

(نمبر دوم)

تلافی مافات گذشتہ اشاعت کے بعد ہمیں ہمارے کرم بھائی میرزا خدا بخش صاحب نے تاریخی نکتہ خیال سے یاد دلایا کہ اس امر کا تذکرہ رہ گیا ہے کہ دارالامان سے روانہ ہونے سے پیشتر حضرت اقدس کے سفر کے انتظام کے متعلق مختلف احباب کو مختلف خدمات سپرد کی گئی تھیں چنانچہ مفتی محمد صادق صاحب گاڑی کے ریزرو کرانے اور سواری کا انتظام کرنے پر مامور تھے اور خود جناب مرزا خدا بخش صاحب انتظام اسباب کے منتظم تھے۔ اس تلافی مافات کے بعد اب ہم سلسلہ سابقہ سے آگے چلتے ہیں۔

لیکچر گاہ جیسا کہ ہمارے ناظرین کو اشتہار لیکچر کے پڑھنے سے معلوم ہو چکا ہے لیکچر کیلئے ہز ہائنس مہاراجہ صاحب جموں و کشمیر کی وسیع سرائے (جو ریلوے سٹیشن کے متصل واقعہ ہے) تجویز ہوئی تھی چنانچہ یکم نومبر کی شام کو بڑی عجلت اور تیزی کے ساتھ اس میں شامیانوں کا انتظام کیا گیا۔ اور دریوں کا فرش بچھایا گیا ایک مختصر سا پلیٹ فارم طیار کر لیا گیا اور کرسیوں وغیرہ کو ترتیب سے لگا یا گیا۔

غالباً ہمارے ناظرین حیران ہوں گے کہ جب کہ لیکچر کا دیا جانا قرار پا چکا تھا پھر عین وقت پر یہ انتظام کیوں کیا گیا؟ کیوں نہ پہلے سے سب کام آراستہ کر لیا گیا اصل بات یہ ہے کہ پہلے لیکچر کیلئے اسی محلہ میں جہاں حضرت حجۃ اللہ فروکش تھے جناب سید میر حسن صاحب کا ایک خالی میدان لیکچر کیلئے تجویز ہوا تھا۔ لیکن بعد میں مکان کی تنگی کے سوال نے جماعت سیالکوٹ کو تبدیل لیکچر گاہ کیلئے متوجہ کیا۔ اس لئے اسقدر جلدی میں وہ سب سامان جو ایک جگہ لگایا گیا تھا اکھاڑنا پڑا۔ اور اس کے بعد اسے دوسری جگہ نصب کرنا کوئی معمولی بات نہ تھی۔ مگر ہمارے مستعد اور جوان ہمت احباب نے جس خوش فہمی اور جانفشانی سے یہ انتظام کیا وہ حیرت انگیز تھا۔ سب سے بڑھکر جس امر نے ہمیں متعجب کیا وہ میر حکیم حسام الدین صاحب کا اس پیرانہ سالی میں کام کرنا تھا۔ مختصر یہ کہ لیکچر گاہ راتوں رات تمام ضروری سامان سے آراستہ کیا گیا۔ لوگوں کو جگہ نہ ملنے کا اسقدر خیال تھا کہ بہت سے لوگ تو رات ہی کو وہاں سو رہے اور اکثر علی الصباح اٹھ کر فجر کی نماز سے بھی پہلے وہاں جا سوئے۔

ہم اور ہمارے مخالف لیکچر جس کامیابی سے ہوا۔ اور لیکچر کے سننے والے کسقدر مشتاق تھے اس کا ذکر ہم ذرا آگے چلکر بیان کریں گے۔ پہلے یہ دکھانا ضروری سمجھتے ہیں کہ ہمارے مخالفوں نے کیا کیا اور خدا تعالےٰ کے برگزیدہ کی راہ میں وہ کس طرح تاک لگا کر بیٹھے اور کس کس طرح انہوں نے سیالکوٹ کی اسلامی پبلک کو وہاں جانے سے روکا اور آخر اپنے اس مقصد میں انہیں کسقدر ناکامی ہوئی۔ یہ سب امور اس قابل ہیں کہ نہایت تدبر اور غور کن طبیعت کے ساتھ ان پر نظر کیجاوے۔

مخالفت کا سلسلہ کب سے شروع ہوا اس سلسلہ مخالفت کی ابتدائی تاریخ وہ تھی جب ہمارے محسن و مخدوم سلسلہ عالیہ احمدیہ کے درخشندہ گوہر **مسلمانوں کے لیڈر** (یہ الہامی فقرہ مولوی صاحب کی شان میں ہے) مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے وہاں قدم رکھا تھا۔ سیالکوٹ میں مولوی صاحب کی آمد کیا تھی ع

اک آواز میں سوتی بستی جگا دی۔

ان کا وہاں قدم رکھنا تھا کہ مخالفت کا ایک طوفان بے تمیزی جوش میں آنے لگا۔ اور جب انہوں نے سیالکوٹ میں تقریر کرنے کا اشتہار دیا اور ان کی ایک تقریر میں ایک سیالکوٹی ملا اپنی شتاب کاری کے باعث نکالا گیا تو اس نے ایک خطرناک جوش پیدا کر دیا۔ اور اپنی چیخ و پکار سے اپنے دوسرے ہم مشربوں کو اکٹھا کرنے کا منصوبہ کیا گیا۔ کہ جہاں تک ممکن ہو مخالفت کیجاوے۔

یہ مخالفت ہمارے سلسلہ کی سچائی کا ثبوت ہے

اس مخالفت کو دیکھ کر ہمیں حیرت نہیں بلکہ خوشی ہونی چاہیئے کیونکہ یہ ہمارے سلسلہ کی سچائی کی زبردست دلیل ہے۔ اگر اس سلسلہ میں سچائی نہ ہوتی اور وہ خدا تعالےٰ کی طرف سے نہ ہوتا تو اسکی ہرگز ہرگز مخالفت نہ کیجاتی۔ یہ مخالفت اس امر پر کامل دلیل ہے کہ یہ سلسلہ خدا تعالیٰ کیطرف سے ہے۔

صداقت کی مخالفت کیوں کیجاتی ہے؟ اسکی وجہ یہ ہے کہ شیطان چونکہ **حق** کا دشمن ہے وہ اسکی اشاعت کو پسند نہیں کرتا اس لئے مختلف صورتوں اور شکلوں میں وہ اسکی مخالفت کے مشن کو پورا کرتا ہے۔

حقیقت میں حیران کر دینے والی بات ہے کہ دنیا میں بہت سے بدکار۔ فاسق۔ فاجر۔ امن عامہ کے دشمن جرائم پیشہ لوگ موجود ہیں لیکن انکی مخالفت کیلئے اسقدر جوش اور تحریک کبھی پائی نہیں جاتی جسقدر ایک مامور من اللہ اور معلم ربانی کی مخالفت کیلئے جوش اور غضب ہوتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی پاک سیرۃ کو پڑھو اور غور کرو تو معلوم ہو گا کہ ابناء دنیا نے ان پر اپنے زعم فاسد میں زمین کو تنگ کر دیا اور ہر طرح ان کی مخالفت پر تلے تھے لیکن آخر خدا تعالیٰ نے انہیں کامیاب کیا۔ اس مخالفت میں ایک سر یہ ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی ہستی اسکی قدرت اور تصرف پر ایک **زندہ ایمان** پیدا ہو۔ کیونکہ وہ انسان جو خدا تعالےٰ کی طرف سے آتا ہے مادی دنیا والے تو اپنے اسباب اور منصوبوں سے اس پر ٹوٹ پڑتے ہیں پھر اس کا بامراد ہونا اور کامیاب ہونا اگر خدا تعالیٰ کی تائید اور تصرف سے نہیں ہے تو پھر ہمیں کوئی بتائے اور جگہ اس کی کامیابی کی کیا ہوئی ہے۔

غرض

حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کی سیالکوٹ تشریف بری اور پھر سیالکوٹ میں انکی تقریروں کے عام اثر نے جب سعادت مندوں کو اپنی طرف متوجہ کیا تو آدم کے ابتدائی دشمن نے اپنی ہلاکت کو محسوس کرتے ہوئے مخالفت حق کا پہلو اختیار کرنا چاہا اس کے بعد ہمارے مخالف لوگوں نے امرتسر لاہور اور دوسرے مقامات سے جہاں ان کو موقع ملا ان لوگوں کو بلایا جو اس سلسلہ کی مخالفت اور بلغ اور ناز یبا مخالفت میں دستار فضیلت حاصل کر چکے تھے جوں جوں حضرت اقدس کی آمد کا شہرہ سیالکوٹ میں ہوتا گیا اور آنے کے دن قریب ہوتے گئے اسیقدر مخالفت کا بازار گرم اور تیز ہوتا گیا۔ جیسا کہ ہم نے پہلے ظاہر کیا ہے۔ ان لوگوں نے سیالکوٹ کے مسلمانوں سے کوئی دقیقہ اس قسم کے معاہدہ کرنے میں نہ چھوڑا کہ وہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کے لئے ہرگز نہ جائیں گے۔ جب وہ اس قسم کے معاہدوں اور روزانہ وعظوں میں بھی کامیاب نہ ہوئے اور ہزاروں ہزار مخلوق حضرت کی زیارت کیلئے پہونچی۔ تو دوسری کوشش انہوں نے اس جلسہ کو ناکام بنانے کی شروع کی قرآن شریف میں آدم اور ابلیس کے مقابلہ میں پڑھا کرتے تھے۔

قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِىْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ

اوس نے کہا کہ میں تیرے بندوں کو ضرور ضرور راہ راست سے پھیر دوں گا اور کبھی آگے سے کبھی پیچھے سے کبھی دائیں سے کبھی بائیں سے انپر حملہ کروں گا۔ اور انہیں اغوا کروں گا اور انکو ناشکر اور ناسپاس بنا دوں گا۔

ایسا ہی قرآن شریف میں ہم پڑھتے تھے وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا اور اسیطرح مختلف مقامات قرآن مجید میں ایسے لوگوں کے تذکرے پڑھتے تھے جو یصدون عن سبیل اللہ کے مصداق ٹھیرائے گئے ہیں لیکن ہم سچ کہتے ہیں کہ اگر خدا تعالےٰ کا مامور اور رسول نہ آیا ہوتا تو ان آیات کی تفسیر جو کچھ بھی ہوتی وہ خیالی ہوتی مگر اب واقعات دکھاتے ہیں اور یہی قرآن کریم کا زندہ معجزہ ہے۔

غرض

ہمارے مخالفوں نے اپنی پہلی کوشش میں ناکام اور نامراد رہکر اس لیکچر میں لوگوں کو جانے سے روکنے کی جو کوششیں کیں انمیں سے یہاں ہم فی الحال ایک کا ذکر کرتے ہیں جس سے دوسری مساعی کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ اگرچہ کسی دوسرے مقام پر مخالفوں کے چیلنج پر بھی ہم نظر کریں گے۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

لیکچر میں جانے سے روکنے کی کوشش ناظرین لیکچر کے اشتہار میں پڑھ چکے ہیں کہ حضرت اقدس کے لیکچر کا وقت سات بجے رکھا گیا تھا اس لئے ہمارے مخالفوں نے جیسا کہ ان کے اشتہار سے معلوم ہو گا وعظ کا وقت ساڑھے چھ بجے صبح رکھا یعنے آدہ گھنٹہ پیشتر اور پھر جس راستے سے اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ کا گذر تھا۔ اور جو جو راستہ مخلوق کے آنے کے تھے ان تمام راستوں کو روکا گیا جیسا کہ ان کے اشتہار سے معلوم ہوتا ہے جو ہم یہاں دیتے ہیں۔

اعلان

جمیع اہل اسلام کو واضح ہو کہ کل بروز بدھ مورخہ ۲ نومبر ۱۹۰۴ء بوقت صبح ۶ بجے علمائے کرام حنفیہ کا مقامات ذیل پر وعظ شروع ہو گا سب اہل اسلام تشریف لا کر ثواب دارین حاصل کریں۔

تقسیم مجالس وعظ مولویصاحبان حنفیہ روز بدھ مورخہ ۲ نومبر بوقت ۶ بجے

نام مقام	نام علمائے کرام
۱ مسجد کلاں دو دروازہ	جناب مولوی غلام مصطفےٰ صاحب امرتسری
"	جناب مولوی نور محمد صاحب واعظ بمبئی حال وارد سیالکوٹ۔
۲ اوکہ آغا محمد شہباز خانصاحب	مولوی نور اللہ شاہ ملتان محمد بخش صاحب لاہوری و مولوی خیر شاہ صاحب۔
۳ متصل دروازہ سرائے	عالیجناب سید جماعت علیشاہ صاحب و حافظ ظفر علیصاحب۔
۴ مکان مستری عبداللہ ترکھان متصل سرائے	مولوی نور الحسن صاحب مولوی غلام اللہ صاحب قصوری

المعلن

ماسٹر کرم الٰہی بی۔ اے مختار وغیرہ

اس اشتہار کو پڑھکر ناظرین ممکن ہے اس نتیجہ پر پہونچیں کہ پھر تو جلسہ میں پوری ناکامی ہوئی ہوگی لیکن نہیں مخالفوں کی **خلاف** امید جلسہ پوری کامیابی کے ساتھ ہوا۔ اور ان کا منصوبہ انہیں پر پڑا یعنے ان کو اپنے مقاصد میں پورا ناکام ہونا پڑا وہ چاہتے تھے کہ لیکچر سننے کی واسطے کوئی متنفس بھی وہاں نہ جاوے اور اپنی طرف سے انہوں نے سارے ناکے اور راستے روکے تھے۔ وقت مقررہ سے پہلے کا وقت مقرر کیا تھا مگر عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد۔

انکی شور و پکار سے جسقدر لوگ جمع ہوئے تھے بجز بعض متعصب مخالفوں کے خود ان کے ہی پاس کوئی متنفس نہ رہا۔

غرض

مخالفوں نے اپنی جگہ یہ انتظام کیا تھا۔

حضرت کا جلوس یوں تو کل یوم ہوتی شان ہوتا ہی ہے مگر ۲ نومبر ۱۹۰۴ء کی صبح سیالکوٹ میں عجیب و غریب صبح تھی جو لاانتہا برکات اور سعادتیں کو لئے ہوئے اہل سیالکوٹ کے واسطے آئی تھی سعادتمند خدا ترسوں نیکدل راستی اور سلامتی کے فرزندوں کے واسطے برکات کا تحفہ پیش کر رہی تھی۔ دشمنان حق اور خدا تعالیٰ کے سرکشوں اس کے مامور کے دشمنوں کیلئے ان کے حسب حال برا نتیجہ پیش کرنیوالی تھی۔ آج وہ دن تھا کہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لیکچر گاہ کو جا رہے تھے یا خدا تعالیٰ کے تازہ فضلوں اور انعامات کو پیش کر رہے تھے

(نوٹ صفحہ ۲ پر جو غیر احمدی کے پیچھے نماز کا مسئلہ درج ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ ایڈیٹر)

... سے بازار کی دورویہ دوکانین بام و در ... سر نظر اٹھاؤ آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے۔ مخالف ملان جسقدر روغل کہکر لوگون کو زیارت سے روکتے تھے اسیقدر زور کیساتھ لوگ ادہر آرہے تھے۔ قریباً ساڑھے چھبجے اعلیٰحضرت اپنے ایوان سے نیچے اترے۔ ملاقات کرنیوالے ایک دوسرے پر گرے پڑتے تھے آخر یہ انتظام کیا گیا کہ اسوقت مصافحہ کرنیوالون کو روکدیا جاوے۔ حضرت ابھی مکان سے اترے نہ تھے کہ ایک شخص میان

برکت دینا

نیاز علی نام نے حضرت میر حکیم حسام الدین صاحب کے توسط سے نہایت عجز والحاح سے عرض کیا کہ حضور جب لیکچرگاہ کو تشریف لے چلین تو میرے گہر مین قدم ضرور رکہدین تاکہ آپ کا مبارک قدم میرے گہر مین برکات کا موجب ہو۔ یہ حسن ارادت وعقیدت حضرت اقدس کو اس کے گہر لے گیا اور دو تین منٹ اس کے گہر مین رہکر حضرت تشریف لے آئے۔

روانگی لیکچرگاہ کو

اور اپنی گاڑی مین تشریف فرما ہوئے۔ آپ کے ہمراہ حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔ بازار مین گاڑیون کا اچھا خاصہ سلسلہ تہا قریباً پندرہ سولہ گاڑیان یکے بعد دیگرے کہڑی تہین۔

انتظام حکام

مقامی حکام نے اپنے فرض منصبی کے لحاظ سے قیام امن کیلئے پورا انتظام کر رکہا تہا۔ عالیجناب سردار محمد یوسف صاحب سیٹی مجسٹریٹ خاص اس انتظام کیلئے مامور تھے جنہون نے کمال دیانتداری پورے انصاف اور دانشمندی کے ساتھ اس فرض کو ادا کیا۔ سردار صاحب نے باوجود اس سن وسال کے جس مستعدی سے امن کو قائم رکہا اور انتظام کیا بلا مبالغہ کہتے ہین کہ انہین کا حصہ ہے۔ وہ نرے مجسٹریٹ ہی نہ تھے بلکہ پورے سپاہی تھے اپنے ہاتھ سے سب انتظام کرتے تھے اور ہمین حیرت ہوئی جب دیکہا کہ وہ ابتدائے لیکچر سے اخیر تک اڑہائی گھنٹہ کے قریب جلسہ گاہ مین برابر کہڑے رہے۔ ایک سکنڈ یا طرفۃ العین کیلئے بہی کوئی سہارا نہین لیا۔ اللہ تعالیٰ ایسے نیکدل حکام کو رعایا کی بہتری اور بہلائی کیلئے دیر تک سلامت رکہے۔ وہ شہر اور وہ رعایا بہت ہی خوش قسمت ہے جہان ایسے مستعد مزاج جوان ہمت سرگرم حکام ہون خیر یہ تو ضمنی بات تہی۔ پولیس نے اپنے فرض منصبی کے لحاظ سے پورا انتظام کیا تہا۔ انسپکٹر پولیس صاحب بہی اس جلوس کے ساتھ تھے۔ وہ نظارہ عجیب تھا جبکہ خدا کا مسیح ہزارون ہزار انسانون کے درمیان دو گہوڑون کی گاڑی پر بیٹھا ہوا جا رہا تہا۔ اور اس کے راستے تمام در و دیوار اور کوٹھے زن و مرد سے لدے ہوئے تھے اور اس کا دیدار کر رہے تھے۔

مسیح اور مسیح موعود

اس نظارہ کو دیکھ کر ہمین غربت مسیح ناصری یاد آگیا۔ جو نہایت حسرت بہرے لہجے مین کہتا ہے۔ آہ! لومڑیون کے لئے ماندین اور ہوائی پرندون کے بسیرے مگر ابن آدم کو جگہ نہین کہ اپنا سر دہرے۔

یہ الفاظ یا اسی کے ہم معنی الفاظ کیسے شکستہ خاطر اور گمنام شخص کی حالت کو ظاہر کرتے ہین برخلاف اس کے خدا کا یہ برگزیدہ مسیح موعود عجیب خداداد شان اور شوکت کے ساتھ جلوہ گر ہوا ہے وہ گمنام تہا لیکن ان کا نام **آفاق مین پہیلایا گیا** اسکی موافق جو خدا نے اسے کہا کہ مین تیرا نام آفاق مین پہیلاؤن گا۔

وہ تنہا تہا لیکن لاکھون انسانون کو اس کا قادر خدا کھینچ کر اس کے قدمون پر زندہ کرنے کے لئے لے آیا اسی کے موافق جو پہلے سے کہا تہا کہ یَأْتُوْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ۔ وَيَأْتِيْكَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ انہین باتون کو مدنظر رکہکر اور دوسرے وجوہات وفضیلت کو دیکھ کر ہم کہتے ہین کہ خدا کے جری کو سزاوار ہے اور فی الحقیقت سزاوار ہے جو کہے

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

اس دورویہ انسانون کی سڑک مین یہ جلوس گذرا لوگ گاڑی کے ساتھ بہاگے جاتے تھے اور ایک دوسرے پر گرے پڑتے تھے کچھ عجب نہین کہ کئی بیچارے مجروح ہوئے ہون۔ مگر یہ عجیب کشش اور جذب تہا کہ ایسی حالت مین بہی لوگون کو کھینچے لئے جاتا تہا۔

دوکانین اس روز جلسہ مین شریک ہونے کی خوشی یا شوق کی وجہ سے بند تہین اور وہان آدمی ہی آدمی کہڑے نظر آتے تھے۔

مخالفون کے مجمعے

راستہ مین گذرتے وقت مخالفون کے اڈون اور مجمعون پر بہی ہم نے ایک نظر کی۔ وہان کیا ہو رہا تہا ہم خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر سمجھکر بغیر کسی تعصب یا ضد کے کہتے ہین کیونکہ ہم تو ان مخالفون اور سب وشتم کرنیوالون کو اس کھیت کی کھاد سمجھتے ہین وہ اس بازار کی رونق کا ذریعہ ہین اور اس حسن کی خوبیون کے اظہار کا باعث نعم ما قیل۔

گر نبودے در مقابل روئے مکروہ وسیہ
کس چہ دانستے جمال شاہد گلفام را
گر نیفتادے بخصمے کار در جنگ و نبرد
کے شدے جوہر عیان شمشیر خون آشام را
روشنی را قدر از تاریکی است و تیرگی
در جہالت ہاست عز و فر عقل تام را
حجت صادق ز نقض و قدح روشن تر شود
عذر نامعقول ثابت میکند الزام را

اس بات پر ہم مخالفون کے مجمع کے متعلق حالات بیان کرتے ہوئے ہرگز مبالغہ یا تعصب سے کام نہین لیتے ان مجمعون مین ہم کوئی دو ڈیڑھ سو سے زیادہ آدمی مجتمع نہین دیکھ سکے۔ جو لوگ سڑک پر دورویہ **حضرت اقدس** کی زیارت کے لئے کہڑے ہوئے تھے ان کو اس مجمع مین شامل قرار دینا خطرناک غلطی ہے۔ جب حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے خدام کی سواری ان مجمعون کے پاس سے گذری تو ان لوگون نے کیا کیا؟ اس کا ذکر کرنا شاید اس کے بہول جانے سے بہتر ہوتا۔ مگر نہین ہم دکہانا چاہتے ہین کہ انہون نے کیا کیا؟

ان کے اشتہار کو پڑھ کر ہمین خیال ہوا تہا کہ ان کے مجمعون مین جیسا کہ ظاہر کیا گیا ہے قرآن کریم کے حقائق اور معارف بیان ہوتے ہون گے لیکن ہماری حیرت اور تعجب اور اس کے ساتھ ہی افسوس بہی بڑھ گیا جب دیکہا کہ وہان گالیون کے سوا اور کوئی شغل نہین۔ ان کی گالیان سن کر حضرت حجۃ اللہ کے استغنا اور کمال اعراض نے آپ کے قول کی فعل سے تصدیق کرادی جو فرمایا ہے

گالیان سن کے دعا دیتا ہون ان لوگون کو
رحم ہے جوش مین اور غیظ گہٹایا ہم نے

حضور **وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا** اور **اَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ** پر عمل کرتے ہوئے تشریف لے گئے۔

ان وعظ کے اڈون سے گالیون کے سوا دوسری آواز جو آتی تہی وہ یہ تہی کہ خبردار کوئی سرائے مین نہ جاوے مگر اس آواز کے ساتھ ہی لوگ جو برابر جا رہے دوڑے جاتے تھے اور کچھ بہی اثر نہ ہوتا تہا۔ شور مچانے والون کی رگین پہول پہول جاتی ہین اور مخلوق کی دوڑ دہوپ کی خاک اڑا اڑ کر اور بہی ان کی آواز پر برا اثر کر رہی تہی۔ ہم بہی اس نظارہ کو دیکھتے ہوئے گذر رہے تھے۔ اور مسلمانون کی اس حالت پر تاسف کرتے ہوئے خوش ہوتے تھے کہ یہی حالت بد اس **مسیح موعود** کی ضرورت کا **زندہ ثبوت** ہے اگر یہ حالت ان لوگون کی نہ ہوئی ہوتی۔ تو کچھ ضرورت نہ تہی کہ کوئی مسیح و مہدی آکر انکی اصلاح کرتا۔ وہ لوگ تو جوش مخالفت مین اندہے ہو کر گالیان دیتے تھے اور دانشمند عاقبۃ المکذبین کے نظارون سے سبق لینے والے انہین ہی مسیح موعود کی صداقت پر دلیل لاتے تھے۔ غرض

پہر لیکچرگاہ

یہ سارا جلوس لیکچرگاہ مین داخل ہو گیا اسوقت لوگون کا اضطراب اور کش مکش بہی عجیب لطف بخش تہی ہر شخص کوشش کرتا تہا کہ مین اسی جگہ پر بیٹھون جو قریب تر ہو جہان سے وہ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ مامور اور معزز لیکچر پڑہنے والے کو دیکھ سکے خدا تعالیٰ کی عجیب قدرت ہے کہ وہ دولہا اسی سرزمین سیالکوٹ مین اپنی عمر کا نمایان حصہ بلکہ وہ حصہ جو عنفوان شباب کا حصہ کہلاتا ہے گذار چکے تھے۔ یعنے حضرت اقدس مسیح موعود بہی سیالکوٹ مین چوتہائی صدی پیشتر کے قریب رہ چکے تھے اور حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب تو خاص سیالکوٹ کے باشندے اور وہین کے رہنے والے ہین۔ حاضرین اور باشندگان سیالکوٹ کی نگاہ مین حضرت اقدس حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت اور تکریم تو بہرحال ہونی ہی تہی مگر سیالکوٹ مین مولوی عبدالکریم صاحب بہی خاص عزت اور تکریم کی نظر سے دیکھے جاتے ہین جو مولوی صاحب کی پاک سیرۃ کا عمدہ گواہ ہے۔ پہر ہم اصل مطلب کی طرف رجوع کرکے کہتے ہین کہ ہر شخص چاہتا تھا کہ وہ نمایان جگہ حاصل کرون اور جہانتک جس سے ممکن ہوا وہ اپنے اس مقصد مین کوشش کرتا رہا۔

سامعین

سامعین کے مجمع مین ہر مذاق ہر مذہب کے لوگ موجود تھے سامعین کی ٹہیک مقدار بتانا ہمارے امکان سے باہر ہے ہزارون انسان وہان موجود تھے اور خوشی کی بات ہے کہ شہر کی کل فہمیدہ اور معزز پارٹی وہان موجود تہی یہ ہماری اپنی ہی رائے نہین بلکہ جب ہم لیکچر کے بعد فارغ ہو کر شہر مین بعض کارخانون کے دیکھنے کو گئے جن کا تذکرہ ہم کسی دوسرے وقت انشاءاللہ کرین گے تو ہمین سیالکوٹ کے ایک مشہور ومعروف کارخانہ سپورٹس ورکس کے معزز مالک سردار گنڈا سنگھ اور بیرائے صاحب سے ملنے کا موقع ملا۔ وہ بہی لیکچرگاہ میں موجود تھے۔ ہم نے ان سے پوچہا کہ آپکے خیال مین لیکچرگاہ مین سیالکوٹ کی معزز اور ذی علم سوسائٹی کس حدتک موجود تہی انہون نے فرمایا کہ میری اپنی رائے یہ ہے کہ قریباً کل معزز اور تعلیم یافتہ سوسائٹی ہندو مسلمانون اور سکہون کی وہان موجود تہی۔ انہون نے یہ بہی فرمایا کہ میری رائے مین اتنا بڑا مجمع کسی لیکچر کے سننے کیواسطے کبہی نہین ہوا۔ ہان مقلدون اور غیر مقلدون کا جب باہم مباحثہ یا جہگڑا ہوا تہا اسوقت تو ایک بہت بڑا مجمع تہا اس کے بعد شاید مین نے اتنا بڑا مجمع سیالکوٹ مین نہین دیکہا۔ حقیقت مین سردار صاحب کی رائے بالکل صاف اور درست تہی سامعین مین تو شاید مجسٹریٹ وکلا دوسرے تعلیم یافتہ لوگ اور معززین اصحاب جو ہر قوم مین سمجھے جاتے ہین موجود تھے۔

نشست گاہ

جیسا ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ ایک لکڑی کا پلیٹ فارم بنایا گیا تہا جسپر حضرت اقدس کی نشست تہی اور بہی اونچی تہی تاکہ سب لوگ اطمینان کے ساتھ زیارت کر سکین پلیٹ فارم پر چند کرسیان رکہی گئی تہین جنپر شہر کے اکثر عمائد تشریف فرما تھے۔ اور شامیانون کے نیچے دری کا فرش تہا جس کے تین طرف یعنے اگلا حصہ چہوڑ کر ہر سے لوگ آرہے چہوڑ کر کرسیان بچہادی گئی تہین جنپر تعلیم یافتہ معزز اور فہمیدہ پارٹی سیالکوٹ کی تشریف فرما تہی۔

انتظام

اس موقع پر بہی انتظام کا وہی رنگ تہا جو ہم پہلے بیان کر آئے ہین۔

حضرت اقدس لیکچرگاہ مین

جیسا کہ ابہی ہم نے اوپر بیان کیا ہے لکڑی کے پلیٹ فارم پر ایک نمایان جگہ پر ایک کرسی بچہی ہوئی تہی اسپر اعلیٰحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سرخ جبہ پہنے ہوئے جلوہ افروز تھے آپ کا نورانی چہرہ۔ غض بصر کا عملی سبق دینے والی آنکہین ناظرین اور سامعین کو اپنی طرف خصوصیت سے متوجہ کر رہی تہین۔ آپ کی شکل وشباہت انبیاء بنی اسرائیل کا سا نمونہ دکہا رہی تہی۔ غرض حضور مجسم احسان سے جلوہ افروز تھے کہ ہمارا قلم اسے ادا نہین کر سکتا دل بے اختیار آپ کی طرف کہینچے جاتے تہے

www.aaiil.org

ہم اپنی اندرونی کیفیت کا ذکر کر سکتے ہیں کہ اسوقت خواہ نخواہ نیکی۔ خدا ترسی نوع انسان کی خدمت کے خیالات موجزن تھے۔ جس سے ہم اس نتیجہ پر پہونچے کہ خدا تعالیٰ کے ملائکہ اس وقت پاک تحریک کرنے میں معروف ہیں۔ اور ان ملائکہ کے نزول کا باعث یہی محدار رسیدہ بزرگ تھا حضور کے ساتھ ہی کرسی پر حضرت حکیم الامت اور آپکے ساتھ ہی ایک میز کے سامنے حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب تشریف فرما تھے

جلسہ کی کارروائی کا آغاز

چاروں طرف قدرتی طور پر سناٹا اور خاموشی تھی۔ کہ یکایک اس مہر خاموشی کو ایک معزز بیرسٹر نے توڑا یعنی کھڑے ہو کر فرمایا۔

میں اس جلسہ کیلئے جناب مولانا مولوی حکیم نورالدین صاحب کو پریسیڈنٹ ہونے کیلئے پیش کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ آپ سب صاحب منظور کرینگے۔

اس تجویز کی جو بعد میں ہمیں معلوم ہوا کہ جناب مسٹر فضل حسین بیرسٹر ایٹ لا نے کی تھی تائید ہوئی۔ اور حضرت حکیم الامت افتتاحی تقریر پر کھڑے ہوئے

حکیم الامت کی افتتاحی تقریر

ہز ہائینس مہاراجہ جموں و کشمیر کی سرائے میں منعقد ہونیوالے آج کے جلسہ نے جب حضرت حکیم الامت کو افتتاحی تقریر کیلئے کھڑے ہوتے دیکھا تو کچھ بھی تعجب نہیں کہ ایسوسی ایشن آف آئیڈیاز نے حکیم الامت کی اس حالت کیطرف متوجہ کیا جب آپ ہز ہائینس مہاراجہ جموں و کشمیر کے خاندان کے خاص طبیب تھے۔ اور ایک ممتاز عہدہ دار۔ وہی شخص آج محض خدا کے لئے اور صرف خدا ہی کیلئے درویشانہ (ایسی درویشی پر ہزاروں سلطنتیں نثار ہوں) حالت میں کھڑا ہوتا ہے اور پبلک کو سنائے جانے والے لیکچر کیلئے اپنی افتتاحی تقریر میں خطاب کرتا ہے۔

مولویصاحب کا بجائے خود وجود حضرت مسیح موعود کی صداقت پر ایک زندہ لیکچر تھا اور یوں آپ کی صداقت پر یہ چوتھی عینی دلیل تھی یعنے پہلی دلیل تو وہ جذب و کشش تھا جو حضرت اقدس کی زیارت کیلئے عوام میں پیدا ہو گیا تھا اور دوسری دلیل مخالفین کی حالت اور تیسری دلیل خود اعلیٰ حضرت کا وجود مبارک اور چوتھی دلیل حکیم الامت کا اپنا وجود۔

غرض حکیم الامت نے مندرجہ ذیل الفاظ میں سامعین کو خطاب کیا۔

دنیا میں بہت سے جلسے ہوا کرتے ہیں ان کے اغراض اور مصالح مختلف ہوتے ہیں۔ بعض جلسے اس قسم کے ہوتے ہیں کہ انمیں ملکی اور سیاسی امور پر بحث ہوتی ہے بعض جلسے اس غرض سے ہوتے ہیں کہ انمیں کسی خاص قوم کی اصلاح کیلئے غور کیا جاتا ہے۔ اور بعض اصلاح اخلاق کے لئے ہوتے ہیں۔ لیکن آج حسن اتفاق سے اور خوش قسمتی سے اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو ایک موقع دیا ہے کہ ایک لیکچر سنیں اور پھر اس کے مضامین پر غور کریں۔

بہت سے لوگ ہوتے ہیں جو ایک بات سنتے تو ہیں لیکن چونکہ اوس پر غور نہیں کرتے اور اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے اس لئے ان کا سننا اور نہ سننا برابر ہو جاتا ہے اور جب انہیں پتہ لگتا ہے کہ ہم اس کے فوائد سے محروم ہو گئے ہیں تو اسوقت انہیں دست افسوس ملنا پڑتا ہے اس مضمون کو قرآن شریف کی ایک آیت میں نہایت ہی لطیف طور پر بیان کیا ہے کیونکہ انسان ایک وقت اپنی غفلت پر پچھتاتا ہے مگر اسوقت اس سے کچھ بھی بن نہیں پڑتا چنانچہ فرمایا ہے۔

لو كنا نسمع او نعقل ما كنا في اصحاب السعير

کاش! ہم ان باتوں کو سنتے اور پھر عقل سے کام لیکر انپر غور کرتے تو آج ہم دکھوں میں نہ ہوتے۔ یہ ایسے ہی لوگوں کے متعلق ہے جنہوں نے وہ باتیں نہ سنیں اور انپر غور نہ کیا جیسی آج اس لیکچر کے ذریعہ آپ لوگوں کو سنائی جانی مقصود ہیں۔

عقل انسان کے اندر ایک قوت اور طاقت ہے جسکا صحیح استعمال انسان کو بری کارروائیوں سے بچا لیتا ہے اور جلد بازی اور شتاب کاری سے روک کر غور کرنے اور سوچنے کی عادت پیدا کرتا ہے۔ عقل کے معنے روکنے اور باندھنے کے ہیں چونکہ یہ انسان کو جذبات نفسانی کے روکنے کے لئے کام دیتی ہے اس لئے عقلمند وہی ہوتے ہیں جو اپنے جذبات پر حکومت کرتے ہیں۔ اور نہایت اطمینان اور سکینت کے ساتھ ایک بات کو سنتے ہیں اور غور کرتے ہیں۔ اسوقت سننے والے عقلمند ہیں یا کم از کم کافی تعداد عقلمندوں کی ہے اور وہ فائدہ کے لئے سننا چاہتے ہیں۔ اس لئے میں یقین کرتا اور خدا تعالیٰ سے توفیق چاہتا ہوں کہ وہ آپ کو وہ سننے کا موقع دے۔ جو سننے کا حق ہے یعنے آپ توجہ سے سنیں اور انپر بہت غور کریں اور ان کو مفید پا کر عمل کریں کیونکہ یہ معمولی آدمی کا کلام نہیں ہے بلکہ ایسے شخص کا کلام ہے جو کہتا ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہوں۔ پس اس لحاظ سے اور بھی ضروری ہے کہ آپ بہت توجہ سے سنیں اور عمل کریں قرآن شریف میں فرمایا ہے۔

يستمعون القول فيتبعون

یعنے اچھی باتوں کو سنتے ہیں اور پھر ان کے متبع ہو جاتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اتنا کہنا کافی ہے۔

اب مولوی عبدالکریم صاحب وہ لیکچر جو حضرت صاحب نے لکھا ہے آپ کو پڑھ کر سنائینگے اللہ تعالیٰ انہیں توفیق دے اور آپ لوگوں کو سننے سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ (آمین)

حضرت حکیم الامت یہ افتتاحی تقریر کر چکے تو حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کھڑے ہوئے مولوی عبدالکریم صاحب کا

حضرت اقدس کا لیکچر اسلام

نام لیکچر کے اشتہار میں ہی عام طور پر دیا گیا تھا۔ یہ واقعات چونکہ ایک تاریخ کا جزو بننے والے ہیں اس لئے ان پر پوری روشنی ڈالنا اور جو جو نتائج حقہ ان سے نکل سکتے ہیں ان کو پیش نہ کرنا لکھنے والی کی خطرناک اور ناقابل عفو فروگذاشت کے مرتکب ٹھیرینگے اس لئے ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ کسقدر تفصیل سے بحث کریں۔

جن لوگوں کو عام لیکچروں کے سننے کا موقع ملا ہو وہ خوب جانتے ہیں کہ لیکچر کی اغراض کو پورا کرنیکے واسطے کیا کیا طریق اختیار کئے جاتے ہیں سب سے اول لیکچرار وہ تجویز کیا جاتا ہے جو قوم کا شارٹ الیہ ہو اپنے علم وفضل اور زبان پر پوری حکومت اور قادر الکلامی کے علاوہ وسیع معلومات رکھتا ہو۔ اور جہانتک ممکن ہو سننے والوں کے مذاق سے آشنا ہو اپنے مطالب کو فصاحت بلاغت سے ادا کر سکے۔ پھر اس کے لیکچر کیلئے اشتہار دینے والے وہ شخص ہوں جن کا پبلک میں عام رسوخ ہو۔ اور پھر مقام وہ پسند کیا جاتا ہے جو عام گذرگاہ کے موقع پر ہو۔ غرض ان امور کا پورا لحاظ رکھا جاتا ہے۔

اب اس مقام پر ہمارے ناظرین ذرا غور کریں اسمیں تو کوئی شبہ اور کلام نہیں کہ لیکچر ایسے عظیم الشان انسان کی طرف سے تھا جو دنیا میں غیر معمولی شہرت رکھتا ہے۔ لیکن جب سننے والوں کو یہ معلوم ہو کہ اس لیکچر کے پڑھنے والا وہ خود نہیں ہے تو عام قاعدہ کے موافق انہیں مایوس ہو جانا چاہئے تھا۔ لیکن سیالکوٹ جیسے شہر میں جو مولوی عبدالکریم صاحب کی زاد بوم ہے جہاں اس نے اپنی عمر کا بہت بڑا حصہ گذارا ہے اگر وہ وہاں کی پبلک میں ایک وقیع اور ممتاز انسان نہ ہوتا اور اپنے تقوے اور نیک چلنی کیوجہ سے خاص امتیاز حاصل نہ کر چکا ہوتا تو ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ ناممکن تھا لوگ اسطرف اس قدر توجہ کرتے۔ حضرت مولویصاحب کا نام اہالیان شہر کی کشش کیلئے ایک ضمانت تھا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے مولویصاحب کو وہ زبان اور فصاحت عطا کی ہے کہ دوسرے کو اسوقت تک ہماری جماعت میں یہ فضل نہیں ملا۔ ہم نے حضرت حکیم الامت سے بلا واسطہ خود سنا ہے انہوں نے فرمایا کہ سچ تو یہ ہے کہ یہ شخص بہت بڑی ترقی کر رہا ہے اور مجھ سے بڑھ گیا ہے حکیم الامت کا پایہ اور رتبہ اپنے رنگ میں سب سے افضل اور اعلیٰ ہے مگر این گلے را رنگ و بوئے دیگر است حضرت اقدس کی زبان مولوی عبدالکریم ہی کے منہ میں سجتی ہے یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے بھی اسے حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان سے مسلمانوں کا لیڈر فرمایا۔ اجتک جسقدر جلسوں میں حضرت اقدس کا کوئی تحریری مضمون پڑھا گیا۔ اس کے پڑھنے والا یہی شخص تھا۔ جلسہ مذاہب میں اسلام کی فلاسفی والا مضمون پڑھنے والا یہی تھا۔ لاہور کا پچھلا لیکچر بھی اسی نے پڑھا ان سب سے بھی دور پیچھے ۱۸۹۳ء میں آتھم کے ساتھ جب مباحثہ ہوا اسوقت بھی پڑھنے والا یہی تھا اور یہ لیکچر بھی اسی نے پڑھا۔ یہ سعادت یہ فخر خدا تعالیٰ نے مولوی عبدالکریم صاحب کے لئے رکھا ہے اور دوسرے کو اسوقت تک اس میں شریک نہیں کیا۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

لیکچر کے وقت مولویصاحب کی کیا حالت تھی؟

غرض مولوی عبدالکریم صاحب کھڑے ہوئے۔ خدا کی قدرت ہے کہ جب کبھی کوئی ایسا اتفاق مولویصاحب کو لیکچر پڑھنے کا ہوا ہے جہانتک ہم نے دیکھا ہے بجز ۱۸۹۳ء کے مولویصاحب کی طبیعت ہمیشہ ناساز رہی علی العموم تکمہ میں لگروں کیوجہ سے تکلیف رہتی ہے لاہور کے جلسہ پر بھی آپ بیمار تھے لیکن محض خدا کے فضل سے آپ نے جس کامیابی سے لیکچر کو ختم کیا وہ ایک نشان تھا۔ سیالکوٹ میں مولویصاحب کی حالت صحت اور بھی بگڑ گئی تھی بہت ہی نحیف اور نزار ہو گئے تھے۔ اور اسوقت جبکہ لیکچر پڑھنے کے لئے آپ کھڑے ہوئے پوری صحت اور تندرستی کی حالت میں نہ تھے اس لئے مولویصاحب موصوف کا لیکچر کو پڑھنا اور اسے ختم کرنا یہ بھی حضرت اقدس کی سچائی کی ایک زبردست دلیل تھی۔

مولویصاحب نے کھڑے ہو کر فرمایا

اس مضمون کو سنانے سے پہلے میں تبرک کے طور پر چند آیات قرآن شریف کی پڑھونگا اور اس کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ اس مضمون کو شروع کرونگا یہ کہکر آپنے یہ آیتیں پڑھیں۔

يا ايها الذين آمنوا اتقوا الله ولتنظر نفس ما قدمت لغد واتقوا الله ان الله خبير بما تعملون ۝ ولا تكونوا كالذين نسوا الله فانساهم انفسهم اولئك هم الفسقون ۝ لا يستوي اصحب النار واصحب الجنة اصحب الجنة هم الفائزون ۝ لو انزلنا هذا القران على جبل لرايته خاشعا متصدعا من خشية الله وتلك الامثال نضربها للناس لعلهم يتفكرون ۝

ان آیات کو تلاوت کرنے کے بعد آپنے وہ مطبوعہ لیکچر جو اسلام کے نام سے چھپ کر شائع ہوا ہے پڑھنا شروع کیا اس امر کے اظہار کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں کہ آپ کے لیکچر کے پڑھنے کے وقت عام جلسہ میں پورا سکوت اور امن تھا اور لوگ ہمہ تن گوش ہو رہے تھے کسی مرحلہ یا مقام پر کوئی بدنظمی یا عدم توجہی پیدا نہیں ہوئی بلکہ سامنے کے سامعین کو باوجودیکہ دھوپ آگئی تھی لیکن وہ ذرا بھی اس سے افسردہ خاطر نہیں ہوئے۔ اس شوق نے انہیں دھوپ کا احساس بھی ہونے نہیں دیا۔

لیکچر میں کیا ہے؟

اس لیکچر میں سب سے اول آنحضرت اسلام اور دوسرے مذاہب کے درمیان ایک کھلا کھلا اور بین امتیاز دکھایا اور بتایا کہ انمیں بگاڑ کیوں پیدا ہوئے ہیں بگاڑوں کو ضرورت اسلام کے دلائل ثابت

دیا چنانچہ ان الفاظ میں آپ نے اسے ادا فرمایا۔ دنیا کے مذاہب پر اگر نظر کیجائے تو معلوم ہوگا۔ کہ بجز اسلام ہر ایک مذہب اپنے اندر کوئی نہ کوئی غلطی رکھتا ہے اور یہ اس لئے نہیں کہ در حقیقت وہ تمام مذاہب ابتدا سے جھوٹے ہیں۔ بلکہ اس لئے۔ کہ اسلام کے ظہور کے بعد خدا نے ان مذاہب کی تائید چھوڑ دی۔ اور وہ ایسے باغ کیطرح ہو گئے جسکا کوئی باغبان نہیں اور جسکی آبپاشی اور صفائی کیلئے کوئی انتظام نہیں۔ اس لئے رفتہ رفتہ ان میں خرابیاں پیدا ہو گئیں۔ تمام پھلدار درخت خشک ہو گئے۔ اور انکی جگہ کانٹے اور خراب بوٹیاں پھیل گئیں اور روحانیت جو مذہب کی جڑھ ہوتی ہے وہ بالکل جاتی رہی اور صرف خشک الفاظ ہاتھ میں رہ گئے۔ مگر خدا نے اسلام کے ساتھ ایسا نہ کیا۔ اور چونکہ وہ چاہتا تھا۔ کہ یہ باغ ہمیشہ سرسبز رہے۔ اس لئے اس نے ہر ایک صدی پر اس باغ کی نئے سرے آبپاشی کی۔ اور اسکو خشک ہونے سے بچایا۔ اگرچہ ہر صدی کے سر پر جب کبھی کوئی بندہ خدا اصلاح کیلئے قائم ہوا جاہل لوگ اس کا مقابلہ کرتے رہے اور ان کو سخت ناگوار گذرا۔ کہ کسی ایسی غلطی کی اصلاح ہو جو انکی رسم اور عادت میں داخل ہو چکی ہے۔ لیکن خدا تعالےٰ نے اپنی سنت کو نہ چھوڑا۔ یہانتک کہ اس آخری زمانہ میں جو ہدایت اور ضلالت کا آخری جنگ ہے۔ خدا نے چودھویں صدی اور الف آخر کے سر پر مسلمانوں کو غفلت میں پاکر پھر اپنے عہد کو یاد کیا۔ اور دین اسلام کی تجدید فرمائی۔ مگر دوسرے دینوں کو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ تجدید کبھی نصیب نہیں ہوئی اس لئے وہ سب مذہب مر گئے۔ انمیں روحانیت باقی نہ رہی۔ اور بہت سی غلطیاں اُن میں ایسی جم گئیں۔ کہ جیسے بہت مستعمل کپڑہ پر جو کبھی دھویا نہ جائے میل جم جاتی ہے۔ اور ایسے انسانوں نے جنکو روحانیت سے کچھ بہرہ نہ تھا اور جن کے نفس امارہ سفلی زندگی کی آلائشوں سے پاک نہ تھے۔ اپنی نفسانی خواہشوں کے مطابق ان مذاہب کے اندر بیجا دخل دے کر ایسی صورت ان کی بگاڑ دی کہ اب وہ کچھ اور ہی چیز ہیں۔ شلاً عیسائیت کے مذہب کو دیکھو۔ کہ وہ ابتدا میں کیسے پاک اصول پر مبنی تھا اور جس تعلیم کو حضرت مسیح علیہ السلام نے پیش کیا تھا۔ اگرچہ وہ تعلیم قرآنی تعلیم کے مقابل پر ناقص تھی کیونکہ ابھی کامل تعلیم کا وقت نہیں آیا تھا۔ اور کمزور استعداد یں اُسکی لائق بھی نہ تھیں تاہم وہ تعلیم اپنے وقت کے مناسب حال نہایت عمدہ تعلیم تھی وہ اسی خدا کی طرف رہنمائی کرتی تھی جسکی طرف توریت نے رہنمائی کی لیکن حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد مسیحیوں کا خدا ایک اور خدا ہو گیا جس کا توریت کی تعلیم میں کچھ بھی ذکر نہیں اور بنی اسرائیل کو اسکی کچھ بھی خبر نہیں۔ اس لیئے خدا پر ایمان لانے سے تمام سلسلہ توریت کا الٹ گیا۔ اور گناہوں سے حقیقی نجات اور پاکیزگی حاصل کرنے کے لئے جو ہدایتیں توریت میں تھیں وہ سب درہم برہم ہو گئیں۔ اور تمام مدار گناہ سے پاک ہونے کا اس اقرار پر آ گیا کہ حضرت مسیح نے دنیا کو نجات دینے کے لئے خود صلیب قبول کی اور وہ خدا ہی تھے۔ اور نہ صرف اسیقدر بلکہ توریت کے اور کئی ابدی احکام توڑ دیئے گئے۔ اور عیسائی مذہب میں ایک ایسی تبدیلی واقعہ ہوئی کہ اگر حضرت مسیح علیہ السلام خود بھی دوبارہ تشریف لے آویں تو وہ اس مذہب کو شناخت نہ کر سکیں نہایت حیرت کا مقام ہے کہ جن لوگوں کو توریت کی پابندی کی سخت تاکید تھی۔ انہوں نے یکلخت توریت کے احکام کو چھوڑ دیا۔ مثلاً انجیل میں کہیں حکم نہیں۔ کہ توریت میں تو سور حرام ہے اور میں تم پر حلال کرتا ہوں۔ اور توریت میں تو ختنہ کی تاکید ہے اور میں ختنہ کا حکم منسوخ کرتا ہوں پھر کب جائز تھا۔ کہ جو باتیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے منہ سے نہیں نکلیں۔ وہ مذہب کے اندر داخل کر دی جائیں۔ لیکن چونکہ ضرور تھا۔ کہ خدا ایک عالمگیر مذہب یعنی اسلام دنیا میں قائم کرے اس لئے عیسائیت کا بگڑنا اسلام کے ظہور کے لئے بطور ایک علامت کے تھا۔ یہ بات بھی ثابت شدہ ہے کہ اسلام کے ظہور سے پہلے ہندو مذہب بھی بگڑ چکا تھا۔ اور تمام ہندوستان میں عام طور پر بت پرستی رائج ہو چکی تھی اور اسی بگاڑ کی یہ آثار باقیہ ہیں۔ کہ وہ خدا جو اپنی صفات کے استعمال میں کسی مادہ کا محتاج نہیں۔ اب آریہ صاحبوں کی نظر میں وہ پیدایش مخلوقات میں ضرور مادہ کا محتاج ہے۔ اس فاسد عقیدہ سے ان کو ایک دوسرا فاسد عقیدہ بھی جو شرک سے بھرا ہوا ہے قبول کرنا پڑا۔ یعنی یہ کہ تمام ذرات عالم اور تمام ارواح قدیم اور انادی ہیں۔ مگر افسوس کہ اگر وہ ایک نظر غائر خدا کی صفات پر ڈالتے تو ایسا کبھی نہ کہہ سکتے۔ کیونکہ اگر خدا پیدا کرنیکی صفت میں جو اس کی ذات میں قدیم سے ہے انسان کیطرح کسی مادہ کا محتاج ہے تو کیا وجہ کہ وہ اپنی صفت شنوائی اور بینائی وغیرہ میں انسان کی طرح کسی مادہ کا محتاج نہیں۔ انسان بغیر توسط ہوا کے کچھ سن نہیں سکتا اور بغیر توسط روشنی کے کچھ دیکھ نہیں سکتا۔ پس کیا پرمیشر بھی ایسی کمزوری اپنے اندر رکھتا ہے اور وہ بھی سننے اور دیکھنے کے لئے ہوا اور روشنی کا محتاج ہے۔ پس اگر وہ ہوا اور روشنی کا محتاج نہیں۔ تو یقیناً سمجھو کہ وہ صفت پیدا کرنے میں بھی کسی مادہ کا محتاج نہیں یہ منطق سراسر جھوٹ ہے کہ خدا اپنی صفات کے اظہار میں کسی مادہ کا محتاج ہے انسانی صفات کا خدا پر قیاس کرنا۔ کہ نیستی سے ہستی نہیں ہو سکتی۔ اور انسانی کمزوریوں کو خدا پر چسپاں کرنا بڑی غلطی ہے انسان کی ہستی محدود اور خدا کی ہستی غیر محدود ہے۔ پس وہ اپنی ہستی کی قوت سے ایک اور ہستی پیدا کر لیتا ہے۔ یہی تو خدائی ہے اور وہ اپنی کسی صفت میں مادہ کا محتاج نہیں ہے ورنہ وہ خدا نہو۔ کیا اس کے کاموں میں کوئی روک ہو سکتی ہے؟ اور اگر مثلاً چاہے کہ ایک دم میں زمین و آسمان پیدا کر دے تو کیا وہ پیدا نہیں کر سکتا ہندؤں میں جو لوگ علم کے ساتھ روحانیت کا بھی حصہ رکھتے تھے اور نری خشک منطق میں گرفتار نہ تھے۔ کبھی ان کا یہ عقیدہ نہیں ہوا جو آجکل پرمیشر کی نسبت آریہ صاحبان نے پیش کیا ہے۔ یہ سراسر عدم روحانیت کا نتیجہ ہے ✤

پیسہ اخبار میں حضرت اقدس کی جو زبانی تقریر چھپی تھی اور جس کو ہم نے اس وقت روزانہ پیسہ میں چھپوایا تھا۔ بعض لوگوں نے اپنی غلط فہمی سے اس سے یہ سمجھ لیا تھا کہ حضرت مسیح موعود نے گویا کل مذاہب کو سچا قرار دیدیا ہے۔ یہ نتیجہ جو غلط تھا حضرت اقدس کے کسی فقرہ سے نہیں نکالا گیا تھا۔ بلکہ پیسہ اخبار میں جو تقریر چھپی ہے اس میں کوئی بھی فقرہ ایسا نہیں ہے جس کے یہ معنے ہو سکیں۔ . . . .

. . . .

بلکہ جس فقرہ کو ٹھوکر کا باعث قرار دیا گیا ہے وہ پیسہ اخبار میں یوں ہے "دو یہ بھی یاد رکھو کہ میرا یہ مذہب نہیں کہ اسلام کے سوا سب مذاہب بالکل جھوٹے ہیں"۔ اس فقرہ میں بالکل کا لفظ اس وہم کو قطعاً دور کر رہا ہے۔ غرض پیسہ اخبار کے نامہ نگار کی تحریر غلط نہ تھی اور نہ وہ اس نتیجہ کو پیدا کرنیوالی تھی۔ بلکہ ان لوگوں کی اپنی غلطی تھی جنہوں نے اس سے ایسا نتیجہ نکال لیا۔ غرض اسلام اور دیگر مذاہب میں ایک امتیاز بتاکر پھر آپ نے عیسائیت موجودہ کی حقیقت کو بیان کیا اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت اور آپ کی رسالت کی صداقت پر دلایل بیان فرمائے۔ منجملہ ان کے ایک یہ فرمایا کہ آپ اس وقت تشریف لائے جب ضرورت تھی اور اسوقت دنیا سے گئے جب اس کام کو پورے طور پر کر لیا۔ اسی کے ضمن میں آپنے ان تبدیلیوں کا ذکر فرمایا جو حضور کی ذات بابرکات سے ہوئیں۔ یعنے عرب کے وحشیوں کو آپ نے بہائم سے انسان بنایا پھر انسانوں سے تعلیم یافتہ انسان بنایا اور پھر تعلیم یافتہ انسانوں سے باخدا انسان بنایا اور روحانیت کی کیفیت انمیں پھونک دی۔ اور سچے خدا کی ساتھ ان کا تعلق پیدا کر دیا" اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نو نامون محمد اور احمد کا فلسفہ بتایا اور اس کے ضمن میں اپنے زمانہ کی طرف اشارہ کیا اور زمانہ کے ساتوں ہزاروں کی تصریح فرمائی۔ اور اپنی ضرورت و کیفیت۔ اور وہ آثار جو اس زمانہ کے لئے بتائے گئے تھے ان کا پورا ہونا دکھایا۔

(باقی آئندہ)

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ علے الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت بفضلہٖ تعالیٰ کسیقدر ناساز رہی۔ خاندان رسالت کے تمام ممبر خیریت سے ہیں۔

۲۔ بزرگان ملت خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے خیریت سے ہیں۔

حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی کرشن اوتار پر ایک مبسوط رسالہ لکھنا چاہتے ہیں۔

ہفتہ زیر اشاعت کے الہامات

(۱) الہام

روز نقصان بر تو نیاید

رویا

(۲) مولوی حکیم نورالدین صاحب نے نماز جہری میں سورہ فاتحہ کے بعد پڑھا وما ادراک ما الفارق۔ الفارق

رویا

(۳) حضرت صاحبزادہ مبارک احمد سلمہ اللہ الاحد حضرت کو کچھ دیر تک نہیں ملا حضرت کو تشویش اور فکر ہوئی اسکی تلاش کر رہے ہیں تب حضرت ام المومنین نے فرمایا کہ مبارک موجود تو ہے پھر حضرت نے تین سجدہ شکر کے کئے زمین پر۔

الہام۔ غلام تادر آئے گھر نور اور برکت سے بھر گیا۔ ردّ اللہ الیّ۔

رویا۔ اپنے آگے بہت سی کنجیاں دیکھیں جو شاید دو ہزار کے قریب ہیں یا زیادہ۔

مقدمہ کے متعلق

مقدمہ کے متعلق اپیل کے دائر ہونے کی خبر پہلے لکھ چکے ہیں ۲۶ نومبر ۱۹۰۵ء پیشی کیلئے تاریخ مقرر تھی مگر جناب سشن جج صاحب نے وجوہات اپیل پر غور کرکے تاریخ مقررہ سے پہلے ہی فیصلہ کر دیا اور ۶ جنوری ۱۹۰۵ء تاریخ مقرر کرکے فریق ثانی کے نام نوٹس جاری ہو گیا ہے ۶ جنوری کو مقدمہ انشاء اللہ پیش ہوگا: ارشد بتا طلب گئی ہیں ✤

وقت کی قدر کرو وقت کی قدر و قیمت یا تو وہ لوگ کر سکتے ہیں جو دنیا دار ہیں اور یا وہ دیندار جو نماز کی پابندی کی قدر کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ نماز سوقت فرض کی گئی ہے۔ دونوں کی ضرورت کو آجکل گھڑیوں کے ذریعہ آسان کیا گیا ہے ... دوایت کے ایک مشہور کارخانہ سے کچھ ارزاں قیمت کی گھڑیاں ... اگر آپ وقت کی قدر کرنے میں توجہ سے سنگوا لیجئے۔ ہر گھڑی کے ہمراہ گارنٹی و شیشہ سکت گھڑی کا پارسل ... بذریعہ قیمت طلب

ریمارک

سیاحت فتح خانی - یعنی اوزیریبل نواب فتح علی خان صاحب قزلباش - سی - آئی - ای صاحب رئیس اعظم لاہور کا سفرنامہ - ہم نواب صاحب کے شکر گذار ہیں کہ انہوں نے سیاحت فتح خانی کی ایک جلد دفتر الحکم میں بھی بھیجی ہے - ہم نے اس کتاب کو شروع سے لیکر آخیر تک پڑھا ہے - یہ سفرنامہ نواب صاحب موصوف کے اس سفر کا ہے جب آپ بر موقعہ ایڈورڈ ہفتم شاہنشاہ ہند کی رسم تاجپوشی پر انگلستان تشریف لے گئے تھے - کتاب مذکورہ ۱۰۵ صفحہ پر اور قطعات تاریخ ملاکر ۲۳۵ صفحوں پر چھپی ہے - چھپائی لکھائی اور کاغذ وغیرہ جملہ مراتب اعلیٰ درجہ کے ہیں - یہ کتاب نواب صاحب موصوف نے خاص طور پر مفت تقسیم کی ہے - اگرچہ کتاب مذکور ایسی ہے کہ اس کے بعض حصے انتخاب کے طور پر درج کئے جاتے - مگر افسوس ہے ہم کمی گنجائش کی وجہ سے ایسا نہیں کر سکے تاہم مختصر الفاظ میں اتنا کہتے ہیں کہ یہ کتاب پڑھنے کے قابل ہے اور نہایت قابلیت سے اسے مرتب کیا گیا ہے -

تاہی ما فات یعنی مولانا شبلی اور مسئلہ تقدیر

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں مولانا شبلی صاحب کا لکھا ہوا مضمون "اسلام اور تمدن و ترقی" ہم نے الندوہ سے لیکر شائع کیا تھا - اس میں مسئلہ تقدیر کے متعلق بحث کرتے ہوئے مولانا شبلی صاحب نے لکھا ہے کہ اسلام نے انسان کو مختار کل قرار دیا ہے اس فقرہ پر ہم نے بذریعہ ایک فٹ نوٹ کے لکھا تھا کہ ہماری رائے میں یہ خیال اونکا صحیح نہیں اس پر ایک نوٹ اسی اشاعت میں لکھنا چاہا تھا مگر افسوس ہے کہ ہم نہیں لکھ سکے اسلئے آج اس وعدہ کا ایفا کرتے ہیں -

ہمارا مذہب لاجبر و لا اختیار ہے

(یہ ممکن ہے کہ ایڈیٹر الحکم نے ہی ایسا سمجھنے میں غلطی کھائی ہو اگر اس کی اس غلطی پر اسے تنبیہ کر دیا جاوے تو وہ اعتراف کے لئے طیار ہے -)

لاجبر و لا اختیار جو ہم اپنا مذہب (اسلام کا منشاء) پیش کرتے ہیں اسکا مطلب یہ ہے کہ اسلام نہ تو انسان کو اس قسم کا مجبور قرار دیتا ہے جو معترضین اسلام مسئلہ تقدیر کو اپنی غلط فہمی سے نشانہ بنا کر پیش کرتے ہیں اور نہ اس قسم کا مختار بناتا ہے جو بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ ہر امر میں کامل اختیار رکھتا ہے جو چاہے سو کرے -

حقیقت یہ ہے کہ فطرت انسانی ہمیں بتاتی ہے کہ بعض قوتیں انسان کی اپنے حیطۂ اختیار و اقتدار میں ہیں اور ان سے کام لینا یا نہ لینا انسان کے اختیار میں ہے - مثلاً ہاتھ سے کام لینا یا زبان سے بولنا (...)

آنکھ سے دیکھنا وغیرہ اور بعض قوی ایسے ہیں کہ اون پر اسکا کچھ بھی دخل و اختیار نہیں ہے جیسے زبان میں ذائقہ کی قوت یا آنکھ میں دیکھنے کی قوت - انسان نہیں کہہ سکتا کہ میٹھی چیز کھاوے اور زبان کو کہدے کہ تو اسے تلخ ظاہر کر یا آنکھیں کھلی ہوں اور وہ آنکھ کو کہے کہ فلاں چیز دیکھ اور فلاں نہ دیکھ - یا اندر ہی اندر جو انسان میں نشو و نما ہوتا ہے کہیں ہڈیاں بن رہی ہیں کہیں خون بن رہا ہے جنپر انسان انکے بنانے یا نہ بنانے پر کوئی اختیار نہیں رکھتا ہے - پس یہ قوی اسکے اختیار اور اقتدار سے باہر ہیں - جب یہ دو قسم کا قانون انسان کے اندر کام کر رہا ہے تو ایسی صورت میں انسان کو مجبور مطلق یا مختار مطلق کہنا سراسر غلطی ہے - اور اسی اصل پر غور نہ کرنے کی وجہ سے مسئلہ تقدیر پر نادان لوگوں نے اعتراض کئے ہیں

پہلے یہ سوال ہوتا ہے کہ تقدیر کیا ہے ؟

تقدیر کا مفہوم اور مطلب تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں ہر چیز کو ایک اندازہ پر بنایا ہے اور ہر ایک فعل کا ایک نتیجہ قرار دیا ہے جیسے آنکھیں دیکھتی ہیں سن نہیں سکتی آگ میں ہاتھ ڈالو گے تو جل جاوے گا - وغیرہ وغیرہ -

یہ الٰہی شریعت کی ناواقفی اور کم سمجھی کی وجہ ہے جو تقدیر ایسے مسئلہ پر جو تمام بلند پروازیوں کی جڑ ہے اعتراض کیا جاتا ہے -

ہم بجا طور پر کہتے ہیں کہ جیسے ایک مجبور مطلق کو سزا دینا معترضین تقدیر کے نزدیک نامناسب ہے ویسے ہی ایک مختار مطلق کو سزا دینا بھی صحیح نہیں ہو سکتا پس معلوم ہوا کہ یہ مسئلہ اپنی ہیئت اور حقیقت میں درست اور تمام ترقیوں کی جڑ ہے جو اسلام نے قرار دیا ہے کہ نہ اسے مجبور مطلق قرار دیا ہے نہ مختار مطلق -

جن اعمال و افعال میں وہ مجبور مطلق ہے اونپر شریعت اسلامی کا کوئی فتویٰ سزا یا جزا کا نہیں ہے - جیسے ہم نے اوپر بیان کیا ہے مثلاً ہڈیوں کے بننے یا انسان کے نشو و نما کے متعلق کہ قد اتنا لمبا ہو - یا رنگ ایسا ہو اونپر شریعت کا کوئی فتویٰ نہیں ہے ہاں جن افعال پر انسان کو اقتدار اور اختیار ہے اور وہ اعمال اس کی طاقت کے اندر ہیں اونپر وہ حکمرانی کرتا ہے جیسے مثلاً آنکھ سے دیکھنا اور آنکھ کو بند رکھنا یہ انسان کے اختیار میں تھا اسلئے حکم ہوا کہ قل للمومنین یغضوا من ابصارھم - مومنین سے کہدو کہ نگاہیں نیچی رکھا کریں - زبان سے بولنا یا نہ بولنا اسکے اختیار میں تھا اسلئے زبان کے متعلق احکام صادر ہوئے - غرض جن جن قوی پر انسان کو اختیار ہے - انہیں کے متعلق احکام شریعت ہیں - یہی وجہ ہے کہ ملت اسلام کا باپ - ابراہیم حنیف علیہ الصلوٰۃ والسلام کہتا ہے واذا مرضت فھو یشفین جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ مجھے شفا دیتا ہے - پس ہمارے نزدیک کسیقدر اختصار کے ساتھ یہ حقیقت ہے -

مدرسہ تعلیم الاسلام

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں عید الفطر کی تقریب کے قریب آجانے کی وجہ سے ہم عید فنڈ کی طرف احمدی قوم کو توجہ دلا چکے ہیں آج ڈاکٹر صاحب مدرسہ تعلیم الاسلام کا کارڈ جو انہوں نے بغرض اشاعت ہمارے پاس بھیجا ہے شائع کرتے ہیں - وھو ھذا -

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

برادرم - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - عید الفطر کا مبارک دن قریب آ رہا ہے - اس واسطے میں آپکو بر موقعہ یاد دلاتا ہوں اور چندہ عید فنڈ ایک روپیہ عہ فی کس احمدی ممبر اور صدقۂ فطر مدرسہ کے یتامیٰ اور مساکین کے واسطے اپنا اور اپنے شہر کی جماعت کا جمع کر کے جسقدر جلد ہو سکے بنام مہتمم مدرسہ ارسال فرما دیں بسبب کالج بننے اور مدرسہ کے سرکاری منظور ہو جانے کے عمارت اور سامان اور ملازمین مدرسہ اور وظائف غربا اور کتب خانہ وغیرہ امور کے واسطے بہت سے فنڈ کی ضرورت ہے جسکا جمع ہونا آپ صاحبان کی توجہ کو چاہتا ہے - والسلام -

آپکا خادم محمد صادق عفی اللہ عنہ

قائم مقام ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان ضلع گورداسپور

نواب علی شاہ صاحب کی خواب کی تعبیر

الحکم مورخہ ۱۰ و ۱۷ نومبر ۱۹۰۵ء میں نواب علی شاہ صاحب ساکن کشمیر نے پتا ایک خواب چھپوایا ہے جس میں انہوں نے ایک زمین میں چلتے چلتے پہلے ایک سانپ اور پھر بہت سے سانپ مرے ہوئے چوہوں کے کہانے کو اور چوہوں سے کھاتے جا رہے ہوئے دیکھے ہیں - مولوی محمد فضل صاحب نے جو تعبیر کی ہے وہ بجائے خود ہے لیکن میرے نزدیک اسکی تعبیر یوں ہے نواب علی شاہ میں لفظ نواب کے معنے نائب اور خلیفہ کے ہیں اور علی شاہ یعنی بلند بادشاہ خود باری تعالیٰ ہے جس کا خلیفہ یعنی حضرت مسیح موعود اس وقت اس زمین پر وارد ہوا ہے - وہ دنیا کے واسطے رحمت تہا مگر بد قسمت دشمن بسبب اپنے شامت اعمال کے اسی سے ٹھوکر کھا کر گرے - آدم اور شیطان کے مقابلہ میں اونہوں نے شیطان کا طرف لیا اسلئے وہ سانپ کی شکل میں دکھائی دئے - جو آدم کا پورانا دشمن ہے - چوہا فاسق ہے عربی میں اس کو فویسق کہتے ہیں - فسق بد عہدی کا نام ہے - ابتداء سے پیغمبروں کے ذریعہ سے اور خاصکر حضرت خاتم الانبیا کے ذریعہ سے جو عہد اہل کتاب سے لیا گیا تہا کہ وہ دجال کے فتنہ کے وقت مسیح کا ساتھ دیں گے - اوس عہد کو ان لوگوں نے فسق کیا - یہی فسق ان لوگوں کو کھا رہا ہے - اور وہ بجائے اوپر آسمان کی طرف چڑہنے کے نیچے زمین میں دھس رہے ہیں اور اخلد الی الارض کا مصداق بن رہے ہیں - سانپ کا کیڑا بھی زمین سے ہی نکلتا ہے اور چوہوں کے ذریعہ سے لوگوں تک پہنچتا ہے - اس خواب سے ملک کشمیر کے طاعون زدہ ہونے کا بھی خوف ہے - یہہ تعبیر میرے خیال میں خواب کو پڑھتے ہوئے بے ساختہ آئی ہے - واللہ اعلم بالصواب -

محمد صادق - عفی اللہ عنہ
قادیان

کچھہ اپنی نسبت

ہم ان بقایا داران کے شکر گذار ہیں جنہوں نے مطبع کی ضروریات کو محسوس کر کے با خوف خدا اپنا بقایا صاف کر دیا ہے اور مطبع کے بھیجے ہوئے وی پی وصول کرتے ہیں -

ا - اور ہم آج اون احباب کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے کئی مرتبہ وی پی واپس کئے ہیں کیونکہ آخر ہم ۲۴ - نومبر ۱۹۰۵ء کو اون کے نام اخبار بھیجنا بند کر دینگے - اور اسطرح پر آخر سال تک کچھ بھی فائدہ ہوگا اور بعض ہمدردان الحکم جب دفتر الحکم میں تشریف لا کر بقایا داران کے رجسٹر کو دیکھا کرتے ہیں تو وہ اون کے اسماء گرامی کو ہمدردان قوم میں پا کر کچھ افسوس کرینگے -

سال رواں کے اختتام میں اب ایک ہی مہینہ باقی سمجھے - اس لئے اب اطلاع دیجاتی ہے کہ سالہائے گذشتہ کے معمول کے موافق ۱ - دسمبر ۱۹۰۵ء کا الحکم سالانہ قیمتوں کے وصول کرنے کے واسطے بذریعہ وی پی بھیجا جاوے گا - اور اس سے پہلے بذریعہ مطبوعہ کارڈوں کے حسب معمول اطلاع دیجاوے گی - میں یقیناً عرض کرتا ہوں کہ اخبار کے استحکام کے لئے قوم کی حقیقی کوششوں کی ضرورت ہے اور اس امر کی ضرورت کہ وقت پر واجب چندہ ادا کیا جاوے - قومی اخبار قومی ہمدردیوں سے چلتے ہیں لیکن الحکم کہہ سکتا ہے کہ بلا استغنائے چند آدمیوں کے جنہوں نے وقتاً فوقتاً اسکی تحریروں پر توجہ کر کے ان حضوروں کو قادیاں سے دور رہ کر بھی محسوس کیا - کسی شخص کو یہ موقع نہیں ملا کہ وہ ۱۵ سے ڈیوڑھی دے - اور نہ کبھی الحکم کی طرف سے اس قسم کی درخواست ہی ہوئی ہے - یہ ایسی باتیں ہیں - جو قوم کو خود محسوس کرنی چاہئیں - بہر حال آئندہ کے لئے اگر خدا تعالیٰ نے ہمیں توفیق دے اور اس خدمت کے قابل ہمیں رکھے تو ہم یہ چاہتے ہیں کہ صرف ان خریداروں کے نام الحکم جاری رکھا جاوے جو پیشگی قیمت دینے والے ہوں ہاں بعض خوش معاملہ لیکن غیر مستطیع احباب جو اول سات آٹھ سال میں ہمیشہ خوش معاملہ ثابت ہوئے ہیں اس قاعدہ سے مستثنےٰ کئے جاویں - اسلئے ہر شخص کو اپنی جگہ سوچ لینا چاہئے کہ آیا وہ الحکم پیشگی قیمت پر خرید سکتا ہے یا نہیں -

یہ قاعدہ پختہ کر لیا جاوے گا - کہ جو شخص وی پی واپس کریگا بجائیکہ اوسے پہلے اطلاع دیگئی ہو

اور وہ وی پی جاری ہونے سے پہلے اون کے نہ پہونچنے کی اطلاع دیدے یا قبل از وقت اسکی اطلاع نہ پہونچ سکے اور ستفنے کرنے پر واپس شدہ وی پی پر نام خارج کر دیا جاویگا۔ اس سال سلسلہ کو اس حصہ میں بھی بہت سا خسارہ ہوا ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ جن احباب کا سالانہ چندہ بذریعہ وی پی وصول ہوا ہے اون سے وی پی کمیشن وصول نہیں کیا وہ اس مرتبہ شامل کر لیا جاویگا۔

تفسیر القرآن اور اوسکے خریدار

ہم نے اطلاع دیدی کہ تفسیر القرآن کا دوسرا پارہ شائع ہو گیا اور اکثر خریداروں کے نام وہ روانہ بھی ہو گیا۔ لیکن ابھی تک بعض ایسے بھی معلوم ہوتے ہیں کہ جن کے پاس متفرق اجزا پہونچے ہوئے ہیں اور انہوں نے ابھی تک باقی اجزا کے طلب کرنے کی اطلاع نہیں دی ایسی صورت میں ہم بری الذمہ ہیں۔ اگر کسی کو باقی اجزا نہ ملے ہوں۔ ہاں اگر اطلاع دینے پر نہ بھیجے جاویں تو ہم ذمہ دار ہیں۔ جن لوگوں کے پاس اجزا پہونچے ہوئے ہیں اور ان کے پاس مکمل پارہ بھی پہنچ گیا ہے۔ انہیں چاہئے کہ وہ اجزا واپس بھیجدیں درخواست میں صاف لکھا جاوے کہ اس صفحہ تک پارہ دوم پہونچا ہوا ہے۔

نکاح کی ضرورت

ہمارے ایک مخلص احمدی بھائی میاں رحمتہ اللہ صاحب جو لاہور کے ارائیں قوم سے ہیں اور بنگہ ضلع جالندھر میں ایک اچھی دوکان سبزی اور میوہ فروشی کی رکھتے ہیں اپنی اہلیہ کے فوت ہو جانے کی وجہ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ میاں رحمت اللہ نوجوان ہیں۔ اون کی عمر ۳۴ سال کی ہے۔ اور لکھے پڑھے ہیں۔ جہانتک ایڈیٹر الحکم کو ان سے ذاتی تعارف اور اون کے حالات کی واقفیت ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میاں رحمت اللہ خدا کے فضل و کرم سے ایک دیندار اور شریف آدمی ہے۔ جو صاحب ان سے اس قسم کا تعلق پیدا کرنا چاہیں وہ براہ راست میاں رحمت اللہ احمدی بنگہ ضلع جالندھر کے پتہ پر یا ایڈیٹر الحکم کی معرفت خط و کتابت کریں۔

ایک اور بھائی طالب نکاح ہے

[illegible] احمد صاحب نومسلم جو ایک شریف گھرانہ کے [illegible] (اور [illegible] سے مسلمان ہیں۔ اور اب [illegible] فضل سے احمدی ہیں اور خاص قادیان [illegible] معاش کے لئے شیر فروشی کا کام کرتے ہیں) [illegible] شیخ صاحب اپنا

گذارا رکھتے ہیں نوجوان اور نیک ہیں۔ اور تعلق پر وہ اپنے کاروبار کو بڑھا سکتے ہیں ہمارے اپنے خیال میں ایک دیندار اور متقی آدمی تو مال و دولت کی پروا نہیں کرتا۔ البتہ شرافت نیک چلنی۔ اور پرہیزگاری کو مقدم کر لیتا ہے۔ کیونکہ متقی کے لئے یہ سامان خود مولیٰ کریم ہو جاتا ہے۔

ایک ضروری بات

اکثر احباب اور خریداران الحکم نے وقتاً فوقتاً ہمیں لکھا ہے اور زبانی بھی جب انہیں ملاقات کا موقع ہوا ہے تو فرمایا ہے کہ جو نئی کتاب دفتر الحکم سے یا قادیان سے شائع ہو ہمیں بلا تکلف بذریعہ وی پی بھیجدی جایا کرے۔ ہم نے ایسے بزرگواروں کے نام باقاعدہ اپنے کسی رجسٹر میں اپنی لاپروائی یا غفلت سے درج نہیں کئے۔ اور پھر ایسے بزرگوں سے شرمندہ ہونا پڑا اب ہم نے ارادہ کیا ہے کہ مستقل طور پر ایسے خریداروں کے نام نوٹ کر لئے جاویں اسلئے بجائے اس کے کہ سب صاحب ہمیں اطلاع دیں صرف وہ بزرگ براہ کرم اطلاع دیں جنکا نام درج رجسٹر کیا جاوے ہم آخر دسمبر ۱۹۰۴ء تک ایسے تمام بزرگوں کی یادداشت مکمل کر لینگے۔ اس کے بعد جو بزرگ اس سلسلہ میں اپنا نام نہ لکھیں گے انکے سوا کل خریداران الحکم کو خریداران کتب جدید سمجھ لیا جاوے گا۔ اور پھر ہر جدید کتاب انکی نسبت میں بھیجدی جاویگی۔ اس لئے ہر ایک بھائی اس امر پر غور کر کے ہمیں اطلاع دے اگر وہ نام درج کرانا چاہیں۔ (ایڈیٹر الحکم)

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی علمی عملی دلچسپیوں کا سامان

ایڈیٹر الحکم نے ان دنوں دو جدید کتابیں خود لکھی ہیں اور دو کتابیں تالیف کی ہیں پہلی دو کتابوں میں سے ایک کا نام

نماز اور اسکی حقیقت

ہے۔ اس عجیب اور قابل قدر کتاب کی خوبیوں سے اطلاع پانے کے لئے ہمارے ناظرین ۱۰ دسمبر کے الحکم کا انتظار کریں جس میں اسکا مفصل اشتہار مع فہرست مضامین دیا جاویگا۔ جس انداز اور اسلوب پر اسکو ایڈٹ کیا گیا ہے ہم بجائے خود دیکھتے ہیں کہ انشاء اللہ العزیز اسے نہایت پسندیدگی کی نظر سے دیکھا جاویگا۔

دوسری کتاب

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق مستورات کے دلچسپ سلسلہ کا دوسرا نمبر یا

موتیوں کی لڑی کا دوسرا حصہ

ہے جو انہیں ایام مبارک رمضان میں لکھا جا رہا ہے اس رسالہ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی عظمت اور اوسکی صداقت کو عجیب طرز پر دکھایا ہے مشنری عورتوں کے ہتھکنڈوں

سے بچنے کی راہنمائی ہے اور عام فہم اور سلیس فقروں میں عیسائی مذہب کے رد کا کارگر حربہ سکھایا ہے اسلامی تعلیم کی خوبیوں اور قرآن کریم کے زندہ اعجاز کا ثبوت دیا ہے۔ وہم پرستی اور رسم پرستی کے نقصانات۔ فقیروں کے ہتھکنڈے ٹونے ٹوٹکے کی خرابیاں دکھائی گئی ہیں۔ اس کتاب کا مفصل اشتہار مع فہرست مضامین بھی اسی اشتہار میں دیا جاوے گی (انشاء اللہ)

اسکے سوا

دو قابل قدر اور ضروری کتابیں اور تالیف ہوئی ہیں اور وہ دونو کاتب لکھ رہے ہیں۔ انمیں سے ایک کا نام غالباً

خطبات کریمیہ

ہوگا۔ یہ کتاب تین حصوں پر منقسم ہوگی جس میں سے ہر ایک حصہ میں ۱۲ خطبے ہونگے یہ خطبے ہیں جو حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے مختلف اوقات میں پڑھے ہیں۔ اس سے کتاب کی خوبی اور عظمت کا پتہ لگ سکتا ہے۔ ہر جگہ قریباً جمعہ کی نمازوں میں یہی خطبے پڑھے جاتے ہیں۔

دوسری کتاب

جو تالیف ہو چکی ہے اور کاتب لکھ رہا ہے وہ مجاہد المسیح یا اسی قسم کے اور مناسب نام سے موسوم ہوگی۔ اس کتاب میں وہ اردو و فارسی اشعار جمع کئے گئے ہیں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ثنا و نعت میں لکھے گئے ہیں۔ یہ کتاب حضرت حجۃ اللہ سے رابطہ ایمان و محبت بڑھانے کے لئے کارگر اور مجرب نسخہ ہوگی اپنی طرز کی نئی درثمین کہلائیگی۔

ان چاروں کتابوں کے لئے دفتر الحکم کے سوا اور کہیں درخواست نہیں کرنی چاہئے قیمت کی نسبت ابھی ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔

مکتوبات امام الزمان سلمہ الرحمان

حضرت اقدس حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے مکتوبات کو خاکسار ایڈیٹر الحکم نے جو عرصہ سے اون کی تلاش و جستجو میں تھا بہت بڑی مقدار میں جمع کر لیا ہے۔ اور ابھی کر رہا ہے۔ وقتاً فوقتاً الحکم کے ذریعہ بھی ان گراں بہا اور اچھوتے حقائق کو ناظرین الحکم کے لئے پیش کیا ہے اور اب خدا تعالیٰ کے فضل و کرم پر بھروسہ کر کے ارادہ کیا ہے کہ ان مکتوبات کو پانچ مختلف جلدوں میں چھاپ دیا جاوے اور جہانتک ممکن ہو اور اسباب میسر آسکیں کوشش کی جاوے۔ کہ وہ خوشخط عمدہ اور صحیح چھپیں اس کے لئے مدد کرنا اس قوم کا فرض ہے۔ جو جری اللہ فی حلل الانبیاء کو شناخت کر چکی ہے اور اس کے کلمات طیبات کی قدر سمجھتی ہے۔ صحت کے لئے

بزرگان ملت کی امداد کی ضرورت ہے جس کے لئے مجھے امید ہے کہ انہیں دریغ نہ ہوگا اور وہ اس کام میں مجھے مدد دینا اپنا روحانی فرض سمجھیں گے۔ ان مکتوبات کو میں بندیلوذیل پانچ حصوں پر تقسیم کروں گا۔

اوّل۔ وہ مکتوبات جو اسلام کے مسائل یا کسی آیت کی تفسیر کے متعلق ہیں۔
دوم۔ وہ مکتوبات جو تعبیر خواب وغیرہ کے متعلق ہیں۔
سوم۔ وہ مکتوبات جو مختلف مذاہب کے رد میں
〃 ہیں۔ اسی میں وہ مکتوبات بھی شامل
〃 ہوں گے۔ جو مختلف مذاہب کے لیڈروں
〃 یا گدیوں کے نام لکھے گئے ہوں۔
چہارم۔ وہ مکتوبات جو اتمام حجت اسلام یا اپنی ذات
〃 کے متعلق معترضین یا مخالفین سلسلہ
〃 عالیہ احمدیہ کو لکھے۔
پنجم۔ وہ مکتوبات جو شاہان وقت کو لکھے ہیں

بظاہر یہ بڑا عظیم الشان کام ہے لیکن میں اپنی قوم کو خوشخبری دیتا ہوں کہ اوس ناچیز اور بیچ مرز خادم کو خدا تعالیٰ کے محض فضل سے اس خدمت کے سر انجام دینے کے قابل ہوگا۔ اس لئے یہ مجموعہ جہانتک اسے علم ہو سکا کر لیا ہے۔ اور اگر کسی کے پاس کوئی مکتوب ہے تو اس کا فرض ہے کہ اوس کی نقل یا اصل بھیجدے۔ ورنہ یہ ہو سکتا ہے کہ وہ ایک ضروری دینی خدمت کے پورا کرنے میں محروم رہے گا۔ مکتوبات کے اوّل ایک دیباچہ انشاء اللہ قابل دید ہوگا۔ جس کے لکھے جانے کی میں حضرت حکیم الامۃ یا مخدوم الملۃ مولوی عبد الکریم صاحب سے درخواست کرونگا ورنہ جو کچھ برا بھلا ہوگا خود لکھکر ان بزرگوں کے سامنے بغرض اصلاح رکھدونگا وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

اگر ناظرین الحکم مجھے اطلاع دیدیں کہ وہ کس کس قدر جلدیں خرید کر لیں گے تو میں اس قابل ہو سکتا ہوں کہ اندازہ کر لوں کہ کس قدر جلدیں چھپوانی چاہئیں۔ کیونکہ جسقدر زیادہ جلدیں طبع ہونگی اوسیقدر رعایت ہو سکتی ہے۔ (ایڈیٹر الحکم)

مفت راحہ کفت

مخدومی ایڈیٹر صاحب الحکم سلمکم اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کو معلوم ہے کہ برادرم شیخ محمد یوسف صاحب احمدی تحصیلدار کمشنری انبالہ نے نہایت فیاضی سے ۱۰۰ جلد جام شہادت پوری قیمت پر خرید فرما کر احقر کے پاس بغرض مفت تقسیم کے امانت رکھی ہے۔ شیخ صاحب موصوف چاہتے ہیں کہ جہاں یہ مرثیہ نہیں پہونچ سکا وہاں پہونچ جائے۔ اسلئے میں بذریعہ نیاز نامہ ہذا التماس کرتا ہوں کہ جو صاحب اسکے شائق ہیں اور اسکو پڑھنا چاہتے ہیں وہ ۱ کا ٹکٹ بھیجکر مجھ سے منگالیں۔ حسب گنجایش نسخہ روانہ کر دئے جائیں گے۔ اور شکریہ کا کارڈ بخدمت شیخ صاحب موصوف بمقام انبالہ چھاونی بازار بھیجدیں۔

[illegible]

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

اے بیخبر بخدمت قرآن کمر ببند | زان پیشتر کہ بانگ برآید فلان نماند

ہم جب عیسائی مشنریوں کی ان کوششوں پر نظر کرتے ہیں جو وہ اپنے مذہب کی اشاعت اور اسکی طرف لوگوں کو متوجہ کرنے کیلئے کر رہے ہیں تو سخت رنج آجاتا ہے کہ اس مذہب کی اشاعت کیلئے تو یہ لوگ کوشش کر رہے ہیں جو اخلاقی مجلسی مذہبی اور بالآخر سیاسی پہلو سے بھی نوع انسان کیلئے خطرناک دشمن ہے۔ اور ہم وہ دین اور مذہب لیکر جس کیلئے ان الدین عند اللہ الاسلام فرمایا گیا ہے سست اور کاہل ہیں اللھم انی اعوذ بک من العجز والکسل۔ اس وقت عیسائی مذہب کے مشنری اور مشنری جسقدر سعی اپنے مذہب کی پامالی کیلئے کر رہے ہیں اسقدر بلکہ اس سے بہت بڑھکر سعی مسلمانوں کو قرآن کریم کی اشاعت (علمی اور عملی) کیلئے کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اسمیں بڑھکر نوع انسان کی ہمدردی اور بھلائی کچھ نہیں ہے۔ اسلام مذہب تمام انسانی کمالات اور اخلاق فاضلہ کے حصول کا سچا ذریعہ ہے۔

پھر مسلمانوں کا اس کی اشاعت سے بیخبر رہنا سخت ظلم ہے۔ ہمیں حال میں معلوم ہوا ہے کہ تھامس ترجمہ انجیل کیلئے جو فنڈ قائم کیا گیا تھا اس کے منتظم اب شملہ کی پہاڑی زبان میں انجیل کا ترجمہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ بالمقابل ایک ہم ہیں کہ قرآن کریم کو اپنی ہی زبان میں سمجھنے اور سمجھانے کی کوشش بھی نہیں کرتے لیکن وقت سستی کا نہیں ہے وہ دن بہت نزدیک ہیں گے خدا تعالیٰ نے اس شرک عظیم کے بت کے توڑنے کا ارادہ فرمایا ہے جو انسان پرستی کی صورت میں تراشا گیا ہے اسوقت اسمیں مرد دینا خدا تعالیٰ کے منشا کو پورا کرنا ہے اور اسی لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم قرآن کریم کی خدمت میں کمربستہ ہوکر اپنے قول سے اسکی تعلیم کی خوبیوں اور کمالات کو ظاہر کریں اور زور بیان سے اسکی اشاعت کریں۔ پہلا حصہ تو ہر مسلمان کو میسر آسکتا ہے دوسرا حصہ جنکو کہ خاص ہیں وہ ان لوگوں کی مدد کریں جو اس خدمت کو کرنا چاہتے ہیں۔

آریہ سماج میں ہرج مرج

آریہ سماج میں ایک عرصہ سے باہم نکتہ چینی ہو رہی ہے لیکھرام کے قتل پر دونو فریقوں میں باہم صلح وصفائی کی تجویزیں ہوتی تھیں لیکن چند روز سے زیادہ قائم نہ رہ سکیں۔ آخر پھر دونو فریق ایک دوسرے کی مخالفت پر اٹھ کھڑے ہوئے فریقین کے اخبارات میں جو بیجا درافشانیاں ایک دوسرے کے متعلق کی گئیں۔ ان کے دہرانے کی اب ضرورت نہیں اب مہاتما پارٹی میں بھی دو فریق ہو رہے ہیں۔ ایک لالہ منشی رام صاحب کا فریق ہے اور دوسرا فریق وہ ہے جس کے طرفدار ماسٹر آتما رام صاحب وغیرہ ہیں۔

پچھلے دنوں لاہور میں عہدہ داروں کے انتخاب وغیرہ کے متعلق آریہ پرتی ندی سبھا پنجاب کا جلسہ تھا۔ اسمیں جو جو کارروائی ہوئی ہے افسوس ہے ہم اسوقت سے بیان نہیں کر سکتے۔ پھر دوسرے وقت اگر گنجائش اور موقع ملا تو کرینگے (انشاء اللہ) تاہم اسکا نتیجہ بظاہر خطرناک ہوا ہے لالہ منشی رام صاحب آریہ سماج کے ممبر نہیں رہے اور اب ان دونو فریق میں جو دال بٹ رہی ہے اس کا اندازہ مندرجہ ذیل تحریر سے ہوگا۔ اور وہ تحریر یہ ہے۔

آریہ اخباروں کی باہمی چھیڑ چھاڑ

لالہ منشی رام جی المعلیحدہ شدہ

گوروکل جی نے سماج کی ممبری سے استعفا دیدیا اور سماج کے جملہ آرگنیزیشنوں سے علیحدگی اختیار کرکے گوروکل کے ساتھ اس وقت تک تعلق رکھنا منظور کیا کہ جب تک آریہ پرتی ندی سبھا ان کو گوروکل میں رکھنا منظور کرے اور کسی دوسرے قابل شخص کو منتخب نہ کرے۔ لالہ منشی رام جی اپنی علیحدگی کی وجوہات اپنے اخبار سیت دہرم پرچارک جالندھر میں جبکہ علیحدگی کا اعلان کیا گیا صاف صاف ظاہر نہیں کی ہیں۔ اسلئے لالہ منشی رام جی از ادنگار کی نسبت حیرت انگیز خیال کیا گیا تھا مگر بھکاری نے وجوہات علیحدگی ظاہر کئے جانے کا فائدہ اشارۃً ظاہر کیا۔ کہ ۱۶؍اکتوبر کا واقعہ کہ جس کا ذکر لالہ منشی رام جی کے "اعلان علیحدگی" میں ذکر کیا گیا ہے۔ آریہ پرتی ندی سبھا کی پریزیڈنٹی کا اشارہ کرتا ہے اور علیحدگی کی وجہ یہ ظاہر کی گئی کہ ۱۶؍اکتوبر کے جلسہ انتخاب عہدیداران پرتی ندی سبھا پنجاب میں لالہ منشی رام جی پریزیڈنٹ سبھا بننا چاہتے تھے اور چونکہ وہ پریزیڈنٹ نہیں بنائے گئے۔ اس لئے وہ آریہ سماج کی ممبری سے علیحدہ ہو گئے ہیں۔ اسپر لالہ جیبا داس بی اے المعروف مہاشہ جیمنی ایڈیٹر منشی سدھار رام نے بھکاری کے جواب میں اس معاملہ کے متعلق لکھتے ہیں۔

آریہ سماجوں کی بنائی ہوئی پرتی ندی سبھا کے خود غرض لیڈر شہرت حاصل کرنے کیلئے مہاتما منشی رام جی کو گرانے کی کوشش کر رہے تھے ان خود غرض لوگوں نے اپنی عظمت کا سکہ جمانے کیلئے مہاتما جی کو بدنام کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا بجائے اس کے کہ مہاتما جی کے مستعفی ہونے سے اپنا منہ گریبان میں کرتے آج لالہ رلیا رام جی بھکاری نے پر دو پرایسٹر اپنی کسوٹی لالہ آتما رام جی اپدیشک آریہ پرتی ندی سبھا سے اخبار میں درج کراتے ہیں کہ مہاتما منشی رام جی سماج سے اس لئے الگ ہوئے کہ وہ پریزیڈنٹ سبھا بننے کے خواہشمند تھے اور ان کو چونکہ یہ عہدہ نہیں ملا اس لئے وہ الگ ہوگئے۔ ماسٹر آتما رام جی کا کیا قصور جہاں سے اون کو لکھا ملگیا۔ اسی کے بنگی کوئی زمانہ تھا جبکہ مہاتما منشی رام جی لیڈر تھے اور عرصہ تک ماسٹر جی کی اپنی جیب سے روپوں سے امداد کرتے تھے۔ اس وقت ماسٹر جی مہاتما جی کے گن گایا کرتے تھے۔ لیکن اب چونکہ مہاتما جی دنیوی حشمت کو چھوڑ کر گروکل کے سیوک بن گئے اور ماسٹر جی کو اب دوسرے اصحاب نے امداد دینی شروع کی۔ تو ماسٹر جی نے بھی اپنی گروشہ بدلی ماسٹر جی اب سینہ پر ہاتھ رکھکر بتلاویں کہ مہاتما منشی رام جی سبھا کی پریزیڈنٹی کا خواہشمند ہے یا یہ کہ سبھا کی پریزیڈنٹی اس کے پاؤں چومنے کو تیار ہیں۔ آپکی ایک سبھا کیا سینکڑوں سبھائیں اس کے پاؤں چومنے کو طیار ہیں مہاتما منشی رام جی نے خود سبھا کی پریزیڈنٹی چھوڑی تھی۔ ورنہ کب لوگ آپکے بجنیہ لالہ رلیا رام یا پنڈت رام بھجدت کا پریزیڈنٹ بنتا پسند کرتے تھے۔ سنہ ۱۹۰۴ء کے انتخاب میں جبکہ لالہ منشی رام جی گروکل سے واپس تشریف لائے تو کیا سبھا کے ممبروں نے ان کو پریزیڈنٹ نہیں چنا تھا۔ اس وقت آپنے کیوں اعتراض نہ کیا۔ لیکن انہوں نے خود ہی استعفا دیدیا۔ اور پھر انتر نگ سبھا نے پنڈت رام بھجدت کو پریزیڈنٹ بنا دیا۔ افسوس ہے کہ جو لوگ مہاتما جی کے بوٹ کے تسمے کھولنے کے قابل نہیں ہیں۔ آج وہ مہاتما جی کے اعلے چلن پر حرف رکھنے کو آمادہ ہوتے ہیں جنکو مہاتما جی نے اپنے ہاتھوں سے ابھارا اور اٹھایا۔ آج وہ ان کو نیچے گرانے کو آمادہ ہو رہے ہیں۔

ماسٹر آتما رام جی ایڈیٹر بھکاری نے ۱۹؍نومبر کی اشاعت میں "ایک نادان دوست کی غلط بیانی" کے عنوان سے جیمنی کی مندرجہ ذیل نوٹ شائع کیا ہے۔

مہتہ جیمنی جی کی عادات سے جو اشخاص واقف نہیں ہیں وہ شاید ان کی کل تحریرات کو سچ سمجھنا شاید مشکل نہ ہو۔ لیکن جو انکی عادات اور خوشی طبیعت سے واقف ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ انکی تحریرات میں کہاں تک راستی ہوتی ہے۔ گذشتہ نمبر سدھار میں مہتہ جی نے ہمیں مہاتما منشی رام جی کا سابق بیجا نمک خوار ظاہر کیا ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں۔ کہ جب تک مہاتما منشی رام جی لیڈر ماسٹر جی کی امداد اپنی جیب خاص سے کرتے رہے تب تک یہ انکی تعریفیں کرتے رہے جب سے انہوں نے یہ مدد کرنی چھوڑ دی تب سے یہ مخالف ہوگئے۔ کسی نے سچ کہا ہے کہ نادان دوست دانا دشمن سے برا ہے۔

مہاشے منشی رام جی کے اس نادان دوست کی تحریر سے یہ ثابت ہوا کہ مہاتما جی نے ہمیں اپنا بھانڈ رکھا ہوا اور وہ خود کس درجہ کے دانا ہوں گے جو اپنی تعریف کرانے کیلئے ہمیں اپنی جیب خاص سے مدد دیتے ہوں گے۔ مہتہ جی میں اگر ذرہ بھر عقل ہوتا تو اصل واقعات کو ہرگز غلط پیرایہ میں بیان نہ کرتے۔ یہ سراسر سفید جھوٹ ہے جو مہتہ جی نے ہماری نسبت لکھا ہے۔ ہماری کبھی شایان سے آجتک ان کا بدعا اٹھانے ہوئے تب ایک عرصہ دراز سے مل نکتہ چینی کی جگہ ذاتی کمینے اور سراسر لغو حملے ہم پر کر رہے ہیں لیکن ہم نے آپکی کی لیلاؤں کا آجتک کسی اخبار میں اشارہ تک نہیں دیا۔ اگر آپ جھوٹ لکھنے سے باز نہ آئے تو جہاں ہم اپنی ذات کے متعلق اصل واقعات بے کم وکاست پبلک کے آگے رکھیں گے وہاں ہمکو مجبوراً آپ کی جالندھر۔ جمیئہ۔ پٹیالہ ملتان وغیرہ کی لیلاؤں کا مفصل ذکر کرنا پڑیگا اور اس کا جو نتیجہ نکلے گا۔ اوس کو آپ جیسے مہذب انسان کیطرح اگر آپ میں ہمت ہے تو دلایل اور واقعات کی بنا پر یہ ثابت کریں کہ مہاشے منشی رام جی نے اس سال پریزیڈنٹ بننے کی خواہش وکوشش وغیرہ نہیں کی۔

مہتہ جی ہم سے حد سے زیادہ آگے گزرے ہیں اور لغو حملے سہے۔ لیکن چونکہ آپ باز نہیں آتے اب ہم آئندہ آپ کی ذاتی باتوں کو مفصل درج کرنے کیلئے اگر مجبور ہوئے تو پیر آپ اور آپکے دوست ہمیں کوئی دوش نہ دیں۔ ہاں یہ دعویٰ ہمارا رہیگا۔ کہ جو بات ہم لکھیں وہ محض واقعات کی بنا پر ہو۔

پادریصاحبان! گھر کی خبر لیجئے

عیسائی مشنری دور دراز سے آکر ہندوستان میں تو عیسائیت کی تبلیغ اور اشاعت میں ہر قسم کی کوششوں کو جائز اور مباح رکھتے ہیں اور گھر سے دور لوگوں کو صلیب پرستی اور مردہ پرستی کیطرف عجیب عجیب طریقوں سے کھینچ رہے ہیں مگر اپنے گھر کی انکو خبر نہیں کہ کیا ہو رہا ہے۔

۱۴؍ستمبر سنہ ۱۹۰۴ء کے کرسچن ہیرلڈ میں عیسائی دنیا کو بیدار کرنے والی نہیں گھبرا دینے والی ایک خبر شائع ہوئی ہے جو ہر چند ہندوستان کے نومرید عیسائیوں کیلئے دلشکن ہو مگر ہمارے لئے نئی نہیں بلکہ ہمارا ایمان بڑھانے والی ہے کیونکہ اس سے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کا اس سے پتہ ملتا ہے جو کسر صلیب کیلئے آیا ہے۔ چنانچہ کرسچن ہیرلڈ لکھتا ہے۔

سینٹ لوئیس میں ورلڈ ز فیر کے ضمن میں جو انٹرنیشنل کانگریس ہونیوالی ہے وہ اپنی غیر معمولی نوید میں عجیب طرح کا اعلان کرتی ہے جس کو پڑھکر عیسائی دنیا کو حیرت ہو رہی ہے۔ شکاگو کی مشہور نمائش کے وقت دنیا کے تمام مذہب والوں کو موقع دیا گیا تھا کہ وہ ایک عام پلیٹ فارم پر اپنے خیالات کا اظہار کریں اور انسان کے عالمگیر اخوت کا اہتمام کریں۔ مگر فری تھاٹس یعنے آزاد خیال والوں کو اس سے نفع سے محروم کر دیا گیا تھا۔ مگر سینٹ لوئیس کی نمائش نے ان کے وکیلوں کو بھی شریک ہونے کی دعوت دی ہے۔ منتظمین نمائش جن کا منشاء نذار ہی اور آزادانہ عبارت میں اظہار خیال کرتے ہیں وہ واقعی ان کی حق پسندی کے شایان ہے وہ لکھتے ہیں مسیحی مذہب کے منجانب خدا والہامی ہم

ہونے کا دعویٰ نے جھوٹا ہے۔ اب وقت آگیا ہے کہ مسیحی مذہب کے ڈھکوسلے اور فریب کو بطور غلط واقعہ کے دنیا کی نگاہ کے سامنے پیش کر دیا جائے۔ "مسیحی اصول سچے نہیں ہیں" اور انٹرنیشنل کانگریس سائنس ومعقولات

استفسار و جواب

صُورِ قیامت

سوال۔ قرآن کریم اور بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ جب قیامت ہوگی۔ تو پہلے صور یعنے کرنا پھونکا جاویگا اور سب مخلوق جمع ہو جاویگی اور جب دوبارہ کرنا پھونکی جاویگی تو سب مردے بھی اوٹھیں گے اور خدا تعالیٰ کے حضور میں اکٹھے ہو جاوینگے کتاب کشف القلوب میں لکھا ہے کہ اسرافیل علیہ السلام جو کہ ایک عظیم الشان اور مقرب الٰہی فرشتہ ہے وہ اوس کرنا کو لیکر منتظر کھڑا ہے کہ جب حکم الٰہی ہو کرنا پھونکے کہ زمین و آسمان کو درہم برہم کر دے کیا یہ بات ٹھیک ہے کہ جسمانی طور پر آسمانوں میں کوئی فرشتہ کرنا لیکر منتظر کھڑا ہے۔

راقم یکے از ناظرین الحکم۔

جواب۔ تفسیر کبیر میں لکہا ہے۔ ان اللہ یعرف الناس من امور الاخرة بامثال ما شوهد فی الدنیا ومن عادة الناس النفخ فی البوق عند الاسفار وفی العساکر فالنفخ فی الصور استعارة والمراد منه البعث والحشر یجوز ان یکون تمثیلا لدعاء الموتیٰ فان خروجهم من قبورهم خروج الجیش عند سماع صوت البوق

ترجمہ۔ خداوند تعالیٰ امور آخرت لوگوں کو ان مثالوں سے سمجہاتا ہے جن کو لوگوں نے دیکھا ہے یہ بات آدمیوں کی عادت میں سے ہے کہ لشکروں کے کوچ اور اکٹھے کرنے کیواسطے قرنا بجاتے ہیں پس قرآن میں قرنا کا پھونکنا استعارہ ہے اور اس سے مراد بعث اور حشر ہے۔ جائز ہے کہ تمثیل مردوں کے بلانے کی ہو کیونکہ مردوں کا قبروں سے نکلنا لشکر کے اجتماع کیطرح ہوگا۔

الغرض نفخ صور صرف استعارہ ہے بعثت و حشر کا اور تبدیل حالت کا جسطرح لشکر میں صور بجنے سے سب مجتمع ہو جاتے ہیں اور لڑنے کو کہڑے ہو جاتے ہیں اور گروہ در گروہ آموجود ہوتے ہیں اسیطرح روز حشر میں ارادہ ایزدی سے جسطرح کہ اس کی سنت میں مقرر کیا ہوگا وقت موعود میں سب لوگ اوٹھیں گے اور جمع ہو جاوینگے اس حالت کو نفخ صور سے استعارہ کیا گیا ہے پس نفخ صور سے قرآن مجید میں کوئی صور پھونکنا ظاہری مراد نہیں اور نہ یہ ہے کہ اوس کو فرشتے لئے ہوں گے اور اس کو پھونکیں گے۔

کیا تناسخ درست ہے

السلام علیکم

اکثر اہل ہنود کا یہ مقولہ ہے۔ کہ مرنے کے بعد انسان پہر پیدا ہوتا ہے۔ اوس کا نام اواگون رکہا ہے۔ جیسا انسان فعل کرتا ہے ویسا ہی سزا پاتا ہے اور بعد مرنے کے انسانی شکل سے دوسری شکل میں مثلاً بیل، گہوڑا، گدہا، کتا وغیرہ جونوں میں آتا ہے کیا یہ اون کا مقولہ ٹہیک ہے اور اپنے قول کی تائید میں یہ بہی کہتے ہیں کہ پرمیشر جب منصف ہے تو خدا نے ایک کو بادشاہ اور ایک کو غریب عاجز کیوں بنایا اگر ہم اس بات پر یہ اعتراض کریں کہ خدا رحیم ہے اور ہمارے گناہ بخشدیتا ہے اور نیز قتل حیوانات پیدا کر کے سزا دیتا ہے تو ان کے پاس معقول جواب یہ ہے کہ ہم جیسا کرتے ہیں اوس کا ویسا ہی نتیجہ لیتے ہیں مثلاً اگر گندم بوتے ہیں تو گندم ہی پیدا ہوتا ہے نہ کہ جو پیدا ہوں کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ ایک عابد کو اور ایک گنہگار کو برابر مرتبہ پر رکہے۔ اگر یہ ہے تو خدا منصف نہیں اور یہ بعید از عقل ہے۔ والسلام

راقم۔ جہانگیر اور سیر محکمہ آبپاشی سنبل گدہو۔ ریاست گوالیار

جواب نمبر اول۔ اہل ہنود آریہ وغیرہ جن کا اعتقاد تناسخ ہونا اور جونوں میں جانا ہے وہ غلط ہے اور اس اعتقاد کے غلط ہونے پر منجملہ دیگر دلائل قویہ کافی دلیل ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ تناسخ سزا کیلئے ہوتا ہے۔ ہم کہتے ہیں اگر یہ بات ہے تو سابقہ جنم کا علم ہونا انسان کیلئے ضروری ہے تاکہ متنبہ رہے اور جس غلطی و گناہ کے باعث اوس کو کتے بلی وغیرہ کا جنم لینا پڑا تہا اوس گناہ کا مرتکب نہ ہو کیا کوئی آریہ کہہ سکتا ہے کہ موجودہ جنم سے پہلے وہ کس جنم میں تہا۔ اور یہ کہ موجودہ انسانی جنم اوس کو کس عمل کے بدلے میں ملا ہے قرآن کریم نے اس بے بنیاد اعتقاد کو ایک ہی چہوٹے سے جملے میں مشاہدہ میں لاکر رد کر دیا ہے

واللہ اخرجکم من بطون امهاتکم لا تعلمون شیئا۔ **ترجمہ** خدا نے تمکو تمہاری ماؤں کے شکموں سے نکالا (اگر تناسخ ہوتا تو تم کو پہلے جنم کا علم ہوتا چونکہ تناسخ نہیں ہوتا اس لئے تمکو پہلے کا کچہہ علم و خبر نہیں۔ کیونکہ تمہاری روحیں تمہارے جسموں کے ساتہہ ہی پیدا ہوتی ہیں اگر تناسخ کو ٹہیک مانا جاوے تو پہر خدا وند تعالیٰ پر ظلم کا اتہام لازم آتا ہے کیونکہ اس نے مجرم انسان کو اس گناہ کا علم نہیں دیا جس کے بدلے میں وہ کسی دکہہ یا مصیبت وغیرہ میں مبتلا ہے تاکہ آئندہ اوس گناہ کا ارتکاب نہ کرے

جواب نمبر دوم۔ پرمیشر کے انصاف پر منجملہ دیگر بیشمار دلائل قویہ کے یہی دلیل کافی ہے کہ اوس نے کسی کو بادشاہ کسی کو رعیت کسی کو خادم کسی کو مخدوم بنایا ہے۔ اگر دنیا میں سارے ہی آدمی بادشاہ و امیر ہوتے تو ان کے کام کون کرتا اور دنیا کا کاروبار کیونکر چلتا۔ عمدہ مکان کے لوازمات میں سے یہ بات بہی ہے کہ اوس میں باورچی خانہ کے علاوہ بیت الخلا یعنے ٹٹی بہی موجود ہو اگر صرف چولہا ہو اور ٹٹی نہ ہو تو وہ مکان ناقص ہے چولہے کی جگہ ٹٹی اور ٹٹی کی جگہ چولہا نہیں چاہئے ہر ایک کے لئے اپنے مقام پر ہونا ہی انصاف ہے پس بادشاہ کا ہونا بمقام بادشاہ و رعایا کا ہونا بمقام رعایا ہی انصاف اور مبنی بر حکمت ہے

جواب نمبر سوم اگر ہم جیسا کرتے ہیں ویسا ہی اس کا نتیجہ پاسکیں اور خدا وند تعالیٰ ہمارے برے نتائج کو ہماری توبہ و اعمال صالحہ محو نہیں کر سکتا بلکہ ہمیشہ اعمال ہی کے محور پر گردش ہے اور جبکہ ارواح بہی بموجب اعتقاد آریہ پرمیشر کیطرح انادی ہیں اور ان کی مکتی کا یہ حال ہے کہ وہ اپنے ہی اعمال کے ذریعہ نجات پاتے ہیں تو اب آریہ بتائیں کہ خدا کس مرض کی دوا ہے۔ وہی باتیں مشکل تہیں اول ارواح کی پیدائش دوم انکی مکتی و نجات۔ پہر آریوں کے عقیدہ کے مطابق جبکہ ارواح خود بخود خدا کیطرح انادی و ازلی ہیں اور ان کو مختلف اجسام میں اگر اپنے اعمال کے نتائج بہگتنی پڑتے ہیں اور اپنے ہی اعمال سے اون کو نجات و مکتی حاصل ہوتی ہے اور پرمیشر کا نہ پیدائش ارواح میں دخل ہے اور نہ ان کی نجات میں تو پہر ہم پوچہتے ہیں کہ پرمیشر کیا کام کرتا ہے اور اوسکی خدائی کی ارواح کو ضرورت کیا ہے۔ الغرض تناسخ کے اعتقاد والوں کا مذہب بہت گندہ اور بودا ہے آریوں نے خداوند کریم کو بالکل معطل و بیکار ٹہرایا ہے بلکہ آریہ بالحقیقت دہریئے ہیں۔

جواب نمبر چہارم۔ خداوند تعالیٰ نے عابدوں کیلئے صرف مرنے پر ادہار نہیں رکہا بلکہ جنتی زندگی کا جیسا کہ اوس نے اپنے سچے عابدوں سے وعدہ کیا ہے ویسا ہی اون کو دنیا ہی میں وہ جنت عطا کرتا ہے اور وہ نہیں مرتے جب تک اوس جنتی زندگی کو دنیا میں نہ پالیں چنانچہ خدا وند تعالیٰ فرماتا ہے

ومن عمل صالحا من ذکر او انثی وهو مومن فلنحیینه حیوة طیبة ولنجزینهم اجرهم باحسن ما کانوا یعملون پارہ ۱۴۔ سورہ نحل

ترجمہ جو مرد و عورت نیک عمل کریں ہم ان کو پاک جنتی زندگی دنیا ہی میں عطا کرتے ہیں اور ان کو اعمال کا بہت اچہا اجر دیتے ہیں۔

یہ صرف وعدہ ہی نہیں بلکہ اس زندگی والے انسان اہل اسلام میں ہزارہا متنفس ہر زمانہ میں موجود رہتے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جو اوس جنتی زندگی کو اس دنیا میں پاکر خداوند تعالیٰ کی نعمت کی یوں تحدیث کرتے ہیں۔ اور دنیا میں صداقت اسلام کا خدا کیطرف سے سچا نشان رہتے ہیں چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی مسعود فرماتے ہیں۔

> بایم ز لطف یار بجنت خزیدہ است
> در فضل آن حبیب بدست است ساغرم
> با وحشت بر دل پر سوز من وزند
> صد نکہت لطیف دہد و دو مجمرم
> ہر لحظہ خورم ز جام وصال دوست
> ہر دم انیس یار علیٰ رغم منکرم
> کارم ز قرب یار بجائے رسیدہ است
> کا نکا نہم و فرو نشس اغیار بر ترم
> مرا کہ جنت علیا است مسکن و ماوا
> چرا بسنز بد این تنشیب جا باشد
> از ان قفس برید م بروں کہ دنیا نام
> کنون بکنگرہ عرش جائے ما باشد
> مرا بگلشن رضوان حق شدہ است گذر
> مقام من چمن قدس و اصفیا باشد
> منم مسیح زمان و منم کلیم خدا
> منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

قرآن کریم کے ایک اور مقام میں خدا وند تعالیٰ فرماتا ہے ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیهم الملائکة الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنة التی کنتم توعدون نحن اولیٰؤکم فی الحیوة الدنیا وفی الاخرة۔

ترجمہ۔ جو لوگ اپنے سچے قول و فعل سے اپنے پروردگار پر ایمان لاکر اسی پر قائم رہتے ہیں اون پر خداوند تعالیٰ کے فرشتے اُترتے ہیں اور ان کو دنیا عالم اسباب کے دکہوں و تکلیفوں کے ظہور حوادث کیوقت دلاسا و اطمینان دلاتے ہیں کہ مت ڈرو اور غمگین نہ ہو اس دنیا اور آخرت میں ہم تمہارے کارساز و مددگار ہیں تمکو خوشخبری ہو اوس جنت کی جس کا تمہارے لئے وعدہ تہا۔ خداوند تعالیٰ کے متقی و خدا ترس بندے ان وعدوں کا ایفا اپنی جان پر اس دنیا میں مشاہدہ کر لیتے ہیں۔

سوال

احادیث موضوعہ کی کیا پہچان ہے؟

جواب ومما یدخل فی قوینة حال المروی ما نقل عن الخطیب عن ابی بکر من الطیب ان من جملة دلیل الوضع ان یکون مخالفا للعقل بحیث لا یقبل التاویل ویلتحق به ما یدفعه الحس والمشاهدة او یکون منافیا لدلالة الکتاب القطعیة او السنة المتواترة او الاجماع القطعی

تدریب الراوی صفحہ ۹۹ یعنی تدریب الراوی میں لکہا ہے کہ موضوع ہونیکی ان قرینوں میں سے جو خود روایت کے دیکہنے سے معلوم ہوتی ہیں وہ قول ہے جو خطیب سے منقول ہے اور اس نے ابوبکر بن الطیب سے نقل کیا ہے کہ موضوع ہونے کے تمام دلائل میں سے ایک یہ ہے کہ حدیث اسطرح عقل کے خلاف ہو کہ اسکی تاویل نہ ہو سکتی ہو اور اسی ذیل میں وہ حدیث ہے جس کا مضمون حس و مشاہدہ کے برخلاف ہو یا کتاب اللہ یا حدیث متواترہ یا اجماع قطعی کے برخلاف ہو۔

ایک نظر ادہر بھی۔ یہ کارخانہ عطر و تیل کا عرصہ دراز سے جاری ہے مفصل فہرست طلب کرنے سے روانہ ہوگی، مگر تیل پٹیل خاص ہمارے کارخانہ کا ایجاد ہوا ہے بالوں کو سفید ہونے سے روکتا ہے زلال آنکہوں درد سر وغیرہ کیلئے مفید ہے قیمت فی شیشی عہ محصول ڈاک ۵ عہ خریدار

استفسار و جواب

صُورِ قیامت

سوال۔ قرآن کریم اور بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ جب قیامت ہوگی تو پہلے صور یعنی نرسنگا پھونکا جاویگا اور سب مخلوق جمع ہو جائیگی اور جب دوبارہ نرسنگا پھونکا جاویگا تو سب مردے جی اٹھیں گے اور خدا تعالیٰ کے حضور میں اکٹھے ہو جاوینگے کتاب کشف القلوب میں لکھا ہے کہ اسرافیل علیہ السلام جو کہ ایک عظیم الشان اور مقرب الٰہی فرشتہ ہے وہ اوس نرسنگا کو لیکر منتظر کھڑا ہے کہ جب حکم الٰہی ہو کر نا پھونک کر زمین و آسمان کو درہم برہم کر دے کیا یہ بات ٹھیک ہے کہ جسمانی طور پر آسمانوں میں کوئی فرشتہ کرنا لیکر منتظر کھڑا ہے۔

راقم یکے از ناظرین الحکم۔

جواب۔ تفسیر کبیر میں لکھا ہے۔ ان اللہ یعرف الناس من امور الآخرۃ بامثال ما شوھد فی الدنیا ومن عادۃ الناس النفخ فی البوق عند الاسفار وفی العساکر فالنفخ فی الصور استعارۃ والمراد منہ البعث والحشر یجوز ان یکون تمثیلاً لدعاء الموتی فان خروجھم من قبورھم خروج الجیش عند سماع صوت البوق

ترجمہ۔ خداوند تعالیٰ امور آخرت لوگوں کو ان مثالوں سے سمجھاتا ہے جن کو لوگوں نے دیکھا ہے یہ بات آدمیوں کی عادت میں ہے کہ لشکروں کے کوچ اور اکٹھے کرنے کیواسطے قرنا بجاتے ہیں پس قرآن میں قرنا کا پھونکنا استعارہ ہے اور اس سے مراد بعث اور حشر ہے۔ جائز ہے کہ یہ تمثیل مردوں کے بلانے کی ہو کیونکہ مردوں کا قبروں سے نکلنا لشکر کے اجتماع کیطرح ہوگا۔

الغرض نفخ صور صرف استعارہ ہے بعث و حشر کا اور تبدیل حالت کا جسطرح لشکر میں صور بجنے سے سب مجتمع ہو جاتے ہیں اور لڑنے کو کھڑے ہو جاتے ہیں اور گروہ در گروہ آ موجود ہوتے ہیں اسیطرح بعد حشر میں ارادہ ایزدی سے جسطرح کہ اس کی سنت میں مقرر کیا ہی ہوگا وقت موعود میں سب لوگ اٹھیں گے اور جمع ہو جاوینگے اس حالت کا نفخ صور سے استعارہ کیا گیا ہے پس نفخ صور سے قرآن مجید میں کوئی صور نرسنگا مراد نہیں اور نہ یہ کہ اوس کو فرشتے لیئے ہوں گے اور اس کو پھونکینگے۔

ایک نظر ادھر بھی۔ یہ کار خانہ عطر و تیل کا عرصہ دراز سے جاری ہے مفصل فہرست طلب کرنے سے روانہ ہوگی، مگر تیل یہ ٹیلی خاص ہمارے کارخانہ کا تیار ہوا ہے بالوں کو سفید ہونے سے روکتا ہے نزلا آنکھوں درد سر وغیرہ کیلئے مفید ہے قیمت فی شیشی مع محصولڈاک ۸؍ خریدار

کیا تناسخ درست ہے

السلام علیکم

اکثر اہل ہنود کا یہ مقولہ ہے۔ کہ مرنے کے بعد انسان پھر پیدا ہوتا ہے۔ اوس کا نام اواگون رکھا ہے۔ جیسا انسان فعل کرتا ہے ویسا ہی سزا پاتا ہے اور بعد مرنے کے انسانی شکل سے دوسری شکل میں مثلاً بیل۔ گھوڑا۔ گدھا۔ کتا وغیرہ جونین آتا ہے کیا یہ اون کا مقولہ ٹھیک ہے۔ اور اپنے قول کی تائید میں یہ بھی کہتے ہیں کہ پرمیشر جب منصف ہے تو خدا نے ایک کو بادشاہ اور ایک کو غریب عاجز کیوں بنایا اگر ہم اس بات پر یہ اعتراض کریں کہ خدا رحیم ہے اور ہمارے گناہ بخشدیتا ہے اور نہ بقسل حیوانات پیدا کر کے سزا دیتا ہے تو ان کے پاس معقول جواب یہ ہے کہ ہم جیسا کرتے ہیں اوس کا ویسا ہی نتیجہ پاتے ہیں مثلاً اگر ہم گندم بوتے ہیں تو گندم ہی پیدا ہوتا ہے نہ نخود۔ پیدا ہوتے ہیں کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ ایک عابد کو اور ایک گنہگار کو برابر مرتبہ پر رکھے۔ اگر یہ ہے تو خدا منصف نہیں اور یہ بعید از عقل ہے۔ والسلام

راقم۔ جہانگیر اور سیر محکمہ آبپاشی سنبل گڈھ ریاست گوالیار

جواب نمبر اول۔ اہل ہنود آریہ وغیرہ جن کا اعتقاد تناسخ ہونا اور جونوں میں جانا ہے وہ غلط ہے اور اس اعتقاد کے غلط ہونے پر منجملہ دیگر دلائل قویہ کافی دلیل ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ تناسخ سزا کیلئے ہوتا ہے۔ ہم کہتے ہیں اگر یہ بات ہے تو سابقہ جنم کا علم ہونا انسان کیلئے ضروری ہے تاکہ متنبہ رہے اور جس غلطی و گناہ کے باعث اوس کو کتے بلی وغیرہ کا جنم لینا پڑا تھا اوس گناہ کا مرتکب نہ ہو کیا کوئی آریہ کہہ سکتا ہے کہ موجودہ جنم سے پہلے وہ کس جنم میں تھا۔ اور یہ کہ موجودہ انسانی جنم اوس کو کس عمل کے بدلے میں ملا ہے قرآن کریم نے اس بے بنیاد اعتقاد کو ایک ہی چھوٹے سے جملے میں مشاہدہ میں لا کر رد کر دیا ہے واللہ اخرجکم من بطون امھاتکم لا تعلمون شیئا۔ **ترجمہ** خدا نے تمکو تمہاری ماؤن کے شکموں سے نکالا (اگر تناسخ ہوتا تو تم کو پہلے جنم کا علم ہوتا چونکہ تناسخ نہیں ہوتا اس لئے تمکو پہلے کا کچھ علم و خبر نہیں۔ کیونکہ تمہاری روحیں تمہارے جسموں کے ساتھ ہی پیدا ہوتی ہیں اگر تناسخ کو ٹھیک مانا جاوے تو پھر خداوند تعالیٰ پر ظلم کا اتہام لازم آتا ہے کیونکہ اس نے مجرم انسان کو اس گناہ کا علم نہیں دیا جس کے بدلے میں وہ کسی دکھ یا مصیبت وغیرہ میں مبتلا ہے تاکہ آیندہ اوس گناہ کا ارتکاب نہ کرے

جواب نمبر دوم پرمیشر کے انصاف پر منجملہ دیگر بیشمار دلائل قویہ کے یہی دلیل کافی ہے کہ اوس نے کسی کو بادشاہ کسی کو رعیت کسی کو خادم کسی کو مخدوم بنایا ہے۔ اگر دنیا میں سارے ہی آدمی بادشاہ و امیر ہوتے تو ان کے کام کون کرتا اور دنیا کا کاروبار کیونکر چلتا۔ عمدہ مکان کے لوازمات میں سے یہ بات بھی ہے کہ اوس میں باورچی خانہ کے علاوہ بیت الخلا یعنی ٹٹی بھی موجود ہو اگر فرش چولہا ہو اور ٹٹی نہ ہو تو وہ مکان ناقص ہے چولہے کی جگہ ٹٹی اور ٹٹی کی جگہ چولہا نہیں چاہیئے ہر ایک کیلئے اپنے مقام پر ہونا ہی انصاف ہے پس بادشاہ کا ہونا بمقام بادشاہ و رعایا کا ہونا بمقام رعایا ہی انصاف اور مبنی بر حکمت ہے

جواب نمبر سوم اگر ہم جیسا کرتے ہیں ویسا ہی اس کا نتیجہ پاتے ہیں اور خداوند تعالیٰ ہمارے برے نتائج کو ہماری توبہ و اعمال صالحہ محو نہیں کر سکتا بلکہ ہمیشہ اعمال ہی کے محور پر گردش ہے اور جبکہ ارواح بھی بموجب اعتقاد آریہ پرمیشر کیطرح انادی ہیں اور ان کی مکتی کا یہ حال ہے کہ وہ اپنے ہی اعمال کے ذریعہ نجات پاتے ہیں تو اب آریہ بتائیں کہ خدا کس مرض کی دوا ہے۔ دو ہی باتیں مشکل تھیں اول ارواح کی پیدائش دوم ان کی مکتی و نجات۔ پھر آریوں کے عقیدے کے مطابق جب ارواح خود بخود خدا کیطرح انادی ازلی ہیں اور ان کو مختلف اجسام میں آکر اپنے اعمال کے نتائج بھگتنے پڑتے ہیں اور اپنے ہی اعمال سے اون کو نجات و مکتی حاصل ہوتی ہے اور پرمیشر کا نہ پیدائش ارواح میں دخل ہے اور نہ ان کی نجات میں تو پھر ہم پوچھتے ہیں کہ پرمیشر کیا کام کرتا ہے اور اوسکی خدائی کی ارواح کو ضرورت کیا ہے۔ الغرض تناسخ کے اعتقاد والوں کا مذہب بہت گندہ اور بودا ہے آریوں نے خداوند کریم کو بالکل معطل و بیکار ٹھہرایا ہے بلکہ آریہ بالحقیقت دہریئے ہیں۔

جواب نمبر چہارم۔ خداوند تعالیٰ نے عابدوں کیلئے صرف مرنے پر ادھار نہیں رکھا بلکہ جنتی زندگی کا جیسا کہ اوس نے اپنے عابدوں سے وعدہ کیا ہے ویسا ہی اون کو دنیا ہی میں وہ جنت عطا کرتا ہے اور وہ نہیں مرتے جب تک اوس جنتی زندگی کو دنیا میں نہ پالیں چنانچہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے ومن عمل صالحا من ذکر او انثی وھو مومن فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ ولنجزینھم اجرھم باحسن ما کانوا یعملون پارہ ۱۴۔ سورہ نحل

ترجمہ جو مرد و عورت نیک عمل کریں ہم ان کو پاک جنتی زندگی دنیا ہی میں عطا کرتے ہیں اور ان کو اعمال کا بہت اچھا اجر دیتے ہیں۔

یہ صرف وعدہ ہی نہیں بلکہ اس زندگی والے انسان اہل اسلام میں ہزارہا متنفس ہر زمانہ میں موجود رہتے ہیں

. . . .

. . . . جو اوس جنتی زندگی کو اس دنیا میں پاکر خداوند تعالیٰ کی نعمت کی یوں تحدیث کرتے ہیں۔ اور دنیا میں صداقت اسلام کا خدا کیطرف سے نشان رہتے ہیں چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی مسعود فرماتے ہیں۔

> بائیم ز لطف یار بجنت خزیدہ است
> در عشق آن حبیب بہشت است مسکنم
> با وہ بہشت بر دل پر سوز من وزد
> صد نکہت لطیف دہد دو مجسم
> ہر لحظہ خورم ز جام وصال دوست
> ہر دم انیس یار علی رغم منکرم
> کارم ز قرب یار بجائے رسیدہ است
> کانجا نہ ہم و دانش اغیار برترم
> مرا جنت علیا است مسکن و ماوا
> چرا بسر بلا این نشیب جا باشد
> ازان قفس برید م برون کہ دنیا نام
> کنون بکنگرہ عرش جائے ما باشد
> مرا بگلشن رضوان حق شدہ است گذر
> مقام من بحمین قدس اصفیا باشد
> منم مسیح زمان و منم کلیم خدا
> منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

قرآن کریم کے ایک اور مقام میں خداوند تعالیٰ فرماتا ہے ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون نحن اولیاؤکم فی الحیوۃ الدنیا وفی الآخرۃ۔

ترجمہ۔ جو لوگ اپنے سچے قول و فعل سے اپنے پروردگار پر ایمان لا کر اسی پر قائم رہتے ہیں اون پر خداوند تعالیٰ کے فرشتے اترتے ہیں اور ان کو دنیا عالم اسباب کے دکھوں تکلیفوں کے ظہور و حوادث کیوقت دلاسا و اطمینان دلاتے ہیں کہ مت ڈرو اور غمگین نہ ہو اس دنیا اور آخرت میں ہم تمہارے کارساز و مددگار ہیں تمکو خوشخبری ہو اوس جنت کی جس کا تمہارے لئے وعدہ تھا۔ خداوند تعالیٰ کے متقی و خدا ترس بندے ان وعدوں کا ایفا اپنی جان پر اس دنیا میں مشاہدہ کر لیتے ہیں۔

سوال

احادیث موضوعہ کی کیا پہچان ہے

جواب ومما یدخل فی قرینۃ حال المروی ما نقل عن الخطیب عن ابی بکر بن الطیب ان من جملۃ دلیل الوضع ان یکون مخالفا للعقل بحیث لا یقبل التاویل ویلتحق بہ ما یدفعہ الحس والمشاھدۃ او یکون منافیا لدلالۃ الکتاب القطعیۃ او السنۃ المتواترۃ او الاجماع القطعی۔ تدریب الراوی صفحہ ۹۹ یعنی تدریب الراوی میں لکھا ہے کہ موضوع ہونیکی ان قرینوں میں سے جو خود روایت کے دیکھنے سے معلوم ہوتی ہیں وہ قول ہے جو خطیب سے منقول ہے اور اس نے ابو بکر بن الطیب سے نقل کیا ہے کہ موضوع ہونے کے تمام دلائل میں سے ایک یہ ہے کہ حدیث اسطرح عقل کے خلاف ہو کہ اسکی تاویل نہ ہو سکتی ہو اور اس ذیل میں وہ حدیث ہے جس کا مضمون حس و مشاہدہ کے برخلاف ہو یا کتاب اللہ یا حدیث متواترہ یا اجماع قطعی کے برخلاف ہو۔

ایک شامی کو حضرت مسیح موعود کی نصیحت

ہمارا جہاں تک تجربہ و مشاہدہ و مسامعہ ہے ہم نے معلوم کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نہایت آرزو ہے کہ ممالک غیر یعنی امریکہ۔ یورپ۔ افریقہ وغیرہ میں اسلام کی تبلیغ و تکمیل اشاعت ہو اور آپ ہمیشہ اس فکر میں رہتے ہیں۔

چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی آرزو و برکت و ہمت و دعاؤں کا ہی نتیجہ ہے کہ ریویو آف ریلیجنز جو ایک ماہواری رسالہ بزبان انگریزی برائے تبلیغ اسلام قادیان سے شائع ہوتا ہے اس نے یورپ و امریکہ وغیرہ ممالک میں ایک ہل چل ڈالدیا ہے اور عیسائی دنیا پکار اٹھی ہے کہ بس اب مذہب عیسویت کا خاتمہ ہو گیا۔ امریکہ وانسٹریلیا کے بعض اور یورپ کی روحیں جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کی مستعدی ظاہر کر رہی ہیں۔ قریباً عرصہ چند سال کا گذرا ہے کہ قادیان میں دو شخص ایک بغدادی اور ایک شامی بقصد زیارت حضرت مسیح موعود وارد ہوئے شامی جو قوی ہیکل نوجوان آدمی تھا اوس نے قادیان میں پڑھنے کی خواہش ظاہر کی چنانچہ حضرت حکیم الامۃ کے حلقہ درس میں شامل ہو گیا اور کتب وغیرہ جس چیز کا اوسے احتیاج ظاہر کیا اوس کیلئے مہیا کیا گیا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو یہ بات سنکر بہت خوشی ہوئی کہ یہ شخص یہاں سے اپنی تعلیم کا نصاب پورا کر کے عربی بولنے والے ممالک میں جا کر تبلیغ کریگا مگر قادیان چونکہ ایک معمولی قصبہ ہے جسکی آبادی غالباً تین ہزار آدمی کی ہوگی اسمیں سیاحت منش آدمی کی طبیعت اگتا جاوے تو کچھ تعجب نہیں۔ شامی نے چند ماہ کے بعد ظاہر کیا کہ حج کا موسم قریب ہے میں حج کو جانا چاہتا ہوں حضرت اقدس کو ایک رقعہ لکھا اور کچھ روپیہ طلب کئے۔ اس کا نام محمد قدسی مشہور تہا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے محمد قدسی کو مندرجہ ذیل جواب بنصیحۃ للناصحین کو ہم بعینہ یہاں درج کرتے ہیں میں نے یہ خط محمد قدسی سے لیکر نقل کر لیا تہا

محمد فضل

السلام علیکم۔ بلغ الی مکتوبک فالاسف کل الاسف انک ما فہمت ما قصدنا لک انک تطلب تنشر الاسلام وکنا اردنا ان ترزق من لب الاسلام و روحہ لو کنت تخاف اللہ لفکرت فی امرنا و فیما یعنی اللہ بہ واعلم ان عملا من الاعمال لا یفید احد من دون ان یعرفنی و یعرف دعوای وکلامی فالخیر کل الخیر لک ان تتوب من خیال ذہابک بعد العید وتلبث عندنا برہۃ من الزمان و تتعلم علما انا نا اللہ ولا اعلمای فلعلہ لک نوایح قبل تصحیح الایمان والی ارسل الیک اربعۃ روبیۃ فانفق فیما حدث لک من الضرورۃ فان شئت فالبث وامکث فان شئت فاذہب بہذا الزاد منا ولیس لک فی ذہابک خیر بل خسران مبین ولا لکن کیف المہلک ولا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور والسلام علی من اتبع الہدی۔

الراقم المتوکل علی اللہ احمد عفی اللہ عنہ

ترجمہ - السلام علیکم۔ مجھے تمہارا خط پہونچا بڑا افسوس ہے جس بات کا ہم نے تمہارے لئے ارادہ کیا تہا تو اس کو نہیں سمجھتا تو اسلام کا چہلکا طالب تہا اور ہم نے ارادہ کیا تہا کہ تجھے اسلام کے مغز و روح سے بہرہ ور کیا جائے اگر تجھے خوف خدا ہوتا تو ہمارے کام اور جس امر کیلئے ہمیں خداوند تعالیٰ نے بہیجا ہے اوس میں فکر کرتا۔ میں خوب جانتا ہوں کہ اعمال کسی کو کوئی عمل فایدہ نہیں دیسکتا سوا اس کے کہ مجھے اور میرے دعوے اور میرے دلایل کو پہنچانے اور سمجھے۔ تیرے لئے ساری بہلائی اسمیں ہے کہ عید کے بعد جانیکے خیال کو چھوڑ دو اور ہمارے پاس کچھ زمانہ رہکر اوس علم کو سیکھو جو علم ہم کو خداوند تعالیٰ نے دیا ہے میں نہیں جانتا کہ صحت ایمان سے پہلے حج کو جانے میں کیا فایدہ حاصل ہوگا میں تجھے چار روپیہ بہیجتا ہوں جو ضرورت پیش ہے اسمیں خرچ کرو اگر چاہو تو یہاں ہی رہو اور اگر جانا چاہو تو اسی خرچ کے ساتہ ہماری طرف رخصت ہو تیرا یہاں سے جانا اچھا نہیں بلکہ سراسر نقصان و زیان ہے لیکن میں تجھے کسطرح سمجھاؤں نہ آنکھیں نابینا نہیں ہوتیں بلکہ دل جو سینوں میں ہیں وہ نابینا ہیں خدا سلامت رکھے ہر ایک ایسے شخص کو جو اسلام کا سچا تابعدار ہے۔

(الراقم المتوکل علی اللہ الاحد احمد عفی اللہ عنہ)

محمد مصطفےٰ صلعم کا آخری خطبہ بموسم حج

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ایہا الناس اسمعوا قولی فانی لا ادری لعلی لا القاکم بعد عامی ہذا بہذا الموقف ابدا - ایہا الناس ان دماءکم واموالکم علیکم حرام الی ان تلقوا ربکم کحرمۃ یومکم ہذا وحرمۃ شہرکم وستلقون ربکم فیسألکم من اعمالکم وقد بلغت فمن عندہ امانۃ فلیودہا الی من ائتمنہ علیہا۔

فاعقلوا ایہا الناس واسمعوا قولی فانی قد بلغت قولی وترکت فیکم ما ان استعصمتم بہ فلن تضلوا ابدا کتاب اللہ وسنۃ نبیہ۔

ایہا الناس اسمعوا قولی واعلموا ان کل مسلم للمسلم اخ وان المسلمین اخوۃ فلا یحل لامرء من مال اخیہ الا ما اعطاہ ایاہ عن طیب نفسہ الا بلغت قالوا اللہم نعم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - اللہم اشہد۔

ترجمہ - اے لوگو میری بات کو سنو شاید اس سال کے بعد تمکو اس مقام میں آئندہ ہرگز نہ ملوں گا - اے لوگو تمہارے خون و مال تم پر اس دن اور اس مہینہ کیطرح حرام ہیں جب تک کہ تم اپنے پروردگار سے ملوگے تو وہ تم سے تمہارے اعمال پوچھیگا میں نے اپنی رسالت پہونچادی جس کے پاس کسی کی امانت ہو وہ صاحب امانت کو ادا کرے۔

اے لوگو سمجھو اور میری بات کو سنو میں نے اپنی بات تمکو پہونچادی اور میں تم میں وہ چیز چھوڑ کر چلا ہوں کہ اگر تم نے اسے تمسک کیا تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے وہ خدائی کتاب قرآن کریم اور اس کے نبی کا اس پر عمل در آمد ہے اے لوگو میری بات سنو اور اس پر عمل کرو ہر ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے مسلمان آپس میں بھائی ہیں کسی مسلمان پر کسی بھائی کا مال حلال نہیں ہے مگر اسقدر جو وہ اسکو خود اپنی رضامندی سے دیوے میں نے اپنی رسالت پہونچادی سارے مخلوق جو موقف میں حاضر ہو کہ ممکن ہیں بیشک اپنے اپنی رسالت پہونچادی۔ پس پیغمبر خدا صلعم نے پکار کر کہا اے اللہ گواہ رہ۔

ملفوظات میں سے کچھ

۲۰ اکتوبر سنہ ۱۹۰۴ء

مسئلہ ظہر کے وقت ایک صاحب کی خاطر حضرت حکیم نورالدین صاحب نے ایک مسئلہ حضرت اقدسؑ سے دریافت کیا کہ یہ ایک شخص ہیں جن کے پاس بیس بائیس ہزار کے قریب روپیہ موجود ہے - ایک سکھ ہے وہ ان کا روپیہ تجارت میں استعمال کرنا چاہتا ہے اور ان کے اطمینان کی اس نے تجویز کی ہے - کہ یہ روپیہ بھی اپنے قبضہ میں رکھیں لیکن جس طرح وہ ہدایت کرے - اسی طرح ہر ایک شے خرید کر جہاں لکھے - وہاں روانہ کریں - اور جو روپیہ آوے وہ امانت رہے - سال کے بعد وہ سکھ دو ہزار روپیہ سو روپیہ ان کو منافع کا دیدیا کرے گا - یہ اس غرض سے یہاں فتویٰ دریافت کرنے آئے ہیں کہ یہ روپیہ جو انکو سال کے بعد ملیگا - اگر سود نہ ہو تو شراکت کر لی جاوے حضرت اقدس نے فرمایا کہ چونکہ انہوں نے خود بھی کام کرنا ہے اور انکی محنت کو دخل ہے اور وقت بھی صرف کریں گے - اس لئے ہر ایک شخص کی حیثیت کے لحاظ کر اسکے وقت اور محنت کی قیمت ہوا کرتی ہے - دس ہزار اور دس دس لاکھ روپیہ لوگ اپنی محنت اور وقت کا معاوضہ لیتے ہیں - لہذا میرے نزدیک تو یہ روپیہ جو انکو وہ دیتا ہے - سود نہیں ہے - اور میں اس کے جواز کا فتویٰ دیتا ہوں - سود کا لفظ تو اس روپیہ پر دلالت کرتا ہے جو مفت بلا محنت کے (صرف روپیہ کے معاوضہ میں) لیا جاتا ہے اب اس ملک میں اکثر مسائل زیر و زبر ہو گئے ہیں کل تجارتوں میں ایک نہ ایک حصہ سود کا موجود ہے اس لئے اس وقت نئے اجتہاد کی ضرورت ہے -

جو صاحب اس مسئلہ کو دریافت کرنے آئے تھے سادگی نیک دلی میں قابل رشک ہے - کہ اسوقت جبکہ مسلمانوں نے حلال و حرام کی تمیز کو خیر باد کہہ کر صرف زر اندوزی کو اپنا مقصود بنا رکھا ہے - یہ صاحب استفسار کے لئے اسقدر سفر دراز طے کر کے آئے صرف اس غرض سے کہ کہیں اس لین دین میں سود نہ ہو جاوے - اللہ تعالیٰ اس زمانہ کے کل اہل اسلام کو اسی قسم کی توفیق دیوے - کہ وہ اپنے معاملات میں دین کو مقدم رکھیں - آمین - ایڈیٹر

ظہر کی نماز سے پیشتر حضور علیہ السلام نے کچھ روپیہ جن کی تعداد غالباً ۸ یا دس ہوگی ایک مخلص مہاجر کو یہ کہکر دیئے کہ چونکہ موسم سرما ہے - آپکو کپڑوں کی ضرورت ہوگی - اس مہاجر کی طرف سے کوئی سوال نہ تہا - خود حضور علیہ السلام نے اونکی ضرورت کو محسوس کر کے یہ رقم عطا کی جس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ آپکو مخلص خدام کی ضرورت کا کسقدر خیال ہے -

گناہوں سے معصوم انبیاء ہیں - لیکن دوسرے لوگ توبہ و استغفار کے ذریعہ سے اون سے مشابہت پیدا کر لیتے ہیں -

۲۱ - اکتوبر سنہ ۱۹۰۴ء

الٰہی رحمت سے مغفرت ایک صاحب کے رشتہ دار کسی وجہ سے قید ہو گئے تھے اون کے ذکر پر حضرت حکیم نورالدین صاحب نے عرض کی - کہ میں نے ان سے یہ کہا ہے کہ اوسے خود استغفار کی تاکید کی جاوے اس پر حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا - کہ بعض لوگ جو استغفار کے لائق ہیں وہ تو استغفار کرتے ہیں - اور دوسروں کو محض خدا کی رحمت سے بھی رہائی ملجایا کرتی ہے - جیسے طبیعتوں میں کجی ہے - اون کے لئے اس کی رحمت وسیع ہے - ایک دفعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا - کہ کیا اللہ تعالیٰ نے کبھی فارسی زبان میں بھی کلام کی ہے - تو آپ نے فرمایا ہاں - ایک دفعہ یہ فقرہ الہام ہوا تہا -

ع این مشت خاک را اگر نہ بخشم چہ کنم

روس و جاپان کی جنگ پر لطیفہ اس جنگ کے ذکر پر حضرت حکیم نورالدین صاحب نے بیان کیا کہ اس قدر عجیب جنگ ہے - کہ ہزاروں آدمی ہلاک ہو رہے ہیں حالانکہ دونوں سلطنتوں کا مذہب ایسا ہے - جس کی رو کر اس جنگ کی مطلق نوبت ہی نہ آنی چاہیئے - جاپان کا بدھ مذہب ہے - اور اس کی رو سے ایک چیونٹی کا مارنا بھی گناہ ہے - روس عیسائی ہے - اور ان کو چاہیئے - کہ مسیح کی تعلیم کے بموجب اگر جاپان ایک مقام پر قبضہ کرے - تو دوسرا مقام خود اس کے حوالہ کر دیں +

(البدر)

www.aaiil.org

(۴) تمدن کی ترقی کا بہت بڑا ذریعہ، اور ترقی تمدن کی بہت بڑی علامت، مذہبی نفرت اور مذہبی جبر کا دور کرنا ہے، دنیا جب سے آباد ہے ہمیشہ ہر ملک مین، ہر قوم مین، ہر سلطنت مین یہ طریقہ رہا کہ غیر مذہب والون پر جبر کیا جاتا تہا، ان کو مذہبی آزادی نہین دیجاتی تہی، ان سے نفرت اور حقارت کی تلقین کیجاتی تہی اور مختلف طریقون سے لوگون کو تبدیل مذہب پر مجبور کیا جاتا تہا۔ صرف یہی نہین بلکہ اسلام سے پہلے تمام دنیا کا یہ مذاق تہا اور یہ گویا انسان کی فطرت ہوگئی تہی کہ جب دو شخصون مین کسی رائے اور خیال کے متعلق اختلاف ہوتا تہا، تو اس کا اثر معاشرت کے تمام امور پر پڑتا تہا یعنے دونون مین جنبیت پیدا ہوکر منافرت اور عداوت کی حد تک نوبت پہونچتی تہی۔

سب سے پہلے اسلام نے اختلاف مذہب اور دیگر تعلقات کے حدود جدا جدا قائم کئے یعنی یہ بتایا کہ اگر کسی شخص سے مذہب مین اختلاف ہو تو اس کا اثر عام معاشرت پر نہین پڑنا چاہیئے، والدین کے جہان حقوق بیان کئے وہان فرمایا کہ

وان جاھداك علی ان تشرك بی ما لیس لك بہ علم فلا تطعھما وصاحبھما فی الدنیا معروفا
اگر وہ دونون اس بات پر زور ڈالین کہ تو میرے ساتھ اس چیز کو شریک کر جسکا تجکو علم نہین ہے (یعنی اگر والدین شرک پر مجبور کرین) تو تو انکا کہنا مان لیکن دنیا مین ان سے اچہا برتاؤ کر

پہر عام طور پر فرمایا۔

لا ینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیھم ان اللہ یحب المقسطین
جن لوگون نے تم سے مذہبی جنگ نہین کی اور تمکو تمہارے گہرون سے نہین نکالا، انکی نسبت خدا تم کو منع نہین کرتا کہ تم ان کے ساتہ بہلائی اور انصاف کرو، بے شبہ خدا انصاف کو پسند کرتا ہے۔

اسی پر اکتفا نہین کیا بلکہ اس مسئلہ کا اصلی فلسفہ بتا دیا یعنے خدا نے انسانون کی فطرت ہی ایسی بنائی ہے کہ انکی صورت، سیرت، خیال، مذاق اور رائے مین اختلاف ہو۔ اس لئے اس بات کی خواہش کرنا کہ تمام لوگ خواہ مخواہ متحد الخیال ہو جائین گویا فطرت انسانی کو مٹانا ہے اس نکتہ کو قرآن نے ان لفظون مین ادا کیا۔

ولو شاء ربك لجعل الناس امۃ واحدۃ ولا یزالون مختلفین الا من رحم ربك ولذالك خلقھم (ھود)
اور اگر خدا چاہتا تو تمام آدمیون کو ایک ہی امت بنا تا لیکن لوگ ہمیشہ مختلف رہین گے بجز ان کے جنپر خدا کا رحم ہو اور خدا نے اسی لئے ان لوگون کو بنایا ہے۔

ولو شاء ربك لآمن من فی الارض جمیعا
اور اگر خدا چاہتا تو دنیا کے تمام آدمی مسلمان ہو جاتے

ولو شاء اللہ لجعلکم امۃ واحدۃ (مائدہ)
اور اگر خدا چاہتا تو تم کو ایک ہی امت بناتا

ولو شاء اللہ ما اشرکوا (انعام)
اور اگر خدا چاہتا تو لوگ شرک نہ کرتے۔

ولو شاء اللہ لجمعھم علی الھدی (انعام)
اور اگر خدا چاہتا تو سب کو ہدایت پر متفق کر دیتا۔

افلم ییئس الذین امنوا ان لو یشاء اللہ لھدی الناس جمیعا (رعد)
کیا مسلمان مایوس نہین ہوئے کہ اگر خدا چاہتا تو تمام لوگون کو ہدایت کر دیتا۔

ولو شاء اللہ لجعلھم امۃ واحدۃ (حق)
اور اگر خدا چاہتا تو سب کو ایک ہی امت بناتا۔

ولو شاء لھدٰکم اجمعین (نحل)
اور اگر خدا چاہتا تو تم سب کو راہ راست پر لاتا۔

ولو شئنا لآتینا کل نفس ھداھا (سجدہ)
اور اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو ہدایت کر دیتے۔

بعض وقت جناب رسول اللہ کو باقتضائے بشریت کافرون کی سرکشی اور بے پروائی گران گذرتی تہی۔ اسپر قرآن مجید مین یہ آیت اتری۔

وان کان کبر علیك اعراضھم فان استطعت ان تبتغی نفقا فی الارض او سلما فی السماء فتاتیھم بآیۃ ولو شاء اللہ لجمعھم علی الھدی فلا تکونن من الجاھلین
اور اگر اونکی کشی تجہ پر گران گذرتی ہے تو اگر ممکن ہو تو زمین کے اندر سرنگ تلاش کرو یا آسمان مین سیڑھی بہم پہونچاؤ تاکہ ان کو کوئی معجزہ دکہاؤ (تو کر دکہا) اور اگر خدا چاہتا تو سب کو راہ راست پر متفق کر دیتا۔ تو دیکہ جاہل نہ بن۔

لیکن چونکہ اکثر انسانون کی فطرت ایسی ہی بنائی ہے کہ وہ ہدایت اور وعظ و پند سے حق بات کو قبول کر لیتے ہین، اس لیئے اسلام نے وعظ اور پند کے ذریعے سے دعوت اسلام کی اجازت دی اور فرمایا

وادع الی سبیل ربك بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن (نحل)
لوگون کو اپنے خدا کے راستہ کیطرف بلا بذریعہ حکمت کے اور بذریعہ وعظ کے اور لوگون سے بحث کر معقول طریقہ سے

فذکر انما انت مذکر لست علیھم بمصیطر فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلا (مزمل)
لوگون کو نصیحت کر، تو صرف نصیحت کرنے والا ہے نہ کہ داروغہ۔ تو جس کے جی مین آئے وہ اپنے خدا کی راہ اختیار کرے۔

افانت تکرہ الناس حتی یکونوا مومنین
کیا تو لوگون کو زبردستی مسلمان کرنا چاہتا ہے۔

اعتقاد اور یقین ایسی چیز ہے جو دل سے متعلق ہے اس لئے کوئی شخص کسی کے دل مین کوئی یقین جبر اور زبردستی سے نہین پیدا کر سکتا، اس بنا پر مذہب مین جبر کرنا بالکل بیفائدہ چیز ہے، لیکن یہ نکتہ اسوقت تک دنیا کی سمجہ مین نہ آیا جب اسلام نے یہ نہین کہا کہ۔

لا اکراہ فی الدین (آل عمران)
مذہب کوئی زبردستی کی چیز نہین۔

ژول سیمان جو فرانس کا بہت بڑا فاضل گذرا ہے لکہتا ہے کہ مذہبی آزادی کو کچہ بہت دن نہین گذرے کیونکہ دنیا کی تمام تاریخین درحقیقت مذہبی تعصب اور کینہ وری کا مجموعہ مین اس کے بعد فاضل مذکور نے قرون اولی سے عہد وسطی تک مذہبی تعصب کے واقعات تفصیل کے ساتہ گنائے ہین، اخیر مین لکہا ہے کہ بالآخر فلسفیانہ روح نے ۲۸ اگست ۱۷۸۹ء کو مذہبی آزادی پر بحث کی لیکن یہ خیال وجود مین اس وقت آیا جب یہودیون کو ۱۷۹۱ء مین ظلم سے نجات دی گئی تاہم چونکہ فرنچ رزولیوشن کا طریق انتظام اچہا نہ تہا اس لئے وہ مذہبی آزادی کو مضبوط بنیاد پر قائم نہ کر سکا۔"

یہ فاضل (ژول سیمان) جس چیز کی ابتدا ۱۷۸۹ء بیان کرتا ہے، اسلام مین بارہ سو برس پہلے قائم ہو چکی تہی، لیکن چونکہ فاضل مذکور، اسلام کی حقیقت اور تاریخ سے واقف نہ تہا اُس نے دوسرے قومون کی بنا پر تمام عالم کی نسبت عام رائے قائم کی اور اسکو ایسا ہی کرنا چاہئے تہا۔

(۵) ترقی تمدن کے بڑے اسباب مین سے ایک یہ ہے کہ عورتون اور مردون کے حقوق برابر قائم کئے جائین اسلام سے پہلے تمام دنیا کا عمل اس اصول کے خلاف تہا۔ اسلام پہلا مذہب ہے جس نے اسکی تلقین کی چنانچہ یہ بحث نہایت تفصیل کے ساتہ کتاب الکلام مین مذکور ہے۔

(۶) کسی قوم کی ترقی کا ایک بڑا اصول یہ ہے کہ اس کے ہر فرد کو من حیث القوم سلف آنر یعنی اپنے آپ عزت کا خیال دلایا جائے، اسلام نے ابتدا ہی سے اس نکتہ کو ملحوظ رکہا چنانچہ مسلمانون کو مخاطب کر کے کہا۔

کنتم خیر امۃ
تم تمام قومون سے بڑہکر ہو۔

للہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین
عزت خدا کے لئے ہے اور اُس کے رسول کیلئے اور مسلمانون کے لئے۔

قرون اولی مین یعنی جب تک اسلام اسلام رہا یہ خیال مسلمانون مین اسقدر جاگزین تہا کہ قوم کا ہر ہر فرد من حیث القوم اپنے آپ کو افضل ترین عالم سمجہتا تہا، یہی سلف آنر کا خیال تہا جو ان مسلمانون کے ہر قسم کی حوصلہ مندیون اولوالعزمی بلند خیالیون کا باعث تہا، تاریخون مین تم نے پڑہا ہوگا کہ ایک معمولی درجہ کا مسلمان بہی قیصر و کسری کے دربار مین کس دلیری اور آزادی کے ساتہ سوال و جواب کرتا تہا۔

(۷) ترقی کا مقدم ترین اصول علم ہے اسلام نے علم کو گویا لازمہ اسلام قرار دیا، قرآن مجید اور احادیث صحیحہ مین علم کی تحصیل کے متعلق کثرت سے جو ہدایتین ہین ان سے قطع نظر، واقعات پر نظر ڈالو تاریخ ہر ہر قدم پر اس بات کی شہادت دینے کیلئے موجود ہے کہ اسلام دنیا مین جہان جہان گیا علم کو ساتہ لیکر گیا، وہ قومین جو ازل سے جاہل اور امی رہتی آئی تہین، جبدن اسلام لائین علم و فن سے معمور ہوگئین، عرب ابتدا مین علم سے جاہل تہا یہان تک کہ اسلام کے اوایل تک بڑے بڑے شعرا لکہنے پڑہنے کو عار سمجہتے تہے، روبہ جو مشہور شاعر تہا لکہا پڑہا تہا، لیکن ایک موقع پر جب اس کو کچہ لکہنا پڑا تو اس نے حاضرین سے نہایت لجاجت کے ساتہ درخواست کی کہ یہ راز کہین ظاہر نہ ہونے پائے ورنہ میری بڑی بدنامی ہوگی، لیکن یہی عرب اسلام کے وجود کے ساتہ علوم و فنون کا مرکز بن گیا۔ اور امام شافعی، امام مالک، زہری جیسے مجتہدین وہان پیدا ہونے لگے، ترکون کی قوم ہزارون برس پہلے سے موجود تہی لیکن ان کا کمال تہا ع

چنان بردند صبر از دل کہ ترکان خوان یغمارا

یہی ترک تہے جنہین اسلام لانے کے ساتہ حکیم ابو نصر فارابی اور امیر خسرو اور سیکڑون علما و شعرا پیدا ہوگئے۔ جن جن قومون نے دنیا مین اسلام قبول کیا ان سب کا شمار کرو اور دیکہو کہ اسلام سے قبل ان کی علمی حالت کیا تہی، اور کیا ہو گئی۔ صاف نظر آئیگا کہ علم اسلام کے عنصر مین داخل تہا۔

(۸) ترقی کا ایک بڑا اصول یہ ہے کہ نظام حکومت جمہوریت کی بنا پر قائم کیا جائے اس اصول پر اسلام نے اسقدر زور دیا کہ خود آنحضرت کو اسکی پابندی کا حکم ہوا۔

وشاورھم فی الامر
اور لوگون سے مشورہ کر۔

حالانکہ وحی و الہام سے ہوتے ہوئے آپ کو کسی مشورہ اور صلاح لینے کی کیا حاجت تہی، مزید تاکید کیلئے مسلمانون کی امتیازی خصوصیت یہ قرار دی۔

وامرھم شوری بینھم
ان کا کام آپس کے مشورہ سے ہوتا ہے۔

(۹) ترقی کا بڑا اصول یہ ہے کہ تقسیم عمل کے اصول پر کام کیا جائے، یعنی ہر فرقہ ایک خاص کام مین مشغول ہو، تاکہ اس کام کو بوجہ خصوصیت کے نہایت اعلی درجہ تک ترقی دے سکے یورپ مین یہ اصول یہان تک ترقی کر گیا ہے کہ طبیبون اور حکیمون مین سے خاص خاص امراض کے الگ الگ طبیب ہین، اور وہ ان امراض کے سوا اور بیماریون کے علاج سے واسطہ نہین رکہتے، خود قدرت نے اسی اصول پر عمل کیا ہے، ہاتہ، پاؤن، سر، دل، دماغ کے کام الگ الگ تقسیم کر دیئے ہین، اسلام نے ان اصول کی طرف ان الفاظ مین اشارہ کیا۔

۱؎ قرآن مجید مین بہت سی آیتین اس قسم کی موجود ہین جنہین یہ حکم ہے کہ غیر مذہب والون کو دوست اور محبت نہ رکہو انہین آنکہون کو ہمارے ظاہر بین علما ہر موقع پر پیش کرتے ہین بلکہ وہ آیتین ان کافرون سے مخصوص ہین جو مسلمانون سے مذہبی لڑائی لڑتے ہین چنانچہ خود خدا نے اس آیت کے بعد تصریح کر دی اور فرمایا کہ انما ینھٰکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم وظاھروا علی اخراجکم ان تولوھم یعنی خدا تو ان لوگون سے دوستی رکہنے کو منع کرتا ہے جو تم سے مذہب کے بارہ مین لڑے اور تمکو تمہارے گہرون سے نکال دیا اور تمہارے نکال دینے پر اعانت کی۔

www.aaiil.org

مکتوبات حضرت امام الزمان

ایک صاحب المعروف سید عبد اللہ بغدادی جو قبل ازین قادیان مین کچھ عرصہ رہکر اب اپنے وطن کو واپس چلے گئے ہین ابتدا مین وہ اہل التشیعہ کے مشرب رکھتے تھے دارالامان قادیان مین کسی شخص کے ساتھ یزید کے بارے مین اون کا تکرار ہوا جس نے باعث جانبین مین طیش آگیا عبد اللہ بغدادی نے اس امر کی شکایت حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کے پاس لکھکر بھیجی۔ راقم حروف نے عبد اللہ بغدادی کا خط اور اوسپر جو جواب حضرت اقدس نے اسکو لکھا استفادہ کیلئے نقل کرلئے تھے جو یہان بمعہ ترجمہ درج کئے جاتے ہین۔

خط عبد اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مسئلۃ۔ ان کان احد من المسلمین ویلعن یزید افھل یجوز ان یلعن مرۃ لسبب انہ لعن یزید الشمر مثل من عنا بکم ان تبین لنا ما قدر یزید وما شانہ وھل یجوز علیہ اللعنۃ ام لا وھل ھو ظالم ام لا افتونا من علومکم الجزیلۃ افادنا اللہ منہا والسلام۔

(اقل العباد خادمکم عبد اللہ)

ترجمہ۔ ایک مسئلہ درپیش ہے کہ اگر کوئی شخص حضور کے مخلصین میں سے ہو اور وہ یزید کو لعنت کرتا ہو تو کیا جائز ہے کہ اوس شخص پر کوئی شخص اس سبب سے ہزار بار لعنت کرے کہ وہ یزید کو ملعون کہتا ہے پھر مین حضور سے دریافت کرتا ہون ظاہر فرماوین کہ یزید کا کیا قدر اور اسکی کیا شان تھی کیا یزید پر لعنت بھیجنی جائز ہے یا نہین کیا یزید ظالم تھا یا نہین اپنے علوم جزیلہ سے ہمین فتوے رحمت کرین تاکہ ہم بہرہ مندی حاصل کرین۔

کمترین خادم عبد اللہ۔

جواب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اعلموا ان الاقوال التی تنسب الی یزید لا اعلم بالیقین انہا کیف وقعت والاخبار مختلفۃ والروایات کثیرۃ ومن التقوی ان لا یلتفت الانسان الی لعن الاخرین ویخشی من فسق نفسہ ویجاھد لتزکیتہا فان فسق یزید لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتم ولکل عضو من اعضاء الانسان سیرۃ تمیز بہا عند اللہ الیہا فللانسان ان یتکلف حسن السیر والسلام (غلام احمد عفی اللہ عنہ)

ترجمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ واضح ہو جن افعال کی نسبت یزید کیطرف منسوب کیجاتی ہے مجھے یقینا معلوم نہین کہ وہ کسطرح ہوا قع ہوئے اس امر مین خبرین مختلف اور روایتین بہت ہین۔ تقوے کی یہ شرط ہے کہ انسان دوسرون کی لعنت کی طرف التفات نہ کرے بلکہ اپنے ہی نفس کے فسق سے ڈرتا رہے اور اسکی تزکیہ و تصفیہ مین کوشش کرے۔ کیونکہ یزید کا گناہ تمکو کچھ ضرر نہین دیتا۔ اگر اسکی شرارت تھی تو اوسکا وبال یزید پر ہی پڑے گا۔ لقولہ تعالے۔ یا ایھا الذین امنوا لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتم۔ یعنے اے ایمان والو اگر تم خود ہدایت یافتہ ہوگئے تو گمراہ آدمی تمکو ضرر نہین پہونچا سکتا۔ انسان کے ہر اندام مین خدا تعالے نے نیک سیرت کی خاصیت رکھی ہے جس اظہار کے لئے خدا تعالی انسان کو مامور کرتا ہے۔ پس انسان کی زبان کی نیک سیرتون مین سے ایک یہ ہے کہ اوس کو بدگوئی سے روکے۔ والسلام

(غلام احمد عفی اللہ عنہ)

استفسار اور اُن کے جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

سلمکم اللہ تعالی علی رؤس المسترشدین والمستفتین اے امام الدین امین۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و اواب خادمانہ ما وجب۔ حضور کے عنایات کا از بس مشکور ہون خداوند کریم حضور کو نیک جزا عطا فرماوے۔ چونکہ نیاز مند خوگر دہ الطاف ہے لہذا بار بار جرأت کرتا ہے امید کہ ابتغاء مرضات اللہ معاف فرماکر ہر حالت مین اپنی فیاضی اور دریا دلی کو ملحوظ فرمایا کرینگے کہ کمترینان کو بھی اس قحط الرجال مین اور کوئی مربی نظر نہین آتا۔

ع۱ احمدی امام اور غیر احمدی مقتدی ہو تو جماعت کے ثواب کے بارہ مین اگر حضور کوئی راے نہین دے سکتے۔ تو براہ عنایت حضرت امام الزمان علیہ السلام سے فتوے لیا جاوے۔ اور ممتاز فرمایا جاوے۔

ع۲ کتنے سال کا ہو جو اس کو شرعًا مکلف قرار دیا جائے

ع۳ مسلمان غیر احمدی کو مسلمان بولا جاوے یا اون کو کیا سمجھا جاوے۔

ع۴ محتلم صبح کی نماز کیلئے بوجہ ضعف اور بزدلی اور خوف سردی کے غسل کرنے سے عاری ہے تو نماز کو کیونکر ادا کرے۔ بعد طلوع آفتاب غسل کرکے ادا کرے یا پہلے کسیطرح تیمم کرے۔ وضو کرنے سے عاری نہین ہے صرف اس وقت غسل کرنے سے وہم مین پڑتا ہے۔

ع۵ جنبی بحالت جنب قرآن شریف یا درود وغیرہ یعنے استغفار پڑھ سکتا ہے یا نہ۔

ع۶ اثنا نماز مین اگر ٹوپی یا پگڑی سجدہ مین گر پڑے یا تہ بند کا بند ڈھیلا ہو جاوے یا تہ بند کھل جاوے تو کیا کرے۔

ع۷ امام احمدی ہے گروہ وتر کی نماز حنفی علماء کی رائے پر پڑھاتا ہے یعنے تین رکعت کیجا بیک سلام پڑھاتا ہے اور دو رکعت کے بعد قعدہ مین و ان محمدًا عبدہ ورسولہ تک پڑھکر تیسری رکعت مین بعد قرأت دعا قنوت پڑھاتا ہے پس اس کے پیچھے نماز وتر کی پڑھ لیا کرے یا نہ۔ اگر پڑھ لی جاوے تو پھر حکم نماز وتر کے پڑھنے کا کسطرح ہے مفصل ارشاد ہو۔ اور دعا قنوت کیا اسمین سنت ہے۔

ع۸ مسجد کا کہنہ ردی اسباب متولی مسجد اپنی رائے سے کسی کو دے سکتا ہے یا تبدیل تغیر کر سکتا ہے۔

ع۹ مال مسجد یعنے ایک مسجد کے بہت فرش اور ڈول وغیرہ بکثرت جمع ہین دوسری مسجد محتاج ہو تو کیا متولی مسجد اپنی مسجد سے اوس مسجد کی امداد کر سکتا ہے یا نہ۔

ع۱۰ ایک مسجد کی تعمیر کیلئے روپیہ جمع ہوا اب بعد اختتام تعمیر اگر روپیہ کچھ بچ جاوے تو اوسکو کسی محتاج مسکین کو خرچ کر لینا جائز ہے یا نہ۔

ع۱۱ مقتدی خلف الامام کسقدر بلند آواز سے پڑھ سکتا ہے بعض ایسا پڑھتے ہین جو امام بھی سنتا رہتا ہے بعض اس کے خلاف ہین لہذا تصدیعہ ہے کہ تسبیح و قرأت و تکبیر مقتدی مخفی ہو یا کسطرح ہو۔ باقی آیندہ انشاء اللہ تعالے

ع۱۲ تصویر سراسر تنویر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہم لوگ کس غرض سے خرید کرین۔ یعنے کیا نیت ہو۔ آیا بطور زیارت و تبرک کے اوس کو اپنی روزمرہ یا کوئی وقت جوش ارادت کے زیارت کر لیا کر یا کسطرح چونکہ مرکز اسلام آج قادیان شریف ہے لہذا یہ حضور کو ہی تکلیف دیجاتی ہے امید ہے کہ معاف فرمایا کرینگے

نماز جمعہ مین فرض سے پہلے چار رکعت سنت ہے یا کم و بیش بعد فرض کتنی رکعتین ہین مفصل ارشاد ہو

کمترین خادم الحمد الٰہی بخش ولد شیخ محمد بخش قانون گوئے۔ بہیرہ محلہ قانون گویان۔

جواب

آپنے جسقدر سوال پوچھے ہین۔ انکی نسبت گذارش ہے۔ ہمارے امام کا یہ مذہب ہے کہ صریح قرآن اور حدیث مین جو مسائل موجود ہون اونپر قرآن اور حدیث کے مطابق عمل کیا جاوے۔ اور جو مسائل قرآن اور حدیث مین موجود نہین۔ اون مسائل پر علی العموم لوگ حنفی مذہب پر عمل کرلین۔ یہ ایک اصل ہے جس پر آپ اپنے سوالون کو آسانی سے حل کرسکتے ہین۔ جب ہمارے امام نے ایک قاعدہ بتادیا کہ ہم قرآن کریم پر عمل کرین اور پھر احادیث صحیحہ پر۔ اور اگر وہ کوئی مسئلہ کو نہ پاوین تو حنفی مذہب کو دستور العمل کرلین تو ہمین دقت ہی کیا رہ گئی۔

دوسری ایک اصل ہی قابل یادگار ہے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور قرآن کریم مین اسکی اصل موجود ہے۔ مثلاً لا تسئلوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم اور نبی کریم نے فرمایا ہے تم مین سے برے مین وہ لوگ جو کثرت سوال سے حلال کو حرام یا حرام کو حلال کرا بیٹھتے ہین۔

۱۔ جمعہ سے پہلے جسقدر اللہ تعالے توفیق دیوے سنتین پڑھو۔ کوئی حد بندی نہین۔ دو ہون چار ہون چھ ہون یا اس سے بھی زیادہ۔

۲۔ حضرت صاحب کی تصویر آپکے لئے بالکل بے فایدہ ہے۔ کسیطرح مفید نہین۔ یہہ تصویر صرف اس لئے بنوائی گئی تھی کہ یورپ اور امریکہ والے لوگون کے سامنے پیش کیگئی کہ آیا یہ شخص کیا غلط و عالم ہے جسمین پاگل نظر آتا ہے۔ پس جو لوگ اصل کو دیکھ سکتے ہین اونہین نقل کی ضرورت ہی کیا ہے اس بارہ مین البدر نے ایک مضمون حضرت کی زبانی لکھا ہے۔

۳۔ مقتدی الحمد شریف اتنا پڑھے کہ امام ہرگز نہ سنے اگر امام کو سنائیگا تو اس کو تنازعہ کہتے ہین اور حدیث مین تنازعہ منع ہے اسیطرح تسلیم وغیرہ بھی آہستہ پڑھے ہان دوسرون کو آگاہ کرنے کیلئے تکبیر کا اونچا کرنا شرعًا جائز ہے۔ مسجد کا بچا ہوا روپیہ مساکین کو دے سکتا ہے

۴۔ ایک مسجد کا مال اگر بالکل اوس مسجد کی حاجتون سے زاید پڑا ہوا ہو تو دوسری مسجد کو دے سکتا ہے

۵۔ مسجد کا کہنہ اور ردی اسباب نیک متولی اپنی رائے سے اسمین تبدیلی کر سکتا ہے واللہ یعلم المفسد من المصلح

۶۔ یہ سوال کہ ایک احمدی امام وتر اور طرح پڑھتا اور حنفی اور طرح پڑھتے ہیں بڑے تعجب انگیز ہے کیونکہ وتر تین رکعت بیک سلام جیسے حنفی پڑھتے ہین شرع اسلام مین ثابت ہین اور وتر تین رکعت دو سلام سے بھی ثابت ہین پس اگر احمدی تین رکعت وتر بیک سلام حنفیون کیطرح پڑھا تو اس نے خلاف سنت نہین کیا۔ اور ہم نے خود اسطرح بہت دفعہ پڑھے ہین۔

۷۔ اثنا نماز مین تہ بند اور پاجامہ ڈھیلا ہو جاوے تو اوس کو ٹھیک سنوارے۔

۸۔ جنبی بحالت جنب درود استغفار بلکہ قرآن بھی پڑھ سکتا ہے۔

۹۔ صبح کی نماز بوجہ خوف اور خوف سردی تیمم سے جائز ہے جبکہ مرض کا ڈر ہو اور مسلمان بزدل نہین ہوا کرتا۔

۱۰۔ مسلمان کے معنے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مفصل فرمادیئے ہین مشکوٰۃ کے ابتدا مین لکھا ہوا ہے مسلمان وہ ہے جو۔ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدًا عبدہ ورسولہ۔ اور پانچ وقت کی نماز پڑھے اور رمضان کے روزے رکھے زکوٰۃ دے حج کرے۔ اور ایک حدیث مین لکھا ہے المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ جب مسلمان کی یہ تعریف ہے تو ایک احمدی اگر یہ کام نہین کرتا تو وہ مسلمان نہین۔

۱۱۔ بلوغ کی حد عام طور پر ۱۵ برس ہے اور مالی اسباب سپرد کرنیکے واسطے پچیس برس۔ ایک سوال کی نسبت آپنے مجھے علم دیا ہے کہ مین امام سے پوچھون میری عادت نہین کہ مین اپنے سوال کیا کرون مجھے تو اونکا دیکھنا اور ان کے روبرو بیٹھنا اور ان کے اقوال سننا ایسے مقدم ہین کہ مجھے خود سوالون کی ضرورت نہین۔ لیکن آپ براہ راست اگر دریافت فرمائین تو آپکو بھی نیا علم حاصل ہو جاویگا مین امید کرتا ہون کہ آپکے سوالون کے

www.aaiil.org

عجیب و غریب مذہبی کتابیں

دفتر الحکم سے ہی مل سکتی ہیں

ازالہ اوہام - ہر دو حصہ بے نظیر کتاب حضرت سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبردست قلم کا نتیجہ ہے جس میں ذرے ذرے کے متعلق نہایت شرح و بسط سے کام لیا ہے اور مخالفوں کی اعتراضوں کو نمبروار توڑا ہے) قیمت عہ

آریہ دہرم آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے طشت از بام کر دیا ہے خصوصیت کے ساتھ مسئلہ نیوگ کے خطرناک نتائج کو کھول کر دکھایا ہے اور آریہ ان اعتراضوں کا جواب دیا ہے جو وہ اسلام پر کرتے ہیں۔ قیمت ۸

نماز پر تقریر - اور مسئلہ وحدت وجود پر خط حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقاد کا لاجواب رد کیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے۔ تیسری دفعہ چھپا ہے۔ قیمت ۲

حضرت اقدس کی پرانی تحریرین حصہ اول اعلیٰ حضرت کی بیس سال پرانے مضامین۔ الہام۔ مسئلہ تناسخ وید اور قرآن کے مقابلہ پر۔ قیمت ۲

سراج الدین عیسائی کی چار سوالوں کا جواب عیسائی مذہب کی تردید اور اسلام کی حقیقت پر حضرت حجۃ اللہ کا لطیف رسالہ دوسری مرتبہ چھپا ہے۔ قیمت ۲

تحفۂ غزنویہ آسمانی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

قلم سے مضمون نام سے ظاہر ہے قیمت ۲

نور القرآن حصہ دوم۔ عیسائیوں کا عجیب فیصلہ قیمت ۴

فاضل امروہی کی تصنیفات

مندرجہ ذیل کتب کیلئے اسقدر کہدینا کافی ہے کہ وہ امام فن مناظرہ فاضل امروہی کی تصنیفات ہیں

تحذیر المومنین مولوی محمد حسین بٹالوی نے جو فتویٰ کفر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف تجویز کیا تہا۔ اور چند عقائد پیش کئے تھے اسکا کافی اور وافی جواب ایک لاجواب کتاب ہر ایک احمدی کے پاس ہونی چاہئیے قیمت ۸

شمس بازغہ - پیر مہر علی شاہ گولڑوی کی کتاب شمس الہدایہ کا لاجواب جواب قیمت ... عہ

تفسیر سورہ تبت - سورہ تبت یدا پر ایک انگریز کے اعتراضوں کا جواب اور سورہ مذکور کی عجیب تفسیر قیمت ۲

سوال السبیل نمبر ۲ - ایک ہندوستانی مولوی کی خط و کتابت قیمت ۱

تفک الشک امرتسری مولوی کی اعتراضوں کا جواب قیمت ۱

رد نسخ و شیعہ - حکیم الامۃ کی اچھوتی تحریر قیمت ۲

ایڈیٹر الحکم کی تالیفات

تفسیر القرآن پارہ اول - یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے صدہا خطوط اظہار پسندیدگی کے بہیجے گئے ہیں یہانتک کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے باہر بہی اس کو قبولیت ہوئی ہے۔ قیمت عہ

تفسیر القرآن پارہ دوم اسی طرز و طریق پر چھپ چکا ہے قیمت عہ

تفسیر القرآن پارہ سوم - بطور رسالہ ماہواری یہ تفسیر ناظرین تفسیر کے بحد اصرار پر بطور رسالہ ماہواری طبع ہونی شروع ہوئی تھی مگر بعض مقدمات کی وجہ سے بعض جاری اسباب ایسے پیش آئے کہ دو نمبر نکلنے کے بعد سلسلہ بند ہو گیا لیکن اب انشاءاللہ عنقریب یہ سلسلہ بدستور جاری ہونیوالا ہے گذشتہ دو نمبروں کی قیمت ۸ رسالانہ فی قیمت ۲

سلک مروارید - سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات اسلام اور انکی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تعلیم کو عام کرنے کیلئے حسب منشاء حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکھا گیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے۔ قیمت ... ۴

رپورٹ جلسہ ۱۸۹۷ء - دار الامان میں ۱۸۹۷ء میں دسمبر کے اواخر میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا تہا جسمین حضرت حجۃ اللہ نے تین زبردست تقریرین بیان فرمائیں اور حضرت حکیم الامۃ اور مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے قرآن کریم کے اور معارف پر اچھوتے لیکچر دئیے۔ یہ سب تقریرین لیکچر اسمیں ہیں علاوہ برین رپورٹ کے شروع میں ایڈیٹر الحکم نے ایک قابل قدر دیباچہ لکھا ہے۔ قیمت عہ

الانذار حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۸۹۸ء میں قادیان میں ایک جلسہ طاعون کے متعلق کیا تہا جسکی قابل قدر تجاویز پر گورنمنٹ پنجاب نے بہی شکر گذاری کا اظہار فرمایا تہا اس جلسے کے حالات حضرت حجۃ اللہ اور حکیم الامۃ کی تحریروں کا مجموعہ۔ قیمت ۴

اصلاح النظر (حضرت حکیم الامۃ کی خاص ارشاد پر

ایڈیٹر الحکم نے ایک کتاب اعتراضات متعلقہ تعدد ازدواج کا جواب لکہا جسکو حضرت حکیم الامۃ نے نہ صرف پسند فرمایا بلکہ اصلاح بہی فرمائی قیمت ۲

متفرق کتابیں

قصیدہ ضوابط الاسرار قیمت ۱ - وفات مسیح پنجابی نظم قیمت ۲
فیض احمدی (درود شریف پر پنجابی نظم) قیمت ۱

شیخ عبد الحق نو مسلم کی قلم سے

برہان الحق عیسائی مذہب کی حقیقت کہول گئی ہے قیمت ۲
دعوۃ الحق نمبر ۲ انجیل کی حقیقت قیمت ۱

میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی کی تصنیف

المنصح (نظم میں عبد مومن کی نو منشآت) قیمت ۲

مسلمانوں کا خدا اور اس کے حضور میں دعا مضمون نام سے ظاہر ہے قیمت ... ۱

نمونہ قرآن مجید - جو قاعدہ یسرنا القرآن کے موافق دو سیپارے چھاپے گئے ہیں۔ قیمت ۳

پورے سٹ کے خریدار سے صرف آٹھ روپیہ علاوہ محصولڈاک لئے جاوینگے

المشتہر
منیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

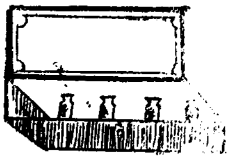

اعلیٰ درجہ کا مقوی اور مصفی سارسا پریلا یعنی عجیب و غریب چہار جوہر

ملکی اور حکمی مصفیات بدن کا مجموعہ ہر ایک بکس چہار جوہر کے چار دوا شیشی کی دوا میں گرٹے ہوئے خون کو نہایت تمام کرتے تمام خونی اور جلدی بیماریوں کو جڑ سے دفع کرتی اور سب سے بڑہکر ہر طرح کی طاقت بخشتی ہیں چار سو بار دوا کی تکاست اور جوہر فی شیشی ۱ خوراک چار شیشیوں میں ۱۲۰ خوراک جو ۲۲ روز کی استعمال میں مرد اور عورت لڑکے جوان اور بوڑھے سبکو تمام عمر کیلئے تندرست و سالم چست و چالاک بنا دیتا ہے۔ [illegible]

اکسیر حیات یعنی نمک نباتات

[illegible]

شیخ ولی محمد اینڈ کمپنی اکسیر اعظم میڈیکل ہال مقابل شہر شارس - نوٹ [illegible]

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و مالکان کارخانہ کی اہتمام سے چہپکر شائع ہوا

www.aaiil.org